بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و آسمان

انیس شبہای فراق عاشقان جلیس بیت الحزن دلفگاران داستان امیر حمزہ صاحبقران کی جان

موسوم بہ

طلسم فتنۂ نور افشان

جلد اول

جسکو بصرف زر کثیر مطبع سرآمد داستان گویان استاد سخنوران منشی احمد حسین صاحب قمر نے بعبارت فصیح ترجمہ و تالیف فرمایا

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین بہزار حسن و خوبی طبع ہوا

اطلاع - اگرچہ اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی اور اُسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے ملسکتی ہی جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شایقین اصلی حالات کتب کے معلوم کر سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی لیکن خاص اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحون مین بعض کتب قصہ جات نثر اُردو کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

قصہ جات نثر اُردو

داستان امیر حمزہ صاحبقران جسکی ترتیب و تنزئین آٹھ دفترون مین ہی-

(۱) نوشیروان نامہ در دو جلد-
(۲) کوچک باختر-
(۳) بالا باختر-
(۴) ایرج نامہ-
(۵) طلسم ہوش ربا در ہفت جلد-
(۶) صندلی نامہ } زیر طبع-
(۷) تورج نامہ }
(۸) لعلنامہ زیر تجویز طبع-

الف لیلہ باتصویر - دو کالم مین مشہور افسانہ ہزار اور ایک رات کا عربی مین ہی اُسکا ترجمہ اُردو مین بعبارت دلچسپ مرغوب عالم-

الف لیلہ باتصویر - مترجمہ مولانا محمد حامد علیخان متخلص بہ حامد

فسانہ عجائب جلی قلم باتصویر - بعبارت رنگین و نمکین از مرزا رجب علی بیگ سرور مغفور-

فسانہ عجائب متوسط قلم - حسب مراتب بالا-

ایضاً - بلا تصویر خفی قلم - حسب مراتب بالا-

سروش سخن باتصویر - بجواب فسانہ عجائب از سید فخر الدین حسین مودودی-

ایضاً - بلا تصویر - حسب مراتب بالا-

طلسم حیرت - افسانہ دلچسپ - از منشی جعفر علی متخلص شیون

باغ بہار معروف بہ قصہ چار درویش باتصویر-

ایضاً - بلا تصویر حسب مراتب بالا-

طلسم فصاحت - قصہ عجیب و غریب از سید محمد حسین جاہ مرحوم

آرائش محفل - قصہ حاتم طائی باتصویر - از سید حیدر بخش-

ایضاً بلا تصویر حسب مراتب بالا-

مقتول جفا - معروف بہ فسانہ غم آمود - از حافظ امیر الدین-

نوطرز مرصع - از محمد عوض-

بستان حکمت - اُردو ترجمہ انوار سہیلی - مترجمہ فقیر محمد خان

سیراب بلغ - از میر محمد علی قلق مرحوم مغفور-

فسانہ دلپذیر - مصنفہ منشی احمد علیخان تائب دلچسپ فصیح بلیغ نوطرز مرصع رزم بزم دونون عمدہ-

فسانہ جمیل - مترجمہ منشی حامد حسین-

قصہ سیاہ پوش - از عنایت اللہ تخلص قیس-

فسانہ معقول - از سید غلام حیدر خان بہادر-

فسانہ دلفریب - از منشی فدا علی عرف اچھے صاحب-

قصہ زاہد شمسی - مصنفہ شیخ برہان الدین احمد-

سنگھاسن بتیسی-

ناٹک نل و دمن - مؤلفہ منشی بنایک پرساد-

قصہ موتی و بنولہ - ذخیرہ پند خردمندانہ-

بیتال پچیسی باتصویر - قصہ مشہور-

گل بکاولی - از منشی نہال چند-

طوطا کہانی باتصویر - از سید حیدر بخش متخلص بہ حیدر-

قصہ گل صنوبر - از منشی پیم چند-

ایک روسی زمیندار کا قصہ - مترجمہ مسٹر ہنری فانتھم صاحب کاغذ سفید چکنا

نورتن - قصہ مشہور - از محمد بخش صاحب مہجور-

قصہ اگر گل - قصہ مشہور-

سیر مقبول - فسانہ نادر - از سید غلام حیدر خان بہادر-

فہرست مضامین طلسم فتنۂ نور افشان جلد اول

بعون صانع بیمکان و فضل خلاق زمین و آسمان

انیس شبہای فراق عاشقان جلیس بیت الحزن دلفگاران داستان امیر حمزہ صاحبقران کی جان

موسوم بہ

طلسم فتنۂ نور افشان

جلد اول

جسکو بصرف زر کثیر مطبع سر آمد داستان گویان استاد سخنوران منشی احمد حسین صاحب قمر نے بعبارت فصیح ترجمہ و تالیف فرمایا

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بہزار حسن و خوبی طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اوہ ثنا اسکی ذات بابرکات کو زیبندہ و سزاوار ہی جسکا لقب پاک ستار و غفار و قہار ہی ایک کلمۂ کن کے کہنے مین شجر و حجر ماہ و خورشید دوزخ و بہشت ثوابت و سیارگان خلق فرمائے سبحان اللہ اس باغ عالم مین گم گشتگان وادی سیہ بخت کو کیا کیا رنگ دکھائے نظم

سپہر آفرید است و خورشید و ماہ	بہ پیوست باہم سفید و سیاہ	چو او کس نداند چنین ساختن	ورا زیبد این کار پرداختن
ز چرخ و نجوم و مہ و آفتاب	زباد و ز آتش زخاک و ز آب	برو آفرین باد و زو آفرین	بران شخص محمود پاکیزہ دین

نعت سرور کائنات

سبحان اللہ کیا ترکیب ہی قدرت عجیب و غریب ہی کہ اپنے نور پاک سے نور محمدی کو پیدا کیا اُسکے نام نامی پر اپنے خورشید کیا وہ حبیب خدا مشہور ہوے دونون جہان تنویر نور حضرت سے معمور ہوئے نظم

محمد رسول است و پیغمبر است	ز پیغمبران دگر بہتر است	ہمین تا خدا این جہان آفرید	ازو صنعہا کرد دیگر پدید
محق محمد علیہ السلام	ہمانا بہ دیدار از خاص و عام	کسے کش دہا ئیزد این پائگاہ	ازو باید آموخت آئین و راہ
زو گفتن باید سخن در بدر	وزو جست باید ہنر سر بسر	منم بندۂ اہلبیت نبی	ستایندہ خاک پائے وصی
	ازین دیگران مر مرا کار نیست	بہ ایشان مرا راہ دیدار نیست	

منقبت حیدر کرار

جیسا نبی ولیسا وصی صاحب قوت یکہ تاز میدان سخاوت شہسوار معرکۂ جلالت وصی برحق جانشین مطلق نظم مصنف

ہے ثنا خوانت پیمبر یا امیر المومنین	قدر دانت رب اکبر یا امیر المومنین	پہچنے سے ہو غضنفر یا امیر المومنین	ہمہ مین چیرا ہی اندر یا امیر المومنین
دل میں حضرت کے مجھکو ایک نکتہ یاد ہے	قصۂ باز و کبوتر یا امیر المومنین	کنہ ذات باصفات حق کی ہی دانستے	راز دانش یا پیمبر یا امیر المومنین
	مدح خوان ہی بہ قمر شاہانگاہ مہر کر	آفتاب ذرہ پرور یا امیر المومنین	

خلاصہ اس حصے کا جو طبع ہو کر شایع ہو چکا ہے

اوّل ناظرین والامقام پر واضح ہونا ضرور ہے کہ گیا سحر کہ گذر چکا اب کیا تحریر ہوتا ہے اصل کیفیت یہ ہے کہ جب طلسم ہوش ربا
فتح ہوا ہمکو جو اُمید تھی بر آئی آئینۂ مخیال میں صورت وصال نظر آئی یعنے ملکہ بہار گلعذار کی شادی ساتھ بادشاہ جمجاہ کے ہوئی
صلب شاہ و بطن بہار سے شہزادہ سرو سہی قد پیدا ہوا حسین جمیل ماہ رخسار فر و شوکت شاہی چہرے سے ہویدا صولت
و جلالت ناصیۂ انور سے پیدا سرو قد خورشید خدا ور شادی نور الدہر کی ساتھ ملکہ مخمور کے ہوئی اُنکے یہان شہزادہ
مہران جوان بخت پیدا ہوا عقد اسد نامدار مہ جبین الماس پوش دختر افراسیاب سے ہوا اُنکے
یہان شہزادہ ضیغم شیر شکار پیدا ہوئے عیار ضیغم نیرنگ صبار فتار فرزند ضرغام عیار سرو سہی قد شاہو تیز رو
فرزند فیروزہ بن عمرو عیار مہران جوان بخت کافور خنجر بار فرزند شہر نگ عیار و صلب ایرج نوجوان و بطن
بران سے شہزادہ سکندر زرین پوش زرین علم پیدا ہوا و عیار سکندر رتبہ ابر خنجر زن فرزند شاہپور پران
سب کے ذکر وقت پر تحریر ہونگے مگر جب افراسیاب مارا گیا لشکر صاحبقران عمرو بیہ باختر پر بمقابلہ دو دو رہ رکی
آیا لڑائیاں شروع ہوگئیں لیکن یہ بھی لکھ چکا ہون کہ سب نے سحر سے توبہ کی ہے کوکب دلا ہیں کبھی تائب ہوے
ہر چند کہ امیر کو شاق ہوا مگر ان صاحبون نے کہا ہم دل و جان سے مسلمان ہوے ہیں کچھ خوف نہیں خدا مالک ہے بعد
ان شادیون کے کوکب نے سحر العجائب و سحر الغرائب کو بلا یا کہا ہم بصدق مسلمان ہوے طلسم نور افشان ہمارے
سپرد کرتے ہیں جسقدر مناسب سمجھنا ہمکو بتیانا سر کشون سے مقابلے پڑینگے مین نے طریقہ یہ رکھا تھا کہ ہر سال گشت
کرتا تھا اس پھرنے سے یہ بھی مراد تھی کہ کوئی ظالم کسی مظلوم پر بدعت نہ کر سکے کبھی کوئی مجھسے لڑا نہیں اگر کسی نے
ارادہ بھی جنگ کا کیا اُس حاکم کو تبدیل کر دیا مراد میری اس بیان سے یہ ہے کہ طلسم مین کوئی فتور نہین کوئی باغی نہین
سب ہمارے عدل و انصاف سے بخوبی راضی ہین بلکہ جب تم یہ بیان کروگے کہ خراج بہ آسانی پہونچاؤ شہنشاہ
گوشہ گیر ہوے خدا نے فضل کیا مذہب حق قبول کر لیا سب خوش ہو جاینگے بدل و جان اطاعت کرینگے تمکو جو صرف
فوج وغیرہ سے بچے اُسکے موافق خراج ہمکو بھی بھیجا کرنا ہم تمھارے دعا گو رہینگے یہ سنکر وہ دونون چلے گئے جا کے اپنے
مقام پر صلاح کی کہ میان کوکب تو ہو گئے اُنکی صورت دیکھنا منع ہے ہم جانبازی کا کہین انگوٹھے بیٹھے خراج
دین یہ ہمسے نہوگا اب اُنھون نے سحر سے توبہ کی ہین اُنسے کیا خوف ہمارا کیا کر سکتے ہین ایک سحر مین ہم اُنکو پامال کرینگے
یہ صلاح کرکے دونون باغی طلسم مین بیٹھے یہان کوکب شہر مین بیٹھے ہین ایک اقلیم ہے کہ اُسکو اقلیم سیہ پوشان کہتے
ہین بادشاہ وہان کا بہمن سیاہ قبا بیٹا اُسکا قہار فیلزور اپنے زمانے کا رستم ایک تاجر سے اُسنے تصویر ملکہ بران
کی مول لی گویا سودا خریدا قہار نے عاشق ہو کر ایک ایلچی روانہ کیا یہان جو وہ نامہ دار آکر پہونچا کوکب نے نامہ
پڑھکر چاک کیا ایلچی کو نکلوا دیا اور ایک نامہ صاحبقران کو لکھا وہان سے ایرج نوجوان عین وقت پر آئے ایلچی
کو مار کے داخل قلعہ ہوے ملکہ ناہید مرصع پوش کہ نہایت بیقرار تھین اسوجہ سے کہ بران کو درد زہ شروع ہو چکا
تھا ایرج کے داخل ہوتے ہی لڑکا پیدا ہوا تمام مکان روشن ہو گیا صاف ثابت ہوتا تھا کہ ماہ تابان اپنے برج مین
جلوہ گر ہے ناظرین پر واضح ہو کہ جب ایلچی مارا گیا اور اُسکے ساتھ والے بھی بھاگے سامنے بہمن سیاہ قبا کے پہونچے قہار
بیٹا بہمن کا اسی خیال مین خوش بیٹھا تھا کہ معشوقہ آتی ہوگی اب جو لاشہ اپنے ایلچی کا دیکھا گھبرا گیا باپ سے کہا مین خود
جاؤنگا ہر چند اسکے باپ نے منع کیا مگر اسنے نہ مانا اوہام صبار فتار عیار کو اپنے ساتھ لیا بڑے زور و شور سے طرف

قصر جمشیدی کے چلا مگر ایرج نوجوان بعد چھٹی کے سب سے رخصت ہو کے طرف شہر بیہ باختر کے روانہ ہو گئے یہان کوکب پرورش مین سکندر کی مصروف ہین ایک دن ایک ایلچی نے آکر ایک کاغذ پیش کیا کوکب نے اسکو پڑھا طرفسے شہنشاہ لاچین کے مرقوم تھا کہ مبارک ہو صلب شاہ دلبطن بہار گلعذار سے لڑکا پیدا ہوا اُسکا نام شہزادہ سرو سہی قدر رکھا ہی اور مخمور کے یہان جو لڑکا پیدا ہوا اُسکا نام مہران جوان بخت رکھا و فرزند اسد کا نام کر بطن سے مہ جبین کے ہوا شہزادہ ضیغم شیر شکار قرار پایا اور عیارون کے بھی فرزند پیدا ہوے ہین لہذا آپ مع بران شمشیر زن و ملکہ ناہید مرصع پوش کے آکر شریک جشن ہون کہ عرضی صاحبقران کو بھی لکھی ہی کوکب اُس نامے کو خوشی خوشی لیکر محل مین آئے اپنی زوجہ کو خط سنایا بران نے بھی سنا سب خوش ہو گئے ناہید نے کہا چلنا ضرور ہی اس تہنیت سے قلب کو سرور ہی کوکب نے ملکہ ناہید و بران کو سوار کرایا وزیر سے کہا بہت جلد انتظام کرو مین عورات کو ساتھ لیکر نہ جاتا مگر شہنشاہ لاچین نے ایسا کچھ لکھا ہی کہ کوئی چارہ نہین زنانی سواریان ساتھ لیکر روانہ ہوے جس مقام پر فروکش ہوتے تھے شہر آباد معلوم ہوتا تھا مگر قہار چار لاکھ فوج چالیس پہلوان زبردست ساتھ لیکر چلا تھا تصویر ملکہ بران کی پاس ہی کبھی آنکھون پر اور کبھی کلیجے پر رکھکر دل کو تسکین دیتا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی جلدی چلو ورنہ روح میرے قالب سے نکلجاویگی کالی راتین فراق کی مجھے کھائے جاتی ہین راتون کو مثل مرغ بسمل تڑپتا ہی عیار اسکا کہ اسنے گودیون مین پالا ہی ہر وقت اسے سمجھاتا ہی کہ اے شہریار صبر کیجیے دل پر جبر کیجیے اے آقاے نامدار نہ گھبرائیے چلکر آپ مقابلہ مین اُتریے مین شب کو جاکر ملکہ کو چرا لاؤنگا آپ کو بیقرار ہونے دونگا اکثر پانچ پانچ کوس آگے بڑھ جاتا ہی ایک روز اوہام براے بالادری نکلا تھا ایک پہاڑ پر چڑھ گیا سیر صحرا دیکھ رہا تھا کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی سر اُٹھا کر دیکھنے لگا ایک پہلوان زبردست صفدر وصف شکن گھوڑے پر سوار آگے آگے فوج کے اہتمام کرتا ہوا ایک بادشاہ عالیجاہ تخت پر سوار چند محافہ ہاے زرین ہمراہ ڈیڑھ لاکھ فوج جنگی صاف ظاہر ہی کہ کسی کے مقابلے کو جاتے ہین جب اُس ملعون نے زنانی سواریان دیکھین دریافت کیا ثابت ہوا کہ کوکب اپنی زوجہ اور دختر کو لیکر طرف ہوش ربا کے جاتے ہین یہ پہاڑ سے ہنستا ہوا سامنے قہار فیلزور کے آیا کہا آپ بڑے صاحب نصیب ہین قلعہ فتح کرنے مین مشکل پڑی کوکب اپنی زوجہ کو لیے ہوے کہین جاتے ہین مین نے ابھی دیکھا کہ میان کوکب زنانی سواریان لیے ہوے تھوڑی دور پر اُترے ہین مین نے یہ بھی دریافت کر لیا کہ ہوش ربا مین کچھ شادی ہی وہان جاتے ہین یہ سنکر اسی وقت قہار مثل ابر کے گڑگڑایا سب فوج کو تیاری کا حکم دیا شام کو نرہے کردو فرسے سوار ہوا بڑے زور و شور سے چلا آتا ہی صبح ہوتے ہوتے سامنے لشکر کوکب کے آکے اُترا لشکر کو وہین چھوڑا اور خود گھوڑے پر سوار ہو کے سامنے کوکب کے آیا عرض کرنے لگا کہ آپ تردد نہ فرمائیے کا مین آپکا تابعدار ہون فرزند بادشاہ اقلیم سیاہ پوشان پہلوان دوران گرشاسب جہان اس حقیر کو بفرزندی قبول فرمائیے بران شمشیر زن کی شادی میرے ساتھ کر دیجیے کوکب کو سنکر بڑا ملال ہوا جواب سخت دیا کہ جو تجھسے ہو سکے کوتاہی نہ کر معاذ اللہ بہو صاحبقران کی اسکو تجھ ایسے کافر کو دینے کا ارادہ کرون لڑونگا مرونگا مگر یہ امر نہوگا قہار یہ سنکر پلٹ گیا کوکب اس سوچ مین بیٹھے ہین کہ پھر صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا وہی ملعون گینڈے پر سوار پشت پر چار لاکھ فوج اسی جانب آتا ہی گھبرا کے کوکب نے نگہبان سے کہا دریافت تو کرو اب اسکا کیا ارادہ ہی وہ بڑھکر رہ گوا سلطنت نہ آنے دو نگہبان فوراً مرکب پر سوار ہوا بڑھکر آواز دی ادھر کیون آتے ہو یہان ناموس شہنشاہی فروکش ہین قہار نے گینڈا بڑھایا کہا اے سپہ سالار ذرا ہم تک آؤ تمھارا کہنا ہمنے قبول کیا فوج

اسی مقام پر رد کا کچھ پیام دینگے گیہان نے کوکب سے پوچھا اپنے مالک سے دریافت کرکے سامنے قہار کے آیا اوسنے
برابر دنگل پر جگہ دی جب گیہان بیٹھ چکا تب قہار نے ساقی بچہ کو اشارہ کیا گیہان نے دست بستہ عرض کی کہ
معاف فرمائیے آپکا مذہب اور میرا مذہب اور نہیں معلوم آپنے مجھے کیون بلایا قہار نے کہا کہ ای پہلوان دوران و ای
رستم زمان کیا عرض کرون وہان ایلچی میرا آیا تھا اُسکے ساتھ آپکے مالک نے بُرائی کی خیر جو گذرا سو گذرا اب جاکر اپنے
مالک کو سمجھاؤ کہ بُران کو حوالے کردین ورنہ قیامت برپا ہوگی یہ سنکر گیہان کانپنے لگا کہا ای پہلوان بس خاموش
رہو ایسی بات کا خیال بھی نہ کرو لاکھون کی جان جاویگی قہار نے کہا تم جاکر اپنے مالک کو سمجھاؤ گیہان پریشان
اُٹھا اور خدمت مین کوکب کی آیا عرض کی ای شہنشاہ بڑا غضب ہوا کہ قہار فیلزور بہ ارادۂ فاسد یہان
آیا ہی ہمکو دھمکاتا ہی ہم کب ڈرنے والے ہین یہ باتین کر رہے تھے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی قہار نے طبل
جنگی بجوادیا خود کوکب نے بھی صدا اسنی کہا یہ ملعون اپنے دل مین کیا سمجھا ہی ہم ایسی گیدڑ بھبکیون سے نہین ڈرتا
یہ کہکر جواب مین نقارۂ رزمی بجوادیا مگر قہار فیلزور سے لوگون نے کہا بڑی مشکل ہی بُران کا ملنا کوکب کو
بڑا انتشار ہی وزیرون نے عرض کی ایک عرضی صاحبقران کو لکھیے کوکب نے جواب دیا اب مُہلت کہان جب
وزیرون نے بہت کہا تو کوکب روشن ضمیر نے ایک نامہ طرف طلسم نور افشان کے لکھا کہ ای فرزند شکر ہی کہ ہم سحر سے تائب ہوکے
تمسے مدد کے طالب ہوے کسی ساحر کو بھیجدو نامہ لکھکر خورشید سے کہا اس نامہ کو شباشب نور افشان مین پہنچا دو
کہ اسوقت مین ہماری مدد کرین خورشید نے اسی وقت نامہ کو روانہ کیا شتر سوار سامنے علامت طلسم نور افشان
کے پہونچا سحر العجائب نے نامہ اپنے پاس منگوالیا پڑھکر آواز دی یارو کوکب غضب خداوند سامری و جمشید مین
مبتلا ہوا اب مارا جائیگا اگر یہان آئیگا ہم بھی کسی ساحر کو نہ بھیجینگے شتر سوار کو جواب صاف دیدو لوگون نے جو سمجھایا تو اوسنے
سحر العجائب نے کہا کہ شکر ہی سامری جمشید کا کہ کوکب نے سحر چھوڑنے کا مزا پایا ہمارے باوا دادا بیوقوف تھے یہ بڑے
عقلمند ہوئے دین جدید کے پابند ہوئے مگر سعید نوجوان ایک ساحر ہی کہ اسکو انکی بغاوت ناگوار ہوئی مثل بید کے کانپ
دل سے کہا مقام افسوس ہی جسکا ان بھیا اُن نے نمک کھایا اسکی ذلت پر راضی ہین دونون کو سلام کیا کہا غلام رخصت
ہوتا ہی یہ کہکر قلعہ سے باہر آیا طرف کوہ چینی کے چلا بہر کیف مین بالائے کوہ چینی پہونچا بلندی سے دیکھا دونون لشکر مقابلے
مین اُترے ہین عقل بیمار گاہ کوکب کو پہچانا کھڑے ہوکر سحر کرنے لگا رات کا وقت ہی ماش کے دانے پڑھ پڑھکر پھینکتا
جو منظور یہ ہی کہ دشمنون کے قدم اُکھڑ جائین مقابلہ سے ہمارے آنکے ہٹ جائین بارگاہ سے کوکب نے قصد کیا تھا
کہ میدان مین جاؤن مگر گیہان شمشیر زن کوکب سے اجازت لیکر میدان مین بعد لڑ دفر آیا جیسے ہی قہار نے گیہان
کو میدان مین آتے ہوے دیکھا جھک کر سلام کیا کہا ای پہلوان دوران ہمسے بڑی خطا ہوئی کہ ہم یہانتک آ لیے اب
جاکر کوکب سے عرض کرو ہماری خطا معاف کرین آپکی دختر ہماری پیر و مرشد ہی چونکہ وزیرون نے بہکایا یہ فعل ناجائز
ہمسے سرزد ہوا یہ کہکر گینڈے کو پھیرا اپنے لشکر مین آیا کہا یارو اب تو دن کم رہگیا ہی چلکر اُترو صبح کو کوچ کرینگے کوکب نے
گیہان بھی پلٹے کس سے مقابلہ کرین یہ بھی خبر سنی کہ قہار فیلزور اپنی خطا پر نادم ہوا مگر کوکب نے کہا ای گیہان
تم جیسے بھی یہ کیا معرکہ ہوا جو ہمنے نامہ لکھا تھا اوسکا ظہور ہوا شاید ہمارا کوئی دوست آیا ہو مگر افسوس ہی کہ ہمسے ملاقی نہوا
سبب حریف چلا جائیگا تب غل اُسکے سحر کا پورا ہوگا تب ہمسے ملاقات کریگا مگر اوسکا ہم صبا رفتار عیار اُسکا خاموش
بیٹھا ہی یہ بھی اوسی بلا مین مبتلا ہی سعید گھبرایا سوچا اس مقام پر ٹھہرنا بہتر نہین ہی یہ سوچکر اپنے مقام سے اُٹھا جب دم کرکر
آیا سحر اُترا سعید نے حصار باندھ کر سحر کیا تھا اب سوچتا ہوا چلا کہ اگر سحر کرنے والا ملے تو اوسے مار دون ورنہ بڑی مقابلت ہی اگر

ہمارا شاہزادہ چلا گیا بڑی بدنامی ہوگی یہ سوچتا ہوا قریب کوہ چینی کے پہونچا سعید سحر کر رہا ہے تین پہر کا زمانہ گذرا الغرض بیاس
مین اس خیال مین ہے کہ کوئی ملازم ادھر سے گذرے اُس سے کہکر کھانا منگا دین کہ دیکھا ایک عیار جاتا ہے پکارا اسیا ن
جانے والے تمھارا کیا نام ہے اوہام نے سر اُٹھا کر اوس سے کہا تمھارا کیا کام ہے سعید نے کہا تم شہنشاہ کوکب کے ملازم
ہو مکار نے جواب دیا حقیقت مین مین اُنکا عیار ہون برائے ضرورت نکلا ہون جو کہنا ہو کہو سعید نے اپنے پاس
بلا لیا تمام حال بیان کیا کہ مین لشکر قہار فیلزور پہ سحر کر رہا ہون تین پہر سے حیران ہون بے آب و دانہ پریشان ہون
اب حال ابتر ہے یہ بھی شاہ سے عرض کرنا تمام اہالیان طلسم نور افشان آپسے باغی ہوگئے لیکن یہ غلام قدیم نمک حلال
آپسے براہ خیر خواہی حاضر ہوا رات سے سحر کر رہا ہون جب دشمن کو بھگا دونگا تب حاضر خدمت ہونگا اوہام صبا رفتار
نے سب حال سنا کہا مین جا کر تمھارے واسطے ابھی کھانا لاتا ہون اسی عیاری پر اوس بیحیا نے اُس بے خطا کو بیہوشی
کھانے مین کھلا کے بیہوش کیا سر کاٹ ڈالا وہان سے بھاگا ہوا خدمت مین قہار فیلزور کی آیا یہ چلنے کی تیاری کر رہا تھا
اب اُسکے مرنے سے قہار ہوش مین آیا اوہام کو دیکھکر رونے لگا کہا چچا جان عجب طرح کی بات ہے مین میدان کارزار
مین گیا بے لڑے بھڑے واپس آیا اب شرمندہ ہون اوہام نے سب کیفیت بیان کی لشکر اُسی وقت تیار کیا غیرت مین لشکر
کوکب پر جا پڑا یہ لوگ بے سامان تھے قتل ہونے لگے چند ہرکارون نے آکے کوکب سے عرض کی کہ یہان آپکا سپہ سالار
جا کر بھر گیا کوکب مسلح کھڑا ہی مگر ہربان شمشیر زن یہ ہنگامہ دیکھکر مان کے خیمے مین آئین کہا حضور غضب ہوگیا دشمن نے
رات کو بھی پناہ نہ دی ہزارہا آدمی مارے گئے اب آبرو کا خوف ہے ایسا نہو گرفتار ہو جائین کہ دیکھا سامنے سے کوکب
زخمی آگے مین چالیس جتنین ساتھ تھین دیکھا ہماری بیبیان پریشان ہین ایک جانب چل نکلا پانچ کوس ہیا نکو ہرکارے
نے بڑھکر خبر دی لشکر تباہ ہوگیا ہزارہا خیمے جلے دو دانے ماش کے پڑھکر مار دیجیے ابھی خاتمہ ہو جائے کوکب نے کہا لاحول
یہ مجھسے کبھی نہوگا توبہ شکنی نہ کرونگا اسی وجہ سے ساحر سحر سے توبہ نہین کرتے نباہنا دشوار ہے یہ کہتے ہوئے طرف
صحرا کے چلے خورشید روشن رائے وزیر ساتھ ہے راہ کو دیکھکر گھبراتا ہے کبھی یہ کہتا ہے کہ یارو رفیقو مجھکو اسوقت یہ
راستہ طلسم نور افشان کا معلوم ہوتا ہے کوکب نے کہا اے خورشید مجھے کچھ نہین سوجھتا یہ ذکر تھا کہ سامنے سے
قلعہ معلوم ہوا سر قلعہ پر ایک طاؤس صدائے ہیہات دیتا ہے منہ سے آگ گرتی ہے شعلہ آتش بھڑک رہا ہے کوکب
نے کہا کہ آواز دو وہین جگہ ملے خورشید نے بڑھکر آواز دی ایک شخص کریہ منظر سیاہ فام آگ سے نکلا آواز دی اے
کوکب اپنے خدائے نادیدہ کو پکارو گیا جلدی تمھین سزا ملی کوکب نے منہ پھیر لیا دیکھا سامنے سے قہار فیلزور
مع فوج پیدا ہوا کوکب و ناہید و بران و خورشید و چند مصاحب جنگ و نمک کا پاس تھا ساتھ کوکب کے آگ
مین پھاند پڑے جب آنکھ کھلی اپنے کو قید خانہ مین پایا ناچار راضی برضا ایک گوشے مین جا کر بیٹھ رہا مگر قہار محجوب ہو کر پلٹا
لوگون نے کہا اے شہریار نہ گھبرائیے جسوقت طلسم فتح کیجیے گا یہ لوگ زندہ ملینگے قہار تو اس اُمید مین خاموش مگر یہ عورتین
جب ہنگامہ سنکر بھاگین بخوف اپنی جان کے لڑکون کے گہوارے ایک خیمے مین رہگئے اُس سرحد کا بادشاہ سلطان پرین یہ
واسطے شکار کے آیا کشت و خون دیکھکر ہر خیمے مین گیا لڑکون کے رونے کی آواز سنی اُسی صدا پر سلطان آیا لڑکون کو
دیکھکر عاشق ہوگیا گود مین لیکر اپنے محل مین آیا خوبصورت کا نام سکندر زرین پوش زرین علم رکھا جو دوسرا
تھا اُسکا نام جواہر ہوا پرورش کرنے لگا نو نو برس کے دونون ہوئے بڑی خوشی رہتی ہے ایک دن سکندر واسطے
شکار کے چلا شکار گاہ مین آکر ایک شیر مارا باپ سے صفدر کے بہر شکار کو آیا ایک ہرن تیر خوردہ شکار کیا خورگا
اُسکے تعاقب مین ایک جوان آیا سکندر نے اسے زیر کیا اور کہا کہ خداوند تجبر کو سجدہ کر یہ سنکر وہ رونے لگا کہا اے شہریار

یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہی کہ اُسکو قلعۂ نرگس کہتے ہین میرا باپ معدان نرگس پوش ہی اور میرا نام
اورنگ تاجدار ہی بچپن سے فن سپاہ گری سیکھے صحرا مین کوہ ہی اُسپر ایک قزاق رہتا ہی شبرنگ سرکش اُسکا نام
ہی اُسکی دختر ملکہ آہو چشم پر عاشق ہوا میرے باپ نے پیغام دیا اُسکو اپنے زور پر ناز ہی جواب صاف دیا آوارہ ہو کر
نکل آیا ہون ایک مہینہ گذرا باپ کی ملاقات کو نہین گیا اگر وہ معشوقہ دلوا دیجیے تو دل وجان سے اطاعت کرون سکندر
نے کہا ابھی چلو اورنگ نے عرض کی پانچ چار روز تامل کیجیے اُسکے پاس بارہ ہزار فوج ہی بڑا سامان چاہیے سکندر
اورنگ کو ساتھ لیکر شہر مین آئے شبرنگ سرکش کا نام سنکر سلطان گھبرا گیا اور کہا کہ اُسنے اکثر میرا خزانہ لوٹ لیا
مین نے کیا کیا اس ذکر سے شہر مین کھلبلی پڑ گئی سکندر بھی چار ہزار سوار باپ سے ساتھ لیکر برابر کوہ کے پہونچ گئے
شبرنگ اور سکندر سے مقابلہ شروع ہوا آپس مین نیزے چلنے لگے عیار دیکھ رہا ہی آج تو آقا کا اور ہی رنگ
ہی تیسرے دن شبرنگ کو زیر کیا اور کہا اورنگ تاجدار کو بیٹی دو شبرنگ نے قبول کیا ناظرین پر ظاہر ہی کہ جب
کوکب وغیرہ خندق طلسم نور افشان مین گر کر بہ بغاوت نمک حرامان قید ہوے قہار مجبور ہو کر پلٹ گیا ڈرا کہ یہ
مقام طلسم ہی صحرا مین آکر اُترا اس خیال پر کہ ایسا نہو کسی بلا مین مین بھی پھنسون ایک پنڈت نے کہا حضور فتح کرنا طلسم کا
ضرور ہی فرزندان حمزہ طلسمات فتح کرتے ہین خود ساحر نہین ہین مگر ساحر کش مشہور ہین یہ باتین سنکر قہار کو جوش آیا
اور ہامِ عیار کو بلایا چند مشیر وزیر جہاندیدہ کار آزمودہ طلب کیے اُن سب سے کہا نجومی رمال کاہن ستارہ شناس
ڈھونڈھ کے لاؤ ہم اُنسے صورت فتاحی طلسم دریافت کرین اور طلسم نور افشان پر چڑھ جاوین طلسم توڑکے اپنے
معشوق کو لائین وزیر ندیم عیار سب اس فکر مین مصروف ہوے اب اسکو اس مقام پر چھوڑو حال اسکے طلسم پر جانے کا تحریر کیا
جائیگا ہر ناظر لطف کلام اُٹھائیگا یہان سے حال کیفیت مآل تین شاہزادون کا بیان کرنا ضرور ہی یعنے ضیغم شیر شکار
فرزند اسد مہران جوان بخت فرزند نور الدہر و سرو سہی قد دلبند بادشاہ ان تینون نے ہوش ربا
مین پرورش پائی جب بران وغیرہ نہ پہونچین بہار و مخمور و مہ جبین کو بر آنلق ہوا شاہنشاہ لاچین سے کہا دریافت کرو
اتنا معلوم ہوا کہ قہار فیلزور کے ہاتھ سے شکست کھا کر نہین معلوم کس طرف گئے یہ تینون شاہزادے واسطے شکار
کے گئے وہان سے بخیریت پلٹے لاچین برائے استقبال چلے دیکھا آگے سرو سہی قد ایک پہلو مین مہران جوان بخت
دوسری جانب ضیغم شیر شکار آسمان سے ایک پنجہ گرا ضیغم فرزند اسد نامور کو اُٹھا لیگیا سمن جادو عاشق ہو کر
اُٹھا لائی باغ مین لاکر سمجھانے لگی مگر یہ نازک مزاج کمسن جب اُسنے بوسہ لینے کو منھ بڑھایا ضیغم نے طمانچہ مارا
قریب تھا کہ سمن جادو کا سر اُڑ جائے کھسیانی ہو کر رونے لگی غصہ مین ضیغم کو ایک کوٹھری مین قید کیا ضیغم نکلنے لگا
کنیزون نے کہا یہ کمسن ان بدعتون کے لائق نہین ہی اسکو بلائیے باغ مین پھرنے کا حکم دیجیے نیزہ ہلائے تیر اندازی
کرے تماشا دیکھیے لطف حاصل ہوگا سمن کو یہ بات پسند آئی ضیغم کو بلایا کہا میان اس نخل سے ہوا ابت آتی ہی
اسے اُکھیڑ ڈالو ضیغم نے دو دھکے مارے جڑ سے اُکھیڑ کر پھینکدیا اسی طرح تیر اندازی کی اوراق لالہ پریشان کر دیے
اظلام زنگی سمن جادو کا قدیم آشنا آیا یہ حال دیکھکر جھلایا سمن سے کہا اُو قحبہ تو نے اس لونڈے کو پسند کیا ہی مین
رات بھر مشقت کرتا ہون تیرا دل نہین بھرتا ہی یہ کہکر طرف ضیغم کے متوجہ ہوا کچھ کلمہ سخت کہا ضیغم کو دیڑا اسکے خدمتگار
کو طمانچہ مارا اُسکا سر اُڑ گیا اظلام ضیغم سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی ضیغم نے اُٹھا کر دے مارا چھاتی پر چڑھکر سر کھینچ لیا
سمن دوڑی کہا اُو ظالم یہ کیا کیا جیسے ہی جھلکر قریب آئی زنانہ ماش کا مارا ضیغم گرا سمن نے چاہا بڑھکر سزا دون ایک کنیز
نے ہاتھ انار کے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے اور نعرہ کیا منم شبرنگ صبا رفتار خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک آواز آئی کشتی مرا نام سمن

سمن جادو [illegible] کی دال [illegible] کا جھگڑا [illegible] مہران جوان بخت و سرو سہی قد
پریشان ہو کر براے تلاش ضیغم نکلے [illegible] تھوڑی دیر کے بعد ایک غبار نمایان ہوا نخل
کے سایہ مین انتظار [illegible] ہزار فوج جنگی پشت پر
روانہ ہوتا ہوا آتا ہے ایک عیار [illegible] اس جوان کے ساتھ ہے واقف ہوئے کہ اس جوان کا نام افغان بلند قامت برق رفتار
[illegible] جمع کر [illegible] اس افغان پہلوان نے اور اہم
عیار کو طرف اپنے باغ کے روانہ کیا اس مضمون کی عرضی [illegible] طلسم کو فتح کرکے آوینگا یہ
افغان اپنے لشکر کا سپہ سالار [illegible] نور افشان کے جاتا ہے [illegible] وہ آفتاب زیر نخل دیکھے اور اہم
[illegible] یہ جوان کون ہیں [illegible] سلام کر [illegible] مہران جوان بخت نے پوچھا اے عیار اس جوان
[illegible] کہان جاتا ہے اور اہم نے سب حال تمہارا بیان کیا اور کہا کہ ہمارا ارادہ فتح طلسم کے ٹھہرا ہوا ہے سرو سہی قد
[illegible] مہران جوان بخت اس ملعون [illegible] کا مارنا واجب ہوا مہران نے کہا مین ابھی اسکا سر لاتا ہوں قریب
[illegible] نیزہ چلنے لگا سرو سہی قد نے تعریف کی اور نعرہ کیا [illegible] شاہزادہ سرو سہی قد صف لشکر کفار پر جا پڑے مگر شہزادہ
مہران جوان بخت بہت زخمی ہوا [illegible] دونون عیار مجمع سے نکلے مگر زخمون مین چور عیارون
[illegible] لاچین [illegible] جاکر اطلاع کرین [illegible] دونون عیار بیہوش رہا کہ چلے جواہر خنجر زن طرف اپنے آقا کے چلا یہان آپ
افغان بلند قامت [illegible] ان دونون شہزادون کو قیدخانہ مین بھیجدیا اور اہم سے صلاح کی کہ اب کیا مناسب ہے
عیار نے کہا [illegible] بیہوش رہا [illegible] انکے خون کے دعوی دار بھی ضرور آوینگے افغان نے کہا کیا
مجال ابھی قتل کرتا ہوں جلاد کو بلایا [illegible] دونون کو قتل کر [illegible] لاچین کو خبر پہونچی فوراً سوار ہوا بارہ ہزار جوان
ساتھ [illegible] دونون کو چھڑایا چاہتا ہے [illegible] نہین ملتی ضیغم کا اور افغان
کا سامنا ہوا افغان نے [illegible] تلوار [illegible] ضیغم نے ہاتھ تلوار کا مارا اسنے
سپر [illegible] افغان مارا گیا اور اہم نے یہ عیاری
[illegible] لاچین نے بڑھکر ان تینون جوانون کو بیچ مین لیا اگر زخمدری
[illegible] لیکر اندر آئے سب بیبیون نے اپنے اپنے فرزندون کو گلے لگایا
[illegible] عرض کی آج غلام نے مفصل خبر پائی ہے کہ جب وہ [illegible] مارا گیا
[illegible] وہ نامرد لشکر کوکب پر شباشب جا پڑا کوکب نے شکست
[illegible] حرامون نے دامن پناہ نہ دیا آخر سنتے ہین کہ جاکر اسی طلسم مین قید
[illegible] ایک عرضی امیر کو لکھتے اب شاید انکو بھی خبر پہونچی ہوگی ضیغم بولا
[illegible] اور ایک نامہ صاحبقران کو بھی روانہ کرنا چاہیے جیسا مناسب جانینگے
[illegible] گیا خدا انسے ملائے بہار نے فرمایا ہم مہینہ بھر مین سامان تیار
[illegible] انشاءاللہ [illegible] سرو سہی قد [illegible] رات کو اپنے عیار کو ساتھ لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوئے [illegible] کو
ضیغم و مہران [illegible] عیارون کو ساتھ لیا اور نکل گئے مگر شاہزادہ سرو سہی قد کے کان [illegible]
[illegible] نکل کر دیکھا ایک پہلوان [illegible] قلعہ مین جو بادشاہ ہے منت کرتا ہے پہلوان نہین مانتا ہے
شہزادہ [illegible] پہلوان نے کہا کیا مطلب ہے بادشاہ رشید تاجدار

مالک قلعہ حکاکیہ تھا ابے ایمان میرا بڑا بھائی ہے باپ کے مرنے کے بعد اسنے کل جائداد پر قبضہ کرلیا سلطنت بھی لے لی اب مینے
چند پہلوان جمع کیے زور بازو کے بھروسے پر چڑھ آیا اب بھی مکاری کررہا ہے سرو سہی قد نے کہا بس غرور موقوف کر شاہزادے
کو بیدل دیکھکر سمجھا جوان کمسن ہے زور مین کیا کریگا یہ سوچ کر زمین پر آیا کشتی ہونے لگی سرو سہی قد نے دو چار تھپے ایسے
مارے جینا تھمنا مشکل کردیا آخر زیر کرلیا فرتوت نے حلقۂ اطاعت کان مین ڈالا رشید نے جو یہ معاملہ دیکھا دل مین جل گیا
فرتوت کو مسلمان ہوتے ہوے دیکھا دل مین کہا دونون کا قتل کرنا واجب ہوا اگر تدبیر سے یہ شیر دام تزویر مین آ گئے
اگر اسوقت ذرا بھی بولونگا ان ظالمون کے ہاتھ سے نجات نہ پاؤنگا دوڑ کر بھائی سے لپٹ گیا کہا سلطنت کیا چیز ہے جان تک
حاضر ہے وزیرون نے بہکا کر مجھکو تمسے لڑوایا اب مین سرکشی سے باز آیا تم سلطنت کرو ملک و مال لو مین گوشۂ عافیت مین
بیٹھکر عبادت پروردگار کرونگا فرتوت نے کہا کیسی سلطنت اے برادر اس شیر کی اطاعت کرو مین اسکا تابعدار ہوا جو مینے
کہا تھا وہی کرونگا اس شہریار کو بادشاہ کرون مین سپہ سالار بنون شہرون کو تسخیر کرین اے برادر راہ خدا مین لڑین مرین
اب حضور کو اندر لیچلو پوچھون ایسے جلیل کیا باعث ہے کہ یکہ و تنہا یہان آئے ہین نہین معلوم کیا ارادہ ہے رشید قدمون پر
شاہزادے کے گرا کہا اے شہریار مین نے لات و منات پر لعنت کرکے آپکا مذہب قبول کیا سعادت ابدی کو حصول کیا بہ
لشکر مکرسے کلمہ پڑھا فوج کو بھی اشارہ کردیا سب اسی طرح مکر سے مسلمان ہوے باے انداز بچھاتے ہوے چوب و چماق ہاتھ
مین زر نثار کرتے ہوے اہتمام سواری مین مصروف شاہزادے کو دار الامارۂ شاہی مین لاے فرتوت و رشید نے بہ
منت خوشامد تخت پر بٹھایا شاہزادہ قبول نہ کرتا تھا کہا اے برادر فرتوت ہم بڑی مصیبت مین مبتلا ہین شہر ہوش ربا
سے یکہ و تنہا نکل آئے جنکے ساتھ پرورش ہوے اُنکے بھائیون کا ساتھ چھوٹا فلک نے اس کمسنی مین لوٹا ہمارا اختر طالع اور کوکب
عالی وقار کا ستارا گردش مین آیا جاکر طلسم نور افشان مین مقید ہوا اُسکی رہائی کو جاتے ہین اگر طلسم فتح کیا تو لیاقت ٹھیک
ورنہ ہماری جرأت مین تشکیک فرزند نور الدہر بن بدیع الزمان فرزند اسعد نوجوان یہ سب ہمارے ساتھ پیدا ہوے
اور بڑے ناز و نعم سے پرورش پائی اس سفر مین وہ بھی شاہزادگان والا تبار ہمسے چھوٹے بس آج شب بھر تم لوگ بڑے
تکلف سے ہماری دعوت کرو دونون بھائی بہ محبت اپنے کاروبار مین مصروف ہو ہم کسی طرح ٹھہر نہین سکتے صبح کو ضرور
بالضرور جائینگے ہم بدون فتح طلسم نور افشان آرام نہ پائینگے یہ سنکر فرتوت کو سناٹا آگیا نام طلسم سنکر قلب تھرا گیا
عرض کی اے شہریار اب دو چار مہینے یہان رہیے نجومی رمال جمع کرین سامان فتح طلسم مہیا ہو اور ہمارے بھائی صاحب
نے ایک بڑی خطا یہ کی کہ ہمکو تو نکالدیا یہان سے پانچ کوس پر ایک قلعہ ہے سفاک زنگی وہان کا حاکم دعوی پہلوانی بھی
رکھتا ہے جب ہم قلعے سے نکلگئے وہ چڑھ آیا بھائی صاحب کو خوب ستایا ملک پر قبضہ کرلیا آخر انہون نے خراج دینا قبول کیا
خراج اُسکو دیتے ہین جب خراج نہ جائیگا وہ بھی فساد برپا کریگا اُس سے بھی مقابلہ ضرور ہے شہزادے نے کہا اے بہادر و
سب کانٹون کو بعد فتح طلسم نور افشان دیکھ بھال لینگے یہ بڑی ضرورت ہے ایک صاحب شوکت وہان قید ہے ایک
شیر دلیر نور نگاہ صاحبقران فرزند ایرج نوجوان اس تباہی مین اپنی مان سے چھوٹا ایسی تباہی تھی کہ فرزند کی یاد مان
کو نہ رہی فرار کی تنہا سہی اُسکی بھی تلاش ضرور ہے اُسکے واسطے قلب ناصبور ہے اگر سفاک زنگی تمپر لشکر کشی کرے اُس سے مقابلہ
کرنا تم کیا کسی سے کم ہو ہم بھی اگر خدا چاہیگا زندہ پھرینگے تمھارے دشمنون سے سمجھ لینگے اگر قضا قریب ہے ملاقات ہماری تمھاری
روز حشر پر گئی یہ سنکر فرتوت بے اختیار رونے لگا عرض کی اے شہریار مین نے قدم چھوڑنے کو یہ غلامی اختیار نہین
کی جو قصد آپکا ہو بسم اللہ ہم ضرور ساتھ چلینگے حضور کو تنہا نہ چھوڑینگے رشید تاجدار ان دونون کی باتون پر
ہنس رہا ہے اپنے مشیرون سے کہتا ہے یہ دونون خوب خیالی پلاؤ پکا رہے ہین بیوجہ بلبلا رہے ہین دونون کی

ابھی گرون لیتا ہون گرفتار کرکے خدمت مین سفاک زنگی کی لیجاؤنگا وہ دونون کو قتل کریگا یہ کہکر بحیا نے عرض کی حضور یہ خاصہ تیار ہے شاہزادہ فرتوت کا ہاتھ تھام کے اٹھا شاہور عیار بھی ساتھ ہوا اسنے چپکے سے کئی مرتبہ شاہزادے سے کہا کہ ای شہریار یہ بیرنا بالغ مکار معلوم ہوتا ہے شاہزادے نے کچھ جواب نہ دیا بلکہ یہ کہا کہ بھی ہمین کسی کی مکاری و غداری سے کیا کام شب بھر کے مہمان ہین صبح کو چلے جائینگے ہمین یہان رہنا ہے شاہور ناچار خاموش ہو رہا مگر رشید ملعون نے سب کھانا آغشتہ بہ داروے بیہوشی پکوایا ہے شراب مین کباب مین بیہوشی جب ان سب نے کھانا کھایا جو ہاتھ دھونے کو اٹھا زندگی سے ہاتھ دھویا بیہوش ہو کر زمین پر گرا رشید ملعون نے فوراً آہنگرون کو بلا کے فرتوت و شاہزادہ سرو سہی قد کو مع شاہور عیار کے مسلسل و مطوق کیا اور نصف شب کو جاکر فوج فرتوت پر شبخون مارا وہ سب بیچارے سپاہی بے سردار کیا کر سکتے تھے شکست فاش کھا کر درہ ہاے کوہ مین جاکر مخفی ہوے اس ظالم نے سب مال و اسباب لوٹ لیا صبح کو فرتوت و سرو سہی قد و شاہور عیار کو ارابے پر ڈال کر طرف سفاک زنگی کے چلے ابھی کچھ یہ خراج دیتا ہی صبح کو جب شاہزادہ سرو سہی قد بیدار ہوا اپنے کو اس حال پر ملال مین پایا فرتوت بھی ہوشیار ہوا اسنے افسوس کی کیون ای شہریار ہمنے عرض کیا تھا کہ یہ بچہ بڑا مکار و غدار ہے شاہور نے عرض کی مین نے بھی تو آگاہ کیا تھا کہ یہ لعین مکار ہے مگر حضور نے کچھ خیال نہ کیا آخر یہ روز سیاہ فلک نے دکھایا شاہزادے نے فرمایا کہ کچھ مقام تردد نہین ہے آدمی کو سزا اپنی اعمال کی اپنے اچھے معاملات مین پیش آئینگے جو نزدیک پروردگار عالم کے بہتر ہے وہی ہوگا عیار خاموش ہو رہا القصہ کئی منزل طے کر کے نکلے تھے کہ سفاک زنگی اسی شکار کے صحرا مین آیا تھا اسکو خبر معلوم ہوئی کہ رشید تاجدار شاہزادہ ثابت قدم کو زبردستی ہے کہ چند مسلمانون کو اسنے قید کیا آپکی خدمت مین لاتا ہے ان مسلمانون مین فرتوت بھی ہے یہ خبر سنکر برہم ہوا اور پر چڑھ گیا تھا عین وقت پر فرزند ارجمند بادشاہ آہستہ کو کیا فرتوت مسلمان ہو گیا رشید تاجدار نے ظاہر مین کلمہ پڑھا اور باطن مین بت پرست رہا مگر دونون جیالون کو پکڑ لیا قید لیے ہوئے آتا ہے یہ سنکر سفاک زنگی اسی مقام پر ٹھہر گیا سے رشید تاجدار ان قیدیان کو لیے ہوئے آ پہونچا سفاک زنگی نے سب حال رشید سے دریافت کیا رشید نے کل کیفیت بیان کی کہا ای بادشاہ جمجاہ ای پہلوان عالیجاہ یہ جوان آفتاب مثال خورشید جمال نیر آفتاب آسمان نور نگاہ بادشاہ اسلام سرو سہی قد نام خالک مقام ہمارے دام تزویر مین آگیا جو مناسب ہو حکم سفاک زنگی نے حکم دیا کہ یہ لوگ بھی ہمین شہر مین لیجانا مناسب نہین اسی صحرا مین دار مین استاد فوراً دار مین استاد ہوئین ارادہ قتل کا ہوا جلاد آکر شلنگین لگانے لگے کہ عین وقت پر شاہزادہ مہران جوان بخت شیر شکار جو شاہزادے کے تعقب مین چلے تھے آگرا اسوقت پہونچے کہ اپنے شہریار کو زیر تیغ پایا یہ سانحہ دیکھکر تلوارین کھینچ کھینچکر گرے شاہزادے کو قید سے رہا کیا سرو سہی قد نے سفاک زنگی کو زیر کیا یہ فوراً بصدق دل مسلمان ہوا رشید ملعون کو بھی شاہزادے نے قتل کیا سب فوج نے امان مانگی شہزادے نے ہاتھ روک لیا قلعہ سفاکیہ تک عملداری ہوئی سفاک زنگی و فرتوت کی ڈیڑھ لاکھ فوج کا شمار ہوا جب رات کو جلسہ آراستہ ہوا صحبت عیش و نشاط گرم ہوئی تو شاہزادہ سرو سہی قد نے کہا یارو یہان رہنے سے کیا فائدہ ہے ہم طرف طلسم نور افشان کے جائینگے مشہور ہے کہ وہان کہیں ویران قید ہین جاکر انکو چھڑائینگے سب نے کہا بسم اللہ ہم حضور کے ہمراہ ہین جو مناسب ہو وہ کیجیے سفاک زنگی نے کہا ایک ہفتے کی مہلت چاہتا ہون سرو سہی قد نے کہا جبتک تم لشکر تیار کرو ہم شکار کھیل آئین ان سب نے قبول کیا شاہزادہ سرو سہی قد مع اپنے عیارے کے شکار کو آیا ایک آہو کے پیچھے گھوڑا ڈالا ایک صحرا مین آئے

دیکھا دیہات کا میلہ آراستہ ہے ایک نخل سے صورت سامری پیدا ہوتی ہے سب اسی آرزو مین جمع ہین شاہزادے نے دیکھا پہلا
غنچہ پھر پھول پھل بنا سب نے اُسکو سجدہ کیا شہزادہ پہچانا گیا درخت برابر سوسنی کا سایہ پڑا اُس سے بجلی چمکی شہزادے کو اُٹھا لیگئی میلہ موقوف ہوا مگر
شاہور نے خدمتگار بنکر قرطوس زمیندار سے پوچھا کیون حضور یہ جوان کون تھا جسپر بجلی گری قرطوس نے کہا تیس کوس پر ایک باغ ہے اُسمین چند
کنیزان خداوند رہتی ہین نسرین عذار سب کی افسر ہے جو کوئی اُس راستے سے جاتا ہے جل جاتا ہے یہ انگوٹھی پہنلو جب بجلی
چمکے ہاتھ بلند کرکے آواز دینا منم فرستادۂ قرطوس زمیندار تبر بجلی نہ گریگی باغ مین جاکر نسرین عذار سے سب حال
پوچھنا وہ بتلا دیگی عیار انگوٹھی لیکر جنگل مین آیا انگوٹھی نے دستگیری کی اُسپر بجلی نہ گری باغ مین پہونچے دیکھا تو کنیزین وسط
باغ مین بیٹھی ہین نسرین عذار سب کی افسر ہے شاہور کنیزون مین ملگیا نسرین سے پوچھا اُسنے کہا کیا کہون بدنامی ہوگی
ملکہ عالم اُس جوان پر مائل ہے وہ نہین مانتا مگر ایسا جوان کبھی نگاہ سے نہین گذرا یہ ذکر تھا کہ ملکہ پیدا ہوئی نہایت حسین
پہلو مین سرو سہی قد بصد شوومد گرد کئی سو کنیزین خوش محفل مین آکر پہونچی شاہور نے گلرنگ ڈومنی کو بیہوش کیا اُسکی
شکل بنکر ملکہ کو مع کل کنیزون کے بیہوش کیا شاہور کو یہ خیال تھا کہ شاید اس نازنین نے سحر سے اچھی صورت نہ بنائی ہو
بیہوش کرکے اسکو ستون سے باندھا زبان مین ملکہ کی سوزن دیکر ہوشیار کرکے حال پوچھا اُسنے سب کیفیت بیان کی
اور کہا مین دمامہ کی نواسی ہون جب سے وہ ملک برباد ہوا اس صحرا کو آکر آباد کیا اب آپکی کنیز ہون جہان آپ جائینگے مین
بھی جاؤنگی ڈیڑھ لاکھ جادوگرنیان میرے ساتھ ہین سب کو لیکر آپکی مدد کو موجود ہون جو کچھ مجھسے ہوسکیگا قصور نہ کرونگی شاہور
عیار نے دیکھا کہ پیشانی اسکی روشن معلوم ہوتی ہے فوراً ملکہ کو ستون سے کھولا اور سب کنیزون کو بھی ہوشیار کیا محفل عیش
نشاط گرم ہوئی شاہزادے کو اسکے شریک ہونے کی بڑی خوشی ہوئی کلمۂ طیبہ ملکہ کو تعلیم کیا ہر نوع اس کروفر سے یہان سے ارادہ
ہے کہ اول طلسم نور افشان پر پہنچین کوکب وبران کو رہا کرین بعدہ غروبیہ باختر پر چلین الغرض یہ تینون شیر نقاب جیرون پر ڈالکر
سوسنی مین یہ ساحر مع ڈیڑھ لاکھ ساحرون کے تخت پر شاہزادۂ سرو سہی قد ایک طرف مہران جوان بخت ایک جانب
ضیغم شیر شکار اس کروفر سے طرف طلسم نور افشان کے چلے مگر سکندر زرین پوش زرین علم نے مذہب شہر بستی
مین پرورش پائی حسین جمیل بہادرون کا کفیل روز تقاضا ہے باپ سے کہ ملک گیری کیجیے چلیے شہر فتح کرین بلکہ بربر
غروبیہ باختر چلیے وہان بڑے بڑے بہادر جمع ہین اگرچہ ایک بہادر کو بھی زیر کیا تو نام ہوگا باپ اچھا کہکر ٹال دیتا ہے
کبھی کہتا ہے بیٹا شیران دشت نبرد سے مقابلہ دشوار ہے یہ ذکر تھا کہ ہرکارون نے سکندر سے آکر بعد دعا وثناے خدا کے
عرض کی کہ طولاب شمشیر زن حاکم قلعۂ کوہستان بڑا پہلوان زبردست ہے کئی ملک اُسنے تسخیر کیے طرف طلسم نور افشان
کے جاتا تھا آپکے ملک کا نام سنکر برائے مقابلہ اسطرف آتا ہے پہونچا چاہتا ہے اپنے ندیمون سے اُسنے ذکر کیا کہ شاہنشاہ
زرین پوش سے خراج لونگا سکندر نے کہا اُسکی کیا مجال اگر یہان آئیگا ہاتھ سے مردان عالم کے مارا جائیگا اس تیغ بیدریغ
سے پناہ نہ پائیگا شاہنشاہ تو کانپ گیا کہا اے فرزند وہ جوان بڑا صاحب طاقت ہے سکندر نے تیوریان چڑھا کر جواب
دیا پھر کیا کوئی خراج دیدین یہ ذکر تھا کہ سامنے سے گرد تیرہ نمایان ہوئی جب دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا طولاب شمشیر زن
پشت کرگدن پر سوار پشت پر دو لاکھ فوج جرار آکر فروکش ہوا نامہ دیکر اپنے ایلچی سہیل اژدر سوار کو پاس
شہنشاہ زرین پوش کے روانہ کیا کہ جاکر شہنشاہ کو سمجھاؤ ہماری خدمت مین اُسکو لاؤ اگر بسہولیت نہ آئے تو بہ جبر
کشان کشان سامنے ہمارے لاؤ ہم بدون خراج لیے ہوئے آگے نہ بڑھینگے یہان دربار شہنشاہ آراستہ ہے سکندر
دنگل زرین پر جلوہ فرما کہ درگہ سالار نے آکر عرض کی کہ سہیل اژدر سوار نامۂ ایلچی طولاب کا در دولت پر
حاضر ہے سکندر نے کہا بلالو سہیل اندر آیا مثل لات پر ستون کے صاحب سلامت کی کسی نے جواب نہ دیا غضب مین

کانپتا ہوا قریب سکندر زرین پوش زرین علم آیا کہا او طفل زنگل سے اُٹھ مین بادشاہ سے کچھ جواب و سوال کرونگا سکندر
نے کہا لاؤ نامہ ہمین دو ہم جواب باصواب دینگے سُہیل نے کہا پڑھنے کی کیا ضرورت ہی سکندر نے کہا اُس نامہ کا جواب
جنگ دیتے ہین جاکر طبل جنگی بجواؤ میدان مین نکلو جرأت و شوکت ظاہر ہو جائیگی ہم خراج نہ دینگے سہیل نے کہا او طفل
بے ادب تیری بھی یہ مجال ہی کہ جواب سخت دے مین خالی ایلچی نہین ہون تمہاری بھی گردن پکڑ کے لیجاؤنگا طولاب ہمارا
پہلوان سب پر غالب ہی تمسے خراج کا طالب ہی یہ کہکر ہاتھ بڑھایا چاہا سکندر کی گردن پکڑ لے سکندر نے بلائی پکڑ کر طمانچہ مارا
سُہیل چیخ کھاکر زمین پر گرا بیہوش ہو گیا سکندر سر پر اُسکے کھڑے ہین جیسے ہی آنکھ کھولی ملک الموت کو قریب پایا آنکھین
بند کر لین سکندر نے کہا او مغرور کیون شرماتا ہی جا اُٹھکر چلا جا تجھ ایسے نامرد کو قتل کرنا ننگ ہی سہیل نے کہا او جوان تو نے
غضب کیا سر دربار مجھکو ذلیل کیا اب تیرا سر کاٹ کر لیجاؤنگا یہ کہکر تلوار کھینچی اُٹھتے اُٹھتے ہاتھ تلوار کا مارا سکندر نے بڑھ
بچا کے تلوار اُسکی اپنے قبضے مین کی وہ لپٹ پڑا اور زوری کرنے لگا سکندر نے تیسرے پیچ مین کولے پر لاد کے دے مارا
نامہ لیکر پھاڑ ڈالا وہ منت کرنے لگا سکندر نے چھوڑ دیا سہیل روتا پیٹتا سامنے طولاب کے گردن سوار کے آیا کہا
حضور مجھکو سیکڑون پہلوان لپٹ گئے بیٹے نے شہنشاہ زرین پوش کے نامہ چاک کر ڈالا بڑا سرکش ہی آپ طبل جنگی
بجوائیے طولاب نے حکم دیا طبل جنگی بجا جواسہار نے سکندر کو خبر دی یہان بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا چار پہر رات تیاری
رہی صبح کو دونون لشکر بطور قاعدۂ قدیم جمے سُہیل غیرت سے میدان مین نکلا سکندر ہی کو للکارا سکندر زرین پوش
بعد جوش و خروش شہنشاہ نامور سے اجازت لیکر مقابلۂ سہیل مین آیا نیزہ چلنے لگا چند طعن مین نیزہ سہیل کا ہوائی کیا
اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا سکندر نے روک کر سر کو بچا کے کمر پر ہاتھ مارا سہیل اژدر سوار کے دو پرکالے ہوے طولاب
کی آنکھون مین اندھیرا آگیا غصہ مین گینڈے کو دوڑا کر میدان مین آیا سراپا میدان کا دکھلایا نگاہ اُٹھا کر فوج ظفر موج سکندر
کو دیکھا لشکر قلیل نہایت لطف سے آراستہ ہی مقابلے مین سکندر زرین پوش زرین علم کے آیا مگر جمال جہان آرا دیکھکر
سر سپہر محو ہو گیا کہا اے جوان تو نے دو خطائین کین نامہ چاک کیا بدولت کے پہلوان کو آنکھون کے سامنے مارا مگر مین
تیرے سن کو دیکھکر رحم کرتا ہون خطا بھی معاف کی تجھ ایسے بہادر کے مقابلہ مین ٹھہر گیا لات و منات کو سجدہ کر اپنے لشکر
کا بادشاہ کرونگا تمام دنیا مین گرز و سکہ تیرے نام کا جاری ہوگا کیا مجال کسی کی جو تجھسے مقابلہ کر سکے سکندر نے بہ قہر
غضب جواب دیا بس لاف و گزاف موقوف کر کچھ زور بازو دکھا بہتر اسی مین ہی کہ جلد خداوند شجر کو سجدہ کر ورنہ
ابھی سزاے معقول پائیگا پاس سہیل کے جہنم مین جائیگا طولاب نے کہا اے جوان ابھی تو نے نشیب و فراز عالم نہین دیکھا
شاید کہ میرے نام سے تو آگاہ نہین مقام تاسف ہی کہ سلطان زرین پوش نے تجھے سمجھا نہ دیا صدہا پہلوان کوہستان
کے مین نے زیر کیے ہین جسقدر کہ پہلوان میرے ساتھ ہین یہ سب میرے ہی زیر کیے ہوے ہین مین نے سلطنت صرف
پہلوانون کے بھروسے پر نہین کی مین دعوی زور بازو رکھتا ہون اگر تو کسی طرح یہ نہین مانتا تو آ یہ تلوار میری خداوند
لات و منات کا قہر ہی سنان نیزہ زہر ہی مجھسے کشتی مین مقابلہ کر مین تجھکو زیر کر کے اپنا رفیق بناؤن سکندر نے کہا تیری
قضا دامنگیر ہی نیزہ اُٹھا کشتی کی بھی نوبت آجائیگی طولاب نے جھلا کر نیزہ مارا سکندر نے نیزہ نیزے کی سنان پر لیا
چند طعنون مین نیزہ طولاب کا نکالدیا طولاب نے نعرہ کیا او طفل تو نے غضب کیا دو دریائے لشکر دیکھ رہے ہین
تو نے نیزہ میرا ہوائی کیا اب تجھے زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر غصے مین جھوڑا تیغہ نیام سے کھینچا حقیقت مین تیغہ برق تاب
چہرہ اُسکا پر عتاب خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا سکندر نے قصد کیا زیر بغل جاکر گانٹھون ملکہ لپٹ پڑون فن کشتی مین آئے
زیر گردن قضاے کار وہان پر موشگانہ تھا مرکب نے سکندری کھائی گرد سپر کا سر سے ہٹا خود بھی سر سے گرا طولاب

کا تیغہ پڑا زخم کاری سکندر کے آیا سکندر نے جیداری کرکے زخم سر بائین ہاتھ سے تھا نا جواب مین وار کیا طولاب نے گینڈا اٹھا لیا وار سکندر کا خالی گیا سر ہر ٹہ زین سے جا ملا طولاب نے قصد کیا سر کاٹ لون حجراہم نے اہالیان فوج کو آواز دی شاہزادے کو بچاؤ کچھ لوگ دوڑ پڑے اُس مغلوبہ مین گھوڑا سکندر کو لیکر طرف صحرا کے نکلگیا شاہنشاہ زرین پوش نے جو دیکھا کہ شاہزادہ زخمی ہو گیا اب مقابلہ دشوار ہی بخوف جان تمام فوج کو لیکر اپنے قلعے مین بھاگ آیا قلعہ کا دروازہ بند کر لیا طولاب نے چہار جانب سے قلعے کو گھیر لیا اب اپنا علاج کرنے لگا اور حال سکندر زرین پوش زرین علم کا گذارش کیا جاتا ہی کہ گھوڑا انکو معرکۂ جنگ سے لیکر نکلا صبح ہوتے ہوتے ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچا قضاے کار یہ صحراے کوہستان ہی قاموس شتر سوار طولاب کا بھائی یہان حاکم ہی صبح کو واسطے سیر کے صحرا مین نکلا ہی ایک شخص نے کہا دیکھیے ایک مرکب بادرفتار چر رہا ہی ایک شخص نے کہا اُسکا سوار بھی زیر نخل پڑا ہی زخمون مین چور چور ہی مگر قبضہ تلوار کا ہاتھ سے نہین چھوٹا قاموس یہ سنکر قریب آیا جمال جہان آرا شہزادے کا دیکھکر حیران ہو گیا ہمراہ اومنگوا کر سکندر کو سوار کیا مرکب کو بھی ہمراہ لیا قلعۂ کوہستان مین لایا جراح کو بلایا زخمون مین ٹانکے دلوائے پٹیان مرہم کی چڑھادین اس انتظار مین بیٹھا رہتا ہی کہ یہ جوان آنکھ کھولے تو حال پوچھون حقیقت مین بڑا دلیر ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی ہزارون سے لڑا نیزون کے بھی زخم ہین بعد چار پہر کے سکندر نے آنکھ کھولی دیکھا ایک تاجدار نگہبانی کر رہا ہی شاہزادہ یہ حال دیکھکر اُٹھ بیٹھا قاموس شتر سوار سے پوچھا یہ کیا مقام ہی قاموس نے کہا مین یہان کا شاہ ہون آپکو مرکب نے میری حوالی مین پہونچایا بہادر جانکر اُٹھا لایا جو کچھ ہوسکا علاج بھی کیا مجھے خود بخود آپکی جرأت پر محبت ہوئی کیا کسی مقام پر قزاقون نے گھیر لیا تھا مال لینے کا ارادہ کیا تھا مگر آپنے بڑا کمال کیا کہ مال بچایا مین عاشق صادق حضور ہون سکندر نے اسکی جرأت کو پسند کیا کہا ای پہلوان قزاق ہمین کیا گھیرینگے شاہنشاہ زرین پوش کا مین فرزند ہون سامان لشکر کشی ہو رہے تھے کہ طولاب بعد شدومد میرے قلعہ پر پہونچا اُس سے مقابلہ پڑا اُسکے ہاتھ سے زخم کھایا مگر اُسکو بھی زخمی کیا زخمداری مین مرکب ہمکو یہان نکال لایا ہی نہین معلوم وہان لڑائی مین میرے والد نامدار سے کیا گذری یہ سنکر قاموس شتر سوار کو سناٹا آگیا اور محبت مبدل بہ دشمنی ہوئی دل مین سوچا اگر بھائی صاحب سُنینگے نہایت آزردہ ہونگے کہ ہمارے دشمن کو اپنے گھر مین کیون جگہ دی بسبب کمسنی کے قتل کرنے کو جی نہین چاہتا ہی بہتر یہ ہی کہ اسکو بیہوش کرون قید کرکے حذمت مین بھائی صاحب کی لیجاون بہت خوش ہونگے اس خیال مین تین دن شاہزادے کا علاج کیا یہ بھی خیال مین ہی کہ بھائی صاحب سے اس جوان کی خطا معاف کرادونگا اپنا رفیق بناونگا چوتھے دن شب کو شاہزادے کو مسلسل و مطوق کیا صبح کو ارابے پر سوار کرکے بیس ہزار سوار اپنے ساتھ لیے طرف شہر زرین پوشان کے چلا مگر سر جھکائے ہوے کچھ زور نہین مگر جواہر خنجر زن عیار سکندر شاہزادے کی تلاش مین صحرا مین پھر رہا تھا یہ حال سکندر کا دیکھکر طرف اپنے قلعے کے بھاگا پھر سوچا کہ شہنشاہ تو خود قلعہ بند ہین باہر بھی نہ نکل سکینگے اُنسے کیا ہو سکیگا وہان جانے سے کیا فائدہ لشکر مین داخل ہو شاید کوئی صورت بن پڑے یہ سوچ کر بشکل فقیر اپنے تئین آراستہ کیا لشکر مین قاموس کے آیا ایک مقام پر بیٹھا سب معاملہ دیکھا کیا قیدخانے کو تاکا دیکھا ایک کمیدان و چالیس جوان در خیمہ پر نگہبان ہین شام کو جواہر ایک گوشے مین آیا مالن کی شکل بنکر تیار ہوا برنجی تھالی ہاتھ مین اُسمین موہن بھوگ گرما گرم کچھ پھول کچھ ہار سب پر بیہوشی پڑی ہوئی ایک چراغ آٹے کا بنا کر چار بتیان اُسمین روشن کین گوری گوری صورت کمسن آدھی ساڑی باندھے آدھی اوڑھے ہوے جھاڑلیان بتاتا ہوا چلا سامنے اُس قیدخانے کے نکلا چمک کے جو چلا چہرہ پر بینظیر ظاہر ہوا معلوم ہوا برق چمکی کمیدان نے آواز دی میان جانے والے ذرا ادھر بھی ایک نظر دیکھنا چاہیے آوازے کسنے لگے کوئی کہتا ہی کیا انکھڑیان ہین آہوان شیر گیر کوئی کہتا ہی نگاہ غضب کی ہی کوئی کہتا ہی چال تو دیکھو کیا قیامت کی ہی ایک موزون طبیعت بولا

بھائی کبک رفتار شیرین گفتار ماہ رخسار ابرو خنجر آبدار ہم تو ذبح ہو گئے اس سے پرشاد ضرور لینگے جانے نہ دینگے دو چار
نے آکر گھیرا اُس مالن نے تھال لاکر گمیدر ان کے سامنے رکھدیا کہا آپ افسر ہین ان سب کو تقسیم کر دیجیے لیکن ٹھاکر کی
مورت کو ابھی بھوگ نہین دیا ہضم نہوگا سبھون کے لیے سنکھیا بنجائیگا مالن ہٹی کسی نے ہار اُٹھایا کسی نے پھول سونگھے
کسی نے حلوا کھایا اور یہ کنارے کھڑا ہوا آوازے پھینک رہا تھوڑے عرصے مین سب بیہوش ہو ہو کر گرے جواہر نے
تیغہ کھینچا سب کو قتل کرنا شروع کیا جب سب کو قتل کر چکا بصورت اصلی اندر خیمے کے آیا سکندر کو دیکھا سر زنجیر پر سر خم
کیے ہوے بیٹھا ہی جواہر خنجر زن نے آکر سلام کیا کہا اے آقاے نامدار جلد یہان سے نکل چلیے ایسا نہو کہ عیار قاموس
کا شاگرد نامرد عیارون کو لیے ہوے پھر رہا ہی اگر اسطرف آجائیگا تو فساد برپا کریگا یہ کہکر جلد قید شہزادے کی کاٹی اپنے
ساتھ لیکر باہر نکلا ایک گھوڑا ابھی ممکن کیا اُسپر شہزادے کو سوار کر لیا آپ رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے چلا چند قدم راہ طے کی تھی
کہ شاگرد پھرتا ہوا اُدھر آیا آوازدی نگہبانو جاگتے ہو کچھ آواز نہ آئی جب کسی کی آواز نہ سنی شاگرد دوڑا دیکھا در
خیمہ پر لاشے تڑپ رہے ہین اندر خیمے کے ہتھکڑیان بیڑیان کٹی ہوئی پڑی ہین یہ سانحہ دیکھکر باہر خیمے کے آیا بڑھکر دیکھا
وہ جوان ایک گھوڑے پر سوار اور ایک شخص رکاب پر ہاتھ ڈالے ہوے نخلستان کی آڑ پکڑتا ہوا جاتا ہی شاگرد
نے بڑھکر فوج والون کو آوازدی لینا یہ جوان جانے نہ پائے یہ سنکر سب سپاہی دوڑ پڑے جب لوگون نے سب طرف
سے آکر شہزادے کو گھیرا شاہزادے نے لڑائی شروع کر دی جھپٹ جھپٹکر لڑنے لگے جسکے ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوے لاشون کے
انبار لگا دیے آخر قاموس شتر سوار کو زیر کیا وہ دل سے سحر پرست ہوا صبح کو شہزادہ سکندر بارہ ہزار فوج لیکر
مع قاموس طرف اپنے قلعے کے چلے یہان وہ وقت ہی کہ طولاب نے قلعے پر یورش کیا ہی کہ عین وقت پر سکندر آکر پہونچا
طولاب کو بھی زیر کیا یہ بھی بصدق مطیع ہوا رات کو جلسہ آراستہ ہوا طولاب نے کہا اے شہریار آجکل ایک مقام پر معرکہ
عظیم ہی وہان چلیے بڑا نام ہوگا اگر حضور غالب آے بڑا مطلب نکلیگا سکندر نے کہا مفصل بیان کرو طولاب نے دست بستہ
عرض کیا اے شہریار بڑا عرصہ گذرا کہ پرچۂ اخبار سے مجھکو معلوم ہوا تھا کہ قہار فیلزور بیٹا بہمن سیاہ قبا کا نور افشان
پر چڑھ گیا کو تب عالیجاہ نے عاجز ہوکر اپنے کو علامت طلسم مین گرا دیا یہ بھی خبر پائی کہ فرزندان صاحبقران بھی آتے ہین اُنکے
ساتھ کوئی ساحرہ بھی شریک ہی بڑے زور و شور سے قہار فیلزور وہان فروکش ہی یہی ارادہ ہی کہ مین طلسم فتح کرون معشوقہ
اپنا کرون وہین چلکر ان سب کو لوٹ لیجیے آپکے دست حق پرست سے طلسم کشائی ہو ایک مقام سے اتنے ملک قبضے مین
آوین سکندر نے عیار سے پوچھا کیون بھئی کیا راے ہی عیار نے کہا بہت مناسب ہوگا سیماب جادو کہ سکندر کا شریک
ہو مع لشکر ہمراہ ہی اسکو عیار کی راے دینا خلاف گذرا تیور پر بل پڑے یعنے ثابت ہوتا ہی کہ شاہزادہ عیار کی عقل پر کار بند ہی
یہ کہکر ظاہر مین اُٹھا کہ حضور تڑھین مین لشکر لیکر آؤنگا بعد اسکے جانے کے جواہر نے کہا اے شہریار مجھکو یہ مکار معلوم ہوتا ہی
آپ الگ خیمے مین جاکر اُتریے جبتک یہ خیمہ استاد کرین ایک ابر تیرہ و تار اُٹھا جواہر نے کہا جلد نکلیے آفت آپہونچی شہنشاہ
و سکندر و طولاب کو الگ خیمے مین چھوڑا آپ ایک مہنت کی شکل بنکر لشکر سیماب مین آیا جا بجا یہی ذکر ہو رہا ہی
کہ ہمارے آقا لشکر طولاب و سکندر کو مٹائینگے جواہر یہ سنتا ہوا چلا کہ سیماب کا بھائی سرخاب کھڑا ٹہل رہا تھا مہنت
کو دیکھکر کہا یہان بیٹھیے شوالہ بنوا دونگا میرے بھائی پہاڑ پر سے سحر کر رہے ہین جواہر نے کہا تم دھونی آراستہ کرو مین بھائی
بھائی سے کچھ بات کرکے آتا ہون یہ کہکر بھاگا بشکل سرخاب پاس سیماب کے آیا کہا بھائی کیا کر رہے ہو سیماب نے
کہا طولاب نے مجھکو ایک شاہزادے سے پھنسایا ہوتا مین سحر بھی کرون لوح دلواؤن پھر اُسکا مطیع رہون ملی ہی
آتا ہی اسی وقت ان سب کو جلا کر خاک کرون دیکھو لکہ ہاے ابر جاتے ہین تین دن کے اندر سب لشکر تڑپ تڑپ کے مرجائیگا

جواہر نے کہا مین بھی سحر کرتا ہون یہ کہکر گلوری کھلا کر بیہوش کیا زبان مین سوزن دیا پشتارہ لیکر پاس سکندر کے آیا لشکر پر بہ قین گر رہی ہین ابر چھایا ہی سکندر کے سامنے سب حال ظاہر کرکے ایسا سمجھایا اب سیماب بدل مطیع ہوا پچاس ہزار کا اپنا لشکر جسمین سب ساحر تھے ڈیڑھ لاکھ لشکر سکندر و طولاب اس کروفر سے طرف طلسم نور افشان کے چلے ایک دن ایسے صحرا مین پہونچے کہ ہزارون گرمی سے بیدم ہوئے سیماب نے ایک پتلہ جھولی سے نکالا اُس سے پوچھا ارے یہ کیسی گرمی ہی اُسنے کہا سامنے درخت چنار ہی اُسکو سحر سے اُکھیڑ دینے قصر ملکہ نسیم آتشخو کا ظاہر ہوگا سیماب نے سحر کرکے درخت اُکھیڑا دیکھا ایک قصر عالی ہی اُسمین ہزارون کنیزین تخت پر ایک نازنین نہایت خوبصورت مسکرا رہی ہی سیماب نے سحر کیا مگر قصر نسیم آتشخو تک نہ پہونچا اُلٹا پلٹا سب ساحر بیہوش ہوگئے سکندر نے جو یہ معرکہ دیکھا گھوڑے کو دوڑایا نعرۂ شیرانہ کیا نسیم کی بھی نگاہ پڑی دونون آپس مین مائل ہوے نسیم بھی بیہوش ہوئی سکندر بھی بیہوش ہوکے گرے کنیزون نے ملکہ کو اُٹھایا نسیم نے کہا کیا مین مرگئی تھی اُس بیچارے غریب کی تو خبر لو یہ کہکر روتی ہوئی اُٹھی ایک گوشے مین جا بیٹھی جواہر ایک کنیز نرگس کی شکل بنکر پہونچا تنہائی مین ملاقات کی سب حال عشق کھولا عیاری سے سکندر کو لایا عاشق و معشوق مسند پر بیٹھے جواہر نے حسب سامنے نسیم آتشخو کے بیان کردیا دونون دلدادہ مسند پر رو رہے ہین ملکہ نے سیماب کو ہوشیار کردیا کہا ای شہریار اصل یہ ہی کہ مین خود مختار نہین ہون مان باپ ساحران زبردست ہین مشمش و دمامہ کے عزیزدار ہین ملک شاہین آتشبار و ملکہ گلشن سحر نگار اگر اُنکو خبر ہوجائے میرے واسطے بڑی خرابی ہی مین آپکے ساتھ طلسم نور افشان پر چلونگی اگر وہ شریک ہوجاوے تو بڑا مطلب نکلتا ان حیلون مین ایام گذاری ہورہی ہی یہان سے یہ ذکر ہی کہ قہار فیلزور نے اوہام عیار کو مع ایک پہلوان طرف اپنے باپ کے عرضی دیکر روانہ کیا حوالی ہوش ربا مین پہونچا جنگل مین فرزند اسد ضیغم شیر شکار بہ مہران جوان بخت فرزند نور الدہر و شاہزادہ سرو سہی قد دلبند بادشاہ اسلام بھی شکار کھیل رہے تھے ضیغم نے اُس پہلوان کو مارا فوج کو شکست دی اوہام اُسکا لاشہ لیکر بخدمت بہمن سیاہ قبا آیا بہمن فوج جرار لیکر قلعۂ ہوش ربا پر چڑھ آیا ناچار شہنشاہ لاچین مقابلہ مین آئے ایک پہلوان اسکا اسعد تیغزن رات کو اسی خیال سے طرف صحرا نکے بھاگا کہ صبح کو مارے جائینگے ایک بیشے مین نقابدار پلنگینہ پوش بیکسی کر رہا تھا اسعد کو زیر کرکے حال پوچھا اسعد نے سب حال رو رو کر بیان کیا پلنگینہ پوش اسی وقت گھوڑے پر سوار ہوا عین وقت پر میدان مین پہونچا لاچین کا برا حال تھا نقابدار نے آکر بہمن کو زخمی کیا فوج کو شکست دی بہمن شکست خوردہ ایک صحرا مین جا کر اُترا نقابدار فتح کرکے گیا لاچین نے صلاح کی کہ ان تینون شاہزادون کو لشکر امیر با توقیر مین پہونچادون سب کو لیکر چلا بہمن نے راہ مین آکے گھیرا لاچین لڑے مگر شکست کھا کر بھاگے راہ بھول کے وہی دہنہ طلسم نور افشان پر پہونچے ہر چند پکار کے کہا کہ یارو ناموس امیر ہمارے ہمراہ ہین ہمکو اندر طلسم کے آنے دو مگر کسی نے جواب باصواب نہ دیا تب لاچین مع بلقیس و مخمور و بہار و مہ جبین اُسی آگ مین بخوف آبرو کود پڑے بہمن افسوس کر رہا ہی کہ نقابدار پلنگینہ پوش آکے پہونچا حال مصیبت مآل لاچین سنکر بہمن کو قتل کیا فوج کو اُسکی تار تار کردیا بدست انجم اختر شناس وزیر لاچین ایک نامہ مندرج بہ جملہ حالات طرف امیر کے روانہ کیا وزیر نے نامہ آکر شکارگاہ مین ایرج کو دیا ایرج بہت روئے اور پانچ سردار پانچ سوار ایک عیار شاپور کو ساتھ لیکر طرف نور افشان کے روانہ ہوے کسی کی زبانی قاسم نے سنا یہ بھی صرف ایک عیار کو لیکر روانہ ہوے اب یہان سے ذکر حیرت جادو زوجۂ افراسیاب شروع ہوا یعنی خورشید نگار سے شکست کھا کر بھاگی قصبہ قصبہ بھاگتی ہوئی صرف پانچ کنیزین ساتھ رہگئی ہین کچھ مرگئین ایک دن ایک

شہر مین داخلہ ہوا کہ وہ پر دو طلسمات ہی وہان کا حاکم عقاب ابر سوار تھا زوجہ اسکی انجمن افروز بارہ لاکھ فوج کا حاکم اپنے ملک کا ناظم
ملکہ حیرت جادو سرا مین جا کر اُتری بہتر کیا سمجھا کہ یہ پانچون کنیزان شاہزادی کو جگانے کے لیے جاتی ہین جا کر کوتوال شہر سے
کہا کوتوال نے آکر کنیزون کو کلمات سخت کہے ایک نے رو کر آواز دی حضور یہ کوتوال ہمکو کلمات نادرست کہتا ہی اور آپکو
بُلانا چاہتا ہی حیرت نے کہا کیا تیرے ہاتھ ٹوٹ گئے اُسنے کوتوال کو ایک طمانچہ مار دیا کوتوال صاحب کا سر اُڑ گیا پیادے
دوڑے کنیزون نے سحر کر کے چالیس پچاس پیادے مارے یہ خبر انجمن افروز کو ہوئی پہلے اسنے اپنی وزیرزادی کو بھیجا
حیرت جادو نے اُسکو بھی مارا بعد اسکے انجمن افروز خود چڑھ آئی سیکڑون پلٹنین سیکڑون رسالے لاکھون ساحر سب نے
آکے ملکہ حیرت کو گھیر لیا حیرت نے سحر کر کے زمین ہلا دی ہزارون ساحر وغیرہ ساحر مارے جب سحر کیا زمین کانپ گئی آخر
حیرت جادو نے انجمن افروز کو بھی مارا اب تو شہر مین اک قیامت عظیم برپا ہوئی عقاب ابر سوار مرنا زوجہ کا سنکر خود
چڑھ آیا حیرت اسکے لشکر سے بھی خوب لڑی عقاب نے جو ملکہ حیرت کو اس کر و فر سے جنگ کرتے ہوے دیکھا عاشق
ہو گیا خاک قبر جمشید کی مار کر بمشکل پکڑا ایک مکان مین قید کیا صبح کو سوال وصل ہوا حیرت نے گالیان دین انکار کیا چند دن
اسی طرح گذرے شمیم گیسو کشا عقاب سے کہکر چلی کہ مین راضی کرونگی قید خانے مین آکر بیٹھی تو یہ پوچھا کہ حضور کا نام کیا ہی حیرت
نے رو رو کر سب کیفیت اپنی بیان کی اور کہا اگر عقاب مجھپر عاشق ہی میرے شوہر کے قاتل کا سر مجھکو دے ہوش ربا پر قبضہ کرا دے
مین قبول کرونگی شمیم نے جا کر عقاب سے کہا اُسنے کہا مجھکو بدل و جان قبول ہی بزرگ میرے ششمش و دمامہ مارے گئے ہین مین تو
ضرور اُنکو قتل کرونگا اس اقرار پر حیرت کو تخت پر بٹھایا پہلے خود نذر دی بعد اُسکے نذرین گذرنے لگین مگر برق جادو باجی دمامہ
کی چاہ الماس مین طرف سے صاحبقران کے حاکم ہی ایک دن صحبت مین خوب گانا ہوا گانے والی نے ناز کیا برق رونے لگی کہا
ہوا گانا خواجہ عمرو پر ختم ہی ایک کنیز سے کہا جا کر اُنکو اُٹھا لا کنیز روانہ ہوئی عمرو پہاڑ پر بیٹھے نی بجا رہے ہین کنیز نے جاتے ہی اُٹھا لیا
لیکر چلی مقام ظلمات مین گذر ہوا گلرنگ جادو عقاب کی دایہ اپنے باغ مین سیر کر رہی تھی اُسنے سر اُٹھا کر دیکھا ایک ساحرہ
ایک جانور کو لیے جاتی ہی اُسنے گولہ مار دیا ساحرہ مری خواجہ زمین پر گرے اُٹھتے اُٹھتے گاتے ہوے اُٹھے ایسی تانین مارین
گلرنگ خوش ہو گئی پوچھا یہ کیا معرکہ تھا عمرو نے کہا مین گانے والا ہون رات بھر اسنے گوایا سوا سیر جو دیتی تھی مین نے انکار
کیا اب مجھکو لیے جاتی تھی کہین جا کر قید کرتی آپنے بچا لیا آپ کہان جاتی ہین یہ کون شہر ہی گلرنگ کو عمرو نے بیہوش کیا مار اُسی کی
شکل بنکر دربار مین آیا دیکھا حیرت تخت پر اور عقاب دنگل زرین پر تمام دربار ساحرون سے معمور ہی عمرو نے آکر عقاب
سے کہا اے فرزند مین نے ابھی خواب دیکھا سب خداوند آئے ہین مجھکو ساقی گری سکھلا گئے گانا سکھایا امتحان کرون یہ کہکر
ایسی تانین مارین سب اہل محفل دنگ ہو گئے کہا اے فرزند اب ساقیگری کا امتحان لو یہ کہکر میخانے سے شراب بڑے سلیقے سے
لائی عقاب نے کہا واہ گلرنگ کیا کہنا جب عمرو دایہ بنکر آیا حیرت حیران دیکھنے لگی پہلے عقاب سے باتون مین خوب جم
گو چکی ہی کہ بڑا ساحر ہی عمرو کا نام نہ لو وہ اس محفل مین آ جائیگا عقاب کب مانتا ہی پر نام خواجہ کا لے رہا ہی اب حیرت
بحیرت دیکھ رہی ہی دل مین کہتی ہی شاید عمرو تو نہین آ گیا اگر آیا ہی طرح دوا ایسا نہو مین اسکو ستاؤن کوئی آفت آ جاوے
یہ سوچ کر خاموش بیٹھی ہی عمرو نے شراب دی اسنے نہ پی گریبان مین گرا لی عمرو نے سب کو بیہوش کیا نعرہ کر کے چلا کر قتل کرون
حیرت نے آواز دی خواجہ کیا کرتے ہو میری سلطنت ہی ابتی مین نے تمکو ستایا نہین تم بھی چلے جاؤ ورنہ گرفتار کر کے قتل کر ڈالونگی عمرو نے
کہا کیا بکتی ہی حیرت نے باران سحر برسا دیا بہت سے جادوگر اُٹھ بیٹھے عمرو کو مارنے چلے عمرو بھاگا صحن قصر مین آیا جادوگر چاہتے ہین کہ
کون عمرو چاہتا ہی نکل جاؤن جس ساحر نے سحر کیا عمرو کے پانون زمین نے پکڑے عمرو نے اُسکو خنجر مارا اسطرح اپنی جان بچا رہا ہی مگر جو کنیز کہ خواجہ
کو لیکر چلی تھی جب وہ مری اُسکے ہاتھ کا گلدستہ سوکھا برق نے کہا غضب ہوا کنیز کو کسی نے مارا یہ کہکر چلی اُسوقت آ کر پہونچی کہ خواجہ گرفتار

ہما چاہتے ہین برق تڑپ کر گری خواجہ کی کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑی آگر گڑی دو گھڑی صحبت کی اُس گانے والی کو قائل کیا جب خواجہ لشکر امیر مین آچکے تب صاحبقران نے حال روانگی ایرج نہ قاسم سنا خواجہ سے حال پوچھا خواجہ کو خبرین گذر چکی تھین سب حال کوکب و لاچین سامنے امیر کے بیان کیا امیر نے حکم دیا لشکر تیار کرو ہم طرف طلسم نور افشان کے جائینگے بہرام نے اپنے ہمپی تیار کیے جملہ سرداروں نے اپنے اپنے لشکر آراستہ کرکے سامنے صاحبقران کے حاضر کیے جسقدر امیر کو منظور رہوا اُسقدر فوج ہمراہ لی اندر ایک ہفتے کے طرف طلسم نور افشان کے روانہ ہوئے ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا

ناظرین پر واضح ہو کہ جسقدر حصۂ اوّل مین مشہور عالم ہوا اب حقیر دو کلمے داستان شاہزادہ سکندر و نسیم آتش خو کے تحریر کرتا ہے آنا والدین نسیم کا غفلت مین گرفتار ہونا نسیم و سکندر کا و عیاری جوا ہر و مذہب شجر پرستی اختیار کرنا شاہین کا اور ساتھ ہو کر شاہزادے کے روانہ ہونا طرف طلسم نور افشان کے باقی حالات متعلق داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا جام آتش فشان — کہ لکھنا ہے مجھکو نئی داستان
طلسمات کی سیر کرنا ہے اب — کہ ہے فتنۂ نور افشان لقب
نئے سحر ہین اور نئی فکر ہے — حقیقت مین مجھکو بڑی فکر ہے
مرصع خیالان شیرین سخن — بہتور شعاران شمشیر زن
یہ مژدہ چمن کو یکایک ملا — گل فتنۂ نور افشان کھلا
ہوئین بلبلین نغمہ زن باغ مین — اکڑتے تھے سرو چمن باغ مین
نہالان گلزار ہین سبز پوش — ہوا نہر کو بحر الفت کا جوش
سر سرو ہین قمریان وجد مین — گل و غنچہ و باغبان وجد مین
تو گلچین و صیاد ہین نوحہ خوان — زمین سے نکلتا ہے ہر دم دھوان
صبا صحن گلشن مین اترا گئی — بہار آگئی لو بہار آگئی
اٹھا ابر اے ساقی باخرد — پلا جام رندون کو باشد و مد
طیوران گلزار ہین نغمہ زن — نوید خوشی ہے چمن در چمن
یہ ساقی سے تاکید ہے دمبدم — پلا جام صہبائے لطف و کرم
زمانے کی سوزش سے دل تنگ ہے — مجھے مانگنا جام کا ننگ ہے
یہ ہوا انقلاب جہان خراب — کہ ہر وقت دنیا مین ہے پیچ و تاب
کبھی شکر کرنے کی عادت نہین — خدا کی خدائی مین مہلت نہین
شکایت کے ہر وقت سامان ہین — کہ یا درد کا اب اہل ایمان ہین
کہان ہے تو اے ساقی گلعذار — دکھا مجھکو باغ سخن کی بہار

چہرہ رہروان منازل جانبازی و فتحان طلسمات سرفرازی راویان قصہ خوانی و حاکیان حکایات ممالک خوش بیانی حالات حیرت آیات فتنۂ نور افشان بعد علم دشان یون تحریر کرتے ہین شعر مصنف مغنی فغانی کہ آمد بجان ÷ درین زیر پردہ کا آسمان ÷ درین پردہ آواز نالہ جو فی ÷ بہ احوال کی ÷ محرران قصۂ سحر آگین و راقمان فسانۂ دلنشین یون تحریر کرتے ہین کہ شاہزادہ سکندر زرین پوش زرین علم باغ مین ملکہ نسیم آتشخو کے جلوہ فرما ہین جب گھبرا کر شاہزادہ کہتا ہے کہ اے شاہنشاہ خوبی و سرو باغ محبوبی تمھاری محبت نے ہمکو زرد کا ہے اب چلنے کی تدبیر کرو ورنہ ہم خود جائین ہمکو بڑا تردد ہے کہ نہین معلوم اُس بیچارے لاچین و کوکب پر کیا گذری وہ شاہزادیان پروردگان مہد ناز و نعم اُنپر یہ رنج و الم نہین معلوم اُنپر کیا گذرتی ہوگی اصل یہ ہے کہ اُن لوگون نے کمال کیا طلسم کی بلا مین اپنے کو پھنسایا اب کوئی جلیل پہونچے لوح طلسمی تمکن کرے وہ باغی جو کوکب سے بھر گئے ہین تب جا کر اُنپر دباؤ پڑے اور شاید کچھ اُنکو خوف پیدا ہو مگر یہ باتین بہت مشکل ہین ایسا ہی کوئی صاحب سطوت و شوکت ہو کہ جاتے ہی آفت برپا کردے بہونچنا ہی دشوار ہے مگر اے جان جہان آرام دل مشتاقان تمنے ہمکو بلا وجہ روکا مگر ہمکو دل نے پھنسایا ورنہ اب تک در بند فتح کیے ہوتے رئیسان نور افشان اپنی بدنصیبی پر روتے ملکہ نے فرمایا صاحب سنو مین بھی تو گرفتار دام محبت ہون اپنی بے اختیاری پر محو حیرت ہون تم بتاؤ کہ مین بدنصیب کیا کرون اگر تمکو جانے دون

صدمۂ فراق مین مرون ساتھ چلنے کا ارادہ ہو یہ خوف ہی کہ ایسا نہو مان باپ پیچھا کرین راہ مین بڑی مشکل ہو چار اپنے بیگانے اس بات کی خبر پائین کہ کنواری لڑکی مان باپ کو دم دیکر آشنا کے ساتھ بھاگی جاتی تھی مان باپ نے آگر گرفتار کیا اب انسے دیکھیے کیا گزرتی ہی یہ عورت مردوے پر مرتی ہی پھر فرمائیے تو مجھکو کیسی مشکل ہوگی نہین معلوم کس کس پر کیا کیا گذرے لہذا اے شہریار چند سے ٹھہر جائیے چلکر طلسم مین تھلبلی ڈال دینگے ہمارے سحر سے وہ کیا بچینگے سکندر نے کہا اے ملکۂ عالم ہم آٹھ دن کا آج سے وعدہ کرتے ہین اگرچہ آپ نہ چلینگی تو ہم ضرور جائینگے اگر نہ ارادہ فرمائیے گا تو بھی ہم جائینگے رکنے مین ہمارے لیے بڑی بدنامی ہی ملکہ نے کہا صاحب مجھے تمھارا رنجیدہ کرنا منظور نہین مین بھی ضرور چلونگی جان دونگی مگر تمھارا ساتھ نہ چھوڑونگی ان دونون مین یہ باتین محبت کی گھاتین ہو رہی ہین ایک کنیز نے جاکر ملک شاہین انکے باپ سے سب کیفیت بیان کی شاہین یہ سنکر جلبلگیا کہا چلکر دونون کی بوٹیان کاٹ کر کباب کھاؤنگا آخر یہ شاہزادہ کون ہی کیونکر بیان ہوگا کنیز نے کہا واری سلطان زرین پوش کا بیٹا ہی ادھر سے جاتا تھا کنیزان ملکہ شوخ و شنگ چُل کرنے لگین سحر کرکے اسکو بیہوش کیا وہ شیر بیشۂ جرأت جب سامنے آیا حقیقت مین حسین و جمیل جرأت مین بیعدیل ملکہ اُسپر مائل ہوئین اُسکی تیغ ابرو کی گھائل ہوئین ایک مہینہ گذر چکا صحبت راز و نیاز رہتی ہی لونڈی نے اسواسطے عرض کیا کہ شاید حضور کو کسی اور وجہ سے خبر ہوتی مین لائق گردن زدنی ٹھہرتی شاہین نے کہا مین ابھی جاتا ہون جو گذریگا ثابت ہوگا یہ کہکر پرواز سحر سے پیدا کیے چمک کے نکلا گلشن اسکی زوجہ الگ برج مین بیٹھی تھی شوہر کو جاتے ہوے دیکھا گھبرا گئی کنیز سے پوچھا اُسنے سب حال مفصل بیان کیا یہ سنکر گلشن بھی چلی شوہر کو پکار کے آواز دی صاحب ٹھہر جاؤ مین بھی آتی ہون یہ کہتی ہوئی برابر شوہر کے پہونچی دیکھا شاہین غصے مین رنگ رو متغیر متردد متحیر گلشن گھبرا گئی کہا صاحب اُس بدنصیب کو جاتی ہو ابھی مہینے تک رو رو کے روٹی مانگتی تھی آپہین سلامت کجا کنیزون نے اُسکو آوارہ کیا شاہین نے کہا سب کو چلکر قتل کرونگا گلشن رونے لگی کہا صاحب بعد مدت یہ خبر ملی میرے نزدیک یہ بہتر ہی کہ آپ پلٹ چلین شاہین نے کہا تم جاتی ہو مین کسی کام مین کمی نہین کرتا اب تساہل بیکار ہی یہ کہکر جلدی جلدی جاتا ہی یہان یہ دونون مثل شیر و شکر بیٹھے ہین باتین راز و نیاز کی کر رہے ہین کہ آسمان سے لکہ ہاے ابر پیدا ہوے برق کی چمک رعد کی گرج اسقدر ابر جلدی آیا کہ ملکہ نے پاندان کھولا تھا چاہا کہ طائر روانہ کرون ابر سر پر چھا گیا مہلت نہ ملی چاہتی تھی پہلوے شاہزادے سے اُٹھے بجلی چمک کر زمین پر گری اُسکی ضو سے آنکھین بند دل دردمند کنیزین بیہوش ہوکر الگ گرین اب سب نے دیکھا شاہین و گلشن ابر سے پیدا ہوے دونون زن و شوہر مسند پر بیٹھے بیٹھے داماد کی مشکین باندھنے لگے اُسوقت جواہر خنجر زن پریشان ہوا ایک ڈومنی کی شکل بنا بیٹھا تھا اُٹھکر بہت ادب سے سلام کیا کہا واری خیر تو ہی کیون بگڑے چہرہ سرخ ہاتھ پاؤن مین رعشہ ملکہ گلشن کو بھی غصہ ہی چہرے پر معلوم ہوتا ہی ظاہرا تو صاحبزادی نے کوئی خطا نہین کی ہی باطن کا حال ہمکو نہین معلوم اگر اس شیر کے آنے پر خفگی ہو تو بجا ہی مین ابھی ٹالے دیتی ہون یہ کہکر چلی گلشن نے کہا مین بھی آتی ہون شاہزادہ سکندر خاموش بیٹھا ہی ملکہ نسیم آتشخو کا بھی یہی حال ہی شاہین کھڑا ہوکر دختر کے متوجہ ہوا کہا کیون او گیسو بریدہ او ننگ خاندان یہ تو نے کیا کیا دھگڑے کو لیکر بیٹھی ہمکو اطلاع تک نہ کی خیر دیکھو اب ہم کیا قیامت برپا کرتے ہین عمر بھر اپنی تقدیر کو روؤگی کیا ہم تیری شادی نہ کرتے اگر پہلے سے معلوم ہوتا ضرور بر فکر شادی کی کرتے ہم جانتے تھے ابھی رو رو کے روٹی مانگتی ہی شادی کی کیا ضرورت یہ نہ سمجھے تھے کہ بیٹھے بیٹھے آفت برپا کریگی ہاے ہمکو بدنام کیا جواہر بشکل ڈومنی ہاتھون سے لپٹ گیا کہا دیکھیے ایسا غصہ نہ کیجیے ان کنیزون کے سر کاٹیے جنھون نے باغ بہن نیا گل کھلایا شاہین رکا ڈومنی نے بلائین لین ترقی عمر کی دعائین دین اب جواہر نے باتون مین اپنی طرف متوجہ کیا

کہا حضور معاف فرمائیے ملکہ پر سے اب سحر اُتار لیجیے مین کل کیفیت عرض کرونگی شاہین نے جھڑک دیا کہا تم بیٹھو تمھین کیا دخل ہے ہم سب دریافت کرینگے آخر معلوم ہو یہ نوجوان یہان کیونکر آیا یہ کہکر کوڑا ہاتھ مین تھا دو چار کنیزون کو دو دو کوڑے مارے وہ بیچاریان سر جھکا کے رونے لگین جواہر دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا کہا حضور مین سب کیفیت عرض کرونگی اسقدر غصہ نہ فرمائیے مسند پہ بیٹھ جائیے جب جواہر نے بمنت خوشامد کہا گلشن زوجہ اسکی یہ معاملہ دیکھکر پیٹنے لگی کہتی ہے ہاے بارہ برس کی کمائی محنت ومشقت سب خاک مین ملی مین نے ہمیشہ یہ جفا اُٹھائی اسکو سوکھے مین سُلایا آپ گیلے مین سوئی اس بدنصیب نے دھگڑے کی محبت مین ہماری اُلفت کو بھلایا اور نسیم کشتنی بالکل زبان بند دل دردمند آنکھون سے آنسو جاری بسبب سحر شاہین کے مبہوت ہو رہی ہے ہاتھ پاؤن مین رعشہ چہرہ اُداس زندگی سے یاس شاہزادے کا خیال قلب پر ہجوم غم وملال دل سے کہتی ہے بلا سے مجھکو قتل کرین شہزادے کو چھوڑ دین سراسر میری خطا ہے مین نے کیون بلایا کیا وہ بیچارہ زبردستی آیا دل سے یہ باتین کر کے چاہتی ہے زبان سے کہون مگر زبان قابو مین نہین سمجھ گئی کہ سحر نے زبان کو بند کیا بولنا دشوار ہے تردد بیکار ہے لیکن جواہر نے اسطرح منت کی کہ شاہین بمشکل مسند پر بیٹھا مگر غصے مین رنگ رو متغیر جواہر نے کہا حضور ذرا اپنے کو سنبھالیے تو مین کل کیفیت عرض کرون کنیزون کی کوئی خطا نہین ہے شاہین متوجہ ہوا کہا کہو صاحب پھر کیا معرکہ ہوا اس نوجوان کو کون لایا کسنے پیغام وسلام پہونچایا جواہر نے کہا حضور غصے مین گرم ہو رہے ہین بیٹھیے ملکہ گلشن کو بھی منع کیجیے کہ وہ اسقدر بیقرار نہون ابھی آپکا کچھ نقصان نہین ہونے پایا آپکی امانت محفوظ ہے یہ کہکے شاہین کے قدمون کو بوسہ دیا تلوے سہلانے لگی دو چار چٹکیان بھی لین گورے گورے ہاتھ قوم کی ڈومنی بوٹی بوٹی پھڑک رہی ہے کچھ آنکھون سے اشارے کبھی مسکرانا کبھی ہنسنا کبھی سینے پر ہاتھ رکھنا دوپٹہ سر سے ڈھلکا ہوا شکم صاف وشفاف مثل حلبی آئینے کے چمک رہا ہے پتلی کمر بھینی بھینی چہرے پر چونکہ شاہین مرد ہے ایسے حرکات جو سرزد ہوے رونگٹے بدن کے کھڑے ہوگئے جواہر نے شرما کے سر بھی جھکا لیا چپکے سے کہا ذرا اور طرح مجھپر نگاہ نہ ڈالیے گا دیکھیے میرا کلیجہ دھڑک رہا ہے یہ کہکر ہاتھ شاہین کا اپنے کلیجے پر رکھدیا شاہین بیتاب ہوگیا کہا تو نے تو مار ڈالا جواہر نے کہا بس زیادہ بیتاب نہو جیے مجھے ڈر معلوم ہوتا ہے مین غل مچاؤنگی یہ کہکے طرف گلشن کے پلٹی کہا حضور ذرا اپنے شوہر صاحب کو منع کیجیے دیکھیے مجھکو گھورتے ہین میرا خون گھٹا جاتا ہے گلشن نے تیور بدل کر کہا صاحب اُسکی طرف نہ دیکھو حقیقت مین بہت کمسن ہے دیکھو منھ کانپتا ہے ہین اسکی نانی بڑی فسادن ہے کہیگی میری نواسی کو خراب کر ڈالا جواہر نے کہا مین سب کچھ سمجھتی ہون اور کوئی بات نہین پاؤنگی شاہین نے کہا ارے تجھکو کیونکر معلوم ہوا کہ میرا اور کچھ ارادہ ہے کہا کیا مین ننھی ہون کھیلی کھائی ہون مین اور بات کو نہین ڈرتی اس مزے سے جواہر نے جو باتین کین شاہین بیقرار ہوگیا جواہر نے بہ تعجیل جام شراب لبریز کیا کہا لو صاحب یہ تو پی لو جب کچھ مجھپر گذریگی جھیلونگی جان پر کھیلونگی شاہین جام پی گیا جواہر نے دوسرا جام گلشن کو دیا گلشن بھی مسکرا کے پی لی اب تو جواہر نے باجان کھینچا ٹھیکہ چھیڑا گنگنا کے یہ غزل گانا شروع کی غزل

پیاس مین دکھلاتا ہے آب خنجر دور سے
باتون باتون مین جو بڑھتا ہون سوے غنچہ دہن
نور جیسے ہو چراغون کا فزون تر دور سے
پاس خورشید فلک آجاے تو ہمکو جلال
دیکھون کبتک چہرۂ پُرنور دلبر دور سے
دشمن جان ہین جوان وطفل کوچے مین ترے

قاصد اُس قاتل کے در تک ڈر سے جاتا کسطرح
پاس کچھ میرا نہین کرتا ہے ہنسکر دور سے
جذب دکھلاتا ہے یون خنجر کو تیرا سخت جان
تو جلاتا ہے ہمین اے مہر انور دور سے
پاس ہون اغیار ساغر چل رہے ہون بزم مین
مجھپہ چھینٹے ہان پاس سے چلتی ہین پتھر دور سے

کر رہا ہے قتل وہ مجھکو ستمگر دور سے
جس سے پوچھا ہٹ گیا وہ تھرتھرا کر دور سے
حسن افشان کا بڑھا جب بام پر تم چڑھ گئے
کھینچے آہن جیسے مقناطیس پتھر دور سے
لیٹون پروانہ سان جل جاؤن یا بچ جاؤن مین
تو ہی کہ دیکھا کرون یہ ظلم کیونکر دور سے
پاس اس وحشی کے آنے سے جو وحشت کر گئے

ہر تسکین منھ دکھا جاتے تم اگر دور سے
رنج وحشت وکوہ کوچے مین ترے جاتا رہا
اُلٹے پھر جانے کو کہتا ہی وہ دلبر دور سے
تو ہی مجرم کربلا مین جب گذر ہوا ای قبول

رات دن نظارہ کرتا ہی تمھارے نور کا
چین پاتا ہی مسافر گھر مین آکر دور سے
پاس اُس خوش قد کا ایسا ہی کہ ای باد صبا
دیکھنا وہ روضۂ پُر نور واطہر دور سے

ماہ تابان پاس سے مہر منور دور سے
پاس ہی مجھکو ہوس ای بخت کی برگشتگی
ہوگئے خم دیکھکر سرو وصنوبر دور سے
اس غزل کو اس تکلف سے جواہر نے

گایا کہ شاہین نے سر مسند پر رکھدیا بیہوشی تاثیر کر چلی تھی منکا ڈھلکگیا گلشن بھی بیہوش ہوئی جواہر نے اُٹھکر شاہین و گلشن کی زبان مین سوزن دیا ملکہ وشہزادے کو رہا نہ کرسکتا تھا یہ دونون سحر مین پھنسے ہین جواہر نے ان دونون کی زبان مین سوزن دیکر درخت سے باندھا اور نسیم کی جانب اشارہ کیا کہ مین آپکا غلام جواہر ہون مین نے پکڑ لیا اب سمجھا تا ہون اگر میرا کہنا مانا فبہا ورنہ ابھی قتل کرڈالونگا نسیم کے ہوش اُڑگئے حیران حیران سوچا کیے ہوے دیکھو ہی ہی دل سے کہتی ہی کیا کمال کیا افسوس اگر یہ سحر جانتا ہوتا کوئی دنیا مین اس سے مقابلہ نہ کرسکتا سحر آنے پر تو یہ حال ہی کہ چشم زدن مین دونون کو گرفتار کرلیا بیٹھے بیٹھے میدان مار لیا مگر جواہر تے ان دونون کو ہوشیار کیا اب جوان دونون کی آنکھ کھلی اپنے کو عجب معصیت مین پایا کہ زبان مین سوزن تیغ بلف ایک دشمن ایک عیار طرار تلوار کھینچے کھڑا ہی کہا ہی کیون ای شاہنشاہ اگر مین آپکو عالم بیہوشی مین قتل کرڈالتا کون میرا ہاتھ تھامنے والا تھا مگر خیال یہ آیا کہ ہمارے آقا کا بزرگ ہی ایسا نہو بعد قتل پچھتانا پڑے اب بہتر یہ ہی کہ اس شیر بیشۂ جرات کی اطاعت کیجیے خداوند قبچر کو سجدہ کرنا مناسب ہی اگر خلاف اسکے ہوگا ابھی ہم دونون کو قتل کرڈالونگا ملکہ پر سے سحر اُترجائیگا پھر ہمکو کون پائیگا شاہزادہ بھی بول اُٹھا آپ میرے بزرگ ہین یہ بھی چاہتا ہون کہ میری مدد کیجیے مین بڑے کار جلیل پر چلا ہون مین نے اخبار مین دیکھا ہی تمام عالم مین مشہور ہوا ہی کہ سحر العجائب ومصر الغرائب نے نمکحرامی کی اپنے مالک کو قید کرلیا دامن پناہ نہ دیا ایسے نمکحرام بد انجام لائق سزا ہین کہ کوئی ملازم اپنے رئیس کے ساتھ ایسی حرکت نہ کرے اور یہ بھی منظور ہی کہ یہ حقیر آپکا طبل یکتائی بجائے مسلمانون سے مقابلہ پڑے صاحبقران کو زیر کردن تب جانون کہ مین بہادر ہون جو آپ مہربانی فرمائینگے سر پر میرے ہاتھ رکھینگے تو کیا تعجب ہی کہ قدرت خداوند سحر سے باغ عالم مین سرسبز ہون اس فصاحت وبلاغت سے شاہزادے نے سمجھایا گہر ریزی جسے کی اب کسکی مجال تھی کہ مثل شاہزادے کے کلام کرسکے شاہین نے اشارہ کیا مین دل وجان سے غلام حلقہ بگوش ہوا میری زبان سے سوزن نکالیے جواہر نے بڑھکر شاہین کی زبان سے سوزن نکالا شاہین قدمون پر شاہزادے کے گر پڑا اسحر اپنا اُتار ا نسیم نے سر جھکالیا رونے لگی مان کو جوش محبت ہوا بیٹی کو گلے سے لگالیا کہا بیٹا خداوند نے فضل کیا یہ بھی شاہ ہی حسین جمیل جری بہادر اسکا ساتھ دینے مین کیا نقصان ہی گلشن نے اُٹھا بیٹی داماد کی بلائین لین ترقی عمر ودولت کی دعائین دین بیٹی سے زیادہ جو داماد کو حسین پایا پھولی نہ سماتی تھی مگر شاہین نے بعد کلمہ پڑھنے خداوند شجر کے پوچھا ای شہریار آپکا کیونکر تشریف لانا ہوا اسکندر زرین پوش زرین علم نے تمام کیفیت اپنی لفظاً لفظاً بیان کی ملک شاہین شعلہ بار نے کہا ای شہریار حقیقت مین نمکحرامون نے بڑا ظلم کیا مگر جسوقت آپ فتح کرینگے یقین کامل ہی کہ اُنکے عزیز واقارب آپکی قدمبوسی کرین جسقدر ملک کوکب روشن ضمیر کے پاس ہین وہ سب قبضے مین آئین ایک مقام پر اسقدر ممالک کا جمع ہونا دشوار تھا مگر آپ پر عنایت خداوند شجر کی ہی ہم سب ملکر سحر کرینگے آپکے دست زبردست سے اگر کوکب وبران رہائی پائین اور نمکحرام مارے جائین تو یقین ہی کہ کوکب آپسے گردن تابی نہ کریگا بلکہ دم محبت کا بھریگا سکندر نے کہا اُمید تو یہی ہی آئندہ خداوند شجر کو اختیار ہی انسان مجبور وناچار ہی اُسی وقت یہ صلاح ہوئی کہ وزیر اعظم کو بلاؤ ملکہ گلگونہ گلگون پوش حاضر ہوئی ملک شاہین شعلہ بار نے گلگونہ سے صلاح کی کہ شہزادے کا یہ قصد ہی کہ برائے فتاحی طلسم نور افشان جائین اور نسیم آتشخو کو ساتھ شہزادے کے منسوب کرین

اسمین تمھاری کیا رائے ہی گلگونہ نے شگفتہ ہوکر کہا داری بہت مناسب ہی مگر بہتر یہ ہی کہ آپ لشکر کو لیکر چلیے ہم ہرکارے ہکو منزل منزل کی خبر دینگے ہم اپنے کو عین وقت پر پہونچائینگے جو کچھ ہو سکیگا کرینگے گلگونہ نے اسی وقت تمغۂ خوشبوئی تیار کرا کے سینے پر شاہزادے کے لگا سب امرا و وزرا نے نذرین دین صدائے مبارکباد بلند ہوئی بعد اسکے شاہزادے سے نسبت ہوئی شہنشاہ زرین پوش سے سکندر نے فرمایا اس ہفتے کے اندر جسقدر غیر ساحر ہین انکو درست کر لیجیے صرف آپہی کے انتظام کی دیر ہی شہنشاہ نے فوراً انتظام کرنا شروع کیا بعد ایک ہفتے کے شمار ہوا معلوم ہوا کہ ڈیڑھ لاکھ سوار و پیدل غیر ساحر ہین ان سب کو ساتھ لیکر سکندر پشت مرکب پر سوار ہوکے آگے آگے لشکر کے شہنشاہ زرین پر تمام فوج پشت پر اس کر و فر سے سکندر نے کوچ کیا یہان ملکہ نسیم آتشنجو نے مان باپ کو آمادہ کیا ایک ابر سوختی تیار کیا اسکے اندر ملکہ نسیم آتشنجو و ملک شاہین و گلشن اس کر و فر سے کہ رعد کی گرج برق کی چمک کبھی ابر سے پانی برسا کبھی دھوپ نکلی کہین صحرائے سبزہ زار ملا کہین غنچۂ آرزو کھلا اسطرح یہ بھی عقب مین چلتے ہین مگر لشکر سکندر سے دور دور ایک دن شاہزادہ اترا ہی ڈیڑھ لاکھ سوار پیدل بیشمار فروکش ہین سرداران نامی و پہلوانان گرامی اپنے اپنے مقام پر جلوہ فرما ہین کہ درگہ سالار نے آکر عرض کی در دولت پر ایک ایلچی حاضر ہی کہتا ہی یہان سے پانچ کوس پر ایک قلعہ ہی کہ اسکا نام قلعۂ آہن پوشان ہی اور حاکم وہان کا پہلوان دوران رستم زمان گرشاسپ جہان نہایت زبردست بادۂ جرأت سے مست موسوم بہ سقرلات آہن پوش بہت سے قلعے اسکے قبضے مین ہین آپکے نزول اجلال و ورود اقبال کی خبر پائی اسکو شاق ہوا کہ ہماری عملداری مین کیون اترے بہمن آہن پوش اپنے پہلوان کو بطور ایلچی کے بھیجا ہی کچھ حضور سے کلام کریگا امیدوار باریابی ہی شاہزادے نے حکم دیا کیا مضائقہ ہی بلا لاؤ اور فرمایا ایک دنگل بچھا دو کہ یکایک پردۂ بارگاہ کا اٹھا ایک جوان قوی تن قوی سن نشۂ جرأت مین مست جھومتا ہوا سامنے سے پیدا ہوا بارگاہ مین کھڑے ہوکر آواز دی سلام ہمارا اسپر ہو جسکو کہ جو خداوند لات و منات کو برحق جانتا ہو شاہزادہ سکندر نے کچھ جواب نہ دیا مگر بخلاق و مروت فرمایا ای پہلوان آؤ تشریف لاؤ وہ پہلوان بہ کبر و نخوت ایک دنگل پر بیٹھا جمال بیمثال شہزادہ سکندر کو حیران حیران دیکھ رہا ہی لوگون سے پوچھتا ہی یہ صاحبزادے آپکے افسر ہین آپ لوگون نے اس بھروسے پر لشکرکشی کی ہی بادشاہ آپکے زرین پوش سپہ سالار صاحب صاحبزادے آپکے افسر ہین کوئی پہلوان بھی عمدہ نہین معلوم ہوتا اسوجہ سے مجھکو بڑا تردد ہی سکندر نے ساقی بچے کو اشارہ کیا اسنے جام دیا اس مغرور نے پیا جبین پر شکن آستین چڑھائے ہوے کبھی تیغہ تولتا ہی کبھی ڈورا کھولتا ہی کبھی سپر دوش سے اتارتا ہی اکڑ رہا ہی جب اسکو نشہ ہوا پکار کر آواز دی مین نامہ لیکر آیا ہون پہلوان جہان گرشاسپ زمان یکہ تاز میدان جرأت شہسوار معرکۂ شوکت و جلالت صاحب تن و توش سقرلات آہن پوش جسکا عدیل عالم مین ممکن نہین اگر دیو آوے سامنے سے ہمارے مالک کے بھاگ جاوے ایسے کلمات کہکر نامہ سر سے کھولا سلطان زرین پوش کے سامنے کھڑے ہوکر کہا یہ نامہ پڑھیے اور میرے ساتھ چلیے ورنہ خون کے دریا بہا دونگا آپنے بڑی بے ادبی کی بیشۂ شیران مین آکر فروکش ہوے یہ صحرا ہمارے مالک کا شکارگاہ ہی سارا جنگل پامال کر ڈالا ہم اسکے بدلے مین لشکر پامال کرینگے سب کے خون سے ہاتھ بھرینگے سکندر نے کہا او مغرور کیا بیہودہ بکتا ہی نامہ ہمکو دے جواب باصواب ہمسے لے شاہ سے کیون کلام کرتا ہی سلطان زرین پوش تو خوف سے تھرا گیا پیشانی پہ پسینہ آگیا سکندر نے نامہ ہاتھ مین لیا اب جو کھول کر پڑھنا شروع کیا اسمین تعریف لات و منات مرقوم ہی اپنے دست نجس سے تحریر کیا ہی کہ ما بدولت کی جرأت کی دھوم ہی تم اس صحرائے سبزہ زار مین کیون اترے بڑی بے ادبی کی پس بہتری اسی مین ہی اور بہر صورت جانبری ہی کہ رومال سے ہاتھ باندھکر حاضر خدمت ہو ورنہ سب کو قتل کرونگا سکندر نے نامہ پڑھکر کہا اس سقرلات آہن پوش نے کہا مسافرون کی

راہ روکی ہو اپنے اڈکے سے کہنا کہ ہم مرد مسافر ہین واسطے ایک رات کے ٹھہر گئے ہین اسمین کیا خطا ہی جو آپکا نقصان ہوا ہو دو چار ہزار روپیہ حاضر کرین بہمن مغرور نے کہا سبحان اللہ ان خوشامدون سے کام نہ نکلیگا مین پیغامبر نہین ہون اگر اپنی آبرو چاہتے ہو جیتے اُٹھو میرے ساتھ چلو قدمون پر گروادونگا جان بخشی کرادونگا ورنہ میرے آقا کا غصہ قہر و غضب لات و منات ہی تم ایسون کا مار ڈالنا اُنکے نزدیک ایک ادنی سی بات ہی ایک ذرا سا قصہ سناتا ہون اسی کو سمجھلو اس جنگل مین آدم خوار رہتے تھے ہمارے مالک کے ملازم ہزارون آدمخوار چیر پھاڑ کر کھا گئے دور سے دیکھنے والے بھاگے پہلوان صاحب سے جاکر حال بیان کیا اُسی وقت وہ سوار ہوے آدمخوارون مین آکر گھس پڑے سب آدمخوار مارے دو افسر تھے مشکول آدمخوار و تمبول آدمخوار دونون کی مشکین باندھکر لیگئے برسون اُنکو قید رکھا اب اُنکو ایسا مطیع کیا لباس چرمی پہنے ہین لشکر کے ساتھ رہتے ہین ہمارے شاہ جسپر اشارہ فرماتے ہین وہ اُسکو چیر پھاڑ کر کھا جاتے ہین اور جراُتین اُسکی کیا بیان کرون اگر مین یہان سے خالی پلٹکر جاؤنگا تو مجھکو سزا ملیگی آپ لوگون کا تو نہین معلوم کیا حال ہوگا سکندر زرین پوش زرین علم نے کہا چہ خوش خوب ڈرایا اب جاؤ ہماری جانب سے کہدو کہ اگر خواہش جنگ ہی تو آؤ سر میدان حال کھلجائیگا ورنہ ہم مرد مسافر رات کو رہینگے صبح کو چلے جاوینگے بہمن غصے مین اُٹھا کہا او طفل بے ادب ہمتو تیری جان بخشی کرانے کی تدبیر کرتے ہین تو باتین بناتا ہی مین تیرا کان پکڑکر لیجاونگا یہ کہکر ہاتھ بڑھایا چاہا سکندر کے کان پکڑے سکندر نے ہاتھ پر ایک تھپکی ماری بہمن نے غصے مین تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا سکندر نے وار بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا بہمن لپٹ پڑا سکندر نے گردن پر ہاتھ رکھکے ایک ہکہ مارا کہ سر زمین سے ملگیا دونون مونڈھے تھانبے ریل کرکے دوڑے باہر جو اسکے ملازم کھڑے تھے اُنہون نے سنا کہ ہمارے پہلوان سے اندر بگڑ گئی وہ بھی تلوارین کھینچ کھینچکر دوڑے کہ اندر گھس جائین اپنے افسر کے شریک ہون ملازمان سکندر نے تلوارین کھینچین دربارگاہ پر بھی تلوار چلنے لگی یہان شاہزادہ سکندر نے بہمن کو جو تھے پیچ پر کولے پر لادا اُکھیڑکر مارا بہمن چت گرا کود کر چھاتی پر سوار ہوے کہا او مغرور شناخت مین خداوند شجر کی کیا کہتا ہی تونے جبر کر پھینکدونگا بہمن خوف جان سے کانپا ہاتھ باندھکر عرض کی ہین تو تابعدار ہون یہ گستاخی معاف فرمائیے اب کبھی ایسی خطا نہوگی اُسکے گڑگڑانے پر سکندر کا غصہ اُتر گیا چھوڑکر اُٹھ کھڑے ہوے بہمن جھاڑ پونچھکر اُٹھا کہا آپ چین سے رہیے مین جاکر بادشاہ کو سمجھادونگا سکندر نے غصے مین کچھ جواب نہ دیا بہمن باہر نکلا ساتھ والون کو آواز دی کیون لڑتے ہو یہ بھی دیکھا کئی سوار بھی مارے جاچکے ہین سب کو روکا تلوارین نیام مین کرائین گینڈے پر سوار ہوکر بھاگا مع ہمراہیون کے آکر پہونچا اور لوگون نے پوچھا کہ حضور کیا معرکہ گذرا بہمن نے کہا کیا کہون مجھ اکیلے کو پانچسو آدمی لپٹ گئے چاہتے تھے ہلاک کرین مین تو جہان دیدہ کار آزمودہ گرم و سرد عالم چشیدہ عذر کرکے نکل آیا اب مین ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا اُنمین کوئی بھی صاحب طاقت نہین ہی بادشاہ بھی بیر زمین گیر افسر ایک لڑکا مجھکو کئی سو آدمی لپٹ گئے کچھ زور نہ چلا جان بچانا واجب تھا ساتھ والے عرض کررہے ہین حضور نے بڑا کام کیا میدان مین وہ کیا کرینگے بھاگ گئے پھرینگے اس حال تباہ سے سامنے سقرلات آہن پوش کے پہونچے یہ مغرور عقل و شعور سے دور تخت نکبت پر تاج نخوت بر سر زرہ حماقت در بر خود خود سری بہ سر دونون آدمخوار پہلو مین بیٹھے ہین مست مئے نخوت ناچ سامنے ہورہا ہی دمبدم پوچھ رہا ہی کہ ہمارا ایلچی گیا تھا ابھی تک واپس نہین آیا نہین معلوم کیا معرکہ گذرا کہ بہمن آہن پوش سامنے آکر پہونچا سر برہنہ گریان و نالان فریاد کرتا ہوا کہ اے بادشاہ عادل اُن لوگون نے بہت بڑا ستم کیا وہان بڑے بڑے جعلساز مکار اُس فوج مین جمع ہین مجھکو تنہا پاکے سب نے ذلیل کیا غلام نے حضور کی آنکھین دیکھی ہین ہر طرح پر اپنی جان بچائی سقرلات نے پوچھا یہ کون لوگ ہین ہماری سرحد مین کیون اُترے ہین بہمن نے کہا حضور ایک بڈھا بادشاہ ایک لڑکا افسر اُسکے

یہ غرور ہین کہ کہین لشکرکشی کرکے چلے ہین اُس لڑکے کو دعویٰ صاحبقرانی سکندر نام رکھا ہی بڑا دعویٰ ہی غلام نے جب نامہ دیا
پانچسو جوان مجھکو لپٹ گئے نامہ آپکا اُسی لڑکے نے چاک کیا مین نے منت وخوشامد کرکے اپنی جان بچائی ساتھ والے میرے
برابر اُن لوگون سے لڑ رہے تھے مین نے اُنکو بھی منع کیا اور یہ کہکر چلا آیا کہ میرا بادشاہ آکر تم سب کی سرکشی مٹائیگا قصہ طول
وطویل مختصر یہ کہ ہم سب باعزت اپنے گھر پہونچ گئے اگر مین وہان ذرا بھی ہاتھ پانوں ہلاتا اُن لوگون کے ہاتھ سے مارا جاتا یہ سنکر
فوراً سقرلات نے حکم دیا ابھی لشکر تیار رہو بڑے بے ادب ہین ہمارے ایلچی کو ذلیل کیا ہمارا کچھ خوف نہ آیا اب اسطرح جاکر
اُن لوگون کو قتل کردن زمرغان ہوا وماہیان دریا اُنکے حال پر روئین اور مجھے کبھی ترس نہ آئے دربار مین پہلوان بھی سب
اسکے ساتھ والے آلات حرب وضرب سے اپنے تئین آراستہ کرنے لگے مثلول وتمبول آدمخوار یہ بھی بل کرکے اپنے
مقام سے اُٹھے عرض کرنے لگے کہ حضور مدت سے ہمارا کلہ گرم نہین ہوا آپکی اطاعت کرکے ہماری آدمخواری چھٹ گئی اب تو
یہ خوراک ہمارے واسطے ملی آپ کیون لشکرکشی کرتے ہین ہم دونون کو حکم دیجیے بادشاہ وافسر کو جاکر کھا جائین سقرلات
نے کہا نہین مین خود سرکشی کا بدلہ لونگا مین تمکو حکم دونگا ظاہر مین بڑا قصہ ہی اس لڑائی مین تمھارا بھی حصہ ہی اکوان آہن پوش
وکیوان کرگدن سوار دونون سپہ سالار کُل لشکر ہین اُسی وقت لشکر مین قرنا ہوئی تین لاکھ آہن پوش کو ساتھ
لیکر سقرلات بیرون قلعہ آیا گینڈے پر سوار ہوکر چلا یہان شاہزادہ سکندر کو اس ایلچی کے نکل جانے کا کچھ خیال بھی نہین
مگر سلطان فرما رہے ہین ای فرزند یہ ایلچی جو آیا تھا ذلیل ہوکر یہان سے گیا ہی ضرور فساد برپا کریگا جواہر خنجرزن کو حکم ہوا
کہ آگے بڑھکر دیکھو جو کیفیت ہو بیان کرو جواہر کوس بھر گیا اور بہت جلد واپس آیا عرض کی حضور حقیقت مین بہت بڑا زبردست
پہلوان ہی حوالی مین اُسکے نام سے لوگ تھراتے ہین اب وہ تین لاکھ فوج کی جمعیت سے آتا ہی سکندر نے جواب دیا آنے دو
اپنے سردارون کو بلاکر حکم دیا کہ ہمارا لشکر آمادہ حرب وپیکار رہے سر میدان سمجھا جائیگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد عظیم بلند
ہوئی جب دامنہ گرد شگافتہ ہوا دیکھا ایک پہلوان دیوخصال ایک کرگدن مست پر سوار دونون آدمخوار رکاب پر ہاتھ
رکھے ہوئے اکوان وکیوان منظم لشکر اور جو کہ ایلچی بنکر آیا تھا اپنے مالک کے ساتھ بل کرتا ہوا آتا ہی نشان بتا رہا ہی دیکھیے
حضور وہ سامنے بارگاہ استادہ ہی فوج بھی کم بادشاہ لائق مقابلہ نہین افسر کمسن مگر قوت کوٹ کوٹ کے بھری ہی جب تو اُس
طفل کو دعویٰ افسری ہی سقرلات کہتا ہی معلوم ہو جائیگا کوس بھر کا میدان بیچ مین چھوڑ کر مع لشکر سقرلات فروکش ہوا
بارگاہین استادہ ہوئین از قلعہ تا بہ لشکر ہزارہا طرح کے سامان مُہیا ہین سقرلات گینڈے سے اُتر کر بارگاہ مین آیا سب
افسر کھڑے ہوئے سقرلات کو سمجھا رہے ہین ہر ایک شخص کا یہی قول ہی حضور تکلیف نہ فرمائین اپنے قلعے مین تشریف
لیجائین ہم انسے بخوبی سمجھینگے کھڑے کھڑے ان سب کو شکست دینگے ایک ایک کی بوٹیان کاٹ کاٹ کے کھا جائینگے سقرلات
جواب دیتا ہی کہ مابدولت کا ہونا ضرور ہی بغیر میرے یہ لڑائی فتح نہوگی یہ کہکر شراب پینے مین مصروف ہوا جب دماغ بادہ
ناب سے گرم ہوا اور زیادہ مغرور بے شرم ہوا بہ کبر ونخوت تمام حکم دیا طبل جنگی بجے مگر مثلول آدمخوار سالہا سال سے
اسکے قبضے مین ہی آدمخواری اسکی موقوف رہی اب جو اس فوج ظفر موج کو اسنے دیکھا جوان حسین منہ مین پانی بھر آیا ہی
فکر مین بیٹھا ہی کہ مین رات کو اُس لشکر مین جاؤن دو چار کو کھاکے پیٹ بھرون رات کو تنہا نکلجاؤنگا کسی کو خبر بھی نہ
کرونگا اُدھر نقارۂ رزمی پر چوب پڑی یہان شاگردان جواہر نے آکے شاہزادہ سکندر سے عرض کی حضور لشکر دشمن
مین طبل جنگی بجا سکندر نے بھی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی بہ عنایت خداوند شجر طبل جنگی بجے شاہزادے نے پوچھا کہ آج شب
کو طلایہ کسکا ہی طولاب تیغ زن نے عرض کیا آج غلام کی باری ہی سکندر نے فرمایا ای بہادر بہت ہوشیار رہنا
یہ ملعون بہت مغرور معلوم ہوتا ہی عرض کی مین پانچ ہزار جوان لیکر جاتا ہون سکندر نے فرمایا ای جواہر تم خبر گیر رہنا

اگر کوئی بات ہو فوراً ہمکو خبر کرنا جواہر خنجر زن بموجب حکم شاہزادہ سکندر خبر گیری مین مصروف ہوا جب زلف لیلاے
شب کمر سے گذری مشلول آدمخوار یکہ و تنہا اپنے خیمے سے نکلا اژدہ پشت نہنگ کاندھے پر سر کے بال بڑھے ہوے جھومتا
ہوا قبضۂ شمشیر چومتا ہوا بصورت مہیب بشکل عجیب لشکر سکندر پر نگاہ ڈالتا ہوا آتا ہی جواہر خنجر زن نے بڑھکر میر
طلایہ کو خبر کی مگر یہ بیچارا قریب سوارون کے پہونچ گیا ایک سوار نے آواز دی کون آتا ہی جب اسنے جواب نہ دیا سوار نے
نیزہ مارا اس بیچارے نے نیزہ سوار کا توڑ ڈالا سوار کو گھوڑے سے گھسیٹ لیا دونون ٹانگین پکڑکر جھٹ اندر مارا چیر پھاڑ کر
کھا گیا یہ سانحہ دیکھکر اور سوار سامنے سے بھاگنے لگے ایک غلغلہ ہوا آدمخوار آگیا جواہر خنجر زن قریب طولاب پہونچا
کہا اے جوان جلد چل طلایہ پر آدمخوار آگیا کئی سوارون کو مار چکا طولاب گھوڑے کو چمکا کے اُسوقت پہونچا کہ سوارون
مین بھگدر پڑی ہی وہ دیو حضال عفریت مثال جسپر جا پڑا اُسے چیر پھاڑ کر کھا لیا دو چار جوان تو بخوشی کھاے دریاے
خون مین نہایا ہوا حربے کو جنبش دیتا ہوا مثل فیل مست آتا ہی اس شیر نے آواز دی خبردار اب آگے نہ بڑھنا
طولاب کی صدا سنکر مشلول قریب آیا طولاب نے نیزہ مارا مشلول نے نیزہ اسکا توڑ ڈالا ایک اژدرہ کا مارا
طولاب نے اپنے تئین بچایا مگر گھوڑا اس جوان کا مارا گیا مشلول نے چاہا اسکو بھی کھا جاؤن اور سوار بیچ مین آپڑے
طولاب پیچھے ہٹگیا یہ خبر جواہر نے شاہزادہ سکندر کو پہونچائی سکندر بیتاب ہو کر بارگاہ سے نکلے دیکھا ایک آدمخوار
نے بہت سے جوان چیر پھاڑ کر کھالیے سکندر کی آنکھون مین اندھیرا آگیا ڈانٹا ادھر آدمخور خبردار مین آپہونچا آدمخوار نے کسی کو
چپت ماری کسی کو چیر کے پھینکدیا استخوان چبا رہا ہی سکندر کو تاب نہ باقی رہی وہان سے نعرہ شیرانہ کیا جست کر کے قریب
آگئے مشلول نے ہاتھ اژدہ پشت نہنگ کا مارا سکندر نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ارہ چھین کر پھینکدیا مشلول نے چنگل مارا شاہزادہ
صرف کرتا شہابی کا پہنے ہوے تھا تمام جسم فگار ہو گیا سراپا خون کا بلند شاہزادے نے ہاتھ بڑھایا گردن تو اُسکی ہاتھ مین آئی
بڑے بڑے بال ہاتھ مین آگئے جھٹکا مارا اکھڑتا ہوا ایک رستا ٹوٹ کر ہاتھ مین آگیا مشلول نے پھر چنگل مارا ابکی مرتبہ ناخن اس
بیچارے کے استخوان پر جا کر پہونچے گوشت و پوست نوچ کر لیگیا سکندر نے غصے مین گھونسا مارا مشلول کو معلوم ہوا کہ گرز پڑا
سر جھکگیا منھ کھولدیا گھبرا گیا یقین تھا چرخ کھا کر گرے مگر اپنے کو سنبھال کر لپٹ پڑا سکندر کا تمام جسم فگار اُس حال
مین بھی ضبط کر کے مشلول سے کشتی لڑنے لگے شہنشاہ کو خبر پہونچی جوش محبت مین اپنے فرزند کے نکل آے دیکھا شاہزادے
کا جسم پارہ پارہ ہو گیا ہی مگر مشلول کو اتنے گھونسے مارے ہر مرتبہ منھ کھول کر رہجاتا ہی جب گھونسا پڑا قلب ٹھہر گیا
شانے پر کاٹ کھایا بوٹی شانے کی اُتار لیگیا سکندر پر انتہا کا صدمہ ہوا ایک چلبت کھا کے اس زور سے گھونسا مارا کہ
مشلول چرخ کھا کے گرا سکندر جھپٹکر چھاتی پر چڑھ بیٹھا کندہ زانو سے دبا کر کہا اے آدمخوار اب اطاعت مین کیا کہتا ہی اس
آدمخوار کی زبان سے سخت الفاظ سکندر کی شان مین نکلے سکندر غصے مین اُٹھا ایک پاؤن دونون پاؤن سے دبا کر ایک
پاؤن دونون ہاتھون سے تھام کر جھٹکا مارا مثل کرباس کہنہ چیر کے پھینکدیا سلطان زرین پوش جوش محبت مین فرزند کے
لپٹ گئے خون جسم کا رومال سے پاک کرنے لگے سکندر نے فرمایا لاشہ اس آدمخوار کا بیرون لشکر پھینکدو سوار و پیدل
جو زخمی ہوے ہین اُنکا علاج ہو رفقا نے عرض کی پہلے حضور کی زخمبندی مناسب ہی سکندر نے نہ مانا ساتھ والون کے
ٹانکے دلواے تب خود بھی شفاخانہ مین آے پٹیان مرہم کی چڑھائین گلہاے زخم نخل جسم پر کھلے ہوے ہین ہر زخم سے
قطرے خون کے ٹپک رہے ہین بمشکل خون بند ہوا طولاب سردار انتہا کا زخمی ہوا اتفاقاً شاہزادہ سکندر نے خود
ٹانکے لگاے لاشہ آدمخوار کا جو بیرون لشکر پھینکا گیا ملازمان سقرلات نے دیکھا چارپائی پر لاد کر سامنے سقرلات
کے لاے سقرلات نے پوچھا کیا ہوا کہا حضور یکہ و تنہا لشکر دشمن پر جا پڑا افسر کے ہاتھ سے مارا گیا سقرلات بہت

جھلایا ستارۂ سحری چمک چکا تھا سقرلات فوراً گینڈے پر سوار ہوا مشلول کے مارے جانے کا بڑا صدمہ ہوا مشلول اُسکا بھائی کہتا ہی مین اُس لڑکے کو چیر پھاڑ کر کھا جاؤنگا سقرلات کہتا ہی یارو وہ لڑکا بڑا صاحب طاقت ہی ایسے شخص کو لڑکے اسنے مارا کہ میرا حوصلہ پست ہوا مین نے ان آدمخوار دن کو بڑی مشکل مین گرفتار کیا تھا اُسنے تھوڑی ہی دیر مین مار لیا یہ ثابت ہوا کہ نہایت زبردست ہی سوائے میرے کوئی اُسکے مقابلے مین نہ جاے کمیدان رسالدار بڑے بڑے دیو خصال ہین بلبلا کے کہتے ہین حضور وقت شب تھا اسی وجہ سے وہ مارا گیا دن کو مہلت نہ دینگے جھکائیان دیکر مار لینگے اسطرح کے ذکر ہوتے مین سقرلات لشکر کو ساتھ لیکر میدان کارزار مین آیا سکندر ہر چند کہ خستہ و شکستہ تھے جواہر خنجر زن نے بڑھکر خبر دی کہ لشکر دشمن میدان کارزار مین آگیا سکندر اُٹھا ہر چند باپ نے منع کیا کہا اے فرزند آج اُس سے ایک دن کی مہلت لین سکندر نے کہا کوئی ضرورت نہین سلطان مجبور تخت پر سوار ہوا شاہزادہ پشت مرکب پر سب رفیق گرد گھیرے ہوے نوبت نقارے بجتے ہوے سقرلات نے سکندر کو صف پر دیکھا ہر کارے یہ بھی بیان کر گئے کہ سکندر انتہا کا زخمی ہی مگر جوش جرأت مین فرق نہین دیکھیے چالیس قدم آگے بڑھا ہوا گھوڑے کو اُڑاتا ہوا آتا ہی سقرلات وجد کرنے لگا کہا حقیقت مین یہ جوان بڑا ارابط و ضابط ہی اس حال مین بھی میدان کارزار مین آیا لوگون سے کہا اسکی قضا لائی ہی اب جانبین کے لشکر آراستہ ہوے نقیب نقابت کر کے پیچھے ہٹے سب سے پیشتر اکوان آہن پوش نامے پہلوان شہزادے کے ہاتھ سے مارا گیا تب جھلا کے سقرلات نکلا پکار کر آواز دی اے فرقۂ شجر پرستان تمنے یہ مذہب اختیار کر کے کیا پھل پایا سبھون نے جواب دیا تجھکو ہمارے مذہب مین کیا دخل ہی سقرلات نے کہا وہ صاحبزادے جنھون نے نام اپنا سکندر زرین پوش زرین علم رکھا ہی میرے مقابلے مین آئین تو احوال معلوم ہو مشلول کو مار کر بہت مغرور ہوا وہ برسون سے بیمار تھا یہ سنکر سکندر نے گھوڑا چمکایا باپ کو آکر سلام کیا کہا حضور اجازت میدان دیجیے دشمن للکار رہا ہی سلطان زرین پوش فرط محبت فرزند سے رونے لگا کہا اے نور نظر اس دیو خود سر کے مقابلے مین کیونکر جانے دون تمام جسم پر پٹیان مرہم کی چڑھی ہین تمھارے رنج کے خیال سے مین منع نہین کرتا ورنہ سقرلات سے ایک مہینے کی مہلت لینا چاہیے جب زخم صحت پائین تب البتہ مقابلہ ہو سکتا ہی سکندر نے کہا آپکا اقبال کافی ہی اب اجازت میدان کارزار دیجیے حریف زبان طعن کھولنے لگا شہنشاہ نے رو رو کر رخصت کیا شاہزادے نے مرکب پر بجلی جاتی نیزہ ہلاتا ہوا گھوڑا چمکاتا ہوا چہرہ آفتاب عالمتاب گھوڑا اڑاتا ہوا مین مثل سیماب صفت مرکب تصنیف مصنف

عجب مرکب تیز رو خوش خرام
غزال ختن سے سوا تیز رو
اڑے آسمان پر جلے گر لگام
خطا ہی کہون نعل کو ماہِ نو
کہون اسکو سیماب یا برق تاب
طرارون مین بھی جست و چالاکی
فراست فرس مین بھی ہی لاجواب
کہ آسمان اُسے سیر افلاک ہی

اس شان و شوکت سے جو سقرلات نے شاہزادے کو آتے ہوے دیکھا مثل آئینہ حیران کہتا تھا کیا معشوق خوبرو کی اس خوبصورتی پر یہ جرأت و جلالت دوسرا کمال یہ کہ شب کو آدمخوار سے لڑا اسوقت ماہ دولت کے مقابلے مین آتا ہی کیا منچلا ہی سرو پا کو شاہزادے کے بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہی سب اعضا چُست چالاک و درست انکھڑیان رشک دیدۂ غزال چہرہ ماہتاب آسمانِ کمال گرد سپر کا ہاتھ مین لیکر سقرلات بڑھا لگا اور چلی چار قدم گینڈا سقرلات کا ہٹا دو قدم مرکب شاہزادے کا بڑھا سقرلات حیران جمال محو دیدار ہو رہا تھا ہاتھ اُٹھا کر سلام کیا سکندر نے جواب دیا سقرلات نے کہا اے جوان ہر چند کہ تجھسے بڑی خطائین سرزد ہوئین لیکن تیرے حسن و جمال و شان و شوکت پر مجھکو رحم آیا ہی سب خطائین تیری معاف کر دونگا ورنہ تیرے لشکر کے لاشون سے میدان سارا بھر دیتا سکندر نے کہا اے سقرلات مین مقابلۂ عظیم پر جاتا ہون بڑے بڑے نام آورون سے ارادہ ہی کہ مقابلہ کرون اگر تو رفاقت اختیار کرے تو تجھکو

لشکر کا سپہ سالار کرون رونق بارگاہ مردان عالم قرار دون سقرلات خوب ہنسا کہا واہ ای جوان سوال دیگر
جواب دیگر مجھسے تو کیا مقابلہ کریگا ہاتھ پانون توڑکے رکھدونگا بار میری تلوار کا تجھسے اُٹھیگا کلائیان ٹوٹ جاوینگی
سکندر نے کہا تجھکو کسعی کا خیال ہی شیر کا بچہ فیل مست کو مار لیتا ہی بھاگتے راستہ نہ ملیگا مثل آدمخوار تو بھی طعمہ دہن موت
ہوگا سارا کبر و نخوت فوت ہوگا سقرلات نے کہا لات و منات کی قسم کہتا ہون مجھکو تجھسے محبت ہوئی میرا نیزہ
دل سنگ مین در آتا ہی اگر تلوار سر کوہ پہ مارون تا بہ بیخ کاٹون اگر زور بازو دکھاؤن پہاڑ کو جڑسے اُکھیڑ کر پھینکدون
یہ وہ ملک ہی کہ یہان ہر مقام پر ہزارون سرکش رہتے تھے میری ہیبت شمشیر سے بھاگ کر درہ ہائے کوہ مین چھپے ملک کے
ملک مین نے ویران کر دیئے آدمخوارون کو بھی مین نے امان نہ دی جس مقام پر آپکا لشکر فروکش ہوا آدمخوارون کی
بدعت سے یہان راستہ نہ چلتا تھا سرکشی دکھاتے تھے راہگیرون کو ڈھونڈھکر کھا جاتے تھے مین نے سب کو گھس کر مارا دو
آدمخوار سب کے افسر تھے اُنکو گرفتار کرکے لایا کیون اپنی جان دیتا ہی اپنا خون اپنی گردن پر لیتا ہی سکندر نے کہا ای پہلوان
جبتک مقابلہ ہوگا تیرے سر سے غرور نہ نکلیگا اور ای بادر صاف یہ ہی کہ مجھے یہ خیال رہیگا لشکر حمزہ کا حال سنا ہی کہ زمانہ
کمسنی مین لندھور نے صاحبقران کی اطاعت کی اور عاشق مشہور ہوا آخر غرور مین یہ کلمہ کہا کہ مجھکو صاحبقران نے زیر
نہین کیا تب صاحبقران نے کسی وجہ مین صورت بدل کے جفا اُٹھائی صاحبقرانی دکھائی جسطرح بنا لندھور کو زیر
کیا تب اُنکے دل سے گھمنڈ مٹا تو برادر یہ خیال جانبین کو رہیگا مجھکو بھی دعوئے افسری کو ہی خیال سروری سقرلات
نے کہا مجھکو افسوس یہ آتا ہی ایسا نہو کہ آپ میرے ہاتھ سے ہلاک ہون مین پھر کیا منہ دکھاؤنگا یہ بھی ظاہر ہی کہ آپکے فراق
مین تڑپ تڑپ کے مرجاؤنگا لہذا سب سے افضل یہ ہی کہ میرے آپکے نیزہ و تلوار مین مقابلہ نہو کشتی مین امتحان ہوجائے
سکندر نے کہا بہتر ای پہلوان ہم اس کلام پر راضی ہین سقرلات گینڈے سے کود اسکندر بھی گھوڑے سے اُترے
دونون لشکر حیران کہ ان دونون جوانون مین کیا باتین ہوئین نیزہ و تلوار موقوف ہوے سقرلات دل مین کہتا ہی
کہ آخر کمسن تھا بازی کھا بدا زور مین میرا کیا کریگا تلوار و نیزہ مین شاید برابر رہجاتا یہ کہکر اشارہ کیا کہا ای شاہزادہ والا
آئیے سکندر نے بھی دامن گردانے آستینین چڑھائین سقرلات سے کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین کہ کس
زور و شور سے دونون جوانون مین کشتی ہو رہی ہی کوئی کسی مقام پر کمی نہین کرتا سقرلات ہر مرتبہ چاہتا ہی دبوچ کر
لے بیٹھون ہاتھ پانون توڑکے رکھدون مگر پنجہ قابض نہین ہوتا سکندر مثل برق جہندہ تڑپ رہا ہی ہر شخص معروف
سیر کہ سبحان اللہ کس لطف سے شاہزادہ اتنے بڑے پہلوان سے مصروف زور آزمائی ہی کیا صولت و شوکت دکھائی
ہی وہ دیو یہ کمسن یہ خرد وہ گرداستہ ابھی حالات نشیب و فراز عالم نہین دیکھے وہ جہاندیدہ کار آزمودہ دیکھیے کیا گذرتی
ہی ہر خرد و کلان پیر و جوان ادنی اعلی محو تماشا سب شہزادہ سکندر کی تعریف کر رہے ہین لڑتے لڑتے وہ وقت آیا کہ
شاہنشاہ زرین پوش آفتاب بعد پیچ و تاب رُخ زرد چہرے پر بیابان کی گرد لرزان و ترسان قصر مغرب مین جاکر
چھپا لیلائے شب نے صورت دکھائی مجنون ماہ تابان عاشق لیلائے شب بعد ادب تخت فلکی مین امید وار دیدار فرحت آثار
لیلائے شب جلوہ فرما ہوا سقرلات رک کے شاہزادے کو کہنے لگا کہ ای جوان کیا کہنا تو نے بڑا کام کیا مجھ ایسے سورمے
جا بہ پہر کامل لڑا اب جاکر آرام کر صبح کو سمجھا جائیگا جسکی تقدیر مین فتح ہو ہر چند کہ شاہزادہ سکندر اپنے حسب و نسب سے
ماہر نہین اپنے خاندان سے فنون سپاہگری نہین بہم پہونچے مگر اصلی لیاقت کہان جائے بے اختیار بول اُٹھے ای پہلوان
دکیا مزا ہی لڑائی ہوئی انجام نہوا یا تم ہمکو زیر کرکے پلٹنا یا ہم تمکو زیر کرکے رفیق بنائینگے تب میدان کارزار سے
جائینگے اب لڑلو یہ سنکر سقرلات بہت ہنسا کہا ای شاہزادہ والا قدر آسمان خوبی کے بدر ابھی آپنے نشیب و فراز عالم

نہین دیکھے مین یہی چاہتا ہون کہ سر میدان آپکی ذلت ہو سکندر نے جواب دیا ای پہلوان دوران تمھارا تو غرور بڑھتا جاتا ہی ابھی صرف چار پہر گذرے ہین دس پانچ پہر مین غالب و مغلوب کی حقیقت کھل جائیگی ابھی تو تمھارا غرور ترقی پر ہی سقرلات نے کہا خیر مین ہر بات مین آپکی بہتری چاہتا ہون آپ اب ناحق دیر کرتے ہین امتحان تو کسی قدر ہو گیا تھا سکندر نے کہا مین بے زیر و زبر کیے نہ پلٹونگا سقرلات نے حکم دیا روشنی کر دی جاوے ادہر جواہر خنجر زن نے سلطان زرین پوش سے کہا کہ حضور لڑائی اُلجھ گئی روشنی کرائیے ادہر سے بھی روشنی پہونچی اب سب پر احوال روشن ہوا کہ پھر دونون شیر لڑائی مین مصروف ہوے چار پہر رات ایک رنگ مین گذری نیز شب نے نقاب چہرۂ مہر مثال سے اُٹھا مہر انور لقصد گرد فر تخت زبرجدی فلک پر جلوہ فرما ہوا طائرون نے زمزمہ سرائی کی اپنی اپنی زبان مین اپنے معبود کو یاد کرتے تھے قمریون کے غول کے غول غلغلۂ سرو پر صدا سے کوکو کرتے تھے مراد یہ تھی کہ ہمارا پیدا کرنے والا کہان ہی افسوس کہ دیدۂ حقیقت بین سے نہان ہی بندون کو محبت باغبان قضا و قدر کا جوش عندلیبان خوش نوا کو سبق گلستان کا فراموش طائر چہکے غنچے چٹکے دشت زبرجدی صنعت باغبان سرسبز ہی یہ دونون شیر ایک طور پر مصروف جنگ جب شاہزادہ سکندر سقرلات کو نیچے پکڑ لاتا ہی دو دو گھڑی رگڑتا ہی نکلنے نہین دیتا زور کھسے مارتا ہی کہ سقرلات کی جان پر بنتی ہی اور جب سقرلات سکندر کو پکڑ لاتا ہی یہ اسطرح ستمگر نکلتے ہین کہ سینۂ زمین سے نہین آشنا ہوتا جواہر خنجر زن بڑھ بڑھکر دمبدم تعریف کرتا ہی ای شیر بیشۂ سلطان زرین پوش ماشاءاللہ کس لطف سے آپ لڑ رہے ہین جرأت کی ترقی نکتہ سنج حرف مطلب مراد سے آگاہ ہین آپ جہان پناہ دیکھین کس لطف سے کشتی لڑ رہے ہین لب سوفار سے صداے احسنت و آفرین آرہی ہی تمامی علماے لشکر آپکی تعظیم کو اُٹھے ہین نشان فتح و ظفر تیار ہی سقرلات غصّے مین جواب دیتا ہی او عیار کیا بیہودہ بکتا ہی میرے زور و طاقت سے بہرام فلک کو سکتا ہی مجھے جوش اُلفت ہی اسوجہ سے یہ کیفیت ہی مین چاہتا ہون حوصلہ نہ باقی رہے جب قصد کرونگا زیر کرلونگا مین نے ابتک فنون زور و طاقت صرف نہین کیے اب آج رات ہونے دونگا فقط آپکے حجاب کا خیال ہی کہ اپنے مقام پر شرمندہ ہونگے اُستادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی کہ دوسرے دن بھی انہاک دائون پیچ ہوے ایک کو دوسرے کے زیر کرنے کی بڑی بڑی کوشش ہوئی مگر کسی کا مطلب حاصل ہوا اب سقرلات پہر دن رہے ہانپ رہا ہی سکندر کے طریقے سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ گویا ابھی اکھاڑے مین اُترا ہی چہرہ بحال آئینہ رخسار سے ثابت ہوتا ہی کہ سکندر اصلی ظلمات کی سیر کرکے برآمد ہوا نہایت خوشفعلی کے ساتھ مصروف جنگ ہی لیکن جب قصد کرتے ہین کہ زیر کر دین سقرلات اپنے کو قوت سے بچاتا ہی اُس پہلو پر نہین آتا کہ یہ کولے پر لا دین اب آخر وقت ہی ریل پیل کے زور ہو رہے ہین کبھی سکندر سقرلات کو دس قدم ریل کر لیگئے کبھی وہ انکو پانچ قدم تک لایا مگر ترقی سکندر کی جانب ہی سقرلات کو بہت غصہ ہی دانتون سے ہونٹون کو چباتا ہی اکثر کلام سخت بھی زبان پر لایا سکندر نے جواب دیا ای سقرلات تمھاری لیاقت سے بعید ہی کہ کلمات بیجا زبان پر لاؤ تمھین تو امتحان منظور ہی اب تو قلب ناصبور ہی یہان تو بہ عنایت خداوند شجر بادۂ جرأت کا سرور ہی یہ حقیر سراسر بے قصور ہی مین اول بھی کہتا تھا کہ میری بخوشی اطاعت کرو سر میدان نہ لڑو ورنہ بڑی خرابی ہوگی مگر تمنے نہ مانا مجھکو طفل کمسن جانا بقول سعدی شعر ای کہ شخص منت حقیر نمود ؛ تا درشتی ہنر نپنداری ؛ خیر اب جو کچھ ہوگا ظاہر ہو جائیگا ای سقرلات اب زمانہ قریب ہی نہ سمجھنے والا بدنصیب ہی سقرلات نے کہا ای جوان جبتک کہ مجھ مین جان باقی ہی کیا مجال کسی کی کہ میری پشت زمین سے لگا سکے جب طائر روح قفس جسم خاکی سے نکل جائے اُسوقت حریف کو البتہ اختیار ہی سکندر نے کہا ای سقرلات یہ ثابت ہو چکا کہ یہ تن و توش تمھارا دیکھنے کا ہی دیکھو کانپ رہے ہو یہ جو کلمہ شاہزادے سے سنا سقرلات کو بڑا غصہ آیا کہا لو

ای سکندر ابھی زیر کرتا ہون یہ کہکے دونون مونڈھے تھانبے سینے سے سر اڑا کرلے دوڑا سکندر ہٹتے چلے آتے ہین دم
کا بھروسا قدم کا شمار پانچ قدم تک ہٹکے آئے سقرلات نے ہکہ مارا سکندر کا گھٹنا زمین سے آشنا ہوا سکندر
ہٹنے پلٹکر لے دوڑے سقرلات چاہتا ہی پیچھے نہ ہٹون سکندر نے زور کرکے دونون پانون بڑھائے وہان پر تو ہٹنا
تھا پانون بڑھانے کا بہانہ تھا گھٹنون تک زمین مین غرق ہوے سقرلات نے ہکہ مارا گولہ اس شیر کا اُتر گیا پانو تل
شیر ژیان کے لڑرہے تھے پاتھرتھر کانپ کے بیہوش ہوگئے سقرلات کہ نہایت محجوب ہو رہا تھا یہ بھی اُسکو یقین تھا کہ اب یہ
شیر مجھکو زیر کریگا بیہوش جو پایا تو غنیمت سمجھا ایکہ مارا شاہزادہ مثل مردے کے زمین پر گرا سقرلات مشکین باندھنے لگا
توڑہ ازنجیر آہنی کا کمر سے کھولتا ہر چند جواہر خنجر زن نے آواز دی ای پہلوان یہ بات مروت سے بعید ہی صید زبون پر
ہاتھ نہین ڈالتے مگر سے مطلب نہین نکالتے ہم سمجھ گئے شاہزادہ سکندر کا گولا اُتر گیا ہر چند جواہر خنجر زن چیخا پیٹا
غل مچایا مگر سقرلات نے کچھ خیال بھی نہ کیا گرفتار کرکے لیچلا سلطان زرین پوش نے قصد کیا کہ لشکر کو لیکر جا پڑون
جواہر خنجر زن نے منع کیا آپ پلٹ چلیے مین چھڑا کے لاؤنگا حقیقت مین سقرلات ملعون نے خلاف جرأت کیا
آپ بارگاہ مین چلیے مین بھی حاضر ہوتا ہون جاکے اپنے آقا کی خبر لون چھڑانے کی تدبیر کرون یہ تو یقین کامل ہی کہ اس جال
پُر ملال مین قتل نہین کریگا اور یہ بھی اُسکے تیور سے بخوبی ثابت ہوتا ہی کہ ہمارے آقا پر مائل ہی تیغ ابرو سے گھائل ہی یہ
کہکر سلطان زرین پوش کو جواہر نے طرف بارگاہ کے روانہ کیا اور آپ صورت تبدیل کرکے لشکر سقرلات مین
آیا ایک خدمتگار کی شکل بنکر اندر بارگاہ کے پہونچا ستون کی آڑ مین کھڑا ہوا سقرلات آہن پوش نے پہلوانون کو حکم دیا
اس جوان کا گولہ بٹھاؤ ایک معقول خیمے مین لیجا کر قید کرو مگر آب و دانہ بوجہ احسن پہونچانا کوئی تکلیف نہونے پاوے
مین اسکو اپنا افسر بناؤنگا صاحب تخت و تاج کرونگا پہلوان نے شاہزادہ سکندر کا گولہ بٹھایا پٹیان باندھدین مگر
ہتھکڑیان بیڑیان بھی پہنائین جواہر یہ سب کیفیت ستون کی آڑ سے کھڑا دیکھا کیا سرہنگ آہن پوش ایک افسر
تھا ہزار جوانون سے وہ آکے در خیمہ پر نگہبان ہوا جبار جانب خیمے کے انتظام کرنے لگا مقدم پیادون کو یہی حکم
دے رہا ہی کہ جاکر دیکھو وہ شیر دلیر کب ہوشیار ہوتا ہی ہمارے مالک کا حکم ہی کہ جب یہ جوان ہوشیار ہو ہمکو فوراً اطلاع
کرو جواہر نے یہ معرکہ دیکھا قریب بارگاہ سقرلات آہن پوش ٹہل رہا ہی کہ ایک مرد باہر نکلا آواز دی کوئی مزدور ہی
یہ پتلا شراب کا اُٹھا کر لے چلے جواہر نے فوراً اپنی صورت ایک مزدور کی بنائی حاضر حاضر کہکے سامنے آیا عرض کی کیا
حکم ہی مرد ہے نے کہا یہ پتلا اُٹھا لے ایک فتیلہ بھی ہاتھ مین دیا چوبدار آگے آگے مزدور پیچھے پیچھے چلا اب جواہر تھوڑی
دور چلکے خوب مچلا اور اُس فتیلے کو منہ سے پھونک دیا ٹھوکر لی زمین پر بیٹھ گیا پکار کے آواز دی میان مرد ہے صاحب
فتیلہ بجھ گیا مین بھی گر پڑا اسکو جلدی روشن کرلائیے چوبدار یہ سنکر پلٹا قریب آکے دیکھا مزدور گر پڑا فتیلہ بجھ گیا مزدور کا
ہاتھ تھام کر اُٹھایا فتیلہ ہاتھ سے اُسکے لیلیا سامنے ایک حلوائی کی دوکان تھی روشن کرنے گیا اتنے عرصے مین جواہر نے
پتلے کا منہ کھولا اُسمین بیہوشی ملادی مرد ہا فتیلہ روشن کرکے آیا مزدور سے کہا میان چلو تھوڑی دیر مین آکر دروازے
پر زندانخانہ کے پہونچے شہر نگہ آہن پوش در خیمہ پر ایک ہزار جوان سے نگہبانی کر رہا ہی فتیلے کی روشنی دیکھکر
آواز دی کون آتا ہی مرد ہے نے اپنا نام بتایا اور کہا بادشاہ نے تم لوگون کے واسطے شراب بھیجی ہی یہ سنکر سب
پیادے بیقرار ہوگئے بڑھکر پتلا کاندھے سے مزدور کے اُتار امردہا تو پتلا دیکر چلا گیا مگر مزدور یہ کہکے بیٹھ گیا لاسیے
پہلوان صاحب مین حق بھر دن مجھکو رتوندی آتی ہی حکم ہو تو مین بھی یہان شب بھر بیدار ہون رات بھر چلمین بھرا کرونگا
پیادون نے کہا میان شہدے صاحب تمھارا کیا نام ہی اور مکان کہان ہی کہا حضور پیر بخار امین رہتے ہین کئی دن سے

رتوندی آنے لگی جان بھی ہار چکے ہم تو زنگبار ہین دانؤن پر جان بھی بد دیتے ہین اگر ہمارا رنگ کھل جائے دو جگون مین سلطنت جیتلین مگر کیا کرین تقدیر یاوری نہین کرتی سب ہنسنے لگے سبھون نے شراب آپس مین تقسیم کی جواہر نے حقے بھر بھر کے پلانا شروع کیے ایک ایک سے تقاضا ہی لائیے کابلی لادین دال موٹھ گرما گرم منگائیے کسی نے پیسہ کسی نے دو پیسے دیے مزدور دوڑ دوڑ کر لا دیتا ہی دل و جان سے کام مین مصروف ہی پیادے کہتے ہین میان مزدور تم بڑے محنتی ہو یہان رہا کرو تمھارے کھانے پینے کی بھی فکر ہو جاویگی شراب پیا کرو کباب کھایا کرو تمھین کسی بات کی تکلیف نہو گی مزدور نے جواب دیا اب مین یہین رہونگا آپ سب صاحبون کو خوب راضی کرونگا چار گھڑی رات گذری تھی کہ سب بیہوش ہوے جواہر نے جب دیکھا کہ سب بیہوش ہوے اندر خیمے کے آیا شاہزادے کو دیکھا سر زنجیر پر سر خم کیے ہوے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے بیٹھا ہی زبان پر شاہزادے کے یہ اشعار جاری ہین اشعار مصنف

کہین کام دنیا مین کیا بند ہین
کوئی شل گیسو پریشان ہوا
کہین شادیان ہین کہین رنج و غم
کہی ہین جہان کے نشیب و فراز
نشان خوشی ہین نشان الم
بہم ایک جاگہ پہ ہین سوز و ساز
یہ نیرنگ عالم کے پابند ہین
کہین بادشاہی کا سامان ہوا
کبھی یاد معشوق مین شکایت

نکلی گریبان تا بہ دامن چاک اشک حسرت چہرۂ زیبا پر جاری ہی کہ جواہر نے آکے سلام کیا کہا حضور نہ گھبرائین غلام ایکلو ہوا یہ کہکر تو بڑہ عیاری سے سو ہین نکالا ہتھکڑیان بیڑیان کاٹین شاہزادہ اُٹھ کھڑا ہوا ہمراہ عیار کے باہر خیمے کے آیا دیکھا سب نگہبان بیہوش پڑے ہین جواہر نے ایک مرکب بھی شاہزادے کے واسطے بہت عمدہ ممکن کیا اُسپر سوار کرکے لے نکلا جدھر طلایہ پھر رہا تھا کنارے کنارے شاہزادے کو لایا یہان لشکر مین سلطان زرین پوش کا عجب حال ہی یاد فرزند مین مبتلا ہین تمام اہالیان لشکر بیتاب و بیقرار سب سردار لشکر مین پریشان پھر رہے ہین دور سے دیکھا ایک سوار آتا ہی اور ایک عیار بھی رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے کیمان نے شہزادے کو پہچانا سب دوڑ پڑے یہ خبر جو اُڑی کہ سکندر آتے ہین سلطان زرین پوش بھی بارگاہ سے نکل آئے سردار بھی دوڑے استقبال کرکے سکندر کو بارگاہ مین لائے سلطان نے سب حال پوچھا سب سردار جواہر کے گرد پھرنے لگے کہ بہتر صاحب تمنے بڑا کام کیا سقرلات کو ایسا بد عہد نہ سمجھے تھے جب گولا اُترا تھا قید کر لیا جواہر نے کہا صبح کو اپنے مذہب کا سوال کرتا اب شاہزادے نے آرام کیا لشکر کو تسکین ہوئی سلطان بھی سوئے وہان بوقت سحر جب قیدئی زندان مغرب زنجیرہاے شعاع مین جکڑا ہوا میدان چرخ زبر جدی مین آیا اہالیان لشکر سقرلات قریب خیمۂ قید خانہ آئے دیکھا سب بیہوش پڑے ہین خیمہ خالی ہی ہتھکڑیان بیڑیان کٹی ہوئی پڑی ہین اک ہنگامہ برپا ہوا ہر ایک کی زبان پر یہی ذکر ہی کہ غضب ہوا عیار اُسکا سب کو بیہوش کرکے اپنے آقا کو لیگیا بڑا داغ دے گیا شبرنگ آہن پوش روتا پیٹتا ہوا سامنے سقرلات کے آیا رو رو کر کہا حضور بڑا غضب ہوا شب کو کوئی آکے نگہبانون کو بیہوش کرکے اُس سرکش کو لیگیا یہ سنکر سقرلات مثل ابر کے گڑگڑایا مانند اژدر کے بل کرکے اُٹھا کہا اس جوان نے کچھ میرا خوف نہ کیا مردان عالم کی قید جسم سے دور کی یہ تو میرا گناہگار تھا مین ابھی جاتا ہون کان پکڑکے بارگاہ سے لاتا ہون ہر چند سرداروں نے سمجھایا مگر سقرلات اپنے غرور مین پھٹا پڑتا ہی ہر چند کہ آٹھ پہر شہزادے سے لڑچکا زور کا حال بخوبی کھل گیا مگر غرور نے آنکھون پر پردے ڈالدیے مسلح ہو کر گھوڑے پر سوار ہوا طرف لشکر سکندر کے چلا ہر چند سامنے منع کیا کہ کسی کی کیا احتیاج ہی مگر اہالیان لشکر نے نہ مانا پشت پر اپنے مالک کے جمع ہوے نوبت نقارے بجاتے ہوے چلے جواہر کو بھی اس بات کا خیال تھا کہ سقرلات ضرور برہم ہوگا خبر کے لیے موجود تھا جیسے ہی سقرلات کو دیکھا خبر سنکر بھاگا یہان سلطان آکے تخت پر بیٹھے سکندر دنگل پر سردار سب آتے جاتے ہین سکندر یہی فرماتے ہین کہ مین بھائی جواہر کے کہنے سے رات کو چلا آیا ورنہ بارگاہ سقرلات مین جاتا کہتا کہ او نامرد تونے مجھکو بیہوشی مین

گرفتار کیا اب مین موجود ہون مقابلہ کر خراب جاؤگا سر دربار اُسکو ٹوکونگا سلطان زرین پوش روک رہے ہین اور
فرماتے ہین ای نورِ نظر وہ بڑا دیوِ خونخوار ہی انسان کا ہیکو دیو ہی تمہارا ہی کلیجہ تھا کہ آٹھ پہر اُس سے لڑے سکندر
نے کہا فلک نے گردش دکھائی پہر بھر مین اُسکی مشکین باندھ لیتا جو منظور رسیدا کرنے والے کو اپنا اختیار کیا انسان مجبور و ناچار ہی
مگر دل بہت بیقرار ہی کہ اُس سے جاکر کلام کرین یہ باتین تھین کہ جواہر حاضر ہوا عرض کیا ای شہریار غضب ہوا سقرلات
بڑے جوش و خروش سے آتا ہی لشکر سارا ساتھ ہی غیظ و غضب مین کانپ رہا ہی سکندر اُٹھ کھڑے ہوے سلطان نے جو شہزادہ
سکندر کو روکا کہا حضور مین آگے بڑھکر اُسکو روکون ورنہ دربار مین آویگا کلمات سخت زبان پر لائیگا میدان ہی مین
مقابلہ ہونا بہتر ہی یہ کہکر گھوڑے پر سوار ہوے جواہر نے رکاب تھام لی یہ فرماتے ہوے چلے ای سرداران تہمتن و ای
افسرانِ صف شکن مین اُسکے زور کا امتحان کرچکا اب اتنا عرصہ نہوگا بہت جلد زیر کرلونگا سلطان بھی تخت پر سوار ہوے
لشکر مین قرنا ہوئی مگر شہزادہ سکندر گھوڑے کو اُڑائے ہوے جاتے ہین دیکھا سامنے سے سقرلات گینڈے کو
بڑھائے ہوے آتا ہی فوج پشت پر سکندر گھوڑا بڑھاکر میدان مین آئے پکار کر آواز دی ای سقرلات کیا ارادہ ہی مین آپہونچا
اب آگے نہ بڑھنا سقرلات نے سکندر کو جو دیکھا شل اژدر بل کرنے لگا کہا او طفل بے ادب تونے غضب کیا قیدِ مردانِ
عالم کی جسم سے دور کی مین تجھکو بقوت زیر کرکے لیگیا تھا اب زندہ نہ چھوڑونگا اور اُس عیار کی تو بوٹیان کاٹ کر پھینکدونگا
سکندر نے جواب دیا کیا بیہودہ بکتا ہی اگر تو مجھکو بزور گرفتار کرلیگیا ہوتا تو مین کبھی قید خانے سے نہ آتا تونے تو اپنا مکر ظاہر
کیا اُس مجبوری مین ہاتھ ڈالا سقرلات جا پڑا سکندر و سقرلات سے نیزہ چلنے لگا دونون لشکر نگران چند طعنون مین
شہزادہ سکندر نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا غصے مین آکے سقرلات نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا سکندر نے بھی تلوار کھینچی سقرلات
نے ہاتھ مارا سکندر کو منظور ہی کہ اب اسکو لڑنے نہ دون کمر مین ہاتھ دیکر اُٹھالون سپر کو چہرے کی پناہ کیا مرکب کو گدگدایا
کہ زیر بغل جاکر تلوار کو گانٹھون وہان پہ موشخانہ تھا دونون پانون گھوڑے کے موشخانے مین جارہے مرکب نے سکندری
کھائی گردہ سپر کا سر سے ہٹا سقرلات نے ہاتھ مارا سر برہنہ پر شہزادے کے تلوار پڑی تا دو ابرو پہونچی اُسپر بھی شہزادے
نے دستانہ مارا تلوار اچٹتا کے سر سے نکلگئی چادر خون کی چہرۂ زیبا پر آئی جیداری کرکے ہاتھ مارا سقرلات ملعون نے
گینڈے کو ہٹا لیا تلوار خالی گئی نکان جو پہونچی سر شاہزادے کا ہرنہ زمین سے جا ملا سقرلات نے چاہا سر کاٹ لون
افلاک بلند قامت نے وہین سے نعرہ کیا خبردار او نامرد کیا کرتا ہی گھوڑے کو بڑھاکر بیچ مین دونون کے آگیا شہزادے کو
ہٹایا آپ سینہ سپر کرکے مقابلے مین آیا کئی ہاتھ تلوار کے مارے مگر اُسنے سب کو روک کے ہاتھ مار دیا افلاک کا شانہ کھولا
مرکب بھی مارا گیا قریب تھا سر کاٹ لے دوسرا سردار جا پڑا وہ بھی زخمی ہوا اسب زخمی صفِ فوج پر کھڑے ہین سکندر
نے بھی زخم باندھا ہر چند قصد کرتے ہین مگر زخم سر نے ایسا بیقرار کیا ہی کہ گھوڑے کی جنبش سے بیقرار ہو جاتے ہین یہ جوش
جرات ہی کہ مرکب پر سوار موجود ہین گیارہ سردار نامی ہاتھ سے سقرلات کے زخمی ہوے اور پانچ سردار جان سے
مارے گئے لاشے پھڑک رہے ہین سقرلات کے ہاتھ مین تیغہ بخون آلود گینڈے کو مہمیز کر رہا ہی اب سکندر کا پابند ہی
کوئی سامنے سقرلات کے نہین جاتا سلطان حیران سکندر پریشان کچھ کسی کے بنائے بن نہین پڑتا سقرلات
پکار رہا ہی ای فرقۂ شجر پرستان میرے قیدی نے مردانِ عالم کی قید جسم سے دور کی عیار نے دھوکا دیا اب اُسکا بدلہ یہ ہی اگر اپنی
جانبری چاہتے ہو روبمالی سے ہاتھ باندھ کے جلد آؤ مین اب صف پر آتا ہون مشکین باندھکر اُسکو لیجاؤنگا دیکھون کون روکتا ہی مین
وعدہ کرتا ہون کہ قتل نہ کرونگا ابھی چھوڑدونگا مگر میری بات مین فرق نہ آئے اسوقت مین یہی ارادہ کرکے آیا تھا کہ اُس طفل بے ادب
کو پکڑ لاؤنگا ناحق یہ سب میرے مقابلے مین آئے یہ کھڑا ہوا لاف و گزاف کر رہا ہی سکندر اپنی بوٹیان کاٹ رہا ہی ہر مرتبہ یہی قصد ہی

کہ جاکر اس سے لڑون اپنی جان دون مگر ذلت نہونے پائے سلطان بھی دعائین مانگ رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی علمہاے زنگاری
کے پھریرے نمایان ہوے سب دیکھنے لگے شعر از دامن دشت وکوہ اور زنگ ٭ گردے برخاست طوطیا رنگ ٭ از دامن دشت آن
غبارے ٭ رخسارہ نمود شہریارے ٭ قضاے کار نقد روح روان قاسم عالیشان ایرج نوجوان جو لشکر سے چلے آئے تھے
بارہ ہزار جوان پشت پر کرّہ بن اشقر پر سوار تیغۂ دو دمہ سکندری زیب کمر پشت پر نیلم وفیلم وغیرہ سردار بارہ ہزار
پیدل وسوار بدحواس ہوکر چلے ہین کہ بُزان وکوکب پر مصیبت پڑی دو منزل سہ منزلہ طے کرتے جاتے ہین سقرلات بھی دیکھنے لگا
ایرج جو اس مقام پر آگے پہونچے دیکھا ایک جوان دیو خصال قوی تن قوی من میدان مین کھڑا ہوا جھوم رہا ہی کئی لاشے بھی
تڑپ رہے ہین لشکر حریف کا پابند ایک جوان آفتاب جمال پریشان پریشان زخم باندھتا ہی ہر مرتبہ یہی قصد ہی کہ جوان کو
جاکر جواب دون مگر بسبب زخم کے قدم نہین اٹھتا بادشاہ لشکر مین سر پیٹ رہا ہی ایرج نے شاپور سے کہا دریافت تو کرو
یہ کیا معرکہ ہی یہ دیو خصال ان بیچارون پہ دباؤ ڈالتا ہی برادر شاپور تمنے اُس لڑکے کو دیکھا عیار کی صورت تمسے بہت ملتی ہی اس
جوان مین نشانیان ہمارے خاندان کی ہین زلفین خلیلی خال سبز رگ ہاشمی چہرے پر موجود ہی یہی قدرت معبود ہی کہ اسوقت ہم یہان
آکے پہونچے شاپور نے کہا اے شہریار ایک صورت کے ہزار ہوتے ہین ہم اپنی بدنصیبی پر روتے ہین کہ طلسم نور افشان پر
کیا تباہی پڑی نہین معلوم اُن لڑکون پر کیا گذری ایرج کی بھی آنکھون سے آنسو جاری ہوے شاپور نے بڑھکر احوال دریافت
کیا مثل پیک خیال پلٹ آئے عرض کی اے شہریار یہ لوگ شجر پرست ہین سقرلات یہان کا مالک ہی آپسمین مقابلہ پڑا سلطان
کے لوگ مارے گئے کچھ زخمی ہوے یہ جوان خوبصورت کمسن سلطان کا بیٹا ہی اس دیو سے لڑچکا اتفاق سے زخمی ہوا ہی اب
سقرلات ڈانٹ رہا ہی کہتا ہی پکڑ کے لیجاؤنگا سلطان کے لوگ نہایت پریشان ہین ساتھ والے بھاگے جاتے ہین یہ سنکر
ایرج کو نہایت غصہ آیا خون عزیزی نے جوش مارا فوراً گھوڑے کو بڑھایا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ ایرج ملک ایرج آن آفتاب
مُنیر ٭ کہ صاحبقرانم و آفاق گیر ٭ چو تیغ یلی برکشم از غلاف ٭ تزلزل فتد در میان مصاف ٭ او سقرلات یہ کیا جرأت ہی
زخمیون کو للکار رہا ہی مین تیرے مقابلے کو آتا ہون تیری سرکشی مٹاتا ہون سقرلات نے پلٹکر دیکھا ایک جوان رعنا
نہایت حسین وجمیل مرکب باد رفتار زیر ران صاحب شوکت وشان صورت ایرج دیکھکر سقرلات تو دنگ ہو گیا جی مین
کہتا ہی یہ نوجوان سکندر سے بھی زیادہ خوبصورت ہی نہین معلوم کیا کیفیت ہی لیکن جوش جرأت مین جا پڑا ایرج تگاور زن سے
سکندر بھی حیران حیران جمال بےمثال ایرج کو دیکھ رہا ہی جواہر نے بڑھکر خبر دی حضور یہ امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران
کے پوتے ہین جانباز وسرفروش ایسے ہوتے ہین یہ جوان بلاوجہ ہماری شراکت کرتا ہی خداوند شجر اسکی مدد کرین باغ عالم مین
سرسبز وشاداب ہو ان لوگون کے تمام دنیا مین نام ہین جرأت وجلالت مین نیک انجام ہین مگر ایرج سقرلات سے مصروف
جنگ ہوے نیزہ چلنے لگا سکندر بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہی جواہر سے کہتا ہی اے برادر دیکھو نبیرۂ حمزہ کس کس شان سے لڑ رہا ہی
کیا طریقۂ نیزہ بازی ہی جواہر کہتا ہی حضور یہ فنون جرأت مین طاق شہرۂ آفاق ہین آپکو یاد ہوگا ملکہ نسیم آتشخو نے انہین کا
ذکر کیا تھا کہ اپنی ولادت سے آگاہ نہ تھے اٹھارہ برس ملک باختر مین اپنے پہلوانون سے لڑے بڑے بڑے معرکے پڑے
اپنی مان پر عاشق ہوے مگر مسلمان ایسے ایسے جانباز وسرفروش ہین ہر ایک کو جرأت کے جوش ہین قریب قلعہ اس شخص
کو نہ آنے دیا جب یہ اپنے دادا سے لڑے سب حال ولادت کھلا ملکۂ عالم نے آپسے ذکر کیا تھا سکندر ہر طعن پر اُچھل
اُچھل پڑتا ہی کہتا ہی بھائی جواہر یہ جی چاہتا ہی جاکے ہاتھ چوم لون گرد پھیرون نیزہ بازی اسکا نام ہی چالیس طعنین ردوبدل
ہوئی تھین کہ ایرج نے گانٹھ کر تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے سقرلات کے نکل گیا سقرلات چیخا مثل دیو کے نعرہ کیا کہا او
جوان نیزہ بازی مردان عالم کا کھیل ہی یہ تیغۂ بےدریغ دم بھر مین فیصلہ کرتا ہی یہ کہکے تلوار کھینچی ہاتھ مارا سکندر دیکھ رہا تھا

کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا کہا ای جواہر خداوند شجر اس شیر کو اس تلوار سے بچایئن مگر ایرج کچھ خیال بھی نہین کرتے سپر کو گردش دیکے داستانہ مارا تیغہ سقرلات کا پٹ پڑا کلائی پر ہاتھ ڈال دیا چاہا تلوار چھینکر کمر مین ہاتھ دیکر اُٹھا لون مگر سقرلات لپٹ پڑا دونو جوان گھوڑے سے کود سے سکندر نے کہا اب زیادہ مشکل ہوئی سقرلات بڑا زبردست ہی آٹھ پہر مجھسے کشتی ہوئی اگر رستم بھی ہوتا زیر ہوجاتا اس جوان کو دبوچ کر مار ڈالیگا حسین جمیل معشوق وضع یہ ملعون دیو ہی جواہر نے عرض کی حضور دیکھیے بڑے بڑے پہلوان انکے ساتھ کے کھڑے ہین ان سب کو زیر کیا ہوگا جب تو مثل چاکران کمترین ہمراہ ہین اور ایک پہلوان سب سے قدو قامت مین زیادہ سب پہلوانون سے آگے بڑھا ہوا کھڑا ہی مثل فیل مست جھوم رہا ہی جواہر نے اشارہ کرکے سکندر سے تبلا یا دیکھیے اسکے آگے سقرلات کی کیا حقیقت ہی قدو قامت زور و قوت سب باتون مین زیادہ معلوم ہوتا ہی اسکو زیر کیا ہی جب تو ساتھ آیا یہ شیر سقرلات کی مشکین باندھیگا سکندر گھوڑا بڑھا کر آگے بڑھ آیا کشتی جو ہونے لگی سقرلات کے جی چھوڑا دیے ہر مقام پر معلوم ہوتا ہی کہ اب مارا جو پیچ سقرلات نے باندھا ایرج نے توڑ کیا سکندر کہتا ہی کیون بھائی جواہر اس پیچ کا توڑ تھا کیا خوب اپنے کو بچایا کسکی مجال تھی کہ اس پیچ کو کھولتا ای جواہر بقول مصنف

حقیقت مین کیا شیر جانباز ہی
ہر اک فن مین بے مثل و بیباک ہی
یہ کشتی ہی یا صاف اعجاز ہی
حقیقت مین کیا چست و چالاک ہی
تہمتن تن و رستم ذیحشم
یہ ہی مجمع خلق و جود و کرم

جی چاہتا ہی کہ اسکی رفاقت اختیار کرون ای جواہر مین اس جوان سے امتحان کرونگا اگر مین زیر ہوگیا تو رفیق بنکے اسکے ساتھ رہونگا اگر شاید غالب آیا تو اسکو بادشاہ بناؤن مین عہدۂ سپاہ سالاری لون دونون طرح میرا اسکا ساتھ رہے اصل تو یہ ہی کہ جب آنکھون سے مخفی ہوگا مثل مرغ بسمل تڑپونگا اس شیر کی تصویر آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی میری نگاہ سے یہ جرأت و جلالت کبھی نہ گذری تھی اتنے بڑے پہلوان کو چار گھڑی کے عرصے مین تنگ کردیا سقرلات اپنی جان سے بیزار ہی پیچ کے توڑ کرنے مین مجبور و لاچار ہی دیکھو اُلجھ اُلجھ کے لڑ رہا ہی گھبرا گھبرا کے پیچ کرتا ہی کوئی پیچ نہ چلیگا ایرج بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہی مگر ایرج کی بھی رگون مین خون حیدری جوش مار رہا ہی لڑتے ہین مگر پلٹ پلٹ کے دیکھ رہے ہین سکندر کو دکھا دکھا کے پیچ باندھتے ہین توڑ کرتے ہین کبھی فرماتے ہین جواہر دیکھو اس پیچ کا توڑ نہ تھا پروردگار کی عنایت ہی کشتی گیری ہمارے بزرگون کی کرامت ہی سکندر اُچھل پڑتا ہی کہتا ہی حضور کیا کہنا ایسی زبان کہان سے لاؤن جو آپکی کشتی کی تعریف کرون مین تو آپسے حاصل کرونگا ایرج خوش ہوکر فرماتے ہین بھئی تم خود صاحب شوکت و جلالت ہو اس پہلوان سے کئی پہر لڑے تھے سکندر گھوڑے سے کود کر قریب آگیا ہی کہتا ہی حضور مین اس سے آٹھ پہر لڑا مگر کولہ اُتر گیا اب حضور قیامت برپا کر رہے ہین ہمنے یہ طرز کشتی نہین دیکھا اب حقیر سے بات نہ کیجیے میری جانب جو آپ دیکھتے ہین نگاہ ہٹتی ہی حریف اپنا مطلب کرلیتا ہی آپکو تکلیف بڑھتی ہی ایرج کے منہ سے بے اختیار نکلا کہ ای فرزند مین اسکا امتحان زور کر چکا کسی طرح کوئی ہرج نہین ہی مین آج ہی شام تک مشکین باندھتا ہون کیا مجال جرأت ہوئے پائے اُستادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی کہ سکندر عشعش کر رہا ہی دم محبت ایرج کا بھر رہا ہی رطب اللسان تعریف کر رہا ہی پہر دن پچھلا باقی تھا کہ سقرلات جھلا یا حجاب سے پیشانی پر عرق آیا ایرج نوجوان کو ریل کرکے دوڑا یہ بھی کہا او نبیرۂ حمزہ ایک زور آخری کرتا ہون اس زور سے اپنے کو بچا تو جانون ایرج نے جواب دیا وہ زور آخری بھی کیجیے کس گٹھری مین باندھ آئے ہین سقرلات نے کہا میرے جسم مین موجود ہی وقت پہ قوت تھا چھ قدم ایرج کو لایا ساتوین قدم سے ایرج پلٹا کہا او دیو حضال اب پیچھے نہ ہٹینگے سقرلات نے کہا کیا تاب و طاقت ہی اگر زور کرون پہاڑ کو اپنے مقام سے ہٹا دون طبقات زمین کے ہلا دون ایرج نے غصے مین قدم بڑھایا سقرلات نے چاہا ریل کرکے چلون دونون پانون آگے بڑھائے ایرج نے ہکہ مارا سقرلات کا کولا اُتر گیا سقرلات یا تو مثل شیر غرّین لڑ رہا تھا یا بیہوش ہوکے سر کاندھے پر

ایرج کے رکھدیا ایرج نے دونون ہاتھ سے اسکو سنبھالا سکندر لشکر مین چلے آئے ہین سلطان تعریف کر رہے ہین کہتے ہین یہ
جوان فنون سپاہگری مین بےنظیر حسن مین بھی رشک ماہ منیر ہی یہان ایرج نے اکوان و کیوان کو پکار کر آواز دی یارو دوڑو
تمھارے مالک کا کولہ اُتر گیا صیدِ زبون پر ہاتھ ڈالنا ہمارا کام نہین ہی اسکو لیجاؤ علاج کرو جب صحت پائیگا سمجھا جائیگا کئی سو
پہلوان سقراط کے دوڑ پڑے مگر ڈرتے ہوے کہ یہ جوان بلائے روزگار ہی ہمسے نہ لپٹ پڑے اسکا بار کون اُٹھائیگا ایرج
نے کہا با خوف میرے قریب آؤ اپنے مالک کو ہوادار پر سوار کرو ورنہ ہم خود ساتھ چلین تا بہ بارگاہ پہونچا دین پہلوانون نے
آکر سقراط کو گود مین لیکر ہوادار پر سوار کیا طرف لشکر کے لیچلے یہان ایرج نے گرد وغیرہ جسم سے پاک کی شاپور قریب آیا
خود زمین سے اُٹھا کر سر پر رکھا وہان سکندر سلطان سے تعریفین کر رہا ہی کہ لوگون نے پکار کے کہا ای شہریار بیجے لڑائی کا فیصلہ
ہوگیا سقراط کو لوگ لیے جاتے ہین نبیرۂ صاحبقران نے اُسکو امان دی اب جو سکندر نے پلٹکر دیکھا ایرج خود و زرہ
پہنکر میدان مین کھڑے ہین سپر و شمشیر اُٹھا رہے ہین سرداران نے آکر گھیر لیا سکندر نے جو پلٹکر یہ دیکھا حیران ہوگیا
دوڑ کے قریب ایرج کے آیا بے اختیار کمر سے لپٹ گیا کہا حضور آپنے یہ کیا کیا میرا ابھی کولہ اُتر گیا تھا یہ ملعون مجھکو گرفتار کرکے
لیگیا تھا عیار مجھکو رہا کر کے لایا اُسپر خفا ہو کے لڑنے آیا تنبیہ پڑ گیا مین زخمی ہوگیا آپنے اُسکو کیون چھوڑ دیا اتفاق کی بات
ہی کہ مین یہان سے چلا گیا والدِ نامدار سے باتین کرنے لگا تھا ایرج کی محبت کو اور ترقی ہوئی گلے سے لگایا فرمایا ای فرزند
یہ طریقۂ مردان عالم سے سراسر خلاف ہی سکندر نے ناز کرکے کہا پھر حضور ہمکو کیون گرفتار کرلیا ایرج نے کہا وہ ذلیل ہی
مختار امر نہ جلیل ہی یہ طریقہ ہمارے لشکر کا ہی صیدِ زبون پر ہاتھ نہین ڈالتے اگر ہمارے ہاتھ سے کوئی زخمی ہوتا ہی ہم ہاتھ روک
لیتے ہین سکندر نے کہا میرے لشکر مین چلیے آج جو کچھ جچہ آتش اس ذرہ بیمقدار کو میسر ہی حضور مع اپنے سردارون کے غریب خانہ
پر نوش فرمائین آپکی وجہ سے ان سب کی جان بچی ایرج نے کہا یہ بھی کوئی بات ہی مرد کی مرد مدد کرتا ہی سب کی بلا خدا رد کرتا ہی ہم
آنکھون سے دیکھا کرتے یہ ہیچیا تیر بدعت کرتا اب سکندر ایرج کو استقبال کر کے طرف اپنی بارگاہ کے لیچلا جواہر نے شاپور
کا ہاتھ تھام لیا کہا مہتر صاحب تشریف لائیے آپ ہمارے مہمان ہون مثل اپنے آقا کے آپ بھی سرفراز فرمائیے شاپور بھی
ساتھ ہولیا آگے آگے سکندر پائے انداز بچھاتا ہوا جاتا ہی چاہتا ہی اپنی آنکھین فرش کردون زمین کو رشک عرش کردون
سرداران ایرج نیلم و فیلم عوجان دریا باری و سام بن عوجان و عنطر صباد و میعاد عاد و رشنک دراز گردن وغیرہ یہ
چالیس سردار عقب مین ایرج کو سائے مین تلوارون کے لیے ہوے سکندر ان سب کو دیکھکر وجد کر رہا ہی کبھی گھبرا کر پوچھتا ہی
کیون حضور یہ سب سردار آپہی کے زیر کیے ہوے ہین ایرج مسکرا کے خاموش ہو رہتے ہین مگر سردار خود جواب دیتے ہین
میان صاحبزادے ہم سب غلامان حلقہ بگوش ہین افسوس ہی ایک سردار ہمارے حضور کا مارا گیا اُسکا مثل عالم مین نہ تھا یعنے
طہماسپ بن طہماس بن عنقویل دیو پرور اُسی کے باپ نے اُسکو مارا دوسرے کی کیا مجال تھی کہ جو اُس سے آنکھ ملاتا
ہمارے حضور نے اُسکو بھی بہ مردی زیر کیا تھا ہماری اُسکے آگے کچھ حقیقت نہ تھی اُسکو اگر آپ دیکھتے تو فرماتے کہ اس دیو خصال
صاحب جاہ و جلال کو کیونکر زیر کیا سکندر کو حیرت ہی کہتا ہی چہرۂ زیبا سے یہ طاقت و قوت ظاہر نہین کیا تدبیر کرون کہ
مین امتحان کرکے اس جوان کے ساتھ ہو جاؤن میری رفاقت کیونکر قبول کریگا بڑا معقول جوان ہی جب دربار مین لیکر آئے
اپنے دنگل زرین پر سکندر نے ایرج کو جگہ دی سلطان زرین پوش تخت پر بیٹھا تھا رعب و دبدبہ دیکھکر ایرج نوجوان
کا حیران جمال و محو دیدار تمام اہالیان دربار آئینہ دار ششدر و حیران کوئی صورت زیبا دیکھتا ہی کوئی قوت و طاقت کا ذکر
کرتا ہی کوئی کہتا ہی اس جوان کی صورت زیبا ہمارے شاہزادے سے بہت مشابہ ہی جب ایرج آکے بیٹھے سکندر نے
طائفہ طلب کیا ناچ ہونے لگا مگر ایرج نے سکندر کو اپنے پہلو مین بٹھا لیا دل خود بخود بیقرار خون عروقون مین جوش مار رہا ہی

دل چاہتا ہی اس صاحبزادے کو کلیجہ مین رکھ لون پیشانی پر بوسہ دون کبھی دست حق پرست بہ مہر پدری پشت پر رکھتے ہین سکندر بھی ہر مرتبہ لپٹ جاتا ہی ایرج نے پوچھا آپکا وطن شریف کہان ہی غربت کیون اختیار کی سلطان زرین پوش نے کہا ای شہریار میرے فرزند کے مزاج مین نہایت جرأت ہی اور رحم دل بھی انتہا کا ہی ایک دن اخبار مین دیکھا کہ سرداران طلسم نور افشان نے اپنے بادشاہ کے ساتھ نمک حرامی کی اپنے بادشاہ کو مع اُسکی زوجہ و دختر کے قید کر لیا دامن پناہ نہ دیا اس بات پر ہمارے شیر کو بہت غصہ آیا فرمایا کہ مین جا کر طلسم کو فتح کرونگا نمک حرامون کو سزا دونگا یہان جو آکر پہونچے یہ سفرلات ملعون زبردستی آمادہ جنگ ہوا میرے فرزند سے مقابلہ پڑا دوسرے دن انکو لا اُترگیا عالم بیہوشی مین وہ گرفتار کر کے لیگیا انکا چھوٹا بھائی جواہر خنجر زن ہمیشہ سے اسکو پیشہ عیاری کا شوق ہی طرار فرار غدار تیز رفتار دوندگی مین بے نظیر عیاری کر کے اپنے آقا کو رہا کر لایا صبح کو سفرلات کو بہت ناگوار ہوا ہمکو مسافر جان کے چڑھ دوڑا یہ جو آپکے پہلو مین بیٹھے ہین بہرام فلک سے بھی نہین ڈرتے برای مقابلہ گئے تیغہ پڑ گیا زخمی ہو گئے گیارہ سردار فرداً فرداً مقابلے کو اُٹھے گئے پستی طالع سے زخمی ہوئے پانچ سردار جان سے مارے گئے حقیقت مین اب ہمارا پرانند تھا کہ خداوند شجر نے آپکو پہونچایا ایرج ہنس ہنس کے باتین کر رہے ہین نام خداوند شجر سنکر غصہ آیا کہا ای بادشاہ خداوند شجر کیسے پیدا کرنے والا اور ہی شجر ایک زمین سے پیدا ہوتا ہی وہ بھی جبتک کہ کوئی شخص تخم بوتا ہی وہ شجر آپکے خداوند ہین یا اُسمین رہتے ہین یہ کیا کل اعتقاد ہی پیدا کرنے والا رحیم و کریم سمیع و علیم اور یہ بھی حال سنیے کہ بہمن سیاہ قبا بیٹا اُسکا قہار قیلز در و دختر کوکب پر مائل ہوا اُسنے ایلچی بھیجا ایلچی نے بہت دباؤ ڈالا مین نے اُسکو جا کر مارا اُسی وقت فرزند دلبند آفتاب جمال خورشید مثال پیدا ہوا اور وزیرزادی کے بطن سے میرے عیار کا فرزند ہوا مین چھٹی مین بھی شریک رہا بعد اُسکے مین تو بسبب ضرورت کے چلا گیا یہان یہ معرکہ پڑا راستہ مین قہار قیلز ور نے کوکب کو گھیر لیا وہ بیچارے بھاگ کر قریب طلسم نور افشان پہونچے یہ بھی سنتا ہون کہ پریشانی مین گہوارے لڑکون کے وہین رہگئے نہین معلوم مارے گئے یا زندہ ہین میرے پاس خبر پہونچی اب مین بھی بہ ارادہ فتاحی طلسم نور افشان جاتا ہون آپکا حال سنکر اسوقت عجب طرح کا حال ہی صاف ظاہر ہوتا ہی ای سلطان زرین پوش تم اس عیار کو بھی اپنا فرزند بتاتے ہو یہ میرے عیار کی صورت سے بہت مشابہ ہی جو مفصل حال ہو بیان کرو چھپانا بہتر نہین ہی میرا دل بتا رہا ہی کہ یہ صاحبزادہ میرا فرزند جواہر شاپور کا دلبند ہی سلطان زرین پوش کے چہرے پر ہوائیان اُڑنے لگین دل مین تو سمجھ گیا کہ حقیقت مین مین ان دونون کو گہوارون سے اُٹھا کر لایا مگر گھبرا گھبرا کے جواب دیتا ہی نہین حضور یہ دونون لڑکے توام پیدا ہوئے صورت اکثر مشابہ ہوتی ہی اسکا کیا اعتبار اب گھبرانے سے سلطان کے ایرج کا شک اور زیادہ ہوا اگر زیادہ نہین کہسکتے سکندر نے کہا ای والد مین آپکا غلام ہون کسی حال مین مین آپکا ساتھ نہ چھوڑونگا مگر صاف صاف حال کہدیجیے سلطان نے کہا بیٹا جو حال اصلی ہی وہ بخوبی تمپر ظاہر ہی تمھارے پیدا ہونے سے رعایائے شہر زرین پوشان بخوبی ماہر ہین اور کیا بات کہون ایرج نے کہا ای سلطان آپ نہ گھبرائیے آخر حق بہ حقدار خواہد رسید بالکل میرے مقدمہ کی صورت یہی ہی کہ فرخ بازرگان مجھکو اور شاپور کو جنگل سے اُٹھا کر لیگئے مین بھی دکان تجارت پر بیٹھتا تھا حال ولادت سے اپنے بالکل واقف نہ تھا مگر پیدا کرنے والے کا نام مسبب الاسباب ہی خواجہ عمر داُس شہر مین آئے مجھکو صاحبقران بنایا برای مقابلہ صاحبقران لیگئے بڑے بڑے معرکے پڑے سارا دفتر ایرج نامہ انہین داستانون سے معمور ہی طول طویل یہ حال ہی آخر کو مین صاحبقران سے لڑا زیر ہوا میرے باپ بھی میرے نام کے دشمن تھے بڑی بڑی مصیبتین اُٹھائین آخر کھلا فرخ بازرگان قبولے کہ مین نے ان لڑکون کو جنگل مین پایا والدہ ماجدہ کے ہاتھ کا نوشتہ نکلا نجومی بخوبی ظاہر ہوا کہ قاسم نوجوان کا فرزند ہون شکر ہی کہ ایسے گلون سے ملا انجام بخیر ہوا انشاء اللہ ایک دن یہ بھی حال

کھلیگا اسوقت آپ نہین بتاتے مگر ہم بخوبی سمجھ گئے ہون جون جون ایرج یہ باتین کرتے ہین رنگ روئے سلطان متغیر ہوا جاتا ہی اور سکندر خود باپ سے کہتا ہی حضور کوئی حال نہ چھپایئے مفصل بتایئے سلطان کہتا ہی ای فرزند اگر ایسی بات ہوتی تو مین خود ظاہر کردیتا یہ باتین ہورہی ہین ناچ راگ رنگ سب موقوف ہی ہر خرد و بزرگ انہین باتون مین مصروف ہی سکندر کا بھی کلیجہ دھڑک رہا ہی ایرج نے کہا ای شاہزادۂ سکندر اب ایک کام کرو ہمارا تمہارا آنا یہ طلسم نور افشان ساتھ ہو تم بھی فتح کی تدبیر کرنا ہم بھی اڑینگے آیندہ جسکے نام پر فتح یا ظفر ہو جب ہمارے جدِ عالی تبار صاحبقران نامدار امیر عالیوقار تشریف لادینگے اور ہم اب بھی اُنسے قدمبوس ہونگے وہ بڑے صاحب اقبال ہین سلطان سے دریافت کرلینگے کوئی پردہ نہ باقی رہیگا سکندر نے کہا آپکے ساتھ چلنا مجھکو بدل و جان قبول ہی اب رات زیادہ آئی خاصہ نوش فرمایئے ایرج نے کہا ہمارے تمہارے مذہب مین فرق ہی یہ حقیر دریائے حیرت مین غرق ہی کھانا تمہارے یہان کا نہین کھاسکتے سلطان نے کہا ای شہریار مین پہلے ہی سمجھ چکا تھا کہ آپ خداپرست ہین مین نے آپ ہی کے لشکر سے باورچی بلوائے اُنہین کے ہاتھ سے کھانا پکوایا دریافت کرلیجیے آپکے لشکر مین کھانا پہونچ چکا ایرج نے بلاکر باورچیون سے پوچھا جب دریافت ہوا کہ شہر پرستون نے ہاتھ نہین لگایا ہمارے باورچیون نے کھانا پکایا تب ایرج نوجوان نے حکم دیا کھانا لاؤ بکاول نے دسترخوان بچھایا آگے کھانے طرح طرح کے چنے ایرج مع اپنے سردارون کے شریک ہوے مگر جواہر شاپور سے لپٹا جاتا ہی کہتا ہی حضور شاید یہی بات ہو ہمارا آپکا ساتھ رہے آپسے مہربری کا مزا ملتا ہی عیاری مین مجھے کیا دخل ہی اگر آپکی خدمت مین رہون فن عیاری بھی حاصل کرون شاپور نے کہا ای فرزند مجھکو شہنشاہ اوج عیاری نے تعلیم فرمایا اب تو ہمارے آقا سے وعدہ ہوچکا ہی دونون لشکر ساتھ چلینگے ایک مہینہ بھر مین تمکو سب کچھ بتادونگا مگر ای جواہر یہ خیال رکھنا کہ جو کچھ معاملہ ہمارے آقائے نامدار نے بیان کیا یہی بات ہی یقین ہی کہ تمہارے آقائے نامدار کو اور تمکو سلطان نے کسی مقام پر پایا پرورش کیا یہ غلط ہی کہ تم اور تمہارے آقا توام پیدا ہوے ای فرزند مین بھی شہزادۂ ایرج کو اپنا بھائی جانتا تھا فرخ بازرگان نے بھی یہی مشہور کیا تھا کہ یہ دونون لڑکے توام پیدا ہوے جب حال کھلا وہ فرزند قاسم نامور ٹھہرے مین دلبند خواجہ عمرو قرار پایا اگر کبھی کسی سے مقابلہ پڑے تو مسلمانون کا خیال رکھنا جو کوئی تمہارے ہاتھ سے ہلاک ہوگا انجام مین بہت شرمندہ ہوگے ہمارے آقا کے ہاتھ سے بڑی بڑی بدعتین ہوگئین آجتک کف افسوس ملتے ہین مگر اب کیا ہوتا ہی اُن بدعتون کی یاد مین دل روتا ہی جواہر کہتا ہی ایک دفعہ اسی مقام پر رہین ہمارے والد نامدار کو ترغیب دیجیے سب ملکر ساتھ چلین طلسم نور افشان پر مقابلہ پڑے یہ باتین ان دونون عیارون مین ہوتی ہین دو پہر رات گئے خاصہ کھاچکے ایرج سلطان سے رخصت ہوے کہا اب مین اپنی بارگاہ مین جاتا ہون صبح کو پھر حاضر ہونگا سلطان کو ایرج کا ٹھہرنا ناگوار ہی جلد رخصت کردیا ایرج اپنے سردارون کو ساتھ لیکر طرف اپنی بارگاہ کے چلے سکندر کنارے تک لشکر کے پہونچانے آئے ایرج نے سکندر کو گلے سے لگاکر رخصت کیا مگر سکندر نے کہا کہ خداوند شہر ایسا انتظام کرین کہ ہمارے آپکے درمیان سے پردۂ دوئی اُٹھ جائے معاملہ یکسو ہوجائے ایرج نے فرمایا کہ کھلی ہوئی بات ہی سلطان ناحق چھپاتے ہین صاف صاف کہدین تو بہتر ہین ورنہ بڑی خرابی ہوگی اور جو مین کہتا ہون اسکو لکھ رکھو کبھی ہمین فرق نہ پڑیگا تم سلطان کے فرزند نہین ہو اُنمین اور تم مین بہت بڑا فرق ہی خیر جب جامع المتفرقین کو منظور ہوگا ظاہر ہو جائیگا یہ باتین کرکے سکندر پلٹا ایرج سردارون کو ساتھ لیے ہوے طرف اپنی بارگاہ کے چلے مگر سقرلات آہن پوش کو لات پڑنے کی وجہ سے بیہوش و مدہوش عیار اسکا سرخاب تیز رفتار اور جملہ سردار ساتھ ہین شفاخانہ مین لیکر آئے کو لٹایا سامان سب طرح کے موجود ہین سردار ہاتھ پاؤن دبانے لگے کہ سقرلات کی آنکھ کھلی ہوشیار ہوا سب سردارون سے کہا باہر جاؤ عیار سے کہا میرے پاس آؤ مین تمسے باتین کرونگا سب باہر گئے تنہائی مین سقرلات نے عیار سے کہا ای سرخاب ای عیار لاجواب

تو بچپن سے میرا رازدان ہی سب حال میرا تجھ پر عیان ہی اس اقلیم مین کوئی میرا ہمسر نہین کبھی کسی سے پلک نہین جھپکی جس ملک
پر چڑھکر گیا فتح کرکے آیا لیکن نبیرہ حمزہ سے جو مقابلہ پڑا اصل یہ ہی کہ فولاد کا پتاہ ہی لات و منات نے میری آبرو رکھ لی
کوہ اُترنے سے آبرو بچی ورنہ دوپہر مین زیر کرکے لیجاتا اب کیا تدبیر ہو عیار نے کہا سکندر اُسکو اپنی بارگاہ مین لیگیا مین بھی
اصل مطلب سمجھ چکا ہون شاگردون کو مین نے بھیجا تھا خبر مفصل ملی یہ جوان سکندر نبیرہ حمزہ کی اولاد قرار پایا ہی سلطان
انکار کر رہا ہی آخر مین یہ صلاح ہوئی کہ سکندر ایرج کے ساتھ جائیگا ایرج نے یہ بھی کہا اس ملک کو بے فتح کیے نہ جاؤنگا بارگاہ
سقرلات مین اپنے کو پہونچاؤنگا سقرلات نے کہا تجھسے ہو سکتا ہی کہ ایرج کو پکڑ لائے اور کوئی سردار اُسکا میرے مقابلے کے
لائق نہین ہی اگر نبیرہ حمزہ سے مقابلہ پڑیگا زیر کرکے لیجائیگا میرا کچھ زور نہ چلیگا سرخاب نے کہا مین ابھی جاتا ہون آپ کے
اقبال سے اُسکو گرفتار کرکے لاتا ہون آتے ہی قتل کر ڈالیے پھر سکندر کی تدبیر کرلونگا اس لڑائی مین آپ دخل نہ دیجیے
غلام کے سپرد کیجیے سقرلات نے موتیون کا مالا گلے سے اُتار کے سرخاب کے گلے مین ڈالدیا کہا اے برادر اگر ان ظالمون کے
ہاتھ سے ملک و مال بچگیا تو نصف ملک کا تجھکو مالک کرونگا سرخاب اُسی وقت نکلا چالیس پیک بچے ساتھ لیے طرف لشکر
ایرج کے چلا شاگردون کو راہ مین چھوڑا آپ بصورت خدمتگار ایرج کے ساتھ ہو لیا جب ایرج اپنی بارگاہ مین آئے شاپور
الیاس عیار ساتھ ہی اپنے سامنے شاہزادے کو پلنگ پر پہونچایا کل بارگاہ کو دیکھا چار خدمتگار واسطے چپّی کے مقرر کیے انمین
سرخاب بھی جا ملا نگاہ اسکی دیکھکر شاپور نے جمعدار سے پوچھا یہ خدمتگار کتنے عرصے سے ملازم ہی جمعدار نے کہا یہ سب
لشکر ہی سے ساتھ آئے ہین راہ مین کوئی نیا ملازم نہین کیا آپ تو اسکو مدت سے جانتے ہین شاپور نے کہا جمعدار مین کیا
کہون اسوقت اسکی آنکھین دیکھکر مجھکو خوف آیا خود بخود کلیجہ دھڑکا اسوجہ سے مین نے پوچھا جمعدار نے شاپور کو مطمئن کیا
شاپور نے باہر آکر نیلم کو براے طلایہ مقرر کیا مگر دل کو چین نہین ساتھ والون سے یہی کہتا ہی آج جو نیا خدمتگار چپّی پر مقرر کیا گیا آج اُسکی
آنکھون سے مجھے خوف آیا ہی سقرلات بیہوش ہوکے گیا ہی ایسا نہو کہ کچھ فساد برپا کرے اسکا مجھکو بڑا خیال ہی شاگردون نے
کہا ہم تو شام سے لشکر مین پھر رہے ہین کسی غیر کو آتے بھی نہین دیکھا اُستاد آپکو ناحق کا خیال ہی غلام جابجا موجود ہین سمجھ گئے
آپ جاکے آرام فرمائیے ہرچند شاگردون نے کہا مگر شاپور کے دل کو آرام نہ آیا اسی فکر مین مصروف ہوا یہان سرخاب
نے گلوریان کھلا کے ساتھ کے خدمتگارون کو بیہوش کیا کانٹے سے دوشالہ چہرے سے ہٹایا صورت زیبا دیکھکر دنگ ہوگیا
لخلخہ مین بیہوشی رکھکر دماغ مین شاہزادے کے پھونکی شہزادہ ایرج چھینک مارکے بیہوش ہوا پشتارہ باندھکر لے نکلا باہر نکل کے
دیکھا طلایہ دار صداے حاضر باش و ناظر باش دے رہے ہین سرخاب درختون کی آڑ لیتا ہوا چلا قریب ایک زرعۂ نخل کے
پہونچا دل دھڑک رہا ہی چہار جانب دیکھنے لگا دل سے کہتا ہی کیا کوئی میری فکر مین آگیا ٹھہر کر آواز دی او شاپور مین نے پہچانا
مین ایرج کو لیے جاتا ہون اگر دعوئی جرأت ہی تو نکل حقیقت مین شاپور چھپا ہوا کھڑا تھا آواز سنکر حیران ہوگیا دل مین کہا کیا
اسنے مجھکو دیکھ لیا دامن وغیرہ سمیٹنے لگا سرخاب نے تین آوازین دین فقط گمان تھا سوچا یہان کچھ خوف نہین ہی دل میرا
بیوجہ دھڑکا یہ کہکر چلا شاپور نے جھپٹکر آواز دی سرخاب جھجکا بیچ مین کمندون کے آچکا تھا شاپور نے جھٹکا مارا
سرخاب گرا شاپور نے قریب آکر آواز دی او بچیا مین اول ہی سمجھ گیا تھا ساتھ والون نے مجھکو دھوکا دیا منہ
شاپور شیردل آقا کو کہان لیجائیگا سرخاب جو گرا پشتارہ پشت سے الگ گرا جیسے ہی شاپور نے چاہا چھاتی پر چڑھکر
مشکین باندھون سرخاب تو چست و چالاک ہوکر چلا تھا اُنگلیون مین حباب دبے تھے منہ پر شاپور کے مارے سب
حباب تو شاپور نے خالی دیے مگر ایک حباب دماغ پر پڑا بیہوش ہوکر گرا سرخاب اُٹھا اول پشتارہ ایرج کا پشت
پر لگایا خیال مین آیا اسکا بھی سر کاٹ لون خنجر لیکر بڑھا تھا اُدھر سے نیلم زنگی گھوڑے کو بڑھاے ہوے دیکھتا بھالتا آتا تھا

کہ ایسا نہو کوئی چور کسی کا مال چرائے دور سے دیکھا ایک شخص چت پڑا ہی ایک شخص پشتارہ بدوش خنجر برہنہ ہاتھ مین اُسکو قتل کیا چاہتا ہی نیلم نے وہین سے نعرہ کیا اری تو کون ہی خبردار کسی بیگناہ کو قتل نہ کرنا سرخاب نے جو نیلم کو آتے ہوئے دیکھا سر سے گرہن کھولا اُسمین پتھر رکھ کے مار دیا وہ پتھر آکے نیلم کے گھوڑے کے سر پر پڑا سر پھٹ گیا سرخاب بھاگا نیلم نے آکے شاپور کو پڑے ہوئے دیکھا ہوشیار کیا کہا ای برادر یہ کیا معرکہ ہی ایک عیار پشتارہ بدوش نکلگیا شاپور نے کہا غضب ہوا آقا کو سرخاب عیار چرا کے لیگیا اب مین دربار مین جاتا ہون وہ بہت عاجز ہو کے گیا ہی ایسا نہو شاہزادے کو قتل کر ڈالے تم لشکر مین جاکے قرنا کراؤ اور لشکر لیکر آؤ مین جاکر بارگاہ مین ہنگامہ ڈالتا ہون یہ کہکر بھاگا نیلم نے آتے ہی لشکر کو تیار کیا وہان جواہر عیار طلایہ پھر رہا تھا اُسنے جو لشکر ایرج مین غل سنا دوڑا ہوا آیا آکر حال سنا کہ عیار سقرلات ایرج کو چرا لیگیا اُسنے آکے شہزادہ سکندر کو بیدار کیا کہا ای شہریار غضب ہوا عیار سقرلات ایرج کو چرا لیگیا شاپور نے راہ مین عیاری کی تھی مگر کچھ نہوا مین تو جاتا ہون آپ لشکر لیکر جلد آئیے ایسا نہو کہ وہ ملعون اس شیر کو قتل کر ڈالے سکندر آنکھین ملتا ہوا اُٹھا لشکر کو فوراً تیار کیا دیکھا نیلم و فیلم وغیرہ لشکر ایرج کو لیے ہوئے جاتے ہین اُسنے آواز دی بھائیو ہم بھی آتے ہین پچا اپنی جان دونگا مگر شاہزادے کو بچا لاؤنگا نیلم و فیلم آگے بڑھ گئے عقب مین انکے سکندر و سلطان بھی چلے سلطان نے گھوڑا بڑھا کر کہا کہ ای فرزند اُنکے سردار کیا ظلم ہی تم ناحق جاتے ہو سکندر نے کہا واہ کیا آپکی عدالت ہی ہمارے واسطے اُس جوان نے یہ مصیبت اُٹھائی ہم ساتھ بھی نہ دین جو کچھ ہو سکیگا ضرور کرینگے آپ پلٹ جائیے سلطان بھی بنیت سکندر مین ساتھ ہو لیا مگر سرخاب پشتارہ ایرج کا لیے ہوئے بھاگا ہوا ٹاپ جاتا ہی لشکر اسکا سامنے معلوم ہونے لگا کہ لشکر کی جانب سے گرد اُڑی دیکھا ایک عیار طرار چلا آتا ہی سرخاب نے آواز دی کون آتا ہی اُسنے کہا مین مہتر سرہنگ آپکا غلام ہون آپ ایرج کو لائے لائیے پشتارہ مجھے دیجیے مین اس جوان کو جاکر درۂ کوہ مین مخفی کردون اس جوان کا کل لشکر آتا ہی آپ جاکر مالک کو خبر دیجیے لشکر فوراً تیار ہو بڑی لڑائی پڑیگی سرخاب بھی گھبرایا ہوا تھا پشتارہ سرہنگ کو دیا سرہنگ طرف صحرا کے چلا سرخاب نے کہا اُدھر کہان جاتا ہی سرہنگ نے نعرہ کیا کہا او بیحیا منم جواہر خنجر زن دیکھیو ان آنکھون مین خاک ڈالتے ہین سرخاب بیتاب ہو گیا فوراً زنبیل بجائی چالیس عیار اُسکے جابجا چھپے تھے اُنہین مین سرہنگ بھی شریک تھا چالیسون دوڑ پڑے جواہر نکل نہ سکا سب نے گھیر لیا ایک مرتبہ سب نے ملکر وار کیا کمندین بھی چہار جانب سے پڑین جواہر نے جست کی پشتارے کی سینے پر گرہ نہ دی تھی خود تو کمندون سے نکلگیا مگر پشتارہ پشت سے گرا سرخاب پشتارے پر ٹوٹ پڑا ساتھ والون سے کہا یارو اسکو مارلو جواہر سب سے لڑنے لگا کئی عیار اسنے مارے مگر سر زخمی ہوا وہ چالیس یہ اکیلا مگر مثل برق تڑپ رہا ہی جسکو جھپٹ کے نیمچہ مار دیتا ہی اُسکو زخمی کر دیتا ہی کسی کے پانون اُڑا دیے کسی کا سر زخمی کیا مگر دیوانہ وار لڑ رہا ہی قریب ہی کہ لڑکھڑا کے گرے بڑا غم یہ ہی کہ سرخاب نکلگیا پہلو سے نعرہ شاپور کی صدا آئی شاپور نے جواہر کو دیکھا عیارون مین گھرا ہوا جانبازی کر رہا ہی سینہ سپر ہر ایک پر جھپٹ کے جا پڑتا ہی شاپور نے آواز دی ای جواہر نہ گھبرانا جرأت دیکھکر بیقرار ہو گیا نیمچہ کھینچکر شاپور بھی آخر آ پڑا پانچ چھ عیار جھپٹ جھپٹ کر مارے جواہر نے جو اتنی مہلت پائی کئی کو زخمی کیا آخر وہ سب بھاگ گئے جواہر خنجر زن جھنجھلا کر ان سب کے تعاقب مین چلا تھا مگر صدمۂ زخم سے زمین پر گرا شاپور نے آکے اُٹھایا کہا ای فرزند تمنے بڑا کام کیا اب تعاقب سے کیا فائدہ تمنے بڑی عیاری کی جواہر نے کہا ای شاپور شیر دل مین نے تو پشتارہ اُس تمہارے آقا کا لیلیا تھا مگر چالیس عیارون مین پھنسا پشتارہ بدوش سے یہ گرا پھر نہ اُٹھا سکا سرخاب لے بھاگا

شاپور نے جواہر کا زخم سینا کہا تم اب اپنے لشکر مین چلے جاؤ مین اب دربار مین سقرلات ملعون کے چلتا ہون جو کچھ بن پڑیگا کر گذرونگا اپنی جان دونگا یا اپنے آقا کو رہا کرونگا جواہر نے کہا مین بھی آپکے ہمراہ چلونگا شاپور نے جواہر کا زخم چھپایا پٹی مرہم کی چڑھا دی صورت خدمتگار کی بنا دی یہ دونون الگ الگ طرف لشکر سقرلات کے روانہ ہوے یہان سقرلات دربار مین بیٹھا ہی اپنے عیار کا انتظار کر رہا ہی سب سردار جمع ہو رہے ہین اب سقرلات نے حکم دیا فوج کو تیار کرو یہ ذکر ہو رہا ہی کہ سرخاب پشتارہ ایرج کا لگائے ہوے آکے پہونچا کہا اے شہریار جان پر کھیل کر اسکو لایا ہون دونون سردارون کے عیارون نے پیچھا کیا مگر سب سے خداوند لات و مناۃ نے بچایا یہان تک پہونچایا مگر جلد اسکو قتل کیجیے ورنہ سردار اسکے عقب مین آتے ہین زمین ہلا دینگے قیامت برپا کرینگے سقرلات نے کہا اسکو ہوشیار کرو سرخاب نے کہا پہلے آہنگرون کو بلائیے فقط زنجیر کمند ون مین بندھا ہی اُٹھتے ہی قیامت برپا کریگا سقرلات نے آواز دی آہنگرون نے آکر ایرج کو مسلسل و مطوق کیا ستاروں سحری چمک چکا ہی خم مین ایرج کے گریبان سحر چاک ہوا تیسے ہی ایرج کو ہوشیار کیا اب دربار مین سقرلات کے مجمع عام ہی کمیدان رسالدار سب جمع ہو گئے ہین ایک طرف شاپور و جواہر بھی کھڑے ہین جیسے ہی ایرج کو ہوشیار کیا اُس دربار کفر مدار کو دیکھا اپنے کو مسلسل پایا اگر چہ شاہزادہ اُٹھا خانہ زنجیر مین غل ہوا فرمایا او سقرلات تجھکو شرم نہ آئی مردان عالم ایسا ہی کرتے ہین سقرلات نے کہا کوئی جلاد حاضر ہو جلد اس زباندراز کو قتل کرو شاپور بہ تعجیل جلاد کی شکل بنکر سامنے سقرلات کے آیا کہا حضور عیارون نے ہاتھ سے ایک میرا سپاہی مار ڈالا ہین اسکو قتل کردون تو دل کو آرام ہو سقرلات نے کہا سر کاٹ لے شاپور نے بڑھکر کہا او جوان ہوشیار ہو جا اور چپکے سے سر جھکا کر کہا مین غلام آپکا شاپور ہون ہاتھ اُٹھائیے مین نیچہ مارون ایرج نے ہتھکڑیان اُٹھادین شاپور نے نیچہ مارا ٹکڑیان اُٹھین ایرج نے قید توڑ ڈالی ایک جوان کو مار کے تیغہ لیا جواہر بھی نعرہ کر کے آپہنچا اگر سرداران سقرلات اکوان و کیوان آہن پوش اُٹھنے لگے ایرج کے تن و سر پر زرہ و خود نہ دار اکوان نے ہاتھ مارا ایرج نے چالاکی کی ہارون کیوان نے پشت پر سے ہاتھ مار دیا اکوان کا بھی تیغہ چل گیا جس ہاتھ مین تلوار تھی اُسی شانے پر زخم آیا ایک پہلوان نے نیزہ بھی مارا استخوان کو توڑ کر کلائی کے پار سنان نیزہ گذر گئی اب شاہزادہ لڑکھڑا کر زمین پر گرا سقرلات نے کہا سر کاٹ لو ہزارون آدمی جیسے شاپور و جواہر مثل پروانہ کے گرد پھرنے لگے جسنے ہاتھ مارا سینہ سپر کر دیا اپنے سر پر یا شانے پر زخم لیا شاہزادے کو بچایا قریب تھا کہ یہ دونون عیار بھی غش کھا کے زمین پر گرین کہ میعاد عیار رشک در از گردن نعرہ کر کے گھس آیا عقب مین اسکے نیلم و فیلم پچاس سردار گھس پڑے دیکھا ایرج نوجوان بیہوش پڑے ہین شاپور شیر دل و جواہر خنجر زن زخمون سے چور چور گھٹنون کو ٹیکے ہوے لڑ رہے ہین میعاد نے آتے ہی لڑنا شروع کیا نیلم و فیلم نے لڑ بھڑ کر ایرج کو اُٹھایا ہوادار پر ڈال لیا شاگردان شاپور پہونچے شاپور کو بھی نکال لائے شاپور نے آنکھ کھول کے کہا جواہر کو بھی اُٹھا لو ایسا نہو یہ مارا جائے تو مجھکو بڑا قلق ہوگا اسنے مجھسے زیادہ جانبازی کی ہی صاف یہ ہی کہ اسی کی وجہ سے شاہزادہ بچا ورنہ ہم بھی قتل ہو گئے ہوتے شاگردان شاپور نے جواہر کو بھی اُٹھا کر ہوادار پر ڈالا لڑتے بھڑتے نکلے اب سقرلات نے قرنا کرائی تین لاکھ جوان تیار ہوے الیان رعایا بھی دوڑ پڑے قریات و دیہات سے ناظم چکلہ دار گنوارون کی گہار ہر طرف سے مار مار کی پکار سقرلات نے جو ایرج کو بیہوش دیکھا اب یہ نامردی دلیر ہوا میعاد عیار رشک دراز گردن پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا میعاد نے چاہا لپٹ پڑون اسکی کمر مین ہاتھ دینگے اُٹھالون ایک بجیانے بڑھکر نیزہ مارا

ایک طرف سے تیر پڑا امیعاد کا شانہ نشانہ ہوا گویا شکست کا بہانہ ہوا امیعاد انتہا کا زخمی ہو گیا نیلم و فیلم بھی زخمی ہوئے ایک ایک کو چار چار نے زخمی کیا عین وقت پر سکندر آ کے پہونچے سقرلات سے مقابلہ کیا یہ بھی لڑ بھڑ کے زخمی ہوئے کسی طرف سے تلوار کسی طرف سے نیزہ کس کس کو رد کیجیے کس کا فکر کیجئے سرداران سکندر نے جو دیکھا کہ شاہزادہ انتہا کا زخمی ہو کے گھوڑے سے گرا چاہتا ہی جان دیکے انکو بھی بچایا ہوا اور پہ سوار کر لیا سلطان نے بھی صلاح کی کہ اب نکل چلو ہمارا شیر زخمی ہوا ایسا نہو کہ نرغہ کر کے گرفتار کریں یہ صلاح سب کو پسند آئی بھاگ کر اپنے پڑاؤ پر پہونچے کارگزاروں نے بارگاہین لدوا لین جہانتک ہو سکا خزانہ اُٹھوا لیا ایک جانب ناچار ہو کے نکل گئے یہان لشکر ایرج رات تک لڑا شب تیرہ و تار مین ہزاروں مارے گئے آخر شاپور نے صلاح دی یارو نکل چلو ایسا نہو شاہزادہ گرفتار ہو جائے تو بڑی مشکل پڑیگی یہ راے سب کو پسند آئی دو چار ہزار تیر انداز آگے بڑھے بڑھکر تیروں کی بوچھار کی لشکر سقرلات رُکا اسی شب تیرہ و تار مین جسطرف منھ اُٹھا اپنے سرداران زخمی کو لیکر نکل گئے سقرلات نے جب دیکھا کہ دونون لشکر نکل گئے تو پہر رات رہے یہ بیچارہ دریاے خون مین نہایا ہوا پلٹ گیا سکندر کو انکے سردار لیکر ایک صحراے سبزہ زار مین آئے بارگاہین استادکین شکست کو درست کیا شاہزادے کے ٹانکے لگائے بعد دو دن کے سکندر کو ہوش آیا آنکھ کھولتے ہی پوچھا ایرج نوجوان کہان گئے سب نے بیان کیا کہ حضور انکے لشکر کو بھی شکست فاش ہوئی سکندر رونے لگا کہا یارو انکا ساتھ کیون چھوڑا ہمارے واسطے اُنکی یہ خرابی ہوئی سب سردار کہنے لگے کہ حضور شب تیرہ و تار مین بھائی کو بھائی نہ پہچانتا تھا ان جنگلون کا کون رستہ جانتا تھا جسطرف منھ اُٹھا نکل آئے سکندر نے کہا ابھی لشکر کو تیار کرو تلاش مین ایرج کی چلو مجھے بدون اُس شیر کے چین نہ پڑیگا مجھکو پھر زیست کا مزا ملا خوب اُسی وقت لشکر تیار ہوا رفقا نے عرض کی رات کو تامل فرمائیے سویرے کوچ ہوگا سکندر نے سب کا کہنا قبول کیا تنہا خیمے مین چُپ بیٹھا ہی خاصہ بھی نہین کھایا ہی کہ دیکھا کہ بارگاہ شگافتہ ہوا بجلی چمکی سکندر گھبرا کر کھڑا ہو گیا دیکھا ملکہ نسیم آتشخو سامنے چلی آتی ہین سکندر نے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا عاشق و معشوق سے حکایت و شکایت ہونے لگی شاہزادے نے جواہر کو آواز دی جواہر نے آکر سلام کیا ملکہ نے کہا کیون کٹنے ابتک تو نے اسی مقام تک لشکر پہونچایا شاید اور کسی معشوق کو لاکے ملایا تیرا یہی کام ہی ایک کو سائی ایک کو بدھائی او ظالم تیرے دیدے سے ڈرنا چاہئیے تیری چہیتی گلگونہ بھی رویا کرتی ہی آیا چاہتی ہی میرے ساتھ ہی آتی تھی مین خود ساتھ نہین لائی لشکر قبلہ و کعبہ کا اُتر رہا ہی مین نے ایک خبر واہیات سنی تھی والد کو بھی خبر گذری ہی کیا آپ سے کسی سے مقابلہ پڑا بڑی تکلیف اُٹھائی سکندر نے سب حال بیان کیا اور کہا اے ملکۂ عالم تمنے روز اول ہمسے کہا تھا مقدمہ حسب و نسب ہمارے کتاب دیکھکر بتلائینگے ہمین یقین ہی ہمارے والد سے اور تمسے ملاقات ہوئی مگر ہمارے سلطان انکار ہی کرتے ہین اُس شیر نے اپنا حال اسی طرح بیان کیا جو ہمپر گذری ہی وہی سب اُنپر بھی گذری ہی جواہر سے پوچھیے شاپور سے بہ بھی لے بالکل اُسی کی صورت ہین جواہر نے کہا ملکۂ عالم کیا عرض کرون آپکے بیان سب کرسی نشین ہوئے مگر نہین معلوم اسمین کیا پردہ ہی کہ مفصل حال نہین کھلتا یہ بھی ذکر ہم سُن چکے کہ جنہون نے ایرج نوجوان کو پرورش کیا سوداگری کرتے تھے جب ایرج مسلمان ہوئے صاحبقران نے فرخ بازرگان کو بادشاہ ملک فرنگو شیہ کیا باج و خراج موقوف کر دیا خواجۂ بازرگان کہلاتے تھے اب بادشاہ مشہور ہین سرداران ایرج وہان رہتے ہین کسکی مجال ہی کہ اُنکو بہ نگاہ کج دیکھے اور ہمارے والد تو خود بادشاہ ہین اگر شاید ہمکو بھی اُسی طرح پرورش کیا ہی تو صاحبقران کوئی ملک دینگے اپنا قوت بازو زینت پہلو سمجھینگے ایرج نے بہت بہت پوچھا اگر ہمارے والد نہین قبولے نسیم آتشخو نے کہا آپ کچھ تردد نہ کیجیے کل میرے والد ماجد صاحب بھی یہین تشریف لائینگے آپ اُنسے خود پوچھیے گا وہ کتاب

دیکھکر سب کچھ بتا دینگے شاہزادہ مسند پر آکے بیٹھا ملکہ بھی جلوہ فرما ہوئین یہ ذکر تھا کہ گلگونہ آگر پہونچی ہانپتی ہوئی کانپتی ہوئی عقاب بنکے گری غلطک مارکے بصورت اصلی بنگئی شاہزادے کو سلام کیا شاہزادے نے کہا بھابی صاحب آئیے ابھی آپکا ذکر خیر ہوتا تھا جواہر معشوقہ کو دیکھکر بھول گیا ساری باتین بھول گیا فوراً لاکے شراب وکباب رکھے ملکہ نے کہا ای شہریار زیادہ ٹھہرنا میرا مناسب نہین والدہ والدہ صاحبہ کا لشکر یہان سے پانچ کوس پر فروکش ہی مین بھی اُنہین کے ساتھ تخت پر سوار تھی آپکے لشکر کی خبر سُن چکی تھی کہ شکست کھاکے فلان مقام پر اُترا ہی مین یہ حیلہ کرکے نکل آئی کہ مین ایک سحر تیار کرنے جاتی ہون شاید والدہ سمجھ گئین کہ سکندر کو دیکھنے جاتی ہی والدہ نے منع بھی کیا مگر والدہ نے فرمایا جاؤ جلدی آنا ای گلگونہ پھر کیا ہوا گلگونہ نے کہا بارگاہ مین استادہ ہوئین جب دونون صاحب داخل بارگاہ ہوے مین انتظام کے حیلہ سے نکل آئی جانتی تھی کہ آپ وہین گئی ہوگی عقاب بنکر چلی آئی مگر میری اور آپکی تلاش ضرور ہوگی جلد چلنا مناسب ہی شہزادہ آنکھون مین آنسو بھر لایا کہا ای ملکۂ عالم راتین ہجر کی ہمہ تن تڑپ تڑپ کے کٹین اب تم آئین بھی تو یہ فرماتی ہو کہ فرصت نہین دل مین بار فراق اُٹھانے کی طاقت نہین بقول شاعر نظام جرأت انتظارہ موے کمر داریم ما ۞ بہتر از عنقا نگاری در نظر داریم ما ۞ دیگر

داغون سے داغ دل مین ہی عالم بہار کا
کیا رنگ ہی دو رنگی لیل و نہار کا
پھولا نہین سماتا ہون شادی سے اسلیے
کیا عشق گل کھلاتا ہی اُس گلعذار کا
ہاتھون مین نازکی سے سنبھلتی نہین جو تیغ
بوسہ ملا ہی آج اُسی گلعذار کا ۞
نیرنگی جہان سے ہی کہ وصل گہ فراق
ہی اسمین کیا گناہ ترے جان نثار کا

جواہر سے دریافت کرو کہ کل شب جبسے آپہی کا ذکر رہا نیند نہین آئی ملکہ نے کہا بس اب مجھے رخصت کیجیے کو والدہ و والدہ خود تشریف لائینگے لشکر بھی ڈیڑھ لاکھ ساحر کا ساتھ ہی بس اب یہان سے سیدھے طلسم نور افشان پر چلیے اگر خدا کو منظور رہی عملداری ہو جاے بیچارہ کوکب مع اپنے ہمراہیون کے رہائی پاے تھوڑے عرصے تک صحبت رہی تنبیہ آتشخو شاہزادے کے پہلو سے اُٹھی گلگونہ بھی ساتھ چلی جواہر نے گلگونہ کا دامن تھام لیا کہا ملکہ تم آج نہ جاؤ اصل تو یہ ہی بموجب مضمون اشعار

نام مشہور خاص و عام ہوا
عشق مین میرا خوب نام ہوا
بوسۂ خط یہ مین غلام ہوا
دل مین اب درد کا مقام ہوا
چونک اُٹھے خفتگان خواب عدم
ہجر مین کام بھی تمام ہوا
جب خرامان وہ خوش خرام ہوا
خط غلامی کا لیجیے صاحب
دختر رز کا حکم حرمت ہی
ایک دو جام تو نوش کرو
مے کا پینا فقط حرام ہوا

گلگونہ نے ہنسکر اُسکے جواب دیا آقا و ملازم بڑے شاعر ہین یہان ٹھہرنا بہتر نہین کل سب صاحب یہین آجائینگے چھری تلے دم لو آج کی شب صبر کرو کل سے دونون لشکر ساتھ رہینگے ہمارا مالک کو خود جلدی ہی سب ملکون سے یہ پرچہ اخبار آگئے کہ کوکب کے ساتھ ملازمون نے نمکحرامی کی یقین ہی کہ جب ہماری مدد سے چھوٹیگا مذہب قدیم قبول کریگا یہ باتین کرکے دونون پر پرواز پیدا کرکے اُڑ گئین اب سکندر و جواہر مین یہ ذکر رہا کہ کل معشوقہ سے ملاقات ہوگی استقبال کو چلینگے سکندر نے جواہر سے کہا والدہ سے بھی اطلاع کرو کہ آپکے سمدھی کل آدینگے سامان دعوت کیجیے کوس دو کوس استقبال کیجیے جواہر نے جاکے سلطان کو یہ خوشخبری سنائی سلطان نے کہا کیا مضائقہ لشکر والون کو حکم دیا صبح کو سب تیار رہین مین اپنے سمدھی صاحب کے استقبال کو جاؤنگا سلطان کو معتمد نے کہا یہ بڑا اتشاہی بیٹے کی باتین جو سنین یہی تردد ہی جب حال کھلیگا فرزند بھی ہاتھ سے جائیگا مذہب مین بھی فرق آئیگا وزرا کو منع کر رہا ہی خبردار کوئی زبان سے اس بات کو نہ نکالے کہ گہوارے سے اُٹھا کر لائے تھے وزرا کہتے ہین حضور تم اُنسے ملاقات نہ کیجیے اس بات سے کان بھرینگے کہ مسلمانون سے ملنا مناسب نہین چار پہر رات تیاری مین گذری ساحر موم خانہ مشرق تر سول شعاع کا ہاتھ مین لیکر براے سیر طلسم عالم جیخ زبرجدی پر برآمد ہوا یہان اشتیاق مین سکندر و سلطان فوج کو تیار کرکے چلے تھے کہ سامنے سے لکہاے ابر آسمان پر نمایان ہوے صدا گفنٹ و ناقوس کی آئی کہ زمین تھرا گئی سامنے اکابر شق ہوا

سب نے دیکھا شاہنشاہ شاہین شعلہ بار بصد صولت و اقتدار و ملکہ گلشن انجمن افروز ایک تخت پر سوار کہ وہ تخت اژدرون پر کسا ہوا طاؤس زرین بال پر نسیم آتش خو پایہ تخت پر باپ کے ہاتھ رکھے ہوئے پشت پہ ساٹھ ہزار کنیزان زرین پوش ان سب کنیزون کی افسر گلگونہ وزیرزادی تھی لاکھ کا لشکر علم ہائے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے اُنپر تعریف سامری و جمشید مرقوم آمد فوج کی دھوم تمام صحرا شعلۂ آتش سے کرۂ نار ہوگیا اس کروفر سے شاہین شعلہ بار آکر پہونچا سلطان نے بڑھکر ملاقات کی سکندر نے جھک کر سلام کیا شاہین نے بجوش محبت شاہزادے کو گلے سے لگا لیا ملکہ گلشن نے بلائین لین نسیم اور طرف ہٹ گئی گلگونہ اہتمام کرتی ہوئی بارگاہین اوتروانے لگی صحرا تمام فوج سے مملو ہوگیا ہزارہا چشمے جوش مار رہے ہین طائران زمزمہ سرا چہکار رہے ہین نسیم کے اوترتے ہی ہوا ٹھنڈی چلی نخل وجد مین آئے طاؤسان زرین بال رقص کرنے لگے بارگاہ زربفتی شاہین کی استادہ ہوئی سلطان نے چاہا اپنی بارگاہ مین لے جاؤن سب کیفیت گذشتہ بیان کرون شاہین نے کہا آپ اپنی بارگاہ مین چلیے مین انتظام کرکے حاضر ہوتا ہون سکندر کا ہاتھ تھام لیا جواہر مثل سایہ کے ساتھ ہے گلگونہ کو بہ نگاہ محبت دیکھ رہے ہین یہ سب صاحب آکر بارگاہ زربفتی مین داخل ہوئے شاہین نے برابر اپنے تخت کے دنگل زرین واسطے سکندر کے بچھوایا سکندر نے بیٹھتے ہی کہا مجھے آپ سے کچھ پوچھنا ہے مین سُنتا ہون کہ آپکے پاس کوئی کتاب ہے اوسمین حال آئندہ و گذشتہ ظاہر ہوتا ہے شاہین نے کہا اے فرزند علاوہ حال آئندہ و گذشتہ کے ہم بھی بتا سکتے ہین سکندر نے کہا اُس کتاب کو منگائیے مہر اب حال ملاحظہ فرمائیے اور یہ بھی دیکھیے کہ مین تابع سلطان زرین پوش کیونکر ہوا یعنی میری ولادت انکے گھر مین ہوئی کہ مقام ولادت اور ہے یہ مقدمہ بھی لائق غور ہے شاہین نے اُسیوقت وہ کتاب منگائی بغور دیکھنے لگا ملکہ نسیم و ملکہ گلشن بھی حروف پہ نگاہ ڈال رہی ہین وہ کتاب بخط سنسکرت لکھی تھی یعنی سکندر نہ سمجھ سکتے تھے جو جو شاہین عبارت پڑھتا ہے رنگ و متغیر ہوا جاتا ہے اور ملکہ گلشن شوہر کا زانو دبائی جاتی ہین جس سے مراد یہ ہے کہ صاحب کچھ زبان سے اپنی نہ کہنا شاہین نے عرصہ دراز تک اُس کتاب کو ملاحظہ کیا تب جواب دیا اے فرزند ارجمند تم سلطان کے نور نظر ہو ہم آگاہ کرتے ہین جہانتک ہوسکے مسلمانون سے میل نہ کرنا صاحبقرانی تمہاری روشن ہوگی یہ ذکر تھا کہ سلطان بھی تشریف لائے سکندر و جواہر اُٹھکر چلے گئے شاہین نے کہا اسمدھی صاحب غضب ہوا ہم تو اپنی دختر کی تمہارے فرزند کے ساتھ نسبت کر چکے تمام عالم آگاہ ہوا اب جان بھی دینے آئے ہین مگر اسوقت مین نے سامری نامہ مین دیکھا سب حال ہمکو معلوم ہوگیا سکندر و جواہر کو تمنے خیمون مین پایا لاکے پرورش کیا بیشک یہ فرزندان دونون ایرج و شاہپور مین یہی باعث تھا کہ ایرج نوجوان بہادری انکے ساتھ ہین آیا مین نے سکندر سے ظاہر نہین کیا کہ کوئی خرابی نہ ہو یہ چاہتا ہون کہ جو سکے جلد طلسم نور افشان پر ازرین بھر بن اس شیر کے ہاتھ سے طلسم فتح کراکے مسلمانون سے جنگ آغاز کرین اگر یہ مسلمانون کے ساتھ ہوجائینگے ہمارے تمہارے مذہب مین بھی خلل پڑیگا اور اس سبب سے ہی خرابی ہوگی مسلمان وصل ساحرہ کا قبول نہین کرتے جو مین نے وعدہ کیا ہے بعد فتح طلسم نور افشان شادی بھی کردون کا خبردار ان باتون کو بھی زبان سے نہ نکالنا سکندر لو تو مین نے دھوکا دیدیا یہ بھی سمجھا دونگا یہ صلاح آپکی بخوبی ہوگئی مگر یہ سب حال نسیم نے بھی سُنلیا نہایت بیقرار ہے سلطان و شاہین نے اُسیوقت لشکر تیار کرایا لشکر ساحر و عجب ساحر لیکر چلا شاہین کو بھی جلدی ہے کہ ہم جلد یہ پہونچین طلسم ہاتھ سے سکندر کے فتح کرائین لڑکیا کو اپنا مطیع بنائین مسلمان اس جنگ سے محروم رہجائین اب رواروی کرکے چلے بزور سحر شاہین اُسکے ملازم لشکر اوڑائے ہوئے لیے جاتے ہین جس مقام پر فروکش ہوئے نسیم تو عاشق صادق ہے جہان تنہا پایا سکندر کا دامن تھام لیا آنکھون مین آنسو بھر کے یہ چند اشعار شفیق لکھنوی کے پڑھنا شروع کیے

غزل شفیق

کیا تمنے نہ خوش دم بھر ہنسا کے
تسلی دیجیے دم بھر تو آکے

ہوئے نادم تمہارے پاس آکے
کیا ہے انتظار یار نے تنگ

نہین ہے ہجر مین جینے کی امید
کسی دن سو رہونگا زہر کھا کے

نگاہ شوق سے مین دیکھ لون گا
کیا یہ کارخانے ہین خدا کے
شفیق آہین کرین احباب و اغیار

جہان جاؤ گے مجھسے منھ چھپا کے
نکلتے کسطرح ارمان شب وصل
سناؤن گر غزل اپنی مین جا کے

خبر مرنے کی میری سنکے اسنے
وہ سوتے ہین تو ہم سے دور جا کے

شاہزادہ جواب دیتا ہی کہ ای ملکۂ عالم یہ نہ اپنے دل مین خیال کرنا کہ ہمین ہمارے مقدمہ مین اطمینان ہی ہر وقت تردد رہتا ہی ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان اصل یہ ہی نظم شفیق لکھنوی

جو آپ آئے ہین سن لیجیے افسانۂ غم
اسی خیال مین عاشق کا ہی نشان باقی

ترے کرم کا ہی احوال مہربان باقی
شکایتین ہین مرے دل مین مہربان باقی

رہینگی جسم مین جبتک کہ میری جان باقی
شفیق کی جو غزل آج آ سنے گا ای

اسیطرح اکثر ایسی باتین ہوتی ہین ملکہ نسیم راز اصلی سے آگاہ ہو چکی ہی ہر وقت یہی خیال رہتا ہی کہ آخر حق بحق دار خواہد رسید ای نسیم یہ راز کیونکر چھپیگا یہ تو خوب ظاہر ہی کہ یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی ہی حسن مین یوسف ثانی ہی اور کوئی انکو زیر نہین کر سکتا جب اپنے بزرگون سے لڑینگے وہ زیر کر لینگے بعد زیر ہونے کے اطاعت مین کیا انکار اور سدن ہمارا عشق بیکار ہوگا گلگونہ سمجھاتی ہی ملکہ نہ گھبرایئے جسطرح بہار و مخمور کی شادی ہوئی اسی طرح صاحبقران زمان آپ سے انکی شادی کرینگے سحر سے توبہ کرنا پڑیگی خداوند عالم وہ دن دکھائے کہ یہ اپنے بزرگون سے ملین غنچہ ہائے آرزو کھلین ملکہ آہ کر کے چپ ہو رہتی ہی دن رات جلا ہے عشق سہتی ہی ساتوین دن لشکر شاہین و سکندر سامنے علامت طلسم نور افشان کے آکر اوترا اول مین تحریر کر گیا ہون کہ ایک طاؤس بالائے قلعہ بیٹھا رہتا ہی صدائے مہیبات دیتا ہی شعلہ ہائے آتش خندق مین بھڑک رہے ہین اس لشکر کو جو طاؤس نے اوترتے دیکھا جا کر سحر العجائب و مہر الغرائب سے بیان کیا کہ حضور آج ایک لشکر گران جسمین تین لاکھ ساحر ہین آپکے قلعہ کے سامنے آکر اوترا ہے بادشاہ انکا شاہین شعلہ بار و افسر سکندر رزمدار سامنے قلعہ کے آئے پکار کر شاہین نے یہ کہا کہ اپنے شاہ سے کہو اگر اطاعت کرے و کوکب کو قید سے چھوڑ دے اسی مین بہتری ہی ورنہ طلسم فتح کر لینگے قلعہ مین گھس پڑینگے ہمارے ہاتھ سے کوئی زندہ نہ بچیگا سحر العجائب و مہر الغرائب سے کہنا تم اپنے مقام پر جا کر بیٹھو جواب بھی نہ دو یہ طلسم نور افشان ہی کس کی مجال ہی کہ اس طلسم کو بہ نگاہ کج دیکھ سکے جہانگیر فرزند امیر بالقوت قید ہو گیا دیا کوشش کی اصلی طلسم تک نہ پہونچے ایرج نوجوان نے بڑے بڑے ہنگامے کیے ناہید بھی شریک تھین ایک کو نہ بھی طلسم کا نہ فتح ہوا ساحر کیا کریگا طاؤس نے آکر بالائے قلعہ سے یہی جواب دیا یہ سنکر شاہین کو غصہ آیا طرف سکندر کے دیکھا کہا ای فرزند مین ابھی تدبیر کرتا ہون اس آگ کو بجھائے دیتا ہون یہ کہکے زن و شوہر دفعتاً اس زور و شور سے سحر کرنے لگے کہ ابر تیرہ و تار آسمان پر چھایا فصل برسات معلوم ہونے لگی اس ابر رعد کی گرج برق کی چمک بقول شاعر

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد ۔۔ میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

کالی کالی گھٹا برق کی چشمک زنی موسم بہار کا مزا سودائیون کا جنون بڑھا قید خانون مین زنجیرین ہلانے لگے خانہ زنجیرین بھی غل ہوا چراغ عقل سودائیان گل ہوا شاہد گل کا تخت زبرجدی پر تکمیل ہوا انتظام برسات بالکل ہوا آندھیان اٹھین ہوا تیز چلنے لگی طاؤس نے بھی آوا ہیہات وہیہات بلند کی اس زور و شور سے مینہ برسا کہ جنگل جل تھل معمور ہو گئے کوئین ابلنے لگے نالون کے زور پانی کا شور طاؤس رقصان یہ سب کچھ سامان ہوا موسلا دھار پانی پڑا لیکن اس آتش خندق پر تاثیر نہ ہوئی شعلون کی بھڑک اور زیادہ ہو گئی شاہین و گلشن پسینہ پسینہ انسیم کے منھ پر ہوائیان اوڑنے لگین ہر چند سحر کرتی مین سب ساحر بھی شریک ہو گئے اپنے اپنے عجائب سب نے دکھائے بعض نے آگ برسائی بعض نے شعبدہ بازی دکھائی علامت طلسمی مین فرق نہ آیا طاؤس نے رقص کر کے ایک چیخ ماری وہ شعلے بھڑک کر لشکر شاہین و سکندر پر گرے ہزارہا مردان آدمی جیتا جل گئے آتش کی سوزش سے بازار موت گرم ہوا گھبرا گھبرا کے لوگ مرنے لگے

ہزارون آگ مین جلے انگلیان مثلِ شاخہ نگین رنگین عارسیاہ حال ہر ایک کا تباہ فریاد کی صدا بلند ساحر و غیر ساحر در دمند مثل نرگس
و گلشن و نسیم پر بھی شعلے آکے گرے اپنے انھون نے بجایا اورون کا علاج نہو سکا ہر طرف سے آوازین ہیبت ناک آتی ہین

اُس آواز سے یہ اشعار عبرت آمیز مفہوم ہوتے ہین قطعہ
لے مبارک ای جنون قطعِ تعلق ہو چکا
زہر تھوڑا سا ملا دے شربتِ دیدار مین
ہون وہ بلبل عرضِ مطلب پر کٹی میری زبان
واہ رے صیاد کیا باندھا نظر کے تار مین
کیا ڈرایا ای پری برقِ تبسم نے ترے
ٹکڑے شیشے بنے جامِ مئے گلنار مین
وہ کفِ رنگین دمِ سیر آیا کیا غیرون کے ساتھ
ڈھیلے آنکھون کے اڑے ہین سوزنِ دیوار مین
مین وہ بلبل ہون کہ موزون ہون مرے نغمے تمام
آ نہین سکتا ہی ذرے مور جیسے تلوار مین
یہ تتق باندھا غبارِ دل نے طبعِ یار مین
اُڑتے ہین تارِ گریبان دامنِ کہسار مین
جوشِ وحشت مین ہوا میرا لہو اسطرح گرم
خون بہایا گلرخون نے کوچۂ منقار مین
تیرے آنے سے ہوئی گلشن کو یہ بالیدگی
گل اُچھل کر خوف سے گر گر پڑے گلزار مین
معرکہ مین بختِ اسعد نے مہم سر کی مری
شور ہی دزدِ حنا پکڑا گیا بازار مین
شربتِ مرگ اچھا ہم اسی کو کہتے ہین +
ہی زمین شعر داخل کوچۂ منقار مین
ہوش میرے اُڑ گئے ٹکراتے ہین سر بُتونِ زینہ
منہ دکھا کر قہر سے مجکو گرا یکبار سے تند خو
چھالے ٹوٹے پڑ گئے چھالے زبانِ خار مین
گھر سے اٹھنے دیتا ہی کب بیابانِ شوق کا
اونچے ہو کر جا لگے گل مہر کی دستار مین
جب پری پیکر ترا جلوہ تیرا ای مست ناز
آبرو نے میری پانی دیدۂ بیدار مین
دیکھیے اب دیکھنا کیونکر ملے مجھ دربدر کو
قاتل شیرین دہن پانی نہین تلوار مین
ای صفیر اب ہی عجب اُس قاتل کا عالم کیا ہی

ان آوازون سے زمین کے طبقے ہلتے ہین صاف ظاہر ہی کہ زمین بگڑ بیٹھی ہی کبھی زمین سے غبار اُٹھتا ہی صاف ظاہر ہوتا ہی کہ غبار مین ستارے چمکتے ہین کبھی آسمان سے ہوائے سرد آتی ہی یہ رنگ لیلیان ہین گویا پھول مہکتے ہین کبھی پتے درختون کے مثل طائران نغمہ سرا کے چہکتے ہین شاخین سر اُٹھاتی ہین سرکشی بکھاتی ہین بیخ نخل سے دناتا کبھی سناٹا کبھی ہول کبھی مین کبھی عیش و جشن کبھی رنج و ملال بقول شخصی نخل سے کوئی بات جز کی نہین پائی جاتی اشعار

پیچ و خم مین گیسوئے خمدار دونون ایک ہین
چاندنی اور سایۂ دیوار دونون ایک ہین
وصل کی ہر دم الٹ پھیری تمنا دیکھنا
غیر ہو یا ہم پسِ دیوار دونون ایک ہین
منہ اُدھر نگہ ادھر برہم ہوا انکا مزاج
ای صنم ہم طالبِ دیدار دونون ایک ہین
مجھکو دیکھنے کا اشارہ غیر کو بائین طرف
کیا تری آنکھین ہین او عیار دونون ایک ہین
وصل کی شب کون سونے دیتا ہی مجھکو صفیر
حسن مین وہ چاند سے رخسار دونون ایک ہین
آبِ کوثر بادۂ گلنار دونون ایک ہین
سیر الخت اور پہلوئے دلدار دونون ایک ہین
ایکدم سے دیکھنے پر میری استغنا نہ پوچھ
میرا دل اور آپ کا رخسار دونون ایک ہین
باتون مین کیون تلخ و شیرین ذائقہ رکھتے ہین
آپکے فقرے یہ پہلودار دونون ایک ہین
غیر کیا ہم کیا ستمگر قتل کرنا چاہیے
چشمِ شوق و طالعِ بیدار دونون ایک ہین
اتحاد حج کعبہ و دامِ یار دونون ایک ہین
مدعائے زاہد و میخوار دونون ایک ہین
سیج ہی آنکھ اُچھل پہاڑ او جھل تجھ مین کیا ہی
عمر جاوید اور ترا دیدار دونون ایک ہین
طور پر موسیٰ کو غش کعبہ دل مین ہین
جو سنے مین تیر گل ای یار دونون ایک ہین
ہمنے مانا غیر اور ہم چاہنے والے سہی
جب اُٹھائی ہاتھ مین تلوار دونون ایک ہین
اس طرح کے اشعار جو جانور وان نے

پڑھنے والے سکتے مین آ گئے ہر ایک کو یہی تردد تھا کہ فلک نے کیا سامان دکھایا آفت ارضی و سماوی جسکو کہتے ہین وہ یہی ہی ہنگامہ گیر و دار دار و گیر بلند ہر کس و ناکس درد مند اس شعبدے کا کرنے والا خود پسند آتش قہر و غضب سر بلند غبار کا پیچ و کھانا زمین کا تھرانا کلیجہ منہ کو آتا ہی آتش باری سنگ باری برف باری ہوائے تند آتش سوزان یہ سب سامان مہیا ہین مشیران سلطنت و وزیران اُبہت سے پیٹتے دوڑے ہوئے آئے عرض کی ای شاہنشاہ واسطہ ساحری جمشید کا سحر موقوف کیجیے آپ کے ہزارون جادوگر جل گئے غیر ساحرون پر بلائین نازل ہوئی ہین کوئی اپنے ہوش مین نہین بھائی نے بھائی کو قتل کیا باپ نے بیٹے کو مارا ہم عرصہ دراز سے اسی کام مین مصروف تھے غیر ساحرون کو بچا رہے تھے مگر ایک

کوشش بیکار ہوئی صف کی صف ساحرون کی فی النار ہوئی اگر کسی اور سے لڑتے دو ہمارے مرتے ایک کو تو ہم بھی قتل کرتے
یہان آگ سے مقابلہ ہوا ہی ہزارہا شعلۂ جوالہ بجھتا ہی کچھ نفع نہین ہوتا اب بھاگے ہوئے آپکے پاس آئے ہین یہی تدبیر ہی
صاف یہ تقریر ہی یہان سے ہٹ چلئے یہ آگ ہمارے سحر سے نہ بجھیگی سامری نامہ مین ملاحظہ فرمایا ہی علامت طلسم سے سب
مجبور و ناچار ہین بالکل بیکار ہین شاہین نے کہا اچھا یارو جو عیار کی خوشی ہو وہی کرینگے پلٹنے کا ارادہ نہ تھا مگر پلٹ چلینگے
شاہین سحر کرتا ہوا پیچھے کو ہٹا جیسے ہی ساتھ والون نے دیکھا کہ شاہنشاہ کے پیر اُٹھے گویا بدن مین جان آگئی جلدی جلدی
بارگاہین خیمے سراپردے اُکھیڑ ڈالے بیچارے غیر ساحر ایک جانب بھاگے جاتے ہین مگر شعلہ ہائے آتش تعاقب کرتے ہین
جسطرف بھاگے اسی طرف شعلے آتے ہین جب شاہین گلشن کے بھی پانون اُٹھے طاؤس قلعہ سے نکلا انسان ہو! پکار کر آواز دی میان
شاہین ٹھہرو کہان جاتے ہو طلسم نہ فتح کروگے شاہین نے پلٹ کر جواب دیا او نمک حرام تیری خاک بھی یہان سے
نہ ہٹیگی اگر اکیلا ہوتا جلکر مرجاتا قدم نہ ہٹاتا ساتھ والے بندگان خدا جلے جاتے ہین انکی وجہ سے ہٹا ہون اب عین
اور تدبیر کرتا ہون طاؤس نے آواز دی کیا مجال تجھ ایسے دس ہزار اس آگ مین جلینگے طلسم کو کھیل سمجھا ہی حقیقت مین
کئی شعلے شاہین پر ایسے گرے کہ جسم پر آبلے پڑ گئے ایسا ہی ساحر زبردست تھا کہ اپنے کو اور زوجہ و دختر کو جلنے سے بچایا اگرچہ خندق سے
اژدر نکلے وہ بھی ہزارون کو نگل گئے پھر خندق مین جاکر غائب ہوئے کچھ شیر آئے صدہا کو چیر پھاڑ کر کھا گئے کئی طرح کی بلائین
نازل ہوئین لشکر شاہین و سکندر مین قیامت برپا تھی پانچ کوس تک شعلہ ہائے آتش ساتھ آئے شاہین نے بڑی کوشش کی
تب وہ شعلے بیٹھے پانچ کوس پر آکر فروکش ہوئے رات کو اک بارگاہ استادہ کرکے اُسمین شاہین و گلشن و نسیم و سلطان و سکندر
آکر جمع ہوئے سیماب و سرخاب کو بھی اس جلسے مین شریک کیا اب صلاحین ہونے لگین وزیران شاہین کلام کررہے
ہین ہر شخص موافق اپنی اپنی لیاقت کے رائے ظاہر کرتا ہی اُسمین ہزارون اعتراض نکلتے ہین ملکہ گلشن نے کہا صاحب میری
عقل ناقص مین یہ آتا ہی کہ علامت طلسم خاص اسواسطے مقرر کرتے ہین کہ کوئی ساحر و غیر ساحر آ نہ سکے اُدھر جانیکا راستہ اور ہوگا
کتاب سامری مین دیکھیے راستہ داخلہ طلسم کا کسطرف ہی یہ تو آپ خوب جانتے ہین کہ جملہ جات بدون لوح مفتوح نہونگے
وہ سب کام شاہزادے کے ہاتھ پر موقوف ہین مگر ہم آپ خود سحر کرینگے انکو آفت سے بچائینگے جو کوئی ساحر بھی آئیگا بڑھ بڑھ کر
خبر دینگے بشکل طائران انکے سر پر ہونگے ہزار طرح کی حفاظتین ہونگی پہلے مقدمہ یہ ہی کہ راستہ تو ملے تب غنچہ آرزو کھلے ساحران
دربند سے لڑائیان پڑ جائینگی شاہین کو یہ رائے پسند آئی کتاب سامری اُٹھا کر دیکھی کہا ملکہ عالم کیا کہنا اب مجبور راہ راست
ملیگی کلی غنچہ آرزو کی کھلیگی حقیقت مین اس راہ سے کوئی نہین جاسکتا کہ صاف طلسم کی علامت ہی جو ادھر سے جائے
اُسکی شامت ہی مین شاہزادے کو ساتھ لیکر چلونگا تم لوگ الگ آؤ لشکر طرف سے صحرائے خارستان کے گذر کرکے وقت
پر ہم تک پہونچ جائیگا وزیر شاہین مسمار آتش بار اسکو کل فوج کا افسر کیا سلطان سے کہا آپ بھی فوج کے ہمراہ آئین
راہ مین کانٹون کا جنگل ملیگا اسکا خیال نہ کیجیے گا ساحر جو آپکے ساتھ ہین جنگل کو جلا دینگے راستہ پیدا کردینگے کہ مسمار سب باتون
سے آگاہ ہی یہی آپ سب صاحبون کا پشت پناہ ہی مین تنہا طلسم کشا کو ساتھ لیکر جاتا ہون جواہر سے کہا تم اپنے کو بطور عیاری
پہونچاؤ طلسم مین ہزارون حیلتین ہوتی ہین جواہر نے بھی سر جھکا لیا کہا جو آپکے نزدیک بہتر غلام اپنے کو ہر طرح پہونچائیگا
اگر خداوند شجر نے کوئی گستاخ نہ نکالی مع ہر حیلہ سب بیکار رہیگا لیکن دربار مین شاہ کے پہونچ جاؤنگا عیاری کرکے لاؤنگا
مگر آپ اپنے کو وقت پر پہونچا دینگے ارے سے شاہ کے ایک ہنگامہ عظیم برپا ہوگا گلشن نے کہا ای جواہر مین تیرے ہی ساتھ
رہونگی جان دیکر تجھکو بچاؤنگی مگر گلشن ایک کبوتر سفید کی شکل بنکر اُڑ گئی نسیم تو گویا ہوا کا جھونکا تھی چل نکلی وزیر
طرف خارستان کے چلا جھٹ پٹ راہ مین جو مسمار نے بڑھکر سحر کیا پہاڑون کو ہٹاتا ہوا خلستانون کو جلاتا ہوا لشکر کو لیکر جا پہونچا

مگر شاہین بصورت عقاب سر پر سکندر کے چلتے وقت ایک نورتن بازو پر سکندر کے باندھدیا کہا آپ پر سحر نہ تاثیر کریگا آپ بائین پر چلیے جو آپ پر سحر کریگا مین اُسکو روکونگا سکندر نے گھوڑا بڑھایا کہ سامنے سے ایک قریہ معلوم ہوا طرف سے قریہ کے ایک سوار گھوڑا اُڑاتا ہوا سامنے سکندر کے آیا کہا ای جوان ادھر نہ جا راستہ بند ہے سکندر نے نہ مانا وہ پلٹ گیا مگر کہگیا کہ ای جوان تو اپنی جان سے بیزار ہے تھوڑی دور اور چلے تھے کہ اُسی قریہ سے ایک زمیندار اگھوچھا سر پر ڈھال پھینکا باندھے ہوئے کمان کیانی کاندھے پر تیر ترکش مین بند ھے ہوئے بائین بازو پر لٹک رہے ہین برچھی ہلاتا ہوا کالی مادیان پر سوار پکارتا ہوا آتا ہے او اجل گرفتہ ٹھہر جا آگے نہ بڑھنا کیا تجھکو کوئی سمجھانے والا نہین ملا اس راستے مین خطرہ جان کا ضرر ہے رباعی

ہر وقت دگرگون ہے زمانے کا حال
دن سے جو مہینہ تو مہینہ سے ہے سال
امید ترقی کی تنزل مین نہین
اے کشتۂ یاس ہے گھڑی مین گھڑیال

سکندر نے کچھ جواب نہ دیا وہ زمیندار مادیان بڑھاکر سد راہ ہوا برچھی ماری سکندر نے سنان کو بچاکر ڈانڈ کو توڑ ڈالا زمیندار نے تلوار کھینچی ہاتھ مارا سکندر نے بچا کے تیغ سکندری ماری اُسنے سپر آگے کردیا چار ٹکڑے ہوئے شاہین بشکل عقاب آسمان سے دیکھ رہا ہے مرتے ہی زمیندار کے ایسا اندھیرا ہوا کہ عقاب کی بھی آنکھین بند ہوگئین گھبرا کے آنکھین کھولین منتر سحر کے پڑھنے لگا دیکھا وہ اندھیرا حال روشن ہوا نہ لاشۂ زمیندار نہ سکندر نامدار ایک سناٹا ہے وہی میدان سنسان نہ انسان نہ حیوان وہ قریہ بھی غائب ہوگیا شاہین گھبرایا کہ یہ کیا غضب ہوا میرے شیر کو کوئی گرگ حیلہ باز لیگیا ہر طرف دوڑتا پھرتا ہے سکندر کی جو آنکھ کھلی اپنے کو سلسل مطوق پایا اندھیری کوٹھری بشکل گور ہیودان تنگ تاریک اپنا ہاتھ اپنے کو نہین معلوم ہوتا ہے اُس اندھیرے کو دل کافر کہین یا مشابہ بتاریکی ظلمات یا شب فراق عاشق یا بخت سیاہ ہر طرح حال تباہ شاہزادہ گھبرانے لگا تنہائی مین چلانے لگا ہتھکڑیون سے سر ٹکراتا ہے چاہتا ہے قید توڑ ڈالون یکایک روشنی ہوئی ایک عورت زمین سے نکلی کہ سن خوشنما آفتاب جمال گورے گورے گال نہایت طرحدار قتالہ ہاتھ مین اسکے جمال سے بھی وہ خانہ تاری روشن ہوا اُسنے جھک کر سلام کیا کہا ای شہریار افسوس ہے کہ آپ دام مکر مین جمشید جادو کے پھنسے اس مقام کی دیکھ حاکم ہے صبح قریب ہے آپ کو دربار مین بلائیگی اول سوال وصل ہوگا جب آپ انکار کرینگے تب وہ ایک پہلوان کو بلائیگی کہیگی اسکو زیر کرو گے تب ہم تمکو خود رہا کردینگے اگر مغلوب ہوئے تو قتل کئے جاؤ گے وہ پہلوان ساحری

مین آپ کا نورتن چھپا لائی اصل یہی بات ہی
ای دائے عجب بلا مین گھیرا ہے مجھے

کہتا ہون جو حال دل تو ہوتا ہون خجل
گویم مشکل و گرنہ گویم مشکل

کرتا ہون جو ضبط اب ہوتا ہے دل
شگوفہ ساحری میرا نام ہے جمشید کی مصاحب

ہون جب اُسنے آپ کو جاکر دھوکا دیا نورتن لیکر آپ کو گرفتار کیا خوشی خوشی پلٹ کر آئی کہا آج مین نے ایک بڑے جوان رعنا کو گرفتار کیا اگر میرے وصل پر راضی ہوگا باغ گلزنگ کی اُسکو سلطنت دونگی یہ نورتن صندوق مین رکھکر سوئی مجھے آپکے حال پر رحم آیا یہ نورتن دینے جاتی ہون جس وقت اُس پہلوان کو کمر مین ہاتھ دیکر اُٹھائیے گا دربار مین چارطرف دیوارین ہرا ہین ایک جانب دیوار زرد ہے اُس پہلوان کو دیوار زرد پر پھینک مارئیے گا اُس دیوار سے شعلے نکلینگے پہلوان و جمشید جلکر خاک ہوجائینگے آپ اپنے کو ایک صحرا مین پائینگے مرکب بھی آپکا اُسی مقام پر ہے گا مین بشکل طوطی زرین بال شجر سے آواز دونگی جو کہون اُسپر عمل کرنا اس درجہ پر قبضہ ہوگا لیکن آپ مین نشانیان طلسم کشائی کی نہین پائی جاتین ہمارے یہان کا بانی طلسم نے طلسم کشا کا نقشہ کھینچا ہے تصویر موجود ہے جو میرا کام ہے فوراً بجاؤنگی نورتن دیکر شگوفہ ساحری چلی گئی صبح کو ایک کنیز آئی سامنے جمشید جادو کے سکندر کو کشان کشان لیگئی جمشید نے سوال وصل کیا سکندر نے انکار کیا تب اُسنے پہلوان کو بلایا قید سے انکو رہا کر کے مقابلہ کو کہا سکندر نے بموجب تعلیم شگوفہ ساحری اُس جوان کو بقوت اُٹھاکر دیوار زرد پر پھینک مارا جمشید نے ایک چیخ ماری کہا ارے یہ فعل تجھکو کس شخص نے تعلیم کیا یہ کہکر مع بارگاہ جل گئی سکندر نے

اپنے کو صحرا میں پایا مگر جب اُسی مقام پر موجود تھا سکندر اُس پر سوار ہوا کہ سامنے سے غول نازنینان مہ جبین کا معلوم ہوا جب
آگے ایک مہ جبین حور طلعت نازنین کرشمہ میں بھری ہوئی سکندر کو سلام کیا پنجہ مرجان یعنی دست نازک پر جواہرات کے نگینے
بطور نذر پیش کش کیے کہا ای طلسم کشا ای جوان یکتا قتل جمشید مبارک ہو ہم آپکے تابعدار ہین باغ دلکشا مین چلیے جو مطبع تازہ
ہین مشتاق قدمبوسی ہین پھر سامان لشکر ہوگا ایک کنیز بھی ہمراہ رہیگی سکندر نے اُسکی باتون کو بہت پسند کیا استقبال
کرکے لیچلی سامنے ایک باغ تھا اُسمین لائی کئی سو جادوگر واسطے استقبال کے حاضر ہوئے باعزاز و اکرام شاہزادے کو بارہ دری
مین لائے مقام صدر پر بٹھایا مثل کنیزون کے حاضر خدمت ہوئی ساقی والیون سے کہا ہی ہی میری تقدیر نے بڑی رسائی کی کہ طلسم کشا
نے مجھکو سرفراز کیا کیون صاحبو اب مین سرکشی کرکے کیا کرونگی انکا ساتھ دیکر مصروف جنگ ہونگی اسطرح کی خاطرین کرکے
جام شراب سامنے لیکر آئی کہا اسے نوش فرمائیے تب یہ کنیز سب تدبیرین عرض کریگی مین شاہان طلسم کو گرفتار کرا دونگی بہت
آسانی ہوگی ورنہ ایک ایک ساحرہ بڑے بڑے زور و شور سے لڑیگی سکندر نے چاہا اُس جام کو ہونٹون سے لگائے
کہ آواز آئی ای شہریار آپ کیا ستم کرتے ہین جام نہ نوش فرمائیے گا ورنہ انجام بد ہوگا سکندر نے سر اُٹھا کر دیکھا ایک طوطی زرین بال
پرون سے سر پیٹ رہی ہی اور زبان سے منع کر رہی ہی سکندر نے ہاتھ روکا اُس نازنین نے ایک کنیز سے اشارہ کیا اس طوطی کو
کینا بڑی زبان دراز ہی کنیز اُڑکر بشکل باز طوطی زرین بال پر جا پڑی آپسمین سحر ہونے لگے سکندر نے جام پھینکا سب کنیزون نے
گھیر لیا گولہ ترنج نارنج مارنے لگین چونکہ سکندر کے پاس لوح نورتن شاہان موجود تھا اُسکے سبب سے بچ رہے ہین کسی کا سحر
تاثیر نہین کرتا ہی جسپر ہاتھ مار دیا دو ٹکڑے ہوئے لاشہ زمین پر گرا دیکھا ایک ساحرہ نہایت بدصورت سب سے زیادہ سحر مین
مصروف ہی بالائے آسمان شگوفہ و سمن لڑ رہی ہین جب نسیم نے نعرہ کیا تب شگوفہ ساحری نے آواز دی ای معشوق
یہی چہرہ مین سکندر کی خیرخواہ ہون اس جوان کی محبت مین تباہ ہون اس ظالم کے ہاتھ سے مجھے بچائیے نسیم نے
آتے ہی کچھ اشارہ کیا جھونکا ہوا کا چلا سمن اُلٹ گئی زمین پر گری شگوفہ نے گولا مار دیا سر پھٹ گیا سکندر نے بڑھ کر
اُس ساحرہ پر ہاتھ مارا جو انکو ساتھ لائی تھی مرتے ہی اُسکے اندھیرا ہوا آواز آئی کشتی ہوا نام مین سرخیل جادو بود نسیم نے سحر
کرکے روشنی کی آسمان سے اُتری شاہزادہ کو دریائے خون مین نہائے ہوئے دیکھا کہا ای شہریار یہ کیا معرکہ تھا سکندر نے
سب کیفیت بیان کی شگوفہ ساحری کی بھی خیرخواہی ظاہر کی کہا ای ملکہ نورتن تمھارا دلا جاتا رہا تھا شگوفہ کی وجہ سے
ملا اس بیچاری نے بڑی خیرخواہی کی اُسوقت بھی اسی نے آگاہ کیا ورنہ سرخیل جادو نے دھوکا دیا تھا نسیم نے کہا ای
شہریار ایسے ایسے عجائب و غرائب بہت ملینگے ہوشیار رہیے اگر اس وقت یہ لوح نورتن نہوتا تو سحر مین گرفتار کر لیتی شگوفہ نے عرض کی
یہ مقام ٹھہرنے کا نہین ہی نکل چلیئے یہ ذکر تھا کہ شاہین شعلہ بار بھی آکر پہونچا شاہزادے کو ڈھونڈھتا پھرتا تھا یہان موجود پایا
بشکل عقاب کی طرح آیا سکندر کو گلے سے لگا لیا کہا ای شہریار مسمار آتش بار بڑے زور و شور کرتا ہوا آیا ہی اُسکو بھی ایک ساحرہ
نے روکا تھا خارستان جادو نام تھا تین دن منزلون پر بھٹکا راستہ نہ ملتا تھا نہایت مقامات سخت ہین مین نے ڈھونڈھکر
خارستان کو مارا یہ ذکر تھا کہ آواز نوبت نقارہ کی آئی ملکہ نسیم نے دیکھا کہ مسمار آتش بار آگئے آگے دریائے خون مین نہایا
ہوا لشکر کے بہت لوگ زخمی ہین بیتاب و بیقرار قصد ہی کہین اُترین شاہین نے جاکر مسمار سے ملاقات کی کہا شاہزادہ موجود ہی
حقیقت مین مدد غیب اُنکی شریک ہوتی ہی یہ منزلین بڑے لطف سے طی ہوئین مسمار گھوڑے سے اُترا سب لشکر در باغ پر ٹھہرا
کہ آسمان سے ایک لکہ ابر پیدا ہوا بڑے زور و شور سے برسنے لگا اس عرصہ مین جھیلون نے جوش مارا شاہین گھبرا کے باہر
نکلا دیکھا لشکر دریا مین ڈوب رہا ہی مسمار پر ایک حباب کلان آگرا ایک نہنگ نے دریا سے سر نکالا مسمار کو نگل گیا
غوطہ مارکے غائب ہوا شاہزادہ بھی گھبرا کے در باغ پر آیا نسیم بھی دیکھ رہی ہی جب اپنے سردار و فوج کو شاہین نے مبتلائے بلا دیکھا

گولہ تیار کرکے بڑھا شگوفہ منع کرتی تھی ای شہریار خبردار سمجھ کے سحر کیجئےگا یہ سحر ای مواج جادو کا سرخیل کا بڑا بھائی ہی مین بہانے کے
حال سے آگاہ ہون مگر شاہین کو تاب نہ آئی کہا ای شگوفہ ایک سحر مین دریا خشک کردونگا شگوفہ نے لاکھ منع کیا شاہین
کے خیال مین نہ آیا گولہ مارہی دیا جیسے ہی وہ گولہ قریب دریا آکر پھٹا دریا سے صدہا مچھلیان پیدا ہوئین شاہین کو لپٹ گئین ہرچند
یہ چاہتا ہی چھوٹون مگر زور نہین چلتا نسیم نے جو دیکھا لشکر سارا غرق ہوگیا مسمار شعلہ بار اور نوشنگ نگلگیا باپ کو مچھلیان
کشان کشان لیے جاتی ہین شگوفہ بھی کہتی ہی کہ ملکہ اب بھی سحر نہ کرو یہ سحر مواج جادو ہی ہر سحر مین آفت برپا ہوگی نسیم نے
برچھی جھکائی پریشانی مین بال کھولدیے جیسے ہی بال کھولے جھوکا ہوا کا چلا زمین سے ایک سنہری پتلی پیدا ہوئی اُسنے نسیم کے منھ پر
ہاتھ رکھدیا اتنا نسیم کے منھ سے نکلا کہ حضور میری خبر لیجئے سکندر جھپٹکر برابر پتلی کے پہونچے گردن پکڑکے جھٹکا مارا مثل پہلوان
وہ پتلی سکندر سے لپٹ گئی سکندر نے بزور صاحبقرانی پتلی کو چیرکر پھینکدیا پتلی کے مرتے ہی ایک طائر ہفت رنگ آسمان سے
پیدا ہوا اُسنے ایک چیخ ماری ہزارون طائر آسمان سے پیدا ہوئے غلغلہ کرتے تھے اس ساحر کو پکڑلو طائر ہفت رنگ نے گھیر کر منقار سے
نسیم کو اٹھایا مچھلیان لپٹ کر شاہین کو اٹھا لیگئین طائر ہفت رنگ نسیم کو اٹھا لیگیا سارا لشکر غرق دریا ہوا اب سکندر دیوانہ وار
دوڑا دوڑا پھرتا ہی کچھ بن نہین پڑتا یکایک شگوفہ کے رونے کی آواز آئی پلٹ کے دیکھا ہزارون طائر شگوفہ کو لپٹ گئے ہین
منقارون سے بدن اُسکا فگار کیا اُڑا کر لیچلے سکندر نے کمان کیانی دوش سے اتاری مین بھال کا تیر مارا ایک طائر کے سینہ پر پڑا
سب طائر جلگئے شگوفہ چھوٹی چاہتی ہی زمین پر قدم رکھے کہ زمین شق ہوئی ایک شیر ببر پیدا ہوا شگوفہ نے چاہا طمانچہ مارون اُسنے
جست کرکے گردن لی شگوفہ کو پیٹھ پر لادکر چشم زدن مین غائب ہوگیا اب سکندر جنگل مین اکیلا کھڑا ہی نہ وہ باغ نہ وہ نہر نہ وہ
دریا کا جوش و خروش مثل تصویر شاہزادہ خاموش کہ یہ کیا شعبدہ دیکھا سب ہمارے ساتھی کیا ہوئے لکھوار ہے کہ سلطان بخت آئی
مجمع مین تھے جواہر اس لشکر سے الگ ہی اسکا ذکر پھر کیا جائیگا کہ شاہزادہ نے دیکھا سامنے سے شگوفہ ساحری روتی ہوئی آتی ہی سکندر
نے آواز دی ای شگوفہ کیونکر بچی کہا حضور اب صحرا سے نکل چلیے یہ مقام مواج جادو کا ہی آپکے سب لشکر کو مع شاہین و نسیم
پکڑلیگیا اپنے قلعہ مین جاکر قید کیا مین دم دیکے بھاگی لیکن اُسنے اسطرح کا سحر کیا ہی کہ کلیجہ مین درد ہی دم نکلا جاتا ہی ذرا وہ نورتن
میری پشت پر رکھیے یا سینہ پر کہ تسکین ہو مین رہبری کرکے آپکو لیچلونگی مواج کے مقام پر پہونچا دونگی آپکے ہاتھ سے وہ مارا جائیگا
سکندر نے اُس پریشانی مین بازو سے کھولکر نورتن شگوفہ کے ہاتھ مین دیا شگوفہ نے نورتن اپنے قبضہ مین کرکے آواز دی
او ظالم تونے اسکے سبب سے چند میرے ساتھ والے قتل کیے مین مواج جادو اب کہان جائیگا سکندر نے جو نگاہ اُٹھاکر
دیکھا ایک جادوگر سامنے کھڑا ہی ہاتھون کو ہلا رہا ہی سکندر پر چند قطرات آب گرے بیہوش ہوئے کمر مین پنجہ دیا انکو بھی لیکر اپنے قلعہ
مین آیا یہان سے باغ کوس بھر تھا قلعہ بحرین اُسکا نام شگوفہ و شاہین و نسیم و مسمار آتش بار و سلطان زرین پوش
وغیرہ ایک مکان مین مسلسل بیٹھے ہین اور دوسرے مکان مین اہالیان لشکر بھرے ہوے سلاسل و مطوق فریاد فریاد کی صدا
دے رہے ہین کہ سب نے دیکھا مواج جادو سکندر کو بھی لیکر آیا سب کے ساتھ قید کردیا اور پکار کر آواز دی مین شاہ سے
عرض کرون تب تم سب کے قتل کا سامان ہو بڑی سرکشی کی جنید و سرخیل کو مارا انکا ہی سامری کا کہ مین عین وقت پر پہونچگیا
اس شگوفہ نمکحرام نے یہ فساد برپا کیا یہ کہکر سکندر کو بھی اُسی مقام پر قید کیا اپنی بارگاہ مین آیا ایک عرضی اس کل مضامین کی
لکھکر بخدمت سحر العجائب و منصر الغرائب روانہ کی مراد یہ تھی کہ دو ساحران نامی مارے گئے مین نے سبکو گرفتار کیا
ایک جوان آفتاب مثال غیر ساحر ہی لشکریان اولاد صاحبقران کی پائی جاتی ہین و شاہین شعلہ بار ساحران بنگالہ
کا نور و دلبس ساتھ تھے اگر مندرہ طلسم ہوتا مین اُنپر غالب نہ آتا اس عرضی کو جلد مزین بدستخط فرمائیے یہ بھی خیال کیجئے کہ کوک کے
گرفتار ہوتے ہی یہ سامان شروع ہوا آفتاب عبرت کا طلوع ہوا اُسوقت وقید کی جمعیت زدہ ان اشعار عبرت آثار کو زبان پر جاری کرتے

آن روز کہ از روز ازل در دل ما بود
کین زمزمہ عشق پئے باد صبا بود
آن روز کہ بر خون جگر شد دل بینا
این گرمی ہنگامہ بتخانہ کجا بود
میخانہ تہی گشت نشد گرم دما عجم
این فتنہ بپا در سر ہر پیر و جوان بود

راز دل گنجینۂ اسرار خدا بود
زان عیش کہ فرہاد شکافد سر خارا
این نشہ جہان در اثر ساز و نوا بود
آن روز کہ در پردہ بخود جلوہ گرے بود
تو نشہ آن بادہ کہ بے روئے ریا بود

از گل نہ اثر بود نہ از نالہ بلبل
از تیشۂ او در جگر کوہ صدا بود
روزے کہ بنائے حرم کعبہ نہادند
نظارگی جلوۂ او دیدۂ ما بود
بے نشہ مستی سر مینا بشکستند

ان اشعار سے ہر ایک کی آنکھون سے آنسو جاری ہین لیکن یہ اہالیان دربند سب واقف ہین کہ نجومیون نے بیان کیا ہی کہ عمر اس طلسم کی تمام ہو چکی ہی بڑے بڑے لوگ بارادۂ فتاحی آدینگے علغلہ ساحرون مین کہ ان سب کا قتل جلدی مناسب ہی جلاد کا قول ہی کہ غلام حکم سرکار کا ہالانہ ہی یہ عرضی لیکر ایک ساحر چلا کہ اسکا ذکر کیا جاویگا مگر جواہر خنجر بزن سب سے جدا ہوکر راہ طی کرتا ہوا آتا تھا ایک دن ایک قریہ مین پہونچا دیکھا ایک دیر کلان بنا ہی اسمین ہزارون برہمن گھنٹ نواز ناقوس نواز رہتے ہین صبح کو ہزارہا آدمی واسطے پوجا پاٹ کے آتے ہین جواہر نے ایک برہمن کو کہ وہ بھی دیر کا خدمتگزار تھا بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر دیر مین رہتا ہی کام خدمت موافق اپنے عہدے کے کیا کرتا ہی مگر حیران ہی کہ کیا تدبیر کرون خبر دریافت ہو کہ آقا کہان پہونچے لشکر کہان گیا مالک دیر جو ہی زبانی اور برہمنون کے معلوم ہوا کہ نام اُسکا سنگبار جادو ہی وہ ہر روز نکل آتا ہی چند ساعت ٹھہر کے چلا جاتا ہی جواہر کو یہ فکر ہی کہ اسکو قتل کرون لیکن کوئی خرابی درپیش نہو کہ مقدمہ طلسم ہی سمجھ کے کام کرنا چاہیئے سنگبار جادو سے محبت پیدا کرنی چاہیئے عرصے یہ ٹھہرتا ہی جواہر مصروف خدمت رہتا ہی سنگبار جب آتا ہی اسکا مطلب وقت پر تحریر ہوگا اب ان بلوس کا حال لکھتا ہون

دو کلمہ داستان حیرت بیان قہار فیلزور و ایرج نوجوان کہ قہار عرصہ سے صحرا مین فروکش ہی خبر ملنا قتل بہمن سیاہ قبا کی اور نجومی دستیاب ہونا و چند ساحرون کا ساتھ ہونا روانگی اسکی بفکر فتح طلسم نور افشان و مقابلہ ایرج و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

چل اے توسن خامہ سحر ساز
یہ سودائے الفت کا بازار ہی
چمن مین ہی بلبل کے جوش و خروش
صفت شمع سوزان کی کرتے ہین سب
یہ الفت کے آخر کو انجام مین
کبھی ہجر دیکھا کبھی وصل ہی
ہوا بین دام فطرت بچھانے لگا
گیا باغ مین بھول کر بے خبر
نہالان گلشن مین سب سبز پوش
یہ نرگس کو ہی آرزو بیدرنگ
یہ ہی فکر گلچین کو شام و سحر

دکھائے جہان کا نشیب و فراز
اسی جنس کا دل خریدار ہی
لگو لگے اُڑاتی ہین نالو تمکین ہوش
کہ جل جلکے آخر کو مرتے ہین یہ
کہ عاشق زمانے کے ناکام ہین
بہار و خزان کی بھی اک فصل ہی
عنادل کو آخر پھنسانے لگا
ہوا الفت گل کا دل مین اثر
ہر ایک شہر کو ہی الفت کا جوش
کہ چشم مروت کا ظاہر ہو رنگ
کہ ہو موسم گل سے حاصل ثمر

ثمر خوش نما رنگ بہتر ہی ہو
جو فرہاد کی جان شیرین گئی
یہ روشن ہی مضمون مانند شمع
ہوا سوز و الفت کا باہم تپاک
سر نخل کرتی ہی بلبل جو غل
بہار چمن کی جو آمد ہوئی
ہوا رنگ گلچین خوشی سے بحال
ہوا نان گلزار کے چہچہے
کسی شاخ پر پھول کب بار ہین
محبت بھی گلشن کی بیکار ہی
کیا باغبان نے یکایک ستم

مسلسل جنون خیز تقریر ہو
تو مجنون کو لیلی کی خواہش ہوئی
کہ پروانے ہوتے ہین محفل مین جمع
کہ معشوق عاشق ہونے جلکے خاک
تو چشم حقارت سے تکتے ہین گل
تو گلچین و صیاد کو کد ہوئی ہی
کہ اب فصل گل ہی ہوئے ہم نہال
تذروان گلشن کے بھی قہقہے
گلون کے سر اک جا پہ انبار ہین
کہ پہلو مین گل کے سدا خار ہی
کہ شاخون کو کرنے لگا وہ قلم

ہر اک برگ پر بھی ستم ہو گیا | کہ گلزارِ عشرت تہِ ستم ہو گیا | خزان کا عمل یک بیک ہو گیا | عجب رنگ زیرِ فلک ہو گیا

قمر یہ بیانِ جفا ختم کر | ہے گلشن فسنگر سے کچھ شمر | چہرہ شیران بیشۂ افسونگری و نہنگان دریائے سخن پروری

اس داستان دلستان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر **مصنف** سخن پروران خجستہ شیم نگارند این داستان الم واضح رائے ناظرین بیضا ضیا ہو کہ سابق مین تحریر کیا ہی کہ قہار فیلزور بیٹا **بہمن سیاہ قبا** کا بادشاہ **اقلیم سیاہ پوشان** جب ملکہ بران و گوکب طلسم نور افشان مین گر گئے اوّل یہ سمجھا تھا کہ آگ مین جل گئے جب نجومیون نے بیان کیا کہ حضور یہ قیدی طلسم ہوے اگر آپ طلسم فتح کرینگے سب زندہ ملینگے **قہار** اب نجومی رمال کاہن جمع کر رہا ہی ہر روز یہی ذکر رہتا ہی کہ فتح طلسم اسباب جمع ہون نجومی کہتے ہین ہم آپکو ایسی ساعت سے نکلینگے کہ آپ غالب آجائینگے ساعت شناسی بڑی چیز ہی اسپر عمل نہ کرنے والا بڑا بد تمیز ہی اسی فکر مین تھا کہ اوہام **صبار فتار** عیار آکر پہونچا مگر بدحواس چہرہ اُداس گریبان چاک منھ پر خاک بہمن کا خون پیشانی پر ملا ہوا قہار نے پوچھا چچا جان خیر تو ہی اوہام نے کہا حضور آپنے جو پہلوان میرے ساتھ کیا تھا ہوشربا پر جا کر دہائی سے پسر اسد کے مارا گیا مین نے جا کر آپکے باپ سے کہا وہ غصہ مین قلعہ پر چڑھ آئے وہ جوان پسران **حمزہ** تو کہین بھاگ گئے مگر **لاچین** مقابلے مین نکلا نقابدار بلنگینہ پوش عین وقت پر آیا آپکے والد زخمی ہوئے **لاچین مہ جبین** و **بہار** مخمور کو ساتھ لیکر طرف ملک غزوسیہ کے چلے آپکے والد نے جا کر پھر شکست کھا کر **لاچین** مع اپنی زوجہ اور ان شاہزادیون کو ساتھ لیکر علامت **طلسم نور افشان** مین کود پڑا والد آپکے بیٹے تھے وہی **نقابدار** آکر پہونچا مقابلہ ہوا آپکے والد اُسکے ساتھ سے مارے گئے لشکر کو شکست دی مین بھاگ کر نکل آیا یہ سنکر **قہار** نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا کہا اے چچا جان اُس **نقابدار** مفلوک کو ڈھونڈھکر قتل کر دون باپ کے خون کا بدلہ لون **اوہام** نے کہا حضور جو ہونا تھا ہو چکا اُنکی قضا اسی طرح تھی یہ فرمایئے اصل امر کا کیا انتظام کیا لشکر کشی کیجیے معشوق قبضے مین آئے دل نزد منزل کو آرام ملے **قہار** نے سب کیفیت بیان کی کہ مین سب سامان مہیا کر چکا ہون آپکے آنے کی دیر تھی جس وقت کہیے کوچ کر دون **اوہام** نے کہا حضور آپکے والد **شاروق مردم** در کو اپنی طرف سے قلعہ دار کر کے نکلے تھے اقلیم خالی پڑی ہی ایسا نہو کوئی حریف چڑھ آئے اب تساہل مناسب نہین نجومیون نے ساعت دیکھی تین دن کے بعد کوچ کیجیے اور بھی کچھ نیکی حاصل ہوگی لشکر مین تیاریان ہونے لگین سب سامان تو موجود ہی مگر **قہار** نے کہا مین شکار کھیل آؤن **اوہام** نے کہا غضب کو نہ ہی گا **قہار** سوار ہوا باپ کے غم مین جنگل مین شکار کھیلنے لگا ایک آہو کے پیچھے گھوڑا ڈالا ایک مقام پر آکے شکار کیا کہ بیشہ سے ایک جوان مثل شیر کے ڈھو کا مار کے نکلا گینڈے پر سوار آواز دی او بے ادب تو کون ہی جو اس بیشہ مین آیا آہو کا شکار کیا یہ مقام شیران دشت نبرد ہی ماند و نہین کے خوف سے رنگ روے آفتاب زرد ہی مین تجھکو شکار کرونگا **قہار** خود بہادر جری ہی آگ ہو گیا جواب دیا کیا بیہودہ بکتا ہی بیشہ کیسا جہان جی چاہا شکار کھیلا یہ سنکر وہ جوان دوڑا جیسے ہی قریب پہونچا **قہار** نے ہاتھ **تلوار** کا مارا اُسنے ایک تھپکی دی کہ تلوار **قہار** کے قبضے سے نکل گئی ہاتھ بڑھا کے کمر مین **قہار** کے ڈالدیا قاش زین سے اُٹھا لیا ایک ٹھوکر ماری گینڈے کا سر پھٹ گیا ہاتھ پر **قہار** کو چرخ دیتا ہوا نکل گیا ساتھ والون نے **قہار** کے اُسکو گھیر لیا مگر گینڈہ مرا ہوا پڑا ہی دو چار مارے گئے وہ جوان لیکر نکل گیا ساتھ والون نے آکر **اوہام** سے سب حال کہا یہ عیار ہی سنتے ہی دوڑا اُس مقام کو دیکھا سب کو چھوڑا خود دیکہ و تنہا نشان نقش پا دیکھتا ہوا دیا ایک باغ کے پہونچا رات ہو چکی تھی دیوار پر کمند ماری دیوار پر چڑھکے دیکھا **قہار** تو ایک پنجرے مین بند مسلسل و مطوق چھت مین لٹکا ہوا ہی ایک جوان سیاہ فام ایک ساحرہ کو پہلو مین لیے ہوے مصروف ہمکشی آپس مین بوسہ بازی ہو رہی ہی وہ ساحرہ پوچھتی ہی کیون اے **قنطور** فیلدر یہ کون شخص ہی جسکو تو نے پنجرے مین بند کیا اسکی کیا خطا ہی اُسنے کہا اسنے میرے بیشہ مین آکر شکار کھیلا بے آب و دانہ اسکو ہلاک کرونگا اسنے مجھسے سخت کلامی کی ساحرہ کہتی ہی ارے تو بڑا ظالم ہی اسکو چھوڑ دے **قنطور** نے کہا کیا اسکی صورت دیکھکر عاشق ہوئی ہی مین کیا کسی بات مین کمی کرتا ہون رات بھر ہنگامہ رہتا ہی ساحرہ دیکھتی ہی کہ جوان [illegible] لعل تاج پہنے ہوے

لباس بھی عمدہ بیقرار ہی کہ یہ بیچارہ قفس مین بند بلا وجہ درد مند اوہام ایک گوشہ مین آکر چھپا دیکھ رہا ہی اس سوچ مین
کہ یہ سو ئے تو مین اپنے آقا کو رہا کرون اُس جادوگرنی نے کہ مدہوش جادو نام ہی کئی مرتبہ سفارش کی بس قنطور یہ
بگڑا ایک دھکا دیا کہا کیون او فاحشہ دمبدم اسکی سفارش کرتی ہی کیا دھگڑا بنائیگی قنطور نے دھکا دیا وہ منھ کے بل گری
سر سے خون جاری ہوا غصے مین تڑپ کر اُٹھی کہا او بدمست نالایق جنگل مین مارا مارا پھرتا تھا میری جوتیون کے تصدق
مین یہ لیاقت بہم پہونچی تو کیا بکتا ہی یہ سُنکر قنطور جوتا لیکر اُٹھا کہ کیون او فاحشہ میرے سامنے ایسے کلام کرتی ہی میری
وجہ سے تیری آبرو ہی جو تو بیزار ہونے لگی قنطور نے چاہا بال پکڑ لون مدہوش نے غصے مین ایک سنگریزہ اُٹھا کر مارا دیا
قنطور کا سر پھٹ گیا اوہام صبا رفتار گوشہ سے دیکھ رہا ہی کہ مدہوش نے لاشہ اُسکا ایک طرف پھینکدیا ٹہلتی ہوئی
قریب قفس آئی قفس کو اُتار کر پوچھا ای جوان تیرا کیا نام ہی دیکھ تیرے ہی واسطے فساد بڑھا مین نے اسکو مار ڈالا تو میری
اطاعت سے گردن تابی نکرنا جو اسکا مرتبہ تھا اس سے بڑھکر تیرا مرتبہ کرونگی اسکی کیا حقیقت تھی مقابلہ کرکے تجھکو ظاہر ہوا
مین نے سحر سے ایک ہیکل بنا دی تھی جب تو تجھ ایسے جوان کو زیر کرکے لایا اسکے سامنے رستم بھی پیر زال تھا ورنہ سابق مین یہ
یہ حال تھا ایک مرد صحرائی گھڑ بیچنے کا کام کرتا تھا میری نگاہ اسپر پڑی تمام سامان درست کردیا دامن آرزو دُر مراد سے
بھر دیا لیکن پاجی تھا احسان نہ مانا مجھکو تیرے حال پر رحم آیا تجھکو اپنے پہلو مین بٹھاؤنگی زور طاقت مرتبہ بڑھاؤنگی قہار
بلکہ اپنی جان سے بیزار ہو رہا تھا سر جھکا کر کہا مین بادشاہ اقلیم سیاہ پوشان ہون قہار خیلزور نام ہی لشکر کشی کرکے بر سر
کوکب روشن ضمیر آیا ما بدولت کے خوف سے وہ جا کر طلسم مین چھپ گیا اب قصد ہی کہ جا کر طلسم توڑون اُسکو قتل کرون اُسکی بیٹی
پر میری جان جاتی ہی کل سامان کر چکا ہون کاہن نجومی بڑے بڑے ستارہ شناس فلک اساس لشکر مین موجود ہین کل کا دن سفر کا
قرار پایا یہان شکار کو آیا اسکے ہاتھ سے شکار ہوا بلاوجہ گرفتار ہوا تو جو کچھ کہیگی بدل و جان قبول ہی مگر مدہوش نے قہار
کو قفس سے نکال مسند پر بٹھایا جب اوہام نے دیکھا میرے آقا پر مائل ہی بلا تکلف سامنے آیا سلام کیا کہا مین اس شہریار کا عیار ہون
صحرا مین گھبرا کر ادھر ادھر پھرا پایا تلاش مین اپنے آقا کی یہان تک آیا شکر ہی کہ اپنے آقا کو با سایش دیکھا قفس مین انکو دیکھکر خود پھر رہا
تھا تمھاری مہربانی سے رہائی حاصل ہوئی اب تسکین دل ہوئی اور قہار سے کہا یہ بھی مدد غیبی ہی کہ ایسی ساحرہ زبردست
آپ پر مائل ہوئی اب فتح طلسم مذکور مشکل نہوگی براے خیر خواہی عرض کرتا ہون انکے حکم سے گردن تابی نہ کیجیے گا اشارے سے
کہا مطلب اسکا حاصل کرو معشوقہ آمادہ ہی بہ تعجیل جام بھر کر قہار کو دیا ایک مدہوش کو پلایا چونکہ عیار ہی گنگنا کے یہ غزل گائی

چپ نرہیے وصل مین اتنی غنایت کیجیے
بولیے کسکی طرف کس کی حمایت کیجیے
کوچۂ الفت کی راہون سے ہین خوب آگاہ ہم
یہ ارادہ ہی کہ تنگ اسکو نہایت کیجیے
ہی ارادہ تلخی غم کا ترے ای بحر دوست
ابتدا سے پھر بیان اپنی حکایت کیجیے
مشق پھر چھوڑے ولی اللہ ہو جائے جلال

کچھ گلے ہمسے بھی سنیے کچھ شکایت کیجیے
اس محبت سے ملا کوئی کہ ہم سوچا کیے
خضر فرماتے ہین مجھکو بھی ہدایت کیجیے
وہ مری گستاخیون پر قتل کرتے ہین مجھے
زہر کے مانند رگ رگ مین سرایت کیجیے
وصل مین ڈھونڈھا کیے لیکن نہ یہ موقع ملا
آپ کچھ تائید یا شاہ ولایت کیجیے

کچھ لڑائی آج دل مین اور اُس دلبر مین ہی
شکوۂ بیداد یا شکر عنایت کیجیے
یون نکالا چاہتا ہی آرزوے دل کو عشق
رحم کہتا ہی کہ مضطر تھا رعایت کیجیے
یون لگا لینے مین باتون مین کہ کہتا ہی وہ شوخ
ہا کے تنہا یار کو دل کی شکایت کیجیے
اس غزل نے وہ رنگ جمایا کہ مدہوش

مستانہ وار جھومنے لگی اوہام اشارہ کرکے چمن مین چلا گیا قہار نے منھ کالا کیا بعد مقدمہ اصلی مقدمۂ سفر پیش کیا مدہوش نے
کہا جب تک ہم طلسم پر پہنچائے دون قہار نے کہا ای جان جہان اسی سودے مین میرے باپ کی جان گئی ملک وسیع چھوٹا
مال گیا کہ صحرا مین فروکش ہون اب سب طرح کے سامان مہیا ہو چکے ہین کیا دیر ہی مدہوش نے کہا مین تیرے ساتھ

برائے جانبازی حاضر ہوں مگر مقدمۂ طلسم میں قاصر ہوں بدون لوح طلسم فتح نہوگا قہار نے کہا نجومی جو میرے ساتھ ہیں
ستارہ شناس فلک اساس ہر کام ساعت کے زور سے ہوگا تمہاری مدد مقابلہ ساحرین میں کافی ہوگی وہ سب نجومی وغیرہ مقام
لوح بتلائینگے مرحلہ جات پر جائینگے دمبدم ساعت نیک بتلائینگے بد ساعت پرہیز ہے قدم باہر نرکھونگا لوح کا مقام
دریافت کر کے فتاحی میں مصروف ہونگا مدہوش نے کہا ای قہار ایک بڑا اعتراض ہے اس وجہ سے مجھکو بھی اغماض ہے
کہ تو اپنے کو بران پر عاشق بتلاتا ہے اگر میں نے جانبازی وحیلہ سازی کر کے طلسم فتح کرایا اور وہ شاہزادی چھوٹی اول
میں تجھسے ایک بات کہتی ہوں اسکو بگوش سماعت کر جب اسکے خلاف کریگا مارا جائیگا یعنی میں ساحران عنظلی آباد سے ہوں
جہاں سترہ لاکھ ساحر رہتے تھے مالک بن زرد ہشت تھا یگانۂ آفاق سحر وساحری میں طاق جب کسی نے نام سحر اسکے
سامنے لیا اسنے نام اسکا مٹا دیا کوئی خراج گذار گردن تابی نکر سکتا تھا مگر لقا خداوند با خبر اسکے ملک میں بھاگ کر آیا اسی
خیال سے اسنے مسلمانوں سے فساد کیا سات دربند ایسے بنائے کہ ساحری وجمشید بھی گذر نکر سکتے مسلمانوں نے وہ دربند
توڑے عنظلی آباد کو تباہ کیا مالک گنگنے کی موت مارا گیا میں بھاگ کر نکل آئی ارے قہار ظالم بران خوشخو صاحبقران
کی بہو ہے اسکا قبضے میں آنا دشوار ہے اسکی مدد کو صاحبقران بھی ضرور آئینگے صاحبقران کے ہاتھ سے ہزاروں ساحر مارے
جائینگے انکے قبضے میں اسم اعظم الٰہی ہے ساحری انکے سامنے تباہی ہے اس طلسم کا توڑنا مسلمانوں سے بگڑ کے الجھنا ہے میرے
نزدیک یہی بہتر ہے کہ مدد مسلمانوں کی غیب سے ہوتی ہے جہانتک ساحرہ نے قہار کو سمجھایا یہ غصے میں بگڑتے ہیں کہا یہ نہوگا اب
تیرا جی چاہے چل نہ جی چاہے نہ چل میں ضرور جاؤنگا میرا ملک سب تباہ پڑا ہے باپ بھی میرا ایک ذلیل کے ہاتھ سے مارا گیا
اس لقا بدکار کی جستجو ہے انکے سامنے میں میری آبرو ہے اگر میں نے باپ کے خون کا بدلا نہ لیا اپنے کو پہلوان نہ کہونگا آخر
بمجبوری مدہوش راضی ہوئی ساتھ قہار کے لشکر میں آئی کہا تو لشکر لیکر چل میں عقاب بنی ہوئی تیرے سر پر رہونگی شب کو
تیرے پاس آیا کرونگی یہ کہکے اڑ کے چلی گئی قہار زادہام مع مشیران سلطنت ووزیران اُبہت کتا ہوا چلا کہ یار وغیب سے
مدد ہوئی بڑی ساحرہ میرے ساتھ ہوگئی میری محبت میں اسنے اپنے قدیم آشنا کو مار ڈالا نام ہے میرے مرتی ہے پھر رات
رہے سے چل نکلے مگر چونکہ اوہام کو بڑا خیال ہے کہ اب صبح ہوئی تو اسنے دیکھا حقیقت میں ایک عقاب بلند پرواز بالائے سر
قہار چرخ مار رہا ہے ایک منزل طے کی تھی لشکر اترنے لگا بارگاہ تو استادہ ہوئی عقاب قبۂ بارگاہ قہار پر آکر بیٹھا جو منزلیں راہ
میں گذریں یہی انتظام رہا کہ شب کو مدہوش قہار کے پہلو میں آکر سوتی ہے صبح کو عقاب بنکر بالائے سر قہار ہوتی ہے قہار
ٹہل رہا ہے کہ صحرا سے گرد اڑی قہار نے ہرکارے بھیجے خبر لی کہ نبیرۂ صاحبقران شاہزادہ ایرج نوجوان سحر العجائب
وسحر الغرائب کو سزا دینے جاتا ہے ملکہ بران کا بھی شوہر ہے آنکھ ایلچی کو اسی نے مارا تھا یہ سنکر قہار جل گیا ایک
سوار سے کہا جاکر اس جوان سے کہہ آؤ کہ تیرے واسطے یہی بہتر ہے کہ رومال سے ہاتھ باندھکر میرے سامنے چلا آ ہر چند
کہ تجھسے بڑی خطا ہوئی میرے ایلچی کو مارا میں زندہ نچھوڑونگا ایرج نے یہ سنکر غصے میں کہا جاکر اس سے کہو کچھ شامتیں
آئی ہیں لڑائی میں کیا پان پھول بٹتے ہیں تلوار چلتی ہے مارا گیا جو تجھسے ہو سکے مقصور نکر سرکشی دکھاتا ہے اسقدر بلبلاتا ہے
مردان عالم کا یہ کام نہیں ہے پہلوان جھلاتا ہوا پلٹا اسی وقت طبل جنگی بجوا دیا ایرج بھی سامنے آکر اترے یہاں بھی نقارۂ
رزمی گرگرایا دونوں لشکر میں تیاریاں ہونے لگیں شاپور شیردل عیار ایرج صورت بدل کے لشکر قہار میں آیا
بارگاہ میں پہونچا دیکھا قہار بیٹھا ہے تمام پہلوان گرد میں شاپور ستون کی آڑ پکڑے دیکھ رہا ہے اوہام نے کئی مرتبہ کہا
حضور کا وقت آگیا اوہام نے اشارے میں کہا کہ ملکۂ عالم کو رنج نہو غصے میں کچھ نہ کر تمہیں اسنے غصے میں کچھ جواب نہ دیا
رات زیادہ آئی شاپور نے دیکھا قبۂ بارگاہ پر برق چمکی ایک ساحرہ اترتی ہوئی چلی آتی ہے قہار دیکھتے ہی مدہوش کہ

گھبراگیا اپنے مقام سے اُٹھا کہا ملکۂ عالم آپنے کیون تکلیف فرمائی آج دیر ہوگئی یہ باعث تھا کہ نبیرہ حمزہ سے اور مجھسے کل
مقابلہ پڑیگا مدہوش نے ایک دوہتڑ مارا کہا او نادان ابھی منزل اوّل ہی ہماری نصیحت بھلائی اوہام سے کہا کیون
او عیار تو نے بھی آقا کو نہ سمجھایا ہماری نصیحت فراموش ہوئی قہار نے ہاتھ مدہوش کا تھام کیا تخلیے مین لیجا کر دو چار
بوسے لیے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا ای جان جہان یہ میرا رقیب ہی اسکو ضرور قتل کرونگا پھر کبھی کسی مسلمان سے
مقابلہ کرنیکا ارادہ نہوگا اس مقدمہ مین تو میری مدد کر مدہوش رونے لگی کہا او ظالم بھڑون کا چھتا چھیڑتا ہی کس کس سے
لڑیگا قہار نے کہا اسکی کیا محال ہی زور مین مین کسی سے کم نہین تمہارا جی چاہے اپنی ہیکل مجھے دیدو مدہوش نے
کہا ای قہار یہ غرور تجھکو خراب کریگا اوہام کو بھی تخلیے مین بلا لیا مدہوش نے بہت کہا اپنے آقا کو سمجھا اس جوان سے
مقابلہ نکرے اوہام نے قہار کو سمجھایا قہار سر پیٹنے لگا کہا ای ملکہ آپ کیا فرماتی ہین بڑے بڑے ملک ان لوگون کے
ہاتھ سے تباہ ہوے زور مین میرا کیا کر سکیگا اوہام نے دونون کو شراب پلائی مست ہوکر دونون چھپر کھٹ پر جا پڑے شاپور نے
یہ سب معاملہ اپنی آنکھ سے دیکھا خدمت مین اپنے آقا کی آیا سب کیفیت سُنائی کہا حضور یہی سیاہ قبا کا قہار بنا ہی مگر ایک
بڑا غضب ہی اسکے ساتھ ایک ساحرہ ہی مگر مسلمانون کے نام سے بہت ڈرتی ہی اُسنے اسوقت بہت سمجھایا مگر قہار نے نہین مانا
ایرج نے کہا پروردگار مالک ہی شاپور نے کہا مقام خوف ہی غلام فکر مین جاتا ہی شاپور پھیر لشکر قہار مین آیا ہی پھرتے
پھرتے دیکھا کہ اوہام طلایہ دے رہا ہی صدائے حاضر باش و ناظر باش بلند یہ بھی خبر اُڑی ہی کہ ایرج نوجوان نبیرہ
صاحبقران برائے رہائی برادران و کوکب جاتا ہی کل ہمارے آقا سے مقابلہ ہوگا قہار بھی آنکھین ملتا ہوا صدائے قرنا
سُنکر باہر نکل آیا شاپور نے دیکھا کہ رات کم ہی نقب لگانا شروع کی رات قلیل باقی تھی کہ مہرہ نقب کا بارگاہ قہار مین توڑا
دیکھا وہ ساحرہ و قہار لیٹے ہوئے سو رہے ہین شاپور نے شمع ہاے مومی و کافوری گل کین شاپور نے ہاتھ بڑھایا قہار
جاگ رہا تھا ہاتھ شاپور کا پکڑ لیا اور چیخ ماری کہ لینا یہ دزد مکار جانے نہ پاے شاپور نے جھٹکا مارا ابلہ عیاری کا ہاتھ مین رہا
کے رہگیا شاپور نے خبث کی سرا چے کو فرا کے باہر نکلا قہار نے نعرہ کیا لینا یہ دزد مکار جانے نہ پاے اوہام اپنے آقا کی
آواز سُنکر دوڑا شاپور کو چند عیارون نے گھیرا تلوار چلنے لگی مگر شاپور جسپر تیغچہ مارتا ہی دو ٹکڑے ہوتے ہین پانچ چار یک بیک
شاپور نے مارے چاہا مار پیٹ کر نکل جاؤن کہ قہار چیختا ہوا خیمے سے نکل آیا مدہوش بھی ہوشیار ہوئی کہا صاحب خیر تو ہی
اسنے کہا عیار آیا تھا اُسے ہمارے عیار نے گھیرا ہی کہا کیون قہار ہمارا قول کرسی نشین ہوا خاص میرے ہی واسطے آیا تھا اسکو
قتل کیا تو خیر ہی ورنہ خرابی ہوگی ہم لوگون کی جان نہ بچیگی نکل کے دیکھا شاپور لڑ رہا ہی اس عرصے مین بارہ چودہ عیار مار کے
ڈالدیے لاشے اُنکے تڑپ رہے ہین اوہام کو زخمی کیا چمک چمک کے لڑ رہا ہی قہار نے کہا ای جان جہان لینا اس عیار نے
تو بڑا غضب کیا یہ جو مارے گئے سب خدمتگذار قدیم تھے مدہوش نے کئی مرتبہ کہا دیکھ ای قہار اپنی موت مول لیتا ہی اسنے
کہا اگر تو سحر نہ کریگی تو مین آپ جا پڑونگا یہ کہکے تلوار کھینچی جب تو مدہوش ناچار ہوئی شاپور نے ایک عیار کو تیغچہ مارا اُسکا
سر دھڑ سے زمین پر گرا مدہوش نے ماش کا دانہ مار دیا شاپور زمین پر گرا قہار نے آواز دی او اوہام لینا شاپور کی
مشکین باندھ لے قید خانہ مین لیجا صبح ہو چکی تھی قہار ہتھیار لگا کے گینڈے پر سوار ہوا مدہوش عقاب بنکر آسمان پر گئی
قہار مع فوج میدان کارزار مین پہونچا اُدھر سے شاہزادہ ایرج نوجوان مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی آکر ٹھہرے
ہین کہ ایک شاگرد شاپور کا روتا ہوا آیا تمام کیفیت بیان کی ایرج نے زانو پر ہاتھ مارا نہایت ہی غصہ ہی مگر خاموش محبت
شاپور کا جوش کہ قہار نے گینڈا میدان مین نکالا بھر وسے پر جا دو گرنی کے بلبلاتا ہوا نیزہ ہلاتا ہوا گینڈا جھپکاتا ہوا
میدان مین آیا پکار کر آواز دی میرے مقابلے مین آؤ اپنے رقیب کا طالب ہون اگر سامنے آئے تو سر کھینچکے پھینک دون

ایرج کو ان کلمات کی کب تاب تھی سرداروں نے عرض بھی کی کہ ای آقائے نامدار شاپور اسی واسطے گیا تھا کہ ساحر کو ماروں خدا کو منظور نہوا گرفتار ہو گیا آپ میدان مین نجائیے ہم لوگ لڑینگے آپ سرپرستی کرین صاحب اقبال کی وجہ سے سبکی جان بچ جاتی ہی ایرج نے نہ مانا کہا وہ میرا نام لیکر پکارتا ہی جانا واجب و لازم ہی میرے جد عالی تبار کا یہی قانون تھا کہ جو جسکا نام لیکر پکارے وہی اُسکے مقابلے کو جائے یہ کہکر مرکب بڑھایا مقابلے مین قہار کے آیا پہلوانوں نے تگاوری مین دیکھلایا کہ ایرج کا گھوڑا پانچ قدم بڑھا اور قہار کا گنیدہ تین قدم قہار کی نگاہ جو جمال جہان آرا پر پڑی ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا جی مین کہتا ہی کیون نہو جب تو بران نے اس جوان کے عشق مین مصیبتین اُٹھائین مگر محبت سے اس شیر کی ہاتھ نہ اُٹھایا بڑی بڑی جفائین اُٹھائین قید رہی سراپا نور کے سانچے مین ڈھلا ہی ہنسکر کہا ای جوان مجھے تیرے حسن و جمال پر رحم آتا ہی میرے مقابلے سے جانبری دشوار ہی اطاعت کرلے نہین ابھی پکڑ لونگا ایرج نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی تجھ ایسے نامرد کی اطاعت کرون اس ساحرہ کے بھروسے پر آیا ہی مگر ہم تکیہ پروردگار پر رکھتے ہین جو ہو سکے وہ کر لاف و گزاف تو وون کر قہار نے نیزہ مارا ایرج نے نیزہ کو نیزے کی سنان پر لیا اُسکے سردار نیلم وغیرہ کف افسوس مل رہے ہین آپس مین کہتے ہین دیکھو ابھی سے شاہزادہ بے لطفی سے لڑ رہا ہی ساحرہ سحر کرتی ہوگی حقیقت مین مدہوش بشکل عقاب بالائے سر قہار سحر کر رہی تھی طاقت ایرج کی گھٹتی جاتی ہی قہار نے نیزہ ایرج کا توڑ ڈالا ایرج نے غصے مین تلوار کھینچی مگر قبضے پر قبضہ نہین مرکب طرارے بھر رہا ہی چاہتا ہی راکب کو گرا دون رانون سے نکل جاؤن ایرج نے بمشکل ہاتھ مارا قہار نے بخوف کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایرج نے اُسکی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا اُٹھا لیا اُسنے لنگر مارا گھوڑے پر قایم ہو کر ایرج کو اُٹھا لیا زمین پر مارا ایرج مثل مُردے کے بیہوش ہوگئے اوہام نے آکر کُشتارہ اُٹھایا نیلم جا پڑا قہار نے اُسکو بھی اُٹھا لیا تھوڑے ہی عرصے مین قہار نے گنیدہ بڑھایا صف لشکر ایرج پر جا پڑا مدہوش بھی آسمان سے اُتر آئی ایک گولا مار دیا سرداران ایرج کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا ہزارون نے مغلوبین جان دی شام کو اس بیحیا نے بمدد ساحرہ چالیس سرداران ایرج پکڑ لیے گرفتار کرلیے بارگاہ مین اپنی آیا مدہوش ساتھ ہی نوبت نقارے بجاتا ہوا سب کو قید خانے مین بھیجدیا آپ ہاتھ پکڑے ہوئے مدہوش کا بارگاہ مین آیا کہا ای قہار جس بات کو مین نے تجھسے منع کیا تھا تو نے وہی کیا قہار نے خوشی مین مدہوش کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے بوسہ بازی ہونے لگی قہار نے کہا ای جان جہان کل ہی ان سب کو قتل کرونگا مدہوش نے کہا عظلی آباد مین مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ جو ساحر طرف سے مالک کے گیا اُس نے اپنا زور دکھایا سب کو سحر مین مبتلا کرلیا افسر تو قتل ہوئے کبھی کوئی نقابدار آیا کبھی عمرو نے عیاری کی او نادان مور کھ مصرع چشم من بسیار ازین خواب پریشان دیدہ است ❁ اس قید ہو جانے پر انکے مغرور نہو انجام بد ہی خدائے نادیدہ کو انکے ہلوگون کے مٹانے مین کد ہی آخر خرابی ہوگی مجھکو خوف معلوم ہوتا ہی کہ کوئی ان لوگون کی مدد کو آئیگا جو آئیگا پہلے مجھی پر ہاتھ ڈالیگا خرابی یہ ہی کہ تو نے مشہور کردیا اگر یہ لوگ ایسے نہوتے ہفت اقلیم مین کیونکر عملداری ہوتی یہ اُسکا پوتا قید ہوا ہی کہ جسکا لوائے شوکت از سر دہ دنیا تا پردۂ قاف پہونچا ہزارہا دیوزاد جنات پریزاد اُسکے ہاتھ سے مارے گئے قاف مین قبضہ کرلیا دنیا کے حالات کا کیا ذکر کرون بس صاحب بہتر یہ ہی کہ ان کانٹون سے اپنا دامن چھڑاؤ چلے جلو درانہی کو حکم دو کہ میدان خونی کی تیاری ہو صبح ہوتے ہی انکو قتل کرین طرف طلسم نور افشان کسیکو بچ ہو بڑی مشکل مین لوح ملیگی عیاری جانبازی کرو گی اسطرح قہار کو اس ملعونہ نے سمجھایا اسکے بھی خیال مین آیا اوہام کو حکم دیا سویرے میدان خونی کی تیاری ہو اوہام نے آکر حکم دیا آراستہ کش تسمہ کش جلادان خرس طینت میمون خصلت جمع ہونے لگے ایرج نے قید خانے مین یہ خبر سُنی کہ ہمارے قتل کی تیاریان ہو رہی ہین بیتاب ہو گیا شاپور رو رہا ہی نیلم و قیلم بقرار سیماب و عاد و رشک دراز گردن قید خانے مین ہین ہنگامہ برپا ہو گیا ہر ایک کو یقین مرگ شاپور

کہتا ہی افسوس کہ اس ملعونہ کی رسّی دراز ہی ورنہ رات ہی کو مین نے مار لیا ہوتا مگر مجبور ایرج فرماتے ہین کہ بیشک ساحرہ اسکے ساتھ ہی مگر ممکن تھا کہ میدان مین نہ آتا افسوس طلسم نور افشان تک نہ پہونچے کوکب قید خانے مین کیسے گھبرائے ہونگے یہ بھی فرماتے ہونگے کہ ہماری کسی نے خبر نلی ای شاپور ایک بڑا غضب ہوا عین وقت پر صاحبقران و خواجہ عمرو کو اطلاع نہ کی فورًا چل نکلے یہ بھی نہ دریافت کیا اس عجائب و غرائب کا کون سیاح ہی طلسم نور افشان کا کون فتاح ہی شاپور یہ عرض کرتا ہی سراسر غلطی ہوئی دیکھا کہ ملازمان قہار قید خانے مین آکر پہونچے سر زنجیر تھام کر سب کو کشان کشان لیچلے باہر آکر دیکھا قہار گینڈے پر سوار کل فوج جنگی تیار مدہوش کو یہ خوف ہی کہ بشکل عقاب بالائے آسمان پہونچی ایک نخل پر بیٹھکر تماشا دیکھنے لگی جلاد نعرے کر رہے ہین ہر طرف یہی ہنگامہ ہی کہ قیدیان بلا کو قتل کرو ان سرکشون نے ہمارے لات و منات کا نام مٹایا ہزارہا دیر کھد گئے ہر مقام پر مسجدون کی بنا ہو گئی آج نبیرۂ حمزہ پھنسا ایک ایک کافر خوشیان کر رہا ایرج کو لاکر زیر دار بٹھایا سب سردار سر جھکائے آنکھون سے اشک حسرت جاری اپنے آقا کے لیے دعائین مانگتے ہین ایرج پکار رہا ہی نظم

ای مالک کارساز میرے
شاہا کریمی و رحیمی و غفور
اب جلد ہماری تو مدد کر
دست گیر کہ درماندہ و بے بال و پریم
ہی غم سے ہمارا حال ابتر
ای خالق بے نیاز میرے
ساتھ والے آمین آمین

کہہ رہے ہین جب مدہوش نے نخل سے دیکھا کہ قہار دیر کر رہا ہی قتل کا حکم نہین دیتا بیکار کا ہنگامہ ہی اسکو تاب نہ آئی نخل سے اتر پڑی بصورت اصلی پھر کر آواز دی او نالایق مین نے اسقدر تجھکو سمجھایا تیری عقل مین نہین آیا بیکار کا انتظام کر رہا ہی ہوے جلد انکو قتل کر کے نکل چل یہ کہکر جلاد کو آواز دی اس جوان کو جلد قتل کر شاپور نے گالیان دینا شروع کین کہ او بھیا مین اسکا نمکخوار ہون پہلے مجھکو قتل کر میرے سامنے آقا کو خنجر نہ لگانا جلاد طرف شاپور کے جھپٹا ایرج نے نعرہ کیا خبردار پہلے ہمکو قتل کر مدہوش وجد کرتی ہی کہتی ہی ای قہار ان مسلمانون مین قبیح خصلتین ہین ان لوگون کو کچھ خوف جان نہین ہر وقت سر کو ہتھیلی پر رکھتے ہین موت کا مزا چکھے ہین جلاد نے جیسے ہی چاہا ہاتھ مارون آسمان پر ایک ابر سیاہ ہوا اُسمین سے ایک برق گری جلاد کے دو ٹکڑے ہوے مدہوش طرف آسمان کے دیکھنے لگی کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا سب نے آگے آگے نقابدار ببر پوش دوسرا گلگون پوش ایک بادشاہ عالی جاہ تخت پر وہ بھی نقاب چہرے پر ڈالے ہوے پشت پر ساٹھ ہزار کا لشکر ایک ابر بزرگ سوسنی سر پر جیسے ہی ببر پوش نے میدان خونی دیکھا ایرج کو قید مین پایا گھوڑا دوڑا کے میدان مین آیا نعرہ کیا جو شیر بیشۂ صاحبقرانی کو قتل کرتا ہی آوے قہار گینڈے کو بڑھا کر چلا مدہوش کپڑے پہنے ہوے برابر کھڑی تھی اسنے کہا او بدنصیب جو مین کہتی تھی اُسکا ظہور ہوا ملازمان ایرج درۂ کوہ مین جا کر چھپے تھے اُنھون نے جو سُنا کہ تین نقابدار ہمارے آقا کی مدد کو آئے ہین درہ ہائے کوہ سے دوڑ کر نکل پڑے جب نقابدار ببر پوش نے للکارا قہار نے تامل کیا مدہوش نے کہا تو جا مین سحر کرکے ان سب کو گرفتار کرا دونگی لیکن کیا تعجب ہی کوئی ساحرہ بھی انکے ساتھ ہو بجلی گری جلاد کے دو ٹکڑے ہوے یہ کسی غیر ساحر کا کام نہین یہ کہکے عقاب بنی وسط سما پر تھرانے لگی قہار بھر دیے ہو اسکے سامنے ببر پوش کے آیا ببر پوش نے تکاور ماری کہ پانچ قدم گینڈا قہار کا پیچھے ہٹا گھٹنون پر جا رہا قریب تھا گینڈے سے گرے بمشکل اپنے کو سنبھالا نیزہ پھینکا مدہوش جب سحر کرتی ہی کہ قہار کا زور بڑھاوے ابر سوسنی سے ایک ہوا آتی ہی مدہوش کا سحر مٹ جاتا ہی مدہوش گھبرا رہی ہی نقابدار ببر پوش نے قہار کا نیزہ کاٹ دیا قہار نے گھبرا کر بالائے آسمان دیکھا اور غصہ مین تلوار کھینچی ببر پوش پر تلوار کا ہاتھ مارا ببر پوش نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا دیکھا ایک شعلۂ آتش آسمان سے آتا ہی ببر پوش نے خیال بھی نہ کیا جب وہ شعلہ قریب ببر پوش پہونچا لکۂ ابر سوسنی سے ایک حباب گرا شعلے کو بجھا دیا ببر پوش نے دوڑ کے ہاتھ مارا سر قہار کا زخمی ہوا دوسرا ہاتھ مار دیا گینڈا مارا گیا قہار زمین پر گیا

سب سردار اسکے دوڑ پڑے ببر پوش نعرہ کرکے جا پڑا گلگون پوش بھی برابر پہنچا نقابدار بادلہ پوش جو تخت پر سوار تھا وہ بھی پشت مرکب پر آیا آواز دی ہاں یارو قیدیوں کو چھڑا لو ان نامردونکو بھگا دو سب دیکھ رہے ہیں تاجدار سب کے آگے ببر پوش و گلگون پوش دست راست و دست چپ شمشیر زنی کر رہے ہیں جس نے ہاتھ مارا ببر پوش نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے تلوار چھین لی کمر میں ہاتھ دیکر طرف آسمان کے پھینکا ابر سوسنی سے شعلہ گرا اُس شخص کو جلا دیا مدہوش کیسے کیسے سحر کر رہی ہے کہ اہالیان فوج قہار کے زور بڑھیں دشمنوں کو شکست ہو لیکن دفعیہ اُسکے سحر کا ابر سوسنی سے پیدا ہوتا ہے اب ابر سوسنی سے برق چمکنے لگی رعد زور شور سے گرجا ہمراہیان قہار کے کلیجے پھٹ گئے بیہوش ہو ہو کے گرنے لگے جسپر برق گری اُسکے دو ٹکڑے ہوئے قہار کو اوہام نے اُٹھا کر عالم زخمداری میں ہوادار پر ڈال لیا بھاگا بھاگا پھرتا ہے نقابداروں نے زمین ہلا دی جو پہلوان نکلا کوئی ببر پوش کے ہاتھ سے مارا گیا کسی کو گلگون پوش نے مارا کسی کو تاجدار نے قتل کیا ایرج نے دیکھا ببر پوش میری جانب آتا ہے اور عیاران نقابدار نے بڑھکر شاپور کو رہا کیا حقہ ہائے آتشبازی مار رہے ہیں شاپور نے جھپٹکر ایرج کی ہتھکڑیاں کاٹیں ایرج نے طوق وغیرہ توڑ کے پھینکدیے نعرہ کرکے اپنے مقام سے اُٹھا اپنے سرداروں کو رہا کیا مگر جنگ نقابدار دیکھکر تو یقین کر رہا ہے ثابت ہے کہ تینوں صاحب نہایت کم سن مگر جرار بہادر صفدر صف شکن تیغ زن کسی کے سامنے منھ نہیں پھیرتے مدہوش نے جو دیکھا کہ اب ابر سوسنی شق ہوا ایک شاہزادی مہ جبین مہر تمکین غیرت حور سمنبر غنچہ دہن حسین و جمیل پشت پر پانچ ہزار کنیزیں کہ شعشعۂ نور جمال سے اُس نازنین کے تمام صحرا روشن ہو گیا سحر کرنا شروع کیا مدہوش نے جب دیکھا کہ اس نازنین نے قیامت برپا کردی اور نعرہ کیا منم ملکہ سوسن گلعذار او مدہوش میں نے سمجھا تھا تیرا سحر بھی ذہن میں آیا اب کہاں جائیگی ان شاہزادوں کے طریقے سے خلاف تھا کہ سحر کرتی لیکن تو نے غضب کیا نبیرۂ صاحبقران پر یہ بدعت کی بیشک تو نے اس شیر کو سحر سے گرفتار کیا ہوگا ورنہ اُسکی کیا مجال تھی کہ اس شیر پر جرأت سے غالب آتی یہ باتیں ایرج نے بھی سنیں صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ ماہ پیکر ہمارے حسب و نسب سے بھی آگاہ ہے رطب اللسان تعریفیں کر رہی ہے ببر پوش پر جو کوئی سحر آتا ہے جھپٹکر دفع کر دیتی ہے عقل سے ثابت ہوتا ہے اسکو گلگون پوش و بادلہ پوش سے ببر پوش کا زیادہ خیال ہے ببر پوش بھی بلائے روزگار ہے ایرج نے نگاہ غور دیکھا اگر گوشۂ نقاب چہرے سے سرک جاتا صاف ثابت ہوتا ہے کہ ماہ تابان پردۂ ابر سے نکل آیا تینوں جوان نہایت خوبصورت جرأت میں صاحب شان و شوکت کسی رنگ میں بند نہیں جب مدہوش نے دیکھا کہ یہ ملکہ سوسن گلعذار ہے سحر و ساحری میں بھی کامل تینوں جوان بھی جرأت میں یکتا یقین ہوا کہ قہار مارا جائیگا اور تو کچھ نہ بن پڑا اوہام سے کہا اے عیار میں تیرے آقا کو پنجے میں دباتی ہوں اس جنگ سے نکل چلنا مناسب ہے اوہام نے بہ تعجیل خیمے اُکھڑوائے بھاگنے پر سب آمادہ تھے مدہوش نے قہار کو پنجہ میں دبایا سوسن گلعذار نے منھ پھیر لیا کنیزوں سے بھی کہا اس نیم بسمل کو نکل جانے دو بھاگے ہوئے کا پیچھا نہ کرو خود بھی رُکی کنیزوں کو بھی روکا تڑپکر ابر میں چھپ گئی پھر وہی ابر سوسنی بلند ہوا اُسمیں سب مخفی ہوئے ببر پوش نے یہ جو رنگ دیکھا کہ حریف بھاگ کر نکل گیا ایرج نوجوان بھی اپنی فوج کو لیئے ہوئے جنگ کر رہے ہیں بادشاہ کو اپنے اشارہ کیا وہ تخت پر سوار ہوا ہاتھ اُٹھا کر نعرہ کر دیا یارو اب ٹھہرنا مناسب نہیں ہے نکل چلو صدا دیتے ہی گویا ساری فوج رشتۂ خام میں بندھی ہوئی تھی سمٹ کر الگ ہوئی ہرچند ایرج نے آواز دی اے ببر پوش اے بہادرو ہم سے ملاقات کرلو احسان کا تو ہم شکریہ ادا کریں ببر پوش نے آواز دی تمہارے ایسوں پر احسان کیا بیٹے بقا تونکی جان بچا دی اب طلسم نور افشان پر ملاقات ہوگی یہ کہکر مرکب اُڑایا ایرج نے دیکھا سب گھوڑے چمکائے سامنے سے مثل برق چمک کر نکل گئے وہ ابر بھی

چرخ مارتا ہوا برق چمکتی ہوئی ابر کی رعنائی فوج کی زیبائی چشم زدن مین سب غائب ہو گئے ایرج نے آ کر سب سامان
لوٹا شاپور سے کہا کیون اے شاپور یہ تینون شیر کون تھے شاپور نے کہا کیا عرض کرون عیار بھی بلائے روزگار
افسر بھی بہادر جرار ابر مین کوئی ساحرہ بھی ساتھ تھی چلتے چلتے نام طلسم نور افشان لیا آپکو کلمہ سخت کہا میرے گمان مین
ببر پوش فرزند اسد غازی تھا گلگون پوش دلبند نور الدہر ہی تاجدار نور نگاہ بادشاہ اسلام اور یہ ساحرہ
مہ جبین فرزند اسد پر شاید عاشق ہی عقل سے کہتا ہون مین نے اُنکے ساتھ والون سے بھی پوچھا کسی نے نام نہین بتایا
یہ بھی دریافت کیا کہ یہ شیر کس ملک سے خروج کر کے آئے ہین کسی نے جواب باصواب نہ دیا مگر گمان میرا صحیح ہی ایرج نے
کہا کیونکر اُنکو تلاش کرین شاپور نے کہا اگر یہ گمان صحیح ہی تو ملاقات ہونا دشوار ہی کوشش بیکار ہی نقابین اپنے چہرے
پر ڈالی ہین اپنی پردہ پوشی کی فکر مین رہینگے کیونکر ظاہر ہو سکتا ہی مگر طلسم نور افشان کا نام لینے سے بخوبی ظاہر ہوا
یہ تینون شیر اپنی ماؤن سے جدا ہو کر برائے فتحی طلسم نور افشان چلے ہین خدا انجام بخیر کرے آپکا ٹھیرنا مناسب
نہین ہی ایرج نے اُسی وقت حکم دیا بارگاہین لدین بصد جوش و خروش طرف طلسم نور افشان کے چلے منزلین
طی کرتے ہوئے جاتے ہین ایک مقام پر پہونچے دیکھا ایک قلعہ سامنے ہی شنکول صحرائی اُس قلعہ کا حاکم اپنے کو رستم
و اسفندیار جانتا ہی اسنے جو خبر پائی کہ نبیرۂ صاحبقران میری حوالی مین آ کر اُترا ہی ساٹھ ہزار کا لشکر تیار کر کے مقابلہ
ایرج مین آیا کہلا بھیجا کہ مین آپکو اپنی سرحد سے نہ جانے دونگا ایرج کو ناگوار ہوا کہلا بھیجا او بے حیا تیری کیا مجال ہی
اُسنے طبل جنگی بجوایا صبح کو میدان کارزار مین آیا ایرج بھی واسطے مقابلے کے آئے شنکول کا نیزہ نکالا اُسنے تلوار کا ہاتھ
مارا ایرج نے گھوڑا بڑھایا ہی اس ارادے پر کہ تلوار چھینلون قاش زین سے اسے اُٹھالون جنگ کو طول نہو اپنے کو
بہ تعجیل طلسم نور افشان پر پہونچاؤن مگر گھوڑے نے سکندری کھائی گرز ایسا سر سے ہٹا ایرج زخمی ہوئے انکے
ساتھ والے نیلم و فیلم بھی زخمی ہوئے شنکول نے دوپہر تک بارہ سردار زخمی کئے تین سردار جان سے مارے لاشے
اُنکے پھڑک رہے ہین اب ایرج کا پیرا بند ہوا کوئی مقابلے مین اُسکے نہین جاتا کوئی سردار نامی زخمی ہونے سے نہ بچا شنکول
پھولا ہوا گینڈے کو مہمیز کر رہا ہی نعرے کرتا ہی کیون اے فرقۂ خدا پرستان میرا کہنا نہ مانا اب ایک کو زندہ نچھوڑونگا اپنے
زخمدار غصے مین اپنی بوٹیان کاٹ رہا ہی شنکول کا قصد ہی کہ جنگ مغلوبہ کر دون زخمیون کو مارلون ایرج نے دعا
کی صحرا سے گرد اُڑی وہی نقابدار ببر پوش و گلگون پوش و تاجدار بادلہ پوش ابر سوسنی آسمان پر داروی مین آتے
ہین ببر پوش نے جو دور سے دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال میدان مین للکار رہا ہی ایرج زخمدار ساتھ والے بیقرار بس
ببر پوش مرکب چمکا کے سامنے شنکول کے آیا آواز دی او بیحیا تا بو پرست بدست زخمیون کو ستاتا ہی شنکول نے
نیزہ مارا ببر پوش نے خالی دیکر نیزہ جھکایا شنکول نے سینہ اپنا بچایا ببر پوش نے ہاتھ کو کج دیکر گینڈے کی آنکھ مین نیزہ مارا
اور نیزہ ہاتھ سے چھوڑ دیا گینڈے نے بیتاب ہو کے طرارہ بھرا شنکول زمین پر گرا ببر پوش نے ہاتھ مارا شنکول کے دو ٹکڑے
ہوئے مرکب بڑھا کے فوج پر جا پڑا ساتھ والے بھی اسکے شریک ہوئے ایرج تو دیکھ رہا ہی کہتا ہی اے شاپور تمھارا گمان
کسی قدر صحیح ہوا دیکھا تمنے اس ببر پوش نے کس ترکیب سے شنکول کو مارا جنگ مین بھی مصروف ہی گلگون پوش بھی
زخمی ہوا لشکر کے سپاہی خوب لڑ رہے ہین مگر ببر پوش نے جسکو زبردست پایا نیزے سے مارا نہنگانہ بلیگا نہ لڑ رہا ہی کسی پر
پھیلا مار دیا کسی کا ہاتھ کاٹا زخمی ہو نیسے اپنے کو بچایا جس مقام پر گیا گھمسان سے تلوار چلی صفون کو توڑتا پھرتا ہی کبھی بیدل ہو کے
لڑتا ہی ایرج آفرین آفرین فرماتے ہین بیشک یہ ہمارے دیوانے کا فرزند ہی اُسکے خاندان کی یہی صفت ہی ببر حمزۂ کلان
صاحب لیاقت و جرأت ہی اور بادشاہ نہایت دبدبے سے لڑے انتہا کے معرکے پڑے خود زخم کھائے صدمے اُٹھائے مگر رفیق کو

بچایا ایرج فرماتے ہین بیشک یہ ہمارے بادشاہ کا فرزند ہے اے شاپور انکو کسی تدبیر سے روکو انسے ملاقات کرین حال
دریافت ہو یہ کمبخت ابھی کس کس مین ایسا نہو کسی بلا مین پھنس جائین شاپور چھپا اتنے عرصہ مین اُن سبھون نے لڑائی
فتح کر لی وہ سب بھاگ کے قلعہ مین گھسے ساتھ والون نے امان مانگی مال تو اُنکا لوٹ لیا اب بہرپوش نے دیکھا اہالیان
قلعہ نے دروازہ بند کر لیا پل تختہ اُٹھا دیا دروازہ بند ہوا تو مین سیدھی کہین بہرپوش نے سب کو روکا گلگون پوش
نے قصد کیا تھا قلعہ پر جا پڑون مگر بہرپوش نے گھوڑا بڑھا کر آواز دی اے شیر بیشہ جرأت قلعہ پر قبضہ کرنے سے کیا فائدہ
ہمین اس مقام پر رہنا منظور نہین ایک بیچارہ غریب تباہ ہوتا تھا اُسکو بچا لیا دشمن کو اُسکے مارا اب منزل کھوٹی ہوگی شاہزادے
نے آکر رکاب تھام لی کہا اے شیر بیشہ جرأت ہمارے آقا ایرج نوجوان بہت ممنون ہوئے ارشاد فرماتے ہین کہ تمہارا احسان
بالائے احسان ہوا آج کی شب دعوت قبول فرمایئے بہرپوش نے کہا ہماری طرف سے کہہ دینا ہم جنگی لوگ کسی کے مہمان نہین
ہوتے اگر کوئی بہادر ہوتا قبول کرتے جان تمہاری دشمن سے بچا دی یہ ہی بہت ہے شاپور نے ہر چند کہا مگر وہ کب سنتا تھا بہرپوش نے
آواز دی سوار پیدل جمع ہوئے بادشاہ کو اپنے تخت پر سوار کر لیا طرف صحرا کے روانہ ہوگئے شاپور نے سب باتین ایرج
سے بیان کین ایرج نے کہا اے شاپور بخدا دل بیقرار ہو گیا وہ جو ساحرہ ابر مین چھپی ہوئی تھی دیکھو یہان مقابلہ پہلوان
سے تھا سحر نہوا فرزند اسد پر عاشق ہے اُسنے کہہ دیا ہوگا غیر ساحر کی لڑائی مین شریک نہونا ورنہ ہمارے لئے بدنامی ہے جرأت
مین خامی ہے دیکھیے طلسم پر ساحرہ کیا کرتی ہے ان کمبختون کو بلا ہی لیتا مگر اُسنے ویسا ہی جواب دیا جیسی باتین اسکا باپ کرتا تھا وہ
تو اب نظر کردہ ہوکے سلیس ہوگیا یہ ابھی صاحبزادے ہین جب دنیا کو دیکھین بھالین گے اپنی لیاقت کو سمجھینگے اے شاپور
اسی وقت لشکر تیار کرو ایرج نے اپنے زخم کا بھی خیال نکیا اُسی وقت لشکر تیار ہوا دو منزلہ کرتے ہوئے چلے ہر چند ایرج
کا زخم راہ مین بگڑ گیا مگر منزل بمنزل چلے جاتے ہین قیام کو جو مقام ہو رات بسر کی صبح کو پھر روانہ ہوئے مگر ایرج کو اپنے فرزند کا
بڑا خیال ہے فرماتے ہین نہین معلوم اُسپر کیا گذری شاید جا کے طلسم مین پھنس گیا مگر احوال قہار تحریر ہوتا ہے کہ مدہوش اُسکو لیکے
بھاگی ایک صحرا مین لاکر اُتارا لشکر بھی آگے جمع ہوا جو بارگاہ آگئی تھی وہ کھڑی کی بچھونا بچھا دیا تو وہان قہار کی زخم دوزی کی
جب ہوشیار ہوا دیکھا میر اعیار و مدہوش ساحرہ چند سردار بالین پر موجود ہین علاج کر رہے ہین قہار اپنے حال زار پر بہت رویا
کہا یارو مین تو اپنے شہر سے نکل کر بڑی مصیبت مین پھنس گیا کہین آرام نہین ملتا دیکھو یہ کیا افتاد پڑی نہین معلوم یہ تینون نقابدار
کون تھے کیون ملکہ مدہوش یہ ساحرہ کون تھی ابر مین چھپی ہوئی ساتھ رہتی ہے مدہوش نے کہا یہ ساحرہ بہت زبردست بادشاہ
کبر و نخوت سے مست عزیز دران دمامہ دشمن ہے کچھ رشتہ ملتا ہے اپنے سحر کو بہت زور دیا ہے ان تینون مین کسی پر مائل ہے ان تینون
جوانون کو بھی وہی سودا ہے جو تمہین خیال ہے طلسم نور افشان پر جاتے ہین ساحرہ نے وعدہ کیا ہوگا قہار نے کہا ملکہ حقیقت مین
عجب مصیبت مین مبتلا ہون باپ مارا گیا ملک تباہ پڑا ہے ایسا نہو کوئی حریف آکر ملک دبا لے تو بڑی مشکل پڑے والد کے وہان
رہنے سے بڑا اطمینان تھا مدد بھی ممکن تھی اب کوئی سرپرست نہ رہا مدہوش نے کہا اے قہار ہمنے جو تجھسے کہا تھا اُن باتونکا
سامنا ہوا روز اول مین نے ایرج کو گرفتار کرا دیا غیب سے اُنکی مدد آئی مین کیا کرتی ہون کیسا اُنھون نے پکڑی نہ اُبھا نا ازی
جان بچانا ان لوگون کے بڑے جاہ و جلال ہین ہر مقام پر اُنکے معین و مددگار موجود رہتے ہین نہ معلوم وقت پر آتے ہین یہ کھلا
کہ یہ تینون نقابدار کون تھے قہار نے کہا اب تو جان جانے یار ہے بدون فتح طلسم نور افشان چین نملیگا اگر یہ مقصد نہ
اپنے ملک مین جاؤن لوگ طعنے دینگے اور باپ کے خون کا معاوضہ بھی ضرور ہے تینون نقابدار ملینگے مدہوش نے کہا ان رہنا ہی بہتر ہے
نے کہا او کمبخت اپنے کو ان آفتون مین نہ پھنسا ورنہ تو بھی مارا جائیگا اے میری جان تیرے ساتھ ہی اب جو
بھی مشکل ہوگا یہی بہتر ہے کہ وطن کو پلٹ چل مین تیرے ملک کو ... تیرا زور بڑھا دونگی ہر وقت

تیرے ساتھ رہونگی کہ کوئی آگاہ نہونے پائے سب کو یہی یقین ہوگا کہ قہار زور طاقت مین بے نظیر ہی کوئی منہ نہ چھپیگا طلوع آفتاب سے خراج آئیگا تخت پر بیٹھا ہوا یہین کیا کریگا ایسی معشوقہ پہلو مین اُسوقت قہار کی آنکھون کے سامنے تصویر خیالی ملکہ بُرّان کی پھری آنکھون سے آنسو جاری ہوئے منہ سے یہ شعر نکل گئے شفیق لکھنوی

مٹ نہین سکتا ہی لکھا کاتب تقدیر کا
طائر دل پھنسکے نکلے کسطرح اس جال سے
گرم ہی بازار اُسکے جوہر شمشیر کا

ہجر جانان مین نہ کیون صحرا نوردی ہو نصیب
گیسوِ جانان مگر ہی دام ماہی گیر کا
یار سے جاکر زبانی حال کہہ ای نامہ بر

عشق ہی مجھکو نہ کیونکر اُس بت بے پیر کا
پیش آیا تھا جو لکھا تھا مری تقدیر کا
سیکڑون بسمل کیے تیغ نگاہِ ناز نے
نزع کی حالت ہی اب یارا نہین تحریر کا

اسطرح یہ شعر پڑھے کہ مدہوش گھبرا گئی کہا او ناانصاف میرے سامنے اُس ظالم کا ذکر کرتا ہی محبت مین بُرّان کی ٹھنڈی سانسین بھرتا ہی بس اب مین تیرے ساتھ سے جاتی ہون تو نے کوئی میرا کہنا نہ مانا قضا تیری دامنگیر ہی تیرے مرنے کی یہی تدبیر ہی یہی مسلمان تجھکو گھیر کر مارینگے ابھی تو وہانتک نہین پہونچا جب تو تیرا یہ حال ہی کہ میرے سامنے ذکر کرتا ہی اشعار عاشقانہ پڑھے اگر تو اُس نازنین کو دیکھ پائیگا پھر مجھسے کلام بھی نکریگا سب جانبازی میری بیکار ہوگی یہ کہکے مدہوش نے جھولی سنبھالی او ہام تو بڑا عقیل ہی یہ بھی ظاہر ہی کہ قہار کا کفیل ہی سوچا کہ ایسی عورت دارمعین و مددگار انکو عورت کہان ملیگی آپ انکے بات کا خیال نہ کیجیے اور قہار کے زانو پر جھکی لی مراد یہ تھی آپ بنا ہوا کھیل بگاڑتے ہین ایسا دوست صادق محب واثق کہان ملیگا اب قہار منتین کرنے لگا مدہوش تو عاشق ہی یہی دستور ہی کہ معشوق ذرا بھی عذر کرے دل تردد منزل تسکین پر آتا ہی اگر معشوق جھوٹ بھی کہے دل کو اعتبار آتا ہی کہا ای قہار مین تیری خدمتگزاری مین دل و جان سے مصروف ہون قصد ہی کہ تجھکو مرتبہ اعلی پر پہونچاؤن تیرے ہاتھ سے طلسم نور افشان فتح کراؤن نیلین مین نام سے مسلمانون کے کانپتی ہون آنکھون سے عنظلی آباد کو برباد ہوتے دیکھا ستر لاکھ ساحر مارا گیا مالک بن زر دہشت سے کچھ انتظام نہوسکا گھر سے آگ لگی ملکہ بہار دو بیٹی مالک کی عمرو کے گانے پر عاشق ہوئی اُسنے تمام فساد برپا کیے راستے بتلائے ملک برباد کرایا مالک ایسا بادشاہ قتل ہوا مین چاہتی ہون کہ تو ایسے طریقے سے چل کہ تیرے حال سے کوئی آگاہ نہونے پائے مین فوج کی فکر کرون تم پہلوانون سے لڑو طریقے سے بڑے بڑے ساحرون کو گرفتار کرادون اُن تک میری رسائی ہی پردے مین دوستی کے کام کرونگی او ہام نے کہا جو آپکو مناسب ہو اسطرح کوچ کیا جاوے لشکر شکست خوردہ تیار ہی اب انتظام تازہ بیکار ہی مدہوش نے تین دن کے عرصے مین بمعرفت او ہام لشکر درست کرایا آپ تو بشکل عقاب ہوکر وسط سما پر پہونچی قہار لشکر کو لیکر چلا مگر مدہوش نے خوب سمجھا دیا کہ جہانتک ہوسکے لشکر طرف سے خارستان و کوہستان کے چلے آبادی مین نجاؤ کہ قلعہ جات مین اُنسے روگردانی کر و راہ مین کسی سے نہ لڑو اسی طرح کے انتظام کرتی ہوئی لشکر کو لیے ہوئے جاتی ہی مگر ایرج نوجوان اُس قلعہ سے مہلت پاکر طرف طلسم نور افشان کے چلے چند منزلین طی کی تھین کہ ایک روز ایک صحرائے فرحناک مین لشکر کا گذر ہوا ایرج نے لشکر کو اُتار کر شاپور کو ساتھ لیا ٹہلتے ہوئے بڑھے سامنے ایک کوہ فلک شکوہ تھا یاد مین بُرّان کی اشک حسرت آنکھون سے جاری فرماتے ہین کیون شاپور قید مین ملکہ پر کیا گذرتی ہوگی نگراموں نے کیا غضب کیا کچھ اُنکو پاس نہ آیا ملک پر یہ بدعت فاحش قتل کی مالک کے تلاش خدا وہ دن کرے کہ وہانتک پہونچین طلسم کو فتح کرین اُس محبوب جانی یار جاودانی سے ملین غنچہ آرزو کھلین کیا اپنا حال کہون جی چاہتا ہی جان دون ایسے کراسی صحرا مین بلا گرد ون نظیر

فرقت تری اذیت آہ سحر نہین
تنگی دہن کی اتنی تو ہو میری جان خواہ

رشک رقیب سے مجھے اپنی خبر نہین
ہان بنکے نکلے منہ سے ترا یار سر نہین

انگار دل نہین ہی کہ لگ رہے جگر نہین
قلت نہین ہی نور بناگوش کے لئے
اتنے تکلفات رقیبون سے کے واسطے

اب بھی وفائے دوست سے قطع نظر نہین
یہ صبح وہ ہی جسکے لیے دوپہر نہین
بس ای ستم شعار بس اتنا سفر نہین

کب آئے آپ کیگئے مین اپنی دھن مین تھا
اللہ جانتا ہی مجھے کچھ خبر نہین

دیگر اشعار مخفی

مژگان دیدہ کہ ہمرجان مصاحب است
بلبل ہزار نالہ و زاری کہ بے نوا
بہلوئے بخت ما مغیلان مصاحب است
نازم بصبر و حوصلہ دل کہ عمر ہاست
با من ہمین دو دیدہ گریان مصاحب است

مجنون صفت ز دوری وصل تو دور نیست
مرغ دلم بزلف پریشان مصاحب است
زادر ہے لبہا ز سباید براہ عشق
در تنگنائے سینہ بافغان مصاحب است

ہائیم و گریہ کہ بہ طوفان مصاحب است
دست الم بچاک گریبان مصاحب است
خواہی حریر بستر و یا خواہ بوریا
عاشق ہمیشہ بر سر و سامان مصاحب است
مخفی ز سوز آتش عشق تو ما اما ست

ان اشعار نے دل کو بیقرار کیا شاپور بھارہا ہی کہ اپنی نوجوان نے دیکھا زیر کوہ ایک بارگاہ زر نقتی استادہ ہی ساٹھ ہزار سوار پیدل کا لشکر تاعدے سے فرد کش ہی گھوڑے اصطبل مین بندھے ہین بازار بن رہے ہین عیار انتظام کرتے پھرتے ہین یہ سامان دیکھکر دیکھا تین نقابدار بیٹھے ہین یکایک ہوا سے پردہ بارگاہ کا اُٹھگیا ایرج نے جھک کر دیکھا کہ نقابدار بادلہ پوش تخت پر سبز پوش و گلگون پوش چپ و راست زنگون پر سرداران نامی جوانان صف شکن اپنے مقام پر بیٹھے ہین ناچ ہو رہا ہی نہایت تکلف سے صحبت گرم باتین ہو رہی ہین ایرج نے کہا ای شاپور یہ وہی تینون نقابدار ہین جنکو تمنے فرزند اسد و دلبند نور الدہر و نور نگاہ بادشاہ کہا تھا اسوقت اس بارگاہ مین چلو شاپور نے کہا بسم اللہ پہاڑ سے ایرج اُترے سردارون کو بھی ساتھ مین لیا ٹہلتے ہوئے لشکر مین آئے عیارون نے جو ایرج کو دیکھا جاکر خبر کی پکار کر کہا ای شہریار اس پہاڑ کے اُس پار لشکر ایرج کا اُترا ہی اُنھون نے آپکے لشکر کو دیکھا اب آتے ہین استقبال ضرور ہی بادلہ پوش نے حکم دیا گلگون پوش و سبز پوش برائے استقبال اُٹھے ایرج قریب بارگاہ کے پہونچے تھے کہ دیکھا دونون نقابدار آکر پہونچے ہاتھ اُٹھاکر آواز دی ای شیر بیشہ صاحبقرانی ای زیب و زینت اورنگ جہانبانی آپنے ہمکو سرفراز کیا تشریف لائیے اس فصاحت و بلاغت سے سبز پوش نے کہا کہ ایرج نہال ہوگئے سبز پوش نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیے گلگون پوش بھی قریب آگیا اور سب سردار پشت پر آئے باعزاز و اکرام ایرج کو اندر بارگاہ کے لائے دیکھا بادشاہ تاج پہنے ہوئے قریب پردے کے تشریف رکھتے ہین ایرج نے جھک کر سلام کیا بادشاہ نے ایرج کو گلے سے لگالیا لاکر دنگل معقول پر بٹھایا ساقی بچون سے اشارہ ہوا جام مئے ارغوانی گردش مین آیا تینون نقابدار بڑی خاطر سے ساتھ ایرج کے پیش آئے جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا ایرج نے کہا ای شاہنشاہ مین کچھ عرض کیا چاہتا ہون مگر امیدوار ہون قبول فرمایا جائے سبز پوش نے کہا ارشاد فرمائیے جواب باصواب ملیگا جو آپکے دل مین ہی ہمین ظاہر ہی ہملوگون کا نام پوچھنا منظور ہی ہم اپنی پردہ پوشی کرتے ہین اور کچھ فرمائیے ہم افشائے راز مین تامل نکرینگے ایرج نے ہاتھ سبز پوش کا تھام لیا کہا ای فرزند دلبند مین صاحبجو کو ہمنے پہچان لیا اب نہ چھپائیے ہم سے اخفائے راز کی کیا ضرورت ہی مگر ایرج نے دیکھا کہ نقابدار تو ہمسے باتین کرنے مین عیار باہر جاتے ہین اور پھر اندر آتے ہین شاپور نے کہا دیکھئے جانے کی تدبیرین ہو رہی ہین ایرج نے کہا ای شیر و مین تمکو پہچان چکا ہون سبز پوش فرزند اسد نامدار ہی اب چھپانا بیکار ہی سبز پوش نے کہا یہ کیا زبردستی ہی ہم اسد کا نام بھی نہین جانتے یہ البتہ خیال ہوا کہ ایک بادشاہ عالیجاہ گرفتار مصیبت ہوا اسکو حل کر رہا اگر مین یہ بھی ذکر رہیگا کہ اپنے کو بلا وجہ بلا مین پھنسایا ایک رئیس کو قید سے چھڑایا ایرج نے کہا ای فرزند مین ظاہر مین اسد کا دشمن تھا میرے اُسکے مذہب مین خلاف رہا لیکن دل و جان سے ایسی اُنسے محبت ہی کہ ہزار مقام پر گرفتار کیا جوش محبت مین قتل نہ کرسکا خدا نے وہ دن دکھایا کہ مین مسلمان ہوا سب سے زیادہ اُس شیر کو مجھسے محبت ہوئی جب ایک جگہ رہے عشق دلی ظاہر ہوے بس ای بہادر ای قزاقون کے افسر ہم سے راز نہ چھپاؤ نقاب چہرے سے اُٹھاؤ سفر مین ہمارا اور تمھارا ساتھ ہو ہمین بھی تقویت رہیگی ہر چند ایرج چاہتا ہی نقاب چہرے سے اُلٹ دون گلگون پوش و بادلہ پوش گھبرا رہے ہین ایرج نے کہا ای شیر بیشہ اسد اب مین تمکو نہ چھوڑونگا

اپنے ساتھ لیجاؤنگا اگر خدانخواستہ کوئی اُفتاد پڑے تو مین اپنے دیوانے کو کیا مُنھ دکھاؤنگا اب اُسوقت ببر لوش کی حیرانی دونو
نقابدارون کی پریشانی کیا تحریر کرون یہی چاہتے ہین ایرج ذرا بھی غافل ہو ہم بھاگ کر نکل جائین راز مخفی رہے مگر قضائے کار
شنکول صحرائی جو مارا گیا تھا اُسکے ساتھ والے بھاگ کر قلعہ مین چھپے اُسکا بھائی الیقول صحرائی شکار کو گیا تھا اب جو پلٹ کر
آیا در قلعہ پر ہزارون لاشے دیکھے لوگون سے پوچھا یہ کیا ہوا میرے بھائی کو کسنے مارا وزیرون نے تمام کیفیت بیان کی اُسنے غصہ
مین قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا وہ نقابدار کہان گئے لوگون نے عرض کی لڑتے بھڑتے نکل گئے نبیرہ حمزہ بھی لشکر لیکر چلا گیا مقدمہ [illegible]
تھا ورنہ قلعہ بھی ہاتھ سے جاتا ہمکو کون بچاتا مالک ہمارا مارا گیا ببر لوش نے ایک ہاتھ ایسا مارا کہ دو ٹکڑے ہوئے ہم لوگون نے
بہت کوشش کی مہمیز نامے عیار کہتا ہی الیقول اُسکی جانب بلیتا گیا اور مہمیز تو نے ساتھ بھائی صاحب کے پرورش پائی ایسا
لاشے کیونکر دفن ہونگے کہ قاتل زندہ نکل گیا اُسکی خبر لا جہان ہو مجھکو بتا تب لا مہمیز اُسی وقت دوڑا یہ کہکے چلا کہ حضور تیار رہین مین خبر لیکر
ابھی آتا ہون الیقول نے فوج کو تیار کیا سب افسر اُسکے ساتھ مسلح ہوئے مہمیز بھاگا تھوڑی دور جاکر اُلٹا پلٹا اطلاع کی [illegible]
چلئیے قاتل آپکے بھائی صاحب کا سامنے موجود ہی الیقول غصے مین سوار ہوا آواز دی اے جوانو کہان جاتے ہو تمنے بڑی بے ادبی
کی اب تمکو مہلت نہ دینگے ببر لوش کو مارونگا تمام شہر والے بھی اُسکے ساتھ ہوئے ہین لاکھو آدمی [illegible] تمہے سب ہتیار بند اپنے
مالک کے واسطے دردمند ہین آگے آگے الیقول اُسکے پیچھے فوج جنگی اہالیان رعایا امیر وزیر سب ساتھ ہین یہ انکا کاہی تو لاکھ
اے ای پہلوان دوران اس قلعہ پر کسی نے بلوہ نہین کیا تھا یہ نیا معاملہ ہوا اب انکو جہان ہو وہ سب کو مار لو وقت ہی کہ ایرج [illegible]
کیا ہی کہ نقاب ببر لوش اُلٹ دو دنا گلگون لوش کا بھی ہاتھ تھا تبا ہی صاف صاف کہ رہے ہین کہ گلگون لوش ہمارے
ہم چشم کا فرزند ہی تاجدار سے کہتے ہین آپ نور نگاہ بادشاہ جمجاہ ہین آپ نے پردہ کیجئے اگرچہ ہم پر پرورش فرمانا چاہئے ہم بھی آپکے
نمکخوار ہین بادشاہ کہ رہے ہین یہ گلگون لوش سے اشارہ ہی کہ خیال ظاہر کر دیجئے اب نقاب اُٹھاتا ہون پردے کی اسنے کہا
ضرورت ہی یہ فرزند قاسم باشوکت ہی گلگون لوش بھی راضی ہو اگر ببر لوش نہین مانتا ہی کتنا ہی خون کے دریا بہینگے ہم اپنا حال کہینگے
ایرج اگر جنگ منظور ہی بسم اللہ تلوار کھینچئے ایرج کہتے ہین اے فرزند اپنے گلیجے پر چھری پھیرین میرے ساتھ چلکر فتح طلسم مین مصروف ہو
کہ ایک ہلڑ ہوا عیار نے آکر عرض کی حضور جلد اُٹھیے جسنے قلعہ دار کو مارا تھا اُسکا بھائی کئی لاکھ فوج سے آپڑا ہزارہا آدمی مارا جائیگا
الیقول نامے پہلوان کسی کے روکے نہین رکتا تمام بازار کو گرادین پامال کرتا ہوا آتا ہی کہ ببر لوش کہان ہی گلگون پوش
سب کے آگے نکلا بادشاہ بھی سوار ہوئے ایرج نے بھی تلوار کھینچی لاش پر لاش گرادی ببر لوش نے ہنسکر نعرہ کیا [illegible]
نقابدار ہے کجا سام و نریمان [illegible] میدان [illegible] ایرج نے اس شعر [illegible]
اکڑاتے جاتے ہی الیقول کو للکارا [illegible] میرے سامنے آ [illegible]
کو کیون قتل کرتا ہی مجھسے بدلا لے الیقول جلد بڑا بھائی کے قاتل کو دیکھ [illegible] نیزہ اُٹھایا ببر لوش نے بھی سنبھالا
سنبھالا ایرج نے دیکھا دونون مین نیزہ چلنے لگا ببر لوش نے لڑتے لڑتے اُسکو لیکر آنکھون مین گینڈے کے نیزہ مار دیا اور ہاتھ سے
جھٹکا آواز دی اب تیرا گینڈہ تجھے بھی لیگا گینڈے نے جست کی بہک گیا الیقول پشت زین سے گینڈے کی گرا ببر لوش قریب آکر
[illegible] الیقول کے ٹکڑے اُڑادیے سر زمین [illegible] ایرج نے آواز دی ماشاءاللہ یہی بزرگون کا
[illegible] کہنا جو میرا قول کرسی نشین ہوا ببر لوش نے کچھ جواب نہ دیا ہاتھ اُٹھا کر آواز دی ہان یارو نکل چلو اب مقام کرنا بہتر
[illegible] ایرج نے [illegible] سب ساتھ والے
نقابدارون نے فوج کو پامال کر کے سمت کے ایک مقام [illegible] بادشاہ [illegible]
کوئی [illegible] اس انتظام [illegible] ایرج

بھی آگئے دیکھا ایرج دریائے خون مین نہائے ہوئے کھڑے ہین لاشے ہزارون تڑپ رہے ہین اہالیان قلعہ صحرائی
مارے گیے کچھ بھاگ گئے جو باقی ہین وہ بھاگے جاتے ہین انکو اگر سرداران ایرج نے مارا ایرج نے کہا یہ تینون جوان چھپتے ہین
ٹھہرتے نہین معلوم ہوتے نہین معلوم فلک کو کیا منظور ہی آج مین حال ظاہر کر لیتا مگر یہ قیامت برپا ہو گئی شاپور نے کہا دیکھیے
بالائے آسمان ابر سوسنی بھی جاتا ہی ایرج نے کہا جو مین نے سوچا وہ سب سچ ہی مگر اب انھین کے تعاقب مین چلو جہان ملینگے مہلت
نہ پائینگے نقابین اُلٹ دونگا اُسی وقت ایرج کا بھی لشکر تیار ہو یہ بھی چلے مگر دس بیس کوس پر جا کر نقابدارون نے بارگاہ استاد
کی مگر چوکنا ہو رہے ہین سبزپوش ملکہ کی صحبت مین آئے ضیغم نے تمام کیفیت بیان کی کہا ای ملکۂ عالم ایرج نے ہمارا پیچھا لیا
ہی چاہتا ہی حال کھلجائے ہم چاہتے ہین راز مخفی رہے جبتک طلسم نور افشان ہمارے ہاتھ سے فتح نہو ملکہ نے کہا آپ گوارہ نہین
کرتے ورنہ مین سحر کرکے لشکر کو بیجان کرتی ابھی پہونچ نہ سکے مین سب گفتگو ایرج کی سن رہی تھی یہ ذہن مین تھا اگر آپ نقاب اُلٹنے سے رنجیدہ
ہون تو مین سحر کرکے اُسکو بتادون حکم ہو تو دیوانہ بنا دون مگر چونکہ آپکے عزیزدار ہین مین نے تامل کیا ضیغم نے کہا ہرگز کبھی ایسا ارادہ
نہ کرنا ورنہ بزرگون سے شرمندگی ہوگی مگر ہمکو جلد تا بطلسم نور افشان پہونچاؤ ملکہ نے کہا ابھی یہ کہکر ایک سحر تیار کیا کہ ایک ابر زمین پر
فرش ہو گیا سب کو اسی پر سوار کیا دور سے دیکھنے والے یہ دیکھین کہ ابر چرخ مارتا جاتا ہی ملکہ نے سحر کیا اسطور سے لشکر ان تینون
جوانون کا ابر مین چھپا ہوا سب جادوگرنیان لشکر کو گھیرے ہوئے سوسن کا طاؤس زرین بال قریب مرکب ضیغم شیر شکار آہستہ
باتین محبت کی ہوتی ہوئین اس کروفر سے جا رہے تھے قضائے کار مدہوش جادو قہار فیلزور کے ساتھ ایک صحرا مین آکر اُتری ہی اُسنے
بھی اب خوب سحر تیار کر لیے اُسوقت قہار کا ہاتھ تھامے ہوئے لشکر ایک طرف فروکش یہ دونون عاشق معشوق مسیر صحرا
مین مشغول ہین کہ بجلی چمکی ابر سوسنی ظاہر ہوا مدہوش کی نگاہ پڑی کہا ای قہار صاف ثابت ہوتا ہی وہی ساحرہ مع لشکر جاتی ہی
اس ابر مین غیر ساحر بھی بہت ہین تو کنارے ہٹ جا اسوقت غفلت مین ہین سب کو پکڑ لونگی مخفی ہو کر سحر کرتی ہون قہار نے کہا کیا
مضایقہ ہی مدہوش ایک گوشے مین آئی بچۂ خوک ذبح کیا چوکا دیا سحر کرنے لگی ملکہ سوسن برابر ضیغم کے چلی آتی ہی یکایک جھونکا
ہوا کا چلا سوسن نے کہا صاحب کیا ہوائے سرد ہی جی چاہتا ہی آرام کیجیے یہ کہتے کہتے ضیغم نے دیکھا ملکہ کی آنکھ بند ہوئی کنیزین
بھی سو گئین ضیغم بھی بیہوش ہوئے اب تو ایک چشم زدن مین سب ساتھ والے بیہوش ہو گئے مدہوش نے جب دیکھا کہ میرے سحر کا
عمل ہو گیا ہوگا سحر کرکے ابر کو اُتارا پہلے ملکہ کی زبان مین سوزن دیا قہار نے کہا ان تینون جوانون کو مسلسل و مطوق کر یہ وہ
ساحرہ ہی کہ مجھ ایسے ہزار سحر کرتے تو اسپر قبضہ نہوتا تیرا اقبال زور پر ہی لیکن اب جلد ان سب کو قتل کر اگر اسکی زبان سے
سوزن نکل جائیگا تو لشکر کو دیوانہ کرکے مار لیگی اور یہ تینون شیر قیامت کے پرکالے ہین جنگل کے شیر دیکھ کر بھاگے ہین ان مین
کسی کو خیال جنگ آیا قید توڑ کے بھیڑ جا پڑینگے قہار نے کہا شام قریب ہی اس وقت انکو قید خانے مین بھیجدو مین رات سے حکم دونگا صبح
ہوتے ہی میدان خونی کی تیاری ہوگی ان سب کو قتل کرکے سفر کرینگے لاشون سے ان سب کے یہ میدان بھرینگے مدہوش کے
بھی خیال مین آیا سچ کہتا ہی شام ہو چلی ہی بر وقت سحر سب کچھ ہو جائیگا اب یہ گرفتار ہو چکے کیا کر سکینگے ایک بڑا خیمہ استادہ کرایا ان
سب کو قید خانے مین بھیجا مگر یہ قدرت پروردگار کہ جلدی مین نقاب کسی کے چہرے سے نہین اُٹھائی ساحرہ کے ملک و مال کا پتا دیا
یہ بھی بتلایا کہ یہ خرابی کرتی ہی سالہا سال اسکا رنگ جمارہا بڑے بڑے اسنے شعبدے دکھائے ای قہار اسی طرح دھوکے مین
مین چلکر شاہان طلسم نور افشان کو بھی گرفتار کر لونگی میرا سحر ایسا نہین ہی کہ شاہان طلسم سے اٹھ سکے آج تو قہار مدہوش
پر فدا ہو رہا ہی اور ہاتھ اُچکتا پھرتا ہی کہتا ہی ملکہ کیا کام کیا آج بڑا نام کیا بڑی ظالم قبضے مین آئی محفل عیش آراستہ ہونے لگی
قہار نے کہا خبردار صبح ہوتے ہی میدان خونی کی تیاری ہو ہزارہا دارین استادہ کیجائین تیرانداز بھی تیار رہین ان سب پر شکار کیلیے
بیان تو یہ رنگ ہی مگر شاہزادۂ ایرج نوجوان کے مقدمہ مین تحریر کر چکا ہون کہ ان کو ان جوانون کے اظہار حال کی

بڑی کوشش ہے ایک مقام پر اُترے ہین شام کو خود بخود دل گھبرایا شاپور سے کہا ای یار وفادار خدا خیر کرے نقابدارون کی تصویرین
آنکھون کے سامنے پھرتی ہین سابق کے مقابلے یاد آرہے ہین اسوقت ذرا آنکھ بند ہوئی امید نامدار کو مین نے خواب مین دیکھا نورالدہر
و بادشاہ بھی سامنے آئے یہی تینون صاحبون نے فرمایا ای ایرج ہمارے فرزند قید ہو گئے تو نے خبر نہ لی اور اسفند دیوانے نے دہی طفل کی
ہامین کہین کہ ہمارے فرزند نے تمکو بچالیا ورنہ مارے جاتے اب اُنکا تمکو خیال نہین بڑی بلا مین مبتلا ہین یہ کہکے ایرج ہچکیین مار کر رویا
شاپور نے کہا حضور خواب کا کیا خیال ہی چونکہ آپکو یاد تھی وہی نقشہ خواب مین دیکھا وہ صاحبان لیاقت ہین اُنپر کون دست اندازی
کر سکتا ہی ایرج نے کہا ای شاپور تم عیار ہوکے ایسی بات کہتے ہو اگر ستم ہوا فساد کا وقت آئے ایک پیر زال کے ہاتھ سے گرفتار
ہو جائے کیسے کیسے نقشے مٹے ہین ہمارے جد عالی تبار صاحبقران نامدار نوشیروان نامے مین دیکھو عقابین پر چڑھائے گئے
تو جھلنے پنجرے مین قید رہے عمرو ایسا عیار جستجو کرنیوالا ہمارے جد عالی تبار علم شاہ نوجوان کریب عالیشان کیسے کیسے شیر
جستجو کرتے تھے مگر بدون وقت رہائی نہوئی ایک بڈھا سردار صاحبقران کا کہ جسکی کوئی حقیقت نہ تھی پیر فرخاری لقب اسنے
آکر لٹھا اُکھیڑا تب صاحبقران قید سے چھوٹے اُسی کے نام فتح تھی ایسے ایسے شیر ظلم کفار سے زخمی ہوتے تھے ہر مقام پر جنگ کرنے
ہو رہے جاتے تھے دشمن اُنکے ہیبت شمشیر سے تھرّاتے تھے ڈر یہ تھا قید نہو جائین برائے خدا تم جاؤ دل میرا ہدایت کر رہا ہی اور یہی دل
مین خیال ہی کہ اکیلا جاؤن کوشش کرون اگر خدانخواستہ وہ قتل یا قید ہو گئے گلا کاٹ کر مر جاؤنگا کوئی کان مین بھی کہ رہا ہی کہ ان
تینون جوانون کی فکر کرو اگر قتل ہو گئے اور پھر لاکھ دو لاکھ کو قتل کیا کیا ہاتھ آیا اسطرح پر ایرج نے کہا کہ شاپور بھی رونے
لگا کہا آپ مطمئن ہین میرا دل بھی گواہی دیتا ہی کہ آپکا خواب سچا ہی مگر برائے خدا آپ یہان سے قدم نہ بڑھائیے سب سے زیادہ یہ خیال ہی
کہ قہار فیلزور کے ساتھ ساحرہ بھی ہی وہ بہت گھبرایا ہوا تھا ایسا نہو کہ لشکر کو لیکر پہونچ گیا ہو ہر چند اُنکے ساتھ ساحرہ بھی بہت بڑی بدبخت
ہی مگر مکر کافرون کا بہت بڑا ہی یہ کہکر شاپور رہنماے عیاری سے آراستہ ہوکے لشکر سے نکل کے ایک فقیر کی صورت بنا ہوا طرف
صحرا کے چلا پھر رات گئے ایک پہاڑ سے اُتر کر دیکھا ایک لشکر فرو کش ہی بارگاہین استاد بازارین درست اہالیان لشکر خوشی خوشی
پھر رہے ہین ایک عیار اوہام صبار فتار اہتمام مین مصروف ہی رات ہی سے داورین اُستاد ہو رہی ہین شاپور بشکل فقیر ایک دوکاندار
کے یہان ٹھہر اسوال کیا دوکاندار نے پیسہ دیا شاپور نے کہا داتا آج اس لشکر مین ظہور قدرت لات و منات ہی کا ہے کی
خوشیان ہین فقیر بھی آگاہ ہو لات و منات اس لشکر کو آباد رکھے لات و منات مسلمانون کو مٹائین انکی عملداری مین دمڑی
فقیر کو نہین ملتی بزرگون کے مقامات ویران ہوتے جاتے ہین جتنے شوالے دیر ہین انمین بھی سناٹا گھنٹہ ناقوس کی صدا بلند لات و منات
پرست دردمند اُس دوکاندار نے کہا شاہ صاحب ہمارا شاہزادہ قہار فیلزور بادشاہ اقلیم سیاہ پوشان ملکہ بران پر عاشق ہوکے
نکلا جسدن سے وطن چھوٹا آرام نہ ملا جنگون مین مارا مارا پھرا کوئی نقابدار پلنگینہ پوش تھا اُسکے ہاتھ سے انکے باپ مارے گئے آج
تین نقابدار ایک ساحرہ حسین ملکہ مدہوش نے اسطرح مخفی سحر کیا کہ اُن سب کو پکڑ لیا ایک خیمے مین سب قید ہین نہین معلوم یہ
تینون نقابدار کون ہین ساحرہ کو تو یہی پتا ایک مقام پر خدائی کرتی تھی ان جوانون کی مددگار بنکے نکلی ہی انھین کے واسطے میدان
خونی کی تیاری ہو رہی ہی صبح ہوتے ہی سب قتل کیے جاوینگے ہمارے آقا بر سر طلسم نور افشان لشکر کشی کرکے اپنا جاہ و جلال
بڑھاوینگے شاپور یہ سنکر الگ ہوا کلیجہ منہ کو آگیا جا بجا یہی حال سُنا بشکل خدمتگار دربار مین آیا دیکھا مدہوش بیٹھی ہی قہار مقام صدر
پر اوہام دمبدم آتا ہی حال کہہ جاتا ہی کہ آقا داورین اُستاد ہو گئین مدہوش کہتی ہی ای اوہام جہانتک ہو سکے جلدی کر جاہ و جلال
بڑھیگا اگر ان لوگون نے رہائی پائی تمھارے واسطے خرابی ہی اوہام کہتا ہی ای ملکہ عالم اگر اب حضور بھی منع کرین مین نہ مانون ایک حکم آپکا
کافی ہی اوہام باہر نکلا شاپور نے پہلے دیکھا تھا کہ سامنے لشکر کے ایک شوالہ ہی جنہیں بت اسمین موجود ہین مگر سناٹا ہی کنارے آگ ایک برہمن
کی شکل بنکے بھبوت لگاتا ہو عیارون سے پوچھنا شروع کیا کہ مہتر اوہام کسکا نام ہی شاگردون نے آواز دی اُستاد صاحب یہ برہمن کیا کہتے ہین

اوماهم قریب آیا برہمن نے کہا ای مہر مین بچپن سے ساہری و جمشید کا پوجا کرتا ہون اب یہ شرف حاصل ہوا کہ جسکا شوالہ مین جاتا ہون کدو پوریان و دکچوریان ترکاری ساتھ حقیر کو ملتی ہین اُسی مین بسر کرتا ہون ایک لمحہ مہلت نہین وہ سامنے جو شوالہ ہے مین پوجا کرنے گیا لات و منات اکیلے بیٹھے تھے سجدہ کرکے مین نے اپنی خوراک مانگی چھت سے شوالے کی ایک کاغذ گرا آواز دی ای برہمن یہ کاغذ مہتر اوماهم کو دیکر چلے آؤ تمھاری بھی عمر بڑھائی گئی اب تم راجہ ہو جاؤ گے مین وہ کاغذ لایا ہون اوماهم نے کہا لائیے برہمن کاغذ دیکر بھاگ گیا ہر چند اوماهم نے کہا دیوتا ٹھہرو مین پڑھلون اسکے مطلب سے تو واقف ہون جواب با صواب دون برہمن نے پلٹ کے جواب دیا مجھے جو حضور کا حکم تھا مین بجالایا اب تمھین اختیار ہے یہ کہتا ہوا نکل گیا کہ کاغذ ملکہ مدہوش و قہار کے سامنے پڑھنا اوماهم کانپتا ہوا کاغذ کو آنکھون سے لگاتا ہوا اُس کاغذ مین خوشبو ہے کہ دماغ جان معطر ہوا جاتا ہے دل تسکین پاتا ہے دربار مین قہار کے آیا کہا حضور نیا معرکہ گذرا ایک برہمن یہ کاغذ دیکے چلا گیا معلوم ہوتا ہے قدرت لات و منات کا ظہور ہے خود بخود قلب کو سرور ہے مدہوش نے وہ کاغذ لیا آنکھون سے لگایا سر پر رکھا خوشبو سے مست ہو گئی کہا ای قہار اس کاغذ کو دیکھکر روح کو راحت ہوئی قلب کو قوت ہوئی مقبول ساہری و جمشید ہوئی یہ کہکے کاغذ کھولا دیکھا بخط سبز مرقوم ہے ای مدہوش منم خداوند لات و منات آج ایسا کام کیا تو نے کہ دشمنون کو گرفتار کیا اس شوالہ مین ہم تشریف رکھتے ہین قہار کو لیکر جلد آؤ ہم تیرے ساتھ بڑا سلوک کرینگے دامن مدعا گل آرزو سے بھر دینگے مگر خبردار خبردار قتل مسلمانان مین تاخیر نہ کرنا اب قہار کو صاحبقران بنائینگے تیرا مرتبہ دمامہ و تمش سے زیادہ بڑھائینگے مدہوش جھومنے لگی کہا ای قہار جو مین کہتی تھی وہ ظاہر ہوا قدرت خود تشریف لائے ہین جلد چل اوماهم سے کہا تم لشکر کا انتظام کرو مین اسکو لیجا کر دیکھون قہار بھی خوشی خوشی اُٹھا دونون کو نشۂ شراب و غرور شباب زن و شوہر بارگاہ سے نکلے اب لشکر مین بھی یہ بات مشہور ہوگئی کہ ظہور قدرت خداوند ہوا ایک برہمن کاغذ دیکر چلا گیا اس شوالے مین دن کو سناٹا رہتا ہے مگر رات کو قدرت آتے ہونگے خوشبو آرہی ہے قہار و مدہوش یہ باتین سنتے ہوئے قریب شوالے کے پہونچے کہ اسطرح کی خوشبو آئی معلوم ہوتا تھا ہزارہا مشک نافہ کھل گیا صحرا ختن سے مثال دیتا خطا ہے شوالے کی روشنی معلوم ہوتی ہے قریب آکر دیکھا ایک چوکھٹ بہت بڑا روشن ہے بت خانے مین نہ انسان نہ حیوان مدہوش نے بڑھکر سجدہ کیا ایک بت کے قدمون پر سر رکھکر آواز دی یا خداوند لونڈی غلام حاضر ہین ہر وقت یہی قصد ہے کہ مذہب جد و آبا کو روشن کرین مسلمانون کا کوئی نام نہ لے اب لونڈی نے ساٹھ ہزار آدمی اسی مذہب والے گرفتار کیے یہ کہہ رہی تھی گوشے سے شوالے کے آواز آئی او مدہوش آج آسمان پر تونے دوسو خداوند جمع ہین تیری تعریفین ہو رہی ہین یہی ہنگامہ ہے کہ مدہوش جادو ہماری بندی خاص ہے ای مدہوش بقول شفیق لکھنوی استاد

نظر آتا ہے عالم مین تماشا اسکی قدرت کا کوئی طالب ہے قدرت کا کوئی مشتاق صورت کا
حرم مین دیر مین دشت و چمن مین کوہسارون مین جدھر دیکھو نظر آتا ہے جلوہ اسکی قدرت کا

یہ آواز سنکر مدہوش مبہوت ہو گئی قہار کانپ رہا ہے کوئی صدا دینے والا ظاہر نہین نہین معلوم ہوتا دیوار و در سے آواز آرہی ہے مدہوش نے پھر سجدہ کیا عرض کی ای خداوند ترقی عمر و دولت چاہتی ہون ایک ہفتہ مین عالم کی گشت کرونگی سب ممالک ویران آباد کرون مسلمانون کا نام باقی نہ رہے آواز آئی ای مدہوش کیا یاد کریگی پہلو مین دیر کے دیکھ ایک شیشہ شراب کا ہمارے پینے کا رکھا ہے اسکو اُٹھا کر لیجا ایک پیالے مین ملوا دے جو جو پیئیگا ہزار ہزار برس کی عمر ہوگی یہ سنکر مدہوش نے لپک کے دیکھا حقیقت مین شیشہ شراب کا مملو از شراب ناب وہ خوشبو ہے کہ لپٹین چلی آتی ہین روح لذت اٹھاتی ہے مدہوش نے اٹھا کر شیشہ کلیجے سے لگا لیا قہار نے کہا ای ملکہ ہم تم دونون اسکو لی لین گے ہزار برس کی عمر ہو جائیگی مدہوش نے کہا ارے بے ایمان ہزار سال کیا کم ہوئے مین دس برس مین تمام عالم کو لات و منات پرست کرونگی خلاف حکم خداوند مناسب نہین ہے خداوند کے نزدیک غریب امیر سب برابر ہین جو ارشاد ہوا ہے اسکو بجا لاؤ سب کو پلاؤ ایسا نہو تاثیر سب جائے یہ دونون

چپکے چپکے باتین کر رہے ہین کہ آواز آئی او قہار بے ایمان اپنی زندگی چاہتا ہی کہ جتنے بندے ساتھ ہین سب ہماری بارگاہ مین مقبول ہین سب کو سعادتین حصول ہین خبردار ایک ایک جام سب کو بھیجنا مدہوش نے شاہ قہار کا ہاتھ پکڑ کے کہا ارے اپنے دل کو صاف کر اپنے مقام پر انصاف کر یہ سب تیرے رفیق مہربان ہونگے جب انکی موت نہوگی کون مار سکیگا ملک کے ملک تباہ کر دونگی اب مین چلکر اپنے عزیزداروں کو بلاؤنگی تا بہ بنگالہ جاؤنگی عنظلی آباد خوب آباد ہوگا مین یہ عرض کرونگی کہ یا خداوند میرے بزرگون کو زندہ کر دیجیے یقین ہے یہ دعا قبول ہو مدہوش و قہار خوشی خوشی چلے آتے تھے ایک نخل کے قریب پہونچے تھے کہ آواز آئی او مدہوش ہم تیری نیت سے آگاہ ہوئے مالک بن دریہنت کو بھی زندہ کر دینگے و مامہ و مشمش کو بلا دینگے جو تیرے دل مین ہی وہ ہمارے آب و گل مین ہے چار جگہ پر مدہوش نے یہی آوازین سنین چپکے سے قہار سے کہا دیکھی آواز آئی مدہوش کا اعتقاد بڑھتا جاتا ہی آخر مین آواز آئی کہ خبردار ہمارے کل بندون کو بلانا کسی کو محروم نہ رکھنا ان سب پر قدرت مہربان ہین تیری بہبودی کے سامان ہین نیت مین فرق نہ آئے مدہوش شیشہ کو مثل دل کے پہلو مین چھپائے ہوئے لشکر مین آئی سب سے پہلے اوہام ملا کہا کہو ملکہ کیا ظہور ہوا قہار نے کہا اب ہزار سال تک تو نہ مرینگے لشکر مین آواز دیدو سب آکر جمع ہون اوہام نے حال پوچھا قہار نے سب کیفیت بیان کی یہ بھی کہا ہر مقام پر یہی آواز آتی ہی کہ نیت کو خراب کرنا اوہام نے کہا خداوند کے سامنے سب برابر ہین میرا ابھی یہی قول ہی کہ سالہا سال تک باقی نرہے سب لشکر اسکا مستحق ہی انکا ہم پر حق ہی وطن سے چھوٹے آوارہ پھر رہے ہین اوہام مارے خوشی کے پھول گیا جھٹک مدہوش دربار مین پہونچے اسنے بڑا پیالہ شراب کا بڑے بڑے پیالے بارگاہ مین حاضر کیے صبح کو لشکر مین یہی ہلڑ تھا کہ چلکر شراب پیو یہ سنتے ہی سب دوڑے آکر جمع ہوئے کوئی اپنے بڈھے باپ کا ہاتھ پکڑے ہوئے آتا ہی پکار رہا ہی کہ حضور پہلے میرے باپ کی عمر بڑھائیے جام پلائیے یہ بڈھے خوب لٹینگے بڑا ہنگامہ ہوا کہ شہر لشور قیامت برپا ہی قید خانے مین مہران جوان بخت و ضیغم و سمر و سہی قد مسلسل و مطوق ہین تینون عیار بھی قید ہین ملکہ سوسن گلعذار اپنی غفلت پر محجوب اپنے سر جھکا لیا رو رہی ہی کہ یکایک ہنگامہ ہوا دیکھا نگہبان بھی بھاگے جاتے ہین ضیغم نے پوچھا کہ یارو آج کیا ہی کاہے کا ہنگامہ ہی جواب دیا آج شراب حیات دیر سے ملی اب سب کو تقسیم ہو رہی ہی ملکہ کی فیاضی کہ پہلے غریبون کو تقسیم ہو رہی ہی ہزار برس کی عمر بڑھ جاویگی نگہبانون نے جو یہ بیان کیا تینون عیارون نے کہا خدا انجام بخیر کرے خاص یہ طریقہ عیاری معلوم ہوتا ہی شاہپور بلائے روزگار ہی قہر دودمان مہتر مہتران مشہور ہی خواجہ نے سب کچھ تعلیم کر دیا خانۂ دل خزانۂ عیاری سے بھر دیا دیکھیے اب احوال کھلیگا ملکہ سوسن نے کہا تم بھی تو نہ جدا ہوگئے ہمارے ساتھ پھنسے عیارون نے کہا حضور یہ عیاری بلا کی ہی ہم سے نہ تدبیر ہوتی وہ عیار کہنہ جہاندیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ خوب رنگ جمایا عقل سے ہم عرض کرتے ہین آیندہ خدا جانے پہلے برہمن بنکے کاغذ دیا خوب رنگ جمالیا وہ بھی چھپے گھر سے ہوگئے ہونگے ضیغم نے جواب دیا ہمارے دل مین نہین آتا خدا ایسا ہی کرے مگر احسان سے تاجزادے کے خدا بچائے قید خانے مین تو یہ باتین ہین یہان شراب چل رہی ہی یہان اوہام ہر ایک کو جام دے رہے ہین منھ پھیر کے خود بھی پیتے ہین دل مین یہی شمار ہی کہ میری عمر دو ہزار برس کی ہو اپنے آقا کو دینے کا قصد کرتا ہی قہار کہتا ہی مین نہ پیونگا قدرت نے تاکید کی ہی بقول شیخ سعدی مصرع رعیت چو بیخ است سلطان درخت ٭ یہ مجھپر کئی مرتبہ تاکید ہولی تھی رعایا پروری کا ہمیشہ خیال رکھنا ہی اوہام پانچ مرتبہ قدرت نے آواز دی ہر مرتبہ یہی تاکید تھی سب ساتھ والے مقبول بارگاہ خداوند ہین اوہام بجا بجا کہکے شراب تقسیم کر رہا ہی جو باہر جاتا ہی لڑکھڑاتا ہی بعض خاموش صاحبان ربط و ضبط کا جو سر پھرا پاؤن رکے گھبرا کر طرف آسمان کے دیکھنے لگے سمجھے یہ بھی گردش آسمان ہی پاؤن رک گئے سر پھرنے لگا کھڑے ہو کر چار جانب دیکھا درخت پر نگاہ پڑی معلوم ہوا اژدہا آتا ہی ہائے کہکے بھاگے لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہوے اسطرح جابجا ہنگامے برپا ہین گر گر کے بیہوش ہو رہے ہین کہین جوتی پیزار چلتی ہی کہین آہ کہین واہ ہزارہا بیہوش ہین یہ خبر بھی قہار نے سنی کہا شراب حیات کی تاثیر ہوگی کچھ ہو عمر بڑھے جس شے مین

یہ تاثیر ہو سختی بھی قبول کرینگے بعد رنج کے راحت ہی اگر گرے جوٹ لگی کیا نقصان ہی قدرت کا ہر طرح احسان ہی اوہام نے عرض کی اب کوئی باقی نہین رہا مدہوش نے سب سے بڑا جام چھپاتا کہتی جاتی ہی اے قہار تیری زندگی سے میری زندگی ہی قہار نے جام ہاتھ مین کیا ایک ہی سانس مین پی گیا قہار نے پھر کر مدہوش کو دیا اُسنے خوشی خوشی پیا جب دونون عاشق و معشوق بھی پی چکے اب تو رنگ محفل دگرگون کنیزین بھی مبہوت ہو رہی ہین آپس مین تکرار ہر خرد و کلان بیقرار ایک کو ایک برا جانتی ہی کوئی کہتی ہی دریا آیا کوئی کہتی ہی صحرا دکھلائی دیتا ہی کوئی گھبرا کے اٹھتی ہی آپ ہی بگڑتی ہی قہار جو اٹھا پکارتا ہی میری معشوقہ کہان ہی ارے اوہام جواب نہین دیتا اوہام نے پکار کے کہا مین تو بولا مگر آپ نہین سنتے دیکھیے بی بی نذار دیہ کیا ہوا ایک کان ہو سے دیکھیے ایکی مونچھ مین یہ جو بندہ ہی داڑھی مونچھین ندارد قہار نے اوہام کو للکارا باہر نکل کے دیکھا لاشہ مدہوش پڑا ہی اب تو بہت رویا کہا کیون اوہام ساربان زادہ عمرو یہان کیونکر آیا ہائے یہ کتنی بیداد ہوئی اب ایسی مہربان کہان ملیگی معشوقہ کیسی مادر مہربان کا فرا تھا میرے ساتھ کیا احسان کیا میرا مطلب دلی بھی نہ ہوا لیکن او بیحیا اگر قاتل مدہوش کو نہ پایا مارے کوڑون کے کھال گرا دونگا اوہام نے کہا حضور آپ ہی دوڑے گئے شراب لے آئے قہار نے کہا پہلے تو ہی نے فقرہ چھوڑا برہمن کو نہ پہچانا اُس عیار نے تیر کے چونا لگایا اوہام سرنگون تھا گا کلیجہ خون لشکر مین تلاطم ہی ہر ایک کے ہوش و حواس باختہ کہ یہ کیا ستم ہو گیا اوہام نے کہا حضور یہ کام عیار ایرج کا ہی میرے بھی کان کاٹے ملکہ کو مار کر نکل گیا قیدیان بلا کو چھڑا لیگیا بڑا داغ دیگیا حضور لشکر درست کرین مین جان دونگا مگر ایرج کو گرفتار کرکے لاؤنگا قہار نے کہا تجھسے کچھ نہو سکیگا تو نے بڑا دھوکا کھایا ہر چند سمجھایا اوہام نے نہ مانا با نہائے عیاری سے آراستہ ہو کر طرف لشکر ایرج کے چلا یہ تو سُن چکا تھا زبانی شاگردون کی معلوم ہوا تھا کہ لشکر ایرج فلان مقام پر فروکش ہی غصے مین بیقرار واسطے مدہوش کے اشکبار قہار سے کہ گیا آپ لشکر کو تیار رکھیں مین افسر کو لاتا ہون صحرا مین آکر ایک درخت پر چڑھا دیکھا لشکر ایرج ایک صحرا مین اُترا ہی آج لشکر مین سامان روشنی ہی جابجا ناچ ہو رہا ہی شکل فقیر بنکر لشکر مین آیا کسی سے پوچھا بابا آج جشن کیسا ہی کسی دوکاندار نے کہا آج ہمارے آقا کو بڑی خوشی ہی ایک ساحرہ نے اُنکے عزیزون کو گرفتار کیا تھا مہتر شاپور نے جاکر اُسکو مارا وہ شاہزادے رہا ہوئے اسی کا جشن ہی آپکو بہت کچھ ملیگا کہا ناسرکار سے مقرر ہو جائیگا دھونی لگائیے یہان بیسے دل مین کہتا ہی اے اوہام شاپور نے مدہوش کو مارا پھرتا ہوا قریب بارگاہ کے آیا اُسوقت پردہ بارگاہ کا اُٹھا ہوا تھا جمال بے مثال ایرج کو دیکھا پیچ اپنے وہ شیر گردن دلیران صف شکن ناچ ہو رہا ہی ایک رقاصہ یہ غزل گا رہی ہی

غزل

آپ آنکھوں مین چھپکر بیٹھیے — نور کے پردونکے اندر بیٹھیے
بزم جانان سے اُٹھاتے ہین رقیب — دل مین تھا جو قصد اب کر بیٹھیے
بیخودی کہتی ہی بزم یار مین — چلیے اب محفل کے باہر بیٹھیے
دل نہین پہلو مین اب کہتے ہو کیون — آئیے میرے برابر بیٹھیے
انکی جسدن اُسکے در پر بیٹھیے — مر کے اُٹھیے خاک ہو کر بیٹھیے
یہ ارادہ ہی کسی کے تیر کا — سینے مین دل کے برابر بیٹھیے
بیقراری اتنی فرصت بھی تو دے — ہمنشین کے پاس کیونکر بیٹھیے
مانگیے جنت نہ وقت واپسین — دم نکل لے اور دم بھر بیٹھیے
ڈھونڈھنے اُسکو چلے تھے اے جلال — پاس بولی پائے گھر بیٹھیے

محفل مین رنگ جما ہوا ہی ہنگامہ عیش و نشاط برپا ہی ساقیان خوشخود معشوقان سمن بو جمع ہین اپنے مصروف تماشا ہین مشغول عیش سب افسر اوہام جلگیا خیال آیا کہ ہمارے لشکر مین مصیبت اور یہان سامان عشرت اب خدمتگاری شکل بنکے ستون کی آڑ مین کھڑا ہوا دو پہر رات رہے ایرج نے دربار برخاست کیا خدمتگارون مین ملکر اوہام بھی چلا جب ایرج اپنی آرامگاہ مین آئے دسترخوان بچھا یہ بحیا زیر دنگل چھپ رہا جب ایرج پلنگ پر گئے خدمتگار تپائی پر آگئے سناٹا ہوا اوہام نے زیر دنگل سے پروانے بیہوشی کے شمع ہائے مومی و کافوری پر پھینکے دھوان اُسکا بلند ہوا بارگاہ مین گھٹا چارون خدمتگار بیہوش ہوے اُسوقت

یہ ملعون نکلا ایرج کو بیہوش کرکے باہر خیمے کے آیا اب اسنے پشتارہ باندھا جست وخیز کرتا ہوا جاتا ہی شاپور شیر دل طلایہ پر موجود تھا دور سے دیکھا ایک سیاہ پوش جاتا ہی اسنے آواز دی کون جاتا ہی اوہام طرف صحرا کے بھاگا شاپور بدحواس بارگاہ ایرج مین آیا دیکھا خدمتگار بیہوش پڑے ہین پلنگ ایرج کا خالی گھبرا گیا غل مچایا اُٹھا یارو غضب ہوا عیار قہار کا آقا کو لیگیا مین ابھی جاکر لاتا ہون نیلم وغیرہ نے کہا ہم سب چلین شاپور نے کہا کسی کا کام نہین آپ لشکر سے ہوشیار رہین یہ کہکے بانہائے عیاری سے آراستہ ہوکر بھاگا قہار فراق مین مدہوش کے رات بھر جاگا ہی سردار سب جمع ہین کہ رہا ہی کہ مین نے اوہام کو بھیجا ہی اگر خالی آئیگا قتل کرونگا اگر ایرج کو لایا فوراً اُسکو قتل دونگا جلاد حاضر رہین یہ ذکر تھا کہ دیکھا سامنے سے اوہام پشتارہ بدوش آتا ہی مگر گھبرایا ہوا وہین سے آواز دی شہریار سردار کو تو مین لایا مگر عیار میرے تعقب مین آتا ہی قہار کھڑا ہو گیا وسط لشکر مین اوہام پہونچا تھا کہ شاپور کے نعرے کی آواز آئی صدا دی او مکار کہان جاتا ہی مثل برق قریب اوہام کے آیا اوہام کو بھاگنا مشکل ہوا جلدی مین پشتارہ اسنے زمین پر رکھا شاپور لڑنے لگا سب سپاہی دیکھ رہے ہین جیسے ہی اوہام نے ہاتھ مارا شاپور نے پیترا بدلا تلوار خالی گئی اوہام جھکا اوپر سے شاپور نے ہاتھ مارا اوہام کے دو ٹکڑے ہوئے جھپٹکر پشتارہ ایرج کا اپنی پشت پر لیا دو چار شاگردون کو مار کے کسی اگلے پاؤن قلم کیے کسی کا ہاتھ اُڑا دیا آواز دی او قہار اپنے آقا کو ہم لیے جاتے ہین جسکو روکنا ہو روک لے تیری قضا بھی قریب ہی ہمارے آقا کا حکم نہ تھا جب مدہوش کو قتل کیا تھا نہیں ابھی سر کاٹ لیتے مہلت نہ دیتے مگر خدا صاحبقران کو سلامت رکھے ہم سب سے اقرار کرلیا ہی کہ سردار وتاجدار کو غفلت مین قتل نہ کریا ہم اُس حکم کے پابند ہین تو نے نامردی سے حکم دیا تیرا عیار جاکر پکڑ لایا اسی مُنھ پر دعوی جرأت اگلے جسدن سامنا پڑیگا یہ شیر تجھکو قتل کریگا یہ کہتا ہوا جست وخیز کرتا ہوا نکل گیا ہرچند قہار نے غل مچایا کہ یارو لینا یہ جانے نہ پائے کوئی بخوف جان قریب شاپور نہ گیا چشمزدن مین نظرون سے ناپدید ہوا تیغہ چمکاتا ہوا مثل برق جہندہ پشتارہ بدوش جاتا ہی یہان قہار لاشہ اوہام پر آیا بہت رویا سر جھکا کے بیٹھا کہتا تھا یارو مجھپر کیسی مصیبت پڑی باپ وہان مارا گیا معشوقہ یون قتل ہوئی ایک رفیق شفیق یون قتل ہوا اب مین کیا کرون پنڈت حاضر تھے کہا حضور آپ نے ہملوگون سے بات کرنا موقوف کردی بی مدہوش جسدن سے آئین ساعت کا دریافت کرنا معطل ہوا خلاف ساعت آپ قصد کرتے ہین ستارے کی گردش دوستون کے مٹنے کی کوشش ہمارے سامنے کسی کی کیا ضرورت ہی آپ طلسم چلیے ہم لوگ قوم کے پنڈت ستارہ شناس جو حکم دین کیا مجال جو پٹ پڑے پوتھیون مین منتر جنتر بھی موجود ہین آپکو لڑائی پر بھیجینگے ہم جاپ کرینگے کیا مجال جو آپ خالی ہین مدہوش پر ایسے مغرور ہوئے تھے جیسے اُنھون نے دشمنون کو گرفتار کیا تھا ہماری رائے بھی شریک ہوتی قتل دشمنان مین فرق نہ پڑتا اب ہم عرض کرتے ہین ہماری رہبری پر کام کیجیے طلسم نور افشان چلکے فتح کر او سحر عیاری کا کیا اُسمین کام ہی اب قہار کا کوئی صلاح دینے والا نہ پایا پنڈتون نے ایسی زبان درازی کی کہ یہ مبہوت ہو گیا اُسی وقت لشکر آراستہ کرکے طرف طلسم نور افشان کے چل نکلا یہان شاپور پشتارہ ایرج کا لیکر لشکر مین آیا سب سردار نامی اسی پیچ مین تھے سب کا قصد تھا کہ اگر شاپور کو دیر ہو جائیگی جان دین مگر اپنے آقا کو چھڑا لین گینڈے ومرکب پر سوار ہو ہوکر کنارے تک آئے تھے کہ سامنے سے شاپور دکھائی دیا سب نے آواز دی کہ ای برادر آقا کو لائے شاپور نے خوش ہوکر آواز دی اُس عیار کو مارا اپنے آقا کو لایا دربار مین لیکر پہونچا دنگل پر بٹھا کے ہوشیار کیا سب کیفیت ایرج نے سُنی غصہ آیا کہا ای شاپور لشکر ابھی تیار کرو مین اس ملعون کو دربار مین گھسکر مارونگا اسنے بڑا غضب کیا تھا مجھپر دست انداز ہوا تھا مگر آغاز ہوا یہ کہکر قبضے پر ہاتھ ڈالا گرہ بنا اشقر پر سوار ہوئے طرف لشکر قہار کے چلے جہان اُسکا لشکر فروکش تھا وہان اگر دیکھے سناٹا پایا دیہاتیون سے دریافت کیا اُنھون نے بیان کردیا کہ وہ لوگ کوچ کرکے گئے ایرج تو اُسکے پیچھے چلے مگر قہار کا حال عرض کیا جاتا ہی کہ منزلین طی کرتا ہوا یہ آتا ہی پنڈتون کی رائے پر کوچ ومقام کا پابند ہی چندے دن مین ایک قریہ کے سامنے پہونچا

لشکر اُترنے لگا ایک زمیندار آیا اُسنے آکر کہا یہان نہ اُتریے یہ ہم بادشاہ طلسم **نور افشان** کے خراج گذار ہین اُنکا حکم نہین کہ یہان
کوئی اُترے قہار نے زمیندار کو جو تنہا پایا کہا کچھ دیوانہ ہی صحرا مین کسکی ممانعت ہی زمیندار نے کہا دیکھو صاحب چلے جاؤ ہم نے
سمجھا دیا یہ کہکے مکان مین چلا گیا قہار نے بارگاہ استادہ کرائی لشکر اُترا پنڈتون سے پوچھا سب نے کہا شام قریب ہی کنارے
لشکر کے کھڑے ہو کر سیر کیجیے کچھ بہتری ہوگی قہار بیرون بارگاہ آیا درخت چنار سامنے تھا اُسپر سے آواز آئی او بیوقوف تجھکو ہمارے
افسر نے سمجھایا تجھکو یہ خیال نہ آیا لشکر کو یہان اُتارا اب بھی خیر ہی کہ لشکر کو اُٹھا لیجا رات کو یہان رہنے کا ارادہ نہ کر شب کو اس
جنگل مین روشنی رہتی ہی ہمارے مالک یہان آتے ہین جلسہ ناچ و رنگ کا ہوتا ہی تیرے آنے سے سراسر تکلیف ہوگی جلد لشکر کو
اُٹھا ورنہ خرابی ہوگی قہار نے سر اُٹھا کر دیکھا ایک زنگن سیاہ فام نخل سے اُترتی ہوئی آتی ہی قہار ہنسا کہا او عورت تیری شامت
آئی ہی اب رات کو ہم کہان جائین اُسنے کہا تیری قضا لائی ہی یہ مقام حوالی طلسم **نور افشان** ہی کسکی مجال ہی کہ یہان بے ادبی
کرے گنوارون کا جلسہ رہتا ہی یہ کہتی ہوئی جیسے قریب آئی کلمات سخت جو کہے قہار کو غصہ آیا ہاتھ تھام کے ایک طمانچہ مارا زنگن
کا سر اُڑ گیا جیسے ہی لاشہ تھرا کے گرا ایک آندھی سی اُٹھی ایک طمانچہ منھ پر پڑا چرخ کھا کے زمین پر گرا سارا لشکر تلاطم مین پڑ گیا
وہ آندھی چلی کہ سب لشکر اُڑے جاتے تھے کوئی دو کوس پر گرا کوئی چار کوس پر پہونچا خیمے بارگاہین مثل تنکے کے اُڑتی پھرتی
ہین کسی کے روکے نہین رُکتین ہر چند طنابین کھینچتے ہین مگر ایسے زور و شور کی ہوا ہی کہ قدم نہین ٹکتے خیمون کے ساتھ فراش
بھی اُڑ گئے ان سب پر تو یہ گذری کوئی دو کوس پر جا کر ہوشیار ہوا روتا پیٹتا ایک جانب بھاگا دس کہین بیس کہین پنڈت پوتھیان
بغلون مین دبائے ہوے بھاگے جنگل مین چلے جاتے ہین مگر قہار کا حال سُنیے اسکی جو آنکھ کھُلی اپنے کو دیکھا ننگا برہنہ ایک
غرقی بندھی ہوئی کپڑا بدن پر نہین ہتھیار نہین معلوم کیا ہوے ایک کنارے دریا کے اپنے کو پایا گھبرا کے چہار جانب دیکھتا ہی
مگر لشکر کا پتا نہین پاتا اتنا بڑا لشکر اُترا تھا بالکل سناٹا ہی آدمی کا نام و نشان نہین اپنے کو دیکھتا ہی سلاح ندارد لباس بالکل
ندارد صرف ایک غرقی بندھی بدن پر تمام خاک چہرہ سیاہ حال تباہ صورت جو اپنی دریا مین دیکھی معلوم ہوتا ہی کوئی مزدور
کھڑا ہی اپنے حال پر رونے لگا دوڑا دوڑا پھرتا ہی لڑکھڑا کے زمین پر گرتا ہی کبھی افسرون کا نام لیکے آوازین دیتا ہی کہ یارو
کہان گئے میرا تاج و تخت کہان ہی مجھے تخت پر بٹھاؤ یارو میری مدد کو آؤ بھوک کے مارے عجیب حال ہی ملحوظ خاطر ناظرین والا
مقام ہی کہ پنڈتون کی ہدایت خلاف پڑی یہ چور دروازے کی جانب آیا یہ حوالی طلسم ہی شہر یہان سے دور ہی صرف قریات مین اسکا
گذر ہوا ہی پیران جادو یہان کا حاکم تھا یہی شعبدہ اسکے واسطے کافی ہو گیا تین دن اس صحراے ہول خیز مین گذرے تین دن
سے دانہ نہین ملا جنگل وہ ہی کہ نخل ثمردار نہین پتے بھی ندارد شاخین خود ہاتھ پھیلاتی ہین معلوم ہوتا ہی کہ دعائین کر رہی
ہین کہ ای باغبان قضا و قدر ہمکو برگ و ثمر عطا کر ان سے کیا کسی کو پھل ملے کیونکر غنچہ کھلے تیسرے دن جب بھوک سے حال بہت
ابتر ہوا ایک جانب چل نکلا کوس بھر راستہ طی کیا تھا دیکھا ایک دھوبن تین لڑکے ساتھ گدھے پر لادی کپڑون کی لدی ہوئی چلی
آتی ہی لڑکے رو رہے ہین دھوبن لڑکون کو یہ کہکے بہلاتی ہی کہ ارے کیون روتے ہو باپ تمھارا گھاٹ سے غائب ہوا بالقول شخصے دھوبی
کا کتا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا دیکھو تلاش کرتی ہون روٹی لیکے آئی تھی بھوکا پیاسا کہین مرتا ہوگا اُس دھوبن کی نگاہ قہار پر پڑی
یہ کہتی ہوئی دوڑی کہ ارے دھنو کے باپ مین تین دن سے تیری جان کو کلپ رہی ہون آج تیری خوب گُندی کرونگی ننگا پھر رہا ہی کیون
او ننگ خاندان یہ لڑکے تیری جان کو روتے ہین بابو بابو کہکے بلک رہے ہین تین دن سے کپڑے سب بن دھوئے گھاٹ
پر لگے پلٹ جاتی ہون یہ کہکے قریب آئی دو گھونسے مارے بچے پکڑ لیے قہار لاکھ زور کرتا ہی کچھ زور نہین چلتا ہی تینون لڑکے
باپ باپ کہکے لپٹ گئے یہ کہتا ہی او حرامزادی کیا بکتی ہی منم قہار فیلزور شاہزادہ اقلیم سیاہ پوشان جسکو تو انکا باپ بتاتی ہی جب تو
دھوبن نے اُٹھا کے دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھی دو اُنگلیان نتھنون مین ڈالکر کہا کہ او بھیجا تیرے گلے چیر ڈالون آج تو نئی بات بولا

اپنا پڑانا نام بھولا ابھی تیرا باپ میرا سسر لکھن چودھری ابھی زندہ ہی پنچایت مین بیچ جلونگی سب تجھکو دھنوا کہینگے پکارینگے بیمیا اقلیم سیاہ پوشان کہان ہی مین تجھکو گھر مین پکڑ باندھونگی سوندن مین ڈالدونگی آخر کہ دھنوا کہان بھاگ گیا تھا اگر صاحب نے مجھسے کہا تھا جنگل مین گدھا چران ہوگا ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے تجھے تھک گئی ہرچند قہار نے چاہا پیچ کرے نکلون کوئی تدبیر یاد نہ آیا دھوبن چھاتی پر چڑھی مار رہی ہی بھوک سے عجیب حال ہی آخر گھبرا کر کہا ارے بھوک کے مارے مرتا ہون دھوبن نے کہا او بھیا تین دن سے روٹی رکھی ہی چیل مین لہسن کی چٹنی پیسدون کھائے دال تو سڑ گئی کتے کو کھلادی اب قہار ساتھ ہولیا دو چار قدم چلے تھے دو چار دھوبی اور ملے اُنھون نے دیکھتے ہی کہا ارے دھنوا کئی دن سے کہان تھا بڑا سنگدل ہی لڑکے تیرے روتے ہین جورو ڈھونڈھتی پھرتی ہی آج جو ملا تو جورو سے لڑتا ہی تو بڑا نصیبہ ور ہی تیری جورو نے عجب طور سے بسر کی ہی ایک گائے سر کا نہین چھوڑا کسی سے منھ نہین موڑا ہر حیلے سے چار پیسے لاتی ہی تجھکو کھلاتی ہی قہار خاموش دل مین کہتا ہی مین ان سب سے کیونکر کہون کہ مین بادشاہ اقلیم سیاہ پوشان ہون بھوک کے مارے اتنی طاقت نہین کہ اس عورت سے کشتی لڑتا پسلی مین درد ہو رہا ہی خیر چلو روٹی تو کھائینگے گھاٹ پر اسکے ساتھ کپڑے دھویا کرینگے سارا گاؤن یہی کہتا ہی جو اجات ومنات کے نزدیک بہتر ہو اب دھوبی بن کے سیر کرین دھوبن کے ساتھ بیچارہ دھوبن بڑبڑاتی ہوئی گدھے کو چھوڑدیا لادی اسکے سر پر رکھدی لڑکے انگلی پکڑے ہوے اس شان سے گاؤن مین آئے سب گاؤن والے یہی کہتے ہوئے دوڑے ارے کئی دن سے تو کہان تھا سب میلے کپڑے گھر مین پڑے ہین تو کہان بھاگ جاتا ہی سب طرف سے یہی پکار ہی یہ دیوانہ وار وحشی مثال کسی کو جواب نہین دیتا ایک مقام پر دیکھا دو بلا چھپر پڑا ہی اسمین ایک طرف چولھا اُسپر کالی کالی ہنڈیان چھپر سب سیاہ ہو رہا ہی قہار کے واسطے روٹی لائی باجرے کی روٹی پکی ہوئی اُسپر ایک گڑ کی ڈلی جلدی سے اُسنے جیسی تیسی کھالے کھایا قہار کو بعد مدت کے یہ نعمت ملی خوب پیٹ بھر کے کھایا گھر کا کام کاج کرنے لگا گدھون کو کھونٹون مین باندھا عورت نے کہا سوندن کر ڈال کپڑے کئی دن سے پڑے ہین قہار ناچار سوندن کرنے لگا ذرا رکا دھوبن نے پیچھے پکڑ کے دو چار تھپڑ یا گھونسے مار دیے بات بات مین انکو گالیان دیتی ہی عجب مصیبت مین جان پڑی دن بھر تو یون کٹا دھوبن نے ماش کی کھچڑی پکائی تھی تھالی مین نکالی لڑکے بھی بیٹھے قہار جو کھانے لگا دھوبن نے ایک لات ماری کہا او بھیا مجھے نہین بلایا آپ کھانے لگا جسطرح کہین سے ملتا ہی گھر مین لاتی ہون تجھکو کھلاتی ہون ان بچون کا پلنا مشکل ہوا ان لڑکون کا پیدا ہونا باعث نقصان ہی گا نہ کہ جوان کے طالب ہین اب مین جوانی کہان سے لاؤن قہار ان باتون کو سن کے کیا کیا جھلاتا ہی مگر کچھ زور نہین چلتا جب وہ ہاتھ تھام لیتی ہی قہار چھڑا نہین سکتا حیران ہی کہ زور میرا کیا ہوا مین نے بڑے بڑے پہلوان سر میدان زیر کیے اس شقی دھوبن پر زور نہین چلتا مجھکو کیا ہو گیا اس مصیبت مین کھانے سے فراغت ہوئی ایک مٹی کی کنڈ لیا مین پانی رکھدیا اسمین پھپھوندی لگی ہوئی ناچار وہی پانی پیا آبرو پر بنگئی پناہ پانی دشوار مجبور ولاچار کبھی دریاے غیرت جوش مارتا ہی مگر بیبسی سے سرنگون کلیجہ خون ایک ٹوٹی سی چارپائی بچھی تھی ہاتھ قہار کا تھام لیا کہا او بھیا ابھی سے سونے کا ارادہ ہی وہ بات نہوگی مین ابھی سونے نہ دونگی قہار اپنی جان سے بیزار گھبرا کے جواب دیا اری نالائق اب رات زیادہ آئی کل رات کو ہوگا دھوبن نے تیئے لیے کہا جان چھپاتا ہی جبتک دو تین مرتبہ وہ بات نہوگی کیونکر چین پڑیگا دن تو اپنا گاؤن والون مین بسر کرتی ہون کسی سے منھ نہین موڑتی اگر اب ہر ایک جوان یہی کہتا ہی تجھسے عزیز نہین ملتا یہ چند حرامی پلے پیدا ہوئے قیمت کم ہوگئی مگر تو نہ گھبرا پرورش کرونگی مگر رات کو کبھی سونے نہ دونگی اس بات سے روح کو راحت قلب مین قوت آنکھون مین بصارت پیدا ہوتی ہی مین نے اس گاؤن مین کسی جوان کو نہین چھوڑا یہان میرا نام لونڈون کھیری مشہور ہی لڑکون سے بھی انکار نہین اب قہار جو دل مین ارادہ کرتا ہی تو خواہش بالکل نہین جسم سے وہ بو سے بدآتی ہی کہ دماغ اُلٹا جاتا ہی دھوبن نے کہا او نامرد تیری دوا کرون یہ کیلے اُٹھی سونٹھ اور

گڑگڑا کر بولی ان قہار کو کھلائین ایسا مبہوت ہوا کہ دھوبن پر چڑھ بیٹھا مطالب ہونے لگا منکریا جب غرے مین آتی ہی ارے جا جا
مانا ابھی لنگی ہی پایا چھوڑ دے کا موری جان لیے آج تو تو نے ہڈی پسلی توڑ ڈالی ایسا کام کریگا تو مین تجھسے راضی رہونگی اگر [illegible]
مانے گا تو کچھ کھانے کو نہ دونگی تیرا ابو ملنے لگا لونگی مثل پہن کے تجھسے بھی بالونگی جب قہار اگھس جاتا ہی پھر جگاتی ہی رات بھر یہی دھندا رہتا
دونون بھی ہی باجرہ کو منکر بیٹا اٹھ باجرے کی روٹیان پکائین جتنی مسی قہار کو اپنے ہاتھ سے کھلائین گا نہ کے کپڑے کسی کا انگرکھا
کسی کا پاجامہ دونا آجوان آدھا میلا دھوبی کا پھیلا لاد کی سر پر لاد دی کہا گھاٹ پر جا دیکھ کپڑے دھونے مین گھات نہ کرنا
دو پہر کو یہ تیری استری آئیگی کھانا بھی لائیگی اب تجھے کوئی تکلیف نہ پڑیگی قہار نے جو غور کیا منکریا نے دو گھونسے دے [illegible]
کہا گدھے یہ تیرا ہی کام ہی قہار بک جاتا ہی کچھ زور نہین چلتا حیران ہی کہ یہ ساز رو کیا ہی امیر البابان میرے ہتھیار کیا ہو گئے ایسی
بدلی کر سارا گانوں دھوبی کہتا ہی اصلی صورت کون پہچانتا ہی ناچار روتا ہوا گھاٹ پر آیا لاد دی اتاری کپڑے دھونے لگا دوپہر
کی آواز بلند ہی اس حال مین اسکو ایک سال گذرا ایک لڑکا بھی پیدا ہوا اسکو گود مین لیکر گھاٹ پر آتا ہی ایک دن جتنی کو جو [illegible]
آج گھاٹ پر نہ جانا چودھری کے گھر پنچایت ہی خبردار کہین ادھر ادھر نہ جانا ہم تم ساتھ چلینگے قہار نے جو اتنی مہلت پائی
گدھا لیکر بھاگ نکلا جنگل مین ایک نخل کے سائے مین بیٹھا اپنی حیرت پر ڈھاڑین مار کر رو یا دیکھا ایک بڑھیا نہایت پیر زال کالی کالی
صورت بلکہ کالی کی مورت آکر پہونچی قریب آکر سلام کیا کہا اے شاہزادے کیون روتا ہی قہار نہال ہو گیا کہا اے مادر مہربان تمنے
کیسے پہچانا شاہزادہ کہے سارا گانون مجھکو دھوبی کہتا ہی دھوبن نے مجھکو ایسا عاجز کیا ہی رات بھر فعل شنیع کراتی ہی دن کو مار مار کر
کپڑے دھلواتی ہی کاش مجھکو موت آجائے مہلت ملے بڑھیا نے کہا اے قہار تو نے غضب کیا ہندوؤن کی شراکت پر طلسم مین چلا آیا
عمر بھر یوہین تباہ رہیگا یہان سے رہائی غیر ممکن یہ دھوبن تیری جان لیگی اگر مجھکو وصل سے شاد کرے تو مین اس بلا سے تجھکو نجات دلوا دون
قہار حیران ہو کر منھ دیکھنے لگا کہا تو تو مثل نانی کے ہی بڑھیا نے کہا اے فرزند عمر تیری یونہی گذر جائیگی تڑپ تڑپ کے مر جائیگا مین تجھکو
ایسی تدبیرین بتا دونگی طلسم سے نکل جانا پھر کبھی طلسم مین نہ آنا آخر قہار لاچار ہوا بڑھیا کے منھ مین بو آتی ہی سیاہ فام سن رسیدہ
بدن مین جھریان کھال جا بجا لٹکتی ہوئی مگر کچھ نہ بن پڑا کراہت سے بڑھیا سے وصل ہوا بڑھیا نے کہا سامنے جا ایک گڑھیا ہی اس مین
غوطہ مارنا گڑھیا کی خرابی پر نہ خیال کرنا جب غوطہ مارکے تو سر نکالے گا تیری صورت اصلی ہو جائیگی ایک حجرے مین پہونچیگا وہان
لباس و سلاح موجود ہی ایک سمت ایک چراغ روشن ہوگا اپنی ہتیلی پر کاجل پارنا اسکو آنکھون مین لگانا اپنے مکان
قدیم یعنی دھوبن کے پاس جانا کاجل کی تاثیر سے اسکی نگاہ مین بھی معلوم ہوگا کہ میرا وہی دھوبی ہی بر وقت وصل گلا دبا دینا
[illegible] سب ڈھکے روتے ہوے دوڑینگے تو اندھیرے مین لڑتا بھڑتا نکل جانا یہ کہنا حال بہت طولانی ہی یہ کاغذ
مین تجھکو دیتی ہون جب دھوبن کے گھر سے نکل جائیگا سائے مین اسی نخل کے آنا کاغذ کو ملاحظہ کرنا بموجب اسکی ہدایت کے کام کرنا
مگر یہ طلسم بہت مشکل ہی ہر جان تیری [illegible] جائیگی تو نے وصل سے مجھکو مسرور کیا مین نے تجھکو سب کچھ تدبیرین بتا دین یہ بیان
کیا بڑھیا تو چلی گئی قہار قریب گڑھیا کے آیا دیکھا پانی سیاہ بو سے بھرا آتی ہی کسی جانب کتا مرا ہوا سڑ گیا ہی اسکی بھی بو بد آتی ہی
حیران کہ اس پانی مین کیونکر نہاؤن لو ایسا جان سے بیزار تھا یا ساحری و جمشید لیکے بھاند پڑا وہ گرمی ایسی معلوم ہوئی کہ ہڈیان
چٹکنے لگین نہایت پریشان غوطہ مار کر سر نکالا حجرہ ملا اپنے لباس و سلاح بھی دیکھے جسم پر آراستہ کیے کاجل پار آنکھ مین لگایا تھا حجرے سے
نکلا دیکھا منکریا ٹھری پکار رہی ہی کہتی ہی ارے او بچیا پنچایت مین چلنے کی دیر ہوتی ہی کہان گیا تھا آج تو تیرے تیور [illegible]
قہار نے کچھ جواب نہ دیا اس کے ساتھ پنچایت مین جا کر شریک ہوا دیکھا سب پنچ جمع ہین وہان کھانا بھی کیا [illegible]
[illegible] ساتھ مکان پر آیا وہ راہ سے ٹکائی کرتی ہوئی آئی ہی اسکو بھی جلدی ہی کہ اس ملعونہ کو مارون دیکھیے [illegible]
بڑھیا میری رہبر تھی رات ہوئی دھوبن لنگا پھینک کے مثل جھنی کے قہار سے لپٹی اسنے لپٹتے ہی [illegible]

کہ اسکی آنکھین نکل آئین گردن پکڑ کے کھینچی اوسکا مر نا تھا کہ ان مین اندھیرا ہوا سب لڑکے روتے ہوئے دوڑے پکارتے تھے ارے او ظالم ہماری مان کو کیون مار ڈالا اتبو قہار نے تلوار کھینچی خاص جو لڑکا اوسکے صلب سے پیدا ہوا تھا دیکھا وہ تو بڑا پہلوان ہی لاٹھی کاندھے پر دوڑا ہوا چلا آتا ہی باہر نکل کر ایک لاٹھی ماری یقین تھا قہار کی کمر ٹوٹ گئی مگر ضبط کر کے ہاتھ تلوار کا مارا اوسکے دو ٹکڑے ہوئے اور لڑکے سب دوڑے اونکے بھی بڑے بڑے قد چاہتے ہین لپٹ جائین مگر قہار نے تلوار سے سب کو مارا اب اپنے کو زیر نخل پایا کاغذ بڑھیا کا دیا ہوا یاد آیا خیال کیا کہ یہی نوشتۂ تقدیر ہی رہائی کی تدبیر تحریر ہی اسکو کھولا جلی نوشتہ پایا کہ ای سرگشتۂ مصیبت و ای گرفتار دام حسرت انجام آفت سیران جادو شکل زمیندار آیا ہی جلد وہی کاجل آنکھون مین لگا لے کہ وہ تجھکو پہلوان اول دیکھے اسی دھوکے سے تم اسکو مار لے مہلت نہ دینا اپنی مصیبت کا بدلا لینا اسکے بعد جو اس کاغذ مین مضمون نکلے موافق نوشتہ کام کرنا قہار رو سیاہ نے پھر کاجل لگایا کہ سامنے سے گرد اڑتی دیکھا ایک زمیندار وضع کا ٹٹو پر سوار پکارتا ہوا آتا ہی کیون او خدا کے باپ تو آج منکر رہا ہے کیون بگڑا کیا گھاٹ نہ جائیگا جو رو سے لڑکر بہت پچھتائیگا وہ تیری یاد مین مہربان ہی کیا تجھکو خفقان ہی قہار نے کہا آپ بزرگ ہین میرے پاس آئیے تو حال بیان کرون وہ فاحشہ بڑی بلا ہی اب مجھکو اوسکے چھوڑنے مین بڑی کد ہی یہ سنکر زمیندار قریب آیا گھوڑے سے کود پڑا کہا خبردار جورو کے چھوڑنے کا ارادہ نکرنا دیہات مین بڑا غضب ہی قہار نے کہا دیکھیے لڑکون کا ہاتھ تھامے ہوئے آتی ہی وہ زمیندار اوسطرف پلٹا قہار نے ہاتھ تلوار کا مارا اوسکا سر کٹ کے دھڑ سے گرا اندھیرا چھا گیا سنگ باری برف باری ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام مین سیران جادو بود قہار اسقدر خائف تھا کہ اندھیرے مین ایک جانب بھاگا ایک تیر تک دور نکل گیا جب تاریکی برطرف ہوئی اپنے کو اوسی درخت کے سایے مین پایا بہت گھبرایا کاغذ نکالا اوسمین کچھ نوشتہ نہ پایا مگر ایک لفظ مرقوم کہ ای قہار اپنے کو جنت مین جنیبۂ کرم خوار کے پہونچا سب حاجتین تیری پوری ہونگی اب قہار حیران ہوا کہ یہ جنیبۂ کرم خوار کون ہی اس فکر مین کھڑا تھا کہ درخت سے ایک جانور نے آواز دی ای مقیم حوالی طلسم نور افشان کیون اسقدر پریشان ہی اگر قوت مردمی رکھتا ہی اس نخل کو اکھیڑ یہ صدا دیکر طائر اڑ گیا قہار نے فوراً درخت اکھیڑا مہر دلفقب بجنۂ ظاہر ہوا تھوڑی دور گیا تھا کہ ایک دروازہ معلوم ہوا حیران حیران کھڑا تھا کہ اندر سے دروازے کے ایک نازنین چہار دہ سالہ حسین مہ جبین آفت جان سرو قد میاک حیت و چالاک گرد کئی سی کنیزان حسین اوس شوخ و شنگ کو گھیرے ہوئے خرامان خرامان سامنے سے آتی ہی

نظم

آب و رنگ رخ لطافت ہی
پردۂ شب مین جسطرح شبنم
نور کے دل کو چاک کرتا ہی
خم اعجاز دست موسی ہی
یا شب تیرہ چاندنی مین ہی
شعر مشاطہ نے یہ ورد کیا

ہر دو نور رستہ وہ یگانہ ہی
بکھرے بال اوس پر یکے کیا کہیے
نفرت افشان وان ہوئی جب سے
زلف ہی یا کہ ہی شب دیجور
وہ چمک ہی جو بالون مین اوسکے
گر نزاکت پہ اوسکی دل روئے
زلف کا کھولنا بہانا تھا

اوسکا انداز جادوانہ ہی
دام کہیے کہ دلربا کہیے
تارے جھڑتے مین دامن شب سے
مانگ ہی یا کہ اوسمین ہی رہ نور
نور سر کھینچتا ہی ظلمت سے
بال بال اوسکا پر گہر ہوئے
مدعا اسسے منھ چھپانا تھا

حسن ترکیب مین قیامت ہی
عرق افشان ہی گیسوے پر خم
شانہ جب زلف سے گزرتا ہی
شکن زلف کیا کہون کیا ہی
سانپ بیٹھے کی ہر دری مین ہی
کھولی جب اوس پری نے زلف دوتا
[illegible] مین اوس نازنین کی [illegible]

یہ اشعار صادق آتے مین

اشعار

دل کی لیتا ہی کبھی ہم سے کبھی بیچ ہی کہ
عارض یار مین قرآن ہی ہمبر گیسو
روز افزون ہو جو سخ یار کا جوبن یارب
[illegible] سے آپکا ابتر گیسو

بے اجازت کوئی چھو سکتا ہی کیونکر گیسو
ہوگیا عاشق گیسو کا مقدر گیسو
شانہ رکیون نہ بلا کمن تری مشاطہ نیا
طول مین ہوتی ہی ہجر کی راتون کے برابر گیسو
[illegible] گیا [illegible] شب وصل

یون [illegible] عاشق [illegible] گیسو
یہ انکھین کے لیے اترے ہین [illegible]
زلف سے مانگ کی [illegible] بہتر گیسو
دل کا چور [illegible]
تمنے اندھیر کیا [illegible] گیسو

سانپ پانی مین ور آتا ہی نکلکر جیسے
اسی تدبیر مین ہی یار کا خنجر گیسو
کی شب وصل بسر اُسنے یہ کہہ کے جلال

دل مین گھر لیتے ہین عاشق کے یہ مین گھر گیسو
شب وعدہ بھی تم آئیے تو ڈرائے آکے
کھینچ عارض پہ بکھر جاتے ہین کیون گر گیسو

یہ گلا کاٹیگا عاشق کا وہ پھانسی دیگا
کبھی بنجاتے ہین افعی کبھی اژدر گیسو

تھا دیکھتے ہی وہ صورت زیبا طلعت جہان آرا کو مبہوت ہو سراپا کو بنگاہ غور دیکھ رہا ہی اُس نازنین نے نگاہ محبت سے دیکھکر کہا اے گرفتار دام طلسم الفت وای آوارہ دشت مصیبت تیرے حسن کی شہرت سنکر یہان تک آئی مگر تو نے غضب کیا ہمارے اُستاد دیدہ بینا دبیران جادو کو مارا ثابت ہی دھوبن کے گھر مین تمپر کیا گذری کیونکر اولاد کا بھی پاس نہ آیا کس حسرت و یاس سے مارا یہ کنیز بھی جان نثار ہی تیری محبت کے واسطے دل بیقرار ہی اس نازوادا سے اُس آفت جان نے یہ فقرہ کہا ہر چند کہ نام دھوبن کا سنکر حجاب مین تھا قمار کو پسینہ آگیا مگر دل پر قابو نرہا اُس حسن کا تو کچھ جواب نہ دیا باشتیاق بڑھا اُس نازنین نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا ہمارے ساتھ چل ہماری محفل مین رونق ہو تم شاہزادہ والاقدر آسمان جرأت کے بدر ہو طلسم نور افشان کے فتاح منازل عجائب غرائب کے سیاح ہو تقدیر دکھائے وہ دن دیکھنے ایسا نہو یہ عشق رنگ لائے ہمین بھی تمہارے ہاتھ سے قتل کرائے غرض اُس بیباکی و حیت و چالاکی پر مرا جاتا ہی گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہی دل سے کہتا ہی زندگی اپنی اسکی شربت وصال پر موقوف ہی دیکھو ای قمار تو جو نام پہ مبتلا کے ناحق کو آوارہ ہوا کیا یہ حسن مین اس سے بہتر ہوگی معشوق تو تو اُسکی جستجو بھی ہمیشہ سے دل مین یہی آرزو تھی لیکن حیران کہ حال میرا اس شعلہ رخسار سے کیسے کہا دل ہی مین خیال کیا شاید اُس نے پڑھا سنکر بیان کیا ہوا اسیر خود میری جان جاتی ہی طبیعت گھبراتی ہی اب قمار کو وہ نازنین لیے ہوئے ایک مکان عالیشان مین آئی نہایت تکلف سے سجا ہر شیشہ آلات سے درست گلدستے شراب کی کنیزین کارگزار ہے طریقے سے لگائی ہین چادر کر جست بیٹھا قمار کو لاکر اُس مسند پر بٹھایا اپنے پہلو مین مسند پر بٹھایا ایک نازنین سے کہا تمہارے مہمان ہین کچھ اپنا کمال تم دکھاؤ کوئی غزل گاؤ غزل

گریبان کو جنون مین تا بدامن چاک ہوتا تھا
لہو کو میرے پانی ہو کے پیدا پاک ہوتا تھا
نہ آیا مجکو میرے آنسوؤن مین پیر نالۂ دل
کسی کو آگ ہوتا تھا کسی کو خاک ہوتا تھا
رقیب آئے ہین اُنکے ساتھ کھڑے یہی عذاب ہوگا
تو پھر خولہ قمری مین لگا کر پاک ہوتا تھا
جو آنکھین ہو چھین اُسکی تو دل میرا شاد ہوتا
مقدر مین ہمارے خاک سے یون پاک ہوتا تھا
خدا کی شان کہتا ہی جو ان کی ناک کا تنکا
برہمن ہی سے ملکر صاحب ادراک ہوتا تھا

جواب خواب دیتے تم آ وحشت ناک ہوتا تھا
تغافل کر گئے سنکر جہان مین کیون آنکھین
لہو ہو کے بہا تھا اگر پیراک ہوتا تھا
نکل جاتی نہ رہتی حسرت پرواز تو باقی
یہین گذرا وہ مردہ ہی جو زیر خاک ہوتا تھا
نگر پڑنا فلک تم تہ دیوار جب مرتے
یہان شرما کے جھکنا تھا یہ بیباک ہوتا تھا
نگاہ شوق کی حسرت جگر اسکا تو شق کرلی
مری تقدیر مین سب یورون کی ناک ہوتا تھا
غریبی کی دکھاتا تھا جلال ان شوخ چشمون کو

جو یہ مقصود تھا دیتا ہی قاتل اپنے دامن
مرے شعر مندہ ہر سکو ذرا بیباک ہوتا تھا
نگاہ گرم کی بجلی سے جلتا تھا مقدر مین
قفس کی طرح بلبل کے جگر کو چاک ہوتا تھا
اگر تیر دانی ہی کا لگا تھا زاہد و دست پا
ترے کوچے مین ترک کی مٹھی خاک ہوتا تھا
نہ مر جاتے نہ پی آنسو بہاتا کوئی تربت پر
ترے پردے سے کون اس طرح صد چاک ہوتا تھا
بتون مین جلوۂ حق شیخ کو معلوم ہوجاتا
برہمن کی بخت نے ہستی جہان جلا کر خاک ہوتا تھا

اس غزل سے ایسا رنگ جما قمار مبہوت ہو رہا ہی جھوم رہا ہی اُس نازنین نے جام شراب اپنے ہاتھ سے دیا جام پیتے ہی عجب کیفیت حاصل ہوئی لپٹنے لگا وہ نازنین ہان ہان کہتی ہی او بیباک دیکھ سامنے سب کنیزین بیٹھی ہین قمار متاہی جان تو کچھ پروا نہ کی قمار نے اُسکو گود مین لیا بوسہ بازی کرنے لگا جب تو اُسنے بھی پاجامہ اُتار کے پھینکدیا کنیزین منہ ڈھانپ کر ہنس گئین مگر اس بیباک بے شرم کو کچھ حیا نہ آئی ابتک نہین سمجھا کہ یہ کیا طلسم ہی اس نازنین مہ جبین کا کیا اسم ہی سب اصلی مطلب مین مشغول ہوا جبکہ گرد دیکھا ایک عورت سیہ فام بدانجام ترش رو دانت ضعیفہ صد سالہ ...

پڑی ہو میں قہار [illegible] اگر ہو جاؤں بوسہ بھی [illegible] دماغ اُلٹ گیا ہے یہ آگ ہونے لگا اُسنے گردن پکڑ کے اُٹھا
اور کہا اے [illegible] تو نے نہ مانا اب [illegible] وہ پن پر ہے کیا مجال جو تجھکو اگر ہو نے دو دن لطف زندگی کا
غنچہ [illegible] تو ذہیر فرزند ہے یہ تو اسا میرے خون کا پیاسا ہی میری محبت تجھکو اس مصیبت سے چھڑا ئیگی اُٹھا ان رکھو دل کا
[illegible] کیوں [illegible] تمھارا اپنی جان سے بیزار [illegible] اُسنے اسطرح اسکو [illegible] گا تھا ہی کہ ہل نہیں سکتا [illegible] یہ کہتا ہی کہ میں
[illegible] حضرت [illegible] امر سے فرشتہ ہوئی [illegible] ہوا کا بیٹا ہوا [illegible] وہ [illegible] پر
[illegible] ایسی خوبصورت [illegible] آدمی یہ صیبت [illegible] میں اسیر ہو
جا پڑا اُس نازنین نے [illegible] پکڑے کہا کیوں بیٹا کیوں شرمندہ [illegible] اب تو [illegible] تجھکو عمر بسر کرنا ہو گی
[illegible] کنیزوں کے سامنے تو نے ایسی حرکت کی [illegible] کی خواہش نہ رہیگی اب [illegible] کریگا زندہ
اپنی جان [illegible] ورنہ عمر بھر خراب رہیگا [illegible] کو مار کے آیا ہے [illegible] اب شگفتہ ہو [illegible]
[illegible] میں [illegible] قلب [illegible] باتوں میں [illegible] یہ [illegible] ہوا اب اُسنے [illegible]
[illegible] زمین پر گرا بیہوش ہو گیا اب جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک مکان [illegible] میں مسلسل [illegible]
[illegible] قید کی [illegible] دن بھر اسی قید خانے میں [illegible] شام کو ایک زنگن سیاہ فام آئی کہ قہار اسکی صورت دیکھکر
[illegible] اے فرزند کیوں روتا ہی [illegible] جیسا ہی [illegible] دشمن تھی کہ تیری جان
[illegible] کی یہ غداری [illegible] اب قید میں گھبراتا ہی [illegible] اُس زنگن نے کھانا سامنے قہار کے رکھا
یہ بھوک [illegible] اُس زنگن نے ہاتھ تھام لیا کہا پہلے مجھکو شربت [illegible] سے سیراب کر پھر کھانا کھانا
[illegible] قہار نے کہا میرے ہاتھ پاؤں میں طاقت نہیں یہ فعل کیونکر [illegible] زنگن نے ایک گولی اسکو
کھلا دی [illegible] اسقدر طاقت ہوئی کہ زنجیریں توڑ [illegible] پر جا پڑا جب فارغ ہوا اُسنے قہار کو کھانا کھلایا جام
شراب [illegible] کرنے لگا [illegible] ایک طمانچہ مارا قہار بیہوش ہو گیا جب آنکھ کھلی اُسی حقل شب [illegible]
[illegible] بیٹھی ہی قہار کو دیکھکر ہنسی کہا صاحب آیئے قہار نے کہا تم بڑی بیمروت ہو ہم دن بھر قید میں
[illegible] اور [illegible] تڑپ تڑپ کے مر جاتا اُسنے دانت کے نیچے اُنگلی دبائی کہا دیکھو خبردار گذری
ہوئی بات کا [illegible] قہار [illegible] جام بھر کے دیا قہار پی گیا [illegible] ہوا [illegible]
پھر اُسی [illegible] سامنا ہوا [illegible] تڑپ کے مہلت کی [illegible] ہوا دہی [illegible] دل [illegible] قہار نے کہا کیوں اے شوخ [illegible]
[illegible] احسان کرنیکل [illegible] کے رنگ نہ بدل عجب چال چلتی ہی یہ سنتے ہی اُسنے ایک طمانچہ مارا قہار
بیہوش ہو گیا جب آنکھ کھلی دیکھا صحرائے ہولناک [illegible] انگیز [illegible] گرد کے [illegible] چند و بوم [illegible]
[illegible] افسوس [illegible] کا پتا نہیں پانی کا نام نہیں [illegible]
[illegible] زمین ناہموار [illegible] سبب [illegible] زبان منھ سے نکل آئی ہی ہر طرف [illegible] تا پھرتا ہی پانی دشوار
بیقرار [illegible] آنکھ کھلی نہیں ہر قدم پر گر گر پڑتا ہی [illegible] پھرتا ہی جب [illegible] دوڑا پاؤں میں
[illegible] رفتار نہ رہی [illegible] کر ایک مقام پر گرا کسی نے سر زانو پر رکھ لیا پشت پر ہاتھ پھیر کر کہا اے فرزند آنکھیں کھولو پانی
[illegible] نہ گھبراؤ قہار نے آنکھیں کھولکر اُسی زنگن کو دیکھا کہ سر آغوش میں لیے بیٹھی ہی دسترخوان میں کھانا
[illegible] ہاتھ میں [illegible] قہار انتہا کا پیاسا تھا پانی پانی کرنے لگا ٹھنڈی سانسیں
بھرنے لگا زنگن نے کہا [illegible] پہلے میرا مطلب تو ہو جائے شربت وصل سے سیراب کر پھر صورت پانی کی

[illegible] آئی ہی [illegible] یہ شعر تو نے نہین سُنا ہے شب آمد ساز گار عشق بازان ❊ شب آمد از دل عشق بازان
[illegible] خدمت [illegible] بیٹھکر [illegible] لطف زندگی اُٹھاؤ گے قمار نے کہا ارے مین اپنی جان سے مرتا
ہون [illegible] اسکے بعد جہین ملیگا یہ کہکر وہی گولی کھلا دی گولی کھاتے ہی بد حواس
[illegible] جہان جہان کہتا جاتا ہی جب یہ فارغ ہوا اُسنے اپنے ہاتھ سے کھانا
[illegible] بھی مار دیا قمار گرکے بیہوش ہوا صبحت شب مین آیا آج اُسنے کہا ای نازنین
[illegible] قید خانے مین رہا آج سحر ائے طلسم مین پھنسا لیکن آکر جان بچا لیتی ہی آپ و
[illegible] اسکا مجھپر بڑا احسان ہی اُسنے جواب دیا ارے بیوقوف یہ قدمات طلسم مین
[illegible] نذر کرو امن مدعا گل مراد سے بھر پیکے جام شراب دیا اسنے کہا
[illegible] مصیبت کا سامنا ہوگا وہ نازنین ہنسی کہا صاف صاف یہ تیری مراد کیا ہی مین نے دو دن
[illegible] ہی بارہ جہالت نے سست ہی قمار رونے لگا کہا ای جان جہان وای آرام
دلِ مشتاقان [illegible] وہان جہیر [illegible] رفتار نے یون لوٹا آرزو سے فتاحی طلسم نور افشان رکھتا ہون باپ میرا
بہمن [illegible] بار ملنگا یہ لوشخص کے مارا گیا آرزو سے دلی ہی کہ اُس نقابدار کو مارون
طلسم فتح کرون [illegible] ستمگر سختی سے گذرتے ہین دن کو وہ حضرات کو تمھاری صحبت تمھارے
[illegible] کیفیت ظاہر [illegible] اُس نازنین نے کہا ای قمار نہ گھبرا مین تیرے واسطے سب
[illegible] ہولی صبح و شام مین تجھکو لیکہ نکلتی ہون لیکن بڑا رونا یہ ہی کہ تو سفلہ مزاج
[illegible] اُٹھائیگا شوکت و شان ہونگے [illegible] نقابدار کا تو ذکر کرتا ہی وہ بڑا زبردست ہی مین نے نجوم مین دیکھا
اُسپر تو غالب نہ آئیگا [illegible] میرے نزدیک سب کچھ آسان ہی مگر اُس سے ملاقات [illegible] وہ جوان صاحب جاہ و
[illegible] نوجوان [illegible] طلسم آیا ہی [illegible] تو زیر کریگا مین تجھکو زور و
طاقت [illegible] وقوت بھر دونگی عجائبات طلسم بیشمار ہین بڑے بڑے کاہن نجومی آگے اُسکی
شعبدے [illegible] آگاہ کرتی ہون مین جوانی طلسم کی مالک ہون راہ سحر و ساحری کی سالک ہون
سحر العجائب [illegible] بیٹھے ہین استقدر انکو غرور ہی کہ آج تک مجھکو اپنی صحبت مین نہین بلایا مگر ہم
لوگ [illegible] آئیگا ضرور دھوکا کھائیگا بے سبب قتل کیے کوئی تا بہ طلسم نور افشان
نہین [illegible] کوکب الیسا پادشاہ عالیجاہ و شاہنشاہ لاچار گرد دن پناہ جائے طلسم
[illegible] آیا قید مین [illegible] تجھکو تا بہ دشت طلسم نور افشان پہنچا دونگی
[illegible] وصل نو ملاحظہ کرتا ہی اگر تجھکو یہ صورت
[illegible] طلسم نور افشان لیجاؤن ایسا نہو کہ جب طلسم فتح کرے مجھکو بھول جائے بڑا ن کم سن
[illegible] میرا خیال بھی نہ رہے مین تیرے عشق مین تڑپ تڑپ کے مر جاؤن
یہ خیال [illegible] قمار [illegible] زندان صحبت [illegible] اسنے کہا ای ملکۂ عالم
اگر میری [illegible] سوا تمھارے کسی عورت پر نگاہ نہ ڈالونگا اسیر [illegible] بہت جلا لی
[illegible] دو گھڑی کا وصل یہ سارا [illegible] فرزند کتنی ہی اُسکے ساتھ کہا کب
[illegible] بہت مقدمے مین [illegible] کبھی رکھتا ورنہ تیری صورت کبھی نہ دیکھونگی

تا بہ طلسم پہونچیگا تب تیرے دل کو خوشی ہوگی کہ مین نے تیرے ساتھ کیا کیا یہان سے قریب ایک صحرا ہی اُسکو صحرائے عجایب کہتے ہین مقیدان طلسم اُس جگہ پر رہتے ہین خواہ امیر ہو خواہ فقیر لباس کا نام نہین دن بھر فرزندی کرتے ہین شام کو اُسکی موافق ایک آبخورہ پانی کا دو روٹیان جسمین اُنکا پیٹ نہ بھرے زمین صحرا فرش مقام ریگستان جائے سکونت بھلا ایسی معشوقہ کا پہلو شراب و کباب موجود یہ سیر اونا منصف تو نے مجکو بڑھیا کہا ایک ہفتہ کے واسطے تجھکو قید یون مین بہو نچا دون قہار نے ہاتھ باندھے کہا اب کبھی بڑھیا نہ کہونگا خبیثہ نے کہا طلسم فتح ہوجائے مگر ام سزا پائین قہار قدمون پر گر پڑا کہا مجسے خطا ہوئی خدمتگزاری مین ہمیشہ سرگرم رہونگا خبیثہ نے وعدہ کیا کہ اندر اسی ہفتے کے سامان خروج کر دونگی فوج جمع کر چکی ہون بارہ ہزار زنگی جمع کیے یہی خیال ہی کہ ایک ایک ساحر لڑیگا ان سب سے مقابلہ پڑیگا رستا ہان طلسم نور افشان اُنپر غالب آنا دشوار ہوگا قہار نے کہا مالکہ سر کٹیگا پھینک دونگا خبیثہ نے کہا ای قہار یہ وہ لوگ ہین کہ جنکے سامنے زبان ہلانا مشکل ہی مگر مین رازدار ہون راستہ بتاؤنگی تیرے ہاتھ سے بڑے بڑے جادوگرون کو قتل کراؤنگی کمر ہمت مضبوط باندھے قہار نے کہا مین سب طرح حاضر ہون خبیثہ نے اپنی صورت اصلی دکھائی رات بھر عیش رہا آج قہار بیہوش نہین ہوا مگر جب رات گئی ستارہ سحری چمکا نیر اعظم بصد شوکت و حشم تختگاہ مشرق سے برآمد ہو کر تخت زبرجدی فلک پر جلوہ فرما ہوا بصد شوکت و جاہ فوج شعاع و ضیا ہمراہ شاہنشاہ ماہ تابان کی عملداری مٹی فوج ثابت و سیارگان کو شکست حاصل ہوئی عملداری ہفت اقلیم مین سکہ ضیا و شعاع کا رواج ہوا نیر اعظم مالک تخت و تاج ہوا بلبلون نے چہکارین مارین گلون نے آنکھین کھولین سنبل نے زلف پرشکن کو پیچ و تاب دیا نرگس کی دیدہ بازی نے زور پکڑا سوسن صد زبان کی زبان درازی صبا کی شعبدہ بازی لڑکھڑاتی پھرتی ہی سر مینائے شجر سے سر ٹکرا کر گرتی ہی ہر گل کا کٹورہ شراب شبنم سے معمور جوانان باغ کا وقت سرور حسینان چمن اکڑنے لگے کلیان و صبا دائی بد تہذیبی پر لڑنے لگے خبیثہ کرم خوار نے قہار کو جگایا یہ خفتہ بخت آنکھین ملتا ہوا اُٹھا دیکھا سوائے خبیثہ کے کسی انیس جلیس کا نشان نہین باغ پر رونق صحن لق و دق خبیثہ نے آواز دی ارے کوئی حاضر ہی پہلوے باغ سے ایک زنگی بڑے قد و قامت کا سلاح جنگ سے آراستہ حاضر حاضر کہکے سامنے آیا کہا ای سیاہ تاب تخت یاقوتی آراستہ کر اُسنے بڑھکر کمرہ کھولا دیکھا چار حبشین ایک تخت یاقوت احمر کا لیے ہوے کھڑی ہین سیاہ تاب نے اُنکو باہر بلایا چارون نے تخت لا کر رکھا خبیثہ نے آواز دی شور بخت کو بلاؤ ایک زنگی اور آیا اُسنے کوٹھا کھولا ایک تاج یاقوتی خزانے سے نکالا جسکا شور بخت نام لیا تھا اُسنے تاج سر پر قہار کے رکھا چارون حبشنون نے ہاتھ تھام کے اس بد انجام کو تخت پر بٹھایا خبیثہ نے ایک چیخ ماری آواز دی ای زنگیان آدم خوار جلد حاضر ہو نگھر اون کیسے چلکر بدلا لو قہار نے دیکھا کہ گوشہ ہائے باغ سے نگہبانان قوی ہیکل آ کر صف باندھنے لگے نقارے کیلی و شتری لدے ہوئے و علمہائے زنگاری کے پھریرے لپٹے ہوئے جتنے عرصے مین نیر اعظم بلند ہوا اسی ہزار زنگی جوانان یک رنگی خود و زرہ سے آراستہ سلاح جنگی سے پیراستہ خیمے بارگاہین جھکڑون پر بار تھا اس لشکر کو دیکھکر نہایت خوش ہوا ایک مادیان مشکی ساز و لجام سے آراستہ ایک خبشن لیکر آئی کہا ملکہ عالم یہ آپکے واسطے حاضر خبیثہ نے بلندی پر کھڑے ہو کر آواز دی ای یارو تم سب کوکب روشن ضمیر کے نمکخوار ہو جو اُنکے ساتھ ہوا ہم بہت شاد ہین وہ بادشاہ جلیل خفیہ ہو گیا دونون کو رحم نہ آیا کچھ نمک کا پاس نہ کیا قید خانے مین بھی ستاتے ہین ایسی سرکشی دکھاتے ہین ہم لوگون کی یہی صلاح ہی کہ نمک حرامون کو مٹاؤ بادشاہ کو قید سے چھڑاؤ صاحبو میرا حوصلہ نہ پڑتا تھا اب یہ جوان صاحب اقبال زور و طاقت مین یکتا فرزند بہمن سیاہ قبا صاحب شوکت و شان بادشاہ اقلیم سیاہ پوشان آمادہ ہی اسکا بھی باپ مارا گیا اُسکے بھی خون کا بدلا لیگا صرف اسکی مراد یہ ہی کہ کوکب کو قید سے چھڑاؤن نمکحرامون کو سزا دون

خود بادشاہ جلیل ہو تمہارے بادشاہ سابق کا دل یہان سے کنیل ہو اور کوئی حاجت نہین رکھتا فقط یہی منظور ہی کہ بادشاہ کو قید سے
چھڑا کے تخت پر بٹھائین خراج بھی اگر وہ انکو نہ دیگا یہ طالب نہونگے سب زنگیون نے دست بستہ عرض کی ہمارا جان و مال اس
راہ مین نثار ہی راضی ہین حقیقت مین اُن نمک حرامون نے ایسی خطا کی کبھی کوئی نمک حرام ایسے حاکم عالی وقار سے اسطرح نہ پیش آیا
ہوگا سُنا ہی ہمنے کوکب نے اسقدر کہا کہ طلسم کے تم حاکم ہو لے تعین سلطنت بدل و جان بخشی فقط دشمن کو روک لو
ہماری آبرو مین فرق نہ آوے اُن بیچارون نے وہ جواب سُنکر دیئے منہم اخبار نے اس خبر وحشت اثر کو یون لکھا ہی اُن ظالمون
کو پڑھکر رونا آتا ہی غیرون کے خلاف ہوا ہم کو بھی مدد کرنا ضرور ہی اُنکی مصیبت پر قلب ناصبور ہی جب خبیثہ نے سب کو
ثابت قدم پایا چار زنگیون نے تخت اُٹھایا چار سو نقارون پر چوب پڑی علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے جوانان
زنگی لڑائی پر تُلے اسطرح صفین بند مین صاف ثابت تھا کہ دیوار آہنی جنبش مین ہی سب جوان جانتے پوشش لشکر دار او گیقباد کی
سلطنت مٹانے کی کوشش مین ہین باغ سے تخت قمار نکلا کوچ کر کے چلا ہر منزل پر اُترتے تھے خبیثہ قمار کو پہلو مین لیکر
سوتی تھی بہت خوش ہوتی تھی مگر قمار نوبت بجان کا ردبا ستخوان شب بھر پریشان رہتا ہی ضعیفہ کے ظلم سہتا ہی امید سلطنت پر
بوجہ موہوم جب تین منزلین طی کین رات کو خبیثہ نے قمار سے کہا ای فرزند آج سرحد طلسم سے نکلے اب مین تجکو راہ راست سے
خاص طلسم پر لیجلونگی وہان چل کے لوح کا پتا لگاؤنگی تیرے ہاتھ سے سحر العجائب و معمر الغرائب کو قتل کراؤنگی چونکہ
صحراے معقول ہی دو دن اسی مقام پر مقام کرو مین اور بھی سحر مدد تیار کرلون قمار کو اسکے کہنے پر اطمینان ہی کوچ موقوف رہا
صبح کو قمار دربارگاہ پر بیٹھا سیر صحرا دیکھ رہا تھا کہ صحرا سے گرد اڑی کئی ہزار علمہاے زنگاری اُنپر تعریف الٰہی و نعت رسالت
پناہی مرقوم آمد فوج کی دھوم پشت پر زمین لاکھ فوج آگئے سب کے نقابدار ببر پوش اُسکی پشت پر گلگون پوش تخت پر
بادلہ پوش تین عیار ربانہاے عیاری سے آراستہ اہتمام لشکر کرتے ہوئے اس کر وفر سے لشکر آگر نقابدارون کا اُترا قمار
نے بھیجا تا کہ وہی نقابدار ہین کہ جنکی ذات سے مجھکو آزار پہونچا خبیثہ ایک پہلوان کی صورت سحر سے بنی ہوئی پہلو مین قمار
کے بیٹھی ہی جیسے قمار نے ذکر کیا خبیثہ نے کہا طبل جنگی بجوا کر انکو پکڑ لے سر میدان زیر کر اب کیون دیر کرتا ہی مین یہی چاہتی ہون
کہ تیری شوکت و شان بڑھے مجھکو طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ نقابدار بھی لشکر کشی کرکے طرف طلسم نور افشان کے جاتے
ہین کیا تعجب ہی کہ عزیزداران زلزلہ قاف ثانی سلیمان سے ہون شوکت و جلالت و فوج کی کثرت سے معلوم ہوتا ہی کہ برائے تعاقب
جاتے ہین انکے زیر کرنے مین تیرا بڑا نام ہوگا مین یہ چاہتی ہون کہ تمام دنیا کے پہلوان حال تیری شوکت و شان کا سُنلین
تیرے منہ پر چڑھنے کا ارادہ نکرین ان سب مین زیادہ چالاک و چست ارادے کا درست نقابدار ببر پوش معلوم ہوتا ہی شوخی
و چالاکی و چستی ارادے کی درستی اسکے طریقے سے ظاہر ہی اگر تو نے سر میدان زیر کیا کوئی تیرا سامنا نکر سکیگا بڑے بڑے
رستم خصال سہراب جلال تیرے مقابلے مین نہ آئینگے مقابلہ کیسا نام ہی سُنکر بھاگ جائینگے قمار نے یہ سُنتے ہی اُسی وقت
طبل جنگی بجوا دیا اپنی بارگاہ مین نقابدار جواہر پوش تخت یاقوتی پر جلوہ فرما تھا تینون عیار حاضر ہوے تمام کیفیت بیان
کی کہا ای شہریار قمار فیلزور سپہر بن سپاہ تھا نہین معلوم کس بھروسے پر طرف طلسم نور افشان کے جاتا تھا آپکے
لشکر کو دیکھکر طبل جنگی بجوایا کل اُسکا ارادہ ہی کہ نکل کر معرکہ آرائے نبرد ہو نقابدار ببر پوش نے فرمایا ہمارے لشکر مین بھی
بفضل ایزدی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین قمار کے لشکر والے سب ساحر ہین آپسمین کہ رہے
ہین کہ یہ نقابدار بھی بڑے بڑے ساحران زبردست ہونگے خوب گولے چلینگے ہم ساحران طلسم ہین ہمارے سحر سے کوئی
مقابلہ نہین کر سکتا ملکہ ہماری خبیثہ کرم خوار ساحرۂ غدار دنیا کا کیا کیا نہین دیکھا ہی اُف کر دین تو آسمان سے
آگ برسے اگر ہاتھ ہلائین تمام دنیا عالم آب ہو دشمن بیتاب ہو جب رات زیادہ آئی یہان دربار مین جواہر پوش کے

اسوقت تخلیہ ہی صرف تین عیار اور چند سردار حاضر ہین ملکہ سوسن الگ ایک گوشے مین کرسی پر جلوہ فرما ہوئین یہ تو واضح رائے ناظرین والا مقام ہی کہ ملکہ سوسن گلعذار ضیغم شیر شکار پر عاشق ہی دربار مین بھی ہی چنانچہ آپ نے گزارش کی معاہد قہار کس بھروسے پر خروج کرکے آیا ہی طرف طلسم نور افشان کے جاتا ہی عیارون نے کہا حضرت لشکر ناپاک ان کا ہمراہ ہی یہ سنا ہی کہ طلسم مین جاکر قید ہوا تھا وہان سے رہائی پاکے آیا ہی ملکہ نے فرمایا ای شہریار آج ہمکو خبر ملی کہ مستقیم فرمایا ... جبیبہ کہ ہم خوار مائل ہی مگر اس بیچارے کو طرف طلسم نور افشان کے لیے جاتی ہی حقیقت مین راز دار طلسم ... اور اس سے مقابلہ پڑیگا خدا مالک ہی ضیغم نے کہا ای شیر بیشہ جرأت و ای یکہ تاز میدان جلالت قہار کی ... بڑی ہی خبیثہ کے سحر کی بڑی ہی آپ کو بروقت جنگ و جدل بڑی مشکل پڑیگی ضیغم نے کہا انشاء اللہ ... کوشش کر پاس کہنہ چھیڑ ... دونگا اب تمھاری زبان سے ثابت ہوگیا مشکل ہے لونگا ملکہ نے بہت بہت نصیحتین کیں ... حقیقت مین وہ جو ساحرہ قتل ہوئی یہ سحر اُس سے زیادہ ہی محبت قہار مین جان دینے پر آمادہ ہی یہ کہکر ملکہ خیر باخت شہریک صحبت رہین ... مین سحر تیار کرنے جاتی ہون جہانتک ہوسکے جنگ مین عرصہ کیجیے گا ضیغم نے کہا بہتر جائیگا ملکہ سوسن تو گئین ایک سحر آ سبزہ زار مین اپنے کو پہونچایا جو کاوید بنانے مین سحر کے مصروف ہوئین مگر کنیزون سے کہ رہی ہین کہ بہت سویرے پہونچا چاہیے ہی جوانان صف شکن فرزندان حمزہ تیغزن سب نحن نا شنو ہین ایسا نہو کہ انکا شعبدہ چل جائے تو بڑی مشکل پڑیگی یہان لشکرون مین تیاریان ہین جسوقت کہ شاہ باز بلند پرواز ماہ تابان شاخ کہکشان سے اُڑکر آشیانۂ مغرب مین داخل ہوا اعتماد نیر اعظم میدان سبزہ زار چرخ زبرجدی مین برائے شکار آکر پہونچا صدائے مرغ سحر بلند نقابدار جواہر پوش بہر کیف دلگلگون پوش نماز سحر سے فراغت حاصل کرکے سلاح جنگی جسم انور پر آراستہ کرکے شاہنشاہ گیتی ستان بسعد شد و ... لیتے شاہزادہ سر و بھی قد تخت یاقوت نگار پر سوار ہمہ سپاہ سالار شاہزادہ ضیغم شیر شکار منتظم لشکر شاہزادہ جہان جوان بخت پشت پر تین لاکھ سوار و پیدل اُدھر سے قہار فیلزور بوجاپاٹ کرکے اژدر کا مال ... خبیثہ ... سے رخصت ہوا خبیثہ نے کہا مین بالائے آسمان جاتی ہون تیری جنگ دیکھونگی تھوڑے ہی عرصے مین تو سب پر غالب آئیگا تیرے دست زبردست سے کوئی پناہ نہ پائیگا مشکل سے ہوشیار رہنا یہ کہکر خبیثہ بالائے آسمان گئی قہار گینڈے پر سوار ہوکر بصد کر و فر میدان کارزار مین آیا بطور قاعدۂ قدیم لشکر جانبین کے درست ہوئے صفین بندھین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کرنا لکھے ہیٹے اشعار

اشعار	کڑکیتون نے جب کہا یہ کڑکا	دل مردون کا بھر جنگ کڑکا	ہان نام ور وہ نام کرنا
رستم سے نہو وہ کام کرنا	رستم ہی ہے ثابت سام باقی	مردون کا فقط ہی نام باقی	ای مردان بکوشید تا جانہ زبان

نہ پوشید شعر روز جنگ است جنگ باید کرد نہ کوشش نام و ننگ باید کرد کہان ہی رستم کہان ہی سام کہان ہی بزرد کہان ہی بیژن کون سا دلاور نامدار ہی کہ نکلے اپنے باپ دادا کا نام روشن کرے مردان عالم سب بولی جانتے ہین ہیر زال و دنیا کو بھی پہچانتے ہین دارا کیقباد منوچہر جمشید جم پہلوانون مین رستم سہراب سام نریمان یہ سب کیا ہوئے بقول شاہ مصرع یہ سب تھے خاک کے پتلے بگاڑ ڈالے بنا بنا کر یہ مضمون عبرت خیز حسرت انگیز ہین شیخ سعدی کیا خوب ارشاد فرماتے ہین بیت ہر کہ آمد عمارت نو ساخت ٭ رفت و منزل بدیگر پرداخت ٭ اگر چشم حقیقت بین وا ہو تو گلشن بے ثبات کا تماشا ہو اسطرح الفاظ عبرت خیز و حسرت انگیز کڑکیتون نے پڑھے کہ مردان صف شکن و جوانان تیغزن جھومنے لگے قبضہ ہائے شمشیر چومنے لگے ہر ایک کا یہی قصد ہی کہ صف لشکر دشمن پر جا پڑین آج دل کھول کر لڑین مگر قہار آج بھوا ہوا صف لشکر مین گیا ... جب نقیب ہٹے قہار نے گینڈا صف سے نکالا آواز دی ای فرقہ خدا پرستان سب کو تمنا ہے مرگ ہو یا دولت ... آئے زور بازو دکھائے نقابدار گلگون شاہ پوش نے حرکت کرکے چاہا کہ اپنے شاہ نقابدار جواہر پوش سے اجازت مانگی بادشاہ نے فرمایا ای ...

ہمکو گوارہ نہین ہے کہ تم مقابلۂ دشمن مین جاؤ ہم خود مقابلہ کرینگے گلگون پوش کہ رہا ہے ای شہریار مقام ادب ہے ہم
حضور کو نہ جانے دینگے کہ ہیر پوش گھوڑا اُڑا کے قریب آیا کہا آپ دونون صاحب تکلیف نہ فرمائین مین جا کر اُسکی
مشکین باندھے لاتا ہون گلگون پوش نے کہا مین نے قصد کیا سب نے دیکھا اب نہ جانے مین بدنامی ہے ہیر پوش
مجبور ہوا گلگون پوش سامنے قہار کے آیا نگاہ ور چلی ہیر پوش نے بہ نگاہ غور دیکھا مرکب گلگون پوش کا زیادہ ہٹیلا
ہیر پوش گھبرا گیا بادشاہ سے عرض کی خدا خیر کرے قہار زبردست معلوم ہوتا ہے بادشاہ بھی پریشان ہوئے قہار نے گلگون پوش
سے نیزہ چلنے لگا قہار نے بہت جلد نیزہ گلگون پوش کا نکال لیا باعث یہ ہے کہ خبیثہ کرم خوار آسمان سے سحر کر رہی ہے
ہاتھ پاؤن مین گلگون پوش کے رعشہ ہے بمشکل تلوار کھینچی قہار نے قبضہ پر ہاتھ ڈال دیا آخر کشتی ہوئی گلگون پوش اُلجھ
اُلجھکر لڑ رہا ہے دو پہر نہ بجنے پائی تھی گلگون پوش کو قہار نے اُٹھا لیا گلگون پوش صدمے سے بیہوش ہو گیا قہار نے
مشکین باندھ لین ہیر پوش غصے مین جا پڑا قہار مغرور بیٹھا ہی دانت نکال رہا کہ قریب آیا ہیر پوش نے مرکب
ہٹا لیا نکال ور خالی گئی قہار جھونک مین جھکا ہیر پوش نے نیزہ آنکھ مین گھسیڑ کے مار دیا گینڈے سے زمین پر
جست کی قہار نے ہر چند پیچ کو سنبھالا قہار پشت کر گردن سے زمین پر گرا ہیر پوش نے اوپر سے ہاتھ مارا قہار
نے چاہا ہے ہیہون بمشکل اپنی تلوار مین ہیر پوش نے ایسی لگائین کہ سر زخمی ہوا نشانہ چھوٹ پڑا قہار رہا کہ ہیر پوش کو دیرا
للکارتا ہوا چلا کہ او نامرد کہان جاتا ہے کئی تلوارین پشت پر بھی لگائین قہار دریائے خون مین نہایا ہوا ہے تیر اندازی
بھاگتا ہوا ارے یارو مجھے اس ظالم کے ہاتھ سے بچاؤ تمام پہلوان فوج دوڑ پڑے ادھر سے جو ہیر پوش
نے حکم دیا لشکر جا پڑا دونون لشکر آپس مین ملگئے تلوار چلنے لگی ہیر پوش نے لاشون کے انبار لگا دیے جو
پہلوان زبردست سامنے آیا اسکو جھکائی دیکر مار اسمی یہ کہا دیکھ تیری پشت پر کون ہے وہ پلٹا انھون نے ہاتھ
تلوار کا مار دیا سر اُسکا اُڑ گیا اسطرح سے ہیر پوش نے صدہا پہلوان قتل کیے خبیثہ کرم خوار عقاب بنی ہوئی اتنے
نخل پریون کی آڑ مین چھپی بیٹھی تھی ہیر پوش کی شمشیر زنی دیکھ کر گھبرا گئی ہیر پوش نے لڑ بھڑ کر گلگون پوش کو
بھی چھوڑا لیا تھا اب خبیثہ نے سحر کرنا شروع کیا آفتاب سحر نے طلوع کیا تو سرداران نقابدار جرأت کر رہے
تھے پاسکے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آ گیا گھوڑون سے گرنے لگے ہیر پوش نے جو یہ ہنگامہ دیکھا اپنی فراست سے پہلے ہی
سمجھ گیا تھا کہ کوئی ساحرہ اسکے ساتھ ہے ورنہ گلگون پوش ایسا نہ تھا کہ دو پہر مین زیر ہو جاتا نامیون عیار بھی پہنچے
نیرنگ عیار قتال عیار ضیغم عیار سمرد بھی قدشناہ ہور تیز رو فرزند فیروزہ بن عمرو عیار جہان گیر تخت
کافور خنجر باز فرزند شیر نگ بن عمرو دوڑتے ہوئے قریب اپنے آقاؤن کے پہونچے رنگ لشکر دگرگون دیکھکر عرض کی
ای شہریار یہ غضب ہوا یہ تو ہم پہلے ہی سمجھ چکے تھے کہ یہ ملعون کسی بھروسے پر آیا ہے کسی ساحرہ کو ہمراہ لایا ہے اب
طبل الامان بجوا کر پلٹ چلیے یہی بہتر ہے ضیغم کو یہ رائے پسند آئی فوراً حکم دیا طبل الامان پر چوب پڑی لشکر علیحدہ ہو گئے
ادھر قہار بسبب زخمی ہونے کے ہوا دار پر بیہوش تھا آہ آہ کر رہا تھا زنگی اسکو گھیرے ہوئے تھے گھبرا کے کہتا
ہے ارے یارو ملکہ عالم کہان ہین ایسے وقت مین سحر نہین کرتی ہین مقابلے مین ہیر پوش کے کاہیکو جاتا جو یہ
ذلت اُٹھاتا طبل الامان کی آواز سنتے ہی قہار کو غنیمت ہوا کہا یارو پلٹ چلو اب رات کو حرامزادی کے ٹکڑے
اُڑا دونگا ایسے وقت مین میری خبر نہ کی مین زخمی ہوا اب اسنے آخر مین سحر کیا تو کیا نفع ہوا مجھمین لڑنے کی طاقت
نہین یہ کہتا ہوا پلٹ آیا قضائے کار ملکہ سوسن گلعذار واسطے سحر تیار کرنے کے صحرا مین گئی تھین تیاری
سحر مین عرصہ ہوا اُسوقت آکر پہونچین کہ لشکر پلٹ آیا ہے صدہا لاشے میدان کارزار مین پڑے ہین قہار

زخمی ہوجاتا ہی پاس ضیغم کے آکر حال پوچھا ضیغم نے سب کیفیت بیان کی کہا خدا نے بچا لیا ورنہ سب
گرفتار ہوجاتے بھائی مہران جوان بخت کو زیر کر کے لے گیا تھا شکر ہی کہ اُسکو بھی چھڑا لیا ملکہ سوسن
نے کہا ای شہریار کیا کہوں صحرا میں دیر ہوگئی ورنہ آج اُس ملعونہ سے ایسا معرکہ پڑتا کہ یاد کرتی مگر خسرو
جواہر پوش نے کہا کہ آج ضیغم صاحب نے بڑے کام کیے خوب لڑے آخر میں بھیا بھاگا اپنے
ملازموں کو پکارنے لگا کہ یارو مجھے بچاؤ ورنہ یہ پرپوش مجھے مار ڈالیگا ضیغم نے کہا اُسکی قضا
نہ تھی کوئی ہاتھ مارے مگر اُدھیڑ بڑے عیاروں نے کہا زخم وزی ہو رہی ہی ہم جا کر خبر لاتے ہیں کہ ہرکارے
آکر یہ پیغام عرض کی کہ خبیثہ [illegible] ہم خوار ایک ساحرہ ہی اسیر تمہارا خفا ہو رہا ہی وہ ایک پہلوان کی
صورت ہی بیٹھی ہی گرفتار کرتا ہی تجھے زخمی کرادیا خبر نہ لی وہ بھی عذر کر رہی ہی مگر اب جو مقابلہ پڑیگا ابتدا
سے سحر ہوگا عیاروں نے کہا انشاء اللہ یہاں نوبت ہی سحر کرنے کی نہ آئیگی مگر یہاں تمہارے زخم دی
ہوئی سب نے کہا طبل جنگی بجوائیے [illegible] کہا ابھی دو چار روز لڑنے کے قابل نہیں ہوں
بعد ایک ہفتے کے طبل جنگی بجواؤنگا خبیثہ نے کہا تو کیوں گھبراتا ہی اب تجکو ہاتھ بھی نہ ہلانا پڑیگا میں پہلے
ہی سحر کرونگی جو جوان تیرے مقابلے میں آئیگا اسمیں قوت نہ پائی رہیگی گھوڑے سے گر پڑیگا گرفتار
کر لینا ہیکل [illegible] میں تیرے موجود ہی ہر چند خبیثہ نے مرہم بنایا تھا اُسنے ایسی سر چوٹ کھائی تھی کہ
ہو معلوم نہ ہوا [illegible] اُسکا [illegible] ہوا اُسنے کہا ہیکل مجھے دیجیے میرے نام پر طبل
جنگ بجوائیے [illegible] ہیکل [illegible] کر اُسکو [illegible] دی کہا بھائی صاحب میں
افسری سے باز آیا [illegible] لڑائی میں بڑی خرابی ہی ہیرپوش
بلاے روزگار [illegible] سے لڑا کہ مجھسے کچھ نہو سکا آخر زخمی ہوا
اب مجھ میں بسبب زخمی ہونے کے طاقت نہیں مہوت نے کہا میں سب سے سمجھ لونگا اسی کے
نام پر طبل جنگی بجا عیاروں نے یہ خبر شاہزادوں کو [illegible] یہی قید کو پہنچائی کہ حضور تمہارا ایسا ناچار
ہوا کہ اپنے بھائی کے نام پر طبل جنگی بجوایا سب کہنے لگے تمہارا تھا ضیغم کے زخمی ہوا وہ کیا میدان میں
آئیگا انکے والد نامدار نے کیسے کیسے کام کیے کمزوری میں زمین ہلا دیتے تھے یہ تو ماشاء اللہ صاحب سطوت
وشوکت یکہ تاز میدان جرأت ہیں ضیغم نے سر جھکا لیا کہا اقبال شہنشاہی ہی بزرگوں نے آبرو
بڑھائی آخر تھے یہ لیاقت کہاں سے پائی اگر خدا نے فضل کیا اور یہ طلسم فتح ہوا اور ہم آپ سب
بخیر رخصت ہوئے تا بہ لشکر امیر باتوقیر پہنچیں تو بزرگوں سے امتحان ہوگا گلگون [illegible] ملکہ سوسن گلعذار
تشریف لائی ہیں فرمایا کہ میں کل سویرے ہی سے کام میں مصروف رہونگی ورنہ وہ ملعونہ بڑے فساد برپا کریگی
میدان میں ٹھہرنا دشوار ہوگا کل خدا آبرو رکھلے ان شاہزادگان والا قدر کی جان بچانے کی کوشش
ہی دربار میں یہی ذکر تھا کہ پردۂ شب حائل ہوا لیلی شب کے چادر ظلماتی چہرۂ نورانی پر کھینچی مجنون روز
داخل دشت نجد مغرب ہوا دونوں لشکروں میں شب بھر تیاری رہی ادھر ملکہ سوسن مصروف سحر خوانی
ادھر خبیثہ کرم خوارہ کو بھی رات بھر چین نہ پڑا تھا کراہا کیا یہی کہتا تھا ملکہ ہیرپوش نے ایسا صدمۂ عظیم
دیا دل بیقرار ہی جب ستارۂ سحری چمکا خبیثہ بالاے آسمان پہونچی ایک نخل کی آڑ میں چھپکے بیٹھی ملکہ سوسن
ایک نخل سرو پر بشکل فاختہ طوق محبت گلے میں مصروف بصد اسنے کو لشکر تمہارا آگ جیا تمہارا قلب لشکر میں

ٹھہرا مبہوت ہیکل گلے مین پہنے ہوے آگے بڑھا آج عہدۂ سپہ سالاری پایا ہی بہت بلبلایا ہی جیسے ہی
نقیب نقابت کر کے ہٹ گئے مبہوت فیل زور نے گینڈا بڑھایا میدان مین آکر آواز دی ٹلکون ٹن
نے قصد کیا تھا کہ بہر پوش نے روک لیا کہا آج میدان مین ہم جائینگے آخر دونون شیر آپسمین تکرار
کرتے ہوے سامنے تاجدار کے آئے وہ خود صاحب جرأت وشوکت ہین فرمانے لگے آج آپ
دونون صاحب تامل فرمائیے ہم خود میدان مین جائینگے دونون ہاتھ باندھتے لگے کہا ای شہریار ہم آپکو
میدان مین نہ جانے دینگے اگر خدا نخواستہ سرکار کو کوئی چشم زخم پہونچا تو ہم لشکر مین منھ دکھانے کے
قابل نہ رہینگے عرصہ جو ہوا مبہوت فیل زور نے آواز دی آج کوئی میدان مین نہ آئیگا مین دہین
آؤن اگر سمجھاؤن مین شتل قہار کے نہین ہون بہر پوش نے دامن جھٹکا تھا کہ صحرا سے گرد اٹھی دیکھا
سب نے کہ نقد روح روان قاسم عالی شان شاہزادہ ایرج نوجوان مع سرداران صف شکن
و شاپور شیر دل عیار کے آ پہونچے شاپور نے کہا حضور قہار بہر مقابلہ آیا تھا مگر نقابدار بہر پوش
نے ایسا ٹھونکا ہی کہ قہار خود میدان مین نہین نکلا اور پہلوان المکار رہا ہی ایک میدانداری ہو چکی ہی
یہ سنکر شاہزادہ ایرج نوجوان نے گھوڑا بڑھا کر آواز دی کہ ای بہادران تم لوگ تکلیف نہ کرو
مین سمجھ لونگا یہ کہتے ہوے سامنے مبہوت فیل زور کے پہونچے تگاور زین ہوے تگاور مین گھوڑا
ایرج نوجوان کا زیادہ ہٹا شاپور شیر دل حیران کہ یہ کیا اسرار ہی گردہ مین اشقر ایسا مرکب ایرج
نوجوان ایسا شہسوار کچھ اسمین بھید ہی نیزہ چلنے لگا شاپور شیر دل ٹہلتا ہوا قریب عیارون کے آیا
وہ عیار ہاتھ شاپور کے چومنے لگے کہا ای فخر زمان خواجہ عمرو آپکی عیاریون کا ملکون ملکون
مین شہرہ ہی شاپور نے کہا یارو کچھ دشمن کی بھی خبر ہی یہ پہلوان تگاور مین ہمارے آقا پر غالب آیا
بڑے تعجب کا مقام ہی صاحبقران گیتی ستان سے ہمارا آقا فنون سپہ گری مین برابر یا زیادہ گرز
مارا کہ عالم عالم آگاہ ہی اشقر دیو نژاد کے زور دانت ٹوٹے عیار خندہ نے کہا یہ ہیکل جو گلے مین پہنے ہی
یہ ساحرہ کی بنائی ہی اسی طلسم کا ست ہوا کہ گلے مین قہار کے تھی یہ سنکر شاپور شیر دل قریب
ایرج نوجوان کے آیا خبیثہ گرہ خوار تو آ ہی غرور مین ہی کہ گلے مین ہیکل ہی اب سب فنون مین غالب
ہو گا شاپور شیر دل سے دیکھا ایرج نوجوان آنکھ اٹھا کر نیزہ بازی کر رہے ہین ہر مرتبہ مبہوت
چاہتا ہی کہ نیزہ نکال دون ایرج نوجوان عنان دیئے ہوے نیزہ بازی کر رہا ہے شاپور شیر دل
نے زبان عربی مین ایرج نوجوان کو سمجھایا ایرج نے فورا ہیکل کو نیزہ سے اڑایا ہیکل آسمان
پر چمک کر زمین پر گری شاپور شیر دل نے اٹھائی پس بجنبش نیزہ اسکا ٹھکر ہوائی کیا اسنے غصہ مین ہاتھ
تلوار کا مارا ایرج نوجوان نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر بائین ہاتھ دے کر اٹھالیا
دست زبردست بر نزول کے طرف آسمان کے پھینکی جو زناٹے ہوائی کیا پھر ایرج نوجوان نے نعرہ لیا
اور قہار بھگوڑے دیکھیے مردان عالم پہلوان نامردون کو ملتے ہین خبیثہ گرہ خوار نے پلٹ کے دیکھا
مبہوت فیل زور تو مارا گیا قہار رہ ایرج نوجوان سے نیزہ چل رہا ہی گھبرا گئی کہ کیا غضب ہوا مگر
قہار لڑتا جاتا ہی اور ہر مرتبہ طرف نخل کے دیکھتا ہی کبھی پکار کے کہتا ہی کہ ذرا اتنے کی بات نہ بھولنا
اب تو خبیثہ گرہ خوار نے سنبھل کے ایک دانہ ماش کا مارا ایرج نوجوان کا ہاتھ کانپا نیزہ ہاتھ

سے نکل گیا قہار نے بڑا ناز کیا ایرج نوجوان نے غصے میں ہاتھ تلوار کا مارا مگر تا بہ سحر سے ہاتھ میں رعشہ آ گیا
آہستہ آ وجہ سپر کی لگا دی ایرج نوجوان کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ گئی اسنے کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا زنگی
دوڑ پڑے ایرج نوجوان کو جھٹ پٹ مسلسل و مطوق کر لیا شہزادہ کو مہران بد بخت یعنی گلگون پوش
کو بہت ناگوار ہوا گھوڑا اڑا کر قہار پر جا پڑے جاتے ہی نیزہ مارا مگر ملکہ سوسن گلعذار نے بشکل
قمری بیٹھی تھیں نیزہ پر جا بجا بشکل طائران دشمن لیا ان خوش نوا بیٹھی ہوئی ہیں خبیثہ کرم خوار کی بھی نیزیں
باز و بط و تیتر بیٹھے بھی ہوئی انہر دان پر تماشہ دیکھ رہی ہیں ایرج نوجوان کے زیر ہونے پر جو خوش ان ہوئیں
اور نوبت و نقارہ بجا رہے ہیں [illegible] جو نوجوان برائے مدد نقارہ ان آیا تھا اسکو زنجیریں
پہنا رہے ہیں اور گلگون پوش [illegible] اور گلگون پوش پریشان پریشان
چہار جانب دیکھتا ہے بسبب سحر خبیثہ کرم خوار کے طاقت کم ہوتی جاتی ہے ملکہ بھی اگرچہ دل میں
کہتی ہیں [illegible] نے بڑا غضب کیا جو جوان برائے مدد آیا گرفتار ہو گیا اب گلگون پوش الجھ
الجھ کے لڑ رہا ہے ایسا نہو کہ یہ بھی زیر ہو جاوے [illegible] اپنے جوڑے سے ایک ترنج سبز نکالا
اور طرف میدان کا [illegible] کے پھینکا وہ ترنج [illegible] خبیثہ کرم خوار نے جو دیکھا کہ کسی نے ترنج
سحر پھینکا اسنے اسکے جواب میں ایک [illegible] پھینکا [illegible] دونوں لڑ کر میدان
میں گرے مگر سحر ملکہ سوسن گلعذار نے یہ تاثیر دکھائی کہ ہاتھ پاؤں میں قہار کے رعشہ آیا گلگون پوش
نے [illegible] نیزہ اسکا نکال لیا اور [illegible] ہاتھ پڑ گیا [illegible] قہار کو جو چرخ آیا بے اختیار زنگیوں
کی جانب پلٹا کہا یارو تم دیکھتے ہو اس گلگون پوش نے [illegible] مارا سر میدان [illegible] کیا اسکو مار لو فوج دوڑ
پڑی ادھر خبیثہ غصے میں کانپ رہا تھا سرداران ایرج آمادہ لڑنے کے لینا لینا کہکر دوڑ پڑے ادھر تو
تلوار چلنے لگی ادھر خبیثہ کرم خوار و ملکہ سوسن گلعذار سے سحر چلنے لگا تمام صحرا آتش بہار ہو گیا خبیثہ
سحر کرتی ہے چونکہ مالک مرحلہ طلسم نور افشاں ہے اسکے سحر سے ملکہ سوسن گھبرا جاتی ہے ہر چند سرداران
ایرج نوجوان کوشش کر رہے ہیں کہ اپنے آقا کو چھڑا لیں زنگیوں نے ایرج نوجوان کو مسلسل کر کے
ایک خیمہ میں پہونچا دیا دو ہزار زنگی گرد خیمہ کے کھڑے ہیں اب یہ واضح ہو کہ جب سحر خبیثہ نے ترقی کی
لشکر قہار غالب آنے لگا تھا مدار و سرداران ایرج نوجوان زنگیوں کو پامال کر رہے ہیں کبھی غالب
کبھی مغلوب فلک کج رفتار اپنی کجروی پر مغرور خبیثہ کرم خوار بھی ظاہر ہوئی اور سوسن بھی صورت اصلی
پر ہیں سب دیکھ رہے ہیں کہ ایک نازنین مہ جبین سحر کر رہی ہے کبھی بلند ہو جاتی ہے کبھی نیچے آتی ہے نور چہرہ ملکہ
سوسن گلعذار سے وہ خارستان دشمن خبیثہ کرم خوار کے چہرہ کی تاریکی سے مثل پردہ ظلمات کنیزیں بھی جانیں
کی مر مر کے گر رہی ہیں ایک مقام پر ملکہ سوسن نے تیغ سحر نیام انتقام سے کھینچکر خبیثہ پر ہاتھ مارا اسنے چادر سیاہ بنا لی
سپر سر پر کھینچی تیغ کے نیچے سے چادر کو نہ کاٹا اسی چادر سے خبیثہ کا پردہ رہ گیا جواب میں خبیثہ نے تیغ مارا ملکہ سوسن کے بڑا زبان
تیغ نے سوسن سے زبان درازی کی مگر بیٹا زخم آیا ملکہ پیچھے ہٹی اب خبیثہ نے سایہ میں تلوار کے سوسن کو لیا چاہا تیغ مارنی
سر آڑ جاتی ملکہ پیچھے ہٹی جاتی ہیں قضا کار ایک ساحر کہ سیاح جادو نام ہے ہوا سے قریب ایک مقام پر رہتا ہے اور
آسمان پر اڑا ہوا جاتا تھا دہانے سناٹے کی آواز کان میں پڑی اسنے جھک کر دیکھا جنگل میں عجب تلاطم ہو رہا ہے ہیوں میں تلوار چل رہی ہے ادھر
سے تمام صحرا مملو نئے نئے طور کے جادو کسی نے آگ برسائی کسی نے پانی برسایا اپنے حریف کو ٹھنڈا کیا شعلے بھڑک رہے ہیں دیکھ [illegible]

نگاہ سیاح جادو کی جمال بے مثال ملکہ سوسن پر پڑی کہ ایک نازنین مہ جبین ہے اور آنکھیں لوٹا ما تید سر سے خون بہ رہا ہے دریا
جواہر میں غوطہ مارے و غنچہ دہن محبوب رونا جاتا ہے جیسے ہنستی جاتی ہے ایک غمینہ پر فلک کی نافی مکر و شعبدہ میں لاثانی جا رہی تھی ہاتھ
ماروں سر اُڑ جائے بس سیاح بیقرار ہو گیا سحر کرکے ایک نخل کے سایہ میں آیا ایک گولا فولادی جھولی سے نکالا اُس پر اپنے سحر پڑھا
یا سامری جمشید کہکر خبیثہ پر مارا اُس گولے سے ایک برق چمکی سر خبیثہ کے گرد چرخ کھانے لگی خبیثہ منہ کے بل گری تاثیر سے آتش
گویا کہ یہ دل گرد ونہ کیا سنبھلے بیہوش ہو گئی ملکہ سوسن نے حریف کو بیہوش پایا دیا ہانپتہ ... سیاح نے اپنے بھی سحر کیا سوسن
کی بھی جان و رازی مٹی بلوا رہا ہے چھوٹی سیاح نے جھپٹ کے تیغ کمر میں سوسن کے دیا ایک مار کے بلند ہوا متوجہ ہوا اور سحر سیاح سے ملکہ
کی آنکھیں بند دل، درد مند کنیزان خبیثہ نے جو دیکھا کہ ہماری بی بی بیہوش پڑی ہے اور وہ نازنین غائب ہو گئی دوڑ کر اپنے مالک کو گود میں
اٹھایا ہوادار پر ڈال لیا طرف صحرا کے لے بھاگیں کنیزان سوسن بھی حیران و پریشان اپنے لشکر کی طرف جانے نہ کنیز ایک صحرا میں بھاگ گیوں اپنے دلمیں
یہ سوچیں کہ شاید ملکہ سحر کرکے الگ ہو گئیں جس مقام پر سحر تیار کرتی تھیں وہیں آملیں گی ہم کو بھی ملیگی یہ سبب کنیزیں اسی صحرا میں جا کر ٹھہریں ... جب پلٹ کر آیا
اپنی بارگاہ میں بہ پھر زخم کھائے ہوئے ہر دہان زخم سے صدا الامان الامان بلند تھی بسبب زخم کاری کے درد مند خبیثہ سامنے آئی دیکھا
بیہوش و مدہوش ہے جب کئی چھینٹے پانی کے دیے خبیثہ نے آنکھ کھولی مگر کانپ رہی تھی قبا... نے پوچھا کیوں صاحب مزاج کیسا ہے خبیثہ
نے جواب دیا عجب معرکہ گذرا میں نے اُس گیسو بریدہ کو پکڑ لیا ہوتا مگر سحر تیر غالب تھا دل تر و دہندا... اسکے قتل کا طالب تھا کچھ اجل
تھی لیکن نہیں معلوم کیا ہوا کہ میں بیہوش ہو گئی اب تک مزاج درست نہیں کمال سحر میں ہے ایک ... سیاست نہیں دلیر غبار الم قلب پر ہجوم غم
سو قیمت ... دل گھبرا رہا ہے یہ تو گرتے گرتے دیکھا کہ اسکو کوئی اٹھا لیگیا میں نے اپنے کو بہر چند سنبھالا ... مگر اب اے ...
تیرے قبضے میں آگیا ہے یہ باقی لوگ بھی تیرے ہاتھ سے زیر ہو جائینگے تیرے دست زبردست سے امان نہ پائینگے ... موت
اپنی حماقت سے مارا گیا اُس چالاک دخبیث نے ہیکل اُسکے گلے سے نکال دی تھی زور اصلی میں مارا گیا یہ سنکر قبا... نے
طبل جنگ بجوا دیا یہاں جب نقابدار پلٹ کر آئے لشکر اہرج نوجوان کہ یہ سردار تھا ہمراہ تھا بدار حملہ سردار انہیں
کی بارگاہ میں آکر بیٹھے بادلہ پوش نے فرمایا ای ... شیر دل ہماری ... عیار بھی بلائے روزگار ہیں مگر
تم تعلیم کردہ خواجہ عمرو ہو عمرو نے یہ چاہا تھا کہ چالاک سے تمہارا مرتبہ بڑھا دیں تم نے ایسے ہی کار ہائے نمایاں کیے
کہ تمام عالم میں مشہور ہیں آج نیا سانحہ گذرا کہ ملکہ عالم یعنی ملکہ سوسن کہ ہماری سپہ سالار ... بر لوپش ... بدبختی
ہماری یہی ہوگئی تھی کہ کوئی ہمارے حال سے آگاہ نہو مگر چونکہ نام بھی سنا کہ خبیثہ نام ساحرہ ... ہے تمہاری کفیل
ہے اُسنے ظاہر میں سحر کیے ملکہ نے گلگون پوش کو اُسکے مکر سے بچا لیا اہرج ... یہ ہوشیے حقیقت میں غفلت ہوئی آخر میں
آپنے دیکھا کہ جنگ مغلوبہ ملتوی ہوئی نہیں معلوم کیا سانحہ گذرا کہ ملکہ غائب ہو گئیں خبیثہ بیہوش ہو گئی فوج بھی تمہاری
روپوش ہو گئی ابھی خبر ملی ہے کہ خبیثہ ملعونہ بصورت مبدل دربار میں موجود رہتی ہے آپ وہ کام کریں کہ اس ساحرہ کا انتظام
ہو اس عیاری میں بھی آپکا نام ہو یہ کیونکر بیہوش ہوئی اور ملکہ کیونکر غائب ہوئیں شاپور نے کہا انشاء اللہ ہم دونوں ... کر دینگے
یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی کہ آفتاب دولت روشن رہے انہیں شہنشاہی سے خارستان ... نکلش ہو
تمہارے پھر طبل جنگ بجوا دیا یہ بھی سنا اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ خبیثہ ملعونہ بیہوش ہو کر آئی تھی اسکو مشکل ہوشیار کیا اگو یا ...
خواہیدہ کو بیدار کیا وہ بھی حیران تھی کہ مجھکو کسنے بیہوش کیا اب اُسنے طبل جنگ بجوایا ہے جو سردار مقابلہ میں تمہارے جائیگا وہ
سحر کرکے گرفتار کرلیگی اپنی شعبدہ بازی دکھائیگی یہ سنکر بادشاہ نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگ بجے مگر محل انتشار
ہے شاپور نے عرض کی کہ غلام جا کر فکر کرتا ہے یہ تو بتا دیجیے کہ ملکہ عالم کے اُترنے کا کہاں مقام تھا تینوں عیار روانہ ہوئے کہا یہاں سے دو کوس
پر صحرا سبزہ زار ہے اُس مقام پر پرورش ہوتی تھی شاپور نے تینوں عیاروں کو ساتھ لیا کچھ باتیں سمجھا کر صحرا میں لایا عیار وارج الگ ہٹ پایا ایک

کنیز کی شکل بنکر مجمع کنیزان مین آ بیٹھا دیکھا وہ سب متفکر و پریشان ہین فکر کر رہی ہین کہ ہماری ملکہ کو کون لیگیا اسکو داغ دے گیا
شاہپور عرصہ تک وہان بیٹھا جس چیز کا خواہان تھا وہ نہ حاصل ہوئی تسکین دل نہوئی آخر بیٹھا بیٹھا اُٹھا تینون عیار بدستور
پوچھا کیون صاحب کیا آپنے دریافت کیا شاہپور نے کہا جس بات کا مین خواہان تھا وہ نشان ملا اور ملکہ خجستہ کا سبب
ہے اب چلکے تدبیر کرتے ہین تم تینون جسطرح ہو نہین بتدیل کرو شاہپور نے بھی صورت ایک جوان آتش پرست کی بنائی اور خنجر زرین
اُسکے قطع اور درست کرکے طرف لشکر قہار کے چلا یہان قہار کا دماغ ترتیب ایسا ہی ہو پہلو مین خجستہ کے بصورت طفل
بیٹھی ہے نشاط گرم ہے ناچ ہو رہا ہے کہ شاہپور بڑنگ خجستہ بشکل امرد کی شکل بنکر دربار مین بیٹھی ہوئی باتین کر رہی ہے جو چوبدار نے
عرض کی آج در دولت پر تماشا کرنیوالے حاضر ہین انکا قول ہے کہ مثل ہمارے آجتک اس جوانی مین کوئی نہین آیا نام سرکار کا
سنکر آئے ہین قہار خوش ہو گیا کہا بلاؤ خجستہ نے بھی کہا ہان صاحب یہ لوگ کمال کہاتے ہین لاکھون روپیہ پاتے ہین چوبدار گیا
تماشے والون کو اندر لایا قہار نے دیکھا کہ ایک جوان بوضع آتش پرست اور چند رہگذار اُسکے اسباب لادے ہوئے دربار مین
آئے تماشہ کرنا شروع کیا بڑے بڑے عجائب و غرائب تماشے دکھلاتے کہا حضور درخت انبہ کا بنانا اُنکا نیا دہ بہتر یہ ہے کہ تمام
بھائی بند درخت بناتے ہین پھل کھلا نہین سکتے ہمارے تماشے مین یہ پھل ملیگا کہ غنچہ آرزو کھلیگا ابھی پھل پیدا ہوتے ہین سب صاحب
نوش کرین قہار نے کہا اکثر تماشا کرنے والے آئے مگر پھل کسی نے نہین کھلائے اس جوان نے عرض کی ہاتھ کنگن کو آرسی کیا
ہے ابھی ملاحظہ ہو یہ کہکے ایک درخت لگایا پانی اسمین ڈالنا شروع کیا یکایک جھونکے ہوا کے چلنے لگے غبار زرد اُڑا سب نے
دیکھا کہ سرخ سرخ انبہ لٹک رہے ہین بہت تعریف کی تماشے والے نے سلام کیا کہا حضور غلام کو بھی پھل ملے اہالیان
صحبت کو کھلاؤنگا خجستہ کہ بصورت طفل امرد تھی ہاتھ بڑھا کر پھل لیا اُسکے پھل سے آگاہ نہ تھی جوان نے کہا حضور سب
پیٹ بھر کر کھائین اہالیان صحبت نے انبہ دل بھر بھر کے کھائے اب تو تماشے والے نے باغ لگا دیا لوگ کہ رہے ہین
کہ اسنے بڑا کمال کیا اتنے عرصے مین پھل باہم پہنچ گئے سب نے کھائے صحبت مین تو کوئی باقی نہ رہا جیسے ہی قہار نے کہا یا خجستہ
سے کہا اے جان جہان و آرام دل مشتاقان اسوقت خلوت مین چلو خوب رہائی کرینگا خجستہ نے کہا اے دیوانے تجھسے زیادہ کون بیباک
ہے تیری بیغیرتی نے مجھکو مجبور کیا دیکھو اور ملکہ کے لوگ بھی موجود ہین تو بے حیائی پر کمر باندھی مسلمانون کو خبر ملی میری تلاش کو
نکلینگے قہار نے کہا کیون بیہودہ بکتی ہے تنہائی مین چلو جواب باصواب دو ہرچند خجستہ نے انکار کیا قہار نے نہ مانا ہاتھ
پکڑ کر کھینچا جیسے ہی اُٹھکر دونون چلے اُس پھل کا عالم نیکا یہ اثر ملا لڑکھڑا کر گرے پہلوان لیتا لیتا کہ لیٹے اٹھے تھے کہ
بیہوش ہوئے شاہپور نے نعرہ کیا اور عیارون سے کہا تم نکلجاؤ مین اسکو قتل کرنیکے آتا ہون تینون نے کہا بہت صاحب
قہار کا بیٹھا سر کاٹ لیجیے شاہپور نے پشت دست کاٹ کر کہا خبردار کبھی ایسی حرکت نکرنا صاحبقران کا سب عیار کون
کو حکم ہے نہ کسی عیارون و پہلوانون کو بیہوشی مین قتل کرنا خلاف قانون ہے فقط ساحرہ کی تدبیر کرونگا تینون عیار
نکلگئے شاہپور نے خجستہ کی زبان مین سوزن یا لیشتارہ باندھ کے کنارے رکھا خیال یہ آیا کہ قہار کو تھوڑی سی
سزا دیدون تو یاد رہے پھر کسی مردان عالم کے ساتھ مکر نہ کرے لیکن قضائے کار خجستہ نے بھی اپنی کنیزون کیے واسطے ایک باغ
ویران تجویز کر لیا تھا انمین سے ہتی کنیزین ہمراہ تھی کہ راز مخفی ہے وزیرزادی اُسکی کہ اُسکو مقرب قرار دیا تھا وہ اکثر خلوت
مین بھی شریک رہتی تھی طیوران جادو اُسکا نام ہے جب کنیزونکی باتین اُتا دیکی بحیرت کلام کر رہی ہے کہ صاحب ہم نے
خود دیکھا کہ ایک جوان آسمان سے آیا ہماری ملکہ پر سحر کیا سوسن گلعذار کو اُٹھا لیگیا نہین معلوم کون تھا ملکہ عالم
بیہوشی مین کیفیت اصلی نہ کہنے پائی اب دربار مین جاتی ہون اُنسے پوچھون کہ آپ نے کسی صاحب کو مقرر کر دیا
تھا سوسن آپکے قبضہ مین آگئین یہ کہکر طیوران اُڑ کر چلی اُسوقت پہونچی کہ شاہپور شیر دل لیشتارہ خجستہ کا باندھکر

ایک گوشہ مین رکھ چکا تھا اور قہار کی ڈاڑھی مونچھ مونڈ کر لنبی سی رسی اُسکے پانؤن مین باندھ کر اُلٹا لٹکا دیا تھا اور ایک پرچہ لکھ
رکھا تھا کہ اُسکے ہوش مین آتے ہی نظر پڑے دیکھ او بدبخت اب خبردار کبھی ایسی حرکت نکرنا اتفاق سے نعرہ ہوا منہ سے ان جادو باہر والون کو
اُسنے جو جوتی بیزار لٹکے دیکھا سمجھی کسی عیار کا گذر ہوا اور یہی سبب نعرہ کیا شاپور یہ شور سنکر آسمان سے ایک ساحرہ آتی ہوئی دیکھ
جھپٹ کر شتابی جھپٹ کا پشت پر لاد ادا رہ چالاک کر کے نکل گیا طرف صحرا کے بھاگا یہی خیال ہو کہ ساحرہ پیچھے نہ آتی ہو دیکھا
ایک پہاڑ کوہ کے پہنچا ایک پتھر کی آڑ مین شتابی رکھدیا خیال ہو کہ اگر اسکو پیچھے لونگا تو سپاہ نقابدار بادلوں تک پہنچا
یہ سوچ کر طرف لشکر کے بھاگا یہان کلیوران دربار مین قہار کے پہنچی رنگ بارگاہ دگرگون پایا قہار کو دیکھا اُلٹا
لٹک رہا ہے ہوشیار کیا کہا ای شہریار کوئی عیار مسلمانون کا آیا اگر مین وقت پر نہ پہنچتی آپ ابھی سر کاٹ لیجاتا مگر خیر
سے بھاگ گیا مگر بلکہ عالم کا نشان نہین معلوم ہوتا ہے گرفتار کر کے لیگیا مین تلاش مین جاتی ہون کلیوران تو قہار کو ہوشیار
کر کے چلی گئی قہار گھبراتا ہوا ہر ایک کو ہوشیار کرتا پھرتا ہے دیکھا دروازے پر ہنگامہ ہے ایک سے ایک لڑ رہا ہے کوئی روتا ہے کوئی
ہنستا ہے کوئی کسی پر آوازے کستا ہے سبکو خفا ہوا چونکہ ڈاڑھی مونچھ منڈ گئی تھین غیرت مین نقاب چہرہ پر ڈال لی صبح ہو چکی ہے ستارہ
سحری آسمان پر چمکا قہار باہر آیا گینڈے پر سوار ہو کر چلا اُدھر سے نقابدار مع سرداران ایرج نامدار میدان کارزار مین آئے
مین اور انتظار فوج دشمن کر رہے ہین اول تینون عیار آکر پہنچے برق پوش سے تعریف شاپور کی عیاری کی کر رہے ہین کہتے ہین
حضور فرزندان عمرو کی کیا بات ہے عیاری نہین بلکہ کرامات ہے برق پوش نے جواب دیا ای عیاران نامی مہتر شاپور شہزادہ
فخر دو زمان خواجہ عمرو ہے یہ ذکر تھا کہ شاپور بھی آکر پہنچا کہا حضور مین نے اُس ساحرہ کو پکڑ لیا زیادہ مہلت نہ پائی
ایک کوہ کی درے مین چھپا آیا ہون اب باطمینان میدان کارزار مین چلیے سرداران ایرج نے جو یہ سنا میعاد عیار
رشک دراز گردن اپنے آقا کا عاشق ہے کہا ای نقابداران عالی مقدار آج غلام جاکر میدان مین قہار سے لڑیگا
مغلوب بھی کر دیگا لا شعلے کفاران سے میدان بھر دینگے یا اپنے آقا کو چھوڑا لا دینگے دیکھا قہار بھی لرزان ترسان میدان
مین آکر پہنچا سلح شوری کر کے آواز دی جسکو تمناے مرگ ہو نکلے میعاد جا پڑا بعد تکاور نیزہ چلنے لگا میعاد نے نیزہ
قہار کا نکالا قہار نے ہاتھ تلوار کا مارا میعاد بچا دیکر لپٹ پڑا قہار سے کشتی ہونے لگی قہار مجبور ہو ساحرہ کی نگاہ اُٹھا کر
ہر جانب دیکھتا ہے اپنے مددگار کا جویان میعاد نے عاجز کر دیا دوپہر کی کشتی مین میعاد نے زیر کیا چاہا مشکین باندھ ہونا
اُسکے فوج والے دوڑ پڑے مغلوب ہو گئی سرداران ایرج خود خواہان تھے لڑتے بھڑتے پڑاوے پر جا پڑے وہان قہار
گھیرایا ہوا ایک مرکب پر سوار ہو پکار کر آواز دی ارے اُس قیدی کا سر کاٹ لو پڑاوے پر سب آگئے جمعدار انکا کہتا
ہوا دوڑا اُس قیدی کو خیمہ سے باہر لاؤ پہلوان دوران نے قتل کا حکم دیا ہے ایرج ایک خیمے مین مسلسل بیٹھے تھے
کہ اُس جمعدار نے سر زنجیر ایرج کو تھام کر کھینچا کہا او گنہگار تیرے قتل کا حکم ہے ایرج نہ اُٹھے جمعدار نے سونٹا
اُٹھایا چاہا انکو مارے ایرج کو غصہ آیا قید توڑ کر پھینک دی جمعدار کو ایک طمانچہ مارا جمعدار کا سر اُڑ گیا
اُسی کی تلوار لیکر نعرہ کر کے لڑنے لگے سرداران ایرج نے یہ دور سے دیکھا ہمارا آقا چھوٹ گیا سب
لڑتے بھڑتے جا پڑے برق پوش بھی نعرہ کر کے جا پہنچا سب سے زیادہ گلگون پوش کو تردد ہوا بادلہ پوش
بھی پشت مرکب پر سوار ہوا لڑتا بھڑتا قریب قہار پہنچا قہار نے ہاتھ تلوار کا مارا بادلہ پوش نے سپر کو چہرے
کی پناہ کیا صاف بے آسیب سپر تلوار کو رد کیا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر قہار پر مارا سر قہار کا زخمی ہوا
زخمی ہوتے ہی بدحواس ہو گیا ساتھ والون کو آواز دی یارو مجھکو اس ظالم کے ہاتھ سے بچاؤ ساتھ والے
ٹوٹ پڑے قہار نے کہا یارو اب مجھ مین لڑنے کی طاقت نہین ہے افسوس گو دہین اٹھا لیا ہوا اور بر ڈالکے لے بھاگے ایرج نے

لشکر میں تہلکہ ڈال دیا تینوں نقابدار بھی خوب لڑے پر اور قہار کا لوٹ لیا خیمے جلا دیے گلگون پوش تو آج ایرج کے سامنے خوب
تلوار زخم کھائے مگر افسران فوج کو تاک تاک کے مارا اگر ایرج نے کمیدان کو مارا تو گلگون پوش نے رسالدار کو قتل کیا
نوجوں کو شکست دی قہار شکست خوردہ طرف صحرا کے بھاگا اب ایرج اور نقابدار جنگ کر کے اپنی بارگاہ میں آکر
ٹھہرے لشکر بھی ملے ہوئے فرو کش ہیں ایرج نوجوان کو یہ بڑا خیال ہے کہ نقابداروں کا حال کھلے پردہ دوئی درمیان
سے اُٹھے میں انکو طلسم پر نہ جانے دوں طرف لشکر کے روانہ کردوں بادشاہ عالیجاہ و اسعد نامدار و نوح الدہر بہت خوش
ہونگے ہیر پوش کے طرف متوجہ ہوئے فرمایا ای شیر بیشۂ جرات ای دلبند اسعد اب ہمسے پردہ کیا ضرور ہے یہ کیا طریقہ لشکر کشی
ہے یہ بھی خبر پائی کہ کوئی ساحرہ بھی ساتھ ہے یہ مضمون تو صاف صاف ہے بزرگوں کے قانون سے بالکل خلاف ہے ہم طرف طلسم
نور افشان کے جاتے ہیں تم لشکر ظفر اثر صاحبقران میں جاؤ شہر غزوبیہ یا ختر پر سب موجود ہیں تمھاری زبان سے
یہ حالات سنکر جد عالی تبار کو بھی کوشش ہوگی خود اس طلسم پر آئینگے یا خواجہ سلامت گو بھیجینگے دونوں صورتیں حل مشکل
کی ظاہر ہونگی تم ابھی تینوں صاحب کم سن ہو نشیب و فراز عالم نہیں دیکھا کسی بلا میں پھنس جاؤ تو عالم عالم دنیا و دنیا تمھارے
بزرگوں کے نام ہے۔ دشمن ہیں ہیر پوش نے کہا آپنے پھر وہی جھگڑا پیش کیا نہیں معلوم آپ کیا سمجھے ہیں درمیان کیا صورت
ہے ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ہم لشکر صاحبقران میں جائیں مذہب الفتہ ہمارا آپکا ایک ہے جب خدا ایسی قابل کریگا
ہم بھی خوب جانتے ہیں کہ وہ لشکر مرجع عالم ہے ضرور انسے مقابلہ پڑیگا ایرج ہنستے جاتے ہیں صبا کرکے فرماتے ہیں
اب ہمکو دھوکا ندو اس پردہ داری میں خرابی ہے ہمارے دلکو بیتابی ہے نقاب چہرہ سے اُٹھاؤ اسوقت شاہزادۂ ضیغم د
سرو سہی قد و مہران جوان بخت اپنے عیاروں سے اشارے کر رہے ہیں یارو کچھ تدبیریں کرو اس ظالم کو ہمارے
سامنے سے ہٹاؤ ہمیں اپنا ظاہر کرنا منظور نہیں ہے یہ شیر دامن گیر ہے ہمارے حال ظاہر ہونے کی تدبیر ہے شاپور شیر دل
عقب ایرج نوجوان مسخرگی کر رہا ہے کبھی پیچھے سے کہتا ہے نقاب اُٹھا لیجیے دربار میں تو یہ ذکر ہے اگر طیوران ڈھونڈھتی ہوئی
سب طرف پھر رہی ہے جہاں شاپور نے درۂ کوہ میں پشتارہ رکھا تھا جھونکا ہوا کا جو چلا سنگ گر گیا دوسے طیوران
نے دیکھا ملکہ خبیثہ زبان میں سوزن کمندوں سے مشکیں بندھی ہوئیں بحال خراب ایک مقام پر پڑی ہوئی ہیں قریب
آتے ہی زبان سے سوزن نکالا مشکیں کھولیں ہوشیار کیا خبیثہ گھبرائی ہوئی اُٹھی منہ سے نکلا میاں کیا خوب تماشا کیا
انکو انعام معقول دو طیوران نے کہا بی بی کون آپکو یوں باندھکر ڈال گیا خبیثہ نے کہا مجھکو خبر نہیں دربار میں آ کے بیٹھی
تھی ایک تماشا کرنیوالا آیا اُسنے سبکو آئینہ دکھلایا پھر مجھکو خبر نہیں نہیں معلوم میرے معشوق پر کیا گذری یہ کہکر رونے
لگی طیوران کو ساتھ لیکر چلی اول باغ ویران میں آئی اپنی کنیزوں سے ملی انکی زبانی بھی کچھ حال قہار نہ ثابت ہوا وہاں
سے نکل کر چلی ایک صحرائے وحشت ناک میں دیکھا ایک ٹوٹی سی بارگاہ استادہ ہے لشکر قہار خستہ شکستہ زخم دار بیقرار حیران
و پریشان پڑے ہیں مثل سرد چہروں پر گرد خبیثہ سامنے قہار کے آئی قہار خبیثہ کو دیکھتے ہی رونے لگا کہا ای
معین و مددگار تیری وجہ سے میری آبرو ہے تو میری زینت پہلو ہے نقابداروں نے مجھے بہت ذلیل کیا میں نے
شکست فاش کھائی قیدی بھی چھوٹ گیا میں شکست کھا کر یہاں آیا تمھارا عیار لیے بھاگا تھا کیونکر جان بچی۔
خبیثہ نے کہا ای قہار دیکھیے تیرے ساتھ کیونکر جان بچتی ہے میں نے بیٹھے بیٹھے اپنی جان پر یہ عذاب لیا
پچھتاتی ہوں کہ کیوں تیرا ساتھ دیا قہار نے کہا ای جان جہان اگر تم چلی جاؤ گی تو مجھکو یہ لوگ زندہ نہ چھوڑینگے
اب وطن میں منہ دکھانے کے لائق نہیں رہا میری ہی حماقت سے بابت مارا گیا خبیثہ نے کہا لشکر تیار کر میں
بھی جاکر کل مسلمانوں کو تیرے ہی ہاتھ سے گرفتار کراتی ہوں یقین ہے کہ وہ عیار بھی اُس لشکر میں ہوگا

ظالم نے روپ بہار کس تدبیر سے درخت لگایا ہے اسقدر کیونکر پیدا ہوے کوئی نہ سمجھ سکا ابھی بدلا لیتی ہون آگ لگا دونگی یہ کہکر
خود تو بلند ہوئی سحر کرتی ہوئی چلی قہار نے لشکر تیار کیا فوج بھی آراستہ ہوئی قہار چلا یہان بارگاہ و نقابداران
بلوچ ہی تر ندید جو سحر پر کر گیا ہون کہ ایرج سے بہر پوش چاہتا ہی پردہ رہے کہ یکایک ہوا سرد چلی شاپور تو
فوراً بارگاہ سے نکلکر بھاگا دل مین سمجھ گیا کہ خدا خیر کرے یا تو جنگل مین لو گرم چلتی تھی اب کیون ٹھنڈی چلی یکایک آسمان سے
ایک ساحرہ سحر کرتی ہوئی آتی ہی اور صحرا سے گرد بھی اڑی علم ہاے زنگاری نکلے پھر ہرے کھلے نشان لشکر ظاہر ہوا مگر قہار نے جو اسے
مددگار کو دیکھا کہ آسمان سے سحر کرتی ہی اور نعرہ بھی کر دیا کہ ای قہار سبکو مارے لے اپنی شکست کا بدلا لے یہ جو قہار نے سنا
خوش ہو گیا لشکر نقابداران و ایرج نوجوان پر جا پڑا جیسے ہی قہار کے نعرے کی صدا بلند ہوئی عیارون نے کہا
حضور غضب ہوا بہر پوش نے ایرج سے ہاتھ چھوڑا آیا بادلہ پوش تخت سے اٹھے لشکر مین قرنا ہوئی سپاہیون نے
جیسے ہی کمر باندھی ہاتھ پاؤن مین رعشہ تلوار پر قبضہ نہین خنجرون مین خم تلوارین بیدم تیر ترکشون سے سہم کر نکلے پڑتے ہین
علمون نے بال کھول لیے نیزے اپنے اوپر طعن کرتے ہین تھنا کے کلیجے مین چھید نقارے کی آواز مین کھیپ رنگ لشکر دگرگون سپاہیون
کا کلیجہ خون لینا لینا کے بدلے بھاگو بھاگو کی صدا ہی جو اٹھا منہ کے بھل گرا ایرج و تینون نقابدار بارگاہ سے پریشان
خاطر نکلے گھوڑون پر سوار ہوتے ہین بھادہ اپنی بیکسی پر روتے ہین گھوڑے بدلگامیان کرنے لگے چاہتے ہین
سوارون کو ٹیک دین زیر ران سے نکل جائین پیدل نے کل قدم نہین اٹھتا دل بیٹھا جاتا ہی قلب تھراتا ہی خبیثہ
نے آسمان سے ایسے ایسے سحر کیے زمین سے دھوان نکل رہا ہی ہر نخل منقل شمع کافوری جل رہا ہی شاخون پر بار غم نے
کف افسوس ملتے ہین عندلیبان خوش نوا کے کلیجے جلتے ہین نہرون کو جوش مصیبت ہر حباب چشم حیرت موجہ شمشیر لاشون
کے جا بجا ڈھیر ایرج نے دور سے دیکھا سردار میرے جا بجا کھڑے ہین ملازمان قہار گرفتار کر رہے ہین کسی مین
طاقت نہین بیقرار ہو کر قہار پر جا پڑے مگر ایسا مرکب شائستہ قدم زمین پر نہین جماتا طرارے بھرتا ہی چاہتا
ہی راکب کو گرا دون ایرج قریب قہار کے پہونچے وہ سمجھا چالاک وحشت ارادہ درست لڑتا ہوا آتا ہی
تو یقین کامل ہی کہ مددگار میری موجود ہی ہر مرتبہ قہار کو مطمئن کرتی ہی سحر کرتی پھرتی ہی جو ارادہ کیا وہ پورا
ہوا کوئی سامنے روکنے والا نہین قہار نے ہاتھ مارا ایرج نے چاہا سپر کو اٹھاؤن تخت سیاہ کا سامنا ہی ہاتھ نے دستگیری
نہ کی پاؤن نے ثابت قدمی نہ کی سر ایرج کا زخمی ہوا قہار نے پھر کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا ایرج بیہوش ہو گیا
گلگون پوش بھی گھوڑے سے بیہوش ہو کے گرا بادلہ پوش بھی بیہوش ہو گئے ہمراہیان قہار کو نامردی کے
جوش ہوے ایک ایک جوان پر دس دس ٹوٹ پڑے ہاتھون ہاتھ گرفتار کر لیا افسر ہزار در ہزار پیدل سوار سب گرفتار
ہو گئے عیار بھی پکڑے گئے قہار نے بارگاہون پر قبضہ کیا اب تو خبیثہ بھی آسمان سے اتری کل اہل اسلام کچھ تو گرفتار
ہوے کچھ طرف صحرا کے بھاگے سب لشکر منتشر ہو گیا بہر پوش ایک گوشے مین بیہوش پڑا ہی قہار نے سبکو ایک خیمہ مین
قید کیا خبیثہ بصورت اصلی پہلوے قہار مین آکر بیٹھی کہا کیون قہار اب کیا ارادہ ہی ان سبکو قتل کر جلد طرف طلسم کے نکل چل
مین تیری مراد پوری کرونگی شاہان نو کو گرفتار کرونگی تجکو انتظام طلسم کرنا پڑیگا قہار نے کہا اب تو رات ہو گئی کئی ہزار
آدمیون کا قتل کرنا میدان خونی کی تیاری ہو گی صبحکو سب قتل کیے جائینگے سننے یہی کہا اب تامل نہ کرو رات ہی کو حکم
دیجیے ملکہ عالم نے جو حکم دیا اسمین فرق نہ آئے یہان تو یہ تدبیر تھی شاپور نے ایک نخل کی آڑ سے یہ سب ماجرا دیکھا
نہایت پریشان ہوا یہ بھی سمجھا کہ جس ساحرہ کو مین نے گرفتار کیا تھا کسی نے رہا کر دیا اسنے یہ قیامت برپا کی ہی نگہبان جا بجا
نگہبانی کر رہے ہین صحرا مین ایک طرف چلا اس خیال مین کہ کوئی تدبیر کرون دور سے ایک باغ دیکھا مگر دروازہ بند نشتہ ہی

[illegible] آیا [illegible] آگے بڑھا تو ایسے عرصے میں [illegible] سے چند [illegible] ایک [illegible] وسط باغ [illegible]
[illegible] ہوا [illegible] پر ایک شامیانہ عمدہ استادہ کیا ہوا تھا [illegible] [illegible] پر پہنچ کر [illegible]
[illegible] پر [illegible] سے ایک تخت [illegible] ہوا تخت پر ایک [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] آگے بیٹھا [illegible] اشعار [illegible] زبان [illegible]

سودا [illegible] الفت میں [illegible] جلوہ گری پیدا ہو
[illegible] آنکھوں میں تری پیدا ہو
[illegible]
[illegible] پیدا ہو
[illegible] اگر حال پریشان [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] تری پیدا ہو
[illegible]
[illegible] پیدا ہو
[illegible] قیامت [illegible]
[illegible] پیدا ہو
[illegible] عشق [illegible]
[illegible] پیدا ہو
[illegible]
[illegible] پیدا ہو
[illegible]

[illegible] پیدا ہو
[illegible] فتنہ گری پیدا ہو
[illegible] پیدا ہو
[illegible] عشق [illegible] وفا [illegible]
[illegible] پریشان نظری پیدا ہو
[illegible] گردش
[illegible] پیدا ہو
[illegible] پیدا ہو
[illegible] پیدا ہو
زلف پیچاں [illegible]
[illegible] سی فتنہ گری پیدا ہو
[illegible] باغ [illegible] بلبل [illegible]
[illegible] داغ جنوں [illegible] پیدا ہو
جلوہ دکھلائے اگر [illegible] جوانی اپنا
[illegible] جلوہ [illegible] پیدا ہو
[illegible] کوئی [illegible]
[illegible] پیدا ہو

[illegible] پیدا ہو
[illegible] لشکری [illegible]
[illegible] کی [illegible] زندگی کی
[illegible] خبر یار کی وہ بے خبری پیدا ہو
حال [illegible] دل کی [illegible] آنکھیں [illegible]
[illegible] کیفیت دو [illegible] پیدا ہو
[illegible]
[illegible] جلوہ گری پیدا ہو
وادی عشق میں [illegible] کوئی
[illegible] پیدا ہو
عشق [illegible] کمر یار کی طرح
[illegible] پیدا ہو
[illegible]
[illegible] پیدا ہو
[illegible]
[illegible] پیدا ہو

[illegible] اشعار [illegible]

[illegible] دو [illegible] ایک [illegible] اٹھا کر [illegible]
[illegible] باتوں میں [illegible] پریشان رنگ [illegible] نازنین کو [illegible]
[illegible] آنکھوں سے آنسو [illegible] جھکا کر رو نے
[illegible] کہ [illegible] بہا کر رہے ہیں اس
[illegible] جوان [illegible] سے [illegible] زندگی سے بیزار ہوں [illegible]
[illegible] ایک [illegible] زیادہ [illegible] عشق [illegible] دل
[illegible] ناز [illegible] اپنی حالت [illegible] کی جواب دیا او [illegible] صاحب [illegible]
[illegible] خوشی سے کبھی قبول نہ کرونگی کئی دن سے [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
مشتاق [illegible] نازنین ہی [illegible] طرف سے [illegible] دن سے [illegible]

تھی اب تو دوسرا جو ساحر ہے سحر دکھانے کو تیار ہے یہ حال ملکہ کا اسی طرح ہوا سحر کے ہاتھ سے نور سے
معلوم ہوتا تھا کہ آگ بھڑک اٹھی تھی مگر چونکہ زبان میں جادو ہاتھ پاؤں میں تاران سیاہ سحر کے لپٹے ہیں
پس بیہوش ہو گئی اور آنکھیں بند کر لیں تو بیٹے کو سحر سے رہا کیا اور عرض کیا کہ شہزادی
ساحرہ یہ جو تھی اسطرح گذری اور سب یہ حال تھا کہ جس تیر میں یہ ہوئی تھی اس تین دن میں اسکا چہرہ زرد ہو گیا
اور سب لوگ کہتے تھے کہ گلشن نے یہ حال کیا ہے ہم سب اس سحر کو سمجھتے ہیں آپ یہاں سے اٹھ کر
سب کچھ زمین پر سمجھ لیجئے گلشن شوخ و شنگ غنچہ دہن ہو تو ہم پر گلشن کا حال ظاہر ہو
گیا اسی کی شکل بنکر آیا ایک شعر اس حال کے مطابق پڑھا۔

بیتاب ہو کے عاشق بیدل نے آہ کی	آتش سے ایک سینے میں تیرا غم دو ہوں
عظیم کو اٹھا ہے مری گرد راہ کی	وہ ساحر شیدا ہو گیا تیری آتش احساس سے سینے میں آگ

لگادی اے گلشن کیا کہوں ایسا عاشق ہوا کہ دل جل گیا اس گلشن کے عشق میں سارا عیش خاک میں
ملگیا گلشن نفلی نے شراب کا جام اپنے ہاتھ سے دیا وہ شراب ہوا اس ساحر کا دل جل کر کباب
ہو چکا میں کہوں وہ کچھ ایسی ہی باتیں کہ دیکھیے آپ کون ہیں کہا ہوں ظاہر میں اپنے کو بنائی ہو
یہ تو ظاہر ہے کہ آپ ایسا مرد ہو نہیں مانیگا عقلمند ہو اور خود پسند ہو اشتیاق دل کا یہ ہے کہ دل بہلا
اپنی خوشی سے ہو کر یگی اپنے کو ذرا دیکھے نافرمان کو اس ساحر کا یاد ہو تو سب حال کہہ جاتا ہوں
گرا کر کہا اے گلشن جو چاہو کرو پھر راضی ہو جائے گلشن نے کہا یہاں شراب کی اپنے شیشے میں
سے میں بیہوشی ملا کے پہلے جام سیاح کو دیا طرف نازنین کے منہ کرکے اٹھا دی کہ یہی شراب پیا کی
اس نازنین نے منہ پھیر لیا سیاح جام پی گیا اب گلشن نقلی نے سب باغ والیوں کو جمع کیا
گہا اب سنا ہو اور صبر کرو دیکھو تو مالک کس حال میں ہے سب کے شراب جو ہو ظالم کو پیا اور نار
کرشمہ دکھا کہ مالک راضی ہو جائے سب خوشی خوشی پینے لگیں چند عرصہ میں سب بیہوش ہو کے شاپور ساحرہ
ملکہ سوسن گلعذار کے آیا اور ظالم کو پکڑا میں ایرج نوجوان کا عیار ہوا سب کو بیہوش کیا اور ان
لشکر میں تلاطم ہے جبینہ کے سحر ہے سب نقابدار بھی مضطر ہے پھر کیا بیٹھ کر آنکھ بند کی صورت
میں پایا سوسن گلعذار نے آنکھیں کھولکر کہا کہ کیا تمکو خدا سلامت رکھے صورت اصلی دکھاؤ
زبان سے مہری سوزن نکال کر ان اپنے امیر کا دفع کروں ابھی قیامت برپا کر دوں ہاے تیرا
غضب ہوا نقابدار بیہوش آتش خوشنما مزاج کیسا گھبرانا ہو گا شاپور نے زبان سے بلا سوزن
اب ملکہ نے سحر کیا اور تاران سیاہ جو جسم سے لپٹے ہوئے تھے جل جل کے گرے چھوٹ گئی ہمیں آج کے
سیاح کو قتل کیا سحر کرکے سب کو جلا دیا شاپور بھی بصورت اصلی ہوا سوسن نے کہا چلو
یہیں آئی شاپور نے تو کہا کہ سوسن بشکل عقاب اڑتی ہوئی اس مقام پر پہنچی یہاں قہار نے سب کو
گرفتار کیا سب تڑپ رہے ہیں جبینہ نے سحر کرکے آفت برپا کر رکھی ہے تیر لیکر سے اپنے کو ایسا
بچایا ہے کسی گوشہ میں چھپا زخموں میں چور ہو کر ایک نخل کے سایہ میں جھوم رہا ہے تیر دیکھا اور اٹھ کر ہاتھ
بڑھا یہ قہار قریب آیا سیر کمان کا گر کے گرا طائر تیر اڑ رہا ہے پیا کو تیر سے مارا ملکہ نے ان کو پکڑا اور تو
عیاریات کہ اس کشاکش میں گذری جبینہ قہار کو للکار رہی ہے اس بیہوش ہم نے مارے عجب بیہوش تیر کھا کے کہا یہ عالم

گوشہ مین چھپا ہی ہزار در ہزار ملازمان جان نثار تھے وہ جان نثاری کر رہے ہین نقابدار کو گھیرے تھے ملکہ نے یہ حال دیکھا کہ
جینیشہ گرم خوار بہ اعلان لڑ رہی ہی ملکہ نے اول سحر کیا جو شعلے بھڑک رہے تھے وہ بجھے ہوا ے گرم و سرد کو مٹایا اسی سحر
سحر کا رنگ جمایا سرداران ایرج بھی ہوشیار ہوے گلگون پوش وایرج کو جنھون نے گرفتار کیا تھا وہ چھوڑ چھوڑ کے بھاگے
کسی پر بجلی گری زمین مین غار رسید ہو کچھ زمین غرق ہوے کچھ سر ٹکرا کے مرنے لگے ایرج نے چھوٹتے ہی قیامت برپا کی گھوڑے
ان سبھون کے کوتل پھر رہے تھے اسپر سوار ہوے جنیشہ نے جو یہ حال دیکھا کہ آسمان سے آگ برسنے لگی ملازمان نقابداران
ہمراہیان ایرج تو بچے ہین ہمراہیان قہار حال تباہ مین گھبرا کے نعرہ کیا کہ ارے تو کون ہی کہ میرے سحر کو مٹایا ملکہ سوسن
نے نعرہ کیا او ملعونہ مین ملکہ سوسن جنیشہ نے سر اٹھایا برق چمک کر گری سر جنیشہ کا زخمی ہوا جیسے ہی یہ زخمی ہوئی ادھر
مردان عالم نے زنگیون کو مار کے لاشون کے انبار کر دیے قہار اکیلا زخم ابیقرار مثل صید خایف گیند اچھلتا پھرتا تھا جنیشہ نے دیکھا
ایکبھر زور نہ چلیگا تڑپ کر گری قہار کو پنجہ مین دبایا اور لے بھاگی اپنے باغ ویران مین پہونچی عقب مین کنیزین اسکے قریب آئی بھتیری
اپنے مالک کے واسطے پریشان تھین جنیشہ کو آتے دیکھا قہار کو پنجے مین دبائے ہی پیر سے خون بہ رہا ہی جسم پر آبلے پڑے ہوے ہین
سب ملکہ ملکہ کہکر دوڑین ہاتھون ہاتھ لیا کہا حضور ہم کس حال مین آپکو پاتے ہین جنیشہ رونے لگی کہا صاحبو یہ بڑا نصیب
ہی جو سامان ہین بیچارہ وہ نہوا آج وہ مصیبت اٹھائی آٹھ پہر لڑی مطلب حاصل نہوا عین وقت پر سوسن آ پڑی اُس چھوکری
کے ہاتھ سے مین زخمی ہوئی فوج زنگیان قتل ہوئی اب تم سب مدد کرو اسباب فتح طلسم نور افشان و سحر تیار کرو مین اسکو
وہان پہونچاؤن سلاح سحر اسے پہناؤن کوئی اسکو زخمی بھی نکر سکے سب نے کہا ہم جان و مال سے حاضر ہین جنیشہ نے
اسی باغ ویران مین ایک بڑا ساچوکا دیا اسباب سحر جمع کیا قہار کو سامنے بٹھایا زخمون مین ٹانکے دیے زرہ سحر بنا کر
کے قہار کو پہنانے لگی جنگلی خاک کی ڈالی قہار دیکھتا ہی میرا زور بڑھتا جاتا ہی تمام جسم سخت ہو رہا ہی یہ تو ان بلاؤن
مین مصروف ہی وہان ایرج و نقابداران عالی وقار و ملکہ سوسن لڑائی کو فتح کر کے اُسی صحرا مین اترے شاپور شہر دل
نے آکر سب کیفیت بیان کی ترتیب جشن ہوئی مگر ایرج کو ساحرہ کا یہ ذکر نہایت ناگوار ہوا سب خوشیان کر رہے
ہین مگر ایرج سر نگون شاپور پہلو مین فرما رہے ہین ای شاپور اپنا لشکر علیحدہ کر دو ان نقابدارون کی تحقیق
سے ہاتھ اٹھاؤ اب طلسم پر چلو ہمارے نہین معلوم ملکہ بران ذوکوکب پر قید مین کیا گذرتی ہوگی شاپور نے بھی
عرض کی جو آپنے تجویز فرمایا نہی مناسب ہی ملکہ بھی صحبت مین موجود ہین لیجیے عیاری کر کے انکو قید سیلاح سحر
چھوڑایا اب حال بھی ظاہر ہو جائیگا مجھکو ان صاحبزادون کے حال پر افسوس آتا ہی کسی بلا مین جا کر پھنس جائینگے ایرج
نے سر جھکا لیا فرمایا بھئی دونون طرح مشکل ہی فرزند بادشاہ و دلبند نور الدہر چاہتے ہین ظاہر کرین فرزند اسکا
نہین مانتا اسوقت بھی عیارون سے یہی صلاح کر رہا ہی لڑائی سے مہلت ملی اب نکل چلو بہر پوش نے غصے مین جواب دیا
کہ ہم تنہا نکل جائینگے اپنے بزرگون سے امتحان ہو اسوقت مین ہمارا خود ایرج پر احسان ہو شاپور
ایرج سے کہتا ہی بسم اللہ نکل چلیے حقیقت مین ساحرہ کے ساتھ رہنے مین بدنامی ہی یہ تو ابھی تک دان
مین آپکی پریشانی کے سامان ہین کہ ملکہ سوسن گلعذار طرف ایرج نوجوان کے متوجہ ہوئین
کہا کیون ای نقد روح روان قاسم عالیشان ای رستم زمان اب کیا مرضی ہی جنیشہ قہار کو لیکر
بھاگ گئی اسکا نشان نہین اب بسم اللہ سب صاحب ہمراہ چلتے ہین طلسم پر چلیکر سب کی رہبری
کرونگی لوح کی بھی تلاش ہو کسی مقام پر سحر مین ساحران طلسم سے کمی نہ کرونگی ایرج نوجوان نے کہا ای
شاہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی یہ صاحبزادے اپنا حال نہین ظاہر کرتے بادلہ پوش صاحب

ہمارے بھی بادشاہ ہین گلگون پوش وہ بروپوش اپنے کو چھپاتے ہین مفصل حال نہین بتاتے ہین نقاب چہرے سے
اُٹھاتے ہین منھ دکھاتے ہین یہ امور صلاح بیان کرین آیندہ جیسا مناسب ہو ملکہ سوسن نے کہا آپ سے کوئی بھید
نہ چھپایا جائیگا مگر یہ بتا دیجیے کہ آپ کیا چاہتے ہین طلسم پر سب حال بیان کر دینگے مگر جو آپ سمجھے ہین اُسکے سراسر خلاف ہے
ایرج ہنسے کہا درست مجھکو خواجہ عمرو نے برسون مشقت کرکے سرداری و عیاری تعلیم فرمائی ہے اشارے کو
سمجھتا ہون سوسن نے کہا آپکا خیال محال ہے ہم تو آپسے وعدہ کرتے ہین کہ ہم طلسم پر جا کر سب حال بتا دینگے
ایرج نے جھنجھلا کر جواب دیا کہ ای ملکہ عالم خواہ حال کھلے یا نہ کھلے پہلے یہ ضرورت ہے کہ آپ ہمارے ساتھ
نہ جنگ ساحر کا ساتھ ہمارا صاحبقران کے خلاف ہے سوسن تو پیغمبر پر عاشق ہے یہ حکم سنکر گھبرا گئی کہا ای میلان
دوران وای گردش سبب جہان میرے ہونے سے کچھ نہو گا مین ہدایت کرونگی شاہان طلسم کو گرفتار کرا دونگی خیال کیجیے
میری وجہ سے جلد طلسم فتح ہوگا ایرج نے کہا ہم ایسی فتح سے باز آئے ہم اپنے پروردگار کی مدد چاہتے ہین ہمارا
جد عالی تبار نے صدہا طلسم فتح کیے کبھی دیوزاد و جنات و پریزاد و ساحرہ کی مدد گوارا نہین کی خدا نے اُنکی
مدد کی سوسن تو گھبرا گئی یا تو یہ گوارا تھا کہ اُنکا ساتھ نہ چھوٹے اب جنبش سے اشارہ ہے کہ اُنکا ساتھ چھوڑے ہین
اس تدبیر سے کیونکر جدا ہونگی راتین تڑپ تڑپ کر کٹینگی غرض ایرج کو جواب سخت دیتے ہین مگر یہان سنے ذکر سحر الغرائب
و سحر الغرائب واجب واللازم جادو نون نمک حرام بدانجام تخت سلطنت طلسم نور افشان پر متمکن ہین سارے طلسم پر
قبضہ ہوا یہ انتظام تمام سلطنت کرتے ہین ایک نامہ اُنکو پہونچا یعنی شاہان دربند نے لکھا تھا کہ چند کس اسلامی طلسم پر
کیا ہی لوگ چلے آتے ہین ایک شاہزادہ نہایت جلیل القدر زبردست اُسکے ساتھ بھی اُسنے کئی دربند توڑے دربند سحر مین جب
آیا امواج جادو نے سب کو قید کر لیا اور بھی تحریر تھا کہ لوگ قصہ طلسم کشائی کیا ہے [illegible]
جانتے ہین کہ حضور خود ایک دن سوار ہو کر دربندون کی گشت کرین کاہنون نے بھی حکم سنایا
ہے کہ زمان انقلاب قریب آیا ہے غیر مذہب کی غلبہ داری ہوگی مذہب سامری پرستون پر زوال غیر مذہب کا جاہ
و جلال برائے خیر خواہی عرض کیا جو ہمارے ہین اُنکو بھی حکم محکم ملکہ نزول اجلال
پائے یہ نامہ پڑھ کر دونون بھائی بہت گھبرائے اُسی وقت امیر دین کو جمع کیا کیفیت ظاہری سب سے
بھی ظاہر کیا کہ حضور سو کوس کے گرد مین گشت کرین حال کھلا جائیگا سحر ہین آپ سے کوئی مقابلہ نہین کر سکتا ہے
یہ سنکر ایک تخت سحر پر دونون خود سوار ہوئے اوّل گذر اُنکا طرف اُس باغ کے ہوا کہ جہان شاہنشاہ
کوکب و ملکہ بران شمشیر زن قید مین دیکھا کہ اُسمین ملکہ بران اُنکی مادر مہربان ایک ٹوٹی سی
مین سر جھکائے بیٹھی ہین چند کنیزین رو رہی ہین کہتی ہین بی بی ان ظالمون کو خدا غارت کرے آٹھ پہر
مین ایک وقت دو روٹیان خشک ایک کوزہ پانی ملتا ہے آپ کے والد نامدار کوکب عالی وقار
بیمار ہو گئے ہین ہر وقت رویا کرتے ہین آج نگہبانون سے فرماتے ہین کہ
کہو کہ دونون وقت تو کھانا مقرر کر دین یہ بدبخت موقوف کرین نگہبانون نے جواب دیا ہمین
عرض کرنے کا حکم نہین ہے اسقدر آپ کے والد کو کہ آج بات نہین کی نگہبان طعن و
تشنیع کرتے ہین وہ کلمے سنے نہین جاتے ملکہ بران نے کہا صاحبو ہمکو گلا اپنے بخت واژگون و طالع
نگون سے ہے ہمین اتنا زمانہ گذرا ہماری بربادی ہوئی ہمارے وارثون کو اطلاع نہین ہوئی
امید قوی ہے کہ شاہزادہ ایرج نوجوان ضرور تشریف لائین اور صاحبقران بھی ضرور تشریف لائینگے

اپنے ملازمون کے واسطے جتنا مین ہین کنیزان خاص و غلامان با اخلاص کے لیے یہ چشم پوشی انکی مروت سے
بعید ہوا برج نوجوان انسے کنیز کے نام پر عاشق تھے جس زمانہ مین ہمارے باپ سے بگاڑ ہوا کس زور
و شور سے مجھکو زچ کیا اور کسی کنیز کو میری شکل پر نقش کرا دیا شاہزادۂ والا قدر کا عشق تمام عالم مین مشہور ہی
کہ مجھ سوختہ بخت کے واسطے کیا کیا جتنا ئین سہین اب کیا ہو گیا مگر ہر بات وقت و ساعت پر موقوف ہی اگر وہ
سلطنت نہ رہتی یہ مصیبت بھی نہ رہیگی خود صاحبقران آئین گے لونڈی و غلام کو چھوڑ اینگے پروردگار نشان
قدم رکھے شیطان رہزن دین و ایمان نہ ہونے پائے یہ باتین جو دونون نمکحرامون نے سنین غصے مین کانپنے
آواز دی اے ملکہ بہار تمھارے بغداد نادیدہ کہان ہین سامری و جمشید کو فراموش کیا اب بھی مذہب
قدیم کو نہین یاد کرتین مین اور زیادہ نگہبان سخت مزاج کج خلق تو ملازم مقرر کرونگا کہ تمکو ہر وقت زبان تیر
سے زخمی کرتے رہین دین حد و آبا کو یون چھوڑا اب بھی یہی دعا ہی کہ اعتقاد دین فرق نہ آئے کیا جلد تمکو
بوسہ دو ہمدم نے سزا دی مگر آنکھ نہ تعین کھلی بہار نے جو یہ سنا سر اٹھا کے نمکحرامون کو دیکھا غصے مین
گال پیلے اگیین و رخ خونین سے مرجھائے ہوئے پھول تو ڑے کچھ شاخین مرجھائی ہوئی تو ڑین غصے مین منظور ہوا سحر
کرکے انپر جادو کی ترکیبون سے کہا ارے جو کہ دو اسباب سحر علیہ مہیا ہوا ہی نمکحرامون کو سزا دیتی ہون دوسری گھڑی
مین کو کب روشن ضمیر ضلالت سے کہا اے دربانو ان بیٹی کی ہوا آواز سنی دوڑ پڑا دیکھا بہاران سامان سحر کرنے کا کر رہی ہین دوڑ کر
ہاتھ تھام لیا کہا بیٹا خبردار یہ کیا کرتی ہو کہا حضور نمکحرامون کی باتین نہین سنی جاتی ہین آج جان دونگی یا انکا سر کاٹ
لونگی کوکب نے کہا بیٹا تو بے شک ان کی نجات نہین انکا مار لینا کچھ بات نہین مگر عذاب آخرت کا خیال ہی ہر چند بہاران
نے چاہا مگر کوکب نے سحر کرنے پر آمادہ نہ ہونے دیا سحر العجائب و مصر الغرائب نے دیکھا دوسرے مکان
مین شاہنشاہ لاچین و بلقیس ثانی و ملکہ بہار سرنگون پریشان و حیران کلمات حیرت کہہ رہی ہین اور ملکہ
بہار کا ملکہ مخمور کا تڑپنا کلمات حسرت آمیز فرزندون کی جدائی بہار کے چہرے پر ہوائیان بہار حسن پر خزان
پھول سے عارض کملائے ہوئے کپڑے میلے کچیلے اپنے وارثون کا نام لے لیکر رو رہی ہین شاہنشاہ
لاچین سمجھاتے ہین بیوی صبر کرو انسان کو لازم ہی ہر وقت مطیع حکم یزدان ہو خوف سے اسکے خائف و ترسان ہے ہر وقت
یہی کہو کہ اب عیش کی ترقی ہو رنج و الم آنے والا ہی تم پر رنج و غم کی زیادتی ہوئی اب امیدوار فرحت ہو انشاء اللہ رنگ عیش
و عشرت شروع ہوگا آفتاب ریاست طلوع ہوگا یہ ناممکن ہی کہ صاحبقران سرفراز نہ فرمائین اس طلسم کو اگر درہم
برہم نہ کرین حضور ملکہ بہار کہتی ہی صاحبو مجھے سب سے زیادہ خواجہ عمرو سے شکایت ہی مجھ کنیز کو ساتھ لیکر
اپنے طلسم مین کس زور و شور سے آئے کیا کیا شعبدے کوکب کو دکھائے وہ بھی ہماری مدد کو نہ آئے بھلا
جب آہ کرتی ہی رنگ چمن گرگون ہو جاتا ہی عندلیبان خوش نوا کا کلیجہ خون ہو جاتا ہی سنبل نے غم بہار مین بال
پریشان کیے سوسن کی زبان خاموش گل کو انکی محبت کا جوش طفلان غنچہ نے دہن کھولے خاموشی موقوف
سینے کف افسوس ملنے مین مصروف ہر نخل کا لباس نرالا ہی فلک نے ہر شاخ پر بار غم ڈالا صبا چمن مین خاک اڑاتی
ہی قمریان طوق گلو سوز موقوف کر کے نرگس کو حیرت صاحب چشم کو عبرت نہرون کو جوش گنبد حباب و پوش اشعار مصنف

ہو رہے تھے ہی نے جب کیا نالا	سرو گلشن کا بھی گیا نالا	بال سنبل نے اپنے کھول دیے	چشم نرگس سے اشک بہنے لگے

جب بیتابی عاشقان باوفا کی زیادہ ہوئی ہر زمین باغ اشکون سے شبنم کے روتی ہی یہ حال دیکھکر دونون
نمکحرامون نے للکارا اے شہنشاہ لاچین سلطنت ہوش ربا کی مٹی گئی آرزو کی نہ کھلی بی بہار نے للت

زندگی اُٹھایا کیون مخمور اب نشہ اُتر اڑا بادۂ محبت کا جوش تھا لطف پایا مزۂ سلطنت کا ہاتھ آیا اب تمھارے مذہب کے مددگار کہان ہین اب تمکو بچانے نہین آتے لاچین نے آہ کی شاہزادیون نے غم سے اپنی حالت تباہ کی لاچین نے جواب دیا ظالمون ظلم سے باز آؤ اسقدر گردن کشی نہ کرو اسکا تمسے حافظ حقیقی انتقام لیگا بڑے بڑے سرکش دنیا سے ناپایدار سے کف افسوس ملتے ہوئے گئے جو جیسے ظلم کئے تا روز قیامت ہے ہے تمھارا بھی یہی حال ہوگا ہمارا یہ وقت نکلجائیگا کیا طعن کرتے ہو تمکو امی پر مرتے ہو جو تمسے ہو سکے کرو خدا سے نہ ڈرو انشاء اللہ سزا دینے والے آتے ہین وہ مالک حقیقی رب حقیقی ظالم کی عمر دراز کرتا ہے وہ دیے جیا اپنے اوپر ناز کرتا ہے مخمور نے آہ سرد کھینچی کہا اے شاہنشاہ اُنکے قبضے مین ہین سخت کلامی نہ کیجیے بلکہ انسے کہیے کہ کھانا دونون وقت مقرر کردین لاچین کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے کہا بی بی اپنے رزاق مطلق سے کہو ان نمک حرامون سے کہنا کیا ضرور ہے بی بی مین کہونگا سحر العجائب مصر الغرائب ہنستے ہوئے تخت اُڑاتے ہوئے ہر طرف نگاہ ڈالتے ہوئے آتے ہین قضا سے کار ویرانہ مین آکر پہونچے کہ جہان کے دو ساحر تمھارے ہاتھ سے مارے گئے دیکھا کہ صحرا ویران پڑے ہین قریب ہی خاک اُڑ رہی ہے گھبرا کر وہان کے باشندون کو بلایا چند کس حاضر ہوے ان دونون نے پوچھا سحر جیل جادو و بیران جادو جبیشہ کرم خوار کہان ہے اُسنے کہا سحر جیل و بیران قتل ہوے جبیشہ کرم خوار ایک جوان پر عاشق ہوئی اسکو قید سے رہا کرکے لیگئی اُسکا تو قول یہ تھا کہ مین طلسم فتح کرائونگی اس جوان کو بادشاہ بناؤنگی یہ سنکر دونون غصے مین کانپنے تخت اُڑاتے ہوے چلے مراد انکی یہ ہے کہ جو کوئی تدبیر فتح طلسم مین مصروف ہو اُسکو گرفتار کرکے لیجائین بعد ختم میعاد ساتھ کوکب و لاچین کے قتل کرین قضا سے کار یہ دونون تخت اُڑاتے ہوئے جاتے ہین اس باغ ویران کی جانب گذر ہوا کہ جہان جبیشہ کرم خوار قہار غدار کو رویین تن بنا رہی ہے یہ بھی کہتی جاتی ہے کہ اے شاہزادہ والا قدر اب تم بڑے پہلوان ہوے تلوار نیزہ تیر تمھارے جسم پر اثر نہ کریگا اگر رستم بھی تمھارے مقابلہ مین آئیگا ذلت اُٹھائیگا یہ جو دونون نے سنا غصے مین کانپنے لگے آواز دی او بیحیا یہ تونے کیا غضب کیا ہمارے طلسم کے بیری پہلوان رویین تن بنایا جاتا ہے ہم وہ بادشاہ ہین کہ کوکب و لاچین کو قید کر لیا ہے جو ہم مرتے ہین آٹھ پہر فریاد کرتے ہین جبیشہ نے جوان دونون کو دیکھا اتنا تو منہ سے نکلا کہ شاہان طلسم آگئے تو بڑا بدنصیب ہے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ موت قریب ہے قصد کیا اٹھکر بھاگون دونون نے ہاتھ اُٹھا کر کچھ اشارہ کیا اسم سحر پڑھا جبیشہ کرم خوار بیہوش ہو کر گر پڑی کنیزین بھی بیہوش ہوگئین قہار کے گلے مین ایسا بھاری طوق پڑا سرنگون گرا اسیطرح دونون کو قید کرکے آگے بڑھے آپس مین کہتے ہوئے کیون بھائی اس نمک حرام نے بڑا غضب کیا تھا ایک جوان رویین تن تیار کرتی تھی بڑے وقت پر ہم پہونچے طلسم کشا بتاتی تھی زور ساحری کا دکھاتی تھی تخت اُڑا ہوا جاتا ہے اور طبقہ زمین کا ساتھ ہی قضا کا

جس مقام پر لشکر نقابداران فروکش ہے بارگاہ مین سب سردار بیرون بارگاہ میدان سوار صلاح ہو رہی ہے ایرج نوجوان مشتاق ہین کہ آج نقابدارون کا پردہ اُٹھے بہر پوشش راضی نہین ہوتا ملکہ ہوش افزا بیٹھی ہین یہ بھی بہر پوشش کو سمجھا رہی ہین کہ آپکے بزرگ ہین انسے پردہ پوشی کیا ضرور انکے ساتھ رہنے سے قلب کو سرور حاصل دیدہ کار آزمودہ بہر پوشش کے تیور پر بل کم سنی کی چہل بل فرماتے ہین ملکہ تم دخل نہ دو ملکہ ہمارے ساتھ سے علیحدہ ہو جاؤ پردہ بارگاہ کا اٹھا ہو کہ شاہپور کی نگاہ آسمان پر گئی دیکھا ایک تخت پردہ تا حد از پہلے سے تخت مین طبقہ زمین کا اترتا ہوا شاہپور کے منہ سے نکلا او دھوکا گی بلا آتی ہے یہ کسکر شاہپور نے کوہ کر دیا کہ سحر العجائب و مصر الغرائب نے لشکر

دیکھا جمشید پر ایک کوڑا مارا [illegible] شکل شیشہ نے تڑپ کر کہا کہ تین نقابدار ایک ابر رج بادل
[illegible] ان عالی [illegible] طلسم پر جاتے ہیں یہ سنتے ہی ان دونوں نے ایک سحر کیا پانی
برسنے لگا ملکہ سوسن [illegible] سحر [illegible] پانی [illegible] لشکر میں تلاطم ہوگیا اور جھونکے ہوا کے چلے
[illegible] کچھ فرق [illegible] نقابداروں کے چہرے سے نقابیں اڑگئیں بارگاہ میں
[illegible] نہیں کرتا سب سرداروں کو پیچھے
[illegible] غرق زمین ہوگئی ہر چند [illegible]
نے آواز دی [illegible] سوسن نے کچھ جواب نہ دیا [illegible] کو سحر سے
بیہوش کر لیا یہ [illegible] جوان تخت [illegible] ان دریا [illegible]
[illegible] یہ دونوں ظالم بیٹھے [illegible] بارگاہ
میں [illegible] قید کر [illegible]
دیراں میں جہاں [illegible] دو شیشہ وقیار [illegible] ساتھ والوں
کو ایک سمت [illegible] سب کو قتل کر ڈیگی ایک ساحرہ
ایک جوان کو لیکر [illegible] سب کو [illegible] قید کیا [illegible]
[illegible] یہ دونوں [illegible] لباس [illegible] تخت [illegible] نامہ لکھ بھیجا تھا کہ ہم نے جنکو قید کیا
ہے [illegible] شاہزادہ [illegible] سرداران نامی کو لیکر حاضر ہوا
[illegible] حکم ہوا [illegible] قید میں بیٹھے تھے تران نے اتنی
خبر [illegible] طلسم کشا [illegible] باغ میں آئے ہیں بہار و مخمور نے
[illegible] گرفتار ہوگئے ملکہ [illegible] کہ میرے فرزند کا پتہ نہیں ہے
[illegible] سب کو تخت [illegible] سحر پر سوار کیا لیکر
[illegible] دربار [illegible] ساتھ میں
[illegible] آکر مثل [illegible]
اسلام [illegible] بہار نے دیکھا شاہزادہ
[illegible] جوان [illegible] آئے ابلق اسلام
سلام [illegible] شاہنشاہ [illegible] کو لیکر آیا سکندر
نے [illegible] شیر جوش بار
لگا [illegible] سے پوچھا یہ کون جوان [illegible] کا بیٹا یہ ساحرہ
[illegible] ان سب کو گرفتار کیا تران
[illegible] انقلاب ہوا اگر وہی شیر ہی خدا [illegible]
[illegible] ذکر تھا مگر ہم نے بادشاہ
[illegible] ساحری [illegible]
[illegible] آگاہ نہیں [illegible] ہوتے ہو

تخت پر مثل ہیمون آ چکتے ہو انشاء اللہ ظہور قہر قدرت رب اکبر ظاہر ہوگا کیون گھبراتے ہو سحر العجائب و مصر الغرائب
چونکہ ملازمان کو کب ہین شرماتے ہین نقلون مین منھ چھپاتے ہین مگر ہم کچھ جانتے ہین کہ تم سب کو اسواسطے
بلایا ہی کہ مذہب قدیم کو اختیار کرو ورنہ آج ہم سب کو قتل کرینگے سب سے آگے بڑھا ہوا کو کب
ان نمک حرامون کو جواب دے رہا ہی کہ دربار کی زمین کانپی نعرہ شیر کی صدا آئی خانہ زنجیر مین خلل ہوا
چراغ عقل نامردان گل ہوا آواز آئی سلام من درین مجلس بر کسے باد کہ بداند و بشناسد کہ خدا
یک است و دین پیغمبر خدا برحق بران نے پلٹ کر دیکھا شاہزادہ ایرج نوجوان مع جملہ پہلوانان
زنجیرون مین جکڑا ہوا اکڑتا ہوا بارگاہ مین آیا اُسوقت بران کی بیقراری کو کب کی اشکباری اپنی
زوجہ ناہید سے کہا او صاحب غضب ہوا تمھارا داماد بھی گرفتار ہو کر آیا ایک طرف سے قہار و خبیثہ
زنجیرون مین جکڑے ہوئے انکے بھی سردار پشت پر قہار کو کیا لیاقت ہی کہ صاحب سلامت کرتا
خبیثہ کو دیکھ دیکھ کے روتا ہی اپنی حماقت پر محجوب ہوتا ہی کبھی بران کو دیکھکر خبیثہ سے کہتا ہی
دیکھو صاحب اسی ظالم پر مین عاشق ہو کر غریب الوطن ہوا باپ مارا گیا مین اس بلا مین پھنسا مگر
ایرج نوجوان بران کو قید مین دیکھکر محجوب و شرمسار مضطر و بیقرار ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہی یہ
اشعار عبرت آثار زبان پر جاری ہین غزل جلال

ڈھونڈھتا سینے مین پہلو مری رسوائی کا
میر شکوا تا ہی عالم شب تنہائی کا
نشہ بیخود کیے دیتا ہی خود آرائی کا
نام لے لیکے کسی کو مین پکار اٹھتا ہون
کر گذر لے اُسے جو کام ہی سودائی کا
سایہ تک اپنا کسی کو نہ دکھایا تو نے
اُس سے ڈرتے ہین جسے ڈر نہین رسوائی کا
لے لیا یار نے آغوش مین دل یون نکلا
ہان یہی وقت تو ہی معرکہ آرائی کا
دن اٹھین تا کہ ہم دیکھ لین اُٹھتا جوبن
ہم جان دل بھی ہین خواہان کوئی چوتھائی کا
مانگنے کو دل بیتاب بحمد اللہ سے تجھے
کیا خبر تجھکو نہ تھی گھر ہی یہ رسوائی کا
جلوہ جب اُسکا نہ دیکھا تو دکھایا مجھکو
پائے دشمن پہ ارادہ ہی جبین سائی کا

شوق اللہ رے اس چشم تماشائی کا
نام ہی تحفت سیہ اپنے تماشائی کا
زور اس دل کی تڑپ ہی کہ اُٹھا جاتا ہی
بس نہ لے کوئی تو احسان ہی تنہائی کا
بے نشان سنگ در یار ہی کو کرنا تھا
رکھ لیا شرم نے پردہ تری یکتائی کا
ناتوانی ہی بٹھا دے کہین تا اُٹھ نہ سکین
مین تو دیوانہ ہون نادان کی دانائی کا
چپ لگی ہی مجھے کچھ عشق دہن مین ایسی
کوئی خمیازہ بھی کھینچے کبھی انگڑائی کا
ہم گرین پانون پر آنکھ سے دو لگائین اُٹھ کر
نام ہی بھول گئے صبر و شکیبائی کا
رخ کرے مہر فلک خلق کی جانب کیونکر
روز محشر نے بھی عالم شب تنہائی کا
آپکو بھول گئے دیکھ کے اُس بت کا جلال

مشغلہ ہی یہی اکثر دل سودائی کا
حوصلہ تنگ ہوا جاتا ہی بینائی کا
آج کچھ لیتے ہی جاتے ہین وہ آئینہ سے
صبر کا ہاتھ ہو یا پانون شکیبائی کا
اُس سے کیا پہنچے گریبان تک آنکھ جو ہاتھ
دل پر اک داغ ہی کمبخت جبین سائی کا
تم سے کیا آؤ سے ہم مانگتے ہین اپنی پناہ
زور بس دیکھ لیا ہمنے توانائی کا
آج تقدیر بھی لڑ جائے کہین آنکھ کے ساتھ
اس لیئے ارمان ہی آنکو میری گویائی کا
کیا جگر ہی کہ ہی حصے مین تمھارا سب درد
قابل دید مقدر ہی جبین سائی کا
آنکھ مین چھپنے کو تو آئی تھی ای حسرت دید
پھر کے دیکھا نہین منھ تیرے تماشائی کا
ایڑیان رگڑی ہین تقدیر سے یون سکا عوض
حق ادا ہو نہ سکا پھر بھی شناسائی کا

بران شمشیر زن ان اشعار کو سنکر اسقدر روئین قریب تھا کہ غش آجائے ناہید سے کیا چھریان چلنے
لگین کہا بی بی خدا کو یاد کرو اسقدر نہ فریاد کرو ہر رنج کے بعد راحت ہی ہر مقام پر ظہور قدرت ہی وہ رب
اکبر حاکم بحر و بر روشنی بخش شمس و قمر ضرور عنایت فرمائیگا اس قید بلا سے وہی چھڑائیگا ہمکو دیکھو دل پر سنگ

ہمیں گرفتار کیا تمکو اس حال میں دیکھتے ہیں شوہر اس بلا میں مبتلا داماد دیرینہ مصیبت اپنی یہ کیفیت جو اُسکے نزدیک بہتر بی بی ہمکو بڑی امید قوی تھی کہ ہمارا خویش آکر ہمکو چھوڑائیگا یہ نہ سمجھی تھی کہ بخت واژگون و طالع نگون یہ سامان دکھائیگا بیتاب ہو کے آہ کی حالت اپنی تباہ کی یہ اشعار پڑھے نظم

یاد ہی زیر فلک ایسا بھی مجمع کم ہوا
آنکھ جب اُس فتنہ گر کی جھک گئی سر خم ہوا
دل کی دل ہی میں رہی کیا جلد غصہ کم ہوا
آرزو ناصح کی بر لائیں مری تنہائیاں
سر خدا جانے ترے سجدے میں کیونکر خم ہوا
کیجئے گی شوخیوں کا حال فرما دیجئے
جام کا جب دور آیا روز جشن جم ہوا
رات گذری تھی چمن میں صبح ہوتے اٹھ گیا
فتنۂ ہنگامۂ روز جزا برہم ہوا
ہر جگہ حسن بتاں کی اک روش دیکھی نئی
دونوں ہاتھوں سے کیا جو دوہرا ماتم ہوا
ایکدن آنکھوں میں تیلی بنکے کرلونگا جگہ
دیر تک شانے سے الجھا زلف پر برہم ہوا
دوسرا غم دوست مجھ سا تھا نہ عالم میں جلال

اس دل ناشاد میں گل بھی نہ خوش کدم ہوا
وہ جو زیر خاک تھے انکا عجب عالم ہوا
دل جلوں میں تم سے بھی پہلو نکلتے ہیں نئے
مشتاق دم بھر جسکی صحبت تھی وہی ہمدم ہوا
پھر انہوں نے بنایا جلوہ گاہ یار میں
آئینہ دیکھا تھا کیسے دل کا کیا عالم ہوا
شکر کر زاہد کہ جھک جاتا ہے مسجد میں کبھی
آب دانہ بلبلوں کا قطرۂ شبنم ہوا
دل سے گھبرا کر نکل آئی تمنا وصل کی
ناگہاں میں جو سید ہار ہا ابرو میں آکر خم ہوا
زخم ہنستے ہیں کہ منت احسان بخیہ کا لیا
روز میں ہو نہیں اگر انکی نظر میں کم ہوا
رنج کو راحت سمجھتے ہیں تمہارے درد مند
دوست اسیر اک مدت میں کسیکا غم ہوا

کل تو دل بس بس کیا اتنا ہجوم غم ہوا
رنج نے رہکر اُٹھایا رنج غم کو غم ہوا
حسرت تعزیر تھی تقصیر والوں کو ترے
شمع کشتہ کا ہماری بزم میں ماتم ہوا
دل میں تو ہے او بت مغرور جھکتے کب ہیں ہم
آنکھ نا محرم ہوئی جب ان سے دل محرم ہوا
عید کچھ نو روز پر موقوف سقوں کی نہیں
یہ وہ سر ہے بیشتر جو پاے خم پر خم ہوا
داد خواہوں میں ہے جل جل کو ان یا حشر میں
ہجر کی شب تجھ پر احسان ہجوم غم ہوا
کچھ مٹے ارمان دل کے کچھ جگر کی حسرتیں
داغ جلتے ہیں کہ کیوں شرمندۂ مرہم ہوا
واہ رے اسکا اثر جس میں نقش سوسن بنا
سوز داغ غم نہاں کا نور کا مرہم ہوا

اسیر نوجوان نے ان اشعار حسرت کو سنکر شکر یوں سے سر شیکا غصہ میں جاتا تھا توڑ ڈالوں مگر تمہارے سحر بھی اُس قید میں شریک ہے اس مجلس میں ایک ہنگامہ صاحبان دل بے اختیار ہو کر رونے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا ایسے عاشق و معشوق نہ دیکھے تھے بعض نے کہا ہمکو حال بھی معلوم ہے ان دونوں پر بڑی بڑی سختیاں ہوئیں یہ شاہزادی مبتلائے مصیبت رہی بڑی بڑی جفائیں سہی یہ جوان ہجران دہرہ آفت کشیدہ بڑا صاحب جرات و لیاقت اس زد و شور سے طلسم نور افشاں میں آیا جا کمان در بند کا نپ رہے تھے ملکہ ناہید بھی شریک تھیں میاں کوکب کو بھاگنے کا راستہ نہ ملتا تھا ناہید کو بڑا بہلو ملا کہ اُسی غدر میں جناب گلگون پوش اپنی سوت کو مار لیا مگر سب سے زیادہ خواجہ عمرو نے کوشش کی کوکب کی بھی آبرو بچائی اس لطف سے ملاپ کرا دیا کہ سب کا بہ دو رہگیا ہر چند کہ یہ جوان قید ہے لیکن دیکھو بالکل ہراس نہیں جان جانے کا وسواس نہیں کس کلے بھلے سے گفتگو کر رہا ہے ایک نے کہا ای بھائی ہماری بات بھی یاد رکھو کہ وقت زوال طلسم نور افشاں قریب آگیا ظلم بدعت کی انتہا ہو گئی کہ بادشاہ سامنے قید کھڑا ہے تخت نشین اس ظلم کا منتقم حقیقی بدلہ لیگا یہ آہ و عاشقان تاثیر نہ دکھائیگی یہ بھی ہم خوب جانتے ہیں کہ مسلمانوں کی موت نہیں جس ملک کا ان لوگوں نے ارادہ کیا فتح کر لیا فرعون نے ایسا ملک جسکا منتظم ساحر مشہور تھا اپنے سحر و ساحری پر غش تھا فرعون شاہ کو خدا بنایا کیا کیا شعبدہ دکھایا لیکن کچھ بھی نہوا حقیقت در پردہ شکست ہو سے بھاگنے کے سند ہو سے اب یہ جوان قید ہو کر آیا ہے اسکے عزیز ہم چشم بزرگ بہت اپنے مقام سے چلینگے کوکب کا بڑا

مرتبہ ہی صاحبقران کا سمدھی ہی اس جوان کے والد نامدار قاسم عالی وقار حیدر رستم نوجوان بزرگ قوم ہمارا
ہی بھائی کس کس کا ذکر کرین سب اس طلسم مین آئینگے دیکھیے اب آج کیا ہوتا ہی سحر العجائب و مہر الغرائب
لباس سرخ پہنے ہوے تخت پر بعید کمر و فر اپنے سحر پر ناز کر رہے ہین جب کوکب نے جواب صاف دیا
کہ ہم سامری جمشید کو سجدہ نہ کرینگے جو تمسے ہو سکے کوتاہی نکرو خدا وہ دن نہ دکھائے اگر ہمکو یہ شکست منظور
ہوتی تو تمکو امون کی مجال تھی کہ ہمپر دست انداز ہوتے افراسیاب ایسے بادشاہ سے لڑے کیا کیا
معرکے پڑے لیکن کبھی آنکھ نہین چھپائی جان سے ڈر کر مذہب سامری جمشید اختیار کرینگے اپنے پروردگار
کا نام لیکر مرینگے خدا صاحبقران کو سلامت رکھے ہمارے تائب ہونے کے وقت بصیرت فرمایا
تھا کہ اے کوکب تمھارا سحر ترک کرنا مناسب نہین ہی لیکن ہمنے اپنے پیدا کرنے والے پر تکیہ کیا ہی
انشاء اللہ انجام بخیر ہوگا اس طلسم مین خون کے دریا بہینگے ظالم فنا ہونگے سحر العجائب و مہر الغرائب
ان باتون پر کوکب کی اور زیادہ بگڑے حکم کیا جلاد کو لاؤ دار استادہ ہوا اسوقت آدم کش تسمہ کش چشم
کن جلاد صاحبان بیداد حاضر ہوے دارین استادہ ہو گئین اب یہ سب گرفتاران زندان رنج و
مصیبت و آوارگان وادی غربت آمادۂ مرگ و جیسے ہی کھڑے ہوے ایک کو ایک نے بہ نگاہ یاس دیکھا
ملکہ بہار بہ نگاہ محبت شاہزادہ سرو سہی قد کو دیکھکر اشارے سے پوچھتی ہین کہ اے نور نظر اسحر ناتمور کے فرزند کو راہ مین
کیا کیا افسوس نشو و نما تمھاری راہ مین ہوئی ہمنے تمھارے باغ جوانی کا پھل نہ پایا باغبان قضا و قدر نے خارستان
بلا مین پھنسایا ہا ہم تمپر نثار ہو جائین خدا المحقین بچائے اپنے والد نامدار کو ہمارے مزار پر لانا فاتحہ خیر پڑھوانا روح کو
راحت ہوگی ملکہ مخمور جیران جوان بخت سے اشارون مین فرماتی ہین کہ اے فرزند خدا تمکو اس بلاے ناگہانی سے
بچائے اپنے بزرگون کے پاس پہونچائے ہمارا بھی کبھی کبھی ذکر کرنا اگر ہو سکے دسوین یا پانچوین فاتحہ دلانا جب تمکو
آئے تو جاننا کہ اس کشتۂ حیرت و یاس نے یاد کیا والد کو اپنے سمجھانا کہ آپکی کنیز بھی نثار ہو گئی آپ غم نہ کیجیے تمھاری خیر آرزو
ملکہ قمر چہرہ بہت تمپر مہربانی کرینگی تمھاری پرورش مین صرف ہینگی ہمین نہ یاد کرنا انکی آغوش کو آباد کرنا ملکہ مہ جبین بکمر و
زرین سکندر کو بہ نگاہ حسرت و یاس ملاحظہ فرماتی ہین مگر بہت حیران کنیزون سے کہتی ہین کیون صاحبو ہمارے فرزند پر کیا
افتاد پڑی کوئی ساحرہ اٹھا لیگئی ہمنے بچپن سے سحر نہ سیکھا نہین معلوم وہ عورت اس طفل ماہ طلعت کو کہان آوارہ
کرے کس بلا مین پھنسائے مگر یقین کامل ہی وہ فرزند اسوقت غافل ہی دھوکا دیکر اسکو مارے اسکے دام مکر سے نکلے مگر خدا انکو خدمت
مین انکے والد کے پہونچائے مثل اپنے بزرگون کے شوکت و شان پائے ایلچی ہمنے سنا کہ مثل اپنے بزرگون کے دیوانہ
مزاج جاہلون کے سر کا تاج شاہزادہ ایرج نوجوان پر بہت طعن کی مین ہوتی تو سمجھا دیتی کہ والد نامدار تمھارا ہے
انکو بہت ستا چکے ہین تم انکے ساتھ گستاخی نکرو تمھین مناسب نہین مگر افسوس ہم انکے دیدار سے محروم رہے سکندر کو
دیکھ دیکھ کے بران روتی ہین فرماتی ہین یہ کیا انقلاب ہوا ہمارے دل کو غم و تاب ہوا یہ جوان فرزند زرین پوش
مشہور ہی سراسر عقل کا قصور ہی بالکل شہریار کی صورت سے مشابہ ہی وہ ظالم اپنے کو فرزند زرین پوش
جانتا ہی دیکھیے یہ پردہ کیونکر اٹھے کوئی ہوا اپنے ماں باپ کا زندہ رہنے شباب کا اپنے پھل پا مٹے ان ظالمون
کے ہاتھ سے بچ جائے ہمارے واسطے بہتر موت ہی لطف زندگی فوت ہی ملکہ ناہید بھی ان کو دیکھ دیکھ کر رو
رہی ہین کلام حسرت و یاس زبان پر بیقرار و مضطر ایرج نامور ٹھنڈی سانسین بھرتے ہین کوکب کی بیعدت
پر افسوس کرتے ہین ان صاحبزادون کے قتل کا ملال دربار طلسم مین ہنگامہ ہی ہر کس و ناکس افسوس کر رہا ہی مگر قہر پا خیلرو

خبیثہ سے کہتا ہی کہ کیون صاحب اب کیونکر جان بچیگی خبیثہ کہتی ہی تو بڑا بدنصیب ہی تیرا ساتھ دیکر مفت مین جان گئی ورنہ مین خود صحراے طلسم کی مالک تھی دونون بادشاہ ظالم ہین زندہ نہ چھوڑینگے لیکن ان جوانون کو دیکھکر حال کوکب نوجوان پریشان ملکہ پران مسکراتی ہین دل مین گھبراتی ہین شاہون نے حکم دیا ان سب کو قتل کرو ہمارے دشمن ہین راہ طلسم کے رہزن ہین جیسے ہی انھون نے حکم دیا جلاد تلوارین کھینچکر برابر آئے ہر ایک کی گردن پر کولہ کا خط دیکر آوازین دینے لگے شعر

سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد خبیث		ہر غ را دانہ بلا شد طعمہ بر صیاد خبیث

اسکا سر رشتہ حیات منقطع ہوا اسکا ساغر عمر لبریز بازو پر قوت دل مین ہمارے زخم ہین مگر ای شاہنشاہ عالیجاہ وہ لوگ قتل ہوتے ہین کہ جنکا عدیل و نظیر ممکن نہین حکم اول ہی دل بے کل ہی سمجھ کے حکم دیجیے گا قتل کرنا ہمارا کام ہی جلانا فعل رب الانام ہی ایسا ہو خواہان انکے خون کے ہمارے دامنگیر ہون ہم خون سے بری رہین وقت پر جواب دین کہ حکم سے مالک کے قتل کیا سحر العجائب و مصر الغرائب غصے مین کانپے طرف جلادون کے متوجہ ہوے کہا ظالمو ہمکو ڈراتے ہو مکر کر باتین بناتے ہو دنیا مین کون ہی جو ہمسے مقابلہ کرے یہ سب ہمارے گنہگار ہین ہمارے طلسم کی فتاحی کا ارادہ کیا سب سے پہلے اس خبیثہ کا سر کاٹ لو اس حرامزادی نے صحراے طلسم کو ویران کردیا ہماری خرابی کا باعث ہوکر دشمنون کا ساتھ دیا جیسے ہی جلاد خنجر کھینچکر قریب خبیثہ کے آیا اسنے گھبراکر کہا ای شاہنشاہ طلسم مین تو نمک پروردہ ہون رہنے والا طلسم کا پابند قاعدہ ہوتا ہی دھوبن حرامزادی کی جان کو کلپتی ہون پہلے اسنے اسکی آبرو لی یہ نگوڑا بدا قبال دھوبی کا کتا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا اُسکے ساتھ ہی گھاٹ کرنے بھاگا مجھ تک پہونچا حضور خوب آگاہ ہین کہ قاعدہ یہی کہتا تھا کہ مین اسکی اطاعت کرون یہ مناسب تھا مجھکو کہ اسکو دام مکر مین پھنساتی قید کرنے کی مجاز نہ تھی صحرا مین بھگاتی یہ خطا مجھ سے ہوئی کہ مین اسکو لے نکلی حضور پر روشن ہی کہ جو صدمے اُٹھائے اُسنے چین نہین پایا اب حضور اسکو قتل کرین میرا عہدۂ قدیم مجھکو ملے وعدہ کرتی ہون کہ میرے مرحلے سے کوئی گذر نہ سکیگا ایسا انتظام ہوجائے ادھر سے گذر کرے عمر بھر بھٹکتا رہے نہ مرے نہ چھٹے بھٹکتا رہے یہی اُس صحراے وحشت ناک کی خوبی ہی کہ مارا مارا پھرے چین نہ ملے جاتے ہی سب دیہات آباد کردونگی ان زنگیون کے مارے جانے سے دیہات ویران ہوے ہین نئی رعایا آباد کردونگی نئے ساحرون سے دیہات بھردونگی کوئی گوشہ اگر سرکار ویران دیکھیں مجھکو سزا دین اسطرح گڑگڑاکر خبیثہ نے جو کہا سحر العجائب و مصر الغرائب کو خیال آیا کہ سچ کہتی ہی بناے فساد و خرابی اُس دھوبن کی ذات سے ہوئی جواب دیا ای خبیثہ ہمنے خطا تیری معاف کی خبردار اب کسی جوان کے ساتھ ایسا فعل نکرنا عاشقان دردمند کو زمرۂ عشق و عاشقی سے کیا کام اُسنے بہت عذر کیا حکم ہوا اسکی قید کاٹ دو خبردار اب کبھی ان جوان کا خیال نہ کرنا خبیثہ کو رہائی ملی بطور ملازمان قدیم پشت تخت پر آکر مگسرانی کرنے لگی قہار نے جو دیکھا کہ خبیثہ نے رہائی پائی گالیان دینے لگا کہا ای شاہان طلسم اسی کی ہدایت سے مین نے سب کام کیے پہلے اسکو قتل کیجیے خبیثہ اشارہ کرتی ہی ارے کمبخت چپ رہ مین زندہ بچونگی تیری مدد کرونگی مگر قہار سب باتین خبیثہ کی ظاہر کررہا ہی کبھی روتا ہی کہ ہاے مین اپنے وطن سے چھوٹا سلطنت ملک مین ملی آپ مجھکو رہا کردین مین کبھی نام طلسم کشائی کا نہ لونگا فقیر بنکر عمر بسر کرونگا سحر العجائب و مصر الغرائب نے کچھ سماعت نکی جلادون کو اشارہ کیا اپنے ہاتھ مین بھی تیر و کمان لیا سب مصاحب بھی ملبس ہوے کہ لاچین پر خود بھی تیر اندازی کرین یکایک آسمان پر برق چمکی آواز آئی خبردار ای شاہان تو قواعد طلسم فراموش کیے سلطنت کو غنیمت

جانو احکام سامری وجمشید کو رواج دو سب نے دیکھا ایک پیر زمین گیر تخت پر سوار ایک کتاب ہاتھ مین اسکو دیکھتا ہوا چہرے پر آثار پریشانی رخسار پر جہرانی اگر پہونچا تخت سے کودا با ادب سلام کیا کہا ای شاہان طلسم یہ موٹی سی بات ہی کہ ان قیدیون کو آپنے گرفتار کیا میعاد مین نہ گذرین تیر و کمان لیکر آمادہ ہو گئے منبر منگوائیے مین وعظ کہون گا سب فوائد سے آپ کو آگاہ کرون جو جو احکام دیکھے لائق آپکی سماعت کے ہین انکو منتخب کر لیا سماعت فرمائیے اُنپر کاربند ہو جیسے دونون نے حکم دیا آج سیلاح ستارہ شناس راز دار خیر خواہ قدیم ہمارا اندہم بعد مدت کے تشریف لایا ہی وعظ کہیگا اسوقت ایک منبر ہونیکا استادہ ہوا سیلاح ستارہ شناس کتاب ہاتھ مین لیکر منبر پر آیا کوکب کو جو قید مین دیکھتا ہی شرماتا ہی بہت گھبراتا ہی طریقہ سے ظاہر ہوتا ہی کہ اسیر قید ہونا کوکب کا شاق ہی قدمبوسی کا مشتاق ہی مگر خوف سے شاہون کے کچھ کہہ نہین سکتا منبر پر اُسنے جاکر کتاب کھولی اشلوک زبان سنسکرت کے پڑھے پکار کر آواز دی ای خیر خواہان طلسم بگوش ہوش سنو اپنی اپنی پوجا پاٹ کو ترقی دو عبادت مین مصروف رہو صاف صاف خداوند لکھ گئے ہین ان الفاظ کا یہ ترجمہ ہی کہ جب بادشاہ سابق مع اپنے ناموس کے قید ہو کچھ اور لوگ صف شکن و مردان تیغ زن طلسم کا قصد کرین جو جو صاحب قید ہو کر آئے ہین انمین کوئی طلسم کشا نہین ہی اس طلسم مین بانیان طلسم حکمایان اشراقیین نے میعاد مقید طلسم ایک سال کی مقرر کی اگر خلاف میعاد قتل کیے جائین لیکن طلسم گرے مگر اب طلسم کشا سے اصلی آئیگا بڑے فساد برپا کریگا وہ شخص اسکے ساتھ ہوگا جسکا نام لینا مناسب وقت نہین ہی وہ عیاریان کریگا بڑے بڑے سرکش مارے جائینگے لوح طلسم بھی اُس طلسم کشا کو ملے مذہب سامری جمشید اُٹھے مذہب خدائے نادیدہ رواج پائے بادشاہان نو کو انتشار ہو بلکہ صاف صاف لکھا ہی بھاگنے کا راستہ نہ ملے عمر طلسم ختم ہوئی سب نشان بتلا دیے بادشاہ سابق قید ہی جہان یہ سب قیدی تھے اسی مقام پر قید کیے جائین مگر بادشاہ سابق کی خاطر و مدارات مین مع جملہ احباب کے حکم ہی ارشاد سامری ہمارے واسطے کرامات ہی پھر پھر کامل سیلاح ستارہ شناس نے وعظ کہی تمام اہالیان دربار کانپ گئے چرچے ہونے لگے بار در حقیقت مین ان شاہون نے بڑے ظلم کیے بیشک دریا قہر سامری و جمشید جوش ماریگا سیلاح صاف صاف کہ رہا ہی کہ عمر طلسم تمام ہوئی کامل طلسم کشا آئیگا یہ بھی کہتا ہی جو اُسکا ساتھ دیگا زندہ بچیگا جو اُسکی دشمنی کریگا مارا جائیگا دیکھیے اب کیا ہو سحر العجائب ومصر الغرائب نے جو دیکھا شاہان دربند نہایت پریشان ہین بعض کے یہ گمان ہین کہ ابھی دربار سے اُٹھکے جائین اپنے بادشاہ سابق کو چھڑا لین یہ دونون تخت سے اُٹھے آواز دی ای کاہن بس ہم سن چکے ہم سب کچھ جانتے ہین تمکو بخوبی پہچانتے ہین جس کسی کو یہ خیال ہو کہ بادشاہ سابق کی وجہ سے طلسم ٹوٹ جائیگا وہ ابھی سرکشی کرے مایہ دولت پر لشکر کشی کرے ہم کسی سے کم نہین کم نہین اگر اصلی طلسم کشا آئیگا تو کیا کریگا ہم کسی کے بھروسے پر سلطنت نہین کرتے دیکھنے والے دیکھ لین انصاف کرین کہ ہم خود گئے ان سب کو پکڑ لائے خفتہ کردم خوار ایسی ساحرہ کو ہاتھ نہ ہلانے دیا ان جوانون کو چشم زدن مین پکڑ لیا اب ہم یہ قانون قرار دینگے کہ ہر ہفتہ مین اطراف طلسم کی سیر کیا کرین جو نیا آدمی ملے اُسکو گرفتار کر لائین طلسم کشا بھی انھین راستون سے آئیگا آخر ہمارے ہاتھ سے مہلت نہ پائیگا ہم کسی کی مدد کے خواہان نہین کسی کے ممنون احسان نہین بادشاہ

سابق نے جیسا کیا وہ سزا پائی دین قدیم سے منھ موڑا خدا ے نادیدہ کو سجدہ کیا ہمسے کبھی نہوگا کہ باپ دادا
کا مذہب چھوڑ دین کیا ہمارے بزرگ بیوقوف تھے کہ سامری پرستی مین مصروف تھے دونون بھائیون نے لان
دگزاف کرکے سیاح کو منبر پر سے اُتار لیا انجام وعظ کو منع کیا سیاح نے بادشاہون پر تیور بدڈالے سب
ڈر گئے یہ بھی جانتا ہی کہ یہ دونون بڑے ساحر ہین آخر کو رخصت ہوا ان دونون نے حکم دیا ان سب کو
لیجا کر قید کرو دربان جادو مصاحب وحاکم باغ ویران کا بیٹھا تھا کہا ای دربان جادو ان سب کو
اُسی باغ مین قید کر مواج جادو کو حکم دیا یہ جوان موسوم بہ سکندر حقیقت مین صاحب جاہ و
حشم ہی اسکو بھی مع اسکے بزرگون کے اور ساحرہ جو اسکے معین ومددگار ہین بہت اچھی طرح رکھنا
حفاظت کرنا اگر یہ رہا ہوے بڑی آفت برپا کرینگے مواج سکندر و شاہنشاہ و ملکہ نسیم آتش خو
کو ایک تخت پر بیٹھا کر بطور قیدیون کے لیگیا کوکب وغیرہ کو دربان جادو اُسی باغ مین لایا مگر لاجیرہ
وبلقیس و بہار و مخمور و مہ جبین کو الگ لاکر مکان مین رکھا کوکب و یران و ناہید الگ
مقید ہوگئے ایرج نوجوان و سرو سہی قد و شاہزادے مہران جوان سنجنت و قہار وغیرہ کو
ایک بارہ دری مین رکھا مگر کوکب پر از حد بدبغت ہی یہ کیفیت ہی کہ دربان سے دونون نے کہدیا
ہی کہ یہ بادشاہ سابق ہی اسکو قید مین دق کرو کہ یہ مرجائے جھگڑا مٹے کہ تین برس مشکل گذینگے اس درمیان
مین ایسی تدبیر کرنا کہ خود تڑپ تڑپ کے مرجائے ہرچند کہ دربان جادو خود پسند ہی مگر احکام مالک کا
پابند اپنا طریقہ یہ کرلیا کہ ہر روز سوار ہوکر ملک بملک جاتے ہین جو کوئی آیندہ روندر راہ مین ملگیا
مارڈالا یہان تو یہ کیفیت ہی کہ ان سب کے حالات مقام موقع پر تحریر ہونگے ان سکو اسی حال مین چھوڑیے

دو کلمہ داستان عجائب بیان سحر عنوان آمد صاحبقران بہ ارادہ فتح
طلسم راہ مین مقابلہ ہونا ساحرون کا روکنا ذکر ابلیس خود پرست کہ
یہ ساحر زبردست ہی پہونچنا تا بہ طلسم نور افشان و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا

ساقی نامہ مصنف

ساقی مرے دل کا مدعا دے
پھر سحر کا رنگ جم گیا ہی
گھنگھور گھٹا گھری ہوئی ہی
پھر جلوہ نما ہی لال بادل
رندون کو ہی تاک میکشی کی
شیشے کہتے ہین یہ اُبل کے
لو پیر مغان کو حال آیا

اب جام شراب کا پلا دے
کیون توسن کلک تھم گیا ہی
بجلی ہر بار کوندتی ہی
سبزہ ہی برنگ سبز مخمل
انگور سے مے ٹپک پڑیگی
محفل مین پھرین نکل نکل کے
اپنی دھن مین خیال گایا

اوصاف طلسم کا بیان ہی
پھر گلشن فکر رنگ پر ہی
ہی ابر گہر فشان کا بھی شور
کرسی یہ ہین شاہدان گلشن
اُبلی ہی یہ جوش مین گلابی
زاہد کو لگا کے رند لائے
ساغر کا ہی دور دور ساقی

کس اوج پہ رنگ داستان ہی
گویا شب ہجر کی سحر ہی
چنگھاڑتے ہین کہین طرف مور
لالہ کے چراغ سب ہین روشن
ہین مست خیال سب شرابی
ناصح سے کہو کہ منہ چھپائے
محفل کا ہی ایک طور ساقی

طالب نہیں مسند اورنگی کا	مبتلا ہوں کہ جسم زردی کا	ساقی سے قمری لو لگی ہے	گلشن میں شراب ... ہوئی ہے
رندوں میں بسر ہوئی ہمیشہ	ہو شغل شراب اپنا پیشہ	مست مئے الفت ولا ہوں	اس جوش میں ہیں ...
مست مئے الفت سخن ہوں	ہر نغمہ سرا چمن چمن ہوں	پھر گلشن سخن رنگ پر ہے	پھر باد بہار کا ... ہے
	روشن ہے مجھ چراغ مضموں	دکھلائے مجھے سیر باغ مضموں	

چہرہ سیاحان عجائب و غرائب نیرنگ جرأت و فتاحان مرحلہ جات طلسم شوکت حال خیریت مآل صاحبقران زمان کلک گہر بار سے یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف ترنم سرایان شیرین بیان حسین بی نگارندہ این داستان گذارش کرچکا ہون کہ صاحبقران زمان ملک غروبیہ با ختر مقابلہ دودہ زنگی مین مصروف جنگ ہین کئی بیٹے دودہ زنگی کے ہاتھ سے سرداران نامی کے واصل جہنم ہوے دودہ زنگی نے خود اپنے نام پر طبل جنگی بجوایا کئی میدان داریون مین کئی سردار زخمی کیے آج جو میدان کارزار مین آیا بختیارک نے اُسکو بہکایا کہ صاحبقران سے مقابلہ کر اگر امیر کو مارا لڑائی فتح ہوئی ایسے ایسے سردار ہزارون ہین کس کس سے لڑیگا پریون یہ نہین معرکہ پڑیگا دودہ زنگی نے بلبلا کے آواز دی خود صاحبقران مابدولت کے مقابلہ مین نہین آتے آج کئی دن سے میدانداری کر رہا ہون وہ لوگ میرے مقابلے مین آئے کہ جو ایک ضرب بھی نہ اُٹھا سکے یہ سنکر صاحبقران بمقابلہ دودہ زنگی آئے نیزہ چلا امیر نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا دودہ زنگی کو اپنی جرأت پر بڑا ناز ہی تیغہ برق تاب نیام انتقام سے کھینچی معلوم ہوا اژدہا غار سے بل کرکے نکلا امیر نے تیغہ سہراب پل کھینچا اسکی تلوار کو روک لیا اب چاہا کہ ہاتھ ماریں دودہ زنگی گھبرایا خیال مین آیا کہ اس تیغہ کا وار نہ روکیگا کہا ای شہریار آپ تو اپنے زمانے کے صاحبقران ہین پشت پر کون کھڑا ہی مجھے نیر مارا چاہتا ہی کیا آپ دو ملکر مجھسے مقابلہ کرینگے امیر نے پلٹ کے دیکھا دودہ زنگی نے ہاتھ تلوار کا مارا یہ بھی بختیارک کی زبانی سن چکا تھا کہ خود ہیو و نہین کٹتا اسنے جھک ماری خود سر سے گر گیا اب اسنے ہاتھ مارا سر اُس افسر کا اس خود سرکے ہاتھ سے زخمی ہوا قریب تھا کہ امیر گھوڑے سے گرین دوسرا ہاتھ اُٹھایا عمرو نے غل مچایا کہ او بیہودہ کیا کرتا ہی دودہ زنگی نے خیال نہ کیا کہ صحرا سے گرد اُڑی نقابدار زرین پوش بصد جوش و خروش گھوڑے کو اُڑاے ہوئے اتنی جلدی آیا کہ بیچ مین گھوڑا ڈالدیا امیر کو الگ کیا آپ سینہ سپر ہوگیا دودہ زنگی نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے بلا تکلف کلائی پر ہاتھ ڈالا تلوار چھین لی تمام زنگی ٹوٹ پڑے اس مغلوبہ مین نقابدار خوب لڑا کئی بیٹے دودہ زنگی کے ہاتھ نقابدار کے مارے گئے مگر اس مغلوبہ مین صاحبقران بھی شریک ہوے ہر وار کا جواب دیا نقابدار سے آگے بڑھکر لڑے بلا کے معرکہ پڑے بختیارک نے طبل بازگشت بجوادیا دودہ زنگی کا لشکر پلٹ گیا نقابدار الٹا پلٹا مگر دریاے خون مین نہایا ہوا صاحبقران جو بیٹھے زخم باندھتے ہوے مگر بسبب زخم کے نہایت آداس نقابدار سامنے آیا جھک کر سلام کیا امیر نے جواب دیا نقابدار نے کہا ای شہریار ہمارا آپکا وعدہ یوں انہد گا امیر پلٹ پڑے فرمایا مین ابھی موجود ہون گھبرے لڑے بانسے نہ دونگا نقابدار نے سر جھکا لیا کہا حضور بے ادبی نہین چاہتا ہون نہی شرط ہی کہ میرے آپکے لڑائی نہو بدت سے آتا ہون مجبور پلٹ جاتا ہون ادھر دیکھ رہے ہین کہ سر پر نقابدار کے باز سفید چرخ مار رہا ہی جیسے شمع کے گرد پروانہ پھرتا ہی آخر بعد گفتگو کے لبیا...

نقابدار نے جھنجھلا کر جواب دیا اگر آپکو یہی منظور ہی کہ سر میدان حال کھلے بہت خوب میری یہ مرضی نہین ہی مگر آپنے مجھکو مجبور کیا مین جاکر طبل جنگی بجواتا ہون کل صبحکو میرے آپکے فیصلہ ہو جاویگا امیر نے فرمایا بسم اللہ مین بھی چاہتا ہون نقابدار گوشۂ صحرا مین آکر اُترا بارگاہین استادہ ہوئین لشکر دیوان بھی نقابدار کے ساتھ رہتا ہی وہ الگ جاکر اُترا صرف لشکر سرداران تہمتن و جوانان صف شکن کہ شمار مین بارہ ہزار تھے سامنے صاحبقران کے فروکش ہوے نقابدار نے طبل جنگی بجوادیا ہرکارون نے خبر صاحبقران کو دی رستم پیل تن و بدیع صف شکن و نور الدہر وغیرہ نے دست بستہ عرض کی کہ غلامان جان باز اس نقابدار سے مقابلہ کرینگے امیر نے فرمایا یارو اصل یہ ہی کہ یہ نقابدار ایسا نہین ہی کہ ہر شخص اس سے مقابلہ کرے حقیقت مین سطوت و شوکت جرات و ہمت اسپر ختم ہی بارہ ہزار جوانون سے میرے مقابلہ مین فروکش ہی اسباب شوکت سب اُسکو مہیا ہی فن شوکت مین یکتا ہی میرے نام پر طبل جنگی بجے کل صبحکو اور کوئی صاحب ارادہ نہ کرین ورنہ میرے خلاف ہوگا اب اُمرا ات کی تیاریان کیا گزارش کرون ہر پہلوان کو یہی خیال تھا کہ کل ایسی تلوار چلے کہ ملازمان نقابدار دنگ ہون ہر رسالہ ہماری جرات دیکھکر تنگ ہو کہین تیر زہر مین بجھائے جاتے ہین کہین نیزے درست ہو رہے ہین تیغے چرخ چڑھ رہے ہین کہ عقل پیر چرخ کی چرخ مین ہی لشکر نقابدار بارہ ہزار ہمراہیان نقابدار آمادہ حرب و پیکار یہی کہہ رہے ہین کہ کل ہمارا آقا صاحبقران سے باجہائے صاحبقرانی لیگا اتنے بڑے لشکر کو شکست دیگا یہ تو دیکھنے والے دیکھین لشکر قلیل اتنے بڑے لشکر جلیل سے کیا خوب لڑا کیا معرکہ پڑا زبان تیر و کلۂ عمود سے صدائے احسنت و آفرین بلند ہو لشکر دشمن دردمند ہو ہمارے پانون پیچھے نہ ہٹین بڑھ بڑھ کے لڑین سرخ رو رہین چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری چرخ نیلوفری پر چمکا نقابدار عالی مقدار بصد کر و فر مع لشکر میدان کارزار مین آیا مگر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان بصد عزم و شان نماز سحری سے فراغت حاصل کرکے سجادے پر دو زانو بیٹھے دست دعا بدرگاہ رب بے نیاز بصد سوز و گداز بلند کیے پکار اُٹھے رباعی

تو آن رفیع مکانی کہ ساکنان فلک
بر آستان تو دارند میل دربانی
چہ احتیاج بپیش تو حال دل گفتن
کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی

تو نے بچپن سے میرا ناز اُٹھایا مرتبۂ صاحبقرانی پر پہنچایا صاحبقران نماز پڑھ کے سجادہ لپیٹ مقبل مسند پر سلاح سنجوگ لایا امیر جسیم پر اپنے سلاح آراستہ کر رہے ہین بدیع و رستم آکر حاضر ہوئے ہین دست بستہ کھڑے ہین مگر شاہزادہ نور الدہر اسپ پریوش پر سوار خدمت صاحبقران مین جاتے تھے کہ نقابدار سے صاحب سلامت ہوئی نور الدہر نے گھوڑے سے اُتر کر بہ ادب سلام کیا نقابدار بڑھ آیا نور الدہر کو گلے سے لگایا امیر نے جو یہ خبر سنی بدیع و رستم کو اشارہ کیا کہ نقابدار کا جاکر استقبال کرو یہ شیر باہر آئے نقابدار انکو دیکھکر شاد ہو گیا سب سے بغلگیر ہوا پوچھا ایرج نوجوان کہان ہی نور الدہر نے کہا اے نقابدار عالی مقدار فلک نے عجیب انقلاب دکھایا ہی کہ طلسم فتنۂ نور افشان پر ہنگامۂ عظیم ہی وہ شیر بیشۂ مدد کو گیا ہی خدا اُنکو مظفر و منصور کرے نقابدار نے کہا مین نے بھی خبر پائی ہی کہ ہوش ربا و نور افشان مین بڑے انقلاب ہین میرا بھی قصد ہی کہ وہان کی سیر کرون بلکہ حیرت جادو نے کسی ساحر کو ساتھ لیکر طلسم ہوش ربا پر آتی ہی میرے تیغا نے مجھکو خبر پہونچائی آپکی زبانی معلوم ہوا کہ ایرج و قاسم بھی وہین گئے نور الدہر سے نقابدار یہ باتین کرتا ہوا اندر بارگاہ کے آیا پایۂ تخت شاہنشاہی کو بوسہ دیا صاحبقران کو جھک کر سلام کیا امیر نے گلے سے لگایا روح کو راحت قلب کو فرحت ہوئی رگون مین خون جوش مارنے لگا دنگل میں ٹھنے کو دیا زخمی سر صاحبقران کا دیکھکر پوچھا کیون حضور مزاج اقدس

کیسا ہی امیر نے فرمایا الحمد للہ اُس مکار نے ارادہ کیا تھا کہ اس حقیر کو قتل کرے مگر حافظ حقیقی نے بچا لیا مگر ای
نقابدار تُونے کیا کارنمایاں کیا کس زور وشور سے لڑے ہو یہ کہکے صاحبقران نے ساقی کو اشارہ کیا جام
نقابدار کو دیا نقابدار نے سلام کرکے پیا نقابدار نہایت ادب وقاعدے سے پیش آیا جب نشہ ہوا سر دُہرو
خیال خیر و شر دل سے دور ہوا بیٹھے بیٹھے پر ہاتھ ڈالا جھومنے لگا کہا کیوں حضور ہمارے آپکے پردہ اُٹھ جائے میں آپسے نہ لڑوں
پیار دل نہیں قبول کرتا امیر نے فرمایا کہ ای نقابدار ابھی چند ساعتیں باقی ہیں امتحان ہو جائے قلب تسکین پائے نقابدار
نے سر جھکا لیا مگر جوش جرأت میں کہا ای شہریار آپکے اقبال سے میں ہر جگہ فتحیاب ہوا ہالیان پردۂ ظلمات نے بڑے
جہاد کیے تھے میں وہانتک گیا دیوزادوں کو متفرق کیا دیو شاہور بن عفریت سات لاکھ لشکر دیوان سے بر سر
قلعہ بلور آیا ملکہ سلاسل پری نے نامہ دار بخدمت آسمان پری روانہ کیا شکر خدا ہی کہ اُس نامہ دار کو میں نے
پایا فوراً پہونچا یا میرے ساتھ لشکر دیوان نہ تھا فوج آدمزادان لیکر شاہور سے لڑا تین شبانہ روز تلوار چلی غلوبہ
ہوئی آخر قلب فوج میں جاکر شاہور کو للکارا ای شہریار آپ نے عفریت کو مارا تھا یہ قد و قامت میں اُس
سے زیادہ تھا مگر بعنایت رب اکبر تین پہر میں ملکہ آسمان پری کے سامنے چیر کر پھینک دیا خوب تلوار
چلی سب کو بھگا دیا یقین ہی آپکو خبر ہوئے ہالیان قاف آپکو لکھیں ایسے ایسے معرکے گذر چکے اب حضور سے
فیصلہ کرنا چاہتا ہوں امیر نے کہا میں موجود ہوں نقابدار اُٹھکر اپنی صف پر گیا صاحبقران آراستہ
ہوکر دردولت شاہنشاہی پر آئے دیکھا آفتاب آسمان لشکر یعنی سعد بن قباد نامور بفر فریدونی و حشمت
جمشیدی تخت سلیمانی پر سوار برآمد ہوئے صاحبقران نے مجرا کیا بادشاہ نے قلب پر ہاتھ رکھا اشارہ
تھا کہ جگہ آپکی ہمارے دل میں ہی آپ تو اور سرداروں نے بڑھکے سلام کیے سواری کوچہ سلامتی سے نکل کر
طرف وعدہ گاہ مصاف کے چلی نقیب آوازیں لگاتے ہوئے کڑکیت کڑکے کہتے ہوئے شاعران قصیدہ خوان
قصیدے پڑھتے ہوئے ساتھ ہیں اس دھوم سے صاحبقران آکر میدان کارزار میں پہونچے مگر بادشاہ سے کہتے
ہوئے کہ حضور یہ نقابدار نقل ور نقابداروں کے نہیں ہی نقابدار نے صاحبقران کو آتے ہوئے دیکھا عیاری سے
کہا دیکھیں تو بڑھ ابلیے میں کیا عقدہ ہی بڑھکر دست حق پرست پر بوسہ دیا کہا حضور عقدہ بکر ین میں نہیں چاہتا کہ میں
میدان میں آپکے مقابلہ ہو کوئی امتحان مقرر فرمائیے اسواسطے عرض کرتا ہوں کہ با تمہارے صاحبقرانی
مجھکو مرحمت ہو ای آپ خانۂ کعبہ کو تشریف لیجائیں سعادت آخری حاصل کیجیے اب آپکا وقت جہاد نہیں ہی صاحبقران
نے فرمایا کہ ای نقابدار مجھکو بھروسہ ذات خدا پر ہی سالہا سال ہو چکے کہ آپ آتے ہیں بدون حصول مطلب
چلے جاتے ہیں میں اب آپ کو جانے نہ دونگا اس ملک میں جیسا جہاد ہی بعینہ ایسا مجمع نہیں ہوا ہی سب اہتمام
کر سکیگے اب امتحان شروع ہو جائے جس پر عنایت خدا ہی وہ غالب آجائے نقابدار نے سر جھکا لیا عرض
کی میری مراد یہ ہی کہ آپکے جانشین پہلوان دوران رستم ہندوستان لندھور بن سعدان سے مقابلہ
ہوئے سنتا ہوں کہ انکا گرز دونی آج تک کسی نے نہیں کھایا پہرا دم فلک نے بھی بار نہیں اُٹھایا یہ بچہ پروردۂ ستی
گرز لگائیں آپ بچشم انصاف ملاحظہ فرمائیں مقدمہ صاف ہوجاویگا مگر اب وہ وقت ہی کہ ماہ تاباں نے
نقاب حجاب چہرۂ نورانی پر ڈالی ہی پردۂ مغرب میں مخفی ہوا پہلوان نیر اعظم اکھاڑۂ چرخ چہارم کے پہلوان
نجیبا وشجاع کو ہمراہ لیکر ثوابت و سیارگان سے لڑتا ہوا خم مارکر میدان چرخ زبرجدی میں آکر قایم ہوا
شب نے نقاب چہرے پر ڈالی دشت بخد مغرب میں مخفی ہوئی غل ہوا سحر ہوگئی لو سحر ہوگئی خفتگان خواب

کوبھی خبر ہوئی گلون نے آب شبنم سے منھ دھویا سنبل نے گیسوے عنبرین کا پیچ و تاب کھولا نرگس شہلا نے جوانان چمن سے اشارے کیے سوسن دہ زبان کے شہرے ہوے بہ سرو لب جو قمریون کی کوکو کہین طاؤس رقصان قدرت باغبان قضا و قدر کے سامان صبا فتنۂ بادۂ محبت سے لڑکھڑاتی ہی ہواے سیر گلشن ہین ہر مینائے شجر سے سر ٹکراتی ہی نہرون مین فوارے چھوٹ رہے ہین ساکنان چمن موتی لوٹ رہے ہین چشمے حبابون سے آنکھین دکھاتے ہین حباب دریا دلی پر آتے ہین قطرے سے گوہر دریا بہاتے ہین دشت مین گلہاے خود رو کی بہار یاد الٰہی مین طائران صحرائی بیکار ہر سمت ظہور قدرت کو ثریا سے کی شوکت گلہاے چمن شان پروردگار مین بولتے ہین طائر بھی آواز دیتے ہین منقارین کھولتے ہین نظم۔

ای فرازندہ لواے وجود
جبہہ سا تیرے آستان پہ مدام
لکھ سکندر بنا گدا کو تو
واہ کیا شان کبریائی ہی
خالق جملہ ذی حیات ہی تو
فہم یان اولیا کی نادان ہی

بخشتی بخشش حاتمے زر جود
کیا فریدون و کیا جم اور بہرام
کردے دارا سا بے نوا کو تو
یہ کریمی ہی یہ خدائی ہی
رازق کل ممکنات ہی تو
عقل لقمان کی یان پہ حیران ہی

روز و شب سر فراز یا مسکین
جبہہ سا تیرے یان ہین شاہ و گدا
دے تو شاہی کا جسکو چاہے سر
ای جہان بادشاہ بندہ نواز
تو ہی بیشک ہی خالق آدم کا
حق تو یہ ہی کہ فہم انسانی

بلکہ سب بادشاہ روے زمین
لاکھ دارا ہزار اسکندر
جا ہے جب شاہون کو بنا دے فقیر
سبکو لازم ہی یان پہ عجز و نیاز
بلکہ ہژدہ ہزار عالم کا
کر سکے کیونکہ لاف حق دانی

دو دو زنگی بھی بصد قہر و غضب گینڈے پر سوار پشت پر کئی لاکھ زنگیان آدم خوار ایک سمت سے نقابدار زرین پوش بصد جوش و خروش سر پر باز سفید اڑتا ہوا مع ساٹھ ہزار جوانان صف شکن و تیغ زن اور انکی پشت پر لشکر دیوان اب نقیبون نے نقابت کی اشعار عبرت آمیز پڑھے جوانان شیر دل کے جو شعلے بڑھ کر کیت لڑکا کر رہے ہین یہ وہ لوگ ہین کہ نامرد کو بھی لڑا دین مردان عالم کی آنکھون مین خون آگیا قلب بھر آگیا اسوقت نقابدار زرین پوش نے مرکب اپنا صف سے بڑھایا نیزہ ہلاتا ہوا میدان کارزار مین آیا اسپ تازی چوگان بازی تیر اندازی ایسی دکھائی کہ چہار طرف سے صداے احسنت و آفرین بلند ہوئی آواز دی ای صاحبقران زمان آئیے ای یاور غریبان و ای دادرس بیکسان ای مرجع انام و ای رونق دہ لشکر اسلام تشریف لائیے اس حقیر سے مقابلہ فرمائیے آپ نے مجھکو محجوب کیا میرا کہنا نہ مانا اب آج حال کھل جائیگا یہ جو نقابدار نے صدا دی امیر نے خواجہ عمرو سے فرمایا میدان قرق کرو عمرو نے کلاہ نمدی اچھالی سب کو معلوم ہوا کہ خود صاحبقران نکلینگے اپنے گھوڑون سے کود کے سب نے آکر امیر کو گھیر لیا امیر قریب تخت شاہنشاہی آکے اجازت خواہ ہوے بادشاہ نے فرمایا خدا آپکو مظفر و منصور کرے رنج و الم دور کرے اجازت لیکر دوبارہ پشت مرکب پر سوار ہوے خانہ زین کو مشعل خانہ آفتاب روشن کیا مرکب نے تیور بدلے طرار سے بھرتا ہوا چلا جب ٹاپ ماری طبقۂ زمین کا ہل گیا نقابدار نے دیکھا صاحبقران اُچھل کے رکابون مین پاؤن دیکر اسے لگا دے بڑھا سب نے دیکھا سیر مین لڑین ایک قدم کا فرق نہ تھا نقابدار زرین پوش نے با ادب سلام کیا مگر نقابدار سنائے مین امیر نے فرمایا اب کیا سوچتے ہو نیزہ چلے فنون سپاہ گری کا امتحان ہو مگر نقابدار دل ہی دل مین کرتا ہی کوئی ایسا سبب پیدا ہو کہ مجھسے اور صاحبقران سے مقابلہ ہو امیر نیزہ تانے کھڑے ہین فرماتے ہین ای بہادر دریاے جرأت کے سے بہادر کیا تامل ہی چراغ عقل گل ہی اس سوچ مین کھڑا

تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا ایک دیو بلند قامت پوچھتا ہوا چلا آتا ہی کہ نقابدار زرین پوش کہاں ہی
سب نے بتلا دیا وہ جست کرکے قریب آیا ایک کاغذ ہاتھ میں دیا جیسے ہی نقابدار زرین پوش نے پڑھا
پسینہ آگیا قلب تھرا گیا کہا ای صاحبقران اعظم خدا آپکو سلامت رکھے میرے ملک پر دیوزادوں نے
حملہ کیا ہی قریب ہی کہ قلعہ ہاتھ سے نکل جائے سردار میرے زخمی ہوے میرا جانا بہت مناسب ہی اپنے
ملک سے فراغت کرکے آؤنگا پھر واپس نہ جاؤنگا یہ کہکے تخت زرین پر سوار ہوا تمام دیوان قافت بیرین
ہاتھ میں لیکر گرد آگئے سائبان زربفتی کئی ہزار گز کا سر پر سایہ فگن ہوا جسقدر انسان ساتھ تھے دیوزادوں
نے اُنکو کاندھے پر سوار کیا مرکب اُنکے بغل میں دبائے اس شوکت و شان سے کئی سو دیو تخت میں
کاندھے دیے ہوے بارگاہ میں دیوزادوں پر بارگین بار سفید سر پراس کردہ سے نقابدار روانہ ہوا
ہر دو زنگی بھی پلٹا بختیارک نے کہا ای دو زنگی یہ نقابدار مدت سے آتا ہی ہم تو یہ جانتے
ہیں کہ شہزادہ صاحبقرانی اسی کو ملیگا ایسا جاہ و جلال کسی نقابدار کا نہیں دیکھا مسلمانوں کے اقبال
اوج پر ہیں جس دن یہ نقابدار ظاہر ہونگے ہماری جان کو یہ بھی آفت ہوگی ہر دو زنگی نے کہا اگر وہ نقابدار
مجھکو ملیگا تو میں فوراً مقابلہ میں جاتا بختیارک نے کہا سبحان اللہ ایسا نہ کہیے گھر تک پہونچنا
دشوار ہوتا وہ دو زنگی بل کرتا ہوا اپنی بارگاہ میں آیا سب طرح کے چرچے ہو رہے ہیں مگر صاحبقران
حیران سے جب ملے سب سردار ساتھ میں عمرو سے کہتے ہوے خواجہ اپنی زندگی میں تو میں بانے
نہ دونگا کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا امیر نے کہ شاپور عیار ایرج دوڑا ہوا آتا ہی صاحبقران
نے مرکب روک لیا شاپور شیردل کو دیکھکر پکار اُٹھے کیوں مہتر صاحب آپ اپنے آقا کو ساتھ
لیکے چلے گئے جسے اطلاع بھی نہ کی کہو کیا گذری شاپور شیردل رکاب تھام کر رونے لگا کہا آپ ہمارے
آقا کے مزاج سے بخوبی ماہر ہیں جانتے ہیں کہ بڑے طلسم نور افشان تک نہ پہونچے یہ تو خبر ہی ادھین
مفصل ہیں کہ سحر العجائب و سحر الغرائب کو کیسے ایسے باغی ہوے کہ دامن پناہ ندیا بلکہ
قید کرلیا شاہنشاہ زادہ چین بھی اُسی طلسم میں جاکر پھنسے ایک کافر موسومہ بہ قہار فیلزور عاشق
تیران ہوکر آمادہ طلسم کشائی تھا ایک ساحرہ بھی طلسم کی اُسپر عاشق ہوگئی چاہتی تھی کہ ہاتھ سے
قہار کے طلسم فتح کراؤں مگر شاہان طلسم کو خبر ہوگئی وہ آکے سب کو گرفتار کر لیگئے میں نکل بھاگا
کہ جاکر حضور سے خبر کروں بدون حضور کے یہ طلسم فتح نہوگا طلسم وسیع شاہوں کا مرتبہ رفیع در بند
بڑے بڑے ساحر قدیم ہر ایک کی مجال نہیں کہ اُس طلسم پر دست انداز ہو علاوہ ازیں ہمارے
آقا بیتاب ہوگئے چل نکلے خواجہ زادوں سے بھی نہ پوچھا کہ اس طلسم کی فتاحی کس کے نام ہی یہ تو بخوبی
ظاہر ہی کہ جس طلسم کا جو فتاح ہوتا ہی اُسی کے ہاتھ سے طلسم فتح ہوتا ہی دوسرا اگر قصد کرے مبتلائے
بلا ہو آخر وہی ہوا میں عرض کرنے آیا تھا حضور خواجہ زادوں سے پوچھکر تشریف لائیں غلام کا ٹھہرنا
مناسب نہیں شائد کچھ تدبیریں پڑے مجھکو بڑا حجاب ہی اگر میں اپنے کو ساتھ آقا کے پھنسا دیتا کیا فائدہ
تھا امیر نے ہر چند روکا کہ تم رستم دراہ سے بھی آگاہ ہو نہ مانا اُس مقام سے رخصت ہوکر چلا گیا صاحبقران
جملہ حال سنکر آنکھوں میں آنسو بھرے ہوے داخل بارگاہ سلیمانی ہوے سرداروں نے پوچھا خیر تو ہی امیر
نے فرمایا آپنے دیکھا شاپور شیردل عیار ایرج نوجوان آیا تھا ایرج نوجوان جوش محبت براں میں

جاکر طلسم نور افشان مین قید ہوگئے اور اُسنے کچھ شاہزادون کا بھی ذکر کیا جنہون نے ارادہ طلسم کشائی
کیا مالک نے طلسم کشائی ہمیں پر اور ہماری اولاد پر مقرر فرمائی ہے آخر وہ سب گرفتار ہوگئے اُنھین کے ساتھ ایرج
بھی قید ہوئے شاپور نکلا یا اپنے آقا کا عاشق ہے ہمکو خبر کرکے چلا گیا فکر مین عیاری کے گیا ہے خواجہ زادون کو
بلاؤ فرزندان خواجہ بزرجمہر حاضر آئے امیر نے فرمایا بطور رمل ملاحظہ فرمائیے کہ طلسم نور افشان کا کون
فتاح ہے خواجہ زادون نے تختۂ رمل پر قرعہ تفکر کو پھینکا ثابت کرنے لگے بعد عرصۂ دراز سر اُٹھایا عرض کی
حضور کے نام اس طلسم کی فتاحی ہے لیکن خواجہ عمرو کا ساتھ ہونا واجب و لازم ہے سرکار کو بڑی بڑی تکلیفین پہنچینگی
بعد عرصۂ دراز تا طلسم نور افشان حضور پہنچینگے راہ مین بڑے بڑے معرکے پڑینگے یقین کامل ہے کہ حضور جاکر قیدیان
طلسم کو چھوڑائینگے بہ فتح و فیروزی اپنے لشکر مین آئینگے صاحبقران نے حکم دیا کہ بہرام سے کہو اپنا لشکر تیار
کرین کل ہمارا ارادہ سفر ہے شاپور نے یہ بھی عرض کر دیا تھا کہ راہ مین حضور کو قلعہ جات ملینگے فوج زیادہ ہمراہ
لیجائیے گا اس وجہ سے مقبل و بہرام کو حکم ہوا ہے ساٹھ ہزار سوار و پیدل سے زیادہ نہون کرب نامدار کو اپنے
مقام پر بیٹھایا حکم دیا اے بہادر خیال جنگ مین مصروف رہنا بڑے شخص سے مقابلہ ہے دودہ زنگی پہلوان لقا
ہے لقا کو ہمیشہ ہمارے شانے کی تدبیر ہے علم شاہ کو منتظم لشکر قرار دیا لندھور سے فرمایا اے دارائے ہند
دست راست و دست چپ کا ذکر نہ رہے آپسمین بلطف تمام آمادۂ جنگ رہین لقا کے لشکر کا خیال واجب
و لازم ہے سفر دور و دراز کا درپیش ہے جب اللہ چاہیگا واپس ہونگے شب بھر امیر نے سب کو سمجھایا جب
صاحبقران اقلیم فلک چہارم شاہنشاہ ماہ تابان سے مقابلہ کرکے فوج ثوابت و سیارگان کو شکست
دے چکا بہ فتح و فیروزی بہ ساعت نوروزی چرخ نیلوفری پر آکر ٹھہرا یعنے صبح ہوئی صاحبقران محلات
سے رخصت ہوکر باہر تشریف لائے بہرام و مقبل ساٹھ ہزار فوج تیار کرکے سامنے آئے خواجہ عمرو نے
رکاب پر ہاتھ رکھا ایک بارگاہ عمدہ چھکڑون پر لدوا کر ساتھ لی طرف منزل مقصود کے روانہ ہوئے وسواس
وخناس ہرکارے لشکر لقا کے ہر وقت موجود رہتے ہین یہ خبرین لیکر خدمت مین لقا کے حاضر ہوئے
دودہ زنگی بھی دربار مین بیٹھا تھا ہرکارون نے سب حال بیان کیا اور کہا صاحبقران صرف ساٹھ ہزار
فوج سے روانہ ہوئے ہین سردارون مین صرف مقبل و بہرام ساتھ ہین یہان سے پانچ کوس پر اُترے
ہین یہ خبر سنکے بہمن بن دودہ زنگی تین لاکھ فوج کا افسر ہے اُٹھ کھڑا ہوا کہا یا خداوند مین حمزہ کا سر کاٹ
لاؤن بختیارک نے کہا اے بہمن حمزہ ایسا نہین ہے کہ جس پر تم غالب آؤ لیکن مین ایک ترکیب بتلاؤن
شاید غالب آجاؤ وہ تدبیر یہ ہے کہ جاکر شب خون مارو اندھیرے مین اگر قتل کیا تو عجب نہین اگر صبح ہوگئی
بقول شخصے صبح ہوجائیگی یہ تین لاکھ فوج بھاگتی نظر آئیگی بہمن نے کہا بہت خوب مین جاتے ہی حمزہ و مقبل
و بہرام کو مار لونگا شب تیرہ و تار مین سب گھبرا جائینگے میرے ہاتھ سے امان نہ پائینگے بہمن بن دودہ زنگی
تین لاکھ فوج لیکر بہ ارادۂ شبخون چلا یہان صاحبقران کو لشکر سے رخصت ہوتے ہوتے دن چڑھ گیا
تھا پانچ کوس پر آکر اُتر پڑے امیر مع بہرام و مقبل آکر بارگاہ مین بیٹھے خاصہ کھاکر آرام کیا خواجہ عمرو نے
انتظام لشکر کیا طلائے پر مقبل وفادار مصروف اہتمام ہوا دو پہر شب گذر چکی تھی کہ مقبل نے دیکھا صحرا سے
سیاہی لشکر کی معلوم ہوئی دیکھا ایک پہلوان دیو خصال گینڈے پر سوار پشت پر چار غول اسی جانب آتے ہین مقبل نے
گھوڑا بڑھاکر آواز دی کون آتا ہے بہمن نے اپنے نام کا نعرہ کیا مقبل آگے بڑھا بہمن قریب آیا تین غول کرکے لشکر

اسلام پر گرے سب سوتے تھے گھبرا گئے جو اٹھا مارا گیا مگر مقبل نے بہمن کو روکا تلوار چلنے لگی دس تیس زنگی مقبل
پر آپڑے مقبل انتہا کا زخمی ہوا زنگیون نے چاہا گرفتار کر لین غلامان مقبل ٹوٹ پڑے کنارے سے پریشکر
کے خوب تلوار چلی مگر غلامان مقبل نے اپنی جان دی مگر اپنے آقا کو بچایا سو غلام مارے گئے دو ہزار زنگی
بھی قتل کیے مقبل کو اٹھا لائے تب بہمن بھی داخل سرحد لشکر امیر ہوا خواجہ عمرو پڑے سوتے تھے صدا سے
گبر ودار سنکر چونک گھبرا کے باہر نکلے دریافت جو کیا معلوم ہوا بہمن بن دودہ زنگی شبخون آیا ہی پس عمرو نے
جاکر صاحبقران کو جگایا امیر آنکھیں ملتے ہوئے اٹھے عمرو نے تمام کیفیت بیان کی اور عرض کی یہ شرارت
بختیارک کی ہی امیر مسلح ہو کر بیرون بارگاہ آئے نگاہ اٹھا کر دیکھا ہزار ہا بندگان خدا بے بس ہو کر
مارے گئے چہار طرف سے زنگیون نے گھیرا تین لاکھ سے ساٹھ ہزار جوان لڑ رہے ہین مگر بہ سبب رات کے زنگیان
سیہ رو کی بن پڑی ہی وہ ہوشیار ہو کر آئے یہ غافل تھے اٹھتے اٹھتے صدہا قتل ہوئے مگر اب جو ملازمان
بہرام سنبھلے جم کے لڑنے لگے جہان سو تھے دس جا پڑے جان دیکر لڑے یکایک زمین تھرائی

نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی نعرۂ صاحبقرانی

منم سرکن لشکر کافران سمندون بہ پیشم فراری شدہ	بہ پیشم نگون شد سر کافران ہمہ عفریت از تیغم عاری شدہ ہمہ شہر آباد اسلام شد	منم اختر برج عز و جلال ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف کہ صاحبقران در جہان نام شد	منم ماہتاب سپہر کمال سلیمان کوہ جک نوبت شد بقاف

ملازمان بہرام جو بھاگے جاتے تھے نعرۂ صاحبقرانی کی صدا سنکر بھاگتے بھاگتے تھم گئے تلوارین تول کر جم گئے
اگر زنگی بہت ہین یہ لوگ کم بسبب شب کے فرق برہم عمرو سوچا ایسا ہو بختیارک نے اور فوج مقرر کر دی ہو
طرف لشکر اسلام کے بھاگا یہان طلایہ بردار سے ہند لندھور بن سعدان انتظام مین مصروف سے کہ
عمرو نے آکر کیفیت عرض کی لندھور سنتے ہی گھبرا گیا پشت خنگ تازی پر سوار ہوا دس ہزار سوار
اسوقت ہمراہ تھے وہ ساتھ ہوئے داراب نے کہا مین کل فوج کو طیار کرون لندھور نے کہا عرصہ ہوگا
یہ کہکے چلے لندھور جو روانہ ہوئے اسکی خبر سرداروں کو ہوئی جسنے سنا وہ چلا شیر دل بن عمرو نے
بادشاہ کو بھی خبر کی سعد بن قباد گھبرا کے محل سے نکلے طلب ہوا بادشاہ جم جاہ خلاف وقت کیون برآمد
ہوئے سب تاجدار جملہ سردار سامنے حاضر ہوئے بادشاہ نے فرمایا یارو تم نے سنا دودہ زنگی نے بڑا مکر
کیا بہمن کو بطور شبخون بھیجا بابا دادا جان کے ساتھ فوج بہت کم ہی یہ سنکر نور الدہر و رستم و بدیع الزمان
گھوڑون پر سوار ہو کر چلے بادشاہ نے فرمایا مین بھی چلتا ہون اسیوقت پشت مرکب خنگ سیہ قیطاس
پر سوار ہوئے بادشاہ کا سوار ہونا طبل سکندری پر چوب پڑی جملہ سرداران نامدار و پہلوانان تہور
شعار عقب شاہ مین چلے یہان صاحبقران لڑائی مین مصروف تھے حملۂ اول مین ہزار دو ہزار مارے
گئے اب امیر نے قاعدے سے فوج کو اپنی پشت پر جایا ایک جانب بہرام ایک سمت امیر عالی مقام اس
کیفیت سے لڑ رہے ہین جب حملہ کیا ہزار دو ہزار مارے عین گرمی جنگ مین بہمن سے اور صاحبقران سے
مقابلہ پڑا رات بھی قلیل باقی ہی ستارۂ سحری چمکا چاہتا ہی سلطان انجم سیاہ گھبرایا فوج سیارگان پر آثار
شکست بھاگنے کا بندوبست شاخ کہکشان مرجھائی گلہائے نجم پر زردی آئی باغ چرخ زبرجدی
مین ہوائے خزان چلی عندلیبان سیارگان صدائے فریاد دے رہے ہین گل ماہتاب مرجھا کر شاخ کہکشان

سے گرا لشکر سلطان انجم سے سپاہ کا منہ پھر ایمان صاحبقران و بہمن سے مقابلہ پڑگیا چہار طرف سے زنگیون نے
قصد کیا کہ صاحبقران کو گھیر کے ماریں بہرام نے تبر مکرد و شمشیر زنی کی کہ زبان تیر و کلہ خود سے صدائے احسنت و
آفرین بلند ہوئی جب کئی ہزار زنگی مارے گئے پرے زنگیون کے درہم و برہم ہوئے بہمن نے صاحبقران پر ہاتھ مارا
امیر نے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا صاف بہ آسیب سپر وار کو اُسکے رد کیا جیسے تلوار مار کے پلٹا امیر نے ہاتھ تیغہ عقرب
کا مارا بہمن نے سپر اُٹھائی مگر برق شمشیر مین جلوۂ عروس مرگ دکھائی دیا جرأت کی قلعی کھل گئی چاہتا تھا کہ وار
روکون روح سکندر کا واسطہ دون تیغہ جو تڑپ کر سر پر گرا سپر کو کاٹ کے خود کو کاٹا کسیقدر زخم سر مین
بہمن کے آیا تھا اُسنے آواز دی یارو مجھے بچاؤ ہزارہا زنگی ٹوٹ پڑے کئی ہزار نے اپنی جان دی مگر افسر کو
لے نکلے امیر نے بڑھ کر علم فوج ظلالت موج سرنگون کیا اب تو زنگیون نے شکست فاش کھائی علم گر چکا
افسر بھاگا جاتا ہی کس نشان پر لڑین جو جہان تھا بھاگ نکلا یہی غلغلہ ہی کہ یارو افسر مارا گیا اب نکل چلو چلکے دودہ
زنگی کو خبر کرین اُسکے ساتھ آکر لڑینگے اپنے آقا کے خون کا بدلا لینگے بہمن تھوڑی دور جا کر اور گینڈے پر سوار
ہوا اور غل مچاتا ہی یارو مین زندہ ہون تھم جاؤ لڑائی مین جم جاؤ تم اب بھی بہت ہو فتح کی شکست ہوئی کوئی
نہین سنتا یہی غلغلہ ہی کہ افسر قتل ہو گیا افسوس لاشہ بھی نہ اُٹھا سکے جب بہمن نے دیکھا کہ زخم سر پر اُوچھا ہی
کس کر باندھا لاچار سب کے ساتھ چلا جب دو کوس نکل آیا سب نے دیکھا کہا حضور ہم جانتے تھے آپکے
دشمن قتل ہوے لات و منات نے آپکو بچا لیا ہم بہت شرمندہ ہین کہ آپکے والد کو کیا صورت
دکھائینگے بدون افسر شہر نغرد بیہ مین کیونکر جائینگے ڈھارس ہوئی بہمن بھی کہتا ہی اچھا نکل چلو پھر جاؤ
کے آئینگے اگلی مرتبہ مہلت نہ دینگے لشکر صاحبقران سے شکست کھائے ہوئے دو کوس نکلا ہی کہ طرف سے لشکر
اسلام کے گرد اُڑتی دیکھا لندھور بن سعدان مع دس ہزار سوار و پیدل کے گھوڑا اُڑائے ہوئے آتا ہی بہمن
گھبرا گیا داراب نے لندھور کو خبر دی ای آقا غضب ہوا بہمن بن دودہ زنگی پلٹا ہوا آتا ہی اب بھی دو لاکھ
زنگی ساتھ مین شاید خدا نخواستہ آقائے نامدار کو شکست دی یا کوئی اور امر ہوا اگر وہ غالب آتے تو
یہ زندہ نہ پلٹتے لندھور نے کہا اے داراب خدا خیر کرے یہ کہکے اپنے ساتھ والون سے کہا یارو خبردار یہ
لوگ تمھارے آقا کو شکست دیکر آئے ہین بچکر نہ جانے پائین جانین لڑا دو اپنے آقا کا بدلا لو فوج لندھور نے [illegible]
گھوڑے اُٹھا کر چلی لندھور نے بہمن کو ٹوکا گھوڑا اُڑا کر جا پڑا للکارا کہ او مکار سیاہ رو بدخو شبخون مارا تھا لوگ
تیرے مقابلے کو موجود ہین طبل جنگی بجوا کر میدان مین کیون نہ نکلا حال جرأت کا کھل جاتا بہمن نے غصے مین ہاتھ
مارا لندھور کو از حد ملال کلیجے پر خنجر پھر رہا ہی یہ تصور دل مین جم گیا کہ یہ ہمارے آقا کو مار کر آیا ہی وار اسکا
روک کر لندھور نے بلا تکلف گرز خورد کی و مردی دو دستی اُٹھا کے مار دیا اُسنے گرز اپنا چہرے کی پناہ
کیا لات و منات کو پکارنے لگا مگر گرز جو گرا گویا پہاڑ پھٹ پڑا ہاتھ جو بہمن کا کانپا اپنا بھی گرز ہاتھ
سے چھوٹا گرز لندھور سر پر پڑا اسپر گردن سینے مین مع گینڈے پر اٹھا ہو کر رہ گیا ہندیون نے زیر شمشیر
فوج کو رکھ لیا کہ صحرا سے گرد اُڑی نور الدہر و علم شاہ و بدیع الزمان و جملہ سردار ایک طرف سے
بادشاہ عالی وقار آکر پہونچے دیکھا لندھور چیخین مار کر رو رہا ہی فوج زنگیان کو سب نے شکست دی
قریب لندھور بن سعدان آئے پوچھا ای جانشین صاحبقران تمنے حریف کو مارا رونے کا کیا باعث
ہی تصور مین صاحبقران کے لندھور کی ہچکی لگی ہوئی تھی بمشکل ضبط کرکے جواب دیا یارو مین سنتے ہی

دوڑا ہیج نے اس بے حیا کو آتے دیکھا بہمن سے لڑا جہنم واصل کیا مگر عقل مین آتا ہی تصور سے دل گھبراتا ہی کہ یہ لڑ بھڑ
کے کیونکر ملیٹا شاید دشمنون پر امیر کے اندھیری رات مین کچھ افتاد پڑی بادشاہ نے کہا اب یہان سے دو کوس وہ
مقام باقی ہی شکر ہی کہ فوج حریف کو شکست دی چلکر اپنی آنکھون سے دیکھہ آئین لندھور نے کہا بسم اللہ میری
بھی آنکھین دیدار فرحت آثار صاحبقران کی مشتاق ہین سب صلاح کرتے ہوے چلے مگر تصور مین سب کے خیالات
بد آتے ہین سب دعائین کرتے ہین خداوندا صاحبقران کو صحیح و سلامت دیکھین یہان صاحبقران بہمن کو
ٹھکانے لگا کر بیٹھے دس بارہ ہزار جوان جو مارے گئے تھے انکی لاشین اٹھوا رہے ہین خواجہ عمرو سے فرما رہے ہین خواجہ
تمنے لشکر مین کیون خبر کی کون سی ایسی مشکل تھی عمرو کہتا ہی مین کیا کہون میرے دل مین تاب نہ باقی رہی مین نے خیمہ سے
نکل کر یہ دیکھا کہ جہان ہمارے دو سو مین دس ہزار تے انکو گھیرا ہی مشعل کو زخمی دیکھا بیتاب ہوکر بھاگا جا کر خبر کی
یقین ہی سب سردار آئین لندھور میرے سامنے چل چکا تھا یہ ذکر تھا کہ امیر نے دیکھا آگئے آگئے بادشاہ جملہ سردار
پشت پر مگر بیقرار و اشکبار جیسے ہی صاحبقران کو لندھور نے دیکھا گھوڑے سے کود پڑا بہ اشتیاق گلے مین ہاتھ
ڈال دیے کہا ای آقاے نامدار عجب عجب تصور دل مین آتے تھے بہمن کو مین نے راہ مین مارا اسکو دیکھکر آنکھون
کے نیچے اندھیرا تھا جملہ سردار گھبرا گئے فوج کو اسکی شکست دی امیر نے فرمایا بھی بھاگے ہو ون سے ناحق تقابلہ
کیا یہ تو ہمارے طریقے کے خلاف ہوا لندھور نے کہا اب جو چاہیے فرمائیے جملہ فرزند بھی صاحبقران کے
گرد پھرے بادشاہ سے بغلگیر ہوے سب نے چاہا یہان اتریں امیر نے کہا آپ سب صاحبون نے غضب کیا
لشکر کو چھوڑ کر چلے آئے بختیارک ایسا مکار وہان موجود ہی اگر وہ لشکر پر دباو ڈالے سب سردار اس مقام پر
موجود ہین وہان لشکر کو کون سنبھالیگا شکست فاش ہوگی بے سردار لشکر کہین تھمتا ہی مین خیال کرتا ہون کوئی سردار
وہان باقی نہ رہا سب صاحب میرے پاس چلے آئے بیشک اسنے شبخون غفلت مین مارا اول کے حملون مین
ہمراہیان مشعل قتل ہوئے جب مجھکو خواجہ نے خبر کی مین افسر کی فکر مین رہا وہ زخمی ہوتے ہی بھاگا اسکی قضا
داراے ہند کے ہاتھ سے تھی بس ایک لندھور کافی تھے بادشاہ نے عرض کی حضور بجا ارشاد فرماتے ہین
سنتے ہی دل بیقرار ہوگیا نہو سکا کہ حاضر خدمت نہ ہون صاحبقران نے فرمایا اب آپ سب صاحب جلد
تشریف لیجائین ملکر جسم یہان ہی اور روح وہان ہو نکلی غرض سب سرداران نامی اسی وقت صاحبقران سے
رخصت ہوے صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا آجکی منزل کھوٹی ہوگئی کل صبح سے کوچ ہوگا یہ فرماکر داخل
بارگاہ ہوے شب اسی مقام پر بسر کی بوقت سحر طرف منزل کے روانہ ہوے قطع منازل و طی مراحل
کرتے ہوے ہر روز آب تو پیتے ہوے صحرا و کوہ و دشت و بیابان طی کرتے ہوے بعد پندرہ دن کے ایک صحرا
سبزہ زار مین پہونچے نہایت صحراے معقول کوہ فلک شکوہ مثل گلدستے کے ہواے معتدل نہرین موج مارتی ہی
مین عندلیبان خوش نواز زمزمہ سرائی مین مصروف ایسا صحرا عمدہ نگاہ سے نہ گذرا تھا خواجہ سے فرمایا پندرہ دن
سفر مین ہوے کیسے کیسے صحراے خارستان طے آج یہ مقام فرحت افزا غنیمت باغبان قضا و قدر نے ملا
ایک ہفتہ اس جگہ پر مقام ہو مقبل نے بہ تعجیل تمام بارگاہ استاد کی ساٹھ ہزار سوار و پیدل سے آکر اترے
امیر کے لشکر کی چہل پہل سے نیا شہر آباد ہوگیا دیہات سے دوکاندار انواع انواع اشیا لیکر پہونچے عدل و
انصاف لشکر صاحبقران سے سب دوکاندار خوش ہین جو دوکاندار آیا مال اسکا نفع سے بکا خوشی خوشی
قریہ مین گیا اوروں کو خبر کی ایک لشکر رئیس اعلی کا آیا ہی وہان مال نہایت نفع سے بکتا ہی دوکانون مین سب طرح

کے دوکاندار گل فروش بھی آگر بس گئے شہر نون خبر اڑ گئی کہ صاحبقران زمان مع لشکر ظفر اثر طرف طلسم نور افشان کے جاتے ہین کیا عدالت و انصاف ہی ہم سب نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہین مظلوم بعیش و فرحت سایہ دامن دولت مین چھپتے ہین کیا مجال کہ کوئی کسی پر ظلم و بدعت کرے دریاے عدالت جوش زن ہی پنہان صحرا ابر فیض سے رشک گلشن قضاے کار اس صحرا سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہی کہ نام اُسکا مینو سواد ہی جا وہان کا مینا نگار جادو ابلیس پرست ہی اس قلعہ مین جملہ ساحر رہتے ہین ایک ایک ساحر ی زمان جمشید عہد مینا نگار جادو اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی دو ہزار جادوگر بڑے بڑے افسر سحر مین طاق شہرۂ آفاق سنگین عجائب و غرائب بنائے بیٹھے ہین مینا نگار کا اس حوالی مین کوئی ہمسر نہین ہی جو جو قلعے تھے اُن سب پر قبضہ کر لیا اب کوئی حریف نہین رہا صحبت عیش آراستہ دن عید رات شب برات یکایک چند ساحر دوڑے ہوئے آئے غرض کی ای پیغمبر نامرسل خداوند ابلیس خود پرست آپ کے قلعہ سے بارہ کوس پر صاحبقران نامور قاتل مشمشش و دمامہ فروکش ہین غلامون نے خبر پائی کہ طلسم نور افشان مین غدہ ہی برائے تسخیر طلسم مذکور جاتے ہین صحرا گلرنگ مین ایک ہفتہ کے واسطے مقام کیا ہی عرصہ ساٹھ ہزار فوج ساتھ ہی یہ سنکر مینا نگار نے کہا کیون یارو دمامہ و مشمشش بزرگان دین مین سے تھے وہ قتل ہوئے اُنکے خون کا بدلا کسی نے نہین لیا واقف کار بول اُٹھے کہ حضور اخبار مین ملاحظہ کرین ایک شخص لقا نامے بیوقوف سحر سے ایک حرف نہین جانتا دعوی خدائی کر بیٹھا ملک باختر مین قبطولات بنائے لاکھون آدمیون نے بیجا کو سجدہ کیا کوئی کرامت بھی ظاہری نہ رکھتا تھا مگر اُس اقلیم کے لوگ خام اعتقاد سجدہ کرنے لگے اُن لوگون کے ہاتھ سے شکست کھاکے بھاگا ملک بہ ملک پھرنے لگا یہ لوگ جس ملک مین پہونچے اُسکو تہ تیغ کیا آپ کے مذہب کے ملک بیحساب تھے مثل چاہ ماران و کشمیر و کاشغر و زبرجد نگار و عنطلی آباد و ملک فرعونیہ یہ سب مقام ساحرون کے تھے یون ہی برباد ہوے کہ ساحر کا نام بھی نہ باقی رہا اب وہ لقا بھاگتے بھاگتے تا بہ غرویہ باختر پہونچا وہان کا بادشاہ دودہ زنگی اُسی لقا کا پرستار لڑ رہا ہی اپنے نزدیک مصروف کوشش ہی مگر کسی طرح سے اُس قوم پر غالب نہین آتا صاحبقران اُن سب کا افسر صاحب عظم و شان سنتے ہین بڑا بہادر ہی اسی طریقہ سے جرأت ظاہر ہی کہ فوج قلیل ساتھ لیکر اتنے بڑے معرکے پر چلا ہی طلسم نور افشان بڑا طلسم ہی بڑے بڑے ساحر وہان رہتے ہین مگر اس شخص کو کچھ خوف نہین بلا تکلف لشکر کشی کر کے چلا آیا یہ حال سنکر مینا نگار نے کہا ہم کو نہین معلوم وہ ساحر کیسے تھے کہ غیر ساحر کے ہاتھ سے مارے گئے ہمکو منظور ہی کہ بزرگون کے خون کا بدلا لین یہ سب گرفتار ہو کر مابدولت کے سامنے آئین بعد سال بھر کے مقام غار افراسیاب پر ایک جلسہ ہوتا ہی جملہ ممالک کے ساحر اپنا اپنا سحر جگانے آتے ہین مابدولت بھی جاتے ہین چند دن اُس جلسہ کے باقی ہین ہم جلسہ مین اس معاملہ کو پیش کرینگے سب برادری والون سے کہینگے کیون صاحبو بزرگان دین قتل ہوے کسی نے خبر نہ لی بڑا اعتراض تو یہ ہی کہ ان لوگون نے ایک نیا مذہب نکالا ہی کہتے ہین ہمارا خدا ہے نادیدہ آسمان پر رہتا ہی لات و منات سامری و جمشید سب خداوند گذشتہ اُنکے نزدیک برے ہین اور خداوند ابلیس پر آٹھ پہر لعن و طعن ہی ہمپر واجب و لازم ہوا کہ ایسے دشمنان مذہب کو کسی طرح مٹا ئین کہ اس مذہب کا نام نزدوہ دنیا مین نہ باقی رہے کبھی آجتک یہ نام بھی نہ تھا کہ خدا ایسا نادیدہ کیا چیز ہی مسلمانون کو یہ نام عزیز ہی اگر اپنے خداوند کو لکھ بھی نہ من سے ٹھکے بیٹھے تدبیر کرین ہین

ہا دین تمام دنیا مین ایک مسلمان باقی نہ رہے جلتر نگ جادو مصاحب خاص پہلو مین بیٹھا ہے یہ تقریر سنکر جوش مین آیا کہا ای پیغمبر خداوند ایسی حقیر بات کا ذکر نہ کرتا خبر خداوند ابلیس خود پرست کو نہ پہونچے مین ابھی جاؤن سب کو دیوانہ کرکے لے آؤن کہیے سر کاٹ کر لاؤن کہیے جلادون یا حکم ہو دیوانہ بنا دون ملکہ حکم ہو یہان سے نامہ آتشکر پاس بھیجون بعد کو جاؤن ایک مہینے کے عرصے مین نام بھی انکا باقی نہ رہے ہین نہ زمان ہا دون مثل نقش قلم سبکو مٹا دون ہینہ انگار یہ سنکر بہت خوش ہوا کہا ای جلتر نگ مذہب اسکا نام ہی تمام عالم مین تمہارا نام ہوگا ہر چند کہ ہمکو سامری جمشید سے کچھ کام نہین لیکن نام سے اپنے ہم ہمیشہ کی مدد کرتا ہیا دون کا کام ہی اسی حالت مین نام ہی جلتر نگ اپنی دھن مین اٹھا طرف لشکر صاحبقران کے چلا اڑتا ہوا سامنے لشکر کے پہونچا دیکھا لشکر مین گھما گھم بازار ہین آراستہ جس خیمے مین صاحبقران بیٹھے ہین اُس خیمے سے سازو غیرہ کی آواز آرہی ہی خواجہ عمر و چبوترہ کو توالی مین ہین چور گرہ کاٹ نقب دینے والے گرفتار ہو ہو کے آتے ہین سزائین پارہے ہین لال خان کا لکڑا کٹرا ہوا ہی جھنڈا کو توالی کا ایک جانب خواجہ مصروف بہ عدل و انصاف جلتر نگ دیکھتا ہوا ایک نخل کے سایہ مین جا بیٹھا لشکر سے کوس بھر ہٹ کے سحر کرنے لگا ایک ماش کے آٹے کی پتلی بنائی اُسپر سحر کرکے طرف لشکر صاحبقران کے روانہ کر دی جہان خواجہ عمر و کو توالی چبوترے مین بیٹھے ہین سامنے بارگاہ مین بہرام وغیرہ کی استاد ہین چونکہ یہ سردار قدیم صاحبقران کا ندیم خلیق لئیق صاحب دولت وحشم بادشاہ چین و ماچین کمیدان و رسالدار مقبول نامدار بارگاہ بہرام مین جمع ہین کوئی ستار بجاتا ہی کوئی معروف شعر خوانی سب طرح کے لوگ جمع ہین جلسہ معقول آراستہ ہی عمر و کو توالی چبوترے سے دیکھ رہا ہی کہ بارگاہ بہرام مین نہایت تکلف سے نوجوان جمع ہین کرسیان مونڈھے جا بجا بچھے ہین بہرام اسکی خاطر کر رہا ہی کہ سب نے دیکھا ایک نازنین چہاردہ سالہ لباس فاخرہ سے آراستہ دریاے زیور مین غوطہ زن سامنے بارگاہ بہرام کے آئی بس آیا خوب محبوب مطلوب نظم

نکتہ دانی اشارۂ عشاق　　سہل انکا ہے مشکل اغلاق
ہم زبان ہے منہ ہی انسان کا　　وہان سب لہجہ ہے پرستان کا
طرہ گیسو ہی کوئی کیا جانے　　اسکے اختر تراش ہین دانے
ہین دم سرد جیسے افشان ہے　　نفس عیسی بھی جسپہ قربان ہی
مجمع صرف دل نوازی ہی　　محرم درد چارہ سازی ہی
ہی ذقن یا ستارۂ گلگون　　لکہ زلفون سے عالم شب گون
اُس کے چاہ ذقن مین جال نہین　　تیرگی کی وہان مجال نہین

ہر سخن مین تراوش الفت　　ہر ادا مین نمایش شوکت
قہقہہ ایسے دلکشاے جہان　　کہ گرفتار کو نصیب کہان
دانت بھی ایسے خوبصورت ہین　　کہ نظیر انکی دے سکا نہین ہین
قطرۂ موج بحر نور ہین یہ　　شبنم لالہ زار طور ہین یہ
دل جو اُسکا ہی مخزن اسرار　　خوبیان اُسکی کیا کرون اظہار
حلقۂ نور یا دہانہ ہی　　سرخ رنگت انار دانہ ہی
وہ زنخدان ہی یا میانہ گل　　چاہ مین جسکی پڑ گئی بلبل
چاند سا پیٹ اسطرح روشن　　جسکے پرتو سے رشک ماہ چمن

حسین مہ جبین رشک چمن غنچہ دہن گیسوے دام بلا قاتل عاشق نژاد مسکراتی ہوئی سامنے بارگاہ بہرام کے آئی نازنین نے ٹھہر کر آواز دی ای جوانان صف شکن وای پہلوانان تیغ زن یہ کنیز بے تمیز مشتاق ہو کر حاضر دربار ہی موسیقی کے فن مین کمال پیدا کیا اسی دھن مین رہتی ہون کسی قدر دان تک پہونچون ہر وقت یہی خیال ہی کہ صاحب لیاقت چند اشعار سماعت فرمائین یہ کہکے یہ غزل گانے لگی غزل

بیوفائی کے چلن سیکھے تو اُستاد آیا　　قتل عشاق کو جب اک ستم ایجاد آیا
لٹ گیا کوہ شب غم ہے سو دل جو ایک　　خواب مین میری مدد کرنے کو فرہاد آیا
لو مبارک ہو کہ تمہیں دل ناشاد آیا
من چلے ٹر ہکے پکارے کہ وہ جلاد آیا
کھینچتا تھا تری تصویر تو محفل مین تری

دھیان میں میرے تصور رخ نہ بہزاد آیا
جان دے دینے کی اندیشہ شب ہجر خوشی
ملک الموت کو سمجھے کہ پری زاد آیا

نالہ اپنا سوے محشر جو کہیں جا نکلا
غل ہوا صور سرافیل کا استاد آیا
آفت روز قیامت سے بچایا اسنے

میرے آڑے یہ سپر اعشق خدا داد آیا

ان اشعار کو اس تکلف سے گائی جسکی نگاہ تیری دل و جان سے
مائل ہوے تیغ ابرو کے گھائل ہوے ہر ایک نوجوان جھومنے لگا قبضۂ شمشیر چومنے لگا ایک کمیدان یہ کہکر
اٹھا یہ نازنین میرے پاس آئی ہے رسالدار نے کہا کچھ دیوانے ہوئے ہو یہ نگاہ محبت دیکھ رہی ہے دونون تلوارین
کھینچکر اٹھے بہرام ہان ہان کرتے رہے کسی نے خیال نہ کیا آپس مین تلوار چلی دونون کے سر کٹ کر گرے اب تو
ہنگامہ ہوا کہ رسالدار کے رسالے کو خبر ہوئی کمیدان کی خبر پلٹن والون نے سنی آپس مین لڑنے لگے اب
جو عمرو نے دیکھا جیون جیون وہ نازنین گاتی ہے تمام لشکر تہ تیغ ہے ہر ایک آمادہ قتل ہے جو شخص ہے خود اپنے گلے دم شمشیر
پر رکھے ہے لڑے بھڑے مرے موت کے پیچھے سارا لشکر آمادہ حرب و ضرب ہر طرف یہی ہنگامہ ہے کہ یہ
نازنین مہجبین ہمارے پاس آئی ہے وہ سمجھتا ہے مجھکو دیکھتی ہے تھوڑے ہی عرصے مین ہزار دو ہزار جوان
مر کر گر پڑے صاحبقران دربار مین بیٹھے تھے یہ ہنگامہ سنکر گھبرا کر نکل آئے دیکھا سارا لشکر مصروف جنگ
و جدل آپس کی محبت مین خلل صاحبقران گھبرا کر ہر ایک سے پوچھتے ہین یارو یہ کیون تلوار چلی آپس مین
کیون لڑ رہے ہین کوئی جواب نہین دیتا بعض کا ہاتھ تھام کر جرأت سے پوچھا اسنے لاچار ہو کر جواب دیا کہ
اے شہریار یہ نازنین جو سیکڑون غنچہ دہن رشک گلشن ہین میرے دیکھنے کو آئی تھی یہ سب لوگ ناحق اسکے خواہان
ہین یہ کہا اور صاحبقران سے ہاتھ چھوڑا لیا صاحبقران لاحول پڑھکر رہ گئے نہایت حیران و پریشان
کہ یہ کیا ہنگامہ ہے کوئی جواب باصواب نہین بتاتا ہے دیکھا سامنے سے بہرام تلوار کھینچے ہوے چلا آتا ہے امیر نے
بڑھکر فرمایا اے بہرام یہ کیا ماجرا ہے یہ سب کیون لڑے کس وجہ سے مرے پڑے بہرام نے ہاتھ تلوار کا مارا
کہا حضور آپکی ذات بابرکات سے یہ جھگڑا ہوا آپنے اس نازنین کو تنہائی مین کیون نہ میرے پاس بھیجا بھیج
عام مین اسی واسطے بھیجا کہ تلوار چلے پھر آپ مجھسے پوچھتے ہین امیر نے تلوار روکی مگر بہرام برس پڑا امیر ہان
ہان کرتے ہین مگر بہرام نہین مانتا چند کمیدان چند رسالدار بھی اپنے اپنے مقام سے اٹھنے ہی کہتے ہوے
یا صاحبقران سبحان اللہ آپکو ستی آبرو لینا منظور تھی ہماری معشوقہ کو سر بازار بلایا امیر فرماتے ہین
بھائیو یہ کیا کہتے ہو مین کبھی کسی کی آبرو کا خواہان ہوا ہمیشہ میرے قول کا امتحان ہوا آج یہ کیا رخنہ
ہے کہ معشوق کا نام لیتے ہو مین نہین سمجھا آپ لوگ کیون جان دیتے ہین بارہ افسرون نے چہار جانب سے
امیر کو گھیر لیا وار کر رہے ہین امیر ہمہ تن چشم بنے ہوے سب کے وار روک رہے ہین اپنا وار نہین
کرتے کسی کا وار خالی دیا کسی کا سپر پر کاٹا کہین جھپٹکر نکل گئے ہر طرح اپنے کو بچاتے ہین غل مچاتے ہین کہ یارو ٹھہرو حال
تو مفصل مجھسے بیان کرو مین نے کیا خطا کی ہے جسکی یہ سزا دی وہ لوگ نہین مانتے امیر نے چند زخم بھی
کھائے قضا سے کار خواجہ عمرو کو نوالی چھوڑ کے سب لشکر کو ایک حال مین دیکھا
بھاگا بھاگا پھرتا ہے سب طرف سے یہی صدا ہے کہ یہ سارہان زادہ نہ جانے پاوے اسکو مہلت نہ دو
جلد سر کاٹ لو عمرو حیران کہ زمانے کی ہوا بدل گئی بے خطا کو خطا وار بناتے ہین کلمات سخت سناتے
ہین لاچار بھاگا ہوا اس مقام پر آیا جہان صاحبقران کو سردار گھیرے ہوے تھے امیر اپنے کو بچاتے تھے یہ دیکھکر بہت گھبرایا
دل سے کہتا ہے کہ یہ وہ سردار ہین کہ جو صاحبقران کے سامنے کلام نکرتے تھے آج قتل کے درپے ہین

خدا خیر کرے یہ کسی کا شعبدہ ہی مگر حیران کہ اتنے سردار امیر حمزہ ہین دیکھیے کیونکر بچتے ہین اس سوچ مین لشکر سے نکلا
دور سے دیکھا نخل کے سایہ مین ایک ساحر زبردست بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی ماش کے دانے پڑھ پڑھ کے طرف لشکر
کے پھینک رہا ہی عمرو سمجھ گیا کہ اسیکا سحر ہی رنگ روغن عیاری کا نکالا ایک ساحر کی شکل بنکر جلتر نگ کے
سامنے آیا جھک کے سلام کیا کہا اے شاہنشاہ ساحران کیا کہنا تمھارا مثل نہین ہی مجھکو بھی اپنے ساتھ
شریک کر دو مین بھی یہین رہتا ہون میرے بھائی کو ان مسلمانون نے مارا مین نے چاہا تھا بدلا لون مگر بسبب
تنہائی کے کچھ نہ بن پڑا اب بقول شخصے مصرع ع دو دل یک شود بشکند کوہ را ۔ جلتر نگ نے کہا اے بھائی مین اکیلا
دس ہزار پر بھاری ہون اگر سحر کرون جتنا مین آسمان کی زمین پر کھینچ دون تھوڑی دیر کیلیے بھائی صاحب آپ
سحر کو بیٹھ جایئے مجھے کسی کی احتیاج نہین مین مدد کا محتاج نہین عمرو نے کہا اے برادر سحر خوانی کر دیجیے تلوارین
برسا دو مسلمانون کو ایک قطرۂ آب کو ترسا دو جلتر نگ نے کہا ایک ادنی سا شعبدہ کیا ہی ایک نازنین بناکر
بھیجدی لطف یہ ہی کہ بھائی کو بھائی قتل کرے ہر مسلمان تڑپ تڑپ کے مرے فقط اسکی آواز کافی ہی جسکے
کان مین پڑیگی مبہوت ہو کر اپنے عزیز کو قتل کریگا خود حمزہ جو بڑا سردار ہی اسکے نوکرون نے اسکو گھیر لیا ہی
دم بھر مین قتل کر ڈالینگے یہ بھی ہم سن چکے ہین کہ حمزہ حافظ باطل سحر ہی مگر ایسا دھوکا ہوا ہی کہ وہ سمجھ
نہین سکتا یہ مابدولت کے سحر کی تاثیر ہی اپنی سپاہ گری دکھا رہا ہی ذرا بیچارا رہا ہی کہان تک بچیگا سارا لشکر
اسی کا دشمن ہو جائیگا پھر کیونکر مہلت پائیگا عمرو نے کہا مین ایسا جلا ہوا ہون چاہتا ہون کہ انکا نام مٹا دون یہ
بڑے معبد ہمارے مٹائے ساحرون کے نام پردۂ دنیا مین باقی نہ رہے جلتر نگ نے کہا بھائی اب
ہمارے مالک کو توجہ ہوئی ہی اب یہ فرقہ نہین باقی رہیگا آج دربار مین سب طرح کے ذکر ہوے تب
مجھکو حکم ملا عمرو نے پوچھا تمھارے مالک کا کیا نام ہی جلتر نگ نے کہا تین کوس پر ایک قلعہ ہی کہ
وہان خداوند رہتے ہین ابلیس خود پرست لقب ہی اسکے شہر کا نام سل صاحب کمال موسوم بہ بنیا نگار
جادو اس طرف سب صحرا خارستان ہی بڑے بڑے سرکشون کے مقام بنیا نگار نے آکر مٹا دیے سرکشون
کو بھگا دیا بڑے بڑے مکر کے بڑے اکثر ساحران صحرائی تھے وہ لڑے قدرت نے تقدیر کر کے سبکو
مٹایا یہ ملک اب ایسا آباد ہوا کہ لاکھون ساحر وغیرہ رہتے ہین یہان کبھی خشک سالی نہین ہوئی غلہ
تمد و میوہ جات ہر دیہات مین آج ہمارے مالک کو خبر ہوئی کہ قاتل منتشر زدہ مامہ کا لشکر یہان
اترا ہی بزرگان دین کو یاد کر کے بہت روئے مابدولت کو حکم دیا جانتے ہین کہ یہ لشکر قیامت کا نمونہ
ہی مین نے ابھی ایک ادنی سا سحر کیا ہی ساٹھ ہزار کا مار لینا کتنی بڑی بات ہی لا زمان ہنہیر کا ٹھہر نہین کیا بات ہی
عمرو نے کہا بھائی تمھارے سر پر دھوپ آگئی ہی سایہ مین چلے آؤ تمھاری مصیبت پر میرا دل بھرا آتا ہی دیکھو
تکلیف سے چہرہ تمتما گیا گرمی سے پیشانی پر پسینہ آگیا صبح سے چلے ہو گے کچھ کھایا بھی کھایا یا نہین تمھاری بھاوج نے
آلو کا بھرتا بنایا تھا ایک موٹی روٹی پکوا کر گھی سے چپڑ لیا تھا تمھاری بھاوج بہت خوبصورت ہی مجھے بہت چاہتی ہی مگر گھر
اکیلا ہی بیچ آکر اسی کے ہاتھ بھرتا بھیجتا ہون اما روٹی کھالو مگر بھائی وہ اکیلی آگئی ہی مین گھر مین بیٹھونگا خبردار
اسکو ہاتھ نہ لگانا اگر گھر خالی رہیگا یہان چور بہت ہین لٹیا تھالی اٹھا لیجائینگے مگر مجھے آج مسلمانون کے قتل کی
ایسی خوشی ہی جو تمھارا حکم ہو بجا لاؤن دو دن ہوے ان ظالمون کا لشکر آیا ہزارہا دو بھائی فریادی جا کر مسلمان
ہو گئے کمبختون نے دین قدیم اپنے چھوڑے میرا بھائی مفت مین مارا گیا کیسا کڑیل جوان تھا آنکھون کے

بیچ آسکا نقشہ یہ ہے کہ اسکی جورو بھی جوان ہی بیوہ ہو گئی اپنے خصم کے لیے رات روتی ہو کہو اسی کے ہاتھ روٹی کھیچون
باتون مین راضی کر لینا وہ بڑی مستانی ہی آسے ہی تراق پڑاق باتین کریگی تمھارا ہی چھوڑوادیگی اگر داؤن پر پڑھ جائے
تمھاری باتین مین مجھکو ہنگامیہ ایسا ہی زندہ ہو گیا جلتر نگ یہ باتین سنکر بہت خوش ہوا کہا بھائی مین تمھارا نمک خوار
ہو جاؤنگا شیر کے لشکر مین تمکو نوکر رکھا دونگا بھاوج ہی کے ہاتھ روٹی کھیچو ہمارے تمھارے بھائی چارہ ہوا یہ
کہتے ہی خواجہ عمرو بھاگے تھوڑی دور جاکر غائب ہو گئے جلد ہی عرصہ مین دیکھا کہ ایک عورت سانولی مورت
بیچ لیے ہوئے گال گٹھا ٹھ کی گری جسم مین ایک ساری مار کین کی آدھی باندھے آدھی اوڑھے ایک میلے رومال
مین کچھ کھانا بندھا ہوا ایک ہاتھ مین پانی کی بدھنی دوڑی ہوئی چلی آتی ہو دہن سے پکار رہی ہو ارے جادوگر نے
والے کہان بیٹھا ہی کھانا کھانے گا قسم کھا کر مر جائیگا اپنی دھن مین ہی میرا خیال نہین کیا تار پر ٹوٹ گیا جی چھوٹ گیا
اب تو ہی لیے وقت کی سنتا ہی بھو باورے کا لڑکا یہ باتین ٹھسرا افت کی سنکر جلتر نگ پھڑک گیا جی مین
کہتا ہی جنگل مین منگل ہی خوب جوان عورت اس جنگل مین کالی آرزو کی کھلی ٹکر پڑی کرٹمتی ہو آپ ہی آپ ہنستی ہی جب
عورت قریب آئی بدھنی پانی کی رکھ دی رومال کھولا دو روٹیان موٹی چراغ کے تیل سے چپڑی ہوئی اسپر آلو کا
بھرتا سبز دھنیا لال لال مرچین جلتر نگ خوش ہو گیا کہا بھابی صاحب بیٹھو تم بھی کھاؤ عورت نے بیٹے پکڑ کے
ایک طمانچہ دیا کہا او مور کھ بھاوج کیسی مین تیری خالہ ہون کچھ کہیگا تو جوتیان کھائیگا مین تجھکو اپنے ہاتھ سے
کھلاؤن تیرا بھرتا بناؤن اس کھانے مین سنکھیا ملی ہی کھاتے ہی مر جاؤگے مجھکو ہاتھ نہ لگانا ورنہ بہت پچھتاؤگے
آنکھون مین کھائے جاتا ہی آنکھ پھوڑ دونگی گالیان سناؤنگی تمھاری ننھی ٹری کو مونڈھے پر بٹھاؤنگی ان باتون
پر جلتر نگ پیسا جاتا ہی عورت نے نوالہ روٹی کا توڑا بہت سا بھرتا اسمین لگاکر ہاتھ بڑھایا کہا لے ایک نوالہ
میرے ہاتھ سے کھا جلتر نگ نے جیسے ہی منھ بڑھایا قہقہہ مار کے ہاتھ ہٹا لیا ڈھکا ڈھکا کے بمشکل نوالہ منھ
مین دیا پیٹ سہلاتی جاتی ہی کچھ کھانے کھکر کھلاتی تھی کبھی منھ سے منھ ملا دیا کبھی رانون پر سے ساری ہٹا دی
پھر آپ ہی خفا ہونے لگی کبھی ہنسنے لگی کبھی رونے لگی کہتی ہی ارے تیرے تیور برے ہین اور بات نہ مانونگی تڑپ کر دم
نکل جائیگا مین دس برس بچتی رہی میرا خصم مجھکو ہاتھ نہ لگاتا تھا آج تک پاک و صاف ہون جوان سے مجھے
نفرت لڑکون سے محبت غنچہ ناشگفتہ ہی دیکھ کر پھول جائیگا اس غنچے سے پھل نہ پائیگا ایسا دام کلام مین پھنسایا
دو روٹیان سب بھرتا بہلا بہلا کے کھلایا جب وہ کھا چکا پانی کی طرف ہاتھ بڑھایا عورت نے کہا پانی نہ دونگی
کیا میری آبرو لیگا سنو بیٹا قطرے کے چوکے اگر گھڑے ڈھلکائیگا تو کیا ہوگا کام تمھارا تمام ہو چکا اس کھانے
مین سنکھیا ملا ئی تجھ ایسے مور کھ کو کھلائی جلتر نگ پیاس کی شدت سے بیتاب مثل ماہی بے آب تڑپنے
لگا آنکھین غلاسی آدبل ٹرین ہاتھ پاؤن مین رعشہ معلوم ہوتا ہی کوئی مجھکو آسمان پر لیے جاتا ہی عورت پانی نہین دیتی
بدھنی لیکر دور جا کھڑی ہوئی آخر گھبرا کے جلتر نگ اٹھا کہا ارے ظالم میرا دم نکلا جاتا ہی عورت پیچھے ہٹتی جاتی ہی
باتین بناتی ہی آخر جلتر نگ اٹھکر دوڑا جیسے ہی چار قدم چلا بیہوشی کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر منھ کے بھل زمین پر
گرا عورت نے نعرہ کیا نعرۂ عمرو

در مجلس خسروان چو گردم ساقی	عمرم که کلاه از سر قیصر به برم	رنگ از رخ ... ... اختر ...
	تیغ و سپر و سبو و ساغر به برم	منم سر برندۂ جادوگران ... ...

کافران قریب آکر خنجر مارا شکم چاک فقط پاک کپڑے سب اوتار لیے ننگ خاندان کا لاشہ برہنہ چھوڑ بیابان سے
بھاگے جلتر نگ کے مرنے کی علامت برپا ہوئی آندھی سیاہ آئی سنگ باری برف باری ہونے لگی بعد عرصہ

دراز آواز آئی اشقی مرا نام مین جلتر تنگ جادو ہو وہان صاحبقران پر شکوہ عمامہ پچاس ساٹھ کمیدان سالدار
ٹوٹے ہوئے تھے امیر اپنی جان سے بیزار ہو رہے تھے کہ یکایک آندھی اٹھی جملہ سردار سپاہی پیادہ و سوار تڑپ کر
بیہوش ہو کر گرے امیر حیران کہ یہ کیا معرکہ ہوا اتنے میں چند ساعت میں سب کو ہوش آیا امیر سے عذر کرنے لگے
کہ آقا کیا اپنا حال کہیں یہی دل چاہتا تھا کہ آپکے دشمنوں کو قتل کریں کبھی ایسی بے ادبی نہ ہوئی تھی سب اپنا اپنا لشکر
آپس میں ایک سے ایک عذر کر رہا تھا خواجہ عمرو نے آکر تمام کیفیت بیان کی کہ بلا وجہ بیٹا تنگار جادو کو غصہ آیا جلتر تنگ
کو بھیجا مگر حقیقت میں یا صاحبقران ہوش رہا ایسے ملک کو کیا ہوا ایسے ساحر آئے کہ زمین ہلا دی کیفیت
نیرنگ تمام دکھا دی کس کس کے سحر کو یاد کروں صنعت نے عجب رنگ دکھائے قصر عالی بنایا تمام زمین سحر ہو گئی تھی سردار
کا مقید ہونا جو ہر رخ کا خیال تباہی لشکر میں ہلاک کر رہا تھا آخر میں نے برات آراستہ کی دولہا
بنکر گیا کس رنگ سے سحر کو توڑا آخر اسکو قتل کیا مگر اسنے آن عجب رنگ کا سحر کیا ایک پتلی نے سارے
لشکر پر تاثیر کی مگر آپکو ایسی کیفیت رہی اسم اعظم نہ پڑھا امیر نے فرمایا خواجہ مین خود حیران تھا کہ یہ سردار
میرے جانثار سر فروش زن عقل ذی ہوش انکو کیا ہو گیا بہرام ایسا سردار کہ جسنے کبھی آنکھ چار کرکے کلام نہیں
کیا وہ ایسا مبہوت ہو گیا مگر شکر ہے پروردگار عالم کا کہ میرے ہاتھ سے کوئی مارا نہیں گیا مین نے زخم کھائے
رنج اٹھائے مگر کسی پر وار نہیں کیا ورنہ جس پر ہاتھ اٹھاتا کیا بچ سکتا تھا مگر دریائے حیرت مین ہم تن
غرق تھا میری جرأت مین کب فرق تھا مگر جو اسپر جاتے تھے اب فرد ہر فساد برپا ہوگا جس طالع بلا وجہ
یہ ارادہ کیا اب تو اسکا رفیق مارا گیا ضرور برہم ہوگا لشکر کشی کوئی یقینی ممکن ہے کہ وہ قصد کیا اور زین
منتخب پھیر دن کبھی کافر کو بیشتر نہیں دکھائی یہ سنکر عمرو واسطے خبر کے چلا ایک ساحر کی شکل بنکر قلعہ سواد تنگار میں
آیا دیکھا تو بہت بڑا شہر ہے عمارت پختہ بازار قاعدہ سے بنی ہوئی کسر نہیں طاق نظم نیرنگ بینی شہر آفاق
عمرو دیکھتا بھالتا قریب دروازہ بارگاہ شاہی آیا دیکھا دروازہ پر ہزار ہا مشکار چوبدار پیادہ جلو میں سیاحدان
کی سواری کے انتظار میں حاضر ہیں خود تنگار کی شکل بنکر عمرو حاضر جانثار ہوا اندر بارگاہ کے آیا دیکھا بیٹا تنگار
ایک ساحر زبردست یا وہ خماری سے مست تاج نخوت سر پر آستین سے شعلہ ہائے آتش نکل رہے ہیں گرد
امیر وزیر رفیق بیٹھے ہیں بجا اسکا شہرنگ یاد رفتار بانڈ پائے ہیا پری سے آراستہ بیٹھا تنگار
کے مکس رانی کر رہا ہے بیٹا تنگار نے کہا ای شہرنگ جلتر تنگ نے کیا کیا اور کسی کو بھیجوں شہرنگ
نے دست بستہ عرض کی غلام کو خبر ملی تھی جلتر تنگ نے جا کر قیامت برپا کی لشکر اسلام میں تلوار
چل رہی ہے یہ سردار آپکے تعلیم کردہ سحر و ساحری سے معمور ایک ایک نفر ساحری جمشید ہی ہر ایک کے
سحر میں بڑا اثر دیکھا ہے اب جیسے ساحر آپکے ملک میں جمع ہیں کسی اقلیم میں البتہ کامل اکمل ممکن نہ
تھے آپ خود رشک جمشید و سامری ہیں رنگ سحر کی کمی ہے مین اب خود جاتا ہوں
یقین ہے سب آپس میں لڑ لڑ کر مر رہے ہوں ساحروں کو ساتھ بھیجا تنگار خزانہ بارگاہیں بازار میں آگ لگا
یہ کہکر شہرنگ چلا جلتر تنگ جو مارا گیا چالیس ہزار ساحروں کا افسر تھا چند آدمی اسکے ساتھ واسطے
واسطے خبر کے گئے وہاں جا کر دیکھا جلتر تنگ کا لاشہ برہنہ پڑا ہے خواجہ ایک گوشہ میں کھڑے دیکھ
رہے ہیں کہ وہ ساحر لاشہ جلتر تنگ کا اٹھا کر لائے لاشہ جلتر تنگ کا دیکھکر بیٹا تنگار نے کہا ارے
بہتر لشکر میں کوئی نہیں گیا سحر ابھی بیٹھ کر سحر کیا پھر اسکو کس نے مارا سب نے کہا حضور سامری و جمشید نے

بلا لیا مینا نگار نہایت پریشان و حیران وزیر دست راست موسوم بہ اژدران برف بار بیٹھا تھا اُسنے کہا حضور چراغ جمشیدی روشن کیجیے سب حال روشن ہوجائیگا خواجہ عمرو بھی خدمتگار بنکے آئے ہین دیکھ رہے ہین مینا نگار نے ایک چراغ روشن کیا گرد پھیر کے آواز دی ای چراغ جمشیدی میرا رفیق جلترنگ کیونکر مارا گیا چراغ کی لو بھڑکی آواز آئی عمرو نے جلترنگ کو مارا ایسی عیاری کی کہ وہ نہ سمجھ سکا اپنی ہی دُھن مین رہا مینا نگار غصہ مین کانپنے لگا کہا کیون یارو مین خون بزرگان دین کا خواہان ہوا یہ انجام دیکھا میرا ایسا یار رفیق قتل ہوا ابتک تو مجھکو خون بزرگان کا خیال نہ تھا اب اس فرقہ کا نام نہ باقی رکھونگا رفقا جو اسکے بیٹھے تھے شیر کرگدن سوار و مقہور آتشبار و اژدران کرگدن سوار و ماران زہر بار و طاؤس بلند پرواز و طائران شعبدہ باز و صلصیل زبان دراز و رشید رعد آواز و مشکل بن مشکل کال و صیقل مہر جلال اسطرح کے ہزارون ساحر بیٹھے تھے اپنے مقام سے اُٹھے شیر زنگ کو حکم ہوا کہ لشکر کسقدر موجود ہی سب نے کہا بارہ لاکھ ساحر جوانان جنگی تیار ہین اور فوجین جا بجا ظلمات پر ہین یہی سب کافی ہین مینا نگار نے کہا فوج کی کیا احتیاج ہی میرے رفقا زمین ہلادینگے ہان مسلمانون کا مال لوٹنے کو سب ساتھ چلین اُسیوقت بارہ لاکھ کا لشکر درست ہوا اس عزم و شان سے مینا نگار لشکر کشی کرکے چلا اب یہ لشکر تو مقابلۂ صاحبقران مین جاتا ہی وقت پر حال تحریر ہوگا انشاء اللہ تعالے اجماد ہونا قلعہ سوادنگار سے تا بہ قلعہ ابلیس خود پرست و آمد غیارہ خداوند ابلیس یعنی مہتر زود رفت بہ کیفیت تحریر کردگا

ذکر کلمہ داستان حیرت بیان ملکہ حیرت جادو کے بیان ہوتے ہین کہ پردۂ ظلمات سے ہمراہ عقاب ابر سوار واسطے بدلا لینے خون افراسیاب کے بجمعیت ساٹھ لاکھ ساحرون کے طرف ہوشربا کے چلی ہی پہونچنا قلعہ قیصر ظلماتی پر اور اُسکا عاشق ہونا ملکہ حیرت جادو پر فسادات و دیگر حالات متعلق داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

مرا کلک جادو رقم تیز ہی
کہین طرز معشوق کا ڈھنگ ہی
فسانہ بھی دلچسپ خوش رنگ ہی
اگر رنگ وصلت کے سامان ہوے
کہین رستم وقت ہی بید رنگ
کبھی مثل لیلی ہی گوشہ نشین
کبھی مائل روے خوبان ہوا
کبھی ماہی بحر احسان ہوا
روانی پہ اپنے اُسے ناز ہی

بجھلادے کی خواہش پر آمیز ہی
کہین مثل عاشق کے دل تنگ ہی
کہ معشوق عاشق کا دل تنگ ہو
تو پھر مثل گیسو پریشان ہوے
دکھاتا ہی مردون کو سامان جنگ
پری کوے عاشق تو پروا نہین
کبھی مثل آئینہ حیران ہوا
کبھی نجم تخت سلیمان ہوا
ہوا خوب ثابت کہ دم باز ہی
چل ای توسن آہستہ جادو رقم

یہی کلک رستم ہی سہراب ہی
کبھی رنگ محفل دکھاتا ہی یہ
کبھی وصل ہی اور کبھی ہجر ہی
کہین عندلیب سخن سنج ہی
قلم کی روانی سے ہون وجد مین
کبھی جان شیرین کا خواہان ہوا
یہی ہی نہنگ یم چاہ عشق
کبھی ذکر شاہون کے کرتا ہی یہ
دکھائی ہدایت کی بھی اُسنے راہ
عدو کو دکھاتا ہی راہ عدم

کبھی مثل عاشق کے بیتاب ہی
فسانہ عجائب سناتا ہی یہ
نہ ملتا ہی معشوق سے ہجر ہی
کہین عیش ہی اور کہین رنج ہی
کبھی مثل مجنون ہی یہ نجد مین
کبھی مثل فرہاد دیے جان ہوا
مبتلا ہی عشاق کو راہ عشق
نہ جیتا ہی یہ اور نہ مرتا ہی یہ
لکھا لوح پر کلمۂ لا الہ

چہرۂ مرحلہ پیمایان جادو تحریر و طلسم کنندگان جادۂ تقریر و تسخیر اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر و تسطیر فرماتے ہین اشعار

راقمان فسانۂ الفت　　ضیغم دشت سوادی حیرت
داستان سحر ساز لکھتے ہین　　خاص الفت کا راز لکھے ہین

واضح رائے ناظرین والا مقام ہو کہ سابق مین تحریر کر چکا ہون کہ ملکہ حیرت بعد حیرت ملک ظلمات مین مع چند کنیزون کے پہونچین سرا مین ورود ہوا وہان کا بادشاہ عقاب ابر سوار تھا اسکی زوجہ گلشن انجمن افروز بہ ہاتھ سے حیرت کے قتل ہوئی عقاب خود لشکر لیکر آیا بہ مکر حیرت کو گرفتار کیا مگر جمال جہان آرا دیکھکر عاشق ہوا مہینون حیرت قید رہی بعد عرصۂ دراز عقاب کی ایک وزیرزادی شمیمہ گیسو کشا عقاب سے وعدہ کرکے بخدمت حیرت آئی دوست بنکر حال حیرت سے دریافت کیا آخر بعد از رد و قدح بسیار حیرت اس بات پر راضی ہوئی کہ میرے شوہر کے قاتل کا سر مجھکو ملے ملک ہوش ربا پر میری عملداری ہو عقاب نے یہ سبب بدل و جان قبول کیا حیرت کو تخت پر بٹھایا ساتھ لاکھ ساحرون کا لشکر اپنے ساتھ لیکر مع عقاب و دیگر ساحران غدار کہ نام اُنکے وقت پر لکھونگا اس کر و فر سے لشکر منزل بہ منزل جاتا ہی ساتوان دن ہی کہ ایک صحراے سبزہ زار و نواح دل کشا ملا وہان آکر بارگاہ استادہ ہوئی اتنا بڑا شہر جہان تک نگاہ کام کرتی ہی لشکر ہی لشکر معلوم ہوتا ہی قضاے کار پہلوے ظلمات مین بھتیجا ساحر شمشمش کا یعنے قیصر سحر آرا قلعۂ مسلوکیہ کا حاکم ہی ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی بڑے بڑے ساحران ساہری فن جمشید نژاد ابلیس عہد سحر و ساحر پیکے کامل اعتقاد مذہب مین بالکل جاہل میمون خصلت خرش بادیۂ ضلالت بہ کبر و نخوت تمام بارگاہ مین قیصر کی بیٹھے ہین بے خوف سلطنت مترددون تک حکومت کوئی اغیار نہین ہمسر کا نام نہین جو کچھ بیابان کے خارستان تھے انکو بزرگون نے ہٹا ئے سحر و ساحری کے جھنڈے گاڑے ملک ایسے مقام پر ہی کہ شاہراہ نہین کسی کا گذر نہین ہوتا آج تک کسی ہمسر سے مقابلہ نہین پڑا کوئی انسے آکر نہین لڑا خراج گذار جب کبھی بگڑے کسی ساحر کو بھیجہ یا لڑ بھڑ کر خراج لیا اسطرح عملداری قائم رکھا یک ہرکارہ سامنے آئے کافر دن سنے کافر کو یہ دعا دی رباعی

ای سرت سبز ماخران بحیر ندا　　شکمت قبل تا ستگان بدر تا
اگر زہ اتش ہزار رنگا رنگ　　ہر سر تو مو گلان زہر بند

سرکار کی عمر کو تادہ ہو کبر نخوت کو طبیعت مین راہ ہو ایک لشکر جلیل کہ تعداد اُسکی علام بغرض نہین کر سکتا آپکے قلعہ سے تین کوس پر جو صحراے فرحت خیز ہی کہ جہان آپ اکثر سیر و شکار کو جاتے ہین لطف زندگی اُٹھاتے ہین وہان آکر اترا صدہا نخل پامال ہوے جانوران شکاری بھی شکار ہوے چشمہ خشک ہو گئے ابھی وہ لشکر دو چار دن رہیگا قیصر نے کہا بدون حکم ما بدولت کون ایسا جاہل احمق ہی اپنی جان کا خوف نہوا لیے خوف ہماری عملداری مین اتر پڑا کیا شامتین آئی ہین ابھی ہمارا لشکر تیار ہو ہم جاکر سزائے معقول دینگے بادشاہ کا سر کاٹ لینگے مال اسباب لوٹ لینگے ایک ذی حیات کو زندہ نہ چھوڑینگے یہ کہکر افسرون کو اشارہ کیا طاؤس نیرنگ بازہ وزیر پایۂ تخت ہی اپنے مقام سے اُٹھا غصہ بادشاہ کافر کیا دست بستہ عرض کی ای یاور غریبان دادرس بیکسان نہایت یہ امر خلاف ہی یہ تجویز صاف صاف ہی کہ یہ تو معلوم ہو کہ یہ کسکا لشکر ہی کون افسر ہی کہان جاتے ہین آیا وہ حرب و پیکار ہین بادۂ کبر و نخوت نسے سرشار ہین یا صرف براے سیر نکلے ہین اب دنیا مین نسل شمشمش صاحبان لیاقت مین رہگئی ہی مسلمانون نے سبکو مٹایا سحر و ساحری کچھ کام نہ آیا ابھی تھوڑے دن ہوے طلسم بے مثل

ہوشربا تھا بادشاہ نے اسکا افراسیاب جادو ساحر کہا تھا سنتے ہیں کہ باہم برسوں لڑائی ہوئی آخر بادشاہ ہوشربا نے
شکست کھائی غلام ابھی ہرکارون کو روانہ کرتا ہے دریافت کرون [illegible] صاحب [illegible] خبر پائی ہے کہ
[illegible] ہر کسی مہم عظیم پر جاتے ہیں [illegible] تفصیل [illegible] ہرکارون کو بلا کر حکم دیا
کہ جاؤ بادشاہ کا [illegible] دریافت کر کے جلد [illegible] بادشاہ میں کس [illegible]
[illegible] کی تحقیق [illegible] ہرکارے [illegible] غنچہ دہن سیم تن
[illegible] تخت [illegible] شوکت [illegible] جہال بادشاہ کر رہا ہے ہاتھ
[illegible] بات کہتا ہے [illegible] دریافت کیا مفصل حال
[illegible] ملکہ حیرت نے [illegible]
ہوشربا سے آوارہ ہو کر [illegible] میں آپکے بھائی صاحب کے ملک میں پہنچیں فساد عظیم ہوئے آپکی بھاوج
[illegible] ہاتھ [illegible] جہال نے مثال
حیرت [illegible] عالم برسوں قیدی
[illegible] قاتل کا سر ہمکو دو ہوشربا میں
[illegible] اپنے ساتھ لیکر چلے ہیں منزلون میں کوچ میں
[illegible] اس پریشانی پر اکثر رہتا ہے
[illegible] آپکے بھائی صاحب سر دربار
[illegible] کیا باعث ہے کہ بھائی صاحب ہماری ملاقات کو نہیں آئے ایک شب کا
سامان دعوت [illegible] کو لوٹ کر پلٹے تب شکایت بھی کر لینگے
[illegible] کہا حضور [illegible] ساحری جمشید [illegible] کشتی
[illegible] کی کشتی میں [illegible] سامان دعوت جلد روانہ کیجیے غلام
[illegible] حضور کے اسباب [illegible] حضور [illegible]
دل [illegible] رشتہ میں وہ میرے بزرگ ہیں
صحرائے ساحری کے [illegible] حضور کی بہت ہوگا خود زبانی
دعوت کو عرض کرونگا [illegible] پہنچے الغرض
سامان دعوت [illegible] ساتھ لیکر آتا ہوا چلا
[illegible] سرخ و سفید کر ڈالتے ہوئے
اس عظم و شان سے [illegible] ایوان دربار میں عقاب [illegible] ملکہ حیرت کا تخت [illegible] اسکو غنیمت جانتا ہے
اگر ملکہ چند ساعت دوسری بارگاہ میں جا بیٹھیں پھر آجاتا ہے اشعار عاشقانہ منہ سے نکل جاتے ہیں قطعہ

ایسا ویران کسی کا دل ناشاد نہو
[illegible]
[illegible]
[illegible]

گر جو آباد کرو تم بھی تو آباد نہو
[illegible]
[illegible]
[illegible]

دل سے پھر سینہ ویران میں گھر آباد نہو
بت جو دل [illegible] مجھکو [illegible]
[illegible]
[illegible]

پھر بھلا اسے اللہ کرے یاد نہو
[illegible] خداداد نہو
[illegible] برباد نہو
[illegible] تقدیر کو تو شاد نہو

بنکے شیرین ہمین دے کوہ کنی کا کوئی حکم
عیب جو کون ہو جو سامنے اُستاد نہو
بھولے بھٹکے کبھی آجاؤ ہمارے دل مین
لیکے جنگی بھی کوئی بالغ فریاد نہو
ذبح کرنے کو کہا مین نے تو بولا بے رحم
جسکی تصویر رہے ہاتھ مین وہ یاد نہو
دیکھون تو وصل کی شب جاگتے کیونکر نہین بخت
دیکھو سمجھاؤ عدو کو کہ بہت شاد نہو
تجھسا ناشاد بھی عشاق مین ہوگا نہ جلال
بیستون تو ابھی موجود ہی فرہاد نہو
کچھ بلا مین شب غم بھیجکے کہتا ہی فلک
ہم بتا دین جو تمھین غیر کا گھر یاد نہو
دل دیا ہی کسی ظالم کو مگر ڈرتا ہون
وہ گلا کاٹنا کیا جانے جو جلاد نہو
کھینچنا بزم بتان مین نہین بہتر اُسکا
قہقہے یار کے ہین یہ مری فریاد نہو
ہم یہ کہ کہکے بناتے ہین انھین موجد جور
دیکھکر تیرا جنازہ بھی کوئی شاد نہو
آئنہ ہی نگہ ناز کی کھو لیگا کجی
دیکھ تو اُٹھکے اِنھین مین وہ پریزاد نہو
یہ سمجھتے تو نہ دیتے دل نالان مین جگہ
کہ وہ کمبخت بھی خوکردۂ بیداد نہو
آئنہ دیکھکے دھیان آئے نہ مجھ حیران کا
ضبط جب آہ مین تاثیر خداداد نہو
ہم تو مر ہی گئے یہ ہوتا ہی اب شادی مرگ
اُس سے کیا ذکر وفا جو ستم ایجاد نہو

اشتیاق وصل مین آٹھ پہر رہتا ہی ہر وقت جفاے ہجر سہتا ہی کبھی اپنے مصاحبون سے کہتا ہی یارو دیکھیے وہ دن کب آتا ہی کہ مسلمانون سے سامنا پڑے مین آنکھ مارکے اس محبوب جانی یار جاودانی کو پہلو مین بٹھاؤن وصل معشوق سرکش ہو چاندنی رات مین میرے پہلو مین یہ مہوش ہو اسوقت حیرت تخت پر ہی اپنے کو بگاڑے رہتی ہی کپڑے بھی نہین بدلتی زیور سے انکار ہر چند عقاب کہا کرتا ہی اے ملکۂ عالم مین نے کئی صندوقچے زیور کے حاضر خدمت کیے آپ کبھی اُس زیور کو زیب جسم نہین فرماتی ہین ملکہ یہ اس بگاڑ مین بھی ہزارون بناؤ ہین تخت پر جلوہ فرما ذیل پر عقاب ابر سوار گرداگرد ہزارون ساحران غدار ناچ اسوقت ہو رہا ہی حیرت خاموش اپنی صحبتین قدیم یاد کرتی ہین تو بہت گھبراتی ہین بارہ چودہ ہزار جو کنیزین عقاب نے حاضر خدمت کی ہین اُنمین سے چند کس اسکی بھی خیرخواہ ہوگئی ہین غنچہ دہن وسوسن دونون مقرب نرگس پرانی ہین مصروف ہین اُنسے حیرت چپکے چپکے فرما رہی ہین کہ صاحبو اپنے نزدیک عقاب نے بڑی بلند پروازی کی ایسی صحبت جمائی کہ میرے خیال مین بھی آئی ہاے کیا کہون باغ سیب کہ جسمین اٹھارہ سے ملک کی تصویرین رعنائی کا اُنکی ذکر ممکن نہین ہمارے شاہنشاہ وہان جلسہ آراستہ کرتے تھے لوگ ذکر کرتے ہین کہ صحبت جمشید تو نہایت لطف سے آراستہ ہوتی تھی اگر وہ بھی اس محفل کو دیکھتا رشک سے مجوب ہوتا یہ گائنین جو گا رہی ہین اِنکو کیا لیاقت ہی وہان ایک ایک حور منظر پری پیکر سمنبر کہ حسن جنکے عابد کش و زاہد فریب تھے کیا کیا ناز و کرشمہ دکھاتی تھین خیر جو تقدیر مین ہی اور سامری کو منظور ہوا اور ہوشربا مین پہونچنا ہو گیا ہر چند کہ مسلمانون نے باغ سیب تو لوٹ لیا جفاے جنگ وجدل سے پامال ہوا مگر کوئی چمن تو باقی ہوگا ہر ایک چمن اُسکا رشک باغ ارم ہی جسکے فراق مین لبون پر دم ہی عقاب ہر مرتبہ دست بستہ عرض کرتا ہی حضور جلسے کو دیکھیے نازنین زعفران پوش کیا رنگ جما رہی ہی کس مزے سے اشعار عاشقانہ گا رہی ہی حیرت جواب نہین دیتی کہ آسمان پر برق چمکی قیصر تہور طراز مرکب باد پر سوار گرد چند ساحران غدار اُڑا ہوا آتا ہی جیسے ہی عقاب کی نگاہ پڑی مثل گل شگفتہ ہوا کہا کہ آج ہمارے بھائی صاحب کو ہوش آیا برائے ملاقات تشریف لائے ہین حیرت نے چاہا مین اُٹھکر چلی جاؤن عقاب نے کہا حضور یہ ہمارا عزیز دار ہی آپ بہ اطمینان تشریف رکھیے کچھ مقام تردد نہین ہمارے اُنکے بہت قریب کا رشتہ ہی حیرت جادو اُسی طرح بیٹھی ہی قیصر ابر سے اُترا عقاب نے تعظیم کی کہا بھائی صاحب آئیے ہم کئی دن سے آپ کی سرحد مین فرو کش ہین مگر آپ نے خبر بھی نہ لی قیصر طرف حیرت ملکہ پلٹا نگاہ پڑی ایک شعلۂ جوالہ کو دیکھا کہ تخت پر بصد جاہ وجلال جلوہ فرما غزال چشم زلفین عنبرین چہرہ رشک آفتاب رعب وداب دست بستہ خدمت مین حاضر ہین ناز و کرشمہ

مثل چاکران کمترین ناظر ہین نازنین سراپا خوب محبوب مرغوب نظم

وہ صبح جبین تھی صبح جنت | ہر جلوۂ تھی موجۂ لطافت
وہ ٹھاٹھ وہ نور کا سراپا | آنکھین اُستاد ساحری تھین
ایسا نہین حور کا سراپا | نشے مین شباب کے بھری تھین

لال لال ڈورے نشۂ وحشت کے پڑے ہوئے سینے پر اُبھار کمر نازک ارادہ درست ہر اعضا چالاک و بست حقیقت مین نقاش ازل نے اپنے کلک قدرت سے تصویر بے نظیر کھینچی ہی بگاڑ مین ہزارون بناؤ زیور کی کیا ضرورت جب مسکرا کے بات کی معلوم ہوا درج دہان کھلا گہر ریزی ہونے لگی زبان دہن مین ماہی بحر الفت کون اُسکی صفت مین بول سکتا ہی کون زبان کھول سکتا ہی غنچہ دہن رشک گلشن سیمتن حور پیکر سمنبر دیکھتے ہی قیصر نے ٹھنڈی سانس بھری نگاہ عارض پر جمگئی باشارۂ عقاب پائے جھککر پایۂ تخت کو بوسہ دیا تھر تھر کانپنے لگا چہرے پر زردی ہونٹون پر خشکی آنکھون مین تری ہوا اس مین ابتری ہاتھ باندھے سامنے کھڑا ہی مبہوت ہوگیا بیٹھنے کا چارہ نہین کلام کرنے کا یارا نہین حیرت نے جو اس حال پر ملال مین قیصر کو دیکھا کہا بھائی صاحب بیٹھ جائیے سلام بندگی ہوچکی چپکے سے عقاب کی ران مین چٹکی لی اشارے سے آگاہ کیا کہ ذرا اپنے بھائی صاحب کو دیکھیے کہ اس بیچارے کے ہوش بجا نہین ہین ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا ظاہرہ معلوم ہوتا ہی قلب تھرایا انکو بٹھائیے عقاب نے کہا بھائی صاحب آئیے آپ تو یہان آتے ہی سناٹے مین ہوگئے کیون مزاج مبارک کیسا ہی کیسا حیران حیران آپ چارون طرف دیکھ رہے ہین قیصر اپنے ہوش مین نہ تھا عرصے تک چپ رہا جب حیرت نے بخاطر عقاب کہا کہ بھائی صاحب بیٹھیے بہت خوب کہکے یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

کہدے جو اُس پتے کی جو مجھسے بیان نہو
غل ہی کہین اُٹھائے سے اُٹھتا نہین کوئی
بس میری دلبری نہ کرو مہربان نہو
برپا کرین وہ اُٹھ کے قیامت ہی مجھپہ آج
تیر نگہ کا زخم ہی کیون بے نشان نہو
بھرنا اُس آنکھ کا نہ دکھائے خدا جلال

بیتابی اپنی مجھسے جو قاصد بیان نہو
تیرے ہی رہگذر مین تڑاتا توان نہو
کیا دور کھینچ رہی ہو زمین کوے یار کی
اُٹھی اگر کمر کا قدم درمیان نہو
دل مین جگر مین سینے مین پتلی مین آنکھ مین
یہ انحراف کج روی آسمان نہو

پوشیدہ خامشی سے بھی راز نہان نہو
دل کو کمر مین رکھے اگر کچھ گران نہو
دل کوئی لوگے اور کوئی داغ دوگے آہ
پہونچے یہ عرش ہی پر اگر آسمان نہو
کیا کہتے ہو یہ تم کہ دکھا دو جگر کا گھاؤ
ایسا کوئی مقام نہین تم جہان نہو

عقاب نے کہا بھائی صاحب یہ کیا فرمایا آج کل شاید آپ کی صحبت مین شعر و شاعری کا چرچا زیادہ ہی کیا خوب شعر آپ نے پڑھے ہین مگر کچھ محل و مقام کا خیال نہین کیا جیسے کوئی سوتے سے جاگتا ہی کہا بھائی صاحب مجھے اور کچھ خیال تھا ایک طرف بیٹھا گلچینی گلشن جمال حیرت مین مصروف ہی خیال کرتا ہی کہ زندگی اسی پر موقوف ہی عقاب نے پوچھا کیون بھائی صاحب مزاج کیسا ہی آج کئی دن کے بعد آپ نے خبر لی قیصر نے کچھ حیران ہوکر جواب دیا امورات سلطنت سے مہلت نہ تھی آج ہرکارون نے حضور کے نزول اجلال کی خبر دی مین فوراً حاضر ہوا امیدوار ہون کہ دو چار دن کے واسطے قلعے مین تشریف لیجیے جو کچھ چھچھ آش اس کمترین کو میسر ہی چلکے تناول فرمائیے اپنے بادشاہ کو بھی لے چلیے عقاب نے کہا بھائی صاحب مین بڑے معرکۂ عظیم پر جاتا ہون بزرگان دین کے بحسرت جن لوگون کے ہاتھ سے مارے گئے اُنسے بدلا لینا منظور ہی ایک ایک دن برابر ایک سال کے ہی مین آج ہی کوچ کرونگا قیصر کو خیال آیا جوش محبت نے بیقرار کیا سوچا کہ اگر یہ آج ہی چلی جائیگی تو مین تڑپ کے مرجاؤنگا ہوش تو درست نہ تھے بیتحاشہ قدمون پر عقاب کے گر پڑا کہا بھائی صاحب آج تو آپ کو رہنا پڑیگا مین ابھین سامان دعوت بھیجتا ہون آپ کو آنے کی تکلیف نہو عقاب نے ہان ہان کہکے گلے لگایا کہا بھائی صاحب ہوش مین آؤ اسقدر نہ گھبراؤ مین آنکھون سے قبول کرتا ہون

سعادت دارین بجبر حصول کرتا ہون آپ اسقدر کیون جبر کرتے ہین قیصر کو کچھ اور نہ بن پڑا رونے لگا کہا بھائی صاحب
مین کیا کہون جو کچھ دل کی کیفیت ہی کیا بیان کرون بیان نہین کرسکتا نظم

صبح پیری بے ترے شام جوانی ہوگئی
داغ جب سینے کا چمکا آفتابی بنگیا
آنکھ پتھرائی ہوئی دم بھر مین پانی ہوگئی
ذکر شبہاے وصال یار کا ہی اور ہم
جو اُٹھی آفت زمین سے آسمانی ہوگئی
دل مین جسنے پیکان کو ڈھونڈھانہ تھا اُسکا
چلتی پھرتی چھاؤن اُسکی مہربانی ہوگئی
بیٹھ جاتا ہون مین تھکر جب اُدھر اُٹھتا ہی پاؤن
تیری شوخی انجمن مین کلک مانی ہوگئی
کچھ نہ آتے دیر تھی اُسکو نہ جاتے دیر تھی
اور ای شوق شہادت سر گرانی ہوگئی

روز افزون یاد شبہاے جوانی ہوگئی
آہ جب کھینچی جگر سے آسمانی ہوگئی
جب ہوا جتنا مین اُتنا ہی ہوا اظہار عشق
نیند اُن دو چار راتون کی کہانی ہوگئی
وہ نگاہ شوق پہونچی جلوہ گاہ یار مین
جو ترے ناوک نے دی گم وہ نشانی ہوگئی
کوے جانان سے نہ اُٹھنا تھا نہ اُٹھے مر کے ہم
پاس منزل مین رفیق ناتوانی ہوگئی
بسمل تیغ ادا ہوکر دکھائے وہ تڑپ
رات تیرے وصل کی میری جوانی ہوگئی
کاروان صبر دل سے کوچ کرتا ہی جلال

دفعةً سب بے نور شمع زندگانی ہوگئی
خواب تھی پہلے وہ غفلت اب کہانی ہوگئی
حیرت اُسکے بزم مین اشکوں کو کب تک روکتی
میری خاموشی زبان بیزبانی ہوگئی
وہ سہی بالا چلا تھا آج اُٹھکر دو قدم
رہنما ای دل صداے لن ترانی ہوگئی
ملتفت تھا مجھسے یا غیر دیتے ہی وہ رشک مہر
لاکھ پر بھاری جنازے کی گرانی ہوگئی
جس ادا جس ناز کی تصویر چاہے کھینچ دے
... قہر الٰہی دل سے نیمجانی ہوگئی
جب خیال آیا ہمین احسان تیغ یار کا
ہر فغان بانگ دراے کاروانی ہوگئی

عقاب ہنسنے لگا کہا بھائی صاحب بس کیجئے تو دیوان اُلٹ ڈالا ہزارون شعر یاد ہین کہانتک سنائیے گا قیصر نے پھر ٹھنڈھی سانس کھینچی یہ مطلع بیقرار ہوکر پڑھا مطلع عشق کی چوٹ کا کچھ دل مین اثر ہو تو سہی + درد کم ہو کہ زیادہ ہو مگر ہو تو سہی + بھائی صاحب اسوقت دل مین جوش ہی بہت شعر یاد آتے ہین کیا کہون کہ کیا دل کی کیفیت ہی آپکا تابعدار ہون اسوقت مجبور رولا چاہون آپکے رہنے سے روح کو راحت قلب کو قوت آنکھون مین بصارت ہوگی عقاب نے کہا مین برسر سفر ہوتا تو مہینہ دو مہینے رہتا آپ کیون گھبراتے ہین مین آج رات کو حاضر ہون مگر کچھ کیفیت تو اپنی بیان کیجیے مین آپ کو عجب حال مین پاتا ہون اس کیفیت کو دیکھکر گھبراتا ہون قیصر خاموش ہو رہا کچھ جواب نہ دیا اتنا کہا میرا حال زار لایق عرض نہین ہی ان اشعار سے کچھ واضح ہوگا نظم

اسلیے لوگ اُنکی صحبت سے
آج دونون مین ایک صورت کے
شو دکھائین تمہاری صورت کے
پردے اُٹھ جائین اب تو غفلت کے
چلنے مین ہاتھ پاؤن ہمت کے
یہ نئے ڈھنگ ہین شکایت کے

یہ اشارے ہین چشم حسرت کے
غیر کا دھیان تک نہ وصل مین ہے
حشر کرنے کو کیسے ہو ...
دل نہ پھیرا کہ ہوگی دل ...
ہجر مین صبر و ہوش و تاب و توان
گالیان کھا رہے ہو اُنکی جلال

منتظر ہم بھی ہین قیامت کے
... معنی سمجھ لو خلوت کے
بعد کیا ہوگا پھر قیامت کے
صدقے مین تیری اس ... کے
سب ہین امیدوار رخصت کے
کتنے بھوکے ہو تم محبت کے

جذب دیکھو مری محبت کے
پھرتے ہین وہ میری حیرت کے
چلو آئینہ خانے مین ... کو
کوئی آتا ہی میری آنکھون مین
کیون تڑپنے مین ہوگئی ای ضعف
شکر بھی کیجیے تو کہتے ہین

عقاب کے ہوش اُڑے جاتے ہین کہا بھائی صاحب جایئے جو مناسب ہو سامان دعوت بھیجیے مین آنکھون سے قبول کرونگا آپ کی باتون سے وحشت ہوتی ہی ہماری سمجھ مین یہ پہیلیان نہین آتی ہین قیصر لڑکھڑاتا ہوا اُٹھا حیرت کے سامنے پھر ہاتھ باندھے کھڑا ہوا کہا حضور رخصت ہوتا ہون حضور کے واسطے خاصہ لیکر آؤنگا حیرت نے شرما کر منھ پھیر لیا کہا صاحب جایئے آپ کاہے کو تکلیف فرماتے ہین آپ کے زیر دامیر ہمارے واسطے کھانا لائینگے قیصر بہت خوب کہکے چلا گیا جب وہ جا چکا تو حیرت نے کہا ای عقاب یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہی تمنے اپنے بھائی صاحب کا رنگ دیکھا

وہ اپنے قابو مین نہین ہین ایسا نہو کچھ فساد برپا کرین بہت بیتاب ہین اُنکے ہوش درست نہین ہین ای عقاب وہ مجھپر عاشق ہوے ہین دزدیدہ نگاہون سے مجھسے اشارے کرتے تھے چاہتے تھے کہ مین اشارے سے کچھ جواب دون عقاب نے کہا نہین ای ملکۂ عالم وہ میرا رشتے مین چھوٹا بھائی ہوتا ہی ایسی بات اُس سے نہوگی حیرت نے کہا ہمنے آگاہ کیا تمکو اختیار ہی عقاب خاموش ہو رہا حیرت اپنے دل مین سوچ رہی ہی کہ یہ عاشق ہو گیا ہی ضرور رنگ لائیگا عقاب نے کہا کچھ نہین مین شب کو دعوت کھاؤنگا صبح کو سامان سفر ہوا اگر قصد بھی کریگا تو کسے پائیگا یہان تو یہ چرچے ہین مگر قیصر لڑکھڑاتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا مصاحب رفیق آئے دیکھا قیصر بدحواس مست مئے محبت کہتا ہی کچھ منھ سے کچھ نکلتا ہی عشق مین حیرت کے ہر عضو مثل شمع کافوری جلتا ہی مصاحبون نے پوچھا کیا حکم لائے اتنا تو اسنے دل سنبھال کے کہا کہ جھٹ پٹ کھانا تیار کرو مین وعدہ کرکے آیا ہون کارگزارون نے فورًا کھانے کی تیاری کی کہا مین خود کھانا لیکر جاؤنگا سب نے کہا آپ کو مناسب نہین ہی آپ تشریف نہ لیجائیے ہم کھانا پہونچا دینگے قیصر نے آہ کی کہا یارو میرا حال یہ ہی شعر مرا ہجر مین جسکے یہ حال ہی مرے حال پر اُسکو نظر ہی نہین + شب ہجر کی کس سے درازی کہون یہ وہ شب ہی کہ جسکی سحر ہی نہین یارو میری کیفیت لایق گزارش نہین اُس معشوق سرکش سے سامنا ہی کہ جس سے مقام سفارش نہین کس سے کہون کون جائے اُس معشوق پریوش کی خبر لائے یا مجھے اُسکے قدمون پر جاکے گرادے مین عرض کرون یہ سر حاضر ہی کاٹ لیجیے نظم

ہم تجھسے کس ہوس کی فلک جستجو کرین
منھ پھیر لے وہ جسکے مجھے روبرو کرین

دل ہی نہین رہا ہی جو کچھ آرزو کرین
نے گل کو ہی ثبات نہ انکو ہی اعتبار

ہرچند آئنہ ہون پر اتنا ہون نا قبول
کس بات پر چمن ہوس رنگ و بو کرین

اصل مین دنیا ناپائدار ہی اسکے باغ کی نشو و نما کا کیا اعتبار ہی کیسے کیسے گلہاے رنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون بہار مین ظاہر ہوئے خزان مین مٹے پھولون کی رنگ و بو سے کیا امید کرین بلبلین اپنے دل کا ظاہر بھید کرین نظم

لب پر ہی نام تیرا تو ہی تو ہی نظر مین
مین مشت پر گران ہون صیاد کی نظر مین
ایسی کچھ اُسکو سوجھ لگجاے خود گلے سے
چکر سا ہمکو آیا سو بار رہ گذر مین

سینے مین تو کبھی ہی اور ہی کبھی جگر مین
دیوانہ جانکر وہ کرتے ہین ہوشیاری
تاثیر دے الٰہی اس آہ بے اثر مین
اپنی نہ دل کی کہنا سُن سُن کے مُسکرانا

ہرچند ہون قفس مین اسیر بھی ذبح ہونگا
دل چھینکر ہمارا کہتے ہین جاؤ گھر مین
بوٹا سا قد کسی کا چلنے مین یاد آیا
کامل ہی وہ پر یرو دانائی کے ہنر مین

مصاحبون نے کہا ہمسے حال کہیے کیا کیفیت ہی آپ تو وہان سے دیوانے ہوکر آئے ہین عجب باتین فرماتے ہین کہ جو سمجھ مین نہین آتین اسکا ایک مصاحب ہی کہ جسکا شاہور شعبدہ باز نام ہی وہ ہاتھ پکڑکے تنہائی مین لایا قدمون سے لپٹ گیا کہا حضور مجھسے حال مفصل فرمائیے غلام ابھی علاج کریگا صاف معلوم ہوتا ہی کہ آپ کسی پر عاشق ہوئے کیا یہ خیال ہی کہ وہان تک رسائی غیر ممکن مین تو ممکن کرونگا جان لگا دونگا یہ سُنکر قیصر رونے لگا کہا ای برادر کیا کرون نظم

ہوا ہے قامتِ جانان کریگی گھر کے گھر خالی
کبھی مہمان سے پایا نہ ہمنے اپنا گھر خالی
دل اک چشمہ ہی سو اُسکے یہ دو سوتے ہین چہرہ پر
دماغ پختہ مغزانِ جنون ناصح نہ کر خالی
سحر کو رو دینگے سب مجلو کیا خوش وصل کی شب ہون
نمک سے آنکے بھرتے پھر ہوا زخم جگر خالی
بتا تو ای قبول اس عقدے کو سلجھاؤن مین کیونکر

کہ قمری گرد پھرتی ہی آشیانہ سرو پر خالی
خبر دل اور جگر کی کچھ نہ پوچھو ہمدمو ہمسے
ہماری آنکھین اشکون سے نہ ہونگی عمر بھر خالی
تم اپنے گوہر دندان اگر ہنس ہنسکے دکھلادو
نہ جائیگا شگون نالۂ مرغ سحر خالی
ہمین وہ طائر فربہ سمجھکر دام مین لایا
نہ کاکل پیچ سے خالی نہ اُس گل کی کمر خالی

تصور یار کا نکلا تو غم داخل ہوا دل مین
نہ دل بیکار درد و سے نہ داغون سے جگر خالی
مثالِ چوبِ تر جو خام ہین خم کر اُنھین جاکر
ابھی ہو جائے آب و تاب سے سلکِ گہر خالی
زبانِ زخم نے ای جان لذت پاکے پھر جانا
قفس مین بند کرکے پا ے اُسنے مشت پر خالی
شاہور نے کہا اب زیادہ بیقرار نہو جیے

مجھسے مفصل حال کہیے آپ کسپر عاشق ہوئے نام نامی اُسکا بتایئے مفصل خبر سنایئے کہا نا لیکر مین جاؤن مقام اُسکے رہنے کا دیکھ آؤن رات کو جاکے چُرالاؤن آپ سے ملاؤن یہ سُنکر قیصر خوش ہوگیا کہا ای رفیق و شفیق اگر تو نے یہ کام کیا مجھے جلالیا اگر وہ معشوقہ سرکش نہ ملی تڑپ تڑپ کر مرجاؤنگا زندگی دشوار ہی شاہور نے کہا ہم نمکخوار اسی دن کے واسطے ہوتے ہین کہ جب سرکار دولت مدار کو کسی طرح کا ملال ہو ہم جانبازی کرین رنجیدہ نہ ہونے دین آپ خوشامد کیون کرتے ہین قیصر نے کہا ای بھائی مین دربار مین عقاب کے گیا تھا مگر کوئی اُنکے لیئے فر نہین ہی وہ بھانجے شاہنشاہ ہشمش کے ہین مین نواسہ ہون کس بات مین کمی ہی دولت و فوج مین کب بڑھی ہی اُنکے پاس ساٹھ لاکھ فوج ہی میرے پاس بھی چالیس پچاس لاکھ ساحر و غیر ساحر موجود ہین اگر میرے اُنکے مقابلہ پڑے مین بھی قدم ہٹانیوالا نہین ہون میرے بزرگون نے مجکو بڑے بڑے سحر تعلیم کیے ہین اگر ایک سحر کرون زمین ہلادون آسمان کو زمین سے ملادون دیکھو پارے کیا ہین حیرت پر میری جان جاتی ہی اگر وصل میسر نہ ہوا تو تڑپ تڑپکر مرجاؤنگا شاہور نے کہا مین جاتا ہون دیگین کھانے کی ڈولیون مین لدوا کر کچھ ملازم ساتھ لیے شاہور لشکر مین عقاب کے آیا یہان سب منتظر تھے شاہور نے کھانا تقسیم کرانا شروع کیا عقاب نے پوچھا ای مصاحب قیصر تمھارے آقا کیسے ہین کیا سبب کہ خود تشریف نہ لائے شاہور نے کہا آپ کے واسطے کچھ تحفہ جات نکلوا رہے ہین اس وجہ سے تشریف نہین لائے ہین عقاب نے کہا مین اُنکے مزاج کی خبر پوچھتا ہون یہان سے دیوانے ہوکر گئے تھے کلام خلاف کرتے تھے بات کے جواب مین اُلٹے شعر بہت پڑھتے تھے شاہور نے کہا اب تو یہ بات نہین ہی امورات سلطنت مین مصروف ہین سب انتظام اُنھین کی ذات پر موقوف ہین کچھ موتیون کے مالے کچھ اور اشیاے نادرہ آپ کی نذر کے واسطے نکال رہے ہین صبح کو آکر حاضر ہونگے وہ اشیاے نادرہ خدمت بادشاہ لشکر مین پیش کرینگے عقاب نے کہا اُنکی مہربانی مگر بادشاہ لشکر سے اُنکو کیا کام ہی وہ ایک بادشاہ جلیل کی زوجہ ہم خود اُنکی ملازمت کرکے چلے ہین اپنے بزرگون کے خون کا معاوضہ لینگے مالک ہوشربا اُنکو دلوا دینگے اُنکے شوہر کے قاتل کا سر پیش کرینگے شاہور جادو تو ایک مرد شعبدہ باز ہی اپنی مکاری پر نازان ہی اسنے یہ کہکے سر جھکایا کہ بہت خوب تحفہ جات بندگان عالی کو دیے جائینگے ہم یہی سمجھا دینگے یہ کہکے خاصہ پیش کیا خدمتگارون سے دریافت کرلیا کہ فلان بارگاہ مین ملکہ حیرت آرام فرماتی ہین عقاب کی بارگاہ الگ ہی یہ سب دریافت کرکے چلا آیا قیصر کو مژدہ دیا کہ مین دو پہر رات گئے جاکر ملکہ حیرت کو چُرالاؤنگا آپ کے پہلو مین بٹھاؤنگا قیصر خوش ہوگیا کہا بھائی اگر تو نے یہ کام کیا ساری اپنی حکومت کا تجکو حاکم کرونگا قلعۂ مہاکیہ کا ناظم کرونگا شاہور نے جب دیکھا کہ زلف لیلاے شب کمر سے گذری سحر کرکے غرق زمین ہوا نقب سحر کاٹتا ہوا بارگاہ حیرت مین پہونچا دیکھا کہ گرداگرد بارگاہ حیرت ساٹھ ہزار ساحر طلایہ دے رہے ہین صداے حاضر باش بلند ہی شاہور نے الگ کھڑے ہوکر سحر کیا جو جہان تھا وہین رہگیا کسی کو نیند آئی کسی پر غفلت چھائی اب شاہور سراچہ چاک کرکے اندر آیا دیکھا کہ ملکہ حیرت پڑی ہوئی سو رہی ہین کنیزین چوبدارنیان ترکنین حبشنین اپنے اپنے عہدے پر خاموش شمع ہاے مومی و کافوری روشن وہ بارگاہ مثل عروس شب اول آراستہ ہی شاہور نے گوشے مین چھپکر سحر کیا سب کنیزین بھی سو گئین اب حیرت پر بھی سحر کیا مگر سحر نے تاثیر کی قریب آکر اسنے یہ تو جانتا تھا کہ زوجۂ افراسیاب سحر مین لاجواب اُس بیہوشی مین زبان مین سوزن دیا پلنگ کی چادر مین بشتارہ باندھا اب لیکر نکلا پر پرواز پیدا کرکے بلند ہوا اُڑتا ہوا قلعۂ مہاکیہ مین پہونچا قیصر رات بھر جاگا ہی بیٹھا یاد ملکہ حیرت جادو مین اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہی نظم

جہانتک حُسن کا دعویٰ کرے وہ ہر زیبا ہی
بہت اس بیخودی کے ہاتھ سے دل تنگ آیا ہی
کوئی تسکین کی صورت بتاؤ گر مسیحا ہو
سُلجھنا اسکا ہی دشوار یہ آفت کا جھگڑا ہی
صدا قلقل کی سُنکر مر گیا وہ رند میکش ہونہ
بہت دیدار کی مشتاق اب چشم تمنا ہی
کبھی تو ایک بوسہ ہونٹ کا ہمکو عنایت ہو
غضب چوٹی مین تمنے نقرئی موباف ڈالا ہی
اُداہٹ دیکھکر پستان کی یہ پھبتی کہی مین نے
تن کاہیدہ اپنا ضعف کے باعث سے عنقا ہی

پری ہی حور ہی یوسف لقا ہی ماہ سیما ہی
نہین چشم سیاہ یار مین سرمے کا ڈورا ہی
ہرے بر من برنگ مرغ بسمل دل تڑپتا ہی
نہین معنے کمر سا یہ ہی موے زلف پیچان کا
تمھارے ہجر مین کوس رحیل آواز مینا ہی
خلش کیونکر رقیب کینہ جو سے ہو نہ عاشق کو
تمھارے لعل لب پر مدتون سے دانت اپنا ہی
گرفتاری یہ دل کی کیا ہنسے کوئی کہ مٹھی مین
پری ہو تم تمھارے حسن کا سینے پہ سایا ہی
جو دیکھی مانگ اُنکی نور دل کہنے لگا مجھسے

جنون کا جوش ہی چاک گریبان کا تماشا ہی
یہ سفاکی کا پایہ قاتل عالم مین بانا ہی
کیا ہی یار کے اُلجھے ہوئے گیسو نے دیوانہ
بہت باریک مضمون ڈھونڈھکر تمنے نکالا ہی
دل عاشق کو کب اے جان تاب لن ترانی ہو
یہ وہ کانٹا ہی جو دل مین مرے اے گل کھٹکتا ہی
چمک ظلمات مین برق جہندہ کی قیامت ہی
ترے دزد حنا کو بھی اسیری کی تمنا ہی
وہ لاغر ہین کہ پوشیدہ ہین چشم وہم انسان سے
سکندر سے کہو ظلمات کا سید ھا یہ رستا ہی

جیسے ہی شاہور کو دیکھا اُٹھ کھڑا ہوا کہا بھائی کیا کیا اِسنے کہا ملکہ کو لایا یہ کہکے اسنے پشتارہ رکھا قیصر لپٹنے لگا شاہور نے کہا جلد تدبیر کیجیے صبح کو قیامت برپا ہوگی شاہور سے قیصر نے کہا تم جاکر لشکر کا انتظام کرو مین جاکر ایک مکان بناتا ہون اگر سامری و جمشید بھی چاہین نہ آسکین یہ کہکے پشتارہ لیکے چلا پہلو مین قلعہ مملوکیہ کے ایک کوہ ہی اُسپر کھڑے ہوکر سحر کیے ایک دیوار بلند بنکر تیار ہوئی چند جانور اُسپر ماش کے آٹے کے بنا کے بٹھا دیے جانور چہکارنے لگے اب قیصر اُس دیوار کی پشت پر آیا ایک بڑی بارگاہ استاد کی اُسمین تمام اسباب عیش و عشرت آراستہ کیا اُسمین ایک مسند مغرق بچھائی جوش محبت مین دیوانہ ہو رہا ہی سوزن زبان کا مضبوط کر دیا ہی یہ بھی اسکے دل کو یقین ہی کہ یہ معشوقہ سرکش ہوش خوشی سے وصل کو نہ قبول کریگی مسند پر بٹھا کر سحر خوب کر دیا جا بجا نگہبان بٹھائے دس ہزار ساحر اس پار بلا لیے وہ گرد پھرنے لگے اب اِسنے حیرت کو ہوشیار کیا حیرت کی آنکھ کھُلی دیکھا کہ قیصر مثل چاکران کمترین اندوہگین رومال سے ہاتھ باندھے سامنے بیٹھا ہی کہتا ہی اے جان جہان اے آرام دل مشتاقان میری جان تمپر جاتی ہی مین نے تمکو یہان بلوا لیا اب یہ ملک و مال سب تمھارا ہی مین تابعدار ہون جسکو چاہو قتل کرو جسکو چاہو بخشو عمر بھر کے واسطے یہ گھر ہی یہ سُنکر حیرت جادو کا چہرہ غصے سے سُرخ ہو گیا اپنے کو مجبور و لاچار جو پایا رونے لگی اشارے سے جواب دیا او بیحیا کیون دیوانہ ہوا ہی میری جان کے پیچھے پڑا ہی اگر مجکو ہاتھ لگایا جان دیدونگی تجکو کیا ملیگا خبردار الگ رہنا میرے قریب نہ آنا لاکھ قیصر نے منت کی حیرت کی سرکشی نہ گئی یہی ہر مرتبہ جواب دیا کہ مجکو ہاتھ نہ لگانا ورنہ بہت پچتائیگا قیصر و حیرت تو اس حال مین قیصر کبھی باہر نکل آتا ہی ساحرون سے صلاح کرتا ہی کہ یارو وہ نہین مانتی اپنی ہی کہے جاتی ہی ساحر کہتے ہین تامل فرمائیے قیصر نے لاچار ہوکر سو دو سو کنیزین واسطے خدمت کے پاس حیرت کے چھوڑین آپ باہر آیا دیوار کو طے کر کے قلعہ مملوکیہ مین پہونچا دیکھا شاہور نے سب لشکر درست کر رکھا ہی خود بھی اپنے بازو پر ایک پتلی سونے کی باندھ لی ہی اُس سے کچھ پوچھتا جاتا ہی ہرکارے طرف لشکر عقاب کے روانہ کیے یہان عقاب جو صبح کو اُٹھا خبر ملی کہ ملکہ حیرت جادو کو خیمے سے کوئی چُرا لیگیا بیقرار ہوکر دوڑا اُس خیمے مین آیا چہار جانب پھرا نقش پا شاہور کی مٹی اُٹھائی اُسکا پتلہ بنایا ماش کا دانہ مار کے پوچھا سچ بتا حیرت کو کون لیگیا پتلے نے کہا مین نہ بتاؤنگا ہرچند عقاب نے سحر کیے پتلہ یہی کہے گیا جھلا کر عقاب نے اُسے جلا دیا مسطور تیز رو عیار کو ۲۰

اپنے بُلایا کہا اے مسطور قلعہ مملو کیہ مین جا دریافت کر کہ ملکہ حیرت جادو کو قیصر نے تو نہین چُرایا اگر یہ بات ایسی ہے
تو قسم ہے ساحری و جمشید کی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا مسطور روانہ ہوا بصورت مبدل قلعہ مملو کیہ مین آیا دیکھا
بادشاہ تخت پر بیٹھا ہے شاہور سے چپکے چپکے باتین ہوتی ہین مسطور نے لاکھ سنگنی لی مگر خبر مفصل نہ ملی بعد عرصہ دراز
پلٹگیا جابجا جاکر ایک ایک سے پوچھا کچھ نشان نہ پایا زیر کوہ آکر ٹھہرا قیصر انتظام لشکر کرکے کوہ کے اُس پار چلا
مسطور نے دیکھا کہ قیصر پہاڑ کے اُس طرف چلا گیا ایک خدمتگار وہان کھڑا تھا مسطور نے اُسکو اشارہ کیا
الگ بلا کے پوچھا کہ بادشاہ اس طرف کہان گئے ہین خدمتگار نادانستہ تھا اُسنے کہدیا کہ ملکہ حیرت پر ہمارے
آقا عاشق ہوے ہین شاہور چرا لایا بادشاہ نے یہ دیوار سحر کی بنائی ہے کہ اُس پار کوئی نہ جاسکے بس مسطور
بھاگا خدمت مین عقاب کی آنکر سب حال رو رو کر بیان کیا عقاب مبہوت ہو رہا ہے غصے مین اُٹھا گینڈے
پر سوار ہوا قرنا کرائی سارا لشکر تیار ہوا غصے مین چلا شاہور کو خبر ہوئی لشکر لیکر سد راہ ہوا عقاب نے
پکار کر آواز دی او شاہور کیون شامت آئی ہے بہتر یہ ہے کہ جاکر قیصر کو سمجھاؤ ملکہ حیرت جادو کو لے آؤ
ورنہ قیامت برپا کرونگا قلعہ کو بہ باد فنا اُڑا دونگا سب کو خاک مین ملادونگا شاہور نے جواب دیا کہ اے
بادشاہ جمجاہ جس کسی نے یہ خبر آپ سے کہی سراسر دروغ ہے دروغ کو کب فروغ ہے ہمارے یہان ملکہ حیرت
نہین ہین وہ آپ کے بھائی ہین کب اس بات کو قبول کرتے کیا آپ کو صدمہ دیتے معشوق کو لے لیتے عقاب نے
کہا مین سب مفصل حال سُن چکا ساری تیری شیطنت ہے تو ہی نے یہ فساد برپا کیا ورنہ قیصر کا یہ حوصلہ نہ تھا
نکل میدان مین شاہور مقابلے مین آیا عقاب خود نکلا شاہور سے اسقدر سحر چلے کہ تمام صحرا
آتش بہار ہوگیا درخت جل جل کر گرے سحر کے دریا بہے آخر مین عقاب نے اُسی ہنگامے مین کمند سحر مار کر شاہور
کو گرفتار کیا مشکین باندھکر لیگیا ہالیان لشکر سے کہگیا کہ اس مفتری کو تو مین لیے جاتا ہون بھائی صاحب
کو جاکر سمجھاؤ کہ ملکہ حیرت جادو کو میرے حوالے کردین اپنے سردار کو بھی لین آج کے رات کی مہلت دیتا ہون
کل قیامت برپا کرونگا فوج کی مین کیا حقیقت جانتا ہون ایک سحر مین سب کو مٹا دونگا کسی نے جواب نہ دیا عقاب
پلٹگیا یہان قیصر خدمتگذاری ملکہ حیرت مین مصروف تھا کہ یہ سب خبرین سُنین گھبرا کے قلعہ مین آیا سب
سردارون نے اسکے کہا کہ ہمارا افسر گرفتار ہوگیا ہم کھڑے دیکھا کیے کچھ بن نہ پڑا اب کل کی میدان داری مین
ہم لوگ لڑینگے جان دینگے مگر شاہور کو لینگے سُنتے ہین بڑی بدعت مین اُسکو قید کیا ہے زبان مین سوزن ہاتھ
پاؤن مین ہتھکڑیان بیڑیان آب و دانہ بند نگہبان خود پسند وہ بیقرار ہے قیصر نے کہا بہتر کل صبح کو مزا سحر کا اُنکو
چکھاؤنگا جو کچھ ہو معشوق نہ دونگا جان دینے پر آمادہ ہون یہ جواب سنے سر دربار جھکر کہا ہرکارون نے یہ خبر
عقاب کو پہونچائی عقاب نے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے جانبین مین طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین چار پہر رات
اُسی تیاری مین بسر ہوئی جبکہ عقاب مہر درخشان شاخ کہکشان سے اُڑکر چرخ زبرجدی پر آکر جلوہ فرما ہوا
دونون لشکر بارادہ رزم و پیکار میدان کارزار مین آئے عقاب نے جھالا یا ہوا تھا دیکھا اسنے کہ قیصر بھی ساتھ ہی لشکر
آمادہ جنگ اسباب سحر جسم پر آراستہ فوجین پشت پر عقاب میدان مین نکلا پکار کر آواز دی او قیصر دیکھ
ابھی کچھ نہین گیا ہے میری معشوقہ کو میرے حوالے کردے اُسکے واسطے میری جان پر بنی ہے خیال تو کر کہ پردہ ظلمات
سے یہان تک کروڑہا روپیہ صرف کرکے آیا ہون شہر بانک جانا منظور ہے مسلمانون سے آمادہ جنگ ہوکر نکلا تھا
پہلے ساحری پرستون سے لڑائی شروع ہوگئی یا تو ملکہ حیرت کو دے ورنہ میرے مقابلے مین آ تو نے کبھی

شمشش کی صورت بھی نہ دیکھی ہوگی فقط نواسہ مشہور ہی مین برسون صحبت رہی ہامان سحر شوکت کہ جو انکا سپہ سالار تھا اُسنے مجھکو سحر سکھایا جس منتر جنتر مین کمی ہوتی تھی خود شمشش اُسکو درست کر دیتے تھے قیصر نے کہا او بیچا میرے یہان پُرانی کتابین موجود ہین سحرہاے ساحری اُسمین بنائے ہوے خداوند کے لکھے ہین اُنکو صرف کرونگا یہ کہکے مقابلے مین عقاب کے آیا آپسمین سحر چلنے لگے وہ سحر قیامت کے ہوئے کہ لاکھون جادوگر جابجا گرے مگر یہ دونون مثل برق کے چمکتے ہین ایک کے سحر سے اگر بچتا ہی تلوارین برسین خنجر گرے تیر چلے نیزے ہلے مگر کسی کو آسیب نہین پہونچا پہر دن رہے دونون سحر کرتے کرتے سست ہوگئے کہ بیہوش ہو کر گرے اِدھر والے عقاب کو لیگئے اُدھر والے قیصر کو اُٹھا لائے ایسے سحر چلے تھے کہ دونون بیمار ہوگئے عقاب نے کہا بیچا کہ او قیصر بعد دو ہفتے کے صحت پاؤنگا امید ان جنگ مین سحر خونی لیکر آؤنگا تجھکو بچنا مشکل ہوگا قیصر نے کہا مین کیا تجھسے کم ہون ایسا سحر بناؤن کہ زمین سے شعلۂ آتش نکلین تجھکو جلا کر خاک کرین اب یہ دونون تو بیمار ہوئے قیصر اُسی حال مین اکثر بخدمت ملکہ حیرت آتا ہی منتین کرتا ہی ملکہ حیرت جادو کا یہی قول ہی کہ مجھکو قتل کر اگر ایسا نہ ہوگا عقاب سے مین نے بشرط وصل کا وعدہ کیا تھا جانتی ہون کہ قتل مسلمانان نہایت دشوار ہی یہ عہد و اقرار بیکار رہی تو کیا جھک مارتا ہی قید مین مجھکو مار ڈال مگر خوشی سے تیرے قبضے مین نہ آؤنگی مگر اب دو کلمے داستان لشکر اسلام کے ذکر ہوتے ہین کہ بادشاہ اسلام بعد جانے صاحبقران عالی وقار کے دودہ زنگی سے مصروف جنگ وجدل ہین کئی مرتبہ اُسکو شکست بھی دی دودہ زنگی کو رستم نے سر میدان مع گینڈے کے اُٹھا لیا تھا اسکا گردن کا ٹوٹا نظر کردہ ہو کر صحت پائی دودہ زنگی کے بھی ہاتھ پاؤن مین چوٹ آئی اسوجہ سے فی الحال جنگ موقوف ہی خواجہ عمرو ساتھ صاحبقران کے گئے چالاک کو اپنا نائب کر گئے ہین یہ انتظام مین مصروف رہتے ہین زوجات خواجہ کی خبر لینا واجب و لازم ہی ایک دن واسطے سلام ملکہ صرصر شمشیرزن کے خیمے مین آیا دیکھا صرصر بیٹھی رو رہی ہین کچھ اسباب عیاری نکالا ہی کنیزین سمجھا رہی ہین صرصر کسی کو جواب نہین دیتی ہی کہتی ہی جدا ہو مجھکو شہزادی کا خیال ہی ہر چند کہ مذہب تبدیل ہوا کافرہ سے ہمکو کیا کام ہی مگر افسوس ایسی شاہزادی جلیل پروردۂ ناز و نعم ہاے اُسپر یہ رنج و غم جاکر قیامت برپا کرونگی یا اپنی جان دونگی جس طرح بنیگا اُنکو رہا کرونگی اس بلاے ناگہانی سے نکالونگی چالاک یہ حال مصیبت آثار دیکھکر گھبرا گیا کہا کیون اے مادر مہربان خیر تو ہی مین آج آپ کو عجب کیفیت مین پاتا ہون آج کل قبلہ وکعبہ یہان نہین جو ارشاد ہو آنکھون سے بجا لاؤن آپ کو اسوقت عجب رنگ مین دیکھا یہ کہتے ہی صرصر بے اختیار رونے لگی کہا اے نور نظر خدا جو قلب پر صدمہ ہی منھ سے نہین نکل سکتا کل مین نے یہ کیفیت سُنی کہ شب کو کھانا بھی نہین کھایا اسوقت تک وہ طبیعت پر گرانی ہی یہی جی چاہتا ہی کہ جان دیدون بس یہی ارادہ ہی کہ جاکر دشمنون کو قتل کرون اور اُس معشوقہ پری چہرہ کو اس بلا سے بچاؤن کل ایک تاجر آیا کنیزون کی معرفت اُسنے اسباب ضروری پیش کیا مین نے اُسکو در دولت پر بلوایا اُسنے سُنا کہ اندر ملکہ صرصر شمشیرزن ہین تو اُسنے کہا اے ملکۂ عالم آپ کو یاد ہوگا مین اکثر بشہر یا مین بھی آیا آپ کی معرفت لاکھون روپیے کا اسباب بیچا ایک معاملہ دیکھکر آیا ہون کہ جسکے بیان سے قلب تھراتا ہی خیال سے کلیجہ منھ کو آتا ہی ملکہ حیرت شاہزادی خوشتر و زوجۂ افراسیاب جادو و دختر بلند اختر شاہنشاہ حیات کہ جسنے کبھی نام رنج و غم بھی نہ سُنا ہوگا اُسپر کیا کیا مصیبتین پڑین بعد فتح خورشید نگار خوف جان سے نکل بھاگین سو کنیزون کے ساتھ گیا

نہین معلوم کہان کہان پھرین کیا کیا مصیبت اُٹھائی سات کنیزین صرف ساتھ رہگئین کچھ مصیبت اُٹھا کر مرین کچھ بھاگ گئین ایسے وقت مین ساتھ دینا بڑی جرأت کی بات ہی رفتہ رفتہ ظلمات مین پہونچین وہان کا بادشاہ عالیجاہ سحر وساحری مین کامل فوج وروپیہ دولت سب اُسکے پاس موجود کوئی ہمسر نہین شاہنشاہ مشمش کا بھانجہ وہ ملک اُسنے اپنے قوت بازو سے آباد کیا سرا مین جاکر ملکہ اُترین بھٹیاری سمجھی اس شاہزادی کو یہ ساتون کنیزان بھگائے لیے جاتی ہین اُسنے جاکر کوتوال سے کہا کوتوال نے آکر کلمات سخت کہے کنیزین رونے لگین پکار کر کہا ای ملکۂ عالم یہ بیجا کوتوال ہماری آبرو لیتا ہی ملکہ حیرت کے مُنھ سے نکلگیا کیا تمھارے ہاتھ پاؤن ٹوٹ گئے ایک کنیز نے غصے مین کوتوال کو طمانچہ مار دیا سر اُسکا اُڑ گیا اسقدر فساد برپا ہوا کہ ملکہ حیرت جادو خود کوٹھری سے نکل پڑین اور سحر کرنے لگین زوجۂ شاہ یعنے انجمن افروز بھی یہ خبر سُنکر چڑھ آئی کنیزین تو انکی قتل ہوئین اکیلی ساری فوج سے لڑین آخر انجمن افروز کو مارا عقاب ابر سوار بھی محبت مین زوجہ کے چڑھ آیا مکر سے ملکہ حیرت کو گرفتار کیا برسون وہان قید رہین آخر عقاب سے یہ عہد وپیمان ہوا کہ اگر تو میرے شوہر کے قاتل کا سر مجکو دے عملداری ہوشربا کی ملے تو وصل تیرا قبول کرون وہ عاشق زار تھا اُسنے قبول کر لیا ملکہ کہا قتل مسلمانان کتنی بڑی بات ہی مین فوراً سب کو قتل کر دونگا ہوشربا مین آپ کا جلوس کراؤنگا اس عہد وپیمان پر تخت نشین ہوئین وہ لشکر لیکر چلا راہ مین ایک بادشاہ مشمش کا نواسہ موسوم بہ قیصر سحر طراز دہ ملاقات کو آیا تخت پر ملکہ حیرت کو دیکھا جمال تو اُنکا عابد کش زاہد فریب ہی دل وجان سے عاشق ہوگیا مصاحب امتیاز تھا اپنے ندیم کو بھیجکر ملکہ کو چھین منگایا آپسمین دونون سے بڑے بڑے فساد ہوئے طبل جنگی بجے لاکھون ساحر مارے گئے عقاب اپنے مقام پر سمجھ گیا قیصر سحر طراز کو بھی معلوم ہوا کہ ایک پر ایک غالب نہین آسکتا دونون ساحر زبردست ہین اب لڑائی موقوف ہی آپسمین نامہ وپیام ہو رہے ہین عقاب کہتا ہی ملکہ حیرت جادو کو دیدو قیصر کا قول ہی کہ حیرت میری جان کے ساتھ ہی اسنے یہان ملکہ حیرت کو قید کیا ہی سنتے آزار دیتا ہی کہ یہ میرا وصل قبول کرین مگر حیرت نہین مانتی ای فرزند یہ حال سُنکر سخت قلق ہی افسوس حیرت جادو پر یہ مصیبت پڑی کہ دشمن کے یہان قید ہین سو مین نے اب یہ ارادہ کیا ہی کہ مین جاؤن اُنکے ملت ومذہب سے کچھ واسطہ نہین ملکہ حیرت کے نمک کا پاس ہی کہ ہمارا گوشت وپوست اُنھین کے نمک سے پرورش ہوا ہی بڑے بڑے آرام اُٹھائے میری بڑی قدر کرتی تھین جاکر عیاری کرون جس طرح ہوسکے اُنکو قید دشمن سے چھڑاؤن رہا کرکے اول سمجھاؤن کہ چلکر حمزۂ صاحبقران کے شریک ہو جیے اگر نہ مانا اُنکو اپنے فعل کا اختیار ہی جہان جا ہے جائین بلکہ راستہ ملک حیات کا بتا دون کہ وہان چلی جائیے یا جو اُنکے ذہن مین ہو وہ کرین مین نمک سے ادا ہو جاؤن اسطرح صرصر شمشیر زن نے بیان کیا ناظرین کو یاد ہوگا ہوشربا مین لکھ چکا ہون کہ چالاک بن عمرو ملکہ حیرت جادو پر عاشق ہی اسقدر رویا کہ ہچکی لگ گئی کہا ای والدہ ماجدہ آپ کیون تکلیف کرین مین خود جاتا ہون رہا کرکے اُنکو لاتا ہون یہان لاکر کنیزان رومی وحبشی اُنکی خدمت مین حاضر کرون صرصر نے سر جھکا لیا کہا ای فرزند اگر تم قصد کرو اور مجکو بھی ساتھ لیلو تو ایسی عیاری بن پڑے کہ چلتے ہی رہا کر لین دشمن کو قتل کرین چالاک نے کہا یہ میری مجال نہین کہ مین آپ کو تکلیف دون افسوس یہ ہی کہ آج کل قبلہ وکعبہ بھی یہان نہین ہین مین جواہر بن عمرو خنجر گذار کو اپنے مقام پر مقرر کرکے آج ہی جاؤنگا بہت جلد واپس آؤنگا تب آپ سے آکر عرض کرونگا صرصر نے کہا کہ اختیار ہی اور بھی دس پانچ عیار ساتھ لیجاؤ چالاک نے کہا

اس سفر مین کسی کا ساتھ ہونا بہتر نہین آپ اطمینان رکھین ہرگز قصد نکرین مین آج ہی جاؤنگا بانہائے عیاری
جو صرصر نے نکالے تھے وہ چالاک نے سب بند کرا دیے اپنے نزدیک صرصر کو بہت سمجھایا کہ آپ ہرگز قصد
نکرین مین جاتا ہون آپ سے رخصت ہوا اب لشکر مین مجکو کھانا پانی حرام ہی اس سے بڑا کون کام ہی اگر
خدا نے چاہا ہار کے آپ ہی کے پاس لاؤنگا آپ مسلمان ہونے پر سمجھائیے گا اگر اپنی غلامی مین مجکو قبول کرین
شرف کونین حاصل ہو آپ کے تصدق سے تسکین دل ہو صرصر نے کہا بیٹا خدا حافظ پروردگار عالم تمکو
مظفر و منصور کرے رنج و الم دل سے دور کرے عیاری تمہاری جاتے ہی بن پڑے کہ وہ گرفتار زندان مصیبت
رہائی پائے چالاک ملکہ صرصر سے ملکر باہر نکلا دیکھا کہ برق آتا ہی برق نے سلام کیا چالاک نے سب
کیفیت برق سے کہی برق نے کہا خلیفہ صاحب مین بھی ساتھ چلونگا چالاک نے کہا ہرگز تمہارا چلنا مناسب
نہین مین کسی کی مدد کا طالب نہین یہان دودہ زنگی سے مقابلہ ہی اور دیکھا تمنے کہ سرہنگ عیار دودہ زنگی
کا درپے آزار ہی تم اُسکو روکنا بادشاہ کی حفاظت واجب و لازم ہی تمہارے سوا اور مین کس سے کہون کوئی
لایق مقابلہ سرہنگ صبا رفتار نہین ہی برق چپ ہو رہا دل مین سوچا مین ضرور جاؤنگا چالاک نے
اُسی وقت جوامہر کو الگ بلایا کہا چندے عہدۂ نیابت کا کام کرنا مین ایک کار ضروری کو جاتا ہون کنارے
آنکر بانہائے عیاری ذات پر آراستہ کیے یکہ و تنہا طرف سرحد مملوکیہ کے روانہ ہوا ایک طرف سے صورت
بدل کے برق بھی چلا مگر بعد روانگی ان دونون کے صرصر کو خیال آیا کہ ایسا نہو قیصر نراز بردست ساحر ہی
چالاک پر کوئی افتاد پڑے عیاری نہ بنے تو ای صرصر آکر خواجہ عمر و مجہپر غصہ کرینگے یہی فرمائینگے کہ تنے
میرے فرزند کو میرے ہاتھ سے کھویا اُسوقت مین کیا جواب دونگی اور جس جانبازی کے ساتھ مین کام کرونگی
کسی سے نہ ہوسکیگا مجہپر حمیت کا حق ہی یہ سوچکر شب کو ایک کنیز کو اپنی شکل بنایا کہا تو میرے طور پر خیمے مین
بسر کرنا مین جاتی ہون یہ کہکر شب کو صرصر بھی روانہ ہوگئی کہ ان تینون کا حال یعنے چالاک و برق
و صرصر کا وقت پر ذکر کرونگا اول مہتر برق فرنگی کہ برق نام ہی تڑپنا اسکا کام ہی نشان تو پوچھ ہی لیا تھا
منزلین طی کرتا ہوا تھوڑے ہی عرصے مین لشکر عقاب مین پہونچا دیکھا لشکر گران فرد کش ہی اب عقاب نے
صحت پائی ہی دربار مین آکر بیٹھا یہی ذکر کر رہا ہی کہ کیون صاحبو میان قیصر کی وہ ہی سرکشی ہی اب مین طبل جنگی
بجواؤنگا مقابلہ کرونگا برق بشکل خدمتگار بارگاہ مین کھڑا رہا سب حال دیکھا دل سے کہا عقاب کا مقرب کون ہی
کلنگ ببر سوار کو دیکھا کہ یہ پہلو مین عقاب کے بیٹھا جنگ کے نیک و بد سمجھا رہا ہی کہتا ہی ای شہریار
سحر مین قیصر کسی سے کم نہین ہی لشکر بھی اُسکا مثل لشکر حضور بیشمار ہی ساحر بھی بڑے بڑے زبردست ہین مین
عرض نہ کرونگا کہ حضور طبل جنگی بجوا کر مقابلہ کرین اگر نامہ و پیام مین مطلب نکل آئے فبہا ورنہ آج شب کو سوچکر
عرض کرونگا یہ کہکر اُٹھا برق نے اِسکا پیچھا کیا جب کلنگ اپنی بارگاہ مین گیا برق بھی خدمتگار کی صورت بنا ہوا
اسکی بارگاہ مین پہونچا جاتے ہی سلام کیا کلنگ نے پوچھا کیون خیر تو ہی برق نے کہا شاہنشاہ نے کچھ
پیغام بھیجا ہی کہکر جواب دیجیے اور یہ چند دانے انگور کے مرحمت فرمائے ہین اور فرمایا ہی کہ یہ ہمارے باغ
سے آئے تھے آپ بھی نوش کیجیے سرحد ظلمات مین ایسے انگور نہین ہوتے یہ کہکر چند دانے پیش کیے کلنگ
بہت خوش ہوا کہا میری جانب سے آداب و تسلیمات عرض کرنا کہ حضور مین اُسی فکر مین مصروف ہون اب جو
دربار مین آؤنگا کچھ صلاح نیک دونگا برق نے کہا انگور تو نوش فرمائیے رکھنے سے یہ خراب ہو جاتے ہین

شیرہ خشک ہوتا ہی کلنگ نے کہنے سے برق کے دو دانے کہائے جیسے ہی وہ دانے شکم مین پہونچے گھبرا کر کہا ارے یہ کیسے انگور تھے مجھے پیاس لگی ہی برق نے بتعجیل پانی مین بھی بیہوشی دی اب کلنگ بیہوش ہوا برق نے کلنگ کو ایک صندوق مین بند کر دیا اسی کی شکل بنکے دربار مین آیا عقاب بیقرار تھا بیٹھا شعر عاشقانہ پڑھ رہا تھا مخمس

ایک مدت ہو چکی دیکھا نہین ہی روئے دوست | بیخودی مین ہر گھڑی ہی دھیان میرا سوئے دوست | عالم خود رفتگی مین ہی یہ جستجوئے دوست
تار تار پیرہن مین بس رہی ہی بوئے دوست | مثل تصویر نہالی مین ہون پہلوئے دوست

ہی بیاض اُسکی جبین مین صورت نور سحر | رنگ ہی رخسار گلگون کا شفق سان سر بسر | سبزۂ خط حاشیہ ہی صفحۂ رخسار پر
چہرۂ رنگین کہ ای دیوان رنگین ہی نگر | حسن مطلع ہی جبین مطلع ہی صاف ابروئے دوست

اُسکے بارے مین ہین کیا عشوہ و انداز و ناز | ہی شروع عشق کافر مین بلا سوز و گداز | موشگافی ہو سکے کیا ہی ابھی پردے مین راز
ہجر کی شب ہو گئی روز قیامت سے دراز | دوش سے نیچے ابھی اُترے نہین گیسوئے دوست

الفت پردہ نشین مین ہی گرفتار بلا | جبسے مانا شوق دید اُسکا تجھے غالب ہوا | ہی یہ آئینہ تصور ہی مقرر رو نما
دور کر دل کی کدورت محو ہو دیدار کا | آئنہ کو سینہ صافی نے دکھایا روئے دوست

تیرہ بختی سے ہوا سودائے گیسوئے دوتا | عمر بھر حسرت رہی سلجھائیے زلف رسا | شان ایزد ہم مرین حسرت ہی ہین وا حسرتا
واہ رے شانے کی قسمت کسکو یہ معلوم تھا | پنجۂ شل سے کھلینگے عقدہ ہائے موئے دوست

کوچۂ سفاک مین لاکھون کھڑے ہین جان نثار | لوان لوٹے دیکھیے باغ شہادت کی بہار | نازکی و ناز قاتل سے یقین ہی بار بار
دو مرینگے زخم کاری سے تو حسرت سے ہزار | چار تلوارون مین شل ہو جائیگا بازوئے دوست

زندگی مین عمر بھر اُس گل سے تھے ہم لب بلب | ہجر ہی اُس گلبدن کا کنج مرقد مین غضب | یاد کرتے ہین جو گلزار جہان ہی یہ سبب
فرش گل بستر تھا اپنا خاک پر سوتے ہین اب | خشت زیر سر نہین یا تکیہ تھا زانوئے دوست

تند باد دہر کا ہی خاکسارون پر ستم | حیف کوئے یار مین جمنے نہین دیتے قدم | دل کو جب بیچارگی سے سخت ہوتا ہی الم
یاد کر کے اپنی بربادی کو رو دیتے ہین ہم | جب اُڑاتی ہی ہوائے تند خاک کوئے دوست

افسر خوبان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے | دلبر نادان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے | شوخ نافرمان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے
اُس بلائے جان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے | دل سوا شیشے سے نازک دل سے نازک خوئے دوست

کلنگ نقلی نے آکر سلام کیا عقاب نے کہا کیون ای کلنگ دیکھو تو میرا یہ حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی جی چاہتا ہی گریبان پھاڑ کر جنگل مین جاؤن خاک اُڑاتا پھرون کلنگ نقلی قدمون سے لپٹ گیا کہا حضور ایک نامہ تو لکھین آخر مین اُسمین یہ لکھدین کہ اسی سردار کی صلاح سے یہ نامہ بھیجا ہی گر قبول کرنا یہ ہمارا رفیق قدیم ہی جو یہ تمسے عہد کریگا مین دل و جان سے قبول کرونگا عقاب نے بموجب فہمایش کلنگ نقلی نامہ لکھا آخر کو جو کہا تھا وہ سب لکھدیا برق فرنگی نامہ لیکر تڑپتا ہوا لشکر قیصر مین آیا پوچھا دربار مین شاہنشاہ تشریف رکھتے ہین لوگون نے کہا ہان ابھی تشریف لائے ہین رات بھر خدمت معشوق مین مصروف تھے ہنگامہ ہوش و حواس پراگندہ مضطر بدحواس معشوق پر تو زور نہین چلتا اب ملازمون پر غصہ اُتار رہے ہین کسی کو جھڑکی کسی کو گھرکی کسی کو غصے مین حکم دے رہے ہین کہ ہمنے تمھین نوکری سے چھڑایا ہمارے لشکر سے نکلجاؤ ہم لوگ پریشان حیران ہین کہ کیا کرین برق یہ سنکر گھبرا گیا پوچھا معشوق کو کیا کہین اور رکھا ہی خدمتگار نے کہا یہ آپ کو خبر نہین یہ دیوار بنائی ہی کہ یار کوئی نہ جاسکے بڑے بڑے انتظام ہین دس ہزار ساحر اُس طرف رہتے ہین اب برق کو

بڑا تردد ہوا اگر سوچتا ہوا اندر آیا قیصر کو سلام کیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا نامۂ عقاب ہاتھ مین قیصر کے دیا کہا اسکو پڑھیے اگر مناسب ہو عمل کیجیے ورنہ پھر مین عرض کرونگا قیصر نے پڑھا وہی مضمون مکرر تھا کہ ملکہ حیرت کو حوالے کردو ورنہ قیامت برپا کرونگا قیصر ہنسنے لگا مگر وہ ہنسی بھی مثل رونے کے تھی کہا اے کلنگب اگر ایک دن ملکہ کو نہ دیکھون جان پر صدمہ گذرتا ہی بھلا کیونکر حوالے کرون کوئی جان کا جانا گوارہ کرتا ہی کلنگ نے کہا بہت بجا ارشاد ہوا افسوس کرتا ہون کہ ساری آفت مین نے برپا کی مالک کو ایسا ناقدر سمجھا تھا نہ کوئی عہدہ ملا نہ کچھ نقد حاصل ہوا مفت چرب زبانی کرکے بلا مین پھنسے اگر آپ تخلیہ کرین تو مین کچھ حال دل بیان کرون کیا تعجب ہی کہ وصل حضور باسانی ہو دشمن کو حاصل پریشانی ہو تب میری قدر کرینگے مگر پھر مجکو کہان پائینگے اُس طرف منہ کرکے پیشاب نہ کرون ایسے مالک کا منہ نہ دیکھون اگر کوئی نام لے تو سو باتین سناؤن قیصر نے تخلیہ کیا کہا بھائی کہو مین تو تمھارا تابعدار رہون میری تو اب یہ کیفیت ہی نظم

تم تو کیا ہو نہ ہنسین پھول کبھی گلشن مین
ڈالو برقع تو ہو رونق بھی رخ روشن مین
خون رگ رگ کا سمٹ آیا رگ گردن مین
یہ کسی شعلۂ رخسار کی ہین ٹھوکر کھائے
کروٹین لینے لگے کیون شہدا مدفن مین
انکو تکلیف نہ دے باغ کی اے فصل بہار
ایک دن جان نکل جائیگی اِس اُلجھن مین
قتل میرا جو ہو منظور تو جلاد سے کہہ
لوگ پہچانینگے جو یہ داغ رہا دامن مین
حال یہ ہین پہنچیگا میرا تجھے او پردہ نشین
سوچ آجائے نہ جھکنے سے تری گردن مین
ناز ہی دامن یوسف پہ زلیخا کو صفیر
نعش کفنا دے مرے خون بھرے پیراہن مین
نور ہوتا ہی فزون شمع تہ دامن مین
مار ہی ڈالیگی یہ زندگی ہجر مجھے
ناچتے پھرتے ہین ہر سمت بگولے بن مین
تیرے وحشی کو بھی وضع پسند آئی ہی
پھول ہو جائینگے مرجھا کے ابھی گلشن مین
غیر لڑتے رہین جلا قبر پہ میرے نہ چراغ
حشر تک روح رہیگی ترے ہاتھون تن مین
الفت دوست کے ساتھ اپنی عداوت ہی شریک
لکھ کے چپکے سے رکھ آؤنگا کسی روزن مین
انکو پازیب مبارک ہمین زنجیر جنون
ایسے پیوند بہت ہین مرے پیراہن مین
بلبلو دل سے جو مصروف ہون مین شیون مین
دیکھ لیگا کوئی رکھ جلد مجھے مدفن مین
خود پئے قتل جو وہ قاتل عشاق جھکا
رشتۂ جان ہی کہ پھانسی ہی مری گردن مین
شاید آتا ہی پئے فاتحہ وہ حشر خرام
دل کے سو ٹکڑے ہوے ہون سے چاک ہین پیراہن مین
مرغ دل زلف کے پھندون مین پھنسا رہتا ہی
عطر فتنے کا ملایا ہی گیا روغن مین
اپنے کپڑون سے نہ تو پونچھ مرے سرخ آنسو
اب تو خلوتکدہ اپنا ہی دل دشمن مین
جلنے دے بس مرے مرنے کی خجالت کیسی
وہان جحیم مین گرا ہی تو یہان جھن جھن مین

کوئی ساعت ایسی نہین کہ مجکو چین ملے کوئی رنگ نہین ہی کہ غنچۂ آرزو کھلے کھانا پانی چھوٹا نیند رات بھر نہین آئی کون سی صبح ہی کہ گریبان چاک نہین ہوتا کون سی شام مصیبت ہی کہ سیاہ پوش نہون کلنگب نقلی نے اشک حسرت پاک کیے کہا حضور جب میان عقاب نے ملکہ حیرت جادو کو مکر سے پکڑکر قید کیا تو بڑے بڑے عقلاے کاملین سحر ساز دن بھر اُس آہوے وحشی کو جاکر سمجھاتے تھے مگر جواب سخت پاتے تھے آخر آپ کا یہ غلام تنہائی مین پاس اُس سرکش کے گیا ظاہر مین دست بستہ تب یہ حال کھلا کہ یہ زوجۂ افراسیاب جادو بادشاہزادی طلسم ہوشربا کی ہی تب مین نے اس طرح سمجھایا کہ اے ملکۂ عالم اس پر راضی ہوجائیے ایسا سمجھایا کہ اُنکے بھی ذہن مین آیا عہدنامہ لکھا گیا اُسپر مہر ہوئی اگر آپ مجکو پہلے ایک گھڑی بھر تنہائی مین کلام کرون اُسی عہد پر راضی کردون میان عقاب کو تو مین نے یون اُڑا یا آپ سے پہلے شادی کرادونگا تھبند حسن ہوجائے بوجہ احسن وصل ہو تب میرا کلام اہل ہو آپ کے پہلو مین اُسکو سلائین مرہ فرمائیے ابتو مین کھٹک چکا ہون مطلب کی بات لکھوالونگا قسم بھی کھائیے قیصر پھڑک گیا بیان پر میان برق کے تڑپ گیا برق نے تڑپ تڑپ کے جو یہ باتین کین وصل کے سامان بیان کیے

کہ کیون ای شاہنشاد کوئی باغ آراستہ کرائیے گا خاص چمن مین چھپر کھٹ بچھے نرگس شہلا آنکھین بند کرلے قمری کو کو بھولے سرو بے ثمر آپ کے فیض سے پھل پادے سوسن زبان درازی چھوڑ دے صبا ہوا سے شوق مین سبک چلنے سے باز رہے جوانان چمن کو رشک ہو ہر قطرۂ شبنم رشک اشک ہو بلبل شیدا رنگ و بوے گل سے بیزار ہو جائے ہر خار کو صفت آپ کے وصل کی نوک زبان ہو ورد اول آپ کی حکایتین و شکایتین گذشتہ کا بیان ہو نا معشوق پری چہرہ کا شرمانا ہر بات پر منھ چھپانا اصل بات پر حجاب کرنا عجب لطف ہونگے ہر چمن مین کنیزین دست بستہ حاضر رہینگی اصل مقدمے کی کب ناظر ہونگی مین پھولا پھولا پھرونگا میان عقاب کی مشکین باندھ لاؤنگا اُنسے توبہ کراؤن آپ کے سامنے مشکین باندھکر لاؤن جب آپ کا رفیق ہوا کیا کوئی بات اُٹھا رکھونگا مگر یہ ارشاد ہو کہ میرے لیے کیا سرفرازی ہوگی خوب شراب بازی ہوگی اُس دن تو چند جام نوش کرکے لڑکھڑاتے ہوئے پلنگ پر جائیے گا آپ ایسا عاشق ملکہ حیرت ایسی معشوقہ پری چہرہ وضعدار طرار و فرار جب آپ اور وہ دونون ملکر سحر کرینگے میان عقاب بھاگتے نظر آئینگے اول تو یقین کامل ہی کہ آپ ایسے جوان پر کون عورت مائل نہوگی یہ کالی کالی صورت ناک بھی بڑی ہی آنکھین یہ چھوٹی چھوٹی ہمکو تو بہت پسند ہین ہماری نگاہ سے ایسا جوان وضعدار ظریف قوم کا شریف کمسخن ساحر پرفن نہین گذرا ہی اُسکے بھی دل مین وصل کا حوصلہ ہوگا مگر نہین معلوم آپ سے کیا بے اعتدالی ہوئی کہ جو اُسنے انکار کیا سب حال مین دریافت کرونگا مجکو بہت مانتی ہین مدت مدید سے جانتی ہین خوب آگاہ ہین کہ یہ ہمارا خیر خواہ ہی قیصر نے کہا ای کلنگ ببر سوار مین نے بڑی تدبیر کی ہی کہ یہ سامنے پہاڑ تھا اب دیوار سحر بنائی ہی یہی چاہتا ہون کہ آنکھون سے اُسکی خدمت کرون تمکو عہدۂ نیابت دیا ملک و مال کا تمھین کو اختیار ہی لڑائی مین تمھین کو انتظام دونگا مین تو اب کنارے بیٹھ رہونگا برق نے کہا حضور تمام دنیا مین آپ کی عملداری کرادونگا اور مسلمانون کا گرفتار کرنا کچھ مشکل نہین ایک سحر مین سب کو بیکار کردونگا جس شخص کے نام سے سب کانپتے ہین پہلے اُسی کی فکر کرنا ہوگی کہ عیاری نہ ہوسکے حضور عیار بلا کے ہوتے ہین کہ باپ کے سامنے بیٹا بنکر آئین لاکھون مین عیاری کرین مین وہ تدبیر کرونگا کہ نام عیاری کوئی نہ لے قیصر نے فوراً کلنگ ببر سوار نقلی کو تخت پر بٹھایا اُڑا کر لیچلا جب قریب دیوار کے آیا دو جانور دیوار پر بیٹھے چہچہے کر رہے ہین اُنھون نے آواز دی کون آتا ہی قیصر نے جواب دیا کہ مین ہون ایک طائر نے صدا دی کہ آپ کے ساتھ کون ہی مجکو کھٹکا ہوتا ہی خود بخود دل کو اضطراب ہی مثل زلف مہوشان پیچ و تاب ہی قیصر نے کہا یہ میرا دوست صادق محب واثق نیا کار گزار صاحب اختیار وزیر اعظم محرم و منتظم ہی طائر چپ ہو رہا اتنا جواب دیا کہ دل کھٹکتا ہی قلب مثل ماہی بے آب پھڑکتا ہی قیصر تخت کو اُڑا کے دیوار کے پار ہو گیا طائر چیختا ہی رہا کہ میرا دل نہین چاہتا کہ یہ شخص آپکے ساتھ جائے قیصر نے کچھ اشارہ کر دیا تو وہ طائر اُڑنے لگا تھا یا دیوار پر بیٹھ گیا آخر مین یہ کہا کہ ہماری بلا جانے برق فرنگی کے ہوش اُڑ گئے مگر سر جھکائے بیٹھا رہا دل مین کہتا ہی بلا کا سحر ہی خدا اس آفت سے بچائے خیر نکل تو آئے دیکھا جائیگا قیصر کلنگ نقلی کو اپنے ساتھ لیے ہوئے دربارگاہ پر آیا ساحرون نے پوچھا حضور یہ کون صاحب ہین قیصر نے کہا میرے بڑے مصاحب ہین اب سب مشکلین آسان ہونگی قریب بارگاہ کے آکر کہا اندر جاؤ تنہائی مین حیرت سے باتین کرو خانۂ دل اُسکا میری محبت سے بھر دو جتنے کہا ہی وہ کر دکھاؤ مجکو غلام حلقہ بگوش بناؤ برق نے کہا حضور یہین ٹھہرین قیصر کرسی بچھا کر بیٹھ گیا برق

تڑپتا ہوا اندر بارگاہ کے پہونچا دیکھا کہ ملکہ حیرت جادو زبان مین سوزن سرنگون غم سے کلیجہ خون اور وہ
عارض انور کہ جنپر پھولون کو رشک تھا صدمے سے مرجھائے ہوئے آنکھین جو نرگس شہلا تھین اب وہ
نرگس بیمار ہین چہرہ اُداس عالم یاس ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہین اشارون مین یہ اشعار عبرت آثار پڑہ رہی ہین نظم

عدو سے دل نے جھکایا تھا جان من مجکو
جب آئے شرم بتاتے ہوئے دہن مجکو
امید دیکھکے کہتی ہی دلمین کثرت یاس
خدا کی شان ہنسین باغ مین چمن مجکو
وہ دل مین آتے ہین شاکی مری نگاہون کے
کہ اب تو پھاڑے ہی کھاتا ہی پیرہن مجکو
ابھی تو تھک کے یہین بیٹھا تھا قبر مجنون پر
پکار لیجیو ای قیس و کوہکن مجکو
جلال کوئی جو آتا ہی بیخود ایسا ہون

اگر سنبھال نہ لے میرا بانکپن مجکو
تری تمام اداؤن نے کی ہی دلمین جگہ
وطن مین رہنے نہ دینگے یہ ہم وطن مجکو
ڈلائی اپنی اُڑھاتے گئے وہ صبح وصال
کہ روک رکھتے ہین یہ بنکے راہزن مجکو
لحد سے وحشت دل لیگئی کدھر لپٹ کفن
کہان جنون مین لگا لیچلے ہرن مجکو
گذر کے دیر سے ای شیخ کعبے پہونچونگا
کہ آب ملتی نہین اپنی انجمن مجکو

زبان فصل مین کیا دے وہ کمسخن مجکو
دکھا رہا ہی یہ آئینہ انجمن مجکو
اثر کی بو گل داغ جنون ذرا بھی دین
سمجھکے کشتۂ حسرت دیا کفن مجکو
ارادہ جامہ دری کا ہی چھوڑ ناصح ہاتھ
نکلکے ڈھونڈھ رہا ہی مرا کفن مجکو
جو راہ عشق مین پیش آئے کچھ نہین مشکل
یہ راہ ٹھیک بتاتا ہی برہمن مجکو

آنکھون سے اشک حسرت بہ رہے ہین
شاید اس وقت اپنے جاہ و جلال کا خیال ہی کنیزین سمجھا رہی ہین کوئی تلوے سہلاتی ہی کوئی صدقے قربان
جاتی ہی مگر حیرت اشارون سے منع کرتی ہی کہ میرے پاس سے ہٹجاؤ میرے قریب نہ آؤ برق فرنگی نے
پکار کر آواز دی سب کنیزین اس وقت ہٹجائین ہمین تنہائی مین کچھ باتین کرنا ہین کنیزین سب باہر گئین مگر ایک
کنیز بڑی شوخ و شنگ موسوم بہ گلرنگ ایک گوشے مین چھپکر جا بیٹھی کہ دیکھون یہ نئے میان کیا باتین کرتے ہین
اب برق نے دیکھا کہ ملکہ حیرت جادو کے تیور پر بل پڑا اس خیال سے کہ یہ مرد تنہائی مین مجھپر ایسا نہو کہ
دست اندازی کرے ای حیرت عورت کو بڑی مشکل ہی ذرا بیطور ہاتھ لگا دیا عصمت مین فرق آیا دیکھین
اب آبرو کیونکر بچیگی کون ہمین چھڑائیگا کون اس غربت مین مدد کرنے آئیگا برق نے جھککر سلام کیا عرض کی
کہ ای شاہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی یہ کیا سرکشی ہی کہ اپنے کو اس مصیبت مین پھنسایا چاہنے والا
نہین ملتا قیصر کی آپ پر جان جاتی ہی غلام جو آپ کو اس حال مین دیکھتا ہی دل گھبراتا ہی ملکہ حیرت جادو
نے کچھ جواب نہ دیا کسی طرح سے برق فرنگی نے سمجھایا مگر ملکہ حیرت کچھ نہ بولین تیور پر بل پڑا منھ پھیر لیا تب
برق نے عرض کی آپ نے اپنے خیرخواہ کو نہین پہچانا اپنے خلیفہ کی طرف سے آیا ہون بڑی بڑی مصیبتین
اُٹھائی ہین اب آپ کو نکال لیچلونگا جب تو ملکہ حیرت جادو نے گھبراکر اشارہ کیا ارے تو کون ہی برق نے
اپنا نام بتایا کہا ای ملکہ عالم آپ کی خبر لشکر اسلام مین پہونچی ہمارے خلیفہ صاحب یعنے چالاک کو بڑا قلق ہوا
مجھسے ذکر کیا مین چل نکلا شکر ہی کہ آپ تک پہونچا اب آپ کو رہا کرکے لیچلونگا مگر اب چلکے ہمارے خلیفہ صاحب
کو شاد کیجیے دھوم سے عقد ہو بہو خواجہ عمرو کی کھائو ہم سب عیار شریک ہون ای سرو خرامان باغ حسن و جمال
ای نیر تابان آسمان جاہ و جلال یہ نہ خیال فرمائیے گا کہ خدانخواستہ چالاک بن عمرو عیار حقیر ہی منظور نظر
صاحبقران صاحب جاہ و توقیر ہی صاحبقران زمان اپنی زبان معجز بیان سے اکثر فرزند دلبند فرماتے ہین
اپنے نمکخوارون کی آبرو بڑھاتے ہین چالاک کے دست حق پرست سے بڑے بڑے کار نمایان سرزد ہوے
کیسے کیسے عیار گرد برد ہوئے ملک فرعونیہ پر مقابلے پڑے ملکہ یاقوت ملک کے مقابلے مین وہ عیاری سرمیدان کی

کہ سب تنگ تھے کا فر اپنی جان سے تنگ تھے مین تو اُنکے گلشن عیاری کا خوشہ چین ہون جہانتک تعریف کرون زیبندہ و سزاوار ہی خواجہ خود اپنی زبان معجز بیان سے فرماتے ہین کہ میرے فرزندون مین جو چالاک سے عیاری اور مرتبہ پایا وہ کسی عیار کو نہین ہاتھ آیا ای ملکہ عالم صاحبقران اپنی بہو فرمائینگے تمام محلات مطلے شادی مین آئینگے ملکہ گردیہ بانو و ملکہ مہر گستر تاجدار و ملکہ گیتی افروز دختر لقا و ملکہ جہان افروز زوجۂ بدیع الزمان و ملکہ مہر افروز زوجۂ اسد نوجوان مادر غضنفر و نور بانو و طور بانو و ملکہ گوہر ملک دختر گنجاب وغیرہ شادی مین شریک ہونگی آج کی شب انشاء اللہ تعالے آپ کے اقبال سے میان عیصر کی گردن تونگا محفل کو مزبلۂ قصابان بنادونگا حیرت ہنس پڑی کہا ای برق تمنے بڑا کمال کیا اُس حرامزادے نے میرے واسطے یہ مکان سحر بنایا ہی اس پار کوئی بے اُسکے حکم کے نہین آسکتا مگر مجھے اچھی طرح یقین نہین آتا صورت اصلی دکھاؤ برق نے فوراً رنگ و روغن عیاری کا پونچھا صورت دکھائی اب برق کو حیرت جادو نے بخوبی پہچانا موتیون کے مالے رکھے تھے ایک اُٹھاکر برق کو دیا کہا بچیا تمنے بڑا احسان کیا ہماری اس غربت مین کون خبر لینے والا تھا عیار بچیان مسلمان ہوگئین تم سب صاحبون کے ساتھ عقد ہوئے اب اُنکو ہمسے کیا کام بلکہ اگر نام سُن پائین نفرت کرین ہمارے نام پر لعنت کرین خیر اب جو کچھ خدا کو منظور ہوگا دیکھا جائیگا ای برق مجکو سب طرح مشکل ہی برق نے کہا ملکۂ عالم مسلمان ہوکے دولت کونین لے غنچۂ آرزو کھلے چالاک خواجہ عمرو کا نائب ہی بلکہ ہمسر خواجہ عمرو کہلاتا ہی صاحبقران اپنی روح و جان سمجھتے ہین حیرت نے کہا ای برق اب بار بار یہ بزرگیان بیان کرنے سے کیا فائدہ جو ہونا ہی وہ ہوگا یہانسے نکاسی تو ہو برق نے کہا اب کتنی بڑی بات ہی آج شب کو جلسہ آراستہ کرکے سب کو بیہوش کرونگا مار لینا قیصر کا بہت آسان ہی بس اُسکو مارکر تمھاری زبان سے سوزن لونگا یہ تو ظاہر ہی کہ تمسکو کوئی روک نہ سکیگا سحر تمھارا سب پر غالب آئیگا حیرت رونے لگی کہا ای برق تمنے وہ کام کیا کہ کوئی ایسی جستجو نہ کرتا مگر اپنے بخت واژگون و طالع نگون سے امید نہین ہی کہ ہم اس مصیبت سے چھوٹین آرام پائین برق نے کہا ملاحظہ فرمائیے گا حیرت و برق سے باتین ہو رہی ہین مگر گلرنگ کنیز دوڑی ہوئی پاس قیصر کے آئی کہا حضور آپ کسکو لائے ہین قیصر نے کہا کلنگ ببر سوار عقاب کا نوکر میرا رفیق بنا اس وجہ سے مین ساتھ لایا ورنہ اس پار مین اپنے ہمراہ کسی کو نہین لاتا میرے سحر بینے طائر نے اعتراض بھی کیا تھا مین نے نہین سُنا گلرنگ نے کہا حضور کلنگ کیسا یہ تو ایک فرنگی کھڑا ہوا ملکہ حیرت سے باتین کر رہا ہی کہ آپ کو چھڑانے آیا ہون قیصر کو مارونگا یہ سُنکر قیصر گھبرا گیا بہ تعجیل تمام اُٹھا پردے سے جھانکا دیکھا کہ حقیقت مین ایک جوان فرنگی پتلون جاکٹ پہنے ہوئے لمبی ٹوپی سر پر کمر مین ادھا شراب کا لگا ہوا قیصر نے کبھی برق کو دیکھا نہین مگر نام سُنا تھا کہ عمرو کا شاگرد برق فرنگی عیار ہی بس وہین سے اسنے ڈانٹا کہ او مکار غدار حیلہ ساز شعبدہ باز اب کہان جائیگا برق فرنگی نے پلٹکر دیکھا کہ قیصر آپہونچا سب کنیزین چہار طرف سے دوڑین جانتا تھا کہ یہ سب کنیزین جادوگرنیان ہونگی جسکو مارونگا مرنے سے اُسکے اندھیرا ہوگا مین نکلجاؤنگا ایک کنیز کو اسنے خنجر مارا وہ لڑکھڑاکر گری مگر یہ کنیزین جادوگرنیان نہین ہین قیصر نے برائے خدمت ملکہ حیرت جادو مقرر کی ہین برق سمجھا کہ اب اندھیرا ہو تو نکلون اندھیرا نہ ہوا گھبرا کے جست کی قیصر نے سحر کیا برق زمین پر گرا

زمین نے پائون تھام لیے قیصر تلوار کھینچکر دوڑا برق نے کہا چراغ سلطنت روشن رہے میری کیا خطا ہی
مین نے کیا کیا مین تو آپکی معشوقہ کو راضی کر رہا تھا قیصر نے غصے مین ایک طمانچہ مارا جب تو برق
کو غصہ آیا تڑپ گیا کہا او پاجی یہ تو نے کیا حرکت کی بیشک مین برق فرنگی ہون تو نے سُنا ہوگا کہ سابق
مین ہمنے ہوشربا مین کیا کیا عیاریان کین آئے تھے تجکو مارنے اگرچہ حیرت کافرہ ہی مگر اسوقت بیکس و
بے بس ہی کوئی معین و مددگار نہین سلطنت اُسکی مٹی افراسیاب جادو قتل ہوا اب سوا ہمارے اُنکا
کون معین و مددگار ہی یہی منظور ہوا کہ جاکر تجکو مارین اس بے خطا کو تیری قید سے چھڑائین گرفتار ہوگئے پاپوش
سے اب تو زندہ نہ بچیگا انشاء اللہ ہمارے خلیفہ صاحب مہترین مہتر چالاک بن عمرو اُستانی ہماری ملکہ صرصر
یہ سب تیرے قتل کرنے کو آئینگے ملکہ حیرت جادو کو ضرور تیری قید سے چھڑائینگے قیصر بہت جھلا گیا قصد کیا
کہ قتل کرون فیروز جادو کہ صلاح کار ہی اُسنے کہا ابھی قید کیجیے آپ سُنتے ہین کہ لشکر اسلام مین خبر ہوگئی مگر
اب اپنے ساتھ کسی کو اس پار نہ لائیگا قیصر بے اختیار ہوگیا کہا ای وزیر اعظم عجب طرح کی مصیبت ہی کہ عقاب
ساتھ لاکھ لشکر سے فردکش ہی ملکہ حیرت کو مانگتا ہی مقابلے پڑے بڑی بات یہ ہی کہ سحر و ساحری مین اُسنے مجکو
کم نہین پایا ورنہ ابتک قلعہ بادفنا اُڑا دیتا وہ بھی سمجھ چکا کہ جنگ نہ دو سردار دسحر مین قیصر کم نہین ہی آیندہ
سامری و جمشید جسکو فتح دین ورنہ وہ تامل نہ کرتا معشوق سرکش کسی طرح مجکو قبول نہین کرتی مین نے
اس عہد کو بھی قبول کیا کہ جس اقرار پر تمکو عقاب لیجاتا تھا وہ سب اقرار مین بھی کرتا ہون مگر وہ سواے
سرکشی کے جواب باصواب نہین دیتی بلکہ یہ پیام ہی کہ مجکو قتل کر ہاے ایسا دل کہا سے لاؤن کہ ایسی محبوب مطلوب
کو قتل کرون کٹین وہ ہاتھ جو اُسپر خیال بد سے اُٹھاؤن پھوٹین وہ آنکھین کہ بُرائی سے دیکھون مگر افسوس اُس
ظالم کو میرا بالکل خیال نہین یہ کہکر فیروز جادو سے کہا تم اسکو باطمینان قید کرو سامنے عقاب کے لشکر
کے اس ظالم کو قتل کرونگا کس تدبیر سے یہانتک آیا کہ مین خود لایا ورنہ مین نے وہ سامان کیا ہی کہ سامری
و جمشید بھی اس پار نہین آسکتے بڑے بڑے ساحر دفع کرنے مین میرے سحر کے زبان نہین ہلا سکتے فیروز جادو
اسی پار رہتا ہی ایک خیمے مین لاکر برق فرنگی کو قید کیا مگر اب حال سُنیے ملکہ صرصر شمشیر زن کا کہ یہ جو
لشکر سے چلین صورت بدلے ہوئے مردانہ بھیس کیے جست و خیز کرتی ہوئی آتی ہی قضاے کار ماہور نیرنگ ساز
سردار قیصر کا ایک دن گھبرایا قیصر سے کہا ای شاہ بڑی مشکل ہی کہ آمد و رفت اس راہ کی آپ نے اپنے اوپر
موقوف رکھی ہی اگر ہمکو ضرورت ہو تو کیا کرین تڑپ تڑپ کے مرین میرا جی گھبراتا ہی کوئی نشانی دیجیے کہ جسکے
ذریعے سے مین اُس پار جاؤن جب جی چاہے چلا آؤن دن کو تو صید و شکار مین مصروف رہین شب کو واسطے
نگہبانی کے یہان رہین قیصر نے ایک انگوٹھی اپنی اُنگلی سے اُتار کر دی کہ یہ تمھاری دستگیری کریگی جب
قریب دیوار پہونچنا اُسمین جنبش ہوگی طائرون کو تمھارے روکنے مین کوشش ہوگی زمزمہ سرائی کرکے
شعلہ ہاے آتش مُنھ سے نکالینگے یہ انگوٹھی سامنے کرنا آتش سے بچوگے اسی طرح جانا اسی صورت
سے پھر واپس آنا رنج و ملال نہ اُٹھانا ماہور نیرنگ ساز نے وہ انگوٹھی لے لی یہ کہکر چلا کہ غلام آج
واسطے شکار کے جاتا ہی قیصر نے حکم دیا کہ جاؤ ماہور انگوٹھی پہنے ہوئے بطور مذکور دیوار سے اس پار آیا
زیر دیوار ایک ساحر ملازم قیصر نمکخوار قدیم بلکہ قیصر کا ندیم فرسنگ جادو بارہ ہزار فوج سے فردکش
ہی مگر ہر کس و ناکس آگاہ ہی کہ یہ ملعون نگہبان اُس نازنین مہوش کا ہی اُس سے ملاقات ہوئی ماہور سے پوچھا

اے وزیر اعظم آج کنعان چلے ہمنے سنا ہو کہ حیا برق فرنگی کس زور و شور سے آیا قیصر اپنے ہمراہ بیگی آپ ترنہا
گھبرا کر آئے ہمکو یہ بھی حکم ہو کہ جو کوئی آئے یا جائے اُسکا حال سب دریافت کر لو تیب جا سے دو ما ہو رہ سے کیا ای
فرسنگ ہم تم سب ایک ہی مقام کے رہنے والے ہین سامری و جمشید وہ دن کرین کہ یہ قیدی قتل ہو جائین
یا کمبخت رہائی پائین کسی کا قتل قیصر کو منظور نہین قابو مین اُنکا دل ناصبور نہین آٹھ پہر روتے ہین عشق مین
ملکہ حیرت جادو کے بہت بیقرار ہین اور وہ خیال بھی نہین کرتی آج تو ہم واسطے شکار کے جاتے ہین دیکھو جنگلا
بیابان شراب کی بھی لی ہے وہین شکار کرینگے کباب لگا کر کھائینگے دن شکار گاہ مین بسر کرینگے شام کو
واپس آئینگے یہ کہکے ماہرو صحرا مین آیا شراب پی اکثر شکار بھی کیے پھرتے پھرتے ایک پہاڑ پر پہونچا
وہ مقام معقول تھا سایہ نخلستان مین بیٹھا جو طائر سامنے سے نکلا ماش کا دانہ مار کے گرا دیا اُٹھا کر لائے
کباب بھونکر کھائے مگر دل کو پریشانی ہو دل سے کہتا ہو اے ماہرو کاشکے کسی دوست کو ساتھ لاتے اُسکو
ساقی بناتے اس خیال مین بیٹھا ہو کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک آہو تیر خوردہ لنجیا تا ہوا چلا آتا ہو پشت کے
تیر پڑا مگر اُوچھا زخم ہو کہ آہو گرا نہین بھاگتا چلا آتا ہو کہ دیکھا پشت سے ایک جوان کمسن کلاہ زرین برسر
لباس فاخرہ زیب جسم انور مگر سرو قد خورشید خد بڑی بڑی انکھڑیان جٹی بھوین سینے پر اُبھار مگر گاتی بندھی ہوئی
تیر و کمان ہاتھ مین اسی آہو کے پیچھے آتا ہو قریب آ کر تیر مارا آہو گرا اُس خوش چشم نے آہو کو ذبح کیا کھینچکر
ایک نخل کے سایے مین لایا قصد ہوا اسکے کباب لگاؤن کہ قریہ سے ایک گنوار تیر کنٹھا لیے ہوئے آتا ہو
طریقہ سے معلوم ہوتا ہو کہ قوم کا پاسی ہو اُسنے جو دور سے دیکھا کہ ایک جوان کمسن آہو کو ذبح کر کے گوشت
اچھا اچھا نکال رہا ہو آگ بھی سلگائی ہو سیخین کمر سے نکالکے رکھدی ہین چاہتا ہو اچھا گوشت نکالکر کباب لگاؤن
پاسی نے پکارا او جوان کیا کرتا ہو یہ صحرا ہماری حفاظت مین ہو ٹھاکر یہانکے خود شکاری ہین وہ کبھی یہ
نہ گوارا کرینگے اُس جوان نے پلٹکر جواب دیا کیا بیہودہ بکتا ہو یہ صحرا ہو یہان کسکا اختیار ہو ماہرو یہ
سب بیٹھا ہوا دیکھ رہا ہو کہ پاسی نے تیر مارا تیر نے خطا کی جوان قرولی پکڑ کے کھڑا ہوا جو تیر پاسی نے لگائے
اُس جوان نے کاٹکر ڈالدیے پاسی تلوار کھینچکر جا پڑا اُس جوان سے تلوار چلنے لگی ماہرو دیکھ رہا ہو کہ
اُس جوان نے شمشیر زنی مین اُس پاسی کو تنگ کر دیا بلکہ پاسی چاہتا ہو کہ جان بچا کر بھاگ جاؤن وہ
نوجوان جانے نہین دیتا جھپٹ جھپٹ کے ہاتھ مار رہا ہو پاسی خالیان دیتا ہو کبھی سپر رو برو کر دیتا ہو
سپر کے پھول اُڑ گئے سیاہی ندارد سپر کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہین اب پاسی کو یقین ہو کہ جان نہ بچیگی
لپٹکے تلوار کا وار کیا جوان جھکا کلاہ سر سے گری زلفین عنبرین چہرۂ انور پر کھل گئین صاف ثابت تھا
کہ لکۂ ابر بمقابلہ ماہتاب ہو جھپٹ کے ہاتھ مارا انگاتی سینے پر سے کھلگئی نگاہ ماہرو کی پڑی دو گیند بلور
کے یا دو حبے نور کے یا دو انار سرکش اپنی اکڑ مروڑ مین ہین نظم

کہ اُبھرے ہوئے دو حبے سپر تھا	ہاتھ آئین نہین جو عاشق کے	وہ سینہ حسینون کے مدنظر تو لگالے دو اپنے سینے سے

کمر چالاک و چست اراہ و درست صاف کھلگیا یہ نازنین حورمثال مردانے بھیس مین نکلی تھی مگر اسے روز گار
ہو کہ پاسی کے تیرون سے بچی تلوار سے اُسکو مار لیا سر کاٹکر پھینکدیا ماہرو نہیں تاب سنا بیقرار ہو گیا
ہرچند کہ اُس ماہ پیکر نے پاسی کا سر کاٹا اسکے کلیجے پر زخم آیا بے اختیار ہو کر پکارا اُٹھا کہ ہان ہان وای

آرام دل عاشقان نظم	ہمہ تن حسرت ہم بشری و بوس کنار	شوق کے دو سنگے ذوق ملاقات کے جوش

دلمین تھی خواہش وصل اور لبون پر یہ سخن — کون ہی کون ہی تو ای قمر جلوہ فروش
کس گلستان نگارین کا ہی سرو گلپوش — دیگر — دل کی تڑپ دکھاتی نہین کچھ اثر مجھے

خود گم کریگی یاد کسی کی اگر مجھے
صاحب کے دل کے آینکی ہی کیا خبر مجھے
کیا جانے کب نکلگئی دل سے اک آرزو
سمجھا تھا فتنہ کیا فلک فتنہ گر مجھے
ساتھ انکو چھوڑتا ہی رہ شوق مین اگر
آتے ہین وہ بھی بھیجد یا پیشتر مجھے
سید تھا گردن فلک کو جو دو تھوڑی دیر کا
پہلو مین رکھکے سوتے تھے یا زیر سر مجھے
مین تم پیو ن شراب ہم دیکھتا ہو وہ
تم سوسنے دوگے وصل مین کیا رات بھر مجھے
میخانہ پوچھتا تھا کہ مین خانۂ خدا
دشوار ہوگا اور عدم کا سفر مجھے
ایسا لہو سفید ہی کیا جانتا تھا مین
تم آپ ہی بناتے نہین نامہ بر مجھے
کیا پاس غیر ہی کہ وہ کہتے ہین ای جلال

ڈھونڈھیگی بیکسی مری آخر کدھر مجھے
تمنے جو خط شوق لکھا تھا رقیب کو
رہتا ہی غش فراق مین دو دو پہر مجھے
روز ازل خدا سے یہ کہتی مری زبان
پہونچا دین میرے تاب و توان میرے سکے گھر مجھے
دینا ہی ایک جان محبت مین لاکھ بار
یہ بانکپن تم اپنا یہ ترچھی نظر مجھے
رکھلے بتون کی بزم مین اللہ آبرو
کھاجائیگی ضرور عدو کی نظر مجھے
یہ ہوش ہی کہ آنکھ سے تیری ملی تھی آنکھ
بہکا کے لائے حضرت زاہد کدھر مجھے
کہتی ہی آہ ضبط سے ایسا کہین چھپا
یون کوئی میرے خون مین دیکھیگا تر مجھے
اُس سے دوچار ہوتے جھپکتی تھی چشم شوق
الجاؤ اُس سے چاہتے ہو تم اگر مجھے

کس شبستان دل افروز کی سمجھین تجھے شمع
ہنستے ہین مینشتر مرے زخم جگر مجھے
کہتے ہین مضطرب وہ بہت دیکھکر مجھے
دھوکے سے دیکھا ہی وہ اک نامہ بر مجھے
جب آنکھ کھلگئی شب فرقت جگا دیا
گویا نہ ہونگی مین جو نہ دیگا اثر مجھے
کیا قہر ہی کیے شب وعدہ یہ آسکے غیر
مرنا ہی تیری شوخیون پر عمر بھر مجھے
کہتا ہی دل کہ ہوتی تھی شب یون وہان بسر
دل سے بھی خوف آنکھ سے بھی اپنی ڈر مجھے
کہتے ہین سُنکے شکوۂ بیخوابی فراق
دل کون لیگیا نہین اسکی خبر مجھے
آسان کرنے نزع کی مشکل نہ آئین آپ
جھانے بہت سی خاک تو پائے اثر مجھے
تقدیر کہتی ہی ابھی لا دون جواب خط
دیتی تھی میری بیخبری کی خبر مجھے

ایسے اشعار بہت سے پڑھتے وہ نازنین سرکش حسن مین مدہوش اپنے کو چاہتی ہی اُسی طرح چھپا لون مردانہ بھیس بنا لون کیونکر چھپون بس ماہور نیرنگ ساز بیقرار ہوکر اُٹھا سحر کرکے اُس نازنین پر گرا بنچہ کمر مین دیکر اُٹھا لایا لا کے پہاڑ پر بٹھایا اور اُسکو ہوشیار کیا اب جو اُس نازنین کی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام بدانجام ہاتھ باندھے سامنے بیٹھا ہی منتین کرتا ہی کہتا ہی ای جان جہان ای راحت و آرام عاشقان تو کلی کس گلستان کی ہی ماہ کس آسمان کی ہی شمع کس محفل کی ہی تسکین کسکے دل کی ہی براے خدا اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ کیجیے اور آپ کہان جاتی ہین اور کہانسے آتی ہین یہ کیا ماجرا تھا اس گنوار نے کیون گھیرا کیون لڑائی پڑی کس لطف سے اُس بیچیا کو قتل کیا کیا کہنا فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق یہ تو ظاہر ہی کہ آپ نے اپنے کو چھپایا مردانہ بھیس بنایا اسکا کیا سبب ہی مجھسے مفصل بیان کرو یہانسے قریب قلعہ ہی کہ اُسکو جملو کیہہ کہتے ہین سحر کرنیوالے وہان رہتے ہین ہمارا بادشاہ عالیجاہ قیصر سحر طراز ساحر زبردست ہی مین اُسکا وزیر اعظم ہون دن بھر کا مجکو اختیار رہی آج کل ہمارے بادشاہ دام عشق مین پھنسے ہین رات ساری اسی قیل و قال مین گذرتی ہی معشوق مغرور عقل و شعور سے دور جواب باصواب نہین دیتی اتنا نشان جو اُس مہ جبین نے پایا خوف سے کانپ رہی تھی ضبط کرکے کہا ای شخص وہ نازنین کون ہی کہ اتنے بڑے بادشاہ کو بشوہری قبول نہین کرتی ماہور بے اختیار بول اُٹھا ملکہ حیرت جادو اُنکا نام ہی یہ سُنکر اُس نازنین نے جواب دیا کہ آخر کیا وجہ ہی نہ قبول کرنے کی ماہور نے کہا وہ عورت بڑے خاندان جلیل سے ہی سامان سلطنت

اُسکا مٹا اب آوارۂ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار ایک ساحر بردست کو ہمراہ لیکر طرف ہوشربا کے چلی تھی اس ملک پر یہ آفت برپا ہوئی کہ بیچاری قید ہوگئی شاہور جاکر چھٹا لایا دہ بادشاہ بھی جوش محبت مین دیوانہ ہو رہا ہی مین بھی یہی چاہتا ہون کہ میرے شاہ کو قبول کرے آٹھ پہر یہی فکر ہی کہ اپنے مالک کے پہلو مین بٹھاؤن مگر اسوقت تمکو دیکھکر دل قابو مین نہین یہ جی چاہتا ہی کہ تمھارے گرد پھرون تاڑ مین سمجھ گئے ہونگے یہ ملکہ صرصر شمشیر زن ہی حال تو مفصل سُن چکی اب یہ خیال ہی کہ جس طرح بنے اسکو مکر و حیلے سے قتل کردن کسی طرح اسکے قبضے سے چھوٹون مگر باتون باتون مین یہ بھی پوچھ لیا کہ قیصر کا دہانا سحر ہی کوئی جا نہین سکتا اسپر صرصر کو تردد ہوا کہ وہان تک کیونکر پہونچونگی کہ ماہور نے کہا کہ ای ملکۂ عالم وای سرتاج معشوقان وای ماہ آسمان عاشقان اپنا حال نہ کہا یہ بتلاؤ کہ بھیس کیون بدلا اسمین کیا مطلب ہی صرصر نے باتون مین ٹالا ماہور کو ناگوار ہوا غصے مین سحر کیا صرصر بیہوش ہوگئی چادر مین اسکو لپیٹا دوش پر پشتارہ رکھکر لیچلا یہی خیال مین ہی کہ شب کو بنت خوشامد پتہ و نشان ظاہر کرونگا آتے آتے سامنے دیوار کے پہونچا فرسنگ جادو کہ وہان کا نگہبان ہی آواز دی ای ماہور یہ کاندھے پر کیا ہی اسنے کہا کہ بھائی صحرا مین ایک آہو کا شکار کیا خیال مین آیا کہ یہ چلکر بادشاہ کو دینگے سیر دو سیر گوشت تمھارے واسطے بھی بھیجینگے فرسنگ تو چپ ہو رہا ماہور پر پرواز پیدا کرکے جب قریب دیوار آیا طائر بنائے ہوئے قیصر کے زمزمہ سرائی کرنے لگے کبھی عبرت کبھی عشرت کے اشعار پڑھتے تھے ایک طائر نے مُنھ سے شعلہ چھوڑا اور آواز دی کہ آج پھر کوئی دشمن جاتا ہی دل ہمارا گھبراتا ہی ای جانے والے ذرا ٹھہر جا ہم مجبور و لاچار نہین ہین مگر اتفاق قضا و قدر ای ماہور انگوٹھی دکھاتے ہو آخر پچتاؤ گے ماہور جوش محبت مین دیوار سے گذر گیا طائر چیختے رہگئے یہ ادل اپنے خیمے مین آیا ملکہ کا پشتارہ رکھا چادر سے ڈھپا دیا آپ باہر نکلا لوگون سے پوچھا شاہنشاہ کہان ہین سب نے کہا بارگاہ مین تشریف لیگئے ہین آج پھر کچھ عقاب نے سر اُٹھایا کیا عجب ہی کہ جو لڑائی ہو اُسی انتظام مین تشریف لیگئے ہین یہ بخوبی ظاہر ہی کہ عقاب کو جواب باصواب نہین دینگے لڑائی ابکی سخت پڑیگی تین روپئے کے پیادے ہزارون قتل ہونگے دہ انکا کچھ نہین کرسکتے یہ بھی اُنپر نہ غالب آئینگے غریبون کی خرابی ہی ماہور نے کہا سمجھا جائیگا مگر تم لوگ اپنے اپنے عہدون پر قایم رہو حفاظت کا کوئی طریقہ فروگذاشت نہو یہ کہکے اندر بارگاہ کے آیا مسند بچھائی گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی قریب مسند رکھین جملہ اسباب عیش و فرح مہیا کیا اب اسنے مسند پر بٹھاکر صرصر کو ہوشیار کیا صرصر نے اُس مقام کو دیکھکر کہا ارے مجکو یہان کہان لایا یہ کون مقام ہی اس سرزمین کا کیا نام ہی کون حاکم وقت ہی ہم آپ مصیبت مین مبتلا تھے ای شخص کیون تونے ہمارا پیچھا لیا ماہور نے کہا میری جان جاتی ہی صاحب یہ وہی مقام ہی کہ بارہ ہزار ساحران غدار یہان رہتے ہین حیرت جادو کی حفاظت ہمپر واجب و لازم ہی اُس خیمے کے باہر جو بڑی بارگاہ ہی اُسی مین وہ حور منظر پری چہرہ ہی صرصر خاموش ہو رہی مگر ماہور دیکھتا ہی اور سب طرح کی باتین یہ نازنین کرتی ہی مگر اپنا نشان نہین بتاتی ہی ہاتھ باندھکر کہا بار لے ساحری اپنا نام مع اپنے بزرگون کے بتانا واجب لازم ہی میرا دل بیقرار ہی مجھسے راز نہ چھپاؤ مین عاشق صادق ہون عمر بھر خدمتگزاری مین بسر کرونگا صرصر نے دیکھا کہ یہ نہین مانتا دریافت کرنے پر نام کے بہت آمادہ ہی لاچار ہو کر کہا کہ مین ایک مقدار کی زوجہ ہو

اُسنے ایسی بدعت کی کہ مین مردانہ بھیس کرکے نکلی شوہر میرا بڑا ظالم ہی ماہور نے کہا ہزارون طرح کی یہان تم
راحت پاؤگی مین وزیر شاہ ہون ہزارون کنیزین خدمت مین حاضر کردونگا صرصر نے سر جھکا کر کہا اب تو مختار
قبضے مین ہین عزت و ذلت کا اختیار ہی عورت مجبور ولاچار ہی کیونکر اوقات بسر ہو شوہر ادل نے ایسی عقین کین
کہ گھبرا کے نکل آئی تقدیر نے تم ایسے قدردان کے قبضے مین پہونچایا ماہور خوش ہوگیا مگر صرصر ہاتھ نہین لگانے دیتی
باتون مین لگا کر شراب مین بیہوشی ملائی ماہور کو پلائی دو تین جام جب پیگیا تو گھبرا کر اسنے کہا اب کوئی مجکو آسمان پر
لیے جاتا ہی صرصر نے کہا اٹھکر ٹہلو ماہور اٹھا بیہوشی تاثیر کرچکی تھی دھم سے گرا صرصر نے اسکے دماغ پر پٹی بیہوشی
کی چڑھائی جلدی سے پلنگ کے نیچے ڈالدیا اسی کی شکل بنکر باہر نکلی قیصر ابھی باہر نکلا ہی خیمے سے حیرت کے پریشان
چند خدمتگار تو ملنے باتین کر رہا ہی کہ عجب معشوق سرکش سے سامنا ہی لاکھ طرح پر سمجھاتا ہون وہ نہین مانتی اپنے
اپنے طور پر خدمتگار عرض کر رہے ہین کہ حضور ابھی تامل فرمائیے ہم لوگ بھی اپنے طریقے سے سمجھائینگے قیصر
نے کہا یارو مجھ مین کیا برائی ہی عقاب سے کمتر نہین ہون وہ یہی اقرار کرتا ہون کہ تیرے شوہر کے قاتل
کو قتل کردونگا اسکا وہی کلام ہی ادل تو یہ کہتی ہی کہ مسلمانون پر کوئی غالب نہ آئیگا وہ لوگ بلائے روزگار ہین
عیارون کی تو اسقدر تعریفین کرتی ہی کہ عقل سے باہر ہی ساحر کو آنکھ جھپکتے ملتے قتل کرتے ہین اور حقیقت مین ایک
عیار یہان آیا رہا کرنے مین کیا بات باقی تھی یہ باتین تھین کہ دیکھا ماہور نقلی سامنے سے آتا ہی سب کو دیکھتا ہوا
قیصر نے کہا وہ میرا رفیق قدیم آتا ہی ماہور نقلی نے آکر سلام کیا قیصر نے کہا ای ماہور آج تو مین نے انتہا
کردی ٹوپی قدمون پر رکھی ہاتھ باندھے منت کی مگر وہ ظالم نہین مانتی شاید اب اُسکو یہ گھمنڈ ہی کہ لشکر اسلام مین
خبر پہونچگئی ہی عیار آتے ہونگے مجھے چھڑا لیجائینگے ماہور نے کہا حضور کیا خیال ہی مین نے وہ انتظام کیا ہی کہ طائر پر نہین
آسکتا میرے ملازم جابجا جاگ رہے ہین ذرا الگ چلیے تو مین آپسے کچھ پوچھون ایک خیمہ الگ استادہ تھا صرصر اُسمین
لیگئی گلوری نکالی کہا حضور اسکو نوش فرمائیے قیصر کھا گیا کھاتے ہی بیہوش ہوا صرصر نے اسکو ایک گوشے مین ڈالدیا
آپ اصلی صورت بنکے باہر نکلی لوگون نے پوچھا حضور ماہور کہان تشریف لیگئے صرصر نے جواب دیا امورات شاہی مین ہمکو
کیا دخل ہی جو ہمکو مناسب ہوتا ہی وہ کرتے ہین رات کم باقی ہی جاکر سو رہو سبکو ہٹا کر اندر آئی دیکھا حیرت خاموش بیٹھی ہی کر
سلام کیا حیرت نے اشارے سے کہا او بیحیا تو پھر آیا دور ہو صرصر نے عرض کی آپ نے اپنی لونڈی کو نہین پہچانا مین
صرصر شمشیر زن قیصر کو بیہوش کر لیا جس طرح فرمائیے اُسطرح لیچلون حیرت نے کہا میری زبان سے سوزن نکالو
صرصر نے سوزن لیا اب جو ملکہ نے اشارہ کیا تمام قید سحر جسم پر سے گر پڑی صرصر نے کہا داری بیچ مین دیوار سحر حائل ہی
جب مجکو ماہور لیکر آیا تھا طائر غل مچاتے تھے یہی چاہتے تھے کہ حال کھلجائے مگر ماہور مقرب تھا اُسکے پاس انگوٹھی تھی
حیرت نے کہا تجکو کیونکر معلوم ہوا صرصر نے کہا حضور قیصر عاشق تھا جنگل سے اُٹھا لایا ایک پاسی کو مین نے مارا تھا
بس میری گاتی جو کھلی حال کھلگیا کہ یہ عورت ہی اگر مین سرکشی کرتی آبرو نہ بچتی مین نے ابتدا سے یہی کہنا شروع کیا جو تو
کہیگا مین وہی کرونگی مگر یہ تو بتائیے دیوار سے کیونکر گذر ہوگا حیرت نے کہا ای صرصر کیا تو مجکو بھولگئی مین کسی بات
مین عاجز ہون صرصر نے کہا داری اب یہ الٹے بخیر و عافیت نکلیے لشکر اسلام مین چلیے چالاک بھی چل چکا ہی اوسنے
مجکو رکھا تھا کہ مادر مہربان تم بچاؤ مین جاکر سب کام کرلونگا آپ کے نام پر جان دیتا ہی حیرت نے کہا ای صرصر ایک
بات تو بتاؤ راہ سیدھی دکھاؤ کئی دن ہوئے کہ برق فرنگی عیاری کرکے آیا اُسنے بھی اپنی جان دینے مین کچھ اٹھا
نہین رکھا اُجھڑا ہی چکا تھا مجھ تک پہونچگیا مین تو دھوکا کھائے ہوئے تھی مجکو یقین نہ آیا مین نے کہا صورت اصلی

دیکھا اُسنے قبول کیا ایک کنیز گوشہ سے دیکھ رہی تھی اُسنے جا کر کہدیا وہ پکڑا گیا سامنے خیمہ مین قید ہی وہ بھی تو میرے ہی واسطے
پھنسا عیاران اسلام بڑے جانباز و سرفروش ہین اگر وہ رہگیا قیصر اُسکو قتل کریگا زندہ نہ بچیگا یہی ذکر ہوگا کہ حیرت
کی وجہ سے برق ایسا عیار مارا گیا اُسنے فقط ترس خدا کر کے یہ کام کیا صاف تو یہ ہی کہ بڑا نام کیا صرصر نے کہا واری یہ بڑی
مشکل ہی حیرت نے کہا مین جا کر نگہبانون کو مارونگی اُسکو بھی نکالون دیوار کے پار پھینکون صرصر نے کہا آپ تو
بلند پرواز ہین مین جا کر قیصر کا سر کاٹ لون کہ دیوار گر جاے حیرت نے کہا بہتر صرصر تو بصورت قیصر خیمہ سے
نکلی اُسی خیمہ کی طرف چلی کہ جسمین قیصر کو بیہوش کر کے ڈال آئی ہی پہلے راہ مین وہ خیمہ ملا جسمین شاہور کو چھوڑا تھا وہان ایک
خدمتگار پہونچا اُسنے زیر پلنگ شاہور کو برہنہ پڑے ہوئے دیکھا دماغ پر بی بیہوشی کی چڑھی ہوئی خدمتگار نے پٹی اُتار کے
چھینٹا پانی کا مارا شاہور نے آنکھ کھولی آنکھ کھولتے ہی جان جہان کہکے خدمتگار کے پیٹنے لگا خدمتگار ہان ہان کرتا ہی
شاہور کہتا ہی صاحب معاف کر دیجئے مین شراب کے سو گیا اب کبھی ایسی حرکت نہوگی خدمتگار کہتا ہی آپ کیا بکتے ہین
آپ بیہوش پڑے ہوئے تھے کون آپکو بیہوش کر کے یہان ڈال گیا چادرہ مین نے اپنا باندھ دیا ورنہ آپ برہنہ پڑے تھے
اب شاہور کے ہوش درست ہوئے کہا یہان مین ایک عورت کو صحرا سے لایا تھا معلوم ہوتا ہی وہی بیہوش کر کے ڈال گئی
مگر آخر کہان گئی خدمتگار نے کہا حضور کوئی عیار ہوگا برق کہا کرتا ہی کہ اب میرے بھائی بند آئینگے مجھکو قید سے چھڑائینگے
اسے کہا نہین وہ تو نازنین مہ جبین تھی کہ دوسرا خدمتگار آیا اُسنے کہا آپ تو شاہ سے باتین کر رہے تھے دل مین کہتا ہی
شاہور یہ کیا معرکہ ہی اب تو بہت گھبرایا باہر نکلا اُدھر سے صرصر آتی تھی بشکل فقیر شاہور نے کہا شاہ وہ آتے ہین
مگر صرصر شاہور کو دیکھکر بھاگی وہان حیرت جادو بلند پروازی کر کے قریب اُسی خیمے کے پہونچی جہان برق فرنگی
قید ہی فیروز نگہبان بارہ سو ساحرون سے بیٹھا ہی یکایک آسمان سے بجلی چمکی فیروز نے سر اُٹھا کر دیکھا اسی پر برق
گری کہ دو ٹکڑے ہوا حیرت نے ہاتھ ہلائے جتنی برقین گرین اُتنے ہی ساحرون کے سر کٹ کے گرے مگر بھاگتے سے
صرصر کے شاہور دوڑا کہتا ہوا حضور ٹھہرئے تو اب صرصر اُس خیمے مین نہ جا سکی جسمین قیصر کو ڈال آئی تھی اُسطرف
گذر شاہور کا ہوا دیکھا قیصر مثل سگ صحرائی برہنہ پڑا ہوا ہی جلد اُسنے ہوشیار کیا اور یہ بھی نگاہ اُٹھا کر دیکھ لیا کہ قیصر نقلی
بھاگ کر غائب ہوا جس خیمے مین برق قید ہی وہان سے جادوگرون کے مرنے کی صدا بلند ہوا ایک ساحر دمند ہوشیار
کر کے قیصر سے کہا اے شہریار یہ کیا آفت ہی میرے ذہن مین نہین آتا آپکو دو طور پر دیکھا ایک تو وہ قیصر تھے کہ سامنے
سے بھاگ کر نکل گیے آپ یہان پڑے ہین نہین معلوم وہ کون تھا آپ کون ہین قیصر نے کہا ارے کوئی عیار تھا معلوم ہوتا
ہی بلکہ حیرت چھوٹ گئین فیروز کے مرنے کی آواز آتی ہی زمین تھراتی ہی دیکھو مین ابھی دریافت کرتا ہون یہ کہکے بازو سے
ایک پتلی سونے کی کھول سامنے استادہ کر کے پوچھا اے ہمشبیہ ساحر کی جلد بتلا یہ کیا انقلاب ہوا میری شکل یہ کون تھا
فیروز کو کسنے مارا آسمان سے برق کیسی چمک رہی ہی وہ پتلا مثل انسان کے گویا ہوا آواز دی حضور آپنے ہمشبیہ میرا لوجا
کیا میری خوراک پہونچائی یہ سب آگ لگائی ہوئی میان شاہور کی ہی اب باتین بناتے ہین جس عورت کو یہ لائے تھے
وہ صرصر عیار بچی تھی حیرت کو اُسنے رہا کر دیا اُسنے جا کر فیروز کو مارا اب برق کو رہا کیا چاہتی ہی جلد اپنے کو پہونچاؤ
ورنہ پچھتاؤگے پھر حیرت کو نپاؤگے یہ سنتے ہی قیصر چلا طرف خیمہ برق کے دوڑا آیا دیکھا حیرت تڑپ کر
گری ہی کئی سو ساحر تو مار ڈالے باقی سب بیہوش پڑے ہین حیرت اُتر کر زمین پر آئی جیسے ہی برق کی کمر مین پنجہ دیا اور
برق کہتا ہی ادی ملکہ کیا کرتی ہو مجھے نہ اُٹھاؤ ہتھکڑیان بیڑیان کاٹ دو مین نکل جاونگا حیرت نے کہا اے برق تیرے
مین دیوار سحر حائل ہی نہ جا سکیگا اسی پار رہ جائیگا اسی صحرا مین ٹھوکرین کھائیگا مین تیری ممنون و مشکور ہون برق تو

تبا اطیف ہی کہا یہ احسان میرا گردن پر چالاک بن عمرو کی ہی حیرت ہنس پڑی کہا یہ بیہودہ بکتا ہی مین کیا جانون کہان آیا
کون یہ کہکے برق کو ایک ہلکا سا طمانچہ مارا برق نے کہا دیکھو کیا ہی حماقت ہی پیرا اقبال الٰہی ہوئی حیرت چاہتی ہی کہ بلند ہو
صرصر بھی ایک خدمتگار کی شکل بنکے سامنے آچکی ہی پکار رہی ہی حضور جلد نکل چلیے قیصر آ پہونچا قیصر نے آتے ہی سحر کیا ہزار
بجلیان گرین حیرت ہنسی گوہر دندان سے بجلی چمکی کہ سب بجلیان دفع ہو گئین جس پتلی سے قیصر نے راز پوچھا تھا وہ ہاتھ مین ہی
جب پانچ چار سحر اسنے بڑے بڑے کیے اور کسی سحر نے حیرت پر تاثیر نہ کی ابر آیا پانی برسا جنگل کے درخت جلنے لگے پیاسون
کے دل سے آہ کے شعلے نکلنے لگے حیرت نے سحر کر کے اُس گرمی کو موقوف کیا قیصر گھبرا گیا اتنا تو منھ سے نکلا کہ یارو دیکھو
بہت سے سحر اس عورت پر کیے غالب نہ آیا اُسی پتلی کو ہاتھ سے یہ کہکے پھینکا اے شبیہ ساحری لینا ایسا نہو نکل جائے
بس وہ پتلی ہاتھ سے چھوٹتے ہی رقص کرنے لگی اُسی شکل کی بارہ پتلیان پیدا ہوئین طرف حیرت کے دوڑین حیرت نے
بال نوچکر پھینکے بارہ پتلے فولادی بنکر تیار ہوئے اُن پتلیون کے جیسے ہی سامنے ہوئے وہ جو پتلی اصلی تھی اُسنے آواز دی
ای غلامان ساحری جاؤ یہان ٹھہرنیکا وقت نہین ہی ورنہ ذلیل ہوگے وہ بارہون پتلے غرق زمین ہوگئے حیرت نے کئی
مرتبہ پتلے بنائے مگر جم نہ سکے سامنے اُس پتلی کے ٹھہر نہ سکے دو چار منٹ ٹھہرے آخر زمین مین غائب ہوئے حیرت کو یہ بڑی مشکل ہی
کہ برق کو پنجے سے نہین چھوڑتی قیصر اپنی زبان کا خون اُن پتلیون پر جب پھینکتا ہی تڑپ کر دوڑتی ہین اب حیرت گھبرائی
پتلیون نے چارون طرف سے گھیرا قیصر کا سحر جو بڑا صرصر کی صورت اصلی ہوگئی زمین نے پاؤن تھام لیے آواز آئی ای قیصر وہ
گنہگار عورت یہ ہی پلٹ کے جو قیصر نے دیکھا ایک پریزاد حور منزلت ماہ پیکر سیمین بر مگر حیران و مضطر خاموش سر جھکائے کھڑی ہی
کبھی پکارتی ہی ای ملکہ حیرت جادو مین پکڑ لیگئی زمین مجھکو نہین چھوڑتی حیرت نے بلنکر چاہا سحر کرون بارہ پتلیان آکر لپٹ گئین
اصلی پتلی جو تھی اُسنے گلے پر حیرت کے ہاتھ ڈالا زبان مین سوزن دیدیا باقی اور پتلیان ہاتھون سے لپٹین پاؤن مین چسپیدہ
ہوگئین ظاہر تھا جسم سے حیرت کے پتلیان پیدا ہوگئین جزو اعظم بنگئین حیرت کا کچھ زور نہ چلا گر قیصر نے دیکھا فیروزا ایسا
افسر قتل ہوا بارہ چودہ ہزار ساحر مارے گئے اب اسنے صرصر کو بھی گرفتار کیا برق کو بھی پکڑ لیا حیرت کی زبان مین سوزن
دیا ہوا تھا قیصر نے پتلی کو اُٹھا کر بازو پر باندھ لیا اور پتلیان جو دوڑی دوڑی پھرتی تھین غرق زمین ہوکر غائب ہوئین
یہ بھی نہ ثابت ہوا کہان سے آئین تھین کہان گئین ساحرون کے مرنے کی صدا سے ہاہو آرہی ہین اتنا بڑا کھیت ہوا کہ ہزارہا
لاشہ پڑا ہی قیصر نے کہا یارو کیا غضب کی بات ہی کہ مین نے ایسا انتظام کیا کہ راستہ بند کر دیا دو عیار یہان ہوتین دونون اس پار
ہو نکلگئے صرصر کی تو خوب ہوا بندھی گئی آرزو کھلا ملکہ کو رہا ہی کر لیا اسطرح جھلاتا ہوا آیا پھر ملکہ حیرت کو اُسی خیمے مین
نظر بند کیا صرصر و برق ایک خیمے مین قید ہوئے شاہور سے کہا فرسنگ باد و اسپار تم اسپار بطور نگہبان رہو اگر فرسنگ
پر کوئی اُفتاد پڑے مجھکو برابر خبر ہو جائے فوراً اپنے کو پہونچاؤ شاہور نے کہا حضور اب کیا مجال ہی کہ ہوا بھی اس پار آسکے
مجھسے بڑی غلطی ہوئی مین خود عیار بچی کو عاشق ہوکر لے آیا بڑا دھوکا کھایا اپنے باپ کو بھی اس پار نہ لاؤنگا قیصر دیوار کو
طی کر کے اس پار لشکر مین آیا لشکر مقابلے مین عقاب کے فرد کش ہی ہر کارے عقاب کے موجود ہین قیصر نے دربار مین
بیٹھکر ذکر کیا کہ آج تو یارو بڑا غضب ہوا تھا میان شاہور عیار بچی کو اُس پار لیگیا اُسنے جاتے ہی حیرت کو رہا کر لیا
مجھکو بھی بیہوش کر لیا تھا اگر خداوند جمشید نے بڑا فضل اپنا شامل حال کیا کہ شاہور کو ایک خدمتگار نے ہوشیار کر دیا
ورنہ حیرت بلا کی ساحرہ ہی اگر برق فرنگی کا رہا کرنا منظور ہوتا نکل گئی ہوتی ہر چند کہ دیوار سحر مین نے ایسی نہین
بنائی ہی کہ جس سے گذر سکتی مگر اُس سے کیا تعجب ہی کہ طائرون کو مار لیتی دیوار سے گذر جاتی یہ خبر ہرکارے لیکر خدمت
مین عقاب کی آئے عقاب مبہوت لب پر مہر سکوت باد حیرت مین خاموش بیٹھا ہی مشیرون نے جو شگفتہ کیا

بیقراری مین یہ اشعار پڑھنے لگا نظم
مجھے ذوق لقا ہے کہ چشم شوق احول ہے
سواد شام روز آخرین آنکھون کا کاجل ہے
اگر کاہے ساقی دوران پڑے ہین زندے بادہ
کوئی دن مین ہے خانے بادہ کش اہد معطل ہے
ہجوم غیر مین وہ مہر سے کیونکر مجھے دیکھے
مین خود دشمنون تو کانیون مخوف مطول ہے
خط الیشت لب و خط ذقن دیکھا تو ہم سمجھے
سرِ رنگ ثبات دل کا شاید خط جدول ہے
زر خیدا اس شکل سے حاصل ہوا اس ماہ کا
لبون مین انکے بجلی ہے مری آنکھون مین بادل ہے
نئی تشبیہ اب اس سے تو بڑھکر اور کیا ہوگی
بہت روزون سے طبع نکتہ سنج اپنی معطل ہے

نہیں برہم ہین آخری نہ اوسط ہے نہ اول ہے
تجھے ظالم حیا وہ ہے کہ مژگان کا معطل ہے
تو سب کے پاس ہے لیکن دیکھا ایک نے تجھکو
طلسم میکدہ بے قفل و کنجی کے مقفل ہے
مسلمان ہو گئی کیا چشم کافر اس پر یری کی
نگاہِ اضطراب آلودہ انکی آپ بسمل ہے
غضب لائی ہے ظالم تیری پوری قفل کنجی کی
کہ شرح مصحف رخ وہ مفصل ہے یہ مجمل ہے
دل عشاق کے بدلے یہان مضمون ہین
خدایا شکر ہے تیرا کہ چشم شوق احول ہے
وہ ہجم ناز مین گذرا چلا ہے فضل خالق سے
ترے سر پر جو جوڑا با نہال قد کی کونپل ہے

ترے قامت کے آگے سرو سر بزیر بال جل ہے
ترے چہرے کا جلوہ یا یہ ہائین صبح دل ہے
الوپ انجمن ہے بت یا تری آنکھ بلبل بزار
وہ ظالم بیگنہ کو قتل کرتا ہے خدا حافظ
مسلسلے چھوڑے ہین آج میخانہ مقفل ہے
سناؤن کیا شب وصل اپنا دشتہ خیر افسانہ
دل آزاد میرا الجھ گئے جب سے مقفل ہے
شبیہ اس شوخ کی کاغذ پہ کھنچے کسطرح
قیامت بل پر اب زنجیر گیسوئے مسلسل ہے
وہ ہنسنے مین مرے رونے پہ مین رو تا ہنسنے
ابھرتے ہین وہ پستان یا نہال قد کی کونپل ہے
صفیر اب تا کجا فکر سخن بس رو کے اونہ

منشیر دن نے عرض کی ای شہریار دیکھیں یہ غم آپ کے ساتھ کیا کرتا ہے کسی وقت آپ شگفتہ نہیں ہوتے باغ عیش پر خزان آئی ہوا ہین گرم چلتین گل فرحت مرجھا گیا ناچ و راگ و رنگ سب آپ نے معطل کیا ہر وقت یہی ذکر ہے اشعار حسرت آمیز آپکے دل کو برمانے ہین عجب عجب اشعار حیرت خیز جنون انگیز آپکو یاد آتے ہین حقیقت مین بار فراق اٹھانا بہت دشوار ہے مگر اس خیال کو دل سے بھلائیے صحبت راگ و رنگ ہو اور کسی نازنین سے دل لگائیے آپکے یہان جلسے مین موجود ہین انکو سامنے بلا لیجیے وہ گائینگی دل بہلائینگی **عقاب** نے کہا یارو کیا کہون **افراسیاب** کیا خوش نصیب تھا سلطنت ایسے ملک کی پائی ملک وسیع سحر رفیع زوجہ ایسی ملی کہ کلی آرزو کی کھلی جب زن و شوہر ملکر سحر کرتے ہونگے طبقے زمین کے تھراتے ہونگے مگر حقیقت مین مسلمان بھی بڑے صاحب اقبال ہین کہ ایسے بادشاہ پر غالب آئے قبضہ کر لیا مگر مین افسوس کرتا ہون کہ تین روپیہ کے پیادے کو جو سحر و ساحری سے نابلد وہ تو پہونچ جائین اور مین اسطرح کا ساحر کہ اگر سحر و ساحری کیلیے قدم مارون طبقے زمین کے ہلا دون آج جسطرح بنے گا اپنے کو اس پار دیوار کے پہونچاؤن گا وہان جا کر ایک دن دو دن مخفی رہون بعد اسکے جب موقع ملے حیرت کو نکال لاؤن یہ ذکر تھا کہ ہرکارے سامنے آئے بعد دعا کے عرض کی ای شاہنشاہ گیتی ستان آج تو اس پار دیوار سحر کے بڑے ہنگامے ہوے کچھ عیار اس طرف پہونچے دوسرے نے کہا حقیقت مین حضور اس عیار بچی نے کیا کام نمایان کیا جاتے ہی اپنے مالک کو رہا کر دیا حیرت نے چھوٹتے ہی قید خانے پر برق گرائین فیروز کو مار ا کئی ہزار ساحر قتل ہوئے بڑی خیر یہ تھی کہ شاہور عیار بچی کو مخفی کر کے لایا تھا وہ جاگ پڑا اسنے یہان قیصر کو بھی ہوشیار کیا لیکن قیصر کو بھی اسنے بیہوش کر لیا تھا حیرت جادو کو غیرت تھی کہ اگر برق فرنگی نہ چھوٹے گا مین بہت دنا ہو جاؤنگی مگر ان لوگون کی جالت دیکھیے کہ حیرت کے دشمن تھے اب کیسے دوست بنگئے **عقاب** نے کہا صاحبو اصل یہ ہے شعر کار خود را خود کنم تا خوب آید گشت من ✤ کس نخارد پشت من جز ناخن انگشت من ✤ یہان قیصر کے سحر کو دیکھو نگا مین کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتا ہون اسطرح جاؤن کہ ہوا کو بھی خبر نہو اب مین خود ہی کوشش کرونگا لشکر کشی سے کچھ نہوگا وہ بھی تعلیم کردہ مشمش ہے یہان تو یہ ذکر ہے اب **عقاب**

آمادہ ہی کہ مین خود جاؤن ملکہ حیرت کو چھڑا لاؤن مگر دو کلمہ مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو عاشق خود سر بیقرار و مضطر کے سُنیے کہ یہ جو لشکر سے نکلا کوہ و دشت و بیابان چھانتا ہوا یاد مین حیرت کی آتا ہی بیدم و بیدم خیال ہی کہ ای چالاک کیا کیا جانبازی و سر فروشی کی مگر حیرت کو ہمارا خیال نہ ہوا یہ آخر کی چوٹ ہی اگر خدا کا فضل شریک ہوا اس قید شدید سے اُس محبوب جانی یار جادوانی کو رہا کیا یقین ہی کہ احسان مانے یہ بات مشہور ہی کہ معشوق احسان فراموش ہوتے ہین شاید ہمارے جلنے مرنے کا ظالم کو خیال ہو افسوس بادشاہِ عالی جاہ نور الدہر والا قدر اسد نامور ایرج خود سر کیا کیا جفائین اُٹھا کے اپنے معشوقون سے ہم کنار ہوے مگر ہم ایسے مجبور لاچار ہوے کہ خورشید نگار پر بھی کچھ نہ بن پڑا اگر خورشید نگار پر گرفتار رہتے بہار کو بھی یہی منظور تھا کہ حیرت سے ہماری شادی ہو مگر ہم بدنصیب ہین افسوس صد ہزار افسوس یہ کہکے یہ اشعار حسب حال پڑھنے لگا

گردش سے آنکھ فتنہ بپا ہی مین رہ گئی
وہ بھی لٹک کے عرش الٰہی مین رہ گئی
عشق بتان مین حضرت زاہد کو گفتگو
قاصد کی بات دل کی گواہی مین رہ گئی
عالم دکھا گئی شفق شام وصل یار
اُمّید آمد آمدِ شاہی مین رہ گئی
گم ہوکے دل تو پھر بھی ٹھکانے سے جا لگا
حسرت طلب جو نیم نگاہی مین رہ گئی
کہتے تھے دل کے ڈوبنے کا حال یار کو
اندیشہ ہاے نا متناہی مین رہ گئی

تمسے یہ حال دل کی تباہی مین رہ گئی
سب اُٹھ گیا فروغ مرے داغ عشق کا
اب تک ہماری پاک نگاہی مین رہ گئی
رہبر کو ڈھونڈھتا ہی کوئی راہ شوق مین
سرخی سی کچھ جو ملکے سیاہی مین رہ گئی
کیون ای دعاے وصل صنم تو نے کیا سُنا
حسرت غریب کیسی تباہی مین رہ گئی
چھوٹا بنو گا درد جگر کہکے یار سے
ڈوبی جو نوک خامہ سیاہی مین رہ گئی
ویراُ تنی ہی ہوئی تری بخشش مین بھی جلال

پھینکی بھی بام یار پر ای دل کمند آہ
کچھ رہ گئی چمک تو سیاہی مین رہ گئی
یہ بھی پکارتا ہی کہ آتا ہی کوئی آج
کیسی بھٹک یہ ہمت راہی مین رہ گئی
گذریگا کون ادھر سے کہ خاک اس تقوی
چپکی جو بارگاہ الٰہی مین رہ گئی
پوری نظر اُس آنکھ کی تم پر پڑی کیا
دل کی تڑپ کہین جو گواہی مین رہ گئی
حسرت نہ نکلی وصل مین بھی دست شوق کی
جتنی کمی زیادہ گناہی مین رہ گئی

صحراے ہولناک و وحشت خیز ہوائین تند چل رہی ہین گرمی کا زمانہ چنگاریان زمین سے نکل رہی ہین ہر سمت سے پتھر چٹکتے ہین مسافر راہ بھٹکتے ہین ہر نخل بے ثمر بے برگ و بار صحراے وحشت خیز مین بے آس کھڑا ہی حباب کا چھالا زبان مین چشمے کے پڑا ہوا بگولے گرد کے اُٹھتے ہین گویا چالاک سے اشارے کرتے ہین کہ ای آوارۂ دشت غربت و ای سیاح صحراے محبت ہم تیرے استقبال کو اُٹھے ہین ہمارے پاس بیٹھ سودا زدگان وادی محبت و آوارگان صحراے کربت و غربت کے واسطے یہ مقام آسایش ہی عاشقون کے واسطے یہی مقام کوشش ہی دل بہلاؤ دامن صحرا کو مثل دامن مادر جانکر تھمین سو رہو بھیڑیے کی چہار سو کسی طرف سے آواز غولان بیابانی کی آتی ہی کہین سناٹا کہین طائران صحرا کے ہجوم ہر زیر بوم شوم بقدر ویران ہی حقیقت مین مثل کف دست میدان ہی ایک جانب سے گرد اُڑی ایک آہو ہمچشم معشوق جست کرتا ہوا آتا ہی کہ پیچھے صیاد دیدہ ہوا آہوے وحشی کو گرفتار کیا خنجر کمر سے نکالکے چاہا چھاتی پر چڑھون چالاک نے آواز دی او صیاد کیا کرتا ہی میرا اسیر حاضر ہی جب صیاد نے جواب نہ دیا چالاک نے پتھر مارا صیاد بھاگ گیا آہو کمندون سے بندھا ہوا زمین پر پڑا ہی چالاک نے جاکر کمندین کاٹین یاد چشم محبوب مین ایک آہ کی اسطرح زمین پر گرا تڑپا کہ آہو بہ نگاہ غور دیکھنے لگا پھر تو چالاک نے گلے مین آہو کے ہاتھ ڈالدیے آنکھون کے بوسے لیتا تھا بیقراری مین پکارا نظم

لیجا تو یہ غمزدون کے پیغام
سرگشتہ ہون تیری آرزو مین
جسدن سے ہوئی تیری جدائی
گھربار تمام مجھسے چھوٹا

اسی پریشانی مین یہ بھی اشعار زبان سے نکل گئے اشعار

دیوانے پہ تیرے آفت آئی
اندوہ نے تیرے مجھکو لوٹا
جی مین ہی جاؤن نجد کے بن مین

ای باد صبا سوے دل آرام
آوارہ ہون تیری جستجو مین
یہ اشعار پڑھکر خوب رویا
قبر مجنون پہ جاکے بیٹھ رہین

اور کبھی دیکھ کے سوئے فلک ... کہتا ہے سر پہ اپنے ڈال کے خاک
کوئی مونس نہ کوئی ہمدم ہے ... ہاں یہ غمخوار اک ترا غم ہے
ہمدم ہیں یا غم مرا ہے کیا کیجے ... کون ہے کس سے حال دل کہیے
آہ سے درد دل میں ہوتا ہے ... مجھ پہ میرا عدو بھی روتا ہے

اڑ گئی نیند آہ کیا کیا مجھے ... میرا دلبر ... مجھے
چار پائے پلنگ کے مجھکو ... چار پائے درندہ ہیں اب تو
شام سے صبح تک ہے نالہ ... گیسو و رخ کی یاد سے ہر بار
موت بھی دور گئی خدا مجھ سے ... کیا ہوا مجھ سے اے خدا میرے

اس طرح پریشان و حیران اُن منزل ہائے سخت و صعب کو طے کر کے ایک زمانہ ایسا آیا کہ ایک سبزہ زار میں پہونچا قریب تھا کہ بیٹھ گیا تماشا باغبان قضا و قدر کا دیکھنے لگا دیکھا چار جانب گلہائے رنگا رنگ و شگفتہ ہیں اور غنچہ لیبان کو تبسم فرما کھلاے گل پہ چہچہہ زن صحرا رشک گلشن جابجا دیکھا سبزہ زار مقام خورمی گلزار نہر پر موج چین مارتی ہیں موجون سے تماشا تیغ ابروے قاتل کا نمایان ہر حباب چشم محبوب کی کیفیت دکھاتا ہے فوارے سے پانی گر رہا ہے قمقمہ زن قمریان صدائے کوکو دے رہی ہیں طوق محبت گلو ہر سمت سے صدا سے ہاہو جابجا غل مچا ہے دار گل و در ہر نئی طرح کی بہار لالہ داغ دار عجب کیفیت دکھاتا ہے غضب کرا سی کہ چراغ روشن ہوتے ہیں نرگس منتظر آنکھیں کھولتی ہے سوسن صفت ہمراہ سبزہ زار میں زبان کھولتی ہے کہیں عشق پیچا ہے ہر پیچ و تاب زلف معشوق دکھاتا ہے قمری کی کوکو سے بلبل کا کلیجہ منہ کو آتا ہے چالاک تڑپ گیا یاد معشوق دل میں تازہ ہوئی حسرت آب و گل ہیں سامنے کہا ایک کوہ فلک شکوہ ہے سختیاں اٹھا کر عقاب پہاڑ پر چڑھ گیا نگاہ اٹھا کے دیکھا ایک بارگاہ بہت بڑی استادہ ہے ... و انتہا دور تک آبادی ہے ایک طرف دور ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ مگر قلعے سے بھی دھوان نکل رہا ہے فصیل قلعہ پر چند ساحر ٹہلتے ہیں ... ایک جانب ایک دیوار اسیر چند طائر بیٹھے زمزمہ سرائی کر رہے ہیں کبھی برون کو کھولکر اڑتے ہیں پھر اُسی دیوار پر بیٹھ جاتے ہیں اسی طرح اڑا جاتے ہیں چالاک حیران ایک فقیر کی شکل بنکر پہاڑ سے اُترا اُس لشکر گران میں آیا ایک ... ساحر کی حشمت شہنشاہ صاحب سلطنت کی کہا اس مقام پر ظہور قدرت سامری معلوم ہوتا ہے کہ شہنشاہ کا لشکر ... سامان بہتر سے بہتر ہے وہ ... ہو وہان کون تھا یہ لوگ رہیں گے ہیں اُسنے کہا یہ لشکر عقاب زرین سوار ہو جا بجا چھ صدر کی عیاری کی ... آئی ہے یہی چرچے ہیں کہ عورت نے بڑا غضب کیا ایک ... بادشاہ کی شکل بنی حیرت ... بادشاہ ایسا ہی ساحر زبردست تھا کہ یہ حیرت کو گرفتار کیا تب چالاک نے پوچھا ساحر ... قلعہ ملوکیہ ہے امرو زفر دا میں عقاب اسیر ... آقا سے نامدار ہے قلعے ... اس پار قیدیون کو رکھا ہے مگر ہمارے آقا جب ... دیکھ ... نہین آیا ہے ورنہ معلوم ہوتا جب ... زمین ... دیکھے شمشیر ایسے ساحر ... تعلیم کرتے ہیں بڑے بڑے ساحر انکے ... چالاک نے سب حال سُنا ایک شخص بولا اُف شاہ صاحب ... عورت ... دونون بلا ... مگر اب انتظام کامل ہو گیا اگر خود ... ساحری و جمشید آئیں تو قیصر کا یہ قول ہے کہ اُس ... جائیگا طائر کا جو ... زمزمہ سرائی کر رہے ہیں شعلہ ہائے آتش منہ سے نکلینگے جلا کر خاک کر دینگے قیصر ... کہا ہے ان ... عیاریان ... سب کی آنکھیں کھل گئیں ہر وقت ہوشیار رہتے ہیں چالاک ... پریشان ہوا دل سے کہتا ہے برق نے اپنا کام کیا بی صرصر نے آکر ... ہوا ہم مجبور ... رہے ہمارے ... میں سب ہوشیار ہیں دیکھیے ... باتین کرتا ہوا سامنے دلوار کے آیا ... کامل اپنی بارگاہ کے دروازے پر بیٹھا ہے ساتھ ... ہوشیاری ... شعبدہ باز نگہبانی میں مصروف ... ہاتھ کا گلدستہ بنا ہوا ...

رکھا رہتا ہی مراد اس سے یہ ہی کہ اگر کوئی فرسنگ جادو کو مار یگا گلدستہ مرجھا جائیگا فقیر کو جو آتے ہوئے ملازمان فرسنگ نے دیکھا آواز دی شاہ صاحب مہنت جی ادھر نہ آؤ جو جس کسی کو دینا منظور ہوگا وہین آپکے پاس پہونچائیگا چالاک نے آواز دی بابا فقیر افسر سے ملنا چاہتا ہی ہمین دیوار سے کیا کام فرسنگ نے جو یہ سُنا پکار کر آواز دی مہنت جی صاحب میرے پاس آئیے ہم تو ہمیشہ سے فقیر دوست ہین چالاک قریب پہونچا فرسنگ نے بیٹھنے کا اشارہ کیا چالاک نے مرگ چھالا بچھایا اُسپر بیٹھے فرسنگ نے کہا گروجی دنگل پر آئیے یہ سُنتے ہی چالاک نے کہا کہ ای افسر ہم تارک دنیا ہین ہمین میز و دنگل کرسی سب برابر ہی یہ کہکے ڈفلی نکالی کپڑے سے پونچھکر گنگنائے پھر کہا میان افسر صاحب فقیر کو کچھ ہوس نہین ایک بھجن گاتا ہون اسکو سنیئے ساحری و جمشید کی صفت اپنے مذہب کی شوکت فقیر کی محبت سب تجھپر ظاہر ہو جائیگی یہ کہکر ڈفلی بجانے لگا گانا شروع کیا اب جو تانین مارین فرسنگ جھوم گیا کہا گروجی کیا کہون آجکل اس ملک مین انقلاب ہی بادشاہ ہمارا بیتاب ہی ایک عورت کمبخت نہین معلوم کہان سے آئی ہمارا آقا عاشق ہوا ہی یہ کہکے فرسنگ خاموش ہوا اگرچہ دل بیقرار آنکھون سے آنسو جاری چالاک کا ہاتھ پکڑ لیا کہا بارگاہ مین چلیئے دو چار روز آپکو باحتیاط رکھین خوب گریں دل کھولکر آپ کا گانا سُنین چالاک نے کہا فقیر بھی یہی چاہتا ہی تم ایسے داتا کی خدمت کرے راضی کرکے جائے فرسنگ نے لاکر بارگاہ مین پہونچایا اور ساحر اسکے افسر بھی اندر آئے سب نے کہا ہان شاہ صاحب وہی بھجن گائیے فرسنگ نے کہا کوئی غزل سنائیے چالاک نے ڈفلی نکالی ڈفلی بجائی اور یہ غزل گائی

غزل

کوئی گلشن مین نہین سنتا فغانِ عندلیب
پھر خزان آئی ہوئی بیچین جانِ عندلیب
گر بتائی آنکھ سُنکر داستانِ عندلیب
عاشق صادق کے نالے نیر سے کچھ کم نہین
داستان ہی میرے غم کی داستانِ عندلیب
باغبان صدمہ قفس کا اس سے اُٹھنے کا نہین
شاخ ہی منقار برگِ گل زبانِ عندلیب
عاشق صادق کی باتون کا ہون گفتہ تو نہین

کیا مجھے بدخواب کرتی ہی فغانِ عندلیب
باغ مین اُجڑا پڑا ہی آشیانِ عندلیب
کس پہ عاشق ہو جیے کوئی حسین ایسا نہین
چھیدتا ہی دل جگر شورِ فغانِ عندلیب
سنگ ہی اُس گل کا دل گو عشق پھر پیدا ہوا
مثل گل نازک ہی جسمِ ناتوانِ عندلیب
ہی ہوا سے گلشن عالم اگر انصاف پر
قتل کرتی ہی مجھے تیغ زبانِ عندلیب

رونا آتا ہی مجھے سنکر بیانِ عندلیب
یا الٰہی لال ہو جائے زبانِ عندلیب
ساغر گل باغ مین معمور شبنم سے نہین
کون گل ہی اس چمن مین قدر دانِ عندلیب
قصۂ بلبل سے کچھ میرا فسانہ کم نہین
ہمنشین مدت سے خالی تھا مکانِ عندلیب
خونِ عاشق ہوگا نخل گل نہ کاٹ ای باغبان
شاخ گل سے جا ابھی بس آشیانِ عندلیب

تمام اہالیان محفل دنگ فرسنگ کا عجب رنگ قدمون کو بوسے دیتا ہی چالاک عجب تردد مین ہی کہ اگر اسیر یہ تجھپر قالب ہوا تو کیا ہوگا جس طرح بنے کسی طرح اپنے کو دیوار کے اُس پار پہونچاؤن معشوقہ سر کش کے سامنے جاؤن چالاک تو دل ہی دل مین یہ سوچتا ہی مگر جب گانے سے چپ ہوتا ہی تو فرسنگ و ملازمان فرسنگ گرد پھرتے ہین ہاتھ باندھتے ہین کہ مہنت جی ہر چند کہ آپ کو تکلیف ہوتی ہی مگر بھجن گائیے یا کچھ اشعار عشق آمیز سنائیے چالاک نے گانے کہا بابا یہ بے نمک کی کیسی صحبت ہی دل کو کب فرحت ہی شراب منگاؤ ساقی بچون کو حکم دو دور جام جب اندیشۂ انجام جیسے ہمارا ابھی کام ہو تمھارا ابھی نام ہو فرسنگ نے کہا شراب لاؤ مہنت جی نے کہا یہ بھی ہمارا طریقہ ہی کہ جب ہم ساقی ہون کوئی باقی نرہنے پیتا نہ ہمارے سپرد کیجیے فرسنگ نے کنجیان ازار بند سے کھول کر سامنے چالاک کے پھینکدین کہا مہنت جی میخانے کی کیا حقیقت ہی فقط آپکی تکلیف کا خیال تھا چالاک نے کہا یہ باتین نہ کیجیے مین سر سے ناچون ہاتھ سے بناؤن منھ سے گاؤن سر سے شراب پلاؤن کیا مجال جو ایک قطرہ بھی زمین پر گرے یہ کمال ہمکو ساحری و جمشید نے دیا ہی کبھی بالا ے آسمان بھی جاتے ہین سامنے ساحرن کے بھی گاتے ہین وہ بھی بہ نگاہ محبت دیکھتی ہین مگر ڈرتا ہون کہ کسی دن نشہ اُٹھا دل ایسا نہو ساحری

خفا ہون جانور بنا دین سب ہنسنے لگے چالاک جھپٹکر میخانے مین گیا سب شراب کو خراب کیا یعنی بیہوشی ملائی بجاے اس گلابیان
و کنٹر الماس نگار مین مئے ارغوانی بھر لایا دیکھ رہا ابیان محفل دنگ ہو گئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ اس سن مین دیکھو کس سلیقے سے شراب
لائے ہین اگر زاہد صد سالہ دیکھے رال ٹپک پڑے لاؤ لاؤ کی صدا ہو توقف نہوا اب چالاک نے کہا گھنگرو پیشواز بھی
منگائیے چالاک نے پیشواز پہنی سب سردار جمع ہین ہر ایک کا یہی اشتیاق ہے کہ آج دل و جان سے گانا سنیے ایسا کمال
کبھی نہ دیکھا تھا ایک آدمی اتنے کام کریگا گائے بتائے شراب پلائے اب چالاک گھنگرو باندھکر تیار ہوا جام لبریز کر کے
سر پر رکھا ہاتھ سے بتاتا ہوا منھ سے گاتا ہوا یہ شعر در زبان شعر ساقی بنور بادہ برافروز جام ما ÷ مطرب بگو کہ کار جہان شد
بکام ما ÷ فرسنگ مالا مال محبت موتیون کا مالا گلے سے اُتار مہنت جی کے گلے مین پہنا دیا اب مہنت جی نے دور باندھا
جب پلانے پلاتے دیر ہوئی دیکھا مہنت جی تھکے جاتے ہین چیلے شراب کے باہر بھی جا چکے ہین باہر والون مین جوتی پیزار چل رہی
ہے کوئی بھجن گاتا ہے کوئی تانین اڑاتا ہے کوئی ناچتا پھرتا ہے کوئی منھ کے بھل زمین پر گرتا ہے یہان جب سب نے شراب پی فرسنگ
بیٹھے بیٹھے گھبرایا بیہوشی نے تاثیر کی گھبرا کے اُٹھا کہتا ہوا مہنت جی صاحب اب بیٹھ جاؤ یہ لوگ وہ ہین کہ کبھی سیر نہونگے لاؤ لاؤ کیے
جائینگے اور دیکھیے تو تونے دو سو خداوند تشریف لاتے ہین مگر تخت پر سوار ہین اس محفل مین آنے کے امیدوار ہین چالاک نے
کہا بڑے شرف کی بات ہے صحبت شراب خواری نہین کرامات ہے انکی بھی ٹانگ لیجیے اگر شریک صحبت ہون بالا بالا کہان جا سکینگے
فرسنگ کے دل مین تو مزاج گانے کا بھرا ہوا تھا ہاتھ چمکاتا ہوا اُٹھا تخت سے اُترتے اُترتے لڑکھڑا کے گرا صحبت والے
ہان ہان کہکے اُٹھے جا اُٹھا جہان سے اُٹھا چشم زدن مین لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہوا مگر شاہور کا حال سنیے کہ یہ اپنی بارگاہ
مین معرکہ گلدستہ پر متحیر سامنے گلدستہ بنایا ہوا فرسنگ کا رکھا ہے یکایک دیکھا کہ پھولون پر زردی آئی پتے کف افسوس
مل رہے ہین اسنے گھبرا کر کہا یارو غضب ہوا فرسنگ پر کوئی سانحہ گذرا یہان چالاک پہلے تو یہ سوچا تھا کہ اسی جادوگر
کی شکل بنکر کسی دن ساتھ قیصر کے اُس پار دیوار کے جاؤنگا اب جو فرسنگ گرا خنجر پھینک مارا فرسنگ کا سر اُڑ گیا وہان
گلدستہ جلا تو شاہور سر پیٹتا ہوا دوڑا اُسکی پشت پر کئی ہزار ساحر گھبرائے ہوئے ہائے فرسنگ کہتے ہوئے اس پار آئے
چالاک جب اُسکو مار چکا حیران ہوا کہ یہ مین نے کیا کیا یہ بات سوچی کہ بہ تعجیل تمام رنگ و روغن عیاری کا لگا کر بشکل فرسنگ
بنا وہ لاشہ اصلی ایک طرف گوشے مین دفن کر دیا مردہ بنکے زخم جسم پر لگا لیے بجاے فرد کے گرا مگر شاہور اُسوقت پہونچا
کر اسنے آتے ہی دیکھا کہ باہر بارگاہ کے ہزارون ساحر لڑ رہے ہین ایک کے پیچھے دوسرے کے ہاتھ مین چاؤن کر رہے
ہین چند دوڑے دوڑے پھر رہے ہین کوئی منھ کے بھل کہین گرا کوئی جوش مین نشے کے کنوئین مین پھاند پڑا کوئی نہر مین پھاندا
پانی مین جا کر ٹھنڈا ہوا راہ سے پانی کے آتش جہنم مین پہونچا کوئی گاتا ہوا جاتا ہے کوئی ہنس رہا ہے کوئی کسی پر آوازے کس رہا ہے
عجب طور کا ہنگامہ ہے بعضے سر برہنہ پگڑی ہاتھ مین ایک پیچ لپیٹا ہے ہاتھ چلا جاتا ہے پگڑی بندھ نہین سکتی بعض کی نشے
کے جوش مین آنکھین بند دل درد مند ٹھمری گا گئی گنگری جولی اُلٹ گئے منھ کے بھل گرے پڑے ہین مگر کہ رہے ہین مار لیا
اب حریف نہ بچیگا خدا کی قدرت ہم سے ہمسری کرتا ہے شاہور روتا ہوا آتا تھا اسکا بڑا بھائی تھا یہ حال ساحرون کا دیکھکر
بے اختیار ہنس پڑا مگر وہان قیصر حیرت کے آگے منتین کر رہا تھا ٹھنڈی سانسین بھر رہا تھا کہ اُسنے ہلکر سُنا خدمتگارون
نے خبر دی کہ شاہور مع اپنے ہمراہیون کے روتا پیٹتا گیا ہے فرسنگ پر کوئی اُفتاد پڑی قیصر گھبرا کے اُٹھا کہتا ہوا
کہ عجب مصیبت مین جان ہے حقیقت مین یہ عشق نہین میرا امتحان ہے اُسوقت آکر پہونچا کہ شاہور اندر گیا فرسنگ نقلی
کا لاشہ دیکھا خون کے دریا بہے ہین بعض ترپ رہے ہین قیصر نے آواز دی ای شاہور کیا ہوا شاہور نے سر پیٹ لیا کہا
غضب ہوا کوئی میرے بھائی کو قتل کر گیا قاتل نہین معلوم ہوتا قیصر بھی آیا چار جانب ڈھونڈھا کسی کو نہ پایا ملازمان شاہور

اٹھیں کا ... کے لئے اُسکی ارتھی بنائی تانبے کا کفن جسم سے لپیٹ کر دس پانچ نے ارتھی کو اٹھا لیا شاہور و قیصر ساتھ ہیں
علاوہ ازیں شاہور رام رام ست کہتے ہوئے ارتھی لیے ہوئے جاتے ہیں قیصر و شاہور ساتھ ہیں جب قریب دیوار کے پہنچے
طائر امتحان دیکھنے لگے ناگاہ زمان شاہور برسر دیوار پہونچے ہیں کہ ایک طائر نے طبل کے آواز دی ارے یارو یہ کیا
لیے جاتے ہو یہ لاشہ فرسنگ نہیں ہے یہ وہی دشمن قاتل ہے سب کو احمق بنایا ہے سر پر چڑھ کے جاتا ہے تین مرتبہ جب طائر نے
آواز دی بہت غل مچا کہا اے قیصر ہوشیار ہو یہ دشمن سخت آگیا شاہور و قیصر رو رہے آواز دی ارے ارتھی ٹھہراؤ
آگے نہ بڑھے جاؤ چالاک نے سنا کہ اب ارتھی رکی اب یہاں سے نکلو لاشہ فرسنگ نقلی کا برسر دیوار تھا طائر سب
چاؤں چاؤں کر رہے تھے چالاک ادھر کفن پہنے ہوئے اٹھا دھم سے کود جادوگر جو زیر دیوار کھڑے تھے اُنسے آنکھ ملا کر
آواز دی دیکھو تو تم سب کا کیا حال کرتا ہوں ایک کو خنجر مارا ایک کو گرا کے گرا چالاک اندھیرے میں بھاگا پہلو میں دیوار
کے ایک غار تھا اُسمیں جا چھپا مرنے سے ساحر کے اندھیرا ہو گیا تھا قیصر نے سحر کیا اندھیرا رفع ہو گیا آگے دیکھا مردہ ندارد
لاشے دو چار پڑے تڑپ رہے ہیں ساحر دوڑتے پھرتے ہیں بعضے لینا لینا کہتے ہیں بعضے بدحواسی میں بھاگو بھاگو کہہ رہے
ہیں ارے یارو مردہ کہاں گیا کیا خوب مردہ تھا زندہ ونکو مردہ کر گیا ہم جانتے تھے مر گیا شاہور روتا پیٹتا پھر بارگاہ
فرسنگ میں گیا سب طرف تلاش کیا دیکھا رہتی ہیں لاشہ بھائی صاحب کا دبا پڑا ہے لاچار ہو کر ارتھی بنائی اس بار
کہیں جلا دیا یہاں قیصر انتظام کرتا پھرتا ہے کہتا ہے یارو ظالم مردہ بنکر اس بار آیا ہے ذرا ہوشیار رہنا یہ خبر کنیزوں نے جا کر
بی حیرت سے کہی کہ ارے غضب کیا فرسنگ کو مار بھی ڈالا اُسی کی شکل بنکے اس بار ارتھی پر آیا اب غائب ہو گیا ہے
سب ڈھونڈھتے پھرتے ہیں قیصر کو بڑا خیال ہے سب طرف دوڑا دوڑا پھرتا ہے سب ساحروں سے کہہ رہا ہے کہ یارو وقت
ہوشیاری ہے بلکہ جو کوئی اُسکے پاس آتا ہے یہ گھبرا کر اُسکی صورت دیکھتا ہے ڈرتے ڈرتے پوچھتا ہے کیوں بھائی تم وہ مردہ
تو نہیں ہو وہ ساحر سر جھکا لیتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ اب اپنے خیمے میں حیرت کو بلوا لیجیے ڈرا کے سمجھائیے سنا ہے یہاں آ کے
بڑے بڑے صدمے اٹھا چکی شاہور راضی ہو پہر رات گئے قیصر اپنی بارگاہ میں آ کر بیٹھا حکم کیا ملکہ حیرت کو لاؤ لوگ گئے
آ کر حیرت سے کہا حیرت رو رہی ہے چالاک کے آنے کا بڑا غم ہے حیران ہے دیکھیے کیا گذرتی ہے ایسا نہ ہو وہ بیچارہ گرفتار ہو
تو بڑی مصیبت ہو برق آکر پھنسا صرصر گرفتار ہوئی اگر یہ گرفتار ہو گیا تو پھر کوئی صورت رہائی کی نہ نکلی افسوس کہ ہم کس
بیکسی ہوئی یا تو اپنے صاحب اختیار تھی یا ایسی مجبور ولاچار ہوئی نہ مونس نہ ہمدم نہ رفیق حسرت دیاس شفیق جان پر
بنی ہے دیکھیے کیونکر زندگی ہوتی ہے جس کی قید میں ہیں وہ درپئے آزار کنیزیں جو گرد میں اُنکو مونس وہمدم جانتی ہے اُنکے
سامنے یہ اشعار پڑھنے لگی نظم

صبا دمے عرض ہی نہ کچھ دام سے غرض
مطلب نہ صبح سے ہی نہ کچھ شام سے غرض
وہ ولولے شباب کے وہ دن گذر گئے
دنیا میں ہے کسی کو فقط نام سے غرض
چھٹتے نہیں ہیں نالۂ سوزان فراق میں
ای دل نہ لوٹنے ہے نہ بادام سے غرض
وہ لاکھ ہم بھلوں سے برائی کیا کریں
ہے ہمکو اپنے یار دل آرام سے غرض

ہے دل کو چشم ساقی گلفام سے غرض
ہے مرغ دل کو زلف سیہ فام سے غرض
کہتا ہے نامہ بر سے وہ خط کے جواب میں
اب یار سے غرض ہے نہ پیغام سے غرض
آنکھوں پہ خیال ہے اُس چشم مست کا
آنکھوں پہ ہر زبان کو ہے کام سے غرض
سوتے میں کھینچ لی کے وہ فرش ناز پر
شکوے سے کچھ غرض ہے نہ الزام سے غرض
کلمہ سنا اُس صنم کا پڑھوں نور کس طرح

شیشے سے مدعا ہے نہ کچھ جام سے غرض
مبہوت ہوں میں یاد رخ زلف یار میں
کیا ہمکو اُنکے نامہ و پیغام سے غرض
بوسے پہ بوسہ عارض سیمیں کا لیجیے
آنکھوں کو ہے مدام یہاں جام سے غرض
چوسوں زبان کو بوسۂ چشم نگار ہوں
ہے اُنکو اپنے چین سے آرام سے غرض
کیا کام ہے حسین ہزاروں ہیں خلق میں
کافر ہے وہ جسے نہیں اسلام سے غرض

ان اشعار کو پڑھکر حیرت رو رہی ہی اپنے جاہ و جلال کی یاد دل مائل فریاد کوئی تسکین دینے والا نہین کہ ایک کنیز بڑھکر
قریب آئی کہا حضور مین کچھ عرض کرونگی حیرت نے کہا تمھاری عرض سنی وہی جواب ہی جو ہمیشہ دیا کنیز نے دست بستہ
عرض کی یہ پرانی بات نہین ہی مین وہ بات عرض کرونگی کہ حضور خوش ہو جائین یہ کہکے سب کنیزون سے کہا ایک دم بھر کو ذرا ہٹ جاؤ
مین عرض کرون پھر بلا لونگی کنیزین سب ہٹ گئین جب حیرت اکیلی رہی کنیز قدمون سے لپٹ گئی رونے لگی اشکون سے
پائون دھونے لگی حیرت ہان ہان کہتی ہی کہ مین سمجھی تمکو میرے حال پر افسوس آیا جو مرضی خدا کی کسی کا کیا اختیار ہی وہ
سب کا پروردگار ہی بندہ مجبور و ناچار ہی کیا رنگ تھا فلک نے کیا دکھایا کنیز نے کہا اپنے غلام جان نثار کو آپنے نہین
پہچانا حیرت کے کان کھڑے ہوئے جھجک کے پیچھے ہٹی کہا ارے تو کون چالاک نے گرد پھر کر عرض کی آپ کا غلام
قدیم چاہنے والا تابعدار دل و جان سے نثار غلام مضطر چالاک بن عمر حیرت نے ایک دو ہتڑ مارا کہا او کمبخت تو نے
یہ کیا کیا بڑی مصیبت اٹھائی چالاک نے کہا جان تک تو حضور سے عزیز نہین کلم ہو سر کاٹکر قدمون پر رکھ دون اب
سرکشی اپنے قدیم چاہنے والے سے مناسب نہین حضور عجب طور سے عیاری پڑی یہ سوچکر فرسنگ کو بیہوش کیا تھا کہ اسکی
شکل بنکر قیصر کے ساتھ آئینگے جب وہ بیہوش ہوا اسکو مار ڈالا تب یہ سوچا کہ مرد ہشتے ہلا اب یہ خیال ہی کہ آپکو تو رہا کرتا ہون
آپ تو جا کر کسی گوشے مین چھپ رہیے اور برق دھر جھر کے رہا کرنے کی تدبیر کیجیے مین آپکی شکل بنکر قیصر کے پاس جاتا ہون خدا
چاہیگا تو مار لونگا اگر پکڑا بھی گیا جو مجھپر گذریگی سو گذریگی آپ تو رہا ہو جائینگی آپ صدمات مصیبت نہ اٹھائین حیرت کو سناٹا آگیا
دل سے کہتی ہی یہ ظالم بیشک عاشق صادق ہی جان دیکے آیا کس غضب مین اپنے کو یہان تک پہونچایا سر جھکا کر کہا جو تمھارے
نزدیک مناسب ہو یہ کہکے شرمائی سر جھکا لیا چالاک نے زبان سے حیرت کی سوزن نکالا آپ بنگ و روغن عیاری کا
لگا کر بصورت حیرت جادو بنا زنجیرین پہنین لین زبان مین اپنی سوزن دے لیا کہا حضور جائین اب مجھکو دیکھیگا یا خود
آئیگا مین سمجھ لونگا آج انکو نہین چھوڑتا حیرت بلا سے روزگار ہی ایک چٹکی خاک کی اپنے اوپر ڈالی غرق زمین ہو کر راستہ
رہائی صرصر و برق جانی ہی اسکا ذکر وقت پر ہوگا چالاک نے کہدیا ہی کہ حضور یہ عیاری ہی کوئی ساحر یہ نوبت مکار
شعبدہ باز حیلہ ساز جو بازیچہ فطور کرے تو آپ میرا ابھی خیال کیجیے گا جب قیصر کے مرنے کی آواز آئے فوراً آپ اپنے کو
قید خانے پر پہونچا کے صرصر و برق کو رہا کیجیے گا بیاک دست اندازی نہو حیرت نے اچھا کہکر اپنے کو غرق زمین کیا
سامنے قید خانے کے صحراے ریگستان تھا نخل کے سائے مین حیرت اگر ٹھہری یہ بھی یقین ہی کہ جب قیصر مارا جائیگا اور
بھی گر گئی با ہر میرے لیے راستہ کھل جائیگا یہان چالاک بن عمر و حیرت بنا ہوا بیٹھا ہی مگر خوف سے دل کانپ رہا ہی کہ اے
چالاک دیکھو کیا ہوتا ہی مگر تقاضاے محبت یہ ہی کہ جان جائے یار رہے مگر معشوق خوبرو بچ جائے یکایک پانچ چار عورتین دوڑی
ہوئی آئین سلام کیا کہا چلیے حضور کو سرکار نے بلایا ہی آج وہین جلسہ رہیگا ناچار حیرت نقلی اٹھی اپنے کو سنبھالتی ہوئی
چلی قیصر یہان بیٹھا ہی جو چند مصاحب اسکے پاس موجود ہین انسے کہتا ہی یارو دیکھون آج وہ نالہ کیا کہے مجھے تو آج
امید وصل نہین مگر مین بھی قید مین مار ڈالونگا زندہ نجانے دونگا کہ ایک کنیز نے اگر خبر دی کہ ملکہ تشریف لاتی ہین مگر سبب
برہم مین کہتی تھین مین وہان جا کر کیا کرون اسکو آنا ہو یہان آئے ورنہ اسکو اختیار ہی یہ تو قید کی بندے مین قیصر یہ
پیغام سنکے رونے لگا کہا یارو معشوق پر یہ تکلیف میرا دل نہین چاہتا کہ مین اسکو اسقدر ستاؤن جو تقدیر دکھاتی ہی ہم دیکھتے
دکھاتی ہی افسوس اگر یہ مجھکو قبول کرتی آنکھون مین رکھتا اب تو بقول زیب النسا مخفی اپنی یہ کیفیت ہی قطعہ

من بوالہوس عشقم و باین ہنری نیست افسوس کہ صاحب نظر آن نظری نیست	گم گشتہ این راہم و از من خبری نیست روزی کہ زند موج محیط کرم دوست	خورشید جہان تابم و نفشاند مرا آب ثابت زندگان راز مواجی اثری نیست

آنکہ کہ در آئینۂ اسرار الٰہی
از داغ درین باغ گلی تازہ تری نیست
نومید نباید شدن از گردش ایام
ہان مرغ چمن شوق کم از بال و پری نیست
افسردہ نہ پژمردہ چو گلہائے خزان بار
حاصل ز جہان ہیچ بجز دردسری نیست

چندانکہ نظر میکنم از من اثری نیست
گاہی بجرس ہمرہ و گاہے بفغانم
شامی بجہان نیست کہ او را سحری نیست
ای دیدہ سرشکی کہ بہنگامۂ عشاق
از آتش عشقت کہ بہر کس شرری نیست

بلبل بفغان کوش کہ در گلشن امید
در قافلۂ عشق ز من پیشترے نیست
دل در قفس سینہ کند سیر گلستان
سامان نشاطی کہ بجز چشم تری نیست
مخفی بہ نگاہ بوی ہوس چند توان بود

مصاحبون نے اشک پاک کیے کہا حضور آپکا عشق صادق تاثیر دکھائیگا معشوق راضی ہو جائیگا قیصر نے سب کو اٹھایا ملکہ حیرت نقلی سامنے آئین مگر قیصر نے دیکھا آج ملکہ کا چہرہ بحال ہی سر جھکائے ہوئے مجبور چلی آتی ہین قیصر اٹھ کھڑا ہوا کہا حضور آئیے حیرت نے اشارے سے کہا آپ قیدی کی کیون اسقدر تعظیم کرتے ہین او ظالم حکم دیدے کہ جلاد ہمکو قتل کرے تیرا اور عقاب کا دل ٹھنڈا ہو قیصر نے ہاتھ باندھکر کہا وہ زبان کٹے کہ آپکے قتل کا حکم دون مین آپ نثار ہون حیرت نقلی نے کہا ای قیصر تو عاشق جاہل ہی اگر اصل مین مائل ہو تا میری تمنائے دلی پوری کرتا لکن یہی فکر ہی کہ آئیے میرے پہلو مین بیٹھیے اسکا جواب یہی ہی کہ ہمین قتل کر یا طائر بسمل جان کے چھوڑ دو جہان ہمکو تقدیر لیجائے وہان جائین مارے مارے پھرین اب تقدیر مین سلطنت نہین ہی نہین معلوم کہان کہان مارے مارے پھرینگے یہ سنکر قیصر بیتاب ہو گیا ہاتھ باندھکر کہا آپکے دشمنون کو اسطرح مٹاؤن کہ پردۂ دنیا مین نام نہ رہے ہو شہر یا ہر آپکی عملداری ہو جن جن نمکحرامون نے ملکہ سے بدعہدی کیے سلطنت مٹائی انکی بوٹیان کاٹ کر حاضر کرون حیرت نے کہا یہ امر ہماری تقدیر مین نہین نوشتۂ سلطنت کلک قدرت کی تحریر مین نہین قیصر نے کہا حضور یہ تو آپکا خیال خام تصور ناتمام ہی ایسا سحر کرون کہ مسلمان اپنے مقام سے اٹھ نہ سکین بھائی کو بھائی قتل کرے کوئی مہلت نہ پائے اگر حکم ہو ایک ہفتے کے اندر یہ کرکے دکھا دون میان عقاب کو اپنی سحر و ساحری کا بڑا گھمنڈ تھا میرا کیا کر لیا لشکر لیے پڑے ہین حیرت نے کہا تم ایسا ارادہ کرو ایسا نہو اس بوالہوس کو بھی خبر ہو جائے وہ بھی بندوبست کرے یا آئے ملک پر جاکر آپ ہمین جو نہی بیزار ہو قیصر نے کہا حضور اسطرح چلون راہ کو بھی خبر نہو منزلین طے کرکے پہونچاؤن جاتے ہی آگ برسانا شروع کرون بھاگ نہ سکین ایک بات مفصل بتلائیے کہ حقیقت مین اُن مین کوئی ساحر تو نہین ہی حیرت نقلی نے کہا اُنکے مذہب مین سحر کرنا گناہ ہی قیصر نے کہا پھر حریف کے سحر سے کیونکر بچتے ہین حیرت نے کہا اسکو بکر سے خلل کرتے ہین صرف صاحبقران زمان مالک اسم اعظم الٰہی ہین اور فوج مین کسی کو اسمین دخل نہین عیارون پر ناز کرتے ہین دیکھو دو یہان بھی آئے بقول برق معلوم ہوتا ہی کہ یہان چالاک آنے کو ہین دیکھیے وہ کس رنگ سے آئین قیصر نے کہا بس ہو چکا ہم جانتے نہ تھے آگے عیاری کی اب تو ارسطو و بقراط بھی نہین آسکتا ہم ہوشیار ہو گئے اب دھوکا کیون کھانے لگے اگر شاید آئیگا اس پار لشکر مین آکر پھریگا بڑا کمال یہ ہو کہ دو چار جادوگرون کو قتل کریگا سردارون کو دھوکا دیگا مجھ تک نہین آسکتا چالاک نے کہا بجا ہی یہ جواب آپنے ارشاد فرمایا اسکو کون دروغ کہسکتا ہی اب ہم بھی آج آپ سے مفصل کہتے ہین جس روز آپ برائے ملاقات عقاب تشریف لائے ہم دیکھکر عاشق ہوئے قصد یہ تھا کہ چھپکر تمھارے پاس آئین وقتاً فوقتاً مزے اڑائین تمنے جرا کیون لگایا ہم کو ناگوار معلوم ہوا منھ سے نہین نکل گئی آج تم سے صاف صاف کہدیا اگر انھین باتون پر راضی ہو تو قسم سامری و جمشید کی ہمین کسی بات مین تم سے انکار نہین چلو چھپرکھٹ پر آج ہی فیصلہ ہو جائے ہمسے بھی اب بار فراق نہین اٹھتا جب معشوق ہمارا عاشق صادق ہی پھر ہم کیون سختی فراق اٹھائین اپنے چاہنے والے سے شرم کیا قیصر تو ان باتون کو سنتے ہی بھول گیا اپنے کو بالکل بھول گیا گڑگڑانے لگا ہاتھ جوڑتا ہی اُٹھکر گردپھرا کہا مین تو غلام ہون کیا کرون دل بیقرار ہے

یہ حرکت کی کہ چُرا منگایا بہ تعجیل زبان سے سوزن نکالا ہتھکڑیان بیڑیان اپنے ہاتھ سے کاٹنے لگا کہا اب حضور کو اختیار ہے غلام قدیم تابعدار ہی ملک و مال فوج پر اختیار ہی ہین کسی مقدمے مین دخل نہ دونگا چالاک نے پٹے پکڑکے اُلٹے ہاتھ سے ایک طمانچہ مارا کہا کیون رے تو نے ہمکو قید کیا تھا تجھکو کچھ افسوس نہ آیا ہاے کیا کہون آج اپنا ملک و مال قائم ہوتا سامان وصل مہیا کرتی تو بھی جانتا کہ کسی معشوق سے وصل ہوا مگر کیا کرون مجبور ہون چل جہان تو کہے چلون ارے دھر دبئے مورکھ بیوقوف ظالم ہمکو قید نہ کرتا تو وصل کس سے ہوتا اب تو قیصر پھولا ہوا بیٹھا ہی خوشی کے مارے منھ سے بات نہین نکلتی ہی کبھی ہنستا ہی کبھی انگلتین کبھی خوشامدین کرتا ہی چالاک نے گلابی کھینچکر کھائی سے پڑیا بیہوشی کی ڈالی جام بھر کے کہا لو بیو مجھکو ذبح کرنا قیصر جھک جھک کے سلام کرنے لگا جام پیگیا اب بیقراری نشہ ہونے لگا جب نشہ کامل ہوگیا بلبلا یا گھبرا کر اُٹھا کہا پلنگ پر چلو ملکہ نے کہا تم چلکر بیٹھو مین ابھی آئی کیا مجھے کھا جائیگا تیری آنکھون سے ڈر معلوم ہوتا ہی نگوڑا خونی جنونی اپنے مطلب پر گیا جلدی اُٹھا اور کسی بات پر مجھکو ہاتھ نہ لگانا غنچہ گل ہی میرا دم نکل جائیگا مین ان باتون سے آگاہ نہین میرا شوہر مرنے والا فقط دور سے دیکھ لیتا تھا اُن باتون کے لیے کنیزین موجود تھین مگر آج تیری خوشی کرنا ضرور ہی میرے بھی قلب کو سرور ہی قیصر اُٹھکر چلا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گرا چالاک کا ہاتھ یا نوخنجر نگارین تھا اب دست زبردست جلاد ہوا خنجر کھینچکر ہاتھ مارا قیصر کے دو ٹکڑے ہوے اتنے بڑے ساحر کا مرنا وہان تو دیوار تھراکے گری اور جو جو مکان اسکے سحر کے تھے سب گر پڑے خیمہ جلنے لگا ہزارون طائر سر پیٹتے ہوئے آسمان پر پیدا ہوے آواز ہیہات و افسوس دیکر جل جل کے گرتے تھے کبھی لاش کے گرد پھرتے تھے اُس اندھیرے مین چالاک نکلکے بھاگا حیرت قید خانے کے سامنے گوش بر آواز تھی کہ کان مین آواز آئی کشتی مرا نام من قیصر سحر طراز بود افسوس مردیم و جان دادیم و بہ مطلب خود نہ رسیدیم بس حیرت نے چند سنگریزے اُٹھا کر نگہبانون پر مارے ماہور جادو سب کا افسر تھا یہ گھبرا کے اُٹھا دیکھا ہزارون کے سر کٹ کٹ کر گرنے لگے پکارا یارو یہ کیا ہوا جو مرنے سے بچے وہ اُٹھکر بھاگے حیرت نے ایک گولہ مارا ماہور کا سر اُڑ گیا جھپٹ کر صرصر و برق کو پنجے مین دبایا کہ چالاک بھی آپہونچا آواز دی ملکہ مین حاضر ہون مجھے بھی ساتھ لیجیے قیصر کو مارا حیرت نے بہ تعجیل ایک تخت سحر بنایا اُسپر صرصر و برق و چالاک کو بٹھایا ہر چند چالاک نے کہا آپ بھی اسی پر بیٹھیے سحر سے اُڑا کر لیجیے حیرت نے کہا مین سحر کی بجلی چلاونگی قلعہ ملکوتیہ مین بھگدڑ پڑی ہوئی ہی مکانات گرے باغات جلے بہت سی کنیزین و ساحر جو اسکے سحر کے تھے وہ غائب ہوگئے مگر قضاے کار آج شب کو عقاب ابر سوار یہ قصد کرکے اپنے مقام سے اُٹھا کہ جاکر حیرت کو لے آؤن سحر کرکے بلند ہوا آسمان پر ستارہ بنا چمک رہا تھا دیوار کو دیکھ رہا تھا کہ طائرون کو مارون دیوار گرا کر اُس پار جاؤن یکایک کان مین آواز آئی قیصر کے مرنے کی اور دیکھا لشکر والے بھاگے جاتے ہین حیران ہوکر چار جانب دیکھنے لگا یکایک اسکی نگاہ پڑی کہ ایک تخت پر ایک عورت حسین خوبصورت ایک فرنگی صاحب شوکت ایک جوان عیار طرار قنطورہ ہاے زر بفتی سے آراستہ خنجر خون آلود ہاتھ مین ملکہ حیرت جادو معشوق خوش خو ہوا پر قائم تخت کو اُڑائے ہوئے لیے جاتی ہی سر حد دیوار سے کئی کوس گذر چلی قلعہ ملکوتیہ مین ملازمان قیصر سر پیٹتے پھرتے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ یارو ہمارے مالک کو کسنے مارا قاتل کو تلاش کرو ہم اُسکو مارین اپنے مالک کے خون کا بدلا لین یہ کہتے ہوئے بھاگے جاتے ہین جس خیمے مین قیصر کو مارا تھا قیصر کا وہان لاشہ پڑا تھا جب وہ خیمہ جلا سب نے دیکھا مالک کا لاشہ پڑا ہی ہزارون ساحر گرد آگئے ہین سناٹا سنسنا کہکہ پیٹتے تھے سب معاملہ جو عقاب نے دیکھا ہوش اُڑ گئے اپنے لشکر والون کو آسمان سے آواز دی یارو قیصر مارا گیا عیار نے اُسکا کام تمام کیا لینا خبردار جانے نہ پائے ملازمان عقاب نے جب اپنے مالک کی آواز سنی طرف صحرا کے دوڑے دیکھ رہے ہین عقاب بھی آسمان سے بلند پروازی کرتا ہوا آتا ہی سب اسکے پیچھے پیچھے ملکہ حیرت تخت کو لیے ہوئے آپ ہوا پر قائم

سحر کرتی ہوئی جاتی ہو [illegible] تک پہونچکے آئی وہان ایک قلعہ دیکھا حاکم وہان کا مفتاح زرین علم صاحب شوکت
وحشم ایک قصر [illegible] کے گرد مین اسکے [illegible] بنا یا ہی اسکو سحر سے مملو کیا ہی اسکی تاثیر یہ ہی کہ اُسمین باغ وغیرہ بنے
ہوے [illegible] رنگا رنگ [illegible] کے طائر [illegible] مختلف [illegible] ہین گرد اس مکان کے خندق خون روان جاری ہی
کیا مجال کہ جو اُس قصر سے ساحر گذر سکے [illegible] سے گذرے سحر بھول جائے حیرت جھپکر جیسے اُس قصر پر
ٹھہرائی چاہا کہ نکل جاؤن سحر فراموش ہو [illegible] ایک [illegible] مین جا کر پہونچی حیران کہ ای حیرت یہ کیا معرکہ ہوا چالاک
و برق [illegible] کیفیت دیکھی تخت کو ہوا [illegible] قصر سے الگ کر دیا تھا سحر جو حیرت کا ٹوٹا تخت زمین پر گرا مفتاح
زرین علم [illegible] یہان کا مالک ہی سحر مین [illegible] یادگار ساحری جمشید ہی اسوقت قلعے سے نکلکر صحرا مین آیا تھا اسنے
[illegible] دیکھا کہ ایک نازنین اُڑی [illegible] آتی تھی وہ تو میرے مکان طلسم مین گری ایک تخت آگر پہاڑ پر گرا ہوا
گرم [illegible] ایک آواز [illegible] بھی آئی کہ [illegible] طلسم [illegible] ہی ساحر و غیر ساحر اسکو دیکھکر دنگ ہی اس طرف
آنے والا [illegible] گریگا سحر یاد نہ رہیگا [illegible] آکے اپنے کو بچائے مفتاح نے جو تخت گرتے ہوے
دیکھا اُس طرف چلا تھا چالاک [illegible] یہ سانحہ حیرت افزا دیکھکر تخت سے کود کے تخت کو وہین چھوڑا ایک
جانب بھاگ [illegible] دل مین خیال ہی کہ یہ کیا ستم ہوا فلک نے یہ کیا محنت کی ساری مشقت ضایع ہوئی چالاک نے
برق سے کہا اب الگ ہو کر دریافت کرو کہ یہ کیا معرکہ گذرا اسکا [illegible] کیونکر ہوگا برق نے کہا مین جا کر دریافت کرتا ہون
تینون [illegible] علیحدہ برائے دریافت مطالب ضروری چلے [illegible] عقاب نے آسمان سے دیکھا کہ یا تو حیرت اُڑی ہوئی جاتی
تھی یا ایک [illegible] گری تخت الگ ہو گیا بس عقاب جھپٹا قریب اُس قصر کے پہونچا چاہا کہ اس قصر مین اُتر جاؤن سحر
فراموش [illegible] لگا [illegible] آیا ایک وحشت طاری عالم بیقراری ساحر جہان دیدہ کارآزمودہ
گرم و سرد عالم چشیدہ تھا سمجھا یہ مقام طلسم ہی [illegible] مین بھی جا کر سر پڑا کون نکالیگا مالک یہان کا قتل کر ڈالیگا ایک ساعت
[illegible] گھوڑون سے پامال کرو یعنی وہ [illegible] اُتروا ڈالو پورا رسالہ ہاتھی و ردیان نیزے ہاتھ مین
سحر کرتے ہوے دوڑے [illegible] نیزہ مارا انکے نیزے سے برق چمکی اُسی پر بجلی گری اسی طرح ہزارون
سوار [illegible] خاک ہوتے [illegible] اب عقاب کے طائر ہوش اُڑے خود بڑھکر سحر کرنے
لگا [illegible] جار ہزار [illegible] طرح وہ قصر بنا ہوا ہی حکمایان اشراقین نے علوم اپنے صرف
کر کے یہ عجائب و غرائب تعمیر کیا [illegible] عقاب گھبرا گیا حیران تھا کہ یہ کیا ہوا چاہتا ہی کہ حیرت جادو
معشوقہ خوشخو بعد قتل قیصر [illegible] پاس آتی [illegible] نامہ ہو چکا ہی ہائے تقدیر نے یہ کیا دکھایا کبھی کہتا ہی لوگ
[illegible] خود [illegible] میرے ساتھ [illegible] خوبرو چھوٹی مین نے اپنا گھر بار چھوڑا وطن سے منھ موڑا اسی
خیال سے کہ [illegible] قبول کیا یہ مہم کیا کم ہی اس خیال مصیبت مآل سے مزاج درہم
برہم ہی جا کر ان لوگون سے لڑون اُن سرکشون سے مقابلہ کرون کہ جنھون نے المشتمش ایسے شخص کو دریائے قلزم مین
گھسکا کھینچا یا ایسے ظالمون سے مقابلہ کرنا اپنی جان [illegible] کھیلنا ہی مگر یہ بار مصیبت اپنے سر پر اُٹھایا ہائے مین کوچ کرکے
یہان تک آیا بقول شاعر نظم

یہ کیا معلوم تھا داغ جدائی وہ قمر دیگا
دعائین سیکڑون خوش ہو کے عاشق رات بھر دیگا
خدا کا خاص بندہ ہوگا میخانے مین ایسا بھی

خدا آہ دلِ مظلوم مین اتنا اثر دیگا
خوشی شب بھر رہیگی رنج ہنگام سحر دیگا
رہ باریک مین کیا کام ہی نازک خیالی کا
فقیر مست کا کاسہ مئے وحدت سے بھر دیگا

بتون کے دل مین گھر یہ نیر بے آواز کر دیگا
ملا کر منھ سے منھ بوسہ جو تب کو وہ قمر دیگا
نزاکت بھی وہی دیگا جو اُس گل کو کمر دیگا
جہان ہوگا وہ سبزہ رو وہین مین اُڑ کے پہونچونگا

زمرد کے خدا اشکون کے بدلے مجکو بر دیگا
صفائی باطنی پیدا تو کرلے چاند کی صورت
اگر لالے کو دیگا داغ تو گل کو وہ زر دیگا
بہار گل کے آنے کی خبر گر کان تک پہونچی
بہت تکلیف ہجر یار مین درد جگر دیگا
شب وصلت ظرافت سے اگر مین اُسکو چھیڑونگا
خدا الفت بتان سنگدل کی دل مین بھر دیگا

تمھارا حال پوشیدہ نہین رہنے کا عاشق سے
خدا رہنے کو اے دل صورت آئینہ گھر دیگا
شروع سال سے قبضہ کرونگا رے گلگون کو
قفس مین دم پھڑک کر بلبل بے بال و پر دیگا
دکھا کر عارض گلگون چمن مین صورت بلبل
اُٹھا کر ہاتھ لاکھون کو سنے وہ رات بھر دیگا
کسے ہین شعر وصف سلک دندان منیجے مین نے

ہمارا یکبیک دل ہر وقت کی ہمکو خبر دیگا
خدا کے سامنے شادی و غم دونون برابر ہین
اجا ہے مین گل داغ جوانی وہ قمر دیگا
کسی پہلو نہین آنکھ کا مجکو مین وہ بسمل ہون
ہمارا دامن نظارہ پھولون سے وہ بھر دیگا
خبر کیا تھی ہزارون سختیان جھیلونگا فرقت کی
کوئی تو قدر دان منھ موتیون سے پُر کر دیگا

یہ اشعار پڑھکر بہت رویا ایک طرف صحرا مین اُتر پڑا اس خیال سے کہ شیران سلطنت و وزیران اُنہت سے صلاح کرکے اس مکان مین جاؤنگا حیرت کو کمال لاؤنگا ہائے کیا غضب ہوا فلک نے سنگ تفرقہ پھینکا باعث جسکے قتل ہوئی گھر بار چھوٹا اس صحرا مین آکے فلک نے لوٹا اب دیکھون تقدیر کیا دکھائے یہ معشوق کیونکر ہاتھ آئے یہ تو اس سوچ مین اگر اپنی بارگاہ مین بیٹھا دیگرون نے جابجا سامنے قصر کے مورچے لگائے اُس مکان سے اکثر تیر آتے ہین سلیمون کو توڑ کر پار گذر جاتے ہین مگر تیر مارنے والا نہین معلوم ہوتا عقاب تو اس سوچ مین یہان اُترا ہے اسکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا مگر حال اُس برق و صرصر کا سنیے صلاحین کرکے آگے الگ چلے ہین دیکھیے کہ انپر کیا گذرے مفتاح زرین علم بیرون قلعہ کھڑا تھا یہ سب معرکہ دیکھا تخت کو دیکھکر چلا تھا پہاڑ پر جاکر دیکھا خالی تخت پڑا ہے نہین معلوم جو اسپر سوار تھے وہ کیا ہوا اسی سوچ مین پلٹا لشکر عقاب مین آیا دیکھا زیر دیوار بارہ سو لاشہ پڑا ہے ایک بارگاہ بڑی استادہ ہے لشکر گران صحرا مین اُترا ہوا ہے یہ وہان سے ٹہلتا ہوا قریب بارگاہ کے آیا عقاب کو خبر ہوئی کہ یہان کا بادشاہ آتا ہے عقاب بطور خوشامد نکل آیا استقبال کرکے اندر لیگیا جام شراب پیش کیا بہت خاطر مدارات کی ایک گاین کو حکم دیا اُس نے ہاتھ اُٹھا کر یہ غزل گائی غزل

نکہت زلف چھون جیتے ہے اُس مہرو کی
مچھلی بن جاتی ہے بحر کرم بازو کی
ذرے افشان کے چمکتے ہین ستارون کی طرح
آج چلتی ہے پریشان ہوا گیسو کی
قرب عارض نہین ملتی ہین ہوا سے زلفین
پردے آنکھون کے جلا دیگی تپش آنسو کی
شب کو سالک دُر دندان کا تصور جو بندھا
صاف بنی مین شباہت ہے گل شبو کی
سرمہ دینے سے نہین اشک بہے گالون پر
عطر گل سے بھی سوا تیز ہے بو گیسو کی
ایک موذی ہو تو کچھ بڑھکے مین کیلون جھوکون
مچھلیان چشمۂ خورشید مین ہین بازو کی
بارش اشک کی کثرت یہ شب ہجر رہی

ہو ترش پران نیچہ دیتی ہے مہک گیسو کی
چشم و گیسو کا انھین میری طرح سودا ہے
روشنی ہے شب ظلمت مین غضب گیسو کی
تازہ مضمون کمر ہاتھ نہین آنے کا
آندھی کعبے سے یہ اُٹھی ہے سیہ گیسو کی
نور کے سانچے مین ہر عضو ڈھلا ہے اُنکا
تا سحر ٹوٹی نہ آنکھون سے لڑی آنسو کی
سحر سے کم نہین عشاق کو نرگسین اُنکی
چمن حسن مین پیدا ہوئی شاخ آہو کی
طاق محراب حرم مین ہین چڑھا دن چلے
زلف ہین سانپ کی ابرو مین ہے خو بچھو کی
چشم جانان کو بھلا واجد کہون زیبا ہے
نہ تھمی تا بہ سحر نور جھڑی آنسو کی

شعلہ و رنگ حنائی جو ہوا ہاتھون مین
وحشت آنکھین ہو نہ کیون آنکھ سے آہو کی
اے جنون کیون نہو مجموعۂ خاطر برہم
دل کو رہتی ہے عبث فکر نئے پہلو کی
اشک گرم اپنے کسی دن جو حرارا لائے
زنگ آئینے کو کرتی ہے صفا زانو کی
دہن تنگ اگر غنچہ سر بستہ ہے
سرمہ آنکھون مین ہے یا موج چلی جادو کی
درد سر نگہت کاکل سے ہوا ہے پیدا
مجکو ملجائے اگر کوئی کمان ابرو کی
عکس رخسارۂ انور سے ہین ہاتھون کا
شوخیان نرگسی آنکھون مین ہین سب آہو کی

عقاب نے رو رو کر سب حال سنا کے مفتاح کے بیان کیا کہ ہماری معشوقہ خوبرو تمھارے طلسم مین آکر یہ چھپ گئی بہتر ہے کہ ہمارے حوالے کیجیے ورنہ ہم نے

نہ جائینگے بلکہ فسادات برپا کرینگے مفتاح نے کہا ای بادشاہ اصل یہ ہی کہ یہ مکان ہمارے بزرگون کے وقت کا ہی ہم اسکے حال سے بخوبی آگاہ نہیں ہین جو اسمین پھنستا ہی ہم نہین نکال سکتے اگر یہ ہمارے اختیار مین ہوتا ہم آپکے فرمانے سے عذر نہ کرتے مگر اب وہ قیدی طلسم ہی ہماری رائے پر رہائی موقوف نہین ہی ہم مجبور و ناچار ہین آپکو اختیار ہی نہایت منت و خوشامد عقاب جانے کہا مگر مفتاح زرین علم نے یہی جواب دیا کہ ہم بے اختیار ہین یہ کہکے مفتاح اُٹھا عقاب ناچار دربار گاہ تک پہونچانے آیا مفتاح نے جو ذکر حیاال بے مثال حیرت کا سُنا ہی سر کو دُھنتا ہی یہی خیال ہی کہ ای مفتاح کیا تدبیر کرون کہ یہ معشوقہ حور وش سرکش میرے قبضہ مین آدے یہ بھی ذکر زبانی عقاب کی سن چکا کہ ایک عاشق کو عیارون نے مار ڈالا وہ عیار یہان بھی آئے ہین دیکھیے کیا ہو اس فکر مین سرنگون اشتیاق دیدار حیرت مین کلیجہ خون دربار مین آکر بیٹھا اب انکو اسی حال پُر ملال مین چھوڑیے یہان سے دوسری داستان بیان کی جاتی ہی

دو کلمہ داستان شوکت بیان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان تحریر ہوتے ہین کہ برسر قلعۂ سواد نگار مقابلہ مینا نگار جادو مین فروکش ہین لشکر کشی کرنا مینا نگار پر صاحبقران کی و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا خمسہ

قتل کرتے ہین نئے ناز سے چلنے والے
آفت جان ہین یہ دل پاؤن سے ملنے والے
مار ڈالینگے سر شام نکلنے والے
سانپ کا زہر وہ گیسو مین اُلجھنے والے
آہوے چشم چھلاوے کو ہین چھلنے والے

بھول جانے سے ترے مورد بیداد رہے
آرزو لیکے چلے دہر مین ناشاد رہے
مرنے والے جبین کوچہ ترا آباد رہے
کشتہ ہم بھی تری نیرنگی کے ہین یاد رہے
او زمانے کیطرح رنگ بدلنے والے

پوچھتے ہین مجھے شام و سحر آشنا تو ہوا
در پہ حاضر رہون ہدف نظر آشنا تو ہوا
شجر عشق سے حاصل ثمر آشنا تو ہوا
کشمکش عشق مین بارے اثر آشنا تو ہوا
پھر کھڑے ہوتے ہین منہ پھیر کے چلنے والے

رات کو یار کے آنے کی تمنا کی ہی
اک تپ ہجر بھی ہمارے دل شیدا کی ہی
گرمیان قہر کی ہین نور کی چالاکی ہی
حسن نے روشنی خورشید کی پیدا کی ہی
شب کو باہر نہین وہ گھر سے نکلنے والے

نظر بد سے ذرا چاند سی صورت کو بچاؤ
غازہ مل ملکے نہ دل ہر کس و ناکس کا لبھاؤ
سلونا کہ خوشتر ہی منہ تو ذرا آگے لاؤ
آئینہ رکھکے کیا ہی جو کبھی تم نے بناؤ
خاک مین مل گئے ہین دیکھکے جلنے والے

جسنے سونگھی ہی نہین خوشبوے گیسوے دراز
وہ پریشانی خاطر سے رہینگے ناساز
ہم تو مانند حنا زیر قدم ہین ممتاز
پاؤن تک تیرے جو پہونچے نہین ای مایۂ ناز
کف افسوس وہی ہاتھ ہین ملنے والے

دشت گردی کے کوئی پوچھلے ہم سے اسرار
لاکھ منزل ہو کڑی سو ہون نشیب و فراز
جان برسون سے لڑائے ہین مسافر جانباز
گوش زد ہو تو کہین کوس سفر کی آواز
چل کھڑے ہونگے کمر باندھ کے چلنے والے

یاد بالون کی کبھی ہی تو کبھی گالون کی
آنکھ کے تل کی محبت ہی کبھی خالون کی
ہمنشین تجکو خبر کیا ہی مرے حالون کی
یہی سوزش یہی گرمی ہی اگر نالون کی
صورت موم ہین فولاد پگھلنے والے

سامنے آنکھون کے صحرا کی فضا ہی ہر صبح
اتحاد گل و بلبل کا مزا ہی ہر صبح
بار ور نخل مین سب ذکر خدا ہی ہر صبح
باغ عالم مین یہی اپنی دعا ہی ہر صبح
رہین سر سبز شجر پھولنے پھلنے والے

کوچۂ عشق و محبت ہی بلا خیز مقام | اسکے آغاز کا اب تک نہ کھلا کچھ انجام | بیٹھتے اُٹھتے پہونچ جائینگے ہم تو تا شام
اُنسے کہدو جو زمین پر نہین رکھتے دو گام | گر بھی پڑتے ہین بہت روڑ کے چلنے والے

واہ رے دوری اس دور سے دل گھبراتا | درد الفت نہین افسوس کسی کو بھاتا | جن کا ذکر کبھی بھی نہین لب پہ آتا
قسمت عشق کا راغب نہین کوئی پاتا | مرگئے کیا غم و غصے کے نگلنے والے

رات دن ہجر کے صدمے مین بہت دلپہ سہے | یار بے رحم سے احوال مرا کون کہے | دونون اُبلے ہوے دریا تھے کہ دن رات بہے
اشک باقی جو نہ آنکھون مین ہمارے تو رہے | جگر و دل ہین لہو ہو کے نکلنے والے

کیا کرون تیری صفت او ثنا ای آتش | قلب آتش نفسون کا نہ جلا ای آتش | عرش کرتا ہی زگی سے بچے ذرا ای آتش
بس قلم صفحۂ ہستی سے اُٹھا ای آتش | ڈھل چلے شعر جو سکے سے ڈھلنے والے

چہرہ رہروان منازل جنگ ساحری و طے کنندگان مراحل فساد افسون گری حال خیریت آل صاحبقران یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف راقمان کلام سوز و گداز ٭ می نگارند این فسانۂ راز ٭ جب خواجہ عمرو نامدار نے جلتش جادو کو مارا اور لاشہ اُسکا سامنے ملیا نگار کے پہونچا غصے مین کانپنے لگا کہتا تھا یارو ساربان زادے کو کیونکر خبر ہوئی حالانکہ ظاہر ہے یہان کے کسی رازدار نے جا کر یہ خبر پہونچائی جب تو عمرو عیار نے بلا تکلف عیاری کی ایسا میرا یہ مصاحب تھا کہ جسکا سحر مین مثل و نظیر نہ تھا شعبدہ باز حیلہ ساز ساحر با لیاقت سحر و ساحری مین بے نظیر اب مین نام مسلمانان صفحۂ ہستی سے مٹادونگا بعد ہفتے عشرے کے اگر کوئی ایک مسلمان واسطے علاج کے ڈھونڈھیگا نہ پائیگا حکم دیا لشکر مین فرماؤ کسقدر فوج ہماری تیار ہے معلوم ہوا چھ لاکھ ساحر موجود ہین اور باقی نظامت پہ بہرے چوکی پر ہین یہ چھ لاکھ لائق جنگ و جدل ہین سحر و ساحری مین معمور ہین یہ سنکر ملیا نگار مثل فتنۂ خوابیدہ اُٹھا تخت سحر پر سوار ہوا کل فوج کو ساتھ لیکر چلا یہان امیر با توقیر نے جب جنگ و جدل سے مہلت پائی خواجہ نے آکر خبر دی کہ آپ کے اقبال سے دشمن کو مارا اُسنے تو غفلت مین غضب کیا تھا اگر پہر دو پہر اور غفلت رہتی پھر رفع ہونا بہت دشوار تھا مگر شکر ہے کہ خاص وقت پر پہونچا صاحبقران نے بہت بھاری خلعت خواجہ کو دیا سردار تعریف کر رہے ہین کہ آپکی وجہ سے ہم بھی بچے خدانخواستہ اگر کوئی ہاتھ تلوار کا آقا پر پڑ جاتا تو منہ دکھانے کے قابل نہ رہتے یہی دل مین سمائی تھی کہ دشمنان حضور کو مٹادین مگر خواجہ نے بہت جلد علاج کیا اُس شعبدہ باز کو جا کر مارا کہ دیکھا سامنے سے نامیان خیبری و تو میان خیبری سرہنگ مکی ابو طاہر خونریز چارون ہرکارے مثل ابر غنا آکر حاضر ہوئے ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثنا سے بادشاہی بجا لائے قطعہ کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ ٭ گل سرخ تابد چو روشن چراغ ٭ نگین سعادت بنام تو باد ٭ ہمہ کار عالم بکام تو باد ٭ شہریار عالم کی عمر دراز رہے دست ستا دو دشمن پامال ہو ملیا نگار جادو چھ لاکھ ساحران غدار کی جمعیت سے برائے مقابلۂ حضور آتا ہے صاحبقران باہر بارگاہ کے نکل آئے سردار نشست پر آ کے ملاحظہ کرنے لگے مشغول آتشبار سپہ سالار اسد اژدر پیکر سوار ٹالہ بارگاہ کا ساتھ اول آکر پہونچا اب تو تانتا بندھ گیا کوئی سردار پچاس ہزار سے آیا کوئی ساٹھ ہزار سے آیا چار گھڑی دن باقی تھا کہ نوبت نقارے بجے علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے شعلہ ہاے آتش ہوا پر بھڑک رہے ہین مارہاے آتشین پر سوار بعضے ہزبرہاے آتشین پر بیچ مین تخت ملیا نگار پہ مغرور بہ نگاہ قہر و غضب لشکر صاحبقران کو دیکھتا ہوا قریب اپنی بارگاہ کے آ کر پہونچا تخت سے اُترا تمام جسم سحر سے معمور تاج سے شعلہ ہاے آتش نکلتے ہوے دسون انگلیان بخشتا خے معلوم ہوتی تھین کبھی ہاتھ ہلا دیا گھٹا سیاہ آسمان پر آیا برستا ہوا نکل گیا کسیکو خبر بھی نہ ہوئی یہ شعبدے دکھاتا ہوا داخل بارگاہ ہوا تخت پر آکر بیٹھا بارہ ہزار ساحرون کے دنگل بچھائے کسی کا دنگل بصورت شیر کسیکی کرسی بطور اژدر اُسپر بیٹھکر عجائب و غرائب سحر دکھانے لگے

مینا نگار نے کہا کچھ ثابت ہوا مسلمانون کا لشکر ظاہر مین تو بہت کم ہی شاید کہین چھپا دیا ہوگا لوگون نے کہا حضور صرف
ساٹھ ہزار سوار پیدل ساتھ ہین حمزہ کو اپنی جرأت پر بڑا ناز ہی اسقدر قلیل فوج لیکر برائے فتاحی طلسم نور افشان
چلے ہین وہان کے حالات کتابون مین دیکھیے ایک ایک حاکم دربند تین تین لاکھ فوج کا مالک ہی جن دونون بھائیون نے
طلسم پر قبضہ کیا اُنکا سحر و ساحری مین مثل نہین ہی مگر حمزہ کو ایسا غرور ہی کہ اسقدر فوج سے جاتا ہی بڑا یہ خیال ہی کہ
اہل ایمان دربند ہمارے شر ایک ہو جائینگے مینا نگار ہنسا کہا انکی قضا اس قلعۂ سواد نگار پر تھی اگر چاہا خداوند ابلیس
خود پرست نے کل ہی کی جنگ مین خاتمہ ہی ایک ہی ساحر آفتین برپا کریگا مقدمۃ الجیش یعنی مشغول آتشبار نے کہا میرے
نام پر حضور طبل جنگی بجوائین کہیے سب کو گرفتار کرکے لاؤن یا سر حاضر کرون مینا نگار نے کہا گرفتار کرانا اسواسطے منظور
ہی کہ خدمت مین خداوند کی روانہ کردونگا اُنکے دربار مین بھی اکثر یہی ذکر ہوتا ہی کہ مسلمانون نے بڑی بدعت کی بڑے
بڑے گھر ویران کیے شمشہ و دمامہ کو مارا اکثر ذکر ہوا مگر قدرت نے یہی فرمایا کہ یہ مابدولت کے گندے بندے ہین
جسدن جی چاہیگا سب کو مٹا دونگا یہ کہکر حکم دیا مشغول آتشبار کے نام پر طبل جنگی بجے ہرکارون نے یہ خبر صاحبقران
کو پہونچائی امیر نے فرمایا کہ خواجہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بفضل ایزدی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا
دونون لشکرون مین ہنگامہ ہوا تیاریان ہونے لگین بڑی خوشی تھی کہ مسلمان بڑے صاحب مال ہین خوب لوٹینگے
ایک ایک امیر ہو جائیگا ہر متنفس لاکھون روپیہ کا مال پائیگا اہل اسلام کو انتشار کہ ساحرون سے مقابلہ ہی لطف
جرأت نہ ملیگا چھوٹ چھکا ہوگا خدا شر سے کافرون کے بچائے صاحبقران نے بروقت برخاست ارشاد فرمایا سب
صاحب خوب آگاہ ہین کہ مجھکو ایک ایک لمحہ شاق ہی دل طلسم نور افشان کا مشتاق ہی نہین معلوم ہمارے برادر دینی
کوکب روشن ضمیر پر کیا گذری ایسا بادشاہ جلیل جا کر پھنسگیا مگر بڑا صاحب ربط و ضبط ہی توبہ شکنی نہ کی ورنہ اُنکی
کیا حقیقت تھی ایک ہی سحر مین سب کو مٹاتا کون اُسکے مقابلے مین آتا مراد اس بیان سے یہ ہی کل مین میدان مین نکلون
ساحرون کی سرکوبی کرون خدا جلدی مہلت دے کہ یہان سے بخیر و عافیت کوچ ہو فکر فتاحی طلسم نور افشان
کی کیجائے ملتقین ہی ایرج بھی پہونچگئے ہونگے عمرو نے کہا ایک سوداگر آیا تھا وہ بیان کرتا تھا کہ ایک صحرا مین انکا
لشکر اُترا تھا سحر العجائب و مصر الغرائب خود آئے آکر گرفتار کرلیگئے سنا ہی ہر ہفتے مین گشت کو نکلتے ہین سائے سے
اُنکے نخل جلتے ہین خدا اُن سب کی جان بچائے کہ جا کر زندہ دیکھین سردارون نے سر جھکا لیا عرض کی جو مناسب وقت
ہو سب جانباز جان دینے کو موجود ہین ساحر کیا اور غیر ساحر کیا جب مرنے پر آئے سب برابر ہین صاحبقران
نے فرمایا مین اس سے زیادہ آپ لوگون کو جانتا ہون کیسی کیسی رفاقت کی آپ لوگون کے قدم کہین نہین ڈگے ہمیشہ آمادہ
حرب و پیکار رہے ہو انشاءاللہ اب بھی پروردگار آپ سب صاحبون کو مظفر و منصور کریگا رنج و الم دل سے دور کرے جو
اصلی امید ہی وہ پوری ہو یہ تو ناحق کا جھگڑا ہی ناحق کو آگر بچاؤن نے گھیرا ہی مین نہین خواہان کہ راہ مین کسی سے لڑون
یہ فرما کر داخل خوابگاہ ہوئے خواجہ عمرو نے بہرام کو بلائے پر مقرر کیا آپ بھی فکر مین رہے بڑا یہ خیال تھا کہ اتنے
کوئی ساحر نہ آپڑے کئی مرتبہ تا بہ لشکر کفار گئے دور سے دیکھ دیکھکے چلے آئے کہ ساحرون مین تیاریان ہو رہی ہین جا بجا
مجمع عام ساحر ہر غول مین اپنے اپنے عجائب و غرائب دکھا رہے ہین کہ ہائے ابر چمکا رہے ہین کوئی تلوارین برساتا ہی
کوئی اکڑتا ہوا ہر دون لشکر آتا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی کہ یہ جوا بر مین نے بنایا ہی لشکر اسلام پر گرادون ابھی سب کے نام
مٹا دون ساتھ والے کہتے ہین حضور ابھی کیا ضرور ہی صبح کو سمجھا جائیگا آپ کے سحر سے کوئی مہلت نہ پائیگا خواجہ یہ معاملات
دیکھکے دیکھکے پلٹ آتے ہین بڑا خیال رہا کہ شب کو کوئی فتور نہو اسی ہنگامے مین چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری جمشید یعنی

جمشید ہودم خانۂ مغرب سے مین بصد شوکت و حشم یعنے نیر اعظم زنجیرہائے سحر شعاع ہاتھ مین لیکر بعد گرد فر تخت زبرجدی فلک پر آکر بیٹھا ضیا کی اگیاری کرنے لگا ہر سمت صدا بلند ہوئی سحر ہوگئی لو سحر ہوگئی **نظم** علم آفتاب نکلا جب + فوج انجم ہوئی گریزان سب + شہ خاور سپہر گرد ہوا + رونق تخت لاجور ہوا + ادھر ملیا نگار مع فوج ساحران تخت سحر پہ سوار ہوا چھ لاکھ ساحر کہ جنکی آمد سے زمین تھراتی تھی ایک ایک بلا بے درنگ شعلۂ جوالہ آتش سحر کا پرکالہ ہر گیندے اڑاتے ہوے عجائب و غرائب سحر دکھاتے ہوے میدان کارزار مین پہونچے ملیا نگار غرور سے پھولا ہوا کہتا ہے یہ مسلمان کیا کرینگے بھاگتے راستہ بھی نہ ملیگا دیکھیے اب میرے مقابلے مین بھی آتے ہین یا طرف صحرا کے بھاگ جاتے ہین مشتاق دل کہتا ہے حضور آنے تو دیکھیے ان لوگون نے سحر ساحری پرستون کے دیکھے ہین یہان سحر ابلیس پرستان ہے جو سحر انجام کا ہے جسپر سحر کیا سواے جان لینے کے اور کوئی امر دیکھتے نہین پھر دم بھر مین لاکھون کا خاتمہ کر دونگا ملیا نگار تو یہ رہا ہے یہان صاحبقران نماز سحر سے فراغت حاصل کرکے سجادے پر بیٹھے ہین دونون ہاتھ طرف آسمان کے بلند صفت معبود حقیقی کر رہے ہین محبت کا پیدا کرنے والے کے دم بھر رہے ہین **نظم**

دارندۂ ہفت کاخ افلاک	سازندۂ آدم از کف خاک	بنیان کن خشم اہل بینش	فیاض وجود آفرینش
نقاش نگار خانۂ غیب	منشی صحیفہ ہاے لاریب	زینت گر آسمان ز انجم	تشریف دہ زمین بمردم
لطفش ز نہ تخستہ غیب	طفلان بسباق عرش تجید	بر گوشہ پیل چرخ خود راے	اوداده بہند و زحل جاے
داد از پے ضبط سیل مستش	از قوس قزح لکب بدستش	اوداده زنار ہاے خورشید	ابر نیشم چنگ و عود ناہید
بر جبیس کہ دید دولت دین	سبحہ دہدش ز عقد پروین	شد قوس فلک کمان بہرام	لشکر کشیش چو کرد انعام
اوداد بآفتاب شاہی	در خیل کواکبش سپاہی	زو یافتہ این عجوزۂ خاک	این پنبہ صبح و چرخ افلاک
اوکرده بنا سر اچہ تن	بکشاد در روزن دیده و روزن	بستہ ز کمال قدرت از مو	بر منظر دیده طاق ابرو
او ساختہ انہمہ عجائب	اوکرده بنا سے این خرائب	خاکستر چرخ راکہ نمود	ز آئینۂ ماہ زنگ بزدود
این مشعل مہر کہ برفروزد	بے روغن و بے فتیلہ سوزد	در بیضہ سر نگون اخضر	بنمود دو روزن از مہ و خور
در بیضہ ابر آن یگانہ	بنہفتہ ز ژالہ پنبہ دانہ	گرده صدف و سحاب اجفت	زان مہر دو ہزار در ناسفت
امواج دہ بحار جود است	بخشندۂ خلعت وجود است		

کبھی عرض کرتے ہین ای خالق بے نیاز ای رب کارساز ای رحیم و کریم تو نے یہین سے مجھکو آبرو دی دیو زادون پر فتح نصیب ہوئی ان ساحرون کے مکر و حیلہ سے بچانا فتح عطا کرنا پشت پر سے آواز آئی آمین آمین حمزہ کیون اسقدر روتا ہے مجھکو روپیہ دے مین تیرے بدلے جاکر لڑون صاحبقران نے پلٹکر خواجہ کو دیکھا فرمایا دعا کرتے ہین ابھی تمھارا مسخرا پن نہین جاتا عمرو نے کہا چلیے لشکر میدان کارزار مین تیار ہے مین آپکے بدلے لڑونگا امیر نے فرمایا آپکی عنایت خدا حافظ حقیقی مالک حقیقی ہے ہر بلا سے بچائیگا فتح و نصرت عطا فرمائیگا فرماکر تکلہ جات بے عمبران جسم پر آراستہ کیے تیغ عقرب سلیمانی دست حق پرست مین لیکر باہر برآمد ہوے دیکھا بہرام و دہم و کمیدان و رسالہ دار وغیرہ براے سلام حاضر ہین سب مجرے سے مشرف ہوے صاحبقران سب کا سلام لیتے ہوے اشقر پر سوار ہوے طرف میدان کارزار کے چلے ساتھ ہزار جوانان جملہ پوش دوش بدوش برے جمائے ہوے خواجہ عمرو رکاب سعادت انتساب پر ہاتھ رکھے ہوے چالیس قدم لشکر سے آگے آگے غرض سے میدان کارزار مین آکر پہونچے **نظم**

برآمد شده لشکر بے قیاس	زمین در تزلزل فلک پر ہراس	صفین میں جون فلک انجم ہوا	سپہ بر سپہ فوج بر فوج بود
خسک بر گذرگاه می ریختند	نقیبان خروشیدن انگیختند		

دونون لشکرون مین صفین آراستہ ہو گئیں نقیبون نے اگر نقابت کی وہ اشعار عبرت آمیز پڑھے کہ بہادرون کی آنکھون مین لشے آگئے قلب تھرا گئے ہر ایک کا یہی قصد تھا کہ لڑین مرین

نام بزرگون کا روشن کرین نقیبون نے یہ اشعار عبرت پڑھے نظم

نہ سکندر رہی نہ آئینہ حیرت افزا — نفس بادِ سحر سے یہی آتی ہی صدا
سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے — گرد اڑتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا
جسکو گل کر نہ گئی جنبش داماں قضا — وہ گل تازہ نہ اس باغ مین پھنستے دیکھا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم — کف افسوس ہر اک برگ ہی اس گلشن کا
جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا — ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا
اگر سلیمان کا بھی برباد ہوا تخت ہوا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال
ٹھنڈی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
لیے پھرتی ہی صبا دوش پہ آج انکے غبار
ای مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا

اسطرح پر یہ اشعار عبرت آثار گو گویون کے بزرگون نے پڑھے بھیرین گے شیرون مین گھلے ملے ہوے آوازین زیل کی گرجنے والون کے ہوش و حواس اڑا دیے بہادر جھوم رہے تھے قبضۂ شمشیر چوم رہے تھے نقیبون کا ہٹنا مشلول آتشبار نے گھوڑا اپنا بڑھایا سامنے مینا نگار کے آیا کہا حضور اجازت میدان دیجیے سب مسلمان کے سر لاتا ہون کیسے آگ بن جاؤن پانی مین ٹھنڈا کرون میرے کیے سب کچھ ہو سکتا ہی مسلمان تڑپ تڑپ کے مرین صف لشکر دشمن سے صدا ے الامان پیدا ہو مجھسے کون مقابلہ کر سکتا ہی میرے سحر سے فلک اخضری کو سکتا ہی مینا نگار نے سنکر جواب دیا ای دوست صادق محب وافق تم الیسون کے سبب سے شہر سواد دلنگار آباد ہی مذہب ابلیس پرستان کو کیا رواج ملا کنام سامری و جمشید سب بھول گئے ورنہ جس مقام پر ساحر تھے نام سامری و جمشید سے ماہر تھے کوئی نام خداوند ابلیس کا نہ لیتا تھا البتہ سنا ہی پردۂ قاف والے دیو جنات نام ابلیس کا لیتے تھے پردۂ دنیا مین کون جانتا تھا کہ ابلیس کون جانور ہی تمنے نام خداوند ابلیس روشن کیا انکے نام سے اس خارستان سواد دلنگار کو رشک گلشن کیا مشلول خوش ہو گیا کہا حضور کی عنایت آپکی شفقت آپ ہمارے بادشاہ ہین چرخ مذہب ابلیس پرستان کے ماہ ہین آپ کا کیا کہنا آپنے ایسی پرورش فرمائی کہ اس مذہب کی یہ رونق کی اب قتل مسلمانان کا عربستان تک نام ہوگا ایسے ایسے غرور کرتا ہوا دم محبت ابلیس کا بھرتا ہوا میدان مین آیا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان بہتر یہ ہی کہ اپنی سرکشی سے توبہ کرو تمنے بڑا غضب کیا جلتم نگ ایسے ساحر کو مارا اسکے گھر سے رونے کی آواز آتی ہی جورو اسکی بلبلاتی ہی ہمکو رات کو نیند نہین آتی عمرو کو پکڑ کے اسکے سامنے لیجائینگے کہینگے کہ یہ تیرے شوہر کا قاتل ہی مگر بیوقوف و جاہل ہی اسکی خطا معاف کرو وہ بڑھیا بیچاری نیک ہی خطا معاف کر دیگی میدان سے غازیون نے آواز دی او بیحیا کیا بکتا ہی یہ کیا جھک مارا اسم ابلیس پر لعنت کرتے ہین یہ سنکر مشلول اور جھلایا کہا مین ہر کس و ناکس سے کیا لڑون خود صاحبقران میرے مقابلے مین آئین اپنی جرأت دکھائین مین نے سنا ہی بڑے بڑے بہادر ہین دریاے جرأت کے بے بہا در ہین صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا میدان خون کرو عمرو نے کلاہ نمدی کو اچھالا نہ بہرام کا قصد ہوا تھا کہ مرکب بڑھا کے جائین کہ گھوڑون سے اتر کر سب سردار پیدل ہو کے قریب صاحبقران کے آئے ہر ایک کا یہی قول تھا ہم میدان مین جائین صاحبقران نے فرمایا آپ سن رہے ہین کہ وہ میرا نام لیکر پکارتا ہی اگر اور کوئی جائیگا تو طریقے سے قانون کے خلاف ہوگا یہ کہکر سب سے رخصت ہوے عمرو زیر شکم مرکب گلیم عیاری اوڑھکر ساتھ ہوے امیر نے آواز دی خواجہ کہان ہو ہماری نظرون سے نہان ہو آواز آئی پیر غلام حاضر ہی ساحر سے ڈرتا ہون اسواسطے چھپگیا صاحبقران نے گھوڑا اڑایا مرکب طرار بے بھرتا ہوا طرف میدان کے چلا مشلول نے جو صاحبقران کو آتے دیکھا بہت ناگوار ہوا خیال مین گذرا کچھ منتر پڑھ کر گردن گولہ اٹھا کر مارا امیر کے کان مین آواز آئی ای آقا اسم اعظم سے ہوشیار ہو جائیے صاحبقران نے فوراً اسم اعظم الٰہی کو پڑھنا شروع کیا دستک بھی دی اپنے اوپر دم بھی کر لیا اسی خیال سے کہ اسکا سحر تاثیر نہ کرے جیسے ہی وہ گولہ مشلول اڑا قریب سر صاحبقران

اگر بھیا ہزارون شعلہ ہائے آتش بھڑکے مگر امیر نے اسم اعظم پڑھکے دم کیا وہ شعلے بجھے کچھ تاثیر نہوئی اب تو مشلول گھبرایا
بلکہ بقول شخصے شل ہوا ماش کے دانے نکالے پڑھکر صاحبقران پر پھینکے امیر نے پھر اسم اعظم کو دم کیا تلوارین برسین لشکر پر
صاحبقران کے گرین کسی کا سر اُڑگیا کسی کا گھوڑا قتل ہوا جب تو صاحبقران کو غصہ آیا فرمایا او نامردان بیچارون نے
تیرا کیا لیا یہ کہکر قریب پہونچے اسنے دو چار سحر ایسے کیے کہ زمین کانپی خنجر برسنے دریائے آب نے شور دکھایا لکۂ ابر سیاہ
گھر کر آسمان پر آیا مگر امیر کا کچھ ضرر نہوا گھوڑے کو بڑھا کر برابر مشلول کے آئے فرمایا او نامرد مردان عالم کی پاپوش
کی گرد ایک وار ہمارا ابھی قبول کر مشلول نے کہا آئیے تلوار لگائیے مین آپ کا حربہ نہ خالی دونگا سر کو سپر کردونگا
دیکھون آپکی تلوار کا کیا کاٹ ہی یہ کہکر مشلول نے سر آگے کیا امیر نے اسم پڑھکر ہاتھ مارا نعرۂ تکبیر کیا مشلول نے
اپنے سحر کے گھمنڈ مین اسم سحر کا پڑھا سر آگے کر دیا تلوار جو آکر پڑی سپر سحر کے دو ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹ کے تلوار سر پر
اگری خود کو کاٹا سراسر کلہ جبڑا کاٹا گلو سے مثل قطرۂ آب صندوقِ سینے تے مانند سیماب شرمگاہ کے پھاٹک کو ویران
کرتی ہوئی مع گینڈے مشلول کے چار ٹکڑے ہوئے صحرا مین اندھیرا چھا گیا سنگ باری و برف باری ہونے لگی
آواز آئی کشتی مرا نام من مشلول آتشبار بود مینا نگار کے ہوش اُڑگئے کہا یارو یہ کیا ہوا وہ شخص مارا گیا جسکا لشکر مین مثل
نہ تھا میرا قوت بازو زینت پہلو دربار خالی ہو گیا ایسا کوئی ذی حوصلہ لشکر مین نہین ہی کس لطف سے حق نمک ادا کر گیا کسی مقام پر وہ
خائف نہین ہوا مگر یہ کیا بات تھی کہ اُسنے اسم سحر پڑھکے سر آگے کیا مین اس سر سے آگاہ نہوا کیا اسرار تھا سحر کرنا بالکل بیکار تھا
زبان خداوند بلبیس کی بالکل تاثیر جاتی رہی یہ وہ سحر ہین کہ جنکے سبب سے زمین و آسمان قایم ہین مالول ابر سوار اسکا بھائی
سب یہ باتین سن رہا تھا غصے مین اپنا ہزبر آتشین بڑھایا کہا حضور بس کہانتک تعریفین کیجیے گا معلوم ہوا کہ بیوقوف تھا
جو ساحر غیر ساحر کے ہاتھ سے مارا جائے اُسکی تعریف کیا بس سن کیا کہ مارا گیا مین جا کر سر لاتا ہون میرے ہاتھ سے یہ لڑائی
فتح ہونا بدی ہی اُنکی کیا مجال تھی کہ لڑائی فتح کرتے حمزہ کے سامنے سب سحر بھول گئے اُنکے غرور نے اُنکو قتل کرایا سحر نہ کیا سر آگے
کر دیا سراسر حماقت کی یہ کہکے چلا مینا نگار نے آواز دی تم تو ہوشیار رہنا کہا حضور مین خوب ہوشیار رہون لاف و گزاف کرتا
ہوا سامنے صاحبقران کے آیا کہا او حمزہ تونے ایسے شخص کو مارا کہ بادشاہ کو قلق ہی اب تباہی لشکر میرا حق ہی یہ کہکے
کچھ گولے فولادی طرف لشکر کے پھینکے آگ برسنے لگی بہت سے بندگان خدا آگ سے جلے لشکر مین جو ہلڑ ہوا یاربا یا مستغیثا کی
صدائین جو بلند ہوئین بہت ہنسا کہا یا صاحبقران دیکھیے سحر اسکا نام ہی صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوئے برابر مالول
کے پہونچے نیزہ ہاتھ مین تھا جھپٹکے اُسی کا وار کیا نیزہ سینے پر لگتے پر بڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا امیر نے اسکو نیزے پہ بلند کیا
زمین پر مارا مغرور کے استخوان چور چور ہو گئے اسکے مرنے کی بھی آواز آئی اب تو ساحرون نے تانتا باندھدیا یعنے جیران
جادو ہمنتان جادو سفاک جادو بلیاک وغیرہ پہر دن رہے تک سولہ ساحران نامی نکلے امیر کے ہاتھ سے واصل
جہنم ہوئے امیر نے گھوڑے کو مہمیز کیا نعرہ کیا آواز دی او مینا نگار ابھی دن بہت باقی ہی شیر شکار سے سیر نہین ہوا
تو خود آ تیری بڑی تعریف سنی ہی تیرے مصاحبون کے پاس تجھے پہونچا دون مینا رنگار نے غصے مین قصد کیا کہ جا پڑون
مشیران سلطنت و خیر خواہان دولت گرد آگئے کہا ای شہریار آپکی ذات سے لاکھون آدمی سواد نگار مین بستے ہین ہم آپکو
کیونکر جانے دین نہین معلوم آجتک کیا اسرار ہی کہ سحر بالکل بیکار ہی کیسے کیسے ساحر گئے جاتے ہی قتل ہوئے کیا سب بیوقوف تھے
سحر خوانی مین نہ مصروف تھے ہم لوگون کی تو رائے یہ ہی کہ اب طبل امان بجوائیے بارگاہ مین چلکر جلسۂ صحبت منعقد ہو یہ دریافت
ہو کہ کیا باعث ہوا ایسے ایسے نامی ساحر مارے گئے سحر کی تاثیر نہ ہوئی اتنا تو ہمنے بھی خیال کر کے دیکھا کہ حمزہ کچھ پڑھتا تھا
پڑھکے وار کرتا تھا اُسکا کوئی وار خالی نہ گیا ان ساحرون نے سب طرح کے سحر پڑھے مگر بیکار رہے کوئی باعث اسمین ضرور ہی

اسکا دریافت کرنا واجب و لازم ہے جب علاج کرینگے بات نکل آئیگی مینا نگار نہ مانتا تھا سب نے سمجھا کر طبل بازگشت
بجوایا لشکر کو لیکر پھرے ادھر صاحبقران یہ کہکے اپنے لشکر مین آئے کہ افسوس او مینا نگار تو نہ آیا تو بھی جہنم کی سیر کرتا
تجھکو تیرے مصاحبون کے پاس پہونچاتا سرداران نے صاحبقران کو گھیر لیا تعریف جنگ کرتے ہوے کہ اس پیرانہ
سالی مین ماشاء اللہ کیا طرز جنگ ہے کس خوبصورتی سے حضور لڑے ایسے نامی ساحرون کو مارا مینا نگار بہت خفیف ہوا
امیر فرماتے ہین یہ لوگ اسم اعظم سے آگاہ نہین ہین اب واقف ہو جائینگے سمجھکر میدان کارزار مین آئینگے صاحبقران
بہ تعظیم و توقیر وزرا آکے داخل بارگاہ ہوئے صحبت عیش آراستہ ہوئی ناچ سامنے ہونے لگا مگر مینا نگار جو پلٹکر آیا تخت نخوت پر غمگین
ہوا یہی ذکر ہو رہے ہین سحر پرداران مشلول رو رہے ہین مینا نگار نے کہا یارو دریافت تو کرو کہ یہ کیا باعث تھا کہ ساحرو
سحر بیکار رہا وزیرون نے ہرکارے بھیجے جاکر دریافت کرنے لگے بعد عرصہ دراز واپس آئے آکر کافرون نے بحیاؤن کو بددعا
دی قطعہ ای فخر جہانبانی وفا ساقط ازو + گوہر ہین داری وراساقط ازو + روزان و شبان زحق تعالے خواہم + مرکب دہرت
خداوپا ساقط ازو + شہریار کی عمر دراز ہو فتح و نصرت آغاز ہو اصل یہ ہے کہ حمزہ مالک باطل سحر ہے نام کچھ خدائے نادیدہ کے
ہین کہ اُسکا نام اسم اعظم رکھا ہے اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا ہے سارا لشکر حمزہ کا بیکار ہے ایک سحر مین سب گرفتار ہو سکتے ہین مگر
حمزہ کو انکے بزرگون نے یہ شرف دیا ہے اُسی کو وہ میدان مین پڑھتے ہین اسی وجہ سے حمزہ پہ سحر تاثیر نہین کرتا اگر خود بھی
خداوند ابلیس آوینگے قتل ہو جاینگے انکا بھی سحر تاثیر نہ کریگا بڑی خیر ہوئی کہ آپ نہ نکلے مینا نگار نے کہا دیکھو مین او تدبیر
کرتا ہون یہ کہکے ایک چراغ نکالا چار بتیان اُسمین بے روغن کی رکھی تھین سحر کرکے اُن چارون بتیون کو روشن کیا ہاتھ باندھکر
سامنے کھڑا ہوا آواز دی ای چراغ قدیم ساختہ خداوند ابلیس تو ظاہر کر کہ سب پر روشن ہو جائے کیا وجہ ہوئی کہ یہ سب ساحر
ہاتھ سے حمزہ کے مارے گئے سحر نے تاثیر نہ کی جب کئی مرتبہ اسنے کہا لو چراغ کی بھڑکی ایک شعلہ بلند ہوا اُسنے آواز دی ای
مینا نگار حقیقت مین حمزہ اپنی ذات سے محترم محتشم صاحب اسم اعظم ساحر کے ہاتھ سے وہ کبھی چوٹ نہ کھائیگا غفلت مین
جو کام چاہو کرلو اگر حمزہ ہوشیار رہا سحر بیکار رہا مینا نگار نے کہا یارو تم مین کوئی ایسا ہے کہ حمزہ کو بوقت شب سوتے مین
چُرالائے حمزہ بھاگنے نہ پائے کاؤس ہر دار خور روز وزیر اسکا یہ کہکر اُٹھا کہ آپ طبل جنگی بجوائیے حمزہ تو اس خیال مین رہے
کہ صبح کو جنگ ہوگی مین جاکر اُنکو سوتے مین اُٹھالاؤن اسطرح پر لاکر قید کرون پھر لشکر کا مار لینا کچھ بات نہین یہکر مینا نگار
نے طبل جنگی بجوایا امیر کو خبر پہونچی یہان جواب مین نقارہ بجاکر ہرکارون نے خواجہ عمرو کو خبر دی کہ آج انجمن مشاورت
منعقد ہوئی تھی اس بات کا بڑا چرچا تھا کہ کیا باعث ہوا یہ ساحر کیون مارے گئے سحر کی کیون نہ تاثیر ہوئی عقل سے ہم کہتے ہین
کہ اُنپر حال کھل گیا آج وہ کچھ مکر کرینگے عمرو نے کہا خیر مین سمجھ لونگا مقبل کو برائے طلایہ مقرر کیا خود خواجہ کنارے لشکر کے
ٹھہرے مگر کاؤس دوپہر رات گئے اپنے خیمے سے اُٹھا ٹہلتا ہوا کنارے پر لشکر کے آیا سحر کرنے لگا جس غول پر یا جس
پلٹن پر رسالے پر ماش کے دانے پھینکے وہ لوگ غافل سو گئے کوئی بیٹھے بیٹھے غافل ہوا کوئی راہ چلتے چلتے بیٹھ گیا عمرو
نے دور سے دیکھا ایک ساحر سحر کرتا ہوا آتا ہے خواجہ کنارے سے دیکھا کیے زد سے سحر کی الگ ہو گئے اس طرح لشکر کو غافل
کرتا ہوا کاؤس قریب بارگاہ آسمان جاہ آیا پردہ اُٹھا کے دیکھا صاحبقران سو رہے ہین کھڑے ہو کر دم کرنے لگا
سوتے تو تھے ہی اور زیادہ غافل ہوے کاؤس نے قریب آکر پنجہ کمر مین صاحبقران کے دیا لیکر باہر نکلا بیچ مین سے پلٹن
رسالون کے چلا جاتا ہے مقبل کے لوگ بھی بیہوش ہو گئے جب یہ کنارے پہونچا عمرو نے رنگ و روغن عیاری کا لگا کے
مینا نگار کی صورت بنائی تاج سر پر عیاری لباس پہنے ہوے ایک نخل کے سائے سے آواز دی ای خیرخواہ دولت ای
ساحر باشوکت کیا کہنا کیا کام کیا مجھکو بھی چین نہ پڑا کاؤس نے جو آواز سنی پلٹکر دیکھا مالک کھڑے ہین جھک کے

سلام کیا کہا حضور نے کیوں تکلیف فرمائی مینا نگار نقلی نے کہا مجھکو یہی خیال ہوا کہ ایسا نہو میرے بھائی پر کوئی افتاد پڑے
کل سولہ ساحر میدان میں قتل ہوئے اُنھیں کی جدائی سے بیقرار ہوں کیا میں کسی فن میں مجبور و ناچار ہوں اگر زبان ہلا دوں اُلٹ دوں
زمین آسمان پر پہونچا دوں زمین کے طبقے ہلا دوں مگر فقط اسم اعظم سے طبیعت کو انتشار ہوا دل سے کہتا تھا کہ افسوس تیرا ایسا بیکار
ہوا آخر چلا آیا تمکو با مراد پایا یہ کہکے باتیں کرتے ہوئے چلے ایک مقام پر درخت بہت سے تھے کہا اے بھائی یہاں
اندھیرا ہے لشکر غم و الم نے طبیعت کو گھیرا ہے ایسا نہو ان درختوں میں کوئی چھپا ہوا کھڑا ہو کچھ تم کو صدمہ پہونچے یا کوئی
حربہ مار دے تو مجھکو نہایت قلق ہوگا پشتارہ رکھدو ان درختوں پر سحر کرو خوب اطمینان ہو پھر آگے بڑھو کاؤس
نے ہر چند کہا کہ کیا خوف ہے چلے بڑھیے میں آگے چلوں آپ پیچھے پیچھے آئیے شکوک کو طبیعت میں راہ نہ دیجیے
عمرو نے نہ مانا زبردستی پشتارہ زمین پر رکھوا یا کہا تم سحر کرو گے کہ میں سحر کروں کاؤس نے کہا میرے سامنے
آپ کو مناسب نہیں میں سحر کر کے درخت سب گرائے دیتا ہوں آپ کا شک مٹائے دیتا ہوں یہ کہکے ماش کے دانے
لیکر پڑھا سحر کرنے لگا درخت جل جل کے گرے نخل آتش بہار ہو گئے مینا نگار ہر مرتبہ تعریفیں کرتا ہے کہتا ہے بھائی کیا کہنا
کیا غضب کے سحر کر رہے ہو حقیقت میں تمھارا مثل نہیں ہے اُدھر پیشانی پر بوسہ دوں یہ موتیوں کا مالا گلے میں تمھارے پہنا دوں
کاؤس سر جھکا کے سلام کرتا ہوا جب قریب آیا کہا پلٹ کے دیکھو سارا صحرا صاف ہو گیا سب درخت جل گئے عمرو نے
حلقہ ہائے کمند گلے میں ڈالدیے جھٹکا مار کاؤس ارے کہکے زمین پر گرا چاہا تڑپ کر سحر کر کے نکل جاؤں عمرو نے حباب
مار اُسکا منھ بند کیا بیہوش ہوا عمرو نے سب کپڑے اُسکے اُتار لیے ننگ خاندان کا سر کاٹ لیا صاحبقران کو لیکر طرف لشکر
کے چلا یہاں مقبل وغیرہ جو ہوشیار ہوئے کہا یارو یہ کیا معرکہ تھا کہ ہم تم سب سو گئے نگہبانی کا بالکل خیال نہ رہا اگر اس عرصے
میں کوئی دشمن آتا ہم سب کے سر کاٹ لیتا ہمکو خبر بھی نہ ہوتی خدا نے بچایا دیکھا سامنے سے خواجہ آتے ہیں مقبل نے بڑھکر
سلام کیا عمرو نے کہا او کا کا تجھسے سمجھونگا طلا ئے پر سوتا ہے غفلت سے بھی کام ہوتا ہے مقبل نے کہا استاد میں خود محجوب ہوتا
ہوں کہ میں نے یہ کیا حرکت کی سارے لشکر پر غفلت طاری ہو گئی عمرو نے کہا کسی کا کیا اختیار تھا ایک ملعون سحر کرنے
آیا اسی افسون سازی نے سب کو سُلایا میں دیکھ رہا تھا صحرا میں جا کر اُسکو مارا آقا کو لے آیا مقبل نے کہا خدا آپ کو سلامت
رکھے آپ ہی کی ذات سے ہم سبکی آبرو ہے عمرو نے کہا شام کو خبر ملی کہ آپس میں کچھ صلاح ہوتی ہے اب کہتا ہوں کہ اسم اعظم کا حال
اُنکو کھلا تب تو ساحر کو مخفی بھیجا تھا اُسنے آکر اپنا کام کیا صاحبقران کو لے ہی چلا تھا میں وقت پر پہونچ گیا اُس دغا باز کو
مار اگرچہ نفع نہیں ہوا بلکہ ایک صندوقچہ زیور کا میرے پاس تھا وہ جلدی میں کہیں گر گیا مقبل نے کہا اُستاد میں بارہ ہزار غلاموں کا
افسر ہوں فی کس ایک ایک روپیہ تحصیل دوں عمرو نے کہا میں نہ قبول کرونگا غلاموں سے کیا لوں آقا سے کہونگا دیکھیے جو قبول کریں
یہ کہکے بارگاہ میں آئے ستارۂ سحری چمک چکا گل آفتاب شاخ کہکشاں پر پھولا گلہائے ثابت و سیارگان چمن چرخ زبرجدی
میں مرجھا کے گرے روشنی کی بہار ہوئی اذان دینے والوں میں تکبیر کی پکار ہوئی گلشن لشکر صاحبقران میں غازی خیل خیل اُٹھے
تسبیحیں سب کے ہاتھ میں وضو کر کے نمازیں پڑھیں سب گل بوستان صاحبقران باغ بارگاہ میں آئے عمرو نے
صاحبقران کو ہوشیار کیا امیر کی آنکھ کھلی فرمایا خواجہ یہ کیا معرکہ تھا عمرو نے تمام کیفیت بیان کی صاحبقران
نے فرمایا خدا اُسنے بچا لیا ورنہ وہ ملعون لیچلا تھا عمرو نے کہا میں نے صحرا میں جا کر مارا مگر آقا بڑا نقصان ہوا صندوقچہ میرے
پاس زیور کا تھا وہ گر گیا اب مہاجن لوگ تقاضا کرینگے امیر نے فرمایا تم ہمیشہ مصیبت میں رہتے ہو ذرا سا کام کیسے
پیر پھیلا دیے میں نکالدونگا بہرام نے بڑھکر عرض کی تمسک نقصان خواجہ کا پورا کرینگے عمرو نے کہا میں تو یہ چاہتا
تھا کہ آپ ٹکا نہ دینگے یہ بیچارے غریب اپنی اپنی لیاقت کے موافق مہربانی فرمائینگے بہرام نے ہزار دو ہزار کچھ اٹکل

چھلیے مبلغ خطیر جمع کر دیے خواجہ نے سب اُٹھا کے نذر زنبیل کیا سر جھکا کر کہا خیر جو بلا دی سہی مگر مینا نگار رات بھر جاگا کیا
اسی خیال مین کہ کاؤس آتا ہوگا دشمن کو لائیگا گلستان جواہرات کی نکلوا کر رکھین کہ اُسکو انعام دونگا اُسکے ہاتھ کا بنا ہوا
گلدستہ رکھا تھا وہ جلا مینا نگار نے کہا بڑا غضب ہوا شاید کاؤس مارا گیا یارو جلد جا کر خبر لاؤ کہ دیکھا ہم اہیان
کاؤس لاشہ کاؤس کا لیے ہوے آکر پہونچے غرض کی ہم واسطے خبر کے گئے تھے جنگل مین انکا لاشہ پایا نہین معلوم کسنے
مارا گیا آفت ہوئی ناچار لاشہ اُٹھا لائے مینا نگار بہت رویا کہا یارو میرا بازو ٹوٹ گیا جی چاہتا ہے ابھی جا کر لشکر مسلمانان
مین گھس پڑون جلا کر خاک سیاہ کرون ساحرون نے کہا حضور بڑے خفت کا مقام ہے کہ رات بھر طبل جنگی بجا اب میدان کارزار مین
چلیے ابھی ہرکارے خبر لائے مین لشکر مسلمانان میدان مین آگیا حمزہ سبکے آگے بڑھا ہوا کھڑا ہے آپ کی آمد کے سب
مشتاق ہین مینا نگار نے کہا حمزہ میدان مین نکلیگا کون اُس سے مقابلہ کریگا مشکوک جادوگر بڑا مکار وزیر پایۂ تخت سحر
ساحری مین بڑا سخت کہا حضور چلیے مین حمزہ سے مقابلہ کرونگا الگ الگ سحر کرتا رہونگا مین پاس حمزہ کے نہ جاؤنگا اسی
طرح دن بھر دوڑا دوڑا کے تنگ کرونگا شام کو پلٹ آؤنگا دور سے وہ میرا کیا کریگا مینا نگار راضی ہو گیا تخت پر سوار ہوا
مگر اُداس عالم یاس جب بیرون بارگاہ آیا ہرکارے پھر آئے عرض کی حضور ہمنے دریافت کیا عمرو کے ہاتھ سے کاؤس
مارا گیا کسی نے خبر عمرو کو کر دی تھی وہ رات بھر جاگا صحرا مین آکر مارا گیا حمزہ کو لیگیا سردارون نے تصدق اُتارے
غربا کو روپیہ تقسیم ہوا اب میدان کارزار مین آئے مینا نگار خاموش کہتا ہے کیون مشکوک تو نے سنا ساربان زادے نے غضب
کیا مشکوک کہتا ہے خیر آج میدان سے تو بخیر پلٹے مین پہلے عمرو ہی کی تدبیر کرونگا اگر اس ساربان زادے کو قتل کرون جب
تک عمرو کی تدبیر نہوگی کچھ نہو سکیگا مینا نگار نے کہا اے مشکوک اگر تو نے عمرو کو مارا بڑا کام کیا مشکوک نے کہا
حضور اُسکا مارنا کتنی بڑی بات ہے غیر ساحر ہمارے سامنے مثل جانور کے ہے مین غفلت مین اُسکو پکڑ لاؤنگا لاتے ہی دار پر
چڑھا دونگا مینا نگار نے کہا اے مشکوک مین تو لشکر کشی کر کے پچھتایا کہ کیون مقابلۂ مسلمانان مین آیا دیکھے کیا ہوتا ہے مجکو
بڑا تردد ہے اگر تم سب کی صلاح ہو تو قدرت کو لکھا جائے تاوقتیکہ اُدھر سے مدد نہوگی یہ بلا رد نہوگی یہی باتین کرتے ہوے
میدان کارزار مین آئے صفین درست ہوئین مشکوک میدان مین نکلا صاحبقران کو پکارا صاحبقران اسکے سامنے
آئے دور ہی سے اسنے سحر کیا کہ آگ برسی امیر نے اسم اعظم پڑھا آگ کا برسنا موقوف ہوا پھر اس بے آبرو نے پانی برسایا
اہالیان لشکر صاحبقران کو ایک ایک قطرے کو ترسایا اس پانی سے پناہ پانی مشکل تھی ہوائے گرم چلی شاخ آرزو جلی جب
صاحبقران چاہتے ہین کہ مین اسکے قریب جاؤن اپنا وار کرون یہ تڑپ کے دور کھڑا ہوتا ہے قریب نہین آتا ہے امیر کو دوڑا رہا ہے
جب دو چار مرتبہ اسنے یہی حرکت کی کہ قریب نہ آیا دور ہی سے سحر کرتا ہے بھاگا بھاگا پھرتا ہے کبھی جست کر کے شاخ شجر پر جا بیٹھا وہان سے
سحر کیا پونڈے گرد کے اُٹھے امیر تیغ گردن مین چھپے اسم اعظم پڑھا گرد گرد سے دفع ہوئی جسطرح آفتاب عالمتاب پردہ سحاب سے
نکلتا ہے اسی کد و کاوش مین دوپہر ڈھلی صاحبقران دوڑتے دوڑتے تھک گئے مرکب کو پسینہ آیا امیر کو نہایت غصہ آیا ایک
مقام پر مشکوک نے سحر کیا ایک شاخ شجر پر جا بیٹھا کچھ ماش کے دانے نکالے قصد ہوا پھینکون امیر کو دام مکر مین پھنساؤن
امیر نے غصے مین قربان سے کمان ترکش سے تیر یازدہ مشتی زرنگ خدنگ سفتہ سوفار زمردیں پیکان عقاب پر کھینچ کمان مین پیوست
کیا سینہ پر کینہ مشکوک کا تاکا مشکوک کے ہاتھ مین اشیائے سحر قصد ہی پھینکون کہ امیر نے غصے مین تیر مارا بقدرت پروردگار
موت اس نابکار کی نہ تھی نشانہ نشانہ نہوا استخوان کو توڑ کر تیر نکلا اُچٹا کارگر چلا یا سہم گیا شاخ نخل سے کود کر چلاتا ہوا بھاگا شانے سے
خون بہتا ہوا بدحواس عالم یاس سامنے مینا نگار کے آیا کہا اے شاہ مین تو زخمی ہوا اژدر پر حمزہ کی ضرب کیے ہین گیا مگر اسنے تیر مارا
تیر نے خطا نہ کی سحر اسپر تاثیر نہین کرتا اب پلٹیے ورنہ غلام ہلاک ہو جائیگا مینا نگار نے مجبور طبل بازگشت بجوایا میدان سے پلٹا

مشکوک کو ہوادار پر سوار کرلیا چہرہ اسکا زرد شانے مین درد لب پر آہ سرد کہتا ہی اب کبھی عمر بھر مسلمانون کو نہ ستاؤن گا مقابلے
مین بھی ان سب کے کبھی نہ جاؤن گا یہ کہکے اپنی بارگاہ مین آیا مشکوک کی زخم دوزی کرائی صلاح مین ہونے لگین سب نے
یہی صلاح دی خداوند کو عرضی لکھیے یقین ہی وہان سے مدد ہو تب یہ بلا رد ہو سب نے کہا یہی مناسب ہی اسنے عرضی کل حال
کی لکھی کہ اسطرح مجھسے اور مسلمانون سے لڑائی پڑگئی ہی فلان فلان ساحر مارے گئے مین ناچار ہو رہا ہون غلام کی دستگیری
واجب و لازم ہی یہ نامہ سرخیل جادو اپنے مصاحب کو دیا کہ جاکر خداوند کے ہاتھ مین یہ عرضی دینا اور زبانی بھی جو گذرا ہی
بتصریح بیان کرنا سرخیل چلا قلعہ ابلیس پرستان مین آیا اس ملک مین سب ساحر ہی رہتے ہین سرخیل راستہ طی کرتا ہوا
دربارگاہ ابلیس پر آیا دیکھا در دولت پر چوبدار بیسا دل حاجب دربان حاضر ہین سواری کے لیے ہاتھی گھوڑے دربارگاہ
پر موجود ہین پردۂ زنبوری کھنچا ہی دنگل زرین پر درگہ سالار بارگاہ مین ایک ساحر زبردست تخت پر بیٹھا ہی تمام دربار ساحرون
سے معمور دست راست پر سہبل ابر بار دست چپ پر کافور برف بار ایک جانب اسکندر اژدر سوار ایک جانب سہراب
اژدر در ایک جانب مبہوت نامور سب کے نام وقت پر عرض کیے جائینگے ایک کرسی پر عیار اسکا نہایت تکلف سے
بیٹھا ہی کہ کلاہ زرین بر سر قنطور ہای زر بفتی سے آراستہ با نہاے عیاری سے درست چالاک و چست مغرور و متکبر بیٹھا جھوم رہا
ہی اتفاق سے اخبارون مین جو چھپا تو ابلیس سے کہہ رہا ہی یا خداوند کل مین نے پرچۂ اخبار مین دیکھا کہ قلعہ سواد نگار پر بڑا
ہنگامہ برپا ہی سب اخبار والون نے بتصریح لکھا ہی اخبار والون کو یہ حملہ تمکین جلالت آئین خوب دستیاب ہوا ہی اسوجہ سے
تمام رؤسا و امرا نے پیشگی روپیہ خلعۂ اخبارات مین داخل کردیا کہ ہر روز ہمکو یہ اخبار ملے اخبار والون پر بڑی تاکید ہی آپ کے غلام نے
بھی کئی ہزار روپیہ مہتمان اخبار کو بھیجدیا ہی یہی بتاکید لکھا کہ خبردار کوئی خبر مخفی نہ رہنے پائے دل تردد منزل تسکین پائے آج کئی مقام
سے پرچے آئے کہ مینا نگار جادو ہاتھ سے مسلمانون کے نہایت پریشان ہی ابلیس اس مضمون کو بگوش ہوش سن رہا ہی مگر سرخیل
جاہ و جلال خداوندی دیکھکر کانپ گیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا گر کر سجدہ کیا عرضی مینا نگار کی دست بخس پر رکھکے پیش کش کی
ابلیس خود پرست نے وہ عرضی اسکندر کے ہاتھ مین دی کہا پڑھو ہمارے پیغمبر نے کیا لکھا ہی اسکندر بہ آواز بلند
پڑھنے لگا ابلیس سن رہا ہی کبھی جھلا کے کہتا ہی میرے بندۂ خاص جلنار نگ کو مارا کچھ خوف نہ آیا ہمین سے تقدیر کرکے غارت کردن
مگر اب انکا غارت ہونا دشوار ہی وہ لوگ آپسمین ملے ہوئے ہین تقدیر کو تدبیر سے پلٹ دیتے ہین مگر ہم خداوند ہین ہمنے انکو پیدا
کیا کسی تقدیر سے مٹا دینگے اپنے پیغمبر کو نہ پریشان ہونے دینگے عیار جو بیٹھا ہی مہتر زرد و رفیت اسنے دست بستہ عرض کی یا
خداوند مجھکو مدت سے ہوس تھی کہ مین ساربان زادے سے مقابلہ کرون مین بہت خوش ہوا مجھکو روانہ کیجیے مین سب کو
گرفتار کرکے مینا نگار کے حوالے کردونگا وہ اپنے طور سے قتل کریگا مگر ساربان زادے کو یہان لاؤنگا پڑا اسکو گھمنڈ
آپکے سامنے لاکر تڑپا تڑپا کے مارونگا مجھے بڑی ہوس تھی اب مزا ملیگا اسکو بھی کیفیت معلوم ہوگی کہ ایسے بھی عیار ہوتے ہین
ابلیس نے خوش ہوکر کہا اے شاطر قدرت یہ تقدیر تو ہمنے مدت ہوئی جب کی تھی آج اسکا ظہور ہوا جاکر مسلمانون کو قتل کردیا گرفتار
کرکے مینا نگار کے حوالے کردو لیکن حقیقت مین یہ جو تمنے کہا ہمکو بہت پسند آیا عمرو کو گرفتار کرکے یہان لانا ہم بھی دیکھین
کیسا گندہ بندہ ہی ہمنے اسکو تحفہ جات بہت دیے اسکے بھروسے پر وہ عیاری کرتا ہی چند واقف کار بول اٹھے یا خداوند
وہ تحفہ جات اسنے اپنی جان بچانے کو رکھے ہین اگر ان تحفہ جات کو بیکر عیاری کرے تو کوئی عالم مین اسکے ہاتھ سے
نہ بچے مگر اسکے آقا نے قسم لے لی ہی ان تحفہ جات کو ہر مقام پر صرف نہین کرسکتا ہی گلیم عیاری کہ جب اوڑھے تمام
عالم کی نگاہون سے غائب ہو جائے دیو جامہ حضرت آدم کا کہ جتنے اسمین پیوند ہین اتنے ہی رنگ بدلتا ہی اگر اسکو
پھینکر آگ مین پھاند پڑے تو ایک موے جسم بھی اسکا نہ جلے ایسی ایسی بہت سی چیزین ہین جو ہم نے سن پایا اسکا ذکر کیا

صاحبقران زمان نے اقرار نامہ لیلیا ہی کہ ان چیزون کو لیکر عیاری نہ کرنا صرف اپنی جان بچانے کے واسطے سب طرح کا اختیار ہی عیار ان سب باتون کو سُن سُن کر ہنستا ہی کہتا ہی بہت اچھا دیکھا جائیگا اُن تحفہ جات سے کچھ مطلب نہ نکلے گا میرے جانے پر موقوف ہی آپ سب صاحب سن لینگے کہ کیا گذری مین تو تنہا جاتا ہون شاگرد میرے یہان موجود ہین چالیس ہزار ایک ایک بلائے روزگار ہی انکو واسطے خبر کے بھیجیگا ہر روز کا جو وقایع گذریگا سب خبرین آپکو معلوم ہوتی رہینگی یہ سب وعدہ کرکے اکیلا طرف سواد نگار کے روانہ ہوا چند ساعت مین پاس مینا نگار کے پہونچا مینا نگار نے بڑا بھاری خلعت دیا کہا ای شاطر قدرت مسلمانون نے بہت عاجز کیا ہی ایسے ایسے سردار مارے گئے کہ جنکا مثل ممکن نہین مگر ہم ہین حالات سے واقف نہ تھا خیر جو گذری وہ گذری عیار نے کہا آپنے بڑا دھوکا کھایا حمزہ مالک اسم اعظم الٰہی تمام عالم مین مشہور ہی آپ نہ جانتے تھے واضح رائے ناظرین ہو کہ اس عیار کے پاس سرمۂ جمشیدی ہی جب لگا لیتا ہی نظرون سے سب کی غائب ہو جاتا ہی اسیر اسکو بڑا ناز ہی حقیقت مین جس ملک پر گیا جاتے ہی اپنا کام کیا بلکہ رات کی اسکو کیا ضرورت ہی دن ہی کو جا کر یہ عیاری کرتا ہی گیا اور سردار کو چرالایا مینا نگار سے ہنسکر کہا آج ہی مین بہرام کو لے آؤنگا مگر ابھی یہ طریقہ کیجیے کہ جسکو ہم پکڑ لائین اُسے قید کیجیے قتل کا ارادہ نہو جب سبکو پکڑ لینگے ایک دن میدان خونی کی تیاری ہو اُسی دن قتل کرینگے مینا نگار نے کہا کل اُمور تمھاری رائے پر موقوف ہین جس طرح کہو گے وہ کیا جائیگا مہتر **زود رفت** قریب دوپہر سمت لشکر **صاحبقران** روانہ ہوا سرمۂ جمشیدی آنکھون مین لگا لیا سب کی نظرون سے غائب ہوا لشکر کی سیر کرتا ہوا چلا دیکھا لشکر آباد ہر سپاہی دلشاد جا بجا ناچ ہو رہے ہین دیکھا کمیدان رسالہ دار اپنی اپنی بارگاہون کے دروازے پر بیٹھے ہین اپنی بارگاہ کے دروازے پر **خاقان ابن الخاقان بہرام گرد بن خاقان چین** دنگل شوکت پہ بیٹھے ہین کہ خدمتگار نے آکر کہا خاصہ تیار ہی بہرام اندر چلے **زود رفت** بھی ساتھ آیا جب خاصہ انکے آگے رکھا گیا **زود رفت** نے اُسمین بیہوشی ملادی بہرام کھانا کھا کر پلنگ پر لیٹے بیہوش ہو گئے عیار نے پشتارہ باندھا لے نکلا خدمت مین مینا نگار کی پہونچا سرمہ آنکھون سے چھڑایا مینا نگار کے سامنے پشتارہ رکھدیا کہا لیجیے یہ قوت بازو زینت پہلو صاحبقران کا موجود ہی اسی طرح لشکر کا خاتمہ کردونگا آج رات کو بھی جاؤنگا ایک سردار کو لے آؤنگا یہ بھی جا کے سنون کہ بہرام کے غائب ہونے پر وہان کیا باتین ہو رہی ہین کہنے والے کیا کہتے ہین ساربان زادہ کیا کہتا ہی اُسکو بھی لاؤنگا دو چار دن کے بعد خدمت مین خداوند کی بھیجدونگا یہ کہکر مہتر **زود رفت** پھر روانہ ہوا سرمہ لگائے ہوے نگاہون سے سب کی مخفی ہوا **امیر باتوقیر** نے تیسرے پہر کا دربار فرمایا اور سب سردار آگئے مگر بہرام نہین آئے **خواجہ عمرو** بیٹھے ہین کہ ملازمان **بہرام** روتے ہوے آئے عرض کی حضور عجب معرکہ گذرا کہ جسکو زبان سے کہہ نہین سکتے بہرام نے خاصہ نوش کیا بموجب عادت کے آرام فرمایا جب وقت نماز آیا ہم لوگ اندر بارگاہ کے گئے کہ بیدار کرین نماز پڑھکے آپکی خدمت مین آتے جا کے دیکھا پلنگ خالی پڑا ہی تمام لشکر مین ڈھونڈھا خیال تھا شاید بیت الخلا گئے ہون لیکن جب وہ بیت الخلا جاتے تھے خدمتگار کو آواز دی وہ لوٹا لیکے ساتھ ہوا آج ہم سمجھے شاید جلدی مین چلے گئے ہون سب مقام ڈھونڈھ آئے یہی ثابت ہوتا ہی کہ پلنگ پر سے کوئی لیگیا **امیر** نے فرمایا **خواجہ** جا کر دیکھو تو یہ کیا معرکہ ہی **عمرو** گھبرا کر آیا پلنگ کو دیکھا گرد بارگاہ کے پھرا کچھ نشان نہ پایا نشان نقش قدم بھی دستیاب نہوا پریشان خدمت مین **صاحبقران** کی آیا عرض کیا ای شہریار کچھ سمجھ مین نہین آتا اگر ساحر لیجاتا تو قبۂ بارگاہ ٹوٹا ہوتا اگر کسی عیار کا گذر ہوتا سراپردہ چاک ہوتا نشان نقش قدم تو ثابت ہوتا عرصے تک گرد بارگاہ کے پھرا میرے ذہن مین کچھ نہین آتا کہ ساحر کا کام ہی یا کسی عیار کا گذر ہوا **زود رفت** کھڑا سن رہا ہی جی مین کہتا ہی ساربان زادہ بڑا جہان دیدہ کار آزمودہ ہی مگر عقل نہین لڑتی **عمرو** نے آخر مین یہ کہا کہ یہ ضرور عرض کرونگا کوئی نئی بات ہی کہ جو ہمارے سامنے کبھی نہین گذری یا تو یہ کام ساحر کا ہی مگر بڑے تکلف سے آیا کوئی ماشہ کا دانہ بھی نہین ہو کیا کمال کر گیا یا کوئی عیار ایسا ہی اور وہ امر دریافت ہوا کہ ہماری نظر سے کبھی نہین گذرا

خیر حال کھلیگا انشاء اللہ بعد ہی کہان جائینگے ایک دن ہاتھ کے نیچے آئینگے مگر مین عرض کرتا ہون سب صاحب اپنے اپنے مقام پر ہوشیار رہین وہ معرکہ گذرا کہ میری عقل کو دخل نہین مگر انشاء اللہ تدبیر کرونگا ان آنے والے صاحب کی خدمت کیجائیگی کیا عجب ہی کہ جب اُنکو یہ کمال ہی کہ دن کو سردار کو چرا لیگئے کسی کو خبر نہین ہوئی اسوقت بھی یہان موجود ہون تو عجب نہین بگوش ہوش سماعت فرماوین کہ یہ آپکی چالاکی آپ کو خراب کریگی امیر کو بھی تردد سب سردارون کو انتشار عبدالجبار حلبی واسطے رفع حاجت کے اُٹھے ایک مقام پر خیمہ استادہ تھا خدمتگار نے جاکر آفتابہ رکھا عبدالجبار اندر خیمے کے گئے امور ضروری سے مہلت پاکر چاہتے ہین باہر نکلون کہ مہتر زود رفت پہونچا جاتے ہی بیہوش کیا پشتارہ باندھا سر شام لے نکلا خدمتگار خیمہ کے دروازے پر کھڑا ہی جب عرصہ ہوا بہ قریب خیمے کے آیا عرصہ دراز تک گوش برآواز رہا جب کچھ طریقہ نہ معلوم ہوا اندر آیا دیکھا عبدالجبار ندارد روتا ہوا خدمت مین صاحبقران کی آیا عرض کی ای شہریار عبدالجبار کو کوئی لیگیا مین دروازے پر کھڑا رہا مین نے کسی کو نہین دیکھا نہ کوئی ہوا چلی نہ بجلی چمکی کہ علامت سحر ثابت ہوتی صاحبقران نے فرمایا لو خواجہ سر شام یہ اندھیر عمرو کو سناتا آگیا قلب تھرا گیا در بیت الخلا پر خود آیا سب طرف دیکھا کوئی علامت ثابت نہوئی حیران پریشان اب زود رفت کا تو یہ حال ہی کہ ایک سردار کو دن کو اور ایک کو رات کو لیجاتا ہی مینا نگار سے یہ صلاح کر لی کہ یہ خبر دربار مین ظاہر نہو ان باتون کا ذکر کسی سے نہ کیجیے گا یا مقام قید خانہ کسی پر ثابت نہو عمرو یہان آتا ہی سن گُن لیتا ہی اب مین اُسکو بھی لایا چاہتا ہون عمرو حیران پریشان ایک دن دربار مین مینا نگار کے خدمتگار بنکے آیا عرصہ دراز تک کھڑا رہا کچھ دربار مین ذکر نہوا ایک خدمتگار سے بھی عمرو نے پوچھا کہ کیون بھائی سرداران صاحبقران کہان قید ہین خدمتگار نے جواب دیا ہمکو نہین معلوم اب جو ہمسے پوچھوگے تو ہم بادشاہ سے کہدینگے یہی حکم شاہنشاہی ہی کہ جو کوئی اس مقدمے کو پوچھے فوراً ہمسے کہدینا تم ساتھ کے ہو اسواسطے تمکو آگاہ کیا کہ اس مقدمے کو کبھی نہ پوچھنا ورنہ پکڑے جاؤگے عمرو نے کہا یہ کسکا حکم ہی خدمتگار نے منھ پھیر کے جھلا کر جواب دیا تم عجب طرح کے آدمی ہو جس بات کی ممانعت ہی اُسی کو پوچھے جاتے ہو ہم بادشاہ سے کہدینگے یہ کہکے خدمتگار بڑھا عمرو تو نکلکر بھاگا دل سے کہتا ہی بڑی تاکید ہی خوب رنگ باندھا آخر کس سے پوچھون کیونکر دریافت ہو یہ سوچتا ہوا عمرو لشکر کفار سے نکلا بیچ مین صحرا ہی جنگل کو دیکھتا ہوا عمرو جاتا ہی خدمتگار نے بڑھکر کہا حضور ایک خدمتگار ہمارے ساتھ کا ہمسے پوچھتا ہی کہ سرداران اسلام کہان قید ہین اور یہ بھی اُسنے پوچھا کہ یہ حکم کسکا ہی مہتر زود رفت بیٹھا تھا یہ سنتے ہی اُٹھا کہا وہ خدمتگار کہان ہی خدمتگار نے کہا نہین ہی مہتر زود رفت ایک ایک کو تکتا ہی کہ اسنے پوچھا خدمتگار نے کہا وہ نہین معلوم ہوتا ہی زود رفت نے کہا بیشک وہ ساربان زادہ تھا بھلا وہ کب ٹھہرتا نکل گیا دیکھو مین آج اُسکو لاتا ہون سرپٹ لگا کے دوڑا بیرون لشکر آکر آگے بڑھا دیکھا عمرو جاتا ہی زود رفت جھپٹکر قریب عمرو کے آیا عمرو کو پاؤن کی آہٹ معلوم ہوئی گھبرا کر پلٹا مگر زود رفت نے برابر عمرو کے آکر حلقہ ہاے کمند گلے مین عمرو کے مارے عمرو حیران کہ حلقہ ہاے کمند گلے مین آگئے کسنے لگائے کچھ معلوم نہین ہوتا حیران حیران چاہا تھا حلقے گلے سے نکالون زود رفت نے حباب مار دیا عمرو لڑکھڑا کے گرا زود رفت نے پشتارہ باندھا لے بھاگا خدمت مین مینا نگار کی پہونچا کہا لیجیے حضور مین نے خاتمہ کر دیا اب صرف صاحبقران باقی رہے مگر صاحبقران کا لانا دشوار ہی شب بھر جاگتا ہی دن بھر ہوشیار رہتا ہی بارگاہ سے باہر نہین نکلتا۔ ذرا بھی غافل ہوا اُسی دن لاؤنگا بڑا تو ظالم یہ تھا اسکو لایا گویا کل لشکر اسلام کا خاتمہ ہوا اب مین اسکو خدمت مین خداوند کی روانہ کرون سامنے مینا نگار کے لایا کہا اسکا ہوشیار ہونا بھی بہتر نہین ورنہ میرے راز سے آگاہ ہو جائیگا کسی ساحر کو حکم دیجیے قفس آہنی مین بند کرکے فوراً لیجائے مگر جسطرح مین سمجھا دون اُسکے خلاف نہو ورنہ یہ ظالم چھوٹ جائیگا پھر اسکو کون پائیگا مقاصم جادو مصاحب خاص مینا نگار کا تھا مینا نگار نے کہا اے مقاصم جادو تم عمرو کو لیجاؤ مگر جسطرح مہتر صاحب کہتے ہین اُسکے خلاف نہونے پائے ورنہ برا غضب ہوگا

مقام جادو نے کہا کیا مجال جسطرح ارشاد فیض بنیاد ہوگا اُسی طرح بجالاؤنگا بہ تعجیل اپنے کو خدمت مین پہونچاؤنگا قفس آہنی آیا اُسمین عمرو کو بند کیا ہوشیار نہین کیا مقام جادو سے کہا اسی طرح قفس کو لیکر بخدمت خداوند جاؤ خبردار کسی مقام پر اسکو ہوشیار نہ کرنا اگر شاید خود ہوشیار ہوجائے اور پوچھے کہ مجھکو کہان لیے جاتے ہو کسنے گرفتار کیا اب کہان لیکر جاؤگے یہی جواب دینا کہ ہم ملازم شاہنشاہ ہین اور گنہگار کے ہین اُنھون نے قبضہ دے دی بخدمت خداوند لیے جاتے ہین لاکھ پوچھے یہ نہ بتلانا کہ مہتر زور دررفت نے گرفتار کیا میرے نام کا پردہ رہنا بہت بہتر ہی خداوند تو جانتے ہین قتل کرڈالینگے اس کے نام سے جلے ہوے ہین جب سے یہ سنا کہ اسنے شمشمش کو دریاے قلزم مین گھسکر مارا اُسدن سے اسکے متلاشی تھے یہی ہر مرتبہ فرمایا کرتے ہین کہ افسوس قاتل شمشمش ہمکو نہ ملا ورنہ اس عذاب الیم سے قتل کرتے کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اس ظالم کے حال پر ماتم کرتے اُنکو ترس نہ آتا اس قدر جلے ہوے ہین کہ دیکھتے ہی اپنے ہاتھ سے تیرباران کرینگے عرصۂ دراز تک مقام جادو کو سمجھا کے قفس ہاتھ مین دیا مہتر زور دررفت تو طرف لشکر صاحبقران کے چلا مگر مقام جادو قفس عمرو لیے ہوئے اُڑتا ہوا آتا ہی پانچ سات کوس جو اُڑا تھک گیا ایک کوہ فلک شکوہ دیکھا اُسپر چشمے پانی کے صدہا درخت بار اثمار سے سرسبز ہین ہزارہا جانور بہار پر بھر رہے ہین مقام جادو کے خیال مین آیا یہان چند ساعت ٹھہر جاؤن اُتر آیا نخل کے سایے مین بیٹھا قفس سامنے رکھ لیا پانی پیا پھل توڑکر کھائے یہان آنے سے یہ پھل ملا مگر ہوا ٹھنڈی جو چلی بیہوشی اُتر گئی آنکھ کھلی دیکھا سبحان اللہ قفس مین بند ہون تھکڑیان بیڑیان ہاتھ پاؤن مین ایک ساحر بیٹھا ہوا پھل کھا رہا ہی عمرو نے جھک کر سلام کیا کہا اب مجھکو یقین ہوا کہ خدائی خداوند ہلبیس کی درست ہی یا تو جنگل مین جاتا تھا یا اپنے کو قفس مین پایا یہ اُنھین کی قدرت ہی یہی تقدیر کر دی کیا تم خداوند ہلبیس ہو سجدہ کرون یہ سنتے ہی مقام جادو ہنسا کہا ای شخص ہلبیس یہان کہان ہین اپنے مقام پر ہونگے عمرو نے کہا آپ کا نام نامی اسم گرامی کیا ہی مقام جادو ہنسا کہا خواجہ صاحب یہ باتین نہ بنائیے سمجھانے والے نے ہمکو سمجھا دیا ہی ہم کچھ نہ بتلائینگے خدمت مین خداوند کی پہونچا دینگے بڑی خرابی یہ ہی کہ قدرت تمھارے نام کے دشمن ہین عمرو نے کہا مین تو ہمیشہ سے قدرت کو ڈھونڈھتا پھرتا ہون کہ وہی خداوند برحق ہین ایسے ظالم کہ آدم کو بہشت سے نکلوایا کیا جال پھیلایا ایسے قدرت کو سجدہ نکرنا تو بڑی حماقت ہی پھر کسکو سجدہ کرین مقام جادو ان باتون پر ہنسنا ہی کہتا ہی سبحان اللہ ہمارے اُستاد کا کیا کہنا ہی باتین اسنے ہمکو تعلیم کین اُنھین کا سامنا ہوا عمرو نے کہا وہ کون صاحب ہین کیا قدرت سے بھی زیادہ ہین جو کہنے مین وہی ہوتا ہی مین اُنھین کو سجدہ کرون ہین تو تمکو خداوند سمجھا تھا مگر تم انکار کرتے ہو بڑے ثابت قدم ہو اب ہمکو خدمت خداوند مین لیچلو مگر ایک بات سے ڈرتا ہون تمنے جو کہا کہ قدرت دشمن ہین مین نے ایسی کیا خطا کی اگر خطا کی بھی ہو تو معاف کرا دیجیے گا مین محتاج نہین ہزار دو ہزار دینے کو موجود ہون جواہرات بھی میرے پاس ہی لیلو مگر خطا معاف کرا دو کہ قدرت اپنے بندون مین اس گنہگار کا کو بھی شمار کرین مگر اُنکا نام بتلاؤ کہ جن صاحب نے جو سمجھایا وہی مقدمہ پیش آیا مقام جادو نے کہا خواجہ یہ تو مین نہ بتلاؤنگا اصل مطلب کی بات کرو اگر مین تمھاری خطا معاف کرا دون تو کیا دوگے عمرو نے کہا بھائی میرے پاس جو موجود ہی جان کا صدقہ مال جب قدرت خطا معاف کر دینگے ہم تم ساتھ ملکر رہینگے بڑے نفع ہونگے مجھے پنجرے سے نکالو مین دون مگر پھر ایسا نہو کہ قدرت معاف نہ کرین میرا مال بھی جائے اور جان بھی نہ بچے مقام جادو نے کہا مین تو معاف کرا دونگا دل مین بہت خوش ہی یہ خیال کامل ہی کہ یہ جاتے ہی قتل ہوگا مال کو مجھسے کون پوچھیگا جو ملے لینا چاہیے اس مکار کو دھوکا دینا چاہیے قفل قفس کھولا عمرو کو باہر نکالا عمرو نے کمر ٹٹول کر ایک پوٹلی نکالی کہا بھائی یہ تو موجود ہی بس اب میرے پاس کچھ نہین عمر بھر مین یہی جمع کیا آج تمکو دیدیا مقام جادو نے وہ پوٹلی کھولی ایک روپیہ دو اٹھنیان و چار چونیان کچھ دونیان ایک لوہے کی کیل دو گرہ ہلدی کی دو پیسے موٹے

جب تو مقام جادو جھلایا کہا او ساربانزادے تو نو ہزار دو ہزار کہتا تھا یہ کیا مجھکو دیا ایسا ایسا تو مین روزمرہ خرچ کرتا ہون
عمرو نے کہا مین اسی کو بڑی چیز جانتا ہون یہ لوہے کی کیل ایک مرد آدمی کو دم دیکے ایک پیسے کو خریدی آپ کی آنکھون مین
کچھ اسکی بزرگی نہین یہ ہلدی کی گرہ ہین ایک پنساری کی دوکان سے چرالین کئی سال سے میرے پاس ہین تم اسکو ایسا ذلیل
سمجھتے ہو مقام جادو سمجھا اسکی کمر مین مال بہت ہی لپٹ گیا کمر ٹٹولی کئی پوٹلیان نکلین کسی مین ٹوٹی ہوئی انگوٹھیان چھلے
کسی مین دس بیس روپیہ کسی مین کچھ نگینے مقام جادو نے کہا او مکار تو مجھکو دھوکا دیتا تھا عمرو نے کہا زبردستی مین آپ کو
اختیار ہی خیر مجبور رہنا چاہی خوشی سے تو مین نہ دونگا مقام جادو نے اور ٹٹولا پوٹلیان بندھی ہوئین کمر مین موجود تھین انکو
جو کھولا تو کسی مین کشمش کسی مین ایک برفی کی ڈلی مقام جادو نے کہا ارے یہ کیا ہی عمرو نے کہا بھائی اسکو نہ چھوو یہ
بیہوشی کی چیزین ہین اسکو کھلا کر ہم دشمن کو بیہوش کرتے ہین مگر اب سفارش تو ہماری ضرور کرنا ایسا نہو وہان جا کر بھول جاؤ
مقام جادو نے کہا نہین مین تیری جان بچا دونگا ہمارا تمھارا ساتھ ہوگا مقام جادو نے کہا اب اور تو تمھارے پاس
نہین ہی عمرو نے کہا تم بھائی ہو جھوٹ کیا بولون یہ کہکے کمر سے ڈبیا نکالی عقیق سرخ کی ہشت پہل نہایت عمدہ دکھائی
کہ دیکھو بھائی یہ عمر بھر کی کمائی ہی یہ نہین دونگا اگر شاید موت بھی آوے تو میرے مردے کے ساتھ قبر مین رکھدینا مقام جادو
سوچا اسی مین کچھ جواہر ہی کہا خواجہ مین دیکھ لون پھر دیدونگا عمرو نے ہاتھ ہٹا لیا مقام جادو نے عمرو کا ہاتھ مروڑ کے ڈبیا
چھینلی عمرو رونے لگا کہا دیکھو بھائی یہ زبردستی اچھی نہین ہی اسمین زہر ہی سنکھیا ہی کف مار کے دیکھتے ہی مرجاؤ گے آئندہ
تمھین اختیار ہی وہ کھولنے لگا عمرو بہت رویا کہا اسکو نہ کھولو میری جان اسمین بند ہی مقام جادو نے نہ مانا اب جو کھولا
اسمین بیہوشی اڑی مقام جادو بیہوش ہوکے گرا عمرو نے خنجر نکالا مقام جادو کا اسی مقام پر سر کاٹ ڈالا کپڑے اتار لیے
طرف اپنے لشکر کے بھاگے مگر حیران کہ خواجہ جنگل مین حلقے کمند کے ہماری گردن مین کسنے ڈالے تھے یہ کیا معرکہ ہی گلیم اوڑھلی
آکر لشکر مین پہونچے چرچا سنا کہ رات کو صاحبقران جاگ رہے تھے کسی نے انکے گرفتار کرنے کا قصد کیا مگر ہوشیار ہوگئے
شب کو کئی مرتبہ ایسا ہی اتفاق ہوا مگر جب خواجہ عمرو اندر بارگاہ کے آئے گلیم اتاری اپنے کو ظاہر کیا صاحبقران سے
سب کیفیت بیان کی کہا اے شہریار راہ مین مین نے ساحر کو مارا مجھکو طرف البلیس خود پرست کے لیچلا تھا مگر زود رفت
ایک گوشے مین سرمہ لگائے ہوئے کھڑا ہی اسنے سب حال سنا بہت گھبرایا کہ عمرو نے بڑا غضب کیا کہا پھر گرفتار کر لونگا
امیر سے عمرو نے کہا اگر مین آپ کے سامنے نہ آؤن گھبرائیے گا نہین مین اب گلیم اوڑھے رہونگا کہ کوئی مجھکو نہ دیکھے مگر
آپ اپنی ہوشیاری ضرور کیجیے گا اب یہان سے دو کلمہ داستان بادشاہ لشکر اسلام کے بیان ہوتے ہین کہ جب دودہ زنگی
نے کبھی روز طبل جنگی نہ بجوایا ایکدن دربارگاہ پر جلوہ فرما تھے کہ لکہ ہاے ابر آسمان پر آئے کچھ بوندیان بھی پڑین بادشاہ
نے فرمایا قبل از نماز سحر سامان شکار در دولت پر حاضر رہے ہم واسطے شکار کے جائینگے ملازمون نے سامان کیا بادشاہ
سوار ہوئے تاجدار ہمراہ ہین فیروزہ بن عمرو عیار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے ایک صحرا مین پہونچے وہین نماز پڑھی مصروف
شکار ہوئے ایک آہو کے پیچھے مرکب اڑایا دو پہر کامل وہ آہو بھاگا صدہا کوس بادشاہ نکل آئے ایک مقام پر آکے
آہو کو شکار کیا گھوڑے پر سے کود پڑے آہو کو بقربانی پہونچایا کھڑے ٹہل رہے ہین ایک آہو تیر خوردہ سامنے سے آیا بادشاہ
نے اسکو بھی تیر مارا وہ بھی آہو گرا کہ صحرا سے گرد اڑی ایک نقابدار بادلہ پوش مادیان مشکین پر سوار صاف ثابت ہوتا ہی
کہ نقابدار دور سے اسکے عقب مین آیا مادیان پسینے پسینے مگر اڑی ہوئی چلی آتی ہی نقابدار نے جو اپنے آہو کو پڑے ہوئے
دیکھا نہایت غصہ آیا آواز دی او شخص تو کون ہی کہ جو میرے شکار کو شکار کیا مین عرصۂ دراز سے اسکے تعاقب مین تھا ایک
تیر کھا کر بچا تھا اسکو گرادیا بادشاہ نے کہا اے نقابدار صحرا مین کیا کسی کا اجارہ ہی نقابدار غصے مین مادیان سے کودا

پہنچ جلدی کمر سے کھینچا بادشاہ پر ہاتھ مارا بادشاہ نے بار ہو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کلائی مین نرمی جسم مین گرمی ہوئے جسم کمتر سے ہو گئے مگر غصے مین کمر مین ہاتھ ڈالا کہ دیکر اٹھا یا تکان جو یہ ہوئی نقابدار کے چہرے سے نقاب اٹھ گئی وہ خنجر دادی زمین ہو گیا زیر آستر ابر نقاب سے چہرہ ماہ جسار مخفی تھا جیسے ہی ہیرہ کھلا نگاہ بادشاہ کی پڑی دیکھا ایک مہ جبین دوازدہ سالہ ہے یکیہ ہمین پر آنکھیں نرگس شہلا گلو صراحی نار پستان کا ذکر کرنا جملہ واجبات سے ہے شکم صاف وشفاف تختہ سیمین بازو ہائے بجسن کی کون تاب لا سکا ... نایاب کیونکر عدم کیون قتل عاشقان پر جسیت ارادہ درست آگئے خیال نہیں کہ زبان کھولون بقول شاعر نظم

شمع فانوس ہی جیسے ہو روشن
کلک قدرت کہون کہ سہ ...

ساق پا مین نور کا ہی ظہور
لال مہندی سے دونون تھے گویا
پیاری پیاری دبانکی بانکی ادا

پا ترا شی ہوئی ہی شاخ بلور
ہاتھ ملتا تھا اپنے دز دحنا
سر پہ آنچل پڑا دوپٹے کا

پائجامے مین یون ہین جلوہ فگن
قد کی تعریف مین ہی حیرانی
چہرہ آفتاب حسن مین نایاب

زیور بے نظیر عارض رشک ماہ منیر کیا خوب کسی شاعر سخنور نے کہا ہی نظم

وہ تجلی ہی کہ موسی کے بھی لیجائے ہوش
کان کی بجلیون مین تابش برق سر طور
میرے طالع کی رسائی ہی کہ گیسو سر دوش
چشم میگون وہ جو توبہ شکن زاہد ہو
مردمک آنکھ مین یا مغبچہ بادہ فروش
شیشہ میکدہ حسن گلو سے زیبا
نسترن پیکر و شمشاد قد و گلگون پوش
جنبش لب کا ارادہ ہی کہ کچھ بات کرے

غرق دریائے جواہر مین قدم سے تا فرق
اختر بخت صبیحان تھا کہ نجم در گوش
وہ جبین جسکی محبت کا دل بدر مین داغ
چشمک مست وہ ذی ہوش ہون جس سے مدہوش
متحرک لب نازک تھے برنگ گل رنگ
جسمین ہمہ نزاکت کی فنراب سر جوش
کبھی غمزہ کبھی عشوہ کبھی شوخی کبھی شرم
نازکی کا یہ اشارہ ہی کہ بس بس خاموش

بت مین اللہ کی قدرت کا تماشا دیکھا
زیور نور صفا زیب بدن گوہر پوش
روئے تابان تھا کہ میری شب امید کی صبح
خم ابرو وہ کہ جسکا مہ نو حلقہ بگوش
حلقۂ چشم سیہ یاد میخانہ باز
تبسم صفت غنچہ دہان خاموش
حور آئین و قمر طلعت و آئینہ جمال
بیجا بانہ کبھی جلوہ نما گہ روپوش
جملہ اعضا موزون رنگ چہرہ گلگون

گلبدن قنار شیرین گفتار نظم

سخت رستہ زمحبت دل سخت
چون مقام سہ تبین خمار
ہر زہ ... را از راہ
لعل ور آشتی و عشوہ جنگ
مرگ راداد چاشنی زحیات
عالمی را بجنبوری بخشد ...
پا ہی تا سر ہمہ لطافت و زیب
ہمچو ... جلبی
آہو شیر گیر ہمہ آہشس
کہ نبود از ہنر جدا و دگری

قامتی در خوشی چو عمر دراز
روئے گلرنگ داد گل را رنگ
ہر طرف کابرو تبسم کردہ
طرہ را سر زدہ بخونخواری
نرگس زدہ دیدہ خندہ زیر لبش
لعل او کردہ بر شکر میری
گیسو پیچ پیچ از سر ناز
رگ نمودہ برون ز لطف بدن
در تماشاش روز و شب بہرام
داشت میلے تمام در نخچیر

ہوس انگیز تر ز عشق مجاز
دہنش تنگ با شکر ہم تنگ
آرزو بیش و ہوش کم کردہ
چشمہا سے دژم ز بیماری
کردہ تعلیم دزدے عجبش
شہد را داد چاشنی گیرے
داد بر دست فتنہ رشتہ دراز
ہمچو رشتہ دررون در عدن
ہمچو جمشید در نظارۂ جام
گور صد شیر کردہ بود بہ تیر

برچو تاریخ نو لبشاخ درخت
سر در آوردہ ابرو انش بکار
چون بدنبال چشم کردہ نگاہ
نرگسش دو ربا بغمزہ خدنگ
سخن تلخ در لبش چو نبات
خال او کو ہزار پردہ درید
تنی از نازکی درونہ قریب
خونش در پوست در تنگ سلبی
روسو صید گاہ بیگاہ حق
بود در کار تیر بر منیر سے

بادشاہ جمجاہ یہ صورت زیبا و طلعت جہان آرا کو دیکھکر کانپے ہاتھ سے وہ مہ جبین چھوٹی زمین پر گری بادشاہ بھی لڑکھڑا کے زمین پر گرے اُس تک کہ عالم نے بخیال محال نگاہ چہرۂ زیبا پر بادشاہ پر ڈالی دیکھا تاج شہریاری برسر خلعت گرانبہا در بر چہرۂ مہر انور عارض رشک قمر جلالت وشرافت چہرۂ زیبا سے ہو یدا آثار بزرگی ناصیۂ اقدس سے پیدا شجاعت ونجابت جرأت ولیاقت مثل چاکران کمترین ہمراہ وہ مہ جبین بھی جمال بے مثال دیکھکر قمری وار گرد سرو قد دلجو

پھر سنے لگی چہرہ اُداس زلفون کو سراسر پریشانی آئینۂ رخسار پر حیرانی دل کا پتا قلب تھرایا میتانی انور پر ٹھنڈا ٹھنڈا پسینہ آیا جوش حیرت مین فرش خاک پر بیٹھ گئی اپنے شیدا کو جوا پڑیان رگڑتے دیکھا دل بیقرار ہو گیا خیال مین گذرا اس حریف آتش اشتیاق وغریق لجۂ فراق کی دستگیری واجب ولازم ہی بہت شرمانی دل مین یہی آئی سر اُس دل فگار کا اُٹھا کر زانو پر رکھ لیا عارض سے گرد پاک کی نبض قلب جو زیادہ پائی عارض پر عارض رکھدیا سینے پر بیمار محبت کے ہاتھ رکھا دیکھا کلیجہ دھڑک رہا ہی قلب مثل طائر بسمل پھڑک رہا ہی کبھی قصد ہوتا ہی اس بیمار دل فگار کو گود مین اُٹھا کر اپنی مادیان مشکین پر ڈال لون یہان سے لے نکلون اس گل گلزار خوبی کو اپنے باغ مین لیچلون جب ہوشیار ہوگا حال حسب ونسب بیان کر دیگا وہین رہیگا کیا عجب ہی کہ وہان رہنا قبول کرے چشم زدن مین یہ نوبت ہوئی کہ ہوش درست نہین یہ سوچ رہی تھی ولولۂ محبت کی تیزی عقل وفراست کی آفت انگیزی کہ صحرا گرد اُڑتی دیکھا آگے آگے ایک عیار طرار خنجر گزار پشت پر چند سوار اسی جانب آتے ہین اُن سوارون نے جو مرکب خنگ سپہر قیطاس کو دور سے دیکھا سب نے اسی طرف باگ کو منعطف کیا اب یہ نازنین گھبرائی سمجھی اسی کے ملازم ہین اسی طرف آتے ہین بتعجیل اُٹھکر اپنی مادیان پر سوار ہوئی طرف صحرا کے روانہ ہوگئی یہ اشعار زبان پر جاری تھے اشعار

غم نہین ترک جو کی دل نے رفاقت میری
ادھر آنے مین وہ بجائین طبیعت میری

ناتوانی کا گلہ مجھسے ہو کیا تاب ای عشق
تم دھڑکتے ہو نہ منظور ہی رخصت میری

ٹھوکر اک لگتے ہی کیون بیٹھ گئے راہ مین دل
دل سے کہتا ہون خبر لیجیے حضرت میری

مر کے سو بار جیون جب بھی نہو شکر ادا
کچھ نہ بن آئیگا بگڑ گئی جو عادت میری

دل سے کہتا ہی جگر وقت خریداری درد
کچھ بتا دل کا لگائیگی تو حسرت میری

میرے رونے کو منا لائیگی حسرت میری
جان دیگر بھی یہ کہتا ہون انھین کچھ بدلا

شکوۂ ضعف کرون یہ نہین طاقت میری
یار آیا ہی شب وعدہ کہ تصویر اُسکی

آگئی ہو کہین قدمون سے نہ تربت میری
روکے تقدیر کا رونا کوئی کس کے آگے

لب جان بخش ترے ار شکایت میری
گھر سے اُس بت کے پھرا ہون کہ خدا کے گھر

مین بھی حاضر ہون جو منظور ہو شرکت میری
نہ رکین غیر کے روکے سے بھی یارب اگر ان

حوصلہ میرا ہی دل میرا ہی ہمت میری
آپ ہی جاؤ نہ تم یا مجھے مر جانے دو

دیکھتا ہی کوئی بیٹھا ہوا صورت میری
یہ خبر عشق دو عالم سے کیے دیتا ہی

وہ تو سنتے بھی نہین سنکے مصیبت میری
منہ لگائین وہ سمجھکر وہ لگائین مجھکو

ہو گئی فرض احبا کو زیارت میری
یار کو ڈھونڈ ڈھونڈھ نکالینگی یہ آنکھین جلال

فیروزہ نے جو دور سے دیکھا کہ مرکب بالک نہل ہی وہ شہریار آفتاب آسمان سلطنت یکہ تاز میدان جلالت مثل طائر نیم بسمل زمین پر ایڑیان رگڑ رہا ہی فیروزہ بدحواس قریب آیا بالین سر بیٹھ گیا سوارون کو اشارہ کیا کہ گھوڑا نہ دوڑاؤ پوچھا گل مین تھوڑا پانی لاؤ جب پانی آیا پناہ پانی مشکل تھی اپنی بھی آبرو کی بڑی دو چار چھینٹے آب خنک کے روے انور پہ دیے بادشاہ نے گھبرا کر آنکھ کھولی حیران حیران چہار جانب دیکھنے لگے گمان یہی تھا کہ وہ محبوب جانی یوسف ثانی سامنے ہوگا گلچینی گلشن جمال کی کرینگے مگر جب سامنے اُس مہ پارہ کو نپایا دل ترد دمنزل تڑپا حواس خمسہ مین فرق آیا خاموش لذت عشق اُٹھا رہے تھے کلام کرنے کو دل نہین چاہتا تھا فیروزہ نے گھبرا کر کہا کیون حضور مین آپ کو کس حال مین پاتا ہون ارشاد تو فرمائیے گھوڑے سے گرنے کا کیا باعث ہوا عجب حال مین آپ کو پاتا ہون کیا حیران حیران چہار جانب آپ دیکھتے ہین آئینۂ رخسار پر گرد ملال بادشاہ نے ایک آہ کی غم سے حالت تباہ کی یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

نظر ای مہروش کرتا ہی جو رخسار کے تل پر
ذرا ای جان رکھکر ہاتھ تم دیکھو مرے دل پر

دکھا کر ابروے خمدار مجھکو بے اجل مارا
ازل سے ابروے خمدار کی اک چوٹ ہی دل پر

سمجھتا ہی فروزان ہی ستارہ ماہ کامل پر
نہ ہے رحمت کہ آڑی آگئی تر دامنی پل مین

کرونگا خون تا بت گردن شمشیر قاتل پر
وہ بسمل ہون کہ دم بھر کا ہوا ہی تیغ قاتل پر

برنگ مرغ بسمل رات دن بر مین تڑپتا ہی
ہزارون بار ہنو باندھے گئے گو مرے قاتل پر

نہ کیون بعد فنا پھیلا کے سوئے پاؤن مرقد مین

ملی راحت جہان پہونچا مسافر آگے منزل پر
رگون سے ذبح کے دم خون کا چھوٹا جو فوارہ
ترس آتا نہین صیاد کو حال عنادل پر
سوال بوسۂ لب پر جواب تلخ سنتے ہین
اسی کوچے مین تو چلتا نہین ہی زور کچھ دل پر
برائے امتحان کھینچے تو وہ شمشیر ابرو ان کی
یقین تھا گیسوے جانان کا دود شمع محفل پر
نہین ہی نالہ کش مجھسا بھی کوئی باغ عالم مین
جہان دیکھا اُسے قابو نہین بنتا ہی بسمل پر
شب فرقت مین ای دل نالۂ بے سود سے حاصل
نہ رکھتا نور پہلو مین جو بس چلتا مرا دل پر

مرے خورشید رو کے سامنے مہتاب کیا نکلے
پڑین اُڑ اُڑ کے چھینٹین دامن شمشیر قاتل پر
حباب آسا نہ بیٹھ عشق بن مین ہم کا مہمان ہو
نئی شیرین زبانی ہی ترش ہوتے ہین سائل پر
ہوا سے بال چوٹی کے جو اُڑ کر گال پر آئے
سر اپنا کاٹ کر رکھدون گا خود ہی پائے قاتل پر
بھلا ہے حکم پتا تک چمن سے اُڑ نہین سکتا
ہزارون مین نئے آوازے کسے صوت عنادل پر
عجب حالت وفور غم سے ہی کہرام برپا ہی
کسی گل کو توجہ کب ہوئی صوت عنادل پر

فروغ اصلا کبھی ہوتا نہین ناقص کو کامل پر
بھرے گئے ہین قفس مین موسم گل کی خبر سنکر
جہاز عمر کا لنگر ہوا ہی آ کے ساحل پر
قدم باہر ہو ان کیونکر جادۂ راہ محبت سے
تو مین سمجھا کہ ٹکڑا ابر کا ہی ماہ کامل پر
بجا کہتے ہین ای دل وہمہ خلاق ہوتا ہی
نہ کیونکر قول کر رہ جائے مرغ جان بسمل پر
کرون کسطرح ترک دوستی اُس دشمن جان سے
تڑپتے ہین کبھی وہ بیٹھتے ہین لاش بسمل پر
اسی نے خاک چھنوائی ہی مجکو کوے جانان کی

جواہر بن عمرو گھبرا گیا کہ یہ کیا ارشاد فرماتے ہین پاؤن چومے گرد پھرا دست بستہ عرض کی حضور سمجھکر جواب دین آپ کا جواب ہمارے سوال کے خلاف ہی مراد ہماری یہ صاف صاف ہی کہ یہ غلام قدیم فرزند عمرو جان نثار سر فروش اسی واسطے حاضر خدمت ہی کہ جو رنج و ملال طبع اقدس کو پہونچے اُسکو دفع کرے رنج و ملال قریب نہ آنے پائے دشمن حضور کا بار ملال نہ اُٹھائے اگر کسی مقام پر طبیعت مائل ہوئی ہو تو غلام فوراً فکر کرے معشوق کو ڈھونڈ ھکر لائے یا حضور کو وہان پہونچائے بادشاہ نے فرمایا ای دوست صادق ای یار موافق جو دل لذت اُٹھا رہا ہی وہ زبان پر نہین آسکتا ہی اپنی یہ کیفیت ہی **نظم**

میکند گر نالہ بلبل در چمن عیبش مکن
چون زلیخا گر بجنگ آریم عمر رفتہ را
مخفیا اشکے ز چشم ترک بیجا عمل بود

سخت دشوار است گفتن معنی ناگفتہ را
سیر گلشن بشگفاند خاطر آشفتہ را
عمر شد صرف شمار روز عمر ای بیخبر
گرد ہد جاروب مژگان خانقاہ رفتہ را

سوزن الماس باید گوہر ناسفتہ را
پنجۂ ہمت نگیرد دامن یاس و امید
چند چون طفلان نگہداری حساب رفتہ را

فیروزہ نے منھ پیٹ لیا حضور برے خدا جیسے تو حال مفصل کہیے غلام خاص خدمتگزار با اختصاص بچپن سے حضور کے ساتھ پرورش پائی بہ تصدق بندگان عالی یہ لیاقت ہاتھ آئی حضور کا عیار مشہور ہون مین کسی کام مین مجبور ہون بادشاہ نے کچھ جواب باصواب نہ دیا گھوڑے پر سوار ہوکے اتنے عرصے مین پہلے قراول میر شکار وغیرہ بھی ڈھونڈھتے ہوے آگئے چونکہ بادشاہ کے دل مین شرم انتہا کی ہی مجبور سب کے ساتھ ہو لیے مگر حیران و پریشان خاموش دریاے حیرت کا جوش اسی حال پُر ملال مین لشکر مین آئے اسقدر صدمۂ ربط و ضبط اُٹھایا کہ بیمار ہو گئے آب و دانہ ترک ہوا ایک دن بوقت سحر کچھ تاجدار چند سردار مثل لندھور و مالک براے عیادت حاضر آئے دیکھا بادشاہ جمجاہ نوبت بجان کار رسیدہ باستخوان چہرہ اُترا ہوا گل عارض مرجھائے ہوے آب و دانہ ترک کلام کرنا موقوف کئی دن سے محل مین جانا بالکل چھوڑ دیا ملکہ ماہ مغربی دختر سکندر مادر مہربان حضور کی حال مصیبت مآل سنکر تشریف لائی ہین سرہانے بیٹھی رو رہی ہین فرماتی ہین ای نور نظر پارۂ جگر آنکھین کھولو منھ سے بولو یہ کیا حال ہی کیون قلب پر ہجوم غم و ملال ہی بیٹا مین نے سلطنت مغرب باپ کی چھوڑی قباد جنت آرامگاہ کے ساتھ نکلکر گلشن حصار مین چلی آئی بڑے بڑے صدمے اُٹھائے جب اُنکو گلیم گوش نے مارا ای فرزند تم شکم مین تھے تمھاری وجہ سے زندہ ہی ہوئی یہ انجام انکو دیکھکر جیتی ہون کہ لندھور نے آواز دی غلام حاضر ہی ہمارے حضور کا مزاج کیسا ہی ماہ مغربی روتی ہوئی قریب پردے آئین کہا ای جانثین صاحبقران تمھارے آگے کے یہ بچے ہین گو دیون مین پالا تخت پر بٹھایا اللہ نے یہ دن دکھایا

کہ صاحب ملک و مال ہوگئے تم ایسے سردار پہلو مین بیٹھے مقام شکر ہی میرے فرزند نے سلطنت کس لطف سے کی ہر مقام پر ہر ایک
سردار کی مدد کی ملک ہاماوران پر سلطنت ملی کلی آرزو کی کھلی تھی صاحبقران نے جوش محبت مین یہ لکھدیا کہ جو کوئی خلاف
راے بادشاہ قدم اُٹھائیگا بارگاہ سلیمانی سے نکالدیا جائیگا بڑے لطف سے اس شیر نے سلطنت کی آپ سب صاحب راضی رہے
مگر ای دارائے ہند مین لٹتی ہون آج عجب طرح کا حال ہی یا تو بولتے تھے باتین کرتے تھے آج کلام کرنا موقوف ہوا جسدن سے
نگارگاہ سے پلٹکر آئے آب و دانہ ترک ہوا محل مین آنا بالکل چھوڑ دیا مین بدنصیب ہوں دونون وقت دیکھنے آتی ہون آج
عجب حال مین پایا امید قطع ہوتی ہی جون جون علاج ہوتا ہی مرض ترقی پاتا ہی بقول شخصے ع مرض بڑھتا گیا جون جون
دوا کی ؛ اب مین کیا کرون براے خدا صاحبقران کو اطلاع کرو کسی عیار تیزرو کو بھیجو لندھور روتے ہوے بارگاہ
مین آئے سب سردار جمع تھے لندھور نے سب کیفیت رو رو کر بیان کی سب سردار رونے لگے بارگاہ مین شور گریہ زاری
بلند ہوا ہر خرد و کلان دردمند ہوا لندھور نے اُسی وقت شعبان خنجر گزار کو بلایا عرضی اپنے ہاتھ سے صاحبقران
کو لکھی مضمون یہ تھا کہ ای شہریار آپ کے بادشاہ عالی وقار عجب عارضے مین مبتلا ہین کہ جسکی تشخیص غیر ممکن ہی غلامان جانثار
امیدوار ہین کہ وہین سے بیٹھے بیٹھے تجویز فرمایئے شعبان خنجر گزار کو یہ نامہ دیا کہا بخدمت صاحبقران پہونچا دو اور زبانی
بھی کہدینا کہ قلعہ سواد نگار پر فروکش ہین ابھی تا بہ طلسم نور افشان نہین پہونچے راہ مین مقابلہ پڑا ہی شعبان روانہ
ہوا مگر یہان خواجہ عمرو بخوف گرفتاری گلیم اوڑھے پھرا کرتے ہین جو کوئی ایسی ہی ضرورت ہوئی براے چند ساعت
اپنے کو ظاہر کیا کبھی لشکر کفار مین کبھی پلٹکر خدمت صاحبقران مین آئے صاحبقران پر ہوشیاری کی تاکید کہ حضور
ہر وقت اپنے کو ہوشیار رکھیے گا کہین ایسا نہو دشمن کا پنجہ قابض ہو کیا کہون مقام افسوس ہی کہ دشمن نہین ملتا ابتک چالیس
پچاس سردار وہ مکار چرا کر لیگیا ابھی تک نام نہین کھلا عقل سے ظاہر ہوتا ہی مدبر ہی اپنا نام نہین ظاہر ہونے دیتا مقام
جادو سے کیا کیا فطرتین کین مگر اُسنے نام نہ بتایا یہ ذکر تھا کہ شعبان آکر پہونچا صاحبقران شعبان کو دیکھکر
گھبرا گئے فرمایا خیر تو ہی شعبان نے عرض کی آپ کے جانشین نے یہ عرضی بھیجی ہی ملاحظہ فرمایئے سب حال کھل جائیگا
امیر نے عرضی کو کھولا صرف ایک حرف پڑھا تھا آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے فرمایا ارے شعبان تو ہمیشہ بادشاہون کا
عیار رہا تو نے آنکھون سے کیا دیکھا شعبان رونے لگا کہا کیا عرض کرون حال کہنے کے لایق نہین ہی وہ کیفیت حضور
کی دیکھی کہ بیان نہین کرسکتا خدا کرے پھر جاکر جمال جہان آرا بخیر و خوبی دیکھون صاحبقران نے فرمایا کیا مشکل ہی
مین مقابلے مین مینا نگار کے فروکش ہون دو دن طبل جنگی بجا ہمیں بائیس سردار اُسکے مارے اب دو ہفتے سے طبل جنگی
موقوف ہی ای شعبان چالیس سردار چوری گئے آنے والا روز میری فکر مین آتا ہی مگر اللہ مجھکو بچائے ہر پہر وقت
میری ہی فکر مین رہتا ہی مگر خواجہ اکیلے ہین گرفتار ہی ہو گئے تھے خدا نے بچایا مین نے کھانا سونا سب موقوف کردیا
آٹھ پہر ہوشیار رہتا ہون بارگاہ سے باہر نہین نکلتا یہ خوب ثابت ہوا کہ ساحر نہین ہی مثل شیطان کے مخفی رہتا ہی
ہمارے یہان جو گذرتی ہی اُسکو خبر معلوم ہوتی ہی وہان کا حال کیونکر کھلے آج تک قیدیون کا حال نہ معلوم ہوا
کہ کہان قید ہین کسطرح گرفتار ہوئے واے برحال خواجہ عمرو اکیلا کیا کیا کرے میری حفاظت دشمن کی جستجو اپنا
خوف اُسکو مین کیا کہون انصاف شرط ہی خدا اُسکی آبرو بچائے دشمن سخت سے مقابلہ ہی ایسا معرکہ کبھی نہین پڑا ساحر آگے عیار
بڑے بڑے ملے مگر ایسا سانحہ کبھی نہین گذرا کہ دشمن معلوم نہو کہ کون ہماری فکر مین آتا ہی انسان ہی کہ حیوان میرا جانا
ناممکن ہی بادشاہ کو خدا کے سپرد کرتا ہون مگر خواجہ عمرو تم جاؤ جسطرح ہو سکے اپنے کو وہان پہونچاؤ حال دل دریافت
کرو اُسکی کوشش کرکے آنا ہم اس مصیبت کو جھیلینگے جان پر کھیلینگے اگر گرفتار ہونا تقدیر مین ہی کیا چارہ اگر یہی صحرا ہمارا مشہد و مقتل ہی

کیا اختیار عمرو وہان صاحبقران پر بہت رویا کہا ای شہریار اسوقت مین میرا جدا ہونا سراسر خلاف ہی مگر حقیقت مین خبر لینا بادشاہ کی واجب ولازم ہی یہین سے حکم لگاتا ہون کہ کسی پر مائل ہوئے کسی کے تیغ ابرو کے گھائل ہوئے مزاج مین انتہا کی شرم ہی فیروزہ بن عمرو ابھی چھوکرا ہی اُنسے پوچھا ہوگا انھین نے نہ بتایا اپنی جان پر صدمہ لیا بغیر میرے جائے کچھ نہ بن پڑیگا مگر خبردار روح یہان رہیگی جسم خاکی وہان جاتا ہی بخوبی صاحبقران کو سمجھا کر عمرو اُٹھا سردار موجود تھے اُنسے بھی تاکید کی کہ یارو برائے خدا بخوبی ہوشیار رہنا جاگ کر بسر کرنا دن کو بارگاہ مین رہنا شب کو جاگنا کوئی اپنا بیگانہ بارگاہ مین نہ آنے پائے انشاء اللہ اس مشکل کو بھی پروردگار آسان کریگا اس جانے سے بھی کچھ مطلب ہوگا یہ کہکر یا نہاے عیاری سے آراستہ ہوا چل نکلا بعد قطع منازل وطی مراحل لشکر ظفر اثر مین عمرو پہونچا جو ملا اُس سے خبر بادشاہ کی پوچھی کہا عجب صورت ہی کیا بیان کرین آب ودانہ ترک تخت پر جلوہ فرما نہین ہوتے بات چیت کرنا موقوف کی آٹھ پہر پڑے رہتے ہین عمرو پہلے اُسی بارگاہ مین آیا جہان بادشاہ تھے دیکھا خاموش پڑے ہین فیروزہ نے عرض کی صاحبقران زمان کو عرضی گئی تھی برائے عیادت قبلہ وکعبہ تشریف لائے ہین بادشاہ نے آنکھین کھولدین عمرو نے ہاتھ گلے مین ڈالدیے اتنا کہا کہ مزاج شہنشاہی کیسا ہی بادشاہ رونے لگے عرض کی ای شہنشاہ عیاران آپ نے والا نامدار کو سلطنت عطا فرمائی اس غلام کا نجم اقبال عرش اعلیٰ تک پہونچا آپکے تصدق مین یہ مرتبہ پایا اب تو یہ کیفیت ہی یہ چند اشعار آبدار موافق ہمارے حال کے ہین نظم

بار کی آنکھ ہون یا اپنا مقدر رہین ہون
کس سے مانگون دل گم گشتہ کو ششدر مین ہون
تیغ ہی یہ تیغ نہ چھری مین کیون خنجر مین ہون
حشر مین کسکے ستم کی مین کرونگا فریاد
اور مہمان تمہارا کوئی دم بھر مین ہون
پوچھیے اُسکا ٹھکانا تو یہ کہتا ہی وہ ماہ
مضطر انگوٹھی کیا جسنے وہ مضطر مین ہون
بام پر اُسنے بلایا مجھے معراج ہوئی
آپ پہلے مین ہون اور آپسے باہر مین ہون
ایسے میخانے کے مینوش ہین ہم ای زاہد
یار کہتا ہی کہ زیر دمِ خنجر مین ہون

کیجیے دل تو جدا ہے ہو ستمگر مین ہون
ہر ادا یار کی کہتی ہی کہ دلبر مین ہون
تیری آنکھون سے لڑی آنکھ جری ہون وہ جری
مجھسے کہتا ہی وہ بت داور محشر مین ہون
ہون وہ حیران کہ سب دیکھ رہے ہین مجھکو
چاند سورج کیطرح دیکھو تو گھر گھر مین ہون
آرزو ہی یہ کوئی آکے کہے میت پر
کیون اُٹھ کر نہ پکارون کہ پیمبر مین ہون
کو وہ بھی لائے تری برق تجلی کی نہ تاب
جسکے ہر خم کا اشارہ ہی کہ کوثر مین ہون
موج دریا سے الگ ہو نہین سکتی ہی جلال

چین اک دم نہین گردش مین برابر مین ہون
اب بتا دو کوئی شکل ایسی کہ جانبر مین ہون
کیون گلے سے مجھے لپٹاتے ہو کہتا ہی وہ ترک
تجھسے ظالم کو دیا دل وہ دلاور مین ہون
نزع مین رو رہے ہو مجھسے ستم کرتے ہو
آپ کی بزم مین آج آپ سے بہتر مین ہون
پہلے قاصد سے وہ آئے جو سنا حال مرا
دیکھ تو کھول کے آنکھین ترے سر پر مین ہون
ہون مجھے شوق نے بیخود جو کیا کیا حاصل
طور سے آئے صدا دل نہین پتھر مین ہون
روک لون اپنا گلا کاٹتے ہین ہاتھ نہ کیون
آشنا ہو کے جدا یار سے کیونکر مین ہون

یہ اشعار پڑھکر بادشاہ بہت روئے عمرو نے کہا ای شہریار ہم پہلے ہی سمجھ گئے تھے کہ طبع اقدس مکدر ہونے کا باعث حضرت عشق ہی اپنے دل کا حال کس سے کہنے ای شہریار مجھسے مفصل ارشاد فرمائیے مین تدبیر کرکے جاؤنگا ایک ایک لمحہ مجھپر شاق ہی دل نزدد منزل قدمبوسی صاحبقران کا مشتاق ہی چالیس سرداران نامی پہلوانان گرامی گرفتار پنجۂ تقدیر ہین آٹھ پہر دشمن فکر مین صاحبقران کی رہتا ہی مین بھی بیکر گیا تھا مگر راہ مین چھوٹا ساحر کو مارا آپ دیر نہ کرین زیادہ رہنا میرا باعث خرابی ای دل کو بتائیے کہ راز کو جاکر کھولون وہ کون صاحب ہین کہ اسطرح مخفی ہوکر آتے ہین کہ ہم نہین دیکھ سکتے وہ دیکھنے والا سب کو دیکھتا ہی بادشاہ نے کہا ای جد عالی تبار آپکے سامنے بیان کرنے مین حجاب دامن گیر ہی عمرو نے کہا ای فرزند مجھسے نہ چھپاؤ ورنہ مشکل ہوگی بادشاہ نے آنکھون مین آنسو بھر کے یہ اشعار قمر کے پڑھے نظم مصنف

مکتب مین پڑھا کرتے تھے دیوان محبت
لکھتے ہین کہ کھینچو دل پر داغ ہے تم آہ
طفلی ہی سے تھے ہم تو ثناخوانِ محبت
دکھلا دو ہمین سروِ گلستان محبت

اک دام میں صیاد کے اک طوق بگردن
چھوٹا نہ مگر ہاتھ سے دامان محبت

قمری و عنادل ہیں اسیران محبت
یاد ابروے دلدار کی رہتی ہے قمر کو

پیراہن ہستی بھی ہے بدل گیا میں نے
ہے ورد زبان مصرع دیوان محبت

عمرو نے کہا اب صاف صاف فرمائیے ملول نہ دیکھے بادشاہ نے فرمایا ای شاہنشاہ سر یہ عیاری و چالاکی از یکہ خنجر گذاری آپکے بعد دودہ زنگی سے بڑے بڑے مقابلے پڑے شیران دشت نبرد خوب لڑے دودہ زنگی کے ہاتھ سے چالیس پچاس سردار زخمی ہوئے چار پانچ سردار بیمار گلشن جہان ہوئے چھ سات میدان داریاں ایسی کین کہ یہ آفت پہلے کبھی سنی نہیں میدانداری مین تو اسنے بلبلا کے پکارا مین نے قصد کیا تھا چاہتا تھا کہ تخت پر سے اتر دون کہ عمرو نامدار رستم ابوتقار اشتر مالک ابو ذر صف سے بڑھ کر نکلے آگے پایہ تخت تھام لیا کہا ای فرزند ہو سکتا ہی کہ ہم زندہ رہیں اور تم میدان میں جاؤ یہ کبھی ہمکو گوارہ نہو گا میں نے مجبوری اجازت میدان دی مقابلے میں دودہ زنگی کے پہونچے اسنے گرز مارا گھوڑا انکا کام آیا بس غصے میں آ گئے ہوشیار ہوئے عیار سے اسکا زیر بغل کمرگردن پہونچے اول تو کمینہ برابر فیل مست کے وہ لعون دیو خصال عفریت مثال مع گینڈے اسکو اٹھایا اور طرف دریا کے لیے منظور یہ تھا کہ اسکو غرق دریاے لعنت کرون لوگون نے غل مچایا اسکی حمایت ہوا اسنے لنگر مارا انکا اس شیہ کا ٹوٹ گیا دودہ زنگی کو پھینک کر گرے مین روتا پیٹتا بالین پر پہونچا بارگاہ سلیمانی مین اٹھا لایا اسوقت ایک قیامت برپا تھی محلات شاہنشاہی سر پیٹتے نکل آئے امید زیست نہ تھی چار پہر کے بعد غش سے آنکھ کھولی صحیح و سالم اٹھے فرمایا مین نظر کردہ بزرگان دین ہون خواب مین آئے ملکہ رابعہ نے کہا مین اپنے فرزند کی چھٹی کر دونگی گردمین لیکر تارے دیکھونگی مگر وہان دودہ زنگی بھی جا کر بیمار ہو گیا اسدن سے آج تک طبل جنگی نہین بجا دو ہفتہ کا زمانہ گذرا مین واسطے شکار کے گیا ایک ظالم بیباک چست و چالاک سے مقابلہ پڑا کیا کہون ابروے خمدار کے زخم دل پر پڑے بیہوش ہو کے گرا عیار کی زبانی سنتا ہون سر اسنے اپنے بیمار کا اٹھا یا اپنے زانو پر رکھ لیا نہین معلوم کیا قصد تھا ہمارے ساتھ والے ہمکو ڈھونڈھتے ہوئے وہین پہونچے انکو دیکھ کر وہ شیرڈال بادپا پر سوار ہو کر چلی گئی میان عیار صاحب فیروزہ بن عمرو جھیل پر پہونچے وہان سے پانی لائے میرے حلق مین ٹپکایا تب مجھے ہوش آیا اسدن سے بیقرار ہون ای عمرو نامدار کیا کہون جو دل کا حال ہی اب روانہ ترک ہوا نیند کو آنکھون سے نفرت راتین ہجر کی کاٹی کیونکہ چین آئے پروردگار کسی کو یہ مصیبت نہ دکھائے نظم

نہ ٹھہری جب کوئی تسکین دل کی شکل یہ دیکھین
نہین معلوم کیا باتین ہین وہ بے اعتبارونمین
دبے داغ تمنا سکو تمنے بزم مین اپنی
کہ گردش ہی نہین پاتا ہین آج اسکے ستارونمین
کسیکے عشق مین درد جگر سے دل یہ کہتا ہی
دکھا ہی عقلمند و نمین ہی ہی ہوشیارون مین
خوشی کی کچھ خوشی غم کا نہ غم عشاق کہتے ہین
کرشمون مین اداؤنمین کنایون مین اشارونمین
نہین جیتا کبھی مایوس وصل یار کا ہرگز
اگر اٹھتی بھی ہی جا بیٹھتی ہی خاکسارونمین
وہ کھینچینگا جلال آہین کہ اسکی خاکسارونمین

تو آ نکلے تڑپ کر ہم تمہارے بیقرارون مین
جوانی عاشق ناشاد کی معشوق کا جوبن
اگر وہ پیلے حسرت جو تھے امیدوارون مین
جو اپنے تیر کے پیکان کی ہی جستجو تمکو
ادھر بھی آنکلنا ہم بھی ہین امیدوارونمین
وہ ماتم بزم شادی ہی تمہاری جسمین ترکی ناچو
یہ دل ہین لگے سینون مین کہ ہر دم ہین فراقونمین
کبھی کچھ دلکو دیتی ہین تسلی ہچکیان آ آکر
نہین مرنے قیامت تک جو ہین امیدوارونمین
ہمارے دل نے ہمسے بیوفائی کر کے کیا پایا
فلک نے پیس ڈالا ہی سمجھ کر خاکسارونمین

نگہ کہتی ہی کچھ تیر کی مگر دل سے اشارون مین
یہی سب کچھ مگر دونون ہین بے اعتبارونمین
فلک کو دیکھ کر ڈرتا ہون شب فرقت
چلے آؤ کسی دن ڈھونڈھتے دل ہمارا
محبت مین تمہاری جسنے قتل ہو کر
وہ مرنا زندگی ہی تم جہان ہو سوگوارونمین
کیا تمنے جو قصد دلربائی پڑ گیا جھگڑا
یہی تو رہ گئی ہین بس کسیکے یادگارون مین
تعلی سے یہ نفرت ہی کہ بعد مرگ خاک اپنی
وہان بھی جا کے ٹھہرایا گیا بے اختیارونمین

کیا گزارش کرون ہجر کی راتون کا ملول ہلاکون کا نزول صورت زیبا کی یاد دل سے فریاد اشک بہہ دوش بیٹھا ہون جب ہوش آیا خاموش حیران حیران

ایک مدت کو دیکھتا ہون فرزند آپ کا فیروزہ خدمتگذاری مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھتا مگر یہی دل مین خیال آیا کہ اس سے زیادہ ظاہر کرنا مناسب نہین رنج و غم اُٹھاؤ اس آگ کو ہمہ تن ہو کے چھپاؤ آپ کو اپنا بزرگ سر پرست جانکر سب کیفیت عرض کیا یہ کہکر سعد بن قباد نے تاج قدمون پر رکھدیا عمرو نے کہا برائے خدا مجھے گنہگار نہ کیجیے فیروزہ میرے ساتھ چلے وہ مقام مجھکو بتا دے مین براے جستجو جاؤنگا آپ کے اقبال سے مطلب کو حاصل کرکے آؤنگا بیکار نہ بیٹھونگا مجھکو ایک ایک امر درد خبر نہین معلوم ہیرے آقا پر کیا گذری یہی خیال آٹھ پہر ہی فیروزہ بن عمرو کو بلایا بادشاہ نے بہت سا روپیہ پیشکش کردیا عمرو نے لیکر زنبیل مین رکھا محل مین آیا ماہ مغربلی نے آکر دامن پکڑ لیا کہا خواجہ اپنے غلام کی خبر لو سلطنت آپ کی وجہ سے ہی مجھسے قباد شہریار کہا کرتے تھے کہ ہمین سلطنت خواجہ عمرو نے دلوائی زنبور درہ ہمارے ہاتھ سے فتح کرایا یہ آپ کا فرزند ہی مجھ بیوہ کی ضعیفی مین عصاے پیری آپ کی دستگیری واجب ولازم ہی عمرو نے کہا ہان صاحب حال تو دریافت کیا اب براے تلاش جاتا ہون مگر مصیبت یہ کہ حبہ پاس نہین راہ مین کیا خرچ کرونگا وہ تو صاحبزادے ہین انسے زیادہ کہنا مناسب نہین ملکہ ماہ مغربلی نے موتیون کا مالا گلے سے اُتار کر حاضر کیا عمرو نے لیلیا کہا اسے جاکر رہن رکھتا ہون یہ کہکے باہر نکلے فیروزہ کو ساتھ لیا اُس مقام پر آئے جہان بادشاہ بیہوش ہوئے تھے فیروزہ تو بتا کر چلا گیا خواجہ نے اُس مقام کو دیکھا امر کے جانے کا خیال کرکے نقش پا سے آنکھین لگائے ہوے چلے جاتے ہین تین دن اُس وادی وحشت مین عمرو پھرا کچھ نشان نہ پایا تیسرے دن صحرا مین دن بھر پھرا شب کو ایک درخت پر چڑھکر بیٹھا کمر مین کمندین باندھکر نخل مین لپیٹ دین بڑی رات گئے ایک طرف روشنی معلوم ہوئی عمرو نخل سے اُترے روشنی کی جانب چلے صبح ہوتے سامنے ایک باغ کے پہونچے دیکھا دروازہ باغ کا بند ہی سپاہی جا بجا بیٹھے ہین عمرو کو یقین ہوا کیا تعجب ہی کہ اسی باغ مین وہ گل گلشن محبوبی موجود ہو اسوقت ستانا معلوم ہوتا ہی صبح کو دریافت کیا جائیگا ایک طرف صحرا مین گئے چاہا ٹھہر کر دل کو آرام نہین آخر ٹہلتے ٹہلتے طرف باغ کے چلے تھے کہ دیکھا ایک کنیز اسی طرف آتی ہی مگر مست مے شباب چٹکیان بجاکے گاتی ہوئی جلدی جلدی چلی آتی ہی سانولی صورت وقت شباب رعنائی سے کامیاب پھولے پھولے گال دنپے نزدیک آنکھین رشک غزال زلفون کو پیچ و تاب دیتی ہوئی آپ ہی آپ ہنستی ہی جو جوان اسکی جانب دیکھتا ہی اُس پر آوازے کستی ہی بقول شاعر اشعار

لال نیفہ ازار بند بڑا	کچھ اک کنچیون کا سی کھلتی
کھیلتی ہنستی کھلکھلاتی ہوئی	آنکھ ایک ایک سے لڑاتی ہوئی

عمرو نے پکارا بی جانے والی ذرا ادھر بھی دیکھنا وہ ٹھٹکی ایک جوان کو دیکھا ہاتھ باندھے کھڑا ہی کہتا ہی میرے پاس آؤ کنیز نے کہا وہان کیا ہی مین نہین آتی جان نہ پہچان بڑی خالہ سلام نگوڑا کچھ دیوانہ ہوا ہی سپاہی کو پکارون کہدون یہ مجھکو چھیڑتا ہی عمرو نے کہا حضور مین نے تو کچھ نہین کہا ہین تابعدار ہون ایک بوسے کا امیدوار ہون عنایت فرمایئے کہا اچھا مین آئی دیکھون تو میرا کیا کریگا کیا مجھے کھا جائیگا مین حلوہ نہین ہون ذرا مجھکو ستائیگا غل مچاؤنگی ساری زمین سر پر اُٹھاؤنگی تمھاری ہڈیان کسوا دونگی عمرو نے کہا تم تو ناحق کو خفا ہوتی ہو مین تو غلام ہون کنیز نے کہا اپنی جورو کا غلام ہوگا مجھے ان باتون سے کیا کام مگر خیر مین تو آتی ہون دیکھون تو کیا کریگا کیا زبردستی ہی عمرو نے کہا مین نے کچھ عرض نہین کیا اور بات کا کیا ذکر ہی فقط دیکھ لینے کو تمھارے غنیمت جانتا ہون مین تو کئی مہینے سے آتا ہون آج مین نے اتنا کہا جب مجھسے صبر نہ ہوسکا ناچار ہوا کنیز نے کہا صاحب سنو ملکہ عالم کی مین مقرب ہون مجھے دم بھر فرصت نہین ملتی مین گھڑے گھڑے بات کر سکتی ہون تمھاری بھی خوشی ضرور ہی انسان کا راضی کرنا واجب و لازم ہی یہ کہکے قریب آئی عمرو جان جہان کہکر لپٹ گیا کنیز کا تڑپنا پھڑکنا کبھی ڈھیلے ہاتھون سے مارنا کہنا ارے نگوڑے چھوڑ دے دیکھ نانی آتی ہین خالہ اماں سن لینگی

خواجہ نے اسی لپٹ جھپٹ مین بہونچی تھی وہ پل دی کنیز مذکور بیہوش ہوئی خواجہ نے اسکو نذر زنبیل کیا اسی کی شکل بنکر سر پر گٹھر
ہوئے اندر باغ کے آئے دیکھا باغ بہشت آئین گلہائے رنگارنگ و شگوفہ ہائے بوقلمون عندلیبان خوشنوا مصروف زمزمہ سرائی

مگر بوستان پر بھی جوبن ہزار　　وہ چوٹر کی نہرین چمن کی بہار　　جسے دیکھ کر گلم ہو رنج و محن　　لگے سرو شمشاد طرف چمن
کسی جا ثمر سے شجر باردار　　زمین بوس اٹھ اٹھ کے ہون بار بار　　شگوفے کی بو بو لسر ہو گئی چھاؤن　　پرندے پھرین ہر طرف بانوین یا تو
کہیں اک تختے مین لونی لا زرار　　دل عاشقان جس سے ہو داغدار　　و غنچو نکے سن سن کے تھے قہقہے　　ہزاروں کرین بلبلین چہچہے

سرمست ہوائے خوش نوجوانان چمن سے نکہار نسیم عنبر شمیم کے چلنے سے جوش بہار چند کنیزین اچھلتی کودتی چلی آتی ہین اب
عمرو کو خیال آیا کہ جسکی شکل بنے ہوا اسکا نام بھی نہ دریافت کیا کہ ایک نے پکار کر کہا اری شگوفہ کہان پھرتی ہی عمرو نے
کچھ جواب نہ دیا اسنے قریب آکے ہاتھ پکڑ لیا کہا او خبیلا جواب نہین دیتی بڑی اچھال چھکا ہی عمرو نے ہنسکر جواب دیا تو
کیا جانے ابھی بڑا تماشا ہوا مین کوٹھے پر چڑھی تھی ایک مرد وہ امس طرحدار جوبن کی بہار لباس عمدہ گجرے پھولون کے
ہاتھ مین عجز بات بات مین ہاتھ جوڑے کھڑا اشارون سے مجھے بلاتا تھا اسی واسطے مین باہر گئی وہ مجھکو دیکھکر آپ سے
باہر ہو گیا کیا کہون کیا کہتا تھا مین نے باتون مین ٹالکر کل کا وعدہ کیا ہی اب کل کہو کیا کہون وہ ہنسی کہا اری تیرا بھی عجب
حال ہی بڑی بکی چھنال ہی مالک کا تو یہ حال تجھکو مسخرہ پن سوجھا ہی ابھی اٹھی ہین آپ ہی آپ رو رہی ہین مین نے جو پوچھا
جھلا کر جواب دیا تجھسے کیا کہون اب گلچہرہ وزیرزادی و چند مصاحبین گئی ہین دیکھیے کیا ہو عمرو بھی اسکے ساتھ چلا قریب
بارہ دری نہ پہونچا تھا کہ غل ہوا ملکہ تشریف لاتی ہین اب عمرو نے دیکھا ایک نازنین نہایت حسین مگر اداس آنکھون مین
حلقے چہرہ زرد لب پر آہ سرد کلیجے پر ہاتھ مصاحبین ساتھ ساتھ خرامان خرامان چلی آتی ہی عمرو دیکھکر خوش ہوا دل مین
کہتا ہی کیا عجب ہی یہی معشوقہ پری پیکر مطلوب بادشاہ جہجاہ ہو آثار محبت چہرے سے ہویدا ہین نیرنگ الفت طریقے سے پیدا
ہین عمرو بھی ساتھ ہو لیا صحن باغ مین چبوترے پر فرش بچھا تھا آپ آکر مسند پر سر جھکا کے بیٹھی کنیزون نے عرض کی
آج کئی دن سے مزاج اقدس جو بے لطف ہی حضور نے گانا بھی نہین سنا گلشن ڈومنی عرصے سے حاضر ہی اگر حکم ہو اسے بلائین
گھڑی دو گھڑی جی بہلانا گانے کا رہے کہ مزاج بحال ہو حضور کے انتشار سے سب بے لطف ہین رنگ باغ دگرگون مصاحبون
کا کلیجہ خون اس خوش خصال نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا تم سب صاحبون کو اختیار ہی ہمارا دل بہت بیقرار ہی ناچ گانا
جب پسند آتا ہی بقول مطلع مصنف کیا ہنسے کیا خاک کوئی رو سکے ٭ جی ٹھکانے ہو تو سب کچھ ہو سکے ٭ مصاحبون نے
جو اتنا اشارہ پایا پکار کر آواز دی ارے گلشن کو بلاؤ عمرو یہ سنکر دوڑا ایک صحنچی مین گلشن لباس فاخرہ پہنے ہوئے
گھنگھرو باندھے بیٹھی تھی عمرو نے آتے ہی کہا بوا گلشن چلو ملکہ نے یاد فرمایا ہی گلشن نے کہا شگوفہ تجھکو تو نوچ کھسوٹ کی بہت عادت
ہی مجھکو ان باتون سے نفرت ہی مین پہلے ہی سے تیار بیٹھی ہون دعائین مانگ رہی ہون کہ بی بی بلائین ہم اپنا کمال دکھائین
عمرو نے کہا بوا ایک بات تو سنو مین سب طریقہ بتلا دون یہ کہکے گلشن کو الگ بلایا ترکیب سے بیہوش کیا کنج باغ مین
اسکو ڈالدیا اسی کی شکل بنکر محفل مین آئے مگر حیب دل پراگندہ سر جھکائے ہوئے ملکہ کو سلام کیا آنسو ٹپک پڑے ملکہ نے کہا
کیون گلشن کیسی طبیعت ہی کیون روتی ہو کہا حضور کچھ نہین یہ غزل سنیے غزل

وہ آدمی ہی جسے عشق کا مذاق نہین　　زمین سے عرش پہ جاتا ہی وقت فکر سخن　　جمال یار کا کس دل کو اشتیاق نہین
وصال کی کبھی نہ آرام سے کٹین راتین　　وہ کون شب ہی جو اندیشۂ فراق نہین　　ہمارا توسن مضمون کم از براق نہین
کہ ناتوان نہین مجھسا بھی کوئی آفاق مین　　جھکائین ابرو بت کے حضور کیا سر کو　　مین پاس لیٹتا ہون انکے وہ ڈھونڈھتے ہین مجھے
علی کو لحمک لحمی نبی نے فرمایا　　یہ دونون ایک ہین انمین ذرا نفاق نہین　　در خدا نہین بیت الحرم کا طاق نہین
وہ نقد دل مرا ہاتھون مین لیکے کہنے لگے

یہ وہ رقم ہے کہ جو قابل بیان نہین
زرا جو بابچہ سر کا چمک گئی بجلی
کہ شوق دید ہمین اب وہ اشتیاق نہین
تمھارے دید کی حسرت ہی سارے عالم کو
کہ نور شمع سر طور بھی یہ ساق نہین
کسے تمھارے سے نظارے کا اشتیاق نہین
وہ نور کرتے ہین کیون لن ترانیان ہم سے

اس غزل کو اسطرح گلشن نقلی نے گایا ملکہ بہت روئین مگر گلشن بھی رو رہی ہے آنکھون سے اشک حسرت جاری دوپٹے سے پونچھتی جاتی ہے ملکہ نے کئی مرتبہ پوچھا کیون گلشن آج تو ہمنے تمکو بہت بیقرار پایا بات بات مین روتی ہو آخر کیون اشکون سے منہہ دھوتی ہو گلشن نے کہا حضور غم تقدیر مین لکھا ہے ان اشعار سے مطلب ظاہر ہو جائیگا نظم

روونے لگو سنو جو مفصل بیان دل
لٹتا ہے دن دہاڑے یہان کاروان دل
قدسی بھی ہاتھ رکھتے ہین کانون پہ خوف سے
ہے کچھ پتا جگر کا نہ اب کچھ نشان دل
کیا پوچھتے ہو ہجر کی بیتابیون کا حال
کوئی جہان مین نہین ہے قدردان دل
اللہ رہی لاغری کہ کھلے داغ ہجر کے
سمجھے ہو مختصر ہے بڑی داستان دل
ہوتا نہین ہے کوئی مرا میہمان دل
کچھ مرثیے سے کم نہین ہے داستان دل
الفت تو دی خدا نے پہ مجبور کر دیا
جاتا ہے آسمان پہ جو شور و فغان دل
ممکن نہین کہ کم ہو محبت حضور کی
حد سے کہین حضور ہے باہر بیان دل
گھیرے ہوئے ہین لشکر اندوہ و درد و یاس
ثابت ہوا جہان پہ نہ راز نہان دل
روتا ہون دیکھ دیکھ کے خالی مکان دل
غافل نہ زلف و رخ کے دور آ ہین رکھ قدم
ٹرتی تری زبان سے جو ہوتی زبان دل
کوٹھی کا مال لیگئے تم لوٹ لوٹ کر
جسطرح چاہین آپ کرین امتحان دل
ایسا حسین ہے کون جسے دل کو دیجیے
دیکھو تو چشم غور و تامل سے شان دل
اے نور اک اور غزل عمدہ تر لکھو

اس غزل کو اس بیقراری مین گایا تمام اہل محفل رنگ سے تھے محفل کے عجب رنگ تھے کہین آہ کہین واہ ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کے کہا اے گلشن ناحق یہ غزل گائی دلبر ہجر غم والم ہوا مجھ کمبخت بدنصیب کا غم والم نہ کم ہوا اب تو ملکہ نے گلشن کا ہاتھ پکڑ لیا کہا گلشن ہمارے سر کی قسم سچ کہو تمھاری کیا کیفیت ہے آج تو تمکو عجب حال مین پایا تمھارے اشعار نے ہمارا غم والم بڑھا دیا ہمسے صاف صاف کہو ہمارا دل یہ چاہتا ہے کہ تمھارا حال سنین کہ تمھاری کیا کیفیت ہے مین کہو خود کہدون کہ جو تمپر گذرتی ہے اگر انصاف کرو تو یہ کہو کہ حضور کو کیونکر معلوم ہوا گلشن نے ایک آہ کی کہا حضور نظم

ہم کہ پرتو خورشید دود آہ من ست
کہ بیگناہی من باعث گناہ من ست
ز درد دل بکہ گو یم شکایتے کہ کنم
درین معاملہ یک ہو خدا گواہ من ست
سفر ولایت عشقتم مخفیا بہ سر مہ
چراغ شام ابر آہ صبحگاہ من ست
رسید کار بجائی کہ ہر گدا ... ہے
کہ دشمن دل و جانم ہمین نگاہ من ست
ز حادثات جہان ... رہائی نیست
بجا سے تاج ہمین شانہ کلاہ من ست
قسم بکعبۂ حاجات و ... دل
ز زرد ... و ... پناہ من ست
بجبز ز بونی طالع مرا گنہ ہی نیست
کہ حادثات جہان کہربا ی کاہ من ست

ملکہ نے کہا گلشن زیادہ بھاؤ نہ بتاؤ آتش افروزی کلام سے دل نہ جلاؤ گلشن نے اشارہ کیا حضور کنارے چلین تو حال دل مفصل کہون ملکہ اٹھ کھڑی ہوئین سامنے کمرہ خالی پڑا ہوا تھا اسطرف چلین گلشن پیچھے پیچھے روتی بھی جاتی ہے کبھی ہنستی ہے کبھی کہتی ہے مصرع دل ربا دگرفتاری ما ملکہ پلٹ کے فرماتی ہین ارے تیرے جوش وخروش نے دل مین آبلے ڈالدیے اندر کمرے کے پہونچکر گلشن نے دروازہ بند کر لیا قدمون سے لپٹ کر رونے لگی کہا حضور کیا کہون امی جان کی کہائین نے ہوش اڑا دیے دل کھولکر رونے نہین پائی آپ کی خدمت مین آنے کے بہانے سے کچھ تسکین ہوئی ملکہ نے کہا گلشن میرے سر کی قسم سچ کہہ کسی پر عاشق ہوئی طبیعت قبضہ سے نکل گئی گلشن نقلی نے کہا کیا کہون کیونکر جفائے ہجر سہون ہر گالی راتین تڑپ تڑپ کے کٹتی ہین ہفتون کے بعد سحر ہوتی ہے ایک جلسے مین گئی تھی وہان ایک تاجدار جلیل کو دیکھا یہ کہکے عمرو تقریر مین تصویر سعد بن قباد کی کھینچی کہا سر جنید مین تنہا زخمی نہین ہوئی میری تیغ ابرو کے وہ بھی گھایل ہوے

جب میں نے یہ غزل عاشقانہ گائی وہ بھی مثل مرغ بسمل پھڑکنے تھے وہ یہ غزل ہے غزل

اک اور غل اُسی ہنگامے کے برابر تھا
اسی نے ہجر میں برسوں ہمیں جلا رکھا
تمھیں پسند نہ آیا ہمیں بھی دو بھر تھا
مرا رقیب مری بیخودی بنی شب وصل
مری دعائیں بھی مضطر تھیں میں بھی مضطر تھا
برس گیا جو مرے میکدے پر ابر کرم
خلاف مجھسے جدائی میں دور ساغر تھا
چلے تھے کعبے کو ہم بت کدے کو جا آئے
رکاوٹ اسکو بنی تھی کیا کسی کا خنجر تھا
خدا کے سامنے شوخی کدھر گئی وہ بتو
نہ شیشہ تھا نہ خراباتیون کا ساغر تھا
ہمارے سوز درون نے دکھا دیا جو اثر
برنگ سایہ حباب گر پڑے وہ بستر تھا
ہمیشہ منزل مقصود میں تباہ پھرے
قریب تو رگ گردن سے زیر خنجر تھا
ہے نگہ میں وہ جبتک نہ دل کو چین آیا
تمام ایک ہی جھگڑے میں روز محشر تھا

چلے گئے جسے ٹھکرا کے تم مرا سر تھا
نہ تھا رفیق ترا غم رفیق پرور تھا
یہ کیا خبر تھی کہ رسوا کرینگے دیدۂ دل
کسی کے آتے ہی میں انجمن سے باہر تھا
برنگ آبلہ ہم پھوٹ پھوٹ کر روئے
گناہ بولے یہ سب منفعل دامن تر تھا
چمن میں سنکے ترے پیچھے مرے نالے
سنا جو راہ میں وہ کٹی بتوں ہی کا گھر تھا
جلا ہی آگ سے طور آہ سے ترا مہجور
تم آکے حشر میں ڈر جاؤ گے یہی ڈر تھا
اُٹھے جو محفل جاناں سے تھا بغل میں ندا
شرارے اُٹھتے تھے اُس دل سے بھی جو پتھر تھا
پھرے رہے یہی دو تن عشق میں تنہا
رفیق گردش رہ گرد باد رہبر تھا
نہ دل کو عشق میں سمجھا سکے نہ ناصح کو
ہماری آنکھ بھی شاید رقیب کا گھر تھا
اُسی کے گھر تھے دل و چشم و عرش و کعبہ و دیر

جہان تھا حشر وہیں کوچۂ ستمگر تھا
صد آفرین جو پکارا مرا مقدر تھا
نہ پوچھ پوچھ کے چھینکا دیا کیون نکال کر دلکو
بڑوں کا ساتھ نہ دیتے اگر تو بہتر تھا
شب فراق میں کتنا تھا کچھ پکارا کچھ
کسی کا چھیڑ کے کچھ پوچھنا بھی نشتر تھا
فلک کس طرح بدلتا تھا عیش کو غم سے
زبان گنگ تھی بلبل کی گوش گل کر تھا
گلے سے کیون نہ لگا بسملون کے پیکر تھا
یہ برق تھی وہ شرارہ یہ دل وہ پتھر تھا
دل اشرار ہا ہی ملنا تھا مجکو روز ازل
شکایتون کا ذخیرہ گلون کا دفتر تھا
گلی میں یار کی ہم ہیں در پس دیوار
زمانہ تنگ تھا نگہ یار تھی مقدر رکھتا
گلا نہ کاٹ سکے ہاتھ رک گیا آخر
غضب میں تھے کہ یہ خود آ کے تھا وہ خود ہم تھا
دعائیں تمھیں دیتے سب اہل حشر پھرے
اکدھر تلاش کو جاتا جلال خستہ تھا

اُنکے بھی عارض انور پر اشک حسرت جاری تھے کچھ ایسا معاملہ ہوا کہ میں کچھ نہ کہہ سکی نہ اُنھون نے اپنا حال کہا درمیان میں پردہ رہگیا محفل سے جدائی مثل اپنے آپ کو بھی پایا چہرے پر آثار حضرت عشق کے پائے جاتے ہیں جیسے میں نے صاف صاف کہدیا آپ بھی نہ چھپایئے میں آپ کے واسطے کوشش کرونگی ملکہ نے کہا اے گلشن کیا کہون تو نے جو تصویر میں تصویر دکھائی بالکل میرے مطلوب کی ہے مجھے یقین نہیں آتا کہ وہ بھی تجھپر مایل ہوسے ہون ہر چند تیرے ناز و کرشمے گانا بجانا سن بھی تیرا کم ہے چہرا ایسا طرز رنگیلا حقیقت میں عابد کش زاہد فریب ہے مگر وہ بادشاہ جلیل تجھ ایسون پر اگر توجہ کرنے یہی فرمانے دو چار دن نہ جاؤ مجرے کے روپیہ دیدیتے تمھاری کیا مجال تھی کہ آ سکتیں گلشن نے کہا نہیں حضور میں جہان جاتی ہون پہلے وعدہ کر لیتی ہون کہ میں حضور کی نوکر ہون گھنٹے دو گھنٹے سے زیادہ نہ ٹھہرونگی یہ بھی اُنکے گوش زد ہو چکا تھا پھر کیونکر روکتے مگر آپ نے اُنکو کہان دیکھا ملکہ کی آنکھون سے اشک حسرت ٹپک پڑے کہا اے گلشن عجب معرکہ گذرا بیان نہیں ہو سکتا میں کمبخت شکار کو گئی خود شکار ہوئی میں نے ایک آہو پر تیر مارا وہ تیر اُوچھا پڑا وہ ہرن بھاگتا ہوا جاتا تھا وہ ایک نخل کے سایے میں کھڑے تھے ایک آہو کو شکار کر چکے تھے اُس آہو کو بھی شکار کیا میں نقاب دار تھی ہوئی بہو بخی ہر چند کہ رعب و جمال اُنکا ایسا تھا کہ دل کانپ گیا مگر اُنیر ہاتھ تلوار کا مارا اُنھیں نے تلوار جھیلی مجھکو یاد ہان سے اُٹھالیا نقاب چہرے سے اُٹھی پھر مجھکو خبر نہیں وہ بیہوش ہوگئے گرے میں سنبھلی اب صورت زیبا کو بغور دیکھا کہ تیرے سامنے کیا تعریف کرون جو سراپا تو نے دکھایا بس یہی ٹھیک ہے جوش محبت میں

سزا انو پر لکھا اب قصد ہوا کہ ہوشیار کردن اُنکے ملازم چند سوار ایک عیار اُنکو ڈھونڈھتے ہوے آتے تھے اُنکو دیکھکر ملکہ کو شرم آئی اپنی مادیان پر سوار ہوکے چلی آئی انکو یہ کیفیت ہی بقول شاعر نظم

کہان سے لاؤن اتنے یا خدا دل
جگہ دل مین کسی کے اپنی کرتا
وہ بولے کھینچ لایا آپکا دل
کسی کی آہ کا مطلق نہین خوف
نکالے پھر تو اپنا حوصلہ دل
کسی سے ملکے بیگانہ واری
کیا اپنی شرم بھی کچھ آپ کا دل

دغا کرتے ہین کس سے بیوفا دل
وہ پہلو عمر بھر ڈھونڈھا کیا دل
ملا مجھکو جو داغ عشق سمجھا
دکھاتے ہین جو دل اُنکا بڑا دل
لگو پہلو تہی کیجائے کس سے
ادھر تو دیکھ او نا آشنا دل
چلا دل اب ہاتھ آئے یا نہ آئے

طلب کرتی ہی اُسکی ہر ادا دل
بہت چھپتا تو گئے لیکر مرا دل
جو پوچھا کیونکر آنکلے ادھر تم
دیا اللہ نے یہ دوسرا دل
نکل آئے تڑپ کر اُسکے آگے
سوا تم دل سے ہو تم سے سوا دل
وہ کہتے ہین مخل وصل شب کو
ٹھکانے سے نہ تم ہو کر لگا دل

گلشن نے کہا واری معلم عشق نے سب کچھ تعلیم کر دیا خانۂ دل غم والم سے بھر دیا ملکہ نے کہا اے گلشن مین تو پچھتاتی ہون کہ مین نے کیون نہ جگا دیا نام ونسب ومقام سکونت تو دریافت کر لیتی کسی حیلے سے نامہ بر کو بھیجتی کچھ پیام وسلام ہوتا اتنا تو حال کھلتا کہ ہمارا تو یہ حال ہوا اُنپر کیا گذری مگر وہ مردہین تمھاری زبانی معلوم ہوتا ہی کہ تمھارے خواہان ہوے اسی طرح کسی اور ماہ پیکر سے دل بہلا لیا ہوگا اگر اتنا دریافت ہو جاتا کہ ہمارے بھی خیال مین ہین تو تدبیر ملاقات کیجائے اگر یہ ثابت ہو جاتا کہ ہماری پروا نہین اُنکے دل مین ہماری جا نہین پھر کیا ضرور ہی یا پچھ سے قلب ناصبور ہی صبر کرتی جیتی یا مرتی اُنکی بلا سے مین سچ کہون تیری زبان سے حال اُنکا سنکر بڑا ملال ہوا بڑے سفلہ مزاج ہین ذرد منہون سے نگاہ ملاتے ہین خدا نکرے نوج مین تیری سوت کہلاؤن گلشن خداوند کی قسم ہی تڑپ تڑپ کے جان دیدون مگر ملنا قبول نکرون کیا کہون کہ کیا انتشار ہی آنکھ اشکبار دل بیقرار ہی دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ مدعت عشق سے ٹوٹا خیر جو گذریگی وہ گذریگی تم اُنسے جا کر ملو اُنکے دل کو تسکین دو مگر تجھکو ہمارے سر کی قسم ہمارا بالکل ذکر نکرنا اب تو عمرو کو تاب نرہی عرض کی مین اپنا حال مفصل کہون مگر معاف فرمایئے گا جان دیکر آیا اپنکو آپ تک پہونچایا جو دل مین گمان تھا وہ بھی ٹھیک ٹھہرا مین بڑی مصیبت مین ہون خدا انجام بخیر کرے میرا امیر سے آقا کو دشمن سے بچائے اگر خدا نخواستہ وہ گرفتار ہو گئے تو پھر میری جستجو بیکار ہو گی ملکہ نے گھبرا کر کہا تم کون ہو کیسے آقا کیسی مصیبت عمرو نے کہا اے شہنشاہ خوبی واے سرو باغ محبوبی آپنے نام سنا ہوگا کہ بجائی صاحبقران کا شیر شریک خواجہ عمرو عیار صاحبقران سرکوب ساحران رئیس نراشندہ کافران وہ یہ حقیر ہی کہ بادشاہ آپ کے عشق مین بیمار ہوے نوبت بجان کار و باستخوان مین ہمراہ صاحبقران کے قلعۂ سواد نگار پر بیٹھا تھا کہ جادو سے مقابلہ پڑے تھے دوم تبہ میدان مین لڑائی ہوئی بہت سے ساحر ہاتھ سے آقا کے قتل ہوے یکایک یہ آفت برپا ہوئی کہ سردار غائب ہونے لگے لیجانے والا نہ ساحر معلوم ہوتا ہی نہ غیر ساحر کی خبر ہی مین بھی گرفتار ہو گیا تھا مگر عنایت خدا سے چھوٹا اسی انتشار مین تھا کہ لشکر سے نامہ پہونچا کہ بادشاہ کا عجیب حال ہی امیر نے مجھکو بھیجا ہر چند کہ مین نہ آتا تھا یہی تردد تھا کہ ایسا نہو آقا پر کوئی اُفتاد نہ پڑے مگر مفسدہ حالت بادشاہ لشکر اسلام سنکر سوا اسے آنے کے کچھ نہ بن پڑا خدمت شاہ مین آیا عجیب حال پایا بیہوش پڑے تھے جب مین پہونچا بمشکل ہوشیار ہوے جب مین نے بہت پوچھا تب اُنھون نے احوال صحرا بیان کیا اُنھین نے بھی تقریر مین آپ کی تصویر دکھائی تھی سنکر ہر دونون بیان مطابق پڑے امین آپ تک پہونچا ملکہ نے گھبرا کر کہا میری انگوٹھی گلشن کو کیا کیا لباس زیور سب اُسی کا ہی عمرو نے کہا حقیقت مین اُسکو کنج باغ مین ڈال دیا

وہین باغ مین وہ بیہوش پڑی ہی ملکہ بہت شرمائی عمرو نے باتون مین پوچھا کہ آپکا شہر یہان سے کتنی دور ہی ملکہ نے
سر جھکا کے فرمایا کیا کہون آپ نے جو نامہ قلعہ سواد نگار کا لیا وہ ہمارا ہے خداوند پیغمبر ہو اور مجھے بیت غائب ہونے کی
سردارون کی جو آپ نے بیان کی اور تو مین کیا عرض کرون ظاہر معلوم ہوتا ہی کہ شاطر قدرت شہزادہ فرخندہ فرقت کہ اسکے
پاس سرمہ جمشیدی ہی جب آنکھ مین لگاتا ہے سب کی نگاہون سے غائب ہو جاتا ہی بیجا ہے اسکا ثابت ہونا ہی اسپر دست اندازی
بہت دشوار ہی عمرو نے کہا آخر اسکو کیونکر دیکھین عذرا نے کہا سیاہ پوش جادو کہ اسکے پاس سرمہ جمشیدی کا ہونا ظاہر ا تو یہی شہ
یا شاید کچھ اور ہو کہ اسکی حفاظت خداوند نے زیادہ کی ہی علاوہ قلعہ المپس پرستان کے کسی اور [illegible] دی ہی
اسکے پاس چشمہ جمشیدی ہی لیتے عینک جب وہ ملے آپ اسکو لگا مین تب شہزادہ فرقت کو دیکھین [illegible] ہوا ایسے جاتا
بڑی مشکل ہی یا شاید آپ کے دام مین گر نہین پھنسیا ئے مگر البتہ چشمہ جمشیدی لگا کر آپ اسکو دیکھ لینگے نہ کیا کسی بات مین ملکہ
ہی عمرو نے گھبرا کر کہا تمہارا قدرت سے کیا سلسلہ ہی ملکہ نے کہا مین بد نصیب اسکی نور چکیدہ خالہ قدرت ہون
میرے سوا اور کوئی اولاد نہین یہ باغ میرے واسطے بنوایا ہی مین نے یہان سکونت اختیار کی ہی [illegible] وہ چار دن
یہان بھی ضرور آئے ہین مگر کیون خواجہ ہم سے اور شہریار سے کیونکر ملاقات ہو عمرو نے کہا ای ملکہ خاطر جمع رکھ میرے آج کل
در پیش نہین ہین مگر مین بادشاہ کو یہان کا پتا دونگا یقین ہی کہ وہ اسے کو بہت جلد آپ تک پہنچا دینگے میرے ذہن مین
یہی ہی کہ مین جا کر بادشاہ اسلام کو تسکین دون اور برائے تلاش چشمہ جمشیدی جاؤن آئندہ پروردگار کو اختیار ہی
اور شہریار سے انشاء اللہ بعد فتح قلعہ المپس پرستان ملاقات ہوگی ملکہ نے جو کلمات یاس سنے بے اختیار ایسی بلک کر روئی
کہ عمرو کا کلیجہ منہ کو آگیا کہا ای فرزند نہ گھبراؤ مین جا کر سب کامون سے پیشتر بادشاہ جمجاہ کو یہان لاؤنگا آپ سے ملاقات
کراؤنگا بعد اسکے برائے تلاش چشمہ جمشیدی جاؤنگا شاطر قدرت کی بھی خدمت واجب و لازم ہی کہان جائینگے آخر پھنسینگے
یہ کہکے عمرو جب ملکہ سے رخصت ہونے لگا ملکہ نے کئی کشتیان جواہرات کی دین اور فرمایا اگر آپ وعدہ پورا کرینگے اور
بھی خدمتگزاری ہوگی عمرو ملکہ سے رخصت ہو کر طرف لشکر کے چلا جیمین کہتا ہی کہ خدمت مین صاحبقران کی چلون دیکھین
میرے آقا پر کیا گذری ایسا نہو عیار گرفتار کر کے لیگیا ہو تو بڑی مشکل ہوگی پھر خیال مین آیا کہ بادشاہ جمجاہ کا خضوع
و خشوع بہت بڑھا ہوا ہی ایسا نہو دشمن ہلاک ہون تو ماہ مغربی کو کیا منہ دکھاؤنگا یہ سوچکر لشکر مین آئے کنارے پر
آتے ہی دیکھا سامنے سردار خدمتگار کھڑے دو بزرگ پیر و جوان اداس اور [illegible] مصروف گریہ و زاری ہین عمرو نے گھبرا کر
پوچھا یار خیر تو ہی ہر کسی نے رو کر جواب دیا خدا اپنا فضل شریک کرے آج بادشاہ کا عجیب حال ہی آب و دانہ ترک
ہوئے دو ہفتے گزرے شاید دو چار دن [illegible] اتفاق ہوا ہوگا آج صبح سے غش پر غش آرہے ہین ابھی لندھور دیا مالک
روتے ہوئے نکلے تھے بدیع درستم بختیار الملک بار بار ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ہم برباد ہوتے ہین ابھی یہ تدبیر ہوئی تھی کہ
فیروزہ بن عمرو کو بخدمت صاحبقران روانہ کرین مگر فیروزہ کا عجیب حال ہی اسکا بھی یہ قول ہی کہ بعد اپنے آقا کے
زندہ نہ ہونگا جفائے فرقت شہریار سہونگا سب سے زیادہ رستم پیلتن علمشاہ صف شکن کی یہ کیفیت ہی کہ فرماتے ہین
انکے والد نامدار سے اور مجھ سے قلبی محبت تھی انہین کے فراق مین آج تک چین نہین ملا مگر اس شہریار کو دیکھکر تسکین ہوئی تھی
اگر خدانخواستہ انکا سایہ ہمارے سر سے اٹھا تو ہم زندہ نہ رہینگے پہاڑون سے سر ٹکرا کر مر جائینگے آج صبح سے ہنگامہ ہی سن لیجئے
محلات سے ناموس کے رونے کی آواز آتی ہی حرم سے ملکہ ماہ مغربی کے زمین تھراتی ہی عمرو نے گھبرا گیا دوڑا دربار گاہ پر
آیا دیکھا علمشاہ سر ٹکرا رہے ہین سردار انکے انکو سنبھالے ہین بدیع الزمان و نور الدہر فرش خاک پر لوٹ رہے ہین
لندھور نے حکم دیا ہی ای فیروزہ تو سمجھا وہ اپنا زبان سے فرما دین کہ فلان ملک کی شاہزادی پر ہم مائل ہین

لشکر لیکر جاؤن خدا چاہے تو انکی مطلوبہ کو لیکر آؤن عدم وقفیت مین کچھ بن نہین پڑتا یہ تو سب سمجھ گئے ہین کہ بادشاہ کسی پر عاشق ہین چونکہ صاحب ربط وضبط ہین زبان سے نہین فرماتے اس نامرنجی سے یہ حال کیا کہ دنیا سب سامنے سے خواجہ عمرو آتے ہین عمرو کو دیکھکر سب صاحب دوڑے ہر طرف سے آواز آئی شوخی جب ہی تک ہو بدر فرخندہ قدم ہو باد قربان سب تشنۂ دیدار ارے جلد آئیے مسیحائی فرمائیے دیکھئے بادشاہ کا یہ حال ہی قیامت برپا ہو گئی ہی یعنے ملکہ ماہ منور کی والدہ ماجدہ شہنشاہ بیگم بولی نکل آئین جا بجا ہزار خورین سانس نہین زبان پر یہ کلمہ جاری تھا کہ اے خالق ارض وسما بدشو ہر گئے یہ میری زندگی کا سہارا اتنا ہی ہو ہیر ہے ایک نجیب کو تنہا نور نظر کا ساتھ چھوٹتا ہی مالک انہون کو حکم ہو کہ پہلے میری روح قبض کرے ہزگون نے دیدہ تنہا ہی استاد کیا دین مگر بیا ایکم سمجھائین آپ جلد اندر جائین عمرو اندر بارگاہ کے آیا دیکھا سعدین فرہاد بیہوش پڑے ہین کھیچے آہ کی صدا آتی مردنی چہرے پر چھائی ہوئی فیروزہ بن عمرو کیہ پکڑے ہوے اس پر آنکھ کر رہا تھا آنکھون سے اشک حسرت جاری تھے دیدہ پر بیقراری عمرو نے آتے ہی فیروزہ سے کہا باہر جا جب فیروزہ باہر گیا عمرو نے سر بادشاہ اسلام اپنی گود مین لیکر کان سے منہ لگا کر آواز دی اے شہریار آنکھین کھولیے غلام خبر فرحت اثر لایا سنیئے تو کیا عرض کرتا ہون ان مین کو سے محبوب مین ہو آیا ہون کر آیا ہون آپ سے زیادہ انکو اشتیاق ہی سعد نے آنکھین کھولدین بے اختیار پکار اٹھے قنعرای پیک راستان خبر یار ما بگو ؛ احوال گل بہ بلبل بستان سرا بگو ؛ اور یہ بھی اشعار پڑھے اشعار

کس مصیبت سے بسی ہوے محبت تن مین
ہو گر خندہ ہی دل عشق بت پرفن مین
نیچے ہین شعلۂ جوالہ مرے دامن مین
رنگینی چل کے بس اک آہ مین دنیا کی ہوس
اب تو جان کی ہی زیست مرے مدفن مین
نہ رہا اُس تلے گرمی سے ہستی کا وجود
استخوان میرے بھگوئے ہین مگر روغن مین
استخوان سے مرے جسطرح سے گذری وہ نگاہ
برق کا حصہ لگا کے رہے تم خرمن مین
حفظ ایمان کا چاہے تو بتون کو دل دے
نسر سنگ سے لگتی نہین آگ آہن مین
عشق کرتے ہوے خط آگیا اے گشت حراد
چھپکے رہتے ہین بگولون کے درے مدفن مین
سیر عالم کی کیا کرتے ہین وہ گھر بیٹھے
خون کرتے ہین ہوا سنگ ظلم تن مین

برق خندہ سے تری آگ لگی گلشن مین
چوکیان برق کی رہتی ہین مرے خرمن مین
خوشخرامون کا تصور ہی دل روشن مین
خالی اب ہی تری جا مرے دل روشن مین
موجۂ چشمۂ حیوان ہی تری تیغ اے ترک
کسطرف سے یہ گرا شعلہ مرے خرمن مین
مانع جلوۂ خورشید ہی ابر اے خورشید
رشتہ اسطرح پروانہ گیا سوزن مین
اسمین قلقل کی صدا اس مین ہی قہقہ کی نوا
خوف جان کا ہو تو رکھو مال کہن زندان مین
پہونچ اے ابر کرم موقع تاخیر نہین
چیونٹیان دانے سے پیدا ہوئین اس خرمن مین
ہر طرف چونک پڑے خواب عدم سے مردے
دور ہین انبو دھری رہتی ہی ایران وزن مین
نالہ کس درد سے بلبل نے کیا تھا کہ صفیر

دل جلایا ہی تو آیا ہی کمال اس فن مین
آبلے پڑ گئے شبنم سے گلون کے تن مین
شمعسان گرم روی سے ہوے کانٹے تن مین
دعوت کبک دری روز ہی اس گلخن مین
داغ دل سے ہی مجھے جنبش فانوس خیال
لشسدا تیری امانت ہین تو نہین مدفن مین
قبر مین شمع کے مانند جلا کرتے ہین
شوق شہرت ہی اگر بیٹھ نہ رکھو روزن مین
دل علائق سے بچائے رہے الفت کے لیے
فرق اتنا ہی صراحی مین تری گردن مین
سنگدل تو ہی تو فولاد مین ڈر کیا ہی
فصل گل آئی ہی یا آگ لگی گلشن مین
بعد مردن بھی یہ ہی خاک اڑانے کی ہوا
تہلکہ ہو گیا ٹھوکر سے تری مدفن مین
شیشۂ دل کا محبت مین خدا حافظ ہی
صبح سو ٹکڑے ہوا غنچہ کا دل گلشن مین

ایسے اشعار پڑھکے بادشاہ رونے لگے فرمایا کیون شہنشاہ اوج عیاری ہمکو بڑا غم ہی کہ راز عشق چھپ نہ سکا تصویر محبوب تقریر مین آپ کو دکھائی اسکا کیا انجام ہوا عمرو سوچا اب مین ذرا بھی ربط وضبط کی باتین کرون ایسا نہو اس مشتاق کا دم نکل جائے استخوان ہاے جسم سوزش ہجر سے جل جائین عمرو نے جلدی سے کہدیا کہ حضور مین باغ مین ملکہ کا

پہونچا لیا کہوں آپ کی بیتابی سے اُنکی بیخوابی بڑھتی ہوتی ہی عیش و نشاط سب ترک ہی مینا و دمنی اُنکے محفل مین پہونچا اب بادشاہ اُٹھو بیٹھیے بگوش ہوش باتوں کو سن رہے ہیں عمرو نے کہا حضور مین تے کمال یہ کیا کہ اپنی صورت عاشقوں کی بنائی کبھی رونا کبھی ہنسنا عالم یاس چہرہ اُداس ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھرین کہ اس ظالم نے جھلا کر کہا ای گلشن ہم تیری مصیبت کو سمجھ گئے کہو تو بیان کرین اس حیلے سے وہ مجھکو تنہائی مین لے گئین سعد نے کہا یہ تو پہلے فرما دیجیے کہ اُسکا سلسلہ حسب و نسب کیا ہی پھول کس باغ کی چاند کس فلک کی عندلیب خوشنوا کس چمن کی نام نامی تو فرمائیے کہ وہ نام لیکر دل کو تسکین دون عمرو نے کہا ملکہ ماہ عالم افروز دختر ابلیس خود پرست کہ جو اس ملک کا خداوند ہی اگے مطلب میرا کچھ حاصل ہی ایہ پتا ملا کہ لشکر عدا جتنی آفت برپا ہی لینے سرداران نامی دن دھاڑے چوری جاتے ہین وہ عیار ہی ابلیس خود پرست کا متر زود رفت نام ہی یہی عیاری اُسکا کام ہی سینے سرمہ جمشیدی اُسکے پاس ہی آنکھوں مین لگا لیتا ہی پھر اسکو کوئی نہین دیکھ سکتا ہی آنکھوں سے مثل پیک خیال غائب ہو جاتا ہی مین نے ملکہ سے پوچھا کہ آخر یہ مشکل کیونکر آسان ہو فرمایا سیاہ پوش جادو ایک ساحر ہی اُسکے پاس ایک چشمۂ جمشیدی ہی جب وہ عینک ملے تب وہ دکھائی دے آیندہ خدا کو اختیار ہی مگر مین نے اپنا حال ظاہر کیا آپکے حال سے ماہر کیا بادشاہ نے کہا خواجہ پھر میری رسائی کیونکر ہو عمرو نے کہا ای شہریار ہنر تو یہ ہی کہ ربط و ضبط کو کام فرمائیے جب خدا بفضل کرے ابلیس مارا جائے آپ کی عملداری اُس قلعہ مین ہو اُس وقت انتشار اعتبر آپ کی شادی دھوم سے کرین اتنا کلمہ جو عمرو نے کہا بادشاہ نے ایک آہ کھینچی اور یہ اشعار حسرت آمیز حیرت انگیز زبان پر جاری کیے نظم

حال بیتابیٔ دل پر وہ نظر کرتا نہین
یہ کبوتر وہ ہی اُڑنے مین کمر کرتا نہین
بیٹھ رہ رونے مین کیون میرے جنازے پر نہ
عشق بھی کس کس جگہ اپنا گذر کرتا نہین
دم دہن بھی نہین رکھتا ہی تیر تک شام سے
صورت آئینہ کوئی دل مین گھر کرتا نہین
ای مسیحا بھک رہا ہی آتش فرقت سے دل
نغمہ سنجی بلبل بے بال و پر کرتا نہین
آنکھ کے لڑتے ہی ہو جاتا ہی دو ٹکڑے جگر
کچھ علاج عاشق شوریدہ سر کرتا نہین
ایک بھی سنتا نہین عاشق کی اللہ رے غرور
یہ غلط سمجھے ہو پھر جا کام زر کرتا نہین

ہجر مین کس شب تڑپ کر مین سحر کرتا نہین
ہجر گل مین حال کب مرغ دگر کرتا نہین
کون ہی جو دار دنیا سے سفر کرتا نہین
آدمی سے نفی کا اثبات ہی امر محال
کون سی شب ہی جو آہین رات بھر کرتا نہین
خانۂ دل مین نہین ہوتا کوئی اگر مقیم
کچھ دوا سے سوزش داغ جگر کرتا نہین
آج کل نشو و نما پر ہی گل داغ فراق
کام کب تلوار کا تار نظر کرتا نہین
آگیا تم پر جو میرا دل تعجب کیون ہوا
منتین مین شام سے کب تا سحر کرتا نہین
کیا ہوا جنت مین مین نے چھو لیا گر زلف کو

دیر لیجانے مین خط کے نامہ بر کرتا نہین
چاک دامن صورت جیب سحر کرتا نہین
گل پہ بلبل شیفتہ ہی سرو پر قمری فدا
اس لیے مین فکر مضمون کمر کرتا نہین
حسن ہی مشہور عالم مین حسینون کا عبث
کوئی بھی محبوب میرے گھر مین گھر کرتا نہین
پھنچے دام مصیبت مین کہان رہتے مین یاد
اس چمن کی سیر وہ رشک قمر کرتا نہین
ای پری پیکر ہی ان روزون ترقی پر جنون
کیا کوئی الفت کسی سے ای قمر کرتا نہین
ہفت نو کیا ہین منعم دولت سے ملتا ہی خدا
بیخودی مین سانپ کا انسان ڈر کرتا نہین

ای شہنشاہ اوج عیاری ربط و ضبط کا کام نہین رہا کیا دل کی کیفیت کہون جو گذرتی ہی اسکو کیا عرض کردن طاقت صبر نہین مشتاق دیدار دل بہ تمنائے وصل یار عبث جان کو درد یہ فسانہ ہی جسم کیا ہی کہ قید خانہ ہی یہ گئی سمہ پر اب جفائے فراق ہو گئے آہ مبتلائے فراق دیگر

بس داغ تو بر جگر نہادیم
تا داغ تو بر جگر نہادیم
ناشاد و در مراد محسنفی

داغ دل روزگار گشتیم
از زمرۂ اعتبار گشتیم
عمرے بے روزگار گشتیم

در عشق تو بیقرار گشتیم
وادی فراق غرق خون شد
بر دامن ذیل یار نشست

رفتیم و بہر دیار گشتیم
بس دیدۂ اشکبار گشتیم
ہر چند کہ چون غبار گشتیم

ای شہنشاہ اوج عیاری کیفیت اپنی لائق عرض معروض نہین

اگر ہو سکے اُنکو یہان بلائیے یا اس ہجران دیدہ آفت کشیدہ کو وہان تک پہونچائیے اگر ایک دن بھی گذر یگا روح قالب سے نکل جائیگی بقول میان قمر صاحب قطعہ

برباد مین نے اپنی جوانی کو کر دیا
مرنے کے بعد ہوگی کفن خاک کوے یار
آئینۂ خیال مین دیکھا جو اے قمر

آنکھین وہ پھوٹ جائین نہ دیکھین جو روے یار
اسکی گواہ رہیو تو اے خاک کوے یار
آگاہ اس بہار سے ہین رہبران عشق
اس آئنے مین صاف نظر آیا روے یار

کر یون وہ گوش جو نہ سُنین گفتگوے یار
جیتے جی یہ لباس رہی جسم زار کا
اے جادۂ بہشت برین راہ کوے یار

عمرو نے دیکھا و لولۂ خوبان کی ترقی ہے ہیبت و صحبت کا مزہ انکی لاچار ہو گر کہا حضور میرے ساتھ چلین جہانتک ہو سکیگا سامنا کرا دونگا کوئی بات اُٹھا نہ رکھونگا بادشاہ نے کہا مین حاضر ہون مگر ہمارے سرداران کو عیارون کو خبر نہو یہ راز مخفی رہے آپ کو اپنا پیر مرشد جانکر حال دل کہا فیروزہ بن عمرو آپ ہی کا فرزند ہی ساتھ پرورش پائی مگر مین نے اُس سے بھی حال دل نہ کہا عمرو نے کہا آپ اس بخاطر جمع رہیئے کوئی آگاہ نہونے پائیگا شب کو آج چلیے مگر جب قریب باغ کے جانا ہوگا صورت بدلنا پڑیگی جب صحبت مین تخلیہ ہوگا اُسوقت بہ صورت اصلی ہو کر پہنچیےگا بادشاہ نے کہا مجھے سب کچھ منظور ہی جسطرح چاہیے وہان تک لیچلیے شب کو عمرو لے بادشاہ کو لشت مرکب پر سوار کیا راہ کو طی کر کے جب قریب باغ پہونچے عمرو نے بادشاہ کو ایک گوشے مین بٹھلایا آپ بشکل کنیز باغ مین آیا دیکھا رنگ باغ دگرگون ہی آرائش کا نام نہین کنیزین جا بجا صحنچیون مین رنجیدہ کبیدہ بیٹھی ہین یہی ہر جگہ ذکر ہی کہ صاحبو ہماری ملکہ کو کیا ہو گیا آٹھ پہر ناچ راگ رنگ رہتا تھا کبھی کو دیوا کرتے تھے یہ وہ محفل تھی کہ کیسا ہی غمگین آئے خوش ہو کے جائے دل آرام پائے اب یہ کیفیت ہی کہ عیش و راحت کا ذکر نہین ناچ گانے کی فکر نہین ملکہ آٹھ پہر منھ لپیٹے پڑی رہتی ہین کل مہتر صاحب کو قدرت نے بھیجا تھا کہ کیا باعث ہی کہ دو ہفتے سے ملکہ تشریف نہین لائین ملکہ نے سامنے بلا کر اپنا حال زار دکھا یا کہا بندہ اچھی کار رہتا ہی سر مین خلل دل بیکل ذرا طبیعت درست ہو تو حاضر ہون مہتر صاحب دیکھ بھال کر چلے گئے عمرو ہر جگہ اس طرح کے ذکر سنتا ہوا سر کو دھنتا ہوا قریب بارہ دری آیا کہ دیکھا چوبدار نیان حبشنین ترکنین خاموش کھڑی ہین عمرو اندر چلا ایک حبشن نے پکار کر کہا ملکہ آرام فرمائی ہین عمرو پردہ اُٹھا کر اندر گیا دیکھا ملکہ ماہ عالم افروز آنکھین سوجی ہوئین چہرہ اُداس عالم یاس ہچکیان لیکر رو رہی ہین عمرو دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا ملکہ نے کہا ہان ہان شگفتو یہ کیا حرکت ہی عمرو نے کہا اے ملکہ عالم آپ کا غلام ہون یہ کہکر رنگ روغن عیاری کا چھوڑا اگر صورت اصلی دکھائی ملکہ خوش ہو گئین کہا خواجہ مزاج شہنشاہی کیسا ہی عمرو نے کہا خود تشریف لائے ہین یہ سنکر ملکہ گھبرا گئین کہا خواجہ میان سب کنیزین موجود ہین ایسا نہو کہ راز کھل جائے یا کوئی یہ خبر تا بہ خداوند پہونچائے تو غضب ہو جائیگا عمرو نے کہا چور دروازے سے لاتا ہون یہ حکم لگا دیجیے کہ اب کوئی بارہ دری کے اندر نہ آئے ملکہ تھر تھر کانپنے لگین پیشانی پر پسینہ آگیا کہا بسم اللہ مین حکم لگاتی ہون آپ چور دروازے سے شہریار کو لائیے عمرو بادشاہ کو لینے کیواسطے گیا ملکہ نے پکار کر آواز دی خبردار اب کوئی بارہ دری مین نہ آئے کنیزین حیران کہ ملکہ نے کیا حکم لگایا کیا سبب ہی کہ سب کی ممانعت ہوئی اب سب کو یہ اشتیاق ہوا کہ چھپکر دیکھین عمرو چور دروازے سے بادشاہ کو لایا حسن آرا نام ایک کنیز نہایت بد باطن کترا کر ایک گوشے مین چھپکر آئی دیکھنے لگی یہان جب سعد بن قباد بارہ دری مین آئے اوّل تو ملکہ شرمائین عمرو نے سامنا کرایا ملکہ نے سعد بن قباد کو مسند پر بٹھایا اوّل دیر تک دونون خاموش دریاے شرم و حجاب کے جویل بعد عرصہ دراز عمرو نے گلابی سے جام بھر کے سعد کے سامنے رکھا کہا ایک جام ہو معشوق کو پلاؤ چند ساعت کی صحبت کو غنیمت جانو سعد نے جام ملکہ کو دیا ملکہ نے شرما کر پیا اب ملکہ نے بھی جام بھرا سعد سے اشارہ کیا سعد نے جام پر ہاتھ رکھدیا ملکہ نے شرما کر کہا کیون صاحب کیا باعث نہین معلوم آپ کیا سمجھے ہین مین نے تو مہمان جانکر یہ گستاخی کی آپ کو اور کچھ خیال محال ہی خواجہ عمرو کا حکم مد نظر ہوا اب

ایسی گستاخی نہوگی مجھے کیا غرض کہ کسیکو شراب پلاؤن آپ کو خیال انجام ہی مجھے خوشامد سے کیا کام ہی سعد نے کہا اے شہنشاہ اقلیم فصاحت والی حکمران ممالک عشق محبت نہین معلوم تمھارا مذہب کیا ہی اسوجہ سے تامل کیا ہی ملکہ نے کہا میرے باپ کی خدائی ہی جسکو ابلیس خود پرست کہتے ہین لاکھون آدمی سایۂ دامن دولت مین ہمیشہ پرورش پاتے ہین لیکن دل نے بنفرار کیا کہ ہمنے آپ کو اسطرح بلا لیا یہان دعا بھی قبول نہین ہوتی یہ صحبت تخلیہ حصول نہین ہوتی سعد نے کہا اے ملکۂ عالم اسپر لعنت کرو تھوڑی ہی عرصے مین تمپر مذہب عشق کھلیگا ہمارا مالک وحدہ لاشریک ہی یہی اعتقاد رکھو یہ سنکر ملکہ نے سر جھکا کے کلمہ بمشکل پڑھا تب سعد نے جام پیا ملکہ یار اٹھین نظم

الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا
کہ عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلہا

ببوی نافہ کاخر صبا زان طرہ بگشاید
ز تاب جعد مشکینش چہ خون افتاد در دلہا

بمی سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید
کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

مرا در منزل جانان چہ امن عیش چون ہر دم
جرس فریاد میدارد کہ بربندید محملہا

شب تاریک و بیم موج و گردابی چنین ہائل
کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا

ہمہ کارم ز خودکامی ببدنامی کشید آخر
نہان کی ماند آن رازی کزو سازند محفلہا

حضوری گر ہمیخواہی ازو غائب مشو حافظ
متی ما تلق من تہوی دع الدنیا و اہملہا

یہ اشعار پڑھے دو دو جام جو آپس مین چلے حکایت و شکایت کے خواہان ہوئے عمرو نے کہا اے شہریار بیرون باغ زرعۂ نخلستان مین آپ کا مرکب موجود ہی مجھے بڑا افسوس ہی مین قلعۂ ابلیس پرستان مین جاؤنگا جہان تک ہوسکیگا اس راز کو کھولونگا چشمۂ جمشیدی کی فکر ہی یہی ہر وقت ذکر ہی کہ مہتر زود رفت سے مقابلہ پڑے ایسا نہو کہ تمھارے داداجان گرفتار ہوجائین ہمین بڑا رنج و درد ہوگا اگر انکا قدم لشکر سے نکل گیا ساحران جہانگیر ایک ہی سحر مین تمام لشکر کو تباہ کر دینگے اتنا سب پر دباؤ ہی کہ لشکر پر صاحبقران کے بسبب اسم اعظم سحر بیکار ہوگا تم بعد چند ساعت باغ سے نکل کر اپنے لشکر مین چلے جانا ایسا نہو کوئی خرابی پڑے مین اس زمانے مین ہوش مین ہون سعد نے فرمایا بسم اللہ عمرو نے یہ بھی سمجھا دیا کہ آئندہ جو یہان آنا ہو اپنے عیار کو ساتھ لانا وہ کچھ تدبیر کرکے ملکہ سے اطلاع کریگا تا بہ صحبت ملکہ لائیگا ان باتون مین فیروزہ کو کم نہ سمجھنا یہ سب وعدہ کرکے اور ملکہ کو بھی سمجھا دیا کہ اے شہنشاہ خوبی و سرو خرامان باغ محبوبی جہانتک ہوسکے انکو جلدی رخصت کر دینا چندے برائے تسکین دل آمد و رفت رہیگی انشاء اللہ قلعہ سواد نگار فتح کرکے ملک پر ابلیس کے جانا ہوگا اگر خدا نے وہان بھی فتح کی بوجہ احسن سامان شادی ہوگا ملکہ نے بہت خوب کہکے حجاب سے سر جھکا لیا خواجہ عمرو رخصت ہوئے طرف قلعہ ابلیس پرستان کے چلے یہان سعد بن قباد سے ملکہ ماہ عالم افروز سے حکایتین شکایتین ہونے لگین دونون ہجران دیدہ آفت کشیدہ لب اٹھانے صدمات فراق کے جو ملے ہین کچھ شرم کچھ حجاب دلون مین پیچ و تاب سعد نے بیقرار ہوکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے ملکہ شرما گئین کہا دیکھین اس عشق کا کیا انجام ہو بڑی مشکل یہ ہی کہ یہان باغ مین سات کنیزان گل رخسار ساتھ آئی مین مزاجون مین سب کے اختلاف ہی ابھی تک مین نے کسی سے راز دل نہین کہا ہی آتش عشق کو کانون سینہ مین چھپایا یا ایسا نہو یہ شعلہ سر کھینچے کنیزین آگاہ ہون راز کو افشا کرین سب طرح کی عورتین ہین اس میری پریشانی کو دیکھ دیکھکر کہتی تھین شاید ملکہ کسی پر عاشق ہوئی ہین اسکے اخفا مین مین نے بڑا اہتمام کیا فضل خدا شریک ہوا کہ آپ یہان تک تشریف لائے اب جب آنے کا اتفاق ہو پہلے اپنے عیار کو بھیجیے گا کہ اول وہ بشکل کنیز آکے مجھے اطلاع کرے مین انتظام کرکے آپ کو بلاؤن یہ راز و نیاز بموجب ارشاد خواجہ عمرو مخفی رہے کوئی آگاہ نہونے پائے اس مین ایسی ایسی کنیزین ہین کہ اگر آگاہ ہوجائین فوراً آگ لگائین مگر گردش فلکی کو دیکھیے کہ حسن آرا نام کنیز بے تمیز گوشہ سے سب باتین سن رہی ہی حکایت و شکایت بھی سنی یہ بھی واقف ہوئی کہ یہ شخص بادشاہ اسلام ہی ملکہ پر عاشق ہوکر آئے ہین

ملکہ نے اپنی صحبت مین جگہ دی راز و نیاز ہو رہے ہین جلالی کی کنیزون نے پوچھا کیون حسن آرا غصہ کیا چہرے پر ہی اسنے
جواب دیا تمہین کیا مطلب باغ مین نیا گل کھلا ہوا بدل گئی نسیم رنج و غم چل گئی یہ کہتی ہوئی دروازے پر باغ کے آئی ڈولی
بلوائی یہ ملعونہ سوار ہو کے چلی دل سے کہتی ہوئی چلکر خداوند سے اطلاع کرون کہ آپ کی صاحبزادی مسلمان ہو گئین
یہ بھی عرض کرونگی کہ بادشاہ اسلام کو اپنے پہلو مین بٹھایا آپ کا خیال نہ آیا مگر یہ بھی تصور ہی کہ ایسا نہو خداوند تک پہونچنے
مین عرصہ ہو یہ شخص نکل جائے اس تصور مین جاتی ہی کہارون سے کہتا گبہر ہی کہ جلد لیچلو کار ضروری ہی ابھی واپس آؤنگی
اس سوچ مین کوس بھر نکلی تھی کہ طرف سے قلعۂ البلبیس پرستان کے گرداوری صمصام جنگ آزما پہلوان پایۂ تخت
البلبیس مع بارہ ہزار جوانون کے واسطے شکار کے چلا ہی مگر یہ وہ شخص ہی کہ خود ملکہ پر مدت سے عاشق ہی البلبیس کی
بڑی خدمتگزاری کی ایک دن کوئی کام اسنے ایسا کیا البلبیس خوش ہو کر کہا ای بندۂ خاص الخاص ہمنے تمکو آج
سرفراز کیا نور چکیدۂ خالص قدرت کی شادی تمہارے ساتھ کرینگے صمصام نہال ہو گیا اکثر اسکو خلعت ہائے فاخرہ
ملے مرتبہ بھی بڑھا لوگ لحاظ کرنے لگے یہ بھی ہر ایک کو خیال ہی کہ قدرت نے اسکو خویش اپنا قرار دیا یہ خویش قدرت ہی
اسکی آبرو بڑھ گئی صمصام کو بھی کچھ گھمنڈ سے کی چڑھ گئی اپنے مصاحبون مین کہا کرتا ہی اب ہماری ملکہ ماہ عالم فروز
سے شادی ہوگی کجاوے لدکر جہیز مین چلینگے غنچۂ آرزو کھلینگے مال و اسباب سے گھر بھر جائیگا مین وہ بہادر ہون علداری
مین خداوند کی کوئی میرا مثل نہین بڑی بڑی لڑائیان فتح کین جس جنگ پر گیا بے فتح کیے نہین پلٹا اب بر سر مسلمانان
جاؤنگا قلعہ سواد نگار پر مقابلے پڑے ہین براسے وہ مینا نگار جاکر سب کو نوک لونگا مین تو خاص حمزہ سے لڑونگا
سنتا ہون اسنے پردۂ قاف مین جاکر بڑے بڑے دیو مارے کوئی اسکا ہم نبرد نہین اگر اسکو گرفتار کیا کون میرا
سامنا کریگا اگر دیوزاد بردہ دنیا مین آئین مین انسے جنگ کو موجود ہون مین کسی سے دبنا نہین یہ مغرور سوار پیدل ساتھ
بہیلیے قراول بھی ساتھ ہین کہ سامنے سے دیکھا ایک ڈولی آتی ہی کہار اڑتے ہوئے چلے آتے ہین صمصام نے پکار کر
آواز دی ارے اس ڈولی مین کون آتا ہی ملکہ عالم کی کچھ خبر سناؤ کہارون نے ڈولی ٹھہرائی حسن آرا نے جو صمصام کو دیکھا
خوش ہو گئی ڈولی سے کود پڑی کہا ای پہلوان دوران اسوقت خوب ملے تمہارا ہی کام تھا مین قلعہ مین چلی تھی تمکی کو
اطلاع کرنی صمصام نے کہا خیر تو ہی قوم کی کنیز انتہا کی بے تمیز خود بخود ہنسنے لگی صمصام نے کہا ارے سبب بیان کر
بیوجہ کیون ہنستی ہی کہا میان صمصام وہ خبر لائی ہون کہ سنکر تمہارے ہوش اڑ جائینگے آپکی ملکہ عالم جو منسوبہ ہین مدت سے
یہ مشہور ہی کہ تمہارے ساتھ شادی انکے ساتھ ہوگی وہ واسطے شکار کے صحرا مین گئی تھین شکار کرکے آئین ہمکو جو براہ خیرخواہی
پوچھتے تھے تو یہ جواب ملتا تھا ٹھنڈا پسینہ کا ہی سر مین خلل ہی جی بہت بیکل ہی نہین معلوم کس تدبیر سے عمرو عیار یہان
باغ مین پہونچا سعد بن قباد کو لایا وہ بھی مثل انکے بیمار ہو گئے تھے آج صبح سے زانو بزانو شانہ سے شانہ ملا
ہوا صحبت گرم ہی خلکی نہین لگاوٹین گزشتہ بیان ہو رہی ہین مین بھاگی کہ جاکر قدرت سے اطلاع کرون تمہارا
ملنا اسوقت غنیمت ہو گیا اب چلکر باغ کو گھیر لو وہ شخص نکل کے جانے نپائے صمصام قہر و غضب مین گنبد اڑاتا
ہوا نیزہ چمکاتا ہوا چلا اتنی تو آواز دی کہ ای یارو جلد آؤ آج ایک شکار دستیاب ہوا چلکر شکار کرو بہت نفع ہوگا ایک دوست نے
بڑھکر پوچھا ای شہریار کیا ہی سمجھ مین نہین آتا اسنے کہا اگر کوئی ٹھہر ملے سر کاٹ لوگے تمہارا معبود جو غیر کے قبضے مین ہو بچاؤ گے
سب سوارون نے گھوڑے ڈالے سب باغی طرف باغ کے چلے حسن آرا بھی کہتی ہی جلدی جلدی چلو ایسا نہو وہ نکل جائے
یہان بعد چند ساعت سعد بن قباد کو خواہش خواجہ عمرو کی یاد آئی کہا ای ملکہ عالم اب ہم رخصت ہوتے ہین ہرچند
کہ دل نہین چاہتا ہی کہ تمہارا ساتھ چھوڑین مگر فرمائیے پر جد عالی تبار کی قایم رہنا ضرور ہی انشاءاللہ کل پھر آ بیٹھینگے

عیار فیروزہ بن عمرو کو ساتھ لائینگے وہ پہلے کسی تدبیر سے تمھارے پاس آئیگا ہمارے آنے کا حال سنائیگا تم تخلیہ کرنا ہم اسی چور دروازے سے چلے آئینگے چند ساعت ٹھہر کے چلے جائینگے خدا اس صحبت کو راست لائے فلک تفرقہ پرداز گردون بگج باز کوئی سنگ تفرقہ نہ پھینکے ہم خیر و عافیت سے اپنے لشکر مین پہونچین سرداروں مین ذکر ہوگا کہ ہمارے بادشاہ کہان گئے کبھی اسطرح تنہا جانے کا اتفاق نہین ہوا بھائی ہمارے چچا علمشاہ بدیع الزمان چوگان بن حمزہ شیر افگن وغیرہ گھبرائے ہونگے کیا عجب ہی ہماری تلاش مین نکلین ملکہ کھڑی ہو گئین کہا شہریار خدا حافظ مگر کل کا وعدہ پختہ رہا ایسا نہو فراموش فرمائیے دو چار دن نہ آئیے ہم پر سختی گذریگی سعد نے مطمئن کیا اسی طرح چور دروازے سے نکلے بیرون باغ آئے زر غہ نخلستان سے مرکب لیا پشت مرکب پر سوار ہوے چند قدم چلے تھے کہ سامنے سے دیکھا صمصام جنگ آزما مع بارہ ہزار جوانان صف شکن و کافران تیغزن آگے آگے حسن آرا کنیز جیسے ہی اس ملعونہ نے بادشاہ اسلام کو مرکب پر دیکھا آتش رشک سے جل گئی صمصام سے کہا لو ای بہادر دریائے شرافت کے بے بہا دُر وہ جوان باغ سے نکل آیا وہ آنبون کے باغ مین جاتا ہی گھیر لو صمصام نے وہین سے للکارا او دزد مکار تو نے غضب کیا او باغی باغ مین گیا تھا اپنا رنگ جمایا اس سے سمجھ لونگا سعد شہریار شیر بیشۂ صاحبقرانی کو ایسے الفاظ مہملات کی کب برداشت تھی پلٹ پڑے یہ تو ضرور یقین ہوا کہ کسی نے دراندازی کی لشکر کفار پر گھوڑے کو اٹھا دیا نعرہ کیا نعرہ سعد منم شاہ شاہان فریدون حشم ✤ بہار گلستان کاؤس و جم ✤ منم شیر میدان دشت نبرد ✤ کہ رستم بہ پیشم شود گرد برد ✤ چو تیغ علی برکشم از غلاف ✤ تزلزل فتد در میان مصاف ✤ بہ تخت شہی میکنم جائگاہ ✤ منم شاہ سلطان عالم پناہ ✤ نعرہ کرکے گرزے فوج صمصام مین مہلکہ ڈالدیا جب رسالے پر آکے رسالدار کو مارا پلٹن پر کمیدان کو قتل کیا پیادون سے منھ پھیرے ہوے اگر کوئی قریب آگیا جھڑک دیا تاک کر افسر پہ جاتے ہین آنکھ ملی اور مارا نقیبان لشکر کفار آوازین دے رہے ہین یارو یہ دنیا نا پائدار ہی اسکے نشو و نما کا کیا اعتبار ہی اشعار

کہان ہی سلیمان فرخ سیر
لڑائی بھڑائی کا بان کام ہی
کہان اب ہی ضحاک سا نامور
بلا لو جو اتو بھی نام ہی
رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہ گیا
کہان ہی سکندر نہ دارا ہی اب
بزرگون کے تم نام روشن کرو
فریدون کا آسمان کٹے نام رہ گیا
گئے دہر سے لیکے حسرت یہ سب
زمین خون سے رشک گلشن کرو

اسطرح کے اشعار عبرت آثار نقیبون نے پڑھے کافرون کی آنکھوں مین نقشے آگئے آپس مین کہنے مین یارو عجب شیر سے مقابلہ ہی اپنے فوج ہزیمت موج کو الٹ پلٹ کر دیا کسکا حوصلہ ہی کہ اس جوان سے مقابلہ کرے مرنا ہو تو اسکے سامنے جائے کیسے کیسے افسر اس جوان کے ہاتھ سے مارے گئے سر ان سب کے مثل کاسۂ گدائی ٹھوکرین کھاتے پھرتے ہین شعر کاسۂ چینی برادر نہ کر اتنا غرور ✤ ہمنے دیکھا ٹھوکرین کھاتے سر فغفور کو ✤ قطعہ

کل پانون ایک کاسۂ سر پہ جو پڑ گیا
مین بھی کبھی کسی کا سر پر غرور تھا
دیکر بعد مرنے کے یہ کھلا ہم پہ
بے کسی گور پر برستی ہے
یکسر وہ استخوان شکستہ سے چور تھا
نزد و کہا تمھین ای ساکنان ملک ہستی ہے
خاک کے نیچے خوب بستی ہے
آئی صدا کہ دیکھ کے چل راہ بیخبر
عدم کی راہ سیدھی ہی بلند ہی نہ پستی ہی
ابر رحمت اگر نہین ای برق

ہر شخص امید و بیم مین کہ دیکھین اس معرکے سے کیونکر نبٹینگے جب صمصام نے دیکھا کہ شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت کسی سے نہین دبتا شیرانہ لڑ رہا ہی گینڈے کو بڑھا کر ہٹو ہٹو کرتا ہوا سامنے آیا سعد پلٹ پڑے تگا ور لگائی گرد برد کر دیا صمصام نے اپنے کو سنبھالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا سعد نے تلوار کو تلوار پر روکا تلوار دن مین دندانے پڑ گئے مگر سعد نے الجھاوے سے ہاتھ نکالا خبردار کہکے وار کیا اس روسیاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر جبرائیل پر ایشان سپر نہ تھی نیل کا ٹیکہ ماتھے پر چڑھا تھا یا بخت سیاہ کا سامنا

تیغۂ برق تاب چمک کر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوے سر پر گری خود کو کاٹکر تابہ دو ابرو پہونچی صمصام نے دستانہ مار
تیغہ جھٹا کر نکلا مگر چادر خون چہرے پر آئی سعد نے دوسرا ہاتھ مارا صمصام بد انجام پھونپر گینڈہ یکے جار ہا تلوار گینڈے
پر پڑی گینڈے کی گردن قلم وہ بے زبان بیدم مگر سرداران صمصام سعد پر ٹوٹ پڑے صمصام کو اُٹھا یا ہوادار
پر ڈال لیا صمصام نے آنکھ کھولی گھبرا کر کہا یارو اس جوان پر تیر اندازی کرو جسطرح ہو سکے مار لو یا گرفتار کرو چہار طرف سے
سعد پر تیر پڑنے لگے تمام جسم چھن گیا غربال بنگیا گھوڑے پر اسقدر تیر پڑے کہ مرکب مارا گیا یہ نہ ثابت ہوا کہ مرکب
گیا گھوڑے سے کود ے پیدل لڑنے لگے صمصام نے ترغیب دی چہار جانب سے زنجیرین رسنین اسقدر پڑین کہ سعد
بیہوش ہوکے گرے از روے بلوے کے گرفتار کر لیا ہاتھون مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان بغلون مین خار دار لٹھو سینے پر
شکنجے پشت پر سلاسل اسطرح قید مین گرفتار کیا عماری پر ڈالکر طرف قلعۂ ابلیس پرستان کے لیچلے مگر صمصام نے کہا
اس گیسو بریدہ کو بھی سزا دینا چاہیے گرفتار کر کے سامنے خداوند کے لیچلین وہ سزا دینگے ایک رسالدار کہ سات ہزار جوان
اُسکے ساتھ ہین کہا جا کر ملکہ کو مع کنیزون کے پکڑ لاؤ اتنا پاس کرنا کہ ملکہ بے پردے کہ نہونے پائین محافے مین سوار کر لینا
کنیزون کو البتہ بذلت وخواری لانا اگر حسن آرا ایسی خیر خواہ نہوتی یہ خبر کاہے کو ملتی کوئی اُنھین سے کہنے نہ آئی یہ بات
سب نے چھپائی مفقود نامے رسالدار سات ہزار جوانون کو ساتھ لیکر براے گرفتاری ملکہ ماہ عالم افروز طرف
باغ کے چلا مگر ملکہ ماہ عالم افروز بعد جانے سعد بن قباد کے بارہ دری مین آکر بیٹھین کنیزون کو آواز دی سب سے
پہلے گلچہرہ وزیرزادی روتی ہوئی اندر آئی قدمون سے لپٹ گئی کہا کیون حضور مین آپ کو عجب حال مین پاتی ہون آپکی
پریشانی سے بہت گھبراتی ہون آپ تو تنہائی مین بیٹھین ہم سب کو منع کیا مگر اُچھال چھکا بی حسن آرا بہت بیتاب تھی
چہار جانب دوڑی دوڑی پھرتی تھی نہین معلوم تنہائی مین جاکر کیا دیکھا بھاگ کر دروازے پر گئی ہم سے کسی سے بات
نہ کی محلدار سے ڈولی منگائی سوار ہو کر طرف قلعے کے گئی ہی نہین معلوم اس سے کیا مراد ہی ملکہ یہ بات سُنکر گھبرا گئین
کہا ای وزیرزادی کسی کو طرف قلعے کے بھیجو اتنا دریافت ہو کہ حسن آرا کہان گئی بشتاب در اندازی گلچہرہ نے نسرین نامے
کنیز کو بلایا کچھ انعام دیا کہا بوا جا کر خبر تو لاؤ کہ حسن آرا کہان گئی ہی نسرین مردانے کپڑے پہنکر چلی دو کوس نکلی تھی
کہ دیکھا آگے آگے حسن آرا پیچھے پیچھے مفقود نامے رسالدار اُسکے پشت پر سات ہزار جوان نیزے تانے ہوے بہ تعجیل
طرف باغ کے آتے ہین نسرین کنیز یہ دیکھتے ہی بھاگی یہان ملکہ گھبرا رہی ہین وزیرزادی کا ہاتھ پکڑے ہوے
باغ مین ٹہل رہی ہین رنگ روے اُڑا ہوا نسرین نے اتنا کمال کیا کہ گوش بر آواز ہوکر سنا تو یہ بھی ثابت ہوا کہ سعد بن
قباد پکڑ لیے گئے اب یہ رسالہ براے گرفتاری ملکہ جاتا ہی نسرین بھاگتی ہوئی آئی ملکہ نے پوچھا نسرین خیر تو ہی
نسرین نے کہا حضور غضب ہو احسن آرا نے جا کر بڑی آگ لگائی صمصام نام پہلوان بارہ ہزار فوج لیکر آیا کوئی
سعد بن قباد بادشاہ تھا اُسکو قید کر لیا صمصام لیکر طرف قلعے کے گیا اب ایک رسالہ دار سات ہزار جوان لیے ہوے
براے گرفتاری حضور آتا ہی اگر اُسکے خلاف ہوا اگر آفت برپا کریگا اُسکو حکم مل چکا ہی کہ دشمنان حضور کو مع کنیزون
کے گرفتار کر کے لاؤ یہ سنتے ہی ملکہ ماہ عالم افروز کے چہرے پر ہوائیان اُڑنے لگین گھبرا کر کہا کیون گلچہرہ اب مین
کیا کرون وزیرزادی نے کہا داری مشکل یہ ہی کہ اس کنیز کو بھی آپنے اپنا خیر خواہ نہین جانا میری جان آپ کے قدمون پر
نثار ہی اگر مجھے احوال مفصل معلوم ہوتا بھلا حسن آرا جانے پاتی جا کے حرامزادی آگ لگاتی مین نہین اُسے گرفتار کرتی
اب تو مجھسے کہیے یہ کیا سحر کہ گذرا شہریار جو گرفتار ہوے یہ کون تھے یہان کیون آلے کون لایا کسنے باغ مین گل کھلایا ہمارے
عیش و فرحت مین خلل ڈالا ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کے کہا ای گلچہرہ شرم مانع ہوئی زبان سے حال مصیبت ما ل کہا

راز عشق کو چھپایا دو ہفتے گذرے ہین واسطے شکار کے گئی تھی سعد بن قباد بادشاہ اسلام واسطے شکار کے صحرا مین آگئے تھے اُنسے سامنا ہوا حقیقت مین وہ مجھپر عاشق ہوے ہین اُنپر مائل ہوئی وہ شہریار جا کر بیمار ہو گئے میرا بھی جو حال ہوا تمنے دیکھا کہ آب و دانہ چھوٹ گیا تھا کوئی صورت بچنے کی نہ تھی مگر وہ تو بادشاہ اسلام ہین جب اُنکی علالت بڑہی خواجہ عمرو کو خبر ہوئی وہ ڈھونڈھتے ہوے یہان پہونچے گلشن ڈومنی کو بیہوش کیا ایسا دام مکر پھیلایا کہ مین نے سب حال عشق کہدیا وہ بادشاہ کو آج لا کے خود چلے گئے بادشاہ اُنکے جانے کے بعد رخصت ہوے حسن آرا نے جا کر آگ لگائی صمصام فوج لیکر آیا اب سنتی ہون کہ وہ گرفتار ہوے مفقود رسالہ دار سات ہزار جوان لیکر ہماری گرفتاری کو آتا ہی یہ سنتے ہی کنیزین بھاگنے لگین وہ کہین چار کہین دم بھر مین باغ مین سناٹا ہو گیا وزیرزادی نے کہا ای ملکہ نکل چلیے دو گھوڑیان کسکر نقابین چہرے پر ڈالین در باغ سے نکلی تھین کہ رسالدار مع رسالہ دکھائی دیا اُسنے بھی دور سے دیکھا وہین سے آواز دی کہ آگے نہ بڑھنا سوار گھوڑے کڑکا کے دوڑے ملکہ نے کہا گلچہرہ بڑا غضب ہوا اگر ہمکو گرفتار کر لیا بڑی ذلت سے لیجائینگے وہان جا کر نہین معلوم کیا ہو کوئی کلمہ نیک بولنے والا نہین ہی گلچہرہ نے کہا تیر ماریے یہ خطا شعار قریب نہ آنے پاوین یہ صلاح ملکہ کو پسند آئی یا تو باغ سے باہر نکلی تھین یا اندر باغ کے آ کر دونون نے تیر مارنا شروع کیے جو دروازے کے سامنے آیا تیر پڑا سہم گیا گھوڑے سے گرا اگر گھوڑے پر تیر پڑا تو گھوڑا سوار کو لیکر بھاگا سو دو سو قدم پر جا کر گرا دیا دس بیس سوار جو اسطرح داخل جہنم ہوے اب دور سے لینا لینا کرنے لگے رسالدار کو غصہ آیا کہا بڑے افسوس کی بات ہی صرف دو عورتین دست و پا شکستہ تیر مار رہی ہین ہم لوگ مرد بڑے حجاب کی بات ہی گوشون مین چھپنے لگین سہم گئے بڑی خطا ہی کیا ایک تیر سب کو مار ڈالیگا گھوڑے اُٹھاؤ سب ملکر گھس چلو اب جو سب نے ایکبارگی گھوڑے اُٹھائے تتق گرد بلند ہوا ملکہ گھبرائین کہا کیون وزیرزادی مین کیا کرون اب یہ بیحیا گھس آئینگے بذلت گرفتار کر لینگے اپنے کو کنوین مین گرا دین یون جان دین الماس کی انگوٹھیان پاس موجود ہین اُنکو کھا لین جب تک وہ ہمکو گرفتار کرینگے اسکی تاثیر ہوگی کلیجہ کٹ کٹ کے گرنے لگے گا شہر تک جاتے جاتے خاتمہ ہوگا ذلت سے تو بچینگے گلچہرہ نے کہا آپنے جو نیا مذہب اختیار کیا ہی اُس خدائے نادیدہ کو پکاریے کیا عجب ہی کہ حل مشکل کی تدبیر ہو ملکہ نے موے مشکین کھولدیے دونون ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے پکار اُٹھین ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز ہمکو اس مصیبت سے نجات دے ذلت گوارا نہین یا ملک الموت کو حکم ہو کہ ہماری قبض ارواح کرے ایسا نہو یہ بے حیا ہمکو گرفتار کرکے لیجائین عورت کا مقدمہ نازک ہوتا ہی اگر کسی نے ہاتھ لگا دیا آبرو مین فرق آیا اس سے مر جانا بہتر ہی اسطرح بلک کر دعا کی اس بیقراری مین یہ خمسہ ورد زبان ہوا خمسہ

ترقی دیکھے خوبان جہان کو | مٹایا عاشقان بے نشان کو | خدا رکھے سلامت آسمان کو
اثر سب دید یا حسن بتان کو | ملے کیا خاک اب آہ و فغان کو

اسی کو کہتے ہین تقدیر کا پھیر | کہ اپنی زندگانی سے جو ہو سیر | لگائے موت اُسکی اسقدر دیر
نہ آئے مرگ شادی تو ہی اندھیر | وہ آئین اور پھیرے امتحان کو

حسد جسکی نہ لے جسکا مسیحا | نہ آتے ہون عبادت کو احبا | مریض عشق وہ کیونکر ہو اچھا
بھلا پوچھے مزاج اُسکا کوئی کیا | نہ پوچھے موت بھی جس ناتوان کو

ابھی تک تھی نہ اسمین بار شوخی | نہ رکھتا تھا یہ نا ہموار شوخی | سناتے ہین ترے اطوار شوخی
سکھاتی ہی تری رفتار شوخی | لگینگے چار چاند اب آسمان کو

آگیا لوگون کو اُسنے بار ہا قتل | ہوے ہونگے بہت سے آشنا قتل | مگر تھا دید کے قابل مرا قتل
عجب انداز سے مجھکو کیا قتل | کہ حسرت رہگئی سارے جہان کو

کریگا قتل جب یہ ذرہ ہو اُس سے | ہر اک کا حال اکثر ہو اُس سے | تو سائل کیا کوئی مضطر ہو اُس سے
سوال مدعا کیونکر ہو اُس سے | خموشی سے ہو شک حسن بتان کو

نہیں گو اُسکو خودبینی سے فرصت | کیا ہی آئنہ نے محو صورت | مگر ہی دیدنی میری بھی حالت
ہجوم ناز دے اتنی تو مہلت | کہ دیکھے وہ بھی چشم خونفشان کو

کچھ اندیشہ ہی افشا کا جو ظالم | نکال آکر تمناؤن کو ظالم | کہ تا سینہ مرا خالی ہو ظالم
بھرا ہی حسرتون سے دل تو ظالم | جگہ دون اب کہان راز نہان کو

یہ مانا دل سے ہی اُسپر فدا غیر | مگر کیون خاک مین ملنے لگا غیر | جلال زار کا بھی حال تھا غیر
خدا جانے وہ ہی تو اب یا غیر | سر رہ پاتے ہین اک نیمجان کو

کبھی پکارتی ہی ای رحیم مین تو مسلم ہون شرف مذہب سے ابھی طرح آگاہ نہین ہون شعر شاہا زکریمی و رحیمی و غفور ٭ دست ما گیر کہ درماندہ و بے بال و پریم قطعہ شاہا زکرم بر من درویش نگر ٭ بر حال من خستہ و دل ریش نگر ٭ ہر چند نیم لایق بخشایش تو ٭ بر من منگر بہ کرم خویش نگر ٭ ملکہ کے تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا لعنتا بدار بلنگبینہ ہوش کا اسطرف گذر ہوا یہ ہنگامہ سنکر عیار سے کہا دریافت تو کر یہ سوار کس پر گھوڑے اُٹھائے جاتے ہین عیار گیا روتا ہوا آیا عرض کی ای شہریار سعد بن قباد براے ملاقات معشوقہ آئے تھے پہلے وہ گرفتار ہوے اب اُنکی معشوقہ پر بلوہ ہی دو عورتین دروازے مین باغ کے بلک رہی ہین یہ سوار گھوڑے دوڑاتے ہوے جاتے ہین چاہتے ہین اُن عورتون کو گرفتار کرلین عورتین بلک رہی ہین یہ سنکر بلنگبینہ ہوش نے آواز دی ان سب کو مارلو ساتھ والے جا پڑے سوارون کو گھیر لیا نقابدار گھوڑا اُڑا کر قریب رسالدار پہونچا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے روک کر ایک ہلکا سا ہاتھ مار دیا سر اُسکا اُڑ گیا چشم زدن مین سب کو مارلیا ان سب کو قتل کرکے نقابدار بہ نفس نفیس قریب در باغ آیا ملکہ سے کہا سعد بن قباد کو کسنے گرفتار کیا ملکہ بلک کر رونے لگین کہا ای معین و مددگار صمصام بد انجام تھوڑا عرصہ ہوا گرفتار کرکے طرف قلعہ ابلیس پرستان کے لیگیا یہ سب براے گرفتاری مجھ بدنصیب کے آئے تھے خدا تمھین سلامت رکھے کہ تمھاری وجہ سے جان و آبرو بچی ورنہ نہین معلوم یہ لوگ کس طور سے پیش آتے نقابدار نے کہا ہمارا کچھ احسان نہین ہم بھی تو اُسی شہریار کے ملازم ہین یہ کہکے نقابدار نے کہا ای ملکہ عالم مین تلاش مین اُس شہریار کی جاتا ہون اگر راہ مین پاگیا تو رہا کرونگا مگر تمھارا اس باغ مین تنہا رہنا مناسب نہین غروبیہ باختر پر چلی جاؤ لشکر اسلام مین بلا تکلف جانا بیان کردینا کہ مین ناموس سعد بن قباد شہریار ہون وہ لوگ تمکو اپنی آنکھون پر لینگے خدمت میں ملکہ ماہ نغز دل کہ شاہ کی والدہ ہین اُنکے پاس پہونچا دینگے وہ آنکھون مین رکھینگی تمھاری خاطر مدارات کرینگی اگر سعد بن قباد شہریار قلعہ ابلیس پرستان مین پہونچ گئے تو وہ ملک ساحرون کا ہی وہان مین نہ جا سکونگا اگر آپ وہان جائینگی تو سب کو خبر ہوگی عیاران اسلام جو یہ خبر سن پائینگے براے رہائی شہنشاہ آئینگے یہ سامنے راستہ جو ہی گھوڑون پر سوار ہوکے نکل جاؤ لشکر اسلام کا نشان جہان سے دریافت کروگی ملجائیگا ملکہ ماہ عالم افروز کو یہ بات پسند آئی وزیرزادی بھی ساتھ دینے پر آمادہ ہی دونون مادیان عربی پر سوار ہو کین طرف لشکر اسلام کے روتی ہوئی روانہ ہوئین

دو کلمہ داستان خواجہ عمرو کے تلاش مین سیہ پوش جادو کے چلے ہین مہو نچنا تا بہ سیہ پوش جادو اور حصول کرنا چشمہ جمشیدی کا و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا خمسہ عروض ساقی نامہ

ہمت و غیرت کا ہم دیتے رہینگے مر کے ساتھ
سر خودی تربت بن جائیگی ہمارے سر کے ساتھ
فکر عقبےٰ چاہیے ہر دم گڑے تیور کے ساتھ
مرد آلودہ ہو دنیائے بازیگر کے ساتھ
ایک وفاداری زن فاحشہ کی شوہر کے ساتھ

نشہ چڑھ آتا ہی ذکر بادۂ اطہر کے ساتھ
عشق ہی روز ازل سے ساقی کوثر کے ساتھ
اڑ کے جا بیٹھینگے جھٹ مین اک پری پیکر کے ساتھ
منزل مقصود کا سودا ہی اپنے سر کے ساتھ
گرد رہ کیطرح لپٹے جاتے ہین رہبر کے ساتھ

آسمان چکر مین رہتا ہی قد دلبر کے ساتھ
بجلیان گرتی ہین رفتار پری پیکر کے ساتھ
جا نور کیسا پری بھی چھوڑ دیگی ڈر کے ساتھ
چل بسینگے کبک کیا اُس فتنۂ محشر کے ساتھ
لو بتل کا و اُڑتے پھرتے ہین ٹھوکر کے ساتھ

پھرتے ہین مجنون لیلائے سیمین بر کے ساتھ
دور بقراط و ارسطو بایئے اسکندر کے ساتھ
رہتے ہین حیدر مین شیدا یار افسونگر کے ساتھ
حلقۂ دیوانگان ہی اُس پری پیکر کے ساتھ
اسطرح اصحاب ہون جسطرح پیغمبر کے ساتھ

روز سائے کیطرح مین اُس پری پیکر کے ساتھ
عشق طفلی سے ہی اُس روئے منور کے ساتھ
بے زری مین ہی نظر بازیکا سودا سر کے ساتھ
دیکھتا ہون حسن کے عالم کو مین زیور کے ساتھ
مجکو بھاتی ہی بناگوش صنم گوہر کے ساتھ

اُن مین ہم ہین زہر بھی کھانا گوارا ہی جنھین
جان دیتے ہین ترا شوق نظارا ہی جنھین
اور ہین وہ لوگ جینا اپنا پیارا ہی جنھین
سبزۂ خط کو دکھا کر تونے مارا ہی جنھین
حشر اُن لوگون کا ہوگا خضر پیغمبر کے ساتھ

قند شیرین بوسۂ لب سوا ہوتا نہین
شہد کیا مصری مین بھی ایسا مزا ہوتا نہین
بند ہو جاتی ہین آنکھین منہ جدا ہوتا نہین
اسقدر شیرین دہن ای دلربا ہوتا نہین
شیر دایہ نے پلایا ہی تجھے شکر کے ساتھ

کیا رہائی کی نکالے بلبل بیکس طرح
ناتوان صیاد کے پنجے سے چھوٹے کس طرح
قطع کر امید منظور نظر ہو جس طرح
پر کترتا ہی اگر صیاد تو کاٹ اسطرح
حسرت پرواز بھی اُڑ جائے بال و پر کے ساتھ

خود نہ مین ہکون قفس کا تو اگر در کھولدے
کون کہتا ہی کہ تو باندھے ہوئے پر کھولدے
ہان مرے دل کا گرہ کو تو شکر کر لدے
جوہر اپنے اکدن ای صیاد اسیر کھولدے
لاگ رکھتی ہی مری گردن ترے خنجر کے ساتھ

سر نہین ہی سودا اسیر حلقۂ گیسوون مین
عاشق رخ ہون نثار نرگس جادو ون مین
مر رہا ہون جان بلب ہون طاق ابروون مین
میکش و عاشق مزاج ای ساقی مہ رو ہون مین
بوسۂ لب کی گزک بھی دے مجھے ساغر کے ساتھ

رند و واعظ دونون ہین تیری محبت مین خراب
عشق بیکس ہے لوٹھ احسان کا ٹھہرا عذاب
اک زمانے کے ہین تیری گرمیون سے دل کباب
مومن و کافر کا قاتل ہی ترا حسن و شباب
آتش افروختہ یکسان ہی خشک و تر کے ساتھ

خاک ہی انکی نظر مین مال و زر قانع مین جو
کچھ نہین پروا موافق ہوئے دنیا یا نہو
فقر کی دولت یہ مرتا ہے ان سنو ای دوستو
جسقدر نفرت ہی اس سے مجھ تو کل پیشہ کو
اسقدر ہوگی نہ قارونکو محبت زر کے ساتھ

خون عاشق کو رلانا عادت اُس بدخو کی ہی
چشم کی گردش ادا یا شوخی رم آہو کی ہی
اس ادا کو خوب ہم سے یہ حسن پہلو کی ہی
یہ اشارہ جنبش مژگان سے اُس جادو کی ہی
دم نکلجاتا ہی سودائی کا اس نشتر کے ساتھ

عشق کی سختی اُٹھانا دلبر کچھ آسان نہین
نام ور کیا خاک وہ ہوگا جو سرگردان نہین
شان عاشق یہ نہین جبتک کہ یہ سامان نہین
قدر دیوانے کی بے ہنگامۂ طفلان نہین
چاہیے سالار لشکر کو رہے لشکر کے ساتھ

عاشق ہو نیا مین بتکو دیکھ کر سودائی نہو | یا کسی رشک پری کا یا خط سودا نہو | عقل کو ضایع نکرو وحشی نہو رسوا نہو
صورت آباد جہان کے حسن کا شیدا نہو | صندل اس تبخانہ مین ملتا ہی درد سر کے ساتھ

یاد آجاتا ہی وہ ہنسنا اوسکا کیا کیا مجھے | دیدۂ گریان سے ملتے ہین دُر یکتا مجھے | نور کا بہتا نظر آتا ہی اک دریا مجھے
سب رلاتا ہی تصور تیرے دانتونکا مجھے | تولتا ہون اشک قطرے نکلین لوہو کے ساتھ

سر ہمارا ہی شور محبت دل مین جوش اشتیاق | طی نہین ہونیکا برسون مین زرکی ذلت فراق | وہ کرے میری رفاقت زندگی ہو جسپہ شاق
آدمی کا گر کبھی ہوتا ہی آکسن اتفاق | خضر صحرا گرد دیتا ہی دم مرگ کے ساتھ

چہرہ عبارت نگار شگرفکاران سحر گفتار داستان حیرت بیان خواجہ عمر و یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف
سخن سنج و دانا ے شیرین بیان * چنین مے نگارند این داستان * جبکہ خواجہ عمرو کو زبانی ملکہ ماہ عالم افروز کی
دریافت ہوا کہ عینک جمشیدی واجب و لازم ہی بادشاہ جمجاہ سے جدا ہوئے باغ سے ملکہ ماہ عالم افروز کے
نکلے باہر آئے عیاری سے آراستہ ہوکر سیہ پوش کی فکر مین چلے سوچتے ہوئے کہ کیونکر اس سے عینک جمشیدی کون
نہین معلوم کس مقام پر ہی دل سے یہ باتین کرتے ہوئے طرف ابلیس پرستان کے جاتے ہین کوئی دو کوس راستہ
طے کیا ہوگا ایک چشمہ پانی کا ملا وہان ٹھہر کر پانی پیا صورت اپنی ایک ساحر کی بنائے ہوئے جھولی مین اسباب
سحر بھرا ہوا اطراف میں ٹہرا ادھر اودھر دیکھ رہے ہین ایک ساحر کو دیکھا کہ جلدی جلدی اسی طرف چلا آتا ہی جب قریب پہونچا
خواجہ نے آواز دیا اے بھائی جانے والے اس دھوپ مین کہان جاتے ہو چند ساعت ٹھہر جاؤ ابھی ایک مسافر کو
لو لگ گئی وہ بیہوش ہوکے گرا اسکے وارث ابھی اٹھا کر لیگئے ہین اس ساحر نے پلٹکر دیکھا ایک ساحر سایۂ نخل مین
بیٹھا پکار رہا ہی منتین کرتا ہی کہ چند ساعت ٹھہرنا واجب و لازم ہی ایسا نہو دھوپ سے صدمہ پہونچے وہ قریب خواجہ
آیا کہا بھائی بڑی بڑی جلدی ہی کار سرکار کو جاتے ہین دیر ہوگی تو خفا ہونگے جرمانہ ہو جائے نوکری سے چھڑا دین تو کیسی
مشکل ہو خواجہ نے کہا بھائی ہمسے زیادہ ضرورت ہوگی بڑے کار ضروری کو جاتے ہین مگر جان ہی تو جہان ہی جو جان
بچیگی تو نوکری کرینگے اگر تڑپ کر مر گئے تو کون نوکری کریگا بھائی تمہارا نام کیا ہی تھوڑا سا پانی پیو دم بھر بیٹھ جاؤ ہم
ادھر جاتے تھے ادھر جو ابھی مین نے ایک جوان کو دیکھا رعنا زیبا تنتا ہوا ادھر سے نکلا ہوا کا جھونکا جو چلا چہرہ اسکا
سیاہ ہوگیا گر پڑا گھبرا کے گرا چند عزیز اسکے گانون سے آکے ابھی اٹھا کر لیگئے وہ جوان ڈنڑپیل تھا اسپر تو یہ گذری ہم تم
بیچارے تو ایک ہی جھونکے مین دم فنا ہو بیچ ہوا ہو یہان ہمارا کون پوچھنے والا ہی اسطرح کی باتین کرکے خواجہ نے اسکا
نام پوچھا اسنے کہا میرا نام جادو مہرا نام ہی ملکہ سیہ پوش جادو کا ملازم ہون جب مہتر زود رفت
شہزادون کی یاری طرف ملنے انکار کرکے جانے لگا تو ملکہ سیہ پوش سے کہا تم قلعہ مین نہ رہو جب مین جاکر عیاری کرونگا
عیاران اسلام تمہاری فکر مین نکلینگے ایسا مقام بنانا کہ تم تک کوئی غیر آنہ سکے یہان سے قریب تین کوس کے ایک قلعہ ہی
کہ قلعہ ہوشنگ ہی اسکا نام ہی ایک ہوشنگ جادو بہن سیاہ پوش کی طرف سے اس قلعے کی حاکم ہین
ملکہ سیہ پوش اپنی بہن کے پاس چلی گئین وہان یہ اہتمام کیا گرد قلعے کے سحر کردیا دن رات قلعہ مثل کمہار کے
چاک کے گردش مین رہتا ہی کوئی سواے ملازمان ہوشنگ و سیہ پوش کے وہان نہین جا سکتا ملکہ نے مجھکو بھیجا تھا
کہ جاکر جادو سے دریافت کرو کہ مہتر صاحب کی عیاری پوری ہوئی دشمن گرفتار ہو گئے مین آؤن کہ نہ آؤن وہان جا کے
جو پہونچا تو قدر سنکر خود گرفتار ہین پایا مین نے عرض کی خداوند نے ایک نامہ لکھدیا کہ جسکا مضمون یہ ہی کہ اے ملکہ
سیہ پوش ابھی آئی مقام پر رہو مہتر صاحب وہین گئے ہوئے ہین سنا ہی کہ جنسے خاص مراد ہی یعنے صاحبقران عمر

ابھی گرفتار نہیں ہوے اسفندر صاحبقران ہوشیاری کرتے ہین کہ آٹھ پہر مین کسی وقت غافل نہین ہوتے بارگاہ
سلیمانی مین بیٹھے رہتے ہین عمرو کو پکڑا تھا چھوٹ گیا مہتر صاحب کی عرضی آئی تھی خلاصہ مضمون جسکا یہ تھا کہ ایک
ہفتے کی مجھکو مہلت اور ملے ابھی ہفتے مین سب کام انجام دیکر حاضر ہوتا ہون یہ بھی لکھا تھا کہ عمرو کہین غائب ہو گیا ہے
نہین معلوم کہان گیا دو دن انتظار کرلون پھر جاکر لشکر مین اُسکی گردن لونگا میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا عمرو نے
یہ حالات بگوش ہوش سنے کہا ہان بھائی ہوگا ان جھگڑون سے ہمین تمھین کیا کام مین پانی بھرتا ہون ایک ٹکڑا حلوا سوہن
کا کھالو پانی پیو تم اُدھر جاؤ ہم ادھر جائین اتنے عرصے مین دھوپ ڈھل گئی لون کا وقت گزر گیا بھائی جہان نوکری
ضروری ہر وہان اپنی جان بچانا بھی واجب و لازم ہی مہتم خوش ہو گیا کہ بڑے معقول آدمی سے ملاقات ہوئی عمرو نے
کہا کیون بھائی جب یہان سے جاؤگے سیدھے قلعے مین پہونچوگے یا کچھ نشانیان تمکو دیدی ہین مہتم نے کہا میرے
پاس انگوٹھی موجود ہی جب قریب خندق پہونچونگا انگوٹھی خندق مین پھینک دونگا آواز دونگا کہ ای بلا زمان ہوشنگ
سیہ پوش مین مہتم جادو گل گیا تھا آج آیا ہون یہ نشانی موجود ہی جب وہ انگوٹھی خندق مین گرپڑیگی تب قلعہ ساکن
ہوگا مجھکو راستہ ملیگا عمرو نے جلدی سے پانی بھرا جیب مین ہاتھ ڈالکر حلوا سوہن نکالا کہا بھائی یہ کھالو پانی پیکے جانا
مہتم نے ہرچند عذر کیا عمرو نے کہا بھائی غیریت نہ سمجھو ہم تم ایک مذہب کے ہین اگر تمھارے پاس ہوتا ہم تمھین لیتے اب ہمارے
پاس موجود ہی تم بلا تکلف کھاؤ مہتم نے ایک حلوا سوہن کھایا پانی لیکر پیا عمرو نے کہا اب جائیے ایسا نہو وہان دیر لگی ہو مہتم
اُٹھا کہ چلون بیہوشی کام کر چکی تھی گرکر بیہوش ہوا عمرو نے سب کپڑے اُتار لیے ننگے کی مشکین باندھکر درہ کوہ مین ڈالدیا
انگوٹھی اور نامہ لیلیا اب اُسی کی صورت بنکر طرف قلعے کے روانہ ہوا قریب آکے دیکھا قلعہ گردش مین خندق سے شعلہ ہای
آتش نکل رہے ہین عمرو نے انگوٹھی خندق مین پھینکی قلعہ ساکن ہوا ایک جادوگر خندق سے نکلا شعلہ بار جادو
اسکا نام ہی پکارکر آواز دی ای مہتم آؤ نکل جاؤ مگر تم مین بو بد آتی ہی انگشتری کا مالک خندق نے دیکھی شمع رخسار نے فرمایا
شعلہ بار انگشتری یہ کہتی ہی کہ غیر کے ہاتھ مین گئی مگر خیر اب نہ جاؤ ملکہ ہوشنگ سمجھ لینگی پیرون نے یہ خبر دی ہی کہ سارا بارگاہ
طرف اس قلعے کے چل پڑا ہی کل کاہن نے بھی بیان کیا تھا کہ عمرو یہان ضرور آئیگا چشمہ جمشیدی کی بڑی فکر ہی عمرو کے
ہوش اُڑگئے بقول شاعر شعر ذکر میرا مجھسے بہتر ہی کہ اُس محفل مین ہی ٭ زہے دیکھو میرے کینے کا کہ اُسکے دل مین ہی ٭ خندق کے
اُس پار ہو کر قلعے مین آیا دیکھا قلعہ آباد رعایا دل شاد مختصر قلعہ ہی جا بجا ساحر بیٹھے ہین ہر کس و ناکس یہی ذکر کر رہا ہی کہ عمرو
عیار آیا چاہتا ہی عمرو حیران کہ خدا خیر کرے بڑا انتظام ہی تمھاری فکر تمام شہر کو ہی ہر کس و ناکس یہی ذکر کر رہا ہی
کہ عمرو آیا چاہتا ہی دیکھیے سامنے مالک کے جاکر کیا گذرے عمرو در دار الامارہ شاہی پر آیا دیکھا وہی ساحر کھڑا ہی
جو خندق سے نکلا تھا عمرو کو دیکھکر اندر گیا ملکہ ہوشنگ سے اطلاع کی کہ مہتم جادو آیا ہی شمع رخسار نے
فرمادیا ہی کہ ہمکو کھٹکا گذرا اگر آپکے پاس بھیجا اسواسطے نہین روکا کہ آپ کا مقرب ہی انگوٹھی بھی موجود رہی حضرت
وہی انتظام مگر کیا سبب ہی کہ دل کو انتشار ہوا ہمارے نزدیک قول کاہن کریگی نہین ہوا ہوشنگ نے کہا
وہ آئے تو ہم کچھ لینگے تمھارے بھروسے پر ہمین ملکہ سیہ پوش کو یہان رکھا ہی شعلہ بار نے نکلکر آواز دی ای
مہتم آؤ ملکہ عالم یاد فرماتی ہین عمرو ساتھ شعلہ بار کے اندر آیا دیکھا ہوشنگ جادو تخت پر بیٹھی ہی ایک کتاب دیکھ رہی ہی
سیہ پوش ایک جانب سرجھکائے بیٹھی کچھ شمار کر رہی ہی ہر مرتبہ ہوشنگ سے کہتی ہی کیون ہمشیر دیکھو کاہن کہ گیا اُسکا کیا انتظام ہوگا
ہوشنگ جواب دیتی ہی بولا کاہن دیوانہ تھا کسکی مجال ہی کہ تیر بدست انداز ہو دیکھو مہتم آیا ہی حال کھل جائیگا مین نے تدبیر کرلی عمرو
اندر پہونچا ہوشنگ کو جھک کر سلام کیا دیکھا بارگاہ مین آئینہ قد آدم لگے ہین سیہ پوش سر اُٹھا کر دیکھنے لگی ہوشنگ نے

پوچھا ای مہتمم یہ خط کالا کے قدرت نے کیا بنا کر فرمایا مزاج اقدس کیسا ہی عمرو نے گھبرا کے جواب دیا ناشد بین
سب کچھ لکھا ہی جیب سے نامہ نکالا جیسے ہی ہوشنگ کو دیا آئینہ جو پشت پر ہوشنگ کے رکھا ہی اُسمین عمرو کی جادوری
دیکھا مین بصورت اصلی کھڑا ہون ہوشنگ کے منہہ سے نکلا کہ خواجہ آئینہ عمرو نے بابت کے شعلہ بار کو خنجر مار شعلہ بار
کا شکم چاک فتنہ پاک عمرو نے جھپٹکر اُسی اندھیرے مین قصد کیا کہ گل جاؤن رنگ روغن چہرے سے اُڑ گیا جیسے ہی
عمرو نے چاہا جست کرون اُسنے گبر کی آواز دی خنجر ہاتھ سے عمرو کے چھوٹ گیا زمین نے پاؤن تھام لیے شعلہ بار نے کہا
کیون ساربان زادے مجھکو مار کر چلا تھا مین نے اپنے غلام کو اپنی صورت پر بھیجا وہ مارا گیا مین اسی مقام پر رہا جانتا تھا
سمجھ چکا تھا کہ مہتمم پر اُفتاد پڑی عمرو سرنگون حیران کہ یہ کیا ستم ہوا موت لیکر آئی تھی مگر ای کارساز مین نے تو اُبھی
اُس بُری چیز کا خیال بھی نہین کیا یہان سامنا ہو گیا شعلہ بار عمرو کو لیکر سامنے ہوشنگ کے آیا ہوشنگ نے
کہا ای شعلہ بار کیا چالاکی کی مین نے اور بھی تدبیر کر دی تھی یہ نکل کے نہ جا سکتا جلوخانے مین جا کر پکڑا جاتا مین انگشتر
دیکھتے ہی سمجھ گیا تھا عکس آئینے کا پڑا رنگ روغن اُڑ گیا بصورت اصلی تو میرے سامنے کھڑا تھا یہ کہکر قفس آہنی منگوایا
اُسمین عمرو کو بند کیا سیہ پوش سے کہا لو یہی تمھارا قاتل ہی کاہن بیہودہ بکتا ہی یہی کہے جاتا ہی عمرو اگر قتل کر کے
چشمہ جمشید ہی لیجائیگا کیا کھیل ہی ہم لوگون کے سامنے عیاری کیا مجال شعلہ بار سے کہا اسکو بخدمت شمع رخسار لیجاؤ
کہنا خبردار صبح کو اسکو قتل کرنا بوٹیان کاٹکر کباب کھائینگے چند کباب خدمت خداوند مین جائینگے شعلہ بار قفس لیے
ہوے چلا خندق مین آکر بھاند پڑا عمرو نے آگ کو دیکھکر آنکھین بند کر لین اب جو آنکھین کھولین دیکھا ایک قصر نہایت
عمدہ بنا ہی اُسمین مسند پر ایک ساحرہ بیٹھی ہی عمرو کو دیکھکر اُٹھ کھڑی ہوئی کہا کیون ای شعلہ بار جو تمنے کہا تھا وہی ہوا ہم انگشتر
کو دیکھتے ہی سمجھ گئے تھے کہ مہتمم پر افتاد پڑی کچھ ساحر جا کر مہتمم کو درہ کوہ سے لے آئین وہ بیچارہ دو پہر سے بے آب و دانہ
وہان پڑا ہی چند ساحر گئے مہتمم کو اُٹھا کر لائے مکان مین شمع رخسار کے آیا شمع رخسار نے کہا کیون ای مہتمم ہمنے
تمسے کہدیا تھا کہ راہ مین ہوشیار رہنا آخر تمنے دھوکا کھایا مہتمم نے کہا حضور کیا کہون ایک ساحر کی صورت بنکر
اسنے ایسا دام مکر پھیلایا کہ مین پھنس گیا اب رات بھر حفاظت کیجیے صبح کو قتل کیا جائے کہ دل تردد منزل تسکین پائے
جو جو آپنے تجویز کیا تھا وہی ہوا یہ ظالم آگیا شمع رخسار نے کہا اسکی قضا لائی ہی بس یہ چار پہر کا مہمان ہی یہ کہکے قفس
عمرو کا لٹکا دیا مہتمم و شعلہ بار و چند کنیزین حاضر خدمت ہین گلابیان شراب کی رکھی ہوئی ہین کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا
ایک جادوگرنی تخت پر سوار چالیس کنیزین ساتھ سازنگی طبلہ مجیرہ رکھا ہوا آکر پہونچی شمع رخسار نے کہا ای زر مہر آج کیون
تکلیف فرمائی اُسنے کہا مجھکو کنیزون نے خبر دی کہ عمرو قید ہوا آج کی رات آپ کو جاگ کر بسر کرنا چاہیے اسواسطے مین مع
ساز و سامان آئی کہ شب بھر صحبت رقص و سرود رہیگی صبح کو اسکے کباب لگا کر کھائینگے شمع رخسار نے کہا آپنے بڑی مہربانی
فرمائی زر مہر نے فوراً ساز درست کیے آپ بھاری پشواز پہنی گھنگرو پاؤن مین باندھے ناچ شروع ہوا خوب زر مہر ناچی
شمع رخسار بہت خوش ہوئی کہا بوا بیٹھ جاؤ بیٹھ کے گاؤ ابھی ساری رات باقی ہی زر مہر سلام کرکے بیٹھ گئی بموجب کہنے شمع رخسار

کے یہ غزل شروع کی غزل
یاد آتی ہین ہمین تری بالی کی مچھلیان
رہجاؤ اس فقیر کے گھر پانچ چار روز
ای واے گوش گل کہ یہ بجتی نہین صدا
ہوتا ہی متھوا اندھیرے دہ مہر دسوار روز

کرتا ہی باغبان یہ چمن مین پکار روز
کیونکر نہ تڑپے اپنا دل بیقرار روز
چھوٹے مین آج کل گل داغ فراق یار
بلبل کی طرح کرتا ہون نالے ہزار روز
وہ عندلیب مین ہون کہ مرنے کے بعد بھی

اے بلبلو بہار ہی گلشن کی چار روز
مدت کے بعد آئے ہوا ہی بادشاہ حسن
رہتی ہی خانہ باغ مین اپنے بہار روز
مین کیسا مہر کو بھی دکھاتا نہین ہی شکل
گلشن مین اُڑ کے جائیگا میرا غبار روز

کیونکر لباس یار نہ رشک چمن بنے	ملتا ہی پیرہن مین وہ عطر بہار روز	جلتے ہین آتش تپ ہجر صنم سے ہم
رہتا ہی مثل مہر بدن مین نیا روز	ای نور آج کل تری پروا نہین انھین	کرتے ہین جان نثار ہزارون نثار روز

جب یہ غزل زرمہر نے گائی رنگ بندھا شمع رخسار تعریفین کررہی تھی مہتمم و شعلہ بار وسب کنیزین مبہوت سب کے لب پر مہر سکوت عمرو نے بھی دیکھا کہ دو پہر رات گذر چلی کیا خواجہ چپکے بیٹھے رہو گے سحر ہوتے ہی صبح ہو جائیگی مہلت نہ ملیگی اب کچھ مگر مناسب ہی یہ سوچکر گنگنا کے ایک تان لگائی بجلی چمک گئی شمع رخسار نے گھبرا کے چہار جانب دیکھا زرمہر نے کہا حضور یہ کسنے تان لگائی کسکی آواز آئی کنیزون سے پوچھا ملکہ شمع رخسار نے کہا انکو کیا سلیقہ ہی یہ تو کسی کامل نے دل دُکھا دیا زرمہر نے کہا واری مین تو اپنے ہوش سے باہر ہوگئی آواز تھی کہ بجلی چمکی کلیجے کے ٹکڑے ہوگئے دل کو تمنا ہی کہ پھر وہی آواز سُنے جب نہ ثابت ہوا کہ کسنے تان لگائی زرمہر پھر گانے لگی عین گرمی صحبت مین خواجہ نے پھر تان لگائی اب کی مرتبہ ایک کنیز نے دیکھ لیا کہا حضور یہ قیدی گا رہا ہی شمع رخسار نے کہا پنجرا اُتار لاؤ قفس سامنے آیا شمع رخسار نے کہا کہ ای خواجہ تمھین گانے مین بھی دخل ہی عمرو نے کہا حضور گانا رونا سب کو آتا ہی زرمہر نے کہا تم نے ایسی بردنی کی کہ پکڑے گئے مگر مین وعدہ کرتی ہون کہ ملکہ ہوشنگ جادو سے کہکر تمھاری جان بچا لونگی نمپر آفت نہ آنے پاویگی مگر واسطہ اپنے دین و مذہب کا یہی ٹھمری اسی دھن مین گانا واجب و لازم ہی سب مشتاق ہوے ملکہ عالم مجھکو بہت مانتی ہین عمرو رونے لگا کہا ای زرمہر تمھارے کہنے سے تقویت ہوئی اب مین توبہ کرتا ہون کہ قتل پر سیہ پوش کے قصد نہ کرونگا بقیۂ عمر تم سب صاحبون کی خدمت مین بسر کرونگا یہ بھی یقین ہوگیا کہ خداوند لقا ہین کی خدائی برحق ہی اور مذہب سچا ہی زرمہر نے کہا ابھی تمنے کیا دیکھا صاحبزادہ تمھاری توبہ قبول ہوگی ملکہ لاکھون روپیہ خرچ کرینگی تم ایسا عیار کسکو ممکن ہی تمھارا مرتبہ اعلیٰ ہوگا ملکہ ہوشنگ بڑی قدردان ہین عمرو نے کہا بس اقرار ہوگیا صبح کو مین اُنکے سامنے پہونچتے ہی سجدہ کرونگا اور آپ کو خبر نہین ہی مین خاص اسی واسطے آیا تھا کہ گرفتار ہو کر تو سامنے قدرت کے پہونچونگا مین مدت سے اس مذہب کا معتقد ہون شمع رخسار نے کہا خواجہ تمسے سب خوف کرتے ہین قدرت نے بھی اپنے مقام پر یہی ارشاد فرمایا کہ عمرو کے ہاتھ سے جان بچے تو بڑی بات ہی اُسکی عیاری نہین کرامات ہی عمرو نے کہا حضور یہ سب شرف پیدا کرنے والے ہی نے دیے ہین اب مین یہ چاہتا ہون کہ خدمت مین قدرت کی بسر کرون علاوہ عیاری کے مجھکو عہدہ ملے اور یون تو مین بڑی بڑی باتین جانتا ہون شمع رخسار نے مہتمم سے کہا عمرو کو قفس سے نکالو اگر اسکا اعتقاد کامل ہی تو جتنے اسنے بندگان خداوند مارے ہین قدرت سبکو زندہ کرینگی عمرو نے کہا بس اتنی عنایت ہو کہ آپ سفارش کرین زرمہر و شمع رخسار نے قسمین کھائین کہ خواجہ ہم جان و دل سے کوشش کرینگے عمرو نے کہا بس مشکل آسان ہوئی اب مین چین سے یہان بسر کرونگا جب حمزہ کو خبر ہوگی کہ عمرو لقا پرست ہوگیا بہت جلیگا ہزارون عیار میری فکر مین آئینگے مین سب کو گرفتار کرا دونگا یا اگر حکم خداوند ہو تو لشکر حمزہ مین جاؤن اول امیر کو گرفتار کرکے لاؤن بلکہ ایسے کو زندہ لانا بہتر نہین ہی سر لاؤنگا قدرت سے انعام پاؤنگا اب مہتمم نے خواجہ کو قفس سے نکالا عمرو نے سازندون کو اپنے پاس بلایا کہا ہان صاحبو تمھاری ہی آس ہی کچھ آئین بائین شائین گاؤنگا شاید آپ کو پسند ہو دل قابو مین نہین ہی یہ کہکے غزل مخفی کی شروع کی

غزل

گہ چو لیلی زالم حسرۂ لیلا گیسرم	گہ ز زنم تیشہ امید بسر چشم یاس	گہ چو مجنون زجنون دامن صحرا گیرم
گہ بناخن جگر چو عسلہ را الشکافم	گہ ز تیغ جلی وست الفتا گیسرم	گاہ دامان تمنا بہ تمنا گیرم
گاہ از بخت سیہ پرتو بیضا گیرم	گاہ در بتکدہ زنار حمائل سازم	گاہ از آتش دل نور تجلی بخشم
		گاہ در کعبہ دل روے مصلا گیرم

برخلافِ اثرِ معجزہ ناسور کنند
گاہ چون تیشہ بعضل بلا خارا گیرم
گاہ از نالۂ دل کوہ در آرم بہ فغان
از ضعیفی نتوانم رہ عقبے گیرم
بیش ازین نیست مرا طاقت دوری از دوست
گہ چو مرغان حرم در حرمت جا گیرم

ہمہ زخم جگر گر مزیدت اگر بہ مرہم
گاہ چون شمع ز سر تا بقدم در گیرم
گاہ از گریۂ مستانہ ز دل سنگ را گیرم
آبرو ریختہ ام بس ز مذلت بر خاک
ہفتہ بدہ کہ برابست سر سودا گیرم
ہست تخفی چو مرا قدرت گفتار آخر

گہ چو فرہاد دل سنگ بفریاد آرم
گاہ از خون جگر ساغر صہبا گیرم
چہ کنم بخت زبون چرخ جفا پیشہ من
خواہم آتش شوم و بر ہمہ اعضا گیرم
از گدایان توام شاہ خراسان مددے
یا بداماں کشم و دامن مولا گیرم

اس تکلف سے عمرو نے اس غزل کو گایا شمع رخسار بیقرار ہوئی زرمہر گرد پھرنے لگی اور کہتی تھی خواجہ جیسا سنا تھا اُس سے زیادہ پایا عمرو نے کہا حضور ابھی آپ نے کیا سنا ایک کمال اکیسا رکھتا ہون اُس پر البتہ ناز ہی کیا مجال کسی کی کہ اُس پر دست انداز ہو آپ سب کو راضی کر کے جاؤنگا زرمہر نے کہا خواجہ اس کمال سے بڑھکر کون سا کمال ہوگا عمرو نے کہا مین ساقیگری کرتا ہون پاؤن سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن منہ سے گاؤن سر سے شراب پلاؤن کہ اس سے کوئی آگاہ نہو زرمہر نے کہا یہ شغل ضرور ہو خواجہ یہ تو عجب بات کہی کہ دل کو یقین نہین آتا عمرو نے کہا ابھی میخانہ میرے قبضے مین دیجیے شمع رخسار نے کنجی میخانے کی سامنے عمرو کے پھینکدی عمرو نے فوراً میخانے مین جا کر سب شراب مین بیہوشی ملا دی پکار کر آواز دی یار و چلیے قرابے لیجاؤ ہم ساقی ہوے کوئی باقی نہ رہے ملازم دوڑ چلے قرابے باہر تقسیم ہونے لگے عمرو نے سو گلابیان و کنٹر الماس نگار خس رنگ کی گلابی اُسی رنگ کی شراب اُس مین بھری کشتیون مین رکھکر محفل مین لائے زرمہر خوش ہوگئی کہا ملکہ شمع رخسار دیکھو کس سلیقے سے شراب لایا ہی اگر زاہد صد سالہ ہو رال ٹپک پڑے عمرو نے صحبت مین آتے ہی رنگ ساقیگری شروع کیا آفتاب بادہ نے طلوع کیا بارگاہ کیسی گلزار ہوگیا شراب پیتے ہی رنگ سب کے دگرگون اُسی مین جرعتی ہزار ہونے لگی میان صحبت مین چار گھڑی مین رنگ بدلا شمع رخسار بیٹھے بیٹھے بھڑکی کہا خواجہ کیا کہنا دل بیقرار کردیا کبھی ایسا اتفاق نہین ہوا کہ ایسا کمال دیکھنے کو ملا ہو سیہ پوش نزدیک تھی خداوند تشریف لائے ہین نثر یقین کر رہے ہین کہتے ہین ہم بھی صحبت مین آئین عمرو نے کہا بلا لیجیے اُنکی بڑی تمنا ہے لیجیے ابھی جام بلائیے شمع رخسار کے دل مین شوق گانے کا بھرا ہوا ہی یہ کہکے اُٹھی کہ خواجہ اس مقدمے مین بہت حیران ہین کہ تا بہ سیہ پوش کیونکر جاؤن ایسا نہو ان سب کے قتل کرنے سے کسی بلا مین پھنس جاؤن مگر پھر دل سے کہا جو مرضی ہمدرد گار شمع رخسار تھے اٹھتے گری زرمہر اُٹھی جو اُٹھا جہان سے اُٹھا چشم زدن مین سب بیہوش ہوگئے عمرو خنجر لیکے جا پڑا شمع رخسار کو خنجر مارا زرمہر کا سر کاٹا بارگاہ کو لوٹنا شروع کیا کئی ساعت تک کرنا رہا سحر ہی آسمان پر صبح ہوگئی عمرو کو خبر نہین مگر ہوشنگ و سیہ پوش بارگاہ مین آکر دونون بیٹھے ہین سیہ پوش نے کہا ہشیر دشمن بڑا کام کیا عمرو کو بڑا کاہن یہی کہ گیا تھا کہ ملکہ سیہ پوش کا عمرو قاتل ہے حکم لگانے والا گیا حایل ہے اب قاتل مقتول ہوتا ہی سر آتا ہوگا دار پر چڑھا دیا ہوگا سیہ پوش کہ رہی ہی جب عمرو کا سر سامنے آئے تب مجھکو یقین ہو حفل اقدرت مین ہی ہنڈ تون سے یہی حکم لگایا کہ عمرو کے ہاتھ سے تمہاری قضا ہی یہان کاہن نے بھی کہا اسی جہت سے دل بیقرار ہے دم بدم ترقی پر انتشار ہی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر بجلی چمکی طائر نے آواز دی اے ملکہ عالم ہوشیار ہو جا ذبح شمع رخسار کو عمرو نے مارا اُسکی شمع حیات گل کیا خانہ دل کو غم و الم سے بھر دیا خبر لیجیے اب وقت غفلت نہین یہ سنتے ہی ہوشنگ نے سر پیٹ لیا خود اُٹھکر کڑکی چمکتی ہوئی چلی اُسوقت پہنچی کہ خواجہ سب کو قتل کر چکے ہین کپڑے اُتار رہے ہین مال لوٹ رہے ہین آئینے قد آدم اُٹھا کر زنبیل مین رکھتے جاتے ہین

ہوشنگ نے آسمان سے دیکھا وہین سے نعرہ کیا او سار بان زادے کیا کرتا ہی نگہبان قلعہ کو تو نے مارا اب کیا
تجھکو چھوڑونگی آگ خندق کی بجھ گئی عمرو نے جو ہوشنگ کو آتے ہوے دیکھا مردے پڑے لوٹ رہے ہین اپنے
تئین گرا دیا مردون کے بیچ مین چھپگیا ہوشنگ زمین پر آئی عقب مین ہوشنگ کے سیہ پوش بھی چلی تھی
اُس وقت آکر پہونچی کہ ہوشنگ حیران حیران ہر طرف ڈھونڈھ رہی ہی گھبرا کے کہتی ہی سار بان زادہ کدھر گیا
دیکھتے دیکھتے غائب ہوا یہ تو اسنے میترزد درفت سے زیادہ کام کیا جسطرح وہ سرمۂ جمشیدی لگاکر چھپتا ہی اسی طرح
یہ بھی غائب ہوا کہ پتا نہین ملتا ہوشنگ نے گھبرا کر پوچھا ہمشیرہ کیا غضب ہوا اب رفیق ہمارے مارے گئے
اب کون حفاظت کریگا سیہ پوش نے کہا کیون گھبراتی ہو سار بان زادہ کہان جائیگا گھیر کر مارونگی ہوشنگ کہتی ہی
مین بہت پریشان ہون میری آنکھون کے سامنے سے غائب ہوا ابھی اسی مکان مین ہی نکل نہین سکا دیکھو مین
ابھی تلاش لیتی ہون یہ کہکے جھولی سے چراغدان نکالا اُسکو روشن کیا عمرو نے دیکھا اب یہ روشن کرکے دریافت
کریگی مردون مین پڑے ہوے ہین پروانے بیہوشی کے نکالکر چراغ پر پھینکے دود بیہوشی بلند ہوا سیہ پوش قریب
ہوشنگ کھڑی ہی یہی سوچ رہی ہی کہ میری وجہ سے سارے انتظام ہین اب مین یہان سے خدمت مین خداوندی
چلی جاؤن ہوشنگ جاکر قدرت کے حوالے کرون اُنکے پاس حفاظت مین رہیگی عمرو اُنھین کی فکر کریگا مین تو کون
یہ کہکر کہا بوا تم فکر نہ کرو مین خدمت خداوند مین جاتی ہون کہ دھوان دماغ مین پہونچا ارے کہکر گری ہوشنگ
ہان ہان کرکے بڑھی کہ سیہ پوش کو اٹھاؤن عمرو نے ایک مٹھی پروانون کی اور پھینکی ہوشنگ بھی گری عمرو
لوٹ مار کے اُٹھا جھولی مین سیہ پوش کی ہاتھ ڈالا چینک نکلی عمرو نے نذر زنبیل کی خنجر سیہ پوش پر مارا سیہ پوش
کا سر کاٹ کر ہوشنگ پر جا پڑا پیٹ کے ہاتھ مارا اسکے بھی دو ٹکڑے ہوے ہوشنگ کا مرنا تھا کہ مین قیامت
برپا ہوئی سنگباری برفباری کے بعد آواز آئی کہتی ہی ہرا ناہم منا ہوشنگ و سیہ پوش بو دو ہزار کنیزین بارہ ہزار جادوگر
سر پیٹتے ہوے دوڑے ہر ایک کی زبان پر یہی کلام تھا کہ یارو غضب ہوگیا سار بان زادے نے نہین معلوم
کسطرح ملکہ ہوشنگ کو مارا وہ تو بڑی ہوشیار تھین کہا کیا حفاظت کی مگر کچھ کام نہ آئی اب چلکر دشمن کو ڈھونڈھین
سب جادوگر اُسی مکان مین گھسے خواجہ بھاگے ساحرون نے پیچھا کیا یہی غلغلہ ہی کہ سار بان زادہ جاتا ہی
قلعہ ہوشنگیہ ویران ہوا وہ ساحرہ قتل ہوئی کہ مصاحبان خداوند مین سحر و ساحری مین اسکا کوئی نظیر نہ تھا
ہر مقام پر یہی جانتے ہین کہ سحر کرین عمرو کو پکڑ لین عمرو جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہی کبھی درخت کو پھاند گیا جھاڑ یا ان
جھنڈیان طے کرتا ہوا ایک صحرا مین پہونچا ابھی تک ساحرون نے اتنی مہلت نہ پائی کہ سحر کرکے گرفتار کرتے ناگہ پیچھا
کیے چلے آتے ہین عمرو نے جو اُس جنگل کو بہت وسیع دیکھا ذرا پلٹا کہ دیکھون کتنے ساحر آتے ہین تا جو عمرو رُکا
جادوگرون نے سحر کیا عمرو کے پاؤن زمین نے تھام لیے جادوگر تلوارین لیکر دوڑے ہر طرف سے یہی غلغلہ ہی
کہ اس ظالم کا سر کاٹ لو اسنے ہمکو بے سردار کیا قلعہ ہوشنگیہ برباد ہوا اب عمرو دیکھتا ہی چہار جانب سے بارہ
ہزار جادوگرون کا بلوہ تیر تفنگ تلوار اشباب سحر ہاتھ مین لیے دوڑے ہوے آتے ہین اسوقت عمرو نے بیقرار ہوکر
دعا کی ای خالق ارض و سما وحید و یکتا ای خالق ماہ و مہر مثنوی تو گوئی ہر آن کس کہ در رنج و تاب ◆ دعا کے
کنند من کنم مستجاب ◆ چو عاجز رہانندہ دانم ترا ◆ درین عاجزی چون نخوانم ترا ◆ قضا سے کار ملک برق جادو
کی طرف سے صاحبقران کے بادشاہ نہ بر بہمن دیگار ہی بیٹھے بیٹھے اپنے مقام سلطنت پر دل گھبرایا خیال مین
آیا کہ چلکر لشکر اسلام مین ظاہرہ تو بہی نمنتی کہ صاحبقران کی زیارت منظور تھی خواہش سے بھی ملاقات ہو جائیگی

اس خیال مین اپنے مقام سے اُٹھی یکہ و تنہا اُڑتی ہوائی چلی دیکھنے والے کو ثابت ہو کہ دن کو ستارہ چرخ مارتا ہوا جاتا ہی ہزار ہا دُون گز زمین سے بلند بکایک کان مین آواز لینا لینا کی آئی کچھ شعلے بھڑکتے ہوے معلوم ہوے حیران کہ ای برق یہ کیا معرکہ ہی شاہزادہ کو چھوڑا اُسی صدا پر متوجہ ہوئی اب دیکھا کہ خواجہ عمرو ایک مقام پر کھڑے ہین بارہ ہزار جادوگر حربے ہاتھون مین لیے ہوے چاہتے ہین قتل کرین خواجہ اپنے مقام سے ہٹ نہین سکتے طریقے سے معلوم ہوا کہ زمین نے پیر تھام لیے برق کا دل تڑپ گیا ہاتھ ہلا دیے جادوگرون پر بجلیان گرین جو قریب پہونچ گئے تھے کسی کا سر اُڑ گیا کسی کا ہاتھ کٹا کسی کا چہرہ بگڑا اسو پچاس ساحر مر کے گرے خواجہ عمرو حیران کہ یہ کیا معرکہ ہی غیب سے مدد ہوئی کس لطف سے بلا رد ہوئی جب کئی سو ساحر مر کے گرے صحرا مین اندھیرا ہو گیا اپنا ہاتھ اپنے کو نہ معلوم ہوتا تھا نخل نخل ماتم شاخون پر بار رنج و الم پتے کف افسوس ملتے ہین کبھی یہ آواز آئی کہ خواجہ نہ گھبرانا اب تڑپ کر برق جادوگری خواجہ کی کمر مین پنجہ دیا الگ دیکھے اُڑی یہ سب ساحر روتے پیٹتے تلملے گئے آپس مین کہتے تھے مسلمانون کا خداے نادیدہ بڑا زبردست ہی ہمارے کئی سو ساحر مرے مگر اُس ظالم کو نہ مار سکے کوئی اُسکو اُٹھا کر لیگیا برق جادو خواجہ کو لیے ہوے ایک کوہ فلک شکوہ پر آکر ٹھہری خواجہ کو سامنے بٹھا کر سحر اُتارا خواجہ کی آنکھ کھلی برق کو دیکھتے ہی تڑپ گئے دیکھا معشوق خوبرو تاج شہریاری بر سر لباس فاخرہ زیب جسم انور چہرے پر رعب و دبدبہ ترقی پر حسن و جمال خال چہرہ بے نظیر پر خال خال چہرہ آفتاب عالمتاب سرو قد خورشید خد تیر مژگان دل دوز عاشقان ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار کہ جسکے زخم ثابت نہون برق بھی خواجہ کو دیکھکر مسکرائی عمرو اُٹھتے ہی گرد پھرنے لگا برق نے کہا خواجہ ای مسخرے ہین پر تمھارے مین تمھارے پاس آنے کا ارادہ نہین کرتی اتفاق سے اسوقت براے گشت نکلی تھی تمکو جادوگرون مین پھنسے دیکھا اُٹھا لائی تمنے پھر وہی باتین شروع کین جو میرے مزاج کے خلاف ہین عمرو نے کہا ای جان جہان و آرام دل عاشقان مین نے تمھارے فراق مین کیا کیا صدمے اُٹھائے راتین ہجر کی طولانی ہین گنتین جب دم لبون پر آتا ہی نظم

دمی پیش گلِ روے تو حیران دل عاشق
تا زلفِ تو سر رشتۂ زنار بتان است
خون دل من خورد بدامان دل عاشق

آن بے کہ بعد خون جگر یافت لب شکر
ہرگز نشود مائل ایمان دل عاشق
مخفی لب بردار برو خواہ بیاویز

ای در خم زلف تو پریشان دل عاشق
ویدست دران چاہ زنخدان دل عاشق
تا گشت لب لعل تو ہمسر از ظلم
از کردۂ خود ہست پشیمان دل عاشق

یہ اشعار اس الحان سے پڑھے کہ برق تڑپ گئی کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا کہا خواجہ اسی کمال نے مارا دل یہ چاہتا ہی کہ خاموش نہ ہو کچھ اشعار پڑھے جاؤ عمرو نے بلحاظ معشوق اپنا حال بھی سنانا منظور ہی یہ غزل شروع کی غزل

بدزبانی پر طبیعت آئی ایسی چلتی ہی زبان
شعلہ بنکر منھ سے باہر اب نکلتی ہی زبان
کم نہین ای ذکر تیرا بھی انگار و تف سے تو
آج اک اک بات پر کیا کیا پھسلتی ہی زبان
پھیرتا ہون کب مین اپنے خشک ہونٹون پر زبان
تیکھے دل کو بھی ساتھ اُسکے جلتی ہی زبان
گفتگوے یار مین اللہ ری بیتابیان
[illegible] منھ تیری جلتی ہی زبان

لاکھ کہتا ہون سنبھالو کب سنبھلتی ہی زبان
وصل کا گو وعدہ کرتے ہو مگر کیا اعتبار
دیکھ منھ مین چھالے پڑ گئے ہین جلتی ہی زبان
موتیون سے منھ کو بھر دیگا وہ دندان [illegible]
چھو لگی اُسکی زبان سے ہاتھ ملتی ہی زبان
وصل مین کیونکر زبان دیتے ہو منھ مین کوئی
دم بدم دل کی طرح پہلو بدلتی ہی زبان
یہ اگر پیاسے ہی [illegible] خون کھا کے نہین

آہ کی گرمی سے مثل شمع جلتی ہی زبان
بات کہنے مین تمھاری تو بدلتی ہی زبان
ذکر کرتا ہون صفاے عارض محبوب کا
لعل لب کی مدح مین یاقوت اُگلتی ہی زبان
جائے یہ کیا یار کو دیگا کوئی میرا پیام
چھوڑ کر ایسے دہن کو کب نکلتی ہی زبان
خالی اک پل بھی نہین جنبش سے مژگان نذر
دشت مین کانٹون کی کیون باہر نکلتی ہی زبان

لغزش نہین کیا کیا ہین راہ شاعری مین ہر قدم | ٹھوکرین کھا کر سخنور کی سنبھلتی ہے زبان
نور کے سانچے مین وقت فکر ڈھلتی ہے زبان | کیون نہ مثل شمع روشن ہو سخن اپنا جلال

اس لطف سے عمرو نے معشوق کے سامنے یہ غزل گائی کہ ملکہ برق جادو کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے بہت تعریف کی عمرو نے کہا ای جان جہان مدتین ہوئین تمھاری آتش عشق سے جلتے ہوے ہڈیان سرمہ ہوگئین اب چین نہین دل چاہتا ہے پہلو توڑ کر نکل جائین آنکھین طالب دید ابر اشکباری اُنکا کام ہے اسی مین عاشق کا نام ہے یہ بتاؤ آج تو گلے مین ہاتھ ڈالدین دل کی حسرت نکالین برق نے کہا خواجہ بس اپنے قاعدے سے رہیے اگر زندگی باقی ہے جسدن لشکر مین آنا ہوگا اُسی دن انشاء اللہ سامنے صاحبقران کے ایک عہد نامہ لکھا جائیگا اول گواہی صاحبقران کی باقی اور سردارون کی لکھوا کر سحر و ساحری سے توبہ کرون ایک گوشۂ تنہائی مین بیٹھون تب عقد قرار پائے عمرو نے کہا جو کہو وہ اقرار کرون سر کاٹ کر قدمون پر رکھدون برق نے کہا تمھاری بات کا اعتبار نہین مین سن چکی ہون کہ جب ملکہ سرو سیمین تن سے عقد کیا اقرار نامہ لکھا کہ سوا تمھارے خیمے کے شب کو اور کہین نہ رہونگا بعد چندے جب ملکہ جادو پر عاشق ہوے وہ اقرار نامہ منسوخ ہوا یہی عہد اُنسے کیا اب وہی جھگڑا مجھسے ہوگا تا زمانیکہ صاحبقران کی گواہی نہوگی میرے دل کو یقین نہ آیگا عمرو نے کہا ملکہ قسم کھاؤن شب کو کیا مجال جو کہین جاؤن برق نے کہا اب یہ امور اوقت پر موقوف ہین کہیے صاحبقران کس کام مین مصروف ہین عمرو نے کہا ای ملکہ عالم و ای شہنشاہ معشوقان ای تاجدار اقلیم خوبان صاحبقران زمان قلعہ سواد نگار پر مصروف جنگ ہین ایک عیار ہوسوم بہ مہتر زود رفت ابلیس سردار صاحبقران کے پکڑ لیگیا مین بھی گرفتار ہوا تھا مگر خدا نے چھڑایا پروردگار رحمت اُس بلا سے بچایا اُس عیار کے پاس سرمۂ جمشیدی ہے مین اب تلاش کرکے چشمۂ جمشیدی لیچلا ہون اسی بلا مین پھنسا تھا کہ خدا نے تمکو پہونچایا بڑی مہربانی فرمائی یہ کہکر عمرو نے عینک دکھائی قلعہ ابلیس پرستان کا پتہ دیا ملکہ برق جادو تڑپ گئی کہا کہ خواجہ خدا تمھاری جان اُس ظالم سے بچائے مین نے تواریخ مین دیکھا تذکرہ ساحران مین لکھا تھا کہ ابلیس خود پرست سحر مین اپنا مثل نہین رکھتا ہے جہانتک ہوسکے اپنے کو بچائیے گا عینک پا کر مغرور نہو جائیے گا وہ علم عیاری مین بھی طاق شہرۂ آفاق ہے جو کام کیجیے گا سمجھ کے کیجیے گا ابلیس خود پرست بدمست پر یکایک جلدی مین ہاتھ نہ ڈالیے گا قوت و طاقت مین بھی وہ آپ سے زیادہ ہے پہر بھر کامل اُس کوہ پر صحبت رہی برق جادو نے اس مقدمے مین بہت بہت کہا عمرو نے سر جھکا کر جواب دیا کہ خدا مالک ہے آپ وعدہ کر لین کب تشریف لائیے گا ملکہ برق نے کہا خواجہ یہ خدا کو اختیار ہے اب آپ میرے سامنے تنہائی مین بیٹھے ہین کسی کو کیا خبر کہ ادہر کیا گذرتی ہے مین حال نہین کہہ سکتی مگر آپ قلعۂ سواد نگار و قلعۂ ابلیس پرستان پر سمجھ کے مقابلہ کیجیے گا آپ خوب آگاہ ہین کہ از قلعۂ سواد نگار تا قلعۂ ابلیس پرستان ایک ایک ساحر بلاے روزگار مکار و غدار ہے خدا آپ کو بچائے جہانتک ہوسکے گا مین بھی آؤنگی دل پریشان رہیگا اب جہان کہیے آپ کو پہونچا دون عمرو نے کہا مین چلا جاؤنگا برق نے کہا خواجہ راہ دور و دراز ہے مین قلعۂ سواد نگار پر لشکر صاحبقران مین اُتار دونگی جا کے خبر لو کہ کیا گذری عمرو نے کہا ساحر کے ساتھ جانا میرے قاعدے کے خلاف ہے برق رخصت ہوکر طرف زیر جبہ نگار کے گئی خواجہ عمرو طرف لشکر صاحبقران کے چلے یہان ایک ہفتے سے زود رفت روز شب کو آتا ہے صاحبقران رات بھر جاگ جاگ کر بسر کرتے ہین آج شب کو بارگاہ خشخاشی مین زود رفت آکر بیٹھ رہا صاحبقران برائے نماز اُٹھے بارگاہ مذکور مین تشریف لائے ایک دنگل کے نیچے مہتر زود رفت چھپا بیٹھا رہا مقبل سجادہ بچھا کر چلا گیا

الغیر مصروف نماز ہوے مہتر زوررفت نے ایک قالین پر روئی ڈالی اُس روئی مین بیہوشی تھی اُسپر ایک چنگاری رکھدی روئی جلنے لگی قالین بھی پھنک رہا ہی صاحبقران نے سلام پھیر کر پلٹ کے دیکھا کہ قالین جل رہا ہی خود بجھانے کو اُٹھے جیسے ہی آکر ہاتھ مارا دود بیہوشی دماغ مین پہونچا بیہوش ہوکے گرے مہتر زوررفت نے پشتارہ باندھا سراچہ چاک کرکے نکلا سرمہ لگاکے ہوے خیمون کی آڑ پکڑتا ہوا لشکر سے نکلا اسیدا اسنے میدان پکڑا خواجہ عمرو جب لشکر کے قریب پہونچے عینک لگائی ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرے ہوے ہین کہ طرف لشکر اسلام کے گرد اُڑی دیکھا مہتر زوررفت پشتارہ صاحبقران کا باندھے ہوے آتا ہی عمرو بیقرار ہوگیا خیال مین آیا جا پڑون پھر سوچے کہ آقا اسکے قبضے مین ہین ایسا نہو کچھ خرابی ہو کوس بھر آگے بڑھ گئے صحرا مین ایک مقام پر نالہ تھا اُسپر پل تھا کی بندھا تھا صاف ثابت تھا کہ جو راہ گیر آئیگا اسی پل پر سے جائیگا عمرو نے زرغنہ نخل مین بیٹھکر حلقہ کمند کے پل پر پھیلا دیے آپ چھپکر بیٹھے کہ دیکھا مہتر زوررفت آکر پہونچا پا تو روارو ی مین آتا تھا جب قریب پل پہونچا دل دھڑکا قلب پھڑکا جی مین کہتا ہی اے مہتر زوررفت شاید عمرو آگیا دل کیون تڑپتا ہی شاید اُسنے عینک جمشیدی پائی ورنہ مجھکو گبھرکر دیکھنا گمان ہی کہ شاید آگیا یہ سوچکر آواز دی او ساربان زادے کیون چھپا بیٹھا ہی مین نے دیکھا اگر دعوی جرأت ہی تو آکر مقابلہ کر عمرو سوچا شاید اسنے مجھکو دیکھ لیا خیال مین آیا نکلون پھر سوچے شاید فقرہ کرتا ہو چپکے بیٹھے رہے زوررفت نے دوچار آوازین دین آخر مین یہ فقرہ کہا کہ مین سن چکا تونے سیہ پوش کو مارا عینک لایا مین سرمہ جمشیدی کا پابند نہین ہون عیاری مین بھی تیرے جی چھڑوا دونگا یہ سنا عمرو بہت گھبرایا مگر نکلا نہین زوررفت نے ایک پتھر کلہ گوپھن مین دیکر پھینکا کہا او ساربان زادے لے عمرو کے پاؤن کے پاس آکر وہ پتھر گرا اب یقین کامل ہوا کہ اسنے دیکھ لیا دل سے کہا مجکو بھی خیال ہی گذرا چند ساعت اور ٹھہرو شاید فقرہ ہی ہو حقیقت مین زوررفت تقدم کررہا تھا دوسرا پتھر جو مارا وہ الگ جاکر گرا اب عمرو نے سمجھا یہ عیاری کرتا تھا جب زوررفت نے کئی پتھر مارے دل مین کہتا ہی ناحق کا خیال ہی کجا قلعہ ہوشنگیہ کجا سیہ پوش یک خیال کی بھی وہان رسائی نہین یہ سوچ کر جست کی بیچ پل پر آکر پہونچا عمرو نے شیر کی آواز دی زوررفت رُکا عمرو نے جھٹکا مارا زوررفت گرا عمرو جھپٹکر زرغنے سے نکلا نعرہ کیا نعرۂ عمرو

ترانِ اُستاد عیاران عالم
بہر کشور بلاے جان کفار
سراپا دانش و عقل مجسم
عمرو آن شاہ عیاران عیار
بہ باغ دین زمکرش آب باری
جہان سرسبز از خنجر گزاری

زوررفت کی نیت سے پشتارہ صاحبقران کا اُلٹ گیا عمرو نے جھپٹکر حباب مارا زوررفت نے دونون ہاتھ منھ پر رکھ لیے حباب خالی گیا لوٹ مارکر اُٹھا اُٹھتے اُٹھتے عمرو پر تیچہ مارا یہ بھی زوررفت نے دیکھا کہ عمرو کی آنکھون مین عینک چڑھی ہی ہوش اُڑگئے قصد ہوا لپٹ کر عینک چھین لون تیچہ مارنے لگا عمرو خالی دیتا جاتا ہی مگر بلا کا طرار یا یا دم لینا مشکل کردیا مگر عمرو بھی شیرانہ لگا رہا ڈال رہا ہی جو وار زوررفت نے کیا کبھی خالی دیا کبھی تلوار پر گانٹھا تلوار مین دندانے پڑگئے یہی چاہتا ہی کہ عمرو ہٹے پشتارے پر قبضہ کرون عمرو پشتارہ پشت پر لیے ہوے ڈیڑھ ہر پینترے پر خالیان دے رہا ہی وار سے اپنے کو بچاتا ہی آپ بھی وار کیا زوررفت کہ اسکے وار کی حقیقت نہین جانتا پہلے پر گانٹھ لیتا ہی کہتا ہی او ساربان زادے یہ تو بتلا یہ عینک کیونکر پائی عمرو نے کہا او بچہ قلعہ ہوشنگیہ کو لوٹ لیا ہوشنگ کو مارا سیہ پوش کو قتل کیا تب عینک دستیاب ہوئی اب اپنی خیر منا تمھارے خداوند کی بھی خبر لونگا بچہ دعوی خدائی کرتا ہی یکتائی پر مرتا ہی انشاء اللہ بعد فتح سواد نگار اُنکی بھی نوبت آئیگی اب تو مین نے لگا لگایا ہی ایک قلعہ تو لوٹ لیا ان دونون کو

بھی لوٹ لونگا خرچ کی بہت ضرورت ہی ہوشنگیہ مین مال دستیاب نہین ہوا زود رفت ان باتون پر کیسا جل رہا ہی دل سے کہتا ہی ہاے یہ ظالم قلعۂ ہوشنگیہ مین کیونکر پہونچا وہان تو بڑا انتظام تھا ہوشنگ نے راستہ بند کردیا تھا جیسا سنا تھا اس ظالم کو ویسا ہی پایا مگر میرے ہاتھ سے اسکی قضا ہی قضاے کار اسطرح جنگ ہورہی ہی صاحبقران پشتارے مین بندھے ہوے زود رفت عمرو پر نیمچہ مار رہا ہی یہی خیال ہی کہ اگر ایک نیمچہ بھی پڑگیا یہ دُبلا پتلا نا تنیا جانبر نہوگا مگر مہلال جادو مصاحب مینانگار کا واسطے شکار کے گیا تھا سو جادوگر ساتھ ہیلیے قراول میر شکار بھی ہمراہ ہلتا ہوا آتا تھا جیسے ہی زود رفت نے مہلال کو دیکھا پکار کر آواز دی ای مصاحب شہنشاہ جلد آکر ایک سحر کردو کہ اسکا ہاتھ لڑائی سے رُکے مین سر کاٹ لون صاحبقران موجود ہین بعنایت خداوند ابلیس آج ہی جنگ کا خاتمہ ہی عمرو پلٹا کہ دیکھون کون ساحر آتا ہی ذرا جو نگاہ چوکی زود رفت نے ہاتھ نیمچہ کا مارا کلاہ عدی کٹی سر پر تلوار پہونچی دو انگل سر مین اُتری کہ عمرو نے پتیرے سے سر جھکایا دو انگل کا زخم سر مین آیا اس غصے مین بیٹھکر پالٹ کا ہاتھ مارا کہ دونون پیر اُڑا دون زود رفت نے جست کی ہاتھ عمرو کا خالی گیا زود رفت پانچ قدم پیچھے ہٹ کر زمین پر آیا اب عمرو نے دیکھا کہ مہلال میری جانب آتا ہی سو ساحر چہار طرف سے چلے زود رفت اُنکو ترغیب دیکر ٹھہر گیا اتنی جو مہلت عمرو نے پائی فورًا صاحبقران کو ہوشیار کردیا عمرو نے آواز دی آقا اُٹھیے اسم اعظم سے ہوشیار ہوجیے ساحر قریب آگئے امیر اُٹھے دیکھا عمرو زخمی سو ساحر آتے ہین جب کے آگے ایک سوار بڑھا ہوا نیزہ ہلاتا ہوا سرکشی دکھاتا ہوا آتا ہی چاہتا ہی کہ لپک کر سحر بھی کردن نیزہ عمرو کے سینے پر مارون صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوے اُٹھے جیسے ہی اُسنے نیزہ مارا عمرو نے خم ہوکر خالی دیا امیر نے سوار کو ڈانٹا نعرۂ شیرانہ کیا نعرہ کا امیر

امیر عرب ضیغم روزگار ۔ بحکم خدا البسنہ شمشیر جار ۔ لیے تیغ صمصام و قمقام نام ۔ لیے تیغ عقرب کہیے ذوالحجام

بن کافران از جہان پاک کرد ۔ سر سرکشان حملہ در خاک کرد ۔ نیزہ سوار کا چھین کر ایک طمانچہ مارا کہ سر اُسکا اُڑ گیا

تلوار اُسی کی اُٹھالی چہار طرف سے گولے ترنج نارنج ماش کے دانے رائی کے دانے سرسون کے دانے سنگریزے سحر کے پڑنے لگے امیر جب اسم اعظم پڑھتے ہین سحر اُلٹا پلٹ کر اُنہین کے سینے پر گرتا ہی جسکو ہاتھ مار دیا وہ چیخ کر گرا عمرو پشت پر صاحبقران کے چھپا کھڑا ہی جہان کسی کا سحر آیا عمرو لڑکھڑا کے گرا آواز دی آقا بچانا امیر نے پلٹ کر اسم اعظم پڑھا عمرو کو روکا اسطرح صاحبقران لڑ رہے ہین مگر مہلال جادو نے آگ برسادی زمین ہلادی مگر صاحبقران پر کوئی سحر تاثیر نہین کرتا عمرو کو بچانا دشوار پڑا زود رفت دور سے یہ معرکہ دیکھ رہا ہی دل کانپ رہا ہی یہی خیال قلب پر ہجوم غم دلائی کہ ای زود رفت دیکھیے قدرت کیا تقدیر کرین بڑا غضب ہوا میری عیاری پر اعتراض ہوا سرمے کا فعل متاعلینک بہ ظالم پاگیا مگر چھکائیان دیکر مار لونگا اور طریقے سے صاحبقران کو لاؤنگا مگر آج تو بچ گئے پکار رہا ہی یارو تم سوجادوگر ہو حمزہ اکیلا عمرو کی کیا حقیقت ہی سب ملکے لپٹ پڑو از روے بلوے کے پکڑلو مہلت نہ دو صاحبقران لڑتے ہوے طرف مہلال جادو کے چلے عمرو کئی مرتبہ زمین پر گرا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھ کے سنبھالا سحر ساحران کو ٹالا مہلال قریب ہین آتا دور ہی سے چھو چھکا کر رہا ہی اپنے خداوند کا نام لیتا ہی یا خداوند ابلیس خود پرست الٰہی تقدیر بیچے کہ ان سب کو مار لون صاحبقران گرفتار ہون ابھی لشکر کو جا کر پامال کردون انہین کون بچ سکتا ہی حمزہ کے نام کا ظہورہ ہی چاہ ماران و اُم البلال کشمیر و کاشغر و حنطلی آباد و چاہ الماس و فرعونیہ یہ سب ملک ساحران نامی کے تھے کس طرح مٹے جیسا آج لعیب ہوا ایسے ہی اسباب ہونے ہونگے مسلمان بڑے صاحب اقبال ہین انپر زوال آنا مشکل ہی مگر مہلال جادو نے بڑھکر گولا مارا

گولا پھٹا ہزارون شعلے گرد امیر کے آگئے مہلال سمجھا حمزہ سحر مین پھنسا تیغہ سحر لیکر دوڑا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا
وہ شعلے بجھے مہلال نے ہاتھ مارا امیر نے اسم اعظم کو پڑھا ہاتھ مہلال کا رکا صاحبقران نے اوپر سے ہاتھ مارا
سر کٹکر اسکا زمین پر گرا مہلال کے مرتے ہی امیر تلوار کھینچکر جا پڑے جسکو ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے نظم

یکے را بپا زو یکے را بہ سر | یکے را بہ پشت و یکے بر کمر
در بد و بر ید و شکست و ببست | بلان را سر و سینہ و پا و دست

مانند بنات النعش کے صف لشکر کفار کو پراگندہ کیا امیر طرف زود رفت کے چلے زود رفت بھاگا اسکے بھاگتے
ہی جو ساحر باقی رہگئے تھے اُنکے بھی قدم اُٹھے طرف لشکر مینا نگار کے بھاگے مینا نگار بارگاہ مین بیٹھا تھا کسی نے
آکر خبر دی کہ جنگل مین لڑائی ہو گئی مہتر زود رفت صاحبقران کو لایا تھا مگر عمرو نے چھڑایا مینا نگار غصے مین اُٹھا
کہا سب لشکر تیار ہو افسران فوج نے نقارہ کرائی سب تیار ہوئے مینا نگار تخت پر سوار ہوا تھوڑی دور لشکر چلا ہی کو دیکھا
مہتر زود رفت زخمدار بیقرار بھاگا ہوا آتا ہی تھوڑی دیر مین اور سب ساحر بھی مہلال کا لاشہ اپنے افسر کا کھینچ کھانچکر
اُٹھا لائے ہین مگر بدحواس گھبرائے مینا نگار نے پوچھا کیا معرکہ گذرا مہتر زود رفت نے کلاہ دے ماری
کہا اے شہنشاہ غضب ہوا نہین معلوم کسنے کہدیا عمرو نے جا کر سبز پوش جادو کو مارا فالحہ ہوشنگ بیہد ویران ہوا
ہوشنگ جادو کو بھی قتل کیا چشمہ جمشیدی لیکر عمرو آگیا جب تو اُسنے مجھے دیکھا بڑی جستجو سے حمزہ کو لایا تھا مگر عرض کرتا ہون
کہ کیا اب مین عمرو کو چھوڑونگا اب تو میرے اُسکے بگڑ ہی اُلجھ گئی اُسکی قضا میرے ہی ہاتھ سے ہی مگر مجھکو یہ گمان نہ تھا
کہ چشمہ جمشیدی یون باسانی ملجائیگا بلکہ مجھکو یقین تھا کہ جب اُس حوالی مین عمرو پہونچیگا تو قلعے مین رسائی اُسکی
دشوار ہوگی ہمکو خبر پہونچیگی ہم جا کر انتظام کرینگے ہوشنگ کا مارنا کیسا ہم جانتے تھے قلعے مین رسائی نہوگی ہوشنگ
نے وہ انتظام کیا تھا کہ ہوا بھی تھرائی ہوئی جاتی تھی ہملوگ واقف کار جب پہونچتے تھے دو دو دن تحقیقات و
پرسش ہو لیتی تھی تب تا بہ ہوشنگ جادو پہونچتے تھے یہ ظالم نہین معلوم کس صورت پر گیا کہ فوراً پہونچا عیاریان
بھی چل گئین مین حیران ہون کہ عمرو سے سرمہ جمشیدی و چشمہ جمشیدی کو کسنے کہا مینا نگار نے کہا یہ سب کارخانے
قدرت خداوند کے ہین تخت خدائی پر بیٹھے جو چاہا اُلٹی پلٹی تقدیر کر دی ورنہ مجال تھی ساربان زادے کی اب
جسدن جاؤنگا دامان قدرت پکڑونگا گریبان مین ہاتھ ڈالدونگا کہ آپ نے اپنے بندون کے واسطے خوب
تقدیرین کین زود رفت نے کہا مین تو رخصت ہوتا ہون ایک عیاری مین نے سوچی ہے اگر عمرو کو توالی چبوترے
پر نہ مارا تو اپنا نام زود رفت نہ پایا آج کی شکست پر اسقدر قلق ہے وہ تو اپنے دل مین یہ سوچیگا کہ عیار دو چار دن
نہ آئیگا اور مین آج ہی جاتا ہون عمرو کا سر لاتا ہون یہ کہکے مہتر زود رفت بصورت اصلی چلا قریب لشکر اسلام
ایک قریہ تھا وہان آکر ایک دُنبہ اسنے خریدا رات کو وہین پڑ رہا چار گھڑی رات رہے سے اُٹھا رنگ و روغن
عیاری کا لگا کے صورت بز فروش کی بنائی دُنبے کے گلے مین ایک رسی باندھی طرف لشکر اسلام کے چلا
یہان امیر فتح جنگ عمرو صاحبقران کو ساتھ لیکر لشکر مین آیا بڑی خوشی ہوئی تصدق اُترے امیر نے فرمایا خواجہ
تمہارے نہونے سے انتظام بدا ہی چبوترے کا برہم پڑا تھا ہر چند کہ تمہارے عوض مقبل کام کرتا تھا مگر جیسا تم
چور کو پہچانتے وہ بیچارہ کیا پہچان سکتا سیکڑون نقب گھین جابجا چوریان ہوئین مگر عیار کا خیال رکھنا عمرو نے
کہا اب وہ دو چار دن نہین آئیگا اتنا بڑا ہنگامہ ہوا اب بعد دو چار دن کے قصد کریگا شکر کرتا ہون پروردگار کا
کہ سرمہ جمشیدی کو تو سلام کرینگے بطور عیاران آئیگا دیکھا جائیگا شب کو عمرو نے صاحبقران کو اپنے سامنے
خاصہ کھلایا جب امیر نے آرام فرمایا عمرو باہر نکل کر بازار بزازان و بازار بقالان مین جا بجا پہرا چوکی درست کرنے لگا

چور تو نام سنکر بھیڑ رہے جا بجا یہی ہلڑ ہو گیا کہ کوتوال آیا بڑا منتظر باز ہی عیار چالاک صورت دیکھکر پہچان لیتا ہی جسدن
سے عمرو نکل گیا تھا روز صاحبقران کو خبر ملتی تھی کہ جا بجا چوری ہوئی کہین نقب دلگئی کہین قفل کٹ گیا راہ چلتے
مین کسی کی جیب کٹ گئی تو امیر نقصان ہر ایک کا اپنے خزانے سے دلواتے تھے آج صبح کو امیر اٹھکر بیٹھے ہین کہ اکثر
ہرکارون نے پرچہ خیر و عافیت دیا امیر نے ہنسکر فرمایا چورون کے استاد آ گئے اب کیون نہ خیر و عافیت ہوگی
عمرو نے آکر سلام کیا امیر نے فرمایا خواجہ تمھارے بعد اسقدر روپیہ مد مین چوری کے دینا پڑا آج خبر خیر و عافیت
آئی عمرو نے کہا انشاء اللہ اُن چورون کو بھی پکڑ دونگا اب کوتوالی چبوترے پر مین جاتا ہون امیر نے حال سعد
پوچھا عمرو نے کہا بادشاہ خیر و عافیت سے ہین اور کیفیت سے آپ کو کیا مطلب ہی امیر خاموش ہو رہے عمرو باہر
نکلا دس بیس پیادے و شاگرد بھی حاضر تھے سب نے سلام کیا باتین کرتے ہوے کوتوالی چبوترے پر آکر بیٹھے
لڑائی جھگڑے کے مقدمے آنے لگے خواجہ کرسی پر بیٹھے ہین کوتوالی چبوترے کے پیادے چند شاگرد موجود ہین اُدھر
زود رفت اُس دُنبے کو لیے ہوے بازار بزفروشان مین آیا ایک طرف ٹھہر گیا داروغہ بزفروشان تہ بازاری
کھیلتا ہوا بازار مین آیا جسکے سامنے پہونچا کسی نے پیسہ کسی نے کوڑیان دیدین داروغہ پھرتے پھرتے قریب
دنبے والے کے آیا کہا تہ بازاری دلواؤ زود رفت نے جھلا کر جواب دیا داروغہ صاحب جائیے بھی ہمنے سنا تھا
اس لشکر مین بڑی عدالت ہی یہان تو بقول شخصے اندھی نگری چوپٹ راج صبح سے بیٹھے ہین کسی نے قیمت بھی نہ پوچھی
جاؤ میرے سامنے سے چلے جاؤ ورنہ سارا نقصان تیرے ہی سر جائیگا پیسے کوڑی کیسے جب بکیگا محصول داخل
کرینگے داروغہ نے کہا او گنوار یہ وہ مقام ہی کہ شیر و بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہین خواجہ عمرو کی کوتوالی کیا مجال
کوئی ظالم کسی مظلوم پر دست تعدی اٹھا سکے تو کچھ نشے مین ہی زود رفت نے اٹھکر داروغہ کو ایک طمانچہ مارا چپراسی
زود رفت کو لپٹ گئے مارنے لگے داروغہ نے کہا بھئی مارو نہین تم سب صاحب گواہ ہو یہ زبردستی مجھسے لڑا
اگر یہ منت کہتا ہم ابھی تہ بازاری نہ لیتے یہ تو لڑتا ہی سامنے خواجہ کے لیچلو زود رفت کہتا ہی مجھے لوٹ لیا داروغہ
نے میری کمر سے روپیہ کھول لیے دہائی دیتا ہوا ساتھ داروغہ کے چلا چیختا ہی غل مچاتا ہی جو راہ مین ملتا ہی اس سے یہی
کہتا ہی کہ داروغہ بڑا ظالم ہی داروغہ کی جان مصیبت مین کہ دیکھیے کس آفت مین جان پڑی صبح صبح اپنے یہ آفت
بر پا کی لوگون سے کہتا ہی یہ تو اس سے پوچھو کہ تیرے پاس کتنے روپیہ تھے بلا سے دو چار روپیہ لے لے خواجہ
بہت خفا ہونگے فرمائینگے بیوپاریون کو مارتے ہو تمھاری بازار مین کوئی نہ آئیگا مال کا ٹوٹا ہو جائیگا جب کوئی اس سے
پوچھتا ہی تو یہ کہتا ہی میری دھوتی مین پچاس روپیہ تھے داروغہ حیران ساتھ والون سے کہتا ہوا آتا ہی یارو کسی نے
بھی روپیہ دیکھے گواہ بازار کے ساتھ ہین کہتے ہین داروغہ صاحب آپ نہ گھبرائین ہم سب گواہ ہین یہ زبردستی آپ سے
لپٹ پڑا اڑا فیلیا ہی لیے مرتا ہی زود رفت کہتا ہی یارو اسی طرح بازار مین لوٹ لیتے ہو سب ملکر گواہی دیتے ہو
مین تو اپنی جان دونگا اب کوتوال صاحب کے ہاتھ انصاف ہی مین صاحبقران کو عرضی دونگا مجھے یون لوٹ لیا
اب گواہ بنا لیے جاتے ہین اسقدر رویا ہی کہ آنکھین سوج گئین کپڑے اپنے آپ ہی پھاڑ ڈالے زبان پر یہی جاری
ہی مجھے لوٹ لیا مین تباہ ہو گیا اسی طرح شور و غل مچاتے ہوے کوتوالی چبوترے پر پہونچے خواجہ عمرو بیٹھے ہوے ہین
کہ ہلڑ ہوا عمرو نے کہا یہ کیا معرکہ ہی چند کس نے بڑھکر کہا ایک گنوار ایک دنبہ لیکر آیا ہے داروغہ صاحب کو خود زبردستی
لپٹ پڑا کہتا ہی میرے پچاس روپیہ چھین لیے عمرو نے کہا جلد میرے سامنے لاؤ زود رفت جھپٹکر چبوترے پر
پہونچا کہا کوتوال صاحب دہائی ہی داروغہ نے مجھے لوٹ لیا عمرو طرف داروغہ کے متوجہ ہوا کہا کیون داروغہ جی

یہ کیا معرکہ ہے اب کوئی بیوپاری تمہاری بازار مین کاہے کو آئیگا داروغہ نے ہاتھ باندھکر عرض کی حضور کیا مجال جو کوئی کسی کو ستا سکے یہ زبردستی مجھکو لپٹ گیا سب نے دیکھا کہ اسنے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے مجھکو لٹا کچہ بازار سب بازار والے موجود ہین حضور پوچھ لین اگر میری خطا ٹھہرے جو سزا چاہیے دیجیے زود رفت روتا ہے اور کہتا ہے حضور مینے بچاس روپیہ فاقے کر کر کے جمع کیے تھے داروغہ نے چھین لیے یہ سب گواہ جھوٹے ہین عمرو کو بھی گمان گذرا کہ داروغہ نے بڑا ظلم کیا یہ داروغہ ہی سب اسکی طرفداری کرتے ہون تو کیا عجب ہے مہتر زود رفت بھاڑین کھاتا ہے ہائے مین تباہ ہو گیا میرے بچے فاقے کر کے مرجائینگے اُسی بچاس روپیہ کا روز سودا خریدتا تھا جو نفع ملتا تھا پیسہ ملا وہ کھا یا اصل مین ہاتھ نہ لگاتا تھا آج یون تباہ ہوا میری کون سُنیگا مین گواہ کہان سے لاؤن گھر مین جورو مار ڈالیگی وہ کہیگی کسی رنڈی کو دے آیا گھر مین کھانا بھی نہ ملیگا بچے تڑپ تڑپ کے مرینگے محلے والے مطعون و بدنام کرینگے کوئی کہیگا جوا کھیلا کوئی کہیگا رنڈی کو دے آیا عمرو نے کہا اے شخص چپ رہ کیون اسقدر بدحواس ہوتا ہے کیا روپیہ کے واسطے جان دیگا گواہ تو سنتے دے زبان تالو سے لگا اگر تیرے روپیہ ثابت ہو گئے ہم ابھی دلوا دینگے نہین تو خزانہ سرکاری سے ملینگے یا ہم تجھے اپنے پاس سے دینگے کیون جان دیتا ہے ذرا تو ٹھہر یہان انصاف ہوگا تیرا روپیہ ملیگا یہ جو عمرو نے کہا زود رفت دوڑا کہا کوتوال صاحب خدا آپ کو سلامت رکھے میرے روپیہ دلوایئے ورنہ مرجاؤنگا میرا کہین ٹھکانا نہین جب یہ عمرو کے پاؤن سے لپٹا عمرو نے پشت پر ہاتھ رکھکر کہا نہ گھبرا مین ابھی تیرا روپیہ دریافت کرتا ہون مین سمجھ گیا بیشک تمپر ظلم ہوا مین ابھی تمہارے دلوانیکی تدبیر کرتا ہون اس عرصے مین زود رفت نے کمر سے خنجر نکالا کوکھ پر عمرو کی تاک کر مارا عمرو پشت پر ہاتھ رکھے ہوئے تسکین دیتا تھا جو چمک خنجر کی ہوئی اسے یہ کیا کہکر عمرو خم ہوا وہ خنجر ران پر عمرو کی پڑا تا بہ استخوان پہونچا عمرو تو گرا اسنے چاہا دوسرا خنجر مارے شاگرد دوڑے مہتر زود رفت کہکر چبوترے سے جیسے نداشش برق و باد کے چلا شاگردون نے چاہا پیچھا کرین زود رفت نے پکار کر کہا یارو میرے پیچھے کہان آتے ہو مین نے تمہارے اُستاد کو مارا یہ کہتا ہوا نکل گیا اس طرح کا تیز رو عیار کوئی گرد کو بھی نہ پہونچا شاگرد بیٹھتے ہوئے پلٹے آکر دیکھا عمرو بیہوش پڑا ہے یہ خبر ہرکارون نے صاحبقران کو پہونچائی کہ زود رفت نے عمرو کو مارا ہائے یار وفادار کہکے دوڑے فرمایا بخدا اگر اسنے عمرو کو مارا اگر چہ قلعہ سویدا نگار مین اس ملعون کو نہ مارا تو نام اپنا صاحبقران نہ پایا ہائے غضب کر گیا تیغہ عقرب سلیمانی لیکر چلے یہان اُسوقت آکر پہونچے کہ شاگردون نے عمرو کو اُٹھایا دریا سے خون مین نہایا ہوا امیر سینہ دریچے سے پکار اُٹھا یار و خیر تو ہے کیا غضب کی بات ہے تم سب صاحب کیا سوتے تھے دن دہاڑے اُسنے ایسا عقاہم سپہ مارا جہان ہزار آدمی موجود تھے کوئی اُسکو پکڑ نہ سکا شاگردون نے عرض کی خدا نے خیر کی خنجر کوکھ پر نہین پڑا ران پر زخم آیا خنجر استخوان تک پہونچا خدا نے خیر کی جان بچالی صاحبقران نے فرمایا خواجہ اگر خدانخواستہ تم قتل ہو گئے ہوتے تو مین ایک کو زندہ نہ چھوڑتا قیامت برپا ہوتی عمرو نے کہا خدا آپ کو سلامت رکھے اس سے زیادہ مجھے امید ہے امیر نے جراحون کو بلایا پٹیان چڑھا کر خواجہ کو شفا خانے مین بھیجا شاگردون سے عمرو نے کہا یارو مین تو بیکار ہوا مہتر زود رفت سے مجھکو یہ امید تھی کہ پانچ چار دن اب نہ آئیگا ذلت اُٹھا کر گیا ہے مگر اُسنے بڑا کام کیا آج مجھکو ثابت ہوا کہ وہ عیار بھی بلا کا ہے سر نہ حمشید ہی تو اب رکھا گیا اب وہ عیاریان کریگا ہزار آدمیون مین سے مثل برق تڑپ کے نکل گیا کوئی نہ روک سکا یارو خیال رکھنا سب سے زیادہ مجھکو آقا کا خیال ہے ایسا نہو اُنپر دست انداز ہو اب یہ خبر اُسکو پہونچیگی کہ مین بچگیا خنجر ران پر پڑا اگر یہ خنجر کوکھ پر پڑتا شکم چاک ہوتا حافظ حقیقی نے بچا لیا

عمرو داخل شفا خانہ ہوا مگر زود رفت دو شاگردان نے یہان چھوڑ گیا تھا کہ مجھکو مفصل خبر دینا دونون شاگرد
مفصل خبر دریافت کرکے طرف مینا نگار کے بھاگے جہان مینا نگار بیٹھا تھا دربار جمع ہی ہی ذکر ہو رہا ہے کہ آج مہتر
زود رفت نے عمرو کو مار ڈالا نے گیا ہی سر لیکر آئیگا بعض کہتے ہین حضور عمرو بھی بلا سے روزگار ہی دیکھیے عینک کسطرح لا یا عمر
ہوشنگ کو مٹایا یہ باتین تھین کہ زود رفت ایک عرق باندھے ہوسے حیران و پریشان آگئے پہونچا مینا نگار نے
پوچھا مہتر صاحب کیا گذری ہی زود رفت نے کہا مین نے جو کہا تھا وہ کیا نہین معلوم عمرو کا خاتمہ ہوا یا نہین
مینا نگار نے حال پوچھا یہ کیفیت بیان کر رہا ہی مینا نگار کہتا ہی ای زود رفت بڑا کام کیا ہزار آدمیون کے باشندہ
افسر کو مارنا تمھارا ہی کام تھا کہا حضور شاگرد اُسکے وہان موجود تھے سو دو سو کو تو الی چبوترے پیادے بھی تھے
مگر کوئی میرے قریب نہ آیا دور ہی سے لینا لینا کرتے رہے مین صحیح و سالم نکل آیا دو شاگرد چھوڑ آیا ہون کہ مفصل خبر لاوین
وہ دونون بہ صورت مبدل وہان موجود ہین یہ ذکر تھا کہ دونون شاگرد موسوم بہ نیرنگ و گبر نگ آکر بہوت بجے کہا
استاد کیا کام کیا ہی ہم تو تعریف نہین کر سکتے آپ ہی کا دل تھا کہ اُس ایسے مجمع سے اتنے بڑے افسر کو مار کر نکلے مگر
آپکے بعد حمزہ کو خبر ہوئی حمزہ نے کہا کہ اگر میرا یار وفادار مارا گیا تو ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا تیغہ عقرب
کھینچے ہوے کوتوالی چبوترے مین آئے شاگردان عمرو نے کہا حضور عمرو زندہ ہی اُسکی زندگی تھی کہ آپکے
ہاتھ سے بچگیا ورنہ آپنے مارا موت نہ تھی بچگیا دنیا عجب مقام ہی ہر وقت انسان کو عجب طرح کے تعجبے
نظر آتے ہین امیر لیکے اپنے سامنے جراح بلا لیے ٹانکے دلوائے پٹیان چڑھین عمرو اُٹھنے کے لائق نہین ہی
شاگردون پر اُسنے تاکید کی ہی کہ بار دمین تو اس حالت مین ہون تم میرے آقا کا خیال رکھنا صاحبقران
زمان خود نہایت ہوشیار ہین مگر شاگردون پر بھی عمرو نے تاکید کی ہی زود رفت نے کہا مین ابھی جاتا ہون
اگر آج کل صاحبقران کو نہ گرفتار لایا بعد صحت عمرو پنجہ قابض نہو گا یہ کہکے طرف لشکر اسلام کے چلا جب قریب
لشکر پہونچا رنگ روغن عیاری کا کھا کر ایک ضعیفہ کی شکل بنا سوسی کا پاجامہ گاڑھے کی چادر پائون مین بھی پیوند
لگے ہوے میلے نیوکی کرتی ایک لٹھیا ہاتھ مین جب لوگون کو آتے جاتے دیکھا پکار کر آواز دی یہ بڑھیا کئی دن سے
بھوکی ہی کوئی کچھ دلوا دے اس غریب فقیرنی کی جان بچا لے لشکر صاحبقران آباد رہے یا دلشاد جدھر سے
یہ کہتا ہوا نکلا کسی نے پیسہ کسی نے کھانا کہین آٹا چاول جھولی مین بھرے ہوے پھرتے پھرتے سامنے بارگاہ
کے آیا دیکھا پردہ اٹھا ہوا ہی خواجہ عمرو بھی لنگڑاتے ہوے آئے ہین جراح پٹیان کھول رہے ہین یہ کیفیت
زود رفت نے دیکھی اسی صورت پر پھرتے پھرتے ایک نخل کے سائے مین بیٹھ رہا شام کو طرف خوابگاہ
صاحبقران کے پہونچا چارطرف پھرنے لگا دیکھا شاگردان عمرو گلباد عراقی و گلباد عراقی و مہتر برق
خطائی گرد بارگاہ پھر رہے ہین طلایہ مقرر کر رہے ہین سوارون کو تاکید ہی کہ خبردار ہوشیار رہنا زود رفت
ضرور آیا ہوگا اُستاد اُٹھنے کے لائق نہین ہین اگر اُنکے بعد کوئی اُفتاد پڑی عزت عیاری کی جاتی رہیگی زود رفت
بہ شکل ضعیفہ یہ سب باتین سن رہا ہی برق نے بحکم دیگر پکار کر آواز دی بھائی الجوالفتح مین ذرا بازار بزازان دیکھ آؤن
وہان تاجر بڑے بڑے رہتے ہین اگر کسی تاجر کی دوکان لُٹ گئی لاکھون روپیہ کی چوٹ پڑیگی خواجہ کہ چکے ہین
کہ اب اگر چوری ہوگی نقصان عیارون سے لیا جائیگا برق چلا زود رفت نے سمجھا کیا خیمون کے قریب
برق پہونچا زود رفت جھپٹکر قریب آیا بشکل ضعیفہ آواز دی مہتر صاحب خدا سلامت رکھے فقیرنی بھوکی مرتی
ہی آج اس لشکر مین آئی کسی نے پیسہ نہ دیا برق نے پلٹکر دیکھا ایک ضعیفہ پیر فلک کی نانی لقامت مین لاثانی

گرتی پڑتی آتی ہے دعائین دیتی ہوئی نہ منھ مین دانت نہ پیٹ مین آنت لٹھیا ہاتھ مین کبھی گرپڑی غرض بمشکل آہ کرکے اٹھی برزک کو نزدیک آیا جیب سے چونی نکالی ہاتھ بڑھا کر کہا بڑی بی لو یہ تو حاضر ہے بس پلٹ جاؤ بڑھیا نے دعا دی کہ بیٹا جوانی کا سکھ دیکھو آباد رہو بڑھیا جب قریب پہونچی کہا بیٹا دیکھو وہ سخی داتا ابھی کچھ دیتے ہین برزک پلٹا زود رفت نے حلقۂ کمند کے گلے مین ڈالدیے برزک ارے کہکر پلٹا اُسنے جھٹکا دےکے بیہوش کیا برزک کو ایک گوشے مین لا کے ڈالدیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کے برزک کی شکل بنا جست و خیز کرتا ہوا ایلٹا ابوالفتح بارگاہ صاحبقران پر موجود تھے اسنے آکر پکارا کہ بھائی گلباد کیا کرتے ہو گلباد نے کہا کیون بھائی کیا ہے برزک نقلی نے جواب دیا ای بھائی گلباد اسوقت میری عقل مین ہے بازار صرافان کا انتظام کرلیا وہان تو اب کچھ تردد نہین ہے سوار و پیدل سب موجود ہین مگر صاحبقران تو سوگئے ہونگے ایسا نہو زود رفت بالقب دیگر پہونچے صاحبقران کو چرا لیجائے تو ناک کٹ جائیگی خواجہ عمرو پر بدنامی آئیگی میرا دل چاہتا ہے کہ سرہانے صاحبقران کے جاکر بیٹھون اگر آپ لوگ غافل بھی ہوجائینگے تو کسی کی مجال نہین کہ آقا پر ہاتھ ڈال سکے ابوالفتح بہت خوش ہوا کہا بھائی کیا مضائقہ ہے منتہز زود رفت چلا دروازے پر آکے دیکھا بہرام گردن خاقان چین کرسی پر بیٹھا ہے بہرام نے پکار کر آواز دی کون آتا ہے اسنے کہا مین ہون برزک ای بہرام سب نے باہر انتظام کیے مین اندر جاکر بیٹھون ایسا نہو زود رفت نقب دیگر چلا آئے تیری اسکی دیکھو چلے کہ خواجہ عمرو کو خنجر مارکر نکل گیا کوئی پکڑ نہ سکا بہرام نے کہا اچھا زود رفت پردہ اٹھا کر اندر آیا دیکھا چار خدمتگار چپی کر رہے ہین لگیر خواب صاحبقران بلند زود رفت نے بیٹھکر ان چارون خدمتگارون سے کہا تمنے تمباکو بھی کھایا چارون نے جواب دیا بھائی شام سے نوکری پر ہین پان کہان تمکن زود رفت نے ایک ایک گلوری چارون کو دی چارون نے گلوریان کھائین چارون بیہوش ہوے زود رفت نے چارون کی ٹانگ پکڑ کے کھینچا نیچے پلنگ کے ڈالدیا آپ برابر صاحبقران کے آیا کانٹے سے دوشالہ ہٹایا کنچے مین داروے بیہوشی رکھکر برابر دماغ کے لگا دیا امیر نے اوپری سانس کھینچی چھینک مار کے بیہوش ہوگئے زود رفت نے بہ تعجیل تمام پشتارہ صاحبقران کا باندھا اب سوچا کدھر سے نکلون سب طرف سوار و پیدل پھیر رہے ہین سر نکال کر پردے سے آواز دی ای بہرام پشت کے سوارون کو منع کرو غل نہ مچائین آرام مین آقا کی فرق آتا ہے ابھی آنکھ کھول کر فرمایا تھا بہرام نے آواز دیکر سوارون کو ہٹا دیا اب زود رفت نے پشتارہ پشت سے لگایا بہ اچھہ چالاکی کرکے نکلا مگر عمرو اُس حال کین کہ پانون سے اٹھا نہین جاتا غش مین پڑے تھے کہ خواب مین دیکھا کہ صاحبقران فرماتے ہین کہ خواجہ ہماری خبر نہ لوگے عیار ہمکو لیے جاتا ہے بس خواجہ عمرو گھبرا کے اٹھے جراحون نے ہر چند منع کیا کہ آپ اٹھتے نہین ایسا نہو درم آجائے عمرو نے کہا یارو اس زخم کو آگ لگے مجھے ایسا مجبور کیا کہ مین آج کل اپنے آقا سے بیخبر ہون شاید زود رفت اُن تک پہونچگیا ابھی مین نے یہ خواب پریشان دیکھا کہ صاحبقران نے فرمایا ای خواجہ عیار مجھکو لیے جاتا ہے اسوجہ سے مین روتا یہ کہکے عمرو نے عصا اٹھایا لکڑی ٹیکتا ہوا چلا راہ مین ایک مقام پر دیکھا کوئی پڑا ہے عمرو نے قریب آکے دیکھا برزک خطائی بیہوش پڑا ہے بس خواجہ عمرو کا ماتھا ٹھنکا لخلخہ خطائی کو ہوشیار کیا عمرو نے کہا ای برزک یہ کیا معرکہ گذرا برزک نے کہا عجب سانحہ ہوا ایک ضعیفہ فقیرنی میرے پاس آئی اُسنے مجھکو بیہوش کیا عمرو نے کہا وہ زود رفت تھا تمھاری شکل بنکر گیا معلوم ہوتا ہے آقا کو گرفتار کرلیا خدا نخواستہ اگر لیگیا بڑا غضب ہوا یہ کہکے برزک کو ساتھ لیے ہوے پشت بارگاہ پر پہونچا تھا کہ دیکھا منتہز زود رفت پشتارہ بدوش نکل کر کھڑا ہوا ہے نگاہ اٹھا اٹھا کے دیکھ رہا ہے کہ کس طرف سے جاؤن

بزرگ نے کہا استاد ٹھہر کر روکون عمرو نے کہا غضب ہو جائیگا پھر کسی کے روکے نہ رکیگا یہ کہکے عمرو بھاگا پاؤن سے
خون بہتا ہوا لشکر سے نکل کے ایک نخل کے سامنے مین حلقۂ کمند لگا دیے بزرگ سے کہا تم جا کے لینا الّا نگر دو یہ راستہ
پردے کا ہے ادھر ہی آئیگا مین پکڑ لونگا بزرگ فوراً ادھر گیا عمرو گوشے مین چھپکر بیٹھا بزرگ نے جا کر غل مچایا کہ یارو مہتر
زود رفت جاتا ہے صاحبقران کو لیے ہی جاتے نہ پائے غل جو ہوا عیار دوڑے زود رفت بھاگا گلباد نے
بڑھکر مقابلہ کیا برس پڑا زود رفت نے خالی دیتے دیتے کمر بتا کر سر پر ہاتھ مارا گلباد زخمی ہوا لڑکھڑا کے زمین پر گرا
زود رفت نے چاہا کہ سر کاٹ لون بزرگ نے دور سے دیکھا وہین سے پتھر مارا اور زود رفت نے دیکھا پشت
پر سے اور چند عیار آتے ہین سوچا کس کس سے لڑونگا نکل جاؤن جست کرتا ہوا قریب اسی درخت کے آیا بیچ حلقون مین
پاؤن رکھے عمرو نے جھٹکا مارا زود رفت گرا پشتارہ پشت سے الگ ہوا عمرو گھٹنہ ٹیک کے جھپٹا کہ حباب مارون
زود رفت تو برق جہندہ ہے تڑپ کے اٹھا چاہا پشتارہ لون عمرو نے ہاتھ رکھدیا زود رفت نے چاہا خنجر مارون سر
عمرو کا اڑا دون عمرو خمہ ہوا خنجر خالی گیا زود رفت جھونک مین جھکا عمرو نے نیمچہ مارا سر زود رفت پر پڑا اسنے
اپنے کو گرا دیا لوٹ مار کر کہہ معلوم ہوا اگر دیکھا پشت سے چالیس پچاس پیک بچے آتے ہین اب زود رفت گھبرایا کہ اگر
ٹھہرونگا پکڑ لیا جاؤنگا ناچار یہ کہکے بھاگا کہ او ساربان زادے مصرع خیر زندہ ہے اگر یار تو صحبت باقی + یہ کہکے
جست و خیز کرتا ہوا نکل گیا یہان خواجہ عمرو کے پاؤن سے اسقدر خون جاری ہوا کہ صاحبقران کے
قدمون پر سر رکھدیا غش آگیا بہرام وغیرہ آگے پہونچے دیکھا صاحبقران بیہوش پڑے ہین عمرو کا سر قدمون پر
سب نے کہا دیکھو یارو آقا کی یہ محبت دل مین ہے خیر خواہی عمرو کے آب و گل مین ہے درد سے بیہوش ہوے سر
پاؤن پر آقا کے ہاتھ لپٹ پر محبت اسی کا نام ہے بہرام نے صاحبقران کو ہوشیار کیا امیر نے آنکھین کھولکر دیکھا
خواجہ عمرو بیہوش پڑے ہین خون اسقدر پاؤن سے جاری ہوا خون کا تھالا بنا ہوا ہے امیر نے فرمایا یہ کیا معرکہ ہے
بہرام نے عرض کی حضور ہم سب غافل تھے مہتر زود رفت بشکل بزرگ خطائی آیا اندر بارگاہ کے گیا آپکو بیہوش کیا
خواجہ شفا خانے مین سو رہے تھے آنکھ کھولی ہاے لیکر دوڑے آپکو مہتر زود رفت لیچلا تھا مگر خواجہ نے اسے روکا
اسنے کئی خنجر مارے مگر خدا نے انکو بچایا دعویٰ سپاہگری یہ ہے کہ بیٹھے بیٹھے وار خالی دیے اسکی چوٹ نہین کھائی مگر
دوڑنے کے صدمے سے انگوٹھے کا زخم پھٹ گیا امیر نے ہوشیار کر کے فرمایا خواجہ تمھین میرا حال کیونکر معلوم ہوا عمرو نے
کہا مین نے خواب مین دیکھا کوئی صاحب فرما رہے ہین کہ تیرے آقا کو مہتر زود رفت لیے جاتا ہے جلد اُسکے کو پہونچا
مین اٹھکر دوڑا پھر دل مین تاب نہ رہی شکر ہے کہ آتے ہی اسکو پایا لیجا نہ سکا اگر ای شہریار بلاے روزگار ہے یہ حضور گرفتار
کر لیجائیگا کہانتک مین حفاظت کرونگا اس عارضۂ پا نے بہت بیقرار کیا ہے اسکے سبب سے خود طلایہ پر نہین آسکتا
ان سب صاحبون سے کسقدر سمجھایا گیا تھا مگر کسی کو کچھ خیال نہ رہا بدی بڑا دھوکا کھایا پہلے اسنے بزرگ خطائی
کو پکڑ لیا اسی کی شکل پر آ کے عیاری کی اسکی بن پڑی گر پایا اسکی قضا میرے ہاتھ سے ہے یا میری قضا اسکے
ہاتھ سے بڑے بلاے روزگار سے سامنا پڑا ہے کسی بات مین کم نہین جست و چالاک جیسا ایک دیکھو زخمی اسنے کس
طور سے کیا کسی عیار کا یہ حوصلہ ہے تا کہ دن دہاڑے سر کوتوالی چبوترہ اگر یہ حرکت کر گذرتا اسنے اپنے نزدیک
مار ڈالا موت نہ تھی اس سے وہ ناچار ہوا صحیح و سالم نکل گیا صاحبقران نے فرمایا خواجہ سچ کہتے ہو خدا اسکو
صحت دے درد پا نے بہت پریشان کیا کچھ ہی ہو تم اسے اٹھا کرو عمرو نے کہا یہ تو کبھی نہ ہوسکیگا جب خبر بری کچھ
سن پاؤنگا ضرور دوڑونگا امیر نے خواجہ کو شفا خانے مین پہونچایا آپ بارگاہ مین تشریف لانے جوانون کو

بلا کے پھر تاکید کی جلد زخم کو خواجہ کے اچھا کرو جراحون نے عرض کی غلام مقدمے مین خواجہ کے کچھ اُٹھا رکھینگے یہ جان بخش لشکر اسلام ہین کون ایسا ہی جسپر عمرو کا احسان نہین ہی یہ ذکر تھا کہ جواہر بن عمرو آگر بیٹھا صاحبقران نے فرمایا ای جواہر خیر تو ہی عرض کی ای شہنشاہ گیتی ستان ایسا معرکہ گذرا کہ سارا لشکر انتشار مین ہی قلعہ کو جبکہ گئے تھے کچھ ایسا فرمایا کہ شاہ کا رنج دغم دفع ہوا پھر خواجہ کے ساتھ شہنشاہ تشریف لیگئے پلنگ نہین آئے دو گھنٹے گذرے ہین یہ سنکر امیر نے جواہر کو ساتھ لیا شفاخانے مین تشریف لائے عمرو کے سامنے سب حال کہا عمرو نے کہا مین نے باغ مین ملکہ کے چھوڑا ہی شاید کوئی افتاد پڑی ای جواہر اُس باغ مین جاؤ جاکر دریافت کرکے کوشش کرو مین اس حال مین ہون اُسپر بہتر روز درفت کی تیاریان آٹھ پہر جھگڑا درپیش ہی اگر یہ معاملات نہوتے تو مین خود جاتا جواہر یہ کہکر چلا آپ کے تصدق سے پتا لگاؤنگا خدا چاہیگا تو لیکر آؤنگا مگر بقول حضور کوئی اُفتاد ضرور پڑی کسی دراندازنے فساد برپا کیا یہ کہکر جواہر گیا جو نشان خواجہ نے بتایا تھا اُس باغ کی تلاش مین چلا ایک صحرا مین پہونچا دیکھا ایک نخل کے سایے مین دو نقابدار کھڑے ہین جواہر کو دیکھکر آڑ مین ہو گئے جب نقابدارون نے نخل کی آڑ پکڑی جواہر کو اُسوقت کھٹکا ہوا آگے بڑھا پکار کر آواز دی کہ ای نقابداران عالی مقدار مین کسی کا جاسوس نہین ہون ذرا ٹھہر جائیے مجھسے اپنے کو نہ چھپائیے مجھے بھی ایک آوارۂ دشت ادبار کی خبر پوچھنا ضرور ہی دل تردد منزل ناصبور ہی نقابدار سامنے آگئے جواہر نے سلام کیا دیکھا دونون نقابدارون کی آنکھون سے زیر نقاب اشک حسرت جاری ہین ایک زیادہ بیقرار ہی ایک سمجھاتا ہی مگر روتا جاتا ہی جواہر نے کہا آپ کو معلوم ہی باغ ملکہ ماہ عالم افروز کا کس مقام پر ہی نام باغ کا سنکر وہ نقابدار بہت رویا ہچکی لگ گئی اُس بیتابی مین منہ سے یہ اشعار جاری ہوے **نظم**

ہر دم ہی دل کو ابروے خونخوار کا خیال
پیر اتو یار کو ہو مجھے یار کا خیال
بجلی سی ایک آنکھون کے نیچے چمک گئی
کیا بد بلا ہی گیسوے دلدار کا خیال
حسرت سے دیکھ لیتا ہون مین چاند کیطرف
جب سے ہوا ہی اک گل بیخار کا خیال
نظرون مین لو رسب گل شاداب خار ہین

آنکھون پھر ہی کوچۂ دلدار کا خیال
کرتا ہی قتل یار کی تلوار کا خیال
ایسا مین محو جلوۂ رخسار ہو گیا
آیا جو شب کو جلوۂ رخسار کا خیال
دن رات آسمان کی جانب نگاہ ہی
آتا ہی جب مجھے ترے رخسار کا خیال
کافی ہی ایک جنبش ابرو برائے قتل
جب سے ہی دل کو اک گل بیخار کا خیال

بلبل کو بھولتا نہین گلزار کا خیال
سچ تو یہ ہی کہ تب ہی ملاقات کا مزا
رہتا ہی خواب مین بھی مجھے یار کا خیال
سودا ہوا تصور زلف سیاہ سے
اللہ رے تیرے طالب دیدار کا خیال
بلبل ترے ترانے ہین کانون کو ناپسند
ای ترک ہی عبث تجھے تلوار کا خیال

یہ اشعار اسطرح نقابدار نے پڑھے جواہر رونے لگا اور کہا حضور برائے خدا حال اپنا مفصل بتائیے مین نے کیا پوچھا آپ نے کیا فرمایا مین نہین سمجھا جو نقابدار سمجھا رہا تھا اُسنے کہا ای عیار طرار پہلے تو اپنا نام و نشان بتاؤ تو پھر ہم بھی اپنا نام نشان بتائین جواہر نے کہا مین بادشاہ اسلام کا عیار ہون اُنھین کی تلاش مین نکلا ہون آج تین دن ہوے اس صحرا مین مارا مارا پھر رہا ہون باغ نہین ملتا نہین معلوم باغی اُس گل گلزار صاحبقرانی سے کیونکر پیش آئے نام بادشاہ سنکر پھر اُسی نقابدار نے آہ کی اور یہ اشعار پڑھے **نظم**

دردیکہ بدرمان تو بیرون رود از دل
آندم کہ خیال لب میگون رود از دل
گیرم کہ بمرہم بہم آید دہن زخم
ہر ناوک آہے کہ بگردون رود از دل

صد حیف کہ آن درد بافسون رود از دل
از بسکہ بدل زخم تم خوردم ورفتم
آن لذت پیکان تو اما چون رود از دل

ارباب نظر را بہ یقین قطع حیات است
تا حشر نہ خاک مرا خون رود از دل
مخفی جگر چرخ کشاکم فرسر درد

یہ اشعار پڑھ گئے جواب دیا ای بیک شہنشاہ عالی وقار تجھکو دیکھکر دل کو بیقراری آنکھون کو اشکباری اُنکی تلاش مین کو نکلا ہی ہاے کیا کہون جس بدنصیب کا تو نے پہلے نام لیا اُس باغ کے

گل بوٹے خارِ صحرا ہو گئے ہر نخل آہ دل دوز ہو گیا جسوقت شاہ اُس باغ سے نکلے ایک کنیز بے تمیز نے صمصام
جنگ آزما کو خبر دی وہ ملعون ابلیس کا سردار تھا اُس معشوقہ سے دعویِ عشق رکھتا تھا اسی خیال مین اُس شہریار کو
گھیر لیا وہ اکیلے خوب لڑے سنا ہی کہ تین سو آدمی اُنکے ہاتھ سے مارے گئے آخر بجبر اُنکو گرفتار کر لیا قلعہ ابلیس پرستان
مین لیگئے ایک رسالہ باغ پر بھیجا کہ اُس بدنصیب کو بھی گرفتار کر لاؤ خدا بھلا کرے ایک نقابدار پلنگینہ پوش آیا
غریب جانکر بچا لیا لشکر اسلام کا پتہ دیگیا یہ سمجھا گیا کہ تمہ لشکر اسلام مین چلی جاؤ دو ہفتے ہوئے اسی صحرا مین مارے مارے
پھرتے مین نشان لشکر نہین ملتا ہی جواہر حال پر ملکہ کے بہت رویا کہا حضور آپ لشکر اسلام کیطرف جائیے یا اسی مقام پر
تامل کیجیے اب مین قلعہ ابلیس پرستان مین جاتا ہون اگر عیاری بن پڑی اور خدا نے مدد کی تو شہریار کو لیکر
آتا ہون باجان قدم اقدس پر نثار کرونگا ملکہ نے کہا بھیا خدا تمھارے ارادے کو پورا کرے کہ تم شہریار کو جاکر
رہا کر لو مین اکیلی کیونکر لشکر مین جاؤن اور کیونکر اُن لوگون کو روے سیاہ دکھاؤن تمھارا جو ساتھ ہوگا جہان بٹھادوگے
اسی گوشے مین یہ بدنصیب بیٹھی رہیگی مین اسی صحرا مین ہون تم جاؤ پنہان کہا کیے بسر کرونگی تمھارا انتظار کرونگی
جواہر نے کہا مین نے آپ کی وجہ سے نشان پایا رخصت ہوتا ہون ملکہ نے ہاتھ اُٹھا کر ہزارون دعائین دین کہ خدا
تمھین مظفر و منصور کرے رنج و الم دل سے دور کرے جواہر طرف قلعہ ابلیس پرستان کے چلا بعد قطع منازل و طی مراحل
سامنے قلعہ ابلیس پرستان کے پہونچا بیرون قلعہ دامن صحرا مین ٹھہرا خیال یہ ہی کہ کوئی شخص آئے تو حال قید شاہ
دریافت کرون تب اندر قلعے کے جاؤن مثل مسافر بیٹھا ہی کہ تھوڑی دیر کے بعد دیکھا ایک جادوگر بے منظر جھومتا ہوا
چلا آتا ہی جواہر نے پکار کر آواز دی بھائی کہان جاتے ہو ساحر قریب آیا جواہر بن عمرو نے کہا بھائی کہان
رہتے ہو ہم نوکری کی تلاش مین آئے ہین کیا آج کل یہان بھرتی جاری ہی یہی خبر سنکر چل نکلے خبر سنی کہ قلعہ
ابلیس پرستان مین بھرتی جاری ہی مسلمانون پر لشکر کشی ہی ساحر نے کہا مسلمانون سے مقابلہ سوادنگار پر پڑا ہی مینا نگار
جادو مسلمانون سے برسر جنگ ہی ہمارے خداوند کا شاطر مہتر زود رفت بیس بائیس سرداران مسلمان گرفتار بھی کر لایا
اب حمزہ و عیار حمزہ کا گرفتار ہونا باقی ہی بدنصیبی مسلمانون کی دیکھی کہ اُنکے بادشاہ آوارہ ہوکر اسطرف آنکلے آخر
گرفتار ہو گئے ہمین آٹھ پہر مہلت نہین ملتی ہی قدرت کا حکم ہی ایسا نہو کوئی قیدی رہا کر لیجائے جواہر بن عمرو نے پوچھا
تمھارے افسر کا کیا نام ہی اس نے کہا مفہوم جادو چالیس جادوگر ہمارے افسر کے ماتحت مقرر ہین ہر چند کہ وہ قید
مین ہین مگر رعب و دبدبہ صولت شوکت اُنپر ختم ہی اسوقت ہمارے افسر مفہوم جادو نے کہا جاکر قلعہ سوادنگار
سے خبر لاؤ کہ امیر و عمرو پکڑے گئے یا ابھی کچھ جھگڑا باقی ہی قدرت تو تقدیر کر چکے کہ سب مسلمانون کا خاتمہ ہاتھ سے
مہتر زود رفت کے ہوگا مہتر زود رفت کے ہاتھ سے عمرو کی قضا ہی آج کل مین خاتمہ ہو جائیگا جواہر نے کہا
بھائی تمھارا کیا نام ہی اُسنے کہا مجھے متین جادو کہتے ہین جواہر نے کہا اب تم کب پلٹ کے آؤگے اُسنے کہا
آج ہی جاؤنگا شب کو چلا آؤنگا جواہر نے باتون مین متین کو لگا کے بیہوش کیا اُسی کی صورت بنکے شہر مین آیا جس نے
دیکھا اُسنے پوچھا میان متین کہان گئے تھے سب کو جواب دیتا ہوا جواہر بن عمرو در قیدخانے پر پہونچا مفہوم
نے پوچھا کیون متین ہو آئے متین نے ہر دست بستہ عرض کی حضور مین قلعے تک نہین گیا راہ مین مجھکو ہرکارہ وہان کا ملا
اُس سے خبر پوچھلی ابھی امیر و عمرو گرفتار نہین ہوئے مہتر زود رفت صاحب کد و کاوش کر رہے ہین کئی عیار بان
ہوئین مگر عمرو گرفتار نہین ہوا اب دو چار دن مین مہتر صاحب گرفتار کر لینگے مفہوم جادو چپ ہو رہا سب حال پوچھنے لگے
جواہر نے کہا اور حالات کی مجھے کیا ضرورت تھی جو مین دریافت کرتا اصل المطلب کو پوچھ لیا اتنا دریافت ہو گیا

کہ ابھی امیر دعمر و گرفتار نہین ہوے مگر فکر ہو رہی ہر مہتر زود رفت کے ہاتھ سے بچنا مشکل ہر ہنچیا سب سے جواہر
باتین کر رہا ہی دروازہ جو قید خانے کا کھلا بادشاہ کو دیکھا ہاتھون مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان سلاسل وسطوق ہین ایسے
فاق ہو گئے ہین آنکھون مین حلقے چہرے پر زردی ہونٹون پر خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری جواہر کا دل
بھر آیا آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے گام کے حیلے سے اسکو اندر پہونچایا دروازہ بھیڑ دیا قدمون سے لپٹ کر
خوب رویا بادشاہ نے پوچھا کون کہا میں غلام ہون حضور کا جواہر بن عمرو آپ کے نہونے سے لشکر مین قیامت برپا ہی
ڈھونڈھتا ہوا حضور کو یہان تک پہونچا یہ شہر ساحرون کا ہی گلی کوچے جادوگرون سے معمور آج شب کو تقریب مین
شراب کی ان سب کو بیہوش کرونگا خدا چاہیگا تو آپکو یہان سے لیچلونگا اگر کسی کو بھی خبر ہوگئی تو غضب ہوا جادوگر
ضرور بچھا کرینگے چاہتا ہون اسطور سے لیچلون کسی کو خبر نہو بادشاہ نے سر جھکا لیا فرمایا کہ ای جواہر تمنے بڑا کام کیا کہ
یہان تک پہونچے خدا تمھاری عیاری پوری کرے باتین کر کے بادشاہ سے جواہر باہر آیا دوڑ دوڑ کے سب کا
کام کرنے لگا کسی کو حقہ بھر دیا کسی کو پانی پلایا یہ بھی دریافت کرتا جاتا ہر کہ ہم چالیس آدمیون کے واسطے شراب
سرکار سے آتی ہر ایک نے کہا ای بھائی ایک ایک ادھا سب کے واسطے آتا ہی ہمارا دل بھی نہین بھرتا شراب کے
پیے تڑپا کرتے ہین جواہر نے کہا بھائیو آج چندہ جمع کرو ایک ایک آنہ ملائین چالیس آنے کی شراب لائین بڑے میخانے
سے منگائینگے ایک گھڑا ملیگا خوب دل بھر کے پیین گے یہ بات سب کو پسند آئی جواہر نے کہا افسر سے کہو مفہوم جادو
سے کہا آپ کیا پرورش کرینگے ارادہ ہی آج شراب اڑے مفہوم جادو نے کہا تم سب نے ایک ایک آنہ دیا ہی
مین ایک روپیہ دونگا متین نقلی نے کہا لو بھائیو خوب ڈھلکے گی آج بڑی کیفیت ہوگی ہم سب کی خدمت کرینگے
سب نے کہا ای متین آج تمھاری وجہ سے خوب جلسہ ہوگا ورنہ یہان شراب کا چرچا کہان ایک ادھا آیا وہ کھانا
کھا کے پی لیا بعد کھانے کے لشہ بھی نہین ہوتا تھا آج مزے ہونگے شام تک یہی ذکر رہا شام کو سب نے پیسے جمع
کر کے میان متین کو دیے متین گئے جا کر دو گھڑے شراب کے لیے مزدور پر لدوا کے لائے سب جادوگر خوش ہو گئے
جواہر نے سب کو قاعدے سے بٹھایا کہا ہم سب کو شراب پلائینگے آج کچھ گائینگے یہ کہکے گنگنائے سب نے کہا متین کیا
تمھین گانے مین بھی دخل ہر جواہر نے کہا بھائی گانا رونا کسکو نہین آتا کچھ سنا دونگا یہ کہکے پہلے افسر صاحب کو
جام دیا اور یہ غزل گائی غزل

چشمک زنی بھی دل بیتاب پر نہ تھی
تھی شوخی نگاہ مگر اسقدر نہ تھی
ساری جفا مین وقت ستم تھین شریک یار
دل ہی کو ڈھونڈھتی تھی تلاش اثر نہ تھی
شرمندہ خوب نالۂ شبگیر نے کیا
دل مین کسی کے کوئی تمنا مگر نہ تھی
یون توڑ تو دل تھا دلکو شب وعدہ شام سے
تقدیر تھی مری تری ترچھی نظر نہ تھی
لیا جانتے تھے بھولوگے دیکھ کر کی یاد
شب کو صدائے نعرۂ وحشت اثر نہ تھی

آفت تھی اُنکو ہوش ربا اک نظر نہ تھی
آگئے یہ طرز خندۂ زخم جگر نہ تھی
دل بھی تڑپ رہا تھا جگر بھی فراق مین
ہان اک مری دفا و داد ھر تھی ادھر نہ تھی
کیون ہاتھ سے فلک کے مٹے بنکے نقش پا
ہمپر ہنسی نہو کوئی ایسی سحر نہ تھی
تھی سے اُنکی کب دل بیتاب گر پڑا
جو صبح ہوئی تھی وہ تڑپ رات بھر نہ تھی
گم ہو گئے گیسو ومین نہ ملتا یہ کسطرح
تم کچھ خبر نہ لوگے یہ ہمکو خبر نہ تھی

دل کو مرے خبر مجھے دل کی خبر نہ تھی
گھر کر گئی اُن آنکھون مین میری تڑپ ضرور
ای دردِ عشق تیری توجہ کدھر نہ تھی
دل سے مرے نکلے مری آہ نارسا
کیون خاک مین ملانے کو وہ رہگذر نہ تھی
یون جلد تر گذر گئی تو ای شب وصال
عاشق کا حظ نہ تھا کہ عمر نامہ بر نہ تھی
سید صاحبنا یا لاکھو نہ سیدھی ہوئی کبھی
دل تھا ہمارا آپ کی پتلی کمر نہ تھی
صحرا کے کوے یار سے کیا جاید یا جلال

اسطور سے جواہر نے اس غزل کو گایا نشہ مین شراب کے سبب جھومنے لگے

عرض بائین کیے گھڑا ابجرا ہی مفہوم جادو بہولا ہوا کہتا ہی ای تہین آج کیا جلسہ جما یا جواہر کہتا ہی آپ بہت خوش ہونگے سب صاحبون کی خدمت کرکے جاؤنگا مفہوم کہتا ہی بھائی تہین کہان جاؤگے تمہاری وجہ سے بڑی رونق ہی تمہین نقلی کہتا ہی حضور ابھی آپ نے کیا دیکھا مین نے اپنے حال ظاہر نہین کیے چربی کی شمع ڈہالتا ہون آنکھون مین چربی نہ چھائے لیجیے دیکھکر خوش ہو جائے جب شمع روشن ہو یہ معلوم ہو شعلے پر پری ناچ رہی ہی مفہوم نے کہا بھائی کل یہ بھی بنانا جواہر کہتا ہی اچھو خیر سے گذرے پہر رات رہے تک وہ شراب سب کو پلائی مفہوم میٹھے میٹھے بڑانے لگا کہا کیون میان تمہین شراب ہوگئی تہین نے کہا اب تو قطرہ بھی نہین مفہوم جھلا کر اٹھا کہتا ہوا کہ مین بنالاتا ہون سب کو پلاؤنگا سرکار خداوندی سے مرحمت ہوگا دو قدم چلا تھا کہ لڑکھڑا کے گرا سب لینا لینا کہکے اٹھے جو اٹھا جہان سے اٹھا منھ کے بل گرا بیہوش ہوا جب سب بیہوش ہو چلے جواہر نے خنجر کھینچا کہ ان سب کو قتل کرون خیال مین آیا کہ ای جواہر غضب ہو جائیگا انکے مرنے کی علامت برپا ہوگی آواز گیرودار آنے لگیگی ساحر تمام شہر کے دوڑ پڑینگے یہ بھی دیکھا تھا کہ کوتوال شہر طلایہ دیتا ہوا اسطرف آیا تھا اسنے جب آواز دی مفہوم نے جواب دیا کہ ہم ہوشیار ہین تب وہ چلا گیا ای جواہر اگر اسنے گھیرا تو غضب ہوگا یہ سوچکے کسی کو ہاتھ نہ لگایا قید خانے مین آیا بادشاہ سر زنجیر بر خم کیے بیٹھے شیاد محبوب مین بیقرار یہ اشعار عبرت آمیز حسرت انگیز زبان پر جاری

نظم

رنگ حیرت سے زمانے کو بدلنے نہ دیا
لاکھ احسان جنا رہے یہ گرانباری کے
نیند کمبخت نے آنکھون ہی کو ملنے نہ دیا
دل مین جو کچھ تھا وہ کہہ ڈالتے ست سے عشق
نازکی نے اسے گلشن مین ٹہلنے نہ دیا
آہ تک کر سکے محفل جانان مین فلک
ہرشس کہتے ہین کہ آگے ہین چلنے نہ دیا
ملگئے خاک مین ہرچند اٹھے اٹھ نہ سکے
رنگی کچھ طپش شوق اچھلنے نہ دیا

نہ لوٹن ضبط نے اشک آنکھ سے ڈھلنے نہ دیا
دو قدم کوچہ محبوب سے چلنے نہ دیا
اشک سے شمع کے پروانے کو شکوہ ہی یہی
آگیا ہوش ذرا خم کو اُبلنے نہ دیا
کبھی نالے نے دکھائی نہ بہار تاثیر
یہ بھی حسرت تھی کوئی جسکو نکلنے نہ دیا
تھی جدھر بزم مین آنکھ اسکی ادھر تہ بھر کی
تیری ٹھوکر نے قیامت کو سنبھلنے نہ دیا

شوخیون نے تری کچھ کام نکلنے نہ دیا
پھر جو نظرون سے گرایا تو سنبھلنے نہ دیا
کچھ نہ معلوم ہوا خواب مین دیکھا کسکو
کیون لگی میری بجھائی ابھی جلنے نہ دیا
کبک وطاؤس مین تلوار مقرر چلتی
شجر ای عشق دیا پھولنے پھلنے نہ دیا
دل ہی شاکی کہ ادھر مجھکو نہ بھیجا پہلے
بخت نے گردش ساغر کو بدلنے نہ دیا
بام پر آئے تھے وہ ہم بھی وہین تھے ملال

جواہر کا دل بیقرار ہوگیا عرض کی غلام آپہونچا جواہر سمجھکر پاؤن کاٹنے لگا بادشاہ نے فرمایا ای جواہر مین پاؤن پاؤن جاؤنگا جواہر نے ظاہر مین اچھا کہا دل مین سوچا مشکل پڑیگی راہ مین کوتوال ضرور ملیگا مین اپنے کو بچاؤنگا یہ فرزند صاحبقران ہین جرأت کو کام فرماوینگے بیشک گرفتار ہو جائینگے اگر مین بھی کسی بلا مین پھنسا لشکر مین کون خبر پہونچائیگا یہ سوچکے عطر بیہوشی نکالا بادشاہ کو سنگھایا بادشاہ بیہوش ہوے جواہر نے قید آہن جسم سے دور کی پشتارہ باندھا لے نکلا آپ پاے شاطری مارتا ہوا جاتا ہی گلی کوچے طے کرتا ہوا تھوڑی دور چلا تھا کہ دیکھا کوتوال شہر آتا ہی جواہر ایک گوشے مین چھپ گیا جب کوتوال نکل گیا جواہر گرتا پڑتا ہوا جدھر ویرانہ تھا اسطرف آیا دیوار شہر پناہ کی نقب کھود کر اپنے نکلنے بھر کا راستہ بنایا اس طرح شہر سے نکلا بھاگا بھاگ جاتا ہی صبح ہوگئی کچھ دن چڑھا تھا کہ دور سے دیکھا ملکہ ماہ عالم افروز گلچہرہ وزیرزادی نقاب مین چہرے پر جنگل مین پھر رہی ہین حیران پریشان اگر کچھ پھل پایا کھایا نہ ملا یون ہی سیر کی خالی جھیل سے پانی پی لیا نوبت بجان کار دبا ستخوان کبھی شکایت فلکی کبھی کہا ای گلچہرہ دلبر مصحفی نے کیا خوب اشعار کہے ہین اشعار

غم جدا استادی جدا دولت جدا دشمن شود
ہر کہ بیش از مرگ درمان خواہ درد سر بود
روز نومیدی جو آید آشنا دشمن بود
گر حکیمش بو علی باشد دوا دشمن شود

فلک ہمارا دشمن ہی کوئی رہبر نہین صحرا راہزن ہی نہین معلوم ہمارے عیار پر کیا گذری گلچہرہ کہتی ہی واری یہ فرزند عمرو ہی انشاء اللہ بادشاہ کو لیکر آئیگا کہ گلچہرہ کی نگاہ پڑی جواہر دوڑا ہوا آتا ہی پشتارہ دوش پر کہا لیجیے حضور وہ جواہر آتا ہی پشتارہ بھی دوش پر ہی ساحرون سے یون عیاری کرنا اسی کا کام تھا پکار کر آواز دی بھیا جواہر ہم یہان موجود ہین جواہر دوڑا جھک کر سلام کیا ملکہ نے خوشی مین گھوڑے سے کود کر موتیون کا مالا گلے سے اُتارا ہر چند جواہر نے نہین نہین کیا ملکہ نے جواہر کے گلے مین ڈالدیا تختۂ سنگ پڑا تھا اُسپر پشتارہ رکھا ملکہ جوش محبت مین قریب آئین کہا بھیا انکو ہوشیار کرو جواہر کو بھی خیال تھا کہ بیہوشی دیے عرصہ ہوا ایسا نہو دم خفا ہو جائے ہوشیار کیا ملکہ سرہانے بیٹھ گئی ہین گلچہرہ تلوے سہلا رہی ہی بادشاہ نے آنکھ کھولی بالین پر اپنے مسیحا کو پایا اُٹھ بیٹھے کہا کیون جواہر تمنے اپنا کہنا کیا ہمکو پاؤن پاؤن نہ لائے جواہر نے عرض کی حضور نہ آسکتے راہ مین جابجا ساحرون کا جماؤ تھا مین نہین معلوم کس مشکل سے آیا ملکہ بھی بادشاہ سے اپنی مصیبت بیان کر رہی ہین کہتی ہین ای شہریار بسبب نابلد ہونے کے دو ہفتے اسی صحرا مین گذرے بادشاہ کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہ اس صحرا مین اس پروردۂ صد ناز و نعم پر کیا گذری ہوگی جواہر نے کہا ابھی پانچ کوس آتا ہوا ہی مین تو دوپہر مین آیا ساحر گھنٹہ بھر مین آسکتا ہی ایسا نہو کوئی ڈھونڈھتا ہوا آجائے تو مشکل پڑے یہ ٹھہری کہ ملکہ کی مادیان پر بادشاہ سوار ہون ملکہ و گلچہرہ ایک مادیان پر سوار ہون یہان تو یہ صلاح ہو رہی ہی مگر وہان صبح ہوتے کوتوال اُدھر سے گذرا آواز دی ہوشیار ہو کسی نے جواب نہ دیا جب تو کوتوال آگے بڑھا دیکھا یہان مفہوم اوندھے پڑے ہین سب جادوگر بیہوش جب تو کوتوال نے جھنجھلا کر مفہوم کو ایک لات ماری کہا سبحان اللہ اسی منھ پر دعوی نگہبانی دروازہ قید خانے کا کھلا پڑا ہی ہتھکڑیان بیڑیان کٹی ہوئی پڑی ہین قیدی ندارد مفہوم نے گھبرا کر آنکھ کھولی کوتوال کو سر پر پایا کہا کیون کوتوال صاحب مین نے کیا خطا کی کہ جو آپ نے ہزارون باتین سنا مین کوتوال نے کہا او گدھے اسی طرح نگہبانی کرتے ہین قیدی کیا ہوا مفہوم کے ہوش اُڑ گئے دیکھا سب جادوگر موجود ہین مگر جادو نہین ہی اسنے کہا یار غضب ہوا وہ کوئی عیار تھا بادشاہ کو لیگیا شراب پلا کے سب کو بیہوش کیا یہ ذکر تھا کہ ہرکارہ کوٹ گشتی کا پھرتا ہوا آیا اُسنے یہ جو خبر پائی کہ کوئی بادشاہ کو لیگیا اُسنے جا کر ابلیس سے کہا یہ ملعون مثل ابر کے گرگڑایا کہا اس تقریر سے مجھکو خبر نہین مفہوم کا سر لاؤ ایک دوست مفہوم کا یہان موجود تھا دوڑا گیا اُسنے آکے مفہوم سے کہا ای برادر بڑا غضب ہوا ہرکارے نے خبر پہونچا دی قدرت نے فرمایا اس تقریر سے ہمکو خبر نہین یہ تقریر بالا بالا ہوئی اور تمھارے سر کا حکم دیا جلاد جادو آتا ہی یہ سنکر مفہوم اُٹھا کہا مین ڈھونڈھکے ابھی لاتا ہون سب جادوگر بھی چلے اسنے کہا یارو تب افتش ہونگے چہار جانب جادوگر دوڑتے ہوئے ڈھونڈھ رہے ہین ایک بشکل عقاب بلند پروازی کرتا ہوا ایک درخت پر آکے بیٹھا نگاہ اٹھا کر دیکھا بادشاہ ایک عیار دو لقا بار کھڑے ہین مرکب پر سوار ہوا چاہتے ہین اسنے پلٹکر مفہوم جادو کو آواز دی حضور وہ قیدی سامنے موجود ہی عیار بھی ہی مفہوم کو لہ پکڑ کر دوڑا چالیسون جادوگر اسکی پشت پر حربہ ہاے سحر ہاتھ مین مفہوم نے للکارا رقیبو غضب کیا یہان تک ہو چکیا اب کہان جائیگا بادشاہ پریشان ملکہ نے کہا ای شہریار غضب ہوا موت دامن گیر ہی ہمارے آپ کے قتل کی تدبیر ہی پہلے مجھے قتل کر ڈالیے اگر مجھکو گرفتار کرکے لیگئے بڑی ذلت ہوگی آپ اسکو گوارا فرمائیے آپ کے ہاتھ سے مرنے مین بڑے بڑے نفع ہین لطف

ای روی زیبای ترا رشک گلستان در بغل
ہر ناوک ناز ترا صد تیر مژگان در بغل

وی قد رعنای ترا سرو خرامان در بغل
نازم بچشم عاشقی کز گریہ در زندان عشق

ہر چشم گریان را صد جوی خون در آستین
دارد ز اشک لالہ گون رشک گلستان در بغل

بلبل بود سیہ چمن کز اشک خون آلودہ دل
زیرا کہ دارند از حسد صد چاک کنعان در بغل
مخفی بزندان جفا از دست بیداد غمت

در دیدہ دارم از صبا صد باغ بستان در بغل
ہر شعلۂ آہ مرا صد گونہ شور اندر کمین
چون غنچہ دارد جیب گل صد چاک پنہان در بغل

گر یوسف وقت خودی غافل ز اخوانت مشو
ہر ناوک نازت ترا صد نیش پیکان در بغل
ای شہریار روح کو راحت قلب کو قوت

ہو گی دل قبر مین نہ تڑپیگا سعد نے فرمایا ای جان جہان مین ایسا ہاتھ کہان سے لاؤن کہ تمہارے قتل کو اٹھاؤن مین تلوار کھینچکر جاتا ہون اگر انکو مار لیا تو بچ گئے اگر قضا ہی گرفتار ہوے ملکہ نے کہا ای شہریار یہ سب ساحران غدار ہین ایک ایک کے سحر سے بچنا دشوار ہی حضور کس پر تلوار کھینچین گے تلوار نہ کاٹے گی حربے بیکار کر دینگے اُسوقت سعد بن قباد کی پریشانی اور مفہوم نے آواز دی یار و چہار جانب سے گھیرکے اس بھاگے ہوے قیدی کو پکڑلو ایک ساحر نے بڑھکر آواز دی ای افسر یہ دونون نقابدار ایک ملکہ ماہ عالم افروز ہین دوسری گلچہرہ وزیرزادی ہی یہ دونون باغ سے بھاگی ہین آج یہان ملین بادشاہ جواہر سے فرماتے ہین ای جواہر مجھے اپنی گرفتاری کا کچھ افسوس نہین ہی ابھی قید تھے پھر قید ہو جائین یا وہ ملعون حکم قتل دیگا مرد کے واسطے کچھ معیوب نہین اس معشوقۂ طناز کا گرفتار ہونا بڑی ذلت کی بات ہی تقدیر نے عجب کیفیت دکھائی ہی جواہر خود پریشان ساحر للکارتے ہوے آتے ہین کہ یہی ظالم متین جادو بنا تھا اسی نے سب کو بیہوش کیا بادشاہ کو رہا کر لیا جواہر بھی خنجر کھینچے کھڑا ہی کہ جب یہ ساحر سحر کرین اپنے خنجر خود مار لو ذلت سے بچینگے پھر تو یہ ساحر نہ ستائینگے بادشاہ نے بیقرار ہو کر دعا کی **نظم**

مشکل ہی حقیر کو نہایت
اے ہم تو رحیم و بندہ پرور
اب کس سے کہون سوائے تیرے
جب حبج ہوئے تھے جل کے ناری

ہوتے ہین ذلیل وقت رحمت
اس اپنے ذلیل کی مدد کر
ہی فوج الم بھی مجھکو گھیرے
آفت مین پھنسے خلیل باری

ای مالک بے نیاز وقت مدد
اب بھیج کسی کو جلد مالک
تو ہی نے دیا یہ جاہ و حشمت
امید ہی لطف کی خدایا
کیا جلد ہوا ہی لطف مطلب

ای خالق کارساز وقت مدد
بدعت یہ ہوئی ہی جان کی ہلاک
ہی فضل کا وقت تو وقت رحمت
طوفان سے نوح کو بچایا
آتش گلزار ہو گئی سبب

اس غریب کو بچا لے ذلت گوارہ نہین کسی طرح کا اس مقام پر چارہ نہین نہ دوست نہ مونس نہ غمگسار تو ہی ہی ہمارا پروردگار زمین کو حکم ہو ہمکو نگل جائے حسرت دل نکل جائے اس ذلت سے موت بہتر ای رحیم بندہ پرور کنوین مین حضرت یوسف پر کیا رحمت ہوئی دمبدم ترقی شوکت ہوئی اب صبر نہین ہو سکتا ہی حکم دے کہ ملک الموت قبض روح کرے کہان تک یہ حقیر مصیبت مین مرے تو ارحم الراحمین مالک یوم الدین کسی زبان کی طاقت کہ تیری صفت بیان کرے مٹی کا پتلا مدحت مدح اکبر کیا کر سکے قضا سے کار نقابدار زرین پوش جسکے سر پر باز سفید سایہ فگن ہی اسوقت صحرا اُسکے قدم سے رشک گلشن تھا یہان جو ساحرون نے نعرے کیے پھر گولے پھٹے شعلے بھڑکے برقین گرین صدا ہاے ہا ہو بلند ہوئین عیار نقابدار عرض کی حضور یہ کیسے شعلے بھڑک رہے ہین لکہ ہاے ابر کڑک رہے ہین نقابدار نے پلٹکے دیکھا عیار بلندی پر چڑھ گیا اُسنے دیکھا کہ سعد بن قباد سر سے تاج ڈھلکا ہوا ہاتھ مین تلوار مگر بالکل بیکار تلوار مین خم آگیا اسوقت تیغ برہنہ نے بھی گھاٹ کی سرکفار پھر نہ چمکی ایک طرف ایک عیار مگر مجبور و ناچار ایک طرف دو عورتین نقابین چہرون سے گر گئین چہرے آفتاب عالمتاب حجاب نقاب نے نہ چھپایا پردہ اُٹھ گیا بس عیار نے سر پیٹ کر کہا حضور غضب ہوا بادشاہ اسلام گرفتار دام مصیبت ہین ساحرون نے گھیرا ہی سحر سے ہاتھ پانون سب کے بیکار ہین انتہا کے مجبور و ناچار ہین یہ سنتے ہی نقابدار زرین پوش نے یکہ و تنہا گھوڑا اُٹھا دیا وہین سے نعرہ کیا ہاشیدا ای کفاران بیحیا و ای ساحران پر دغا مین آپہونچا شہریار کو ہاتھ نہ لگانا اگر موے جسم اُنکا کم ہوا بینا و ساحران پردۂ دنیا سے مٹا دونگا کاس شہزادہ ساحرون نے پلٹ کے دیکھا ایک نقابدار زرین پوش بصد جوش و خروش گھوڑے کو ڈانٹے ہوے چلا آتا ہی

چونکہ دور تھا کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر بجر کمان مین پیوست کیا تاک کر ایک خطا کار کو مارا سینے پر کھنیچ کو اُسکے توڑ کر توڑ پشت سے پار گذرا وہ سہم کر زمین پر گرا گوشۂ جہنم مین پہونچا تیر آنے لگے جو تیر آیا ساحر کے سینے پر پڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا اب تو ساحر طرف نقابدار کے پلٹے سحر کرتے ہین ماش کے دانے پھینک رہے ہین جو سحر قریب نقابدار پہونچا بیکار ہو کے زمین پر گرا نقابدار اسم اعظم پروردگار پڑھ رہا ہی بڑھتا ہوا چلا آتا ہی جب دس ساحر زمین پر گرے سب نقابدار پر لوٹ پڑے باز سفید جو نقابدار کے سر پر چرخ مار رہا ہی جس ساحر پر عکس ڈالدیا وہ جلکر خاک ہوا کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسی کا منھ کٹا اب نقابدار غول مین ساحرون کے تلوار کھینچکر گرا جسکے ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے ہوے آسمان سے آگ برس رہی ہی صداے تکبیر دلکش بلند ہی ایک ساحر دردمند چاہتے ہین کہ بھاگین باز اپنے حرکات سے باز نہین آتا ہر ایک کے سر پر عکس ڈالتا پھرتا ہی مفہوم نے جو یہ معرکہ دیکھا زمین پر گرا عقاب بنکر اُڑا قصد ہوا نکل جاؤن جان بچا کر نکل جاؤن باز بھی بلند ہوا منقار سے نوچتا جاتا ہی عقاب و باز سے پنجہ و منقار چلنے لگے جب باز نے پر کا طمانچہ مارا ہزارون بال و پر جسم سے جدا ہو کر زمین پر گرے ایک مقام پر باز نے منقار آنکھ پر عقاب کے ماری آنکھ نکل کر زمین پر گری باز مارتا ہوا عقاب کو زمین پر لایا ایک ٹانگ منقار سے پکڑی دوسری ٹانگ پنجون سے دبائی چیر کر پھینکدیا مرنے سے مفہوم کے اندھیرا ہو گیا سعد بن قباد نے پلٹ کے دیکھا لاشۂ مفہوم پڑا ہی سنگباری برفباری ہو رہی ہی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی ہر نام مفہوم جادو بود اب روشنی ہوئی ملکہ ماہ عالم افروز نے نقاب چہرے پہ ڈالی وزیرزادی نے بھی نقاب سنبھالی نقابدار زرین پوش تلوار سے خون پونچھتا قریب بادشاہ اسلام آیا جھک کر سلام کیا ہاتھون کو بوسہ دیا عرض کی اے شہریار مین نے عجب حال مین آپ کو پایا بادشاہ نے سب کیفیت بیان کی یہ بھی ذکر کر دیا کہ آجکل صاحبقران قائمہ سوار و نگار پر لڑ رہے ہین نقابدار نے کہا مین شکار کھیلتا ہوا اسطرف آنکلا شکر ہی کہ پروردگار نے وقت پر پہونچایا یہ کہکے عیار سے اشارہ کیا بارگاہ استادہ کرو بارگاہ زربفتی اُستادہ ہوئی بادشاہ اسلام کو اندر بارگاہ کے لایا مقام صدر پر بٹھایا ملکہ و وزیرزادی کو الگ خیمۂ تخلیہ کا دیا فوراً اشارہ ہوا ساقی بچے جام و صراحی لیکر حاضر ہوے دور جام چلا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوے نقابدار زرین پوش نے دست بستہ عرض کی آپ بادشاہ لشکر اسلام ہین آپ سے کچھ عرض کرنا ہی بادشاہ نے کہا کہو کیا کہنا ہی نقابدار نے کہا مین سالہا سال سے آتا ہون نشان شوکت رکھتا ہون مگر صاحبقران زمان جہالت فرماتے ہین مین یہی چاہتا ہون کہ میرے اُنکے سر میدان مقابلہ ہو امتحان جنگ لعنا میرے سپرد کر دین ایک ہی ہفتے مین خاتمہ کر دون لاشون سے میدان بھر دون اُسکی کیا حقیقت ہی وہ ملعون خرس بادیۂ ضلالت ہی آپ کے اقبال سے ایک ہفتہ کافی ہی بزرگان دین سے پوچھین دیکھین کیا ارشاد فرماتے ہین بادشاہ نے کہا اے نقابدار وہ ہمارے افسر ہین رشتے مین حد عالی تبار ہم کیا کہہ سکتے ہین اُنکو اپنے مقدمے مین اختیار ہی ہم نہین کہینگے جو اُنکے نزدیک مناسب ہوا اگر آپ کا ذکر کرتے ہین یہی ارشاد فرماتے ہین کہ میرے فرزند نقابدار بنکے آئے کس کس زور و شور سے مجھسے لڑے مگر جس شوکت و حشم سے نقابدار زرین پوش آتا ہی یہ موقع کسی کو نصیب نہین ہوا خدا اس سے مجھکو بچائے مین بھی یہی چاہتا ہون کہ مجھسے اور نقابدار سے فیصلہ ہو جائے آمد سخن مین مین بھی ذکر کر دونگا آیندہ اُنکو اختیار ہی نقابدار نے کہا اے شہریار اس زمانے مین ایرج و نورالدہر کا بڑا زور و شور ہی بڑے بڑے کار نمایان کیے بڑے بڑے پہلوان زیر ہوے ملک گیری بھی خوب کی ہر طرح کے اُنکے ناصر ہین اُن دونون صاحبون کو مجھپر چھوڑ دین اگر مین اکیلا اُنکو زیر کر لون تب مجھکو بائے دین اگر وہ دونون صاحب مجھکو زیر کر لین سب طرح اختیار ہی ملازمان کمترین مین میرا بھی شمار ہو میری کد و کاوش بیکار ہو بادشاہ نے کہا

اے نقابدار یہ تو نہ ہوگا سب صاحبقران کے زیر کردہ ہین انھون نے سب کو زیر کیا ایک زمانہ ایسا تھا کہ سب صاحب
طبلان تھے لنڈھور نے کہا ہمکو نہین زیر کیا مالک کا قول تھا ہم کب مغلوب ہوے میان بہرام بول اُٹھے
مجھکو تو کسنی مین زیر کیا تھا اب مقابلہ پڑے تو حال معلوم ہو سب نے کلام اُس عالی مقام نے سنے آخر طرف کفار کے
شریک ہوکے سب صاحبون کو زیر کیا سب کے دماغ سے غرور نکالا ان سردارون پر دہ کیا اعتبار کرین جو اُنکے
زیر کیے ہوے ہین مگر وہ خود تجھسے مقابلہ کرینگے میری مجال نہین کہ اس مقدمے مین زبان ہلاؤن نقابدار خاموش ہو رہا
بادشاہ کی بہت خاطر کی ملکہ کے واسطے بھی اسباب عیش و نشاط بھجوایا پہر دو پہر کے بعد بادشاہ نے فرمایا کہ آپکو
بڑی تکلیف ہوئی اب مین رخصت ہوتا ہون نقابدار نے مرکب عربی با زین و لجام مرصع کار خدمت مین بادشاہ
کی حاضر کیا عیار کو خنجر و کمندین مرحمت ہوئین اپنے سامنے بادشاہ کو مرکب عربی پر سوار کیا شاہزادی و وزیرزادی اپنی
اپنی مادیان پر سوار ہوئین جواہر نے رکاب پر شہریار کی ہاتھ ڈالدیا بادشاہ باتین کرتے ہوے چلے نقابدار سے
فرمایا بسم اللہ اب آپ رخصت ہون نقابدار تخت زرین پر سوار ہوا فوج دیوان آکر موجود ہوئی سائبان زر بفتی
سر پہ کھینچا بہر قین ہاتھ مین سردارون کو اپنے اپنے کاندھون پر سوار کیا اس زور و شور سے نقابدار طرف پردۂ قاف
کے روانہ ہوا بادشاہ جہجاہ شکریہ نقابدار ادا کرتے ہوے جاتے ہین ملکہ بھی بہت خوش کہ اب لشکر مین بادشاہ
کے داخلہ ہوگا ملکہ نوربانو و طوربانو و ملکہ مہرگہر تاجدار دختر نوشیروان عالی دقار و ملکہ گردیہ بانو و ملکہ
زبیدۂ شیرگیر دختر امیر ماہ قیر و ملکہ گیتی افروز و جہان افروز و مہر افروز وغیرہ ان سب صاحبون سے ملاقاتین
ہونگی گلچہرہ عرض کرتی ہے سب صاحب آپکو بہ بزرگی جانینگے اپنا بادشاہ سمجھینگے وقت سحر جملہ شاہزادیان سلام کو
آیا کرینگی سب صاحب آپکی محبت کا دم بھرینگے ملکہ خوشی کے سبب سے پیراہن مین نہین سماتین قضاے کار لشکر اسلام
پانچ کوس باقی ہے نشان لشکر معلوم ہو رہے ہین اکثر صدائین بھی آتی ہین بادشاہ نے فرمایا لو ملکہ خدا نے فضل کیا سفر
ختم ہوا وہ سامنے لشکر معلوم ہوتا ہے ملکہ نے کہا گھوڑے بڑھائیے بادشاہ نے کہا یہ نہین مناسب ہے اے جواہر تم
پہلے لشکر مین جاؤ ہمارے آنے کی سردارون کو خبر کرو ملکہ کے واسطے محافہ لاؤ براے اہتمام سواری چوبداریان
قلماقنیان ترکنین حبشنین لاؤ اس اعزاز سے ملکۂ عالم کو لیچلو جواہر تو اُدھر گیا بادشاہ ایک سبزہ زار مین کھڑے ہین ملکہ
و وزیرزادی مادیان پر ٹہل رہی ہین کہ دیکھا ایک آندھی سیاہ اُٹھی اسطرح کی تاریکی ہوئی ثابت تھا یہ صحرا نہین پردۂ
ظلمات بلکہ وہان کی بھی تاریکی اسکے سامنے مات ہے ہزارون درخت اُکھڑ کر گرے بادشاہ آواز دیتے ہین ملکہ میرے پاس
چلی آؤ مین ہاتھ تھامے ہون گھوڑون کے قدم اُٹھے جاتے ہین زمین کو لرزہ ہے ہزارہا پتھر پہاڑ سے گرے گھڑی بھر
کامل وہی اندھیرا رہا جب روشنی ہوئی بادشاہ نے دیکھا ملکہ و وزیرزادی دونون گم نہ گھوڑے ہین نہ وہ شاہزادی
نہ وزیرزادی حیران پریشان چار جانب دوڑتے پھرتے ہین کبھی منہ کے بھل گر پڑتے ہین عجب حال بادشاہ کا ہوگیا
کہ جواہر آکر پہونچا اسباب ترک ہمراہ دیکھا بادشاہ دیوانہ وار وحشی مثال یہ مخمسہ پڑھ رہے ہین مخمسہ

نہین وہ لن ترانی یا دیکھو بیخبر کہنا | جلا دل سوز غم مین طور سے بھی بیشتر کہنا | براے بوتراب اُس سے یہ قصہ سربسر کہنا
مرا اس شعلہ رو سے نامہ بر سوز جگر کہنا | ہوا ہون خاک جلکر اور نہین کچھ خبر کہنا
کسی ڈھب سے یہ اُس پردہ نشین سے نامہ بر کہنا | جگر کے پار ہے دلبر ہوا تیر نظر کہنا | نگاہ ہم تو پہونچا اور زخمون کو ہنر کہنا
بسان طائر بسمل طپان ہون خاک پر کہنا | ہوا ہے ناوک بیداد سے ٹکڑے جگر کہنا
طریق عشقبازی سے نہین ہم بیخبر کہنا | رہا کرتے ہین بیخ تیغ غم سینہ سپر کہنا | اُٹھے ہے سر پہ بیٹھے بھرتے ہین شام و سحر کہنا

جو کھینچی ہی ہمارے قتل پر تیغ دو سر کہنا | کرینگے ہم بھی آب تیغ ہی سے حلق تر کہنا
نہین امید کچھ ایسی مرض کی ہو گئی شدت | مسیحا کہہ گئے بیمار غم کو ہو چکی صحت | نہ مارے ناتوانی کے رہی اُٹھنے کی اب طاقت
تپ غم نے تری یا نمک تو پہونچائی مری حالت | کہ پہلے درد سر تھا اب ہوا درد جگر کہنا
روان ہو کوے جانان کو مبارک ہو سفر قاصد | ٹھہرنا راہ مین مطلق نہ تو شام و سحر قاصد | حضور یار مین کہنا مرا درد جگر قاصد
اگر وے وہ موشگافی حال کی پوچھے اگر قاصد | نہ رکھنا فرق کچھ تو بھی سر مو سر بسر کہنا
محبت مین نور عنا جان دینے سے تو با ہو | لہو کا اسکے تو پیاسا ہو پھیرے حلق پر خنجر | بھلا اے انصاف کی یہ بات ہی کوئی ستم پرور
نہین راہ وفا سے منحرف مضطر مگر اسپر | نہین راہ جفا سے باز تو اے فتنہ گر کہنا

اسطرح کے اشعار پڑھ پڑھ کر رو رہے ہین دیوانہ وار خاک اُڑاتے پھرتے ہین جواہر گھبرا گیا پوچھا اے شہریار یہ کیا معرکہ ہوا بادشاہ نے فرمایا اے جواہر تمہارے جانے کے بعد ایک آندھی سیاہ اُٹھی ملکہ و وزیرزادی دونون غائب ہو گئین اب مین کدھر ڈھونڈھون جواہر نے کہا حضور اب لشکر مین چلین برائے خدا آرام فرمائین اپنے کو وحشی و دیوانہ نہ بنائین ورنہ آپ بادشاہ لشکر اسلام آپ کے انتشار سے سارا لشکر مبتلائے غم و الم رہتا ہی غلام جاتا ہی انشاء اللہ ڈھونڈھ کر آپ کی معشوقہ کو لائیگا یہ کام کسی ساحر کا معلوم ہوتا ہی بادشاہ نے فرمایا کوئی تھا ہمکو لوٹ لیگیا دیکھیے اُس محبوب جانی پر کیا گذرے وہ پروردۂ مہد ناز و نعم اسیر پنجۂ رنج و الم جواہر نے بادشاہ کو سمجھا کر لشکر مین بھیجا آپ تلاش مین ملکہ کی روانہ ہوا ذکر اسکا وقت پر ہوگا مگر اب ذکر خواجہ عمرو و قلعۂ سواد نگار واجب و لازم ہی کہ مہتر زود رفت نے روز تار باندھ دیا ہی آتا ہی عیار بیان کرتا ہی کئی مرتبہ صاحبقران تک پہونچا مگر خواجہ عمرو اُس حال مین کہ پہرہ سو جگہ ہی کھر بند نہین بندھنے پاتے جابجا سے زخم شق ہو گیا ہی جب عمرو نے خواب پریشان دیکھا جھنجھلا آیا کئی مرتبہ بچا یا یہ سب خبرین مینا نگار کو پہونچین مہتر زود رفت جو مینا نگار کے سامنے آیا مینا نگار نے کہا مہتر صاحب ہمکو سب خبرین پہونچین عمرو نے تمہارے چونہ لگایا وہ بلا اپنا ٹالتا نہیں ہی تم موٹے ہونگے ہی عمرو سے دونے تگنے ہو اگر پکڑ کے دبا دو عمرو کا ہاتھ پاؤن ٹوٹ جائے مگر عمرو نے تمہارے جی چھڑا دیے ہر مرتبہ آ کے تمھین گھیرتا ہی اپنے آقا کو لیجاتا ہی تمنے غیرت کو بالکل کام نہ دیا عمرو سے عیاری مین دب گئے زود رفت نے کہا اے شہنشاہ مین نے بڑی غلطی کی پہلے حمزہ ہی کو لاتا اول مین گرسنہ جمشیدی بھی تھا مین نے عمرو کو گرفتار کیا قید تا بہ خداوند نہ پہونچی راہ مین عمرو چھوٹ گیا اُسی دن سے اُسنے چشمۂ جمشیدی کی فکر کی آخر لایا سرمۂ جمشیدی مٹ چکا اب عیاری کا کام ہی جسطرح سے بنے گا اسی ہفتے عشرے مین حمزہ کو لاؤنگا مگر یہ بھی جانتا ہون کہ حمزہ کی قید رہ نہ سکیگی عمرو آکے رہا کر لیجائیگا بس سردار قید خانے مین ہین جسوقت حمزہ آوے لمحہ بھر کی دیر نہ کیجیے اُسی وقت قتل کر ڈالیے اور اُسی وقت لشکر تیار کر کے لشکر حمزہ کا خاتمہ کیجیے اب عرصہ نہو مین جدائی خداوند سے بہت بیزار ہون سب کاروبار قدرت کے میری ذات پر موقوف ہین قدرت کو بہت تکلیف ہوتی ہوگی امورات روزمرہ مین قدرت یاد کرتے ہونگے مگر ایک بات کا بڑا افسوس ہی کہ قدرت تقدیر معقول نہین کرتے ایسی اُلٹ پلٹ تقدیرین کی ہین کہ کام بن نہین پڑتا کیسے قدرت پیدا کرنے والے ہین کہ اپنی بنائی ہوئی چیز کو مٹا نہین سکتے حمزہ کو عمرو کو یہ دونون دشمنان ساحران عالم ہین اُنکو مٹا دین بلکہ خلاف اسکے یہ کہ دن بدن جاہ و جلال مسلمانان بڑھتا جاتا ہی ایک خبر مین نے ایسی پائی کہ زبان سے کہہ نہین سکتا شرم کی بات ہی مینا نگار نے کہا اے مہتر اسکو کیا چھپاؤ گے تمام عالم مین مشہور ہوگیا قدرت کی دختر کو بادشاہ اسلام نکال لیگئے بادشاہ کو قید بھی کیا تھا عیار قلعے مین پہونچا عیاری کر کے لیگیا یہ سب جگہ مشہور ہی اب اسکو کیا چھپاؤ گے زود رفت نے کہا

ای بادشاہ آج آپ کی باتون نے کلیجہ مشبک کر دیا خانۂ دل کو غم والم سے بھر دیا آج جاؤنگا حمزہ کو لاؤنگا یا آج
عمرو کے ہاتھ سے مارا گیا مینا نگار نے کہا یہ تو نہ کہو زودرفت لئے کیا جنگ دو سردار دعمرو بھی بلائے روزگار ہی
جہان دیدہ کار آزمودہ ہزارون عیارون سے بڑا عیارون کو زیر کرکے اپنا شاگرد بنایا ہی ۔ آج جا کردہ کام کردن
کہ روز قیامت تک یاد رہے یہ کہکے مہتر زودرفت نے بانہائے عیاری اپنے جسم پر آراستہ کیے طرف لشکر اسلام کے
چلا جب لشکر تھوڑی دور رہگیا ایک گوشے مین آیا رنگ وروغن عیاری کا نکالا ایک گنوار کی شکل بنکے چلا دو ہری
مرزئی ایک لٹھ کاندھے پر لوہے کی شامین اسمین لگی ہوئین اس آن بان سے لشکر مسلمانان مین آیا دن قلیل تھا پھرنے
لگا عمرو کوتوالی چبوترے مین بیٹھا ہی جیسے ہی ادھر سے زودرفت گذرا عمرو نے پہچانا ابوالفتح سے کہا دیکھو ای فرزند مہتر
زودرفت جاتا ہی ابوالفتح نے کہا ماموں جان مین جا کے گرفتار کرلون عمرو نے کہا وہ ایسا نہین ہی فورًا نکل جائیگا
تمکو حوصلہ رہجائیگا مین خود جاتا ہون مگر ہائے کیا کرون پاؤن کے زخم نے مجھکو بیکار کیا ورنہ اسکی کیا مجال تھی
کنارے پر لشکر کے آسکتا یہ کہکے عمرو نے پٹی پاؤن مین کسکر باندھی لٹھیا ٹیکتا ہوا چبوترے سے اترا دیکھا زودرفت
پھرتا ہوا بازار صرافان مین پہونچا ایک روپیہ نکالکے صراف کو دیا پیسے بھنانے لگا کہ اسی حیلے سے یہان ٹھہرون
شام ہوجائے تو عیاری کرون عمرو بھی وہین پہونچا پکار کر آواز دی میان گنوار صاحب ذرا ٹھہر جائیے مجھے کچھ پوچھنا
ہی زودرفت نے پلٹکر دیکھا سمجھا کہ عمرو نے مجھکو پہچانا پیسے جلدی سے باندھکر آگے بڑھا عمرو نے کہا ٹھہر جاؤ
زودرفت نے کہا آئیے آپ کی قضا میرے ہاتھ ہی عمرو نے کہا ابے لونڈا ہی تجھ ایسے ہزارون میری
زنبیل مین پڑے ہین نوکری دھویا کرتے ہین تمھارا ابھی یہی حال کرونگا زودرفت نے کہا پھر آئیے جنگل مین تنہائی
ہین میرے تمھارے آج ہی چوٹ چلے دم لینا مشکل کردونگا برس پڑونگا عمرو نے کہا ای زودرفت مین اب بھی
تجھسے باہر نہین ہون کسی بات مین تجھسے تامل نہ کرونگا کنارے سے لشکر کے زودرفت نکلا عمرو بھی برابر پہونچا
یہ مارا زودرفت پیچھے ہٹا اب عمرو نے ڈھیلے مارنا شروع کیے شام ہو چکی ہی زودرفت پیچھے ہٹتا جاتا ہی کوسون بھر
لگا کے لایا اب یہ بھی لڑنے لگا کمر سے حلقے کمند کے زمین پر گرائے ہر جگہ قدم کے اندر حلقے بچھا دیے جیسے ہی عمرو
اُن حلقون مین آیا زودرفت نے جھٹکا مارا خواجہ گرے زودرفت نے جھپٹ کر حباب مارا عمرو بیہوش ہوا اب
زودرفت نے چاہا سر کاٹ لون مگر سوچا ابھی مارنا بہتر نہین اسی کی شکل بنکے عیاری کرو یہ سوچکے عمرو کو ایک
درخت سے باندھ دیا پڑی بیہوشی کی دماغ پر چڑھائی آپ بصورت عمرو بنا پہر رات گئے لشکر اسلام مین آیا دو پہر
رات گئے دربارگاہ صاحبقران پر پہونچا نعمان بن منذر کا آج پہرا ہی نعمان نے آواز دی کون آتا ہی عمرو نقلی نے
کہا بھئی مین ہون ابھی زودرفت سے لڑکر آیا آج اسکے ساتھ دس بارہ پیک بھیجے ہین اب وہ پھر لشکر مین آئیگا بلکہ
آگیا ہوگا مین جاکر زیر پلنگ آقا آرام کرون ایسا نہو وہ نقب دیکر آجائے نقاب بے بدل ہی چار چار طرف
نقب لگاتا ہی نعمان نے کہا آپ کو اختیار ہی زودرفت اندر پہونچا جاتے ہی صاحبقران کو بیہوش کیا پشتارہ باندھا
سر نکال کر نعمان سے کہا نعمان اب تو مین اندر موجود ہون کیا مجال پرندہ پر مار سکے اور درندے کی تو کیا لیاقت ہی
کہ یہان آسکے نعمان اُسکو پہرا سے گشت گیا زودرفت پشتارہ لیکر چلا ابوالفتح اصفہانی بازارون مین پھر رہا ہی
کہ اسنے نعمان کو دیکھا پکار کر آواز دی ای افسر یہان کہان آئے ہم لوگ یہان پھر رہے ہین تم دربارگاہ صاحبقران
پر جاؤ نعمان نے کہا وہان خواجہ موجود ہین یہ سنکر ابوالفتح گھبرایا کہا ای نعمان بڑا غضب ہوا عیاری ہوگئی خدا
صاحبقران کو بچائے یہ کہکے دوڑا بارگاہ پر آیا اندر آکے دیکھا صاحبقران ندارد بستر زودرفت کا لگا ہوا ہی

ابوالفتح نے ایک چیخ ماری گلنباد وغیرہ آگئے جمع ہوئے ابوالفتح نے کہا بھائیو تمنے سنا مامون جان پر بھی کوئی
افتاد پڑی اُنھین کی شکل بنکر زود رفت آیا ایسا اُسکو اطمینان ہوا کہ اُنکی صورت پر صاحبقران کو لیگیا معلوم ہوتا ہی
مامون جان پکڑ لیے گئے یہ سنکر سب عیار دوڑے زود رفت دوڑا ہوا وہان آیا جہان عمرو کو باندھگیا تھا اُس نے
عمرو کو کھولا اشارہ امیر کا باندھے ہوئے ہی چاہا عمرو کا سر کاٹ لون کہ پشت سے عیارون کا نعرہ ہوا خبردار
او زود رفت کیا کرتا ہی زود رفت نے دیکھا کہ حمزہ تو میرے پشت پر ہی عمرو کو چھوڑ دو عمرو کو چھوڑ کر بھاگا ابوالفتح
نے آکر عمرو کو ہوشیار کیا سب حال کہا عمرو نے کہا یارو غضب ہوگیا میرے پاؤن کے صدمے نے یہ آفت برپا کی
تمکو آپ لوگ جائیے لشکر مین سب گھبرا رہینگے ایسا نہو بیقراری مین لشکر والے ہمارے لشکر مینا نگار پر جا پڑین سب
مارے جائینگے کہ وہ لشکر ساحران ہی ابوالفتح نے کہا مامون جان مین بھی چلونگا عمرو نے کہا کسی کا کام نہین انشاءاللہ
مین جاکر اپنے آقا کو رہا کرتا ہون یہ کہکر عمرو اُسی حال پر ملال مین صورت بدلتا ہوا بھاگا یہان زود رفت اُسوقت
آیا کہ مینا نگار بارگاہ مین آچکا ہی کئی سو سردار جمع ہین اپنے اپنے کمال بیان کر رہے ہین کوئی کہتا ہی جاکر آگ لگادون
کوئی کہتا ہی پانی برسا کر ٹھنڈھا کرون مینا نگار کہتا ہی یارو جبتک حمزہ نہ گرفتار ہوگا کچھ زور نہ چلے گا یہ ذکر تھا
کہ زود رفت آگیے پہونچا اور لپکار کر آواز دی ای شہریار مین حمزہ کو لایا جلد سردارون کو بلوائیے ابھی قتل کیجیے اپنی
جان دیکر حمزہ کو لایا ہون یقین ہی عمرو آئے فساد برپا کرے مینا نگار نے حکم دیا سرداران حمزہ کو لاؤ اُسی وقت
تیس سردار مسلسل و مطوق آکر دربار مین پہونچے مینا نگار نے حکم دیا جلادون کو بلاؤ امیر کو دوہری قید پہناؤ آہنگر
موجود ہوئے دوہری ہتھکڑیان امیر کے ہاتھ مین دوہری بیڑیان پاؤن مین مسلسل و مطوق کیا اب مینا نگار نے کہا ہوشیار
رہو سب ساحر سنبھل کر بیٹھے حربہ ہائے سحر سنبھالے ہوئے مینا نگار خود گولا آہن کا ہاتھ مین لیے بیٹھا ہی جب اسطرح سب
آمادہ ہو کر بیٹھ چکے زود رفت کو بڑی بھاری کرسی ملی خلعت بھی ملا مرغ زرین بنا ہوا بیٹھا ہی اپنی عیاری پر نازان ہی پشت پر
تمام دستار شاگردان زود رفت بھی جمع ہین اُسوقت مینا نگار کی خوشی تاج کو کج کیے ہوئے ہنس رہا ہی کہتا ہی ای مہتر کیا
کام کیا ملک ابلیس پرستان بلکہ مذہب بچا لیا یہ لوگ جس ملک پر گئے تسخیر کر لیا شمش ایسے ساحر کو دریاے قلزم مین
گھسکر مارا آج تک یہی ذکر ہین ملک دمامہ و جاہ المماس بے لوح کا طلسم اُسکو بھی جاکر لوٹ لیا فرعونیہ کیسا آباد تھا خدائی
فرعون شاہ یون تباہ ہوئی وزیر ابول اُٹھے کیون شہنشاہ وہ کیسے خداوند تھے کہ مارے گئے کچھ زور نہ چلا مینا نگار
نے کہا بابا ہوان باتون کا ذکر نہ کرو دل مین ہول پڑتا ہی یہ سب جھوٹے تھے ساحرون کے بھروسے پہ دعوی خدائی کر بیٹھے
آخر مارے گئے خداوند ہمارے ہین کہ خود صاحب اختیار نہ مثل فرعون مجبور و ناچار جو چاہین کرین جب سحر کرتے ہین
طبقات زمین ہلا دیتے ہین جو مزاج مین آیا وہ کیا سب خاموش ہو رہے مگر صاحبقران کی جو آنکھ کھلی ہاتھ اُٹھایا
خانۂ زنجیر مین غل ہوا اپنے کو مسلسل پایا دربار کفر مدار مین مینا نگار کو تخت پر دیکھا مضحکہ کر رہا ہی کہتا ہی کیون حمزہ اب
اپنے کو کس حال مین پاتا ہی امیر نے اوّل بطریق اسلام سلام کیا کافر جلے امیر نے جواب دیا او بھیا عیار سے خود منگایا
اسیر ہون نازہ جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر انشاءاللہ میرے فرزندان سعادتمند سرداران خود پسند تیرے ملک پر آئینگے اُس
ملک کا نام مٹا دینگے کیا تعجب ہی کہ مجھ ہی کو فتح نصیب ہو تیری بربادی قریب ہو دربار مین لاکھون ساحرون کا جماؤ ہی ایک
طرف سرداران صاحبقران بہرام و مقبل و عبدالجبار حلبی و عبدالقہار حلبی وغیرہ زنجیرین پہنے کھڑے ہین اپنے آقا
کی گرفتاری بہت شاق ہوئی آنکھ سے ایک اشارہ کرتا ہی کہ اب تک امید تھی کہ ہم بچ جائینگے آقا آکر چھڑا لینگے وہ بھی گرفتار
ہوئے ہم سوائے خدا کے کس سے کہین وہی بچانے والا ہی اگر حیات باقی ہی کوئی صورت نکل آئیگی اگر اسی حیلے سے مرتے ہین

کیا چارہ صاف ثابت ہی کہ اسنے قتل کرنے کو بلایا مقبل نے کہا یار وشکر ہی کہ خواجہ عمرو قید نہین ہوسے کیا عجب ہی کہ وہ
کچھ فکر کرین بہرام نے کہا بھائی یہ دربار ساحران غدار ہی یہان عمرو کیا کریگا مقبل نے کہا یہ نہ کہو اُنکی تدبیرین نرالی
ہین سب کی دیکھی بھالی ہین مگر زود رفت چہار جانب اس خیال سے نگران کہ عمرو ضرور آیا ہوگا اسی خیال مین تھا کہ دروازے
پر ہا ہو ہوا بڑھکر چوبدار نے عرض کی تخت گاہ خداوند سے ایک جادوگر نامہ لیکر آیا ہی دروازے پر روکا گیا وہ خفا ہو رہا ہی
کہتا ہی ہم پلٹکر جائین جاکر خداوند سے کہدین کہ دربار مین مینا نگار کے نہین جانے پاتے ناچار ہوکر پلٹ آئے مینا نگار
نے کہا بلاؤ کیون روکا ہی چوبدار نے کہا دربار مین وقت قتل مسلمانان ہی اسوجہ سے روکا تھا کہا تھا کہ اتنی دیر ٹھہرو کہ یہ
مسلمان قتل ہولین وہ بگڑا ہی جاتا ہی نہین ٹھہرتا مینا نگار نے کہا جلد بلاؤ تخت گاہ خداوندی کا ساحر دربار مین
پیغمبر کے روکا جائے چوبدار گیا اب سب نے دیکھا ایک ساحر کالی کالی صورت سر برہنہ ایک نیلہ کرتا پہنے ہوے
تہمبری دھوتی ترسول ہاتھ مین اُسپر پھول لپٹے ہوے ماتھا سیندور سے رنگا ہوا بت سونے چاندی کے بازو پر چست
کرکے سامنے تخت مینا نگار کے آیا پہلے دعا دی کہ چراغ نبوت روشن رہے یہ دربار ہر فصل مین رشک گلشن رہے
قدرت نے یہ نامہ بھیجا ہی اے پیغمبر اسکو ملاحظہ کیجیے اور بتلائیے کہ قتل مسلمانان مین کیا تامل ہی مینا نگار نے کہا تمہارا
کیا نام ہی کہا حضور مجھکو فرلوت جادو کہتے ہین دوسو برس غار افراسیاب مین رہا خوب خوب سحر کو زور دیے
بڑے بڑے امتحان ہوے اب دس برس سے خدمت خداوند ابلیس مین حاضر ہون یہان بھی سب طرح کا سحر سیکھا
ایک دلی قلق ہی کہ فرعونیہ مین بہوت آدم خوار میرا بڑا بھائی تھا اُسکو حمزہ نے مارا یہ آرزو ہی کہ مجھکو حکم ملے لشکر
حمزہ پر سحر کرون جسطرح سے بنے حمزہ کو گرفتار کرکے لاؤن اپنے ہاتھ سے قتل کرون اس ذلت ورسوائی سے
مٹاؤن کہ دشمنون کو رحم آئے مگر مجھکو خیال نہو اُس ظالم کے مٹنے کا ملال نہو مینا نگار نے کہا اے فرلوت تمہاری
آرزوے دلی خداوند نے منظور کی حمزہ گرفتار ہو گیا سامنے بیٹھا ہی پلٹ کے دیکھو اُس ساحر نے جو جھککر اُن کو دیکھا
قہقہہ مار کے ہنسا پھر چیخین مار کے رویا مینا نگار گھبرا گیا کہا اسقدر ہنسے اور رونے کی یہ ترقی ایسا نہو دم نکل جائے
اسقدر آنسو نکلے کہ دامن وگریبان تر ہی فرلوت نے کہا حضور خوشی تو یہ ہی کہ آج دشمن سے بدلا لونگا اور سبب تو انکی
بھائی صاحب کی یاد آتی ہی جی چاہتا ہی رو رو کر جان دیدون بانس کے برابر اُسکا قد کالی کالی صورت یا کالی کی مورت
مین تو بہت بدصورت ہون اُسکے ابرو خنجر بدعنت دہن ملوج پورے کی مُہری ہاتھ درخت کے ٹہنے بال سر کے سنگی
رسیان کبھی جھوٹا نہین پہنا ہمیشہ ننگے پاؤن پھرے لباس کے نام سے نفرت تھی ایسے وضع دار چال زمین کا ہو نکال
اگر کبھی ہنس پڑا معلوم ہوا تو ہنسا منھ مین بو بد حرام خواری کی کدرلش رلشیہ برگہ مقہور بارگاہ رب صمد کیا کیا اُسکی
صفت کرون ان باتون کو سنکر لوگ ہنسے مگر ساحر اپنے بھائی کا سراپا بیان کرکے بلک بلک کے رونے لگا اور کہا
اے مینا نگار جب مین نے خداوند کی آکر نوکری کی یہ بھی کہ لیا کہ میرے بھائی کو زندہ کر دیجیے قدرت نے وعدہ
کرلیا ہی اب مجھے یہ خوشی ہی کہ حمزہ کو قتل کرکے جاؤن قدرت کی داڑھی پکڑ کے لٹکون گریبان پکڑون ایک چپت بھی
لگاؤن قدرت کے ساتھ بڑا مسخرہ پن کرونگا کہونگا واہ اے ابلیس اُلو کے پٹھے خبیس قدرت کیسے خوش
ہونگے مینا نگار نے کہا اے پیر فرلوت بہ نسبت خداوند ایسے فقرات کیونکر کہوگے کہا حضور مین نو روز
اُنکی چٹیا پکڑ کے کھینچتا ہون بہت ہنستے ہین مین تو اُنکے مزاج سے واقف ہون مسخرے پن سے بہت خوش ہوتے
ہین مین نے اُنکو خود مسخرہ بنایا ہی مہتر زود رفت بہت حیران ہی کہ یہ کون سا جادوگر ہی بہ نسبت قدرت ایسی
باتین کرتا ہی پکار کر آواز دی میان فرلوت صاحب آج آپ کے یہان کیا تھا یہ کیسی باتین کر رہے ہو

ہمنے تو کبھی قدرت سے کسی کو ایسی باتین کرتے نہین دیکھا یہ سنکر ساحر نے بنگاہ قہر دیکھا اور کہا ارے تو کون ہی میرے مقدمے مین وزرا دخل نہین دیتے ابھی قدرت کو بلاؤن تمکو سزا دلواؤن تم بد اعتقاد ہو چلا ہے ہر دفعہ قدرت کا نام یاد ہو ایک دس منٹ کے اندر دیکھیے کیا ہوتا ہی کہ وزرا نے کہا ای زود رفت کیون تکرار کرتے ہو قدرت کو اُنکے ساتھ محبت ہوگی زود رفت نے سر جھکا لیا کہا ہمین کیا دخل ہی ساحر نے کہا دیکھو مین ابھی دکھائے دیتا ہون اس صحبت مین مرتبا بجیگی ابھی دیکھو کیا ہوتا ہی میرے کہتے ہی قدرت چل نکلے قلعے سے باہر آگئے سب صاحب کھڑے ہو جاؤ یہ کہکے پکارنے لگا یا خداوندا ملبیس آئیے ان سب کو کرامت دکھائیے یہ سب ابلیس پرست ہین بادۂ کبر و نخوت سے مست ہین مین آپ کا معتقد خدمتگزار بھلا ای مینا نگار یہ تو بیان کر دکہ قدرت آئینگے تو کس جگہ بیٹھینگے مینا نگار نے کہا مین تخت خالی کر دونگا ساحر نے کہا میرے بٹھائے سے بیٹھینگے اور سب کو جواب تخت دینگے مین اُنکا رازدان ہون مگر حمزہ کو جلد قتل کرون مینا نگار نے کہا تم بیٹھ جاؤ کہا حضور اب تو بگڑی اُٹھی ہی دیکھین قدرت کیسے سماکرین زود رفت نے کہا اف ری توت اب قدرت کے آنے کا سب کو انتظار ہی حمزہ کو جلاد قتل کریگا ساحر نے مہین زود رفت کو ایک جھڑکی دی کہا مسخرے کیا بکتا ہی جلاد یون ہی ہاتھ مار دیگا مجھے کیا نفع ہی مین پہلے ہاتھ کاٹونگا پھر پاؤن آنکھین نکالونگا اس ذلت سے قتل کرونگا کہ روز قیامت یہ مسلمان میرے بھائی کا قاتل مصیبت مین رہے اگر جلاد نے سر کاٹ لیا تو کیا فائدہ بادشاہ کے آگے تخت پر سپر و شمشیر رکھی تھی ساحر نے تلوار اُٹھا لی مینا نگار و زود رفت ہان ہان کرتے رہے مگر ساحر جست کرکے برابر امیر کے پہونچا للکار کر آواز دی او مسلمان تو نے میرے بھائی کو مارا اُسکے شباب پر رحم نہ آیا اب سنبھل کر بیٹھ مین عذاب الیم سے تجھے قتل کرون دل ٹھنڈا ہو آج تک صورت اپنے بھائی کی نہین بھولا یہ کہکے کو بلہ اُٹھایا گردن پر امیر کی خط کھینچنے کو جھکا چپکے سے کہا آقا ہوشیار ہو جائیے غلام آپ کا آگیا مین نیمچہ مارتا ہون آپ ہاتھ اُٹھا دیجیے اپنے غلام کی دستگیری کیجیے صاحبقران ہنس پڑے بس عمرو نے نیمچہ مارا امیر نے ہاتھ اُٹھایا ہتھکڑیان کٹین امیر نے گلے کا طوق و بیڑی پکڑ کے نعرہ کیا قطعہ شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من + گرمی بازار عشق از تف خون من است + خانۂ تاریک و تنگ بستہ بہ زنجیر عشق + بشکنم این بند را وقت جنون من است + قید کو توڑ کر مثل تار عنکبوت کے پھینکدیا ایک کافر کی تلوار چھینلی نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران

منم اختر برج عز و جلال
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف
منم آفتاب سپہر کمال
سلیمان کو حیک لقب شد لقاب
سمندون بہ پشیم فراری شدند
ہمہ شہر آباد اسلام شد
ہم عفریتان از تیغم عاری شدہ
کہ صاحبقران در جہان نام شد

زمین نعرۂ صاحبقران سے ہل گئی دیوارین کانپین قبہ بارہ دری کا تھرا کے گرا عمرو نے دیکھا جھپٹکر قبے کو لیا اس خیال سے کہ اگر تانبہ ہی کسی کو دبدینگے اصل مین سونا ہی لڑکون کے ہنسلی کڑے بنینگے عمرو نے بھی نعرہ کیا نعرۂ عمرو

تصنیف مصنف

زمانے کا مکار و غدار ہون
نہ پائے مری گرد پاپوش کو
عمرو ہون مین عیار صاحبقران
مرا تیز رفتار ہو گر ترے دم
دوندہ جہان گرد و طرار ہون
مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
جہان گیر عالم کا عیار ہون
تراشندۂ ریش کفار ہون
اُڑادون صبا کے بھی مین ہوش کو

امیر نے تلوار کھینچی ساحرون سے لڑنے لگے عمرو نے حقۂ آتشبازی مارا امیر نے بڑھکر بہرام کو رہا کیا بہرام نے غصے مین ستون بارگاہ پر ہاتھ ڈالا نعرہ کیا نعرۂ بہرام

منم گرد بہرام خاقان چین
اگر تیغ بر سنگ خارا زنم
کہ از ہیبت من بلرزد زمین
ز گاو زمین بیخ و بُن برکنم
اگر تیغ کین برکشم از غلاف
تزلزل فتد در میان مصاف

مقبل بھی چھوٹا تیر اندازی کرنے لگا مگر ساحرون نے سحر کی بوچھار کی امیر نے اسم اعظم پکار کر پڑھا سحر ساحرون کے باطل ہونے لگے

اپنی بدنصیبی پر رونے لگے مینا نگار نے جب سحر کیا آگ برسی دریا جوش مارتا ہوا دکھائی دیا تلوارین برسین بجلی چمکی ابر سیاہ گھر کر آیا مگر کوئی سحر امیر پر کام نہین کرتا اور سردار گرتے ہین جب انھون نے آواز دی آقا بچائیے امیر نے پڑھکر اسم اعظم پڑھا انکو بھی سنبھالا مگر عمرو لڑتا ہوا کئی چھتے آتشبازی کے داغنے دفعتاً بارے جلتے شعلے بھڑک کر گرے جسپر شعلہ گرا جلکر خاک ہوا زودرفت نے کہا بالکل جاؤن عمرو نے للکارا او نامرد کہان جاتا ہے اب تجھکو کب چھوڑتا ہون زودرفت کو بھی اپنے قوت بازو پر ناز ہے پلٹ پڑا اس ہنگامہ گیرودار مین نیمچہ چلنے لگا زودرفت بھی بلاے روزگار ہے آنکھین لڑی ہوئی ہین اور جھوٹ کے ہاتھ چل رہے ہین کسی مقام پر گرلی نہین کرتا عمرو نے لڑتے لڑتے آواز دی اسکا سر کاٹ لے زودرفت سمجھا میری پشت پر کوئی آگیا پلٹ کے دیکھا عمرو نے نیمچہ مارا سر زودرفت کا زخمی ہوا اب تو زودرفت بھاگا عمرو نے پکار کر آواز دی مہتر صاحب کہان چلے زودرفت نے کہا خواجہ اب قلعۂ ابلیس پرستان پر مقابلے پڑینگے عمرو نے کہا وہان بھی چونا لگائینگے زودرفت بھاگ کر نکل گیا عمرو نے پلٹ کر دیکھا صاحبقران زمان بیچ مین ساحرون کے گھرے ہوئے ہین تلوار چل رہی ہے جس ساحر نے سحر کیا امیر کے اسم اعظم پڑھا سحر الٹا پلٹا اسی ساحر کو جلا کر خاک کیا ہزارہا ساحر جلا اپنے حربون سے آپ ہی مرے امیر کی فوج بھی جو خبر پہونچی سب مسلح ہو کر آپڑے تیراندازی کرنے لگے جسپر تیر پڑا وہ خطا شعار سہم کر گوشۂ جہنم مین پہونچا امیر لڑتے ہوئے قریب تخت مینا نگار پہونچے مینا نگار نے گولا مارا زمین تھرائی آسمان سے تلوارین برسنے لگین مگر بسبب اسم اعظم صاحبقران پر سحر تاثیر نہ کرتا تھا مینا نگار نے زمین ہلا دی آگ برسائی پانی برسایا کچھ ہاتھ نہ آیا کف افسوس ملتا تھا جب صاحبقران قریب آگئے تو اسنے ہاتھ تیغۂ سحر کا مارا امیر نے اسم اعظم پڑھکر تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی وہ تلوار ہارکر پلٹا تخت کے زینے پر پاؤن رکھکر ہاتھ تلوار کا مارا اس روسیاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر آئینۂ شمشیر مین جلوۂ عروس مرگ دکھائی دیا تلوار تڑپ کر گری سپر کو کاٹا سر پر مینا نگار کے زخم کاری آیا اپنے کو تخت سے گرا دیا کہا یارو اب قدم نہین تھمتا اب مین جاکر قلعۂ ابلیس پرستان مین ٹھہرونگا تقدیر خداوند تدبیر پیغمبر پھر سلیمان کیونکر چلینگے مہتر زودرفت بھی زخمی ہو کر گیا سواے خدمت خداوند کے اور کہان جائیگا یہ کہکے بلند ہوا اسکا بلند ہونا کہ لاکھون جادوگر باز و عقاب بنکر اڑے مقبل نے سیکڑون کو تیر سے گرایا جو زیادہ بلند ہو گئے تھے وہان تک تیر نہ پہونچے مہر کہبر کے عرصے مین سب ساحر نکل گئے غیر ساحر جو باقی رہے انھون نے فریاد کی چادر ہلائی عرض کی الامان ہملوگ غیر ساحر ہین امان دیجیے صاحبقران نے ہاتھ روکا سب تلوارین رک گئین وہ لوگ رومال سے ہاتھ باندھکر حاضر خدمت ہوے امیر نے کلمۂ طیبہ زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا سب کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوے جن مکانون مین تصویرین ابلیس خود پرست کی تھین انکو کھدوا ڈالا مسجدین تعمیر ہوئین بفتح و فیروزی داخل بارگاہ مینا نگار ہوے تخت پر غاشیہ پڑا امیر دنگل زرین پر جلوہ فرما ہوے بیٹھتے ہی فرمایا خواجہ دریافت کرو مینا نگار کہان گیا عمرو نے کہا ہرکارے گئے ہوے ہین خبر لیکر آتے ہونگے یہ ذکر تھا ہرکارے آکر پہونچے ہاتھ اٹھا کر دعا و ثناے بادشاہی بجا لاے شعر دولت قرین حضرت صدر زمانہ باد * اقبال را مقام بر آن آستانہ باد * شہریار کی عمر دراز رہے دوست شاد دشمن پامال ہو مینا نگار جادو بیان سے خستہ و شکستہ قلعۂ ابلیس پرستان مین پہونچا زودرفت نے اول سب حال بیان کیا بعد مینا نگار زخمدار بیقرار پہونچا ابلیس پر تلبیس حال اپنے پیغمبر کا دیکھکر گھبرایا پوچھا اے پیغمبر قدرت یہ کیا معرکہ گذرا مینا نگار نے رو رو کر سب حال بیان کیا یہ بھی کہا قدرت نے تقدیر خلاف کی زودرفت نے خاتمہ کر دیا تھا مگر ساربان زادہ عین وقت پر پہونچا امیر چھوٹے قیامت کے سحر ہوے مگر چونکہ آپنے تقدیر خلاف کی انجام یہ ہوا کہ مین زخمی ہوا اور

خدمت قدرت مین آیا سواد نگار پر عملداری مسلمانون کی ہوگئی ابلیس نے جھلا کر کہا تجھے مقدمات تقدیر مین کیا دخل ہی بادولت نے جو مناسب جانا کیا اگر ان مقدمات مین دخل دیگا سنگ سیاہ کر دونگا قتل ساحران سے تمام دنیا کو بھر دونگا اسطرح غصے مین ابلیس نے کہا کہ مینا نگار کانپ گیا کہا یاخداوند مجھے مقدمات خدائی مین کیا دخل ہی جو مناسب ہو وہ تقدیر کیجیے ابلیس نے کہا حمزہ ہمارا سپہ سالار ہی قدرت کو جو منظور ہوا وہ کیا اصل مطلب یہ ہی کہ حمزہ کے ہاتھ سے سب باطل پرستون کو قتل کراؤن اب قدرت کو دیدار اپنا دکھانا منظور ہوا جسدن چاہینگے مٹا دینگے مینا نگار خاموش جی مین کہتا ہی کہ آج قدرت نے نیا جھگڑا نکالا کہ قدرت ہی نے سب ملک برباد کرائے اب دیکھیے کیا کیفیت ہو ابلیس نے افلاک بلند پرواز کہ منتظم کل لشکر ہی سب ساحرون کا افسر ہی اسکو حکم ملا کہ لشکر تیار کرو قدرت خود مقابلے مین سپہ سالار قدرت کے چلینگے چھ لاکھ جادوگر تیار ہوے ابلیس خود تخت پر سوار ہوا کل لشکر و سب مصاحبان جلیل ساتھ ہوے ابلیس بیرون قلعہ چلکر اُترتا ہی صاحبقران اُدھر سے کوچ کرکے آتے ہین ان سب کو اس حال مین چھوڑ لیے وقت پر تحریر کرونگا

دو کلمۂ داستان حیرت بیان جواہر خنجر زن عیار سکندر کے بیان ہوتے ہین کہ جب سکندر دربند مواج بحر گرفتار ہوے یہ تو عیار تھا بھاگ کر نکل گیا و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف

مرے ساقی خوش ادا خوش کلام | بلادے مجھے آج بھر بھر کے جام
سدا یاد عارض مین ہون بیخبر | خبر لے مری ساقی سیمبر
یہ ابروے دلدار شیرین ادا | یہ مژگان تیر ستم آشنا
نگاہ کرم عاشقون پر رہے | کہو رنج الفت مین کیا کیا سہے
وہ ہی درد سینے مین ای یہ لقا | کہ روتے ہین احوال پر آشنا
لڑائی کے سامان بہم ہوگئے | کہ اصلاح کے دادر کم ہوگئے
قدم آج میدان مین گاڑ دو | لڑائی مین دشمن کو للکار لو
کہین رنگ مکر فسون ساز ہو | کہین عشق کا طرز آغاز ہو

مین مشتاق صہبائے دیدار ہون | قد یار پر کیون نہ قمری بنون
اسی زلف پیچان کی مجھکو قسم | کہ ہون مائل زلف روے صنم
لب لال جانان کی کھاؤ قسم | مسیحا سے کہتا ہون یہ دمبدم
ترے ہجر مین آہ مرتا ہون مین | کلیجے پہ گہہ ہاتھ دھرتا ہون مین
زمانے کا کچھ اور ہی رنگ ہی | کہ بھائی سے بھائی کو بھی جنگ ہی
یقین ہی کہ ہنگامۂ محشر ہو | قلم کہہ رہا ہی کہ جب ہم کر لڑو
چلے نیزۂ کلک شیرین رقم | بڑھو جنگ کرتے قدم بادم
جدا اپنے آقا سے مدت سے ہون | یہ اشعار حسرت نہ کیونکر پڑھون

مخمس

نیم بسمل سے وہ کیا آنکھ چُراتے جاتے | زخم کاری مرے کیونکر نہ لگاتے جاتے | تھی شکایت نہ اگر خون بہاتے جاتے
سانس دیکھی تن بسمل مین جو آتے جاتے | اور جلا دیتے جگر کا دیا جاتے جاتے

گلشن حسن نے کیا کیا نہ دکھائے نیرنگ | جلوہ گر فصل بہاران مین خزان کا ہی ڈھنگ | دیکھنے والے تھے جس غیرت گلزار کے دنگ
خط نے اُس عارض گلگون پہ کیا عرصہ تنگ | خار ہین صحن گلستان کو دبائے جاتے

شعلۂ شوق سے اب جلتا ہی دلکا خرمن | کہون آتشکدہ سینے کو مین اب یا گلخن | ایک تو ہجر مین مین داغ بنا ہون ہمہ تن
آتش شوق یہ کرتے ہین یہ کار ردن | اشک گرم اور بھی ہین آگ لگائے جاتے

نہین رہتی ہی زمانے مین کسی کی مشکل | کشتی آخر کو پہونچتی ہی قریب ساحل | واہ کیا بخت رسا نے ہی دکھائی منزل

ہوئی دربان تلک اُسکے رسائی حاصل — رفتہ رفتہ مجھے اُس کوچے مین آتے جاتے

تم بھر یون نور ہا خیر تمھین مجھسے حجاب — ہر دم نزع جمال اپنا دکھانا تھا شتاب — حشر مین روز جزا گیا مجھے تم دوگے جواب
نزع مین تھا مین تمھین مجھ سے التفات تھا لقاب — آخری وقت تو دیدار دکھاتے جاتے

رہے اک عمر ترے عشق مین ہم خاک بسر — بھول جاؤن تجھے ممکن ہے یہ اے رشک قمر — نقش خاطر خط تقدیر ہے یان آٹھ پہر
ایک بیک دل سے مٹے نقش محبت کیونکر — لالہ رو داغ ترا جائیگا جاتے جاتے

رخ روشن تجھے دکھلائیگا قاصد نہ تڑپ — جلد تشریف یہان لائیگا قاصد نہ تڑپ — آن کی آن مین آجائیگا قاصد نہ تڑپ
دل بیتاب شتاب آئیگا قاصد نہ تڑپ — راہ مین دیر لگی ہے فقط آتے جاتے

گر وہی آئے تو آنے کا مزاحم ہے کون — مین بلاؤن تو بلانے کا مزاحم ہے کون — اسطرف پاؤن اُٹھانے کا مزاحم ہے کون
کوچۂ یار مین جانے کا مزاحم ہے کون — خود حذر کرتا ہون اس راہ مین آتے جاتے

ساتھ تم میرے جنازے کے نہ آئے نہ سہی — تم بادلی کے لیے لب نہ ہلائے نہ سہی — اشک دو چار نہ آنکھون سے بہائے نہ سہی
شمع و گل تربت عاشق پہ نہ لائے نہ سہی — فاتحہ کے لیے تو ہاتھ اُٹھاتے جاتے

زندہ در گور رہا ہجر مین کیا خاک جیا — ہچکیان آتی رہین نزع کی کھینچی ایذا — دم اُلجھتا تھا ہبت حبس نفس تھا بجدا
ہجر کی شب تپ فرقت نے یہ دم بند کیا — سانس بھی رکنے لگی سینے مین آتے جاتے

جاہ کا نام بھی سہوا نہین لیتے ہشیار — دشمن دین و دل و جان ہین بتان عیار — دیکھو بچ جاؤ تے رعنا کی طرح آخر کار
چاہنا ترک کرو یا نہ کرو ہو مختار — نیک و بد ہم مین تمھین رنما جتاتے جاتے

چہرہ عیاران معرکہ عیاری و طراران میدان خنجر گزاری اس داستان دل ستان کو اسطرح تحریر فرماتے ہین قطعہ

مغنی فغانی کہ آمد عیان — درین زیر نہ پردہ آسمان — درین پردہ آواز نالم چو نی — زاحوال جم یا بہ احوال کی

سابق مین تحریر کیا تھا کہ جواہر خنجر زن عیار برہمن سکندر زرزین پوش زرین علم کا جب سکندر در بند مواج جادو پر گرفتار ہوے و ملکہ نسیم آتشخو و شاہین و گلشن یہ بھی تینون پکڑ لیے گئے جواہر نے دیکھا کہ آقا گرفتار ہوے ساتھ والے سب بیکار ہوے اب میرے گرفتار رہونے سے کیا ہوگا نکل چلو یہ سوچکر نکل گیا صحراے طلسم مین مارا مارا پھرتا ہی شدت عطش سے منھ کے بھل گرتا ہی ایک دن صحرا مین ایک دیر دیکھا ہزارون ساحر وہان جمع ہین گھنٹا و ناقوس بج رہے ہین جواہر پوجا کرنے والونکی صورت بنکر دیر مین آیا سنگبار جادو یہان کا حاکم ہے جواہر بہ صورت برہمن سنگبار کی خدمت مین حاضر رہا خوب ربط پیدا کیا ہر روز یہی ارادہ ہے کہ سنگبار کو مارون اسی کی شکل بنون دربار سحر العجائب و مصر الغرائب مین جاؤن اپنے آقا کو چھڑاؤن مگر پھر خیال کرتا ہے کہ ای جواہر نہین معلوم وہ کہان قید ہین وہاں تک کیونکر پہونچونگا اس سوچ مین آٹھ پہر رہتا ہے ایک دن بیٹھا تھا کہ ایک ساحر آکر پہونچا اُسنے نامہ ہاتھ مین سنگبار کے دیا سنگبار نے پڑھا لکھا تھا مواج جادو نے کہ آج شب کو جلسہ صحبت ہے ای سنگبار اگر تم بھی آکر شریک ہو تو نہایت لطف ہو ہم نہین آسکتے کہ چند قیدی ہمارے سپرد ہین سنگبار نے کہا بھائی برہمن دلیوتا چلوگے مواج نے آج جلسہ کیا ہی حقیقت مین اُنکو فرصت نہین جواہر نے کہا چلیے مگر مواج کون صاحب ہین سنگبار نے کہا حاکم در بند ہے اُسنے سکندر زرزین پوش زرین علم کو گرفتار کیا ہے وہ بہ ارادۂ فتاحی طلسم آتا تھا ساحرہ بھی اُسکے ساتھ بڑی زبردست ہے وہ شیر بھی بادۂ جرات سے مست ہے کہ نہایت صاحب شوکت و جلالت ہے تا بمیدان شوکت ہے نسیم آتشخو نامے ساحرہ باپ اُسکا شاہین بلند پرواز زوجہ اُسکی ملکہ گلشن سحر ساز یہ سب پکڑے گئے اسی مقام پر مواج نے قید کیا ہے

دربار سمجھا گیا تھا مگر کاہن طلسم نے منع کیا کہ ابھی قتل نہ کرو اسوجہ سے قید ہین مواج کے حسب بیان اسی وقت سنگبار تخت پر سوار ہوا دو چار ساحر برق و جواہر خنجر زن سنگبار تخت اڑاتا ہوا چلا راہ مین بھی اکثر عجائب و غرائب دیکھے شام کو مقام پر مواج جادو کے پہونچے دیکھا ایک قصر نہایت آراستہ مواج مسند پر بیٹھا ہی دس بیس ساحر علم نیرنگجات کے ماہر اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین مواج نے بصد جوش و خروش سنگبار کی تعظیم کی سنگبار بیٹھا جواہر نے دیکھا پہلو قصر مین شاہزادہ سکندر ایک طرف شاہنشاہ زرین پوش مسلسل بیٹھے ہین ایک جانب نسیم آتشین زبان مین سوزن ایک طرف شاہین دگلشن کنیزین بھی انکی گرفتار دام مصیبت انجام سر جھکائے بیٹھی ہین جواہر بیقرار ہوگیا مواج نے سنگبار کا مزاج پوچھا اور یہ پوچھا کہ یہ برہمن دیوتا جو تمھارے ساتھ آئے ہین کبھی تمھارے مکان پر انکو نہ دیکھا تھا سنگبار نے کہا یہ نئے ملازم ہین نہایت خوش مزاج رونق صحبت صاحب لیاقت مواج طرف جواہر کے متوجہ ہوا کہا آپ کا مکان کہان ہی جواہر نے کہا جس گاؤن مین ہم رہتے ہین اسکو لشیم آباد کہتے ہین رہنے والے وہان کے زمیندار میان گول غنیہ ولد شیخ جھنجھبا میان مواج بہت ہنسے شراب صحبت میں آ رکھی ہی جواہر نے کہا ذرا پان منگوائیے سید ھا سید ھا ٹھیکہ کوئی چھیڑے جائے مین بھی کچھ گاؤن آپ سب صاحبون کو خوش کرون کچھ لطف حاصل ہو تسکین دل ہو مواج نے سازندے بلائے انھون نے ساز ملائے جواہر نے یہ غزل گائی غزل

داغ فراق شمع سے سر طور ہو گئے
لاغر ہوئے ہین یہ تپ رنج فراق سے
تارے فلک پہ شرم سے کافور ہو گئے
شاہون سے بھی کلام انھین ننگ و عار ہی
ہم منفعل قصور پہ اک حور ہو گئے
کاہیدگی سے ہمکو نہین دیکھتا کوئی
پنہان زمین مین قیصر و فغفور ہو گئے

عاشق جو چشم مست کے مشہور ہو گئے
چشم گمان و وہم سے مستور ہو گئے
یہ روئے ہجر مین کہ سیاہی بھی بہ گئی
ایسے وہ اپنے حسن پہ مغرور ہو گئے
اوڑھا دوپٹہ شب کو جو زرتار یار نے
ایسے زفور ضعف سے مستور ہو گئے

پر تو فگن جو عارض پر نور ہو گئے
تلوون کے چھالے خوشۂ انگور ہو گئے
افشان جو چھڑکی بالون پہ اس شمع نور نے
آنکھون کے جام ساغر انگور ہو گئے
بوسہ نہ لینگے زلف کا کیجے خطا معاف
اختر تمام چرخ پہ بے نور ہو گئے
نازان ہون خاک عمر دو روزہ پہ تو یہ ہم

یہ اشعار جو جواہر نے پڑھے اہالیان محفل تعریفین کرنے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ برہمن دیوتا نے کیا رنگ جمایا ہی جواہر نے کہا یہ بھی کوئی بات ہی اور کوئی کمال دکھاؤن یہ کہکے جواہر نے گھنگھرو پاؤن مین باندھے اس طرح کھڑے ہوگئے گت ناچے سب کی بری گت ہوئی بلکہ جو گت استاد تھے وہ بھی دنگ ہو گئے مگر جواہر گھنگھرو باندھکر ایسا ناچا رنگ بندھ گیا مہلت جو پائی شراب مین بیہوشی ملائی سب شراب خراب کی کہا باہر جا لے جاؤ کوئی محروم نہ رہے مواج جادو بہت خوش ہوا کہا برہمن دیوتا تمھارے سبب سے محفل مین بڑی رونق ہوئی ہم تمھین خدمت مین شاہون کی لینگے جواہر جھک جھک کر سلام کرنے لگا کہا حضور اب سب صاحب شراب پئین مین اپنے ہاتھ سے پلاؤن یہ کہکے جام بھر پہلے مواج کو دیا مواج خود ظریف دل لگی باز مصاحب دسمان خوشی خوشی جام پی گیا اب تو دور ابندھا سب پینے لگے پھر بھی مین سب محفل والے شراب پی کے فارغ ہوئے مواج بیٹھے بیٹھے جوش مین آیا آبرو کا خیال ہوا کہا کیون برہمن دیوتا تمنے کیا مزا دکھایا دریا جوش مار رہا ہی دیکھو مچھلیان نکلین نہنگ مچھلی کو کھا گیا دیکھو کشتی گرداب مین آئی دو دی جہاز لڑا جاتا ہی شاید علم صاحب سو گئے بڑا غضب ہوگا اگر جہاز لڑ گیا کشتی حیات طوفانی ہوگی آپ کو ہماری جان بچانی ہوگی جواہر نے کہا جہاز کو اٹھکر روکیے جوش مین نہ آئیے سب بندگان خدا گرداب مصیبت مین ہین آپ بچائیے یہ سنکر مواج ہاتھ چمکاتا ہوا اسم پر سر ملاتا ہوا اٹھا دو قدم چلا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا دھم سے لڑکھڑا کر گرا سب جادوگر مع سنگبار لینا لینا کہکے اٹھے مگر

جو اُٹھا وہ گرا چشم زدن مین سب بیہوش ہوئے جواہر خنجر بکف کے اوّل مواج پر جا پڑا ہاتھ مارا مواج کے دو ٹکڑے ہوئے سنگہار کے قتل کرنے پر پتھر کا دل بنا لیا اسکو بھی قتل کیا باہر نکل کے دیکھا پانچ سو ساحر یہان موجود تھے سب اوندھے سیدھے پڑے ہین بعض جو انہین لوٹتے ہین منہ سوجے ہوئے خراٹے ناخن غم جا بجا مگر مثل ماہی بے آب تڑپ رہے ہین اُٹھ نہین سکتے ایک کو ایک جگہ تا ہو اُٹھے اور گرے جواہر نے دیکھا قتل کرتے کرتے صبح ہو جائیگی مین جا کر اپنے شاہزادے کو چھڑاؤن یہان شاہزادہ ملکہ نسیم سے حسرت فرما رہے ہین کیون ملکہ اس قید سے کیونکر رہائی ہوگی ملکہ نے آہ کی کہا ای شہریار کیا عرض کرون شعبدۂ طلسم ایسے نہ تھے سے کھے اگر اب بھی رہائی پائی تمھارے ہاتھ سے طلسم فتح کرائی اپنی تو یہ کیفیت ہے آپ کو دیکھنے مین روح بیتاب آنکھین بیخواب دل بیقرار آنکھ اشکبار ہاتھ کٹنے ہین گریبان چاک کرین پاؤن کا یہ قول ہے کہ کیونکر آپ کو لے نکلین طلسم فتح کرائین اصل تو یہ ہے نظم

تجھ مین جو لوگ ہین قاتل ترے خنجر مین نہین
بیخودی تو ہی بتا یہ بھی ہے کوئی انصاف
کیا یہ سمجھا تھا کہ مین عرصۂ محشر مین نہین
کرلی ہے سیکڑون خون ایک حنا کی شوخی
پھر بھی شوخی ہے جو مجھ مین مرے ہمسر مین نہین
سخت جانون کے گلے یار کٹین یا کہ نہین
یہی کہنے لگے ایک ہی ٹھوکر مین نہین

جب کہا صبر الٰہی دل مضطر مین نہین
کہ شب وعدہ ہے وہ آئے ہین ہین گھر مین نہین
بلند الحمد کہ جیسی کوئی بھی لیتا ہے
ظاہرا اور تو کچھ دست ستمگر مین نہین
نگہ مست سے تیرے وہ ٹپکتی ہے شراب
موڑ لے منھ کو یہ عادت ترے خنجر مین نہین
درد فرقت سے بھی مہلت ہوئی جاتی ہے حلال

بانکپن تیرا کسی اور ستمگر مین نہین
آئی آواز یہ عاشق کے مقدر مین نہین
حشر سے پہر کے بہت جلد چلا او ظالم
ہم تو یہ جانتے تھے تم دل مضطر مین نہین
کہتے ہین دیکھکے آئینے مین وہ عکس اپنا
جو سبو مین نہین خم مین نہین ساغر مین نہین
یہی مشتاق کسی چال کا تھا فتنۂ حشر
یا ہمین آج نہین یا یہی شب بھر مین نہین

ایک طرف شاہین و گلشن بیقرار مین یہی کہ رہے ہین ای شہریار افسوس ہے کہ ہمارا سحر بھی نہ چلا اگر مہلت پائی آپ کو ضرور لے نکلتی اگر ساحرون سے مقابلہ پڑے ساحری و جمشید بھی ہون تو انکو بھی جواب دین مگر مصرع واے بر ما و گرفتاری ما۔ ایک جانب شہنشاہ زرین پوش بیقرار کہ رہا ہے ای نور نظر افسوس تمھارے شباب کا زمانہ دیکھا ملک فتح ہوتے خدا جگر زار ہنسے ہمارا علم سب پر جاری ہوتا نور افشان کی ایسی فکر ہوئی کہ بلا مین پھنس گئے اگر غیر ساحرون سے مقابلہ ہوتا کوئی تمھاری پشت زمین سے نہ لگا سکتا جس پہلوان سے مقابلہ پڑا اسیر تمھ غالب آئے خداوند خنجر کی عنایت شریک حال رہی اس طلسم مین آکر سب بھولے کہ جواہر سامنے سے پیدا ہوا اور آواز آئی کشتی مرا نام مین مواج جادو بود ملکہ نسیم نے کہا ای شہریار یہ کیسی آواز آئی مواج کو کسنے مارا غرق دریائے لعنت ہوا افسوس ہم نہ چھوٹے اب اُسکے ملازم بدعت اگر نکلے کیا عجب ہے ہم سب برگمان کرین ہم اس مواملے سے آگاہ بھی نہین اب ہم لوگون پر بڑی بدعت ہوگی شاہزادے نے کہا ملکہ خداوند خنجر نے شاید کچھ رحم کیا ہو قید مین رہنا ہمکو بار تھا مصیبت مین پھلی ملا کہ ایسا دشمن مارا گیا کہ دیکھا سامنے سے جواہر تیغ سے خون ٹپکتا ہوا بدحواس چلا آتا ہے پکار کر آواز دی ای شہریار غلام نے مواج کو مارا شاہزادہ مثل گل شگفتہ ہوا نسیم نے اشارہ کیا میری زبان سے سوزن نکالو پھر حال پوچھ لونگی جواہر نے بڑھکر پہلے اپنے آقا کی ہتھکڑیان کاٹین زبان سے نسیم کی سوزن لیا شاہزادے نے قید توڑ کر بیڑی نسیم کی چھوٹتے ہی مان و باپ کو رہا کیا جواہر نے کہا ای ملکہ عالم مین نے صرف افسردن کو قتل کیا پہلے مواج جادو کو مارا پانچ سو جادوگر بیہوش پڑے ہین اُنکو سحر کر کے جلاد و نسیم بر معی جنگی خاک کی اُٹھا کر ڈالدی سب جادوگر جلکر خاک ہوئے نگہبانون کے قصے پاک ہوئے جواہر نے بڑھکر گو شہا کھولا لاکھون روپیہ کا مال بھرا تھا ہتھیار نکال کر جسم پر شاہزادے کے آراستہ کیے شہنشاہ کو تاج پہنایا جو اسباب لینے کے لایق تھا لے لیا شاہین و گلشن نے اہالیان فوج کو رہا کیا پانچ ہزار خنجر ساحر چار سو

جادوگرنیان باقی رہگئی تھین اُنکو بھی رہا کیا تخت سحر تیار ہوا ایک مرکب بادرفتار اصطبل سے لیا شہر شاہزادہ سوار ہو اسب
کو ساتھ لیکر مکان سے مواج کے نکلے قضاے کار سحر العجائب و مظہر الغرائب دربار مین تاج نخوت سر پر تخت نکبت
پر بیٹھے ہوے بیٹھے ہین مواج جادو کا بھائی بحرین جادو بارہ ہزار ساحرون کا افسر ہی اسنے بیٹھے بیٹھے کہا
کچھ حال بھائی مواج صاحب کا بھی دریافت کیا وہان ایک شاہزادہ تین ساحران زبردست قید مین وہان کی خبر تو
روز منگا یا کیجیے ایسا نہو کوئی افتاد پڑے ہر چند کہ بھائی صاحب بڑے منتظم ہین مگر ایک نازنین اُنمین نہایت
حسین و جمیل ہی وہی اُس شاہزادے کی کفیل ہی مجھے خوف ہی اُسپر کوئی عاشق ہو کر رہا کرنے کا ارادہ نہ کرے تو پھر
بڑی خرابی ہو سحر العجائب نے کہا آج تمھین جادو یہ اعتراض اُنسے بیان کرآؤ بحرین جادو چلا بارہ ہزار ساحرون
مین سے پانچ ہزار جادوگر اسکے ہمراہ ہوے اب جو سر حد جزیرۂ بحرین مین بحرین پہونچا دیکھا دریا خشک پڑے
مین خاک اُڑ رہی ہی مکانات وغیرہ بہت سے گرے پڑے ہین بحرین جادو گھبرا گیا ساتھ والون سے کہتا ہی یہ تو
آثار تباہی کے معلوم ہوتے ہین یہ تالاب و دریا یہ عمارتین بھائی صاحب نے براے حفاظت صحرا بنائین تھین کہ اگر
بھائی صاحب یہان نہون کنارہ کنارۂ عدم ایک ایک موج طوفان بلاخیز کشتی حیات طوفانی پانی دم شمشیر اصفہانی
پاٹ تلوار کا گھاٹ کیا یہان سے کوئی بچ کے جا سکتا ہی اور صاف ظاہر ہی کہ یہ چیزین ابھی مٹی ہین جلد ہی چلو انکو
میرے ہوش درست نہین مکان مین مواج جادو کے پہونچا دیکھا سارا مکان مزبلۂ قصابان بنا ہی ہزار ہا لاشہ پڑا ہی
دریاے خون بہہ رہا ہی صاف ظاہر ہی کہ ابھی لاشے تڑپ کے سرد ہوے کیسے کیسے جوان گرد برد ہوے سب رونے
لگے بحرین نے کہا یارو رونے سے کیا فائدہ ہی قاتل ابھی مار گیا ہی قیدیون نے فطور کیا جو مجھکو خوف تھا وہی پیش
آیا شاید جس نازنین کا نام نسیم آتشخو تھا اُسپر مائل ہو کر طالب وصل ہوے وصال ہوا آخر کو یہ حال ہوا یہ کہکے
روتا ہوا باہر نکلا نکلتے ہی دیکھا پشت مرکب پر سکندر شہنشاہ تخت پر نسیم آتشخو و شاہین و گلشن عقابان سحر پر
سوار روا روی کر کے جاتے ہین نسیم آتشخو چار جانب دیکھتی ہوئی جاتی ہی اسنے دیکھا اُسی مکان سے بہت سے
ساحر نکلے کہا اے شہریار کوئی معین و مددگار آگیا یہ کہکر مجمع سے جدا ہوئی بحرین جادو نے جو چہرۂ زیبا کو دیکھا
زلفین عنبرین چہرے پر یا ماہتابان برابر سیاہ پیچ و تاب زلفون کا عاشقون کا دود آہ سیاہ چہرہ آفتاب تابان
ابرو شمشیر بران قد سرو باغ محبوبی دہن غنچۂ حدیقۂ خوبی حیا لاکھ و حسینت جملہ اعضا درست بقول میر حسن نظم
جہان راستی چاہیے راستی + کجی جس جگہ چاہیے وان کجی + تبسم حیا ناز شوخی غرور + ہر اک اپنے موقع
سے وقت ضرور + بحرین جادو کا عجیب حال ہوا سنبھلنا محال ہوا ہاتھ پاؤن مین رعشہ مثل بید کانپا ضبط کر کے
اپنے کو روکا یہی خیال کرے عشق کھاے نہ گرون ورنہ یہ جلاد صاحب ظلم و بیداد مثل مواج کے قتل کریگی ایک طرف شاہزادہ
سکندر گھوڑے کو بڑھا کر کھڑا ہوا بحرین نے دیکھا ایک جوان شیر صولت رستم ہیبت حسین جمیل صف شکن تیغزن
گھوڑے پر جھوم رہا ہی قبضہ شمشیر چوم رہا ہی یہی قصد ہی کہ مین خود جا بڑون سارے لشکر سے اکیلا لڑون بحرین
ساتھ والون سے کہ رہا ہی یارو بھلا اس جوان کو چھوڑکر یہ نازنین کسی کو قبول کریگی اگر کوئی جبر کرے جان دیگی
جو مین کہتا ہون وہی ہوا بھائی میرا اسی کے مکر سے مارا گیا مگر لیا مین اب زندہ چھوڑونگا یہ کہکے اپنے اپنا
مرکب پرندہ اُڑا یا وسط مین آکر آواز دی اے مہ جبین مین سمجھا جو واقعہ گذرا تو نے میرے بھائی صاحب کو مارا
مگر اب کہان جاؤگی میرے مقابلے مین آؤ ملکہ نسیم نے طاؤس اپنا بڑھایا شاہنشاہ کو سلام کیا کہا والد
نامدار اجازت میدان شہنشاہ نے کہا بی بی خدا کو سونپا تمھارے نگہبان ہین شاہین نے چاہا مین نکلون

نسیم نے کہا ذرا تماشا دیکھیے بڑے جوش مین آیا ہے قضا اسکی لائی ہے بیحیا کو غیرت نہ آئی یہ قہر بھی وہین کی عملداری کا ہے نسیم نے جاکر مقابلہ کیا دیکھتے ہی نسیم کو بحبرین ہاتھ باندھنے لگا کہا اے جان جہان وای آرام دل مشتاقان میں آج بیوقوف تھا تجھ ایسی نازنین پر ظلم کیا میں تابعدار ہون خود بیٹھکر سلطنت کرو مجھے سپہ سالار قرار دو یہان کون دیکھنے آئیگا سحر العجائب و مصر الغرائب کو خبر بھی نہوگی اگر آگاہ ہو جائینگے مین کیا اُنسے بابیہ کسی کا رکھتا ہون وہ خود نمکحرام ہین سلطنت پرائی دبالی مالک کو قید کیا بیٹی کو اُسکی رنج دیا جسدن وہ چھوٹیگا آفت برپا کریگا بڑے بڑے اسکے معین و مددگار ہین وہ آکے مملکہ ڈالدینگے صاحبقران فتاح طلسمات جہان ایک ہر ایک آکے گریگا ہم تم انھین کے شریک ہو جائینگے دونون شاہون کو قتل کرینگے بیغیرت آٹھوین دن گشت کرتے ہین دس بیس کوس جاتے ہین پھر پلٹ آتے ہین نسیم نے کہا کیا جھک مارا او بیحیا مین تیرے مقابلے کو آئی ہون حربہ سحر کرتیگی جنواد ونگی یہ کہنا تھا کہ بحبرین نے جھولی سے گولا نکالکر مارا قہقہہ کرتا ہوا گولا جب قریب ملکہ نسیم پہونچا مسکراکر دستک دی گولا پھٹکر گرا بحبرین نے پھر سحر کیا تلوارین برسنے لگین ملکہ نے جھولی سے ایک کاغذ سیاہ نکالا اُسکی سپر کاٹی کاغذ اُڑا سپر فولادی بنکر سر پر ملکہ کے سایہ فگن ہوئی جو تلوار گری سپر نے روکی پھول تک اُڑگئے مگر وہ سپر شب فراق عاشقان ہے کٹ نہین سکتی مدور مثل جرم قمر اسقدر تلوارین برسین کہ تمام صحرا تلوارون سے بھر گیا مگر ملکہ پر کوئی تلوار نہ پڑی بحبرین نے پھر جھولی پر ہاتھ ڈالا چاہتا تھا کہ اور سحر کرے دن نسیم نے اپنی ہوا باندھی وہی سپر پھینک ماری وہ سپر آسمان پر آکے پھٹی اُسمین سے کچھ جھونکے ہوا کے چلے نسیم کے سحر نے درختون مین اثر کیا کسی نخل سے دھوان نکلا گرد بحبرین کے بچیدہ ہوا یہ مثل برق کے تڑپا زمین پر قایم ہوا کچھ سوچنے جھومنے لگا پسینے مین ڈوبا ہوا تھا پسینے کو منھ کے پونچھکر ایک آہ کی غم سے حالت اپنی تباہ کی بیقرار ہو کے پکار اُٹھا ارے صاحب میری جان تیر جاتی ہے کیون سرکشی دکھاتی ہے

نظم

میرا مردہ بھی نہ ٹھہر بیگا مرے مدفن مین
گل و بلبل کا نہ تو فیصلہ کر گلشن مین
نوک مژگان کی قسم تار نہین دامن مین
خوب پہچانتے ہین ناوکشون کو یہ حسین
آہ سے سوز بڑھا اور دل روشن مین
حاصل شکوہ ہے یہ دل کے پھپھولے پھوٹین
دیکھیے کون لپٹتا ہے ترے دامن مین
دل پر حوصلہ کو دیکھکے پھر پھر گئے شوخ
تیرے جلوے ہین ترے ساتھ ہر گلشن مین
دم خفا ہو کے نکل جائیگا زلفون کے لیے
دانے مین مثل سپند آج طپیان خرمن مین
یہ اثر الفت گیسو کا ہے باقی دم قتل
نہ سمائیگی دو دلی کوئی بت پرفن مین
حسن مین بیٹھنا اچھا نہین اے پردہ نشین
مین وہی ہون جو تمین چاہتا تھا نہین مین
ڈھونڈھا خون جو بلبل کا نہا گلشن مین
کہین عاشق نہ لپٹ جائین ترے دامن مین
کس ادا سے ہے چلا نیزہ دشمن مین
لاگ آواز جرس کی ہے دل رہزن مین
دل سے کیا نکلے بھلا خار تمنا کی پھانس
کہ علاج خلش آبلہ ہے سوزن مین
کیا گلے ملنے کو آج آئی ہے تیغ قاتل
بجلیان کوندکے رہ رہ گئین اس خرمن مین
سوگوار دل مردہ ہون تپ فرقت سے
یہ معما تھا لکھا میرے خط گردن مین
کیا عجب ہے جو تری تیغ کا ڈورا جائے
تیغ قاتل کی الجھتی ہے رگ گردن مین
مل چلے جس سے جہان اُسکی وہین جرئت کاری
جاتی ہے مست تماشا کی نظر روزن مین
جانتا ہے مرا سب حال پھرا تو شوخ مزاج
ہائے جو یہ برق دمی عشق رخ روشن مین
جابجا داغ لگے پھولون کے پیراہن مین
خار بھرا اسے جنون رکھ نہ مجھے الجھن مین
سو جتائین مین جیسی تیری جھکی گردن مین
شمع بجھ جاتی ہے خنجر نکلا ہوا سینے مین
ناصحا جا کہ نہین نوک تری سوزن مین
بے طرح دست نشان ہین تری بسمل قاتل
صورت چشم پھڑکتی ہین رگین گردن مین
قد آدم نظر آنے لگے شعلے رقصان
مین وہ ہون شمع تلے ہین جیسے مدفن مین
برق نے کسکے تبسم کی اُڑائی ہے ادا
کہ ہے بجلی کی تڑپ میری رگ گردن مین
نہ چل اے سایہ مرے ساتھ کہ یکتا ہے وفا
یہ کمال آپ مین ہے یا یہ ہنر آہن مین
بیخبر حال سے میرے نہ جدائی مین رہو
پوچھتا ہے کہ یہ کیون چاک ہے پیراہن مین

شعلۂ درد دل ترا ٹھنڈا ہوا مرنے سے مرے	تجھسے تو شمع ہی اچھی کہ جلی مدفن مین	رونے مین خندۂ جانان کا تصور ہے غضب
بجلیان کوندتی ہین موتیون کے خرمن مین		

گریبان چاک کیا منھ پر خاک ملی کہتا ہوا دوڑا میری خطا معاف کرین مین نے بڑی
خطا کی معشوق پر ہاتھ اُٹھایا بڑا دھوکا کھایا اپنے غلامون مین منسوب فرمائیے غلام حلقہ بگوش ہون محبت مین بیہوش ہون
ملکہ زور دیتی جاتی ہین کبھی مسکراتین کبھی ہاتھ ہلایا کبھی اپنی طرف بلایا جب وہ دوڑا ہوا قریب آیا کہا تمکو ہمارے تیغ ابرو
کی قسم تلوار کھینچو بحبرن نے تیغۂ برق مثال جو کمر مین لگا تھا کھینچا ملکہ نے کہا کیا چاہتے ہو صاف صاف کہو ہم بھی عاشق صادق
کے جویا تھے تم ایسا چاہنے والا ملا جو کہو قبول کرین بحبرن نے کہا یہی چاہتا ہون ہمیشہ ہمراہ رکاب رہون جان نثار
کہلاؤن ملکہ نے کہا جو کہو گے وہی ہوگا مگر تلوار گلے پر رکھ زور سے کھینچو جو ہر جان نثاری ظاہر ہو بحبرن نے جوش مین تلوار
گلے پر رکھ کھینچلی سر کٹ کے گرا اندھیرا ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام بن بحبرن جادو لبود پھر غل مچانے لگے کچھ تدبیر نہ بن پڑی
پانچ ہزار جو ساحر آگئے تھے اُنھون نے جو مالک کا لاشہ دیکھا کلیجہ پھٹ گیا کہتے تھے یار و کیا جادو اپنے بھائی کے پاس
پہونچے محبت مین صادق تھے یار ناموافق تھے سبب ساحر حرب سحر کے لیکے دوڑے غلغلہ ہوا اس محبوب کو مار لو ہمارے
مالک کی قاتل ہے گلشن دشاہین نے جو یہ معرکہ دیکھا اُنھون نے بڑھکر سحر کیا آسمان سے پتھر برسائے صدہا سنگدل لون
بت پرستون کے سر پھٹے کسی کا ہاتھ ٹوٹا بلوے مین بھائی سے بھائی چھوٹا یہی غلغلہ تھا یار و مردمی کو کام دو مالک کے
خون کا بدلا لو کنیزان شاہی جا پڑین جب اشارہ کیا بجلی سی گری کسیکا سر اڑ گیا کبھی صف مژگان سے تیر چلے سکندر بھی تلوار کھینچکر
آپڑے جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے لاشون کے انبار کشتون کے ڈھیر دریا خون کے رواں سکندر کی جرأت دیکھکر
آئینۂ رخ حیران صفون کو درہم برہم کر دیا تھوڑی دیر مین میدان لاشون سے بھر دیا برق شمشیر چمک رہی ہے طائران
تیر اُڑ رہے ہین کمانون کی کڑک برق شمشیر کی چمک تیغ سے سر کشی دکھا رہے ہین تیر پیام قضا لا رہے ہین سکندر نے
بڑھکر علم فوج کو قلم کیا افسر تو مارا ہی جا چکا ہے اب علم فوج کم ہوا علم شکست کے پھر ہرے کھلے آخر باقی ماندہ شکست
خوردہ روتے پیٹتے بھاگے ہر ایک کا یہی قول ہے کہ یار و دونون بھائی آپسمین کیا محبت رکھتے تھے عدم مین جا کر ملے
ہونگے پاس بیٹھے ہونگے مگر سکندر بہ فتح و فیروزی کہنی سے خون ٹپکتا ہوا خون کی چھینٹین جسم پر پڑی ہوئی ہین لباس بھی
خون آلود شہنشاہ نے جو فرزند کو اس شوکت و شان سے دیکھا جوش محبت مین گلے لگا لیا ملکہ نسیم نے کہا ای ملکہ عالم ابھی ایسی
ایسی ہزارون آفتین پڑینگی جا بجا لڑائی ہوگی اب بادشاہون کو خبر ہوگی وہ ساحران زبردست کو بھیجینگے میرے نزدیک
یہ بہتر ہے کہ اب پلٹ چلو نسیم نے کہا بہت اچھا شاہین و گلشن بھی راضی ہوے سکندر نے کہا بابا جان قول مردان جان دارد
ابھی تو آپ نے کوئی ایسی تکلیف نہین اُٹھائی یہ بیابان بہشت و دل ہے عیش و راحت مین خلل ہے اگر اس طلسم کو فتح کیا
سنا ہے سات سو ملک اس طلسم کے ملحق ہین اسی سلسلے مین صاحبقران سے مقابلہ پڑیگا تو کب کو مطیع کر کے چھوڑ دینگے
کسی کے ناموس پر نگاہ ڈالنا جرأت کے شیوے سے سراسر خلاف ہے بران سے ہمین کیا کام سن چکے مین کہ وہ ایرج
نوجوان کی زوجہ شاہزادہ خاور سیاہ کی بہو صرف کوکب مصیبت قید اُٹھا کر چھوٹینگے خداوند شجر کو سجدہ کرینگے خراج
اُنسے مقرر کرائینگے ہر چند سب نے کہا سکندر نے کہا ہمین منظور نہ کرونگا اُس لشکر کو لیکر بفر فریدونی و حشمت جمشیدی
بہ ارادۂ فتاحی طلسم نور افشان چلے دو منزل پر آ کے ٹھہرے ملکہ نسیم آتشمو سے صلاح کی نسیم نے کہا ای شہریار
جستجوے لوح ہو جبتک لوح نہ ملیگی طلسم فتح نہوگا لوح رہبری کرتی ہے ہر مقام کا نشان بھی اُسی سے ملتا ہے کوئی طلسم کشا بے
دست انداز نہین ہو سکتا قدم با قدم اُسکو دیکھے جو احکام اُسمین نکلے اُسکے پابند رہے شاہزادے نے فرمایا لوح طلسم
نور افشان کہان ہے نسیم نے کہا جو راز دار بادشاہ ہوگا اُسکو حال لوح معلوم ہوگا اگر آپ اسی مقام پر ٹھہرین

تو مین تلاش لوح مین جاؤن یہ ذکر تھا اور پردے بارگاہ کے اُٹھے ہوے ہین سب سردار اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین
ایک سردار بول اُٹھا کہ اے شہریار مین نے خبر پائی ہی کہ سحر العجائب و مصر الغرائب ملازم شہنشاہ کوکب روشن ضمیر
گو بہت بڑے ساحر تھے کہ اُنھون نے مقابلہ افراسیاب مین بڑے بڑے کارہاے نمایان کیے کوکب کے ساتھ
ملکہ افراسیاب سے مقابلے کیے کسی مقام پر کوکب پھنس گئے تھے کہ قید سے چھوٹ نہ سکتے تھے یہ دونون بھائی
عین وقت پر پہونچے یہ دونون بھائی اُس روز ایسے لڑے کہ سب سردار کٹتے تھے سحر العجائب و مصر الغرائب نے
بڑا کام کیا کوکب کو قید سحر سے رہا کر لیا جناب صاف یہ ہی کوکب نے خود اُنکو اختیار دے دیے ہر بات مین گستاخ کر دیا
جملہ امورات کا اختیار دیا جب کوکب مسلمان ہوے تو انھین دونون کو بلایا خلاصے فاش یہ ہوئی کہ انسے کہدیا کہ ہم
اب مسلمان ہوے خدا نے ہمکو یہ شرف دیا کہ صاحبقران کے سمدھی کہلائے ایرج نوجوان ایسا داماد دلاور فرزند
دلبند قاسم عالیشان نبیرہ رستم سلیتن و پیل تن کشندہ قوبل ہندی و دو پل ہندی علمشاہ نوجوان ایسے شیر کس کو
ملتے ہین جیسا داماد مین نے پایا اے سحر العجائب و مصر الغرائب اب تمھارا کام یہ ہی کہ کل طلسم پر قبضہ کرو سرکشون سے
لڑو جو تمھارا حکم نہ مانے اُسکو طلسم سے نکال دو جو تمھاری اطاعت کرے اُسکو سرفراز کرو سب خراج تمھارے پاس
جمع ہو ہمارا حصہ ہمارے پاس بھیجو موافق اپنے صرف کے تم کو فوج جنگی تیار رہے قواعد اُسے روز مرہ لو ہمنے
بدل و جان تمکو طلسم نور افشان کا مالک کیا سب طرح کا تمکو اختیار ہی جو تمسے ذرا بھی سرکشی کرے اُسکو فوراً ملک سے
نکال دو ساتھ عدالت و انصاف کے بسر کرو کوئی ظالم کسی مظلوم پر ظلم نہ کرے وہ دونون مغرور عقل و فراست سے دور
بہت اچھا بہت اچھا کہکے اپنے مقام پر آئے سب ساحرون کو جمع کیا کہا صاحبو کوکب تو ملچھ ہو گئے یہ تو نے دو سو
خداوندون کو بُرا کہا کیون صاحبو میان کوکب بڑے عقلمند ہین ہمارے باپ دادا پردادا بالکل بیوقوف تھے کہ یہ نے
دو سو خداوندون کی اطاعت مین مصروف تھے ہم تو اب اُنکی صورت نہ دیکھینگے خراج کیسا اگر پائین تو اُنکو قتل کرین
صاف صاف سامری نامے مین مرقوم ہی ہر ایک پنڈت کو یہ بات معلوم ہی کہ سامری و جمشید خود خبر فرما گئے ہین
کہ جو ایک مرتبہ ہمکو بُرا کہے اُسکو قتل کرنا چاہیے نہ کہ اُنھون نے ہمارے روبرو کہا کہ سامری و جمشید بُرے ہین
وہ خداے نادیدہ جسکو دیکھا نہ بھالا اُنکا مذہب برحق ہی ان باتون کا ہم کیا جواب دیتے بہت خوب بہت خوب کہکے
چلے آئے اب ہم تم سب صاحبون کو آگاہ کرتے ہین کہ اب ہمنے کوکب سے بغاوت پر کمر باندھی اگر ہمکو ملجائین
تو انکو قتل کرین یا دریا مین پھینکدین جو ہو سکیگا اُٹھا نہ رکھینگے اب وہ ہمارے ہاتھ سے موت کا مزا چکھینگے صاحبقران
کے عزیزدار ہونے پر بڑا غرور ہی اگر ایسے امیر سے مقابلہ پڑے ایک سحر مین تمام لشکر کو قتل کرین خانۂ کعبہ تک اُڑتے
ہوے جائین سنجان و باختر پر قبضہ کرین بھاگنے کا راستہ نہ ملے ہمکو افراسیاب نہ بتائین سحر سے وہ گھیر ڈالین کہ
نکلنا دشوار ہو ایسی ایسی باتین کہکر خوب چرب زبانی کی سب ساحرون نے جواب دیا آپ نے بہت معقول تجویز کیا ہی
کوکب کو پیسہ نہ دین آپ کی دل و جان سے اطاعت کرین یہ صلاح کرکے وہ نمکحرام بیٹھے تھوڑے دنون مین کوکب
نے ہاتھ سے شاہزادۂ اقلیم سبز پوشان کے شکست کھائی شکست کھاکے دہشت طلسم نور افشان پر پہونچے صاحب
علامت کو آواز دی ہم فی الحال شکست کھاکر آئے ہین سحر العجائب و مصر الغرائب کو خبر دو کہ ہمکو اگر بہ اعزاز
لیجائین جادوگرون نے جاکر انکو امون سے کہا ان ہی بیادون نے جواب دیا کہ ہم ہرگز دامن پناہ نہ دینگے اپنے
خداے نادیدہ کے پاس جائین اپنے سمدھی کو بلائین جنکا نام صاحبقران ہی بڑا کمال ہوا کہ جاکر قاف کو فتح کیا
بڑے سرکش دیوزادون و الہزنادون سے پردۂ قاف خالی کیا تمھاری مدد کو آئین تو ہم جانین کہ بہادر ہین دریا

لیاقت کے بے بہا در ہین ہمارے مقابلے مین آئین تو جانین ہم دیکھین کہ کیسے جلیل ہین مسلمانون کے کفیل ہین ایک سحر
دس کرور کو مٹا دینگے دریا مین بھی آگ لگا دینگے کہدو یہان سے جاؤ یہان تمھارے واسطے جگہ نہین ہی سامری
و جمشید نے کیا جلو ہرا لیا ملک و مال چھوٹا سلطنت خاک مین ملی جنگل جنگل مارے مارے پھرتے ہو ہمین کیا غرض ہی
کہ شاہزادۂ اقلیم سیہ پوشان سے لڑین وہ بھی لات و منات کا پرستار ہی اپنے مذہب کو مٹائین ایسے شرف کو خاک
مین ملائین یہان کوکب پر دباؤ پڑا یقین ہوا کہ مقہور اگر قتل کریگا ایران کو چھین لیگا ایسے ناچار ہوے کہ آگ مین
پھاند پڑے جلنا تو ممکن نہ تھا مگر قید ہو گئے جب آنکھ کھلی اپنے کو قید خانے مین پایا ای شہریار اگر لوح مل گئی جلد
طلسم فتح کیجیے یہ ذکر ہو رہا تھا کہ صحرا سے گرد اڑی برق چمکی آسمان پر لکۂ ابر سیاہ ذرا بر گرد اڑتی ہوئی شاہزادہ یہ
معرکہ دیکھ رہا ہی کہ دامنۂ گرد شگافتہ ہوا دیکھا ایک ساحر تاج سر پر دس بارہ ہزار جادوگر پشت پر گھوڑے کو ڈالے ہوے
اسی جانب آتا ہی جب قریب پہونچا گھوڑے سے کودا بارگاہ استادہ ہوئی سب ساحر اتر پڑے وہ تاجدار اندر بارگاہ
کے گیا ایک نامہ بنام سکندر لکھا کہ مضمون اسکا ظاہر ہوگا اپنے مصاحبون مین سے موسوم بہ رنجور جادو کو دیا
کہا یہ نامہ جا کر سکندر کو دینا جواب نامہ اُس سے لینا رنجور چلا یہان شاہزادے نے جواہر سے فرمایا دریافت
کرو یہ بادشاہ کون ہی اسکا کیا ارادہ ہی ہمارے مقابلے مین کیون اُترا جواہر نے چاہا جاؤن کہ درگاہ سالار نے آ کر عرض
کی یہ جو بادشاہ ابھی آیا ہی ایلچی کو اسنے روانہ کیا ہی در دولت پر حاضر ہی امیدوار باریابی ہی کہا بلالو رنجور بل کرتا ہوا اندر بارگاہ
کے آیا موافق اپنے مذہب کے سلام کیا سب کو ناگوار ہوا سکندر نے ایک ایک کو منع کیا کہ اپنے اپنے مذہب کا سبکو
خیال ہوتا ہی کرسی بچھوا دی رنجور سلام کر کے بیٹھا سکندر نے ساقی کو اشارہ کیا جام اسکو دیا رنجور نے خوشی خوشی پیا
جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا پکارا کر آواز دی منم نامہ دار منم نامہ دار سکندر نے کہا کسکا نامہ لائے ہو رنجور
نے کہا ضمیران جادو بادشاہ حوالی کا اُسنے خبر پائی کہ آپ نے مواج و بحرین کو قتل کیا اب قید سے چھوٹ کر جاتے
ہین اسواسطے لشکر کشی کی سکندر نے کہا ہوا تو ایسا ہی ہی جنکی قضا تھی میرے ہاتھ سے رہرو راہ عدم و شعلہ افروز
نار جہنم ہوے رنجور نے کہا آپ نے اچھا نہ کیا ہمارا بادشاہ نہایت ساحر زبردست ہی بادۂ کبر و نخوت سے مست ہی
سکندر نے نامہ لیا ملاحظہ فرمایا بعد تعریف سامری و جمشید مرقوم تھا ای شاہزادہ والا قدر آسمان جرات کے بدر
آپ نے مواج و بحرین کو مارا قید شاہی سے چھوٹے ہزارہا ساحر آپکی وجہ سے مارے گئے اب بہتر یہ ہی کہ آپ ہمارے
پاس چلے آئیے مین بہ آبرو خدمت مین شاہون کی لیچلون خطا معاف کرا دون کیا عجب ہی شاہ ہمارے آپ کو عہدۂ
سپہ سالاری دین اگر اسکے خلاف کیا تو مین مثل بحرین یا مواج کے نہین ہون قیامتین برپا کرونگا بذلت گرفتار
کر کے لیجاؤنگا پھر خطا نہ معاف ہوگی قتل کیے جاؤگے سکندر نے نامہ پڑھکے موافق قاعدہ رد نامہ پر
ملاحظہ نمودہ شد و جواب نامہ جنگ لکھدیا ایلچی کے ہاتھ مین دیدیا رنجور نے کہا آپ نے کیا لکھا سکندر نے
کہا جو مناسب وقت تھا وہ لکھا رنجور نے کہا نہایت برا کیا مین خالی پیغامبر نہین ہون مشکین باندھکر لیجاؤنگا ایک سحر
مین سب کو گرفتار کر لونگا شاہین نے جو دیکھا شاہزادے سے گفتگو بڑھی ایلچی خرد دماغ ہی دنگل اپنا بڑھایا قریب
آ کر کہا ای رنجور تمھین سواے جواب و سوال کے اور کچھ مناسب نہین ہمنے جواب جنگ لکھا تم جا کر طبل جنگی بجواؤ
صبح کو میدان کارزار مین آؤ جو خداوند تجھ کو منظور ہوگا وہ ظاہر ہو جائیگا دیکھین کون فتح پائیگا اس بحث سے کیا فائدہ
اسنے کہا ای شخص تو کون ہی کیون ہماری بات مین دخل دیتا ہی جو ہمارا جی چاہیگا وہ کرینگے ہم صاحب اختیار ہین کیا
مجبور رہنا چاہین شاہین نے کہا بس تم نفر جاؤ اب ہمارے آقا سے زیادہ کلام نہ کرو میدان کارزار مین اپنا اختیار

دکھانا حرکتین ہوش کی کرد عقل کے ناخون لو رنجور نے ایک دانہ ماش کا نکال کے مارا شاہین پر خنجر گرا بانیان شانہ نشانہ ہوا خون بہنے لگا شاہین کو جو غصہ آیا کلائی پر ہاتھ ڈال کے ایک طمانچہ مارا رنجور نے ہر چند سحر سے رد کا کچھ نہوا غش کھاکر زمین پر گرا شاہین اُٹھا کہ ایک لات ماردون اسکا خاتمہ ہو سکندر نے منع کیا کہا حضور جانے دیجیے بیہودہ ہی شاہین کا ہاتھ پکڑ کے اپنے پاس بٹھالیا رنجور کی آنکھ کھلی دیکھا وہی شخص بیٹھا ہی جلدی سے آنکھ بند کرلی سکندر نے یہ حرکت دیکھ لی پکار کر کہا ای رنجور اُٹھو اب کوئی اُنسے نہ بولیگا ہمارے لشکر کا یہ طریقہ نہین ہی تمنے خود فساد کیا رنجور جھاڑ پونچھ کے اُٹھا جھک جھک کے سلام کرنے لگا کہا حضور مین جاتا ہون بادشاہ کو وہی جواب دکھلا دونگا سکندر نے کہا بسم اللہ جائیے یہ بھی جان چکا ہی کہ اسی شیر نے ساحر سے جان بچائی ورنہ یہ ساحر مار ڈالتا سب کو سلام بندگی کرکے جلاد عائین دیتا ہوا اگر گال سوجا ہوا عارض پر عارضہ اس حال خراب سے جاکر سامنے ضمیران کے پہونچا پوچھا کیون ای رنجور کیا گذری کہا حضور وہ بڑے سرکش ہین بات بات پر گالیان دیتے ہین کہتے ہین ہم لوح لیکر طلسم فتح کرینگے تلاش لوح مین پھر رہے ہین دیکھیے جواب نامہ جنگ دیا کچھ آپ کا خوف نہ کیا مین جو ذرا بولا دس بیس آدمی لپٹ گئے چند ساحر بھی ہین جب اُنھون نے میری گردن پکڑ لی سحر بھی فراموش ہوا آخر منت کرکے اپنی جان بچائی ورنہ مارا جاتا میدان مین سمجھ لونگا آپ طبل جنگی بجوائیے ضمیران نے کہا طبل جنگی تو مین ضرور بجواؤنگا میدان مین سمجھ لونگا مگر مین نے خبر سنی تھی کہ افسر انکا بڑا خلیق و خوش مزاج بہادرون کے سر کا تاج مگر تم اُسکے خلاف کہتے ہو یہ کہکے حکم دیا طبل جنگی بجے نقارۂ رزمی گرگرایا ہرکارے جو بہ امر جاسوسی موجود تھے خبر طبل جنگی لیکر حاضر دربار سکندر ہوے ہاتھ اُٹھاکر دعا و ثنا ے بادشاہی بجالائے شعر عمر تو ہزار سال بادا اقبال تو بر کمال بادا + ضمیران سے جاکر اُس بیحیا نے سراسر خلاف بیان کیا مگر بادشاہ نہایت خلیق ہی اُسنے آپ کی بہت تعریف کی کہا مین خبر پا چکا ہون کہ وہ شاہزادہ نہایت خلیق ہی اب طبل جنگی بج گیا شاہزادے نے فرمایا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے تیاریان ہونے لگین ملکہ نسیم آتشنخو نے شاہین سے کہا ای والد نامدار کل بھی یہ لونڈی میدان مین نکلیگی شاہین نے کہا بیٹا خداوند تعالے تمکو مظفر و منصور کرے رنج و الم دل سے دور کرے اگر شاید اُس بیحیا نے ہمکو پکارا تو ہمین نکلینگے اگر تمکو آواز دیگا تمہین اختیار ہی پھر تو سحر تیار ہونے لگے شاہین اپنی بارگاہ مین ملکہ نسیم اپنے خیمے مین مصروف سحر خوانی اودہر لشکر کفار مین ضمیران سحر تیار کر رہا ہی یہی قصد ہی کہ ایک ہی سحر مین سب کا خاتمہ کردونگا ہوم خانے مین داخل ہوا بچہ ہاے خوک ذبح کیے چوکا دیا ایک گرگ تیار کیا جب وہ ڈکار کے سامنے آیا موہن بھوگ لیکر ہاتھ مین اُسکو کھلایا سحر کرکے اسقدر مختصر کیا کہ ایک جانور بقدر یک بالشت بنگیا اُسکو جھولی مین رکھ لیا ناگاہ ساحر شب گرد تھک کر ہوم خانہ مغرب مین چھپا و نیرنگ ساز چرخ چہارم بصد عظم و شان تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا فوج ضیاے شعاع ہمراہ لیکر میدان کارزار عالم مین آیا ضمیران جادو ایک اژدر پر سوار ہوا بارہ ہزار فوج لیکر نوبت نقارے بجتے ہوے علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے جنپر تعریف ساحری جمشید و سحر العجائب و مصر الغرائب مرقوم آمد فوج کی دھوم اس کر و فر سے میدان مین آکے ٹھہرا رنجور جادو گرگدن مست پر سوار تازیانہ مار آتشین کا ہاتھ مین غصہ بات بات مین اسی بات کا امیدوار ہی کہ مین خود میدان مین نکلون جسنے مجھکو طمانچہ مارا تھا اُس سے بدلا لون دیکھا آمد لشکر شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش تخت پر شہنشاہ و شاہزادہ سکندر کل فوج کا افسر پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے طاؤس زرین بال پر نسیم آتشنخو ایک طرف شاہین بلند پرواز ایک جانب ملکہ گلشن سحر ساز نشست پر پانچ ہزار جوان اس کر و فر سے میدان مین آکے پہونچے میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ جابجا مین آراستہ نقیبون نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا رنجور جادو نے گینڈا اپنا صف سے بڑھایا

سامنے ضمیران جادو کے آیا کہا ای شہنشاہ اجازت میدان اب کل کا بدلا لونگا ضمیران نے منع بھی کیا مگر اُسنے نہ مانا میدان مین آکر آوازدی وہ ساحر کہان ہی مجکو جسنے طمانچہ مارا تھا میدان مین آئے تو حال معلوم ہو شاہین تو اسی کا امیدوار تھا کہ مین ہی میدان مین جاؤن خوش ہو گیا شہنشاہ سے اجازت لی میدان کارزار مین پہونچا رنجور نے گولہ مارا شاہین نے سحر کیا گولہ پھٹکر زمین پر گرا رنجور نے کئی سحر کیے شاہین دفع کرتا ہوا قریب رنجور پہونچا اُسنے تلوار کھینچی کئی ہاتھ لگائے شاہین نے روکے ایک مقام پر بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا سحر کر کے ایک طمانچہ مارا سر گردن سے اُڑ گیا ای ضمیران آؤ مین تمہارا مشتاق ہون یہ بیچارا مرد تھا کل بھی یہان سے ذلیل ہو گیا آج بھی سر میدان جان کے ساتھ آبرو دی آپ سے مزا سحر کا ملیگا دیکھنے والے خوش ہونگے آپ ساحر کامل ہین ہم تو اس شہریار کے جان نثار ہین کیا شرف ہمکو ملا یہ شہریار ہمارا فرزند کہلاتا ہی ضمیران یہ آواز سنکر صف لشکر سے بڑھا سامنے شاہین کے آیا آپسمین سحر چلنے لگے زمین سے شعلے بلند ہوے آسمان سے آگ برس رہی ہی ہوا مین تیرہ و تند چلتی ہین کبھی برق چمکی کبھی رعد گرجا جانبین سے سحر چلے دونون کامل و اکمل نہ ضمیران کمی کرتا ہی شاہین تو ہمارے اوج سحر ہی ہی کیا کیا خوبصورت سحر کر رہا ہی ضمیران خود تعریف کرتا ہی جب ضمیران نے دیکھا کہ بہت سے ردو بدل ہوے بلکہ لڑتے لڑتے دونون شل ہوے ضمیران نے جھولی سے ایک بقیہ نکالا چھری سے تراش کر شاہین کی جانب پھینک مارا تھوڑی دیر مین شاہین نے دیکھا آسمان سے ایک گنبد چرخ مارتا ہوا آتا ہی شاہین نے ہر چند روکا نہ رُکا شاہین پر آکے گرا شاہین اُسکے اندر بند ہو گیا ضمیران نے اور سحر کو زور دیا اندر سے گنبد کے آوازین آتی ہین شاہین کی آواز تو سب پہچانتے ہین اور ون کی آوازین آرہی ہین ضمیران کہ رہا ہی یہ سحر سامری ہی علم نیرنج کی بزرگی اسمین بھری ہی اس سے شاہین نہ بچیگا جب مین نے یہ سحر کیا کبھی خالی نہین گیا آج نہین معلوم کاہے کی دیر ہی بیشک حریف زبردست ہی مگر یہ نہین قابض ہوتا کہا تک بچیگا آخر گرفتاری ہو گا بعد دو گھڑی کے دیکھا وہ گنبد ٹوٹکر گرا شاہین دو زنگیون کی مشکین باندھے کھڑا ہی مگر زخمدار سر سے خون بہ رہا ہی وہ دونون زنگی دست بستہ عرض کر رہے ہین ہم اب آپ کے غلام ہین جو کہیے بجا لائین شاہین نے سر سے خون کا خُلّو لیا چند قطرے دونون کو پلائے اور اُنکو کھولدیا کہا ضمیران شاہ کو گرفتار کرلاؤ یہ سنتے ہی دونون زنگی مثل شعلہ جوالہ چلے ضمیران ہر چند روکتا ہی مگر نہین رُکتے ضمیران نے گولے مارے تلوارین پھینکین لیکن کچھ نہوا یہ دونون اُسی طرح پاس ضمیران کے پہونچے ایک نے گردن پکڑی ایک لپٹ پڑا جھولی اُسکی توڑ کر پھینکدی مشکین باندھکر سامنے شاہین کے لائے شاہین نے زبان مین سوزن دیا گرفتار کر کے لشکر مین بھیجا اہالیان لشکر کو پکار کر آواز دی آپ لوگ جا کر بالمینان تمام اُتریئے جو کچھ آپ کے آقا پر گذریگی آپ کو خبر ہو جائیگی یہ کہکے پلٹا شاہزادے آگر عرض کی خدا نے فتح دی یہ ساحر رازدار ان طلسم ہی ہر ساحر یا ہمہ منصف مزاج اگر یہ اطاعت کرے تو تلاش لوح مین آسانی ہو سب دربار مین آئے اور شہنشاہ خوش خوش تخت پر بیٹھے شاہزادہ دنگل زرین پر شاہین و گلشن و نسیم اپنے اپنے مقام پر آگئے بیٹھے ہین ضمیران کو بلوایا کرسی بیٹھنے کو دی شاہین نے کہا ای بادشاہ عالی جاہ دنیا کا یہی دستور ہی ایک پر ایک غالب آتا ہی فلک نیرنگ باز شعبدے دکھاتا ہی دارا پر سکندر غالب آیا صاف ظاہر ہی کہ وقت اُسکے زوال کا تھا جب فلک گردش دکھاتا ہی کچھ بن نہین پڑتا تمہارا تاج و تخت و سلطنت تمکو مبارک ہو دل سے شاہزادے کی اطاعت کرو مذہب شجر پرستی کا دم بھرو رہبری کرنے شاہزادے کو برسر طلسم نور افشان لیچلو یہ صاحب اقبال لوح اپنے طلسم کشائی کرے جب طلسم نور افشان قبضے مین آئیگا تمہاری رائے سے سلطنت ہوگی تمکو اختیار ہوگا

جسکو چاہو قتل کرو جسکو چاہو بخشو کوئی حکم مین تمہارے دخل نہ دیگا اسطرح شاہین نے سمجھایا کہ ضمیران نے اشارہ کیا کہ میری زبان سے سوزن نکالو زبان سے اسکی سوزن نکالا قدمون پر شاہزادے کے گرا شاہزادے نے گلے سے لگا لیا خلعت بہاری ملا ضمیران نے فوج کو بھی بلوا لیا ضمیران نے کہا اب طرف مغرب کے کوچ کیجیے آہن حصار جب آپ کے قبضے مین آگیا تو راستہ کھلے دوسرے دن مع ضمیران و گلشن و شاہین و نسیم ابر سوسنی بنا کر اسمین بیٹھے لشکر مع ساحران شاہزادے کے ساتھ اس کروفر سے طرف آہن حصار کے چلے آہن پوش جادو کہ بادشاہ آہن حصار ہے اسکو خبر پہونچی کہ سکندر نے رہائی پائی ضمیران سحر پرست ہوا فوج لیے ہوئے میرے قلعہ پر آتے ہین فوج ساحران تیار کرکے بیرون قلعہ آکر اترا ہے یہی انتظار ہے کہ فوج شاہزادہ آئے تو مقابلہ کرون وزیرون نے عرض کی ایک عرضی خدمت مین شاہون کے لکھ بھیجیے کہ ہمیں لشکرکشی کا خیال رکھیے گا سکندر صاحب اقبال ضمیران رہبر ہوا ہے اس رستے سے آتا ہے مین روکونگا مگر اسکے ساتھ بڑے بڑے ساحران زبردست ہین اس مضمون کی عرضی آہن پوش نے شاہون کو لکھی سمہ العجائب و مصر الغرائب عیش مین مبتلا ہین آٹھ پہر ناچ صحبت شراب و کباب ہی مست بیٹھے ہین کہ عرضی پہونچی کچھ پڑھی کچھ نہ پڑھی حکم لکھا کہ شنگول صحرائی پہلوان زبردست ہے وہ تمہاری مدد کو بھیجا جاتا ہے سکندر سے یہ لڑیگا تسکین باندھ کر تمہارے سپہ دگر یگا ساحرون سے تم لڑنا اگر ضرورت پڑیگی ما بدولت اور ساحران روانہ کرینگے یہ حکم لکھ کر ڈالدیا وزیرون نے شنگول صحرائی کے پاس یہ نامہ بھیجا شنگول صحرائی صحرائے نیرنگ کا حاکم ہے تمام فوج اتری ہوئی ہے مصروف جشن رہتا ہے جب یہ نامہ پہونچا پڑھکے نامے کو بہت خوش ہوا اسی وقت ساٹھ ہزار فوج لیکر طرف قلعہ آہن حصار کے روانہ ہوا یہان آہن پوش جادو مع اپنی فوج کے فروکش ہے کہ خبر ملی شنگول صحرائی تمہاری مدد کو آتا ہے اسنے استقبال کیا لشکر اسکا اترا آہن پوش نے حال پوچھا سب حال شنگول نے بیان کیا کہ تمہاری عرضی پر ہمارے نام حکم ہوا مگر لشکر دشمن کہان ہے آہن پوش نے کہا آیا چاہتا ہے ای شنگول حقیقت مین وہ لوگ بڑے زور و شور سے آتے ہین سنا ہے کہ سکندر نامی افسر نہایت صاحب قوت و طاقت ہے آج تک کسی نے اسکی پشت زمین سے نہین لگائی اول مین قید ہو گیا تھا اسکی مدد ہوئی موّاج و بحرین مارے گئے اب یہ جمعیت گران برائے طلسم کشائی آتا ہے دیکھین کیا گذرے ان باتون مین تھے کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا سکندر زرین پوش زرین علم زیر سایہ علم شبہ پیکر تخت پر شاد کے ہاتھ رکھے ہوئے فوج دریا موج پشت پر اس کروفر سے آکر اترے ابر سوسنی مین سے ساحران غدار اترنے لگے ایک طرف آکر فروکش ہوئے شنگول یہ دیکھکر بارگاہ مین آیا آہن پوش سے کہا آپ میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے مین کل اس نوجوان کو گرفتار کر لاؤنگا مقدمہ ساحران مین آپ کو اختیار ہے یہ تو ابھی کمسن ہے اپنا مطیع کر لونگا مجھ سے کیا مقابلہ کریگا یقین ہے میرے سامنے نہ آئیگا دامن صحرا سے منہ چھپائیگا آہن پوش نے کہا ای شنگول مین نے اس جوان کی بڑی بڑی تعریفین سنی ہین کہ آج تک اسکی کسی سے پلک نہین جھپکی جہان گیا نہایت لطف سے لڑا شنگول نے کہا کسی بہادر سے مقابلہ نہ پڑا ہوگا بھاگتا نظر آئیگا آہن پوش نے طبل جنگی بجوایا جواہر نے آکر خبر دی ای شہریار شنگول صحرائی نامے ایک پہلوان آیا ہے اسکو اپنی جرات پر بڑا دعوی ہے اسنے طبل جنگی بجوایا کل سر میدان بندگان عالی سے لڑیگا انتہا کا معرکہ پڑیگا سکندر نے کہا بعنایت خداوند شہر ہمارے لشکر مین طبل جنگی بجے مگر شاہین سے خبر کردو کہ آپ فقط تماشا دیکھنے والے ہین کسی بات مین دخل نہ دیجیے گا شاہین کو یہ حکم پہونچا طبل جنگی پر چوب پڑی تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری چمکا لشکر جانبین کے طرف میدان کارزار کے جانے لگے سکندر بھی مسلح ہو کر تخت شہنشاہی کے ساتھ چلے پشت پر تمام لشکر عیار نامور رکاب

تھامے ہوئے سب سرداران نامور الگ جاکر ٹھہرے جو جو ساحر تھے اُنکا یہی قصد ہی کہ اگر ہمارے آقا نے شنکول کو زیر کیا
اور مشکین باندھکر لائے ہم لوگ آہن پوش پر جا پڑینگے اسی بات پر سب آمادہ ہین جب صفین آراستہ ہو چکین شنکول نے
گینڈا اصعنر سے نکالا سامنے آہن پوش کے آیا کہا ای شہنشاہ اجازت میدان آہن پوش نے رخصت دی شنکول
میدان مین آیا اسپ تازی چوگان بازی دکھا کر آواز دی ای فرقۂ شجر پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے اور سرداروں نے
قصد کیا مگر سکندر سب کو روکتا ہوا خود نکلا شنکول دیکھ رہا ہی ایک شیر آفتاب جمال لشپت مرکب پر سوار گھوڑے کو ڈالے
ہوئے آتا ہی لشپت پر ساحر و غیر ساحر چلے آتے ہین حیران محو دیدار ہو کر بڑھ نگاہ در چلی جا رقدم گینڈا شنکول کا تین
قدم مرکب سکندر کا ہٹا شنکول نیزہ تان کر سامنے آیا کہا ای جوان حربہ پہلے تو کرلے میرے حربے سے تو
نہ بچیگا تجھ ایسے معشوق وضع کا زیر کرنا البتہ مشکل ہی سکندر نے کہا ہمارا یہ دستور نہین جب تمھارے حربے
سے بچینگے تو پھر ہم بھی حربہ کرینگے ہم آپ زمانے کے دھا جتھران ہین شنکول ہنس پڑا کہا خوب غرور آپکے
دماغ مین ہی ابھی سب حال کھل جائیگا شنکول نے نیزہ مارا آپسمین نیزہ چلنے لگا دونون لشکر مثل آئینہ حیران
قضاے کار یہ شیر تو لڑ رہے ہین دونون لشکرون سے صداے احسنت و آفرین بلند قاسم نوجوان جو عقب مین اپنے
فرزند کے نکلے تھے یکہ و تنہا صحرا طے کرتے ہوے جاتے ہین چرخ خار اشکن پہلوان راہ مین اسکا قلعہ تھا فوج لیکر نکلا قاسم نے
اسکو دو دن کی کشتی مین زیر کیا وہ بہ صدق مسلمان ہوا ساٹھ ہزار فوج و اسباب تزک ہمراہ لیکر رہ نوردی کرتے ہوے
اور راہ مین آیندہ و روندہ سے خبر گرفتاری ابیرنجا سنی نہایت ملول ہین جلدی کرتے ہوے آتے ہین مگر یہان شنکول و سکندر
کہ یہ دونون جوان بعد نیزہ و تلوار کشتی مین مصروف ہوے دو دن گذر چکے کشاکش کے زور ہو رہے ہین مگر سب دیکھتے ہین
شنکول کے جی چھوٹ گئے ہین سکندر اسی طرح مصروف جنگ ہین کہ صحرا سے گرد اڑی قاسم آگے پہونچے قاسم
چرخ خار اشکن کے حسن و جمال دیکھکر سب دنگ ہوے قاسم ایک طرف آکے ٹھہرے نگاہ پڑی جمال جہان آرا
سکندر پر دیکھکر قاسم حیران ہوگئے چرخ خار اشکن سے کہا ذرا دریافت تو کر آؤ کہ یہ جوان کون ہی اور وہ دیو خصال کہان
سے آیا ہی باعث جنگ و جدل کیا ہی چرخ خار اشکن نے ہرکارے بھیجے وہ حال دریافت کر کے آئے عرض کی ای شہریار
یہ جوان حسین شہنشاہ زرین پوش شجر پرست کا فرزند ہی طلسم توڑنے آیا ہی آہن پوش جادو ملازم شاہ طلسم
براے مقابلہ نکلا ہی شنکول بھیجا ہوا شاہ طلسم کا آیا ہی دو دن سے اس جوان سے نیزے و شمشیر سے کام نہ نکلا کشتی ہو رہی ہی
قاسم بھی کھڑے ہوکر دیکھنے لگے دوپہر ڈھل چکی تھی سکندر ریل کر کے دوڑے دس قدم تک لیگئے شنکول پلٹا سکندر
ہٹتا ہوا چلا آتا ہی پانچ سات قدم ہٹکر قصد کیا کہ جم جاؤن سکندر نے جو بڑھا کر پاؤن رکھا وہان موش خانہ تھا گھٹنون
تک غرق زمین ہوگئے شنکول نے ہاتھ مارا کولا شاہزادے کا اُتر گیا مثل مردے کے زمین پر گر کے بیہوش ہوا قاسم
نے پکار کر آواز دی ای شخص کیا کرتا ہی وہ اپنے ہوش مین نہین سب نے دیکھا کہ اُسکا کولا اُتر گیا ہی گرفتار نہ کر شنکول
نے خیال بھی نہ کیا جب تو قاسم نے شبرنگ زہرہ جبین کی پشت پر کوڑا مارا گھوڑا اطرارہ بھر کے بیچ مین پہونچا
سینہ سپر کر کے سامنا کیا اُسکو جو پیدل دیکھا گھوڑے پر سے کود پڑے کہا او مکار یہ قد و قامت اور یہ حماقت
کہ اسکا تو کولا اُترا تو چاہتا ہی گرفتار کرلون ہم کبھی اسکو قبول نہ کرینگے شنکول نے کہا ہم تمھارا بھی یہی حال کرینگے
قاسم نے قبضے پہ ہاتھ ڈالا شنکول نے ٹھنڈی سانس بھر کے کہا ای جوان افسوس ہی کہ مین دو دن سے اس شیر سے
لڑ رہا ہون بلاے روزگار ہی کوئی پیچ کا توڑ اُٹھا نہین رکھا جب تو مین غنیمت سمجھا کہ اسکو اسی حال مین گرفتار کر کے
لیجاؤن اب مجھ مین طاقت جنگ نہین ہی مگر تجھسے ناچار لڑونگا مردہ بھی میرا تم انیسون پر بھاری پڑیگا قاسم نے

ہاتھ روک لیا کہا اے شنکول اب پلٹ جاؤ مین تھکے ہوے سے نہ لڑونگا اگر زیر کر لیا تو کہینگے شنکول مین طاقت نہ تھی تھک چکا تھا بس بدنامی کیا ضرور ہے اب جا کر آرام کرو آسودہ ہو کل صبح کو میدان مین آؤ ہمارے تمھارے مقابلہ ہو شنکول نے کہا بہتر گینڈے پر اپنے سوار ہو کر پلٹا ادھر قاسم کی رگون مین جوش مارنے لگا سکندر کو گود مین اٹھا کر ہوادار پر سوار کیا شہنشاہ سے کہا ہم تمھارے فرزند کو لا تھما دینگے شہنشاہ بہت خوش ہوے کہا آپ کے آنے سے بڑی قوت ہوئی اگر آپ نہ آتے یہ ملعون فوراً گرفتار کرتا ہمارا کیا زور تھا قاسم اکیلے بارگاہ سلطان مین آئے خود کو لا تھمایا پٹیان باندھدین جب سکندر کو آرام ہو چکا آنکھین کھولدین اپنے بالین پر شیر بیشۂ صاحبقرانی کو پایا دل ہلنے لگا قلب کو قوت روح کو راحت حاصل ہوئی جھککر سلام کیا قاسم نے کہا اٹھو نہین ایسا نہو ٹانکے ٹوٹ جائین سکندر نے نہ مانا کہا حضور بے ادبی ہے آپ کا نام نامی اسم گرامی کیا ہے تشریف لانے کا کیا باعث ہوا باتین کرتا ہے مگر حیران حیران چہرے کو دیکھ رہا ہے کبھی کہتا ہے کیون اے سکندر اگر یہ نہ ہوتے وہ ملعون کاریگر لیجاتا انھون نے آکر بچا لیا قاسم نے کہا اے شیر بیشۂ جرأت

نظم

مین کیا بتاؤن تجھے کون خستہ تن ہون مین
غریب و بیکس و بے یار و بے وطن ہون مین
نہ بلبل چمن نہ گل نورسیدہ ہون
اس موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون

شعر
چہ گویم از سر و سامان خود کہ نیست
چون کاکل سیہ بختم پریشان روزگار * مر خانہ بر دوشم *

اسطرح سے یہ شعر قاسم نے بحسرت پڑھے کہ سکندر رونے لگا کہا حضور واسطہ اپنے دین و مذہب کا مفصل حال فرمائیے بات کو نہ بڑھائیے مجھے اپنا نیاز مند سمجھیے قاسم نے کہا شاید تمنے نام سنا ہو زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان اسکا مین پوتا فرزند رستم فی الحال میرا فرزند ایرج نوجوان جاکر طلسم نور افشان مین قید ہوا مین اسکی رہائی کو جاتا ہون راہ مین یہ پہلوان چرخ خار شکن مجھسے لڑا مین نے زیر کیا بصدق مسلمان ہوا مگر اسوقت تمکو دیکھکر اسقدر طبیعت کو محبت ہوئی جی چاہتا تھا کہ اپنی جان لڑائیے تمکو دشمن کے ہاتھ سے بچائیے شکر ہے کہ وہ پلٹ گیا کل صبح کو سر میدان زیر کرونگا لشکر کو پراگندہ کرونگا سکندر نے گھبرا کر کہا مین نے آپ کا نام سنا مشہور ہے شمالیہ باختر مین بڑے بڑے پہلوان تھے سیف الملک صف شکن تیغزن جرأت مین اسکا مثل نہ تھا آپ اسکی بارگاہ مین گھس گئے اسکی دختر کا سوال پورا کیا یہ آپ ہی کا کلیجہ تھا ہم نے یہ دفتر دیکھا ہے کیا کیا کارہاے نمایان کیے گنجاب پر روئین تن مارے جنکے لشکر کے سامنے کوئی نہ ٹھہر سکتا تھا بہرام فلک کو ستاتا تھا قاسم نے سر جھکا لیا چونکہ شہنشاہ زرین پوش تخت پر متمکن تھے قاسم کچھ نہ کہہ سکے مگر ہاتھ پکڑ کے تکلیف کے خیمہ مین آئے کہا اے برادر ایک بات کہتا ہون مگر خلاف نہ گذرے یہ معرکے گذر چکے ہین اور بڑے بڑے فتور ہو چکے تمھارا مذہب شجر پرستی دیکھکر تر اتر ہے مین خیال کرتا ہون کہ تمھاری صورت ایرج نوجوان سے بہت ملتی ہے خال و خط مین فرق نہین ہے دوسرے یہ زلفین خلیلی حال مہر و رگ ہاشمی ہمارے خاندان کی نشانی ہے آج تک دوسرے خاندان مین یہ شرف نہین گیا ہم حیران ہین کہ تمھارا یہ مذہب تم اسکو بے تکلف دریافت کرنا کہ تھا مولود و مسعود کا کیا سلسلہ ہے سکندر نے سر جھکا لیا کہا حضور کی بات کا جواب دینا مجھکو مناسب نہین ہے مین بخوبی آگاہ ہون مادر مہربان زندہ ہین ہر کس و ناکس سے یہی سنا کہ انکے بطن سے پیدا ہوا قاسم نے کہا اچھا اسکو پھر اپنے طور سے دریافت کرنا اور مشکل یہ ہے کہ ہمارے خاندان مین باپ بھی بہادر بیٹا بھی صف شکن شہنشاہ زرین پوش صرف بادشاہ ہین جرأت و شوکت کا نام نہین سپاہگری سے انکو کام نہین تمھاری وجہ سے یہ دن نصیب ہوا ملک لیتے پھرتے ہین سکندر نے کہا یہ اعتراض بہت بجا ہے مگر خداوند شجر کی قدرت مین کیا دخل یہی مناسب جانا یہ تدبیر کہاں کی مگر مین ضرور بموجب ارشاد فیض بنیاد اس امر کو تحقیق کرونگا یہ باتین نہین

کہ شہنشاہ آگئے قاسم خاموش ہو رہے سکندر نے کہا ای شہریار آپ کے لشکر والے پریشان ہونگے اگر خلاف نہو براے خیر خواہی عرض کرتا ہون تشریف لیجائیے بوقت سحر میدان مین اُس سے مقابلہ کیجیے گا یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی شنشاول نے طبل جنگی بجوا دیا سکندر نے کہا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے قاسم نے کہا اب صبح کو ہم مقابلہ کرینگے سکندر نے کہا بہت خوب آپ کو اختیار ہی مین آپ کے ارشاد مین دخل نہین دے سکتا قاسم نے کہا ہم تمھارے ہی لشکر مین آج شب کو رہینگے صبح کو اُس ملعون سے مقابلہ کرینگے سکندر نے کہا آنکھون پر میرے واسطے شرف حاصل ہوا آپ مجھے سرفراز کرین قاسم کے واسطے چھپر کھٹ درست کرایا قاسم بعد خاصہ کھانے کے چھپر کھٹ پر آئے سکندر خدمت مین مصروف ہوے جب شاہزادہ آرام کر چکا سکندر اپنی خوابگاہ مین آئے جواہر نے سب حال بیان کیا کہ قاسم یہ فرماتے ہین ای جواہر مین نے بھی جب سے اس شہریار کو دیکھا یہی جی چاہتا ہی قدمون کو بوسہ دون گرد پھر دون جواہر نے کہا ای شہریار اس مقدمے مین مجھے بھی تردد ہی نہین معلوم اسکا کیا باعث ہی مین ایک امر اور عرض کرتا ہون کل ایک کتب فروش آیا تھا ایک کتاب مین دیکھا لفظ بالاباختر لکھا تھا مین نے اُسکو اُٹھا کر دیکھا ای شہریار یہی شیر دلیر دربند جالندریہ پر جا کر مکر مین اکوان وکیوان کے پھنسے اُسنے قید کرکے باختر کے روانہ کر دی جرأت یہ تھی کہ لقا نے حکم دیا اس جوان کو چاہ ماران مین پھینکدو چاہ ماران کیا ہی ایک غار عظیم الشان لقا نے کھدوایا اُسمین ماران سیاہ و اژدران آتش فشان و عقرب ہاے نشتر زن بھر دیے ہین اُسکا نام جہنم چاہ ماران رکھا جب لقا نے یہ حکم دیا کہ اس جوان کو چاہ ماران مین پھینکدو تمام عالم اس شیر کو سمجھاتا تھا کہ لقا کو سجدہ کرو مگر کیا ثابت قدمی ہی کسی کا کہنا نہ مانا زنگیان آدمخوار نے قفس آہنی مین انکو بند کیا ایک لٹھے مین پنجرے کو باندھا مثل منجنیق کے قفس بلند ہو کر وسط سما پر پہونچا زنگیون نے قفس کو ہلایا قفس لٹھے سے جدا ہوا اُلٹتا پلٹتا طرف چاہ ماران کے چلا اژدران آتش فشان نے منھ کھولدیے کہ یہ کیا شی آتی ہی گرے تو اسکو دہن مین لین اسوقت قاسم کی بیقراری مگر خدا کی قدرت کہ ایک دیو ملکہ فریشہ سلطان کا اُسطرف سے گذرا قفس اُسنے اُٹھا لیا قفس کو لیکر وہ دیو بالاے کوہ دو شاخ آیا انکو قفس سے نکالا تصویرین ان جوانون کی اس معاملے سے پیشتر آچکی تھین ملکہ گیتی افروز دختر لقا تصویر انکی دیکھکر عاشق ہو چکی تھی اپنے باغ مین انکو لائی اُسی باغ سے رات کو جا کر لشکر لقا کا ایک کرور چوراسی لاکھ سوار کی چھاؤنی تھی کمال جرأت یہ ہی کہ اُس لشکر پر شبخون مارا استقلال تیرہ روز پہلوان لشکر لقا کو قتل ہوتے قتل کیا لڑ بھڑ کر نکل گئے پھر اُس باغ مین آ بسے ملکہ گیتی افروز نے کہا ای شہریار آپ نے غضب کیا اگر کوئی آپ کو دیکھ لے کہ لڑ بھڑ کر میرے باغ مین آ گئے کیسی خرابی ہو براے خدا یہ باغ نہایت وسیع ہی برسون مین بھی کوئی آپ کے حال سے آگاہ نہو گا مگر اس شیر نے معشوق کا کہنا نہ مانا اُسی طرح شب کو جاتے تھے جا کر شبخون مارتے تھے ایک پہلوان نامی کو مار کر نکل آتے تھے بعد چالیس روز کے لشکر کشیان ہوئین اُنکے چچا بدیع الزمان جا کر پہونچے صاحبقران زمان مرد دیندار ہین لشکر جو انکا تباہ ہونے لگا ایسے ایسے لڑے کہ دشمنون کے دانت کھٹے کر دیے کوئی ان شیرون کے مقابلے مین نہ آتا تھا بارہ برس بالاباختر پر لڑائی ہوئی اس شیر نے بڑے نام کیے کیا کیا کام کیے کوئی اس شیر کا ہم نبرد نہین ہی صاحبقران سے شاہزادہ بدیع الزمان پسر حمزہ تینون ایسے جری و بہادر ہین انکے انکی حشمت رہتی ہی انھون نے بھی بڑے بڑے کارنمایان کیے سبحان اللہ ایسے ایسے لڑے کہ اب تک اُس ملک کے رہنے والے ان شیرون کے نام سے تھراتے ہین بڑے بڑے پہلوان ان شیرون کے مقابلے مین نہین آتے ہین بہت سے طلسمات فتح کیے قاسم نے ابتدا مین طلسم افراسیابی کو فتح کیا بڑے کر و فر سے آئے بدیع الزمان سے تکرار ہوئی بہ مقدمہ ونگل رستم بدیع الزمان رنجیدہ ہو کر

نکل گئے بڑی کوشش سے طہمورس دیوبند کو فتح کیا بارہ سلطنتون کا ایک طلسم سے مال نکالا اژدر کو مارا اقبال بار زرد پوش بنکر ملک بر بر پر آئے قاسم سے مقابلہ کیا آخر نقاب بدیع الزمان کی اُٹھی صاحبقران بڑے اعزاز و اکرام سے لشکر مین بدیع الزمان کو لائے بدیع الزمان نے غرض کی غلام چاہتا ہی کہ انصاف ہو جائے لشکر انکا دور اُترا تھا امیر نے رخصت کیا بدیع الزمان اپنے لشکر مین آئے اُس رات کو شاہزادہ بدیع الزمان کو ملکہ گوہر تاک طرف سخان کے لیگئین انکے عقب مین قاسم بھی گئے سخان مین بڑے معرکے پڑے شاہزادہ بدیع الزمان ہمراہ حلیم فاروس دربار گنجاب مین آئے شاہزادۂ خاور سیاہ ہمراہ ہمایون بن شداد و دربار گنجاب مین پہونچے ان دونون شیرون کی لڑائیان دفتر کوچک باختر مین مندرج ہین اگر حضور ملاحظہ فرمائین تو مین نے کتب فروش سے دفتر منگایا ہی غلام بھی جب مسلمانون کو دیکھتا ہی دل کو رغبت ہوتی ہی ملاقات کی خواہش دل مین خود بخود کاہش کیونکر اسکو دریافت کرون خیر اب تو طلسم نور افشان فتح کر لیجیے پھر سمجھا جائیگا جواہر زیر پلنگ سو یا سکندر نے آرام کیا مگر شنگول صحرائی کہ اسکو اپنی جرأت پر بڑا ناز تھا دو دن سکندر سے کشتی لڑا جی چھوٹ گئے معلوم ہوتا تھا ہاتھ پاؤن ٹوٹ گئے چپکا بارگاہ مین آکر بیٹھا پہر رات گئے اسنے آہن پوش کو بلوایا کہا ای شہنشاہ جو مجھکو گمان تھا وہ خلاف ہوا یعنے یہ چھوکرا سکندر کل فنون مین طاق شہرۂ آفاق ہی دو روز میرے اُسکے کشتی ہوئی کسی مقام پر اُسنے کمی نہین کی اب مجھے ڈر تھا کہ پھر دو پہر مین باندھ لیجائیگا مگر لات و منات نے اپنا فضل شریک کیا کہ اُسکا گولا اُترا میرا پردہ رہگیا ورنہ خرابی تھی دل کو بہت بیتابی تھی اب یہ جوان جو آئیگا اُس سے زیادہ صاحب جرأت ہی طاقت مین بھی اُس سے زیادہ معلوم ہوتا ہی چہرے سے آثار جلالت آشکار ہین کیونکر وعدہ نہ کرتا میری جرأت مین فرق آتا تھا اب صبح کو اُس سے وعدہ ہی ضرور میدان مین نکلیگا مین اُس سے نہ لڑسکونگا اگر نہ جاؤنگا تو بدنامی ہوگی شوکت مین خامی ہوگی اب مین حیران ہون کیا کیا جائے آپ ساحر زبردست ہین بادشاہ قلعہ آہن حصار ہین راستہ روکنا آیند و روند کا طرف سے شاہان طلسم کے آپ کے سپرد ہوا ہی اب آپ کیا فرماتے ہین مین حیلے سے شکار کے چلا جاؤن دامن صحرا سے منھ چھپاؤن یا دریا مین گرون آبرو بچاؤن چادر آب اوڑھون اب مجھکو کچھ نہین پڑتا آپ کی صلاح پر موقوف ہی آہن پوش نے کہا مین کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتا ہون ایک سحر مین سبکو پھنسا سکتا ہون چونکہ تم برائے مدد آئے مین نے تامل کیا ورنہ مین آپ نکلتا سحر سے مقابلہ ہوتا مین نے اس لڑائی کو ٹالا ہوتا اب یہ رائے ہی کہ مین نکلونگا سحر و ساحری کی لڑائی ہوگی تم تماشا دیکھنا شنگول نے کہا یہ بہت خلاف ہی کہ مین سامنے کھڑا ہون میدان مین نہ نکلون وہ جوان بہت طعن و تشنیع کریگا مجھسے نہ سُنا جائیگا قلب تھرائیگا میرے نزدیک یہ بہتر ہی کہ شبخون مار کے انکو بھگا دو مین بھی شب تیرہ و تار مین ساتھ چلونگا لڑونگا ہزارون کو قتل کرینگے مسلمانون کے پاؤن نہ ٹھہرینگے یہ رائے آہن پوش نے بھی پسند کی اُسی وقت قرنا ہوئی لشکر تیار ہوا چار غول کرکے طرف لشکر سکندر کے چلے یہان سب غافل ہین قرطوس زمیندار طلائے کی گشت پر پھر رہا تھا کہ صحرا سے روشنی معلوم ہوئی یہ آگے بڑھا چاہتا تھا پوچھون کون آتا ہی آہن پوش نے بڑھکر اپنے نام کا نعرہ کیا ایک گولہ اُسپر اسم سحر پڑھکے مار دیا وہ گولہ آکے لشکر کے کنارے پر پھٹا کئی آدمی زخمی ہوئے شنگول بھی تلوار کھینچکر گرا قرطوس انکا زخمی ہوا ساتھ والے اسکے خوب خوب لڑے جب چار غول چار طرف سے آگرے آخر قدم نہ رُک سکے بھاگنے لگے مگر قرطوس گرتا پڑتا خیمہ سکندر پر پہونچا اندر آکر آواز دی ای شہریار جلد اُٹھیے لشکر دشمن شبخون آیا طلائے والے زخمی ہوئے سحر بھی ہو رہے ہین شنگول صحرائی بھی اپنی فوج کو لیے ہوئے لڑ رہا ہی ہزارون آپ کے ملازم کام آئے جلدی کیجیے

مگر اپنے کو بچائیے گا اگر مناسب ہو میرے مکان مین چلکر مخفی ہو جیے ایک میرا بھائی آہن پوش کا نوکر ہی اسنے کہلا
بھیجا تھا کہ ای قرطوس تم یہان چلے آؤ اب لشکر شحیر پرستان قلم ہو گا بیخ تک نہ باقی رہیگی مگر مین نے نہین قبول
کیا آپ کے یہان موجود رہا وہ اپنے مکان مین چھپا لیگا سکندر نے کہا لاحول مین یہ ننگ گوارہ نہ کرونگا نکل کے لڑونگا
الغرض یہ ہوا قاسم کی بھی آنکھ کھلی پلارک کے قبضہ پر ہاتھ رکھکے باہر نکلے دیکھا سکندر زرین پوش پشت مرکب پر سوار آمادۂ
حرب و پیکار قاسم نے کہا ای شیر بیشۂ جرأت ان تیرہ بختون نے بڑا ظلم کیا رات کو شبخون آئے مگر جواہر کو بھیجو ساحرون
کو ہوشیار کرین ساحر ساحرون سے لڑین ہم تم فوج شنکول پر جا پڑین ابھی لڑائی کو سنبھال لینگے گھبراؤ نہین یہ تدبیر سنکر
سکندر خوش ہو گیا جواہر کو حکم دیا کہ ای جواہر جا کر شاہین و نسیم کو ہوشیار کرو شبخون کی خبر دو جواہر ادھر چلا گیا
قاسم نے مرکب بڑھایا شبرنگ ایسا طرارے بھرتا ہوا چلا سامنے فوج شنکول صحرائی کے آکر نعرہ کیا نعرۂ قاسم

ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ — زنم تیغ برابر و نیزہ بہ ماہ
آفتاب مشرق دین پروری — شہسوار لال پوش خاوری
سکندر منم مالک تخت و تاج — ز ترک فلک می ستانیم باج
زآب دم تیغ شستم زمین را — ہمہ یافتہ شد بہ زیر نگین دگر

سکندر نے بھی بڑھ کر نعرہ کیا نعرۂ سکندر
مگر سکندر نے دیکھا قاسم نعرہ کر کے غول مین فوج شنکول
کے در آئے لڑتے ہوئے چلے مگر سکندر بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہی کہ قاسم نے مہلکہ ڈالدیا کفار بھاگے بھاگے پھرتے ہین
مگر سحر آہن پوش چل رہا ہی جدھر متوجہ ہوا صفین کی صفین درہم و برہم کر دین شنکول بھی اسی طرح لڑ رہا ہی قاسم
لڑتے ہوئے سامنے شنکول کے پہونچے ڈانٹا کہ او نامرد اسی منہ پر دعوی جرأت تھا او سیاہ رو رات کو شبخون مارا
الغرض ہم ابھین بھی زندہ نہین ہین تو نے سکندر کو بے وارث سمجھا ہم آپہونچے اب تلوار چلے جوہر جرأت کھلے شنکول
پلٹ پڑا قاسم سے تلوار چلنے لگی سکندر ملاحظہ کر رہے ہین اپنے رفیقون سے کہتے ہین خدا اس شیر کو شر
اس ہیجا کے بچائے وقت شب حریف بے ادب کہ دیکھا شنکول نے دو دستی تیغہ مارا قاسم نے تلوار کو تلوار پر
لگا لیا تھا جیسے ہی وہ تلوار مار کر پلٹا قاسم نے نعرۂ شیرانہ کر کے ہاتھ تلوار کا مارا شنکول نے سپر کو چہرے کی پناہ
کیا مگر دل سے کہتا تھا نام سپر ہی ایک پرکھچی ہوتا اڑ جاتا اس وار کو نہ روکتا یا اس جوان کو نہ ٹوکتا تیغۂ برقتاب گرا
ابر سپر کے ٹکڑے اڑادیے سپر کو کاٹکے خود و دو دلبغہ عرقچین زرہ ٹوپ کو کاٹ کرتا دو ابرو تیغہ پہونچا شنکول
گھبرا گیا زخم سر بگڑے کے جواب مین تیغہ مارا قاسم نے خالی دیا پھر ہاتھ تیغۂ پلارک افراسیابی کا مارا سر گنبذ سے تا
اڑ گیا میان شنکول گرے قاسم نے چاہا پامال کرون مگر اسکے ساتھ والے ٹوٹ پڑے پانچ چار مصاحبون نے
سینہ اپنے سپر کر دیے مگر شنکول کو اٹھایا ایک ہوادار پر ڈالا شیر کے سامنے سے صید کو لے بھاگے سکندر
اچھل پڑا بے اختیار پکار اٹھا ای شیر بیشۂ صاحبقرانی جرأت و شوکت مین لاثانی کس کس سے یہ ہاتھ تلوار کا مارا
سپاہی ان چوٹون کو سمجھتا ہی کہ یہ وار کہین خالی جاتے ہین شیران دشت آپ کے نام سے تھراتے ہین ہم نے اس
رنگ سے کسی کو لڑتے نہین دیکھا جواہر برابر کھڑا تھا کہا تجھکو قسم ہی خداوند شجر کی سچ کہ یہ جو مین جھوٹ کی باندھی ہوئی
مین وہ نامرد کیا روکتا مقابلہ کرتے ہی کیسا گھبرایا آئینۂ شمشیر مین جلوۂ عروس مرگ نظر آیا آخر سر خود و سر کا زخمی ہوا
اسکے مصاحبون نے جان دیکے بچا لیا کس کس پہلوان کو اس مقام پر مارا شنکول کا چچا بہلول فیلدر انسان
اکا ہے کو دیو تھا وہ آپکے برس پڑا کیا جو مین اسکی خالی دی ہین نگاہ کیا لڑتی ہی مرکب کی سواری کو دیکھ سیری جمی ہی
گویا میخ آہن کو نصب کر دیا گھوڑے کا طرارے بھرتا ہوا سے بھی چند قدم آگے جاتا ہی دریا کی روانی دیکھتا ہی
جواہر نے کہا ای شہریار حقیقت مین ایسا فنون سپاہگری کا مشتاق شہرۂ آفاق غلام کی نگاہ سے آجتک نہین گذرا

یہ شیر بیشہ جرات ہین یکہ تاز میدان جلالت ہین انکی کیا تعریف کرین صفت انکی جرأت کی ممکن نہین کتابین ان لوگونکی صفت مین مملو ہین شیران جنگ جو ہین یہ سردار و عیار قاسم کی تعریفین کر رہے ہین اُدھر شاہین و نسیم و گلشن و ضمیران شاہ وغیرہ جو اُٹھے باہر نکل کے ہنگامہ سحر دیکھا گولے مارے لڑنے لگے نسیم نے ابر سحر بنایا شاہین بلند پرواز نے ہزارون جانور چھوڑے گلشن نے اپنے رنگ جمانے کو پھول برسائے جھونکے ہوا سرد کے چلے ساحر دیوانے ہونے لگے جسکی نگاہ جمال بمثال نسیم پر پڑی وہ ساحر جھوم گیا گریبان چاک کیا شعر عاشقانہ پڑھنے لگا مخمسہ

دم رفتار حسین حشر پہ غضب ڈھاتے ہین | شور محشر کے جلودار چلے جاتے ہین | ہم تو پامال ہوے جاتے ہین گھبراتے ہین
پاؤن تک زلف کو لٹکائے ہوے آتے ہین | آپ کیا آتے ہین ساتھ اک بلا لاتے ہین

کل سے مقتل مین یہ سنتے ہین وہ آج آتے ہین | ہر بسمل سے دل سینے مین گھبراتے ہین | کشمکش شوق سے تنگ آکے یہ فرماتے ہین
ملک الموت کو ہمراہ لیے جاتے ہین | آج ہم کوچہ قاتل کی خبر لاتے ہین

تربت پہ کسی کے لیے تشریف اگر لاتے ہین | بزم ماتم مین نیا رنگ جما جاتے ہین | فاتحہ جب کوئی پڑھتا ہی تو گھبراتے ہین
مرے پھولون کی صبا سے جو خبر پاتے ہین | پہلے پھولون سے وہ گل پھول کا پر ہوتے ہین

گو تشنگی کے سخن لب سے وہ فرماتے ہین | چہرہ زرد سے احباب بھی گھبراتے ہین | نزع کے وقت زبان پر یہ سخن لاتے ہین
رخصت ای حسرت دل جان سے ہم جاتے ہین | قد کے ہمراہ قیامت وہ لیے آتے ہین

ای صبا دہ خبر آمد یار آہو بچی | پردہ گوش مین گلبانگ ہزار آہو بچی | آفت صبر و شکیب دل زار آہو بچی
خیر باشد کہ جنون خیز بہار آہو بچی | جانب دشت مرے پاؤن کھنچے جاتے ہین

مہ کنعان سے زیادہ ہی جمال محبوب | مصر دل مین ہی مکین مہر خیال محبوب | چرخ چارم سے اُدھر نجم وصال محبوب
ہی تمازت یہ جو خورشید جمال محبوب | پان انگیا کے ای دھوپ مین کملاتے ہین

ای صبا بعد فنا چاہیے گلشن مین مزار | عوض چادر ہر قد ہون گلون کے انبار | قمریان سوگ مین ہون نوحے مین سرگرم ہزار
خوب لوٹی ہی گلستان شہادت کی بہار | روز ان زخمہ سے ہم روز ہوا کھاتے ہین

نارپستان سے لاکھیل ہی حسین کا اُنکے | خوب چکھا ہی مزہ سیب ذقن کا اُنکے | خط اُٹھا یا ہی بہت ہمنے سخن کا اُنکے
غبغب دان بچکے لیا بوسہ دہن کا اُنکے | پہ مثل سچ ہی کہ جو ڈھونڈھتے ہین پاتے ہین

غیرت سالک گہر کہتے ہین ہم دندان ہین | دست پر نور سے موسی بھی سدا حیران ہین | پان سے ظاہر نہ دکھائے اثر مرجان ہین
کیا خط سبز ہی کیا خوب لب جانان ہین | خضر کا طور مسیحا کے نشان پاتے ہین

تیغ حسرت سے یہان زخم جگر چھلتے ہین | رعب سے حسن کے دل ہلتے جگر ملتے ہین | دیکھیے عید کے دن کسکے گلے ملتے ہین
سرمہ لیتا ہی حنا لیتی ہی گل کھلتے ہین | دیکھیے رنگ شب وصل وہ کیا لاتے ہین

مانع حسن بیان وصل کی شب شرم و حیا | ٹھٹھین سیکڑون کین ایک بھی فقرہ نہ چلا | نطق نے سوچ کے فرمایا خموشی کی ہی جا
بات کیا کیجیے منھ بند ہی رکھنا اچھا | بوسہ جب مانگیے ہونٹھون کا وہ فرماتے ہین

حسرت وصل سے کیونکر نہ رہے دل مغموم | اسقدر چشم اشارت سے ہوا ہی مفہوم | مدعا دل سے غم و درد و الم ہی مقسوم
ای تمنائے شب وصل ہمین کچھ معلوم | لینے آتے ہین وہ ہمکو کہ ہمین جاتے ہین

تہنیت شہر خموشان کو سنا دیتی ہی | چلنے والون کو یہ رستے سے لگا دیتی ہی | صاف راہ عدم آباد دکھا دیتی ہی
نعش بیچارے کے کاندھے پہ صدا دیتی ہی | قرہ ای اہل فنا ڈاک مین ہم آتے ہین

سرخ روئی کا کوئی وصل میں دم بھرتا ہی | کوئی دم بھر میں لہو تھوک کے ہان مرتا ہی | کوئی مرجانے کا الزام وہان دھرتا ہی
کوئی محفل مین گلوری جو طلب کرتا ہی | بوسے بیڑون کے وہ باتون کو چبا جاتے ہین

سرکف عشق سے ہین حور و ملک جن و بشر | داغ سینہ کے نہین ہیچ حوادث کی سپر | کوہ مین تیشہ تو ہین اس عشق کا ہوتا ہی گذر
ہوس ناوک قاتل مین لگاتے ہین یہ پر | سینے تانے ہوے مرغان ہوا جاتے ہین

نرگس باغ سے ہردم نہ ملائین آنکھین | شوخ چشمون سے مناسب ہی چھپائین آنکھین | صورت اشک ترا سے نہ گرائین آنکھین
آپ بادام سے ہرگز نہ لڑائین آنکھین | دیکھیے دیکھیے انداز حیا جاتے ہین

آپ کو باد صبا رشک چمن کہتی ہی | اور نسیم سحری غنچہ دہن کہتی ہی | سنیے بلبل سے جو اے مشفق من کہتی ہی
کان مین جھنکار کے نزاکت یہ سخن کہتی ہی | کیا پری آپ ہین سائے سے بھی ڈر جاتے ہین

اب زبان روکیے اچھی یہ نہین بے ادبی | گر یہی غصہ ناحق ہی نہ آئینگے کبھی | ایسی رنجش کبھی کانون سے کسی نے نہ سنی
تیوری کیون چڑھتی ہی کس واسطے ہی یہ خفگی | تا نہ آنا درہے آپ کا ہم جانتے ہین

سرگذشت دل درویش نہین سنتے ہین | ہی غضب حال بداندیش نہین سنتے ہین | ماجراہاے کم و بیش نہین سنتے ہین
قصۂ درد دل ریش نہین سنتے ہین | غیر کیا جانیے کیا کان مین کہ جاتے ہین

پھول مقصود کے گلگشت چمن دیتی ہی | خال سے حسن کی کھیتی ہمین تل دیتی ہی | آتش نالہ محبت کی ابل دیتی ہے
آہ سوزان خبر سوزش دل دیتی ہی | تار برقی پہ سب اخبار پہونچ جاتے ہین

چلتی ہی کوچہ سفاک مین صمصام اجل | بڑھ کے چنگیز و ہلاکو سے ہی ایسا نام اجل | قابل دید ہی آغاز سے انجام اجل
حلقۂ کاکل و مژگان کجی ہین پیغام اجل | پھانسی وہ دیتے ہین یہ دار پہ کھنچواتے ہین

وہ حسین کیا ہوے دنیا مین نہ تھا جنکا جواب | مصر و کنعان کے گل سب ہوے ویران و خراب | حسن یوسف کا نگاہون سے اڑا صورت خواب
اسکا دنیا مین رہا ولولۂ عہد شباب | دیکھیے دیکھیے جوبن یہ ڈھلے جاتے ہین

کج زبان کہین سنبل ہین بل گیسو کے | ماہ نو کیسے کجی مین ہین یہ خم گیسو کے | آئنہ اور حلب ہین نگران اس رو کے
حلقہ ہی ہر مژہ مین قطرے ہین آنسو کے | ایسے موتی وہ انہین کانون مین تلواتے ہین

کاش حاجت دل سایل کی روا ہو نقد | حسن کے گھر سے عطا نقد ہی سفنا ہو نقد | وعدۂ وصل کسی روز وفا ہو نقد
پھر تو اے بادشہ حسن عطا ہو نقد | ہم گدا ہین ترے کوچے مین بھی آجاتے ہین

دیکھیے دیکھیے سینہ ہی سپر بندے کا | شوق سے کاٹیے تلوار سے سر بندے کا | خاک تودہ کو ہی موجود جگر بندے کا
دیکھیے دو ہی قدم پر تو ہی گھر بندے کا | آ کے کترائے ہوے آپ کدھر جاتے ہین

باغ ہستی سے دل زار نے منہ موڑا ہی | موج راکب ہی اگر رخش فنا گھوڑا ہی | سلسلۂ الفت گیسو کا نہین چھوڑا ہی
فرقت حسن صبیحان مین جو دم توڑا ہی | آب کافور سے مردہ مرا نہلاتے ہین

جان غواص کی لے گوہر نایاب وصال | کم نہین خواب زلیخا سے ہی یہ خواب وصال | چرخ مین تلاطم بحر رہتا ہی دولاب وصال
صورت خضر ہین جو تشنہ لب آب وصال | ڈوب کر چاہ ذقن مین وہی مرجاتے ہین

پیاس سے خضر کا دل سخت بتنگ آیا ہی | کھینچکر سلسلۂ شوق ادھر لایا ہے | غرق ہونے کے لیے چاہ ذقن پایا ہی
دل جو آب دم شمشیر پہ لہرایا ہی | جامۂ زیست ہم اس گھاٹ پہ دھلواتے ہین

لی کسی عاشق دلخستہ نے راہ صحرا | کسی جانباز کو کہسار کی خوش آئی ہوا | گلبدن شاد ہین عشاق ہین پابند بلا

اپنی اپنی ہے یہ تقدیر گلہ کب اُس کا | یان وہ کھاتے ہین ہم خونِ جگر کھاتے ہین
ساتھ جاتے ہی کی روح حزین کو تل مین | ای اجل کیون نہو مقتل کی زمین ہل چل مین | کٹتے ہین شوقِ شہادت کو سرا پیدل مین
تیرہ مجنون کا چٹاتے ہین لہو مقتل مین | لب خنجر پہ لہو تا وہ جما جاتے ہین
لشکر فکر کا ہی مملکتِ دل مین ورود | ای فراق ایسی جگہ کیجیے کیا گفت و شنود | گل گلزار سخن ہی یہ غزل پڑھو تو درود
گو نہین فکر سفر مین ہی فراغت مقصود | حکم نواب کو آنکھون سے بجا لاتے ہین

اسطرح کے اشعار پڑھکے تلوارین کھینچین اپنے گلے کاٹے تڑپا کیسا جو سحر مین پھنسا اپنی جان پر کھیلا مبہوت ہوکے مرا خاک بھی بہ باد فنا اڑ گئی نسیم نے اشارہ کیا جھونکا ہوا سے سرد کا چلا سب خاک اڑ کر غائب ہو گئی ایک ساحر منصور جادو پشت پر نسیم کے کھڑا تھا اُسکی شامت جو آئی پشت پر سے نسیم کے تیغ سحر مارا سر ملکہ کا زخمی ہوا آفتاب تابان پردہ شفق مین پنہان ہوا قطرات خون روے زیبا پر ٹپکے پلٹ گئے منصور مغرور کو دیکھا ایک طائر شاخ نخل پر بیٹھا زمزمہ سرائی کر رہا تھا ملکہ نے پکار کر آواز دی ای طائر گلشن عشق و محبت تو دیکھتا ہی کہ اس جوان نے مجھپر مکر سے تیغہ مارا وہ طائر زمزمہ سرائی کرتا ہوا اڑا سر پر منصور کے چرخ مارا ایک آہ کی آواز دی منہ سے شعلۂ آتش نکلا جلکر طائر خاک ہوا وہ خاک سر پر منصور رنجور کے گری منصور نے گریبان چاک کیا مبہوت ہوکے یہ اشعار دردآمیز حیرت انگیز پڑھنے لگا نظم

دشمن ترے ہزارون مین تجکو خبر نہین
آنکھون کے تارے ڈھونڈھتے رہے ہین مگر نہین
کمسن ہو تیز تیز تمھاری نظر نہین
ایجان مرا سنج ہی دردِ جگر نہین
ہم سا ہی آدمی ہی اگرچہ رقیب بھی
کچھ عاشقون کا چاک گریبان سحر نہین
بچ جاؤن مین تو دور نہین کچھ شب فراق
رستے مین لوگ چلتے نہین مین سحر نہین
دیکھا بھی ہو کسی کو جو ہم سا تو جانو قدر
اٹکا ہوا خدنگ ہی دردِ جگر نہین
آنکھون مین تو ہی دل مین ہی تو دھیان مین ہی تو
جسکے ہر ایک گھونٹ مین غم کا اثر نہین
وقفہ شب وصال کا بس کچھ نہ پوچھیے
ہمنے کٹی کی ہی تمسے یونہین مختصر نہین
کس آسرے پہ مر گئے ہین کشتگان شوق
اپنی خبر تو لو جو ہماری خبر نہین
کاٹی شب وصال تو دیکھے دم مجھے
تم حور ہو بہشت مین شام و سحر نہین

ہاے ہاے مرے لہو مین تو ہاتھ اپنے بھر نہین
امید رات کٹنے کی اب عمر بھر نہین
ان ہچکیون کا رخنہ کوئی کارگر نہین
مر کر ہواے زلف مین اڑتی ہی میری خاک
یہ دل نہین یہ جان نہین یہ جگر نہین
فردا کا وعدہ کس کو یہ سمجھائے جاتے ہو
اس بیوفا کا دم ہی امید سحر نہین
صورت دکھا رہا ہے جو ہو خرچ نقد جان
بیدید ہو وفا کی تمھین کچھ نظر نہین
مستانہ چال چلتے ہین رستے مین بےخطر
وہ کون سا محل ہی جہان تیرا گھر نہین
روندا گیا ہی دھر ادھر دم جو کوفت سے
برق شرر فشان نہین عمر شرر نہین
سچ ہی مگر ہمارے واسطے بت بنگیا ہی تو
مرنے کے بعد مخبرون کی خبر نہین
سب کی نظر مین کھٹ گیا دیوانہ پن مرا
طرہ سنو کہ ہوتی ہی وقت سحر نہین
انداز گھر مین جو رکھے ہین ڈھب پری کے ہین

منظور جو حسین ہی وہ پیش نظر نہین
ہی چاندنی مگر شب غم کی سحر نہین
مجھ ہجر اس کی ہی یہی زندگی کی شکل
اب بھی سمجھے کشاکش غم سے مفر نہین
یارب یہ اہل دید کو فرحت ہی کس لیے
سمجھیگا کیا وہ جسکو امید سحر نہین
چھپ کر تو رات آنے تھے اسوقت جاتے ہو
ہم عاشقون کو نفع و ضرر پر نظر نہین
یہ ہمسر رات دن کی قیامت ہی چارہ گر
میری خبر ہو کیا انھین اپنی خبر نہین
ارباب درد مین وہ مٹے عیش ہی حرام
ظالم جما ہوا یہ لہو ہی جگر نہین
اب آج یہ دماغ ہوا شان کبریا
یہ آنکھین دیکھنے کی ہین ظالم نظر نہین
بدنام ہو رہے ہو رقیبون کے واسطے
دنیا مین کوئی عیب سے بڑھکر ہنر نہین
مجکو بلائے جاتے ہو کسوقت آؤن مین
یہ بات آدمی کے لیے ای قمر نہین

یہ اشعار پڑھتا ہوا طرف ملکہ کے دوڑا اور رستون سے سر ٹکرایا خاک اٹھا کر منہ پر ملی ہوش نا درست اگر کسی نے پوچھا

کیون بھائی منصور مزاج کیسا ہی کیا کسی پر عاشق ہو کہتا ہی بھائی عشق کیسا عاشقی کسکا نام ہی دل اپنے قابو مین نہین جی چاہتا ہی صحرا ے نجد کو جائین بھائی مجنون سے ملاقات کرین یا فقیر بنکے اُنکی قبر پر بیٹھتے کبھی تو خواب مین آتے اُنسے احکام شریعت محبت پوچھتے اُنھون نے اس کوچے مین ایسا کام کیا عاشقان صادق مین خوب نام کیا مین نے اخبار مین دیکھا ہی کہ اُس عاشق صادق نے آنکھین اپنی حدقۂ چشم سے نکال کر قبر لیلی پر چڑھا دین مگر اُسوقت قبر لیلی کی شق ہوئی مجنون اُس قبر مین سما گیا شاید خواب مین آکر کوچۂ ثابت قدمی سے آگاہ کرتے ہم بھی یونہین جان دے کر مرتے شاید اس معشوق پر بھیرہ کو رحم آتا اس سنگ دلی کو دیکھتے ہو کہ جا رہ آنکھین نہین کرلی کیا کسکے سمجھاؤن کیونکر پاس جاؤن یارو ہماری سفارش کرو ہماری جانب سے گزارش کرو کہ عاشق جان مرتا ہی اسکے حال زار پر رحم کرو ہر شخص اسکے حال پر روتا ہی کوئی کہتا ہی ای منصور ذرا ہوش مین آؤ دل کو سمجھاؤ تمسکو کیا ہو گیا یہ سنکر روتا ہی اور کہتا ہی

نظم

آفتاب حشر پر ہی انتقام اسکا جو ہم
توسن عمر روان تا گرم ہو رفتار مین
تو حسین ہی گھر مین اُسکا اٹھنا ممکن نہین
جا ے نالہ نکہت گل ہی مری منقار مین
آتش رنگ حنا سے رقص مین رکھتی ہی ہاتھ
موت ہی بحران کامل عشق کے آزار مین
سیکڑون گردن کے ڈورے کھیچے اُسپر نثار
پڑ گئے مین پیاس سے کانٹے زبان خار مین
کیا عجب تار کفن بنجائین گر تار نگاہ
سحر ہی گفتار مین اعجاز ہی رفتار مین
بد نما ہی کیچلی جب تک ہی جسم مار مین
مشک بھی تھوڑا چھڑک دو مرہم زنگار مین
مثل شانہ عشق گیسو مین ہوا ہی چاک چاک
بلبلین ہین دام مین آوارہ گل بازار مین
کب چھٹی ایذا رسانی موذیونکی بعد مرگ
چلتے چلتے پڑ گئے چھالے تری تلوار مین
ساقی کو ترپلاتا ہی مئے خم غدیر
سو ہین جوہر ایک تیغ ابروے خونخوار مین
جین کرتے ہین کسی کے سایۂ دیوار مین
مردمک دانہ ہی بہر مرغ دل تو دام مین
ماہ کنعان کو بھیرا یا حسن نے بازار مین
جا رہا ہی کوے جانان مین رقیب روسیاہ
سیکڑون بل پڑ گئے موے میان یار مین
دیکھکر چشم تر عاشق کو یہ کہتا ہی وہ
بارہ کا ڈورا وہ ہی قاتل تری تلوار مین
پھیرے ہر نا سور دو ہین خونفشانی کے لیے
جان نکلی ہی بدن سے حسرت دیدار مین
آفتاب عارض تابان نظر آتا نہین
حسن ہی موباف سے دو چند زلف یار مین
کور گر آنکھین ہون مین روتا ہون کم ممکن نہین
تار گیسو سے نگین ٹانکے دل افگار مین
جو کہ مین خونخوار انکو سنج دنیا مین نہین
استخوان لگتا ہی ظالم کا ہر اک سوفار مین
آفتاب حشر بھی مجکو بچا کر جائے گا
مست ہون ناسخ مئے عشق احمد مختار مین
ورنہ وہ بیکار ہی ہو بال جس تلوار مین
دمبدم کوڑے لگاتا ہو مین برق آہ کے
نشئے کے یہ لال ڈورے چشم مست یار مین
برگ گل ہر ایک پر ہی غنچۂ گل ہی قفس
زاغ نے باندھا ہی اپنا آشیان گلزار مین
غسل میت جسکو کہتے ہین وہ ہی غسل شفا
قطرۂ شبنم مین جام نرگس بیمار مین
بھرکے مشکین آبلون کی آپ بلوا دیجیے سبیل
اور آنکھین ہین کسی کی روزن دیوار مین
مار ڈالا بات مین ٹھوکر سے زندہ کر دیا
سایہ سان پھرون پڑا رہتا ہون کوے یار مین
میرے دل مین ہی غم خال خط جانان کا داغ
ہوتی ہی اکثر سفیدی ابر دریا بار مین
ہی اثر کس کی نگاہ تیر رستہ پرداز کا
خندہ ہی موجود جب دیکھو لب سوفار مین
راہ خونریزی مین او قاتل جو رکھا ہی قدم
سونیوالا ہون کسی کے سایۂ دیوار مین

بعض اسکے حال پر روتے ہین بعض ہنستے ہین بعض آوازے کستے ہین منصور جادو اسی حال مین سر پٹکتا ہوا سامنے نسیم آلشتو کے پہونچا اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا ملکہ نسیم کو بہت ناگوار معلوم ہوا پکار کر آواز دی او منصور رنجور کیا چاہتا ہی اسنے ہاتھ باندھکر عرض کی مین بندہ جان نثار ہون اب بہت بیقرار ہون اپنی غلامی مین قبول فرمایئے ملکہ نسیم نے کہا اگر مرتا ہی تلوار تیغ اسنے تلوار کھینچی گلے پر رکھی کہا خفت نہ کھینچنا تلوار کو کھینچ لے اُسنے تلوار کھینچی گردن کٹ گئی تسمہ لگا رہا اسکے مرتے ہی اندھیرا ہو گیا سنگباری برفباری ہوئی بعد عرصہ دراز آواز آئی گشتی مرا نام من منصور جادو بود بھیم

نسیم نے ہوائے گرم کا سحر کیا سیکڑون ہیلگئے بھاگے بھاگے پھرتے ہین کبھی منھ کے بھل گرتے ہین کچھ بن نہین پڑتا ایک طرف ضمیران
نے دل اُلٹ دیے لڑ ولڑ کے بدلے بھاگو بھاگو کی صدا ہی شاہین و آہن پوش کا سامنا ہوا آہن پوش نے بڑے بڑے
سحر کیے مگر شاہین نے دفع کر کے ایک دستک دی برق چمکی سر پر آہن پوش کے گری سراسر زخمی ہوا ساری افسری بھولا
یہ بھی بھاگا اب آگے شنکول صحرائی کا تعقب کیے ہوے قاسم و سکندر جاتے ہین اُدھر آہن پوش زخمی ہو کر بھاگا شاہین
و گلشن اسکے پیچھے چلے آتے ہین اور ہمراہی جادوگرنیان تو تیان مارتی آپس مین قہقہے ہنستی جہان وہ لوگ پلٹے سو دو سو کو مارا پھر آگے
بڑھے آہن پوش لاکھ چاہتا ہی رکون پھر جمکے لڑون مگر بھاگی ہوئی فوج کب رُکتی ہی یہی حال شنکول کا ہی چاہتا ہی فوج کو روکون
پھر لڑائی جمے مگر تھمنا غیر ممکن ہزارون اسکے ساتھ کے مارے گئے کچھ پکڑے گئے شکست فاش جان بچانے کی تلاش قضائے کار
سحر العجائب و مصر الغرائب دونون بھائیون نے یہ قاعدہ اختیار کیا ہی کہ آٹھوین دن گشت کرتے ہین دس بیس کوس
گئے دیکھا بھالا پلٹ آئے دونون بھائی تخت پر سوار جا بجا کی سیر کرتے ہوے راہ مین بہت سے مسافر مار ڈالے جسکو راستہ
چلتے دیکھا ایک بھائی نے کہا شاید یہ عیار ہو ایک نے ماش کا دانہ پھینک مارا وہ بیچارہ غریب جلکے رہگیا کہ یکایک انکے کان
مین آواز ہاہو کی پہونچی ایک طرف شعلے بھڑک رہے ہین مرنے کی ساحرون کے صدا بلند اُسی طرف تخت بڑھایا آگر آہن حصار
پر دیکھا کہ لاکھون لاشے پڑے ہین آہن پوش و شنکول صحرائی زخمون مین چور چور بھاگے جاتے ہین لشکر حریف چڑھتا ہوا چلا
آتا ہی ہر چند یہ لوگ چاہتے ہین جمکر لڑین شکست سے بچین مگر نا ممکن بس ان دونون نے آسمان سے یہ معرکہ دیکھا اول نگاہ
جمال جہان آرائے قاسم نوجوان پر پڑی کہ جوان شیر صولت رستم شوکت کس بانکپن سے لڑتا ہوا آتا ہی کہ اُس شیر کے نعرون سے
طبقہ زمین کا تھراتا ہی چرخ زبرجدی لرز جاتا ہی ایک جانب شہزادہ سکندر خورشید علم فوج دشمن کو سرنگون کرکے بڑھا ہی
ان دونون نے آسمان سے نعرہ کیا او آہن پوش او شنکول نامرد یہ کیا حماقت ہی ایسے بھاگے کہ لشکر کی تباہی کی خبر نہین
جرأت کا دل پر اثر نہین اور ضمیران پر بڑا غضب ہی پکار کے آواز دی او بے نامرد تو نے اس جوان کی کیون شراکت کی
اب میرے ہاتھ سے کہان جائیگا سر کا بال توڑ کر یا سامری کہکر جھٹکا دیا زنجیر آہنی جگر تیار ہوئی طرف ضمیران کے وہ زنجیر پھینکی طوق
آہن بنکر گلے مین ضمیران کے پڑی اور اُڑا کے لیچلی شاہین نے جو دیکھا کہ ضمیران گرفتار ہوا بے اختیار ہو گیا تاب ضبط
باقی نہ رہی جھپٹکے کارد سحر پھینک ماری زنجیر کٹی ضمیران طرف زمین کے چلا سحر العجائب نے جو یہ سرکشی شاہین کی دیکھی وہی
زنجیر شکست کہ زمین پر پڑی تھی اُسی کو اشارہ کیا گلے مین ضمیران و شاہین کے پڑ گئی گلشن دوڑی کہ شوہر کو رہا کرے دفعۃً ایک طائر
پیدا ہوا گرد سر گلشن پھرا چیخ ماری منھ سے شعلۂ آتش نکلا وہ طائر جلکر خاک ہوا وہ خاک شانون پر گلشن کے گری پر پرواز
پیدا ہوے اُڑتی ہوئی چلی جا کر زنجیر پر ہاتھ مارا خانۂ زنجیر مین خلل ہوا اُسی سے ایک طوق پیدا ہوا گلے مین گلشن کے بھی پڑ گیا
نسیم نے جو ماں باپ کو گرفتار دیکھا بیقرار ہو گئی چمک کر آدھی ہونے لگی ہوائے گرم چلی اُف اُف کرکے اُلٹ گئی جب یہ چارون
ساحر گرفتار ہوے ایک زنگی گوشۂ صحرا سے پیدا ہوا ایک تخت کا پایہ تھامے ہوے اُسی تخت پر اُس زنگی نے چارون کو ڈال لیا
ایک تو مرد بالائی ہوئی آہن پوش بھی رُکا سحر کرکے فوج والون کو غرق زمین کر دیا قاسم و سکندر نعرے کر کے بڑھے مصر الغرائب
نے آواز دی ای جوانان صف شکن ای تہور شعاران تیغ زن بس اب آگے نہ بڑھو اسی کیفیت سے ہمارے ساتھ چلو دونون
جوان مبہوت ہو کر چپ ہو گئے سحر العجائب و مصر الغرائب نے تخت نیچا کیا ایک طرف قاسم ایک طرف سکندر جسطرح
کوئی اپنے افسر کے ساتھ چلتا ہی تلوارین تو نیام مین کرلین باگ ہاتھ مین لیے ہوے گھوڑون کو اڑاتے ہوے جرأت اپنی دکھاتے
ہوے ہمراہ تخت سحر العجائب و مصر الغرائب کے ہو لیے غیر ساحرون کو بھی آہن پوش نے غرق زمین کر دیا سحر العجائب نے
کہا اپنے مقام پر جا اگر کوئی شخص بہ ارادۂ طلسم کشائی آئے خبر دار ما بدولت کو ضرور اطلاع کرنا آہن پوش اپنے ملک کی طرف چلا

سحر العجائب و مصر الغرائب ان چھؤن آدمیون کو ساتھ لیکر اپنے مقام پر آئے وہان آکر قاسم نے دیکھا کہ ہمارے سافد کے ساحر وغیر ساحر ایک رسن مین سب بندھے ہوے غول کے غول سب کھڑے ہین یہ عجائب و غرائب دیکھکر چلے تھے کہ صاحب سلامت کرین کہ آہنگر آکے موجود ہوے ہتھکڑیان بیڑیان لیے ہوے سحر العجائب نے کہا اے جوانو یہ زیور تمھارے واسطے آیا ہی اسکو پہنو دونون نے ہاتھ بڑھا دیے ہتھکڑیان بخوشی پہن لین بیڑیان آہنگرون نے پنائین ان دونون کو سلسل و مطوق کرکے الگ کیا چارون جادوگرون کو بُلا کر بہ عتاب خطاب کیا تم لوگون کو اپنے سحر پر بڑا ناز ہی اگر بادولت زبان ہلا دین تو زمین کو آسمان پر پہونچا دین ہم وہ ہین کہ ہمنے کوکب کو قید کر لیا لاچین کو دام مکر مین پھنسایا اور کسکی کیا حقیقت ہی چارون کی زبان مین سوزن دیے اب قاسم و سکندر و شہنشاہ زرین پوش سلسل کھڑے ہین کہ شاخسار جادو منظر با دیدہ گریان روتی ہوئی آئی کہا حضور عجب معرکہ گذرا ایک خیمہ مین ایرج ایک خیمہ مین قہار قید ہی قہار نے بیتابی مین کچھ شعر پڑھے اور بران کا نام لیا ایرج نوجوان کہ بران کے شوہر ہین اُنہون نے منع کیا کہ او بیحیا کیا بکتا ہی خبردار اگر ایکی مرتبہ نام لیگا زبان تیری کاٹ ڈالونگا وہ بھی تو بادشاہزادہ پہلوان زبردست ہی کچھ جواب سخت دیا ایرج کو بہت ناگوار ہوا سحر مین مبتلا نہ تھا قید توڑ کر قہار پر جا پڑا ایک تھپیڑ مارا کہ قہار بیہوش ہو گیا اُس شیر نے چاہا تھا چھاتی پر چڑھکر سر کھینچ لون مین ہلڑ سنکر دوڑی جا کر بچایا سحر کرکے ایرج کو بھی قید کیا اس سرکشی کی کچھ سزا دینا چاہیے یہ سنکر غصے مین سحر العجائب نے کہا میرے سامنے لاؤ ابھی سزائے معقول دونگا شاخسار جا کر سر زنجیر تھامے ہوے سامنے لیکر آئی ایرج نے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی قاسم نے جو پلٹکر دیکھا ایرج کی نگاہ پڑی اُسی حال مین سلام کیا قاسم کی آنکھون سے اشک حسرت ٹپک پڑے ایرج بھی روتے ہوے سامنے آئے باپ بیٹے کو بیٹا باپ کو اس حال پُر ملال مین نہ دیکھ سکے مگر خاموش جب بران نے دیکھا کہ ایرج نے شب کو قہار کو مارا صبح کو شاخسار یہ کہکر چلی کہ شب کی بے ادبی کی سزا ہوگی بہت بیقرار ہوئی اسقدر روئی کہ جل تھل بھر دیے کوکب نے پکار کے کہا بیٹا ہم مجبور و ناچار ہین جو فلک ظلم دکھائے دیکھو مگر دل سے یہی یقین ہی کہ اس طلسم کا فتاح بھی آئیگا ان سرکشون کو مٹائیگا یہ مصیبت ہماری ضرور رنگ لائیگی تقدیر کیفیت دکھائیگی بران شمشیر زن نے کہا اے والد نامدار

غزل

رونا اس بات کا ہی ہو جب
لوچی گئے جو آکے کہا تے مر کہین
تم کیون کسی کے درد جگر کی دوا ہوے
مُدت سے دیکھتا ہین غیرون کے ساتھ بھی
گم ہو گیا جو ایک کبھی دس سوا ہوے
افسوس دل لگاتے ہی بے لی نقصانے جان
بُت بنگئے کسی کے کسی کے خدا ہوے

قدمون سے ہم لگے ہوے تھے یا جدا ہوے
اچھی گھڑی کے کوسنے ہمکو دعا ہوے
پہونچے جو آپ تک یہ سلوک آپ ہی کا تھا
جو لیکے نکلے تھے اِدھر اُنکو وہ کیا ہوے
حاصل ہمارے دل کے لگانے کا دیکھنا
تیری ادا اُن کے کبھی نہ حق سے ادا ہوے
کیسے ہزارون ناز تھے جس دل پر اے جلال

مہندی تھے اُنکے پانون کی یا نقش پا ہوے
شاکی ہی اک زمانہ کہ ملتے نہین کہین
رہبر تھی بیخودی جو ہم اتنے رسا ہوے
کیا خاک مین ملائیگی اسمان اس وصل
اہل وفا تھے چند کروہ بے وفا ہوے
اپنا ہی جانتا ہی تھین گبر ہو کہ شیخ
دل کیا ہوا وہ آپکا وہ ناز کیا ہوے

اسطرح کے اشعار مصیبت آثار ملکہ بران نے پڑھے اور ملک کے روئین ملکہ ناہید اور کوکب بیقرار ہوگئے مگر حقیقت مین آج سحر العجائب نے اسواسطے بُلایا ہی کہ ایرج کو قتل کرون جب ایرج نے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی ان دونون بیحیاؤن کو انتہا کا غصہ ہی پکار کر آواز دی او نوجوان نبیرۂ حمزہ خوف نہین کرتا بادولت کے سامنے نام خدا نادیدہ لیتا ہی ایرج نے کہا کیا جھک مارتا ہی او نمک حرام بد انجام تو نے غضب کیا کہ جنکا نمکخوار تھا اُنکو قید کر لیا انشاء اللہ اسکا بدلہ ضرور ہوگا قاسم نے اشارہ کیا اے نور نظر و اے پارۂ جگر سخت کلامی نہ کرو اُنکے بس مین ہین انشاء اللہ یہ وقت بھی گذر جائیگا دونون باپ بیٹے چور و لیے سحر العجائب نے کہا جلاد کو بُلاؤ وزرا نے عرض کی حضور غصہ نہ کرین ربط و ضبط کو کام فرمائین انکی باتون پر غصہ نہ کیجیے یہ اپنی

پچ

جان سے بیزار ہین مرنے پر تیار ہین بقول سعدی ہر کہ دست از جان بشوید ہرچہ در دل آید بگوید گران دونون نے کچھ جواب نہ دیا یہی کہے گئے جلاد کو بلاؤ جلاد خنجر بکف آیا کہا کیا حکم ہوتا ہی کہا ان دونون کے سر کاٹ لو اسبہ دولت کے سامنے ہرزہ بانی کرتے ہین خود جان دینے پر مرتے ہین اب انکا قتل ہی کر ڈالنا مناسب ہی قید خانے مین بے ادبی کی جلاد نے چبوترا ریت کا بنایا گردن پر کوئلے کا حلقہ دیا قضائے کار جیسے ہی جلادون نے حکم اوّل پوچھا مصر الغرائب نے کہا ان قتل کردا در قیدیون کے مقدمے مین سمجھا جائیگا یہ بڑے سرکش ہین قہار کو مار ڈالا ہوتا اسکی یہی سزا ہی یہ جواُنہون نے کہا یہ قصر بڑا وسیع ہی عمارت رفیع ہی ایک کنگرہ قصر کا زمین پر گرا کئی سو ملازم دب گئے وزیرون نے کہا حضور دیکھیے کنگرۂ قصر بلا وجہ گرا کئی سو ملازم شاہی دبے خلاف قانون طلسم مناسب نہین ہی ایسا نہو کچھ اور آفت برپا ہوجائے یہ تو کاہن طلسمی سمجھا کر گیا کہ تین برس کی اس طلسم مین میعاد ہی خلاف میعاد کسی کو آپ قتل نہین کر سکتے سحر العجائب نے غصے مین جھڑک دیا کہا پرانا کنگرہ تھا بوسیدہ ہوگیا گر گیا کیا ہم کسی بات مین عاجز ہین ہمکو سب طرح کا اختیار ہی ہمارے طلسم مین کیا طلسم کشا آگیا کیا ہمارے ہاتھ پانؤن مین مہندی لگی ہی خود ہم جاکر گرفتار کرینگے اب تو خود ہفتے مین ایک مرتبہ جاتے ہین آج اگر گرفتار کرلائے یہ چارون ساحر ایسے زبردست تھے کہ در بند آہن حصار فتح کرلیا ہوتا ہم عین وقت پر پہونچے ساحرون کو زبان نہ ہلانے دی سحر بھی نہین کیا اشارون مین پکڑ لیا ورنہ یہ لوگ بڑے فساد کرتے کنگرے کے گرنے سے ہم ڈر جائین یہ ذکر تھا کہ برق چمکی کاہن طلسمی گھبرایا ہوا آیا کہا ای شاہان طلسم آپ نے پھر کچھ خلاف کیا وزیر نے سب حال بیان کردیا کہ ان جوانون کے قتل کا ارادہ ہی کنگرۂ قصر گرا کئی سو ملازم دبے مگر شاہ نہین مانتے کاہن نے کہا بہت خلاف کرتے ہین شاخسار ہے کہا ان قیدیون کو لیجاؤ ہر چند سحر العجائب و مصر الغرائب نے کہا کاہن نے نہ مانا قیدیون کو روانہ کردیا راہ مین کئی مرتبہ قاسم نے ایرج سے حال گرفتاری کوکب پوچھا سکندر روشنا ہین ونسیم وگلشن وضمیران وشہنشاہ زرین پوش کو الگ لاکے قید کیا جب ایرج واپس آئے کوکب نے کہا ای فرزند کیا باعث تھا ایرج نے کہا شب کو جو مین نے قہار کو مارا اسی پر فساد برپا تھا خدا نے بچالیا ہی جی چاہتا ہی سب دوست احباب ساتھ ہون کوکب نے اشک حسرت بہا کر جواب دیا وہ دن بھی خدا دکھائیگا مگر ایرج نے رو رو کر زبان سے حال سکندر بیان کیا کہ کیا جری شاہزادہ ہی مگر اُسکے بزرگ شجر پرست ہین مقام تردد ہی بہران نے کہا ای شہریار ایسے وقت مین شکست کھائی کہ آپ کے فرزند کو خیمے مین دایہ چھوڑ آئی مین اسی جوان پر گمان کرتی ہون فراق مین اُس شیر کے مرتی ہون ایرج نے کہا بالکل میرا ہی سا معاملہ ہی دیکھیے کیا ہو یہ سب تو یہان قید خانے مین قید ہین کہ ذکر انکا وقت پر تحریر کیا جائیگا

دو کلمۂ داستان شوکت بیان پہونچنا صاحبقران زمان کا مع فوج قریب قلعۂ ابلیس پرستان و شروع جنگ از ابلیس خود پرست باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا خمسہ عوض ساقی نامہ مضمون موافق مقام داستان

کچھ ہی خبر کہان مری آہ جگر گئی
معلوم ہی تمھین کہ یہان کیا گذر گئی
کس کسکی جان آج اس انداز پر گئی
نیچی نگہ کو دیکھ کے اک خلق مر گئی
شوخی تمھاری شرم کی کیا کام کر گئی

بیخود ہوا ہون لاکھ مگر بیخبر نہین
ظاہر ہی جسطرف متوجہ ہی وہ حسین
ہر چند مین کہین نگہ یار ہی کہین
غافل نہ جان تو مجھے محفل مین ہمنشین
دل بھی وہین ہی جبکہ جدہر وہ نظر گئی

رکھتے تھے شام ہی سے ہم اندیشۂ سحر
کرتا تھا قتل دمبدم اندیشۂ سحر
تھا جان لینے کو نہ کم اندیشۂ سحر
ذکرِ حیا و خوفِ غمِ اندیشۂ سحر
ساری شب وصال اسی مین گذر گئی

دن زندگی کے ہجر مین کب تک بھرینگے ہم
مرگ ایسی کیا بلا ہے کہ جس سے ڈرینگے ہم
آئی اگر نہ موت تو کچھ کھا مرینگے ہم
خواہش ابھی ہے زیست کی پر کیا کرینگے ہم
مرنے ہی کی جو عشق بتان مین ٹھہر گئی

کیا جانے کوئی مرتبۂ عشق جز بر و
دیتا ہی یہ مجازِ حقیقت کی صاف بو
ذکر خدا سے کم نہین اُس بت کی گفتگو
زاہد مجھے تو عشق سے کرتا ہی منع تو
تیری عبادتون سے طبیعت نہ بھر گئی

رکھتا ہون تجھسے یون تو اُمیدین بڑی بڑی
جب چاہے آکے سہل کرے عشق کی کڑی
جی جاویگا مگر ہوئی آسان جو یہ اڑی
آنا ہو مجھکو مرگ تو آنا اُسی گھڑی
جب وہ کہے کہ نعش عدو کی کدھر گئی

کیا بد بلا ہی یہ شبِ فرقت جہان مین
اس سے سوا نہین کوئی آفت جہان مین
ایسی مہیب کسکی ہی صورت جہان مین
آہی چکی تھی ہائے قیامت جہان مین
لیکن شبِ فراق کی ظلمت سے ڈر گئی

کتنی ہی کم یہ رات ہو ای چرخ فتنہ گر
کچھ غم نہین ہی اسکا ہمین قصہ مختصر
مرہی گئے تو صبح جدائی سے کیا خطر
ہر چند موت آئی شب وصل مین مگر
دل کو خوشی ہی اس سے کہ فکر سحر گئی

جب تھا یہی کہ دید کے مشتاق ہو گئے
آئے کبھی نہ آپ مین یون ہوش کھو گئے
کبھو مجھے جلال انہین کا ہیکو گئے
کافر بتون کے ایک ہی جلوے سے ہو گئے
تو آپ ہی بتاؤ وہ طاعت کدھر گئی

بچہرہ مرحلہ پیمایان منازل جنگ و جدل وگام فرسایان صحرای پرآفت و راہ پردغل نظم
کجا بودم اکنون فتادم کجا
عنان سخن شد زچنگم رہا　　دگر بار در گفتگو آمدم
بہ دیدار نیکان نکو آمدم　　نشست آورم بار دیگر بجوش

بہ فرمان حی الذی لایموت　گذارش خدمت ناظرین کیا تھا کہ جب زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر عالی شان حمزہ صاحبقران نے سواد نگار مین قبضہ کیا اور خبر ملی کہ مینا نگار بھاگ کر پاس اپنے خداوند کے گیا اور اُسنے بھی لشکر قلعے سے باہر نکالا ہی یہ خبر سنکر صاحبقران نے بہرام کو حکم دیا لشکر تیار ہوا طرف قلعۂ ابلبیس پرستان کے چلے ابلبیس کو خبر ہوئی کہ صاحبقران یہان آتے ہین براے ملاحظۂ لشکر اسلام ایک بلندی پر آکے بیٹھا مینا نگار پہلو مین مہتر زود رفت پشت پر گمس پرانی کر رہا ہی ذکر لشکر اسلام و ریش ابلبیس کہ رہا ہی قدرت تقدیر معقول کرینگے ایک دن مین سب مسلمانون کو مٹا دینگے زود رفت سر جھکائے درست درست کہ رہا ہی یہ خبر ملی کہ امیر نے سواد نگار کو اسلام آباد کیا اپنی طرف سے حاکم وہان مقرر کر دیا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک پہلوان وضع پشت مرکب پر سوار اٹالہ بارگاہ کا لیے ہوے آکے پہونچا ابلبیس نے کہا یہی حمزہ ہی زود رفت نے کہا ابھی حمزہ کہان یہ چین کا شاہزادہ جوان حسین بہرام گرد بن خاقان چین بہرام آکر ٹھہرا انتیس ہزار سوار ساتھ تھے جابجا وہ اُترنے لگے دوسری گرد اُڑی عبد الجبار حلبی و عبد القہار حلبی بارہ ہزار فوج سے آکر پہونچے اس فوج کے آتے آتے شام ہو گئی جو جس مقام پر تھا وہین رک گیا ابلبیس اُٹھ گیا صبح کو آکے بیٹھا اب آمد سرداران شروع ہوئی گرتیس سپہر گردان و نعمان بن منظر و منظر شاہ یمنی و عامر شاہ رودباری و سیف ذوالیدین عالم لشکر عمدۂ منشی گری سے سرفراز ہین دس دس بارہ بارہ ہزار سوارون سے یہ سب آکر پہونچے پھر شام ہو گئی تیسرے دن پھر آکے بیٹھا پھر گرد اُڑی سرخیل وفاداران مقبل وفادار غلام امیر عالی وقار پشت پر بارہ ہزار غلامان زرین پوش تیر انداز بے بدل صف شکن تیغ زن دن بھر مین یہ بھی پہونچے چوتھے دن ابلبیس نے دیکھا پھر گرد بلند ہوئی دیکھا خواجہ عمرو صندوق عیاری پر سوار شاگرد چہار جانب سے گھیرے ہوئے قرولیان جلتی ہوئین کمند اندازی ہوتی ہوئی حقہ ہاے آتشبازی

چلتے ہوئے زود رفت نے کہا یا خداوند جب یہ عیار مارا جائے تب حمزہ کا زوال دولت ہو مسلمانون پر مصیبت ہو مین نے
چاہا تھا مار ڈالون مگر آپ نے ملک الموت کو حکم نہ دیا کہ اسکی قبض روح کرتا مجروح ہو کے رہگیا اب تو صحت پاچکا ابلیس نے
کہا مین تقدیر کر گیا اسکو بھی مٹا دونگا بعد دس دن کے ابلیس نے دیکھا طبل سکندری پر چوب پڑی زمین تھرائی ابلیس کے نیچے
کے قصر تھرا گئے دل کانپا ابلیس نے کہا ای پیغمبر نامرسل صاف تو یہ ہی کہ قدرت نے ان بندون کو پیدا کیا مگر تقدیر قبضے سے
نکل گئی قدرت انکی صورت دیکھنا نہین چاہتے اب تو آ گئے زود رفت نے کہا اگر آپکی عنایت ہوگی سب کو پکڑ لاؤنگا مقدم ان سب
مین عمرو عیار ہی بڑا مکار و غدار ہی حمزہ کے نام پر جان دیتا ہی ایسے ایسے مقام پر پہونچا کہ سب عیاریان میری بیکار ہوئین لیکن
اب ٹوک کر اسکو عیاری کرونگا یہان آفتاب آسمان عربستان آ کے داخل بارگاہ ہوئے ابلیس اپنی بارگاہ مین آیا سترہ سو
ساحران نامی گرد آ کے جمع ہوئے ابلیس نے کہا یارو مین مسلمانون کو مٹانا چاہتا ہون تقدیر میری تدبیر تمھاری کوئی ایسا
سردار ہی کہ ان سب پر آفت لائے قیصور شعبدہ باز نہایت حیلہ ساز ہی اپنے دنگل سے اٹھا کہا یا خداوند مین جا کر تدبیر کرتا
ہون قلعے مین نہ رہونگا لشکر مین بھی میرا پتہ نملیگا ایک پہاڑ پر سے جا کے سحر روانہ کرتا ہون اسطرح کا سحر کرون کہ اگرچہ لاکھ
حمزہ ہون ایک زندہ نہ بچے ابلیس خوش ہوگیا کہا ای قیصور خوب بات سوچی قیصور نے کہا سات دن اسی پہاڑ پر مین
رہونگا سختی سہونگا ساتوین دن ایک مسلمان کا بھی نام نہوگا مگر اتنی عنایت چاہیے کہ کھانا و شراب و کباب وغیرہ مجھکو تا
پہاڑ پر پہونچے ساتوین دن چلا آؤنگا زود رفت سے وعدہ ہوگیا کہ شاگردون سے اپنے پہونچا دونگا قیصور ایک تخت پر سوار ہو
اسباب سحر بہت سا رکھ لیا پہاڑ پر آ کے بیٹھا خون خوک سے چوکہ دیا روئی کے گالے نکالے انسان کی کھوپری مین پانی
بھر کے رکھا پسلیون کا انسان کی چرخہ بنایا اسکو گردش دینے لگا انسان کی کھوپری سے قطرے پانی کے اڑتے روئی کے
گالون پر گرتے ہین وہ لکہ ہاے ابر بنکر طرف لشکر اسلام کے چلے جاتے ہین یہان صاحبقران بارگاہ حشامی مین جلوہ فرما
ہین کہ دیکھا لکہ ہاے ابر آسمان پر آئے ہوا ٹھنڈی چلنے لگی سردارون نے عرض کی ای شہریار سنا ہی کہ اس حوالی مین ابر گندہ
بہت برستا ہی امیر نے فرمایا خواجہ خیمون کو درست کراؤ بارگاہون کی طنابین کھنچوا دو فراش ہر مقام پر موجود ہی ذکر تھا کہ تیزی
ہوا کی بڑھی ابر نے لشکر کو گھیر لیا پانی برسنے لگا لشکر مین غلغلہ ہوا اس زور سے پانی برسا کہ خیمے بہنے لگے ہوا کی تیزی پانی بڑھتا جاتا ہی
جدھر سپاہی انتظام کو جاتے ہین بالو کے کرارے گر رہے ہین جو گیا ڈوب گیا یہ نکلا کہ گر کے اس پانی مین کیا ہوا احباب لاکھون
بہہ رہے ہین عمرو نے جو یہ معاملہ دیکھا گھبرا کے بارگاہ سے نکلا اسی پریشانی مین بیرون لشکر آیا جی مین کہتا ہی ای عمرو شاید یہ کسی کا
سحر ہی دیکھیے کیا گذرے پہر رات رہے ایک نخل کے سایے مین کھڑے ہو کر دیکھا ہر طرف ابر نہین ہی صرف لشکر ہی پر چھایا
ہوا ہی ایک طرف سے لکہ ہاے ابر امنڈ کر آتے ہین اسی ابر مین آ کے ملتے ہین تب ابر کو زور ہوتا ہی لشکر سے فریاد کی صدا آتی ہین
سپاہی رو رہے ہین بھائی کو بھائی پکارتا ہی باپ کو بیٹا للکارتا ہی ایک ہنگامہ برپا ہی سمجھ مین نہین آتا ہی کہنے والے کیا کیا کہہ رہے
ہین جفائین سہہ رہے ہین سپاہیون کو ڈوبتے دیکھا کوئی گرا کوئی ڈوب کے مرا کوئی بھاگا بھاگا پھرتا ہی کوئی الجھ کے گرتا ہی منھ
نے پناہ پانی مشکل کر دی ہی پانی کا جوش ہر ایک کو اپنی آبرو کی پڑی ہی ہر ایک یہی کہتا ہی زندگی گئی مگر موگی قہر الٰہی محیط
ہی جب عمرو نے دیکھا ستارۂ سحری چمکا صحرا کی جانب چلا مگر فقیر کی شکل بنا ہوا دیکھا ایک طرف سے گرد اڑی دو پیک بچے
ایک کے ہاتھ مین گلابیان شراب کی اور ایک رومال مین شیرمالین وغیرہ باندھے ہوئے جاتے ہین عمرو نے بڑھکر سوال کیا بابا فقیر بہت
بھوکا ہی کتا جو ساتھ ہی کسی طرح چپ نہین ہوتا چپ ہونے کی یہی تدبیر ہی کہ ایک روٹی فقیر کو دو جب عمرو نے بہت گڑگڑا کے مانگا تو
ایک نے پیسا نکال کے پیش کش کیا کہا شاہ صاحب یہ تو حاضر ہی عمرو نے کہا بابا یہ فقیر جمع کرنے کو نہین مانگتا ہی بھوک کے مارے
بات نہین کی جاتی ایک روٹی اس رومال مین سے فقیر کو دیدے اسنے کہا شاہ صاحب ایک روٹی کا دینا کچھ بات نہ تھی مگر یہ امانت ہی

عمرو نے کہا بابا فقیر کے دینے کو سب اچھا جانتے ہین صاف صاف کہدینا کہ ایک فقیر بھوکا ملا اُسکو ایک روٹی دیدی اور بابا
مین تارک لذات ہون مزے کی چیز نہین کھاتا عمل پڑھتا ہون یہ کہکے جیب سے ایک قوزہ قند کا نکالا کہا ایک دانا نے یہ
دیا مگر میرے نزدیک خاک ہی تم یہ لیلو ایک روٹی دیدو جب تو عیار نے دوسرے کو اشارہ کیا کہ فقیر بڑا بھولا معلوم ہوتا
ہی ایک روٹی دیکر قند لے لو مگر مزا ملیگا دوسرے نے اشارہ کیا دیدو اُسنے رومال سے روٹی نکال کے کہا شاہ صاحب لیجیے
فقیر نے خوشی خوشی قند دیدیا مکرار سکی روٹی لیکر کھانے لگا ان دونون نے قند کھایا دو قدم چلے تھے کہ بیہوش ہوکے گر پڑے
عمرو نے شراب کی بوتلون مین بیہوشی ملائی شیرمال کباب سب بیہوشی سے معمور کردیے دونون کو ہوشیار کرکے الگ ہوے
نظرون سے انکی چھپ گئے یہ دونون اُٹھے کہا بھئی ہمکو نیند کیسی آگئی دوسرے نے کہا بڑی دیر ہوئی چلو وہ گھبراتا ہوگا
صبح کا وعدہ تھا دن بہت چڑھ آیا آگے آگے وہ چلے پیچھے پیچھے خواجہ عمرو مگر نخلستان مین پہنچے ہوے کہ یہ دونون ہمکو نہ دیکھین
راستہ طی کرکے برابر پہاڑ کے پہونچے دیکھا اُنہون نے برسر کوہ ایک ساحر بیٹھا سحر کررہا ہی جیسے ہی یہ دونون پہونچے وہ ساحر
خفا ہونے لگا کہ تمنے پہلے ہی دن اسقدر دیر لگائی سات دن مین مجھکو مار ڈالوگے وہان لشکر حمزہ مین تلاطم ہی حمزہ ابھی
مین ہی بارش اصلی تصور کیے ہوے ہی ہزارون بندگان خدا غرق دریاے سحر ہوے آخر تمنے دیر کہان لگائی یہ کہکر قیصور کوزہ
لیکر اُٹھا کہا صاف صاف بتاؤ دیر کا کیا باعث ہوا دونون نے حال فقیر کا بیان کیا یہ سنکر قیصور کے ہوش اُڑگئے شراب
سونگھی بو بیہوشی کی آئی ایک کتا سامنے بیٹھا تھا اُسکو ایک ٹکڑا دیا وہ کھاتے ہی سر ٹپکنے لگا اور بیہوش ہوا جب تو قیصور نے وہ
کھانا و شراب کباب سامنے چشمہ تھا اُسمین پھینک دیا ایک ایک دانہ ماش کا دونون کو مارا دونون جلکر خاک ہوے ڈر
تھا کہ انمین عمرو نہو یون قتل کرون کہ کسی کو خبر نہو اب مطمئن ہوکے سحر کرنے لگا خواجہ عمرو ایک پتھر کی آڑ سے دیکھ رہے
ہین اور قیصور سوچ رہا ہی کہ ان دونون کو مین نے مارا دن بھر بھوکے پیاسے کیونکر دن گذریگا مگر حیران ہی کہ عمرو نے بیہوشی
ملاکر کھانا خراب کیا خود آخر کہان گیا یہ دونون شاگردان زود رفت بخطا مارے گئے دن بھر تو یہان کاٹون رات کو
چھپکر خدمت خداوند مین جاؤنگا کھانا کھا آؤنگا پتہ بتادونگا کہ کسی معقول شخص کے ہاتھ فلان پہاڑ پر بھیجیگا ایسا نہو راہ
مین کوئی اُفتاد پڑے اسی سوچ مین سحر بھی کم کررہا ہی کبھی اُٹھتا ہی کبھی بیٹھتا ہی ایک پہلو آرام نہین سحر مین کمی مزاج مین برہمی
خواجہ عمرو نے کنارے آکر رنگ روغن عیاری کا لگایا اپنی صورت کو بصورت مینا نگار بنایا دو پراٹھے اُسپر دو کباب
تُندہ بھنے ہوے ایک رومال مین لپیٹکر ایک درخت پر چڑھ گیا اس طور سے کودا کہ دیکھنے والے کو معلوم ہو کہ آسمان سے
سحر کرکے آئے ہین پسینے پسینے کچھ کپڑے پھٹے ہوے حیران پریشان قیصور نے جو مینا نگار نقلی کو دیکھا اُٹھکر سلام کیا پوچھا کہ
پیغمبر تم کیونکر آئے کہا اے قیصور میرا ملک مسلمانون نے برباد کیا سلطنت خاک مین ملی حضرت تو اپنی فکر مین رہتے ہین
جب تم چلے تھے تو مین نے ایک سحر تیار کیا تھا بیر کو بھیجا کہ جاکر قیصور کی خبر لاؤ بیر نے خبر دی کہ قیصور پہاڑ پر چپ بیٹھا ہی
اور دونون بیکس بیچے بخطا قتل ہوئے تم بھوکے بیٹھے ہو مجھے تاب نہ آئی یہ دو پراٹھے دو کباب لیکر دوڑا کر ایسے جانباز
برزن کیونکر کلاتیگا لو یہ نوش کرو مین کسی کا اعتبار نہ کرونگا خود کھانا لیکر آؤنگا یہ کام ہر کسی سے نہین ہوسکتا تمنے خوب کیا
دونون کو مار ڈالا بلکہ مناسب ہو تو کھانا کھالو اس مقام کو بھی چھوڑ دو اور مقام پر بیٹھکر سحر کرو قیصور خوش ہوگیا جھک
جھک کر سلام کرنے لگا کہا حضور آپ سے کیا عرض کرون کھانا تو یہی کھاؤنگا مگر شراب ہم لوگون کی جنم گھٹی ہی مینا نگار
نے کہا ایک ادھا کمر مین لگا ہی اسکو پی لو شب کو قرابہ لے آؤنگا یہ کہکے وہ پراٹھے اور ادھا شراب کا سامنے قیصور کے
رکھدیا کہا بھائی میرے دل کو لگی ہی مسلمانون کا فیصلہ ہو تو مین بھی اپنے قلعے مین جاؤن پھر ملک علداری جماؤن اب تو وہان کا
طور بے طور ہی مگر لائق غور ہی کوٹھے سب نکل گئے ہونگے مال سب لیلیا ہوگا یہ باتین کرکے پراٹھے کا ٹکڑا کباب اُسمین رکھکر

قیصور کو دیا کہا بھائی کھاؤ تمھارا چہرہ اترا ہوا ہی قیصور نے سلام کرکے مُنھ کھول دیا دل مین بسم اللہ کہکر عمرو نے کھلا دیا قیصور کھاتے ہی گھبرایا کہا ای پیغمبر میرا دل گھبرانے لگا اس نوالے مین کیا تھا عمرو نے کہا سنکھیا تھی تمنے مجھے نہین پہچانا منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار قیصور نے چاہا سحر کرون غصے مین اٹھا بیہوشی کام کرچکی تھی لڑکھڑا کے گرا عمرو نے لپک کے خنجر مارا قیصور کے دو ٹکڑے ہوے سر اسکا لیکر بھاگے یہان دمبدم کی خبر ابلیس کو مہتر زود رفت دے رہا تھا کہ لشکر اسلام پر بڑی تباہی ہی پانی برس رہا ہی ہزارون سپاہی ڈوبے حمزہ خود کد و کاوش کر رہا ہی ابھی تک غافل ہی یہی سمجھا ہی کہ ابر اصلی ہی حقیقت مین صاحبقران اہتمام کرتے کرتے ایک نخل کے سایہ مین کھڑے ہین بارش کی دمبدم ترقی لشکر مین ہلچل کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی آسمان سے روئی کے گالے گرنے لگے ابر تیرہ و تار موقوف ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من قیصور جادو بود اب جو روشنی ہوئی صاحبقران نے دیکھا پانی کا نام نہین سپاہی جابجا بیہوش پڑے ہین بعضے کلمہ پڑھ پڑھ کے اُٹھ رہے ہین آپس مین بغلگیر ہونے لگے ایک دوسرے کو مبارکباد دیتا ہی یہی ذکر ہی کہ خدا نے دوبارہ جان بچائی روح تازہ جسم مین آئی یہ کیا آفت تھی اُسکی قدرت سے دفع ہوئی امیر نے حکم دیا خوشی کے نقارے بجنے لگے یہ جوہر کارون نے دیکھا حیران و پریشان کھڑے دیکھ رہے تھے کہ سامنے سے خواجہ عمرو سر قیصور لیے ہوے آئے امیر کے قدمون پر ڈالدیا عرض کی ای شہریار بڑا دھوکا کھایا اگر پہلے سے خبر ہوتی حصار اسم اعظم کیا جاتا یہ ملعون پہاڑ سے سحر کر رہا تھا مین نے اُسے مینا نگار بنکے مارا بڑی جانفشانی کر رہا تھا مگر مین نے بھی اُسکی دُم لی مینا نگار بنکے پہونچا ایک ہی نوالہ نوش کرکے بگڑا تھا مگر اُتنے ہی مین بیہوشی تاثیر کر چکی تھی یہ خبر سنکر ہرکارے بھاگے دربار ابلیس مین حاضر ہوے عرض کی یا خداوند عمرو نے قیصور کو مارا ابھی سر لیکر آیا ہی رات بھر مسلمان مبتلاے مصیبت رہے جتنے وہ حفانہ اُٹھ سکی وہ مر گئے ہلاک ہوے لاکھون بیہوش پڑے تھے اب ہوشیار ہوے یہ سنکر ابلیس کا رنگ زرد ہوگیا ابلیس کا بھائی مجرد جادو حاضر تھا کہا یا خداوند اگر حکم ہو اور آپ تقدیر مضبوط کرین تو مین جا کر سحر کرون زود رفت نے کہا کسی کی کچھ ضرورت نہین مین عمرو کو ہوشیار کرکے عیاری کرونگا مین خود دربار حمزہ مین جاتا ہون یہ کہکر بصورت اصلی چلا صاحبقران دربار مین تشریف لائے سب سردار جمع ہوے خواجہ عمرو کو بھاری خلعت ملا نقدی بھی بہت کچھ دیا خواجہ مرغ زرین بنے بیٹھے ہین کہ خبر پہونچی مہتر زود رفت بصورت اصلی آتا ہی امیر نے موافق اسکے مرتبے کے لوگون کو واسطے استقبال کے بھیجا زود رفت اندر بارگاہ کے آیا بانہاے عیاری سے آراستہ کلاہ زرین پہنے ہوے صاحبقران کو بڑھ کے ادب سے سلام کیا کرسی ملی بیٹھا خواجہ بھی جلوہ فرما ہین مگر امیر نے دیکھا رنگ روے خواجہ متغیر سر جھکائے بیٹھے ہین ساقی نے زود رفت کو جام دیا اسنے سلام کرکے پیا دست بستہ عرض کی ای والی قاف و دنیا آپ کی جرأت کے سب جگہ شہرے ہین اور خواجہ کے ہاتھ سے ہم نے جو جو رنج و ملال اُٹھائے اُس سے حضور خوب واقف ہین ہم نے بھی کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا انکو عین کوتوالی چبوترے مین جا کر مارا مگر ہمارے قدرت کو خیال ہنوا ملک الموت کو نہ بھیج سکے وہ دار خالی گیا امیر ہنس پڑے فرمایا ای زود رفت سب باتون مین تم عقیل و فہیم ہو بادشاہون کے ندیم ہو تمھاری راے پر سلطنت کیسی خدائی کا انتظام ہی مگر آج تک تمنے مقدمہ مذہب مین عقل نہ لڑائی یہ ابلیس ملعون ساحر نجس تم سب کو احمق بناکر خدا بن بیٹھا ہی تمھین نہین سوجھتا ہی اسکو ملک الموت پر کیا اختیار خود مجبور و ناچار اپنی پشت کی خبر نہین رکھتا وہ کسی کو کیا مارے جلائیگا انشاء اللہ ہمارے ہاتھ سے مارا جائیگا زود رفت نے کہا حضور مقدمہ خداوندی مین جاے دم زدن نہین جو مناسب جانتے ہین وہ کرتے ہین مین صرف اسواسطے آیا ہون کہ یا تو آج میری قضا ہی یا مین نے خاتمہ کیا یعنی آج شب کو ضرور ضرور آپکو پکڑ لیجاؤنگا خواجہ کو آگاہ کرنے آیا ہون کہ بخوبی انتظام کرلین کل یہ نہ کہین مین آگاہ نہ تھا امیر نے فرمایا خواجہ جواب دو

عمرو نے کہا آقا مجھکو تو بخار چڑھا ہوا ہی مین بیچارہ اُنکو کیا جواب دون انکا مرتبہ دیکھیے لاکھون روپیہ سرکار خداوندی سے ملتے ہین مین اس حال مین ہون مصرع پراگندہ روزی پراگندہ دل ؎ امیر تو خاموش کہا بھئی تم جانو زرو درفت نے کہا خواجہ مین ان فقرون کو نہ مانونگا آج ضرور چڑا لیجاؤنگا یا اگر قضا لیکر آئی ہی تو جان دونگا یہی لوگ ذکر کرینگے کہ زرو درفت نے کہکر عیاری کی اُس شخص سے کہ جو شہنشاہ عیاران کہلاتا تھا جو کہا تھا وہی کیا خواہ آج خواہ کل آپکو چڑا لیجاؤنگا جب اسنے ایسے الفاظ سخت کہے جب تو خواجہ کی زیرہ سی آنکھین جوش وخروش مین آئین کہا او زرو درفت کیا بکتا ہی تجھ ایسے میرے شاگرد ہین ابھی تھوڑا زمانہ گذرا کہ ہوش ربا مین وہ قیامتین تھین کہ ہونٹھ ہلانا مشکل تھا افراسیاب ایسا ساحر اُسکے وزرا اُمرا سب میری جان کے دشمن رہبر رہزن مگر خدا نے مجھکو بچایا طلسم فتح ہوا زرو درفت نے کہا خیر یہ عیاری بھی یاد رہیگی مین اب رخصت ہوتا ہون یہی کہنے آیا تھا عمرو نے کہا مین نے سن لیا زرو درفت سلام کر کے چلا گیا بعد جانے زرو درفت کے امیر نے خواجہ سے فرمایا جو انتظام منظور ہووہ کرو سب شاگرد تمھارے موجود ہین ابوالفتح نے عرض کی کیا مجال ہی کہ لشکر کے قریب آسکے عمرو نے کہا ای شہریار اگر یہ لوگ دخل دینگے مین مجبور ہوجاؤنگا کوئی میرے مقدمے مین دخل نہ دے امیر نے فرمایا بھئی ابوالفتح وغیرہ دیکھو خواجہ کیا فرماتے ہین سب نے عرض کی یہ مالک ہین ایسا نہو عزت عیاری کی جائے عمرو نے کہا آپکی بلا سے ابوالفتح وغیرہ منھ بنا کر بارگاہ سے نکل گئے خواجہ خدمت مین صاحبقران کی حاضر ہین بہرام کو حکم دیا پہرے والے خوابگاہ آقا سے دور رہین مین سمجھ لونگا دس سوار بوڑھے بوڑھے جنکی نوکریان معاف رہتی ہین اُنکو جابجا مقرر کیا وہ بیچارے نحیف وضعیف جنکو گھوڑون پر بیٹھنا بھی ناگوار ہی گھوڑون سے اُتر کر زیر نخل زین پوش بچھا کے تیغ سے سر لگا کر سو گئے طلائے پر بھی لوگ کم انتظام روشنی برہم صاحبقران کو عمرو نے خاصہ کھلوایا اپنے سامنے چھپر کھٹ پر پہونچا کر باہر نکلے مگر ہنوز زرو درفت سو شاگردون کو ساتھ لیکر صحرا مین آیا ہر ایک سے کہتا ہی یارو آج بڑی سختی ہی مین نے عمرو سے کیون کہا وہ دربار گاہ بیٹھا ہوگا تم لوگ یہان ٹھہرو مین جاتا ہون مگر خیال رکھنا اگر غل ہوا آجانا بڑی جنگ ہوگی سب شاگرد اُسکے مصروف ہوگئے یہ کمکو بشکل فقیر لشکر مین آیا دیکھا روشنی بھی جابجا کم ہی اور آگے بڑھا دیکھا سوار بوڑھے بوڑھے درختون کے نیچے بیٹھے ہوے سو رہے ہین اب زرو درفت زیادہ حیران ہوا سوچا کہ عمرو دربارگاہ پر ضرور رہوگا پھرتا ہوا بھیک مانگتا ہوا سامنے بارگاہ کے پہونچا دیکھا دربارگاہ پر بھی سناٹا ہی دو چار خادم اونگھ رہے ہین زرو درفت پشت بارگاہ پر آیا حیران ہی کہ عمرو کہین نہین معلوم ہوتا پلنگ کے برابر بیٹھا ہوگا سراچہ چاک کیا سر ڈال کر دیکھا خدمتگار بھی جیبی پر نہین صاحبقران سو رہے ہین نفیر خواب بلند ڈرتا ہوا شمشیر برہنہ ہلاتا ہوا اندر بارگاہ کے آیا ہر طرف دیکھتا ہی جدھر کچھ گمان ہوتا ہی وہان پر نیمچہ مار دیتا ہی بمشکل پیترا بدلتا ہوا قریب پلنگ پہونچا سمجھا تھا کہ شاید عمرو زیر پلنگ ہوگا جھک کر دیکھا وہ مقام بھی خالی پایا اب سوچا کہ عمرو کے دل مین یہ ہوگا کہ جب مین پشتارہ لیکر نکلونگا تب وہ روکیگا اُسوقت میرا کیا کر سکیگا کانٹے سے دو شالہ ہٹایا بیہوشی برابر دماغ کے لگا دی مگر جھجک رہا ہی جب صاحبقران بیہوش ہوچکے تو اسنے پشتارہ باندھا پشت پر لگایا نیمچہ کھینچے ہوے پشت بارگاہ سے نکلا دبتا ہوا کبھی چھپ گیا کبھی ٹھہرا اگر سایہ بھی دیکھا نیمچہ مار دیا مگر کہین عمرو کا نشان نہین پاتا اسی طرح دیکھتا بھالتا لشکر سے نکلا چہار جانب نگران مثل آئینہ حیران کہ ای زرو درفت یہ کیا معرکہ ہی کہین عمرو نے مجھکو نہ روکا بلکہ سنا لشکر مین کچھ غل ہی کچھ عیار کچھ پیدل سوار چیختے پھرتے ہین کہ آقا کو کوئی چڑا لیگیا عمرو نے کہا بڑا غضب کیا کوئی ایسی غفلت کرتا ہی یہ سب باتین سنتا ہوا صحرا مین آیا شاگرد دیکھکر دوڑے کہیے اُستاد کیا ہوا زرو درفت نے کہا بھائیو وہ سختی تھی کہ جان پر بنگئی پانچ سو عیارون سے لڑا ہر مقام پر معرکہ پڑا مین ہر جگہ پر بصورت ہاے مختلف پہونچا مختصر یہ کہ حمزہ کو بیہوش کیا جسطرح لڑتا بھڑتا گیا اُسی طرح پشتارہ لیکر آیا کئی تلوارین ٹوٹین سپرین کٹین مگر حمزہ کو لایا سب

شاگرد خوش ہوگئے تنتاہوا موچھون پرتاؤ پھیرتا ہوا لشکر مین آیا جسنے پوچھا کہ مہتر صاحب کیا گذری یہی جواب دیا کہ مین اکیلا پانچ چھ ہزار سے لڑا مگر جو کہا تھا وہ کیا وہ بھی سب عیار طرار خنجر گذار شاگردان عمرو نابکار ایسی ایسی کوشش کر رہے تھے کہ آپ لوگ ہوتے تو دیکھتے مین نے کسی مقام پر کمی نہین کی اپنی جان بچانا پھر پشتارہ لیکر نکلنا اک سخت مصیبت تھی عمرو پر نیچہ مارا ٹانگ اُسکی لنگڑی ہوگئی ہی کیا عجب ہی کہ ہڈی ٹوٹ گئی ہو اب تو دو چار دن اُٹھ نہ سکیگا لوگ کہتے ہین اُستاد کیا کہنا آپ بےمثل و بےنظیر ہین عمرو کی کیا حقیقت ہی کہ آپ سے مقابلہ کرسکے یہ باتین کرتا ہوا بارگاہ مین آیا المبیس تخت پر بیٹھا ہی یک طرف مینا نگار ایک جانب وزیر اعظم ایک جانب جملہ سرداران و شیران سلطنت وزیران اُنہیت پایہ بہ پایہ بیٹھے ہین جیسے ہی زود رفت کو دیکھا سب نے پکار کر آواز دی کیون مہتر صاحب شیر یار روباہ زود رفت نے کہا ہم خداوند کے شاطر ہین ہمیشہ شیر بنتے ہین میری حقیقت کیا مگر قدرت نے مرتبہ دیا ہی جو مرضی اُنکی بیرون بارگاہ سے خادم و خدمتگار پیدل و سوار دوڑ دوڑ کر اندر آگئے سب کہہ رہے ہین مہتر صاحب کیا کام کیا آج کی عیاری مین بڑا نام کیا زود رفت تو اپنے آپ سے باہر ہی ایک ایک کو ہنس ہنس کے جواب دیتا ہی اور یہ کہتا ہی کہ ابتک مین نے مسلمانون کے قتل کا ارادہ اچھی طرح نہ کیا تھا آج جوہر عیاری کا کھلا ساربان زادہ ٹانگ لیے پھڑک رہا ہوگا کل اُسکو بھی پکڑ لاؤنگا المبیس نے کہا انہین تو ہوشیار کرو دربار سمجھو اگر سجدہ نہ کرین قتل کرو زود رفت نے کہا حضور یہ شیر بیشۂ عربستان ہی دام تزویر مین گرفتار کرکے لایا ہون کمندون مین بندھا ہی کمندون کو مثل تار عنکبوت توڑ ڈالیگا ابھی قیامت برپا ہوگی کیا اس شیر کو کوئی روک سکیگا ساحرون کو جان بچانا مشکل ہوگی آہنگرون کو بلائیے قید آہن پہنائیے تب اس شخص کو ہوشیار کیجیے حکم ہوا آہنگرون کو لاؤ آہنگرون نے قید آہن پہنائی خوب مسلسل و مطوق کرکے ہوشیار کیا امیر نے آنکھ کھولی حیران حیران چہار جانب دیکھنے لگے ابو الفتح وغیرہ بھی بصورت مبدل آئے ہین جابجا کھڑے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ خواجہ نے آج آبرو عیاری کی کھو دی دیکھو زود رفت کیسا اکڑ رہا ہی مگر امیر آنکھ کھول کر سب طرف دیکھنے لگے صاحب سلامت نہ کی عیاران اسلام نے کہا دیکھو صاحبو خوف جان کیا بری چیز ہی کہ صاحب سلامت بھی نہ کی چہرے پر ہوائیان اُڑ رہی ہین مگر زود رفت نے پکار کر آواز دی کیون اے حمزہ قدرت خداوند المبیس کو دیکھا تقدیر تدبیر موافق پڑی صاحبقران نے سر اُٹھا کر دیکھا پھر سر جھکا لیا سب حیران کہ آج امیر کو کیا ہوا ہوش و حواس درست نہین کلام کا جواب بھی نہین کچھ غین غین کر رہے ہین آنکھون سے آنسو جاری ہچکی لگی ہوئی ہی جیسے کوئی گونگا بہرا ہوتا ہی جب کلام زود رفت کا امیر نے سنا کچھ جواب نہ دیا زود رفت نے ایک قبضہ مارا سر سے خون جو جاری ہوا اب تو بیقراری اور بڑھی ابو الفتح وغیرہ آپس مین اشارے کر رہے ہین کہ یارو یہ کیا سحر ہی صاحبقران کی عزت و لیاقت کیا ہوئی جان کا یہ خوف جہان شاگردان زود رفت کھڑے تھے انمین سے ایک شاگرد بڑھا کہا مہتر صاحب آپ یہ کیا کرتے ہین دیکھیے وہ ستون کی آڑ پکڑے ہوے ساربان زادہ کھڑا ہی کہ رہا ہی میرے آقا کو ذلیل کیا مین مہتر صاحب سے بہت بری طرح پیش آؤنگا حلقہ ہاے کمند بازؤن سے کھول رہا ہی جیسے ہی زود رفت یہ کہکر پلٹا کہ ارے کہان کھڑا ہی مین تو اُسکی تاک مین ہون عیار نے کہا وہ سبز کپڑے پہنے کھڑا ہی اب عیاری کیا چاہتا ہی زود رفت اُس طرف پلٹا جیسے ہی منہ پھیرا ایک دھول سر پر زود رفت کے لگائی کلاہ لے لی اور نعرہ کیا او ہچیا منم مہر سپہر عیاری مہ قطب فلک خنجر گذاری ہژبر دشت طراری اژدر صحراے مکاری تیری کیا مجال تھی کہ جو تو حمزہ کو لاتا ابے حرکات سے بھی نہ پہچانا یہ تیرا باپ تیرے لشکر کا سپہ سالار گونگا بہرا ہی یہ کہکر برابر ایک جادوگر کھڑا تھا ایک خنجر اُسکو مار دیا وہ لڑکھڑا کے گر پڑا دستور ہی کہ ساحر کے مرنے سے اندھیرا ہو جاتا ہی اُسی اندھیرے مین خواجہ تو بھاگے کسی کی کلاہ کسی کی پگڑی کوئی چیخا ارے کسی نے میری جیب سے روپے نکال لیے کسی نے کہا میرا ازار بند کٹا زود رفت تو منہ کے بھل زمین پر گرا گرتے گرتے

آواز دی یار ولینا خواجہ ساحر کو مار کے باہر نکل گئے اب کون پاتا ہی عیاران لشکر اسلام ابو الفتح وغیرہ جو کھڑے تھے نہال ہوگئے آپس مین کہتے ہین یار و عیاری اسکا نام ہی ہمارے اُستاد سے کون سامنا کرسکتا ہی پیر فلک کو اُنکی عیاری پر سکتا ہی ابلیس نے یہ سب معرکہ دیکھا اب جو زرد ورفت اُٹھا جسکو صاحبقران سمجھے تھے اب جو مُنھ دُھلایا کمیدان روتا ہوا دوڑا کہ حضور یہ میرا بھائی گونگا بہرا ہی کل سے غائب تھا مین نے رات سے کھانا نہین کھایا ابلیس نے کہا کیون رے زرد ورفت اسی مُنھ پر دعوی عیاری دیکھا تو نے عمرو کیا کر گیا اور ایک ساحر زبردست بھی مارا گیا سر دربار تجھے دھول لگائی امیر بھی شرم نہ آئی اب قدرت خود تکلیف کرینگے کیا مین کسی بات مین عاجز ہون مین خود تدبیر کرکے جو اسماے خداے نادیدہ حمزہ کو یاد ہین جسکی وجہ سے سحر نہین تاثیر کرتا ہی وہ بند کر لونگا جبتک وہ اسم نہ بند ہونگے کوئی سحر کارگر نہوگا زرد ورفت نے کہا یا خداوند مین ابھی جان دونگا مگر ساربان زادے کو مارونگا اس ساربان زادے نے مجھکو بہت ذلیل کیا مین کیا تامل کرونگا کوئی فن اُٹھا رکھونگا مین ابھی جاتا ہون عمرو کو گرفتار کرکے لاؤنگا سرمست وبدمست دو سپہ سالار ہین وہ اپنے مقام سے اُٹھے کہا یا خداوند آپ تکلیف نہ فرمائین طبل جنگی بجوائین دیکھیے ہم سر میدان کیا کرتے ہین اُسی وقت اسم اعظم بند کرین اور فوراً حمزہ کو گرفتار کرلائین دیکھین تو ساربان زادہ کیا کرتا ہی ہر چند زرد ورفت نے کہا کہ اے سرمست وبدمست ابھی مجھکو دعوی عیاری باقی ہی افسر ن نے کہا مہتر صاحب قلعۂ سواد نگار برباد کرایا مینا نگار کو بھگوایا تمھاری عیاریان کیا عمرو نے تمھارا کیا حال کیا ہر مقام پر دھوکا دیا کوئی عیاری بھی تمھاری چلی اب ہمارا تماشا دیکھو ہماری حفاظت کرنا کہ عمرو ہم تک نہ آنے پائے اگر تمنے یہ انتظام کرلیا کہ عمرو کو ہم تک نہ آنے دیا یہی بڑی بات ہی ہمنے چالیس دن مشقت کرکے سحر تیار کیا جس سے اسم اعظم حمزہ بند کرینگے ایک ہی دن مین سب کا خاتمہ ہی یا خداوند آپ طبل جنگی بجوایئے دیکھیے تو ہم کیا تماشا دکھاتے ہین اس صحرا مین آتشبازی چھوٹیگی کل لشکر مسلمانان جلکر خاک تمام ہوگا یہ کہکے دونون اُٹھے تین لاکھ فوج کے یہ افسر ہین اپنی فوج کو فوج خداوندی سے الگ کیا آگے بڑھکر اُترے بارگاہ مین داخل ہوے یہان خواجہ عمرو جو لشکر مین آکے پہونچے لشکر مین تلاطم برپا تھا کہ صاحبقران چوری گئے بہرام لشکر کو لیکر چلا تھا کہ جاکر اپنی جان دین یا اپنے آقا کو چھڑائین خبرداروں نے آکر خبر دی خواجہ نے یہ کار نمایان کیا سر دربار مہتر زرد ورفت خوب ذلیل ہوا جسکو صاحبقران سمجھ کے لیگیا تھا وہ اُسی لشکر کا رسالدار گونگا بہرا تھا یہ ذکر تھا کہ خواجہ آکے پہونچے صاحبقران کو بارگاہ مین چھپا دیا تھا ہوشیار کرکے نکالا سب حال امیر نے بھی سنا بہت خوش ہوے عمرو کو بھاری خلعت ملا بارگاہ مین آکے بیٹھے دور اسرداروں کا بندھا شام قریب ہی کہ صداے طبل جنگی لشکر کفار سے آئی امیر نے فرمایا خواجہ دریافت تو کرو عمرو نے کہا ہرکارے گئے ہوے ہین خبر آیا چاہتی ہی کہ ہرکارے حاضر ہوے ہاتھ اُٹھا کر دعاے ثناے بادشاہی بجالائے شعر عمرت دراز باد کہ از یُمنِ فضلِ تو ٭ ما از تو بر خوریم تو از عمر برخوری ٭ شہریار عالم کی عمر دراز ہو دو سردار سرمست وبدمست لشکر ابلیس سے علیحدہ ہوے دعوی اُنکا یہ ہی کہ ہم اسم اعظم بند کرینگے مسلمانون کو دردمند کرینگے اُنھون نے طبل جنگی بجوایا ہی کل اُنکا ارادہ ہی کہ نکل کر سحر کرین امیر نے فرمایا ہمارے یہان بھی طبل جنگی بفضل ایزدی بجے مگر خواجہ تمنے سنا یہ دونون ملعون مکار وغدار اسم اعظم بند کرنے پر آمادہ ہوے ہین کچھ فکر کی ہر گی عمرو نے کہا انشاء اللہ مین ابھی جاکر خبر لاتا ہون یہ کہکر خواجہ چلے لشکر مین سرمست وبدمست کے آئے صورت بدلے ہوے ایک مفلوک غریب ساحر کی شکل پھٹے ہوے کپڑے دیکھا کہ بارگاہ سرمست وبدمست استادہ ہی مہتر زرد ورفت ہزار پیک بچے ہمراہ قریب بارگاہ سرمست وبدمست انتظام کرتا پھرتا ہی زرد ورفت کہتا ہی خبردار کوئی غیر یہان نہ آنے پائے سرمست وبدمست ہو مخانہ مین داخل ہین واسطے بند کرنے اسم اعظم کے انتظام مین مصروف ہین یہ کہ رہے ہین کہ کل خاتمہ لشکر مسلمانان ہی ایک مسلمان سامنے معلوم نہوگا یہ دونون سردار قہر خداوندی کہلاتے ہین

جب دریاے قہر خداوندی نے جوش مارا کون روک سکتا ہی خواجہ کھڑے دیکھا کیے اور ساحر بھی تیاریان کر رہے ہین ہر ایک کا
یہی قول ہی کل لشکر مسلمانان کو لوٹ لینگے عمرو بڑھتے بڑھتے پشت خیمہ پر آیا دیکھا اندر سے شعلے آگ کے نکل رہے ہین نخل اُس
مقام کے مثل شمع جل رہے ہین خدمتگار اسباب سحر لیکر اندر جاتے ہین اور باہر آتے ہین کچھ بنگالی جمع ہین ڈہیر ویلے حاضر ہین ایک
طرف چند صیاد بہنگیون مین جانور بھرے ہوے کچھ زاغ و زغن لیے ہوے موجود ہین عمرو نے بہ تعجیل کنارے آکر رنگ و روغن
عیاری کا لگایا ایک صیاد کی شکل بنکر دو جانور ہاتھ مین خدمتگارون سے کہا شاہنشاہ سے عرض کرو جو جانور حضور نے منگائے تھے
وہ حاضر ہین خدمتگار نے جاکر اندر عرض کی بدمست بارگاہ مین ہی سرمست بیٹھا ہوا پتلا بنا رہا ہی جیسے ہی خدمتگار نے عرض
کی بدمست نے کہا بلا لو خواجہ خدمتگار سے باتین کرتے ہوے اندر چلے تھے کہ سامنے سے زود رفت انتظام کرتا ہوا آتا ہی
اسنے جو دور سے دیکھا خدمتگار صیاد کو لیکر اندر جاتا ہی پکار کے آواز دی او خدمتگار ذرا ٹھہر جا بے ہمارے دیکھے کوئی
اندر نہ جائے ہمین جواب دینا پڑیگا خداوند کا بھی یہی حکم ہی کہ خبردار ہو بوجہ احسن انتظام ہو ایسا نہو عمرو کسی کی شکل بنکر چلا آوے
عمرو نے کہا مہتر صاحب بھلا یہان ساربان زادہ کہان ہم لوگ جانور لیے عرصے سے حاضر ہین رات ہو گئی طائر لے لیے جائین ہمکو
چھٹی ملے اپنے گھر جائین زود رفت جھپٹکر قریب آیا جیسے ہی عمرو سے نگاہ ملی اسنے پہچانا مگر چپ ہوا دل مین کہتا ہی کیا کلیجہ ہی
ابھی پہونچا یہ تو اس فکر مین ہوا کہ ذرا عمرو غافل ہو مین پکڑلون خواجہ نے جو اسکے تیور دیکھے پہچان گئے کہ اسنے مجھکو پہچانا کہا
مہتر صاحب ہم اندر جاکے کیا کرینگے آپ ان طائرون کو لیجائیے ہماری قیمت دلوا دیجیے ہم چلے جائین زود رفت سوچا
اسکو اندر لیجاؤن سرمست سے کہکر گرفتار کرا دون کہا آؤ میرے ساتھ چلو مین قیمت دلوا دون زود رفت چاہتا ہی کہ
صیاد آگے بڑھے تو مین حلقے کمند کے مارون اسے پکڑلون صیاد نقلی نے کہا گستاخ میری مجال ہی کہ مین آگے بڑھون یہ جانور
آپہی لیجائیے یہ کہکر ہاتھ بڑھایا جانور چھوٹ گئے کہا لیجیے غضب ہوا دن بھر کی مشقت ہماری خاک مین ملی آج ننھے ننھے
بچے فاقے کرینگے بھوکے پیاسے مرینگے زود رفت نے پلٹکر دیکھا کہا ارے دوڑکر پکڑلے پرون مین اُنکے طاقت نہین ہی
عمرو نے ہاتھ بڑھاکر کہا دیکھیے وہ شاخ نخل پر جاکے بیٹھے دیکھیے گرا چاہتے ہین دو جانور اور آئے زود رفت نے منہ پھیرا
ایک دھول سر پر زود رفت کے دی کلاہ بھی لی جست کرکے بھاگے زود رفت نے کہا یہ عمرو عیار ہی اسکو پکڑلو شاگرد سکے
دوڑے عمرو جو بھاگا ایک کنوین پر آکے ٹھہرا سرہنگ نامے شاگرد زود رفت کا ڈھونڈھتا ہوا ادھر آیا اُسنے دیکھا
ایک شخص کنوین پر بیٹھا ہی اُسنے قریب آکر پوچھا ادھر سے کوئی شخص دُبلا پتلا بھاگا ہوا گیا ہی عمرو نے کہا ہان حضور دیکھیے دہشت
جھنڈی مین بیٹھا ہی سرہنگ نے کہا کس مقام پر عمرو کو دیڑا کہا دیکھو بھائی وہ چھپا ہوا بیٹھا ہی لنگہ پہن رہا ہی سرہنگ
جیسے ہی پلٹا عمرو نے حلقے کمند کے مارے سرہنگ گرا عمرو نے کپڑے اُتارے نہ اُتارے رنگ روغن عیاری کا نکالا اسکو اپنی شکل
بنایا آپ اُسکی شکل بنکر پشتارہ پشت پر لگا کر چلے یہان سرمست نے جو یہ سنا باہر نکل آیا کہا کیون مہتر زود رفت مین نے سنا
کہ عمرو آیا ایک شاگرد بول اُٹھا حضور اُستاد کو دھول مار کر نکل گیا سرمست نے تھوک دیا کہا واہ مہتر صاحب خوب حفاظت
کروگے خود ہی چپتا کھایا مگر عمرو کسی سے چھپتا ہی یہ ذکر تھا کہ بلند ہوا سرہنگ عمرو کو گرفتار کر لایا سنتے ہین خوب لڑا سرمست
نے کہا لاؤ مین اسکو قتل کرون اسکی شکل بنکر جاؤن حمزہ کا اسم اعظم بند کر دون عمرو کی صورت پر جلد دھوکا کھائیگا دیکھا سرہنگ
نقلی عمرو نقلی کا پشتارہ باندھے ہوے اکڑتا ہوا آتا ہی پشتارہ سامنے سرمست کے ڈالدیا کہا حضور بڑی تلوار چلی جنگل مین جاکر
پکڑا یہ کیا کسی سے ڈرتا ہی مین ایسا ہی عیار تھا جو اس ظالم پر غالب آیا چاہتا تھا لڑ بھڑ کر نکل جاؤن مین تعلیم کردہ اُستاد ہون
سب فنون مین طاق شہرۂ آفاق اسکو جلد قتل کیجیے ایسا نہو اسکے شاگرد آجائین یا کسی طرح اسکو چھڑائین زود رفت
تو جلا یا ہوا تھا ایک لات ماری سرمست نے کہا ہوشیار تو کر دو کر اسکو مار کا صدمہ پہونچے سرہنگ نے کہا حضور یہ ڈرتا ہی

ایسا نہو یہ کہے کہ مین سرہنگ ہون آپ مجھے پہچان لیجیے ایسا نہو دھوکا کھائیے زود رفت نے کہا کیا بکتا ہی میرے سامنے کوئی کیا کہیگا مین مان لونگا سرمست نے کہا مین ابھی قتل کرونگا سرہنگ نقلی نے بڑھکر عمرو نقلی کو ہوشیار کیا اب جو سرہنگ کی آنکھ کھلی دیکھا اُستاد جوتا لیے کھڑے ہین سرمست کہتا ہی جلد قتل کرو سرہنگ چاہتا ہی بولون گلے مین گیند عیاری کا ٹھسا ہی بول نہین سکتا غین غین کرنے لگا زود رفت نے ایک لات ماری کہا او ساربان زادے تونے بڑے بڑے رنج دیے اب کہان جائیگا سرمست نے کہا ہاتھ تلوار کا مار دے فراغت ہو مین اسکی شکل پر عیاری کرونگا اسم اعظم بند کرلاؤنگا زود رفت تو جلا بھنا ہوا تھا ایک نیمچہ مارا سر سرہنگ کا اُڑ گیا زود رفت بہت خوش ہوا سرمست نے کہا لاش اسکی پھینک دو سرہنگ نقلی قدمون پر سرمست کے گر پڑا کہا حضور آج تو انعام ملے غلام نے لڑائی کا خاتمہ کر دیا اب کوئی لشکر حمزہ مین ایسا نہین ہی کہ حمزہ کو بچائے سرمست نے کہا ایسا خوش کرونگا کہ تم بہت راضی ہوگے سرہنگ نقلی نے کہا مین خود حضور کو راضی کرونگا اسی واسطے تو یہ تدبیر کی ہی سرمست ہاتھ پکڑے ہوے سرہنگ نقلی کا اندر بارگاہ کے لایا کہا اے سرہنگ یہان ٹھہرو مین عمرو کی شکل بنکر جاتا ہون ابھی اسم اعظم حمزہ بند کرکے لاتا ہون سرہنگ نقلی نے کہا حضور کیون تکلیف فرمائین مین حمزہ کو گرفتار کرلاؤن اُستاد تو کچھ ڈھیلے ہین مین نہ جاتا تو عمرو کیونکر قتل ہوتا مین ابھی حمزہ کو لاتا ہون سرمست نے کہا تمنے بڑی تکلیف اُٹھائی عمرو سے لڑے جنگل مین سحر کے پڑے ہین قدرت سے کہکر تمھارا مرتبہ عالی کراؤنگا بہت کچھ انعام دلواؤنگا سرہنگ نے جیب سے خاصدان نکالا اُسمین سے گلوری نکالی کہا غلام آج خوش ہی نوکرون کے ہاتھ سے ایک گلوری کھائیے سرمست نے گلوری کھائی جیسے ہی پیک حلق سے اُتری گھبراکر کہا ارے اس پان مین کیا تھا مجھے کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی قلب ٹھہرا جاتا ہی ہوش و حواس مین اختلال عمرو نے کہا حضور مین بھول گیا اس گلوری مین دو ماشے سنکھیا پڑی تھی دشمن کے لیے رکھی تھی بھولکر یہ پان آپکو دیدیا سرمست گھبراکر اُٹھا بیہوشی تاثیر کرچکی تھی لڑکھڑا کے گرا عمرو نے نعرہ کیا نعرۂ عمرو سے ؏ عمرم کہ کلہ از سر قیصر ببرم ؂ رنگ از رخ نجنگ بداختر ببرم ؂ در مجلس خسروان چو گردم ساقی ؂ تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم ؂ جیسے ہی عمرو نے نعرہ کیا اور چاہا خنجر مارون زمین شق ہوئی نعرہ ہوا منم بدمست جادو او ساربان زادے کیا کرتا ہی عمرو نے چاہا جست کرکے نکلون بدمست نے ایک دو ستر زمین پر مارا کہ پانون عمرو کے زمین نے تھام لیے ہلنا ہوا عمرو پکڑا گیا اب بدمست نے سرمست کو ہوشیار کیا عمرو تو تحسین کرنے لگا کہ آپ افسر فوج ہین قدر دانی فرمائیے مین نے کیسی عیاری کی قضا میان سرمست کی نہ تھی بچ گئے اور طور سے مارے جائینگے آج رات کو نہ بچینگے زود رفت نے سنا کہ وہ سرہنگ نہین ہی عمرو تھا بدمست نے پکڑ لیا جھلایا ہوا اندر آیا دیکھا خواجہ بڑ بڑ باتین کر رہے ہین سرمست و بدمست آپس مین صلاح مین مصروف زود رفت نے کہا او ساربان زادے تونے غضب کیا میرے شاگرد رشید کو قتل کرایا عمرو نے کہا دور بھی ہو کیا بیہودہ بکتا ہی شاگرد کیسا مین کیا تجھکو قتل نہ کرونگا زود رفت نے جھلا کر ایک طمانچہ مارا وہ طمانچہ قضا کا تھا عمرو ٹھہر کانپا آنکھین اُلٹ گئین ناک کا بانسا بیٹھا کان کی لوین پھر گئین ہچکیان لین دم نکل گیا اب تو زود رفت گھبرایا سرمست و بدمست سے کہا مین ایسا نہ سمجھا تھا موت سر پر کھڑی تھی چھوا اور مرا ایک طمانچہ مین یہ کیفیت ہوئی ایسا نہو خداوند فرمائین عمرو کو میرے سامنے کیون نہ لائے اُسوقت مشکل ہوگی سرمست و بدمست نے کہا پاپوش سے مر گیا ٹانگ پکڑ کے پھینک دو جنگل مین سیار بھیڑیے لاشہ کھا جائینگے مجبوراً زود رفت ٹانگ پکڑ کے عمرو کو کھینچتا ہوا بیرون لشکر لایا ایک نخل کے سایے مین لاش کو ڈالدیا اب پلٹا گر لرزان ترسان یہان جب سرمست کو معلوم ہوا کہ عمرو مرا لاشہ پھینک دیا گیا سحر سے اپنی صورت بشکل عمرو بنائی بدمست سے کہا تم یہین رہو مین لشکر حمزہ مین جاتا ہون اسم اعظم بند کرکے لاتا ہون یہ کہکر پر پرواز پیدا کیے اُڑتا ہوا چلا کنارے پر لشکر صاحبقران کے آکر اترا جسنے عمرو کو آتے ہوے دیکھا اُستاد اُستاد کہکر

سلام کیا یہان جب زود رفت لاشۂ عمرو کو ڈال کر چلا گیا خواجہ جھاڑ پونچھکر اُٹھے خبر سنی کہ سر مست جادو ہمارے لشکر مین آقا کے گیا عقب سے آپ بھی چلے رنگ و روغن عیاری کا لگا کے بصورت بدمست چھپتے ہوے جاتے ہین گر سر مست جب لشکر مین آیا پوچھا صاحبقران کہان ہین خدمتگارون نے کہا ابھی دربار برخاست ہوا طرف خوابگاہ کے تشریف لیگئے ہین سر مست اُدھر ہی چلا صاحبقران آکر بیٹھے ہین کہ مقبل نے بڑھکر عرض کی خواجہ عمرو آتے ہین صاحبقران کو خبر ملی تھی کہ عمرو کو زود رفت نے مارا جوش محبت مین نکل آئے پکار کر آواز دی شعر از کجا میرسی ای ہُدہُد فرخندہ قدم؞ باد قربان سرت حلقۂ مرغان ارم؞ کہو خواجہ کہان سے آتے ہو سر مست نے کہا ای شہریار مجھے منظور ہوا کہ جا کر آقا کی خبر لون مین نے سُنا ہی کہ سر مست جادو آپکا اسم اعظم بند کر لیگیا ذرا پڑھیے تو امیر پڑھنے لگے سر مست نے مٹھی سے ایک ٹکڑا چھوڑ دیا کچھ اسم سحر بھی پڑھا اُس طائر نے گرد سر صاحبقران چرخ مارا امیر کی زبان مین لکنت آئی تھرا کے گرے سر مست نے چاہا اُٹھا لون حمزہ کو لیتا جاؤن مگر مقبل دوڑ پڑا سر مست سحر کرتا ہوا پیچھے ہٹا سوچا کہ حمزہ مثل مردے کے ہی اسکو لیکر کیا کرونگا آپ تڑپ تڑپ کے مرجائیگا دل سے یہ کہتا ہوا بھاگا جس غول مین پہونچا چند دانے ماش کے مار دیے وہ لوگ گرے یہ بچھیا پامال کرتا ہوا جاتا ہی دو چار سو آدمی اسکے تعاقب مین کچھ جابجا بیہوش پڑے ہین لشکر مین غل ہوا کہ اسم اعظم صاحبقران لیے جاتا ہی اگر خدانخواستہ اپنے مقام پر پہونچ گیا کون روکیگا ایک سحر مین سب کا خاتمہ کر دیگا لاشون سے میدان بھر دیگا اب اسکے ہاتھ سے بچنا بہت دشوار ہی خواجہ عمرو بشکل بدمست بیرون لشکر تھے کہ غل سنا سر مست نے اسم اعظم صاحبقران بند کیا دور سے دیکھا سر مست جھومتا ہوا قبضۂ شمشیر چومتا ہوا آتا ہی عمرو کنارے ہوا جب سر مست کنارے لشکر کے نکل گیا سب نے دیکھا کہ سر مست سحر کرتا ہوا نکل گیا سب روتے پیٹتے پلٹ گئے بدمست نقلی نے آواز دی کہ بھائی صاحب ٹھیرے میرے دل کو آرام کہان اور اق سامری دیکھ رہا تھا مجھکو معلوم ہوا کہ آپنے جا کر اسم اعظم بند کیا میرے دل کو کب تاب تھی دوڑا تمکو بخیر و عافیت پایا سر مست نے کہا ای بھائی مین نے گھسکر اسم اعظم حمزہ بند کیا ہزارون ملازمان حمزہ میرے تعاقب مین تھے مگر مین سب سے بچا جب سحر کیا دو چار سو بیہوش ہوے اسطرح نکل آیا ہون سُن لو اب بھی غل ہو رہا ہی مسلمانون مین بڑا ایکا ہی جان دینا کھیل سمجھتے ہین بدمست نقلی سر مست سے باتین کرتے ہوے چلے تھوڑی دور آکر پیچھے ہٹے کہا بھائی ٹھہر جاؤ سر مست نے پوچھا کیا ہی کہا بھائی جھاڑی مین اژدہا بیٹھا ہی آگے جاتے تو ڈس لیتا اسکا منھ تو کیل دو مجھے اسوقت منتر یاد نہین سر مست نے بڑھکر جھولی سے دانے ماش کے نکالے چاہا پھینکون بدمست نقلی نے حلقے کمند کے گلے مین ڈال دیے سر مست ارے کہکر پلٹا عمرو نے حباب بیہوشی مارا سر مست گرکر بیہوش ہوا عمرو نے خنجر نکالا کپڑے پہلے اُتار لیے ننگا کر کے سر کاٹ ڈالا شیشہ توڑ ڈالا یہان امیر کو ہوش آیا فرمایا ہمارے یار وفادار نے شاید اُسے مارا جب تو مجھے ہوش آیا شیشہ ٹوٹا اسم اعظم چھوٹا یہ ذکر ہو رہا ہی تصدقات اُتر رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ خدا نے بڑا فضل کیا ورنہ غضب ہوا تھا کسطرح ملعون آیا اپنا کام کر کے چلا گیا یہ ذکر تھا کہ مہر سپہر عیاری آکر پہونچے امیر نے فرمایا خواجہ خیر و عافیت بیان کرو عمرو نے کہا آپکے اقبال سے سب خیر و عافیت ہی جو اسم اعظم بند کر کے لیگیا تھا اُسکو مین نے مارا مین مردہ بنکے چھوٹا کنارے لشکر کے اُسکو مارا کل کیفیت بالتفصیل بیان کی صاحبقران نے بھاری خلعت عمرو کو دیا یہان بدمست جادو صحبت ابلیس مین بیٹھا کہہ رہا ہی کہ بڑے بھائی صاحب واسطے بند کرنے اسم اعظم کے گئے ہین عمرو تو با خداوند مر گیا لاشہ جنگل مین پڑا ہی اب اسم اعظم بھی آتا ہی یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی حمزہ کے لشکر مین نذرین گذر رہی ہین عمرو کو بڑا بھاری خلعت ملا بدمست نے کہا ہوش مین آؤ عمرو کا نام نہ لو عمرو کا لاشہ جنگل مین پڑا ہی ہرکارون نے کہا ای سپہ سالار قدرت ہم ابھی آنکھون سے دیکھکر آئے ہین پوری خبر تو سنیے سر مست پہونچا اسم اعظم حمزہ کا بند کیا مگر بشکل عمرو گیا تھا

امیر گرے سرمست لڑتا ہوا نکلا ہزارون آدمی لشکر اسلام کے اُسکے نیچے تھے مگر کوئی اُسپر ہاتھ نہ ڈال سکا بیرون لشکر عمرو بصورت حضور موجود تھا دم دیکر مارا بدمست گھبرا گیا کہا ابھی جاؤنگا سر امیر و عمرو نہ لاؤنگا بڑا شخص مارا گیا میرا تو بازو ٹوٹا یا خداوندہ اسکی لاش تو اُٹھا لیجیے کیا دو من لکڑیان بھی اُسکو میسر نہونگی ارتھی نہ بنیگی لاش اُسکی جاکر خوب دھوم سے اُٹھواؤنگا ابلیس نے ساحرون کو حکم دیا کہ لاشۂ سرمست اُٹھا کر لاؤ بدمست اُٹھکر چلا سب نے بہت روکا اسنے کہا مین نہ مانونگا اُس خون کا بدلہ لونگا ایک کے بدلے کل لشکر قتل ہو تب مزا ہی یا میری موت لیے جاتی ہی زود رفت بھی آگیا اسنے بھی کہا ای بدمست اسقدر غصہ نہ کرو دیکھیے اتنی دیر مین کیا کیا فتور ہوے میرا شاگرد رشید بحسرت مارا گیا مین نے صبر کیا وقت پر بدلہ لونگا بدمست نے کہا مین تو ابھی جاتا ہون سرمست اکیلے نہ دفن ہونگے زود رفت نے گھبرا کے کہا اس جلدی مین ڈرتا ہون کہین تمھارا اُسکا ساتھ نہو جائے اسنے کہا جو ہوگا وہ ظاہر ہو جائیگا سرمست کا لاشہ لیکر ساحر آئے مگر بالکل برہنہ جسنے دیکھا کانپ گیا کہا یارو عمرو بلاے روزگار ہی کس حسرت سے اُسکو مارا بدمست گولہ ہاتھ مین لیکر چلا کنارے پر لشکر اسلام کے آیا گولہ اُٹھا کر آسمان پہ مارا مگر ایک نخل کی آڑ دیکر کھڑا ہوا ہی کہ مجھکو کوئی نہ دیکھے چار گولے اسنے چار طرف مارے ایک ابر سیاہ گھر کر آسمان پر آیا بوندیان پڑنے لگین ہواے سرد چلی لشکر اسلام مین کوئی سوتا ہی کوئی جاگتا ہی ابر دیکھکر خیمے درست کرنے لگے ایک ہنگامۂ عظیم برپا ہوا صاحبقران بیٹھے تھے ارادہ ہوا کہ جاکر آرام کرون کہ لشکر مین ہلڑ ہوا گھبرا کے باہر نکل آئے دیکھا مینھ برس رہا ہی تھوڑی ہی دیر مین آب آسمانی کی طغیانی لوگ ڈوبنے لگے عمرو نے کہا یا امیر خدا جھوٹ نہ بلائے بدمست نے آکر سحر کیا مین تو جاکر اُسکی خدمت کرون مگر آپ پانی پڑھکر پھینکیے کہ یہ آفت رُکے مین جاکر خبر لیتا ہون خدا چاہتا ہی تو اُسکا بھی سر لاتا ہون بھائی کو بھائی سے ملانا پڑا یہ کہکر عمرو بھاگا امیر نے ایک قرابہ پانی کا منگایا اُسپر اسم اعظم دم کیا اور خود بھی اسم اعظم بآواز بلند پڑھنا شروع کیا پانی مین کمی ہوتی جاتی ہی ابر کانپنے لگا بجلیان جو لوٹ لوٹ کر گرتی تھین وہ بھی موقوف ہوئین جب شیشے پر اسم اعظم دم کیا مقبل نے وہ شیشہ ہاتھ مین لیکر گرد لشکر پانی پھینکا جہان اس پانی کا قطرہ گرا وہ پانی غائب ہونے لگا سپاہی جو ڈوب رہے تھے اُنکو بھی اطمینان حاصل ہوا بدمست کھڑا دیکھ رہا ہی کہ ابر لخت لخت ہوا پانی کی طغیانی موقوف ہوئی غصے مین طرف لشکر اسلام کے چلا دل سے کہتا ہی یہ کیا ہوا کہ دیکھا پہلو سے گرد اُڑی مہتر زود رفت کو دیکھا دوڑا ہوا آتا ہی پکار رہا ہی کہ ای بدمست پلٹ آؤ قدرت نے اوراق مین دیکھا مسلمانون کو تمھارے سحر کا حال معلوم ہوا حمزہ نے اسم اعظم کا حصار کیا اب سحر تاثیر نہ کریگا اور وقت سحر کرنا کدھر ہو مجھے جواب تو دو قدرت نے تمھین بلایا ہی بدمست نے پکار کے آواز دی مہتر صاحب مین ادھر کھڑا ہون مین جاکے اسم اعظم حمزہ بند کرونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا زود رفت قریب آیا کہا چلو قدرت بلا رہے ہین ارتھی سرمست کی تیار ہی پہلے اُنکو جہنم مین پہونچا لو تب آکے سحر کرنا بدمست نے کہا مین نہ مانونگا میرے کلیجے مین آگ جل رہی ہی مین کسی صورت سے اپنے کو تابہ حمزہ پہونچاؤنگا اسم اعظم بند کرنے کا سحر مین نے تیار کیا تھا تم یہان ٹھہر کر دیکھو کیا ہوتا ہی بدمست و زود رفت مین یہ تکرار ہو رہی ہی کہ ایک ساحر دوڑا ہوا آیا پکار کے کہا مہتر صاحب مین فیصلہ کردون کاہیکی آپس مین تکرار ہی خداوند تو بیشک بلا رہے ہین ارتھی سرمست کی تیار ہی سب ساحر اُنکے واسطے رو رہے ہین فقط آپکے پہونچنے کی دیر ہی بدمست نے ایک آہ کا نعرہ کیا کہا یارو بے وجہ مجبور کرتے ہو ساحر نے کہا جو آپکی یہی مرضی ہی تو چلیے سحر کیجیے مگر دیکھیے وہ گرد اُڑی قدرت خود آتے ہین گھبرا کے بدمست پلٹا منھ پھیر کے کہا کہان ساحر نے گلے مین حلقے کمند کے ڈالدیے کہا لو تمھاری آرزو پوری ہوئی یہی مطلب تھا کہ اکیلا جنازہ اُسکا نہ جائے تمھین بھی اُن تک پہونچایا بدمست ارے کہکر پلٹا چاہا سحر کرون کہ ساحر نے خنجر مارا النعرہ بیکیا منم عیار لاثانی مہتر ابوالفتح اصفہانی ماموں جان تو ناحق کو دیر کرتے ہین ساحرون پر جھپٹ پٹ دست اندازی چاہیے دیر کرنا کیسا بدمست کا شکم چاک قصہ پاک

ابوالفتح نے کلاہ زرین بدمست کی اُتار لی خواجہ یہ کہتے ہوے دوڑے کہ ارے یہ کیا کیا ابوالفتح بھاگ کر نکل گیا عمرو نے پکار کے کہا آتا ہون کلاہ زرین دینا پڑیگی کپڑے بدمست کے اُتار لیے لاشہ برہنہ چھوڑ کے خواجہ عقب مین ابوالفتح کے چلے یہان وہ وقت ہے کہ ستارہ سحری چمک چکا ابلیس تخت پر بیٹھا ہی مصاحب آتے ہین ابلیس زود رفت سے باتین کر رہا ہی کہ بدمست ناحق گیا بھائی کے غم مین گھبرایا ہوا ہی ای مہتر اُسے جا کر بُلا لاؤ کہ آسمان سے ایک برق چمکی دنا دنا سناٹا ہوا تصویر جو بدمست کی سامنے رکھی تھی جل کر خاک ہوئی ابلیس نے کہا لو ای مہتر زود رفت بدمست مارا گیا قدرت کا بازو ٹوٹا ذرا جا کے خبر تو لو زود رفت نے شاگردون کو اشارہ کیا کہ صحرا سے خبر لاؤ دو سو پیک نیچے دوڑے ہوے گئے دیکھا لاشہ بدمست اوندھا پڑا ہی آنتین سب نکل پڑی ہین رو رو کے سب نے لاشے کو اُٹھایا سامنے ابلیس کے لائے انکی بھی ارتھی بنائی رام رام ست کی صدا بلند ہی جا کے دونون کو جلایا روتے پیٹتے چلے مگر ابلیس بہت گھبرایا کہا آج قدرت قصر اسرار سامری مین جائینگے دیکھیے کیا احکام نکلتے ہین ظاہر تو سب امورات بُرے معلوم ہوتے ہین یہ کہکر اُٹھا ایک قصر نہایت عمدہ بنا ہی قفل اُسمین لگا ہی ابلیس نے دروازہ کھولا قصر کے اندر آیا دروازہ بند کر لیا اندر تخت بچھا تھا اُسپر آ کے بیٹھا اسم سحر پڑھے پکار کے آواز دی ای عجائب و غرائب ساختۂ سامری ای نیرنگ ساز افسونگری احوال ظاہر ہو کہ اس لڑائی کا کیا انجام ہوگا یہ کہکے آنکھین بند کین معلوم ہوا ایک ساحر سیہ فام کھڑا کہہ رہا ہی ای ابلیس چالیس دن تجھ پر سخت ہین اگر یہ چالیس دن گذر جائین فتح پائیگا ورنہ ہاتھ سے مسلمانون کے مارا جائیگا جسطرح بنے اس ایام سختی کو بسر کر ورنہ بڑی بڑی خرابیان درپیش ہونگی خبردار خبردار چالیس دن مقابلہ نہ کرنا اپنے خون سے ہاتھ نہ بھرنا یہ کہکے وہ ساحر غائب ہو گیا ابلیس اُٹھا بیرون قصر آیا دربار مین بیٹھکر افسران ساحران کو جمع کیا سات سو افسران فوج جمع ہوے ابلیس نے کہا منبر لاؤ جب منبر آیا خود اُسپر بیٹھا پکار کے آواز دی ای حاضرین محفل جو کچھ قدرت فرماتے ہین اُسکو بگوش ہوش سنو جو اسکے خلاف کریگا زندہ نہ بچیگا قدرت قصر اسرار سامری مین گئے تھے خود سامری آ کر کہگئے وہ تدبیر کرو چالیس روز مقابلہ نہو بعد چالیس روز کے قدرت خود سحر کرینگے ایک مسلمان زندہ نہ بچیگا ان ساحرون مین ایک ساحر ہی کہ جمشید نیرنگ ساز اُسکا نام ہی نہایت سحر مین زبردست بادۂ نخوت سے مست اپنے مقام سے اُٹھا کہا یا خداوند مین نے بھی آج شب کو ایسا ہی خواب دیکھا اگر حکم ہو ایک قلعہ وسیع بناؤن کوئی ساحر باہر نہ جائے چالیس دن مسلمانون کی صورت نہ دیکھین بعد چالیس دن کے مقابلہ ہو غلام سمجھ لیگا قدرت کا تدبیر کرنا کیا ضرور ہی ابلیس نے کہا ای خیر خواہ مابدولت تم اپنی رائے کے موافق کام کرو جمشید نیرنگ ساز اسباب سحر ہاتھ مین لیکر باہر نکلا گرد لشکر کے کچھ سینٹھے گاڑے نیلا سوت اُسمین لپیٹا بیٹھکر سحر کرنے لگا دود غلیظ بلند ہوا ادم بھر مین اندھیرا ہو گیا جمشید سحر کر رہا ہی کبھی بلند ہو جاتا ہی کبھی زمین پر آتا ہی دو پہر کامل سحر کیا بعد دو پہر کے روشنی ہوئی سب نے دیکھا ایک قلعہ خشتی بارہ کوس کے گرد مین بنکر تیار ہوا گرد قلعہ خندق ایسا وسیع کہ اگر انسان گرے تحت الثریٰ کو پہونچے اُسمین پانی جوش مار رہا ہی پل تختہ پڑا ہوا ہی دروازہ کھلا ہوا خلقت کی آمد و رفت بالائے قلعہ کئی ہزار ساحر ترنج نارنج لیے ہوے بیٹھے ہین حاضر باش و ناظر باش کی صدا دے رہے ہین جمشید یہ سامان کر کے بارگاہ ابلیس مین آیا کہا یا خداوند مین نے قلعہ بہت مستحکم بنا دیا اب پرندہ پر نہین مار سکتا دوندے کی تو کیا لیاقت ہی بلند ایسا کہ کمند وہم و خیال نہ پہونچے ذرا ملاحظہ کر لیجیے ابلیس نے آ کر یہ سامان دیکھا بہت خوش ہوا کہا ای جمشید اس قصر کی نگہبانی تمھارے سپرد ہی دن رات خیال رکھنا جمشید نے کہا مین سمجھ لونگا ایک گنبد سیاہ مین نے بنایا ہی اُسی مین جا کے بیٹھتا ہون بعد چالیس روز کے نکلونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا چالیس ساحر اپنے ساتھ لیے گنبد سیاہ مین جا کر بیٹھا مگر صاحبقران زمان حصار اسم اعظم کر کے بیٹھے ہین کہ ابوالفتح دوڑا ہوا آیا کہا حضور بہر بھر سے ماموں جان بلا مسرت سے

باتین بنا رہے تھے پہلوے قتل نہ ملتا تھا مین نے جاتے ہی خنجر مار دیا ماموں جان بہت شرمائے اب میرے عقب مین آتے ہین مجھکو بچائیے گا صاحبقران نے فرمایا اسمین خفگی کا ہیکی جسکا پنجہ قابض ہوا حریف کو مار لیا یہ ذکر تھا کہ خواجہ آئے کہا ابوالفتح کہان گیا امیر نے فرمایا کیا ہوا عمرو نے کہا لونڈا اسفلہ جاتے ہی اُسکو خنجر مار دیا مین اُسکو تدبیر سے مارتا باتون مین اب لگایا تھا انہون نے اپنے نزدیک بڑا کام کیا کلاہ زرین اُسکی لائے ہین مجھکو دیدین ورنہ مین بہت بُری طرح پیش آؤنگا مارے کوڑون کے کھال اُسکی اُڑا دونگا امیر نے فرمایا خواجہ ناحق کا غصہ کرتے ہو جو ہوا سو ہوا تمکو سرکار سے انعام ملیگا عمرو نے کہا مین کلاہ ضرور لونگا ناچار ابوالفتح کو کلاہ دینا پڑی کہ چارون ہرکارے سامنے سے آئے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی شعر عمرت دراز باد کہ تا در پناہ تو اہل زمانہ کام دل خود روا کنند ۔ ای شہنشاہ گیتی ستان بعد مارے جانے سرمست و بدمست کوئی قصر ہی کہ اُسکا قصر اسرار ساحری نام ہی اُسمین ابلیس خود پرست گیا وہان سے ملول و حزین آیا کہا میرے اوپر چالیس دن بہت سخت ہین کوئی کام نہ بن پڑیگا جمشید نیرنگ ساز اُسکا مصاحب اُسنے ایک قلعہ بنایا بارہ کوس کے گرد مین بنا ہی اُسکے اندر ہزارون سبزہ باغات تالاب اب کوئی اُس قلعے مین جا نہین سکتا جو سائے ہین قلعے کے جائیگا گرفتار ہو جائیگا ہزار ہا ساحر بالاے قلعہ نگہبانی کر رہے ہین جمشید یہ سحر تیار کرکے ایک گنبد سیاہ مین جا کر بیٹھا ہی اب ساحرون کا یہ ارادہ ہی کہ چالیس روز تک جنگ و جدل موقوف رہے بعد چالیس دن کے مقابلہ پڑے امیر نے فرمایا فرزندان خواجہ بزرجمہر کو بلاؤ خواجہ زادے فوراً حاضر ہوے فرمایا کہ آپ لوگ بخوبی آگاہ ہین کہ مین ایک کار ضروری کو چلا ہون کہ ایک ایک دن مجھکو برابر ایک سال کے ہی یہان یہ جھگڑا پڑا ابلیس پرستون نے بلوہ کیا ہی اب چالیس دن تک سد باب ہوا کہ مقابلہ نہو آپ لوگ ملاحظہ فرمائیے کیا تدبیر کی جائے خواجہ زادون نے قرعہ پھینکا بعد عرصہ دراز سر اُٹھایا عرض کی حقیقت مین اگر چالیس دن گذر جائینگے وہ لوگ غالب آئینگے اندر چالیس دن کے جو کچھ ہوگا وہ کام بن پڑیگا ہمارا علم خبر دیتا ہی کہ خواجہ عمرو سے رجوع کیا جائے عمرو نے گھبرا کے جواب دیا آخر مین کیا کرون جب اندر قلعے کے جانا ممکن نہین پھر کیا ہو سکتا ہی خواجہ زادون نے فرمایا غیب کا حال کون جانتا ہی جو علم سے معلوم ہوا عرض کیا گیا آیندہ خدا کو اختیار ہی امیر نے فرمایا خواجہ اسمین تدبیر جلد ہونا چاہیے نہین معلوم گرفتاران زندان مصیبت پر کیا گذری عمرو نے کہا آپ جانتے ہین تمام قرضدار مجھکو ڈھونڈتے پھرتے ہین مین بارگاہ سے نکلا اور پکڑا گیا گھر مین پکڑ کر مہاجن لیجاتے ہین بانی چھڑک چھڑک کے مارتے ہین میری زندگی کیونکر ہوگی امیر نے پچاس توڑے منگوا کر پیش کش کیے خواجہ نے کہا سب طرح مشکل ہی اگر لیتا ہون جان جاتی ہی نہ لون تو قرضدار پیٹینگے کہ تو نے ملتا ہوا روپیہ چھوڑ دیا بہر نوع جاتا ہون جان لڑاتا ہون عمرو بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکے بیرون بارگاہ آئے ایک طرف چلے مگر ملکہ ماہ عالم افروز جو بادشاہ کے ساتھ سے غائب ہوئی تھین مرحوم جادو اُسی صحرا کا مالک اُسنے سب سانحہ آنکھون سے دیکھا عقل سے معلوم ہوا کہ دختر خداوند کو بادشاہ اعلام لیے جاتے ہین اسنے سحر کرکے آندھی چلائی ملکہ و وزیرزادی کا مرکب دو کوس پر پہونچا یہ حیران حیران وہان کھڑی تھین کہ مرحوم جادو نے سحر کیا پشت مرکب سے دونون کو اُٹھا لیا لیکر بھاگا آتے آتے قریب قلعہ پہونچا چاہا اندر جاؤن معلوم ہوا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا لبس اسنے اُٹھکر آواز دی ای بندگان خداوند ابلیس مین براے کار ضروری آیا ہون خداوند کے واسطے کچھ تحفۂ بزرگ لایا ہون اندر نہین آسکتا ساحرون نے جو یہ آواز سنی آواز دی ٹھہر جاؤ یہ تو ٹھہرا ساحرون نے جمشید سے اطلاع کی جمشید خود آیا مرحوم جادو کو دیکھا دو نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین کو لایا ہی جمشید اپنے ساتھ مرحوم جادو کو لیچلا خدمت خداوند مین پہونچا اُسوقت ابلیس تخلیے مین بیٹھا ہی جمشید نے جا کر خبر دی یا خداوند مرحوم جادو مالک فلان صحرا انوز چکیدۂ خالص قدرت کو لیکر آیا ہی ابلیس یہ سنکر خوش ہوگیا کہا جلد لاؤ جمشید مرحوم جادو کو ساتھ لایا ماہ عالم افروز و گلچہرہ وزیرزادی کو اب ہوش آیا ابلیس کو دیکھکر

کانپنے لگین ابلیس نے بقہر وغضب آواز دی کیون او گیسو بریدہ تونے قدرت کو بدنام کیا قدرت کے تقدیر کرنیکو دیکھا کسطرح گرفتار ہوئی بندہ ہمارا وہان بھی موجود تھا قدرت اسکی عمر بڑھائینگے سو اولادین دینگے ہر ہفتے مین ایک لڑکا پیدا ہو مرحوم نے ہاتھ باندھے کہا یا خداوند یہ رحمت میرے واسطے ہو ورنہ رحمت مبدل بہ زحمت ہوگی اتنی اولادین کیونکر تیرا بندہ پرورش کریگا عورت کے حب مہینے مین چار لڑکے ہونگے لونڈی آپ کی تڑپ کے مرجائیگی ابلیس نے کہا مین تو تقدیر کرچکا مرحوم جادو تو چپ ہو رہا مگر ابلیس ملکہ پر بہت چیخا بیٹیا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا ملازمون سے اشارہ کیا جبشنون کو بلاؤ دو سو جبشنین ترکنین حاضر ہوئین حکم ہوا ان دونون کو فلان مکان مین لیجاؤ کوئی اپنا بیگانہ انکے پاس نہ جائے قضائے کار ماہ پرور دایہ ملکہ کی جسنے سنا تھا کہ ملکہ نکل گئین رویا کرتی تھی آج جو اسنے خبر پائی دوڑی ہوئی آئی آکے ابلیس سے لپٹ لپٹ کے سفارش کرنے لگی عجز و منت کرنے لگی ابلیس نے نہ مانا قید کا حکم دیا ملکہ نے پلٹ کے کہا دائی امان کیون گھبراتی ہو یہان مقابلے مین صاحبقران موجود ہین اپنے کو ان تک پہونچاؤ مجھ سوختہ بخت کی خبر دو کہ کنیز آپکی یہان قید ہے نہین معلوم شہریار پر کیا گذری وہ ملعون تو مجھکو یہان اٹھا لایا حضور لشکر مین گئے ہونگے مگر دیکھیے انپر کیا گذرے میرا غائب ہونا قلب اقدس پر شاق گذرا ہوگا جبشنین ساتھ ہین بات کرنے کا موقع نہین اشارتہً اتنا کہدیا ماہ پرور دایہ نکلی تلاش مین عمرو کی چلی خواجہ عمرو تین دن سے گرد قلعہ چرخ مار رہے ہین کوئی صورت رسائی کی نہین معلوم ہوتی عمرو سایے مین ایک نخل کے بیٹھا رو رہا تھا کہ دیکھا کہ شاخ نخل پر ایک عندلیب بینوا رو رہی ہے عمرو نے دل مضبوط کرکے آواز دی ای طائر بے زبان باعث بیقراری کا کیا ہے وہ عندلیب مثل انسان کے گویا ہوئی ای شخص مین تلاش مین خواجہ عمرو کی نکلی ہون اگر تو پتہ بتادے تو احسان عظیم ہے عمرو نے کہا آخر اس شخص کی ملاقات مین کیا راز و نیاز ہین ہمسے بیان کرو جو تدبیر ہوسکیگی کر دینگے دامن آرزو گل مراد سے بھر دینگے عندلیب نے کہا ای شخص عمر بھر احسان مانونگی جو عمرو کو مجھسے ملادے عمرو نے دل مضبوط کرکے کہا عمرو عیار مین ہی ہون یہ کہنا تھا کہ اس عندلیب نے کہا ای شہنشاہ اقلیم عیاری تمھارے نام کا قلعے مین بڑا غلغلہ پڑا ہے جمشید نیرنگ ساز نے قلعہ رفیع و وسیع بنایا ہے کہ چالیس دن مقابلہ نہ کرین مین آپکو ہدایت کرتی ہون پہلوے قلعہ پر ایک نخل چنار ہے مین یہ انگوٹھی آپکو دیتی ہون یہ آپکی دستگیری کریگی اس انگوٹھی کو بیخ نخل سے مس کیجیے گا ایک دروازہ پیدا ہوگا قلعے مین چلے جائیے گا قریب گنبد سیاہ پہونچیے گا اسی مین جمشید نیرنگ ساز رہتا ہے آئندہ آپکو اختیار ہے جو ہوسکے وہ کیجیے گا یہ انگشتر خزانۂ سامری کی ہے بڑی مشکل مین مین نے اسکو ممکن کیا ہے اگر تابہ جمشید رسائی ہوا اور دام تزویر آپکا اسیر پڑے اسی کے پہلو مین زرد رنگا ہوا ایک قصر ہے اسمین ملکہ ماہ عالم افروز گرفتار ہین جبشنین ترکنین وہان نگہبان ہین ایک ساحر ہلال جادو شام کو آتا ہے خبر خیر و عافیت لیکر چلا جاتا ہے جبتک وہ نہ مارا جائیگا رہائی ملکہ کی ناممکن یہ کہکر وہ عندلیب انگوٹھی دے کر اڑ گئی عمرو نے انگوٹھی اٹھالی پہنی پہلوے قلعہ پر آکے دیکھا حقیقت مین ایک نخل چنار ہے عمرو نے اس بیخ نخل پر انگوٹھی کو مس کیا ایک دروازہ مقفل ظاہر ہوا عمرو نے قفل کاٹا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا دیکھا مین شہر مین پہونچا حقیقت مین گنبد سیاہ سامنے ہے عمرو ایک گوشے مین چھپا دیکھا اکثر ساحر شراب و کباب لیکر اندر جاتے ہین اندر سے باہر آتے ہین عمرو نے زنگ روغن عیاری کا نکالا ایک طفل ماہ پیکر کی شکل بنکر تیار ہوے مگر گویتے کا لڑکا ایک کان مین بجلی ایک مین انگوٹھی بوٹی بوٹی پھڑکتی ہوئی گنبد سیاہ کے پہلو مین ایک نخل تھا وہان بیٹھکر وہلی بجائی گنگنا کے یہ غزل گائی غزل

سن لے دل خط شوق کا مطلب
کوئی رہ تو نہین گیا مطلب

بند کا بند ہی رہا خط شوق
قاصد اسکا نہ کچھ کھلا مطلب

فرق ہے ای صنم دلون مین تو بہ
میرا تیرا نہین جدا مطلب

لفظ و معنی کا ربط ظاہر ہے
دل سے ہو کسطرح جدا مطلب

اب پر جان دین یہ تھا مطلب
ساتھ دم کے نکل گیا مطلب

دل تو جاتا ہے کسکے ہو کے رہین
حسرت ارمان مدعا مطلب

آئینۂ غیر کیا چھپا اگا دل
جس سے اچھا نہ چھپ سکا مطلب

موت تھی ہجر مین پیام وصال
ہم جیسے فوت ہو گیا مطلب

مین نے چپکے سے کچھ دعا کی تھی
سننے والون نے سن لیا مطلب

ایک سینہ ہی حسرتین لاکھون
ہون وہ بیخود کہونگا کچھ کا کچھ
خود ہی اپنے لکھے کو پڑھے جلال

ایک دل ہی ہزار ہا مطلب
مجھسے پوچھو تو تم مرا مطلب
کچھ سمجھ لو بڑا بھلا مطلب

وصل کی رات بے وفا نکلا
عمر بھر ہم قرار دے نہ سکے

پڑھ کے تمسے بھی کچھ مرا مطلب
دل بیتاب کا ہی کیا مطلب

اس دُھن مین خواجہ نے یہ غزل گائی کہ جمشید گنبد مین بیچین ہوگیا ساحرون سے پوچھا ارے یہ کون ظالم تانین مار رہا ہی کلیجہ نکالے لیتا ہی روح بیچین ہوگئی یہ کہکے ایک ساحر سے اشارہ کیا اُس گانے والے کو بُلا لاؤ وہ ساحر باہر آیا دیکھا ایک طفل ماہرو خوشخو چشم جادو خال ہندو خنجر ابرو بیٹھا ہوا گا رہا ہی اُس ساحر نے کہا میان صاحبزادے ہمارے افسر صاحب تمھین بُلاتے ہین بہت کچھ ملیگا عمرو نے کہا صاحب مین ڈرتا ہون ساحر بڑے بیباک ہوتے ہین ایسا نہو گھر مین بلا کر کچھ اور ارادہ کرین باپ میرا کوٹھے پر سے گر اکر لڑ گیا مجھسے کہا بیٹا جاؤ کمال اپنا صرف کرو چار پیسے کما کے لاؤ مگر ساحرون سے بچنا آبرو مین فرق نہ آنے پائے یہ لوگ دم دیکر بُلاتے ہین منتر جنتر پڑھ کے پھنسا لیتے ہین ساحر نے کہا میان کوئی ایسا نہین ہی ہمارے افسر صاحب بڑے سخی ہین عمرو اُٹھا اُس ساحر کے ساتھ ہوا اندر گنبد کے آیا دیکھا جمشید بیرنگ ساز مسند پر بیٹھا ہی زود رفتت نے ایسا ڈرایا ہی اسباب سحر آگے رکھا ہوا ہی ایک نقشہ بنا ہوا اُسکو بھی دمبدم دیکھا کرتا ہی منقل آتش روشن ماش کے دانے آگے رکھے ہوے چوکنا دیکھتے ہی لڑکے سے نگاہ جو ملی اسنے جوجھک کر سلام کیا ہنسکے کہا غلام حاضر ہوا مین ایسے ہی رئیسون کا مشتاق رہتا ہون جمشید نے کہا صاحبزادے تمھارا نام کیا ہی کہا حضور آپ نے سنا ہوگا تان رس خان مین اُنکا بیٹا تان دراز خان اتنی بڑی تان لون کہ آسمان پر پہونچے سب ہنسنے لگے کہا میان تان دراز خان کچھ گائیے عمرو نے گنگنا کے یہ غزل شروع کی غزل

گل کی بلبل کی طرف سے تھی یہ کچھ بے خبری
آنکھ کھلتے ہی وہ اک خواب فراموش ہوا
جان بیتاب کو اس رشک نے تڑپایا اور
دیکھ سکتا تھا تجھے کون جو روپوش ہوا
تھم گیا نالہ اب آنسو بھی ٹھہر جائینگے
خود فراموش کیا تو نہ فراموش ہوا
سب یہ داخل ہین ترے بیخبرون مین اے عشق
پیچھے پیچھے مین چلا آگے مرا ہوش ہوا

کھل گئی آنکھ جو ہین عشق مین مدہوش ہوا
ایک نالہ نہ سنا گو ہمہ تن گوش ہوا
میری حیرت کا سبب غیر نے پوچھا شاید
اُنسے کیون وصل کا ارمان ہم آغوش ہوا
ٹوٹ جاتا ہی اسی بزم مین دیکھا ساقی
آئی منزل جرس قافلہ خاموش ہوا
میری توبہ شکنی ہوگئی سیلاب زاہد
دل ہوا ہوش ہوا چشم ہوئی گوش ہوا

آگیا ہوش مین جسوقت سے بیہوش ہوا
غفلت عشق تماشا جو دکھاتی تھی ابھی
بات کچھ تو ہوئی ایسی کہ وہ خاموش ہوا
بیحجابی تری سو پردون کا اک پردہ تھا
تیرا پیمان ہوا شیشۂ مینوش ہوا
یاد تو بیخبری مین بھی رہا آٹھ پہر
بھیڑ اندھون کی خراباتیون کا جوش ہوا
حاجت خضر نہین وادی وحشت مین جلال

یہ غزل اس سج دھج سے گائی کہ جمشید بہت خوش ہوا موتیون کا مالا اُتار کے دیا لڑکے نے کہا واہ واہ اسی بات پر آپ فرماتے ہین کہ ہم بڑے قدر دان ہین ہمارے دروازے پر شیشہ موتی والا آتا ہی ایک پیسے دو پیسے کو اتنا بڑا مالا ملتا ہی مین تو دو آنے لونگا سب ہنسنے لگے کہا ارے بیوقوف یہ سچا مالا ہی کئی ہزار روپیہ کا لڑکے نے کہا آپ لیلیجیے آپکو نفع ہوگا مجھے دو آنے پیسے دیجیے پھر اور چیز گاؤن اپنا کمال دکھاؤن ابھی آپ نے کیا سنا ہی بہت راضی کرونگا خوش کرونگا جمشید نے کہا یہ تو بالکل نادان ہی چوبدار ساتھ کرکے اسکے گھر بھجوا دونگا کہا حضور مین بے لیے نہ ٹلونگا شام کو گھر مین کھانا کیونکر ملیگا ابا جب پیسے لیلیتا ہی تب سودا دیتا ہی جمشید نے پیسے منگائے لڑکے نے پیسے لیکر کچھ ٹوپی مین رکھے کچھ ٹینٹ مین گھڑ سے کئی ٹھمریان گائین جمشید بہت راضی ہوا لڑکے نے کہا حضور نے ابھی کیا سنا ہی ایک کمال ایسا دکھاؤن کہ آپ بہت راضی ہون میخانہ میرے سپرد کیجیے مین شراب پلاؤن حضور بیٹھے ناچون ہاتھ سے بتاؤن زبان سے گاؤن آپ ایسے افسر کو سر سے شراب پلاؤن یہ سنکر جمشید کھلکھلا پوچھا میان صاحبزادے تمھارا مکان کہان ہی عمرو نے کہا جہان بھینسین بندھتی ہین املی کا پیڑ بڑا سا چھوٹے چھوٹے ببول کے درخت وہان تان رس خان مشہور ہین بڑی پہچان تو یہ ہی کہ بڑی بی نانی امان

ہر وقت دروازے پر کھڑی رہتی ہین ہر چند کہ نحیف و ضعیف ہین اُنکے دیکھنے والے اب بھی آتے ہین سیکڑون روپئے دیجاتے ہین
کئی نے زہر کھا لیا کسی نے اپنے چھری مارلی ہر وقت گلی مین ہنگامہ رہتا ہی جب آپ آئینگے پہچان جائینگے کہ یہی مکان تان دراز خان
کا ہی نانی امان کی وجہ سے بڑی چہل پہل رہتی ہی کیا آپ تشریف لائیے گا نانی سے کہدون کپڑے بدل کر کھڑی ہون آپ بھی
جانیے کہ کوئی رئیس زادی کھڑی ہی اُس محلے مین تو اُنکی صورت کی کوئی عورت نہین ہی دور دور سے لوگ دیکھنے آتے ہین
اسطرح کی عمرو نے بھولی بھولی باتین کین کہ جمشید کے دل سے سب طرح کا گمان نکل گیا کھڑے ہو کے عمرو نے ساقی گری
شروع کی گنگنا کے غزل گائی غزل مصنف

میرا خمیر بادۂ انگور سے بنا
اُگی ہو عیش باغ مین جلسا شراب کا
آتش مزاج یار ہی عاشق ہی بادہ خوار
عاشق کا جسم بنگیا پتلا شراب کا
دل توڑ ڈالا ساقی مہوش نے ای قمر
آنکھون کو جانتے ہین پیالا شراب کا
گھٹی مین میری پڑ گیا قطرا شراب کا
پی پی کے رنگ کھیلینگے رندان بادہ خوار
پتلا وہ آگ کا ہی یہ پتلا شراب کا
میخانۂ جہان مین وہ علامہ دہر ہون
دکھلا کے ٹکڑے کردیا شیشا شراب کا
مستون کو فرض عین ہی پینا شراب کا
ای ابر حسن آج تو چل مونہ مجھ پہ چل پر
ہولی مین خوب ہو گا تماشا شراب کا
طفلی سے تا بہ مرگ رہا دور جام مے
دیتا ہی مجتہد مجھے فتوا شراب کا

اس غزل کو گاتے بھی جاتے ہین بتاتے بھی رہے
ہین جمشید مر مر گیا ہر مرتبہ انعام مین اشرفیان دیتا ہی خواجہ بھلاوہ دینے کو پھیر دیتے ہین کہتے ہین مجھے پیسے دیجیے یہ ہلدی کے
رنگے ہوے چینی کے ٹکڑے نہ دیجیے امان جان نے سب سمجھا دیا ہی آج مین پورے چار آنے لونگا جسدن چار آنے
میسر ہوتے ہین اُس دن البتہ گوشت پکتا ہی کئی دن سے دال ہی میسر ہوئی اب آج تو زرا قورمہ پکواؤنگا میری مان
تارتار نکال کے پہلے مجھکو دیتی ہی برس مین دُلھن امان رہتی ہین اُنسے شادی ہوگی دودھ اُنکے بڑے بڑے ہین مان نے
سمجھا دیا ہی جب جورو کا دودھ پیوگے تب طاقت آویگی لیکن چار پیسے کا کے لاؤن بھولی بھولی باتون پر جمشید مرا جاتا ہی
سب ساحر ہنس رہے ہین تھوڑی ہی دیر مین عمرو نے سب کو شراب پلائی اب ہنگامہ دست درازی کا ہونے لگا جمشید
بیٹھے بیٹھے بولا میان تان دراز خان صاحب کوئی غزل اُڑا دیجیے عمرو نے کہا حضور بس میری آواز پڑ جائیگی اب گاؤنگا
روز چائے پیتا ہون جب تو چیتا ہون آواز کی بڑی بڑی دوائین ہین حقیقت مین لڑکے کی ذیل کی آواز مزا دکھاتی ہی جمشید
خوش بیٹھا ہی ساحرون سے اشارہ ہی تم ذرا ہٹ جاؤ تو مین ہنکا پھیری کرون ہر چند کہ آہوے وحشی ہی شاید کھا دے
عجب معشوق پری چہرہ ہی ساحر کہتے ہین حضور لونڈا بہت کمسن ہی تڑپ کے مر جائیگا غل مچائیگا یکایک لڑکے نے خود اُٹھکر
کیا ہمین گود مین اُٹھا کر چارپائی پر لٹاؤ سفید چادر پر ذرا لیٹین نشہ بہت ہو گیا ہی یہ سنکر جمشید خوش ہو گیا اپنے مقام
سے ہنستا ہوا اُٹھا بیہوشی کام کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہوا سب ساحر لینا لینا کر کے اُٹھے جو اُٹھا وہ گرا بیہوش
ہوا عمرو نعرہ کر کے اُٹھا وہ جو پنجۂ نگارین تھا اب پنجۂ جلادی بنا خنجر کھینچے ہوے چلا یہی خیال ہی کہ پہلے جمشید کو مارون
یقین ہی کہ اسکے مرتے ہی قلعہ تو غائب ہو جائے اصلی قلعہ باقی رہے مگر قضا سے کار ہلال جادو جو ملکہ ماہ عالم افروز
پر نگہبان ہی آتا تھا کہ راہ مین ایک ساحر ملا اُسنے کہا آج تو گنبد سیاہ مین بڑا جلسہ ہی جمشید جادو نے کوئی گویا بلوایا ہی
مین پہلوے گنبد سے آتا تھا گانے کی آواز سنی دل بیقرار ہو گیا بڑا خوش آواز ہی اچھی رنگ محفل آغاز ہی ہلال جادو
یہ سنکر خوش ہو گیا اس خیال سے چلا کہ جا کے شریک صحبت ہون پر پرواز پیدا کر کے بلند ہوا آسمان پر سے آ کے دیکھا
سب ساحر اوندھے سیدھے بیہوش پڑے ہین عمرو عیار خنجر برہنہ ہاتھ مین لیکر چلا ہی ہلال جادو نے وہین سے آواز
دمی اوسار بان زادے کیا کرتا ہی عمرو نے سر اُٹھا کے دیکھا ایک ساحر بلندی پر سے نعرے کر رہا ہی اور کڑک کے چلا
ہی عمرو گھبرا گیا کود کے کنارے ہوا گلیم عیاری اوڑھلی ہلال نے دیکھا وہ شخص نظرون سے غائب ہو گیا گھبرا کے اُترا

خواجہ نکل کے بھاگے وہی دروازہ ملا ہلال جادو نے سب کو ہوشیار کیا لینا لینا کہکے دوڑے عمرو دروازے سے نکل گئے بیرون قلعہ آیا نخل چنار سے نکلا جمشید جو دوڑا ہوا آیا دیوار قلعہ مین در دیکھا گھبرا کے کہا ای ہلال یہ راستہ کسنے بتایا ہلال بھی کاہیدہ ہوا کہا ای برادر بڑے غضب کی بات ہی کوئی رازدار ہمارا اُنکا ہوگیا ممکن نہ تھا کہ چنار سے کوئی آسکے یقین ہی انگشتر جمشید کسی نے عمرو کے پاس پہونچائی اس راستے کو بند کرو ایسا نہو پھر اسی راستے سے چلا آئے جمشید نے کھڑے ہو کے سحر کیا وہ نخل غائب ہوگیا دروازے کو بھی چھپایا مگر عمرو بھاگا ہوا خدمت صاحبقران مین آیا تمام کیفیت بیان کی امیر نے فرمایا خواجہ خدا نے تمکو بچایا کئی عیار گئے تھے مین نے خبر سنی سائے مین قلعے کے پہونچ کر غائب ہوے تم نہ جاؤ جو گذرے گی جھیلینگے بعد چالیس دن کے جان پر کھیلینگے عمرو نے کہا ای شہریار قلعے مین بھی جابجا یہی ذکر ہی ہر کس و ناکس کو فکر ہی کہ چالیس دن کسی طرح گذرین سب ساحر ایک دن سحر کرینگے ابلیس نے یہی حکم لگایا ہی کہ کسی طرح چالیس دن بسر ہون ایام سخت دفع ہوجائین تو نکل کے قلعے سے قیامت برپا کرونگا مین پھر جاتا ہون سب نے روکا عمرو نے کہا مین نذر کونگا یہ کہکر خواجہ چلے مگر جمشید راستہ بند کرکے پلٹا دربار مین آکے دیکھا ابلیس بیٹھا ہی خدائی کی باتین کر رہا ہی جمشید نے آکے سب کیفیت بیان کی ابلیس نے کہا بڑا غضب ہوا کیون ای ہلال یہ راستہ کسنے بتایا ہلال نے کہا یہ آپس والے کا کام ہی آپ خزانہ جمشیدی مین جائیے یقین ہی ایسا ایسا جواہر آپ دیکھینگے کہ چشم فلک نے نہ دیکھا ہوگا انگشتر دیکھیے ہی یا نہین انگشتر اب نہوگی کتاب قواعد مین مرقوم ہی صاحب انگشتری جمشیدی اس راہ سے آئیگا علاوہ اسکے میری سلطنت مین سب کو آرام ہی پس میری دشمنی کرنے سے کیا فائدہ یہ کہکے کہا تم سب بیٹھو مین خزانہ مین دیکھ آؤن خزانے سے دیکھ بھال کے پلٹ آیا کہا ای جمشید نیرنگ ساز بڑا غضب ہوا انگوٹھی خزانے سے نکل گئی راستہ تمنے بند کیا جمشید نے کہا حضور اب تو مین نے وہ تدبیر کردی ہی کہ انگشتر جمشیدی جسکے پاس ہو وہ بھی نہ آسکے ابلیس نے کہا چند ساحر جائین مخفی ہوکے ڈھونڈین پتہ لگائین کہ انگشتر خزانے سے کسنے نکالی یہ کہکے آواز دی کوئی ساحر اُسکی تلاش مین جائے ملول جادو وقبول جادو اور اوباش جادو وغیرہ یہ بارہ ساحر تلاش مین چلے یہ وعدہ کرلیا کہ ہم پتہ لگا کے آتے ہین دشمن کو لاتے ہین آپ تردد نہ کرین جمشید نے کہا بہت ہوشیاری سے کام کرنا ساربان زادہ دیکھ گیا اب نہ آنے پائے ساحر تو تلاش مین گئے مگر خواجہ عمرو صاحبقران سے رخصت ہوکے فائین نکلے صحرا مین آکے ٹھہرے کہ ماہ پرور نخل سے آواز دیتی ہوئی اُتری کہا کہو خواجہ کیا کیا قیدی زعفران مصیبت کو نہ چھڑایا عمرو نے کہا ای ماہ پرور کیا کہون تقدیر نے کمی کی مین دربار تک جمشید نیرنگ ساز کے پہونچا گنبد مین داخلہ ہوا ساقیگری کرکے سب کو بیہوش کیا ہلال جادو وقت پر آگیا مین بھاگ کے نکل آیا کہ پھر اسی راہ سے جاؤنگا ماہ پرور نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری ای ہژبر دشت طراری غضب ہوگیا جمشید نے سب حال جاکر ابلیس سے کہا ہلال نے یہ بھی کہا کہ خزانے مین جاکر دیکھیے انگشتری یا نہین اُسنے جاکے انگشتری کو سب جگہ تلاش کیا مگر نہ پائی اب تو وہ سحر جمشید نے کردیا کہ اب انگشتری بھی کام نہ دیگی مگر یہ اِکہ حاضر ہی جب اسکو زمین سے مس کیجیے گا تب نخل چنار ظاہر ہوگا اسی اِکے کو شاخ نخل سے مس کیجیے گا ایک تڑاقہ ہوکے اندھیرا ہو جائیگا پھر جو روشنی ہوگی وہی در ظاہر ہوگا آپکو جانے کا اختیار ہی عمرو نے وہ اِکہ لیلیا سب حال لفظاً لفظاً پوچھا چاہتا ہی ماہ پرور کو رخصت کرے ایک زاغ سیاہ نخل پر بیٹھا یہ سب حرکات دیکھ رہا تھا نعرہ کرکے زمین پر گرا منم اوباش جادو ای ماہ پرور مین نے سب حال سنا قتل ساحران سے تجھکو کیا نفع ہوگا یہ کہکر تڑپا اور ماہ پرور پر گرا آپس مین سحر ہونے لگے اوباش نے کمند سحر ماری ماہ پرور کے گلے مین ہیکل ہی اُسکا عکس ڈالا کمند ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی اوباش نے اپنی زبان کاٹ کر خون پھینک مارا تمام جسم پر ماہ پرور کے آبلے پڑ گئے اڑکھڑا کے گری اوباش تیغہ کھینچکر چلا آواز دیتا ہوا کہ او ظالم تو نے اِکہ ساحری کا ساربان زادے کو دیا

مگر کیا مجال جو اندر آسکے کہ پہلو سے آواز آئی ای برادر مین نے بھی سب حال دیکھا روبروے خداوند بیان کیا جائے گا اسنے جوش محبت ملکہ ماہ عالم افروز مین یہ حرکات کیے مگر اسکو قتل کرنا واجب و لازم ہی اوباش نے پلٹکے دیکھا جمشید شمشیر برہنہ تلوار کھینچے ہوے آتا ہی کہتا ہوا اہان بھائی اس ظالم کا سر کاٹ لو اسنے یہ چاہا تھا کہ قدرت قتل ہون قلعۂ ابلیس پرستان کا نام مٹے اوباش نے کہا بھائی نہین اسکو مشکین باندھکر قدرت کے سامنے لیچلونگا یہان قتل کرنے سے پردہ رہجائیگا پھر دربار سرا ہو کہ جملہ اہل دربار دیکھین کانون پر ہاتھ رکھین کہ یہ اسنے کیا ستم کیا سزا ہے جسمی دیجائے پھر کسی کی جرات مرجائے نور چکیدہ خالق قدرت کو لاشہ اسکا دکھایا جائے کہ آپ کے مددگار پر یہ گذری روز گرفتار رہی ملکہ اسنے بہت سفارش کی تھی یہ بھی گذارش کی تھی کہ ملکۂ عالم کو چھوڑ دیجیے اب ایسی حرکت نہوگی قدرت نے نہ مانا جمشید نے کہا اہان بھائی سچ کہتے ہو مشکین باندھکر اسکو لیچلو یہ کہکر قریب آیا کہا دیکھو بھائی قلعے سے ابر اٹھا شاید قدرت آتے ہین اوباش پلٹا جمشید نے خنجر مارا اوباش کا شکم چاک قصہ پاک لاشہ تھرا کے زمین پر گرا ماہ پرور نے رہائی پائی کہا خواجہ نکل آؤ بڑا تمنے کام کیا حقیقت یہ ہی کہ صدہا جادوگر میری تمہاری فکر مین نکلے ہین خدا بچانے والا ہی مجھسے تمسے پھر اسی مقام پہ ملاقات ہوگی خدا یہ سامان کرے کہ ہلال جادو مارا جائے۔ ع۔ حریق آتش اشتیاق غریق لجۂ فراق رہائی پائے روح کو راحت قلب کو فرحت ہو عمرو گلیم اوڑھ کے غائب ہوا ماہ پرور نے قصد کیا ہی کہ روانہ ہو جاؤن کہ ایک زن ایک نخل بلند سے یہ معرکہ دیکھ رہی تھی چلچلاکے گری آواز دی واہ بی ماہ پرور خوب اوباش کو قتل کرایا تمہارا بڑا مطلب ہوا تم اورنگ جادو ماہ پرور نے دیکھا ایک جادوگرنی سیاہ فام بدانجام پھولے پھولے گال لہنگہ بھاری پہنے ہوے صورت مین جلاد ابرو خنجر ظلم دیدہ آنکھین ساغر خون جھومتی ہوئی غصے مین دیوانہ وار بشکل مجنون ماہ پرور نے گولہ مارا اورنگ نے کہا او چھوکری تجکو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ میرے سامنے سحر کرے یہ کہکر اپنے سر کا ایک بال توڑا اسکو جھٹکا دیا بشکل زنجیر آہنی گلے مین اس بیچاری کے پڑ گیا کھینچتی ہوئی لے اڑی عمرو نے یہ سب معرکہ ملاحظہ کیا قصد ہوا عیاری کرون مگر اتنی جلدی لے اڑی کہ خواجہ نہ آنے پائے عمرو دوڑا کہ دیکھون وہان اس بیچاری پر کیا گذرتی ہی جاکر اکہ کو زمین سے مس کیا نخل چنار پیدا ہوا جب شاخ نخل سے اکہ کو مس کیا ایک سناٹا ہوا زمین کانپی عمرو کی آنکھون مین اندھیرا آگیا قلب تھرا گیا کیا تعجب ہی کہ غشی ہوتی طاری عالم بیقراری اب جو روشنی ہوئی اپنے کو قلعے مین پایا خدمتگار کی صورت بنکر [illegible] ابلیس کے چپے دیکھا ابلیس تخت پر مثل بندر کے اچھل رہا ہی کہ اورنگ لیے ہوے ماہ پرور کو پہونچی پکارکے آواز دی یا خداوند اس گیسو بریدہ نے عمرو کو انگشتری دی آج اکہ دیا اوباش کو قتل کرایا مین نخل سے دیکھ رہی تھی مین نے اسکو گرفتار کیا مگر عمرو دیکھتے دیکھتے نظرون سے غائب ہوا اوز: اسکو بھی تانی ابلیس کانپنے لگا جمشید و ہلال کو بلوایا کہا ای ہلال جادو کچھ تمنے سنا اورنگ جادو نی ماہ پرور کو گرفتار کرکے لائی اسی نے انگوٹھی ویکہ عمرو کو دیا اوباش جادو مارا گیا مگر اورنگ نے بڑا کام کیا اور پھر روانہ ہوگئی تلاش مین عمرو کی گئی ہی ضرور عمرو کو لائیگی بڑی چالاک و چست ہی ارادہ بھی اسکا درست ہی یہ کہکر حکم دیا ای ہلال ماہ پرور کو ستون سے باندھ دو اسوقت ماہ پرور کی بیقراری اشک باری [illegible] متغیر [illegible] جان کا خوف ملکہ کا خیال [illegible] ہجوم غم و ملال جب ہلال جادو نے ماہ پرور کو کمال بیدردی سے باندھا ابلیس نے کوڑا ہاتھ مین ہلال کے دیا ہلال نے چمک کے کوڑا مارا وہ جسم نازنین پاش پاش جان دینے کی تلاش لگی پکارکے آواز دی او ابلیس [illegible] دعوی خدائی کرتا ہی اپنی یکتائی پر مرتا ہی جلاد کو حکم دے میرا سر کاٹ لے [illegible] لعنت کی دین خدا سے نا دیدہ اختیار کیا اگر کسی شخص کی گذر خدمت خواجہ مین ہو تو عرض کرے کہ ماہ پرور آپ پر نثار ہوگئی اسی تجویز مین جان دی مگر تائب ہو کے دنیا سے اٹھی اعتقاد قوی ہوا معلوم ہو گیا کہ ساحری [illegible] جمشید [illegible] مناسب

لونگ لوٹا جھوٹا جھوٹا اور مل خرمل وغیرہ یہ سب جھوٹے دغاباز حیلہ ساز تکار رکھے مذہب مسلمانان ٹھیک ہی جسکو یہین تشکیک ہی وہ کندۂ جہنم نبیگا آگ مین جلایا جائیگا اپنے اعمال قبیح کی سزا پائیگا ماہ پرور نے جو یہ پکار کے کہا عمرو تڑپ گیا مگر مجبور دناچار جب ماہ پرور بیہوش ہوگئی ابلیس نے حکم دیا اے بلال اسکو بھی قید خانے مین لیجاؤ آب و دانہ بہت کم دینا تاکہ تنگ ہو سکے بدعت کرنا چین نہ ملے یہ سب عورتین تڑپ تڑپ کے مرجائین بلال جادو ماہ پرور کو ایک چاہ مین ڈال کے لیجا یہان ملکہ ماہ عالم افروز عشق مین بادشاہ کے بیقرار یہ اشعار پکار کے پڑھ رہی ہین نظم

افگار دل نہین ہی کہ ٹکڑے جگر نہین
رشک رقیب سے مجھے اپنی خبر نہین
تنگی دہن کی اتنی تو ہو میرے خیر خواہ
بس اے ستم شعار بس اتنا سفر نہین
جب آئے ہو رہے ہو نہین تم الگ تھلگ
تیری زبان پہ رہتی ہی آٹھون پہر نہین
اس ظرف پر مقابلہ بتیس دانتون کا
اس سے زیادہ کوئی لڑائی کا گھر نہین
منظور ہی جو وصل تو ہم راضی آپ خوش
باب جنان ہی رخنۂ جالب جگر نہین
مجھسے زیادہ تجھکو تھا جس بات کا خیال
مہمان سے عزیز کریمون کو گھر نہین

اب بھی وفاے دوست سے قطع نظر نہین
قلت نہین ہی نور بنا گوش کے لیے
ہان تنکے سنکے منھ سے ترے یار ہر نہین
لب آئے آپ کب گئے مین ابھی ہین ہی تھا
مہمان سے زیادہ تمھین میرا گھر نہین
عزلت گزینی اپنی ہی روز الست سے
قطرے سے آبرو تری بڑھ کر گہر نہین
ہان پر تری مدار قبول دعا کا ہی
موقوف کچھ یہ کام تو دو چار پر نہین
یہ ساری کائنات ترے دم قدم سے ہی
وہ بات یاد بھی تجھے اب اے قمر نہین

فرقت تری ذریعۂ آہ سحر نہین
یہ صبح وہ ہی جسکے لیے دوپہر نہین
اتنے تکلفات رقیبون کے واسطے
معدجانتا ہی مجھے کچھ خبر نہین
کیا مشق تونے کی ہی تحیر کا ہی مقام
ہمکو قفس مین بھی ہوس بال و پر نہین
ہر روز گھر مین غیرون کے جاتا ہی کیا غرور
تیرا دہن ہی حلقۂ باب اثر نہین
اس حور کے خیال کی ہی مشق رات دن
تو ہی تو گھر بھی ہی جو نہین تو تو گھر نہین
حاضر ہی دل صفیر کا داغ آئیے در د آئے

کلیجہ و دیرزادی ہر مرتبہ کہتی ہی داری اس جفا مین صبر لازم ہی پروردگار آپکو اس زندان مصیبت سے نجات دے حقیقت مین تقدیر برگشتہ تھی کہ لشکر کے سامنے سے گرفتار ہوے وہ دن بھی خدا دکھائیگا کہ وہی جلسے وہی کیفیت ہو گی اس شہریار سے صحبت ہو گی آپکا تو یہ حال ہی کہ یا خاموش رہتی ہین یا اشعار عبرت آثار زبان پر جاری ہوتے ہین یہ کنیز کس واسطے حاضر خدمت ہی اگرچہ قید ہوئی مگر لونڈی کے واسطے معراج ہی کہ اپنے مالک کے ساتھ قید ہون اب ضبط کو کام فرمائین جسطرح کی جی چاہے اپنی کنیز سے باتین ہوا کرین یہ تو حضور پر ظاہر ہی ہر شخص اس حال سے ماہر ہی کہ مین ابتداے کل امورات کی رازدار ہون اب کیون بیکار رہون جو حضور کہین اسکا جواب باصواب دون ملکہ نے یہ سنکر ایک آہ کی غم سے حالت اپنی تباہ کی بیقرار ہو کے یہ اشعار آبدار پڑھے اشعار

رازداران زادرون جان سخن بیگانہ است
گرز ا ہم نیست روشن خانۂ دل باک نیست
کاندرین محرم سراپا من کفن بیگانہ است
نیستم آزردہ خاطر گرنہ گردے یاد ما
بانسیم بوے یوسف پیرہن بیگانہ است

در محبت صادقی از ماد من بیرون خرام
در حریم خاص شمع انجمن بیگانہ است
حسن بزم آراے شیرین گشت بر عزم مراد
آشناے غربت از اہل وطن بیگانہ است
باخیال دوست مخفی در دل شبہاے تار

دل کہ شد ہمراز جان ہوے بدن بیگانہ است
زان کہ در بزم محبت ماد من بیگانہ است
کشتۂ عشق توام از خاک خونم کن کفن
خسرو آنجا محرم است و کوہکن بیگانہ است
کہ شود باد صبا محرم جواز نامحرمے
خلوتے دارم کہ شمع انجمن بیگانہ است

کلیجہ رونے لگی کہا حضور دیکھیے یہ غم آپکا کیا رنگ کرتا ہی ایک ایک کلمہ تیر دلدوز ہی اللہ کیا حضور کی بات مین سوز ہی دل پر تاثیر ہوتی ہی یہ ذکر تھا کہ بلال جادو کھینچتا ہوا ماہ پرور کو اندر قید خانے کے لایا زبان زن سوزن دیا ہوا کہا اے ملکہ عالم لیجیے یہ آپکی بڑی خیرخواہ ہین تمام شہر کے قتل کرانے کا سامان کیا تھا مگر قدرت نے وہ تقدیر کی کہ فوراً گرفتار کر لیا خوب

انکا تاراج دربار مین ہوا ملکہ ماہ عالم افروز حال ماہ پرور دیکھکر تڑپ گئی سر اُٹھا کے گود مین رکھ لیا مُنھ پر مُنھ رکھکے آواز دی دائی امان آپ نے خون اپنا پلا کر ہمکو پرورش کیا اب یہ کیا صورت دکھائی کوئی ایسا ستم کرتا ہی جانتی ہو کہ زمین و آسمان ہمارا دشمن ہو رہا ہی تمام عالم درپئے آزار ہی ہم اس زمانے مین مجبور و ناچار ہین کوئی زمانہ ایسا بھی تھا کہ جو حکم دیتے تھے وہ ہوتا تھا کسی کی مجال نہ تھی کہ ہمارے حکم مین دخل دیتا اب آج وہ انقلاب ہی کہ تیر کی جوتی سر کو آتی ہی گردش فلکی کیا کیا رنگ دکھاتی ہی ماہ پرور نے آنکھین کھولین دیکھا سر میرا زانو پر ملکہ کے ہی اپنے سر کو زانو سے نیچے گرا دیا کہا واری مین تصدق ہوئی میرا سر زانو پر نہ رکھیے دیکھیے تو سب کپڑے آپ کے خون مین بھر گئے ملکہ نے کہا ہاے دائی امان آپنے اپنا کیا حال بنایا دشمنون نے تمکو کہان پایا ماہ پرور نے کہا واری جب مین نے سنا بلکہ آنکھون سے دیکھا کہ حضور قید ہوگئین جمشید نے قلعہ بنایا چالیس دن کے واسطے چھپکر بیٹھا مین نے عمرو کو ڈھونڈا انگشتر جمشیدی دیکر رہبری کی وہ ارسطو فطرت لقمان حکمت اندر قلعے کے پہونچا جمشید کو مار لیا ہوتا مگر بچ گیا خواجہ بھاگ آئے ان سب ملعونون نے انگشتر کا انتظام کر لیا مین نے عمرو کو اِکہ ساحری کا دیا او باش جادو پہونچ گیا اُسنے مجھکو گرفتار کیا عمرو نے اُسکو مارا اور زنگ جادو پہونچی اُسنے مجھکو پکڑ لیا البلیس کے سامنے پہونچی وہ تو بیچیا جلا ہوا بیٹھا تھا میرا یہ حال کیا لیکن خواجہ عمرو فکر مین ہین صبح شام مین ہمتک پہونچینگے ہم ضرور چھوٹینگے زندگی شرط ہی مگر حقیقت مین عمرو بلاے روزگار ہی جو کہتا ہی وہی کرتا ہی تمام عالم اُسکا دشمن ہو رہا ہی مگر کوئی بھی کچھ نہین کر سکتا اب خدا اُسکو ان سب پر مظفر و منصور کرے رنج و غم آپ کے دل سے دور کرے ہم بھی آپ کے پاس پہونچ گئے ہر چند کہ زندان مصیبت ہی مگر ہزار طرح کی راحت ہی غم و الم مین آپ کے شریک ہین آپکا جمال جہان آرا تو دیکھا خیر جو گذری سو گذری پروردگار صحت عطا کریگا وہ دن بھی خدا دکھائیگا کہ یہ ملعون البلیس مارا جائیگا ضرور صاحبقران کا دخل ہوگا ہم بھی خدمت مین صاحبقران کی پہونچینگے ملکہ و ماہ پرور مین یہ باتین ہو رہی ہین ماہ پرور کے آنے سے ملکہ کو بہت تسکین ہوئی مگر مہر سپہر عیاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری دربار سے البلیس کے نکلے دیکھا جمشید و ہلال جادو آتے ہین یہ تو معلوم ہو چکا کہ اورنگ جادو بیرون قلعہ گئی اس فکر مین گئی ہی کہ جہان ملے اس ساربان زادے کو بھی گرفتار کرکے لاؤن تو خداوند بہت خوش ہون خواجہ گوشے مین آئے رنگ و روغن عیاری کا نکالا اورنگ جادو کی شکل بنکر تیار ہوے سامنے جمشید کے آئے پکار کے پوچھا بھائی صاحب ماہ پرور پر کیا گذری جمشید نے کہا وہ ذلت ہوئی کہ آج تک کسی کے واسطے سر دربار نہوئی تھی اورنگ نقلی نے بہت افسوس کیا جمشید سے باتین کرتی ہوئی قریب گنبد سیاہ کے پہونچی جمشید نے کہا بی اورنگ آؤ بیٹھو آج تمنے بڑا کام کیا قدرت تمھاری بڑی تعریف کرتے تھے کہ ہماری درگاہ کے خیر خواہ ہین اورنگ نے بڑی جانبازی کی خوب ماہ پرور کو گرفتار کیا ورنہ مثل مشہور ہی گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے نہین معلوم کیا کیا خبرین پہونچاتی راز کا چھپنا مشکل ہو جاتا ایسے کا گرفتار ہونا ہی بہتر تھا او باش بھی دو ہزار کا افسر تھا مگر اُس سے کچھ بن نہ پڑا دھوکا کھایا عمرو نے مار لیا اورنگ نے بڑا کمال یہ کیا کہ اس معرکے کو بیٹھی دیکھا کی جب دیکھا کہ اب ماہ پرور نکل جائیگی تب اُسکو ڈانٹا ایک ہی سحر مین گرفتار کر لیا وہ بچ نہ سکی قدرت فرماتے تھے مین اُسے عہدۂ پیغمبری دونگا انعام بہت کچھ ملیگا اورنگ نقلی سر جھکاے ہوے سُن رہی ہی جب جمشید نے بہت تعریف کی کہا حضور اب زیادہ نہ فرمائیے مین مغرور ہو جاؤنگی ملازمون کا یہی کام ہی جو کہ مین نے کیا نمکخوار کس دن کے واسطے ہوتے ہین تخم وفاداری بوتے ہین آخر تخم وفاداری ایک دن پھل لاتا ہی مرتبۂ عالی پر پہونچاتا ہی اسطرح باتین کرتی ہوئی اورنگ نقلی گنبد سیاہ مین ہمراہ ان دونون کے آئی عورت بھی ابھی جوان ہی جمشید ہنستا ہوا ساتھ چلا آتا ہی یہی خیال ہی کہ یہ خیر خواہ خداوندی اگر قبول کرے تو اس سے آشنائی رہے وقت پر کام نکلیگا ہماری یہ سفارش کریگی یہ تو ظاہر ہی کہ ساحرہ کامل و اکمل مغرور

خداوندی ہو بعد چالیس دن کے مسلمانون سے خوب مقابلے پڑینگے اگر ہمسے اس سے آشنائی ہوگی ساتھ ملکر لڑینگے خوب معرکے پڑینگے بقول شخصے مصرع دو دل یک شود بشکند کوہ را ٭ ایسی باتین سوچتا ہوا اورنگ کو اپنے گنبد مین لایا مقام صدر پر بٹھایا شراب کا چرچا ہونے لگا اورنگ نے کہا اے جمشید تمنے بڑا کام اپنے ذمہ لیا ہی سارا قلعہ تمہی نے بنایا ہی تو باعث ہی کہ سارا ن تمھاری فکر مین رہتا ہی جو کام کرنا اچھا سمجھ بوجھ کے کرنا سنا ہی کہ ایک مرتبہ تم ابھی بچا ہلال جادو نے آکر بچایا جس دن سے مین نے یہ سنا ہی قسم ہی سامری جمشید کی جی چاہتا ہی آٹھ پہر تمھاری حفاظت کرون اگرچند ساعت ہلال اور نہ آتا نگوڑے موے ہونڈ گی نے دشمنون کو مار لیا ہوتا جمشید ان باتون سے بہت خوش ہو رہا ہی جب شراب لاکے جمشید نے رکھی اورنگ نے کہا بھئی آج تو بڑی خوشی کا دن ہی سامری جمشید نے تمکو بچایا مین ماہ پرور کو گرفتار کر لائی تمھاری زبانی معلوم ہوا کہ طرۂ پیغمبری ہیگا غنچۂ آرزو کھلیگا میرا ارادہ ہی اپنے گھر پر جاکر جلسہ آراستہ کرون تمھین بھی تکلیف کرنا ہوگی جو کچھ حصہ آش اس ذرہ بمقدار کو میسر ہو اُسے تناول فرمائیے رات کو مین نہین آنے دونگی یہ سنکر جمشید مثل گل کے شگفتہ ہوگیا باتون سے معلوم ہوا یہ تو خود میرے اوپر عاشق ہی جمشید نے کہا صاحب یہ مکان بھی تمھارا ہی یہین جلسہ کرو شراب وکباب حاضر ہی آج جلسۂ تخلیہ ہو شب کو یہین رہو کل جلسہ عام ہو سب کو رقعہ لکھینگے سوائے خداوند کے سب آئینگے کون ایسا ہی جو تمسے اور ہمسے انکار کرے وزیر امیر سب آئینگے ملکہ نے کہا صاحب مین تمھارے گنبد مین رات کو نہین رہونگی تم مجھے چھیڑو گے مین اکیلی کیا کرونگی عورت ذات چار آدمی جانتے ہین جان کہ جمشید اور اورنگ سے آشنائی ہی دس برس ہوے میرے شوہر کو مرے جیسا مین نے فیض کیا سب پر روشن ہی لونڈون گھرین مشہور ہو لی جسنے مجھسے کہا یہی جواب دیا کہ سنو صاحب جو دیگا وہی پاویگا نہ دینے والا حسرت و یاس لیکر پردۂ دنیا سے جاویگا زندگی چندروزہ اگر کسی کا دل اپنے سے راضی ہو جاے تو کیا نقصان ہی عوض احسان کا احسان ہی مگر تمھارے تیور مجھے بد معلوم ہوتے ہین اُس بات سے گھبراتی ہون مجھمین برداشت کی طاقت نہین اسی واسطے لڑکون سے توسل رکھا ہیسے کی پرورش جو ہین دو دو سب کو بانٹ دین اُنمین جو دو چار چلبلے ہوے اُنسے مطلب بھی نکل آیا جوان مرد سے کون اپنی جان دے جمشید یہ باتین سنکے لگا کہا آج تو مین نہ جانے دونگا تو شراب پیو جب جمشید نے بہت منت کی اورنگ نے کہا صاحب خوشی تمھاری دیکھو اید، کامل نے کیا خوب قطعہ کہا قطعہ کعبہ بنیادِ خلیل آزر است ٭ این گذرگاہ جلیل اکبر است ٭ دل بدست آر ہی کہ حج اکبر است ٭ صد ہزاران کعبہ یک دل بہتر است ٭ جمشید نے کہا مین تو تابعدار ہون اے ملکہ اورنگ ہاد ولبر چالیس دن کے مسلمانون پر قدرت لشکر کشی کرینگے ہم تم شریک ہوکے لڑینگے اورنگ نے کہا صاحب یہ سمجھ لو مین تمکو میدان مین نہ نکلنے دونگی حمزہ مالک اسم اعظم صف شکن تیغ زن ایسے کے مقابلے سے قدرت بچائین اگر کوئی ہاتھ پڑ جائے تو مین کسی ہو کے رہونگی اب تو مین تمھاری محبت کا دم بھرونگی آج نیا رشتہ ہوتا ہی تمھارے مزاج کا حال مین نہین جانتی جمشید بھول گیا اورنگ نے گلابیان صحیچین شراب کو اُلٹ پلٹ کیا بیہوشی ملائی جام بھر کے ہاتھ پر رکھا مسکرا کے آواز دی شعر بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند ٭ چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند ٭ لو پیو چھیر چھری پھیر و خنجر سے ذبح کرو اب تو مین نے سر جھکایا او ظالم تو نے مجھکو باتون باتون مین پھنسایا دروازے تو بند کردے ایسا نہو تیرے باپ آجائین جمشید نے کہا کیا مجال ہے پکارے کسی کے آنے کا حکم نہین ہی مین نے پہلے ہی سے بندوبست کر دیا ہی اورنگ نے کہا اس بات سے صاف معلوم ہوا کہ تم رنڈی باز ہو عورتین روز آتی ہین جب تو تمنے یہ حکم دیا جمشید نے کہا برسون کوئی عورت نہین آتی آج تمھارے سینے کا اُبھار دیکھکر دل تڑپ گیا اورنگ نقاب نے کہا کیا دودھ پیوگے کھول دو دن میری انگیا کے بند نہ کھولنا مین ہاتھ نہ لگانے دونگی جمشید بلک رہا ہی منھ مین پانی بھرا آتا ہی جی مین کہتا ہی بڑی طرار و فرار ہی بڑا لطف اُٹھیگا خواہش رکھتی ہی جام پی لیا اورنگ نے جھپٹکر دروازے بند کیے ملازمان جمشید آئے اُنھون نے پکارا اورنگ نقلی نے کہا تو تمھارے دھکڑے آگئے اب اُنکو منع کرو اسی لیے مین کہتی تھی میرے گھر چلو

تمنے یہان یہ جھگڑا پھیلایا جمشید نے کہا مین منع کیے دیتا ہون یہ سب میرے نوکر ہین کہ نصیحت کرنے والے ہین یہ کہکے پکار کے
آواز دی بھائیو اسوقت اپنے اپنے گھر جاؤ مین ایک سحر تیار کر رہا ہون تیسرے پہر کو چلے آنا وہ سب جھلا کے چلے گئے
اب تو اورنگ نقلی نے دوسرا جام دیا تین جام پے در پے پلائے جمشید اُونگیا آنکھین سرخ غنچہ سی نکل آئین چہرہ تمتمایا ہوا
حیران و پریشان گھبرا کے بولا صاحب اس شراب مین کیا تھا پیتے ہی میرا دل گھبرانے لگا کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی
اورنگ نے کہا صاحب تمھارے ہی گھر کی شراب تھی اسی واسطے مین نے نہین پی جمشید نے گھبرا کے کہا مین ٹہلون پھر تم ملکر
پلنگ پر لیٹین اورنگ یہ کہکر اُٹھی ہم تمھارے ساتھ نہ جائینگے اگر تمھارا جی چاہتا ہی ہمکو گود مین اُٹھا کر لیچلو جمشید جھپٹ
کہ گود مین اُٹھا لون سینے پر بھی ہاتھ رکھون جیسے ہی اُٹھا لڑکھڑا کے گرا عمرو نے جھپٹ کے خنجر مارا جمشید کے دو ٹکڑے
ہوے مرنے سے جمشید کے ایک تلاطم برپا ہوا قلعہ گرنے لگا بڑی بڑی دیوارین لڑکھڑا کے گرین سیکڑون فوج والے دبے
عمرو نے اسباب گنبد کا لوٹ لیا گلیم اوڑھ کے نکلا باہر جو ہوا اور آواز آئی کشتی مرا نام من جمشید جادو نود ابلیس
اپنے مقام پر بیٹھا تھا ہزارون ساحرون کے مرنے کی آواز آئی فوج والے زیر دیوار دبے بعض بھاگنے لگے کہتے تھے
یارو یہ کیا قیامت برپا ہوئی یہ حالات دیکھکر ابلیس گھبرا گیا اپنے متعلقین کو پکارتا پھرتا ہی گھبراؤ نہین ذرا جا کے
خبر لاؤ جمشید مارا گیا اورنگ جادو بیرون قلعہ ایک نخل پر بیٹھی تھی یہ تماشا دیکھا اُڑی آ کے دیکھا لاشہ جمشید
پڑا ہی گلابیان شراب کی ٹھوکرین کھا رہی ہین اسباب گنبد کا نادارد ہو رہا ہی پیر و مرشد اُٹھا کر لیگئے ہلال جادو دور
قید خانہ پر بیٹھا تھا یہ بھی دوڑ الٹتا ہوا کہ یارو عمرو اُسکی فکر مین تھا کل مین نے بچا لیا تھا آج قتل ہو گیا آ کے دیکھا لاشہ
جمشید پڑا ہی روتا ہوا ایلٹا اورنگ نے کہا ای ہلال جادو دیکھا تمنے عمرو نے کیا غضب کیا جمشید ایسے ساحر کو مار لیا
ہلال نے کہا اب اپنی جان بچاؤ اورنگ جادو نے کہا مین اپنے مکان جاتی ہون ہر چند ہلال جادو نے کہا کہ میرے
مقام پر چلو اورنگ نے جواب دیا بھیا کہین جانا مناسب نہین مین اپنے مقام پر سحر تیار کرونگی دیکھون تو سارہ بان زادہ
مجھتک کیونکر آتا ہی اگر آئے تو بوٹیان کاٹ کر کھا جاؤن یہ کہکر اپنے مکان پر چلی جب قریب اپنے قصر کے پہونچی دیکھا
ایک جوان دکھنی سیلا سر پر باندھے ہوے انگرکھا بہت معقول کنٹھا چست پر دہ درست کھڑا ہوا رو رہا ہی جیسے ہی
اورنگ کو دیکھا اور رقت بڑھی بہ نگاہ حسرت طرف اورنگ کے دیکھا زانو پر ہاتھ مارا یہ اشعار پڑھنے لگا غزل

سر بکھن اُسکی جو روٹھ آگے تسمان ہوگئین
جب سے دیکھی ہو بنی نظرین پریشان ہوگئین
گھر مین اُس پردہ نشین کو اب بٹھاؤنگا کہان
دل جگر کی ہمکو بھا نسین تیری مژگان ہوگئین
عشق مین جتنی خواہشون کو دلین جا دی تھی ہلال

دل مین دی ہی تمنے جگہ وہ دشمن جان ہوگئین
تم اُنھین نیچی نگاہون سے ادھر پھر دیکھلو
دونون آنکھین تھی تو فرش راہ جانان ہوگئین
وحشت دل ہی چلی تھی دل کو سینے سے لیکر
جان کی آخر وہی کمبخت خواہان ہوگئین

دل مین کوئی آ رہا آنکھون سے اپنی چھپ گیا
وہ جو دل کا خون کر کے کچھ پریشان ہوگئین
تونے ایذا بھی جو دی ایذا نہ سمجھے اُسکو ہم
کچھ تمنائین مگر دست و گریبان ہوگئین

اسطرح اُس جوان نے یہ اشعار رو رو کے
پڑھے کہ اورنگ اصلی بیقرار ہو گئی مسکرا کے کہا کیون میان کیا حال ہی جوان نے ہاتھ باندھ کے کہا تمپر مرتے ہین اپنے
کو بدنام کرتے ہین کئی سال گذرے تمکو دیکھکر مائل ہوے سب ضبط کیا اب ضبط کی طاقت نہین ہی تمھارے کوچے مین آ کے
بیٹھے ہین یہی آرزو ہی بقول شاعر شعر دو دوپٹا تم اپنا ململ کا ؏ ناتوان ہون کفن بھی ہو ہلکا ؏ دوسرے طور سے یہ مصرع
لگا ہی ایضاً عکس ڈالو تم اپنے آنچل کا ؏ ناتوان ہون کفن بھی ہو ہلکا ؏ اب یہی مراد ہی کہ اپنے کوچے مین دو گز زمین دو
اس عاشق زار کی قبر بنے اگر یہ نصیب ہوا روح تڑپیگی اورنگ نے کہا صاحب مجھے خبر بھی نہین کہ تم کب سے مجھپر عاشق
ہو اگر مین جانتی ایک آدھ مرتبہ ضرور تمھاری خبر کو آتی حال پوچھ جاتی میرا کیا نقصان ہوتا تمپر مفت مین احسان ہوتا کچھ کیسا

میرے مکان پر آئیے گھڑی دو گھڑی بیٹھیے اپنے دل کو صبر دیجیے مین آنکھون سے خدمتگزاری کو حاضر ہون جوان نے ہاتھ اُٹھا کے کہا تمکو خداوند ابلیس سلامت رکھین اپنے چاہنے والے کو تسکین دی جان بچالی آج دل سے یہ عہدِ واثق کر کے آئے تھے کہ سر کاٹ کے در دولت پر رکھدین لاشہ تڑپیگا شاید بعد مرنے کے کچھ رحم آجاوے مگر آپ نے مہربانی فرمائی حُسن کی ترقی ہو ستارہ جمال باکمال کا اوج پر رہے دشمن جفا نین سے اسطرح کی باتین کرتے ہوے اورنگ کے مکان پر آئے اُسکی کنیزین دوڑین عرض کی واری آپ کہان گئی تھین یہ جوان بڑی دیر سے سامنے دروازے کے کھڑے تھے ہمسے کئی مرتبہ پوچھا ملکہ اورنگ کب آئینگی ہمنے کہا دربار خداوندی سے رات کو مُہلت ملتی ہی مگر آج تو آپ بہت جلد تشریف لائین اورنگ نے کہا صاحبو آج غضب ہوگیا عمرو عیار نے جمشید کو مارا قلعہ سمار اگر گیا مین بھی گھر چلی آئی عمرو کی تلاش مین گئی مگر عمرو کا ملنا دشوار ہی سنتی ہون گلیم عیاری اُسکے پاس ہی جہان چاہے چلا جائے کوئی اُسکو نہین دیکھ سکتا جب تو غیر ساحر ہو کے ساحرون کو مارتا ہی جمشید کی فکر کی آخر مارہی لیا کنیزون نے فرش بچھایا اورنگ نے اُس جوان کو بٹھایا کہا صاحب بیٹھیے اُس جوان نے کہا بی اورنگ صاحب آپ نے اندر مکان کے مکان بنوایا بڑا کمال کیا اورنگ نے کہا یہ سب حفاظت اُس نابکار کے لیے ہی کہ مجھ تک نہ آسکے دکھنی جوان نے ہاتھ باندھکر کہا مجھکو حفاظت کا حکم ہو ابھی زور سے نہ چلیگی اورنگ نے کہا نہین آپ میرے مہمان عزیز ہین یہ کہکے شراب منگوائی گزک بنا کر سامنے رکھی جوان اُٹھا بوتل اُٹھالی کہا میرے واسطے عید ہو جو میرے ہاتھ سے ایک جام پی لو اورنگ نے کہا بیٹھو جلدی نہ کرو اب تمھاری روز آمد و رفت رہیگی کسی دن تمھارے ہاتھ سے بھی پی لینگے جوان رونے لگا کہا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان ایسا نہو ابھی طائر روح قفس جسم خاکی سے اُڑ جائیگا مین جان ہی دینے آیا ہون اگر تمکو جان بچانا منظور رہی میری خاطر کرو جام میرے ہاتھ سے پی لو اورنگ نے سر جھکا لیا کہا خوشی تمھاری مین خوب جانتی ہون بیت عوض ہی دل شکنی کا بہت محال ای یار جو شیشہ ٹوٹے تو ہیچ جواب شیشے کا ٭ جوان نے جام لبون سے اورنگ کے لگا دیا گلے مین ہاتھ ڈال کے ایک بوسہ لیا اورنگ نے کہا یہ گنوار پن مجھکو اچھا نہین معلوم ہوتا جوان کب مانتا ہی دہن کے میٹھے میٹھے بوسے لیے جام پلا یا اورنگ گھبرائی کہا ای عاشق صادق ای یار موافق میرا دل گھبراتا ہی کوئی مجھکو آسمان پر لیے جاتا ہی جوان نے کہا اُٹھیے ٹہلیے مزاج درست ہو طبیعت چالاک و چست ہو میرا بھی مطلب حاصل ہو کئی سال کے بعد تمکو تنہا پایا اورنگ سب کچھ بھول گئی یقین کامل ہی کہ دیکھیے جان کیونکر بچتی ہی کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی زمین پر گراتا ہی آخر گھبرا کے اُٹھی دو قدم چلی تھی لڑکھڑا کے گری بیہوش ہوئی عمرو نے نعرہ کیا منم مہر سپہر عیاری شہنشاہ اقلیم طراری ہنر بردشتِ مکاری افسر فوج دینداری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری خنجر مارا اورنگ کے دو ٹکڑے کنیزین دوڑین عمرو نے ایک حقہ آتشبازی مار دیا کسی کا منھ جلا کسی کا جسم پھنکا بیٹتی چیختی بھاگین مگر خواجہ گھر مین گھُسے لوٹنے لگے اورنگ بادشاہ کی مصاحب تھی مال و اسباب سے گھر بھرا ہوا گر ہلال جادو مارے جانے سے جمشید نیرنگ ساز کے بہت گھبرایا ہوا در زندانخانہ پر بیٹھے بیٹھے گھبرایا ملازمان جمشید سے کہا یارو تم سب کہان تھے کہ عمرو نے آکے اسطرح ایسے کامل و اکمل کو مارا افسوس ہی کہ تم لوگون نے اُسکی خبر نہ لی ملازمون نے عرض کی ہمنے خبر سنی کہ اورنگ جادو کو ساتھ لیکر گنبد مین گئے دروازے بند کر لیے ہم لوگون نے جو پکارا جواب دیا اسوقت تم لوگ جاؤ ہم سحر تیار کر رہے ہین حضور ہم لوگ مجبور رہوے تھوڑی دیر کے بعد جو آئے دیکھا ہنگامہ برپا ہی ہلال یہ سنکر کابیدہ پریشان حیران اس سوچ مین چلا کہ میری بھی عمرو فکر کریگا اب کہان جا کے چھپون کیونکر جان بچاؤن یہ کہتا ہوا چلا طرف سے قصر اورنگ کے گذر ا کان مین آواز آئی کشتی مرا نام من اورنگ جادو بود ہلال جادو گھبرا گیا سوچا اب تو بھی انگشت نما ہوا عمرو نے اورنگ کو مارا تڑاپ کر

آسمان

آسمان پر بلند ہوا دیکھا سیکڑوں کنیزیں روتی پیٹتی بھاگی جاتی ہیں عمرو مکان اورنگ لوٹتا پھرتا ہے جب جال مارا اسباب کھینچا فرش و
فروش شیشہ آلات جنس غلہ نقدی تانبے کے برتن لوٹ کے صحن میں آیا ہے اب ارادہ ہے کہ نکلوں ہلال جادو نے وہیں سے
نعرہ کیا او ساربان زادے تو نے غضب کیا جمشید و اورنگ کو مارا ساحران نامور سے قلعہ خالی کر دیا خانۂ دل
کو غم والم سے بھر دیا عمرو نے سر اُٹھا کے دیکھا ہلال چمکا عمرو نے چاہا کود کے الگ ہوں ہلال جادو کب جانے دیتا ہے
سحر میں کامل کمر میں عمرو کی پنجہ دیا لے اُڑا اگرچہ حیران کہ اورنگ کے مکان میں لاکھوں روپیہ کا اسباب تھا اس ظالم نے
لیا کیا کیا اسکے ساتھ سیکڑوں مزدور رہتے ہیں یا چھکڑے ساتھ تھے یہ سوچ کر ایک باغ تھا اُسمیں اُتر پڑا عمرو کو ہوشیار کیا
پاؤں سحر سے بیکار رکھے پوچھا کیوں خواجہ اب تمہارا میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے جمشید بڑا بھائی تھا اورنگ رشتے
میں بہن ہوتی تھی تو نے دونوں کو مارا اگر یہ تو بتا کہ اسباب مکان اورنگ کا کیا ہوا سارا مکان اسباب ظاہری سے
بھرا ہوا تھا اب میں نے خیال کر کے دیکھا کہ ایک چیز تک نہیں فرش تک غائب ہے عمرو نے کہا یہ بڑی راز کی بات ہے اسکے
بتانے میں اسرار ہے آپ نے مجھکو پکڑا قتل کیجیے ابلیس کے پاس پہنچیے میں عجب ساعت گرفتار ہوا خیال کرتا ہوں کہ ادھر قتل ہوا
اور خدمت سامری میں پہونچا ہلال جادو نے کہا تمہیں سامری سے کیا کام عمرو نے کہا ان باتوں کو نہ پوچھیے قیدی کو
قتل کیجیے آپ کو قسم ہے خداوند ابلیس کی قتل میں تامل نہو اسی ساعت کی فکر میں عمر بھر عیاریاں کیں وہ ساعت آج ملی
کلی آرزو کی کھلی جدھر دیکھتا ہوں باغ ہی باغ نظر آتا ہے بلبلیں نغمہ سرائی کر رہی ہیں سب خداوند پکار رہے ہیں کہ خواجہ
ہمارے پاس آؤ میں شرم سے کسی کو جواب نہیں دیتا کسکی خاطر کروں مگر سب میں زبردست اور صاحب ظہور خداوند
سامری جمشید ہیں اُنسے اشارہ کر دیا کہ آپ کے پاس آؤنگا خواجہ یہ باتیں کر کے خاموش ہوے ہلال نے کہا
خواجہ میں تمکو چھوڑ دونگا مگر یہ حال مفصل بتاؤ عمرو نے کہا مذہب کا تو یہ حال ہے کہ سامری جمشید کا معتقد ہوں یونے
دو سو کو مانتا ہوں نادان نہیں تھا کہ جس خدا کو نہ دیکھا نہ بھالا اطاعت کرنے لگے مگر ساحروں سے ضد پڑی سب کے سامنے
لعنت کی فقطابت کا پاس تھا تمکو معقول پایا منہ سے نکل گیا اسباب کا حال نہ بتاؤنگا میں نے لیا ہی نہیں اورنگ کو مارا تھا
آپ نے پکڑ لیا آپ کو ان باتوں سے کیا کام ہے میں نے اورنگ و جمشید کو قتل کیا آپ بدلہ لیں مجھے جلد قتل کریں میں بھی
سامری و جمشید کے پاس جاؤں اُنہیں کے پہلو میں جا کر بیٹھوں دو ہزار فرشتے واسطے خدمت کے سامری جمشید
نے مقرر کر دیے کھانے کو انگور ایک ہفتے کے بعد اور نعمتیں بھی ملینگی یہ بھی معلوم ہوا کہ اور میوے کی فصل نہیں باغ بہشت
میں سناٹا پڑا ہے درخت سوکھ گئے ایک چمن میں چالیس نخل انگور رہے ہیں وہ سرسبز و شاداب ہیں اُنکی رعنائی دیکھ کر میرا دل
بیتاب ہے ہلال جادو نے کہا خواجہ تمہیں قسم ہے سامری و جمشید کی کہ اسباب کا بھید بتاؤ عمرو نے کہا یہ تو زبردستی ہے ناحق کی
خود پرستی ہے گنہگار سے اتنی باتیں کرنا کیسا آپ ہمیں قتل کریں یہ ساعت کسی کو ملتی ہے ہلال نے کہا خواجہ یہ تو ہم سمجھے کہ تم مشتاق
بیکنٹھ ہو مگر اسباب کا حال بتاؤ عمرو نے لاچار ہو کے سر جھکا لیا اسقدر روئے کہ دامن و گریبان تر ہو گیا ہلال نے کہا میں قسم
کھاتا ہوں خداوند ابلیس کی کہ تمہارا بھید کسی سے نہ کہونگا عمرو نے کہا بہت خوب سحر مجھپر سے اُتاریے واسطہ سامری و جمشید
و ابلیس کا یہ حال کسی سے نہ کہیے گا ورنہ میری بات جاتی رہیگی میں نے آقا کو نہیں بتایا ہلال نے خوشی میں سحر اُتارا عمرو نے
کہا میرے پاس آئیے آپ سے بھاگ کے کہاں جاؤنگا اب تو آپ میرے رازدار بنے ہیں ہلال ہنسا کہا خواجہ میں تمہاری
خطا معاف کرا دونگا ابلیس تمکو عہدۂ جلیل دیگا اب عمرو نے زنبیل کا منہ کھولا کہا میاں ہلال صاحب آئیے دیکھیے اسی
بٹوے میں سب کچھ ہے ہلال نے جھک کر دیکھا ایک بڑا قصر رفیع ہے میدان بھی وسیع ہے ایک طرف تمام اسباب مکان ملکہ
اورنگ کا ڈھیر لگا ہے ہزارہا تاج ایک جانب انبار ہیں ایک سمت دریائے قہار مواج لطمہ سنج آفت زا موجزن ہو رہا ہے

ہزارہا ہمراز بجرے کشتیان زور قین لگی ہین شاہزادیان بجرون پر سوار ہو رہی ہین ایک جانب باغ کے دروازے کھلے
ہوئے ہین مالنین باغبانیان گنگام کے لہنگے چنریان اوڑھے ہوئے انوٹ بچھوے ہاتھ پاؤن مین ہزارہا نازنینان مہ جبین
درختون کی چھاؤن مین خرامان خرامان پھر رہی ہین ہر طرف یہی ذکر ہی ہر ایک کو یہی فکر ہی زیور گل تیار کرو واسطے شاہ عمرو کے
لیچلو ایک جانب صد ہا قلعہ توپین چڑھی ہوئین لڑائیان ہو رہی ہین غلغلہ ہو رہا ہی دہائی ہی خواجہ عمرو کی ہمارے یہان خشکسالی
ہوئی ہم خواجہ سے عذر کرینگے مگر جو پہلوان لڑتا ہوا جاتا ہی نفر ایک کے چلا ہی آواز دیتا ہی خراج نہین چھوٹیگا یہ حقیر آکے قلعہ لوٹیگا
شہنشاہ عمرو کے حکم سے آئے ہین ہم بدون فتح واپس نہونگے جسکو دعوی ہو خواجہ کا حکم منگا دے ہلال جادو یہ سب واقعہ
دیکھکر مبہوت ہو گیا سر اُٹھا کے کہا خواجہ یہ کیا چیز ہی ایک اسباب اورنگ کیسا کئی سلطنتون کا مال رکھا ہی مکانون مین
تخت بچھے ہین سب عیش کر رہے ہین آپکی محبت کا دم بھر رہے ہین عمرو نے کہا ابھی تمنے کیا دیکھا یہ کہکر چوراسی گھنڈیان کھولین
ہاتھ باندھکر کہا اچھی طرح سیر کر لو مگر کسی سے ذکر نہ کرنا آجتک مین نے یہ حال کسی کو نہین دکھلایا تھا مگر تمھاری شرافت ولیاقت
پر محبت ہو گئی مگر مجھکو قتل ضرور کرنا ہلال کہتا ہی خواجہ تم ایسے کامل واکمل کو قتل کرون تم ایسے عیار کے خون سے ہاتھ
بھرون زنبیل کو دیکھکر میرے ہوش اُڑ گئے یہ سب مال تمھارا ہی ہی عمرو نے کہا مین کیا کہون اُنہین لوگون سے پوچھو خوب
اچھی طرح جھک کے دیکھو اب تمسے کیا پردہ ہمارا سب حال تمپر ظاہر ہوا اگر کبھی دیکھو مجھکو بدنام نہ کرنا ہلال نے کہا مین تو
عمر بھر غلامی کرونگا عمرو نے کہا یہ تماشا دیکھلو پھر مجھکو قید کر کے لیچلو میان ابلیس کا سامنا ہو دیکھون وہ کیا کہتے ہین اُنکو
سیری بڑی فکر ہی جسدن اُسے پکڑ لونگا سارا خدائی کرنا بھلا دونگا ہلال نے پھر زنبیل مین سر ڈالا کبھی صحرا دیکھتا ہی کبھی
دریائے قہار پر نگاہ کبھی آہ کبھی واہ کہتا ہی خواجہ کیا کیا عمدہ تاج رکھے ہین ان سب کا آپ کو اختیار ہی جب عمرو نے دیکھا
سینے تک یہ جھکا ہوا زنبیل مین داخل ہو گیا اور تماشے مین مبہوت ہی عمرو نے چوتڑون مین ہاتھ دیکر اُلٹ دیا زنبیل مین
گرا اب جو ہلال دیکھے ایک جانب میٹ کھڑا ہی ہزارون مزدور کالی کالی صورتین عرقچیان باندھے ہوئے مٹی کی ٹوکریان
سر پر دھرائے اور میٹ نے ایک سونٹا مارا وہ بلبلا کر رہگیا کہا میان میٹ رحم کرو اسقدر بدعت بہتر نہین میٹ نے جواب
دیا اوپاجی یہ پیسہ خواجہ عمرو کا جو پاتے ہو اُسکے موافق مزدوری کرو اس زمانے مین دن چھوٹا ہوتا ہی خواجہ کا حکم
ہی مزدوری بہت کم ہوتی ہی کنارے دریا کے پشتہ بناؤ دن بھر بنتا ہی رات کو دریا بہا لیجاتا ہی خواجہ کے کیا ہاتھ آتا ہی
بندگان خدا کی راحت کے واسطے یہ انتظام ہی ورنہ اُنکو کیا کام ہی میٹ نے جو نیا مزدور دیکھا دوڑ کے میان ہلال
کو ایک سونٹا مارا ہلال بھی انگشت نما ہوا اچیخا بیٹا ایک مزدور نے کہا ابے کپڑے تو اُتار ہمکو حساب دینا پڑتا ہی ہلال نے
جادو سحر کرون سحر بالکل فراموش اب تو ہلال گھبرایا ایک کالے غلام نے سب کپڑے اُتار لیے ایک لنگوٹی بندھوا دی
کپڑے تہ کر کے الگ رکھدیے جمعدار سے پکار کے کہا آج جو نیا مزدور آیا اُسکا نام لکھ لیجیے ہو بیٹے کا نہین یہ کہکے ہلال
کے سر پر ٹوکری رکھدی کہا اسمین مٹی اُٹھاؤ ہلال نے ذرا انکار کیا تھا میٹ نے ایک سونٹا مارا ہلال نے کہا ہائے کم ہوئی
ایک نے کہا چپ رہ غل نہ مچا ہمارے شاہ خفا ہونگے میان ہلال نے رو رو کے وہ ٹوکری سر پر رکھی مٹی اُسمین بھر لی سب
مزدورون کے ساتھ ہوئے میٹ کی ہر ایک پر نگاہ ہی جو ذرا رُکا اُسپر سونٹا پڑا بلبلا کے رہگیا ہلال تو اس حال مین
عمرو نے جب ہلال سے فراغت پائی قصد ہوا رنگ و روغن عیاری کا نکالون ہلال کی شکل بنون چلکر ماہ عالم افروز
دلچہرہ وزیرزادی و ماہ پرور زاہد ان تینون کو قید سے چھڑاؤن مگر ابلیس یہان قصر اسرار سامری مین داخل ہوا
عجائب وغرائب وہان کے دیکھتا پھرتا ہی کرورون روپیہ کا اسباب پتلیان سنہری جابجا جو سر کھیل رہی ہین ابلیس
جالین بتا رہا ہی یکایک پہلوے قصر سے آواز آئی ای ابلیس اسی منھ پر دعوی خدائی تجھکو کچھ اپنے ملک کی بھی خبر ہی

اور رنگ تتل ہوئی بلال نے عمرو کو پکڑا مگر عمرو نے ہلال کو دھوکا دیا داخل زنبیل ہوا تو کری ڈھونڈ رہا ہی عمرو ہلال بنکر ملکہ کو
رہا کرنے جاتا ہی یہ سنکر ابلیس غصہ مین نفر اسرار سامری سے نکلا وزیرا سکے اژدران آتش بار و نیران سنگسار و
مبہوت ببر سوار ہ اختتام رازدار حاضر ہین ابلیس نے نکلتے ہی کہا یارو تمھین کچھ خبر بھی ہی مین خدائی تمھارے بھروسے
پر نہین کرتا ہون سب حالات آئندہ و گذشتہ مجھپر روشن ہین فلان باغ مین عمرو نے ہلال کو داخل زنبیل کیا اب بشکل ہلال
در زندانخانہ پر جاتا ہی ای اختتام جلد جا کر گرفتار کرو مگر عمرو بلائے روزگار ہی میرے سپہ سالار قدرت کا عیار ہی ایسا نہو
تمھارے حال دل سے آگاہ ہو جائے پھر نہ پاؤگے کود پھاند کر نکل جائیگا اگر ہزار آدمی کوشش کرینگے اسکو نہ پائینگے اختتام
نے کہا غلام بہت ہوشیاری سے جائیگا یہ کہکے اختتام رازدار پر پرواز پیدا کر کے چلا اڑتا ہوا جاتا ہی یہان خواجہ
بشکل ہلال باغ سے نکلے جادوگرون سے نشان قید خانے کا پوچھتے ہوئے طرف قید خانے کے جاتے ہین مگر خود بخود
دل عمرو کا بھڑک رہا ہی فرماتے ہین کیون او دل خانہ خراب خیر تو ہی مگر اختتام پہلے اُس باغ مین پہونچا وہان کسی کو نہ پایا
گھبرا کے باہر نکلا چند ساحر کھڑے تھے عمرو نے اُنسے پوچھا قید خانہ نور حکیدہ خالص قدرت کا کس مقام پر ہی ہم وہان جانا
چاہتے ہین ایک نے ہنسکر کہا میان ہلال صاحب تم یہان پیدا ہوئے اسی شہر کے رہنے والے اُسوقت تمکو کیا ہو گیا
کہ قید خانے کا راستہ پوچھتے ہو عمرو نے گھبرا کے کہا بھائی بے وقت ایک جام پیا بسبب نشے کے راستہ نہین سوجھتا ساحر
نے کہا بائین پر جائیے اس سڑک کو طی کر کے دیکھو گے بلندی پر ایک مکان بنا ہی وہی قید خانہ ہی یہ راستہ بتا کے وہ ساحر
تو چلا گیا خواجہ اُسی نشان پر چلے مگر رسم وراہ سے ناواقف بھولتے ہوئے جاتے ہین اب کسی سے پوچھتے بھی خوف آتا ہی
مگر اختتام جادو کا حال سنیے کہ باغ سے یہ نکلا جلدی جلدی جاتا ہی تھوڑی دور چلا تھا کہ وہ ساحر جسنے عمرو کو پتہ بتایا
تھا اختتام نے اُسی کو پکارا کہا کیون بھائی اس باغ سے نکل کے ابھی ہلال گیا ہی اُس ساحر نے کہا آج میان ہلال کا
عجب حال ہی گویا میان ہلال مین بڑا کمال ہی ابھی مجھسے پوچھتے تھے کہ زندانخانے کدھر سے جاؤن تعجب کی بات ہی کہ وہ
دن بھر کے پھرنے والے جہان گشت مشہور ہین عقل و فراست سے بہت دور ہی راستہ پوچھتے پھرتے ہین اختتام نے کہا
وہ اصلی ہلال جادو نہین ہی عمرو عیار ہی وہ یہان کے راستے کیا جانے بشکل ہلال بنکر چلا ہی راستہ پوچھتا پھرتا ہی مین جا کر
اُنکی گردن لیتا ہون یہ کہکر اختتام چلا مگر وہ ساحر بیٹ کا ہلکا گھبرایا ہوا دوڑا آتا ہے پر دیکھا ہلال حیران حیران لوگون
راستہ پوچھ رہا ہی اُس ساحر نے کہا میان ہلال صاحب آپکی فکر مین اختتام رازدار آتا ہی ذرا بچو ابھی مجھسے پوچھ کے گیا
ہی ادھر ہی آئیگا عمرو کنارے ہو ارنگ و روغن عیاری کا نکال کر اور جادوگر کی شکل بنا اُس تراہے پر کھڑا ہو رہا پکار پکار
کے کہتا ہی بھائی ہلال داہنے پر جانا نالہ ملیگا جدھر املی کے پیڑ ہین اُسی طرف جانا کہ سامنے سے دیکھا اختتام رازدار
بھاگا ہوا آتا ہی عمرو نے پکار کے آواز دی کیون اے وزیر اعظم خیر تو ہی تمھارا بیدل پھرنا تعجب کی بات ہی تم وزیر خداوند
ہو اختتام نے کہا ادھر ہلال جادو گیا ہی عمرو نے کہا جی ہان وہ دیکھیے گلی مین گھس گیا نہین ہی مین نے راستہ بتا دیا مگر ہلال
کچھ گھبرایا ہوا ہی اختتام نے کہا کچھ باعث ہی ساحر نے کہا چلیے مین آپ کے ساتھ چلتا ہون اختتام کو غنیمت ہوا کہ
ایک راہبر ملا اب غنچۂ آرزو شگفتہ ہوا عمرو ساتھ ساتھ وزیر کے چلا کہتا ہوا اس راستے سے گیا ہی اپنے ساتھ لاتے لاتے
کہا دیکھیے وہ جاتا ہی مجھے اُسکی رعایت سے کیا مطلب ای اختتام وہ دیکھو عمرو جاتا ہی اختتام نے دیکھا ایک ساحر
جاتا ہی اختتام بڑھا خواجہ پیچھے ہٹے کہا ایک گرلہ پھینک مارئیے ظالم کا سر پھٹ جائے پھر کبھی ایسی حرکت نہ کرے تنعہ
ابلیس پرستان مین اسنے غدر ڈال دیا ہی کیسے کیسے ساحر مارے ہر طرف یہی آفت ہی کہ ساربان زادے نے کیسے کیسے افسر
مارے اختتام نے گرلہ جھولی سے نکالا اسم سحر پڑھکر پھینکا دونون سر پر اُس راہگیر کے پڑا سر اُسکا پھٹ گیا وہ گرا اندھیرا ہوا

عمرو نے حلقے کمند کے گلے مین اختتام کے ڈال دیے جھٹکا دے کر نعرہ کیا حباب مار اوہ بیہوش ہوا دہان ابلیس خود پرست
نے اژدران آتشبار سے کہا ارے غضب ہوا عمرو نے اختتام کا خاتمہ کیا جلد جا اژدران اُڑا عمرو نے اختتام کے خنجر مار دیا
پہر دین تن تھا خنجر اُچٹ گیا عمرو نے ہتوڑا حضرت داؤد کا نکالا سر پر مارا کہ سر اُسکا پاش پاش بازار مین غلغلہ ہوا سنگباری
برفباری ہونے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من اختتام جادو بود اژدران نے صدا اختتام کے مرنے کی سنی آسمان پر آکے چمکا دیکھا
لاشہ اُسکا پڑا ہی ایک شخص لباس اُتار رہا ہی اژدران نے دہن سے نعرہ کیا باش اوسار بان زادے غضب کیا اختتام
کو مارا ایسا ساحر کوئی سحر مین نہ تھا تیرے دام مکر مین پھنس گیا مردے کا لباس اُتار رہا ہی عمرو نے سر اُٹھا کے دیکھا اژدران
قریب آپہونچا عمرو نے تڑپ کے میدان پکڑا کمر سے ایک گولہ نکالا کہا او اژدران مین کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتا ہون آتو
سامنے آج سحر بھی ہمارا دیکھ لے اژدران جانتا تھا کہ یہ عیار ہی سحر کیا جانے عمرو نے گولہ پھینک مارا اژدران سمجھا کوئی
دو چار انگھر جاتا ہوگا اُسی پر اسکو ناز ہی اسم سحر کا پڑھکر ایک ہاتھ گولے پر مارا گولہ پھٹا اُسمین سے پانی نکلا منھ پر چھینٹین
پڑین لڑکھڑا کے اژدران گرا عمرو نے لپک کر اژدران کو بھی مار اسر کاٹ لیا ایک جانب بھاگا بازار والون نے جو دیکھا
دو وزیرون کے لاشے پڑے ہین بازار والون نے لاشے اُٹھائے یہان ابلیس مطمئن ہوکر بیٹھا ہی کہ اب اژدران عمرو
کو لاتا ہوگا یکایک رونے کی آواز آئی بارگاہ سے نکل آیا اسکے ساتھ ہزارون ملازم ساحر نکل آئے دیکھا اہالیان
بازار لاشہ اختتام واژدران ایک چارپائی پر ڈالے ہوے لیکر آئے کہا حضور عمرو نے ان دونون کو مارا ابلیس
کے ہوش اُڑ گئے لاشون کو جلانے کا حکم دیا آپ قصر اسرار سامری مین آیا پتلیان چوسر کھیل رہی تھین چھ تین پو بارہ
کی آواز آرہی ہی ایک کہتی ہی پوا رنگ نہ کھلنا دیکھنا بدرنگ کی گوٹ گیارہ کھاتی ہی چار کانے اُسی کو چلو بندرھ کی چوٹ کھاؤ
گیارہ بہت آتے ہین اگر یہ بھی اکبی مرتبہ رنگ کا داؤن رہجائیگا ایک کہتی ہی پوا داؤن جاؤ دوسری اُس طرف والی کہتی ہی
داؤن قبول سہ کی بازی جیتینگے دیکھو پندرہ پھینکے تینون لال رخ نیچے گرے چھکے چھوٹ گئے رنگ متغیر بدرنگ کی گوٹ مرتی ہی
ایک نے کہا کیا غضب کے پندرہ پھینکے ہین چہارم کی زردمری بدرنگ کی لڑائی رہی رنگ کا تو خاتمہ ہوا اب اور رنگ
بند ہیگا لڑائی پڑیگی اُسنے کہا لو یہ بدرنگ کی نکلنے نہ پائے اسی کو مار رکھے بازی جیتینگے تم کس بھروسے پر داؤن گنین
خیال کرو فقط اتنا فرق ہی بدرنگ کا جگ ہمارا چڑھا ہوا ہی صرف داؤن اُٹھ گئین پانسہ داؤن بدر کہا ہی یہ داؤن رکھنے
والا نہین اب سہ جاتی ہون ابلیس نے پکار کے کہا اے کنیزان سامری تمھارے کھیل کر آگ لگے مین لٹ گیا دو وزیر
مارے گئے جلد بتاؤ عمرو کہان ہی ایک نے مسکرا کے کہا یا خداوند آپکی خدائی پر زوال آیا آپ نے مسلمانون کو کیون چھیڑا عمرو تو
بلائے روزگار ہی انتہا کا مکار و غدار ہی سامری نامے مین دیکھیے جا بجا سامری و جمشید نے یہی لکھا ہی کہ عمرو کی کسی ساحر کے ہاتھ سے
قضا نہین ہی کشندۂ ساحران رلیش تراشندۂ کافران لقب ہی آپ نے اُس سے کیون بگڑمی الجھائی اسوقت چوک مین ایک
جوہری کی دکان پر گماشتہ بنا بیٹھا ہی جواہر بدل رہا ہی اُس دکان مین لال پردے لگے ہین سائبان زربفتی کھنچا ہی اسی نشان
پر کوئی جائے کیا عجب ہی گرفتار ہو یا خداوند جسطرح آپ نے قصر اسرار سامری مین اور زبانی کاہن کی یہ سنا کہ چالیس دن
آپ پر سخت ہین اور وہان لشکر حمزۂ صاحبقران مین خواجہ بزرجمہر کے بیٹے موجود ہین وہ جو حکم لگاتے ہین کبھی اُسمین
فرق نہین پڑتا اُنہون نے عمرو کو بتا دیا کہ اگر چالیس دن مین خداوند ابلیس کو نہ مارا تو بعد چالیسوین دن کے اُنکی سختی دفع
ہوجائیگی اگر برائے مقابلہ نکلے تو مشکل پڑیگی عمرو نے اسی وجہ سے آکے جمشید کو مارا قلعۂ خشتی مٹایا اب دونون وزیر مارے گئے
آپ کی دختر کہ معشوقۂ بادشاہ لشکر اسلام ہی اُسکو ضرور درہا کریگا یہ کہکے پانسہ پھینکا کچے آئے کہا یا خداوند آپ جائیے
ہمارے کھیل مین سچ ہوتا ہی ابلیس قصر سے باہر نکل آیا صیقل جادو کھڑا ہی ابلیس نے کہا اے صیقل چوک مین جاؤ

فلان دُکان پر عمرو عیار گماشتہ بنا ہوا بیٹھا ہی جاتے ہی گرفتار کرو یہ سنکر صیقل جادو چلا یہان حقیقت مین خواجہ نے گماشتے کو پکڑا اُسی کی شکل بنکر دُکان پر بیٹھے جواہر بدل لیا ڈبہ بھی اُٹھا لیا جب اپنا مطلب ہو چکا کہا ذرا پیشاب کر آؤن گلی مین جاکر غائب ہوے سیٹھ جی نے جو دُکان پر دیکھا ڈبہ ندارد گھبرا گیا عمرو نے جاکر گماشتے کو ہوشیار کر دیا گماشتہ حیران حیران دُکان کی طرف چلا سیٹھ جی نے جو دیکھا گماشتہ آتا ہی پکار کے آواز دی او چوٹّے صندوقچہ جواہر کا کیا ہوا گماشتے نے کہا میری تو سنیے مجھ پر کیا گذری مہاجن نے دوڑ کر گریبان پکڑ لیا کہا ابھی جان دونگا اور تمھاری لونگا گماشتہ اور ساتھیہ مین جوتی بیزار ہونے لگی کہ صیقل آکر پہونچا جھپٹکر گماشتے کی گردن لی یہ ہان ہان کرتا ہی کون سنتا ہی لے بھاگا سیٹھ جی حیران کہ یہ کیا معرکہ ہوا میرے گماشتے کو کون لیگیا ایک دُکاندار نے کہا جو تمھارے گماشتے کو لیگیا وہ ملازم خداوند تھا آج کل شہر مین غدر ہو رہا ہی آپ نے نہین سنا کہ عمرو نے کس کس کو مارا دو وزیر خداوند کے مارے گئے یہان خبر لگی ہوگی خواجہ کھڑے ہوے سن رہے ہین سوچتے ہین خواجہ خدا نے خیر کی اگر یہ بیٹھے رہتے تو گرفتار ہو جاتے چلو چلکر دیکھین تو اُس بیچارے پر کیا گذرتی ہی بڑی جوتیان پڑینگی کیا عجب ہی کہ قتل کر ڈالے بن پڑے تو اُسکو بچا دین یہ کہکر طرف دار الامارہ خداوندی کے چلے ابلیس گھبرایا ہوا تخت پر بیٹھا ہی کہ صیقل جادو لیے ہوے اُس بیچارے گماشتے کو پہونچا ابلیس نے کہا اسکا سر کاٹ لو گماشتہ نے کہا حضور میری کیا خطا ہی سیٹھ جی بھی مجھسے خفا ہین کہتے تھے جواہر کا تو نے صندوقچہ چرایا مین نے آج ہاتھ بھی نہین لگایا آپ فرماتے ہین سر کاٹ لو ابلیس نے کہا او ساربان زادے کیون بیہودہ بکتا ہی مجھکو کنیزان سامری نے تیرا پتہ بتایا جب مین نے پکڑ بلایا اب تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا تیرے قتل سے منھ نہ موڑونگا میری بارگاہ سونی ہوگئی دو وزیر صاحب تدبیر میرے تو نے مارے کلیجے پر چھریان چل رہی ہین کچھ تو میرے دل کو صبر آئے قلب اطمینان پائے گماشتہ لاکھ انکار کرتا ہی ابلیس اپنی ہی کہے جاتا ہی کہ سامنے سے ایک بقال کو دیکھا روتا پیٹتا ہوا چلا آتا ہی آتے ہی قدمون پر خداوند کے گر پڑا کہتا تھا یا خداوند عمرو نے غضب کیا میرے بھتیجے کو مارا گھر لوٹ لیا ایک مقام پر بیٹھا ہی مین دیکھ آیا ہون کوئی جادوگر کامل میرے ساتھ کیجیے مین بتا دون وہ گرفتار کرے اب ابلیس گھبرایا کہا تو نے عمرو کو دیکھا عمرو تو یہ گماشتہ بنا ہی بقال نے کہا جھوٹ یہ تو کوئی غیر شخص ہی مین نے اسکو ایک مقام پر بیٹھے دیکھا ہی اُسنے میرا گھر لوٹا جب مین نے چاہا پکڑون جست کر کے نکل گیا مین کب رکتا تھا اُسکے تعقب مین پہونچا اب وہ چھپکر ایک زرغہ نخلستان مین بیٹھا ہی مین نے بخوبی پہچانا اگر اسپر آپ کو گمان ہی منھ اسکا دُھلوائیے گرم پانی منگوائیے اگر عمرو ہی رنگ و روغن اُڑ جائیگا اگر عمرو نہین ہی یہی صورت رہیگی مگر میرے ساتھ ایک ساحر کامل کیجیے کہ عمرو کو پکڑے گماشتے کا منھ دُھلوا کے رہا کرایا صیقل کو ساتھ لیا چلتے وقت ایک پرچہ قدرت کے ہاتھ مین دیا کہا اسکو پڑھیے گا جتنا اسباب میرا لوٹا اسی مین لکھا ہی مین سب قدرت ہی سے لونگا عمرو کو ابھی گرفتار کرا دونگا ابلیس نے وہ پرچہ لیلیا مگر صیقل بقال کے ساتھ ہو لیا آکر ایک مقام پر صیقل رکا بقال نے کہا کیون بھائی آتے کیون نہین صیقل نے کہا مین سمجھا جو مطلب ہی مجھکو قدرت نے سمجھا دیا عمرو اسی مقام پر ہی بقال نے کہا مین خود بتا دونگا ایک مقام پر خیمہ استادہ تھا ایک گنوار کی برات اُتری ہوئی تھی دولھا مسند پر سب زمیندار بیچے ڈھال پھٹکے باندھے ہوے بیٹھے ہین چاندی کے کڑے ہاتھ مین ایک کھنک کا لونڈا ناچ رہا ہی بنیے نے کہا میان صیقل یہ جو کھڑا سامنے ناچ رہا ہی یہی عمرو ہی ایک گولہ مار دیجیے سحر کیجیے اب تامل نہ ہو یا اُسے گرفتار کیجیے یا ایسا سحر کیجیے کہ قتل ہو میرا مطلب پورا ہو جائے مفت مین بیچارہ گماشتہ مارا جاتا تھا مجھکو بہت ہی ناگوار ہوا اُسکو جا کے رہا کرایا اب تمکو بُلا کے یہان لایا اب کام ہو جائیگا صیقل حیران کہ بقال عجب طرح کا آدمی ہی کیسی باتین کرتا ہی سوچا شاید یہ عمرو ہو بڑی خفت ہوگی میرا گولہ خالی نہ جائیگا بقال نے کہا آپ کچھ گدھے سے معلوم ہوتے ہین مین اتنی دور مشقت کر کے گیا آپ کو بُلا کے لایا اگر پہچان نہ لیتا تو یہان بلا تکلف کیون کہتا آپ گولہ مار لیے اور یہ سمجھ لیجیے آپ کی بھی جان کا ضرر ہی یہی بہتر ہی کہ جلد گولہ لگائیے صیقل کہتا ہی یہ بقال کیسا چرب زبان ہی جو چاہتا ہی کہے بیٹھتا ہی میری جان جانے کی کون صورت سراسر نگی حماقت

مجھے دس پانچ ساحر لگکے مار نہین سکتے یہان کون ایسا دشمن ہی کون میرے واسطے یہان رہزن ہی آخر کہا ای برادر ایسا نہو اہالیان
جلسہ مجھسے بدظن ہون عین راہ پر رہزن ہون بنیے نے کہا آپ کھڑے کھڑے دیکھیے مین جا کے خنجر مارتا ہون جب لوگ مجھکو
گھیرین تم بچا لینا کمر مین پنجہ دیکے اُڑا لیجانا قدرت کے سامنے پہونچانا مگر قدرت کے سامنے یہ سب بیان ہوگا کہ آپ کے مصاحب
ڈر گئے مین نے عمرو کو مارا صیقل نے کہا ایمن میرے واسطے بدنامی ہی قدرت کہینگے ہمارے مصاحب ہو کے ڈر گئے قدرت
ہم لوگون پر عنایت صرف کرتے ہین ہم قدرت کے قہر و غضب سے ڈرتے ہین ہم اب گولہ لگاتے ہین میان بقال صاحب تم جانو
بقال نے کہا لگاؤ ہم خوب جانتے ہین دشمن خداوند کو پہچانتے ہین ہمارے سامنے ناچنے والا کتھک کا لڑکا پیشاب کرنے گیا اسنے
اُس لڑکے کو بیہوش کر کے ایک گوشے مین ڈال دیا آپ اُسکی شکل بنکر آیا رنگ اپنا جما رہا ہی اب برات کو لوٹا چاہتا ہی اب تو
صیقل نے گولہ جھولی سے نکالا اسم سحر کا پڑھکر پھینکا بقال نے پیچھے ہٹکر حلقے کمند کے گلے مین صیقل کے ڈالدیے جھٹکا مارا حباب
مار کے بیہوش کیا خنجر مارا ادھر صیقل مرا وہان ابلیس بارگاہ مین بیٹھا تھا تصویر صیقل کی جل گئی دیکھا آسمان پر ابر چھایا ہی بیر
غل مچا رہے ہین آواز آئی کشتی مرا نام من صیقل جادو بود ابلیس نے گھبرا کے کہا یارو غضب ہو گیا عمرو نے صیقل پر بھی قلعی کر دی
یہ ذکر تھا کہ مہتر زود رفت آیا ابلیس نے کہا او نا عیار نمکحرام تجھکو کچھ خبر بھی ہی یہان کیا گذری ارے جمشید نیرنگ ساز اور رنگ جادو
دو وزیر صیقل صاحب تدبیر عمرو کے ہاتھ سے مارے گئے تجھے ابھی تک خبر نہین عمرو کو ڈھونڈکر گرفتار کر ورنہ ہمارے قلعے
سے نکل جا نہین تجھکو آتش قہر و غضب مین پھونک دونگا جب وقت پر کام نہ آیا تو کیا قبر مین کام آئیگا عیار اسکا نام ہی کیا
کیا کام کر رہا ہی قلعہ مٹایا شہر کو لوٹتا پھرتا ہی ساحر گیا اور مارا گیا حیران ہون کسطرح مار لیتا ہی ایسے ایسے ساحر نامی اگر زبان
ہلاتے لاکھو دو لاکھو سے لڑ لیتے ایک عیار مکار غیر ساحر اسطرح دم دیکے مار لیتا ہی زود رفت نے عرض کی ابھی غلام جاتا ہی
مشکین باندھکر اُس ساربان زادے کی لاتا ہی یہ کہکے دو سو پیک بچے ساتھ لیے برائے تلاش عمرو چلا یہان خواجہ صیقل کو مارکر
گھسیاری منڈی پہونچے گٹھا گھانس کا آگے رکھ لیا گھسیارے بنکر بیٹھے مگر حیران ہو رہے ہین کہتا ہے ابلیس کیونکر پہونچون دیکھا
سامنے سے مہتر زود رفت مع دو سو پیک بچون کے آتا ہی آپکا یہ سراپا ہی ایک غرقی بندھی ہوئی کاندھے پر ایک کملی چمڑے
کی جوتی لاٹھی مین لگی ہوئی ٹوپی سر پر چند دا اُڑ گیا فقط گوٹ باقی ہی مگر اُسکو بہ لطف پہنے ہین آنکھون مین کیچڑ بھرا ہوا پسینہ
بہ رہا ہی ہاتھون سے جو کھجایا تو جسم پر لکیرین پڑی ہین جس مضمون مین شاعر کہتا ہی شعر بار از خاک کوئیت پیراہن است بر تن
آن ہم ز اشک حسرت صد چاک تا بہ دامن نثر زود رفت نے جو دور سے دیکھا کھٹکا گذرا شاگردون سے کہا وہ گھسیارا
جو بیٹھا ہی اسے گھیر کے پکڑ لاؤ شاگرد کترا کے چلے عمرو نے دیکھا برابر میرے ایک گھسیارا بیٹھا تھا کہا بھیا ہمارا گٹھا دیکھتے
رہنا ہم پیشاب کر آئین یہ کہکے اُٹھے دھوتی سنبھالتے ہوے پیشاب کو چلے شاگردون نے دیکھا گھسیارا جاتا ہی آواز دی
میان گھسیارے ٹھہر جاؤ ہم گٹھا گھانس کا لینگے عمرو نے مڑکے جواب دیا تم سب گھانس کے گٹھے کے پاس ٹھہرو ہم ابھی
پیشاب کر کے آتے ہین یہ سنکر شاگردان زود رفت رک گئے خواجہ عمرو جھپٹکر ایک گلی مین گھس گئے رنگ و روغن
عیاری کا نکالا ایک فقیر کی شکل بنکر تیار ہوے اُس گلی سے نکلے طرف چوک کے روانہ ہوے یہان جب زود رفت
نے دیکھا کہ وہ گھسیارا نکل گیا شاگردون سے کہا ارے کمبختو تم کیون ٹھہر گئے اُس گھسیارے کو کیون نہ پکڑ لیا شاگردون نے
کہا حضور وہ پیشاب کرنے گیا ہی آتا ہوگا زود رفت نے کہا اب وہ کب آتا ہی وہ عمرو عیار تھا دم دے کر نکل گیا اب تم میرے
ساتھ نہ چلو الگ الگ رہو جب مین زنبیل عیاری بجاؤن تب تم سب میرے قریب آجانا اُس پر ٹوٹ پڑنا از روے علم
کے پکڑ لینا دیکھو میرا گمان بیجا نہ تھا گٹھا گھانس کا چھوڑ کے بھاگ گیا یہان خواجہ عمرو پھرتے پھرتے جوہری بازار مین پہونچے
ایک دُکاندار کو دیکھا جواہرات کے ڈبے روپیہ اشرفیون کے ڈھیر لگے ہین خرید و فروخت پر تُلا ہوا بازار کھلا ہی عمرو نے

اپنی صورت ایک سوداگر کی بنائی پاس اُس مہاجن کے آئے مہاجن نے دیکھا ایک سوداگر موتیون کے مالے یاقوت احمر کے گنٹھے گلے مین پڑے ہوے ہاتھ مین انگوٹھیان لاکھون روپیہ کی نگینے سچے عصا تلخ بادام کا ہاتھ مین سونے کی شام اُسپر چڑھی ہوئی تار سونے کے بندھے ہوے مہاجن کھڑا ہو گیا کہا خواجۂ بازرگان آئیے کچھ خریدیے گا کہ بیچنا منظور ہی عمرو نے کہا قافلہ پیچھے رہگیا مین آگے بڑھ آیا دس پانچ ہزار روپیہ کی واسطے خرچ کے ضرورت ہی ایک دو موتی میرے پاس ہین دیکھو یہ کتنے کے ہین اُسنے کہا بیٹھ جائیے خواجہ جوتا اُتار کے دُکان پر چڑھ گئے پشت کرکے طرف بازار کے بیٹھے اشرفیان روپئے دیکھنے کے بہانے سے لیتے جاتے ہین جیب مین ہاتھ ڈال کے ایک کاغذ کی پڑیہ نکالی ہاتھ مین مہاجن کے کھول کے دی اُسنے کھول کے دیکھی ایک جوڑی موتی کی رنگ سنگ ڈھنگ چھوٹ پڑ رہی ہی بیقرار ہو گیا پوچھا سوداگر صاحب اسکی کیا قیمت ہی عمرو نے کہا بیٹا مجھے کیا معلوم گماشتے لین دین کرتے ہین جو تمھارے نزدیک بہتر ہو کہ تمھین بھی دو پیسے ملین ہمارا بھی مطلب ہو جائے ایسی قیمت لگاؤ مہاجن نے ڈرتے ڈرتے دو ہزار کہے خواجہ نے ہنسکر جواب دیا بیٹا مین ایسا ناواقف نہین ہون اگر اسکے ساتھ کی اور جوڑی ہو نکالو مین خرید بھی لونگا مہاجن نے کہا آپ قیمت کہیے عمرو نے کہا دس ہزار کی یہ جوڑی ہی مہاجن نے کہا پانچہزار کا بیعانہ حاضر ہی فرمائیے تو گانٹھ لگاؤن عمرو نے کہا خوشی تمھاری اُسنے پانچہزار کی اشرفیان دین جب اشرفیان لیچکے کہا تمھارے ہاتھ جوڑی بیچی اب تمھین وہ ترکیب بتائین کہ قیمت تمھاری دونی ہو جائے چینی کے پیالے مین پانی منگاؤ اُسمین ان موتیون کو ڈالدو رومال لپیٹ کے بیٹھو کسی کا دھکا نہ لگنے پائے تھوڑی دیر مین آبرو بڑھ جائیگی یہ نسخہ تمکو بتاتے ہین قد بھی بڑھیگا آبرو دہ چند ہو جائیگی مہاجن نے اُسی طرح چینی کے پیالے مین موتی رکھے رومال مین لپیٹ کے سب سے کنارے بیٹھے اگر کوئی گماشتہ قریب آیا کہا بھئی الگ رہو ہمکو نہ چھونا ورنہ ہمارے موتی بگڑ جائینگے گماشتے کہتے ہین حضور آج یہ نیا نسخہ ہی کبھی ہمنے نہین سنا مہاجن کہتا ہی تم کیا جانو ایک سوداگر صاحب پُرانے جہاندیدہ کار آزمودہ بتاگئے ہین قد بھی بڑھیگا ضو بھی بڑھ جائیگی ستارے بن جائینگے نگاہ نہ ٹھہریگی خواجہ اسکی دُکان سے اُترکے ایک گلی مین آئے ہین صورت بدل رہے ہین کہ اُدھر سے مہتر زود رفت کا گذر ہوا مہاجن سے پوچھا سیٹھ جی صاحب کوئی جوڑی موتی کی خریدی ہی مہاجن نے کہا حضور یہ موتی مین نے ایسے لیے ہین آپ کے خداوند کے لائق ہین تاج مین لگائے جائینگے مگر پچاس توڑے لونگا اسوقت مین نہین دکھا سکتا زود رفت نے کہا کیا دور رکھے ہین مہاجن نے کہا رکھے میرے سامنے ہین مگر اُسکے کھولنے مین بھید ہی سوداگر صاحب منع کر گئے ہین زود رفت نے یہ بات جو جوہری کے منہ سے سنی سنتے ہی قہقہہ مارا کہا ابے گدھے تونے بڑا دھوکا کھایا تجھے عمرو لوٹ کے لیگیا کھول کے تو دیکھ اب جو رومال ہٹایا گندلا گندلا پانی معلوم ہوتا ہی مکھیان لپٹی جاتی ہین زود رفت نے کہا کہو میان سیٹھ جی صاحب آبرو بڑھی مہاجن سر پیٹنے لگا کہا حضور مین تو لُٹ گیا کسی کام کا نہ رہا زود رفت نے کہا وہ کدھر گیا کہا حضور آپ کے آنے سے چند ساعت پیشتر موجود تھا شاید آپ کو دیکھکر چلا گیا ادھر گلی کی طرف گیا ہی زود رفت دوڑا گلی مین آکے دیکھا عمرو صورت بدل رہا ہی زود رفت نے شاگردون کو آواز دی عمرو نے بھی تیغچہ کھینچا دو سو شاگرد زود رفت کے چہار جانب سے حلقہ ہاے کمند تیر تفنگ خنجر مار رہے ہین عمرو سب کے وار روک رہا ہی جسکو جھپٹ کے ہاتھ مارا کسی کا سر جھٹ سے گرا کسی کا ہاتھ اُڑ گیا دس بارہ شاگردان زود رفت مار کے ڈالدیے لاشے اُنکے پھڑک رہے ہین سر زمین پر ٹھوکرین کھاتے پھرتے ہین خواجہ عمرو چاہتے ہین لڑ بھڑ کے نکلون مگر شاگردان زود رفت صفین باندھے ہوے بیچ مین خواجہ لڑ رہے ہین چہار طرف سے تیر چل رہے ہین عمرو کبھی خالی دیتا ہی کبھی تیر قلم کیے کبھی زخم ہو گئے ہمہ تن چشم بنا ہوا مگر تیرون سے جسم چھنا ہوا جب دیکھا کہ مین گرفتار ہو جاؤنگا ان بچاؤن سے امان پاؤ

دس بارے گئے ہیں اور آئے اب عمرو گھبرایا جست کرکے ایک کوٹھے پر پہونچا زود رفت نے کہا او ساربان زادے کیا
مین کسی مقام پر کمی کرونگا مین بھی آیا جست کرکے زود رفت بھی کوٹھے پر پہونچا شاگردون سے کہا تم نیچے نیچے آؤ مین اسکی
خبر لیتا ہون کہان بھاگ کے جائیگا مین جانے نہ دونگا قضائے کار دس بارہ عیار جو عمرو نے مارے تھے اُنکے بھائی بند
لاشے اُنکے اُٹھاکے روتے پیٹتے طرف سے قصر ابلیس کے گذرے ابلیس کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی پوچھا یہ لاشے کسکے ہین لوگون نے
عرض کی یا خداوند راہ مین مہتر زود رفت نے عمرو کو گھیرا تھا اُسنے اتنے بیک بچے قتل کیے اب عمرو بھاگ کر کوٹھون پر گیا
ہر چند مہتر زود رفت کد و کاوش کر رہا ہی مگر اُسپر پنجہ نہین قابض ہوتا عمرو وہ بلاے روزگار ہی کہ کوٹھون کو پھاندتا ہوا
چلا جاتا ہی مہتر زود رفت نہین پاتا یقین ہی کہ لڑ بھڑ کے نکل جائیگا زود رفت نہ پائیگا پہلو مین ابلیس کے ابابیل جادو
بھائی صیقل کا کھڑا ہی ابلیس نے کہا ای ابابیل آسمان سے اُڑ کے جا عمرو کو پکڑ لے زود رفت کے حوالے کردے میرے
مہتر کو بڑی سختی ہی ایسا نہ ہو عمرو کے ہاتھ سے مارا جائے مہتر زود رفت نے اُسکے ہاتھ سے بڑے بڑے صدمے اُٹھائے ہین
ابابیل چلا جیسے ہی ابابیل [illegible] چھینک ہوئی ابلیس نے کہا بڑا غضب ہوا ابابیل پر کچھ اُفتاد پڑیگی شگون بد ہوا ای طیران
تم الگ سے جاؤ اگر ابابیل پر کوئی اُفتاد پڑے تم اُسے سحر کرکے گرفتار کر لینا مگر تیزی کے ساتھ جانا مناسب ہی کہ قدرت خود جامین
خوف آتا ہی کہ تم پر بھی کوئی اُفتاد نہ پڑے طیران نے کہا مین الگ سے سحر کرونگا جب ہاتھ پاؤن عمرو کے بیکار ہو جائینگے تب
قریب جاؤنگا مجھے بھی خوف ہی یہ کہکر یہ بھی روانہ ہوا یہان خواجہ کوٹھون کوٹھون بھاگے ہوے جاتے ہین کہ اول ابابیل
پہونچا وہین سے آواز دی او ساربان زادے اب کہان جائیگا عمرو نے دیکھا جادوگر آگیا زود رفت کو بھی آواز دی
مہتر جی تم ٹھہر جاؤ یہ کہکر دھم سے گرا للکارتا ہوا چلا کہ جب پاس پہونچونگا سحر کرکے بیکار کردونگا عمرو کے ہاتھ مین پنجہ
کھنچا ہوا تھا جیسے ہی برابر پہونچا اور چاہا کہ سحر کرے عمرو نے کہا اسکا سر کاٹ لے یہ سمجھا کوئی عیار اور میرے پیچھے آگیا جب
تو اُس سے کہتا ہی کہ سر کاٹ لے ارے کہکے پلٹا عمرو نے پنجہ مارا میان ابابیل کے دو ٹکڑے ہوے عمرو بھاگا کہ طیران پہونچا
آسمان ہی پر تھا کہ اُسنے آواز سنی مرنے کی ابابیل کے علامت برپا ہوئی سمجھ گیا کہ ابابیل مارا گیا تڑپ کے اور بلند ہوا دیکھا
عمرو بھاگا ہوا جاتا ہی زود رفت دور ہی ایک کوٹھے پر لاشہ ابابیل تڑپ رہا ہی بس اس ملعون نے وہین سے سحر کیا
پاؤن زمین نے عمرو کے پکڑ لیے عمرو گھبرایا دیکھا طیران زمین پر آیا زود رفت بھی پہونچا طیران نے کہا خدمت خداوند
مین تم لیجاؤگے یا ہم لیجائین زود رفت نے کہا بھائی میرے شاگرد مارے گئے اسکے ساتھ پھرتے ہوے مجھکو دور و زندے
ہلاک ہو گیا جو انعام ملیگا ہم تم ملکر بانٹ لینگے مین بہت ذلیل بھی ہو چکا ہون قدرت نے آج حکم دیا تھا یا قلعہ سے نکل جاؤ
یا عمرو کو گرفتار کرکے لاؤ مین ناچار ہوکے نکلا بازار مین جاکے گھیرا یہ ظالم کوٹھون کوٹھون بھاگتا پھرتا تھا تمنے بڑا کام کیا
ابابیل کو اُسنے کیا جلدی مارا تمنے خوب کیا کہ آسمان ہی سے سحر کیا مین اسکو لیجاکے ایک مقام پر چھپاتا ہون قدرت سے
کہونگا اگر عمرو کو پکڑ لاؤن تو کیا ملیگا جب پختہ اقرار کرونگا تب عمرو کو پیش کردونگا تم جاکے یہی ذکر کرنا کہ مین نے عمرو کو بہت
[illegible] مگر نہ پایا طیران نے کہا کیا مضائقہ انعام مین شراکت رہے زود رفت نے کہا تم زیادہ لینا مجھے کم دینا مجھے روپیہ
کا لالچ نہین ہی میری عیاری مین بٹا لگ گیا مین نے کئی مرتبہ قصد کیا مگر اس ظالم کو نہ پایا طیران راضی ہوکے چلا گیا
سحر بھی اُتار لیا زود رفت پشتارہ باندھ کے کوٹھے سے اُترا سرخیل نامے مہتر اسکا حاضر تھا اُسکو پشتارہ دیا کہا لے چلکر
میرے مکان پر ٹھہر مگر خبردار اس سے کلام نہ کرنا ورنہ یہ دام مکر مین پھنسا لیگا سرخیل نے کہا اُستاد یہ دبلا پتلا نا تنیا کیسے
ہڈیان اسکی توڑ ڈالون میرے قبضے سے کیا نکل سکتا ہی زود رفت نے کہا خیر بہر نوع ہوشیار رہنا احتیاطاً سمجھا دیا مین
جانتا ہون کہ تم خود عقیل و فہیم ہو سرخیل نے کہا مین خوب سمجھتا ہون آپ اب جائیے اور قدرت سے پختہ وعدہ کر لیجیے

منصب و جاگیر لیجیے سرخیل عمرو کو لیکر چلا اگر زود رفت خوشی خوشی خدمت ابلیس مین آیا طیران پہلے ہی پہونچا تھا کہہ چکا کہ حضور ابابیل تو مارا گیا عمرو غائب ہوا اگر زود رفت اسکی فکر مین ہی یقین ہی گرفتار کرکے لائیگا آپ کے عیار کا خدائی مین مثل و نظیر نہین ہی بڑی جستجو ہی بہت اُسکو آرزو ہی کہ ساربان زادے کو گرفتار کرون دامن مدعا گل مراد سے بھرون یہ باتین تھین کہ زود رفت ہنستا ہوا آیا ابلیس نے کہا کیون مہتر صاحب تم تو ایسے خوش ہو گیا عمرو کو پکڑ لیا کہا حضور ابھی گرفتار تو نہین ہوا بھاگتے بھاگتے غائب ہو گیا مین اب جاکے اُسکے لشکر سے اُسے لاؤنگا مگر یہ گزارش ہو حضور خوب آگاہ ہین کہ بارہ چودہ شاگرد میرے جان سے مارے گئے کچھ زخمی ہین اور مین نے کیسی کیسی مصیبتین اُٹھائین مگر آج قدمون کی خداوند کے قسم کھاتا ہون کہ ضرور اُسے گرفتار کرکے لاؤنگا ابلیس نے کہا لاکھ روپیہ نقد دونگا کہو تو خزانے کے نام رقعہ لکھدون زود رفت نے کہا لائیے رقعہ لکھدیجیے ابلیس نے کہا تجھے ایسا گھمنڈ ہی کہ پکڑ ہی لائیگا عمرو تیرے قبضے مین ہی زود رفت نے کہا یا خداوند آپ یہ سمجھیے کہ گویا پکڑ لیا ابلیس نے کہا سچ کہہ زود رفت نے کہا قدرت کی عنایت سے خوب لڑائی بڑی کئی تلوارین ٹوٹین کتنے خنجر بیکار ہوے مگر مین بھی کسی مقام پر دبا نہین عمرو کو پکڑ ہی لیا سرخیل جو میرا شاگرد رشید ہی اُسکو دیدیا وہ اُسکا پشتارہ لیے ہوے میرے گھر پر بیٹھا ہی اب جاکر لاتا ہون ابلیس نے کہا تو بڑا بدگمان ہی بلکہ بے ایمان ہی اگر تو میرے سامنے لے آتا تو کیا مین تجھکو انعام نہ دیتا جو تو پشتارہ اپنے مکان پر رکھ آیا زود رفت نے کہا غلام کے خیال مین یہی آیا اب جاکے پشتارہ لاتا ہون یہ کہکر اُٹھا اپنے مکان کی طرف چلا یہان سرخیل پشتارہ عمرو کا لیے ہوے مکان پر زود رفت کے آیا ڈیوڑھی مین پشتارہ رکھ بیٹھکے حقہ پینے لگا کہ عمرو کی آنکھ کھلی سرخیل کو جھک کے سلام کیا دعا دی چراغ عیاری کا روشن رہے کوئی آپ کے برابر عیار نہین میان زود رفت نام کو اُستاد ہین آپہی کے بھروسے پر سب کام ہوتے ہین جس کام مین آپ نہین شریک ہوتے وہ سر پر ہاتھ دھرکے روتے ہین کیون بھائی اب ہمارا کیا انجام ہوگا ہمسے بڑی خطائین ہوئین جو لائق معاف کرنے کے نہین ہین اگر مذہب خداوندی قبول کرین تو جان بچ جائیگی سرخیل نے کہا خواجہ تمنے تو غدر ڈالدیا وہ وہ جادوگر تمھارے ہاتھ سے مارے گئے کہ جنکا مثل نہ تھا قدرت دیکھتے ہی حکم قتل دینگے ہمکو تو یہی یقین ہی کہ جان بری کی کوئی صورت نہین خواجہ یہ سنکر بہت روے سرخیل نے دیکھا اسطرح روتا ہی خوف معلوم ہوا ایسا نہو اسکی روح جسم سے مفارقت کر جائے خوف بُری چیز ہی سرخیل نے کہا اسقدر بیقرار نہو ہم خود تمھاری سفارش کرینگے اور اُستاد بھی گذارش کرینگے عمرو نے کہا بھائی یہی بات وہی تھی جو تمنے پہلے کہی تھی اب تسکین دیتے ہو دل پر وفورِ غم و الم ہی لبون پر دم ہی کچھ ہمنے مآلِ دنیا دیکھکر مال بھی جمع کیا جنکے حق کا تھا اُنکو نہ پہونچا نقدی بہت کچھ ہی وہی مہتر جلاد قتل کرکے لے لیگا کسی کو حبہ نہ دیگا مین اپنی زندگی مین مٹادون حبہ پاس نہ رکھون اگر جلاد نے پایا تو کیا فائدہ تم اپنے ہم پیشہ ہو کچھ تو خیال آجائیگا کوئی مستحق بھی کچھ پا جائیگا یہ سنکر میان سرخیل کے کان کھڑے ہوے کہا خواجہ صاحب اگر خداوند ابلیس نے تمکو زندہ چھوڑدیا تو محلے مین جاکے پوچھیے گا سارے محلے بھر نے اپنا روپیہ ہمارے پاس رکھوادیا ہی جب وقت پر مانگتے ہین حاضر کیا جاتا ہی اگرچہ کوئی مر گیا ڈھونڈکر اُسکی اولاد کو دیدیا گرمی مین اُنکے نام سے سبیل رکھوادی کہ اُنکی روح کو ثواب پہونچے ہمارا تو خواجہ یہ دستور ہی عمرو نے کہا سبحان اللہ ایسے سیرچشم ہمنے نہین دیکھے نہ سُنے اب مین بھی اپنا روپیہ تمکو دیتا ہون لشکر صاحبقران مین ہماری اولاد کو پہونچا دینا اپنا حصہ تم لے لینا ہمارا تیجہ کا نتیجہ بھی ہو جانا بہتر ہی سرخیل نے کہا خواجہ ہمین نہین چاہیے تمھارے مذہب کے کام کردینگے تیجہ چالیسوان بڑی دھوم سے ہوگا اول تو جہان تک ہو سکیگا اور بس چلیگا تمھاری جان ہی بچا لینگے اگر شاید خداوند نے نہ مانا اور قتل ہی کیا تو جان و مال سے موجود ہین عمرو نے

کمر مین ہاتھ ڈالا ایک پوٹلی روپیون کی نکالی کہا ایک بڑے افسوس کی بات ہی آپ طریقۂ اسلام سے آگاہ نہین ہین سرخیل نے کہا خواجہ یہان تکیہ پر فقیر رہتا ہی اُس سے دریافت کر لیا کرینگے عمرو نے کہا لیجیے اب آپ کو اختیار ہی اسکے کئی حصّے ہو نگے میان سرخیل نے وہ پوٹلی ہاتھ مین لی پوچھا اسمین کتنے روپئے ہین عمرو نے کہا یہ بڑا غضب ہی مجھے گنتی نہین آتی دو دو گنے تھے دس تنچے ٹھہرے سرخیل نے کہا سبحان اللہ کیا خوب گنتی بتائی دو دو تو گنے پھر تنچے کیونکر ہوگئے عمرو نے کہا جو آتا تھا وہ بتا دیا سنو بھائی ایک حصّہ تمھارا ایک ہماری اولاد کو پہونچے ایک حصّے مین تیجہ وغیرہ ملکہ آپ اپنا حصّہ ابھی سے لے لیجیے سرخیل نے کہا مین لیونگا عمرو نے کہا اب بھی کچھ شک ہی سرخیل نے کہا بھائی مین بدنیت نہین ہون اس کام مین دو پیسے اپنے پاس سے لگا دونگا مگر کوئی رسم نہ رہجائے خواجہ نے کہا ایسا نہ جانتا تو کاہیکو دیتا یہان غربت مین میرا کون ہی جب تو مین نے اپنی جان نکال کے دیدی اور چپکے سے کہا ابھی اور ہی بڑے بڑے بادشاہون کو لوٹا تمھارے ایک حصے کیا کچھ کم حاصل کیا جسکو مارا اُسکا سب مال لے لیا کپڑے تک اُتار لیے اور سب بیچ کے نقدی کر لی سرخیل نے کہا کچھ جواہرات بھی ہی عمرو نے کہا بہت تمھارے شہر مین مہاجن کو لوٹا تھا ہیرے کے نگینے کچھ چرا کے بھی لیے باقی مول لے نام سے نے لیے اُسکا منھ پھر اٹھا مار دیا مین کیا کسی بات مین عاجز ہون اب مین سب کچھ تمھین کو دیے دیتا ہون ایک وعدہ مجھسے بچا کر لیجیے اگر مین زندہ بچا اپنا مال پھر لونگا اگر مار اگیا تمھین شیر مادر کھاؤ پیو پھولو پھلو میرا مال سخت نہین جو لیگا پھل پائیگا اور تم نے یہ جبر نہین لیا مین نے بخوشی دیدیا سرخیل بہت خوش ہی عمرو نے کئی اور پوٹلیان روپیون کی دین پھر ایک ڈبیا نکالی سرخیل نے دیکھا ڈبیا عقیق سرخ کی ہشت پہل یاقوت معلوم ہوتا ہی سرخیل نے کہا بھائی اسمین کیا ہی عمرو نے کہا اسمین سنکھیا ہی اسکا حال نہ بتاؤنگا جب انسان قبر مین جاتا ہی بڑی مصیبت اُٹھاتا ہی دو فرشتے آکر پوچھتے ہین خدا تیرا کون ہی سب کچھ پوچھا جاتا ہی اُسوقت ثابت رہنا حق بات کہنا بہت دشوار ہی مین یہ ڈبیا اُنکو رشوت مین دونگا یہی کہہ دونگا اچھی اچھی باتین میری طرف سے لکھ لو جب دیکھینگے خوش ہو جائینگے سرخیل نے کہا خواجہ آخر اسمین کیا ہی عمرو نے کہا یہ نہ پوچھیے ایسی چیز ہی کہ دنیا والے ضبط نہ کر سکینگے اُنہین فرشتون کے لائق ہی سرخیل نے کہا مین کھول کے دیکھون عمرو نے کہا دیکھیے آپ کی نیت مین فرق آیا صاف کیسے دل کیا کہتا ہی سرخیل نے کہا خواجہ مین جو کہتا ہون وہی کرتا ہون آپ نہ گھبرائین مین نے صرف یہ چاہا تھا کہ دیکھ لون لونگا نہین عمرو نے کہا دیکھیے آپ کو اختیار ہی مین نہین کہہ سکتا سرخیل اُس ڈبیا کو کھولنے لگا ہر چند زور کرتا ہی مگر ڈبیا نہین کھلتی جب بہت زور کیا وہ ڈبیا کھُلی اُسمین سے بیہوشی اُڑی سرخیل بیہوش ہوا خواجہ نے سب روپیہ اُٹھا کر زنبیل مین رکھ لیا جھنجلا کے ایک لات ماری فرمایا ہمنے تو اس مشقت سے جمع کیا اپنے باوا کا مال جان کر کیا کس کس کے باندھا ہی سرخیل کو بھی اُٹھا کے نذر زنبیل کیا باہر نکل کے دیکھا مرغیان مرغ چر رہے ہین ایک مرغ پکڑ لیا حلال کر کے سارا خون زمین پر گرا یا جب سرخیل کو زنبیل مین رکھ چکے اُسی کی صورت بنکر تیار ہوے بیٹھ کے رونے لگے یہان میان زود رفت لاکھ روپیہ کا رقعہ لیے ہوے خلعت بہت بھاری پہنے ہوے ہنستے ہوے چلے آتے ہین دیکھا سرخیل بیٹھے رو رہے ہین عمرو کا پشتارہ ندارد زود رفت گھبرا گیا پکار کے کہا کیون خلیفہ صاحب خیر تو ہی عمرو کہان گیا روتے کیون ہو سرخیل نے کہا اُستاد بڑا غضب ہوا مین تو لیٹا تھا اُسنے رسیان دانتون سے کھولین مجھے خبر نہین بس وہ ظالم اُٹھا کہا لو سرخیل ہم جاتے ہین مین نے کہا آپ کہان جائینگے کہا دیکھو وہ بُلاتے ہین مین نے منھ پھیرا وہ جست کر کے بھاگا مین نے لپک کے ایک نیمچہ بھی مارا شانہ کٹا دیکھیے خون بھی جابجا اُسی کے شانے کا پڑا ہی مگر وہ نہ رُکا مین بہت دوڑا اتنا تو اُسنے کہا اے سرخیل تو نے غضب کیا ہاتھ بالکل بیکار کر دیا افسوس صد افسوس اب مین ڈھونڈا

پھلا دیگا ہاتھون ہاتھ آبرو گئی کیا ہاتھ آیا سب کہین دستگیری کریگا روتا پیٹتا بھاگ گیا ہمنے ایسے دو ندے نہین دیکھے یہ کہتا ہی اور روتا ہی زود رفت نے کہا بھائی بڑا غضب ہوا مین تو قدرت سے کہکر آیا ہون کہ مین نے عمرو کو پکڑ لیا لاکھ روپیہ کی سند لی یہ موجود ہی فرماتے تھے مین اُس ساربان زادے کو قتل کرونگا یہان یہ معرکہ گذرا اب مین کیا جواب دونگا کیونکر قدرت کے سامنے جاؤنگا اب بڑی مشکل ہی سرخیل نے کہا آپ گھبرائیے نہین میرے ساتھ چلیے مین ابھی ڈھونڈھکر پکڑ لونگا ہاتھ کا علاج کر رہا ہوگا درد کے مارے مر رہا ہوگا اب وہ عمرو نہین ہی وہ جست وخیز گئی اُٹھ بھی نہ سکیگا زود رفت نے کہا ای سرخیل کچھ دیوانے ہو وہان اُسکے شاگرد بہت ہین اور کہاکہ اُسکا ابوالفتح صفہانی جسنے کلیم گوش کے کان کاٹے تب اُسکو کان ہوے ایسی بھی بات ہی کہ وہ اپنے ماموں کے بدلے نہ لڑے گلباد وگلباد فرزندان کلیم گوش شاگردان رشید ہین وہ سب اپنی جان دیدینگے سرخیل نے آنکھون پر تو رومال رکھ لیا ہی کہ آنکھ سے آنکھ نہ ملے نہین معلوم آنسو کہان سے آئے سب لباس اشکون سے تر ہو رہا ہی زود رفت کہتا ہی ای سرخیل اب نہ رو جو ہونا تھا وہ ہوا قدرت کی مرضی ہوگی تو پھر گرفتار کر لینگے مگر اب اُس ظالم کا ملنا دشوار ہی سرخیل کہتا ہی کچھ مشکل نہین مین ابھی جلد گرفتار کرکے آپ کو دیتا ہون خدمت خداوند مین لیجائیے دونون آپس مین باتین کرتے ہوے جاتے ہین ایک مقام پر سرخیل رُکا کہا اُستاد دیکھیے وہ آتا ہی مگر ہاتھ کٹا ہوا ہی دیکھیے خون نہین بند ہوا بہت دردمند ہوا جیسے ہی زود رفت بیٹھا اتنا تو منھ سے نکلا کہ کہان عمرو نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے حباب مارا میان زود رفت کو پکڑا بیٹھ کے رنگ و روغن عیاری کا نکالا اُسکو اپنی صورت بنایا آپ اُسکی شکل بنکر تیار ہوے گلے مین گیند عیاری کا ٹھونس دیا کہ بول نہ سکے پشتارہ باندھ کر لیچلے راہ مین جو ملا اُسنے کہا حضرت صاحب خیر تو ہی جواب دیا عمرو کو گرفتار کیا اب خدمت خداوند مین جاتے ہین یہان ابلیس مع چند ساحرون کے دربار مین بیٹھا ہوا انتظار کر رہا ہی کہ خبر پہونچی حضرت زود رفت عمرو کو لایا کہا سامنے لاؤ ہزارہا شاگرد اُستاد اُستاد کہتے ہوے دوڑے زود رفت نے ایک گدھا بھی بلوایا کہ اسیر عمرو کو سوار کرینگے جوتیون کا ہار بھی ساتھ ہو نرسنگا بھی بجتا ابلیس یہ معرکہ دیکھکر بہت خوش ہوا کہا ای زود رفت تو نے بڑا کام کیا کہ ایسے شخص کو گرفتار کرکے لایا مجھے یقین تھا نکل جائیگا زود رفت نے کہا حضور آپ کا گمان جا سے تھا اتنے ہی عرصے مین میرے شاگرد رشید سرخیل کو مارا جب مین پہونچا تب مین نے اُسکو پھر گرفتار کیا اب یہ حاضر ہی جیسا حکم ہو میرا ارادہ ہی کہ پہلے سارے شہر مین اُسکو تشہیر کرون پھر قتل کرون ابلیس نے کہا تجھکو اختیار ہی خواجہ نے فوراً زود رفت کو گدھے پر سوار کیا جوتیون کا ہار گلے مین ڈالا لڑکے غل مچاتے ہوے اب جو زود رفت کی آنکھ کھلی دیکھا میرے شاگرد جوتیان لیے ہوے مجھی کو مار رہے ہین چھوٹے چھوٹے لڑکے للکار رہے ہین چاہتا ہی بولون گلے مین گیند ٹھنسا ہوا غین غین کرتا ہی شاگردون پر اشارے جس سے اشارہ کیا اُسنے جھپٹ کر طمانچہ مارا کہا او پاجی تو نے ہمارے اُستاد کو ذلیل کیا بڑے بڑے ساحرون کو مارا اب کہو اپنے کو کس حال مین پاتے ہو زود رفت نے پلٹکر دیکھا عمرو میری شکل پر میرے ساتھ ہی اب سمجھا مجھکو اپنی صورت بنایا ہی جب تو یہ انقلاب ہوا کہ میرے شاگرد مجھکو مارتے ہین لڑکون کو گھٹیان بٹ رہی ہین کوڑیان لٹ رہی ہین ہر گلی کوچے مین یہی غل ہی کہ عمرو پکڑا گیا تشہیر ہو رہا ہی اب دار پر کھینچا جائیگا اپنی خطا کی سزا پائیگا مگر تقاضائے کار ابلیس تشہیر ٹہلتا ہوا قصر اسرار سامری کی طرف چلا پہلے سب سے صلاح کی کہ آپ سب صاحبون کی کیا راے ہی کہ عمرو کو قتل کرون یا قید رکھون سب نے کہا قید ہی رکھنا مناسب ہی حمزہ ابھی زندہ ہی ایسا نہو کہ آئے اُسکے ہزارہا [illegible] مین لڑیگا بڑا معرکہ پڑیگا عمرو کو چھڑا لیگا سحر اُسپر تاثیر نہین کرتا پھر جو کیا کرینگے بڑا بہادر ہی دریاے جرأت کا [illegible] بہا دیتا ہی کہان تک لڑا کس کس کو مارا اگر عمرو قید رہیگا اُسکو بھی تسلیم رہیگی کہ کبھی چھڑا لونگا اگر سنیگا قتل ہوتا ہی جان کو عزیز نہ کریگا فوراً آ پڑیگا

جب سرداروں نے اسطرح کی باتین کین سوچا قصر اسرار سامری مین چلون کنیزان جمشید سے صلاح لون وہ سب عیش پسند ہین یہان لوگ دردمند ہین کسی کا بھائی مارا گیا کسی کا بیٹا مرا ان سب کی راے مین فتور ہی میرا قلب خود نا صبور ہی یہ سوچتا ہوا قصر اسرار سامری مین آیا دیکھا سونے کی پتلیان بشکل حسینان ماہرو و خنجر خو رنگ کھیل رہی ہین پچکاریان ہاتھ مین مشکون مین رنگ بھرا ہوا کنیزون کے کاندھون پر وہ مشکین لدی ہوئین رنگ کھیل رہی ہین ہولیان گاتی ہین جس پر پچکاری پڑی ہی اپنی ساری نکھار رہی ہی کوئی لہنگہ بھڑکاتی پھرتی ہی کیسی کیسی مہ جبینین ابرون پر بل گویا خنجر کھنچے ہوے آنکھون مین سرمہ دنبالہ دار گویا مست کے ہاتھ مین تلوار بقول شاعر شعر اسقدر گردش نہین لازم ہی چشم یار کو ؛ ہی سفر موجب مرض کا مردم بیمار کو ؛ آنکھون کو گردش قتل عشاق کی کوشش موافق اس مضمون کے یہ اشعار خوب ہین

نظم

جسم الشاف سے نہین جو تمھاری آنکھین
ڈھونڈھتی پھرتی ہین اس گل کو ہماری آنکھین
مار اُتار اجدھر اک ہی نظر کی تمنے
خود نکھرگئین اس سیل مین جاری آنکھین
شرم کو اب نہین ملتی کسی گوشے مین بھی جا
کیون نہ پتھرا ئین وصل کے غم شماری آنکھین
جس جگہ جا ہو رہو آکے گھر اپنا کر لو
ٹوٹ آئینگی کسی روز ہماری آنکھین
شادی وصل ہو یا دیکھیے رنج فرقت
اس پہ بھی پھوٹ کے روتی ہین ہماری آنکھین
سیکڑون انکھڑیون مین تمھین پیاری آنکھین
باغ باغ انکے اشارون سے ہوا جاتا ہون
دیکھنے مین تو چھری ہین نہ کٹاری آنکھین
تیرا جلوہ نظر آے جو بتون کو دیکھون
قبضۂ شوخ نگاہی مین ہین ساری آنکھین
وہ محافے مین کوئی حور لقا آتا ہی
دل ہی تمسے ہمین پیارا ہی نہ پیاری آنکھین
یہ جو پھرجاتی ہین پھر جاتی ہی ہمسے اک خلق
آج کل دونون پھرا کرتی ہین ہماری آنکھین
چمن و انجمن و تخلیہ و خلوت مین
چل رہی ہین روش باد بہاری آنکھین
قلزم اشک حبابون سے جو خالی دیکھا
دے وہ حق ہین مجھے ای ایزد باری آنکھین
سنگریزے ہین شب ہجر مجھے اختر چرخ
دیکھلین پردہ نشینون کی سواری آنکھین
دیکھتے دیکھتے ساماں شکست دل کے
گردش بخت دکھاتی ہین تمھاری آنکھین
آبلے پڑ گئے ہین کچھ دل سوزان جلا ل

کسی کا چہرہ رشک آفتاب کوئی باتون کی چلبلی بانکے دوپٹے زلفین چہرے پر بکھری ہوئی حسن بے تکلف کسی پر پچکاری جو پڑی آب روان کا دوپٹا بھیگا دو حباب دریا سے نور ظاہر ہوے بقول مصنف نار پستان کی کیا لکھون تعریف ؛ یہ تو میوہ ہی باغ رضوان کا ؛ کوئی اکڑتی پھرتی ہی کوئی رنگ سے اپنے کو بچاتی پھرتی ہی پکارتی ہوئی بوا مین نے ابھی کپڑے بدلے ہین دیکھو مجھپر رنگ نہ ڈالنا مین اس رنگ مین نہین ہون اگر مجھپر رنگ پڑ گیا قیامت برپا کرونگی اُسنے پچکاری ماردی اسکے تیور پر بل آیا یعنے ناگوار ہوا چہرہ سرخ ہو گیا جھلاتی ہوئی دوڑی اُس بگاڑ مین ہزارون بناؤ تھے کسکی مجال ہی کہ اُنسے نگاہ ملاے شعر مصنف انکھڑیان رہزن نگاہ یار بھی شمشیر ہی ؛ ہر اشارے مین ہمارے قتل کی تدبیر ہی ؛ آنکھون کو جو گردش ہوئی عاشقون کو جان دینے کی کوشش ہوئی دوڑ کر جسنے رنگ پھینکا تھا بال اُسکے پکڑ لیے واننا کلکل ہونے لگی آپس کی باتین کہنا کیون خبلہ مجھپر رنگ ڈالا ہی شرط کہ زبان کاٹ لون اُسکا منتین کرنا اُسکا عذر غضب کا تھا یہی جھلا کر جواب دیا بوا اب ہم تمسے کبھی نہ بولینگے ذرا مین بگڑتی ہو بات بات پر لڑتی ہو آج روز پیدائش سامری ہی ہر بات مین خوشی بھری ہی کیونکر رنگ نہ کھیلین آج سب سامری پرست خوش ہین ایسا ہی دن بھی واقعہ ہوا تم اسپر خفا ہوتی ہو کھیل مین روتی ہو مین چار آنے دے کر کپڑے دُھلوا دونگی تمھارے دل کا رنج مٹا دونگی اُس شوخ و شنگ موسوم بہ گلرنگ نے شوخی سے جواب دیا بوا مین کچھ محتاج نہین ہون تم ایسے پچاس کے کپڑے دھلوا دون کہو تو نیا جوڑا ابھی دیدون تمھارا اصلی جوڑا کیا ہی انری مادہ رہگئی جوڑا لوٹا اب تمھے کیونکر ہونگے دانہ کیونکر بدلوگی بچونکا بھلاؤگی یا اُڑ جاؤگی دوسری نے کہا واہ بوا مین اس کھیل سے باز آئی اپنی جوچ سنبھالو ایسی باتین منھ سے نہ نکالو جوڑے کا جو نام لیا ہزارون باتین سنائین کہنے لگی بوا تمھین ضلع جگت بہت آتا ہی مجھے ان باتون سے نفرت ہی عجب محفل ہی نازنینان مہ جبین

مہر تمکین خوبصورت چال ڈھال مین نزاکت باتون مین مُروت حسن عاشق کُش عابد فریب دل ناشکیب باتین گرما گرم نگاہین شرم ادائین پیاری زیور بھاری ابلیس مبہوت ہوگیا پکار اُٹھا اے شاہزادیو ذرا یہ چند اشعار تو سن لو آج تو کمبختون نے مار ڈالا دل بیقرار ہی جی چاہتا ہی ایک ایک کو گلے لگاؤن جان نثار کرون نظم

گم کردن ہوش کو مین ہوش کرے گم مجھکو
اب مین جاتا ہون کہان داغ جگر کہتا ہی
پہلے دیتا ہی خبر تیر ابتسم مجھکو
وصل کی شب سے جو کہتا ہون گھٹر کستی ہی
خون روتا ہون جو آتا ہی تبسم مجھکو
جوشش گریہ مین اللہ ری بیتابی دل
ساتھ اُنکے لیے پھرتا ہی توہم مجھکو
گریۂ عشق کی نیرنگ نمائی دیکھو
اس خرابات مین ملتا جو کوئی خم مجھکو
دیکھکر انجمن آرا مجھے جلنا ہی فانُس
بے ٹھکانے کی سوجھتا ہی توہم مجھکو
کجروی مجھسے زمانے کی جھیلی جاتی ہی
اسکو رونا ہین بتادون یہ تہم مجھکو
آپ مین کون ہی سمجھاتے ہین کسکو یہ جلال

شوق کی بیخودیون نے یہ کیا گم مجھکو
دل نہین ہرن کہ جو کردے کہین گم مجھکو
دل مرا فرقت ساقی مین بھرا آتا ہی
جب ٹھہرنے بھی تو دے گردش انجم مجھکو
گفتگو طور پہ باہم نہ کچھ آجاے کلیم
لے نہ ڈوبے کہین کشتی کا تلاطم مجھکو
کیا ہجوم نگہ شوق ہی رکھ جلنے
چند قطرون نے دکھائے کئی قلزم مجھکو
لوگ جان بخش کہین جنبش لب کو تیرے
داغ یارب دیے ہوتے اسے انجم مجھکو
کشتہ اک رشک مسیحا کے تغافل کا ہون
چھیڑے جاتا ہی شب و روز یہ کژدم مجھکو
حشر مین چھپ نہ سکا حسرت دیدار کا راز
آدمی سمجھے ہوے ہین ابھی مردم مجھکو

خضر اُس راہ مین لیجیے نہین تم مجھکو
ڈھونڈتا ہون مین تمھین ڈھونڈتے ہو تم مجھکو
چھپتے مین صبح شب وصل کے آثار کہین
یون نہ خالی نظر آئے تھے بھرے خم مجھکو
زخم ہون مین کوئی ای تیغ جفائے ہجران
شوق دیدار تمھین شوق تکلم مجھکو
ناظر غیر کہان میری جگہ اُسمین کہان
چشم اغیار سے محفل مین تری گم مجھکو
ہوش کو اُسمین فلاطون کی طرح گم کرتا
قتل کرتی ہی یہی تب کے تبسم مجھکو
لامکان تک مین اُسے ڈھونڈھتا ہون پھر پھر کر
جو قیامت بھی اُٹھائے تو کہے قم مجھکو
گریہ کیا جانے مرا زخم مین کیا جانون ہنسی
آنکھ کمبخت سے پہچان گئے تم مجھکو

ابلیس نے جو بیقرار ہوکے یہ اشعار پڑھے حسینان مہ جبین ہنسنے لگین ایک نے مسکرا کے کہا اسی منھ پر دعوئ خدائی تھی تو آپ کی بات پر ہنسی آئی ہم لوگ کون ہین خداوند سامری و جمشید جو لا بدل کے چلے گئے ہمکو براے صحبت ظاہری بنایا تھا مگر کیا رنگ ڈھنگ ہین آپکے ہوش گم ہوے عاشق ہوکر کیا کروگے عشق بڑی چیز ہی اسکا کرنے والا بد تمیز ہی بقول شاہ ہند۔

عشق وہ گل ہی کہ دامن مین نہین جسکے ثمر
عشق وہ نخل ہی جسمین نہ لگا پھل اکبار
عشق وہ شاخ ہی جسمین نہین پتہ دیکھا
عشق وہ میوہ ہی جسمین نہین لذت زنہار
عشق وہ غنچہ ہی جسکو نہ شگفتہ دیکھا
عشق وہ ملک ہی جسمین کبھی آئی نہ بہار

ابلیس چپ ہوگیا منھ پر ہوائیان اُڑ رہی ہین رنگ زرد متغیر متردد متحیر ایک ایک کی صورت دیکھتا ہی اُنکی چہل بل خانۂ دل مین ہل چل دل کہتا ہی پہلو سے نکلون ایک نے کہا یا خداوند آج خلاف وقت کہان آئے ابلیس ہوش مین آیا کہا ای شاہزادیو ایک مقدمے مین مجھکو بڑا تردد ہی بڑے بڑے ساحر میرے رفیق شفیق ہاتھ سے عمرو کے مارے گئے مگر فتنہ زود رفتہ بڑی جستجو سے اُسے پکڑ لایا تشہیر کر رہا ہی مجھے تردد یہ ہی کہ اگر خداوند یہ خیال کرتا ہون تو فوراً قتل کرنا چاہیے مگر اُسکا آقا محترم و محتشم صاحب اسم اعظم ڈرتا ہون مین قصد قتل کرون وہ گھس آئے اپنے یار وفادار کو چھڑا لیجائے تو بڑی مشکل پڑیگی اُسوقت بے صبر ہوکے یہ سب ملک سحر کر لینگے اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا باطل سحر اُسکو یاد ہی تو آپکی کیا راے ہی عمرو کو قتل کرون یا قید رکھون کنیزون نے ہنسکر کہا یا خداوند نہین آپکی خدائی پر افسوس آتا ہی آپنے دعوی سلطنت کیا ہوتا خدا سامری و جمشید تھے اُنکے عجائب و غرائب مین بھید تھے ہم اُنہین کے پیدا کیے ہوے ہین نہ کھانا نہ پینا اُنکا نام لے لیکر جینا آپ اتنا بھی نہین سمجھتے ہمپر عاشق ہوگئے آپ کچھ نہین جانتے اب ہاتھ سے عمرو کے آپکا بچنا دشوار ہی وہ بلا کا عیار ہی بھلا زود رفتہ کو کیا لیاقت ہی کہ عمرو کو

گرفتار کرتا طیران نے جاکر عمرو کو پکڑا زود رفت و طیران سے عہد ہوگیا کہ انعام مین شراکت رہے ای طیران تم
قدرت کے سامنے کچھ نہ کہنا یہی بیان ہو کہ ہمنے عمرو کو ڈھونڈھا نہ پایا عمرو نے زود رفت کو پکڑلیا گدھے پر سوار
کیا ہان اگر اُسکے پاس سحر ہوتا دنیا مین کوئی عمرو کا سامنا نہ کرسکتا اب بھی اُسکا کشندہ ساحران لقب ہی اُسکے قتل کی فکر
کرنے والا بے ادب ہی میان زود رفت بشکل عمرو گدھے پر ہین اور عمرو بشکل زود رفت میان زود رفت ہنڈاتے جاتے
ہین آپ اُسے قتل کرینگے اگر ہوسکے جاکے عمرو کو پکڑلوئیون لو اب عمرو کہان ہی اُسنے کہا سارے شہر مین پھر کے اب دردولت
پر آیا چاہتا ہی یا خداوند جلد جائیے کچھ منھ سے نہ بولیے گا عمرو کو پکڑلیجیے گا ابلیس نے کہا جاتا ہون یہان عمرو نے سارے
شہر مین زود رفت کو پھرایا بنیے بقالون نے جوتیان مارین سب یہی جانتے تھے کہ عمرو ہی جس مہاجن کا روپیہ لیلیئے تھے
اور سونی نیچے تھے اُسنے دُکان سے اُترکے پانچ سات جوتے مارے کہتا تھا پوٹیان کاٹ کر کھالون میری دُکان تباہ ہوگئی
اب پیرومرشد بیٹے زود رفت اسقدر مارا گیا کہ منھ سوجا ہوا ہڈیان تھیلا ہوگئین خراش ناخن غم جابجا بدن سوجا ہوا اب
چُپ ہوگیا جب دیکھا میری غین غین کرنے سے جوتیان پڑتی ہین چپکا سر جھکائے ہوئے گدھے پر سوار مجبور و ناچار اب
در دارالامارہ پر آکے ٹھہرے لڑکے ہلڑ کر رہے ہین عمرو کو مار د خواجہ منع کر رہے ہین کہ قدرت آئین تو حکم قتل لے عمرو
لوگون سے پوچھ رہا ہی کہ قدرت کہان ہین مصاحبون نے کہا قدرت قصر اسرار سامری مین گئے ہین شاید کچھ دریافت
کرینگے عمرو سوچا میرے ہی مقدمے مین پوچھنے گیا ہی یہ تو بالکل اُلو کا پٹھا ہی مگر خواجہ اب نکل چلو وہ آئیگا تو فساد برپا کریگا
یہ سوچ کر شاگردون سے کہا مین بازار ہو آؤن جب تک قدرت بھی واپس آئینگے تب اس ظالم کے قتل سے مہلت پاؤن
اور کام مین مصروف ہون مجھکو چین نہین سب نے کہا اُستاد جاؤ تمھارے نام کا سکہ ہی عمرو نے ہنس ہنس کے سب کو
سلام کیا طرف بازار کے روانہ ہوگئے جب خواجہ جاچکے ابلیس آیا تیور پر بل پڑے ہوئے تلوار تولتا ہوا ڈورا کھولتا
ہوا آتش کے دانے ہاتھ مین غصہ بات بات مین اب جو آیا دیکھا زود رفت بشکل عمرو سر جھکائے بیٹھا ہی اپنے حال
زار پر روتا ہی تمام اعضا مین درد شاگرد اب بھی مار رہے ہین ایک طرف لڑکون کا غلغلہ ابلیس نے کہا ارے عمرو کہان
گیا شاگردون نے کہا یہ بیٹھا ہی جب تو ابلیس کو غصہ آیا ایک ایک طمانچہ مار کہا او بیحیاؤ سب وجہ اپنے اُستاد کو مار اسارا بدن
سوج پھول گیا ساری سرکشی بھول گیا کیا غضب کی عیاری کی ہماری نگاہ سے ایسا عیار نہین گذرا جو کچھ کیا اس زود رفت
نے اپنے ہاتھ سے کیا قہر درویش بجان درویش جیسی حماقت کی ویسا ہی حال ہوا جینا محال ہوا اب اپنی تقدیر کو رو رہے
ہین اشکون سے منھ دھو رہے ہین اس سے کیا ہوتا ہی! دیکھیا کیون روتا ہی زود رفت قدمون سے لپٹ گیا خوب
رویا شاگردان زود رفت حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہی ابلیس نے کہا منھ دھلاؤ تم سب نے خوب اپنے اُستاد کو جوتیان
مارین بدن اُسکا سوج گیا ابھی تک حیرت ہی کمبختو کچھ بھی تمکو غیرت ہی اب جو شاگردون نے منھ دھلایا ابلیس نے خود
زود رفت کے گلے سے گنڈا نکالا اب تو شاگرد سب حیران ہوئے دیکھا اُستاد بیٹھے ہین مگر ابلیس کہتا ہی بار دیگر عمرو کو
کسنے آگاہ کیا وہ کیونکر نکل گیا شاگرد کہتے ہین حضور ہم نہین جانتے خود بخود کھڑے کھڑے جیسے کسی نے اُسکے کان مین کہدیا
کہ خداوند آتے ہین ہم سب سے کہا کہ مین بازار ہو آؤن ابلیس نے کہا مین آتے ہی گرفتار کرتا میرے عیار کو یہ تکلیف ہوئی
مین اُسے زندہ چھوڑتا اُسکے قتل سے منھ موڑتا مگر عیار رہتا ہی سامری و جمشید اُسکو بہت مانتے ہین آج کنیزان مبادری
کی زبان سے سنا کہ جابجا کتاب مین سامری لکھ گئے کہ عمرو کی قضا کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہی وہ ساحرون کا جلاد ہی
کیا کیا طریقہ اُسکو یاد ہی تشہیر کرکے نکل گیا لیکن اُسنے احسان کیا نہین معلوم کیا منظور تھا جہان چاہتا قتل کرڈالتا مگر ہم
یار و قدرت نے تقدیر ٹوکی ہی کیونکر اپنے عیار کی جان بچائی ساربان زادہ بھی بچہ جائیگا سامری و جمشید جھوٹے تھے

کہ جابجا لکھ گئے ہین کہ عمرو کی قضا نہین کنیزین ایسی ایسی باتین بہت کہتی ہین مین ایسی باتون کو کب مانتا ہون اب تو سب شاگرد زود رفت کے آگے ہاتھ جوڑنے لگے کوئی کہتا ہے اُستاد معاف فرمائیے گا مین نے ایک ہی جوتی ماری دوسرا کہتا ہے مین نے پانچ جوتیان لگائین مگر دیکھ لیجیے میرا جوتا ٹوٹا ہوا ہے چوٹ نہ لگی ہوگی زود رفت نے جھلا کے کہا یارو چپ رہو یہ عذر تمھارا بدتر از گناہ ہے درد سے میرا حال تباہ ہے جی چاہتا ہے جان دیدون اسمین شہر والون کو کیا مُنھ دکھاؤنگا ابلیس نے کہا تم کیون شرماتے ہو کہدینا قدرت نے یہی تقدیر کی تھی تقدیر خداوندی مین سب ناچار ہین میان زود رفت کو ہوادار پر سوار کیا نے کہ شفاخانے مین چلے اسکا تو علاج ہونے لگا ہلدی چونا بدن مین لگایا گیا مگر صاحبقران زمان خواجہ کے واپس نہ آنے سے بہت پریشان ہین فرماتے ہین ایک ہفتہ گذرا میرا یار وفادار پلٹ کے نہین آیا پھر خبر پائی کہ جمشید کو مارا قلعہ گر گیا فوج ابلیس کا سامنا ہے پھر خبرین پہونچین کہ ارزنگ اور دو وزیر بھی عمرو کے ہاتھ سے مارے گئے یکایک چار دن ہرکارے روتے ہوئے آئے عرض کی اُستاد گرفتار ہوئے تشہیر کرنے کی تیاریان ہو رہی ہین یہ سنکر صاحبقران گھبرا گئے مقبل سے فرمایا اشقر تیار کرو مین اپنے یار وفادار کے رہا کرنے کو جاؤنگا اگر خدانخواستہ وہ تشہیر ہوگیا تو غضب ہوا میرے ہی کام کے واسطے اُسنے یہ تکلیف اُٹھائی مقبل اشقر تیار کرکے لایا گھوڑے نے بھی جو یہ ہنگامہ سنا کہ خواجہ عمرو پکڑ لیے گئے اُنکے تشہیر کرنے کی تیاری ہے اشقر دیوزاد کی آنکھون سے آنسو بہنے لگے شیشے بھر رہا ہے ٹاپین زمین پر مارنے لگا چاہتا ہے اکیلا چلا جاؤن امیر نے بڑھکر چمکارا پشت پر ہاتھ پھیرا کہا بیٹا نہ گھبرا مین چلتا ہون میری زندگی مین اگر خواجہ کی ذلت ہوئی اور تشہیر ہوئے تو مین جانونگا مجھے تشہیر کیا یہ کہکر پشت مرکب پر سوار ہوئے بہرام و مقبل و جملہ سردار و پیدل و سوار مسلح ہو کے قریب آئے عرض کی آقا ہم بھی چلینگے امیر نے فرمایا آپ لوگ میرے جانے کے بعد آئیے گا اگر مین اس شان و شوکت سے جاؤن تم سب کو اپنے ساتھ لیجاؤن خبر پہونچ جائیگی ایسا نہو عمرو قتل ہو جائے تو مجھکو بڑی ندامت ہوگی اگر لڑتے لڑتے جان بھی دیدونگا تو اپنے یار وفادار کو نہ پاؤنگا اکیلے کا جانا آسان ہے علاوہ ازین وہان سب ساحر ہین آپ لوگون کا کیا زور چلیگا جب سحر ہوا سب صاحب بیکار ہو جائینگے مین تمھاری فکر کرونگا کہ عمرو کو چھڑاؤنگا سب نے سر جھکا لیا مگر آپس مین کہتے ہین کہ اسوقت مین آقا کا ساتھ چھوڑنا مناسب نہین کون ایسا ہے جسپر عمرو کا احسان نہین عمرو نے ہر ایک کے واسطے عیاریان کین ہر آفت سے ہر ایک کو بچایا آج اُسپر یہ سختی و جفا ہے ہمارا ابھی یہی ارادہ ہے کہ جاکے جان دین اُسکو رہا کرکے لائین امیر کنارے تک لشکر کے پہونچے تھے کہ سامنے سے گرد اُٹھی جب دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا خواجہ عمرو بد حواس و مضطر دوڑتے ہوئے آتے ہین امیر گھوڑے پر سے کود پڑے بیساختہ پکار اُٹھے شعر از کجا میرسی ای ہد ہد فرخندہ قدم ٭ باد قربان سرت حلقۂ مرغان ارم ٭ ہم تمھارے واسطے چلے تھے خبر ہمکو ملی تھی کہ خواجہ پکڑ لیے گئے زود رفت کا ارادہ یہ ہے کہ تشہیر کرون مین چلا تھا عمرو نے کہا خدا آپ کو سلامت رکھے اس سے زیادہ اُمید ہے بیشک مین پکڑا گیا تھا مگر رہائی پا کے میان زود رفت کو بجبر اُنہین کو تشہیر کیا کوئی گلی کوچہ باقی نہین رکھا جب اُسکے دربار مین پہونچے خبر سنی کہ ابلیس قصر اسرار ساحری مین گیا ہے مین سمجھا کہ میرے مقیدنے کا حال معلوم ہو جائیگا آتے ہی ٹوٹ پڑیگا یہ اُنہین تھین کہ ہرکارے آئے عرض کی اُستاد آپکے نکل آنے کے بعد ابلیس آیا زود رفت کو بہت جھڑکا یہ بھی کہا اسی منھ پر عذر نہ بیاری ہے عمرو تجھکو تشہیر کر گیا شاگرد عذر کرنے لگے اب شفاخانے مین لیگئے ہین بہت سے ساحر آپکی تلاش مین نکلے ہین امیر عمرو کو لیکر بارگاہ مین آئے فرمایا خواجہ اب دو چار روز کہین نہ جاؤ میری آنکھون کے سامنے رہو ایسا نہو ابلیس گرفتار کرلے جلا ہوا ہے فوراً حکم قتل دیگا عمرو نے کہا آپکا اقبال یاور ہے طالع مددگار ہین وہ سب ملعون مجبور و ناچار ہین کیا عرض کرون مین جب سے زود رفت بنا تھا یہی منظور رہا کہ اسکو قتل کرکے رات کو

محفل ابلیس مین اپنا فیض جاری کرون میان خداوند کی گردن لون مگر جب یہ سنا کہ وہ بچیا قصر اسرار سامری مین گیا ہے مین سوچا اب نکل چلنا بہتر ہی ورنہ بڑی خرابی ہوگی وہی ہوا کہ ابلیس وہان سے آگاہ ہو کے آیا اب ایک بڑی مصیبت ہی کہ ملکہ ماہ عالم افروز مع اپنی دایہ و وزیرزادی کے قیدیون مین اُنکی دایہ کی ہدایت سے قلعے مین پہونچا جمشید کو مارا امیر ہی سبب سے وہ بیچاری قید ہو گئی مین نے تدبیر کی ہی وہان کے نگہبان ہلال جادو کو پکڑ لیا مگر کچھ نہ بنا قید خانے تک نہ جا سکا اب جاتا ہون خدا نے چاہا تو اُنکو بھی رہا کر کے لاتا ہون نہین معلوم ہمارے بادشاہ کا کیا حال ہوگا ای شہریار اگر مین ایک ہفتہ اور نہ پہونچتا تو دشمن ہلاک ہو جاتے بہت جلد علاج ہو گیا جب اُنکے سامنے سے معشوقہ غائب ہوئی ہوگی کیا طبیعت پر ملال ہوا ہوگا لیکن جاتا ہون یہ کہکر عمرو نے بانہاے عیاری ذات پر آراستہ کیے روانہ ہو گئے ہرچند امیر نے منع کیا مگر خواجہ نے نہ مانا لشکر کے کنارے سنگے مین سوچ رہے ہین کہ کس صورت پر جاؤن مگر بعد نکل جانے عمرو کے ابلیس نے کہا یارو عمرو کے ہاتھ سے کوئی نہ بچیگا تم مین کوئی اس لائق نہین کہ ساربان زادے کو لائے یہ سنتے ہی میخوار جادو مصاحب یہ کہکر اُٹھا کہ حضور مین لاتا ہون اب تو وہ کئی دن کے بعد لشکر مین گیا ہی یقین ہی غافل ہو غفلت مین اُسے لاؤنگا یہ کہکر اُڑتا ہوا چلا اُسوقت آسمان پر تھرّایا دیکھا عمرو کھڑا ہی تڑپ کے گرا بنجہ کمر مین دیکرلے اُڑا عمرو نے آواز دی مجھکو ساحر لیے جاتا ہی ابوالفتح اصفہانی ایک طرف کھڑا تھا اسنے دیکھا ماموں جان کو ایک ساحر لیے جاتا ہی بیقرار ہو کے دوڑا جنگل مین ایک ساحر کی شکل بنکر ٹہلنے لگا دور سے دیکھا میخوار لیے ہوے عمرو کو آتا ہی ابوالفتح نے آواز دی بھائی صاحب کہان سے آتے ہو میخوار نے دیکھا ہمارے خداوند کا ملازم کھڑا ہی اُتر آیا کہا بھائی مین بڑے کام کو گیا تھا اس ساربان زادے نے قلعۂ ابلیس پرستان مین غدر ڈالدیا بڑے بڑے ساحر مارے مین اسکو لینے گیا تھا مگر پکڑ لایا ساحر نے کہا بھائی تمنے مجھے پہچانا میخوار جادو نے کہا مین نہین جانتا ساحر نے کہا مین سامنے گاؤن مین رہتا ہون یہ ظالم کل آیا تھا میرے لڑکے کے کپڑے اُتار لیے اُسکو کنوئین مین ڈالدیا مین نے لڑکے کو بہت ڈھونڈھا نہ پایا مین تلوار اسکو مارون ذرا تو کلیجہ ٹھنڈا ہو میخوار نے کہا یہ خداوند کا گنہگار ہی یہان قتل کرنا مناسب نہین مین انعام و اکرام کا طالب نہین قدرت اپنے سامنے قتل کرینگے میرا نام ہوگا ساحر نے کہا مین کچھ تو اسکو سزا دون میرے کلیجے مین آگ جل رہی ہی تین برس کا لڑکا طوطے کی طرح باتین کرتا تھا سارے گھر کا کھلونہ تھا ہمارا گھر ویران ہو گیا یہ کہکر منھ پھیلا کے دوڑا کہا دانتون سے اسکی بوٹیان کاٹونگا اب یہ نہ بچیگا ساحر نے چاہا روکون ابوالفتح نے کہا دیکھو گانؤن سے کمہار آتی ہی زمیندار بھی ساتھ ہی میخوار پلٹا ابوالفتح نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے ارے کہکر پلٹا ابوالفتح نے حباب مارا بیہوش ہوا جھپٹکر خنجر مار دیا خواجہ اُٹھ بیٹھے ابوالفتح کو گلے سے لگا لیا کہا بیٹا بڑا کام کیا ابوالفتح نے کہا مین آواز سنتے ہی جھپٹا تھا یہان تک آئے اس ملعون کی گردن لی خواجہ عمرو نے ابوالفتح کو طرف لشکر کے پھیرا اب خواجہ فکر مین ابلیس کی جاتے ہین

یہ داستان پھر وقت پر تحریر ہوگی

دو کلمے داستان حیرت بیان ملکہ حیرت جادو کے کہ طلسم مین گر پڑی ہین اور برق و صرصر و چالاک براے رہائی چلے ہین اب ان سب کے ذکر تحریر ہوتے ہین باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا

ساقی نامہ تصنیف مصنف

ساقی مجھے جام مے پلانا	رندون کی مدد یہ ہے زمانہ	کسکو ہین آرزوے دیدار	مین بادۂ عیش سے ہون سرشار

ہر دم ہی خیال زلف جانان ہی دل مین ملال زلف جانان
ہی گیسوے یار عنبر افشان تارے ہین میان زلف خوبان
کس کسکو خیال سرکشی ہی اس راہ کو کر سکے نہ ہم طی
ای ساقی ماہرو ہمارے دن ہجر کے کسطرح گذارے
شیدا رخ و زلف کا رہونگا دن رات کی آفتین سہونگا
اک رات تو عیش سے گذر جاے کیا باغ مراد سے ثمر پاے
ہی دل مین خیال بادہ نوشی کردیگا غفور عیب پوشی
کیون پیر مغان کو بیسے ہی کد ہی حسن مین رنگ لطف سرمد
جو حسن مین بیمثال ہوگا ابرو رشک ہلال ہوگا
ہو زلف سیاہ سنبل تر قد جسم مین مہر و مہ سے بہتر
عارض ہین کہ پھول ہین چمن کے ہمتو بنے ہین بانکپن کے
ہر بات مین دلبری نزاکت ہی باغ جہان مین رنگ شہرت

گیسوے کلام ہی سخن سنج آگاہ نہین کہ کیا غم و رنج
لیلاے خیال کا ہون پابند ظلمات کی راہ ہی ابھی بند
مضمون کے باغ ای ہنرمند ہین جوشش بہار سے کلی بند
سامان ہو وصل کا سراسر ہی مہر قمر پر ای سمن بر
میناے قلم ہی پر سر جوش کردے تشنے وصل سے ہم آغوش
ای دلبر دلبران عاشق قربان ہو تجھ پہ جان عاشق
ہم پیر و رند مشربان مین میخانے مین آج امتحان مین
ہم سالک مسلک وفا ہین اُس یار پہ جان سے فدا ہین
قد نخل مراد دلبری ہو ہر آن مین دلبری بھری ہو
چہرے سے اگر نقاب اٹھیگی خورشید کو تاب کب رہیگی
ہی درج دہن کہ غنچہ گم ہو قربان ہی جسپہ جان بلبل
عیاریون کا سمان سناؤن حیرت ہی وہ داستان سناؤن

چہرہ نقاشان نقوش حیرت و مصوران تصویر عبرت اسی داستان حیرت عنوان کو یون تحریر فرماتے ہین اشعار مصنف

کمیت قلم را بہ جولان دہم سخن را سر و برگ و سامان دہم
کنم مسطر از جان و خون مداد نویسم کہ عشق است چندین فساد
چو عشق از ہمہ حرمت آراستہ فلک چون ہلال از غمش کاستہ
نویسم یکے داستانے ز عشق بہار محبت خزانے ز عشق
کنم صفحہ رنگین ز خون جگر کہ عشق است خون از زمین تا بسپہر

سابق مین تحریر کیا تھا کہ ملکہ حیرت جادو کو چالاک دبرق و صرصر قیصر جادو کو مار کے رہا کرکے پیچلے راہ مین قلعۂ مفتاح زرین پوش ملا مفتاح کے قلعے کے اندر ایک قصر طلسم بنا ہی بڑی مدت سے واقع ہی اُسمین حیرت جادو گر گئی ہر چند چاہا سحر کرکے نکل جاؤن ممکن نہوا ہر چند کہ حیرت بڑی ساحرہ ہی مگر یہ مقدمۂ طلسم ہی نکلنا ممکن نہوا لاچار اُس مکان مین آئین دیکھا صدہا عورتین و مرد اُس مکان مین قید ہین مگر قیدی نہین معلوم ہوتے بوقت شام ایک مخلدار وضع آتی ہی سب کو کھانا عمدہ کھلاتی ہی آٹھوین دن اسباب ضروری زن و مرد کے ملتے ہین مکان بہت سے بنے ہین ایک جانب خانہ باغ مین نہرین جاری فوارے چھوٹ رہے ہین دیکھنے والے موتی لوٹ رہے ہین عندلیبان خوش نوا درختون پر زمزمہ سرا باغبان کار و بار مین مصروف بالنین چڑیان اڑتے ہوے اکڑتی پھرتی ہین جوانان چمن و نرگس شہلا سے دیدہ بازی سوسن صد زبان کی غمازی آمد بہار سے پھولے ہوے غنچے چٹک رہے ہین کلیان بے کھلی پھول کر کھلتی ہین صاف ظاہر ہی کہ محبوب پری چہرہ مسکرا رہا ہی لالہ اپنی کیفیت دکھا رہا ہی دل پر اُسکے بھی داغ ہی مگر غم و الم سے فراغ ہی زلف سنبل کے پیچ و تاب چہرۂ گل پر عتاب سرو لب جو پر قمریون کی کوکو طاؤسان طناز سرگرم خرام ناز ہیلا البیلا پن دکھاتا ہی پانی نہرون کا جوش مین آتا ہی وسط مین باغ کے ایک چبوترہ مدور اُسپر آکے شام کو سب قیدی جمع ہوتے ہین وہین سب کو کھانا ملتا ہی مگر کھانا معقول اسباب عیش و جیش ممکن کسی کو تکلیف نہین شام کو سب قیدیان طلسم آکے اُسی چبوترے پر جمع ہوے ملکہ حیرت جادو پریشان مثل آئینہ حیران اُداس عالم یاس اپنے عہد سلطنت کی باتین یاد آتی ہین کہ ای حیرت وہ ثروت وہ تجمل و شان وہ شوکت و حشمت صدہا شاہزادیان خدمت مین حاضر رہتی تھین میری کنیزین بھی جفاے بند و قید نہ سہتی تھین یہ اشعار میرے حسب حال خوب ہین مجھکو مرغوب ہین نظم

اے مقیمانِ تہِ سقفِ سپہرِ غدار
ہے خرابے میں اگر قصرِ فریدون کے گذار
رات دن چیلیں رہا کرتی تھیں سرداروں
اُن کنگروں پہ صدا گونجتی تھی صوتِ ہزار
واہ نیرنگِ فلک آفریں سبحان اللہ
آج گل وہ لبِ جو جنکا ہی آئینہ دار
چیلیں منڈلاتی ہیں اُٹھتے ہیں بگولے ہر سمت
تکیۂ گور و گور زن آج ہے ہر اک کا مزار
نہ وہ چہلیں ہیں نہ ترنگیں نہ خود آرائی ہے
طاقتِ نطق کہاں سانس بھی دمساز نہیں

تا بہ کے حسرتِ فرزند و زن و شہر و دیار
اُس مکان میں کبھی دربار رہا کرتا تھا
عیش و عشرت کا وہاں گرم تھا ہر سو بازار
بار تھا وان تو خزان کو نہ کسی موسم میں
واہ ری تیری تنک ظرفی باین عز و وقار
گھونسلے سقف میں ہیں لاکھوں ابابیلوں کے
ہیں خیابان میں بہر زاغ و زغن کے انبار
سینہ لبریزِ تمنا و بہ لب مہرِ سکوت
کنجِ تاریک ہے اور عالمِ تنہائی ہے

آیۂ نا عتبروا یا اولی الابصار لکھو
جلوہ فرما تھا کوئی خسروِ با عز و وقار
شاخِ گل زمزمہ سنجوں کے نشیمن تھے مدام
کبھی گل مہندی کا عالم کبھی لالے کی بہار
جن پہ پڑتا تھا پریزادوں کے جھرمٹ کا عکس
مسکنِ فاختہ ہے قصر کا ہر نقش و نگار
قصر کو جانے دو باشندوں کو دیکھو
نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی غمخوار
کوئی مونس نہیں ہمدم نہیں ہمراز نہیں

یہ اشعار عبرت آثار ملکہ حیرت نے اسطرح پڑھے کہ سب قیدی رونے لگے عورتیں اُنکے سامنے آئیں عرض کی کہ حضور آپ کے کلام سنے دل دُکھتا ہے ایک ایک کلمہ تیر مارتا ہے آپکی باتوں سے کلیجہ مشبک ہے ہم اُمیدوار ہیں کہ حضور کے حسب و نسب نامِ نامی و اسمِ گرامی سے بخوبی آگاہ ہو جائیں آپکی کنیزی کریں مردوں نے عرض کی ہم بھی تابعدار ہیں حضور کس وجہ سے یہاں تک پہونچیں اس مکان نحوست قرین میں آپ ایسے گوہر بے بہا سے دریاے خوبی کا کیونکر آنا ہوا ہمکو بھی زیارت کا بہانا ہوا دل کو تاب نہیں حیرت نے ایک آہ کی کہا صاحبو مجھے اپنا نام لیتے شرم آتی ہے کبھی ایسا موقع تھا کہ فرمان رواے عالم تھی حالاتِ دنیوی سے بےغم تھی نہ دن کی فکر نہ رات کا خیال نہ رنج نہ ملال یکایک فلک نے یہ گردش دکھائی صورتِ عیش و طیش مٹائی گھر برباد ہوا آوارۂ دشت ادبار مصیبت میں گرفتار اب تو میرا یہ حال ہے نظم

غم نہیں اے فلک اسکا جو نہ کچھ ہم میں رہے
آج سے رہبر و رنگ ایک ہی عالم میں رہے
یہی آنکھوں کی دعا ہے کہ تری حسرتِ دید
یہ وہ ساتھی ہے کہ ہمراہ جہنم میں رہے
شوق ہے اُسکو بھری بزم میں رہنے کا اگر
کچھ نہ فا کا بھی چلن اُکھڑے ہوے دم میں رہے
اپنے زخمی کی طرف دیکھ لیا کر اے ترک
آدمیت ہے جو ان حضرت آدم میں رہے
شب کی اُلجھن کا سنو ہمنفسو مجھ سے نہ حال
خوب سینے کو اُبھارے جو وہ محرم میں رہے

عشق بیخود جو کرے پھر نہ خودی ہم میں رہے
جذب دل میں اثر آہ نہیں کشش دم میں رہے
آنکھ سے بچکے وہ آتے ہیں دلِ شیدا میں
دل سے اُکتا کے جو نکلے بھی تو پھر ہم میں رہے
رات بھر سینے سے آتی ہے صداے شیون
دلِ پُرغم میں رہے دیدۂ پُرنم میں رہے
نہ کھلے غلغلۂ حشر سے بھی آنکھ اے دل
ترچھے زخموں کی ادا ابروؤں کے خم میں رہے
گذری یوں اپنی شبِ وصل کہ جھگڑے تا صبح
اُنسے پوچھو جو مری خاطرِ برہم میں رہے

یہ بھی معلوم نہو کون سے عالم میں رہے
گردشیں اب تو نہ بدلے کہ شبِ ہجر آئی
پردہ منظور رہی نامحرم و محرم میں رہے
آگ سینے کو دی ساتھ مرے سوزِ فراق
چند ارمان دلِ مُردہ کے ماتم میں رہے
یار آئے تو یہ سینے سے ہمارے نکلے
ایک عالم تری غربت کا دو عالم میں رہے
اُس پری رو کے ہیں مشتاق غنیمت جانیں
دست کوتاہ ہیں اور حوصلہ کم میں رہے
رہ کے دل زلف میں کام آئیگا لیکے جلال

سب قیدی یہ اشعار حسرت آثار سنکر رونے لگے کہا حضور نے اپنا حسب و نسب نہ ظاہر کیا حیرت نے کہا صاحبو مجھکو شرم آتی ہے میں زوجۂ افراسیاب ہوں اس غربت میں انتہائی بیتاب ہوں اب اس طلسم سے ہمکو کون نکالیگا وہ سب قیدی حال ہوش ربا سے بخوبی واقف تھے قدموں سے حیرت جادو کے لپٹ گئے کہا حضور ہم بھی آپکے ساتھ ہیں ہم سب نے تابعداری اختیار کی آپ ہماری بادشاہ ہیں چرخ جلالت کی ماہ ہیں حیرت نے کہا صاحبو میری خدمت سے تمکو کیا فائدہ مگر اتنا جانتی ہوں کہ ہمارا عاشق صادق یار موافق بہترین مہتر چالاک بن عمرو

ہماری پرانی نمکخوار صرصر شمشیر زن آکر عیاری کرے اور ہمکو اس مصیبت سے چھڑا دے تو عجب نہین اور تو ظاہر مین
کوئی سبب نہین معلوم ہوتا سب نے کہا جب آپ چھوٹینگی ہم بھی رہائی پائینگے ورنہ تڑپ تڑپ کے مرجائینگے اب اُن سبنے
خدمتگزاری حیرت کی قبول کی اب احوال عیارون کا بیان کیا جاتا ہی برق الگ صرصر چالاک الگ عیاری کی فکر
مین نکلے مگر برق تو نہایت تیزی بشکل خدمتگار دروازے پر مفتاح کے حاضر تھا اپنے دیکھا کہ عقاب ابرسوار
کا وزیر پاس مفتاح کے گیا مگر اندر سے جو نکلا یہ کہتا ہوا کہ میان مفتاح اچھا نہین کرتے ہمکو جواب باصواب نہ دیا
اگر وہ ملکہ حیرت کو میرے ساتھ روانہ کرتے بہتر تھا اب فساد ہوگا یہ کہتا ہوا وہ وزیر گیا برق نے رنگ و روغن
عیاری کا نکالا ایک ساحر کی شکل بنکر بارگاہ مفتاح مین آیا کہا حضور شہنشاہ عقاب نے میری زبانی آخر کا پیغام بھیجا ہی
یقین ہی مقابلہ پڑیگا یا وہ خود طلسم کشائی پر کمر باندھینگے مگر رازشاہی کی باتین سب کے سامنے کہنا مناسب نہین حضور
الگ چلین تو مین سب کیفیت عرض کرون میل کرنا عقاب سے فرض کردن آپ سمجھ جائینگے یہ کہکر مفتاح کو تخلیہ مین
لایا باتین ادھر اُدھر کی کرکے کہا یہ گلوری تو نوش فرمائیے گلوری کہاتے ہی مفتاح بیہوش ہوا برق نے اسکو نیچے پلنگ کے
چھپا دیا آپ اُسکی شکل بنکر باہر نکلا وزیرون سے کہا کیون صاحبو عقاب آمادۂ فساد ہی مین اس عورت کو کیونکر قبضے مین
کرون کچھ تدبیر بتاؤ سب نے کہا اور تو ہم کچھ نہین جانتے مگر آپکا قصر جمشیدی ایسا بلند بنا ہی اگر آپ اُسپر بیٹھکے دیکھین
تو البتہ صورت دیکھ سکینگے یہ بھی معلوم ہو جائیگا کہ کیا کر رہی ہین کس شغل مین ہین اگر آپ چاہین کہ مین اُنکے پاس جاؤن
تو پہلو سے قصر جمشیدی مین ایک دروازہ سرخ رنگ کا لگا ہی اُسمین سے جائیے اُنکے پاس پہونچ جائیے گا پھر آنا آپکو
مشکل ہوگا بانیان طلسم نے یہی تدبیر رکھی ہی ہم نہین جانتے کہ اُسکی لوح کہان ہی ہماری نظرون سے نہان ہی مگر سنتے چلے
آتے ہین کہ جو اس طلسم کا فتاح ہی منازل عجائب و غرائب کا سیاح ہی اُسکے لیے لوح خود بخود پیدا ہو جائیگی برق
چپ ہو رہا تھوڑی دیر مین حکم دیا ما بدولت قصر جمشیدی پر جائینگے میدان طلسم کا تماشہ دیکھینگے ملازم ساتھ ہوے
برق قصر جمشیدی پر آیا سب کو ہٹا دیا نگاہ اُٹھا کے دیکھا حیرت بیچ مین چار ہزار مرد و عورت گھیرے ہوے
کھڑے ہین کوئی پانؤن دباتا ہی کوئی پنکھا جھل رہا ہی کوئی گرد پھرتا ہی کوئی دست بستہ کھڑا ہی جی مین کہتا ہی ای برق
حیرت کیا صاحب اقبال ہی دیکھو قید خانے مین کس لطف سے رہتی ہی یہ سوچ کر بشکل مفتاح سرخ دروازے کی راہ
سے چلا چند قدم چلا تھا دیکھا کہ ایک مکان مثل چھتے کے بنا ہوا اُسکا ہی برق چلا دیکھا پہلو مین ایک کمرہ بنا ہی اُسمین
ایک جادوگر آگے شمع روشن بیٹھا ہوا کچھ پڑھ رہا ہی جیسے ہی برق کو دیکھا پکار کے آواز دی آئیے تشریف لائیے مین
تو آپکا مشتاق تھا برق کھٹکا مگر سامنے آچکا اب کیا کرے حباب اُنگلیون مین دبائے کمندین درست کیے منظور
ہوا اسکے پاس پہونچ کے کمندین مارون مگر وہ ساحر بطور تعظیم اُٹھ کھڑا ہوا جھک کے سلام بھی کیا یہی کہے جاتا ہی
مین آپکے آنے سے بہت خوش ہوا آج آپنے بڑا احسان کیا ہم سرفراز ہوے سامان خوشی آغاز ہوے جون
جون وہ ساحر یہ باتین کرتا ہی برق بڑھا جاتا ہی اتنا تو کہا کہ مین بھی تمھارا مشتاق تھا مجھے تمسے کچھ کہنا ہی جیسے زیر دیوار
کمرہ پہونچا ادھر سایہ کمرے کا جسم پر پڑا رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا بشکل اصلی ہو گیا اُس ساحر نے ہنسکر آواز دی
مین پہلے ہی سمجھا تھا کہ مفتاح کو کیا ضرورت تھی کہ بے سمجھے بوجھے یہان آتا اُسی دیوار سے ایک شعلہ گرا برق قید
ہو گیا ساحر نے کہا مین پہلے ہی سمجھا تھا کہ عیاری ہوئی تم کہان سے آئے برق فرنگی نے سر جھکا لیا کہا آئے تھے
کہ ملکہ حیرت کو رہا کرین ساحر نے کہا منم راہ دار جادو جب کوئی یہان سے بخیر و عافیت گذرے تب لوح دار
کو پائے جب لوح ملے تب اس طلسم پر قبضہ ہو تمنے کھیل سمجھا عیاری کر گذرے یہی انجام تھا یہ کہکے برق کو اُسی مکان مین

داخل کیے یا ملکہ حیرت ساحرون سے باتین کر رہی ہین کہ دیکھا برق سرنگون حیران و پریشان سر جھکائے چلا آتا ہی حیرت نے کہا اے برق کیا گذری اب یہان کیونکر آئے ہم تو گرفتار دام مصیبت ہین تمھارے حال پر بڑا رنج ہوا برق نے کہا آج مین نے مفتاح کو بیہوش کیا یہان آتے ہی پکڑ لیا گیا راہ دار جادو نے پکڑا نہین معلوم لوحدار کہان ہی وہان سے بڑھنے نہ پائے نہین معلوم کس کس جگہ کا کیا کیا قاعدہ ہی بے سمجھے بوجھے عیاری کر بیٹھے آخر گرفتار ہوئے اب بڑی مشکل ہی گر راہ دار جادو برق کو اس مکان مین بھیجکر پاس لوحدار کے آیا کہا آپنے سنا حیرت کے قید ہوتے ہی عیار یان ہونے لگین برق فرنگی آیا مین نے گرفتار کر لیا اب اور بھی عیار آئینگے ذرا ہوشیاری سے کام کیجیے گا لوحدار نے کہا کوئی مجھ تک نہین آسکتا اگر آئے تو جلکر خاک ہوجائے تمنے بڑا کام کیا کہ اُس مکار کو گرفتار کیا یہ کہکر لوحدار نے ایک نامہ لکھا بنام سرداران مفتاح مضمون اُسکا یہ تھا کہ یارو تمکو اپنے بادشاہ کی بھی خبر ہی جلد اُنکو ڈھونڈھو یہ کہکر آواز دی ارے کوئی حاضر ہی ایک طائر آسمان سے آیا نامہ منقار مین اُٹھا لیا سرداران مفتاح بارگاہ مین جمع ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ بادشاہ قصر جمشیدی مین گئے ہین کچھ ضرورت ہی کہ طائر نے نامہ آکے ڈالدیا مثل انسانون کے آواز دی کہ اے سرداران مفتاح اس نامے کو پڑھو اپنے شاہ کو ڈھونڈھو سب گھبرا گئے نامے کو اُٹھا کے پڑھنے لگے جب مضمون نامہ سے آگاہی ہوئی سب مکانون مین ڈھونڈھا دیکھا ایک پلنگ کے نیچے برہنہ پڑے ہین سب نے ہوشیار کیا مفتاح گھبرایا ہوا اُٹھا سب نے کہا حضور تجھیے طلسم سے نامہ آیا ہی مفتاح نے پڑھا کہ اہالیان طلسم کو کیونکر معلوم ہوا کہ مین پکڑ لیا گیا وہ جو سردار آیا تھا وہی عیار تھا شاید میری شکل پر وہ پکڑا گیا یارو اب حفاظت رکھنا یہ کہکر ٹہلتا ہوا باہر نکلا دیکھا ایک مالن کپڑے اچھے پہنے ہوے زیور زیب جسم سر جھکائے ہوے چلی آتی ہی جب سامنے مفتاح کے پہونچی ذرا سا منھ کھولدیا مفتاح کی نگاہ پڑی حسن مین بیمثال گورے گورے گال رشک ماہ تابان دوش پر زلفین پریشان ہونٹون مین مسیحائی چال مین دلربائی دہن و دندان نایاب رشک سلک گوہر خوش آب ماہ حسن کی برتری ہر ادا مین بہتری مزاج مین چھل بل اُٹھتی ہوئی کونپل معشوق خوبرو قد سرو لب جو مفتاح یہ صورت دیکھکر ہر گیا وزیرون سے کہا کسی حیلے سے اسکو بلاؤ مشیر وزیر بڑھکر آگے آئے کہا بی مالن تمکو ہمارے شاہ بلاتے ہین اُسنے تیور پر بل ڈال کے کہا مجھکو کیا غرض وزیر نے کہا واسطے پوجا کے پھول لیے جائینگے روز بڑا دیجا یا کرو اُسنے کہا یہ تو میرا کام ہی کل لے آؤنگی اسوقت میری جٹھانی کے درد زہ اُٹھا ہی تڑپ رہی ہی اُسکے لیے کالا نمک اور سونف لیے جاتی ہون دیر ہوگی تو وہ ہلاک ہو جائیگی مجھے لوگ بدنام کرینگے میان میرا بڑا آبرودار ہی جوہریون مین دلالی کرتا ہی لاکھون روپیہ کا جواہرات بکوا تا ہی اُسکے نام ملکون سے خط آتا ہی وزیر باتون مین لگا کر مالن کو لائے کہا حضور یہ حاضر ہی مفتاح نے ہاتھ پکڑ لیا کہا ہمین تمسے کچھ باتین کرنی ہین مالن نے سر جھکا لیا مفتاح ساتھ لیے قصر جمشیدی پر آیا اُس نازنین نے سر اُٹھا کر دیکھا زیر قصر ایک باغ ہی بہشت آئین حیرت جادو اُسی باغ مین بیچ مین بارہ ہزار ساحرون کے بیٹھی ہی مالن نے مفتاح سے پوچھا یہ کون ہین جو سلطنت کر رہی ہین ہزارون عورتین محبت کا دم بھرتی ہین مفتاح نے کہا یہ زوجۂ افراسیاب آکے یہان طلسم مین پھنس گئی جب کوئی جا کر لوحدار کو مارے تب یہ لوگ رہائی پائین یہ بہت مشکل ہی کسکی مجال ہی کہ سختیان اُٹھا کے جائے ایسے ساحر زبردست کو مارے پھر ہزار پھنسے ہین اور ساحر نکلینگے لڑینگے یہی تدبیر کرینگے کہ اس شخص کو ہلاک کرین لوح دم دیکر لین مالن نے باتین کرتے کرتے پوچھا کیون اے شہریار اس طلسم مین جائے کیونکر مفتاح نے کہا یہ جو دروازہ سرخ رنگ کا سامنے بند ہی اسکو کھول کر جائے تو وہان تک پہونچے کیون بی مالن کیا تم جاؤگی مالن نے کہا حضور مجھے کیا ضرورت ہی کہ اپنے کو اس بلا مین پھنساؤن

اتنی بڑی صاحب اختیار یون مجبور و لاچار ہین تو ایک غریب بھول پتی کا کام کرتی ہون آپ مالک تھے آپکے نام سے چلی آئی رعایا کے آپ مان باپ ہین ہم بجاے اولاد مصرع رعیت چو بیخ است و سلطان درخت ۞ اسطرح کی باتین مالن نے کین مفتاح کا حوصلہ پست ہوا کہ اور طرح کا سوال اس سے کیونکر کرون اسنے تو سد باب کر دیا مالن نے خود لگاوٹ کرنا شروع کی کہا ہم تابعدار ہین آپ مالک و مختار ہین آپ ایسے کسی معدے مین انکار نہین یہ کہکے گلے مین ہاتھ ڈالا مفتاح خوش ہو گیا بوس و کنار ہونے لگا مالن نے بوسہ بازی کرتے کرتے ایک گلوری بادشاہ کو کھلائی گلوری کھاتے ہی مفتاح گھبرایا چہار جانب دیکھنے لگا مالن نے کہا اُٹھکر ٹہلیے مزاج بر گرمی کی ترقی ہی ایسا نہو کچھ ہو جائے گھبرا کے مفتاح اُٹھا لڑکھڑا کے گرا مالن نے نعرہ کیا منم صرصر شمشیر زن چاہا سر کاٹ لون مگر دل دھڑکا کہ ایسے شخص کا یکایک مار ڈالنا بہتر نہین پتی بیہوشی کی دماغ پر چڑھائی برہنہ کر کے ایک گوشے مین کھڑا کر دیا اسی کی صورت بنکر صرصر چلی دروازہ کھول کر آگے بڑھی وہی چھپتہ ملا راہ دار بیٹھا تھا سلام کر کے اُٹھا آواز دی حضور آئیے اب تو آپ مہینون نہین تشریف لاتے یہ طلسم آپ کے بزرگون کا بنایا ہوا ہی آپ مالک ہین صرصر بہت خوش ہوئی مسکراتی ہوئی سامنے ین کمرے کے پہونچی جیسے ہی دیوار کا عکس پڑا رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا صورت اصلی ہو گئی صرصر گھبرائی سمجھی کہ ہوا گبڑی چاہا پلٹون راہ دار نے کہا او مکارہ اب بھاگ جانے کا ارادہ ہی کہلا مین جانے دونگا یہ کہکر ایک دوہتڑ زمین پر مارا صرصر کے پانون زمین نے پکڑ لیے قریب آ کے صرصر کو پکڑ کے اُسی طرح مثل برق کے انکو بھی اندر اُسی قید خانۂ طلسمی کے ڈالدیا اب چلا وہان آیا جہان لوحدار کا مقام تھا اُس سے کہا کہ لیجیے عیارون کا تانتا بندھ گیا ابھی ایک عیار بچی میرے مقام تک پہونچی تھی مین بھلا کب دھوکا کھاتا مثل اُسی عیار کے اسکو بھی قید خانۂ طلسمی مین پہونچایا یہ سنکر لوحدار کے ہوش اُڑ گئے کہا بھائی معلوم ہوتا ہی شہنشاہ بہت غافل رہتے ہین عیار عیاری کر گذرتے ہین ایسا نہو کوئی عیار مار ڈالے تو غضب ہو جائے یہ باتین کر کے لوحدار نے پھر ایک نامہ ملازمان مفتاح کو لکھا اُسی طائر کے ہاتھ روانہ کر دیا اُس طائر نے آکے نامہ مقام سے دربار مین مفتاح کے ڈالدیا سب سردار گھبرائے گئے کہ اب یہ کیسا نامہ آیا ہی ایک وزیر نے نامہ کو کھولا مضمون سے آگاہ ہوا کہا یارو غضب ہوا کوئی عیار بچی ہمارے شاہ کو بیہوش کر کے دروازۂ قید خانۂ طلسمی تک پہونچی راہ دار نے پکڑ کے قید خانے مین اُسے بھی مثل پہلے عیار کے ڈالدیا اگر وہ ایک خنجر بھی مار دیتی تو اُسکا کون ہاتھ پکڑتا خداوند سامری و جمشید نے ہمارے شاہ کی جان بچائی یہ کہتے ہوے دوڑے آکے دیکھا مفتاح ایک گوشے مین برہنہ بیہوش کھڑا ہی وزیرون نے آکر منھ پر پانی کے چھینٹے دیے مفتاح کو ہوش آیا اپنے تئین برہنہ پایا ملازمون سے کہا لباس لاؤ ملازم دوڑے فوراً لباس حاضر کیا اسنے لباس پہنا تخت و تاج بھی موجود کیا مفتاح کو تخت پر بٹھا کے طرف بارگاہ کے لیچلے مفتاح نے کہا یارو میری ہی فکر مین سب آتے ہین یہ عیار سب کہان سے آتے ہین یہان قید خانے مین حیرت بیٹھی تھین کہ صرصر آکے پہونچی برق تو تڑپ گیا پوچھا اُستانی یہ کیا معرکہ ہی صرصر رونے لگی کہا ای برق مین نے ملکہ کے واسطے اپنا عیش و آرام چھوڑا اپنے کو یہان تک پہونچایا آخر گرفتار ہوئی اب آپکی خدمت مین حاضر ہوئی ہنے تو حضور حق نمک ادا کیا یہی کلام چالاک سے بھی ہوا کہ ای فرزند ہمنے اُس سرکار کا نمک کھایا ہی ہمارا گوشت و پوست و استخوان اُنکے نمک سے پلا ہی کیونکر اس مصیبت مین شراکت نہ کرین خدا اُسکو سلامت رکھے اُسنے منع کیا تھا کہ مادر مہربان آپ نہ جائین مین جاتا ہون حیرت کے دشمنون کو کوئی مصیبت ہو اور مین نہ جاؤن اُسنے وہی کیا جو کہا تھا اس راہ کی اُفتاد سے کوئی آگاہ نہ تھا حیرت نے کہا ای خیر خواہ دولت ہمکو بد اقبالی نے گھیرا ہی فلک بر سر گردش رنج و صدمے پہونچانے کی کوشش کہان بچ سکتے ہین عقاب ابر سوار بھی مع لشکر اُترا ہوا ہی مفتاح پر دباو ڈالتا ہی یہ کہکر بہ شدت رونے لگی

اپنی شان و شوکت کو یاد کرتی ہی ٹھنڈی سانسین بھرتی ہو یہان تو یہ کیفیت ہی قیدیان طلسم کی یہ صورت ہی مگر مہرین مہر چالاک بن عمرو بصورت مبدل دربار مین مفتاح کے آیا زبانی خدمتگار کی معلوم ہوا برق و صرصر آئے مفتاح کو بیہوش کرکے گئے یہ بھی خبر آگئی کہ قید ہو گئے اب اُنکی نکاسی دشوار ہی بارگاہ سے باہر نکلا سامنے پہاڑ تھا راستہ طے کرنا اُسکو پہاڑ تھا بہ سختی بالائے کوہ آیا ایک نخل سبز کے نیچے سر جھکا کر بیٹھا یاد ملکہ حیرت مین یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

زخون دیدہ زندان را باز رشک چمن ارم
بخون دیدہ آغشتہ سراپائے بدن دارم
بسان ابر نیسانی ز اشک دیدہ ہمت
جو گل چاک گریبان در نہان مشک ختن دارم

ز داغ غصہ صد گلشن بزیر پیرہن دارم
چو بلبل در غم گلشن ندارم ناشکیبائی
کشیدہ در رگ جان صد جہان در سخن دارم

بسان غنچہ گر بستم لب از گفت و شنود اما
غریب و ناتوانم ہر کجا اُفتم وطن دارم
ز اشعارم دماغ جان معطر می شود مخفی

غرضہ داز تنگ چالاک اسی سوچ مین بیٹھا رہا دل سے کہتا ہوا ای چالاک اُس محبوب جانی یار جادوانی پر کیا گزرتی ہوگی برق اپنی کر گذرے مادر مہربان ملکہ صرصر شمشیر زن نے اپنی عیاری کی ہمت کیا کرین مفتاح ہوشیار ہو چکا اگر اسکی شکل پر جائین تو کیا نفع کچھ خیال جو آیا سجادہ بچھایا بلک بلک کے رونے لگا اور دعائین مانگنے لگا روتے روتے بیہوش ہوا ایک بزرگ کو خواب مین دیکھا فرماتے ہین ای چالاک حقیقت مین صرصر و برق نے راستہ مٹا دیا کچھ نفع نہوا تم یہ اسم یاد رکھو بائین پر کوہ کے جو نخل ہی صبح کو اُٹھکر اُسکے قریب جانا اسی اسم کو تین بار پڑھنا نخل پر ہاتھ رکھنا نخل گر جائیگا دہنہ نقب کا پیدا ہوگا بہ شکل مفتاح دہنۂ نقب مین جانا سامنے راہ دار کے پہونچو جب وہ بخاطر بلائے اُسکے پاس جانا مگر اسم کو فراموش نہ کرنا صورت تبدیل نہوگی جسطرح بن پڑے راہ دار کو بیہوش کرنا اُسی صورت پر پاس لوحدار کے جانا اُس سے لوح حاصل کرنا جو لوح سے حکم نکلے اُسپر عمل کرنا اور بہت کچھ فرمایا چالاک کی آنکھ کھلی خوشی خوشی اُٹھا بانہائے عیاری سے درست ہونے لگا جب ستارۂ سحری چمکا چالاک اُٹھا قریب اُسی نخل کے آیا وہی اسم جو بزرگ نے خواب مین تعلیم کیا تھا پڑھنے لگا جب پڑھ چکا نخل خود بخود گر پڑا دہنہ نقب کا ظاہر ہوا الشکل مفتاح اُس نقب مین بسم اللہ کہکر داخل ہوا نقب کو طے کرتا ہوا چلا اُسی چھتے مین پہونچا راہ دار نے دیکھا کہ میان مفتاح پھر آتے ہین جی مین کہتا ہی عیارون کا تار بندھ گیا اُٹھکر سلام کیا کہا ای شہنشاہ آئیے مین تو آپکا مشتاق تھا آپنے سرفراز فرمایا چالاک بخوف اسم پڑھتا ہوا سایۂ دیوار مین پہونچا صورت تبدیل نہوئی اب راہ دار کا شک مٹا اعزاز کرکے بٹھایا چالاک نے بیٹھتے ہی پوچھا کیون راہ دار تمھارے بڑے بھائی لوحدار جادو کس مکان مین رہتے ہین ہمین اُنسے ملاقات منظور ہی تمھاری مہربانی سے کیا دور ہی جو اُن تک ہمکو پہونچا دو راہ دار نے کہا حضور وہ سامنے قصر سبز مین تشریف رکھتے ہین مگر اُنسے ملاقات کی کیا ضرورت ہی وہ تو فقیر منش تارک دنیا کسی شادی غمی مین بھی نہین جاتے اہالیان دربند کیسے کیسے جلسے کرتے ہین ہم جاتے ہین لطف صحبت اُٹھاتے ہین مگر وہ تشریف نہین لیجاتے ہین اکثر اہالیان برادری نے شکایت بھی کی مگر وہ تشریف نہین لے جاتے چالاک نے کہا یہ دریافت کرنا ہی کہ عقاب ابر سوار ساحر نامدار اس فکر مین ہی کہ مین حصار کے اندر داخل ہون حیرت پر قبضہ کرون اُنسے پوچھونگا یہ ممکن ہی کہ وہ سحر کرکے حصار مین آئے یا ناممکن ہی راہ دار نے کہا بیچارہ کیا ہی اگر سامری جمشید آنا چاہین تو نہ نکلسکین چالاک نے یہ کہکر جماہی لی راہ دار نے کہا حضور کیا نظر پانی کا وقت آگیا یہ کہکر گلابی لایا جام بھر کے دیا چالاک نے کہا پہلے تم پیو گھائی سے بڑیہ بیہوشی کی نکال کر اُس جام مین ملاکے راہ دار کو جام پلایا پیتے ہی راہ دار بیہوش ہوا چالاک نے اسکو قتل نہ کیا اسی کی شکل بنکر قصر مین لوحدار کے آیا مگر اسم ورد زبان ہی لوحدار نے بھی تعظیم کی کہا بھائی راہ دار اسوقت آنے کا کیا باعث ہی

راہ دار نقلی نے کہا چند باتین آپسے مجھے پوچھنا ہین جسمین سے حیرت یہان قید ہوئی دو عیار آئے مگر مقدمۂ طلسم تک گرفتار ہوے عقاب ابرسوار کا یہ ارادہ ہو کہ سحر کرکے طلسم مین گھس پڑے دن روز قریب دیوار آتا ہو سحر کرتا ہو اکثر بلند پروازی کرکے قصد ہوا کہ اندر حصار کے گرے ن نہین معلوم کیون پلٹ جاتا ہو لوحدار نے کہا کیا مجال اُسکی یہان سحر و ساحری کو دخل نہین جبتک مین زندہ ہون اور لوح میرے قبضے مین ہو بے میرے حکم کے کوئی اندر نہین آسکتا اگر آئے گرفتار ہو جائے یہ عیار جو آئے تھے اگر تم نہ بھی گرفتار کرتے تو بھی اُنکا حال کھلتا یہان بڑے بڑے عجائب و غرائب ہین ساکنان شہر بھی اسکے فتح کے طالب ہین مگر ممکن نہین کہ قدم بڑھا سکین چالاک نے باتین کرتے کرتے یہ بھی پوچھا کہ لوح طلسمی کہان ہو احتیاط سے رکھی ہو لوحدار کے منہ سے نکلا دیکھو وہ سامنے صندوقچہ لوح طاق پر رکھا ہو مگر بجاے قفل مار سیاہ لپٹا ہو جو اُسکے قریب جائے مار سیاہ اُسکو مار ڈالے جانے نہ دے چالاک نے فوراً شراب پلا کے اسکو بھی بیہوش کیا ٹہلتا ہوا اسم ورد زبان قریب طاق پہونچا مار سیاہ نے کچھ بڑھایا چالاک نے اسم سحر پڑھکے دم کیا مار سیاہ شکل مردے کے کھل کر گر پڑا ایک دیکھا مار سیاہ نہین زنجیر آہنی تختی ڈرانے کو یہ سامان رکھا تھا اب چالاک نے بڑھکر صندوقچہ کھولا اُسمین دیکھا الماس کی ایک تختی حرف اُسپر یاقوت احمر کے پیشانی پر لکھا ہو لوح طلسم ارسطو چالاک نے اُسے اُٹھا لیا اب وہان سے چالاک پلٹا قصد ہوا لوحدار کو مارون مگر مخبون جادو حاکم دربند مقام پر راہ دار کے آیا اُسے بیہوش پایا یہ سانحہ دیکھکر گھبرایا جھپٹکر راہ دار کو ہوشیار لیا راہ دار گھبرا کے اُٹھا کہا یار دبہ شکل مقتاح زرین پوش ایک شخص آیا مین سمجھا عیار ہو گا عکس دیوار سے رنگ و روغن اُڑ جائیگا مگر جب یہ امر نہوا تب مین نے دھوکا کھایا اے مخبون اُسی نے مجھے بیہوش کیا چلو لوحدار کی خبر لین آکے دیکھا لوحدار بھی بیہوش پڑا ہو دونون نے اسے بھی ہوشیار کیا لوحدار بھی روتا ہوا اُٹھا کہا اے راہ دار غضب ہوا معلوم ہوتا ہو طلسم کشا آگیا جلدی چلو لوحدار و راہ دار و مخبون گولے سحر کے ہاتھ مین اپنے مکان سے نکلے تھے کہ دیکھا ایک جوان دبلا پتلا بانداز عیاری سے آراستہ لوح دیکھتا ہوا چلا آتا ہو لوحدار نے للکارا خبردار او جوان یہ کیا دیکھ رہا ہو تجھے ہمارا خوف نہ کیا یہ سنتے ہی چالاک نے لوح کو دیکھا چمکاتا ہوا آگے بڑھا تینون نے ملکر سحر کیے چالاک پر تاثیر نہوئی اب تو لوح ہاتھ مین ہی چالاک گولے دفع کرتا ہوا پہلے برابر مخبون کے پہونچا لوحدار نے قریب آکے ہاتھ تلوار کا مارا چالاک نے روک کر اسم حاشیۂ لوح پڑھکر تیغچہ مارا لوحدار کے دو ٹکڑے ہوے راہ دار محبت مین بھائی کی ٹوٹ پڑا کئی تیغ مارے چالاک نے اسم حاشیہ لوح پڑھکر راہ دار کو بھی قتل کیا مخبون یہ زبردستی دیکھکر بھاگا آگے بڑھکر ایک دربند ہو اُسکا حاکم جیحون آتشبار ہی مخبون گھبرایا ہوا پاس جیحون کے پہونچا جیحون نے کہا خیر تو ہی مخبون نے جواب دیا طلسم برباد ہو رہا ہو لوحدار و راہ دار مارے گئے جیحون پانچ سو ساحر لیکے باہر نکلا چاہتا ہو کہ بڑھے کہ چالاک کو آتے ہوے دیکھا بڑھکر سحر کیا آگ برسادی پانی کا دریا بہایا برف گرائی تلوار چلائی مگر کسی شی نے چالاک پر تاثیر نہ کی چالاک اپنی جان پر کھیلے ہوے کھڑا لڑ رہا ہو کسی پر تیر مارا خطا کار واصل جہنم ہوا جب تاثیر سحر موقوف ہو گئی چالاک نے دل مین کہا اب کوئی میرا کیا کر سکتا ہو جست کرکے قریب جیحون کے پہونچا جیحون نے بڑھکر ہاتھ تیغۂ سحر کا مارا چالاک نے فوراً لوح سامنے کر دی جیحون کی آنکھون مین اندھیرا آگیا گھبرا گیا اُن کرکے رُکا چالاک نے جھپٹکر ایک ہاتھ تیغچے کا مارا اسنے سپر سحر کو بلند کر دیا مگر سپر کٹی یا تو تلوار فرق پر جھکی تھی یا زمین مین بوسہ دیا جیحون کے دو ٹکڑے ہوے آواز دار و گیر کی بلند ہوئی سنگباری برفباری ہونے لگی بعد عرصۂ دراز آواز آئی کشتی مرا نامم من جیحون جادو بود اب حال ملکہ حیرت بیان ہوتا ہو کہ پہر رات پچھلی باقی ہو حیرت کو نیند کب آتی ہو راتون کو گھبراتی ہو اپنے حال پر رونے لگی صرصر و برق اُٹھ بیٹھے سمجھانے لگے کہ حضور نہ روئیے یہ دن بھی

مصیبت کے کٹ جائینگے سب قیدی اُٹھ تشفی متین کرنے لگے کہ آپ نہ روئین مگر حیرت کو کب صبر آتا ہی قلب بھرا تھا دل بیقرار آنکھین اشکبار یہ اشعار عبرت آثار زبان پر جاری کیے نظم

گردن ہی طوقِ حلقۂ چشم غزال مین
اُلجھا رہا مین زلف سیہ کی مثال مین
دل اپنے حال مین ہی جگر اپنے حال مین
دل میرا بعد میرے حسینون مین بٹ گیا
تل تیل ہو کے رہگیا چشم غزال مین
یارب بُرا ہو ذکر زمان فراق کا
بیڑی پڑی نہین مرے پاے خیال مین
اللہ ری صفیر کی رنگین خیالیان

ایکی ہوئی جو فکر دہن کی مثال مین
مضمون ہیچ کا تھا نہ آیا خیال مین
کیا غم کیا جو قید عزیزون نے ای جنون
ہمدم شریک ہوتے مین ہوتے کے مالمین
تمکو زوالِ حُسن کا ہو دیکھنا جو رنگ
گذری شب وصال اسی قیل و قال مین
آنکھون کے ڈورے ہین تو ابروے پُرضیا
لو اب تو پھول جھڑنے لگے بول چال مین

دم گھٹ رہا ہی چشم سیہ کے خیال مین
عنقا کو باندھ لائینگے دام خیال مین
ای عشق پیا کون لے غم دلدار کی خبر
مہندی لگی نہین مرے پاے خیال مین
تنگ نگاہ مہر جو کی عین خط مین
احوال آفتاب کا دیکھو زوال مین
قیدزن سے ٹوٹتا نہین وحشت کا سلسلہ
چلّہ بڑھا ہوا ہی کمانِ ہلال مین

سب عورتین مرد رونے پر حیرت کے بیقرار کوئی مضطر کوئی اشکبار انہین باتون مین صبح ہو گئی ستارۂ سحری آسمان پر چمکا لیلیِ شب روپوش مجنونِ نیرِ اعظم بصد جوش صحراے نجد چرخ زبرجدی مین آیا ایک آندھی سیاہ اُٹھی ایک چمن جل گیا اُسوقت کی پریشانی دیدۂ اختر کی حیرانی پھولون نے آنکھین کھولین طفلان غنچہ بھی جاگے غون غان کرنے لگے حیرت نے دیکھا کہ یہ کیا معرکہ ہی جو چمن جلا اُسکے نخل نخل ماتم شاخون پر بار غم پتے کف افسوس ملتے تھے طائران چمن درختون کے جلنے پر جلتے تھے خاک اُڑتی لگی بلبلون نے آہ کے نعرے کیے حیرت نے گھبرا کے کہا یارو یہ کیا ہوا سب عورتون نے کہا آج یہ نیا معرکہ گذرا ہم کئی سال سے یہان قید ہین یہ سانحہ کبھی نہین دیکھا حیرت نے کہا یہ ہمارے قدمون کی برکت ہی جہان جائینگے آگ لگائینگے مٹائینگے کل وہ دن تھا کہ جابجا سامان عیش و نشاط تھے اپنے چاہنے والون سے ارتباط تھے نظم

یاد ایامے کہ دل درکوے یارے داشتم
درمیانِ اہلِ ماتم افتخارے داشتم
تشنہ لب بودم آتش بود مارا در مذاق
دردرون دیدہ از خون لالہ زارے داشتم

ہمچو مجنون پیش طفلان اعتبارے داشتم
آرزو وراہ دیدۂ اعمیٰ بود بزم امید
ہمچو ز سندر در بن ہر مو شرارے داشتم

جیب ما ہم ہمچو گل زین بیشتر صد چاک بود
بر رخ آئینہ مقصد چون غبارے داشتم
نقش می بستیم منحنی گلشن امید وصل

برق نے کہا آپ ناحق پریشان ہوتی ہین مین جانتا ہون آج طلسم فتح ہوتا ہی دیکھو زمین و آسمان پر سناٹا ہی اُداسی چھائی ہی اہل طلسم پر مصیبت آئی ہی یہان تو یہ ذکر ہی مگر چالاک در بند خونخوار کی طرف چلا مگر عقاب ابر سوار یاد مین ملکہ حیرت کی بیقرار روز قریب دیوار آتا ہی چاہتا ہی سحر کرکے اُس پار جاؤن حیرت کو نکال لاؤن آج بھی صبح سے اُٹھکر آیا ہزار ہا افسر اسکی پشت پر مگر عقاب یاد حیرت مین اشک حسرت بہاتا ہوا قریب دیوار آیا پکار کے آواز دی ای شہنشاہ ملک خوبی ندا ای سرو بوستان محبوبی نظم

لو مبارک ہو کہ تمیز دلِ ناشاد آیا
منچلے بڑھکے پکارے کہ وہ جلاد آیا
ایک آنسو نہ پکارا یہ شب فرقت مین
رو دیے دیکھ کے جو کوچہ آباد آیا
کٹ گیا کوہ شب غم ہوے دو دل جو ایک
سرو عرعر پہ گر سرو پہ شمشاد آیا

بیوفائی کے چلن سیکھ لو اُستاد آیا
اُس سے کیا اہلِ وفا شکوۂ بیداد کرین
ہین لگی تیری بجھانے دلِ ناشاد آیا
ہوش کو اُسکی خبر کے لیے بھیجا تھا کبھی
خواب مین میری مدد کرنے کو فرہاد آیا
دل تو گیا کوچۂ گیسو ہی وہ دلچسپ جگہ

قتلِ عشاق کو جب اک ستم ایجاد آیا
ظلم کی اپنی جو خود مانگنے کو داد آیا
جستجو کو جو چلے ہم دلِ پُر حسرت کی
پھر گئے ابتک نہ وہ آوارہ و برباد آیا
زلزلہ باغ مین ہی چال سے اک خوش قدکی
جسمین ناپہنے کو مری روح سا آزاد آیا

چارہ گر کو مری وحشت نے کیا سودائی
بھبس مین میرے تصور کے نہ بہزاد آیا
نالہ اپنا سو محشر جو کہین جب نکلا
بیستون سے تو کبھی دبکے نہ فرہاد آیا
ایک دل تھا کہ بھرا لیگے اودھر سے سو رنج
میرے آڑے نجد اعشق خداداد آیا
نسے سر سنگ در یار سے پھوڑا ہی جلالؔ

پہلے مقصد اپنی ہی لی اُسنے جو فصاد آیا
جان دے دینے کی اللہ ری شب ہجر خوشی
غل ہوا صور سر اسرافیل کا اُستاد آیا
چال اپنی شب وعدہ بھی فراموش نہ کی
ایک قاصد ہی کہ ناشاد گیا شاد آیا
فاختہ باغ مین نی بزم مین دل سینے مین
بیستون سے جو قدم لینے کو فرہاد آیا

کھینچتا تھا تری تصویر تو محفل مین تری
ملک الموت کو سمجھے کہ پریزاد آیا
بوجھ ایسے یہ غم عشق سمجھکر ڈالے
آج بھی دل مین لیے غیر کی تو یاد آیا
آفت روز قیامت سے بچایا اُسنے
شاکی عشق تھا جو صاحب فریاد آیا

عقاب ابر سوار کو مصاحب سمجھاتے ہین کہ حضور اسقدر بیقرار ہون آپکے ساتھ سارے لشکر کی راحت ہی آپکی یہ کیا کیفیت ہی آب و دانہ بالکل چھوٹ گیا چہرہ اُترا ہوا سارا لشکر پریشان ہوتا ہی عقاب کہتا ہی یار و کیا پوچھتے ہو میری زوجہ قتل ہوئی اس سرکش نے میرے ساتھ کیا کیا مگر مین کبھی اسقدر بیقرار نہین ہوا آج میرا کلیجہ منھ کو آتا ہی تصویر حیرت آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی یہ کہکر جھولی سے گولہ نکالا اسم سحر پڑھنے لگا اپنی زبان کاٹ کر خون بھی گولے پر لگایا اسم سحر پڑھ رہا ہی وہان چالاک بڑھتا ہوا اسم لوح پڑھتا ہوا سامنے ایک قصر کے پہونچا دیکھا اس مکان مین در نہین ہین حیران ہوا لوح کو دیکھا لکھا ہوا تھا اے فتاح طلسم ارسطو وسیار عجائبات جوان خوشخوا اگر قصر بے در ملے تو لوح کو دیوار سے لگا دینا دروازہ پیدا ہو جائیگا چالاک نے وہی کیا اک دناٹا ہوا دیوار مین در پیدا ہو گیا دیکھا ایک ساحر زبردست بادۂ سحر سے مست پشت پہ کئی سو ساحر لینا لینا کہتا ہوا آتا ہی چالاک نے لوح کو گردش دی جسپر عکس پڑا جلگیا ساحر چالاک پر آپڑے سحر کرنے لگے مگر چالاک کی چالاکی بڑھتی جاتی ہی نیمچہ کھینچکر غول مین ساحرون کے جا پڑا لڑنے لگا بسبب لوح کے سحر تو کسی کا اسیر تاثیر نہین کرتا بقول شاعر نظم

یلان را سر و سینہ و پا و دست
نہ آید باد گرد تیغ گامم

یکے را بہ بازو یکے را بسر
کبھی نعرہ کیا لغرہ چالاک
خلیفہ اول چالاک نامم

یکے را بہ پشت و یکے بر کمر
بعیاری من آنم حبست و چالاک

درید و برید و شکست و بہ بست
بہ چشم دشمن اندازم کن خاک

یہان جو کہی نخل جلے چمن پھنکے سب عورتین تھر تھر کانپ رہی ہین برق ایک نخل پر چڑھگیا دیکھا ایک طرف ہنگامۂ گیر و دار بلند ہی بہ نگاہ غور جو دیکھا سبحان اللہ چالاک بن عمرو فرزند دلبند اُستاد نامور منظور نظر صاحبقران بصد عزم و شان غول مین ساحرون کے بیخوف لڑ رہا ہی ہزارون لاشہ زمین پر پھڑک رہا ہی اسنے پکار کے آواز دی لو ملکہ مبارک آپکا عاشق صادق یار موافق بیقرار و مضطر چالاک بن عمرو لڑتا ہوا آپہونچا صدہا ساحر مارے کسی کا سحر اُسپر تاثیر نہین کرتا لوح گلے مین مثل جرم قمر تڑپ رہی ہی معلوم ہوتا ہی کئی در بند فتح کر چکا حیرت نے شرما کے سر جھکا لیا غصے مین جواب دیا مجھے اُس سے کیا کام برق نے کہا آپ یہ نہ فرمائیے ہم سب نے آپہی کے واسطے کد و کاوش کی آپکی رہائی کے لیے کوشش کی چالاک نے بڑا کام کیا خوب نام کیا ذرا دیکھیے تو ہزارون جادوگر گھیرے ہین مگر نیمچہ ہی کہ بجلی تڑپ رہی ہی شاخ نخل حیات ساحران جل رہی ہی کوئی کچھ نہین کر سکتا جسکو ایک نیمچہ مار دیتے ہین اُسکے دو ٹکڑے ساحر انکے قریب نہین آتے دیکھیے مرنے سے ساحر صدہا چمن جل رہے ہین آج یہ باغ ویران ہو جائیگا خدا ایسا کرے کہ اُسکے ہاتھ سے طلسم فتح ہو دیکھا برق نے سب ساحرون کا افسر خونخوار بدسیر غصے مین چالاک پر جا پڑا تیغۂ سحر کا وار کیا چالاک نے خالی دیا ہٹکر نیمچہ کا ہاتھ مارا دو نون پانون خونخوار کے اُڑگئے برق نے کہا وہ مارا خلیفہ سبحان اللہ کیا کہنا عزت عیاری کی رکھلی ہمتو بیکار یہان پھنسے ہین بقول شاعر نظم

تیغ وہ تیغ جسے دیکھکے حاسد کٹ جائین
وار چلنے کی تو نوبت بھی نہو ابرو وار

برش تیغ کی تعریف نہین ہوسکتی | پڑگئی پیکر دشمن پہ اگر یہ اک بار | واہ رے کاٹ کہ جوڑ نگ عناصر کو کیا

ایک اک جز کے برابر سے ہوے حصے چار چالاک نے بھی وہان سے دیکھا برق درخت پر چڑھا ہوا میری تعریفین کررہا ہے ادھر تو خونخوار مارا گیا آندھی سیاہ آٹھی چالاک اندھیرے مین چھپ گیا زمین کانپی آسمان تھرایا برف برسنے لگی مکانات سامنے کے گرے آوازین مہیب آرہی ہین بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام مَن خونخوار جادو بود اب چالاک اندھیرے مین گھبرا رہا ہے اس زور سے جھونکا ہوا کا چلا کہ ہاتھ کا خنجر چھوٹ کر زمین پر گرا لوح گلے سے نکل گئی زمین پر گری چالاک اُسی اندھیرے مین ٹٹولتا ہوا دوڑا آسمان سے آواز آئی ہنم دلفگار جادو ہمشیرہ خونخوار او ظالم تو نے غضب کیا خانمان ہمارا ویران کردیا خانۂ دل کو غم والم سے بھردیا میرے بھائی کو مارا مگر اب کہان جائیگا چالاک گھبرایا اندھیرے مین دم گھٹنے لگا کہ دلفگار نے تڑپ کر پنجہ کمر مین چالاک کے دیا لے اُڑی پکار کے ساحرون کو آواز دی اے کمبختو لوح پڑی ہے اُٹھالو جادوگر جھپٹے کہ ہم لوح اُٹھالین برق نے جو نخل سے یہ معرکہ دیکھا سر پیٹنے لگا کہا او ملکہ غضب ہوا دلفگار جادو بہن خونخوار کی آئی اُسنے لوح چھین لی چالاک کو اُٹھالیا لیے جاتی ہے اب بڑی مشکل ہوئی حیرت بھی رونے لگی کہا اے برق اب نہ چھوٹینگے ہاے تقدیر نظم

صبح تک اُلجھن رہا کرتی ہے مجھکو شام سے
رنگ لائین لاکھ کب ابھی ہین ہوتا ہے اسیر
چُپ سی لگجاتی ہے اُنکو وصل کے پیغام سے
ہے شراب لالہ گون یا شربت عناب ہے
کرد یا صانع نے روغن کو جدا بادام سے
شام وصلت مین خیال صبح فرقت ہے ضرور
سابقہ خالق نہ ڈالے اُس بت خود کام سے
اے خوشا زانو کہ جس زانو پہ زانو ہو ترا
کم نہین پیغام وصلت موت کے پیغام سے

تذکرہ سنکر مرا اُس ناز سے کہتے ہین وہ
طائر رنگ حنا کو کیا غرض ہے دام سے
گلشن عالم مین تمسا نازنین کوئی نہین
ساقیا جو لب جدا ہوتے نہین ہین جام سے
رنگ لو چنبر کی صورت سے بدلتا ہے سدا
چاہیے آغاز مین ڈرتا رہے انجام سے
ساقیا اس دور مین جی بھرکے ہم پلین شراب
صدقے اُن ہاتھون کے جو مس ہون ترے اندام سے

دل کو ہے عشق ہے زلف بت گلفام سے
اور رکھ باتین کرو نفرت ہے اُسکے نام سے
مُہر خاموشی ہے گویا شرم اُس محبوب کی
گل کو کیا نسبت تمھارے پھول سے اندام سے
ڈبڈبائی آنکھ پڑ بھبتی نئی سوجھی مجھے
تنگ آیا ہون نہایت چرخ نیلی فام سے
بے محبت بے مروت خودغرض ناآشنا
بھردے بو تل کے عوض چلو ہمارا جام سے
دم یہ بن جاتی ہے بڑھکر نور خط اُس شوخ کا

کبھی یہ اشعار حسرت آثار مخفی پڑھتی ہے نظم

رفتیم و بسر دیار گشتیم
بس دیدۂ اشکبار گشتیم
ہر چند کہ چون غبار گشتیم

بس داغ تو بر جگر نہادیم
تا داغ تو بر جگر نہادیم
نکشاد در مراد مخفی

از داغ دل روزگار گشتیم
از زمرۂ اعتبار گشتیم
عمرے پئے روزگار گشتیم

در عشق تو بیقرار گشتیم
وادی فراق غرق خون شد
بر دامن ذیل یار شکست

سب قیدی رو رہے ہین دعا مانگتے ہین مگر دلفگار جادو چالاک کی کمر مین پنجہ دے کر لے اُڑی ساحر لوح پر گرے دلفگار دس گز بلند ہوئی تھی چالاک کے کاندھے پر ایک رومال پڑا تھا چالاک نے اُس رومال کو لیکر ہلایا عطر بیہوشی اُسپر پڑا تھا دلفگار کی ناک مین اُسکی بو پہونچی بیہوش ہوکے گری چالاک نے خنجر مارا دلفگار قتل ہوئی یہ سب خبرین ماہیار جادو بادشاہ طلسم کو پہونچین سر پیٹتا ہوا چلا اُسوقت پہونچا کہ دلفگار کے مرنے سے اندھیرا چھایا ہے اُسکے جسم سے بجائے خون کے شعلے نکلے سب ساحر جل گئے دلفگار کے مرنے کی بھی آواز آئی ماہیار بہت گھبرایا کہتا تھا یارو یہ کیا ستم ہوا طلسم فتح ہوگیا خیر خواہان دولت کیا ہوے ایسون سے کون مقابلہ کرے یہ ساحر بلا کے تھے جو مارے گئے چالاک نے لوح اُٹھائی کہ ڈنکے پر چوب پڑی آواز آئی ستم ماہیار جادو بادشاہ طلسم ارسطو بڑے شخص کو تو نے مارا پشت پر اسکے بارہ ہزار جادوگر تھے اب چالاک گھبرایا یہ سب بلوہ کرکے پکڑ لینگے مین کس کس سے لڑونگا

دیکھیے تقدیر کیا دکھاتی ہی چالاک حیران کھڑا ہی کہ مین کیا کرون مگر عقاب ابر سوار نے گولہ سحر کا تیار کر کے
دیوار پر مارا خونخوار تو مر ہی چکا تھا تمام حلہ جات کا خاتمہ ہوا تھا فوراً دیوار گر پڑی ماہیار بارہ ہزار ساحرون سے
چالاک پہ حملہ تھا مگر پشت پر عقاب کے دو لاکھ جادوگر تھے حیرت کھڑی رو رہی ہی کہ اب چالاک پر بلوہ ہوگا
بیچارہ کیونکر بچیگا کس کسکو ماریگا آخر گرفتار ہو جائیگا مگر ملازمان عقاب سمجھے یہ بارہ ہزار ساحر برائے گرفتاری
حیرت چلے ہین سب ادھر ہی پلٹ پڑے ماہیار سمجھا یہ طلسم کشا کی فوج ہی حقیقت مین دریا کی موج ہای آپسمین
ملگئے ملازمان ماہیار و عقاب سے سحر چلنے لگا چالاک نے جو مہلت پائی دوڑا ہوا سامنے ملکہ حیرت کے آیا کہا
ای ملکۂ عالم ای رونق بخش بزم عاشقان محکم مین عاشق صادق جانباز آپکا حاضر ہوا حیرت نے کچھ جواب نہ دیا اب
ماہیار فوج عقاب پر گرا خوب خوب سحر ہوے بارہ ہزار کی حقیقت کیا تھی دو لاکھ نے بارہ ہزار کو مار لیا ماہیار نے دیکھا
فوج سب میری قتل ہوگئی چاہا پر پرواز پیدا کر کے نکل جاؤن چالاک نے لوح کو دیکھا لکھا تھا اگر یہ نکل گیا فساد برپا
کریگا چالاک نے جلدی مین قربان سے کمان ترکش سے تیر یازدہ مشتی زرنگ خدنگ سفتہ سوفار زمردپیکان جھولی
سے نکال کے بہر کمان مین پیوست کیا ماہیار کے سینہ پر کھینچ کر تاک کر مارا پشت کو توڑ کر پار گذرا اسکے مرنے سے اندھیرا
ہوگیا عقاب ابر سوار نے کہا یارو اسی اندھیرے مین ملکہ کو پکڑ لو ورنہ یہ نکل جائیگی اس ظالم نے مجھکو برباد
کیا میرے عیش و آرام مین فرق آیا گھر بار چھوٹا غریب الوطنی نے مجھکو لوٹا سب ساحر طرف حیرت کے چلے حیرت
نے چاہا سحر کر کے اُڑ دون چالاک کا بڑا خیال ہی چاہتی ہی نکل جاؤن عقاب نے جھپٹکر ڈبیا خاک قبر جمشیدی
کھولدی حیرت لڑکھڑا کے گری یہان کے سب قیدی نکل کے بھاگے کوئی مشرق کوئی مغرب کوئی جنوب کوئی شمال
کو گیا اپنی جان غنیمت جانی مگر عقاب ابر سوار نے اپنے ساتھ کی کنیزون سے کہا جلدی ملکہ حیرت کو اُٹھا لو کنیزون
نے ہاتھون ہاتھ عالم بیہوشی مین ملکہ کو اُٹھایا اپنے قبضے مین کیا طرف اپنے لشکر کے بھاگا اُسی وقت بارگاہین لدوائین تخت
پر سوار ہو کے طرف ہوش ربا کے چلا بعد عرصۂ دراز جو روشنی ہوئی چالاک نے صرصر برق و صرصر کو پایا سنّاٹا
پڑا تھا حیران ہوا ای چالاک یہ کیا غضب ہوا مین نے اپنی جان لڑائی طلسم توڑا کیا ہاتھ آیا ہاے معشوق کو نہ پایا برق
و صرصر نے کہا ای چالاک عقاب ابر سوار ملکہ حیرت کو لیگیا اندھیرے مین ہمکو سوجھتا نہ تھا مگر بغور دیکھا کہ کنیزان
عقاب نے ملکہ کو ہوادار پر ڈال لیا کئی سو کہاریان لپٹ گئی تھین بہ تعجیل لے نکلین اسی وجہ سے عقاب سوار
ہوگیا یہ سنکر چالاک نے سر دے مارا روتے پیٹتے تینون نکلے چالاک نے صرصر سے کہا مادر مہربان براے
خدا آپ تشریف لیجائیے اگر کوئی اُفتاد پڑی والد میرا نہ دیکھینگے لاچار صرصر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوگئی
مگر چالاک ایک فقیر کی صورت بنکر بحال پریشان تلاش لشکر عقاب ابر سوار مین چلا مگر عقاب تخت پر سوار
ہو کے مع لشکر گران تیس کوس پر جا کے اُترا بارگاہ استادہ کرائی کنیزون سے کہا ملکۂ عالم کو بارگاہ مین پہونچا دو
جب کنیزون نے ملکہ حیرت کو مسند پر بٹھایا آپ دست بستہ سامنے بیٹھا ملکہ کو ہوشیار کیا قدمون پر گر پڑا آنکھین
تلوون سے ملنے لگا ہاتھ باندھکر عرض کی ای بادشاہِ اقلیم حسن و جمال ای ملکۂ باکمال مین تو تابعدار ہون جو آپسے
عہد کیا اُسمین فرق نہین آیا کسی مقام پر آپکو نہین ستایا جان کا اپنی خوف نہ کیا طلسم پر جا پڑا دیوار طلسم کو توڑا
وہان سے نکال کے لایا ہون مجھپر خفگی کیا ہی جو عرض کر چکا ہون اگر اُسمین فرق پڑے جو چور کا حال وہ میرا حال
قتل کیجیے تلوار کھینچیے اگر مین نے آپکے شوہر کے قاتل کا سر نہ دیا تو مجھکو عقاب ابر سوار نہ کہیے گا جل کے کھلبلی
ڈالدونگا آپنے ابھی میرا سحر نہین دیکھا خاص مجھکو شہنشاہ مستمش نے تعلیم کیا اس مرتبے کو پہونچایا میری تیز بانی دیکھیے گا

حیرت کو خیال آیا اسکے ساتھ سرکشی کرنے سے کیا فائدہ چلکر ہوش ربا پر لڑو اگر فتح ہوئی نبہا ورنہ دشمنون کو قتل کرون جن لوگون نے میرا گھر تباہ کیا کارندے گھر کے ملگئے راستے بتائے دشمنون کو برسر لوح پہونچایا خزانے کاٹے کیا عجب ہی کہ ساربان زادہ ہاتھ لگجاے اگر عمرو کو مارا تمام عالم کے ساحرون کی روح شاد ہوگی سامری و جمشید لکھ گئے ہین کہ عمرو کی قضا کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہی اس بات کو تو جھوٹا کرون ایسے ایسے خیالات دل مین آئے خیال سرکشی بڑہا نشۂ بادہ نخوت چڑھا کہا ای عقاب میری کیا خطا قیصر مجھکو پکڑ لیگیا میرا کیا نہ درکھا اس طلسم مین آکے پھنس گئی عیارون نے بلا وجہ جانبازی کی چالاک بیٹا عمرو کا نہین معلوم کیا سمجھا ہی جان اپنی لگادی مجھکو رہا ہونا غنیمت ہوا ای عقاب تم اس امر پر غرور نہ کرو کہ مین نے دیوار حصار کو توڑا چالاک نے لوح پائی در بند توڑے اُسی اثنا مین تمھارا ابھی گولہ پڑگیا دیوار مرنے سے خونخوار کے گری بادشاہ طلسم ہاتھ سے چالاک کے مارا گیا تب باغ کا راستہ کھلا تم مجھکو بے نکلے اتنا خیال رکھنا کہ چالاک بھی آئیگا وہ بھی اپنی جان لگائیگا اگر تسخیر باغ ہوگا تو چڑا لیجائیگا عقاب نے کہا کیا مجال اُسکی آپ خاطر جمع رکھیے ملاحظہ فرمائیے گا کیا کیا قیامتین برپا کرتا ہون آکر عمرو کا بڑا اعتقاد ہی وہ ڈھنگ اُسکی عیاری کا یاد ہی سن لیجیے گا کہ عیاری کرنے سے توبہ کرے لاچار ہوکے قدمون پر گرے اور جو امورات ساتھ شہنشاہ کے گزرے وہ بھروسے پر ساحرون کے تھے گھر کے سب رازدان اُسکے شریک ہوگئے راستے بتانے لگے مقامات راز و نیاز پر پہونچانے لگے ملکہ داؤدیہ مین بی لالان خون قبا نور چکیدہ خالص قدرت حسین خوبصورت اسد کو اُٹھا کر لیگئین اُنھین کی ذات سے لوح ملی میرے نوکر ایسے نہین ہین لڑ بھڑ کے مر جائینگے مگر مسلمانون کا ساتھ نہ دینگے حیرت نے کہا تمھین اختیار ہی مین انتظام کرونگی اگر میری راے پر انتظام ہوا کیا تعجب ہی کہ عیاری نہو سکے عقاب نے کہا آپکو سب طرح کا اختیار ہی کیا مجال ہی کہ کوئی آپکی راے کے خلاف کرے مین تو غلام تابعدار ہون جوش محبت قلبی سے لاچار ہون ملکہ نے کہا بحکم سامری لشکر تیار کیجیے طرف ہوش ربا کے چلیے اُسی وقت قرنا ہوئی لشکر بیحساب تیار ہوا حیرت کو تخت پر بٹھایا طرف ہوش ربا کے روانہ ہوئے ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا انکو بھی راہ مین چھوڑیے

دو کلمے داستان حیرت بیان عیاری شاپور شیردل پہونچنا تا بہ ایرج نوجوان ایرج کو رہا کرنا و آمد نور الدہر اسی طلسم مین دونون کا چند در بند فتح کرنا باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا مخمسہ موافق مضمون داستان

سر مین سوداے سر گیسو سے بے پیر نہین
بار آہن مین پھنسون یہ مری توقیر نہین
زار ایسا تو کوئی قیدی تقدیر نہین
ای جنون یان کوئی جز ضعف گلوگیر نہین
طوق گردن مین نہین پاؤن مین زنجیر نہین

بس ترے سحر کی چلتی کوئی تدبیر نہین
بے عمل تو ہی مری جھوٹ یہ تقریر نہین
وہ جو شیشے مین اُتر آئے یہ تقدیر نہین
مٹ گئے نقش حبات اور اُسے تاثیر نہین
ای پری جو ان پہ پریونکی تسخیر نہین

تجھسے بہتر مہ و خورشید کی تصویر نہین
سب حسینون کی ترے سامنے توقیر نہین
جھوٹ او صاحب اعجاز یہ تقریر نہین
نطق عیسی مین ترے نطق سی تاثیر نہین
دست موسی مین ترے ہاتھ سی تنویر نہین

نظر آتی کوئی اب تھمنے کی تدبیر نہین
کب سو گور جھکاتی اُسے تقدیر نہین
کھل گیا صاف کہ جل دینے مین تاخیر نہین

قابل روح سبک رو بدنِ پیر نہین
ایک دم ساکنِ آغوش کمان تیر نہین

کیا فقط چاند کی آگے تری توقیر نہین
رخ خورشید مین رخسار سی تنویر نہین
خال سی دیدۂ مریخ مین تاثیر نہین
ترے ابرو سی مہِ نو کی ہی شمشیر نہین
نرگس مہر مین بھی شکل حترہ نیر نہین

سہم کر چپ ہو رہ شوق سے چلا چلا
بیٹھنا گوشے مین خاموش نہین ہی اچھا
ہوش اڑتا ہی مناسب قدر انداز دن کا
نالے کر ابروِ جانان کے تصور مین دلا
ہی کمان واقعی بیکار اگر تیر نہین

جسم پر خاک پڑے اس سے عبث ڈرتا ہی
نہ مکدر ہو اگر گرد سے تن بھرتا ہی
اجلی پوشاک ہو اسپر تو عبث مرتا ہی
احتیاط اسقدر اسکی تو عبث کرتا ہی
جسم آخر ہی ترا خاک کچھ اکسیر نہین

پائے ہین محفلِ ہستی مین عجب سوز و گداز
روشنی عقل کی گل ہی وہ بیان ہی انداز
سن رہے ہین یہی شعلے کی زبان سے آواز
ہوئی اس بزم مین بطور زبان جسکی دراز
شمع کی طرح سے سر کٹنے مین تاخیر نہین

دنگ ہی رہ گئے حیرت سے عجب ہی عالم
محو تیر النظر آتا ہی ہمین سب عالم
دید تیری ہوئی ہر نقشے سے حاصل پیہم
کیون مرقع نہ کہین دفتر کونین کو ہم
فرد وہ کون ہی جسمین تری تصویر نہین

آج تجھسا کوئی دمساز نہوگا پیدا
حیلہ و مکر سے خالی نہین کوئی غمزا
زور اپنا کسی صورت نہین تجھسے چلتا
وعدے مین عذر ہر دم ہی اتمین ہی عذر حیا
کون ہی ناز ترا جسمین کہ تزویر نہین

دنگ ہی عقل یہان ایسے تماشے ہین عیان
ٹھوکرین کھاتے ہین ہر بار مرے وہم و گمان
غفلت اچھی ہی دلا تو نہو ہشیار یہان
فکر ہی غور طلسمات جہان مین حیران
غیر بستان کوئی اس خواب کی تعبیر نہین

کچھ تامل گلِ رخ چھونے مین کریو نہ دلا
شعلہ رویون کی نظر سے تو اتریو نہ دلا
اپنی گرمی کی تو باتون سے گزریو نہ دلا
لال منہ خشم سے اسکا ہو تو ڈریو نہ دلا
آتش گل مین جلا دینے کی تاثیر نہین

جان دیدیتے ہین جسپہ رکھتے ہین جی پر عاشق
ڈھونڈتے ہین لحد تیرہ مرے پر عاشق
مین بھی مدت سے ہون مرنے کی خوشی پر عاشق
تنگ ہون زیست سے ہو جاؤن کسی پر عاشق
کوئی اور اسکے سوا مرنے کی تدبیر نہین

ادھر آتا ہی تو آتا ہی چرائے آنکھین
ہائے تشریف تو لاتا ہی چرائے آنکھین
کیا دبے پاؤن اٹھاتا ہی چرائے آنکھین
کیون مری قبر سے جاتا ہی چرائے آنکھین
ای پری خاک مری سرمۂ تسخیر نہین

حکم گلیون مین پھرانے کا نہ ای قاتل دے
پردہ رکھ مان نصیحت مری سن لے تجھسے
اسمین ہی خوف تری سمت سے ہین سو نشتر
تیری تلوار کے ہین زخم کوئی دیکھ نہ لے
شرم کر لاش مری قابل تشہیر نہین

وصف خامے نے ہمارے کیے کیا کیا مرقوم
آجتک نامہ نہوگا کوئی ایسا مرقوم
جسم کا صاف مرے خط مین ہی نقشا مرقوم
قاصدا حال سراپا ہی سراپا مرقوم
اپنا مکتوب کم از کاغذ تصویر نہین

نہین ہوتا ہی کسی شی مین یہان غیر کو دخل
انکی صحبت مین نہین ہی کبھی ہان غیر کو دخل
ہی یہ روشن ... بے وہم و گمان غیر کو دخل
کار حیرت زدگان مین ہی کہان غیر کو دخل
شمع تصویر کو کچھ حاجت گلگیر نہین

خواب مین چشم زیارت سے نہین ہی خالی
جام خاطر مئے وحدت سے نہین ہی خالی
دل کو جب دیکھیے حیرت سے نہین ہی خالی
کوئی غفلت بھی حقیقت سے نہین ہی خالی
کون سا خواب ہی جسکی نئی تعبیر نہین

انکو پھر نہ لگاؤ جو تمھین کچھ ہو تمیز
رعب سے انکے یقین ہی کہ دل شیر ہو حیز
خوار انکو نہ کرو اور نہ سمجھو ناچیز
ای تبر ہوتے ہین دیوانے خدا کو بھی عزیز
کیسے عصیان کرین انکے لیے تعزیر نہین

اسطرح کا نہ گھرے ابر گلستان پہ کبھی | سبزہ ایسا نہ اُگے چاہ زنخدان پہ کبھی | دخل ظلمات نہ ہو چشمۂ حیوان پہ کبھی

خط نمایان نہو یارب رخ جانان پہ کبھی | یہ وہ مصحف ہی جسے حاجت تفسیر نہین

طبع اسکی جگر بت کی طرف ہی مائل | دخل کیا رنج چھٹے دھونے سے کیا ہی حائل | کیون بھلا قبضۂ حسرت مین تو دیتا ہی دل

تیری تلوار ہی جبتک نہ جمائی قاتل | خون ہمارا عرض جوہر شمشیر نہین

سر ہو کس طور قلم زیر فلک مشکل ہی | سینے ہین رنج و الم زیر فلک مشکل ہی | چین ملنا کسی دم زیر فلک مشکل ہی

سر و سامان ہو بہم زیر فلک مشکل ہی | سر مرا ہی تو کفِ یار مین شمشیر نہین

سارے عالم سے نرالے ہین کچھ اسکے جوہر | خون ہوتے ہین ہزارونکے جو پڑتی ہی نظر | دل یہ اک آن مین جلجاتے ہین لاکھون جگر

مرتے ہین آپ گلا کاٹ کے عاشق اکثر | یہ دلا ابروے خمدار ہی شمشیر نہین

کرون تعریف مین اعجاز بیان کیا تیری | عقل ہی دنگ مری تونے کرامات سی کی | چپ ہون مدت سے مرا ہی اسی حیرت مین جی

بے دہن بات مسیحائے بھی ہوتی نہ کبھی | قدرت حق ہی یہ ای بت تری تقریر نہین

نظر آتا ہی نہین طاقِ درِ جانانہ | دور ہی اپنی رسائی سے وہ دولتخانہ | ہون وہ وحشی نظر آتا ہی جہان ویرانہ

کردیا ہی اسی حیرت نے مجھے دیوانہ | ہاتھ مین یار کے دروازے کی زنجیر نہین

گفتگو سی نہین تاثیر کسی بوٹی مین | خار چبھ جاتے ہین ہر ایک دل باغی مین | سنکے آباد یہ پھولا نہ سمایا جی مین

اگر خون کا جو تصور رہے سخن سنجی مین | گلفشانی ہی یہ ناسخ تری تقریر نہین

چہرہ رہروانِ منازلِ اشعار معانی و پیروان مراحل سخندانی اس داستان عیاری شاپور کو یون تحریر فرماتے ہین شعر سخن سنج دانائے شیرین مقال ؞ چنین می نگارد ز کلک خیال ؞ سابق مین تحریر ہوا کہ جب شاپور شیر دل عیار ایرج نوجوان صاحبقران کو خبر کرکے پلٹا اُسی حوالی مین آکے پہونچا مگر دل بے قرار ہی کہ اپنے آقا تک کیونکر پہونچون ایک ساحر کی شکل بنا ہوا زیر کوہ بیٹھا ہی سامنے چشمۂ آب موجین مار رہا ہی دیکھا ایک ساحر آکے اُترا طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ ساحر جلیل اپنے مالک کا کفیل ایک نامہ بھی سر سے بندھا ہی چشمہ پر اُسنے آکے پانی پیا شاپور نے سامنے آکے سلام کیا اُسنے پوچھا ای شخص تو کون ہی کیا مجھسے کچھ حاجت رکھتا ہی شاپور نے کہا حضور حاجت سامری جمشید سے عرض کرونگا مگر وہ بھی نہین سنتے گونگے بہرے ہو گئے بندے اُنکے مٹ رہے ہین ملک کے ملک ویران ہوے ہم لوگون کو کہین رہنے کا ٹھکانا نہین ملتا ہی مسلمانون کی آبرو بڑھتی جاتی ہی اسوقت آپکو دیکھکر دل بھر آیا وضع سے یہ بھی پہچانا کہ آپ ساحر ہین جی چاہا دو باتین کرین اگر کوئی ضرورت حضور کو ہو ارشاد فرمائیے آنکھون سے بجا لاؤن بڑی سعادت ہوگی اب تو کہین صحبت ساحران معلوم نہین ہوتی جہان دو چار ساحر ہین وہ اپنی مصیبت مین پھنسے ہین اُنسے کیا کوئی بات کرے ساحر نے کہا نہین بھائی ہمارا کوئی کام نہین اب دیکھو پچیس دن باقی ہین یقین ہی کہ بعد گذرنے میعاد قید کے سب مسلمان مارے جائین امان نہ پائین ہمارے بادشاہ سحر العجائب و مصر الغرائب حاکم طلسم نور افشان اُنہونے بادشاہ سابق کو قید کرلیا ہی اُسکی طرف سے بہت سے مسلمان بہ ارادہ طلسم کشائی آئے مگر طلسم نور کو سکے قید ہوے کوئی سر حلے پر پھنسا کسی کو شاہ خود گرفتار کرلائے اب وہ سب قید مین شاہون نے مجھکو پاس میمون اختر شناس کے بھیجا ہی کہ نہایت کاہن زبردست ہی اُسکے پاس نامہ لیکر جاتا ہون وہ احکام واجبی بتائیگا ہمارے شاہ اُسکی صلاح پر کار بند ہونگے بعض کہتے ہین کہ طلسم کشا اب آئیگا یہ جن جن نے دعوی کیا تھا سب بیکار ٹھہرے ورنہ طلسم کشا پر کیا ایک دست اندازی دشوار ہوگی لوح طلسم اُسکو درکار ہوگی شاپور نے کہا بھائی ہم بھی چلین احکام طلسم کشائی سنین

ساحرون کا یہ مقام وسیع باقی رہگیا ہی مسلمانون نے بڑے بڑے مقام مٹائے یہ طلسم نور افشان جسمین لاکھون ساحر
رہتا ہی ایک ایک سامری و جمشید عہد بڑے بڑے عجائب و غرائب اس طلسم مین ہین کسکی مجال ہی کہ اس طلسم پر فتحیابی
کا دعوی کرے جو جائیگا گرفتار ہوگا مگر احکام میمون اختر شناس پر سب کاربند رہینگے ملال بربادی نہ سہینگے شاپور
نے باتین کرتے کرتے کہا کہ بھائی بیٹھ جاؤ ان باتون کے سننے سے روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوتی ہی تسکین
دل ہوتی ہی یہ نیرنگ انقلاب بھی عجب شعبدے دکھاتا ہی جب وہ ساحر بیٹھا شاپور نے باتون مین لگا کے بیہوش کیا
نامہ لیلیا اسکو کنارے ڈالدیا پتہ نشان سب باتون کا پوچھ لیا تھا اُسی کی صورت بنکر مکان پہ میمون کے آیا
دیکھا ایک قلعہ بہت معقول بنا ہوا قلعۂ اختر شناس مشہور ہی شاپور در دولت پر آیا ایک خدمتگار سے کہلا
بھیجا کہ جا کے عرض کرو کہ نامہ دار شاہان نور افشان کا آیا ہی اُسنے جا کے عرض کیا میمون اختر شناس نے
حکم دیا بُلا لو شاپور اندر گیا دیکھا تخت پر ایک جادوگر بیٹھا ہی نہایت مغرور عقل و فراست سے دور شاپور نے
سلام کیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا نامہ پیش کر دیا اتنا اسکے منھ سے نکلا کہ بھائی یہ جو لوگ گرفتار ہوے اُنمین سے
کوئی طلسم کشا تو نہین ہی مگر انکی ذات سے بڑے بڑے فتور ہونگے ساحران نامی انکے ہاتھ سے مارے جائینگے شاپور
نے کہا حضور ایک کام کرین مین تو پوچھتا ہوا نکل آیا لیکن حوالی طلسم مین عذر ہی ہر چند کہ آپ بھی خیر خواہ ہین مگر ایرج نوجوان
داماد کوکب جو گرفتار ہوا ہی اگر یہ قتل ہو جاتا تو البتہ کیفیت ہوتی مگر مین نے سنا ہی کہ اسی جوان کا داد طلسم کشائی
کرنے چلا ہی اُسکے ساتھ وہ لوگ ہین کہ جنکا مثل و نظیر دنیا مین نہین ہین آپکی خدمت مین حاضر رہون آپ ایرج
کو یہان بلوا لیجیے بلوا کے فوراً قتل کر ڈالیے دونون شاہزادے اپنے گھمنڈ مین ہین کہتے ہین کسکی مجال ہی کہ ہمارے
خدمتگار پر دست انداز ہو بادشاہت کا سودا ہی لشکر غرور نے اُنکو گھیرا ہی سب یہی کہتے ہین کہ انکے جد عالی تبار
آکے طلسم کشائی کرینگے خون سے ساحرون کے ہاتھ بھر جینگے تو اُنکے اوپر ایسا نہ ہو کہ پھر نہ کوئی ارادہ کرے
میمون کو یہ صلاح بہت پسند آئی شاپور کو جگہ رہنے کی دی اُسی نامے کی پشت پر جواب لکھا کہ تم احکام کاہن
طلسمی کے پابند ہو ہمنے جو اپنے یہان کتاب مین دیکھا کچھ احکام نکلے کہ انکا تحریر کرنا بھی بیکار ہی مناسب ہی کہ
اس نامے سے ایرج نوجوان نواسے خویش کوکب شوہر خُرّم ان کو ہمارے پاس روانہ کیجیے جو کچھ احکام نکلیگا اور مناسب
وقت ہوگا اُسیر کاربند ہونگے آپکو اطلاع ہو جائیگی ہم یہ چاہتے ہین کہ احکام قدیم کو مٹا دین احکام جدید کے پابند رہین
آپکی بہتری اسی مین ہی جو ہمنے تجویز کیا خیر خواہان دولت خیر خواہی مین مصروف رہتے ہین یہ نامہ لکھکر اپنے ایک فرزند دم
کو دیا کہا اسکو لیجا کے سحر العجائب و مصر الغرائب کے ہاتھ مین دینا زبانی بھی عرض کرنا کہ ایرج کو ہمارے پاس روانہ
کرو و اپنے ساتھ لیکر آنا کہنا کان کھول کے سن لیجیے ہم یہی چاہتے ہین کہ طلسم کشا اصلی اس طلسم مین نہ آسکے ورنہ
جان بچنا دشوار ہوگی ساحر نامہ لیکر چلا شاپور یہان رہنے لگا ایسا رنگ جمایا کہ شام کو صحبت میمون مین آکر
گانے کا شغل ہوتا ہی کئی مرتبہ آتشبازی بھی جلائی میمون نے اپنا رفیق مقرر کیا ایسا رنگ جمایا ہی کہ میمون کو ایک
دم بے شاپور چین نہین پڑتا مگر ساحر فرستادۂ میمون دربار مین شاہان نور افشان کے پہونچا یہ دونون مغرور
رفیقون سے باتین کر رہے ہین کہ یار دو ہم دونون بھائی گشت کر جاتے ہین سب صحرا نکالی پڑے ہین طلسم کشا اصلی
کا پتہ نہین جو لوگ آئے گرفتار ہوے کہ ساحر نے آکے نامہ پیش کیا دونون نے نامے کو کھول کر پڑھا کہا دیکھو
ہمارے خیر خواہ نے کیا مضمون لکھا ہی بیشک وہ احکام جدید جاری کریگا منظور تو یہ ہی کہ طلسم بیچ طلسم کشا اصلی
قتل ہو جائے تین برس کا کٹنا دشوار ہی ہوشیار جادو سامنے حاضر تھا کہا تم بھی ایرج نوجوان کی قید کے ساتھ جا

تا بہ سیمون اختر شناس پہونچا دو ہماری طرف سے دعا کہنا اور یہ بھی کہدینا کہ تمکو سب طرح کا اختیار ہی جو مناسب وقت ہو وہ کرو بعد فراغ امور ضروری تمھین اپنا وزیر اعظم کرینگے اور کاہن طلسمی پابند قواعد کتب قدیم ہی اُسی نے ہمکو ہدایت کی کہ انکا قتل باعث خرابی ہوگا جو کچھ کرنا کتاب مین دیکھ لینا جو کتاب خبر دے بموجب اُسکے کاربند ہونا ہوشیار جادو اُٹھا طرف باغ ویران کے چلا جب وہان پہونچا قصد یہ ہوا کہ مین ایرج کو لیجاؤن یہان وہ وقت ہی کہ بُران کسی حیلے سے ایرج نوجوان کے سامنے آئین آنکھون مین اشک حسرت بھرے ہوئے پوچھا ای شہریار مزاج کی کیا کیفیت ہی کچھ حال دل سنائیے میری تو کیفیت ہی نظم

روئے شرمندہ کچھ ای دیدۂ تر تو نہوا
آج دل کو تھی یہ حسرت کہ مین بہلو نہ ہوا
بر ہمی بخت دکھاتا بھی تو اک لطف کے ساتھ
لب نے افسون نہ پڑھا آنکھ سے جادو نہوا
پھیگئے آنکھون مین ہم کتنے ہی اشک حسرت
آج بھی سینہ کسی کے تہ زانو نہ ہوا
یاد رہجائیگی فرقت کی یہ مجبوری بھی
چھ کڑی بھول کے گمراہ یہ آہو نہ ہوا
گم ہوا ہاتھ جو آیا کوئی خط اُسکا جلال
ٹپک پڑے ٹھنڈی سانس بھر کے کہا نظم
پروانہ وار گردت بر گرد شمع رویت
حاجی ز ہر خانہ قطع این قدر منازل
ازین ناحق شناسان خویش بیگانہ میخواہم
بر آتش میزنم خود را اندازم بال پروازی
کہ گوش عافیت را گرد این افسانہ میخواہم
سر بد مستی دارم بہ بد مستان این مجلس
کہ پاک از مردمان دیدۂ خود خانہ میخواہم

مرحبا ای اثر عشق سبک تو نہ ہوا
خون کب خشک ہمارا کئی چلو نہوا
لاکھ اُٹھاتا کوئی اُس در سے نہ اُٹھنے دیتا
پیچ تقدیر کا اپنے کبھی گیسو نہ ہوا
نہ ملا جام اگر دینے لگا می ساقی
مردم دیدہ کو اک گھونٹ پر اُچھو نہوا
جان عاشق کی نکالین ملک الموت اگر
دم نہ ہم توڑ سکے موت پہ قابو نہوا
برہمن سجدے کرے بات نہ پوچھے کوئی بُت
بکے تعویذ کبھی زینت بازو نہ ہوا
ای پر تو جمالت شمع ہزار محفل
بیند اگر رخت را ہر آئینہ مقابل
ایرج نے کہا ای ملکہ اپنا تو یہ حال ہی نظم
بجنون آغشتہ بال و پر بخاک راہ می غلطم
بہ پیش شمع رویت ہمت پروانہ می خواہم
بہ زعم عقل مجنونی سر آشفتگی دارم
پُر از خون در صراحی ساغر و پیمانہ میخواہم

آبرو ہو کے مٹا آنکھ کا آنسو نہ ہوا
کوئی دم بھر کو بغل مین مری آبیٹھا تھا
تو بھی ای ضعف مرا قوت بازو نہوا
آئنہ دیکھ کے حیرت کا وہ پتلا ہوے کیون
ہاتھ پھیلا جو ہمارا تو وہ چلو نہوا
حسرت وصل کوے نکلی نہ ای حسرت ہیچ
کام پر انکے مقرر کوئی جو شستر و نہ ہوا
ہوش جاتے رہے وحشت ہی مگر دل کی دوا
بجا حشر ہی ہوتا کہین مین تو نہ ہوا
سطح بُران نے یہ اشعار پڑھے آنکھون سے آنسو
دی زلف تا بدارت حل ہزار مشکل
مقصد تو ئی ز کعبہ ورنہ نہ کردی مخفی
جنونم میزند بر سر وطن ویرانہ می خواہم
ادائے غمزہ زان نرگس مستانہ میخواہم
گرفتم آن چنان الفت بہ لذتہائے زخم غم
درون سینہ چون مجنون دل دیوانہ میخواہم
ز ابنائے زمان مخفی چنان آزردہ دل گشتم

اُس طور پر عاشق و معشوق مین باتین ہو رہین جو جو لوگ قیدی قریب تھے سب رونے لگے کسی کا قول تھا کہ صاحب ایسے جوش عشق نہین دیکھے بعد وصل کے بھی وہی کیفیت ہی دونون مبہوت ہو رہے ہین باتین دیوانہ وار وحشی مثال کر رہے ہین یہ باتین سنی نہین جاتی ہین کلیجون کو برماتی ہین کہ اُسی وقت ہوشیار جادو آکے پہونچا وہان کے نگہبانون سے پوچھا ایرج نوجوان کس قیدی کا نام ہی ملکہ بران نے پلٹکر دیکھا ایک ساحر خونخوار وضع نگہبانون سے کچھ پوچھ رہا ہی نگہبانون نے کہا یہ شاہزادہ بیٹھا ہی اُسوقت ملکہ بران کی بیقراری گھبرا کے اُس ساحر سے پوچھا کیون بھائی تمھارا کیا مطلب ہی اُسنے کہا شاہون نے حکم دیا ہی ہم اس قیدی کو پاس سیمون اختر شناس کے پہونچائینگے اب انکے مقدمے مین اُسی کو اختیار ہی ملکہ بُران گھبرا گئی کہا ای شخص ہمکو بھی ساتھ لیچل اگر انپر کچھ خرابی ہوگی ہم بھی جان دیدینگے یہ کیسا ستم ہی کہ ان اکیلے کو یہان سے لیجاؤ یہان تو یہ کیفیت ہی مرگ انبوہ جشنے دارد اکیلا جانے سے کیا کام ہمین بھی انکے ہمراہ لیچلو وہان چلکر انسے پہلے ہمکو قتل کرنا ہم خوشی سے اپنی جان نثار کردینگے

زیر خنجرِ ستم سے سر نہ ہٹائینگے ہوشیار نے کچھ جواب نہ دیا ایرج نوجوان کو قید خانے سے نکالا تخت پر اپنے سوار کیا لاکھ لاکھ بران شمشیر زن تڑپین پھڑکین مگر اُس بیحیا نے ملیٹکر جواب بھی نہ دیا پایۂ تخت پر ہاتھ ڈال کے لیچلا جب نظرون سے سب کی مخفی ہوگیا بران منھ ڈھانپ ڈھانپ کے رونے لگی کوکب دوڑے ملکہ ناہید مادرِ بران بیقرار ہوگئین سب قریب ملکہ بران شمشیر زن آگئے پوچھا کیون بی بی خیر تو ہی بران نے رو رو کے کہا کہ ایک ساحر آیا تھا وہ شاہزادہ ایرج نوجوان کو لیگیا ہمنے لاکھ کہا اُسنے نہ مانا مین نے اُس سے بہت کہا کہ مجھکو بھی میرے وارث کے ساتھ لیتا جا اگر خدا نخواستہ اُنکے قتل کا ارادہ ہی تو مین بھی خوشی سے کہتی ہون پہلے مجھکو قتل کرنا مجھکو خوشی سے جان دینا منظور ہی زندگی سے قلب ناصبور ہی کوکب نے کہا ای نورِ نظر ای پارۂ جگر ہماری عقل یہ کہتی ہی کہ وہ اب جلد قید اُٹھا چکے اُنکی رہائی کا وقت قریب آگیا کیا عجب ہی کہ عیار اُنکا شاپور شیر دل کہ بھاگ کے نکل گیا تھا شاید اُسی نے کوئی دام مکر پھیلایا ہوا ای فرزند دلبند میری بات یاد رکھنا کہ اب عمر اس طلسم کی تمام ہوئی خود کاہن طلسمی نے میرے سامنے بیان کیا تھا کہ یہ سال آخرِ عمر طلسم ہی اسی سال مین طلسم کشا اصلی آئیگا اس طلسم کو مٹائیگا اور ای فرزند یہ بھی تم جانتی ہو کہ طلسم کشا اصلی اس طلسم کا کون ہی ہمارے آقا صاحبقران زمان امیر عالیشان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان اس طلسم کو فتح کرینگے یہ ظالم اب جو بدتین چاہین ہمپر کرلین انشاء اللہ تعالے صبح شام مین اس بدبخت کا بدلا ان بیحیاؤن کو ملیگا ہمارا غنچۂ آرزو کھلیگا لاچین وغیرہ بھی قریب آگئے جب سبنے متفق اللفظ ایسی ہی باتین کین تب بران شمشیر زن کو کسی قدر صبر آیا اب احوال شاپور کا لکھا جاتا ہی کہ یہ صحبت مین میمون اختر شناس کی بیٹھا ہی عمدہ عمدہ غزلین گا رہا ہی سب اہل محفل کو لُبھا رہا ہی میمون بہت خوش ہو رہا ہی کہتا ہی کہ تمھارے آنے سے دربار مین بڑی رونق ہو جاتی ہی کہ ہوشیار جادو قید ایرج کی لیکر پہونچا ایرج کو تخت سے اُتارا اور جو کچھ کہ سحر العجائب و مصر الغرائب نے پیغام دیے تھے وہ سب بیان کرنے لگا کہ ارشاد ہوا ہی ای میمون اختر شناس تم ستارہ شناس ہو ملک اساس ہو مقدمے مین اس جوان کے جو مناسب جانو وہ کرو اور یہ تدبیر بھی واجب و لازم ہی کہ طلسم کشائے اصلی کا راستہ روکا جائے یہ خبر مشہور ہی کہ صاحبقران زمان اپنے لشکر سے چل چکے قلعۂ سواد نگار پر ہمر کے پڑے تھے اُس شہر کو فتح کیا اب سنتے ہین کہ قلعۂ ابلیس پرستان پر لڑائی ہو رہی ہی عنقریب رو در رفت دخواجہ عمرو سے خوب خوب عیاریان ہوئین اب دیکھیے کیا ہو یقین ہی وہان سے مہلت کرکے رو براہ اس طلسم پر آئینگے میمون نے کہا کل باتون کا انتظام کرلونگا سد باب کی بھی تدبیر کر رہا ہون کسی وقت مجھکو ان کار ضروری کی فکر سے غفلت نہین ہر وقت کتاب ہی دیکھا کرتا ہون اور کچھ احکام بھی مین نے نکالے ہین وہ خدمت مین شاہان طلسم کی بھیجونگا میری طرف سے آداب و تسلیمات عرض کرکے کہدینا کہ آپکو تکلیف نہ پڑیگی مین سب کچھ انتظام کرلونگا ہوشیار جادو تو چلا گیا میمون نے حکم دیا آج رات کو اس جوان کو قید رکھنا صبح کو قتل کیا جائیگا رات سے میدان خونی کی تیاری ہو سب کارگزار مصروف اہتمام ہوے شاپور نے کہا کیون ای میمون آج بڑی خوشی کا دن ہی رات بھر جلسہ آراستہ رہے صبح کو اس جوان کو قتل کرکے کباب لگائین دو کباب بادشاہ کے واسطے بھیجینگے جو ہمنے تمنے صلاح کی وہ پوری اُترنی بیشک اسکو قتل کرنے سے حمزہ ڈر جائیگا ادھر نہ آئیگا اب جلسہ آراستہ کرو سرداروں نے جو اسکے سنا کہ آج جلسہ ہوگا سب آ آکے جمع ہوے اپنے اپنے مقام پر بیٹھے سازندے بھی آئے ساز درست ہونے لگے شاپور بیچ مین آکے بیٹھے سازندون سے کہا ذرا خیال رہے ہمنوا اپنی دُھن مین ہین آج راگ و رنگ کا خوب سما بندھے سب اہل جلسہ کو خوش کرینگے

شاپور تڑپتا پھرتا ہی کہا میان میمون صاحب آج مین اپنا کمال دکھاتا ہون کنجی میخانے کی مجھکو دیجیے میمون نے فوراً کنجی دیدی شاپور میخانے مین پہونچا سب شراب مین بیہوشی ملائی آواز دی یارو آج خوشی کا دن ہی از خرد تا بزرگ سب آکے جمع ہوے چیلے اور قرابے بٹنے لگے شاپور باہر بتجواکر تین سو گلابیان لیکر محفل مین آیا کنٹر الماس نگار گلابیان عمدہ عمدہ اُسمین مئے ارغوانی بھری ہوئی تکھڑے اُنکے تمامی سے بندھے ہوے کشتیان کباب کی ساتھ ساقی بیچے مہ طلعت خوب صورت نیک سیرت اس سلیقے سے شراب کو لیکر محفل مین آیا میمون نے کہا دیکھو صاحبو کس سلیقے سے شراب لیکر آیا ہی اگر زاہد صد سالہ ہو اُسکی بھی رال ٹپک پڑے کیا سلیقے دار آدمی ہمکو ملا ہی مین بہت اس سے راضی ہون سردارون نے کہا حضور حقیقت مین یہ شخص ہمہ دان ہمہ گیر صاحب جادو توقیر ہر بات مین دخل رکھتا ہے سب سردار رطب اللسان تعریفین کین ہر ایک کا یہی قول تھا آج تو کیفیت ہوگی باہر جو شراب بہونچی تھی لشکر والے پینے لگے ایک کونے مین ایرج نوجوان بیٹھے ہین یاد مین ملکہ بران کی سرنگون غم سے کلیجہ خون لب پر نالے یہ اشعار حسرت زبان پر جاری نظم

داغ نکہت سے زبان گل ہنگئی منقار مین
آتش رخسار سے گرہین ہین زلف یار مین
جسطرح جاتا ہون انگلی اُٹھتی ہی بازار مین
صید عاشق ہون اشارہ نہین چلا آو نگاہین
تار قلقل کا بندھے تو آنسوون کے تار مین
عاشق بیمار کی جانب اُٹھے اُسکی نظر
صورت ناقوس بت چلا ئینگے کہسار مین
بال بکھر اکر وہ گردش دے رہے ہین آنکھ کو
ہے دلا تلوار کا ڈورا نظر کے تار مین

زار ہون عشق خط لبہاے شکر بار مین
حسن نے تیکھے لگائے ہین دہان یار مین
رہگیا تیر نظر ابرو سے سفاک کام
کھینچ نے صیاد تو مجھکو نظر کے تار مین
حسن سے دی ہیکبھی لیلی نے قیس زار کو
طاقت آتی ہو کہین اُس نرگس بیمار مین
شیخ دام سبحہ مین اپنے کرے مجھکو اسیر
پتلیان پھرتی ہین دیکھو عین زلف یار مین
جسطرح نکلا الہمان نبض رستے چلتے ہین

ہین وہ بلبل ہون جو جسکا گلشن تھا رین
چیونٹیان مجھکو گھسیٹینگی نفس کے تار مین
یون ہلال آسا ہوا ہین عشق مہ رخسار مین
تیغ کے ڈورے کا ٹانکا دے لب سوفار مین
کیا غضب ہی جب مین رودون تو رہین پانی
شربت دیدار ڈالا شربت دینار مین
ہونگے وحشی دیکھکر تجھکو حسینان جہان
دیکھے دہا گا ہرن ہیا پھانسے مجھے زنار مین
مار ڈالا جسکو دیکھا تو نے ادقتال خلق
ہی تیجا ئی صفیر اُس شوخ کی رفتار مین

شہزادہ ایرج نوجوان گریان و نالان یہ اشعار پڑھتے ہین اور روتے ہین شاپور نے گھنگھرو باندھے گت شروع کی شاپور کا یہ حال ہی کہ ناچ رہا ہی ناچتے ناچتے جام لبریز کیا ہاتھ پر رکھکر سر پر رکھا ٹھوکرین لگاتا ہوا چلا شعر مصنف تاچنے مین جو لیا یار نے ہنس کر توڑا ۔ اہل محفل نے کیا اُسے بچا زر توڑا ۔ سر جُھکا کر سامنے میمون کے آیا کہا ایسے بادشاہون کو سر سے شراب پلانا چاہیے میمون نے موتیون کا مالا گلے سے اُتار اگلے مین شاپور کے ڈالدیا جام لیکر پی گیا اب تو شاپور نے دورا باندھا ساقی بیچے بھی پلا رہے ہین بعض اپنے ہاتھ سے لیکر پیتے ہین ہر سمت سے صداے احسنت و آفرین بلند دل درد مند ہی سب کا قول ہی حقیقت مین اس جوان نے وہ جلسہ جمایا کہ کبھی ایسا جلسہ نہین ہوا تھا میمون نے دیکھا کہ رنگ محفل بگڑنے لگا کمیدان نے کہا رسالدار صاحب آپکی مونچھ پر کوا بیٹھا ہی رسالدار نے کہا واہ بھائی یہ دل لگی تمہاری مجھکو پسند نہ آئی کیا اس حرامزادے نے اڈا مقرر کیا ہی کمیدان نے کہا بیٹھے رہو مین پکڑے لیتا ہون یہ کہکے جھکے چپکے ہاتھ بڑھایا مونچھ پکڑکے ایک جھٹکا مارا رسالدار نے کہا یہ کیا حرکت ہی کہا دیکھیے کوا اُڑ گیا دُم میرے ہاتھ مین رہگئی مراد یہ کہ دونون بیہوش ہوے ایک صاحب کو عارضہ بادی کا تھا پالتھی مارے ہوے بیٹھے تماشہ دیکھ رہے تھے ایک صاحب نے جُھک کے دیکھا کہا کیون بھائی تمہاری گود مین کتین نے بچے دیے ہین اُنھون نے کہا کیا اس حرامزادی نے بھٹ مقرر کیا ہی اُنھون نے کہا بیٹھے رہو مین سزا دیتا ہون یہ کہکر

ایک لات ماری اُنھون نے ہاے کی کہا بھائی مار ڈالا دونون بیہوش ہوے اسطرح اہالیان جلسہ بیہوش ہوکے گر پڑے
ہین کوئی گھبراکے اُٹھا گاتا ہوا چلا لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہوا کنیزین صاحب شرم و حیا صورت و جمال مین یکتا نشے
مین شراب کے بدحواس گھبرا کے اُٹھین ساتھ والی سے کہا کہ لوا مجھے گرمی معلوم ہوتی ہی یہ کہکر پائجامہ اُتار کے پھینکر ننگی
ننگی دوڑی جاتی ہین پائجامہ کاندھے پر جوش مین نشے کے دوڑی جاتی ہین کوئی بہن کو پکارتی ہی ای بوا ظہور آج
للن کو دردزہ لگا ہی اُسکے یہان لڑکا ہوا چاہتا ہی تم بھی چلو وہ اُٹھکر دوڑی دونون بیہوش ہوئین یہ رنگ محفل
جو میمون نے دیکھا غصے مین کہا یارو میری محفل کو تم سب نے بازار بنایا ہی یہ کیسا اُدھم ہی کیون غل مچاتے ہو یہ کہکر
تیغہ پکڑ کے اُٹھا لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہوا شاپور قریب ایرج نوجوان آیا قدمون کو بوسہ دیا کہا ای شہریار اپنے غلام کو
پہچانا ایرج باغ باغ ہوگئے کہا ای شاپور مرحبا اب کیا منظور ہی کہا میمون کو سمجھاتا ہون اگر یہ مسلمان ہوا تو سب
کچھ بن پڑا ورنہ اُسکو مار ڈالونگا ایرج نے کہا ای یار وفادار و ای مونس و غمگسار کوئی تدبیر ایسی کرنا کہ سوختۂ آتش دوری
وافروختۂ نار مہجوری حامل رنج و محن ملکہ بران شمشیر زن کو خبر ہو جائے کہ ایرج نے رہائی پائی جب مجھکو لیکر ہوشیار
چلا تھا اُسکا عجب حال تھا اس عشق مین اُسنے جو رنج و ملال اُٹھائے کچھ اُسکی حد نہین ہی اب بھی کیا اُسکو جان دینے مین
کد نہین ہی مگر اُسکا کچھ اختیار نہین اول تو خیال کرو کہ اپنا ملک و مال چھوٹا قہار بن بہمن نے اسقدر ستایا کہ اپنی
جان کو عزیز نہ کیا اپنے کو آتش طلسم مین گرادیا جو اپنے دست نگر تھے اُنکے قبضے مین ہوئین اُنھون نے نئے نئے
طور کے صدمے پہونچائے کیونکہ یہ رنج و الم اُٹھ سکین یا تو صاحب اختیار تھین یا ایسی مجبور و لاچار ہوئین
شاپور نے کہا خدا اپنا فضل شریک کرے اور میمون دل سے تابعدار ہو جائے تو کیا عجب ہی کہ اُنکی بھی رہائی
ہو یہ کہکر شہزادۂ ایرج نوجوان کو قید آہن سے رہا کیا ایک دنگل زرین اُٹھا کے لے آیا اُسپر شہزادے کو
بٹھایا اب قریب میمون کے آیا اسکو زمین سے اُٹھایا زبان مین سوزن دیا ایک ستون سے باندھا فتیلۂ رفع بیہوشی
اسکی ناک مین دیا اسکو چھینک آئی اب جو میمون کی آنکھ کھلی ساری محفل کو بیہوش پایا ایرج نوجوان دنگل زرین
پر بیٹھے ہین اور ایک عیار طرار خنجر گذار نیمچہ پکڑے ہوے میرے قریب کھڑا ہی کہتا ہی ای میمون قدرت پروردگار
کو دیکھا مین نے تیری ساری محفل کو ایک دم مین بیہوش کر لیا میرے آقا نے منع کیا ورنہ ابتک مین تمکو قتل کر ڈالتا
اب تمکو مناسب یہ ہی کہ سامری و جمشید پر لعنت کرو ہمارے شہریار کی دل و جان سے اطاعت کرو معبود حقیقی
کو اپنا خدا جانو پیدا کرنے والے کو پہچانو فتاحی طلسم کی تدبیرین ہون تمکو امون کو قتل کرین ہمارے آقا فتاحی
طلسم کی تدبیرین مصروف ہون میمون نے دیکھا کہ زبان مین سوزن عیار نیمچہ بکف سر پر کھڑا ہی فقط نیمچہ
مارنے کی دیر ہی ذرا تو نے انکار کیا یہ تجھکو قتل کرکے نکل جائیگا اپنے آقا کو بھی اپنے ہمراہ لیجائیگا کوئی اسکا
کیا کر سکتا ہی جسطرح ممکن ہو اب اسوقت اپنی جان بچاؤ یہ بات سوچکر دست بستہ عرض کی ای مہتر والا گہر کیا کام
کیا حقیقت مین تمنے زمرۂ عیاران مین نام کیا جنکے تم فرزند ہو اُنھون نے بھی کبھی ایسی عیاری نہ کی ہوگی یہ سنکر
شاپور شیردل نے کہا لاحول ولا قوۃ اِلّا باللہ استغفر اللہ اُنکی کیا بات ہر ایک عیاری کرامات ہی اُنکے سامنے
اس عیاری کی کیا حقیقت ہی وہ جس دن اس حوالی مین تشریف لاوینگے اُس روز میان سحر العجائب
مصر الغرائب کو بھاگنے کا راستہ نہ ملیگا کوکب روشن ضمیر ایسے بادشاہ عالی جاہ کو ہمارے والد
ماجد نے زیر و زبر کر دیا ایسی ایسی آفتین برپا کین کہ اُنھون نے خوشی سے بران کی شادی میرے آقا
کے ساتھ کردی ورنہ کوکب ایسا آتشخو شعلہ مزاج نہین معلوم کیا آفتین برپا کرتا مگر ایسا پھنسا یا سواے اطاعت کے

کچھ نہ بن پڑا مین اپنی عیاری کو اُنسے مثال دون وہ قدرت پروردگار ہین عیار طرار خنجر گذار کون اُنسے مقابلہ کر سکتا ہی بس اب بہتر اسی مین ہی کہ اطاعت اختیار کرو ورنہ اپنے آقا کو لیکر نکل جاؤنگا جتنے بیہوش پڑے ہین سب کو قتل کر ڈالونگا اپنی جان کو غنیمت جانو مذہب حقیقی کو اختیار کرو ورنہ بہت پچتاؤگے میمون اپنے دل مین سوچ چکا ہی کہ ابتو اپنی جان بچاؤ پھر سمجھا جائیگا تیرے ہاتھ سے کیا یہ مکار بچیگا یہ دونون غیر ساحر ہین جسطرح جاہونگا دونون کو گرفتار کر لونگا یہ سوچ کے اسنے اشارہ کیا مین دل و جان سے اطاعت کرتا ہون شاپور نے زبان سے اسکی سوزن نکالا اسنے چھٹتے ہی ایرج کے قدمون کو بوسہ دیا گرد پھر اکمر سے عرض کی ای شہنشاہ جو مجھسے ہو سکیگا مین دل و جان سے حاضر ہون ایرج نے کہا بھئی شاپور سب کو ہوشیار کر دیمون نے باران سحر برسایا سب ہوشیار ہوے میمون نے اشارہ کر دیا کوئی کلام سرکشی نہ کرے ظاہر مین اطاعت کرو پھر مین سمجھ لونگا انکو تڑپا تڑپا کر مارونگا اسوقت یہی مناسب ہی جو سردار اُٹھا اُسنے قدمون کو شہزادے کے بوسہ دیا ساٹھ ہزار ساحران غدار ظاہر مین مطیع ہوے دل مین یہی خیال ہی کہ ایرج و شاپور کو پکڑ لینگے میمون نے عرض کی حضور تخت پر قدم رنجہ فرمائین ایرج نے کہا یہ ہمارا طریقہ نہین ہی تمھارا تاج و تخت تمکو مبارک ہو ہم تاج بخش ہین تاج گیر نہین ہین فقط آرزو ہے مذہب حقیقی ہی ہر وقت یہی پیروی ہی کہ کافران خرس طینت راہ ضلالت سے نکلین چشمۂ ہدایت پر پہونچین ایرج تو یہ باتین کر رہے ہین میمون کو تخت پر بٹھلایا میمون دل مین پیچ و تاب کر رہا ہی دمبدم سوچتا ہی اب بگڑ جاؤن یہ دونون میرا کیا کر سکینگے ایک پاش کے دانے مین دونون کو پکڑ لونگا شاپور اسکے تیور دیکھ رہا ہی دل سے کہتا ہی بڑا غضب ہوا اسکا تو اور ہی کچھ ارادہ ہی کیا تدبیر کرون ظاہر مین پشت ایرج پر مگس پرّانی کر رہا ہی باطن مین یہ فکر ہی کہ اگر یہ زبان ہلائے کچھ سرکشی کرے تو حلقہ ہاے کمند مارون اسکو تو گرفتار کر لون لیکن اس مجمع ساحران سے کیونکر نکلنا ہوگا سب ساحر ملکر گرفتار کر لینگے لیکن ایک جادوگر مشتاق جادو اُسکا نام ہی اُسنے کہا ای شہریار آپ نے اپنے کو کیون اس مصیبت مین ڈالا طلسم نور افشان ایسا مقام نہین ہی جسکو آپ تسخیر کر لین خیر جان بچگئی اسکو غنیمت جانیے اس خیال خام و تصور ناتمام سے درگذریے لوح طلسمی کہان ملیگی ایرج نے کہا ہم اپنے پیدا کرنے والے سے عرض کرینگے بزرگان دین تشریف لائینگے مقام لوح کا بتائینگے اُسنے کہا بزرگان دین کہان شیطان خواب مین آتا ہوگا وہی آپکو بہکاتا ہوگا یہ جو کلام اُس ساحر ملعون نے شہزادہ ایرج سے آنکھین ملاکر کہا ایرج کو غصہ آیا از لعین خلیلی کو پیچ و تاب ہوا پیشانی پر پسینہ آیا ہاتھ پانوٗن مین رعشہ پڑگیا چہرہ گلنار آنکھین اُبلی ہوئین سامنے تخت میمون کے ایک عصاے مرصع نگار رکھا ہی ایرج نے وہی عصا اُٹھا کر سر پر مشتاق جادو کے مارا وہ بخوف جان ہٹگیا وہ عصا ونگل پر پڑا عصا کے دو ٹکڑے ہوے شل گبتی کے اُسمین سے ایک پرچہ کاغذ کا گرا ایرج نے اُٹھا کر جو پڑھا اُسمین سے طرف سے بانیان طلسم کے مرقوم تھا اگر کوئی شخص قصد کرے کہ ہم طلسم نور افشان فتح کرین اسطرح فتح ہوگا کہ اول طلسم شوکت ملیگا اُسکو فتح کرے اور لوح اس طلسم کی پاس کامگار جادو کے ہی کامگار جادو دریاے کوہستان مین رہتا ہی اور جب اس مقام پر پہونچے تو یہ اسم ورد زبان کرے اور اُسکو بلائے جب وہ آئے اُس سے لوح طلب کرے وہ لوح دیگا اس لوح کو لیکر مرحلہ جات کو فتح کرے تب سرحد طلسم نور افشان مین پہونچیگا پھر اُسکے فتح کرنیکی صورتین طلسم کشا کو دریافت ہوجائینگی ؀

سنکے ایرج نے کہا او بد اعتقاد دیکھ خدا نے سامان پیدا کر دیا کبھی کسی نے نام طلسم شوکت کا سنا تھا سب یہی جانتے تھے کہ خالق طلسم نور افشان ہی ہی انسان کو لازم ہی کہ اسکی قدرت کاملہ کا قائل رہے دیکھ پردۂ غیب سے صورت پیدا ہو گئی یہ ظہور قدرت پروردگار دیکھکر میمون تخت سے آٹھا گرد پھر انثار ہوا کہنے لگا کہ آپ بیشک بندۂ خاص پروردگار عالم ہین اب آئینۂ دل سے زنگ کفر دور ہوا اب مجھے دل سے منظور ہوا کہ آپکی اطاعت کرون ابھی تو مین مکر سے مسلمان ہوا تھا مگر اب عہد واثق کرتا ہون کہ جان و مال سے دریغ نہ کرونگا بیشک وقت زوال دولت نمکحرامان آپہونچا جو جو شہنشاہ سابق کو ستائیگا وہ مارا جائیگا یہ کہکر آواز دی ای اہالیان شہر و ای افسران فوج مین نے دل و جان سے اس شیر کی اطاعت کی جسکو منظور ہو وہ آکے قدمبوسی کرے ورنہ میرے شہر سے نکلجائے نمکحرامون کا ساتھ دے مین تو اب دل سے اس شہریار کا ساتھ دونگا سب نے پکار کے جواب دیا ای میمون اختر شناس ہم تمھارے ساتھ ہین تیرا دامن ہی اور ہمارے ہاتھ ہین ہمین نمکحرامون سے کیا کام ہی ہر چند کہ آپکے کہنے سے یہی منظور تھا کہ شاہزادۂ ایرج نوجوان کو دھوکا دین لیکن اُنکے اخلاق اور محبت پر مجوب تھے اب صفائی ہوئی نوبت نقارے بجنے لگے قلعۂ میمون اختر شناس کے سب سردار و رعایا دل و جان سے مطیع اسلام ہوے ہر گلی کوچے مین یہی ذکر تھا کہ ہم سب شاہزادۂ ایرج کے غلام ہوے ہماری سبکی جان بخشی کی جب عیار نے اُنکے سب کو بیہوش کیا تھا اگر قتل کر ڈالتے تو ہمارا کیا بس چل سکتا تھا مگر بڑے جلیل ہین یہ کسی کا مٹنا اور برباد ہونا نہین چاہتے ہین جب تو ہزار ہا ملک انکے بزرگون کے تحت حکومت مین ہین یہان میمون اختر شناس دربار مین دل و جان سے معروف خدمتگزاری ہی یہی کہ رہا ہی کہ جو ارشاد ہو اُسے بسر و چشم بجالاؤن دریاے کوہستان پر چلیے ایرج نے آہ کی فراق مین برّان کے اپنی حالت تباہ کی رو رو کے فرمایا ای میمون اختر شناس اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

در آتش آشیانے از خس و خاشاک میخواہم	نمیگردد تسلی دلم از نامہ و پیغام	ز سوز سینۂ دل آہ آتشناک میخواہم
ز درمان اطبا رفع درد من نمی گیرد	خمار آلودۂ دردم ز آب تاک میخواہم	گریبانے صبوری ہمچو گل صد چاک میخواہم
جوابر نو بہاران دیدۂ نمناک میخواہم	نمی یابد دلم تسکین ز آہ و نالہ ای مخفی	نمی روید گیاہ خرمی در باغ امیدم
		چو گل جیب و گریبان فغان صد چاک میخواہم

مین کیا کہون جو میری کیفیت ہی ای میمون انصاف کرو اول تو یہ کہ ہم مرد ہین ہنس بول کے دن کٹ جاتا ہی مگر یہ تو کہو کہ قید مین برّان شمشیر زن و کوکب روشن ضمیر و ناہید مرصع پوش پر کیا گذرتی ہوگی دوسرا غضب یہ ہوا کہ شہنشاہ لاچین و ملکہ بلقیس ثانی وغیرہ آکے آپسے طلسم مین قید ہوے اول تو کوئی ایسی صورت نکالو کہ یہ سب قید سے رہا ہو جائین کہ مین بہ اطمینان فتاحی طلسم مین معروف ہو جاؤن میمون اختر شناس نے کہا غلام ابھی عرض کرتا ہی ان سب کو بلوائے لیتا ہی فتاحی طلسم شوکت مین سب آپ کے شریک ہونگے اگرچہ کوکب نے سحر سے توبہ کی مگر بادشاہ سابق طلسم ہی سب جگہ کے حال بخوبی جانتے ہونگے اُنکے ساتھ ہونے سے بڑا نفع ہوگا جا بجا کے راز و نیاز بتائینگے ایرج نے کہا ای میمون اگر تمنے یہ کام کیا تو مین تمھارا بڑا ممنون و مشکور ہونگا میمون اختر شناس نے کہا آپ پریشان نہون دیکھیے مین نے نامہ لکھکر آپکو بلوالیا اب ان قیدیون کے واسطے بھی ایک نامہ لکھتا ہون ابھی میرے مسلمان ہونے سے کوئی آگاہ نہین یہ کہکر بنام سحر العجائب و مصر الغرائب ایک عرضی لکھی مضمون اُس عرضی کا یہ تھا کہ ای شاہان طلسم نور افشان مین نے ایرج نوجوان کو بلایا تھا ارادہ ہوا کہ قتل کرون لیکن کتاب نے منع کیا اور یہ بھی عرض کرتا ہون کہ مین وہ کام کرونگا جسکا نفع بہت جلد آپکو معلوم ہو جائیگا

آپکو مناسب یہ ہی کہ بران وکوکب و ناہید ولاچین وبلقیس مع اُنکے ساتھ والون کے سب کو بطور گنہگاران
یہان بھیجدیجیے جیسا مناسب ہوگا مین اُنکے مقدمے مین عرض کر دونگا نامہ دیکھتے ہی ان سب کو خدمت مین بادولت
کی روانہ کردیجیے ورنہ باعث خرابی ہی طلسم کشا بھی آپ نے کو ہی یہ نامہ لکھکر ایک ساحر کو دیا کہ اسے پاس شاہان
طلسم کے پہونچادے مگر قیدیون کو اپنے ساتھ لیکر آنا قمقام جادو نامہ لیکر طرف طلسم نور افشان کے
روانہ ہوا جب مقام علامت طلسم پر پہونچا دیکھا خندق مین آگ جل رہی ہی ایک طاؤس سر قلعہ پر آواز ہیہات
دیتا ہی اُسکی منقار سے چنگاریان گرتی ہین وہی چنگاریان آتش خندق کو زور دے رہی ہین قمقام نے
پکارکے آواز دی ای طاؤس جادو شاہان طلسم سے عرض کرو کہ آپکا غلام حاضر ہی امیدوار باریابی ہی
طاؤس جادو اپنے مقام سے صدائے ہیہات دیتا ہوا اُڑا جاکے سحر العجائب و مصر الغرائب
سے دست بستہ عرض کی قلعۂ میمون اخترشناس سے ایک نامہ دار آیا ہی یہ سنکر ان دونون نے
حکم دیا فوراً بلالو طاؤس جادو اُڑا اپنے مقام پر فوراً آیا آتے ہی سر قلعہ پر ایک چیخ ماری شعلہ ہای
آتش سرد ہوے پھاٹک خود بخود کھل گیا رعایای آلکہ ورفت ہی قمقام نے جو دیکھا کہ پھاٹک کھل گیا اندر
داخل ہوا دیکھا شہر آباد بارونق پاکیزہ عیش وعشرت کے سامان دکانین رنگی ہوئی ہین جابجا آئینہ بندی سب
دکاندار دکانون پر مرفع حال نہ رنج نہ ملال قمقام کو سب نے دیکھا سب سے صاحب سلامت کرتا ہوا
دربارگاہ پر آیا دیکھا ہزارون رئیسون امیرون کی سواریون کے گھوڑے پالکیان فنسین ہاتھی نالکی وغیرہ
ساحرون کی سواری کے اژدرہاے آتش فشان وببران صحرائی وکرگدن مست وغیرہ جابجا ٹہل رہے
ہین پردۂ زنبوری کھنچا ہوا درگہ سالار دنگل شوکت پر بصد نخوت بیٹھا ہی قمقام آگے بڑھا جھک کر درگہ سالار
کو سلام کیا اندر داخل ہونے کے لیے عرض کرنے لگا اُسنے جاکے دونون شاہون سے عرض کی دونون نے
حکم دیا بلالو اُسے کیون روکا ہی ہمارے مہربان کا نامہ دار ہی قمقام اندر آیا دیکھا دونون بھائی تخت پر
بصد غرور تاج جواہرنگار سرون پر اسباب سحر سامنے رکھا ہوا ہی کہ نامہ دار سامنے آیا پایۂ تخت کو بوسہ
دیا نامہ ہاتھ پر رکھکر پیش کیا میرمنشی نے نامہ پڑھکر سنایا مضمون نامہ سے آگاہ ہوکر دونون کو سناٹا آگیا کہا
یہ کیا بات کہ ایرج کا کچھ حال نہین لکھا نہ قتل کرنے کا کیا باعث قمقام نے کہا حضور قتل کا ارادہ کیا تھا مگر
جب کتاب دیکھی اُسمین کچھ ایسا احکام نکلا کہ چپ ہوگئے قتل معطل رہا راز ونیاز مین آپکو تحریر کرینگے ہمارے
مالک تو اسقدر پیروی کر رہے ہین آٹھ پہر اُنکو یہی خیال ہی کہ جسطرح بن پڑے ان بلاؤن کو ٹالین بجبر
اپنا مطلب نکالین ایرج کو ایسے ساحر کے سپرد کیا ہی کہ آب ودانہ تک وہ نہ دے کلمات سخت کہتا رہے
ہر نوع ایسی تدبیر سوچی ہی کہ تڑپ تڑپ کے جان دے قتل کرنے مین خرابی ہی اسطرح قمقام جادو
نے سامنے ان دونون شاہون کے بیان کیا ان دونون نے حکم دیا قیدیان بلا مطلوبہ میمون کو جلد
لاؤ میان قمقام تم ان قیدیون کو لیجاؤ گے کہ ہم اور بھی ساحران زبردست ہمراہ کردین قمقام نے کہا
مین ان سب کو بہ کیفیت پہونچا دونگا اس ہفتے مین آپکو خبر ملیگی کہ سب قیدی تڑپ کر مر گئے انکا زندہ رہنا بہتر
نہین ہی مگر کیا کرون کہ قاعدۂ قدیم کے خلاف ہی جو میعاد مقرر ہی اُسکے اندر قتل نہین کرسکتے سحر العجائب
ومصر الغرائب طرف وزیر کے متوجہ ہوے سماک جادو کہ کرسی وزارت پر متمکن ہی کہا ای سماک
تم جاؤ ان قیدیون کو جلد لاؤ سماک جادو اُٹھا کہ جاکے قیدیون کو لاوے کہ ایک برق چمکی ایک ساحر کو دیکھا

دوڑا ہوا آیا مگر بدحواس پسینے پسینے زمین پر قایم ہوا شاہون کو سلام کیا کہا حضور غلام کو آپنے پہچانا دونون نے کہا ہم
نہین آگاہ ہوئے کہ تم کون ہو کہا کہ حضور اشہب جادو میرا نام ہی قلعہ میمون اختر شناس مین رہتا ہون مگر خیرخواہ
دولت نمکحلال ہمیشہ مذہب سامری وجمشید کے طالب رہے ہمارے بزرگون کے واسطے یہ فخر حاصل تھا جس شو اسکے
مین جاتے تھے دو بوریان دو کھوریان دو لڈو موتی چور کے سرکار سامری سے ملتے تھے بڑے بڑے پوجا کرنے والے
اسنے پوچھنے آتے تھے ہم لوگون نے کبھی ملازمت نہین کی گھر مین بیٹھکے عیش کیا سرکار سے تنخواہین مقرر ہوئین سرکار
سامری وجمشید سے حکم عام ملا تھا جہان جائین بیٹھکے پوجا پاٹ کرین مگر غضب ہوگیا میمون اختر شناس مسلمان ہو
ایرج نوجوان کی اطاعت کی سارے شہر مین منادی ہوگئی کہین گھنٹ وناقوس نہ بجے جو کچھ کیجیے گا سمجھ بوجھ
کے قیدیون کو وہان نہ روانہ فرمائیے ورنہ وہ سب کو چھوڑ دیگا منقول جادو کا چہرہ زرد ہوگیا سحر العجائب
ومصر الغرائب طرف منقول جادو کے متوجہ ہوئے کہا کیون ای منقول جادو یہ کیا معرکہ ہی حقیقت مین
قلعہ میمون اختر شناس اسلام آباد ہوا گھنٹ وناقوس کی بھی ممانعت ہوگئی منقول جادو نے کہا حضور مجکو
نہین معلوم جو شاہ نے مجکو نامہ دیا مین لیکر خدمت مین حاضر ہوا مین نیت سے اُنکی آگاہ نہین نہین معلوم کیا معرکہ
گذرا مین نے ایرج نوجوان کو بھی نہین دیکھا اشہب نے کہا کہ او بیحیا اب کیون چھپاتا ہی شہر کے سنگریزے تک
واقف ہو چکے کہ شہر اسلام آباد ہوا منقول جادو اپنی ہی کہے گیا کہ مین نہین جانتا مجھے تو گھر سے بلا کے نامہ دیا
لاچار لایا مین ان باتون سے بالکل واقف نہین آیندہ حضور کو اختیار ہی دونون نے غصے مین حکم دیا کہ اس بیحیا
منقول جادو کا سر کاٹ لو لوگ اُٹھے اب منقول گھبرایا تیغہ اسنے بھی کھینچا پکارکے آواز دی کہ ای شاہان
طلسم نور افشان مین سراسر بیخطا ہون اس دراندازے کے کہنے سے بیوجہ آپ درہم وبرہم ہوے سحر العجائب
نے منع کیا اور حکم دیا کہ اسکو بیجاکے قید کرو ابھی قتل نہو جب ہم پھر حکم دینگے سمجھا جائیگا دو چار آدمیون نے آکے
منقول کو پکڑ لیا یہ تو بیچارہ قید ہوا اشہب کو عہدہ معقول ملا ہوشیار جادو کو حکم ہوا کہ تم اپنے بھائی سود اِر
کو بھی ساتھ لو جاکر مفصل خبر لاؤ دونون جادوگر واسطے خبر کے روانہ ہوئے یہان ایرج نوجوان دربار مین میمون
کے دنگل شوکت پر بیٹھے ہین میمون اختر شناس مصروف خدمتگزاری جب کئی روز اسی طور پر گذرے تو
ایرج نوجوان نے کہا کہ ای میمون یہ کیا معرکہ ہی ابتک کچھ خبر نہین آئی میمون اختر شناس نے فوراً پانسے
لگائے کہ جسمین تعریف سامری وجمشید کی مرقوم تھی اُنکو دیکھکر سر ہلایا کہا حضور منقول جادو میرے نامہ بر
پر افتاد پڑی کوئی ساحر اس قلعے کا وقت پر پہونچ گیا اُسنے میرا اور آپ کا سب حال کہدیا اب اُسکا آنا کیسا
قیدیون کا بھی آنا ناممکن بلکہ وہ بھی قیدیون مین شامل ہوگیا یہ سُنکر ایرج نوجوان نے کہا ای میمون اب ہمارا
خالی بیٹھے رہنا سراسر حماقت ہی شاپور نے کہا کہ مین خبر منگواتا ہون دو ساحر الگ الگ بلائے اُنکے کان
مین شاپور نے کچھ پوشیدہ کہا اور یہ کہا کہ تم جاکے مفصل خبر لاؤ کہ حقیقت مین کیا معرکہ گذرا دونون ساحر فوراً
روانہ ہوئے کہ انکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا یہان دربار مین صلاحین ہو رہی ہین کہ دریاے کوہستان پر چلکے
لوح طلسم شوکت لین طلسم شوکت کی فتاحی مین مصروف ہون مگر میمون اختر شناس بیٹھا ہوا افسوس
کر رہا ہی کہتا ہی ای شہریار مقام افسوس ہی کہ میرا حال بہت جلد کھلگیا ورنہ ان دونون نمکحرامون کو بطور
دعوت بلاتا آپ کے ہاتھ سے قتل کراتا کوکب و بہران وناہید ولاچین وبلقیس ثانی وغیرہ بھی رہائی پاجاتے
پھر طلسم کے فتح کرنے کی ضرورت نہوتی ایرج نوجوان نے فرمایا کہ ای میمون تم نہ گھبراؤ انشاء اللہ اٹھکر کے

رہا کرینگے اب یہ انتظار ہی کہ ہرکارے پلٹکر آلین تو طرف دریاے کوہستان کے آپکو لیجاؤن مگر اب یہان سے داستان گل گلزار صاحبقرانی نور حدیقۂ لشکر اسلام شہزادۂ نور الدہر والاقدام لکھنا منظور ہی ایک دن یہ اپنے دربار مین جلوہ فرما ہین سب سردار انکے یعنے طہماس بن عنقویل دیو پرور و سروران ماہ منظر و در ارج دُر در گوش وزر ہارب خان و بیجن خان و کیوان انجم سپاہ و سُہیل ستارہ چشم وغیرہ حاضر خدمت ہین شہرنگ عیار بھی انکا موجود ہی کسی شخص نے آکے کہا کہ دودۂ زنگی نے طبل جنگ کا ارادہ کیا تھا مگر شاہزادۂ قمہور دیو پرور نے ایک نامہ لکھا ہی کہ ای دودۂ زنگی ہم قلعۂ آہن جھمار پر مصروف جنگ ہین ہمارا انتظار کرنا ایک ہفتے کے بعد ہم آئینگے اسوجہ سے لڑائی موقوف رہی نور الدہر نے فرمایا آج کل ہمارے لشکر پر عجب طرح کا انتشار ہی جتنے عالی تبار براے فتح طلسم نور افشان گئے ہین ایرج نوجوان گئے قاسم بھی تشریف لیگئے کچھ احوال نہ معلوم ہوا شہرنگ نے عرض کی مین سب کا حال دریافت کرکے عرض کرونگا کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی ایک تاجر آیا ہی امیدوار باریابی ہی نور الدہر نے کہا بلا لو دردولت سے ایک تاجر خلیل آیا اُسنے کچھ خود کچھ زرہین کچھ نیزے کچھ تیر کچھ خنجر عمدہ و نایاب و قفرلیان وغیرہ پیش کین نور الدہر نے وہ سب چیزین خریدین قیمت معقول دی وہ تاجر دعائین دینے لگا عرض کی غلام بہت بیقرار تھا کہ مین دور دور گیا مگر یہ مال نہ بکا حضور نے بڑی پرورش فرمائی اب گھر جاؤنگا نور الدہر نے فرمایا تمھارا وطن کس مقام پر ہی اُسنے کہا حضور مین قلعۂ میمون اختر شناس کا رہنے والا ہون کہ وہ قلعہ متعلق طلسم نور افشان ہی یہ سنکر نور الدہر نے پوچھا یہ قلعہ کیسا ہی تاجر نے کہا حضور ہمیشہ ویران رہا مگر اب قلعے مین بڑی رونق ہی قلعہ سب اسلام آباد ہوا اشتالپور رشیر دل نے جاکے بڑی دھوم سے عیاری کی میمون اختر شناس کو مطیع اسلام کیا ایرج نوجوان کو قید خانے سے بلوا لیا اب نہایت لطف سے کٹ رہی جاری ہی عنبر ساحر لنگ ہو رہے ہین ایرج نوجوان کا قصد ہی کہ جاکے طلسم شوکت کو فتح کرین اُسکو فتح کرکے طرف طلسم نور افشان کے جائین غرض یہ تمام خبرین لفظاً لفظاً ایرج نوجوان و طلسم نور افشان کی سامنے نور الدہر کے بیان کین نور الدہر نے تاجر کا مال خریدکے اُسے تو رخصت کیا شہرنگ بن عمرو کو تنہائی مین بلایا فرمایا ای برادر تمنے یہ سب کیفیت اُس تاجزادے کی سنی اسمین کوئی فرق نہین کہ اگر اُسکو چند ساحر بھی ممکن ہوگئے تو وہ ضرور طلسم پر جانے کا قصد کریگا یہ بھی ظاہر ہی کہ خواجہ عمرو نے سب مکر و فریب اُسکو تعلیم کیے وہ کیا کسی بات مین بند ہی نہایت خود پسند ہی اب چلنا ضرور ہی اسوقت کی خبر سے دل ناصبور ہی آج شب کو ہمارا مرکب پر یوش تیار رہے ہم طرف طلسم شوکت کے جائینگے شہرنگ نے عرض کی مرکب و غلام تیار رہیگا وہ پہر رات گئے نور الدہر فرش خواب سے اُٹھے باہر آئے دیکھا شہرنگ مرکب کی باگ پکڑے ہوے کھڑا ہی نور الدہر نے کہا ای شہرنگ تم ہمارے ساتھ چلنے کا قصد نہ کرو اس سفر مین ہمپر بڑی جفا ہی جو ہمپر گذریگی اُسے جھیلینگے اپنی جان پر کھیلینگے شہرنگ نے دست بستہ عرض کی آقا یہ نہ ارشاد فرمائیے کہین ممکن ہی کہ ہمزاد ساتھ نہو اگر کسی مقام پر کوئی ضرورت ہو تو مرکب کون سنبھالے کفش بردار کا ساتھ ہونا ضرور ہی ہرچند نور الدہر نے چاہا کہ شہرنگ کو ساتھ نہ لون مگر شہرنگ نے اپنے گلے پر خنجر رکھلیا کہ غلام قدمون پر سر کاٹ کے ڈالدیگا حق نمک سے ادا ہو جائیگا نور الدہر مجبور ہوے شہرنگ نے رکاب پر ہاتھ رکھا اب شہزادہ نور الدہر طرف قلعۂ میمون اختر شناس کے چلے جسطرف مزاج مین آیا اُسی طرف گھوڑے کو بڑھا دیا مگر صحراے ہول خیز وحشت انگیز دل مین یہی خیال ہی اپنے کو

قریب طلسم شوکت پہونچا مین تیسرا دن ہی ابھی جوش و خروش مین جاتا ہی کہ کان مین توپ کی آواز آئی شاہزادے
نے فرمایا ای نیرنگ کوئی قلعہ زیر رہا ہی یہ کہکر اُسی طرف باگ کو موڑا اُسی آواز کی طرف چلے گلستان سے
نکل کے دیکھا ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ ایک بادشاہ بہر زمین گیر فریاد کر رہا ہی دامنۂ قلعے مین ایک پہلوان
دیو خصال عفریت مثال گینڈے پر سوار پچاس ہزار سوار پشت پر بلغار آتا ہی قلعے کی توپ بند ہو چکی پہلوان برابر خندق
کے پہونچ چکا گرز ہاتھ مین چاہتا ہی پھاٹک توڑ دون اندر قلعے کے پہونچون نورالدہر نے نعرہ کیا او مغرور آگے نہ بڑھنا
ورنہ تیری فوج کو تباہ کر دونگا اُس پہلوان نے پلٹکر دیکھا آواز دی او جوان کیون شامت آئی ہی اس قلعے کا نام
قلعۂ ابرق ہی مفتون تاجدار یعنے شاہ اس قلعے کا خراجگزار سحر العجائب و مصر الغرائب شاہان طلسم نور افشان ہی
مین بھی انکا خراجگزار و تابعدار ہون کوہ آہن ربا پر میرا قبضہ ہی میرے نام نامہ آیا کہ مفتون کو جاکر سزا دینا اور
خراج لیکر جلد روانہ کرنا مابدولت نے اسکو بہت سمجھایا اسنے نہ مانا اب بلغر کر چکا ہون بہت سے ملازم میرے
مارے گئے اب ایک ذی حیات کو زندہ نہ چھوڑونگا انکے قتل سے منھ نہ موڑونگا ای شخص تو کون ہی کہ بلا وجہ
اپنی جان دیتا ہی کیون اپنا خون اپنی گردن پر لیتا ہی نورالدہر نے نعرہ کیا نعرۂ نورالدہر ہا ہے اوج رفعت
شاہسوار عرصۂ مردمی ✽ کہ شاہانش جہان گیر و فلک گیتی ستان خوانده ✽ پناہ لشکر اسلام نورالدہر کہ بمیش ✽ عدو
در رزمگاہش صد ہزاران الامان خوانده ✽ منم نورالدہر بن بدیع الزمان نبیرۂ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر عالیشان
حمزۂ صاحبقران یہ پہلوان کہ نام اسکا بہران فیلدر ہی یہ نام سنکر بہت ہنسا کہا ای جوان یہ قدرت خداوند
ساحری و جمشید ہی کہ تجھکو گھیر کے ادھر کھینچا تمھارا عزیز کامل ایرج نوجوان قلعۂ میمون اختر شناس پر قبضہ کرکے
بیٹھا ہی وہ نامہ بھی مابدولت ہی کے نام پر آیا تھا کہ جاکے میمون اختر شناس کو سزا دینا اور ایرج کو قید کرکے
ہمارے پاس روانہ کر دینا سب فوج کو آراستہ کیا تھا کہ پھر حکم آیا کہ ای بہران تم طرف قلعۂ ابرق کے جاؤ
مفتون سے خراج لو میمون بڑا زبردست ساحر ہی وہان کسی ساحر کو روانہ کر دینگے کہ وہ اسکو سزا دے مابدولت
اسطرف چلے آئے مگر مشتاق تھا کہ کسی مسلمان سے مقابلہ پڑے کہ تو اب مین شریک ہو تا وہ سعادت مجھے یہان نصیب
ہوئی تمھاری موت قریب ہوئی یہ کہکر گینڈا بڑھا کے سامنے شہزادۂ نورالدہر کے آیا آپس مین نیزہ چلنے لگا چند ساعت
مین نورالدہر نے نیزہ اسکا ہوائی کیا بہران فیلدر نے تلوار کھینچی نورالدہر نے قبضے پر ہاتھ ڈالا اُسنے تلوار کا
وار کیا شہزادے نے بارہ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر پھینکدی بہران نے گریبان مین شاہزادے کے
ہاتھ ڈالدیا دونون گھوڑے دگر گدن سے کود کے کشتی ہونے لگی استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی کہ اُسی دن بہران
کو نورالدہر نے زیر کیا بہران و مفتون دونون مع فوج و اہالیان شہر کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوے نورالدہر
بفتح و فیروزی داخل قلعۂ ابرق ہوے صحبت عیش آراستہ ہوئی بہران عاشق جمال نورالدہر ہوا ہی بدل و جان
مصروف خدمتگزاری نورالدہر نے فرمایا ای بہران ہمارا قصد ہی کہ طلسم نور افشان کو فتح کرین ہمنے سُنا ہی کہ جب طلسم
شوکت فتح ہو تب حوالی طلسم نور افشان مین رسائی ہو طلسم وسیع ہی مفتون نے عرض کی غلام نے اپنے
بزرگون سے سُنا ہی کہ دریاے کوہستان مین لوح طلسم شوکت ہی دریاے کوہستان میری عملداری مین ہی طلسم اعظم
اگر آپ قصد کرین تو مین بطور رہبری ساتھ ہون نورالدہر نے فرمایا جلد تیاری کرو ہم دریاے کوہستان پر چلینگے مفتون
نے کہا حضور لشکر تو اُس مقام پر نہین جاسکتا صرف مین ساتھ چلونگا نورالدہر نے بہران کو اُسی مقام پر چھوڑا نہیم
بن عمرو و مفتون تاجدار کو ہمراہ لیکر طرف کوہستان کے روانہ ہوے جب سرحد کوہستان مین پہونچے دیکھے

حقیقت یہان اسقدر پہاڑ قریب قریب واقع ہین کہ دو سوار نہین گذر سکتے مفتون یکہ و تنہا پیدل چلا اور شیرنگ
رکاب سے لپٹا ہوا چند کوہ طے کیے تھے کہ دیکھا ایک جانب دریاے قہار موج مار رہا ہی آب صاف وشفاف کہ آب گوہر
اسکے سامنے پانی بھرے ہر موج جو اسکے لبون سے ہمدوشان یا گرداب محیط بلا کنارہ کنارہ عاجز موجون مین عجیب
... نایاب مثل ... محبوب جہانتک نگاہ کام کرتی ہی وہی آب نایاب موج مار رہا ہی نورالدہر نے جو
دریا دیکھا حقیقت ... بہاکر بے تکلف سے روان ہین مفتون سے فرمایا ای مفتون کیا یہ دریا مین
پھر ان مچھلیان یا نہنگان دریا ہا ہستی لوح ظاہر کرینگے کیا ہی حال کیونکر کھلے مفتون نے عرض کی ای شہریار نامدار
مین نے اپنے بزرگون سے سنا ہی کہ کامگار اسی دریا مین رہتا ہی حضور فرزند صاحبقران صاحب اقبال افسر لشکر جاہ و
جلال مین آپ آواز دیجئے کہ ای کامگار طلسم نورافشان قبضے مین سحر العجائب ومصر الغرائب کے آیا ہم حکم سے
انھین دونون شاہون کی آئے ہین لوح طلسمی ہمکو دو تمہارا عہدہ قدیم قائم رہیگا یقین تو یہی ہی کہ وہ لوح لیکر آئے اور
پیش کش کرے آپ سے عہد لے کہ بعد فتح طلسم شوکت لوح واپس ملے آپ اس سے اقرار کیجیے مین چھپتا ہون مجھے
وہ نہ دیکھے نورالدہر موافق تعلیم مفتون کنارے دریا کے کھڑے ہوے پکار کے آواز دی ای کامگار جادو ساز
نور شیخو لوح لیکر جلد آؤ ہمکو شاہان طلسم نورافشان نے بھیجا ہی یہ جو نورالدہر نے کہا دریا مین ایک تہلکہ پیدا ہوا موج
آب نے سر کھینچا موجون نے سر ٹکرائے ہین گرداب محیط آشفتہ ہزارہا مچھلیان ... کنارے دریا کے آکر جمع ہوئین شاہزادے
کو بہ نگاہ حسرت دیکھ رہی تھین انکے تیور سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ شہزادے پر جا پڑینگی اگر منہ نکالے بیٹھی رہین ...
... اشتیاق سر نکالے ہوے دیکھ رہے ہین اگر بال گھڑی گھڑی آتے ہین غوطہ مارکے غائب ہوتے ہین جسے
... ہوتا ہی کہ آمد کامگار کی خبر سناتے ہین معلوم ہوتا ہی بول نہین سکتے ہین چہرہ طلسم کشا کو حسرت سے تکتے ہین
یکایک ایک روشنی دریا مین پیدا ہوئی یہ واضح رہے کہ جس مقام پر شہزادہ نورالدہر کھڑے ہین وہان ایک تختہ سنگ
... بہت بھاری ... سنگ کی آڑ مین چھپا ہوا یہ معرکہ دیکھ رہا ہی جب روشنی ظاہر ہوئی ایک
کلان نے دریا سے سر نکالا استادی کرتی ہوئی آتی ہی ساحل کی جو پائست پر اسکی ایک ساحر لعبوت عجیب
غریب نہایت مہیب جسم مثل برق کے چمک رہا ہی ایک ماہی خود ہاتھ مین تیور پر بل پڑے ہوے پکار کے
آواز دی کسنے مجکو بلایا نورالدہر نے کہا ای کامگار مین تمہارے پاس آیا ہون لوح طلسم شوکت کی
خواہش رکھتا ہون کامگار نے ایک قہقہہ مارا آواز دی باش او بنیر حمزہ مجکو دھوکا دیتا ہی مفتون تجکو
یہان تک لایا ہی وہ باغی کہان ہی میری نظرون سے پنہان ہی نورالدہر نے کہا ای کامگار یہ تمہارا خیال خام
و تصور ناتمام ہی شاہان طلسم کو یہ منظور ہوا کہ طلسم شوکت فتح ہو اگر اسکے خلاف کروگے تو انکا برا انجام
ہوگا اگر تم لوح مجکو دوگے تمہارا احسان ہوگا غصہ کیون کرتے ہو اگر خلاف سمجھو لوح نہ دو ہم سمجھ لینگے دربار
مین منگا لینگے تمکو ناحق کا انتشار ہی یہی شاہون سے اقرار ہی کہ طلسم شوکت فتح کرکے لوح تم ہی کو واپس دینگے
اگر تم ہمارے حکم کے خلاف کیا بہت پچتاؤگے اس عہدے سے معذور ہوگے بلا وجہ مغرور ہو یہ سنکے کامگار نے
بجلی سی کڑکے آواز دی خبردار اب کہان جائیگا نورالدہر نے قبضے پر ہاتھ ڈالا تیغ خارا شگاف سلیمانی
کھینچ لیا ... کامگار نے یا ساحری کہکر کچھ اشارہ کیا تیغہ ہاتھ سے شہزادے کے چھوٹ کے گرا
... ہاتھ پاؤن شہزادے کے بیکار ہوے کامگار نے کمر مین پنجہ دیا قصد ہوا دریا مین جا پڑون شیرنگ نے دیکھا
غضب ہوا جھٹکر حلقہ ہاے کمند مارے دو حلقے گردن مین کامگار کی پڑے اسنے جھٹکا مارا کامگار نے چاہا

تڑپکر نکلوں شبرنگ نے بہ تعجیل تمام حباب مارا کہ کامگار زبان نہ ہلا سکا گھبرا کے گرا مچھلیان دریامین سر پٹکنے لگین نہنگ
غل مچاتے تھے دریامین تلاطم تھا مگر گھبرایا کے ہوش گم جب کامگار گرا شبرنگ نے گلے پر اسکے ہاتھ ڈالا جسم جو کامگار
کا مثل برق چمک رہا تھا یہ باعث تھا کہ گلے مین لوح پڑی تھی شبرنگ نے چاہا اُتارون دیکھا لوح پر ہاتھ نہین
پڑتا تب اسنے خنجر مارا جب کامگار مرا مچھلیان جل گئین نہنگ سر ٹکرا کر مرے نورالدہر اُٹھے دیکھا کہ ایک ساحر
سیہ فام بد انجام مرا پڑا ہی گلے مین اُسکے لوح طلسمی پڑی ہی شبرنگ نے کہا آپ طلسم کشا ہین میرا ہاتھ نہین پڑتا لوح
جلدی اُتار لیجیے نورالدہر نے بسم اللہ کہکر پڑھکے لوح اُتار لی لوح نورالدہر کے ہاتھ مین آئی دریامین تلاطم ہوا
موجون نے ساحل سے سر ٹکرایا حبابون کی آنکھین کور ہوئین چار مچھلیان دریا سے سر پیٹتی باہر آئین لاش سے
کامگار کی لپٹ گئین اسطرح روتی تھین کہ دل سنگ آب ہو سننے والا بیتاب ہو لاش لیکر آئین مقتون بھی ایک
گوشے سے نکل آیا تھا پہاڑ بڑے بڑے گرے مچھلیون نے آواز دی ای مقتون غضب کیا تو ہی نے طلسم کشا کو یہانتک
پہونچایا دیکھ ہم تیرا کیا حال کرتے ہین طلسم شوکت ایسا مقام نہین ہی کہ یہ جوان شکست کرسے ہاہو کی صدا بلند ہی
مردان آبی غل مچاتے تھے ای جوان لوح نہ لیجا کامگار کا بھائی موجود ہی وہ تجھسے سمجھ لیگا آفتین برپا کریگا کیا کوئی
بات اُٹھا رکھیگا نورالدہر نے کچھ جواب نہ دیا وہ دریا جوش مار کر خشک ہوا دیکھا ہزارون مچھلیان مری پڑی ہین
مقتول شخصے نہنگ تو نہنگ تھے سر ٹکرا کے مرے اک اندھیرا چھا گیا ہوا سے تند و تیز چلنے لگی آسمان سے آواز
آئی کشتی مرا نام من کامگار جادو وہو دیر غل مچاتے ہوے سر و نکو اپنے ٹکراتے ہوے نکل گئے اب نورالدہر
نے دیکھا دریا تو غائب اک قلعہ بلند مرتفع برج بارے کنگورے ہزار ہا جادوگر بر سر قلعہ ٹہل رہے ہین جو آگ
صحرا مین تھی وہ سب خندق مین پہونچی شعلون نے سر کھینچے ایک بادشاہ جلیل تاج سر پر بیٹھا کہا ہای ای مفتوح
خوب کیا لوح دلوائی مگر ہمسے بھاگ کر کہان جاؤگے اسنے کہا خیر سمجھا جائیگا جو مجھسے ہوسکے قصور نکر و ہمنے دل و
جان سے اس شبیر کی اطاعت کی یہ بھی تمنے سنا کہ ہبران اژدر سوار بھی مسلمان ہوا اب طلسم کشائی ہوگی بحر کا حال
دیکھیگا نبیرۂ صاحبقران آگیا دیکھو فوج آئی ہی شبرنگ نے جاکر خبر کی ہبران فوج جنگی آراستہ کرکے آگے پہونچا
ساٹھ ہزار سواران جنگی جوانان یکرنگی اتالے بارگاہ کے لدے ہوے علمہاے زنگاری کے پھریرے
کھلے ہوے اس شوکت وشان سے ہبران کئے آگے شاہزادے کو سلام کیا بارگاہ مین استادہ ہوئین شاہزادہ
لوح گلے مین پہنے ہوے آکے بارگاہ مین داخل ہوا تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ وہی تاجدار تخت پر سوار پشت پر
چالیس ہزار ساحر علم نیرنگ سے ماہر اژدرہاے آتشین پر سوار بجر بجر بک کرتے ہوے مقابلے مین
نورالدہر کے آکے اُترے شبرنگ جادو نے کہدیا ہی کہ آقا ہوشیار رہیے گا آپ کے میرے سب دشمن ہین
نورالدہر نے فرمایا خدا مالک ہی ابھی لوح دیکھنے کی نوبت نہین آئی کہ صداے طبل جنگ بلند ہوئی اب
نورالدہر نے سر اُٹھا کر فرمایا ای شبرنگ دریافت تو کرو یہ کیسا نقارہ بجتا ہی شبرنگ جادو نے کہا ہرکارے
گئے ہوے ہین خبر لاتے ہین یہ ذکر تھا کہ شاگردان شبرنگ دوڑے ہوے آئے ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثناے شاہی
بجا لائے شعر پیوستہ دوستدار تو باد اخجستہ فال ٭ ہموارہ بدسگال تو باد اشکستہ بال ٭ دیگر تازہ تر باد چو گلزار
امانی ہر روز ٭ گلبن جاہ تو از شبنم فیض ازلی ٭ عرض کی حضور یہ کامگار کا بھائی مکار جادو کا مشہور ہی ایسکے
مکر کی شہرت دور دور ہی براے مقابلۂ حضور آیا ہی اُسنے طبل جنگی بجوایا ہی کل اُسکا ارادہ ہی کہ سر میدان حضور سے
مقابلہ کرے نورالدہر نے فرمایا ای شبرنگ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان بھی طبل جنگی پر چوب

پڑی سبکو خبر ہوئی کہ کل ساحرون سے مقابلہ ہی نور الدہر نے خطا یہ کی کہ طبل جنگی بجوا دیا اور لوح نہین ملاحظہ کی مکار جادو طبل جنگی بجوا کر اپنے مقام سے اُٹھا ساحرون سے کہا اپنے اپنے کام پر ہوشیار رہو کا مگار جادو کا خون بالا بالا نہ جائیگا یہ خون سر اُٹھائیگا ہم بھی بخوبی جانتے ہین کہ وقت انقلاب ہی ساحرون کے لیے خرابی ہی اور سامری و جمشید لکھ گئے ہین غیر مذہب کی عملداری ہو ہمارے واسطے بیقراری ہو لیکن اپنی فراست سے کام کرنا لازم ہی طلسم کشا کو مارے لیتے ہین لوح نذر کر کے چھین لینگے ان سب کو شکست دینگے سب نے کہا ہم سب ہوشیار رہین آمادۂ پیکار رہین مکار اُٹھکر غائب ہوا مفتون تاجدار کہ عاشق جمال عدیم المثال شاہزادۂ نور الدہر ہی طبل جنگی جب بج چکا واسطے انتظام کے لشکر مین نکلا ہر پلٹن و رسالے مین جانا سب کو ہوشیار کرنا ہر ایک کے آگے یہی بیان ہی یارو وہ سب ساحر ہین علم نیرنگ سے بخوبی ماہر ہین تم غیر ساحر ہو سونا بالکل موقوف رکھو ایک کی ایک حفاظت کرے ایسا نہو کوئی اُفتاد پڑے یہ کہتا ہوا ایک نخل کے سائے مین ٹھہرا ہی کہ ایک خدمتگار سامنے سے آیا کہ حضور مجھکو شاہزادۂ نور الدہر نے بھیجا ہی کچھ عرض کرنا ہی ذرا حضور کنارے تشریف لائین تو عرض کرون مفتون خدمتگار کے ہمراہ چلا گیا کنارے لا کر للکارا خدمتگار نے کہا کیون مفتون تو نے مجھکو پہچانا مین تیرا باپ ہون مکار جادو نے یہ کہکے ایک دوہتڑ مارا کہ آسمان سے ایک پنجہ گرا مفتون جادو کو اُٹھا کر لے گیا آپ اُسیوقت سحر کر کے بشکل مفتون جادو بنا اور طرف نور الدہر کے چلا مگر وہان شاہزادۂ ایرج نوجوان قلعہ میمون پر آمادہ ہین کہ مین دریاے کوہستان پر جاؤن اور جا کے لوح حاصل کرون لشکر ساحران تیار کر کے بیرون قلعہ آئے ہین میمون جادو نے کہا مین آپکو اکیلا اپنے ہمراہ لے چلونگا لوح دلوا لاؤنگا کہ اتنے مین خبر پہونچی احکام جادو فرستادہ سحر العجائب دمصر الغرائب لاکھ ساحرون کی جمعیت سے آتا ہی جس ساحر کو آپنے واسطے لینے قیدیون کے بھیجا تھا وہ بیچارہ قید ہو گیا یہاں کا حال سب یہین کے رہنے والون نے ظاہر کر دیا ہی اب انھون نے احکام کو بھیجا ہی کہ جا کر ایرج و میمون کو پکڑ لاؤ میمون نے ہنسکر کہا اب اور ہزار دو ہزار کی جان لیگا غریبون کو قتل کروائے گا حضور کے پاس کوئی تحفہ نہین ہی مگر مین یہ موتیون کا مالا میرا دیکھا بھالا ہی پہناتا ہون حضور ہوشیار رہین ہر کس و ناکس کا سحر آپ پر اثر نہ کریگا کسی ساحر کی کیا مجال جو آپ کے پاس آسکے یہ کہکے موتیون کا مالا گلے مین ڈالدیا چار پہر رات گذری تاجدار اقلیم چہارم تخت چرخ زبرجدی پر آکے جلوہ فرما ہوا فوج ضیاء و شعاع پشت پر اس کروفر سے میدان جہان کو منور فرمایا ادھر لشکر ایرج مین صداے اذان بلند ہوئی وہ وقت تھا نظم

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت	خروس صبح دم آواز برداشت
سمن از آب شبنم روئے خود شست	بنفشہ جعد عنبر بوئے خود دست
لحاف غنچہ از رو در کشیدند	عنادل لحن دلکش بر کشیدند

ادھر سے لشکر ایرج نوجوان نکلا میمون اختر شناس آگے بڑھا ہوا ایرج نوجوان کو خوب سمجھا رہا ہی کہ مین سمجھلونگا جب حضور لوح پائینگے لائق مقابلۂ ساحران ہونگے آج غلام میدان مین جائیگا اور ساحرون کے سر کاٹ کر لائیگا حضور ملاحظہ کرینگے انمین کوئی ساحر میرے مقابلے کے لائق نہین ہی سحر مین مجھپر فائق نہین ہی اسی قسم کی باتین کرتے ہوئے میدان مین آکر پہونچے اُدھر سے احکام جادو بعہدۂ افسری سحر و ساحری مین سب پر برتری اور بہت سے ساحر چہار جانب سے گھیرے ہوے لاکھ ساحران غدار حربہ ہاے سحر سے تیار موجود ہین ہر ایک کا قصد ہی کہ میمون اور ایرج نوجوان کو پکڑ لین میمون چست و چالاک اپنے مرکب پرند کو بڑھائے ہوے اسباب سحر قبضہ تیغۂ بر قتاب کمر مین پھولون کی خوشبو گہاے سیر مین صفین جمین نقیبون نے نقابت کی اور کڑکیت

کڑکا کہکر ہتے خوب اشعار عبرت آثار پڑھے دل سننے والون کے تڑپا دیے نظم

اس چمن کی ہوا سے ہمن ڈرے
آستین زن چراغ عقل ہے ہے
لالہ رو دل پہ لیگئے جب داغ
تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب ہوے خاک صاحب کاکل
تب نظر آئے گیسوے سنبل
جب ہوا گل چراغ عارض یار
تب گلستان مین گل ہوا اظہار
شاخ پر ہی جو سیب زیب چمن
کسی محبوب کا ہی سیب ذقن
دیکھکر بے ثباتی عالم
ہمہ تن اشک ہو گئی شبنم
اسی اندوہ مین کرو جو قیاس
گل سوسن کا ہی کبود لباس

عاقلان باغ یہ نہین دلکش
جسکو دیکھو وہ ہی پریشان وش
خاک جب ہوگئے قد رعنا
تب ہوا سرو خوشنما پیدا
جب مٹے می کشان محفل درد
جعفری نے دکھایا تب رخ زرد
مر گئے جب ہزار غنچہ دہان
ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان
نرگسی چشم ہین جو دفن یہین
چشم نرگس جھکی ہی سوے زمین
عندلیبون کے ہین یہی الحان
غاخلو کل من علیہا فان
جب ہوا صرصر خزان کا زور
خاک اڑانے لگی نسیم سحر
یہ گلستان نہین ہی قابل سیر
کرے اللہ خاتمہ بالخیر

اسطرح کے شعر نغمتیون نے جو پڑھے تمام ساحرہ وغیرہ ساحر سنکے محو ہو ہو کے جھومنے لگے آنکھون مین نشے آگئے یہی ارادے تھے کہ لڑین بھڑین نام پیدا کرین جسنے نام نہ کیا وہ ناکام رہا مشلول جادو سپہ سالار لشکر احکام ہی بقہر و غضب تمام صف کفار سے نکلا میدان مین آکر نعرہ کیا ای مسلمانو تم مین سے جس کسی کو کہ تمناے مرگ ہو وہ نکلے یہ سنکر میمون اختر شناس اپنے مرکب پرند کو بڑھا کر سامنے ایرج نوجوان کے آیا عرض کی اجازت میدان عطا فرمائیے ایرج نوجوان نے ارشاد فرمایا ای بھائی میرا ارادہ ہی کہ مین خود جاؤن میمون اختر شناس نے ہاتھ جوڑکر عرض کی حضور مین عرض کر چکا ہون کہ آپ اپنی حفاظت کرین مغلوبہ مین دیکھا جائیگا اب تو ذرا اس ملعون کو مین سمجھاؤن اس نابکار کو اپنے سحر پر بہت بڑا غرا ہی ایرج نوجوان نے فرمایا خیر خوشی تمھاری بسم اللہ میمون اختر شناس سامنے مشلول جادو کے آیا مشلول نے سحر کیا میمون نے دفع کیا جب دو چار سحر ایسے مین رد و قدح ہوے میمون نے آگ برسا دی مشلول روکتا ہی مگر گھبرا رہا ہی میمون مبارک قدم صاحب شوکت و حشم تیغۂ برقتاب کھینچے ہوے برابر مشلول کے پہونچا اُسنے کئی گولے مارے میمون نے اشارے کرکے دفع کر دیے اور برابر پہونچکے بہ چالاکی تمام ایک ایسا ہاتھ تیغۂ برقتاب کا مارا کہ گو مشلول نے سپر اٹھا دی تھی مگر تیغہ اِس قہر کا پڑا کہ ابر سپر کے ٹکڑے اُڑ گئے مشلول کے بھی دو ٹکڑے ہوے اب سنیے کہ شنگول جادو اسکا بھائی خاک اڑاتا ہوا اپنے بھائی کے غم مین بیقرار سامنے میمون جادو کے پہونچا بہت سے سحر کیے میمون نے سکو دفع کر اسکو بھی ہاتھ تلوار کا مارا اسکے بھی دو ٹکڑے ہوے لکھا ہی کہ سات جادوگر مقابلے مین میمون اختر شناس کے آئے ہاتھ سے اس شیر کے وہ روباہ خصال مارے گئے جب تو احکام گھبرایا غصہ مین سحر کرتا ہوا نکلا میمون پر بہت سحر کیے اس شیر دلیر نے بمردی دفع کیے ہاتھ تیغۂ برقتاب کا مارا احکام زخمی ہوا سامنے سے میمون کے بھاگا میمون نے آواز دی گھیر کر ان سبھون کو مار لو نکل کر جانے نہ پاوین بحول قوت الٰہی ہمین طلسم نور افشان تک جانا ہی نمک حرامون کو مٹانا ہی بھیا ئون نے اپنے مالک کا پاس نہ کیا ایسے بادشاہ جلیل کو قید کر لیا انشاء اللہ چلکر اُن بد ذاتون کو چھڑائین تخت سلطنت نور افشان پر بٹھائین اُس شاہ گردون سریر کی عملداری ہو عدل و انصاف سے سب ملک معمور رہو ظلم و جفا دور ہو تمام لشکر میمون لشکر احکام پر جا پڑا سحر ہونے لگا وہ بھاگے جاتے ہین یہ مارتے ہوے چلے جاتے ہین فوجون مین ہنگامہ کہین دس ہزار مر کے گرے کہین دو ہزار جل گئے اسطرح سے میمون نے ہنگامہ ڈالدیا ہی ایرج نوجوان تلوار کھینچکر جا پڑے جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے ساحر جو سحر کرتے ہین اُنپر تاثیر نہین ہوتی ہو تیو لکھا ہالا میمون نا مار کا دیا ہوا گلے مین پڑا ہی ساحر و نکا سحر تاثیر نہین کرتا ہی احکام

گھبرایا ہوا چاہتا ہی پلٹون جمکر لڑون مگر ممکن نہین ہوتا جب رکتا ہی میمون آگ برسا دیتا ہی پھر انکے پیر اُٹھتے ہین
آپسمین یہی صلاح کی ہی کہ قلعۂ کامگار پر چلو وہان امان ملے گی یہ انکو خبر نہین معلوم کہ کامگار مارا گیا مگر ذکر کرچکا ہون
کہ مکار برادر کامگار نے مفتون تاجدار کو پکڑ لیا آپ اُسکی شکل بنکر سامنے نور الدہر کے آیا جھک کر سلام کیا انھین نے
کہا اے مفتون تاجدار تمنے بڑی تکلیف اُٹھائی بس انتظام کرچکے آکر تخت پر بیٹھو بروقت سحر سمجھا جاویگا مکار
نے عرض کی مین کچھ عرض کرونگا ذرا کنارے آئیے نور الدہر اُٹھکھڑے ہوے مفتون اپنے ساتھ لگا کر لیچلا ایک
گوشے مین لایا کہا حضور مین نے خبر پائی ہی کہ لوح طلسمی ابھی آپکو نہین ملی ہی ذرا مین دیکھون نور الدہر نے لوح
اُتارکے ہاتھ مین دیدی شاہزادہ بیخبر تھا پکار کر آواز دی باش او جوان تو نے غضب کیا میرے بھائی کو مارا اب مین نے
لوح لے لی تڑپا تڑپا کے مارونگا چار جادوگر اپنے ہمراہ اور لایا تھا وہ الگ گئے تھے اسکے نعرہ کرنے سے دوڑ پڑے
انھون نے آواز دی آقا نکل چلیے پھر آکے سبکو مار لینگے مکار اُڑا چارون جادوگر بھی اُڑے نور الدہر نے تیر مارا
ایک جادوگر کے سینہ پر پڑا وہ مر کر گرا آواز دی کشتی مرا نام من نیرنگ جادو بود اُسی اندھیرے مین نور الدہر نے
دوسرے کو تیر مارا اُس تیر نے بھی خطا نہ کی تودۂ سینہ پر پڑا مہرۂ پشت کو توڑکر پار گذرا آواز آئی کشتی مرا نام من
گیرنگ جادو بود پھر تین بھال کا تیر مارا اس تیر نے بھی خطا نہ کی تیسرے کے سینہ پر پڑا یہ بھی جادوگر مر کر گرا آواز آئی کشتی مرا
نام من سرہنگ جادو بود نور الدہر تیر مارتے چلے جاتے ہین مکار بلند ہوتا چلا جاتا ہی جب یہ تیر مارتے ہین وہ
اُف کرتا ہی برق گر کر تیر کو جلا دیتی ہی مکار چاہتا ہی نکل جاؤن نور الدہر کے دوڑنے سے اپنے صحرا کا راستہ لیا یہ خیال
ہی ایسا نہو اس سرکش کا کوئی تیر جھپٹ پڑ جائے تو غضب ہو جائے دو کوس نکلا ہی کہ دیکھا لاکھون جادوگر بھاگے
چلے آتے ہین کوئی عقاب بنا ہی کوئی بشکل بوتیمار کوئی بشکل شاہباز کوئی کبوتر کوئی زاغ و زغن مگر سب کے پیچھے
ایرج نوجوان اور میمون سحر کرتا ہوا دم محبت کا بھرتا ہوا چلا آتا ہی مکار بھی اِدھر سے گذرا ایرج نے دیکھا ایک ساحر
کوئی شئ اُسکے ہاتھ مین مثل جرم قمر چمک رہی ہی یا ستارہ سحری ہاتھ مین بدحواسی بات بات مین ایرج حیران کہ اسکے ہاتھ مین
کیا چیز ہی قربان سے کمان ترکش سے تیر بازدہ مشتی زرنگ خدنگ سفتہ سوفار زمرد پیکان عقاب تیر کمان مین
پیوست کر کے سینہ مکار کا تاکا سیسر کمان کا کڑکا کامگار گھبرایا تیر آکر سینہ پر پڑا مہرۂ پشت کو توڑ کر پار گذرا ساحر زبردست
تھا اسکے مرنیکی علامت برپا ہوئی اندھیرا چھا گیا آواز آئی کشتی مرا نام من مکار جادو بود میمون نے کہا حضور یہ کسکو مارا
مکار تو کامگار کا بھائی تھا یہان کیونکر آیا ایرج نے کہا مین نے اُڑتے ہوے دیکھا کوئی شئ اُسکے ہاتھ مین مثل ستارہ چمکتی تھی
مین نے تیر مار دیا میمون نے کہا بڑھکر دیکھیے اب جو قریب لاش آئے دیکھا لوح طلسمی پڑی ہی ایرج نوجوان نے
اُٹھا کر گلے مین ڈال لی خوشی کے نقارے بجنے لگے نور الدہر پلٹے یہ سمجھے کہ مکار نکل گیا جان بچا کے ٹل گیا گھوڑے
پر سوار ہو کے لڑنے لگا احکام جادو فوج نور الدہر پر آپڑا اسحر جو اُن لوگون نے کیا سوچے کہ اگر ٹھہرونگا گرفتار ہونگا
لڑتے ہوے ایک جانب کو نکل آئے سبھون نے چاہا کہ بچایا نور الدہر کا کرین کہ آواز نعرۂ شیر کی آئی نعرۂ ایرج شہر
ملک ایرج آن آفتاب منیر دو کہ صاحبقران عجم و آفاق گیر تھا ایکطرف سے نعرہ ہوا منم میمون اختر شناس میمون نے
آکر آگ برسا دی ایرج نے پرے اُلٹ پلٹ کیے شاپور سے فرماتے ہین کیون اے شاپور یہ کشتی گیرزادہ یہان کیونکر
آپہونچا شاپور کہتا ہی دریافت ہو جائیگا میری عقل مین یہ آتا ہی کہ آپسے قبل وہ پہونچے لوح پائی مگر کوئی اُفتاد پڑی طلسم
اُنکے ہاتھ سے فتح ہونا تھا خدا نے حضور کو صاحب اقبال کیا ہی احکام بھی شریک ساحران مکار رہی پلیٹ کے ساحران
مکار نے دیکھا بہت سی عمارتین جو ساختہ سحر مکار تھین وہ گر گئین سر پٹکر سب نے کہا ہمارے آقا سے نامدار مارے گئے

احکام نے کہا نہ گھبراؤ مین بھی خدمت شاہان طلسم سے آیا ہون اب قلعے مین بھاگ چلو صاحب لوح سے مقابلہ ناممکن
مگر بہ اطمینان بیٹھکر فکر کرونگا میرے نام بھی حکم ہی کہ سر ایرج و میمون لاؤ یہ افتاد پڑی کہ مین بھی زخمی ہوا یہان آکے
یہ انقلاب دیکھا مکار ایسا چالاک و چست سحر و شعبدہ بازی مین درست اسطرح مار آگیا مین کیا جانتا تھا
کبھی شکست کھا کے ادھر نہ آتا سب نے کہا کہ قلعے مین چلیے آپ ہمارے سرپرست ہین ساحر زبردست ہین
احکام سب کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے طرف قلعے کے بھاگا قلعہ دریا بار مین داخل ہوئے ایرج نے چاہا جا پڑدن
بالائے قلعے سے گولے پڑنے لگے میمون نے بڑھکے روکا کہ حضور ساتھ والے کئی منزل سے لڑتے ہوئے آئے
ہین آپ تو شیر بیشۂ صاحبقرانی جرأت و شوکت مین رستم ثانی ہین آپکا کوئی ساتھ دیسکتا ہی قلعے
کو گھیر لیا آب و آزوقہ بند کیا کہ پھر کسی جانب سے رسد نہ جانے پاوے مورچے درست ہو گئے سحر جا نہین سکے
چلنے لگے ادھر سے توپ کے گولے بھی آتے ہین میمون نے بارگاہ استادہ کرائی ایرج بہ فتح و فیروزی داخل بارگاہ ہوے
مفتون تاجدار بھی اسی قلعے مین قید ہے مکار نے بھیجدیا ہی ایرج اگرچہ داخل بارگاہ ہوے اس فتح کی بڑی
خوشی ہوئی میمون بھی خوش و خرم ہی کہتا ہی پروردگار نے کیا فضل اپنا شریک حال کیا ہی نہین معلوم آپ کے
بھائی صاحب نور الدہر بن بدیع الزمان یہان کیونکر پہونچے مگر لڑتے ہوے نکل گئے ایرج نوجوان نے
کہا یہ لوگ دست راستی ہمیشہ ہماری پیروی کرتے ہین مگر کچھ ہو نہین سکتا آخر زخمی ہو کر بھاگے اب یونہی
مارے مارے پھرینگے ہر جگہ برابری کا ارادہ کرینگے کیسے انکے بزرگون سے کیا ہو سکا والد نامدار کے ہر جگہ ڈنکے
بجے کوچک باختر مین کھل بلی ڈالدی اصل باختر مین وہ تلوار چلی کہ لقا نام سے ہمارے قبلہ و کعبہ کے تھرّاتا
تھا آجتک خائف و ترسان رہتا ہی شمالیہ باختر مین تو وہ کام کیا شوکت و جرأت کے دریا بہے بارگاہ
مین سیف الملک کے گھس گئے اُسکی بیٹی کو طلب کیا وہ خود بڑا بہادر تھا انکا لحاظ کرتا تھا آخر کار پھر
شمالیہ باختر کو بھی فتح کر لیا آجتک خراج آتا ہی نام سے ہمارے قبلہ و کعبہ کے ہر بہادر تھراتا ہی یہان بھی
آگئے انکو اپنی جرأت پر بڑا ناز ہی ابھی تو طلسم نور افشان کی آغاز ہی انشاء اللہ جب ان بھائیون سے
مقابلے پڑینگے یہ دونون بھاگتے پھرینگے ہمنے کبھی کفار کو جمکر لڑتے نہین دیکھا اب طبل یورش بجواد و صبح کو
قلعہ لین گے میمون نے طبل یورش بجوادیا یہ خبر وہان احکام جادو نے سنی جواب مین طبل جنگی بجوایا تیاریان
ہونے لگین ہمراہیان ایرج آپسمین کہ رہے ہین کہ کل انشاء اللہ قلعۂ دریا بار لوٹینگے ادھر اہالیان قلعہ بھی بہت
گھبرائے ہوے ہین ایکطرف پہلو مین چھوٹا سا ایک دریا ہی کہ بہ رہا ہی ایرج نے کچھ خیال بھی نہین کیا
جسوقت کہ پہلوان اقلیم چہارم ورزش کر کے معرکۂ چرخ اخضری پر آیا فوج ثوابت و سیارگان کو انتشار ہوا
شاہ ماہ تابان اُفتان و خیزان داخل قلعۂ مغرب ہوا ایرج نوجوان کرۂ بن اشقر پر سوار ہوے میمون
مع فوج ساتھ ہوا سب اہالیان فوج کمرین باندھے ہوے اشیائے سحر ہاتھ مین سامنے قلعے کے پہونچے
اہالیان قلعہ توپین درست کر رہے ہین احکام مصروف انتظام کہتا ہی یارو سب نے بڑی خطا کی ایک
عرضی لکھکر خدمت شاہان طلسم نور افشان مین نہ روانہ کردی وہان سے مدد آتی تسلی ہوتی ورنہ دشمن
مشکل ہو جاتا اب تو سامنا لڑائی کا ہی جو کچھ فلک دکھائیگا دیکھینگے بڑی مشکل یہ ہی کہ لوح طلسم کشا کھل گئی
جسوقت لوح دیکھے گا صورت فتاحی معلوم ہوگی قلعے کا بچنا مشکل ہی یہان ایرج جو سامنے قلعے کے کھڑے
کل اہالیان فوج آرزو رکھتے ہین کہ قلعہ پر حملہ کرین ہم لوگ جاتے ہین ایرج نے جو بہادران صف شکن و

جوانان تیغزن کے یہ حوصلے دیکھے فرمایا بسم اللہ یہ لوگ سحر کرتے ہوے بڑھے احکام نے جو یہ دیکھا اہالیان فوج کو اشارہ کیا انھون نے بھی سحر کرنا شروع کیے آدھ کوس تک تو لڑتے ہوے گئے اب اُدھر سے استقلال سحر ہوا اور تو بین جلبین علغلہ کرتے ہوے پیچھے ہٹے کہتے تھے گوشت مٹی کی لڑائی ہی اُنکا حربہ ہم تک آتا ہی ہمارا سحر وہان تک نہین پہونچتا ہی اب نہایت دشوار ہی لکھا ہی کہ شام تک ایرج نوجوان نے برسر قلعہ حملہ کیا مگر دھاوا اپیش نہوا شام کو مجبور پلٹے دس بارہ ہزار آدمی روز مارے گئے تین دن یہی ہنگامہ رہا تیسرے دن جو شاہزادہ پلٹا نہایت مزاج مین غصہ چہرہ سرخ قبضے پر ہاتھ پڑا ہوا شاپور سے فرماتے ہین کہ چلکر ابھی طبل یورش بجواؤ کل ہم یکہ و تنہا قلعے پر جائینگے یا اپنی جان دینگے یا قلعہ لینگے نہایت طبیعت کو تردد ہی شاپور نے طبل جو بجوایا یہ حکم سب مین پہونچا میمون اخترشناس انتظام مین تھا یہ خبر سنکر بخدمت شاہزادۂ والا قدر آیا افسران فوج کو ساتھ لایا کہا آج حضور نے کیا ارشاد فرمایا ہی ایرج نے کہا اس تین دن مین پچاس ہزار بندگان خدا مارے گئے قلعے پر قبضہ نہوا کل ہم یکہ و تنہا جائینگے میمون نے کہا آقازادہ سوچیے تو سہی اور آپسے بڑی خطا سرزد ہوئی نہ آپ نے خیال فرمایا نہ مین نے عرض کی اب عرض کرتا ہون بگوش ہوش سرکار سماعت فرمائیے بموجب اسکے کاربند ہو جیے اہل اسلام خوشی کفار دردمند ہون اور جب لوح طلسمی وفضل خدا سے آپکو ملی اب بدون دیکھے لوح کے کام کرنا کیسا آج بعد ادا ے نماز مغربین بصد زینت و زین بحفاظت رب المشرقین والمغربین حضور داخل قلعہ ہونگے اُستاد تو آپ کے پاس ہی ایرج نے فرمایا بیشک بڑی خطا ہوئی مفت مین بندگان خدا مارے گئے یہ مرحلہ طلسمی ہی ذرا سے دھوکے مین کیا ہو جاتا ہی تامل فرمایا وقت مغربین آیا نماز پڑھی بعد نماز مقام صدر پر آکے بیٹھے شاپور بھی حاضر خدمت ہی میمون نے عرض کی لوح ملاحظہ ہو ایرج نے لوح کو جیب سے نکالا بسم اللہ پڑھکے ملاحظہ کیا اس مین مرقوم تھا کہ اے فتاح طلسم و اے سیار این عجائبات اگر خدا فضل کرے لوح طلسمی حاصل ہو خبردار قلعے پر یورش نہ کرنا بلکہ یہان سے قلعے ہین جو زریا ے خرد واقع ہی اپنے کو اسی دریا مین گرا دے دیکھو کہان پہونچتے ہو ساحر حیران رہینگے ایرج بہت خوش ہوے آکر پلنگ پر بیٹھے مگر تڑپ رہے ہین شاپور نرگس پر انی کر رہا ہی فرمایا اے شاپور تی چاہتا ہی جان دین فلک کجرفتار گردون غدار نے کیا کیا شعبدے دکھائے سنگ تفرقہ پھینکا ہے تو یہ کیفیت ہماری ہی نظم

کبھی جلوہ فرما کوئی مہمانہ ہو جاتا
نکل آتی تو سارا شہر اک ویرانہ ہو جاتا
نہ تھا پہنچ مین ہی پکڑنا کوسے جاناکی
ترا پیمانہ و ساقی کبھی پیمانہ ہو جاتا
ترے گیسو مین کچھ دل جمع تھے آشفتہ ہو جاتے
جو اگتا سینہ وہ اپنی خاک پر بیگانہ ہو جاتا
سا کرتی ہی عشق و عقل مین جو گفتگو باہم
محبت کا بھی رشتہ سبحۂ صد دانہ ہو جاتا
یہ غفلت ہی مری بہتر ہی تیرے حق مین او غافل

شب وصل آپسے باہر دل دیوانہ ہو جاتا
کہ از خود رفتہ ہم ہوتے وہ صاحبخانہ ہو جاتا
وہ کہتے ہین جو ہوتا مین ذکر غیر بھی شامل
مرا آنسو الٰہی ہیرا آب و دانہ ہو جاتا
کسی کی یاد مین چپ بیٹھے رہنا تھا جو قسمت مین
ستم ہوتا جو اُس مجمع مین داخل شانہ ہو جاتا
خوشا وہ درد دل جسکا سنانا وصل کی شب مین
اگر مین اسکو سنتا اور بھی دیوانہ ہو جاتا
جو لکھتے سوز دل مکتوب مثل شمع جل اُٹھتا
کہ تو کچھ ہوش مین آتا تو مین دیوانہ ہو جاتا

کسی سے پیشتر رخصت چراغ خانہ ہو جاتا
بھری تھی میرے دل مین اے فلک گرد ملال اتنی
مرے سننے کے قابل پھر ترا افسانہ ہو جاتا
عدو کے لب تلک اگر ٹوٹ جاتا صحبت مئی مین
الٰہی کاش دہان در بتخانہ نہ ہو جاتا
جو چڑھتے پھول تربت پر نہ تیرے بو محبت کی
کسی کے خواب راحت کے لیے افسانہ ہو جاتا
گرہ جو دل مین پڑتی یاد وہ محبوب کی ہوتی
پتنگے بنتے قاصد نامہ بر پروانہ ہو جاتا
نہ کرتا مجمع محشر مین ہمسے یار روپوشی

جو راز حسرت دیدای جلال افشانہ ہوتا شاپور نے ٹھنڈی سانس کھینچکر جواب دیا یہ غسم جانکاہ آپ کے ساتھ ہو سب
انشاءاللہ جبکہ طلسم نور افشان فتح ہو سحر العجائب و مصر الغرائب مارے جائین اور وہ شہریار عالی وقار
و ملکہ نامدار رہائی پاوین اُسی دن اس غم سے رہائی ہو ایرج نے کہا ای شاپور ہر طرف سے وفور غم و الم ہی
کبو نبرد ہم ہی دیکھین اس سے کیونکر رہائی ہو انصاف تو کرو کہ فرزند بادشاہ جہجاہ و فرزند اسد شیر دل دلاور
ظفر نور الدہر یہ تینون جوان خروج کرکے آئے ہین فرزندبران کا نشان نہین سکندر پر گمان کرتے ہین کہ
وہ بھی قید ہوا اب دیکھیے یہ پردہ درمیان سے کب اُٹھے مثل ہمارے نہ آوارہ ہون عالم کفر مین ہمسے کیا کیا
بدعتین سرزد ہوئین مسلمان کُشی مان پر عاشق ہونا پروردگار معاف کریگا مگر خدا سب کو سلامت رکھے کس کس
طرح پر اُسنے مجھکو ستایا ظاہر مین بغاوت تھی باطن مین صورت فرحت بھی کس کسطرح مجھکو رو کا کن کن ملکو
فساد برپا کیے مگر خدا نے بڑا فضل کیا کہ اسد صدہا مرتبہ میرے قبضے مین آیا اگر اُنکو قتل کرڈالتا اہل اسلام کو کیا
منہ دکھاتا باپ سے مقابلے پڑے کب امید تھی کہ ہم اُنکے ہاتھ سے بچینگے یا وہ جانبر ہونگے مگر پروردگار عالم نے
سب مشکلین آسان فرمائین دیکھیے یہ کیا کرتے ہین عیار کو تمنے دیکھا مثل تمھارے حیبت وچالاک عیاری ملکن
مبارک شاپور نے کہا ای شہریار یہ گمان تو میرے بھی دلمین ہی یہی نقشہ آب و گل مین ہی مین نے تو اُس بشر کے
کان مین بھی آپکا حال ڈالدیا ہی کتاب کا نشان بتایا کہ ایرج نامہ ملاحظہ فرمایئے اپنے مقدمے مین ذکر دیکھیے
یہ کیا سبب ہی آپ حسین جمیل بہادرون کے کفیل صف شکن تیغزن باپ آپ کے کسطرح آپسے موافقت نہین کرتے
اسکو پردہ بہ پردہ دریافت فرمایئے کان تو اُس شاہزادے کے کھڑے ہوے انشاءاللہ جب ایرج نامہ
مین آپکا حال مفصل دیکھینگے ضرور متفکر ہونگے اگر خدا نے فضل کیا اور آپ کے دست حق پرست سے اُنکی رہائی
ہوئی اُس دن مین بہت سمجھاؤنگا ایرج نے کہا وہ بڑا صاحب شوکت و لیاقت ہی اسکی تدبیر رہائی کی اور
ہوگی یہ تو یقین کامل ہی کہ ہمارا احسان نہ گوارہ کرین ایرج نے کہا اچھا انشاءاللہ کل اس قلعے کی فتح کی
کی تدبیر ہی بیکار کی تقریر ہی جسکی تقدیر مین ہوگا ہی تو ہوگا اب تو ایک ساحرہ اُنپر عاشق ہی دیکھیے انجام
کیا ہو یہ باتین کرتے کرتے ایرج نے آرام کیا شاپور اُٹھکر باہر آیا طلایہ کا انتظام کیا دیکھا میمون اختر شناس
لشکر جاکران کمترین بازارون مین اہتمام کرتا پھرتا ہی آیندہ و روندہ سے حال دریافت کر رہا ہی اُدھر قلعے پر روشنی ہی
صدائے حاضر باش و ناظر باش بلند ہی احکام جادو انتظام کر رہا ہی کہ لیلائے شب نے نقاب عنبرین چہرہ
مشک فام پر ڈالی مجنون نیر اعظم بصد شوکت و حشم دشت نجد فلک پر مصروف نظارہ ہوا لشکر ایرج مین
صدائے تکبیر بلند ہوئی قلعے سے گھنٹے ناقوس کی آواز آئی میمون اختر شناس کل فوج کو تیار کرکے سامنے
قلعے کے کھڑا ہوا اب احکام کو یقین ہی کہ مثل ہر روز کے یہ بلوہ کرینگے تو مین تیار ساحران غدار گولے
ہاتھ مین لیے آمادہ حرب و پیکار مگر احکام دیکھ رہا ہی کہ آج ایرج نوجوان کہان ہی یہان ایرج نوجوان
پشت مرکب پر سوار ہوے سب کی نگاہون سے اپنے کو بچاکر قریب دریا پہونچے مرکب شاپور کو
دیا فرمایا عبارت لوح سے ثابت ہوتا ہی کہ انشاءاللہ بموجب مضمون اس شعر کے ظاہر ہوا اور وہ یہ ہی شعر
چمن مین دفن ہوا کوے یار مین نکلا × زمین مین بھی نہ ٹھہرا وہ بیقرار ہون مین × یقین کامل ہی کہ دریا مین ہم کودکر
قلعۂ دریا بار مین پہونچین تم مرکب کو ہمارے پاس پہونچانا میمون اختر شناس کو خبر دینا کہ بلوہ کرکے
قلعے پر جا پڑین لو خدا حافظ یہ کہکے دامن گردانے آستین چڑھائی آواز دی شعر درین دریائے بے پایان

درین طوفان شور افزا ؎ دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسا ہا ؎ یہ آواز دیکر دریا مین کود ے شاپور نے دیکھا شاہزادہ غرق دریاے جرأت ہوا یہان احکام جادو دیکھ رہا ہی اسکو یقین کامل ہی کہ ایرج نوجوان کی آمد کا انتظار ہی افسر اعلی کے آتے ہی بلغر ہو گا یکایک بیچ قلعے مین ہنگامہ ہوا احکام جادو نے پلٹ کے دیکھا ایرج نوجوان دست حق پرست مین تیغۂ بران گوشۂ قلعے سے پیدا ہوا ساحرون نے گھیرا ہی شاہزادہ لڑ رہا ہی احکام جادو گھبرایا اور کہا لو یارو غضب ہوا طلسم کشا تو اندر قلعے کے آگیا تلوار چل رہی ہی ابھی یکہ و تنہا ہی گھیر کر اسکو مار لو تمام ساحر سر قلعے سے اترے ایرج نوجوان پر ٹوٹ پڑے ایرج نوجوان نے لوح کو گردش دی جسپر عکس پڑا جل گیا جسنے بڑھکر کوڑا مارا آتشین کا مار اموزے کا بل نکل گیا خود مثل ہیزم خشک جل گیا ادھر میمون نے جو دیکھا کہ ساحر قلعے سے اتر گئے نعرۂ ایرج کی آواز آتی ہی زمین قلعہ تھراتی ہی شاپور نے بھی آکر خبر دی کہ شاہزادہ بموجب حکم لوح دریا مین پھاند پڑا یقین ہی قلعے مین پہونچا ہو طریقے سے معلوم ہوتا ہی گھوڑا میرے پاس ہی شاہزادہ لڑائی مین پیدل ہو گا میمون بڑھا شاپور کو اپنے ساتھ لیا بڑا خیال یہ ہی کہ ایسا نہو کوئی ساحر اس سے مرکب چھین لے تو بڑی بدنامی ہوگی جھپٹکر گولہ مارا قلعے پر جا کے پھٹا کئی توپین پھر پہیون پر سے گر پڑین کئی سو ساحر مرے دو تین گولے میمون نے ایسے مارے کہ سر قلعہ پر سناٹا ہوا کچھ ساحر مرے کچھ بھاگے احکام اتر گیا ساحرون سے کہہ رہا ہی یارو طلسم کشا اکیلا ہی ابھی ساتھ والے انکے نہین پہونچے گھیر کر لپٹ پڑو جسطرح بنے لوح چھین لو بقا ہو جائیگا پھر اسکو گرفتار کر لینگے کل ساحران غدار کا اس شیر پر ہلوہ ہی مگر ایرج نوجوان نہنگانہ دلیرانہ رستمانہ و شیرانہ اس مجمع عام مین شمشیر زنی کر رہا ہی پشت و پہلو سے خبردار سپر بائین ہاتھ مین جرأت بات بات مین جب اوجھڑ لگادی دس دس ساحر تلے اوپر گرے شاہزادے نے اوپر سے ہاتھ مارا کسی کا سر اڑ گیا کسی کا ہاتھ کٹکر گرا اگر منتظر ہی کہ ہمارے رفقا نہین پہونچے میمون نے آکر خندق کو طی کیا برابر پھاٹک کے پہونچا گرز سحر کرکے مارا پھاٹک گرا میمون مع فوج اندر گھسا احکام جادو کو ہرکارون نے خبر دی حضور بڑا غضب ہو گیا ہمراہیان طلسم کشا قلعے مین گھس آئے کو دبرزان مین تلوار چلنے لگی سیکڑون مکان گر گئے وہ دیکھیے لڑتا ہوا آتا ہی احکام جادو نے جو دیکھا حقیقت مین میمون اختر شناس کے سحر کی پناہ نہین جب گولا مارا سو دو سو ساحر مارے گئے کچھ غرق زمین ہوے کچھ جان بچا کر سامنے سے بھاگے بعض افسران فوج یہ زبردستی دیکھکر ایسے گھبرائے کہ رومال سے ہاتھ باندھکر سامنے آئے کہا حضور ہمنے سامری و جمشید پر لعنت کی آپ کے غلام حلقہ بگوش ہین خطا معاف فرمائیے میمون اختر شناس تسکین دیتا ہی ایک ایک کی خطا معاف کر رہا ہی ہزار ہا ساحر آنکے شریک ہوے بڑے زور و شور سے سحر ہو رہے ہین شاپور نے مرکب شاہزادے کا پہونچایا اب ایرج نوجوان نے بھی مرکب پایا تیغۂ دو دمہ سلیمانی دست حق پرست مین نعرۂ فتح قلعہ تا بہ زبردستی مین مرکب پر سوار ہوگئے احکام جادو کو تاکا اڑتے ہوے چند احکام جادو نے بہت سحر کیے مگر بسبب لوح کے کسی سحر نے تاثیر نہ کی ایرج نوجوان برابر احکام کے پہونچ گئے احکام جادو نے تیغۂ سحر کا وار کیا شاہزادے نے تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی وہ تلوار مار کر پلٹا نعرہ کرکے ہاتھ تلوار کا مارا اسنے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغۂ برقتاب گرا ابر سپر کے ٹکڑے اڑ گئے وہان سے تلوار جو گری تاج کو کاٹکر تا دو ابرو پہونچی احکام جادو نے اپنے کو زمین پر گرا دیا

لوٹ مار کر بلند ہوا آواز دی یارو نکل چلو میمون اختر شناس نے آواز دی حضور یہ نکل جائیگا تو فساد برپا کریگا جبتک ایرج نوجوان نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری احکام بد انجام مثل ستارے کے آسمان پر چمکا وہان جاکر نعرہ کیا او میمون جادو دیکھ تو تیرے واسطے کیا آفت لاتا ہون تو نے شراکت اہل طلسم کشائی کر کے قلعے کو مٹایا تمھارے اہل وعیال کو قتل کرونگا زوجہ کو تمھاری گرفتار کر داکے سر دربار بلاؤنگا ایرج نوجوان تو رک گئے یہ منھ سے نکلا کہ بھئی سرحد تیر سے وہ بے پیر نکل گیا مگر میمون یہ سنتے ہی ہکہ دیکر بلند ہوا بشکل عقاب جاکر ستارے سے لپٹا دونون مین ردّ وقدح ہونے لگی اب سب نے دیکھا کہ احکام بشکل باز سیاہ ہی مگر بحال تباہ ہی میمون بصورت عقاب جھپٹکر جب طمانچہ مارتا ہی باز اُلجھا آتا ہی منقار سے پر نوچکر پھینک دیے اور بہت سے ساحر عقب مین احکام جادو کے بلند ہوے تھے ہمراہیان میمون بہ شکل طائران بلند پرواز اُنپر جا پڑے کسی نے کسی کو چیر کر پھینک دیا کسی نے کسی کی آنکھین نکال لین اندھا ہوکر گرا ملازمان ایرج نوجوان نے چیر پھاڑ کر پھینک دیا مگر احکام جادو منھ سے شعلے چھوڑ رہا ہی عقاب اِسکو دباتا ہوا قریب زمین لایا ایرج نوجوان نے دیکھا کہ باز سیاہ نے منھ سے شعلۂ آتش چھوڑ چھوڑ کر عقاب کے پر جلا دیے ہین کچھ اپنے بھی جسم پر پڑے ہین مگر عقاب باز نہین آتا ہی جال ابتر ہی مگر لپٹا ہی جاتا ہی ایک مقام پر اُسنے شعلے منھ سے چھوڑے عقاب نے پنجہ مارا دونون آنکھین احکام کی نکل پڑین بقول شخصے آنکھین نہ لڑین مقام سے آنکھون کے خون ٹپکنے لگا باز سیاہ بھی بھڑکنے لگا عقاب نے اتنی جو مہلت پائی پنجون سے دونون پاؤن پکڑکے جھر اٹا مارا باز سیاہ کو چیر ڈالا اسکے مرتے ہی ہنگامہ برپا ہوا اندھیرا چھایا غلغلہ ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من احکام جادو بود اب ساحرون نے چادر ہلائی اہالیان قلعہ رومال سے ہاتھ باندھکر حاضر خدمت ہوئے میمون اختر شناس رکاب سعادت انتساب ایرج نوجوان کی تھامکر کھڑا ہوا جو ساحر آیا اُسکو ایرج نوجوان نے پناہ دی بعض بعض کے مقدمے مین میمون نے کہا یہ بڑے مکار ہین ایرج نوجوان نے کہا بھئی تم جانو خواہ قتل کرو خواہ بخشو کُل قلعہ اسلام آباد ہوا بہ فتح و فیروزی ایرج نوجوان داخل قلعہ ہوے دار الامارت مین آئے میمون اختر شناس کو تخت نشین کیا آپ دنگل پر بیٹھے میمون اختر شناس نے کہا ابھی حضور کو آرام نہین ہی مگر ایک بات کا بڑا خوف پیدا ہوا غلام کا مکان بہت بڑا سنا ہی زوجہ میری ملکہ گلرنگ سحر ساز نہایت حسین ہی سحر مین بھی طاق ہی حسن مین شہرۂ آفاق ہی ایسا نہو سحر العجائب و مصر الغرائب اسیر دست انداز ہون آپ تو واسطے طلسم کشائی کے تشریف لیجایئے لوح کو ملاحظہ فرمایئے مین اُس سرو پا شکستہ کی فکر کرتا ہون احکام جادو نے عجب کلمہ کہا دل ہلگیا قلب بیقرار ہی بڑا تردد ہی ایسا نہو وہ ملعون فساد برپا کرے ہر چند کہ وہ بڑی ساحرہ ہی اور انھین کے خاندان کی ہی مصر الغرائب کی بھانجی ہوتی ہی مگر عورت پر جب دس ہزار ساحر چڑھ جائنگے کیا کر سکیگی لہذا مین جاکر الگ خبر لیتا ہون شہر عجائب نگار کہ جو تخت گاہ تمھارا ہوگا ہی وہان تو میرا جانا ناممکن ہی مگر خبر منگاؤنگا ایرج نوجوان نے اُسیوقت لوح کو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ اب میمون اختر شناس نے بارہ ہزار فوج کو ساتھ لیکر جو ساحر کہ تیز رو تھے اُنسے فرمایا جاکر ہماری زوجہ کو اطلاع کرو کہ تمھارے شوہر میمون اختر شناس شریک مسلمانان ہوے اگر بن پڑے تو نکل آؤ خدا آبرو بچالے دو ساحر تو یہان سے چلے مگر ایرج نوجوان نے شاپور شیر دل سے فرمایا یہ اور فکر مین ہین مین

برسر مرحلہ جاتا ہون تم کہان رہو گے میرے ساتھ نہین جا سکتے لوح مین ممانعت ہی یہی تخت جسپہ بیٹھا ہی اسکو
اُٹھوا کے نقب مین داخلہ کرونگا دیکھیے کہان پہونچون شاپور شیر دل نے کہا مین ہمیون کے ساتھ جاتا ہون
ایرج نوجوان نے کہا بسم اللہ یہ کہکے حکم دیا اس مقام سے تخت ہٹاؤ تخت ہٹایا گیا فرش کو دور کیا دہن
نقب کا پیدا ہوا ایرج نوجوان بسم اللہ کرکے داخل نقب ہوے سیڑھیان طی کرتے ہوے جاتے
ہین اک صحراے سبزہ زار مین آئے لوح کو دیکھا حکم نکلا اسم حاشیۂ لوح پڑھو تو اک طائر پیدا ہوگا اُسکی
پشت پر سوار ہو کے مرحلے پر جاؤ ایرج نوجوان نے اسم پڑھا اک طائر قوی جثہ آسمان سے آیا ایرج
اُسکی پشت پر سوار ہوے وہ طائر شاہزادے کو لیکر بلند ہوا ایرج نوجوان نے عکس لوح کا طائر پر ڈالا
یہ بھی بموجب حکم لوح کیا عکس ڈالکر فرمایا ای یاقوت جنی کچھ بات کرو راستہ کٹے اب تمھاری رہائی کا وقت
قریب آیا بہ آبرو تمکو طرف قاف کے روانہ کرینگے جبدہ ہماری ملکہ آسمان پری جو حاکم پردۂ قاف ہین
اُنکے نام عرضی دینگے وہ تمھاری سرحد تعین سپرد کرینگی طائر ہنسا اور کہا ای شیر بیشۂ صاحبقرانی مجھے بھی
یقین ہی کہ اب مین رہائی پاؤنگا میری مشقت ضائع نہوگی مرحلہ خونریز پر آپکو لیے چلتا ہون حنظلہ جادو
وہانکی حاکم ہی اُسی سے مقابلہ پڑیگا میری کیفیت یہ ہی اس طلسم مین میرا گذر ہوا بانیان طلسم نے اس طلسم کت
کا مجھکو پابند کیا عزیز و اقربا سے چھوٹا جس کسی نے دعوی طلسم کشائی کیا اُسکو دھوکا دیا اور
طلسم مین پھنسایا مگر آپکو مین پہچانتا ہون کہ آپ ملکہ آسمان پری کے پوتے ہین کئی مرتبہ آپکا قاف مین
داخلہ ہوا لوح کو ملاحظہ فرمایئے مین آپکو دھوکا نہ دونگا تھوڑے ہی عرصے مین بالاے قلعۂ خونریز
پہونچادونگا سارے طلسم مین مجھسے آپکو ضرورت پڑے گی مثل سایہ ساتھ رہونگا مفتوح جادو جو
اس طلسم مین بادشاہ ہی اُسنے تمہرامون کو نامہ لکھا ہی وہان سے بھی کمک آئے گی ابھی تمہرامون کے کان پر
جون نہین رینگی کہان طلسم حکم لگاتا ہی مگر یہی کہتا ہی ابھی فتاح طلسم نور افشان نہین آیا اورون نے جو
قصد کیا ہی یہ طلسم نور افشان فتح نہین کر سکتے مگر زور پکڑتے جاتے ہین مین مفتوح جادو کا نامہ لیکر
گیا تھا سُرخ فام جادو کو بارہ ہزار فوج دیکر روانہ کیا ہی ایرج نوجوان سے یاقوت جنی یہ باتین
کرتا ہوا طرف مرحلۂ خونریز کے جاتا ہی مگر حنظلہ جادو مالک مرحلۂ خونریز اپنے قلعے مین بیٹھی ہی اول اُسکے
پاس لاشۂ کامگار جادو پہونچا پھر لاشۂ مکار جادو دیکھا ان لاشون کو ہیرا اُٹھا کر لائے مگر یہ بھی خبر
اسنے سنی کہ احکام جادو قلعے پر لڑ رہا ہی یکایک چند ساحر بھاگے ہوے آئے اور بیان کیا کہ احکام بھی
مارا گیا احکام جادو کو میمون اختر شناس نے مارا ہملوگ بمشکل جان بچا کے نکلے مگر خبر پائی کہ طلسم کشا
اسطرف آتا ہی اور میمون جادو تو جان و دل سے شریک ہوا ہی ترقی طلسم کشا کی چاہتا ہی اگر میمون کد
نہ کرتا تو احکام جادو نکل چکا تھا مگر میمون جادو نے زبردستی اُسکو گھیرا آخر مارا گیا ہملوگون کو کچھ نہ
بن پڑا بھاگ نکلے آپ جلد تدبیر کیجیے ورنہ یاقوت جنی طلسم کشا کو لیکر آئے گا آپ کے قلعے مین پہونچائیگا
حنظلہ جادو نے کہا یاقوت جنی خیر خواہ طلسم شوکت ہی طلسم کشا کو صحراے خارستان مین پھینکدیگا
بھٹک بھٹک کر مرجائیگا مگر تدبیر واجب و لازم ہی یہ ذکر تھا کہ قصر قلعے سے آواز آئی نعرۂ ایرج نوجوان
ملک ایرج آن آفتاب منیر کہ صاحبقران ہیم و آفاق گیر حنظلہ جادو گھبرا گئی جب تک یہ اُٹھے اُٹھے
ایرج نامدار صحن قلعے مین آئے ساحرون نے گھیرا لوح کو ملاحظہ کر چکے تھے لوح کو اُٹھا کر پھینکدیا کہا ای

مجھے نہ گھیرو لوح طلسمی لے لو جیسے ہی لوح طلسمی زمین پر گری ساحر طرف لوح کے چلے ایرج نوجوان تیغ
کھینچے ہوئے کھڑے ہین ساحر آپسمین لڑنے لگے حنظلہ جادو نے بڑھکے دیکھا ساحر اپنی جان سے تنگ
ہین آپسمین مصروف جنگ ہین کئی ہزار مرکر گرے لاشے تڑپ رہے ہین حنظلہ نے آواز دی ارے کمبختو
یہ کیا کرتے ہو آپسمین لڑکر مرتے ہو طلسم کشا کو مار لو ایرج نوجوان نعرۂ حنظلہ سنکر اودھر پلٹے قصد ہوا
حنظلہ کو مارون حنظلہ ایرج کو دیکھکر ایسی خائف ہوئی پر پرواز پیدا کرکے اُڑی ساحرون کو بھی آواز
دی یارو یہ جوان صاحب لوح ہی لوح کے حکم سے یہان تک آیا مگر تم نہ گرفتار کر سکو گے لوح کے حکم سے وہ
مصروف فتاحی ہی ساحرون نے آواز دی ای ملکہ عالم جو ہمارا حال ہی وہ سب آپ پر کھلا ہی ہم کیونکر گرفتار
کرین آتش لوح سے جلے جاتے ہین جب ہاتھ بڑھاتے ہین شعلہ نکلتا ہی ہر استخوان مثل شمع کافوری
جلتا ہی اس سے بڑھکر کیا بد اقبالی ہو گی کہ لوح سامنے رکھی ہی اور اُسکو اُٹھا نہین سکتے آپ سے جو کچھ
بن پڑے کیجیے حنظلہ نے کہا اب کچھ نہ بن پڑیگا نکل چلو مین تو جاتی ہون یہ کہکے بازؤنکو ہتہ دیا کچھ اسم سحر بھی
پڑھا بازوون پر پر پیدا ہوے حنظلہ اُڑی ایرج نوجوان نے تاک کر تیر مارا برے مقام پر پڑا پیشانی کو توڑ کر
پار گذرا بجاے خون جسم سے شعلہ ہاے آتش نکلے جلکر زمین پر گری اسکے جسم کے شعلے ساحرون پر گرنے لگے
مکانات گرے غبار بلند ہوا یاقوت جنی نے بلندی سے دیکھا کہ شاہزادہ حیران حیران بربادی قلعہ دیکھ رہا ہی
حنظلہ کے مرنے کی آواز آرہی ہی کشتی مرا نام من حنظلہ جادو بود یاقوت جنی تڑپکر گرا کہا میری پشت پر
سوار ہو جیے یہانسے نکل چلیے ایرج نوجوان پشت پر یاقوت جنی کی سوار ہوے یاقوت جنی شاہزادے
کو لیچلا بلندی پر جاکر ایرج نوجوان نے ملاحظہ فرمایا سارا قلعہ جلکر خاک ہوا مگر مفتوح جادو بادشاہ
طلسم شوکت اپنے مقام پر بیٹھا ہی سب خبرین سن رہا ہی کہ طلسم کشا نے سب طلسم درہم برہم کیا چیخ کر
آواز دی ای عفریت طلسم جاکر طلسم کشا کو کھا جا اُسکا گوشت بجھ ایسے حرامزادے پر حلال کیا دیکھا سب نے
پہلوے قصر سے ایک دیو بلند بالا دار آہن ہاتھ مین بال چھوٹے ہوے سامنے آکر موجود ہوا عفریت نے کہا
طلسم کشا کہان ہی مفتوح جادو نے کہا ارے احمق ابھی دربند خونریز تباہ ہوا اسی راہ مین ہو ویگا
عفریت جھومتا ہوا چلا کوئی چار کوس راستہ طی کیا تھا کہ تڑاقے کی آواز کان مین آئی سر اٹھاکر دیکھا ایک
طائر قوی جثہ کی پشت پر ایرج نوجوان سوار ہی اسی جانب آتا ہی عفریت نے للکارا ایرج نوجوان
نے جلدی مین لوح کو تو نہین دیکھا یاقوت جنی سے کہا مجھکو زمین پر پہونچا دے مین اس سے مقابلہ
کرون جیسے ہی یاقوت جنی نے شاہزادے کو زمین پر اتارا ایرج نوجوان تو نعرہ کرکے بڑھے عفریت
نے یاقوت پر چنگل مارا ہر چند یاقوت جنی نے چاہا نکل جاؤن مگر پنجے سے اُس ظالم کے نکلنا دشوار تھا
عفریت نے یاقوت جنی کو گولی بنا کے پھنکا مار لیا اُسوقت ایرج نوجوان کو غصہ آیا تیغ کھینچکر بڑھے
عفریت نے وار اس زور سے لگائی ایرج نوجوان نے تو پیترا بدل کے خالی وار دیا وار آکر زمین پر
پڑی پانی نکل آیا زمین کانپی صدہا نخل گرے دیو نے آواز دی افسوس لقمہ بھی آدم زاد کا کرا ہو گیا ایرج
نے نعرہ کیا او بیحیا مین تیری جان کا ملک الموت موجود ہون پلٹ کے ایرج نوجوان کو صحیح و سالم دیکھا
چنگل مارا ایرج نے کلائی پر ہاتھ ڈالا ایک جھٹکا مارا عفریت منہ کے بل زمین پر آیا ایرج نوجوان نے
دو تین گھونسے ایسے مارے کہ عفریت چیخنے لگا یہی آواز دیتا تھا او آدمی چھوڑ دے ورنہ تجھکو کھا جاؤنگا

ایرج نوجوان نے کولے پر لاد کے دے مارا دیو زمین پر گرا ایرج نوجوان کود کر چھاتی پر چڑھ بیٹھا صاف ثابت تھا
کہ بر سر کوہ ستارۂ سحری چمک رہا ہی یا وقت آخر روز ہی چہرہ مہر درخشان کا بھی زرد ہی شاہزادے نے گھٹنہ سینے
پر رکھ کے فرمایا او بیحیا شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی اُسنے کچھ جواب سخت دیا ہی ایرج نوجوان نے
گردن کھینچکر اُس عفریت کی پھینکدی مگر اب پریشانی یہ کہ جائین کیونکر یاقوت کو تو عفریت کھا گیا
لاچار لوح کو دیکھا لکھا تھا اپنے کو قلعہ مفتوح مین پہونچاؤ صحرا ے لق و دق وادی بیکنار مجبور ولاچار یہ
ایک جانب کو روانہ ہوے مفتوح نے ہرکارے روانہ کیے ہین ہرکارے خبر لیکر پلٹے عرض کی طلسم کشا صحرا ے
نیرنگ کو طے کرتا ہوا آتا ہی یاقوت جنی کو عفریت نے مار لیا طلسم کشا سے کچھ زور نہ چلا آخر جہنم واصل ہوا
اب طلسم کشا پیدل آتا ہی یہ سنکر مفتوح جادو خوش ہوا کہا یارو اب چلکر طلسم کشا کو مار لو یہ ذکر تھا کہ دفعتہً
سرخ فام جادو فرستادۂ شاہان طلسم آکر بارہ ہزار ساحر دنسے پہونچا مفتوح جادو نے کہا اے سرخ فام
بڑے وقت پر آئے اب مطلب نکل آئے گا طلسم کشا صحرا ے نیرنگ مین برباد ہی چلکر گرفتار کر لین یہی خبر ملی
کہ بالکل یکہ و تنہا ہی یاقوت جنی کو عفریت طلسمی کھا گیا سرخ فام نے کہا چلیے مفتوح جادو نے وزرا کو اشارہ کیا
سب سناٹے مین ہین ساٹھ ہزار ساحر تیار ہوے سرخ فام کو ساتھ لیکر مفتوح جادو تلاش مین ایرج
کی چلا گر سحر العجائب و مصر الغرائب کو جس وقت مفصل خبر پہونچی کہ طلسم شوکت درہم و برہم ہو رہا ہی اور
طلسم کشا نے قیامت برپا کر دی ہی اور میمون اختر شناس جانبازی کر رہا ہی یہ خبر سنکر غصے مین کانپنے لگے
سحر العجائب نے مصر الغرائب سے کہا کیون بھائی اس نمکحرام کو کچھ ہمارا خیال نہ رہا یہ حرکت ناشائستہ کر بیٹھا
اگر وہ جانبازی نہ کرتا احکام جادو و مکار جادو و کامگار جادو یہ ایسے ساحر تھے کہ یون مارے جاتے مگر اسی نے
سبکو قتل کرایا کوئی حاضر ہی کہ جا کر اُسکا گھر لوٹ لے زوجہ کو اُسکی گرفتار کر کے سر دربار لائے اُسکی زوجہ
کو ہم اپنی زوجہ بنائینگے نمکحرام کو یون جلائینگے لیکا یک ایسا طلسم کشا کا دوست بنا ہماری نمکخواری کو
بالکل بھول گیا قضاے کار وزیر اسکا مشکور جادو مدت سے نام بر گلرنگ زوجۂ میمون جادو کے
عاشق ہی اکثر پیغام بھی دیے مگر وہ صاحب عصمت و عفت پاک باز جب اُسنے ایسے پیغام پاے تو جواب
صاف دیا کہ ہماری طرف سے کہدینا کہ اے مشکور ہمارے باپ سے اور تجھسے رسم تھا جب مین نکلی تھی
تو اُس کم سنی مین تم مجھکو فرزند کہتے تھے آج یہ کیا خیال خام ہی بقصور ناتمام ہی کہ جو ذہن مین آیا اب کبھی جو ذکر
ایسا آئیگا تو مین برابر اپنے شوہر سے کہدونگی بادشاہون تک یہ بات پہونچے گی تمکو سزا ملیگی آج جو
بادشاہ نے پکار کر یہ بات کہی مشکور جادو اُٹھا سوچا کہ بادشاہ نے یہ غصے مین فرمایا ہی بادشاہ کو خبر بھی
نہو گی مین اپنا مطلب حاصل کر لونگا یہ سوچکر دنگل سے اُٹھا کہا اے شہنشاہ حقیقت مین اس میمون نے
بڑا غضب کیا غلام جا کر اُسکا گھر ضبط کریگا عورت کی مشکین باندھکر لاتا ہون اور حضور یہ بھی مشہور ہی
کہ وہ بڑی ساحرہ ہی اور کسی ساحر کو وہ نہ مانیگی غلام جاتا ہی حکم ہوا کہ جاؤ اور مشکین باندھکر اس باغیہ کی
جلد لاؤ مشکور جادو وزیر اعظم دستور معظم ہی ساٹھ ہزار ساحر اپنے ہمراہ لیے ایک ساحر ہی کہ اُسکا نام ہی
اسعد نوجوان میمون جادو کا بڑا دوست تھا بیقرار ہو گیا گھبرا کر اُٹھا جب تک مشکور جادو تیار ہو
اسعد نوجوان پہلے ہی سے پہونچ گیا دروازے پر جا کر آواز دی ملکہ گلرنگ جادو نے جو اسعد کی
آواز سنی اندر بلا لیا اسکے شوہر کے سامنے بھی آیا کرتا تھا بارہ سو کنیزین مصاحبین عزیز اقارب سب

موجود ہین اسعد نوجوان جو اندر آیا خود پریشان ہو رہی ہی کہ نہین معلوم میرے شوہر پر کیا گذری اسعد کو
دیکھکر کھڑی ہو گئی کہا آیئے تشریف لایئے نہین معلوم آپ کے بھائی پر کیا گذری مین نے اکثر ہرکارے بھی بھیجے
اُڑتے اُڑتے آج اتنی خبر عجیب و غریب سنی ہی کہ آجتک دل بیقرار ہی وہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ساحری و جمشید
کو کیونکر بحدائی مانین شکل ہمارے وہ بھی ساحر غدار تھے ہم جیسے ساحر ہین پھر خدائی کیسی سراسر غدری
مذہب کا پتہ نہین ملتا اسعد نوجوان نے کہا ملکہ بات کو طول نہ دو میمون جا کر مسلمان ہوے طلسم کشا کے
ساتھ شریک ہو کے ملازمان شاہی کو قتل کرایا مشکور جادو وزیر تمھاری گرفتاری کو آتا ہی گھر بار لوٹ لینے
کا حکم ہی مین بھی اس مذہب کو بیکار سمجھتا ہون مین نے اسوقت سے ساحری و جمشید پر لعنت کی جلد نکل چلو
مشکور آیا ہی چاہتا ہی ساتھ ہزار ساحر اُسکے ساتھ ہین نام مشکور کا سنکر رنگ گلرنگ متغیر ہو گیا منھ پر
ہوائیان اُڑنے لگین گھبرا کر کہا وہ ملعون تو میرے نام کا دشمن ہی خود ہمارے ستارہ شناس صاحب نے
اس مقدمے کو سنا تھا گر چونکہ اُسے عہدہ بڑا تھا کچھ نہ کر سکے خاموش ہو رہے ملال چلا آتا تھا اب آج وہ اپنا
کینۂ دیرینہ ظاہر کریگا فوراً اُٹھے گا مگر کہا ای اسعد نوجوان انشاءاللہ جو اعتقاد میرے شوہر کا ہی وہی اعتقاد میرا
بھی ہوا ای اسعد نوجوان تم دیکھنا زہر کھا کر مر جاؤنگی لاش لیجائیگا زندہ مجھکو ہرگز نہ پائیگا جس امر کے خیال مین
وہ ملعون آتا ہی سراسر اسکا خیال خام ہی یہ سوچ کر تمامی کنیزون کو آواز دی سب عزیزدار بارہ سو کنیزین اسباب
سحر سے آراستہ ہوئین شاہزادہ اسعد نوجوان نے کہا مین بھی ساتھ چلونگا میمون نے بڑا کام کیا کہ ان
نکمرامون کو چھوڑا مذہب حقیقی اختیار کیا اسعد نوجوان ملکہ گلرنگ جادو کو ساتھ لیکر نکلا باہر نکلکے کہا
اب یہ مکان و اسباب دشمنون کے قبضے مین جائیگا اسکو جلا دین گلرنگ جادو نے کہا بسم اللہ اور طرف آسمان
کے منھ اُٹھا کے آواز دی ای خدا اے نادیدہ مین نے تیرا اعتقاد کیا اب میری عصمت و عفت و حرمت کو بچانا
یہ کہکے چلی اک گولہ مکان پر مارا مکان جلنے لگے بائین پر صحرا تھا کہا ای اسعد نوجوان اسطرف سے نکلو یہ لوگ
قلعے کے دروازے سے نکلنے نہ دینگے مگر مشکور خوشی خوشی جیسے ہی قریب مکان پہونچا یہ تو اس خوشی مین تھا
کہ آج معشوق پر قبضہ کرونگا بادشاہ سے مانگ لونگا وہ بخشدینگے مگر دیکھا کہ مکان جل رہا ہی کچھ ملازم جو رہگئے
تھے مال و اسباب کے لالچ مین گٹھریان سر پر رکھے ہوے بھاگے جاتے تھے مشکور نے اُنکو پکڑا اور کہا مفصل حال
بتاؤ اس مکان مین کسنے آگ لگائی گلرنگ جادو کہان بھاگ گئی اُنھون نے بخوف جان سب حال
مفصل بیان کر دیا کہ اسعد نوجوان گلرنگ جادو کو بھگا کے لیگیا اُسی نے تمھارے بھی آنے کی خبر کی تھی
چلتے چلتے مکان مین آگ لگا دی مشکور جادو یہ ماجرا سنکر بہت گھبرایا دو چار غریبون کو غصے مین مار ڈالا
تعقب مین چلا یہان گلرنگ جادو اس در ویران سے نکلی اسعد نوجوان رازدان ہی علامت طلسم سے
بچا کے لے نکلا صحرا اے خطرناک کا راستہ لیا کہتا ہی ای ملکہ اگر طلسم کشا تک پہونچ جایئن پھر ہمارا کوئی کچھ نہین
کر سکیگا صحرا نوردی کرتے ہوے جاتے ہین گلرنگ طاؤس پر سوار شعلہ جوالہ بنی ہوئی اسباب سحر جھولی مین خنجر
کمر سے لگا ہوا یہی دل مین ہی کہ جب سحر جواب دیگا اور وہ ملعون غالب آجائیگا تو اپنا گلا کاٹ کے مر جاؤنگی
جان دونگی مگر عصمت کو بچاؤنگی راہ مین جن مقامات پر عجائب و غرائب اسکو ملتے ہین اسعد نوجوان
نکال لیجاتا ہی راہبری کرتا ہوا ملکہ اس صحرا مین نہ جاؤ اس کوہ سے اپنے کو بچاؤ یہ کوہ کلان جو سامنے سے معلوم ہوتا ہی
بت خونخوار اسیر رہتا ہی بلاے روزگار ہی اگر کبھی اُنکو خبر ہوئی اور آگیا تو بڑی مشکل ہوگی گلرنگ نے

سر اٹھا کر دیکھا کوہ فلک شکوہ پر ایک پتلہ پتھر کا کھڑا ہی صاف معلوم ہوتا ہی کہ پتھر کی تصویر ہی اسی طرف دیکھ رہا ہی
جیسے ہی اُسکی نگاہ اِس مجمع پر پڑی قہقہہ مار کر ہنسا اک چیخ مار کر آواز دی ارے تم شاہ کے دشمن ہو ادھر کہان
جاتے ہو دیکھو جلد اِدھر سے پلٹ جاؤ اسعد سے کہا انو ملکہ غضب ہوا دل کو خوف ہوتا کہ مقام پر بت خونخوار کے
فساد ہوگا یہ ملعون ساحر کاہن ستارہ شناس علم نیرنگ و شعبدہ بخوبی جانتا ہی اسی پہاڑ مین ساٹھ ہزار
ملازم اسکے رہتے ہین ملکہ نے پکار کر کہا ای بت خونخوار نبیرۂ حمزہ طلسم شوکت کو فتح کرتا ہوا آتا ہی ہمکو حکم ہی
اُسکی گرفتاری کو جاتے ہین ہمکو نہ روکو وہ پتلہ ہنسا آواز دی ای گلرنگ بہتر یہ ہی کہ آگے قدم نہ بڑھا ؤ کیو
پلٹ جاو ورنہ مین آتا ہون دم بھر مین زمین آسمان ہلا دونگا میرے سحر کی کسے برداشت ہی یہ طلسم نور افشان ہی
ہزارون بلاؤن سے یہ مقام بھرا ہی کیا یہان سے لشکر جا بھی سکتی ہو اسعد نوجوان بھی سامنے آگئے ہین اور
انھین نے بھی سحر تیار کیا ہی فوراً اک چیخ ماری پہاڑ پھٹ گیا ساحر اُسمین سے نکلنے لگے جو نکلا سحر کرتا ہوا نکلا
کنیزین غرق زمین ہونے لگین گلرنگ نے بھی سحر کیا جس ساحر پر وہ گری جلکر خاک ہوا اسعد نوجوان
آگے بڑھا تھا اُٹھا کر اک گولہ پہاڑ پر مارا گولہ قریب اُس تصویر کے پہونچا تصویر نے ہاتھ سے اشارہ کیا گولہ اُلٹا
پلٹا قریب سر اسعد کے آ کر گرا برق چمکی ہرچند اسعد نے روکا کچھ نہوا سر اُڑ گیا گلرنگ گھبرائی کئی ہزار کنیزین
بھی قتل ہو چکین کچھ غرق زمین ہوئین کچھ جل گئین درختو نسے پتے گر رہے ہین وہ برگ کار برق کر رہے ہین جس پر
پتہ گرا زندگی بار ہوئی سحر مین شاخ نکلی جڑ کی بات کسی کی سمجھ مین نہ آئی اپنے نزدیک دفعیہ کرتے ہین گر کر
مرتے ہین گلرنگ فقط اپنے کو بچا رہی ہی کبھی ستارہ بنکر بلند ہوئی جھونکا ہوا کا چلا زمین پر آئی لوٹ مار کر رہی
بازودن مین قوت نہین پائی جاتی ہی غرق زمین ہو جاؤن زمین سنگ لاخ نخل گر رہے ہین پتے انسان کو
ڈھونڈتے پھرتے ہین جب تین چار مرتبہ گلرنگ نے سحر کیا اتنا تو ہوا کہ اُدھر کے بھی ساحر مرے عاجز ہو کر
بلند ہوئی کہ کسی نخل کی آڑ مین چھپون اُس پتھر کے پتلے نے آواز دی کہان جاتی ہو میرے پاس آؤ مین تمکو
بچالونگا دیکھو مین نے تجھپر ابھی تک سحر نہین کیا ہی اگر سحر کرون طبقات زمین ہلا دون شاہان طلسم نے
مجھکو سطرح کا اختیار دیا یہ جواسنے پکار کر کہا گلرنگ یا تو بتون مین نخل کے چھپنے جاتی تھی یا مبہوت
ہو کر پلٹ پڑی پکارتی ہوئی آئی ای بت خونخوار مین تیری تابعدار ہون تجھسے بھاگ کر کہان جاؤنگی پتلے
نے اشارہ کیا گلرنگ مجبور و لاچار رومال سے ہاتھ باندھکر سامنے آئی جیسے ہی یہ سامنے پہونچی اسوقت
بت سنگین نے آواز دی ای کوہان بن کوہن سنگ انداز جاؤ اس قیدی کو لے اک پنجہ پیدا ہوا آ
زبان مین گلرنگ کے سوزن دیا کنیزین بھاگ گئین جو باقی رہین وہ گرفتار ہو کر سامنے آئین پتلے نے آواز دی
زمین شق ہوئی کنیزین بھی زمین مین سما گئین اب جو گلرنگ کی آنکھ کھلی ایک مکان تنگ و تاریک پایا
چار سو کنیزین ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوئے ایک طرف بیٹھی ہین گلرنگ اپنے حال پر رودی تھوڑی دیر کے
بعد دیکھا ایک ساحر سیہ فام بد انجام بال چھوٹے ہوئے کھنور چندن کے جسم پر لگے ہوئے ماران سیاہ
بالون مین لپٹے ہوئے اکڑتا ہوا سامنے آیا کہا ای آرام جان عاشقان ودای آرام دل شتاقان مین بت خونخوار
کا بھائی ہون مین نے جسوقت سے تجھے دیکھا ہی تجھپر میری جان جاتی ہی اگر مجھکو قبول کر تو مین تجھکو ابھی
ملکہ ُچھلون خاتون محل اپنا قرار دونگا سوائے تخت سلطنت کے اور سطرح کا سامان موجود ہی بھائی سے
مجھے ملال ہی وہ اسقدر مغرور ہی کو چۂ عقل و فراست سے دور ہی میری حقیقت کو نہین جانتا مین بھی اپنی

جان دینے پر آمادہ ہون سحر مین اُس سے کم نہین اگر مقابلہ پڑے تو جی چھوڑ دادون مگر وہ یہان کا حاکم ہو جس ملک مین جاؤنگا میری قدر ہوگی کوئی آباد دیکھکر ہم وہان رہینگے چین کرینگے مین خداوند بنکر بیٹھونگا تمکو اپنا نائب قرار دونگا سلطنت کی کیا حقیقت ہے مین خدائی کر سکتا ہون وہ شعبدے دکھاؤنگا کہ ہر شخص سجدہ کرے گلرنگ سر جھکائے بیٹھی رہی پر دل مین سوچی کہ اگر مجھکو بت خونخوار نے مت شاہان طلسم روانہ کردیگا نہین معلوم وہ بجیا کیسے مکر پیش آئینگے مشکور جادو تو نکلا ہوا عاشق ہے ان مقامات عجائب و غرائب سے تو اپنے کو نکالو مکر رفتہ تو اپنے قبضہ مین آئے پھر دیکھا جائیگا یہ سوچ کے سر جھکا لیا کہا ای کوہان جو تو کہے گا مین کرونگی مگر یہان سے مجھے لے نکل کوہان نے کہا پانچ سو جادوگرون کا مین افسر ہون رات کو انکو لیکر آؤنگا تمکو نکال لیجاؤنگا ملکہ نے بھی اسوقت خوب خوب باتین اس سے کی کی کہین ہی کہے گئی جو تو کہیگا مین قبول کرونگی مگر تمہرا ہون کے یہان جانا منظور نہین خوب پختہ وعدہ کرکے کوہان گیا وہ پہر رات گئے اپنے پانچ سو جادوگر لیکے آیا سو زن زبان سے گلرنگ کو بلا جلدی سے گلرنگ اٹھی کوہان نے سحر کیا زمین شق ہوئی اک نقب سحر پیدا ہوئی اُسی نقب سے چلے تین کوس پر آکر سر نکالا صحراے ہول خیز وحشت انگیز کوہان نے وہان بارگاہ استادہ کرائی جادوگرون کو اُتارا مسند بچھائی بچھادی شراب و کباب لاکر رکھے ملکہ کو مسند پر بٹھایا آپ ہاتھ باندھکر سامنے آیا کہا ای جان جہان وای آرام و صبر دل مشتاقان مین تمہارے واسطے غریب الوطن ہوا گھر بار چھوٹا اب مجھکو سرفراز کیجیے جہیں طرف پر چلیے ملکہ گلرنگ نے دیکھا اب آبرو کا سامنا ہی یہ ظالم تو اب جسم مین بھی ہاتھ لگاتا ہے دو چار مرتبہ منع کیا اور کہا کہ ای کوہان ایسا نہ گھبراؤ یہان سے دور نکل چلو ایسا نہو بت خونخوار آجائے اُسنے کہا یہان کوئی نہ آئیگا مین نے راستہ طلسم کا چھوڑا اب جدھر چاہینگے نکل جاوینگے کوئی روک نہین سکتا جب گلرنگ کو اطمینان ہوا کہ راہ طلسم چھوٹ گئی تیور پر بل پڑے کہا او بجیا تجھکو کچھ خوف خدا و رسول نہین ہمارا کہنا قبول نہین کہا ملکہ عالم مین نے جسوقت سے آپکو دیکھا جان پر بنی ہی اگر شربت وصل سے سیراب نہونگا کیونکر بیتاب نہونگا جب تو ملکہ گلرنگ سحر ساز کو غصہ آیا اسباب سحر پر ہاتھ ڈالا غصے مین ایک دو مٹھی زمین پر مارا ہزارہا شعلہ ہاے آتش بھڑک کر کوہان پر گرے ملکہ نے پر پرواز پیدا کیے خیمہ ہی خیمے سے باہر نکلی پانچ سو جادوگر جو کوہان کے ہمراہ گئے تھے اتر پڑے تھے ملکہ کو دیکھکر دوڑ پڑے آواز دی او عورت کہان جاتی ہی ہمارے مالک کے ساتھ کیا کیا ملکہ نے جھولی مین ہاتھ ڈالکر ایک مٹھا ماش کے دانے نکالے اُن سب پر کھینچ مارے جسپر دانہ پڑا جو فروش گندم نما غارجی جنس کی طرح جلنے لگے ایسے لاچار ہوے نہ خود سحر کرسکتے تھے نہ بھاگنے کی لیاقت چالیس جادوگر جلکر خاک ہوے مگر کوہان اُن شعلہاے آتش مین پھنسا ہوا بمشکل سحر کرکے نکلا چیخا دوڑو ای خیر خواہان نابدولت یہ عورت جانے نپاوے یہ کہتا ہوا باہر نکلا دیکھا چالیس جادوگر مرے ہوے پڑے ہین گلرنگ جادو و غول سے ساحرون کے نکلی جاتی ہی چاہتی ہی کہ پر پرواز پیدا کرکے نکل جائے ان اسکے ساتھ کی کنیزین جو ہمراہ قید ہوئی تھین چالیس عورتین ہین وہ بھی لڑنے لگین کوہان جادو نے ایک گولہ مارا دس عورتون کے سر پھٹے زخمی ہوکر گرین باقی نے سحر کیا چارسو ساحر مرے کوہان بت خونخوار کا بھائی جب اسنے دیکھا کہ گلرنگ کنیزونکو لیکر بلند ہوئی یا ساحری کہکے اپنی زبان کاٹی الو نے چلو مین خون لیا ملکہ گلرنگ بلند ہوئی تھی مقصد تھا کہ نکل جاؤن کوہان نے وہ خون پھینک مارا گلرنگ کے جسم پر

قطرے پڑے بڑے بڑے آبلے پڑ گئے لڑکھڑا کر زمین پر گری سنبھل کے اسنے پھر سحر کیا دو چار جادوگر مرے بلند ہونا تو ناممکن ہوا بیدل بھاگی کوہان دو تراسا بچہ والون سے کہتا ہی مارو لینا اگر یہ نکلجانے گی مین اپنی جان دونگا ہلے مین طلسم سے بھی نکلا بھائی کو دشمن کیا شاہ طلسم کا باغی ہوا جسکے واسطے یہ سب کچھ کیا وہ بیکار ہوا جاتا ہی مین ایسا نہ سمجھا تھا انہون نے قیدخانے مین وعدہ کیا کہ جو تم کہو گے قبول کرونگی یا اب یہ سرکشی سب جادوگر کہنے سے کوہان کے بڑھ بڑھ کے سحر کرتے ہین گلرنگ جادو اپنے کو بچاتی جاتی ہی پھر یہی ہی قصہ لے کار مشکور جادو وزیر سحر العجائب جو مکان گلرنگ دیکھکر چلا تھا نشان نقش پا دیکھتا ہوا آیا برابر اسی بہار کے آکے پہونچا اگر دیکھا ایکطرف لاشہ اسعد نوجوان پڑا ہی کئی سو کنیزون کے بھی مرے ہوئے پڑے ہین لاشے ان نازنینان جبین کے مثل ستارۂ سحری چمک رہے ہین مشکور بھی گھبرا گیا بت خونخوار کو دیکھا بالاے کوہ سر پیٹ رہا ہی ملازمون پر غصہ کرتا ہی کہ یارو تمنے اُس سرکش کو کیون جانے دیا نہ سمجھے کہ اتنے بڑے باغی کی زوجہ مین نے کیا کدوکوشش سے اُسکو پکڑا اسعد نوجوان کو مارا یہ مجھکو گمان تھا کہ بھائی صاحب ایسی حرکت کرینگے افسوس ہی گلرنگ کو لیکر نکل گئے شاہان قاہر و جابر کے حکم کا کچھ خیال نہ کیا ای مشکور تجھکو اس امر کا قلق ہی تم کیونکر آگئے مشکور نے کہا جب بغاوت میمون کی خبر پہونچی اور ثابت ہوا کہ اُس ظالم نے طلسم کشا کو ہر ایک کے ہاتھ سے بچایا میرا بھی دل گلرنگ کو دیکھکر پسیجا تھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا قلب تھرایا مگر دل مین یہی خیال آیا کہ گنہگار شاہ ہی اسیر عاشق ہونا اپنی تضییع اوقات ہی ایسا نہو شاہان طلسم کو رنج ہو ہمپر بھی آفت برپا کرین مگر افسوس ہی کہ بھائی صاحب نے ان باتون کا خیال نہ کیا میر نے مجھکو خبر دی تھی کہ خلاف وقت بھائی صاحب قیدخانے مین گئے ہین غافل نہین ہون سب طرح کے مقدمات سے واقف ہون اگر ایسا ہوشیار نہوتا تو اُسنے تو مجھے بھی دھوکا دیا تھا کہ مین تو حکم سے بادشاہ کے جاتی ہون مجھکو میرے علم نے یہی خبر دی کہ دروغگو ہی شاہ سے باغی ہوکر چلی ہی تب مین نے سحر کیا یہ تو تم بخوبی جانتے ہو کہ میرا سحر قہر خداوند سامری و جمشید ہی سب علوم مین نے حاصل کیے اُسکا یہ انجام ہوا کہ مین نے عورت کا دھوکا نہ کھایا میان اسعد نوجوان کہ افسر بنکر چلے تھے کہ جاکر بیرۂ حمزہ سے ملین اپنی خیرخواہی ثابت کرین ایک اشارے مین اُنکو مار ادنے سا سحر کیا تھا عورت کو بھی پکڑ لیا مگر اُسکا بھی کچھ زور نہ چلا مگر ہاے بھائی صاحب نے بڑا صدمہ دیا مگر آپ بحکم شاہ نکلے ہین جلد جائیے کیا عجب ہی کہ راہ مین ملجائے مین ہر حیلے کو چھوڑ کر کیونکر ملون آجکل انقلاب ہی مین نے بھی بہ علم کہانت دریافت کیا ہی عبارت نکلی کہ اس سال اُس طلسم کشا کا داخلہ ہوگا کہ سحر اُسپر تاثیر نہ کریگا یہ بھی نوشتہ پایا کہ طلسم کشا کے ساتھ عیار ہوگا کہ جسکی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہی جس نے ساحر مشمش کو دریاے قلزم مین گھسکر مار آجتک تمام عالم مین مشہور ہی کہ ساحر مشمش نے اپنی جان بچانے کو دریاے قلزم مین سکونت اختیار کی وہ ظالم وہان بھی پہونچا اپنی کمند مین پھنسایا مین آپ سے عرض کرتا ہون کہ سردار ایسا عیار غضب کا یہ طلسم مین قدم رکھینگے کسکے روکے سے رکینگے یہ بھی نوشتہ موجود ہی کہ ساحرونکو بھاگنے کو رستہ نہ ملے گا مذہب کی تباہی جبلیل ساحرون کی بربادی کیا کہون جو کچھ علم خبر دیتا ہی بسبب ان صورتون کے نہین ممکن ہی کہ مین ایک لحہ اپنے مقام سے ہٹون مگر آپ جلدی جائیے اور کوہان و گلرنگ کی مشکین باندھکر لائیے مین دونون کو خدمت شاہان طلسم مین روانہ کردون ہاے کیا کہون اگر حکم تلاش پاتا تو زمین و آسمان کے قلابے ایک کر دیتا کیا مجال تھی کہ نکل جاتے مگر مجبور و لاچار ہون کہ

مشکور جادو نے کہا بھائی ہم تم خیر خواہان سلطنت طلسم نور افشان ہین مرنا بھرنا خیر خواہون کا کام ایسی ہی جانبازی مین ہمارا نام ہی تم تکلیف نہ کرو مین جاتا ہون تا بہ طلسم شوکت جاؤ لگا پتہ لگا کر گرفتار کرکے لاؤنگا سب سے زیادہ فکر یہ مجھے بڑی ہوا ای بت خونخوار کیا کہون میری خود ملکہ گلرنگ جادو پر جان جاتی ہی مگر جسوقت شاہون نے حکم دیا ہی مین خود آٹھا شاہون کو سلام کیا کہ حضور مین جاکر لاتا ہون مکان کو بھی لوٹونگا گرفتار کرکے لاؤنگا ہر چند کہ میرے عہدے کے بہت خلاف تھا مین وزیر اعظم دستور معظم ہون بھلا مجھے ان جھگڑون سے کیا کام جس زمانے مین مین ہوشربا مین لڑ رہا تھا تمام ساحر عالم بھر کے جمع تھے حجرہ ہاے بلا سے کھلے سحر العجائب و مصر الغرائب خود براے مدد گو لب روشن ضمیر گئے مگر مین نے اپنے مقام پر سے جنبش تک نہین کی مگر اس عشق سے ایسا بیقرار تھا کہ نام ملکہ گلرنگ جادو کا سنتے ہی کا دل کانپ گیا یقین تھا کہ روح قالب سے نکل جائیگی گھبرا کر آٹھا جو کچھ ذکر خرابی عشق کے سنے تھے وہ سب آنکھون سے دیکھے نظم

تو تابان ہی کبھی چرخ پہ گہ ماہ تمام | گاہ ثابت ہی کبھی اختر سیارہ نام
شب کبھی روز کبھی گاہ سحر گاہی شام | کہکشان گاہ کبھی عقد ثریا خود کام
لیکن اگر نہین ممکن ہی نکلنا اسکا | ہی زمانہ کی طرح رنگ بدلنا اسکا

عالم آشوب ہین اس عشق کے اسرار نہان | چاہتا ہون کہ کرون عشق کا احوال عیان
تارہ عشق سے آگاہ ہو ہر پیر و جوان | دل یہ کہتا ہی کہ ہی عشق عیار زاد بیان
ابتدا دھوم ہی انجام کو بربادی ہی | شادی ہو مگر اسی عشق مین ناشادی ہی

سوتے فتنون کو یہ کمبخت جگا دیتا ہی | سر دسینون کو یہ دلسوز جلا دیتا ہی
خون دل دیدۂ عاشق سے بہا دیتا ہی | چاہ مین جا یہ فرشتون کو جھکا دیتا ہی
زندہ مردے کو کرے معجز عیسے دکھلائے | مردہ زندے کو کرے پھر اسے زندہ فرمائے

دام مین لاتا ہی یہ طائر دل کو دم مین | اس سے آخر کو زوال آتا ہی جام جم مین
ملک دل کرتا ہی تاراج یہ فرد عجم مین | ننگ و ناموس کو چھوڑا ہی کہین عالم مین
اس سے بدتر نہین دنیا مین کوئی بیماری | ہین مسیحا ہی آزار کے اب آزاری

عشق جادو ہی کہ ہی سحر و طلسم و نیرنگ | اسکو اعجاز مسیحا بھی ہی اب دیکھکے دنگ
پانی ہو جاتا ہی اس عشق کی تاثیر سے سنگ | عجب انداز ہین اور اسکے نرالے ہین ڈھنگ
عرش سے فرش پہ لا چاہ فرشتون کو جھکائے | فرش سے عرش پہ انسان کو چاہے پہونچائے

ای بت خونخوار یہ سب مجھپر گذری راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے کاٹین مدت سے آب و دانہ ترک ہی اس خیال سے کھانا کھاتا رہتا ہون کہ جان نہ نکل جائے روح تسکین پاسے اپنے عہدے کا خیال نہ رہا اب بے گرفتار کیے نہ بیٹھونگا میرے دل کو کب آرام ہی آپ اپنے مقام پر ٹھہرین مین جاتا ہون تمام دنیا کی خاک چھانونگا انکو گرفتار کرکے لاؤنگا مگر یقین ہی کہ آپ کے بھائی صاحب کے بھی خلاف ہو جب مین اُس مغرور و متکبر کو گرفتار کرونگا وہ مجھے روکینگے مین نہ مانونگا مگر اب تو وہ میرے رقیب ہوے یہ بھی خوب جانتا ہون کہ عاشق نہین ہوے موت کے قریب ہوے بت خونخوار نے جواب دیا کہ اگر وہ ایسے فساد برپا کرین آپ انکو بھی بے خوف و خطر سزا دیجیے گا تامل اسمین ذرا نہ کیجیے گا کیونکہ اب مین خود بھی اُنکی ذلت کا خواہان رہتا ہون ذرا وہ گرفتار ہوکے میرے سامنے آجاوین تب حال کھلے اور کیفیت معلوم پڑے یہ کہکے اپنا تخت اُڑایا تلاش مین ملکہ گلرنگ جادو کی چلا یہ تو ناظرین والا تمکین کو بخوبی تمام یاد ہوگا کہ ملکہ گلرنگ جادو کوہان بن کوہین سے اڑتی ہوئی جاتی ہی دوسرا جملہ یاد دلاتا ہون کہ مفتوح جادو بادشاہ طلسم شوکت حالت فتح مرحلہ جات سنکر براے گرفتاری ایرج نوجوان چلا ہی جو ساحر کہ بادشاہ کی طرف سے آیا تھا اُسکو بھی ساتھ لے لیا ہی یہ بھی خبر سن چکا کہ عفریت طلسم نے یاقوت جنی کو کھا لیا اکیلا طلسم کشا صحراے وحشت خیز مین رہروی کر رہا ہی رہبر اُسکا مارا گیا اور یہ بھی واضح رہے کہ میمون اختر شناس

جو جو امر حلہ جات جا بجا ویران دیکھے ساحر ہر جگہ پر مرے پڑے ہوئے تھے خوشیان کرتا ہوا آتا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی یہ خوشی کا مقام ہی اس جگہ پر ہمارے آقا کا گذر ہوا مرحلہ جات فتح کیے اب بادشاہ طلسم سے مقابلہ پڑا ہوگا ایسے وقت مین پہونچنا واجب و لازم ہی شاہزادہ اکیلا وہ لاکھون ساحر لیکے آئیگا لڑائی مین بھی یہی کہیگا کہ اپنا سحر تاثیر نہین کرتا ضرور ساحرون کو حکم دیگا کہ سحر نہ کرو بلوہ کرکے طلسم کشا کو قید کر لو اگر خدانخواستہ لوح قبضے سے نکل گئی دستیاب ہونا لوح کا پھر مشکل ہوگا ہم وقت پر پہونچ جائین یہ کہتا ہوا عقاب کو اڑائے ہوئے چلا آتا ہی مگر شاہزادۂ ایرج نوجوان اُس صحراے ہول خیز مین جہانتک نگاہ کام کرتی ہی صحراے بیکنار وادی پر ہول بونڈلے گرد کے پیچ و تاب کھا کر اُٹھ رہے ہین شاہزادہ غبار مین اٹا ہوا یاد ملکۂ بران شمشیر زن مین گریبان پھاڑ ہو چونکہ غیبت انتہائی ہی مصیبت اپنے معشوق کی یاد آئی اُس پریشانی مین یہ اشعار غیبت آثار زبان پر جاری کیے نظم

تاب جس دل مین نہ صبر ای ہجر دلبر رہگیا
چلدیا بندہ اکیلا بندہ پرور رہگیا
کچھ رکاوٹ تو نہ تھی قاتل کے دل مین وقت ذبح
کسکو حیرت سے نکالا کون ششدر رہگیا
دلکی بیتابی کے سرکانے سے بھی سرکا نہ یہ
اُٹھ گیا یار یہ اُسکے اپنا بستر رہگیا
وائے قسمت رہ سکے ہم تو نہ کوے یار مین
میرے پہلو مین گڑ کا تیرے خنجر رہگیا
دوست کو تربت پر اپنے لیکے آتا ہی چلا
اضطراب اُنمین نہین معلوم کیونکر رہگیا
سر تکیے چھوڑ کر فرقت مین احباب اُٹھ گئے
ہائے کیون میرے گلے پر چل کے خنجر رہگیا
ابر دست گریہ ہائے بے اثر تو مٹ چکی
جسطرح چھاتی پہ تھا چھاتی کا پتھر رہگیا
بزم ساقی سے نہ ساتھ آیا کوئی محروم گئے
نقش پا اپنا نہین معلوم کیونکر رہگیا
برہمن آباد تو کرتا ہی اپنا بتکدہ
حشر تک احسان دشمن کا یہ ہمسر رہگیا
دل گیا سینے مین داغ عشق دلبر رہگیا
اک تماشا دیکھنے والا مقدر رہگیا
دیکھ لینا وہ اُٹھائین تو کہین رخ سے نقاب
ڈوبنے کو نام عشق ای دیدۂ تر رہگیا
امتحان لیتے ہین زور ناتوانی کا ہم آج
اُٹھتے گھٹتے شیشہ چلتے چلتے ساغر رہگیا
اب گلے ملنے کو پائیگا کہان اُسکو عدو
دل کو بھی لیجا مرے یہ ایک پتھر رہگیا

کسی سمت سے آواز چغد و بوم کی بھی نہین آتی ہی زمین تپ رہی ہی شعلے اُٹھ رہے ہین وہ طبقہ کرۂ نار معلوم ہوتا ہی اگر آنکھونسے آنسو نکلین بہتری ہو مگر چشمے خشک آنکھونسے بجاے اشک چنگاریان نکلتی ہین سوزش آفتاب سے ہڈیان جلتی ہین آفتاب عالم تاب شعلۂ جوالہ وہ گرمی ہی استخوان پھنک رہے ہین سوزش آفتاب سے دل کباب ہی شعاع نیر اعظم سیخ آہن جس سے تن بدن چلا جاتا ہی شاہزادہ بدحواس عالم یاس اس پریشانی مین کبھی سمت مشرق کبھی جانب مغرب کبھی جنوب کبھی شمال کو دیکھتا ہی اس عالم مین دور سے اک نخل کو دیکھا چند پتے شاخین اُسپر بار گل و ثمر کا نام نہین سایے کو وہان ٹھہرنے سے کچھ کام نہین شاہزادہ ایرج نوجوان اُس نخل کو دیکھکر دوڑا بیچ سے اُس نخل کی لپٹ کر کھڑے ہوے پسینہ خشک آنکھون مین تری حواس مین ابتری اس حال پریشان مین کھڑے تھے ہا ہو کی آواز آئی دیکھا شعلے بھڑکے آواز ساحرون کے مرنے کی کان مین آئی طبیعت گھبرائی یکایک کیا دیکھتے ہین کہ چند عورتین حسین جمیل دوپٹے ڈھلکے ہوے پائچے چھوٹے ہوے گرد آلودہ بھاگی ہوئی چلی آتی ہین ایک ساحر پشت پر اُسکے ساتھ کئی سو جادوگر بڑے بڑے قد کے حربہ ہائے سحر ہاتھ مین لیے ہین اُن عورتون کے پیچھے دوڑے ہوے چلے آتے ہین ایک نازنین حور مثال پری تمثال زلفین عنبرین چہرے پر پریشان سرو قد خورشید خد اس حیرانی پریشانی مین بھی اک آن بان چہرے سے ہویدا و ظاہر ہی یہ عالم تھا نظم مصنف

وہ صبح جبین کہ تھی صبح جنت
دنبالہ کب آنکھین سرمے کا تھا
ہر جبین کہ تھی سو جگہ لطافت
بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا
وہ کٹا ٹھو وہ نور کا سراپا
آنکھین استاد ساحری تھین
بینی کے قریب کب تھے ابرو
ایسا نہین حور کا سراپا
نشے مین شراب کے بھری تھین
شہباز نے واکیے تھے بازو

اگر ہوائیان چہرے پر اڑتی ہوئین آفتان و خیزان چلی آتی ہین وہ ساحر دمبدم آواز دیتا ہی ای جان جہان وای
آرام دل مشتاقان سرکشی سو توبہ کر میری خطا معاف ہو جو مجھسے برائی سرزد ہوئی ہو حکم ہو جائے کبھی ایسی خطا آپ
نہوگی وہ نازنین جواب دیتی ہی او ظالم کیا بکتا ہی ہمین اپنی عصمت کا پاس ہی خطا بخطا کیسی خبردار قریب نہ آنا اُس
ظالم نے خنجر کھینچکر مارا ملکہ نے سحر کرکے توڑا لیکن اُسکا ایک ٹکڑا لوٹ کر سر پر پڑا اس خود سر کے حربے سے سر اس حسین
کا زخمی ہوا خون سر سے بہکر چہرۂ زیبا پر آیا صاف ثابت تھا کہ ماہ تابان پردۂ شفق مین پنہان ہوا صورت زیبا دیکھکر اور
زیادہ بیقرار ہوتا ہی کہتا ہی ای ملکۂ عالم میرا ہاتھ قلم کرو میرے حربے سے آپکا سر زخمی ہوا جی چاہتا ہی قدمون
گردن گرد پھرون اُس نازنین کا غصہ ساحر کی منت کہ پشت سے دوسری گرد بلند ہوئی دیکھا اک ساحر زبردست
بادۂ کبر و نخوت سے مست اک تخت پر سوار اژدران آتش فشان بصد عظم و شان تخت مین کسے ہوئے اسباب سحر ترنج
نارنج گچھے پیکان کے رائی کے دانے دو نے مرچے کے پتے پشت پر بارہ ہزار ساحران عذار لباس فاخرہ پہنے ہوئے
اسکی جو نگاہ اس معرکے پر پڑی چہرۂ زیبا پر قطرات خون دیکھے کوہان بن کوہین کو دیکھا تیغ بر قتاب کھینچے ہوئے
چلا جاتا ہی چاہتا ہی جاکر قتل کرون اک سحر ایسا کر دیا کہ پاؤن اس نازنین کے زمین نے پکڑ لیے قدم نہین اُٹھتا دل میرا
بیٹھا جاتا ہی قلب تھرّاتا ہی چہرے پر ہوائیان آنکھین جو رشک غزال تھین وہ اب نرگس بیمار ہین عارض انور گل
گلشن حسن و جمال ہین مرجھائے ہوئے آنکھون مین حلقے عارض یا پھول گلاب کے تھے اب یہ انتشار ہی گویا وہ زعفران
زار ہی بنا گوش سے وہ بھی خالی نہین ہی بقول مصنف صاحب قمر شعر زردی گلون پہ چھائی تو ظاہر ہوا بسنت ۔ یہ بھی ہی اک
بہار جو فصل خزان رہے ۔ اس سج دھج کو دیکھکر گھبرا گیا پکار کر آواز دی ای کوہان بن کوہین او بیحیا کیا عاشق
صادق ہی معشوق پر ہاتھ اُٹھاتا ہی ٹھہر جا ورنہ اک گولہ مارونگا تیرا سر پھٹ جائیگا یہ سنکر کوہان بن کوہین نے جواب دیا
ای وزیر اعظم اب اسیر عاشق تو جیسے مین اسیر مائل ہون تیغ ابرو کا گھائل ہون اب یہ امر نہین ممکن ہی کہ آپ اسکے اوپر
فریفتہ ہون اور اگر ہونگے تو بڑا ملال اُٹھائینگے مشکور جادو نے کہا او بیحیا تو ہمارے شاہ کا باغی ہوا تو تو اس
قابل ہی کہ مین تیری مشکین باندھکر وہان لیچلون وہان تجھکو سزا ملیگی اب کلی آرزو کی نہ کھلیگی اسقدر تکرار بڑھی
کہ کوہان جادو نے گولہ مارا مشکور جادو نے کہا او ظالم بیحیا بھگوڑے قیدی کو لیکر بھائی کے پاس بھاگ آیا
مجھسے یہ سرکشی سحر کرتا ہی میری معشوق پر محبت کا دم بھرتا ہی یہ کہکے آگے بڑھا کوہان نے آگ برسادی مشکور
شعلہ ہائے آتش مین چھپ گیا تھوڑی دیر مین شعلۂ جوالہ بنکر آگ سے نکلا اس زور و شور سے کوہان جادو پر گرا
کہ ہر چند کوہان جادو نے اپنے کو بچایا کب بچا سکتا تھا برق بنکے گرا کوہان جادو کے دو ٹکڑے ہوے ساتھ
کے جو لوگ تھے انکو قتل کرنے لگا ملکہ گلرنگ جادو نے جو یہ معرکہ دیکھا نگاہ سے مشکور جادو کی اپنے کو بچا کر
طرف صحرا کے بھاگی مشکور جادو نے جو پلٹ کے دیکھا جتنی دیر مین مین نے کوہان بن کوہین کو مارا اتنی دیر مین
ملکہ مع کنیزون کے نکل گئی ہائے جان جہان کیسے دوڑا دو کوس پر نکل کے آ چکی ہی کہ مشکور پہونچا نعرہ کیا او ظالم
او قتال عالم مین نے تیرے لیے دشمن کو مارا ہیت خونخوار حاکم ہر حملہ ہی سحر مین طاق ہی شہرۂ آفاق ہی ضرور
اُسکو بچانیکا ملال ہوگا میری بے اعتدالی کا خیال ہوگا مگر مین تیری محبت مین بدحواس ہون جان تک
نثار کرنے کو موجود ہون تجھکو بالکل خیال نہین ارے مین اگر سر جھکا دون دست نازک سے سر کاٹ لے تجھکو
یاد ہوگا کئی سال کا زمانہ گذرا ہجر کی راتین مجھپر تڑپ تڑپ کے بسر ہوتی ہین اب دل کو صبر کی تاب نہین ہی ارے
سوچ تو خاوند تیرا اسیر ہی مسلمانان ہوا تو مجھکو قبول کر دربار شاہان مین تیرا بڑا پاس ہوگا تیری آبرو کو بڑھائینگے مرتبہ بڑا

اعلیٰ ملینگے ورنہ میری تو یہ کیفیت ہی نظم

دانہ دانہ اشک ازان ریزم کہ بہر مرغ دل
نیست گر فرزانۂ دیوانۂ پیدا کنم

تا زنم سرپنجہ در زلف پریزادان عشق
میروم تا گریۂ مستانۂ پیدا کنم

میروم تا بہر خود ویرانۂ پیدا کنم
از سرشک دیدہ آب و دانۂ پیدا کنم

شیشۂ می گر دہنی در بزم آخر میشود
از سر انگشت محنت شانۂ پیدا کنم

رہ بیابم پیش شمعے از برائے سوختن
تا اندران ویرانہ از غم خانۂ پیدا کنم

در بیابان جنون از بہر صحبت داشتن
چون من از بہر طرب میخانۂ پیدا کنم

شد بہار عمر و باغ آرزو خشتم نشد
مخفیا باید پروانۂ پیدا کنم

اسطرح رو رو کر یہ اشعار پڑھے کہ طائران صحرا بیقرار ہو گئے زبان خار سے صدائے الامان آئی تھی روح قیس مجنون ہائے لیلا کر کے چلاتی تھی نخلستان کف افسوس ملنے لگے درخت سوز غم محبت سے مثل شمع کافوری جلنے لگے مگر ملکہ گلرنگ جادو وا پسر بھی نہ پسیجی بھاگی چلی جاتی ہی یہ سب معرکہ شاہزادہ ایرج نوجوان نے دیکھا مشکور نے آواز دی او سنگ دل میری بات کا جواب نہ ملا افسوس زندگی مین غنچۂ آرزو نہ کھلا اسوقت تو غصے مین مار ڈالونگا آخر تڑپ تڑپ کر مین بھی جان دونگا تجھ ایسے محبوب کے بعد دنیا مین پھر زندگی کہان مگر افسوس یہی ہی کہ عاشقان صادق یہ ذکر سنینگے افسوس کرینگے یہی مشہور ہوگا کہ عاشق نے معشوق کو مارا کیونکر ہاتھ اٹھا پتھر کا دل تھا کس کس کے آگے تیری بیمروتی بیان کرونگا حجاب مین تڑپ تڑپ کر مرونگا اسوقت وہ نازنین مہجبین گھبرا گئی اور اس ملعون نے تیغۂ سحر ہاتھ مین لیا اسوقت ملکۂ گلرنگ جادو کا گھبرانا پکار کر عرض کرنا کہ ای بے نیاز مجھکو اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے اور پکار کر آواز دی ای معبود تو رحیم و کریم ہی تجھے سبطرح کا اختیار ہی مجھے میرے آقا تک پہونچا دے جمال عدیم المثال اُس غیرکا دکھا دے کہ روح نہ تڑپے موت تو سامنے آئی ملک الموت نے صورت دکھائی نہین معلوم شوہر پر کیا گذری طلسم کشا کے ساتھ ہی یا الگ ہو گیا ہماری خبر کون لیگا کسکو بھیجون کون خبر لائے کون اس ظالم کے ہاتھ سے مجھکو بچائے مگر شوہر نے ہمارے خوب انجام کا سودا خریدا فرزند صاحبقران کا ساتھ دیا مگر ہم کسکو بھیجین بقول شاعر شعر نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے ✣ کسے ز بیکسی مان نگے برد خبرے ✣ اسکی صدائے دردناک جو کان مین شاہزادۂ ایرج نوجوان کے پہونچی اور کئی مرتبہ بیقراری مین نام میمون لیا شاہزادۂ ایرج نوجوان نے سب معرکہ اپنی آنکھون سے دیکھا عقل سے ثابت ہوا ای ایرج یہ زوجۂ میمون اخترشناس ہی اسوقت بہت بدحواس ہی تاب نہ باقی رہی وہین سے نعرۂ شیرانہ کیا نعرۂ ایرج منم نیر برج صاحبقران ✣ ہزبر دمان ایرج نوجوان ✣ او بدبخت نہ گھبرانا میمون تو میرا رفیق ہی مین آپہونچا تیغۂ دودمۂ سکندری کھینچکر جا پڑے لوح بھی چمکانے لگے یہان تو سانحہ گھمسان کے لڑائی ہونے لگی ہزار ہا لاشہ زمین پر گر گیا شاہزادہ ایرج نوجوان چاہتے ہین مین بڑھکر افسر کو مار دون مگر اور جادوگر بیچ مین آجاتے ہین مشکور جادو نے دور سے سحر کیے مگر تاثیر نہوئی اسیوجہ سے اور ساحرون کو اشارہ کر دیا ہی مراد یہ ہی کہ جسطرح بنے اس نبیرۂ حمزہ کو پکڑ لین مگر شاہزادہ شیر دشت نبرد مجمع ساحران مین اس دھوم سے لڑ رہا ہی کیا عجب ہی کہ زبان نیزہ و کلۂ عمود سے صدائے احسنت و آفرین بلند ہوئی علم سرو قد تعظیم کو ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے علمون نے بال کھول لیے نقارے سر پیٹنے لگے شہنا کے کلیجے مین چھید قرنا کا دم بند شیپور دردمند شاہزادۂ ایرج نوجوان نے جسکو ہاتھ مارا وہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا گلرنگ نے جو یہ معرکہ دیکھا نثار ہونے لگی واسطے اپنے آقا کے رونے لگی کہ صحرا سے گرد اعظیم بلند ہوئی دیکھا مفتوح جادو

۲۰ بادشاہ طلسم شوکت بصد صولت وحشمت نوبت نقارے بجاتا ہوا اسوقت آکر پہونچا جب مشکور جادو

نے دیکھا کہ شاہزادۂ ایرج نوجوان پر سحر تاثیر نہین ہوتا اب اسنے اپنے ملازمون کو حکم دیا ہی خبردار سحر نہ کرو مین خود
گرفتار کرونگا کئی ہزار ساحران غدار حربہ ہاے سحر پھینک کر دوڑے کہ شاہزادۂ ایرج نوجوان کو پکڑین شاہزادہ
ایرج نوجوان تلوار کھینچکر غول پر جا پڑے مگر زخمی ہونے لگے دوسو نیزے چلے اگر دو سے بچے تو ایک زخم پڑ گیا
اسطرح کئی زخم کھائے یہ جو ملکہ گلرنگ جادو نے دور سے دیکھا گھبرا گئی آواز دی آقا غلام حضور کا کہان ہی آج وقت
لونڈی کی نظرون سے نہان ہی اسوقت ہوتا سرکار کے سامنے جان دیتا مگر شکر کرتی ہون کہ لونڈی حضور تک
پہونچ گئی اب کچھ مرنیکا غم نہین مگر لونڈی افسوس کرتی ہی کہ ان بھیاؤن مین یون پھنس گئی ہین کیونکر بچاؤن
مفتوح جادو بھی آکر پہونچگیا پکار کر مفتوح جادو نے مشکور سے آواز دی ای شہریار نہ گھبرایئے گا اور
ای وزیراعظم تم کہان سے اسوقت آگئے مین تو اس بدحواسی مین چلا ہون میرا طلسم ٹوٹا مر چلے فتح ہوے ہزارہا
ساحر طلسم شوکت کے مارے گئے میان میمون اختر شناس نے اس جوان کو قید سے چھڑایا مسلمان بھی ہو گئے
ساحری و جمشید سے انھین نفرت ہوئی مگر اُسکی زوجہ کو گرفتار کر لو چہار طرف سے ساحران غدار بلوہ کر گئے
پلے کچھ طرف شاہزادۂ ایرج نوجوان کے چلے کچھ طرف ملکہ گلرنگ جادو کے متوجہ ہوے شاہزادۂ ایرج تو
شیرانہ چلے مگر ملکہ گلرنگ جادو گھبرا گئی کہ ہزارون لاکھون ساحر جب اس شیر کو گھیر لینگے تو کیونکر بچیگا
ای ملکہ گلرنگ جادو و افسوس ہمنے چاہا تھا کہ خدمت مین اس شاہزادے کی حاضر رہین نمک حرام ونے
لڑین مگر نہین بن پڑا ای معبود ہم تو آمادۂ مرگ و مہیاے فنا ہین راضی برضا ہین مگر شاہزادۂ ایرج نے جو گلرنگ
کو مصیبت مین دیکھا دعا کرنے لگے ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اس آفت سے اس بیچاری کو بچالے
یقین ہی کہ اب گرفتار ہو جائیگی یہ کم سن اسیر جفا ئین ہین اسکے شوہر کو کیا جواب دونگا محجوب ہونگا
یقین ہی کہ شکایت کرے کہ لونڈی سرکار کے سامنے قتل ہوئی اپنی کنیز کو نہ بچایا مگر ملکہ کا بھی ہاتھ نہین رکتا ہی
کئی ہزار ساحر مارے جب تڑپ کر بولے نکلتی ہی مشکور جادو و مفتوح جادو سحر کرکے گراتے ہین نکلنا
ممکن نہین ہوتا شاہزادۂ ایرج نوجوان نے بھی لوح چکالی شمشیرزنی کی مگر کچھ نہو سکا یہ بھی ممکن تھا کہ پاس
ملکہ گلرنگ جادو کے کسی طرح سے پہونچین اور ملکہ گلرنگ کے بچنے کا یہی سبب ہی کہ مفتوح جادو نے
بڑے بڑے سحر کیے ہر مرتبہ یہی چاہتا ہی کہ ملکہ کو مار ڈالون بعد اسکے شاہزادے کو پکڑ لون مگر مشکور جادو
کہ عاشق جانباز دل مین سوز و گداز جب دیکھتا ہی کہ ملکہ گلرنگ پر بلوہ ہوا ایسا سحر کر دیتا ہی کہ ساحر قریب بھی
نہ پہونچین گلرنگ جادو پر کوئی آفت نہ پڑے اسوجہ سے ملکہ محفوظ ہی سر سے خون جاری شانے زخمی سینہ
و پہلو پر تیرہاے سحر کے زخم کاری پڑے ہین تمام جسم چھنا ہوا غربال بنا ہوا اس بیکسی و بے بسی مین پکار کر
آواز دی ای خالق کونین افسوس شوہر کو نہ دیکھا لاکھ سوار لاکھ ساحر سے مقابلہ کیونکر بچینگے شاہزادہ ایرج
نے بھی تہ دل سے دعا کی کہ صحرا سے گرد اڑی سب نے دیکھا کہ میمون اختر شناس کس زور و شور سے آگے
پہونچا دور سے اپنے زوجہ کو دیکھا ایرج نوجوان کو زخمدار پایا زوجہ کا خیال بھی نہ کیا شاہزادے کا زخمی ہونا
بہت شاق ہوا اب قدمبوسی کا مشتاق ہوا بارہ ہزار ساحرون سے نعرہ کرکے چلا نعرہ کیا او مشکور مغرور تجھکو بھی
یہ لیاقت ہوئی کہ ہمارے ناموس پر دست انداز ہو کہا کہ ای شہریار غلام اسی کا مشتاق تھا کہ سرکار کے ساتھ
جنگ مین شریک ہو مگر شکر ہی لونڈی بھی سرکار کی زیر سایۂ دامن دولت پہونچگئی عورت کا مقدمہ بہت ہی
نازک ہوتا ہی شکر ہی کہ مین نے اُسکو بھی زندہ پایا یہ کہکے اک گولہ مارا قبۂ بارگاہ اڑ گیا اب تو دونون لشکر مل گئے تلوار

چلنے لگی مگر مشکور جادو جب گو نہ پھینکتا ہی یہی بڑا خیال رہتا ہی کہ ایسا نہو ملکہ گلرنگ جادو پر کوئی زوال آئے مین گرفتار کرون لیکر طرف طلسم نور افشان کے چلا جاؤن کئی سحر اسطرح کے کیے مگر ملکہ نے اپنے کو بچایا مشکور جادو لڑتا ہوا قریب گلرنگ جادو کے چلا ملکہ گلرنگ نے سحر کیا بجلی چمکی مشکور جادو نے سر آگے کر دیا کہا ای جان جہان تیرے ہاتھ کا سحر کہان نصیب تھا آج تقدیر نے رسائی کی بڑھکر گلرنگ نے نیمچہ مارا مشکور نے سر کو سپر کیا نیمچۂ ہلالی سر پر پڑا سر زخمی ہوا خون اپنا منھ پر ملنے لگا کہا حضور عاشقون مین سرخ رو ہوا ملکہ پھر نیمچہ لیکر چلی پکار کر آواز دی او بوالہوس ابکی سر اُڑا دونگی عاشقونکے افسر کہلاؤگے قیس و فرہاد اپنا پیشوا جانینگے مشکور جادو نے کہا

مین تو فقط تمھاری نظر رحمت چاہتا ہون

ہم بھی اپنے دلِ بیتاب کو سمجھا لینگے
مین اگر جان بھی دونگا تو ضرر کیا ہوگا
ان کھڑکیون سے جھانکتی ہی قضا مجھے
چاہیے منقار جنکی لے دل صیاد مین
بدلی نہ اٹھنے پائی مرے دودِ آہ کی
محشر مین بن پڑیگی ہر اک دادخواہ کی
میرا جنازہ دیکھ کے حسرت نے یہ کہا
سر پر چلے ہین لیکے جو گٹھری گناہ کی
مشتاق دید آئے تھے محروم ہی چلے
قاتل نے عین وقت پر ترچھی نگاہ کی

گردش چشم سے سرنے کا عذر کیا ہوگا
پھیر لے ہمسے وہ بے دید نظر کیا ہوگا
مین تو مدت سے مرا ہون ہو اتی مطلع
تیرا عاشق بیقرار ہی جینا دشوار ہی دیگر
بیتاب ہوکے عاشق بیدل نے آہ کی
بجلی گرائی یار نے برق نگاہ کی
حسرت سے آنکے ابرو نیز جب نگاہ کی
دیکھین حضور لاش یہ اک بیگناہ کی
تلوے لیک رہے ہین کہ صحرا نوردی ہو
مدت سے دھوم تھی بس اسی رسم و راہ کی
خورشید سے بھی اختر طالع ہوا بلند

دیکھلو گے جو ادھر ایک نظر کیا ہوگا
خالق اُس رشک مسیحا کو سلامت رکھے
آنکھین نہ چھینے دینگی تری مہ لقا مجھے
بلبلو اتنا اثر پیدا کرو فریاد مین
عرش برین ہلا کے ترے دل مین راہ کی
تحقیق سے غرض ہی نہ حاجت گواہ کی
دل پر چھری چلی بھی تو منھ سے نہ آہ کی
کسطرح راہ ملک عدم طے کرینگے وہ
تعظیم کو اٹھی ہی مرے گرد راہ کی
خنجر گلے پہ رکھکے دکھاتا ہی بانکپن
اُس مہ نے مہر سے جو قمر پر نگاہ کی

مشکور جادو تو سحر پڑھنے مین معروف ہوا روتا جاتا ہی گل چینی گلشن جمال کی کر رہا ہی ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہی شاہزادۂ ایرج نوجوان نے دور سے دیکھا کہ مشکور جادو گلرنگ جادو پر چھایا ہوا سحر کر رہا ہی کبھی بلائین لیتا ہی کبھی ہاتھ باندھتا ہی کبھی سر جھکا دیتا ہی کبھی عرض کرتا ہی ارے ظالم مین تیرے وصل کی ہوس لیکر پردۂ دنیا سے جاؤن یا تیری محبت سے ہاتھ اٹھاؤن ملکہ گلرنگ جادو کہتی ہی قضا تمھاری تمھارے سر پر کھیل رہی ہی قتل ہوا چاہتے ہو کہ ایرج نوجوان قریب آگئے فرمایا او مشکور مغرور عورت پر یہ دباؤ مردان عالم سے مقابلہ کر اب جو مشکور جادو پلٹا تو شاہزادۂ ایرج نوجوان کو قریب پایا پلٹ کے شاہزادے پر ایک ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نوجوان نے لوح کو چمکایا تلوار کو تلوار پر روکا مشکور جادو کی پلک جھپکی نعرۂ تکبیر کر کے ہاتھ مارا سر مشکور جادو کا اُڑ گیا ہلڑ ہوا اندھیرا چھا گیا سنگ باری برف باری ہونے لگی آسمان سے دو پہر کامل آگ برسی یکایک روشنی ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من مشکور جادو بود مفتوح جادو نے جو یہ معرکہ دیکھا جلب ہلگیا اور میمون اختر شناس نے علمونکو جلوہ دیا آواز دی وہ مارا اے مفتوح جادو تو بھی اب مذبوح ہوگا مفتوح جادو یہ صدائے ہولناک وحشت خیز حسرت آمیز سنکر گھبرا گیا میمون اختر شناس سامنے پہونچا گولۂ آہن کا مارا مفتوح جادو نے سحر سے اپنے کو بچایا دو چار سحر آپسمین چلے مفتوح نے جھولی مین ہاتھ ڈالا کارد آہن نکالی سحر کر کے پھینک ماری سر پر میمون اختر شناس کے چھری کی نوک پڑی سر زخمی ہوا یقین تھا کہ تھرا کے گھوڑے سے گرے ایرج نوجوان نے آکر بازو تھاما کہا ای برادر ہوشیار ہو مین ابھی تمھارے پاس آیا ایسا نہو کہ

سحر مفتوح جادو چل جائے تو غضب ہو جائے بادشاہ طلسم شوکت ہی مشکور جادو تو جوش محبت مین مارا گیا دونون عاشق تھے دونون مارے گئے کوہان جادو کو مشکور جادو نے مارا مشکور جادو کو ایرج نوجوان نے مارا ایرج نوجوان نے فرمایا انشاء اللہ اس مفتوح جادو کو بھی مارتا ہون یہ کہکے ساحرون سے آواز دی ہمارا اُنہم زخمی ہی انسے الگ ہونیکا ارادہ نہ کرنا انکے ساتھ رہو ایسا نہو گھیر کر اسکو مارلین کئی سو افسر کیدان رسالدار آمادۂ حرب و پیکار گرد اپنے افسر کے آگئے لڑتے ہوے پیچھے مگر شاہزادۂ ایرج نوجوان شیرانہ شمشیر زنی کرتا ہوا اول قریب علمدار پہونچا علم فوج کو سرنگون کیا علمدار مارا گیا مفتوح جادو گھبرایا نعرۂ ایرج نوجوان کی آواز آئی مفتوح جادو بیٹا شاہزادۂ ایرج نوجوان کو اپنے برابر پایا کئی سحر کیے انکے پاس لوح موجود ہی سحر اثر نا پذیر نکی شاہزادۂ ایرج نوجوان نے ہاتھ تلوار کا مارا مفتوح جادو نے اک چیخ ماری کئی سپر ین لوہے کی سرپہ قائم ہوئین مگر تیغۂ برق تاب تڑپکر تا تاج کو کاٹکر تا دوابرو پہونچا پھر مفتوح جادو نے اک چیخ ماری اپنے کو تخت سے گرا دیا تمام ساحر دوڑے کہ افسر پر کیا معرکہ گذرا دیکھا خون سر سے بہتا ہوا تاج شاہی کٹا ہوا کپڑے تمام خون مین بھرے ہوے یہ ماجرا دیکھکر سب کے سب شاہزادۂ ایرج نوجوان پر ٹوٹ پڑے اسوقت میمون جادو اور گلرنگ جادو خوب لڑے مفتوح جادو نے دیکھا اب فتح حاصل ہوگی آخر قدم اُٹھ گئے پکار کر آواز دی او جوان تو بیشک صاحب اقبال ہی اگر قلعے پر آئیگا بھٹکا بھٹکا کے قتل کرونگا جادوگر سب حیران ہو گئے جگر بڑے جاتے تھے کہ شاہزادے کو مارلین ایرج نوجوان نے وہ شمشیر زنی کی کہ زمین کانپ گئی میمون اختر شناس و گلرنگ جادو دونون شاہزادے پر دل و جان سے نثار ہین مثل ماہی بے آب بیقرار ہین مفتوح جادو نے جب دیکھا کہ اب میری فوج بہت قتل ہوئی ایسا نہو کہ ایرج نوجوان مجھکو بھی قتل کر ڈالے تو غضب ہی ہو جائے ایک مرتبہ تو زخم کاری لگ چکے جفائے کامل اُٹھا چکے اب اسی مین بہتر ہی کہ جان اپنی بچا کے نکل چلیے قلعے پر چلکے سامان کرونگا پھر مین طلسم کشا کو کیا زندہ بھی چھوڑونگا یہ کہکے بلند ہوا ساتھ والونکو آواز دی یارو نکل چلو گواہ رہنا کہ مشکور جادو و کوہان کو بھلین اپنی بداعمالی سے مارے گئے مین سمجھونگا پادشاہ شاکی ہونگے کہ میرا وزیر اعظم مارا گیا مگر وہ محبت مین ملکۂ گلرنگ جادو کی ایسا چور تھا کہ جان گئی مگر محبت سے ہاتھ نہین اُٹھایا آخر نتیجہ یہ ہوا کہ مارا گیا یہ کہتا ہوا مع فوج طرف اپنے قلعے کے نکل گیا اسکے جانے کے بعد تمام ساحران غدار مانند کبوتر بچے عقب مین اسکے بھاگ گئے اس بھاگنے مین میمون اختر شناس نے ہزارون ساحرون کو مارا جو بلند ہوا اُسپر گولہ مار دیا وہ جلکر گرا تیر بھی لشکر سے چلتے تھے تیر سے سب خطا شعار جہنم مین پہونچتے تھے اب شاہزادۂ ایرج نوجوان نے آواز دی یارو بس بھاگے ہوے کا پیچھا کرنا ہمارے جد عالی تبار کا کام نہین ہی اب نکل جانے دو انشاء اللہ لشکر کشی کر کے چلینگے لوح راہبر ہی تو پھر کیا خطرہ ہی میمون اختر شناس نے شاہزادے کو بیچ مین لیا ملکہ گلرنگ جادو زخمدار مع چند کنیزون کے آکر پہونچی جھک کر سلام کیا شاہزادۂ ایرج نوجوان نے سر ملکہ کا اپنے سینے سے لگا لیا فرمایا ای ملکہ تمنے بڑی مصیبت اُٹھائی ملکہ نے عرض کی خداوند کریم آپکو با اقبال زندہ و سلامت رکھے جو دل کی آرزو تھی وہ پروردگار عالم نے پوری کی حضور کی زیارت سے مشرف ہوئی میمون اختر شناس نے اسیوقت بارگاہین استادکرائین جراح موجود ہوے ملکہ گلرنگ جادو کی زخم دوزی ہوئی اور سرداران زخمی حاضر ہوے سبکے پٹیان چڑھین شاہزادۂ ایرج نے دیکھا کہ ملکہ گلرنگ جادو و میمون اختر شناس بہت زخمی ہین لایق مشقت نہین ہین اگر ہین کوچ کرنے مین مشقت کرون ایسا نہو لشکر پر کوئی افتاد پڑے شاپور شیر دل سے صلاح کی شاپور نے بھی یہی عرض کی کہ ای

شہریار ایک ہفتہ لشکر اسی مقام پر رہیگا شکر ہی کہ بڑی فتح نصیب ہوئی انشاء اللہ بعد فتح طلسم شوکت نور افشان کا بھی
ملیگا وہ دن خداوند عالم دکھلائے کہ لڑتے بھڑتے آتہ باغ ویران پہونچین ملکہ عالم کو رہا کرین کوکب روشن ضمیر شہنشاہ
لاچین والا تمکین کو قید خانے سے نکالین پھر خاص طلسم مین داخلہ ہو یقین کامل ہی حضور ہی اس طلسم کے فتاح ہین سنا ہی
عجائب و غرائب کے سیاح ہین شاہزادہ ایرج نوجوان نے خوش ہو کر فرمایا ای برادر بجان برابر تمھاری کوشش
نے یہ سامان دکھایا یہانتک پہونچایا کہ مفتوح جادو شکست فاش کھا کر بھاگا ایرج نے اس مقام پر مقام کیا
لشکر مین حکم دیا کہ اب آٹھ دن کے بعد یہان سے کوچ ہوگا جب میمون اختر شناس دیگر نگ جادو صحت پائیگے
جیسا حکم لوح دیگی ویسا کیا جائیگا سب نے اس حکم کو قبول کیا اب ایرج اسی مقام پر تزوکش ہین وقت پر ذکر انکا کیا جائیگا

دو کلمہ داستان نور الدہر بن بدیع الزمان کہ لوح چھنوا کر زخمی ہو کر نکل گئے ہین فتح کرنا انکا طلسم خونریز کو اور اکثر یکہ جنگ ایرج ہونا باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف

ہی زور پہ آج سیف خامہ / معشوق کو لکھنے ہی زمانہ
میخانہ مین شور و شر بڑا ہی / کچھ دختر رز کو حوصلا ہے
ہی پیر مغان کو خبط بالکل / شیشون مین ہی شور رنگ قلقل
ہی دور مین شغل بادہ نوشی / موقوف ہوئی نہ می فروشی
منہ دختر رز چھپا رہی ہے / رندون کے لیے دو طعن ہی یہ
رندون سے ہوئی جو آشنائی / شیشے مین چھپی یہ غیرت آئی
ساحر کو خیال سرکشی ہی / دل مین ہی آرزو بھری ہی
ہین مست الست رند مشرب / کھلتا نہین زاہدون کا مطلب
اٹھو کہ بہار کا ہی موسم / گلچین کو ہی شغل جوش ماتم
زلفون کے بھی دام بنگئے ہین / کس طائر فکر بھی پھنسے ہین
ہر رنگ مین ہی نئی لطافت / کیا کیا لکھے ہین رنگ صحبت
ہر شعر جو درد سے بھرا ہی / یہ موجۂ بحر عشق زا ہی
ہی رزم کے رنگ سے یہ لکھا / میدان مین چل رہی ہی تلوار
مضمون جو ہجر کے لکھے ہین / عشاق پڑے تڑپ رہے ہین
امید ہی مجھکو ناظرین سے / انصاف طلب ہون سامعین سے

سودائے جنون ہی سر پر جوش / ہی سلسلے پر خیال ہمدوش
رندون سے جو معرکے پڑینگے / مضمون خیال بھی اڑینگے
ساغر کا دماغ پھر گیا ہی / آنکھون سے کسی کی گر گیا ہی
ہی جام شراب کو بھی چسکر / شیشے سے چلی تھی مے اچک کر
پردیسے ہین صاف یہ اشارے / ہین دل مین یہ حوصلے ہمارے
پردے پردے کے ہین مطالب / مطلوب ہی کون کون طالب
میخوار جو آج جمع ہوتے / ہم بزم مین مثل شمع روتے
پھر بلبل کلک نعرہ زن ہی / شہرہ یہ مرا چمن چمن ہی
صیاد کا دل دھڑک رہا ہی / مرغ بسمل پھڑک رہا ہی
لکھا جو قمر نیا فسانہ / اشکون کے لیے ہوا بہانہ
نکتے نہین آفتین بھری ہین / ہان سلک گہر سے بھی کھری ہین
عاشق کے لیے تو کیمیا ہی / کیا قصۂ نور قسم ہوا ہی
مضمون مین بزم کے مزا ہی / معشوق کا جگمگتا جا ہی
دریا ہر رنگ مین بہائے / سامع ناظر کے دل کو بھائے
ممنون کرین جو بے ہنر کو / دین خلعت آفرین قمر کو

پیچیدہ رہروان منازل طلسم عشق و محبت و طی کنندگان مراحل شوکت و جلالت اس داستان سحر بیان کو یون تحریر
فرماتے ہین شعر مصنف سخن سنج و دانا سے شیرین کلام ٭ چنین می نگارد بہ حسن تمام ٭ سابق مین ذکر کیا تھا کہ جب
نور الدہر کے قبضے مین سے لوح طلسم شوکت نکل گئی کیونکہ یہ اس طلسم کے فتاح نہ تھے وہ لوح شاہزادہ ایرج
نے پائی طلسم شوکت بھی فتح کیا اب بادشاہ سے مقابلہ باقی ہی مگر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان زخمی ہو کر اک
صحرا مین پہونچے جب احکام جادو مارا گیا تھا تو مفتون تاجدار نے رہائی پائی نکل کے لشکر سے طرف شاہزادہ ایرج
کے بھاگا اول راہ مین ہزاران پہلوان اطلاع سنے پوچھا ای مفتون کیا گذری مفتون تاجدار رونے لگا کہا کہ ای

پہلوان کیا کہون کیا انقلاب ہی لوح ہمارے آقا کے قبضے سے نکل گئی ہر چند وہ لیجانے والا لوح کا زخمی ہوا اور بار ابھی گیا ہمارے آقا کو جو ہم چشم ہین اُنھون نے لوح پائی وہ اب طلسم فتح کرینگے ہمارے آقا زخمی ہوکر نکلگئے چلو تلاش کرین یہ کہکر مفتون تاجدار و ببران ہر سوار ڈھونڈھتے ہوئے چلے راہ مین سوار و پیدل ملنے لگے اُن سکو ساتھ لیتے ہوے اک صحرا مین پہونچے دیکھا شاہزادہ نورالدہر اک نخل کے سائے مین بیہوش پڑے ہین مفتون و ببران نے شاہزادے کا زخم دھویا ٹانکے لگائے اب شاہزادے کو ہوش آیا مفتون تاجدار کے شہر مین آئے ہرکارے واسطے خبر کے بھیجے مین ہرکارون نے پرچۂ اخبار مین مفصل خبر دی کہ ایرج نوجوان نے مرحلہ جات فتح کیے مفتوح جادو بادشاہ طلسم شوکت شاہزادے کے ہاتھ سے شکست کھا کے بھاگا اُسنے توجا کے قلعہ آراستہ کیا ہی ایرج نوجوان کا لشکر صحرائے سبزہ زار مین فروکش ہی میمون و گلرنگ زن و شوہر لشکر کے منتظم ہین نورالدہر پر یہ سانحہ بہت شاق گذرا ہی یہی خیال ہی کہ لڑتے بھڑتے تا بہ طلسم پہونچین مرحلہ جات تو فتح ہو چکے اب بادشاہ سے مقابلہ باقی ہی مفتون سے فرمایا کہ میرا ارادہ ہی کہ اپنے کو بر سر طلسم شوکت پہونچاؤن کسی طرح لوح ایرج سے لاؤن اور قلعۂ شوکت فتح کرکے قبل از ایرج طلسم نورافشان پر پہونچون انکی جورو کو قید سے چھڑاؤن سیان کوکب کو ہاتھ سے ہمراہون کے بچاؤن تب جلکے یہ تاجر زادہ ممنون و مشکور رہوگا ساری شوکت نکل جاے مفتون نے عرض کی یہ تکلیف حضور کیون کرین طلسم نورافشان بہت وسیع ہی اک راستہ تو یہ ہی کہ جدھر سے ایرج نوجوان جائینگے دوسرا راستہ طلسم خونریز کی طرف سے ہی اگر خدا فضل کرے اور لوح طلسم خونریز ملے مرحلہ جات آپ کے ہاتھ سے فتح ہوے خونریز جادو وہان کا حاکم ہی اگر اُسکو مارا راستہ ملیگا بلکہ اِدھر سے راستہ قریب ہی قبل ایرج نوجوان آپ طلسم نورافشان پر پہونچینگے نورالدہر نے فرمایا اُدھر ہی چلو ہمین تو مطلب جانے سے ہی مگر بڑی دل کو خواہش ہی قلب مین کاہش ہی کہ بتران کو چھڑا مین ایرج پر احسان کرین مفتون نے عرض کی جو غلام نے عرض کیا اسمین قباحت شرط ہی پروردگار اپنی قدرت سے لوح دلوا دے جلدی نہ کیجیے دیکھیے آپنے کس کد و کوشش سے لوح طلسم شوکت پائی مگر ایرج تک کس تدبیر سے پہونچگئی بس ثابت ہوا کہ وہ اس طلسم کے فتاح تھے اگر آپکی تقدیر مین فتاحی طلسم خونریز ہی تو سامان غیب سے پیدا ہوگا لوح ملجائیگی اگر تقدیر مین نہین ہی تو لشکر کشی سے کیا ہوجائیگا سوائے پریشانی کے کچھ حاصل نہوگا غلام اسکا انتظام کرتا ہی یہ کہکے نورالدہر کو مصروف عیش کیا آپ وزرا و امرا سے صلاح کر رہا ہی وزرا اصلاح دیتے ہین کہ یہ مقدمات مدد غیب سے ہوتے ہین یہ غیر ممکن ہی کہ کوشش سے کام نکلے جب تین دن اسی کیفیت مین گذرے شاہزادے نے فرمایا ای مفتون خالی بیٹھے بیٹھے دل گھبراتا ہی اگر تمھاری خوشی ہو تو ہم واسطے شکار کے جائین صید و شکار مین دل بہلائین کہا بسم اللہ شاہزادے نے شبرنگ کو حکم دیا سامان شکار تیار کرو بوقت سحر اسباب شکار درست ہوا شاہزادے نے چند سوار پیدل ہمراہ لیے واسطے شکار کھیلنے کے روانہ ہوے اک صحرا مین وارد ہوے شکار کھیلنے لگے اک آہو کے پیچھے گھوڑا ڈالا عیار سوار پیدل سب کے سب تھک کے رہگئے دوپہر مین اک جھیل پر جا کر آہو کو شکار کیا پلٹ کے دیکھا کہ کوئی میرے ہمراہ نہین پہونچا کباب لگا کر نوش فرمائے اُسی مقام پر آرام فرمایا چار گھڑی دن رہے آنکھ کھلی دیکھا ابتک کوئی ہماری تلاش کو نہین آیا اب خیال ہوا شب بسر کرینگا کوئی مقام پیدا کرین یہ خیال دلمین لا کے ایک جانب کو چل نکلے تھوڑی دور چلے تھے دیکھا دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہی شاہزادہ نورالدہر بسم اللہ کہکے باغ مین داخل ہوے باغ سرسبز و شاداب نرگس شہلا نے آنکھین کھولین زلف و سنبل کلیجے دیے

ہوا نان چمن اکڑ رہے ہین کیلے بشکل حلہ پوشان جنان گوشون مین خاموش ہنروں کو بحر الفت کا جوش یہ کیفیت تھی کہ نظم

گذر کرے سوے گلشن جو باغبان لگا
شبیہ مرغ چمن گر گشند بر دیوار
چمن کو دیکھکے دیکھین اگر بدن اپنا
یہ غنچے شاخ پہ ہین یا کہ ناخنے تتار
ہی نہر مین جبھی آئینے کی خاصیت
پر اُسکا عکس تو آب روان مین ہی سیار
گل و ثمر سے درختون کو دیکھکر سرسبز
الہی حرمت فیض ہوا و فصل بہار

عجب نہین گل و نسرین بنین گلے کا ہار
ہوا سے قوت بالیدگی یہ بخشی ہے
نظر پڑین پر طاوس کے سے نقش و نگار
ہر ایک شگوفے نے ہی اپنا عطر دان کھولا
تو دیکھتے ہین جوانان باغ اپنا عذار
کہین ہی لالہ کہین جعفری کہین گل سرخ
کئے ہی پنجہ دست دعا اُٹھا کے چنار

عجب نہین جو اُسید م وہ ہوئے برہنج
کہ نخل یکشبہ پہونچے ہی تا رہ دوار
مہک رہا ہی جو گلشن تمام خوشبو سے
شمیم گل کا ہی دوش نسیم پر انبار
اگرچہ خود نہین بھرتا ہی سرو گلشن مین
لباس پر گل سوسن کے بھی ہی طرفہ بہار
مین بے ثمر ہون مجھے بھی ثمر عطا کیجو

ہر جانب جوش بہار کے سامان عندلیبان خوش الحان معروف زمزمہ سرائی نسیم سحری لڑکھڑاتی ہوئی آئی حقیقت مین نشۂ بادۂ محبت گلشن مین لڑکھڑاتی ہی ہر مینائے شجر سے سر ٹکراتی ہی ہر گل کا کٹورہ شراب شبنم سے معمور کیفیت انتظار مین عجب سرور شاہزادے نے بند قبا کھولدیے فرحت تازہ سرور بے اندازہ قلب کو حاصل غنچے چٹک رہے ہین طائر چہک رہے ہین چند روشین شاہزادے نے طی کی تھین کہ اک مرد ضعیف کو دیکھا سرخ پگڑی سر پر تہمیری دھوتی باندھے ہوے اُدراج کا مالا گلے مین مرزائی پہنے ہوے نیچے نینوین سکھ شاہزادے نے سلام کیا بڈھے نے بہ محبت پوچھا صاحبزادے تمھارا نام کیا ہی باغ مین تشریف لانیکا باعث کیا ہی شاہزادے نے کہا مین اک تاجر کا نوکر تھا راہ مین ڈاکہ پڑا کارواں لوٹا زخمی ہوکر اسطرف نکل آیا منظور ہی جبتک زخم اچھا ہو اسی گوشۂ عافیت مین بسر کرون بعد صحت جب مناسب وقت پاؤنگا اُسوقت دیکھا جائیگا مگر آپ کے نام نامی سے بھی آگاہ ہونا ضرور ہی بڈھے نے کہا مجھے فولاد باغبان کہتے ہین مین اس باغ کا چودھری ہون لقب اس باغ کا باغ سر دستان بادشاہ یہان کا کیوان انجم سپاہ صاحب فوج و لشکر محافظ طلسم خونریز از طرف سحر العجائب مصر الغرائب شاہان طلسم نور افشان مشہور مین نے اُنکی صاحبزادی بلند اقبال خورشید جمال کو تو اپنی گود یون مین پرورش کیا ملکہ خورشید روشن جمال لقب ہی شاہان جہان وصل کے طالب ہوے ابھی تک کہین نسبت قرار نہین پائی اکثر اس باغ مین بھی تشریف لاتی ہین حسن اُنکا مشہور عالم ہی مگر آپنے یہ نہ فرمایا کہ آپنے اپنا نام نامی نہین فرمایا نورالدہر نے کہا سہیل تخزن مجھکو کہتے ہین بڈھے نے اپنا نام فولاد چودھری بتایا اور کہا ای نوجوان میرے کوئی بیٹا نہین ہی زوجہ نے بھی انتقال کیا سرکار سے بہت کچھ پاتا ہون کون ایسا مرد آدمی ہوگا جسکے پاس دو چار مہر ین سو دو سو روپے ہونگے تمکو اپنا فرزند کرون اپنی جائداد کا مالک بناؤن نورالدہر کے خیال مین آیا کہ اپنا کیا ہرج ہی زخمی بھی ہو رہے ہین اس عرصے مین صحت بھی حاصل ہو جائیگی جیسا مناسب ہوگا کرونگا کہا اچھا اب فولاد نے دروازہ باغ کا بند کیا نورالدہر کو سر حوض پر لاکے بٹھایا اک گلابی شراب کی لایا کچھ پھل توڑ کے رکھے چودھری صاحب کی ملاقات کا یہ پھل ملا ایک جام نورالدہر نے پیا دوسرا بھر کے فولاد کو دیا فولاد نے ہر چند انکار کیا ای فرزند مجھکو نشہ زیادہ ہو جاتا ہی ملکہ نے اکثر منع کیا حکم محکم صادر ہو چکا کہ ہمارے باغ مین رہکر شراب نہ پینا نورالدہر نے کہا نوش فرمائیے اِسوقت ملکہ کہان ہین کبھی تشریف لاتی ہین نورالدہر نے زبردستی جام پلایا پیتے ہی فولاد کو نشہ ہوا ناچنے لگا نورالدہر نے کہا چودھری صاحب بڑے دھوم سے ہماری شادی کرینگے یہ سنتے فولاد اور ناچنے لگا کہ ہمارا بیٹا ہماری شادی کریگا جوان دلھن بیاہ کے لائینگے خوب مزے

اڑا دینگے کہ دروازے سے آواز آئی او فولاد کیا مر گیا بابا دروازہ کھول پکارتے پکارتے آواز پڑ گئی فولاد آواز سنکر
گھبرایا کہا ای فرزند غضب ہوا سواری ملکہ کی آگئی کنیزیں پکار رہی ہیں نورالدہر نے کہا دروازہ کھولدو کنج باغ
میں جو تمھارا بنگلہ ہے میں اسمیں جاکر ٹھہرتا ہوں نورالدہر طرف بنگلے کے چلے فولاد اپنے کو آراستہ کرکے دروازہ
کھولنے چلا آراستہ یہ کیا کہ ایک آستین مرزائی کی پہنی دوسری لٹکتی ہوئی پگڑی کا سر پر ایک پیچ باندھا ساری
پگڑی زمین پر پڑی ہی مگر ہاتھ خالی چلا جاتا ہی اپنے نزدیک پگڑی کو باندھتے ہیں کوئی پیچ سر پر نہیں آتا گویا
پیچ پڑ گیا اس رنگ سے جاکر دروازہ کھولا ملکہ اندر داخل ہوئیں سات سو کنیزان زرین پوش ایک ایک
حسین مہ جبین کمسن الھڑ پنے کے دن کھیلتی اچکتی لباس تنگ زیب جسم گلرنگ چہرے چاند سے کلائیاں تیغ
شاخ بلور عارض پر نور آگے بسکے وہ ماہ تابان رشک آفتاب درخشان رباعی ثعبان کلیم گیسوے دلبر ہی

نالی مسیحا لب جان پرور ہی ۔ ثابت ہی کہ رخسار میں ماہ آیا ۔ ثاقب ہی جو خال یار کا اختر ہی ۔ سراپا خوب معشوق مرغوب

چال اُنکی ہی فتنہ زا شرارت آفت ۔ چتون ہی ستم چشم عنایت آفت ۔ چالاکی و چابکی و شوخی و ادا

چار دن یہ بلا قہر قیامت آفت ۔ حسین مہ جبین غارت گر دین حور تمکین غنچہ دہن رشک گلشن سیم تن

دل شکن سب کے آگے آگے صاف ثابت ہی کہ آگے ماہ تابان گرد ہجوم ستیارگان فولاد کی صورت دیکھی دیکھا پگڑی
باندھ رہے ہیں کوئی پیچ سر پر نہیں بندھتا ہاتھ کو ناحق گردش ہی دل کو پگڑی باندھنے کی کوشش ہی ہاتھ دستگیری
نہیں کرتا ہی ملکہ نے کہا کیوں او بھیا او نمک حرام تو نے پھر ہمارے باغ میں شراب پی پانچ کوڑے مارے
حضور توبہ ہوئی اب کبھی شراب نہ پیونگا یہ کہتا ہوا بھاگا مگر یہ بھی کہتا جاتا ہی کہ میرا بیٹا میری شادی کریگا جورو
دولہن بیاہ کے لاؤنگا خوب مزے اڑاؤنگا کنیزوں نے کہا حضور سنیے کیا کہتا ہی چوٹ لگی پیٹھ سہلاتا ہی مگر اپنی ہی
کہے جاتا ہی ملکہ نے ہنسکر منہ پھیر لیا کہا جانے دو یہ تو ظاہر ہی کہ نشے میں ہی اس بھڑوے بدنصیب کو بیٹا کہاں میسر ہی
اک دختر بنجا کر کے لایا تھا وہ بھی بھوک سے چلی گئی کنیزیں ہنستی ہوئی فولاد پر آوازے کستی ہوئی آگے داخل بارہ دری
ہوئیں ماہ تابان اپنے برج میں یا گوہر بے بہا درج میں مگر فولاد روتا ہوا سامنے نورالدہر کے آیا نورالدہر نے
کہا کیوں بابا جان خیر تو ہی کہا بیٹا ہمنے منع کیا تھا تمنے ہمارا کہنا نہ مانا شراب ہمکو پلائی ملکہ نے ہمکو کوڑے مارے پیٹھ
کھال اُدھڑ گئی بڑی ظالم ہی مرد کے تو نام کی دشمن ہی مردانہ پھول ایک باغ میں نہیں رہنے پاتا سپاہ گری کا بڑا شوق
ہی اور جو رنگ لگانا شکار کو جانا تیراندازی نیزہ بازی ان سب میں طاق حسن میں شہرۂ آفاق باپ کی لاڈلی
بیٹی ہی بھلا کون بول سکتا ہی جو چاہتی ہیں کرتی ہیں نورالدہر خاموش ہو رہے انکو یہی فکر ہی زخم اچھا ہو جائے تو میں
یہاں سے جاؤں شام کو فولاد اور چند باغبان زیور پھولوں کا بنانے بیٹھے نورالدہر نے کہا بابا جان ایک
گلدستہ ہم بھی بنائیں فولاد نے کہا ان کاموں میں دخل دیا کرو تمھارے گھر کا پیشہ ہی شاید کسی دن بادشاہ کا پسند
ضرور پرسش ہوئی نورالدہر نے گلدستہ اٹھا لیا فرزند صاحبقران عقیل فہیم ذہین گلدستے میں یہ شعر باندھا یا شعر
چمن میں جھاڑتی ہی یون صبا خس و خاشاک ٭ کھٹکے گا کو لسنا گل زیر گنبد افلاک ٭ گلدستے میں اس شعر کو بڑے
تکلف سے درست کر دیا فولاد سب گلدستے زیور گل ڈلیان سامنے ملکہ کے لایا ملکہ نے سب کنیزوں کو بانٹ دیئے
تقاضائے کار وہ گلدستہ اٹھا لیا بنگاہ غور دیکھنے لگی اب جو بنگاہ غور دیکھا شعر مذکور اسمیں لکھا ہوا پایا ملکہ نے
فولاد کو بلایا کہا کیوں فولاد یہ گلدستہ کسنے بنایا کہا حضور سب میں نے بنائے ہیں ملکہ نے جھلا کر کہا کیوں جھوٹ
بولتا ہی سچ بتلا ورنہ وہی صبح کا سا حال ہوگا فولاد اپنی ہی کہے گیا کہ حضور میں ہی نے سب گلدستے بنائے ہیں ٭

ملکہ نے قریب بلا کر حرف دکھلا کر پوچھا دیکھ تو یہ کیا ہی اب فولاد گھبرایا کہا حضور بیلے کے پھول ہین ملکہ نے کان پکڑکے
اک طمانچہ مارا دو دائرے لکھ کر کہا اُسی طرح انکو نسب کر دے فولاد عاجز ہوا وہ دائرہ حرف کا بنا ہوا تھا تب
ملکہ نے کہا سچ کہہ نیمچہ کھینچکر فرمایا ابکی جو تو نے کہا کہ مین نے بنایا تو ایک ہاتھ تلوار کا مارونگی کہ تمھارا سر اُڑ جائیگا اب
فولاد کانپا کہا حضور بیٹا میرا بڑا خوبصورت صف شکن تیغزن نوجوان ایران مین رسالہ دار تھا کل سے آیا ہی اُسنے
یہ گلدستہ بنایا ہی پڑھا لکھا ہی ملکہ نے کہا اپنے بیٹے کو ہمارے سامنے لاؤ ہم اس گلدستے کو کھولکر اور بنوائینگے فولاد
دوڑا ملکہ نے چلمن ڈلوادی گرد کنیزین پہلو مین ماہ رخسار وزیرزادی یہان نور الدہر چپ بیٹھے ہوئے تھے کہ فولاد
آکر پہونچا کہا بیٹا بڑا غضب ہوا تمنے جو گلدستہ بنایا تھا اُسمین کچھ لکھا تھا ملکہ تو پڑھی ہوئی ہین بڑی بڑی کتابین خود
کرتی ہین جب گلدستے کا ذکر ہوا مین نے کہا مین نے بنایا ہی ملکہ نے اک مقابہ پر سے چند پھول کھول ڈالے مجھسے کہا بنا
مجھسے نہ بن سکا تب مین نے تمھارا ذکر کیا اب چلو ملکہ نے بلایا ہی جھک جھک کے سلام کرنا ہاتھ جوڑے ہوے سامنے
کھڑے رہنا نور الدہر نے بہ تعجیل تمام خود سر پر رکھا زرہ زیب جسم کی تیغ خاراشگاف سلیمانی کمر سے لگایا گو
سر پر پٹی مرہم کی چڑھی ہوئی ہی اس سج دھج سے فولاد کے ہمراہ ہوے یہان ملکہ منتظر بیٹھی ہی بیٹے یہ ذکر سنکر بھی اسکو
رغبت ہوئی تھی دل مین اشتیاق تھا نگاہ براہ کہ دیکھا روش پر باغ کی روشنی ہوئی حیران حیران اُدھر متوجہ
ہوئی دیکھا اک جوان رشک ماہ کنعان صاحب شوکت و شان نور نگاہ صاحبقران سلاح ذات پر آراستہ قد
دلکش نخل باغ مراد عارض انور چراغ باغ مراد چہرہ گل سا سرخ ہو رہا ہی آنکھین رشک دیدۂ آہو زلف پرپیچ
گیسوان خلیلی پہلو مین نیمچہ پشت پر سپر پہلو سے ماہ تابان مین ہلال کمان کیانی دوش پر گویا ماہ تابان برج قوس مین
ماہ تابان و ہلال قریب ہین یہ بھی بات ہی کہ خوش نصیب ہین موتیون کے مالے کنٹھے یاقوت احمر کے زیب گلو
جوان خوشخو خوش رو دیکھتے ہی ملکہ کا یہ حال ہوا کہ قلب پر ہجوم غم و ملال ہوا ٹھنڈا ٹھنڈا پسینہ پیشانی پر
آیا دل نازک تھرآیا قریب تھا کہ لڑکھڑا کے گرے وزیرزادی ماہ رخسار کے قریب تھی بدحواس ہو کر اُسکے کاندھے
پر سر رکھدیا ماہ رخسار نے سر سینے سے لگا لیا کہا کیون حضور خیر تو ہی ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا مگر نور الدہر قریب
چلمن کے آکے چپکے کھڑے ہو گئے کنیزون نے کہنا شروع کیا میان سلام کرو ملکہ نے کہا ارے کمبختو تمکو یہ مطلب ہی
اُنکے سلام سے کیا میرا مرتبہ بڑھجائیگا معلوم ہوتا ہی بزرگون نے سلام بندگی نہین سکھایا کرسی دو بیٹھین نور الدہر کو کرسی
ملی نور الدہر کرسی پر بیٹھے ملکہ گلچینی گلشن جمال کی کر رہی ہی بیتابی دل سے ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہی ضبط کر رہی ہی
ماہ رخسار سے کہا ذرا پوچھو آپکا نام کیا ہی ماہ رخسار نے پوچھا شاہزادے نے سہیل تیغزن اپنا نام بتلایا
ماہ رخسار نے پوچھا حضور ہماری پوچھتی ہین فولاد آپکا باپ ہی نور الدہر نے کہا او چھلا تیرا باپ ہوگا یہ سنکے
وزیرزادی نے کہا حضور سنا ان پاجیون مین یہ بھی ہوتا ہی کہ بوڑھے باپ سے شرماتے ہین اپنے کو چھپانا
اچھا سمجھتے ہین ملکہ نے چپکے سے کہا ای ماہ رخسار انصاف کرو فولاد کا بیٹا یہ نہین معلوم ہوتا نہین معلوم یہ ہمائے
اوج رفعت یکہ تاز میدان جلالت کیونکر اس باغ مین آیا آخر مین حال کھلیگا ماہ رخسار نے کہا واری جاؤن
پہلا چہرا ہونیسے کیا ہوتا ہی یہ فولاد کے فرزند ہین شرفا مین بیٹھے فنون سپاہ گری سیکھے مغرور ہو گئے پھر
ملکہ نے کہا ای ماہ رخسار انصاف کرو سطوت و صولت و جلالت عظمت و شوکت و رفعت کو تو دیکھو ہم پوچھینگے
یہ کہکر چلمن اُلٹ دی نور الدہر کی نگاہ پڑی اک نازنین پری پیکر سمن بر ماہ آسمان حسن و جمال چرخ خوبی کا بدر
کمال ابرو رشک ہلال آنکھین بعینہ رشک دیدۂ غزال سرو سے قد کو کیا مثال دون محجوب ہوتا ہون اصل تو یہ ہی

زیب النسا نے کیا خوب رباعی فرمائی ہی کہ حسب حال مقام ہذا ہی اپنے معنی مین یکتا ہی رباعی

غلطی را نجو دیلسندیده
سرو را قد یارے گوئید
سرو چو میست نا تراشیده
دلے بر شاعران نادیده

ایسے مہمل درخت سے کیا قد محبوب کو مثال دون بلکہ کلک قدرت کہون سرو سہی قد کا نام نہ لون چہرے کو ماہ تابان کہنا مناسب نہین جانتا چاند مین داغ ہی اسکو رشک ماہتاب کہون کیون خاموش رہون نظم

دو چشمش جنینه چو بادام بود	نہال قدش سرو جو بار حسن	ہمیشہ از و گرم بازار حسن	سمن بر شکر لب دل آرام بود
ز زلفین خود داشت بر رو نجل	ز مو شہریاران شد آباد از و	ز بویش بہاران شد آباد از و	مسلسل دو زنجیر از بہر دل
ز گلشن گل اندر چمن سینہ چاک	نہال ارم از قد او خجل	از و مانده شرمنده چین و چگل	ز رخسار او ماه و خور تابناک
چو جنبد لبش ریزد آب حیات	ز مستوری نرگسش فتنہ مست	بلا بر سر و تیغ و خنجر بدست	خم و پیچ رفتار موج حیات
دل از دین و دنیا برون کرد رخت	جبین نور صبح جبین موج نور	کہ نور علی نور گردد وفور	ز مژگان برگشتہ برگشتہ بخت
نوشت از ازل آفرین آفرین	انار بہشتی دو پستان او	خوشا گو کند سیر بستان او	بہ پیشانیش دست صنع آفرین
بہر نقش پا آفت بید رنگ	حنا دست پرورده دست او	حیا بندۂ نرگس مست او	بلا بر بلا قامت بید رنگ
دل و جان عاشق کباب و خراب	لبش شہد و شکر بدون منفعل	تبسم چو میکرد خون می فگند	بہر گردش چشم صد انقلاب
تعالی قدش سرو بالا ہوے			رخش سورۂ والشمس واللیل موی

اس سج دھج سے اس قتال عالم کو نور الدہر نے دیکھا تو گھبرا کر کرسی سے گرے عرش و کرسی تہ و بالا رنگ رو متغیر ملکہ کی بھی جو آنکھ چار ہو گئی جانبین مین چھریان چلین دونون کے قلب رخدار ادھر نور الدہر گرے اُدھر ملکہ خورشید روشن جمال بھی گو دین ماہ رخسار کے گری جہرے پر ہوائیان اُڑنے لگین مگر ماہ رخسار نے شیشہ گلاب کا منہ پر ملکہ کے ڈالدیا ملکہ کی آنکھ کھلی گھبرا کر فرمایا کیون ماہ رخسار تم اگر اس بیچارے غریب پر چھڑک دیتین تو شاید بہت بڑا نقصان ہو جاتا دیکھو تو منکا ڈھلا ہوا عارض پر گرد پھول سا چہرہ زرد کوئی کمبخت کا اُٹھانے والا نہین ماہ رخسار جھپٹ کے چلی ملکہ نے پکار کے آواز دی ای ماہ رخسار اب تمھارے جانے کی کچھ ضرورت نہین مجھے تمھارے نہ جانے سے ضد ہوئی یہ کہکے وہ فرش سے اُٹھکے زمین پر بیٹھ گئی سر اُٹھا کے زانو پر رکھا اشک حسرت آنکھون سے ٹپکائے بوسے زلف عنبرین دیا اشک پہونچی اشکون نے کام گلاب کا کیا شاہزادے نے آنکھ کھولدی دماغ اپنا عرش اعلے پر پایا زیر سر تکیہ زانو محبوب جانا آنکھین بند کرلون ملکہ گھبرا کر اُٹھ کھڑی ہوئی سر شاہزادے کا زمین پر گرا اسکر اکر فرمایا ہمنے تو مسافر جانکے خاطر کی آپ نے پیر پھیلا دیے نور الدہر شرما کے اُٹھے ملکہ کا ہاتھ تھام لیا ملکہ آگے بڑھ گئین ادھر ماہ رخسار نے دانتون کے نیچے اُنگلی دبائی کہا ہان کوئی ایسی بے ادبی کرتا ہی شاہزادۂ نور الدہر نے شرما کے ہاتھ چھوڑ دیا ملکہ جلدی جلدی بارہ دری مین آئی نور الدہر ماہ رخسار کے ساتھ اندر آئے ملکہ مسند پر بیٹھی ماہ رخسار سمجھ گئی ہی کہ ملکہ مائل ہوئی ہین اسکے تیغ ابرو کی گھائل ہوئی ہین حقیقت مین جوان بھی ماہ تابان مہر درخشان ہی ملکہ سر جھکا کر بیٹھین ماہ رخسار نے گلابی و جام بلوری آگے نور الدہر کے رکھا اشارہ کیا شاہزادے نے جام بھر کے ملکہ کو دیا ملکہ نے شرما کے سر جھکا لیا جام ہاتھ سے لے لیا مگر زمین پر رکھدیا شاہزادے نے اُٹھا کے وہ جام خوش انجام ملکہ کے لبون سے لگا دیا ملکہ نے چند قطرے پیکر پھیر دیے جام نور الدہر کو دیا نور الدہر نے بھی زمین پر رکھدیا ملکہ نے کہا کیون صاحب کیا مین نے بھی منہ سے لگا دون ماہ رخسار کی طرف ملکہ نے اشارہ کیا کہ ذرا آپ کو بلا دے شاہزادے نے کہا ملکہ ہمارے تمھارے

مذہب مین فرق ہی ملکہ نے گھبرا کر کہا صاحب سوائے پوسنے دو سے خداوندون کے اور کونسا مذہب ہی شاہزادے نے کہا ای شہنشاہ خوبی ای رنگ و بوے گلشن محبوبی یہ سب باطل ہین مذہب یہی ٹھیک ہی کہ وہ وحدہ لاشریک ہی جسنے زمین و آسمان کو پیدا کیا بلبل کو رنگ گل پر شیدا کیا معرکہ ہاے گذشتہ سنے ہونگے قیس و مجنون عزیز و اقارب کو چھوڑ کے لیلیٰ کا جو یار رہا دیوانہ وار وحشی مثال دشت نجد مین اوقات بسر کی شب ہجر تڑپ تڑپ کے سحر کی کوہکن کو کیا ملا شیرین پر جان دی جان شیرین کی قدر نہ کی پہاڑ کے پتھر کاٹے بموجب مضمون شعر فرہاد جنون پیشہ بر سنگ بزد تیشہ ٭ میگفت باندیشہ سنگ آمد و سخت آمد ٭ آخر شیرین کو تاب نہ آئی دیکھنے کے بہانے مقبرے نکلی خسرو کی سلطنت کا کچھ خیال نہ کیا آخر اپنی جان دی یہ اُس بے نیاز نے سامان اپنی قدرت کے دکھائے فلک پر دن کو نیر اعظم شب کو ماہ تابان اسطرح سرگردان ہین اگر خیال کرو تو اپنے پیدا کرنے والے کی جستجو مین حیران و پریشان ہین بس مناسب ہی کہ ان سب پر لعنت کرو مذہب رب اکبر کو قبول کرو ملکہ نے سر جھکا کر تُتلا تُتلا کر کلمہ پڑھا جام پیا ماہ رخسار نے کہا واری آپ نے غضب کیا اپنے خداوند کو برا کہا ملکہ نے کہا ای ماہ رخسار مہمان کی خاطرداری منظور رکھی مین نے تنکا منھ مین رکھ لیا تھا کچھ ہرج کی بات نہین ہی ماہ رخسار سمجھ چکی ہی کہ ملکہ اس جوان پر عاشق ہوئی چپ ہو رہی خدمتگزاری کرنے لگی عین گرمی صحبت مین فرمایا کہ آپ نے اپنا حسب و نسب نہ ظاہر کیا اپنے حال سے مفصل نہ ماہر کیا یہ سنکے نورالدہر نے سر جھکا کے فرمایا کہ اپنی آوارگی سرگردانی پریشانی ظاہر کرنے سے کیا فائدہ اک مسافر ہین آفت دیدہ جفاے فلک کشیدہ آوارہ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار اس رنج مین پھنسے کہ اُسکو ظاہر نہین کر سکتے اگرچہ بیان کرین سننے والے کو بھی ملال ہو یہ نہین چاہتے کہ عیش مین کسی کے خلل ڈالین جسواسطے نکلے اُسکا ابھی تک کچھ ظہور نہوا ہی چشم عین وقت پر پہونچ گئے مراد اُنکی حاصل ہوئی ہر طرح تسکین دل ہوئی صاحب فوج و لشکر ہین دس بیس ہزار کے افسر ہین ہمکو فلک نے یہان پہونچایا تمھارا جمال جہان آرا دکھایا ملکہ نے کہا صاحب صاف کہو مین نہین سمجھی ذرا مفصل فرمایئے شاہزادے نے کہا ای سرو باغ محبوبی و ای نونہال باغ خوبی نام تمنے سنا ہوگا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران والی قاف و دنیا اُنکا مین پوتا ہون گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ زمرۂ بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران ہین مینے خبر سنی کہ میرے بھائی صاحب میان کوکب روشن ضمیر و لاچین والا تمکین وغیرہ قید ہو گئے سحر العجائب و مصر الانوار نے طلسم پر اپنا قبضہ کیا شاہ سابق کو قید کر لیا چاہتے ہین تڑپا تڑپا کے مارین ہمارے مہربان صاحب شوکت و شان ایرج نوجوان طلسم مین آکر پھنس گئے ہین خبر سنکے چلا قلعۂ مفتوحہ پر چند لوگ میرے مطیع ہوے لوح طلسم شوکت پائی مگر مکار ملعون مکر سے آیا لوح اُسنے مکر سے لی مین اُسکے تعاقب مین چلا چار ساحر تیرے پاس سے اُدھر سے ایرج نوجوان آتے تھے تلوار کھینچ کے گرے تلوار چلی مراد یہ ہی کہ لوح طلسم شوکت اُنکو ملی ہم زخمی ہو کر ادھر نکل آئے اُنھون نے طلسم فتح کیا اب طلسم نورافشان پر جائینگے ہم یہان تڑپ تڑپ کے مر جائینگے بلکہ قلعۂ مفتوحہ پر ذکر آیا تھا دوسرا راستہ طلسم نورافشان کا اور ہی طلسم خونریز اسکا نام ہی اگر طلسم خونریز فتح ہو گیا تعجب کیا ہی کہ راستہ جانیکا ملے مگر ہمین اپنے بخت واژگون و طالع نگون سے امید نہین کہ ہم تا بہ طلسم خونریز پہونچین مقدمۂ عزت و آبرو ہی شاہزادے نے جو یہ ذکر کیا آنکھون سے اشک حسرت ٹپکانے ابر غم و الم دل پر چھا گیا ملکہ چونکہ عاشق زار ہی اپنے ہاتھ سے اشک آنکھون سے شاہزادے کی پونچھ

کہا آپ ملول نہون ہم آپکو اپنے والد سے طلسم خونریز کا راستہ پوچھدینگے لوح کی بھی فکر نکل آئیگی نور الدہر نے کہا ای ملکہ وای بربادی گرفتاری ما کبھی ہمکو اس تاجرزادے کرایں فروش بازاری سے حجاب نہین ہوا اکی مرتبہ فلک نے ہمکو یہ جفا دکھائی کہ وہ طبل کمتائی بجاتے ہین ہم مارے مارے پھر رہے ہین کچھ بن نہین پڑتا ہمکو کیا سبب ہی جو برائے مہربانی یہ فرمایا ملکہ نے کہا ہمارے والد نامدار پہلوان زبردست ہین محافظ طلسم خونریز ہین یہ مین نے اُنکی زبان سے اکثر سنا ہی کہ کوئی طلسم خونریز تک نہین جا سکتا جبتک ہمکو منظور نہو کیا تعجب ہی کہ لوح کا مقام بھی جانتے ہون مین آج بالکل سب کچھ دریافت کرونگی آپ سے مفصل کہونگی ان باتون مین رات ہوئی ملکہ نے حکم دیا صحن باغ مین چبوترہ بلور پر فرش بچھا اُسمین جلیسین کنیزان زرین نوش جمع ہوئین نور الدہر آکر مسند پر بیٹھے گانا شروع ہوگیا ایک گائن نہایت حسین غارتگر دین گست ناچکر سامنے بیٹھی یہ غزل گانا شروع کی

غزل

دید گل کا ہی مری آنکھون کو آزار اندنون
ہین زلیخا کی طرح لاکھون خریدار اندنون
برگ سوسن ہین تیغ گوئی سے لب اس شوخ کے
مرغ دل ہی دام گیسو مین گرفتار اندنون
صورت بلبل نہ کیون گلشن مین مین نالے کرون
چل رہی ہی یار کے کوچے مین تلوار اندنون
پیچ مین لائینگے اب کسکے دل صد چاک کو
ہو رہی پیش نظر اس مہ کا رخسار اندنون

پھر ہوا ہی دل کو عشق زلف دلدار اندنون
نرگس بیمار کی صورت ہون بیمار اندنون
بات کیسی سانس بھی لینی ہی دشوار اندنون
بات تک کرنی نزاکت سے ہی دشوار اندنون
ساتھ بھی سوتا ہی تو منہ پھیر کر سوتا ہی وہ
یاد آتے ہین مجھے وہ گل سے رخسار اندنون
پر وہی الفت کی باتین ہین وہی ہی اختلاط
بال کنگھی کے سنورتے ہین جو ہر بار اندنون

پھر وہی اگلے سے ہین سودے کے آثار اندنون
گرم ہی اس غیرت یوسف کا بازار اندنون
ہو گیا ہون یہ تپ فرقت سے مین زار اندنون
اس بلا سے زیست بھر جب چھوٹنا دشوار ہی
اسقدر ہی میری صورت سے وہ بیزار اندنون
روز لاکھون جھمکیان بر وسے ہوتے ہین شہید
پھر لگاوٹ مجھسے کرتا ہی مرا یار اندنون
کیا بھلا دیکھون قمر کو مین نگاہ شوق سے

شاہزادہ بیٹھا ہی جام ارغوانی چل رہا ہی اختلاط ظاہری عاشق و معشوق مین ہو رہا ہی اسی عیش و طیش مین شب بسر ہوئی صبح کو شاہزادے نے فرمایا ای ملکہ عالم خیال سے تمھاری جدائی کے بعو نیر دم ہی ادھر فراق ہوا اور تڑپ کر جان دی لیکن کیا کہین مقدمہ عزت و آبرو ہی مگر فکر واجب و لازم ہی ہم اب فکر مین لوح کی نکلتے ہین جانے کے نام سے شاہزادے کے رنگ روے ملکہ اُڑ گیا بہ منت فرمایا آج دن بھر اور میری خاطر سے تکلیف فرما کے ٹھہر جائیے تھوڑا سا صبر فرمائیے مین جا کے اپنے والد ماجد سے حال لوح پوچھتی ہون یہ بھی دریافت کرونگی کہ آپ کس وجہ سے نگہبان مشہور رہین یہ تو مجھکو معلوم ہی کہ خراج یہانکا شاہان طلسم نور افشان کو جاتا ہی بعد سال بھر کے وزیر اعظم آتا ہی حساب کر کے خراج لیجاتا ہی اُسکی آمد کے زمانے مین انتشار عظیم بپا ہوتے ہین غیر منتظم اپنی بدنصیبی پر روتے ہین ماہ رخسار سے فرمایا تم شاہزادے کی دلدہی کرنا کوئی تکلیف نہونے پاوے مین شام سے پیشتر آ جاؤنگی ای شہریار میرا دل کیا لگیگا ایک ایک لمحہ ایک ایک سال ہو جائیگا یہان آنے سے دل بہلیگا مگر مین فکر لوح کی ضرور کرونگی یقین جانتی ہون کہ بدون لوح طلسم فتح نہو مین اپنے حتی الامکان بہت کوشش کرونگی اگر آپ نے لوح طلسم شوکت نہ پائی کیا تعجب ہی کہ اُس ذریعے سے لوح طلسم نور افشان بھی ملجاے تو عجب نہین مگر طلسم نور افشان بہت وسیع ہی سحر العجائب معمر القرآن اسطرح سلطنت کر رہے ہین خراج مین ابھی کمی نہین ہوئی ساحر بھی وہ دونون زبردست ہین اب جسدن سے طلسم پر قابض ہوے کتبخانہ ساحری قبضے مین آیا اُسکو دیکھا کرتے ہین اور علم سحر کو ترقی ہوئی اب انکا کوئی مقابلہ کر نہین سکتا ان شاہون نے میری خواستگاری کی انکی خواہش سے معلوم ہوا کہ وہ سب یہی چاہتے ہین

کہ ملکہ کو قبضے مین کرین اور فتح طلسم کی تدبیر ہوئی بڑے بڑے جلیل کہ اس سعادت کے خواہان ہین کوکب کا
گرفتار ہونا سب پر شاق ہی ہر ایک اُنکی رہائی کا مشتاق ہی مگر ہر کسی کی مجال نہین کہ طلسم مذکور پر نگاہ ڈالین مگر
آپ کی خدا مدد کرے شاہزادے کو اچھی طرح سے سمجھا کے ملکہ اپنے والد کی خدمت مین روانہ ہوئین شاہزادہ
نور الدہر کھڑے دیکھا کیے جب محافہ نظرون سے مخفی ہوا پلٹ کر باغ مین آئے بارہ دری مین آکر انتظار
آمد آمد ملکہ کرنے لگے مگر ملکہ خورشید روشن جمال بیقرار پریشان جدائی شاہزادے کی شاق دیدار کی
مشتاق محل مین آکر اُتری مان اسکی ملکہ حسن آرا دیکھکر گھبرا گئی دیکھا چہرہ روشن سینے پر ابھار جھومتی ہوئی
سامنے آئی سلام کیا حسن آرا نے گلے سے لگایا مگر برابر جو انیسین کنیزین دادائیان بوڑھی بوڑھی عورتین
موجود تھین ملکہ حسن آرا کو اشارہ کیا بی بی خدا خیر کرے صاحبزادی کا پاؤن کہین اونچے نیچے پڑ گیا چہرے کی
رونق دیکھیے سینے کا ابھار چال مستانہ لگاہین سب سے بیگانہ حسن آرا نے کہا کمبختو چپ رہو ابھی کنوارا
پنڈا باغ مین رہتی ہی کنیزین ہمسن ابھی تک روکے روٹی مانگتی ہین مردانہ پھول تک اُسکے باغ مین نہین رہتا
وہ خود صف شکن شمشیر زن ہی جری ہی دلاور ہی بہادر ہی بھلا اُسکو کسی کا کیا خیال ہوگا سیکڑون بہادرونکی
تصویرین آئین مگر وہ خیال بھی نہین کرتی ہم لوگون نے چاہا شادی کرین خانہ آبادی کرین رونے لگی یہی جواب
دیا کہ مادر مہربان آپ اپنے سے ہمکو جدا کرینگی ہم آپ سے چھوٹکر کیونکر جینگے کیون صاحبو یہ باتین بھول ہین کہ اُسکے
دشمن ایکے جیسی ہین سب چپ ہو رہے مگر جو تھیل کھائی تھین وہ کب مانتی ہین آپسمین اشارے کیے جاتی ہین کہ
خبر پہونچی کیوان انجم سپاہ بھی تشریف لاتے ہین محلدارون نے بڑھکر آواز دی صاحبو ہوشیار ہو جاؤ بادشاہ
تشریف لاتے ہین ملکہ خورشید روشن جمال محمودی کی چادر اوڑھکر برائے استقبال بڑھین کہ شاہ سامنے
نمایان ہوا بیٹی نے بڑھکر سلام کیا بادشاہ نے برخوردار کیکے سینے پر ہاتھ رکھ لیا اور سر سینے سے لگا لیا ملکہ نے دونون
ابا جان کیکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے اور عرض کی کہ کیون والد ماجد اسکا کیا باعث ہی کہ آپ نگہبان طلسم خونریز کے
کہلاتے ہین کیوان نے کہا ای نور نظر اسکا سبب یہ ہی کہ میرا ملک نہایت وسیع و رفیع ہی بڑے بڑے پہلوان
میرے پاس موجود ہین اس حوالی مین میرا کوئی مثل جرأت و شوکت و لیاقت اور فوج مین نہین ہی اور ہمارے
ملک سے راستہ طلسم خونریز کا اگر جانے والا ارادہ کرے تو مین اپنے ملک کی طرف سے اُسے جانے نہ دون فوج
بیشمار پہلوان وہ رکھتا ہون کہ اگر ایک پہلوان کو حکم دون تو کوئی اُسکا بار نہ اُٹھا سکے بڑے بڑے پہلوان میرے
پاس موجود ہین مگر کیوان انجم سپاہ میرا لقب ہی جیسے ستارونکا شمار ممکن نہین اُسی طرح میری فوج ہی گویا دریائے
تہار کی موج ہی ملکہ نے کہا کیون با با جان اگر کوئی بڑا جری بہادر صف شکن تیغزن ارادۂ فتح طلسم خونریز
کرے تو لوح کو کیونکر پائے کیوان انجم سپاہ ٹھٹھکا اور کہا کہ ای نور نظر تم تو اسطرح پوچھتی ہو گویا میری جان
لینے کا ارادہ رکھتی ہو ملکہ کو اور تو کچھ نہ بن پڑا عشق مین نور الدہر کے مبہوت ہو رہی ہی رونے لگی کہا ای باباجان
آجکل مین نے خبر سنی کہ کوکب روشن ضمیر کو سحر العجائب و مصر الغرائب نے قید کر لیا اور دامن پناہ نہ دیا
چہار طرف سے چند لوگون نے قصد لیا ہی کہ طلسم نور افشان کو فتح کرین جب سے مین نے خبر سنی ہی آپ و دانہ ترک
ہو گیا ہی یہ تو مین آپ کی زبان سے سن چکی ہون کہ طلسم نور افشان کا راستہ آپ کے ملک سے ہی تو مین بھی
چاہتی ہون کہ کچھ حالات سنون اگر آپ کے ملک کا فتح ہونا آسان ہی تو تختی کیجیے پہلوان جا بجا مقرر ہون کیسا ہی
بڑا بہادر ہو کیسی ہی فوج لیکر آئے مگر آپ کے ملک سے گذر نہ سکے اب مفصل فرمائیے کہ جو کوئی ارادہ کرے کہ

طلسم خونریز فتح ہو تو کیا تدبیر کرے کیوان انجم سپاہ حیران حیران صورت ملکہ کی دیکھتا ہی زوجہ اسکی حسن آرا
بھی بیٹھی ہی زوجہ سے متوجہ ہوکر کہا صاحب تم بھی سنتی ہو بیٹی تمھاری مجھسے کیا پوچھتی ہی اس حال کے ظاہر
کرنے مین میری جان کا خطرہ ہی حسن آرا نے بیٹی کو ایک طمانچہ مارا کہا او بدنصیب باپ کہ رہا ہی کہ یہ مقدمہ میری
جان کا ہی اور تو پوچھے جاتی ہی صاحب تم کچھ نہ بیان کرو دیوار ودر ہم گوش دارد ملکہ طمانچہ کھا کر اسقدر
روئی کہ گریبان تر ہوگیا اور باپ کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا میرے اچھے ابا میرے دلکو تسکین نہوگی
جبتک مین حال مفصل نہ سنونگی مادر مہربان نے مجھکو طمانچہ مارا مین اپنی جان دیدونگی بادشاہ کو بیٹی سے بڑی
محبت ہی بیٹی کو گلے سے لگالیا زوجہ کو جھڑک دیا بیٹی سے کہا ای نور نظر مین خوف کرتا ہون کہ تم ابھی کمسن ہو
کسی کے آگے شاید بیان کردو اور یہ راز طشت ازبام افتادہ ہو کوئی دشمن سن لے تو بڑی مشکل ہو اور یہ بھی
ظاہر ہی کہ سحر العجائب و مصر الغرائب نمکحرام ہوے سزا بھی انکے واسطے ضرور ہوگی فرزندان حمزہ نے
ارادہ طلسم کشائی کیا ہی ایک پوتے نے حمزہ کے طلسم شوکت پر قیامتین برپا کر دین دوسرا پوتا نور الدہر
کہ نہایت جری اور بہادر ہی دریاے جرأت کا بے بہا گوہر ہی صاحب قہر و خشم فتاح طلسم شوکت کا ہم چشم وہ
زخمی ہوکر نکل گیا طلسم خونریز کی فتاحی کا وہ ارادہ کریگا بیٹی کو شاہ نے اپنے گلے سے لگایا پیشانی پر بوسے
دیے کہا ای فرزند ارجمند اسوقت موقع نہین ہی اور کسیوقت مین سب حال مفصل مین تمسے بیان کر دونگا بیٹی
ملکہ خورشید روشن جمال روئی پیٹی یہ بھی کہا کہ نہ کھانا کھاؤنگی اور نہ پانی پیونگی یونہین تڑپ تڑپ کے جان دونگی
مجھکو آپنے اپنا دشمن تصور فرمایا بادشاہ یہ کہکے اٹھ گیا کہ اور دن بیان کرونگا ملکہ اٹھی اسیوقت اٹھکر کنیزون کو
حکم دیا سواری لگاؤ ہم باغ مین جائینگے مان دادا دائیان روکا کین ملکہ نے نہ مانا کیونکہ ضرور یہ خیال تھا
کہ شاہزادے نے کھانا نہ کھایا ہوگا محافے مین سوار ہوکے باغ مین آئی شاہزادۂ نور الدہر ایک گوشہ
مین بیٹھے تھے ماہ رخسار نے ہر چند دلدہی کی مگر شاہزادے کو باغ کاٹنے کھاتا ہی فرماتے ہین ای ماہ رخسار
کہنے کو تو باغ ہی مگر ہمارے دل تردد منزل کو بے ملکہ عالم کے داغ ہی ایک ایک نخل میرے واسطے بصورت دار ہے داد
بے ایسے معشوق کے گل ہمین در اصل خار ہی نور الدہر یہ باتین کرتے ہی تھے کہ ملکہ آکر پہونچین دیکھا شاہزادہ ایک گوشہ
مین بیٹھا ہی دل سے کہتی ہی میرا خیال بجا نہ تھا نور الدہر دیکھتے ہی ملکہ خورشید روشن جمال کے مثل گل
شگفتہ ہوگئے خوش ہوکے فرمانے لگے کیون صاحب کہو کچھ حال دریافت کیا ملکہ خورشید روشن جمال
نے کہا ای شہریار باپ نے تو کہنے کا ارادہ کیا مان نے نہ کہنے دیا ورنہ سب حال کھل جاتا والد نے وعدہ کیا ہی
کہ بتادونگا وہ صاف صاف فرماتے ہین کہ اسکے بیان کرنے مین مجھکو اپنی جان کا خوف ہی آپکا بھی نام
لیتے تھے آپ کے لشکر کا بھی سب حال بیان فرماتے تھے یہ بھی فرماتے تھے کہ شاہزادۂ ایرج نوجوان ہم چشم
شاہزادۂ نور الدہر ہین ایرج نوجوان نے طلسم شوکت توڑا نور الدہر قصد طلسم خونریز کریگا نور الدہر
نے کہا اسکے نہ کہنے سے ہم رک جائینگے ملکہ نے کہا ہین تو آپکو بے دریافت کیے نہ جانے دونگی والد ماجد کے
پاس فوج بیشمار ہی بڑے بڑے پہلوان عالی وقار فرماتے تھے کہ اگر ایک پہلوان کو حکم دون لشکر داراد
کیقباد کو برہم کرے نور الدہر خاموش ہو رہے شب کو ملکہ نے جلسہ آراستہ کیا پہر رات آئی ہی ابھی گانا شروع
نہین ہوا کہ ایک کنیز گھبرائی ہوئی آئی عرض کی دارئی کچھ آپ نے سنا بڑا ہنگامہ برپا ہی کوئی بادشاہ ہی کہ نام
اسکا سلطان نامدار آج تک آپ کی تصویر پہونچی اسنے اپنا پہلوان شبرنگ فیل دربطور ایلچی ساتھ ہزار

سوار سے بھیجا ہی آپ کے باپ کو خبر ہوئی وہ ایلچی شہر سے بارہ کوس پر فروکش ہی آپ کے باپ نے اسکے استقبال کے واسطے اک پہلوان بھیجا ہی ماہو رنجہ کش بارہ ہزار فوج سے قلعے سے نکلا ہی دو کوس ہٹ کے لشکر شبرنگ سے اُتر پڑا کل ایلچی کو اپنے ساتھ لیکر داخل قلعۂ کیوان ہوگا دیکھیے آپ کے والد نامدار اُس سے کیا سوال کرین یہ مین نے سنا ہی کہ ایلچی کی آمد سنکر یہ کلمہ فرمایا کہ سلطان نامدار بڑا بادشاہ عالی وقار ہی مین ضرور اپنی بیٹی کی شادی کر دونگا یہ خبر وحشت اثر سنکر ملکہ رونے لگی کہا ای شہریار اگر والد نے قبول کرلیا اور مجھے ساتھ ایلچی کے روانہ کیا مین اپنی جان دونگی یہ ذکر مین نے مان سے بھی سنا تھا کہ آپسمین صلاح ہوئی کہ بیٹی جوان ہوچکی اب جلد کہین شادی کرد نورالدہر نے فرمایا ای ملکہ نہ گھبراؤ وہ ایلچی تا بہ قلعہ نہ پہونچیگا کہا ہمارا مرکب تیار کرو کہا صاحب بھلا مین آپکو اکیلا کیونکر جانے دون شاہزادے نے کہا ملکہ مین بھلا تجسے جدا ہوکر زندہ رہونگا مین بہت جلد واپس آؤنگا مجھکو نہ روکو خدا نے چاہا ماہو رنجہ کش و شبرنگ فیلدر سے خوب تلوار چلے گی کیا تعجب ہی کہ دونون مارے جائین جب سلطان تاجدار آئیگا اسوقت دیکھا جائیگا ہر چند ملکہ روئی شاہزادے نے خود اُٹھکر مرکب اپنا تیار کیا نورالدہر آگے آگے ملکہ بیقرار روتی ہوئی پیچھے پیچھے ہر مرتبہ بڑھکے دامن تھامتی ہی نورالدہر دامن اپنا چھڑا لیتے ہین اور فرماتے ہین کہ ای جان جہان صبح بھی نہونے پائیگی کہ مین ان دونونکا علاج کرکے آتا ہون قریب دروازے کے آکر مرکب پر سوار ہوئے ملکہ نے ایک آہ کی ہر چند غم سے حالت تباہ کی مگر شاہزادے نے نہ مانا گھوڑے کو اڑاتے ہوے روانہ ہوگئے ملکہ پیٹ پر ہاتھ رکھے دیکھا کی جب شاہزادہ نظرون سے مخفی ہوا تو کہنے لگی کہ نظم

خاک مین ملگئی وہ رعنائی	دل پہ کرنے لگی تپ غم ناز	رنگ چہرے سے اڑ گیا پرواز	ہاے کیا اسکے سر بلا آئی
پہاک کے پھیلے پاؤن تا آنکہ	طبع نے اک جنون کیا پیدا	اشک نے رنگ خون کیا پیدا	ہاتھ جانے لگا گریبان تک
داغ نے آجگر کو آتش دی	بستر خاک پر گری وہ زار	درد کا گھر ہوا دل بیمار	سوزش دل نے جی مین جا کی
			آہ کرکے ملکہ بیہوش ہوگئی

کنیزون نے دوڑ کر گود مین اُٹھایا بارہ دری مین لائین گلاب کیوڑہ بید مشک چھڑکا ملکہ کو بعد عرصۂ دراز ہوش آیا ماہ رخسار نے عرض کی واری جبر کیجیے دلیر صبر کیجیے اسقدر پریشان ہونا مناسب نہین ہی ہاے ایک ہی دن مین گل سا چہرہ کمھلا گیا صورت دیکھکے رونا آتا ہی ملکہ نے آہ کی کہا ای ماہ رخسار تجھسے کیا بیان کرون اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

باتین نہ کرسکے دم مرگ آشنا کے ساتھ
دانہ کا زور کچھ نہ چلا آسیا کے ساتھ
جو دانہ کل اڑا گیا ہفت آسیا کے ساتھ
رہتے ہین ہر مزاج کے پرہیز دوا کے ساتھ
وہ جانتے ہین میری تپ غم ہی لاعلاج
عاشق بھی ہو تو رہ نہ سکے خود نما کے ساتھ
ہین بادشاہ دہر ترے آستان نشین
آنسو نکل پڑے مری آہ رسا کے ساتھ
رکھتا ہی اپنے پاس کا سایہ بھی قصر بخت

مطلوب ہو جو زیست کی لذت وفا کے ساتھ
آنسو کی طرح دم نکل آیا صدا کے ساتھ
روشن ہی نور باصرہ ہر نقش پا کے ساتھ
بیمار انکھون نے ایک نگہ سرمہ سا کے ساتھ
تم چارہ ساز ہو تو خضر کا شرف ملے
ابھی طبیب کیا مرض لا دوا کے ساتھ
اور وحکے واسطے ہی امیرون کا مال و گنج
سایہ ہما کا ہی ترے دولتسرا کے ساتھ
ٹھانے ہوے بس اب ہی بیٹھے ہین خاک پر
مٹتی ہین دولتین بہی بہت کیمیا کے ساتھ

پیدا اگر ارتباط بھی دیر آشنا کے ساتھ
بگڑا تو کیا کریگا وہ ارض و سما کے ساتھ
آنکھین کبھی بھر رہی ہین مری خوننا کے ساتھ
غیرونکو زہر چشم ملے قند لب مجھے
آب بقا کا گھونٹ اتارون دوا کے ساتھ
ذرے سے جدا ہون شمس سے تارے قمر سے دور
کچھ کر سکا نہ ظل سعادت ہما کے ساتھ
یاد آئی نارسائی طالع کی جب کمی
مٹا ہمارا بھی ہی ترے نقش پا کے ساتھ
دیکھین تو فتح ہوتا ہی کس کس کا ملک دل ۴۰

نکلے ہو آج غمزۂ کشور کشنا کے ساتھ
مین نے کہا کہ حق محبت ادا کرو
جھوڑا کہا نہ تو نے قیامت کو لا کے ساتھ

چاہیے جو انبساط تو الفت سخن کی رکھ
اُسنے تمام کر دیا بس اک ادا کے ساتھ
اک روز جو بدی ہے وہ ہونا ہی اے صفیر

غنچے شگفتہ ہوتے ہین بس اک صدا کے ساتھ
اے قدر یار ملک عدم دو ر کچھ نہین
تب تک رہیگا طفل سعادت ہما کے ساتھ

ماہ رخسار نے عرض کی برائے خدا اپنی جان بچائیے تپ ہجر بے وفا ہین نہ اپنے کو گھلائیے ملکہ کہتی ہی کہ اے ماہ رخسار کون اپنی حفاظت جان نہین چاہتا ہی مگر کیا کرون دل نہین مانتا ہی یہان تو یہ باتین ہین کبھی گھبرا کر ملکہ کنیزون کو حکم دیتی ہی دروازے پر جاکے دیکھو شاہزادہ آتا ہو مگر شاہزادۂ نور الدہر قریب لشکر شبرنگ فیلدر پہونچے دیکھا بڑی بارگاہ استادہ ہی ساٹھ ہزار سوار و پیدل کا لشکر اُترا ہوا ہی شبرنگ کا بھائی گلرنگ فیلدر پانچ ہزار سوار سے طلایہ دے رہا ہی صدا سے حاضر باش و ناظر باش بلند شاہزادۂ نور الدہر نے مرکب کو اُکسایا لشکر مین داخل ہوے نعرہ کیا باشید اے کفاران بیحیا و اے نابکاران پُر دغا منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان نعرہ امیر

بحکم خدا بستہ شمشیر چار
سر سرکشان جملہ در خاک کرد
یکے تیغ صمصام و قمقام نام
یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
امیر عرب ضیغم روزگار
[illegible] بن کافران از جہان پاک کرد

نعرہ کر کے لڑتے ہوے چلے لشکر مین غل ہوا کہ یار و حمزۂ عرب آگیا اُسکے ساتھ نین دس پانچ لاکھ آدمی ہونگے مشرق والے چلے مغرب والون نے بھی کمر باندھی جانبین سے چلے بیچ مین آگر سمجھے لشکر مسلمانان آ گیا آپسمین گوشت خرو و ندان سگ ہونے لگا بھائی نے بھائی کو مارا بیٹے نے باپ کو للکارا خوب جمکر تلوار چلی جنوب و شمال والے بھی اسی طرح چلے آپسمین لڑنے لگے مگر شاہزادۂ نور الدہر شیرانہ و دلیرانہ لڑتے ہوے قریب میر طلایہ پہونچے گلرنگ کو للکارا گلرنگ خود لڑتا چلا آتا ہی سیکڑون سرا ندھیرے مین جوانون کے کاٹے شاہزادے کو جاتے ہوے دیکھا سوچا کہ یہی حمزہ ہی آواز دی او حمزہ کہان جاتا ہی شاہزادۂ نور الدہر نے منہ پھیرا سن دیکھکر حیران ہوا کہ حمزہ کے پوتے نوجوان ہین حمزہ کا یہ سن سوچا بڑا روپی والا ہی صورت پر سن نہین معلوم ہوتا ہی لوٹ کر جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے شاہزادے نے دیکھے ایک مقام پر کمر کو بتا کے سر پر ہاتھ مارا گلرنگ فیلدر کے دو ٹکڑے ہوے شبرنگ فیلدر پڑا سو رہا تھا ہو کی صدا سنکے اُٹھا سرشار سبک رو عیار سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہی عرض کی کہ حمزہ دو لاکھ فوج سے آپ کے لشکر پر آگرا ہزارون جوان مارے گئے لشکر مین بڑا ہنگامہ ہی مگر آپ کے لشکر کے کیا بہادر ہین ساٹھ ہزار جوان دو لاکھ سے لڑ رہے شبرنگ نے کہا گھوڑا لا بدولت کا تیار کر دستا تھا کہ حمزہ تو قلعۂ ابلیس پرستان پر لڑ رہا تھا یہان کیونکر پہونچا سرشار نے عرض کی طرف طلسم نور افشان کے جاتا ہوگا کہ لات پرستون کے نام کا وہ جانی دشمن ہی آپکا لشکر دیکھکر شبخون مار دیا شبرنگ فیلدر غصے مین زنجیرون سے کمر باندھکر نکلا دیکھا تلوار چل رہی ہی ہزارہا لاشہ پڑا ہی دو مشعلچی ساتھ ہین جس مقام پر دیکھتا ہی ہمارے ہی لشکر کے لاشے پڑے ہین حیران و پریشان کسی مقام پر دیکھا سوار و پیدلون مین تلوار چل رہی ہی گھوڑے کو دوڑا کر قریب پہونچا دیکھا پیدل بھی اور سوار بھی دونون میرے ہی لشکر کے آپسمین لڑ لڑ کے کٹے مر ہین سب کو جدا کیا جس مقام پر جاتا ہی یہی معرکہ دیکھتا ہی مگر شاہزادۂ نور الدہر نے گھوڑا اڑائی سے نکالا اُڑاتے ہوے مرکب کو چلے قریب لشکر پا ہو رنجہ کش پہونچے جاتے ہی نعرہ کیا منم شبرنگ فیلدر ابھی سلطان نامدار او بیحیا کیسا نالایق ہی ہمارے استقبال کو آیا تھا لشکر مین آکر کیون نہ اُترا یہان کیون

ٹھہر گیا صدا جو نعرۂ نور الدہر کی بلند ہوئی اندھیرے ہیں اُٹھے آپسمین لڑنے لگے کسی نے جا کر ماہور رنجہ کش کو جگایا کہا اور غضب دیکھیے شبرنگ فیلدر آپ کے لشکر پر شبخون گرا ہی کہتا ہی ہمارے استقبال کو آئے ہمارے لشکر ہین کیون نہ آئے ملکہ کے بھوتنے پکڑ کے لیجاؤنگا اس خوشامد کو نہ مانونگا کیوان انجم سپاہ مغرور ہوا کہ خود استقبال مابدولت کو نہ آیا یہ جو ماہور رنجہ کش نے سنا آگ ہوگیا کہا یہ ملعون نامرد ہم پر شبخون لایا ہی ہمارے بادشاہ کی پاپوش کو کیا غرض ہی کہ ایسے کے استقبال کو آتے یہ کہتا ہوا ہتیار باندھکر باہر نکلا گینڈے پر سوار ہوا اپنے نام کا نعرہ کیا کہا مین جا کر اُسکا پرا لوٹ لونگا جو اسمین لڑ رہے ہین وہ تو لڑائی ہین مصروف رہے اک چھ ہزار آدمی اسکے ساتھ چلے دیکھا اُسکے لشکر ہین صداے گیر و دار بلند ہی نعرہ کیا او شبرنگ ملعون سامنے مردان عالم کے آ رو سیاہ رات کو شبخون مارا شبرنگ فیلدر اپنی فوج کو جدا کر رہا ہی کہ ماہور آ گرا چونکہ وہ لوگ گھبراے ہوئے تھے آپسمین لڑکر زخمی بھی ہوچکے تھے کئی ہزار آدمی مارے گئے شبرنگ نے جو یہ ہنگامہ دیکھا گھوڑے کو بڑھا کے چلا سامنے دیکھا ماہور قتل کرتا ہوا آتا ہی شبرنگ فیلدر نے للکارا او ماہور یہ تیرا استاد تھا دیکھ تو کیا حال کرتا ہون ماہور نے کہا او نامرد مین کیا تجھسے باہر ہون شبرنگ نے آکر ہاتھ مارا ماہور نے خالی دیکر سر کو بتا کے کمر پر ہاتھ مارا شبرنگ کے دو ٹکڑے ہوئے لشکر کو پامال کر ڈالا جب اُن سب نے اپنے افسر کا لاشہ دیکھا بمشکل لاشہ اُٹھا کے بھاگے ماہور لڑائی کو فتح کرکے اسباب کو بھی لٹوا لیا پلٹا سب کے آگے بڑھا ہوا کہتا ہوا کہ مین نے سارا لشکر اُسکا تباہ کر دیا شاہزادے نور الدہر اک نخل کے نیچے کھڑے تھے گھوڑے کو چمکا کے نعرہ کیا منم حمزۂ صاحبقران او ماہور کہان جاتا ہی ماہور پلٹ پڑا تلوار چلنے لگی لشکر والے دیکھ رہے ہین کہ یہ کیا معرکہ ہوا مگر شاہزادۂ نور الدہر نے وار اسکے خالی دیے تیغۂ خاراشگاف سلیمانی جوہر دار پنجۂ نگاوین رستم شوکت اسفندیار ہیبت سہراب جلالت کمر کو بتا کے سر پر ہاتھ مارا ماہور رنجہ کش کے دو ٹکڑے ہوئے مار کر ماہور کو اب جو اُسکی فوج پر گرے اہالیان فوج پستہ و شکستہ یہ بھی مشہور ہی لشکر بے پیر تکیہ بے فقیر فقیر بے پیر ترکش بے تیر سراسر بیکار ہی چونکہ اپنے افسر کو مردہ دیکھا زخمدار ہوچکے تھے جب دو چار سو جوان مارے گئے طعمۂ نہنگ شمشیر آبدار ہوئے آخر بیقرار ہوے شب تیرہ و تار قدم اُٹھ گئے افسر کا اپنے لاشہ اٹھا لیا طرف شہر کے بھاگے شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان بہ فتح و فیروزی طرف باغ ملکۂ خورشید روشن جمال کے چلے دریاے خون مین نہائے ہوئے کہنی سے خون ٹپکتا ہوا تمام جسم گلنار چلے آتے ہین مگر ملکۂ خورشید جمال نے وہ شب بھر تڑپ تڑپ کے کاٹی فرمایا کیون ماہ رخسار جب دم لبو پر آیا تب رات کٹی اب دیکھیے کیا ہوتا ہی بارہ دری سے سر نکالا دیکھا سارے باغ مین اندھیرا پڑا ہی فرمایا کیون ماہ رخسار دیکھ باغ کی یہی کیفیت تھی ہر شاخ نخل تلوار کھینچے ہی پتے خنجر الم دل پر غم کو معلوم ہوتے ہین ای ماہ رخسار اب تو یہ کیفیت ہی نظم

صبح شادی را طلوع از شام ماتم دیدہ ایم
خو بہ درد و غم کن ای دل زانکہ در آئین عشق
ما کہ در باغ ہوس از اشک شبنم دیدہ ایم
دست و پا بیہودہ ای دل بہر آسایش مزن
ما کہ نقش بوریا را مسند جم دیدہ ایم

نیست دل آزردہ گر شد طالع ما شبنمی
خویش را محرم بہ بزم عافیت کم دیدہ ایم
در بروے خندہ مثل غنچہ و گل بستہ ایم
کین مطالب ار درون از دور عالم دیدہ ایم

ما امید و یاس را پیچیدہ باہم دیدہ ایم
نقش ہر دو طاس را در چہرۂ ہم دیدہ ایم
سبزۂ ما کی شود سیراب و کی گردد بلند
اشک حسرت را روا بر روے آدم دیدہ ایم
کی در آید در نظر مخفی لباس عافیت

ماہ رخسار رونے لگی کہا حضور براے خدا طبیعت کو روکیے آپکا تو

جب حال ہی آئینہ تو دیکھیے ملکہ نے جواب دیا ای ماہ رخسار آئینہ کیسا مثل آئینہ حیران ہوں بشکل زلف پریشان رہتے دور معشوق سے مہجور اب ہماری زندگی کی کون صورت پریشان یہ بدنصیب ہی ماہ رخسار خاموش ہی کہ دیکھا صحرا سے گرد اڑی دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا ملکہ خورشید روشن جمال نے کہا شاہزادہ نور الدہر بدیع الزمان بصد شوکت و شان خون کی چھینٹین جسم پر پڑی ہوئین خود سر بہ کج گھوڑے کے پاؤن خون مین بھرے ہوے ماہ رخسار نے تو خوش ہوکر کہا واری مبارک ہو شاہزادہ بخیر و خوبی آتا ہی ملکہ نے جو سر اٹھا کر دیکھا شاہزادہ دریاے خون مین غوطہ زن تختے خون کے تمام جسم پر جمے ہوے ولایتی حمائل سپر پشت پر پہول اڑتے ہوے ملکہ نے گھبرا کر کہا ای ماہ رخسار دیکھ تو شاہزادہ کس حال سے آتا ہی خدا کرے کوئی زخم نہ کھایا ہو یہ ذکر تھا کہ شاہزادہ نور الدہر قریب دربار آکر بہو پہنچے ملکہ کو جو دیکھا گھوڑے سے کود پڑے جیسے ہی جھپٹ کر قریب آئے ملکہ نے کہا کیون شہر یار ہمکو تو آپ نے ذبح کیا رات بھر تڑپ تڑپ کے گذری آپکو خبر نہوئی ایسی ہی ہماری سخت جان تھی جو بچ بھی گئی آپ تو خیر و عافیت سے ہین دشمنون سے خدا نے بچایا کوئی زخم تو نہین کھایا نور الدہر نے کہا الحمد للہ اس حافظ حقیقی نے حفاظت کی ملکہ خورشید روشن جمال نے ہاتھ شاہزادے کا تھام لیا خوشی کے مارے چہرہ سرخ ہو گیا کنیزین گرد آگئین باتین کرتی ہوئی شاہزادہ نور الدہر کو لیکر بارہ دری مین آئین دوپٹے سے خون جسم کا پاک کیا کوئی زخم نہ پایا پوچھا کیون صاحب کوئی زخم تو جسم پر نہین آیا لشکر پر شبرنگ فیلدر کے گئے تھے یہ بڑا کام کیا کہ الگ الگ لڑے شاہزادہ نور الدہر نے ارشاد فرمایا جب قلعے مین جاؤگی اپنے والد سے پوچھوگی مفصل حال کھلجائیگا ملکہ خورشید روشن جمال نے کہا مین تو صاحب اب جاتے ڈرتی ہون والد نامدار کو بڑا کھٹکا ہی میری بات پر کھٹکتے ہین حال بتانا کیسا شاہزادہ نور الدہر نے کہا ملکہ تم کچھ نہ پوچھو پروردگار اپنی قدرت سے سب سامان ظاہر کریگا اگر مین طلسم خونریزہ کا فتاح ہون لوح بھی ملجائیگی تم اب کچھ نہ پوچھو ملکہ خورشید روشن جمال نے شاہزادہ نور الدہر کو خاصہ کھلایا جب شاہزادے نے آرام فرمایا ملکہ سوار ہو کر قلعے مین آئی کیوان انجم سپاہ اپنی زوجہ ملکہ حسن آرا سے باتین کر رہا تھا کہ صاحب بڑا غضب ہوا ابھی سلطان نامدار کا مارا گیا عجب طرح کی بات ہی پہلے تو لشکر شبرنگ پر صاحبقران کا نعرہ ہوا پھر وہانسے لشکر ماہور پر شبرنگ کا نعرہ ہوا ماہور غصے مین لشکر شبرنگ پر جا پڑا ماہور نے جا کر شبرنگ کو مارا ماہور فتح کرکے آتا تھا راہ مین ایک جوان نیم صاحبقران کہکر ماہور پر آگرا سب فوج والے نامرد دیکھا کیے اور کسی کا اتنا حوصلہ نہوا کہ وہ بڑھکر اسکو مارتا مگر دیکھنے والے سن اسکا کم بتلاتے ہین اور مین سن چکا ہون کہ حمزہ برسر قلعۂ ابلیس پست معروف جنگ ہین ایک قلعہ تسخیر کر چکے اب خاص قلعۂ ابلیس پرستان پر جنگ ہی ہرکارون نے اکثر خبر دی کہ زود رفت ایسا عیار وہان موجود ہی مگر عیار امیر نے اسکے جی چھڑوا دیے یہانتک کہ مفصل خبر گذری کہ مہتر زود رفت کو اپنی شکل بنایا آپ اسکی شکل بنے زود رفت کو ہنڈایا سارے شہر مین تشہیر کرایا اور پھر بھاگ کر نکل گیا کوئی کچھ نہ کر سکا یہان حمزہ کیونکر آیا آخر ماہور کو اس کمسن جوان نے مار لیا سب بھاگ کر آئے ہین اکیلے نے بارہ ہزار کو شکست دی صاف اکیلا لڑ بھڑ کر نکل گیا فوج بھاگ کر آئی ہی مین بڑا حیران ہون یہ کون دشمن سلطان نامدار اور میرا عدو تھا کہ اتنا بڑا کام کرکے نکل گیا

صد ہا افسر مارے گئے ملکہ نے یہ سب کیفیت سنی کہا دیکھو بیٹا جو مین نے کہا تھا اُن باتون کے ظہور ہونے لگے
شبرنگ ایلچی سلطان ماہور سرا پہلوان یہ ایسے تھے کہ انکو ہرکس و ناکس مارسکے بہرام فلک سے لڑنے
والے تھے اگر رستم ہوتا تو اسکے کان مین حلقۂ اطاعت ڈالتے وہ یون گئے کی موت مارے گئے انکا بھی
یہی حال سُننے مین آیا ہی کہ ساتھ ہزار فوج تھی مگر ایسے بدحواس تھے کہ آپسمین لڑکر بیس ہزار آدمی مارے گئے
کوئی شخص اس حوالی مین آیا ہی ملکہ نے کہا باباجان ماہور کو دعوئ شجاعت تھا اپنی جلالت دکھلانے کو
اُنپر جا پڑا وہ نہین معلوم کیونکر مارا گیا دونون کے سر پر اجل سوار تھی آپکے حوالی مین کون آئیگا مین
نہ مانونگی مجھے مطمئن کیجیے کیوان انجم سیاہ نے کہا بیٹا جب مین بہ اطاعت اس شخص کا ساتھ دون تب لوح کا
پتہ بتلاؤن تب لوح طلسم خونریز ملے لوح ایسے ساحر کے پاس ہی کہ وہان تک کوئی جا بھی نہین سکتا ہے
خوب نگہبانی کررہا ہی ملکہ نے پوچھا باباجان وہ ساحر کون ہی کیوان انجم سیاہ نے کہا بُرد بار جادو جو
مالک قلعۂ سہیلیہ کہ یہانسے تین کوس پر ہی اکثر میرے پاس بھی آتا ہی مجھسے بڑی ملاقات ہی ملکہ تو خاموش ہوئی
حسن آرا نے کہا کیون صاحب یہ تمنے کیا کیا کل تک تو تمکو بڑی احتیاط تھی آج سب مفصل بیان کردیا
کیوان انجم سیاہ کے منھ سے نکلا ابی بی یہان غیر کون ہی حسن آرا خاموش ہوگئی مگر بیٹی کی طرف سے خیال
رہا ملکہ یہ سب حال سنکر گھبرا کے اُٹھی کہا مین باغ جاتی ہون محافہ آیا سوار ہوکے باغ مین آئین جب
خورشید روشن جمال جاچکین حسن آرا نے کہا صاحب تمنے یہ کیا کیا مجھکو لڑکی سے خوف آتا ہی تمنے
خیال کرکے دیکھا تو ہوتا آنکھین اُسکی پھٹی پھٹی سینے پر اُبھار رنگ رو متغیر حال لوح کیسا اُسنے دل سے سنا
کس کد و کاوش سے پوچھا اسطرح حسن آرا نے اپنے شوہر کو سمجھایا کہ کیوان انجم سیاہ بہت گھبرایا
کہا صاحب مین ابھی دریافت کرتا ہون یہ کہکے باہر آیا مشتاق قطرہ زن اپنے عیار کو بلایا کہا ای عیار
عجب طرح کا شک پڑا ہی رات کا معرکہ تم سن ہی چکے کہ ایک شخص نے دو پہلوان مارے بہتر ہزار کا لشکر تباہ ہوا
ساٹھ ہزار شبرنگ کے تھے بارہ ہزار ماہور لیکے گیا تھا دو ہزار آدمی تو ہمارے پلٹ کے آئے اُسکے بھی اسی طرح
بھاگے بھی مارے بھی گئے لاشہ شبرنگ کا لیکر بخدمت سلطان نامدار گئے ہین تم اپنے کو باغ مین ملکہ
کے پہونچاؤ جاکر دیکھو وہان کیا ہورہا ہی گمان گذرا ہی کہ ملکہ نے مجھسے حال طلسم خونریز کا پوچھا مانکو انکی
شک گذرا مین تو جانتا ہون کم سنی کا فعل ہی مگر حسن آرا کو گمان یہ ہی کہ کسی نے حال دریافت کرایا ہے
مشتاق نے کہا مین ابھی خبر لاتا ہون یہ کہکے بانہاسے عیاری سے آراستہ ہوکر طرف باغ ملکہ کے چلا
یہان ملکہ خورشید روشن جمال حال لوح سنکر یاد کرتی ہوئی باغ مین آکر اُتری شاہزادہ نور الدہر
سوکے اُٹھے ہین کنیزون سے پوچھ رہے ہین کہ ملکہ کو گئے کتنا عرصہ ہوا کنیزین عرض کرتی ہین صبح سے گئی
ہین تشریف لایا چاہتی ہین کہ محلدار نے بڑھکر خبر دی حضور بی بی تشریف لائین محافے سے اُتر رہی ہین
شاہزادے مشتاق تھے دوڑے آنکے ملکہ کو اُتروایا ملکہ نے اُترتے ہی کہا صاحب طلسم خونریز کی فتح کا
آپ نام نہ لیجیے گا لوح ایک ساحر کے قبضے مین ہی والد سے اُس سے بڑی ملاقات ہی اکثر اُنکی ملاقات کو آتا ہی
میرے پوچھنے پر والدہ کو شک گذرا مگر والد نے سب بیان کردیا برد بار جادو قلعۂ سہیلیہ کا حاکم ہی
اُسکے پاس لوح طلسمی ہی وہ کاہیکو دیگا اگر سحر کردے تمام دنیا مین اندھیرا ہوجاے بہت ساحر اُسکے
ساتھ ہین اگر وہ قصد جنگ کرے اکیلا لاکھون کو پکڑلے یہ بھی عرض کرتی ہون کہ میرا آپکا راز اب کُھلیگا جناب

والدہ ماجدہ بہت کھٹکی ہوئی ہین مین نے بہت فیل مچائے تب والد نے جوش محبت مین بیان کر دیا اب
آپ چلکر اسی باغ مین چھپکر بیٹھیے براے خدا باہر نہ نکلیے ایسا نہو کوئی دیکھ لے فوراً خبر پہونچ جائیگی شاہزادہ
نورالدہر نے کہا ملکہ مین خود اُسکے دربار مین جاؤنگا مدد و قوت الٰہی تخت کیوان انجم سپاہ اُلٹ دونگا
خدا چاہیگا تو وہ خود بسر کرکے لوح دلوا دیگا ملکہ نے کہا صاحب یہ بہت دشوار ہے میری مفت مین جان اپنی
جائیگی آپ کو تو اپنی جان کا خوف نہین شاہزادہ نورالدہر نے فرمایا کیا مجال جو تمپر کوئی ہاتھ اٹھالے
مشتاق قطرہ زن یہان کا واقف کار ہے اک کنیز کی شکل بنا ہوا عقب مین ملکہ کے مگس رانی کرتا ہوا
ان مین ہان ملاتا ہوا چلا آتا ہے جب ملکہ نے زیادہ کہا شاہزادے نے کہا اچھا صاحب کہین نہ جائینگے
یہ ذکر نہ کرو ملکہ نے اور باتین شروع کین داخل بارہ دری ہوئین مشتاق پٹا مثل باد صر صر بھاگا یہان
کیوان انجم سپاہ بیٹھا ہے چار سو دنگل نشینان بارگاہ پہلوانان زبردست اپنے مقام پر بیٹھے ہین مگر
کیوان انجم سپاہ چپ ہے زیادہ تر وہ دل سے باتین کر رہا ہے کہ اے کیوان انجم سپاہ اگر خورشید نے
اُسکو اپنے باغ مین جگہ دی تو کیسی خرابی ہوگی کیونکر میرا دل گوارہ کریگا کس کس مشقت سے اس کمبخت کو
پالا ہے بڑے بڑے شاہون سے معرکہ ڈالا ہے اور سلطان نامدار خسرو لشکر کشی کریگا اگر مین نے بیٹی نہ دی
تو تلوار چلیگی بڑی مشکل پڑیگی اسی سوچ مین تھا کہ مشتاق قطرہ زن بھاگا ہوا آکر پہونچا کیوان نے
کہا اے مشتاق اس خبر کا مشتاق ہون جلد بتلا کہ کیا ہو رہا ہے مشتاق نے کان سے منہ لگا دیا کیفیت
مفصل بیان کی اور کہا جو مناسب ہو کیوان انجم سپاہ مثل ابر کے گرجا پکار کر آواز دی یارو تم مین
کون ایسا پہلوان ہے کہ شاہزادہ نورالدہر کی مشکین باندھکر لائے یا سر کاٹے اور ملکہ کو خانے مین سوار
کرکے لائے یہان سزا دیجائیگی اُس کمبخت کی کچھ خطا نہین ہے کنیزون نے آنے آوارہ کیا وہ ابتک سے رکے
روٹی مانگتی ہے سہراب زنگی پیل بنا ہوا دنگل پر جھوم رہا ہے اسکے کئی ہزار شاگرد ہین بادشاہ نے کہتے
دنگل سے اُٹھا کہا اے شہنشاہ یہ کام میرا ہے ماہو رنجہ کش میرا شاگرد رشید تھا یقین ہے کہ اسی جوان نے
مارا ہوا اُسکے خون کا بدلا لونگا مگر حضور تعجب کرتا ہون کہ ماہو رنجہ کش اکھاڑے مین کسی سے نہین دبا
مجھسے دو دو پہر زور کرتا تھا وہ نشے مین شراب کے مارا گیا اُسکا خون بالا بالا نہ جائیگا یہ کہکے تیغہ
پر ہاتھ ڈالکے اُٹھا بیس ہزار فوج کا افسر بھی ہے کیوان انجم سپاہ نے کہا مجھکو برابر خبر پہونچے سہراب نے
عرض کی خبر کی کیا ضرورت ہے مین جاتے ہی للکارونگا یقین ہے جوان جھلا ہو میرے سامنے آجاے گا
حضور کے اقبال سے بطریقہ پہلوانی زیر کرونگا یہ کہکر قرنا کرائی بیس ہزار فوج اسکی آٹھ ہزار جنگی فوج
ماہو رکے ساتھ کی جو بچ کے آئی تھی غیرت مین اُٹھ کھڑے ہوئے کہا حضور ہم بھی چلینگے سہراب زنگی نے
کہا اچھا میرا کیا ہرج ہے اٹھائیس ہزار فوج لیکر طرف باغ ملکہ کے چلا شاہزادہ نورالدہر تو یہ سوچ
رہے ہین کہ اے نورالدہر شب کو بارگاہ کیوان انجم سپاہ مین چلین خدا چاہے تو اسکو زیر کرین اُسی کی
وجہ سے شاید لوح ملجائے اک کنیز ملکہ کی کسی کام کو باہر گئی تھی خبر سنکر آئی گھبرائی ہوئی ملکہ کے سامنے
گر پڑی ملکہ نے فرمایا نوبہار خیر تو ہے نوبہار نے کہا واری آپ نے کچھ سنا غضب ہو گیا جلد یہان سے
بھاگیے اور شاہزادہ نورالدہر سے کہا میان تمکو بھی لازم ہے کہین چھپ جاؤ ورنہ غضب ہو جائیگا یہ سنکے
شاہزادہ نورالدہر نے فرمایا کچھ مفصل حال بیان کرو نوبہار نے کہا واری مشتاق قطرہ زن عیار

شاہ کا یہان آیا تھا ملکہ کو آپ سے باتین کرتا دیکھ گیا وہان جاکر اُسنے آگ لگائی سہراب زنگی کہ جسکا زور وطاقت مین مثل نہین ہی فوج لیکر آتا ہی حکم شاہ قطعی ملا ہی کہ دشمنون کا حضور کے سر کاٹ لے ملکہ کے واسطے حکم گرفتاری ہی یہی باعث بیقراری ہے ملکہ تو یہ خبر وحشت اثر سنکے گھبرا گئی مگر شاہزادے نے کمر ہمت چست باندھی ملکہ نے کہا صاحب کیا ارادہ ہی شاہزادۂ نور الدہر نے فرمایا فوج سے مقابلہ کرینگے انشاء اللہ سہراب کی قضا لیکر آئی ہی یا اُسے قتل کیا یا مسلمان کیا یہ کہکے پشت مرکب پر سوار ہوئے سلاح جسم پر آراستہ کیے قبضۂ تیغہ خارا شگاف پر ہاتھ پڑا ملکہ خورشید روشن جمال روتی ہوئی پیچھے پیچھے کہتی ہوئی کہ ای شہریار اس کنیز کو قتل کیجیے بار سر اُتار دیجیے شاہزادۂ نور الدہر فرماتے ہین ملکہ اسقدر تم کیون گھبراتی ہو انشاء اللہ مین سہراب زنگی کو لیکر آتا ہون جب مرکب شاہزادے کا باغ سے باہر نکل گیا مین پھاٹک کے بنگلہ مرصع کار پڑا ہی بیچ مین بنگلہ گرداگرد ہزارون صنچیان اُسمین آنکر سب کنیزین بیٹھین ملکہ خورشید روشن جمال بنگلے پر سے ملاحظہ فرما رہی ہین کہ شاہزادۂ نور الدہر چالیس قدم بڑھکے ٹھہرے نیزہ گاڑ دیا اُسپر تکیہ کرکے انتظار کرنے لگے سہراب جو چلا تھا جب باغ کوئی آدھ کوس باقی رہا تھا مشتاق قطرہ زن سے کہا ای عیار ایک انتظام کرنا واجب ولازم ہی ایسا نہو وہ جوان نکل کے بھاگ جائے ملکہ پر زیادہ ظلم و بدعت کرنا واجب نہین تم بڑھکر دیکھو تو پھر مین بڑھکر کل باغ کو گھیر لون مشتاق قطرہ زن بڑھکر چلا جب سامنے باغ کے آیا دیکھا شیر بیشۂ صاحبقران نور الدہر بن بدیع الزمان پشت مرکب پر سوار باغ کو پشت پر لیے ہوے خاموش کھڑے دیکھ رہے ہین عیار پلٹا سامنے سہراب کے آیا کہا ای پہلوان دوران بھاگنا کیسا وہ جوان چالیس قدم آگے بڑھا ہوا تمھارا انتظار کر رہا ہی سہراب ہنسا کہا ای مشتاق کیا تیری آنکھون مین چربی چھائی ہی اکیلا جوان نام مابدولت کا سنے اور کھڑا رہے تونے خود دیکھا یا خبر سنکے آیا عرض کی حضور مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا سہراب نے کہا مین خود جاتا ہون افسران فوج سے کہا تم آہستہ آہستہ آؤ یہ کہکے گینڈہ بڑھایا دل مین کہتا ہی ای سہراب یہ جوان بڑا بیوقوف ہی اگر میرا کہنا مان لے اور اطاعت کرے تو مین بادشاہ سے خطا معاف کرا دون یہ بھی اک شیوۂ جرأت ہی بہادر پر احسان کرنا اکیلا جان کر اُسکے خون سے ہاتھ نہ بھرنا ضرور آپسمین نام ہوگا یہان شاہزادۂ نور الدہر کھڑے ہین کہ سہراب زنگی گینڈے کو اڑاتا ہوا نیزہ ہلاتا ہوا اردو نیز بل پڑے ہوے نخلستان کی آڑ پکڑتا ہوا دیکھا کہ حقیقت مین شیر بیشۂ صاحبقرانی یکہ و تنہا باغ سے آگے بڑھا ہوا کھڑا ہی مرکب کو مہمیز کر رہا ہی نیزہ ہلا رہا ہی معلوم ہوتا ہی کہ آمادۂ حرب و پیکار ہی گھوڑا رانون مین بیقرار ہی سہراب جاہ و جلال شاہزادے کا دیکھکر عاشق ہوگیا آگے بڑھکے اُسنے سلام کیا فوج بھی اٹھائیس ہزار پرا باندھے چلی آتی ہی جب سہراب نے سلام کیا شاہزادے نے جواب دیا سہراب نے کہا ای جوان رعنا ای شہسوار یکتا آپ کس ارادے پر کھڑے ہین شاہزادۂ نور الدہر نے فرمایا کوئی پہلوان ہی سہراب زنگی اٹھائیس ہزار فوج لیکر آتا ہی ہم اُسی کا انتظار کر رہے ہین کہ آئے تو اسی مقام پر روکین سائے مین دیوار باغ کے نہ جانے دین کہ وہان ہمارا ناموس ہی سہراب نے کہا ای جوان مرحبا صد مرحبا کیا کہنا مین تیری جرأت کا قائل ہوا مگر مثل مشہور ہی کہ سور ماچنا بھاڑ نہین پھوڑتا کس کس سے لڑیگا سہراب زنگی میرا ہی نام ہی اکیلے بہادر

کو گھیر کر مارنا میرے طریقہ جرأت کے خلاف ہی مجھکو تیرے حال پر افسوس آتا ہی ابھی فوج دور ہی اسی واسطے
مین آگے بڑھ آیا تم گھوڑا اڑا کر طرف صحرا کے نکلجاؤ مین بادشاہ سے کہدونگا کہ وہ جوان بھاگ گیا خورشید
کی صاحبزادی ہی محلافے مین سوار کر کے لیجاؤنگا اُسکا باپ چار گھڑیان دیر دو طمانچے مار دیگا ہاتھ واسطے
قتل کے نہ اُٹھیگا کوئی اپنے کلیجے پر آپ تلوار پھیرتا ہی آخر کار نتیجہ یہ ہوگا کہ خطا معاف ہوجائیگی دائیان
ودایئن سفارش کرینگی مان بھی قتل اُسکا گوارا نہ کریگی تم بچ جاؤگے شہزادۂ نور الدہر نے کہا ای سہراب
تو پہلوان ہی تو ہی انصاف بھی کریگا سمجھ تو سہی کہ جسکو ناموس اپنا قرار دین اُسکو مجمع دشمنان مین چھوڑدین
اپنی جان بچائین ایسی زندگی پر لعنت ہی سہراب زنگی نے کہا مین آپکا منشائے کلام سمجھا جلدی کیجیے مین فوج
کو پھیرتا ہون اب ملکہ کو ساتھ لیکر نکل جائیے اس مقدمے مین بھی مین بادشاہ سے کہدونگا تمھاری تلاش
مین نکلونگا پھر دو پہر کے بعد کہدونگا مجھکو نہین ملا شاہزادۂ نور الدہر نے کہا ہمارے خاندان کی لیاقت
سے سراسر خلاف ہی کبھی کسی شیر نے کافر کو پشت نہین دکھائی شاید تمنے بھی سنا ہوگا یا ملاحظہ کیا ہوگا کہ
ہمارے بزرگون کے حالات مین کتابین لکھی گئی ہین شعرا نے قصائد کہے ہین قباد شہریار فرزند جد عالی تبار
بارہ برس کے سن مین بادشاہ لشکر ہوئے نوشیروان کو سکندر بن عاد مغربی نے دامن پناہ دیا سکندر
کا بیٹا فیروز عاد مغربی کہ پہلوان یگانہ رستم زمانہ تھا اُسنے یہ کہکر طبل جنگی بجوایا کہ مین قباد شہریار بادشاہ عالی تبار
سے مقابلہ کرونگا ہر کارون نے یہ خبر دادا جان کو پہونچائی کہ فرزند سکندر نے اس قید سے طبل جنگی بجوایا ہی کہ شہریار سے
مقابلہ کرے دادا جان نے فرمایا مین اپنے اس قانون کو منسوخ کرتا ہون علمشاہ یا عمرو بن حمزہ کا یونانی یا
لندھور یا مالک یا مین خود اُس سے مقابلہ کرونگا قباد شہریار تخت سے اُٹھ کھڑے ہوے دست بستہ
صاحبقران سے عرض کی کہ حضور اپنے قانون کو کیون منسوخ فرماتے ہین یہ حقیر آپکا اس ملعون سے مقابلہ
کریگا صاحبقران نے فرمایا کہ بیٹا وہ دیوخصال عفریت مثال آس سے کیونکر مقابلہ ہوگا عرض کی اگر حضور
کا اقبال یاور ہی اور طالع مددگار رہین تو انشاء اللہ مین اسپر غالب آؤنگا ای سہراب زنگی مراد اس بیان
سے یہ ہی کہ بوقت سحر بحکم قضا و قدر اسی سے مقابلہ بڑا قباد شہریار نے بقوت جوانمردی اُس خود سر کو مارا ہر چند
کہ مغلوب ہین قید ہو گئے ہین بس ای سہراب زنگی ہم ہی پشت دکھانے والون مین نہین ہین سہراب زنگی منت
کر رہا ہی سفاک زنگی بھائی سہراب زنگی کا کہ ساتھ فوج کے تھا اُسنے پوچھا کہ یار و بھائی صاحب ہمارے
کہان تشریف لے گئے ہین سوارون نے کہا جوش جرأت مین اس جوان کے پاس تشریف لے گئے ہین سفاک
گینڈے کو اُڑا کے بڑھا اُسوقت پہونچا کہ سہراب زنگی سامنے شاہزادۂ نور الدہر کے کھڑا ہوا ہاتھ باندھے ہوا
ہی سفاک نے نعرہ کیا او نامرد دشمن شاہ کے آگے ہاتھ باندھ رہا ہی سہراب زنگی نے پلٹ کر سفاک زنگی کو
دیکھا کہا بھائی مین اس جوان سے ڈر نہین گیا ذرا حال جرأت تو سنو دل کو وجد ہوتا ہی سفاک نے کہا تمین
کی بات سنا کیسا یا سر کاٹ لے نہین تو مین آنکے سزا دیتا ہون شاہزادۂ نور الدہر نے گھوڑا چمکایا طرف
سفاک کے مخاطب ہوے کہا او بیہودہ تو آنکے سر کاٹے وہ بہادر کیا سر کاٹیگا وہ تو ہمارا مہربان ہی بلکہ اُسکا
ہمپر احسان ہی جو بہادرون کے واسطے چاہیے وہ باتین کرتا ہی تجھکو بڑا غرور ہی جیسے ہی شاہزادۂ نور الدہر
سامنے سفاک کے پہونچے اُسنے نیزہ مارا شاہزادۂ نور الدہر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ چلنے لگا
شعر
دو نیزہ دو بازو دو مرد دلیر ۔ تو گوئی کہ بودند دو نر شیر
کامل دو پہر تک نیزہ بازی ہوا کی مگر سہراب

جب تعریف کرتا ہی شاہزادۂ نور الدہر کی تعریف کرتا ہی کہ ای شیر بیشۂ جرأت سبحان اللہ کیا کہنا ہماری نظر سے
ایسا جری و بہادر نہین گذرا آپ کل فنون مین طاق ہین شہرۂ آفاق ہین اسیر سفاک بہت جھنجلا یا کہنے لگا
کہ او سہراب تو بھی آ شریک ہوجا مین تم دونون کو جواب دونگا سہراب نے کہا پہلے اس شیر کو تو جواب دے
میری کیا ضرورت ہی شاہزادۂ نور الدہر نے فوراً سفاک کے نیزے کو گانٹھا آواز دی او مغرور ہوشیار ہوجا
دیکھ تیری مشت سست ہی سفاک نے کہا کیا مجال کہ بہرام فلک بھی میری مشت کی سستی کو دیکھ سکے شاہزادۂ
نور الدہر نے کہا دیکھ نیزہ نکلتا ہی یہ کہکے نیزہ گانٹھا شعر عجب بندھا جبقرانی کیا + کہ نیزے کو اسکے ہوائی کیا
مثل خط شعاع آسمان پر چمکا مثل تیر شہاب زمین پر گرا کل فوج بھی آگئی ہی ہر ایک کی زبان سے صدائے احسنت و
آفرین بلند ہوئی ہر اک کا یہ قول تھا کہ ای شہریار سبحان اللہ فنون سپاہ گری مین کون آپ سے مقابلہ کرسکتا ہی
اگر رستم و اسفندیار ہوتے تو حلقۂ غلامی کان مین ڈالتے سفاک نے جھلا کے تیغۂ برقتاب کمر سے کھینچا یہ
ثابت ہوا کہ اژدر غار سے بل کرکے نکلا لکۂ ابر سے خورشید جہانتاب بصد رعب و داب نکل آیا سفاک نے وار کیا
شاہزادۂ نور الدہر نے ردک کر ہاتھ مارا کہ سفاک کے دو ٹکڑے ہوے سہراب کی آنکھون کے نیچے اندھیرا
چھا گیا بھائی کا داغ ہی اتنا تو پکار کر آواز دی کہ ای شہریار آپ نے غضب کیا اپنے غلام کا بھی پاس نہ کیا سفاک
کو مار ہی ڈالا اب اگر نہ لڑون تو میرے واسطے باعث نامردی ہی مگر آپ کے واسطے مجھے سب کچھ گوارہ ہی ناموس
کا ملنا تو ناممکن ہی شاہزادۂ نور الدہر نے کہا ہا رالجشم ہمیہ ہنسیگا بارگاہ سلیمانی مین آوازہ کسیگا دربار کہ جسمین
ہفت اقلیم کا آدمی موجود ہی مین منہ دکھلانے کے لائق نہ رہونگا سہراب زنگی نے کہا ای جوان تو نے سچ کہا
حقیقت مین جو کچھ تو نے کہا سب بجا ہی الا میری اطاعت کر ناموس کا ملنا تو ہر طرح دشوار ہی ہان اتنا تو
ہوگا کہ بادشاہ سے کہکر تیری جان بخشی ہوجائیگی بدرون میرے حکم کے کوئی تمکو قتل نہ کرسکیگا ہر اک کو یہی
خیال ہوگا کہ سہراب زنگی نے سفارش کی کیا کسی کی مجال ہی کہ تیرا ہاتھ ڈالے یا کوئی کلمہ سخت نکالے شاہزادۂ
نور الدہر نے کہا ای سہراب ہمارے تمھارے امتحان ہو جو غالب ہو وہی رفیق بنے کا طالب ہو تم اپنی
ساری فوج کو حکم دو ہمکو گرفتار کرین تلوار چلے اگر ہم بودے ہین پکڑ لیے جائینگے اگر سنگ دیدہ گرم و سرد
عالم چشیدہ ہین ادھر کو نکل جائینگے سہراب زنگی نے کہا میری غیرت کے خلاف ہی کہ فوج کو حکم دون تم
اکیلے پر آ پڑین مگر یہ وعدہ پختہ ہوگیا اگر آپ غالب ہون مین اطاعت کرون مین غالب آؤن آپ
اطاعت کیجیے شاہزادۂ نور الدہر نے کہا بسم اللہ سہراب اسی اقرار پر نیزہ ہلاتا ہوا سامنے شہزادے کے
آیا آپسمین نیزہ چلنے لگا تھوڑی دیر مین شاہزادۂ نور الدہر نے نیزہ سہراب زنگی کا نکالا اب تو سہراب
کو غصہ آیا قبضہ پر ہاتھ ڈالا اژدہای سوہن کا تبضہ کھینچا کہا ای جوان دریائے لشکر نگران ہی مین کبھی کسی سے
کم نہین رہا بڑے بڑے پہلوانون کی خواہش آزبھی نہین ایک مین چپکی یہ تیرے واسطے ہوگا پیغام ہی
اگر پہاڑ پر مارون تا بہ پیچ کاٹون دیکھو تو اسکے بھی دو ٹکڑے کردون شاہزادۂ نور الدہر نے ارشاد فرمایا
بہت غرور نہ کرو سہراب زنگی نے تیغ کا وار کیا شاہزادے نے سپر کی اوجھڑ لگائی سہراب کی تلوار
ٹوٹ گئی شاہزادۂ نور الدہر نے اسی اثنا مین ہاتھ تیغ خونخوار شگاف کا مارا سہراب زنگی نے سپر اٹھائی
مگر وہ سپر رات وصل کی تھی ہزار تکڑے ہو گئی سہراب زنگی نے اپنے کو بچایا سر بچا تلوار گری گینڈے کی
گردن قلم ہوئی سہراب زنگی چھوڑ دان کے بل زمین پر گرا شاہزادۂ نور الدہر نے سامنے مین تلوار رکھ لیا

ذرا ہاتھ کو جنبش دین تو سر سہراب کا اُڑ جائے سہراب زنگی گھبرایا منھ پر ہوائیان اُڑین اسی انتشار مین دانت نکالدیے دونون ہاتھ اُٹھا دیے شاہزادہ نور الدہر نے ہاتھ روک لیا کہا کیون ای جوان تو ہی کہہ کہ گرے پڑے کو قتل کرنا ہمارا کام نہین زمین سے اُٹھو اور گینڈا لاؤ تلوار سپر لاؤ تب مقابلہ ہو یہ سنتے ہی سہراب زنگی کو وجد ہوا دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا کہا ای شہریار کٹ جائین وہ ہاتھ جو آپ پر اُٹھے میرے تو آپ جان بخش ہوے میری کیا مجال ہی جو مین آپ پر ہاتھ اُٹھاؤن مین دل و جان سے تابعدار ہوا اہالیان فوج سے پکار کر کہا جسکو مسلمان ہونا ہو میرے پاس آئے جسکو اطاعت لات و منات میسر ہو وہ خدمت مین کیوان انجم سپاہ کی جائے یہ سنکر جنکو جانا تھا وہ نکل گئے مگر پندرہ ہزار آدمی حاضر خدمت ہوے جو نکل گئے وہ تو یہ کہتے ہوے چلے کہ سہراب کی بھی شامت آئی ابکی کیوان ایسے کو بھیجے گا کہ دونون کا سر کاٹ لے باغ کو پامال کرے چارسو پہلوانون کا افسر خود جرأت مین بہتر سے بہتر اُسکی دشمنی مین کوئی ٹھہر سکتا ہی مگر سہراب مع پندرہ ہزار فوج مثل چاکران کمترین ساتھ شاہزادے کے در باغ پر آیا کہا حضور اندر تشریف لیجائین غلام دروازے پر بعہدۂ نگہبانی حاضر ہی شاہزادۂ نور الدہر نے ہاتھ تھام لیا کہا فوج کو یہان آتارو تمکو مین نے بھائی زبان سے کہا چلکر بھابی صاحب سے تو ابھی ملو ملکہ نے یہ سب کارخانہ کوٹھے سے دیکھا خوشی خوشی کوٹھے سے اُتری کنیزون سے کہا صاحبو خدا نے اپنا فضل شریک کیا سہراب مطیع ہوا صحن باغ مین فرش بچھوایا خود مسند پر آکر بیٹھین ماہ رخسار وزیرزادی پہلو مین اور کنیزان زرین پوش گرداگرد اپنے اپنے عہدون پر حاضر ہین کہ شاہزادہ مع سہراب آکر پہونچا سہراب نے ملکہ کو سلام کیا ملکہ نے شرماکے سر جھکا لیا فرمایا ای سہراب تو نے اس غربت مین ہماری دستگیری کی ہم تمھارے ممنون و مشکور رہوے سہراب نے عرض کی مین غلام حلقہ بگوش ہون شاہزادے نے سہراب کو لاکر صحبت مین بٹھایا مصروف عیش ہوے مگر ایک کنیز شوخ و شنگ موسوم بہ گلرنگ کمسن اُٹھتے جوبن کے دن چست و چالاک نہایت بیباک جسنے اُسکی جانب دیکھا اُسکو انگوٹھا دکھادیا کسی کو آنکھ سے اشارہ کیا مراد یہ تھی کہ کل آنا بناز و کرشمہ سامنے آکر گنگنا کے یہ اشعار عبرت خیز وحشت انگیز گانے لگی

نظم

تیرے بچھڑنے ہی اُداسی سی چمن پر چھائی
لوح سیمین پر اگر کام طلا کا دیکھا
دست و پا یار کے چومونگا یہ تحفہ دیکر
آئی جب راستہ برسون ہی قضا کا دیکھا
تیری درگاہ کا اللہ رے جلال ای شہ حسن
حوصلہ ہمنے تری زلف رسا کا دیکھا
پھر گئین آنکھین ہماری طرف کو جب یار
تھا تماشا جو کچھ اس ارض و سما کا دیکھا
جوہر لوح کیے فتنۂ ہمی نے روشن
کارخانہ ہی نہ تھا شان خدا کا دیکھا
التجا کرتا ہون اللہ سے وصل بت کی
مرگئے پر نہ اثر حسرت شفا کا دیکھا
رنگ بیرنگ گلستان کی ہوا کا دیکھا
سامنے آئینہ رکھتے تو غش آجاتا
نوچتا ہون جو کہین پیر حنا کا دیکھا
جامہ زیبی ترے اندام کے اوپر ہوئی ختم
عرش پر ہمنے دماغ اُسکے گدا کا دیکھا
ای شہ حسن کبھی دھوپ مین نکلا ہی جو تو
جانب کعبہ جو رخ قبلہ نما کا دیکھا
ذرے کی طرح سے ہمنے کبھی زائرین آئین
ٹوٹتے ہمنے طلسم اُنکی حیا کا دیکھا
سرو و شمشاد و صنوبر کچھ نہین کچھ نسبت
ہاتھ اُٹھا کے جو محفل مین سنے دعا کا دیکھا
دردمندون نے ترے منھ نہ دوا کا دیکھا
گورے منھ کی ترے یاد آئی سنہری افشان
ہمنے انداز نہین اپنی ادا کا دیکھا
ناز معشوق سے غمزہ مین زیادہ نکلے
مجھکو پہنا کے جو انداز قبا کا دیکھا
پھانسی دینے مین ملا جب کی نہ کوتاہی کی
سر کے اوپر ترے سایہ بھی ہما کا دیکھا
ہر ستارے سے تری آنکھ کبھی گل سونگھا
رخ جب اپنی طرف اس مہر لقا کا دیکھا
سیر بتخانے کی جب تک کہ نکی تھی ہمنے
قد بالا کو ترے ہمنے دوبالا دیکھا
رہ گئے گل ... بلبل سے گرا ای محبوب

رنگ حنائی سے جو تیرے کف پا کا دیکھا
کوے قاتل کا تماشا آسے دکھلا آتش

چکھکے یاقوت لب کو ترے بیخود ہوئے ہم
گرم جسنے نہو بازار فنا کا دیکھا

نشہ معجون مین بھی ہوش ربا کا دیکھا
غرض مشتاق قطرہ زن عیار یہ سب حال

دیکھکر بھاگا یہ بھی اسنے دیکھا کہ سہراب کو شہزادہ اندر لے گیا پندرہ ہزار جوان در باغ پر فردکش ہوے خیمے استادہ ہوگئے طلایہ بھی پھرنے لگا روشنی ہوگئی یہ سب دیکھکر چلا کیوان انجم سیاہ گوش بر آواز تھا کہ سب کے پہلے مشتاق عیار آکر پہونچا تمام کیفیت بیان کی کیوان انجم سیاہ نے غصے مین قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا چار سو پہلوان جو اُسکی صحبت مین بیٹھے ہین سب نے کہا حضور ابھی چلکر سہراب زنگی کو بھی مارینگے نبیرۂ حمزہ کی بھی مشکین باندھکے لائینگے بادشاہ ہتھیار لگانے لگا فوج مین قرنا ہوئی لشکر تیار ہونے لگا پلٹنون رسالون مین جو باجے بجے مشہور ہوا بادشاہ خود کل فوج کو لیکر جاتا ہی اب مسلمان کی خرابی ہی ملکہ کے بھی سر کاٹنے کا حکم ہی اب کوئی زندہ نہ بچیگا ملکہ حسن آرا جو محفل مین بدحواس بیٹھی تھی مخبرنے جو آکے خبر کی ہوش اُڑ گئے دریاے محبت نے جوش مارا آنکھون سے بحر اشک جاری گھبرا کر اُٹھی دو ہزار کنیزین انیسین جلیسین ساتھ چلین اب کوئی نہین جانتا کہ ملکہ کہان جاتی ہین حسن آرا جوش محبت مین دختر کے محل سے نکل پڑی یہ خبر ہرکارون نے کیوان انجم سیاہ سے کہی کیوان گھبرا کر اٹھا کہ جاکر روکون کہ دربارگاہ پر آکھڑا ہوا دیکھا آگے آگے حسن آرا باموے پریشان آنکھون سے آنسو جاری دل کانپتا ہوا پشت پر ساٹھ ہزار عورتین نگہبان و پاسبان ریت مین منھ چھپانے لگین کسی نے کپڑا منھ پر ڈال لیا بعض نے اپنے کو گرا دیا حسن آرا اندر آئی بادشاہ کے دوڑکر قدمون سے لپٹ گئی کہا صاحب میری عمر بھر کی کمائی برباد ہوتی ہی مجھے عجب حیرت ہی کہ وہ نگوڑی بے زبان رو کے روٹی مانگنے والی یہ باتین کسنے اُسکو سکھا دین نبیرۂ حمزہ کیونکر اُستک پہونچا آپ خوب جانتے ہین آپ کے نام سے وہ کانپتی ہی جسوقت آپ کے آنے کی خبر پایگی اپنے کو ہلاک کریگی سب عشق و محبت خاک مین ملجائیگا ہاے مین اپنے ماہ تابان کو کہان پاؤنگی میرا مطلب یہ ہی کہ آپ تشریف نہ لیجائین عیار کو بھیجکر نورالدہر کو پکڑوا بلاسیئے نہین آپکو اختیار ہی مین نہ زندہ رہونگی جسوقت سنونگی اُسنے اپنی جان دی مجھسے صبر نہو سکیگا جان دیدونگی عیار کو بھیجیے پسر حمزہ کو پکڑلائے وہ اپنی جان و ایمان ہی مین جاکر سمجھالونگی وہ کبھی نام بھی نہ لیگی نہین معلوم یہ معاملہ کیونکر ہوا کنیزین نوجوان ستانیان بازار کی پھرنے والی اُنکے یہ شعبدے ہین میری بچی کا یہ حوصلہ نہ تھا بی سوسن کو جب دیکھا اُبلی ہوئی بی نرگس کی نظارہ بازی سنبل کے پیچ و تاب ہر وقت پٹیان بنی رہتی ہین پتے چھوٹے ہوے کبھی کاکلین بنائی جاتی ہین کسی وقت بناؤ سے چھٹی نہین بی شمشاد کا اکڑنا صنوبر کو کبھی سیدھی چال چلتے نہین دیکھا ہمیشہ نچو نکے بھل چلتی ہین جب محل سے نکلین پیچھے لڑکون کی بھیڑ ایسیون کا جمع ہونا کیونکر ہم کہین کہ انیسون نے بنا رنگ نہ جمایا ہو جو جیسا ہوگا ویسا ہی دوسرے کو بھی چاہیگا اسقدر حسن آرا نے فیل مچائے کہ کیوان انجم سیاہ گھبرا گیا کہا صاحب جسطرح تم کہو وہی کیا جائے دربار مین سناٹا ہوا وزرا اُمرا ہٹ گئے مشتاق قطرہ زن کو بلایا حسن آرا بدحواسی مین سامنے ہوگئی اُسنے کپڑا اپنے منھ پر ڈال لیا دست بستہ عرض کی آپ نہ گھبرائین جسطرح ارشاد ہوگا بسر و چشم بجا لاؤنگا اگر حکم ہو نبیرۂ حمزہ کا سر لاؤن یا زندہ گرفتار کرون یا ملکۂ عالم کو لے آؤن حسن آرا نے کہا صاف یہ ہی کہ یہ دونون آپسمین جدا ہوجائین نبیرۂ حمزہ کا علاج اسطرح ہو کہ وہ بدنصیب خبر نہ پائے ہاے کسنے میرے پارۂ جگر کو بلا مین پھنسایا

اسی ہفتے کے اندر جو آئی مین نے کہا بی بی باغ مین دھما چوکڑی رہتی ہی سوانگ بنائے جاتے ہین سنا ہی
ٹھیک سنا ہی کمبخت نے کچھ مجھکو جواب نہ دیا رونے لگی مین نے اشک اُسکے پاک کیے اور کہا بی بی مین نے تو
سمجھانے کو کہا تھا تم روتی کیون ہو تو اسطرح کا غیرت دار ہو ممکن ہی کہ ایسے محلات مین پھنسے اُن ستانیون
نے یہ باغ مین نیا گل کھلایا بے زبان کو آوارہ کیا ای مشتاق قطرہ زن کسی تدبیر سے پسر حمزہ کو الگ کرا
نہین تو میری بیٹی کو فوراً لا بھر باغ بر ہنگامہ عظیم ہو جب شاہ فوج لیکر جائینگے یہ فوج دریا موج دیکھکر خود
قدمون پر گریگا خطا معاف کرائیگا ہم تو خطا معاف نہ کرینگے فوراً قتل کا حکم دینگے بادشاہ نے بشکل بی بی کو سمجھا کے
محل مین بھیجا عیار سے کہا جو تو کہیگا وہ تجھکو دونگا گر تو ملکہ کو چرا لا اسنے عرض کی کہ ای شہنشاہ غلام
جاتا ہی جو حکم ہوا وہی بجا لاؤنگا یہ کہکر روانہ ہوا بعد مشتاق کے جانے کے بادشاہ خود مسلح ہوا گھوڑے
پر سوار ہو کے سرداران فوج کو بھی خبر نہ کی یکہ و تنہا طرف صحرا کے چلا مگر مشتاق قطرہ زن اک ضعیفہ کی
شکل بنکر در باغ پر آیا دیکھا پندرہ ہزار جوان دروازے پر اُترے ہین سہراب زنگی ابھی باہر نکلا ہی
ساتھ والے اُسکو استقبال کرکے بارگاہ مین لائے یہ بیٹھا ہوا کہ رہا ہی دیکھو یارو ہوشیاری مین کوئی دقیقہ
فرو گذاشت نہو خیال رکھنا کوئی غیر نہ آنے پائے سوار گرد باغ کے پھرنے لگے مشتاق قطرہ زن نے دیکھا
چند کنیزین کسی کام کو نکلین مشتاق قطرہ زن کہ بشکل ضعیفہ تھا اک کنیز کو بڑھکر سلام کیا کہا بی بی ملکہ کا تیمر
بیمار ہے حسن و جمال کی ترقی ہو جانے والے جمع ہوتے رہین لونڈی نے دو دن سے کھانا نہین کھایا اب بھوک سے
کلیجہ کھرچ رہا ہی اب یقین ہی کہ روح نکل جائے کنیز کو رحم آیا جاکر ایک پلاؤ کی رکابی اُٹھا لائی مشتاق نے
چوکھٹ پر بیٹھ کے کھائی کنیز سے کہا بی بی پانی پلا دو کنیز جاکے لوٹے مین پانی لائی عیار چلو لگا کر پینے لگا
دعائین دیتا ہی جب دیکھا کوئی اس مقام پر نہین ہی اک حباب مار دیا کنیز بیہوش ہوئی گود مین اُٹھا کے
لایا اُسی کی شکل بنکر اندر باغ کے آیا دیکھا روشنی ہو رہی ہی ملکہ پہلو مین شاہزادہ نور الدہر کے بیٹھی ہین
مشتاق قطرہ زن حاضر رہا جب ملکہ و شاہزادہ اُٹھکر بارہ دری مین تشریف لائے اور یہ دونون سو گئے
مشتاق قطرہ زن اُٹھا او شمع ہاے مومی و کافوری کو گل کیا چاہا شاہزادے کو بیہوش کرون شاہزادہ
کی آنکھ کھلی سر اُٹھا کر دیکھا بارہ دری مین اندھیرا پڑا ہی سوچے کہ شمع ہاے مومی و کافوری گل ہو گئی ہونگی
واسطے رفع حاجت کے بیرون بارہ دری گئے اس عرصے مین عیار نے ملکہ کو بیہوش کر لیا پشتارہ لیکر بھاگ نکلا
پشت باغ پر آیا کمند ماری دیوار پر چڑھکے کودا راستہ صحرا کا لیا شاہزادے رفع حاجت کرکے جو آئے
دیکھا پلنگ خالی ہی اب تو کنیزون کو پکارا لونڈیان دوڑین دیکھا تو شاہزادہ حیران کھڑا ہی کہا ارے
یارو ملکہ کہان تشریف لے گئین روشنی لاؤ روشنی مین دیکھا عیار کا پتا لگا ہی فرمایا غضب ہو گیا بادشاہ کا
کوئی عیار ہی کنیزون نے دست بستہ عرض کی مشتاق قطرہ زن بڑا عیار پر فن ہی معلوم ہوتا ہی وہی آیا اب
شاہزادہ گھبرا کر باغ مین آیا پھرتے پھرتے قریب دیوار باغ پہونچے دیکھا کمند پڑی ہی شاہزادہ نور الدہر
نے فرمایا اسی طرف سے نکل گیا فوراً اپنا مرکب تیار کیا پشت مرکب پر سوار ہوے جلدی مین خود و زرہ
بھی پہننے کی نوبت نہ آئی اسی طرح چل نکلے ستارۂ سحری چمکا نشان نقش پا دیکھتے ہوے آتے ہین اس
عرصے مین مشتاق قطرہ زن عیار پر فن قریب جھیل کے پہونچا خیال مین گذرا پانی پی لون اپنے کو
درست کرون چالاک و چست ہو کر شہر مین پہونچون یہ سوچ کر پشتارہ زمین پر رکھا منھ ہاتھ دھویا ٹہلنے لگا

کہ پشت سے نعرۂ شیر کی آواز آئی او مکار غدار کہان جاتا ہی نعرۂ نورالدہر نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم وقہر
شہ ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر ہین کا ہی نخل تھرائے مشتاق قطرہ زن نے پلٹ کے جو شاہزادے
کو آتے دیکھا جلدی سے پشتارے کو اُٹھایا دوش سے لگایا سامنے چھوٹی پہاڑی تھی اُسپر چڑھگیا شاہزادے
نے آواز دی او بیحیا کیا تو پہاڑ پر جاکے بچ جائیگا یہ فرماکر گھوڑے کو بڑھایا قریب پہاڑ کے آئے دامن کو
گردان کے آستین چڑھائی تیغہ ہاتھ مین لیکر بالائے کوہ چلے جھنڈی پکڑکے جست کی ایک گھاٹی پر جاکے
ٹھہرے مشتاق یہ صولت و حشمت دیکھکر گھبراگیا کہا ای شاہزادہ والاقدر اگر آپ پہاڑ پر آئینگے تو مین
ملکہ کو مار ڈالونگا شاہزادے نے کہا او عیار مکار تجھکو تیرے قبیلے بھر کو قتل کرونگا تو کیا زندہ میرے ہاتھ سے
بچیگا عیار گھبرایا کبھی منت کرتا ہی کبھی خوشامد کرکے ٹالتا ہی شاہزادے نہین مانتے گھاٹیان طی کرتے ہوے
جلتے ہین اب عیار بہت گھبرایا کہ صحرا سے گرد اُڑی عیار نے دیکھا کیوان انجم سپاہ تاج شہریاری سر پر تیغہ
برقباب حمائل کمر گھوڑے پر سوار اپنے عیار کو بالائے کوہ دیکھکر گھبرایا ہوا پھر رہا ہی پکارکر آواز دی کیوان معتمر
خبر تو ہتی اپنے بادشاہ کو دیکھکر بھول گیا پکارکر آواز دی ای شہریار ہین ملکہ کو چراکر لایا شاہزادے نے مجھکو
گھیرا ہی بادشاہ نے وہین سے نعرہ کیا او نوجوان کیا بے ادبی کرتا ہی نورالدہر نے جو کیوان انجم سپاہ کو دیکھا
پلٹ کر آواز دی ای بہادر شرم کی بات ہی کہ تو خود پہلوان چارسو پہلوانون کا افسر فوج بیشمار اُسپر یہ مکاری کہ
عیار کو بھیجا وہ تمھاری صاحبزادی کو چرالایا اب اُڑہا بیچ بنکر آیا ہی دونون سے سمجھ لونگا کیوان زیر کوہ
کھڑا ہوا عیار سے کہا اُترآ نورالدہر نے کہا ای کیوان انجم سپاہ دو قدم نہ بڑھنے دونگا یہ فرمایا اور نیزہ اُٹھایا
کہ صحرا سے گرد اُڑی ہمراہیان کیوان انجم سپاہ چارسو پہلوان دو لاکھ فوج سوار و پیدل دل کے دل
اپنے شاہ کو ڈھونڈھتے ہوے آکر پہونچے نورالدہر نے کہا لو تمھارے حمائتی بھی آئے اب سب ملکر دیکھین
دیکھو کیا گذرتی ہی انشاءاللہ کیا مجال ہی جو بیشتارۂ ملکہ کو جانے دون یہ ذکر تھا کہ باغ کی طرف سے بھی گرد اُڑی
سب دیکھنے لگے سہراب زنگی مع پندرہ ہزار فوج کے چلا آتا ہی سہراب نے جو اپنے مالک کو اکیلا دیکھا تو
آواز دی آقا غلام حاضر ہی کیوان نے کہا لو تمھارے بھی حمائتی آگئے نورالدہر نے کہا شرم نہین آتی تمھارے
دو لاکھ یہ پندرہ ہزار چارسو سردار ہین یکہ و تنہا ای کیوان جانے نہ دونگا ملکہ کو لونگا اگر تم لڑکر مجھے زیر کرو
اختیار ہی سنے پہلوان کھڑے ہین جسکو دعوی جراُت ہو وہ سامنے آوے سب پہلوان بحیرت نورالدہر
کو دیکھنے لگے کیوان نے کہا ای شہریار اگر مین آپکو زیر کرون سرکشی مزاج سے نکالڈالیے ایسا نہو کہ مین زیر کرون
آپ اطاعت نہ کرین نورالدہر نے کہا مردان عالم کے قول و فعل مین کہین فرق بھی آتا ہی اگر تم ہمکو زیر کروگے
حلقۂ غلامی تمھارا کان مین ڈالینگے اگر شاید عنایت ہمارے خدا کی شریک حال ہوئی اور تمپر غالب آئے
ملکہ کو ضرور لینگے تمکو مطیع کرینگے یہ سنکر کیوان نے گھوڑا دوڑایا کہا آئیے لیکن آپ نے خود بھی نہین پہنا زرہ بھی
زیب جسم نہین ان اشیا کو منگا کر پہن لیجیے تب مجھسے مقابلہ ہو یہ چارسو جوان کھڑے ہین سب میرے ہی
زیر کردہ ہین مین خود مقابلہ کرونگا نورالدہر نے کہا بسم اللہ ان اشیا کی کچھ ضرورت نہین خود حفاظت
پروردگار سر پر زرہ تقرب زیب جسم انور آپ وار کیجیے کیوان نے بڑھکر وار کیا یعنی نیزہ مارا نورالدہر نے
نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا اب نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین پہلوان کیوان کی تعریفین
کر رہے تھے نہین ایک مقام پر نورالدہر نے نیزہ کیوان کے ہاتھ سے نکالدیا کیوان انجم سپاہ قہر و غضب مین

چنا آواز دی ای جوان غضب کیا آجتک کبھی کسی نے نیزہ میرے ہاتھ سے نہ نکالا تھا مگر نیزہ بازی مردان عالم کا کھیل ہی یہ تیغہ بید ریغ اگر کھینچون برق جہندہ بردہ ابر مین چھپے اگر وار کرون سپر مہر کٹے یہ کہکر تیغہ کھینچا شاہزادہ نے تیغہ خارا شگاف سلیمانی کے قبضے پر ہاتھ ڈالا تلوار کو تلوار پر روکا آپسمین وار چلنے لگا دو چار وار رد و قدح ہوے تب نور الدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کیوان نے گریبان پر ہاتھ رکھا کہا ای جوان تجھکو کیا منظور ہی نور الدہر نے کہا یہ تو ظاہر ہی کہ آپ میرے بزرگ ہین مین آپکا خورد ہون چاہتا ہون میرے آپکے کشتی ہو شکر ہی کہ تلوار و نیزے سے دونون کو اللہ تعالے نے بچا لیا کیوان انجم سپاہ کو دیر کہا ای جوان مین بھی خوش ہوا کہ تلوار و نیزے کی لڑائی موقوف ہوئی مگر دلمین کہتا ہی ای کیوان کیا جوان ہی شیر بیشۂ جلالت یکہ تاز میدان جرأت اگر اسکو زیر کیا اور مذہب لات و منات اسنے قبول کیا سلطنت کو بڑی رونق ہوگی کل فوج کا اسکو سپہ سالار کرونگا دونون سے کشتی ہونے لگی کیوان بھی جان لڑا رہا ہی یہی چاہتا ہی زیر کرون مگر ممکن نہین ہوتا جو پیچ باندھتا ہی شاہزادہ آسانی سے اسکا توڑ کرتا ہی شیر سے شیر ٹکرا رہے ہین لکھا ہی چار پہر دن ایک طور پر کشتی ہوا کی نیر اعظم بارنگ زرد لرزان و ترسان آشیانۂ مغرب مین چھپا شہنشاہ ماہتابان با فوج ثوابت و سیارگان سپہر نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا کیوان انجم سپاہ روک کر شاہزادے کو کھڑا ہوا کہا ای جوان کیا کنا خوب تو مجھسے لڑا اگر اب جا کر آرام کر صبح کو پھر مقابلہ ہوگا شاہزادے نے فرمایا ای بادشاہ جہجاہ ہمارے تمہارے برسون یونہین معرکہ پڑا رہیگا غالب و مغلوب ثابت نہوگا اب ہمکو یا زیر کرکے یا زیر ہوکے پلٹنا کیوان نے جھلا کر جواب دیا ای جوان کیا مین دبکر پلٹتا ہون فقط یہی خیال ہی کہ شب تیرہ و تار مین کون تماشا دیکھے گا شاہزادے نے کہا دن ہو جانا ممکن ہی قضائے کار اسیوقت صحرا سے گرد اڑی دیکھا سبز رنگ بن عمر وعیار شاہزادۂ والا قدر ڈھونڈھتا ہوا شاہزادے کو اسوقت آکر پہونچا کہ شاہزادے کو کشتی لڑتے ہوے دیکھا آکر سلام کیا شاہزادے نے فرمایا ای یار وفادار ای مونس و غمگسار کہان تھے عرض کی حضور کو ڈھونڈھتا پھرتا تھا شکر ہی کہ خدمت مین پہونچا فرمایا ای سبز رنگ سامان روشنی کا کرو سبز رنگ قاعدے سے آگاہ تھا بتعمیل روشنی کرادی تھا ٹھر بندی ہوگئی بادشاہ نے بھی روشنی کرائی پھر کشتی ہونے لگی فراش ماہتاب نے فرش چاندنی کا بچھایا دونون جوان معروف جنگ ہوے مگر ممکن نہین ہوتا کہ ایک کو ایک زیر کرے مصنف عرض کرتا ہی کہ دو شبانہ روز ایک طور پر ان دونون جوانون کو گذرے تیسرے دن بادشاہ جہجاہ شاہزادے کو لے دوڑا بارہ قدم پر لاکے پٹکا شاہزادے کا بایان گھٹنا زمین سے آشنا ہوا کمر مین ہاتھ ڈال کے زور کیا چاہا اٹھالون مگر لنگر کو حرکت نہوئی تھک کے ہاتھ اٹھا لیا خیال مین یہی ہی کہ اگر مین لنگر نہین اکھیڑ سکا میرے لنگر کو یہ کیا اکھیڑے گا مگر شاہزادۂ والا قدر اپنے مقام سے اٹھا کیوان کو لے دوڑ پچیس قدم ریل کر لایا وہان پر لاکے پٹکا دونون گھٹنے کیوان کے آشنا بزمین ہوے شاہزادے نے کمر مین ہاتھ ڈالا زور کیا پہلے ہی زور مین تا بہ گھٹنہ دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین اس افسر کو سر سے بلند کیا اسنے چاہا بغلون مین پیر اڑا کر دھڑ اڑا دون مگر شاہزادے نے داہنا قدم آگے بانیان پیچھے چرخ دینا شروع کیا مثل طاوس آتشبازی ہاتھ پر چرخ کھانے لگا ہاتھ کے داستانے کہین پاؤن کے موزے کہین کمر سے خنجر نکل گیا شاہزادے نے چرخ دیکر زمین پر مارا چاہا مونڈھے کی کھاکے سنبھلون نور الدہر نے ایک ٹھوکر ماری چاروں شانے چت سینے پر سوار ہوے فرمایا خطا معاف

شناخت مین پروردگار کی کیا ارشاد ہوتا ہی کیوان نے عرض کی چھوڑ دیجیے مین تابعدار ہون نور الدہر کے
بادشاہ اٹھکر قدمون پر گرا عرض کی ای شہریار مین نے اپنے زور کا بھی امتحان کیا دل سے نیت کی تھی کہ اگر
ہمارا مذہب حق ہی تو غالب ہونگے اگر مغلوب ہوے تو مذہب بھی آپکا صحیح ہی اب کلمۂ طیبہ ارشاد فرمایئے
مجھکو اعتقاد مذہب خداپرستی ہوا اب دفع نشۂ بدمستی ہوا شاہزادے نے فضیلتین اپنے مذہب کی بیان
فرمائین اور مذمت کفر ظاہر کی بادشاہ بصدق کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا وزرا امرا افسران فوج سبھی موجود تھے
بادشاہ نے پکارکر آواز دی یارو جسکو مذہب خداپرستی اختیار کرنا ہو میرا ساتھ دے ورنہ جہان چاہے نکل جائے
مین کسی پر جبر نہین کرتا تمام افسران فوج وزیر امیر اپنے بیگانے یہ کہکر دوڑ پڑے کہ جو آپکا مذہب ہی وہی ہمارا
ہمین کیا عذر ہی مگر مشتاق قطرہ زن کو بہت ناگوار ہی مگر چپکا ہی بادشاہ کے سنانے کو اسنے کلمہ پڑھ لیا دل
مین یہی سوچ رہا ہی کہ کیا تدبیر کرون کہ ان سب کو مٹاؤن بادشاہ نے محافۂ زرین منگایا ملکہ کو اسمین سوار کیا
شاہزادے کو مرکب پر آب رکاب تمام کرا اہتمام کرتا ہوا قلعہ مین لایا بارگاہ مین آکر عرض کی حضور تخت پر قدم رنجہ
فرمائین میرا باعث فخر ہی شاہزادے نے کہا یہ ہمارا دستور نہین مین اول ہی کہہ چکا ہون کہ آپ ہمارے بزرگ ہین
بھگانے والے صحرای وقاحت کے گرگ ہین پروردگار نے ہمکو تاج بخش بنایا تاج گیر نہین کسی کی سلطنت کے
مٹانے کی تدبیر نہین کیوان آکر تخت پر بیٹھا اسیوقت وزیر کو اشارہ کیا وزیر نے ترنج خوشبوئی سینے پر شاہزادے
کے لگایا چہرہ شاہزادے کا خوشی سے سرخ ہوا بادشاہ نے دست بستہ عرض کی ای شہریار مین امروز فردا مین
بردبار جادو کو بلواتا ہون آپ کو لوح طلسم خونریز کی دلواتا ہون نور الدہر خوش ہوے کیوان نے
سامان شادی فراہم کیا نور الدہر نے کہا ابھی تامل فرمایئے اگر آپ کو منظور ہی کہ اس شادی کی خبر سبکو ہووے
وزرا امرا شریک ہون بعد فتح طلسم دیکھا جائیگا اسطرف صرف عقد شرعی ہو جاوے کیوان نے قبول کیا
ملکہ خورشید روشن جمال جب محل مین داخل ہوئین حسن آرا نے بلائین لین کہا بیٹا جوہر شناس فلک
اساس ہو ماشاء اللہ کیا شوہر تمکو ملا نبیرۂ صاحبقران فرزند صاحبقران صاحب حسب ونسب
دختر پیغمبر لقب ملکہ گوہر ملک انکی والدہ ماجدہ باپ شاہزادہ بدیع الزمان وہ تمھارا شوہر ہوا کہ
کنیزون نے آکر خبر دی حضور مبارک ہو ترنج خوشبوئی سینے پر شاہزاد نور الدہر کے لگایا ملکہ نے دوچار کو
تو جواب نہ دیا جب محل بھر مین تمام دائیان ودائین وزیرزادیان کنیزین مصاحبین یہی کہتی ہوئی آئین کہ
مبارک مبارک کی صدا بلند ہوئی ملکہ شرماکر اک کمرے مین چلی گئی کہا صاحب میری بلا جانے مان باپ کو جتیا
ہی جہان چاہین بھیجدین مجھے مبارک سلامت سے کیا غرض مگر شبرنگ بن عمرو نے نور الدہر سے تنہائی
مین کہا ای شہریار بشرہ شناسی تو والدہی کا کام ہی مگر ہمنے انھین کی آنکھین دیکھین مشتاق قطرہ زن ہمکو باغی
معلوم ہوتا ہی ہر وقت اسی فکر مین ہی کہ آپ کے دشمنون پر آفت آ پڑے اسکا حضور کو خیال رہے بلکہ
کیوان سے کہکر اسکو قید کر لیجیے نور الدہر نے کہا ای برادر خود کیوان مسلمان ہو چکا اسکی بغاوت سے کیا
ہو گا شبرنگ نے کہا یہ حضور کا خیال محال ہی غلام کو سراسر تشکیک ہی بقول سعدی اس مقام پر ٹھیک ہی
شعر دانی کہ چہ گفت زال با رستم گرد ٭ دشمن نتوان حقیر وبیچارہ شمرد ٭ ای شہریار وہ عیار مکار وغدار ہی ضرور
کچھ مکر کریگا نور الدہر خاموش ہو رہے شبرنگ جی مین کہتا ہی مقام افسوس ہی کہ شاہزادے نے ہمارے
کہنے کو خلاف جانا دیکھیے کیا ہوتا ہی مگر کیوان انجم سیاہ نے بعد صحبت عقد شب کو ایک نامہ بنام

بردبار جادو لکھا اپنے ہاتھ سے اپنی مُہر کی مضمون یہ تھا کہ ای بردبار جادو آجکل چہار جانب ہنگامہ ہی طلسم نورافشان فتح کرنیکا ہر ایک کا قصد ہی اکثر آئے قید بھی ہوے اکثر کوشش کر رہے ہین یہ بھی مین نے سنا کہ راہ طلسم نورافشان مسدود ہی مگر ایک راہ طرف طلسم شوکت کے دوسری راہ طرف سے طلسم خونریز کے ہی ہمین تمسے کچھ صلاح کرنا ہی کل شب کو مع لوح طلسم خونریز ہمارے پاس آو صلاح کرینگے آیندہ کا سامری وجمشید کو اختیار ہی وزیر کو نامہ دیا کہ بردبار جادو کو جاکر اپنے ساتھ لاؤ شادی خورشید کی اور ہمارا مسلمان ہونا ظاہر ہونے پائے اسی واسطے شب کو بلایا ہی وزیر گھوڑے پر سوار ہو کر چلا جب باہر نکلا مشتاق قطرہ زن نے دیکھا پوچھا ای وزیر اعظم کہان جاتے ہو وزیر نے تمام کیفیت بیان فرمائی کہ بادشاہ نے بردبار کو بلایا ہی منظور یہ ہی کہ جب وہ آئین تو اُنسے لوح لیکر شاہزادۂ نورالدہر کو دین شاہزادہ طلسم خونریز کو فتح کرے اب نورافشان پر لشکر کشی ہو گی یہ حال سنکر عیار خاموش ہو رہا کہا جائیے وزیر اعظم نامہ اپنے شاہ کا لیے ہوے قلعے مین بردبار کے آیا بردبار کو خبر ہوئی کہ وزیر کیوان انجم سیاہ آتا ہی چند جادوگرنیان بھیجکر بلایا وزیر نے نامہ پیش کیا بردبار نے پڑھکر جواب دیا کہ مین خود تردد مین تھا یہی فکر ہی کہ کیوان انجم سیاہ سے عرض کرون کہ اپنے ملک کی راہین بند کرین انکی وجہ سے میری حفاظت ہی سنتا ہون طلسم شوکت فتح ہوا صرف مفتوح جادو اپنے قلعے پر آکر بیٹھا ہی طلسم کشا آیا چاہتا ہی بعد فتح طلسم شوکت وہی جوان طلسم خونریز کی بھی فکر کریگا لہذا ایسا انتظام ہو کہ کوئی نیا شخص آپ کے ملک مین نہ آسکے یہ کہکر تخت پر سوار ہوا وزیر سے کہا تم چلو مین بھی آتا ہون وزیر روانہ ہوا بردبار تنہائی مین آیا درج لوح لیکر اپنے پاس جھولی مین رکھا تخت پر بیٹھکر چلے مگر مشتاق نے جسوقت سے وزیر کو جاتے ہوے دیکھا ہی پیٹ مین درد ہی کبھی بارگاہ مین جاتا ہی کبھی بیرون قلعہ آتا ہی چاہتا ہی پہلے مین بردبار سے ملاقات کرون سب راز مخفی کہدون آج ان سب کو قتل کراؤن مین اپنے ہاتھ سے نورالدہر کو قتل کرون کیوان انجم سیاہ مارا جائے پہر رات سے شب گذری ہی در پر قلعے کے یہ دیوانہ سا کھڑا ہی کہ پہلے وزیر آکر پہونچا مشتاق نے پوچھا کہیے کیا ہوا بردبار نے کیا جواب دیا وزیر نے سب حال کہدیا مشتاق چپ ہو رہا تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ آسمان پر بجلی چمکی دیکھا بردبار آتا ہی مشتاق نے پکارا شہنشاہ عالم ذرا ٹھہر جائیے میرے پاس آئیے مجھے کچھ عرض کرنا ہی بردبار اُتر آیا جانتا ہی کہ یہ عیار شہنشاہ ہی انتظام ملک اسی کے سپرد ہی کوئی خبر دریافت کی ہو گی سُن لینا واجب ولازم ہی یہ سوچکر اُتر آیا کہا کیون مہتر صاحب خیر تو ہی مشتاق نے کہا حضور غضب ہو گیا بادشاہ نے آپکو دم دیکر بلایا ہی خواہ بیہوش کرین یا یونہین تلوار کا ہاتھ مارین لوح آپ سے لینگے اپنے داماد کو دینگے بدون لوح تو اُنسے کھل بلی ڈالدی ایسے کے پاس اگر لوح طلسمی ہو گی تو کیا قیامت برپا کریگا بردبار گھبرا گیا کہا ای مہتر تو نے بڑا کام کیا اب کسکی مجال ہی لوح طلسمی کون لے سکتا ہی مشتاق سے صلاح کر کے روانہ ہوے کیوان انجم سیاہ نے ایک کمرے مین تخلیہ کر رکھا تھا شاہزادہ محل مین انتظار بردبار کر رہا ہی کہ بردبار آکر پہونچا برائے تسلیم خم ہوا کیوان کو یہ بھی معلوم ہی کہ مجھسے محبت رکھتا ہی مگر ظاہر نہین اسپر کر سکتا ہی کیوان نے محبت سے ہاتھ پکڑ کے کہا کہو بردبار مزاج کیسا ہی کئی ہفتے کے بعد آئے تمکو دیکھ لیتے ہین جی خوش ہو جاتا ہی تمھاری وجہ سے ہمکو بڑی تقویت ہی کہ اگر کوئی معرکہ پڑے ہم زور سے کچھ نہ کر سکین تو تم ہمارے

اُسکو پکڑ لو گے فی الحال ہمکو بڑا تردد ہی ہمنے سنا کہ مرحلہ جات طلسم شوکت فتح ہوئے اب طلسم کشا قلعۂ شوکت پر
آیا چاہتا ہی بعد فتح طلسم شوکت تمھارے طلسم کا ارادہ کریگا پہلے ہمین سے مقابلہ پڑیگا ہم تمکو اطلاع دینگے
لوح طلسمی لائے ہو بردبار نے عرض کی موجود ہی کیوان نے کہا میرے پاس رکھدو مین بہت احتیاط سے
رکھونگا بس بردبار نے کہا او مکار تیری بات کا کیا اعتبار ہی مین نے خبر سنی ہی تو پُچھ ہو گیا ہی بیٹی مسلمان کو
دی شل فتاح طلسم شوکت یہ جوان بھی نبیرۂ صاحبقران ہی اُسکو لیکر لوح دیجیے گا کیوان گھبرا گیا کہا
ای بردبار یہ کیا کہتے ہو مین تو مسلمان کے نام سے بیزار ہون جس کسی نے تجھکو یہ خبر دی سراسر میرا دشمن ہی
میرے ملک مین کوئی مسلمان نہین آیا بردبار نے کہا اب مین دریافت کر لونگا یہ کہکے پیچھے ہٹا کیوان نے ہر چند
گریہ و زاری کی بردبار نے چند دانے ماش کے مارکے کیوان کو بیہوش کیا کمرے سے سحر کرتا ہوا نکلا ایا لشکر
فوج وزیر و امیر جو سامنے پڑے سبکو سحر سے بیہوش کرتا ہوا سحر کرکے بلند ہوا باغ کی طرف سے گذرا جہان ملکہ خورشید
جلوہ فرما ہین انیسین جلیسین گرداگرد بیٹھی ہین یہ دونون عاشق و معشوق باتین کر رہے ہین جام مے ارغوانی گردش مین
ہر خرنہ وکلان عیش و جبیش کی کوشش مین ملکہ کے ہاتھ مین جام ہی نور الدہر کو دے رہی ہین نورالدہر نے
جام لیا لبون سے لگا کر پیا دوسرا جام ملکہ کو دیا آپسمین ردو قدح ہو رہی ہی بردبار نے جو دیکھا جل گیا وہین سے
للکارا او گیسو بریدہ مسلمان کو پہلو مین بٹھایا ساحرونکے قتل پر کمر باندھی کینہ والے کا قول کرسی نشین ہوا گویا
اُسنے سب ساحرونکو بچا لیا مین نے باپ کو تمھارے سزا دی اب تمھاری فکر کو آیا ہون ملکہ خورشید روشن جمال
بردبار کو دیکھکر کانپ گئی رنگ رو متغیر دیکھا مثل شعلۂ جوالہ بردبار آتا ہی جو کنیز اسے راہ مین ملی سحر کرکے
بیہوش کر لیا صدہا نخل پامال کر ڈالے باغ مین آگ لگا دی یہ بدعت اُسکی دیکھکر نور الدہر اُٹھے آواز دی او بیہودہ
تیرے گنہگار ہم ہین ان بے گناہون نے کیا لیا کیون انکو ستاتا ہی بردبار نے نور الدہر کی طرف گولہ مارا نور الدہر
بیہوش ہو کے گرے ملکہ کی بھی زبان بند ہاتھ پانٔون مین رعشہ پکار کر آواز دی سارے شہر کا علاج کر لون تو
پھر آکر تمکو قتل کرون سبکو اسی حال مین چھوڑ کر باہر نکلا جا بجا فوج اُتری ہوئی تھی جہان گولا مار دیا سو دو سو
جل گئے ہزارون بیہوش ہو گئے کسی پر شعلہ گرا کہین آگ برسی تلوارین گرائین خنجر برسائے یہ بدعت کرتا ہوا
جاتا ہی اک کوچے سے گذر ہوا اک لڑکے کو دیکھا گوری گوری صورت آب روان کا کرتا گلے مین مشروع کا پاجامہ
گھیتلا جوتا ہیکل گلے مین سونے کا طوق پہنے ہوے کچھ نارڑے گلے مین پڑے ہوے ہاے ابا ہاے ابا کہتا ہوا
جاتا ہی بردبار کو ترس آیا صورت دیکھکر بیچین ہو گیا پکار کر آواز دی صاحبزادے کیون روتے ہو ابا تمھارے
کہان ہین لڑکے نے پلٹ کر دیکھا امی جان کہتا ہوا دوڑا گود مین لپٹ گیا امی جان کہان ہین بردبار نے
گلے سے لگا لیا سوچا کہ پال لونگا برس دو برس مین سیانا ہو جائیگا کہا تمھارے ابا کہان ہین کہا مین اُنکے
ساتھ چیز لینے نکلا تھا آسمان سے بجلی گری ابا جان غائب ہو گئے مین ڈر کے بھاگا ابا جان کا پتہ نہین ملتا
مگر کیون آپ ہمکو یہ تو بتلائیے سیکڑون مرتبہ مینھہ برسا کبھی آدمی غائب نہوتے تھے آج کے مینھہ مین آدمی
غائب ہوے جاتے ہین بردبار چیا دہنسا کہنے لگا کہ بیٹے وہ اصلی مینھہ برستے تھے یہ بارش سحر کی
ہی اس شہر والے نے غضب کیا نور الدہر بن بدیع الزمان سے ملکر مسلمان ہو گئے ارادہ تھا کہ طلسم
خونریز فتح کرائین میان کیوان انجم سپاہ نے یہ کہکر بلوایا کہ لوح لیتے آنا مین لوح کو لے آیا کہ ہمارا
نگہبان ہی مگر مشتاق قطرہ زن عیار ساحری و جمشید اسکو ہمیشہ زندہ و سلامت باکرامت رکھین

اُسنے سب کیفیت مجھسے کہدی تب مین نے جاکر میان کیوان کی گردن لی سبکو مین نے سحر سے بیہوش کیا
باغ مین جاکر نور الدہر و خورشید روشن جمال کو بھی اپنے سحر مین پھنسایا لڑکا چیخین مار کر رونے لگا کہنے لگا
انکو سحر کسنے سکھایا میرے اباکو کیا کیا اسطرح سے لڑکا بلک کے رو دیا بردبار کو خوف ہوا ایسا نہو اسکا دم نکل جائے
گلے سے لگا لیا کہا بیٹا وہ مقام بتا دو جہان سے تمھارے باپ غائب ہوے مین ابھی سحر کرکے بلوائے دیتا ہون
لڑکا چلا بردبار اُنگلی پکڑے ہوے اور لڑکے کو لیے ہوے جاتا ہی اک گلی مین شہر کی لا یا گھبرا کر پیچھے ہٹا
رو کے کہنے لگا جو جو آیا بردبار نے کہا کہان لڑکے نے کہا وہ سامنے کالا دیو بیٹھا ہی منہ کھولے ہوے کھا لینے کا
ارادہ رکھتا ہی بردبار سمجھا میرے سحر کا کوئی بیر ٹہل رہا ہوگا دیکھنے کو جھکا لڑکے نے حلقے کمند کے گلے مین
ڈالدیے نعرہ کیا منم شبرنگ بن عمرو جھٹکا مارا گرتے گرتے حباب مار دیا بردبار بیہوش ہوا شبرنگ بن عمرو
نے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک لوح جھولی سے نکال لی لیکر بھاگا یہان مرنے کی اسکے علامت برپا ہوئی جو جو
لوگ کہ بیہوش پڑے تھے سب ہوشیار ہوے آواز آئی کشتی مرا نام من بردبار جادو و بود شبرنگ طرف
باغ کے چلا یہان کیوان کو ہوش آیا باہر نکلا وزرا اُمرا کو بلایا وہ دوڑے کہا حضور یہ کیا آفت برپا تھی
کیوان نے کہا کسی ظالم نے بردبار کو خبر کردی تھی سب خبرین اُسنے کہین مجھکو سحر کرکے اُسنے بیہوش کیا
مگر کسی دوست نے ہمارے اُسکو مارا دیکھو اب حال کھلیگا وزیرون کو ساتھ لیکر کیوان چلا جس گلی مین
آیا دو چار لاشے پڑے ہین جو بیہوش پڑے تھے ہوشیار ہوتے جاتے ہین جو ہی وہ یہی پوچھتا ہی حضور یہ
کیا معرکہ تھا کیوان کے کہتے کہتے ہونٹ خشک ہوگئے یہان شاہزادہ نور الدہر بیکار پڑے تڑپ رہے تھے
خود بخود ہوشیار ہوے ہاتھ پیرون مین طاقت آئی ملکہ بھی اُٹھین کہا صاحب یہ کیا معرکہ تھا اس ملعون کو
کسنے آگاہ کیا شاہزادے نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہی ہمارے یار وفادار شبرنگ بن عمرو نے اسکو مارا ہی
ورنہ ہم ہوشیار کیونکر ہوتے ملکہ مین جاکر دیکھون یہ کہکر شاہزادہ چلا مشتاق قطرہ زن کا حال سنیے کہ
سب حال بردبار سے کہکر صحن قلعے مین بیٹھا تھا کہ دیکھون اب کیا ہوتا ہی یکایک آندھی زور سے چلی اور
برقین چمکین بوندیان پڑین ہزارونکو دیکھا بیہوش ہونے لگے خوش ہوگیا میری فکر پوری ہوگئی طرف بارگاہ
شاہی کے چلا دیکھا وزیر و امیر بیہوش پڑے ہین اور زیادہ خوش ہوا ایکایک کان مین آواز آئی کشتی مرا نام
من بردبار جادو و بود اب گھبرایا دل سے کہتا ہی یہ کیا غضب ہوا بیقرار ہوکر دوڑا اسوقت پہونچا دیکھا
اک کوچۂ نازندہ مین لاشہ بردبار کا تڑپ رہا ہی شبرنگ بن عمرو کو دیکھا جھولی سے لوح نکال کر جاہتا ہی
کہ چلون کہ مشتاق نے نعرہ کیا او ظالم یہ کیا غضب کیا اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگا نیمچہ کھینچکر شبرنگ پہ
جا پڑا نیمچہ بازی آپسمین ہونے لگی مشتاق بلائے روزگار ہی پکار اُٹھا او شبرنگ تونے لوحدار کو مارا
لوح کیا کی شبرنگ نے کہا ہمارے پاس موجود ہی مشتاق نے کہا اب مین تجھے کب جانے دیتا ہون
بے قتل کیے نہ چھوڑونگا یہ کہکے نیمچہ رہ کا حلقہ ہاے کمند مارے شبرنگ بن عمرو نے حلقہ ہاے کمند
گردن و کمر مین لیے مشتاق قطرہ زن نے چاہا جھٹکا مارون شبرنگ بن عمرو نے سبک ہوکر جست کی
جیسے شرارہ سنگ سے باہر ای گنج سے الگ جا کر گرا مشتاق قطرہ زن کے یہ کیفیت اسکی چالاکی کی
دیکھکے ہوش اُڑگئے شبرنگ بن عمرو کو بھاگنا ہوتا نکل جاتا جھپٹکر قریب آیا جواب مین حلقہ ہاے کمند مارے
مشتاق نے بھی گردن و کمر مین لیے مگر جست کرکے یون نکلا جیسے عینک سے نگاہ یا سینۂ عاشق سے آہ

اسطرح دونون مین پنجہ بازی ہونے لگی کمند اندازی ہو رہی ہی کبھی خنجر چلے دونون بلاے روزگار مشتاق نے دیکھا کسی طرح یہ چوٹ نہین کھاتا لڑتے لڑتے پکار اُٹھا بھائی خوب وقت پر آگئے مار پنچہ کہ اسکا سر اُڑ جائے شبرنگ سمجھا کہ اسکا کوئی شاگرد آگیا ایسا نہو تیر مار دے یہ خطا کی کہ پلٹ پڑا چاہا میدان بگڑون مشتاق نے حلقہ کمند گلے مین ڈالکر زور سے ایک جھٹکا مارا گرتے گرتے حباب مارا شبرنگ غش کھاکر گرا مشتاق دوڑکر تو بر مین لوح ڈھونڈھنے لگا لوح اسکے ہاتھ آئی لوح نکالکر گئے مین پہنچی اب سوچا کہ اسکا بھی سر کاٹ لون ظالم نے غضب کیا بردبار ایسے ساحر کو نہین معلوم کس ہتیاری پر مارا خنجر پکڑکے چلا تھا کہ سامنے سے نور الدہر ہے آیا نور الدہر نے زور سے دیکھا ایک طرف لاشہ اک ساحر کا پڑا ہی شبرنگ بیہوش بدہوش مشتاق پنجہ پکڑکے سر کاٹنے چلا بیقرار ہوگئے وہین سے نعرہ کیا او ملعون کیا کرتا ہی اگر ایک رونگٹا شبرنگ کے جسم سے کم ہوگیا

قوم بھر کو تیری قتل کرونگا نعرہ نور الدہر
پناہ لشکر اسلام نور الدہر گہ جنگیں

ہمارے ازج ... شاہنشاہ ... بود
... صد ہزاران الامان ...

کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان ہو
مشتاق کانپ گیا مگر عیاری مین

ایسا طاق ہی فن سپاہ گری مین شہرۂ آفاق ہی سوچا یہ جوان سر آگیا کر لیگا جھکائی دیکر مار ڈالونگا یہ سوچکر نور الدہر پر جا پڑا پیچے مارنے لگا اسی خیال مین ہی کہ حلقہ ہاے کمند مار کر قتل کرون مگر اب تو برس رہا ہی نور الدہر نے تلوار کھینچی شرم آتی ہی کہ اس تین روپی کے پیادے پر کیا تلوار کھینچون مگر دیکھا وہ دم نہین لینے دیتا چھوٹ کے ہاتھ نکال رہا ہی کمر بتائی سر پر ہاتھ مارا سر بتایا جھنڈا اتار دیا کبھی ٹھیکے پالٹ کا ہاتھ مارا نور الدہر جست کرکے خالی دیتے ہین یا تو بدن چرائے ہوے تھے خالیان دے رہے تھے یا جسم کو ظاہر کیا مشتاق سمجھا کہ یہ جوان چوکا گھسکر ہاتھ مارا شاہزادے نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کیوان ہوشیار ہوکے مع وزرا نکلا ہی چہار طرف ڈھونڈھتا پھرتا ہی کہ کسنے سحر کیا ہم کیسے سحر سے بیہوش ہوے سب فوج والے بھی اُٹھکر دوڑے پکارتے ہوے کہ ای شہنشاہ یہ کیا سحر کہ تھا کیوان کہتا ہی ابھی تک کچھ سمجھ مین نہین آیا سحر تو بردبار کا تھا وہ ملعون مجھسے بگڑ گیا مگر نہین معلوم اُسکو کسنے مارا سب طرف تلاش کرو کہ کان مین نعرہ نور الدہر کی آواز آئی کہا یارو آقا کے نعرے کی آواز آتی ہی صاف ظاہر ہی کہ آقا نے کسی سے جنگ شروع کی ان لوگونکا دستور ہی جب جنگ آغاز کرتے ہین نعرہ کرتے ہین اب اُس آواز کی جانب متوجہ ہوے ایک کوچے مین آکر دیکھا ایکطرف لاشہ بردبار کا پڑا ہی ایک جانب شبرنگ بیہوش نور الدہر نے مشتاق کی کلائی پر ہاتھ ڈالا ذرا جو ہاتھ کو جنبش دی پنجہ اسکے ہاتھ سے چھوٹ کر گرا نور الدہر نے گلا تھام کر غصے مین طمانچہ مارا یا مشتاق کا سر جنبر گردن سے اُڑگیا شبرنگ کو ہوشیار کیا شبرنگ نے اُٹھتے ہی لوح پر ہاتھ ڈالا کہا میرے تو بڑے مین لوح نہین گھبرا گیا کہا آقا اور بھی کوئی اسکے ساتھ تھا نور الدہر نے کہا مجھکو بھی اسنے مار لیا ہوتا مگر حافظ حقیقی نے بچالیا لوح اسکے پاس ہوگی تمہاری کمر ٹٹول رہا تھا جب مین آیا شبرنگ نے کمر سے مشتاق کی لوح نکالی بسم اللہ کہلے گئے مین شاہزادے کے ڈالدی کہا فتاحی طلسم خونریز مبارک ہو خدا نے بڑا فضل کیا اب کیوان وغیرہ بھی آگئے حال پوچھنے لگے شبرنگ نے کہا یہ حرامزادہ سحر کرتا پھرتا تھا مین نے لڑکا بنکر اسکو مارا لوح لی اُسوقت یہ بچیا آگیا مجھسے اس سے تلوار چلی مین نے دھوکا کھایا بیہوش ہوا شاہزادے نے کہا جب باغ مین یہ سحر کرکے بھاگا ملکہ بھی گرین کنیزین بیہوش ہوئین میرے ہاتھ پیر بیکار ہوے حیران حیران فلک کو تکتا تھا مجھکو اک سکتا تھا خون جسم کا گھٹ گیا قلب الٹ گیا تا خیر سحر سے اُٹھ نہ سکتا تھا ایک

یکایک اسکے مرنے کی آواز سنی ہاتھ پانوون مین طاقت آئی یہان آکے اسکو مارا خدا نے فضل شریک کیا اب ظاہر ہوتا ہے سب فساد اسی کی ذات کا تھا اسی نے برد بار ستے کھو یا شاہزادہ لوح سینہ پہ ہوئے محل مین آیا ملکہ عالم دعائین کر رہی تھین کہ خداوندا میرے وارث کو دشمنون کے ہاتھ سے بچا نا روز سیاہ نہ دکھانا کہ شاہزادہ آیا ملکہ دوڑ کر لپٹ گئین کہا کیون صاحب یہ کیا ہنگامہ تھا نورالدہر نے سب حال بیان کیا کہا ملکہ ہمین سے غفلت ہوئی شہر نگست نے مجھے کہا تھا کہ مشتاق باغی ہی تو اسکے بدہین ہم نہ سمجھے خدا نے اپنا فضل شریک کیا ملکہ نے تصدقات اُتارے کہ کیوان بھی آئے نورالدہر نے کہا اب مین لوح دیکھتا ہون ایک ساعت مجکو ٹھہرنا ناگوار ہی ملکہ کا رنگ رو متغیر ہوگیا باپ کے سامنے کچھ کہہ نہ سکی کیوان نے کہا ابھی تامل فرمائیے نورالدہر نے کہا ای کیوان بڑا غضب ہوا ای شہنشاہ کوکب روشنضمیر کہ جسکے اشارون مین آدمی ہلاک ہوتے تھے ایسا مجبور رہوا کہ اپنے ہی طلسم مین قید ہوا اپنے نمکخوارون کا صید ہوا خدا مجکو جلد پہونچائے اگر کوکب میری کوشش سے چھوٹے مجکو بڑی خوشی ہوگی کیوان نے سر جھکا لیا کہا ای شہریار دل نہین چاہتا ہی کہ آپ کے قدمون سے جدائی ہو اگر روانگی سمت طلسم منظور ہی مین بھی لشکر تیار کرون نورالدہر نے کہا ابتو لوح موجود ہی جیسا حکم دیگی ویسا کیا جائیگا اپنی رائے پر کاربندی نہین ہی جیسا حکم دے اُسی وقت شاہزادہ مسلح ہوکر ملکہ سے رخصت ہوا ملکہ کی بیقراری کہا ای شہریار آپ کا فراق مجھپر شاق ہی مین کیونکر صبر کرون مجکو ساتھ لیجیے نورالدہر نے کہا ای ملکہ عالم مقدمۂ طلسم کشائی ہی ہزار طرح کے نشیب و فراز کہین تنہا کہین فوج سمیت جانا جیسا لوح حکم دیگی اب مین جاکر لوح دیکھتا ہون جو اُسمین نکلے وہی کیا جاے ملکہ روئی دامن پکڑ کے شاہزادے کا یہ اشعار پڑھنے لگی نظم

دل کو ہے انتظار پہلو مین	نخل امید یہ ثمر لایا	ہے وہ رشک بہار پہلو مین	نہیں جسدن سے یار پہلو مین
دل ہوا ہے شکار پہلو مین	دل مشبک ہے تیر مژگان سے	زخم ہین بیشمار پہلو مین	کسنے پھینکا ادھر خدنگ نظر
ڈھونڈھیے دل ہزار پہلو مین	دل و جان و جگر شب وصلت	ہونے تمہیں نثار پہلو مین	نہین ممکن کہ اب پتا بھی ملے
آو گر ایکبار پہلو مین	سوے جنت نہ پھر کیون کر ڈھ	ہو جو وہ گلعذار پہلو مین	دل کو وارون مین جان نثار کرون

ہر چند کہ شاہزادے نے تسکین دی مگر ملکہ بیقرار ہوکے روئی دامن تھانبا یہ اشعار پڑھنے لگی ترجیع بند

بسنان نگہ یار قسم	بسر طرۂ دلدار قسم	بکمان خانۂ ابرو سوگند	بسر نرگس جادو سوگند
	کہ شدم کشتۂ چشم نگہت	خاک رہ گشتۂ طرز سمت	
بصفاے گل روے تو قسم	بسواد شب موے تو قسم	بکمر گیرے زلفت سوگند	بدل آویزے الفت سوگند
	خاک رہ گردم اگر اسیر	غیر مردن نبود در پا کم	
بسر چشم سیاہ تو قسم	بغضب گیر نگاہ تو قسم	بسر ہندوے خالت سوگند	بلب لعل مثالت سوگند
	سوختم سوختم از بیداد ست	چند فریاد کنم از دادت	
بصفاے در گوش تو قسم	با دل غنچہ ہوشش تو قسم	بسر ناوک مژگان سوگند	بخم زلف پریشان سوگند
	کہ چو من نیست دگر بندۂ تو	بندۂ لعل شکر خندۂ تو	
بشکر ریزے گفتار قسم	بخرام قد دلدار قسم	بعقیق لب شکر سوگند	بزلال سر کوثر سوگند
	شب ہجران خبر از خویشتم نیست	جز خیال تو کسے بیتم نیست	

نورالدہر نے ملکہ کی بیقراری دیکھکر فرمایا ای محرم راز عاشقان و ای تسکین دل دردمندان ای ماہ آسمان خوبی

وای رنگ و بوے گل حدیقۂ خوبی اگر تم اپنا یہ حال کرو گی تو طلسم کشائی مین ہماری کیا کیفیت ہوگی آٹھ پہر دل تردد مین مبتلا اسی کا جویان رہیگا اپنے کو تا بہ ملکہ عالم پہونچائین ایسا نہو کہ دشمنون کی جان پر بنے اور طلسم مین ہزار طرح کے فتور ہوتے ہین ہر شخص اسی فکر مین رہتا ہی کہ جس طرح بنے طلسم کشا سے لوح چھین لین چاہیے کہ ہوش و حواس طلسم کشا کے درست رہین ہاتھ پانون چالاک و چست رہین اپنا بیگانہ جو سامنے آئے بے لوح کے دیکھے اُس سے کلام نکرے برائے خدا صبر کرو دل پر جبر کرو ایسا نہو دشمنون کی جان پر بنے روح قالب سے تڑپکر نکل جاے ملکہ نے کہا صاحب مین کیا کرون

دل میرا میرے قابو مین نہین بقول شمر
تیر مژگان نے انہین توڑ کے مارا اسکو
صف ماتم نہ بچھی بہر عزاداری دل

الہا نہین آپسے کیسی ہی یہ بیماری دل
پسلیون سے نہ ہوئی آہ ہمسرداری دل
ای قمر شیر ژیان سے بھی نہ خوف آے مجھے

اور دسے بھی نہین ہو سکتی ہی غمخواری دل
دل مردہ کے لیے کوئی نہین روتا ہی
اسد اللہ رسد گر بمدد گاری دل

نور الدہر نے سمجھا کر ملکہ سے دامن چھڑایا ماہر خسار وزیر زادی سے کہا ملکہ کا خیال رکھنا اور باتون مین بہلانا یہ فرما کر باہر نکلے دربار مین کیوان کے آئے سب سردار جمع ہین کہ دیکھین لوح مین کیا نکلتا ہی نور الدہر نے وضو کیا دو رکعت نماز حاجت پڑھی اب لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ ای فتاح طلسم و ای سیار این عجائبات اگر لوح پائے تو جس تخت پر کیوان بیٹھتا ہی اُس تخت کو اُٹھاؤ اسم حاشیہ لوح دم کرو ایک اژدہا پیدا ہوگا اُسکے دہن مین پھاند پڑو باقی جو مقدمہ پیش آئے بدون دیکھے لوح کے کام نہ کرنا ورنہ خرابی ہوگی شاہزادے نے تخت بقیت صاحبقرانی اُٹھایا فرش بھی ہٹایا ایک اژدہا پیدا ہوا سب اہلیان دربار ڈر گئے کیوان انجم سپاہ پکار اُٹھا ای شبیر بیشۂ صاحبقرانی ای یوسف ثانی اپنے کو بچائیے اژدر مہیب آگیا مگر شاہزادہ بحکم لوح دہن مین اژدر کے پھاند پڑا اژدہا غائب ہوا شاہزادہ افشان و خیزان بعد عرصۂ دراز جب آنکھ کھلی اپنے کو ایک صحراے ویران مین پایا ہواے تند چل رہی ہی اس طرح کی گرمی ہی کہ صحرا کرۂ نار معلوم ہوتا ہی دھوپ تھرا رہی ہی صداے دہشت ناک جنگل سے آرہی ہی نیر اعظم گرمی سے کانپ رہا ہی زمین سے غبار زرد اُٹھتا ہی ہر ایک غار دہن اژدر معلوم ہوتا ہی طائران بے زبان بزبان بے زبانی تعریفین صانع شمس و قمر کے مصروف ہین زمزمے انکے خوش الحانی پر موقوف ہین یہ خبر شاہ طلسمی نے سُنی ہرکارون نے جاکر خبر پہونچائی کہ ای شہریار آپنے خبر سُنی بردبار جادو قتل ہوگئی اور کیوان انجم سپاہ مسلمان ہوے طلسم کشا نے مرحلہ صحراے نار انگیز پر داخلہ کیا یہ سُنکر خونخوار جادو گھبرا گیا مشیران سلطنت و وزیران ابہت ماٰب حاضر تھے کہا یارو سُنا تمنے طلسم کشا صحراے نار انگیز مین گیا کوئی تم مین ایسا ہی کہ جاکر اُس سے لوح طلسمی لائے نار انگیز کی بہن شعلہ خوار جادو جلکر اُٹھی کہا واری ایسا نہو میری بہن پر کوئی افتاد پڑے مشکل یہ ہی کہ طلسم کشا سے کوئی کیونکر لڑے لوح اُسکے پاس موجود ہی ہر بات کی خبر دیتی ہوگی مگر دھوکا دینا شرط ہی لونڈی اُسکو دام مکر مین پھنسائیگی یہ کہکر اُٹھی بارہ سو جادوگرنیون کو ساتھ لیکر چلی نور الدہر اُس صحراے آتش بہار مین پسینے پسینے نخل کا کہین پتا نہین سایہ ڈھونڈھتا پھرتا ہی پانی کی چاہ مین کوئین مین اُترا ہی یا بیخ نخل سے لپٹا ہی سنانا کف دست میدان سنسان ویران ہر مقام پر کانٹے دامن سے اُلجھتے ہین زبان خار تیز یہ فقرہ انکا آفت انگیز ہر غار مثل تنور معلوم ہوتا ہی پہاڑ کے پتھر چٹک رہے ہین زاغ و زغن پیاس سے پھڑک رہے ہین اگر کوئی درخت شامت زدہ کسی مقام پر ہی شاخین ندارد پتون کا پتہ نہین بہ خشکی پتے بیج کے پاس پڑے ہین ہوا چلنے مین کھڑکھڑاہٹ کی آواز دیتے ہین مسافرون کے قدم لیتے ہین وہان سائے کا نام کہان سایہ کا ذکر آنکھون سے نہان چلمن مژگان مین عرفان چشم بیقرار ہین ڈر ہی کہین تیلیان چلمن کی نہ جل جائین ہم کیونکر اس پردے سے نکلجائین مگر خوف ہی کہ

قدم باہر خانۂ جشم سے رکھا اور موت کا مزا چکھا وہ مقام ہی کہ پاے خیال مین آبلے پڑتے ہین کانٹے منہ زور یان کرکے مسافرون سے لڑتے ہین نار انگیز جادو مع بیس ہزار جادوگرنیون کے اپنے قصر آبگینہ مین بیٹھی ہی گرد بادی ہواے سرد آرہی ہی کہ شعلہ خوار جادو نے آکر پہونچی جھککر سلام کیا نار انگیز نے گلے سے لگایا کہا بہن آج خلاف وقت کہان آئین بادشاہ کا مزاج کیسا ہی شعلہ خوار نے کہا بوا تمکو کچھ خبر ہی کہ طلسم کشا تمھارے صحرا مین آگیا نار انگیز اُٹھی کہ بوا مین ابھی جاکے جلا دیتی ہون مجال ہی میرے صحرا مین قدم رکھے اور موت کا مزا نہ چکھے شعلہ خوار نے کہا وہ جوان صاحب لوح ہی سحر تاثیر نہ کریگا تم بیٹھو مین جاتی ہون شعلہ خوار نے روکا نار انگیز رُکی شعلہ خوار بھڑک کر چلی قصر سے نکلکر دیکھا اُس دھوپ مین طلسم کشا دوڑ دھوپ کر رہا ہی پسینہ تک خشک ہو گیا ہی مگر لوح شاہزادے کے ہاتھ مین حیران و پریشان چہار جانب دیکھ رہا ہی شعلہ خوار نے بڑھکر سحر کیا گرمی کی ترقی ہوئی نور الدہر نے دیکھا ہواے گرم چلی بات منہ سے نکلتے ہی جلی لوح کو دیکھا لکھا تھا شعلہ خوار سحر کر رہی ہی اُسکو جاکر مار وہ جب تک نہ مریگی گرمی کم نہوگی نور الدہر اُدھر چلے لوح کو چہرے پر کھینچا اسم پڑھکر دم کیا دم کرتے ہی ہواے سرد چلی دیکھا چشمے جابجا بھرے ہین درخت سر سبز و شاداب سنبل کو پیچ و تاب صحراے سبزہ زار جو دیکھا بیقراری خورشید روشن جمال کی آنکھون کے نیچے پھر گئی صورت عیش نگاہون سے گر گئی دل پر غم والم کا دفور ہوا بیقراری مین یہ نور کے اشعار پڑھے نظم

منتین سنکے تم ای جان جہان بھول گئے
قصہ گو قصۂ الفت کا بیان بھول گئے
محو الفت نہ جہان مین کوئی ہمسا ہوگا
بیخودی مین کرم پیر مغان بھول گئے
ہجر مین کثرت افکار سے نسیان یہ بڑھا
یکقلم تیز پری زاغ گمان بھول گئے
وہ حسین تو ہی کہ ہم دیکھکے تیری صورت
تربت عاشق بیکس کا نشان بھول گئے
نور کہنے لگے اشعار وہ میرے سنکر
وصل مین نالہ و فریاد و فغان بھول گئے
سر جھکا کر وہ لگے کہنے کہ ہان بھول گئے
جب تری مانی و بہزاد نے کھینچی تصویر
دل بتحقیق دیکھے ہم ای جان جہان بھول گئے
تھا یقین دیکھینگے پھر سبزۂ عارض کی بہار
نامہ بر ٹھہرا تو ہم گھر کا نشان بھول گئے
اب تو کچھ اور ہی انداز کی تقریرین ہین
یوسف مصر کو ای جان جہان بھول گئے
ہمسا عالم مین نہوگا کوئی گم کردہ حواس
حسن بندش کے سوا لطف زبان بھول گئے
عیش مین رنج ہم ای راحت جان بھول گئے
داستان سنکے مرے عشق کی یہ محو ہوئے
یہ اُڑے ہوش کہ اور دہان بھول گئے
بط مے نے یہ جوالون کے اُڑائے اوسان
وہ زمرد کی انگوٹھی جو یہان بھول گئے
خال ابرو ہی ترا ہوش ربا کس درجہ
صبح کے ہوتے ہی وہ شب کا بیان بھول گئے
فاتحے کے لیے کیا خاک سر قبر آتے
یہ نہین یاد کہ ہم دل کو کہان بھول گئے

اگر چہار جانب دیکھ رہے ہین کہ شعلہ خوار جادو کہان ہی میری نظرون سے کیون نہان ہی ایک طرف نگاہ جو اُٹھائی دیکھا ایک ساحرہ سر سے پا تک شعلۂ جوالہ بنی ہوئی سحر کر رہی ہی نور الدہر چلے شعلہ خوار کی نگاہ پڑی چاہا تڑپکر نکلجاؤن نور الدہر نے قربان سے کمان ترکش سے تیر لیکر مارا سینے پر شعلہ خوار کے پڑا البشت کو توڑکر پار گذرا شعلہ خوار گری آواز آئی کشتی مرا نام من شعلہ خوار جادو بود نار انگیز نے اپنے قصر سے یہ سب معرکہ دیکھا جلگئی منہ سے شعلے نکلنے لگے استخوان مثل ہیزم خشک جلنے لگے بھڑک کر اُٹھی کنیزون سے کہا یا جاکر جان دیتی ہون یا لوح لیتی ہون یہ کہکے کچھ چنگاریان منہ سے نکلین قصر سے غائب ہوئی نور الدہر شعلہ خوار کو مار کر لوح دیکھ چکے ہین کہ دیکھا سامنے سے کیوان انجم سپاہ ہنستے ہوے چلے آتے ہین جھککر سلام کیا کہا ای شہریار مبارک ہو کہ آپنے شعلہ خوار کو مارا مگر نار انگیز آپ کی فکر مین نکلی ہی خدا اُسکے مکر سے بچائے نور الدہر نے کہا ای کیوان تم کیونکر پہونچے عرض کی کہ جب مقام مرحلہ شکست ہوا مرحلے کا حاکم مارا جاتا ہی تب راستہ کھلجاتا ہی غلام کو جو معلوم ہوا ہی کارون سے

مجکو خبر بھی دی دل مین آیا اپنے شیر کو ایک نظر دیکھ لون شکر آپ کو بخیر و عافیت پایا ذرا لوح مجھے دیجیے میرے کلیجے مین درد ہی نجومی نے کہا تھا کہ لوح طلسمی سینہ سے مس کیجیے نورالدہر نے سمجھ تو پہلے ہی لیا تھا لوح کو گلے سے اُتارا نگاہ ڈالی صاف مرقوم تھا کہ یہ نار انگیز جادو دم دینے آئی ہی اپنے کو بچانا دھوکا مکار کا نہ کھانا نورالدہر نے وہی لوح سر پر کیوان نقلی کے رکھدی ایک چیخ ماری کہ اے ظالم یہ کیا کیا یہ فعل تجکو کسنے تعلیم کیا مثل ہیزم خشک جلنے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من نار انگیز جادو بود سامنے قصر رفیع نمایان ہوا ہزار ہا جادوگر صدہا جادوگرنیان دوڑین عرض کی ای شہریار ہم سب تابعدار ہین مرحلہ نار انگیز شکست ہوا صحرا کی وہ گرمی موقوف ہو گئی دو ہزار جادوگر سو جادوگرنیان مطیع اسلام ہوئین نورالدہر نے لوح مین دیکھ لیا کہ یہ سب خیرخواہ ہین خیال مین آیا کہ شب کو یہان رہون صبح کو مرحلۂ ثانی پر جاؤن یہ سوچکر سامان عیش و نشاط مہیا ہوا مگر خونخوار اژدر چشم تخت پر بیٹھا ہی مگر گھبرایا ہوا کہ دو جادوگر دوڑے ہوئے آئے عرض کی ای شہنشاہ شعلہ و نار انگیز نے بڑے بڑے کام کیے مگر طلسم کشا نے قتل کیا کچھ مکر نہ چلا خونخوار نے کہا آگے مرحلہ تنگ چشم جادو ہی اُسکو ایک نامہ لکھو کہ ای تنگ چشم ہوشیار رہنا طلسم کشا آتا ہی نار انگیز قتل ہوئی اگر فوج کی ضرورت ہو مین لاکھ دو لاکھ ساحر روانہ کرون تنگ چشم اپنے مقام پر خبر پا چکی کہ بر دبار قتل ہوئی اب طلسم کشا مرحلہ جات پر جائیگا سوچ مین ہی کہ کیا کرون کہ نامۂ شاہی آیا نامہ پڑھ کر ہوش اُڑ گئے کہا لو صاحبو جو سنتی تھی کہ گرم و سرد عالم وقت مصیبت کے معلوم ہوتا ہی اب اُسکی کیفیت کھلی نار انگیز ایسی ساحرہ قتل ہوئی میری کیا حقیقت ہی بادشاہ فرماتے ہین ہوشیار رہنا اب مین فکر مین طلسم کشا کے نکلتی ہون یہ کہکر اسباب سحر سے اپنے کو آراستہ کیا تلاش طلسم کشا مین چلی یہان شاہزادہ ساحران نومسلم کے ساتھ مصروف عیش ہی کہ شبرنگ بن عمرو تلاش کرتا ہوا آکر پہونچا شاہزادے کو سلام کیا شاہزادہ بہت خوش ہوا فرمایا ای یار وفادار کیونکر آنے کا اتفاق ہوا شبرنگ نے عرض کی جب حضور برائے طلسم کشائی چلے اُس دن سے غلام بھی تلاش مین حضور کے نکلا الحمد للہ کہ حضور کو براحت پایا اسی صحبت عیش مین شبرنگ بھی شریک ہوا بوقت سحر نورالدہر قصر سے باہر نکلے ساحرون نے چاہا ساتھ دین شاہزادے نے منع کیا کہ کسی کا میرے ساتھ کام نہین ہی مگر شبرنگ سے باتین کرتے ہوئے طرف صحرا کے چلے فرمایا ای برادر تم بھی اب جاؤ ہم لوح دیکھکر طلسم کشائی مین مصروف ہون یہ کہکر شبرنگ کا ہاتھ چھوڑا شبرنگ پانچ قدم چلا تھا کہ صحرا سے ایک گینڈہ پیدا ہوا شبرنگ کو پیٹھ پر ڈال لیا لیکر بھاگا شبرنگ نے آواز دی ای شہریار نیاز مند کو گینڈا لیے جاتا ہی نورالدہر دوڑے مگر گینڈا نکلگیا نورالدہر کو بڑا قلق ہوا سر جھکائے ہوئے خیال مین شبرنگ بن عمرو کے ایک طرف چل نکلے کہ طرف سے صحرا کے گرد اڑتی دیکھی شبرنگ دریائے خون مین نہایا دوڑا ہوا آتا ہی نورالدہر اپنے عیار کو دیکھکر خوش ہو گئے کہا کیون بھائی خدا نے جان بچائی کیونکر بچے ایسے ظالم کے پنجے سے کیونکر رہائی پائی شبرنگ نے عرض کی کہ گینڈا ن جادو تھا جو مجکو درۂ کوہ مین لیگیا مین نے اپنے کو مردہ بنایا مردہ بنکے اُسکو بھی مردہ کیا مگر اُسکا ایک بھائی خبر اُسکے قتل کی سُنکر دوڑا مین پہاڑ سے پھاند پڑا مگر کلیجے مین درد ہی خیال ہی کہ اب روح نکلجائیگی طبیعت تسکین نہ پائیگی ذرا لوح مجھے دیجیے مین جسم سے مس کرون کہ درد کم ہو رفع غم ہو نورالدہر نے فرمایا ای برادر لوح کیسی تمھارے واسطے جان حاضر ہی یہ کہکے لوح گلے سے اُتاری شبرنگ نقلی خوش ہی کہ طلسم کشا کو مارا لوح لی سر کاٹلیا مگر نورالدہر نے لوح اُتارتے اُتارتے

نگاہ ڈالی صاف صاف مرقوم تھا کہ لوح اسکے سینے پر پھینک مارو اسکو سینہ آئیگا کلیجہ جلجائیگا نور الدہر نے
لوح پھینک ماری تنگ چشم نے آہ کا نعرہ کیا تمام جسم مین شعلہ ہاے آتش لپٹ گئے جسم جلکر خاک ہوگیا مکارہ کا
قصہ پاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من تنگ چشم جادو بود مگر آسمان سے ایک پتلہ گرا لاشہ تنگ چشم کا اُٹھا کر
لیگیا خونخوار جادو تخت پر بیٹھا ہی کہ لاشہ تنگ چشم آکر پہونچا اسی نے نگہبان مقرر کیا تھا کہ اگر تنگ چشم
قتل ہو تو لاشہ اُسکا ہمارے پاس لانا لاشہ تنگ چشم دیکھکر اپنی زندگی سے تنگ ہوا آمادۂ جنگ ہوا
وزیرون سے کہا لشکر تیار کرو مرحلے شکست ہوے طلسم کشا کی آمد کے بند و بست ہوے اُس وقت
تین لاکھ ساحرون کا لشکر تیار ہوا بارہ چودہ ہزار غیر ساحر بھی ساتھ لیے کہ طلسم کشا کو گھیر کر پکڑ لین کہا یارو
اکیلا کیا کر سکیگا سب ملکر گرفتار کر لینگے یہ سنکے یہ لشکر چلا یہان نور الدہر نے جب تنگ چشم کو مارا شبرنگ
بن عمرو کو درۂ کوہ مین پایا ایک ساحر کے قبضے مین تھا اُسکو مار کر رہا کیا مع شبرنگ درۂ کوہ سے نکلے کہ صحرا سے
گرد اُڑتی دیکھا خونخوار جادو مع تین لاکھ فوج کے آتا ہی جیسے ہی اُسکی نگاہ پڑی کہ طلسم کشا مع عیار طرف سے پہاڑ کے
آتا ہی جادو گرون کو اشارہ کیا کہ طلسم کشا کو گھیر کر مارلو تین لاکھ ساحر و غیر ساحر گولے ترنج و نارنج نور الدہر پر
مارنے لگے نور الدہر نے لوح کو گردش دی جسپر عکس پڑا جلگیا جب کئی ہزار ساحر جلے اور شاہزادہ تھنگا نہ
رستا نہ لڑ رہا ہی کسکی مجال ہی جو ایسے شیر پر ہاتھ ڈالدے شبرنگ تو ایک جھاڑی مین چھپگیا خونخوار جادو
بہت گھبرایا ساتھ والون سے کہا کیون یارو کیا تدبیر ہی طلسم کشا پر کچھ قابض نہین ہوتا ہی سب نے کہا حضور
فرزند صاحبقران صفدر و صف شکن لڑائیان جھیلے ہوے جان پر کھیلے ہوے کون اُنکے منھ پر جاے جو شخص
جاتا ہی قتل ہوتا ہی دوسرے یہ کہ لوح کو گردش دے رہے ہین جس ساحر پر عکس پڑا جلگیا بہتر یہ ہی کہ ساری
فوج کو حکم دیجیے سحر نہ کرین چہار طرف سے ٹوٹ پڑین کچھ زور نہ چلیگا گرفتار ہو جائینگے سورما چنا بھاڑ نہین پھوڑ سکتا ہی
کس کس کو مارینگے گرفتار ہو جائینگے یہ راے سب کو پسند آئی کل ساحرون نے ترنج و نارنج پھینکدیے سپر
و شمشیر لیکے گرے چہار جانب سے حملے ہونے لگے اب نور الدہر کس کس کو روکین ہزار ہا حربہ پڑ رہا ہی ہرچند
کہ شاہزادہ ہمہ تن چشم بنا ہوا ہی مگر تیرون سے جسم اقدس مثل غربال کے چھنا ہوا ہی زخم جسم پر آنے لگے
شبرنگ بن عمرو جھاڑی سے تمام معاملہ دیکھ رہا ہی شاہزادہ زخم کھا کر گھوڑے سے گرا تمام بھیا ٹوٹ پڑے
اُس حال مین بھی نور الدہر نے دس بیس آدمی مارے مگر بقول شاعر قطعہ

پشہ چو پر شد بزند پیل را
باہمہ تندی و صہابت کہ اوست
مورچگان را چو بود اتفاق
پیل دمان را بدر آرند پوست

آخر شاہزادے کو از روے
بلوے کے پکڑ لیا شبرنگ بن عمرو نے دیکھا بیقرار ہوکے جھنڈی سے نکلا ایک ساحر کی شکل بنکر جیسے سب ہلڑ
کر رہے تھے کہ طلسم کشا کو پکڑ لیا کیا شیر ہی کیا دلیر ہی لاکھون سے بند نہوا کیا خوب لڑا زخمون مین چور چور ہوکے گرا
مگر کئی ساحرون کو مارا ایسے شیرون کا گرفتار کرنا کیون مشکل ہوا ای خونخوار مبارک ہو شبرنگ بھی چلاتا پھرتا ہی
خونخوار نے گلے سے نور الدہر کے لوح اُتاری شاہزادے کو زنجیر ہاے سحر مین جکڑا پھر کشان کشان سامنے
خونخوار کے لاے شبرنگ بھی آکر برابر کھڑا ہوا کہا حضور بڑی خیر ہوئی طلسم کشا پکڑا گیا دیکھیے لوح کیا چیز ہی
کہ جسپر عکس پڑا وہ جلگیا ہزارون ساحر یونہین مرے حضور ہم سب نے جان لگادی میرا جسم اب بھی جل رہا ہی ہر
استخوان سے شعلہ نکل رہا ہی خونخوار نے کہا ای برادر دولت دنیا سے تم سب کو نہال کر دونگا سیرین زر و جواہر
سے بھر دونگا سب کی جان بچی میری سلطنت جاتی تم سبھون کی جان مٹتی جس ملک کو یہ مسلمان لیتے ہین اُسکو

بر باد کرتے ہین ساحر انکے ملک مین نہین رہنے پاتا شبر نگ نے کہا حضور بجا ہی آپ نے سب پر احسان کیا سب کی
جان بچائی مگر ایک بات مین مجکو بڑی حیرت ہی کہ بنانے والون نے اس لوح مین کیا لکھدیا کہ جو ہم لوگ جلنے لگتے ہین
خونخوار نے کہا اسمین نام خدا ے نادیدہ کے لکھے ہین اُس نام کی تاثیر سے سحر مٹ جاتا ہی شبر نگ نے کہا حضور
سامری و جمشید نے بڑا فنس کیا کہ ملک وبال بچا ایسی چیز کا رکھنا بہتر نہین توڑ ڈالیے اسکو پیسکر برادا ہوا مین
اُڑا دیجیے ورنہ اس طلسم کشا کے بھائی بند آئینگے جسکے پاس لوح ہوگی پہلے اُسی کی قضا آئیگی خونخوار نے کہا ای برادر
اسکا مٹنا ممکن نہین جو طلسم بنتا ہی سُنا ہی کہ لوح پہلے بنائی جاتی ہی کہا حضور مجھے دیجیے مین ایسے مقام پر پھینک آؤن
کہ جہان انسان کا گذر نہو دریا مین پھینکدون مچھلیان نہ جانگر نگلجائینگی پھر کوئی کیونکر پائیگا دنیا مین موجود بھی رہے
اور کوئی پانہ سکے وزیرون کے مُنہ سے نکلا ای بادشاہ یہ بات تو اس خیر خواہ نے خوب کہی حقیقت مین اگر لوح
آپ کے پاس رہی سب آپ کے دشمن ہونگے کیونکر جان بچیگی اس طلسم کشا کے سب عزیز دار ایسے ہی ہین جس دلبر نے آکر
طلسم شوکت شکست کیا ہی وہ اسکے مارے جانے کی خبر سُنکر اسی طرف پلٹ پڑیگا قیامتین برپا کر دیگا دیکھیے طلسم
شوکت کس طرح فتح کر لیا وہان بھی اب بادشاہ پر چڑھائی ہی لائیے بس مجکو دیجیے مین دریا مین جاکر پھینک آؤن
سب کی جان بچاؤن ورنہ دو ہی چار دن مین قیامت برپا ہوگی فتاح طلسم شوکت چلا آئیگا ان لوگون کی مدد آسمان
سے پیدا ہوتی ہی مکار جادو نے انہین سے لوح چھینی تھی مگر وہ ایرج نوجوان کو ملی اُسنے بڑے زور و شور سے
مرحلے فتح کر لیے اب وہان کا شاہ بھی آیا وہ بر سر لشکر کشی ہی خونخوار نے کہا وہ کیا لشکر کشی کریگا اُسنے شکست فاش کھائی
اب اپنے قلعہ کو آراستہ کر کے بیٹھا ہی مگر ای برادر مین نے تمکو پہچانا نہین شبر نگ نے کہا ذرا سی خوشی ہوئی ایسے
بھولگئے محیط جادو میرا نام ہی آپ کو گودیون مین پالا آپ کی والدہ مجکو بہت چاہتی تھین آپ کے والد نے بڑی بڑی
کدکی کہ محیط جادو نہ آنے پائے ہمارے گھر مین محیط ہوگیا مگر آپ کی والدہ نے نہ مانا جب آپ پیدا ہوے تو لوگ
میرا فرزند بتاتے تھے اب تو آپ نے پہچانا جوانی مین ایک دن آپ بھی بگڑے تھے کہا محیط کو مار ڈالونگا جب مین نے کہا
اگر میرے فرزند ہو تو کیا نقصان ہی اُس دن سے پھر تمنے سر نہین اُٹھایا پھر آج یہ جھگڑا نکلا سمجھو تو اگر تم میرے فرزند
ہوتے سعید ہوتے طلسم کشا پر مین ہی گرا تھا اپنی جان کا پاس نہ کیا خونخوار نے کہا آپ نے خوب صلاح بتائی مین
طلسم کشا کو جاکر طلسم مین قتل کرون تم لوح لیکر جاؤ یہ کہکے لوح شبر نگ کو دی شبر نگ لوح لیکر پڑھنے لگے
کہا حضور مین بھی پڑھا لکھا ہون مگر کوئی فقرہ پڑھا نہین جاتا یہ کہکے اورون کو دکھانے لگے ساحر لوح کو دیکھکر ہٹے جاتے ہین
کہتے ہین بھائی یہ کیا کرتے ہو ہم سحر کیے لے جاتے ہین جسم مین آبلے پڑ جائینگے کسی نے کہا یہ وہی چیز ہی جسکے عکس سے
جلتے تھے تم مُنہ کے پاس لاتے ہو زبردستی جلاتے ہو شبر نگ نے کہا ذرا ہٹجاؤ مین طلسم کشا کو جلاؤن خونخوار نے کہا
یہ کیا کرتے ہو قید سحر اُسکے جسم پر ہی سب قید بیکار ہوجائیگی شبر نگ نے کہا جہان قید بیکار ہوگی جسم بھی جلیگا ذرا میان
طلسم کشا کو تکلیف تو پہونچے ظالم نے ہزارون جادوگر مارے کیسے بیچارے بیکس بے بس جل جلکے مرے کچھ زور نہ چلا
شبر نگ نے جھپٹکر نور الدہر کو لوح دکھائی کہا کیون ظالم تو نے ہزارون بھائیون کو ہمارے مارا کچھ خوف نہ آیا
اب اسکو دریا مین پھینکنے جاتے ہین اگر تمھارے عزیز آئینگے تو کیا کرینگے ہم اسی کو مٹائے دیتے ہین جسپر بڑا بھروسا ہوتا ہی
تڑپ تڑپ کے مرینگے دیکھ او ظالم ذرا مجھسے آنکھ تو ملا جیسے ہی نور الدہر نے سر اُٹھایا اشارہ کیا کہ مین شبر نگ
آپ کا غلام ہون لوح پہنا دون اکڑ کر اُٹھیے شمشیر زنی شروع کیجیے نور الدہر نے مُسکرا کر کہا ای یار وفادار کیا کہنا
لاؤ لوح گلے مین ڈالدو مین اُٹھتا ہون شبر نگ نے کہا لو یارو یہ تو ہنسا دیکھو اسکی ہنسی مٹاتا ہون ابھی رُلاتا ہون

یہ کہکے لوح گلے مین ڈالدی سب قید سحر ٹوٹکر زمین پر گری یاران سیاہ جاگے نور الدہر نعرہ کرکے اُٹھے شہزنگ نے بھی
نیمچہ کھینچا ایک جادوگر کو خنجر ماردیا وہ جادوگر مرکر گرا اُس اندھیرے مین نور الدہر اُٹھے ایک ساحر کو مار کر
تلوار لی برابر تو خونخوار کے کھڑے ہی تھے خونخوار نے گولہ مارا نور الدہر پر تاثیر سحر نہ ہوئی جواب مین نور الدہر
نے ہاتھ مارا خونخوار نے گھبراکر سپر سحر اُٹھادی تلوار نے سپر سحر کو کاٹا تڑپکر سر پر گری خونخوار نے چاہا بچون ممکن
نہوا دو ٹکڑے ہوے ہنگامہ گیرودار بلند ہوگیا بادشاہ کا مرنا سنگباری برف باری ہونے لگی ساحرون نے
بلوہ کیا مگر یہان قلعہ کیوانیان پر بعد جانے نور الدہر کے خورشید روشن جمال بیمار ہوگئین باپ عیادت کو آئے
کہا والد نامدار اگر آپ میری صحت چاہتے ہین محافہ مین سوار کرکے روانہ کردیجیے جہان شاہزادہ ہوگا وہین
پہونچونگی کیوان نے کہا بیٹا یہ کیونکر ہوسکتا ہی کہ مین تمکو روانہ کرون مین خود جاتا ہون تین لاکھ آدمی
ساتھ لیے تلاش نور الدہر چلے مقامات پر مرحلہ شکست پاے ہزارون جادوگرون کے لاشے دیکھے بہ
وہ شہر فتح کرتا ہوا گیا ایک صحرا مین حیران و پریشان پھر رہے تھے کہ کان مین آواز آئی کشتی مرا نامم خونخوار جادو
بود کیوان انجم سیاہ یہ صدا سنکر خوش ہوا کہا الہی یار و مبارک ہو بادشاہ طلسم مرا شاہزادہ ہمارا غالب آیا
خونخوار کے مرنے کی آواز آئی ہو دیکھو آسمان پر تاریکی چھائی ہی اُس طرف چلو سب خوشی خوشی اُس وقت آکر
پہونچے کہ شاہزادہ مجمع ساحران مین گھرا تھا تلوار چل رہی تھی کیوان انجم سیاہ بھی مع فوج آکر شریک جنگ ہوے
ساحرون نے جو دیکھا کہ مددگار طلسم کشا کے آگئے جادو زمین پر ڈالنے لگے لینے امان مانگی شاہزادے نے تلوار روکی
سب دائرہ اسلام مین آئے نوبت نقارے بجاتے ہوے داخل شہر خونریز ہوے کیوان انجم سیاہ کو تخت پر
بٹھایا نور الدہر دنگل پر آکے جلوہ فرما ہوے اب سامعین حال ایرج نوجوان سماعت فرمائین نور الدہر نے تو
لشکر ساحران وغیر ساحران آراستہ کیا اپنے نزدیک طرف طلسم نور افشان کے چلے کیوان ساتھ ہی بیس ہزار ساحر
جو تازہ دائرہ اسلام مین آئے ہین ان لوگون نے کلمہ نہین پڑھا مشہور جادو وکل فوج کا افسر ہی منزلون کوچ کرتے ہوے
جاتے ہین مگر ایرج نوجوان نے جو مفتوح جادو کو شکست دی وہ صحرا مین فروکش تھے بعد ایک ہفتے کے
میمون اختر شناس نے عرض کی اب حضور کوچ کرین ایسا نہو کہ مفتوح بھاگ کر طلسم نور افشان مین چلا جائے
ایرج نے اُسی وقت حکم دیا شاپور کو بڑی خوشی ہی لشکر تیار کیا ایرج سوار ہوکے چلے یہان مفتوح نے قلعہ کو آکر
تقرکی توپون سے خوب آراستہ کیا ہی ایک عرضی کل مضمون کی سحر العجائب و مصر الغرائب کو لکھی یہ حضرت صاحبقران
ایرج نوجوان نے مرحلہ طلسم شوکت کے شکست کیے ہین مین نے قلعہ پر آکر سامان حرب مہیا کیا ہی لیکن طلسم کشا دو جری و
بہادر ہی کہ قلعہ کی آراستگی اُسکے سامنے کچھ نہ کام آئیگی لوح طلسم اُسکے پاس موجود ہی لازم کرکے قلعہ کو فتح کریگا مقدمہ
سحر مین یہ خرابی ہی کہ صاحب لوح ہی سحر اُسپر تاثیر نکریگا یہ وہی جوان ہی کہ جسکو آپ نے قید کرلیا تھا میمون اختر شناس
نے بلاکر اُکیا مطیع اسلام ہوا جانبازی کر رہا ہی اُسی کی کوشش ہے طلسم کشا کو یہ دن نصیب ہوا صاحب فوج و لشکر ہوا
لوح طلسم شوکت پائی مرحلہ جات شکست کیے اب تو صاحب فوج ہی کون اُس سے آنکھ ملا سکتا ہی اُتنا ارادہ ہی کہ آپ
لشکر کشی کرین بے آپ کے تکلیف کیے کچھ نہ ہوگا نامہ ساحر لیکر چلا لیکن سحر العجائب و مصر الغرائب نے
طعن و تشنیع کرنے کو آج کوکب روشن ضمیر کو دربار مین بلایا ہی یہ دونون ناکرام بد انجام بہ عتاب خطاب کر رہے ہین
کہ کیون ای شہنشاہ آپ کی مدد کو صاحبقران نہ آئے چھ مہینے میعاد کے گذر بھی چکے اتنا زمانہ گذرا اور مین نے آپکو قتل کیا
لیا مین زندہ چھوڑونگا آپ نے بڑی خطا کی بیٹی مسلمان کو دی صاحبقران کے سمدھی بنے اس دن کا خیال نہ تھا

کہ سامری و جمشید بدلا لینگے کوکب نے جواب دیا کہ او نمکحراموکیا بیہودہ بکتے ہو یہ انقلاب اس واسطے ہوا ہی کہ عمر طلسم تمام ہوئی انشاءاللہ صاحبقران یا کوئی فرزند صاحبقران آکر اس طلسم کو فتح کریگا انشاءاللہ سزا پاؤگے بھاگتے راستہ نہ ملیگا ناگاہ ایک ساحر پہونچا ساحر نے نامہ سحر العجائب کے ہاتھ مین دیا عطار د رقم میر منشی جو بیٹھا ہی سحر العجائب نے اُسکے ہاتھ مین نامہ دیدیا یہ نہ سمجھے تھے کہ اس نامے مین ذکر شوکت ایرج نوجوان ہی منشی نے پڑھنا شروع کیا بعد تعریف لات و منات و سامری و جمشید سب حال شکست طلسم شوکت مرقوم تھا اور میمون اختر شناس کی جانبازیان عورت کا اُسکی پہونچانا دونون عاشقون کا مرنا سب کچھ لکھا تھا کوکب نے کہا او بیحیا دیکھا تونے اب یہ شیر آکر تمھاری گردن لیگا بھاگتے راستہ نہ ملیگا شیرون کی جرات کا حال سُنا یہ شیر دلیر فخر دودمان صاحبقران ہی اسکے دل کو بھی لگی ہی یہ بھی خوب یقین ہی کہ انکا ہمچشم صاحب قہر و خشم یعنے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان ضرور تشریف لائینگے آپس مین ہمچشمی کرینگے کافرون پر بلا نازل ہوگی یہ ہماری پریشانی کیا خالی جائیگی کل طلسم نور افشان اسلام آباد ہوگا ہم بیٹھکر سلطنت کرینگے دونون نمکحرام بہت جھلائے میر منشی سے کہا اگر تمنے دیکھا کہ حال شوکت اُس جوان کا مرقوم ہی اتنا ہمسے کہدیا ہوتا یہ نامہ تنہائی مین پڑھا جاتا اس باغی کو نہ سناتے کیا خوش ہوا ایجا کر قید کرو کوکب روشنضمیر اُس باغ ویران مین آئے جسوقت سے باپ کو ساحر لیگئے تھے ترّان رو رہی تھی دعائین کر رہی تھی کہ ای خالق ارض و سما میرے باپ کو دشمنون کے ہاتھ سے بچانا کہ کوکب آکر پہونچے ترّان کا عجب حال ہی کھانا پانی کیسا تمند بالکل حرام ہوگئی باپ کو دیکھکر اُٹھی بال کھلے ہوے کپڑے میلے گوشت پوست گھلگیا ہی استخوان باقی ہین باپ کو جھککر سلام کیا پوچھا کیون قبلہ و کعبہ آج نمکحرامون نے کیون بلایا تھا کوکب نے خوش ہوکر کہا ای نور نظر ہمکو جلانے کو بلایا تھا مگر خدا نے ہمکو خبر فتح و ظفر سُنائی ہمارا فرزند ارجمند ایرج نوجوان جاکر قید سے چھوٹا میمون اختر شناس خدا اُسکو رکھے دل و جان سے مطیع ہوا طلسم شوکت فتح کیا بعنایت باغبان قضا و قدر فصل خزان جاتی ہی بہار ہمارے باغ مین آتی ہی اب تو یہ کیفیت ہی نظم

حکمرانی پر ہوا میلِ سلیمان بہار
تیر باران بلا ہی مجکو باران بہار
شاخ گلبن پر یہ طفل غنچہ سے ظاہر ہوا
سبزۂ بیگانہ ہون لیکن ہون مہمان بہار
روشنی ہوئے جو آنکھون مین تو سیر باغ کر
نے سزاوار چمن آتش نہ شایان بہار

عشق پیچان بنگیا طغرائے فرمان بہار
زلف سنبل کو سمجھیے گوش گل کو جانیے
بے سواران چمن ہین مرد میدان بہار
آبجوئین ہین صفا سے سینۂ اشراقیان
لالۂ آتش زبان ہی شمع ایوان بہار

زخم خندان یار بھی ہی روے خندان بہار
نرگس شہلا کو کہیے چشم فتان بہار
کیا سمجھکر روندتے ہین مجکو سیار چمن
ہر گل خوشبو ہی افلاطون یونان بہار
نخل ماتم کی طرح ہون بوستان دہر مین

ترّان شش گل کے شگفتہ ہو گئی کہا واللہ نامدار کس سے سُنا کوکب نے کہا بادشاہ طلسم شوکت نے نامہ لکھا ہی کہ ایرج نے یہ سب مرحلے فتح کر لیے اب قلعۂ طلسمی باقی ہی یقین ہی یہ نمکحرام واسطے انتظام کے جائین اُنکا تو یہی قصد ہی کہ قلعہ طلسم شوکت کو فتح کرکے سیدھے طلسم نور افشان مین آئین مگر یقین کامل ہی کہ اگر ایرج نوجوان نے یہ کام کیا نور الدہر ضرور آدینگے ایک ساحر نگہبانون مین سے بول اُٹھا کہ ای شہنشاہ میرا بھائی طلسم خونریز مین ملازم تھا بھاگ کر آیا ہی کوئی پوتا صاحبقران کا وہان بھی آکر پہونچا تمام طلسم خونریز کو درہم برہم کر دیا وہ بھی طرف طلسم نور افشان کے آتے ہین ملکہ ترّان نے سر سجدے مین جھکا دیا کہا ای خالق لیل و نہار تو نے مجکو یہ خبر سُنائی ورنہ زندگی سے مایوس ہو چکی تھی انشاءاللہ اب نمکحرامون کو سزا ملیگی کوئی جانیوالا ہوتا تو یہ نامہ لکھتی نظم

مرا اُس شعلہ رو سے نامہ پر سوز جگر کہنا
ہوا ہی ناوک بیداد سے ٹکڑے جگر کہنا

ہوا ہون خاک جلکر اور نہین تجکو خبر کہنا
جو کھینچی ہی ہمارے قتل پر تیغ دو سر کہنا

بسان طائر بسمل طپان ہون خاک پر کہنا
کرینگے ہم بھی آب تیغ ہی سے حلق تر کہنا

نہ غم نے تیرے یان تک تو پہونچائی مری حالت
نہ رکھنا فرق کچھ بھی تو سر مو سر بسر کہنا

کہ پہلے درد سر تھا اب ہوا درد جگر کہنا
نہین راہ وفا سے منحرف مضطر مرا پسر

کرے وہ موشگافی حال کی میرے اگر قاصد
نہین راہ جفا سے باز تو ای فتنہ گر کہنا

اس طرح یہ اشعار پڑھنے کہ کوکب کی بھی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے ملکہ ناہید مرصع پوش بے اختیار پکار اُٹھین کہ تب تک
ہمکو مصیبت مین پروردگار مبتلا رکھیگا آخر صبح عیش دیکھینگے لطف

تا کے ز بزم بادہ کشان گفتگو کنم
آلودگی ز دامن عصمت نمیرود
تا از دماغ دل گل وصل تو بو کنم

مستی گذشت از حد دیوانگی صبا
صد رہ بآب دیدہ اگر شست و شو کنم
مخفی بغیر بادہ چو دل را دماغ نیست

تا کے حدیث بادہ و جام و سبو کنم
اے دل ز آب دیدۂ مے در سبو کنم
بکشا دہان شیشہ و مے در ایاغ کن
بر خیز با بخانۂ میخانہ رو کنم

سب خوشیان کرنے لگے پر ان کہتی ہین ای والدنامدار ایسا نہو کہ ہمارا خوشی کرنا فلک کو ناگوار ہو راحت مین رنج نصیب ہو صدمات ہماری حقیقت سے گذر گئے یہان تو قید خانے مین سب نے خوشیان کین مگر سحر العجائب اور مصر الغرائب نامہ مفتوح کا پڑھکر بہت گھبرائے صلاح ہونے لگی کوئی کہتا ہی خود حضور جائین بڑے بڑے ساحر دربار مین جمع ہین سرکار طلسم نور افشان مین ایک ایک ساحری عہد جمشید زمان ہر ایک کو دعوی ہی کہ طبقات زمین ہلادون طنابین آسمان کی زمین پر کھینچون بعض کہتے ہین ساحری و جمشید کیا تھے اگر ہم دعوی خدائی کرین تو آدھی دنیا سجدہ کرے لیکن ہمکو ایسی باتون پہ توجہ نہین مگر ای شاہزادگان والا قدر ہم سب حاضر ہین جسکو آپ تجویز کیجیے وہ جائے کام کرکے آئے بلکہ اگر محکم حکم صادر ہو جاکر طلسم کشا کو باندھ لائین کیا کسی بات مین رُکینگے جھجکینگے سوائے ساحری و جمشید کسی سے نہ جھجکینگے کہ ان دونون نے کہا بے ہمارے جائے کچھ نہ بن پڑیگا سبھون نے کہا آپ کو اختیار ہی اُسی وقت سحر العجائب نے مصر الغرائب سے کہا کہ آپ سلطنت دیکھیے مین جاکے ان باغیون کو سزا دیتا ہون اگر چابلات و منات نے تو سب کی مشکین باندھکر لاتا ہون یہ کہکر اُٹھتا ہوا روانہ ہوا ایرج نوجوان آتے آتے قریب قلعہ مفتوح کے پہونچے بالائے قلعہ تخت بچھا ہی اُسپر مفتوح متمکن ہی گرد کل سردار بڑے بڑے ساحران غدار یہی باتین رہی ہین کہ انجام کیا ہوگا مفتوح کہتا ہی کیا عجب ہی وہ لوگ اُدھر ہی بیٹھ جائین یہان آنے کا ارادہ نہ کرین کہ صحرا سے گرد اُڑی تمام جنگل مین اندھیرا چھا گیا مفتوح نے دیکھا آگے سب کے میمون اختر شناس سب ساحرون کو جمائے ہوئے بڑی دھوم سے آتا ہی ایک سمت نقد روح روان قاسم عالیشان شاہزادۂ ایرج نوجوان پشت کرۂ بن اشقر پر سوار پشت پر دو لاکھ غیر ساحر علم ہائے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے نوبت نقارے بجتے ہوئے اٹالے باگاہ کے چھکڑون پر لدے ہوئے اس زور و شور سے آکر پہونچے ایرج نے اُترتے اُترتے گھوڑے سے بہ نگاہ غور قلعہ کو دیکھا تو بین لمچھڑ لمچھڑ لگی ہوئی ہین گولا انداز برق انداز ٹہل رہے ہین تمام سامان بالائے قلعہ مہیا میمون نے عرض کی حضور نے دیکھا کسطرح آراستہ کیا ہی سحر کا بھی سامان ہی سپاہیون کا بھی امتحان ہی خود واسطے انتظام کے موجود ہی جب خود مالک حاضر ہی تو کون کد و کاوش مین تامل کریگا ایرج نے فرمایا ای یار وفادار انشاء اللہ یکہ و تنہا جاکر قلعہ کو لونگا میمون نے کہا خدا آپ کو سلامت رکھے آپ کی جرأت کے آگے قلعہ کی کیا حقیقت ہی لیکن یہ سب سامان دکھانے کا ہی وہ بھی خوب جانتا ہی کہ سحر سے کچھ نہ ہوگا لوح طلسم موجود ہی جب مرحلے فتح کر لیے تو قلعہ طلسمی کا فتح کرنا کیا مشکل ہی ایرج داخل بارگاہ ہوئے مگر میمون کو بڑا خیال ہی اسی سوچ مین ہی کہ ایسا نہ مفتوح کا کوئی مکر چل جائے ضرور فریب کریگا ساحرون کو برائے حفاظت ایرج مقرر کیا آپ بھی دیکھنا بھالتا پھرتا ہی ہر ایک سے یہی قول ہی کہ بھائیو تھوڑی مشقت اور باقی ہی انشاء اللہ کل ایک گدا غنی ہوجائیگا چلئے قلعہ لو سب نے کہا بہت مناسب ہی غلام ہوشیار ہین شام سے

صدائے حاضر باش و ناظر باش بلند ہوئی جا بجا نگہبان بیٹھے ہین مگر مفتوح جادو یہ سب سامان دیکھکر بارگاہ مین آیا
سب جمع ہین کمیدان رسالدار ساحران غدار ٹکار کر مفتوح نے آواز دی یارو فلک نے انقلاب دکھایا میرا یہ قلعہ
اس لایق تھا کہ یہ لوگ میرے سامنے آکر اُترین مگر کیا کرون کچھ مجکو بن نہین پڑتا تم مین کوئی ایسا ہی کہ ایرج نوجوان
کے قبضے سے لوح نکال لائے پھر قیامت برپا کر دون دیکھو میان میمون کا کیا حال کرتا ہون بھاگتے اُنکو راستہ نہ ملے
اُنھین کے سامنے طلسم کشا کو قتل کرون خون مسلمانون سے ہاتھ بھرون قیطوس سبکرو عیار مفتوح کا عیار بھی ہی سحر بھی
جانتا ہی آکر کرسی پر بیٹھا ہی بانہ ہائے عیاری سے آراستہ اسباب سحر بھی جھولی مین بھرا ہوا چار سو شاگرد اسکے گرد اگرد
بیٹھے ہین اپنے مقام سے اُٹھا عرض کی ای شاہ عیار ایرج کا بلاے روزگار ہی جسنے ایرج کی قید منگوا کر اس زور شور
کی عیاری کی کہ میمون الیسون کو پھانسنا کچھ کسی کا زور نہ چلا غلام جاتا ہی ہرچند کہ یہ انتظام ہی اگر آج کی رات
سامری دجمشید نے مدد کی تو لوح لاتا ہون مفتوح نے کہا ای قیطوس میری عقل کہتی ہی سمجھکر جانا ایکا یک ہاتھ
نہ ڈالدینا قیطوس نے کہا بڑا خیر خواہ لشکر ساحر زبردست میان میمون اختر شناس ہین اگر اُنکو پایا تو اُنھین کی
شکل بنکر لوح طلسم لیتا ہون یہ کہکے روانہ ہوا قلعہ سے نکلکر ایک فقیر کی شکل بنا ہوا لشکر ایرج مین آیا دیکھا سب
جاگ رہے ہین اُسی حال مین پھرتا پھرتا مانگتا ہوا قریب بارگاہ آیا پردے بارگاہ کے اُٹھے ہین مقام صدر پر ایرج نوجوان
جملہ سردار اپنے اپنے مقام پر شاپور گشت مین مصروف ہی کبھی اپنی بارگاہ پر کبھی بازار بزازان کبھی بازار صرافان
ہر ہر مقام پر پھر رہا ہی قیطوس نے میمون کو دیکھا کہ دربارگاہ پر دنگل بچھا ہی ساحرون کو جا بجا بھیج رہا ہی شاپور
بھی گھڑی دو گھڑی کے بعد آتا ہی بہ ہوشیاری پوچھ جاتا ہی قیطوس ایک خدمتگار کی شکل بنکر قریب میمون آیا جھککر
سلام کیا میمون نے پوچھا تم کون ہو کہان سے آئے ہو عرض کی مین قلعہ مفتوح کا رہنے والا ہون مگر توجہ مجکو مذہب مسلمانان
پر ہی دل کہتا ہی یہی دین بہتر و برتر ہی ایک خبر اسوقت پائی ہی منظور ہی کہ عرض کرون اُسکا نشیب و فراز آپ سمجھ لیجیے گا مگر
باعث بہتری ہی میمون اُٹھ کھڑا ہوا قیطوس اپنے ساتھ لیکر چلا ایک خیمے کی آڑ پکڑ کر کھڑا ہوا کہا ای خیر خواہ دولت
طلسم کشا ای ساحر یکتا قیطوس نام عیار آپ کی فکر مین آئیگا خیال رکھیے گا ضرور عیاری ہو گی ہرچند کہ وہ شاپور کے
نام سے ڈرتا ہی مگر آج ضرور جانبازی کریگا میمون نے کہا ای برادر تمھاری مہربانی کہ تمنے اطلاع کی انشاء اللہ کل دن کا جاتے
قلعہ مین جا کر کھائینگے یہ دو پہر باقی ہین زلف لیلاے شب کمر سے گذرا چاہتی ہی مین حفاظت مین مصروف ہون اگر
خود مفتوح آئیگا بڑی زک اُٹھائیگا مین نے آج کی شب کل عیش و آرام اپنے اوپر حرام کیا جاگ کر بسر کرونگا شاہزادہ
بھی بارگاہ مین صحبت آرا ہی آرام نہین فرمائیگا جو ہونا ہی صبح کو حال کُھل جائیگا اگر تمکو روزگار منظور ہو بسم اللہ ایسے
قدردان طلسم کشا کسکو ملتے ہین جری بہادر تیغزن عیار پُرفن شاپور شیر دل فخر دودمان خواجہ عمرو یہان کسکی مجال کہ
کہ آسکے قیطوس نے کہا بجا وہ دیکھیے سامنے قیطوس فقیر بنا ہوا جاتا ہی میمون نے مُنہ پھیرا اسنے حلقے کمند کے
گلے مین ڈالدیے نعرہ کیا سنم قیطوس سبکرو میمون نے چاہا تڑپون قیطوس نے حباب ماردیا یہ دیندار لڑکھڑا کر گرا قیطوس
نے اسکے دماغ پر پٹی بیہوشی کی چڑھائی ٹانگ گھسیٹکر ایک جھیل کے برابر اسکو ڈالدیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر یہ شکل
میمون چلا مگر ہنستا ہوا ساحرون نے پوچھا کیون حضور یہ کون آیا تھا میمون نقلی نے کہا وحشی دیوانہ ہمکو سمجھانے آئے ہین
مفتوح کے عیار نے یہ بھی شعبدہ چھوڑا تھا صاحب مشہور ہی کہ رات کو مفتوح بلوہ کریگا اگر ایسا کریگا مارا جائیگا یہی
خبر دینے آئے تھے ہمارے خیر خواہ بنے ہین ایسی باتون کو کب مانتا ہون اب وہ وقت ہی کہ پہر رات پچھلی باقی ہی جا بجا
طلائے پھر رہے ہین عیار سردار ساحران غدار اپنے اپنے کام پر موجود ہین میمون نقلی اندر بارگاہ کے گیا ایرج کو دیکھا

چند سردار حاضر ہین صحبت چیدہ ایرج نے پوچھا کیون ای سردار خیر تو ہی عرض کی خدا کی عنایت سے رات خیر وعافیت سے کٹی کچھ حضور سے عرض کرنا ہی ذرا کنارے چلیے ایرج کو میمون سے بخوبی اطمینان ہی میمون کے ساتھ تخلیے مین آئے کہا حضور رات تو مین نے بہ کیفیت کاٹی اب قلیل رات باقی ہی مگر ابھی ایک خبر آئی ہی کہ مفتوح کہتا ہی لوح مین نے لے لی ایرج کے پاس لوح نقلی ہی کیا کوئی آپ کے پاس آیا تھا ایرج نے کہا مین نے کسی سے کلام بھی نہین کیا ای میمون یاد ملکہ تران مین میری یہ کیفیت ہی نظم

یاد آجاتی ہی جب زلف چلیپا مجھکو
آہ کیا کیا نہ کیا عشق نے رسوا مجھکو
کون ہی گرم رہِ وادی وحشت مجسا
ہی ترے گیسوے شب رنگ کا سودا مجھکو
چین اسلام مین بھی کفر سے چھٹ کر نہ ملا
نہ پری کا نہ کسی جن کا ہی سایا مجھکو
مرض مہلک ہجران سے ابھی صحت ہی
سبب وصل ہوا عالم رؤیا مجھکو
فخر سے بزم بتان مین وہ کہا کرتے ہین
کردیا زار غم عشق نے ایسا مجھکو
صاف ہوتا ہی شب ہجر کا دھوکا مجھکو
دشمن جان ہوا در پردہ مرا جذبہ عشق
آہوون نے کبھی صحرا مین نہ پایا مجھکو
دانۂ خال نے تسخیر کیا طائر جان
کوئی کہتا ہی برا اور کوئی اچھا مجھکو
لیلۃ القدر مجھے ہوگئی آخر شب ہجر
رخ دکھا جاے جو وہ رشک مسیحا مجھکو
واعظا دو زخ و جنت کی نہین بیم ورجا
پیار کچھ روز سے اب کرتے ہین رعنا مجھکو
موت آئی بھی تو بستر پہ نہ پایا مجھکو
کبھی جنگل کبھی بستی مین پھرایا مجھکو
منھ چھپانے لگے وہ جان کے شیدا مجھکو
روز روشن ہونہ کیونکر مری آنکھون مین سیاہ
دام نے کاکل پیچان کے پھنسایا مجھکو
اک پری رو کی محبت کا مین ہون دیوانہ
دھیان اُس روے منور کا جو آیا مجھکو
بخت بیدار ہوے وصل کی شب تھی شب ہجر
عشق اور حسن کا بس بھاتا ہی چرچا مجھکو

قیطوس نے کہا حضور اب کیا دیر ہی سیدھے طلسم نور افشان پر چلیے چلکے کوکب کو چھڑائین ملکہ بران کو بھی لائین اُنکے بھی تکلیف کے دن گذر چکے آج رات بھر مین نے چین نہین لیا اس فکر مین رہا کہ رات خیر وعافیت سے کٹے شکر ہی کہ اب رات تمام ہوئی مین ذرا لوح دیکھون وہ بیجا ناحق خوشی کر رہا ہی ایرج نے بلا تکلف لوح اُتار کے دیدی قیطوس نے لوح پاتے ہی سحر کیا ایرج گرے بیہوش ہوے قیطوس نے اُٹھالیا نقب سحر دیکر لے بھاگا مگر شاپور بازارون سے پھر کر جا بجا دیکھتا بھالتا اُس مقام پر آیا کہ جہان میمون اختر شناس بیہوش پڑا تھا شاپور گھبراگیا دیکھا دماغ پر پٹی بیہوشی کی چڑھی ہی پٹی اُتاری ہوشیار کیا میمون گھبرایا ہوا اُٹھا شاپور نے کہا ای میمون یہ کیا معرکہ گذرا خدا خیر کرے کچھ عیاری ہوئی دل کو بیقراری ہوئی میمون نے کہا ای شاپور اس طرح ایک خدمتگار آیا اُسنے مجکو دھوکا دیا میری شکل بنکر گیا ہوگا نہین معلوم مین کب سے یہان پڑا ہون کتنا عرصہ ہوا جلدی چلو شاپور و میمون دروازے پر بارگاہ کے آئے خدمتگارون نے دیکھتے ہی کہا ایک میمون اندر گئے ہین دوسرے میمون یہ آتے ہین یہ بات کیسی نامبارک ہی میمون نے کہا ای صاحبو سُنا ہماری شکل بنکر وہ پہونچگیا بڑا غضب ہوا اب کیونکر جان بچیگی شاپور و میمون اندر بارگاہ کے آئے رفیقون نے بھی یہی کہا ایرج کو بارگاہ مین نہ پایا میمون نے کہا ای شاپور جو ہونا تھا وہ ہوگیا پوچھو تو شاہزادہ کہان ہی شاپور نے جو پوچھا سردارون نے کہا ابھی تو میان میمون کے ساتھ تخلیے مین گئے ہین شاپور اور میمون اُس تخلیے مین آئے نہرۂ نقب سحر دیکھا ایک چیخ ماری میمون نے کہا یارو دوڑو ایرج کو کوئی لیگیا نہین معلوم کتنا عرصہ ہوا اب مین کیا کرون آپ لوگ تیاری کیجیے مین نقب مین جاتا ہون شاید اُس مکار کو پاجاؤن یہ کہکے نقب مین پھاند پڑا یہان شاپور نے لشکر تیار کرایا یہ جو خبر مشہور ہوئی ایرج پکڑے گئے لوگ بھاگنے لگے لشکر مین تہلکہ پڑگیا میمون تین کوس پر جاکر نکلا دیکھا کسی کا پتہ بھی نہین جانیوالا جاچکا فقط نشان نقش قدم باقی ہی میمون نے چاہا بیٹھ کر دیکھا در قلعہ کھلا آگے مفتوح جادو پشت پر دولاکھ ساحران غدار مرکب ہاے پرند و کرگدن ہاے سحر اژدران مہیب پر سوار

سامری وجمشید کی صدا بلند اسی جانب آتے ہین میمون طرت لشکر کے بھاگا یہان نصف لشکر منتشر ہو چکا نصف تیاً
مرنیوالے موجود ہین جان بچانے والے بھاگ گئے مختصر کہ یہ گذرا کہ مفتوح رات بھر جاگا جب فتاح طلسم ثابت و
سیارگان اعنی ماہتابان زندان خانۂ مغرب مین قید ہوا شہنشاہ نیر اعظم بادشاہ فلک چہارم بصد شوکت وحشم فوج
شعاع وضیا ہمراہ لیکر چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا یعنی ستارۂ سحری چمکا مفتوح پریشان بیٹھا تھا کلمات حسرت
کہہ رہا تھا یار واب جان کیونکر بچیگی ساحر بھاگتے جاتے ہین سردار حیلے کر رہے ہین کوئی کسی نام سے کوئی کسی کام
سے رخصت ہو کر جاتا ہی پھر واپس نہین آتا ہی کہ قیطوس آکر ہو بچا لوح پیشکش کی مفتوح نے جھولی مین ڈال لی
ایرج کو حکم دیا کہ جا کر قید کرو میان میمون کو پکڑ لاؤن تب سب کو ایک ہی مرتبہ قتل کرون یہ کہکے سوار ہوا سب فوج
کو ساتھ لیکر چلا اب بھاگے ہوے بھی آگئے جماؤ کر کے چلے میمون بھاگ کر لشکر مین آیا شاپور کا نشان نہ پایا
فوج والون نے کہا ای افسر ہم آپ کے مشتاق ہی تھے آدھے لوگ بھاگ گئے ہم مرنیوالے موجود رہے میمون نے کہا
فلک نے ہمکو پامال کیا آقا گرفتار ہو گئے اب کیا کرون کہان جاؤن یہ ذکر تھا کہ سامنے سے مفتوح مع فوج پیدا ہوا
اسکے ساتھ وزیر امیر دست راست پر زنار رشتہ زن بائین پر ہامان پر فن ایک جانب سیاہ فام جبادو
ایک جانب مضراب و سرخاب میمون گھبرا گیا مفتوح نے وہین سے للکارا او میمون نمکحرام تو نے قدرت
سامری وجمشید کو دیکھا کیا مدد ہوئی بلا رد ہوئی ایرج کو پکڑ لیا لوح بھی ہمارے قبضے مین آئی اب ہمسے کون مقابلہ
کر سکتا ہی ہمارے سحر سے بہرام فلک کو سکتا ہی یہ کہکر گولہ مارا اسکے ساتھ کے ساحر جو کھڑے ہوئے تھے دوڑ پڑے
چہار جانب سے گولے پڑنے لگے دو لاکھ ساحر آپڑے میمون بیچارہ کس کس کو روکے کسکو ٹوکے سحر کرنے لگا ساتھ والے
بھی گولے ترنج ونارنج فوج عدو پر پھینکنے لگے شعر موافق مقام شعر دو لشکر چو باہم درآمیختہ ٭ قیامت زگیتی شد انگیختہ ٭
جانبین کے ہزارون مر کر گرے لاشے تڑپنے لگے مگر مفتوح جلا ہوا طرف میمون کے چلا میمون نے چاہا بھاگ کر نکل جاؤن
مگر غیرت نے دامن نہ چھوڑا خیال آیا کہ ای میمون دنیا ناپائیدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی لڑ بھڑ کر مرو کہ نام ہو دشمن کا کام
تمام ہو گولہ لیکر لڑنے لگا مفتوح کو گولہ مارا مفتوح نے اشارہ کر کے رد کر دیا تین سردار مفتوح کے میمون نے مارے
خون کے دریا بہا دیے مگر مفتوح بہ قہر وغضب تمام جا پڑا تلوار چلنے لگی میمون یہی چاہتا ہی کہ مین مار اجاؤن میرا زندہ رہنا
بہتر نہین نہین معلوم مفتوح کیا فساد برپا کریگا آخر مفتوح کے سامنے سحر کیے مفتوح نے چار پانچ سحر دفع کیے
ایک مقام پر جھلا کے زنجیر فولادی کمر سے کھولی کھولکر پھینک ماری میمون کے ہاتھ پاؤن بند ہوگئے چہار جانب سے ساحر
ہزارون ٹوٹ پڑے میمون و گلرنگ سے سب جلے ہوے تھے مفتوح کا بھی قول ہی کہ میمون کو قتل کر دونگا زوجہ کو
اُسکی گھر مین ڈالونگا مدت سے اسیر مائل ہون دونون زن وشوہر گرفتار ہوے اب مفتوح نے ایک سحر کیا کہ سب
ساحر بیہوش ہو کر گرے اسنے چالیس سردار چن لیے باقی سب کو پڑا رہنے دیا کہا ان سب کو کمانک قتل کرون ایک سحر مین
سب کو جلا دونگا اُسی مقام پر اُتر پڑا بارگاہ ایرج مین آکر بیٹھا ناچ ہونے لگا ہزار کسبیان جمع ہوئین مبارک سلامت
کی صدا بلند ہوئی ایک نازنین یہ غزل گانے لگی

غزل

ہو سے افتادہ کا ہی سب کو گمان — عشق گیسو مین مین ایسا زار ہون
جبہ سے اُس گل نے گرایا آنکھ سے — سب کی نظرون مین ذلیل و خوار ہون
غسل دو آب دم شمشیر سے — کشتۂ تیغ نگاہِ یار ہون
کشتہ مین ہون چشم میگون کا خیال — عین بیہوشی مین بھی ہشیار ہون

عاشق چشم سیاہ یار ہون — نرگس بیمار کا بیمار ہون
زندگی کیونکر وبال جان نہو — ہجر مین مین زیست سے بیزار ہون
مجکو بھی دکھلا دو جلوہ حسن کا — شل موسےٰ طالب دیدار ہون
ہون گنہ سے غرق بحر انفعال — مین سراپا ابر دریا بار ہون
زور کچھ تقدیر سے چلتا نہین — ای صنم مجبور ہون ناچار ہون

ہجر جانان مین نہین لگتی ہی آنکھ — بخت خوابیدہ ہین مین بیدار ہون
کہتے ہین دکھلا کے مجکو وہ صنم — باغ عالم مین گل بیخار ہون
زندگی تک مجمع احباب تھا — قبر مین بے مونس و بے یار ہون
غم مجھے کھاتا ہی غم کھاتا ہون مین — اپنے مین غمخوار کا غمخوار ہون
لشکر دیوانگان ہمراہ ہی — مین جنون کا قافلہ سالار ہون
جام مے دو مجکو شربت کی عوض — چشم مست ناز کا بیمار ہون
دشت مین تلوون سے بہتا ہی لہو — آبلون سے دیدۂ خونبار ہون
جلکے کہتا ہی رقیب روسیہ — تم اگر ہو نور تو مین نار ہون

اس طرح وہ نازنین گائی مفتوح بیچین ہو گیا اشارے کرنے لگا وہ بھی مسکرائی جاتی ہی آخر مفتوح نے اشارہ کیا مجھے جام شراب پلا اسنے جام بھر اگھائی سے پڑیا بیہوشی کی ڈالی مفتوح نے جیسے ہی جام ہاتھ مین لیا انتظام کر چکا تھا شراب شعلہ بنکر اڑ گئی مفتوح نے کہا تو کون ارے اسکو پکڑ لو شاپور نے خنجر کھینچا ساحرون نے سحر کیا یہ بھی بیچارہ گرفتار ہو گیا ہلڑ ہوا کہ عیار بھی پکڑا گیا مفتوح نے کہا مین پہلے ہی سمجھا تھا کہ عیار باقی ہی وہ ضرور آکر عیاری کریگا مین نے سحر کر رکھا تھا کہ جو کوئی مجکو بیہوشی دیگا مجکو خبر ہو جائیگی آخر شراب شعلہ بنکر اڑ گئی یہ بادولت کے انتظام کا باعث تھا وزیر ندیم جو جمع ہین سبنے عرض کی اب سرکار کا کیا ارادہ ہی مفتوح نے کہا قصد تو یہ تھا کہ قیدیان بلا کو روانہ کردن خدمت مین شاہان طلسم کے مگر خوف ہی کہ ایسا نہو کہ یہ لوگ رہائی پائین اگر چھوٹ جائین تو آفت برپا ہو لہذا میدان خونی کی تیاری کرد صبح کو ان سب کو قتل کر دونگا شاہان طلسم نور افشان کو کیا مطلب ہی انھون نے تو میرے طلسم کو فتح کیا سزا ے کامل دونگا اگر مین یہ تدبیر نہ کرتا تو مجکو کیا زندہ چھوڑتے لہذا مین نے عہد کیا ہی کہ انکو قتل کر کے لوح خدمت مین شاہان طلسم کے بھیجدونگا کہ جہان لوح طلسم نور افشان ہی وہین اسکو بھی رکھے جو کوئی قصد کریگا خاص طلسم نور افشان پہ جائیگا وہ شاہان عالیجاہ سحر مین کامل سالہا سال مین تو مین مرحلے بناؤنگا یہ مرحلے جو شکست ہوے فتح طلسم کے جو بند و بست ہوے یہ مرحلے بانیان قدیم کے بنائے ہوے تھے نئے مرحلے نصب کیے جائینگے نئے ساحر مقرر ہونگے ساحران زبردست چاہیں کہ ساحر بھی ہون شعبدہ باز حیلہ سازان سب فنون مین کامل ہون یہ کہکے حکم دیا مشتہر کر دیا جاے صبح کو طلسم کشا قتل ہو گا اُسی وقت اشتہار چسپان ہو سے دہل زن ڈھول بجاتا پھرتا ہی یہی صدا ہی کہ خلق خدا کی ملک بادشاہ کا حکم مفتوح کہ کل صبح کو قیدیان طلسم شوکت قتل کیے جائینگے اب یہ ظالم امان نہ پائینگے ایرج نوجوان و میمون و ملکہ گلرنگ و چند سردار ایک خیمے مین قید ہین کہ شاپور کی قید آئی ایرج نے کہا او میمون شاپور بھی پکڑ لیا گیا ہین گمان تھا کہ یہ نکلگیا ہی ضرور عیاری کریگا مگر تقدیر نے یہ سامان دکھایا کہ ہمارے یار وفادار کو بھی پھنسایا مگر شاپور نے بہت جلدی کی میمون رونے لگا کہا ای شہریار تقدیر مین شکست لکھی تھی کیا سامان تھے سب اُسکا اُلٹا ہوا یا تو قلعہ فتح کرنے کی امید تھی یا ایسی بنی کہ سب قید ہو گئے اگر شاپور چھوٹا ہوتا ضرور وقت پہ عیاری کرتا مگر زنجیر قضا پاؤن مین پڑ چکی تھی یہ فرماکر آہ کی ایرج نے غم مین بہ ان تشنہ زن کے حالت تباہ کی نظم

اپنا ہی فیصلہ ہی گھڑی دو گھڑی کے بعد — جب اُسکے رخ پہ آنکھ پڑی دو گھڑی کے بعد
پہلو سے کوئی راحت جان اُٹھ گیا تھا آج — دل کو کچھ اپنے کل نہ پڑی دو گھڑی کے بعد
آسان ہی یہ اپنی اڑی دو گھڑی کے بعد — دل ہو چکا ہی خون جگر ہو گا اب لہو
پہلے تو یاد زلف مین آشفتہ تھا نہ دل — اُلجھن مگر تھی شب کو بڑی دو گھڑی کے بعد
میت ہی در پر اُسکے گڑی دو گھڑی کے بعد — ای موت تو بھی کشتۂ حسرت کی لاش پر
قاصد کے انتظار کی مہلت کسے جلال — زندہ رہیگا کون گھڑی دو گھڑی کے بعد

ہی سہل عشق کی یہ کڑی دو گھڑی کے بعد
اُٹھی نگاہ شوق گھڑی دو گھڑی کے بعد
دم توڑنے مین دیر نہین جلد آئیے
پھر آنکھ اگر کسی سے لڑی دو گھڑی کے بعد
بیٹھے تھے تھوڑی دیر ہو چکر کہ جان دی
ہاتھ آج مٹی ہوگی گھڑی دو گھڑی کے بعد

میمون نے دیکھا کہ شاہزادہ بہت بیقرار و مضطر ہی عرض کی ای شہریار اب یہی بہتر ہی کہ صبر کیجیے اگر قضا قریب آچکی ہی کیا اختیار آپ کی زبانی سُن چکے

رب اکبر نے خود ارشاد فرمایا ہی کہ موت کا ایک ساعت بھی گھٹنا بڑھنا ممکن نہین بس کیا چارہ جو مرضی اُسکی شب اُن سب کو اُسی رنج و ملال مین گذری بہ وقت سحر جبکہ جلاد فلک چہارم بحکم قضا و قدر خنجر مہر ہاتھ مین لیکر فلک نیلی پر شلنگین لگانے لگا مفتوح سوار ہوا تمام فوج ساحران نئی نئی وردیان علم ہائے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے سامری و جمشید کے نام کے ہنگامے ہو رہے ہین شوالون مین پوجا پاٹ برہمنون کے ہاتھ مین پوتھیان پتمبری دھوتیان سر برہنہ بنجی لٹیان ہاتھ مین منتر جنتر پڑھے جا رہے ہین مفتوح نے دیکھا دارین استاد اسباب سیاست موجود جلاد با تیغ ہائے برہنہ پھر رہے ہین حکم کے منتظر منتوح نے کہا قیدیون کو لاؤ داروغۂ زندانخانہ گیا سب قیدیون کو لیکر آیا سب کے آگے ایرج نوجوان سر برہنہ لباس پھٹا ہوا جسم مین مگر شیر بیشۂ صاحبقرانی حسن مین یوسف ثانی مگر چہرہ اُداس عالم یاس بل کرتے ہوے آتے ہین کہ خانۂ زنجیر مین غل ہی گرفتاران زنجیر کا تسلسل ہی شاپور اپنے آقا کے قریب آنکھون سے آنسو جاری عالم بیقراری کہتا ہوا آقا سے نامدار موت دامنگیر تھی ہمارے مٹنے کی تدبیر تھی ورنہ غلام آپ کا عیاری کر گے پہونچا شراب مین بیہوشی ملا چکا تھا اُس ظالم نے سحر کر رکھا تھا کچھ ہو سکا وہ اب بھی مالک ہی ظاہرا تو اب کوئی صورت نہین یہی زمین ہمارا آپ کا مقام تھا مشہور ہی کہ خاک کو خاک کھینچتی ہی بقول آتش

کاسہ گر مٹی تھا مٹی کا سنہ مٹی چاک تھا	آنکھ جسپر پڑ گئی دیوانۂ بیباک تھا
یون تو تیرے تیر کے نخچیر تھے سب خوش نصیب	وہ بلند اقبال تھا جو بستۂ فتراک تھا

عالم ایجاد بھی طرفہ طلسم خاک تھا
پھاڑ کر آنکھین جسے دیکھا گریبان چاک تھا
اسوقت تو موت آنکھون کے سامنے

پھر رہی ہی مگر باطن کا حال کون جانے شاید کسی صورت سے بچ جائین مرنے سے امان پائین تصور کر کے ملاحظہ فرمایئے کہ دل پر ہول و بیم نہین ہی کیا عجب ہی اُسکی قدرت سے سب قریب ہی ابھی زندگی باقی ہو بچ جائین کیا اُسکی عنایت سے بعید ہی ہمارے واسطے یہ روز عید ہی اگر جان بچی تو نہایت روز سعید ہی کہ مفتوح نے حکم دیا اول طلسم کشا کو قتل کرو جلاد خنجر کھینچکر سر پر ایرج کے آیا شاپور نے آواز دی او نالایق او نامنصف یہ آقا ہی ہم غلام پہلے ہمکو قتل کر ہم اپنے آقا کے دشمنون کا لاشہ نہ دیکھین پہلے ہم نثار ہو جائین کشاکش سے مہلت پائین جلاد طرف شاپور کے چلا میمون نے آواز دی ارے بیحیا وہ بیچارہ تین روپئے کا پیادہ ہی ہمارا مرتبہ ساحرون مین زیادہ ہی پہلے ہمین قتل کر جلاد دیوانہ ہو گیا کبھی طرف میمون کے کبھی شاپور کے قریب کبھی پاس ایرج کے پانچ سو جوان گرفتار پنجہ تقدیر ہین یہ سب ساحران باوفا صحبت ایرج مین اسیر ہین سب مین غل بلند ہوا ایرج نے جو سب کو پریشان دیکھا دل کو طرف مالک کے رجوع کیا بہ خضوع و خشوع دعا کرنے لگے جلاد چاہتا ہی ایرج پر ہاتھ مارے کہ تیر دعا حدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی سب دیکھنے لگے گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ زمرۂ بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان ایک طرف بیس ہزار ساحر کا افسر جنکا مہلیل جادو انتظام کرتا ہوا دو لاکھ غیر ساحر زیر حکم مفتون تاجدار ببر آتشین پر سوار ہاںوین انکے شبرنگ عیار شبرنگ کی نگاہ جمال بمثال ایرج پر پڑی نور الدہر سے کہا آقا غضب ہوا ایرج زیر تیغ بیٹھے ہین یہ دیکھکر نور الدہر نے اشارہ کیا یار زولینا میرا قوت بازو نئی ہوتا ہی فوراً قربان سے کمان ترکش سے تیر بازدہ مشتی بکر کمان مین پیوست کیا جلاد کو تاکا ... ا جلاد گرا شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان نے دہن سے نعرہ کیا نعرۂ نور الدہر

ہمائے ایرج رفعت شاہباز عرصۂ مرد	دیگر	کہ شاہانشہ جہانگیر زفلک گیتی ستان خواندہ
غدو درز مگاہش چو ہزاران الامان خواندہ		ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم
ظفر بہ یلان عرب یافتم		شہ نوجوانان لقب یافتم

بنام لشکر اسلام نور الدہر کز ہمیشہ
لقا را بہ یک دست بر داشتم
تلوار کھینچکر شاہزادے نے آواز دی

ای برادر نہ گھبرانا مین آپہونچا ایرج نے جو نور الدہر کو آتے دیکھا شرم سے پسینے پسینے ہو گیا غیرت مین آ کر ایک ہلہ مارا ہتھکڑی ٹوٹی نعرہ کیا قطعہ

بر سر دار فنا خانۂ غوغاے من	شعلۂ شمشیر شان تیغ جگر سوز من است	گرمی بازار عشق از لقب خون من است
بشکنم این بند را وقتِ جنون من است	باک ندارم ز دار و چوب ستون من است	خانۂ تاریک و تنگ بستہ بہ زنجیر عشق

قید توڑ کر مثل تار عنکبوت پھینکدی اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ ایرج مالک ایرج آن آفتاب منیر * کہ صاحبقران ہم و آفاق گیر * ایک سپاہی کو مار کر تلوار لی میمون کو بھی قید سے رہا کیا پانچ سو ساحر چھوڑے میمون نے اُٹھتے اُٹھتے چند سنگریزے طرف لشکر کفار کے پھینکے آگ برسی پانی برسا بجلی کوندی ہزار ہا جادوگر مارے گئے لشکر مین مفتوح کے کھلبلی پڑی ایرج و نور الدہر مصروف جنگ میمون و ہلیل ساتھ ساتھ ایک ہی طلسم کے رہنے والے آپس کی ملاقاتین گذری ہوئی باتین یہ بیجا سحر کرتا ہی میمون روک رہا ہی شبرنگ نے خنجر کھینچا اب گھمسان سے تلوار چل رہی ہی زمین آسمان سے خون کی طغیانی ہر مقام آب تیغ کا گھٹنون گھٹنون پانی سر سپاہیون کے مثل حباب غلطان جہان سبز رنگ صاف ظاہر ہوتا ہی کہ کپوتون نے دریا سے منہ نکالا اگر تیرون کے ترکش گرے ہین معلوم ہوتا ہی کہ مچھلیان شناوری کر رہی ہین آب تیغ کی طغیانی سر سے بلند پانی نور الدہر نے بڑھکر مفتوح کو زخمی کیا علم فوج سرنگون ہوا شاپور اس فکر مین ہی کہ مفتوح کو مار کر لوح طلسمی لون سرے آقا کے ہاتھ سے یہ لڑائی فتح ہو صورتین بدل بدل کے جاتا ہی پہلو نہین پاتا ہی کہ اسکو مارے مفتوح چاہتا ہی بھاگ کر نکلجاؤن ہر طرف سے غازیون نے گھیرا نکل نہین سکتا مثل صید خایف چھپتا پھرتا ہی جدھر جاتا ہی کسی طرف سے نور الدہر تیغ بکف آتے ہین کسی جانب ایرج نوجوان کسی طرف میمون اختر شناس کس زور و شور سے سحر کر رہا ہی زمین ہلا دی آگ برسا رہا ہی کسی کو پانی برسا کے ٹھنڈا کر رہا ہی صداے گیر و دار بلند لشکر ساحران دردمند گھبرایا ہوا مفتوح خود پسند مثل باد صرصر نور الدہر کا سمند شاپور و شبرنگ خنجر مارتے پھرتے ہین کسی پر حلقہ ہاے کمند مارے کسی کو جاب نذر دیا دیکھا کوئی سردار زبردست بادۂ سحر سے مست اُسکو تاکا ساحر بنکر کنارے لگا کے لیگئے دھوکا دیکے مارا اس طرح ساحرون پر تباہی ہی کہ بھاگنے کا راستہ نہین ملتا اُس وقت مفتوح کی بیقراری کبھی وزیر سے کہتا ہی یارو بھاگ چلو مجکو سرحد نور افشان مین لیچلو ہاے مین نے شاہزادون کو نامہ لکھا تھا میرے نامے کا کچھ جواب نہ آیا مین نے تو شکست لکھی تھی جب تو مجھے نا امیدی تھی وہ ہمارے بادشاہ تھے چاہیے تھا کہ براے مدد کسی کو بھیجتے یا خود آ کے اتنا دریافت کرتے کہ اس بیچارے پر کیا گذری اب مین بھاگ کر کدھر جاؤن کیونکر جان بچاؤن عزیزدار ایرج کا طلسم خونریز فتح کر کے آیا کسی نے پہلے مجکو نہ بتلایا نہین مین اسکا بھی انتظام کرتا راہ پر ساحرون کو مقرر کر دیتا کہ یہ آنے سکتے زبان ہلا نہ سکتے اب سردست کیا کرون یا سامری و جمشید مجھین آؤ اپنے بندون کو بچاؤ سب تباہ و برباد ہوتے ہین جان کے خوف سے روتے ہین ہاے کوئی نہین سنتا کس سے فریاد کرین اس بیقراری مین تھا کہ آسمان پر سے ابر سیمابی نمایان ہوا سب دیکھنے لگے دیکھا سحر العجائب بھائی مصر الغرائب کا تخت سحر پر دار بچہ الیبر جادوگر نامی و گرامی گلمس پرانی کرتے ہوے ساتھ ساتھ ہین جیسے ہی اُس نکو نام بد انجام نے یہ معرکہ دیکھا کہ مفتوح بھاگا بھاگا پھرتا ہی کبھی بخوف نور الدہر و ایرج منہ کے بل گرتا ہی ہزار ہا لاشہ زمین پر پڑا لوٹ رہا ہی علم ہاے کفار سرنگون گویا کفن مین مردے بیرقین کٹی پڑی ہین قلعہ سے ساحر نکل نکل کر بھاگے جاتے ہین کل فوج کے بیر اُٹھ سے چلے نقیب آوازین لگاتے ہین انتظام کرکے پرے جماتے ہین مگر یہ انہین جیتا پھاگا پانون نہین تھمتا مفتوح کا چیخنا پیٹنا سب ساحرون مین صدائین بلند ہین یا سامری و جمشید کوئی لات و منات کو پکارتا ہی کوئی سامری و جمشید کا

معتقد کوئی گھبرا کے آواز دیتا ہی یا لوٹک لوٹا یا جھوٹک جھوٹا تم سب خداوندون کے خدمتگزار ہین اسوقت مدد کو آؤ
ہمکو ہاتھ سے مسلمانون کے بچاؤ کسی ساحر نے بڑھکر سحر کیا دس پانچ جادوگر جلائے دس پانچ کو قتل کیا میمون نے بڑھکر
اُس ساحر کو ٹوکا آواز دی او بیحیا ان غربا پر کیون دست انداز ہی اپنے سحر و ساحری پر بڑا ناز ہی وہ ساحر پلٹا میمون پر
سحر کیا میمون نے کارد سحر کھینچ ماری پشت کو اُسکی توڑ کے کارد پار گذری سحر العجائب نے جو میمون کی زبردستی دیکھی
جلگیا آواز دی او نمکحرام تجکو کچھ ہمارا خیال نہین سالہاسال تک کھایا اب آج ایسا باغی ہوا ما بدولت کے سامنے سحر کرتا ہی
ما بدولت کی عدالت سے نہین ڈرتا میمون نے ایک گولہ آہن کا مارا وہ جو ساحر اسکے کمس پر آئی کر رہے تھے ایک کا سر اُڑ گیا
سحر العجائب کو بہت ناگوار ہوا آواز دی او نمکحرام یہ سرکشی کچھ ما بدولت کا خوف نہ کیا میمون نے چاہا اور گولہ مارون
سحر العجائب مسکرایا ہاتھ پانون مین میمون کے رعشہ آیا ہاتھ پانون کانپنے جھولی مین آگ لگ گئی اسباب سحر جلکر گرا
گلرنگ نے جو شوہر کا یہ حال دیکھا بیقرار ہو گئی دوڑی آواز دی کیون صاحب خیر تو ہی میمون کچھ جواب نہ دے سکا سر
جو اُٹھایا گلرنگ نے دیکھا میمون کا چہرہ اُداس زندگی سے یاس رنگ رو متغیر متردد متحیر گلرنگ سمجھی جھپٹکر
چاہا سحر کرے دن سحر العجائب نے ہنسکر آواز دی او زن مکارہ تجکو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ بادشاہون کے سامنے بے ادبی
کرے میمون کی مشکین باندھے لے گلرنگ طرف میمون کے پلٹی آواز دی صاحب دیکھتے ہو مالک کیا کہتے ہین مالک
کے حکم سے انکار مناسب نہین چلو شاہ بلاتے ہین میمون نے سر جھکا لیا گلرنگ نے ہاتھ میمون کا تھام لیا تخت کے
سامنے لیکر آئی کہا یہ گنہگار حاضر ہی سحر العجائب نے میمون سے کہا ایرج کو پکڑ لاؤ گلرنگ سے کہا تم جاکر نور الدہر کو گرفتار
کر لاؤ مگر خبردار خونریزی نہ ہونے پائے سہولیت سے کام کرنا ایسے سہوت تھے کہ دونون نے کہا بہت خوب گلرنگ
سامنے نور الدہر کے پہونچی آواز دی بس ٹھہر جاؤ مجھے ضرورت ہی ذرا لوح مجھے دیجیے نور الدہر مثل آئینہ حیران
بشکل گیسو پریشان ان بیحیاؤن کے سحر کی یہ تاثیر تھی نور الدہر نے فوراً لوح گلرنگ کو حوالے کی گلرنگ نے لوح
جھولی مین رکھی نور الدہر کی کمر مین پنجہ دیا نور الدہر بیہوش ہو گئے میمون ایرج کے سامنے پہونچا کہا حضور
چلیے بادشاہ نور افشان نے یاد کیا ہی تساہل و تامل کا وقت نہین دیر کرنے مین سراسر پریشانی ہی کہنے سے میمون
کے ایرج نے تلوار ہاتھ سے ڈالدی کہا فرمانا شہنشاہ نور افشان ہمکو بدل و جان منظور ہی میمون نے ہاتھ پکڑ لیا
گلرنگ نور الدہر کو میمون ایرج کو لیکر سامنے تخت شہنشاہ سحر العجائب کے حاضر ہوے کہا یہ گنہگار
حاضر ہین ان دونون نے پکار کر آواز دی ای مفتوح سب کو گرفتار کر کے لاؤ جملہ سردار نور الدہر و ایرج کانپتے ہوئے
دست بستہ سامنے تخت سحر العجائب کے آئے عذر کر رہے ہین کہ ہماری خطا معاف فرمائیے اب مقدمہ زیادہ نہ بڑھائے
کبھی ایسی خطا ہمسے نہ ہوگی پانچ سو سردار دونون یہ شیر سحر العجائب نے سب کو ایک تخت پر سوار کر لیا شاپور
نے جو یہ معرکہ دیکھا فطرت سے سمجھا یہ دونون ملعون قیامت کے ساحر ہین انھین کے سحر کی تاثیر ہی کہ کوئی کچھ نہ کہ سکا
اپنے کو گرفتار کرا دیا اگر ایسے نہوتے تو سلطنت طلسم نور افشان کیونکر لیتے جان بچا کر نکلا ادھر شبرنگ کو دیکھا
بصورت ساحر ایک نخل کے سایے مین کھڑا ہی اس انقلاب کو دیکھکر یہ بھی حیران کہ یہ کیا غضب ہوا کہ شاپور نے آکر
کہا کہ بھائی شبرنگ قیامت ہوئی دونون شیر پکڑے گئے یہ شعبدہ تمنے دیکھا کہ گلرنگ و میمون کیسے جان نثار تھے
اُنکے سحر کی تاثیر سے یکایک دشمن ہو گئے سب راہبر رہزن ہو گئے شبرنگ نے کہا ای شاپور اب کیا تدبیر کرین
کچھ عیاری کرو شاپور نے کہا خیال تو کرو ہاتھ پانون مین رعشہ ہی فوج غم والم نے گھیرا ہی ہوش و حواس
درست نہین ہین اعضا چالاک و چست نہین کیونکر عیاری کرین جی چاہتا ہی سر پٹک کر جان دین نکلیے ان دونون مین یہ ذکر تھا

اور ایک طائر ہفت رنگ ان دونون کے سر پر چہکارتا ہوا نکلگیا طائر کا جانا تھا کہ ان دونون عیارون کے ہوش اُڑے شاپور نے کہا بھائی شبرنگ اب ٹلنا یہان سے جان بچا کے نکلنا مناسب وقت نہین مطعون ہوجاوینگے کہان جاکر جان بچاوینگے یہی گوہی میدان ہی چلو تمھارا وقت امتحان ہی یہ دونون کہتے ہوے طرف تخت سحر العجائب جادو کے چلے دیکھا مفتوح نے ہزارون ساحرون کو قتل کیا کسی کو جلایا کسی کو برق چمکا کے خاک مین ملایا ہزار ہا لاشہ پھڑک رہا ہی شعلۂ سحر مفتوح بھڑک رہا ہی بہ نگاہ عبرت دیکھتے ہوے سامنے تخت بادشاہ نکہرام سحر العجائب کے پہونچے صورتین ساحرون کی بنائے ہوے تھے برائے تسلیم خم ہوے عرض کی ای شہنشاہ غلامان جانباز حاضر ہین سحر العجائب نے کہا تم کون ہو ایک نے کہا ہم عیار نور الدہر ہین ایک نے کہا شاطر ایرج نوجوان ہین آپ نے بلایا ہم حاضر ہوے یہ بھی دیکھا ایک دفعہ پر نور الدہر و ایرج و گلرنگ و میمون اختر شناس و ہمراہان وغیرہ پانچ سو آدمی سرنگون غم سے کلیجہ جون سر جھکائے بیٹھے ہین کلام کرنے کی کسی مین طاقت نہین روح کو راحت نہین قلب مین قوت نہین سحر العجائب نے اشارہ کیا تم دونون عیار بھی اسی تخت پر بیٹھو تم سب کی باغ ویران مین دعوت ہی بڑی بھاری شوکت وجلالت ہی مابدولت نے آپ سب صاحبون کے واسطے تکلیف کی خود طلسم سے نکلے دونون اُچکے اُیک کے تخت پر بیٹھے سحر العجائب نے آواز دی ای مفتوح اب تمھاری خوشی ہوئی خبردار طلسم شوکت وطلسم خونریز کا انتظام کرنا انتظام مین خلل نہ آوے جو ضرورت ہو مابدولت کو عرضی لکھنا ہم کیا کسی کے محتاج ہین ساحران عالم کے سر کا تاج ہین زکمہو زبان نہین ہلائی اور سب گرفتار ہوے جن عیارون کا آپ لوگ خوف کرتے ہین ساحران عالم انکے نام سے ڈرتے ہین تمنے دیکھ لیا ہمنے کوئی سحر نہین کیا یہ بھی چلے آئے خود دہن اژدر مین گرے اب باغ ویران مین مثل قیدیون کے رہینگے جفاے زندانخانہ سہینگے مفتوح نے کہا حضور جائین اب مجھے کچھ خوف نہین ہی دونون طلسمات کے انتظام کرلونگا تیاری مرحلہ جات مین آپ سے عرض کرونگا مرحلے قدیم سے کرتے اب انکے عجائب زغرائب بنانا بہت دشوار ہوگا سحر العجائب نے کہا کچھ خوف نہین ایک اشارے مین مابدولت کے ایسے طلسم بنجاوینگے طلسم کشا اصلی کی آمد کے واسطے سد باب ضرور ہوگا سنتا ہون طلسم کشاے اصلی محترم و محتشم صاحب اسم اعظم ہوگا عیار اُسکے ساتھ وہ ہی کہ جسنے شمشش و دمامہ کو مارا اگر ہمارے طلسم مین قدم رکھنا مشکل ہوگا طلسم نور افشان تک آتا تھا راہ مین رک گیا ہی ہم اب اور طرح کا طلسم بناوینگے کاہنون اور نجومیون کا کیا اعتبار سب متفق کہتے ہین کہ یہ سال آخر طلسم ہی خداوند سامری وجمشید بھی ایسا ہی کچھ لکھگئے ہین ہم ان سب کو جھوٹا کرینگے مفتوح نے کہا آپ کا مثل کون ہی جب کو کب ایسے شخص کو آپ نے قید کرلیا لاچین بھی خود ہی آکر پھنسے تو اور کسی کی کیا حقیقت ہی سحر العجائب جادو نے مفتوح جادو کو بخوبی سمجھا کر سب قیدیون کو ساتھ لیے ہوے طرف طلسم نور افشان کے چلے ملکہ بران چونکہ خبر طلسم کشائی ایرج سن چکی ہین مان سے باتین کرر ہی ہین کہ کیون مادر مہربان آپ نے سُنا شاہزادہ والا قدر چرخ جرأت کا بدر لڑتا بھڑتا طلسم نور افشان مین آتا ہی راہ کے کانٹے مٹاتا ہی اب یہان بھی آجاوینگے اس خیال مین راتون کو نیند نہین آتی ہی طبیعت گھبرائی ہی جی چاہتا ہی گریبان چاک کرین صحرا مین جاکر بیٹھین شعر

دم کے مہمان ہین پیغام اجل آپہونچا
خط جو قاصد کو دیا تاب نہ آئی دل کو
ہوگئے رسوا جو عدالت مین یہ جھگڑا پہونچا

پاس ایمان نہ رہا عشق بت مہر و مین
مین ادھر اور اُدھر یار کونا ما پہونچا
پڑھکے مضمون غم انگیز بھر آئے آنسو

انکی دوری سے یہ اب حال ہمارا پہونچا
مین جو کعبہ سے پھرا ہوئے کلیسا پہونچا
تصفیہ قضیۂ الفت کا مناسب ہی نہین
اُنکی خدمت مین عریضہ جو ہمارا پہونچا

لہر اُس بحرِ لطافت کی جو آئی دل مین
ہاتھ پستانِ صنم تک جو ہمارا پہونچا
قاصدِ یار کو مین اپنا پیمبر سمجھا
دستِ محبوب مین اُڑ کر مرا نامہ پہونچا
قدسیون نے بھی جگر تھام لیا ہاتھون سے
توڑ کر سقفِ فلک عرش پہ نالا پہونچا
جوشِ الفت سے وہ روتے ہوئے در تک آئے
چھوڑ دو لوٹ کر کہ دکھنے لگا میرا پہونچا

صورتِ موج روان جانبِ دریا پہونچا
گہرِ یار کا نازک تھا نہایت مضمون
وحی سمجھا جو مرے پاس نوشتہ پہونچا
وہ جو پہلو سے اُٹھے بجلی گری میرے دل پر
شورِ نالے کا جو تا عالمِ بالا پہونچا
حور بن آئین ترے کشتے کی زیارت کے لیے
زیرِ دیوار جو عاشق کا جنازا پہونچا

ہم یہ سمجھے ہمین ہیل ہاتھ لگا طوبےٰ کا
ذہن مطلق نہ دمِ فکر ہمارا پہونچا
حالِ بیتابیِ دل خط مین جو مین نے لکھا
دردِ دل ہونے لگا روح کو صدمہ پہونچا
دیکھنا نا وکِ آہِ دلِ مظلوم کا توڑ
کربلا مین جو پئے دفن جنازا پہونچا
زور سے ہاتھ جو کھینچا تو بگڑ کر بولے

ملکہ ناہید نے کہا بی بی جو تم کہتی ہو بجا و درست ہی زندگی ہماری تمھاری شرط ہی اس طلسم کے فتاح صاحبقران عالیشان ہین یون اللہ مالک ہی کہ ہمارا فرزند آئے اور ہمکو تمکو چھڑا لے صاحبقران کے احسان سے بری رہین ہر چند کہ وہ آقائے نامدار قدرشناس ہین یہ بھی ظاہر ہی کہ فلک اساس ہین اُنکے احسان سے کہان تک بچ سکتے ہین لیکن حقیقت ہین اگر ایرج نوجوان فتح کرین تو ہمکو بڑی خوشی ہی یہ ذکر تھا کہ نارنجی آسمان پر چمکا کچھ موتی برسے کچھ پھول گرے کچھ پریزادین پیدا ہوئین جھونکے ہوا کے سرد کے چلے نخل وجد کرنے لگے شاخون نے دست درازی کی پھولون نے آنکھین کھولین ہر سمت سے عندلیبان خوشنوا نے اشعار بہاریہ پڑھنا شروع کیے مخمس

ہی اب آرایش سے رشکِ خلد ایوانِ بہار | ہر روش پر تختۂ گلزار ہی خوانِ بہار | بلبلین کیونکر نہون مشتاق سامانِ بہار
نوجوانانِ چمن ہین آج مہمانِ بہار | اوج پر ہی اندنون حسل علیٰ شانِ بہار

گلرخون کی طرح پھولون مین ہی شان دلبری | کم نہین خورشید رو سے باغ مین سرخ کھی | نرگسِ گلزار دکھلاتی ہی سحر سامری
نرگسی آنکھین دکھا کر جان کی گاہک ہوئی | بنکے سنبل دل کو لیٹی زلفِ پیچانِ بہار

رشکِ طوبےٰ قد ہی نرگس آنکھ پر کرتی ہی صاد | زلف و رخ کو سنبل و گل خلد کی دیتے ہین داد | دیکھکر تجکو نہین کچھ قدسیون کو خلد یاد
تجکو وہ جوبن دیا ہی حق نے ای نخل مراد | تجپہ ہی قربان بہار اور بندہ قربانِ بہار

ہی عروس باغ پر کیا خوب جوبن اندنون | حسن پر لالہ ہی رونق پر ہی سوسن اندنون | پہرے پھولون کے چراغ آسا ہین روشن اندنون
یوسفستان ہو رہا ہی صحنِ گلشن اندنون | روشن آنکھین کر رہا ہی پیرِ کنعانِ بہار

طفلِ مکتب ہو گا اُنکے سامنے روح الامین | ہونگے رضوان کے حسد گلزار پر بھی نکتہ چین | دیکھ لینا گر یہی صحبت رہی ای ہمنشین
اب تو دامن مین بذر اطفالِ بستان گر کہین | شیخ سعدی کو پڑھا دینگے گلستانِ بہار

سرزمین ہی جا بجا سرسبز عالم باغ باغ | ہی دلِ عنوان مین رشک گلشن ہستی سے داغ | ہین جو افسردہ اُنھین ہی مژدۂ عیش و فراغ
بچھاند کر دیوار بوئے گل کریگی تر دماغ | قدِ آدم سے سوا ہی موجِ طوفانِ بہار

زر بکف گلزار عالم مین ہی ہر گل کا ظہور | نقدِ گل لیجا ئینگے گلچین تین سے دور دور | دھوم بازارِ جہان مین گل کی ہونی ہی ضرور
صحنِ گلشن مین جو یون ہی ہو زرِ گل کا وفور | خوب کچھ سے اُڑائینگے جوانانِ بہار

فصلِ گل لو لائی ہی اب کھینچکر حب الوطن | تیری خاطر جمع ہی سامان یہ ای رشکِ چمن | قاصدا جا اُس سمن بر کو سنادے یہ سخن
باغ ہی سبزہ ہی مے ہی مین بھی ہون ای گلبدن | تو بھی گر آجائے تو ہو خوب سامانِ بہار

ترکِ زاہد سے حرم ہی کعبے سے چھوٹا ہی دیر | فصلِ گل مین اپنی حالت بھی نظر آتی ہی غیر | پوچھتے ہو حال کیا رعنا کا جو گذرا سو خیر
پھر وہی سودا ہی خار اور وہی صحرا کی سیر | کرتی ہی بیدم ہبا شارے چشم فتانِ بہار

تمام باغ ویران نمونۂ گلزار جنت ہو گیا نرگس شہلا کے اشارے سنبل کے پیچ و تاب سوسن کی زبان درازی عندلیبان
خوشنوا کی غمازی سرو دلب جو قمریون کی کوکو فاختۂ قلندر مشرب کی صداے حق سرہ نہرین جوش مین موج آب
مثل عاشق بیتاب حبابون نے آنکھین کھولین مچھلیان تڑپنے لگین اس ماہیت سے کوئی آگاہ نہین نہنگان بحری کا
حال تباہ لب ساحل گھڑیال سر پٹکتے ہین مگر نکل نہین سکتے ہین دریا مین تلاطم طائران صحرا کے ہوش گم سب حیران و
پریشان ہو کے دیکھنے لگے سب سے زیادہ کوکب کو انتشار تھا کہ آج یہ کیا ہوا اب جو دیکھا تو سحر العجائب تخت پر سوار
ہاتھ ملاتا ہوا زمین کو آسمان سے ملاتا ہوا پانچ سو قیدی تخت پر ان سب کے ہاتھ پانون مین ہتھکڑیان سب سے
زیادہ شدائد و مصائب براے ساحران شاپور و شبرنگ مسلسل و مطوق سر جھکائے ہوئے اپنے حال مصیبت پر
شرمائے ہوئے چاہتے ہین مہلت پائین تو اپنی جان دیدین ہر مرتبہ یہی خیال تھا ای شاپور و شبرنگ یہ ہمنے کیا کیا
ہمسے کچھ نہو سکا یون آکے پھنس گئے اب کیا ہوگا کوکب و برّان نے جو ایرج و نور الدہر کو مصیبت مین مبتلا دیکھا
قریب تھا کہ روحین قالب سے نکلجائین مگر کیا کرین کچھ زور نہین چلتا مسب ... بحسرت اپنے آقاؤن کو دیکھ رہے ہین
ہر ایک کا یہی قول ہی کہ یا رب ستم ہوا یہ شہزادے کیونکر گرفتار ہوے یہ تو طلسم توڑتے ہوے آتے تھے ملک کے ملک
فتح کر لیے ہین معلوم کیا افتاد پڑی کہ جو یہ پکڑے گئے بعضے کہتے ہین خود بادشاہ گئے تھے برّان و کوکب کے تو
اشک نشاط ہو گئے ہوش و حواس پراگندہ یا امید رہائی تھی اب سمجھئے کون صورت عیش و راحت مبدل بہ
مصیبت حیران حیران دیکھ رہے ہین مگر سحر العجائب باغ مین آکر اترا شاخسار جادو کو بلایا کہا ای
شاخسار ابھی افتاد پڑی تھی میان میمون نے قیدی کو یہان قیدخانے سے بلوالیا اسکا انکار اعتبار تھا کہ ہمکو کچھ
نہ بن پڑا قاصد کو روانہ کر دیا ہان آپسمین کہی بدی تھی عیاریان ہو گئین طلسم فتح ہوے آخر بدولت کو تکلیف ہوئی
قلعہ مفتوح تک جانا پڑا ای شاخسار تم جانتی ہو کہ اپنے عہد دولت مین کوکب روشنضمیر ہمکو کیا مانتے تھے
یہان جاکے لڑے غالب آئے خورشید روشنضمیر نے میان کوکب کو پکڑ لیا مین ہی نے جاکے رہا کیا ہمنے زبان بھی
نہین ہلائی یہ دونون قید ہو گئے عیار تو بڑے مکار ہوتے ہین کچھ بھی نہ ہو سکا ہاتھ باندھ کے چلے آئے اسی طرح
طلسم کشا اصلی پر سحر کرنا چاہیے امیر کو خبر ہو انھین کے لشکر سے فساد برپا ہو جائے عمرو عیار جسپر بڑا دعوی ہی
وہ خود صاحبقران کو پکڑ کر ہمارے پاس پہونچادے تب مزا ہی شاخسار نے کہا حضور جب بھی سلطنت آپ کی
ذات سے قایم تھی لڑائیان سب آپ ہی سے پڑتی تھین ہمیشہ افراسیاب کو ٹوکا بڑی بڑی لڑائیون کو رد کیا
... لطف سے حفاظت کریگی کیا مجال جو کسی غیر کا اس مقام پر گذر ہو نہ کوئی آنے جانے پائے قیدخانے کا انتظام
یون ہوتا ہی کہ اگر اپنا بھائی بند آئے تو اُسکی بھی تلاشی لین کہنے کا اعتبار نہ کرین اگر کوئی انکو بلوائیگا اور آپ
قصد کرین کہ بھیجدین تو ہم دس دن نہ بھیجینگے یہی چاہیینگے کہ یہ ہمارے مالک کے دشمن ہین انکا زندہ نکلجانا کیسا
اور ساحرون کو تو وہ تکلیف دونگی کہ تڑپ تڑپ کے مرین کوئی اور تمام ان بالتون کا ارادہ نہ کرے
خوب سمجھا کر قیدیان مذکور کو اسی مقام پر قید کیا بران کی بیقراری کوکب روشنضمیر کی اشکباری
سکندر زرین پوش زرین علم نے اب ایرج کو دیکھا بہت رویا کہا یارو یہ جوان بڑا جلیل ہی سپاہیون کا کفیل ہی
اگر سحر العجائب نہ جاتا تو ہر ایک کی مجال نہ تھی کہ اسپر دست انداز ہوتا ایرج کی نگاہ جو اُٹھی سکندر نے جھککر سلام کیا
ایرج نے برخوردار کہکے اسکا مزاج پوچھا سکندر ... ... محبت سے اشارہ کیا ایرج نے منھ پھیر لیا سحر العجائب
قیدیون کو شاخسار کے سپرد کیکے طرف اپنی ... ... مگر ان قیدیون کا مصنف وقت پر تحریر کریگا

دوسرے کلمے داستان صاحبقران زمان کہ قلعہ ابلیس پرستان پر مصروف جنگ ہین فتح ہونا
قلعہ ابلیس پرستان کا بعد مشقت تمام و دیگر حالات ملحقہ داستان ہذا خمسہ بمضمون موافق مقام

فلک پہ پھرتا ہی آوارہ مارا مارا چاند | تمھارے سامنے کیا ہو سکا ہی آرا چاند | جہان کی نظرون سے بس آپ نے اُتارا چاند
تمام رات ہوئی کر گیا کنارا چاند | تو اُترو بام سے تم جیتے اور ہارا چاند

ذرا اُتر کے چھپر کھٹ سے یان تلک آؤ | جھروکے کے نقوش سے اک لحظہ بیٹھ تو جاؤ | تماشا دیکھو نہ انجم سے اتنا شرماؤ
نقاب اُلٹ کے رخ رشک ماہ دکھلاؤ | اندھیری رات مین ہی ایک یکتا را چاند

ہر چار دن ہی کی بس چاندنی کہے کوئی کیا | مثل یہ راست ہی اُس مہ سے شک نہین اصلا | جو ہفتہ دو دست مین اُنکا رہا ہی شیدا
وہ ماہ آج جو آیا تو کل ہی جب مانگا | تماشا ہی عیش مین گذرا کبھی نہ سارا چاند

خیال جانب حور و پری نہین جاتا | نہ خواب مین بھی کی گلگشت ہی کا ہی آتا | نہین وہ نور کا پتلہ تو ہون یہ گھبراتا
فراق یار مین کوئی حسین نہین بھاتا | گران ہی مہر جہانتاب و ناگوارا چاند

یہ شعلہ رو کا خداداد حسن ہی یارو | اجلوہ طور سے بھی بڑھ کے اسمین ہی کلا | سر غرور مین ہی دود کبر ماہ کے گو
مقابلہ جو رُخ آتشین یار سے ہو | نہ ہو قرار ہوا اُڑ جائے بنکے پارا چاند

ہمیشہ کرتا ہی چوکھٹ پہ جبہ فرسائی | خصوص جب سے کہ شق القمر ہوا تھا کبھی | نہین یہ ہالہ ہی حلقہ بگوش سچ ہی یہی
تری غلامی کا دعوے ہی یار اسکو بھی | جبین پہ داغ کو رکھتا ہی آشکارا چاند

ہزار رکھتا تھا انداز دلربا یوسف | حضور رہوتا پر اُس بت کا مبتلا یوسف | عزیز دیکھو چھوڑ زلیخا سے کیا ہوا یوسف
زمانہ یار کا آیا گذر گیا یوسف | طلوع نیر اعظم ہوا سدھارا چاند

نہین عمل یہ ہی عین تصور دلدار | اثر و فور محبت کا ہی یہ بے تکرار | بنایا دل جو نقش کہ مطلع الانوار
ہمارے دل مین ہین نقش رُخ پرنور یار | پری کے بدلے ہی اس شیشے مین اُتارا چاند

نہین فلک کا نہ دیکھو زمین فروغ آتش | نہین زحل کو سُہا کے قرین فروغ آتش | ہوا ہی ماہ کو خور سے کہین فروغ آتش
رخ حبیب سے ممکن نہین فروغ آتش | اگر وہ حسن سے شعلہ ہی تو شرارا چاند

جو دہ رہروان منازل بیان سماعت فرخندہ کان مراحل قلعہ عجب ماز ذکر امات حال فتاحی شہر ابلیس پرستان یون لکھتے ہین شعر مصنف
سخن سنج و غواص دریا سے فکر ادا چنین سے نگارد بہ فحوا سے فکر ناظرین والا تمکین پر ظاہر ہو کہ حقیر پر تقصیر تحریر کر چکا کہ جب خواجہ عمرو نے اپنی صورت بشکل زرد درفت بنائی اور زرد درفت کو اپنی صورت پر تشہیر کرا دیا جب ابلیس خود پرست کو معلوم ہوا کھولے گئے ابلیس خود پرست کو بڑا صدمہ ہوا لکھ چکا ہون کہ خواجہ خدمت صاحبقران مین آئے امیر یہ خبر سنکر منتظر تھے عمرو آیا آکے امیر سے سب کیفیت عرض کی کہ خدا نے فضل کیا امیر نے فرمایا خواجہ اب جاؤ عمرو نے عرض کی نہین معلوم بادشاہ اسلام کا کیا حال ہی مین نے ہلال جادو کو تو پکڑ لیا جو کہ ملکہ ماہ عالم افروز کا نگہبان تھا اب خبر مشہور ہو گئی سب آگاہ ہوے کہ ہلال جادو کا ہیدہ ہوا قید ہو کر رنجیدہ ہوا اب جا کر دیکھون کونی اور نگہبان قرار پایا ہوگا یہ کہکے عمرو روانہ ہوا اگر ابلیس خود پرست نے جب زرد درفت کو رہا کیا گلے سے اُسکے گینڈ عیاری کا نکلا بخوبی ثابت ہوا زرد درفت نے تو کہا کہ یا خداوند میری آبرو گئی مین شہر مین مُنھ دکھانے کے لایق نہ رہا یا جا کے عمرو کو مارونگا یا اپنی جان دونگا ابہام سبکرو

اپنے خلیفہ کو بلایا کہا سب بیک بچون کو بلاؤ یہ میری آخر خدمت ہی اب مجکو نہ پاؤگے یا عمرو کو مار کر طبل یکتائی بجاؤنگا چار ہزار بیک بچہ جمع ہوا سب کو اپنے ساتھ لیکر چلا کہ عمرو کو گرفتار کرین خواجہ جب قریب قلعہ پہونچے تو رنگ روغن عیاری کا نکالکر ایک درویش جہان گرد کی شکل بنے شنجرفی پیراہن زیب جسم کفنی گلے مین پہنے ہوے یا ہادی یا مرشد یا داتا یا موجود کہتے ہوے قلعہ کے اندر آئے کوڑی کوڑا مانگتے ہوے چلے زود رفتہ ابہام الگ الگ چار ہزار بیک بچے پشت پر اُستاد کے اشارون کے طالب جسکو کہین اُسکو ہم پکڑ لین مگر ابلیس خود پرست گھبرایا ہوا عمرو کی عیاریان دیکھکر حیران ہوگیا یہ بھی خبر سُنی کہ ہلال نگہبان ملکہ عالم افروز کا پکڑ گیا عمرو نے اُسکو قبضے مین کر لیا ہنگام سیہ پوش ایک مصاحب کو حکم دیا کہ تم جاکر ملکہ کے قید خانے کی حفاظت کرو کوئی غیر وہان آنے پاوے ورنہ بڑا ہرج ہوگا عمرو اس فکر مین ہی کہ ملکہ کو رہا کرکے لیجاؤن نا بدولت نہین چاہتے ہین کہ وہ گیسو بریدہ رہا ہو قید خانے مین تڑپ تڑپ کے مرجاے ہنگام بارہ سو جادوگر اپنے ساتھ لیکر قید خانے کے دروازے پر آیا جب اندر گیا جائزہ لینے لگا ملکہ تو سرنگون اُداس عالم یاس کسی سے کلام نکرتی تھین تصویر بادشاہ کی آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی یہ اشعار عبرت آثار زبان پر جاری ہین نظم

گم سوزیے خود کہ چراغی بہ ازین نیست
مینائے گلگون صنم و سبزہ و ساقی
مستان ترا ہیچ دماغی بہ ازین نیست
لشگاف بناخن دہن داغ کہ مخفی

نور نظر خانۂ دل شعلۂ آہ است
درخانۂ تاریک فراغی بہ ازین نیست
گر شیشہ تہی گشت ترا از مے گلگون
بر سینۂ پا پنبۂ داغی بہ ازین نیست

خوکن بگل داغ کہ باغی بہ ازین نیست
ہجران زدہ را چشم و چراغی بہ ازین نیست
لب بر لب پیمانہ و سر بر سر مینا
خون دل خود خورکہ ایاغی بہ ازین نیست

ماہ پرور دایہ ملکہ کو سمجھا رہی ہی کہتی ہی واری صبر کیجیے آپ کو معلوم ہی جو جفا مین نے اُٹھائی آخر قید ہوگئی خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے وہ بیروی کررہے ہین اس قید مصیبت سے خدا رہا کرائے گا ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کے کہا اے ماہ پرور سب سے زیادہ مجھے یہ خیال ہی نہین معلوم اُس حریق آتش اشتیاق وغریق لجۂ فراق اسیر طرۂ گیسو ذبیح خنجر ابرو چرخ جلالت کے ماہ بادشاہ جمجاہ انتہا یہ ہی کہ مجھ بدنصیب کے فراق مین ایسے بیمار ہوے کہ جان پر بنگئی خدا خواجہ عمرو کی حفاظت کرے اُنھون نے مجھ تک پہونچایا اُنھین کی وجہ سے مین نے حضور کو دیکھا ہنگام سیہ پوش نے ماہ پرور کو جو زیادہ مقرب پایا یہ بھی ظاہر ہی کہ ماہ پرور دایہ نہایت حسین وجمیل ہی ملکہ کے امورات کی کفیل ہی ہنگام جادو ماہ پرور کو دیکھکر عاشق ہوا اُسوقت تو کچھ نہ کہ سکا کہ خود ملکہ سے ہمکلام تھی مگر خیال مین یہ کہ اب جو آؤنگا تو اس نازنین سے لگاؤ کرونگا دروازے پر آکے انتظام کیا جابجا ساحر مقرر ہوے ہنگام تو اس فکر مین کہ ماہ پرور کو پیغام دون اپنے واسطے راضی کرون کھانا بھی اُسنے عمدہ بھیجا جن چیزون کی ممانعت تھی وہ اشیا بھی بھیجے بلکہ ملکہ نے کہا کیون ماہ پرور آج کوئی نگہبان نیا آیا ہی اس طرح کے کھانے پانی کی ممانعت تھی ماہ پرور نے کہا ہلال تو غروب ہوا اب اور کوئی ساحر آیا ہی شاید کچھ نیک ہی کہ اُسنے اس طرح کا کھانا بھیجا مین پوچھونگی یہان تو یہ کیفیت ہی ملکہ کی یہ حقیقت ہی لیکن ابلیس خود پرست گھبرایا ہوا قصر اسرار ساحری مین آیا ایک گوشے مین آکر بیٹھا دیکھا اُسنے ایک مقام پر فرش قالین بچھا ہی تین پتلیان سُنہری ایک مقام پر بیٹھی ہوئین گنجفہ کھیل رہی ہین اُسی طرح کی باتین عشق ومحبت کی گھاتین ایک نے کہا بوا اسر نہ کیا دوسری نے کہا بوا مین خود افسر ہون کیا تمھاری بازی اتر ٹیپ کٹگئی اکلو سوخت ہوے کیون دہلاتی ہو بحر غم مین نہلاتی ہو اکے دوے کی خیر مناؤ ششدر پنج نہ کرو خلال ہونے پر بگڑتی ہو دوسری نے کہا بوا میرا خوشی سے چہرہ سرخ ہی مین خود تاجدار زادی ہون سب امیر ووزیر

صحبت مین آتے ہین ہمارے خداوند کیون گھبراتے ہین چنگ مرچنگ بجانا بھول جائینگے اب خرج نہ پائینگے جو بات کرو سمجھ بوجھ لو پہلے ہمسے پوچھ لو ابلیس بیٹھا سُن رہا ہی انکی باتون پر سر دھن رہا ہی بڑا یہ خیال ہی کہ میرے مطلب کی کوئی بات نہین ہوئی حقیقت مین جو انتظام ابلیس نے کر دیا ایسا کبھی انتظام نہ ہوا تھا اپنے مطلب کے واسطے بیقرار ہی تیسری رات ہوا تھنے یہ بھی دیکھا آج خداوند آسے ہین چھپکے بیٹھے ہین ایک نے کہا بوا مین کیا کرون خداوند نے اپنے سر پر آپ آفت لی مسلمانون سے کیون بگڑے ہی الجھائی اب قدرت کو یہ مناسب ہی کہ غفلت نہ کرین آٹھ پہر ہوشیار رہین خود اُٹھین اگر قدرت فکر کرین طبل جنگی بجا مین کچھ عجب نہین اگر سامری و جمشید مہربان ہوجائین اول قدرت کو چاہیے کہ اسم اعظم بند کرین مسلمانون پر لشکر کشی ہو طبل جنگی بجے ایک دم بھر مسلمانون کو آرام نہ ملے کیا عجب ہی فتح ہو جائے ساکنان قلعہ ابلیس پرستان کی مراد بر آئے ہم لوگ بھی مسافر ہین جب یہ قلعہ نہ ہوگا جو خداوند بنکر بیٹھے ہین اُنپر زوال آئیگا پھر ہم کیونکر بیٹھینگے یہ قصر ایسا قدرت کے قبضے مین ہی کہ خبر آئندہ و گذشتہ دریافت ہو سکتی ہی مگر افسوس ہی کہ قدرت نے بیٹھے بیٹھے اپنے آرام مین فرق ڈالا مزے سے سلطنت کرتے تھے ساحر جمع رفیق شفیق عمدہ یہ جھگڑا پھیلگیا اب جو قدرت نے آرام مین فرق ڈالین خود مقابلہ کرین اسم اعظم حمزہ بند ہو گیا تعجب ہی کہ بن پڑے اور انتظام ہو جائے اگر خود عیش و فرحت کے پابند رہینگے و مسدم جفا سہینگے مسلمان بے فتح کیے یہان سے نہ ٹلینگے جس ملک پر ان لوگون نے دانت لگایا اُسکو بے تباہ کیے نہین چھوڑا ہم کیونکر کہین کہ یہان فتحیاب نہونگے یہ باتین سنکر ابلیس نکلا دربار مین آیا ساحر آکر جمع ہوے کہا سنو صاحبو مین نے ساربان زادے کے ہاتھ سے بڑے ملال اُٹھائے اب قلب کو نہین گوارہ لہذا یہ ارادہ ہی کہ تقدیر مضبوط کرون مسلمانون کو غارت کرون ہر چند کہ میرے بندے ہین مگر سرکشی کر رہے ہین ما بدولت بذات خود تدبیر کرینگے سب نے کہا بہت مناسب ہی زود رفت نے کہا مین تو عمرو کو تلاش کر رہا ہون پہر دو پہر مین گرفتار کرکے لاتا ہون ابلیس نے غصے مین آکر حکم دیا طبل جنگی بجے قدرت خود پیروی کرینگے یہ کہکے اُسی وقت حکم دیا طبل جنگی بجا سارے لشکر مین یہ بات مشتہر ہوئی قدرت نے طبل جنگی بجوایا ہرکارے جو یہان برائے جاسوسی حاضر تھے خبر یہ سنکر بھاگے حمزہ صاحبقران بیٹھے یہی ذکر کر رہے ہین کہ ہرکارے آکر پہونچے پہلے دعا دی قطعہ

دولت و اقبال تو جاوید باد
دولت ز غنچۂ باغ مراد گلشن باد
در گہ تو قبلۂ امید باد
از نور لطف ازل چشم بخت روشن باد
شہریار کی عمر دراز ہو دوست شاد

دشمن پامال آج ابلیس خود پرست نے طبل جنگی بجوایا ہی مشہور ہی کہ خود میدان مین نکلیگا اپنے سحر کے عجائب و غرائب دکھائے گا اُسکو اپنے سحر پر بڑا اعزا ہی ساحرون مین بہت تر ا ہی صاحبقران نے فرمایا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے نقارہ بجا سب اہالیان لشکر کو معلوم ہوا کہ کل مقابلہ ہی ابلیس خود نکلیگا تیاریان ہونے لگین مگر خواجہ عمرو بشکل فقیر پھر رہے ہین کہ زود رفت نے دور سے دیکھا آنکھ ملگئی پہچانا اسنے ساحرون کو اشارہ کیا کہ صاحبو عمرو آتا ہی اسکو آتے ہی پکڑ لو نکلکے نہ جانے پائے شاگردون نے اسکے سب طرف سے بلوہ کیا عمرو قلعہ سے نکلکر بھاگا زود رفت چلا آتا ہی شاگرد اسکے پیچھے رہگئے جب خواجہ جنگل مین پہونچے دیکھا زود رفت پیچھا نہین چھوڑتا چلا ہی آتا ہی عمرو نے دیکھا اکیلا ہی میرا کیا کریگا پلٹ پڑے کہا او زود رفت کیون شامت آئی ہی تنہا پھرتا ہی اگر غیرت نہ آئی زود رفت نے پنجہ مارا عمرو اور زود رفت سے پنجہ چلنے لگا حقیقت مین اس زور شور سے لڑ رہا ہی جان دینے پر آمادہ ہی یہی چاہتا ہی کہ عمرو کو مارون یا گرفتار کرون عمرو ہمہ تن چشم بنا ہوا لڑ رہا ہی کہ سامنے سے گرد اُڑی چار ہزار شاگرد ہمراہ زود رفت اپنے اُستاد کو ڈھونڈھتے ہوے چلے آتے ہین جیسے ہی

دور سے دیکھا کہ عمرو سے اُستاد لڑ رہے ہین پکار کر آواز دی اُستاد نہ گھبرائیے گا ہم آپہونچے زود رفت نے شاگردون کو دیکھ
بھولگیا کہا کیون خواجہ اب کہان جاؤ گے عمرو نے کہا دیوانہ ہوا ہے اس میلے کی کیا حقیقت ہے مگر زود رفت عیار نے
اشارہ کیا سب نیچے کھینچکر عمرو پر آ پڑے کسی نے کمند لگائی کسی نے خنجر کھینچا کسی خطا شعار نے گوشے سے تیر مارا عمرو نے
تیر قلم کیے خنجر خم ہو کر خالی دیے کمندون سے جست کر کے نکلا یہی چاہتا ہے زود رفت کہ اردن زود رفت ہٹا جاتا ہے
غور سکے عمرو لڑ رہا ہے کسی مقام پر کمی نہین کرتا ہے مزاج برہمی نہین کرتا زود رفت نے دور سے کئی پتھر مارے عمرو
نے تین پتھر روکے ایک پتھر پاؤن پر پڑا ایک اُنگلی شکست ہوئی خون بہنے لگا مگر عمرو نے خیال بھی نہ کیا اُسی تیور سے
لڑے جاتا ہے دوپہر کامل نیمچہ کمند تیر خنجر سب طرف سے عمرو پر چلے خواجہ نے ہر ایک کا وار خالی دیا سب کا یہی قول ہے
عمرو بلائے روزگار ہے دیکھو صاحبو پلک نہین جھپکتی ہے شیرانہ لڑ رہا ہے عمرو نے پچاس شاگرد زود رفت کے مار کر
ڈالدیے اب سب نے ملکر بلوہ کیا منظور یہ ہوا جس طرح بنے پکڑ لیجیے عمرو نے جست کی کہ مجمع عیاران سے نکلجاؤن
جست جو کی شاخ نخل سر پر تھی اُسکی ٹھوکر لگی لڑکھڑا کے گرا سب ٹوٹ پڑے از روے بلوے کے عمرو کو پکڑ لیا
خواجہ بفرط زخمداری بیہوش ہو گئے زود رفت نے پشتارہ پشت پر لگایا شاگردون سے کہا تم سب بڑھ چلو مین
عمرو کو لیکر آتا ہون شاگرد تو آگے بڑھ گئے زود رفت پشتارہ خواجہ کا لیکر چلا کوہ و دشت کو طے کرتا ہوا آتا ہے
کہ طرف سے قلعہ کے گرد اُڑی دیکھا ابہام سبکرو خلیفہ میرا آتا ہے اُسنے جو اُستاد کو دیکھا دور سے سلام کیا
جھپٹ کے قریب آیا کہا کہیے اُستاد کیا کیا زود رفت نے کہا عمرو کو پکڑ لیا مگر پچاس شاگرد مارے گئے لاشے
صحرا مین پڑے ہین ابہام نے کہا اُستاد آج آپ ہوش مین نہین ہین غضب ہو گیا کسی نے خبر شاگردان عمرو کو
کر دی گلباد و کلباد چار ہزار پیک بچے لیکر آپ کو ڈھونڈھتے ہوے تا بہ دربارگاہ خداوندی پہونچے جب آپکو
وہان بھی نہ پایا کئی ہزار ساحر مار ڈالے قدرت بھاگتے پھرتے ہین ڈر سے عیارون کے مُنھ کے بل گرتے ہین جلد چلیے
ایسا نہو قدرت کو مار لین قدرت آج ایسے گھبرائے ہین کہ تقدیر نہین کرتے خدائی کرنے پر مرتے ہین اب جلد سے چلیے
عمرو کا پشتارہ مجھے دیجیے ابہام نے گھبرا دیا زود رفت پریشان یہ بھی یقین ایسا نہو قدرت قتل ہو جائین اے
زود رفت کیونکر زندگی ہو گی کون خدائی کریگا ملک ابلیس پرستان برباد ہو جائیگا یہ سوچکر اسنے پشتارہ
عمرو کا دیدیا ابہام نقلی نے پشتارہ زود رفت سے لے لیا کہا آپ جا کر انتظام کرین مین جا کر پشتارہ عمرو کا درّہ کوہ
مین چھپاتا ہون جب اطمینان ہو جائیگا آؤنگا یہ کہکے طرف صحرا کے چلا جب دس قدم نکلگیا پکار کر آواز دی ہاو زود رفت
منم مہتر ابو الفتح اصفہانی دیکھ یون چونا لگاتے ہین یہ سُنکر زود رفت گھبرایا چاہا کہ پیچھا کرے ابو الفتح پیک سے
نکلگیا زود رفت سر پیٹتا رہگیا اگر ابلیس خود پرست طبل جنگی بجوا کے دربارگاہ پر ٹہل رہا ہے اول عیار آکے پہونچے
ذکر گرفتاری عمرو کیا کہ ہم سب نے ملکے عمرو کو گرفتار کر لیا یہ سُنکر ابلیس سحر کر کے چلا صاحبقران بارگاہ برخاست کر کے
براے آرام چلے ہین کہ عمرو سامنے سے آیا کہا اے شہریار مین قلعہ ابلیس پرستان مین گیا تھا ہر مقام پر یہی لڑ رہی
کہ اسم اعظم صاحبقران بند ہوا امیر نے فرمایا نہین مجکو یاد ہے عمرو نے کہا پڑھیے مین سنون میرے دل کی تسکین ہو
ابلیس کا سحر بہت بڑا ہے شاید اُسنے کوئی شعبدہ کیا ہو امیر نے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا نصف امیر نے پڑھا تھا
کہ عمرو نے مٹھی سے ایک طائر چھوڑا اُس طائر نے گرد سر صاحبقران چرخ مارا عمرو نقلی نے جست کر کے طائر کو لیا
ایک شیشہ پاس تھا اُسمین بند کیا آواز دی اے حمزہ منم خداوند ابلیس خود پرست امیر کی زبان مین لکنت آئی
ابلیس اُڑ کر جا کا ستارہ بنکے آسمان مین ڈوبگیا سرداران صاحبقران ہلڑ سُنکے دوڑے دیکھا صاحبقران

خاموش کھڑے ہین رنگ و متغیر سردارون نے عرض کی یہ کیا معرکہ ہوا امیر نے سب کیفیت آمد ابلیس کی بیان کی کہ اس مکر سے اسم اعظم لیگیا مگر شاید ہمارے یار وفادار پر بھی کوئی افتاد پڑی جب تو وہ بصورت عمرو آیا کچھ تو اُسکو اطمینان تھا یہ ذکر تھا کہ مہتر ابو الفتح و خواجہ عمرو آکر پہونچے عمرو نے دیکھا بیچ مین صاحبقران خاموش کھڑے ہین سب سردار افسوس کر رہے ہین عمرو نے کہا کیون شہریار خیر تو ہے امیر نے فرمایا خواجہ تم کہان تھے ابلیس تمھاری شکل پر آیا اسم اعظم بند کر کے لیگیا تمھارے نہ ہونے کا اُسکو کیا اعتبار تھا عمرو نے کہا مین گرفتار ہو گیا مگر ابو الفتح نے بڑا کام کیا کہ اُسکے شاگرد درشید کی شکل بنکر پشتارہ میرا لیا مگر مین جاتا ہون انشاء اللہ رہائی اسم اعظم کی تدبیر کرونگا اگر صبح تک شیشہ نہ ٹوٹا اور اسم اعظم نہ چھوٹا تو صبح کو قیامت برپا کریگا مگر ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ حرز ہیکل گلے مین صاحبقران کے موجود ہے اس باعث سے بیہوش نہین ہوے امیر نے فرمایا خدا اسے ما بزرگ است تو جب مضمون مصرع ع دشمن اگر قویست نگہبان قوی ترست + یہ فرماتے ہوے طرف آرامگاہ کے گئے عمرو اُسی وقت بالباس عیاری سے آراستہ ہو کر چلا مگر ابلیس جب شیشہ لیکر آیا دربارگاہ پر پہونچا زود رفت کو دیکھا سر جھکائے ہوے کھڑا ہے ابہام کہ رہا ہے اُستاد آپ نے بڑا دھوکا کھایا آپ یہ نہ سمجھے کہ ابہام کو برائے انتظام بازاران چھوڑ آیا ہون یہان کیونکر آیا زود رفت نے کہا ای مہتر کیا کہون اس طرح اُسنے مجھکو گھبرا دیا کہ کچھ بن نہ پڑا پشتارہ مین سے نہ دیا اُس ظالم نے اتنی دور جا کر نعرہ کیا کہ مین کچھ کر نہ سکا لیکر وہ عمرو کو نکل گیا ابلیس نے کہا ای زود رفت کیون گھبراتا ہے مین اسم اعظم حمزہ بند کر لایا صبح کو ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا برادر مجھکو اسی کا ہے تاب نہین مجال ہے کہ کوئی زبان کھول سکے مگر مین یہ شیشہ لیکر قصر اسرار سامری مین جاتا ہون زود رفت نے کہا بہتر ابلیس قصر اسرار سامری مین آیا دیکھا پتلیان ہر سر کھیل رہی ہین چھ تین پو بارہ کی صدا بلند ہے ایک کہتی ہے بڑی رنگ کیون کھسلا دوسری کہتی ہے سبھی بند تھے اب داؤن رکھونگی کہین چار کانے نہ آجائین کہ رنگ نہ … بد رنگ … جیت گیا اب داؤن جاؤنگی تمھاری ایک گوٹ لنگڑی رہی آٹھ گوٹین اسی کے واسطے ہین گھیر کر مارونگی جیسے ہی ابلیس اندر آیا کنیزون نے کہا مبارک مبارک اسم اعظم بند کر لائے لاؤ شیشہ رکھو صبح کو میدان مین خود نکلو کوئی زندہ نہ بچیگا اب دمبدم فتح نصیب ہوئی بربادی مسلمانان قریب ہوئی ابلیس ایک گوشے مین شیشہ رکھکے باہر نکلا دیکھا کہ سامری ہوخانہ فلک چہارم سحر ضیا تیار کرکے مقفل مہر ہاتھ مین لیے ہوے تماشا … بتکدہ خوانی ہوا ستارہ سحری آسمان پر چمکا شوالون مین پوجے پاٹ ہونے لگے ہر کوئین پہ برہمن اشنان کر رہے ہین لٹیان برنجی ہاتھ مین طرف شوالے کے جاتے ہین بعضے کھونٹی دار کھڑاؤن پہنکر نکلے ہین غلغلہ ہے کہ آج میدان کارزار مین چلکر مسلمانون پر سحر کرو اسم اعظم بند ہوا ہر جادوگر سحر ہاتھ مین لیکر طرف میدان کے جاتے ہین یہان صاحبقران زمان مثل آئینہ حیران بشکل زلف پریشان بیرون بارگاہ تشریف لائے ہین سردار آتے جاتے ہین امیر نے ارشاد فرمایا ہے کہ اشقر تیار کرکے لاؤ مگر نہین معلوم خواجہ عمرو نے کیا کیا ہمسے وعدہ کرکے گئے تھے کہ مین برائے رہائی اسم اعظم جاتا ہون گلیم وغیرہ عرض کر رہے ہین کہ اُستاد جب سے گئے واپس نہین آئے کہ دیکھا سامنے سے خواجہ آتے ہین مگر سرنگون پریشان امیر کو سلام کیا عرض کی غلام نے بہت پیروی کی مگر رہائی اسم اعظم کی تدبیر نہ ہوئی انشاء اللہ سنا ہے مین نے کہ اُسنے شیشہ اسم اعظم کا قصر اسرار سامری مین رکھا ہے خدا نے چاہا تو تدبیر کرونگا آج دیکھیے کیا گذرتی ہے صاحبقران یہ فرما کر کہ خدا مالک ہے بپشت اشقر پر سوار ہوے عمرو لشکر سے نکلگیا جانتا ہے کہ آج ابلیس آفت برپا کریگا امیر مع لشکر میدان کارزار مین آئے دیکھا ابلیس ایک مرکب ندر سوار

پشت پر تمام ساحران غدار بڑے زور و شور سے میدان کارزار مین آکر پہونچا مہنت جادو پہلو مین کھڑا ہی لشکر
درست ہو رہے ہین صفین جمین نقبا۔ بلند آواز نکلے یہ اشعار پڑھنے لگے **نظم**

نقیبان سو بسو گشتہ خروشان
کہ دنیا بے ثبات و بیقرار است — جوانان دل قوی دارید امشب
کہ فردا روزگار کارزار است

ای جوانان شیر دل وقت جنگ و جدل ہی اگر قدم پیچھے ہٹایا جرأت مین خلل ہی **شعر** رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہگیا
مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا **بند**

ہمنے دیکھا ہی تواریخ مین ای اہل نظر — ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر — وجہ ہو اسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر
یعنے وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلاکر — زادرہ ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم — سفر دور و دراز است و ما بیخبریم

اس طرح کے اشعار مذمت دنیا مین جو نقیبون نے پڑھے جوانون کی آنکھون مین نشے آگئے بہادر جھومنے لگے
ہر ایک کا یہی قصد تھا کہ لڑین بھڑین نام پیدا کرین دنیا مقام عبرت ہی جگہ عشرت کی نہین بڑے بڑے اولو العزم
اس دار فانی سے حسرت و یاس لیکر گئے دارا و کیقباد و منوچہر و ضحاک ماردوش و فریدون فرخ یہ سب حسرت و آرمان
لیکر پردۂ دنیا سے گئے نام انکے باقی ہین قبرون کے نشان بھی نہین ہے کوئی ذکر بھی نہین کرتا مگر عدل و انصاف بڑی چیز ہی عدالت
نکرنے والا بدتمیز ہی بادشاہ کو چاہیے کہ رعیت کو مثل فرزند کے سمجھے بموجب ارشاد جناب شیخ سعدی **مصرع**
رعیت چو بیخ ست و سلطان درخت + حقیقت مین جڑ کی بات ہی اگر بیخ مضبوط ہوگی نخل کو قیام ہوگا ورنہ بدنام ہوگا
نوشیروان عدل سے آج تک مشہور ہی اہالیان لیاقت بکیفیت اسکا نام لیتے ہین مثال مین یہ قطعہ عرض کرتا ہون **قطعہ**
فریدون فرخ فرشتہ نبود — ز مشک و ز عنبر سرشتہ نبود — کہ مشہور شد او بہ این نیکوی — تو داد و دہش کن فریدون توی
اس طرح فقرات و اشعار عبرت آثار نقیبون نے کہے کہ اہالیان لشکر مست تھے یہی قصد ہین کہ اپنے دشمن سے لڑین بزرگون کا
نام روشن ہو ایسا نہو کہ قدم پیچھے ہٹے ایک قدم مین جرأت و بہادری کا امتحان ہوتا ہی خزانہ جانبازی کا نقصان ہوتا ہی
ابلیس نے مہنت جادو کو اشارہ کیا کہ جاکر حمزہ کو ٹوکو بڑی ناموری کی بات ہی تمام عالم مین مشہور ہوگا کہ مہنت
بندۂ خاص ابلیس ہی اسنے اس شخص کو مارا کہ جسکا عالم مین مثل نہ تھا جسنے دمامہ و مشمش کو قتل کرایا اسکو مہنت نے
ٹوک لیا مہنت خوش خوش میدان مین آیا گینڈے پر سوار تھا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو
نکلے منم بندۂ خاص خداوند ابلیس خود پرست مگر سواے حمزہ کے اور کسی کو نہین چاہتا صاحبقران نے اشقر بڑھایا
اور سردارون نے دوڑ کر رکاب تھام لی عرض کی غلامان جانباز جاکر اسکو جواب دینگے آپکے اقبال سے سر کاٹ لینگے
امیر نے فرمایا ای بہادر و تم ایسے ہی ہو تلوار تمہارا نام لیکر باندھے تمھین جان کا کچھ خوف نہین یہ ہمیر بخوبی روشن ہی
ہر شخص تم مین صفدر و صف شکن ہی مگر میرا نام لیکر پکارتا ہی جانا مجھی کو واجب و لازم ہی آپ لوگون کے واسطے بھی بدنامی
ہی اپنے مقام پر سب یہی کہینگے خاموش نہ رہینگے کہ افسر کو بلایا سردار آیا شاید افسر لڑنے کے لایق نہ تھا انشاء اللہ میں ہی
فتحیاب ہونگا حرز ہیکل موجود ہی سحر تاثیر نہ کریگا آیندہ پروردگار مالک ہی یہ فرماکر اشقر بڑھایا مہنت للکار رہا تھا کہ
صاحبقران سامنے پہونچے مہنت نے جھولی سے گولہ نکالکر مارا گھوڑا امیر کا بدلگامی کرنے لگا امیر نے حرز ہیکل کو
جنبش دی وہ تب قایم ہوا اسنے ماش کے دانے مارے پھر امیر کے مرکب نے قصد کیا کہ طرارہ بھرون امیر نے ہیکل کا
عکس ڈالا مرکب رکا امیر نے کوڑا اٹھایا یہ مرکب اصیل اپنے راکب کا کفیل مرکب ہاے بادرفتار مین جلیل مثل انسان
فہیم و عقیل طرارہ بھرکے قریب مہنت کے پہونچا اب اسنے ناچار ہوکر ہاتھ تیغۂ سحر کا مارا امیر پر شعلہ ہاے
آتش گرے بسبب حرز ہیکل کے تاثیر نکرسکے امیر نے ہاتھ تیغۂ عقرب کا مارا اسنے اپنے سحر کے جوش مین بچاے

سپر سر آگے کر دیا تیغ عقرب آگر پڑا یا تو سپر پر برق شمشیر تجلی تھی یا زمین مین تلوار نے بوسہ دیا علامت مرنے کی مہنت کے ظاہر ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من مہنت جادو بود البیس نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ مہنت مارا گیا گھبرا گیا فوراً پرے پر از پیدا کر کے اُڑا قصر اسرار سامری مین پہونچا پکار کر آواز دی ای کنیزان سامری کیا سبب ہوا کہ مہنت مارا گیا بڑا مجکو تردد ہی ایک پتلی نے آواز دی تو نے کس مُنہ پر دعوی خدائی کیا کچھ سمجھتا ہی نہین ارے حمزہ کے پاس حرز ہیکل موجود ہی جبتک حرز ہیکل قبضے مین رہیگی سحر حمزہ پر تاثیر نہ کریگا کسی طور سے حرز ہیکل اُنکے قبضے سے نکال جب حرز ہیکل حمزہ کے پاس سے نکلجائیگی تب جو سحر کریگا تاثیر ہوگی یہ سنکر البیس پلٹا تھوڑی دیر مین آیا اپنے مرکب کو چمکا کر صحرا کی جانب آواز دی ای طاؤس جادو رقص کرنے کا وقت آگیا جیسے ہی البیس نے یہ آواز دی دیکھا صحرا سے ایک طاؤس زرین بال رقص کرتا ہوا پیدا ہوا سامنے امیر کے آیا امیر گھوڑے سے کودے تماشہ اُسکے رقص کا دیکھنے لگے عمرو ایک جانب کھڑا یہ تماشہ دیکھ رہا ہی مگر گلیم اوڑھلی ہی کہ مجکو کوئی نہ دیکھے امیر تماشہ دیکھتے دیکھتے مبہوت ہونے لگے طرف طاؤس کے چلے عمرو نے دیکھا کہ قلب امیر منقلب ہوا طاؤس نے منقار کھولی آواز دی یا صاحبقران مین مرد سائل ہون آپ کے پاس عرض لیکر آیا ہون حرز ہیکل مجکو دیجیے میرے فرزند کو مار سیاہ نے کاٹا ہی جسم سے اُسکے چنگاریان نکلتی ہین گرمی زہر مار سیاہ سے ہڈیان مثل ہیزم خشک جلتی ہین چند ساعت کے واسطے مجکو دیجیے مین جاکر پانی مین دھوکر اپنے فرزند کو پلا دون پھر لیکر آؤن امیر نے گلے سے اُتاری قصد کیا کہ طاؤس کو دیدون عمرو نے بتعجیل سر سے گوپھن کھولا سنگ تراشیدہ و خراشیدہ کلّہ گوپھن مین دیا چرخ دیکر مارا سر پر طاؤس کے پڑا طاؤس کا سر پھٹا چرخ کھاکر زمین پر گرا آواز آئی کشتی مرا نام بود طاؤس جادو بود البیس گھبرا گیا کہ یہ پتھر آسمان سے اس بت پرست پر کیونکر گرا بڑا سخت دل تھا آبسلی ہوگیا دیکھیے اب کیا ہوتا ہی صاحبقران کے ہوش درست ہوے پشت مرکب پر سوار ہوکر آواز دی او البیس دو کسی کو بھیج البیس نے بال سر کے نوچ کر طرف جنگل کے پھینکے آواز دی ای ماران اژدر سوار ہیکل نہ جانے پاوے صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک ساحر سیہ فام بدانجام بصورت مہیب بشکل عجیب ایک اژدر پر سوار آکر پہونچا امیر کو سلام کیا اک آہ کی کہ اژدر جلکر خاک ہوا اب سب نے دیکھا کہ ساحر ہاتھ باندھے ہوئے سامنے امیر کے رو رہا ہی عرض کرتا ہی ای شہریار مین حرز ہیکل مانگنے آیا ہون یہ کہتا ہی اور دستک بھی دیتا جاتا ہی اُسکے دستک دیتے ہی امیر گھوڑے سے کودے حرز ہیکل اُتاری عمرو اسی سوچ مین کھڑا ہی دیکھا کہ صاحبقران ہیکل دیا چاہتے ہین عمرو نے اُسی طرح پتھر مارا جب قریب سر اُس ساحر کے پہونچا ایک بچہ شہر ا پہونچا اُسنے پتھر کو پکڑ لیا پتھر کو زمین مین پھینکدیا عمرو نے چاہا دوسرا پتھر مارون اُتنے ہی عرصے مین صاحبقران نے ہیکل دیدی وہ ساحر ہنستا ہوا بھاگا سرداران امیر نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ جب وہ ساحر غائب ہوا رنگ رو صاحبقران متغیر ہوگیا لڑکھڑا کے زمین پر گرے اشقر جوش محبت مین گرد پھرنے لگا البیس نے گھوڑا بڑھایا قصد کیا امیر کو گرفتار کرلون بلا زمان صاحبقران دوڑ پڑے سپر و تفنگ چلنے لگے کمانے کڑکین تلوارین چمکین تیرون نے سر اُٹھائے علمون نے اپنے بال کھولدیے دماموں نے اپنا سر پیٹا زمین تھرائی البیس نے پیچھے ہٹکر ایک گولہ مارا اپنے ساحرون کو الگ کیا کہا یارو تم کیون اپنی جانین دیتے ہو مین وہ تدبیر کرتا ہون کہ مسلمان تڑپ تڑپ کے مرین یہ سحر سات دن کا ہی بعد ہفتہ نام مسلمانان نہ معدوم ہوگا سب آتش سحر سے جل بھنکر خاک ہونگے قصے ان سب کے پاک ہونگے ساحر تو ہٹے البیس نے چار گولے چار طرف لشکر اسلام کے مارے شعلہ ہاے آتش بھڑکے دھوان بحساب پیدا ہوا ایک بجلی زمین پر گری کہ سب کی

آنکھین بند دل دردمند ہوش وحواس پراگندہ فریاد والغیاث کی صدائین بلند کوئی پروردگار کو پکارتا ہی کوئی پیچھے
جاکر اپنے افسر کے چھپا کانپ رہا ہی مگر آسمان سے آتش سحر کا نزول صاحبقران زمان کے سردار ملول ابلیس خود
سحر کر رہا ہی پکار پکار کے آواز دیتا ہی منم خداوند ابلیس خود پرست اب میرے ہاتھ سے کہان جاؤ گے کسی طرح
امان نہ پاؤ گے دو گھڑی تک گرد لشکر اسلام اس طرح کا اندھیرا رہا کہ اپنے ہاتھ کو کوئی آپ نہین دیکھ سکا بھائی سے
بھائی دور معشوق عاشق سے مہجور روشنی سحر کافور تاریکی سے تمام دنیا معمور بعد عرصۂ دراز ابلیس نے آواز دی
ای ظلمات سحر بند جاؤ تمھارا کام نہین بندے ہمارے تماشہ قدرت کا دیکھین یہ کہنا تھا کہ ایک ساحر اُسی تاریکی
مین سے پیدا ہوا ابلیس کو سلام کیا ابلیس نے کہا ای ظلمات اب جاؤ قدرت سحر کر لینگے بندے ہمارے
ہماری قدرت کو دیکھین اعتقاد کرین کہ قدرت ہمارے ایسے صاحب اختیار ہین وہ ساحر پرواز پیدا کرکے
چلا عمرو نے دیکھا یہی ساحر سب کو اپنے سحر مین پھنسا کے چلا ہی اسی کی فکر کرنا واجب ولازم ہی عمرو اسکے پیچھے چلا
مگر ابلیس نے دستک دی دستک دیتے ہی برق چمکی گرد لشکر کے دیوار دھوین کی چھاگئی اندر یہ کیفیت ہی کہ
سردارون نے امیر کو لیجا کر بارگاہ سلیمانی مین پہونچایا جسقدر سردار ساتھ صاحبقران کے اندر بارگاہ سلیمانی
کے تھے سحر سے محفوظ رہے مگر صاحبقران بیہوش ہین جب آنکھ کھلتی ہی فرماتے ہین ہمارا سر کاٹ لو ہمسے گرمی قلب نہین
اُٹھتی اب یونہین روح نکلجائے صدمہ نہین اُٹھتا سردار بیقراری پر صاحبقران کی بیقرار ہو کر روتے ہین اور
جو بیرون بارگاہ ہین وہ فریاد فریاد کر رہے ہین کوئی کہتا ہی ہڈیان جلین کوئی کہتا ہی روح جسم سے نکلی کوئی کہتا ہی
آگ جسم سے نکل رہی ہی کسی جانب سے یہ صدا ہی کہ اب زندگی بیکار ہوئی قصر تن جلجائیگا شعلۂ آتش دماغ سے
نکل جائیگا اس حال مین سب مبتلا ہین ابلیس یہ کہتا ہوا پلٹا کہ اب چلکر عیش کرو کچھ مسلمانون سے مطلب نہ رکھو اس
ہفتے کے اندر مسلمانون کا خاتمہ ہو جائیگا سب سحر مین نے ظلمات کے سپرد کر دیے اُسکے پاس کون جا سکتا ہی جو کوئی
جائیگا مارا جائیگا قتل ہوگا وہ بڑا ساحر زبردست ہی اُسی نے سب کام کیا سب ساحر خوشیان کرتے ہین سب سے
زیادہ مہتر زود رفت کو خوشی ہی کہتا ہی یارو ایک بات رہگئی ساربان زادہ اس قصر دود مین بند نہین ہوا وہ پہلے ہی
نکلگیا ہوگا مگر مین اُسکو تلاش کر کے لاتا ہون زود رفت نے اڑ کر گرد اُس دھوئین کے چرخ مارا سنا صدا اے
فریاد اندر سے آرہی ہی تڑپنا پھڑکنا مسلمانون کا سن سنکر خوش ہوا سمجھا کہ اب مسلمانون کا خاتمہ ہی طرف صحرا اسکے
چلا خواجہ ایک نخل کے سائے مین بشکل گنوار بیٹھے ہوئے سوچ رہے ہین کہ ظلمات اسی طرف گیا ہی جاکے
تلاش کرون مگر کس صورت پر جاؤن وہ ضرور فساد برپا کریگا ایسی کسی صورت پر پہونچون کہ اُسکو شک نہو یہ سوچ
رہے تھے کہ زنگ کی آواز کان مین آئی سر اُٹھا کر دیکھا مہتر زود رفت آتا ہی بقدرت پروردگار یکہ و تنہا ہی
آگے بڑھ کر حلقے کمند کے بچھا دیے آپ زرغے مین درختون کے چھپکر بیٹھے کہ زود رفت وہین پہونچا جیسے ہی
حلقون مین کمند کے پاؤن رکھا عمرو نے شیر کی آواز دی زود رفت رکا عمرو نے جھٹکا مارا زود رفت گرا حباب مار کر
اُسکو بیہوش کیا ایک درخت سے باندھا خود اُسکی صورت بنکر تیار ہوئے زود رفت کو بھی ہوشیار کیا اُسنے دیکھا
مین بندھا ہون عمرو میری شکل بنے کھڑا ہی عمرو نے کہا مہتر صاحب آپ ابتو اسی مقام پر ٹھہریے صحرا کی سیر کیجیے ہم تمھاری
صورت پر ظلمات کی فکر مین جاتے ہین بعنایت خدا اُسکا سر لیکر آئینگے تمھین بھی دکھا دینگے گھبراتا نہین زود رفت
چپ اتنا تو کہا خواجہ ظلمات کو کہان پاؤ گے سرگردان ہو کر پلٹ آؤ گے عمرو نے کچھ جواب نہ دیا تلاش مین
ظلمات کی چلے دن بھر تمام صحرا چھان ڈالے کہین نشان نہ ملا جب رات ہوئی تو پریشان ہوئے ایک نخل پر چڑھکر بیٹھے

مگر چہار جانب دیکھ رہے ہین ایک جانب روشنی معلوم ہوئی صبح کو عمرو اُس سمت چلا تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا ایک چوبدار آتا ہے عمرو بشکل زود رفت ہے پکارا کہ ای مرد ہے صاحب ٹھہر جاؤ مرد ہے نے جو زود رفت نقلی کو دیکھا ٹھہر گیا عمرو قریب آیا کہا مرد ہے صاحب کہان سے آتے ہو مرد ہے نے ہنکر ہاتھ پکڑ لیا کہا او سار بان زادے مین نے اسواسطے اپنے مکان کو نظرون سے مخفی کر دیا تھا عمرو نے ہر چند ہان ہون کی مگر مرد ہے نے منھ پر ہاتھ پھیر دیا رنگ ور دغن اُڑ گیا کہا کیون او عمرو قدرت نے ہمکو آگاہ کیا تھا کہ عمرو تمھاری تلاش مین آئیگا مین نے مکان کو اپنے نظر عالم سے مخفی کیا تمھاری ہی تلاش مین نکلا تھا سچ بتا زود رفت کو کیا کیا اگر اُسکا پتہ مفصل نہ بتاؤ گے لیجا کر قتل کرونگا لاکھ لاکھ ظلمات نے پوچھا عمرو نے کہا مین نہین جانتا ظلمات نے کمر مین پنجہ دیا عمرو کو لے اُڑا عمرو متوحش ہوا سے بیہوش ہو گیا بعد عرصہ دراز آنکھ کھلی دیکھا ایک باغ نہایت سر سبز و شاداب ہے عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہے ہین قمریان بر سر سرو لب جو مصروف کوکو فاختہ قلندر مشرب دلق خاکستری زیب جسم صدائے حق سرہ دے رہی ہے کسی جانب طاؤسان طناز سرگرم رقص ناز کہین چکور قہقہہ زن رنگ پر سبزۂ گلشن باغ پر بہار کیلیے قطار در قطار جوانان چمن اکڑ رہے ہین نرگس شہلا کی آنکھون مین سرور گلشن سے سُرخ ڈورے پڑ رہے ہین سنبل پیچیدار رنگ زلف محبوب دکھاتی ہے صبا نشۂ بادۂ محبت سے لڑکھڑاتی ہے ہر مینائے سنجر سے سر ٹکراتی ہے بوے خوش دماغ مین آتی ہے عندلیبان خوشنوا یہ غزل گا رہے ہین

غزل

آتش عشق نے بیکار چمن مجکو دیا
زخم کاری نے کیا بند زبان کو میری
جاے نان داغ عزیزان وطن مجکو دیا
زلف وان افعی ہے یان داغ جگر مہرہ ہے
سات دن رہنے کو تھا قصر کہن مجکو دیا
دیکے اک بوسۂ غال لب شیرین اے دوست
سونگھنے کو جو کبھی مشک ختن مجکو دیا
لعب بازی کی بھی حسرت نرہی اے آتش
یا

عاشق مردہ ہے شاید کہ چراغ مردہ
زخم نے پنبہ پئے زخم دہن مجکو دیا
بوسۂ لب نے ترے وصل کی شب ای محبوب
حسن نے سانپ اُسے عشق نے من مجکو دیا
میوہ خورون مین ترے مین بھی ہون ای نخل مراد
تو نے سونا قہ آہو سے ختن مجکو دیا
حسن نے تشنۂ دیدار بہت جب پایا
میرے اللہ نے بازیچۂ تن مجکو دیا

گل سے خوشرنگ ہر اک داغ بدن مجکو دیا
نہ تو ر دیا کوئی مجکو نہ کفن مجکو دیا
گردش چرخ نے غربت مین بھی پہونچا یار زنی
حاصل ملک بدخشان و یمن مجکو دیا
جا کے اس غمکدے سے یاد کرونگا مین بھی
تو نے عناب لب و سیب ذقن مجکو دیا
دم نکلجائیگا اُس نرلف کے سودے مین مرا
ڈوب مرنے کے لیے چاہ ذقن مجکو دیا

ہر سمت روشنی کا جوش وخروش مردنگیان جھاڑ کنول روشن آئینے قد آدم باغ پر بہار نہایت آراستہ و پیراستہ بیچ مین باغ کے چبوترہ ہے اُسپر ظلمات تاج سر پر اسباب سحر جھولی مین بہ کبر و نخوت مسند پر بیٹھا ہے اپنے کو دیکھا سامنے مثل گنہگارون کے پاؤن ہیکار ہاتھون مین جنبش نہین چپ بیٹھا ہون گرد ظلمات چار سو ساحر زشت منظر کریہ صورت اسباب سحر سامنے رکھے ہین بیٹھے باتین کر رہے ہین ظلمات نے کہا کیون او عمرو کیا تو اس ملک کو مثل عنطلی آباد زر برجد نگار د فرعونیہ سمجھا تھا یہان سلطنت خداوند البلیس خود پرست ہے بادۂ خدائی سے مست ہے کسکی مجال ہے کہ یہان قدم رکھے عمرو نے کہا مین ایسا نہ سمجھا تھا اب مین خداوند کو سجدہ کرون میری جان بخشی ہو میان زود رفت کا مین نے کیا کیا سارے شہر مین تشہیر کرا دیا مین ایک دن مین قدرت کی تمام عالم مین عملداری کرا دونگا ظلمات نے کہا خواجہ خطا تمھاری معاف ہو جاتی مگر تمھارے ہاتھ سے وہ ساحر مارے گئے کہ جنکا مثل ممکن نہین اب قدرت خدا معاف نہ کرینگے مین سر کاٹ کے تمھارا روانہ کرونگا عمرو نے ہر چند گریہ و زاری کی مگر ظلمات نے ایک نہ سُنی آخر عمرو خاموش ہو کے بیٹھا عمرو نے دیکھا کہ ظلمات کا چہرہ زرد دل مین درد ہونٹھون پہ آہ سرد چہرہ پُر گرد کچھ باتین بھی یاس حسرت کی

اپنے مصاحبون سے کر رہا ہی کبھی کہتا ہی مجھے اُس ظالم سے امید رحم نہین اب صحبت محبوب تک پہونچنا بہت دشوار ہی الغرض اپنی یہ کیفیت ہی نظم

ٹھانی تھی دل مین اب نہ ملینگے کسی سے ہم | پر کیا کرین کہ ہو گئے ناچار جی سے ہم
ہنستے جو دیکھتے ہین کسی کو کسی سے ہم | منہ دیکھ دیکھ روتے ہین کس بیکسی سے ہم | مجھسے نہو لو تم اسے کیا کہتے ہین بھلا
انصاف کیجے پوچھتے ہین آپ ہی سے ہم | بیزار جان سے جو نہوتے تو مانگتے | شاید شکایتون پہ ترے مدعی سے ہم
اُس کوہین جام ملینگے مدد ای ہجوم شوق | آج اور زور کرتے ہین بیطاقتی سے ہم | صاحب نے اس غلام کو آزاد کر دیا
تو بندگی کہ چھوٹ گئے بندگی سے ہم | بے روئے مثل ابر نہ نکلا غبار دل | کہتے تھے اُنکو برق تبسم ہنسی سے ہم
ان ناتوانیون پہ بھی تھے خار راہ غیر | کیونکر نکالے جاتے نہ اُسکی گلی سے ہم | کیا گل کھلیگا دیکھیے ہی فصل گل تو دور
اور سوے دشت بھاگتے ہین کچھ ابھی سے ہم | منہ دیکھنے سے پہلے بھی کس دن وہ صاف تھا | بیوجہ کیون غبار رکھین آرسی سے ہم
ہی چھیڑ اختلاط بھی غیرون کے سامنے | ہنسنے کے بدلے روئین نکیون گدگدی سے ہم | وحشت ہی عشق پردہ نشین مین دم بکا
منہ ڈھانکتے ہین پردۂ چشم پری سے ہم | کیا دل کو لیگیا کوئی بیگانہ آشنا | کیون اپنے دل کو لگتے ہین کچھ اجنبی سے ہم
لے نام آرزو کا تو دل کو نکال لین | مومن نہون جو ربط رکھین بدعتی سے ہم | کبھی کباب و شراب کو دیکھکر کہتا ہی

کیون یارو کیا خوش نصیب وہ عاشق صادق ہین کہ جو اپنے معشوقون کے ہاتھ سے جام پیتے ہین اور میرا تو یہ حال ہی بقول ناسخ پیتا ہون خون دل نہین خواہش شراب کی + دل بھن رہا ہی کسکو ہوس ہی کباب کی + یہ باتین کر رہا ہی ٹھنڈی سانسین پیہم بھر رہا ہی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ایک لکۂ ابر سوسنی کمال آب و تاب سے کہ برق کی چشمک زنی رعد کی گرج کچھ موتی برستے ہوئے کبھی خوشبو آئی کہ دماغ جان معطر و معنبر ہوا اُس لکۂ ابر کو دیکھکر ظلمات گھبرا کے اُٹھا ساتھ والون سے کہنے لگا اسوقت آپ لوگ ہٹجائین ساحری و جمشید نے عنایت کی مصاحب خدمتگار گوشون مین چھپنے لگے ظلمات جادو اُٹھا ابر کو دیکھنے لگا ابر قریب پہونچا ظلمات نے اشارہ کیا ابر شق ہوا دیکھا تخت پر ایک نازنین مہ جبین زلفین عنبرین چہرے پر لہرا رہی ہین صادق ثابت ہوتا ہی کہ چشمۂ خورشید مین عکس ماران سیاہ ہی عارض انور پھول گلاب کے دہن غنچۂ گل سراپا خوب معشوق محبوب سرو قد شیرین سخن غنچہ دہن جسم مین بوے گل نسرین و نسترن ہار گلے مین جنکی بو فخر گلشن کمال زیب و زینت سے تخت پر سوار گرد اُسکے کنیزان حوروش نظم

ز بالایش خجل سرو لب جو | ز چشمش رو نہفتہ کردہ آہو | خمار نرگس غمازتر ہوش
نگاہش شور محشر را ہم آغوش | ز زلفش فتنہ ہا بر دوش دستان | ہمہ گردن کشان از ابروان ساز | شود گر ہوشیاکی در شب تار
کنم و اللیل زلف یار تکرار | لبش را قند گفتن ترک اولیست | خیال خال کفر و محض سوداست | دہانش را تصور ساختہ گم
چہ میگویند این نادیدہ مردم | قلم سازم گر از موے میانش | تحریر آورم وصف دہانش | نگو مژگان کہ نشتر زار عشق است
کہ چندین شہر دل بیمار عشق است | ازان نشتر رگ سودا گشاید | دل از عشاق در خون می باشد | جبین او کہ لوح سرنوشت است
در دست قضا سطری نوشت است | دلم بر بخت میلرزد درین باب | کہ دُر در گوش او گر دیدہ بیتاب | سر جنبانہ و چیزے گفت و برگشت
رخ خورشید رنگش آتشی گشت | بود سیف زبان برہان قاطع | کلامش نسخۂ جمع الجوامع | بیاض گردن آن ماہ سیما
مجسم گشتہ نور حق ہویدا | حنا در دست او شد بیت بیعت | اطاعت کردہ آمد در حمایت | چو از نیکان نیاید جز نکوئی
پس از کشتن برادش سرخروئی | بزیر زلف او خالے نشستہ | ز عیاری برخ صد پردہ بستہ | قلم از ناف تا پایان یک قدم شد
تو پنداری کہ ظلمات و عدم شد

عجب نازنین حورمثال ہر کس شہ سے مثال دو دن آئینہ رخسار دیکھکر حیران ہون لفون سے لہرا کر مال اپنا کیا ظلمات پر پرواز پیدا کرکے اوس جا کر گرد تخت کے نثار ہوا پھر پایۂ تخت پر ہاتھ رکھا کہا ای

شہنشاہ ملک خوبی ای رنگ و بوے گل حدیقۂ محبوبی ای عاشق کش ای معشوق حوروش براے لمحہ کلبۂ احزان مین اس عاشق قدیم و جان نثار کے قدم رنجہ فرمائیے پھر آپ کو اختیار ہی چلے جائیے گا اسوقت تو بے تکلیف دیے نہ مانونگا سامری و جمشید نے آپ کو بھیجا ہی اسوقت رات کو کہان تشریف لیے جاتی ہین اُس نازنین آتش خو شعلہ مزاج نے ابروون پر بل ڈالکر کہا آپ کیا ہمارے ناصح ہین جہان مزاج مین آیا وہان جائینگے رات کو ایسے مقام پر ٹھہرنا سراسر خلاف ہی ظلمات نے سر قدمون پر رکھدیا کہ براے سامری و جمشید لمحہ بھر تشریف رکھیے ایک بڑا مژدہ سناؤنگا آپ کے دل کو یقین ہو کہ خدائی قایم رہی ورنہ دو ہی چار دن مین نہین معلوم قلعہ کا کیا حال ہوتا نہین تو مزاج اقدس پر بھی ملال ہو تا غلامان جانباز نے جان لڑا دی سب فکر کر لی آپ بیٹھ جائیں خانۂ چشم مین تشریف لائین تو حال مفصل عرض کرون اُس نازنین نے سر جھکا لیا کہا ای ظلمات ہم جانتے ہین کہ تم خیر خواہ دولت ہو جادوگر صاحب لیاقت ہو کچھ کچھ مین نے بھی سُنا ہی مگر اس حال کا سُننا ضرور ہی زبان قدرت سے کچھ حالات مجمل سنے تھے اب تمسے مفصل دریافت کرینگے یہ کہکے اشارہ کیا تخت اُترکر زمین پر آیا پہلو مین جو کنیز تھی باناز وادا اُسکے کاندھے پر ہاتھ رکھا تخت سے بمشکل اُتری موافق مضمون اس شعر کے شعر پا سنبھے ناز سے جو اُسنے اُٹھاے + مین پکارا خدا کمر کو بچاے + ظلمات آنکھین فرش کرتا ہوا قریب مسند کے لایا وہ نازنین بیٹھ گئی کہا ہان صاحب کیا گذری ظلمات نے کہا گھڑی دو گھڑی بیٹھیے مین سب مفصل عرض کرونگا ملکہ نے کہا زیادہ ٹھہرنے کی فرصت نہین کلام کرنے کی مہلت نہین مگر تمنے ایسا مشتاق کیا کہ دل کو اشتیاق ہوا ظلمات نے کہا مین سب عرض کرونگا مگر بڑا کام یہ ہوا کہ مین نے دام مکر پھیلایا حمزہ سے حرز ہیکل لایا کہ اُسپر سحر تاثیر نہ کرتا تھا مہنت جادو ایسا کامل اکمل مارا گیا دوسرے وہ شخص کہ جسنے ملک ساحرون کے برباد کیے یعنے عمرو عیار اُسکو پکڑ لایا دیکھیے یہ سامنے موجود ہی قدرت کا یہی قول تھا کہ سارے لشکر کو مبتلاے سحر کیا اگر عمرو بچا رہا سب کو بچا لیگا غلام آپ کا اس فکر مین تھا اول تو اُن لوگون مین گیا جنکو مبتلاے سحر کیا ہی مع حمزہ کئی لاکھ آدمی ہین اُن سب مین پھرا خوب معلوم ہوا کہ عمرو اُنمین نہین ہی مین خدمت مین قدرت کی گیا سب کیفیت عرض کی قدرت نے افسوس کرکے فرمایا ای ظلمات عمرو بچ کے نکلگیا بڑا غضب ہوا وہ ضرور عیاری کریگا تمھاری فکر مین مصروف رہیگا ہمارے سر کی قسم تم بھی کوئی دام مکر پھیلانا غلام نے بڑی تدبیر کی عمرو کو پکڑ کے لایا اب اطمینان ہی ساتوین دن سب تڑپ تڑپکے مر جائینگے اسم اعظم حمزہ کا قدرت نے بند کیا قفس اسرار سامری مین رکھا ہی مین حرز ہیکل لایا ہون جھولی مین میری موجود ہی یہ سنکر اُس نازنین کی آنکھون سے اشک حسرت ٹپکے کہا ای ظلمات بعضی بات ایسی نازک ہی زبان سے نکالنا مناسب نہین ہمشیرہ میری ملکہ خورشید روشن جمال قید ہین میرے دل پر چھری چلتی ہی اُنکی خوشی کے واسطے تو یہ دعا میری ہی کہ جلد قلعہ البلیس پرستان فتح ہو جاے اُسکا دل چین پاے اور جب یہ خیال آتا ہی کہ بعد خداوند البلیس خود پرست قلعۂ البلیس پرستان پر کیا بدعت ہوگی نہین معلوم عملداری مسلمانان مین کیا صورت ہوگی ساحر قلعہ مین رہنے نہ پائینگے یہ ہزارون ساحر کہان جائینگے تب یہ دعا کرتی ہون کہ سامری و جمشید اپنا فضل کرین مسلمانون کا خاتمہ ہو ظلمات اس ملکہ سے کہ جسکا لقب غزالہ آہو چشم ہی دوسری دختر البلیس کی سحر مین طاق حسن مین شہرۂ آفاق اس وقت سیر کرنے کو نکلی ہی ظلمات مدت سے اسپر مائل ہی یہ بنت دخوشامد اپنی صحبت مین لایا ہی خادمون سے اشارہ کر رہا ہی ہماری گائنون کو لاؤ منظور ہی کہ اس حیلے سے اس آہوے وحشی کو ٹھہراؤن گائنین آتی جاتی ہین مگر ظلمات نے دیکھا ہرچند کہ برخاستہ خاطر ہی مگر ہر بات مین بہن کا ذکر ضرور کرتی ہی ٹھنڈی سانسین بھرتی ہی

کبھی کہتی ہی مین حیران ہون اول تو ہمشیرہ صاحبہ نے ابتدا سے سحر و ساحری سے نفرت کی اگر آج کو سحر جانتی ہوتین
یکایک یہ مصیبت کاہے کو ہوتی دوسرے مین یہ بڑی حیران ہون کہ اپنے کو اس آفت مین پھنسایا کیا ہاتھ آیا ایک مرد مسلمان
پر بیٹھے بیٹھے عاشق ہوئین بیمار ہوگئین نہین معلوم کس طور پر وہ شخص پہونچا دوسری یہ بد انتظامی ہی کہ گھر کا بھی انتظام
نکر سکین بہن کے غم نے اسقدر مجکو پریشان کیا ہی کہ کسی کام مین دل نہین بہلتا اسی وحشت مین اسوقت نکل آئی
مین تو اُنکے پاس جا نہین سکتی ورنہ پوچھتی کہ کیون ہمشیرہ صاحبہ یہ کیا کیا نظم

التفاتِ ستم نما کب تک
طعنۂ دست نارسا کب تک
نگہ چشم سرمہ سا کب تک
جوشش لبیک مرحبا کب تک
تو مجھے آزمائیگا کب تک
مومن اللہ بندۂ خدا کب تک

غیر ہی بے وفا یہ تم تو کہو
مجھپہ عاشق نہین ہی کچھ ظالم
کہین آنکھین دکھا چکو مجکو
ہوش مین آ تو مجھ مین جان نہین
تکو خو ہوگئی برائی کی

ہی ارادہ بناہ کا کب تک
صبر آخر کرے وفا کب تک
جانب غیر دیکھنا کب تک
غفلتِ جرأت آزما کب تک
درگذر کیجیے بھلا کب تک

امتحان کے لیے جفا کب تک
جرم معلوم ہی زلیخا کا
دیکھیے خاک مین ملاتی ہی
نہ بلائینگے وہ نہ آئینگے
لے شب وصل غیر بھی کاٹی
مر چکے ابتو اُس صنم سے ملین

لیکن کیا کہون جو ہونا ہوگا وہ ہوگا یہ کہکر اُٹھی ظلمات قدمون سے لپٹ گیا کہا حضور
طائفہ تیار ہی دو چار شعر سن لیجیے ملکہ پھر بیٹھگئین کہا اچھا ظلمات خوشی تمھاری ہمارا کسی چیز کو جی نہین چاہتا
جوش خفقان ہی ظلمات نے اشارہ کیا گلشن نامے ڈومنی مزاج کی باغ و بہار مسکرا کر سامنے بیٹھگئی ساز
بجنے لگے ملکہ کے سامنے یہ غزل گانے لگی ہڈیان اپنی توڑ رہی ہی اس غزل کو بتا بتا کے گا رہی ہے غزل

روز و شب ہنگامہ برپا ہی میان کوے دوست
ذکر جنت کے مین سمجھا بیان کوے دوست
قاصد کشتہ نظر آتا ہی ہر مردہ مجھے
ہجر کی شب مین سنونگا داستان کوے دوست
نقش پاے غیر پاتا ہون پسِ دیوار مین
خلد دیا لیکن نہ بتلایا نشان کوے دوست
آتش اِاِ کربلا سے چلکے اب کہتا ہون مین

ہڈیون پر میری لڑتے ہین سگان کوے دوست
تشنۂ خون جہان ہی یہ تو وہ قتال خلق
مجکو گورستان کے اوپر ہی گمان کوے دوست
رشک سے کہتے ہین مین نے صاف اسی سمجھا رقیب
آشناے دزد نکلا پاسبان کوے دوست
جادۂ رہ نقش قدم ہی خار رہ قزاق ہی
اے خوشا طالع تمھارے ساکنان کوے دوست

حور کی تعریف گویا یار کی تعریف تھی
آفت جان ہین زمین و آسمان کوے دوست
ہمنشین کہتے ہین افسانے سے آجاتی ہی نیند
صورتِ دیوار اگر دیکھی میان کوے دوست
قاصدون کے پانون توڑے بدگمانی نے مری
ہو چکے دشمن ہمارے رہروان کوے دوست

اس غزل کو گلشن نے بتانے مین
اسقدر ترقی دی کہ ملکہ بیچین ہوگئی آنکھون سے آنسو جاری کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا جب عمرو نے ہنگامہ گرم دیکھا
ایک تان لگائی اور خاموش ہو رہے گلشن نے گھبرا کر کہا ارے یہ کس ظالم کی آواز آئی میرے گانے کا رنگ مٹتا ہی
مین بیقرار ہوگئی ملکہ غزالہ آہو چشم نے کہا یہ تان نہ تھی کلیجے کو برباد یا ذرا خیال کرکے انصاف کر تجکو شرما دیا گلشن نے
کہا واری کیا کہون مین خود بیقرار ہون کیا کسی کنیز نے آپ کی یہ کمال حاصل کیا ہی ملکہ نے کہا میرے یہان اسکا
ذکر بھی نہین اری کیون گلستان غنچہ دہن تم مین سے کسی نے یہ تان لگائی سب نے کہا واری ہم تو گلشن کا گانا سنتے ہین
حقیقت مین کیا بتاتی ہی دل کو لبھاتی ہی ملکہ نے کہا اچھا گلشن گاؤ دیر نکرو ہم زیادہ نہین ٹھہر سکتے جب ملکہ جانے کا
نام لیتی ہین ظلمات گھبرا جاتا ہی سامان عیش و نشاط مہیا کر رہا ہی قرابے شراب کے رکھدیے کشتیان کباب کی
حاضر کین یہی چاہتا ہی کہ ملکہ شراب پیے ملکہ فرماتی ہین اے ظلمات تم کیون تکلیف کرتے ہو مین اس سے محروم ہون
ان مصاحبون کے کہنے سے کبھی کبھی اتفاق ہوتا ہی مگر ہان گلشن اس غزل کے اشعار پھر گاؤ بتانا تمھارا بہت
گرما گرم ہی بتا کر ایک شعر گاؤ گلشن نے پھر تان لگائی خواجہ نے پھر شعر گایا ابکی تو ملکہ کی نگاہ پڑ گئی ملکہ نے کہا

لو ظلمات تمنے کچھ اور بھی سُنا یہ نگوڑا قیدی بصورت موش صحرائی بڑا خوش آواز ہی یہ بیٹھے بیٹھے جلاتا ہی اوسار بان نے کہا کیا تجکو بھی گانا آتا ہی عمرو نے کہا حضور گانا کیا اپنے حال پر روتا ہون اشکون سے دامن و آستین بھگوتا ہون ظلمات نے کہا تجھے گانا آتا ہی تو کیون نہین گاتا ہی عمرو نے کہا کیونکر ملکۂ عالم کمال کی یہی قدر دانی ہی مشکین بندھی ہوئین پائون کو زمین تھامبھے ہی کسطرح گاؤن بتانے مین ہاتھ پاؤن سب ہنستے ہین اگر آپ کے مزاج مین آئے تو میرے ہاتھ پاؤن کھلوا دیجیے ملکہ غزالہ آہو چشم نے آنکھ سے اشارہ کیا سب قید کٹکے گر پڑی کہا یہ ہماری صحبت ہی یہ دلربا بتلا کہان بھاگ کے جائیگا جنبش میری ننھی سی کھڑی ہی وہی علاج کردیگی مجال ہی کہ بیا لنسے جنبش کرے عمرو نے کہا مین ایسی قدردان کو چھوڑ کر کہان جاؤنگا اگر نکالیے تو نہ نکلون مین حمزہ کی صحبت مین بڑے مزے اُٹھا چکا ہون تین روپیے کا روینہ ملتا ہی اُسمین بھی غیر حاضری کاٹی جاتی ہی سوکھے ٹکڑے کھاکے بسر کرتا ہون ملکہ نے کہا اب زیادہ باتین نہ بناؤ گانا سُناؤ عمرو نے سامنے ملکہ کے بیٹھکر یہ غزل شروع کی ہاتھ پھیلا پھیلا کر بتانے لگا غزل

جان ہم تجھپہ دیا کرتے ہین — نام تیرا ہی لیا کرتے ہین
ساغر چشم سے ہم بادہ پرست — مے دیدار پیا کرتے ہین
سنگ اسود بھی ہی بھاری پتھر — لوگ جسے چوم لیا کرتے ہین
تیرا کیا ذکر مرے داغون سے — مہر و مہ کسب ضیا کرتے ہین
ملتے ہین تارون سے گلگشت مین گل — زر کو وہ خاک کیا کرتے ہین
دفن محبوب جہان ہین ناصح — قبر ہم چوم لیا کرتے ہین
چاک کرنے کے لیے اے ناصح — ہم گریبان سیا کرتے ہین
زندگی زندہ دلی کا ہی نام — مردہ دل خاک جیا کرتے ہین
کل نہ دیگا کوئی مٹی بھی انھین — آج زر جو کہ دیا کرتے ہین
خط سے یہ ماہ ہین محبوب قلوب — سبزے کو مہر گیا کرتے ہین
لُٹ گئے ہین مخفی عصیان بہتر — جو عبادت مین ریا کرتے ہین

چوم لیا کرنے کی لفظ کو اس طرح پر خواجہ نے بتایا ملکہ کو صاف ظاہر ہوا کہ عاشق معشوق سے کلام کر رہا ہی صحبت رقص و سرود ہی معشوق کا شرمانا عاشق کا خوشامدین کرنا ملکہ نے شرما کے سر جھکا لیا کہا خواجہ کیا کہنا ہمکناری عاشق و معشوق کی صورت دکھادی دل کو بیقرار کردیا خانۂ دل کو غم و الم سے بھر دیا عمرو نے کہا ابھی آپ نے کیا سُنا حضور ساقی گری خوب کرتا ہون پاؤن سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن منھ سے گاؤن سر سے شراب پلاؤن تب آپ پر میرا کمال ظاہر ہو ملکہ نے کہا خواجہ یہ تو دشوار ہی عمرو نے کہا مین تو حاضر ہون آنکھون کے سامنے کمال دیکھیے ظلمات خواجہ کے قریب آیا کہا خواجہ ایسا جھگڑا پھیلاؤ کہ ملکہ رات بھر اسی مقام پر رہین تمکو نہال کرونگا رہائی کی صورت بھی بتلاؤنگا خود خداوند سے تمھاری سفارش کرونگا تمھین بڑا مرتبہ دلاؤنگا عمرو نے کہا معاذ اللہ جمشید آپ کو سلامت رکھین آپکے سایۂ دامن دولت مین آیا ہون اُمنی کر جاؤنگا ملکہ نے کہا کیون ظلمات خواجہ سے کیا کھسر پھسر کر رہے ہو ہم گانے کے مشتاق ہین ظلمات نے اشارہ کیا عمرو نے کہا پشواز منگوائیے ملکہ نے سوسن کنیز سے اشارہ کیا پیشواز ہماری دو بھاری پیشواز ملکہ کی عمرو کو دی عمرو نے پیشواز کو پہنا جوڑا سی گھنگرو پاؤن مین باندھے سامنے ملکہ کے رقص کرنا شروع کیا گلا بیون کو اُلٹ پلٹ کر دیا جھککر جام لیا ٹھوکرین لگاتا ہوا چلا ملکہ تعریفین کر رہی ہی جانے کا نام نہین لیتی ظلمات پھولا نہین سماتا کہتا ہی خواجہ تمھارا مجھپر بڑا احسان ہوا کبھی ایسا اتفاق نہ ہوا تھا آج تمھاری وجہ سے یہ دن نصیب ہوا کہ وصل محبوب قریب ہوا خواجہ کہتے ہین اے ظلمات کیون گھبراتے ہو تمھارا وصل کرادونگا بہت راضی ہوگے میرا آنا خالی از لطف نہ ہوگا دو دو دن یہان پڑی رہیگی جانے کا نام نہ لیگی ظلمات کہتا ہی خواجہ مین بھی تمھارے ساتھ وہ احسان کرونگا کہ عمر بھر یاد کروگے جان بخشی کردونگا خواجہ عمرو نے جام شراب سر پہ رکھا اور یہ غزل شروع کی نغمہ

بے یار ساری رات جلایا شراب کو — تا صبح مین نے منھ نہ لگایا شراب کو

کھلجائے پردہ آپکے حُسن و جمال کا
آنکھون کے سامنے سے ہٹاؤ حجاب کو
دندان یار کھلتے ہین ہنسنے مین پیشتر
ذرّے بھی دیکھ لینگے رُخِ آفتاب کو
اسکا جواب ہی نہ تو اُسکا جواب ہی
لکھا ہی مین نے خط مین نہ لکھنا جواب کو
فرقت مین یار کے ہی بھرا پیکر نمک
شمشیر آبدار کیسا ہی سشاب کو
رکھتے ہین اہلِ مدرسہ بھی عشق یار سے
ای دل لگا نہ جان کے پیچھے عذاب کو
آترے ہو تم جو غسل کو عالم ہی دیدنی
یا یا طعام خوان مین کوزے مین آب کا

عاشق نگاہِ بد سے جو دیکھین نقاب کو
ترک فراق یار ہی وہ ترک بد مذاق
سب آبرو کرینگے یہ دُرِّ خوش آب کو
کچھ کچھ اثر تو ہونے لگا جذبِ عشق کا
رُخ یار کو ملا ہی نہ پشت آفتاب کو
دل کو رہینگے جوش محبت سے دیکھے
آنکھون مین اپنی مین نے جو دیکھا ہی خواب کو
بے گنتی بوسے لینگے رُخِ دلپسند کے
سمجھے ہوئے ہین روئے کتابی کتاب کو
ای شہسوار خانۂ زین کا ہی تو چراغ
دریا اُچھالتا ہی کلاہِ حباب کو
آتش جو شوق کعبہ ہی دل سے کرو رجوع

امیدوار ہین نگہِ لطف کے کڑے
کھا جائے بے نمک کے جو کچے کباب کو
سُنتے ہین روزِ حشر کو منہ ہوگا اسطرف
غش سُنکے ہمکو یار نے بھیجا گلاب کو
قاصد کے ہاتھ آنے سے رشک آئیگا مجھے
ہوگا وہ مست جو کہ پئیگا شراب کو
پیکر شراب نشہ سے اُس نونہال نے
عاشق ترسے پڑھے نہین علم حساب کو
سودائے زلفِ یار کی سر مین ہوا رکھو
ہمین قدم سے تیرے شرف ہی رکاب کو
نغمات بجیاب کو تیرے کمی نہین
دیکھو اِس آستانۂ عالیجناب کو

گانے گا نے سر جھکا کر ظلمات کو جام دیا ظلمات اشارے کرتا ہی خواجہ پہلے جام ملکہ کو دو عمرو نے اشارہ کیا پہلے تم ہو ملکہ کو بھی ضرور پلاؤنگا اب ظلمات خواجہ پر ایسا فریفتہ ہی کہ جو خواجہ کہتے ہین اچھا اچھا کرتا جاتا ہی دل مین یہی شوق ہی کہ عمرو کو مصاحب خاص بناؤنگا اسکی ذات سے بڑا کام نکلا شگفتہ ہوکر جام پیا عمرو نے دوسرا جام ملکہ کو دیا اب کنیزون پر دورا باندھا ظلمات کے ملازم اشارے کر رہے ہین کہ خواجہ ہمین بھی دو عمرو نے قرابے اُٹھا دیے پکار کر کہا صاحبو پیو اب تو دور جام بے اندیشۂ انجام چلا سب کو نشہ ہوتا جاتا ہی مگر ظلمات بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہی تعریفین کر رہا ہی ملکہ عمرو کی باتون مین ایسی مصروف ہی کہ جانے کا نام بھی نہین لیتی اُسی طرح بہ اطمینان بیٹھی ہی ظلمات نے گھبرا کر کہا دیکھو ملکہ میری صحبت ایسی مقبول ہوئی کہ سامری و جمشید آئے ہین عمرو نے کہا اُنکی ٹانگ لیجیے صحبت مین بلائیے آئے ہین تو جانے نہ پاوین ظلمات نشے کے جوش مین اُٹھا لڑکھڑا کر گرا ساتھ والے بھی بیہوش ہوے ملکہ کی کنیزین بھی بیہوش ہوگئین عمرو نے اسباب محفل اُٹھا کر نذر زنبیل کیا دوسرا اندھیرا یہ ہوا کہ ظلمات کا بھی سر کاٹا صدائے تکبیر و دار بلند کئی بیرغل بجائے تھے کچھ تدبیر نہ بن پڑتی تھی لیکن عمرو نے ملکہ عزالہ آہو چشم کی زبان مین سوزن نہ دیا اور ہوشیار کیا ملکہ کی جو آنکھ کھلی دیکھا ظلمات مرا ہوا پڑا ہی لاشے ساحرون کے لوٹ رہے ہین گھبرا کر کہا خواجہ یہ کیا ہوا عمرو نے کہا ای شہنشاہ خوبی ای سروِ باغ محبوبی دیکھو اگر تمکو بھی چاہتا قتل کر ڈالتا لیکن تمھاری صورت دیکھکر مائل ہوا ملکہ نے کہا خواجہ تمھارے گانے نے مجھے بدحواس کر دیا لیکن ظلمات کو کیون قتل کیا عمرو نے کہا اس ملعون کے سحر مین تمام لشکر مبتلا ہی حرز ہیکل صاحبقران یہی چھینکر لایا اُسمین انکی جان گئی یقین ہی لشکر صاحبقران مصیبت سے چھوٹا ہوا اب حرز ہیکل لیکر جاتا ہون ملکہ نے کہا خواجہ اصل تو یہ ہی کہ تمھارے گانے نے ہماری جان لی اگرچہ ایک قلق مجھے پہلے سے تھا یعنی گرفتار ہونا ماہ عالم افروز کا اب تمھاری جدائی کا قلق رہا دوسرا ظلم سہا عمرو نے کہا ای ملکہ عالم ہلال جادو کو مین نے گرفتار کر لیا ہی اسم اعظم کی تدبیر کرلون تو ملکہ کو بھی چھڑا دون مجھے خود قلق ہی کہ ایسی شاہزادی والاقدر آسمان خوبی کی بدر اس بلا مین مبتلا ہو اور ہمسے کچھ نہ ہوسکے عاجز و مجبور رہوے ملکہ عزالہ نے سر جھکا کر کہا خواجہ مجھسے جہانتک ہوسکیگا شراکت کو موجود ہون

جہان تم پھنسو گے مین اپنے کو پہونچاؤنگی خواہ گرفتار ہو جاؤن خواہ جان جائے مین تمھاری مدد سے ہاتھ نہ اُٹھاؤنگی
ہمشیرہ صاحبہ کے لیے رہائی مین کوشش کیجیے گا مگر میرا اب زیادہ ٹھہرنا مناسب نہین ہی صبح کو قیامت برپا ہوگی یہ
ظلمات جادو ویسا شخص مارا گیا کہ ابلیس کا بازو ٹوٹ گیا میرے بھی دل مین ہمیشہ سے کھٹکا تھا کہ انسان سے دعویٰ
خدائی کا کیا کیا سمجھکے یہ خداوند بن بیٹھا آج قلب کو اطمینان ہوا دل صاف ہو گیا کہ خدا ے نادیدہ کا مذہب حق ہی
مین دل سے مطیع اسلام ہوئی خواجہ نے عہد و پیمان واثق ملکہ سے کر کے دربار کو لوٹ لیا غزالہ تخت پر بیٹھکر بحسرت عمرو
کو دیکھتی ہوئی اُسی طرح اپنے ابر مین مخفی ہوکر روانہ ہوئی عمرو اسباب یہان کا لوٹکر حرز ہیکل لیے ہوے طرف اپنے لشکر
کے روانہ ہوے یہان تمام لشکر قصر دود مین مبتلاے مصیبت تھا صاحبقران کو سردارون نے لاکر بارگاہ سلیمانی
مین ڈالا بیہوش و مدہوش پڑے ہین جب آنکھ کھولتے ہین فرماتے ہین یارو میرا سر کاٹ لو مجھسے صدمۂ سوزش قلب نہین
اُٹھتا روح قالب سے نکلا چاہتی ہی سردار روتے ہین تمام ملازم جو بیرون بارگاہ ہین اُنپر تو آفت نازل ہی
آمادۂ مرگ و مبیاے قضا ہین آسمان سے برقین گر رہی ہین کسی کا ہاتھ کٹا کسی کا مُنھ زخمی ہوا کسی پر شعلۂ آتش گرا
جلا کر خاک کیا چشم زدن مین قصہ پاک کیا کوئی پانی مین ڈوبتا ہی کوئی آہ کے نعرے کر رہا ہی اس آفت مین سب مبتلا
ہو زندہ ہین مرنے کے طالب یاس و حسرت غالب یکایک ایک دھماکا ہوا سب بیہوش ہو گئے ابر دو ٹکڑے ہو کر
منتشر ہوا برقین موقوف ہو گئین شعلہ ہاے آتش بجھے ابر سے روئی کے گالے گرے اب جو آنکھ کھلی سب نے اپنے کو
حواس مین پایا حیران ہین کہ پروردگار تو نے مشکل کو آسان کیا سب جمع ہو کر بارگاہ سلیمانی مین آئے کہ شاید آقا نے
بھی مہلت پائی ہو مگر امیر کو اُسی حال مین پایا سردار گریہ و زاری مین مصروف یہی کہہ رہے ہین کہ اے شہریار خدا نے
فضل کیا ہم سب نے مصیبت سے مہلت پائی ابر بھی دفع ہوا اگر حضور کی طبیعت نہ درست ہونے کا کیا باعث ہی امیر
نے آہ کی فرمایا صاحبو خوب جانتے ہو کہ اسم اعظم بند ہوا بسبب حرز ہیکل کے ہوشیار تھا وہ بھی ساحر مانگکر لے گیا جب تک
وہ نہ آئیگی میرے ہوش و حواس درست نہونگے یقین کامل ہی کہ ہمارا یار وفادار عمرو نامدار نے جاکر اُسی
ساحر کو مارا جسکے یہ سحر متعلق تھا مگر حرز ہیکل نہین آئی یقین ہی خواجہ لاتے ہون یہ فرماکر پھر بیہوش ہو گئے سردار
تلاش مین عمرو کی باہر نکلے حیران حیران دیکھ رہے ہین کہ دیکھا سامنے سے خواجہ عمرو دوڑے ہوے آتے ہین
زود رفت کے بھی شاگردون نے یہ خبر جاکر کہی کہ مسلمانون نے صحت پائی ابر وغیرہ دفع ہوا دھوان غائب ہو گیا
زود رفت بشکل مبدل لشکر اسلام مین واسطے خبر کے آیا ہی کہ خواجہ آکر پہونچے سب سردار دوڑے عرض کی اے شہنشاہ
ملک عیاری آپنے جاکر کس ساحر کو مارا ہم سب کو اس آفت سے بچایا مگر آقاے نامدار اُسی حال مین ہین اسوقت ابر کے
دفع ہونے سے زیادہ بیقراری ہوئی صاحبقران نے یہی فرمایا ہمارے یار وفادار نے کسی ساحر کو مارا یہ فرمائیے کہ
حرز ہیکل بھی لائے عمرو نے کہا موجود ہی یہ سب باتین مہتر زود رفت نے سُنین واضح راے ناظرین والامقام ہو کہ
عمرو نے زود رفت کو بیہوش کر کے درخت مین باندھ دیا تھا اُس طرف کا ہ فروشون کا گذر ہوا انھون نے زود رفت
کو کھولدیا تب زود رفت اپنے لشکر مین آیا وہان آکر یہ بھی سُنا کہ ابر لشکر صاحبقران سے دفع ہوا تب خبر کے واسطے
لشکر صاحبقران مین آیا دیکھا حقیقت مین ابر دفع ہو گیا ہی پیچھے پیچھے عمرو کے چلا عمرو اندر بارگاہ کے آیا گلے مین
امیر کے حرز ہیکل ڈالدی امیر نے آنکھ کھولی خوش ہو کر اُٹھ بیٹھے عمرو کو گلے سے لگایا بڑا بھاری خلعت عمرو کو ملا
زود رفت نے یہ سب معرکہ اپنی آنکھ سے دیکھا خبر لیکر بھاگا سامنے ابلیس خود پرست کے پہونچا ابلیس گھبرا رہا تھا
اور کہہ رہا تھا کہ یارو اسی واسطے مین نے شیشۂ اسم اعظم حمزہ کا قصر اسرار ساحری مین رکھا تھا اگر معلوم ہوتا ہی کہ

ظلمات پر کوئی افتاد پڑی کہ زود رفت آکر پہونچا تمام کیفیت بیان کی کہ قدرت نے میری جان بچائی عمرو نے
مجکو بکمال سختی سے باندھا تھا کاہ فروشون نے مجکو رہا کیا عمرو کے دل مین آپ نے نیکی ڈالی ورنہ قتل کر ڈالتا ابلیس
سناٹے مین آگیا حال قتل ظلمات سنکر سب ساحرون کے ہوش اُڑے آپس مین کہتے ہین اتنا بڑا ساحر غدار اور
مکار ہوشیار کیونکر مارا گیا صاف ظاہر ہی کہ کسی نے ملکر اُسے قتل کرایا ابلیس نے کہا قدرت دریافت کرینگے
یہ ذکر تھا کہ صدہا جادوگر روتے پیٹتے لاشہ ظلمات لیے ہوے آئے کہا یا خداوند ہم لوگ ملازمان ظلمات ہین
صبح کو جو واسطے سلام کے گئے وہ مقام مزبلۂ قصابان بنا ہوا ہی ہزارون جادوگرون کے لاشے تڑپ تڑپ کے
سرد ہوئے کوئی زندہ نہ ملا کہ جس سے پوچھتے کہ انکو کسنے مارا ابلیس گھبرا کے طرف قصر اسرار سامری کے
چلا کہ مین جاکر دریافت کرون ناظرین پر واضح رہے کہ اس قصر کے عجائب وغرائب پر ابلیس کو بڑا ناز ہے
ابلیس طرف قصر اسرار سامری کے جاتا ہی مگر خواجہ عمرو کہ زود رفت کو جنگل مین باندھ آئے تھے اُسی کی
شکل بنکر داخل لشکر ابلیس ہوئے جسنے دور سے دیکھا اُستاد کہکے سلام کیا خواجہ سب کو جواب دیتے ہوے
دربارگاہ پر پہونچے دیکھا ابلیس نکلا پشت پر ابلیس کے زود رفت بھی آتا ہی شاگردون نے کہا اُستاد دیکھیے
عمرو آپ کی صورت پر آتا ہی زود رفت کا قصد ہوا کہ کچھ کہے کہ عمرو نے وہین سے آواز دی یا خداوند
میری شکل پر ساربان زادہ آپ کے ساتھ جاتا ہے اسکو پکڑ لو شاگرد زود رفت کے زود رفت کو لپٹ گئے لات
ہوتے پڑنے لگے عمرو تو صاف نکل گیا جب بہت مار پڑی تو اسنے گھبرا کر کہا ارے یارو میرا منھ دھلواؤ یون پہچانو اور
خداوند آپ بھی دیکھتے ہین کیسا بھڑوا احمق خداوند ہی کہ اپنے بندے کو نہین پہچانتا ہی آہ شاگرد گرم پانی
لائے ابلیس نے کچھ راز و نیاز کی باتین پوچھین زود رفت نے سب بتائین تب سب کو اطمینان ہوا اس طرح مین ابلیس
قصر اسرار سامری مین نہ گیا زود رفت سے باتین ہونے لگین زود رفت جو بہت رویا پیٹا ابلیس نے کہا ہم
بھی تقدیر کر چکے تھے کہ تم ہمارے سامنے ذلت اُٹھاؤ جوتیان کھاؤ تو نے کیون نہ عمرو کو گرفتار کرایا زود رفت
نے کہا یا خداوند مین نے اُسکو دیکھتے ہی قصد کیا تھا کہ اُسکا نام لون مگر اُسنے میرا نام لیکر پکار دیا شاگرد لوگ کیا جلدی
لپٹ گئے شاگرد عذر کرتے ہین یا اُستاد ہمنے ایک ہی ایک جوتا مارا معاف فرمائیے گا زود رفت کہتا ہی یارو چپ رہو یہ باتین
لیکر اور مجکو ذلیل کرتے ہو یہان عمرو جو بھاگا راہ مین ایک خدمتگار کی شکل بنا ہوا جاتا تھا کہ قریب ایک ڈیوڑھی
کے پہونچا دیکھا کرسی پر محلدار بیٹھی ہی عورتون کی آمد و رفت ہی عمرو نے ایک سے پوچھا کہ اس قصر مین کون رہتا ہی
کنیزون نے کہا ملکہ غزالہ آہو چشم دختر بلند اختر خداوند لوز چکیدۂ خالص قدرت لیکن آج کچھ بیمار ہین اندر
باہر سب کو تردد ہی عمرو نے یہ سنتے ہی کنارے آکر ایک بکری اور ایک بندر لیا اُسی دروازے پر آکر سامنے
کنیزون کے تماشا کرنے لگے کنیزون نے جاکر ملکہ غزالہ سے کہا کہ ایک بندر والا ڈیوڑھی پر آیا ہی کیا خوب تماشا کرتا ہی
ملکہ گرفتار دام محبت و قیدی زندان خانۂ مصیبت عمرو کے خیال مین جو آئی ہی منھ لپیٹے پڑی ہی کہ کنیزون نے آکر
بندر والے کی خبر دی ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر جواب دیا میرا کسی کھیل و شغل مین جی نہین بہلتا نہین معلوم
عمرو پر کیا گذری کل تو قدرت نے بڑا سحر کیا کنیزون نے عرض کی آج صبح سے غل ہو رہا ہی کہ ظلمات جادو مشیر خاص
قدرت کہ جسنے حرز ہیکل صاحبقران کی لے لی تھی مشہور ہی کہ مع اپنے ساتھ والون کے مارا گیا کہ اتنے مین دوسری
کنیز آئی کہا واری گئی کیا چیزین گاتا ہی بندر بکرے پر سوار ہوتا ہی ذرا تماشہ دیکھیے دل کو بہلائیے ناچار ہو کر
ملکہ نے کہا خوشی تم سبکی بلا لو عمرو تو اترا ہوا دولت پر کھڑا ہی ہوا تھا کنیز نے جو آکر کہا بڑے میان چلو اب تمکو

بہت کچھ ملجائیگا ملکہ عالم یاد فرماتی ہین ایک نے کہا بوا میرے کہنے سے جبراً بلایا ہی آج تو کچھ مزاج ہی بگڑ گیا صبح سے
مُنھ لپیٹے پڑی ہین ہنسنا بولنا سب موقوف کیا ہر وقت محل مین چہل پہل رہتی تھی نہین معلوم کسی نے کیا کیا کمبخت
دیکھنے والون کی نظر لگ گئی آج کھانا بھی نہین کھایا صبح کو فقط ایک گلاس آبشورے کا پیا تھا عمرو سب کی باتین سنتا ہوا
چلا جاتا ہی دیکھا تو جا بجا نازنینان مہ جبین کا جماؤ ہی صحنچیون مین پاندان کھولے ہوے ڈلیان کتر رہی ہین ایک سے
ایک پوچھتی ہی کیون بوا النسرین آج ہماری مالک نے خاصہ کیون نہین نوش فرمایا دوسری جواب دیتی ہی
کہ بوا کچھ مفصل نہین معلوم ہوا ہر جگہ بے لطفی مزاج کے چرچے ہین خواجہ ڈگڈگی بجاتے ہوئے اندر گئے دیکھا
باغ بے خزان ہزارون پری زادان حور طلعت خوبصورت پھر رہی ہین عمرو کو دیکھکر چیتیان ہونے لگین آنکھین چھوٹی چھوٹی
دیکھکر ایک نے کہا بوا نرگس تمنے دیکھا یہ نگوڑا بڈھا اندھا پیدا ہوا تھا داڑھی سے مہری سے نشان بنا دیا
ایک نے کہا مرے بھی ہلتا ہی مرنے کو نہین نہین کر رہا ہی خواجہ ایک ایک کو جواب دیتے ہوئے سامنے بارہ دری کے
پہونچے ملکہ کو دیکھا ہاتھ اُٹھا کر دعا دی چراغ حسن و جمال روشن رہے خوار و ذلیل دشمن رہے یہ کہکے تماشہ شروع کیا
ملکہ تماشہ دیکھنے لگین انیسین کنیزین آکر جمع ہوئین اب ملکہ کے سامنے خواجہ بندر کا تماشہ کر رہے ہین ملکہ نے کہا
بڑے میان بس اب تماشہ موقوف کرو ہمارا دل گھبراتا ہی عمرو نے کہا سبحان اللہ دھگڑے کی بڑی خواہش ہی
جی چاہتا ہوگا کسی نوجوان کے گلے لپٹکر سوؤن اسی خیال مین صبح سے کھانا نہین کھایا ملکہ نے جھلا کر کہا اذگوڑے
موئے موندی کاٹے بڑھاپے میٹے خدا تجکو غارت کرے یہ کیا تو نے جھک مارا کنیزین دوڑین مارنے کو خواجہ
اُچکتے پھرتے ہین سب ملکہ نے دیکھا کنیزین تھک تھککر گر پڑین کوئی بڈھے کو پکڑ نہین سکتا خود کوڑا ہاتھ مین لیکر انھین
کہا کہون اوذلیل کنیزون کو میری بہت دوڑایا اب کہان جاؤگے اُٹھنا معشوق کا خواجہ کو بھی شاق ہوا دونون
سے ہاتھ باندھکر قریب آئے کہا یہ سر حاضر ہی شعر ادب تا چند ای دست ہوس قاتل کے دامن کا + سنبھل سکتا
نہین اب بوجھ تیسے اپنی گردن کا + یہ گنہگار حاضر ہی ملکہ نے شرماکے سر جھکا لیا ہاتھ پکڑ کے بارہ دری مین آئی پردے
چھوڑ دیئے عمرو نے صورت اصلی دکھائی ملکہ نے کہا خواجہ غضب کیا ایسا نہو انمین سے کوئی کنیز جاکر زود رفتہ
سے کہدے یا والد کو خبر پہونچ جائے عمرو نے کہا ای ملکہ عالم مین اسوقت فکر ہائی ملکہ عالم افروز مین آتا تھا مگر یہ
انتشار بڑی میان زود رفتہ کو خوب سوجھا آپکے دولتخانے کی جانب گذر ہوا سُنا کہ آج آپ بہت پریشان ہین
دل کو تاب نہ آئی اس شکل پر اپنے کو پہونچایا ملکہ نے کہا خواجہ سب تمھارے دشمن ہو رہے ہین ابلیس کا حکم ہی کہ
جو خواجہ کو پکڑ لائیگا اُسکو دولت نہایت نہال کردونگا خواجہ عمرو نے کہا خدا مالک ہی اگر غیرت دار ہی تو اب سے
مقابلہ نہ کریگا آج انکی خوب تدبیر ہو گئی ملکہ نے کہا خواجہ اب ابلیس نے خود ارادہ کیا ہی ایک ساحر ظلمات
مشیران خاص سے نکلا تھا اُسنے کیا قیامت برپا کی عمرو نے کہا جو صاحب تشریف لائینگے سمجھا جائیگا ملکہ نے آنکھون
مین آنسو بھر کر کہا خواجہ بڑی مشکل ہی سب ساحر تمھارے نام کے دشمن ہو گئے ہین ایسا نہو گرفتار ہو جاؤ مگر خواجہ
اپنے کو بچانا عمرو نے کہا خدا مالک ہی دیکھا عمرو نے ملکہ گانے کی مشتاق ہین عمرو نے بے کہے ملکہ کے زنبیل سے ز
نکالی کہا ملکہ اسوقت جی چاہتا ہی چند اشعار بجاؤن ملکہ نے خوش ہوکر کہا خوشی آپ کی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے
یہ اشعار زن مین بجانا شروع کیے **نظم**

دیکھا نہ کسی کی طرف ایماے حیا سے
تو ساتھ کسی کے مجھے صیاد نہ کر بند
ہم دام محبت سے ادھر چھوٹے اُدھر بند
جادو کو کیا نرگس جادو نے نظر بند
وہ آخر شب آئے ہین کچھ بات تو کر لو
پرواز بھی کی آہ تو جون طائر پر بند
یہ مشت پر سوختہ پھونکینگے قفس کو
گر اپنی زبان دم کی دم اے مرغ سحر بند

گیا سُمبھرے دل جو الو ساں ہوئی الفت
جیت جائینگے تجھسے کیا تو نے اگر بند
ای سوزش سینہ مجھے دو سینہ دکھا دے
شیشہ ساں ہی در کُھلے کیون آج ہی در بند

شیشے مین پری کرتے ہین ارباب ہنر بند
شاید کہین تو نے بھی اسے خواب مین دیکھا
کھولے تری گرمی سے دو گوہر سے گرہ بند

جاتے نہین نیند ہے یہ اُس کو مین جو ناصح
آنکھیں تری ای بخت ہین کیون آٹھ پہر بند
کیا حضرت مومن کہین کعبے کو سدھارے

ملکہ چونکہ گانے پر عاشق ہی آنکھوں سے اشک حسرت جاری تھا آپ ہی آپ ہر شعر پر اچھل پڑتی ہی مگر سمن رخ نامے ایک کنیز نہایت بدتمیز اسنے جو باہر سے گانا سُنا اور کنیزین قصہ مختصر کر رہی تھا ہین کوئی کہتی ہی بوا عمرو بندر والا بنکے آیا ہی ایک کہتی ہی بوا مجھے بہت دوڑایا ہی مگر ملکہ اُسکو بہت چاہتی ہین تنہائی مین جا بیٹھین گانا سن رہی تہین سمن رخ بھاگی یہان الملیس نے پھر قصد کیا ہی کہ قصر اسرار ساحری مین جاؤن باعث قتل ظلمات دریافت کرون زود رفت بھی ٹہل رہا ہی کہ سمن رخ آکر پہونچی پکارکر آواز دی میان زود رفت ذرا آپ سے کچھ کہنا ہی زود رفت آگے بڑھا سمن رخ نے کہا عمرو عیار بندر والا بنکر مکان مین ملکہ کے پہونچا ہی ملکہ کے سامنے بیٹھا گا رہا ہی ملکہ وجد مین ہین جھوم رہی ہین گانے کی عمرو کی تعریفین ہو رہی ہین زود رفت سنکر گھبرا گیا پانچ سو عیار جو موجود تھے انکو ساتھ لیکر چلا پلٹ کے الملیس سے اتنا کہا یا خداوند ایک جگہ عمرو کا پتہ ملا ہی گرفتار کرنے جاتا ہوں یہ کہکے سمن رخ سے کچھ باتین کرتا ہوا جاتا ہی ایک کنیز ملکہ کی غنچہ دہن حقیقت مین کمسن اسنے جو دیکھا کہ زود رفت پانچ سو عیارون سے سمن رخ سے کچھ باتین کرتا ہوا آتا ہی غنچہ دہن بھاگی محل مین آئی یہان اسوقت سب کنیزین ملکہ کے پاس جمع ہین عمرو گا رہا ہی ملکہ مبہوت لب پر مہر سکوت عمرو کو بہت کچھ دیا ہی عمرو بھی خوب خوب گا رہا ہی کہ غنچہ دہن دوڑی ہوئی آئی عرض کی واری کچھ عرض کرونگی ملکہ نے کہا کہ کہ حضور حضرت زود رفت پانچ سو عیارون سے آگیا سمن رخ نے جاکر حال کہا گھر حضور کا گھر گیا لونڈی نے بازار مین دیکھا تھا ملکہ تو گھبرا گئی کہا خداوند اب کیا ہوگا مشہور ہو عالم افروز کے مین بھی بدنام ہوئی میری جان جائیگی عمرو نے کہا تم کیون گھبراتی ہو مین نکلجاؤنگا اتنے مین کنیزون نے آکر پے در پے خبر دی کہ حضرت زود رفت محل کو گھیرے ہوئے دروازے پر جا ہوا محلدار کو دھمکا رہا ہی محلدار عرض کرتی ہی مین نہین جانتی ہون البتہ ایک بندر والا گیا تھا نہین معلوم چلا گیا یا تماشا کر رہا ہو نہین معلوم کیا سبب ہی کہ ملکہ نے اسے قصر مین جگہ دی گانا اسکا سنا مجھے یقین نہین آتا عمرو جلدی اٹھا ایک ملکہ کی کنیز کی شکل بنا پاندان ہلاتا ہوا چلا بلا تکلف محل سے باہر نکلا محلدار نے کہا بی گلچہرہ کہان جاتی ہو کہا بوا ملکہ پان لینے جاتی ہون آج صبح سے پان نہین کھایا رو تا مر گیا کئی مرتبہ پیسا دیا ہمارے واسطے پان نہ لایا یہ کہتا ہوا ایک ایک سے چھیڑ کرتا ہوا قریب زود رفت کے آیا زود رفت تو اپنا انتظام کر چکا آپ خود دروازے پر بیٹھا ہی گرد پانچ سو عیار مکان کو گھیرے ہوئے عمرو نے آکر کہا میان زود رفت کچھ ہمکو دلوائیے تو عمرو کو گرفتار کرادین زود رفت نے کہا ای گلچہرہ جو کچھ کہ تو کہیگی مین دونگا عمرو نے ہاتھ پکڑا کہا میرے ساتھ آؤ مین مفصل پتہ بتاؤن بھلا یہ کوئی بات ہی کہ دروازے پر بیٹھے ہو وہ ادھر سے کاہے کو آئیگا کوٹھے پر سے کود کر نکلجائیگا زود رفت سوچا کہ سچ کہتی ہی عمرو لگا کر لیچلا جب سرے پر ایک کوچے کے آیا کہا حضرت صاحب سر اُٹھا کر دیکھو عمرو کوٹھے پر کھڑا ہی لو پھاندا چاہتا ہی جیسے ہی زود رفت نے سر اُٹھایا عمرو نے ایک دھول لگائی کلاہ زرین سر سے میان زود رفت کے اُتار لی نعرہ اپنے نام کا کیا کہ دیکھو ادبچیا ہم جاتے ہین تو ڈھونڈھا کر زود رفت منہ کے بھل گرا عمرو بست کرکے نکلگیا شاگردون نے آکر دیکھا اُستاد دھری مین پڑے ہین دوڑ کر اُٹھایا کہا اُستاد کیا ہوا کہا یار دغا عمرو دھوکا دیکے نکلگیا مین نے نہ پہچانا بڑا صدمہ ہوا شاگردون نے اُستاد جی کو اُٹھایا یہان میان الملیس

انتظار مین ہین کہ عمرو کو لیکر زود رفت آتا ہوگا کہ زود رفت خستہ و شکستہ کلاہ نذر دو آ کے پہونچا البیس نے پوچھا
درست کیا ہوا زود رفت نے کہا یا خداوند آپ ایسی الٹ پلٹ تقدیرین کرتے ہین کہ غلام کو ذلت ہوتی ہی یہ
نہین معلوم کہ ملکہ غزالہ آہو چشم سحرین سیہ نظر صورت مین رشک ماہ منیر ہر علم مین طاق شہرۂ آفاق اُسکے
محل مین ساربان زادہ کیونکر آیا یہ سبب نہ کھلا کسی لونڈی سے پھنسگیا ہی ملکہ عالم اُس ساربان زادے کو
کیا پہچانینگی مگر کوئی کنیز عمرو سے ضرور پھنسی ہی مین دریافت کرونگا البیس نے کہا ای زود رفت عمرو نے تجکو
ریشہ خشک بنالیا ایسی کیسی ذلتین دیتا ہی تجسے کچھ نہین ہوسکتا البیس نے کہا سبب مجھے دریافت کرنا تھا کہ قصر اسرار
ساحری مین جاؤن سبب قتل طلسمات دریافت کرون تدبیر کرنے مرزہ ہیکل بھی لون زود رفت نے کہا یا خداوند
اب آپ تقدیر مضبوط کیجیے کہ عمرو گرفتار ہو باعث محل مین جانے کا بھی کھلجائیگا سمن رخ کنیز کو مین نے ملالیا ہی
وہ سب کچھ مجکو بتادیگی سب احوال کھلیگا بہر نوع زود رفت یہ کہکے چلا کہ مین عمرو کو تلاش کرکے لاتا ہون خواجہ
زرغنے مین اُسکے شاگردون کے ملے ہوئے سُن رہے ہین ہان ہان ملائے جاتے ہین جب زود رفت نے قصد کیا
کہ عمرو کو ڈھونڈھنے جاؤن عمرو نے قریب آکے کہا حضور مین کچھ عرض کرونگا زود رفت نے کہا کیا ہی عمرو نے
کہا کنارے آئیے البیس سامنے بیٹھا ہی صدہا مشیر و وزیر اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین دیکھ رہے ہین کہ عمرو
نے زود رفت کا ہاتھ پکڑا اور یہ کہتے ہوئے چلے کہ ایسی بات بتاؤن کہ آپ بھی خوش ہوجائین زود رفت
کہتا ہی کہ ای دختر تیرا وہ مرتبہ کرونگا کہ سب عیار رشک کرینگے خداوند بھی مرتبہ بڑھائینگے عمرو کہتے جاتے ہین
حضرت سب ساربان زادے کی کیا حقیقت ہی آپ کے نام سے کانپتا ہی مین اُسکے لشکر مین گیا تھا اپنے شاگردون
کے سامنے رو رہا تھا کہ حضرت زود رفت سے کیونکر مقابلہ کرون بڑے عیار سے سامنا پڑا ہی قدرت اُسکو چاہیے کہ
ہمارے آقا ایسی پرورش کب کرتے ہین زود رفت کہتا ہی ای سرہنگ عمرو نے مجکو تشہیر کرایا سارے شہر مین
مشہور ہوگیا سامنے سب کے دھول مارکر بھاگا کلاہ زرین لیکر نکلگیا یہ باتین کرتے ہوئے ایک گوشے مین
زود رفت کو لائے کہا وہ دیکھیے سامنے عمرو بیٹھا ہی جیسے ہی زود رفت نے منہ پھیرا ایک دھول سر پر لگائی
کلاہ زرین لی اور جست کرکے بھاگے البیس نے جو دیکھا کہ میرے عیار کو عمرو نے دھول لگائی اور زود رفت نے
پکارا بھی یا خداوند دہائی ہی البیس اُٹھا ایک ماش کا دانہ پھینکا عمرو نے جست کی گلیم زنبیل سے نکالی چاہتے ہین
اوڑھین کہ البیس نے گھبر کی آواز دی پاؤن عمرو کے زمین نے تھام لیے گلیم عمرو نے اوڑھ لی البیس نے کہا مین نے
عمرو کو پکڑا اسی میدان مین ہی مگر دکھلائی نہین دیتا سب عیار و ورے نیزے ہلاتے ہین تلوارین چمکاتے ہین عمرو گلیم
اوڑھے ہوئے خالی دے رہا ہی اپنے کو نیزہ و شمشیر سے بچاتا ہی جب عرصہ گذرا عیارون نے کہا خداوند اگر عمرو یہان
ہوتا تلوار نیزے سے غربال ہوجاتا البیس نے کہا کیا ممکن کہ قدرت تقدیر کرین اور عمرو گرفتار نہو یہ کہتا ہوا قریب آیا
پکار کر آواز دی عمرو مین جانتا ہون کہ پاؤن تیرے زمین نے تھام لیے ہونگے یہ بھی جانتا ہون کہ گلیم عیاری
تیرے پاس ہی تو نے اپنے کو مخفی کیا مگر عمرو اسی مقام پر کھڑے کھڑے گذر جائیگی رہائی نہ پاؤگے بھوکے پیاسے
مرجاؤگے قدرت اپنے جاہ و جلال کی قسم کھاتے ہین کہ تجکو کچھ نہ کہینگے چھوڑ دینگے جب زود رفت گرفتار کریگا
تو اُسکو اختیار ہی مجھے مطلب عیاران سے کیا کام ہی یہ تو عمرو جانتا ہی کہ سراسر مکر ہی اس ملک مین غدر ہی
اب اپنے کو ظاہر کر و حقیقت مین اسی مقام پر کھڑے کھڑے دن کی دھوپ کا صدمہ رات کو شبنم پڑیگی بھوکے
پیاسے مرجاؤگے پکار کر آواز دی یا خداوند تیری قدرت کے صدقے مین جانتا ہون آپ کو [illegible]

آپ پر جان دیتا ہون اور آپکو بھی مجھسے رسم ولی ہی اب چھپنا اپنے پیدا کرنیوالے سے کیا ضرور تھا جو کہئے …
کوئی کہتا ہو میرے پہلو سے آواز آئی کوئی کہتا ہی بالکل میرے پاس ہی ابلیس نے کہا ای عمرو مین قسم کھاچکا …
ذکر چلا آ عمرو نے ٹپی سر سے اُتاری اب سب نے دیکھا کہ خواجہ قریب ابلیس کے کھڑے ہین جھککر ابلیس کو سلام کیا
ابلیس صورت دیکھکر کانپ گیا اور ہاتھ عمرو کا پکڑ لیا کہا کیون ساربان زادے اب تیرا کیا سامان کرون عمرو ہنسنے لگا
کہا یا خداوند آپ غصہ نہ کیجیے آپ قسم کھاچکے ہین اسوقت تو مجبور ہین کیجیے جب میان زود رفت مجکو گرفتار کرینگے تو
جو ذہن مین آئے وہ سزا دیجیے گا انکو تو مین دیکھ بھال لونگا آپ سے ڈرتا ہون اتفاق سے ہنگام سیہ پوش … جو
ملکہ ماہ عالم افروز پر نگہبان ہوا ہی یہ بھی عرض کرچکا ہون کہ ماہ پروردہ پر عاشق ہی اُسنے عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا کہا او
مکار قدرت نے قسم کھائی ہمنے تو قسم نہین کھائی یا خداوند مین اسکو قید کرونگا آب و دانہ بھی بند کر دونگا تڑپ تڑپکے
مرے ابلیس نے کہا بھئی ای ہنگام اسوقت عمرو کو چھوڑ دو ہم تقدیر کرکے زود رفت کے ہاتھ سے گرفتار کرا دینگے ہنگام
نے کہا یا خداوند یہ ناممکن ہی زود رفت نے بھی فریاد کی کہ یا خداوند اگر یہ چھٹا تا پھر دستیاب نہوگا یہ سنتے ہی ابلیس
نے ایک دستک دی ای کلنگ آتشبار نام لیتے ہی آسمان سے ایک ساحر آیا ابلیس کو سلام کیا عرض کی یا قدرت
آپکا غلام اپنے انتظام مین تھا کیون یاد فرمایا ابلیس نے سب کیفیت بیان کی کہ عمرو کو ہنگام سیہ پوش نے
گرفتار کیا ہم تمکو انکے ساتھ کرتے ہین حفاظت مین کمی نہو انتظام مین برہمی نہو کلنگ آتشبار نے عرض کی یا خداوند
مین نے سنا ہی طلات مارا گیا عمرو کی حفاظت کو آپ ارشاد فرماتے ہین مین تو اس خیال مین حاضر ہوا ہون کہ عہدہ [illegible]
مجکو ملے حرز ہیکل حمزہ سے چھین لاؤن ایک ہفتے مین سب کا خاتمہ کردون ابلیس نے کہا ای کلنگ اسی واسطے تمکو
تکلیف دی ہی دو دن حفاظت عمرو کرو تیسرے دن تمکو بھی عہدہ ملیگا قدرت بھی تمہارے ساتھ شراکت کرینگے اب قدرت
تقدیر مضبوط کرچکے کہ تمکو کوئی نہ مار سکیگا کلنگ سلام کرکے رخصت ہوا عمرو نے بیقرار ہوکر کہا یا خداوند آپ نے
یہ اچھا نہ کیا عہد کیا قسم کھائی پھر آپ نے قید کیا ابلیس نے کہا خواجہ مین کیا کرون ہنگام نے گرفتار کیا وہ میرا
سردار جانباز ہی عمرو نے جھلا کر جواب دیا اب گدھے تو خداوند بنکے بیٹھا ہی انشاء اللہ اگر مین نے تجکو قتل نہ کیا تو نام
عمرو عیار نہ رکھا سر تمہارا مثل کاسۂ گدائی کے ٹھوکرین کھاتا پھریگا آنکھ ملاکر جو عمرو نے یہ کلمہ کہا ابلیس نے غصے مین
ایک طمانچہ مارا طمانچہ وہ کیا کہ آفت تھی عمرو تھر تھر کانپا دھم سے زمین پر گرا آنکھون کی سیاہی غائب سپیدی ظاہر
کانون کی لوین پھر گئین ناک کا بانسا پلٹ گیا ایڑیان رگڑین ہاتھ دیے مارے طائر روح قفس جسم خاکی سے نکلگیا
اتو سب حیران ہوگئے زود رفت نے کہا یا خداوند عمرو مرگیا دبلا پتلا تا نتیا تھا طمانچہ آپ کے ہاتھ کا ضبط نہو سکا
تڑپ کے دم نکلگیا جسنے دیکھا اُسنے کہا یا خداوند آپ نے غضب کیا اب جو حمزہ سنیگا کہ میرے عیار کو مار ڈالا غضب مچیگا
اُسکے پاس موجود ہی تلوار پکڑ کے گھس آئیگا کون حمزہ کو روکیگا بڑے بڑے معرکے جھیلے ہوئے ہی جان پر کھیلے ہوئے ہی
اسکی لاش کو چھپا دیجیے زود رفت نے کہا اگر حکم ہو تو لاش عمرو کی نالے مین پھینکدون اُس طرف کوئی نہین جاتا
سرکٹا نالہ مقام خوفناک ہی اگر شاگردان عمرو دیکھینگے سمجھ جائینگے کسی بھوت پلید نے عمرو کو مارا ہوگا آپکا کوئی
ذکر بھی نہ کریگا ابلیس نے ہنسکر کہا یہ تقدیر ہمنے … ہزار برس پیشتر کی تھی آج اُسکا ظہور ہوا مرگئے … [illegible]
لاش اسکی پھینکدو کلنگ آتشبار بھی اب لاچار ہوا ہنگام کے ساتھ چلا زود رفت نے شاگردون … کہا
اسکی ٹانگ مین رسّی … [illegible] … زود رفت نے عمرو کے پاؤن مین رسی باندھی کھینچتے ہوئے
لیچلے اُسوقت عمرو کی … [illegible] … کی تیاری ہی کی اب زندہ بچنا دشوار ہی مگر ای عمرو صبر کرو

آخر کو لاشہ عمرو کا اُن عیاروں نے سر کٹے نالے مین پھینکدیا عیار تو چلے گئے خواجہ جبار پوچھکر اُسکے اگاس کوشہ مین آکر خوب روئے دور سے دیکھا ہنگام سیہ پوش و کلنگ آتشبار اُس مکان پر آکر بیٹھے ہین جس مکان مین ماہ عالم افروز قید ہین وقت سحر ہی ملکہ اُٹھکر بیٹھین ماہ پرور دایہ اُٹھی ہی ملکہ کے منھ دھونے کو پانی لائی ہی ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا اے ماہ پرور کیا خاک منھ دھوؤن آج تک خبر نہ معلوم ہوئی کہ بادشاہ جمجاہ پر کیا گذری کسکو بھیجین کہ جا بادشاہ کی خبر لائے یہ ہمارا حال زار اُنکو سنائے کہ کنیز آپ کی مرتی ہی اب اگر تدارک نہ ہوا تو اپنی کنیز کو زندہ نہ پائیے گا ماہ پرور نے کہا واری آج مین نے ایک خبر وحشت اثر سُنی ہی کہ دل کانپ گیا منھ سے نکالنے کو دل نہین چاہتا ہی ملکہ نے گھبرا کر پوچھا ماہ پرور ہمارے سر کی قسم جلد بتلاؤ دل تڑپ گیا ظاہر تو کرو مین تو سنون وہ کیا خبر ہی ماہ پرور رونے لگی کہا حضور مین نے خبر سُنی ہی کہ آج خواجہ پکڑے گئے الیبس نے الیسا طمانچہ مارا کہ اُس کا اُسی دم نکلگیا بخوف صاحبقران لاش کہین پھنکوا دی ابھی ابھی در زندان خانے پر ذکر ہو رہا تھا مجھ بدنصیب نے بھی سُنا یہ سُنتے ہی ملکہ ماہ عالم افروز تڑپ گئی کہا اے ماہ پرور اگر عمرو مارا گیا تو فتح ہو گئی اپنا تو اب یہ حال ہی نظم

داہ شب فرقت مین ہی از بسکہ خواہان مرگ کا
یہ چراغ گور ہی مجھسے بیابان مرگ کا
کیا بیانِ دردِ دل میں اطبا سے کیجیے
ہنسکے فرمایا نہین مختار السنان مرگ کا
یقدر گردن کو قید گریبان سے ہی تنگ
طور ہنستی ہی سمجھکر مجھکو شایان مرگ کا
آسیون نے اے آتش جوالون کی طرح باندھون کمر

اشتیاق یا رسے افزون ہی ارمان گور کا
موسم گل کی ہوا کرتی ہی تکلیف جنون
کچھ کسی سے ہو نہین سکتا ہی درمان گور کا
حسرت تازہ تمنائے اجل نے مجکو دی
پھر نجھوڑون ہاتھ اگر آجائے دامان مرگ کا
شام ہوتے ہی شب فرقت مین آنکلے اگر
ہیر ہون میں رشک طی کرتا ہی میدان مرگ کا

چاہیے خالِ پری بہر سپند سینہ غول
دیتی ہی پیغام تنگی گریبان مرگ کا
جب کہا مرجاؤنگا اپنے سے کہا بس کر
جب کہین دیکھا مہیا میں نے سامان مرگ کا
داستانہ مین ہی چھپے مین تو سر سارے سفید
صبح محشر تک رہیگا مجپر احسان مرگ کا

ماہ پرور نے آنسو پونچھے کہا واری اسی واسطے مین خبر عرض نہ کرتی تھی کہ حضور گھبرا جائینگی اُڑتی ہوئی خبر سُنی ہی اُس قول کا کیا اعتبار خدا کرے جھوٹ ہو یہ ذکر تھا کہ ہنگام سیہ پوش اندر قید خانے کے آیا ماہ پرور سے آنکھ ملا کر کہا دایہ صاحب مبارک ہو آج عمرو مارا گیا لاشہ تک اُسکا دفن نہین ہوا سر کٹے نالے مین پھنکوا دیا ماہ پرور نے کہا اے بیباک تجھسے کون پوچھتا ہی کہ تجکو یہ پیام لانے والے کا بھی خوف نہی کہ کسی غریب پر کیا گذرےگی آج تک اس قید خانے مین جو جیتا ہی اُٹھا ہی اُسکا ذکر نا ممکن بقول شخصے موسے پر سو درے ایک تو ہم مصیبت مین مبتلا قیدی زندان خانہ بلا ہمارے دوستون کے مرنے کی خبر سُناتا ہی سراسر جھوٹ ہی ہمارے سامنے یہ نہ بیان کر ہم نہین جیسے لب ہی چپکے مگر ملکہ ماہ عالم افروز بانکے رونے لگی خیال حسرت دل سے یہ اشعار زبان سے نکلے نظم

دارم بآب دیدہ ہمہ شست و شوے دل
گشتم چنان نحیف کہ در تن نشان نیافت
سر بر زند چو شعلہ آہ از گلوے دل
جانان بہ بزم بادہ و ہنگامہ با رقیب

از بس کہ درد و محنت ہجران گریستم
چندانکہ کردیم بغت جستجوے دلا
بس مرغ دل بگریہ ز ہجر تو خو گرفت
مخفی و در عشق و نہان گفتگوے دلا

در خون نشستہ ام ہمہ از آرزوے دل
یک قطرہ خون نماند مرا در سبوے دل
سوزد ہزار خرمن تم را بیک نفس
خواہم کہ روے دیدہ گزارم بروے دل

ہر چند ماہ پرور منع کرتی ہی کہ اے ہنگام یہ مناسب نہین کیون تیری شامتین آئی ہین چونکہ یہ عاشق ہی ہنس ہنس کے کہتا ہی اے جان جہان و آرام دل مشتاقان مین نے فقط تمھارے جلانے کو کہا تھا عمرو کو کون مار سکتا ہی مگر آج کلنگ آتشبار کو خداوند نے ہمارے شریک کیا ہی تمھاری خوشی ہو تو ایک جلسہ کرین صحبت شراب و کباب کی ہو تم بھی پینا ملکہ کو بھی ایک گلابی دینگے

یہان قید خانے مین کون آتا ہی مادیرو رنے شرما کر سر جھکا لیا اس خیال سے اچھا کہا کہ اسی حیلے سے ملکہ کا دل بہلے
ہنگام سیہ پوش ہنستا ہوا باہر آیا کلنگ آتشبار سے کہا بھائی تمھارے آنے سے میری خوشی ہوئی انتظام
جی خوب ہو گیا ہی آج جی چاہتا ہی تمھاری دعوت کرین ان قیدیون کو بھی ایک ایک گلابی دیدینگے کلنگ نے
کہا بھائی کیا ضرورت ہی آیندہ خوشی تمھاری ہنگام نے اُسی وقت قید خانے مین فرش بچھوایا سامان روشنی
ہونے لگا ہنگام انتظام کرتا پھرتا ہی اپنے نوکرون کو بھیجا ہی کہ گلابیان شراب کی کشتیان کباب لی لاؤ کلنگ
سے باتین کر رہا ہی کہ سامنے سے دیکھا ہلال جادو حیران و پریشان کپڑے پھٹے ہوے چہرہ اُداس عالم یاس چلا آتا ہی
ہنگام نے آواز دی بھائی ہلال سامری و جمشید نے تمھاری صورت دکھائی اتنے دنون سے کہان تھے
ہلال دوڑ کر قریب آیا ہنگام سیہ پوش سے لپٹ گیا کہا بھائی تمنے سُنا کیا معرکہ گذرا عمرو ہمکو پکڑ کر لیگیا ایک درۂ
کوہ مین قید کیا روز شام کو آتا تھا کھانا کھلاتا تھا آج صبح کو میرے پسر پہونچے میری زبان سے سوزن نکالا کہا
اُٹھیے اب آپ یہان کیون بیٹھے ہین عمرو مر گیا اپنے گھر چلیے مین درۂ کوہ سے نکلا گرد دیکھتا ہون چہار طرف سے
مجکو کالے کالے آدمی گھیرے ہوے ہین ایک عورت بڑے قد کی کالی صورت بڑا لہنگا پہنے ہوئے دمبدم میرے
سامنے آتی ہی کہتی ہی تجکو کھا جاؤن تو نے ہمارے مالک کو مارا ہم بیس برس سے اُسکے قبضے مین تھے آج ہمارا
بوجا پاٹ موقوف ہوا عمرو ایسا سرپرست مر گیا ایک طرف ایک جوان بڑے قد کا سینگ سر پر مجھسے کہتا ہی ہم
تجکو کھا جائینگے زندہ نہ چھوڑینگے بھائی مین اسی واسطے گھر نہین گیا جیسے ہی تمکو دیکھا وہ صورتین بھاگ گئین اسوقت
خیر و عافیت ہی دل کو فرحت ہی روح کو راحت قلب مین قوت ہی ہنگام نے کہا اے ہلال آج تمھارے واسطے
یہ سامان ہوا کہ عمرو ایسا شخص مارا گیا جن ساحرون کو تمنے دیکھا وہ نامہ و مشمش تھے اور پشت پر جو ساحر مرے
اُنکو عمرو نے اپنے پاس رکھا جادوگر کو مار کر عمرو بیر بنا تا تھا زود رفت اسپیہ عیار نے کیا دھوکے کھائے اب تک
کچھ زور نہین چلا آؤ تم اس صحبت مین بیٹھو ہلال نقلی نے کہا ایک بڑی بات ہوئی کہ سامری جمشید خواب مین آئے
یہ فرما گئے کہ ہمنے تمکو علم موسیقی تعلیم کیا کمال عمرو کا تمکو دیا آج امتحان کرین اگر بھائی یہ کام آگیا تو بڑا کمال ہوا عمرو
کو ساقی گری بھی آتی تھی سر سے شراب پلاتا تھا مین ان سب باتون کا امتحان کرونگا یا سامری و جمشید
تُونے دو سو خداؤن کا واسطہ تمھاری بات مین فرق نہو ہنگام نے کہا آؤ انتظام کرو آج ہم یہان جلسہ کرینگے
ہلال نقلی انتظام کرنے لگا شراب کے تپلے انتظام سے رکھے ناگاہ میخوار جلسۂ ثوابت و سیارگان میخانۂ فلک پر آیا
صحبت عیش آراستہ کی یہان ہلال انتظام کر رہا ہی روشنی وغیرہ ہوئی ہنگام کو بڑی خوشی ہوگئی کلنگ آتشبار
سب سے کہہ رہا ہی ہلال کے آنے سے فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہوا مجکو تکلیف نہوئی بیشک یہ نظر کردہ
سامری و جمشید ہوا دیکھو کس سلیقے سے انتظام کیا ہی شراب کو کس لطف سے رکھا ہی کنٹر الماس نگار قرابہ غوری
کشتیان کباب کی لاثانی ہنگام کہتا ہی حقیقت مین جسنے کبھی شراب نہ پی ہو اُسکی بھی رال ٹپک پڑے جلسہ تیار ہوا
ہلال بیچ مین آکر بیٹھے کہا بھائیو تم سب جانتے ہو کہ مجھے گانے کے نام سے نفرت تھی مگر سامری و جمشید نے لعاب
دہن اپنا مُنھ مین میرے ڈالا اور یہ بھی فرمایا کہ سب کمال عمرو کے تمکو دیے اب امتحان کرتا ہون یہ کہکے سازندون
سے کہا تمھاری آس ہی سازندون نے ساز ملائے ہلال نے گنگنا کے یہ غزل گانا شروع کی

غزل

شام سے تا صبح مضطر صبح سے تا شام ہم
صبح تک رویا کیے لے لیکے تیرا نام ہم

ایک عالم مین ہین کیون اے گردش ایام ہم
یار و دشمن نے ستایا جبکہ ہم عاشق ہوئے

شب ہے تجھ بن بن ہمین بے چین دن بے آرام ہم
ہو گنہ اپنا ہی پھر دیوین کسے الزام ہم

کیا مزا پایا عدو سے بیمزہ ہو آپ نے
بات بھی کرتے نہین جز صنعت ایہام ہم
تو خبر لا کیا کہا قاصد سے چھپتے پھرتے ہین
ایسے سودائی نہین اے شوخ حسن خام ہم
پہونچتے وان تک تو اُس پردہ نشین کو دیکھتے
مومن آخر تھے کبھی اے دشمن اسلام ہم

ناکام عشق مین تھے لائق دشنام ہم
آسکے بیٹھا کون کوٹھے پر جو یون حیران سے
ہمدم اُس پردہ نشین کو بھیجکر پیغام ہم
آئینہ کا بوسہ لے تو عکس لب کو دیکھکر
کاش ہوتے چشم نرگس دیدۂ بادام ہم

بسکہ اک پردہ نشین کے عشق مین ہر گفتگو
خاک پر چپکے پڑے تکتے ہین تیرے بام ہم
اس سیہ بختی پہ رکھین تجھسے امید وفا
اور بس رہجائین یون ناکام اے خود کام ہم
گر ترے کوچے کو دی کعبہ سے نسبت کیا گناہ

ہلال کی آواز جو بلند ہوئی ہنگام و کلنگ رو رہے ہین یہ اشعار عاشقانہ جو کان مین ملکہ کے پہونچے تڑپ گئی کہا ماہ پرور سنتی ہے یہ کون ظالم گا رہا ہے ہائے گانے والا پردہ دنیا سے اُٹھگیا ماہ پرور نے کہا واری یہ ذکر نہ کیجیے دل بھر آتا ہے قلب تھراتا ہے خدا اُنکو زندہ رکھے انشاءاللہ خواجہ عمرو ابلیس کو مارینگے ہین آپکو قید سے چھڑائینگے ہلال جادو آیا ہے وہی گا رہا ہے ساحر ذکر کرتے ہین کہ سامری و جمشید نے اُسکو علم موسیقی عطا کیا بعض یہ کہتے ہین کہ کمال اُس کامل کا اس بیحیا کو ملا ان باتون سے دل ٹکڑے ہوتا ہے ملکہ خاموش اشک حسرت نہین رُکتے ہلال نے دو چار چیزین گا کر ہنگام سے کہا بھائی ظہور قدرت سامری تو ہوا گانا تو مجکو آگیا اب ساقی گری کا امتحان کرون دیکھون سر سے شراب بھی پلا سکتا ہون یا نہین اگر ساقی گری بھی آگئی تو کل کمال عمرو کے مجھ مین جمع ہوئے ہین جاکر عیاری بھی کرونگا ہنگام تعریفین کر رہا ہے ہلال نے پیشواز پہنی پہلے گت ناچا دیکھنے والون کی بُری گت ہوئی سم کھانے پر آمادہ تھے بعضون کو یہ خیال تھا کہ کمال عمرو کا بجائی ہلال کو ملا مگر ہلال نے جام بلورین سر پر رکھا یہ غزل گانا شروع کی نظم

ہے مری مستی کو عشق ساقی کوثر شراب
جسطرح مینائے بلوری مین ہو احمر شراب
گرچہ ہون میکش پر اے زاہد نکر غیبت مری
رعشہ دار انسان کو کردیتی ہے اکثر شراب
میکشی سے زاہدون کو اسلیے انکار ہے
آدمی کی عرش پروازی کو ہے شہپر شراب

رات دن پیتا ہون مین بے شیشہ و ساغر شراب
ہے دل مجروح کی اُس چشم میگون پر شفا
گوشت کھانے سے برادر کے تو ہے بہتر شراب
لذت عشرت ہوئی بے ٹھکانی کب حصول
تا نہ ان بد باطنون کے کھولدے جوہر شراب
ہو نجس ہرچند لیکن پاک کر دیگا وہی

خون آتا ہے نظر صاف اُس تن نازک سے یون
کام مرہم کا کرے کیونکر نہ زخمون پر شراب
کانپتے ہین اہل عصیان دہشت تعزیر سے
ذائقے مین دیکھلو رکھتی ہے تلخی ہر شراب
ہین جو عالی ہمت اُنکو میکشی سے عشق ہے
جسکی نزدیکی سے ناسخ ہوتی ہے اطہر شراب

ان اشعار دون کو اس مزے سے ہلال نے گایا کمال علم موسیقی دکھایا پینے والے بے پئے مست ہوگئے ماہ پرور دلگیر ہے خیال مین عمرو کے آنکھون سے آنسو جاری ہین ملکہ انتشار مین کبھی فرماتی ہین کہ اے ماہ پرور اب کبھی ایسا دن بھی ہمکو نصیب ہوگا کہ شہریار سامنے ہون خواجہ عمرو گائین نی بجائین صحبت مین ہم بھی ہون ماہ پرور کہتی ہے واری انشاءاللہ جامع المتفرقین پھر آپ کو اور بادشاہ کو ایک جگہ کریگا سنتے چلے آتے ہین کہ فرزندان صاحبقران جس عورت پر مائل ہوئے دو دن مین یا چار دن مین وہ اُنکی خدمت تک پہونچی اور کسی کی مجال نہین ہے کہ اُنکی مطلوبہ پر دست انداز ہو ملکہ مہرنگار کہ جنھون نے کیا کیا صدمے اُٹھائے مگر کبھی کسی کا قابو اُنپر نہین قابض ہوا از وہین و یحیٰ عمر بھر اسی حسرت مین رہے آخر واصل جہنم ہوئے اسی طرح آپ بھی وصل سے اُس شہریار کے فیضیاب ہونگی مگر ہلال نے ہنگام و کلنگ کو جام پلائے اشعار گا رہا ہے وہ دو شعر گائے ہین کہ یہ دونون مبہوت ہو رہے ہین آنکھون سے آنسو جاری عالم بیقراری ہے ہر مرتبہ کہتے ہین اے ہلال وہ جو بڑے بڑے گویے موجود ہین کسی کی مجال نہین کہ تمھارے سامنے منہ کھولے ہلال سلام کرتا ہے کہتا ہے حضور حقیقت مین آج جو صحبت ہوئی کبھی ایسا رنگ نہ جما تھا ہلال نے سب کو شراب پلائی ماہ پرور و ماہ عالم افروز دیکھ رہی ہین غش مین بے اعتدالی ہونے لگی کوئی ناچتا ہوا اُٹھا

کوئی برہنہ ہوگیا کوئی کسی کی ٹوپی اُتارتا ہی کوئی کسی کو اپنے گدھے کہکر للکارتا ہی ماہ پرور حیران ہو کہ آج یہ ساحر
دیوانے کیون ہو گئے یہ کیسے حرکات کر رہے ہین ہلال جادو کے گانے کا شور ہی سب تعریفین کر رہے ہین خرد
کلان ادنی و اعلی پیر و جوان محو ہو رہے ہین بعض اپنے نصیبون کو رو رہے ہین مگر ابلیس خود پرست بارگاہ مین
بیٹھے بیٹھے گھبرایا کہا یارو اتنے مجکو دریافت نہ کرنے دیا جب قصد ہوا اٹھنے ہی ذکر ہو گئے ہین قصر اسرار ساحری مین
جاتا ہون یہ کہکے ابلیس دوڑا ہوا در قصر پر آیا دروازہ کھولا اندر پہونچا دیکھا پتلیون نے جھولا ڈالا ہی ایک
پینگ لگا رہی ہی باقی سب ملکر گا رہی ہین لہرے ساون کے اُڑا رہی ہین لکہ اے ابر آسمان پر آتے ہین بوندیان
پڑتی ہوئی نکلائی ہین جیسے ہی ابلیس اندر آیا کنیزون نے پکار کر کہا یا خداوند جلدی جاؤ میان ہنگام جادو
وکلنگ آتشبار کو عمرو قتل کیا چاہتا ہی یہ سنکر ابلیس گھبرا گیا اور جو پوچھنے کو تھا وہ سب بھولا فوراً بھاگا بارگاہ
مین آیا پکار کر آواز دی یارو قدرت قصر اسرار ساحری مین جاتے تھے راہ مین فرشتہ ہائے آسمانی نے خبر دی زندانخانۂ
ماہ عالم افروز پر عمرو پہنچا ہنگام وکلنگ کو مارا چاہتا ہی کوئی ساحر تیز رو جائے عمرو کو پکڑے ورنہ غضب ہو جائیگا
مگر مین یہ خبر سُنکے ایسا گھبرا گیا یہ نہ پوچھا کہ عمرو زندہ کیونکر ہوا وہ تو مر گیا تھا سب نے کہا یا خداوند یہ بھی عیاری
عمرو کی مشہور ہی طیفور نازک چشم مصاحب ابلیس کی بڑی جادوگرنی ہی جھلا کر اُٹھی کہا یا خداوند ابھی جاتی ہون
عمرو کا سر لاتی ہون مردہ بنکے عیاری کرنا اُسکا مشہور ہی اکثر مردہ بنا ہی ساحرون نے کہا اگر فرشتگان آسمانی
قدرت کو خبر دیتے ہین اُسوقت قدرت نے نہ پوچھا کہ عمرو زندہ یا مردہ ہی بڑا دھوکا کھایا ابلیس نے کہا قدرت
دھوکا نہ کھاتے تو یہ عیاری کیونکر ہوتی ہنگام سیہ پوش وکلنگ آتشبار مغرور تھے قدرت کو اُنکا غرور مٹانا
منظور تھا اب تو کبھی نہ غرور کرینگے ای طیفور جلد جاؤ ساحرہ اُڑکر چلی یہان عمرو نے مال لوٹنا شروع کیا مگر ماہ پرور
پکار رہی ہی کہ خواجہ برائے خدا اپنا نام بتاؤ ہم عمرو دون کو تسکین دو جبوقت سے سنا ہی کہ دشمن مارے گئے مصروف
غم والم ہین اب تو تسکین ہو عمرو کہہ رہا ہی ای ماہ پرور تمہارے پاس آتا ہون تم سب کے چھڑانے کو آیا دو چار
کوڑی کمار و زگار کر لون ہم اجنبی پوچھینگے اُنکو کیا جواب دونگا ماہ پرور ہر چند کہتی ہی کہ برائے خدا میری زبان
سے سوزن نکال دو مین سب مال تو مگر تمکو دیدون خواجہ عمرو نہین سُنتے جب بہت کہا خنجر کھینچکر دوڑے کہ ہنگام و
کلنگ کو قتل کرون کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم ملکہ طیفور نازک چشم او ساربان زادے کیا کرتا ہی اگر ہنگام کو
قتل کیا سر کاٹ کر تیرا پھینکدونگی عمرو نے جو دیکھا کہ ساحرہ قریب آپہونچی چاہا جست کرکے بھاگون طیفور جادو نے
وہین سے سحر کیا پاؤن زمین سے عمرو کے تھام لیے طیفور گری کہا او ظالم بتا تو کیونکر بچا عمرو نے ہاتھ باندھکر کہا ملکۂ عالم
مین نے دنیا میہ ایسی ساحرہ کو دیکھا مگر آپ ایسی تیز پر سلیس خوبصورت نیک سیرت میری نگاہ سے نہین گذری مین تو
آپ کا غلام ہون مین نے مکر کیا تھا دم چُرا لیتا ہون اگر حضور کہین اور آپ کو دیکھنا منظور ہو تو مین مردہ بنون
سب عیاریان آپ کو بتا دون آپ میری خطا معاف کرا دیجیے چلکے قدرت کے قدمون پر گرا دیجیے سچ سچ مین آپ سے
اپنا حال کہون مجھے مہتر زادہ درفت سے بڑی ضد ہی جہانتک پاؤنگا اُنکو ذلیل کرونگا اس طرح عمرو نے
گڑگڑا کر کہا کہ طیفور جادو تھمگئی کہنے لگی ای عمرو اگر تو میری نوکری کرے تو مین تجکو نوکر رکھون دو مرتبہ ترا کرون
کہ زود رفت کو بڑا رشک ہو عمرو نے کہا مین حاضر ہون بس مین آپ کا نوکر ہوا اسباب عیاری کیسے رکھون کیسے
پھینکدون مجھے سب طرح آپ کی اطاعت منظور ہی آپ کے تشریف لانے سے قلب کو سرور ہی آپ ذرا بیٹھ جائین تو مین
سب چیزین آپ کو دکھاؤن بیہوشی کی مٹھائی بنائی ہی آپ سے کیا پردہ کشمش چھوہارے منقّے ایسے بنائے ہین

کہ اصل و نقل مین فرق نہ ہو طیفور نے کہاان سب کو ہوشیار تو کر دون عمرو نے کہا ذرا ٹھہر تو جائیے میرا کمال دیکھ لیجیے طیفور کے بھی خیال مین آگیا کہ دیکھون عمرو نے کیا کیا بنایا ہی آج اپنا سب راز ظاہر کرتا ہی اسکو اپنے گھر مین چھپا رکھونگی قدرت سے حیلہ کر دونگی عمرو نے تیور دیکھے کہ میری باتون کا اسکو اعتبار آیا جلدی کمر کھولکے ایک بڑی سی تھیلی نکالی کہا یہ چیزین کبھی مین نے امیر کو بھی نہین دکھائین اول تو مجھے آپ کا مذہب بہت پسند آیا کہ قدرت ہر وقت سامنے موجود ہین جب وقت جی چاہے جو حال کہلو قدرت سماعت کرنیکو موجود ہین آپ کے خوب معبود ہین طیفور بڑی کا ہنہ ہی تھیلی دیکھنے کا ارادہ کیا تھا کہ جیب مین ہاتھ ڈالا ورق جو اسنے نقشے کا نکالا صاف نوشتہ پایا کہ ای طیفور خبردار عمرو کی باتون کا اعتبار نکرنا انھین باتون مین اسنے ہزارون ساحر مارے یہ کبھی ابلیس پرست نہ ہوگا پکا مسلمان ہی اس سے کلام کرنے مین جان کا نقصان ہی بس طیفور کانپنے لگی کہا او ساربان زادے مجکو دھوکا دیتا ہی عمرو ہان ہان کرنے لگا طیفور خنجر کھینچکر عمرو کی چھاتی پر چڑھ بیٹھی اُسوقت کی عمرو کی بیقراری و اشکباری کیا بیان ہو لاکھ لاکھ منت کرتا ہی طیفور نہین مانتی ہی قتل کرنے پر آمادہ ہی یہی کہتی ہی او ظالم اب تو ورق سامری نے مجکو خبر دی تیری باتون مین سراسر مکر ہی مگر حال سنیے ملکہ غزالہ آہو چشم کا کہ عمرو پر عاشق ہو کر اپنے باغ مین آئی مثل آئینہ حیران بشکل زلف پریشان رعنائی باغ کی خاک معلوم ہوتی ہی خود بخود بلک بلک کے روتی ہی کہ ایک کنیز باہر سے آئی کہا لو واری مبارک ہو عمرو مارا گیا آج مقدمہ صاف ہوا قدرت نے ایک طمانچہ مارا عمرو تو نحیف و ضعیف تھا تڑپ کے دم نکلگیا مین نے ابھی اپنی آنکھون سے دیکھا کہ مہتر زود رفت پاؤن مین رسن باندھکر کھیچتا ہوا لیگیا سر کٹے نالے مین لاش پھینکدی دفن کفن بھی عمرو کو ممکن نہ ہوا نہین معلوم اُنکے آقا کو بھی خبر ملی یا نہین بس یہ کلام حسرت انجام سُنکر غزالہ بیقرار ہو گئی اتنا تو گھبرا کر کہا کہ تو نے آنکھون سے دیکھا یا کانون سے سُنا کنیز نے کہا مین نے خود اپنی آنکھون سے دیکھا کہ مہتر زود رفت پاؤن مین عمرو کے رسّی باندھے ہوئے لیے جاتا تھا ہزارون بازاری ساتھ تھے اور جو جو ساحر عمرو کے ہاتھ سے مارے گئے تھے اُنکے عزیز خوشیان کرتے ہوئے جاتے تھے شہر مین غلغلہ پڑا تھا کہ عمرو مرگیا بس غزالہ کا رنگ متغیر کلیجے پر تیر پڑا آہ کرکے اُٹھی دل بیٹھا جاتا ہی دل سے کہتی ہی ای غزالہ افسوس ایسا کامل و اکمل یون مارا گیا لاش کو اُسکی دفن و کفن نہ ملا کیا خوب کسی شاعر نے رباعی کہی ہی رباعی

روزان و شبان در طلب سیم و زری
سرمایۂ تو ازین جہان یک کفن است
ای دل تو درین جہان چرا بیخبری
آن ہم بہ گمانستکہ بری یا نہ بری

افسوس ایسا عیار جلیل اہل اسلام کا کفیل یون مارا جائے کفن تک اُسکو نہ ملے اب اگر بعد اُسکے صاحبقران لاکھون کو قتل کرینگے تو اپنے یار وفادار کو نہ پائینگے جو قافلے ملک عدم کو گئے اُنکا حال آج تک نہ معلوم ہوا ہی کسکو یہی ہوس ہی کہ دریافت کرین رباعی

ای کنج لحد کے رہنے والو افسوس
راحت مین بسر ہوئی کہ ایذا گذری
کس سے پوچھین کہ تمپہ کیا کیا گذری
کیونکر تا رہ ایسے گھر مین تنہا گذری
اہالیان عدم کا حال نہ کھلا کوئی واپس

نہ آیا کہ اپنا حال تو بیان کرتا اہل و عیال کی محبت کہان گئی مگر ثابت ہوتا ہی کہ وہ عالم اور ہی غفلت کا دور ہی رباعی

جب خاک مین ہستی کا چمن ملتا ہی
مٹی ملتی ہی یا کفن ملتا ہے
یاران و وطن پھر نہ وطن ملتا ہی
اسباب جہان سے دیکھ لے ای غافل

شہر تردد کیا ہمتین ای ساکنان ملک ہستی ہی + عدم کی راہ سیدھی ہی بلندی ہی نہ پستی ہی + دیگر بعد مرنے کے یہ کھلا ہمپر + خاک کے نیچے خوب بستی ہی + ابر رحمت اگر نہین ای برق + بیکسی گور پر برستی ہی + ایسے کلمات حسرت زبان سے ملکہ غزالہ آہو چشم کے نکلے کہ کنیزین بھی رونے لگین جسنے یہ خبر کہی تھی اُسنے دست بستہ عرض کی مین سمجھی تھی دشمن کے مرنے کی خبر سُنکے آپ خوش ہونگی آپ کو تو بڑا ملال ہوا ملکہ نے

کچھ جواب نہ دیا ستارۂ سحری بنکر بلند ہوئی عمرو کی لاش ڈھونڈھتی ہوئی چلی مگر کلیجہ دھڑک رہا ہی دل مثل مرغ بسمل
پھڑک رہا ہی اول سر کٹے نالے پر آئی سب طرف دیکھا کہین لاش کا پتہ نہ ملا لاچار ہو کے روتی ہوئی پلٹی خیال مین
یہ تھا کہ اگر عمرو کا لاشہ ملے تو جس طرح ہوسکے دفن کرون خواہ بدنام ہوجاؤن مگر لاش نہ ملی دل سے کہتی ہی شاید
شاگردان عمرو اُٹھا لیگئے پھر کہتی ہی اتنے عرصے مین کیونکر خبر ہوئی کیونکر لاش کو لیگئے مسلمانون کے یہان لاش
اُٹھانے کا طریقہ مقرر ہی صندوق شامیانہ لاتے ہین خود اپنے عزیز کی لاش کو اُٹھاتے ہین ہاے خواجہ کیا لاش کو تمھاری
کتے صحرا کے کھا گئے ہڈیان تو ملتین اسی سوچ مین جاتی ہی کہ کان مین آواز آئی او ظالم مجھے قتل نہ کر دیکھ بہت پچھتائیگی
میرے شاگرد تجکو بھی قتل کرینگے شاگرد رشید میرا مہتر قران قیامت برپا کریگا دن دہاڑے گھر مین گھس پڑیگا اُسکا
بغدہ خالی نہین جاتا میرے مارنے سے کیا ملیگا سر جھکا کے عزالہ نے دیکھا کہ عمرو چت پڑا ہی طیفور نازک جسم
خنجر ہاتھ مین گلے پر عمرو کے خنجر پھیرا چاہتی ہی عمرو تڑپ تڑپ کے نالہ ہاے درد ناک کر رہا ہی مگر سحر سے طیفور کے
ایسا مجبور و لاچار ہی کہ ہاتھ پاؤن مین حس و حرکت نہین ہی زندگی سے جو امید قطع ہوئی ہی زیرہ سی آنکھون سے
چھوٹے چھوٹے مروارید گر رہے ہین عزالہ تڑپ گئی خنجر گلے پر عمرو کے دیکھکر کلیجے پر چھری پھری کارد سحر جھولی سے
نکالی اسم سحر پڑھکر اشارہ کیا اس طرح بجلی گری کہ سر طیفور کا اُڑ گیا اندھیرا ہوا آواز طیفور کے مرنے کی
بلند ہوئی عمرو کے ہاتھ پاؤن کھلے اُٹھ بیٹھا عزالہ زمین پر آئی جوش محبت مین کہا خواجہ یہ کیا معرکہ ہوا مین نے
دشمنون کے مرنے کی خبر سُنی تھی عمرو نے کہا ملکہ وہ بھی عیاری تھی ہلال جادو کی شکل بنکر مین نے یہان آکر عیاری کی
سب کو بیہوش کیا اس طیفور نے آکر مجکو گرفتار کر لیا مگر آپ خوب وقت پر پہونچین عزالہ نے کہا خواجہ مین تو
تمھارا حال سُنکر گھبرا گئی لاش کی تلاش کو نکلی تھی شکر ہی کہ آپ کو زندہ پایا مگر ابلیس کو یہان کی خبر پہونچگئی ہی
جب تو اُسنے طیفور کو بھیجا ہی تم اب نہ ٹھہرو مین ان سب کو قتل کرکے ملکہ کو لیجاؤن عزالہ نے چاہا بین ملون
عمرو نے منع کیا کہا یہ وقت ملاقات نہین عزالہ تو مجبور ہو کر پلٹ گئی عمرو خنجر کھینچکر پہونچا ہنگام و کلنگ کا سر کاٹا
اب خنجر پکڑ کے جو گرا سب ساحرون کے سر کاٹے ماہ پرور نے جو دیکھا کہ عمرو نے اُس مقام کو مزبلۂ قصابان بنا دیا
صد ہا لاشہ پھڑک رہا ہی اشارہ کیا خواجہ میری زبان سے سوزن نکالو عمرو نے جھپٹکے زبان سے اُسکی سوزن
نکالا ماہ پرور نے بہ تعجیل تمام اول ملکہ کی ہتھکڑیان بیڑیان کاٹین چند کنیزین جو ساتھ تھین اُنکو بھی رہا کیا ماہ پرور
نے سحر کیا کہ آسمان سے تلوار برس رہی ہی عمرو پلٹ پلٹ کے کہتا ہی اے ماہ پرور جلدی نکل چلو ایسا نہ ہو کوئی اور
ساحر آجائے ماہ پرور نے بہ تعجیل ملکہ کا ہاتھ تھاما کہا حضور چلیے حقیقت مین مقام خوف ہی یہان ابلیس بیٹھے بیٹھے
گھبرایا کہا یارو مین نے طیفور کو بھیجا وہ ابھی تک پلٹ کے نہین آئی ارے کوئی ساحر ایسا ہی کہ جا کر خبر تو سے
کہ وہان کیا گذری سرہنگ جادو اُٹھا کہا یا خداوند مین جا کے خبر لاتا ہون سرہنگ جادو نہایت تیز رفتار
ہی تڑپ کے چلا اُسوقت آکے پہونچا کہ عمرو سب کو ساتھ لیکر زندانخانے سے باہر نکلا ہی اِسنے دیکھتے ہی نعرہ کیا لے
منم سرہنگ جادو اور سرہنگ نے یہ بھی دیکھا کہ ہزار ہا لاشہ پھڑک رہا ہی عمرو نے جو سرہنگ کے آنے دیکھا
چاہا کہ گلیم اوڑھکر بھاگون کہ سرہنگ نے جھپٹکر سحر کیا عمرو زمین پر گرا ماہ پرور نے جو دیکھا سرہنگ جادو
آگیا عمرو پر سحر ہوا بڑھکر ماہ پرور نے سحر کیا عمرو کے ہاتھ پاؤن مین طاقت آئی قصد تھا کہ اُٹھے سرہنگ
نے ایک دو ہتڑ زمین پر مارا عمرو مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگا ماہ پرور اور سرہنگ سے سحر چلنے لگا تلوارین
برس رہی ہین شعلہ ہاے آتش بھڑک رہے ہین ماہ پرور اپنے کو بچاتی ہی سرہنگ جادو چاہتا ہی

ملکہ عالم افروز کو لون اور نکلجاؤن ماہ پرور کبھی عمرو کو بچاتی ہی کبھی ملکہ پر سینہ سپر ہوتی ہی مگر سر ہنگ غضب کے سحر کر رہا ہی ماہ پرور بھی جان لگا رہی ہی جب سر ہنگ نے دیکھا کہ میرا سحر ماہ پرور پر تاثیر نہین کرتا چھری نکالکر زبان کاٹی خون چلو مین لیکر ماہ پرور پر پھینک مارا ماہ پرور لڑکھڑا کر گری بدن مین آبلے پڑ گئے زبان بند دل دردمند۔ ملکہ ماہ عالم افروز نے جو عمرو اور ماہ پرور کو اس حال پر ملال مین دیکھا بیقرار ہو کر رو دی یہ اشعار حسرت آثار زبان پر لائی نظم

از خون دل و دیدہ بدامان تمنا
در قافلۂ شوق چو بانگ جرس افتم
در مرحلۂ عشق ز راہ ہوس افتم

ترسم کہ شوم آتش و در مشت خس افتم
صد رشک چمن دارم و گر در قفس افتم
بس داغ ز ہجر تو نہادم بہ رگ و پے

مخفی بہ تمنا و ہوس چند درین راہ
بے روے تو گر جانب گلشن گذر افتد
چندانکہ قدم پیش نہم باز پس افتم

در پاے خس و خار چو بانگ جرس افتم

سر ہنگ ملعون نے جلد تخت تیار کیا اتنے عرصے مین اسکے ملازم بھی آ گئے ملکہ کو اور کنیزون کو ایک تخت پر بٹھایا عمرو اور ماہ پرور کی زبان مین میخ زن کر دوسرے تخت پر ڈالا ابتو بڑا مہو گیا کہ ہنگام سیہ پوش و کلنگ آتشبار و طیفور نازک چشم مع دو ہزار ساحرون کے مارے گئے سر ہنگ جادو مین وقت پر آیا عمرو و ماہ پرور و ملکہ ماہ عالم افروز کو پکڑ لیا سر ہنگ جادو دو تختون پر ان قیدیون کو ڈالکر لیچلا مگر ملکہ غزالہ آہو چشم طیفور کو مار کر اپنے باغ مین آئی مین مگر سناٹے مین آ کر بیٹھی ہین دل چاہتا ہی کہ خبر مفصل ملے کہ وہان کیا گذری کہ اتنے مین ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی اور عرض کی واری غضب ہوا عمرو نے جا کر زندانخانے پر عیاری کی طیفور مصاحب خداوند و ہنگام سیہ پوش و کلنگ آتشباران سب ساحرون کو عمرو نے مارا ملکہ کو رہا کر کے لیچلا تھا نہ سر ہنگ جادو فرستادۂ قدرت پہونچگیا اُسنے جا کے سب کو پکڑ لیا طرف دربار خداوندی کے لیگیا یہ سُنکر ملکہ غزالہ آہو چشم گھبرا گئی کنیزون سے کہا بار اے خدا اتنا احسان کر دکہ ہمکو لمحہ لمحہ کی خبر پہونچاؤ کنیزین دوڑین وہان یہ معرکہ گذرا کہ ابلیس غصے مین بیٹھا تھا کہ سر ہنگ ملکہ ماہ عالم افروز کو بوجہ عمرو لیکر سر دربار آیا تمام اہالیان دربار جمع ہین جسنے خبر سُنی دوڑا ہوا آیا ملکہ ماہ عالم افروز کا حال سُنکر سب کو حیرت ہی کہ نور چکیدۂ خالص قدرت یون سر دربار قید ہو کر آئے ساحرون مین جو چشمک ہوئی ابلیس جھلایا سر ہنگ سے کہا اد بیحیا تو نے پہلے ہمکو خبر نہ دی ناموس کو سر دربار لے آیا نور چکیدۂ خالص قدرت مجمع عام مین ہو ہر چند کہ اُس سے ایسی ہی خطا سرزد ہوئی مگر ہمین تو اپنے نام کا پاس ہی شہر مین خبر تھی کہ ماہ عالم افروز دختر خداوند بادشاہ اسلام پہ عاشق ہی مگر یہ ہتک کیونکر گوارہ کر دن جی چاہتا ہی تجکو قتل کردن زود رفت تو خاموش کھڑا ہی کچھ جواب نہین دے سکتا ہی مگر ابلیس کو بڑا غصہ ہی حکم دیا آج شب بھر صحبت عیش و نشاط آراستہ رہے صبح کو ان سب کو قتل کرینگے یہان تو ابلیس نے زود رفت کو برائے نگہبانی اسواسطے مقرر کیا کہ اگر کوئی عیار آئیگا تو اُسکو پہچانیگا چوکی پہرے مقرر کیے خود تخت پر آ کے بیٹھا حکم ہی اب کوئی غیر اندر نہ آنے پاسے اندر سے کوئی باہر بھی نہ جائے اسطرح سے انتظام کر کے بیٹھا مگر ملکہ غزالہ آہو چشم کو ایک کنیز نے آ کر خبر دی کہ واری سر ہنگ جادو ملکہ ماہ عالم افروز و عمرو کو لیکر دربار خداوندی مین آیا ہی اور قید آپ کی ہمشیرہ کی خاص دربار خداوندی مین ہی آج دربار مین بڑا انتظام ہی یہ سُنکر نہایت تردد ہوا کئی کنیزین پھر واسطے خبر کے بھیجین یہی خبر ملی کہ آج دربار مین کسی کے جانیکا حکم نہین ہی دو پہر رات گئے غزالہ اپنے مقام سے اُٹھی یکہ و تنہا اول لشکر صاحبقران مین آئی یہان بھی یہ معرکہ ہی کہ ہرکارون نے صاحبقران کو خبر دی ہی کہ عمرو برائے رہائی ملکہ ماہ عالم افروز معشوقۂ بادشاہ اسلام گیا تھا سب کو بیہوش کیا بڑے بڑے جادوگر مارے

آخر مین سرہنگ نے اگر عمرو کو پکڑ لیا عمرو و ملکہ گرفتار ہو کر دربار ابلیس مین آئے ہین ابلیس نے انتظام کیا ہی کہ شب بھر
جلسہ رہے صبح کو قتل کر دونگا امیر نے ہرکارون کو حکم دیا ہی کہ مجکو برابر خبر پہونچانا جسوقت میرا یار وفادار قتل ہونے لگیگا مجکو
خبر پہونچانا مین جاکر یا اپنی جان دے دونگا یا اسکو چھڑاؤنگا جا بجا یہی ذکر ہی کہ امیر جو فرماتے ہین وہی کرتے ہین مگر افسوس یہ ہی
کہ اسم اعظم آقاے نامدار کا بند ہی ایسا نہو کہ گرفتار ہو جائین یہ خبر سنکے غزالہ پلٹی بصورت مبدل لشکر ابلیس مین آئی
یہان شب کو بڑے ہنگامے دیکھے انتہا کا انتظام ہی زود رفت پھر رہا ہی جو شخص جس طرف نکلتا ہی زود رفت اسکو ٹھہرا کے
حال پوچھتا ہی بعضون کا منھ دھلاتا ہی غزالہ بصورت مبدل ایک گوشے مین کھڑی ہی دیکھا کہ ایک بہلی آتی ہی اُسپر
چار پانچ زنان حسین جو سب کی افسرہ ہی وہ نہایت بانازو ادا سب کے بیچ مین عقل سے معلوم ہوتا ہی کہ جو اور نازنینان
مہ جبین ساتھ ہین ساز بجانے والیان ہین زود رفت نے پکار کرکے آواز دی یہ بہلی کہانسے آتی ہی کہان جائیگی
گاڑی بان نے آواز دی جشن کا حال سنکر ہماری بائی بھی یہان آئی ہین زود رفت نے آکے ایک خیمے مین اُتروایا
مگر بہ نگاہ محبت افسرہ کو دیکھ رہا ہی افسرہ نے قریب آکر کہا کیون مہتر صاحب کیا ہم دربار خداوندی مین نہ جائینگے
ہم خاص قدرت کے مشتاق ہو کر آئے ہین زود رفت نے کہا صاحب چند طائفے براے صحبت چھانٹے گئے ہین
ہین اُنھین مین آپ کا بھی نام لکھوائے دیتا ہون یہ کہکے زود رفت ہٹا تھا کہ ایک شاگرد نے کان مین کہا اُستاد
آپ نے نہین پہچانا یہ سب عیاران لشکر اسلام ہین مجکو خبر ملچکی ہی زود رفت نے اُس خیمے کو گھیرا ایک کنیز نکلی اُسنے
سنکر جو یہ معرکہ دیکھا زود رفت کو بلایا زود رفت تو مطمئن ہو چکا تھا فوراً عیارون کو آواز دی ان مکارون کو پکڑ لو
اب جب عیار دوڑے تو ان سب نے تیغے کھینچے افسرہ نے نعرہ کیا منم مہتر ابو الفتح اصفہانی بارہ پیک بچے ساتھ تھے
گاڑی بان نے نعرہ کیا منم عمران خطائی ہزار پیک بچون نے ان بارہ کو گھیر لیا تیغہ چلنے لگا غزالہ نے دور سے دیکھا کہ یا تو
یہ نازنینان مہ جبین بہلی پر سوار ہو کر آئی تھین اب یہ کیا غضب ہوا اب جو بڑھکر دیکھا ایک پیک بچے سے دریافت کیا
معلوم ہوا عیاران اسلام پہچانے گئے غزالہ نے قصد کیا کہ سحر کرے مگر ہنگامہ جو ہوا کسی نے جاکر ابلیس خود پرست
سے کہدیا کہ بارہ شاگردان عمرو رنڈیون کی صورت پر آئے تھے مہتر زود رفت نے پہچانا عیار لڑ رہے ہین مگر وہ بارہ
پیک بچے ہزار عیارون سے گرفتار نہین ہوتے ابلیس اُٹھ کھڑا ہوا غزالہ نے جو ابلیس کی آمد سنی گھبرا کے پیچھے ہٹی
مگر ابلیس آکر پہونچا دیکھا کہ بارہ شاگردان عمرو نے دو سو پیک بچے مار ڈالے ہین اور سنگے ہوئے جاتے ہین اس
زور و شور سے جنگ کر رہے ہین زود رفت بھاگا بھاگا پھرتا ہی ابلیس نے جو یہ معرکہ دیکھا آواز دی او زود رفت
ہزار پیک بچون سے تو پھر رہا ہی ان بارہ عیارون کو گرفتار نہین کر سکتا ہی زود رفت نے کہا یا خداوند وہ سب بچے
عمرو کے لشکر کے بہتر ہین سب عیارون سے بہتر ہین تعلیم کردہ عمرو کسی ساحر کو حکم دیجیے کہ انکو پکڑ لے ابلیس
پلٹا مسرور جادو کھڑا ہوا ہی ابلیس نے کہا ای مسرور لینا مسرور نے بڑھکر گولہ مارا بارہون پیک بچے
لڑکھڑائے شاگردان زود رفت دوڑے کہ پکڑ لین غزالہ نے جو یہ معرکہ دیکھا دل بیقرار ہو گیا ہاتھ ہلا دیا برق چمککر گری
مسرور کا سر اُڑ گیا پیک بچے پھر چست و چالاک ہوئے لڑنے مین بیباک ہوئے زود رفت نے پکار کر آواز دی
یا خداوند مسرور کو کسنے مارا ابلیس چہار جانب دیکھنے لگا سفاک جادو کھڑا تھا اُسکو بھی ابلیس نے اشارہ کیا
کہا ای سفاک لینا سفاک نے بڑھکر سحر کیا ابو الفتح گرا گیارہ عیار جھومنے لگے قریب تھا لڑکھڑا کر گرین غزالہ کو
تاب نہ آئی برق چمکائی سفاک کا بھی سر اُڑ گیا ابلیس نے جو یہ معرکہ دیکھا کہا ای زود رفت جس طرح بنے تو ان سب کو
گرفتار کرلے مین قصر اسرار سامری مین جاتا ہون وہان بیٹھکر تدبیر بھی کرونگا کنیزان سامری سے پوچھونگا

کہ سفاک ومسرور کا قاتل کون ہی فوراً ظاہر ہو جائیگا زود رفت نے کہا یا خداوند آپ گئے اور یہین مارا گیا خود سحر کیجیے یقین ہی کہ کوئی مصاحب یا وزیر آپ کا شریک مسلمانان ہی اس وجہ سے خرابی ہی البلیس نے کہا مین دریافت کرونگا یہ کہکر البلیس نے سحر کیا برق چمکی پانی کی بوندین گرین جسپر بوندین پڑین بیہوش ہو کے گرا ابو الفتح نے جو یہ معرکہ دیکھا سپر سر پر کھینچی اپنے کو بوندیون سے بچاتا ہوا لڑتا ہوا چلا گیا یارو پیک بچے بیہوش ہو کے گرے ابو الفتح لڑتا ہوا نکلگیا زود رفت چلایا کہ یا خداوند یہ بچہ عمرو کا عیار کامل تھا اپنے کو سپر سے بچا کر نکلگیا یارو پیک بچے گرفتار ہوئے مگر غزالہ نے یہ سُن لیا کہ قصر اسرار ساحری مین شیشہ اسم اعظم صاحبقران کا رکھا ہی البلیس تو خوشی خوشی عیارون کو گرفتار کرا کے پلٹا زود رفت بھی مونچھون پر تاؤ پھیرتا ہوا کہتا ہی یا خداوند ان مکاران اہل اسلام نے بڑا دام مکر پھیلایا تھا مگر مین نے خوب پہچانا شاگرد بھی تو یقین کر رہے ہین کہ اُستاد آپ کا مثل نہین ہی زود رفت کہتا ہی یار و عمرو نے مجکو ایسا حقیر کیا کہ قلب سے دھوئین نکل رہے ہین افسوس مین بدلا نہ لے سکا مگر اب چار پہر کا مہمان ہی صبح کو قتل ہو جائیگا امان نہ پائیگا البلیس تو ان سب کو لیے ہوئے جاتا ہی دربار مین لیکر آیا پہلوے عمرو مین انکو بھی قید کیا مگر غصے مین مصاحب اور وزیرون کو حکم دیا کہ تم لوگ جا کر باہر ٹھہرو آج تو بخوبی ثابت ہو گیا کہ تم مین سے کوئی ایسا شخص شریک ہی کہ جسنے مسرور و سفاک کو مارا سب مصاحب اور وزیر باہر نکالدیے گئے اب البلیس نے زود رفت کو دروازے پر بٹھایا آپ اندر بیٹھا اسی کی معرفت طائفے بھی آتے ہین وزرا و امرا جو باہر نکلے کہتے ہوئے کہ یارو بڑی بدنامی کی بات ہی کہ ہم لوگ بارگاہ سے نکالے گئے اب اپنے اپنے گھر چلو یہان دروازے پر ٹھہر کے کیا کرینگے پھر کسی جرم مین مبتلا ہونگے یہ کہتے ہوئے جاتے تھے کہ راہ مین ملکہ غزالہ ایک ساحر کی شکل بنی ہوئی آتی تھین کہ وزیرون کو دیکھکر پوچھا آپ لوگ کیون چلے آئے آج تو بڑا انتظام ہی ایک وزیر جلا ہوا بول اُٹھا ای بھائی ہم لوگ بدنام ہوئے ہین مسرور و سفاک کو ہم ہی نے قتل کرایا ہی اب قدرت اکیلے دربار مین بیٹھے ہین میان زود رفت انتظام کر رہے ہین ہماری کیا ضرورت ہی اپنے اپنے گھر جاتے ہین غزالہ خاموش ہو رہی وزرا و امرا چلے گئے اب اطمینان کامل ہوا بشکل البلیس خود پرست درِ قصر اسرار ساحری پر آئی اندر داخل ہوئی دیکھا کنیزین گا رہی ہین غزل

رات کٹی دن ہوا ہمیشہ پرتو رخسار سے
صبح کے بدلے ہوا جلوہ دوبارہ شام کا
ہر شب وصل ای فلک ڈرتا ہون تیرے دور سے
منہ ہی پیارا صبح کا گیسو ہی پیارا شام کا
صبح تک بچتا نہین ممکن شب فرقت مین آہ
سامنا جس روز ہوتا ہی تمھارا شام کا
دیر کی آنے مین تمنے مین تڑپکر مر گیا
ہو گیا ہی ایک سا نقشہ ہمارا شام کا
تیس دن کھتا ہی دن دنیا مین وہ خورشید رو
میری خونریزی کو لشکر ہی صف آرا شام کا

صبح فرقت نے دکھایا روپ سارا شام کا
آسکے تیری گلی مین کب ہی یارا شام کا
بندے کانو مین نہین تعویذ بازون مین نہین
صبح کا تارہ نہو جائے یہ تارا شام کا
عکس ڈالا زلف کا آئینۂ رخسار مین
میرے زخمون مین بھرا ہی مشک سارا شام کا
صبح جب دیکھی کفن کا دھیان مجکو آگیا
صبح محشر پر گیا وعدہ تمھارا شام کا
تیری زلفون کو اگر دیکھے تو زلفون کیطرح
عالم امکان مین کیا ہو اب گذارا شام کا

آفتاب صبح کو سمجھا مین تارا شام کا
کیا درازی حد سے گذری ہی شب فرقت کی آج
وہ ستارہ صبح کا ہی یہ ستارا شام کا
دے جو تیرے پیارے پیارے رد گیسو کی مثال
صبح تک قرطاس پر نقشہ اُتارا شام کا
کیا فروغ حسن ہی ہوتا ہی دھوکا صبح کا
گور یاد آئی گیا جبدم نظارا شام کا
تیری دوری سے اب ای صبح امید عاشقان
ہو گریبان ای پریرو پارا پارا شام کا
تاسحر آغاز شب فرقت مین یہ تارے تھین

کنیزدن مین چہل پہل اگر کسی نے کوئی تان ساون کی لگا دی لگہ ابر آسمان پر آگیا بوندیان پڑے لیکن کسی نے تان خنجلے کی لگائی دل پر ویرانی چھائی جیسے ہی ملکہ غزالہ آہو چشم اندر قصر کے آئین

کنیزون نے جھککر سلام کیا کہا بی بی آئیے آج آپ بہ شکل خداوند کیون بنی ہین عزالہ نے جھڑک کر جواب دیا تمھین ہمارے مقدمے مین کیا دخل ہی جو خداوند نے حکم دیا ایک نے کہا بوا تم کیون بولتی ہو یہ اسم اعظم لینے آئی ہین وقت بربادی آگیا ہمارے تمھارے واسطے اب وہ مکان ہی کہ مقام امتحان ہی شعلہ ہاے آتش بلند ہونگے ساحری و جمشید ہمارے بنانے والے اُنپر گرز آتشین پڑتے ہونگے آہمین اپنی بداعمالی پر لڑتے ہونگے بولے دو سو خداوند ایک مقام پر اڑتے ہوئے اجیہ ہونگے استخوان اُنکے جلتے ہوئے مانند شمع ہونگے ایک کو ایک طعن کرتا ہوگا کوئی ٹھنڈھی سانس بھرتا ہوگا کمبختون نے غضب کیا وحدہ لاشریک کی برابری کی اپنے اعمال کی ابتری کی ہم کس شمار مین ہین کسی صندوق آتش مین بند ہوجاینگے اُس عیش کرنے کی سزا پائینگے ملکہ عزالہ اُدھر متوجہ نہوئین جھپٹکے میز پر سے شیشۂ اسم اعظم لیا کنیزون کو جواب بھی نہ دیا جب شیشہ لیکر چلی کنیزون نے غل مچایا یا خداوند ابلیس دوڑو آپ کی بیٹی مطیع اسلام ہوگئی عمرو پر عاشق ہی راز عشق مین صادق ہی عزالہ نے پلٹ کے بھی نہ دیکھا شیشۂ اسم اعظم جھولی مین رکھ لیا طرف دربار ابلیس کی چلی میان زود رفت بیٹھے ہین کہ دیکھا ملکہ عزالہ آہستہ آہستہ آتی ہین اُٹھکر سلام کیا ملکہ نے پوچھا کیون مہتر صاحب خداوند کیا کرتے ہم اسوقت اندر جائین یا نہ جائین زود رفت نے کہا آپ نور چکیدہ خالص قدرت ہین صاحب شوکت و لیاقت ہین میری مجال کہ کہ آپ کو منع کرون تنہا تشریف رکھتے ہین اگر حکم ہو تو جاکر عرض کرون ملکہ عزالہ نے کہا ہمنے سب خبرین سُنین بڑے بڑے سردار مارے گئے عمرو نے قیامتین برپا کردین یہ بھی سُنا کہ تمکو تشہیر کرایا کچھ اُس ظالم کو خوف نہ آیا اور پھر صاف نکلگیا کہ شکر ہی خداوند ابلیس کا کہ گرفتار ہی ہمشیرہ صاحبہ کو دیکھو عاشق ہوکر بیٹھین اپنے گھر کو کیا ذلیل کرایا قید ہوکر سر دربار آئین یہ حالات سُنکر بھلا میرے دل کو کیونکر تاب آتی یہ بھی سُن چکی کہ وزرا امرا نکالدیے گئے اُنمین سے کوئی شریک مسلمانان ہوا یہ بھی خبر پائی کہ دو ساحر زبردست مارے گئے قدرت اکیلے حفاظت مین مصروف ہین دل نے نہ مانا یہی خیال آیا کہ چلکے خود حفاظت کرون قدرت کو تکلیف نہو زود رفت اندر گیا یہ سب حال ابلیس خود پرست سے کہا ابلیس نے ہنسکر جواب دیا یہ نور چکیدہ خالص قدرت ہی یہ صاحب شوکت و لیاقت ہی میری تکلیف اُسکو ناگوار ہوئی بلالو کیون روکا وہ ہر طرح آنے کی مجاز ہی قدرت کی صاحب راز و نیاز ہی جو قدرت کرتے ہین اُسکو ضرور آگاہی دیتے ہین زود رفت باہر گیا کہا ملکہ عالم چلیے قدرت آپ کے آنے سے بہت خوش ہوئے ملکہ اندر آئین ابلیس کے پایۂ تخت کو بوسہ دیا ملکہ ماہ عالم افروز مسلسل و مطوق ایک طرف عمرو مع اپنے شاگردون کے حیران و پریشان سرنگون کلیجہ خون جون جون رات کم رہتی جاتی ہی رنگت عمرو متغیر ہوتا جاتا ہی ان گیارہ عیارون کے گرفتار ہونے سے بڑا قلق ہی غم سے کلیجہ شق ہی کلیجہ مُنہ کو آگیا عمرو کو اس حال مین دیکھکر دل ٹھہر گیا خیال مین ہی کہ ای عزالہ ایسی شاہزادی والا قدر صاحب لیاقت و آبرو اُسپر یہ مصیبت عمرو ایسا عیار صاحب فطرت یکہ تاز میدان عیاری طرح کنندہ دشت طراری یون مصیبت مین پھنسگیا ای عزالہ کیا تدبیر کرون کہ جو خواجہ رہا ہون ابلیس و زود رفت کو بیہوش کرون تب تدبیر رہائی ہو کرسی پر آکر بیٹھی ابلیس صورت زیبا دیکھکر ملک گیا جی مین کہتا ہی کیا حسن و جمال ہی چہرہ ماہ آسمان کمال ہی اگر میرے پہلو مین ہو لطف دنیا ملے غنچۂ آرزو کھلے کہا ای نور نظر ای پارۂ جگر کیون تکلیف فرمائی عزالہ نے دست بستہ عرض کی کہ یا خداوند مین نے جو تکلیف خداوندی سُنی دل بیقرار ہوگیا یہ بھی سُنا کہ یہ شب قیامت ہی عمرو و ملکہ ماہ عالم افروز گرفتار ہوئے آج کی شب حفاظت لازم ہی مین سوچی کہ جاکر خود حفاظت کرون قدرت آرام فرمادین یا بالاے آسمان جلیے تکلیف نہو یہ کنیز شب بھر جاگے گی ابلیس نے کہا ای جان پدر ہمنے خود تکلیف گوارہ کی تم جاکر

باغ مین سیر کرو ہمین تکلیف تمھاری ناگوار ہی غزالہ نے کہا مین نہ جاؤنگی شب بھر حفاظت کرونگی ابلبیس خاموش ہو رہا مگر غزالہ حیران ہی کہ مین نے یہ سب کچھ کیا مگر کیا نہ بہیر کرون اس سوچ مین تھی کہ نرود رفت خود جہانٹ کے ایک طائفہ لایا غزالہ کی نگاہ پڑی دیکھا کہ ایک نازنین گلنار پوش نہایت حسین و ماہ جبین مہر تمکین غنچہ دہن سیم تن سرو روان باغ خوبی نخل سرسبز حدیقۂ محبوبی قد کو سرو سے کیونکر مثال دون نہایت حیران ہون وہ ایک درخت بے ثمر اس نخل قد مین ثمر موجود ہین یعنے انار پستان نخل قد کے ثمر ہین قد بالا موزون دہن غنچہ باغ رنگ آمیزی موجہ کلام مین سر شمشیر آبدار کی تیزی باتون مین گلریزی ادا مین طریقۂ مسیحائی کلام سے عاشق نے زندگی جاوید پائی بقول میان بحر صاحب شعر خالق اُس رشک مسیحا کو سلامت رکھے + مین اگر جان بھی دونگا تو ضرر کیا ہوگا + دیگر بقول قمر انار پستان کی کیا لکھون تعریف + یہ تو میوہ ہی باغ رضوان کا + اس سج دھج سے محفل مین آئی دیکھنے والے حیران غزالہ آہو چشم حیران حیران دیکھ رہی ہی کہ ای غزالہ یہ کیا خوب مہ جبین ہی اُسنے آتے ہی گت کا ایک توڑا لیا اور ناچنے لگی گنگنا کر یہ غزل گائی نظم

الملبیس بن سلطنت جم کی صبح و شام کرتا ہون
جہان جس بت کو دیکھون ہون مین اُسکا غلام کرتا ہون
جو آزادی مین یاد آجاتی ہی لذت اسیری کی
نہ دن کو چین ہی مجکو نہ شب آرام کرتا ہون
مجھے بن یاد تیری دم گذرتا ہو تو کافر ہون
کہ با این پختہ مغزی مین خیال خام کرتا ہون

در میخانہ پر جا کر سوال جام کرتا ہون
روا کب باز پرس محتسب ہی مجھ پہ ای زاہد
تو کر پرواز گلشن سے تلاش دام کرتا ہون
طلب بوسہ کیا تھا وسے مدت جھگڑا نہین ہمین
سحر سے شام تک مین ورد تیرا نام کرتا ہون

پرستار خدا کہ کیا برا مین کام کرتا ہون
کہ مستی از نگاہ ساقی گلفام کرتا ہون
دیا تھا کس گھڑی دل اُس ستمگر کو کہ ای یارو
کسی پر کیا میان قاضی کا مین الزام کرتا ہون
نصیحت کرنے سے سودا کو تو سمجھا نہ ای ناصح

اس طور سے اُس نازنین نے اس غزل کو گایا جھاؤ تلمیان بتا کے بتایا کہ اہل محفل دنگ ہو گئے دو گھڑی کامل اس رنگ سے ناچی اور گائی کہ ابلبیس کی رال ٹپک پڑی بہ نگاہ محبت دیکھ رہا ہی کبھی خود فرمایش کرتا ہی صاحب ایک غزل اور گاؤ کیا زبان طرار فرار ہی اُسنے یہ غزل پھر گانا شروع کی غزل

گلا ہی مجکو اک خونریز بے پروا کے دامان کا
کیا ہی کام آج اس منچلے نے مرد میدان کا
وہ آتے ہین مرے گھر کیون نہو نہین ہیے باہر
کوئی کہدے کہ جاتا ہی جنازہ اک مسلمان کا
اگر آتا کوئی شمعین روشن ہو کے بجھ جاتین
سیون چاک جگر دو تار اگر اپنے گریبان کا
تم آئے فاتحہ پڑھنے کہ کوئی زلزلہ آیا
ستم تھا پانون کے نیچے دبا لینا وہ دامان کا
مقرر اسکی حسرت کوئی نکلی وصل قاتل مین
وہین دیکھا ہی ملجاتے لہو گبر و مسلمان کا

نہ وہ خون شہیدان کا نہ وہ خاک شہیدان کا
دل پر آرزو پر میرے احسان یاد جانان کا
کہ صاحب خانہ کو لازم ہی استقبال مہمان کا
نہ دل کو داغ جان کو جان ہتون کے عشق مین سمجھین
شب فرقت مین یہی اندھیر ہی شبہای ہجران کا
نہ کیون میری نگاہ شوق کی تیزی کے ہون شاکی
اُٹھائے نہ یہ تختہ کہین گور غریبان کا
فراغت ای جنون سب کو ملی تھی ہمکو دلتنگی
کھدیتا ہی دل کے زخم کا اُدھڑا ہوا ٹانکا
یہی دو کام ہین روز اول سے ای جلال انکے

یہ دل بمقام جاہ طرح کیا جو کوئے جانان کا
کوئی تو فاتحہ خوان چاہیے گور غریبان کا
وہ کافر بھی مرے تابوت کے ہمراہ ہو لیتا
الٰہی کیا ضرور الیسون کو پھر دینا دل و جان کا
جنون بخیہ گر کا ہون مین دیوانہ کہ کہتا ہی
دوپٹا چھن گیا انکا جہان شرما کے منہ ڈھانکا
بچا تھا اپنے پہلو سے اُٹھا دینا تمھین ہمکو
کچھ اُنمین سے بھی حصہ ہو گیا اپنے گریبان کا
نہین ہٹتی جدائی اُس بت قاتل کے کوچے مین
کبھی دینا دل و جان کا کبھی لینا دل و جان کا

خداوند کا عجب حال ہی ملکہ غزالہ پریشان ہین کہ دیکھیے انجام کار کیا ہو مگر وہ نازنین مہ جبین ناچتے ناچتے قریب تخت ابلبیس کے بیٹھ گئی چٹکی سے دامن ابلبیس بتھام لیا گانا شروع کیا بتاتی جاتی ہی مجلس رہی ہی بتانے مین بھی ایک ادا نکل رہی ہی جس لفظ کو پکڑ لیا ہزار طرح سے اُسکو بتایا سودے کو جو بتانے کا موقع آیا دوپٹہ کئی ہزار روپیہ کا پھاڑ کر مثل کفنی گلے مین ڈال لیا زمین سے تنکا اُٹھایا دانت سے کاٹا اور پھینکدیا سودے کو ایسا ایسا بتایا کہ ابلبیس کلیجہ پکڑے ہوئے

صورت زیبا کو دیکھ رہا ہی جب نگاہ ملجاتی ہی نازنین اشارے سے کہتی ہی کہ تخلیے مین چلو ابلیس کو غزالہ کا بھی خیال
ہی آخر بلاتکر غزالہ سے کہا تم گھبرانا نہین قدرت کچھ تقدیر فرمائینگے کچھ اس نازنین سے دریافت کرنا منظور ہی غزالہ
نے دست بستہ عرض کی قدرت کو اختیار ہی مگر ہوش اُڑے ہوئے ہین کہ ای غزالہ یہ نازنین کون ہی جسنے اتنی جلد
قدرت کو تسخیر کر لیا ابلیس اپنے مقام سے اُٹھا نازنین کا ہاتھ تھام لیا طرف تخلیے کے چلا زود رفت
ایسا عیار اپنے مقام پر پھڑک رہا ہی چند مہ جبینان جو ساتھ ہین اُنسے پوچھ رہا ہی کہ اس نازنین کا کیا نام ہی
بائی صاحب کہانسے تشریف لائی ہین وہ نازنینان مہ جبین ہنس ہنس کے آنیکا سبب و مقام سکونت بیان
کر رہی ہین زود رفت محو ہو رہا ہی جو سارنگی بجاتی تھی اُسپر زود رفت مائل ہوا ایسی سارنگی بجائی کہ
زود رفت اس علم سے وقفیت رکھتا تھا کیا کیا ٹکڑے بجائے کہ گلے کٹ رہے تھے زود رفت نے جب اُس
نازنین سے بخوبی باتین کین دوسری طرف سارنگی بجانے والی کو یہ پھسلا اول حال ابلیس کا عرض کیا جاتا ہی
کہ ابلیس اُس نازنین کو لیکر تخلیے مین آیا چھپر کھٹ وہان بچھا ہی چاہا کہ گلے مین ہاتھ ڈالون نازنین نے
اُلٹے ہاتھ سے ایک طمانچہ مارا کہا الگ رہیے مجھکو گنوار پن اچھا نہین معلوم ہوتا اس طرح کے تیور ڈالے
کہ ابلیس ڈر گیا بقول شاعر شعر جنبش تیغ نظر سے جب کیا بسمل مجھے + ہنس ہنس کے قاتل نے کہا یہ ناز معشوقانہ تھا
جب ابلیس نگاہ اُٹھاتا ہی دیکھتا ہی سراپا خوب معشوق محبوب شعر مانگ اُسکی کہکشان زہرہ جبین ابرو
ہلال + پنجۂ خورشید اُسکے گیسوؤنکا شانہ تھا + نازنین نے خود بڑھکر گلابی شراب کی اُٹھائی جام لبریز کر کے
پنجۂ نگارین پر رکھا کہا یا خداوند شعر بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند + چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند
اب مین خدمت ہی مین رہونگی ابلیس کہتا ہی نور قدرت تیرے پیٹ مین اُتارونگا نازنین نے کہا ظہور قدرت
جب ہو کہ کل خداوندزادہ کھیلتا ہوا پیدا ہو ابلیس نے کہا ایسا ہی ہوگا یہ کہکے جام پیلیا شراب
پیتے ہی گھبرا گیا کہا ای جان جہان کوئی مجھکو آسمان پر لیے جاتا ہی نازنین تڑپکر دور جا بیٹھی ہاتھ اُٹھا کر
کہا ہمین گود مین اُٹھائیے چھپر کھٹ پر لیجیے ابلیس اُٹھا بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گرا نازنین نے نعرہ کیا
کہ منم مہتر ابو الفتح اصفہانی وہان عمران خطائی اسکے بھائی نے اسی طرح زود رفت کو بیہوش کیا
ابو الفتح خنجر کھینچکر چلا کہ ابلیس کو مارون دل دھڑکا سوچا ای ابو الفتح غضب ہو جائیگا مرنے کی اسکے
علامت برپا ہوگی پٹی بیہوشی کی اسکے دماغ پر چڑھائی کونے مین کھڑا کر دیا رنگ و روغن عیاری کا نکالا ابلیس
کی شکل بنکر تاج سر پر رکھا بشکل ابلیس باہر نکلا اُدھر عمران خطائی مہتر زود رفت کو گوشے مین ڈالکر
بشکل زود رفت باہر نکلا آتے ہی ملکہ ماہ عالم افروز پر غصہ کرنے لگا یہی کہتا تھا کہ کیون او گیسو بریدہ
تو نے مجھکو بدنام کیا اب تجھے قتل کرونگا ماہ عالم افروز کچھ جواب نہین دیتی یقین ہی کہ اب ہمکو قتل کریگا
پھر ابلیس نقلی نے غزالہ سے آنکھ ملائی اشارے سے کہا آپ نے ہمکو پہچانا غزالہ گھبرا گئی کہا مین نہین
سمجھی یہ ابو الفتح کو معلوم ہی کہ یہ نازنین ہمارے قبلہ و کعبہ پر عاشق ہی ابو الفتح نے ظاہر کیا کہا ای ملکہ عالم
ابلیس کو مین نے پکڑ لیا آپ سحر عمرو پر سے اُتارین ہم ان سب کو لے نکلین اگر آپ سحر سے سنبھال لین تو
مین ابلیس کو قتل کردون غزالہ نے کہا ابھی ایسا نہ کرو ورنہ ابھی قیامت برپا ہوگی ای ابو الفتح یہ
خیال مین رہے کہ قصر اسرار ساحری سے اسکے معین آئینگے وہ کنیزین جو وہان باتین کرتی ہین اُنکو
معلوم ہو گیا ہوگا کہ ابلیس پکڑا گیا ایسا نہو کہ وہ آکر اسکو چھڑا لین غزالہ نے اُٹھکر قید سحر سے عمرو و ستہ

دور کی بہن کو بھی چھڑا یا ابو الفتح وعمران بشکل ابلیس و زود رفت کھڑے ہین مگر حقیقت مین تلوارین کھینچ
کھینچکر ڈرانے کے حیلے سے جو قریب عمرو آئے ہرکارے لشکر اسلام کے باہر موجود تھے زبانی خدمتگارون کی
سُنا کہ قدرت عمرو کو قتل کرنے ہین ہرکارے بھاگے کہ جاکر صاحبقران سے خبر کہین امیر سطح کنارے پر
لشکر کے ٹہل رہے تھے کہ ہرکارون نے آکر عرض کی کہ اسوقت کوئی طائفہ ناچا ابلیس اُسپر عاشق ہوا
تخلیے مین گیا اب جو وہان سے نکلا اُستاد کو قتل کیا چاہتا ہی امیر نے کلیجہ پکڑ لیا فرمایا یارو غضب ہوا
اگر میرا یار وفادار قتل ہوا مین اپنی جان دونگا ہرکارون نے یہ بھی عرض کی کہ ابلیس نے جلادون کو بھی
نہین بلایا اپنے ہاتھ سے قتل کرتا ہی امیر کے چلتے ہی جملہ ملازم جتنے ہر شخص عمرو کے نام پر جان دیتا ہی
یہان ابو الفتح وعمران وخواجہ عمرو وجملہ عیار و ملکہ ماہ عالم افروز وغیرہ سب بارگاہ سے
نکلے ہین وہان قصر اسرار ساحری مین جسوقت ابو الفتح نے ابلیس کو بیہوش کیا ایک پتلی نے گھبرا کے کہا
غضب ہو گیا خداوند پکڑے گئے ایک کنیز نے کہا مین ابھی لائی یہ کہکر دونون پانون زمین مین مارے
اندر ہی اندر اُس خیمے مین پہونچی جہان ابلیس بیہوش پڑا تھا ابلیس کو گود مین لیا اندر ہی اندر زمین کے
لیکر بھاگی قصر اسرار مین لاکر پہونچایا ایک کنیز نے منھ پر ہاتھ پھیرا ابلیس کی آنکھ کھلی دیکھا جملہ کنیزین
چاؤن چاؤن کر رہی ہین ایک کہتی ہی واہ خداوند خوب نازنین گلنار پوش پر عاشق ہوئے ہم سب کیفیتین
یہان سے دیکھ رہے تھے مگر حاضر ہونے کا محل نہ تھا عمرو کے بھانجے نے آپ کو بیہوش کیا میان زود رفت
کو اُسکے بھائی نے لیا اب سب قیدی چھوٹے دربارگاہ پر وزرا و امرا کھڑے ہین جنکو رات کو آپنے
نکالدیا تھا اُنکو کچھ شک گذرا ہی وہ پوچھ رہے ہین یا خداوند کہان جائیے گا ابو الفتح بگڑ رہا ہے
کہتا ہی ہم نہ بتاسکینگے قدرت کے مقدمات مین دخل نہ دو ورنہ سب کو جلا کر خاک کر دینگے کوچہ ہاے
شہر لاشون سے بھر دینگے آپ کی بڑی صاحبزادی ملکہ غزالہ آہو چشم نے سحر اُتارا جلدی جائیے عمرو
جانے نہ پائے حکم ہو تو ہم بھی ساتھ چلین یہ کہکے سب نے ابلیس کو کپڑے پہنائے تاج سر پر رکھا
ابلیس پر پرواز پیدا کر کے چلا یہان وزرا سے تکرار ہو رہی ہی کہ آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا منم خداوند
ابلیس خود پرست غزالہ کے تو ہوش اُڑ گئے کہا لو خواجہ غضب ہوا ابلیس آپہونچا مین اس سے
نہین لڑسکتی وزرا و امرا یہ پوچھ رہے تھے یہ سب وہ ساحر ہین کہ جنکو رات کو ابلیس نے رخصت کر دیا تھا
یہ کہکر کہ اسوقت آپ لوگ جائین صبح کو در دولت پر حاضر ہون میدان خونی کی تیاری رہے سب کو
قتل کرینگے اب اُنھین سب کو وزرا نے جو رہا دیکھا تو پوچھ رہے تھے کہ یا خداوند یہ کیا سبب ہی کہ شب کو
حکم قتل اسوقت آپ نے ان سب کو رہا کیا ہی ابو الفتح بشکل ابلیس ہی باشارۂ خواجہ عمرو جواب دے رہا ہی
کہ تم لوگون کو مقدمات خدائی مین کیا دخل ہی ان سب نے توبہ کی قدرت نے انکی خطا معاف کر دی عمرو
نے ہماری نوکری کر لی ہی ہمنے انکی خطا معاف کی اب ان سب کو رتبہ ہاے اعلیٰ دینگے عمرو صاحبقران
کو پکڑنے جاتا ہی تم لوگون نے باتین کر کے دیر لگائی ایسا نہ ہو کہ کوئی جاسوس جاکر حمزہ کو خبر کر دے تو وہ
ہوشیار ہو جائے عمرو کے آنے کی ممانعت ہو تو حمزہ مشکل مین گرفتار ہو گا سبھون نے کہا ہی کہ قدرت کو
اختیار ہی آپ کے نزدیک یہ سب صاف ہو گئے ابو الفتح نے پھر غصے مین جواب دیا سب بیٹھے قیدیون نے
جسا ہاڑ ھین کہ ابلیس زمین پر آیا ابو الفتح نے کہا کہ یارو غضب ہوا کوئی ساحر میری شکل پر آگیا

حمزہ نے بھیجا خبردار اسکو مار لو جانے نہ پائے چار سو ساڑھے چار سو ساحران غدار مقربان ابلیس نابکار وزرا وامرا و افسران فوج سب نے ملکر ابلیس پر سحر کیا ہرچند کہ ابلیس بڑا کامل و اکمل ہی ہزار ہا گولہ پڑا برقین چمکین چھریان گرین پانی برسا خنجر گرے ابلیس مثل برق کے چمکا کس کس کے سحر سے اپنے کو بچائے ایک خنجر سر پر پڑا کہ سراسر سر اسکا شگافتہ ہوا شانہ بھی زخمی ہوا مگر زخم کھاکر غصے مین ایک گولہ مارا کہ دس ساحر مرکر گرے کہا ارے کمبختو کیا کرتے ہو میری صورت بنا ہوا عیار کھڑا ہی دس ساحر نامی جو مرے اندھیرا ہو گیا غزالہ نے شیشۂ اسم اعظم عمرو کو دیا آپ دونون پانون زمین مین مار کر غرق ہوئی ابوالفتح ایک طرف بھاگا خواجہ عمرو نے گلیم اوڑھ لی اب ساحرون نے پہچانا کہ ہمارے یہ خسم اوند ہین جنپر ہمنے سحر کیا سب تو عیار نکلگئے مگر ملکہ یعنے ماہ عالم افروز کہ کوچۂ سحر سے نابلد فراق دیدہ قید خانے کی مصیبت اُٹھائے ہوئے حیران ہو گئی کہ یہ کیا ہوا آتی تو آواز دی کہ خواجہ مجھے بھی لینا عمرو نے قصد کیا تھا کہ جال مار کر ملکہ کو لون ماہ پرور نے منع کیا نتیجہ کہ زمین ماہ عالم افروز کے دیکر بلند ہوئی مگر ابلیس نے کہا کہان جاتی ہی ایک گولہ جھولی سے نکالکر مار دیا ماہ پرور گری ساحرون نے گرفتار کر لیا ابلیس چاہتا ہی کہ مقدمہ پوچھے زمین کانپی نعرۂ امیر کی آواز آئی نعرۂ صاحبقران

منم ماہتاب سپہر کمال
سلیمان کوچک لقب شد بقاف
منم سرکن لشکر کافران
سمندون بہ پیشم فراری شدہ
ہمہ شہر آباد اسلام شد
بہ پیشم نگون شد سر کافران
ہم عفریت از تیغم عاری شدہ
کہ صاحبقران جہان نام شد
منم اختر برج حمزہ جلال
ہمہ تا نہ از کفر شد پاک و صاف

پشت پر امیر کے سرداران تہمتن سرداران صف شکن و تہور شعاران تیغزن نعرے کرکے لشکر کفار پر گرے ابلیس نے چاہا سحر کرکے حرز ہیکل چھین لون صاحبقران نے اسم اعظم الٰہی کو پڑھا مگر اسم اعظم فراموش ہی محبت عمرو کا جوش ہی عمرو نے بڑھکر شیشہ توڑا اسم اعظم جو صاحبقران کو یاد آیا امیر تیغۂ عقرب کو کھینچکر جا پڑے جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے ہرچند ابلیس سحر کرتا ہی سحر تاثیر نہین کرتا عمرو شیشہ اسم اعظم کا توڑ چکا امیر اسم اعظم پڑھتے جاتے ہین جس کسی نے سحر کیا امیر نے اسم اعظم پڑھا اُسکا سحر اُلٹا پلٹا سینے پر یا پشت پر پڑا ساحر خود جلا جلکر خاک ہوا نامرد کا قصہ پاک ہوا ملکہ امیر لڑتے ہوئے سامنے ابلیس کے آئے ابلیس نے کئی سحر کیے آگ برسائی دریاے سحر پیدا کیا تلوارین گرین برقین چمکین کسی سحر نے امیر پر تاثیر نہ کی امیر سب آفتین جھیلکر شمشیر زنی کرتے ہوئے برابر ابلیس کے پہونچے ابلیس نے گھبراکر ہاتھ تیغۂ سحر کا مارا امیر نے اسم اعظم پڑھکر دم کیا سحر نے تاثیر نہ کی تلوار اُسکی خالی گئی امیر نے ہاتھ تیغۂ عقرب کا مارا ابلیس نے سپر سحر کو آگے کیا مگر تیغۂ عقرب جو پڑا ابر سپر کے ٹکڑے اُڑے سپر کو کاٹ کے تلوار گری سر اُس خود سر کا زخمی ہوا اس ملعون نے اپنے کو گھوڑے سے گرا دیا چیخ مارکر آواز دی یارو حمزہ کو مار لو کئی پلٹنون نے امیر کو گھیرا امیر نے افسرون کو مارا مگر کوئی شاگرد زود رفت کا اُس خیمے مین پہونچا جہان یہ برہنہ و بیہوش پڑا تھا شاگرد نے ہوشیار کیا کہا اُستاد اُٹھیے زود رفت نے آنکھ کھولی اپنے کو اس حال مین پایا شاگرد نے خبر دی اُستاد دیکھیے تو کیا قیامت برپا ہوئی سب قیدی چھوٹ گئے ہین مگر ملکہ ماہ عالم افروز و ماہ پرور سحر مین خداوند کے پھنسی ہین عیار سردار سب چھوٹ گئے عمرو نے فقرہ کرکے قدرت کو زخمی کرایا اپنے بیگانے ہوئے سب وزرا و امرا یہی کہتے تھے کہ دیکھیے آج قدرت کی جان کیونکر بچے حمزہ کے ہاتھ سے تو زخمی ہوئے زود رفت گھر اسکے باہر نکلا دیکھا حقیقت مین

لاکھ ساحر مارا گیا جہانتک نگاہ کام کرتی ہی ساحرون کے لاشے پڑے ہین خداوند ایک طرف زخمی کھڑے ہین غل مچا رہے ہین ارے حمزہ کو مار لو جانے نہ پائے مگر کوئی امیر کے منھ پر نہین چڑھتا کوئی ساحر آگے نہین بڑھتا اگر کوئی جیداری کرکے آگیا امیر نے اسکو مار لیا بہ جرأت للکار لیا زود رفت روتا پیٹتا سامنے ابلیس کے آیا کہا یا خداوند جو معاملہ بنا تھا وہ توسب بگڑ گیا اب طبل امان بجوائیے حمزہ کا اسم اعظم کیونکر چھوٹا ابلیس تو زبانی کنیزون کی سُن چکا ہی جواب دیا ای زود رفت پہلو سے دشمن پیدا ہوتے ہین مار آستین گرگ بغل تمام دنیا مین مشہور ہی کہ اولاد وقت پر والدین کے کام آتی ہی یہان اُسکے خلاف ہوا لشکر حمزہ مین بیٹھکر بیٹی کو تاکا ہماری بربادی کا کچھ خیال نہین بی غزالہ آہو چشم نے شیشہ اسم اعظم قصر اسرار ساحری سے لیا کنیزین تو وہان کی نہایت چست و چالاک ہین مجکو حالت بیہوشی مین اُٹھا لائین اگر وہ خیال نہ کرتین آج ہی خاتمہ تھا اگر غزالہ لڑ بھڑ کر نکلگئی مین نے اس وجہ سے نہین روکا کہ بڑی لڑائی پڑ جائیگی مین نے سب سحر عمدہ اُسکو تعلیم کر دیے اگر مقابلہ پڑتا وہ برابر سحر کرتی مگر خائف تھی نکلگئی نہین معلوم کہان گئی مین نے بھی روکنا مناسب نہین جانا زود رفت نے کہا جو ہوا سو ہوا آیندہ انتظام کیا جائیگا ابلیس گھبرایا ہوا تھا اسنے اشارہ کیا کہ طبل امان بجے جب بڑی صاحبقران بہ فتح و فیروزی ہٹے مگر ملکہ ماہ تمام افروز ماہ پر ور دایہ ابلیس کے سحر مین مبتلا ہین ابلیس نے شبدیز جادو کو بلا کر حکم دیا ماہ تمام افروز و ماہ پرور دایہ کو لیجا کر قید کرو شبدیز جادو ملکہ ماہ پرور کو اُسی قید خانے مین لیکر آیا یہ بیچاریان پھر قید ہوئین شکوہ فلکی کرتی تھین ملکہ نے کہا کیون ماہ پرور ہماری تقدیرین ہائی نہ تھی سفت مین ہمارے واسطے ہمشیرہ صاحبہ بھی بدنام ہوئین مگر بڑا کار نمایان کر گئین اگر شیشہ اسم اعظم نہ اُڑاتا صاحبقران کی فتح نہ ہوتی اب رہائی کی کون صورت ہی اب اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

ہم رنگ لاغری سے ہون گل کی نسیم کا
اپنی ہی فوج ہوگئی لشکر غنیم کا
یاد آئی کافرون کو مری آہ سرد کی
قاصد کا ہاتھ ہی ید بیضا کلیم کا
مارا ہی وصل غیر کے شکوہ نے چاہئے
گویا کہ پک گیا ہی کلیجہ ندیم کا
مومن تجھے تو وہ بھی ہی مومن ہی وہ نہین

طوفان باد ہی مجھے جھونکا نسیم کا
یاران تو کے واسطے مجھسے خفا ہوئے
کیجیے ذکر نہ کانشنے لگے شعلہ جحیم کا
زاہد کبھی بلا نہین کوسے صنم سے مین
خون جابجا جدا مرتی لاش دو نیم کا
واعظ بتون کو خلد مین لیجائینگے کہین
جو معتقد نہین نہ ہی طبع سلیم کا

چھوڑا نہ کچھ بھی سینے مین طغیان کی نشانی
تمکو نہین ہی پاس نیاز قدیم کا
از بسکہ شیشت نامہ ہی سوز تپ درون
کیا جانون کیا ہی مرتبہ عرش عظیم کا
کہتا ہی بات بات پہ کیون جان کھاگئے
ہی وعدہ کافرون سے عذاب الیم کا
بادہ پھر ذرہ قدمون سے لپٹ گئی

عرض کی واری تقدیر ہماری گردش مین ہی فلک ہمارے مٹانے کی کوشش مین ہی دیکھیے تو کیا انقلاب ہوا خود بخود دل بیتاب ہوا ابلیس کو بتلایان قصر اسرار ساحری کی لیگئین ورنہ ابوالفتح نے کیا کار نمایان کیا عمرو ان سے زود رفت کو لیا ہے کیا خفا ہوئی ابلیس کو مار لینا تھا اگر یہ قتل ہو جاتا قصہ پاک وصاف تھی کسکا قصد انصاف تھا ایک عیارون کا یون آنا ابلیس ایسے جہان دیدہ کو اپنے اوپر مائل کرانا حقیقت مین جسقدر تعلیم کرو وہ خواجہ عمرو ہین سب بہتر سے بہتر ہین میان زود رشت کا ناک مین دم کردیا عمرو کے نام سے پناہ مانگتے ہین یہان خواجہ عمرو ساتھ صاحبقران کے میدان کارزار سے آئے امیر نے فرمایا خواجہ ملکہ ماہ تمام افروز کی کوئی رہائی کی صورت نہین نکلی عمرو نے دست بستہ عرض کی

ای آقاے نامدار و مولاے قدر شناس مین نے تو آج کل سردارون و کل عیارون کو رہا کر لیا سب کو ساتھ لیکر نکلا جب باہر نکلا ابلیس خود پرست آگیا مین نے اُسی کے سردارون کو اُسپر اشارہ کر دیا اگر کوئی ایسا ویسا ساحر ہوتا جلکر خاک ہو جاتا مگر وہ تو بلاے روزگار ہی کہ نشہ بادۂ خدائی سے سرشار ہی اُسنے اپنے کو بچایا اور ایسا سحر کیا کہ دس ساحر مارے گئے مگر ابلیس بچا مین نے چاہا جال بار کر ملکہ کو نذر زنبیل کرون مگر بادپر ور کہ نہایت ساحرہ زبردست ہی اُسنے ملکہ کی کمر مین پنجہ دیا چاہا کہ لیکر نکلجاؤن بلند ہو چکی تھی کہ ابلیس نے سحر کرکے پکڑ لیا مین اس فکر مین رہا کہ اگر بن پڑے تو ملکہ کو لے نکلون مگر نہ ممکن ہوا مین لاچار و مجبور ہون یہ ذکر تھا کہ ہرکارون نے آکر دعا دی شعر دل از لطافت سخنت بانشاط باد ✦ جان راز نکتہ ہاے خوشت انبساط باد ✦ شہریار عالم کی عمر دراز ہو بعد حضور کے آنے کے ابلیس قصر اسرار ساحری مین گیا ہی آپ کے اسم اعظم بند کرنے اور حرز ہیکل لینے کی تدبیرین ہو رہی ہین زود رفت بھی فکر مین اُستاد کی نکلا ہی ہوشیار رہنا واجب و لازم ہی صاحبقران نے فرمایا خداے بزرگ ستودہ حافظ حقیقی و مالک تحقیقی حفاظت کرتا ہی مگر خواجہ اپنے مقام سے اُٹھے عرض کی ای شہریار زود رفت کی شامت در پیش ہی اگر خدا مدد کرتا ہی تو جاکر اُنکو لاتا ہون ابکی اُنکی خدمت معقول کرونگا صاحبقران نے فرمایا خواجہ تم قلعۂ ابلیس پرستان مین نہ جاؤ سب تمھارے دشمن ہو رہے ہین بڑے بڑے ساحرون کو تمنے مارا اگر ابلیس تمکو پا جائیگا قیامتین برپا کریگا عمرو نے عرض کی آپ کا اقبال یاور ہی اور طالع مددگار ہی تو انشاء اللہ زود رفت کو لاتا ہون اور عیاران نامی سرہنگان گرامی مثل ابو الفتح اصفہانی و عمران ختائی و گلباد عراقی و کلباد عراقی و مہتر یزک ختائی وغیرہ سو عیار اپنی اپنی کرسیون سے یہ کہکے اُٹھے کہ اُستاد ہم بھی ساتھ چلینگے وہ بچیا دو ہزار عیارون سے جستجو مین نکلتا ہی چند غلام تو آپ کے بھی ساتھ ہون خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے کہا کسی کی ضرورت نہین اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ یہ کہکے خواجہ عمرو چلے ان سب کو اس حال مین چھوڑو

دو کلمے داستان شوکت بیان شاہزادۂ ملک قاسم لال خفتان خونریز خاور سپاہ عرض کرتا ہون ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا ساغر مشک فام / کہ میخانہ کا خوب ہو انتظام
چلے آج صہبائے گلگون کا دور / بکھرنے لگے رند مشرب کے طور

چہکتے ہین سب طائران درخت / بدلتا ہی کیون سرو گلزار رخت
سر سبزہ پہ قمریون سے ہجوم / یکس گل کی آمد کی ہی آج دھوم

جو نرگس کی دیکھین نگہ بازیان / تو سوسن نے کین خوب غمازیان
ہی زلف سنبل مین کیون پیچ و تاب / حباب لب جو کو آتا ہی خواب

عبث بلبل نغمہ پرداز ہین / کبھی سوز ہین اور کبھی ساز ہین
جوانان گلزار ہین سبز پوش / ہی نہرون کو بھی بحر الفت کا جوش

ہر اک موج ہی تیغۂ خون فشان / ہی گرداب پر بھی سپر کا گمان
حباب لب جو ہی چشم غزال / ہی گرداب دریا کا ماہ کمال

پھرین مچھلیان ہر طرف فوج فوج / تلاطم ہی دریا مین ہی موج موج
یہ ڈر ہی کہ طوفان نہ اٹھے کہین / دعا کر رہا کر مرصع نگین

شگفتہ رہین باغ عالم مین گل / ہی طفلان غنچہ مین بھی شور و غل
تو نو سرایان شبر پر مقال / جنین جی نگار ندین قین تقال

ثناخوان گل بلبل خوشنوا / صدا دے رہی ہی کہ یا کبریا
جوانان گلزار آباد ہون / تو کیون نہ آدم پر جوش ہی یاد

کسی کو ہی سوداے زلف حبیب / شب قدر کی قدر سے ہی قریب
کوئی مائل روے دلدار ہی / کوئی مثل طوطے کے یان خوار ہی

کہیں چھپے ہیں کہین چھپتے | کسی جا مصیبت کے دریا بہے | کوئی مائل صحبت دلربا | کوئی رنج ہجران کا طالب ہوا
شب ہجر تو کسقدر طول ہی | کہ بلبل کو یہ رنگ ہی بھول ہی | شب غم تڑپ کر بسر ہو گئی | کسی نے کہا لو سحر ہو گئی
کوئی رنگ عشرت سے ہی ہمکنار | کہ گلچین بہنے ہی پھولونکے ہار | جو صیاد و گلچین فراہم ہوئے | جوانان گلزار بیدم ہوئے
گلون نے کہا ہنس کے ای سیمبر | خزان کا بڑا خوف ہی منتشر | ہوائے مخالف جو چلجائیگی | تو شاخ خوشی دم مین جلجائیگی
طیوران گلزار ہین تر زبان | یہ ہی خوف آتی ہی فصل خزان | خزان کا عمل بر محل ہو گیا | خوشی مین گلون کے خلل ہو گیا
نہ وہ چھپے تھے نہ وہ سے چھپتے | گلون نے مصیبت کے صدمے سہے | تمہر تم سناتے ہو یہ کیا بیان | سناؤ ہمین اب نئی داستان

چہرہ رستم دلان میدان کارزار و سہراب شان معرکہ گیر و دار اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین فقیر مصنف سخن شناس و سخن سنج و داستان کہن + چنین نگاشتہ اوراق طرز رنج و محن سابق مین تحریر کر چکا ہون کہ جب ایرج نوجوان کے روانہ ہونے کی خبر شاہزادہ قاسم نے سنی کلیجہ تھام لیا ذکر کر چکا ہون کہ سکندر زرین پوش زرین علم کے ساتھ قاسم لڑے بھڑے آخر انہین کے ساتھ قید ہو گئے مگر معرکہ یہ گذرا کہ قید خانے مین تھے حدیقۂ جادو مصاحبان سحر العجائب سے ہی ایکدن قید خانے مین آئی جمال قاسم دیکھکر عاشق ہوئی رات کو چرا لیگئی ایک صحرا مین لاکر طالب وصل ہوئی قاسم نے انکار کیا حدیقہ نے قاسم کو درہ کوہ مین قید کیا آپ شکار کو گئی وہان ایک ساحر رہتا تھا تنویر جادو نام اُس سے مقابلہ پڑا تنویر کے ہاتھ سے حدیقۂ جادو قتل ہوئی قید قاسم کی گر گئی سمجھے ساحرہ کہین قتل ہوئی آخر پہاڑ سے نکلے انکے سردار انکو ڈھونڈھتے ہوئے نکلے تھے اُنسے صحرا مین ملاقات ہوئی قاسم داخل بارگاہ ہوئے سب سردار جمع ہین مثل قیماس خان خاوری و حسن خان خاوری وغیرہ حاضر ہین قاسم نے کہا یارو تمنے سنا کہ ایرج نوجوان برائے فتاحی طلسم نور افشان گئے قید ہوئے اب ہمارا دل کیونکر مانے اور کسطرح چین آئے سمک ملطاقی بھی حاضر ہی اسنے عرض کی کہ ای آقائے نامدار و مولائے قدرشناس کیونکر ممکن ہو کہ وہ جائین اور جاتے ہی طلسم نور افشان فتح کر لین قاسم خاموش ہو رہے کچھ اُسوقت جواب نہ دیا جب سب سردار جاچکے قاسم نے سمک سے کہا کہ ای برادر تمنے دیکھا کہ ایرج یکہ و تنہا چلا گیا ہر چند کہ عیار اُسکا نہایت طرار و فرار ہی مگر مقامات طلسم مین عیار کی کیا چلیگی خدا نخواستہ اگر جا کے طلسم مین پھنسے تو کیسی مشکل ہو گی سمک نے عرض کی کہ حضور چلنا ضرور ہی ہر کا۔ دن نے خبر دی تھی کہ صاحبقران بھی ابھی نہین پہونچے قلعۂ ابلیس پرستان پر مصروف جنگ ہین خدا اُنکو مظفر و منصور کرے رات کو سمک نے گھوڑا قاسم کا تیار کیا قاسم رات کو سوار ہوئے صرف سمک کو ہمراہ لیا کسی سردار کو خبر نہین کی طرف طلسم نور افشان کے چلے تیسرے دن ایک صحرائے سبزہ زار مین آکر ٹھہرے ایک نخل کے سائے مین کھڑے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان کو دیکھا کہ گینڈے پر سوار پشت پر چالیس ہزار جوان جنگی اُسکی نگاہ جمال جہان آرائے قاسم پر پڑی عیار سے کہا دریافت تو کر کہ یہ کون جوان ہی عیار اِسکا سہیل تیز رو سامنے قاسم کے آیا رعب و دبدبہ دیکھکر واسطے تسلیم کے خم ہوا زبان سے بات نہین نکلتی پسینے پسینے سر جھکائے کھڑا ہی قاسم نے فرمایا کیون ای عیار تیرا کیا مطلب ہی کہا حضور منصور باختر ہی جب خدائی لقائی برباد ہوئی یہ شیر شکار گاہ مین تھا اسکو جو خبر ہوئی کہ مسلمانون نے ملک قدرت کو ٹلیا قیطولات جلادیے غصے مین برائے قتل مسلمانان چلا ہی آپکو یہان کھڑا دیکھا

دریافت فرماتے ہین کہ حضور کا نام نامی اسم گرامی کیا ہو اس صحرائے ہول خیز و وحشت انگیز مین آپ ایسے ماہتابان و مہر درخشان کا کیونکر گذر ہوا کہان تشریف لیے جاتے ہین قاسم نے فرمایا جاکر کہد و لقا کا داماد جسنے چالیس شبخون لشکر لقا پر مارے اُسکی بیٹی گیتی افروز کو نکالکر لیگئے بطن سے گیتی افروز کے فرزند رستم خصال سہراب جلال صاحب شوکت و شان ایرج نوجوان پیدا ہوا اب براے فتح طلسم نور افشان جاتے ہین عیار سے یہ جو کہا عیار نے آکر منصور سے بیان کیا منصور نے کل فوج کو حکم دیا اس جوان کو جلد گرفتار کرو چہار طرف سے فوج نے نرغہ کیا قاسم نے قبضۂ بلارک پر ہاتھ ڈالا نعرہ کیا نعرۂ قاسم

آفتاب مشرق دین پروری
شہسوار لال پوش خاوری
زہم تیغ برابر و نیزہ بماہ
زآب دم تیغ نشستہ زمین

دیگر

ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ
ہمہ باختر شد بزیر نگین

تلوار چلنے لگی ہنگامہ گیر و دار بلند منصور باختری بھی نعرے کر رہا ہو اور اپنی فوج سے کہتا ہو کہ ارے تم چالیس ہزار ہو اکیلے کو گرفتار نہین کر سکتے ہو فوج والے لاکھ لاکھ کد و کاوش کرتے ہین اور جانبازی پر مرتے ہین مگر کچھ بن نہین پڑتا یہ شیر بیشہ صاحبقرانی فرزند رستم صاحب شوکت و حشم شیرانہ لڑ رہا ہو ہزارون افسر بڑھکر مارے علم فوج سرنگون سرکشون کا کلیجہ خون قاسم نے کئی مرتبہ آواز دی او نامرد مردان عالم کی پاپوش کے گرد کیا دور سے لینا لینا کرتا ہو خود نہین آتا ہو دو چار مرتبہ جو قاسم نے کہا اسے بھی غیرت آئی گینڈے کو جمپا کے بڑھا سامنے آیا تلوار چلنے لگی اُسنے کئی ہاتھ ارے قاسم نے اُسکے وار روکے قبقاب باختری اُسکا برادرزادہ دور سے دیکھ رہا تھا کئی وار جو رد و قدح ہوئے سمجھا کہ ہمارا سردار قاسم پر غالب نہ آئیگا اور جو مسلمان کا وار پڑ گیا مارا جائیگا اس سوچ مین پشت سے آکر ہاتھ مارا سمک یلیطاقی کہ زیر شکم مرکب قاسم موجود ہو پکار اُٹھا بچیے گا ایک نامرد نے پشت پر سے ہاتھ مارا قاسم نے پلٹ کے دیکھا اور قبضہ مارا سر اُسکا پھٹ گیا اتنی جو نگاہ چوکی منصور نے گینڈا ہٹا لیا مگر غلغلہ کر رہا ہو کہ یارو کیا ستم ہو ایک شخص کو تم گرفتار نہین کر سکے بڑی بدنامی کی بات ہو جسنے اسکو مارا خداوند باختر بہت خوش ہونگے کیا تعجب ہو اپنے پاس بلا بھیجین طرہ پیغمبری مرحمت کرین ایک ایک پیادے کو افسر کردونگا مہرین زر وجواہر سے بھر دونگا ہر چند لالچ دیتا ہو سپاہی نہین بڑھتے سہیل عیار سے کہا ای برادر کچھ تدبیر کرو مین تو اس سے لڑائی کر اکے پچھتایا کون کون سے افسر مارے گئے کہ جنکا مثل نہ تھا اب ویسے افسر کہان ملینگے ایسے منچلے تھے کہ اس تیر پر جا پڑے لڑ بھڑ کر اپنی جان دی سہیل نے کہا ہو سکتا ہو کہ عیارون کو لیجا کر پکڑ لون اس نامرد نے کہا پھر کیون دیر کرتا ہو فنون سپاہگری کے یہی معنی ہین جس طرح ہو سکے اپنے حریف پر غالب آئے سہیل نے اپنے شاگردون کو بُلایا پچاس پیک پیچے حلقہ ہائے کمند لیکر ساتھ ہوئے ایک پلٹن کو اشارہ کیا کہ اس جوان کو لگا کر نخلستان مین لاؤ کمیدان آگے بڑھا لڑتا ہوا پیچھے ہٹا قاسم لڑتے ہوئے چلے کمیدان سامنے سے ہٹگیا یہ شیر غصے مین بد مزاج پلٹا تھا کہ شکار نکلگیا سہیل نے پشت پر سے حلقہ ہائے کمند مارے شاہزادہ کمندون مین بندھکر گرا اسنے لوگ لگا رکھے تھے ازر وسے ہاوے کے ٹوٹ پڑے ایک ایک ہاتھ مین دو دو سو لپٹ گئے شاہزادہ تکان سے کمندون کی بیہوش ہو منصور نے خوشی خوشی آہنگرون کو طلب کیا مسلسل و مطوق کرایا اُسی صحرا مین لشکر لیکر اُتر پڑا

سہیل عیار نے کہا قدرت کا تو پتہ نہین ملتا کچھ لوگون کی زبانی معلوم ہوا کہ قدرت شکست کھا کر غروبیہ باختر مین پہونچے ہین دو دہ زنگی وہانکے بادشاہ نے دامن پناہ دیا ہی وہان تو پہونچنا بہیون مین ہوگا ایسا نہ ہو کہ کوئی افتاد پڑے یہ جوان رہا ہو جائے تو مشکل ہو کل اسی صحرا مین اسکو قتل کیجیے یہ رائے منصور کو پسند آئی ایک خیمے مین قاسم کو قید کیا حکم دیا کہ کل سویرے میدان خونی کی تیاری ہو اس جوان کو تیر باران کرینگے لشکر مین یہ خبر مشہور ہوئی جب سمک عیار نے دیکھا کہ آقا گرفتار ہوے صورت بدل کے لشکر مین پھرنے لگا یہ خبر وحشت اثر سُنی دل ٹکڑے ہو گیا اُسی وقت پھرتے پھرتے ایک گوشے مین آیا وہان کوڑہ بہت سا پڑا تھا سمک نے خیمے کو تاکا جوڑی خنجر کی بکر کے نقب کھودنے لگا پہر رات رہے پہرہ نقب کا قید خانے مین آکر توڑا دیکھا کہ شاہزادہ خاور سپاہ باحال تباہ سر زنجیر پر سر خم کیے گرانی سے قید کی کراہ رہا ہی سمک نے سلام کیا قاسم نے پوچھا کون ہی کہا غلام آپ کا نقب دیگر پہونچا ہی سوہن نکالکر ہتھکڑیان بیڑیان کاٹین قاسم سے کہا حضور پہلو مین مرکب آپ کا بندھا ہی ساز و یراق بھی اُسی مقام پر ہی لڑتے ہوئے نکلیے اپنا مرکب لیجیے لڑتے بھڑتے نکلیے جہانتک ہو سکیگا مرکب کو خدمت مین پہونچا دُنگا قاسم اُٹھے سمک سے خنجر ہاتھ مین لیا باہر نگہبان بیٹھے ہین رات کم باقی ہی قاسم نے ستون خیمہ تھا مکر جنبش دی خیمہ لہرایا نگہبانون پر گرا سَو دوسَو کے سر پھٹے غلغلہ ہوا ارے یہ کیا ہوا کوتوال لشکر مشہور بہ شبگرد دوڑ پڑا وہ سب گھبرا رہے ہین کہ قاسم نعرہ کرکے گرے ابھی خیمے کی مصیبت سے پناہ نہ پائی تھی کہ اوپر سے تلوار پڑنے لگی شبگرد اِدھر پہونچا دیکھا کہ وہی قیدی لڑ رہا ہی سمک عیار بھی خنجر زنی کرتا ہوا قریب گھوڑے کے پہونچا نگہبانون سے کہا ارے قیدی چھوٹ گیا گھوڑا مین اُسکا تیار کرکے بھاگون تم لوگ خیمے پر افسر کے جاؤ اُنکو بیدار کرو سپاہی تو گھبرائے ہوئے تھے طرف بارگاہ منصور کے چلے سمک نے گھوڑا قاسم کا تیار کرکے خود سوار ہوا کان مین گھوڑے کے کہدیا تیرا آقا بلاتا ہی یہ مرکب طلسمی ہی اسنے نام جو اپنے آقا کا سُنا طرارے بھرتا ہوا چلا سمک نے قاسم کو شمشیر زنی کرتے ہوئے دیکھا آواز دی او جوان مین تیرا گھوڑا لیے جاتا ہون قاسم نے اندھیری رات مین جو آواز اپنے عیار کی سُنی شمشیر زنی کرتے ہوئے قریب پہونچے سمک کود پڑا قاسم نے مرکب اپنا لیا اتبو نعرہ کرکے لڑتے ہوئے چلے سمک نے سمجھا دیا ہی کہ آپ اکیلے فوج بے انتہا جہانتک ہو سکے لڑتے ہوئے نکلیے قاسم نے گھوڑے کو بڑھایا یہی ارادہ ہی کہ اس شب تیرہ و تار مین لڑتے ہوے نکلیں اب ٹھہرنا مناسب نہین جدھر منھ اُٹھایا تلوار چمکائی افسر کو مارا جو سامنے آگیا الغرض شمشیر آبدار تھا کنارے تک لشکر کے لڑتے ہوئے پہونچے ہین شبگرد کوتوال نے بڑھکر للکارا او قیدی کہان جاتا ہی ہتھیار پھینکدے قاسم نے گھوڑے کو پھیرا شبگرد نے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے تلوار کو تلوار پر رد کر سر کو بتا کے کمر پر ہاتھ مارا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے کیے کوتوال جو مارا گیا لوگ بھاگے کچھ جوانان جنگی دور سے تیر و تلوار مار رہے ہین منصور باختری جو اُٹھا گینڈے کو مہمیز کرکے چلا نعرہ کیا یارو ایک شخص سے بھاگے جاتے ہو بڑے شرم کی بات ہی اسکے کہنے سے لوگ جمع ہوئے بلوہ کرکے قاسم کو گھیرا کنارے پر لشکر کے تلوار چلنے لگی قاسم نے دیکھا کہ منصور کھڑا ہوا ترغیب دے رہا ہی یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی ہر مرتبہ للکارتے ہین کہ او نامردان غریب سپاہیون کو بھیجتا ہی تو سامنے نہین آتا ہی اب وہ وقت ہی کہ رستم میدان فلک چہارم فوج شہنشاہ انجم سپاہ کو شکست دیکر چرخ زبرجدی پر قایم ہوا ہی سلطان انجم سپاہ شکست خوردہ داخل قلعۂ مغرب ہوا صبح ہو چکی ہی

کُل فوج کا قاسم پر بلوہ ہی سمک بھی زخمدار قاسم نے بھی اندھیری رات مین کئی زخم کاری کھائے جسم سے خون اسقدر جاری ہوا کہ آنکھون کے نیچے اندھیرا ہی فوج غم و الم نے گھیرا ہی اب جو روشنی ہوئی گرد اُنکے مرکب کے صدہا لاشے منصور کے ساتھ والون کے پڑے ہین مگر قاسم کے ہاتھ مین بسبب زخمداری کے قوت نہین روح کو راحت نہین اُس پریشانی مین طرف آسمان کے دیکھا عرض کی کہ ای معبود بے نیاز ای رب کارساز اپنے بندے کو امان دے کوئی صورت تو ایسی نکلے کہ مین نکلجاؤن یا اگر پیمانۂ عمر لبریز ہو رشتۂ حیات منقطع ہوچکا ہو تو ملک الموت کو اجازت ہو کہ قبض روح کرے اب قوت جنگ باقی نہین تو کریم کارساز ہی رباعی

تو آن رفیع مکانی کہ ساکنان فلک	بر آستان تو دارند میل دربانی
چہ احتیاج بہ پیش تو حال دل گفتن	کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی

قضائے کار نقابدار زرین پوش مع بارہ ہزار جوانون کے اسی صحرا مین شکار کھیل رہا تھا ہنگامہ سُنکر شاطر سے کہا دیکھ تو یہ کیسا غلغلہ ہی کوئی جوان گھر گیا اُسپر فوج کا بلوہ ہی کوئی عزیز دار صاحبقران نہ ہو جلد خبر لا عیار دوڑا ایک بلندی سے چڑھکر دیکھا کہ شاہزادہ ملک قاسم زخمون مین چور چور بیچ مین چالیس ہزار جوانون کے گھرے ہوئے مصروف جنگ ہین عیار نے بلندی سے اُترکر نقابدار سے عرض کی کہ ای شہریار نبیرۂ صاحبقران زخمی ہوکر گھوڑے سے گرا چاہتا ہی جلد مدد کیجیے یہ سُنتے ہی نقابدار زرین پوش نے مرکب بادرفتار بڑھایا باز سفید سر پر بارہ ہزار جوانون نے اپنے اپنے گھوڑے بڑھائے نقابدار تلوار کھینچکر بارہ ہزار سوارون سے آگے خود لڑتا ہوا قریب قاسم کے پہونچا آواز دی ای فرزند رستم دای محترم و محتشم ہوشیار ہوجاؤ ماشاء اللہ چالیس ہزار مین اکیلے لڑے قاسم نے آنکھ کھولکر نقابدار زرین پوش کو دیکھا تیور بدلگئے زخم سر شدۂ تحت الحنک سے باندھا پشت مرکب پر ہاتھ رکھا فرمایا کہ ای مرکب ایسی وقت تیز رفتاری ہی مرکب نے کنوتیان بدلین کلائیان مارتا ہوا دم سے جنور کرتا ہوا اپنے سوار کو لیچلا قاسم نے دو چار سوار ارے نقابدار زرین پوش نے بھی ستھراؤ کر دیا لاشون سے میدان کو بھر دیا منصور کا ارادہ ہی کہ بھاگ جاؤن اس ہنگامے سے جان بچاؤن کہ قاسم نے للکارا کہ او نامرد کہان جاتا ہی منصور نے پلٹکر ہاتھ مارا نقابدار زرین پوش دیکھ رہا ہی کہ قاسم کو غیرت آئی کلائی پر منصور کے ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر پھینکدی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر قاش زین سے اُٹھالیا دست حق پرست پر بلند کیا دو تین چرخ دیے سر کی کلاہ کہین زرہ جسم مین ندار و مثل طاؤس آتشبازی چرخ کھانے لگا آواز دی ای شہریار الامان قاسم نے کہا امان بایمان عرض کی جب تک زندہ ہون غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا نقابدار زرین پوش بھی لڑتا ہوا قریب آگیا دیکھا قاسم نے منصور کو پکڑ لیا وہ بصدق مسلمان ہوا فوج جو قتل ہونے سے بچی تھی اُسکو امان ملی منصور قاسم کی رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے عرض کرتا ہی حضور اب بارگاہ مین چلین زخمدوزی بندگان عالی کی کیجائے مگر نقابدار نے عیار سے اشارہ کیا عیار نے بارگاہ زربفتی نقابدار کی استادکرائی زرین پوش قاسم کو ساتھ لیے ہوئے اپنی بارگاہ مین آیا جراحون کو بلایا زخمدوزی کرائی ڈبہ مرہم سلیمانی کا نکالا اُسکی پٹیان زخمون پر چڑھائین چھپرکھٹ بچھوادیا خدمتگار واسطے خدمت کے مقرر کیے قاسم نے آرام فرمایا منصور شب بھر مصروف خدمتگزاری رہا بروقت نماز سمک نے آفتابہ برائے وضو حاضر کیا قاسم نے وضو کرکے نماز پڑھی اب دربار مین آکر بیٹھے نقابدار نے اپنے بائین پر قاسم کو دنگل زرین دیا قاسم آکر بیٹھے ساقی بچے نے آکر جام پیش کیا نقابدار نے اپنے دست حق پرست سے

قاسم کو جام دیا قاسم نے سلام کرکے پیا جب دونون جوانون نے دو دو جام پئے قبضے پر تلوار کے نقابدار نے ہاتھ ڈالا جوش جرأت مین جھومنے لگا کہا ای شاہزادہ خاورسپاہ حقیقت مین آپ نے بمقابلۂ لقا بڑے بڑے کارہاے نمایان کئے آپ ہی کا دل تھا کہ ایسے گبر پر شبخون مارنا کفاران ہجیا کو للکارنا قاسم نے سر جھکا لیا کہا آپ کی عنایت ہی مین کیا اور میری جرأت کیا سب کچھ اقبال سے دادا جان کے ہوتا ہی وہ ہمارے سر پر ہیبت مین زمانے کے صاحبقران صاحب شوکت وشان نقابدار نے کہا ای خاورسپاہ اگر خلاف نہ گذرے تو مین آپ کو پیغام دیا چاہتا ہون قاسم نے کہا فرمائیے نقابدار زرین پوش نے کہا مین کئی سال سے آتا ہون جس لایق ہون ویسی ہی جنگ بھی ہوئی ہو میری جانب سے اپنے دادا جان سے عرض کیجیے گا کہ مین یہی چاہتا ہون کہ میرے آپ کے جنگ نہ ہو بانہاے صاحبقرانی مجکو ملین جنگ کفار میرے سپرد کیجیے مین ایک ہفتے مین فتح کرونگا بعنایت خدا لقا کو شکست دونگا ممالک مفتوحہ بوجہ احسن قبضے مین رہینگے جو سرکشی کریگا سزا پائیگا کوئی سر نہ اُٹھا سکیگا قاسم نے کہا کہ ای نقابدار بہادر یہی قول صاحبقران کا ہی کہ جس شان وشوکت سے آپ آئے کسی کو یہ سامان ممکن نہین ہوئے مرکب سہ چشمی بارگاہ زربفتی مگر کیون ای نقابدار بہادر یہ باز کیا چیز ہی کہ جو آپ کے سر پر چرخ مارتا ہی عاشق صادق ہی آپ بارگاہ مین تشریف رکھتے ہین وہ قبۂ بارگاہ پر بیٹھا ہی نقابدار نے کہا یہ حال مین خود نہین جانتا اس باز کی وجہ سے بڑا اسباب شوکت ہی نہین معلوم یہ کیا چیز ہی کبھی کہا جائیگا مین نے کبھی اس مقدمے مین دخل نہین دیا مگر آپ میری طرف سے صاحبقران کو سمجھا دین کہ بزرگون سے سر میدان مقابلہ ہونا سراسر خلاف ہی قاسم نے دیکھکر کہا کہ ای نقابدار بہادر مین سب طرح پر حاضر ہون جس طرح جی چاہے امتحان کر لیجیے یہ کہکر قاسم نے قبضۂ پلارک افراسیابی پر ہاتھ ڈالا نقابدار ہنس پڑا کہا کہ ای شیر بیشۂ صاحبقران میری کیا مجال جو آپ سے مقابلہ کرون مین صرف عہدۂ صاحبقران کا خواہان ہون قاسم نے کہا یہ تو ناممکن ہی صاحبقران بے لڑے بھڑے بانے نہ دینگے مین بھی نقابدار سرخ پوش بنکر آیا تھا اُنکے دشمن ترک توسن بلیدانی کو پندرہ دن تعقب کرکے بارگاہ جمشیدی مین سامنے پسران نوشیروان کے مین نے ستون بارگاہ قلم کیا جب ستون کٹا بارگاہ لہرائی قریب تھا کہ بارگاہ گرے مین نے کاندھا بجاے ستون لگا دیا اتنی دیر لیے ہوئے ٹھہرا کہ جب دوسرا ستون آیا وہ نصب ہو گیا تب مین ہٹا مگر جب صاحبقران کے مقابلے مین آیا شکر ہی کہ اپنے دادا کے ہاتھ سے زیر ہوا اُنھون نے مجکو جس آنکھ دیکھا سپارہ تیار نے عرض کی حضور کا ہونا ہی بڑے خلق سے دادا جان نے وجہ زیادہ محبت کی یہ ہی کہ قبلہ وکعبہ اُس زمانے مین نقابدار نحمدی پوش بنے ہوئے تھے سالہا سال مخفی رہے ہر شیر نے یہی قصد کیا کہ سانہاے صاحبقرانی لین مگر آج تک کسی کو نصیب نہین ہوے جو صاحب آپکے دست حق پرست سے زیر ہوے ویسا ہی معاملہ آپ سے ہوگا بلکہ ایک امر مناسب ہی کہ صاحبقران اور آپ سے جسدن مقابلہ تمام عالم دنیا دنیا حیرت کرینگے وہ موید من اللہ ہین آج تک کسی نے اُنکی پشت زمین سے نہین لگائی وہ قدرت پروردگار ہین اُنسے کون مقابلہ کرسکتا ہی آپ مجھسے مقابلہ کیجیے امتحان سپاہ گری ہو جائے یہ سنکر نقابدار نے قاسم کو گلے سے لگا لیا کہا ای فرزند مین فقط تمکو ستانے کو چھیڑتا تھا مین سواے حمزۂ صاحبقران کے کسی سے مقابلہ کرونگا اول تو مین اُنکا دشمن نہین اُس ایسے راہبر کا رہزن نہین صرف امتحان کا خواہان ہون قاسم نے کہا ہم بھی گنہگار ہین کسی شرط پر مقام مقرر ہوتا مگر بذات مقابلہ ہو قاسم نے کہا

یہ سب امورات ناممکن ہین اگر آپ کو اپنی شوکت دکھانا ہے تو اس حقیر سے مقابلہ کیجیے ایرج نوجوان موجود ہی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان باپ میرے رستم بیلتن و پیلکن علمشاہ نوجوان وارا سے ہیں لندھور بن سعدان جانشین صاحبقران المنین سے جن صاحب کو مناسب جانیے مقابلہ کیجیے مگر یہ سمجھیے کہ یہ سب صاحب دادا جان کے مطیع ہین ان سب صاحبون کو زیر کیا سب کے دماغ مین سودا تھا یہی گھمنڈ کرتے تھے کہ ہمکو زیر نہین کیا مگر نثار جرأت پر کہ سب صاحبون کو فرداً فرداً مقامات مختلف پہ زیر کیا ورنہ ... سے کچھ نکر کو ... ن کے بے ... باسنے دیدینگے نقابدار زرین پوش نے کہا مین مجبور ہون ... جو تقدیر مین ہوگا وہی ہوگا تین دن قاسم و نقابدار زرین پوش سے صحبت رہی ہر مرتبہ قاسم نے یہی کہا کہ مین آپ سے مقابلے مین سطرح موجود ہون مگر نقابدار زرین پوش نے نہین قبول کیا ہر مرتبہ یہی جواب تھا کہ جب مجبور ہو جاؤنگا صاحبقران سے مقابلہ کرونگا تیسرے دن نقابدار نے کہا اے شیر بیشۂ رستمی اب آپ کا کیا قصد ہے قاسم نے کہا کہ مین طلسم نور افشان پر جاؤنگا میرے فرزند کی سسرال مین قیامت برپا ہوئی اور فتاحی طلسم نور افشان واجب و لازم ہے فرزند بھی میرا وہین گیا ہے یہ بھی خبر پا چکا ہون کہ فرزند کشتی گیر بھی لڑتا بھڑتا وہان پہونچا نہین معلوم ان دونون پر کیا گذری نقابدار نے کہا بسم اللہ خدا آپ کو مظفر و منصور کرے اور منصور باختر ہی سے کہا کہ خبردار کوئی حرکت نامردانہ راہ مین نہ کرنا یہ تو ظاہر ہے کہ تم بصدق مسلمان ہوئے منصور نے عرض کی کہ مین دل و جان سے عاشق جمال بے مثال شاہزادہ والاقدر ہون عمر بھر خدمتگذاری کرونگا نقابدار اسی وقت مرکب پر سوار رہا قاسم نے رکاب پر ہاتھ رکھا یا نقابدار نہ قبول کرتا تھا مگر قاسم نے یہ کیفیت نقابدار کو سوار کیا نقابدار تو روانہ ہوگیا یہ بھی ظاہر ہوا کہ فوج دیوان بھی نقابدار کے ہمراہ ہے وہ سب ذرہ کو ... آواز دیتے ہی حاضر ہوئے ہر تین ہاتھ مین تخت کاندھے پر اُسپر نقابدار کو سوار کر دیا ایک دم مین قامت نشان لشکر اُسکے ہاتھ مین آگے بڑھا نقارے پر چوب پڑی اس کروفر سے نقابدار روانہ ہوا قاسم نے سب سے کہا حقیقت مین نقابدار بڑے شان و شوکت پیدا کی ہے کسی کو اس سامان سے نہین دیکھا نہین معلوم کون بزرگ ہے ہفت زبان صاحب اسم اعظم ذی رتبہ جری بہادر صف شکن تیغزن فوج بھی کثیر ساتھ ہے ہر سردار کیسے اچھے اچھے ہین پر وہ قاسم سے کبھی کچھ ... بھی آنے جانے والون سے حال کھلا کہ بڑے بڑے طلسمات فتح کیے قہقہہ کو کئی مرتبہ شکست دی جس دن صاحبعالی تبار سے مقابلہ پڑیگا سب رنگ کھل جائیگا ہمارے جد عالی تبار ہمہ دان ہمہ گیر صاحب جاہ و توقیر ہین ... منصور سے حکم کیا کہ لشکر تیار کرو ساٹھ ہزار جوانان جنگی کا لشکر تیار ہوا طرف طلسم نور افشان کے چلے بارگاہین خیمے سب کچھ ہمراہ ہین کہ تیسری منزل طی ہوئی تھی کہ سامنے سے گرد اُڑی ایک جوان گینڈے پر سوار پشت پر ڈیڑھ لاکھ کا لشکر اسباب شکار درست ایک باز ہاتھ پر چڑھا ہوا شکار کھیلتا ہوا آتا ہے وہ قاسم کو دیکھکر رُکا قاسم نے اپنی فوج کو روکا سمک نے خبر دی کہ فاروق کوہ تن پہلوان پایہ تخت سحر العجائب و مصر الغرائب شاہان نور افشان واسطے شکار کے نکلا ہے فاروق کو بھی خبر ملی کہ نبیرۂ صاحبقران بہاے فتاحی طلسم نور افشان جاتے ہین یہ سُنکر جلگیا کہا شاہ نے مجکو لکھا تھا کہ ای پہلوان و ران دادی گرشاسب جہان مین نے کوکب و بران و لاچین کو قید کیا ہے بندان حمزہ لشکر کشی کرکے آتے ہین کہ طلسم کو فتح کرین اگر کسی کا گذر تمھاری جانب ہو گرفتار کر لینا یہانتک نہ آنے دینا یہ کہکے ایک سوار سے کہا کہ اس جوان سے

جا کر کہو کہ تم سب کی سرکشی حد سے گذری اور پھر لشکر کشی کا سامان ہی یا تو تم یہانسے پلٹ جاؤ یا آمادۂ جنگ ہو قاسم نے جواب دیا کہ اس بڑے بڑے ہاتھ پاؤن پر بڑا غرّہ ہی خیر اُس سے کہو کہ طبل جنگی بجوائے ہم اُدھر ہی جائینگے مگر پلٹنا کیسا جس ارادے مین نکلے ہین وہ ہی کرینگے فاروق یہ سنتے ہی اُتر پڑا قاسم بھی اُترے فاروق نے طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین حسب قاعدہ طبل جنگی بجے تیاری جنگ ہونے لگی جب سلطان انجم سپاہ نے ہاتھ سے شہنشاہ زرین پوش کے شکست کھائی سلطان زرین پوش یعنی نیر اعظم بعبد شوکت و حشم تخت زبرجدی فلک پر جلوہ فرما ہوا دونون لشکر بہ ارادۂ رزم و پیکار میدان کارزار مین آکر پہونچے صفین آراستہ ہوئین نقیب و کڑکیت آوازین لگا رہے فاروق کوہ تن نے اپنی فوج سے گینڈا نکالا نیزہ ہلاتا ہوا میدان مین آیا قاسم کا نام لیکر پکارا قاسم نے مرکب بڑھایا منصور باختری نے عرض کی کہ غلام مقابلے مین جائے فرمایا ای خیرخواہ تم ایسے ہی جانباز و سرفروش ہو کیون نہ دریاے جرأت کو جوش ہو مگر وہ ہمارا نام لیکر پکارتا ہی ہمارے جد کا بھی یہی طریقہ ہی کہ جو جسکو پکارے وہ ہی مقابلے مین جائے یہ کہکے مرکب باد رفتار بڑھایا بعد تکاور آپسمین نیزہ چلنے لگا چند لمحون مین نیزہ فاروق کا قاسم نے نکالا اُسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا تیغہ برق تاب جوہردار کھینچا ہاتھ لگایا قاسم نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ پڑا سپر کٹی دو اُنگل کا زخم سر پر قاسم کے آیا زخم کھاکر شیر بپھر گیا تیغہ پلارک کو نیام انتقام سے کھینچا خبردار کہکے ہاتھ مارا فاروق کا سر تا دو ابرو زخمی ہوا گینڈا بھی فاروق کا مارا گیا فوج فاروق آپڑی معلوبہ مین خوب تلوار چلی دو پہر ہنگامہ گیر و دار بلند رہا آخر فاروق شکست کھاکے بھاگا دو پہر بھاگا چلا آیا قلعہ فاروقیہ مین جاکر چھپا قاسم نے قلعہ گھیر لیا فاروق جب اندر قلعہ کے آیا تخلیے مین اپنے عیار مہتر نعمان کو بلایا کہا ای نعمان مین شہنشاہون کا حکم بجا لایا مگر یہ جوان تو بڑا زبردست ہی مین ایسا نہ سمجھا تھا اب اُسنے قلعہ کو گھیر لیا ضرور یلغار کریگا ایسے شیر کو کون روکیگا اگر ہو سکے تو گرفتار کر لا اور اُسکے لشکر مین کوئی ایسا نہین ہی مین سب کو شکست دونگا فتح کا بند و بست کرونگا نعمان بہت خوب کہکے بصورت مبدل نکلا لشکر قاسم مین پھرنے لگا دو پہر رات گئے سمک کو دیکھا کہ خیمے سے اُٹھکر طرف بازار بزازان کے گیا نعمان نے بہ تعجیل اپنی صورت بشکل سمک بنائی دروازے پر آکر آواز دی یارو ہوشیار رہنا حریف سے مقابلہ ہی سنتا ہون کہ کوئی عیار آیا ہی تم لوگ جا بجا انتظام کرو مین اندر جاکے خبر لون یہ کہکے اندر بارگاہ کے آیا قاسم کو بیہوش کیا اندر سے پکار کر آواز دی کہ در بارگاہ سے ہٹجاؤ مین نے ایک تدبیر کی ہی یہ سنکر ابالیان ٹلائے یہ پشتارہ قاسم کا لے نکلا سمک بازار بزازان مین انتظام کر رہا ہی کہ دیکھا دس بیس شاگرد دوڑے ہوئے آتے ہین اُن شاگردون نے آواز دی کہ اُستاد آپ یہان کہان تھوڑی دیر ہوئی کہ آپ ہمکو بٹھا کر آئے تھے پھر حکم دیا کہ بازارون کا انتظام کرو ہم یہان آئے سمک نے کہا کہ یارو تمہارا ابھی آنا بیکار ہوا معلوم ہوتا ہی کہ عیاری کی یہ کہکے دوڑا در بارگاہ قاسم پر آیا دیکھا کہ بالکل سناٹا پڑا ہی مگر کچھ عیار خدمتگار منصور باختری دروازے پر جمع ہین یہ کسی کی مجال نہین کہ اندر آسکے سمک جو پہونچا بے تکلف اندر خیمے کے گیا قاسم کو پلنگ پر نہ پایا گھبرا گیا باہر آیا پکار کر آواز دی کہ یارو بڑا غضب ہوا آقا کو عیار لیگیا سمک یہ کہکے باہر نکلا کہ مین جستجو مین جاتا ہون یہان فاروق انتظار مین اپنے عیار کے رات بھر جاگا ایک ایک سے پوچھ رہا ہی کہ ہمارا عیار گیا تھا ابھی تک نہین آیا یہ ذکر تھا کہ نعمان پشتارہ بدوش آیا کہا حضور رات کو اس غلام نے جان لگا دی آپ کا اقبال یاور تھا کہ اس جوان کو لیکر آیا فاروق نے کہا آہنگرون کو بلاؤ ہتھکڑیان پہنا کر قاسم کو ہوشیار کیا قاسم نے آنکھ جو کھولی اپنے کو

مسلسل پا بابل کرکے اُٹھے کہ خانۂ زنجیر مین غل ہوا مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی فاروق نے کہا او جوان مین
ابھی تجکو قتل کرتا ہون قاسم نے کہا کہ اگر ایسے نامرد کے ہاتھ سے قتل ہوئے تو کیا افسوس کی بات ہی شکر ہے کہ
پروردگار نے فنون سپاہ گری مین تجھ ایسے نامرد سے کمی نہین دی ہی اب تو نے عیار کو بھیجکر پکڑوا بلایا اُسپر ناز کرتا ہی
جو تجسے ہو سکے قصور نہ کر فاروق نے جلاد کو طلب کیا یہان تو جلاد کی طلب ہی مگر منصور باختری جو سوکر اُٹھا
خبر پائی کہ آقا کو عیار فاروق کا گرفتار کر لیگیا غصہ مین اُٹھا اپنے گینڈے پر سوار ہوا افسران فوج کو طلب کیا
کہا مین یکہ و تنہا جاتا ہون جب پھاٹک توڑ دون تم بھی آجانا مگر گھبرانا نہین افسران فوج سب تیار ہوئے اہالیان
فوج کا قول ہی ہرچند مقدمہ بے ڈول ہی مگر جانین دیدینگے قلعہ لے لینگے منصور چلا سامنے قلعہ کے آیا گرز گران سنگ
آسمان رنگ ہاتھ مین اسباب قلعہ گیری جسم پر آراستہ منصور سب کے آگے گینڈے کو بڑھائے ہوئے آتا ہی اہالیان
قلعہ نے جو دیکھا کہ فوج آتی ہی توپین سیدھی کین ایک دو گولے مارے کہ قاسم کے لشکر تک نہین پہونچے منصور
نے جو دیکھا کہ گولہ پڑنے لگا ساتھ والون سے کہا کہ یارو تم یہین ٹھہرے رہو آپ اکیلا بڑھا اہالیان قلعہ نے آگ
برسادی مگر منصور مظفر و منصور برلب خندق پہونچا آواز دی کہ کیون مال خراب کرتے ہو مین آپہونچا فوج والے
بھی پہونچے اب اہالیان قلعہ گھبرائے جاکر فاروق سے کہا کہ ای شہریار ہمنے اپنے بچانے کو قلعہ بند کیا ہی قاسم
کو چلکر سامنے اُنکے زیر تیغ بٹھائیے اپنے آقا کی جان کے خیال سے ہٹ جائینگے فاروق کو یہ بات پسند آئی کشان
کشان قاسم کو لیکر برسر قلعہ آئے پکار کر آواز دی کہ ای منصور ذرا ادھر دیکھو منصور نے دیکھا کہ قاسم کو زیر تیغ
بٹھایا ہی جلاد خنجر لیے کھڑا ہی حکم کا منتظر ہی قصد ہی کہ فاروق حکم دے تو قتل کردون فاروق نے پکار کر آواز دی
کہ ای منصور اگر قدم آگے بڑھاؤگے تو اپنے آقا کو زندہ نہ پاؤگے منصور منتین کرنے لگا کہ ہم ابھی پلٹے جاتے ہین
مگر برائے خدا ہمارے آقا کو نہ ستاؤ سب فوج پھر گئی مگر فاروق قاسم کو لیکر بارگاہ مین آیا مشیرون نے
صلاح دی کہ اس جوان کو زندہ رکھنا بہتر نہین جلدی اسکو قتل کیجیے معاوضہ خون برادران لیجیے فاروق نے
کہا قتل کردین بھی برسر راہ ہون جلاد پھر سر پر آیا کوئلے کا خط گردن پر کھینچا حکم اول پوچھ چکا تھا کہ آسمان
سے بجلی چمکی سب نے دیکھا کہ ملکہ نسترن جادو چالیس کنیزین گرد بیچ مین خود بھاری جوڑا پہنے ہوئے
کنیزون سے باتین کرتی ہوئی چلی آتی ہی فاروق نے جو نسترن کو آتے ہوئے دیکھا برائے تعظیم اُٹھا کہا
ملکہ عالم آئیے عنایت ساحری و جمشید تھی جو مین بچگیا نسترن نے پوچھا کہ ارے کیا ہوا کہا حضور مین شکار کو
گیا تھا اس جوان سے مقابلہ پڑا زخمی ہوا آکر قلعہ بند ہو گیا مگر اس ظالم نے تعقب نہ چھوڑا آکے قلعے کو گھیر لیا
نعمان نے سب کی جان بچائی اندھیری رات تھی شب کو تو سو رہا کہ اُسوقت نعمان گیا اس جوان کو پکڑ لایا اب
آپ فرمائیے کہ کیا صلاح ہی میرے نزدیک اسی مین فلاح ہی کہ اس جوان کو قتل کرین نسترن کی جو نگاہ جمال بیمثال
قاسم پر پڑی دیکھتے ہی عاشق ہوئی ٹھنڈی سانسین بھرنے لگی کہا ای فاروق اسکا قتل کرنا مناسب نہین
قید کرو ہم اسکی تدبیر تجکو بتائینگے فاروق نے کہا ای ملکۂ عالم قید اسکی رہ نہ سکیگی اسکا سردار منصور باختری
قوت مین قوی تن اُسکو کون روکیگا آج بھی یلغار کرکے آیا تھا مین نے ڈرا کے پھیرا ذرا بھی چوک جاؤنگا تو ضرور
قلعے مین گھس آئیگا نسترن نے کہا مین اسکی تدبیر کردونگی ایک سحر کردونگی کہ یہ سب بھاگینگے اسکی قید پاس
شاہان طلسم نور افشان کے بھیجینگے کچھ اسکا نام بھی معلوم ہوا دریافت کرو کہ اسکا نام نامی اسم گرامی
کیا ہی فاروق اسپر راضی ہوا قاسم کو قید خانے مین بھیجدیا مگر نسترن بیتاب ہی کہ کیا تدبیر کرون

اس جوان سے وصل حاصل ہو تسکین دل ہو روے انور دیکھکر مثل آئینہ حیران زلفین دیکھکر بشکل گیسو پریشان
یہی سوچ رہی ہی کہ کیا تدبیر کرون سامنے سے چپکے جانا بھی ناگوار ہی کہا کیون فاروق تو نے اس جوان کو
سمجھایا ہی تمہیں جان کا خوف سب کو ہوتا ہی اگر ساحری و جمشید کو سجدہ کرے تو مین خدمت مین شاہ طلسم
لیجاؤن خطا معاف کراؤن سپہ سالاری لشکر دلاؤن فاروق کیا جانے کہ یہ مرتی ہی نام پر قاسم کے
جان جاتی ہی اسی وجہ سے گھبراتی ہی کہا اسکے یہ سوال ابھی نہین کیا لنشترن نے کہا ذرا بلاؤ تو مین
اس سے سوال ساحری پرستی کرون یہ سنتے تو زبردستی [illegible] جاکر قید کو قاسم کی لایا قاسم
نے کہا کیون ناحق ہمین [illegible] بلاتے ہو لنشترن نے کہا اے فرزند صاحبقران اگر تم
مذہب ساحری قبول کرو تو شاہان نور افشان سے کہکر عہدہ سپہ سالاری دلا دون تمھارا مرتبہ بڑھا دون
[illegible] کہا کیا بکتی ہی ہم ساحری و جمشید پر لعنت کرتے ہین خبردار کبھی ایسا سوال ہم سے نکرنا فاروق
نے کہا [illegible] مسلمان لوگ اپنی جان دیتے ہین مگر مذہب کسی کا اختیار نہین کرتے بڑے
بڑے ساحرون نے یہ ارادہ کیا مگر ان لوگون نے نہین مانا یہ سنکے خود بول اٹھی کہ اے شیر بیشہ جرأت واے یکتا
[illegible] اے فرزند [illegible] محترم و محتشم مین آپ سے عرض کرتی ہون کہ شاہان طلسم نور افشان
[illegible] انھون نے آپ سلطنت بزور بازو لی ہی مین چلکر انکا آپ کو سپہ سالار بنا دون
[illegible] مرتبہ اعلیٰ ہوگا قاسم نے کہا او شغل کیا بکتی ہی مین جان دینا منظور ہی خبردار
ایسے کلمے زبان سے نکال [illegible] ہمارا کیا مرتبہ بڑھائیگی بعنایت پروردگار ہمارے جد عالی تبار نے [illegible]
مسخر کیا ہزار دو سو ملک اسکے تعلق تھے [illegible] باختر کہ جسکا [illegible] ہیبت الملک جمشید شکن تیغزن [illegible]
[illegible] بادشاہ ہی [illegible] ملک کا یہ بھی بادشاہ ہی وہ سے خراج گذار ہی پہلوان عالی وقار نامی نامدار [illegible]
[illegible] طلسم نور افشان کیا چیز ہی سمجھا کو سرور ہندون کی سلطنت عزیز [illegible]
کیا حقیقت [illegible] لنشترن نے بہت بہت سمجھایا قاسم نے جواب سخت دیا لنشترن خاموش ہوگئی پھر
قیدخانہ مین بھیجا مگر [illegible] فاروق کی [illegible] فاروق نے تخلیے مین صحبت آراستہ کی ہاتھ پکڑکر
تخلیے مین لائی [illegible] کہ جون جون فاروق خاطر کرتا ہی لنشترن کو ناگوار گذرتا
خاموش بیٹھی ہی اسی خیال مین کہ اس جوان سے کیونکر لون نہ شراب پی نہ کباب کھائے فاروق نے اصل مطلب
[illegible] لنشترن نے جواب دیا کہ اے فاروق آج میرے سر مین درد ہی فاروق حیران ہی کہ یہ کیا معرکہ ہی
جب فاروق نے بہت منت کی تو ایک جام شراب کا پیا مگر فاروق کو اسقدر شراب پلائی کہ یہ نشے مین بیہوش ہوگیا
لنشترن اس مقام سے اٹھی [illegible] محبت غرق دریاے الفت سحر کرکے زمین مین غرق ہوئی قید خانے مین
آکے کلی قاسم خاموش بیٹھے ہین لنشترن نے کہا کہ اے جوان تیرے واسطے مین نے بڑی مشقت کی پرانے آشنا
کو بیہوش کرکے آئی ہون اگر مجکو قبول کرے وہ مرتبہ تیرا کرون کہ کوئی تجکو زیر نہ کرسکے حرز ہیکل بنا دونگی کہ جس سے
لڑیگا اسکو زیر کریگا قاسم نے کہا یہ نامردی ہمارا کام نہین ہم ساحرہ کی مدد قبول نہین کرتے ساحرہ کا ساتھ ہونا
یا اسکے سحر سے کوئی کام لینا نامردون کا طریقہ ہی عنایت خدا سے سواے دادا جان کے کسی نے پشت ہماری
زمین سے نہین لگائی جس کافر سے لڑے اسکو زیر کیا ساحرہ کی مدد لینا ہمارا طریقہ نہین لنشترن سوچی کہ مقام
قیدخانہ کا خلاف ہی عذر بھی اسکا صاف صاف ہی اپنے مکان پر لیچلون انکار نہ کریگا اگر وہان بھی انکار کریگا

تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا یہ سوچکر اسنے قاسم کو سحر سے بیہوش کیا پنجے مین دبا کر لے اُڑی قلعہ نسترن مین تعجیل آئی کہ جسمین لاکھ ساحر رہتا ہی باپ اسکا متین جادو نہایت ساحر زبردست ہی اُسی کے نام اس قلعے کی سلطنت ہی جا کر اپنے باغ مین اُتار اہل سامان عیش مہیا کیے قاسم کو مسند پر بٹھایا آپ ہاتھ باندھکر سامنے بیٹھی جب قاسم کی آنکھ کھُلی قید سے اپنے کو رہا پایا مگر نسترن سامنے دست بستہ بیٹھی ہی قاسم نے مُنھ پھیر لیا اسنے کہا کہ جوان رعنا وای بہادر یکتا میری بات کا جواب بھی نہین دیتا کہ مین تیری عاشق صادق یار موافق ہون مجھ ایسا چاہنے والا نہ ملیگا ہرچند کہ اسنے منتین کین مگر قاسم نے کچھ جواب نہ دیا اور جب جواب دیا یہی کہا کہ کیا جھک مارتی ہی تب نسترن نے قاسم کو ایک صحنچی مین قید کیا کنیزین سمجھانے آتی ہین قاسم نہین قبول کرتے مگر وہان فاروق جب ہوشیار ہوا اور یہ خبر اُسنے سُنی کہ قاسم کو نسترن لیگئی غصے مین کانپا بڑا ڈر یہ ہی کہ منصور باختری گھیرے ہوئے پڑا ہی ایک ہفتے کی اسنے بمنت مہلت لی ہی کہ آٹھوین دن یا مقابلہ کرونگا یا قاسم کو دیدونگا سپہر اُس پہلوان نے تامل کیا یہ جو اسکو معلوم ہوا کہ نسترن قاسم کو عاشق ہو کر لیگئی غصے مین ایک نامہ متین جادو کو لکھا مضمون یہ تھا کہ ای ساحر سامری عہد مین نے نبیرۂ حمزہ کو قید کیا تھا نسترن آئی دیکھکر عاشق ہوئی یہان سے اپنے باغ مین لیگئی ہی آپ کو اطلاع دیتا ہون کہ فوراً قاسم کو گرفتار کر کے قتل کیجیے یا بادشاہ طلسم کے پاس بھیجدیجیے ایک ساحر شوم جادو نامہ لیکر قلعہ سے نکلا سمک اسی خیال مین تھا اسے جو آتے دیکھا راہگیر بنکے قریب آیا پوچھا بھائی تمھارا کیا نام ہی اُسنے کہا میرا شوم جادو نام ہی پوچھا کہان جاتے ہو اسنے کہا عجب معرکہ گذرا کہ فاروق شاہ نے قاسم کو گرفتار کرایا تھا نسترن جادو اُسکی آشنا کہ مدت سے اُسمین محبت تھی قاسم پر عاشق ہوئی قیدخانے سے نکالکر لیگئی فاروق نے جھلا کر اُسکے باپ کے نام نامہ لکھا کہ وہ اُسکو سزا دے دختر کو بھی سزا ے کامل ملے یہ سُنکر سمک گھبرایا شوم سے باتین کرتا ہوا چلا قلعہ نسترن کا پتہ مفصل پوچھ لیا صحرا مین آکر شوم کو بیہوش کیا یہ شوم مدت سے پاس فاروق کے ملازم تھا یہی اکثر قلعہ نسترن مین جایا کرتا تھا اب سمک نے بیہوش کر کے اسکو درۂ کوہ مین ڈالدیا آپ پاے شاطری مارتا ہوا قلعہ نسترن مین آیا بارگاہ مین آکر متین کو نامہ دیا متین نامے کو پڑھکر کانپنے لگا کہا کہ اس فاحشہ نے یہ کیا حرکت کی مین فاروق کی آشنائی پر کب راضی تھا مگر وہ اپنا ہم مذہب تو تھا اب مسلمان کو پکڑ لا بنائیگی مذہب سامری پرستی کو خاک مین ملائیگی یہ کہا کہ ابھی اُسکو لاؤ شوم نقلی نے کہا کہ ای بادشاہ غصہ نہ کیجیے تعجیل کی کیا ضرورت ہی آج شب کو وقت پر چلیے جسوقت کہ وہ قاسم کو صحبت مین بٹھاتی ہی یون اگر بلائیےگا اس بات کو پوچھیےگا تو وہ انکار کریگی اور قاسم کو چھپائیگی پھر پتہ ملنا مشکل پڑیگا یہ بات متین کو پسند آئی رات کو شوم نقلی کو بھی ساتھ لیا تخت اُڑا کر طرف باغ نسترن کے چلا یہان نسترن نے موافق قاعدۂ روزمرہ قاسم کو بُلا کر صحبت مین بٹھایا سمجھا رہی ہی کہ ای جوان میرے ذریعہ سے تجکو بڑا فائدہ ہو گا تا بہ طلسم نور افشان پہونچاؤنگی قاسم کہتے ہین ہمکو تیرے ساتھ جانا گوارہ نہین نسترن کہتی ہی کہ ای قاسم اگر تو مجکو نہ قبول کریگا زندہ نہ چھوڑونگی تڑپا تڑپا کے مار ڈالونگی قاسم جواب دیتے ہین کہ جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر یہ ذکر تھا کہ برق چمکی نسترن کی نگاہ پڑی باپ کو دیکھا کہ تخت پر سوار ایک جادوگر پہلو مین قاسم سامنے بیٹھے ہین کہان چھپائے سلام کو اُٹھی متین نے آواز دی کہ او گیسو بُریدہ ننگ خاندان تو نے یہ کیا حرکت کی مسلمان کو لا کر اپنے پہلو مین بٹھایا ہی فاروق سے دشمنی پیدا کی یہ کہکے ایک گولہ نسترن کو مارا

لنسترن نے دیکھا کہ اگر یہ گولہ پڑیگا تو سر پچٹجائیگا یہ بھی ساحرہ زبردست ہی اُنگلی سے اشارہ کیا گولہ پھٹکر گرا
متین آگ ہوگیا کہا کہ او حرامزادی تجکو سمرا سید کے واسطے تعلیم کیا تھا بقول سعدی شعر کس نیاموخت
علم تیر از من + کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد + لنسترن و متین سے سحر چلنے لگا جب متین کے کئی سحر دفع ہوئے تو
متین نے کار سحر جھولی سے نکالی سینہ لنسترن کا تاک کر کھینچ ماری پستان پر لنسترن کے پڑی مہرۂ پشت کو
توڑکر پار گذری اندھیرا ہوگیا آواز آئی کشتی مرا نام من لنسترن جادو بود متین زمین پر آیا قاسم سے بعتاب
خطاب کیا کہ کیون او پسر حمزہ مین نے تیرے واسطے بیٹی کو قتل کیا تو بہ ارادہ طلسم کشائی آیا ہی سر تیرا کاٹکر نذر
مین شاہ کے روانہ کرون کوکب کے قید ہوتے ہی ہر طرف سے بلوہ ہوگیا ابھی دو شخص پکڑے جاچکے ہین یہ تیسرا کہانسے
آیا ہی شوم نے ہاتھ پکڑ لیا کہا ای شاہ وہ تو بیٹی کا قتل کرنا تھا وہ اسی لایق تھی مگر یہ مرد مسلمان ہی اسکو ایسی
طرح قتل کیا جائے کہ یاد تو کرے پھر کبھی کسی سے ایسی حرکت نہو جسقدر فرزندان حمزہ ہین سبھی آئینگے ہر شخص
یہی دعوی کریگا کہ طلسم توڑدون کوکب و برّان کو چھڑاؤن اس طرح سمجھا یا متین کو لاکر مسند پر بٹھایا
باتین کرتے کرتے کہا کہ ای شاہنشاہ آج تو مجکو بڑی خوشی ہوئی جی چاہتا ہی کہ کچھ گاؤن شراب بہت سی پیؤن
کہ بیہوش ہوجاؤن پھر ہوشیار ہون نشے مین مسلمان کو قتل کرون ہاتھ الگ سر الگ پاؤن الگ اس انتظام
سے اس جوان کو قتل کرین کہ روح سامری شاد ہو متین نے کہا کیا مضائقہ ہی تمھارا گھر ہی سمک نے پایان لیا
خود ٹھیکہ چھیڑنے لگا گنگنانے کے یہ غزل سامنے متین کے گائی نظم

مالک ہوئی آنکھ خشک وتر کی
ملتے ہی سے اُسنے ہاتھ اُٹھایا
اللہ رے کمی تری نظر کی
کھوئے ہوئے سے ملے ہو مجکو
آجائے بلا اِدھر اُدھر کی
کیون سوتی نہ صبح وصل تقدیر
ہی یاد کچھ اپنے ہم سفر کی
جس قصد سے چاہو مجھ تک آؤ
کیا لی ہی خبر دل و جگر کی
خط دینے گیا تھا اُنکو دی جان
خالق ہی وہ خیر کی یہ شر کی
ہنجا کہین بند ہو کے ای آنکھ
تھی شام سے آرزو سحر کی
گرمی ہی جلال کی ہوش مین

باتین ہین یہان اِدھر اُدھر کی
خوبی یہ دعاؤن کے اثر کی
کھوئے گئے میرے ہوش رفتہ
تم بھولے ہو راہ کسکے گھر کی
سُنتے نہین کوئی کچھ سُنائے
جاگی ہوئی تھی یہ رات بھر کی
شوخی کرے کیون نہ گردش دہر
چتون نہ چھپیگی خیر و شر کی
رکھتی ہی جو کچھ بھی غیرت ای آہ
یون موت لکھی تھی نامہ بر کی
کیا کھینچتی ہی یار کی گلی دور
صورت کسی بیوفا کے در کی
قاصد بھی گیا تو بیخودی کو
تپتی ہوئی ٹھیک دوپہر کی

دل نے جو کرم کی اک نظر کی
دل چپ ہی کہ مین کہون کدھر کی
کچھ آنکھ مین تیری ہم نہ ٹھہرے
بے بہرہ خبری تری خبر کی
ناصح بہ خدا اگر سے کسی شب
کانون کو لگی ہے لو کدھر کی
ای چرخ تھی نہ گردش بخت
شاگرد ہے چشم فتنہ گر کی
اتنے درد ترقیان ہون تیری
شرمندہ نہ ہو جیو اثر کی
الفت مین خدا و بت کی ہی فرق
رکھتے ہی قدم زمین سر کی
بگڑی شب وصل بھی یہ اُسنے
اپنی اُنھین آپ ہی خبر کی

متین بھڑ گیا کہا ای شوم کیا تو
گائے ہوئے تو بیتاب کر دیا سمک نے کہا کہ حضور مجکو بچپن سے یہی ذوق ہی اور ایک کمال حاصل کیا ہی کہ
سر سے شراب پلاتا ہون متین نے کہا یہ تو بہت مشکل ہی سمک نے کہا کہ دیکھیے شاید ہوسکے یہ کہکے شراب کو
اُلٹ پلٹ کی بیہوشی جی بھر کے ملائی سمک نے شراب پلاکے شب کو بیہوش کیا قاسم نے کہا ای سمک اسکو

بلاذل کہ سمک نے کہا کہ ای شہریار غلام نے ایک مطلب سوچا ہی کہ اگر یہ مطیع اسلام ہو تو بڑا مطلب نکلے قاسم نے منع بھی کیا سمک نے نہ مانا متین کی زبان مین سوزن دیا قاسم کو رہا کر لیا آپ کوڑہ پکڑ کے کھڑا ہوا اسب ساحر بیہوش پڑے ہین فتیلۂ رفع بیہوشی دیا متین ہوشیار ہوا سمک نے کہا ای متین منم مہتر سمک یلداقی دیکھا تمنے کہ لنستر ن جہنم واصل ہوئی تمھاری مراد دلی بھی نہ حاصل ہوئی اب شاہزادے کی اطاعت کرو تمکو طرف طلسم نور افشان کے بیجاین بڑا مرتبہ ہوگا کسکی مجال ہی کہ جو تمسے مقابلہ کر سکے سردار لشکر خاور سپاہ مشہور ہوگے سمک نے ایسا سمجھایا کہ زنگ کفر آئینۂ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا کہ مین اطاعت کو حاضر ہون سمک نے کہا کہ ای شہریار شناخت بشرہ قبلہ و کعبہ پر موقوف ہی ظاہرہ تو یہی معلوم ہوتا ہی کہ دل سے مسلمان ہوا باطن کا حال خدا جانے یہ کہکے اُسکی زبان سے سوزن نکالا متین جھپٹ کے قدمون پر قاسم کے گرا عرض کی کہ جب تک زندہ ہون غلامی سے کبھی گردن تابی نہ کرونگا قاسم نے گلے سے لگا لیا آستین مرحمت پشت پر رکھی صدائے مبارکباد بلند ہوئی سب ساحرون کو ہوشیار کیا وہ بھی اُٹھتے ہی قدمون پر گرے حال اسلام متین سنکر سب کو خوشی حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی متین شاہزادے کو اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ مین آیا کُل ساحران غدار حاضر ہوئے منصور کو بھی قاسم نے بلوا لیا اشفاق جادو کہ یہ پُرانا ساحر ہی اسنے جو دیکھا کہ متین مسلمان ہوا اور سب کو مسلمان کیا سب دائرۂ اسلام مین آئے اسکو بہت ناگوار ہوا دربار سے چپکا اُٹھا طرف طلسم نور افشان کے روانہ ہوا اور اپنے کو خدمت مین سحر العجائب کے پہونچایا تمام کیفیت بیان کی کہا کوکب کا سمدھی ایرج کے والد لڑتے ہوئے آن پہونچے تا بہ قلعہ سوسن اس طرح رسائی ہوئی قلعہ اسلام آباد ہوا بیٹی کو باپ نے مارا متین مسلمان ہوا اب آپ کی طرف آنے کی تیاریان ہو رہی ہین یہ سُنکر سحر العجائب کے ہوش اُڑ گئے کہا یارو یہ مسلمان چلے ہی آتے ہین ابھی ایرج و نور الدہر کو خود جا کر گرفتار کرکے لایا ہون کہ نبیرۂ حمزہ آ پہونچا یہ کہکے پکار کر آواز دی کہ ایک سردار یہانسے جائے قاسم کو مع متین گرفتار کرکے لائے اگر کوئی افتاد پڑے ہمکو لکھے بدولت خود آئینگے ہاتھ سے مسلمانون کے بچائینگے مہتاب جادو مشیران سلطنت مین سے اُٹھا عرض کی کہ غلام جائیگا کہیے قاسم کا سر لاؤن کہیے زندہ حاضر کرون سحر العجائب نے زانو پیٹ لیا کہا یار دیہی تو بڑا اعتراض ہی کہ مسلمانون کو بڑا اعجاز ہی کہ ہم اندر تین برس کے قتل نہین کر سکتے کہ جو سرحد طلسم مین آیا تین برس قید رکھنا چاہیے اہالیان طلسم نے سب شرطین مقرر کی ہین اُس شرط کے خلاف نہین کر سکتے مگر اب مسلمانون پر قید مین زیادہ جفا کرونگا کہ اپنی زندگی سے بیزار ہو کر طالب مرگ ہون مہتاب کو اُسی وقت ساٹھ ہزار ساحران غدار ملے اسباب سفر سرکار سے مرحمت ہوا تین دن مین سب سامان درست ہوا مہتاب جادو اس سامان سے طرف قلعہ سوسن کے چلا یہان شاہزادہ خاور سپاہ کو ایک ہفتہ گذرا ہی کہ متین سے سوال کیا کہ ای برادر ہمین رخصت کرو کہ اب طرف طلسم نور افشان کے جائینگے متین نے عرض کی کہ مین اسواسطے سایۂ دامن دولت مین نہین آیا کہ قدمون سے جدا ہون مین بھی ساتھ چلونگا قاسم نے کہا کہ تیاری کرو متین کہتا ہی کہ ای شہریار لوح طلسم نور افشان کا کیونکر پتہ ملے قاسم نے کہا کہ جب تلوار مردان عالم کی کھنیچی کوئی شی سامنے نہین آتی نمکحرامون کو گھسکر مارینگے کوکب کو قید کرکے بہت مغرور ہوئے انشاء اللہ بحسن طلسم پر لڑائی ہوگی حال کھلجائیگا یہ نمکحرام مہلت نہ پائیگا متین نے عرض کی کہ ایک ہفتے کی اور مہلت ملے کہ مین سامان درست کرون قاسم نے کہا کہ اچھا ہم شکار کھیل آئین

قاسم سماک و منصور کو ساتھ لیکر مع دو ہزار سوارون کے شکار کو چلے متین جادو سامان تیاری مین مصروف تہا
جانتا ہی کہ ابہی ہفتے بہر چلنا موقوف ہی لشکر لیکر قلعے سے باہر نکلا ہی وردیان نئی فوج کو تقسیم ہو رہی ہین متین جادو
کرسی پر بیٹھا ہی خیمہ بارگاہین نکل رہی ہین فراشون کو حکم ہی بخیہ دوزی مین مصروف ہین کہ صحرا سے گرد اڑی کچھ شعلے
چمکتے ہوئے ایک لکہ ابر سیاہ کڑکتا ہوا رعد کی گرج برق کی چشمک زنی پانی برستا ہوا متین کھڑا ہو گیا ہرکارون
سے کہا بڑھکر خبر لو ہرکارے چلے تھے کہ سبنے دیکھا مہتاب جادو تخت پر سوار گرد سب سردار پشت پر ڈیڑھ لاکھ
ساحران غدار اژدران آتش فشان پر سوار نام سامری و جمشید کا لیتے ہوئے صدائے بجرنگ بجرنگ بلند ایک
ایک مغرور و خودپسند مہتاب جادو نے جو متین کو دیکھا کوس بھر کا میدان چھوڑ کے اُتر پڑا ایک ساحر کو حکم دیا
جاکر متین سے کہو کہ حاضر خدمت ہو اگر اسمین تامل ہوگا تو ہمکو یقین ہی کہ تمہارا چراغ عقل گل ہوا ساحر نے متین
کو آکر پیغام دیا متین نے جواب دیا کہ کہدینا کیون شامتین آئی ہین مین شاہزادہ خاور سیاہ کا غلام ہون
جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر مہتاب نے یہ جو سنا غصے مین طبل جنگی بجوایا متین نے جواب مین نوازش طبل کو حکم دیا
مگر متین نے ایک عرضی بخدمت قاسم روانہ کی مضمون یہ تھا کہ ای آقائے نامدار و مولائے قدرشناس فلک اساس
دام اقبالہٗ بعد آرزوئے قدمبوسی واضح ہو کہ طرف سے سحر العجائب کے مہتاب جادو ڈیڑھ لاکھ فوج سے آیا
اُسنے طبل جنگی بجوایا غلام آمادۂ حرب و پیکار ہی اطلاعاً گزارش کی زیادہ حد ادب یہ عرضی قاسم کو پہونچی سنتے ہی
شکار کے شغل کو ترک کرکے سماک کو ساتھ لیا طرف قلعے کے چلے مگر دور نکلگئے تھے شام کو ایک صحرائے سبزہ زار
مین پہونچے زبانی کارگزارون کے دریافت ہوا کہ ابہی قلعہ بارہ کوس پر ہی کل پہونچینگے لاچار اُتر پڑے انتظار مین
کہ صبح کو روانہ ہونگے یہان صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے مہتاب مغرور اژدر کو بڑھا کر میدان مین
نکلا مصاحبان متین برائے مقابلہ نکلے مہتاب کے ہاتھ سے دس ساحر مارے گئے ستارے فلک محبت کے غروب ہوئے
مہتاب نے للکارا کہ او متین ان غربا کو کیا بہیجتا ہی تو خود کیون نہین نکلتا ہی متین نے اپنا کرگدن مست نکالا
مہتاب نے دور ہی سے گولہ مارا گینڈا اسکا مارا گیا متین نے کارد سحر پہینکی مہتاب نے اپنے کو بچایا مگر اژدر اسکا
بہی ہلاک ہوا دونون پیدل ہوئے سحر چلنے لگے دونون مین برابر کے سحر چل رہے ہین فیل مست بنکر عرصہ دراز تک
لڑے خوب ٹکرین چلین بوٹے کٹ کٹ کے گرے عقاب بنے وسط آسمان پر پہنچے چلے گرتے گرتے پہر بشکل انسان ہوئے مگر
سبنے دیکھا کہ متین کا سر زخمی ہی پشت و پہلو پر بہی بہت زخم آئے ہین چہرہ زرد مگر بہ مردی مقابلے سے نہین ہٹتا
مہتاب نے خون اپنے جسم کا لیکر پہینک مارا متین زخمی تو ہو ہی چکا تہا بدن پر آبلے پڑے چرخ کہاکر گرا
بیہوش ہوا مہتاب جادو چلا کہ اسکو اُٹھا لون اپنے قبضے مین کرون ساتھ والے دوڑ پڑے لشکر مہتاب
بہی چلا متین کو ساحرون نے اُٹھا لیا بیہوشی مین ہوادار پر ڈال لیا لڑائی مین مصروف ہوئے دونون لشکر آپس مین
لگے سحر ہونے لگے مہتاب نے جو یہ معاملہ دیکھا غصے مین ایک دستک دی آگ برسائی صدہا ساحر جلے ایک طرف
آکے سحر کیا دریائے سحر جوش مار کر لشکر متین پر گرا دریا کو دیکھکر ہزارہا ملازمان متین کو دوڑے وہ دریائے سحر تھا
گرتے ہی غرق دریائے سحر ہوئے لشکر متین نے شکست کہائی متین کے وزیرون نے صلاح بتائی کہ سحر اُسکا
غالب ہی لشکر اپنا تباہی کا طالب ہی اب بہاگکر قلعے مین چلو سب اس رائے پر متفق ہوئے بہاگکر اندر قلعے کے
آئے پہاٹک بند کیا خندق کو آتش سحر سے معمور کیا قلعے پر سے آکر سحر کئے مہتاب نے اپنے لشکر کو روکا کہا یارو
قلعے کو گھیر لو چار جانب سے قلعے کو گھیر لیا ملازمان متین کہتے ہین کہ ای شہریار آپ نے جان دینے مین کوئی بات

اُٹھا نہین رکھی اب کیا کرین اتو پہر دو پہر لڑے آپ کے دس ہزار ساحر مرے دشمن کے بھی پندرہ ہزار مارے اگر قاسم ہوتے تو کیا کرتے اگر وہ آجائینگے تو ایک سحر کرکے مہتاب بگڑ لشکر ات کو مہلت ہی نکلجانے دینگے متین نے کہا یہ مجھسے نہ ہوگا اور آقا بھی چلے ہونگے اُنکے سامنے لڑونگا مرونگا مگر زندہ نہ بھاگکر نکلجاونگا اسواسطے اطاعت نہین کی کہ جان بچاؤن یہی مذکور ہی کہ قدم اقدس پر جان کو نثار کرون ہرچند کہ سب نے کہا متین نے نہ مانا اُسی حال پر ملال مین کہ پٹیان مرہم کی چڑھین ہین پریشان پریشان بالاے قلعہ آکر بیٹھا ناگاہ لیلی شب نے چادر ظلماتی روے زیبا پر کھینچی سلطان انجم سپاہ بصد شوکت و جاہ تخت زبرجدی فلک پر قایم ہوا متین جاد داپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا کہا یارو کچھ خبر ہی کہ کل کی لڑائی تو پروردگار نے طریقے سے رکھی مگر شکست حاصل ہوئی کل یورش کرکے وہ آئیگا مین نکل کے لڑونگا ساحر کہتے ہین کہ ہم آپ کو نہ جانے دینگے وہ سحر مین حضور سے زیادہ ہی ہر خُرد و کلان جان دینے پر آمادہ ہی کسی کو اپنی زندگی منظور نہین ایک مرتبہ سب ملکر لڑ لینگے خواہ فتح خواہ شکست قلعے مین نہ آنے دینگے یہ بڑے شرم کی بات ہی کہ ان ساحرون سے قدم پیچھے ہٹائین ناموس کو دشمنون مین چھوڑکر چلے جائین عورات گوشہ نشین سواے جان دیتے کے کیا کرینگی یہ آبرو ریزی کبھی گوارہ نہ ہوگی اسی مقام پر لڑینگے مرینگے یہان تو یہ صلاح ہی مگر صبح کا انتظار کر رہے ہین جان دینے پر مر رہے ہین کہتے ہین یارو بات رہے جان جائے آبرو پر حرف نہ آئے مگر شاہزادۂ خاور سپاہ جو صحراے سبزہ زار مین آکر پہونچا سمک سے فرمایا کہ ای سمک متین نے نامہ لکھا تھا کہ یہان طبل جنگی بجگیا یقین ہی کہ آج دن کو مقابلہ پڑا ہو متین بھی ساحر زبردست ہی لڑا ہوگا مگر سحر العجائب نے کسی ساحر زبردست کو بھیجا ہوگا طلسم نور افشان مین سب طرح کا سامان موجود ہی جی چاہتا ہی کہ اسی وقت سوار ہون اپنے کو پہونچاؤن ابھی مین لیٹا بیقراری مین آنکھ بند ہوئی خواب دیکھا کہ متین زخمدار قلعے مین پریشان ہی لشکر کفار اُسکو گھیرے ہوئے ہی انتشار مین اُٹھ بیٹھا اب نیند نہین آتی ہی طبیعت گھبراتی ہی سمک نے کہا شکست ہونا تو ظاہر ہی کہ شاہان طلسم نے جسکو بھیجا ہوگا سمجھ بوجھ کے روانہ کیا ہوگا صاف ظاہر ہی کہ متین مجبور و لاچار ہی زخمی ہوکر معلوم ہوتا ہی کہ قلعہ بند ہوا سمک سے باتین کرتے ہوئے بیرون بارگاہ آئے دیکھا کہ لوگ سو رہے ہین صحرا کا سناٹا کسی کی آواز نہین آتی چونکہ شب ماہ ہی جانور آشیانون سے نکلکر چہک رہے ہین بقول شاعر شعر رنگ لائی تھی چاندنی کی بہار + زاغ پر تھا گمان بوتیمار + کہ ایک طرف سے کانک رونے کی آواز کان مین آئی قاسم نے کہا کہ سمک کوئی غریب بلک بلک کے رو رہا ہی صاف آواز آتی ہی غزل

تا اگر مستیم و گر ہشیار و گر دیوانہ ایم
ہر کجا غوغاے عشقت بلبل و پروانہ ایم
نیست جز محراب ابروے تو دل را قبلۂ

گر امام کعبۂ و گر راہب بتخانہ ایم
ہمرہ و ہمدم غمت بودہ بہ بطن مادرم
از ازل با این رفیق مہربان ہمخانہ ایم

این خمار آلودگیہا کے برون آید ز سر
تا کہ در بزم طرب درد کش پیمانہ ایم
نیست گر معمور این ویرانہ ما کو مباش

مخفیا چون گنج پنہان ما درین ویرانہ ایم

قاسم کا کلیجہ منھ کو آگیا فرمایا ای سمک کوئی عاشق زار یاد مین اپنے معشوق کے بیقرار ہی کیا کلام مین سوز و گداز ہی چلو دیکھین سمک نے کہا کہ حضور ابھی رات کا وقت ہی جنگل کا مقدمہ ہی کوئی غول بیابانی نہ ہو تو دھوکا دیتا ہو قاسم نے کہا کہ شیران دشت نبرد کو غول بیابانی کیا دھوکا دیگا دیکھیں تو کہ یہ کون آفت رسیدہ جفاے ہجر کشیدہ ہی یہ کہکے چلے پھر آواز آئی رباعی

ہے زلف رخ یار اگر شام محن
پیشانی ہی پر مراد کی صبح وطن
ہے سورۂ واللیل و جعد مشکین
اور سورۂ والشمس ہی چہرہ روشن

اس طرح کی آوازین آتی ہین کہ دل پریشان ہوتا ہی وہ صدائین درد ہی کہ قلب اُلٹا جاتا ہی قاسم جلدی جلدی چلے لشکر سے تھوڑی دور نکلے تھے کہ دیکھا ایک جوان رعنا تاج سر کا ڈھلکا ہوا سیاہ لباس گرد آلود گریبان چاک چہرے پر خاک چشم نمناک ہاتھ گریبان چاک کرنے پر بیباک کبھی اُٹھتا ہی کبھی بیٹھتا ہی کبھی مثل دیوانون کے چیخ مارتا ہی تڑپ تڑپ کے یہ آواز دیتا ہی نظم

سر مو عشق نہ تھا زلف دوتا سے پہلے
شکوہ اُس بت کا کرونگا مین خدا سے پہلے
لال سی جان دی رو رو کے لہو عاشق نے
ورنہ کچھ کام نہ تھا شاہ و گدا سے پہلے
اشہب ذہن رسا اُڑ گئے دم فکر سخن
ربط ہوتا جو نہ اُس ماہ لقا سے پہلے

رو رہا ہون الم زلف دوتا سے پہلے
سابقہ دل کو نہ تھا کالی بلا سے پہلے
ہاتھ اُٹھنے بھی نہین پاتے کہ آجاتا ہی یار
اُڑ گیا طائر جان رنگ حنا سے پہلے
ای طبیبو ہون مین بیمار خط سبز صنم
باغ مضمون مین پہونچتا ہی صبا سے پہلے

مینھ برستا ہی مرے گھر مین گھٹا سے پہلے
قصد تو دل مین یہی ہی کہ بروز پرسش
میری امید بر آتی ہی دعا سے پہلے
سایل بوسہ ہوا ہون ترے آگے ای یار
زہر دو گھونٹ لگے شربت مین دوا سے پہلے
نور کیون مثل کتان چاک مرا دل ہوتا

کبھی لڑکھڑا کر گرتا ہی کبھی نخل کے گرد پھرتا ہی حرکتین دیوانہ وار وحشی مثال قاسم نے قریب جا کر ہاتھ تھام لیا اور فرمایا کہ ای جوان کیا کیفیت ہی کس حال مین مبتلا ہو ہم تمھارا حال دریافت کرنا چاہتے ہین وہ جوان رونے لگا کہا کہ ای جوان رحم دل میرا حال قابل بیان کرنے کے نہین ہی کیا فائدہ آپ کو بھی ملال ہوگا قاسم نے کہا مین تو آپ کا حال ضرور پوچھونگا میرا دل بیقرار ہی تمھاری آہ سے دل مین درد ہوتا ہی کوئی اس طرح بلک بلک کے روتا ہی اُس جوان نے ٹھنڈی سانس کھینچی یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

نہ آہ مجھسے نہ نالے ہی ساز کرتے ہین
ابھی ہم اپنے ہی دل کو گداز کرتے ہین
پکارتی ہی محبت جو بیٹھیے چپ بھی
شکایت رہ دور و دراز کرتے ہین
ترے تمام عمل ہین یہ رائگان ای شیخ
نیاز مند کو کیون سب بے نیاز کرتے ہین
گلہ نہ کیجیو ای دامن شب ہجران
کہ بیکسو نسے جو بیکس نواز کرتے ہین
نہ بخت خوش نہ دل ای عشق بے اثر تجھسے
شہید ناز جو مقتل مین ناز کرتے ہین

وہ ننگ عشق ہون سب احتراز کرتے ہین
جو ملتے ہوتے ہین ہم سجدے کرکے طالب وصل
یہ ڈھنگ جلد ترا افشائے راز کرتے ہین
نہ بند کر در مسجد کو مجھپر ای زاہد
وہ نفل کرتے تھے جو عشق باز کرتے ہین
کہین نظر نہ لگے آئنہ کی ڈرتا ہون
کہ ہاتھ پنجۂ مژگان دراز کرتے ہین
نگار سے قہر کہ پامال کرکے عاشق کی
بگڑ بگڑ کے لگے کار ساز کرتے ہین
ہلال ہو کے بھی آپ مین نہین آتے

کسی کے سوز محبت سے ساز کرتے ہین
دعا بھی بعد ادائے نماز کرتے ہین
لبون تک آتے ہین دل سے جو شعلے ہین نالے
مرے گناہ در توبہ باز کرتے ہین
وہ شوخ کہتا ہی مجکو بنا کے بے پروا
نگاہ ناز پہ کیا کیا وہ ناز کرتے ہین
وہ تیرے غم نے شب ہجر میرے ساتھ کیا
ملا کے خاک مین ہم سر فراز کرتے ہین
بعبد نیاز اُٹھاتا ہی خنجر قاتل
خودی سے عشق مین ہم احتراز کرتے ہین

اس طور سے یہ اشعار عبرت آثار پڑھے کہ قاسم بیقرار ہوگئے فرمایا کہ ای جوان بس سننے کی دل مین طاقت نہین دل بیقرار ہوتا ہی بتاؤ تو نام نامی و اسم گرامی کیا ہی کہان کے رہنے والے ہو کس ظالم نے ستایا اس شباب مین یہ بار رنج والم اُٹھایا اُس جوان نے کہا آپ کو میرا حال سننے سے کیا فائدہ ہوگا قاسم نے کہا کہ ہم جان و مال سے موجود ہین اگر کسی زبردست نے تمپر بدعت کی ہی ہم اُس سے مقابلہ کرین لڑین مرین تمھارے معشوق کو تمسے ملائین تمھارا رنج و غم مٹائین جب اس طرح بہ قاسم نے کہا وہ جوان بہت رویا کہا کہ ای مہربان و ای غریب نواز ای بیچارون کے چارہ ساز اصل یہ ہی کہ میرا نام گاگون تاجدار ہی یہانسے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہی باپ میرا سلطنت کرتا ہی ضعیفی مین مین اُسکے یہان پیدا ہوا اس وجہ سے پرانا نام کچھ اور تھا باپ نے قلعے کا نام قلعہ گاگون رکھا

ملک شاداب جواہر پوش باپ کا لقب مشہور ہی میرا مزاج شکار دوست ہی واسطے شکار کے صحرا مین گیا یہان سے
تھوڑی دور پر ایک قریہ ہی کہ اُسکو قریہ صنوبر آباد کہتے ہین صنوبر زمیندار وہان کا حاکم ہی اُسکی دختر بانمہ اختر
ملکہ نیرنگ عشوہ طراز برائے سیر نکلی تھین مجھ بدنصیب نے اُس قاتل ظالم کو دیکھا اُسکا باپ زمیندار میرا باپ
تاجدار مین بھی جرأت مین تمام عالم مین مشہور ہون باپ نے میرے اُسکو پیغام دیا صنوبر زمیندار نے کہا میری
یہ شرط ہی کہ میرے یہان ایک نقابدار سیہ پوش رہتا ہی اگر اُس سے مقابلہ کرو اور سیہ پوش کو زیر کرو تب
شادی سے شیرناگ کی کامیاب ہو ورنہ ناحق بیتاب ہو مین بدنصیب دور از معشوق تھا ہر چند کہ فنون
سپاہ گری مین فائق شہرۂ آفاق تھا جا کر اُس سیہ پوش سے لڑا دو پہر مین سیہ پوش نے مجھکو زیر کیا چاہا کہ مجھکو
قتل کرے صنوبر نے منع کیا کہ یہ شاہزادہ ہی ہمارے بزرگ خراج بھی دیتے رہے ہمارے واسطے بدنامی ہوگی مجھ
بدنصیب کو چھوڑ دیا باپ مجھکو لیگیا پہرے مقرر کئے مہینوں قید رہا ایک دن لوگون کو غافل پاکے نکل بھاگا اس
صحرا مین دیوانہ وار وحشی مثال نہ دن کی خبر ہی نہ رات کا ہوش مصیبت سے ہمدوش نہ یار نہ مددگار باپ دو چار مرتبہ
آیا اس حال پر ملال مین دیکھکر چلا گیا آپ نے آج ایسے کلمات تسکین کہے کہ روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی
خدا آپ کی زبان مین برکت دے شاید کبھی تقدیر رسائی کرے اور معشوق تک پہونچون قاسم نے کہا کہ ای جوان
مین سیہ پوش سے مقابلہ کرونگا یا تو مین بھی جان دونگا یا انشاء اللہ دختر صنوبر شاہ سے تمھاری شادی کرونگا
گلگون تاجدار گرد پھرنے لگا کہتا ہی ای مسیحا تیرے کلمات سے روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی تسکین
دل ہوئی قضاے کار اُس صحرا سے قلعہ اُسکا قریب ہی گلگون کے باپ کے ملازم دیکھنے کو آئے تھے دیکھا کہ آج تو ہمارا شاہزادہ
مثل انسانون کے باتین کر رہا ہی ایک جوان آفتاب جمال ہمارے شاہزادے سے محبت باتین کر رہا ہی سب نے
آکر سلام کیا عرض کی کہ ای شہریار آج تو ہمنے آپ کو کسی قدر خوش پایا گلگون نے کہا آج خدا نے اپنا فضل شریک کیا
کہ فرزند صاحبقران میری دستگیری کو تشریف لائے ہین میرا جی چاہتا ہی شعر گر بسر و چشم من نشینی +
نازت بکشم کہ نازنینی + دیگر مصنف گر بسر و چشم من بیائی + بر قلب و سینہ کہ بپای + جا کر والد نامدار سے
عرض کرو کہ ایک بارگاہ اور چند خادم و خدمتگار جلد روانہ کرین مین اس شہریار کو دیکھکر شرمندہ ہون اپنی
بیکسی اور بیبسی پر روتا ہون خادم دوڑے ملازم بھاگے دربار شاداب جواہر پوش سے یہ حال بیٹے
کا بیان کیا کہ آج ہمنے اپنے آقازادے کو نہایت چین مین پایا نبیرہ صاحبقران شاہزادہ قاسم یہان
تشریف لائے ہین انکو انکے حال پر رحم آیا اقرار کرتے ہین کہ تمھاری شادی ساتھ دختر صنوبر کے کرینگے ان
کلمات نے شاہزادے کو خوش کر دیا آپ تشریف لے چلین ملک شاداب خوش ہو گیا نوجوان بیٹے کی خبر جو
خوشی کی پائی جامے مین نہ سماتا تھا اُس وقت بارگاہ زربفتی چند خادم و خدمتگار شراب و کباب کھانے عمدہ
لیکر روانہ ہوا آتے ہی بارگاہ استاد کرائی عاشق عروس سحر برائے نظارۂ جمال چہرۂ زیبا فلک نیلی پر ٹھہر چکا یعنی
صبح ہوئی اب قاسم کو خیال متین بالکل نہین ہی یہی تصور ہی کہ جسطرح بنے جاکر سیہ پوش سے لڑون اُس نامرد
کو زیر کرون اس نوجوان کی شادی تو کیا بڑی بات ہی اب گلگون تاجدار و ملک شاداب نے قاسم کو باعزاز
لاکر بارگاہ مین بٹھایا باپ بیٹے خدمتگزاری مین مصروف تھے قاسم نے کہا کہ ای شاداب اگر ہمسے محبت ہی
اور ہماری صحبت کی رغبت ہی تو دین اسلام ملت حنیفہ اختیار کرو دونون باپ بیٹے کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوئے
ملک شاداب نے یہ بھی کہا کہ ای شہریار ہم دل و جان سے آپ کی اطاعت کے طالب تھے شکر ہی کہ آج

قدمبوسی نصیب ہوئی تاریکی ظلمات سے نکلے نور اسلام سے مشرف ہوئے اب آپ اُس سیہ پوش سے مقابلہ کرین
ہم دل وجان سے راضی ہین اور کہین شادی بیٹے کی کرینگے گلگون نے بھی کہا کہ مین آپ کے جمال جہان آرا کا
عاشق ہوا نقشۂ محبوب نگاہون سے گر گیا غلام عرض کرتا ہے کہ حضور تکلیف فرمائین اُس سیاہ رو سیہ پوش تک
نجائین طریقے سے صاف ظاہر ہے کہ وہ ساحر ہے جب غلام نے اُس سے مقابلہ کیا چاہتا تھا پیچ باندھون پیچ پڑتا تھا
مین اُلجھ اُلجھ کے رہ جاتا تھا اکثر ایسا ہوا کہ اپنے شاگردون سے چار چار پہر لڑا سو پچاس پہلوانون سے مقابلہ پڑا
سب کو زور دکھلوائے کبھی ایسا اتفاق نہ ہوا تھا کہ پہر دو پہر مین تھک جاؤن اُسکے مقابلے سے دو پہر مین یہ حال ہوا
کہ معلوم ہوتا تھا استخوان جسم کسی نے توڑ ڈالے اُٹھنے کے لائق نہ رہا خوشی سے زیر ہو گیا اسکا کیا انتظام ہوگا
قاسم نے کہا کہ ای گلگون تاجدار جب تلوار کھینچی کوئی سحر و شعبدہ سامنے نہین آتا تم کیون گھبراتے ہو انشاءاللہ
اُسکو بجرأت قتل کرینگے زمیندار کی دختر سے تمہاری شادی ہوگی یہ فرماکے بارگاہ مین آکر بیٹھے مگر سمک نے بھی
تنہائی مین عرض کی کہ ای شہریار بیان سے گلگون تاجدار کے صاف ظاہر ہے کہ وہ سیہ پوش ساحر ہے
قاسم نے کہا سمجھا جائیگا اگر وہ ساحر ہے تو ہم ساحرکش ہین یہ کہکر اُٹھے بیرون بارگاہ ٹہلنے لگے صحرا کی طرف
نگاہ گئی دیکھا کہ ہوا بڑے زور سے چل رہی ہے ایک جانب حجرہ معلوم ہوتا ہے اُسمین چراغ کمال رونق سے
روشن ہے مگر ہوا اُسپر تاثیر نہین کرتی ہے قاسم نے کہا کہ ای سمک دیکھو یہ مقام کسی کامل کا معلوم ہوتا ہے
کہ کس زور سے ہوا چل رہی ہے مگر چراغ پر تاثیر نہین چلو چلکر دیکھین شاید کسی بزرگ کا مقام ہو سمک بھی متردد
تھا کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہے کہا حضور ضرور چلین قاسم سمک کو ساتھ لیکر اُس چراغ کی جانب چلے جب
کوس بھر راستہ طی کیا دیکھا کہ حقیقت مین ایک حجرہ سنگ سفید کا بنا ہے چار سمت چار دروازے ہین مگر بیچ مین
چراغ روشن ہے اُتنا طبقہ رشک گلشن ہے ایک زاہد یزدان پرست گوشے مین تنہا بیٹھا ہے کچھ پڑھ رہا ہے
کبھی اسماے رب اکبر پکار پکار کر پڑھتا ہے مگر یا حفیظ و یا معین کا زیادہ استعمال ہے قاسم نے دیکھکر فرمایا
بیشک یہ یزدان پرست اس کفرآباد مین کس لطف سے پڑھ رہا ہے سمک نے کہا کہ حضور شاید کوئی اسرار ہو
قاسم نے کہا کہ نہین یہ شخص پاک صورت نیک سیرت ظاہر ہوتا ہے سمک تو خائف ہوا مگر قاسم آگے بڑھے
پکار کر صاحب سلامت کی اُس درویش جگر ریش نے جواب سلام دیکر کہا کہ ای شیر بیشۂ صاحبقرانی ای یوسف ثانی
ہم تو آپ کے مشتاق تھے کیا ساعت سعید ہے بلکہ بہتر از روز عید ہے کہ آپ نے ہمکو سرفراز فرمایا آئیے تشریف لائیے
اس کلبۂ احزان کو قدوم میمنت لزوم سے منور و روشن فرمائیے قاسم کو حیرت ہوئی سوائے اسکے کہ یہ بزرگ
روشن ضمیر ہے صاحب جاہ و توقیر ہے مجھکو کیونکر پہچانا یہ سوچکر حجرے مین قدم رکھا ہاتھون پر اُسکے بوسہ دیا معانقہ
کیا درویش کھڑا ہو گیا قاسم کے سر کو سینے سے لگایا کہا کہ ای نور نگاہ صاحبقران آپ کے بزرگون کی ذات سے
دین حق روشن ہوا آپ فراش راہ دین اسلام ہین آپ عالیمقام ہین آپ کی خدمتگزاری سے روح کو راحت قلب
کو قوت ہوتی ہے آپ کی محبت تخم نیکی بوتی ہے قاسم اور درویش سے باتین تکلف کی ہونے لگین درویش نے پوچھا
کہ اس طرف آنا کیونکر ہوا قاسم نے کہا کہ گلگون تاجدار دختر صنوبر زمیندار پر مائل ہے آب و دانہ ترک
کرکے صحرا مین بیٹھا تھا اتفاق سے میرا آنا ہوا کلمات حسرت و یاس سُنکر بہت دل کو ناگوار ہوا اُس سے وعدہ کیا ہے
کہ تمہاری شادی بلکہ خانہ آبادی دختر صنوبر سے کرائینگے مگر اُسکے قریے مین کوئی سیہ پوش رہتا ہے وہ
یہ چاہتا ہے کہ جو سیہ پوش کو زیر کرے وہ میری دختر سے شادی کا نام لے انشاءاللہ آپ کی دعا سے کل اُس سے

مقابلہ ہو درویش نے یہ سنکر کہا کہ بابا وہ سیہ پوش ساحر زبردست ہو صدہا بندگان خدا کو اُسنے ذلیل کیا کوئی اُسپر غالب نہین آیا قاسم نے کہا پروردگار مالک ہو بقول شاعر شعر مردان خدا خدا نہ باشند + لیکن ز خدا جدا نباشند + خوش نصیبی تو میری ظاہر ہو کہ آپ کی قدمبوسی حاصل ہوئی آپ ایسون کی خدمتگذاری باعث شرف ہو پہچہ اُس سیہ پوش پر غالب نہ آؤن یہ کہنا تھا کہ مرد درویش اُٹھا ایک صندوق رکھا تھا اُسے کھولا ایک پیٹی نکالی اُسکو کھولا اُسمین ایک تیغہ برق مثال تھا درویش نے کہا کہ ای شیر بیشۂ جرأت یہ تیغۂ سحر کش ہو جسکے پاس یہ تیغہ ہوگا اُسپر سحر تاثیر نہ کریگا قاسم کی کمر مین وہ تیغہ بندھوایا کہا بسم اللہ اب آپ جاکر آرام فرمائین صبح کو ہی لیکر اُس سیہ بخت کے مقابلے مین جائین پروردگار آپ کو مظفر و منصور کریگا رنج و الم دل سے دور کریگا قاسم نے سلام کیا رخصت ہوکر لشکر گلگون مین آئے آرام فرمایا بوقت سحر بہشت مرکب پر سوار ہوئے گلگون کو ساتھ لیا شاداب کو تخت پر سوار کیا دو ہزار سوار پشت پر اس کروفر سے قریب قریۂ صنوبر آباد پہونچے صنوبر کو خبر ہوئی کہ گلگون تاجدار ایک جوان لال پوش کو ساتھ لیکر آیا ہو وہ جوان سیہ پوش کے مقابلے کا شایق ہو صنوبر زمیندار غصے مین سوار ہوا تمام گنوار ڈھال پھٹکے باندھے ہوئے پاسی تیر تھنے لیے ہوئے اس شان سے صنوبر زمیندار بیرون قریہ آیا ایک پاسی سے کہا کہ نقابدار بہادر کو بلالو کہنا جسکو آپ نے زیر کیا تھا وہ ایک مددگار کو لیکر آیا ہو مسلح ہوکر آئیے وہ گنوار گیا تھوڑی دیر مین واپس آیا کہا نقابدار بہادر آتے ہین تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ بائین پر سے قریبے کے گرد اُڑی نقابدار سیہ پوش بصد جوش و خروش بر گردن مست پر سوار پشت پر ہزار جوان سب سپاہی کی گانٹھ بنے ہوئے کہ نقابین چہرون پر لباس بھی سیاہ جسمین تلوارون کے نیام بھی سیاہ سیاہ بخت سیاہ رو اس کروفر سے نقابدار سیہ پوش آیا صنوبر سے پوچھا کہ کیون تم کر صاحب کون مابدولت کے مقابلے مین آیا ہو دعوی باطل کرتا ہو صنوبر نے طرف گلگون کے اشارہ کیا قاسم نے مرکب تیز رفتار اپنا بڑھایا نعرہ کیا نعرۂ قاسم

آفتاب با شرق دین پروری | شہسوار لال پوش خاوری
اگر تیغ بر سنگ خارا زنم | زگاوے زمین بیخ و بن برکنم

منم شاہزادہ ملک قاسم فرزند رستم او سیہ رو بدخو ہمارے مقابلے مین آ جو ہنر سپاہ گری دکھا سیہ پوش بصد جوش و خروش گینڈے کو بڑھاکر سامنے صنوبر زمیندار کے آیا کہا ٹھاکر صاحب اجازت میدان صنوبر نے خوش ہوکر کہا کہ ای بہادر اب جسکو زیر کیا کرو اُسکو قتل کر ڈالا کرو بڑے عیب کی بات ہو کہ ہماری دختر تمہاری معشوقہ اُسکا جو نام لے وہ زندہ رہے جب دو چار پر یہ سانحہ گذریگا کوئی نام عاشقی نہ لیگا سیہ پوش نے کہا ایسا ہی ہوگا یہ کہکر میدان مین آیا قاسم سے نیزہ چلنے لگا ہر چند بڑبڑاتا ہو اور سامری و جمشید کو بلاتا ہو مگر قاسم پر تاثیر نہین ہوتی ہو آخر قاسم نے نیزہ اسکا نکالا غصے مین ایک چیخ ماری کہ زمین تھرا گئی قبضے پر ہاتھ ڈالا چوڑا تیغہ لنگردار جوہردار دوسوسن کا نیام انتقام سے کھینچا قاسم نے تیغۂ سحر کش نیام سے نکالا گویا بجلی چمکی آنکھون کے نیچے سیہ پوش کے اندھیرا آگیا قلب تھرا گیا حیران تھا کہ آج کیا معرکہ ہو خود بخود دل گھبراتا ہو مگر غصے مین مبہوت ہو کہ آج تک اسپر کوئی غالب نہین ہوا تیغے کا ہاتھ مارا قاسم نے بھی تیغے پر روکا بہ تین چمکین شعلہ ہاے آتش بھڑکے مگر قاسم پر تاثیر نہ ہوئی جیسے ہی وہ تلوار مار کر پلٹا قاسم نے خبردار کہکے ہاتھ مارا اُس روسیاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کی تیغہ چمککر گرا اسپر کے دو ٹکڑے ہوئے بجلی چمکی ابر سپر کے ٹکڑے اُڑادیے سپر کو کاٹکے تلوار گری سراسر سر کو تراشا یا تو تلوار قبۂ سپر پہ چمکی تھی یا زیر تنگ

نظم

بُرش تیغ کی تعریف نہین ہو سکتی
ایک اک جز کے برابر ہوگئے حصے چار
تیغ و دو تیغ جسے دیکھکے حاسد کٹجائین
پڑ گئی پیکر دشمن پہ اگر یہ اکبار
وار چلنے کی تو نوبت بھی نہوا ردوار
واہ رے کاٹ کہ جو رنگ عناصر کو کیا

بوسہ دیا سمک پکار اُٹھا دہ ہزار سیہ پوش جو کھڑے تھے ہائے آقا کہکر دوڑے قاسم اُنپر جا پڑے گلگون تاجدار بھی تلوار کھینچکر دوڑ پڑا اُدہر نے لگا شاداب اگرچہ بیرزمین گیر تھا مگر شمشیر زن صف شکن تیغ زن تلوار کھینچکر مع اپنے لشکر کے جا پڑا چند سیاہ پوش جو ہاتھ سے قاسم کے بچ سکے گئے دُہائی دیتے ہوئے بھاگے قاسم طرف صنوبر کے چلے صنوبر نے پکار کر آواز دی کہ ای شیر بیشۂ جرأت ای یکہ تاز میدان جلالت ماشاء اللہ مین بیچارہ قوم کا زمیندار کھیت بونے والا مین کیا آپ سے لڑونگا نقابدار نے یہ ہنگامہ ڈال رکھا تھا یہ کہکر قریب آیا قدمون کو بوسہ دیا قاسم نے کلمۂ طیبہ ارشاد فرمایا صنوبر کلمہ پڑھکے بصدق مسلمان ہوا قاسم کو لیکر قریے مین آیا اپنے مکان مین کہ کچا بنا ہوا چھوئی مٹی سے لپا ہوا تھا کھتری لاکر بچھادی قاسم آکر بیٹھے موافق اپنی حقیقت کے زمیندار نے خاطر کی ترنج خوش بوئی سینے پر گلگون تاجدار کے لگایا مبارک سلامت کی صدا بلند ہوئی اُسی شب کو قاسم نے عقد پڑھا گلگون تاجدار مدت کا عاشق زار تھا خوشی خوشی حجلۂ عروس مین آیا گوہر مراد حاصل کیا بوقت سحر صنوبر زمیندار اپنی گوہار لیکر ساتھ ہوا گلگون و شاداب نے عرض کی کہ ہم بھی قدم نہ چھوڑینگے ساتھ رہینگے قاسم نے انکو بھی ساتھ لیا ساٹھ ہزار سوار ساتھ لیکر بکروفر تمام طرف قلعۂ متین کے چلے یہان متین جادو ہاتھ سے مہتاب کے زخمی ہوکر قلعہ بند ہی خوف ساحران سے دردمند ہی مگر مہتاب مغرور و متکبر لڑائی کو فتح کرکے قلعے کو گھیر کر اُترا متین سے کہلا بھیجا تم کیون مفت مین اپنی جان دیتے ہو قلعے کو کھولدو چلے آؤ شاہ کی اطاعت کرو سحر العجائب و مصر الغرائب شاہان طلسم نور افشان نہایت رحم دل ہین صاحب اقبال ایسے کہ جنھون نے کوکب دلاجین کو قید کرلیا دو پوتے صاحبقران کے بڑے زور و شور سے آئے دو طلسم بھی چھوٹے چھوٹے توڑے خود شاہ سوار ہوکر گئے اُن سرکشون کو بھی پکڑ لائے تھے جو سامری و جمشید کو برا کہا اُسکے بدلے مین برہمن کھلانا پڑینگے گاے ماتا کا پیشاب پینا ہوگا سامری و جمشید راضی ہوجائینگے تمھاری خطا معاف ہوگی یہ جو ساحر نے آکر متین سے کہا ہرچند کہ متین اپنی جان سے بیزار ہو رہا تھا اسکو بھی یقین ہی کہ قلعہ نہ بچیگا مگر نام بادشاہ سابق کا جو سُنا ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا قلب تھرا گیا دریاے حجاب مین غرق ہوا کہا کیون بھائی شہنشاہ کوکب نے کیا خطا کی تھی جو سحر العجائب و مصر الغرائب نے قید کرلیا ذرا انصاف تو کرو ساحر نے کہا کہ مسلمان ہوئے اُنکی صورت دیکھنا مناسب نہین متین تو مطیع اسلام ہوچکا ہی بیقرار ہوکر جواب دیا کہ ای ساحر نابکار مہتاب جادو سے کہنا کہ دین اسلام مین کیا برائی ہی ساحر نے جواب دیا کہ ہم بُرائی بھلائی نہین جانتے باپ دادا کا مذہب ہی جو بزرگ کرتے تھے وہی ہمکو بھی کرنا چاہیے متین نے کہا تم ایسے جاہل سے کیا کلام کرین جاکر کہدو کہ جو تم سے ہوسکے قصور و کوتاہی نہ کرو یہ تو ہمکو ثابت ہوا کہ سحر مین ہمسے زیادہ ہو جان دینگے گرفتار ہوکر نمکحرامون کے سامنے نہ جائینگے ساحر جھلا کر اُٹھ گیا مہتاب سے جاکر کہا مہتاب جھلا گیا کہا یارو یہ تو دریافت کرو وہ نبیرۂ حمزہ کہان گیا جسنے ان سب کو بدراہ کیا مذہب جد و آبا سے گمراہ کیا ساحرون نے عرض کی سُننے مین آیا کہ وہ بھاگ گیا آپ کے سامنے وہ کیا آئیگا اگر خبر سُن پائیگا کسی درۂ کوہ مین چھپ جائیگا مہتاب نے کہا اُسکو تو تلاش کرونگا اُسی نوجوان کی فکر مین تا کوہ عقیق جاؤنگا مگر طبل جنگی بجے کل اس قلعے مین ایک ذی حیات کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے طبل جنگی بجوایا یہ خبر متین کو ہوئی اسنے بھی طبل جنگی بجوایا رات بھر تیاریان رہین صبح کو

مہتاب جادو مع کل فوج کے سامنے قلعے کے آیا متین نے ساحرون کو اشارہ کیا گولے ترنج و نارنج ماش کے دانے
رائی کے دانے سرسون کے دانے منقل آتش شعلہ ہاے سرکش یہ سب سحر ایک مرتبہ کیے ساٹھ ہزار ساحرون نے
جو ایک مرتبہ سحر کیے لشکر مہتاب کا اچھی طرح جمنے نہ پایا تھا کہ اسقدر جو سحر پڑے بیس ہزار جادوگر مہتاب کے
مرے کچھ پانی مین ٹھنڈے ہوئے کچھ برقون سے کٹے بیس ہزار کے مرنے کی ایک مرتبہ صدا بلند ہوئی باقی سب بھاگے
ہر چند کہ مہتاب غل مچاتا ہی کہ یارو کہان جاتے ہو کوئی جواب نہین دیتا ہی دو گھڑی کے اندر سب بھاگ بھاگ کر
دور پہونچے زد سے سحر کی ہٹکر کھڑے ہوئے متین نے جو دیکھا کہ لشکر حریف کا بھاگ گیا خوشی کے نقارے بجنے لگے بعضے
پکارے کہ وہ بھگا دیا نامرد بھاگے جاتے ہین مہتاب نے جو یہ غلغلہ سُنا غصے مین کانپا ساتھ والون کو آواز دی کہ
تمنے اپنے ساتھ میری بھی آبرو لی دیکھو تو کیا غضب کرتا ہون جو ایک کو زندہ چھوڑون تو میرا نام مہتاب جادو نہین
یہ کہکے سحر کرنے لگا زبان کاٹی خون چلو مین لیا قلعے پر پھینکا کھڑے ہوکر دستکین دین سر ہلایا دو ہتڑ زمین پر مارے
سامری و جمشید کو پکارا اس طرح کے سحر جو اسنے کیے جسقدر ساحر متین کے تھے سب خاموش ہوگئے سحر کرنا
موقوف ہوا متین نے ہر چند قصد کیا کہ سحر کرون کوئی سحر یاد نہ آیا لاچار ہوکر سب طرف دیکھنے لگا مجبور و لاچار
زبان بند دل دردمند ہونٹ اپنے کاٹتا تھا ساتھ والے بھی کہتے تھے کہ حضور سحر فراموش ہوا دریاے حیرت کا
جوش ہوا دل گھبراتا ہی کلیجہ تھراتا ہی کوئی سر پکڑ کے بیٹھ گیا اُٹھنے کا ارادہ کرتا ہی دل بیٹھا جاتا ہی ہوش و حواس مین
فرق آتا ہی زمین کو قلعے کی جنبش ساحرون کو بھاگنے کی کوشش ہزارہا ساحر قلعے سے اُترے بعضے گر گر کر مرنے لگے
بعضے پر یہ تاثیر ہوئی کہ برگشتی تقدیر ہوئی زبان بیکار ساحرون مین الامان کی پکار ایک سے ایک کہتا ہی کہ
یارو کدھر نکلجائین کہان جاکر جان بچائین اب بڑی مشکل ہوئی سحر فراموش ہوا سامان مصیبت کا آمیزش ہوا جب
مہتاب نے اہلیان قلعے کا یہ حال دیکھا کہ سحر کرنے سے سب رُکے اب سرکش جھکے پکار کر آواز دی کہ کیون اے
متین سحر کی ابدولت کے تاثیر دیکھی ابھی نمونہ قہر و غضب خداوندی دکھاؤنگا ہمنے خداوند سامری و جمشید
سے صلاح کرلی قدرت ہمسے راضی ہین پورے دوسو خداوند تمسے بیزار ہین بس اب یہی بہتر ہی کہ تم نکل آؤ بدل
سمجھتا ہون خطا معاف کرا دونگا یہ کہتا ہوا آگے بڑھا قلعے مین تو شور گریہ وزاری بلند ہی ہر کس و ناکس دردمند
مہتاب جادو سحر کرتا ہوا چلا آتا ہی آتے آتے برابر خندق کے پہونچا اُسوقت اہالیان قلعہ کی بیقراری متین
کی گریہ وزاری جب برابر خندق کے پہونچا مہتاب نے نعرہ کیا کہ کیون اے متین دیکھا تو نے غضب سامری و
جمشید مین تم سب مبتلا ہوئے یہ کہکے چاہا کہ خندق فراؤن متین بلبلا کے دعائین کرنے لگا کہ اے خالق کارساز و
اے بندہ نواز مدد کر ہم تو مسلم ہین یہ ظالم ہمارے مٹانے پر آمادہ ہی بیقرار ہو کے متین نے دعا جو کی صحرا سے گرد اُڑی
دیکھا سب نے کہ شاہزادۂ خاور سپاہ پشت پر ساٹھ ہزار کا لشکر نوبت نقارے بجتے ہوئے قاسم نے جو یہ معرکہ دیکھا
زمین سے نعرہ کیا سمک سے کہا کہ دریافت تو کر اس یلغر کرنے والے کا کیا نام ہی سمک نے کہا کہ مہتاب جادو
مصاحب سحر العجائب و مصر الغرائب آپ کے نزول اجلال و ورود اقبال کی خبر سُنکر اُن نامردون نے اس ساحر کو
بھیجا ہی اس نامرد نے آکر قیامت برپا کردی متین مقابلہ کر رہا تھا آخر زخمی ہوا آخر مین بھی کم ہی یہ تعلیم یافتہ سحر العجائب
بادشاہ طلسم نور افشان اب یلغر کرکے برابر قلعے کے پہونچا ہی وہ سب ہلاک ہو رہے ہین یہ سنکر قاسم نے گھوڑا
بڑھایا تیغۂ سحر کُش کے قبضے پر ہاتھ ڈالا دہن سے نعرہ کیا النعرۂ قاسم

ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ
ہمہ باختر شد بزیر نگین

ز زخم تیغ برابر و نیزہ بماہ
ز آب دم تیغ ششتم زمین

نعرہ کرکے آواز دی کہ او نامرد آگے نہ جانا ملازمون نے مرکب پرند پہونچایا اسپر سوار ہوکے مقابلہ قاسم مین آیا ادھر سے متین نے بھی قلعے کو کھولدیا فوج لیکر باہر نکلا قاسم و مہتاب سے مقابلہ پڑا دونون طرف سے فوجین آکر جمگئین ساحر دیکھ رہے ہین مہتاب جادو کی نگاہ جو جمال جہان آرا ے شاہزادہ خاور سیاہ پر پڑی حیران جمال و محو دیدار ہوکر پوچھا کہ ای جوان تیرا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی قاسم نے دیکھکر آواز دی کہ او بچیا تونے آج تک ہمارا نام نامی نہین سنا طلسم نور افشان کے سنگریزے جانتے ہین وزرا و امرا پہچانتے ہین نبیرۂ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان فرزند رستم پیلتن شعر آفتاب مشرق دین پروری + شہسوار لال پوش خاوری + جب قاسم نوجوان نے اپنا نام نامی و اسم گرامی بالقاب و آداب بتایا مہتاب کی پیشانی پر پسینہ آیا کہا ای جوان تو مجھسے کس فن مین مقابلہ کریگا قاسم نے کہا ہم مرد سپاہی ہین نیزہ و تبر و شمشیر و خنجر یہی ہمارا کام ہی مہتاب کے خیال مین آیا کہ یہ شخص مرد سپاہی ہی اسی فن مین اسکو زیر کرنا چاہیے یہ سوچکر اسنے نیزہ مارا قاسم نے سنان نیزہ بچاکر گلوگاہ پر ہاتھ ڈالا نیزہ توڑ ڈالا مہتاب نے ہرچند سحر کیا مگر کچھ سحر نے تاثیر نکی مہتاب نے غصے مین تلوار کھینچی خوب سحر کیا اثر اٹھا جاتا ہی نام ساحری و جمشید زبان پر یہی خیال ہی کہ تلوار نہ کھینچ سکے قاسم نے تیغ سحر کش بنام انتقام کھینچا سپر کی جانب متوجہ ہوئے جیسے ہی اُسنے ہاتھ مارا ہزارون شعلے بھڑکے بجلیان چمکین چھریان گرین خنجر مثل قطرات باران برسے مگر کوئی حربہ جسم پر قاسم کے نہ پڑا اُلجھا دست سے ہاتھ نکالکر وار کیا اور آواز دی کہ او بچیا مکار و اے مردان عالم کا تو قبول کر شعر تو ضربے زدی ضرب من نوش کن + ہمہ شادی از دل فراموش کن + خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا اُس رو سیاہ نے اپنے سحر کے زور مین سپر پر ہاتھ نہ ڈالا سحر پڑھ کے سر آگے کردیا کہا ای جوان دیکھون کہ تیری تلوار مین کسقدر رکاٹ ہی قاسم نے کہا کہ ثابت ہوجائیگا بقوت تمام ہاتھ مارا برق شمشیر چمکی مہتاب نے عمداً دانکو سر پر لیا مگر تلوار جوہر نگر گری سراسر کلے جبڑے کو کاٹا صراحی گردن سے مانند قطرۂ آب صندوق سینہ جیسے مثل سیماب نکلکر زین کو کاٹا مع گینڈے اس بچیا کے چار ٹکڑے ہوئے متین پکار اُٹھا که آقاے نامدار سبحان الله نظم

ہوئی ہر تیغ قضا جسکے روبرو بیکار	بیان کرون تری شمشیر کی ثنا کیا مین	رہے یہ برش شمشیر گر تصور مین
نگاہ دیدۂ احول دو نیم ہوجائے	ہوآبدار ہی یہ اسکی کہین نظر کا گذار	دم نگاہ نظر آئین اُسکو ایک کے چار
تو تیغ موج ہو ہر مغفر حباب کے پار	پڑے جو بحر مین شمشیر آبدار کا عکس	

ساحران مہتاب نے جو اپنے آقا کا یہ حال دیکھا سحر کرتے ہوئے قاسم پر آپڑے اِدھر سے متین جادو نے کل فوج کو اشارہ کیا کہ ہان یارو آقا کے ساتھ شریک ہو جادوگرون کو مار لو لشکر جادوگردن کا ملگیا متین جادو سب کے آگے بڑھا ہوا جب گولہ مارا سو سو کے سینے بر ما کے نکلگیا جب اُش کے دانے مارے آگ برسادی ہزارون ناری جلکر خاک ہوئے قاسم تیغہ کھینچے ہوئے جس غول پر جا گرے درہم و برہم کردیا افسرون کو تاک تاک کے مارا ساحر سوا سحر کرنے کے لڑائی نیزہ و شمشیر کی کیا جانیں گلگون تاجدار بعمد شوکت و وقار شمشیر زنی کر رہا ہی قاسم نے یہ بھی متین سے کہدیا کہ غیر ساحرون کا خیال رہے میری فکر نہ کر دیکھ ان نامردون کا سحر تاثیر نہ کریگا متین جادو و گلگون تاجدار و ملک شاداب جواہر پوش کے پشت پر جہان کسی ساحر نے سحر کیا ہاتھ پانون انکے بیکار ہوئے متین نے بڑھکر سحر کیا اُسی ساحر کو فوراً مین گمسکر یاران شیرون کو بچایا اس طرح لڑتا بھڑتا متین جاتا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی کہ مین نے کس شیر کی اطاعت کی کہ جسنے آتے ہی مہتاب ایسے جادوگر کو مارا انکے نبی کا معجزہ شق القمر ہی وہ آج ثابت ہوگیا دیکھو ماشاء الله کس شوکت و شان سے لڑ رہے ہین شمشیر زنی مین کون انکا

ساتھ دیکھ سکتا ہی دیکھو رہتے ہوئے برابر علمدار فوج کے پہونچے علمدار نے علم کو جنبش دی سحر کرنے مین بڑی بڑی کوشش کی
علم سیاہ سے ہزارون شعلے بھڑکے تلوارین گرین بجلیان چمکین اُس شعلہ ہاے آتش سے علم کے ساتھ والے جلے بجلی نے
اُنھین کی فوج والون کے ٹکڑے کئے فوج والون نے دُہائی دی کہ علمدار صاحب اپنے بیگانے کو پہچانیے وہ جو ہاتھی
کی مثل مشہور ہی وہ آپ نے ظاہر کردی دس ہزار ساحر جانباز سر فروش آپ کے سحر سے کام آئے دیکھیے کتنے لاشے
آپ کے گرد پڑے ہین علمدار حیران کہ مین کیا کرون جون جون سحر کرتا ہی اسی کی فوج پر آفت آتی ہی سحر سے اس بیچارے کی
زمین تھراتی ہی مشہور جادو علمدار کا نام ہی دعوی کرکے چلا تھا کہ میرے علم کے قریب کوئی ساحر نہ ٹھہر سکیگا ہی ہوا
کہ اسکے ساتھ والے بھی بھاگے جاتے ہین لاکھ غل مچاتے ہین مگر جان نہین بچتی آگ برس رہی ہی پانی برس رہا ہی ایک قطرہ
آب کو اسکی فوج ترس رہی ہی جب مشہور جادو نے دیکھا کہ میرا سحر میری ہی فوج کو جلاتا ہی سحر کرنے سے کیا ہاتھ
آتا ہی تیغے کو کھینچکر قاسم پر ہاتھ مارا قاسم نے اُسے تیغۂ سحر کش پر روکا علمدار پر ہاتھ مارا مع علم علمدار کو قلم کیا
فوج پر مہتاب جادو کے علم ماتم گرا اب کس نشان پر لڑین افسر بھی مارا گیا علم بھی گرا پانون اُکھڑے ہر چند نقیب
اشعار مذمت دنیا کے پڑھتے ہین یہی صدا ہی کہ یارو کہان بھاگے جاتے ہو ان لوگون نے تمھارے افسر کو مارا علمدار
بھی واصل جہنم ہوا ہمت سے بھائی بند تمھارے قاسم کے ہاتھ سے مارے گئے بدلا تو لیلو مگر وہ لوگ نہین ٹھہر سکتے ہین
متین کا سحر متانت کے ساتھ قاسم کی شمشیر زنی آخر سب بھاگے سمجھے تھے کہ پڑاو پر جان بچیگی مگر ملازمان متین
مال کے لالچ مین پہلے ہی سے آپڑے خزانہ و بارگاہ اپنے قبضے مین کرلیا چھوٹے خیمون مین آگ لگادی ساتھ والے
مہتاب کے جب اپنے پڑاو پر پہونچے دیکھا کہ خیمہ جل رہا ہی ساحر و غیر ساحر مال و خزانہ اپنے قبضے مین کر رہے ہین ان
بھگوڑون کو جو بد حواس آتے ہوئے دیکھا تلوارین کھینچکر جا پڑے ہزارون کو مارا اب لاچار و مجبور پڑاو سے بھی
مایوس ہوئی دامن صحرا کو مثل دامن مادر جانکر بھاگے تین کوس تک فوج متین و قاسم نے پیچھا کیا گھیر گھیر کے مارا
اہالیان فوج مہتاب کا یہ حال ہی کہ سحر کرتے ہین ہاتھ سے متین کے مارے جاتے ہین اگر نیزہ و تلوار پر قبضہ کیا
گلگون تاجدار فوج کو بڑھاتے ہوئے آتا ہی غول کے غول مٹا دیے آخر یہ سب شکست خوردہ افتان و خیزان
یہ کہکر بھاگے کہ یارو افسر ہمارا مارا گیا مسلمان پیچھا نہین چھوڑتے ہم بہت مجبور و لاچار ہین نہ تلوار کی لڑائی مین
سر بر ہوتے ہین نہ سحر کرنے مین دیر ہوتے ہین یہ کہتے ہوئے بھاگے جاتے ہین خوف قاسم نوجوان سے قلب تھراتے
ہین جہان بھاگکر پہونچے وہین مسلمانون نے جاکر تہ شمشیر کیا لاشون کے ڈھیر لگادیے ہاتھ دستگیری نہین کرتے
قدمون سے شیوۂ ثابت قدمی جدا ہوا دل موم ہوگیا حیران و پریشان آخر جانور بنکر باز و بط قرقرے عقاب
کی شکلین بنکر آسمان پر جاکے چمکے ساحران متین بھی عقاب و باز بنکر پہونچے وہان بھی اُنکے قتل سے باز نہ آئے
شکار کھیل رہے ہین ہنگامہ گیرو دار بلند متین نے عرض کی کہ اے شہر یار اب تو بیچارے بھاگکر نکلگئے اب واپس ہو جیے
بھگوڑون کو جانے دیجیے آکر قدمون سے لپٹ گیا گرد پھرتا تھا عرض کرتا تھا کہ کیون آقاے نامدار و مولاے قدرشناس
مین نے تو سُنا تھا کہ آپ کے دادا جان صاحبقران زمان صاحب اسم اعظم ہین کسی کا سحر اُنپر تاثیر نہین کرتا قاسم
نے فرمایا کہ اے متین یہ دعا غیبی شریک حال ہوئی برکت اسکی تھی کہ ہین واسطے مدد اس جوان کے گیا تھا کوئی میرا
مطلب دنیوی نہ تھا یہی آرزو تھی کہ اس تاجدار کو دختر صنوبر زمیندار سے منسوب کردن اُس ضمن مین ایک درویش
کامل سے ملاقات ہوئی اُسنے یہ تیغۂ سحر کش دیا یہ بھی کہا کہ جسکے پاس یہ تلوار رہیگی اُسپر کسی کا سحر تاثیر نہ کریگا آج یہ
جوہر کھلگئے مہتاب جادو ایسا ساحر زبردست کیسے کیسے اُسنے سحر کیے مگر کوئی تاثیر نہین ہوئی کہتے کی [illegible]

متین نے کہا کہ آپ صاحب اقبال حاکم ملک جاہ و جلال ہین یہ مرد غیب سے ہوئی انشاء اللہ اب قلعے پر دو چار دن
مقام کیجیے طرف طلسم نور افشان کے چلیے متین نے جستہ جستہ حال نور الدہر و ایرج کا سُنا تھا سب سامنے
قاسم کے بیان کیا کہ اُن شیر دلون نے طلسم شوکت و طلسم خونریز فتح کیا حوالی طلسم نور افشان مین پہونچگیے
جس روز سے یہ لوگ طلسم مین آئے قہار جو بران پر عاشق ہوا اُسنے بھی طلسم کے بہت لوگ مارے خبیثہ کرمخوار
مرحلۂ طلسم کی مالک اُسپر عاشق ہوئی اپنے ساتھ لے گئی اکثر ساحرون کو قتل کیا مگر نکلکے نہ جا سکا آخر عجائب و غرائب
طلسم مین پھنسا خبیثہ چاہتی تھی اُسکو رویین تن بنائے اُسی حال مین سحر العجائب و مصر الغرائب کسی وجہ سے
پھرتے پھراتے ہوئے آئے اُنھون نے جو دیکھا کہ خبیثہ واسطے قہار کے سحر بنا رہی ہین گرفتار کر کے لیگئے سحر کو مٹا دیا
اُس دن سے یہ عہد کیا ہی کہ ہفتے مین ایک دن سارے طلسم کی سیر کرتے ہین اُسی گشت مین نور الدہر و ایرج
کو بھی گرفتار کیا ایسے ایسے ساحر اُن شیر دلون کو ملے تھے کہ اگر وہ خود نہوتے تو ہر کس و ناکس اُنپر دست انداز نہو سکتا
کسکی مجال تھی جو اُن شیر دلون سے مقابلہ کرے مگر مقدمۂ طلسم نے روکا کچھ کام نہین اگر رستم بھی ہوتا تو اُن شیر دلون کے
ہاتھ سے مارا جاتا مگر شاہان طلسم نور افشان سحر مین طاق شہرۂ آفاق علم سحر و شعبدہ و کہانت ان سب علمون کے
حاکم ہین ملک سحر و ساحری کے ناظم ہین قاسم خوشیان کرتے ہوئے مع فوج ظفر موج قلعہ متین پر آکر فروکش ہوئے
ڈیڑھ لاکھ ساحر لاکھ غیر ساحر اب قاسم کو بڑی خوشی ہی کہ اگر خدا فضل کرے اور لڑتے بھڑتے ہوئے تا بہ نور افشان
پہونچے کوکب و بہران کی ہمارے ہاتھ سے رہائی ہو لاچین کو چھڑائین کیا نام ہو متین عرض کرتا ہی کہ حضور
آپ کے جاہ و جلال سے کچھ بعید نہین ہی مگر یہ بہت بڑا طلسم ہی نور افشان اسکا اسم ہی نہین معلوم لوح کہان ہی
مشہور ہی کہ آج تک کسی نے لوح طلسم نور افشان نہین دیکھی قاسم نے کہا کہ نجومی رمال جمع کرو ہم یہ اُنسے
دریافت کرین کہ اس طلسم کا کون فتاح ہی منازل عجائب و غرائب کا سیاح ہی اگر ہمارے نام پر فتاحی نکلے تو بڑھ جائین
خدا چاہے تو فتح کرکے آئین متین نے نجومیون اور رمالون کو جا بجا نامے لکھے مگر اب دو کلمہ داستان سحر العجائب
و مصر الغرائب نمکحرامون کے گذارش ہوتے ہین کہ سلطنت کا بڑا زور و شور ہی اہالیان مرحلہ جات ہر ہفتے مین
حاضر ہوتے ہین ہفتے مین ایک دربار قرار دیا ہی کل رئیسان طلسم نور افشان آکر جمع ہون وہ روز صلاح و مشورہ
ہی جبسے ان سے یہ سُنا ہی کہ یہ سال آخر طلسم ہی ہر وقت تردد مین رہتے ہین جب آٹھوین دن جلسہ ہوتا ہی اور ساحران
مرحلہ جات جمع ہوتے ہین پہلے یہی بات پیش ہوتی ہی کہ کیون یارو یہ تو کتب طلسمی مین مرقوم ہی ساحرون مین بھی
اس بات کی دھوم ہی سب جانتے ہین کہ لوح طلسم نور افشان معدوم ہی مگر اتنا فقرہ کان مین پڑا ہی یہ جملہ
مشہور خاص و عام ہو گیا ہی کہ بت خونریز جس کوہ کا حاکم ہی وہ اسنے لوح کا نشان بتاتا ہی جس دن سے خاصہ ہم
ہزار برج سے لوح طلسم آئی معتبران طلسم کے پاس لوح رہی پھر کوکب نے نہین معلوم لوح کہان رکھی
اس طلسم کے متعلق چھوٹے چھوٹے بہت طلسم ہین وہ چھوٹے طلسم نگہبان طلسم نور افشان ہین اپنی اپنی عقل کے
موافق سب سردار جواب دیتے ہین کسی کا قول ہی کہ بت خونریز وہ ساحر ہی کہ اشارون مین زمین ہلا دیتا ہی اُسکے
اہل و عیال بھی اُسی پہاڑ مین ہین اگر طلسم کا پاس نہ کریگا اہل و عیال کو تو اپنے بچائیگا بعض کہتے ہین اُسی پہاڑ
مین نمونۂ قہر سامری ہی ایک ایک پتھر مین سحر و ساحری بھری ہی ایک زمانے مین کئی سو ساحر عبادت سامری
کرکے فارغ ہوئے اور قصد کیا کہ قدرت سے زندگی مین بلین کئی سو نے اپنے کو اُس کوہ کی زمین مین دفن کرا دیا
زندگی رہنے کو علم حبس دم ایجاد کیا اگر کسی نے قصد کیا کہ کوہ نمونۂ قہر سامری کو فتح کرین تو بت خونریز کبھی

مسلمان نہ ہوگا مشہور ہی کہ وہ پوتا سامری کا ہی خداوند جمشید بھی اُسکے عزیزدار ہین وہ مسلمان کا بیٹا کو ہوگا اگر
وہ مارا جائیگا نمونہ قہر سامری ظاہر ہوگا کئی سو ساحر کہ حبس دم کیے ہوئے جو پڑے ہین سب نکل آئینگے اُنکے سحر
کی کہان پناہ ہی ایک ایک فلک سحر و ساحری کا ماہ ہی سحر العجائب و مصر الغرائب ان باتون سے خوش ہوتے ہین
اُن ساحرون سے کہتے ہین کہ طلسم نور افشان کا فتح ہونا ناممکن ہی سب کہتے ہین کہ ای شہنشاہ کس کی مجال ہی کہ
اس طلسم پہ ہاتھ ڈالے اور یہ جو لکھا ہی کہ عمر طلسم تمام ہوئی سامری و جمشید کے ہاتھ مین قلم تھا جو چاہا لکھدیا اس
طلسم کی عمر تمام نہین ہو سکتی یہ طلسم دوامی ہی یہ طلسم بڑا نامی و گرامی ہی اسیر سحر العجائب و مصر الغرائب
پھولے ہوئے بیٹھے ہین کہا یارو آج اس جلسے مین کوکب کو بلواؤ یہ تو سب جانتے ہین کہ کوکب کا ستارہ گردش
مین ہی فلک اُنکے مٹانے کی کوشش مین ہی ذرا آج وہ بھی تو سُن لین سب بزرگان طلسم جمع ہین کہ اس طلسم کا فتح ہونا
ناممکن وہ اس گمان مین ہین کہ طلسم فتح ہو جائیگا سب نے یہی کہا کہ آج کوکب و تیران کو دربار مین بلائیے حیلہ یہ رہے کہ
سامری و جمشید کو سجدہ کرو اور یہ حالات سختی طلسم اُنکے سامنے بھی ذکر ہو جائے اُسی وقت شاخسار جادو
کو حکم ہوا کہ قیدیان طلسم کو لاؤ کوئی قیدی باقی نہ رہے اُسی وقت شاخسار گئی تینون شاہزادے ایرج و نوالدہر
و کوکب و تیران و لاچین و بلقیس و ملکہ ناہید و بہار و مخمور کل قیدیان طلسم آکر دربار مین سحر العجائب
و مصر الغرائب کے حاضر ہوئے سحر العجائب نے کہا کہ ای شہنشا آپ کا گمان سراسر باطل ہی آپ سمجھے ہین کہ عمر طلسم
تمام ہوئی ایسا نہین ہی یہ طلسم کبھی فتح نہوگا مرحلہ بت خونریز نمونہ قہر سامری ہی جسدن اُس پہاڑ سے وہ لوگ
نکل آئینگے زمین ہلا دینگے کسکی مجال ہی کہ اُس طلسم کو فتح کر سکے ایسے ایسے جملے جو سامنے کوکب کے بیان ہوئے کوکب
نے فرمایا کہ یارو اتنا بڑا آسمان بے ستون کیونکر قایم ہی زمین کیونکر پانی پر بچھائی گئی قدرت خالق بحر و بر مین کسکو دخل
ہی ایک لمحہ بھر مین انقلاب ہوتا ہی لقب اُسکا مسبب الاسباب ہی اُسی کے اختیار مین قیام و انقلاب ہی تم سب قدرت
خدا کے مقر نہین انشاء اللہ ظاہر ہوگا بت خونریز کیا ملعون ہی کہ وہ نمونہ قہر سامری ظاہر کریگا پھڑک پھڑک کے
مریگا یا مسلمان ہوگا اُسکا بھی امتحان ہوگا یہ ذکر تھا کہ رونے کی صدا آئی سحر العجائب نے پوچھا کہ ارے دیکھو تو یہ
کیا ہی دیکھا کہ پچاس ہزار ساحران غدار گریبان چاک چہرون پر خاک چہرے کھبنون کے کٹے ہوئے جسم پر آبلے
پڑے ہوئے بیقرار اشکبار فریاد فریاد کی صدائین بلند لاشہ ایک ساحر کا دوش پر اٹھائے دردمند سامنے
بادشاہون کے رکھدیا سحر العجائب نے پوچھا کہ ارے یہ کسکا لاشہ ہی ساحرون نے عرض کی کہ آپ کے مصاحب جانباز
ساحر شعبدہ باز مہتاب جادو ہاتھ سے قاسم کے مارے گئے متین جادو نے سحر کرکے زمین ہلادی اُس جوان
لال پوش پر سحر تاثیر نہین کرتا تھا جب تو لاچار ہو کر ہمارا افسر مارا گیا وہ وہ سحر کیے کہ اگر کوئی ساحر زبردست انکے مقابلے
مین ہوتا جلکے خاک ہو جاتا مگر لال پوش پر تاثیر نہوئی اپنی بوٹیان کاٹتا تھا ہونٹون کو چباتا تھا آخر مارا گیا سحر العجائب
نے کہا کہ ارے مفصل بیان کرو جوان لال پوش کون شخص ہی ساحرون نے کہا کہ حضور نبیرہ صاحبقران صاحب
شوکت و شان قاسم نوجوان نہین معلوم کسطرح پر قلعہ متین پر آیا متین نے اپنی دختر کو مار ڈالا مگر نہین معلوم کیا ہو
سنتے ہین کہ کوئی عیار تھا اُسنے عیاری کی متین مطیع ہوا قاسم کا غلام ہو گیا مہتاب نے اُسکو شکست دی وہ شیر
پراسے شکار گیا تھا شکار سے جو پلٹکر آیا مہتاب کو مارا اب قلعہ متین پر دو لاکھ اڑھائی لاکھ ساحر و غیر ساحر جمع ہین
اُسکا ارادہ ہی کہ طلسم نور افشان پر آئے قیدیون کو چھڑائے کوکب نے ہنسکر کہا ای سحر العجائب کارخانہ قدرت
پروردگار دیکھا کہ ایک غیر ساحر نے اتنے بڑے ساحر نامی کو مارا فوج ساحران کو شکست دی کچھ کسی کی نہ چلی ہمارے

خویش کا باپ ہی فتاح ممالک سرکوب کافران کشندۂ ساحران شمالیہ باختر مین اُس شیر کے نام سے بڑے بڑے پہلوان کانپتے ہین کسی کی کیا مجال ہی کہ اُس شیر کے سامنے نام جرأت لے رستم ہو پیر زال ہوجائے سہراب وش شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت صفدر وصف شکن نبیرۂ حمزۂ تیغزن سحر العجائب و مصر الغرائب کو کب کو بلوا کر خوب شرمائے سرجھکا لیا کچھ جواب نہ دے سکے یہی جواب تھا کہ جبدن قصد کرینگے مثل ایرج و نوالدہر کے اُنکو بھی پکڑ لائینگے غصے مین حکم دیا کہ ای شاخسار جادو سب قیدیونکو باغ ویران مین لیجاؤ جہانتک ہوسکے انکو تکلیف پہونچاؤ واسطے کیا کرین کہ ہم طلسم منع کرتا ہی ورنہ ابھی سب کو قتل کرتے ان سب کے خون سے ہاتھ بھرتے مگر اندر میعاد کے قتل کرنے مین بڑی مصیبت درپیش ہی اسی بات کا ہمکو بس و پیش ہی شاخسار جادو سب قیدیون کو لیکر باغ ویران مین آئی ایرج نے پکار کر آواز دی کہ ای شہنشاہ کوکب آپ نے سُنا کہ ہمارے قبلہ و کعبہ لڑتے بھڑتے تا بہ قلعۂ متین آگئے ساحر وغیر ساحر سب اُنکے ساتھ جمع ہین انشاء اللہ وہ ہی لڑتے ہوئے آئینگے قبلہ و کعبہ کی کوشش ضایع نہوگی پر ان کو بھی بڑی خوشی حاصل ہوئی باپ سے کہا کہ خدا کسی غیر کا شرمندہ نہ کرائے یہ سب لوگ تو پھر اپنے مقام پر آکر قید ہوئے شاخسار جادو نے نگہبان ان قیدیون کی ہی تکلیف دینا شروع کی کہ بدون میعاد کے یہ لوگ قتل نہین ہوسکتے ایسے صدمے پہونچائین کہ یہ تھیہی تڑپ تڑپ کے مرین مگر سحر العجائب نے بعد جانے قیدیون کے وزیران سلطنت و مشیران ابہت کو جمع کیا کہا صاحبو مین نے تو اسواسطے ان قیدیون کو بلایا تھا کہ ہر مہینے مین جلسہ ہوتا ہی حالات طلسم بیان ہوتے ہین یہ بھی باتون سے ظاہر ہوا کہ فتح ہونا طلسم کا ناممکن ہی یہ بھی واضح رہے کہ اس طلسم نور افشان مین نمونۂ قہر سامری ہی حالات اس نمونۂ قہر سامری کے لکھے جائینگے یقین ہی کہ عجائب و غرائب حجرۂ ہفت بلا کو ناظرین فراموش کرین اب وزیرون نے صلاح دی کہ جس ساحر کا قلعہ راہ مین پڑتا ہو اُسی کے نام حکم ہو کہ وہ جاکر قاسم کو روکے جنگ آغاز کرے آپ کو لکھے کہ کیا سبب ہی جو قاسم پر سحر تاثیر نہین کرتا کوئی تحفہ طلسمی ہی یا اور کوئی شی دستیاب ہوئی یہ حال ظاہر ہوجائے تو خود مابدولت جاکر اُسکا انتظام کرین سرجوش جادو اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ میرا قلعہ قلعۂ متین سے چالیس کوس پر ہی مین جاکر انتظام کرونگا بنیگا تو قتل بھی کرونگا یہ کہکے سرجوش جادو دو لاکھ فوج لیکر چلا یہان قاسم جب لڑائی فتح کرچکے بڑی خوشی حاصل ہوئی متین نے کہا کہ ای شہریار بڑا خدا نے فضل کیا کہ مہتاب ایسا جادوگر قتل ہوا اگر حکم ہو تو جشن کی تیاری کرین قاسم نے نام جشن سُنکر اشک حسرت آنکھون سے ٹپکائے فرمایا ہم کیا جشن کرین کیا عیش و راحت مین مصروف ہون فرزند دلبند ایرج نوجوان ہرچند کہ نورالدہر بھی دعوی بھتیجی ایرج سے کرتا ہی اختیار ہی مین اُسکو بھی بجائے فرزند کے جانتا ہون اُن دونون کا جاکر قید ہونا طبیعت کا یہ حال ہی کہ قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

تشنگی کرتی جو مشتاق دم خنجر سے مجھے
رہگیا دہقان دعاے ابر رحمت مانگتا
دم نکلتا ہی نہین ای حسرت دیدار یار
گور مین چوری کفن جاتا جو خلعت مانگتا
آسکے میری خاک پر روتے حسینان بہشت
سیمتن محبوب ہنستے ہین جو دولت مانگتا
کیا کہون آتش اثر اپنی زبان کمبخت کا

ایک دن فرصت جو مین برگشتہ قسمت مانگتا
آب آہن شیر دایہ کی حلاوت مانگتا
داغ لگتا تھا جنون کو کیا وطن مین کے مین
کاش عزرائیل بھی تیری سی صورت مانگتا
بیرخ ظالم فرد زیار عزرائیل بھی
مین اگر اللہ سے باران رحمت مانگتا
یار کے دل مین کدورت آئی ہی ملتی تو مین
تنگ ملتی گور تیرہ گر فراغت مانگتا

دیدۂ تر لوح کے طوفان کی رخصت مانگتا
تیر باران بلا سے ہوگئی کشت اپنی سبز
چادر گل شمع بالین سنگ تربت مانگتا
دوسرا مجھسا زمانے مین نہین برگشتہ بخت
شمع بالین کیا مین بیمار محبت مانگتا
روز و شب رکھتا ہون آغوش تصور مین نہین
دو گھڑی دل کھو اگر دیے کی فرصت مانگتا
ان کلمات حسرت آیات پر گلگون تا جدار

وشاداب جواہر پوش وسمک یلداقی رونے لگے کہا حضور حقیقت مین ہمکو بخوبی معلوم ہی کہ فوج رنج والم کا
آپ پر ہجوم ہی آپ ہی کا کام ہی کہ اس فکر مین ہم لوگون کی دستگیری فرماتے ہین مقابلے مین ایسے ظالمون کے
جاتے ہین قاسم نے کہا تیاری کوچ کی کرو ہم اپنے کوتا بہ نور افشان پہونچائین متین جادو نے لشکر تیار کیا
بعد کروفر چلے قضاے کار قاسم مبتلاے رنج والم ہین بیٹے کا خیال بہو کی گرفتاری کا ملال سمک نے عرض کی کہ
حضور شکار کھیلتے ہوے چلیے شام کو منزل پر ملجائینگے یہ سنکر قاسم لشکر سے جدا ہوے صحراے سبزہ زار مین شکار کھیلتے ہوے
جاتے ہین سمک بھی طائر شکار کرکے لاتا ہی ار اب پر شکار جمع ہوتے جاتے ہین قاسم نے ایک آہو پر گھوڑا ڈالا سمک
بھی پیچھے رہگیا دس بارہ کوس پر آکر قاسم نے آہو کا شکار کیا اُسی مقام پر کباب لگاے تیغہ سحر کش حمائل ہی کباب
لگا رہے ہین یہ خیال ہی کہ ساتھ والون سے جدا ہوئے دور نکل آئے یقین ہی کہ تلاش کرتے ہوئے ساتھ والے بھی آتے ہونگے
کہ دیکھا سامنے سے گرد اُڑی ایک بادشاہ عالیجاہ کو دیکھا کہ تخت پر سوار تاج ڈھلکا ہوا الباس پھٹا ہوا ساتھ والے
بھی پریشان اُسی صحرا مین آکر اُترا اُس تاجدار کی نگاہ جمال قاسم پر پڑی لشکر اُترواکر خود قریب قاسم کے
آیا شوکت وجلالت دیکھکر جھکجھکر سلام کیا قاسم تو خلق کے پتلے ہین جواب سلام دیکر فرمایا کہ ای بادشاہ عالیجاہ مین نے
آپ کو انتشار مین پایا اسکا کیا سبب ہی ساتھ والے بھی آپ کے پریشان ہین وہ بادشاہ رونے لگا کہا کیا آپ
میرا حال پوچھتے ہین گرفتار دام مصیبت مبتلاے زندان آفت نور نظر سے دور کلیجے کے ٹکڑے سے مہجور میری بارگاہ
مین تشریف لیچلیے تو حال مفصل عرض کرون مگر آپ کے چہرے سے بھی جلالت وریاست ہویدا و ظاہر ہی غلام کو آگاہ فرمایئے
قاسم اُٹھ کھڑے ہوئے ساتھ ساتھ اُس بادشاہ کے اُسکی بارگاہ مین آئے اُسنے قاسم کو مقام صدر پر جگہ دی آپ
ایک کرسی پر آکر بیٹھا عرض کی کہ آپ اپنے نام نامی سے آگاہ کیجیے قاسم نے نام اصلی بتایا وجہ بھی اپنے آنے کی ظاہر کردی کہ
ہم براے فتحی طلسم نور افشان جاتے ہین مگر ای بادشاہ عالیجاہ تمھارے حال کے بہت مشتاق ہوئے اُس بادشاہ
نے سر پیٹا عرض کی کہ ای شہریار میرے ملک کو شہر لات پرستان کہتے ہین اور قلعہ افاقیہ بھی لقب ہی میرا نام
ملک آفاق شاہ اس سن مین خداوند لات ومنات نے ایک دختر آفتاب جمال خورشید مثال عطا فرمائی
بادشاہون نے جابجا سے نامے بھیجے کہ ہمارے ساتھ منسوب کیجیے لیکن باعث یہ تھا کہ وہ نہایت حسین وجمیل تھی یہی
ارادہ تھا کہ کوئی شہریار خوبصورت نیک سیرت ملے تو اُسکے ساتھ نسبت کرین قضاے کار ایک جادوگر رفیق قدیم
بادشاہ طلسم نور افشان کسی وجہ مین ہمارے ملک سے گذرا ملکہ اختر خورشید جمال کسی وجہ سے اپنے کوٹھے پر
تھین وہ جادوگر اُڑا ہوا جاتا تھا اُسکی نگاہ جمال بیمثال پر پڑی عاشق ہوا ساحر خلاف تہذیب لیاقت سے دور اپنے سحر کا
گھمنڈ بلاتکلف میری بارگاہ مین آیا مسطور جادو نام تھا مجھسے کہا کہ اپنی بیٹی کی شادی ہمارے ساتھ کر دیجیے
ورنہ ہم بہت ستائینگے مین گھبرا گیا کچھ جواب نہ دیسکا کہ ایسے مہمل کو کیا جواب دون مگر وزرا نے میرے کہا کہ ای ساحر اپنی
حقیقت کو دیکھ تجھ ایسے سرکار مین ملازم ہین تونے یکایک بلاتکلف ایسا سوال کیا تجھکو ایسا مناسب نہین ہی اس طرح
کے کلمات جو ہمارے وزرا نے کہے وہ غصے مین اُٹھ گیا رات کو سیہ رو آیا نگہبانون کو سحر سے بیہوش کیا ملکہ کو
اُٹھا لیگیا بوقت سحر مجکو خبر ہوئی مان کو اُسکی سودا ہو گیا آب ودانہ بند دائیان و دائین پریشان ملازم مثل آئینہ
حیران اکثر ہرکارے روانہ کیے کہ دیکھو ملکہ کو کہان لیگیا چونکہ وہ ساحر ہی ہم اُسکا کچھ نہین کر سکتے ناچار ہین اگر وہ
ملجائے تو اُسکے ساتھ شادی کر دین اپنے کلیجے کے ٹکڑے کو دیکھ تو لینگے میرے قلعہ افاقیہ سے پانچ کوس پر ایک باغ
تھا اُس باغی نے اُس گل گلزار خوبی کو باغ مین جاکر رکھا ہرکارون نے مجکو خبر دی ہین کہ وہ تنہا اُس باغ مین [illegible]

دیکھا بیٹھا ہوا ہی ملکہ ایک گوشے مین منہہ چھپائے بیٹھی رو رہی ہی مین نے جاکر بحجۂ شامد اُس ملعون کو سلام کیا کہا ای مسطور
تمنے یہ کیا غضب کیا والدین سے بیٹی کو چھڑا یا ہم تمسے وعدہ کرتے ہین کہ ہمارے ملک مین چلو ہم تمھارے ساتھ شادی کرینگے
اُس بیحیا نے غصے مین جواب دیا کہ آپ کسکی شادی میرے ساتھ کرینگے وہ تو میرے نام سے بیزار ہی مین بیٹی کے پاس گیا
کہا کہ ای نور نظر اسکو شہر مین چلنے دو کسی ترکیب سے تمکو بچا ئینگے بلکہ بن پڑیگا تو اُسکو زہر دیکر مار ینگے مگر سرکشی اس سے
مناسب نہین یہ ساحر ہی ہم اُسکا کیا کر سکتے ہین ہر چند کہ دختر کو بہت سمجھایا اُس مغرور حُسن و جمال نے یہی جواب دیا کہ مین تو
اس بیحیا کو جواب بھی بات کا نہ دونگی خواہ مجکو قتل کرے بلکہ آپ میری خبر نہ لیجیے جو میری تقدیر مین ہو گا وہی ہو گا
فکر تردد بیکار ہی مین نے لاکھ سمجھایا اُسکے خیال مین نہ آیا وہ کلمات سرکشی کہے گئی مین مسطور جادو کے پاس آیا کہا
ای برادر اس عورت کے کہنے کا خیال نہ کرو یہ وحشی ہی تم ہمارے ساتھ اسکو لیکر ہمارے ملک مین چلو وہان اسکی مان
موجود ہی دایہ کہ جسنے دودھ پلایا ہی وہ بھی سمجھائیگی تب یہ آپ کا حکم بجا لائیگی اُسنے کہا کہ آپ جائیے ہم ساحر زبردست
ہین کسی کی بات کب مانتے ہین سامری و جمشید کو برحق جانتے ہین ہم راضی کر لینگے مین نے کہا کہ ای برادر ہم اگر
اپنے ملک مین لیجائین وہان جاکر سمجھائین تم بھی چلو اُسنے جھلا کر مجکو جواب دیا کہ ہمارے باغ سے نکلجاؤ ہمارے مقدمے
مین دخل نہ دو ہم اپنی مشکل آپ آسان کر لینگے مین لاچار ہو کر اُٹھا یہ بھی خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہو یہ سحر کرکے مجکو ذلیل کرے
یا قتل کر ڈالے تو مین کیا کرونگا اُٹھکر باہر آیا مگر چلتے چلتے یہی کہا کہ آج شام کو ہم اُس کمبخت کی مان کو لیکر آئینگے
یہانسے کہین اور نہ جائیے گا اُس ملعون نے کچھ جواب نہ دیا یہی کہگیا کہ تم جاؤ ہمین جو بن پڑیگا کر لینگے مین روتا پیٹتا
محل مین آیا اُسکی مان کو خبر دی کہ صاحب نہ گھبراؤ فلان باغ مین مین نے تمھاری صاحبزادی کو دیکھا ہی مین نے چاہا تھا کہ
مسطور کو سمجھاؤن وہ تو جوش مین ہی ملکہ اُسکو قبول نہین کرتین اور فرماتی ہین نہ قبول کرونگی مین نے چاہا اصلاح کرون
ملکہ نے نہین مانا شام کو مین اُس حسرت زدہ کو سوار کرکے باغ مین لایا دیکھا کہ باغ خالی ہی نہ ساحر ہی نہ اپنی بیٹی کو دیکھا
روتے پیٹتے وہانسے پلٹ آئے نہین معلوم وہ بیحیا کہان لیگیا مان تو اُسکی دیوانی ہو گئی جسنے دودھ پلایا تھا اُسنے اپنے
چھری مار لی اپنی جان دی اب مین جنگل جنگل ڈھونڈھتا پھرتا ہون کہین پتہ نہین ملتا اس غم سے آٹھ پہر مثل ابر بہار روتا ہون
ایک مہینہ گذرا تلاش کرتے ہوئے مگر کہین پتہ نہین ملتا قاسم نے کہا کہ ای ملک آفاق شاہ ہم تمھاری بیٹی کو تلاش
کرینگے یا اپنی جان دینگے جس کام پر جاتے تھے اب اُسکو چھوڑا جب تک تمھاری نور نظر کو تمسے نہ ملا ئینگے اپنے کام کو نہ جائینگے
آفاق شاہ نے اس طرح رو رو کر بیٹی کا حسن و جمال بیان کیا اور حسن و جمال کی تعریف کی کہ قاسم نادیدہ اُس
محبوب پر عاشق ہوئے چہرہ زرد دل مین درد لب پر آہ سرد روئے انور پر گرد آفاق شاہ سے باتین کر رہے ہین
کہ سمک یلداقی آکے پہونچا شاہزادے سے ملاقات کی پوچھا کہ کیون کیسا مزاج ہی قاسم سمک کو لیکر گوشے مین
آئے کہا ای یار وفادار و ای مونس غمگسار کیا بیان کرون اس بادشاہ نے ایسی باتین کین کہ دل ٹکڑے ہو گیا انکی بیٹی
کو کوئی ساحر اُٹھا لیگیا ہی اسی الم مین یہ بادشاہ جنگل جنگل مارا مارا پھرتا ہی نہین معلوم وہ ملعون اُس محبوب کو کہان لیگیا
کیونکر پتہ ملے کہان تلاش کرین ہائے محبوب جانی دیار جادوانی ہی تو یہ کیفیت ہی نظم

ملا وہ غمکدہ جسمین چراغ بھی نہ ملا
اسیر کرکے ہمین کیون رہا کیا صیاد
کہ دل بھی ٹھکانے فراغ بھی نہ ملا
دکھائین یار کو کیا جسم داغدار کی سیر

کبھی کبھی لکلے مین لاتی ہون زلف یار کی بو
وہ ہمصفیر بھی چھوٹے وہ باغ بھی نہ ملا
خبر کو یار کی بھیجا تھا گم ہوئے ایسے
نظر قریب ہمین ایک داغ بھی نہ ملا

وہ دل نصیب ہوا جسکو داغ بھی نہ ملا
پھری تو باد صبا کا دماغ بھی نہ ملا
بتون کے عشق مین کیا ہوتی ہمسے یاد خدا
حواس رفتہ کا ابتک سراغ بھی نہ ملا
پھر آئے محفل ساقی مین کیون آنکھ مری

وہ بے نصیب ہین خالی ایاغ بھی نہ ملا
جلال باغ جہان مین وہ عندلیب ہین ہم

چراغ لیکے ارادہ تھا بخت کو ڈھونڈھین
چمن کو پھول ملے ہمکو داغ بھی نہ ملا

شب فراق تھی کوئی چراغ بھی نہ ملا

سمک نے کہا دل کو سنبھالیے ایسے کلمات زبان سے نہ نکالیے آپ کو بڑا مقدمہ درپیش ہی اسکا بڑا اپس و پیش ہی مین وعدہ آپ سے کرتا ہون کہ اسی ہفتے کے اندر اُس ساحر کو جاکر مارونگا اور ملکہ اختر خورشید جمال کو آپ سے ملاؤنگا یہ ذکر تھا کہ لشکر بھی قاسم کا اُسی منزل پر آکر پہونچا قاسم تو اپنے لشکر مین داخل ہوئے مگر آفاق شاہ سے کہگئے کہ تم اسی مقام پر ٹھہرو ہم عیار کو واسطے تلاش کے بھیجتے ہین انشاء اللہ تمھاری دختر کو تمسے ملا مینگے سمک سے کہا جلد تلاش کرو سمک روانہ ہوا دن بھر پھرا شام کو ایک درخت پر بیٹھا ایک طرف روشنی دیکھی کہ شعلے بھڑک رہے ہین بلکے بھبکے کڑک رہے ہین رات بھر سمک نے دیکھا کیا صبح کو اُسی روشنی کی جانب چلا کوس بھر پرآ کے دیکھا کہ باغ ہی گرد اُس باغ کے شعلہ ہاے آتش بھڑک رہے ہین گویا ابر سیاہ باغ پر چھایا ہوا ہی سمک اُس باغ کے سامنے آیا دیکھا کہ زرعۂ نخلستان ہی اُسمین آکر چھپا جب دن گذر گیا شام کو دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام بد انجام کریہ منظر بیقرار و مضطر دیر تک آگ کے سامنے کھڑا رہا آخر کو سحر کیا آگ ہٹی دروازہ ظاہر ہوا ساحر اندر گیا سمک بھی پیچھے پیچھے ساحر کے چلا جب قریب خندق پہونچا دیکھا کہ گرمی آگ کی نہین معلوم ہوتی سمک بھی اندر چلا گیا جاکے ایک طرف چھپا دیکھا اُس ساحر نے چبوترے پر فرش بچھایا ایک چیخ ماری چند کنیزین گوشۂ باغ سے سامنے آئین جھککر سلام کیا کہا اُس ظالم جلاد کو لاؤ ہماری جان پر بنی ہی آج اپنی جان دینگے اُنکو بھی قتل کرینگے کنیزین گئین سمک نے دیکھا کہ قاسم نے جو تصویر تقریر مین دکھائی تھی وہ ہی اختر خورشید جمال دختر آفاق شاہ ایک قفس مین بند دردمند سر خم لبون پر دم ہچکیان لیتی ہوئی چپ خاموش لاکر قفس فرش پر رکھا مسطور جادو بیٹھکر خوشامد کرنے لگا کبھی کہتا ہی کہ اے جان جہان واے تاجدار اقلیم معشوقان مین عاشق زار ہون بہت بیقرار ہون اب لبون پر دم ہی فوج مصیبت آمادہ ظلم و ستم ہی براے لات و مناۃ غلام کو قبول فرمائیے اسقدر نہ شرمائیے ملکہ نے جواب دیا او کمبخت کیون اپنے کو بدنام کرتا ہی عاشق ہونے پر مرتا ہی ذرا خیال تو کر تو اس لایق ہی کہ تجکو مین قبول کرون تو جلد مجکو قتل کر تیرے دل کو خوشی ہو جائے خبردار اب کبھی ہمسے ایسا سوال و جواب نہ کرنا سمک دیکھ رہا ہی کہ مسطور جادو کیسا اُسپر جھلا رہا ہی ملکہ نہین مانتی سمک بتعجیل ایک ضعیفہ کی شکل بنکر آیا جھککر مسطور کو سلام کیا بلائین لین کہا بھوکی ہون مسطور نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا والدہ ماجدہ مین نہایت مجبور و لاچار ہون اس ظالم پر جان جاتی ہی یہ نہین قبول کرتی ہی بڑھیا نے کہا بیٹا چلا کر نہ کہو عورت سُنیگی مغرور ہو جائیگی مرد تماشبین کو واجب و لازم ہی کہ اپنی چاہت عورت پر نہ ظاہر کرے تو تو ایسا چاند کا ٹکڑا ہی جو دیکھے دل و جان سے عاشق ہو مگر تو نے کوئی خطا کی مین دو باتین پوچھ اُسکو راضی کردون بعنایت سامری و جمشید مجھسے انکار کرسکے کیا مجال یقین تو یہی ہی کہ وہ خود تجھپر مرتی ہوگی تیرے اس ظلم و بدعت سے اُسنے انکار کیا مین ابھی دریافت کیے لیتی ہون یہ کہکر بڑھیا ہنستی ہوئی چٹکیان بجاتی ہوئی قریب قفس کے آئی پکار کر کہا کہ کیون بنو ن میرے بچے نے تمھارا کیا لیا کیا نقصان کردیا کہ تم اس بھولے مرد کو جلاتی ہو ایسے مرد کسی کو نصیب ہوتے ہین دیکھو ناک کتنی بڑی ہی دل خوش ہو گیا ہوگا اگر اسپر بھی پسند نہ آیا تو کیسا آدمی ڈھونڈھتی ہو کچھ مجھسے ارشاد تو ہو ملکہ نے لڑکھڑاتی ہوئی زبان مین جواب دیا کہ او بڑھیا کیا بیہودہ بکتی ہی ہمکو یہ بات اچھی نہین معلوم ہوتی بڑھیا نے سر جھکاکر کہا کہ بی بی مین عیار ہون ملک آفاق شاہ نے مجکو بھیجا ہی مین ابھی اسکو مار کر آپ کو لیجاؤنگا ملکہ خوش ہوگئی کہا مادر مہربان تیرے منھ مین گھی شکر شب صحبت ناجنس مین نہین معلوم کیونکر گذرتی ہی یہ بدنصیب نہ جلتی ہی نہ مرتی ہی کیون مادر مہربان کیا کہون یہ سمجھا مجکو ہاتھ لگائے سمک نے کہا یہ تو بتاؤ یہ کنیزین اصلی ہین کہ نقلی ہین ملکہ نے

جواب دیا کہ یہ سب بنائی ہوئی ہین سمک نے کہا صرف تم اتنا کہدو کہ جو کچھ بڑی بی کہتی ہین مجکو منظور ہی ملکہ نے کہا بڑی بی ہنستی ہوئی پاس مسطور کے آئین کان پکڑ کے ایک طمانچہ مارا کہا کیون رے گدھے مورکھ آج تک عورت کے مزاج کو نہین پہچانا بدعت کرنا شروع کردی وہ خود تجھپر جان دیتی ہی یہی کہتی ہی کہ مجکو میرے مان باپ سے کیون چھڑایا اسکا زبردستی پر جان دونگی بلاکر محفل مین بٹھا مین گاؤنگی شراب پلاؤنگی مطلب بھی ہو جائیگا مسطور چپ ہو گیا ملکہ کو قفس سے نکالا اپنے پہلو مین بٹھایا بڑھیا نے باپان کھینچا گنگنا کے یہ غزل گانے لگی نظم

مین خوش انسے مرا خدا خوش
تھی یہ ہنسی کہ تم ہو کیا خوش
ظاہر مین ملول دل مین تھا خوش
پھر بھی تو نہین ہی آشنا خوش
سو رنج دیے تو مین رہا خوش
کس دن کوئی ہمنشین اٹھا خوش

کیا کیا ہوئے آسمان کو رنج
برباد کسی کی خاک کرکے
کہتے ہین مجھے وہ دیکے دشنام
مین نے جو کہا کہ مسکرا دو
پھر دل کوئی آہ سرد کھینچے

دیکھا جو نہین ہمین ذرا خوش
کیا پھرتی ہی کو بکو صبا خوش
گالی ہین بھی ہی یہ بیجا خوش
کہتے ہین مزاج آپ کا خوش
اس باغ کی بھی ہی کیا ہوا خوش

کافر ہو بتون سے ہو جو ناخوش
دشمن سے خفا جو ہو گئے وہ
ہنستے تھے وہ رونے پر جو میرے
بیگانہ ہوا ہون اک جہان سے
بات ایک بھی کی جو انسے ہنسکر
پہلو سے جلال کے بجز درد

سمک نے جو یہ غزل گائی مسطور جادو جھومنے لگا کہتا تھا کہ اے مادر مہربان آپ کاش نہین کبھی مین نے گویون کو بھی ایسا گاتے نہین دیکھا آپ کے گانے نے دل بیچین کر دیا بڑھیا نے جام شراب لبریز کیا اپنے ہاتھ سے مسطور جادو کو پلایا آخر مسطور لڑکھڑا کر گرا سمک نے خنجر سے اسکا سر کاٹا مرتے ہی اسکے تمام کنیزین پانی ہو کر بہگئین چند جو باقی رہین وہ قدمون پر گرتی تھین کہ ہم دیہات کے رہنے والے ہین ہمین زبردستی برائے خدمت اٹھا لایا آپ جیسا فرمائین بجا لائین سمک نے انکو بھی آزاد کیا ملکہ کو قفس سے نکالا باتون باتون مین عطر بیہوشی سنگھا کر بیہوش کیا پشتارہ باندھ کے لے بھاگا ایک مقام پر آکے پہونچا دیکھا کہ ایک جھیل کا پانی جوش مار رہا ہی دل بھر آیا جوش مین پیاس کے پشتارہ تختۂ سنگ پر رکھا پانی پیا ٹہلنے لگا کہ صحرا سے گرد اڑی ایک جوان کو دیکھا کہ گھوڑا اڑائے ہوئے آتا ہی نگر خواہان شکار باز بلند پرواز اڑاتا ہوا طاؤس کو باز نے گھیرا ہی مارتا ہوا طاؤس کو زمین پر لاتا ہی جوان تماشہ دیکھتا ہوا اپنے باز کی تعریفین کرتا ہوا گھوڑا اڑائے ہوئے آتا ہی ایک مقام پر باز نے طاؤس کی آنکھ مین پنجہ مارا طاؤس زمین پر گرا جہان پشتارہ ملکہ کا رکھا تھا وہین وہ جوان کو دپڑا چھونکا ہوا کا چلا گوشہ ردا منھ پر سے ملکہ کے ہٹگیا تاجدار کی نگاہ پڑی جمال جہان آرا دیکھکر مرگیا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا سمک نے چاہا دوڑکر پشتارہ اٹھا لون جوان سد راہ ہوا کہا کہ او شخص تو بردہ فروش ہی اس معشوق پری چہرہ کو کہان سے لایا اور کہان لیجائیگا سمک نے سب کیفیت مفصل بیان کی یہ بھی کہدیا کہ مین عیار ہون قاسم کا خبردار اسکے لینے کا ارادہ نہ کرنا ورنہ ملک و مال سب لٹجائیگا اگر قلعہ آہن مین جاکر رہیگا وہان بھی میرا آقا پہونچیگا وہان آکے دعوی معشوق کریگا اس تاجدار نے برچھا سینے پر سمک کے رکھدیا کہا ہی شرط کہ مارون سینے کے پار گذر جائے سمک نے دیکھا کہ جان جاتی ہی پنجہ کھینچکر لڑا سمک زخمی ہوا ہزار جوان اسکی پشت پر تھے ڈھونڈھتے ہوئے آگئے اس تاجدار نے حکم دیا کہ لاؤ محافہ حکم کی دیر تھی محافہ حاضر ہوا سمک حالت زخمداری مین روتا چلاتا رہگیا اس جوان نے ملکہ کو محافے مین سوار کرلیا اس حال پر ملال مین بھی سمک نے بڑھکر دامن پکڑا کہا یا تو مجھے بھی مار ڈالیے یا اپنا نام بتایئے مجکو بتانا پڑیگا وہ شیر بیشۂ جرات نہ مانیگا عنقریب چڑھ آئیگا اس تاجدار نے کہا کہ کہدینا سلطان تاجدار مالک سرحد کاؤسیہ قلعۂ کاؤسیہ میرا مقام ہی وہان کا بادشاہ ہون اگر نبیرۂ حمزہ سنیگا تو ہمارا کیا کریگا ڈیڑھ لاکھ فوج رکھتا ہون خود جری بہادر صف شکن ہون بڑے بڑے پہلوان مجھسے آکے لڑے میرے زور سے زیر ہوئے یہ کہکے محافے کے پائے پر ہاتھ رکھا ایک طرف روانہ ہو گیا سمک حیران

دکھتار لگیا جب وہ دو کوس پر نکل گیا تو سماک افتان و خیزان مجبور و لاچار و خمدار و بیقرار و اشکبار خدمت مین قاسم کی آیا قاسم نے سماک کو دیکھتے ہی آواز دی شعر ای پیک راستان خبر یار مابگو + احوال گل ببلبل بستان سرا بگو + دیگر از کجا میرسی ای ہدہد فرخندہ قدم + باد قربان سرت حلقۂ مرغان ارم + کہو بھائی کہین پتہ لگا یا اُس گرفتار دام مصیبت کا کہین پتہ ملا اپنا تو یہ حال ہی نظم

کمان کھینچے ہی وہ ادر ہم خجالت سخت جانی سے
کیا کرتے ہین کیا کیا پیچ کی تقریر اگر ہم
لگی آگ آتش غم کو زبان خامہ شعلہ ہی
کہ سر سے باندھتے ہین پانون کی زنجیر اگر ہم
نہ تھی مسجد مین برکت ورنہ وہ بت رام ہوجاتا

غم ابرو مین بھرتے ہین دم شمشیر اگر ہم
وہ دل توڑے ہی اپنا اور اُسکے تیر اگر ہم
ہوئے تم کیون خفا نا شیر سے آہ رسا کی اب
جلا دیتے ہین سو سو خط دم تحریر اگر ہم
یہ اب کیون پڑ گئے جون گلدستہ تا بدن درگن
گئے مومن فسون پڑھنے پے تسخیر اگر ہم

کیا کرتے ہین اپنے قتل کی تدبیر اگر ہم
کسی کے زلف پیچیدہ کے کیا سودے مین گھیر ہین
کیا کرتے تھے یہ تو پہلے بھی تقصیر اگر ہم
عجب حالت ہی سودے مین تری زلف مسلسل کے
اُنہی رو کتے تھے نالہ شبگیر اگر ہم

اسطرح یہ اشعار قاسم نے رو رو کر پڑھے جی مین سماک کہتا ہی کہ ای سماک اگر سامنے انکے معشوق کا ملکہ چھینا جانا بیان کردنگا ایسا نہ ہو کہ دم دشمنون کا تڑپکر نکلجائے کہا ای شہریار آپ اپنی بیقراری کو دکھین جب کرین تو حال عرض کرون قاسم نے کہا کہ کیا سحر کہ گذرا سماک نے عرض کی کہ مین نے جا کر مسطور کو مارا ملکہ کا پشتارہ لیکر چلا ایک مقام پر پانی پینے کو ٹھہرا پناہ پانی مشکل ہوئی پانی پینا میرے واسطے زہر تھا ایک نوجوان موسوم بہ سلطان تاجدار بادشاہ قلعہ کاوسیہ برائے شکار آیا تھا وہ غلام کو زخمی کرکے ملکہ کو چھین لیگیا کچھ زور میرا نہ چلا ہزار جوان اُسکے ساتھ تھے نام و نشان دریافت کر لیا قاسم نے ہتھیار اُسی وقت جسم پر لگائے تیغہ سحر کش بھی حمائل کیا ہر چند کہ سماک نے کہا لشکرکشی کیجیے قاسم آتش خو شعلہ مزاج کب مانتا ہی نکلکر پشت مرکب پر سوار ہوا گلگون تاجدار و شاداب جواہر پوش و آفاق شاہ یہ خبر سُنکے دوڑے ہوئے آئے کہا کہ ای سماک جو گستاخی کر گیا اُسکا کیا نام ہی سماک نے جو سلطان تاجدار کا نام لیا آفاق شاہ مثل بید کے تھرایا کہا کہ ای شہریار وہ زبردستان روزگار سے ہی لشکرکشی کرکے چلیے یکہ و تنہا جانا مناسب نہین ہی قاسم نے کسی کو کچھ جواب نہ دیا پشت مرکب پر سوار ہوکے چلے لاکھ گھر کا جھڑکا سماک نے کہا کہ مین ساتھ نہ چھوڑونگا سردار بھی فوراً تیار ہوئے لشکر مین قرنا ہوئی عقب مین قاسم کے کل لشکر چلا یہان سلطان تاجدار جو ملکہ کو لیکر اپنے قلعے مین آیا ایک مکان عمدہ مین اُتارا ملکہ روتی ہوئی اُتری سلطان نے کنیزین بھیجین ملکہ نے کسی سے کلام نہ کیا سلطان نے چاہا کہ مین تخلیے مین آؤن ملکہ نے کنیزون سے کہا کہ سلطان سے کہدو خبردار یہان آنے کا ارادہ نہ کرین مین بدون اپنے باپ کے حکم کے کسی کا سامنا نہین کرسکتی ہون اگر یہان آئیگا مجکو زندہ نہ پائیگا انگشتری الماس کی میرے پاس موجود ہی فوراً کھا لونگی اپنی جان دونگی بہت پچھتائیگا تیرے کیا ہاتھ آئیگا سلطان دربارہ دری سے منت خوشامد کرتا ہی کہ کُل ملک و مال کا آپ کو اختیار ہی یہ غلام آپکا تابعدار ہی لاکھ یہ چیختا پیٹتا مگر ملکہ نے اسکا آنا قبول نہ کیا رنجیدہ و کبیدہ آرامگاہ مین بیٹھا مگر اُداس پریشان رفقا نے حال پوچھا سلطان نے ٹھنڈی سانس لی کہا یارو کیون شکار کر گیا تھا خود شکار ہوا نظم

تحیر نگہ شوق خود حجاب ہوا
وہ آئے کیا شب وعدہ قیامت آپہونچی
نگاہ یار کی ٹھہری مرا شباب ہوا
لبون پہ جان جو آکر ٹھہر گئی دم نزع

تحمل جو پیکے مین اک ساغر شراب ہوا
ستارہ بخت کا چمکا تو آفتاب ہوا
سنبھالتے دل بیتاب کو فراق مین کیا
کسی کے بوسون کا ارمان سدباب ہوا

نہ آنکھ دیکھ سکی جب وہ بے نقاب ہوا
سبو عرق سے بھرے تجھہ یہ آب آب ہوا
لگی نہ دیر جدائی مین دل کو پھر جلتے
اثر نہ آہ مین ٹھہرا وہ اضطراب ہوا
نگاہ دیکھتی ہی اُسکی کہ اُٹھیے محفل سے

جو دل کو بار ہوا کیا وہ باریاب ہوا
وہ مست ہون کہ مرے ہوش کے تجسس مین
تو کوے یار مین مجھپر یہ کیون عذاب ہوا
نکالی آکے جوانی نے بھی نہ دل کی امنگ
تیلیون سے جلال اور اضطراب ہوا

ہماری آنکھون مین آنکی آرزو ہی رہی
بہت سا پیر خرابات بھی خراب ہوا
مین کیکے آرزوے وصل آپ پچھتایا
بھلا ہوا کہ نہ شرمندہ شباب ہوا

تمام عمر نہ بیدار بخت خواب ہوا
اگر بہشت ہی یارب مقام آسایش
مرا سوال ہی گویا ترا جواب ہوا
ولا سے دیکے کسی نے ستم کیا ہمپر

جب سلطان تاجدار نے اس حسرت دیاس سے یہ اشعار پڑھے سب گھبرا گئے کہا کہ ای شہریار اپنے کو سنبھالیے ایسا نہو کہ دشمنون کی جان کا ضرر ہو کوئی اپنے کو ایسا پریشان کرتا ہی ایک زن صحرائی اسپر آپ اسقدر مبہوت ہین حال تو مفصل ہمسے کہیے سلطان تاجدار نے کہا کہ ایک عیار طرار ہی محبوب ستم شعار کو لیے جاتا تھا مین نے اُس سے چھینا اُسنے کہا کہ آفاق شاہ کی بیٹی ہی قاسم نوجوان نبیرہ صاحبقران اسپر عاشق ہین ای نوجوان دیکھ بڑی مشکل پڑیگی مین نے نہ مانا چھین لایا وہ مجھسے بیزار ہی اب مین لاکھ منت کرتا ہون وہ جلاد پیشہ نہین مانتی نام قاسم کا سُنکر سردارون نے کہا یہ تو آپ نے بڑا غضب کیا وہ شیر بیشۂ صاحبقرانی جرأت مین لاثانی صورت مین یوسف ثانی بہزاد و مانی اگر ہوتے تصویر اُسکی کھینچکر خود مبہوت ہوتے اس مہجبین نے بھی اُس جوان کو دیکھا یا نہین سلطان نے کہا کہ طریقے سے معلوم ہوتا تھا کہ ابھی تک اسلیے اُسکے سامنا نہین ہوا وہ جوان نادیدہ اسپر عاشق ہوا ہی اپنے عیار کو بھیجکر مسطور جادو کو قتل کرایا اب لیکر اپنے آقا کی خدمت مین چلا تھا مین چھین لایا سردارون نے کہا ہرکارے مقرر کیجیے یہ مسلمان ادرون کے لیے کیسی کیسی کوشش کرتے ہین نہ کہ اپنے معشوقے مین جان دینا اُنکے نزدیک ادنی سی بات ہی اُنکی لڑائی نہین کرامات ہی صحرا مین گیے شکار لائے بھائی بند جمع ہوئے ایک جگہ بیٹھکر کھاتے ہین جرأت کا بڑا خیال ہو کمین وہ ہی کرین خواہ جیئین خواہ مرین صاحبان تواریخ نے ان سبکے حال مین کتابین لکھی ہین دو مشتہر بھی ہو گئی ہین آپ کے کتب خانے مین بھی یہ کتابین موجود ہین اگر آپ خواہش کرین تو ہم وہ کتابین نکلوا دین اس سودے کو دل سے نکالیے یہ معشوقہ کبھی آپ کے قبضے مین نہین آئیگی سب کتابون مین ہی دیکھا کہ جسپر یہ عاشق ہوئے وہ عورت ان ہی کے قبضے مین آئی یہ حال سُنکر سلطان تاجدار نے آہ کی کہا بار دگر آہ کر دل کو سمجھاؤن زہر کھا کے جان دون نظم

تو ہمجانہ و ہم جانانہ دل
محبت ہر جا بزے کنہ گرم
جو جنون ثابت مخفی بہرکو

خیالت میہمان خانہ دل
تو ئی شمع و منم پروانہ دل
مرا شد بر ملا افسانہ دل

زلیخا دار از تصویر حسنت
لکن ساقی دلم خون بھر جامی

منقش کردہ ام کاشانہ دل
کہ شد پر خون دل و پیمانہ دل

مین ہرچند چاہتا ہون کہ ضبط کرون نہین ہو سکتا مین نے بہت بہت ربط و ضبط کیا سردارون نے عرض کی کہ ہمارا کہنا کیجیے ہرکارے روانہ ہون یقین ہی کہ وہ جوان رعنا آتا ہوگا خواہ اکیلا خواہ مع فوج یہ سنتے ہی سلطان نے ہرکارون کو حکم دیا کہ قلعے سے باہر دو کوس پر جاؤ جس طرح وہ جوان آتا ہو اُسکی خبر ہمکو پہونچاؤ وہ ہرکارے تیز رو روانہ ہوئے مگر سلطان بیقراری مین پہلو بدل رہا ہی کبھی ٹھنڈی سانس بھرتا ہی کبھی اُٹھتا کبھی بیٹھتا کبھی کہتا ہی کہ صورت اس ظالم کی آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی تم لوگون سے کیا بیان کرون مین نے تمام اسباب عیش و نشاط جوڑے بھاری صندوقچے جواہرات کے بھیجے ہین آج تک اُسنے لباس نہین تبدیل کیا اگر آفتاب عالمتاب طالع ہی یا ستارۂ سحری ساطع ہی بقول شاعر نظم

ہوئی ہی ماہ نو کی ترقی کمال سے
بوسہ جو مانگا یار نے ہنسکر دیا جواب
اس صید کو بلائی محبت ہر جال سے

جز رنج کچھ حصول نہین قیل و قال سے
سچ تو یہ ہی کہ مجکو ہی نفرت سوال سے
یہ آرزوے دل ہی اگر وہ الگ ملین

دونا ہنے دغ یار ہی حسن و جمال سے
کیا فائدہ حضور جواب و سوال ہے
دل کو خیال گیسوے جانان غضب کا ہی
ہونٹون سے ہونٹ گال ملون اُنکے گال سے

قانع ہو گر تو نعمت عظمے سمجھ اُسے
ہر لقمۂ آفتاب دو چنداں ہلال سے
ایسا بھی بیخبر نہیں کوئی جہان مین
ہر نوجوان تنگ ہی اس پیرزال سے

الجہائے نان خشک جو اکل حلال سے
مضمون میان یار کا باریک ہی بہت
آگاہ مدتون سے نہین اپنے حال سے
کیا نور جلد ترک ملاقات ہو گئی

جتنی بھی دن سے حسن رخ یار بڑھ گیا
نازک ہی بات کیون نہو باہر خیال سے
دنیا کے گھر سے نہین آرام ایک کو
دو دن بھی شاد اُس بت شیرین مقال سے

سلطان کا تو محفل مین یہ حال ہی کہ بات بات پر روتا ہی اشکون سے منھ دھوتا ہی مگر ہرکارے جو بیرون قلعہ گئے تھے دو کوس پر جاکے ٹھہرے کہ دیکھا گرد اُڑی ایک جوان لال پوش بصد جوش و خروش گھوڑے کو ڈالے ہوئے آتا ہی پشت پر دور دور ہزارہا سوار و پیدل فوج کے دل کے دل رواروی کرتے ہوئے چلے آتے ہین ایک ہرکارہ کھڑا رہا ایک بھاگا سامنے سلطان کے آیا عرض کی کہ وزرا سچ کہتے تھے وہ جوان لال پوش مع فوج بیشمار آپہونچا ملکہ آفاق شہزادہ باپ بھی اس شاہزادی کا ساتھ ہی اور کئی تاجدار بڑے بڑے سردار فوج بیشمار پشت پر چلے آتے ہین وہ جوان سب کے آگے اس جوش و خروش مین آتا ہی تیور سے اُسکے یہ ظاہر ہی کہ آتے ہی قلعے مین گھس پڑیگا دم بھر باہر نہ ٹھہریگا سرکار کو مشکل پڑیگی یہ سنتے ہی سلطان اُٹھ کھڑا ہوا کہا فوراً مین قرنا ہو دو لاکھ فوج لیکر سلطان باہر نکلا کنیزون نے ملکہ کو بھی خبر سنائی کہ آپ کے باپ شاہزادہ قاسم کو ساتھ لیکر آئے ہین یا تو ملکہ رو رہی تھی نام قاسم کا سنکر ہنسنے لگی کنیزین جو گرد بیٹھین اُسنے کہا کہ باپ کو تو جوش محبت مہر پدری ہی مگر یہ بیچارہ کیون مصیبتیں اُٹھا رہا ہی اُسی کے عیار نے جاکر مسطور کو مارا مجکو قید سے چھڑایا وہی مجکو لیے ہوئے جاتا تھا کہ سلطان نے چھین لیا یہ قزاقون کی حرکت ہی کہ کیونکر کہون قلبی محبت ہی کنیزین سب سلطان تاجدار کی ہین سر جھکا کر چپ ہو گئین کوئی جواب نہ دیسکی گر سلطان تاجدار دو لاکھ فوج کو ساتھ لیے ہوئے کوس بھر قلعے سے آگے بڑھا تھا کہ دیکھا قاسم نوجوان پشت پر کل فوج گلگون تاجدار و شاداب جواہر پوش و ملکہ آفاق و منصور باختری رواروی کرتے ہوئے آتے ہین قاسم نے دیکھا کہ سلطان تاجدار فوج بیشمار لیے ہوئے کھڑا ہی قاسم نے مرکب بڑھایا نعرۂ شیرانہ کیا پکار کر آواز دی کہ او سلطان تاجدار کیا تو نے قزاقون کی حرکت کی کہ ایک عیار کو زخمی کر کے عورت کو چھین لیا بہتر اسی مین ہی کہ محافے مین سوار کر کے ہمارے پاس روانہ کر دے ورنہ قیامت برپا کر دونگا اسکا باپ میرے ساتھ ہی ناراض عورت کو تو کون رکھنے والا ہی یہ کیا ظلم کا طریقہ نکالا ہی سلطان نے آواز دی کہ او جوان تجکو اپنے زور بازو کا بڑا گھمنڈ ہی اب تو شام قریب ہی کل صبح کو میدان کارزار مین خون کے دریا بہینگے ہم بھی نہ خاموش رہینگے یہ سنکر قاسم اُسی مقام پر اُتر پڑے فوج بھی فروکش ہوئی بارگاہ مین آکر داخل ہوئے سب سردار آکر بیٹھے سلطان نے حکم دیا طبل جنگی بجے مین خود اس جوان سے مقابلہ کرونگا طبل جنگی پر چوب لگا ہرکارے جو قاسم کے بامر جاسوسی لگے ہوئے تھے خبرین لیکر خدمت مین شاہزادے کی حاضر ہوئے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی قطعہ

یارب نہال دولت تو سرفراز باد
درہاے فتح بر رخ بخت تو باز باد
حاجت مدام و دور زمانت بکام باد
اقبال بر دوام و شرف مستدام باد

شہریار کی عمر دراز ہو کہ سلطان تاجدار نے طبل جنگی بجوا دیا کل اُسکا ارادہ ہی کہ تمکو مقابلہ کرے قاسم نے سمکر فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی بعنایت رب اکبر طبل جنگی بجے انشاء اللہ حریف کو جواب دینگے تیاریان لشکرون مین ہونے لگین چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا ایسے شہنشاہ زرین پوش نے تاج شعاع سر پہ رکھا نیزۂ خطوط شعاعی ہاتھ مین لیا تیغۂ مہر کو حمایل کر کے توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا قطعہ

روز دیگر کین جہان پر عزو
یافت از سر چشمۂ خورشید نور
ترک روز آخر این زرین سپر
ہندوی شب را بہ تیغ افگند سر

سلطان تاجدار بصد شوکت و وقار مسلح ہو کر پشت مرکب پر سوار ہوا خود زرین سر پر رکھا تیغۂ آبدار حمایل زیب کمر اس کر و فر سے دو لاکھ فوج ساتھ لیکر میدان کارزار مین آیا

ادھر شاہزادۂ خاور سپاہ بصد شوکت وجاہ مرکب باد رفتار پر سوار پشت پر پیدل سوار دس دار گھیرے ہوئے میدان مین آکر پہونچے پرے جمنے لگے نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کھکرہٹے اور مذمت دنیا مین یہ شعر پڑھے مخمسہ

گئے کل سوئے گورستان جو ہم باخستہ حالی تھے | مقابر جتنے دیکھے ہمنے خستی پائمالی تھے | یہ دو مصرع لگے اُن جا بمضمون خیالی تھے
بہیا گرچہ سب اسباب ملکی اور مالی تھے | سکندر جب چلا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے

تمام سپاہی وجوانان شمشیر زن وصف شکن جھومنے لگے لطف دنیا نگاہون سے گر گیا سامان موت کا آنکھون کے نیچے پھر گیا سلطان نے گھوڑا اپنا بڑھایا کہ شبدیز چالاک دست اسکا سپہ سالار گینڈے کو بڑھا کر صف سے نکلا پکار کر آواز دی کہ ای شہنشاہ جہانگیر کس دن کے واسطے ہین ہم آپ کو مقابلے مین نبیرۂ حمزہ کے نہ جانے دینگے ہم جا کر مقابلہ کرینگے ابھی مشکین باندھکر لاتے ہین اس جوان نے بڑی بے ادبی کی بے ادبی کی سزا دونگا ساری سپاہگری بھلا دونگا ایسے ایسے لاف وگزاف کرتا ہوا میدان مین آیا سلح شوری دکھائی جب خوب گینڈا اسکا عرق کر لایا گینڈے کو روک کا پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان وای زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے نکلکر مجھسے مقابلہ کرے قاسم نے مرکب بڑھایا آفاق شاہ نے عرض کی کہ غلام جا کر مقابلہ کرے حضور ملاحظہ فرمائین آپ ہمارے سردار معین ومددگار ہین قاسم نے کہا کہ آپ ٹھہرین مین اس مکار کو جواب دیتا ہون آفاق شاہ کو روککر مرکب زہرہ جبین سلیمانی کو بڑھایا مقابلے مین شبدیز کے آئے تگادرزن ہوئے پانچ قدم اسکا گینڈا تین قدم انکا مرکب ہٹا شبدیز نے کہا اسے جوان حرب کرلے کہ کوئی حوصلہ باقی نہ رہے مین جسکے مقابلے مین نکلا وہ میرے ہاتھ سے مارا گیا کبھی حریف میرا زندہ نہین پلٹا قاسم نے کہا ہمارا دستور نہین ہی اگر ہم مسلمانون کا طریقہ پیش دستی کا ہوتا تو بیخ کفر کو کھود کر پھینکدیتے جب تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا تو ہم بھی نبرد کرینگے شبدیز نے نیزہ مارا قاسم نے نیزے کو نیزے پر روکا نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کامل نیزہ دیا قاسم نے ایک مقام پر گانھکر جھٹکا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے شبدیز کے نکلگیا ساری بگدھریان بھولا بدلگامی کرنے لگا قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ لگایا قاسم نے بلارک افراسیابی پر روکا جیسے ہی وہ تلوار مار کر پلٹا کہا اوجوان یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا شبدیز نے سپر کو اُٹھا دیا سپر کٹی تلوار سر پر چلی اُسنے اپنے کو کفل پر گینڈے کے ہٹایا تلوار ترپکر گینڈے کی گردن پر پڑی گینڈے کی گردن کٹی شبدیز گینڈے سے گرا قاسم نے چاہا پامال کرکے نکلجاؤن اہلیان فوج نے جو یہ دیکھا کہ سلطان تاجدار نے بھی آواز دی کہ یارو میرے سپہ سالار کو بچاؤ تمام فوج جا پڑی سلطان تاجدار بھی تلوار کھینچکر جا پڑا ہمراہیان قاسم بھی آپڑے دونون لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی مگر سلطان لڑتا ہوا جاتا ہی قاسم صفون کو درہم وبرہم کرکے شیرانہ نہنگانہ سامنے سلطان کے پہونچے آواز دی کہ اوجوان کہان جاتا ہی مردان عالم سے آنکھ چار کر تیری بے اعتدالی بہت ناپسند ہوئی ہمنے بھی خبر پائی ہی کہ وہ شاہزادی تیرے نام سے بیزار ہی تونے زبردستی اپنے قبضے مین رکھا ہی سلطان بھی جھلایا ہوا تھا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم پر برس پڑا مگر قاسم نے سب وار رد کرکے نعرہ کیا کہ اوجوان ایک وار مردان عالم کا قبول کر جو شبدیز پر گذری اُٹھو سے تجھپر بھی وہی گذرے یہ کہکے ہاتھ بلارک کا مارا سلطان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا شبدیز نے جو یہ معرکہ دیکھا یہ تو صحیح وسالم اٹھا پشت پر سے آن کے قاسم کے ہاتھ مار دیا جب تک قاسم پلٹین تلوار پڑی سر قاسم کا زخمی ہوا قاسم کو بہت ناگوار ہوا غصے مین سلطان کو چھوڑا طرف شبدیز کے پلٹ پڑے کہا او ستارہ پیشانی یہ تونے کیا حرکت کی مردان عالم کے ساتھ مکر کیا اُسنے پھر تلوار کا ہاتھ مارا اگرچہ بوندین خون کی چہرۂ زیبا پر ٹپک رہی ہین زخم کا کچھ خیال نہ کیا تلوار کا ہاتھ مارا شبدیز نے آواز دی کہ ای شہریار وای سلطان تاجدار جس طرح مین نے آپ کو بچایا تھا آپ بھی

مجکو بچایئے سلطان جا پڑا اُسنے مرکب کی پشت پر سے آنکر ہاتھ مارا زخم سر قاسم چو پارہ ہوگیا یقین تہا کہ گھوڑے پر سے گرے گلگون تاجدار جا پڑا اسنے سامنا کیا قاسم کو ہٹایا سماک نے باگ پر ہاتھ ڈالکے قاسم کو الگ کیا مگر سلطان تاجدار و شبدیز نے ملکر گلگون کو بہی زخمی کیا جوش محبت فرزند مین باپ بہی اسکا آپڑا دونون سردارون نے اسکو بہی زخمی کیا منصور باختری بہی خوب لڑا اہتو سلطان تاجدار کا قاعدہ ہوگیا کہ جو پہلوان سامنے آگیا شبدیز نے پشت پر ہاتھ مارا سلطان نے زور سے تیغہ لگایا چالیس پہلوان قاسم کے مارے گئے بارہ سردار زخمی ہوئے قاسم تو بیہوش ہوگئے ہین کوئی ایسا افسر لشکر مین قاسم کے باقی نہ رہا کہ فوج کو ترغیب دیکر لڑائے فوج نے شکست فاش کہائی پیچھے ہٹے کفار نے پیچھا نہ چھوڑا سماک سب کو ہٹا کر پڑاؤ پر لایا اُن ناریون نے خیمون مین آگ لگا دی خزانہ لٹگیا سماک نے سب کو سمیٹ کر اپنے ہمراہ لیا پڑاؤ پر آیا دیکھا پڑاؤ پر آگ لگی ہی خزانہ لٹ رہا آخر کو پڑاؤ بہی چہوٹا تین کوس ہٹکر ایک صحرا مین اُترے سلطان تاجدار نے مال مسلمانان لٹوالیا بہ فتح و فیروزی بارگاہ مین اپنی پہونچا اور خداوند لات و منات نے بڑا فضل کیا بڑے ظالم سے مقابلہ تھا یہ جوان بڑا زبردست ہی شبدیز کو بڑا بہاری خلعت دلا کہا کہ ای شبدیز تمنے بڑا کام کیا تمہاری وجہ سے لڑائی فتح ہوئی تمنے آج بڑا کام کیا ایسی ترکیب کی کہ مسلمانون کو کچھ نہ بن پڑا آخر شکست فاش ہوئی یہ لوگ شکست کہاتے ہین ہر جگہ اپنی جرات دکہلاتے ہین اب کیا سنبھل سکتے ہین جسوقت مین نے قاسم کو دیکھا میرا کلیجہ منھ کو آگیا قلب تہرا گیا مگر ہائے کیا کرون دل کا عجب حال ہی

غزل

قلب پر ہجوم غم و ملال ہی
اک نظر دیکھنے سے سر تن سے جدا ہوتا ہی
ہاے پرہیز سے یہ درد سوا ہوتا ہی
جان بلب ہون خبر وصل سُنا دے قاصد
وہی کہدے کوئی ایسے سے خفا ہوتا ہی
زار ہین حشر تلک پہر دعا گو لب زخم
تلخی مرگ مین شکر کا مزا ہوتا ہی
ای دل آجانے دے اُس زلف مسلسل کا خیال
سرو نوخیز جو انگشت نما ہوتا ہی
چاک پیراہن گل پر تو نہ پہول ای بلبل
دیکہ دو دن مین بس اب فضل خدا ہوتا ہی
در بدر ناصیہ فرسائی سے کیا ہوتا ہی
بے جگہ آنکہ لڑی دیکھیے کیا ہوتا ہی
چشم خونبار مری آپ نے تلووں سے ملی
لب ہلانے مین ترے کام مرا ہوتا ہی
دل دیا جسنے وہ ناکام رہا تا دم زیست
پر ترا حق نمک کوئی ادا ہوتا ہے
واقعی سجدۂ در ایسی ہی تقصیر ہی اب
جا نکر کوئی گرفتار بلا ہوتا ہے
ناتوانی مری مت پوچھ کہون کیا ہمدم
جامۂ یاران لباسی کا قبا ہوتا ہی
وہی ہوتا ہی جو قسمت مین لکھا ہوتا ہی
شوق کم ملنے سے اندوہ فزا ہوتا ہی
ورنہ ایسا بہی کہین رنگ حنا ہوتا ہی
ہوکے آزردہ پشیمان ہون مین جب سے کہون
فی الحقیقت کہ بُرا کام بُرا ہوتا ہی
زہر نوش غم شیرین نے کہا خسرو سے
جور جو بندے پہ ہوتا ہی بجا ہوتا ہی
دل مین اتنا تو سمایا ہی کہ جلبجا تا ہون
بات کہنے مین مرا دم ہی ہوا ہوتا ہی
ہو نہ بیتاب غم ہجر بتان مین مومن

ای رفیقان جانباز و ای سرداران سرفراز مجکو یاد اُس محبوب کے قتل کرنے کی ہر جی چاہتا ہی کہ بان دون یا گریبان چاک کرون یا صحراے ویران مین جا بیٹھون مقام قیس و فرہاد کو آباد کرون اگر تم صاحبون کی خوشی ہو آج اُس معشوق سرکش کو تم سبھون کے سامنے بلاؤن تم سب صاحب برائے مہربانی ذکر کرو کہ قاسم مارا گیا اب لشکر اُسکا بہاگا بہاگا پہرتا ہی اگر آفاق شاہ مہر پدری سے لشکر لیکر آیگا یہان کے پہلوانون کے ہاتھ سے مارا جائیگا جب قاسم ایسے شخص کو ہم سب نے گہیر کر مار لیا تو اور کسی کی کیا حقیقت ہی کیا عجب ہی کہ وہ سرکش رام ہو سب نے کہا بہت مناسب ہی اسی مقام پر بلوایئے ہم لوگ جان و دل سے سمجہا دینگے سلطان نے کنیزون کو بلا کر حکم دیا کنیزین لینے چلین وہان سماک فوج شکست خوردہ کو ساتھ لیکر ایک صحراے ویران مین اُترا قاسم کی زخمدوزی کی جب قاسم ہشیار ہوئے کہا کہ ای یار وفادار دیکہا تو نے فلک نے کیا گردش دکھائی سماک نے کہا حضور

فتح وشکست پروردگار کے اختیار مین ہی قاسم نے کہا کہ ای یار وفادار اگر ہو سکے تو اُس یار جانی و محبوب جادو دانی کی خبر لا میرا تو عجب حال ہی اگر ہو سکے تو میری جانب سے یہ پیغام دینا نظم

امیدوار رہ گئے امیدوار دل
دو بتہ مجھے بھی آپ کو بھی ناگوار دل
پہلو مین ہنس پڑا مرے بے اختیار دل
جو یار کی نگاہ ہی کہتی ہی مین نہین
کیونکر بچائے رکھتے ہین پرہیزگار دل
میرا تمہارا حضرت ناصح کا غیر کا
شکر خدا ملا ہمین بے اعتبار دل
اُس بیوفا سے ذکر بھی کرتا نہین کبھی
دید وجور رات بھر کے لیے مستعار دل
رکھین کہان چھپا کے تمنائے قتل کو
دشمن پر آج کیجیے اپنا نثار دل
انصاف کی جگہ ہی کہ بت مجھسے چھین لین
اُس ایک ایک دم پہ تصدق ہزار دل

ٹھہرا ہین اسکو ٹھہرے کبھی جب بیقرار دل
آخر کہان رہے یہ مرا بیقرار دل
مشکل ہی اُسکے دل کا متھین لیکے پھیرنا
پھر کون لیگیا مرے پروردگار دل
پایا بیا نسے جا کے جو پہلوے یار مین
تا حشر ایک ہو نہین سکتے یہ چار دل
کیا دون نشان اپنے دل گمشدہ کا مین
بھولا ہوا ہی مجھکو مرا یادگار دل
اپنا کسی نے انکو بنا کر ستم کیا
مجروح سینہ چاک کلیجہ فگار دل
وہ حسرتین بھی دادکو پہونچینگی روز حشر
تیرا دیا ہوا مرے پروردگار دل

لاکھون مین اک پسند کیا تونے یار دل
بجلی پہ ہی تلاش مین تیرے سوار دل
رونے لگے وہ سنکے مصیبت جو ہجر کی
جسکا ہو یہ ارادہ کہ دون لاکھ بار دل
دیکھون کسی کی نرگس بیمار دیکھکر
تھوڑا سا دے ہمین بھی وہ صبر وقرار دل
اُنسے بھی پھیر لیگا ہماری طرح یہ آنکھ
پاس اُنکے چند اور بھی ہین داغدار دل
اچھی طرح کٹی شب تنہائی فراق
جان اپنی بیوفا تھی نہ بے اعتبار دل
تم دل مین تھے وگرنہ ارادہ تو تھا یہی
مقتل ہی جنکا سینہ عاشق مزار دل
دم یار کا جو سینے مین ہی بھرے جا بجا دل

سمک نے کہا کہ آقا آپ اپنے کو سنبھالیے مین نے ابھی خبر پائی ہی کہ بوالہوس نے معشوق کو دربار مین طلب کیا ہی ذرا امرا سمجھائینگے مین جاتا ہون اگر پروردگار چاہتا ہی تو لیکر آتا ہون قاسم نے خوش ہو کر کہا کہ ای یار وفادار وای مونس وغمگسار اگر تو نے یہ کام کیا تو میری جان بچائی یہ غم مجکو زندہ نہ چھوڑیگا میری جان لینے سے منھ نہ موڑیگا نوبت بجان وکارد بہ استخوان ہون سمک خوب سمجھا کر چلا بصورت مبدل لشکر سلطان مین آیا دیکھا کہ کچھ کنیزین کچھ چوبدارنیان اندر جاتی ہین اور باہر آتی ہین سمک نے ایک نوجوان حسین مرد کی شکل اپنے کو بنایا ایک کنیز کو اشارے سے بلایا پوچھا کہ آج یہ کیا معرکہ ہی اُسنے ہنسکر جواب دیا کہ سلطان کا عشق چڑا ہی معشوق کو مردانی صحبت مین بلایا ہی وہ ظالم نہین آتی ہی کہتی ہی کہ مین مردانی صحبت مین نہ جاؤنگی میرا سر کاٹ کے لیجاؤ یہی خبر بادشاہ کو دینے آئی تھی سمک نے اُس کنیز کو بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر چلا زنانی ڈیوڑھی پر پہونچا کنیزون سے باتین کرتا ہوا اندر آیا دیکھا کہ ملکہ اختر خورشید جمال سر جھکائے رو رہی ہین سمک بشکل کنیز قریب آیا کہا داری کچھ کان مین عرض کرونگی ملکہ نے سر اُٹھایا سمک نے چپکے سے کان مین کہا کہ مین وہی عیار ہون جو مسطور کو مار کر آپ کو لایا تھا آیا ہون کہ آپ کو خدمت مین قاسم کی لیچلون آقا آپ کے واسطے بہت بیقرار و اشکبار ہین ملکہ کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا کہا بھیا جو کہو وہ کرون مین تو اپنی جان سے بیزار ہون سمک نے کہا اس جلسے مین چلیے ملکہ ایسر راضی ہوئین سب کنیزون سے کہا تمھاری خوشی مین چلنے کو موجود ہون سمک کا ہاتھ پکڑ لیا محمودی کی چادر اُوڑھکر ساتھ کنیزون کے چلین سمک چپکے چپکے باتین کرتا ہوا چلا دربار مین آکر پہونچے سلطان تاجدار نے چند مشیر وچند وزیر صحبت مین رکھ لیے جلسے کو آراستہ کیا ہی کہ ملکہ آکر پہونچین سلطان تاجدار بمحبت اُٹھ کھڑا ہوا مسند پر لا کے بٹھایا سلطان نے وزیرون کو اشارہ کیا فرداً فرداً اپنے اپنے طور سے مشیر ووزیر سمجھانے لگے ملکہ نے کسی کو جواب نہ دیا کنیز نقلی نے بڑھکر عرض کی کہ ای شہنشاہ یہ تو ظاہر ہی کہ آپ جوان رعنا معشوق پر بچھرہ ہین مگر نہین معلوم کیا باعث ہی

کہ اُسکو توجہ آپ پر نہین ہوتی ہین کچھ گاؤن جرچا شراب کا ہو گیا تعجب ہو کہ معشوق کا دل آپ پر مائل ہو سلطان نے کہا کہ تم جانو سمک نے بایان کھینچا اپنے ہاتھ سے سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجانا شروع کیا گنگنا کے یہ اشعار پڑھے نظم

ہو خال یہ رخسارۂ جانان کے برابر
ہو نہر روان روضۂ رضوان کے برابر
پیراہن یوسف کا ہو یعقوب کو مژدہ
خلوت ہو ہمین خانۂ زندان کے برابر

تارا ہو کوئی یا مہ تابان کے برابر
افشان ہو اُدھر زلف مین سینے مین ادھر داغ
آپہونچا ہو اب قافلہ کنعان کے برابر
رعنا کوئی تدبیر کر د جوش جنون کی

روتا ہون کھڑا مین در جانان کے برابر
اک اور چراغان ہو چراغان کے برابر
کاکل کا تصور نہین زنجیر سے کچھ کم
آپہونچا ہو اب ہاتھ گریبان کے برابر

یہ اشعار عاشقانہ اسطرح پڑھے کہ سلطان تاجدار تڑپ گیا کہتا تھا کہ ای نازنین تو نے دل پر نقش جما دیا کنیز نے اُٹھکر سلام کیا اور دست بستہ عرض کی کہ اگر مناسب وقت ہو شراب بھی سب کو مین ہی پلاؤن سلطان نے کہا کہ کیا مضائقہ ہو سمک نے شراب اُلٹ پلٹ کی اُسمین بیہوشی ملائی پہلے جام سلطان ہی کو دیا سب رفیقون کو بھی فرداً فرداً پلائی بعد دو گھڑی کے بیہوشی نے تاثیر کی سلطان نے کہا کہ ای نرگس تو نے آج کمال کیا جی چاہتا ہو کہ تیرے گرد پھرون یہ کہکے اُٹھا اُٹھتے اُٹھتے بیہوشی نے طمانچہ مارا سلطان تاجدار گر پڑا رفقا ہان ہان کہکے اُٹھے سب گرے بیہوش ہوئے سمک نعرہ کر کے اُٹھا ملکہ کو عطر بیہوشی سُنگھایا سونگھتے ہی ملکہ بیہوش ہو گئین سمک نے تاج سلطان تاجدار لیا اور سردارون کے خود لیے ملکہ کا پشتارہ باندھکر لے بھاگا باہر نکلا حیلے حوالے کرتا ہوا کسی سے کہا بادشاہ نے اسباب دیا ہو کسی سے کہا کہ انعام ملا اس طرح کے فقرے کرتا ہوا صاف نکلگیا یہان بعد عرصہ دراز کوئی خادم آیا اُستے آکر اُن سب کو بیہوش پایا ایک چیخ ماری کہ یارو دوڑو شاہ بیہوش پڑے ہین اور لوگون نے آکر سب کو ہوشیار کیا سلطان نے ملکہ کو جو صحبت مین نہ پایا کہا آخر یارو یہ کون تھا جلد خبر منگاؤ عیار اسکا داؤد قطرہ زن یہ خبر وحشت اثر سُنکر آیا کہا کہ حضور نہ گھبرائین مین خبر لاتا ہون یہ کہکے چلا یہان قاسم بیقرار تھے باتین حسرت کی کر رہے تھے کہ سمک آکر پہونچا قاسم نے کہا کہ ای سمک سراسر قاعدے کے خلاف ہو پہلے آفاق شاہ کو بلاؤ میرے سامنے ملکہ کو نہ لاؤ اُسی وقت آفاق شاہ کو بلایا آفاق نے بیٹی کو بیہوش دیکھکر وزیر سے کہا کہ ترنج خوشبوئی منگا کر سینے پر قاسم کے لگاؤ ایسا داماد مجھکو کہان ملیگا نبیرۂ صاحبقران پرائے واسطے جان دینے پر آمادہ ہو گئے کہان طلسم نور افشان جاتے تھے فرزند کی قید کا خیال نہ کیا میرے واسطے یہ کد و کاوش یہ بھی وزرا سے آفاق شاہ نے کہا کہ شاہزادے سے کہنا اب یہان جنگل مین رہنے سے کیا فائدہ میرے ملک مین چلیے وزرا نے ترنج خوشبوئی سینے پر قاسم کے لگایا قاسم کا چہرہ خوشی سے سُرخ ہو گیا آفاق نے خود خوشی خوشی ملکہ کو صحبت قاسم مین جگہ دی وزرا نے کہا کہ شاہ فرماتے ہین اب آفاقیہ کو چلیے قاسم نے فرمایا کہ سبحان اللہ مین نے یہ صدمہ اُٹھایا شکست فاش کھائی او سلطان تاجدار کو سزا نہ دون یہ کبھی نہ ہوگا ذرا زخم خشک ہو لین مین چڑھ جاؤنگا جب تک سلطان کو مسلمان نہ کرونگا میرے دل کو آرام نہ ملیگا ملکہ اختر جو بیدار ہوئین نگاہ جمال جہان آرائے شاہزادۂ خاور سیاہ پر پڑی آنکھ سے آنکھ لڑی رعب و دبدبہ چہرۂ زیبا سے پیدا و ظاہر سرو قد خوش جمال ماہ آسمان کمال خلیق باتون مین شیرینی جمال مین نمکینی شرما کر سر جھکا لیا آفاق نے کہا کہ بی بی انھین کے قدمون کی برکت سے مین نے تمکو دیکھا ورنہ ساحر لیگیا تھا عمر بھر دیکھنے کو ترستا ملکہ نے کہا کہ آپ ہی پر احسان ہوا آدمی کے کام آدمی آتا ہو احسان کیا قاسم نے کہا کہ ای شہنشاہ ملک حسن و خوبی ای ای رنگ و بوئے گل حدیقۂ محبوبی آپ کا خود مجھپر احسان ہو مین اپنا احسان نہین جتاتا فرزندان عمرو جہان ساحر کو پاتے ہین مار ڈالتے ہین اُنکی موت بھی انکے ہاتھ سے مارا گیا یہان تو یہ باتین تھین کہ داؤد قطرہ زن بصورت ۔۔ل لشکر قاسم مین آیا

دیکھا سب خوشیان کر رہے ہین اسنے پوچھا یہان تو سب زخمدار ہین آج خوشی ہونیکا کیا باعث ہے ایک کنیز نے کہا کہ آفاق شاہ کی دختر بلند اختر ملکہ اختر خورشید جمال ایک ظالم کے قبضے مین تھین عیار شاہزادہ خاور سپاہ کا انکو لایا ظالم کے قبضے سے اُس شاہزادی کو نکالا اب اسوقت جشن کی تیاری ہے زخم بھی شاہزادے کا قریب بہ اندمال ہے اب سلطان پر لشکر کشی ہوگی مکار کو احوال معلوم ہوگا پرائے ناموس پر چاہتا تھا کہ زبردستی قبضہ کرے سزا اپنے اعمال کی پائیگا داؤد قطرہ زن یہ خبر سُنکے بھاگا سامنے سلطان تاجدار کے آیا کہا کہ اے شہریار غضب ہوگیا اسے پہلے سے غلام کو خبر نہ ہوئی ورنہ میان سمک کے کان کاٹتا سلطان تاجدار نے کئی لاکھ کا موتیون کا مالا جو گلے مین پہنے تھا عیار کو پہنا دیا کہا کہ اے داؤد اگر تو ملکہ کو جُرا لائے تو نصف سلطنت شہر کی تجھکو دونگا بعد میرے حکم کے ہر شہر تیرا حکم ہوگا میرا تو یہ حال ہے نظم

جو دل پسند مرا اے نگاہِ یار نہ تھا
وہ مین تھا رہگذر یار کا غبار نہ تھا
خدا کی شان کہ ہمسر رقیب کے آگے
تپش جگر کی نہ لی کیا وہ بیقرار نہ تھا
نگاہِ ناز سے دل مطمئن تھا دیسے نگاہ
نصیب خفتہ مرا چشم انتظار نہ تھا
اسی پتے سے کبھی ڈھونڈھ لاتی آہ رسا
بھلے کو لطف نہ تھا بیوفا کا پیار نہ تھا

اگرچہ دل کی لگی آگ مین شرار نہ تھا
تو آنکھ ملتے ہی پھر کیون تجھے قرار نہ تھا
پس فنا بھی رہا نقش مدعا باقی
وہ جبر کرتے کوئی یہ بھی اختیار نہ تھا
بٹھا کے مجکو بغل مین کوئی اُٹھا تا کیا
مگر ہمین تمھین دونون کا اعتبار نہ تھا
کروگے یاد ہمین امتحان غیر کے وقت
دل اُسکی زلف مین کیا کوئی داغدار نہ تھا
جگر کے پھانس کی ایذا اُٹھا سکے نہ جلال

سانگ رہا تھا مگر دل مجھے قرار نہ تھا
جو چین بار ابھی اُٹھکے بیٹھ بیٹھ گیا
مٹا کے بھی نہ مٹا نقش پائے یار نہ تھا
رہا شریک دل مضطرب ہر کبھون اے درد
کسی پر اپنی زخود رفتگی سے بار نہ تھا
جو جاگتا بھی کسی شب تو کیا وہ ساری رات
ابھی تو خاک مین ملتا وہ جانثار نہ تھا
ادا پر اُسکی جفا کی تو کاٹتا ہون گلا
چھری نہ تھی کوئی برچھی نہ تھی کٹار نہ تھا

سلطان نے سامنے عیار کے اسطرح رو رو کر یہ اشعار پڑھے کہ داؤد بیقرار ہوگیا کہا حضور نہ گھبرائین جسطرح کہ وہ مجکو بیہوش کرکے ملکہ کو لیگیا اُسی طرح جشن مین سے مین ابھی لاتا ہون مگر انکی آتے ہی جو کچھ ہو جبراً قہراً اُسکی آبرو مٹا دیجیے اپنا قبضہ کیجیے ایک ہفتہ وہ یہان رہی آپ کیسے مرد تھے کہ قبضہ نہ کرسکے سلطان نے کہا چونکہ عاشق زار ہون چاہتا تھا کہ اُسکے مزاج کے خلاف کوئی بات نہ کرون اب مجکو معلوم ہوگیا کہ وہ دشمن جان تشنۂ خون ہے اب لب مانتا ہون آتے ہی قبضہ کرونگا اے داؤد انتہا یہ ہے کہ مین تو اُس معشوق پریچہرہ کو لیکر گوشے مین بیٹھون سلطنت کا تجکو اختیار رہے کیا کہون کہ میرا کیا حال ہے کچھ سوجھتا نہین یہی جی چاہتا ہے کہ کپڑے پھاڑ کر کسی جنگل مین نکلجاؤن اور قاسم کو سزا بھی دیکھا کہ زخمون مین چور چور کیا اُنکی جو مقابلہ ہوا بے قتل کیے نہ چھوڑونگا عیار مالک کو تسکین دیکر چلا لشکر قاسم مین آیا پھرتے پھرتے وہان پہونچا جہان بارگاہ مین قاسم و ملکہ صحبت آرا ہین روشنی کے سامان ہو رہے ہین کنیزین اندر جاتی ہین پھر باہر آتی ہین ایک کنیز کو اسنے تاکا رنگ و روغن عیاری کا لگاکے ایک چوبدار کی شکل بنا عصا ہاتھ مین لیے ہوئے اُس کنیز کو پکارا کنیز نے کہا کہ میاں مرد ہے کیا ہے اسنے کہا آفاق شاہ نے کچھ حکم دیا ہے ذرا وہ سُن لو آفلسے جاکر کہدو پھر اختیار ہے وہ کنیز قریب آئی عیار باتین کرتا ہوا لگا کر اُس کنیز کو ایک خیمے کی آڑ مین لایا باتین کرتے کرتے اسنے جلدی کمند کے گلے مین ڈالدیے وہ ارے کہکر پلٹی اسنے حباب مار کر بیہوش کیا گھسیٹ کر کنارے لایا کپڑے اُتار لیے اُسی کی صورت بنکر چلا مگر دل مین کہتا ہے کہ اگر اسکی شکل بنکر چلے ہو اُسکا نام بھی دریافت نہ کیا اس سوچ مین جاتا تھا بسبب اپنا نام نہ معلوم ہونے کے جو کنا ہو رہا ہے جلوخانے مین کھڑا ہے کہ اندر سے سماک نکلا یہ سماک کو دیکھکر پیچھے ہٹا سماک کو شک گذرا کنیز کو آواز دی کہ ارے ادھر آ تجھے کچھ پوچھنا ہے داؤد گھبرا گیا سماک تو کہتا ہے میرے پاس آ

یہ پیچھے ہٹا چاہو خانے سے نکلا چاہا کہ تڑپ کر نکلجاؤن سمک نے آواز دی خبردار یہ کنیز نہ جانے پائے خدمتگار نے ہاتھ پر ہاتھ ڈالدیا داؤد نے خنجر مارا خدمتگار گرا سمک بھی قریب پہونچا داؤد نے سمک کو بھی تیغہ مارا غفلت مین سر پر سمک کے اوچھا سا زخم آیا پکار کر آواز دی کہ ارے اسکا سر کاٹ لے داؤد سمجھا کہ میری پشت پر کوئی آگیا یہ اپنا سمک نے لپکر حلقہ ہائے کمند مارے گردن و کمر مین داؤد کے پڑے چاہا کہ جست کرکے نکلون سمک نے حباب مار دیا بیہوش ہوکے داؤد گرا سمک نے چھاتی پر چڑھ کے مشکین باندھلین اُسی طرح پشتارہ لیکر سامنے قاسم کے آیا قاسم نے پوچھا کیا ہی عرض کی کہ سلطان تاجدار کا عیار آپکی فکر مین یا ملکہ کی فکر مین آیا تھا مین نے گرفتار کیا قاسم نے کہا اِس غریب کے گرفتار کرنے سے کیا فائدہ سمک نے ہوشیار کیا پوچھا کہ تیرا کیا نام ہی داؤد ادہر طرح کی باتین کرنے لگا سمک نے کہا کہ ان باتون سے مطلب نہ نکلیگا صاف صاف نام بتاؤ ورنہ ایک خنجر مارونگا سر اُڑجائیگا داؤد کانپنے لگا سمک نے گرم پانی سے اسکا مُنہ بھی دُھلایا صورت اصلی بھی ظاہر ہوئی قاسم نے کہا کہ کیون آنے کا اتفاق ہوا سمک نے خنجر کھینچے کھڑا ہی داؤد کو ڈر ہی کہ کہین سر نہ کاٹ لے کہا ای شہریار سلطان فراق مین ملکہ کے بہت بیقرار ہی اُسنے مجکو لالچ دیا مین لازم بھی ہون بخوف جان ملکہ کی فکر مین آیا تھا اب کبھی ایسی خطا نہ ہوئی قاسم نے جو اسکو کانپتے دیکھا رحم آگیا کہا کہ ای سمک اسکی کیا خطا ہی چھوڑ دو بھئی تمکو ہمارے سر کی قسم اُسکا خوف سے لبون پر دم ہی سمک نے کہا بہت خوب مگر کچھ نشان دینا ضرور ہی یہ کہکر عیار کے دونون کان کاٹ لیے کہا ابتو کان ہوئے عیار تھر تھر کانپ رہا ہی کان کٹنا بھی غنیمت معلوم ہوتا ہی کہ بلا سے کان کٹے جان تو بچی ایسا نہو کہ یہ ظالم قتل کرڈالے سمک نے کان کاٹ کے چھوڑ دیا ملکہ نے کئی مرتبہ کہا کہ اسکا چھوڑنا اچھا نہین قاسم نے کہا اس غریب کے گرفتار کرنے سے کیا فائدہ مین خود لشکر کشی کرکے جاؤنگا مگر عیار دریاے خون مین نہایا ہوا اپنے لشکر مین آیا شاگردون نے پوچھا کہ اُستاد یہ کیا حال ہی کہا بھائیو ساعت بہت نیک تھی کہ جان میری اُس جلاد کے ہاتھ سے بچگئی کان کٹنے سے کیا نقصان ہی بلکہ اب کسی کی نہ سنونگا روتا پیٹتا سامنے سلطان کے آیا یہان سلطان اشتیاق مین بیقرار کبھی بارگاہ کے اندر کبھی باہر رفقا ساتھ ہین کہ رہا ہے عیار ہمارا گیا ہی ملکہ کو لیکر آتا ہوگا مین آتے ہی مطلب دل حاصل کرونگا اب اُسکی بات نہ مانونگا کہ اتنے مین یکایک رونے کی آواز آئی دیکھا کہ داؤد قطرہ زن دریاے خون مین نہایا ہوا فریاد کرتا ہوا آیا سلطان نے کہا کہ ارے یہ کیا ہوا کہا حضور عیار اُسکا چست و چالاک بیباک فرزند عمرو اُسنے مجکو پکڑ لیا مگر خدا قاسم کو سلامت رکھے کہ اُسنے مجکو رہا کردیا عیار تو یہی چاہتا تھا کہ سر کاٹ لون ملکہ نے بھی کئی مرتبہ یہی کہا کہ اسکا زندہ چھوڑنا مناسب نہین یہ جاکر آتش افروزی کریگا مگر قاسم بڑا رحم دل ہی اُسنے یہی کہا کہ اس غریب عیار کو مارنے سے کیا فائدہ ایکے آقا سے سمجھ لینگے ہمارے بارہ افسر مارے گئے ہین اُنکے خون کا بدلا ابھی لینا ہی جھڑک کے سمک سے بھی کہا کہ اسکو چھوڑ دو تب سمک نے مجکو کان کاٹ کے چھوڑا سلطان تاجدار غصے مین کانپنے لگا کہا کہ ابھی لشکر تیار کرو لشکر مین قرنا ہوئی دو لاکھ کا لشکر تیار ہوا خود پشت مرکب پر سوار ہوا طرف قاسم کے چلا یہی خیال ہی کہ جاکر قاسم کو مارون مگر قاسم نے رات بھر جشن کیا ملکہ اختر سے بوس و کنار رہا صبح کو بارگاہ مین آئے ہین آفاق شاہ خوشی خوشی حاضر ہوا تمام سردار گرد گردن کش خدمت مین حاضر ہین اُسی عیار کا ذکر ہو رہا ہی قاسم کہتے ہین بھئی سمک تمنے اُسکے کان کیون کاٹ لیے اُسکی صورت دیکھکر سبکو رحم آتا تھا سمک نے کہا کہ وہ اسی لائق تھا یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی دوست شاد دشمن پامال آفتاب اقبال ہمیشہ اوج گیر ہے فتح و نصرت کی تدبیر رہے سلطان تاجدار مع دو لاکھ فوج کے بڑے زور و شور سے آتا ہی یہ سنکر قاسم باہر نکل آئے کنارے پر اپنے لشکر کے آکر ٹھہرے گلگون تاجدار شاداب

منصور باختری جملہ سردار خدمت مین حاضر ہین سمک یلداقی گس برانی کر رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا کہ سلطان تاجدار بنہایت غیظ و غضب مین عیار کنکٹار کاب پر ہاتھ رکھے ہوئے جملہ رفیق گرد دو لاکھ جوانان جنگی پشت پر بڑے زور و شور سے آتا ہی قاسم کو جو کنارے پر لشکر کے دیکھا جلگیا گھوڑے کو بڑھا کر آواز دی کہ او نبیرہ حمزہ اگر اپنی جان بری چاہتا ہی ملکہ کو سوار کر کے بھیجدے ورنہ قیامت برپا کرونگا زمین ہلا دونگا دریاے خون بہا دونگا نام کو ایک مسلمان زندہ نہ چھوڑونگا قاسم چاہتے تھے کہ اُسکے مقابلے مین جاؤن کہ منصور باختری کا گینڈہ تیار تھا رکاب مین پیر دیکر سوار ہوا گینڈے کو جھکا کر آواز دی کہ غلام جا کر اسکو سزا دیتا ہی قاسم نے ہر چند روکا منصور نے نہ مانا میدان مین جا کر سلطان کے پہونچا نیزہ چلنے لگا یہان بھی لشکر قاسم کا تیار ہو گیا منصور کی نیزہ بازی کی سب تعریفین کر رہے ہین کہ آسمان پر برق چمکی اور صحرا سے گرد اڑی علم ہاے سیاہ نشان لشکر آمد ساحران ظاہر ہوا دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا سب نے دیکھا کہ ایک ساحر غدار تخت پر سوار پشت پہ ساٹھ ہزار ساحران نابکار باز و قرقرے پر سوار پشت لشکر سلطان تاجدار سے پیدا ہوے بیچ مین میدان کے منصور باختری و سلطان تاجدار سے نیزہ چل رہا ہی اُس ساحر نے ایک کو حکم دیا کہ جا کر دریافت کرو کہ یہ دونون لشکر کسکے ہین آپسمین لڑائی کا کیا باعث ہی اُس ساحر نے لشکر سلطان مین دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ لشکر نبیرہ صاحبقران ہی یہ لشکر سلطان تاجدار ہی سلطان میدان مین منصور سردار سے قاسم کے لڑ رہے ہین ساحر نے یہ خبر دریافت کی جا کر اپنے مالک سے کہا ناظرین کو یاد ہوگا کہ حقیر نے لکھا ہے کہ سحر جوش جادو کو سحر العجائب و مصر الغرائب نے واسطے انتظام قاسم کے روانہ کیا تھا یہ وہی ساحر ہی جو اسوقت آکر پہونچا نام قاسم سنکر جلگیا لشکر کو بڑھا کر لشکر سلطان تاجدار مین آیا خود تخت سے اُترا ذرا دام انے سلام کیا سحر جوش نے کہا کہ مین برے گرفتاری قاسم آیا ہون شاہان طلسم نور افشان نے حکم دیا ہی سب نے کہا کہ آپ مالک ہین سحر جوش آگے بڑھکر کھڑا ہوا سحر کرنے لگا سلطان کا زور بڑھتا تھا ہی منصور کا زور گھٹتا جاتا ہی قاسم دیکھ رہے ہین اپنے ساتھ والون سے فرمایا تم لوگ دیکھ رہے ہو منصور باختری سے کس زور و شور سے لڑائی ہو رہی تھی اب دیکھو منصور اُلجھ اُلجھ کے لڑ رہا ہی اتنے عرصے مین سحر جوش نے ایسا سحر کیا کہ منصور کے ہاتھ سے نیزہ نکلگیا مگر تعجب کی بات ہی ایسے شیر کا نیزہ نکلتا یہ کیا ہوا منصور نے تلوار کھینچی سلطان تاجدار نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا منصور کا تیغہ چھین لیا منصور لپٹ پڑا سلطان تاجدار منصور سے لپٹا ہوا زمین پر آیا کشتی ہونے لگی تیسرے پیچ پر سلطان تاجدار نے کمر مین ہاتھ ڈالکر منصور کو اُٹھا لیا منصور بیہوش ہو گیا اُسی حال مین سلطان نے مشکین باندھین شام ہو چکی تھی جب یہ مقابلہ ہوا سلطان تاجدار نے طبل بازگشت بجوا دیا ادھر لشکر قاسم سے قاسم حیران و پریشان پلٹا مگر سحر جوش نے سلطان سے ملاقات کی کہا کہ ای بادشاہ عالیجاہ تم بھی شاہان نور افشان کے خراج گزار ہو مین تمھارے شریک ہوکر تمھارے ہاتھ سے قاسم کو زیر کراؤنگا مین قاسم کو گرفتار کر کے لیجاؤنگا مہتاب جادو وزیر سرکار کا اس جوان کے ہاتھ سے مارا گیا شاہ کو بہت ناگوار گذرا ابد دولت کو اسی واسطے بھیجا ہی مین چاہتا ہون کہ تمھارا نام ہو قاسم بھی تمھارے ہاتھ سے زیر ہو سلطان تو خود چوٹ کھائے ہوئے تھا خوش ہو گیا کہا ای سحر جوش مین غلام ہون جو کہ آفاق شاہ کی بیٹی ہی اُسپر میری جان جاتی ہی مین یہ چاہتا ہون کہ وہ نازنین مجکو ملے غنچۂ آرزو کھلے مین سب طرح حاضر ہون اسی واسطے لشکر کشی کر کے آیا منصور کو زیر کیا سحر جوش نے کہا کہ ای بادشاہ تم منصور پر بھی غالب نہ آتے مین نے سحر کر کے نیزہ نکلوایا اُسکا زور گھٹایا تمھارا زور بڑھایا اب قاسم سے اسی طرح مقابلہ کرنا مین سحر کر کے اُسکو سست تمکو چست کرونگا تم زیر کر کے لانا مین قید کر کے لیجاؤنگا ای سلطان بادشاہان طلسم نور افشان کو بڑی مشکل پڑی ہے

جن جن صاحبون نے دعوئ طلسم کشائی کیا گرفتار ہوکے گئے باغ ویران مین قید ہین شاہون نے قید کیا سب کو قتل کرینگے سب سے زیادہ زندہ رہنا کوکب و بتران کا ناگوار ہی اُنھین کی وجہ سے فرزندان حمزہ چلے آتے ہین ہر کس ہی قصد کرتا ہی کہ جان دین مگر طلسم نور افشان فتح کرین جب بادشاہ سابق کو زیر تیغ بٹھایا فوراً کاہن طلسم آیا اُسنے قتل کے عیوب بیان کیے کہ انکے قتل ہوتے ہی زمین تھرائیگی طلسم نور افشان پر کوئی بڑی آفت آئیگی کاہن نے قسم کھاکے کہا کہ ہمکو بخوبی یاد ہی کہ طلسم نور افشان مین قیدی کی تین برس کی سیعاد ہی اب دیکھیے یہ نبیرۂ حمزہ آیا ہی متین جادو نے اُسکا ساتھ دیا اپنی دختر کو قتل کیا یہ سب نیک نامیان ہمارے تمھارے واسطے ہونگی متین بھی سحر مین اپنی جان لڑا دیگا یہ سنکر سلطان نے کہا کہ اب مین ضرور میدان مین جاونگا میرے ہی ہاتھ سے سب کو زیر کرائیے سرجوش اچھا اچھا کہتا ہوا سلطان کو پھیر لایا منصور باختری کو قید کیا اُدھر قاسم لپٹکر گئے منصور کے واسطے بہت بیقرار ہین انتشار مین بیٹھے ہین کہ لشکر کفار سے صدائے طبل جنگی بلند ہوئی قاسم نے فرمایا سمک دریافت تو کرو کہ یہ کیسا نقارہ بجا ہی سمک نے کہا ہرکارے گئے ہوئے ہین خبر لیکر آیا چاہتے ہین یہ ذکر تھا کہ شاگردان سمک حاضر ہوئے ہاتھ اُٹھاکر دعا دی شعر
آستانت دوستانرا مقصد امید باد + بخت و اقبال تو ہمچون دولتت جاوید باد + حضور یہ جو ساحر آیا ہی سرجوش جادو اسکا نام ہی شاہان طلسم نے آپکے گرفتار کرنے کو بھیجا ہی کل سلطان آپ سے مقابلہ کریگا سرجوش مصروف سحر ہوگا ملکہ کی زیادہ حفاظت کیجیے گا سلطان نے سرجوش سے سب کچھ کہا ہی اُسنے وعدہ کرلیا کہ مین ملکہ کو آپ سے ملا دونگا قاسم نے فرمایا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے کل انشاء اللہ سر میدان اس مکار سلطان تاجدار کو نہ مارا تو نام اپنا قاسم نہ پایا مکاری کرکے بڑا گھمنڈ ہوا ہی مگر سمک تمنے حال ساحر سنا اگر ہوسکے تو جاو مشکین باندھکر لاو سمک نے کہا جاتا ہون طبل جنگی تو دونون لشکرون مین بجگئے سمک یلداقی بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر بصورت مبدل داخل لشکر سلطان ہوئے سلطان آج آنے سے سرجوش جادو کے بہت خوش ہی جلسۂ عیش آراستہ کیا ہی سرجوش کی دعوت کا سامان ہو رہا ہی سمک نے دیکھا کہ ایک خیمہ استادہ ہی اُسمین ایک نازنین نہایت حسین گا رہی ہی سمک نے دریافت کیا معلوم ہوا کہ سرجوش کی معشوقہ ہی اپنے ساتھ لایا ہی سمک ایک مہاجن کی شکل بنکر خیمے مین اُس مہجبین کے آیا نائکہ نے کہا سیٹھ جی صاحب آئیے سمک نے کہا ہمارے یہان شادی ہی ہم چاہتے ہین کہ طائفے کی رقم طے کرلین آٹھ دن برابر مجرا ہوگا نائکہ نے کہا سیٹھ جی صاحب یہ معشوقہ سرجوش جادو ہین یہ کہین نہین جا سکتین آج شب کو مجرا ہی سلطان نے سرجوش کی دعوت کی ہی سمک نے کہا ہم بی بی سے کچھ کنارے کہینگے ٹینٹ سے نکالکر پانچ اشرفیان نائکہ کو دین نائکہ نے کہا بیٹا منگلو دیکھیو لالہ صاحب کیا فرماتے ہین مگر سیٹھ جی صاحب اور طرح ہاتھ نہ لگائیے گا سیٹھ جی نے کہا نہین صاحب اُن باتون سے مجھے کیا مطلب یہ کہکے ہاتھ پکڑ لیا کنارے لاکر باتین کرتے کرتے بی منگلو کو بیہوش کیا کپڑے اُسکے آپ پہنے اسکی شکل بنکر نائکہ کے سامنے آیا کہا امی جان یہ تو بھڑوا کوئی جعلساز تھا میرا سینہ چھو لیا مین نے طمانچہ مارا نگوڑا بھاگ گیا نائکہ نے کہا بی مٹھو ایسے ایسے بوالہوس بہت آتے ہین اپنا رنگ جماتے ہین پانچ اشرفیان تو دگیا اس عرصے مین چوبدار سلطانی آیا کہا بی بی جلو شاہ نے یاد فرمایا ہی سمک کپڑے پہنکر مردہے کے ساتھ ہوا آتا مین کرتا ہوا دربار مین آیا سلطان کو جھککر سلام کیا سرجوش کے قدمون کو چوم لیا سرجوش تو جان دیتا ہی اشارہ کیا مجرا کرو بی منگلو نے گت ناچی سرجوش سے آنکھین ملاکر یہ غزل شروع کی شعر

زاہد بھی جھوم جھوم کے توبہ شکن ہوا
زاہد یہ بت پرست پہ کیا طعنہ زن ہوا
مستی مین مین جو شکل قدح خندہ زن ہو
کہتا ہی شیخ آج سے مین برہمن ہوا

مجھپر بنا ستم تہِ چرخ کہن ہوا
صدقے غبار دشت پہ رنگ چمن ہوا
سمجھے یہ ہم جو رات کو تارے چمک گئے
مین دنگ ہو کے آئنۂ انجمن ہوا
جو ناز تھا وہ سیرہن جسم زار تھا
جب آنکھ مجھسے ملگئی سایہ ہرن ہوا
جسمین خوشی کے قافلے رستے تھے اب وہ دل
کچھ سائبان گور ہوا کچھ کفن ہوا
اُنکی زبان پہ واہ رہی میرے لب پہ آہ
جس مرغ پرشکستہ کو شوق چمن ہوا
جو رنگ بھی کیا تھا پس قرب یار نے
میرا ہجوم شوق سبب انجمن ہوا
اللہ ان بتون کی یہ کچھ بدگمانیان
لیتا جنون مین یون کہ مرا پیرہن ہوا
انگور ٹوٹ ٹوٹ کے گرتے ہین تاک سے
ملنع اگر ہوا تو مرا بانکپن ہوا

گردش مین آگے بخت غریب الوطن ہوا
پیکان کو چھوڑتا ہی نہین ہی جگر کا زخم
بخت سیہ پر اپنے فلک خندہ زن ہوا
رندون نے پوچھی اسنے خدا جانے بات کیا
کافی تمام عمر کو اک پیرہن ہوا
ناصح کی بات ہو گئی گویا دعاے وصل
کچھ حسرتین غریب تھین اُنکا وطن ہوا
پوچھی جو ہمسے خضر نے تکلیف راہِ شوق
پھر گسیخن وہ ٹھہرے کہ مین کمسخن ہوا
کھوئے گئے تو وادیِ غربت مین اپنے ہوش
خلعت جو چار پارچون کا تھا کفن ہوا
ہر چند کوئی پوچھے بتاتے نہین مین ہم
کیسے چلا تو ساتھ مرے برہمن ہوا
دل کو لگا کے کوچۂ گیسو مین بیچالے
کون آکے آج باغ مین توبہ شکن ہوا
اور اک غزل جلال پڑھو اپنے رنگ کی

صحرا نورد کون ہوا آئی بہار گل
تیری زبان ہو گئی میرا دہن ہوا
جو ہی وہ دیکھتا ہی مجھے بزم مین کہ کیا
چپ ہو گیا جو شیخ تو بت برہمن ہوا
رکھا ہی ایسے دشت جنون خیز مین قدم
کیا رائگان ہمیشہ ہمارا سخن ہوا
بخت سیہ کا سایہ غنیمت تھا بعد مرگ
کانٹا زبان آبلہ پا دہن ہوا
لوٹا وہ پہلے حسرت پرواز پر مری
گم بھی ہوا تو جادۂ راہِ وطن ہوا
خلوت مین بھی نہ تجھسے تو غلطت ہوئی نصیب
درد نہان بھی یار کا راز دہن ہوا
اک گرد باد تھا کسی عریان کی خاک کا
آہوے چشم یار طلسمی ہرن ہوا
دل تو جھکا چکا تھا مجھے رد بردِ غیر
مطبوع اہل بزم یہ رنگ سخن ہوا

سرجوش بیقرار ہوکر جھوم رہا ہی اشارے ہو رہے ہین سمک نے کبھی اشارہ تخلیے کا کیا کسی کو انگوٹھا دکھا دیا سرجوش مرا جاتا ہی سلطان نے کہا کہ ای سرجوش تخلیہ موجود ہی جاؤ معشوقہ کے ساتھ چین کرو ہمین بھی دعا دو کہ معشوقہ ملے مگر تمھاری معشوقہ عاشق زار ہی ہماری معشوقہ سرکش ہمارے قتل کی درپی رقیب پر مائل اُس صحبت مین خوشی ہمین رنج شعر رقیب یار کے گھر کے قریب رہتا ہی + نصیب اسکو الٰہی وصال یار نہ ہو + آٹھ پہر تڑپتا ہون سرجوش اُٹھا معشوقہ سے اشارہ کیا کہ ذرا کنارے چلو ہمین تمسے کچھ کہنا ہی سمک مسکراتا ہوا خیمے مین آیا سرجوش نے چاہا گلے مین ہاتھ ڈالین سمک نے اُلٹے ہاتھ سے طمانچہ مارا کہا نگوڑے یہ گنوارپن کیسا ہم تو خود تیرے ملنے کو بیقرار تھے ایک جام تو پہلے سرجوش گال سہلا کے رہ گیا سمک نے جام بھرا ذرا سی آپ بھی چکھ لی منھ سے سرجوش کے جام لگا دیا کہا لے میری جھوٹی شراب ہی تیرا دل کیون کباب ہی سرجوش پی گیا پیتے ہی بیہوش ہوا سمک نے پشتارہ باندھا جلدی مین زبان مین سوزن نہین دیا چاہتا ہی پشتارہ لیکر نکل جاؤن مگر حیران ہی کہ کدھر سے جاؤن جشن کی تیاری سب طرف ہنگامہ ہی اسی سوچ مین تھا کہ وہان منگلو کو سمک بیہوش کرکے ڈال آیا تھا اُسکو ہوش آیا ننگی دوڑی ہوئی مان کے پاس آئی کہا امی جان وہ سیٹھ نگوڑا مجکو بیہوش کرکے ڈالگیا نائکہ گھبرا گئی کہا بی بی وہ کون تھی جو تمھاری شکل پر بارگاہ سلطان مین گئی یہ کہکے دوڑی اُس وقت آکے پہونچی کہ سرجوش کو سمک بیہوش کرچکا ہی خیمے مین دوڑا دوڑا پھرتا ہی سلطان آنکھون مین آنسو بھرے بیٹھا ہی کہ نائکہ آنکر پہونچی کہا حضور میری منگلو کہان ہی سلطان نے کہا کہ ارے کیا ہوا کہا حضور وہ تو گھر مین بیٹھی ہی یہان کون سی منگلو آئی سلطان طرف تخلیے کے دوڑا لوگون نے بھی کہا کہ عیاری ہوئی یہ شاید عیار تھا سرجوش کو تخلیے مین لگا کر لیگیا بیشک

کوئی عیار ہی سلطان خیمۂ تخلیہ مین آیا دیکھا کہ سرجوش بیہوش پڑا ہی ایک عیار چہار جانب دوڑتا پھرتا ہی چاہتا ہی سراچہ
چاک کرکے نکل جاؤن سلطان نے ڈانٹا خبردار او نا عیار مین نے پہچانا ملازمان سرجوش بھی دوڑے ایک ساحر نے دوڑکر
سمک کا ہاتھ پکڑ لیا سمک نے ایک خنجر مارا ساحر تڑپھڑا کے گرا سمک کود کر بھاگا اندھیرے مین نکل گیا سلطان نے
سرجوش کو ہوشیار کیا سرجوش گھبرایا ہوا اُٹھا پوچھا میری معشوقہ کہان گئی سلطان نے کہا جان بچی عیار
قاسم تمھین قتل کرنے آیا تھا بیہوش کرچکا تھا منگلو تو وہان خیمے مین موجود ہی اُسکی نائکہ نے خبر دی جب تو مین بھی
دوڑا اب اصلی منگلو کو بلوایا تمام لشکر مین ظاہر ہوا کہ عیار قاسم نے سرجوش کو مار لیا ہوتا اگر ساہری وجمشید نے
بچایا سرجوش اور زیادہ جھلایا کہا کہ ای سلطان آج ہی خاتمہ کردونگا تمام بد اندیشون سے بعد دو گھڑی ستارۂ سحری
چمک چکا ساحر کامل و اکمل ہو مخانۂ مغرب سے نکلکر چرخ نیلی پر ارادے مین جنگ کے جھولی شعاع کی گلے مین ڈالے ہوئے
جلوہ فرما ہی سرجوش غصے مین اژدر پر سوار ہوا سلطان قلب لشکر مین گھوڑے کو اُڑاتے ہوئے آتا ہی سرجوش
ہزبر آتش فشان پر سوار سرجوش کے ساحران غدار گرز و ترنج و نارنج لیے ہوئے اس کرو فر سے میدان مین آگئے ہین
اُدھر قاسم نماز سحر سے فراغت حاصل کرکے پشت مرکب پر سوار تیغۂ سحرکش حمائل متین جادو بہت خوش ہی
قاسم سے باتین کرتا ہوا چلا آتا ہی قاسم نے فرمایا ہمارا عیار پلٹ کے نہین آیا متین نے کہا حضور مجکو خبر ملی کہ
سمک نے جاکر عیاری کی مگر کچھ نہ ہوا یہ ذکر تھا کہ سمک سامنے آیا قاسم نے پوچھا کہ ای سمک کیا گذری اُسنے
عرض کی کہ سرجوش کی موت نہ تھی سب حال لفظاً لفظاً بیان کردیا رکاب پر ہاتھ رکھا اسب کو ساتھ لیے ہوئے
میدان کارزار مین آئے دونون لشکر میدان مین پہنچے جیسے ہی نقیب نقابت کرکے ہٹے سلطان نے گھوڑا اپنا
بڑھایا سرجوش سے اجازت لی سرجوش نے کہا آپ جاکر للکاریے قاسم سے مقابلہ کیجیے سلطان گھوڑا
بڑھا کر میدان مین آیا نیزہ بازی اسپ تازی تیر اندازی دکھا کر آواز دی اب قاسم میرے مقابلے مین آئے
اس طرح مشکین باندھون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا سنکے حال پر گریہ و زاری کرین مجکو ذرا ترس آئے
یہ سُنکر قاسم نے مرکب چمکایا مقابلے مین سلطان کے پہونچے سرجوش نے سحر شروع کردیا مرکب قاسم کا
بدلگامی کرنے لگا قاسم نے عکس تیغۂ سحرکش ڈالا مرکب قایم ہوا سامنے سلطان کے پہونچے سلطان نے
نیزہ مارا قاسم نے گلوگاہ پر ہاتھ ڈالکے نیزہ سلطان کا توڑ ڈالا سلطان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا سرجوش
حیران ہی کہ کیا سحر میرا نادرست ہی یہ جوان اُسی طرح چالاک و چست ہی مین سحر کر رہا ہون اور نیزہ
سلطان کا ٹوٹا آخر اُسنے اُٹھا کر گولہ مارا اُپکار کر آواز دی سلطان سر کاٹ لے اب تو میرا سحر کرنا ثابت ہوگیا
مین کیون پردہ کرون گولہ آنکر سر پر قاسم کے پھٹا ہزارہا شعلہ چمکا کئی خنجر قاسم پر گرے مگر تیغۂ سحرکش ہاتھ مین
تھا سب چیزین الگ گرین سلطان تاجدار نے جوش مین ہاتھ مارا کہ اب تو تلوار میری کاٹیگی قاسم نے تلوار کو تا دامن
پر روکا جیسے ہی سلطان تلوار مار کر لیٹا تھا قاسم نے ہاتھ تلوار کا مارا تلوار تڑپکر گری سپر کو کاٹا سپر الٹ کا نکر سر پر
گری سر مین سلطان کے زخم آیا سلطان نے ہائے کہکر اپنے کو پشت مرکب سے گرادیا پکار کر آواز دی کہ ای
سرجوش بادولت زخمی ہوئے سرجوش سحر کرتا ہوا دوڑا ادھر سے متین جادو بڑا لشکر سرجوش بھی آگرا گیا
ادھر سلطان کی فوج لینا لینا کہکے جاپڑی تلوار چلنے لگی مگر سرجوش نے پانچ جا گولے قاسم پر مارے قاسم
نے تیغۂ سحرکش کو آگے کردیا سحر اُسکے بیکار ہوگئے متین جادو ہمراہیان سرجوش کو قتل کر رہا ہی ملازمان غیر
ساحر قاسم کے مصروف تیغ زنی قاسم صف شکنی کر رہے ہین قریب علمدار کے پہونچے علم فوج سرنگون کیا

سرجوش نے دیکھا فوج کے پانون اُٹھا چاہتے ہین سلطان زخمی ہوکر بیہوش ہوگیا مگر سرجوش حیران ہی کہ کیا سبب ہی سحر میرا تاثیر نہین کرتا اور جب سحر کرتا ہون سیکڑون کو جلا دیا ہزارون کو پانی برسا کے ٹھنڈا کیا مگر فوج بدحواس ساحر بھاگے بھاگے پھرتے ہین خوف قاسم سے منہ کے بھل گرتے ہین علم فوج گر چکا سلطان بیہوش مگر سرجوش فوج کو للکارتا ہوا ایک ایک کو پکارتا ہوا کہ یارو قدم نہ ہٹاؤ اہل اسلام کو مار لو یہ لوگ بچنے نہ پاوین جب یہ للکارتا ہی ساحر قاسم پر جا پڑتے ہین جب قاسم نے بڑھکر شمشیر زنی کی دس پانچ جادوگر مارے قدم اُنکے اُٹھے بعضے گھبرا کر جواب دیتے ہین کہ ای سرجوش ہم کیا کرین سحر تاثیر نہین کرتا نام نے سامری وجمشید کے جواب دیا بعض سحر اُلٹا پلٹ کے آتا ہی خمسہ

اُٹھ گئے سب دل سے اوہام دوئی ‏ نشۂ وحدت سے ہی وابستگی ‏ کیا شراب معرفت ساقی نے دی
ایسی خوش آئی ہی از خود رفتگی ‏ آپ مین برسون نہین آتے ہین ہم

قصر دل مین ہی وہ حُسن بے زوال ‏ چشم ظاہر بین کا نظارہ محال ‏ پرتو محبوب کا کرکے خیال
سامنے آتا ہی جو یوسف جمال ‏ اُسکے ہاتھون مفت کٹجاتے ہین ہم

وائے غفلت عمر کو کھویا بہت ‏ پھر جاگا بخت کم سویا بہت ‏ کاتب اعمال بھی رویا بہت
بار عصیان سر پہ ہین گویا بہت ‏ کیا اُٹھائین سر جھکے جاتے ہین ہم

ای بادشاہ عالیجاہ جب سحر ہمارا تاثیر نہ کرے تو ہم کیا کرین دیکھیے تو کون کون ساحر مارے گئے کاسۂ سر مثل کاسۂ گدائی ٹھوکرین کھاتے ہین شعر کاسۂ چینی ہی ای منعم نہ کر اتنا غرور ہمنے دیکھا ٹھوکرین کھاتے سر فغفور کو علم ہائے زنگاری جا بجا گرے پڑے ہین یا مردے کفن مین ہین ساحران غدار بھاگنے پر آمادہ سرجوش جان لڑا رہا ہی آخر جھلا کر قاسم پر جا پڑا آواز دی خبردار او جوان اب کہان جائیگا یہ کہکے ماش کے دانے مارے وہ صدقے کی چیز تھی زمین پر گرنے کچھ تاثیر نہ ہوئی آخر یا سامری کہکے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے تیغۂ سحر کش پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر خبردار کہا تلوار لگائی سرجوش نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا مگر یہ تیغہ برق تاب دست زبردست قاسم عالیجناب سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سرجوش کا زخمی ہوا ہائے کہکے اپنے کو گھوڑے سے گرا دیا ساحرون کو پکارا کہ یارو دوڑو یہ ظالم مجکو مارے ڈالتا ہی میرا سحر تاثیر نہین کرتا ہزارون ساحر قاسم پر آپڑے قاسم اُس مقام پر جھکے لڑے مگر سرجوش کو ساحر اُٹھا لیگئے سلطان نے ہوشیار ہوکر کہا کہ ارے طبل امان بجوا دو ورنہ آج ہی سب کا خاتمہ ہوجائیگا طبل امان پر چوب پڑی قاسم اپنا لشکر لیکر الگ ہوئے دیکھا کہ متین جادو کہنی سے خون ٹپکتا ہوا لباس خون آلودہ چہرہ سُرخ گولے آہن کے ہاتھ مین غصہ بات بات مین بڑھکر قاسم کو سلام کیا کہا کہ ای شہریار سحر کرکے بیس ہزار ساحر مارے دم نہ لینے دیا آگ برسا دی کیا کہون اگر طبل امان نہ بجتا تو دو گھڑی مین سب لشکر ساحران تباہ کر دیتا مگر حضور اب سختی پڑیگی ابتک سرجوش کو آپ کے پاس ہونا تیغۂ سحر کش کا معلوم نہ تھا اب آج دریافت کر لیگا اول تو مقابلے مین نہ آئیگا اگر آئیگا تو مارا جائیگا قاسم باتین کرتے ہوئے بارگاہ مین آئے وہان سرجوش لرزان وترسان سلطان کو لیکر بارگاہ مین آیا کہا کیون ای سلطان یہ کیا بدنصیبی تھی کہ مین غیر ساحر کے ہاتھ سے زخمی ہوا یہ بھی مین نے دیکھا میرے ساتھ کے بڑے بڑے ساحر علم سحر کے ماہر اُنھون نے جم جم کر سحر کیے مگر تاثیر نہ ہوئی کوئی ضرب قاسم پر نہ پڑی سلطان نے کہا میری سمجھ مین نہین آتا شاید

متین جادو نے کچھ پہنا دیا ہو یا اپنے بیرون کو ساتھ کیا ہو سرجوش نے کہا متین کی کیا حقیقت ہی مگر مین ابھی
دریافت کرتا ہون یہ کہکے یا سامری یا سامری کہتا ہوا القہر و غضب تمام جھولی سے ایک پتلی سنہری نکالی اُسکو
سامنے رکھکر اپنی اُنگلی تراشی قطرہ خون کا اُسکے مُنہ مین دیا جیسے ہی وہ قطرہ منہ مین گیا پتلی پکار اُٹھی ای سرجوش
آج تو نے پیٹ بھر دیا کیا تیرا مطلب ہی سرجوش نے کہا کہ ای ہمصورت سامری تم ہماری خداوند ہو ہم تمہارے
بندے اسوقت مین ایک مشکل آسان کرو پتلی نے کہا کیا کہتا ہی کہ جو اُسکا جواب باصواب دین آسمان
سے تارے توڑ لائین ہمکو سب طرح کا اختیار ہی مگر موت سے انسان لاچار ہی ای سرجوش سحر العجائب
دمصر الغرائب نے بُرا کیا اپنے کو غضب خداوندی مین پھنسایا بادشاہ سابق کو کیون قید کیا اُسی کی وجہ سے
سب مسلمان بگڑے ہوئے ہین بداعمالی گھیرے ہوئے ہی جو جس مقام پر لڑیگا مارا جائیگا اور قاسم کے پاس تیغہ
سحر کش ہی اگر تو ایسا سحر جانتا ہو کہ تیغہ اُنکے قبضے سے نکال دے سحر تاثیر کریگا جب تک وہ تیغہ اُنکے پاس رہیگا کوئی
سحر تاثیر نہ کریگا یہ سُنکر سرجوش کے ہوش اُڑ گئے کہا ای سلطان سُنا تُمنے کہ ہمصورت خداوند سامری کیا کہتی
ہی اب مین کیا تدبیر کرون مگر تم طبل جنگی بجواؤ مین سحر تیار کرتا ہون ایک جوان زنگی ایسا زبردست بناؤن کہ
وہ ہاتھ مروڑ کر تیغہ چھینلے پھر ایک ہی سحر مین سارے لشکر کو برباد کر دونگا یہ کہکر سلطان کو بھیجا کہ جاکر طبل جنگی بجوا
خود ہو مخانے مین داخل ہوا سحر تیار کرنے لگا ایک ماش کے آٹے کا پتلا بناکر رکھ لیا خون کاٹ کاٹکر اُسپر ڈالتا ہی مگر
سلطان نے آکر حکم دیا کہ طبل جنگی بجے ہرکارے سامنے قاسم کے پہونچے ہاتھ اُٹھاکر دعاؤ ثناے بادشاہی
بجالائے شعر دلپس فرد۔ ہمیشہ نو باد + ظفریاب دشمن زبون تو باد + قاسم نے حکم دیا کہ بعنایت رب اکبر ہمارے
لشکر مین بھی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے مگر سرجوش نے
ایک عرضی سحر العجائب دمصر الغرائب کو لکھی مضمون یہ تھا قاسم کے ہاتھ سے بڑے بڑے ساحر مارے گئے غلام
نے سحر تیار کیا ہی مگر قاسم کے پاس تیغہ سحر کش موجود ہی اُسکا مددگار معبود ہی اب مین میدان مین جاتا ہون ایک
حبشی مین نے بنایا ہی وہ تیغہ چھینیگا اگر تیغہ ہمارے قبضے مین آگیا تو ہماری فتح ہی ورنہ غلام لڑ بھڑ کر جان دیگا
بڑی ذلت ہوتی ہی کہ ساحر سحر کرے اور غیر ساحر پر غالب نہ آئے آج لڑائی کا خاتمہ ہی وہ نامہ ایک ساحر کو دیا
کہا یہ نامہ ہاتھ مین شاہان طلسم نور افشان کے دینا ساحر روانہ ہوگیا دونون لشکر میدان مین آئے جب نقابت
وغیرہ ہو چکی سرجوش نے زمین پر ایک دو ہتھر مارا پکار کر آواز دی ای سیہ تاب جادو اب تمہارا وقت
ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا کہ ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون خال چہرۂ شب یا کسی کافر کا بخت سیاہ اپنے کو
براہ بجاہ جانتا ہی مسلح و مکمل گھوڑے کو بڑھاکر نیزہ ہلاتا ہوا سامنے سرجوش کے آیا کہا حضور غلام حاضر ہی کہا جاکر قاسم
کو نوک سے تیغہ چھینلا وہ زنگی جوانِ پکر نگی گھوڑے کو اُڑاکر میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہان ہی نبیرۂ حمزہ
میرے مقابلے مین آئے ورنہ مین وہین آتا ہون قاسم نے مرکب بڑھایا متین جادو کہ عاشق جمال بیمثال
قاسم ہی عرض کی اس زنگی کو مین نے پہچانا یہ سحر سرجوش کا ہی تیغہ چھیننے مین کد کریگا حضور آپ ہوشیار رہین
غفلت کو کام نہ فرمائین ورنہ تیغہ قبضے سے جاتا رہیگا قاسم نے فرمایا ای برادر متین خوش آئین وہ حافظ حقیقی اپنے
بندے کی حفاظت کرتا ہی یہ کہکے مرکب بڑھایا متین بھی سامنے آکھڑا ہوا اُدھر سرجوش لشکر سے آگے بڑھا ہوا
سحر خوانی مین مصروف ہی سلطان سے کہ رہا ہی کہ یہ سحر مین نے بڑی مشقت سے تیار کیا یہ خالی نہ جائیگا تیغہ قاسم کا
چھین لائیگا قاسم جب اُسکے سامنے پہونچے بعد گفتگوے بسیار نیزہ چلنے لگا دو گھڑی مین قاسم نے نیزہ اُسکے

ہاتھ سے نکالا اُسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا قاسم نے تیغہ سحر کش نکالا دو دو ہاتھ جانبین سے چلے زنگی ہر مرتبہ قصد کرتا کہ
کلائی پر ہاتھ ڈالدون مگر ممکن نہین ہوتا ایک مقام پر قاسم نے خود اُسکی کلائی پر ہاتھ ڈالا اُسنے بھی قصد کیا
کہ قبضہ پر ہاتھ ڈالے قاسم نے غصے مین قبضہ مارا کہ سر زنگی کا پھٹ گیا لڑکھڑا کے زمین پر گرا آواز آئی کشتی ہوا
نام مین سیہ تاب جادو بود سر جوش جادو مرا زنگی کا دیکھکر بہت جھلایا اژدر آتش فشان کو بڑھا کر سامنے
سلطان کے آیا کہا کہ ای بادشاہ اب میرے دل کو تاب نہین بڑا میرا افسر تباہ ہوا نبیرۂ حمزہ بڑا صاحب اقبال
ہر دیکھیے جا کے غالب ہوتا ہون یا موت سے جاتی ہر سلطان گھبرا گیا کہا کہ ای برادر مین مقابلہ نبیرۂ حمزہ مین
جاؤن ای سر جوش تم ٹھہرے ہو کر مکرر سر جوش نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا حضور اب وہ خیال محال ہو گیا
مین نے وہ سحر تیار کیا تھا کہ سامری و جمشید کچھ نہ کر سکین مگر نبیرۂ حمزہ بڑا صاحب اقبال ہر ایسا شخص اُسکے
ہاتھ سے مارا گیا ہمین یہ امید نہ تھی گمان غالب تھا کہ سیہ تاب تیغہ چھین لائیگا جب اتنا بڑا زبردست لیون مارا گیا
تو کوئی کیا کر سکتا ہی یہ کہکر اژدر آتش فشان بڑھایا سحر کرتا ہوا قریب قاسم کے آیا جب قریب پہونچا آواز دی
او نبیرۂ حمزہ آج محل امتحان ہر قاسم نے کہا جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر سر جوش نے کھڑے ہو کر سحر کیے کہ
آسمان سے آگ برسی خنجر گرائے تلوار برپا ہوئی بجلیان گرا مین کسی شے نے قاسم پر نا شیرہ کی متین بھی کھڑا ہوا
دفع سحر کر رہا ہر غصے مین آ کر متین کو جو دیکھا پکار کر آواز دی او غلام تجکو اتنا بھی پاس نہین کہ مین ملازم بادشاہ
طلسم نور افشان ہون تونے میرے سحر کو دفع کیا اور اب بھی سحر کر رہا ہی باز نہین آتا یہ کہکے کڑک کر متین پر
گرا ہر چند کہ متین بے چارہ بچون مگر ممکن نہ ہوا اگر مین پنجہ دبا متین کی آنکھین جھپکین سر جوش لے اُڑا اور
سلطان سے پکار کر کہا اب حبل امان بجوا دیجیے افسوس پہلے مین نے خیال نہ کیا باعث سحر متین کا
تھا کہ سیہ تاب مارا گیا اب اسکو جیتے قتل کیجیے اسی طرح فرداً فرداً سب حمزہ کے مددگارون کو مٹا کر سیہ بخت جادو
لوٹا ورنہ وہ آتے ہی آتے گرفتار کر لیگا سلطان نے حبل امان بجوا دیا متین کی زبان مین سوزن دیا جہان
منصور باختری قید تھا وہین لا کر متین کو بھی رکھا صلاح ہوئی صبح کو قتل کرینگے جب بوقت سحر جلاد فلک
چہار بہ خنجر زر مین لیکے چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا سر جوش نے حکم دیا کہ منصور باختری و متین
کو دربار مین لاؤ سلطان آ کر تخت پر لباس سرخ پہنکر بیٹھا متین جادو و منصور باختری مسلسل و مطوق
سامنے سلطان کے آئے منصور باختری نے زنجیر کو سنبھالے ہوئے پکار کر مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت
کی متین تو کلام کرنے سے مجبور ہی اس بیچارے کی زبان مین سوزن سر جھکائے کھڑا ہر سر جوش نے پکار کر
آواز دی او گمراہ تجکو تنک شاہی کا پاس نہ آیا عمر العجائب و مصر الغرائب بادشاہ طلسم ہوئے سب کے
ہمرے برھائے تونے کیون گمراہی کی منصور نے کہا تمکو ہم وہی لوگ ہین اپنے بادشاہ کو دامن پناہ نہ دیا اُلٹا ستم
کہ قید کر لیا روز نئے طور کی اُنپر بونت ہر انشاء اللہ حق بحقدار پہونچیگا تو تم ہم کا تمکو ہم ہو منصور نے جو اسطرح
گفتگو کی جانتا ہی کہ موت اب سر پر ہر کوئی بات کیون اُٹھا رکھون بقول سعدی ہر کہ دست از جان بشوید
ہر چہ در دل آید بگوید زنجیرین ہلا رہا ہی خانۂ زنجیر مین غل ہر اسپنے خدا پر توکل ہی سر جوش نے حکم دیا جلاد کو
بلاؤ جلاد حاضر ہوا کہا ان دونون کے سر کاٹ لے جلاد نے ریت کا چبوترہ بنایا آواز دی ای متین و ای منصور
جو کہنا ہو کہا لو اگر کسی کے دیکھنے کی ہوس ہو اُسے بلا دین منصور باختری نے کہا آرزو ہر کہ جمال بے مثال
اپنے آقا کے امداد کا دیکھین شکر ہی کہ تم ایسے کافرون کے ہاتھ سے مارے جاتے ہین ہم شرف شہادت پاتے ہین

بڑھکر

سرجوش نے کہا یہ آرزو پوری نہ ہوگی جلاد نے کونلے کا خط گردن پر دونون کی کھینچا سلطان حکم اول دیچکا ہی دونون مجبور ولاچار سر جھکائے بیٹھے ہین موت سامنے پھر رہی ہی مگر ہرکارے لشکر قاسم کے یہ سانحہ دیکھکر بھاگے قاسم دربار مین بیٹھے ہین کہ ہرکارون نے آکر عرض کی کہ ای شہریار غضب ہو منصور و متین کو سلطان قتل کرتا ہی یہ سنتے ہی شاہزادہ اٹھا تیغہ سحر کش کے قبضے پر ہاتھ ڈالکر فرمایا میری زندگی مین میرے رفیقون کو قتل کریگا بخدا خون کے دریا بہادونگا یہ کہکر شاہزادہ پشت مرکب پر سوار ہوکر چلا گلگون تاجدار و شاداب جواہر پوش ساری فوج لیکر عقب مین چلے ساحران متین بھی طائرون کی شکل بنکر اڑے کوئی باز بنکے چلا کوئی عقاب کی شکل بنا کسی نے اپنے کو اژدر بنایا قلابہ آتشین چھوڑتا ہوا جاتا ہی یہان سلطان چاہتا ہی کہ تیسرا حکم دون کہ دربارگاہ پر ہلڑ ہوا آواز آئی نعرۂ قاسم آفتاب مشرق دین پروری + شہسوار لال پوش خاوری + زمین کانپی سیکڑون سر زمین پر گرنے لگے شاہزادہ سامنے پہونچا سرجوش اس غصے مین اٹھا آواز دی او نبردہ حمزہ تجکو جرأت کا خیال ہی قاسم نے لڑتے لڑتے منصور کی ہتھکڑی کاٹی متین کی زبان سے سوزن لیا متین غصے مین اٹھا اٹھتے اٹھتے ایک گولہ سلطان کو مارا سلطان کود کر الگ ہوا تخت کے ٹکڑے اڑ گئے گل فوج کو اشارہ کیا ہان یارو ان سب کو مارلو ہماری بارگاہ سے جانے نہ پائین دو لاکھ سوار و پیدل ساحرون کے دل کے دل آپڑے فوج قاسم لیکر گلگون تاجدار پہونچا تلوار چلنے لگی دتائے وستانے سحر کے طائر پر کھونکر گر رہے ہین جسکے سینے پر پڑے پشت کو توڑکر پار گذر رے قاسم نے لاش پر لاش گرادی سرجوش نے کئی سحر قاسم پر کیے تاثیر نہ ہوئی چاہتا ہی تڑپکر نکلجاؤن متین سے سامنا پڑگیا متین نے للکارا کہ او نامرد کہان جاتا ہی دیکھا تونے جو آرزو ہمنے کی تھی خدا نے پوری کی جمال جہان آرا اپنے آقا کا دیکھا سحر چلنے لگے سرجوش نے غصے مین کار سحر متین کو لگائی کہ شانہ اس ساحر کا نشانہ ہوا لڑکھڑا کر پیچھے ہٹا سرجوش نے چاہا بڑھکر سر کاٹ لون متین نے آواز دی کہ ای آقائے نامدار و ای مولائے قدرشناس آپ کا غلام زخمی ہوا قدمون پر نثار ہوتا ہی قاسم نے پلٹکر دیکھا کہ متین جادو زخمدار و بیقرار ہٹتا چلا آتا ہی سرجوش نے تیغہ سحر سنبھالا ہی چاہتا ہی کہ سر کاٹ ڈالے متین کی بائین شانے سے خون بہ رہا ہی سحر جو اسے دیکھا ہی قاسم نے للکارا او سرجوش اگر رفیق میرا مارا گیا زمین ہلادونگا ایک ساحر کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے تیغہ سحر کش کو چمکایا سرجوش کو آئینہ شمشیر مین جلوہ مرگ دکھائی دیا تڑپکے گرا عقاب بنکے بلند ہوا متین نے پکار کر کہا کہ ای شہریار اگر یہ نکلگیا تو بڑے فساد برپا کریگا مین تو مجبور ولاچار ہون قاسم نے جلدی مین قربان سے کمان ترکش سے یازدہ مشتی زرنگ خدنگ سفتہ سوفار زمرد پیکان عقاب تہ تیر بجر کمان مین پیوست کرکے تاکر مارا سرجوش چلا یا چاہا کسی گوشے مین چھپون تیر سینہ پرکینہ پر پڑا تو وہ پشت کو توڑ کر پار گذرا لاشہ سرجوش کا زمین پر گرا سنگباری ہر طرف بپا ہونے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من سرجوش جادو بود ساحرون نے جو لاشہ سرجوش کا دیکھا جان دیکر قریب پہونچے لاشہ سرجوش کا اٹھایا آپسمین اشارے کیے کہ یارو بھاگ چلو اب یہان ٹھہرنے مین ذلت و رسوائی ہی ساحر تو لاشہ سرجوش جادو کا لیکر طرف طلسم نور افشان کے بھاگے سلطان تاجدار لڑائی مین پھنسا ہوا ہی فوج اسکی بڑی جانبازی سے لڑ رہی ہی مگر کوئی ترغیب دینے والا نہین نقیب پکارتے پھرتے ہین یارو یہ میدان کارزار ہی جگر لڑو حریف کو مارلو دنیا ناپائدار اسکا کیا اعتبار ہی نظم

جسکو دیکھو وہ ہی پریشان مش
اس چمن کی ہوا ہی جنون ودر
آستین زن چراغ عقل ہی ہر
تھا قلان باغ یہ نہین دلکش
تھا کہ جب ہوگئے قمر رعنا

تب ہوا سروِ خوشنما بید
جعفری نے کہا اشبہ رخ زرد
ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان
چشم نرگس جو تھی ہر سوے نگران
تھا قلق مین اسیطرح نالان
ہمہ تن اشک ہو گئی شبنم
گل سوسن کا ہو گیا دل تنگ

لالہ رو دل پہ لیکے جب داغ
جب چمن مین نہ آکر صاحب کا گل
گل ہوا جب چراغ عارض یار
شاخ گل پر جو ... جب تھین
... جو ہوتے ہین
جب ہوا ختم عہد خزان کا دور
یہ گلستان نہین ہی قابل سیر

تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
تب نظر آئے گیسوے سنبل
تب گلستان مین گل ہوا الطاف
کسی محبوب کا ہو سیب ذقن
باغ مین آبشار روتے ہین
خاک اُڑانے لگی نسیم سحر
کرے اللہ خاتمہ بالخیر

جب تھے میکشان محفل درد
مر گئے جب ہزار غنچہ دہان
نرگسی چشم ہین جو دفن یہین
عندلیبون کے ہین یہی الحان
دیکھکر بے ثباتی عالم
اسی اندوہ مین گرو جو قیامت

ان اشعار عبرت آثار سے یہی اشارہ ہی کہ یارو دنیا ناپائدار ہی کہین سوز کہین ساز دل کو بھا در ون ... گرد یا ایک کا ایک سے کیفیت عبرت آثار ... لڑ رہے ہین نرخ جان ارزان دلال ازل درکار ملک الموت بیکار ایک کی قبض روح نہ کرنے پاتا کہ دو ہزار اور مر گرگئے حیران ہین کہ کیا تدبیر کرین مسلمانون سے لڑائی مین سر برہونا دشوار ہی ایک ایک شیر بیشۂ جرأت ایک ایک شمشیرزن صفدر صف شکن اپنے آقا کے نام پر جان دینے والے معرکۂ جنگ دیکھنے والے دریائے خون بہ رہے ہین گھوڑے دریائے خون مین شناوری کر رہے ہین قاسم نوجوان نے غول کے غول پراگندہ کیے ہر صف مین بڑھکر لڑے جب علم فوج کفار قلب کیا سلطان تاجدار ... بڑھتا آتا ہی اسی فکر مین ہی کہ جلسہ ... تو نکلجاؤن اتنا بڑا ساحر جلیس مارا گیا ساحر تو سب نکلگئے لاش اُسکی اُٹھالیگئے مین کسی صحرا مین جاکر ٹھہرون بادشاہ کو عرضی لکھون وہان سے مدد ضرور آئیگی اس فکر مین ایک سمت لڑتا ہوا جاتا ہی کہ قاسم کی نگاہ پڑی للکارا کہ او بیحیا کہان جاتا ہی تیرا معین و مددگار مارا گیا دیکھ اب بھی کچھ نہین گیا مسلمان ہو ... جا بنا زمین تجکو جگہ ملیگی مذہب لات و منات پر لعنت کر سامری و جمشید بھی مثل اور ون کے ... اُنکو خدائی مانتے ہو خدا کو خدا نہین جانتے ہو معبود برحق خالق مطلق جسنے ایک کلمۂ کن کے کہنے مین آسمان کو بے ستون قائم کیا زمین کو پانی پر بچھایا وہ خداے حقیقی ہی مالک تحقیقی ہر چند قاسم نے سمجھایا سلطان کے خیال مین کچھ نہ آیا افسرون کو ترغیب دے رہا ہی کہ یارو اس زبان دراز کو مار لو ... خدا کو برا کہتا ہی مذہب کا تو خیال کرو ہی سر جوش جہاد کو مارا اُسنے تو خون کا بدلا مین تو لے ... کیا ... پیچھے ہٹونگا ... مٹانے سے منھ نہ موڑونگا سب افسران فوج جرار نے سلطان کے آگے ... اودھر سے سرداران قاسم پہونچے ... نے بھی بڑے بڑے پہلوان مارے جو مقابلے مین آیا ... کر دیا ... قاسم کے پہونچا شمشیر زنی کر رہا ہی ادھر سرداران سلطان پہونچے اُس مقام پر پھر کر تلوار چلی کیا غضب تھا کہ ... گان سے بھی ... زار ہو ہزار ہا جوانمرد مارے گئے قاسم لڑتے بڑھتے سامنے سلطان کے پہونچے سلطان تاجدار حملہ ہوا قاسم پر برس پڑا افسرون نے بھی داد جنگ دی جب سلطان نے قاسم پر پانچ چار وار کیے رو گئے قاسم نے نعرہ کیا کہ او بیحیا ایک ضرب مردان عالم کی قبول کر یہ کہکر ایک تیغہ سحر کش کا مارا اُسنے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا اجل دامنگیر تھی یہی اُسکے قتل کی تدبیر تھی تلوار جو چلکر گری رشتۂ حیات کو قطع کیا یا تو قہر ... جنگی تھی یا زیر تنگ تلوار نے بوسہ دیا پیلا زمین مین در آیا زبان تیر و کمانچہ سے صدا اے احسنت و آفرین بلند تھی سلطان کے لازمون نے جو دیکھا کہ بادشاہ ہمارا مارا گیا الامان الامان کی صدائین بلند ہوئین

وزیر اعظم نیک راے رومال سے ہاتھ باندھکر حاضر خدمت ہوا عرض کی اب امان ملے قاسم نے نیک راے کی
باتون کو بہت پسند کیا فرمایا ای وزیر اعظم وای دستور معظم مین خواہان نہ تھا کہ سلطان تاجدار مارا جاے آخر وقت
پر بھی سمجھایا کہ راہ پر آؤ سرکشی کو چھوڑو اُنھون نے ہمارا کہنا نہ مانا ناحق جان دی نیک راے نے کہا حضور
اُنکے مزاج مین انتہا کا غرور تھا اپنی سپاہگری کے جوش مین عقل و فراست سے دور تھا قاسم نے فرمایا ہمنے
تمہارا عہدہ قدیم قایم رکھا جو جس عہدے پر تھا اپنے عہدے کا انتظام کرے یہ فرماتے ہوے طرف دارالامارہ شاہی
کے چلے سردار لگے پیچھے سب ساتھ ساتھ ہین بارگاہ مین آکر شاداب جواہر پوش کو تخت پر بٹھایا پایہ چہارم
تخت پر اپنا دنگل بچھوایا افسران فوج اپنے اپنے مقام پر آکر بیٹھے چونکہ نیک راے وزیر بہت معقول ہی
قاسم نے فرمایا ای نیک راے اب ہمکو وہ تدبیر بتلاؤ کہ ہم تا بہ طلسم نور افشان پہونچین ای وزیر اعظم ایک
ایک دم ہمپر زیر دم شمشیر گذرتا ہی فرزند ہمارا قید ہوا کوکب روشن ضمیر بادشاہ سابق بھی قید ہو گیا شاہ
جلیل ہم اہل اسلام کا کفیل اُسکا قید ہونا ہمپر بہت شاق ہی دل اُسکی رہائی کا مشتاق ہی نیک راے نے
کہا کہ ای شہریار طلسم نور افشان ایسا مقام نہین ہی کہ جہان حضور یون جلدی پہونچین جب تک کوئی معین و
مددگار طلسم کا رازدار آپ کو ممکن نہ ہوگا کسی طرح ہو نہین سکتا کہ آپ تا بہ طلسم پہونچین مرحلے اس طلسم مین ایسے
ایسے ہین کہ ایک ایک مرحلے پر مہینون گذرینگے لاشہ سر جوش کا ساحر بیکر گئے ہین وہ ضرور مدد روانہ کرینگے
جو آئیگا ساحر زبردست اپنے سحر کا رنگ جمائیگا قاسم نے کہا ہم چاہتے ہین لشکر کشی کر کے سامنے اُنکے قلعے
کے پہونچین مقابلے پڑین اُن نمکحرامون سے لڑین نیک راے نے کہا حضور راستہ ہی نہ ملیگا غلام کو علم
کہانت مین بھی دخل ہی جو آپ لشکر کشی کر کے آئے سلطان سے طبل جنگی بجے مین نے آپ کے طالع دیکھے
آپ کی جرأت و لیاقت مین کوئی فرق نہین مگر آپ طلسم کشا طلسم نور افشان کے نہین ہین پہونچنا آپ کا دشوار
ہی قاسم نے اپنے حال پر بہت افسوس کیا فرمایا خزانہ کھولو وزیر نے کہا حضور خود تشریف لیچلین ہر شی کو
ملاحظہ فرمائین قاسم نیک راے کے ساتھ اُٹھے کوٹھے مین خزانے کے داخل ہوئے دیکھا صندوقچے جواہرات
کے بھرے ہوئے ہین ایک بڑا صندوق رکھا تھا اُسکو کھولا ایک چھوٹی صندوقچی اُسمین سے نکلی قاسم نے اُس
صندوقچی کو اُٹھا لیا وزیر نے بھی کہا ای شہریار اسکو کبھی بادشاہ نے بھی نہین کھولا کوئی ذلیل شی اسمین نہ ہی
یہ سُنکے قاسم نے صندوقچی کو کھولا اُسمین ایک پرچہ کاغذ کا نکلا اُسکو اُٹھا کر دیکھا لکھا تھا اُسمین اگر کوئی شخص
چاہے طلسم نور افشان کو فتح کرے اسم جو حاشیہ پر لکھا ہی اسکو ایک ہزار مرتبہ پڑھے ایک طائر آسمان سے
پیدا ہوگا اُسپر سوار ہو کر سرحد نور افشان مین جائے جب تک لوح نہ ملیگی اسی کاغذ سے احکام معلوم ہونگے
قاسم نے کہا ای نیک راے دیکھو تائید غیبی شریک حال ہی نیک راے نے کہا آپ بڑے صاحب
اقبال ہین مین اور میرے بزرگ اس ملک مین وزارت کرتے آئے مگر مجھکو اس کاغذ کا حال معلوم نہ تھا فقط
حضور کے واسطے یہ کاغذ بنا تھا قاسم خوشی خوشی اُس کاغذ کو لیے ہوئے بارگاہ مین آئے اب فکر مین ہین کہ
مین جاکر اسم پڑھون اپنے کو سرحد نور افشان مین پہونچاؤن مگر سحر العجائب و مصر الغرائب آٹھ پہر
اسی فکر مین ہین کہ جس طرح بن پڑے طلسم کشا نہ آنے پائے تمام سردارون کو جمع کیا یہی کلام کر رہا ہی سردار
بھی ویسا ہی جواب دیتے ہین کہ حضور یہ وہ طلسم ہی کہ اسپر کوئی نگاہ نہین ڈال سکتا ہی ہزارون بلکہ
غیر ساحر بڑے بڑے پہلوان آپ کے خراج گزار ہین اگر آپ لشکر کشی کرین تو گاؤ زمین بار نہ اُٹھا سکے

آب و اذوقہ فوج کو ممکن نہ ہو جو کوئی کہتا ہے کہ عمر طلسم تمام ہوئی وہ نادان ہے جاہ و جلال طلسم نور افشان سے
نہین آگاہ ہین یہ گفتگو ہر ایک بد انجام تاج کو کج کیے ہوئے خوش ہو رہے ہین کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی سحر جوش
مارا گیا ملازم لاشہ لیکر آئے ہین امیدوار ہین کہ اندر حاضر ہون یہ سنکر سب گھبرا گئے کہا حضور سحر جوش ایسا
جادوگر کیونکر مارا گیا کہا ارے سب کو سامنے لاؤ ساحر لاشہ لیے ہوئے سحر جوش کا اندر آئے سحر العجائب
نے حاضرین وقت نے لاشہ جو سحر جوش کا دیکھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب تھرا گیا سب نے کہا یہ کیسا تیر
زبردست سینے پر پڑا جو پشت کو توڑ کر پار گذرا وہ کیسا جوان شیر دل صاحب شوکت و لیاقت تھا جسکے ہاتھ سے یہ
مارا گیا اب یہ صلاح ہونے لگی کہ لوح طلسم نور افشان تو نہین ملی کیا باعث ہوا کہ ساحر غیر ساحر کے ہاتھ سے مارا گیا
اسکو دریافت کرو جب تک یہ حال مفصل نہ کھلیگا کیونکر تدبیر ہوگی ساتھ والون نے سحر جوش کے عرض کی حضور
کئی مقابلے پڑے جب سحر جوش نے سحر کیا تاثیر نہ ہوئی آخر دریافت ہوا تصویر ساحری نے بتلایا کہ قاسم
کے پاس تیغۂ سحر کش ہے کبھی سحر اُنپر تاثیر نہ کریگا لیکن ایسا ہنگامہ ہوا کہ مقلوبہ مین سحر جوش کو لڑنا پڑا آخر
قاسم کے ہاتھ سے مارے گئے ڈیڑھ لاکھ ساحر لیکر لشکر کشی کی تھی لاکھ ساحر مارا گیا پچاس ہزار واپس آئے ہین
سحر العجائب نے کہا کیون یارو سب اہالیان دربند جمع ہین ایک ایک ساحر بے نظیر کوئی ایسا ساحر
یہان سے جائے کہ تیغہ اپنے قبضے مین کرے قاسم کو گرفتار کرکے لائے اگر کوئی صاحب جانا قبول نہ کرین تو مابدولت
تکلیف فرمائین سحر کی کیا ضرورت ہے ایک اشارہ کافی ہے تیغہ لے لینا یہ بھی کوئی بات ہے مگر ہم حیران ہین کہ اس
جوان کا تیغے پر کیونکر قبضہ ہوا ہمنے کتاب ساحری دیکھی تحفہ جات مین تیغۂ سحر کش کا بھی نام مرقوم ہے پس
وہ جوان یہان تک نہین آیا اور تیغہ ملگیا بہت خونریز ہلاک کو وہ نیز تک بھی حاضر ہے یہ اُٹھ کھڑا ہوا عرض
کی کہ حضور جو فرماتے ہین بجا و درست ہے لیکن مدد غیب سے یہی معنے ہین کہ تیغۂ سحر کش ملا غنچۂ آرزو کھلا ثمر آرزو
سرسبز و پختہ ہوا اب کیا کوئی اُسپر ہاتھ ڈال سکتا ہے جب تک حضور تکلیف نہ فرمائینگے تیغۂ سحر کش قبضے سے نہ نکلیگا
یا مجکو حکم ہو مین جاؤن ایک اشارے مین تیغہ چھین لون مگر حضور آگاہ ہین کہ نمونۂ قہر ساحری کا مین پوجا کرتا ہون
اگر ایک دن بھی اُن خبیثات کو خوراک نہ پہونچیگی آپ کے قتل پر آمادہ ہو جائینگے یہی کتاب مین لکھا ہے کہ جس دن
پوجا نمونۂ قہر ساحری ناغہ ہوگا عابدان ملت ساحری و زاہدان عبادت جمشیدی بیقرار ہو جائینگے انکا
آزردہ ہونا ساحری و جمشید کو بہت ناگوار ہے مگر مین پابند احکام حضور ہون سحر شار جادو مشیران سلطنت
مین ہے اسنے کہا کہ مین برائے مقابلہ جاتا ہون جب یہ اُٹھا اور تیاری کرنے لگا تب سحر العجائب نے اسکا کان مین
سحر شار کے کہا کہ تو نہ گھبرانا ما بدولت خود تشریف لائینگے شریک جنگ ہونگے نام تیرا ہوگا سحر شار ڈیڑھ لاکھ
فوج لیکر برائے مقابلۂ قاسم چلا یہان شاہزادہ خاور سیاہ قلعے پر مصروف جنگ ہین تیسرے دن قصد ہوا
جاکر اسم پڑھون داخل سرحد طلسم ہون سمک عیار موجود ہے منتین جادو نے عرض کی کہ غلامان جانباز کیونکر
قبول کرین نہین معلوم طائر طلسمی کہان لیجائے غلام بھی ساتھ چلیگا قاسم نے فرمایا اس پر سچ مین صاف صاف
مرقوم ہے کہ طلسم کشا یکہ و تنہا جائے سمجھا جائیگا سمک نے عرض کی غلام تو ضرور ساتھ چلیگا قاسم نے فرمایا ای
سمک تم ایسی بات کہتے ہو قبلہ و کعبہ و عم نامدار و جد عالی وقار اور فرزند میرا برخوردار یہ لوگ جب طلسم مین
گئے یکہ و تنہا گئے تم یہان لشکر کی حفاظت کرو انشاء اللہ ہم تمھین بلا لینگے سب کو سمجھا کر قاسم کا قصد ہوا کہ واسطے
اسم پڑھنے کے جائین کہ ہرکارے دوڑتے ہوئے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ طرف سے طلسم نور افشان کے

گرد عظیم بلند ہوئی شعلے بھڑک رہے ہین لگے ابر کے کڑک رہے ہین زبانی آیندو روندے کے معلوم ہوا کہ سرشار جادو
فرستادہ شاہان طلسم ڈیڑھ لاکھ فوج سے آتا ہی سحر العجائب و مصر الغرائب نے خاص آپ کے انتظام کے لیے
بھیجا ہی یہ سنکر قاسم ترک گئے طرف گلگون تاجدار کے دیکھا متین اپنے مقام سے اُٹھا عرض کی کہ غلام لشکر
کو لیکر آگے بڑھتا ہی قاسم نے کہا بسم اللہ متین نے اُسی وقت ساٹھ ہزار ساحر اپنے تیار کیے لشکر کو لیکر چلا
غیر ساحرون کا لشکر بھی تیار ہونے لگا ملکہ اختر خورشید روشن جمال دختر ملک آفاق شاہ ایک باغ بہشت
آئین مین فروکش ہین کہ کنیز نے آکر خبر دی واری شاہزادے کا قصد تھا کہ اسم بڑھکر یکہ و تنہا طلسم مین جائین
کہ فوراً خبر آئی سرشار جادو جمعیت سے ڈیڑھ لاکھ ساحر کی براے مقابلہ غازہ زادہ آیہو نچا متین جادو بھی
ساٹھ ہزار ساحر لیکر روکنے گیا آقا کے بھی سوار ہونے کی تیاری ہو رہی ہی ملکہ نے ایک آہ کی فرمایا کیون صاحبو
ہمکو خدا نے رنج و غم اُٹھانے کو بنایا ہی کہان جاکر دل کو بہلائین کاشکے جنگل مین نکلجائین ان جفاؤن کو سُنکر
کیونکر دل وجگر آرام پائین **نظم**

مرگیا جب خوش نوا بلبل غزلخوان باغ مین
ابر باران ہوگیا بے یار باران باغ مین
شیشے کے مُنھ کیطرح رکھتا ہی دروازے کو بند
برگ گل ہوجائین اوراق گلستان باغ مین
روے زیبا تمنے دکھلایا ہی جاکر بے نقاب
اشک شبنم کی کیطرح جاتے ہین مہمان باغ مین
غنچۂ نمین منھدی کے تونے بنائے کیاہرن
روئی بلبل رکھکے منھ برگ گل کا دامان باغ مین
چلتی ہی دست جنون کیطرح سے بادِ بہار
پھول بے توڑے نہین رہتا ہی انسان باغ مین
ہی یہی اللہ سے اپنی مراد آتش رہین
داشتہ دل کے لیے جاتے ہین نادان باغ مین
اُسکے پھولونمین پڑتی مین نئے گلستان باغ مین
غیر ممکن ہی اسیری مین شگفتہ خاطری
باغبان کیا سیر کو آئی ہین پریان باغ مین
یاد زلف یار آئی دل کو سودا سا ہوا
آبجو ہی صورت آئینہ حیران باغ مین
قتل کرتا ہی محبت کی نظر سے دیکھنا
آگئین ای باغبان شاخ غزالان باغ مین
سیر کرتا ہونمین جبتک رہتی ہی حسرت یہی
چاک تا دامن ہوا گل کا گریبان باغ مین
جوش نے مستی کے دکھلائی مجھے سیر بہار
مست کوے یار مین طاؤس رقصان باغ مین
گل گریبان چاک ہین بلبل ہین نالان باغ مین
ابر نے ناحق مجھے گلگشت کی تکلیف دی
دل نہ قیدی کا لگے ہو گو کہ زندان باغ مین
چشم بلبل مین جو پیدا ہو سواد اہل علم
بوے سنبل نے طبیعت کی پریشان باغ مین
شوق کوے یار مین روتا جو ہون دل کھولکر
سرو قمری کے لیے ہی سیف عریان باغ مین
کوچ کرتی ہی بہار آتا ہی ہنگام خزان
توڑتا ہوتا اگر سیب زنخدان باغ مین
بوسے اُس رخسارۂ رنگین کے مین کیونکر نہ لون
نشہ کی دھن لیگئی افتان و خیزان باغ مین

کنیزون نے کہا واری فراق تو ہمیشہ
رہیگا یہ غازی دوچار ہین آٹھ پہر لڑائیان درپیش ہین ابھی تو وہ نور افشان جانے کو کہتے ہین اگر یہ ساحر نہ آتا
تو یہ طرف نور افشان کے روانہ ہوتے خزانے سے کوئی کاغذ نکلا ہی اُسمین یہی مرقوم ہی کہ جو کوئی نور افشان
مین جانے کا قصد کرے یہ اسم پڑھے ایک جانور آسمان سے آئیگا وہ اُٹھاکر لیجائیگا ارادہ تھا کہ جاکر اسم پڑھون کہ خبر ملی
سرشار جادو آتا ہی جسکو شاہان نور افشان نے بھیجا ہی سحر العجائب و مصر الغرائب کو مفت مین سلطنت
ملی ہی وہ بھی تو آٹھ پہر اسی فکر مین ہین کہ طلسم کو مسلمانون کے ہاتھ سے بچائین انتہا یہ ہی کہ خود براے انتظام نکلتے ہین
نور الدہر و ایرج کے ساتھ ایسا جماؤ نہین تھا کہ اُنپر ہر کس و ناکس ہاتھ ڈالتا خود وہ ہی دونون آئے ایک ایک
اشارے مین گرفتار کرکے لیگئے خدا انکی جان اُن ظالمون سے بچاے ملکہ نے کہا صاحبو تم مین سے کوئی خدمت
شاہزادے مین جاکے ہمارا پیغام سُنائے **نظم**

بسکہ گریم در فراقت ہمچو ابر نو بہار
بس دل اہل ستم افگار خواہم کرد و رفت
میروم امشب ترا بیدار خواہم کرد و رفت
وادی ہجران گل و گلزار خواہم کرد و رفت
دین اگر انیست دایمان ابر و اہل قبلہ این
نقد جان نذر ہر یک دیدار خواہم کرد و رفت
نشتر ے دارم نہان در سینہ پر نالہ
رشتۂ تسبیح راز نار خواہم کرد و رفت

میزنم لاف انا الحق بر سر بازار عشق
فکر بر حال دل بیمار خواہم کرد و رفت
درد دل را چون درین بازار درمان نیست یافت
سر چو مجنون در سر این کار خواہم کرد و رفت
چون بآسانی نمی گردد میسر کام دل
تازہ منصوری دگر بر دار خواہم کرد و رفت
باغبان منشین درین گلشن بکام دل کہ من
درد دل ارزان درین بازار خواہم کرد و رفت
تا کنم حال دل روشن ز چشم اشک ریز
مخفیا بس ترک این دشوار خواہم کرد و رفت
چند روزے گرد ہد فرصت مرا پیک اجل
ہمچو بلبل نالہاے زار خواہم کرد و رفت
کی برون آید بافسون از سر سوداے عشق
وقت رفتن گریہ بسیار خواہم کرد و رفت

سوسن نامے کنیز اسنے عرض کی لونڈی جاکر ابھی دریافت کرتی ہی مردانے کپڑے پہنکر جلی قاسم سوار ہور ہے ہین کہ سوسن آکر پہونچی عرض کی کہ ای شہریار ملکہ کا تو عجب حال ہی رو رہی ہین ذرا چلکر انکو تسکین دیجیے قاسم نے کہا میری جانب سے جاکر کہدو کہ یہان ساحر سے مقابلہ درپیش ہی مین جاکر مقابلہ شروع کردون ایسا نہو کہ وہ ساحر یہان چڑہ آئے بڑھکر اُس سے مقابلہ کرنا چاہیے اگر یہ نہوا تو وہ غرور مین بھول جائیگا سمجھیگا کہ قاسم مجھسے ڈر گئے یہ خبر وحشت اثر اگر میرے ہمچشم کو ملیگی وہ طعن وتشنیع کرینگے اسوقت مین نہین جا سکتا سوسن لاچار پلٹی یہان سرشار جادو فوج ساحران لیے فروکش ہی اول متین جادو آکر پہونچا ساٹھ ہزار ساحر اسکے ساتھ آئے ہین متین آکر اُترا سرشار کا ارادہ ہی کہ متین پر جا پڑون اسکو آگے نہ بڑھنے دون متین بھی آمادہ ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی قاسم مع سرداران آکے پہونچے سرشار نے دیکھا ساحرون نے کہا نبیرۂ حمزہ کے ساتھ لشکر بہت جمع ہو گیا ہی دیکھکر لشکر قاسم کو پلٹا اپنے خیمے مین آیا ساحرون سے صلاح کرنے لگا کہ تیغ سحر کش قاسم کے حمائل ہی جب تک وہ قبضے سے نہ نکلیگا اگر مقابلہ پڑگیا جو سامنا کریگا مارا جائیگا یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھا کہا مین ابھی جاتا ہون تیغ قبضے سے قاسم کے لاتا ہون طبل جنگی بجوادو کہ وہ جوان اس گمان مین رہے کہ اب صبح کو مقابلہ ہوگا مین رات ہی کو خاتمہ کردونگا طبل جنگی بجا ہرکارے قاسم کے حاضر ہوئے ہاتھ اُٹھاکر دعا دی شعر زمین وزمان نیک خواہ تو باد + حصار سلامت پناہ تو باد + سرشار نے طبل جنگی بجوادیا کل اُسکا ارادہ مقابلے کا ہی قاسم نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے قاسم بیٹھے ہین سردارون سے یہی ذکر ہو رہا ہی کہ یہ ساحر بھیجا ہوا سحر العجائب و مصر الغرائب کا آیا ہی ضرور آفتین برپا کریگا سماک کہ رہا ہی کہ انشاء اللہ آپ کے اقبال سے مین رات ہی کو اُسکی گردن لیتا ہون خدا چاہے جب سحر ہو اُسکی صبح ہو جائے یہ کہکر سماک چلا لشکر سرشار مین آیا ایک خدمتگار کی شکل بنکے پھر رہا ہی ایک خدمتگار سے پوچھا کہ ہمارے آقا سرشار کہان ہین اُسنے کہا چپ رہو یہ ذکر نہ کرو وہ لشکر قاسم مین گئے ہین تیغ سحر کش قبضے سے قاسم کے نکال لینگے سماک نے چاہا مین پلٹون جاکر آقا کو ہوشیار کردون مگر سرشار لشکر قاسم مین آیا پھرتے پھرتے دور سے اسنے گلگون تاجدار کو دیکھا اُنکے تعقب مین پھرنے لگا ایک مقام پر گلگون تاجدار ٹھہرا سرشار نے سحر کرکے گلگون کو طائر بنا دیا اور کنارے آنکے ایسا سحر کیا کہ خود گلگون تاجدار بنگیا بشکل گلگون تاجدار قریب قاسم کے آیا کہا ای شہریار سرشار نے طبل جنگی بجوادیا کل مقابلہ ہوگا ذرا تیغے کو دیکھیے مجکو بڑا تردد ہی قاسم نے تیغ نکالا سرشار نے تیغ دیکھا دیکھتے دیکھتے پیچھے ہٹا آواز دی کیون او نبیرۂ حمزہ دیکھا تو نے یون تیغ لیلیتے ہین قاسم جھپٹے اُسنے دو ہتھڑ مارا قاسم گرے تیغ اسنے کمر سے لگا یا کمر مین قاسم کے پنجہ دیا لے اُڑا لشکر مین ہلڑ ہوا کہ یار دغضب ہوا قاسم کو سرشار جادو لیگیا متین کو خبر ہوئی روتا پیٹا اُسی مقام پر آیا کہا یار واب وہ قاسم کو زندہ نہ چھوڑیگا ظاہر ہوا کہ ہمارا وقت زوال ہی جان دینے مین کمال ہی یا اپنے آقا کو لاتا ہون یا اپنی جان کو مٹاتا ہون یہ کہکر متین چلا

متین کے پیچھے اور بھی ساحر چلے لوگ حیران ہین کہ گلگون تاجدار کہان ہی گلگون تاجدار دیوانہ وار وحشی مثال ایک طائر کی شکل بنا ہوا درخت پر بیٹھا ہی زمزمہ سرائی کر رہا ہی آنکھون سے آنسو جاری ہین ادہون سے سر پیٹ رہا ہی سرشار قاسم کو لیے ہوئے اپنے دربار مین پہونچا سمک خدمتگار بنا کھڑا ہی سردارون مین ہلڑ ہوا کہ ہمارے مالک خود گئے تیغہ بھی لائے اور قاسم کو بھی لائے سب سردار دوڑے بارگاہ مین اسنے قاسم کو ڈالدیا ہی تیغہ اپنے ہاتھ مین لیے ناز کر رہا ہی کہ مین جاکر تیغہ لایا اگر خود نہ جاتا یہ کام بن نہ پڑتا مین نے جان لگا دی سامنے شاہان طلسم کے آپ سب صاحبون کو بیان کرنا ہوگا کہ سرشار نے خود جاکر مثل خدمتگارون کے مشقت کی تیغہ چھینکر لایا ایک خدمتگار برابر کھڑا اتھا روتا ہوا سامنے سرشار کے آیا کہا شہریار میرا تو گھر تباہ ہوگیا ایک بیٹا جوان سحر کرتا تھا کہ روح سامری وجمشید نثار ہوتی تھی ایک بھائی موٹا تازہ کیساز بردست بادۂ سحر سے مست اسی ظالم کے ہاتھ سے دونون مارے گئے کیون حضور اس تلوار مین کچھ لکھا ہی کہ ساحر گھبرا جاتا ہی یا کوئی نقش لکھا ہی کہ سحر تاثیر نہین کرتا نہین معلوم دل پر ساحر کے کیا گذرتی ہی ذرا مین تو اس کمبخت تلوار کو دیکھون ہتوڑہ لیکر اسکو توڑون ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالون یا جاکر کسی گوشے مین پھینکدون سرشار نے کہا یہ چیزین کہین توڑی جاتی ہین تحفہ جات طلسمی ہین جسکے پاس یہ چیزین رہتی ہین اُسکی آبرو کرتے ہین بڑے بڑے ساحر اسی شرف پر مرتے ہین یہ چیزین ہمارے پاس رہین نہ اسمین کوئی نقش ہی نہ کچھ لکھا ہی خدمتگار نے کہا ذرا مجھے تو دیجیے مین تو تباہ ہوگیا ایک دو جوتیان تو اس تلوار پر مارون ذرا کلیجہ ٹھنڈا ہو سرشار ہنسنے لگا کہا بھائی جو ہوا سو ہوا اس تلوار کو جوتیان مارنے سے کیا ہوگا خدمتگار نے کہا میرے دل کو تو ٹھنڈک ہوگی ہاے میرا فرزند اسی تلوار سے چورنگ ہوا مجکو دیجیے مین اسی سے قاسم کو قتل کرون ایسا اس جوان نے ہاتھ مارا کہ اُس جوان نے سانس بھی نہ لی بلکہ حضور جب قاسم مریگا تو میرا بیٹا زندہ ہوجائیگا خدمتگار کی باتون پر ساحر ہنس رہے ہین کہتے ہین ای برادر کشتۂ سحر زندہ ہوتا ہی تمھارا بیٹا کشتۂ سحر نہین ہوا تیغۂ سحر کش سے مارا گیا اب وہ کیونکر زندہ ہوگا خدمتگار نے کہا مین نہ مانونگا اپنے ہاتھ سے قاسم کو قتل کرونگا جب میرا بیٹا زندہ نہوگا مین اسی تلوار سے اپنا گلا کاٹونگا فرزند سے جاکر ملونگا پوچھونگا کہ کیون بیٹا کیسے رہے لوگ کہتے ہین میان خدمتگار صاحب کہین عدم مین کسی سے ملاقات ہوتی ہی کسی شاعر نے کہا ہی شعر بعد مرنے کے یہ کھلا ہمپر + خاک کے نیچے خوب بستی ہی + ان باتون کا کیا اعتبار یہ شاعرون کا قول ہی ملک عدم نہ شہر ہی نہ بستی ہی نہین معلوم وہان کون قوم بستی ہی حسرت ویاس آوازے کستی ہی بقول شاعر شعر تردد کیا تھین ای ساکنانِ ملک ہستی ہی + عدم کی راہ سیدھی ہی بلندی ہی نہ پستی ہی + شیخ سعدی فرماتے ہین شعر منہ دل برین دہر ناپائدار + ز سعدی ہمین یک سخن یاددار + منشی احمد حسین صاحب قمر نے اسی شعر پر کیا خوب مصرعے لگائے ہین نظم

به شهر خموشان گذر کردمے
لحد تنگ و تاریک با رنج و غم
روایت کند راوی غم نشان
بگفتم که افسوس ای ارجمند
قمر طول چون کرد طور سخن

بحال غریبان نظر کردمے
وزیران لشکر نه جاه و حشم
چو رفتیم بر قبر نوشیروان
عدالت کند نام نیکت بلند
ندا آمد ای یار غمخوار من

چو دیدیم قبر شهِ چین و رے
کجا هست ضحاک بدعت ابنبر
چو آمد مرا یاد آن شهریار
بگو ای شهنشاهِ فیروز بخت
منه دل برین دهر ناپائدار

یکے گفت این قبر کاؤس کی
که جمشید رفت از جهان دردمند
شدم بر مزارش ز غم اشکبار
به ملک عدم یافتی تاج و تخت
ز سعدی همین یک سخن یاددار

ای بھائی یہ شاعرون کے قول ہین اسکا کیا اعتبار جو دل مین آیا نظم کردیا اشعار عبرت آثار سے صفحہ مضمون بھر دیا

شاعر تو عجب مزاج کے لوگ ہین جو دل مین آیا نظم کردیا اسکا خیال نہین کہ خدا کیا فرماتا ہی رسول کا کیا حکم ہی مگر شعر کے
چسپان ہونے کو یہ بھی ایک بات کہدی کہ جسمین شعر پر مصرع چسپان ہوجاے مگر وہ شعرا جو حمد الٰہی و نعت
رسالت پناہی و منقبت حیدر کرار و مدح چہاردہ معصوم مین کلک جواہر سلک سے صفحۂ قرطاس پر ایک فقرہ
نثر کا یا ایک بیت تحریر فرماتے ہین بدلے مین اُسکے حور و قصور بحکم رب غفور بہشت عنبر سرشت مین پاتے ہین پھر کسی مقام پر
ان شعرا کا حال لکھونگا خدمتگار نے کہا مین نہ مانونگا مجھے تلوار دیجیے مین ایک ہاتھ قاسم پر لگاؤن سب نے کہا حضور
آپ کا ملازم ہی اسکی بھی خوشی کیجیے آخر قاسم کو قتل کرنا منظور ہی یہ بھی ایک ہاتھ لگالے ہوس دل کی نکلجاے
جلاد قتل کرتا یہ آپ کا ملازم ہی حقیقت مین اسپر بڑا صدمہ گذرا جوان بیٹا جوان بھائی مارا گیا ہوش نہین
درست ہین حواس خمسہ مین فرق ہی دریاے حیرت مین غرق ہی سب ساحرون نے بھی یہی کہا کہ یہی قتل کرے تو
بہتر ہی آپ کے گھر کے ملازمون کا افسر ہی سرشار کو بھی رحم آیا تیغۂ سحر کش خدمتگار کے ہاتھ مین دیا تیغہ
لیتے ہی خدمتگار نے کھینچا بجلی چمکگئی سرشار نے کہا یہ کیا کرتے ہو ہم لوگ سحر بھولے جاتے ہین خدمتگار نے کہا
اب مین نہ مانونگا قاسم کا سر کاٹ کے بیٹے کو زندہ کرونگا آپ لوگ میرے سامنے نہ آئین ورنہ دو ایک کا
سر کاٹ لونگا بیٹے کے غم مین میرے ہوش درست نہین ہین دو ساحر بڑے بڑے قتل کرونگا سرشار تو پیچھے ہٹا
خدمتگار تلوار کھینچکر سر قاسم پر آیا سب جانتے ہین کہ اب قاسم کا سر کٹا چاہتا ہی مگر خدمتگار نے عکس جو
تلوار کا ڈالا قاسم سحر سرشار مین مبتلا تھے آنکھ کھولدی سمک نے نعرہ کیا کہ ای شہریار تیغہ لیجیے ساحرون کو
قتل کیجیے مین نے عیاری کرکے تیغہ لیا ساحرون کو دھوکا دیا اب کسکی مجال ہی کہ آپ سے آنکھ ملائے سرشار
ملعون سامنے آئے قاسم قید توڑ کے اُٹھا تیغہ سمک سے لیا سرشار تو الامان الامان کرتا ہوا بھاگا
آواز دی یارو بچو غضب ہوا تیغۂ سحر کش قاسم نے پایا اب سحر اُسپر تاثیر نہ کریگا اور ساحر دوڑے
قاسم نے جسکو ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے سرشار دربارگاہ پر کھڑا رو رہا ہی کہتا ہی یارو غضب ہوا کس مشقت
سے مین تیغہ لایا تھا ہاے وہ یون مفت گیا عیار قاسم نے غضب کیا ارے یہ ظالم پہلے سے خدمتگار بنکے
آیا تھا اگر ذرا بھی مجکو کوئی خبر دیتا مین اوراق سامری مین دیکھتا مجکو حال معلوم ہوجاتا انتظام کرلیتا یہ
کہ رہا تھا کہ متین جادو پچاس ہزار ساحرون سے پہونچا یا تو بدحواس ہوکر آیا تھا کہ آقا قتل ہوتے ہونگے
جاکر جان دون مگر آقا کو چھٹا اُڑن اب آتے ہی اسنے نعرۂ قاسم کی صدا سُنی خوش ہوگیا انتشار دفع ہوا
ساحرون سے کہا یارو لو خوشی کرو تیغہ آقاے نامدار کو ملگیا زمین کانپ رہی ہی وہ برق شمشیر چمکی ساحرون
کے مرنے کی آواز آئی مگر اب ساحرون کو حکم دو کہ قاسم کے ساتھ لڑین کہین تیغہ پھر نہ چھن جائے یہ کہکر
متین گولے مارنے لگا صدہا کے سر پھٹے کسکا دل گردہ تھا کہ اُسکا مقابلہ کرے سرشار نے جو متین کو سحر کرتے دیکھا بھاگا
متین نے اُسکا تعاقب کیا اور پکار کر قاسم سے کہا کہ غلام یہان موجود ہی کیا مجال ہی کہ کوئی ساحر آپ کے
قریب آسکے قاسم نے جو اپنے رفیق کی آواز سُنی خوش ہوگئے کہ منصور باختری کا نعرہ ہوا بعد منصور کے
شاداب جواہر پوش پہونچا اب تو فوج کا تانتا بندھگیا سرشار بھاگا ہوا جاتا ہی کہ متین نے جھپٹ کے
سحر کیا برق گری کہ سر اس خودسر کا زخمی ہوا اب تو بھگدڑ پڑگئی ملازمون نے مرکب پہونچایا قاسم پشت مرکب
پر سوار ہوئے اڑتے ہوئے جاتے ہین ایک نخل کے سائے مین پہونچے تھے دھوپ کی شدت سے ٹھہر گئے کہ رونے
کی آواز آئی دیکھا ایک باز سفید پرون سے سر پیٹتا ہی آنکھون سے آنسو جاری ہین ہچکی لگی ہوئی قاسم نے

سر اُٹھایا قاسم کے مُنھ سے بے اختیار نکلگیا کہا ای باز کیون روتا ہی کیا صدمہ پہونچا سر پٹنے سے باز نہین آتا اُس باز نے اپنے کو قاسم پر گرادیا قاسم نے تیغہ چمکایا عکس شیشے کا پڑا باز تڑپکر زمین پر گرا غلطک ار کر بصورت انسان ہوگیا قاسم نے اپنے رفیق گلگون تاجدار کو دیکھا حیران ہوگئے فرمایا ای گلگون یہ کیا معرکہ گذرا ہمنے تمھاری صورت پر دھوکا کھایا تھا تیغہ چھینگیا ہم گرفتار ہوئے مگر سمک نے کارنمایان کیا گلگون نے کہا اُس مکار نے مجکو بشکل طائر بنادیا تب وہ میری شکل پر آپ کے پاس گیا آپنے تیغہ دیدیا خدانے بڑا فضل کیا مین تڑپتا پھرتا تھا یہ سمجھا تھا کہ جب سرشار مارا جائیگا تب صحت پاؤنگا مگر خدانے فضل کیا کہ آپ تک پہونچا عکس سے تلوار کے صحت پائی مراد دلی بر آئی یہ کہکے گلگون بھی گھوڑے پر سوار ہوا فوج غیر ساحران کو ساتھ لیکر پڑاؤ پر سرشار کے جا پڑا خیمون مین آگ لگادی خزانہ لوٹ لیا اب سرشار کا پاؤن اُٹھا سر زخمی ہی اس سر سے آگاہ نہ تھا بھاگا ہوا جاتا ہی جس مقام پر زیادہ بھیڑ دیکھتا ہی پلٹ پڑتا ہی سحر کرکے سو دو سو غیر ساحرون کو مارتا ہی جب نعرۂ قاسم کی صدا آتی ہی طبیعت گھبراتی ہی پھر پاؤن اُٹھ جاتے ہین اس طرح سے بھاگے ہوئے جاتے ہین اہلیان لشکر قاسم شیرانہ لڑتے ہوئے آتے ہین جب ساٹھ ستّر ہزار ساحر مارے گئے سرشار نے کہا یارو جو ہونا تھا وہ ہوا فتح کی شکست ہوئی اب لڑ بھڑ کر مرجاؤن بادشاہان طلسم کو کیا روسیاہ دکھاؤن پلٹ پڑا ساحرون سے پکار کر آواز دی یارو بھگوڑون مین نام لکھا گیا سامری و جمشید پر لعنت کرو کیسے حرامزادے بیجا ہین جو چاہا تقدیر کر دی اُسکے بندے قتل ہو رہے ہین سب بندگان سامری و جمشید حسرت و یاس سے رو رہے ہین اب قدم نہ ہٹاؤ اسی جنگل مین جم جاؤ کیا کسی کی مجال ہی جو تمکو ہٹائے جو سامنے دشمن کے جائیگا خوب یقین ہی شکست کھائیگا قاسم ایسا جوان صفدر وصف شکن لاکھون سے بند نہین اب تم بھی سب ملکر جان اپنے آقا پر نثار کرو دل کھولکر لڑو جنگلی موت ہی مارے جاؤ گے اگر تیر و تلوار سے بن پڑے قاسم کو گھیر کے مارلو ابھی لڑائی فتح ہوتی ہی اگر قاسم کو قتل کیا تمام اقلیم مین نام ہوگا طلسم والے احسان مانینگے شاہان طلسم کہینگے تمنے سبکی جان بچائی یہ کہنا تھا کہ سب ساحر پلٹے نقیب بھی آواز دینے لگے کہ یارو دنیا ناپائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی نظم

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا
نہ سکندر ہی نہ آئینۂ حیرت افزا　　نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہی　　کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
سیکڑون قافلے راہی ہوئے اس منزل سے　　گرد اُڑتے کبھی دیکھی نہ سُنی بانگ درا　　کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع بقا
جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان فنا　　وہ گُلِ تازہ نہ اِس باغ مین ہنستے دیکھا　　ٹھنڈی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
اس گلستان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم　　کف افسوس ہر اک برگ ہی اس گلشن کا　　لیے پھرتی ہی صبا دوش پہ آج اُنکا غبار
جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا　　ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین　　اے مقیمانِ عدم حال کہو کیا گذرا

حقیقت مین بعد مرنے کے کچھ حال نہین کھلتا راحت مین ہین کہ بیچین ہین کبھی خواب مین بھی نہین آتے رباعی

راحت مین بسر ہوئی کہ ایذا گذری　　کیونکر تاریک گھر مین تنہا گذری　　اے کنج لحد کے رہنے والو افسوس
کس سے پوچھین کہ تمپہ کیا کیا گذری

یہ اشعار جو نقیبون نے پڑھے ساحر بھی مبہوت ہو کر لڑنے لگے یہی سبکو خیال ہی کہ لڑ بھڑ کے جان دین قدم نہ ہٹائین قاسم نوجوان دست زبردست مین تیغۂ بران جسکے جھینکر مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے ہزارون لاشے جنگل مین پڑے ہین ہزارون سر مثل کاسۂ گدائی ٹھوکرین کھاتے ہین

دریاے خون جاری ساحرون کی بیقراری کچھ بن نہین پڑتا نہ روے رفتن نہ راہ ماندن اہل اسلام سے نے
گھیر لیا ہی بیچ مین گھیرے ہوئے لڑ رہے ہین جسنے اپنے مقام سے جنبش کی برق شمشیر گری خرمن ہستی کو جلا دیا
کافر کو خاک مین ملا دیا قاسم کا لشکر فتح نصیب ساحرون کی موت قریب جدھر گئے اُدھر مارے گئے غیر ساحرون
نے ہلکے ڈالدیے ساحر سحر بھول گئے کلوا کو بلایا جہیر دن سامنے آیا سامری وجمشید کو پکارنے مین بھاگو
بھاگو کی صدا نکلتی ہی زمین آتش سحر سے مثل تنور جلتی ہی درخت گر رہے ہین طائران صحرا گھبرائے ہوئے پھر رہے ہین
نرگس کی آنکھون پہ ورم سوسن بے دم سنبل نے بال پریشان کیے سرو صحرا نے پاؤن زمین مین گاڑ دیے
چلنے کی طاقت نہین کسی کی آنکھ مین بصارت نہین قمریان کو کو کرکے بلا اپنے سر لیتی ہین بھاگنے کے نام پر
جان دیتی ہین گل کا رنگ اُڑ گیا جوانان چمن کا مُنھ طرف سے گلشن کے مڑ گیا نہرون کو بیقراری کا جوش چشم
حباب روپوش عجب ہنگامہ گیر و دار بلند ہی ہر کس و ناکس دردمند ہی سرشار کو بھاگنے کا راستہ نہین ملتا
غنچۂ آرزو نہین کھلتا سرشار بدحواس زندگی سے یاس اپنے ساتھ والون کو پکار رہا ہی کہ یارو مجھے ہاتھ سے
قاسم کے بچاؤ قاسم نے علم فوج قلم کرکے طرف سرشار کے رُخ کیا ہی یہی ارادہ ہی کہ افسر کو مارون لڑائی
فتح ہو ہر غول مین جاتے ہین یہی تلاش ہی کہ افسر ملے تو مطلب نکلے لڑائی کو بہت طول ہوا سرشار یہان
آکر بہت ملول ہوا ساتھ والون سے کہتا ہی خود شاہون نے فرمایا تھا کہ ہم وقت پر آئینگے اب ہمارا تو خاتمہ ہی
اگر لاش پر آئے تو پھر کیا فائدہ کوکب کو قید کر لیا انجام کا خیال نہ ہوا کہ اتنا بڑا جلیل قید ہوگا اُسکے
مددگار خبر نہ لینگے نور الدہر وابرج سے ابھی مہلت ملی تھی یہ شہریار آ پہونچا اگر ایک ایک اسی طرح آئیگا
اہالیان نور افشان کی جان کیونکر بچیگی ساتھ والے کہتے ہین ہماری جان تو آپ کے سبب سے گئی آپ
ہمارے افسر تھے آپ نے قصد کیا ہمکو بھی آنا پڑا دیکھیے وہ شیر لڑ رہا ہی علمدار کو مار دعلم فوج قلم کیا اب آپکی
تلاش ہی دیکھیے ساحرون کا کیا حال ہی ہر ایک پر ہجوم فوج غم و ملال ہی عجب قیامت برپا ہی دیکھین کون
مارا جاتا ہی کون بچتا ہی اگر اس لڑائی مین جان بچی دوبارہ حیات پائی کبھی ساحرون پر یہ مصیبت نہ پڑی
ہوگی سامری وجمشید مین کچھ تاثیر نہین ہمارے جان بچانے کی کوئی تدبیر نہین کیسے خداوند ہین یہ ثابت
کہ خود پسند ہین جب تو مصیبت مین کام نہ آئے پھر کب مدد کرینگے یہ بلا کیونکر رد کرینگے ایک نے کہا بھائی
ہمکو تو یہ بات پسند آئی بقول مسلمانان کہ سامری وجمشید جہنم واصل ہوے سرکشی سے اُنکو یہ ثمر
حاصل ہوے آگ کے مکان مین بند ہونگے بیشک انتہا کے دردمند ہونگے ہم تو اگر بچ جاتے نبیرۂ حمزہ کا
ساتھ دیتے اُنکے ساتھ دینے مین انجام کا بڑا فائدہ ہی تنگی قبر سے بچین اعمال کی پرسش نہو آگ کے
مکان مین جانے کی کوشش نہ ہو خدا اسے نادیدہ اپنے بندون کی کیا کیا مدد کرتا ہی دیکھیے قاسم کو
تیغ سحر کش ملگیا کیا شرف حاصل ہوا کسی ساحر کا سحر تاثیر نہین کرتا اور ہمارے خداوند خبر بھی نہین لیتے
اب کسکو پکارین شوالے دور شکست خوردہ محجوب یہ ہنگامہ برپا ہی کہ آسمان پر برق چمکی کہ ابر دھوندھوکار
پیدا ہوا سب نے دیکھا کہ تخت پر سحر العجائب و مصر الغرائب نخوت تمام تاج نکبت سر پر لباس
نخوت در بر چالیس مصاحب گرد گھیرے ہوے کئی سو نقارے خود بخود بجتے ہوے بارش مروارید بے بہا
چند نازنینان مہ جبین جوڑے پہنے ہوے پچکاریان ہاتھ مین رنگ رلیان ہوتی ہوئین پچکاریان چلتی ہوئین
کسی کے سینے پر پڑی آب ردان کا ڈوپٹہ تر ہو گیا کسی نے کسی کی ساری پر رنگ پھینکا آدھی ساری

تھوئی دوسری نے گنگنا کے تان لگائی نغمہ

پھول اُنکی ہنسی مین جھڑتے ہین — نظر آتی ہی کیا سخن مین بہار
بنگیا حافن غنچۂ سوسن — ہی مسی سے عجب دہن مین بہار
رُخ چمکتا ہی شکل آئینہ — ہی عجب زلف پر شکن مین بہار

بلبلو آگئی چمن مین بہار — لائی باد صبا وطن مین بہار
یہ تو گلشن ہی یاد رکھ گلچین — جلے وہ گل تو آئے بن مین بہار
چشم بد دور سبزۂ خط سے — تازہ تر ہی چہ ذقن مین بہار
شجر شمع سے گرے یہ گل — شب کو رعنا ہی لگن مین بہار

ان اشعار سے وہ رنگ جمایا ہی دونون نگہ امم بھولے ہوئے اپنی حقیقت کو بھولے ہوئے مغرور متکبر بھی ذکر کر رہے ہین کہ کوکب کو ہمنے قید کر لیا ہی مگر مسلمانون کو کیا محبت ہی دیکھو کیا قیامت ہی سرشار نے شکست کھائی مسلمانون کی کیا بن آئی وزیرون کی جانب متوجہ ہوے کہا کیون ای وزیران اعظم و ای دستوران معظم دیکھو تو اس تیغۂ سحر کش نے کیا قیامت برپا کی ہی سرشار ایسا ساحر کیسا بدحواس ہی زخمدار و بیقرار اپنی جان سے بیزار لشکر مین بھاگو بھاگو کی پکار رہا بدولت تشریف لائے اسکو خبر بھی نہین پکارو کہ ای سرشار جادو داد ای زینت پہلوے سامری اسقدر نہ گھبراؤ ہم براے سرپرستی خود موجود ہین اگر خود سامری و جمشید قہر سے اُٹھکر آئین تو ہمارے سحر سے مہلت نہ پائین ہم وہ ساحران نامدار ہین کہ نور افشان ایسے طلسم پر قبضہ کیا سامری و جمشید نے جھگیٹ ہماری دعا سُنلی کوکب نے شکست کھائی ہمنے پناہ نہ دی اب جو یہ لوگ ارادہ طلسم کشائی کا کرکے آتے ہین ہم بہت گھبراتے ہین وزیرون نے سرشار کو پکارا سرشار نے نگاہ اُٹھاکے اپنے بادشاہون کو دیکھا خوش ہوگئے گھبراہٹ موقوف ہوئی کہا کہ ای شاہان طلسم نور افشان دو پہر ہمکو بھاگتے گذرے ہین مسلمان بچیا نہین چھوڑتے ہین قاسم کا کوئی مقابلہ نہین کرسکتا اُسکے ہاتھ مین تیغۂ سحر کش کھنچا ہوا ہی کون روکے کون ٹوکے یہ تیغہ برق مثال ہاتھ مین غصہ بات بات مین سحر العجائب نے کہا سحر سامری کیون نہین کرتا مابدولت کو سحر کرنے کی عادت نہین ہی کہ ہم سحر کرین ہمارے سحر کا بار کون اُٹھا سکتا ہی تم سحر سامری کرو تیغہ خود قبضے سے نکلجائیگا یہ کہنا تھا کہ سرشار مبہوت ہوگیا جھومنے لگا اپنی زبان کاٹی خون ہاتھ مین لیا شاہون کو دکھلا کر طرف صحرا کے پھینکا جنگل سے ایک شیر صحرائی پیدا ہوا دھڑوکے مارتا ہوا سامنے سرشار کے آیا مثل النسان کے آواز دی ای سرشار کیا کہتا ہی سرشار نے کہا تیغۂ سحر کش قاسم کے پاس ہی اسکے قبضے سے نکالدے شیر چیخین مارتا ہوا سامنے قاسم کے آیا قاسم نے نیزہ مارا نیزہ ٹوٹگیا تلوار کھینچی شیر نے جست کرکے جاہا طمانچہ مارون قاسم گھوڑے سے کود پڑے چاہا کہ شیر کو چیر ڈالون شیر نے طمانچہ ہاتھ پر مارا تیغہ ہاتھ سے قاسم کے نکلگیا شیر منہ مین دابکر بھاگا سرشار نے آواز دی ای شاہان طلسم دیکھیے شیر تیغہ لیے جاتا ہی سحر العجائب نے جھلاکر کہا او کمبخت عہدے مین دعوی وزارت سحر مین یہ حماقت تو نہین جانتا ہی کہ یہ شیر کہان جائیگا نہین معلوم اُس فقیر بے پیر کو تیغہ کیونکر ملگیا تھا کہ اُسنے اس ظالم کو دیدیا اب یہ تیغہ کوٹھے مین طلسم کے رکھیگا یہ شیر ساختۂ سامری ہی اسکے رگ و ریشے مین جرأت بھری ہی اب قاسم کو گرفتار کرکے اپنی شکست کا بدلا لے یہ کہنا تھا کہ سرشار پلٹا لشکر قاسم پر جا پڑا اگر متین نے جو یہ معرکہ دیکھا کلیجہ مُنھ کو آگیا قلب تھرا گیا قریب آکر عرض کی ای آقلے نامدار شیر آکر تیغہ لیگیا ان بچیاؤن کے سحر کی تاثیر دیکھی نگراہی کرکے کیسے مغرور ہوئے اب اپنا زور ڈالتے ہین خود سحر نہ کیا اب جی چاہتا ہی کہ حضور کو لیکر نکلجاؤن کسی مقام پر چھپاؤن ان بچیاؤن سے مہلت نہ لیگی غلام بڑھکے لڑتا ہی مناسب ہو تو آپ بھی لڑتے بھڑتے نکلجائیے چلکے قلعے مین ٹھہریے لیکن اسپنے کو

مخفی رکھیے کوئی نہ جانے کہ شاہزادہ کہان ہی کیون نظرون سے نہان ہی قاسم نے کہا اے متین تم محبت سے خیر خواہی کرتے ہو جری کے لیے بہت بعید ہی کہ لڑائی سے قدم ہٹائے معاذ اللہ قلعے مین جا کر چھپے جو تمسے ہو سکے کرو ورنہ سامنے سے ہٹ جاؤ یہ کمر مین تیغۂ طلسم افراسیابی موجود ہی یہی چلیگا جسکی موت ہی وہ ہمارے ہاتھ سے مارا جائیگا ورنہ ہم جان دینے پر موجود ہین متین بڑھا سرشار نے پکار کر آواز دی کہ اے شاہان طلسم دیکھیے متین نے کیا تکرار کی اب اسوقت قاسم کی طرف سے لڑنے آتا ہی سحر العجائب نے کہا اے سرشار کیا تو متین سے سحر مین کم ہی کیون مزاج برہم ہی بڑھکر سحر کر متین پر تو غالب آئیگا اگر اُسکا سحر چلیگا ہم روک دینگے فوراً گرفتار کر لینگے سرشار بڑھا متین سے سحر چلنے لگا متین بھی جان دیکر لڑ رہا ہی جب دیکھا کہ میرا سحر سرشار پر غالب نہین ہوتا دونون پیر زمین پر مارے غرق زمین ہوا سرشار سب طرف دیکھنے لگا سحر العجائب نے پکار کر آواز دی او سرشار کیون گھبرایا ہو شیار رہو وہ ہی سحر سامری کریہ سُنا تھا کہ سرشار کا چہرہ سُرخ ہو گیا دستک دی جنگل سے وہ ہی شیر پیدا ہوا قریب متین کے پہونچا متین نے سحر کیا اُس سحر کو شیر نے دہن مین لیلیا جو سحر متین کرتا ہی شیر روک رہا ہی سحر العجائب نے تخت سے اشارہ کیا متین لڑکھڑا کے گرا شیر نے دوڑ کر اُٹھا لیا پشت پر لاد کر لے بھاگا سحر العجائب نے دوسرا اشارہ کیا گلگون تاجدار و شاداب جواہر پوش و منصور باختری وغیرہ سب بیہوش ہو کے گرے ملازمان سرشار نے سب کو گرفتار کر لیا ایک اشارے مین سحر العجائب کے ہزارون نے گریبان پھاڑ ڈالے روتے پیٹتے طرف صحرا کے نکلگئے سرشار نے حکم دیا قاسم و متین باغ ویران مین پہونچگئے تم ان نمکحرامون کو لیکر آؤ قاسم بھی مع سردارون کے باغ ویران مین جا کر قید ہوتے ہین حقیر انکا ذکر موقع پر تحریر کریگا ناظرین پر واضح ہو گا

دو کلمے داستان حالات آثار شاہزادہ ضیغم شیر شکار کے بیان ہوتے ہین ناظرین کو یاد ہو گا کہ جب ایرج وغیرہ اول مین قید ہوئے تو سوسن گلعذار ضیغم شیر شکار کو پنجے مین دبا کر نکلگئی تھی اُسکا ذکر حقیر کو منظور ہی اور باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف

کدھر ہی تو اے ساقی بادہ خوار
مرقع نگاران شیرین سخن
بلائے شب ہجر ہی غم فضا
کہون لیلی محمل رنج و غم
کہون زاغ یا خال زنگی کہون
کہین آئی گھڑیال کی گر صدا
زمانے کے دیکھے نشیب و فراز
کہ وعدے پہ معشوق بھی آگیا
بھا ہوا چاندنی کا جو فرش
نہال تمنا ہوا بارور

بطِ مے کا ہونے لگا جب شکار
دکھانے لگے دم بدم بانکپن
سیاہی ہی اس رات کی یان گزرا
کہ قیس حزین جسپہ دیتا تھا دم
سیر کے مضامین سراسر لکھون
تو عاشق کو اُسدم یہ ثابت ہوا
ہوا نیک و بد کا نہ کچھ امتیاز
دل غمزہ لطف پھر پا گیا
زمین نغز آگین ہوئی رشک عرش
تو پہلو مین معشوق ہی سیمبر

قلم ہر مضمون ہی اوج پر
ترے دور مین ساقی گلعذار
یہ بخت سیہ ہی کہ ظلمات ہی
اندھیر لیسے مرقد کے کیا دون مثال
یہ ہی طول مین لف لیلائے شب
یہ گھڑیال دیتا ہی ہر دم صدا
جو ہین عاشقان فراست قرین
ستارون کی ثابت ہوئی روشنی
شب عیش و عشرت کے سامان ہوئے
ہوا عندلیب گلستان کو رشک

تسلط ہو ظلم کی فوج پر
ہی میخانۂ دہر مین انتشار
اندھیری شب ہجر کی رات ہی
سیہ بخت دشمن کرے قیل و قال
کُھلا پیچ سے اسکے ایمائے شب
گھڑی عمر کی کٹگئی بر بلا
وہ پابند عشرت ہین اے ہمنشین
تو لیلائے عشرت دُلھن بنگئی
کہ معشوق و عاشق غزلخوان ہوئے
بہے چشم نرگس سے شبنم کے ہنگ

ہوئی محفل گل میں اُمدم نگار
جوانان گلشن مرصع نگار
ہوئی وصل کی شب جو عشرت فزا
مبارک سلامت کی یان دھوم ہے

کہ آئی چمن میں دوبارہ بہار
کہ گلزار میں اب ہی فصل بہار
تو بلبل نے خوش ہو کے مژدہ دیا
خبر جشن کی سب کو معلوم ہے

دیا عندلیبون نے عشرت کو طول
نہالان گلشن نکھرنے لگے
سلامت رہین نوجوانان باغ

کہ بلبل کے پہلو مین کھِلے مین پھول
کہ سینے گلون کے اُبھرنے لگے
جلائے ہین لالے نے گھی کے چراغ

چہرہ پہلوانان شیر شکار و رستم دلان میدان کارزار

اس داستان جلالت نشان کو اس طرح تحریر فرماتے ہین شہ سواران معنی راقمان کلام جرأت خیز + اشہب کلک را کنند مہمیز + ناظرین کو یاد ہوگا کہ سابق مین حقیر نے تحریر کیا ہی کہ جب ایرج و مہران جوان بخت شاہزادہ سرو سہی قد کو سحر العجائب و مصر الغرائب نے لیجا کر قید کیا ملکہ سوسن گلعذار عاشق جمال بیمثال ضیغم شیر شکار بہ تفصیل تمام ضیغم کو پنجے مین دبا کر لے نکلی تھی کسی نے اسکو نہین دیکھا خائف و ترسان نوبت بجان و کار د باستخوان یہی خیال کہ کہان جاؤن ایسا نہ ہو کوئی میرا پیچھا کرے یہ دونون بھیا بلا کے ساحر ہین علم سحر و شعبدہ سے بخوبی ماہر ہین جب تو یکایک اتنا بڑا کام کر گذرے کہ برابر طلسم پر قبضہ کر لیا یہ سوچتی ہوئی صحرا مین کسی کا باغ تھا اُسمین آکر پہونچی ضیغم کو ہوشیار کیا ضیغم کی جو آنکھ کھلی سوسن گلعذار کو اپنے پاس پایا نہ لشکر نہ فوج نہ وہ اوج و موج نہ رفیق نہ شفیق حیران ہو کر فرمایا کہ کیون ملکہ عالم یہ کیا مقام ہی اس سرزمین کا کیا نام ہی سوسن نے کہا کیا عرض کرون فلک نے گردش دکھائی مین آپ کو لیکر نکل آئی شاہزادہ مہران جوان بخت و سرو سہی قد و ایرج نوجوان و جملہ سرداران نامی کو شاہان طلسم اگر گرفتار کر لینگے نہین معلوم کہ اُنپر کیا گذری یہ سنا تھا کہ ضیغم تیغہ ٹیک کر اُٹھا کہا اے ملکۂ عالم زندگی بیکار ہوئی جب یاران ہمدم و دوستان مکرم سے چھوٹے اور وہ گرفتار دام مصیبت ہوئے لطف زندگی کا گیا کوئی مزا نہ باقی رہا اسی طرح لڑتے ہوئے تا بہ طلسم نور افشان پہونچین یا راہ مین مارے جائین کیسے وہ بیچارے گھبراتے ہونگے اگر ہماری آمد کی خبر پائینگے نہال ہوجائینگے اگر ہم نہ پہونچے بادشاہ جمجاہ فرمائینگے ہمارا رفیق شفیق نہ آیا علاوہ ازین اگر لشکر صاحبقران مین ہمارا گذر ہوا قبلہ و کعبہ جوان حجازی شہسوار عرصہ یکہ تازی اسد بن کرب غازی ہماری شکل نہ دیکھینگے فرمائینگے او بدنصیب تو نے اپنی جان کا پاس کیا اپنے بادشاہ کو نہ چھڑایا سوسن نے کہا اے شہریار برائے خدا جلدی نہ کیجیے یہ کنیز بے تمیز اسی واسطے لیکر آپ کو بھاگی ہی کہ آپ کو خروج کراؤن تا بہ طلسم نور افشان لیچلون مگر فکر شرط ہی اب مین بنا بنائی بناؤنگی اگر آپ میرے حکم کے خلاف کرینگے کنیز اپنا گلا کاٹ کے مر جائیگی ضیغم خاموش ہو رہے اسد کے بیٹے ہین دل مین سوچے کہ جب یہ سوئے نکلچلو سوسن جو تیور کو دیکھتی ہی خیال کچھ اور ہی ہاتھ باندھکے قدمون پر گری کہا اے شہریار برائے خدا میرے کہنے کے خلاف نہ کیجیے گا ورنہ کسی بلا مین پھنس جائیے گا مقدمہ طلسم ہی ہزار طرح کی بلائین ہین پھر مجسے کیے کچھ نہ بن پڑیگا ضیغم نے کچھ جواب نہ دیا سوسن نے کچھ پھل وغیرہ اُس باغ سے مہیا کیے ضیغم کے ساتھ نوش فرمائے ضیغم نے کہا ملکہ آرام کرو سوسن تھکی ماندی تھی لیٹتے ہی سو گئی ضیغم نے اُٹھکر ہتھیار لگائے اکیلے باغ سے نکلے جدھر ویرانہ تھا اُسی طرف چلے ایک نخل کے سائے مین جاکر ٹھہرے دیکھا ایک طرف ایک لشکر اُترا ہی ضیغم ایک غریب کی شکل بنکر اُس لشکر مین آئے پوچھا یہ کسکا لشکر ہی لوگون نے کہا شاہزادہ مہران تاجدار ہمارا بادشاہ ہی کئی دن سے واسطے شکار کے آیا ہی کچھ اور بھی کام درپیش ہی ضیغم چپ ہو رہے جب سنا دربار آراستہ ہی دروازے پر پہونچے درگہ سالار کو

سلام کیا کہا شاہ سے عرض کرو کہ ایک شخص مسافر سپاہی وضع براے نوکری حاضر ہی امیدوار ہی کہ دربار مین باریابی ملے ہم بھی نمکخوارون مین منسوب ہون دربان سالار صورت زیبا طلعت جہان آرا دیکھکر حیران ہو گیا جاکر بادشاہ سے عرض کی کہ ایک جوان لاثانی صورت مین یوسف ثانی در دولت پر حاضر ہی امیدوار باریابی ہی مہران تاجدار نے حکم دیا ضیغم اندر آئے بادشاہ کو سلام کیا کرسی ملی سلام کرکے بیٹھے مہران تاجدار نے بہت پسند کیا حیران جمال و محو دیدار ہو گیا پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہی ضیغم نے کہا مجکو حسین شمشیرزن کہتے ہین ایک تاجر کا ملازم تھا قزاقون نے شبخون مارا مالک مارا گیا مین ادھر نکل آیا آپ کا لشکر دیکھکر ہوس ہوئی کہ چندے خدمت مین رہون مہران تاجدار نے کہا مین نے اپنے رفقا مین آپ کو منسوب کیا بعنایت لات و منات اور مرتبہ بڑھا دینگے ضیغم نے اٹھکر سلام کیا مہران تاجدار بہت خوش ہوا خلعت بھی دیا سلاح بھی دیے اب ضیغم پہلو مین آکر بیٹھے باتین ہونے لگین ضیغم نے کہا مین آپ کو حیران و پریشان پاتا ہون اتنا جو ضیغم نے کہا مہران تاجدار بہت رویا کہا اے حسین شمشیرزن عجب بات تمنے پوچھی کیا جواب دین اگر کہتے ہین راز کھلتا ہی خاموش رہنے سے کلیجہ جلتا ہی بقول میان نور نظم

جان دیتا یہ نہ تا بیتابی سے
رنگ دونا ہو ہر اک پھول کا شادابی سے
وقت گلگشت جو عکس رخ پر نور پڑے
چونک پڑتا ہون شب ہجر مین بیخوابی سے
بیتاب سیکڑون مین ہمیرون کو دیتا
دل کو تھامے ہوئے دوڑا گیا بیتابی سے
تا لب بام ضیاے رخ جانان جو گئی
جھانکتا ہی کوئی مہر و مجھے مہتابی سے
یاد اے نور جو اس ابر کرم کی آئی
نور مجبور ہون اس دل کی مین بیتابی سے
لب نازک یہ وہ لاکھے کو جما کر بولے
رشک خورشید کو ہو باغ کی مہتابی سے
اوڑھکر سوؤ جو شبنم کا دوپٹہ شب کو
ہاتھ ملتا ہون فقط زر کی مین نایابی سے
شب مہتاب مین تم مہ جو چڑھے کوٹھے پر
روشنی مہر کی پیدا ہوئی مہتابی سے
پوچھتے کیا ہو سحر کی ہی تڑپکر مین نے
برق کی شکل تڑپنے لگا بیتابی سے
پونچھکر رخ کا پسینہ جو چمن مین جھڑکو
رنگ بڑھکر نہین ہوتا کوئی عنابی سے
درد دل کے جو ٹھہرنے سے ذرا لگتی ہی آنکھ
چادر ماہ کو نسبت ہو شبخوابی سے
شب کو اس ماہ نے آنے مین توقف جو کیا
نور خورشید ٹپکنے لگے مہتابی سے
شام سے ہی مرے گھر مین جو سحر کا عالم
آگیا منہ کو کلیجہ مرا بیتابی سے

ضیغم گھبرا گئے کہا اے شہریار مین بالکل نہین سمجھا اس کوچے سے نابلد ہون فرمایا کہ اے شیر بیشۂ جرأت و اے رستم میدان جلالت اب لبون پر دم ہی مزاج برہم ہی دل گھبراتا ہی آپ باتین کرتے ہین بقول سودا کیا کہئے دل کو بہلاؤن نظم

زد شعلہ بر دل از نفس سرد داغ ما
خواہیم بہ زنان چو شود گرم ادبلاغ ما
چون لالہ از درون برون پر ز آتش
شرمندہ رد نسیم برون شد ز باغ ما
تا کر شویم یا شود او گنگ تا کجا
رہ کردہ چغد ہم نہ پرد سوے راغ ما
روشن شود ز باد سحر گہ چراغ ما
از رہبری عشق بجائے رسیدہ ایم
طاقت کرا کہ تا بلب آرد ایاغ ما
از تیرگی اختر ما از دآفتاب
سازد بہرزہ گوئی ناصح دماغ ما
شاکی ز تنگدستی خود در جہانیم
آتش نشان بسنگ دہد آسیاے چرخ
صد خضر گم شود بتلاش سراغ ما
از اختلاط او دل یک غنچہ وا نشد
شہباز خائف ست ز چنگ کلاغ ما
آید بہ پیش ما کہ ز معمورۂ جہان
سودا نصیب شہرۂ باشد فراغ ما

ان اشعار نے ضیغم کو اور زیادہ پریشان کیا اور یہ کہا کہ اور کسی وقت عرض کرونگا اس وقت تہ پوچھیے دل کو اور زیادہ پریشانی ہوتی ہی ضیغم خاموش ہو رہا چونکہ صحرا مین خیمہ استادہ ہی پہر دن رہے حکم ہوا پشت خیمے پر کرسیان بچھا دو ہم شکار کھیلینگے پشت خیمے پر کرسیان بچھ گئین مہران تاجدار

آکر بیٹھا بہلیون نے جھاڑی جھنڈی سے طائر اُڑا کر سامنے کیے شکار ہونے لگا ضیغم بھی کبھی کبھی تیر پھینکدیتے مین کبھی طائر شکار ہوا کبھی تیر خالی گیا کہ صحرا سے ایک آہو کو دیکھا بھاگکر نکلا پشت پر اُسکے شیر صحرائی دھڑ دیکھ مارتا ہوا آہو تو بھاگ کر نکلگیا شیر کو جو شکار نہ ملا جھلایا ہوا آدمیون کی طرف آیا لوگ بھاگنے لگے ایک شکاری کو شیر نے طمانچہ مارا اُسکا سر اُڑ گیا سب مصاحب بھاگے مہران تاجدار نے دیکھا کہ سب بُرا سنے رفیق و شفیق بھاگ گئے مگر جوان نو ملازم اُسی طرح کرسی پر بیٹھا ہی شیر طرف مہران کے چلا مہران کے مُنہ سے نکلا ای حسین تیغزن بچانا شیر آپہونچا اب کون صورت ہی جان بچنے کی اتنا جو مہران نے کہا حسین اُٹھا شیر کو للکارا کہ او سگِ صحرائی ادھر آ کہان جاتا ہی شیر طرف انکے پلٹا اپنی طرف اُسکو متوجہ کرکے مہران سے کہا کہ حضور ہٹ جائیے مہران تاجدار پشت پر حسین کے آیا شیر نے حسین پر حملہ کیا حسین نے اپنے کو بچا کر اُسکی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایک گھونسہ مارا کہ شیر کا سر پھٹگیا مہران دوڑ کر لپٹگیا اور کہا کہ ای حسین کیا کہنا تمنے تو مجھپر بڑا احسان کیا جان بخشی کی مصاحبان جلیل و دو دو سو کے نوکر ہین سب صاحب بھاگ گئے مگر تمنے اسوقت کارنمایان کیا اپنی جان دی ہوتی اب مصاحب بھی سب آگئے کوئی کہتا ہی مین تلوار لینے گیا تھا کوئی کہتا ہی حضور مین بندوق بھر رہا تھا کوئی صاحب فرماتے ہین حضور شیر لاٹھی سے مارا جاتا ہی مین لٹھ لینے گیا تھا مہران نے کہا صاحبو صاف تو یہ ہی کہ اگر حسین تیغزن نہ ہوتے تو ہمین کوئی زندہ نہ پاتا وہ خاص جست کرکے میرے اوپر آیا تھا اس شیر نے اُسکو ٹوکا اپنی جانب متوجہ کرلیا کس جرأت وشوکت سے مارا اپنی اصلی غرض بھی اس شیر سے ضرور بیان کرونگا کیا تعجب ہی کہ میری وہ غرض بھی پوری ہو ضیغم نے کہا مین تو جسوقت سے حاضر ہوا ہون یہی پوچھ رہا ہون کہ احوال انتشار مفصل فرمایئے مین اپنی جان لگا دونگا آپ کے حل مطلب مین پیروی کرونگا مہران تاجدار نے ضیغم کا ہاتھ پکڑ لیا اپنی بارگاہ مین لیکر آیا کہا ای شہریار کیا بیان کرون نظم

غبار راہ ہو کر چشم مردم مین محل پایا
زبان کھولی نہ لیکن بات کرنے کا محل پایا
نظر آتے ہین خال عنبرین گرد لب لعلین
اکبر اجیسے مفلس نے کہرے گھاٹ آکے کلیا پایا
شکستہ دل نہوا انسان عوض ہر شی کا ملتا ہے
دل عاشق کے توڑسے بھلا کیا تمنے پھل پایا
غضب ہی منزل ہستی مین آسایش طلب ہونا
زیادہ تر مزاج یار سے زلفون مین بل پایا

نہال خاکساری کو لگا کر ہمنے پھل پایا
کشاکش دم کی بار آستین کا کام کرتی ہی
سیاہ زنگ نے شہر بدخشان مین عمل پایا
غم فرقت سے عمر رفتہ گذری بیقراری مین
ہوا فرزند اگر تو داغ دل نعم البدل پایا
عونت کونسی شی پر ہی ان عزلت گزینونکو
ہجوم خواب سے رہرو نے ہی آخر خلل پایا
ہمیشہ جوش گریہ سے رہا پانی مین ای آتش

برنگ شمع ہم دل سوختون نے بزم عالم مین
دل بیتاب کو پہلو مین اک گرگ بغل پایا
گھڑی بھر رو کے کوے یار مین لوٹ گم دل کھویا
تری امداد سے آرام ہمنے ای اجل پایا
نہ جانا تھا چمن کی سیر کو ہمرہ رقیبون کے
حصیر کہنہ دیکھا دشت خشک و باے شل پایا
حرارت ہوتی ہی سر دار سے افزون سیاہی مین
کبھی تازہ نہ لیکن اپنے دل کا یہ کنول پایا

ای جان بخش کس زبان سے اپنا حال کہون ملک میرا پاک وصاف نہ جھگڑا نہ لڑائی بزرگون کے وقت مین کچھ لوگ بگڑے تھے بزرگون نے اُنکو زیر کیا آٹھ پہر عیش وعشرت کبھی رنج وغم کا نام نہ آتا تھا ایک دن مین دربار مین بیٹھا تھا ایک تاجر آیا مین نے سودا خریدا ایک صندوقچہ مقفل بیچ کر چلا گیا مہینون میز پر رکھا رہا ایک دن جو شامت آئی اُس راز سر بستہ کو کھولا کیا عرض کرون ایک تصویر دلپذیر نکلی کہ دل ہاتھ سے جاتا رہا ہاتھ پانون مین رعشہ آیا کمرے مین بیہوش ہو کر گرا عرصۂ دراز تک بیہوش پڑا رہا جب خادمون کو خیال آیا

اُنھون نے آکے بیدار کیا کلام کرنے کی طاقت نہ تھی ولولہ جنون جوش مین فرق ہوش مین تصویر سے باتین کرتا تھا ٹھنڈھی سانسین بھرتا تھا یہ کیا سودا تھا کوئی کہتا تھا جن کا سایہ ہی کوئی کہتا تھا پری کا گذر ہوا دل ہمارے شاہ کا زیر و زبر ہوا کوئی دیوانہ کہتا تھا آخر مشیرون نے پوچھا مین نے تصویر دکھا کر کہا شعر امینست کہ خون کردہ و دل بردہ بیسے را ٭ بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسے را ٭ جسنے تصویر کو دیکھا عجب اُسکا نقشہ ہوا کوئی کہتا تھا بہشت کے حور کی تصویر ہی کوئی کہتا ہی تصویر خیالی عاشق مزاجون کے دیوانہ کرنے کو یہ تصویر نکالی مگر مشیر و وزیر اسی جستجو مین رہے آخر دریافت ہوا کہ شاہنشاہ نیرنگ گلگون پوش بادشاہ قلعہ گلگون پوشان یہ اُسکی دختر بلند اختر ہی نامہ دیکر ایلچی روانہ کیا اُس مغرور نے جواب دیا جو مجکو زیر کرے وہ میری بیٹی کے ساتھ منسوب ہوای شہریار اُسی جوش جنون مین گیا جاکر اُس سے مقابلہ کیا آخر اُس سے زیر ہوا چھاتی پر اُسنے چڑھکر کہا میرا طریقہ یہ ہی کہ جسکو زیر کیا اُسکو قتل کر ڈالا مگر سن پر تیرے رحم آتا ہی خبردار اب اس طرف نہ آنا ای جان بخش مجبور ہو کر سخت جان بغیرت چلا آیا جوش جنون مین آج تک گھر نہین گیا اسی جنگل مین اوقات بسر کرتا ہون صاف تو یہ ہی کہ نہ جیتا ہون نہ مرتا ہون یہ جنگل مقام راحت ہی گھر بار چھوٹا فلک کج رفتار نے لوٹا مجھے

اور کبھی دیکھکر سوے افلاک
کوئی مونس نہ کوئی ہمدم ہی
ہم ہین یا غم سرا ہی کیا کیجیے
شام سے تا صبح صبح سے تا شام
موت بھی ہو گئی خفا مجھسے

کہتا ہون سر پہ اپنے ڈالکے خاک
ہان یہ غمخوار اک ترا غم ہی
کون ہی کس سے حال دل کہیے
گیسو و رخ کی یاد سے ہی کام
کیا ہوا جرم ای خدا مجھسے

جی مین ہی جائین نجد کے بن مین
ای فلک تو نے کیا کیا مجھسے
چار پائے پلنگ کے مجھکو
رات دن شغل آہ و زاری ہی
آہ سے درد دل مین ہوتا ہی

قبر مجنون پہ جاکے بیٹھ رہین
میرا دلبر چھڑا لیا مجھسے
چار پائے درندہ ہین اب تو
چشم تر صرف اشکباری ہی
مجھپہ میرا عدو بھی روتا ہی

اس رنگ سے مہران تاجدار نے سامنے ضیغم کے رو رو کر بیان کیا کہ ضیغم کا دل ہلگیا کہا ای شہریار آپ چلیے ہم اُس سے مقابلہ کرینگے مشکین باندھکر آپکی خدمت مین حاضر کر دینگے مہران نے کہا ای جان بخش وہ ایسا نہین ہی فنون سپاہگری مین طاق شہرۂ آفاق بڑے بڑے پہلوان اُسنے مارے کوئی اُسکے سامنے جا نہین سکتا کل فنون سپاہگری مین اُسکو کمال حاصل ہی ضیغم نے کہا آپ ان باتون کا خیال نہ فرمایئے تخت پر سوار ہو جیے ورنہ مین یکہ و تنہا چلا جاونگا مقابلہ اُس سے ضرور کرونگا مہران لاچار ہوا لشکر تیار کیا طرف نیرنگ گلگون پوش کے چلے نیرنگ اپنے مقام پر بیٹھا ہی کہ ہرکارون نے اسکو خبر دی مہران تاجدار جو آپ سے زیر ہوا تھا ایک جوان حسین کو اپنے ساتھ لیکر آتا ہی اُس جوان نے وعدہ کر لیا ہی کہ مین مقابلہ کرونگا لشکر اُسکا آتا ہی کل آپ کے مقابلے مین آجائیگا یہ سُنکر نیرنگ نے قرنا کرا کے تخت پر سوار ہوا فوج کو لیکر بیرون قلعہ آیا لشکر کو اُتار رہا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا کہ ایک طفل شاید کوئی بارہ تیرہ برس کا سن ہوگا آگے بڑھا ہوا پایہ تخت مہران پر ہاتھ رکھے ہوئے پشت پر بارہ ہزار جوان بارگاہین لدی ہوئین سامنے آکر اُترے نیرنگ کو اپنے زور کا غرور عقل و شعور سے دور فوراً طبل جنگی بجوا دیا یہان ضیغم نے بھی طبل جنگی بجوایا چار پہر رات تیاری ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے نیرنگ گینڈے کو بڑھاکر آیا سلیح شوری دکھا کر آواز دی ای مہران مین نے بڑی خطا کی کہ تجکو زندہ چھوڑ دیا وہ تیرا معین و مددگار کون ہی سامنے آوے تو حال معلوم ہو جائے ضیغم نے مرکب نکالا مہران کو ضیغم سے قلبی محبت ہی ہر وقت

ہی کہا کرتا ہی کہ یہ جوان میرا احسان کش ہو اسنے میری جان بچائی جب ضیغم رخصت ہونے لگے تو مہران نے
ہاتھ باندھکر کہا ای جوان مین تیرا ممنون و مشکور ہون مین تو تارک سلطنت ہوا تو چلکے سلطنت کر مجکو
ایک پارچہ نان پہونچا دینا مین تارک لذت دنیا ہوا ضیغم نے کہا کہ آپ ایسے کلمات نہ فرمایئے مجکو ملال ہوا ای
مہران نے سر جھکا لیا کہا آپ کو خداوند لات و مناۃ کے سپرد کیا ضیغم یہ سنکر ضبط نہ ہو سکا کہا آپنے
کیا سمجھکے لات و مناۃ کی پرستش کی پتھر کے بتون کی [illegible] وحدہ لاشریک ہی [illegible] اعتقاد [illegible]
لات و منات پرستش [illegible] خالق حقیقی و مالک تحقیقی کا ہون فرمایئے [illegible]
اسکو اس غرور پہ غالب کرے حقیقت مین بڑا [illegible] ہی وہ نخوت سے مدہوش ہی مہران نے یہ
کہا ای شہریار مفصل اپنا نام نامی فرمایئے آپ کا حسب و نسب کیا ہی ضیغم نے کہا مین صاحبقران
کا نواسہ ہون ہوشربا مین پیدا ہوا دختر افراسیاب میری والدہ [illegible] خدا معلوم کس خیال
مین نکلا آپ تک کیونکر پہونچا یہ قصہ طول و طویل ہی پھر کبھی وقت عرض کرونگا اب آپ کلمہ پڑھیے تو مین
مقابلے مین جاؤن جہالت دین اسلام دکھاؤن حقیقت [illegible] اگر وہ مجبور کر [illegible] نہ کر دیجیے تو
جا کر کیا کرتا ہون مہران نے کلمہ پڑھا ضیغم کو رخصت دی ضیغم چلا [illegible] اڑتا ہوا [illegible] پھرتا ہوا

مثل باد کے نشان نقش پا کف جاتا تھا	[illegible]	ادہم مرکب چو برق یا باد
فرقد دیوانہ و پری زاد سے	خوشخرامی سے زآب نازک تر	تیز گامی سے برق پا باب تر | نرمی گوش نرمی کا کل
دستۂ بید و دستۂ سنبل	چہرہ آفتاب عالمتاب تیور بگڑے ہوئے قبضے پر ہاتھ پڑا ہوا اس گرد فر سے	

مقابلے مین شیر ناگ کے پہونچے شیر ناگ کی نگاہ پڑی جمال دیکھکر دنگ ہو گیا گھبرا کر پوچھا آپ کا نام نامی و
اسم گرامی کیا ہی ضیغم نے کہا تجھے ہمارے حسب و نسب سے کیا کام یہ میدان کارزار ہی زبان تیغ سے سوال و
جواب ہو شیر ناگ نے کہا مجھے ای جوان تیرے حال پہ رحم آتا ہی کہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا مین نے بڑے
بڑے پہلوان مارے دیکھلو سامنے کھڑے ہین یہ سب میرے زیر کیے ہوئے ہین تجھ ایسون کی کیا حقیقت ہی بار میری
تلوار کا نہ اٹھیگا کلائیان ٹوٹ جائینگی ضیغم نے کہا بس غرور کی باتین نہ کر نیزہ یا تلوار اٹھا شیر ناگ نے کہا
ای جوان میرا دل نہین چاہتا کہ تیرے اوپر تلوار کھینچون جب ضیغم نے بہت کہا تب شیر ناگ نے نیزہ مارا
ضیغم ٹلنے لگے ایک مقام پہ ضیغم نے نیزہ تولا چاہا سینے پر شیر ناگ کے مارے شیر ناگ نے سینے کو بچایا ضیغم
نے شیر ناگ کی آنکھ مین نیزہ مار دیا ڈیڑھ ہاتھ نیزہ گھسکے کی آنکھ مین اتر گیا ضیغم نے نیزہ چھوڑ دیا
اسنے چرخ مارا طرارہ پھر اشیر ناگ گرا ضیغم نے دوسرے ہاتھ مارا شیر ناگ نے چاہا چون گر
ضیغم پر بس پڑا اتنی تلواریں ماریں کہ شیر ناگ زخمون مین چور چور ہو کر بھاگا ساتھ والون کو آواز دی
ارے یارو دوڑو اس جوان نے مجکو بیکار کر دیا زخمون مین چور چور ہون اب نہ بچاؤگے تو یہ مار لیگا ساری
فوج دوڑ پڑی دونون لشکر ملے ضیغم نے بڑھکر نعرہ کیا نعرۂ ضیغم منم ضیغم نوجوان شیر دل گرز گشتہ
سہراب و رستم خجل جس غول پہ جا کے گرا جس بڑے پہلوان کو دیکھا قریب اسکے لڑتا ہوا پہونچا جیسے ہی وہ
پہلوان سامنے آیا کہا دیکھ تیرے پیچھے کون ہی وہ پلٹا اسنے گھوگاہ پہ ہاتھ مارا سر اسکا کٹکر گرا تا ک
تاک کے افسرون کو مارا آخر شیر ناگ نہ ٹھہر سکا فوج والون نے بھی یہی صلاح کی اس جوان کے ہاتھ سے
کوئی نہ بچیگا قلعے [illegible] خندق کو پر آپ کیا پل تختہ اٹھا لیا

توپ فیر کی کئی سو آدمی صنیغم کے اُڑ گئے صنیغم نے گرز گران سنگ ہاتھ مین لیا چاہا قلعے پر جا پڑون مہران
تو عاشق ہو گیا دوڑ کر رکاب پر ہاتھ ڈالا کہا ای شہریار بس مارنے سے بھگانا بہتر اب وہ جاکر قلعہ بند ہوئے
کچھ سوال وجواب آئیگا قلعے کو گھیر لیجیے صنیغم نہ مانتے تھے مہران نے کہا مین نہ جانے دونگا اپنا سر کاٹ
کے قدمون پر ڈالدونگا قدمون پر نثار ہو جاؤنگا حضور کی وجہ سے میری آبرو بڑھی اتنا بڑا اجیبا
دیو خصال مریخ مثال یون نوک دم بھاگا غل مچاتا تھا صنیغم نے ہنسکر کہا اُسکی موت نہ تھی ورنہ سر کاٹ لیتا
اور کسی طور سے مارا جائیگا یہ کہکے قلعہ گھیر لیا مورچے درست ہوگئے آب ودانہ بند کیا مگر نیرنگ جو بھاگ کر
قلعے مین آیا زخمون مین چور چور سب مشیرون کو جمع کیا زخمہ وزی ہوئی کہا کیون یار و تمنے دیکھا یہ جو ان
تو بلاے روزگار ہی میری جان بچگئی مگر آب وآذوقہ جمع نہین کیا ایک ہفتے کے بعد ایک ایک نان کے
ٹکڑے پر ہر شخص اپنی جان دیگا قلعے مین زراعت نہین ہوتی مین وہ تدبیر کرون کہ دم بھر مین فیصل
ہو جاے ایک اُنمین سے نہ بچے سب نے کہا حضور وہ کیا تدبیر ہی کہا یہان سے بارہ کوس پر قلعہ ہے
قلعہ سہمناک اُسکا لقب ہی ملکہ سہمناک جادو وہانکی حاکم ہی مجھسے اور اُس سے مدت سے آشنائی ہی
مین ہمیشہ قلعے پر جاتا ہون دو دو دن وہان رہتا ہون وہ بڑی خاطر کرتی ہی مگر پہلو مین جو قلعہ ہی قلعۂ
خارستان اُسکا نام ہی مغیلان جادو سہمناک کا باپ اُس قلعے کا حاکم ہی یہ ڈر رہتا ہی کہ
ایسا نہ ہو کبھی وہ آجاے تو مفت مین باپ بیٹی سے فساد پڑے ظاہر کرکے وہ نہین آسکتی ہی اُسکو نامہ
لکھتا ہون اگر وہ گھڑی بھر کو چلی آئے طبقات زمین کو آسمان پر پہونچا دے سب نے کہا یہ بہت اچھی
بات ہی جلد نامہ روانہ کیجیے اُسی وقت نیرنگ نے نامہ لکھا یہ بھی لکھدیا کہ ہمنے شکست کھائی نبیرۂ حمزہ
نے ہمکو آکر گھیرا ہی آب ودانہ رُک گیا ای جان جہان وای سرتاج حسینان اگر اس ہفتے کے اندر ہماری
خبر لو فبہا ورنہ دیدار ما وشما بہ قیامت افتاد قاصد تیزرو کو یہ نامہ دیا قاصد نامہ لیکر چلا اب دو کلمۂ
داستان سوختۂ آتش دوری وافروختۂ نار مہجوری گزارش ہوتے ہین کہ ملکہ سوسن گلعذار اُس
باغ ویران ہین جو سوکر اُٹھین صنیغم کو اپنے پاس نہ پایا گھبرا گئین سارے باغ مین اُس گل کو تلاش کیا
کہین اُس پھول کی بو نہ پائی چہار طرف پکارتی ہی کبھی کہتی ہی نظم

ہمبرو نکو نہ ای دل بلی جہان کی خبر
لحد مین روح نے جسم فگار کو چھوڑ دیا
وہ دل مین رہتے ہین پر دردسے کام ہی کیا
مکین کو خاک نہین اپنے اس مکان کی خبر
مین پاؤن بے سرو پا کسطرح وہانکی خبر
یہ کیا غضب ہی مکین کو نہین مکان کی خبر

کبھی بیقرار ہو کر پکارتی ہی کہ ای
شیر بیشۂ جرأت وای رنگ وبوے گل حدیقۂ مودت میری آنکھون سے کیون نہان ہوا ای سوسن
کہان ڈھونڈھون اُس شبیر کا حال کس سے پوچھون افسوس کی بات ہی میری غربت کا خیال نہ کیا نظم

شدم ز دست ودل دلربا نمی آید
ہنوز بر سر من آن بیوفا نمی آید
تمام عمر بکنعانم از جدائی رفت
بگوش من سخن مدعا نمی آید
بعزم کعبۂ جانان سفر کن ای مخمور

اسیر دردم و تیر بلا نمی آید
شدم ز کوی محبت ز خویش بیگانہ
ز سوے مصر نسیم وصبا نمی آید
کشادہ نافۂ زلف تو تا گرہ از زلف
کہ مفلس از در شاہان گدا نمی آید

نقود روشنی دیدہ صرف دل کردم
بکوے من سخن آشنا نمی آید
ز دم دفا ترا یا مرا بسے برہم
نسیم صبح ز سوے خطا نمی آید
اسقدر بیتاب ار ہی مثل عندلیب بینوا

نالہ وزاری ہی کبھی کہتی ہی کو ننا وقت تھا کہ جو مین اس ظالم وجاہل مزاج پر عاشق ہوئی یہ نہ سوچا

کہ ہمسے وطن چھوٹا گھر بار سے آوارہ ہوے یہ انجام نہ سمجھے تھے نظم

چاہ کنعان مین ملی مصر کے بازار کی راہ
کثرتِ شوق نے ازبسکہ کیا عرصہ تنگ
نکہتِ گل نے بتائی مجھے گلزار کی راہ
تنگدستی نے زمانے مین یہ پائی ہی رواج
آئینہ رو نے مجھے قتل کیا پیار کی راہ
پیار سے کہتے ہین اُنکو جو مسیحا عاشق
سادہ روئی سے ہی اُلٹی ترے رخسار کی راہ
حسن کے عشق نے ہستی مین عدم سے کھینچا
کھوٹی ہوتی ہی میان آپکی تلوار کی راہ
غیر حق کو مین سمجھتا ہون خیال باطل

رہنما یاد الٰہی کا ہوا عشق صنم
مردہ نکلا نہ مرا کوچۂ دلدار کی راہ
بیشتر سب سے کیا طالع بد نے بیدار
یوسف اس عہد مین تکتا ہی خریدار کی راہ
لبِ بام آکے جو دیدار کرے عام وہ شوخ
ناز سے چلتے نہین خانۂ بیمار کی راہ
زلف مشکین کے جو سودے مین ہی دل گھبراتا
شوق یوسف نے دکھائی ہمین بازار کی راہ
عید ہوگی رمضان جائیگا اے بادہ کشو
آتش اک دل مین نہین ہوتی ہی دو چار کی

ہی نرالی کششِ عشق جفاکار کی راہ
پہونچے ہم کعبۂ مقصود کو کہسار کی راہ
شہرۂ حسن نے دیدار کا مشتاق کیا
حشر کے روز بھی دکھلائی مجھے یار کی راہ
نہین مجھسا کوئی دنیا مین سکندر طالع
ایک ہو جاوے ابھی کافر و دیندار کی راہ
دیکھکر صورتِ احباب کو پھر جاتا ہی
پوچھتا پھرتا ہون ایک ایک سے ناتار کی راہ
کھینچ لی ہی تو لگانے مین تامل نکرو
بند رہنے کی نہین خانۂ خمار کی راہ

اس طرح بلکتی پھرتی ہی کہین نقاہت سے منہ کے بھل گرتی ہی درختون سے سر ٹکرا رہی ہی مثل قمری طوق محبت بگلو کوکو چلا رہی ہی آخر لاچار ہو کر دروازے پر باغ کے ٹھہری یہی خیال آیا کہ چلکر اُس ظالم کو تلاش کرین شاید کہین وہ بیوفا ملجاے شاید ہمارے حال زار پر رحم آئے یہان چیخنے پیٹنے سے کیا فائدہ بقول شاعر شعر کوئی سُنتا نہین فریاد بلبل + عجب بیدرد یار و باغبان ہی + ہماری اس بیقراری کا کون دیکھنے والا ہی جان دینے سے کیا فائدہ چلکے تلاش کرین شاید نصیب رہبری کرے یہ سوچکر ایک طاؤس زرین بال تیار کیا اُسپر سوار ہوئی تلاش کرتی ہوئی چلی گرنہ ونگ نے جو نامہ سہمناک کو لکھا تھا سہمناک بیباک اپنے قلعے مین بیٹھی ہی کہ نامہ دار نے آکر خط دیا نامے کو پڑھکر بہت جھلائی نامہ دار سے کہا تم چلو ہم آتے ہین نامہ دار تو گیا سہمناک تیاری کرنے لگی خیال مین ہی کہ دو چار سحر ایسے تیار کرکے لیجاؤن کہ دشمنون کو دیوانہ کردون تنکے چنتے پھرین میرے دوست محب واثق کو ستایا کچھ میرا خوف بھی نہ آیا دیکھو کیسا بدلا لیتی ہون تخت پر بیٹھی ہی اسباب سحر جمع کر رہی ہی قضاے کار مغیلان جادو باپ اسکا اپنے قلعے مین بیٹھے بیٹھے گھبرایا خیال مین گذرا کہ چلکر بیٹی کو دیکھ آؤن یہ سوچکے یکہ و تنہا چلا آسمان پر اُڑتا ہوا جاتا ہی سہمناک بیٹھی تھی کہ آسمان پر برق چمکی سہمناک دیکھنے لگی باپ کو دیکھا چلا آتا ہی گھبرا کے اُٹھی اسباب سحر نہ ہٹا سکی مغیلان زمین پر آیا بیٹی کو گلے لگایا اسباب سحر کو دیکھکر گھبرا گیا پوچھا کیون بی بی یہ سحر کسلیے تیار ہوتا ہی کیا کسی سے لڑائی ہی کسی ساحر کے آنے کی خبر پائی ہی سہمناک گھبرا گئی پریشانی مین منہ سے یہ نکلا حضور دل گھبراتا تھا مین نے کہا لاؤ سحر تیار کردون ایسا نہ ہو کہ یہ سحر جو قبضے مین آگئے ہین بھول جاؤن مغیلان جادو کو شک ہوا مگر خاموش ہو رہا تھوڑی دیر بیٹھکر چلا گیا بیرون قلعہ جاکر ایک نخل پر پتون کی آڑ پکڑکر بیٹھا سہمناک بعد تھوڑی دیر کے ایک مار سیاہ پر سوار ہوکے چلی جب قلعے سے باہر نکلی مغیلان نے دیکھا دل مین کہتا ہی کہ یہ کہان جاتی ہی عقب مین اسکے چلا یہان ضیغم نے دو دن سمجھایا ہر مرتبہ یہی قول تھا کہ اے شیرنگ اسی مین بہتر ہی کہ اپنی بیٹی کی شادی کردے یہ بھی شاہزادہ ہی یہ ملعون سنکر جواب دیتا تھا کہ کیون گھبراتے ہو تمھارا سر کوب آتا ہوگا ضیغم حیران ہین کہ اسنے کسی کو نامہ لکھا ہی اُسی کا یہ مشتاق ہی

مین آج قلعہ فتح کرلون یہ کہکر طبل جنگی بجوایا صبح کو یلغر کیا وہان سے توپین پڑین لوگ بہت مارے گئے
ضیغم کو بڑا غصہ آیا گھوڑے کو بڑھایا گرز ہاتھ مین لیا گھوڑے کو چمکاتے ہوئے چلے آواز دی او
نیرنگ دیکھ بہادر یون قلعہ فتح کرتے ہین نیرنگ نے اشارہ کیا توپ پڑنے لگی یہ شیر توپ گولے
رد کرتا ہوا چلا مثل سمندر آتش اُس دریاے آتش کو طے کرتا ہوا جاتا ہی قضاے کار نیرنگ نے پکار کر
آواز دی ای نوجوان دیکھ یہان آنا بہتر نہین ہی کہ سہمناک آکر پہونچی اپنے معشوق کو جو پریشان دیکھا
آسمان سے اُتری گلے مین ہاتھ ڈالدیئے کہا ای نیرنگ یہ کیا حال ہی اسنے کہا ای جان جہان دیکھ یہ جوان آتا ہی
مین اسکے ہاتھ سے زخمی ہوا ایسی شکست کھائی کہ قلعہ بند ہونا پڑا یہان بھی یہ ظالم جان نہین چھوڑتا
آ پہونچا سہمناک نے چند دانے ماش کے پھینکے ضیغم کا گھوڑا بدلگامی کرنے لگا آگے نہین بڑھتا
پیچھے ہٹا جاتا ہی ضیغم کی پریشانی بڑی جماکر کوڑے مارتا ہی گھوڑا آگے نہین بڑھتا جنگل مین لیے ہوئے
دوڑا دوڑا پھرتا ہی سہمناک نے خوش ہوکر کہا کیون جان جہان دیکھا اگر کہدون یہی گھوڑا اسکو ہلاک کرے
نیرنگ اس بات پر بہت خوش ہوا کہا ای جان جہان ایسا سحر کرو کہ گھوڑا اسکو گرادے اور ٹاپون
سے پامال کرے یہ کہتا جاتا ہی بوسہ بازی مین مصروف ہی سہمناک کبھی طمانچہ مار دیتی ہی کبھی چپ ہو رہتی ہی
گھوڑا ضیغم کو لیے ہوئے پھرتا ہی کبھی الف ہوا کبھی چاہتا ہی کہ کسی درخت سے رگڑ دے ضیغم اپنے
کو بچا رہا ہی دونون عاشق و معشوق ہنس رہے ہین ضیغم پر آوازے کس رہے ہین ای جوان پیچھے کیون
ہٹا جاتا ہی اب تو ہم توپ نہین مارتے قلعہ تسخیر کریگا ضیغم کو ان باتون پر غصہ چڑھ آیا چہرہ سُرخ ہو گیا
غصہ مین اسنے کوڑے گھوڑے پر مارے کہ اُسکے پشت و پہلو سے خون بہ رہا ہی قضاے کار مغیلان
غضب مین چلا تھا اسوقت آکر پہونچا بیٹی کو دیکھا کہ ایک جوان سے بوسہ و کنار کر رہی ہی ہزارون
آدمی دیکھ رہے ہین اس بیحیا کو کچھ شرم نہین مغیلان جھلایا آواز دی او گیسو بریدہ ننگ خاندان
یہ کیا حرکت ہی تجھے کچھ غیرت نہین سب دیکھ رہے ہین سہمناک نے جو باپ کو آتے دیکھا گھبرا گئی نیرنگ
سے کہا لو صاحب غضب ہوا باپ آگیا بہت بطور رمجلہ دیکھا نہین معلوم انکو کسنے خبر کی مغیلان نے
گولہ مارا سہمناک نے دیکھا کہ اگر یہ گولہ سر پر پڑیگا سر پھٹ جائیگا آخر اسنے دستک دی کچھ ماش کے
دانے مارے گولہ پھٹکر الگ گرا مغیلان جھنجلایا پکار کر کہا کیون حرامزادی مین نے اسی واسطے
تجکو سحر سکھایا تھا میرے سحر کو تو نے دفع کیا ناک چوٹی کاٹ لونگا اور نیرنگ کو آواز دی او بیحیا تو
اس نا خلف سے زیادہ بیغیرت ہی نیرنگ کے منھ سے نکلا کیون دیوانہ ہوا ہی میرے اسکے مدت سے
آشنائی ہی جو میرا جی چاہیگا کرونگا تیرے باپ کا کیا اجارہ ہی مغیلان نے ہاتھ ہلایا برق گری
نیرنگ کا سر اُڑ گیا اب تو سہمناک نے سر پیٹ لیا پکاری کہ او ظالم یہ کیا کیا میرے معشوق کو مار ڈالا
ارے او ظالم مجکو قتل کیا ہوتا یہ کہکے سر پیٹنے لگی یہ اشعار عبرت آثار زبان پر جاری تھے نظم

مدفن سینہ زمین چمن وا مصیبتا
اُسکا غلاف کعبہ کفن وا مصیبتا
جسکو شکستن دل عاشق عذاب ہو
اُسپر جفاے چرخ کہن وا مصیبتا

معدوم ہو وہ غنچہ دہن وا مصیبتا
دے منکر و نکیر کو ناچار وہ جواب
وہ اور جانکنی کے محن وا مصیبتا
تشبیہ آئینے سے جو ہوتا تھا آب آب

جس ناز مین صنم پہ گران تھا حریر چین
جو جور سے کرے نہ سخن وا مصیبتا
جو عرض مہر تازہ مہ سے ہو سرنگون
ملجائے خاک مین وہ بدن وا مصیبتا

دیتے تھے دورِ دش بھی جس آرام دل یہ جان
وہ زیر بار تاب شکن وا مصیبتا
وہ خانہ باغ عیش محل جسکا نام تھا
عشرت سرا کبھی کبھی ماتم سرا ہی یہ

اُسکا غم ہلاک شدن وا مصیبتا
پھولون کو جسکی بو نے ملایا تھا خاک مین
کہتے ہین اُسکو بیتِ حزن وا مصیبتا

جھومر دھر سے ٹوٹتے تھے جسکے ہاتھ پاؤن
ہر اُسکی خاک زیر کفن وا مصیبتا
کیا اعتبار دھر کا عبرت کی جا ہی یہ

اس طرح بلک کے روئی اور باپ پر تڑپکر گری دو چار کوسے ایسے مارے کہ مغیلان کو بھی مشکل پڑی اور مغیلان نے کئی زخم کھائے زخم کھاکر اور جھلایا آواز دی او گیسو بریدہ دکھ تیرا مرنا ایسا ناگوار ہوا ہمارے قتل کے درپی ہوتی ہی شکر ساحری دجمشید کہ تجھسے سحر مین کم نہین ہون اگر تو مجھسے زیادہ جانتی ہوتی تو بیشک قتل کرنے مین میرے تامل نہ کرتی اسقدر شور وغل نہ کرتی اب تیری بھی قضا دامنگیر ہی تیرے مرنے کی بھی تدبیر ہی یہ کہکے کارد سحر جھولی سے نکال اُسپر اپنی زبان کا خون ڈالا وہ ہی کارد کھینچ ماری سینے پر سہمناک کے بڑی توڑ کر پشت کو پار گذری مرتے سے سہمناک کے اندھیرا چھا گیا علامت برپا ہوئی سنگباری برفباری ہونے لگی ضیغم نے رہائی پائی بعد عرصے کے آواز آئی کشتی مرا نام من سہمناک جادو بود اور ضیغم بصد قہر وغضب طرف قلعے کے چلا اہالیان قلعہ پیٹنے لگے پکار کر آواز دی کہ ای مغیلان جادو آپ نے ہماری ملکہ سہمناک کو قتل کیا یہ جوان رستم دل سہراب منزل آکر قلعے کو لے لیگا ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا جلا ہوا ہی سہمناک نے سحر کیا تھا سب اُسکی تباہی پر ہنس رہے تھے آوازے کس رہے تھے اُسکو نہایت غصہ ہی بہادر کے لیے مضحکہ ہونا بڑے عیب کی بات ہی آپ ہمارے سرپرست ہین قلعے کی حکومت کیجیے ہم سب کو مسلمان کے ہاتھ سے بچا لیجیے یہ جوان نبیرۂ حمزۂ صاحبقران آفت کا پرکالہ ایسا بہادر نہ دیکھا نہ سنا بھلا یکہ و تنہا جنگ کرتا ہی ہم سبھون کو یون تنگ کرتا ہی یہ سُنکر مغیلان غصے مین کانپتا ہوا بالائے قلعہ آیا کہا تم سبھون نے میری اطاعت کی سب نے کہا ہم سب غلام تابعدار ہین آپ مالک و مختار ہین نہ اطاعت کرینگے تو کدھر جائینگے ہمارے آقا تو مر گئے اب آپ کو اپنا بادشاہ جانینگے دل و جان سے آپکی خدمتگزاری کرینگے یہ سُنکر مغیلان جادو پھر ادھر ضیغم آتا تھا مہران تاجدار بھی تخت پر سوار پشت پر بارہ ہزار جوانان سرگذار سب قریب آ گئے تھے نیزے تلواریں گرز ہاتھ مین سنبھالے ہوئے یہی غلغلہ تھا کہ اہالیان قلعہ کو مار لو اب ان لوگون کو مہلت نہ دو بڑے مکار وجعلساز ہین ان بہادرون کو کیا امتیاز ہین یہ ہنگامہ جو مغیلان نے دیکھا اُٹھا کے ایک گولہ مارا ضیغم مع لشکر اسی مقام پر رُک گیا پھر وہ ہی ہوا کہ گھوڑا آگے نہین بڑھتا صدائے فریاد والامان بلند ہر کس وناکس دمبدم لاکھ لاکھ قصد کرتے ہین کہ گھوڑون کو بڑھائین بر سر قلعہ جائین ممکن نہین ہوتا جسقدر سوار ہین وہ اپنے اپنے گھوڑون سے بیزار ہین پیدلون کے دل پریشان سر پیٹ رہے ہین طرف قلعے کے نہین آ سکتے مہران تاجدار نے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار پھر اُس نامرد نے سحر کیا نیرنگ کو مار او وہ ساحرہ جو مکارہ آئی تھی اُسکو بھی اسی ظالم نے قتل کیا اب یہان سحر کر رہا ہی پیاس کی شدت گھوڑون کی بدلگامی ہم سب کی ناکامی شاہزادہ ضیغم نے جو یہ معرکہ عظیم دیکھا اپنی زندگی سے یاس ہوئی طرف آسمان کے منھ کرکے پکار اُٹھے رباعی

برآستان تو دارند میل دربانی
چہ احتیاج بہ پیش تو حال دل گفتن
تو آن رفیع مکانی کہ ساکنان فلک
کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی

بلک بلک کے شاہزادے نے جو دعا کی آسمان پر برق چمکی سوسن گلعذار طاؤس زرین بال پر سوار ابر سوسنی کا سر پر سایہ چلی آتی ہی نگاہ اسکی جمال جہان آرائے ضیغم پر پڑی کہ شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت

صاحب حشمت و شوکت گھوڑے پر سوار گھوڑا لیے ہوئے دوڑا دوڑا پھر رہا ہی لشکر والے مثل آئینہ حیران
بشکل گیسو پریشان نیزے ہاتھ مین تلوار پر قبضہ نہین نیزے در پئے آزار سنان ہاے نیزہ اپنے سینے پر
آتی ہین تلوارین قبضے سے نکلی جاتی ہین کمانون مین خم خنجر بیدم طائر تیر اڑتے پھرتے ہین پرون مین طاقت
نہین ہر مقام پر گرتے ہین سپر ترکشون مین چھپتے ہین باجے پراگندہ ڈھول کے شکم پر ورم قرنا بیدم شہنا
کے کلیجے مین چھید نقارون کے بجنے مین بھید فوج مین تلاطم ہر ایک کے ہوش گم یہ جو سوسن نے دیکھا
تیور پر بل پڑ گیا پکار کر آواز دی ای شہریار سبحان اللہ خوب آپ نے ہمارا ساتھ چھوڑا کنیز کی محبت
سے منھ موڑا یہ کیا ہنگامہ ہی ضیغم نے تو غصے مین کچھ جواب نہ دیا منھ پھیر لیا مگر فوج والون نے
فریاد و فریاد کی صدا دی کہ ملکہ عالم ہمپر اس بیحیا نے سحر کیا ہی بالاے قلعہ بیٹھا عجائب و غرائب دکھا رہا
ہی ہم کو قتل کیا شیر تاب کو کیا رنگ دکھایا رنگ دنیا سے شیر تگ کو کچھ مزا نہ ملا تڑپتا ہوا واصل
جہنم ہوا ہمکو بچائیے سامنے اُس ملعون کے جائیے مقابلہ کیجیے ہم سبکی مدد کیجیے اب ہمارے گھوڑے ہمکو
ہلاک کیا چاہتے ہین ہم لوگ جان بچا رہے ہین ظلم سے اس ساحر کے گھبرا رہے ہین یہ سنکر سوسن
آگے بڑھی آواز دی او نابکار بدکردار غیر ساحرون پر یہ بدعت فرزندان صاحبقران کی یہ صورت
صورت تیری دامنگیر ہو اب تیری قضا آئی تو بیر ہو یہ سنتے ہی مغیلان جادو اُٹھا سوسن پر گولہ مارا
اُسنے تو غصے مین سحر کیا مگر سوسن ہنس پڑین مشہور ہی سوسن صد زبان یہ غنچہ دہن شیرین سخن
سرو قد خورشید خد چہرہ آفتاب تمثال ماہتاب اسوقت رنج مین پُر عتاب گل رخسار شگفتہ ایک مسکرانے
مین ہزار بناؤ غنچہ لبان مین گوہر گل رخسار سے لگا مسکراتے ہی وہ گولہ پلٹا مغیلان نے
اپنے واسطے کانٹے بوئے وہ گولہ اُلٹا پلٹا طرف اسکے سینے کے چلا اپنے تئین مغیلان نے قلعے کے نیچے
گرا دیا وہ گولہ جا کر ایک برج پر پڑا برج کو گرا دیا کئی ہزار آدمی دبے ملکہ نے پکار کر آواز دی کیا
مرد ہی ہمکو کھا گیا کہ تو نامرد ہی مردان عالم کے پاپوش کی گرد ہی ہمارے سحر کے خوف سے چہرہ تیرا زرد
ہی اب کیا زندہ بچیگا اتنے نیچے آیا مغیلان نے جو دیکھا کہ سوسن کے گولے نے ایک برج کلان کو
گرایا بہت جھلایا کار دو جھولی سے نکالی کمر مین ایک بیضہ دندان فیل تھا زنبیل مار کے اُسکو نکالا
سوسن پر وہ بیضہ کھینچ مارا انگلی سے اشارہ کیا وہ بیضہ آسمان پر جا کے پھٹا ایک گنبد آتش پیدا ہوا
طرف سوسن کے وہ گنبد چلا سوسن نے مسکرا کے آواز دی اپنے نزدیک یہ بڑا سحر کیا تمھارا ہی
اسکے آفت ہو یہ کہکر ہاتھ ہلایا غنچہ دہن وا کیا وہ گنبد پلٹا مغیلان نے دیکھا کہ بجز کانٹون کا سامنا
ہو کیجے کیونکر بیون صحرائی کانٹون نے انگلیان اُٹھائین پتہ دیتے تھے کہ او مغیلان اپنی جان بچا
کانٹون مین کھینچا جائیگا کیونکر اپنی جان بچائیگا اس سحر کے بڑے طول ہین یہ سوسن کے سحر کے
پھول ہین زبان درازی نہ چلیگی ہر ہری تیری مثل شمع کافوری جلیگی باغ عالم سے پھل نہ پائیگا کانٹون
مین کھینچا جائیگا سوسن نے پتلے پتلے ہاتھ نرم نرم انگلیان دام رگ گل کہنا چاہیے مہندی لگی ہوئی
ہاتھ وزدحنا اسیر دو رنگی کی تدبیر یاقوت و لعل ایک مقام پر چہرہ آفتاب الانوار اُن ہاتھون سے دستانی کی
ایک روشنی ہوئی صاف یہ ہی کہ بجلی چمکی گنبد آتش پر گری اُسکے ٹکڑے اُڑا دیے گنبد جلا مگر دفعۃً گم
ہوا بلکہ سحر بنانیوالے سے جلا زمین پر گر کر غائب ہوا مغیلان شکست کا طالب ہوا اس سحر کے

باطل ہونے سے جی چھوٹ گیا شیشۂ دل سنگ بدعت سوسن سے ٹوٹ گیا سوسن نے کہا اب کہان بھاگکر جائیگا
گل سحر ہمارا کانٹا بنکر تیرے دامن سے اُلجھا اب پناہ شہ پاک کے مغیلان نے چاہا جست کرون پانون زمین
نے تھامے بقول سوسن کانٹے دامن سے اُلجھے دامن نہین چھٹتا غصے مین اسنے اپنی بوٹیان کاٹین بہت سے
تاش کے دلنے بدمعاش نے پھینک مارے ہزارہا شعلے سوسن پر گرے دفع کرنے مین ایسے سحر کے ملکہ ہونٹھونکو
جنبش نہین دیتی مسکرادی دندان سے برق چمکی سب شعلون کو بجھا دیا اسی قدر پانی برسا دیا کہ مغیلان کی
آبرو پر بنی اپنی فوج مین دریا دلی دکھاتا ہی مثل ماہی بے آب سر ٹکراتا ہی آخر مین سوسن نے آواز دی
بیہوش ہو جا تجھ ایسے کا ہوشیار رہنا بہتر نہین یہ علم سحر جنگل کے کنکر پتھر نہین یہ جو مسکرا کے کہا مغیلان
بیہوش ہو کر گرا پھر ہاتھ ہلا دیا ضیغم و فوج ضیغم سے سحر اُترا ضیغم نے گھوڑا بڑھایا ساتھ والے لینا لینا
کہکر چلے ملکہ کنارے ہوئی جانتی ہی کہ یہ فرزند حقیر ان غیر ساحر پر سحر کرنا نہین چاہتے ہین اپنی جرأت
کو نباہتے ہین مغیلان کی زبان مین سوزن دیا گرفتار کرکے اشارہ کیا کہ ایک کنیز پیدا ہوئی مغیلان کو
اُٹھا لیا ضیغم بجرأت تمام قلعے پر جا پڑے گرز مار کر پھاٹک توڑا مہران تاجدار بھی برابر پہونچا فوج
ظفر موج کو لیکر اندر گھسے تلوار چلنے لگی ہر گلی کوچے مین لاشون کا انبار ہوا بھاگنا ان سب کو دشوار ہوا
گیر نگ بھائی غیر نگ کا اسنے جو دیکھا کہ اب بھائی میرا مارا گیا ساحرہ قتل ہوئی جو اطاعت نہ کریگا مارا جائیگا
اس شیر کے ہاتھ سے سزا پائیگا رومال سے ہاتھ باندھکر حاضر خدمت ہوا عرض کی غلام مستحق سلطنت ہے
بیہر بھائی کے کوئی اولاد نہین غلام صاحب بدل و الصفات ہی یہ بصدق مسلمان ہوا ضیغم نے اُسکے
سر پر تاج رکھا اُسنے سب کو بُلایا وزرا و امرا سب حاضر ہوئے سب کو عہدہ ہائے جلیل ملے غنچہ ہائے تمنا
کھلے سب انتظام ہو چکا تو ملکہ سوسن نے عرض کی دو باغی ساحر بھی حاضر ہی ضیغم نے کہا کہ لاؤ مغیلان کو
کنیز نے حاضر کیا مغیلان سامنے آیا ملکہ نے سحر اُتارا مغیلان ہوشیار ہوا ضیغم نے کہا اے مغیلان بانی بہار و
خزان کی قدرت کو دیکھا کیا جلد کانٹا نکلگیا کیا کیفیت ہوئی تمھاری بغاوت نے کیا مزہ دیا اب بہتر یہ ہی کہ
خدائے حقیقی کو سجدہ کرو جسنے آسمان بے ستون قائم کیا زمین کو پانی پر بچھایا کچھ کلمات صفت پروردگار مین
کچھ مذمت مین کفر کی اس فصاحت و بلاغت سے بیان کیے کہ زنگ کفر آئینۂ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا
عرض کی کہ غلام بدل و جان اطاعت کو موجود ہی ضیغم نے اشارہ کیا ملکہ سوسن نے زبان سے سوزن لیا
مغیلان قدمون پر ضیغم کے گرا دل سے مطیع اسلام ہوا ملکہ سوسن کے بھی قدمون پر گرا عرض کی ماشاء اللہ
آج سحر دیکھا ملکہ سوسن نے کہا اے مغیلان تمسے سحر کی نوبت نہین آئی اگر زندہ ہین اور شاہزادے
کے ساتھ داخلہ طلسم نور افشان مین ہوا تو دیکھنا یہ کہکے ضیغم کا دامن تھام لیا کہا کیون شہزادے کنیز
کی کیا خطا تھی جو آپ مجکو چھوڑ کر چلے آئے مین صحرا صحرا ماری ماری پھری کوہ و دشت و بیابان چھانے اور ہم
آپ کی کیا صفت کرین نظم

سوز دل ہے روبرو سوز سقر کیا چیز ہی
یا الٰہی کس سے مین پوچھون سحر کیا چیز ہی
تیر کے رنگ سے مین دیوانہ رہنے کا نہین
عقل کی کیا اصل ہی یہ تیر در کیا چیز ہی

نور رخ کے روبرو نور قمر کیا چیز ہی
از رخ کا طوفان حشر چشم تر کیا چیز ہی
کوئی غنچے سے یہ پوچھے دہان یار کا
تو بھلا اے باغبان بے ثمر کیا چیز ہی
دامن یہ سینا تھا ان سر انگلیان تو نہ [illegible]

آپ دندان سے حضور آپ کمر لیا چیز ہی
تمام سنتا تھا شب فرقت مین پر دیکھی نہین
اور یہ پوچھے رگ گل سے کمر کیا چیز ہی
توڑ ڈالونگا بتلا سے کیسطرح چوڑی کی جود
عیب بینون سے کوئی پوچھے ہنر کیا چیز ہی

مہر کے مانند ہی ادنیٰ کو اعلیٰ پر فروغ
آہ بے تاثیر کیا شی ہی اثر کیا چیز ہی
تو جواب خط تو لا انعام خاطر خواہ لے
ہو گیا نشہ ہرن ای نور ڈر کیا چیز ہی

مرتبہ کیا جلد بڑھجاتا ہی زر کیا چیز ہی
آگ لگ اُٹھتی ہی تن مین خود بخود بھکتا ہی دل
جان تک حاضر ہی مال ای نامہ بر کیا چیز ہی

اُس سے کیا ہو جو ہو صدمے ہجر کے جھیلے ہوئے
کس سے پوچھون سوزش داغ جگر کیا چیز ہی
آنکھین دکھلاکر جو ساغر کھینچ مارا یار نے

خوب آپسمین حکایتین و شکایتین ہوئین ضیغم نے سر جھکا لیا کہا ای ملکہ نہیر بہت شاق ہوا جان دینے کا مشتاق ہوا تم مجکو لے بھاگین میرے یاران ہمدم گرفتار ہوئے اُنپر کیا گذری ہوگی خیال مین اُنکے بہرون رویا اُسی انتشار مین اِدھر نکل آیا اب اسکا ذکر نہ کرو ہمین حجاب ہوتا ہی لشکر کی تیاری کرو پروردگار ہمکو تا بہ طلسم نور افشان پہونچاے ہمارے شاہزادہ سرو سہی قد گبہت گھبراتے ہونگے دمبدم فرماتے ہونگے کہ اسد کا فرزند ہمسے جدا ہوا اگر وہ قید ہوئے ہم بھی قید ہو جاتے ہمارے دل کو گوارہ نتھا یہ رہائی موت سے بدتر ہی ملکہ سوسن نے کہا ای شہر یار جب بلا نازل ہوئے اپنی حفاظت ضرور ہی آپ کے اقبال سے اس نکل آنیکا لطف ظاہر ہوگا لوح طلسمی کی فکر ہو اُس وقت کنیز کی جانبازی ملاحظہ کیجیے گا جب ساحران طلسم نور افشان سے مقابلہ پڑیگا شاہزادے اور ملکہ سے یہ حکایت و شکایت ہو رہی تھی کہ مہران تاجدار پر نگاہ پڑی ہر چند کہ تخت نشین ہی مگر اندوہگین ہے ضیغم کو یاد آگیا گیر نگ سے فرمایا ای گیر نگ دختر نیر نگ کی شادی ساتھ مہران تاجدار کے کردو خاص اسی کے واسطے اس قلعے پر مقابلہ پڑا ایسی صورتین درپیش ہوئین کہ مغیلان جادو کی دختر اپنے باپ کے ہاتھ سے قتل ہوئی ملکہ سوسن کو خدا نے یہان پہونچایا اگر اسمین تامل ہوگا تو ہمین ملال ہوتا ہی دل اُسکی قربت پر ہی ای گیر نگ نے عرض کی غلام ابھی انتظام کرتا ہی زہے سعادت و شرف کہ وہ دختر بلند اختر بسرکار مہران تاجدار کے منسوب ہو اپنے چاہنے والے کی محبوب ہو یہ کہکے وزیر کو اشارہ کیا اُسنے اترنج خوشبوئی سینے پر مہران تاجدار کے لگایا اب تو ضیغم نے دیکھا کہ خوشی سے مہران تاجدار کا چہرا سرخ ہو گیا اُٹھکر ضیغم کو نذر دی ضیغم نے گلے سے لگا لیا کہا ای مہران تاجدار ہم بھولے نہ تھے تمھاری آوارگی ہمارے دل پر نقش ہی اُسی شب کو مہران تاجدار کا عقد ساتھ دختر نیر نگ سے کیے ہوا فرمانے کا ر مغیلان جادو نے نامہ قلعۂ کوہستان پر لکھا کہ جسکو ہمارے قلعے مین رہنا ہو وہ دین اسلام دلت سے اختیار کرے ورنہ ہمارے قلعے سے نکل جاے شاہزادہ ضیغم کی ہمنے اطاعت کی اور افسران فوج کو لکھا تھا کہ سب کو مطیع و منقاد کرکے فوج جنگی آراستہ کرکے قلعہ نیر نگ پر آؤ آقا کا ہمارے قصد ہی کہ طرف طلسم نور افشان کے جائین سحر العجائب و مصر الغرائب سے مقابلہ پڑیگا ہم بھی مصروف جانبازی ہونگے جب یہ نامہ قلعہ کوہستان مین پہونچا شاپور جادو وزیر اعظم مغیلان کا تھا اُسنے سب افسرون کو جمع کیا نامہ پڑھکر سنایا سب نے بدل و جان اطاعت اختیار کی مگر بدمست جادو بدخو ظاہر مین تو اچھا اچھا کہا دربار سے اُٹھکر اپنے گھر مین آیا اپنی زوجہ سنبل جادو سے کہا کہ صاحب تمنے سنا بادشاہ ہمارے باکر مسلمان ہوئے شاپور وزیر کو نامہ لکھا ہی شاپور نے دیر کھدوا ڈالے مسجدون کی بنا کی لشکر تیار کر رہے ہین اب لشکر لیکر قلعۂ نیر نگ پر جائینگے وہان سے طرف نور افشان کے کوچ ہوگا سنا ہی کہ سحر العجائب و مصر الغرائب نے بڑے بڑے مسلمانون کو جو کہ دعوی فتاحی طلسم کرکے آئے تھے اور بڑے بڑے ملک بھی فتح کیے مگر کچھ بھی نہ ہو سکا اُن شاہون نے سب کو قید کر لیا ابتک قتل کر ڈالا ہوتا مگر طلسم مین

قیدی کے واسطے قید ہی کہ بعد تین برس کے قتل ہوتا ہی یہ بھی سب جاکر راہ مین مارے جائینگے میرا ارادہ ہی کہ بزرگون کا مذہب نہ چھوڑون بادشاہ کی محبت سے منھ موڑون جاکر اطلاع کردن خود وہان سے فوج لیکر آؤن مغیلان کا سر کاٹ کے لیجاؤن افسر اُنکے ضیغم شیر شکار ہین بڑے بہادر بڑے صف شکن اُنکو بھی سزا اسے معقول ہو اپنی سرکشی پر ہر شخص ملول ہو زوجہ نے کہا صاحب ایسا نہو کہ یہ حال کھلجائے تو شہر مین رہنا مشکل ہوگا بدمست نے کہا کون مخبر کریگا مین نے تمھارے سوا کسی سے ذکر نہین کیا مین ابھی جاتا ہون خیرخواہان طلسم مین میرا نام لکھا جائیگا فوج بحساب طلبگی افسر بنگے آؤنگا پہلے قلعہ کوہستان کو مٹاؤنگا زوجہ نے کہا صاحب سمجھ کے یہ کام کرنا مسلمان بڑے صاحب اقبال ہوتے ہین انکی مدد غیب سے پیدا ہوتی ہی ساحر نہین ہین مگر ساحر کش مشہور ہین صاحبقران کے ہاتھ سے لاکھون جادوگر مارے گئے کیونکر قتل کیا عقل مین نہین آتا عورت نے شوہر کو بہت بہت سمجھایا مگر اُسکے خیال مین نہ آیا یہی کہے گیا کہ ہمارے باپ دادا بیوقوف نہ تھے کہ لات و منات کو سجدہ کیا ہم اپنے بزرگون کا ساتھ نہ چھوڑینگے سنبل نے کہا اچھا صاحب جاؤ اگر یہان پرسش ہو کہ بدمست جادو کہان گیا تو مین کیا بیان کردن بدمست نے کہا کہدینا کسی کام کو گئے ہین زوجہ کو بخوبی سمجھا کر بدمست جادو عقاب پر سوار ہوا طرف طلسم نور افشان کے چلا یہان وہ ذن ہی کہ ساحران غدار جمع ہین ذکر بمقدمہ طلسم ہو رہا ہی کوئی کہتا ہی کاتبان طلسم نے جابجا وعظ مین یہی کہا کہ عمر طلسم تمام ہو چکی اب طلسم فتح ہو جائیگا سحر العجائب نے کہا یارو کاہن دیوانے ہین اس طلسم مین کوہ بت خونریز پر نمونہ قہر سامری ہی تین سو عابد و زاہد کہ جنھون نے دو دو سو برس عبادت کی اور اُنکو منظور ہوا کہ شرف مذہب حاصل کرین سب جمع ہو کر کوہ بت خونریز پر آئے زور سحر مین بڑے بڑے گڑھے کھدوائے اُن گڑھون مین زندہ گڑ گئے حبس دم بھی کرلیا جس دن کوئی اُس پہاڑ کو ستائیگا اگر اُنمین سے ایک بھی نکلا چار دانگ عالم مین مہلکہ ڈالدیگا اور علاوہ نمونہ قہر سامری کے ہم ایسے ہین کوئی سحر مین ہمسے مقابلہ نکریگا لوح طلسم مفقود کوئی پا نہین سکتا اگر کوئی اسپر گمان کرے کہ سامری نامے مین لکھا ہی سامری نامے مین ہزارون باتین مرقوم ہین کسی کا آج تک ظہور نہین ہوا پس یہ کیا ضرور ہی کہ عمر طلسم تمام ہوئی اسکا ذکر بھی کرنا مناسب نہین خوشامد کرنے والے کہ رہے ہین کہ حضور اس طلسم کو کوئی فتح نہین کر سکتا یہ طلسم افراسیابی نہین ہی وہ ہوشربا تھا یہ مقام نمونہ قہر سامری ہی کوہ بت خونریز ایک ایک پتھر مین سحر و ساحری بھری ہی کہ ایک ساحر نے آکے عرض کی خندق کے اُس پار ایک ساحر کھڑا ہی امیدوار باریابی ہی کہتا ہی براے خیرخواہی کچھ عرض کرونگا سحر العجائب نے حکم دیا طاؤس طلسم کو بلاؤ یہ کہکے دستک دی دیکھا آسمان پر فراٹا ہوا ایک طاؤس آسمان سے اُڑتا ہوا آتا ہی اُس سے سحر العجائب نے کہا کہ ای طاؤس طلسمی تم خود جاکر دیکھو کہ خندق کے پاس کون کھڑا ہی اُسکو بجائے ہمارے پاس باحتیاط تمام لاؤ مگر اتنا پہچان لینا کہ خیرخواہ ہی یا بدخواہ ہے طاؤس سلام کرکے گیا بدمست کو اپنے اوپر سوار کرکے لایا بدمست جادو نے آکر سلام کیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا عرض کی حضور نے سُنا ضیغم شیر شکار فرزند اسد نامدار لڑتا بھڑتا تا بہ قلعہ شیر نگ پہونچا شیر نگ مارا گیا مغیلان جادو نے جاکر اپنی بیٹی کو مارا نہین معلوم کیا سبب ہوا مطیع اسلام ہو گیا

قلعہ کوہستان پر نامہ لکھا ہی کہ فوج سب تیار ہوکے آوے طلسم نور افشان پر لشکر کشی ہی شاپور جادو
وزیر لشکر تیار کرکے لیگیا ہوگا مین براہ خیر خواہی حاضر خدمت ہوا اب مناسب یہ ہی کہ حضور مجکو فوج دین
مین جاکر مغیلان کو مارون ضیغم کی مشکین باندھکر لاؤن سحر العجائب نے کہا کہ بدمست کو خلعت دو
جسقدر یہ کہے اُسقدر فوج اسکے ساتھ کردو وزیرون نے عرض کی حضور یہ مغیلان سے کیا مقابلہ کریگا
اُسکا نوکر رہا وہ بادشاہ ہی اُسکی صورت دیکھکر ڈر جائیگا مگر ای شاہان نور افشان جس دن سے کوکب
قید ہوا ہم لوگون کو چین نہ ملا جو مسلمان آیا قیامت برپا کردی کوئی اندر طلسم کے پہونچا ساحران غدار کو
قتل کیا اب فرزند اسد آتا ہی ابھی حضور رقاسم کو گرفتار کرکے لاچکے ہین اُسنے کیا کم آفت برپا کی تھی
حضور ایسے ساحر تھے کہ تیغۂ سحر کش چھینا مددگار کون کو اُسکے گرفتار کیا سحر العجائب نے پکار کر آواز دی
وزیر سچ کہتے ہین کوئی افسر ایسا ہی کہ بدمست کے ساتھ جائے مغیلان اور ضیغم کو گرفتار کرکے لائے
حریر جادو کہ مصاحبون مین سحر العجائب کے ہی ساحر بھی زبردست یہ کہہ اُٹھا کہ حضور کوئی ایسا
ویسا اس کام پر نہین جاسکتا ہی غلام جائیگا سب کی مشکین باندھکر لائیگا دولاکھ فوج ملی بدمست جادو
کو ساتھ کیا حریر جادو فوج ساتھ لیکر چلا مگر شاہزادہ ضیغم شیر شکار مہران تاجدار کے عقد سے
مہلت کرکے بارگاہ مین بیٹھے ہین ملکہ سوسن گلعذار پروانہ جمال شاہزادہ والاقدر پہلو مین بیٹھی ہی
یہی ذکر ہورہا ہی کہ خدا خیر وعافیت سے تا بہ طلسم نور افشان پہونچائے کہ شاہزادے نے حکم دیا کہ
خادم سے کہو آفتابہ چوکی پر رکھے واسطے رفع حاجت کے جائینگے واضح رہے کہ پہر دن پچھلا باقی ہی ضیغم
باہر نکلے ہین کہ صحرا سے گرد اُٹھی اپنے عیار طرار نیرنگ صبا رفتار کو دیکھا کہ گریبان پھٹا چہرے پر خاک
ملے ہوئے عجیب حال پُر ملال سے چلا آتا ہی ضیغم نے جو اپنے یار وفادار کو دیکھا بے اختیار اُٹھے
شعر از کجا میرسی ای ہدہد فرخندہ قدم + باد قربان سرت حلقۂ مرغان ارم + ای بھائی کہان تھے
بخدا تمھارے واسطے بیقرار رہے کیا کیا ظلم سہے نیرنگ صبا رفتار بھی آکر قدمون سے لپٹ گیا کہا
ای شہریار جب لشکر پر وہ بلا نازل ہوئی مین نے اپنے کو ایک غار مین گرا دیا جب وہ بلا دفع ہوئی غار سے
نکلا آپکو نہ پایا بر وقت گرفتار ہونے کے بھی مین نے دیکھا کہ قیدیون مین بھی حضور نہ تھے کلیجہ بھر آیا
خیال مین آیا کہ ہمارے آقا کیا ہوے آخر پھرتے پھرتے کل ایک صحرا مین پتہ پایا کہ شاہزادہ ضیغم
قلعۂ نیرنگ پر مصروف جنگ ہین بڑے بڑے پہلوان نہیب شمشیر سے تنگ ہین شکر ہی کہ آپکو پایا
زندگی مین امید نہ تھی کہ پھر جمال بیمثال دیکھینگے یہ لشکر وغیرہ حضور کہان سے آیا ضیغم نے ہنسکر کہا کہ
پروردگار عالم نے سب سامان مہیا کردیا ہم رفع حاجت کر آئین تو تمسے سب حال مفصل بیان کرین نیرنگ
نے کہا بہتر ہی شاہزادہ خیمہ بیت الخلا مین گیا نیرنگ ٹہل رہا ہی جب عرصہ گذرا تو سردارون نے کہا
میان نیرنگ کیا سبب ہی کہ شاہزادے کو اتنا عرصہ ہوا نیرنگ نے کہا نہین معلوم کیا باعث ہی
یہ کہکے در بیت الخلا پر آیا آواز دی شہریار مزاج کیسا ہی کچھ آواز نہ آئی نیرنگ گھبرا گیا ٹہلتی ہوئی
ملکہ سوسن آئین مہران تاجدار دوڑا سب نے کہا میان نیرنگ کیا ہی کہا کچھ آواز نہین آتی خدا
خیر کرے سوسن نے گھبرا کر پردہ اُٹھا دیا دیکھا لوٹا رکھا ہی چوکی خالی شاہزادے کا پتہ بھی نہین ملکہ سوسن
سر پیٹنے لگین نیرنگ بھی گھبرا گیا سب سردار اُسی مقام پر آئے اپنی اپنی عقل کے موافق کہنے لگے کوئی

کہتا ہی کوئی عیار آیا کوئی کہتا ہی دیو پریزاد تھا ملکہ سوسن نے کہا یہ سب خلاف ہی کوئی ساحر فرستادۂ سحر العجائب آیا وقت کا منتظر تھا موقع پاکر لیگیا یہ کہکے وہان کی خاک اُٹھائی پتلہ بنایا سوسن نے آواز دی او پتلہ خاکی مفصل بیان کر کہ شیر بیشۂ جرأت کو کون لیگیا پتلہ ہنسا کچھ اُلٹی سیدھی باتین کرنے لگا ملکہ سوسن نے اُٹھکر ایک طمانچہ مارا کہا او بیحیا صاف صاف بتلا کہ ضیغم کو کون لیگیا یہ تو ظاہر ہی کہ لیجانے والا فکر مین تھا تنہائی پائی لیگیا جب طمانچہ پڑا پتلہ تڑپگیا کہا ای ملکہ عالم آپ ہی کا تو ڈر تھا صاف یہ ہی کہ ملکہ نسترن جادو مدت سے عاشق تھی اُٹھا کر لیگئی یہ کہکر پتلے نے آہ کی آہ کرتے ہی مُنھ سے شعلۂ آتش نکلا پتلہ جلکر خاک ہوا ملکہ سوسن نے کہا یارو دیکھا تمنے اس بیحیا نے پھر پردہ رکھا نہین معلوم نسترن کہان رہتی ہی پتلے نے کچھ نہ بتلا یا نشان تک نہ ثابت ہوا اُسنے اپنی جان دیدی بڑی کوئی کامل ساحرہ ہی نہین معلوم ا الیان طلسم نور افشان مین سے ہی یا اور کہین کی رہنے والی ہی نیرنگ صبا رفتار عیار نے کہا تلاش ضرور ہی ملکہ سوسن نے کہا مین ابھی جاتی ہون نیرنگ نے کہا مین بھی وقت پر پہونچونگا سوسن ایک جانب چلی نیرنگ صبا رفتار بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر یہ کہتا ہوا چلا ہماری تقدیر مین آرام نہین بعد مدت کے آقا سے ملے بات بھی نہ کرنے پائے اب نیرنگ کوہ و دشت و بیابان چھانتا ہوا خاک اُڑاتا ہوا پریشان و بدحواس چلا جاتا ہی ایک ہفتہ اسی جستجو مین گذرا ایک دن فقیر بنکر سایئے مین ایک نخل کے بیٹھا ہی دیکھا کہ ایک ساحرہ افتان و خیزان نامہ سر سے بندھا ہوا رہ نوردی کرتی ہوئی جاتی ہی نیرنگ نے پُکارا کہ ای آفتاب آسمان ساحری و ای رہرو جادۂ افسونگری ٹھہر جاؤ دیکھو دھوپ بہت تیز ہی ذرا سائے مین ٹھہر جاؤ ایسا نہ ہو گرمی سے صدمہ پہونچے ابھی ایک آدمی لون مین جلکر خاک ہوا براہ خیر خواہی یہ فقیر عرض کرتا ہی اُس ساحرہ نے پلٹکر دیکھا کہ ایک فقیر قریب بخته کنوین کے دو چار حقے لیے بیٹھا ہی پانی بھی گھڑون مین بھرا ہی مجکو پکار رہا ہی ساحرہ آئی کہا شاہ صاحب کیا فرماتے ہو فقیر نے کہا داتا ابھی ایک نوجوان دھوپ کی حدت سے بیہوش ہو کے گرا سامنے جو گاؤن ہی وہان کے لوگ آئے اُٹھا کے لیگئے مین نے آپ کو جلتے دیکھا کہ چہرہ آپ کا سُرخ ہو رہا ہی دھوپ کی حرارت بڑھتی جاتی ہی تھوڑی دیر اس نخل کے سائے مین ٹھہر جائیے جب دوپہر ڈھلے زوال آفتاب ہو تب آپ کو اختیار ہی ساحرہ نے کہا کہ شاہ صاحب آپ نے مہربانی فرمائی لیکن نوکری بڑی چیز ہی اگر تامل کرین خفگی کا ڈر ہی مالک نے حکم دیا کہ یہ نامہ پہونچا دو صبح سے چلی ہون اب پانچ کوس راستہ باقی ہی فقیر نے کہا آپ کا نام نامی کیا ہی ساحرہ نے کہا مجکو اورنگ جادو کہتے ہین ملکہ نسترن حاکم قلعہ نسترن کی ملازم ہون نبیرہ حمزہ کو عاشق ہو کر لائی ایک ہفتہ سمجھانے مین گذرا کہ وصل قبول کرے وہ ظالم نہین مانتا اب ملکہ نے یہ نامہ جاکر بخدمت سحر العجائب و مصور الغرائب شاہان نور افشان روانہ کیا ہی کہ نبیرۂ حمزہ ہمارے پاس قید ہی ہم جانبازی کر کے گرفتار کر لائے ہین اپنے پاس نبیرۂ حمزہ کو بلوا لیجیے وہ بُلا کر قتل کرینگے یا جہان اور عزیزان حمزہ قید ہین وہان قید کر دینگے ملکہ عالم سے اور شاہان طلسم نور افشان سے رسم نامہ و پیام مدت سے ہی جب یہ جوان قید کے صدمے اُٹھائیگا کسی حیلے سے دیکھنے کو جائینگے جب اُسکو بدحواس پائینگے اور وصل پر راضی ہوگا پھر لے آئینگے ذرا چشم نمائی ہو جائے نیرنگ نے یہ سب حال سُنا جلدی سے پانی بھرا کہا ذرا مُنھ دھو لیجیے پانی پیجیے ہوش درست ہون

آپ کا چہرہ سُرخ ہو رہا ہی اورنگ جادو نے جیب مین ہاتھ ڈالکے دو روپئے نکالے فقیر کو دیے فقیر نے دعا دی کہ خدا تمہارا کام ہوجاے نیز سے راضی ہوکر جاؤ پانی نوش کیجیے آبرو بڑھیگی اورنگ نے پانی پیا پانی پانی مشکل ہوئی گھبرا کر کہنے لگی شاہ صاحب دریا دلی تو آپ کی ثابت ہی مگر میرا دل گھبراتا ہے دل شل ہا ہی بے آب تپان ہی کوئی جھونکا آسمان پر لیے جاتا ہی فقیر نے کہا کہ آپ گرمی اُٹھا کر آئی تھین ذرا ٹہلیے ہوا کھائیے تردد دفع ہوا اورنگ ٹہلنے لگی لڑکھڑا کے گری نیرنگ نے اُسکی جھولی سے نامہ نکال لیا دماغ پر پٹی بیہوشی کی چڑھا کر ایک غار مین ڈالدیا نامے کو کھولا پشت پر اُسکے طرف سے شاہان نور افشان کے جواب لکھا کہ ای خیرخواہ دولت تمنے بڑا احسان کیا کہ نبیرۂ حمزہ کو پکڑا تمھاری خیرخواہی لکھی جائیگی اہالیان طلسم نور افشان ممنون و مشکور ہوئے ہم ساحر کو روانہ کرینگے نبیرۂ حمزہ کو روانہ کردینا تین برس یہ لوگ قید رہینگے ابھی قتل کا موقع نہین ہی یہ لکھکر طرف قلعۂ لنسترن کے چلا پہیہ لیا تھا پھر دن رہے قلعۂ لنسترن مین داخلہ کیا بازار کی سیر کرتا ہوا اورنگ کی شکل بنا ہوا دربار مین لنسترن جادو کے آیا دیکھا کہ لنسترن حیران و پریشان بیٹھی ہوئی ہی رفیق و مصاحب سب خاموش جوٹ اُٹھائے ہوئے اگر کسی نے کچھ بات کہی سانس بھری اور یہ اشعار عبرت آثار پڑھنے لگی نظم

کوئی ای سفاک ایسا ناتوان ہوتا نہین
آتش یاقوت کا جیسے دھوان ہوتا نہین
کردیا ہی غیب مین چشم تصور نے مجھے
وہ زمین ہی کون جسپر آسمان ہوتا نہین
ہاتھ اپنے طوق ہون کس مین کہ ہی بے نشان
ہی جیسا اسیر زندان مین استخوان ہوتا نہین
عشق کا ہو درد ای ناسخ نہ کیونکر لادوا

زخم کاری ہی لہو اپنا روان ہوتا نہین
دل ہی اُسکا جانتا ہی جسپہ گذرا ہی یہ حال
حسن تیرا لاکھ پردو مین نہان ہوتا نہین
جو سعادتمند مین رہتے ہین وہ بے خانمان
کسکا بوسہ لیجیے ظاہر دہان ہوتا نہین
دم ہی جبتک جسم عاشق مین ہی خامی کی دلیل
زخمہاے تیر مژگان کا نشان ہوتا نہین

تیرے ہونٹھون پر غبار خط عیان ہوتا نہین
عشق کا صدمہ زبانونسے بیان ہوتا نہین
خاکسارونسے ہی ہرجا سرکشون کی سرکشی
دہر مین پیدا ہما کا آشیان ہوتا نہین
جتنے ہین صاحب سخن اُنکی طبیعت نرم ہی
خوب جلجاتی ہی جوشی پھر دھوان ہوتا نہین

نیرنگ نے جو اس طرح حال زار سنتی لنسترن جادو کو دیکھا نامہ نکالکر دے دیا لنسترن نے نامہ دیکھا نامہ دیکھکر آنسو ٹپک پڑے کہا ای اورنگ جادو کیا کہون کیا دل پر گذرتی ہی سوافق غزل نظم

دیدۂ ہر شوریدہ را در سر ہواے دیگرست
مسیحا عاجز آید از دواے درد من
کشتگان عشق را ہر دم بقاے دیگرست
گرچہ دارند عندلیبان ہاے وہوے در چمن

الحذر ای نوح از طوفان چشمم الحذر
زانکہ بیمار محبت را دواے دیگرست
در سر راہ محبت بر امید پیرہن
مخفیا مرغ دلت را ہاے ہاے دیگرست

این دل غم دیدہ را امشب نواے دیگرست
کاندرین دریاے ما طرز آشناے دیگرست
نیست آئین شہادت فانی مطلق شدن
دیدۂ یعقوب را ہر دم ضیاے دیگرست

کیونکر دل گوارہ کرے کہ معشوق کو قید خانے مین بھیجون مقدمہ حضرت یوسف و زلیخا یاد آگیا اُسنے بھی تنگ ہوکر یہ حرکت کی تھی مین بھی مجبور و لاچار ہون مگر بڑی بات یہ ہی کہ شاہان نور افشان نے لکھا ہی کہ ہم ساحر بھیجینگے مین اب اُسکو اس خبر سے ڈراؤن شاید مان جاے حسن مین ماہوش ہی مگر بڑا سرکش ہی اورنگ نے کہا ذرا حضور کنارے چلین مین نے ایک تدبیر سوچی ہی اُسکو خبر کا بھی دباؤ پڑیگا مگر مین نے بھی ایسی بات سوچی ہی یقین تو یہ ہی کہ فوراً وصل پر راضی ہو لنسترن اُٹھ کھڑی ہوئی کہا ای اورنگ مال دنیا سے نہال کردونگی اورنگ نقلی نے ہاتھ پکڑ لیا اُٹھی بیٹھی آہین کرتی ہوئی لنسترن کو بگلیے مین لائی لنسترن نے جوش مین آکر کہا

ان اورنگ بنا کیا کرین اورنگ نے کہا حضور اول تو آپ اپنے حسن وجمال کا خیال رکھین یہ مردوے تکلف ظاہری کو بہت پسند کرتے ہین چھیڑ چھاڑ پر مرتے ہین معشوق خوبرو ہو باتین بھولی بھولی کرتا ہو آپنے کئی دن سے آب ودانہ بالکل ترک کیا شراب کا شغل یک قلم موقوف ہوگیا دو ایک جام پیجیے انکھڑیون مین نشہ آئے لال ڈورے آنکھون مین پڑین یہ آنکھین چشمان غزال صحرائی سے لڑین جب آنکھون مین آنسو بھر آئین معلوم ہو کوٹ کوٹ کے موتی بھرے ہین یا مروارید بے بہا غنچۂ سوسن پر دھرے ہین عارض انور رشک گل گلاب بجھے مرجھا گئے ہین عرق گلاب انپر چھڑکا جائے جس طرح قطرۂ شبنم پھول پر پڑتے ہین رنگ گل روشن ہوجاتا ہے باتین کرتے کرتے جب نشترن کو خوب متوجہ کرلیا گلابی سامنے رکھی تھی کہا حضور آج ضرور ایک جام پلاؤنگی مین آپ کا کہنا نہ مانونگی نشترن نے نہین نہین کی اورنگ نقلی نے جام ہونٹھون سے ملا ہی دیا کہا بی بی نشترن نے جام ہاتھ مین لیا کہا ای اورنگ تیری خوشی کرتی ہون ورنہ دل کا یہ حال ہے قلب پر ہجوم غم وملال ہے بقول ناسخ شعر پیتا ہون خون دل نہین خواہش شراب کی ٭ دل بھن رہا ہے اسکو ہوس ہے کباب کی ٭ یہ کہکے جام چاہا کہ ہونٹھون سے لگاوین کہ ایک بجلی چمکی شراب پر گری شراب جوش مار کر اڑ گئی اُسی شعلے سے آواز آئی خبردار یہ شراب نہ پینا نشترن نے کہا ارے تو کون شیر رنگ سوچا کار از دست رفتہ تیر از کمان جستہ پلٹ کے نہین آتا خنجر کھینچا اپنے نام کا نعرہ کیا چاہا خنجر مارون ادہر نشترن نے ایک دوہتڑ زمین پر مارا پاؤن شیر رنگ کے زمین نے پکڑ لیے وہ ہی شعلہ منھ پر گرا رنگ وروغن عیاری کا جلگیا صورت اصلی دیکھکر ایک چیخ ماری کہ ارے گلشن دہن غنچہ دہن دوڑو یہ نگوڑا موا مونڈ ہی کاٹا مجھکو مارنے آیا تھا مین انتظام نہ کرتی تو کون صورت بچنے کی تھی تمام کنیزین اندر آئین شیر رنگ کو دیکھکر گھبرا گئین کوئی کہتی ہے واری یہ یہان کیونکر آیا ہے آپ کو شراب پلاتا تھا فرزندان عمر کسقدر بیخوف ہین نشترن نے کہا کہ مین اسی واسطے اپنے بیگانے کا انتظام رکھتی ہون کوئی ہو مگر اپنے انتظام سے نہین چوکتی ورنہ اسنے مار لیا ہوتا کنیز دن نے عرض کی واری اب مشکل ہوئی اور اسکے بھائی بند آئینگے آب ودانہ بند ہوجائیگا رہنا مشکل پڑیگا ان دونون کو قتل کیجیے اب انکا زندہ رہنا بہتر نہین ایک بات یہ بھی ہے کہ جب جلاد خنجر کھینچکے سر پر آئے کیا عجب ہے کہ بسبب کمسنی کے ڈر جائے وصل پر راضی ہو پھر کیا ضرورت قاضی ہو نشترن نے کہا بہتر شیر رنگ کو قید کرکے باہر نکلی کہا ذرا انکو قیدخانے مین تو لیچلو وہ ظالم جلاد صاحب بیداد اپنے یار وفادار کو دیکھے شاید اسی وجہ سے وصل قبول کرے ایک کنیز غنچہ دہن شیرین سخن شیر رنگ کو لیکر قیدخانے مین آئی ضیغم قیدخانے مین بیٹھے ہین اپنے خدا کو یاد کر رہے ہین کبھی یاد سوسن گلعذار مین یہ اشعار زبان پر جاری ہو گئے ہین **نظم**

کبھی ملا نہ وہ محبوب شہسوار مجھے
تو شاخ تر ہوئی شمشیر آبدار مجھے
نہ کرسکا مین کوئی کام حسب خواہش دل
ہنوز پیک صبا کا ہے انتظار مجھے
جنون رہا گل داغ جنون شگفتہ رہے
برنگ گل نظر آنے لگے ہین خار مجھے

کیا ہے باد فنا نے عبث غبار مجھے
کیا ہے فرقت محبوب نے یہ زار مجھے
سوائے جبر نہین خاک اختیار مجھے
شب سیاہ جدائی مین جوش سودا ہے
تمام عمر رہا موسم بہار مجھے
پڑا ہون کنج لحد مین جو میکشو بچین

چمن مین یاد جو آیا وہ گلعذار مجھے
نہ رنگ زرد بدن ہو رہا ہے بار مجھے
ہوائے خط مین ہوا ہوگئی ہے جان مگر
سحر کی جیب کو کرنا ہے تار تار مجھے
جو میل سرمہ ہے آنکھون مین موج بادہ بہار
ہوا ہے اب یہ مئے زیست کا خمار مجھے

مین فاقہ مست خرابات دہر مین ہون مگر
دکھائی دیتے ہین پتھر کے بھی شرار مجھے
کسی کو مین نے دبوچا کنار مین نہ کبھی
کہ عید کو نہ کیا اُسنے ہمکنار مجھے

حریف جانتے ہین رند بادہ خوار مجھے
برنگ برگ خزان کیون نہ مین بھرون نالے
ہوا ہی گور مین کسواسطے فشار مجھے
پھرا مین آٹھون بہشتون مین مرکے گو ناحق

شرار مین ترے دلکی ہون مجھسے کیا پنہان
کیا بہار نے فرقت مین بیقرار مجھے
ہوا یقین کہ نہ روز سے مرے ہوے مقبول
ملا نہ چین کہین غیر کوے یار مجھے

نیرنگ دوڑکر قدمون سے لپٹگیا کہا ای شہریار مزاج کیسا ہی نیرنگ کو دیکھکے ضیغم کا رنگ رو متغیر ہوگیا فرمایا ای برادر تم یہانتک کیونکر پہونچے نیرنگ نے کہا ای آقا ے نامدار دل کھینچکے لے آیا لنسترن کو مار لیا ہوتا مگر ابھی اُسکی قضا نہین ہی ضیغم نے کہا ارے بھائی والد نامدار کے بڑے مرتبے ہین وہ بزرگان دین کے نظر کردہ ہین کہ جو ہمارے مذہب مین دست زبر دست خدا کہلاتے ہین جب تو ہم خیبر کو فتح کیا ہین دیکھو تقدیر نے کہان لاکر پھنسایا عیار و آقا حسرت کی باتین جو کرکے روئے ضیغم نے پریشان ہوکر کہا ہماری قضا اب قریب ہی موت لیکر اب اس قید خانے مین آئی اُس ظالمہ کا سامنا ہی کہ عمر بھر نہ چھوڑیگی اصل یہ ہی

نظم

زاہد منشین کہ لیلۃ القدر
ششدر شدۂ زمانہ ایم
در بانگ جرس اثر ندارد
شب بوس و کنار ما کند اشک
بس مرغ دلم بسینہ نالان
دارد ہمہ چیز لیک الصاف

نور شب تار ماندارد
کس تاب قرار ماندارد
چون نالۂ زار ماندارد
کس بوس و کنار ماندارد
گر نالہ ہزار ماندارد
افسوس کہ یار ماندارد

غم طاقت یار ماندارد
ماییم و کاسۂ گدائی
ما بیہودہ گوے و جنگجوییم
بس شعلۂ آہ ما چراغے
در راہ وفا زجانہ جنبد
در دسر بے دماغی دارد
مخفی من و گوشۂ قناعت

عیش تو نگار ماندارد
گر شاہ بکار ماندارد
دوران سر و کار ماندارد
گر لوح مزار ماندارد
ہر پاکہ خمار ماندارد
ہر مے کہ خمار ماندارد
چون بخت بکار ماندارد

اس طرح دونون ملکر روئے نیرنگ نے دو چار شعر دھن مین کہے اُسپر شاہزادہ بہت رویا ایک کنیز غنچہ دہن نامے آپس کے رنج و محن دیکھکر خود بھی رونے لگی نیرنگ کے گانے پر عاشق بھی ہوئی بڑھکر کہا ای عیار خاموش رہ تیرے اشعار نے دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا خانۂ دل کو غم و الم سے بھر دیا عیار نے پلٹ کے دیکھا آنکھون مین آنسو بھر کر کہا ای بی بی ہم مصیبت کے مارے اپنے آقا سے آکر ملے جی چاہتا ہی تصدق ہون جان اپنی اُنپر نثار کرین غنچہ دہن کچھ اشارے کرنے لگی یہ عیار طرار اُٹھ کھڑا ہوا ہاتھ تھام لیا کہا ای ملکہ غنچہ دہن وای شیرین سخن تمھاری مہربانی نے اسوقت دل کو پریشان کیا جی چاہتا ہی کہ بیٹھو تو باتین کرین غنچہ دہن بیٹھ گئی نیرنگ نے اسطرح باتین کین کہ غنچہ دہن ضبط نہ کرسکی کہدیا ای نیرنگ تجھپر میری جان جاتی ہی نیرنگ نے کہا مین خود تمپر مرتا ہون ہاے یہ بھولی بھولی صورت چال ڈھال کی کیا کیفیت دل ملا جاتا ہی جی چاہتا ہی تصدق ہون غنچہ دہن نے چپکے سے کہا ای نیرنگ آج مین دو پہر رات گئے آؤنگی تم دونون کو نکال لیچلونگی مگر تم مجکو فراموش نکرنا نیرنگ نے کہا عمر بھر خدمتگزاری کرونگا روٹی کپڑا دل بھر کے دونگا رات کو سوائے تمھارے کسی اور بی بی کے یہان نہ رہونگا غنچہ دہن خوش ہوگئی نیرنگ کی بلائین لین وعدہ کرکے گئی جاتے ہی لنسترن سے کہا بی بی آج بڑا مکار قید ہوا ہی ایسا نہ ہو کہ نگہبانون کو دھوکا دیکے نکلجائے اگر حکم ہو آج شب کو مین نگہبانی کرون وہ عیار بلا کا ہی مجکو بھی فقرہ دیتا تھا مین نے تو نہین مانا لنسترن نے کہا اچھا آج رات کو تم ہی حفاظت کرنا غنچہ دہن چالیس کنیزون کو لیکر

دوزمان

در زندان پر بیٹھی نیرنگ دیکھ رہا ہی آپسمین اشارے ہو رہے ہین نیرنگ اشارون مین کہہ رہا ہے
وعدہ یاد ہی وعدے مین فرق نہ آئے مین بھی چلکے جنگل مین خوب تمکو راضی کرونگا افیون کھاتا ہون چانڈو
پیتا ہون خوب امساک جمیگا راضی کرونگا کھوگی کبھی ایسا مرد مین نے نہین دیکھا تھا شام سے صبح کرونگا
بڑے مزے ملینگے غنچہ آرزو کے کھلینگے غنچہ دہن نے ساتھ والیون کو شراب پلائی شروع کی بہر رات
رہے سب کنیزین جھومنے لگین بعض بیہوش ہو گئین غنچہ دہن اُٹھی دونون کے اوپر سے سحر اُتار
ہتھکڑیان بیڑیان کاٹین دونون کو پنجے مین دبا کر نکلی بوقت سحر لنسترن اس جوش مین کہ شاید عیار
کے قتل کرنے کے خوف سے میرا وصل قبول کرے ٹہلتی ہوئی در زندانخانے پر آئی دیکھا چالیس کنیزین
بیہوش پڑی ہین قیدخانہ خالی ہتھکڑیان بیڑیان کٹی پڑی ہین قیدی ندارد ایک کنیز کو جگایا کہا ارے
قیدی کیا ہوئے کنیز نے کہا حضور بی غنچہ دہن عیار پر بیٹھی پڑتی تھین گانا بھی اُسکا سُنا ہمکو شراب پلا کے
قیدیون کو لیگئین یہ سُنتے ہی لنسترن غصے مین آئی تلاش مین غنچہ دہن کے چلی غنچہ دہن بھاگی جاتی ہی
اُڑتے اُڑتے تھک گئی جنگل مین ایک کنوین پر ٹھہری دونون کو ہاتھ سے رکھا اور ہوشیار کیا جب نیرنگ
کی آنکھ کُھلی ہاے جانی کہکے لپٹ گیا غنچہ دہن نے ہنسکر کہا کہ کیون دیوانہ ہوا ہی مین تھککر اس مقام پر ٹھہر گئی
دل مین آیا تجھے بھی ہوشیار کر دون بتا اب کہان لیچلون نیرنگ نے کہا ہمارے لشکر مین چلو غنچہ دہن
نے کہا ایسا نہ ہو کہ تم وہان بیمروتی کرو عیار نے کہا بھلا تمھارے ساتھ بیمروتی کرینگے وہ ایسا کون ہی
جسکے ساتھ مروت کرینگے غنچہ دہن نے کہا ابھی خوف ہی ایسا نہ ہو کہ کوئی تلاش کرتا ہوا آجائے سب سے
زیادہ کوشش لنسترن کریگی جسکا معشوق جدا ہوا اُسپر کیا گذریگی جان دیگی تلاش کرتی ہوئی آئیگی
یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا لنسترن مثل شعلہ جوالہ آتی ہی غنچہ دہن نے کہا لو غضب ہوا نیرنگ
تو ایک غار مین پھاند پڑا غنیمت بھاگنا کیا جانے سینہ سپر کیے کھڑا رہا غنچہ دہن و لنسترن سے سحر چلنے لگا
لنسترن نے للکار کر کہا ارے تیرا دھگڑا کہان گیا قیدخانے سے لیکر بھاگی غنچہ دہن نے کچھ جواب نہ دیا
آپسمین خوب سحر چلا لنسترن نے دیکھا غنچہ دہن نہین مانتی دو ڈرکے دو ہتھڑ مارا زمین شق ہوئی ایک
جانور نکلا جانور نے سر پر غنچہ دہن کے زفیل لگائی آواز دی یا سامری غنچہ دہن لڑکھڑا کر گری طائر غرق
زمین ہوکر غائب ہوا لنسترن نے زبان مین غنچہ دہن کے سوزن دیا چاہا کہ لیکے چلون کہ پہلو سے
آواز آئی ای حضور بڑا کمال کیا غنچہ دہن نگوڑی نے سب لونڈیون کا نام ڈبویا ضیغم پر تو یہ سحر
کر چکی ہی یہ بیچارے پا بگل کھڑے ہین اپنے مقام سے ہل نہین سکتے ہین پلٹکے لنسترن نے دیکھا اپنی کنیز
گلچہرہ کو دیکھا تالیان بجا بجا کے غنچہ دہن کو کوستی ہوئی چلی آتی ہی کہتی ہی اس نگوڑی نے سب کا
اعتبار کھو یا واری مین تو باہر بھی نہین نکلتی مردون کے نام سے ڈرتی ہون نگوڑون کی خونخوار صورتین
چھری تلوار مار دین تو کیا کرین لنسترن نے کہا ارے تجھے کیونکر خبر ہوئی کہا واری مین نے زندانخانے
کے دروازے پر سُنا مجکو خیال ہوا کہ میری بی بی گئی ہین مین بھی جاؤن یہ کہکے قریب آئی کہا دیکھیے اور
لونڈیان بھی آتی ہین جیسے ہی لنسترن پلٹی حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے حباب مارا لنسترن بیہوش ہوئی
ضیغم مسحور کھڑے ہین غنچہ دہن کو چاہا ہوشیار کرون وہ ہوشیار نہین ہوتی سحر مین لنسترن کے پھنسی ہی
اب تو نیرنگ گھبرایا غنچہ دہن کو ہوش نہین آتا ضیغم کے پاؤن زمین تھامے ہی آخر سوچا لنسترن کو

مار ڈالون جب یہ مر جائیگی تب اسکا سحر اُتریگا غنچہ دہن ہوشیار ہو جائیگی یہ سوچکے خنجر کھینچا چلا تھا کہ قتل کرون پشت سے آواز آئی خبردار کیا کرتا ہی او ناعیار مین اسکا نگہبان ہون دیکھا وہی جا نور جسنے غنچہ دہن کو بیہوش کیا تھا شکل انسان کے آواز دیتا ہوا آتا ہی شیر نگ نے چاہا بھاگون طائر نے اپنا عکس ڈالا شیر نگ کمر تک زمین مین غرق ہو گیا طائر نے اپنا عکس لنسترن پر ڈالا لنسترن بیدار ہوئی طائر تو زمین مارتا ہوا غرق زمین ہوا لنسترن نے اُٹھکر آواز دی او ناعیار سحر تو نے ہمارا دیکھا عش مین بھی کوئی قتل نہین کر سکتا ہمارے نگہبان موجود ہین یہ طیران جادو بڑا ساحر زبردست تھا جب یہ مرا مین نے اسکی روح کو اپنے قبضے مین کیا دو بوتلین روز شراب کی دیتی ہون سیر بھر بوریان لیتا ہی کیا کسی کی مجال جو مجھپر ہاتھ ڈالے ضیغم کے پاس ہنستی ہوئی آئی کہا کیون پیارے تیرے واسطے مین نے یہ جفائین اُٹھائین تجکو بھی میرے حال پر رحم آیا سُنا کرتی تھی کہ عشق بُری چیز ہی نظم

عشق موقوف نہین ہر دل انسان پر آہ
عشق کا شان نزول آیا ہی انا للہ
کونسا دل ہی کہ اس عشق سے ہی اسکو پناہ
عشق صیاد ہی اور شوق پر پرواز بخیر
کی ہی اس عشق نے سو راہ سے ہر جز مین راہ
حسن ہی دام بلا طائر دل ہی نخچیر

ای شہر یار جو سُنتی تھی آپ کی محبت مین آنکھون سے دیکھا راتون کی نیند گئی بھوک پیاس موقوف ہوئی کسی شی کا مزا نہ رہا آٹھ پہر تڑپتی ہی سب کی صورت سے نفرت ہی اب تو رحم کر یہ کہکے چاہا کہ گلے مین ہاتھ ڈالدون ضیغم نے طمانچہ اُٹھایا اگر نہ ہٹجائے تو سر چنبر گردن سے اُڑ جائے دس بیس کنیزین بھی آکر پہونچین یہ حرکت دیکھکر سب مسکرائین آپسمین کچھ چشمکین ہوئین لنسترن جادو سمجھی کہ یہ سب مجھکو ہنستی ہین ہائے میری لونڈیان میرے اوپر آوازے کستی ہین اس جینے سے موت بہتر کنیزون سے کہا کہ ان دونون کو لیچلو کنیزون نے شیر نگ و ضیغم کو اراب پر ڈال لیا لنسترن بھی ساتھ چلی مگر آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے چہرہ اُداس عالم یاس ہونٹون پر خشکی آنکھون مین تری ہواس مین ابتری کنیزون سے کہتی ہوئی ابھی میدان خونی کی تیاری کرو تم سب نے یہ بھی دیکھا کہ بی غنچہ دہن نے میرے ساتھ کیا گل کھلایا لیکر نکل گئی تھین مین وقت پر پہونچی میرے سحر سے کب بچ سکتی تھین مین نے گرفتار کر لیا یہ کہتی ہوئی شہر مین پہونچی شہر والون نے دیکھا کہ غنچہ دہن گرفتار ضیغم شیر شکار اراب پر اس شان سے بیٹھا ہی کہ غصے سے چہرہ سُرخ ہو رہا ہی آستینین چڑھی ہوئین غیظ و غضب مین کف دہن مین بھرا ہوا ابرو ون پر بل اپنے عیار کے واسطے جی بیکل شہر مین ہلڑ ہوا اشارے ہو رہے ہین دیکھو صاحب معشوق کو کہان سے اُٹھا کے لائی کیا کیا ترکیبین کر رہی ہی کچھ اپنی آبرو کا پاس نہین رعیت کا لحاظ نہین بیچ شہر مین لنسترن ٹھہری اشارے کی دیر تھی جلادان خرس طینت میمون خصلت خرس ہائے دادی ضلالت خنجر برہنہ کھینچے ہوئے ناک کان کٹے ہوئے اُسکا ہار گلے مین کاندھے پر رومال پڑا ہی کہ جسمین خون کی بھبک آرہی ہی نعرے لگانے لگے شعر سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست کسکا سر رشتۂ حیات منقطع ہوا کسکا ساغر عمر لبریز ہوا کون مغضوب درگاہ سلطانی ہی آب تیغ مین دریا کی روانی ہی ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کرین تیغہ بازو بازو پر قوت رکھتے ہین ہماری بدعت سے دشمنان شاہ موت کا مزا چکھتے ہین یہ جلادون نے کہا لنسترن نے متوجہ ہوکر حکم پوچھا اسکی آنکھون مین آنسو بھر آئے یہ اشعار زبان پر جاری ہوئے نظم

اپنی میت پر کسی کو نوحہ گر پاتے نہین
دیدۂ گریان سے کیا فرقت مین بھر پاتے نہین
کیا طرفدار و نہین ہی دردِ جگر کے ہو گیا
وہ بھی اپنے پاس تجکو بیشتر پاتے نہین
پھر کے آیا تو کہان ابتک اُسی کے پاس ہی
فتنے تیری چال کو ای فتنہ گر پاتے نہین
بے تامل دیدیا ہی اُسنے ظالم کو جو دل
تم جہان ہو جانتے ہین ہم مگر پاتے نہین
لیگئی کیا جانے ازخود رفتگی ہمکو کہان
تکھ پاتے ہین مگر تاب نظر پاتے نہین

اب بھی عشق بے اثر مین کچھ اثر پاتے نہین
نام لے لیکر پکار اُٹھتے ہو شب کو غیر کا
دلکو پاتے تھے جدھر پہلے اُدھر پاتے ہین
کاش مر جاتے تو بہتر تھا فراق یار مین
آپ ہی مین ہم تجھے او نامہ بر پاتے نہین
دیکھتے مین کیون تری آنکھون کو ہر دم کچھ نہ کچھ
خود وہ کہتے ہین کہ تجھسا بے جگر پاتے نہین
خوب ہنستا ہی تڑپ پر دل کی او زخم جگر
بیخبر وہ ہین کہ اپنی بھی خبر پاتے نہین
یار مستِ حسن ہی تم بیخودِ عشق ای جلال

ٹکڑے اپنے دل کے یا لختِ جگر پاتے نہین
تمکو سوتے مین بھی اُس سے بیخبر پاتے نہین
واہ رے میرے دل خود گم کہ مین تجھ اکثر
دشمنونکی بھی دعا مین ہم اثر پاتے نہین
آنکو سنے پہلے آتا ہی جدھر آتا ہی تو
تھے جو دلکے چور اُنمین وہ نظر پاتے نہین
صورت دردِ نہان دل مین ہمارے ہو نہان
بسملِ تیغ ادا کب تجسے بھر پاتے نہین
حوصلہ ہی میرے نظارے کا دل مین رہگیا
ہوش مین دونون کو ہم دو دو پہر پاتے نہین

منسترن جادو یہ اشعار پڑھکے خوب روئی ایک کنیز سے کہا اس ظالم کو سمجھا و کہنا اب زندہ نہ چھوڑونگی دیکھو جلاد موجود ہین اگر تو قبول کر تو چلکے جلسہ آراستہ کرون تجکو پہلو مین بٹھاؤن اگر اسکے خلاف کیا تو قسم ہی سامری و جمشید کی زندہ نہ چھوڑونگی کنیز نے جو جاکر ضیغم سے کہا ضیغم نے کہا اُس فاحشہ سے کہدو مردانِ عالم مرنے سے کب ڈرتے ہین فرزندان صاحبقران بات پر مرتے ہین منسترن نے اشارہ کیا جلاد نے ضیغم کا ہاتھ پکڑا ایک جلاد قریب غیرتگ کے آیا ایک نے غنچہ دہن کو لیا اُس وقت شہر مین ایک شور برپا تھا کہ منسترن کیا غضب کرتی ہی معشوق کے قتل کرنے پر مرتی ہی ہاے ایسا جوان آفتاب مثال خورشید جمال یوسف ثانی جرأت مین لاثانی کو قتل کرتی ہی اسکو رحم نہین آتا ہی مگر یہ جوان بات کا پکا ہی جو کہا وہ ہی کیا بات کہنے کی ہی یارو دنیا بھی مقام سیر ہی آج مرے کل دوسرا دن کوئی نام بھی ہمارا تمھارا نہ لیگا نوشیروان کیا ہوا ضحاک کا نشان نہین ملتا دارا و کیقباد و منوچہر و فریدون فرخ چہا حاتم ایسا سخی یہ سب نامی و نام آور جلیل بہادر سخی صاحب فوج صاحب زر و جواہر لاکھون کے مالک کیا ہوگئے ظاہر معلوم ہوتا ہی کہ خاک کے پتلے تھے بنانیوالے نے خاک مین ملا دیا انتہا مصنف

نہ فریدون ہی نہ دارا نہ سکندر باقی	نہ رہا حاتم طائی سا ہنر در باقی	گردش چرخ ستمگار سے سب خاک ہوئے
اہل عالم کو نہ ثابت ہوا کب خاک ہوئے	چار دن کے لیے بیجا ہی غرور و نخوت	پھر کہان اہل جہان اور کہان یہ حشمت

مصنف طلسم ہوشربا قمر صاحب کیا خوب فرماتے ہین ۔ نظم

بیزار ہو گئی ہی جسم حزین سے جان تنگ	رکھکر لحد مین مردہ کوئی نہ پاس ٹھہرا	ناسازی زمانہ کہیے کہان کہانتک
		خویش و عزیز سارے بس تھے فقط یہانتک

اہل دل رو رہے ہین احمق ہنستے ہین بعض کا یہ قول ہی کہ یارو یہ وہ شخص مارا جاتا ہی جسکے باپ نے طلسم ہوشربا کو فتح کیا جد اسکا بھائی صاحبقران کا بادشاہ قلعۂ تشناگ رو اہل صاحبقران مالک قاف دادینا اسکا قتل ہونا بالا بالا نہ جائیگا عزیز و اقارب اسکے خون کا دعوی کرینگے اسکے قاتل نہ بچینگے بعضے کہتے ہین بڑی خوشی کی بات ہی اسکا باپ صاحب شوکت و شان نظر کردہ بزرگان جرأت مین یکتا فتاح طلسم ہوشربا یہ شہر کیا ہی وہ لوگ آتے ہی قیامت برپا کرینگے لاشون سے کوچہ ہاے شہر بھر دینگے یارو مقام عبرت ہی بعضے کہتے ہین یارو خوشی کرو اتنا بڑا ساحر کش قتل ہوتا ہی جہان یہ لوگ گئے

ساحرون کو مٹایا اپنے مذہب کو روشن کیا انکے بزرگ فراش راہ دین اسلام ہین پردۂ قاف تک انکے نام ہین جری بہادر صف شکن تیغ زن خوش رو خوشنحو حسین و جمیل اپنے مذہب کے کفیل ایک عجب طرح کا ہنگامہ ہی جلاد دیکھنے آنکھ ملا کے لنسترن سے پوچھا ملکہ یہ حکم اول ہی سمجھ بوجھکر حکم دیجیے لنسترن نے جھلا کر کہا مین نے ہزار حکمون کا ایک حکم دیا جلد اسکا سر کاٹو مین خدمت مین شاہان طلسم نور افشان کے اسکا سر روانہ کرونگی بلکہ آرزو یہ ہی کہ لاش اس جوان کی گلی کوچے مین تشہیر ہو سب خرد و کلان آگاہ ہو جائین کہ انجام سرکشی یہ ہی جلاد نے دوسرا حکم پوچھا نیر نگ نے پکار کر آواز دی او حرامزادے نامنصف مین غلام نمکخوار اس غیر یار کا عیار ہون پہلے مجکو قتل کرین اپنے آقا کا جسم خاک و خون مین غلطان نہ دیکھون پہلے مین نثار ہو جاؤن یہ نہ کوئی کہے کہ عیار نے جانبازی نہ کی سب ہمارے بھائی بند خوش ہو کر یہی کہینگے کہ نمکخوار اپنے آقا سے نا مدار پر نثار ہو گیا لنسترن جادو نے کہا ارے دونون کا سر کاٹ ڈال بلا دیر ضیغم شیر شکار نے بلبلاکر دعا کی کہ ای معبود حقیقی و ای رب بے نیاز و ای کارساز اس ہلاکت سے تو بچالے ورنہ جان گئی مطلب حاصل نہ ہوا آرزو تھی کہ لڑتے بھڑتے تا بطلسم نور افشان جاتے اپنے عزیزون کو چھڑاتے ہم فتاح طلسم نور افشان نہ تھے جب تو یہ انقلاب ہوا دل خود بخود بیتاب ہوا ای کریم تیری کیا مرضی ہی اگر رشتۂ حیات منقطع بھی ہوا ہو تو بچا سکتا ہی تیرے نزدیک سب آسان ہی ہمارے بزرگون پر تیرا کیا کیا احسان ہی نظم

اگر بر موے من گردد زبانے ‖ ز تو رانم بہر یک داستانے
نیارم گوہر شکر تو سفتن ‖ سر موئے ز احسان تو گفتن

کیا مجال جو شکر تیرا ادا ہو ای رحیم وقت مدد ہی غنچہ دہن بھی رونے لگی نیر نگ صبا رفتار نے بھی بلبلا کے دعا کی تیر دعا انکے ہدف مراد پر پہونچے جیسے ہی جلاد نے شمشیر پر ہاتھ مارا آسمان سے برق چمکا کر گری جلاد کے دو ٹکڑے ہوئے جبس جلاد نے نیر نگ کے قتل کا قصد کیا تھا اُسنے خود اپنے گلے پر خنجر پھیر لیا برق گرنے لگی لنسترن نے طرف آسمان کے دیکھا ایک نازنین چہار دہ سالہ ماہ رخسار کے گرد ہالہ خوش رو خوشنحو خال ہند و چشم جادو صراحی گلو شیر بہر خندہ کز لب بر انگیختے + نمک بر دل خستگان ریختے + قد نخل گلشن حسن و جمال دونون ابرو رشک ہلال برسر ہوا ایک طاؤس پر سوار مسکرا رہی ہی جب غنچہ دہن وا ہوا بجلی گری دو چار کا سر اُڑا دیا لنسترن نے للکارا کہ او گیسو بریدہ تو کون ہی جو میرے جلادون کو مارا وہ نازنین ہنس پڑی بجلی چمک کے لنسترن کے سر پر گری وہ ہی طائر زمین سے پیدا ہوا زفیل مار کے سر اپنا برق کے نیچے رکھدیا سر اُس خود سر کا اُڑ گیا مرنے سے اس طائر کے لنسترن کے ہوش اُڑے ساحرون سے کہا کہ ارے تم سب کھڑے دیکھ رہے ہو اس ظالم کو مار لو کئی ہزار ساحرون نے ملکر سحر کیا کسی نے آگ برسائی کسی نے دریا بنایا اُس نازنین نے ہنسکر یہ سب سحر دفع کیے ان سحرون کا دفع کرنا دل لگی تھی ساحر مرے کچھ رو دئے اُسکے نزدیک ہنسی تھی لنسترن نے ایک سحر کیا بال بھی اپنے نوچ لیے پھینکے دو پتھر زمین پر مارا جھونکا ہوا گرم کا چلا وہ نازنین ہوا کے جھونکے سے مرجھائی ہوئی زمین پر آئی طاؤس جلگیا سبزہ خشک ہو گیا ... کے طرف لنسترن کے چلی آبسین نیمچہ چلنے لگا لنسترن نے نیمچہ مارا اُس نازنین نے روکا ہزار ہا ... لنسترن کی فوج پر گرے کئی ہزار آدمی مارے گئے فوج والون نے

آواز دی کہ اے ملکہ عالم دیکھیے یہ آپ نے کیا کیا اپنے ساتھ والون کو مار لیا دیکھیے کئی ہزار لاشے پھڑک
رہے ہین لنسترن بہت نادم ہوئی پنجے کا ہاتھ مارا اُس حور مثال نے اپنے پنجے پر رد کا بہت سے شعلے
نکلے اہالیان فوج لنسترن پھر جلے اُس نازنین نے ناز سے ہاتھ ہلا دیا برق گری ضیغم و نیرنگ و
غنچہ دہن قید سے چھوٹے ضیغم نے اُٹھتے ہی دار کا لٹھا اکھیڑ لیا جب اُسکو گردش دی دو چار سر کے
سر پھٹے نیرنگ نے کسی پر کمند لگائی کسی پر ہاتھ تلوار کا مار دیا غنچہ دہن جو اُٹھی زمین پر ہاتھ مارا
بہت سے سنگریزے اُٹھا کر پھینکے یہ پتھر برسنے لگے کئی ہزار کے سر پھٹے لنسترن نے للکارا او لونڈی
یہ تو نے کیا غضب کیا کیون تیری شامت آئی ہی بوٹیان کاٹ کے پھینکدونگی غنچہ دہن نے کہا او
فاحشہ جب دھگڑے پر زور نہ چلا ہم لوگون پر غصہ اُتارا نیرنگ سے غنچہ دہن نے پوچھا یہ نازنین
کون ہی کیا قیامت کے سحر کرتی ہی سراپا نور کے سانچے مین ڈھلا ہی نیرنگ نے کہا یہ عاشق شاہزادہ
ضیغم شیر شکار ہی شاہزادہ بھی اسیر اُس کی ہی اسی کے تیغ ابرو کا گھایل ہی تلاش مین ہم لوگون کے نکلی ہی اسوقت
آ پہونچی لنسترن اس سے کیا مقابلہ کریگی ایک سحر مین سب لشکر کو مٹا دیگی مگر لنسترن ملکہ سوسن
پر برس پڑی بڑے بڑے سحر کیے ملکہ سوسن نے شاہزادے سے اشارہ کیا کہ صاحب اس قحبہ
کے ہاتھ سے مجھے بچائیے یہ کہکر ضیغم پر کچھ اشارہ کیا ضیغم ایک جوان کو مار کر تیغ کھینچے ہوئے لنسترن
پر جا پڑے لنسترن نے جو ضیغم کو آگے دیکھا پکار کر آواز دی او جوان تجھے کچھ شرم ہی میرے
قتل پر سرگرم ہی یہ کہکے چاہا کہ اُڑ کر نکلجاؤن شانون مین طاقت نہ پائی پر نہ پیدا ہوئے ملکہ سوسن
کا سحر غالب ہی سارا لشکر آپسمین لڑنے لگا باپ نے بیٹے کو مارا بیٹے نے باپ کا سر کاٹ لیا بھائی سے
بھائی لڑا جب بھائی نے بھائی کو مارا لاشہ آنکھون کے سامنے تڑپا تب پہچانا کہا ہی مین نے اپنے قوت
بازو کو مارا بھتیجا سامنے کھڑا تھا اُسنے کہا کیون بے تجکو چچا بنا کے چھوڑونگا مین کیا تیرے قتل سے
منہ موڑونگا یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا وہ بھی مارا گیا اس طرح جمکر تلوار چل رہی ہی زمین سے شعلہ ہاے
آتش بلند ہی خرد و کلان دردمند مگر ضیغم صفون کو درہم و برہم کرتے ہوئے لنسترن پر جا پڑے
لنسترن نے جو سحر کیا اُسنے اُلٹی تاثیر دکھائی اُسی کی فوج پر جا کر گرا کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسی کا سر پھٹا
فوج والے دُہائی و فریاد کر رہے ہین کون سُنے کون فریاد کو پہونچے لنسترن گھبرا گئی بمشکل سحر کر کے
پر پرواز پیدا کیے چیخ مار کر اُڑی ساتھ والون کو آواز دی جو جس سے ہو سکے وہ کرے نکلجاؤ دست قلم
سے ہاتھ اُٹھاؤ مین تمکو صحراے خارستان مین بلاونگی یہ کہکر قندیل فلک ہوئی ملکہ سوسن نے
مسکراکے کہا لو صاحب تمھاری چاہنے والی بھاگی جاتی ہی اُسکو بلاؤ مین یہ نہین چاہتی کہ وہ آزردہ ہو
ایسی چاہنے والی کسے ملتی ہی ضیغم نے قربان سے کمان ترکش سے تیر لیکر بچر کمان مین پیوست کیا
ملکہ سوسن نے بھی کچھ اشارہ کر دیا تیر بچر کمان سے چھوٹا داہنے بائین جاتا تھا مگر قضا و قدر
نے اُسکے سینہ پر کینے پر پہونچایا تیر بجال کا تیر ملکہ لنسترن کے مرنے کی تدبیر مہرۂ پشت کو توڑ کر
پار گذرا دیکھنے والے کچھ سمجھے کچھ چلائے ہر ایک نے یہی آواز دی اس بازوے تہمتنی کے قربان
کیا تیر مارا لاشہ لنسترن کا زمین پر گرا بجاے خون کے جسم سے شعلہ ہاے آتش نکلے ہزارون
ساحر جلے آواز آئی کشتی مرا نام من لنسترن جادو بود اور سب ساحر رومال سے ہاتھ باندھکر

قدمون پر گرے ہر طرف جادو رہنے لگی آواز الامان الامان بلند ہوئی ملکہ غنچہ دہن کی پشت پر وزرا و امرا حاضر ہوئے سفارش کے خواہاں تھے غنچہ دہن نے سب کی سفارش کی خطا معاف کرائی شاہزادے نے کسی کا عہدہ نہین لیا جو جس عہدے پر تھا اُسے اُسی پر معمور کیا ملکہ سوسن کو ساتھ لیے ہوئے داخل دارالامارہ شاہی ہوئے ملکہ سوسن کو تخت نشین کیا غنچہ دہن مثل کنیزان کمترین خدمت کو حاضر ہی جسنے اُس جمال بیمثال کو دیکھا محو ہو گیا شاہزادے نے فرمایا کیون صاحب لشکر پر ہمارے کیا گذری ہوگی نیرنگ نے کہا حضور سب گھبرائے ہوئے تھے مین تو حضور کی تلاش مین نکلا ملکہ سوسن کو بھی تاب آئی ضیغم نے فرمایا نہین معلوم مہران تاجدار و مغیلان جادو وغیرہ پر کیا گذری ملکہ سوسن نے بھی کہا جلد تیاری کیجیے بنام غنچہ دہن حکم ہوا اُسی وقت اُسنے بیس ہزار ساحر و غیر ساحر جمع کیے عرض کی بسم اللہ شاہزادے نے فرمایا ای غنچہ دہن ہمنے تمکو یہان کا بادشاہ کیا اُسنے عرض کی مین سلطنت سے باز آئی چاہتی ہون حضور کے ہمراہ رہون ضیغم نے لاچار ہو کر سپہ سالاری لشکر ساحران غنچہ دہن کے سپرد کی دوسرے دن لشکر تیار ہوا ملکہ سوسن گلعذار اپنے طریقہ قدیم پر ابر سوسنی تیار کر کے طاؤس پر سوار ہوئین ابر سوسنی مین چھپ گئین غنچہ دہن لشکر کو آراستہ کرتی ہوئی ضیغم بصد شوکت و وقار پشت مرکب پر سوار ہوئے نیرنگ نے رکاب پر ہاتھ رکھا اس جاہ و جلال سے طرف قلعہ نیرنگ کے چلے مگر گبیرنگ جادو کہ جسکو ضیغم نے بادشاہ کیا ہی وہ اور مہران تاجدار و مغیلان نے بعد جانے سوسن و نیرنگ کے کچھ سوار و ہرکارے جابجا واسطے خبر کے بھیجے ہین گبیرنگ تخت پر مہران تاجدار ذیل شوکت پر ایکطرف مغیلان نامور دربار جمع ہی وزیر و مشیر یہی ذکر کر رہے ہین کہ نہین معلوم کون دشمن لگا ہوا تھا وقت کا جویا تھا کس طریقے سے شاہزادے کو لیگیا مغیلان جادو نے کہا کہ طریقہ نجوم سے معلوم ہوتا ہی کہ ساحرہ عورت تھی عاشق ہو کر لیگئی ہم سب کو داغ دیگئی مگر نیرنگ صبا رفتار فرزند ضیغم نامدار ضرور پتہ لگائیگا یہ ذکر تھا کہ چند ہرکارے خوشی خوشی آئے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی شعر محراب ز طلعت تو آراستہ باد + سجادہ بمقدم تو پیراستہ باد + ای شہریار مبارک ہو ابھی غلامون نے خبر پائی کہ آقائے نامدار قلعہ لنتترن پر قید ہو کر گئے تھے بڑے بڑے معرکے پڑے اب تشریف لاتے ہین جس سوداگر نے ہمسے کہا وہ ہی بیان کرتا ہی کہ ہمارے سامنے لشکر شاہزادے کا قلعے سے باہر نکلا یہ سُنکر سب سردارون نے بڑی خوشی کی مگر مہران تاجدار نے حکم دیا کہ ہرکارے جائین اپنی آنکھون سے شاہزادے کو دیکھ آئین جب شاہزادہ قریب پہونچے ہم سب استقبال کو چلین بہ لطف تمام لیکر قلعے مین آئین ہرکارے پھر گئے مگر مغیلان نے اپنے ساحرون کو حکم دیا ہر وقت تیار رہو مہران تاجدار نے غیر ساحرون کو حکم دیدیا دریان نئی تقسیم ہوئین ہر وقت یہی ذکر ہی کہ خدا نے اپنا فضل شریک کیا کہ وہ بھی قلعہ تسخیر ہوا لنترن قتل ہوئی سب استقبال کی تدبیرین ہین کہ ہرکارے بھاگے ہوئے آئے مگر حیران و پریشان عرض کی کہ ای شہریار غضب ہوا شاہزادے کی خروج کی خبر سحر العجائب و مصر الغرائب کو پہونچ گئی حریر جادو پچاس ہزار ساحرون کی جمعیت سے آتا ہی یہ سُنتے ہی مغیلان نے کہا آتا ہے تو آنے دو یہ کہکے مغیلان نے حکم دیا سب فوج تیار ہو مہران تاجدار نے غیر ساحر تیار کیے سب

لشکر پچیس ہزار ساحر و غیر ساحر کا جمع ہوا مغیلان جادو و مہران تاجدار وغیرہ جمع ہو کر نوبت نقارے بجاتے ہوئے چلے قلعے سے کوس بھر آگے بڑھکے اُترے لشکر آراستہ ہو رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا حریر جادو تخت پر سوار پشت پر تمام ساحران غدار آکر سامنے اُترا ایک ساحر کو بھیجا کہ جاکر مغیلان سے کہو کہ تم ہمیشہ سے ساحران طلسم نور افشان کے غمخوار رہے بہتر یہ ہی کہ ہمارے پاس چلے آؤ ورنہ قیامت برپا کرونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا ساحر نے آکر مغیلان سے کہا مغیلان نے کہا حریر جادو سے کہنا کہ تو اپنے جامے سے باہر نہ ہو ہمارا اور شاہزادہ ضیغم شیر شکار کا اب چولی دامن کا ساتھ ہی ہم سایۂ دامن دولت شاہزادہ والا قدر مین ہین جو تجھسے ہو سکے کوتاہی نہ کر یہ سُنکر حریر جلگیا اُسی وقت طبل جنگی بجوایا مہران تاجدار نے حکم دیا یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجا حریر جادو طبل جنگی بجوا کر اپنے مقام سے اُٹھا ایک عقاب کی شکل بنکر اُڑتا ہوا لشکر حریف مین آیا قضائے کار مہران تاجدار واسطے انتظام کے نکلا ہی ایک ایک سے کہتا پھرتا ہی کہ یار دکل حریف سے سخت مقابلہ ہی ہوشیار رہنا حریر نے جو مہران تاجدار کو پھرتے دیکھا کڑک کے گرا پنجہ کمر مین دیکے اوڑا لشکر مین ہلڑ ہوا مغیلان سے جاکر سرکارون نے عرض کی کہ ای شہریار مہران تاجدار انتظام کر رہے تھے کہ آسمان سے ایک عقاب گرا پنجہ کمر مین دیکر لیگیا مغیلان نے کہا یہ حرکت حریر کی ہی وہ بڑا مکار و غدار ہی معلوم ہوتا ہی لشکر دیکھنے آیا تھا انشاء اللہ صبح کو سمجھا جائیگا مہران تاجدار کا لیجانا خالی نہ جائیگا قیامتین برپا کرونگا انشاء اللہ کل سر میدان میرے اور اُسکے مقابلہ پڑیگا سردار جو گھبرا رہے تھے مغیلان نے سب کو مطمئن کرکے انتظام کرنا شروع کیا چار پہر رات اسی ہنگامے مین بسر ہوئی فراش نیر اعظم نے فرش زرنگار رنگ زمین پر بچھایا خیمۂ زبرجدی مین جلوہ فرما ہوا لشکر ضیا و شعاع ہمراہ لیکر آمادۂ حرب و پیکار ہوا سلطان انجم سیاہ شکست خوردہ داخل قلعۂ مغرب ہوا اُدھر حریر جادو نے مہران تاجدار کو قید کیا لشکر کو آراستہ کرتا ہوا طرف میدان کارزار کے چلا اِدھر سے مغیلان جادو مع جملہ سرداران لشکر کو درست کرتا ہوا آپ سب کے آگے اسباب سحر سے درست مگر دل پر صدمہ کہ کیون ای مغیلان حریر جادو وزیر سحر العجائب ہی نیرنگ باز شعبدہ ساز پروردگار فتح و ظفر نصیب کرے یہ کہتا ہوا دل سے باتین جنگ کی گھاتین میدان کارزار مین پہونچا حریر جادو نے لشکر کو اپنے آراستہ کیا نقیبون نے اشعار عبرت آثار پڑھے بہادر جھومنے لگے غیر ساحرون کو مغیلان نے پشت پر رکھا ساحر آگے بڑھے ہوئے سینہ سپر کیے ہوئے جب نقیب ہٹگئے حریر نے اپنے گینڈے کو بڑھایا سرداروں سے رخصت ہوکر میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی ای مغیلان جادو مین سحر و ساحری مین مشتاق ہون تجکو نمک سرکاری کا پاس نہ آیا اب میرے مقابلے مین آ مغیلان جادو سینہ سپر کیے کھڑا تھا فورًا اپنے اژدر کو بڑھایا سامنے حریر کے پہونچا حریر نے دیکھتے ہی گولہ مارا مغیلان جانتا ہی کہ اس بیحیا سے لڑنا کانٹون مین اُلجھنا ہی یہ سوچ کے گولے کو اُسکے دفع کیا دو چار سحر اُنمین سے چلے حریر نے دامن اپنے لباس کا پھاڑا کچھ سحر پڑھا اُسکو طرف مغیلان کے پھینکا ایک ابر سیاہ چھایا اُس ابر سے تیر برسنے لگے

سارے لشکر پر دہ ابر محیط چھایا ہی لشکر مین ہنگامہ برپا ہوا مغیلان نے سحر کرکے اپنے سر پر سپر فولادی
قایم کی جو تیر گرا سپر نے اپنے دامن مین لیا اپنے جسم پر تاثیر سحر نہین آنے دیا لشکر مین جب کئی سو
آدمی غربال ہوئے مغیلان نے دستک دی زمین شق ہوئی ایک غلام زنگی جوان کیر گی جھومتا ہوا
سامنے مغیلان کے آیا ایک شاخ نخل ہاتھ مین لیے ہوئے اُس شاخ مین کانٹے بہت سے تھے وہ
شاخ مغیلان کو دی سحر مین حریر کے ایک شاخ نکالی مغیلان کو اُس شاخ کا لینا بار تھا
مغیلان کے ہاتھ مین آتے ہی یہ پھل ملا کہ شاخ شگفتہ ہوئی گلہاے رنگارنگ شگوفہ ہاے بوقلمون
اُس شاخ خشک مین ظاہر ہوئے مغیلان نے ایک نشتر لیکر اپنے ہاتھ پر مارا خون اپنا اُس
شاخ پر ملا کانٹون نے طرف ابر کے انگلیان اُٹھائین یہی شاختانہ تھا مغیلان کو سحر کا بہانہ تھا
رنگ گل رخسار مبدل جی بگل مگر شاخ کو ابر پر پھینکا وہ شاخ بلند ہو کر غائب ہوئی ابر مین دھلکر
پیدا ہوا ابر لخت لخت ہوا مغیلان نے دوسری تدبیر کی کہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہوا ایک ٹکڑے کو
اوپر حریر جادو کے اشارہ کیا لشکر حریر پر وہ ٹکڑا ابر کا برسا جسپر قطرہ پڑا اُسکی آبرو پر بن گئی
قبائے جسم حریف مثل غربال کے چھنگئی مغیلان کی رنگت سیاہ حال تباہ مگر سحر خوانی مین مصروف
ہی جب حریف نے دیکھا کہ میرے سحر کو مغیلان نے دفع کیا ٹکڑا ابر کا میرے لشکر پر برس رہا ہی ہر ایک
ساحر ایک ایک قطرہ آب کو ترس رہا ہی ظاہر مین قطرات آب ہین تاثیر مین نایاب ہین چنگاریان
گر رہی ہین جسپر چنگاری گری جل بھنکر خاک ہوا حریر جادو نے دریا دلی دکھائی پارہ ابر کو غائب کیا
تلوار جو قبضہ مین تھی اپنے نزدیک جرأت کے جوہر دکھائے نیچہ ہلالی پھینک مارا مغیلان نے ہرچند
رد کیا تلوار سر پر گری کہ سر اس مومن دیندار کا زخمی ہوا زخم کھا کر جھولی پر ہاتھ ڈالا پرچہ کاغذ
نکالا کچھ حرف لکھکر پھینکا اُس پرچہ کاغذ سے کچھ سپرین نکلین سر پر مغیلان کے قایم ہوئین چھوٹے
چھوٹے طائر پیدا ہوئے اُن طائرون نے حریر کے ہوش اُڑائے ایک طائر اپنی جان دیکر سر پر
حریر کے گرا حریر کا بھی سر زخمی ہوا اب دونون کے سر سے خون بہ رہا ہی حریر یہی کہ رہا ہی اے
مغیلان زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر حریر نے خنجر آبدار کمر سے نکالا طرف مغیلان کے پھینکا مغیلان
کا زخم جو پارہ ہوا دو سو آدمی فوج والون کے سر کٹکر گرے اب مغیلان کے پانون اُٹھے حریر زخم اپنا
باندھکر سحر کرتا ہوا بڑھا مغیلان نے غیر ساحرون کو آواز دی تم لوگ سب قلعے مین جاؤ میرے
سحر نے جواب دیا انشاءاللہ صحت پاکر حریر کا حریرہ پکاؤنگا اب اس وقت قدم نہین رُکتا غیر ساحر
سب قلعے مین آئے مغیلان پر پرواز پیدا کرکے اُڑا چاہا کہ قلعے مین جاؤن زمین سے بلند ہوا
ایک طاؤس پیدا ہوا اُسنے آکر پنجہ مارا مغیلان نے دونون پانون تھا مکر طاؤس کو چیر ڈالا اندھیرا
ہو گیا تھوڑے عرصے مین لوگون نے دیکھا کہ مغیلان غائب ہو گیا حریر جادو نے سحر کرکے آگ برسائی
ہمراہیان مغیلان سے بڑا و چھوٹا حریر نے آکر سب مال لوٹ لیا خزانہ بھی ہاتھ سے گیا مگر سب
بھاگکر قلعے مین آئے حریر جادو نے چاہا قلعے کو حملہ کرکے لے لون مگر مغیلان جو غائب ہوا تھا اسکی
آنکھ کھلی دیکھا ایک نخل کے سایے مین مین کھڑا ہون دو زنگی مشکین باندھا چاہتے ہین ایک زنگی نے
چاہا زبان کھینچکر سوزن دوزن مغیلان نے آہ کی شعلۂ آتش منہ سے نکلا دونون زنگی جلکر خاک ہوئے

مغیلان اُڑا میدان کارزار مین آکر پہنچا دیکھا کہ سب لشکر تباہ ہو گیا حریر جادو قلعے پر بلوہ کیا چاہتا ہی
مغیلان نے ایک دستک دی دیوار آہن سامنے قلعے کے حایل ہو گئی حریر نے دیکھا اس سحر کے
دفع کرنے مین عرصہ ہوگا یہ کہکے پلٹ گیا اپنے لشکر کو لاکر اُتارا آپ فکر مین مغیلان کے نکلا یہان
مغیلان جادو شفاخانے مین آیا زخم وزنی ہوئی باہر بٹھانے کو نکالا قلعے پر سامان کر دیا ہی حریر
نے دیوار آہن پر آکر سحر کیا ایک روزن پیدا ہوا اُس روزن مین داخل ہو کر اس پار دیوار آہن
کے آیا صورت بدل کے ٹہلتا ہوا چلا مغیلان کو دیکھا پھر رہا ہی پشت پر کھڑے ہو کر سحر کیا مغیلان
بیہوش ہو کے گرا حریر اسکو بھی اُٹھا کر کے بھاگا لشکر مین باڑ ہوا کہ مغیلان کو کوئی لیے جاتا ہی ہر چند
کہ ساحرون نے پیچھا کیا مگر حریر جادو کو نہ پایا حریر نکلگیا اپنے لشکر مین آیا مغیلان کی زبان
مین سوزن دیا لشکر مین لاکر قید کیا کارگزارون کو حکم دیا صبح کو جلاد حاضر رہین بوقت سحر
مہران و مغیلان کا دربار سمجھونگا اگر میرا کہنا مانا اور اطاعت بادشاہون کی کی تو خیر
ورنہ قتل کرونگا دونون کے خون سے ہاتھ بھرونگا یہان لشکر اسلام مین مغیلان جادو کے
پوری جانے سے تلاطم ہوا دیوار آہن بھی گر گئی اب اہالیان فوج حریر کا اور قلعے کا سامنا ہو گیا
پھر جلنے لگے دو چار اُدھر کے مارے گئے بس ہیں اہالیان قلعہ قتل ہوے رات بھر یہی ہنگامہ ہوا
بوقت سحر حریر جادو نے مہران و مغیلان کو دربار مین بلایا حریر جادو کا بھائی صفیر جادو
کہ نہایت ساحر زبردست ہی یہ بھی دربار مین آکر بیٹھا اسکو قید ہونا مغیلان و مہران کا بہت
ناگوار ہی چپ بیٹھا ہی جیسے ہی مہران و مغیلان دربار مین آئے مہران نے مثل اہل اسلام کے
سلام کیا مغیلان کی زبان مین سوزن ہی اشارے سے جواب دیا حریر جادو جلا کہا کیون
ای مہران تاجدار تم شاہان طلسم نور افشان کے خراج گزار ہو تمنے نمک حرامی پر کمر باندھی
کچھ تمکو خوف نہ آیا مہران تاجدار نے جواب دیا نمک حرام وہ دونون بھائی ہین خلاف ورزی
انکی کسکو بھائی ہین غضب کی بات ہی کہ اپنے شاہ کو قید کر لیا کچھ خوف خدا نہ ہوا تمنے کیسے ساتھ
نمک حرامی کی دین اسلام پسند آیا لغو مذہب کو چھوڑ دیا یہ جو مہران نے آنکھ لال کر یون کہا
حریر جادو اپنے جامے سے باہر ہو گیا کہا جلد جلاد کو بلاؤ ان دونون کا سر قلم کرے ہمارے
سامنے دونون کو بیدم کرے صفیر جادو کو تاب نہ باقی رہی پکار کر کہا کہ ان بھائی صاحب
مہران تاجدار نے کیا خلاف کہا جو لایق گردن زنی ہوا حریر جادو نے کہا کہ تحقیق کیا ذلیل ہی
جو ہمارا جی چاہیگا وہ کرینگے صفیر جادو نے کہا یہ تو آپ کو اختیار نہین ہی یہ آپ کیا فرماتے ہین
مہران تاجدار نے بہت سچ کہا افسوس ہی کہ کوکب کو قید کیا اس ذکر سے ہمارا کلیجہ پھٹ گیا
حقیقت مین اتنا بڑا بادشاہ جلیل ساحرون کا کفیل اُسپر یہ مصیبت اُسنے آکر دامن پناہ لیا تھا اُسکا
بدلا یہ کیا کہ دامن پناہ نہ دیا قید کر لیا اب اسکے طالب ہین کہ وہ بادشاہ جلیل تڑپ تڑپ کے
مر جائے ہمکو تو بہت ناگوار ہی حریر جادو نے کہا او بچہ تجھے کیا دخل ہی کیون بیہودہ باتین کرتا ہی
ہمارے شاہون نے جو حکم دیا وہی ہوگا مسلمانون کو زندہ نہ چھوڑینگے یہی حکم سحر العجائب
و مصر الغرائب ہی کہ مسلمانون کو ایک قطرہ پانی نہ دو یہ لوگ تڑپ تڑپ کے مرین صفیر نے

کہا ای برادر اب بہتر تمھارے واسطے اسیمن ہی کہ مغیلان جادو و مہران تاجدار کو چھوڑ دو
تم بھی اطاعت ضیغم شیر شکار کرو اگر اسکے خلاف ہوگا ہم شریک مسلمانان ہو جائینگے جان دینگے
لڑتے بھڑتے ضیغم کو تا بہ طلسم نور افشان پہونچائینگے جن باتون کے رازدار ہین اُنکو بھی ظاہر
کر دینگے ہمارے دل پر تاثیر مذہب مسلمانان ہوئی تم لوگون نے بڑی بدعت کی ہم اس ظلم کو جائز
نہ رکھینگے موت کا مزہ چکھینگے جو تقدیر مین ہو حریر جادو نے جلاد کو اشارہ کیا کہ مغیلان جادو
کا سر کاٹ لے جیسے ہی جلاد چلا صفیر اپنے مقام سے اُٹھا جلاد کو ایک طمانچہ مارا کہ جلاد کا سر
اُڑ گیا زبان سے مغیلان کی سوزن کیا مہران کی بھی قید کاٹ دی مغیلان چھوٹتے ہی
آگ برسانے لگا کافرون کو ترسانے لگا اور صفیر نے پکار کر آواز دی ای سرداران لشکر و ای
ساحرون کے افسر خوف خدا کرو پیدا کرنے والے سے ڈرو ہائے غضب کیا کہ ایسے بادشاہ جلیل کو
قید مین رکھنا اب چاہتے ہو کہ وہ تڑپ تڑپ کے مرین ہم کیونکر گوارہ کرین جسکو خوف خدا ہی ایک
دن پروردگار کا سامنا ہوگا کیا جواب دوگے یہ جو صفیر جادو نے پکار کر کہا دس ہزار ساحر
چیخین مار کر رونے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ یارو صفیر سچ کہتا ہی ہمارا کلیجہ پھٹا جاتا ہی
قلب تھرّاتا ہی حقیقت مین عمر طلسم بھی تمام ہوئی اہالیان طلسم نور افشان اب زندہ نہ بچینگے
بیشک عمر تمام ہوئی شاہون پہ ضرور زوال آئیگا ہر نمکحرام ذلت و رسوائی سے مارا جائیگا دس ہزار
ساحر پشت پر صفیر جادو کے آ گئے کہا حضور ہم آپ کے ساتھ ہین ضیغم کا دامن ہمارے ہاتھ ہین
ہمارے باپ دادا سب ملازم رہے کبھی یہ ظلم نہین دیکھے یارو اگر لڑ بھڑ کے تا بہ زندانخانہ پہونچے
اور اُس بادشاہ جلیل کو رہا کیا دنیا و عقبے دونون پاک ہو گئے اگر نمکحراموں کے ہاتھ سے مارے گئے
ساری مشقت خاک ہوگی بقول جناب آتش

شعر

کاسہ گر مٹی تھا مٹی کاسہ مٹی چاک تھا ۔۔ عالم ایجاد بھی طرفہ طلسم خاک تھا
یون تو تیرے تیر کے تیغے تھے سب خوش نصیب ۔۔ وہ بلند اقبال تھا جو بستۂ فتراک تھا

دنیا چندروزہ ہی آخر کو سامنا پیدا کرنے والے کا ہوگا کیا جواب دینگے سر جھکا کر خاموش رہینگے یہ
سب ساحر کہتے تھے اور چیخین مار مار کر روتے تھے اسوقت صفیر جادو نے سب کو ہوشیار کر دیا
خانۂ دل سب کا غم و الم سے بھر دیا لڑائی سحر کی ہونے لگی صفیر بھی لڑ رہا ہی مغیلان جادو نے
قیامت برپا کر دی نمکحراموں کے واسطے کانٹے بوئے اس وقت ساحر اسقدر آمادہ ہین کہ اپنی جان دینا
حریر کی کوئی نہین سُنتا حریر چاہتا ہی کہ جان بچا کے نکل جاؤن مغیلان و صفیر سحر کر کے اسکو
زمین پر گراتے ہین دونون برقین چمکاتے ہین حریر انتہا کا زخمدار ہی ہرچند ساحرون کو آمادہ کرتا ہی
ہر شخص کا یہی جواب ہی کہ تو نمکحرام تیرا بادشاہ بدانجام ایسے کا کیا ساتھ دین دس پانچ ہزار
ساحر جو خاص حریر جادو کے ملازم ہین وہ تو اسکا ساتھ دے رہے ہین ورنہ سب کے دل طرف
سحر العجائب و مصر الغرائب کے پھر گئے یہ خبر ہرکارون نے قلعے مین پہونچائی کہ مہران تاجدار
و مغیلان نامدار نے بعنایت پروردگار رہائی پائی لڑائی ہو رہی ہی صفیر جادو شریک ہوا
بڑی لڑائی ہو رہی ہی آپ لوگ بھی چلین سب ساحر و غیر ساحر قلعے سے نکلکر دوڑ گئے اُسوقت پہونچے
کہ ہزارون ساحر کے لاشے پڑے ہین صفیر نامدار بصد شوکت و وقار غصے سے چہرہ گلنار

مصروف سحر و ساحری جوش پر افسون گری جو طرف سے حریر جادو کے بڑھا جھینگر گولہ مار اکسی کا سر پھٹا مغیلان نامدار بھی بڑے کرّ و فر سے سحر کر رہا ہی جب حریر نے دیکھا کہ اب کچھ نہین بن پڑتا ساتھ ولے ساحر جدا ہوئے اپنے ہاتھ پانون دشمن راہبر رہزن لاشون سے صحرا رشک گلشن ہمراہی حقیقہ رشک سہراب و بیژن گھبرا گیا غیرت سے پسینہ آگیا تڑپکر زمین پر گرا پکار کر آواز دی کہ یارو اب جان بچا کر نکلچلو یہ بُرا وقت ہی چلکر بادشاہ سے اطلاع کرو وہانسے فوج بھاری لیکر آؤن ان سب سرکشون کو مٹاؤن صفیر جادو کو یہ خیال نہ تھا صرف آسمان کی راہ کو تو روکے ہوئے تھا حریر جادو نے دونون پانون زمین پر مارے ساحر بھی اسکے ساتھ کے غرق زمین ہونے لگے حریر تو پہلے ہی سحر مین اُتر گیا صفیر نے مغیلان کو آواز دی کہ بڑا غضب ہوا دشمن جاتا ہی اور ساحرون پر مغیلان نے سحر کرنا شروع کیا آفتاب عالمتاب جرأت نے طلوع کیا جس ساحر پر سحر کیا وہ غرق زمین ہوتا تھا یا دیکھا کہ خوف جان سے رک گیا مراد یہ ہی کہ حریر کا کوئی ساتھ نہ دیسکا حریر جادو اکیلا نکلگیا صفیر جادو نے باغیون کو گرفتار کیا وہ سب غل مچانے لگے کہ ہم تمھارے امون پر لعنت کرتے ہین نام پر کوکب کے مرتے ہین ہمنے مذہب اسلام اختیار کیا اہل اسلام کا ساتھ دینگے سحر العجائب و مصر الغرائب سے لڑینگے صفیر نے سحر سے ہاتھ روکا مغیلان زخمون مین چور چور تھا یہی حال مہران تاجدار کا ہوا تھا دونون کو اُٹھا کر ہوادار پر ڈالا بہ فتح و فیروزی قلعۂ نیرنگ مین داخل ہوئے آمد ضیغم کا انتظام کرنے لگے مگر شاہزادہ ضیغم شیر شکار قلعۂ لنسترن سے کوچ کر کے نکلے ایک صحرا مین فرو کش تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان کر گدن مست پر سوار پشت پر تین ہزار پیدل سوار سب سواران جنگی وہ پہلوان گینڈے کو اُڑاتے ہوئے آیا فوج ضیغم کو دیکھکر عیار سے کہا دریافت تو کرو یہ کسکا لشکر ہی عیار گیا تھوڑی دیر مین پلٹکر آیا تمام کیفیت بیان کی کہ نبیرہ صاحبقران بعد عظم و شان قلعۂ لنسترن فتح کر کے طرف قلعۂ نیرنگ کے جاتا ہی فولاد زنجیرہ پیچ یہ سُنکر جلگیا نیزہ گاڑ دیا گینڈے سے اُترا ناشاد زنجیرہ پیچ کل فوج کا سپہ سالار تھا فولاد نے حکم دیا کہ اے ناشاد پاس ضیغم کے جاؤ کہنا اے پہلوان دوران گرشاسب جہان فولاد زنجیرہ پیچ بحکم شاہان نور افشان اسی واسطے نکلا ہی کہ خارستان کو صاف کرون کوئی مسلمان نہ آنے پائے اب تمکو دیکھا اسی مقام پر اُتر پڑا ابدولت تا بہ قلعۂ البلیس پرستان جائینگے صاحبقران کو جاکے روکینگے کاہنون نے بھی حکم لگایا کہ حمزۂ عرب طلسم کشا اصلی ہی وہ تا بہ طلسم نہ آنے پائے جب تو مین حمزہ کو روکنے جاتا ہون تمھارسی کیا حقیقت ہی کمسنی مین اپنی جان نہ دو میرے پاس چلے آؤ مین خطا معاف کرا دونگا اگر اسکے خلاف کیا قسم ہی لات و منات کی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا ناشاد چلا بل کرتا ہوا در بارگاہ ضیغم پر آیا یہان صحبت تخلیہ ہی ضیغم مع سرداروں کے بیٹھے ہین ملکہ سوسن گلعذار پہلو مین نیرنگ صبا گرفتار پایان چھیڑ کر سامنے ملکہ سوسن کے یہ اشعار گا رہا ہی نظم

خزان چمن سے گئی فصل گل کے آئے دن
خدا کسی کے نہ دشمن کو یہ دکھائے دن
دعا سے بھی نہین ہوتی شب وصال نصیب

خدا نے پھر یہ ہمین باغبان دکھائے دن
فراق یار مین دن ہو گیا ہی روز قیام
فراق یار کے آتے ہین بن بلائے دن

خزان چمن مین ہی بلبل قفس مین نالان ہی
بلا سے عمر گھٹی پر خدا اُٹھائے دن
جمال یار نہین خواب مین بھی آتا نصیب

فلک نے کیسے الٰہی ہمیں دکھائے دن | نہ پوچھ حال شب و روز ہجر رعنا کا | بلا کا سامنا رہتا ہی مجکو آئے دن

کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی فولاد زنجیرہ پیچ کا سردار برسم ایلچیگری آیا ہی ضیغم نے ملکہ سوسن کو ہٹا دیا مگر جھوٹی سحر کی رکھی رہی ناد شاد اندر آیا ضیغم کو بسطوت و شوکت دیکھا کمسن پاکر بلبلاتا ہوا قریب آیا ضیغم نے دنگل دیا ناشاد نے پیغام فولاد زنجیرہ پیچ کا پہونچایا ضیغم نے کہا ای بہادر زیادہ گوئی سے کیا فائدہ طبل جنگی بجوا کر میدان مین آئین حال کھلجائیگا ناشاد نے کہا واہ مین تیرا پیغامبر نہین ہون گردن پکڑکے لیجاونگا ضیغم خود آتش خو شعلہ مزاج مگر ضبط کرکے جواب دیا اب ہمارے سامنے سے اٹھجا اسنے ہاتھ بڑھایا کہ کان پکڑلون کہ اس جوان کو کان ہو چشم زدن مین لکان ہو ضیغم نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک جھٹکا مارا یا تو مثل الف کے سیدھا تھا یا مثل دال کے خم ہوا یہی دلیل تھی سرکشی کی ضیغم نے ایک طمانچہ مارا چرخ کھاکر ناشاد زمین پر گرا بیہوش ہوگیا ضیغم لاحول کہکے دنگل پر بیٹھے نادشاد آنکھین کھولتا ہی ضیغم کو دیکھکر بند کرلیتا ہی ضیغم نے یہ دیکھکر آواز دی ای پہلوان کوئی اب تیرے ساتھ بے اعتدالی نہ کریگا ناشاد جھاڑ پونچھکے اٹھا باہر آگیا گینڈے پر سوار ہوکر بھاگا سامنے فولاد زنجیرہ پیچ کے آیا فولاد نے کہا کیا ہوا ناشاد نے کہا ای شاہنشاہ مجکو دو سو آدمی لپٹ گئے وہ لوگ بڑے دمباز ہین شعبدہ ساز ہین مین نے ترکیب سے اپنی جان بچائی یہ سنکر فولاد نے حکم دیا طبل جنگی بجا مگر ناشاد نے یہ بھی کہا کہ حضور وہان سحر و ساحری کا سامان ہی یہ سنکر اسنے ایک سوار کو حکم دیا کہ جاکر اُس جوان سے یہ کہو آؤ کہ ہمارے آپکے جرأت مین مقابلہ ہو ساحر جو آپکے ساتھ ہین انکو الگ کیجیے تب مقابلہ کیجیے ضیغم نے یہ سنکر ملکہ سوسن کو حکم دیا ملکہ ہمارے سر کی قسم تم اپنے ساحرون کو لیکر پہاڑ پر ٹھہرو لڑائی مین ہمارے اُسکے دخل نہ دینا سوسن مزاج کو پہچان گئی ہی کہا بہت خوب جیسا ارشاد ہوگا وہی کیا جائیگا سوسن لشکر کو لیکر پہاڑ پر گئی کہ جاسوس آکر حاضر ہوئے ہاتھ اٹھا کر دعا دی **نظم**

صدر معالی بتو نازنده باد | جان جہانی ز دمت زنده باد
تائید ایزدیت دلیل طریق باد | توفیق اکتساب علومت رفیق باد

شہریار کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز فولاد نے طبل جنگی بجوا دیا ضیغم نے حکم دیا یہان بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین تیاریان ہوئین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے فولاد میدان مین نکلا اسپ تازی نیزہ بازی دکھلاکے آواز دی ضیغم شیرشکار کہان ہین کبھی شیر دیکھا نہ ہوگا نام تو رکھ لیا اب میرے مقابلے مین آئین سب حال کھلجائے ضیغم نے گھوڑا بڑھایا مقابلے مین فولاد کے آئے نیزہ چلا ضیغم نے نیزہ اُسکا نکالدیا اُسنے تلوار کا ہاتھ مارا ضیغم نے بارہ بچاکے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کشتی ہونے لگی ضیغم نے دہ دہ گھسے مارے کہ فولاد اپنی جان سے بیزار تھا چاہتا تھا چت ہو جاؤن میری جان تو بچے ملکہ سوسن گلعذار پہاڑ پر جاکر اُترین ایک کنیز سے کہا اری بدبخت جاکر خبر لا دیکھ تو وہان کیا گذری کفار تو مکار ہوتے ہین ایسا نہ ہو کہ کچھ فطور کرے وہ تو سیدھے سپاہی ہین ایسا نہ ہو کہ دھوکا کھائین کنیز نے کہا حضور وہ شیر بیشۂ صاحبقرانی ہین ملکہ رونے لگین کہا صاحبو تمہین کیا دخل ہی یہان تو یہ حقیقت ہی **نظم**

پھر رہا ہی وہ صنم آٹھ پہر آنکھون مین | بدلے پتلی کے ہی وہ نور نظر آنکھون مین | بنگیا تار نظر موے کمر آنکھون مین
عارضی نور ہی یان مثل قمر آنکھون مین | یان سفر دشت مین ہی اُسکو سفر آنکھون مین | نور ہو جائینگے ہم منہ نہ چھپا او خورشید
کس سے منظور ہین قاتل کو لڑانا آنکھین | ہی سیاہی نگہ تیغ و سپر آنکھون مین

نشّے سے لال ہوئی ہین جو یہ چشمان سیاہ
ڈھیلے اچھے ہین حیا ہو نہ اگر آنکھون مین
نگہ گرم سے ہو رنج نہ اس نازک کو
ای پری اب تو سماتا نہین زر آنکھون مین
ہو جدا جب سے کہ وہ لخت جگر آنکھون سے
نئے شب کا ہی اثر تا بہ سحر آنکھون مین
اک نگہ کرتی ہی قتل ایک نگہ دیتی ہی جان
سچ تو ہی خواب کا کیونکر ہو گذر آنکھون مین
کیونکر موتی بھرے ہین تری آنکھون مین اگر
کہ مرے مردم دیدہ کا ہی گھر آنکھون مین
سیل یہ آتش سوز لسنے ہوا ہی ناسخ

آب کیا ہی شفق شام و سحر آنکھون مین
اسکو پیتے ہین انھین دیکھتے ہی ہوتے ہین مست
ہی یہان تار نظر اسلیے تر آنکھون مین
اسقدر سرمہ ہوا اُسکو نزاکت سے گران
بہر تسکین ہی یہان لخت جگر آنکھون مین
جب وہ خورشید درخشان نظر آجائیگا
آپ رکھتے ہین قضا اور قدر آنکھون مین
پھنس گیا گیسوون کے جال مین جاکر ایسا
قطرۂ اشک یہان بھی ہین گہر آنکھون مین
ہو جہان یار وہین اڑکے یہ دیکھ آتی ہین
ابجاے اشک آنے لگے دلسے شرر آنکھون مین

خلش اگر دل مین نہووے کہین بہتر تیر
ہوئے گلگونۂ نشے زیادہ ہی اثر آنکھون مین
اسقدر کھپ گئی ہی تیری سنہری رنگت
کہ سلائی نہ پھری بار دگر آنکھون مین
ہمکو پیری مین بھی ہی شوق نظربازی کا
صدقے ہو وینگے وہین شمس و قمر آنکھون مین
رات دن دھوم مچا ہین جو جسے طفل سرشک
پھر ہوا مرغ نگہ کا نہ گذر آنکھون مین
شرمگین ہی وہ پری خانۂ دل مین بھی رہے
میری پلکین ہو مین پرواز کو پر آنکھون مین

ملکہ سوسن کو پریشان دیکھکر ایک کنیز دلاسطے خبر کے گئی اور فوراً خبر لیکر آئی عرض کی وارثی خدا اُس شیر کو سلامت رکھے اُس دیو خصال سے جی چھڑوا دیے ہین کشتی ہو رہی ہی یقین ہی پہر دو پہر مین زیر کر بن لنگوڑا ہانپ رہا ہی کانپ رہا ہی شیر تکلیف کا نام نہین معلوم ہوتا ہی ابھی اترے ہین یہ سنکر ملکہ سوسن نے سجدۂ شکر پروردگار کیا قضاے کار حریر جادو جو قلعۂ نیرنگ سے شکست کھا کے بھاگا تھا کوس بھر بڑھکر زمین سے نکلا لرزان و ترسان اُڑا ہوا جاتا تھا ایک نخل پر بیٹھا عقاب بنا ہوا ہی کہ گیر و گیر کی آواز کان مین آئی دیکھا دو جوان میدان مین لڑ رہے ہین ایک آفتاب جمال دوسرا مریخ خصال لشکر دونون کے تعریفین کر رہے ہین جب وہ جوان آفتاب جمال اُس دیو خصال کو لے دوڑتا ہی یا کسی پیچ کا توڑ ہوتا ہی تو تعریفون کی صدا بلند ہو جاتی ہی دیو خصال کو شرم آتی ہی جھلا جھلا کے زور کرتا ہی مگر کچھ ہو نہین سکتا یہ بھی مسلمانون کے نام سے جلا ہوا ہی درخت سے اُتر الصورت مبدل آکے دریافت کیا کہ یہ جوان کون ہی لوگون نے بیان کیا کہ یہ جوان خورشید جمال آفتاب آسمان عربستان ہی اور یہ جوان گریہ منظر عفریت مثال فولاد زنجیرہ پیچ ہی اسوقت اسکے سامنے پیچ ہی یا تو بڑے زور و شور سے ٹوکنے کو صاحبقران کے جاتا تھا یا اُنکے نواسے نے جی چھڑوا دیا دیکھا تو بھیا کے چہرے پر ہوائیان اُڑ رہی ہین اب گھڑی دو گھڑی مین زیر ہو جائیگا ہوش درست نہین ماتھے پر موت کا پسینہ دیکھیے کیا ہو یہ سنکے حریر جادو نے سحر کرنا شروع کیا ایک گوشے مین آکر کھڑا ہوا ماش کے دانے پھونکے پڑھ پڑھ ایا کچھ سحر کو درست کیا کچھ جنگل مین دوڑا کچھ زمین پر دو ہتڑ مارے کچھ ساہری و جمشید کو یاد کیا کچھ اپنے زخمی ہونیکا معرکہ یاد آیا کچھ ساتھ والون کا مارا جانا ضیغم شیر شکار لڑتے لڑتے تھرائے دیکھا ہاتھ پاؤن مین خود بخود رعشہ آیا فولاد زنجیرہ پیچ کا زور بڑھا جو پیچ باندھا بن پڑا ضیغم نے چاہا توڑ کردن نہ بن پڑا پیچ اُسکا پورا ہوا جی مین کہتے ہین کیا پیچ پڑ گیا بیقرار ہو کے لڑ رہے ہین انگاز و رگھٹتا جاتا ہی اُسکے زور کو ترقی ہوتی جاتی ہی ملکہ نے دوبارہ کنیز کو بھیجا سے عاشق کے دل کو کب چین پڑتا ہی کنیز نے جو یہ حال دیکھا روتی ہوئی سامنے آئی کہا واری غضب ہو گیا

مین نے وہ معرکہ دیکھا کہ کاشکے نابینا پیدا ہوتی یہ ہنگامہ اپنی آنکھون سے نہ دیکھتی اس وقت عجب رنگ دیکھا کہ شاہزادہ والا قدر کو وہ بیچیا پکڑ لایا ہی نکلنے نہین دیتا کیسے کیسے زور کر رہے ہین یا تو لشکر مین لڑ رہا تھا گھڑی دو گھڑی مین فولاد موم ہوا چاہتا ہی اب اپنے بیگانے سب کہ رہے تھے کہ فولاد زنجیرہ پیچ کے ہاتھ سے بچنا بہت مشکل ہی مین حیران ہون واری یہ کیا ہو گیا انقلاب فلک نے یہ رنگ دکھایا شاہزادے کا چہرہ زرد ہونٹون پر آہ سرد دل مین درد چہرہ پُر گرد قریب نہ کوئی رفیق نہ کوئی ہمدم یہ سُنکر ملکہ سوسن گلعذار کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب تھرا گیا گھبرا کر کہا ارے یہ کیا خبر سنائی چھُری کلیجے کو توڑ کر پار نکلگئی مین نے تو کتاب مین یہ دیکھا کہ فرزندان صاحبقران آپس مین بھائی سے بھائی بھی زیر نہین ہو حمزۂ صاحبقران البتہ اپنی اولاد پر غالب آتے ہین شان و شوکت صاحبقرانی دکھاتے ہین یہ کیسا انقلاب ہی ہاے مین اُنکے مزاج سے بہت ڈرتی ہون مین تو بہتری کو جاؤن اُن جاہل کے خلاف گذرے کہین کہ تم کیون آئین تو مین کیا جواب دون مین تو صاحبو یہی چاہتی ہون کہ مجھسے کسی بات مین آزردہ نہ ہون خدا نخواستہ اُنکے خلاف گذرے میرا ساتھ چھوڑ دین تو مین کیا کرون ہاے جس دن سے اُنپر مائل ہوئی سواے رنج و ملال کے چین نہ نصیب ہوا گرفتار زندان مصیبت آوارۂ دشت مودت نظم

از دو چشم خون فشانم موج طوفان برنخاست
بلکہ سعی از کار رفت و دست کوتہ ہمچنین
از برم ہر گز غمی بی چشم گریان برنخاست
دیدۂ یعقوب کنعان در فراق از کار رفت
رہ نوردی ہمچو مجنون زین بیابان برنخاست
ہر کہ چون فغفور شد بشواری بکام دل نشست

گریہ ام دست طلب از دامنم کوتہ نکرد
از برای خاطر چاک گریبان برنخاست
تا نشد از ناتوانی نالہ ام در دل گرہ
ای صبا گردی ز راہ این بیابان برنخاست
تا طلبگار سخن شد نکتہ سنج معرفت
با غم جانان ز جای خویش آسان برنخاست

کو دمی کز دل مرا آہ پریشان برنخاست
موجۂ طوفان اشکم تا ز دامان برنخاست
تا عنان اختیارم بردہ چشم اشک ریز
در درون سینہ از مرغ دل افغان برنخاست
شد بسی برگشتہ وادی بیابان عشق
ہمچو طالب طالبی از خاک ایران برنخاست

اری گلعذار جلدی جا لا کر مجھے خبر سُنا ہی یہ کیا ہو گیا میرے شیر پر کسی کی نگاہ پڑی کسی کی نظر لگ گئی اسی دن کو جھینکتی تھی کہ صاحب سر در بارنہ بیٹھو سیر دیدار کا کونڈا کروگی جو خیر و عافیت سے دیکھون دشمن سے خدا بچالے انکی مصیبت مجھے نہ دکھائے بات کا نہ سُنتا تو اُنکا شیوہ ہی سیدے سپاہی وہ نگوڑے مکر و فریب کو کیا جانین یہ بڑے کافر مکار و غدار جعلساز جس طرح پائین حریف کو ذلیل کرین مین کہتی تھی ساتھ سے اس کنیز کو جدا نہ کیجیے دشمن نے جو کہدیا وہ مان لیا یہ نہ سمجھے کہ اسکا انجام کیا ہوگا آخر معلوم ہوا کہ خرابی در پیش ہی اسکا ہمین بھی پس و پیش ہی کئی کنیزین ملکہ کو بیقرار دیکھکر دوڑین یہان وہ وقت ہی کہ شاہزادہ ضعیف کو غش آگیا فولاد زنجیرہ پیچ نے چھاتی پر چڑھ کے مشکین باندھین قید کیا لیکے پلٹا ملازمان ضیغم رنجیدہ و کبیدہ حیران و پریشان بیٹے مگر شبرنگ صبا رفتار کہتا ہی یارو نئے طور کی افتاد ہوئی سب نے بخوبی دیکھ لیا کہ شاہزادہ لڑتے لڑتے بیہوش ہو گیا کوئی اُسکا معین ہی اُسنے یہ حرکت کی آپ لوگ تامل کرین مین جاتا ہون خبر مفصل لاتا ہون کنیز یہ حال دیکھکے روتی ہوئی پلٹی ملکہ بدحواس ٹہل رہی ہین کہ کنیز روتی ہوئی آئی کہا واری غضب ہوا فولاد زنجیرہ پیچ نے شاہزادے کو سرِ میدان زیر کر لیا گرفتار کرکے میرے سامنے لے گیا ملکہ اُٹھین کہ مین ابھی جا کر اُسکی بارگاہ مین آگ لگاتی ہون کہ دیکھا شبرنگ سامنے سے آیا حیران و پریشان ملکہ نے پوچھا بھیّا کیا ہوا

نیرنگ نے کہا کیا عرض کرون اس لطف سے جا کر وہ شیر بیشۂ جرأت فولاد زنجیر دو تیغ سے لڑا کہ اُسکو پیچ باندھنا مشکل تھا یقین یہ تھا کہ گھڑی دو گھڑی مین زیر کر لینگے یا تو وہ شاہزادہ مثل شیر غرین لڑ رہا تھا یا یکایک بیہوش ہو گیا وہ بیچا تو جلا ہوا تھا مشکین باندھ لین واری میری آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا جی چاہتا تھا فوج کو لیکر کوٹ پڑون مگر خیال یہ ہوا اگر شاہزادہ اُسکے قبضے مین ہے ایسا نہو کوئی صدمہ پہونچائے یا قتل کر ڈالے تو مین کیا کرون اصلی بات ابھی تک میری سمجھ مین نہین آئی کوئی افتاد بڑی ملکہ نے کہا بھیا کیا کہون جس وقت سے شکست کی خبر سنی ہے دل بیقرار آنکھین اشکبار ہوش پراگندہ دیکھیے انجام کیا ہو فلک کجرفتار گردون غدار نئے رنگ دکھاتا ہے نئے طرح کا رنج و غم پیش آتا ہے ۔ نظم

بالیدہ دمبدم جو مرے دل کے خار ہین
جتنے وہ بے حجاب ہین ہم شرمسار ہین
مضطر وہ گل جو میرے دم سرد سے ہوا
یہ داغ و زخم دل کے مرے یادگار ہین
بجز ملیح غیر سمجھ کر مزے اُٹھائے
کیا سحر میرے دم شعلہ بار ہین
پانی کے بدلے برسے گی آج آگ ابر سے
لو اور بھی ستم زدۂ روزگار ہین
کیسے گلے رقیب کے کیا طعن اقربا
مومن یہ جان لے کہ سگ جیفہ خوار ہین

ہر دم رہین کشمکش دست یار ہین
ہر آن برچھیان سی کلیجے کے پار ہین
عمر دراز کی ہے رقیبون کو آرزو
کیا کیا شمال باد صبا بیقرار ہین
جز نہ سپہر ہین مرے دشمن تو اور بھی
خوش حرف بے نمک سے بھی ہم دلفگار ہین
کیونکر نہ رحم حال پہ آئے شب وصال
اُٹھے ہماری خاک سے بھی کچھ بخار ہین
ناصح سے مجکو کیونکہ نہون بدگمانیان
تیرا ہی جی بچا ہے تو باتین ہزار ہین

چلون کے بندکس کے گریبان کے تار ہین
کیا کیجیے کہ طاقت نظارہ ہی نہین
دیکھو زمان ہجر کے امیدوار ہین
چھاتی سے مین لگا کے رکھون کیون نہ [illegible]
لیکن بڑے غضب ہی دو تین چار ہین
کیسا فلک کہ اختر طالع جلا دیے
اندوہ و درد رنج مصیبت کے یار ہین
شبنم خراب مہر وکنان سینہ چاک ماہ
دشمن ہین جو مرے وہ ترے دوستدار ہین
مردون کو تجھ پہ دیتے ہین ترجیح جو حسود

نیرنگ صبا رفتار نے دست بستہ عرض کی آپ اپنے کو سنبھالین اسقدر پریشان نہون ورنہ سب انتظام بگڑ جائیگا لشکر گھبرایا ہوا ہے مین ابھی جا کے خبر لاتا ہون یہ کہکے صورت بدلی یا نہاے عیاری سے آراستہ ہو کر چلا یہان فولاد زنجیر دو تیغ شاہزادۂ ضیغم کو لیے ہوے اپنی بارگاہ مین آیا سب سردار جمع ہوے سب نے عرض کی ای شہریار کیا کہنا ایسکو پیچ باندھا نبیرۂ حمزہ کا بیہوش ہو گیا سومنات عیار نستارہ لیے ہوے آیا شاہزادہ اُسی طرح بیہوش ہے آہن گرون کو بلایا شاہزادے کو سلسل و مطوق کیا کہا ہوشیار کرو ہر چند پانی کے چھینٹے دیتے ہین شاہزادہ ہوشیار نہین ہوتا نیرنگ ایک خدمتگار کی شکل بنا ہوا ستون کی آڑ پکڑے ہوے دیکھ رہا ہے ہر چند سب چاہتے ہین شاہزادہ ہوشیار ہو کسی طرح ممکن نہین نفس کی آمد و شد بھی پائی جاتی ہے موت کا بھی کچھ گمان نہین ہے سومنات عیار نے کہا حضور کچھ ذہن مین نہین آتا ہے فولاد نے کہا مین تو ہمیشہ سے خدمت مین کوکب کی راہ جب سے وہ مسلمان ہوے سحر العجائب مصر الغرائب کے پاس رہتا ہون عقل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس جوان پر کسی نے سحر کیا ہے مجھکو یہ جوان پکڑ لایا تھا مجھکو یقین تھا کہ اب نہ نکل سکونگا جب کہ مارا تھا سلیمان کڑک جاتی تھین ہر چند چاہتا تھا نکلون ممکن نہ ہوتا تھا ایک مقام پر مین سمٹا بس یہ جوان بیہوش ہو گیا پھر اُسوقت سے ہوش مین نہین آیا عقل سے یہ معلوم ہوتا ہے کسی نے اسپر سحر کیا کوئی خیرخواہ دولت سحر العجائب و مصر الغرائب ہے اُسنے مین وقت پر احسان کیا سومنات نے کہا کہ تو آواز دے ای معین و مددگار ای مہربان ای احسان کرنے والے اگر احسان کیا ہے تو ہمارے سامنے آ و ہم شکریہ ادا کرین اگر بیہوشی مین ضیغم کو قتل کر ڈالا گیا تو کیا نفع ہوگا مراد یہ ہے کہ اسکو ہوشیار کرین ستائین تب قتل کرین کہ اسکا صدمہ پہونچے تڑپ تڑپ کے مرے پھر کوئی مسلمان ایسے امر کا ارادہ نہ کرے

ناہم سنکر ہماوگون کا بہاگین طلسم پر سر گشتی نہو یہ سنتے ہی سومنات باہر نکلا پکار کر آواز دی اے معین و مددگار اے مونس و
غمخوار ہمارے پہلوان دوران بلاتے ہین کیون سحر کر کے الگ ہو گئے صورت دکھاو احسان اپنا ظاہر کرو یہ کہتے
ہی سومنات نے دیکھا ایک شخص کہ جسم پر آبلے پڑے ہوے زخم جسم پر نیزہ و شمشیر کے چہرے پر وحشت
نکبت و حماقت چہرے سے ظاہر سومنات کو سلام کیا کہا بھائی مین ہون حریر جادو وزیر سحر العجائب قلعہ
نیرنگ پر شکست کہائی تقدیر نے یہ حماقت دکھائی اسوقت یہان آکر پہونچا پہلوان دوران گرشاسب جہان
فولاد زنجیر و پیچ کو مسلمان سے جنگ مین مصروف پایا مگر یہ بھی دیکھا کہ مسلمان غالب ہی زیر ہوا چاہتے ہین چونکہ
خود مصیبت اٹھائے ہوے تھا دل ٹکڑے ہو گیا مین نے سحر کیا یہ سنکر سومنات حریر جادو کو لپٹ گیا کہا اے
مہربان میرا یہ تمہارا احسان ہوا شہریار تمہین بلاتے ہین چلکر دربار مین یہ عہدہ مصاحبت پاس پہلوان دوران
کے بیٹھو دشمن پر سے سحر اُتار و وہ ہوشیار ہو اپنے حال زار کو دیکھے حریر جادو کا سومنات ہاتھ تھام کے اندر
بارگاہ کے لایا مگر حریر چپکے چپکے سومنات سے کہتا ہی بھائی میرے مقدمے کی باتین چلائیے نہ کر و شکست میرے
دم کے ساتھ ہی ایسا نہو اس جوان کے عیار کو خبر ہو جائے وہ دام مکر پھیلائے کیا کہون کیا کیا افتادین پڑین بھائی
میرا دشمن ہوا عین وقت پر مکر کر گیا مجھے کچھ نہ بن پڑا شکست کہائی بھاگ کے نکل آیا نہین معلوم یہان تک کیونکر پہونچا
مین نے آپ کو پسر حمزہ سے لڑتے دیکھا سحر کر کے اسکو بیہوش کیا اسکا زور گھٹایا آپ کا زور بڑھایا میرے بھائی
کو نادیدہ اس سے محبت ہو گئی عین وقت پر وہ بگڑا آپ خاطر جمع رکھیے جو اُدھر سے نکلیگا مین سحر کر کے اُسے بھی
اسی طرح بیکار کر دونگا آپ گرفتار کر لیا کیجیے گا فولاد بہت خوش ہوا خلعت منگوا کے حریر جادو کو دیا اسنے
کہا مین خلعت نہ پہونگا یہ کہکے طرف ضیغم کے اشارہ کیا کچھ ماش کے دانے پھینکے شاہزادہ ہوشیار ہوا خانہ
زنجیر مین غل ہوا زنجیرین ہلاتا ہوا اُٹھا اپنے کو جو اس حال مین پایا آواز دی او نامرد یہان مجھکو کون لایا فولاد نے
کہا مین گرفتار کر کے لایا ہون ضیغم تو غصے مین زنجیرین ہلانے لگا حریر جادو چھپا ہوا بیٹھا ہی ایسا خائف و
ترسان ہی کہ کسی سے کلام نہین کرتا مگر نیرنگ نے یہ سب معرکہ دیکھا سومنات بھی کھڑا ہوا تعریفین کر رہا
ہی میان ساحر صاحب تمنے بڑا کام کیا کہ ایک خدمتگار نے سومنات کے چٹکی لی اسنے پلٹ کے دیکھا
ایک خدمتگار کھڑا اشارے کر رہا ہی سومنات نے کہا میان خدمتگار کیا کہتے ہو خدمتگار نے کہا چپ رہیے
غل مچا کے کلام نہ کیجیے اپنے آقا کو منع کیجیے ابھی اس جوان کو قتل نہ کرین عیار اسکا اسی کی فکر مین آیا ہی ابھی باہر
نکل کے گیا ہی مین اُسے بخوبی پہچانتا ہون میرے ساتھ باہر چلیے مین گرفتار کرا دون دونون کو ساتھ قتل کیجیے اُسکے
تیور سے معلوم ہوتا ہی اسوقت ضرور عیاری کریگا اپنے آقا کو چھڑائیگا یہ معاملہ خالی نہ جائیگا سومنات خدمتگار
کے ساتھ ہوا خدمتگار کہتا ہوا چلا وہ نکل گیا چوبدارون مین پہونچا وہ دیکھیے دبتا ہوا جاتا ہی اسطرح باتون مین لگا کر
کنارے پر لشکر کے لایا کہا دیکھیے وہ کھڑا ہی نخل کی آڑ مین چھپا ہی دوڑ چلیے ہم آپ ملکے گرفتار کرلین سومنات
بڑھا جیسے ہی اُس نخل کی آڑ مین آیا نیرنگ نے حلقے کمند کے مارے یہ ارے کہکے پلٹا نیرنگ نے حباب مار دیا
یہ بیہوش ہو کے گرا نیرنگ اُسکو کھینچکر ایک گوشے مین لایا رنگ روغن عیاری کا لگا کر اُسی کی شکل آپ بنا اُسکو
تو ایک طرف ڈالدیا گھبرایا ہوا دوڑتا ہوا اندر بارگاہ کے آیا پکار کر آواز دی میان جادوگر صاحب جلدی اُٹھیے ایک شکار
اور آیا ہی چلکے اُسے بھی لیجیے حریر جادو یہ کہکر اُٹھا دیکھو بھائی ہمارا نام نہ لو ایسا نہو عیار آکر عیاری کرے مجھکو
بڑا قلق ہوگا نیرنگ نے کہا ادھر تو آو بات تو سنو کیون گھبراتے ہو کوئی تمکو نہین جانتا ہی مین تمھارا راز چھپا

افسر فوج بناؤنگا تمھارے ہاتھ سے بڑے بڑے کام لینا ہی سامنے سحر العجائب و مصر الغرائب کے تمھاری
صفت بیان کرینگے حریر اپنے مقام سے اٹھا نیرنگ نے کہا بیٹھو فی الحال تو ابھی اٹھالو ہمین اسباب سحر کو جو درکار ہو کچھ بھی
کرنا پڑیگا ذرا لب ہلا دو حریر نے قریب آکے پوچھا دیتہ صاحب کیا رنگ ہی نیرنگ نے کہا ای میان ساحر صاحب
آپ کی فکر مین عیار اس جوان کا آیا ہی ادھر سے ادھر دوڑتا پھرتا ہی اس فکر مین ہی کہ آپ پر ہاتھ ڈالے مین نے ظالم کو
بچانا ہی جو گرفتار کرونگا ہلٹر ہو گا آپ ایک دانہ ماش کا مار دیجیے سردار و عیار دونون کو ہیا تھ قتل کرین مسلمانون کے خون
سے ہاتھ بھرین حریر کہتا ہی مین باہر بارگاہ کے نہ جاؤنگا مجھے ڈر معلوم ہوتا ہی ایسا نہو اس مسلمان کا کوئی مددگار پیدا
ہو جائے نیرنگ نے کہا یہان کوئی ایسا نہین ہی یہان سب دشمنان کوکب ہین انکے قتل کرنے مین بڑے
مطلب ہین نیرنگ حریر کا ہاتھ پکڑ کے کھینچتا ہوا باہر لیگیا اشارہ کرکے کہا وہ جاتا ہی ماش کا دانہ پھینکیے میرے ساتھ
دوڑتے ہوے آئیے جہان اشارہ کرون وہین پر ترنج مار دیجیے گا مین مشکین باندھ لونگا حریر کہتا ہی میان سومنات
دو کہان ہی سومنات نقلی نے کہا آپ کچھ بولیے نہین جو مین کہون وہ کیجیے حریر کہتا چلا آتا ہی بھائی مار گزیدہ از ریسمان
ابلق ترسد دودھ کا جلا مٹھا پھونک پھونک کے پیتا ہی میان عیار صاحب کیا کہون جو معرکہ مین نے دیکھا ہی یکایک مین نے
دیکھا کہ زمین و آسمان سے دوستان مسلمانان پیدا ہونے لگے جان بچانا مشکل پڑ گیا خادم خدمتگار چوبدار سردار
سب میری جان کے دشمن تھے راہبر رہزن تھے مجھکو جان بچانا مشکل ہو گیا تھا وہی سب خوف مجھکو یہان بھی
لگے ہوے ہین نیرنگ نے کہا آپ خوف نہ کرین یہان سب خیر خواہان دولت ہین صاحبان لیاقت و شوکت
ہین حریر کانپتا ہوا یہی کہتا ہی میان عیار صاحب معلوم ہوتا ہی مجھکو کہ میرے ساتھ ملک الموت چلا آتا ہی میرا
قدم نہین اٹھتا اب اپنے دل سے کہ رہا ہون کہ وہان سے جان بچا کے نکل آیا تھا یہان مجھکو کیا ضرور تھا کہ اپنے
کو کانٹون مین پھنسایا مسلمان کے نام سے دشمنی تھی اس خوشی مین سحر کر دیا میری تو خوشی یہ ہی کہ مجھکو جانے دو
نیرنگ نے کہا آپ گھبرائین نہین میرے ساتھ چپکے چلے آئین مین مزاج درست کر دونگا حریر کہتا ہی یہی باتین
مجھکو مارے ڈالتی ہین تم اصل ہین سومنات ہو بدل تو نہین گئے سومنات نقلی نے کہا میان حریر صاحب
آپ کیون گھبراتے ہین مین آپ کا خیر خواہ ہون مسلمانون کا مٹانا چاہتا ہون اسکا عیار آیا ہی اسکا گرفتار کرنا منظور
ہی تمھارے آنے سے دل کو سروری اب میرے ساتھ چلیے حریر جادو ساتھ نیرنگ کے جاتا ہی مگر قلب کانپ
رہا ہی کئی مرتبہ ٹھہر کے پلٹا کہا بھائی میرا دل نہین چاہتا کہ عیار کو گرفتار کرون مین خود نہ کسی بلا مین پھنس جاؤن مگر
نیرنگ لیے جاتا ہی تمھارے اشارے کی فقط ضرورت ہی دیکھو تو کیا کیفیت ہی ہمارے بیان مین کیا لذت ہی
دیکھو وہ سامنے عیار با فطرت ہی جیسے ہی سحر حریر نے اٹھایا نیرنگ تو بیقرار ہو رہا تھا کلیجے پر چھریان چل رہی تھین
استخوان سے چنگاریان نکل رہی ہین حلقے کمند کے گلے مین ڈال ہی دیے حریر ارے کہکے پلٹا اسنے حساب مار دیا اور
نستارہ باندھ کر نے بھاگا بازار مین ہلڑ ہوا کسی کو کوئی گرفتار کرکے لیے جاتا ہی سب نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ ایک
شخص ایک شخص کو لگا کے لایا نہین معلوم کیا کر دیا کہ وہ بیہوش ہوا اور اسکو لے بھاگا تم سب دیکھو وہ جاتا ہی کچھ لوگ
لینا لینا کہکے دوڑے نیرنگ نے پلٹ کر حقہ آتشبازی کا داغ دیا حقہ جو پھٹا کئی سو کے منھ جلے ہاے ہاے کرتے
ہوے بھاگے کسکی مجال تھی کہ نیرنگ کا پیچھا کرے پانچ چار حقے اسنے داغے بھاگتا ہوا نیرنگ ایک صحرا مین
پہونچا خیال مین گذرا دشمن کو پیٹھ پر کیون لادے لادے پھرتا ہون جنگل ہین سناٹا ہی مین اس حرامزادے کو حلال کرون
مگر جو لوگ نیرنگ کے ہاتھ سے شکست کھا کر بھاگ گئے تھے دوڑے ہوے سامنے فولاد زنجیرہ پیچ کے

عرض کی حضور ایک شخص ایک کو لگا کر لیگیا بازار غلہ فروشان مین جو فردش گندم نمانے دانہ زد کو بیہوش کیا پشتارہ
لے بھاگا فولاد نے پلٹ کے دیکھا گھبرا کے کہا ارے حریر جادو کہان گیا سومنات عیار کیا ہوا لوگون نے
کہا حضور ہم نہین جانتے فولاد نے طرف ضیغم کے دیکھا جھلا کر بولا اسی ظالم کی وجہ سے یہ آفتین برپا ہوئین حریر بیچارہ
پہنچنے بھی نہ پایا کوئی لگا کر اسکو لیگیا ارے ذرا جا کر تلاش کرو لوگ دوڑے دیکھا ایک نخل کے سایے مین سومنات
بیہوش پڑا ہے سب نے اسے اٹھایا سامنے فولاد کے لائے پانی کے چھینٹے دیکر ہوشیار کیا آنکھ کھولکر اسنے فولاد کو
دیکھا کہا ای شہریار عیار ضیغم کا آیا مجھکو لگا کر لیگیا میری شکل بنکر حریر کو لگا کر لیگیا مین تلاش کرنے کو جاتا ہون یہ کہکے
سومنات چلا یہان نیرنگ نے پشتارہ حریر جادو کا ایک تختۂ سنگ پر رکھا خنجر کھینچکر چلا کہ سر کاٹ لون کہ
ایک طرف سے نعرہ ہوا منم مہتر سومنات او عیار مکار کیا کرتا ہے قسم ہے لات و منات کی اگر حریر کا ایک موے
جسم کم ہوا زندہ نہ چھوڑونگا نیرنگ ان ایسون کی باتون کو کب مانتا ہے قتل کرنے کو ساحر کے شرف آخرت جانتا
ہے پلٹکر سومنات کو پتھر مارا سومنات نے خالی دیا چاہتا ہے اسکے پاس پہونچا ذن گر نیرنگ صبا رفتار
ہر مرتبہ چاہتا ہے خنجر مارون سومنات ادھر متوجہ نہین ہونے دیتا ہر مرتبہ آسمین پتھر چلنے لگین نیرنگ نے
دیکھا کہ ایسا نہو پتھر اور افتاد پڑے اور یہ بھیا بچ جائے تو بڑی آفتین برپا کریگا لڑکو پہن مین پتھر دیکر گوپہن کو چرخ دیا
سومنات سمجھا مجھے ماریگا یہ اپنے کو بچانے لگا خم ہوا ایک نخل کی آڑ پکڑی نیرنگ نے وہ پتھر حریر کو مارا حریر کی
کھوپڑی پڑا پسلی ٹوٹی سومنات نے آواز دی او ظالم بڑا غضب کیا ہمارے مہربان کو یارا بڑی بات ہوئی جو اس کے
سر پر نہین پڑا ورنہ سر پھٹ جاتا اتنے بھی پتھر مارا نیرنگ صبا رفتار نے رک کر خنجر مار دیا حریر کا شکم چاک
قصہ پاک اندھیرا ہو گیا سنگباری برفباری ہوئی آواز دا آئی کشتی مرا نام من حریر جادو بود مار کر حریر کو نیرنگ
بھاگا دربار مین فولاد نے بیشتر کئی سو جوانون کو بھیجا تھا کہ حریر کی خبر لو ضیغم سے کلام کر رہا ہے ضیغم نے جواب سخت
جو دیا فولاد خنجر پکڑ کے اٹھا کہا سر کاٹ لونگا او جوان سخت کلامی کرتا ہے مایۂ ذلت کے لئے نہین ڈرتا ہے ضیغم زنجیر
ہلانے لگے اسی دم [illegible] نیرنگ نے حریر کو مارا ضیغم کی قید ٹوٹ گئی گر پڑی فولاد نے جو خنجر مارا تھا ضیغم نے کلائی پر
ہاتھ ڈالدیا کیلی کر کے چھین لیا ایک طمانچہ مارا فولاد لیٹ پڑا یہ فرزندان صاحبقران ہین نیبر سے کھینچ کر کمر مین ہاتھ
ڈال کے اٹھا لیا فولاد نے آواز دی یارو دیکھ رہے ہو اس جوان کو مار لو چہار طرف سے لوگ ٹوٹ پڑے اسقدر
تلوارین پڑین ضیغم زخمی بھی ہوے آخر ہاتھ سے فولاد چھوٹا اسکو لوگون نے اٹھا لیا ان پر چہار طرف سے تلوارین
پڑنے لگین ضیغم نے ایک شخص کو مار کر تلوار لی یہ بھی لڑنے لگے جسکو ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے جوانون کو مارا
مگر نیرنگ جو بھاگا دربار مین پہونچا ملکہ سوسن کا عذار بھی رو رہی ہین یہ اشعار زبان پر بحسرت جاری ہین نظم

اس قفس مین مجھے صیاد نے محبوس کیا
دی سعادت اسے تو نے اسے منحوس کیا
گرم رفتار ہوے تم جو چمن مین جا کر
برہمن مجکو بنایا مجھے ناقوس کیا
آخر کار ہستی ہین گریبان پھاڑا
خود دیکھا ریگا مجھے شرفہ سالوس کیا
غمبط نے تجکو تری طرح بنایا ظالم

جسنے پرتو ڑکے اڑنے ہی سے مایوس کیا
درد دل ہے جیسے افسانۂ خواب راحت
نہاک کو داغ دیے اتنے کہ طاؤس کیا
فائدہ تو اگر آہ نے شعلۂ شمع
ننگ تو نے بہت ای پردۂ ناموس کیا
دل کو مینا سے نہی تو نے بنایا ای محبت
نالے دیتے ہین وہاں ہمین محبوس کیا

ای فلک ایک سا ہمنا بخت مرا طالع غیر
ایسے بدرو سے تقدیر نے مانوس کیا
عشق کافر کا سبب ای دل نالان ہی سلی
چرخ کو بے اثری نے تری فانوس کیا
جائے زہد کرے گا تجھے رسوا زاہد
کاسۂ سر کو مرے ساغر معکوس کیا
جو ہی وہ جلوہ گہ یار ہین ہی نا امید

سب کو میری نگہ یاس نے مایوس کیا	آہ تو آخر طپش دل نے بہ کہائی تاثیر	مہربان غیر ہوے یار کو مانوس کیا
عشق نے اُسکے خبر لانیکو فرقت مین چلا لا	دل مہجور کی فریاد کو جا پس کیا	یا تو اشعار پڑھ رہی تھین یا جو نیرنگ

کو آتے ہوے دیکھا مگر خوش پایا گھبرا کے پکار اُٹھین ای بیک خوشخبر خیر و عافیت اُس غیر میدان جرأت کی بیان کرو
کیا ہنستے ہوے آئے نیرنگ نے کہا مین نے اُس وزیر کو مارا جسکا برق جادو نام تھا اُسی نے سارا فساد برپا کیا مین نے
اسکو لوٹ کے مارا یہ ذکر تھا کہ شاگردان نیرنگ آکے پہونچے عرض کی ای نیرنگ خبر لو شاہزادہ قید سے چھوٹا
تلوار چل رہی ہی اکیلے بارگاہ مین لڑ رہے ہین ایسا نہو دشمن مارے جائین یہ سنتے ہی ملکہ جھلا کر اُٹھین یہ کہکر کہ ابھی جاکر
خاک اُڑا دون خیمے جلا کر خاک مین ملا دون نیرنگ نے کہا ملکہ برائے خدا تم جانیکا ارادہ نہ کرو شاہزادے کے
خلاف ہوگا وہ اس بات کو گوارہ نہ کرینگے کہ جاکر سحر کرو ملکہ سوسن نے کہا سبحان اللہ وہ تو بچہ یا اتنا بڑا اگر کرے کہ
سحر کرکے شاہزادے کو گرفتار کرکے لیجائے ہمنے سحر کسدن کے واسطے سیکھا ہی ابھی تو جاکر قیامت برپا کرونگی لاشون سے
میدان بھر دونگی نیرنگ نے قبول نہ کیا بہ تعجیل آواز دی ہان یارو جلد کمرین باندھو آقا تمہارے لشکر دشمن مین گھرے
ہوے ہین دس ہزار جوان مسلح و مکمل تیار تھے اُنکو لیکر نیرنگ بھاگا اُسوقت آکر پہونچا کہ شاہزادہ لڑتا ہوا بیرون
بارگاہ آیا ہی ایک سوار کو مار کر اُسکا اسپ لیلیا تھا اُسکو بھی کسی نے مارا شاہزادہ پیدل لڑ رہا ہی ہر طرف سے ہجوم ہی کفار
مین دھوم ہی کہ اس جوان کو مار لو زندہ بچکے نہ جانے پائے کفاران بیحیا و نابکاران پر دغا ہر طرف سے حملے کر رہے
ہین مگر وہ شیر بیشۂ جرأت اپنے کو بچاتا بھی ہی جسکو ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوے نیرنگ فوج لیکر پہونچا
لڑتا بھڑتا زخم کھاتا ہوا قریب شاہزادے کے آیا گھوڑا دیا خود و زرہ پہونچایا ساتھ والے بجانبازی لڑنے لگے
فوجین آپسمین مل گئین ضیغم نے تیر بہت کھائے تھے اُن زخمون کو یہ شیر کب مانتا ہی بہ جلالت و شوکت
معروف جنگ ہوا جب نیرنگ نے مرکب و خود و زرہ پہونچایا اب تو شیر ایسا نہنگ نہ پلنگ نہ رستم نہ لڑ رہا ہی جسکے
ہاتھ مارا مع مرکب چار ٹکڑے ہوے ہنگامۂ گیر و دار بلند کفار دردمند مگر فولاد زنجیر و پیچ نے دیکھا فوج بھی اس
شاہزادے کی آگئی عیار بھی آپہونچا ہمارا نمین مارا گیا اب مشکل ہوگی پہلوانون سے کہا اب لڑ بھڑ کے نکل چلو
یہ کہکے بارگاہ مین اُٹھوا ئین خزانہ اپنے قبضے مین کیا دامن صحرا کو مثل دامن مادر جانکر خاک اُڑاتے ہوے بھاگنے
ہر چند ضیغم نے قصد کیا کہ انھین رد کون نہ جانے دون مگر فولاد اسطرح بھاگا کہ پیچھا نہ کر سکے ادھر ملکہ سوسن
کو بیقراری تھی کہ سدم کنیزین آتی تھین کہ ای شہریار پلٹ آئیے دشمن کا پیچھا نہ کیجیے ضیغم پلٹے فولاد ایک صحرا مین پہونچا
حریر کا مارا جانا اسکو سخت شاق ہوا ہی اپنے مقام پر بیٹھکے شکایت کرنے لگا سوسنات آئے سب کیفیت بیان کی
فولاد زنجیر و پیچ نے کہا ہو سکتا ہی ای سوسنات کہ تو جاکر ضیغم کو چرا لائے مگر ہمراہیان حریر جو بھاگے ہوے
خدمت مین سحر العجائب و مصر الغرائب کے پہونچے تمام کیفیت قلعۂ نیرنگ کی بیان کی دونون بہت گھبرائے
الغرض قضا و قدر شاہزادہ مہر و کبھی قد دھر ان جوان بخت قید خانے مین تھے ایک ساحر نے مہر و کبھی قد کو کلمہ
سخت کہا یہ نور نگاہ بادشاہ اسلام غصے مین منھ کی اُسکو مار دی سر اُس ساحر کا پھٹ گیا جادوگر لاشہ اُس ساحر کا
لیکر سامنے سحر العجائب کے آئے اسنے حکم دیا گنہگارون کو لاؤ یہ دونون شیر آمادۂ مرگ مہیاے قضا زنجیرین پہنے
ہوے رنگ گل عارض متغیر ناخن بڑھے ہوے حیران و پریشان اسطرح جادوگر دونون شیرون کو سامنے سحر العجائب
کے لائے ان دونون سے کلام ہو رہا تھا چاہتا تھا سحر العجائب کہ انکو الگ الگ قید کر دون مہران جوان بخت
نے کہا یہ کبھی نہوگا ہم اپنے مالک کا ساتھ نہ چھوڑینگے اُسی وقت ایک ساحر دوڑا ہوا آیا آتے ہی سحر العجائب نے کہا

اے شہریار مین واسطے سفر کے گیا تھا مین نے خبر پائی کہ حریر نامے وزیر فولاد زنجیرہ پیچ کی مدد کو پہونچا ضیغم کو گرفتار کرادیا لیکن عیار ضیغم نیرنگ صبار فتار نے حریر جادو کا حریرہ بنایا یعنے مار ڈالا فولاد بھاگ کر نکل گیا مگر اب عیار فولاد نے بیڑا اُٹھایا ہی کہ مین پھر ضیغم کو گرفتار کرادونگا حریر بڑی ذلت سے قتل ہوا شاہزادہ سرو سہی قد نے شاہزادہ مہران جوان بخت سے کہا بھائی اتمنے سُنا شیر بیشۂ امید نامدار ضیغم شیر شکار کا یہی قصد ہی کہ اپنے کو طلسم نور افشان پر پہونچاؤن مہران جوان بخت نے کہا بعلاوہ شیر رُکنے والا ہی مگر طلسم نور افشان کی راہ مین کانٹے بہت ہین سوائے صاحبقران کے اور کسی کی مجال نہین ہی کہ تا بہ طلسم نور افشان آسکے خود صاحب اسم اعظم عیار عمرو والیسا ساتھ کوئی کیا رو سکتا ہی جس غول پر جا پڑینگے مہلکہ ڈالدینگے مگر سحر العجائب نے پکار کر آواز دی یارو سنا تمنے کہ ضیغم نے خروج کیا کئی ملک فتح ہوے کوئی ایسا ساحر جائے کہ ضیغم کو گرفتار کرکے لائے سرو سہی قد مہران جوان بخت کو پھر قید خانے مین روانہ کردیا ساحرون سے تاکید کردی کہ ان جوانون کی بہت حفاظت کرنا قیصور جادو یہ کہکے اُٹھا اے شہنشاہ غلام سب مرحلے طے کرکے آتا ہی اُسی وقت قیصور جادو کو پچاس ہزار جادوگر ملے وہان سے اسنے کوچ کیا مگر احتیاط کرتا ہوا آتا ہی ایسے مقام پر اُترتا ہی کہ اگر عیار مکر کرے تو مجھ تک نہ آسکے یہ تو کوچ کرکے جاتا ہی پھر ذکر اسکا کیا جائیگا مگر ضیغم بفتح و فیروزی طرف قلعۂ نیرنگ کے چلے مغیلان جادو و مہران تاجدار وغیرہ خبر سنکر واسطے استقبال کے آئے بڑے دھوم سے داخلہ قلعۂ نیرنگ مین ہوا مغیلان و مہران تاجدار نے اُنپر شاہزادے کے سامان جشن مرتب کیا شاہزادہ خیمے مین بیٹھا ہی ملکہ سوسن گلعذار و مہران تاجدار و مغیلان نامدار سب سردار حاضر ہین کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے ہاتھ اُٹھاکر دعا و ثناے بادشاہی بجا لائے شعر ذات تو رفعت محافل باد ✤ زیور مجلس افاضل باد حضور ابھی خبر آئی ہی کہ قیصور جادو پچاس ہزار ساحران غدار سے براے مقابلۂ حضور آتا ہی ملکہ سوسن نے فرمایا اگر آپکا حکم ہو مین آگے بڑھکر اُسکو روکون نیرنگ صبار فتار اُٹھا کہا حضور مین خبر لاتا ہون یہ کہکر نیرنگ چلا بارہ کوس چلکر دیکھا کہ لشکر قیصور کا فرد کش ہی مگر قیصور نے اپنی بارگاہ کنارے دریا کے استاد کرائی ہی رنڈی ساتھ ہی شکار کھیلتا ہوا آتا ہی جس منزل پر اُترتا ہی رقص و جشن روز ہوتا ہی اسوقت دریا کے کنارے فرش بچھا ہی شکار ماہی مین مشغول ہی رنڈی اسکی گل پیرہن پہلو مین بیٹھی ہی تانین مار رہی ہی قیصور مست اشارے کررہا ہی اے جان جہان کوئی غزل مومن دہلوی کی گا دو گل پیرہن نے انکی زبان مین کہ اُسوقت تک اسکا رواج تھا یہ اشعار شروع کیے نظم

ہر نگاہ لطف دشمن پر تو بندہ جائے ہے
تھامتا ہون پر یہ دل ہاتھون سے نکلا جائے ہے
جان کھا ڈالی عدو نے سچ ہی ہے پر کیا کرون
کب تلک کوئی نہ بگڑے حال بگڑا جائے ہے
حسن روز افزون پہ مغرور کسلیے اے ماہرو
داغ میرے خون کا دامن سے چھوٹا جائے ہے
تاب و طاقت صبر و راحت جان و ایمان عقل و ہوش
آب گوہر کے لیے آنکھون سے دریا جائے ہے
اب تو مر جانا بھی مشکل ہی ترے بیمار کو
اور کی سنتا نہین اپنی ہی کہتا جائے ہے

یہ ستم اے بے مروت کس سے دیکھا جائے ہے
حال دل کیونکر کہون مین کس سے بولا جائے ہے
جب گلہ کرتا ہون ہمدم وہ قسم کھا جائے ہے
تلخ کام عشق شیرین لب جیسے تو کیا ہوا
یون ہی گھٹتا جائیگا جتنا کہ بڑھتا جائے ہے
غیر کے ہمراہ وہ آتا ہی مین حیران ہون
ہائے کیا کہیے کہ دل کے ہاتھ گیا لیا جائے ہے
خاک مین ملجائے یارب بیکسی کی آبرو
ضعف کے باعث کہان دنیا سے اُٹھا جائے ہے
دیکھیے انجام کیا ہو مومن صورت پرست

سامنے سے جب وہ شوخ دلربا آجائے ہے
اُٹھے وہ بالین سے کیا کچھ جی ہی بیٹھا جائے ہے
رشک دشمن نے بنا دی جان پر اے بیوفا
شور بختی سے مزا اے زندگی کا جائے ہے
پونچھے آنسو وار تو نکلے کیا کرون آہ ہائے ہے
کسکے استقبال کو جی تن سے پیرا جائے ہے
رو رہا ہون خندۂ دندان نما کی یاد مین
غیر میری نعش کے ہمراہ روتا جائے ہے
بندگو اب تو ہی فرما کسکو سودا ہے یہ کون
شیخ صنعان کی طرح سوئے کلیسا جائے ہے

نیرنگ صبا رفتار نے اس پار سے یہ سب حال دیکھا مگر یہ بھی دیکھا کہ قیصور کے ہاتھ مین تیر و کمان ہی دریا مین جسکو
شناوری کرتے ہوئے دیکھتا ہی تیر مار دیتا ہی تیر کھانے والا اسیطرح ڈوب جاتا ہی چلّا نہین سکتا گوشے مین ڈٹا رہتا ہی یہ بھی نیرنگ
نے دیکھا کنارے آکر ایک مٹی کی ہانڈی لی اُسکو سر پر رکھکر موافق دو آنکھون کے روزن رکھے کہ دم نہ خفا ہو ہانڈی کو
سر پر رکھکر کھڑی لگاتا ہوا چلا قیصور نے دیکھا ایک ہانڈی بہتی پھرتی ہی اُٹھاکر تیر مارا اُسمین سے آواز آئی گل پیرہن
نے کہا ارے دیوانے مٹی کی ہانڈی پر کیون تیر مارتا ہی قیصور نے کہا ملکہ تم کیا جانو یہ صورت انتظام ہی اگر عیار
قصد کرے اس پار نہ آسکے اسواسطے تیر اندازی کا آٹھ پہر مشغل رہتا ہی کہ کوئی عیار پار نہ آسکے مگر نیرنگ خیمے سے لگ لپٹا
اس فکر مین ہی کہ کوئی کنیز اسطرف آئے تو اُسکو بیہوش کرون اُسکی شکل بنکر محفل مین جاؤن ایک گلاب نامے ڈومنی
اسطرف آکے ہاتھ منھ دھونے لگی نیرنگ نے ٹانگ پکڑ کے اُسکو کھینچ لیا بول نہ سکی حلق مین گودڑ ٹھونس دیا کپڑے
اُسکے اتارے اسی کی شکل بنکے محفل مین آیا قیصور نے کہا گلاب کپڑے بھیگے نیرنگ نے عرض کی واری منھ
دھوتے دھوتے لونڈی گر پڑی سب کپڑے تر ہو گئے ایک نہنگ منھ کھول کے چلا تھا مین نے اُسکو ڈھیلا مارا
غوطہ مار کے بھاگ گیا گل پیرہن نے اشارہ کیا گلاب کوئی غزل گاؤ گلاب نقلی نے گنگنا کے یہ غزل گائی غزل

تجھسے شوخی مین کہین تیرا خیال اچھا ہی
اسقدر خوش ہی کوئی کیون یہ ملال اچھا ہی
لن ترانی کی صدا ہوش ربا ہی لیکن
ایک کا حال برا ایک کا حال اچھا ہی
ایک ٹھوکر بھی کسی مست کی اسکو نہ لگی
حیلۂ رفع پریشانی حال اچھا ہی
شوق گلشن نہ قفس مین اُسے پرواے بہار
فتنہ انگیز کیے دیتی ہی چال اچھا ہی
بدشگونی ہی مرے حق مین مرے عیسی کا
اُسکے آغاز سے بھی اُسکا مآل اچھا ہی
یہ پریزاد بھی ای حور جمال اچھا ہی
کھینچکر مجکو دکھاتا تو ہی اُنکی تصویر
ارنی گو کا یہ انداز سوال اچھا ہی
مرے خوش کرنیکو دشمن سے بگڑنا کیا خوب
کاسۂ سر سے مرے جام سفال اچھا ہی
لوٹ کر مجکو وہ غارتگر ایمان بولا
پھر اسیرون مین ہین جو بے پر و بال اچھا ہی
جشن جمشید سے کم وصل نہین ساقی کا
پوچھنا حالت صحبت مین کہ حال اچھا ہی
منّتی ہو کر بھی صفائی نہ مٹی دل کی جلال
روٹھنا آپ ہی ٹھہرو روصال اچھا ہی
آنکھ کے خواب سے دل ہی کا خیال اچھا ہی
دل مرا آنکھ تری دونون ہین بیمار مگر
یار کتنا یہ بناوٹ کا ملال اچھا ہی
حسرتین سینے مین کچھ جمع کیے جاتا ہی دل
لیجیے اُسکو تحمل ہی مین جو مال اچھا ہی
راہ مین پھر گئے نہ دیکھے کوئی ہر چند ادھر
اب کی ہر روز ہی نوروز یہ سال اچھا ہی
کام آخر کرے جسکا نگہ اوّل دوست
لاکھ شیشون سے مرا جام سفال اچھا ہی

اب نیرنگ نے رنگ باندھا قیصور کی نگاہ محبت پڑنے لگی آنکھ لڑنے لگی نیرنگ عیار کبھی سینہ اُبھارتا ہی کبھی
اشارے کرتا ہی مراد اُن اشارون سے یہ ہی بتانے مین ثابت کر دیا کہ دو پہر رات گئے آؤنگی مانگ پر ہاتھ رکھدیا
قیصور نے سر ہلا دیا جب رات آئی قیصور نے دربار برخاست کیا کہا گلاب آج گھر نہ جانا کہا مین حاضر ہون
ایک گوشے مین آکر بیٹھ رہا جب زلف لیلاے شب کمر سے گذری نیرنگ اُٹھا تخلیہ مین پاس قیصور کے آیا
پیر پکڑ کے جگایا قیصور کی آنکھ کھلی گلاب کو قریب پایا کہا آؤ بیٹھو کہا دیکھو صاحب مین تمسے ڈرتی ہون مجھکو ہاتھ
نہ لگانا مین ٹوٹ جاؤنگی قیصور ہنسنے لگا کہا ای جان جہان آج تمھارے واسطے گل پیرہن کو نہ بلایا یہ کہکر
ہاتھ پکڑ کے کھینچا نیرنگ نے کہا دیکھو صاحب تمنے وہی زبردستی شروع کی قیصور منتین کرنے لگا نیرنگ نے
بڑھکر گلابی کھینچی ہر چند قیصور نے نہین نہین کی نیرنگ نے جام بھر کے منھ سے قیصور کے لگا ہی دیا یہ بھی فریب مین
آگیا پیتے ہی پلنگ پر گرا نیرنگ خنجر کھینچکر چلا تھا کہ اسکا سر کاٹ لون مگر گل پیرہن بلا کی آشنا ہی اسکو
تنہا کب نیند آتی ہی پلنگ پر تڑپ رہی تھی گھبرا کے اُٹھی خیال مین آیا جاکر دیکھون قیصور جادو کیا کر رہا ہی

آج مجھکو کیون نہین بلایا اشارے ہی گلاب کے سمجھ گئی تھی کہ آج کیا عجب ہی گلاب کو بلایا ہو اگر ہین نے اُس حرامزادی کو قریب شام کے دیکھا خوب دانتا کلکل ہو گئی یقین ہی بی گلاب نوکری سے چھڑا دیجائین گھر اکر آئی پردہ اُٹھا کر دیکھا قیصور تو پلنگ پہ بیہوش پڑا ہی ایک عیار طرار خنجر کرار خنجر برہنہ ہاتھ مین حرامزادے کو حلال کیا چاہتا ہی گل پیرہن نے ایک چیخ ماری آواز دی یارو دوڑو خادم خدمتگار مصاحب وغیرہ دوڑ پڑے یہی غل مچاتے ہوے کہ یار ولینا جانے نہ پائے عیار نے قیامت برپا کر دی نیرنگ صبار فتار نے دیکھا کدھر سے جاؤن سب طرف سے لوگ آتے ہین اور ساحر سحر کرنے لگے دریا مین بھاند پڑا ساحر اندر آئے دیکھا گل پیرہن پٹ ہی ہی قیصور بیہوش پڑا ہی سب نے آکر اُسکو ہوشیار کیا قیصور کی جو آنکھ کھلی گل پیرہن نے ایک دو ستھڑ مارا کہا صاحب مثل مشہور ہی ڈومنی کا یار سدا خوار خوب بی گلاب سے آنکھین لڑائین قیصور گھبرا گیا غصے مین اُٹھا پر پرواز پیدا کر کے چلا نیرنگ بصورت اصلی بھاگا ہوا جاتا ہی جنگل مین آکے ایک نخل کے سایے مین ٹھہرا ہانپ رہا ہی کانپ رہا ہی یہی خیال کہ ای نیرنگ بڑی عیاری مٹی اب کیونکر اُس تک پہونچنا ہوگا چلکے آقا سے خبر کردون وہ بھی سامان لشکر کشی کرین مقابلے مین دیکھا جائیگا ملکہ سوسن آڑے ہاتھون لینگی قیصور آسمان پر چمکا اسنے دیکھا وہی عیار کھڑا ہی کچھ کمندین درست کر رہا ہی کڑک کے گرا نیرنگ بھاگ نہ سکا قیصور نے کمر مین خنجر دبا لے اُڑا اپنے لشکر مین پہونچا یہان سب حیران و پریشان ہو رہے تھے کہ شہنشاہ خود تشریف لے گئے ہین کہ قیصور آگے پہونچا کہا اسکو قید کر دو اسی طرح سرداران ضیغم کو لے آؤنگا نیرنگ کو تو قید کیا قیصور نے لشکر کشتی کی کوچ کر کے چلا ضیغم دربار مین بیٹھے ہین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ قیصور جادو وزیر سحر العجائب حریر جادو کے مرنے کی خبر سنکر آیا ہی پچاس ہزار ساحر اُسکے ہمراہ ہین یہ بھی غلامون نے سنا کہ نیرنگ نے جاکر عیاری کی تھی مگر گرفتار ہوے لشکر کفار مین قید ہین دیکھین انجام کیا ہو ملکہ سوسن نے کہا کیون ای شہریار آپنے سنا مین نے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ مین جاکر اس بھیا کو روکون آپ نے نہ مانا جاکر نیرنگ نے عیاری کی آخر بیچارہ قید ہوا اب مین لشکر کو لیکر مقابلہ کرون ضیغم نے کہا مین تمکو کیونکر حکم دون سارا لشکر چلکر مقابلے مین اُترے طبل جنگی بجیگا بھیا میدان مین آئیگا بوقت صبح دیکھا جائیگا سوسن خاموش ہو رہی شاہزادے نے حکم دیا مہران تاجدار مغیلان نے لشکر تیار کیا ساحر وغیرہ ساحر کا لشکر جمع کر کے بارگاہین خیمے لدے اس کروفر سے مقابلے مین آکر قیصور کے اُترے قیصور نے جو دیکھا غصے مین اُٹھا دن ہی سے طبل جنگی بجوا دیا یہ خبر ضیغم کو پہونچی ضیغم نے بھی طبل جنگی بجوایا مگر قیصور پر پرواز پیدا کر کے اُڑا لشکر مین ضیغم کے آیا ایک نخل پر آکے بیٹھا ملکہ سوسن اُکو سب سے زیادہ تردد ہی لشکر کو آراستہ کر لی پھر تی ہی ہر جگہ ساحرون کو حکم دیا کہ صاحبو پچاس ہزار ساحر اُسکے ساتھ مین آیا ہی سب ملازمان بادشاہ طلسم نور افشان ہین کوئی ایسا ساحر ایسا ویسا نہین ہی تیار رہنا قیصور نے جو ملکہ سوسن کو دیکھا نخل سے مخفی مخفی سحر کرنے لگا ملکہ سوسن کو سکوت ہوا سر جھکا کر رہگئین اور دو مین سحر قیصور نے ایسے کیے کہ ملکہ بیہوش ہو کے گرین ملازم ہان ہان کر کے دوڑے قیصور نے ایک سحر کیا کہ جو ساحر گرد سوسن کے موجود تھے سب بیہوش ہو گئے اسنے اُتر کے سوسن کو اُٹھا لیا لیکر بھاگا ہلڑ جو ہوا کسی نے مغیلان سے خبر کر دی کہ کوئی ساحر آیا تھا ملکہ سوسن گلعذار کو اُٹھا کر لیگیا دیکھیے وہ لیے جاتا ہی مغیلان جادو دوڑا قیصور اپنے لشکر کے قریب پہونچا تھا کہ مغیلان نے نعرہ کیا او مکار تو کون ہی ملکہ سوسن کو کہان لیے جاتا ہی قیصور پلٹا مغیلان کو دیکھکر آواز دی او نمک حرام تو نے ضیغم کا ساتھ دیا منم قیصور جادو وزیر اعظم دستور مغلہ

تجھ ایسون کی کیا حقیقت ہی یہ کہکر قیصور پلٹا یہ بھی آواز دیتا ہی کہ مین فقط اس سوسن سے ڈرتا تھا تیری کیا
حقیقت ہی یہ کہکے پشتارہ سوسن کا زمین پر رکھا سینہ سپر کرکے کھڑا ہوا مغیلان نے گولہ مارا قیصور نے اپنے
ہاتھ کا خون کا تیغہ گولے پر ڈال کے پھینکا وہ گولہ سر پر مغیلان کے آکر پھٹا گویا کانٹے برسا دیے مغیلان جادو
بیہوش ہو کے گرا قیصور نے اسکو بھی گرفتار کر لیا دونون کی زبان مین سوزن دیا لاکر ایک قید خانے مین قید کیا نیرنگ
سے آکر کہا میان عیار صاحب آپ کی عیاری خوب پوری ہوئی بی سوسن و مغیلان کو مین نے پکڑ لیا دونون کو
ایک قید خانے مین قید کیا نیرنگ یہ حال سنکر تڑپ گیا جی مین کہتا ہی ای نیرنگ غضب ہوا شاہزادہ سیدھا سپاہی
ہی اب میدان کارزار مین خرابی ہوگی اس شیر کا بچنا دشوار ہی دیکھئے تقدیر کیا دکھاتی ہی قیصور نے آکر لشکر مین حکم دیا کل
صبح کو سب تیار رہین کل مسلمانون پر غالب آئینگے سب کو گرفتار کرکے لائینگے مال بھی لوٹ لینگے ایک کو زندہ
نہ چھوڑینگے یہ کہتا ہوا داخل بارگاہ ہوا ساحرون مین تیاریان ہونے لگی چار پہر رات گذر کر جمشید ہوم خانۂ
فلک چہارم سحر تیار کرکے شاخ کہکشان پر ہوم کرنے مین مصروف ہوا یہی خیال ہی کہ لشکر ساحران کا تماشا
دیکھونگا کوئی مسلمان زندہ نہ بچیگا جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا آفتاب داخل ہوم خانۂ مغرب ہوا ماش کے
دانے ثوابت و سیارگان کے مخفی ہوے ساحرون مین پوجا پاٹ ہونے لگا اہل اسلام نمازون سے فارغ
ہو کر ضیغم کے ساتھ طرف میدان کارزار کے چلے چند ساحر ملازم مغیلان و ملکہ سوسن سر نگون کلیجہ ہر ایک کا
خون طرف میدان کارزار کے چلے ہین ادھر سے دیکھا قیصور مغرور اژدر آتش فشان پر سوار پچاس ہزار ساحران
غدار پشت پر ساحری و جمشید کا نام لیتے ہوے آتے ہین یہی خیال ہی آج کوئی انتظام نہوا تو پھر کچھ بن نہ پڑیگا
لشکر کی صفین آراستہ ہوئین نقیب نقابت کرکے ہٹے قیصور نے اژدر آتش فشان کو بڑھایا میدان کارزار
مین آیا پکار کر آواز دی آج نبیرۂ حمزہ کہان ہی مددگار اسکے مین نے پکڑ لیے اب چلکے خدمت شاہان نور افشان
مین حاضر ہوتے ہین وعدہ کرتا ہون حفظ ما تقدم کرادونگا اگر اسکے خلاف کریگا قیامتین برپا کرونگا اسطرح جو اسنے
آواز دی ضیغم کو ناگوار ہوا ضیغم نے مرکب نکالا اندر چہ سردار تو جو دیکھے دوڑ کر قدمون سے لپٹ گئے عرض کی ای
آقاے نامدار واے مولا سے قدر شناس یہ ہو کیونکر گوارہ کرین کہ آپ میدان مین جائین مقابلہ اس شخص سے
ہو کہ جسنے سوسن و مغیلان کو پکڑ لیا ایسا جملہ ہماری نگاہ سے نہین گذرا ملکہ سوسن کو کس ذلت سے
جسنے گرفتار کیا او مغیلان کو تو سنا ہی کہ بے سبب گرفتار ہوا ایک ہی سحر کرنے پایا ہم لوگ سب ملکے بلوہ کردین
ایک مرتبہ دل کھولکے لڑین یہ ہمسے گوارہ نہوگا کہ حضور کو ساحر کے مقابلے مین جانے دین ساحر بھی مکار و غدار
کوئی صاحب شوکت و لیاقت ہوتا اول تو دشمن کو کیا غرض ہی کہ حضور پر رحم کریگا ضیغم نے کہا پھر کیا کرون
حریف پکارتا ہی اپنے بزرگون کا نام ڈبودون سب کے زیر [illegible] ہوا اول ہی [illegible] تھا وہی مناسب وقت تھا مگر وقت
نکل گیا اب افسوس کرنے سے کیا ہوتا ہی [illegible] گذشتہ [illegible] چارہ نہین ہی کہ ہم مقابلے مین قیصور کے
نہ جائین ہماری روکنے والی تو تم ہو کہان آئی [illegible] کہان ہی [illegible] حسرت سے ضیغم نے کہا سب
رفیق رونے لگے کہا آقاے نامدار ہم لوگون کا سر پرست [illegible] آپ کیسکی [illegible] ضیغم نکلے کہا خدا
سب کا حافظ و نگہبان ہی پیدا کرنے والے کا کیا کیا احسان ہی دیر ہوئی قیصور نے پھر آواز دی کوئی میرے
مقابلے پر نہین آتا ہی [illegible] گھوڑا اڑایا یہ کہکر چلے جان دینا منھ چھپانا ہمارا کام نہین ہم
جانتے [illegible] ہوا سامنے قیصور کے پہونچا اور قیصور نے جمال جہان آراے ضیغم دیکھا مثل آئینہ حیران

ہو بشکل زلف پریشان سراپا کو دیکھ رہا ہی چہرے کی ضو سے نیر اعظم کو حجاب ہی ابرو و ہلال چرخ برین عارض انور
صاف روشن ہی کہ آفتاب و ماہتاب ایک مقام پر جمع ہین مگر خیال ہی کہ اگر یہ جوان نہ مارا گیا پھر لڑتا ہوا تا طلسم
نور افشان پہونچیگا گولہ اُٹھا کر پھینکا گھوڑے نے ضیغم کے طرارہ بھرا چاہتا ہی پشت سے گرا دون ضیغم نے
بشکل پری جمائی مگر پشت پر قایم نہین رہ سکتے ہر چند ضیغم نے چاہا پشت مرکب پر قایم رہون نہ ممکن ہوا گھوڑے
سے گرے مثل ماہی بحر آب تڑپنے لگے چاہتے ہین زمین سے اُٹھین دل بیٹھا جاتا ہی قلب ٹھہراتا ہی غش چلا آتا ہی
قیصور نے اور اشارہ کیا کچھ ماش کے دانے پھینکے کچھ بڑبڑاتا ہی ضیغم کا اُٹھنا ناممکن چند ساحر اسکے دوڑے چاہا
ضیغم کو گرفتار کرین ملازمان ضیغم دوڑ پڑے لڑائی ہونے لگی قیصور کے ہاتھ سے ہزارون مارے گئے مگر
جوانان نمک حلال نے سر اپنے ہر دم خنجر رکھے زندگی مین موت کے مزے چکھے مگر اپنے آقا کے پاس سے نہ ہٹے
پہر بھر کامل تلوار چلی مگر ضیغم کو لڑ بھڑ کر اُٹھا لیا ہوا دار پر ڈال کے لائے دشمنون کو نہ لیجانے دیا آخر طبل امان
بجے شاہزادے کو اُسی حال مین لیکر پہنچے داخل لشکر ہوے حال شاہزادے کا یہ ہی کہ کلام کرنے سے معذور اشارون سے
باتین کرتا ہی بولنا ناممکن اس حال پر ملال مین شاہزادہ چھپر کھٹ پر پڑا ہی تڑپ رہا ہی تصویر سوسن کی آنکھون کے
سامنے پھر رہی ہی صورت عیش و فرحت نگاہون سے گر گئی ہی مگر یہ بات مشہور ہوئی کہ قیصور نے ایسا سحر کیا
کہ ضیغم کلام کرنے سے معذور قلب ناصبور قضا کے کار جس قید خانے مین نیرنگ عیار گرفتار قید ہی وہان
کی منتظم ایک ساحرہ لالان جادو چالیس جادوگرنیان واسطے حفاظت کے مقرر لالان بیٹھی ہی کہ ایک ساحرہ
ہنستی ہوئی آئی کہا ملکہ آپ نے سنا آج ہمارے آقا نے ضیغم کو مقابلے مین بلا کر ایسا سحر کیا کہ گھوڑے سے گر کے
قصد کیا اُٹھا لین اُدھر کے ساحر بھی آپڑے خوب مغلوبہ ہوئی ہزارون نے اپنی جان دی مگر اپنے آقا کو اُٹھا کر
لیگئے خوب لڑائی ہوئی کیا خیر خواہ تھے ہزارون نے اپنی جان دی مگر یہ گوارہ نہ کیا کہ ضیغم کا ساتھ چھوڑین یہ جو
نیرنگ نے سنا بیقرار ہو گیا چیخین مار کر رونے لگا اُس حسرت مین یہ اشعار عبرت آثار زبان پر جاری تھے قطعہ

غربت مین گل کھلا ہی کیا گیا وطن کی یاد
کیا آگئی اپنے کشتہ خوبی کفن کی یاد
تو اب زن نہووے تو کیا جانئے کیا کرے
تمکو بھلا رہیگی سپہر کہن کی یاد

جیسے قفس مین مرغ چمن کو چمن کی یاد
از خویش رفتگی ہی عنانکش زمان زمان
دشمن کے دل سے ہے دم شعلہ زن کی یاد
ہی کفر و بدعت ایک نہین تار سبحہ سے

گلگون قبا ہین کے کیا قتل عزیز لو
دکھلائیگی عدم ہی کہین اس دہن کی یاد
ایسے ہی روز گر ستم لو نمو رہے
زنار مومن آئے ہی کیون برہمن کی یاد

ان اشعارون کو اسطرح پڑھا اور چیخین مار مار کے رویا کہ لالان جادو نے پوچھا کیون میان عیار صاحب
اسوقت بہت بیقرار ہوے نیرنگ نے کہا ای ملکہ عالم اب اپنی زندگی سے یاس ہوئی جب مالک اس حال مین ہی
تو اب کون صورت بچنے کی ہی جسوقت قیصور کا دل چاہیگا دیوانہ کر کے مار ڈالیگا لالان نے کہا کیا آمین کیا
فرق ہی تم لوگون نے جیسا کیا ویسا پایا نیرنگ نے کہا ہم تو یہ نہ سمجھے تھے تین روپیہ کی نوکری کرتے والے
جس کسی نے ماہ بہ ماہ تنخواہ دی اُسی کی نوکری کی اس جوان کی سرکار سے زیادہ قدر ہوئی جانبازی پر موجود ہوگئے
انصاف کیجیے کیا میان قیصور کے قتل کرنے مین ہمنے کچھ اُٹھا رکھا لیکن اُنکی تقدیر خراب ہو تو ہم کیا کرین اب
اگر ہماری خطا معاف کرا دو تو جد و آبا کا مذہب اختیار کرین یہ باتین کر کے آنکھ سے کچھ اشارہ بھی کیا جب لالان
یہ سمجھی کہ مجھپر مرتا ہی خوشی کے مارے اُٹھکر قید خانے مین آئی کہا ارے کیا کہتا ہی تو نہ گھبرا مین تجھکو قید سے چھڑوا دونگی
میرا بڑا تقرب ہی مجھے قیصور بہت مانتا ہی مین نے اُسکے ساتھ بڑے بڑے کام کیے دو تین رنڈیان ساتھ مین ہین

مجھکو بھی ضرور بلاتا ہی مین نے کبھی اُنسے انکار نہین کیا اس لڑائی مین بھی میرا بڑا اعتبار ہی تمھاری بڑی حفاظت
کا حکم ہی تب میرے نام ارشاد ہوا کہ تم حفاظت کرو میرے قید سے چھوٹنا مشکل ہی نیرنگ نے کہا ذرا دروازہ
بھیڑ دو تو مفصل حال بیان کرون میرے پاس ایک پتلی ہی خداوند لات ومنات کی صورت کی اتنا پوجا کیا
کہ آخر وہ باتین کرنے لگی مین آج تمھین دکھاؤنگا جب شوالے مین جاکر اُس پتلی کو نکالتا ہون وہان کے برہمن پوریان
کچوریان مجھے دیتے ہین لالان نے دروازہ بھیڑ دیا نیرنگ نے کمر سے کپڑے کی بنی ہوئی پتلی نکالی شکل گڑیا
کے کہا تو ملکہ اسکے منھ سے منھ ملاکر پیٹ دباؤ میرا جو حال ہوگا وہ کہدیگی لالان کو اشتیاق ہوا منھ سے منھ
لگاکر پتلی کا پیٹ جو دبایا پتلی نے منھ کھول دیا منھ سے پتلی کے ایک حباب نکلا منھ پر لالان کے پڑا کہ بیہوش
ہوکے گری نیرنگ پر سحر نہ تھا قید اپنی سوہن سے کاٹی لالان کے دماغ پر بیہوشی کی چڑھائی وہی
قید اسکو پہنا دی اب یہ معلوم ہوتا ہی کہ لالان پڑی سو رہی ہی نیرنگ نے اُسکو اپنی صورت بنایا آپ
لالان کی صورت بنکر تیار ہوا باہر نکلا کنیزون نے پوچھا واری قیدی کیا کہتا تھا نیرنگ نے کہا اب
جب کڑی پڑی تو گھبراتے ہین مکر وحیلہ کرکے جان بچاتے ہین مین آتی ہون تم سب بیٹھو دیکھو ہوشیار رہنا سیمتن
نے کہا حضور ہمنے تو کھانا پینا سب موقوف کردیا آٹھ پہر یہان موجود رہتے ہین لالان نقلی نے کہا تم چالیس
آدمی ہو وقت مقرر کرلو یہ کہکے چلا راہ مین ایک خیمے پر دیکھا تو وہان جادو مصاحب قیصور بیٹھا ہوا اہتمام کررہا
ہی اُسنے پکار کر پوچھا کہو ملکہ لالان اب نیرنگ کا کیا حال ہی نیرنگ نے مسکراکے کہا جبسے وقت سے ضیغم
وہان بیہوش ہوا عیار کا عجیب حال ہی بلک بلک کے رو رہا ہی میرے دل مین آیا ذرا لشکر کی سیر کرون کئی عیار
میرے ہاتھ سے مارے گئے لاشے اُنکے جنگل مین پھینکدیے سوہان نے کہا ملکہ ہم پر بڑی کڑی ہی بلی سوسن
کہ جنکے سحر سے ہمارے آقا کو خوف تھا بڑی تدبیر سے گرفتار کرکے لائے سوسن ومغیلان دونون ہمارے قید مین
ہین ایک لحظہ بھر نہین ہٹ سکتے لالان قریب آکے بیٹھ گئی کہا بھیا ایک دو دن کی تکلیف اور باقی ہی ابھی قیصور
نے مجھسے صلاح کی کہ ابکی جو طبل جنگی بجے مسلمانون کی فریاد نہ سنو لشکر مین اُنکے گھس چلو ضیغم کو گرفتار کرکے
لے آئین مال واسباب لوٹ لین قلعے پر اپنی طرف سے کوئی ملازم چھوڑ دین ہم سب نے سحر تیار کیے ہین مین رات
بھر جاگی نیند چلی آتی ہی طبیعت رہ رہکر گھبراتی ہی جی چاہتا ہی ان قیدیون کو قتل کرین یہ کہکر خنجر کھینچا لالان
نے کہا ہماری پاپوش رات بھر جاگنے کی پہرا دے انکو قتل نہ کرو الین فراغت ہو جائے دل اطمینان
پائے سوہان نے کہا ہمارے سر کی قسم قتل کرنے کا ارادہ نہ کرنا قیصور کو انتہا کا ملال ہوگا لالان خیمے مین
گھس پڑی سوہان ہان ہان کرتا ہوا ساتھ آیا کہا خبردار قتل نہ کرنا شہنشاہ کے خلاف ہوگا اگر قتل کرنا انکا منظور
ہوتا انکی کون حفاظت کرتا مگر یا ہر چلکے میجو کاہنان طلسمی منع کرچکے ہین ان لوگون کی تین برس کی میعاد ہی ہمکو بخوبی
یاد ہی لالان نقلی نے کہا دیکھو میان قیصور بھی آتے ہین جیسے ہی سوہان پلٹا جھپٹکر خنجر مارا سوہان گرا ملکہ
سوسن نے سر اُٹھاکر دیکھا نیرنگ نے بڑھکر اپنے نام کا نعرہ کیا زبان سے سوسن کے سوزن نکالا دوسرے
ہاتھ سے مغیلان کو رہا کیا اب جو سوسن تڑپ کر اُٹھی اُٹھتے ہی انگلے اشارہ کیا برق چمکنے لگی کئی ہزار ساحر جلکر گرے
سوسن ومغیلان چاہتے ہین لڑبھڑ کے نکل جائین مگر ممکن نہین ہوتا ساحر چلے ہی آتے ہین ہر طرف سے یہی غلغلہ
ہی قیدی بگڑ گئے اب انکو کون سنبھالے کبھی اُنھون نے پھول برسائے کبھی آگ گرائی ہزارون ساحر مارے اُس غلوے مین
نیرنگ برابر سوسن کے پہونچا کہا ای ملکہ عالم ایسی خبر وحشت اثر سنی ہی کہ شاہزادہ ہمارا سحر مین مبتلا ہی

بند کرنے کی طاقت نہین ہوش وحواس پراگندہ نہ کلام کرتا ہی دمبدم ٹھنڈی سانسین بھرتا ہی سوسن نے کہا مین
چلی ایک آدمی اور بھی ساتھ تھا مغیلان سے کہا بڑھو مغیلان سحر کرتا ہوا چلا قیصور کو خبر پہونچی کہ سوسن و
مغیلان قید سے چھوٹ گئے نیرنگ عیار نے ایسی فکر کی کہ مار ہی لیا ہوتا مگر لات و منات نے بچایا اب نکلے
آرہے جاتے ہین ہر چند مصاحبون نے کہا قیصور نے کہا جانے دو مین سمجھ لونگا روکنے کو نہ اُٹھا سوسن و مغیلان
لشکر کو پامال کرتے ہوے نکلے اپنے لشکر مین آکے پہونچے کنیزین جو حیران پھر رہی تھین ملکہ سوسن کو دیکھا سب
دوڑین کہا واری خدا نے آپ کی صورت دکھائی ہم لوگ قریب شاہزادے کے جاتے ہین وہ حال دیکھا کہ کلیجہ منہ کو
آتا ہی اشعار ایسے حسرت ویاس کے کہے ہین کہ کلیجے کے ٹکڑے ہوتے ہین آپ چلکر کچھ علاج کیجیے سوسن نے ایک آہ
کی رونے لگی غم سے حالت تباہ کی نظم

نیست در صحبت دیوانہ رہ اہل طرب
ہر کرا ای ساقی ہشیار تو پیمانہ مست
پیش اصحاب خرد تا یکی از بیخبر دے
پیستہ شور بود لازم بیگانہ مست

بادہ نوشیم ولی از لعب جانانہ مست
عافیت می طلبی رو بر فرزانہ مست
باغبان منت مہتاب مکش در شب تار
نقل مجلس کنی ای مست تو افسانہ مست
مخفی از فیض جنون شیوہ ہشیار گرفت

نشہ خاص دہد صحبت ہمخانہ مست
ہمہ افتادہ مخمور خرابات شدیم
شمع گلزار بود نرگس مستانہ مست
ز ملامت غمگی بر دل افگار مردم
با خرد یار کنند صحبت دیوانہ مست

رونے پر ملکہ سوسن کے کلیجے ہل گئے ملکہ اُسی حال مین بالین پر اپنے پیارے کے آئین دیکھا پڑے تڑپ رہے ہین
ہوش وحواس پراگندہ سوسن دیکھنے لگی غصے مین آکر رولی کہا افسوس ہی اُس بیحیا نے اسطرح کا سحر کیا روح نکلنے
مین کیا باقی ہی ہمنے جب سحر کیا غیر ساحر کو بچالیا شاہزادے کا شانہ پکڑ کے کچھ سحر پڑھا کچھ دعائین دین دم بھر
مین شاہزادہ ہوشیار ہوا مگر آئینہ جمال مکدر دو گھڑی کامل سحر کیا تب شاہزادے کا اختلال موقوف ہوا اُٹھکر بیٹھا
ہرکارے قیصور کے حاضر تھے یہ خبر لیکر بھاگے جاکر قیصور سے کہا ملکہ سوسن نے ضیغم کا سحر اُتارا نیرنگ
تلوون مین نمک مل رہا ہی رنگ رخ قیصور کا متغیر ہوگیا نہایت پریشان کہا یار وغضب ہوا سوسن کا چھوٹنا
مجھپر بہت شاق ہوا اب اُسکا گرفتار کرنا مشکل پڑیگا یہ کہکے حکم دیا طبل جنگی بجے کل سر میدان سمجھونگا ہرکارے خبر لیکر
بھاگے سامنے ضیغم کے آئے ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثنا سے بادشاہی بجا لائے شعر تخت اہل حکمت از الطاف تو
بہر ارباد خاک راہ کن سرمہ چشم اولوا الابصار باد قیصور نے طبل جنگی بجوادیا کل اُسکا ارادہ ہی کہ سر میدان
مقابلہ کرے ضیغم نے فرمایا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے رات بھر تیاریان
ہوتین صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے قیصور نے بعد آراستہ کرنے لشکر کے میدان مین نکلا پکار کر آواز دی
جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے ملکہ سوسن گلعذار نے طاؤس زرین بال بڑھایا میدان مین آکر قیصور سے سحر
چلنے لگا ملکہ نے ہاتھ ہلایا برق کڑک کر گری سر قیصور کا زخمی ہوا چاہا سر کاٹ لون تمام لشکر اسکا دوڑ پڑا ملکہ
سوسن و مغیلان سحر کرتے ہوے جا پڑے جانبین سے لشکر مل گئے ضیغم کے ہاتھ سے ہزارہا کافر مارے گئے
گرز تیغ پر ید نے سحر کیا سوسن نے بڑھکر اُسکا سحر اُتارا کبھی مغیلان نے رد کیا مگر لشکر کفار ہر دو طرف سے آگ
برسا رہے ہزارون کافر جلکے خاک ہو گئے قیصور بھاگا جاتا ہی بڑاؤ پر پہونچے وہان بھی ضیغم آپڑے کئی
ہزار سپاہی مال اسباب لوٹ لیا قیصور سمجھا تھا بڑاؤ پر رکینگے مگر قدم نہ رکا بھاگ نکلے فریاد کی صدا بلند
تمام کافر برد مند سوسن نے تعاقب نہ چھوڑا منظور ہی کہ قیصور کو گرفتار کرلین قیصور سب سے سو قدم
آگے بڑھا ہوا جاتا ہی خود اسکو خوف کہ اگر پکڑ لیا جاؤنگا بڑے عذاب الیم سے مسلمان قتل کرینگے اسوجہ سے

سب سے آگے بھاگا جاتا ہی تین کوس تک بھاگا ایک صحرا مین آکر بلا زمان ضیغم نے گھیرا ضیغم نے حکم دیا اسکو مارلو
اسطرف مین جاکر کھڑا ہوتا ہون کیا مجال کہ اُسطرف سے کوئی نکل کے جانے پائے جو نکلا ضیغم نے تیر مار کے گرایا
سیکڑون خطا شعارون کو مارا قیصور کو لوگون نے خبر دی کہ ضیغم سر راہ اڑا کھڑا ہی جو ساحر اُدھر جاتا ہی نشانۂ تیر
یا ضرب شمشیر آبدار سے فی النار ہوتا ہی ہزارہا کافر گئے اُنکے ہاتھ سے مارے گئے یہ سنکر قیصور اور زیادہ گھبرایا پھر
ہرکارے نے خبر دی ایک کو نہ ضیغم نے روکا ایک طرف سوسن گلعذار ایک طرف مغیلان نامدار ہی ایک سمت
افسران فوج سب طرف سے آپ گھر گئے اب نکلنا سی دشوار ہی اُسوقت قیصور کا ٹلکنا کبھی لات و منات کو
پکارتا ہی کبھی سامری و جمشید کو للکارتا ہی کبھی کہتا ہی مسلمانون کا ایک خدا آکے مدد کرے اور مصیبت سے بچالے
ہمارے پونے دو سو مین سے کیا سب بیکار ہین یہ کیسے معین و مددگار ہین اگر وقت پر نہ آئے پھر مدد کرنے سے
کیا فائدہ ملتنے پر قیصور کے تمام ساحر چلا رہے ہین غل مچا رہے ہین کوئی لات و منات کو کوئی سامری و
جمشید کو پکارتا ہی یا خداوندا اس بیکسی بے بسی مین سوائے آپ کے کون بچائیگا ہمکو ثابت ہوچکا کہ آپ ہمکو
نہ بچائینگے اسوقت مدد کو نہ آئینگے پچاس ہزار ساحر لیکر آیا تھا شاید دس ہزار ساحر باقی ہین چالیس ہزار ساحر
مارے گئے باقی چہار طرف سے گھرے ہوئے ہین اہل اسلام جانبازی کر رہے ہین ملکہ سوسن کا یہی حکم ہی جس طرح سے
بنے قیصور کو پکڑ لو ورنہ یہ مکار فساد برپا کریگا ہر مرتبہ بلوہ کرنے مین یہ بھی بھاگ بھوگ کرا ہے کیا تاہی سحر کرتا
کیسا ایک ایک سے کہتا پھرتا ہی یارو کیونکر جان بچیگی وہ بھی دن ہوگا کہ خدمت مین شاہان طلسم کے پہونچینگے سوسن نے
بڑھکر چاہا قیصور کو گرفتار کرلین کہ ایک آواز مہیب آئی زمین جنگل کی تھرائی گرد لشکر دھوان اُٹھنے لگا سوسن نے
ملتے دیکھا بات کرنے کی نوبت نہ ملی زمین سے ایک طائر سرخ رنگ پیدا ہوا اُسنے سوسن کو منقار مین اُٹھا لیا لیکر
طرف آسمان کے روانہ ہوا ایک طائر زمین سے نکلکر ضیغم پر گرا اُس طائر نے ضیغم کو اُٹھا لیا نیرنگ نے چاہا دھوئین
سے نکلون آنکھین نابینا ہوئین ٹٹولنے لگا اب دھوئین مین اُسنے طائر پیدا ہونے لگے ایک نیرنگ پر گرا ایک نے
مغیلان کو لیا ہر افسر پر ایک ایک طائر گرا جسنے بھاگنے کا ارادہ کیا دھوان آنکھ مین لگا نابینا ہوگیا ٹٹولنے لگا
اور اُسی حال مین طائر تڑپ کے گرا افسران فوج کو طائرون نے مہلت نہ دی جب سو افسرون کو طائرون نے
اُٹھا لیا لیکر طرف آسمان کے روانہ ہوگئے فوج جو باقی رہی اُسکو دھوئین نے لپیٹا طبقہ کا طبقہ زمین کا طرف
آسمان کے روانہ ہوا قیصور کے کان مین آواز آئی ای وزیر اعظم تو نے قدرت سامری و جمشید کا تماشا
دیکھا یہ سب مسلمان مغضوب درگاہ خداوندی تھے خداوند نے اپنا عذاب انپر نازل کیا آخر بلا مین پھنسے سرکشی
کہانتک قدرت کے مزاج کا یہی حال ہی بدعت مسلمانان کو بخوبی دیکھا آخر دریائے قہر خداوندی جوش مین آیا تو
مال و اسباب انکا لوٹ کر اپنے قبضے مین کر کوچ کرکے خدمت مین شاہان طلسم کی چلا آ تجھکو مرتبۂ اعلی ملیگا مگر سوسن
و مغیلان کی جو آنکھ کھلی اپنے کو باغ ویران مین پایا سر اُٹھا کر دیکھا سنجھون مین سب قیدی قید ہین ایک طرف
ایرج نوجوان ایک طرف نور الدہر بدیع الزمان ایک جانب دیکھا شاہزادہ سرو سہی قد و مہران
جوان بخت بھی بیٹھے ہین زنجیرین ہلا رہے ہین جیسے ہی سرو سہی قد نے ضیغم کو دیکھا کہ ہمراہ سو سوارون کے
قید ہوکر آئے ہین اُسی جنبش سے دور پڑے پکار کے پوچھا ای شیر بیشۂ جرأت و ای یکہ تاز میدان جلادت تم
کہان تھے ابتک کیون ہماری آنکھون سے نہان تھے ضیغم نے کہا ای شہریار سب طرح کے سامان ممکن ہوگئے
تھے ساحرہ سوسن ایسی مغیلان وفادار مہران تاجدار کمکی ہوئے کئی ملک فتح ہوئے وزیران بھیجا ؤ کے گیا

اسکو بھی شکست دی ساحرون کو بھی مہلت نہ ملی زندگی سے اپنی بیزار تھے شکست کھائے ہوئے بھاگے جاتے تھے ہمارے سحر و جبر و استبداد سے امان نہ پاتے تھے یکایک یہ آفت آئی زمین تھرائی آواز مہیب کان مین آئی سوسن کو مہلت نہ ملی کلی آرزو کی نہ کھلی سب سردارون کو جانور اُٹھا لائے طبقہ زمین کا شق ہوا طبقے کا طبقہ اُٹھکر یہان آیا اب جو آنکھ کھولی اپنے کو یہان پایا اور گیا کیفیت کہین شاہزادہ سہر تو بہی قدر یہ حالات حسرت آیات ضیغم سنکر بہت بیقرار ہوئے فرمایا ای ضیغم خوب ہمکو ثابت ہوا کہ فلک در پئے آزار ہی انکو بھی اسی مقام پر چھوڑا

دو کلمۂ داستان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان کہ ابلیس خود پرست نے اپنے کو طلسم بقراط مین گرایا و حال خواجہ و داخلہ صاحبقران بہ طلسم مذکور و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا خمسہ موافق مضمون خمسہ

صبح محشر یا فروغ حسن روے یار ہی | آفتاب حشر ہی یا جلوۂ رخسار ہی | ہی قیامت یا مگر یہ قامت دلدار ہی
صور کی آواز یا خلخال کی جھنکار ہی | اُٹھتے ہین ٹھوکر سے مُردے ماہ کیا رفتار ہی

اندنون پھر طالع بیدار برخوردار ہی | دوست اپنا دوست ہی اور یار اپنا یار ہی | پھر شکار افگن کمان ابروے خمدار ہی
آج ناوک یار کا سینے سے اپنے پار ہی | کچھ نہین ظاہر کہان پیکان کہان سوفار ہی

بخیۂ وحشت نے اپنا چاک جیب و دامن کیا | باندھنا دستار چھوڑا ترک پیراہن کیا | پھر نہ دل اپنا رہین منت سوزن کیا
خاک کوے یار کو ہمنے لباس تن کیا | بخیہ ایسے پیرہن کو کیا بھلا درکار ہی

حسن اُسکا دائمی ہی حسن سب کا بے ثبات | عاشقون کو مُسکے ہو خورشید پر کب التفات | کوڑیون کے مول یہان بکتی ہی اور شیرین نبات
اب تو کوئی یوسف مصر کی پوچھیگا نہ بات | حسن روز افزون سے اُسکی گرمی بازار ہی

دل کنارا آفت جان سے نہین کرتا قبول | گوشۂ ہندوے بد ایمان نہین کرتا قبول | چھوٹنا زنجیر زندان سے نہین کرتا قبول
وہ رہائی زلف جانان سے نہین کرتا قبول | ہی تو دیوانہ پر اپنے کام مین ہشیار ہی

عشق گیسوے بتان جسدل پہ ظاہر ہوگیا | منحرف ایمان سے بیشک وہ آخر ہوگیا | ناصحا اسلام سے کیا مین بھی منکر ہوگیا
جو پھنسا پھندے مین اُسکے صاف کافر ہوگیا | تار گیسو کب ہی گویا رشتۂ زنار ہی

چہرہ رہروان راہ پر ہول طلسمات و طی کنندگان جادۂ خارستان کرامات حال صاحبقران زمان بصد عظم و شان یون تحریر فرماتے ہین نظم مصنف نو رقم سرایان شیرین زبان ✤ نوشتند این داستان خوش بیان ✤ سابق مین تحریر کیا تھا کہ خواجہ عمرو نے بڑی جانبازی کرکے عیاری کی مگر ابلیس کا خاتمہ نہوا اب خواجہ تلاش مین زود رفت کی نکلے ہین زود رفت اُنکی فکر مین آتا ہی مگر ابلیس خود پرست حیران و پریشان اُفتان و خیزان غمگین و طول قصر اسرار سامری مین آیا کنیزان سامری کو دیکھا آج بہت رنجیدہ بیٹھی ہین ایک گلنار پوش اپنی ساتھ والیون سے کہ رہی ہی ہوا اب وقت انقلاب قریب ہی ابلیس خود پرست بڑا بد نصیب ہی دیکھیے اب کیا ہوتا ہی کون کون سے جادوگر کس کس کا غم کرین شعر ہاے کس کس کے سین بیٹھ کے ہم یاد کرین ✤ غم مجنون کرین یا ماتم فرہاد کرین ✤ ای بوا صاف تو یہ ہی رنج و مصیبت کا بیان نہین ہو سکتا ہنسنا گیا یعنی مصیبت ایسی ہوئی ہی کہ صاحب غم و الم دل ٹھوکر رو نہین سکتا ہی تو یہ کیفیت ہی

نظم

یہ گلستان سراے تماشا نہین رہا | وہ نو بہار گلشن دنیا نہین رہا

افسوس کوئی پردہ نشین پردہ در نہین
جس سے کہ زندگی کا مزا تھا نہین رہا
اپنی خرابیون کو کہان جائے روئیے
وہ قدر دان شکوہ بیجا نہین رہا
کس سے نباہیے کہ سوا ے وفا کے
وہ پردہ سوز چشم تماشا نہین رہا
ہر دم جبین آئینہ آلودہ نم سے تھی

وہ حسن جس سے عشق ہو رسوا نہین رہا
ای چرخ چاہنے سے رہے روزگار کو
وہ شمع روے انجمن آرا نہین رہا
کسکو گلے لگائیے ای شوق ہمکنار
دنیا مین ہائے نام وفا کا نہین رہا
اُس نور چشم حسن کو کیونکر نہ روئیے
یہ آب و تاب حسن اُسی سہ کے دم سے تھی

حیف اپنی تلخکامی و شوریدہ طالعی
کیا چاہین روزگار تمنا نہین رہا
دل مین جگہ نہونے کا کس سے گلہ کرون
وہ خوش گلو ے سینہ مصفا نہین رہا
اب کسکو دیکھیے کہ کسی کو نہ دیکھیے
آنکھون مین رہو ے اب کوئی ایسا نہین رہا

دوسری بول اٹھی ہوا دیکھو خداوند ای سراسر حماقت اس آئینہ خانے مین حیرت حقیقت مین جو سنتے چلے آئے تھے آنکھون سے وہی دیکھا یکایک شہر ابلیس پرستان کیا آباد تھا اگلی کوچہ آباد رعیت دلشاد ہر طرف گہما گہمی لو الگ الگ کی صدا نہ آتی تھی عورت نامرد سے کلام کرتے شرماتی تھی جسدن ہمنے سنا کہ گھر کی بیٹھنے والیان غیرون کے ساتھ بھاگین جب شوہر کا سامنا ہوا تو حاکم کے سامنے جواب دیا کہ یہ ہمارا شوہر نہین ہی یہ ظالم ہمارے واسطے بیتاب و مضطر ہی ناحق مجھپر دعوی کرتا ہی مین اسکی راضی نہین مین تو اُس نوجوان کے ساتھ جاؤنگی حاکم وقت نے مرد سے طلاق دلائی غیر کے ساتھ کردیا خانۂ دل غم والم سے بھردیا جسدن خداوند نے یہ انصاف آکر بیان کیا ہمنے جب ہی کہا تھا کہ وقت زوال آگیا اب اس قلعے مین تو مسلمانون کی عملداری ہوجائیگی سامری و جمشید پرستون کی شامت آئیگی ابلیس خود پرست نے جو یہ باتین سنین کہا بیہودہ دل کا حال مجھسے مفصل کہو کنیزون نے کہا یا خداوند آپ سے بہتر کچھ خلاف ہوا لڑائی کا معاملہ صاف ہوا جو مرے وہ بڑے نصیبے ور تھے اگر انکے سامنے یہ سانحہ ہوتا ضرور اس زوال کو سنبھالتے یہ کہکے کنیزین رونے لگین کہا یا خداوند آپ سے حفاظت نہوسکیگی ہمارے نزدیک آپ کو یہ مناسب ہی کہ سامنے سے مسلمانون کے ہٹ چلیے طلسم بقراط کہ متعلقۂ شہر ابلیس پرستان ہی وہان نکل چلیے ورنہ اب بڑی خرابی ہوگی ہم دیکھ رہے ہین کہ بلا نازل ہوئی سامری و جمشید کیے گئے کیا ہوسکتا ہی وہ اپنے حال مین مبتلا ہین یہ سنکر ابلیس نے کہا کیون کنیزان سامری میرا سحر بیکار ہی جسدن سحر کرونگا زمین ہلادونگا حمزہ کو بھاگتے رستہ نہ ملیگا عمرو کو ابھی جاکر قتل کرتا ہون کنیزین ہنسنے لگین کہا یا خداوند اپنی جان بچائیے دیکھیے سب سامان مہیا ہی بہت عیش و آرام سے گذر گئی بادشاہ بقراط ہر چند کہ گندہ ہی مگر آپ کا بندہ ہی بڑی آبرو سے آپ کو لیگا وہان حمزہ بھی نہ جاسکیگا ابلیس غصے مین نکلا یہ لعنتا ہوا یہ حرامزادیان ہماری بدخواہ ہین انکے حال تباہ ہین مین انکا محتاج نہین کوئی میرے سوا صاحب تخت و تاج نہین مین ابھی حمزہ کو بھگاتا ہون یہ حرامزادیان میری خدائی چھڑاتی ہین مجھ ایسے شیطان مزاج کو بہکاتی ہین مین ایک دن مین آفت برپا کردونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا ابلیس بکتا جھکتا بارگاہ مین آیا سب افسرون کو حکم دیا کہ فوج کی تیاری کا حکم دو صبح چلکر مسلمانون پر سحر کرینگے سب لشکر ملکر ایک مرتبہ بلوہ کردینا حمزہ کا اسم اعظم بند کردونگا حرز ہیکل بھی لے لونگا یہان تیاریان ہونے لگین مگر مہتر زود رفت جو قلعے سے نکلا اپنے شاگردون سے کہا ہوشیار رہنا اگر عمرو یہان آجائے تو پکڑ لینا ایک پہچان تمکو بتاتا ہون سب چیزین تبدیل ہوتی ہین مگر آنکھ نہین بدلتی اُسکی آنکھین بہت چھوٹی ہین جس کسی کی چھوٹی آنکھ کا دیکھنا پکڑ لینا منھ دھلوا کے اطمینان کرنا باتون سے اُسکی نہ ڈرنا سب عیار شہر مین پھرنے لگے سیکڑون بندگان خدا کو بے خطا گرفتار کیا منھ بھی دھلایا کسی کو مار ڈالا مگر عمرو کا پتا نہ پایا زود رفت چلا صحرا مین جو آیا کان مین آواز آئی

کوئی ان اشعار عبرت آثار کو گا رہا ہی دل لبھا رہا ہی اشعار

کیا بات ہی اُس ستم دم کی
مین جان شکنی کا غم نہ کھایا
جان سے وہین راہ لی عدم کی
نالہ فلک ستم سے گذرا
رونق ہی یہ ساری اپنے دم کی
دامن پہ بہار رہی جم رہی ہی
اب کون دے داد اس ستم کی

بتیا تری شوخیون کے آگے
یاد آگئی ہی تری قسم کی
اے کاتب عشق وہ سر پہ ڈالو
کچھ حد نہ رہی مرے الم کی
لون کیون نہ بلائین آہ حیران
ہو خاک نہ میرے چشم نم کی
آن شوخ حسینان ربود از من

پوچھے ہی خبر مریض غم کی
یہ آہ شرر فشان نہ چمکی
جسوقت وہ یان سے گھر سدھارے
جو خاک ہی یار کے قدم کی
وہ کوچہ ہی اشک خون سے گلزار
تصویر ہی زلف خم بخم کی
ہر روز جزا کے آنے مین دیر
گو ستئے کہ دلم نبود از من

زودرفت کے کان مین جو یہ آواز آئی جھوٹنے لگا دل سے کہتا ہی یہ کون ظالم جنگلہ گا رہا ہی دل لبھا رہا ہی اسی آواز پر چلا ایک صحرا سے سبزہ زار مین آیا آمد بہار کی دھوم ہی بلبل کو بھی یہ خبر معلوم ہی زمزمہ سرائی کر رہی ہی رم محبت گل کا بھر رہی ہی ایک جانب نرگس شہلا آنکھون مین نشۂ محبت سنبل کے جوڑے کی عجب کیفیت سوسن نے زبان کھولی قمری کو کو بولی پپیہا عاشقون کے دل ملتا ہی خوشنوائی مین پی پی منہ سے نکلتا ہی مراد یہ ہی کہ پی کہان ہی شمیم گل نظرون سے نہان ہی باد صبا کی اٹکھیلیان مستانہ وار چال چلتی ہی آج تو عروس چمن کا مزاد کھاتی ہی نشے مین لڑکھڑاتی ہی مینائے شجر سے شراب ٹپک رہی ہی عندلیب خوشنوا پھڑک رہی ہی عروسان چمن کے سبز لباس غنچہ و گل کی بوباس ایک نخل سرسبز و شاداب اُسکے سائے مین ایک سرو قد خورشید خد گل رخسار غنچہ دہن رشک چمن جوڑا بھاری پہنے ہوے مگر لباس تار تار آہ آہ کی پکار کبھی بلکتی ہی کبھی تڑپتی ہی ان اشعارون کو مکرر گا رہی ہی نظم

تڑپنے لوٹنے رونیکا باعث جھپہ سی کھلتا
سگ لیلی ادا کو گر نہ ظالم بد مزا لگتی
وہ پھر سرگرم نظارہ کہانتک زخم دل تا لگن
اگر کوچے کی تیری خاک آلودہ ہوا لگتی
کیے تھے کاٹ کاٹ آلودہ خون سے ہاتھ پانو اپنے
نہ لگتا دل ترا دل کے پیچھے کا ہیکو بلا لگتی

تمہین تقصیر اس بت کی کہ ہی میری خطا لگتی
ترے دل کو بھی میری سی اگر ای بیوفا لگتی
جو مرجاتا تو یہ دکھ کاہیکو سہتا اگر آمین
کہ ہی ہر ہر نگہ کے ساتھ اک برچھی سی آ لگتی
جو گریہ تر نہ کردیتا تو جیسے نالہ کھنچا تھا
وہان دست عدو کے پانون مین بھی شب حنا لگتی
کہین سے ڈھونڈھ کر لا بابت کافر کو ای مومن

مسلمانو ذرا انصاف سے کہیو خدا لگتی
ستم ای شور بختی میری ہڈی کیون ہما کھاتا
نہ کہتا مین بھی شاید دشمنو کی بد دعا لگتی
نسیم مصر کا دم پیر کنعان کا ہیکو بھرتا
چمن مین کوہ مین صحرا مین آتش جا بجا لگتی
بلا سے جال ہوا دھیان اس سیہ کاکل کی چوٹی کا
طبیعت سیر جنت مین نہین اُسکے سوا لگتی

اب زودرفت نے جو یہ اشعار سنے اور صورت زیبا اُس محبوب مطلوب کی دیکھی آنکھ بھی لڑی سراپا پر اسکے نگاہ پڑی سرا اعضا درست چالاک وحسیت جمال مین نمکینی کلام مین شیرینی کبک رفتار شیرین گفتار سمن بو خال ہندو چشم جادو شعر اکڑکے نخون کے بھل پہ چلنا نہ کیونکہ کشتہ ہوں اس ادا کا ❊ سجا سجا یا کھنچا کھنچا یا یہ چھب تو دیکھو غضب خدا کا ❊ دیگر زلف مغنبر بر مہ رویت تیرہ شب است دوادی موسی ❊ جامۂ صبرم در کف عشقت دامن یوسف دست زلیخا ❊ زودرفت تڑپ گیا صورت کو دیکھتا ہی منھ سے آہ نکلتی ہی بیقرار اپنے آپ سے باہر ہوش و حواس پراگندہ پوچھا ای آفتاب عالمتاب آسمان خوبی وای رنگ و بوے گل حدیقۂ محبوبی تمھارا نام کیا ہی اُسنے مسکرا کر جواب دیا تو کون ہی جو ہمارا نام پوچھتا ہی تجھے کیا مطلب ہی ہم کسی کو نام نہین بتاتے ہمارا محبوب ہمسے جدا ہی ہم آوارۂ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار ہمسے کیون کلام کرتے ہو ہم پر تو یہ مصیبت گذری فلک ہمارے ساتھ بر سر گردش ہی

اثر اسکو ذرا نہین ہوتا　　رنج راحت فزا نہین ہوتا
ذکر اغیار سے ہوا معلوم　　حرف ناصح برا نہین ہوتا
تم ہمارے کسی طرح نہ ہوئے　　ورنہ دنیا مین کیا نہین ہوتا
امتحان کیجیے مرا جب تک　　شوق زور آزما نہین ہوتا
آہ طول امل ہے روز افزون　　گرچہ اک مدعا نہین ہوتا
تم مرے پاس ہوتے ہو گویا　　جب کوئی دوسرا نہین ہوتا
تم پہ خصم جان غیر نہو　　سب کا دل ایک سا نہین ہوتا
چارۂ دل سوا صبر نہین　　سو تمھارے سوا نہین ہوتا
ہو نا کہنے کی شکایت ہی　　تو بھی وعدہ وفا نہین ہوتا
کسکو ہے ذوق تلخکامی لیک　　جنگ مین کچھ مزا نہین ہوتا
اسنے کیا جانے کیا کیا لیکر　　دل کسی کام کا نہین ہوتا
ایک دشمن کہ چرخ ہے نہ رہے　　تجھسے یہ اے دعا نہین ہوتا
نارسائی سے دم رکے تو رکے　　مین کسی سے خفا نہین ہوتا
حال دل یار کو لکھون کیونکر　　ہاتھ دل سے جدا نہین ہوتا
دامن اسکا جو ہے دراز تو ہو　　دست عاشق رسا نہین ہوتا
کیون سنے عرض مضطر اے مومن　　صنم آخر خدا نہین ہوتا

اس دوران مین یہ اشعار اُس نازنین نے کہے زود رفت ساری مکاری عیاری بھولا فرش خاک پر بیٹھ گیا گورے گورے پاؤن دبانے لگا نازنین نے پاؤن کھینچلیا کہا اچھا ہمارے پاؤن کیون چھوتا ہے کمبخت مین بت سنگدل سمجھا ہے ہمین ان واہیات باتون سے نفرت ہے تیرے دل کو ہمسے کیون محبت ہے ہم نہین جانتے نہ کبھی دیکھا نہ بھالا معلوم نہین کون ہے خدا جانے تجھسے کیا مطلب خبردار اگر بیٹھ ورنہ بادشاہ سے کہدونگی ابھی پکڑا جائیگا سزا ابھی پائیگا زود رفت نے ہاتھ باندھے کہا برائے خدا نام تو بتائیے غصہ نہ کھائیے مین خداوند کا عیار ہون مگر صاحب اختیار ہون سب طرح کی خدمتگزاری کرسکتا ہون چوبدار نیان کنیزان حبشی و رومی خدمت مین حاضر کردن میرے مکان پر چلیے آپ ایسی پریزاد کا جنگل مین کیا کام ہے صاف بتائیے کہ آپ کا کیا نام ہے ہنسکر اُس نازنین نے کہا نام اصلی ہمارا ملکہ گلعذار تو خداوند ابلیس کا عیار ہے زود رفت نے کہا مین مقرب درگاہ خداوند وزیر درگاہ ہون نازنین نے کہا جو ہم کہین وہ تقدیر کرادے ہم بھی قدرت کے سامنے چل سکتے ہین زود رفت نے کہا مین اپنے ساتھ لیچلونگا قصر اسرار سامری مین پہونچاؤنگا وہ تقدیر کرادون جو بات نہو سکتی ہو وہ ہو جائے مین قدرت کے کام کو نکلا ہون عمرو کو ڈھونڈ رہا ہون قدرت تقدیر کرچکے مین گرفتار کرکے لیجاؤنگا قدرت بہت بیزار ہین اُس نازنین نے زود رفت کی بلائین لین انگلیان چٹر چٹر چٹخین چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا کہا اے شخص تونے عجب ظالم کا نام لیا جسنے تمام عالم لوٹا جب میرے گھر مین اُسنے آگ لگائی مال لوٹا ایک میرا معشوق مارا گیا شب کو شادی صبح کو خانہ بربادی اُسکی فکر مین نکلی کہ کس خداوند کو ڈھونڈھون اپنے شوہر کو زندہ کراؤن لاشہ اب تک کوٹھری مین رکھا ہے سڑنے نہین دیا ایک روغن لگا دیا بس قدرت یہ تقدیر کرین کہ میرے شوہر کو زندہ کردین مین تجھسے بھی انکار نہ کرونگی قدرت کو اختیار ہے جسکو چاہین مردہ کردین جسکو چاہین زندہ کردین زود رفت نے کہا سب کچھ ہو سکتا ہے سب عجائب وغرائب قصر اسرار سامری مین ظاہر ہوتے ہین قدرت کنیزان سامری کو ساتھ لیکر سوتے ہین مین تمھارے معشوق کو زندہ کرادونگا قدرت روز سیکڑون مردون کو زندہ کرتے ہین میرا ایک بھائی تھا جب وہ مرگیا مینے جاکر قدرت کا دامن پکڑلیا ریش پکڑکے لٹک گیا تب قدرت کو کچھ نہ بن پڑا میرے بھائی کو زندہ کردیا اب بھی وہ بھائی زندہ ہے میرے ساتھ چلو مین قدرت سے ملاؤن تقدیر کراؤن وہ نازنین پائنچے جھاڑ کر اٹھی زود رفت نے ہاتھ پکڑلیا نازنین نے گلے مین ہاتھ ڈالدیے ایک بوسہ بھی لیا کہا ارے گدھے اب تو خوش ہوا زود رفت نے کہا مین تو غلام ہون سر تک حاضر ہے نازنین نے کہا سر تو تمھارا کاٹونگی مجھسے تو دل نکال لے زود رفت کہتا ہے اپنے مکان پر لیجاؤن پہلے وصل حاصل کردن پھر قدرت سے ملاؤن اسکا بھی مطلب

ہو جائے قدرت تقدیر کرینگے دل سے یہ باتین کرتا ہوا ساتھ چلا تھوڑی دور چلا تھا کہ نازمین نے کہا دیکھو قلعے کی طرف سے فوج آتی ہے جیسے ہی زود رفت پلٹا نازمین نے حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالدیے زود رفت ارے کہکر پلٹا تڑاق سے حباب بیہوشی ماردیا زود رفت چرخ کھا کر زمین پر گرا نعرہ ہوا الغمد عمرو

رنگ از رخ بخت تنگ بداختر ببرم
در مجلس خسروان چو گردم ساقی
تیغ و سپر و سبو و ساغر بہ برم
عمرم کہ کلہ از سر قیصر ببرم

عمرو زود رفت کو کھینچکر کنارے لایا اس خود سر کا سر کاٹا اُسکے سر کو اپنی شکل کا بنایا کہ کوئی اس سر سے آگاہ ہو حال عیاری تباہ نہو آپ زود رفت کی شکل بنکر چلے سر کو رومال مین باندھا جو راہ مین ملا اُسنے پوچھا مہتر صاحب کہان سے آتے ہو کہا بھئی آج ہمسے نہ بولو ہمارا بات کرنے کو دل نہین چاہتا شاید عمرو عیار کو مار لیا ہو کسی نے یہ خبر شاگردون سے جا کہی کہ آج مہتر زود رفت بہت خوش آتے ہین سر کسی کا رومال مین بندھا ہے شاگرد خوشی خوشی دوڑے دیکھا استاد چٹکیان بجاتے ہوے کچھ گاتے ہوے چلے آتے ہین کبھی غزل زبان پر ہے کبھی کچھ اشعار گاتے ہین بہت خوش ہین شاگردون نے آواز دی استاد کیسا فراج ہے کیا دشمن کو پایا اپنے تشہیر ہونے کا بدلا لیا کہا بھائیو آج جان لگادی سارہان زادے کو گھس کر مارا ہے جو عمرو کا دکھایا سب شاگرد لپٹ گئے کہتے تھے استاد کیا کہنا آپکا مثل نہین زود رفت نقلی نے کہا بھائیو مین ٹالتا تھا باتون مین مطلب نکالتا تھا آج کچھ نہ بن پڑا ہے شاگرد اسکا بڑھ بڑھ کے لڑا چالیس شاگرد مارے کوئی منھ پر نہ چڑھتا تھا بھاگنے اسکا الواد الفتح آگے نہ بڑھتا تھا اُنکی بھی ٹانگ کاٹی اب شاگردون نے چارون طرف سے گھیر لیا آہ کرتے ہوے چلے کہتے تھے صاحبو استاد نے بڑا کام کیا عمرو ایسے عیار کو مار لیا یہ خبر ہرکارون نے ابلیس کو پہونچائی ابلیس اچھل پڑا کہا یارو یہ عیار بھی بلاے روزگار ہے عمرو ایسا طرار فرار اسکو ناچار کردیا ہمارے سامنے جلد لاؤ چوبدار صاحب دوڑے ہوے آئے کہا مہتر صاحب جلد چلیے قدرت نے آج تقدیر مضبوط کی تھی زود رفت نقلی نے کہا اگر قدرت ملک الموت کو نہ بھیجتے تو کون قبض روح کرتا مگر مین نے بھی جانبازی کی سب تعریفین کرتے ہوے سامنے ابلیس کے لائے ابلیس نے کہا اسکو کنگورے پر قلعے کے رکھدو کنگورۂ قلعے پر سر رکھدیا زود رفت نقلی دربار مین بیٹھا چاہتا ہے شراب پلا کر سب کو بیہوش کردن آج ابلیس کو بھی مارلون مگر قضا سے کہ ہرکارے لشکر اسلام کے جو حاضر تھے اُنھون نے جو سر عمرو بالاے قلعہ دیکھا حیران ہو گئے روتے پیٹتے بھاگے صاحبقران بیٹھے مین کہ ہرکارے روتے ہوے آئے عرض کی حضور غضب ہو گیا نام عیاری کا پردۂ دنیا سے مٹا خواجہ عمرو کو نہین معلوم زود رفت کہان پا گیا دشمنون کو مار ڈالا سر کنگورے پر قلعے کے رکھا ہے یہ سنتے ہی صاحبقران ہاے یار وفادار کہکے اُٹھے کئی مرتبہ گر گر پڑے بمشکل اشقر پر سوار ہوے تمام فوج ساتھ چلی امیر فرماتے مین مجکو آنکھون سے نہین سوجھتا آنکھون کی بصارت روح کی راحت چشم کی قوت جینے کی کیفیت عمرو کے ساتھ گئی تمام سردارون کے بھی یہی حال ہین یہان زود رفت نقلی نے گلابیان جمائی ہین شراب مین بیہوشی ملا کر یہ اشعار عشرت آثار شروع کیے نظم

آتش گل سے مرا سینہ جلاتی ہے بہار
کھل چکی نرگس کہ شرماتی ہی جاتی ہے بہار
داغ کھانے پر کمر کیا داغ کھاتی ہے بہار
خاک تو مرغ گلستان کو خزان ہی نے کیا
اب کہین پاس اپنے ہمکو بھی بلاتی ہے بہار

کوہ و صحرا مین ہے فرحت بھراتی ہے بہار
دیکھکر اُسکی بہار آنکھین چراتی ہے بہار
آمد آمد ہے چمن مین کس صنم اندام کی
دیکھیے اب آنکر کیا خاک اُڑاتی ہے بہار
جوش گل سے یاد آتی ہین تری نیرنگیان

یاد اُسکی گرمی صحبت دلاتی ہے بہار
مین تو کیا اُنکو بھی دیوانہ بناتی ہے بہار
جلوۂ لالہ رخون کو دکھاتی ہے بہار
سبزۂ خوابیدہ سے مخمل بچھاتی ہے بہار
ہے خزان مین بھی وہی جوش جنون کیا ہو گیا
رنگ فتنہ سے کیا رنگ لاتی ہے بہار

داغ اور زخم آئین ہین جو لالہ و گل اُس مین ہین
تمکو بھاتی ہی خزان اور ہمکو بھاتی ہی بہار
تیری ضد سے غیر پر تیری عنایت دیکھکر
دیکھیے اس سال کیا کیا گل کھلاتی ہی بہار
خندۂ دیوانگی یان بعد مردن بھی رہا
زعفران کی کیون نہو مجکو رلاتی ہی بہار

فصل ہی یا آپ کے عاشق کی چھاتی ہی بہار
محو حیرت کو وصال و ہجر دونون ایک ہین
سبزۂ بیگانہ کے قربان جاتی ہی بہار
چشم گلشن پر قدم رکھتا ہوا کون آئیگا
خاک سے اُگتے ہین گل اُنکو ہنساتی ہی بہار
غنچہ ہاے آرزو ہوتے ہین اب کھلنے کو تن

امتیاز دلبری و دلبری مین فرق ہے
بلبل تصویر کو کب یاد آتی ہی بہار
ابتداے فصل ہی مین غیر نے بھی تھا گل
عطر فتنہ مین گل نرگس بسائی ہی بہار
کچھ سواے گریہ جون ابر اپنی قسمت مین نہین
خیر مقدم گلشن ایمان مین آئی ہی بہار

عمرو نے جام بھرا ہی چاہتا ہی ابلیس کو دے کہ زمین بارگاہ کانپی نیر کے نعرے کی آواز آئی نعرۂ صاحبقران

منم سرکن لشکر کافران
سمندون بہ پیشم فراری شدہ
ہمہ شہر آباد اسلام شد

بہ پیشم نگون شدہ سر کافران
ہم عفریت از تیغم عاری شدہ
کہ صاحبقران در جہان نامم

منم اختر برج عز و جلال
ہمہ قاف از کفر شدہ پاک و نہان

منم ماہتاب سپہر کمال
سلیمان کو حیلے لقب شدہ

ابلیس گھبرا گیا جام ہاتھ مین لیچکا تھا انجام کا خیال نہ تھا ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گرا منہہ سے نکلا یارو بھاگو کنیزان ساحری نے سچ کہا تھا کہ جمنا تھمنا مشکل ہوگا وہ ساعت آگئی دیکھو زمین تھرا گئی سب سردار لینا لینا کہکر اُٹھے امیر تیغۂ عقرب کھینچکر گھس پڑے تلوار چلنے لگی جس ساحر پر ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے زبان سے فرماتے ہین ہاے یارو فادار ہاے مونس و غمگسار کہ عمرو لڑتا ہوا قریب آیا کہا آقا سے نامدار آپنے غضب کیا مین نے عیاری کی تھی عمرو نے اپنے کو ظاہر کیا امیر نے گلے سے لگا لیا فرمایا خواجہ فراق تمھارا گوارا نہوا مین تمھارا سر لینے آیا تھا جان اپنی دیتا عمرو نے کہا آقا آپنے بڑا احسان کیا لطف میری عیاری کا مٹا دیا مین نے زوورقت کو مارا بالاے قلعہ مہتر زوورقت کا سر ہے اب عمرو ساتھ امیر کے لڑائی مین مصروف ہوا امیر لڑتے ہوے قریب ابلیس پہونچے ابلیس نے اپنے سردارون کو اشارہ کیا جس سردار نے بڑھکر سحر کیا بسبب اسم اعظم کے ہاتھ سے صاحبقران کے زخمی ہوا جب پانچ چار سردار امیر کے ہاتھ سے مارے گئے ہرچند ابلیس غل مچاتا ہی کوئی سردار آگے نہین بڑھتا منہہ پر شیر کے روباہ نہین چڑھتا امیر پچاس سردارون کو زخمی کرکے قریب ابلیس خود پرست کے پہونچے ابلیس نے خوب خوب سحر کیے زمین ہلا دی آگ برسا دی سب سحرون کو صاحبقران دفع کرکے سامنے ابلیس کے پہونچے ابلیس نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تیغۂ عقرب پر روکا اُلجھا وے مین سے ہاتھ نکال کے ہاتھ مارا ابلیس نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا مگر یہ تیغۂ سحرکش دست زبردست امیر با توقیر تڑپ کے تیغہ گرا بر سپر کے ٹکڑے اڑا دیے تاج و خود و سر کو کاٹا جب سر ابلیس کا زخمی ہوا کانپنے لگے زمین پر گرا مثل عقاب کے بلند ہوا پکار کے آواز دی یارو نکل آؤ جس ساحر نے قصد کیا ہزارون کو سردارون نے تیرون سے گرایا خطا شعار مر کے گرے چلا نہ سکے مگر کئی لاکھ ساحر باز و غیرہ بنکر ابلیس کے ساتھ نکل گئے اہالیان شہر نے پناہ مانگی ایک بڑا ازدار ساحر ابلیس خود پرست کا افتخار جادو وزیر اعظم دستور معظم تھا وہ گرفتار ہو کے مطیع الاسلام ہوا اُسنے عرض کی ابلیس خود پرست کو قصر اسرار سامری سے ہدایت ہوئی تھی کہ آپ طلسم بقراط مین چلے جائیے معلوم ہوتا ہی وہ طلسم بقراط مین چلے گئے مشہور جادو وہان کا بادشاہ ہی وہ ابلیس کو سجدہ کرتا ہی کافور سحر فروش بادشاہ طلسم کا وزیر اعظم ہی غلام نے سنا تھا کہ نوح طلسم بھی قبضے مین کافور سحر فروش کے ہی اب حضور جانے کا قصد نہ کرین بندگان عالی کو بڑی تکلیف ہوگی امیر نے کہا اے افتخار کبھی مجھے ایسا اتفاق نہین ہوا کہ مین کسی ملک پر گیا ہون اور بدون فتح واپس ہوا ہون انشاءاللہ ضرور جاکر طلسم فتح کرونگا یہ بیچیا بندگان

ظاہر ہو گا تا پھرتا ہی ہزار ہا بندگان خدا اسی بلا کی وجہ سے برباد ہوئے ہین اس مرتد کو چھوڑونگا ضرور طلسم لقراط پر
جاؤنگا تین دن مین صاحبقران فتح قلعہ آتشین پرستان کر کے اسلام آباد کیا افتخار جادو کو حاکم کیا افتخار نے
عرض کی مین قدم نہ چھوڑونگا ساتھ رہونگا امیر نے فرمایا ہمارے طریقے کے سراسر خلاف ہی مین نے کبھی ساحر کو ساتھ
نہین رکھا اللہ کی عنایت سے پرو قاف مین میری شادی ہوئی ملکہ آسمان پری دختر شہپال بن شاہرخ میری
زوجہ ہی اگر ذرا اشارہ کر دون لشکر لاکھون پریون کا لیکر اپنے مدد آئے مگر مین نے کبھی قبول نہین کیا دیو جن
دیو پرزاد ساحر کی مدد سے ہمیشہ محروم رہا افتخار نے عرض کی غلام کے ساتھ ہونے سے رہبری ہوگی قسم کھاتا ہون
کہ خلاف حکم حضور ہرگز نہ کرونگا امیر نے ناچار مجبور افتخار جادو کو ساتھ لیا طرف طلسم لقراط کے چلے لشکر بھی
ہمراہ ہی سرداروں مین مہر اعجاز ومقبل وفادار وغیرہ موجود ہین تیسرے دن سامنے قلعے کے آکر پہونچے دیکھا گرد قلعہ
آگ روشن ہی ایک طاؤس بالائے قلعہ صدا سے ہیبت دے رہا ہی خندق مین شعلہ ہائے آتش شعلہ ور موجہ آتش
مضطر ایک گنہگار کو بھیجا جب وہ شخص قلعے کے سامنے پہونچا پہلو سے طاؤس کے ایک پیرزال ایک ورق ہاتھ مین
لئے جسمین کچھ لکھا ہوا آواز دی او آنے والے طرف قلعے کے نہ آنا ورنہ جان کا زوال نہین معلوم کیا حال ہوگا مگر وہ گنہگار
بحکم صاحبقران عالی وقار گیا تھا جب سامنے قلعے کے پہونچا آتش ساکن ہوئی ایک آواز آئی دروازہ اس
قلعے کا کھلا آتش مین بھی در پیدا ہوا دو کرسیان لیکر دو غلامان ترکی نکلے سامنے چبوترے پر دونون کرسیان بچھا دین
پھر لاکر ایک میز بچھائی تھوڑی دیر کے بعد ایک نازنین نہایت حسین وجمیل زیور ولباس سے آراستہ کرسی پر آکے
بیٹھی اس جوان کو بلا کر دوسری کرسی پر بٹھایا وہ جوان گنہگار حیران جمال ومحو دیدار تھا گلچینی گلشن جمال کی کرتا تھا
ٹھنڈی سانسین بھرتا تھا اس نازنین نے اپنے ہاتھ سے جام شراب بھر کر پلایا پیتے ہی یہ جوان دست درازی کرنے
لگا چاہتا تھا گلے مین ہاتھ ڈالدون بوسہ رخسار سے انور کا لون وہ نازنین منع کرتی تھی خبردار یہ کیا کرتا ہی یہ وقت وصل و
وصال نہین ہی یہ لوگ جو سامنے دیکھ رہے ہین انکا خیال نہین ہی بالائے قلعہ ضعیفہ وطاؤس بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین
مجھے شرم آتی ہی شب کو اتفاق ہو گا ورنہ اشتیاق ہو گا اس جوان نے نہ مانا گلے مین ہاتھ ڈالدیے بوسہ لیا وہ نازنین
اٹھکر بھاگی یہ جوان اسکے پیچھے چلا وہ نازنین خندق مین پھاند پڑی اس ضعیفہ نے پکار کر آواز دی ای جوان اس مکارہ
کے پیچھے نہ جانا اس آگ سے اپنی جان بچانا مگر وہ ایسا مبہوت تھا کہ خندق مین پھاند پڑا صدا ہائے ہاہو بلند ہوئی
ایک ابر آیا عرصہ دراز تک برسا مگر پانی کی تاثیر شعلہ ہائے آتش پر نہوئی آخر ابر کھل گیا دیکھا اس جوان گنہگار کا
لاشہ زمین پر آکے گرا ایک آواز ہیبت آئی خبردار جو کوئی قصد طلسم لقراط کریگا اسی حسرت ویاس سے مارا جائیگا عجائب
وغرائب طلسم سے امان نہ پائیگا صاحبقران یہ تماشا دیکھکر بارگاہ مین آئے شب کو عبادت خانہ آراستہ کیا بیتاب
ہوکر دعا کی ای کریم کارساز ای بندہ نواز سوائے تیرے کون معین ومددگار ہی تو ہمارا پروردگار ہی ہر مرتبہ ہلاکت سے بچالے
بحق بزرگان دین رہبری فرمائی جائے کہ کس طرح اس طلسم مین جاؤن اس طرح دعا کی شب کہ رہے تھے کہ یہ آپ ہی کا
کام ہی اس جلالت مین تمام عالم مین آپ کا نام ہی پہر رات رہے امیر کو غنودگی ہوئی ایک مرد بزرگ کو عالم
خواب مین دیکھا فرما رہے ہین ای فرزند کیا ارادہ ہی امیر نے عرض کی کہ طلسم کا فتح کرنا منظور ہی ان بزرگوار نے
فرمایا اس راستے سے اگر لاکھ آدمی جائینگے سب کا یہی حال ہوگا مگر تم دست راست کی جانب جاؤ ایک شہر
ملیگا کہ اسکو شہر مراد کہتے ہین وہین سے سب سامان بن پڑیگا امیر صبح کو اٹھے سب سے یہ حال بیان کیا یکہ وتنہا
بموجب ہدایت چلے دوسرے دن سامنے شہر کے پہونچے بسم اللہ کہکے شہر مین داخل ہوئے شہر آباد دعا بادلشا

دو کانین در بست اہالیان شہر چالاک و چست زمین حسن خیز ہر کوچہ زر ریز دیکھتے بھالتے بموجب ہدایت سرا مین آکر اُترے شب بسر کی صبح کو اُس شکر تبسم سے ہین کہ سرا مین ہلڑ ہوا دیکھا مسافر مہتر و مہتر انیان کپڑے اچھے اچھے پہنکر چلے جاتے ہین امیر نے جس سے پوچھا کسی نے جواب با صواب نہ دیا آخر غصے مین مہترانی کا ہاتھ پکڑا کہا نیک بخت ایک بات پوچھتے ہین اُسکا بتانا بھی ناگوار ہی تب مہترانی نے کہا ای شہریار مہیان کا بادشاہ ملک ریحان شاہ صاحب لیاقت اُسکی دختر بلند اختر ملکہ قمر پیکر بعد ایک مہینے کے اپنے قصر عقیق نگار پر جلوس فرماتی ہین بڑے بڑے تاجر رئیس شاہزادے لاکھون آدمی آکر برائے نظارۂ جمال اُس حور مثال کے جمع ہوتے ہین ایک خواجہ سرا آکر زیر محل ٹھہرتا ہی اگر کوئی شخص اُسپر عاشق ہو خواجہ سرا کو پیغام دے وہ خواجہ سرا اُسی وقت بادشاہ سے اطلاع کرتا ہی ایک نقابدار نعلی پوش حرم شاہی مین رہتا ہی وہ نقابدار آکر نعرے کرتا ہی کہ عاشق ملکہ کہان ہی ہمسے مقابلہ کرے اگر ہمکو زیر کریگا قمر پیکر سے شادی کرے اگر ہم غالب ہونگے قتل کر ڈالینگے پس مقابلہ پڑتا ہی ہمنے آج تک کسی کو نقابدار پر غالب ہوتے نہین دیکھا ہی وہی تماشا دیکھنے ہم بھی جاتے ہین بعد مہینے کے یہ سامان نصیب ہوتا ہی جمال باکمال اُسکا دیکھکر ہر خرد و کلان پیر و جوان نثار جمال ہوتے ہین مگر جب سے کئی سو آدمی مارے گئے اب کوئی نام عشق نہین لیتا صاحبقران نے کہا کہ تماشا دیکھنے ہم بھی چلینگے لباس اپنا پہنکر صاحبقران بھی اُس مجمع مین آئے دیکھا ایک قصر معقول عقیق نگار معلوم ہوتا ہی آگ لگی ہوئی ہی دریچہ بند مشتاق لوگ سامنے قصر کے کھڑے ہین ایک طرف وہی خواجہ سرا کھڑا پکار رہا ہی کہ عاشقون کا پیغام بر ہون جو مجھکو پیغام دیگا پیغام پہونچا دونگا دیکھا دریچہ کھلا کنیزون نے لاکر ایک کرسی بچھا دی تمام کنیزون نے آکر ازدحام کیا بعد تھوڑے عرصے کے ملکہ قمر پیکر ماہ منظر رشک قمر سمن بر کرسی پر آکر جلوہ فرما ہوئی اُسوقت اُس میدان مین ایک شور برپا ہوا کسی نے کلیجہ تھام لیا کوئی ہائے کہکر گرا کوئی ایک جانب بھاگا کہ ہمارا عشق نہ ظاہر ہو ہمارے حال سے کوئی نہ ماہر ہو مگر صاحبقران زمان نے جو نگاہ اُٹھا کر اُس نازنین زہرہ جبین موسوم بہ قمر پیکر کو بہ نگاہ غور دیکھا کبھی ایسا سراپا نگاہ سے نہ گذرا تھا ایسا

نظم

حسن ایسا کہ جسے دیکھ کے مہ چار دو ہم
یاد کرتا ہی رہے دامن مژگان کی جیب
زلفیں یون بکھری ہوئی چہرے پہ ملتے بھی نہ
کھیل جائے دمن کالا جو ڈسے اسکی لٹک
آنکھ ملاکے جو دیکھا تو ہی اک بادلہ رحمت
ایک بیک دیکھے تو ایک چند ہی رہا بھیجا
بعد دو قہر کہ تھنے مین ہو جس کے ہر لہر
جس طرح ایک کھلونے پہ ہین دو بالک
غرق دریائے جواہر مین ہی وہ پاؤن تلک
چہرے مین ایسی ہی گرمی کہ شب و روز جسے
گھر کو بادیئے کو عشاق کے دریائے اٹک
ناگنی پیچ مین آ اُسکے نہ مانگے پانی

سراپا خوب حسن تا سر خوب سینے پر نار پستان کا اُبھار زیور جواہر حسن کا نکھار دو ستارے ہین دل کے پار ہو مین یا دو حباب دریائے نور تھے کہ جن سے رہائی غیر ممکن رنگ رخسار گلنار بلبل طبیعت گھبراتی تھی کبھی آہ کبھی واہ صاحبقران کا یہ حال ہوا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا یقین کامل ہوا کہ اب دام زلف سے نہ نکلینگے بُرے پھنسے آہ کرکے زمین پر گرے نہین معلوم کتنے عرصے تک بیہوش رہے وہ نازنین چند ساعت بیٹھکر اُٹھ گئی ہزارہا آدمی آہ کرتے ہوے بیٹھے دوکانین اُٹھنے لگین قریب تھا میلہ برخاست ہو جائے کہ صاحبقران کی آنکھ کھلی لڑکھڑاتے ہوے قریب اُس خواجہ سرا کے آئے کہا میان صاحب مین ملکہ قمر پیکر پر عاشق ہوا چاہتا ہون وہ نقابدار نعلی پوش آئے مجھسے آکر مقابلہ کرے اگر اُسکو زیر کرونگا ملکہ کے ساتھ شادی ہوگی ورنہ اُسکو قتل کا اختیار ہی خواجہ سرا گیا تھوڑی دیر کے عرصے مین پھر ویسا ہی جماؤ ہو گیا میلے والے اشتیاق مین پلٹ آئے خواجہ سرا جو گیا ہوا تھا تھوڑی دیر کے بعد نقارے پر چوب پڑی دیکھا ملک ریحان شاہ تخت پر سوار

بڑے عظم و شان سے آکر پہونچا لوگون سے پوچھا وہ عاشق قمر پیکر کہان ہی ذرا ہمارے پاس لاؤ جب صاحبقران قریب آئے جمال بیمثال دیکھکر حیران جمال محو دیدار ہوا پوچھا ای نوجوان کیون اپنے تئین بلا مین پھنساتا ہی آجتک بڑے بڑے پہلوان آئے نقابدار نیلی پوش سے لڑے کوئی اُس ظالم پر غالب نہ ہوا امیر نے فرمایا ای خواجہ فتح و ظفر تو خدا کے اختیار ہی ہمنے جسوقت سے دیکھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہی فوج غم و الم نے گھیرا ہی اگر سامنا ہوجاتا تو ہم یہ عرض کرتے نظم

ابھی سے پھر ہی فتنہ ہی اک قیامت ہی
عروج حسن میں وہ آفتاب کیا ہوگا
سوال دل تو بجا ہی پر یہ ہی خاموش
طلب جو شیشے مین شغل شراب کیا ہوگا
فراق یار مین تنکے مجنے وطن چھوٹا
وداع غریب سے نازک جواب کیا ہوگا
جو خوش بہر جہالت ہو بات کرنے سے
حساب پاک ہی اپنا حساب کیا ہوگا

نقاب اُٹھاؤ کہ لطف شراب کیا ہوگا
ہی کمسنی مین یہ عالم شباب کیا ہوگا
برنگ زلف اُلجھنے سے فائدہ ای دل
پیام بر کو عنایت جواب کیا ہوگا
ہو دو گے عارض سیمین کا اک ہمین بوسہ
اب اور ای دل خانہ خراب کیا ہوگا
جلا بھنا ہوا ہی سوز رشک وحسرت سے
شب وصال مین وہ ہجاب کیا ہوگا

ذرا وہ عکس تو جام آفتاب کیا ہوگا
ابھی نگاہ ٹھہرتی نہین ہی گالون پر
خموش وہ بت حاضر جواب کیا ہوگا
کروگے مست کسے آج کسکو تاکا ہی
خسارہ ای صنم لاجواب کیا ہوگا
ذرا سے رخ کی ای بحر حسن تاب نہین
لذیذ دل کے برابر کباب کیا ہوگا
نہین ہی ڈر ہمین روز شمار کا ای نور

ملک ریحان شاہ حسرت پر امیر کی بہت رویا کہا ای جوان آجتک کوئی نقابدار نیلی پوش پر غالب نہین ہوا جو لڑا اُسنے زیر کیا فوراً قتل کر ڈالا آپ کے چہرے پر آثار شرافت و نجابت و جلالت ہویدا و ظاہر ہین ہم نہین چاہتے کہ آپ کو ہمارے سامنے رنج پہونچے امیر نے فرمایا آپ نے براہ محبت ایسے کلمات نصیحت آیات ارشاد فرمائے کہ جس سے دل کو قوت ہوئی لیکن آپ اُس ملعون کو آنے تو دیجیے صدہا بندگان خدا کا اُسکی گردن پر خون ہی شاید حافظ حقیقی نے اُسکا بدلہ ہمارے ہاتھ سے مقرر کیا ہو ریحان شاہ خاموش مگر امیر نے مکرر فرمایا ہم اتفاق سے آپ کے شہر مین آگئے ایسا سبب ہوا کہ گھوڑے کبھی نہ لاسکے ناچار ہوے ایک مرکب واسطے جنگ نقابدار کے ہمکو بھی عنایت ہو ریحان شاہ نے ایک مرکب باد رفتار نہایت چست و چالاک زین و لجام سے آراستہ حاضر کیا امیر پشت مرکب پر سوار ہوے مگر قضائے کار یہ خواجہ سرا نقابدار نیلی پوش کو خبر کرکے محل مین ملکہ قمر پیکر کے آیا ملکہ نے پوچھا بیان بشیر صاحب آج کیا غل ہی سنا ہی کہ پھر میلہ جمع ہوا ہی اسکا کیا سبب ہی خواجہ سرا نے کہا اگر غلام کی جان بخشی ہو تو عرض کرے ملکہ نے فرمایا آمین ہرج کیا ہی بیان کرو خواجہ سرا نے عرض کی کہ صدہا جوان براے مقابلہ نقابدار بہادر آئے لڑے زیر ہوے مارے گئے مگر یہ جوان رشک یوسف ہی گیا اسکے حسن و جمال کا ذکر کرون آپ کے باپ نے بھی سمجھایا تھا کہ نقابدار سے مقابلہ نہ کرو مگر وہ جوان آپ کے عشق مین اسقدر بیقرار ہی کہ نہین مانتا جان دینے پر آمادہ ہی مگر یہ بھی عرض کرتا ہون کہ رستم خصال سہراب جلال ہی سپاہگری مین بھی کمال ہی قوی تن قوی من مناسب ہو تو آپ بھی اس لڑائی کو ملاحظہ فرمائیے چند ساعت کو قصر پر تشریف لیجلیے اس فصاحت سے تعریف جمال صاحبقران بیان کی کہ ملکہ بیقرار ہوگئین چھڑی یاقوت نگار ہاتھ مین لی پائنچے سنبھالے واسطے دیکھنے صورت زیبا صاحبقران کے کوٹھے پر آئین کرسی بچھاکر جلوہ فرما ہوئین بشیر نے بتلایا وہ دیکھیے قریب تخت ملک ریحان شاہ گھوڑے پر سوار آمادہ حرب و پیکار کھڑے ہین ذرا ہراس نہین ہی طور ابتدا سے دیکھ رہا ہون ملکہ کی جو نگاہ جمال جہان آراے صاحبقران پر پڑی خود ہو دسر پر زرہ داؤدی زیب جسم الزرچہرہ آفتاب

ابرو رشک ہلال مسلح و مکمل پودھے پر ہاتھ ڈالے کھڑے ہین نیزہ ہلا رہے ہین گھوڑے کو چمکار رہے ہین
ملکہ دیکھکر تھرا گئین آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا قلب بھی تھرایا یقین تھا کرسی پر سے گرین وزیرزادی نے سنبھالا
دیکھا تو رنگ رو متغیر نہایت متردد و متحیر بہ مشکل اپنے کو سنبھالا مگر بے ساختہ منہ سے نکل گیا آہ کیا ہوگا سب کے
خون ہماری گردن پر ہوے اری نگوڑیو تم تو مردانے کپڑے پہنکر اکثر باہر جاتی ہو ذرا کوئی جائے جاکر اس
جوان کو سمجھائے طریقے سے معلوم ہوتا ہے غریب الوطن حامل رنج و محن ہے کوئی دوست و مونس ہمراہ نہین نہین معلوم
یہان آنے کا باعث کیا ہوا کنیزین خاموش ملکہ کو محبت کا جوش بہ نگاہ حسرت دیکھ رہی ہین کہ ایک طرف سے گرد اڑی
سب نے دیکھا کہ لقا ہدار نیلی پوش بصد جوش و خروش پشت کرگدن پر سوار بڑا سا نیزہ ہاتھ مین چوڑا تیغہ
حمائل پشت پر دس ہزار جوان سیہ پوش اس کروفر سے لقا ہدار میدان مین آیا مثل دیو کے چلایا کون میری
معشوقہ کو بدنام کرتا ہے صاحبقران نے مرکب اڑایا نعرہ شیرانہ کیا او ملعون ادھر سامنے آ جیسے آنکھ بلا
یہ برقعہ بیحیائی کیون منہ پر ڈالا ہے سپاہی کی گانٹھ بناہی لقا ہدار مثل شعلہ جوالہ برابر امیر کے آیا نیزہ مارا قصد تھا
یون ہی نیزے پر اٹھا لون امیر نے نیزے کو نیزے پر رد کا نیزہ چلنے لگا تمام خلقت دیکھ رہی ہے مگر سب
واسطے صاحبقران کے دعائین کر رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہے کہ یا لات و منات اس ظالم کو اس جوان
رعنا کے ہاتھ سے قتل کراؤ سیکڑون بندگان خدا بے خطا اسنے مارے کسی پر اسکو رحم نہین آیا آج تو یہ بھی
بہ حسرت و یاس مارا جائے اس جوان کی ہم سب اطاعت کرین بادشاہ کا داماد مشہور ہو ہمارے بھی قلب
کو سرور ہو ملکہ بھی بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہین سجدے کرتے کرتے سر سے قطرے خون کے ٹپک رہے ہین کہتی ہے
اے خالق حقیقی و اے مالک تحقیقی اس شیر بیشۂ جرأت کو اس بیحیا کے ہاتھ سے بچائے امیر نے ایک مقام پر گانٹھ کر
تھپیڑا مارا نیزہ اس کے ہاتھ سے نکل گیا شہر مین ہلڑ ہوا لوگون نے تعریف کی صدائین بلند کین اے جوان کیا کہنا
کیا کمال کیا ایسے ملعون کا نیزہ نکالا مگر لقا ہدار نے محجوب ہوکر تیغۂ برق تاب بصد قہر و عتاب نیام انتقام
سے کھینچا صاف معلوم ہوتا تھا کہ اژدہا غار سے نکلا یا آہ دل مظلومان تیغہ چمکا کر کہا اے جوان یہ وہ تیغہ ہے کہ اگر
پہاڑ پر مارون تا بہ بیخ کاٹون امیر نے فرمایا کیون بیہودہ بکتا ہے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے بار بچا کر
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا لقا ہدار نے گریبان پکڑا گھوڑے دکرگدن سے دونون کودے کشتی ہونے لگی امیر جو
اس لقا ہدار سے لپٹے معلوم ہوتا تھا یہ بیحیا کندۂ جہنم ہے بدن سے آگ نکل رہی ہے اسم اعظم پڑھنے لگے گرمی
موقوف ہوئی اب کشتی ہونے لگی تمام خلقت نے دیکھا آپس مین کہ رہے ہین یارو یہ جوان بڑا صاحب زور و
طاقت ہے لقا ہدار کے بھی چھکے چھڑا دیے یقین تو ہے کہ غالب آئے ظالم کی رسی دراز ہے مگر اب تو اسکا وقت زوال
ہونا چاہیے تیسرے پیچ پر امیر نے اکھیڑ کر مارا چارون شانے چت گرا امیر کو دکر چھاتی پر سوار ہوے
نقاب نوچی دیکھا ایک سیاہ رو بدخو کریہ منظر بدصورت یا کالی کی مورت امیر نے کہا منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان
حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان ادیان باطلہ پر لعنت کر دم وحدانیت کا بھر ورنہ اب جان نہ بچیگی اُس
بے تمیز نے جواب سخت دیا امیر نے ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھا ایک ٹھوڑی پر رکھکر ایک جھٹکا مارا مع نرخرے
کے گردن کو گھسیٹ لیا اندھیرا ہوگیا آواز آئی کشتی مرا نام من فرتوت جادو بود افسوس مردیم و جان داد یم
و بہ مطلب خود نہ رسیدیم وہ دس ہزار سوار جو کھڑے تھے تلوارین کھینچکر صاحبقران پر آپڑے اب تو امیر نے
تیغۂ عقرب کھینچا جوش جرأت مین اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ صاحبقران

بہ حکم خدا البتہ شمشیر چار سر سرکشان جملہ در خاک کرد	یکی تیغ صمصام و قمقام نام	یکی تیغ عقرب یکی ذو الحجام	ازین کافران از جہان پاک کرد

ملک ریحان شاہ نے جو نعرۂ صاحبقران کی صدا سنی کہا یارو تمنے سنا یہ شخص صاحبقران زمان داماد نوشیروان ہی اپنی فوج کو اشارہ کیا صاحبقران کی شراکت کرو یہ بیجا ناانصف کیون لڑتے ہین جو عہد تھا پورا ہوا مین صاحبقران کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کرونگا زہے شرف نصیب سعادت کہ میری بیٹی خدمت مین ان عالی وقار کے جائے فوج ریحان شاہ چلی صاحبقران نے پلٹ کر آواز دی ای ریحان شاہ اپنی فوج کو منع کرو مین سمجھ لونگا مین اکیلا ان سب کو شکست دونگا تم نہ گھبراؤ مگر ریحان شاہ کے دل کو جبر فرار تھا خود تلوار کھینچکر جا پڑا آخر وہ سیاہ پوش لڑ بھڑ کر قریب لاشۂ لقا بدار پہونچے بہ کمال تلاش لاشہ اُٹھایا شکست فاش ہوئی روتے پیٹتے بھاگے شہر والے ان سبھون سے جلے ہوئے تھے سیکڑون کو بنئیے بقالون نے مار لیا بہ مشکل شہر سے بھاگ کر نکل گئے آخر ریحان شاہ نے تخت سے کود کر رکاب صاحبقران پر ہاتھ ڈالا کہا ای شہر یار بس حریف کو آپنے مار اسایۂ دامن دولت اس حقیر پر ڈالا کمال احسان ہوا صاحبقران دریائے خون مین نہائے ہوئے پلٹے کہنی سے خون ٹپکتا ہوا لختے خون کے سینے پر ملکہ کوٹھے پر سے دیکھ رہی ہین تپش قلب و سبدہم زیادہ جان دینے پر آمادہ گھبرا کے نگاہ اُٹھا کر دیکھا کنیزون نے کہا حضور ہم آپ کو اسوقت بہت پریشان پاتے ہین آپ کی پریشانی پر گھبرائے ہین لونڈیون سے حال کہیے ہم لوگ جان نثار ہین ملکہ نے گھبرا کر کہا کیا کہون حال کہنے کے لائق نہین زبان سے بیان نہین ہو سکتا دل تڑپ رہا ہی قلب پھڑک رہا ہی کہنا مناسب نہین دل تردد منزل اظہار کا طالب نہین چاہتی ہون چھپاؤن اب نہین چھپتا دیکھون انجام کیا ہو دامن ضبط دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ بدعت محبت سے ٹوٹا غم فرقت کا زور ہی اب حال ظاہر ہوگا نظم

ہمارا عشق کا قصہ بھی یادگار رہوا
تپ فراق سے گھل گر یہ جسم زار رہوا
لڑی جو آنکھ تو خنجر جگر کے پار رہوا
برنگ دامن گل جیب کے کیے پرزے
جو پالکی مین کسی روز مین سوار رہوا
ہزار غیر نے بھڑ کایا شعلہ رویون کو
کبھی نہ شیر کی صورت سے کم بخار رہوا
تڑپ تڑپ کے سحر کی فراق جانان مین
سوال بوسۂ لب سخت ناگوار رہوا
سیاہ نامۂ اعمال تھا جو عصیان سے
سوائے غم کے نہ کوئی رفیق و یار رہوا
کبھی رقیب کو آنے نہ دیتے جو تمکو
نہ حیف آج کی شب بھی وہ ہمکنار رہوا

نہ چین بعد فنا بھی تہ مزار رہوا
کہ رونگٹا بھی نقاہت سے تن پہ بار رہوا
برنگ بلبل شیدا فدائے یار رہوا
جنون ہوا مجھے جب موسم بہار رہوا
وہ پھر فاتحہ بسا تھ غیر کے آئے
مگر کسی کے نہ کہنے کا اعتبار رہوا
بہار مین بھی یہ ارمان رہگیا دل مین
عجیب حال ہوا دل جو بیقرار رہوا
پلک جو ناز سے جھپکائی اُس پریرو نے
خدا کے سامنے کیسا مین شرمسار رہوا
بنائے بال جو اُسنے تو مرغ دل میرا
تمھارے گھر پہ ہمارا نہ اختیار رہوا

سوائے ہجر میسر نہ وصل یار رہوا
کہ بعد پرسش اعمال کے فشار رہوا
شہید جو ہر تیغ نگاہ یار رہوا
ہزار شکر کہ صیاد بھی شکار رہوا
ہوا یہ وہم جنازہ ہی چار کے کاندھے
کمال روح کو صدمہ تہ مزار رہوا
لگی رہی تپ فرقت سے تن بدن مین آگ
گلون کا ہاتھ نہ مہ کے گلے کا ہار رہوا
بگڑ بگڑ کے لگے گالیان مجھے دینے
بس ایک تیر ادا تھا کہ دل کے پار رہوا
شریک حال مصیبت مین کون کسکا ہی
اسیر حلقۂ گیسو سے مشکبار رہوا
لپٹ لپٹ کے مین ای نور چین سے سوتا

ہر چند کنیزون نے پوچھا ملکہ نے سوائے کلمات حسرت و یاس کے کچھ نہ کہا کوٹھے سے اُتر آئین اپنے مقام پر آ کر سر جھکا کے بیٹھین و سبدہم یہی خیال ہی کہ ظاہر مین تو بہتر ہوا دیکھیے

انجام کیا ہو یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ یہ صاحبقران داماد نوشیروان ہین زہے فخر و سعادت کہ مجھ ایسی حقیر سے پیوند ہو یہ کوشش سود مند ہو مگر ریحان شاہ صاحبقران کو بارگاہ مین لائے مقام صدر پر بٹھایا لباس خون آلود تبدیل ہو شیوۂ جرات کفیل ہوا مگر ریحان شاہ جب تخت پر متمکن ہوے ساقی بجوان کو اشارہ کیا جام صاحبقران کے سامنے کیا امیر نے فرمایا ای ریحان اگر ہمسے محبت ہی ادیان باطلہ پر لعنت کر دین یزدان پرستی قبول کرو ریحان شاہ بموجب ارشاد صاحبقران مع وزرا امرا کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا صاحب ایمان ہوا امیر نے جام پیا صحبت عیش گرم ہوئی مگر ریحان شاہ نے وزیر کو اشارہ کیا وزیر نے ترنج خوشبوئی سینے پر امیر کے لگایا امیر کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا صدا سے مبارک و سلامت بلند ہوئی ملکہ سر جھکائے بیٹھی ہین کہ ایک کنیز شمشاد نام سے دوڑی ہوئی آئی عرض کی واری مبارک ہو آپ کے والد نے آپ کو ساتھ صاحبقران کے منسوب کیا اب تو سب کنیزین مبارک مبارک کہنے لگین ملکہ نے جھلا کر منھ پھیر لیا کہا کیا بیہودہ بکتی ہو مان باپ کی بیٹیان جہان چاہین جھونک دین مجھے مبارک سلامت کیسا یہ فرما کر حکم دیا ہمارا محافہ لاؤ ہم باغ مین اپنے جائینگے یہان ریحان شاہ نے صاحبقران سے بہ عجز عرض کی حضور نے کچھ ارشاد نہ فرمایا کہ اس ملک کو کس وجہ سے قدوم میمنت لزوم سے منور کیا امیر نے فرمایا ای ریحان شاہ ابلیس خود پرست کہ اُسنے بڑے بڑے زور ڈالے اور بڑے بڑے مکر کیے مگر خدا نے اُس گستاخ سے بچایا وہ اب بھاگ کر طلسم لقراط مین گیا ہی وزیر اعظم اُسکا مسلمان ہوا اُسنے قلعہ طلسم کا نشان دیا بموجب ہدایت یہان تک آیا اب آیندہ جیسا کچھ منظور خدا ہو ریحان شاہ نے عرض کی دو ہفتے کی غلام کو مہلت ملے اس عرصے کے اندر شادی کر دونگا صاحبقران کو نام دو ہفتہ کا بہت شاق گزرا دم نہ مار سکے ایک مقام بہت عمدہ ریحان شاہ نے واسطے صاحبقران کے خالی کرا دیا خادم خدمتگار واسطے خدمت کے دیے امیر اُس مکان مین آکر بیٹھے مگر سوچ مین کہ یہ دو ہفتے کیونکر گذرینگے بالکل تنہائی ہی افسوس ہی کہ خواجہ عمرو کو بھی ساتھ نہ لائے دیکھیے یہ زمانہ ہجر کا کیونکر کٹے نظم

میروم تا راز دل از چشم پر خون بشنوم
هر کجا افسانهٔ فرهاد و مجنون بشنوم
بسکه سودای پریشانی عشقم در سر است
از صبا بوی اگر زان زلف شبگون بشنوم
میکنم بر دفتر دیوان خود توحید وار
روز و شب حرفی که وصف قد موزون بشنوم

حرفی از راز درون شاید ز بیرون بشنوم
بس گرفتم چون به محنت مژدهٔ آسودگی
میروم مستانه هر جا نام مجنون بشنوم
منکه دارم بر جگر صد داغ بر بالای داغ
از زبان هر که از عشق تو مضمون بشنوم

جوی خون از دیده می آرم بجای جوی شیر
تا در هم ماند که از بخت همایون بشنوم
در درون سینه من غنچهٔ دل بشگفت
داغ کی گردم اگر از داغ گردون بشنوم
وست در آغوش هر دم هجو قمری تا زرین

سر جھکا کے بیٹھے ہین خدمتگارون کو بھی حکم دیا تم لوگ باہر ٹھہرو جب وہ خدمتگار بھی باہر چلے گئے اب صاحبقران اور زیادہ گھبرائے ولولہ جنون دل پہ تاری عالم بیقراری دل گھبرایا فراق مین ملکہ قمر پیکر کے سودا بڑھنے لگا گھبرا کر کھڑے ہو گئے کبھی فلک کی جانب دیکھتے ہین کبھی زمین پر خیال کیا اور اشک حسرت آنکھون سے برسائے ٹہلتے ہین دل مین درد اُٹھتا ہی مثل آئینہ حیران و بشکل زلف پریشان کبھی زبان مبارک سے یہ اشعار حسرت آثار فرماتے ہین اور زیادہ گھبراتے ہین سودائے الفت کا جوش ہی نظم

ملی آہ دل کو تو وہ ملی کہ جو جذب سے نہ اثر سے خوش
کبھی آنکھین ہمسے دو چار کین تو ہزار جانین نثار کین
وہی غم نصیب ہی ہمنشین جو اس انجمن سے اُٹھے حزین

وہ خدا نے درد دیا ہمین کہ نہ دل سے خوش نہ جگر سے خوش
دیے ہین حسینون کو لاکھ دل جو گیا ہی ایک نظر سے خوش
وہی خوش نصیب ہی بالیقین کہ پھرے جو جا کے گھر سے خوش

نئی وضع دور فلک کی ہی کہ پسند بخت ہین گردشین
ادھر اشک سرخ ٹپکتے ہین اُدھر آنکھو جوشش ہنسی کا ہی
مری شکل حال تباہ ہی مری طرح دست بدم آہ ہی
تری ہمنفس تری خامشی تری ہمنشین تری نازکی
کبھی باہر آپ سے ہوگئے کبھی ہوش سنتے ہی کھو گئے
کوئی شب وہ آئے کہ یا خدا اثر آہ نیم شبی کرے
ترے بادہ خوار ہین اور ہی شب و روز بارش آب ہی
تپش جگر سے نہ دل تپان نہ ملال کا ہی نہ جسم و جان
یہ اُڑی تھی نیند کچھ اے فلک کہ نہ جھپکی رات مری پلک
جو ٹھہر گیا تو غضب ہوا جو ملا قرار تعب ہوا
تری شوخیون مین ہی اک ادا تری گرمیون پہ ہی دل فدا
نگہ جلال مین بھرے ہین کسی رشک ماہ کے چشم و رخ

عجب انقلاب زمانہ ہی کہ فغان ہی اُلٹے اثر سے خوش
وہ لہو رُلانے پہ خندہ زن مری آنکھ رنگ اثر سے خوش
ہوے ہو گئے دیکھکے آئنہ بہت اپنی ترچھی نظر سے خوش
دہن اس کے خوش یہ دہن سے خوش کمر اُس سے خوش وہ کمر سے خوش
ہمین قاصدون نے کیا اگر کسی گمشدہ کی خبر سے خوش
کوئی صبح ایسی نمود ہو کہ اُٹھون دعائے سحر سے خوش
کوئی پیر مغ کے کرم سے خوش کوئی فیض دامن تر سے خوش
مجھے رنج پوچھے تو شادمان وہ عدو کہ میرے ضرر سے خوش
شب ہجر یار مین صبح تک مین رہا ہون بالش تر سے خوش
دل اضطراب طلب ہوا کہ ہمیشہ ہون مین سفر سے خوش
جو پسند مین تو شرار مین ہم اگر ہین خوش بھی تو شر سے خوش
اُسے شکوہ گردش چرخ کا نہ وہ دور شمس و قمر سے خوش

ان اشعارون کو پڑھکر اور زیادہ بیقرار ہوے آخر اسی پریشانی مین لباس شب روی جسم پر آراستہ کیا خیال مین آیا کہ چلکر نظارۂ جمال محبوب کرین اُسی کے سامنے جا کر مرین شاید اُس مسیحاے وقت کو رحم آجائے ہماری پریشانی دیکھکر شرمائے کمندین لیکر پشت قصر سے نکلے راہ کو طے کرتے ہوے چلے راہ مین طلایہ پھر رہا ہی صداے ہم حاضر باش و ناظر باش بلند صاحبقران اپنے کو چھپائے ہوے کہین سے جھپکے نکل گئے کہین دیوار کی آڑ پکڑی کہین نخل کی پشت پر چھپے اسطرح ٹھوکرین کھاتے ہوئے پشت باغ پر پہونچے کمند ماری کسی نخل مین پھنسی ہوئی جھٹکا دیکر دیوار پر چڑھے سر اُٹھا کر دیکھا وسط باغ مین ایک چبوترہ ہی اُسپر فرش مشجر بچھا ہی ملکہ تکیہ پکڑے محزون و مضطر سرنگون آنکھون مین اشک خون ہر چند کنیزین بہلاتی ہین کہ واری دو ہفتے کے اندر اقرار کیا ہی ضرور شادی ہوگی ماشاء اللہ اُنھون نے شرط کو کیا خوب پورا کیا لقادار کو بعد کر و فر مارا اُن ہزار ساحرون کو شکست فاش دی اور مرزا سینے جب آپ کے والد نے ارادہ کیا کہ اُنکی مدد کرین صاحبقران پلنگ کے مانع ہوے عجب طرح کا کلمہ فرمایا کہ ریحان شاہ خاموش ہو رہے وہ یہ کلمہ تھا کہ مین اپنے خدا کی مدد چاہتا ہون میرے کوئی شریک نہو اور اکیلے دس ہزار مین لڑے اس ذکر کو ملکہ بغور سنتی ہین کبھی فرماتی ہین کیون غنچہ دہن والد نامدار نے اُنکو یون سا مکان رہنے کو دیا ہی غنچہ دہن نے کہا اسلئے دریافت کرنے سے آپ کو فائدہ ملکہ نے کہا کسی کو بھیجکر خبر منگالی کہ وہ کس حال مین ہین اُنکا بھی رنگ دریافت ہوا نہی تو یہ کیفیت ہی نظم

اس رمز کو افسوس کچھ احباب نہ سمجھے
دل اُنکو ملا دیدۂ بیخواب نہ سمجھے
ٹھہرا دے اگر دل کو کبھی یاد کسی کی
سمجھی ہوئی تقدیر اُسے خواب نہ سمجھے
خود منھ سے مین کہتا کہ جگر مین ہی مرے زخم
پھر بھی دل بیتاب کو بیتاب نہ سمجھے

سمجھانے سے کیون عاشق بیتاب نہ سمجھے
ملجاتا ہی ڈھونڈھے جو دل گمشدہ عاشق
صبر اسکو تصور نہ کرے تاب نہ سمجھے
ہوتی ہی عیان شام ہی سے صبح شب وصل
تم دیکھکے روتے ہوے خوناب نہ سمجھے
شربت کے جیسے گھونٹ ہین گرتے ہین قاتل

سو جاتے بھی ہین جاگتے ہوے بخت شب وصل
کمیاب تو البتہ ہی نایاب نہ سمجھے
آ نکلے ادھر کوئی اگر فتنہ جگاتا
اس رات کو عاشق شب مہتاب نہ سمجھے
بھولا ہی یہ تو رکھدے کلیجے پر اگر ہاتھ
اس گند چھری کو کوئی بے آب نہ سمجھے

پہلو میں جگہ دے کے وہ مرے دل کو نہ گھبرائے	چند آرزوئیں ہیں بہت اسباب نہ سمجھے
سمجھانے گئے کچھ مرے احباب نہ سمجھے	اک بات نے جلال اگی لگادی مجھے چپ رہو

یہ اشعار حسرت انگیز صاحبقران نے پڑھی تھے ملکہ اسی خیال میں تھین کہ شمشاد اکڑتی ہوئی آئی عرض کی واری صاحبقران آتے ہین یہ سنکر ملکہ اٹھین دیکھا چمن مین روشنی معلوم ہوئی صاف ثابت ہوتا ہی کہ ماہتاب ان دہقان کے کھیت سے خروج کرتا ہی یا آفتاب عالمتاب برج سے نکل رہا ہی جب صاحبقران سامنے آئے ملکہ نے شرما کے سر جھکایا امیر نے بڑھکے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا دولت کونین ہاتھ مین آگئی ملکہ نے امیر کو لاکر مسند پر بٹھایا آپ کنارے بیٹھین صاحبقران کو ولولہ محبت بیتابی الفت ہر مرتبہ چاہتے ہین کہ گلے مین ہاتھ ڈالدون یا حال بیتابی دل بیان کرون مگر رعب حسن جمال سے حوصلہ نہین پڑتا ملکہ نے جام بھر کر امیر کے آگے پیش کیا صاحبقران نے ہاتھ رکھدیا ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا آپکو کسی نے منع کیا ہی یا قسم کھائی ہوگی امیر نے فرمایا ای رازدار الفت وای عندلیب باغ محبت یہ کوئی بات نہین ہی مجھسے کون قسم لے سکتا ہی مگر ہمارے تمہارے مذہب مین فرق ہی لات ومنات کیسے وہ کریم کارساز جس نے زمین وآسمان کو پیدا کیا وہی خالق مطلق ہی رحیم برحق ہی آپ کو مناسب ہی کہ کلمۂ طیبہ زبان سے جاری فرمائیے پھر دعوت کیجیے مین کسی امر مین عذر نہین ہی عین مہربانی کہ اپنے ہاتھ سے آپ نے جام بھرا دل بھر گیا آنکھون مین نشہ آگیا قلب ٹھہر گیا ملکہ نے فرمانے سے صاحبقران کے کلمہ پڑھا کنیزین بھی کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوئین اب جام چلنے لگے گلچہرہ ڈومنی حاضر ہی ملکہ نے اشارہ کیا گلچہرہ نے دامن امیر کا تھام لیا یہ غزل شروع کی غزل

دیکھئے ترچھی نگاہوں سے ادھر اچھی طرح	سامنے تیرے تڑپ لین دل جگر اچھی طرح	قصد کرنا آہ نہ کرنا ای دل عشق مین
آہ مین جبتک نہ پیدا ہوا اثر اچھی طرح	تمنے دل دیکر کسیکو ہائے پھر کیون لے لیا	کیا برائی تھی جو رہتے عمر بھر اچھی طرح
عاشقون کے حال بد پر آپ نے شوق سے	یہ بھی تو رولین کبھی دل کھولکر اچھی طرح	اپنی یون جلوہ دکھاؤ حشر تک آئینہ بھی
بیخبری اپنے لی اگر خبر اچھی طرح	دیکھکر اپنی جھلک آئینے مین غش ہوگیا	کیسے کیا ہوتا جو ملجاتی نظر اچھی طرح
قصد اٹھنے کا اگر پھر خرام ناز ہی	زلف سے کہدو ذرا تھامے کمر اچھی طرح	پالی تصویر تصور پر کسی کے پھر یہ جا
دیکھ رکھنا اسکو تو ای چشم تر اچھی طرح	خاک سر پر کیون تھی گہ خاک سر تھا جلال	کوے جانان مین ہوئی اپنی بسر اچھی طرح

اس طرح اس غزل کو اس ڈومنی نے گایا ملکہ کی آنکھون سے آنسو جاری ہین سب طرح کا جلسہ آراستہ ہوا تھی کہ پلک جھپکانے مین رات کٹ گئی وصل کی رات چھوٹی بھی ہوتی ہی ملکہ نے جو دیکھا ستارۂ سحری چمکا آنکھون مین آنسو بھر کر پکار اٹھین بیت شب وصل غریبان ہی میرے ہمدم کتنی گھٹ سے ❊ گریبان سحر کو ٹانک رکھنا دامن شب سے ❊ عندلیبان خوشنوا اپنے اپنے آشیانون سے نکلین پہلو سے گل مین پھول کر نغمہ زمزمہ سرائی کرنے لگین قمریان کو کو کرتی تھین باغبان حقیقی کی محبت کا دم بھرتی تھین مراد یہ تھی کہ ہمارا پیدا کرنے والا کہان ہی کیون آنکھون سے نہان ہی جوانان چمن لباس زمرد نگار پہنکر اکڑنے لگے نرگس کی آنکھ مین سرخ ڈورے پڑنے لگے سنبل نے زلف مسلسل کو آراستہ کیا سرو لب جو اکڑنے لگا ہرچند کہ بے ثمر ہی اپنے نزدیک کل درختون کا افسر ہی سوسن نے بھی صفت گل قدرت باغبان حقیقی مین زبان کھولی لالا با دل داغدار چمن پر بہار کا وصف کرنے والا چراغ اپنے روشن کیے ہر سمت ظہور قدرت باغبان حقیقی زیر نخل سایہ دار پھولون نے اپنا بطاؤسون مین رقص کی پکار خار شاخون سے دست تمنا بلند کرکے دعا دیتا تھا کہ ای خالق بے نیاز وای رب کارساز یہ باغ پر بہار ہمیشہ آباد رہے صحبت گل وبلبل کا نقشہ یاد رہے

یکایک بڑھا ہوا مصرع سحر ہو گئی لو سحر ہو گئی پڑھ ملکہ نے گھبرا کر طرف فضائے باغ کے دیکھا کچھ زبان سے کہہ سکین مگر خیال یہ کہ اب بدنامی ہو گی صبح ہو گئی یقین کہ باپ کے خلاف ہو گا صاحبقران نے جو ملکہ کو اداس پایا فرمایا کیون خبر تو ہی عرض کی آپ کا تشریف لانا مہربانی سے خالی نہین مگر باپ نے محل مین اگر یہی کہا تھا کہ مین امیر کے ساتھ منسوب کر چکا ایسا نہو دو ہفتے کا وعدہ ان عاشقون پر شاق ہو یہ باپ پر ظاہر ہی کہ آپ بھی عاشق ہوے اور مجھے بھی محبت ہوئی شاید انکے یہ خلاف ہو کہ مجھ پر نسبت کو ال کر چکے تھے انھون نے کیون ملاقات کی اہالیان شہر طعن و تشنیع کرینگے امیر نے فرمایا جو کچھ ہو دن کو تو مین نہین جاونگا لوگ یون بھی دیکھکر طعن و تشنیع کرینگے ملکہ نے کہا تشریف رکھیے جو کچھ ہو گا دیکھا جائیگا ملکہ نے حکم دیا بارہ دری مین بچھونا بچھے کنیزون نے جا کر بچھونا بارہ دری مین بچھایا اب منظور ہوا کہ صاحبقران کو اندر بارہ دری کے لیجائین خواصون نے آکر عرض کی بارہ دری مین فرش تیار ہی ملکہ نے کہا بسم اللہ تشریف لیچلیے مین بھی حاضر ہوتی ہون صاحبقران اُٹھے بارہ دری مین آئے فرما رہے ہین کہ ملکہ آؤ ملکہ نے آواز دی حاضر ہوتی ہون ملکہ اُٹھین چبوترے پر ٹہلنے لگین کنیزون سے کہ رہی ہین کہ سب اسباب رخت اُٹھا کے لاؤ قضا سے کار ایک جادوگر ہی کہ نام اُسکا عقاب جادو دیہات قریات کا رہنے والا صبح کا وقت اُڑا ہوا آسمان پر جاتا ہی اُسکی نگاہ جمال جہان آرائے قمر پیکر پر پڑی کبھی ایسی صورت زیبا کاہے کو دیکھی تھی بیقرار ہو گیا صاف ظاہر ہی کہ ماہ تابان اپنے برج مین پھر رہا ہی بیتاب ہو گیا تڑپ کے گرا سحر کیا خواصین دوڑین سکین ملکہ کی کمر مین پنجہ دیکر اُٹھا لیگیا ملکہ نے ایک چیخ ماری کہ ای شہریار دوڑیے مجھے جادوگر اُٹھائے لیے جاتا ہی صاحبقران بیقرار ہو کر دوڑے مگر وہ چشم زدن مین قندیل فلک ہو گیا امیر بیقرار ہو گئے چار جانب دوڑتے پھرتے ہین فراق مین ملکہ کے یہ کلمات حسرت آمیز زبان پر جاری نظم

دوش اندیشۂ تنہائی چنین می کردم
چون لب دل شدگان نالۂ حزین می کردم
گفتگوی سخن عشق من از مژۂ مست
کاش سودای ترا پردہ نشین می کردم

خون دل تا بسحر نقش جبین می کردم
از پی باد صبا بے سر و پا میرفتم
مشق سودای جنون وقت چنین میکردم

تا اثر از دل من عنبر نسیا بدچیز سے
ہر نفس یاد دم باز پسین می کردم
شد سبب خیز جنون ہر کہ مرا مخفی دید

کنیزین چلا کے روئے لگین ملک ریحان شاہ جو سو کر اُٹھا باہر آیا اس خیال سے کہ پہلے صاحبقران سے ملاقات کرون دیکھا جابجا خادم خدمتگار خاموش کھڑے ہین آپس مین کچھ چپکے چپکے باتین کر رہے ہین ریحان شاہ نے پوچھا ارے یار و کچھ خبر ہی شہریار کہان ہین سب نے عرض کی حضور مہر رات رہے تک صاحبقران جاگتے تھے غلامون کو رخصت دی کہ جا کر آرام کرو اب جو ہم لوگ اُٹھے صاحبقران کو فرش خواب پر نہ پایا چار جانب ڈھونڈھا کہین پتا نہ پایا ابھی یہ خبر پائی کہ شاید باغ مین ملکہ کے تشریف لیگئے ہین مگر غلام جو گئے باغ سے رونے کی آواز آتی ہی کنیزین غلغلہ کر رہی ہین نہین معلوم کیا اُفتاد پڑی خدا خیر کرے ریحان شاہ بیتاب ہو کے دوڑا در باغ پر آ کے دیکھا چوبدار یساول حاجب دربان سب رو رہے ہین ریحان شاہ نے کہا یار و خیر تو ہی کہا حضور ابھی صاحبقران تشریف لائے تھے ملکہ عالم نے بہ اعزاز و اکرام بیٹھنے کی جگہ دی خاطر کی کوئی جادوگر اُڑا ہوا جاتا تھا ملکہ عالم کو اُٹھا کر لیگیا صاحبقران بہت بیقرار ہین سن لیجیے کنیزون کے رونے کی آواز آتی ہی ریحان شاہ گھبرایا ہوا اندر باغ کے آیا دیکھا صاحبقران دیوانہ وار وحشی مثال ہر طرف باغ مین دوڑتے پھرتے ہین گریبان پر ہاتھ ڈالا گریبان چاک کیا منھ پر خاک ملی قصد کرتے ہین اپنے کو ہلاک کردن ریحان شاہ دوڑ کر لپٹ گئے کنیزین چلا کے روتین

رنگ باغ دگرگون لائے کا جگر خون ہوا سنبل نے بال کھول دیے چشم نرگس سے آنسو بہنے لگے جوانان چمن خاموش دریاے حیرت کا جوش عندلیبان چمن نے بال نوچے نخل شاخون سے سر پیٹ رہے ہین سینے کف افسوس ملتے ہین نخل چنار حسرت سے جلتے ہین قمری کی کوکو سے صاف ثابت ہی کہ اُس گل گلزار محبت کی جو یا چشمے اُبلنے لگے چشم حباب سے آنسو نکلنے لگے وہ سرسبزی باغ کی مبدل ہوئی بلبل نغمہ سرائی بھولی از حد بیکل ہوئی ہنگامہ برپا ہی رنگ باغ متغیر ہوگیا شمشاد اکڑنا بھولے چاہتے ہین چمن سے نکل جائین خزان کا عمل ہو سامان عیش فرحت مبدل ہو ریحان شاہ صاحبقران بے قدر ان سے لپٹ گئے امیر بغیر ارو اشک بار قلب پر انتشار ریحان شاہ شرمسار زبان پر یہ کلمات حسرت آثار جاری

نظم

سمجھے تھے راہبر جسے وہ راہزن ہوا
اظہار سوز دل مین جو گرم سخن ہوا
تقدیر کا بل آ گئے جبین کی شکن ہوا
شیشون نے ہاتھ کھینچے تو یہ جو بہنے کی
جو نزع مین معاملہ روح و تن ہوا
محشر مین داغ عشق کی پھیلی جو تیرگی
رشتہ مری حیات کا پیمان شکن ہوا
کیا وضع رنگ و بو پہ ہنسی ای صبا ہوئی
یا گم وہ آپ ہوگئے یا گم وطن ہوا
شکوہ نہین دیے جو تون نے جواب سخت
کچھ بچ رہا کہ اُسمین مرا پیرہن ہوا
پہچانتا نہین یہ اخر کو اترا سے
کتنا جگر کا چاک دریدہ دہن ہوا
تھا اک حجاب اپنے گناہون سے نزع مین
آہٹ ہی سنکے نافہ لیلی ہرن ہوا
پیری سے آرزوے جوانی جو ہنسنے کی
مین ای فلک وطن مین غریب الوطن ہوا
آگر وطن مین ہوگئے دیوانے کی جلال

وحشت کا جوش باعث ترک وطن ہوا
شعلہ ہوئی زبان پھپھولا دہن ہوا
یون دل مین جھ مین تفرقہ روز ازل پڑا
بے اختیار ساغر مے خندہ زن ہوا
مجکو جو دے بار مین جانے نخد ملی
چلائے اہل حشر کہ سورج گہن ہوا
پیدا کیے ہین کچھ نئے ڈھنگ آسمان نے
اہل وفا کی بزم مین رسوا چمن ہوا
مشتاق ہون وہ دل کا تری جلوہ گاہ مین
شکر خدا کہ بات کے قابل دہن ہوا
آزاد رہے کہتی ہی وحشت عدم مین بھی
نالہ نکل کے دل سے غریب الوطن ہوا
اُٹھتے ہی پردہ آنکھون مین پردیسی رہ گئے
جسوقت مر گئے وہی پردہ کفن ہوا
ای نیش ہجر خانہ زنبور کی طرح
ایسا دیا جواب کہ دندان شکن ہوا
کس شوخ پر گلون کے گریبان پھٹ گئے
یہ شور آمد آمد اہل وطن ہوا

ہم دل سے تنگ چلے ہین دیوانہ پن ہوا
آغوش مجھ پہ تنگ ہوکے مرا پیرہن ہوا
گیسو کا عشق تھا سبب برہمی یار
جبتک رہا بدن مین نہ جزو بدن ہوا
تھا مجھ پن یار مین بھی جھگڑا ادم وداع
خواہان مرگ رشک سے خود گورکن ہوا
سمجھا تھا مین کہ سامنے ڈٹ گیا آنکے دم
فیروزہ رنگ لانے لگا جب گہن ہوا
پھر کر نگاہ شوق نہ آئی جو آنکھ مین
اُٹھا تو سرمہ نگہ انجمن ہوا
رخصت قباے گل کا جو ٹکڑا تھا ای جنون
جھگڑے مین سب یہ گور ہوئی یا کفن ہوا
گرتا ہی بخیہ گریہ ملامت ہی بار بار
جلوہ ترا نقاب رخ انجمن ہوا
محمل کے پاس تک ابھی پہونچا ہی تھا نسیم
اُف تک نہ کی اگرچہ مجسم دہن ہوا
سمجھے مین اب اجنبی مجھے سب بزم یار مین
کس کا حجاب پردہ در انجمن ہوا

ریحان شاہ نے دست بستہ عرض کی حضور اسقدر رنج و ملال نہ کرین وہ کنیز شاہنشاہی تھی تقدیر مین یہ بھی تباہی تھی میرے یہان کاہن نجومی موجود ہین اس بارے مین حکم لگائینگے آغاز و انجام بخوبی سمجھائینگے امیر نے فرمایا ہمسے خلاف سرزد ہوا واسطے فتح طلسم نقراط کے چلے تھے ہم یہان کیون ٹھہرے اسی خلاف ورزی کا یہ سامان ہوا افلاک درپے مہمان ہوا ریحان شاہ امیر کو لیکر بیرون باغ آیا بارگاہ مین آکر نجومیون کو بلایا اُنسے سب کیفیت بیان کی اُن نجومیون نے زائچہ کھینچا عرض کی سب طرح خیر ہی چند سے تقدیر مین ملکہ عالم کے دشت غربت کی سیر ہی بخیر و خوبی صاحبقران سے ملاقات ہوگی اب حضور فتائی طلسم پر کمر باندھ کر بجیارہ تسکار تشریف لیجائین کوئی صورت

بہبودی کی پیدا ہوگی نجومی کو رخصت کیا صاحبقران نے سنگ صبر دلپر رکھا ریحان شاہ سے کہا سامان
شکار مہیا کرو ہم برائے شکار جاینگے اسی وقت ریحان شاہ نے بھلے قراول میر شکار ملکن کیے صاحبقران
سوار ہوے واسطے شکار کے چلے کئی دن شکارگاہ مین گذرے بہت سا شکار خدمت ریحان شاہ مین روانہ کیا
تیسرے دن صبح کو شکار کھیلنے لگے جانوران ہوائی سے شکارگاہ کو خالی کیا مسکرا کر فرمایا آج کوئی آہو کیسا کتنا
بھی سامنے نہین آیا ہرکارون نے کہا ہم جاکر خبر لاتے ہین یہ کہکر ہرکارے گئے تھوڑی دیر کے بعد گھبرائے
ہوے آئے عرض کی یہان سے تین کوس پر ایک دھانون کا کھیت ہے اسمین چالیس پچاس مادہ آہو چرا کر رہے
ہین صاحبقران نے سوارون کو ساتھ لیا آگے دیکھا حقیقت مین ایک کھیت ہے اسمین پچاس مادہ آہو
بیچ مین ایک نر پشت پر سفید لکیر پڑی ہوئی مادون پر مستی کر رہا ہے صاحبقران نے فرمایا اور جو جسکے سامنے
آئے شکار کرے مگر اس نر کو ہم شکار کرینگے یہ کہکر گھوڑے ڈالے وہ آہو بھاگا امیر نے تعاقب کیا دوپہر
کامل وہ آہوے وحشی بھاگا ایک مقام پر آکے چوکڑی بھولا امیر نے تیر مارا آہو تڑپا کے گرا امیر گھوڑے
سے کودے آہو کو ذبح کیا چاہتے ہین کباب لگاؤن کہ سامنے بیشۂ قزاقان ہے نمرود صحرا نشین بارہ سو
قزاقون سے مال تقسیم کر رہا ہے کہ ہرکارون نے خبر پہونچائی ایک جوان یکہ و تنہا گھوڑا بھی کئی لاکھ کا زیر ران
ابھی صحرا مین آکر اترا ہے آہو کے کباب لگا رہا ہے یہ سنکر نمرود سوار ہوا آکر صاحبقران کو گھیر لیا کر آواز دی
ای جوان اگر اپنی زندگی چاہتا ہے زیور و ہتھیار ہمارے حوالے کر دے اپنی نقد جان لیکر چلا جا صاحبقران
تیغہ کھینچکر اٹھے ایک سوار نے بڑھکر نیزہ مارا امیر نے نیزے کو توڑ ڈالا اسنے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے
روک کر ہاتھ مارا سوار کے دو ٹکڑے ہوے نمرود نے غصے مین آواز دی ارے یارو اسکا سر کاٹ لو مین نے
ایک ایک قزاق کو خون جگر پلا کر پالا ہے ایک ایک جوان میرا ہزار ہزار کا جواب ہے ان بارہ ہزار سے اکثر پچاس
پچاس ہزار کو لوٹ لیا اتنا جو نمرود نے کہا بارہ ہزار امیر پر آپڑے قزاق گھاتیے دھوکا دیکے مارنے والے
چارطرف سے نیزہ و شمشیر و تیر پڑنے لگا مگر صاحبقران شیرانہ رستمانہ لڑ رہے ہین ہرچند کہ انکے حربون سے
نہین بچتے دور سے نیزہ مار دیا تیر مار رہے ہین مگر جو صاحبقران کے سامنے آگیا اسکو ہاتھ تلوار کا مارا
دو ہی ٹکڑے کیے پہر بھر کی لڑائی مین اسقدر زخمی ہوے کہ تمام جسم سے سر اپنے خون کے بلند ہاتھ دستگیری
نہین کرتے پاؤن ثابت قدمی سے جدا ہوے صاحبقران نے دیکھا کہ اب ہاتھ نہین چلتا زخمون سے
اسقدر خون بہا کہ جسم بے طاقت ہو گیا اشقر دیوزاد پر سوار ہین گھوڑا بھی لڑائی مین جان لڑا رہا ہے جب یہ
صاحبقران زمان نے دیکھا کہ ہاتھ پاؤن نہین چلتے خوف ہوا ایسا نہو گھوڑے پر سے گر پڑون دونون ہاتھ
گردن مین گھوڑے کی حمائل کیے زبان جنی مین فرمایا ای مرکب اصیل اپنے راکب کے کفیل اب میرے ہاتھ
مین قوت نہین آنکھون مین بصارت نہین اب اگر ہو سکے تو مجھکو اس بلوے سے نکال لیجل ورنہ راکب تیرا مارا جائیگا
امیر نے جو زبان جنی مین یہ فقرہ کہا گھوڑے نے کنوتیان بدلین دہن کو مثل قبر ملا کے کھولا دولتیان
مارتا ہوا اپنے سمکین اچھالتا ہوا جو کوئی قریب آگیا منہ سے پکڑ کے کسی کا شانہ چبا لیا کسی کا سر توڑا چارون نعل
چار تلوارین ہزارون کو کشتاک سے پامال کیا دولتیان بھی مارین جب کئی سو قزاق مارا گیا ہرچند چار جانب
سے روکا مگر گھوڑا نہ رکا قزاق ناچار ہوے آپسمین اشارے ہونے لگے خبردار یارو راستہ دو گھوڑے کو
نکلجانے دو بارہ ہزار مین ہزار جوان ہاتھ سے راکب کے ہزار جوان ہاتھ سے مرکب کے مارے گئے آخر کو

قزاقون نے خوف جان سے راستہ کھولدیا جدھر گھوڑے نے رخ کیا لوگ بھاگے نیزے ہاتھ سے پھینکدیے کمانون مین خم آگیا طائران تیر آشیانہ ترکش مین چھپے تھے سہمے ہوئے چلا نہ سکتے تھے بلا گوشہ گیر خود بھاگنے کی تدبیرین بات یہ ہوئی کہ قزاق اپنی جان بچا کر طرف اپنے جنگل کے بھاگے گھوڑے کا جدھر منھ اٹھا اودھر لیکر نکل گیا قزاق تو اپنے مقام پر آئے تھکے ماندے اگر اترے ہر ایک کا یہی قول تھا صاحبو ایسا راکب و مرکب ہماری نگاہ سے نہین گذرا اسی مہینے مین ہزارون کو لوٹ لیا کبھی کسی نے ایسی سرکشی نہین کی ہمرو دنے شمار جو کیا دو ہزار جوان مارے گئے تھے لاشین تم اٹھانا مشکل ہوا کہتے تھے یارو جی چاہتا ہی کہ قزاقی سے توبہ کرین کبھی ایسا اتفاق نہ ہوا تھا ایک جوان کو بارہ ہزار جوان مار نہ سکے آخر لڑ بھڑ کر نکل گیا ایسے زخم جسم پر لگائے کہ تڑپ کے مرجائیگا مگر سوائے حسرت کے ہمنے کیا پایا جو زندہ بچ گیا گویا دوبارہ پیدا ہوا قزاق تو اس مصیبت مین ہین مگر اشقر صاحبقران کو لیکر بھاگا اس زخمداری مین صاحبقران بیہوش و مدہوش گھوڑا دو پہر راہروی کر کے ایک صحرا سے وحشت اثر مین پہونچا چار پہر سے بے آب و دانہ تھا بیقرار ہو کر گھانس پر منھ ڈالا پھر حرکت جانورون کی اگرچہ یہ جانور نہین ہی ناظرین جانتے ہونگے اور نہ واقف ہون تو آگاہ کرتا ہون کہ مان اسکی لائینشاہ پری باپ اسکا دیو زنا ابن جب کوہ نورستان پر اسکے پر کاٹے گئے ہین تو اسنے خدمت مین صاحبقران کے عرض کی تھی کہ پر میرے قلم نہ کرایئے مین لڑائی مین اڑتا پھرونگا جہان موقع ہوگا اور آپ پر فوج کفار بلوہ زیادہ کریگی مین آپ کو لیکر اڑ کے نکل جاؤنگا مع دشمن مین پھنسنے نہ دونگا تو امیر نے جواب دیا تھا کہ ای یار وفادار ای مونس و غمگسار حریف تشنیعیت کرینگے کہ آپ پرند گھوڑے پر سوار ہین ہم آپ سے نہین لڑ سکتے مین کیا جواب دونگا حریف سے شرمندہ ہونگا اب تیری صورت اور طریقہ تیرا مثل مرکب ہاے دنیا کے ہو گیا اعتراض سے تو بچونگا تو حقیقت مین یہ مرکب اسطرح پیدا ہوا جب گھانس کے پتے کھائے موافق عادت کے بدن کو جنبش دی امیر پشت زین سے بروے زمین گرے اشقر بیتاب ہو گیا کھینچے ثیاب دبے شہہ پھرتا تھا یہی چاہتا تھا کہ آقا بیدار ہون پھر مجھپر سوار ہون مین کہین لیچلون ہر چند چیخا مگر صاحبقران اسقدر بیہوش تھے کہ بیدار نہوے گھوڑا مجبور رہوا اسی صحرا مین چرنے لگا مگر حال یہ ہی کہ سو قدم جاتا ہی جب آقا کو یاد کیا پھر پلٹ آیا گرد پھرنے لگا پھر چرتا ہوا چلا جاتا ہی قضاے کار مشہور جادو جو بادشاہ طلسم لقا اط مشہور ہی اسکا وزیر اعظم کافور سحر فروش کہ کل طلسم کا منتظم ہی جسدن سے ابلیس یہان آیا بادشاہ و وزیر نے بڑی خاطر کی ہی آٹھ پہر خاطر و مدارات مین مشغول رہتے ہین اگر ابلیس گھبراتا ہی کہ ای بادشاہ طلسم حمزہ یہان نہ چلا آئے طلسم نہ توڑے تو قدرت لمان جائینگے یہین ٹھکانا تھا جب قلعہ ابلیس پرستان چھوٹا یہی عقل مین آیا اپنے دوست کے پاس چلین وہان حفاظت سے رہینگے مشہور کہا کرتا ہی یا خداوند اس طلسم کو کوئی فتح نہین کر سکتا ہی لوح مین نے ایسے مقام پر رکھی ہی اگر وہان انسان جائے ہلاک ہو دو ہزار ساحر براے حفاظت موجود ہین وہ طائر بنے ہوے قفس مین بند ہین مگر وہ صاحب اختیار ہین جب چاہین نکل پڑین دشمن کو پامال کرین وہان جا کر انسان کیا کریگا کیونکر پہونچیگا اگر جائیگا زندہ پھر کر نہ آئیگا بیٹی وزیر اعظم کی کوہ گلگون پر رہتی ہی چالیس ہزار لونڈیان ماہ تمثال خورشید جمال موسومہ بہ گلفام انتخو نہایت بد مزاج جاہلون کے سر کا تاج حسن مین بیمثال فنون سپاہگری کا ذوق و شوق اسی وجہ سے برسر کوہ گلگون و دامنہ صحرا مین جابجا باغات و قصر و عمارات عمدہ عمدہ بنوا دیے ہین جب کوہ گلگون سے اترتی جابجا شکار کھیلا جس باغ مین جی چاہا اتر پڑین آج سویرے بیٹھے بیٹھے گھبرائی

حسینہ دایہ حور رخ وزیرزادی سے حکم ہوا سامان شکار تیار کراؤ ہم واسطے شکار کے جائینگے آج خود بخود دل گھبراتا ہی کوئی کھیل پسند نہین آتا ہی شکار مین دل بہلجائیگا دل تردد منزل فرحت پائیگا جنگل مین دل شگفتہ ہوتا ہی دایہ نے اُسی وقت دوسو کنیزون کو حکم دیا سامان شکار درست ہو یہ بھی ملحوظ رہے کہ اسکے حسن کا تمام عالم مین شہرہ ہی اکثر بادشاہون نے وزیر کو نامے لکھے کہ اپنی بیٹی کی شادی ہمارے ساتھ کردو وزیر بیٹی کی خوشی کا جویا رہتا ہی جب اسنے اسطرح کا ذکر سامنے بیٹی کے پیش کیا آتشخو لقب ہی اسم بامسمی ہونے سے یہی مطلب ہی جھلاکر باپ کو جواب دیا کہ ہمارے سامنے شادی کا ذکر نہ کیجیے ہمین نہین گوارہ ہم نہین خواستگار مین کہ کسی کے تابعدار بنین آپ یہ ذکر ہمسے نہ کیا کیجیے جس کسی نے ایسا لکھا ہو اُسکو جواب دندان شکن دیجیے ہمارے بیٹی نہین بیٹا ہی صف شکن تیغزن سپاہگری مین طاق جرأت مین شہرہ آفاق اگر تمکو مردمی کا دعوی ہو تو زیر کوہ کالگون فوج لیکر آؤ ہمارے دلبند سے مقابلہ کرو نیزہ بازی ہو تلوار چلے یقین ہی کہ تمکو مہلت نہ ہو جانے قابل اسکے نہ رہو کہ عاشق و معشوق بنے کا نام لو خبردار والد نامدار یہی لکھیے گا اگر وہ بیجا دعوی رکھتا ہی اور ہمارا عاشق بنتا ہی ذرا مزا تو اُٹھائے آکر مقابلہ تو کرے نیزے سے آنکھ چھیدلون تلوار کے پھلے سے زبان کاٹ دون وہ سپر کی اوجھڑین پڑین کہ بیچارا سب کچھ بھول جائین پھر کبھی عشق کا نام نہ لین باپ یہ سنکر ہنس دیتا ہی کہتا ہی بی بی کہین دنیا مین ایسا ہوا ہی کہ بیٹی کی شادی نہو یہ مزاوجت و مناکحت ہر مذہب مین مقرر کی گئی ہی کبھی کوئی بیٹی بے شوہر نہین رہتی مان ملکہ کی جواب دیتی ہی صاحب تمنے بیٹی کو سانڈ بنایا ہی نیزہ بازی شمشیر زنی اسپ تازی ان سب فنون مین طاق حسن مین شہرہ آفاق نام آتشخو کسی کی وہ کیا حقیقت جانتی ہی مجھے تو یقین نہین کہ اسکی شادی ہو اسکا شوہر بے نظیر حسن مین ماہ منیر ہو تب شاید اُسکو شوہر جانے ورنہ شوہر تابعداری کریگا ہر بات مین ڈرتا ہی رہیگا یہ ظاہر ہے یہ کسی کی حکومت نہ مانیگی جب شوہر کو حاکم نہ جانا شوہر کو شوہر نہ مانا کیونکر بسر ہوگی وزیر چپ ہو رہتا ہی کبھی جوش محبت مین یہ کہتا ہی ابھی وہ خود رو کے روٹی مانگتی ہی شادی کی کیا جلدی ہی یہ ذکر زن و شوہر مین رہتے ہین مگر ملکہ گلفام آتشخو جب سامان شکار ہو کر آیا پشت مرکب بادرفتار پر سوار ہوئی نیزہ ہاتھ مین لیا کمان کیانی دوش پر لٹکائی صاف ثابت تھا کہ ماہ تابان برج قوس مین آگیا سپر جسپر جال موتیون کا پڑا ہوا غنچہ دہن سپر کے پھول ہنستے ہوے سیاہی مین کیفیت پردہ ظلمات کی صورت یا شب فراق عاشقان کہیے بقول شاعر شعر سپر بود بر پشت عالی جناب ٭ چو ابر سیہ پہلوے آفتاب ٭ ہزار تیر ترکش کا ترکش مثل دم طاؤس پہلو مین اس سج دھج سے قاتل عاشقان بنکر پہاڑ سے اُتری شکار کھیلتی ہوئی چلی جو آہو سامنے آیا آنکھ اُٹھادی آہو چشم حیرت سے جمال دیکھنے لگا بھاگنا کیسا ٹھہر رہتا ہی تیر نگاہ سے کب اُسکو مہلت ہی طائران خیال شکار ہو رہے ہین طائران صحرائی اپنی بدنصیبی پر رو رہے ہین انبار لگا دیے ہزار ہا طائر تیر نگاہ سے شکار کیے اگر کوئی آہو تیر کھا کر گرا ابروے خمدار کو ہلا دیا قربانی بھی ہوگئی اس رنگ سے شکار کھیلتی ہوئی اُس صحرا مین پہونچی جہان صاحبقران زمان زخمدار بیقرار بیہوش پڑے ہین گھوڑا چرتا ہوا کبھی ہٹ جاتا ہی کبھی گھبرا کر قریب آتا ہی ایک کنیز کی نگاہ اُس مرکب سبز چشمی پر پڑی چلا کر آواز دی حضور نئی بات ہی ملکہ کرامات ہی ایک مرکب تین کم آنکھون کا مگر زین ڈھلکا ہوا باگین کٹی ہوئی ہین لتھڑے خون کے سہمے ہوے جنگل مین پھر رہا ہی ہمین معلوم اسکا راکب کہان ہی اپنے سوار کو گرا کے آیا ہی ملکہ نے پلٹکر دیکھا خود جری و بہادر صف شکن تیغزن مرکب جو دیکھا کوہ پیکر کفل گردن طاؤس کی تھوتھنی مثل

غنچۂ گل طائرون مین بھی غل شعر شدید فکر بھول گیا دفعتاً چال گھوڑے کی ہماری باگ گلستان کی دہانہ ہلال کا ہو عنکہ
متناسب ہوگئی کہا ارے یہ گھوڑا لگا ہی ہے بھی صاف ظاہر ہے کہ اسکا راکب کہین لڑا بھڑا اتنا کا معرکہ پڑا ہے کہین معلوم
راکب کیا ہوا اس صحرا مین تلاش کرو کنیزین گھوڑے دوڑا کر چلین سب طرف ڈھونڈھنے لگین ایک کی نگاہ پڑی
ایک نخل کہ اُسکو نخل وادی ایمن کہنا چاہیے اسکے نیچے ایک ماہ تابان مہر درخشان زخمدار بیہوش پڑا ہے ایک کنیز نے چلا کر
آواز دی واری حقیقت مین جو آپنے کہا تھا وہی ثابت ہوا سوار اسکا زخمی زیر نخل پڑا ہے حقیقت مین ہزارون سے
لڑا ہے قبضہ ہاتھ مین جما ہوا ہے بیشک جوان بے نظیر ہے حسن مین ماہ منیر ہے ہر چند کہ زخمی ہوا ہے چہرے پر قطرے
خون کے صاف ثابت ہے کہ ماہ تابان پردۂ شفق مین پنہان ہے جیسا مرکب ویسا راکب ملکہ گھوڑے سے
کود پڑی کہا مین تو بہادر کی عاشق ہون اس جوان کو خدمت دونگی اپنے لشکر کا سپہ سالار کردونگی جلد ہی دریافت
کرنا ضرور ہے اس شخص کی جرأت پر دل کو سرور ہے دیکھو قبضہ ہاتھ مین جما ہوا ہے کس لطف سے یہ شخص لڑا
ہے طرز ہی سے ظاہر ہے کہ ہزارون جوانان جنگی سے لڑا ہے بڑا معرکہ پڑا ہے خطا شعارون کو جب کچھ بن
پڑا دور سے تیر مارے دیکھو کتنے زخم ہین بدن پر سوراخ پڑے ہوے ہین سراپا سے صاحبقرانی دیکھ
رہی ہے ہیبت بڑھتی جاتی ہے چہرہ آفتاب عالمتاب جلالت ابرو ہلال پر کمال چرخ شوکت سینہ چوڑا
لب اطہر پھول کی پنکھڑیان یا یاقوت کے ٹکڑے عارض غلاف مین ڈوبے ہوے بازوؤن سے ثابت قدمی
ظاہر شانے بھرے بھرے دست زبردست سے قوت صف شکنی ظاہر ہوتی ہے جرأت و شوکت ایسا حال سے
خوب ظاہر ہوتی ہے اس سراپا کو دیکھکر دل پر سخت ہجوم غم و الم حیرت کا ہے مثل تصویر خاموش ہے نہ خشکی
آنکھون مین تری حواس مین ابتری ایسی ہی رابطۂ جدا یا الٰہی کہ اپنے کو سنبھالا مزاج مین جرأت دل مین
شوکت و صولت مثل گل کے مرجھا گیا ہے کچھ زبان سے کہہ نہ سکی انتشار مین اتنا کہا کہ صاحبو اٹھا لو یہ بیچارہ
مصیبت کا مارا جری و بہادر زخمدار بسبب غربت کے فرش خاک پر پڑا ہے اگر کوئی عزیز اسکا اس مقام پر
ہوتا ضرور اُٹھاتا اس مصیبت مین کاہیکو رہنے پاتا یہ بھی ایک شہر ہی کی بات ہے دیکھو اسنے کیا کمال کیا
لڑا بھڑا جان دینے کا قصد کیا مال اپنا بچایا موتیون کے مالے تنکھے یاقوت احمر کے گلے مین پڑے ہین
قزاق اتار نہ سکے معلوم ہوتا ہے وہ بھیا نہ مردان عالم کے پاپوش کی گرد و درت حرص کرتے تھے قریب
نہین آسکے اگر قریب آتے ان چیزون کو اتار لیتے اور صاف طریقہ جرأت سے ثابت ہے کہ جو قریب
آیا مارا گیا بڑا خوف ان بھیارون پر غالب تھا ہر شخص اسی بات کا طالب تھا کہ جان بچے اور یہ لینا
یہ غیر ممکن ہوا انکی اقد جان بچا کر بھاگے اس شخص نے اپنی جان دینے مین قصور نہین کیا یہ کہکے سر اپنے
ہاتھون سے اٹھایا کنیزون نے کہا واری آپ ہاتھ نہ لگائیے ہمین وسواس ہوتا ہے کہا ارے یہ غریب الوطن ہے یہ بھی
ظاہر ہے کہ رئیس جلیل ہے اگر رئیس جلیل نہ ہوتا یہ لاکھون روپیہ کا اسباب کیونکر ممکن ہوتا جب ملکہ نے
ہاتھ لگایا سب خواصین لپٹ گئین پلنگ پر ڈال دیا ملکہ پٹی پر ہاتھ رکھے ہوے دمبدم دیکھتی ہین جب
آمد و شد نفس کی معلوم ہوتی ہے تب دل کو تسکین حاصل ہوتی ہے کبھی پیشانی پر ہاتھ رکھا اس طرح اعزاز و اکرام
سے صاحبقران کو کوہ نگارین پر لائین پارہ دری مین اتارا جراح کو بلایا اُسکے آگے توڑا روپیون کا رکھدیا
کہا اے جراح یہ شخص صحت پائیگا تو مالا مال کر دونگی اتنا سمجھ لے کہ یہ مرد مسافر ہے نہین معلوم کون شخص ہے کہان کا
رہنے والا ہے یہان کوئی عزیز و اقارب نہین ہے مہر الفت اتنا مطلب ہے کہ ہماری حوالی مین یہ بدنصیب زخمی ہے

مرد مسافر اسکو ظالمون نے مار کر ڈالدیا مراد یہ ہی کہ اس شخص کے ہوش درست ہون تو پوچھون کہ جن لوگون نے تمھارا یہ حال کیا اُنکی کیا قطع تھی خلیہ اُنکا جاری کرکے گرفتار کرایا جائے کہ تمنے کیا سمجھکے مرد مسافر کو راہ چلتے چلتے یون زخمی کیا اگر یہ شخص ایسا جری و بہادر نہوتا مار ڈالتے ہین کیونکر حال معلوم ہوتا اسی طرح سیکڑون کو مارا ہوگا ہمکو خبر نہین ہوئی یہ تو اتفاق سے بیچارہ زخمی پڑا تھا ہمارا گذر ہوا نرگس نے دیکھکر بتایا تب ہم اُٹھوا لائے ہین اب ہماری شرم تمھارے ہاتھ ہی جراح نے کہا حضور بڑی بات یہ ہی کہ کوئی رگ پٹھا کٹنے نہین پایا ہبت جلد صحت دونگا یہ کہکے جراح نے زخمون کو شراب سے دھو یا ٹانکے لگائے پٹیان چڑھائین کہا بس حضور کل آکے پھر زخمون کو دیکھونگا یہ کہکے جراح چلا گیا ملکہ ہاتھ مین رومال لیے ہوے مگس برانی کر رہی ہین روے زیبا کو دیکھکر دل کی بیتابی بڑھتی ہی کبھی گھبراکر یہ اشعار پڑھنے لگین نظم

دل کو ہی تیری یاد کی یہ گفتگو پسند
کیونکر بتا دون اور جو کرلے عدو پسند
کیونکر گلے کو کاٹیے تم جس سے ہو قریب
اس پھول کی تھی آپکے مسلکو بو پسند
کیا بات ہی پسند مری پوچھتے مین جب
یون چپ گرو نہو جو مری گفتگو پسند

تو نے مجھے پسند کیا مجکو تو پسند
تو بھی طلب کرے تو نذون یہ عزیز ہی
اس رگ کو آگیا ہی ہمارا گلو پسند
مدت سے ڈھونڈھتا تھا پھرا انکی آرزو
کہتا ہون مین کہ بات نکر نیکی خو پسند
مٹ جانے پر جلال ہین مین نہ ہوئے

جو ہی تری ادا مجھے او خوبرو پسند
جس دل کو کر چکی ہی تری آرزو پسند
مینا ہے مے چڑھائیے مرقد پہ جاے گل
کی دل نے مجکو کھو کے مری جستجو پسند
دیدہ و زبان انکی شب وصل منہ مین تھم
ایسے کہان سے عشق مین لاتا عدو پسند

کنیزین جب حال پر ملال ملکۂ عالم دیکھتی ہین دمبدم عرض کرتی ہین کیون حضور مزاج کیسا ہی ہم آپ کو بہت پریشان پاتے ہین آپ کی پریشانی سے ہملوگ گھبراتے ہین ملکہ فرماتی ہین کیا کہون کیا کیفیت ہی خود بخود دل گھبراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی جی چاہتا ہی گھر سے نکل جاؤن جنگل مین جاکر بسر اوقات کرون نظم

تا داد نوید از قدمت ابر چمن را
یوسف نہ کند باد دگر حب وطن را
گر در رہ تو سر نہ آہوے خطا شد
نازم تو دہی داد درین عرصہ سخن را

بکشا دہبا بوی تو غنچہ دہن را
بیمار ترا نیست علاجی بجز از وصل
زان نسبت زلف تو کند مشک ختن را

گر پردہ شود دور زرخسارہ جست
بیفائدہ کاوش مکن این داغ کہن را
مقبول عزیزان شدہ ابیات تو مخفی

مجھے کچھ ایسا غم والم نے گھیرا ہی کہ بیان نہین کر سکتی کیا کہون جو دل کی کیفیت ہی اسکو نہین کہ سکتی یہی جی چاہتا ہی اکیلی بیٹھون کوئی مجھسے بات نہ کرے کھانے سے بالکل نفرت ہی جب نوالہ منھ مین ڈالتی ہون اُبکائیان آتی ہین آب و دانہ بالکل ترک نیند کے نام سے دشمنی رات کا کاٹنا کوہ کنی فرہاد کا کام یاد آیا جان شیرین پر بن گئی ہڈیان جلتی ہین چنگاریان استخوان سے نکلتی ہین افسوس دل پر ہجوم غم والم ہی زمانہ زندگی کا بہت کم ہی مزاج برہم چشم پرنم کنیزین یہ حال سنکر کہتی ہین واری سیر گلشن سے دل بہلائیے آپ کے باغ مین جوش بہار ہی نرگس کی دیدہ بازی کی پکار ہی سنبل نے زلف عنبرین کو پیچ و تاب دیا ہی رنگ گل جوش مین بلبلین خروش مین جوانان چمن کا نکھار اگر خیال کیجیے سامان عیش لیل و نہار بڑا مقام تردد ہی ہم لوگ سوانگ بنین کچھ تماشا کرین آپ کا دل بہلائین ملکہ نے کہا مجھکو تو معلوم ہوتا ہی کہ باغ مین خزان آئی ہی چشم نرگس ڈبڈبائی ہی زلف سنبل پریشان آئینہ رخسار گل حیران ہر سرو چمن بہ شکل آہ ہی اور قمریون کا حال تباہ ہی کنیزین خاموش ملکہ کو خود بخود رقت کا جوش ہر وقت سرہانے صاحبقران سے آتی ہین کبھی سینے پر ہاتھ رکھا کبھی تلوے سہلا دیے چاہتی ہین امیر کو ہوش آئے کچھ بات کرین راز سربستہ کو کھولین

کہ صاحبقران نے کروٹ لی ملکہ نے کنیزون کو ہٹا دیا رومال ہاتھ مین اٹھا لیا کہ صاحبقران نے آنکھ کھولکر
اب جو دیکھا ایک قصر عالیشان سب طرح کا سامان میز دنگل و کرسیان سب آراستہ ہین کرسی پر ایک ماہ پیکر غیرت
شیرین بیٹھا دہن غنچۂ چمن خوبی رنگ و بوے گل محبوبی سینے پر نار پستان یا قبۂ نور کہون یا حباب دریا سے ظہور لکھون
شعر مصنف نار پستان کی کیا لکھون تعریف * یہ تو میوہ ہی باغ رضوان کا * سینہ صاف و شفاف مضمون
کمر عدم خود کھو یا گیا کیا مضمون لکھون قلم نہین اُٹھتا یہ ثابت ہوتا ہی کہ آئینے مین بال آیا دونون پاؤن ستون
مصفا جسم بناے قصر حسن قایم چہرہ رنگ گل کا مٹانے والا آفتاب دیکھے تو شرمائے ماہ تابان داغ
کھائے خال رخسار کے آگے ثابت فلک شرمائے زیور سے آراستہ طوق سنہرا گلے مین دو آویزے زمرد نگار
زیب گوش جس سے کھیتی حسن کی سر سبز و شاداب زلفین عنبرین کو پیچ و تاب صاحبقران کی جو نگاہ جمال
جہان آرا پر پڑی پسینہ آگیا قلب ٹھہر گیا اُٹھ بیٹھے ملکہ نے شرما کے منھ پھیر لیا مگر چونکہ تنہا ہی تھا صاحبقران نے
فرمایا حقیقت تو یہ ہی کہ صانع قدرت نے اپنے قلم قدرت و دست حق پرست سے ایک تصویر کھینچی ہی نظم

قاتل خلق ترے سر کی قسم ہین ابرو
کہتے ہین سب یہ جھکے ہونگے کبھی ہم ہین ابرو
مین ہی ظالم ہون نہ سمجھے تری مژگان دراز
واہ کیا تیغ سیہ تاب ستم ہین ابرو
دیکھکر کہتے ہین سب جتنی ہوین قاتل کی
کیون اُٹھاتے نہین سر کسلیے خم ہین ابرو

نہین تیر دو سر تیغ دو دم ہین ابرو
دل پکارا جو تری رکے صنم پر مری آنکھ
کیا کسی سے ستم و جور مین کم ہین ابرو
کاٹ دیتے نہین تیرے خط پیشانی کو
ہی کوئی تیغ دو پیکر کہ بہم ہین ابرو
جان بچنیکی نہین دیکھکے قاتل کو جلال

ترچھے رکھو نہ سے جو ہون نگہ ترچھی کا مین شاکی
جھک رہے سجدہ کو محراب حرم مین ابرو
خود پکار اُٹھتے ہین اُن ابرو کے کوسیلے
کیون نہین چلتے ہین کیسے قلم مین ابرو
بے گنہ قتل کیا ہو نہ کسیکو قاتل
تیر بیداد مژہ تیغ ستم ہین ابرو

ملکہ نے شرما کر کہا صاحب ہم آپ کا نام پوچھا چاہتے ہین آپ نے دیوان کے دیوان پڑھ ڈالے ہمکو
اسکا ذوق نہین ایسے مہملات اشعر سننے کا شوق نہین یہ فرمایئے کہ آپ کو کس نے لوٹنے کا ارادہ کیا تھا
کہان زخمی ہوے گھوڑا آپ کا موجود ہی الیاس کب کہان سے پایا صاحبقران نے فرمایا اے شہنشاہ حسن
خوبی وائے سرو خرامان باغ محبوبی اتفاقات قضا و قدر بحکم رب اکبر اپنے ملک سے نکلا ایک دوست ہمارا
طلسم نور افشان مین قید ہو گیا ارادہ ہوا کہ جا کر چھڑا ئین طلسم توڑین دشمن کو زندہ نہ چھوڑین لیکن راہ مین ایک
شیطان ابلیس خود پرست دعوی خدائی کرکے بیٹھا تھا اُس سے لڑائی پڑ گئی وہ بھاگ کر طلسم لقہ اط
مین گیا منظور ہوا کہ اس بیحیا نے بلا وجہ پگڑی اُچھالی جاکر وہین اسکو مارون نامرد کو للکارون قلعہ کی نیم
پر گذر ہوا ریحان شاہ کو مسلمان کیا برائے شکار صحرا مین آیا تھا ایک آہو کے تعقب مین ادھر نکل آیا تھا
نمرود قزاق نے بارہ ہزار قزاقون سے گھیر لیا تلوار چلی خدا کی قدرت مین یکہ و تنہا وہ بارہ ہزار آخر وہی بھاگ گیے
میرا گھوڑا لیکر مجھکو اسطرف نکل آیا آپ نے کیونکر حقیر کو سرفراز فرمایا اگر آپ نام کی طالب ہین نام سے میرے
ذرہ ہائے ریگ بیابان بھی ماہر ہین صاحبقران زمان داماد نوشیروان یہ سنکر ملکہ نے کہا صاحب ذرا سے
نام پوچھنے پر آپ نے اتنی بڑی کہانی کہی آپ صاحبقران زمان ہین لاکھون آدمی ساتھ ہونگے امیر نے
فرمایا مین تو کہہ چکا ہون کہ آوارہ ہو کر اسطرف نکل آیا آپ نے احسان فرمایا کہ ہم ایسے آوارگان دشت ادبار پر
یہ پرورش فرمائی زخمون مین ٹانکے دلوائے آرام پایا ملکہ نے کہا آپ نہ گھبرایئے مین آپ کے سامنے اُن
قزاقون کو گرفتار کرا منگاؤنگی آپ اپنے ہاتھ سے سزا دیجیے گا امیر نے فرمایا اے ملکۂ عالم جو گذرا وہ گذرا اُنکے بھی

دو ہزار آدمی مارے گئے جیسے خدا نے زندہ بچایا مجھے کچھ مقام تردد نہیں جب کبھی یاد کرینگے خود فریاد کرینگے اتنا تو اپنے مقام پر کہینگے کہ ایک جوان بارہ ہزار سے خوب لڑا ملکہ نے کہا ممکن ہے کہ یہان سے پلٹن رسالے سپاہی سوار جا سکتے ہین ہاہاسبب کو گرفتار کر کے لائین اُنکی مشکین باندھی جائین آپکے سامنے سزا پائین اور طلسم لقمراط کا جو آپ نے ذکر کیا حقیقت مین اجیس آیا ہے اُسکی بڑی خاطرین ہو رہی ہین اور کیونکہ خاطر نہو سکا خداوند ہے خود پسندی اتفاق سے دردمندی ہے آپ ہی کے ہاتھ سے اُسنے شکست پائی ہے اُسکا ملک ومال آپنے لیلیا امیر نے فرمایا اُسنے نہایت خود پرستی کی آخر اسکو سزا ملی کئی آرزو کی کھلی بھاگ کر یہان آیا انشاء اللہ جسنے دامن پناہ دیا ہے وہ بھی آرام نہ پائیگا شکست کرنا طلسم لقمراط کا واجب ولازم ہے ضرور طلسم ٹوٹے گا اور بادشاہ پر بھی زوال آئیگا دامن پناہ دینے کی سزا پائیگا ملکہ نے کہا صاحب یہ باتین نہ کیجیے طلسم لقمراط کے بادشاہ کا جو وزیر اعظم مدار المہام مرجع خاص وعام ہے وہ میرے والد نامدار ہین کیا مجال ہے کہ اُنکے انتظام مین کوئی دخل دے سکے یہ تو آپ نے سنا ہوگا کہ طلسم بے لوح کے نہین فتح ہوتا لوح کا ملنا نہایت دشوار ہے اب کنیزین حاضر ہوئین ملکہ نے حکم دیا صحن باغ مین فرش بچھاؤ فرش آراستہ ہوا ملکہ کے حکم کی دیر تھی روشنی ہو گئی ملکہ آکر مسند پر جلوہ فرما ہوئین کنیزون نے پوچھا حضور کے ناموں بھی دریافت کیا ملکہ نے کہا مجھے بھی بڑا اشتیاق تھا مگر داماد نوشیروان شوہر ملکہ مہر نگار شوہر آسمان پری شوہر ملکہ گردیا بانو شوہر ملکہ رابعہ زلف الماس پوش اور کس کس کا نام بیان کرون بیٹے انکے کیسے کیسے جلیل رستم تیغین بدیع الزمان صف شکن بھلا قزاق انکو کیا لوٹ سکتے دو ہزار قزاق مارے گئے وہ خود بھاگ گئے صاحبقران زمان ہین انکا کوا شوکت از زیرہ دنیا تا بہ قاف سرفراز ہے انکی جرأت پر ہر دامن عالم کو ناز ہے خواصین بھی خوش ہوئین کہا ملکہ عالم ہمکو بھی بڑی خوشی ہوئی کہ پیوند خدا نے بہت بہتر و برتر بھیجا آپ کے مزاج سے بھی آگاہ ہین آپ چرخ جرأت کی ماہ ہین شوہر صف شکن زوجہ تیغزن ملکہ نے یہ سنکر ایک آہ کی کہا صاحبو یہ باتین خواب وخیال کی ہین بھلا مجھسے یہ سوئین ویسی جا بینگی شاہزادیان صاحبان اولاد حسن مین باغ خوبی کی شمشاد ہین یہ کیفیت ہے نظم

ہاتھ سے تیرے ہی لکھی ہے جو اپنی قاتل قضا	زندگی سے تنگ ہین ہم کچھ نہ دنیا یا قضا	زندگی مین کر دیا ہے مجکو مردہ عشق نے
میری تن ہیں روح کو آتی ہے لا حاصل قضا	دل بہ رشک بیشتر سے ہے وے چکا ہون یارکو	جان حاضر ہے جو مجھسے ہوتی ہے سائل قضا
بیکسی جلاد سے پھیروائی گردن پر چھری	کر چکی تیرے شہید کین ہین ہن واصل قضا	برہم دنیا سے اُٹھا دیتی ہے تو غم اسکا نہین
عالم ارواح کی دکھلائیگی منزل قضا	پھر قفس مین روح آئیگی جو رسکر آئیگی	عشقبازی مین اگر سمجھی ہمکو قابل قضا

کنیزین بھی خاموش ملکہ کو حسب صاحبقران کا جوش دم بدم باتین کرتی ہین صاحبقران کو ستائی جاتی ہین کہتی ہین کیون صاحب یہ کیسی لیاقت کہ آپ نوشیروان کے نوکر تھے اُسی کی بیٹی کو لے بھاگے امیر نے غصے مین فرمایا کتاب مین یہ سب حال مرقوم ہے تمھین نہین معلوم ہے اول مین نوشیروان نے اپنی بیٹی کو میرے ساتھ منسوب کیا شرط یہ تھی کہ ہندوستان کو فتح کیجیے لندھور کو زیر کر کے لائیے مین نے جا کر لندھور کو اپنا مطیع کیا بارہ برس کا خراج لیکر آیا اُسکا انعام نہ ملا اول تو ہمکو زہر دلوایا مگر حافظ حقیقی نے بچایا یہان ملکہ مہر نگار کی شادی اولاد بن مرزبان کے ساتھ کر دی مین نے راہ مین آکر اُس بچیا کو مارا ملکہ کی وہ صورت دیکھنی کبھی نہ پایا حسرت لیکر پردہ دنیا سے گیا مین نے ملکہ کو خدمت شاہ مین بھیجدیا پھر مجکو ہفت ملک بھیجا میرے قتل نامے لکھے مین نے وہ قتل نامے پائے یہان شاہ نے

مشغلہ گندہ بغل شد وہین کامرانی اپنے نزدیک بہادر ثانی تھا اُس شاہ نے بیٹی اُسے دیدی اُسنے زرتاج ترک
کو برائے فتح قلعہ مدائن بھیجا مین وقت پر پہونچا زرتاج ترک کو مارا تب مین نے مہرنگار کو بھی قبضے مین کیا
غصے مین امیر نے جو یہ باتین کین ملکہ کو بہت پسند آئین گہر ریزی زبان پسند آئی ہر شب اسی عیش و عشرت مین گذری
لیلائے شب بہ تلاش مجنون روز آوارہ ہو کر محمل مغرب مین چھپی فرہاد آفتاب بصد پیچ و تاب کوہ چرخ زبرجدی
پر بخواہش شیرین ضیا قایم ہوا بوقت سحر صاحبقران نامور مسلح و مکمل ہو کر اٹھے فرمایا کہ ای ملکہ عالم ہم تم سے
رخصت ہوتے ہین برائے فتح طلسم لقراط جاتے ہین ہمارا تامل کرنا مناسب نہین دیکھین ان واہیات سے کب
مہلت ملے کہ ہم برائے رہائی کوکب جائین ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر صاحبقران کا دامن پکڑ لیا
اسقدر روئین کہ ہچکیان لگ گئین نظم

بعد ازین تاب و توانائی ہجر ام نیست
تو کہ از چاہ برآری مہ کنعانی را
بشگفاند گل امید تو مخفی بہ چمن
ای خدا ای کہ ہمہ دل بخشش مسلمانی را
ساز آزاد ز غم عاجز و حیرانی را
مجمع اشک من از گریہ پریشان شدہ رفت
آنکہ گلزار کند آتش سوزانی را
بس ازین داغ منہ سینہ بریانی را
بنوازی کہ رہائی دہی از قید ستم
از کرم جمع کن این مشت پریشانی را

امیر نے فرمایا ای شہنشاہ خوبی و ای
سرو باغ محبوبی اس ارادے سے مین باز نہین آسکتا اس ہجیات نے مجبور ادمین رکا مجھکو تا بہ طلسم نور افشان
جانا مثل فرض کے ہے ابھی چار دن کا ذکر ہے کہ ہوشربا مین افراسیاب سے معرکہ پڑا کوکب نے اپنی جان
لگا دی کسی مقام پر تامل نہین کیا ہر مقام پر یہی خیال رہا کہ افراسیاب کو مارون لڑائی کو فتح کرون شہ فتح
ہو جائے اور مین نہ پہونچون ملکہ نے کہا ای شہریار مین تمھے مین جاؤنگی باپ کو میرے لوح کا حال معلوم ہے بلکہ
انھین کے قبضے مین ہے اُنسے دریافت کر کے آپکو بیہ راہ جہیدہ دن کہ زیادہ تکلیف نہو یہ مقدمہ طلسم ہے اگر دشمن
کسی بلا مین پھنس گئے کون بچائیگا کون مدد کو جائیگا ہین بہر تک پہونچ کے دے دینی خود قصد کرونگی مگر میری جستجو سے
کیا ہو سکتا ہے جان و مال آپ کے واسطے حاضر ہے مین آپکو لوح دلوا دونگی دو روز تامل فرمائیے بہ منت
ملکہ نے صاحبقران کو روکا کنیزون سے کہا خبردار خدمت مین شہریار کی کوئی فرق نہ آنے پائے مین خدمت
مین باپ کی جاتی ہون اگر خدا چاہتا ہے تو حال لوح دریافت کر کے آتی ہون یہ کہکر ملکہ تخت پر بیٹھی سوار ہو کر
قلعے مین آ کر پہونچین محل مین اُترین ملکہ گلرنگ ماں اسکی مسند پر بیٹھی ہے دائیان دوائین انائین جوان حبشن
سب طرح کی عورتین حاضر ہین ملکہ کو جو سامنے آتے دیکھا دایہ نے کہا ای واری ذرا صاحبزادی کی چال کو تو دیکھیے
سینے پر ابھار کہان سے آیا لیا کسی مردوئے نے ہاتھ لگایا واری مین بہت گھبرائی ہون معلوم ہوتا ہے صاحبزادی کا پاؤن
کہین اونچے نیچے پڑ گیا چال دیکھیے صورت زیبا پر نگاہ ڈالیے مین کیونکر عرض کرون بہت بیتاب و بیقرار ہون
اُنکی چال دیکھکر کلیجہ دھڑکنے لگا ذرا اسکو دریافت کیجیے گا جو بات ہو سمجھ گئے ہو بے سمجھے کسی بات کو نہ کیجیے گا
ملکہ نے کہا بوا چپ رہو ایسے کلمات منھ سے نہ نکالو ابھی تک روکے روٹی مانگتی ہے وہ نگوڑی عاشقی و معشوقی
کیا جانے مین نے باغ مین جا کر اسکے دیکھا جس بھولا کا نام مردانہ ہے اُس تک کو اُسنے اپنے باغ مین نہین
رکھا باپ سے کبھی آنکھ ملا کر کے بات نہین کرتی خواجہ سرا تک کو حکم ہے کہ گھڑی گھڑی میرے محل مین نہ آیا
کرے ہر چند کہ خواجہ سرا ہے مگر لباس مردانہ پہنتا ہے جسکو یہ شرم ہو کہ انتظام عصمت داری مین سرگرم ہو اُسکے
واسطے کیا ہو سکتا ہے خبردار بوا اب کبھی ایسا کلمہ زبان سے نہ نکالنا ورنہ مین تمھارا منھ پھونک دونگی میری بچی کو
بدنام کرتی ہو اگر اُسکا باپ سنے تو کیا ہو دائی یہ کہکر چور بنگئی ایک ایک اُسکو بہ نگاہ قہر و غضب دیکھتا ہے دائی کہتی ہے

صاحبو مین نے کیا کہا نرگس کہتی ہی تیری آنکھ پھوڑ دونگی سنبل نے کہا سفید جوڑا تمہارا پکڑ ونگی سارے گھر مین کھینچی پھرونگی محل مین آنے نہ پاؤنگی کہ ملکہ نے آکر مان کو سلام کیا گلے مین ہاتھ ڈالدیے ٹھنکنے لگی کہا میری اچھی امی جان ذرا ابا کو گھر مین بلواؤ مین نے کئی دن سے نہین دیکھا ناظر کو حکم ہوا ناظر گیا وزیر سے کان مین جاکر کہا صاحبزادی باغ سے آئی ہین آپ کو دیکھنے کو بلایا ہی کافور سحر فروش کہ وزارت کے کام سے اسکو دم بھر فرصت نہین اور اتفاق سے مشہور جادو بادشاہ طلسم لقراط نے روز لوح دیکھا بلا بھیجا تھا وزیر جا کر حاضر ہوا ابلیس کے آنے سے اہالیان طلسم کو تردد ہوا ہی بادشاہ نے حکم لکھا کتاب کہنہ حالات طلسم کی نکالو نجومی بھی سب مجتمع ہون اور حال آئندہ گذشتہ بیان کرین حکم لگائین کہ عمر طلسم کسقدر ہی نجومیون نے اتفاق کیا عالم طلسم ممبر پر گیا پکار کر وعظ کہی جسکا خلاصہ یہ تھا کہ عمر طلسم تمام ہوئی اس سال طلسم کشا آئیگا طلسم لقراط فتح ہو جائیگا ساحران غدار ذلت سے مارے جائینگے ہاتھ سے طلسم کشا کے امان نہ پائینگے طلسم کشا وہ شخص ہوگا کہ صاحب اسم اعظم محترم و محتشم دانندہ ہفت زبان اپنے زمانے کا صاحبقران وزیر یعنے کافور سحر فروش یہ سب مضمون سنکر آیا تھا خاموش بیٹھا تھا کہ خواجہ سرا نے بیٹی کا پیغام دیا کافور تردد مین تھا سر جھکائے ہوے محل مین آیا بیٹی نے اٹھکر سلام کیا چونکہ بیٹی کو بہت چاہتا ہی جوش محبت مین گلے سے لگا لیا کہا کیون بی بی مزاج کیسا ہی گلفام الشمس نے عرض کی آپ کی جان و مال کو دعا دیا کرتی ہی آپ کہان تشریف لیگئے تھے کافور نے کہا بی بی کیا کہون خداوند ہمارا ابلیس خود پرست بادۂ کبر و نخوت سے مست قلعہ ابلیس پرستان سے شکست کھاکے آیا بادشاہ و نزدیہ ہوا کاہن جمع کیے اُنسے کہا حکم لگاؤ اُن سبنے صاف کہدیا عمر طلسم تمام ہوئی اسی سال طلسم فتح ہو جائیگا یہ سنکر ملکہ گلفام رونے لگی کہا ابا جان یہ تو بتلائیے کہ آپ نے لوح کہان رکھی ہی اُسپر نگہبان محافظ مقرر کیجیے اب مجھکو کھانا ہضم نہوگا نیند بھی گئی برائے خدا آپ لوح بادشاہ کو دیدیجیے وزیر نے کہا بیٹا یہ ناممکن ہی قاعدہ مقرر یہی جو شی جس مقام پر ہوتی ہی انتقال اُسکا ناجائز جبتک کوئی وجہ قائل نہو یا اُس شی پر کوئی افتاد پڑے تب انتقال ہوتا ہی باغ گلرنگ کہ ہمیشہ مقفل رہتا ہی اندر اُسکے دو سو قفس طائران ہفت رنگ کا لٹکا ہی ہر ایک قفس مین چالیس چالیس طائران ہفت رنگ ہین کیا طلسم کشا پہچان سکتا ہی بیچ مین جو قفس ہی اُسمین ایک طائر اُسکے پرون مین چودہ رنگ ہین اگر کوئی شخص اُس باغ مین جائے سب طائر اول زمزمہ سرائی کرینگے اول کلمات حسرت آمیز کہینگے جب اُس قفس اصلی کا ارادہ کرے اُس وقت وہ سب طائر قفس کو توڑ کر نکلینگے آواز دینگے ای ساکنان طلسم لقراط دوڑو طلسم کشا آگیا لوح لیتا ہی ہم لوگ جاپڑینگے اُس چہاردہ رنگ کے جانور کو بچالائینگے اگر کوئی ایسا قابل ہوا اور طائر چہاردہ رنگ کو نکال لے سینہ اُسکا چاک کرے لوح طلسم لقراط اُسکے شکم مین ہی لوح پاکر فتاحی طلسم مین مصروف ہو کسکی اتنی لیاقت ہی کہ باغ مین جائے ایذا رنگ جمائے یہ مصیبت اُٹھائے اپنی جان پر کھیلے تب لوح طلسم لقراط پائے ملکہ نے کہا ہان ابا جان بیشک بہت مشکل ہی کوئی وہان تک نہین جا سکتا ہی مگر اور نگہبان مقرر کیجیے کہا بیٹا یہ نہین ممکن جو انتظام ہمیشہ سے ہی وہی انتظام رہیگا کون ایسی جفا سہیگا کہ لوح طلسم لقراط لیگا انہون نے کہدیا اگر خداوند بہت گھبرائے ہین بڑا اُنکو بھروسا قہر اسرار ساحری پر تھا وہ قہر صاحبقران نے ٹکوادیا سب کنیزان ساحری جاگتی ہین وہ کسی بھی نہین کہ ہم خدمت خداوند مین جائینگے وہ سب جہنم واصل ہوتین اسکا کوئی مددگار نہین رہا قدرت نے بڑا ظلم سہا ملکہ گلفام الشمس نے اور باتین شروع کردین اصل مطلب کو یاد رکھا پریشان پریشان باپ

رخصت ہو کر بہ سر لوہ گلگون ائین یہان ہما صاحبقران کو دن بھر تنہائی مین گذرا کنیزون سے پوچھتے ہین کہ کیا سبب ہی جو ابھی تک ملکۂ عالم تشریف نہین لائین کنیزین عرض کرتی ہین واری آپ ہی سے کام کو گئی ہین تقاضا ہی مطلب اصلی پوچھکر آئینگی امیر باغ مین ٹہلنے لگے گلہاے رنگارنگ کو دیکھا بیقرار ہو گئے یاد عارض انور آئی ہیبت ہر ایک ہو گز نہ پایا نظم

ہم دہی یار دولت حسن شباب سے
ممکن وصال ذرہ تھا آفتاب سے
مضمون لب خیال رخ یار مین ملا
خالی رہا مین کبھی دریا حباب سے
برسائینگی ہماری بھی آنکھین لہو کا مینھ
باہر نہین کتاب کا مطلب کتاب سے
اُن سے ہر سے درخت ہون آتش شگفتہ گل
تلوار کھینچ منھ کو چھپائے نقاب سے
ہر رنگ حسن یار کا دل مین خیال ہی
مطعون خلق صوفی ہی حال خراب سے

اپنا ہین روح ہی تن خانہ خراب سے
سچ ہی زیادہ نشئہ زر ہی شراب سے
جاتا ہی جو دُکھ غریبان کی سیر کو
پیدا کیا ہی ہمنے یہ لعل آفتاب سے
کھاتا ہی نہین ہوا اسکو مین کھاتا ہون انکی
بجلی گرائیے نہ نگاہ عتاب سے
بیدار بخت ایسا مین دیوانہ ہون جیسے
رہتے ہین اپنے خاک برابر ہی آب سے
لیا ہمرخ کر دیا سے قاتل نگا پیراہن
شیشہ بھرا ہی تمنے شفق گون شراب سے
آتش وہ رخ حسن ملے تجکو جا سے

پاے سمند الجھا ہوا ہی رکاب سے
افشان روے یار و طلوع محال ہی
مردے نجات پاتے ہین اپنے عذاب سے
نازک خیال اب بھی ہین موجود اے فلک
دل ٹوٹتا ہی گریۂ چشم کباب سے
سیر درون سے کہ حقیقت کیے مجھے
پریان اُٹھ کے لگئی ہین فرش خواب سے
قاتل لہو کو دیکھکے غش آئیگا تجھے
کچھ کم نہین ہی خون شہیدان شہاب سے
نافہمی اپنی کرتی ہی انسان کو ذلیل
ظاہر یہ ہوتا ہی تیرے حال خراب سے

تیرین سمجھاتی ہین حضور رنہ ٹھہرین ملکۂ عالم آتی ہونگی آپ کے مطلب کی بات بھی پوچھینگی خدا کرے باجراد ائین حضور کو لوح ملے غنچہ آرزو کھلے یہ ذکر تھا کہ ملکہ آتی ہوئی آکر ازین صاحبقران نے ہاتھ پکڑ لیا ملکہ کو بھی جوش محبت ہی گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا صاحب آج تو مین نے جان لگا دی باپ سے حال لوح پوچھا وہ تو مقام جانے کے لائق نہین ہی دشمن وہان جا کر کسی بلا مین پھنس جائینگے دس ہزار ساحر براے حفاظت وہان مقرر ہین وہ سب غل مچائینگے یہ بھی حضور پر خوب ظاہر ہی کہ مجھے سحر و ساحری کے نام سے نفرت ہی ورنہ مین بھی جلتی خود اپنے ہاتھ سے طائر چہار رنگ کو نکالتی اب آپ بہ آرام یہین تشریف رکھین کوئی تکلیف نہ پہونچیگی مین وعدہ کرتی ہون کہ ایک مہینا بھی نہ گذریگا مین باپ کو فقرہ دیکر اور کسی تدبیر سے منگا لونگی اپنے ہاتھ سے آپکو دونگی کہ طلسم کشائی مین آپ کو تکلیف نہو مین یہی چاہتی ہون کہ بلا تکلف طلسم فتح ہو امیر نے فرمایا اے ملکہ للعالم آشنخواے معشوق خوشنخوا اسقدر تامل ہوتا تو ممکن ہی دشمن مجھکو یہان گذرین مین نے ترتیب سے رات ہی کاٹی ہین اور چند امورات وہ ہین کہ جنکا بیان کرنا مناسب وقت نہین یہ سب امورات بے ذریعہ تکلیفات ہونا دشوار کہ بعد فتح طلسم لقا ہاں یہ سب رنج و غم دفع ہونگے تم مجھسے مفصل حال تو ملکہ نے جو باپ سے سنا تھا کیفیت باغ کی بیان کی یہ بھی کہدیا کہ سو قفس جانورون کے لٹکتے ہین جس طائر کے شکل مین لوح ہی اُسکے جسم پر چہار رنگ ہین امیر نے فرمایا بس مین سمجھ گیا بہ عنایت خدا مین پہونچ جاونگا اگر میری تقدیر مین فتاحی طلسم ہی مین طائر چہار رنگ کو قبضہ مین کرونگا ملکہ بے اختیار رونے لگین کہا ای شہریار آپ جانے کو فرماتے ہین میرا دل ہلتا ہی دس ہزار ساحر علیہ ہر رنگ سے باہر سب وہ سب سحر کرینگے آپ اکیلے کیونکر جینگے اپنی تو یہ کیفیت ہی قطعہ

سوزش پروانہ دکھلاتے ہو کیا مین کیا کہون
دیکھ جلتے شمع محفل کو جلا جاتا ہی دل

کیا کرون کیونکر رکون ناصح رکا جاتا ہی دل
یا الٰہی مجکو کس پردہ نشین کا غم لگا

بس کیا طاقت ہی اس سے جسم آجاتا ہی دل

سینے مین اندر ہی اندر گھلا جاتا ہے دل
کوئی سنتا ہی نہین کہتا ہی کیونکر بوالہوس دار
کچھ بھی بن آتی ہی جب اپنی ہو فنا جاتا ہے دل
ہاتھ اُٹھائے کسکے دل سے کسکے سینے پر دھرے
سینے مین رکتا ہی جب آنکھون مین آجاتا ہے دل

حسرت دیدار بس آئینہ رکھدے ہاتھ سے
میرے دل کے ساتھ ذبح کا بھی کیا جاتا ہے دل
وہ ستمگر دلبر ظالم ادھر آتا ہی آپ سے
ہاتھ سے اغیار کا بھی لو چلا جاتا ہے دل
چاہتا ہون مین کہا تو سجدہ مین سر ان کے ڈرے

ہے جالت دیکھکر ظالم کہا جاتا ہے دل
مست ہے گاگر یہ ذرہ گردی سحری انصاف کر
کہا نہ گی دیکھیے رہتا ہی یا جاتا ہے دل
آہ گریہ دم اندوہ بے موجب نہین
کیا کرون تہخانے کی جانب کھنچا جاتا ہے دل

یہ کہکر ملکہ اسقدر روئین کہ دامن و گریبان تر ہوگئے کہا ای شہریار مین ایسے ہنگامے مین کیونکر قبول کرون امیر کا کہا حسرت آثار گلفام آنسو سے قلب بھرا گیا آنکھون کے نیچے تصویر دلبند ملکہ قہر پیکر دختر ریحان شاہ پھر گئی صاف خیال مین آیا کہ افسوس اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق اسیر طرۂ گیسو ذبیح خنجر ابرو آوارۂ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار پروردۂ ناز و نعم اسیر ہو رنج و غم نہین معلوم اسپر کیا گذری وہ ساحر غدار و مکار نہین معلوم کہان لیگیا ایک معشوق آنکھون کے سامنے دامن پکڑے کھڑا ہی دوسری کی تصویر جو آنکھون کے سامنے پھری آنکھون سے اشک حسرت ٹپک پڑے فرمایا ملکہ ایک ایک ساعت میرے واسطے ایک ایک سال ہو گیا کہون کہ دل کا کیا حال ہی نظم

بستانم ازکہ این دو عدو خونبہائے جان
گردید مہرت فلا اشک آہ دل
در برگ ہر گلے بچمن رنگ حسن اوست
با صاحب حرم نرسی جز براہ دل
دلدار حرف ما شنود خلق سوے اوست
باشد اگر صلاح رو دم در پناہ دل

جان بسکہ شد رسیدہ من زاد خواہ دل
دل جرم چشم کرد چہ نشیم گناہ دل
دل گشت و ناتوان و ندارہم در نظر
صاحبدلان چہ مہر کنند از نگاہ دل
یکشب اگر بہ بزم خود دم جا دہی چو شمع
گوئیم در جہان بجہ حال تباہ دل

دل اگر چہ کردہ است بجان من گواہ دل
یارب بدرد بے اثری نالہ جرس
جز نوک خنجر مژہ اش تکیہ گاہ دل
ای شیخ گر بسوے حرم میروی چہ سود
روشن شود بجان تو روز سیاہ دل
سودا الگو کجا بروم من ز دست دل

امیر نے جو اس حسرت سے یہ اشعار پڑھے ملکہ کا دل ہلگیا کہا ای شہریار آپ کے کلمات سے اسقدر سوز و گداز پیدا ہی جس سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ صدمۂ عظیم اُٹھایا ہی صاف صاف فرمائیے کیا رنج گذرا مین تو جانتی تھی کہ مین مبتلاے دام گیسو ذبیح خنجر ابرو تو گرفتار مضطر و بیقرار میرے کلام سے زیادہ کسیکی بات مین سوز و گداز ہو گا مگر آپکے سوز و گداز نے دل ہلا دیا سارے عیش کو خاک مین ملا دیا امیر نے فرمایا فراق لشکر جدائی فرزندون کی کس کس کو یاد کرون کس کے واسطے فریاد کرون اس ابلیس خود پرست کے جھگڑے نے مجھے ایسا ملول کیا جو شخص وقت پر ہماری مدد کرے اپنا ملک و مال تباہ کرائے سالہا سال آرام نہ پائے اسیر رنج و بلا ہو کسی آفت مین مبتلا ہو بڑی غیرت کی بات ہی کہ ہم اُسکی مدد کو نہ پہونچین مصیبت مین اُسکی خبر نہ لین ہر چند کہ بہ عنایت پروردگار فرزندون نے میرے تاربار مدد یا ہی حسد کن نے انھون نے کوکب کو قید کیا ہی اُنکو بھی فرصت نہین ملی مگران جانے والون نے یہ نہ دریافت کیا کہ ہم اس طلسم کے فتاح ہین یا نہین اپنے زور و جرات دکھاتے ہین آخر جا کر پھنس جاتے ہین مصیبتین اُٹھاتے ہین مگر ان بیچارون کو چین نہین ملا ہر چند کہ بڑے ساحر زبردست ہین بادۂ عجائب و غرائب سے مست ہین خود جاتے مین ان نیوالون کو گرفتار کرکے لاتے ہین جو گیا قید ہوا مین خواجہ زادون سے پوچھکر چلا ہون فرزندان خواجہ بزرجمہر اپنے باپ کے مثل مین تمام دنیا مین مشہور ہین کہ علم رمل مین کوئی اُنکا مثل نہین اُنھون نے حکم دیا کہ آپ طلسم کو فتح کرینگے تب مین چلا مگر راہ مین اس ابلیس ملعون نے روک لیا اُسکے دو ملک و تیغ سحر سے قیمع اُنکو کون

جواب دے سکتا ہو آگے اُنکے سحر و ساحری کے کون دم مار سکتا ہی کوکب سے علم سیکھا ہمیشہ اسی فکر مین رہتے ہین کہ کمال حاصل کرین خدا فتح نصیب کریگا مگر میرے پہونچنے سے قیدیون کو تسکین ہوگی قاسم و ایرج و نورالدہر و چار شاہزادے جو شہر بادِ نور افشان مین پیدا ہوئے وہ بھی جاکر اسی طلسم مین پھنسے اب دیکھیے میرے واسطے کیا ہو مدد غیبی شریک ہونا کیا بات ہی ایسون سے لڑائی نہین کرامات ہی ملکہ نے کہا آپ لاکھ تمہید ین اُٹھاتے ہین آپ کو باغ گلرنگ مین نہ جانے دونگی امیر نے کہا اگر ہزار آفتین مین گرجانا ضرور ہی اس خیال سے قلب ناصبور ہی لکھا ہی کہ ایک دن اور ایک رات یہی ہا ملکہ کا انکار صاحبقران کا اصرار دم بدم یہی سمجھاتے ہین کہ ملکہ یہان رہنا میرا باعث خرابی ہی نہ کہ ایک مہینا کامل سب یہی کہینگے صاحبقران کو تب کوکب کا خیال نہ آیا کوئی کیا سمجھیگے ہمارا ساتھ دیگا اہل اسلام بھی طعن کرینگے تو اب خدا کے سپرد لیا برائے خدا صبر کرو دل پہ جبر کرو ہمکو نہ روکو ہمارا رکنا مناسب نہین ملکہ تمہارے سر کی قسم ہم بدنام ہو جائینگے ہمارے لازمون مین چرچے ہونگے ہر شخص یہی کہیگا کہ صاحبقران زمان نے جلالت کو کام نہ فرمایا افسوس ہی کوکب کی مدد نہ کی اصل کیفیت یہ ہی

نظم

کام تو ریزی ہی آپ یوسف بازاری کا
اب کرتا ہی اشارہ مجھے میخواری کا
گو رہ آنکھین ہون کسی طور سے گردش
دیکھ عالم مرے نالون کی شرر باری کا
لئے پھرتین جز جسم یار نہین کرتا ہون
جسم محبوب مین گرتا نہین گلکاری کا
تو وہ خورشید ہی جہ لیسے اُٹھائے جو نقاب
ہو مہ جیسے گیا ہی مری غمخواری کا
رابعہ ہم خندۂ گل سے یہ تھا آتی ہی
کیا لکھون حال مین ناسخ کی سیہ کاری کا

ایک عالم ہی جری عفات ہشیاری کا
جان بیچے جو کرے قصد خریداری کا
وصف خط ہی کہین دیوانہ مین کہین عیب و کمر
اور چارہ ہی کہین دید کی بیماری کا
ہی یہ وہ راہ کہ تا عرش پہونچتا ہی بشر
بیخودی مین بھی مجھے دھیان ہی خود داری کا
شہسواری کا جو اُس چاند کے گھر میں ہی شور
ہو ہر اک ذرہ مین عالم دہی جگاری کا
رحم دل ایسے ہین ہم صید کہ عالم مین
باغ عالم مین ہی موقع بھی زرداری کا

خواب دیکھا نہ کبھی بخت کی بیداری کا
رحمت حق ہی سبب میری گنہگاری کا
ساتھ ہی جدولی زنگار کے اک بار یکا
سفی شعلۂ آواز مین شک ہو جسکو
دل مین دروازہ ہی اس گنبد زنگاری کا
ہی وہ تخل چمن حسن یہ ہین پھول اُسکے
چاندنی نام ہی شبدیز کی اندھیاری کا
کھا گیا ہی اُسے گور رزین غم ہی افسو
غم ہوا طائر مضمون کی گرفتاری کا
خودبخود دردِ دست کی دتی ہوئی جاتی ہی سیاہ

صاحبقران نے اسطرح یہ اشعار عبرت آثار پڑھے کہ ملکہ کا دل ہل گیا کہا اے شہریار مین اسواسطے روتی تھی کہ وح لاکر آپ کے ہاتھون دو گھڑی باغ تک جانے مین کئی آفتین ملینگی باغی اور مین سنا مینگے امیر نے فرمایا ملکہ جو آفت ہوگی وہ جھیلینگے جستجو نے تو ہین جان پہ کھینچینگے تصور تو کرو اگر ایرج نوجوان مفتہ ہی نہ جاتا مین اُسکی صورت نہ دیکھتا ملکہ برات شمشیر زن اُسکی زوجہ ہی صاحب اولاد یہ بھی سنتا ہون کہ اولاد پر کچھ افتاد پڑی مان سے لڑکے الگ ہو گئے یہی حادثہ ایرج پر بھی گذرا تھا وہ کیونکر نہ جاتا زوجہ کے چھڑانے کی تدبیر نہ کرتا اُس معشوق کے واسطے اُسنے ہزارون جفائین اُٹھائین کوکب ایسے بادشاہ سے فساد ہوا اُسنے جاکر طلسم شکنی کی صاف تو یہ ہی کہ مثل فرہاد کوہکنی کی مگر آخر کو زوجہ کو لیا ایرج کی شریک ہوئی لاکھون آدمی مارا گیا حنائے گلگون پوش پر نا ہید نے رنگ جما یا اپنے حنا کو مار ڈالا کوکب نیم ہوا ایسے ایسے جھگڑے پڑے کہ اگر ذکر کرون کلیجہ ملتا ہی ایسا معشوق قید ہو جائے دل کو کیونکر چین آئے یہ سب جھگڑے جو صاحبقران نے بیان کیے ملکہ نے رو کر دامن چھوڑ دیا کہا اے شہریار بسم اللہ جو کچھ ہم پر پڑیگی سہینگے اب زبان سے کچھ نہ کہینگے شعر سفر رفتنت مبارک باد ✤ بسلامت روی و باز آئی ✤ القصہ ملکہ رو رہی

کہ غش آگیا جب گلاب کیوڑہ بید مشک چھڑکا بوے زلف معنبر صاحبقران دماغ مین گئی تب ملکہ نے آنکھ کھولی کہا بسم اللہ اب آپ کیون پیر کرتے ہین صاحبقران نے بہت سمجھا دیا پیدل چلے گھوڑا ابھی اسی مقام پر چھوڑا ملکہ نے ابھی کہا تھا گھوڑا اس راہ مین نہ جائیگا امیر پیدل نکلے جستجو مین باغ گلرنگ کے چلے انکا ذکر تو وقت پر کیا جائیگا مگر اب حال مصیبت مآل بیقرار و مضطر ملکہ قمر پیکر گذارش ہوتا ہی اس گوہر داستان بے بہا کو زیب گوش سامعان ذی ہوش کیا جاتا ہی جب باغ سے ملکہ قمر پیکر کو عقاب جادو اٹھا لیگیا صورت زیبا کو دیکھتا ہی دنگ زندگی سے تنگ کبھی کہتا ہی آج تو ساحری و جمشیدی نے وہ دولت عطا کی کہ زندگی بھر لطف زندگی اٹھاؤنگا اس معشوق کو آنکھون کے پردے مین رکھونگا مزا وصل کا چکھونگا ایسا معشوق اگر بیوفا بھی ہو عاشق اپنی جان نثاری کرے ملکہ کی آنکھ بسبب تموج ہوا کے بند ہو گئی تھی ساحر مذکور لیے ہوے ملکہ کو ایک باغ مین آیا کسی شاہ و شہریار کا وہ باغ ہی اس بے دین نے قبضہ کر لیا ہی جب جی چاہتا ہی مہینون یہین رہا ایک دیو کہ وہ بھی پردۂ قاف سے بھاگ کر دنیا مین آیا ہی اسی باغ مین رہتا ہی کبھی ان دونون کا سامنا نہین ہوا ساحر نے ملکہ کو لا کر باغ مین چبوترے پر بٹھایا بہت سے پھول لا کر رکھدیے ملکہ کو ہوشیار کیا ملکہ کی جو آنکھ کھلی ساحر سیہ فام بد انجام کریہ منظر کو دیکھا ڈر کے آنکھین بند کر لین تب ساحر نے پکار کر آواز دی اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان مین تابعدار ہون غلام جان نثار ہون جو حکم ہو بجا لاؤن مین آپ کو باغ سے اٹھا لایا معاف فرمائیے گا ملکہ نے جو یہ مضمون سنا آنکھین کھولکر کہا اے شخص مجھکو کیون اٹھا لایا اگر آدم خوار ہی بسم اللہ مجھکو کھالے کہ مین تیری صورت زشت کو نہ دیکھون تیرا دل خوش ہو جائے حسرت پوری ہو اور مین تیرے کس کام کی لنظم

ہمیشہ تار ہا جو حال دل ہاتھ پاش پر
کنشار ہا ہیمان تو گلا اس خراش پر
مہوچے تیرین خیال ہین بھی جسکے تم ہوسے
مرتا ہون کوے یار کی مین لو دو باش پر
سو غم مین یار ہے مرے اک دلمین میہمان
چھڑکو نمک مرے جگر پاش پاش پر
شاہد دکھا کے دست حنائی کیا ہی قتل
کیا مستعد ہوا ہی کسیکی تلاش پر
منظور جو تھا خون چھپانا اسے جلال

کیا روئیگا وہ کشتۂ حسرت کی لاش پر
مجھسا صنم تراش کے کافر کیا ہمین
دل تنگ مٹا ہوا ہی اس اپنی تلاش پر
لیتی ہی دلمین حسرت پرواز چٹکیان
کیا حوصلہ کیا ہی ذرا سی معاش پر
باہم دلبا و جگر کہین اثر نہ کٹ مرین
اٹھتی کہین انگلیان مرکشتے کی لاش پر
دشمن بھی سن سکیگا نہ درد فراق دوست
قاتل نے خاک ڈالی نہ کیون میری لاش پر

ناخن کہین کسی کا لگا تھا شب وصال
نھو پڑے تجھے ہاے یہ کیا بات راش پر
بہت مین عیش خلد سے مجھکو بہانگے رنج
رکھتا قفس مین کاٹکے صیاد کاش پر
مشتاق زخم خندۂ دندان نما کے ہین
تلوار چل نجائے تمھاری تراش پر
کھوئے ہوے حواس تو دل اپنا ڈھونڈھیے
ٹھوکیگا خون ہر سخن دلخراش پر

اے شخص اگر تو میری جان کا خواہان ہی تو مین اپنا خون تجھے بحل کرتی ہون قتل کر ڈال خواہ کھالے خواہ لاشہ مجھ گرفتار دام مصیبت کا کسی جنگل مین پھینکا طعمۂ گرگ و نہنگ ہو تیری خوشی ہو جائے عاشقی و معشوقی کا مجھسے ذکر نہ کر میرا دل گھبراتا ہی کلیجہ منہ کو آتا ہی جادوگر قدمون پر گر پڑا کہا میری کیا مجال کہ جو مین قریب حضور رکے بیٹھون مین فقط گلچینی گلشن جمال کی کرنا چاہتا ہون جب ملکہ کو غصمت سے تقویت ہوئی کہا او بدلقب کمبخت مین نے شب سے کھانا نہین کھایا دو چار پھل تو توڑ لا کہ مین شکست نہار کرون کھانے کو جی چاہتا ہی لخت دل کھاؤن خون جگر پیون مگر بیقراری نہین رکتی اتنی جو ملکہ نے فرمایش کی ساحر نہال ہو گیا سوچا کہ اب مجھکو بھی پھل ملیگا گل مراد کھلیگا ابھی عزیز و اقارب سے جدا ہوئی ہی ہوش درست نہین جب دو چار روز خدمتگزاری کرونگا راضی ہو جائیگی یا کوئی سحر کرونگا قلب اسکا الٹ دونگا

آپ ہی عاشق ہو جائیگی یہ سوچکر دوڑا درختون کو چمن کے پامال کرنے لگا جس شجر پر ہاتھ ڈالا اُکھیڑ لیا شاخ توڑ ڈالی صدہا درخت گرا دیے قضاے کار دیو میمون وہ بھی اسی باغ مین رہتا ہی اتنا ہمیشہ سے خیال مین ہی کہ باغ مین کوئی ساحر بھی رہتا ہی اسی تلاش مین تھا کہ غافل پاؤن تو کھا جاؤن اسوقت جو اُڑتا ہوا آیا دیکھا ایک ساحر سیہ فام سارے درختون کو پامال کر رہا ہی کڑک کے جو گرا ایک تھپکی سر پر ماری سر گردن مین گردن سینے مین گولی بنا کر پھانک گیا پیٹ مین گڑبڑ شروع ہوئی پیٹ پھٹتا پھرتا ہی چار گھڑی کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام مین عقاب جادو بود جب گڑبڑ موقوف ہوئی تو دیو مطمئن ہوا باغ مین آیا اب جو نگاہ اُٹھا کر دیکھا چبوترے پر ایک ماہ تاباں مہر درخشاں ستارۂ فلک خوبی مشتری چرخ محبوبی گل اندام شیرین گفتار حسن مین بے مثال آفتاب حسن و جمال حیران حیران دیکھنے لگا یہ ستارہ ہی یا کوئی ماہ پارہ ہی جب جمال پر نگاہ ٹھہری ٹہلتا ہوا قریب آیا جھک کر سلام کیا ملکہ نے کہا ارے تو وہی جادوگر ہی اب دلیر بنکر آیا ہی دیو نے عرض کی اُسے تو مین کھا گیا پیٹ مین بڑی دیر تک ہلڑ رہا اب اطمینان ہوا مین خدمتگزاری کو جان نثاری کو سب طرح پر موجود ہون ملکہ نے ہنسکر کہا کیا خوب فلک شعبدے دکھاتا ہی شعر ہر دم ازین باغ برے میرسد ٭ تازہ تر از تازہ ترے میرسد ٭ سبحان اللہ یہ خوب عاشق ملے ایک اُنگلی لگا دے تو میرا نشان نہ باقی رہے ای فلک کیا کیا سامان دکھاتا ہی سوختہ بختان نصیبت کو جلاتا ہی ابھی کچھ اور تھا یہ دوسری صورت ہی کیا اچھی کیفیت ہی نظم

چون مہر زعریانی بہ عار نہ داریم
در کعبہ یہود یم و مسلمان بدر دہر
در سینہ کم از مرغ گرفتار نہ داریم
بلبل دل نالان و خیال رخ او گل
فرواست کہ ما طاقت گفتار نہ داریم
ناز و نگہ و عشوہ بہاے دل سوداست

چون گوہر ناسفتہ از اسباب جمیعت
آرام بجز خانۂ خمار نہ داریم
ما بندۂ عشقیم و مبرا ز مذاہب
با بلبل و گلزار جہان کار نہ داریم
آئینہ غبار از نفس ما نپذیرد
زین ہرچہ خرد یار کہ انکار نہ داریم

ہرگز بہ جہان ماتم و دستار نہ داریم
دلبستگی خویش بیک تار نہ داریم
با نالہ بسازیم عزیزان کہ دل خویش
با شیخ و برہمن سرپیکار نہ داریم
بر عرض تمنا نہ دہی گوش چو امروز
بر خاطر کس زاہل جہان بار نہ داریم

دیو قدمون پر گرا کہ مین ابھی آپ کے واسطے کنیزین لاتا ہون وہ کام کاج کرینگی دل بہلانا کا بہلائینگی ملکہ نے کچھ غصے مین جواب نہ دیا دیو بھاگا ایک گانو سے جاکر پانچ سات عورتین اُٹھا لایا ایک مقام پر اونٹ لدے ہوئے جاتے تھے اُسمین میدہ گھی و شکر لدا تھا اُٹھا لایا سامنے ملکہ کے عورتونکو بٹھا دیا کہا یہ کنیزین واسطے خدمت کے حاضر ہین یہ کھانے کا سامان ہی ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا کچھ دیو نے پکا کر کھایا ملکہ نے ناچار اُن کنیزون سے کہا جو تم بھی پکاؤ چین سے بیٹھکر کھاؤ ناچار اُن بیچاریون نے کچھ روٹیان پکائین کچھ خدمت مین ملکہ کے حاضر لائین ناچار ملکہ نے بھی کچھ کھایا آٹھ پہر یاد صاحبقران و مان و باپ کی جدائی آنکھون سے آنسو جاری رہتے ہین رویا کرتی ہین کبھی ٹھنڈی بھی سانسین بھرتی ہین کبھی شکوۂ فلکی کبھی اپنے کیے پر رونا کبھی چلانا کبھی پکارنا نظم

ہم ہو آگے یہ مہمان رہے یا نہ رہے
ڈھونڈھتا تھا دل گم گشتہ کو بس ڈھونڈھ چکے
بت سلامت رہین ایمان رہے یا نہ رہے
میری حیرت کو نہ پوچھیگا تمھارے آگے
ایسے دو چار پریشان رہے یا نہ رہے

خواب غفلت ہی ہی بہتر کہ ہم آغوش ہی یار
اب کوئی زلف پریشان رہے یا نہ رہے
جس پری نے ہمین دیوانہ بنا رکھا ہی
آئنہ بزم مین حیران رہے یا نہ رہے
سجدہ جسدن سے کیا اک بت کافر کو چلا

ہمسے آباد ہو دل جان رہے یا نہ رہے
آنکھ کھلنے پہ یہ سامان رہے یا نہ رہے
بندۂ عشق ہون اللہ سے کہتا ہون یہی
رو وہی کہدے کہ ہم انسان رہے یا نہ رہے
کنگھی زلفونمین کرو کیا دل عشاق کا ہم
شک ہی ہمکو کہ مسلمان رہے یا نہ رہے

اس افسوس مین آٹھ پہر روتا کنیزین بیچاریان مبتلاے مصیبت وہ سمجھاتی ہین کہ واری اگر زندگی باقی ہی اس مصیبت سے رہا ہونگے ورنہ ہمین تڑپ کے مرینگے کسی سے ملکہ نے حال دل نہین کہا جب کسی نے کچھ پوچھا اور ذکر بن نالہ یاوہ بیچاریان بھی جان سے بیزار ملول و حزین اشکبار مگر قضاے کار یہ دیو میمون پر وہ قاف سے کیون بھاگا پردہ دنیا مین کیون آیا ایک دیو ہی کہ دیو جبار اسکا نام ہی کسی وجہ مین اسکے اُسکے دشمنی ہوئی جبار نے میمون کا قلعہ لوٹ لیا یہ بیچارہ اُس سے کمزور تھا بھاگ کے دنیا مین چلا آیا ایک دن خیال مین آیا شکارگاہ سلیمانی مین بہت سے خبردار رہتے ہین چلکر اُنسے ملین اگر وہ ہمارا ساتھ دین تو دیو جبار سے لڑکر اپنا قلعہ لین یہ سوچکر شکارگاہ سلیمانی مین آیا ایک نخل کے سائے مین ٹھہرا کہ دیو جبار سامنے سے نمایان ہوا میمون نے چاہا کہ بھاگون جبار آپڑا میمون سے دار چلنے لگی جبار نے میمون کو مار لیا ملکہ کو انتظار مین جب دو دن گذرے کہ میمون پلٹ کے نہ آیا کھانا روز لاتا تھا اب فاقے ہونے لگے ملکہ نے کنیزون سے کہا کیون صاحبو خواہ دشمن تھا وہ خواہ دوست تھا آب و دانہ تو پہونچاتا تھا جس شی کی فرمایش کی اسکو تلاش کرکے لاتا تھا اب یہان کون خبر لیگا تڑپ تڑپ کے مرینگے اسیر کوئی اُفتاد پڑی ہمین یقین ہی کہ اب وہ نہ آئیگا یہان کبتک تڑپ تڑپ کے مرین ہر روز ایک نیا شعبدہ ہوگا نظم

دیوانگی کا جوش تھا یا ہوش تھا ہمین
تو ہمین ہمیشہ گبر و مسلمان سے چھیڑ چھاڑ
کیا دل نہ جانتا تھا لگے گی یہ ہو گئے تیر
رہتی ہے تو یہی نہین قیس و بیابان سے چھیڑ چھاڑ
آشفتہ اور ہو گئے ہم کیا ضرور تھی
دل کی کسیکے تیر کے پیکان سے چھیڑ چھاڑ
جی بہلے کیا چمن مین کہ دل نے شروع کی
آہین ہو رہی ہی دل و جان سے چھیڑ چھاڑ

اے دل رہے نگاہ حسینان سے چھیڑ چھاڑ
رکھنا تھا دست دل کو گریبان سے چھیڑ چھاڑ
کیا کیا ہماری آبلہ پائی سے بھی رہی
کیون کی ہوا کے کوچہ جانان سے چھیڑ چھاڑ
بس چپ ہی رہنے دے اسے کنج قفس مین
باد صبا کو زلف پریشان سے چھیڑ چھاڑ
بچہائیگا یہیے دل مین نہ خنکمان
قمری سے بحث بلبل نالان سے چھیڑ چھاڑ
رلوائیگی لہو نگہ شوق کی جلال

ہو تو نہ ہو یہ جنبش مژگان سے چھیڑ چھاڑ
اب بت کی بندگی مین چلی جائیگی یہان
دشت جنون مین خار مغیلان سے چھیڑ چھاڑ
کہتے ہین اپنی سنتے ہین کچھ اسکی اے جنون
صیاد گر نہ مرغ گلستان سے چھیڑ چھاڑ
رہنے نہ دیگی سینے مین دم بھر بھی ہے
اچھی نہین ہی نالہ و افغان سے چھیڑ چھاڑ
دونون سے دونون پوچھتے ہین پیار درد عشق
ہر دم کسیکی نشتر مژگان سے چھیڑ چھاڑ

سب نے عرض کی واری اختیار ہی ہم آپ کے ساتھ ہین اب کہان جاین گھر بار چھوٹا عزیزون سے اُنسے چھڑایا پاس باغ کے لاکر باغی نے پہونچایا آپ سواے آپکے اور کون ہمارا ہمین و مددگار ہی آپ جہان جائین ہم بھی آپ کے ساتھ ہین آپ کا دامن ہمارے ہاتھ ہین کسی مقام پر کمی نہ کرینگے جیسا فرماتی ہین بجا لاتی ہین ان جب تکلیف آب و دانے کی ہوئی ملکہ چار کنیزون کو ساتھ لیکر باغ سے روانہ ہوئی نکلین کبھی گرتی کبھی اُٹھتین کنیزین سنبھال لیتی ہین کبھی عرض کرتی ہین واری لونڈیان آپ پر سے نثار ہون لونڈیون کے کاندھون پر سوار ہو لیجیے جسطرح حکم ہو اُسطرح بجا لائین ہمین تکلیف حضور کی گوارا نہین بلکہ ٹھنڈی سانسین بھر بھر کر فرماتی ہین جو تو نے تکلیف دی اُس سے کیونکر نہین کیونکر دامن کانٹون سے بچائین تڑپ تڑپ کے مر جائین مگر یہ تکلیف اٹھوا سکتے نہ دیکھین کسی طرح تکلیف گوارا نہین ہوتی مگر انسان تقدیر سے مجبور ہوتا ہی لاچار ہی ہمارے واسطے یہی صدمے قضا و قدر نے مقرر کیے جنگلون مین کیا کیا سامان ہوے کہان وہ ساحر اٹھا کر لایا اُسکی جان کیا جانے گئی دیو کو خدا نے مہربان کیا اسیر بھی نہین معلوم کیا گذری صاحبو یہ یقین کامل ہی کسی ایسی بلا مین پھنسا کہ جو نہ آیا اگر وہ صحت سے ہوتا تو ضرور آتا ہم پر مہربان ہوا اسی وجہ سے بلا مین گرفتار ہوا اپنی تقدیر کی خوبی جو ہمارے ساتھ احسان کرے وہ بلا مین پھنسے

کیا سنیں مرے نالۂ شبگیر کی آواز
پہونچی نہ کسی کان تک اس تیر کی آواز
بدنام ہی فریاد مری کوچے مین اُنکے
کانون مین بھری ہی تری تقریر کی آواز
دل کو سحرِ وصل وہ گھولتا ہی یہ چنگی
شاکی ہی بہت ضبطِ گلوگیر کی آواز

آتی ہی مجھے خندۂ تقدیر کی آواز
مجنون تو ہی کیا نجد مین دیوانہ بنا دے
پہچانتے ہین عاشق دلگیر کی آواز
ہر صبح چمن دنگ ہی نالے مرے سُنکر
نوبت سے جو پیارا ہی بم و زیر کی آواز
سر پیرا وہ ٹھکرائے ہین گننے مین یہ شانا

پیدا ہوئی کب آہ مین تاثیر کی آواز
لیلی کو مرے پائون کے زنجیر کی آواز
سننے ہی نہین یہ کوئی ہر چند پکارے
کیا نکلے بھلا بلبلِ تصویر کی آواز
آہستہ بھی نالان مجھے ہونے نہین دیتا
کیا خوب جلال آتی ہی تقدیر کی آواز

دو دن اسی صحراے ہول خیز مین گذرے کنیزون نے استقبال کیا ملکہ نے یون اوقات بسر کی کسی محل سے نہ نکلتی تھی
پانی نہ ملنے کی یہ صورت ہی کہ سوائے چشمۂ آفتاب پانی اس صحرا مین نایاب ہی ملکہ جستجو کر رہی ہین پانی دستیاب
نہین ہوتا پناہ پانی مشکل ایک روز بہت بھوک پیاسی قریب چشمۂ آب کے پہونچین پانی جو پیا آبرو پر بن گئی
گر پڑین جاتی ہین اُٹھون دل بیٹھا جاتا ہی قلب ٹھہراتا ہی اپنے حال زار پر رونا آتا ہی ملکہ گلفام آشفتہ یاد مین
صباحت فراق کی بہت بیقرار تھین کنیزون نے کہا واسطے شکار کے چلیے جنگل مین دل بہلیگا دل اترو منزل لشکر
پائیگا ملکہ سوار ہوئین نقاب چہرے پر باز سفید ہاتھ پر بیٹھا ہی شکار کھیلتی نکلین ایک طاؤس ایک طرف سے
نکلا ملکہ نے باز کو چھوڑا باز نے طاؤس کو گھیرا اتنے بڑے جانور پر گرا باز نہین آتا پنجے و منقار سے چاہتا ہی
اسکی آنکھین نکال لون جھپٹکر ایک پنجہ جو مارا طاؤس گرا جہان ملکہ قمر پیکر پڑی تھین وہین طاؤس گرا قمر پیکر نے
جو دھمائے کی آواز سنی گھبرا کر اُٹھ بیٹھین محمودی کی چادر سے چہرے کو چھپایا باز کندے سے باندھکر طاؤس پر
گرا تمام جسم نوچنے لگا ملکہ گلفام گھوڑے سے کود پڑین قریب آتے ہی چمکارا باز کو اُٹھا لیا اپنے ہاتھ پر
بٹھایا طاؤس کا شکم چاک کرکے دل نکالا باز کو دیا باز نوچ نوچ کے کھانے لگا پلٹ کے جو دیکھا ایک
نازنین مہ جبین چہرہ آداس عالم یاس ملکہ گلفام دیکھکر حیران ہوگئین جب قریب آئین فرمایا ای نیکبخت تو کون ہی
اس صحراے ہول خیز مین آنے کا کیا باعث ہوا کون یہانتک لایا قمر پیکر نے گورے گورے ہاتھ باندھکر
محمودی کی چادر سے باہر نکالے کہا حضور ہم خاک نصیبون سے کلام کرنا کیا ضرور ہی آوارۂ دشت مصیبت
غریب الوطن خاک رنج و محن فلک زدہ مصیبت کے مارے بھوکے پیاسے اس پانی کے لالچ مین یہان
پڑے ہین ہمارا حال نہ پوچھیے بقول مخفی شعر روز نو مہدی جو آید آشنا دشمن شود ✽ غم جدا شادی جدا دوست
جدا دشمن شود ✽ دعا کیجیے کوئی شیر چیتا آئے ہمکو کھالے اس کشاکش سے چھوٹین ملکہ گلفام خود ہجران
دیدہ آفت کشیدہ بیتاب ہوگئی کہا بی بی مین مرد نہین ہون عورت ہون مجھسے حال چھپانا کیا ضرور یہ سب
حوالی میرے قبضے مین ہی اگر مناسب ہو تو مجھے سرفراز فرمائیے میرے ساتھ چلیے مین حسب خواہش آپ کی
خدمتگذاری کرونگی یہ سنکر ملکہ قمر پیکر نے ایک آہ کی تمام اعضاے جسمی جلنے لگے اعضا سے شعلے نکلنے
لگے پاس بیٹھکر جو محبت سے باتین کین ملکہ قمر پیکر نے چہرہ کھولا حقیقت مین ایک شاہزادی کو دیکھا کہ
جواب قمر منظر یہ منت کہ رہی ہی کہ میرے ساتھ چلو قمر پیکر نے سر جھکا لیا کہا مین تو کنیزی کے بھی لائق نہین
ہون کیون حضور مجھکو لیے چلتی ہین ملکہ گلفام نے کہا صاحب یہ کیا کہتی ہو الحمدللہ سب طرح کا سامان
دیا ہی ایک آدمی اگر ہو تو بھی رہیگا کچھ مشکل نہین یہ کہکے ہاتھ تھام لیا ایک اور رہوار یان کو حکم دیا اسپر سوار
کرلیا دلدہی کرتی ہوئی اپنے کوہ گلگون پر لائین بہ محبت گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا بی بی ہمارے سر کی

اُسنے مفصل حال بیان کر کے نام بھی مفصل بتاؤ قمر پیکر نے سوچکر کہا مجھکو شمشاد بانو کہتے ہین اس قطع کے لوگ ہمیشہ مبتلائے
بلا رہتے ہین میرا باپ تاجر تھا قزاقون نے آکر گھیر لیا مین خیال عصمت مین قزاقون کو دیکھتے ہی بھاگی ایک غار
مین چھپی نہین معلوم اُنپر کیا گذری تین دن بے آب و دانہ اسی صحرا مین گذرے آج آپ پہونچین آپ کو ہمارے
حال زار پر رحم آیا لیکن افسوس ہے کہ موت نہ آئی مان باپ کی جدائی ہلاک کرتی ہے عزیز و اقارب یون جدا ہوے یہ
کہکے زار زار روئی ملکہ گلفام آتشخو نے اُسی وقت لباس تبدیل کرایا چند کنیزین واسطے خدمت کے دین ایک قصر
مین رہنے کو حکم دیا قمر پیکر جا اُترین مگر ہر وقت رونے سے کام جب ملکہ گلفام صحبت مین بلاتی ہین بیقرار و مضطر
پاتی ہین جب کئی دن اسی حال مین گذرے ملکہ گلفام کو نفرت ہوئی زن صحرائی و بعضیان جنگلی عورت کہتی ہین
ملکہ گلفام نے فرمایا اے شمشاد بانو یہان تم گھبراتی ہو حوالی کوہ گلگون مین بیس کوس تک ہمارے باغات
بنے ہین وہ سب ہمارے ہی ہین تمھین غم و الم نے گھیرا ہے دو سو کنیزین تمکو دیکر ہم وہان بھیجتے ہین ہمارے سیر کی
قسم بہت لطف سے بسر کرنا جس شی کی ضرورت ہو ہمکو لکھنا ہم برابر روانہ کر دینگے ہمین تمھاری فکر رہیگی یہ سنکر ملکہ گلفام
کو گئین دو سو کنیزین گلفام نے ساتھ کین ہوادار منگا دیا کنیزون پر تاکید کی خبردار انکو کوئی تکلیف نہ پہونچے
یہ ہماری مہمان عزیز ہین جس شی کو فرمائین فوراً ہمکو خبر کرنا ہم روانہ کر دینگے چندے جب الگ باغ مین رہینگی
غم و الم دفع ہوگا فی الحال ہم تو مبتلائے غم و الم ہین ورنہ انکو صحبت مین جگہ دیتے شگفتہ کر لیتے ملکہ قمر پیکر ہوادار
پر سوار ہوئین دو سو کنیزین ہمراہ وہان سے اوس کوس پر ایک باغ تھا اسمین لاکر اُتارا ملکہ کو غنیمت ہوا ہر وقت
گوشۂ تنہائی مین بیٹھی رہتی ہین کبھی گھر کی یاد آتی ہے کبھی یاد امیر مین گھبراتی ہین دل کو چین نہین ملتا ہر وقت
رویا کرتی ہے نہ جیتی ہے نہ مرتی ہے کبھی گھبرا کے چمنستان مین آنا رنگ گل پر نگاہ پڑی یاد روے محبوب کی چھری
کلیجے مین گذری نخل سرو کو دیکھا سمجھین ہمارے دل کی آہ ہے ہماری طرح یہ بھی تباہ ہے کبھی قریب چشمے کے آئین
موجہ آب کا خنجر کلیجے پر چلا معلوم ہوا یہ چشمہ بھی حبابون سے آنکھین دکھاتا ہے ہمارا حال اسکو کب بھاتا ہے
دیکھین آبرو کیونکر بچے اب حسرت مین غرق چین و آرام مین فرق یہ حال اسکا دیکھکر کنیزین کھسر پھسر کرتی ہین
کہتی ہین صاحبو یہ جنگلی عورت زن صحرائی ہر وقت رویا کرتی ہے ہم تو اسکے ساتھ آکر بہت پچھتائے بار غم و الم
اُٹھائے کیا کہکے اسکو سمجھائین اگر سمجھاتے ہین اور زیادہ بیقرار پاتے ہین جنگلی عورت ہے اسکی یہی کیفیت ہے جب
یہان سے کنیزین بدلکر خدمت مین ملکہ گلفام کے جاتی ہین تمام کیفیت بیان کرتی ہین ملکہ گلفام کہتی ہین یہ
کمبخت بھی کسی پر عاشق ہے ہماری طرح کسی وقت اسکو چین نہین ملتا ہمنے کیا کیا تدبیر اسکے آرام کے واسطے
کی سب بیکار ہوا ہمین معلوم اسکی اصلی خواہش کیا ہے سب نے کہا واری اصلی نقلی کیونکر معلوم ہو بات کہنے کی اسکی آنکھون سے
آنسو جاری ہوے کسکو سمجھائین کیا کہین اُسپر تو نیک و بد باتین سب گذرتی ہین ہر طرح سے ہم لوگ چاہتے
ہین اسکو شگفتہ کرین مگر زن صحرائی ہے ہر وقت گھبراتی ہے تنہائی اسکو بہت پسند آتی ہے ہر وقت ہم لوگ بہلاتے
ہین سب طرح سمجھاتے ہین اُسپر ترقی غم و الم ہے چاہتی ہے رو رو کر جان دون مگر حضور تو اپنے چہرے کو دیکھین
گل سا چہرہ کمھلا گیا ملکہ نے اک آہ کی کہا صاحبو مین مسافر کے واسطے بیقرار ہون وہ یکہ تاز میدان
جلالت صاحب شوکت و لیاقت نہین معلوم اُنپر کیا گذری باغ گلرنگ تک پہونچے یا نہین پہونچے
خدا ایسا فضل کرے کہ لوح طلسم بہر اطرا انکو ملے فتاحی مین مصروف ہون جب دشمن کسی مصیبت مین پھنس
جائینگے ہم کیا کرینگے بڑا انکا خیال ہے کہ قلب پر ہجوم غم و ملال ہے کیا کہون کچھ نہین بن پڑتا خود جاؤن

یا کسی کو واسطے خبر کے بھیجون نظم

حسرت اُس بت کے دل مین آئی ہی
دیکھو حسد کی یہ بیوفائی ہی
زندگانی نے ہجر کی مارا
اک صنم کی یہان خدائی ہی
پاک الفت کسی سے رکھتا ہون
تھوڑی تھوڑی سی کج ادائی ہی
اسلئے در تک جلال جا پہونچا
جب ہنسی میرے لب تک آئی ہی
ہاے مینے اک شی کسی کی پائی ہی
اُسکی آنکھون مین روز وصل آنا
ملک الموت کی دو ہائی ہی
دیکھ لینے دے یار کو ای ضعف
رند ہو کر یہ پارسائی ہے
بولا آئینہ دیکھکر وہ شوخ
آگئے تقدیر کی رسائی ہی
اب یہ تقدیر پر مسکرائی ہے
مرچلے ہم تو بولے ساز سے وہ
ای حیا عین بیحیائی ہے
ہی دو عالم سے غیر عالم دل
ہمنے پہر دن مین آنکھ اُٹھائی ہی
سیدھی نظرون مین بھی نزی ظالم
ہاے کیا آنکھ مین نے پائی ہی

الغرض مین کہتی ہون حضور ایسا آپ نے اپنے کو گُھلا دیا مسافر کے پیچھے اسقدر نہین روتے دعا کیجیے کہ خدا اُنکو مظفر و منصور کرے لوح طلسم دستیاب ہو صحت و عافیت سے آپ سے آ کر ملین خدا دشمنون سے بچائے غم و الم کی صورت آپ کو نہ دکھائے ملکہ نے فرمایا اب یہ غم ہماری جان لیگا اب اس سے چھٹکارا دشوار ہی اگر اُنکے رنج و ملال کی کوئی صورت ہی کیونکر نہ پریشان ہونگی گوشہ نشین نہوئی کاش کہ ساتھ جاتی لوح دلوانے مین کوشش کرتی کاش کہ اُنہین کے سامنے مرتی اُنکو بھی تو ثابت ہوتا کہ یہ ہماری عاشق صادق ہی یار موافق ہی مگر افسوس کچھ نہین بن پڑتا ملکہ گلفام اس حال مین وہان ملکہ قمر پیکر کو یاد امیر کا ملال مگر اب حال صاحبقران عرض کیا جاتا ہی کہ امیر بموجب نشان دہی ملکہ گلفام آتش خو کے قریب اُس باغ کے پہونچے دیکھا قفل کلان در باغ پر لگا ہی امیر نے بڑھکر چاہا قفل توڑون ایک طرف سے آواز آئی ای جوان کیا کرتا ہی قفل کو بے کلید کھولتا ہی صاف ثابت ہی کہ اصلی مالک نہین خبردار ہاتھ نہ ڈالنا امیر نے پلٹ کر دیکھا ایک دیو سوگز کا قد لائق و قد دار شمشاد کاندھے پر رکھے ہوے غُل کرتا ہوا قریب صاحبقران کے پہونچا وار لگائی اس بیدار مغز نے جست کر کے وار کو خالی دیا زمین پر وار پڑا ہی گرد اُڑی پانی نکل آیا دیو نے آواز دی ہاے لقمہ بھی آدم زاد کا گرا ہو گیا امیر نے پہلو سے تیغ کھینچا جیسا کیا ملکتا ہی اُسنے جھٹکے پھر وار کا وار کیا امیر نے نیمچہ سہراب بل کھینچا وار پر ہاتھ مارا وار مثل خیار کے کٹ گئی ڈنڈو کا پھینک مارا امیر نے اکوا لی ہو کر خالی دیا دیو نے غصے مین چنگل مارا امیر نے متھلی کا ہاتھ مارا آدہ دیوچہ قلم ہوا پر نالہ خون کا ہاتھ سے جاری ہوا دیو نے ایک چیخ ماری او آدم زاد تو نے میرا ہاتھ قلم کیا تیر نے کہا ہاتھ آیا چاہا جھٹکر نکل جاؤن امیر نے مہلت نہ دی لپک کے ہاتھ مارا دیو کے دو ٹکڑے ہوے امیر دیو کو مار کے در باغ پر گئے آئے قفل پر ہاتھ مارا توڑ کر قفل کو پھینک دیا اندر باغ کے آئے دیکھا گلہاے رنگا رنگ شگوفہ ہاے بوقلمون نہرین سلسبیل نما کہ آب گوہر پانی بھرے دریا کی آبرو لٹے چار جانب جوانان چمن اکڑ رہے ہین نرگس کی آنکھ مین ڈورے نشے کے پڑ رہے ہین سوسن نے آب شبنم سے رخ الانور کو دھویا باغبان نے تخم محبت کشتہ دلہن گویا صبا دایہ بد نصیبی پر رویا کہ من نے رنگ کیفیت گلستان ہاتھ سے کھویا سنبل پیچ و تاب کا کل بنا رہتا ہی اپنی رعنائی دکھا رہی ہی فوارہ ہزاری نہرون مین چھوٹ رہے ہین صاف ثابت ہی کہ گوہر بیش بہا لٹ رہے ہین باغ پر بہار کیلیے قطار در قطار صاف ثابت ہی کہ جوانان سبز پوش مین مین کھڑے ہین مگر کیلیے اکیلے نہین بعید فروتنین ایک کے قریب ایک اسی طرح جوانان چمن کو اپنی رعنائی پر ناز ہی عندلیبان خوشنوا جانتی ہین کہ آمد بہار کا آغاز ہی ایسا نہو خزان اپنا رنگ جمائے باغبان فقنا و قدر نے رنگ

بہار ہی دکھاتے اپنے اپنے حال مین سب مست ہین پھول ساغر بدست ہین چراغ لالہ روشن آباد گلشن بیچ بین
باغ کے سو قفس آہنی ہر قفس مین سو سو طائران ہفت رنگ جیسے طائرون نے امیر کو آتے دیکھا غل مچانے لگے
امیر نے کچھ خیال بھی نہ کیا جب بالکل قریب پہونچے طائر بیٹھ گئے جو بیچ مین قفس تھا اسمین طائر چہار دہ رنگ تھا
اُسنے زبان کھولی آواز دی یارو یہ طلسم کشا معلوم ہوتا ہی یہ سنتے ہی طائرون نے قفس توڑے نکلتے ہی سر پر
صاحبقران کے چرخ مارنے لگے آوازین دین کہ ہا لیپان طلسم زود زود طلسم کشا نکر لوح مین آگیا یہ جو طائر چہار دہ
رنگ نے آواز دی وہ طائر یا تو گرد صاحبقران کے چرخ مار رہے تھے یا منقارین کھولین اشعار عبرت آمیز
پڑھنے لگے مراد یہ تھی کہ ای ساکنان دنیا مقام عبرت ہی جاے عشرت نہین نوشیروان کیا ہوا مگر عدالت نے
نام اُسکا روشن کیا خوف کرو ضحاک ماران بادشاہ ظالم جابر تھا اُسکا بھی ذکر جا بجا ہوتا ہی فریدون فرخ
کیا انصاف و عدالت کر گیا آج تک نام نامی اُسکا مثل آفتاب کے روشن ہی اب یہی مناسب ہی کہ ہر
کس و ناکس خوب عبادت کرے اپنے خدا کو یاد کرتا رہے کیا حافظ حقیقی نے پردہ ڈالا کوئی سمجھ نہین سکتا کہ
موت کس وقت آئیگی اگر شاید یہ پردہ نہوتا اور کسی کو ثابت ہو جاتا کہ زندگی کے دس برس باقی ہین یقین ہی دس
برس منتشر پھرتا ہر دوست و عزیز کی ملاقات کو جاتا ایک ایک سے کہتا پھرتا کہ ای یارو ہماری زندگی کے
دس برس باقی رہگئے اب ہم مکان بنوا کے کیا کرین لباس کی کیا ضرورت ہی ہمارے ساتھ فوج حسرت ہی
مگر سبحان اللہ حافظ حقیقی مالک حقیقی نے کیا انتظام رکھا ہی کہ چند ساعتین اُسکی زندگی مین باقی ہین مگر علاج
کر رہا ہی یہی خیال ہی کہ اب کی دوا کو پیکر اچھے ہو جائینگے عزیزون کو بھی یہی گمان ہی کہ اگر شربت انارین
پلوائے ہمارا عزیز صحت پائے وہان جام عمر لبریز ہوا اسکی خبر نہین کہ رشتہ حیات منقطع ہو چکا آخر تھوڑی دیر مین
یہ حال ہوا کہ دوا نے کچھ کام نہ کیا وقت وصال ہوا ملک الموت نے ہاتھ بڑھایا روح قبض کر لی حسرت و یاس
ساتھ گئی کسی دولت نے ساتھ نہ دیا گھر مین شور و قیامت برپا ہوا یہ شخص ابھی نہین جانتا کہ مین مرا جانتا ہی
کوئی اور شخص مر گیا یہ دیکھ رہا ہی کہ میرے عزیز و اقارب رو رہے ہین بیٹے زوجہ رو رہی ہی مان اشکون سے منہ
دھو رہی ہی یہانتک نوبت پہونچی کہ جنازہ اُٹھا کر چلا یہ بھی شخص ساتھ ہی جب شہر خموشان مین پہونچے اسکو
لوگ قبر مین گرانے لگے ساتھ والے پلٹے اب اس مرنے والے کو ثابت ہوا کہ مین مرا ہون مجھے قبر مین اُتار
رہے ہین ہاے جو میرے ساتھ آئے تھے وہ چلے جاتے ہین کاشکے انھین لوگون مین مین بھی ہوتا کہ انکے ساتھ پلٹ جاتا اب
عزیزون نے قبر مین گرا دیا آگے ذکر سوال و جواب ہی طولانی یہ لکھتا ہی ای طلسم کشا تیری آنکھین کھلین چند
ساعت کے واسطے کیون ظلم کرتا ہی پھنسا ہون کے خون سے ہاتھ بھرتا ہی امیر با توقیر کچھ جواب نہین دیتے جیسے
ہوے تھے اُن قفس چہار دہ رنگ کے جاتے ہین اب وہ طائر امیر پر گرنے لگے کسی نے پر مارا یا کسی نے چاہا
منقار سے گوشت نوچین امیر نے تیغ کھینچا یا سہر کٹ کٹ کے طائرون کے گرنے لگے طائرون کے بھی ہوش اڑ
جنہد [illegible] جاتے تھے یارو دوڑو طلسم کشا آپہونچا طائر چہار دہ رنگ مارا جاتا ہی لوح لے لیگا سب کی
جان [illegible] ساکنان طلسم مارے جائینگے بادشاہ طلسم مصیبت اُٹھائینگے قضا سے کار مشہور جادو
اسود [illegible] بیٹھا ہی کا سوفد [illegible] وزیر پہلو مین عدالت و انصاف ہو رہا ہی صاحبان مقدمہ حاضر ہین
اہل [illegible] دربار کیفیت مقدمات کہ [illegible] نظر مین یکایک سناٹا ہوا بارگاہ مین تاریکی چھائی اندھیرا ہونے لگا
ہر ایک ساحر خود بخود رونے لگا بادشاہ نے کہا کیون یارو تمکو کیا ہوا کیون گھبراتے ہو کلمات

حسرت و یاس زبان پر لاتے ہو کہ ایک وزیر نے کہا اسوجہ سے طبیعت گھبراتی ہی دیکھیے آسمان سے کیسی آواز آتی ہی مشہور گھبرا کر صحن بارگاہ مین آیا دیکھا ہزارہا جادوگر باغ گلرنگ پر غل مچا رہا ہی یہ کہکے چلاتے ہین ای بادشاہ جلد دوڑو ہم مارے جاتے ہین ہمارا سحر اس شخص پر تاثیر نہین کرتا ہی عجب یہ جوان سنگدل ہی یہ کیونکر کہین کہ یہ جاہل ہی نہین معلوم کیا انتظام کرکے آیا ہی کہ اسپر سحر تاثیر نہین کرتا ہی ہمنے اپنے کمال صرف کیے کئی ہزار ہمارے ساتھ کے مارے گئے کسی نے ایسا ٹھیک پتہ بتایا ہی قریب قفس طائر چہاردہ رنگ آیا ہی ہم مجبور رہین قلب ناصبور ہین افسوس کہ آپ سے دور ہین کہ آپ بھی بارگاہ خداوندی کے مقہور ہین یہ جو بادشاہ نے سنا کہا ای کافور سحر فروش غضب ہو گیا دیکھو تو یہ طائر کیا غل مچا رہے ہین یہ سب نگہبانان باغ گلرنگ مین اسوقت اپنی زندگی سے تنگ ہین جان ثابت ہوتا ہی کہ معروف جنگ مین طلسم کشا لڑ رہا ہی انتہا کا معرکہ پڑ رہا ہی مگر طلسم کشا کون ہی کیونکر آیا کسنے باغ گلرنگ کا پتہ بتایا وزیر نے کہا مین ابھی جاتا ہون قفس طائر چہاردہ رنگ لاتا ہون بلکہ اگر بن پڑتا ہی تو طلسم کشا کو بھی لاتا ہون جاکر زور سحر کا دکھاتا ہون جان لگا دونگا ساھری جمشید کو پکارونگا ہمارے آپکے پوجے دو سو خداوند مین ایک بھی اگر آگیا معاملہ صاف ہی یہی عرض کرونگا یا لات و منات یہ مقام انصاف ہی کبھی لونک لوٹا کو پکارونگا کبھی جھونک جھوٹا کو للکارونگا یہ کہکر آواز دی یار نے چلو رہی ساتھ بارہ ہزار ساحر چلے اسوقت جاکر پہونچے کہ صاحبقران زمان پر ساحر گر رہے تھے امیر کے ہاتھ مین تیغہ عقرب سلیمانی خود جرأت مین لاثانی جسپر ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے مگر ساحر گر رہے ہین بعضے سحر کر رہے ہین مگر امیر کے اسم اعظم ورد زبان جرأت مین زوروں پر چڑھے ہوئے سب ساحرون سے آگے بڑھے ہوئے قریب قفس پہونچے وزیر نے آسمان سے دیکھا کہ صاحبقران نے قفس کو توڑا طائر چہاردہ رنگ خائف و ترسان گوشے مین قفس کے چھپتا پھرتا ہی چاہتا ہی جان بچاکے نکل جاؤن قفس جسم خاکی کو طائر روح سے خالی کردون مگر صاحبقران نے ہاتھ بڑھایا ہر چند طائر نے اپنے کو چھپایا کافور سحر فروش نے دیکھا امیر نے طائر کی گردن لی طائر پھڑکا امیر نے کارد نکالی اسوقت طائر کی بیقراری منھ پر اداسی پرون سے سر پیٹتا ہی کبھی منقار گھونٹکر آواز ہیہات دیتا ہی کبھی خون اپنی گردن پر لیتا ہی کبھی حسرت مین جان کے خوف مین یہ پکارتا ہی نظم

چھائی گھٹا ہے آگئے ہوا انتظار حیف
ہون غرق آب شرم کہ ڈوبا نہین ہنوز
دکھلائے وہ میری طرف بار بار حیف
دم کی لگی نہ آتش یاقوت کو ہوا
چڑھتے ہین اسکی گور پہ اب گل ہزار حیف
اللہ مرگ کی بھی بر آئی نہ آرزو
کیا اعتبار ہستی بے اعتبار حیف

یارب زمین پھٹے کہ سما جاؤن ورنہ کیا
بے آبروئی قطرۂ اشکبار حیف
لٹتے تھے اُنکو جان قیامت مین خاک سے
کیا خاک ہو گیا گہر آبدار حیف
ہر دم زمین کو زلزلہ میری طپش سے ہی
مایوس ہو گیا دل امیدوار حیف
یہ نیمجان بھی کاش اجل کی پسند ہو

کیا میر اسد راہ ہی سنگ مزار حیف
لیلی کو منھ دکھائیگا وہ سوگوار حیف
اے مرگ چشم لطف کہ حسرت سے مرتے دم
کس منھ سے سر اٹھائینگے ہم شرمسار حیف
جو گلکر خون کی قبر پہ جاتا نہ تھا کبھی
وہ شوخ خاک مین بھی رہا بیقرار حیف
زندہ ہون مین اور وہ مرجائے ہمنفس
شیون کا غلغلہ ہر سو گھر سے بلند ہو

کبھی پکارتا ہی یارو مجھکو ساھری قسمت نے بنایا دو سو برس اس قفس مین رہا کسی کے ہاتھ کا ظلم نہ سہا اب آج مجھپر یہ ظلم ہی کہ طلسم کشا نے قفس سے مجھکو نکالا چھری سے ذبح کرتا ہی آج نگہبان طلسم کشتہ ہوا مرتا ہی وزیر نے وہان سے للکارا او جوان کیا کرتا ہی خبردار طائر کو ذبح نہ کرنا جس کسی نے پتہ بتایا خلاف کہا اسکے شکم مین لوح نہین ہی لوح میرے پاس موجود ہی ارے مجھسے مقابلہ کر یہ کہکے بارہ ہزار ساحر لیکر گرا

امیر پر حربے پڑنے لگے اس جلدی مین کئی زخم کھائے مگر طائر کو نہ چھوڑا چھری سے شکم چاک کیا لوح طلسم لقراط نکلی نہایت رعنا و زیبا ریشم مین گندھی ہوئی مثل برق کے چمکی امیر نے لوح کو گردش دی جسپر عکس پڑا وہ جل گیا مگر کافور سحر فروش اڑتا ہوا سحر کرتا ہوا امیر پر جا پڑا قریب آکر ہاتھ تلوار کا مارا ہزار ہا شعلے بھڑک گئے بہت خنجر آسمان سے گرے امیر پر کسی شی نے تاثیر نہ کی اسکی تلوار کو تلوار پر گانٹھا الجھاوے سے ہاتھ نکالکر فرمایا ای وزیر اعظم معاف فرمایئے گا مین نہین چاہتا کہ آپ کو قتل کردن مگر قضا آپ کو گھیر کر لائی ہے یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مار تیغ چمک کے گر امندیل وزارت کٹی سر پر کافور کے زخم آیا یا ساحر زخمی کہکے اپنے کو گرا دیا امیر ساحرون کو مارتے ہوے باغ سے نکلے ساحر گھیرے ہوے ہین امیر جانتے ہین انسے بچنا چھوٹے لوح دیکھون اسمین کیا مرقوم ہے مرحلے پر جانے کی دھوم ہے باہر باغ سے ملکہ صاحبقران سنبھلے ساحرون پر جا پڑے کئی ہزار ساحر مارکر ڈالدیے جو بڑا ساحر بڑھا امیر نے لوح چمکائی وہ ارے کہکے رکا اوپر سے ہاتھ تلوار کا پڑا ہاے کہکے زمین پر گرا اٹھکر جہنم واصل ہوا شجر بغض و حسد سے یہ ثمر حاصل ہوا امیر شیرانہ نہنگانہ رستمانہ جنگ کر رہے ہین دم جرأت کا بھر رہے ہین جب دو ہزار ساحر مارے گئے وزیر زخمی ہوا تب یہ شکست کھاکے بھاگا دو کوس تک صاحبقران مارتے ہوے گئے کسی ساحر کو تیر سے مارا کسی کو نیزہ ماردیا کسی پر لوح چمکائی پھر دن چڑھتے چڑھتے ساحرون پر فتح پائی مگر دو پہر کامل لڑے بازو تھک گئے ایک گل کے سائے مین ٹھہرے زخم اپنے پاک کیے زرہ سے نکتے خون کے جدا کیے خیال مین آیا کہ ایک شب اگر کہین مہلت ملے مقام اطمینان دستیاب ہو اس طلسم کے مرحلے بھی سخت ہونگے ساحر بڑے بڑے فتور کرینگے لوح چھیننے مین مجبور کرینگے یہ سوچکر ایک جانب چل نکلے فکشنا سے کار جس باغ مین ملکہ قمر پیکر ہین نہایت بیقرار و مضطر ہین کنیزون نے زن صحرائی و جنگلی عورت نام رکھا ہے جب ملکہ روتی ہین تو کنیزین آکر کہتی ہین ای ملکۂ عالم آپ صحرا مین ماری ماری پھرتی تھین ہماری ملکۂ عالم آپ کو اٹھا کر لائمین آبرو و عزت دی جب دیکھا کہ انکی صحبت مین آپ کا دل نہین لگتا یہ باغ آپ کو رہنے کو دیا ہم سب آپ کی خدمت مین آئے ہر وقت سب طرح کے تماشے کرتے ہین ناچ رنگ کا چرچا رہتا ہے کہ آپ بہلین بیقرار نہون جو ہمسے فرمائیے جنگل کی باتین کرین صحرا کا ذکر ہو ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی فرمایا تم لوگون سے کیا کہین جو کچھ گذر رہی ہے وہ گذر رہی ہے یہ بدنصیب نہ جیتی ہے نہ مرتی ہے نظم

کہ ہوا باندھنے کو آہ کبھو بھرتے ہین
حوض مینا نہ ہے سے بھی مرا جی نہ بھرا
زخم دل مشک سے ای غالیہ مو بھرتے ہین
اس ستمگر سے لڑی آنکھ لڑی ہے کہ حباب
آفتابے کئی ہنگام وضو بھرتے ہین

شمع پر کچھ نہین موقوف کہ سارے عالم
کیا تنگ ظرف مین جو تم سے سبو بھرتے ہین
تر نچلے سلک در اشک کا نہ گوندھ کہ ہم
لیسے ہیے گھڑے پانی لب جو بھرتے ہین

کون کہتا ہے دم عشق عدو بھرتے ہین
پانی آگے ترے ای عربدہ جو بھرتے ہین
حسرت بوسۂ کاکل کا کیا ہمنے علاج
کیسے عمازون کے منہ دیکھیو تو بھرتے ہین
فی الحقیقت حضرت موسیٰ ہے جی عصمت کو

کہتے ہین ان اشعار دون کو سنکے بہت گھبرا جاتی ہین حضور بر ماسے کہ یہ منقرب ملکہ کا خادم آشفتو کی بھی ہے سیدھی مزاج کی کہنے لگی حضور ہم جب کوہ کاکون پر جاتے ہین ملکۂ عالم آپ کا مزاج پوچھتی ہین ہم کیا بیان کرین یہی کہدیتے ہین کہ بی ممتشا د بانو مبتلاے رنج و غم رہتی ہین ہم لوگ ہر چند چاہتے ہین کہ انکا غم و الم دفع ہو نہین ممکن ہوتا ملکہ کو یہی منظور ہے کہ آپ کی طبیعت کو فرحت ہو تو اپنی صحبت مین بلائین آج کل ملکۂ عالم ہماری فراق مین طلسم کیلیے آٹھ پہر رویا کرتی ہین کل شب کو مین نے بہت ملول پایا اگر آپ کا حکم ہو تو جا کر دیکھ آؤن فرمایا تو ملول ہے سر جھکا کے فرمایا جاؤ دیکھ آؤ کیون بلا

اُسوقت تمنے اُدسخن میں یہ کیا کہا کہ طلسم کشائے فراق میں بیقرار ہیں کون طلسم کشا یہ کیا معرکہ ہی خواص نے عرض کی
ہماری ملکہ کے معشوق لوح طلسم لقہ اڑا حاصل کرنے گئے ہیں ملکہ نے اپنے باپ سے حال پوچھا اُنہے اگر سب
بیان کردیا اُسی نشان پر وہ تشریف لیگئے ہیں آٹھ پہر یہی دعا ہی کہ خداوند اُنکو مظفر و منصور کرے ہماری ملکہ کے
دل سے رنج و غم دور کرے جسدن سے اُنکو لائین عیش و طیش مٹ گیا مگر حقیقت میں ملکہ جو ہری ہیں ایسے شخص پر
عاشق ہوئی ہیں کہ جسکا عالم میں مثل نہیں حسین و جمیل تیغزن صف شکن اکیلے لاکھوں سے لڑیں دیکھیے اب حصول لوح
میں کیا معرکے پڑیں بارہ ہزار جادوگروں سے مقابلہ ہی باغ میں جانا اپنا رنگ جمانا لوح کا لینا ساحروں کو
شکست دینا خاصہ اُنھیں کا کام ہی لاکھو لاکھو ملکہ نے سمجھایا کہ ایک مہینا آپ تامل کریں میں لوح آپ کو
دلوا دونگی بہت سہولیت میں طلسم فتح ہوگا مگر اُس بہادر نے عدم تکلیف کو گوارا نہ کیا آتش جفا کو قبول کرلیا
یکہ و تنہا دس بارہ ہزار ساحروں پر گئے ہیں خدا اُنکی آبرو رکھے یہ کہکر یہ خواص چلی گئی مگر اس ذکر سے قمر پیکر
کے بھی کان کھڑے ہوئے ہیں دل سے کہتی ہی یہ ذکر تو صاحبقران کا معلوم ہوتا ہی وہی ایسے صف شکن و
تیغزن ہیں بالکل اُنھیں کا ذکر تھا ہائے کس سے مفصل پوچھوں کہ صاحبقران کہاں گئے آنسو نہیں رکتے نظم

ہنر دمرغ چمن را ماتم اشکست	کہ گل خرم شود از شبنم اشک	نہ بردی رد بلادی با محبت	اگر مجنون نبودے ہمدم اشک
زگریہ دیدہ را ہردم خیال است	عجائب عالم ست این عالم اشک	مشو تنہا زاہی دل نالہ کن	کہ نبود غیر دیدہ محرم اشک
بریزای دیدہ گرداری سرشکے	کہ خندد غنچۂ گل از نم اشک	ہمہ یکدم ہمچو شمع از آتش دل	بنالم ... نابل در غم اشک
زدیدہ اشک حسرت ریز مخفی	کہ دارم بار دیگر ماتم اشک		

مگر صنوبر خواص جو باہر تھی دیکھا صاحبقران زمان
زمردار ایک نخل کے سائے میں کھڑے ہیں حیران چہار جانب دیکھتے ہیں صنوبر نے دوڑکر سلام کیا
امیر نے فرمایا صنوبر کہاں تھیں کہو ملکہ عالیہ کا مزاج کیسا ہی عرض کی اُنکا تو حال عرض کرونگی حضور اپنی
کیفیت فرمائیں ساحروں سے کیا گذری لوح تو نام خدا سے گلے میں پڑی ہی شاید تلوار خوب چلی خدا نے حضور
کو بچایا امیر نے فرمایا میں کل شام کو قریب باغ گلرنگ کے پہونچا پہلے ایک دیو نے روکا خدا کی عنایت
سے اُسکو مارا پھر اندر پہونچا وہاں تو قیامت برپا تھی یہ جنگ طولانی ہی بہر نوع لوح کو پایا خدا نے اپنا
فضل شریک کیا مگر وزیر بھی آگیا تھا اُسکو بھی زخمی کیا لوح لی مگر میں بھی زخمی ہوا ہوں سوچ رہا ہوں کہ مقام ملکہ
گلفام تک پہنچوں یہاں سے بارہ کوس پر ہی میں پہونچ نہ سکونگا ایک شب کے لیے کہیں مقام کرنا چاہتا ہوں یہ
سنکر صنوبر نے عرض کی یہ سامنے باغ ہماری ملکہ عالم کا ہی ایک زن صحرائی کو ڈیا ہے ہم لوگ سب اُسی کی
خدمت میں ہیں آٹھ پہر کمبخت رویا کرتی ہی ہر چند لونڈی کو سمجھاؤ وہ نہیں مانتی آپ چلیں سب خدمتگذار ہیں
حاضر ہیں رات بھر ہم سب خدمت کرینگے صبح کو کیا منظور ہی امیر نے فرمایا براے فنا ہی مرحلہ جات جاؤ گا
تاکہ اب وزیر جا کے فساد برپا کریگا وہ زخمی ہوکر گیا ہی صنوبر نے کہا وارث اسی وجہ سے متردد آپ ہیں
وزیر اعظم ملکہ کے باپ ہیں امیر صنوبر سے باتیں کرتے ہوے چلے صنوبر نے کہا میں پہلے جاؤں اُس
جنگلی عورت کو بھی واسطے استقبال کے لاؤں حضور باعزاز و اکرام چلیں یہ کہکے بھاگی باغ میں آکر آواز دی
ارے غنچہ دہن او سوسن او گلشن اری رشک چمن صاحبقران زمان معشوق ملکۂ عالم لوح لیکر
آئے ہیں مگر زخمی ہوئے ہیں زہے بخت ہمارے کہ آج اس باغ میں تشریف رکھینگے چلو چلکر استقبال کریں
سب کنیزیں دوڑیں قمر پیکر نے خیال بھی نہ کیا یہ کیا بکتی ہی صنوبر قریب آئی کہا بی زن صحرائی جنگلی عورت تو

نہین کر سکتے صاحبقران زمان تشریف لاتے ہین تم بھی چلکر استقبال کرو بہ اعزاز و اکرام یہان لاؤ مسند کو
خالی کرو قمر پیکر نے کہا واہ سبحان اللہ بی صنوبر تمنے خوب سیدھی بات کہی مجھے کیا غرض ہی کہ مین کسی نامحرم
کے استقبال کو جاؤن اپنی صورت غیر کو دکھاؤن وہ تشریف لاتے ہین لائین تشریف رکھین تم سب لوگ
خاطر کرو مین ایک کونے مین بیٹھ رہونگی مین سامنے ہونے کی جفا نہ سہونگی صنوبر نے کہا حضور طریقے سے معلوم
ہوتا ہی کہ آپ خود بادشاہ مین چرخ حسن و جمال کی ماہ ہین لیکن کھڑی تو ہو جائیے دروازے تک چلیے ملکہ ہماری
اگر سنینگی تو اُنکے خلاف ہوگا قمر پیکر نے کہا مین کیا کسی کی لونڈی ہون اُنھون نے خاطر سے رکھا اسوجہ سے
رہی مین آپ چاہتی ہون تو مجھکو جنگلی عورت کہتی ہی مجھے جنگل پسند ہی مین جنگل مین نکل جاؤنگی صحرا مین چین ملیگا
جنگل مین غنچۂ آرزو کھلیگا صحرا کی فرحت آہوان دشت کی صحبت دل کو فرحت ہوگی روح کو راحت ہوگی یہ صاحب
جو تشریف لاتے ہین مین استقبال کے واسطے ہرگز نہ جاؤنگی نظم

چھٹنی نہ ملی جبہہ کو بھی ہٹنے کے غم سے
وہ گرم رو بادیۂ عشق جنون ہون
چشمک زنی برق غضب ابر کرم سے
ہستی مین مری فکر رسا باندھو کے اکثر
دلال خریدار لگا لائے ہین دم سے
وہ رشک پری ذکر جو کرتا ہی ہمارا
یہ شہد کرو تلخ نہ آمیزش سم سے
ای چرخ نہین زندے مین بیداد سے نالان
خالی کوئی لشکر نہین دیکھا تری علم سے
ہاتھ آتا تعجب نہین اس رشک پری کا
جلتا ہی چراغ آج مرے نقش قدم سے
ہو حسن کا عاشق جو مری طرح برہمن
مضمون کمر یار کے لاتی ہی عدم سے
کعبے مین بھی بتخانے کی شکلون کو نہ بھولا
کہتی ہی صبا آکے سلیمانی قسم سے
میراث سمجھتا ہی جو فردوس برین کو
فریادی مین مرکے بھی ترے ظلم و ستم سے
تا چند کریگا رقم سوز دل آتش
طفلی مین بھی شادی سے توحش رہی ہمسے
جل جائے تو کیا داغ جنون کم ہی درم سے
دکھلائے نہین دانت وہ ہنسکر ہمین ہمدم
زنار کو دو تار ملین زلف صنم سے
آنکھون مین رہے مد نظر مشتری دل
یاد آگئے ابرو مجھے محراب حرم سے
گالی نہین زیبا لب شیرین سے تمھارے
فرزند وہ آدم کا ہی حوا کے شکم سے
دلوانے کو اطفال نہ گھیرے رہین کیونکر
رکھ ہاتھ نکلتا ہی دھوان منھ قلم سے

صنوبر نے دست بستہ عرض کی فقط کھڑی ہو جائیے جب صاحبقران اندر آئین تب تو ذرا بارہ دری سے
اُتر آئیے گا چہرہ اپنا چھپا لیجیے گا صاحبقران خود صاحب لیاقت ہین جھلوانے سے پردہ کرتے دیکھینگے اُس
طرف متوجہ نہونگے قمر پیکر کو بہت ناگوار ہوا بہ مجبوری محمودی کی چادر اوڑھکر سراپا کو اپنے مخفی کیا فقط دو آنکھین
کھلی ہوئین اس شان سے ملکہ بارہ دری سے اُترین اتنے عرصے مین صاحبقران باغ مین داخل ہوے دیکھا
باغ بہشت آئین پھولون سے بھرا ہوا غنچۂ گل چٹک رہے ہین طائران زمزمہ سرا چہک رہے ہین باغبان نے
صیاد و گلچین کو پکڑا ہی روش باغ پر نہین جانے دیتا صیادی کی کیا ضرورت بلبلین دام رگ گل مین گرفتار ہین
آنکھین نرگس کی باغ پر فضا کی سیار ہین ہر گل مثل ستارۂ سحری چمک رہا ہی گلچین اپنی بدنصیبی پر مثل شرابی بہک
رہا ہی ہر سمت جوش بہار طائرون مین زمزمہ سرائی کی پکار امیر کیفیت باغ دیکھتے ہوے روشون پر جاتے ہین
کہ سامنے سے ملکہ قمر پیکر کو دیکھا یہ معلوم ہوتا ہی کہ آفتاب عالمتاب نے اپنے کو پردۂ ابر مین پنہان کیا امیر
نے ابھی تک صورت ملکہ قمر پیکر کی نہین دیکھی بہ سبب اسکے کہ قمر پیکر نے اپنے کو پردۂ چادر مین چھپایا ہی
مگر قمر پیکر نے جو صاحبقران کو اس شوکت و شان سے دیکھا کہ لوح طلسمی گلے مین گردکنیزین صاف ثابت ہی
کہ بیچ مین ماہ تابان گرد ہجوم سیارگان زیور سلاح جسم پر آراستہ فر فریدونی حشمت جمشیدی چہرۂ بے نظیر سے
ہویدا ادا ہراس آن بان سے آتے ہین کہ غنچہ دہن کو دیکھکر مسکراتے ہین پھول سامنے رنگ عارض انور کے

شہ بالے میں نگاہ جو ملکہ قمر پیکر کی پڑی بے اختیار پکار اٹھیں شعر رواق منظر چشم من آشیانۂ تست * کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست * یہ کہکے ایک چیخ ماری منہ سے یہ نکلا کیوں شہریار اپنے چاہنے والوں کو یوں دل سے بھلا دیتے ہیں نگاہوں سے گرا دیتے ہیں کنیزوں پر آپکی کیا گذری ہے کیا بیان کروں نظم

نہ آئی بو محبت کی گل داغ محبت سے
یہ جانی ہے کیا جانے کہاں بیٹھے ہے مینا
وطن برباد ہوتا ہے چار ہو اے دشت سے
اٹھا لیتی اجل ہمکو شب فرقت تو کیا ہوتا
ستایا ہے ہمیں تو بھی نہیں رہنے کا راحت سے
تلاش یار کیسی کچھ ہے از خود رفتگی ایسی
اشارے کرتی ہے نرد اپنی کچھ ادھر ہمت سے
یہ رتبہ عشق نے بخشا کہ دیتے ہیں مثال اکثر
یہاں بھی لاگ ہے بے اختیاری کو طبیعت سے

جو ملجائے تو پوچھوں فتنۂ روز قیامت سے
لپیٹ کر رو رہا ہے دل مرا ایک ایک حسرت سے
انہیں غصہ بھی آتا ہے تو اک عالم دکھاتا ہے
توقع دوستی کی اٹھ گئی اس بے مروت سے
رہا بس مرگ اسکو پہلو میں ہرگز یگانہ رکھونگا
نہ تھی منت آپ اپنی تیغ میں ایک مدت سے
نہایت شکر کرتا ہوں شب غم کی حکایت کا
ہماری ناتوانی کو حسین اپنی نزاکت سے
عتاب یار میں بھی ہے جلال اک لطف پاتا ہوں

نظاہر ہے کسی سوزی ہوا ہے سوز الفت سے
رہا کیونکر کسی کی آنکھ کے گوشے میں رحمت سے
نہ آئے ہوش رفتہ بھی کہ مجھ وحشی کو سمجھاتے
پری معشوق بنتے ہیں گذر کر آدمیت سے
خدا چاہے تو مہلت دے نہ گردش اے فلک تجکو
دل بیتاب کا مدفن الگ ہے تیری تربت سے
خرابات مغاں میں تو نکر ہے گا منہ زاہد
اگر جھک جاؤ ہاں رکھا وصل میں تیری شکایت سے
لگاوٹ رکھتی ہے جیسے غمزۂ یار ہے شوخی
غضب آلودہ چتون کم نہیں چشم عنایت سے

صاحبقران نے جو یہ معاملہ دیکھا کہ آفتاب عالمتاب جو ہر پیکر قمر منظر کچھ کہتے کہتے گری روش ہر باغ کے پہلو میں ہو لئی ادہم نے کنیزوں سے کہا ہٹو ارے اس سرو حسین کو کیا ہوا قریب ہو آئے اپنے معشوق پری چہرہ کو دیکھا کہ آنکھیں بند دل درماندہ ہوش حیرت سے پسینے پسینے پیشانی عرق آلودہ شعر قطرے نہیں عرق کے رخ لاجواب پر * دیکھو پڑی ہے اوس گل آفتاب پر * یا صاف ثابت ہوتا ہے کہ ماہ عارض پر ستارے نثار ہو رہے ہیں عندلیبان چمن کا ہجوم زمزمہ سرائی بھولیں رنگ گل عارض دیکھکر ایسی بھولیں قمریاں نخل سرو چھوڑکر اترہ میں بدلے کوکو کے کیا ہوا کیا ہوا کہتی تھیں اس سرو قد پر کیا گذری مصیبت سہتی تھیں صاحبقران اپنی جان جہان آرام دل مشتاقان کو دیکھکر بیتاب ہوئے فرش خاک پر بیٹھ گئے سر اٹھا کر زانو پر رکھا بوے زلف معنبر جو دماغ میں ملکہ قمر پیکر کے پہونچی اسنے کام طبلہ کا کیا ایسا اٹھ بیٹھیں گھبرا کر پوچھا اے شہریار میں ہوش میں ہوں دن ہے کہ رات ہے میری آہ رسا تھی کہ عشق کی کرامات ہے آخر یہ کیا بات ہے میں آپ کو اپنے پاس دیکھ رہی ہوں مجھے اپنے بخت واژگون و طالع نگون سے یہ امید نہ تھی کہ میں آپ کو اسطرح پاؤں قریب تھا تڑپ تڑپ کے مرجاؤں دشت نوردی کے مزے اٹھا چکی پہاڑوں کی ٹھوکریں کھا چکی جنگلی عورت بیمار القلب ہوا تمہی زندگی کا سبب ہوا صاحبقران نے گھبرا کر جواب دیا اے بادشاہ اقلیم حسن و جمال و اے فلک خوبی کی ماہ کمال اے تسکین دل عاشقان اے باعث تسکین قلب طالبان ہمنے بڑی بڑی جفائیں اٹھائیں یہ کہکے ہاتھ پکڑکر فرش خاک سے اٹھایا گل رخسار خاک سے پاک کیے لیکر بارہ دری میں آئے مسند پر بٹھایا آپس میں حکایت و شکایت ہونے لگی ملکہ دامن تھام کر ملک ملک کے رونے لگی نظم

وہ بیٹھے تیغ جھکائے ہوئے ہیں ہم گردن
اڑا دے مجھکو سر یار کی قسم گردن
فراق یار میں مانع ہے سرکشی سے مجھے
کبھی نہ چھوڑیگی کنگر ترے قدم گردن
حریم کوچۂ جاناں ہے سجدہ گاہ بتاں

یہاں ازل ہی سے تسلیم کی ہے خم گردن
گلے سے چھوٹ جو نکلا ہے تیرے بانکا زخم
کچھ آج ہلتی ہے مینا کی دمبدم گردن
قریب جس رگ گردن سے آپ ہو قاتل
یہاں جھکا کے اٹھائے نہیں صنم گردن

ہے تیغ یار سے کہتا ہوں کرکے خم گردن
شراب سرخ کی ہے ساقیا قلم گردن
نکال لونگا بس قتل حسرت پابوس
ستم ہے ہر وہ تہ خنجر ستم گردن
اٹھائی ہیں جو محبت میں سختیاں دل نے

کبھی اُٹھا نہیں سکتی وہ کوہ غم گردن | لکھا تھا خط اُسے تھی سرنوشت کی نہ خبر | کہ نامہ بر ہی کی ہو جائیگی قلم گردن
ہم اُنکو وصل میں شرمندہ کرکے خود میں خجل | جھکی ہیں اُسطرف آنکھیں اُدھر ہی خم گردن | اُبھار ہی ترے سینہ کا کسقدر سرکش
بہت اُٹھائیے نہ یہ بانی ستم گردن | حضور غیر وہ بیٹھے ہیں سر جھکائے جلال | فلک کو دیکھ رہے ہیں اُٹھائے ہم گردن

مگر کنیزان ملکہ گلفام التیشخو نے جو یہ معرکہ دیکھا اور یہ راز و نیاز عاشق و معشوق ملاحظہ کیے آپسمین اشارے
ہونے لگے ایک سے ایک کہتی ہی بوا اس جنگلی عورت نے خوب پیٹ سے پاؤن نکالے یہ تو بڑی بادشاہزادی
ٹھہرین طلسم کشا کی معشوق خوشخو ہین بڑی صاحب آبرو ہین اُسکی اب کیا فکر ہو صنوبر کو سب سے زیادہ رشک ہی
جون جون ملکہ سے صاحبقران راز و نیاز کی باتین کرتے ہین صنوبر جلی جاتی ہی غنچہ دہن سے اشارے کر رہی
ہی اوا دیکھو یہ زن صحرائی خوب بنکے بیٹھی ہی کیا کیا باتین کر رہی ہی کہان سے کہان بھاگین جادوگر گولی تھا وہ انکو
اُٹھا لیگیا تھا اُسکو دیو نے مار دیا نہین معلوم کیا ہوا آوارہ ہوگئے نکلین جنگل مین ماری ماری پھرین ہماری ملکہ
کا احسان بھولتی ہین غنچہ دہن ہر چند کہ کم سخن ہی کہتی ہی نہین بوا ملکہ کا احسان نہین بھولین بھلا ہم کیونکر کہین
کہ زن صحرائی کا سوت ہونا ہماری بی بی گوارا کرین آشتخو اُنکا نام ہی وہ اپنے نام کی ہین زمین و آسمان ایک کرگئی
کوئی اُنکی برابر والی ہوتی جیسے صاحبقران کی بیبیان موجود ہین شاہزادیان صاحب اولاد ہین انکا سوت
ہونا مناسب ہی اس جنگلی عورت کو نہین قبول کرینگی طلسم کشا سے فساد عظیم ہو گا وہ لہو پانی ایک کرینگی ہم لوگ
اگر چھپائینگے سزا پائینگے آپسمین یہی اشارے ہو رہے ہین کہ اس کل حال اُنکی چلکر ملکہ سے اطلاع کرین کہ بی
جنگلی عورت معشوق بنکے بیٹھی ہین یہ سب راز و نیاز بیان کرنا ہونگے ورنہ ہم سبھون کے واسطے خرابی ہوگی یہ
صورت ملکہ کی باعث مبتلا ہی ہوگی یہان صاحبقران زمان نے کہ صنوبر کو بخوبی پہچانتے ہین اشارہ کیا کہ بی
صنوبر کیا کھسر پھسر کر رہی ہو تمھارا جوش سب سے بڑھا ہوا ہی صنوبر نے کہا جو ارشاد ہو امیر نے فرمایا ہم تو تمھارے
مہمان ہین مہمان نوازی ضرور ہی ملکہ قمر پیکر نے بھی کہا کہ ہان صاحبو اگر مناسب ہو صاحبقران تھکے ماندے ہین
اسباب عیش و نشاط مہیا کرو صنوبر بڑبڑاتی ہوئی نکلی کنیزون سے کہا دیکھو کیسی حاکم بنکر بیٹھی ہین ہم یہ نہ سمجھے تھے
کہ طلسم کشا کی معشوق ہی حکایت و شکایت کسقدر طولانی ہو رہی ہی کسی طرح حکایت موقوف ہی نہین ہوتی ہی
قصہ نکلتا ہی چلا آتا ہی یہ کہکے بہ مجبوری گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی آراستہ کین صحن مین فرش بچھایا
گائنین آکر بیٹھین صاحبقران بارہ دری سے اُٹھکے آکر مسند پر جلوہ فرما ہوے ملکہ قمر پیکر رنجیدہ کبیدہ تھین
اب خوشی سے چہرہ سرخ ہو رہا ہی گائن کو حکم دیا گائن سامنے آبیٹھی اب جو ملکہ کو پہلوے صاحبقران مین دیکھا
صاف ظاہر ہوتا تھا کہ قران السعدین ہی ایک ماہ ہی دوسرا مہر درخشان ہی امیر حمزہ بہادر صف شکن تیغزن
ملکہ زہرۂ فلک محبوبی آپسمین راز و نیاز ہنسی و دل لگی ہونے لگی گائن نے ملکہ کی صفت مین یہ اشعار گائے نظم

ای چہرۂ زیبائے تو رشک بتانِ آزری | ہر چند وصفت میکنم در حسن زان بالاتری | تو از پری چابکتری وز برگ گل نازکتری
وز ہر چہ گویم بہتری حقا عجائب دلبری

اب ہنگامۂ عیش و انشاط گرم ہوا گائن بھی اپنی جان لڑا رہی بتا بتا کے

یہ غزل گا رہی ہے

نظم

یہ شوخ ہین جو کسی وقت یاد آتے ہین | اِس اپنے بھید کو کب راز دار پاتے ہین | نہین ہی درد نہان ہم کہین بتاتے ہین
ہمارے دلکو وہ چھاتی سے کیون لگاتے ہین | تو یاد سے بھی ہماری وہ نکلے جاتے ہین | نجانیگی کبھی اُنکی تڑپ نجانیگی
غبار تک نہین ہوتا بلند عاشق کا | جگر مین سینے مین پہلو مین دل مین اُسفاک | کمان کمان ترے اک تیر کو چھپاتے ہین
 | وہ ہیچ نظرون سے یون خاک مین ملاتے ہین | لگے نہ خندۂ دندان نما کو دیکھ نظم

نقاب ڈال کے چہرے پہ مسکراتے ہیں | جلال آنکھ سے آنسو نہیں نکلتے جواب | جگر کا خون کیا ہی اسے چھپاتے ہیں

یہان تو رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا پچھلی رات باقی تھی کہ صاحبقران نے آرام فرمایا ملکہ گوہر پیکر کو ساتھ لیکر کنیزین آپسمین اشارے کر رہی ہین ہر ایک کا یہی مطلب ہی کہ چلکر ملکہ سے اطلاع کرو بعض کہتی ہین ابو اٹھ ہر جا وہ دیکھین وصل بھی ہوا یا نہین کہ سب نے دیکھا صاحبقران نماز پڑھ رہے ہین ملکہ اٹھکر مسند پر آئین لونڈیان کنیزین لگین پھر اشارے ہوسے کہ یہ کیا بات ہی کیا مسلمانون مین بے نہائے نماز پڑھتے ہین ملکہ نے جو یہ گھسر پھسر سنی حیران ہو کر ان سب کی طرف دیکھا ملکہ نے کہا صاحبو تم لوگ کیون اپنے کو تردد مین ڈالتے ہو صاحبقران زمان والی فائق دنیا نہایت رابط و ضابط ہین ہر چند کہ باپ نے میرے صاحبقران کے ساتھ منسوب کیا مگر عقد نہین ہونے پایا مجھکو ایک ساحر اٹھا کر لیگیا مین آوارہ ہو کر یہان پہونچی اگر زندگی باقی ہی انکے مذہب کا طریقہ یہ ہی کہ بدون عقد و نکاح افعال باطنی پر یہ توجہ نہین کرتے یہ بھی خدا کو اختیار ہی آپ لوگ اسکا خیال نہ فرمائین صنوبر جیسے ہو رہی مگر اب آپسمین صلاح پختہ ہوئی کہ اپنے مالک سے چلکر خبر کرین دیکھین وہان سے کیا حکم ہوتا ہی یہ کہکر صنوبر چلی دو تین کنیزین اور ساتھ لین کہ انسے گواہی دلواؤنگی صاحبقران بعد فراغ نماز مسند پر آکر بیٹھے مگر صنوبر وغیرہ جا چکی تھین طرف کوہ گلگون کے چلین یہان ملکہ گلفام رات بھر تڑپا کی بھر کی نیند کب آتی ہی طبیعت گھبراتی ہی اپنی کنیزون سے ذکر کر رہی ہین مین نے خبر سنی ہی کہ ہمارے والد نے صاحبقران سے شکست کھائی باغ گلرنگ مین پہونچ گئے یہ بھی سنا ہی کہ لوح لیکر نکل گئے مین حیران ہون کہ کسی مرحلے کی خبر نہین آئی کہ کیا گذری اتنا بھی سنا کہ والد جب شکست کھا کے دربار شاہی مین پہونچے بادشاہ نے پوچھا کیون ای وزیر اعظم یہ کیا معرکہ گذرا صاحبقران تا بہ باغ گلرنگ کیونکر پہونچے کسی نے ایسا پتہ بتایا تھا کہ ای طائر کو جا کر دابوچ لیا والد نے جواب دیا حضور میرے ہوش پراگندہ ہین کہ کون ایسا دشمن تھا کہ جسنے لفظاً لفظاً پتہ بتایا سر بر لوح کے پہونچا دیا بڑی حیرت ہی مگر مقدمۂ راز و نیاز ہی غلام عہدۂ وزارت پر سرفراز ہی ضرور اسکا پتہ لگا دیگا کئی سو ساحر گئے ہرکارے بھی والد نے مقرر کیے ہین کہ دریافت کرو یہ راز کسنے بتایا دیکھو صاحبو مین آفت مین مبتلا ہون اپنی جان سے بیزار مبتلائے زندان فراق اسیر اس جستجو مین دیکھون اب تقدیر کیا دکھاتی ہی اب تو ہرکارے چھوٹے ہین دیکھو صاحبو خیال رکھنا ہرکارے چھپکر آئینگے پردہ بردہ دریافت کرینگے اسکا خیال رکھنا غیر کوئی صحبت مین نہ آنے پائے دروازہ ہمارے قصر کا ہر وقت بند رہے اگر کوئی شخص غیر کسی کی ملاقات کو آئے راز و نیاز کی بات نہ سننے پائے ہمکو فلک نے بہت ستایا ہی اب دیکھیے کیا دکھاتا ہی کون سا رنگ پیش آتا ہی کیا کہون

نظم

غضب ہی لاش پہ اس بیوفا کے آئیگی
سمجھ گئے اور ہی جھمر چلا مین ای باد صبا
نسیم سلسلۂ مشک سا تیرے آئیگی
بنائے کیون دل مرغ چمن کہ سیکھ گئی
یہ بے سبب نہین بندی ہوا کے آئیگی
پھر اب کی لات قربان جاؤن جلد دل
امید تھی مجھے کیا بلا کے آئیگی
کہان ہی ناقہ مرے کان بجتے ہین مجنون

ہا ایک خلق کا خون سر پہ اشک ہائے غم
کہا جو تو نے نہین جان جا کے آئیگی
چلی ہی جان نہین تو کوئی نکالو راہ
بہار وضع ترے مسکرا کے آئیگی
جو بے حجاب نہوگی تو جان جائیگی
گئے ہین پالنے وہ سوگند کھا کے آئیگی
کرون مین وعدہ خلافی کا شکوہ کسکس سے
قسم ہی مجکو صدائے درا کے آئیگی

خوشی نہو مجھے کیونکر قضا کے آئیگی
سکھائے طرز سے دامن اٹھا کے آئیگی
امید سر پہ مین تکتے ہین راہ دیدۂ زخم
تم اپنے پاس تک اس مبتلا کے آئیگی
مشام عنبر مین پہونچے ہی نکہت گل داغ
کہ راہ دیکھی ہی اسنے حیا کے آئیگی
خیال زلف مین خود رفتگی نے قید کیا
اجل بھی رہ گئی ظالم بنا کے آئیگی
مرے جنازے پہ آئیگا ہی ارادہ تو آ

گر دیر اٹھانے مین کیا ہے صبا کے آنکی	مجھے یہ ڈر ہے کہ مومن کہین نہ کہتا ہو		مری تسلی کو روز جزا کے آنے کی

کنیزین عرض کرتی ہین واری کیا مجال جو کوئی آئے دشمن نہین ایک ہرکارہ کیا ہزار ہرکارے آئین یہان نہین آنے پائینگے ہم لوگ آٹھ پہر خیال رکھینگے اپنے عزیزون کا بھی آنا موقوف کر دیا اگر گھر سے بھی کوئی خبر لیکر آتا ہے اُسکو بھی زیادہ نہین ٹھہرنے دیتے خیر و عافیت کو چھی رخصت کر دیا کہدیا پڑھنے سے کیا کام روز یہی چرچا رہتا ہے آج آپ نے ہمکو سنا دیا اب انتظام زیادہ کرینگے غیر کو نہ آنے دینگے ملکہ ملول و حزین بیٹھی ہی ہین یہی ذکر درپیش ہے یہی باتین ہین کہ صنوبر سامنے سے اکڑتی ہوئی آئی ہاتھ غنچہ وہن و سوسن و گلشن و سمن یہ سب پشت پر سب کے آگے بی صنوبر ہین ملکہ نے دیکھتے ہی پوچھا وہ زن صحرائی کیسی ہے صنوبر نے کہا واری وہ جنگلی عورت نہین ہے وہ تو بڑی صاحب لیاقت ہے کسی بادشاہ کی بیٹی ہے ان کل کا ذکر ہے کہ ہمنے اُڑتی اُڑتی خبر سنی کہ طلسم کشا باغ گلرنگ مین پہونچے خوب لڑے لوح طلسمی لے لی حضور مین جنگلی عورت سے ملنے کے لئے نکلی کہ مین جاکر اپنی بی بی کو دیکھ آؤن دس قدم باغ سے نکلی تھی دیکھا کہ صاحبقران زخمدار ایک نخل سایہ دار کے سایے مین کھڑے ہین چہرہ اُداس لختہ ہائے خون کے جمنے سے خانہ ہائے زرہ بند دشمن دردمند واری مین نے جاکر سلام کیا خدا انکو سلامت رکھے رہی کنیز کو پہچان لیا پوچھا کیون صنوبر خیر و عافیت تو ہے مین نے حضور کی خیر و عافیت کہی امیر نے فرمایا مین باغ گلرنگ سے آتا ہون مگر اے صنوبر مین زخمی ہون چاہیے تھا کہ فوراً مرحلہ جات پر جاتا مگر بسبب زخمداری ایک شب کہین رہنا چاہتا ہون کوہ گلگون یہان سے دور ہے حضور مین کیا جانتی تھی کہ بی زن صحرائی یہ چوچلے بگھارینگی مین نے صاحبقران سے عرض کی حضور یہان باغ مین تشریف لے چلین ہم دو سو کنیزین یہان رہتی ہین کیا کوئی آپ کو تکلیف نہ پہونچیگی صاحبقران میرے ساتھ ہوئے ہم تو حضور کے خیر خواہ ہین جاکر زن صحرائی سے کہا برائے استقبال چلو وہ تو بہت بگڑین کہ مین سامنے نامحرم کے نہ جاؤنگی مین نے زبردستی اُٹھایا جب روش پر آئین صاحبقران زمان کو پہچانا غش کھا کے گرین امیر کو بھی شناخت ہوئی وہ تو پرانی آشنا ہین امیر نے سر زانو پر رکھ لیا پھر جو ہوشیار ہوئین پھر تو دفتر حکایت و شکایت کے کھلے انکو کوئی جادوگر اُٹھا لیگیا تھا اُس جادوگر کو دیو نے کھایا جب اسیری کے فاقے گزرے تو یہ صحرا نورد ہوئین آپ کے ہاتھ لگین اُس جنگلی عورت نے خوب خوب راز و نیاز کیے صاحبقران بھی روتے جاتے تھے کہتے تھے ملکہ تمھاری مصیبت ہمسے سنی نہین جاتی حضور غزلین و رباعیات ہزارون پڑھی گئین دفتر حکایت و شکایت ختم نہوا تھا شب کو پہلو مین صاحبقران کے سوئین صبح کو ہنستی ہوئی اُٹھین اب صاحبقران طلسم کشائی بھولے نہ مرحلہ جات کا ذکر ہے نہ آپ کے پاس آنے کی فکر ہے اس زن صحرائی کو پہلو مین لیے بیٹھے ہین ہم سب نے خدمتگزاری بدل کی یہ سنتے ہی ملکہ گلفام کے آگ لگ گئی شعلہ حسد بھڑکا آتش غصے سے بدن جلنے لگا ہر اعضا سے شعلے نکلنے لگے غصے سے کانپین ابرؤون پر بل پڑے نیمچہ ہائے اصفہانی تڑپے حسینا دائی قریب بیٹھی تھی کہا او حسینا تو نے سنا ہمارے سر پہ کودون دلی جاتی ہین اس عورت کو نہ دیکھ سکونگی اُنکی بیبیان جو قید طلسم مین ہین اُنکے بارے مین تو کیا کہون ہر چند کہ رنگ جمتا کوئی بات ہاتھ آتی تو ان سب کو طلاق دلاتی نہ کہ یہ جنگلی عورت کو لیکر میرے سامنے بیٹھینگے ہائے مین نے کیا اوقات ضایع کی مین نے کس ناخلف سے دل لگایا مین انکی کوئی عاشق نہین ہون مین نے زخمدار پایا اُٹھا لالی مین نے تو غریب جانکر علاج کیا میری جوتیون کے صدقے سے لوح ملی ورنہ اب تک غلامان طلسم نقراط مار ڈالتے کیا زندہ بچتے اُنکو اتنا خیال نہ آیا کہ ملکہ گلفام اُنسے ہماری محسن ہے افسوس ہمکو بڑا صدمہ پہونچا اتنا تو خیال کیا ہوتا نظم

جسنے کچھ احسان کیا اک بوجھ ہمپر رکھدیا	سر سے تنکا کیا اُتارا سر پہ چھپر رکھدیا		دور کر دینے جو اُنکے پاؤن پر سر رکھدیا

بوسے ٹھکرا کر کہاں چھوٹا مقدر رکھدیا
دل کی بیتابی نے کچھ بھڑکا دیا تھا ہاتھ کو
میرے پہلو میں کمر کا اپنے خنجر رکھدیا
خط کسیکا جیسے آیا ہی میں ہوا ششکی مین
اب تو باور آئیگا لو ہاتھ سر پر رکھدیا
عشق میں کام آئین گرم آنسو ونگار ریزیاں
پھر نہ اترا طاق میں ہمنے جو ساغر رکھدیا
تم ہو ہمدم لوٹ آئی صورت پر عجب اسکا نہ
رحم دو تھے نام جنکا دیدۂ تر رکھدیا
بزم میں تعظیم واعظ اپنے ڈھب سے کی
یار ہی پر انفصال روز محشر رکھدیا

میں نے اک پرچہ شکایت کا لکھا تھا یار کو
پھر کسی نے سینہ پر چھاتی کا پتھر رکھدیا
بڑھ کے کعبہ سے کیا کچھ کوے جاناں کا فروغ
گاہ پڑھنے کو اٹھایا گاہ پڑھکر رکھدیا
پتھر رکا ہے تھا اس دلربا کے جذب کا
خشک ہے تھا جسم غمزہ پہ ان تیر رکھدیا
داغ پر میرے پڑی مرغان گلشن کی جو آنکھ
بے بنا دو ہاتھ نظر سے آئینہ بیونکر رکھدیا
جب کہا دیکھا ہمنے مجسا حیران دوسرا
ہمنے لاکر مے کا خم زاہد کے منبر رکھدیا

اسنے لاکر سامنے قاعدہ لیے دفتر رکھدیا
اضطراب دل پر آیا اس ستمگر کو جو رحم
پاؤں رکھتا تھا جہاں تیغ وہاں سر رکھدیا
کل نہ تھا شکوہ تمہارا الحذر کیسی ناکی تھی
کھینچکر پہلو سے دل پہلو کے باہر رکھدیا
یاد چشم و ابرو ساقی میں بھوسے لے بلبلیں
سب نے منقاروں میں لیکر گل کو ساغر رکھدیا
آگ میں اک داغ تھا کہتے ہیں عاشق جسکو
میری ہی تصویر کو میرے برابر رکھدیا
میرے جھگڑے کو یہی یکسو کر نگاہ جلال

کیوں حسینا انکو کیا سزا دوں عشق و عاشقی تو میرے اسنے ہو چکی مگر کوئی سزا ایسی تجویز ہو کہ عمر بھر یاد کریں کل رات کو ایسی گھبرائی کہ میں نے کتب خانہ دیکھا اسمین دفتر نوشیروان نامہ نکل آیا تھا دیکھتے دیکھتے پردہ قانت پر نگاہ پڑی بس آسمان پری نے خوب انکو پریشان کیا صحرا کے جنگل میں پھروا دیا ہم بھی ایسا کر سکتے ہیں مگر ہم جان کے دشمن نہیں ہیں جہاں چاہیں رہیں اپنی جان سے اچھے رہیں مگر کوئی سزائے معقول ضرور چاہیے حسینا میرے سر کی قسم سمجھ کے جواب دینا جلدی نہ بول اٹھنا سوچ سمجھ کے جواب دو پھر تو ہم سمجھ ہی لینگے سب سے زیادہ انکو جرأت پر بڑا ناز ہے اگر تلوار پکڑ کے کھڑی ہو جاؤں دس برس تک انکے ہاتھ کی چوٹ نہ کھاؤں مگر میں یہی چاہتی ہوں کہ اپنے اختیار کی بات ہو اسوقت شاہ جب وہ منت کریں معاف کردوں حسینا نے عرصہ دراز میں سوچکر کہا واری وہ بات تجویز کی ہے کہ ناک رگڑیں ہاتھ جوڑیں جنگلی عورت کو طلاق دیں کبھی اسکی صورت نہ دیکھیں یہی کہیں کہ میں اب کبھی ایسی بیہودہ حرکت نہ کرونگا جب آپ چاہیں معاف بھی کردیں ملکہ نے کہا میری اچھی دائی امان بیان کرو حسینا نے کہا واری میں یہاں سے جاؤں اور کہوں بڑا غضب ہوا آپ کی محبت کا حال ملکہ سے کھلگیا وہیں سے بیٹھے بیٹھے شاہ وزیر نے سحر کیا ہی ملکہ کے کلیجے میں درد اٹھا ہی دشمن قریب ہلاکت ہیں ذرا لوح طلسمی دیجیے جب لوح میں لے آؤں تب جاکر انسے کہوں حضور دردوغیرہ کا فقرہ تھا منظور یہ تھا کہ آپ سے لوح لے لیں اب اگر انکو منظور ہی کہ ہمیں لوح ملے تو جنگلی عورت کو چھوڑ دیجیے انکی محبت سے منھ موڑ لیجیے اور وعدہ کیجیے کہ اب کبھی ایسی حرکت نہ ہوگی ناک رگڑوا کر توبہ کرا کر لوح دیجیے رستم بھی پیر زال ہو جائیگا جب انکو یقین کامل ہو گا کہ لوح لیے عہد دائی کے نہ ملیگی ضرور قدموں پر گرینگے جنگلی عورت کو فورًا چھوڑ دینگے ملکہ نے گلے میں ہاتھ ڈالدیے کہا میری اچھی دائی امان کیا بات نکالی مگر تمہیں تکلیف کرو اب تو جنگلی عورت کو لیے بیٹھے ہونگے لوح لے آؤ پھر کہلا بھیجوں کہ اس زن صحرائی کو لیکر طلسم کرو ہمارے قصر کی جانب کبھی منھ کرکے نہ سونا اپنی تقدیر کو رونا حسینا نے کہا واری میں ایسے لطف سے لاؤنگی اس قیمت جنگلی عورت کو دکھا دی بہوت میں آپ کا نام سنتے ہی گھبرا جائینگے واری مجھے بڑا یہ رونا ہے کہ انکو آپ کے احسان کا کچھ خیال نہ آیا ملکہ گلفام نے غنیمت لیا کہا دائی امان جب مجھکو خیال آتا ہے قلب تھرا جاتا ہے کہ کیسے صاحبقران میں سفلہ مزاج جاہلوں کے سے کام تاج مگر خراب خوب بن بزدلی حسینا دائی اٹھکے چلی ایک گبر کے منھ سے نکلا واری ایسا نہو

وہ بھی صاحبقران والی قاف و دنیا ہین جرأت و شوکت مین وحید و یکتا ہین بگڑ جائین کہ مین لوح نہین دیتا ملکہ نے
کہا کیا بکتی ہی قدمون پر سر رکھینگے جنگی عورت کو اب دینگے ورنہ طلسم کے ایسے ساحران زبردست اُنکو گرفتار کر لینگے خداوند
ابلیس خود پرست کیا کم ہی زمین ہلا دیگا کہین مُنھ نہ دکھا سکینگے چھپتے پھرینگے قدمون پر گرینگے خبردار صاحبو ہمنے اپنی والی امان
یہ صلاح کی ہی جو مناسب جانینگے وہ کرینگے کوئی دخل نہ دے تو صاحب وہ ایسے بگڑ جائینگے بگڑینگے تو میرا کیا کرینگے
حسینا اُٹھی ملکہ نے کہا والی امان ایسے طور سے لینا کہ لوح دیدین حسینا نے کہا یہ تو میرا کام ہی اسطرح بیقرار ہوکر
کہون کہ رُب جائین فوراً لوح حوالے کردین حسینا تخت پر بیٹھی سحر کرتی ہوئی چلی یہان صاحبقران جوش محبت مین
چمن باغ مین تشریف رکھتے ہین کنیزین بے دلی سے کام کر رہی ہین ہر مرتبہ صاحبقران فرماتے ہین کیون صاحبو
تمھین کام کاج مین کچھ عذر ہی سب عرض کرتی ہین ہم آپکی لونڈیان ہین ہماری کیا مجال جو کسی کام مین کمی کرین
ایک بات کا تردد ہی کہ ہماری بدلی نہین آئی ہمیشہ سویرے سے دو سو کنیزین آتی تھین ہم لوگ چلے جاتے تھے تو بنام
پروردگار ملکہ کے قصر مین دو ہزار کنیزین رہتی ہین اُسپر بھی انتظام ہونا جاری ہی اسی کا خیال ہی اب کوئی آتا ہوگا بدلی
ہوجائیگی یہ سنکر صاحبقران خاموش ہو رہے ملکہ سے باتین کر رہے ہین قمر پیکر اپنی پریشانی کا ذکر کر رہی ہین کہ اتنے
مین حسینا دائی آکر پہونچی جھک کر امیر کو سلام کیا مگر چہرہ اُداس پریشان خاطر دوپٹہ بھی ڈھلکا ہوا آنکھون سے آنسو
بہتے ہوے کہا ای شہریار غضب ہوا امیر نے فرمایا ای حسینا خیر تو ہی مین تمکو بہت پریشان پاتا ہون تمھاری پریشانی
سے بہت گھبراتا ہون مفصل حال کہو حسینا رونے لگی کہا واری کس منھ سے کہون میرے منھ مین خاک یہان سے
ملکہ ملکۂ عالم کو زندہ پاؤن اس حال مین چھوڑ آئی ہون روح وہان ہی جسم خاکی کو کھینچتی ہوئی لائی ہون امیر
نے کہا جلد کہو میرے ہوش پراگندہ ہوگئے حسینا نے کہا واری فلک نے گردش دکھائی کسی کنیز نے جاکر بادشاہ
طلسم سے کہدیا کہ ملکہ صاحبقران پر عاشق ہین اپنے باپ سے حال پوچھکر لوح دلوائی یہان کو ملاون یا
چند فقرا رہتے ہین عمل خوانی کی جفا سکتے ہین ساحر اُس کوہ پر نہین جاسکتا اسوجہ سے شاہ و وزیر نے ملکر ایسا سحر کیا
کہ ملکہ کے کلیجے مین درد اُٹھا ہی یقین ہی دشمنون کی روح نکل جائے بادشاہ کو ہمیشہ سے ملکہ کے نام سے کد ہی
چاہتا تھا کہ میرے ساتھ شادی ہو ملکہ نے قبول نہین فرمایا وہ جلن آج نکالی یہ بھی سنا کہ بادشاہ ہر دربار کہہ رہا
ہی کہ ملکہ زندہ ہی یا خاتمہ ہوا لوگون سے پوچھتا ہی جنازہ پہاڑ سے اُترا یا نہین یہان ملکۂ عالم کے واسطے سو تدبیرین
ہوئین فقراون سے کہا کاہن نجومی جمع ہوے سب نے متفق یہ کہا اگر لوح طلسمی آوے سینہ پر رکھی جاوے تو درد
دفع ہوگا ورنہ گھڑی دو گھڑی مین خاتمہ ہوجائیگا ملکۂ عالم نے کہا ہی کہ ای شہریار میری محبت سے آپ بخوبی ماہر ہین
میری خیرخواہی کے لحاظ ظاہر ہین جلد لوح مرحمت فرمایئے نہین تو فرمایا ہی کہ ہمارے آپکے ملاقات بروز قیامت ہوگی
ہم دامن تھامینگے سامنے خدا کے شکایت کرینگے صاحبقران نے فرمایا شکایت و حکایت کیسی ہم آنکھون سے حاضر
ہین ملکہ سے جان بھی عزیز نہ کرونگا ملکہ گلفام ایسی مہربان ہین اُنکے ہمپر احسان ہین یہ کہکے گلے سے لوح اُتاری
حسینا کو حوالے کردی ملکہ قمر پیکر نے کئی مرتبہ اشارے سے منع بھی کیا صاحبقران نے خیال بھی نہ فرمایا
بلکہ خیال یہ ہوا کہ بلاوجہ ملکہ سے رشک کرتی ہین لوح بلاتکلف دیدی حسینا خوشی خوشی بھاگی خدمت مین ملکہ
گلفام کے پہونچی کہا واری وہ مارا اب ناک رگڑوائیے ہاتھ جڑوائیے جنگی عورت کو طلاق دلوائیے ہمیشہ
کے واسطے اقرار لیجیے اگر کسی عورت پر نگاہ ڈالین تو گنہگار خوف جان سے سب کچھ قبول کرینگے ملکہ نے لوح لیکر گلے
مین اپنے ڈالی کنیزون مین مبارک مبارک کی صدا بلند ہوئی ہر ایک کا یہی قول ہی واری ہم اس جنگی عورت کو ایسا

نہ جانتے تھے کہ طلسم کشا کی آشنا بنکے بیٹھی ہین اس حوالی مین بھیک مانگتی ہونگی اُنکی بات کون پوچھیگا اپنی محسن کی سوت
بنکے بیٹھی ہین غیرت نہ آئی جیسا کیا ہی ویسا پائینگی اور جو ہماری ملکہ کے سامنے ہاتھ جوڑکے آئینگی ہماری مالک رحم مزاج
حسینون کے سر کا تاج عجب طرح کا ہتھڑی کنیزون کی چاؤن چاؤن بی حسینا کی کارروائی ایک ایک سے کہتی پھرتی
ہین بی جنگلی عورت اشارے کرتی تھی مگر طلسم کشا ہماری بی بی پر جان دیتے ہین نام سنتے ہی خوش ہو گئے فرمائے تھے
جان تک حاضر ہی بلکہ کیا تعجب ہی دوڑے آئین ملکہ نے کہا حسینا اب تم جاؤ صاف صاف معاملہ کہو حسینا نے کہا
مین جاتی ہون مین ابھی جاکر کہتی ہون مجھے کہنے مین کیا ڈر ہی مین ساتھ اُنکو بھی لیکر آؤنگی ملکہ سے سفارش کرونگی دیکھنا
بوا صنوبر کس فرے سے معاملہ ہوتا ہی شرط اول یہ کہ زن صحرائی کو ابھی جاکر نکالدیجیے یا اُنکو کواہنکی بنا بیٹھے
پڑی رہینگی شرط دوسری یہ کہ رات کو کہین نہ رہینگے تیسری شرط یہ کہ ملکہ کی اطاعت سے گردن تابی نہ کرینگے مین
ہنس ہنس کے اسٹامپ پر اقرار نامہ لکھواؤنگی بلکہ رجسٹری بھی ہو جائے گواہیان ہم سب کی باقی اس معاملے کی تو
مین ہون سب سے پہلے میری گواہی ہوگی اپنی جان کے خوف سے سب کچھ کرینگے وہ جو بیبیان صاحب اولاد ہین
اُنکے بارے مین بھی لکھوالیا جائیگا کہ دن کو چاہے جہان جائین مگر شب کو ملکہ کے محل مین آئین اور بہت سی شرطین
وقت پر ہونگی مین ہنس ہنس کے لکھوا لونگی تامل نہوگا مین اپنے مالک کا پاس کرونگی کہ غیر آدمی کا یہ تو بخوبی معلوم
ہو گیا کہ سفلہ مزاج ہین ہم تو اب کبھی کسی بات کا انکی اعتبار نہ کرینگے حسینا نے جو اسطرح کہا یا تو ملکہ ہنس رہی تھین
یا تیور پر بل پڑ گئے کہا دائی امان بس بس چونچ سنبھالو یہ باتین واہیات اُنکے مقدمے مین نہ نکالو ایک خطا ہو گئی وہ
ہو گئی معاف کر دینگے اُس عورت سے پہلے سے آشنائی تھی وہ بیچارے کیا کرین عورت لوٹی پڑتی ہی دیکھا گیا کیا
ناز و غمزے کیے دائی امان کچھ زیادہ نہ کہنا بس اتنا کافی کہ لوح جب تک نہ ملیگی تب تک اقرار نامہ نہ لکھا جائیگا
وہ بھی خاندان جلیل سے ہین بس اب جاؤ زیادہ زبان درازی نہ کرنا جو بات کرنا باادب وہ بھی بڑی بڑی جگہ رہے ہین
مجھے اُنکا بھی خیال ہی مین جوش مین غصے کے کر تو بیٹھی ہون مگر مجھکو بڑا یہ خیال ہی مرد کا دل نازک ہوتا ہی اُنکو بڑا
صدمہ پہونچیگا ذرا اسکا خیال رکھنا جلی کٹی باتین نہ کرنا حسینا نے کہا بہت خوب مگر منہ پھیر کے بڑبڑانے لگی
ہماری بی بی ظلم بھی کرتی ہین رحم بھی آتا ہی ہم تو اپنے مالک کے دوستدار ہین اپنے مالک کے طرفدار ہین یہ کہکے
بڑبڑاتی ہوئی چلی ملکہ نے پھر پکار کر کہا بوا حسینا تم نے کام بڑا کیا ہی مگر روبرو کلام سمجھ کے کرنا البتہ وہ جنگلی عورت
بولے تو جھڑک دینا کہنا بس چپ رہو ملکۂ عالم کے مقدمے مین دخل نہ دو وہ بڑی مکارہ ہی وہ ضرور اُنکو ہمسے لڑوائیگی
مگر کیا کر سکتے ہین لوح ایسی چیز ہی کہ گھڑی بھر جسکا جدا ہونا نہ گوارا کرینگے ابھی رومال سے ہاتھ باندھ کے آئینگے جب
وہ یہان آئینگے تم لوگ خاطر کرنا آئیے آئیے کہنا مین نہ بولونگی یہ کہکے لوح پھینکدونگی کہ صاحب اس جنگلی عورت
کا سوتاپہ مجھکو گوارا نہین وہ میری برابر کی ہی جو میری سوت بنیگی اپنے شہر کی بادشاہزادی ہونگی یہان لا
وہ جنگلی عورت ہین حسینا گئی ملکہ نے جلدی سے نکلکے بھاری جوڑا پہنا زیور کو بھی اپنے جسم پر آراستہ کیا
پیچہ ہاتھ مین لیکر ٹہلنے لگین کہتی ہین اب آتے ہونگے ہین منت و خوشامد کو نہین مانونگی جب ہاتھ جوڑینگے ہنس دونگی
مگر جب حسینا لوح لیکر چلی آئی تو قمر پیکر نے کہا ای شہریار مین نے بولنا مناسب نہین جانا یہ آپنے کیا غضب
کیا ملکہ گلفام تشنہ آشنائی بدمزاج ہین مین نے اتنے دنون مین رہکر دیکھا دن بھر کنیزون پر آفت رہتی ہی
ذرا ذرا سی بات مین بیچہ کھینچتا ہی کنیزون پر ہاتھ صاف ہوتا ہی یہ بات مکر سے خالی نہین ہی اُنھون نے
لوح منگوالی پتہ بتلا کے آپ کو دلوائی تھی اب وہ دباؤ ڈالینگی امیر نے فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ مین

بھلا ایسی باتون کو کب مانتا ہون مین تکیہ پروردگار پر رکھتا ہون میری تقدیر مین ہی تو پھر مجھکو لوح ملیگی وہ لوح کو لیکر
بادشاہ کو بھیجدین میرا خدا پھر مجھکو دلوائیگا منت تو مین اپنے خدا کی کرتا ہون یہ باتین تھین کہ بی حسینا آکے پہونچی
قمر پیکر نے کہا دیکھیے دایہ پھر آگئی ہین امیر نے کہا آنے دو حسینا چلی آتی ہی دس پانچ قدم کا صاحبقران سے
جب فاصلہ رہگیا کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا ایک ساحر خواجہ عمرو کو بغل مین دبائے ہوے لیے جاتا ہی قمر پیکر
نے کہا دیکھیے ایک جانور کو جادوگر لیے جاتا ہی امیر نے اٹھا کر تیر مار دیا وہ ساحر مر کر گرا عمرو پنجے سے چھوٹا
امیر نے دوڑ کر ہاتھون پر روکا خواجہ بیہوش ہو گئے تھے مرنے سے ساحر کے ہوش مین آئے امیر نے
فرمایا خواجہ یہ کیا معرکہ ہوا انکو اس ساحر نے کہان پایا کہا ای شہریار جب آپ فکر طلسم کشائی مین نکلے اور
مجھکو ساتھ نہ لیا مین اسی صحرا مین دیوانہ وار پھرتا تھا مگر آپ کی یاد مین چہکا رہا تھا یہ ساحر جاتا تھا مجھکو اٹھا لے
بھاگا شکر ہی کہ آپ نے رہا کیا آپ اپنا حال کہیے صاحبقران نے کہا خواجہ عجب معرکہ گذرا بادشاہ کے
وزیر کی بیٹی ملکہ گلفام تسخیر مجھپر عاشق ہوئی ہی صحرا مین زخمی پڑا تھا اٹھا کر لائی ہین جب مجھسے حال طلسم کشائی سنا
اپنے باپ سے پوچھکر لوح کا پتہ بتایا مین جا کر لڑا پھر لوح لایا اس باغ مین ملکہ قمر پیکر دختر ریحان بکتاش
عرصہ دراز سے میرے انکے محبت ہی مین نے انکو باغ مین پایا ارادہ کیا کہ شب کو یہان رہون کہ یہی جو حسینا
دائی آئی ہی اسنے آکر کہا ملکہ کے کلیجے مین درد ہی بادشاہ و وزیر نے سحر کردیا مین نے لوح دیدی اب مکرر آئی ہی دیکھیے
کیا خبر لائی ہی عمرو نے کہا آپ نے بڑا دھوکا کھایا لوح ہاتھ سے گئی عورت ہی اسکے یہی خیال مین آیا کہ لوح لیکر
دباو ڈالون امیر نے کہا ملکہ بہت پچھتائیگی اگر یہ سوچین تو بہت برا کیا کہ حسینا قریب آئی بہت ادب سے سلام
کیا امیر نے فرمایا آؤ ای دایہ آؤ حسینا سلام کرکے بیٹھی کہا حضور ملکۂ عالم نے فرمایا ہی کہ آپ سے بڑی خطاے فاش
سرزد ہوئی اسکی سزا آپ کے واسطے یہ تجویز کی گئی کہ ہمنے لوح دلوائی تھی آپ سے پھر وہ پھر منگالی اگر آپ کو منظور
ہی کہ طلسم لقراط فتح کرون تو رومال سے ہاتھ باندھکر چلیے عذر کیجیے اس جنگلی عورت سے توبہ کیجیے نہین تو لوح ملکہ کے
پاس رہیگی امیر نے یہ سنکر غصے مین فرمایا ملکہ نے بہت بیجا کیا لوح انھون نے منگالی بہت مناسب ہوا کہدینا
لوح اپنے پاس رکھیے یا بادشاہ پاس بھیجدیجیے جو آپ کا جی چاہے وہ کیجیے ہمین لوح نہین چاہیے اگر بعنایت
پروردگار ہم طلسم لقراط کے فتاح ہین اور اس منازل عجائب و غرائب کے سیاح ہین تو بعنایت خدا لوح ہمکو
ملیگی مگر ہم تمھارے ہاتھ سے نہ لینگے جسکو زن صحرائی کہتی ہی اگر شاید ہمسے محبت ہو تو اسکی اطاعت کرنا پڑیگی
بقول آتش شعر طلب دنیا کو کرکے زن پرستی ہو نہین سکتی ✽ خیال آبروے ہمت مردانہ آتا ہی ✽ لوح کیا
چیز ہی پروردگار فتح کرادیگا یہ بھی اسکی عنایت کہ میرا یار وفادار میرے پاس آگیا جیسا کچھ ہوگا سمجھا جائیگا
بڑا ہمکو یہ خیال ہی کہ ہمنے لوح کا پتہ بتایا بہت اچھا کیا جو منگوا لیا ہمین کچھ ملال نہین ہوا مگر ان کلمات
حسرت آیات نے دل کو مشبک کردیا خانۂ دل کو غم و الم سے بھر دیا اب تمھاری صورت نہ دیکھینگے نہ اپنی
صورت دکھائینگے جب طلسم لقراط کو فتح کرکے آئینگے تب تمسے ملینگے زن صحرائی ہماری معشوقہ ہی اسکو کون ہمسے
جدا کرسکتا ہی خبردار جواب کبھی ایسا کلام کیا تو کلام کرنے والا سزا پائیگا امیر نے غصے مین جو حسینا پر تیور ڈالے
تھرتھر کانپنے لگی پیشاب نکل گیا کہا حضور کیا مجال مین ابھی جاکر سمجھا کے لوح لاتی ہون امیر نے فرمایا خبردار
نہ میرے پاس آنا نہ لوح لانا مین لوح نہ لونگا ملکہ کو ناحق کا گھمنڈ ہی اچھا ہوا انکی وجہ سے لوح ملی انکے پاس
گئی اب لوح کو لیکر چاٹین ہمارا ذکر نہ کرین ہم بھلا ہاتھ باندھکے جائینگے انکے مکان کی طرف منہ کرکے نہ سوئینگے

نہین معلوم وہ کیا سمجھی ہین حسینا کا بہتی ہوئی بہاگی دل مین کہتی ہی بڑا غضب ہوا یہان عمرو نے کہا ای شہریار بڑا انقلاب ہوا بابا و جہد دل کو پیچ و تاب ہوا ہمارے نزدیک تو یہ مناسب ہی کہ جسطرح بن پڑے بہ منت بہ خوشامد بہ زور بہ زر لوح ملکہ سے لے لینا چاہیے پھر جیسا کچھ ہوگا سمجھا جائیگا ایسا نہو اُنکے پاس سے کوئی لوح لیجائے تو بڑی مشکل ہوگی امیر نے فرمایا خواجہ تم کیون گھبراتے ہو پروردگار اپنا فضل کریگا لوح ملیگی بزرگان دین نے مجھکو ہدایت کی تھی مین تقویت اپنے پروردگار کی رکھتا ہون اگر قضا لیکر آئی نسیم اینند شعر سر من ہم ز شمشیر حبیب * ہرچہ آید بر سر من یا نصیب * تم کیون اسقدر گھبراتے ہو عمرو نے کہا اگر حکم ہو تو مین کوہ گلگون پر جاؤن جسطرح بن پڑے لوح لاؤن امیر نے فرمایا خواجہ ہرگز ایسا خیال نہ کرنا تمام شہر مین مشہور ہو چکا کہ صاحبقران لڑ بھڑ کر لوح لائے طرف سے شاہ طلسم کے بڑے بڑے مکار بڑے بڑے جعلساز نکلے ہین کہ لوح لے لین عمرو نے کہا ہر چند کہ وہ مجھکو نہین پہچانتی مگر انشاء اللہ ضرور پاس کریگی مین لونڈی بنکر جاؤنگا بفراست سمجھاؤنگا امیر نے کہا مجھے نہین چاہیے مین بخدا اُسکے ہاتھ سے لوح نہ لونگا عمرو نے کہا مین تو جاتا ہون مین لوح چرا کے لاؤنگا امیر نے بہت منع کیا عمرو نے نہ مانا ایک عورت کی صورت بنکر چلا مگر ملکہ کا حال سنیے اشتیاق آمد صاحبقران مین ٹہل رہی ہین کنیزین جو ساتھ ہین اُنسے فرماتی ہین حسینا نے بڑا کمال کیا خوب فقرہ دیکر لوح لائی اب آتے ہونگے تم آپ آپ کرنا مین لوح دیدونگی بس یہی لفظ کافی ہی کہ کہونگی جنگلی عورت کو چھوڑ دیجیے اگر انکا پاس کرینگے بہت پچتائینگے مین امیر کا پاس نہ کرونگی مجھے جنگلی عورت سے بڑا ملال ہی اُسنے نمک کا بھی خیال نہ کیا کچھ تو پاس کرتی پہلو مین لیکر سوئی سوسن نام ایک کنیز کھڑی ہی اُسکے منہ سے نکلا واری کچھ بھی نہوگا ملکہ تو غصے مین تھین اسکو ایک کوڑا مار دیا سوسن روتی پیٹتی باہر نکل گئی ڈولی مین سوار ہو کے قلعے مین آئی دربار بادشاہی مین پہونچی یہان وہ وقت ہی کہ وزیر زخمی ہو کر آیا ہی بادشاہ کے ہوش پراگندہ کر رہا ہی ای وزیر اعظم اتنے ہرکارے بھیجے کوئی یہ خبر لیکر نہ آیا کہ یہ خبر طلسم کشا کو کسنے پہونچائی کہ باغ گلرنگ مین لوح ہی اور یہ بھی کہدیا کہ طائر چہار رنگ کے شکم مین ہی وزیر کہتا ہی کیا عرض کرون اب اسوقت وزیر کو یاد آیا ہی کہ گلفام آتشخو نے مجھسے پوچھا تھا شاید اُسی کی زبان سے نکلا کسی نے سن لیا ہوگا طلسم کشا کو خبر پہونچا دی میر الکنا خلاف ہوا سر جھکائے چپ کھڑا ہی کہ سوسن آکر پہونچی کہا ای شہنشاہ مین آپ کی خیر خواہ ہون ملکہ گلفام آتشخو کی کنیز غضب ہوگیا بی گلفام نے سب کو قتل کرایا گھبرا کر بادشاہ نے پوچھا ارے خیر تو ہی مفصل بیان کر وزیر کے تو ہوش اُڑ گئے سناٹا آگیا لکہ سامنے بادشاہ کے بیٹھا ہی ابھی شکست کھا کے آیا ہی کچھ بن نہین پڑتا ہی یہ ضرور خیال ہوا کہ اب ہمارے خاندان پر آفت آئی بیٹی کی بڑی محبت ہی کبھی سوچتا ہی مسلمان ہو جاؤن یہ ابلیس خود پرست النسان النسان بھی ذلیل یہ دعوی طویل ناحق کو خداوند بنکر بیٹھا ہی مگر بادشاہ نے کہا ای سوسن مفصل بیان کرو ہم تمہارا مرتبہ بڑھائینگے اپنے محل مین داخل کرینگے سوسن نے کہا حضور صاحبقران جنگل مین زخمی پڑے تھے ملکہ گلفام شکار کو گئی تھین وہان سے اُٹھا لائین زخمون مین اُنکے ٹانکے دلوائے صحت مین ہزارہا روپیہ خرچ کیا جب اُنھون نے صحت پائی کہا مین فکر مین ابلیس کی آیا ہون لوح طلسمی کی فکر ہی ملکہ نے اپنے باپ سے پوچھا باپ سے پوچھکر صاحبقران سے بیان کر دیا وہ صاحب اقبال حاکم جاہ و جلال بن پر گئے لوح لائے ایک عورت کو مدت سے ہماری بی بی لائی تھین اُسکا زن صحرائی نام رکھا ایک باغ رہنے کو دیا وہ امیر کی معشوقہ تھی امیر وہان پہونچے اُس سے راز و نیاز ہوے ملکہ کو خبر پہونچی بی صنوبر نے آکر لفظاً لفظاً

سب حال کہا ملکہ کو غصہ آیا جو نام سے وہی مزاج ہے حسینا دائی کو بھیجکر لوح منگوالی ہے اور امیر سے کہلا بھیجا تھا کہ
اب ہاتھ باندھکر آیئے زن صحرائی کو چھوڑ دیجیے انھون نے کہلا بھیجا مین اب تمسے لوح نہ لونگا ملکہ گھبرا رہی ہین
لونڈی کی صلاح یہ ہے کہ مین تو وہان اب جا نہین سکتی آزردہ ہو کر نکلی ہون کسی عورت کو بھیجیے کہ وہ لوح کسی
ترکیب سے لے آوے یہ سنکر بادشاہ بہت بگڑا کہا کیون اے وزیر اعظم یہ کیا ہوا تمھارے گھر سے فساد برپا ہوا
تمنے سب کی جان لی یہ مقدمہ عاشق و معشوق ہے کسی وجہ سے وہ جا کر لوح دیگی بادشاہ نے چند کلمات سخت
وزیر کو بھی کہے اور بیٹی کو بھی کہے اور کہا کیون اے وزیر اعظم ہمنے پیغام دیا کہ اپنی بیٹی کی شادی ہمارے ساتھ
کردو تو تمنے جواب دیا کہ بیٹی راضی نہین اُسکو دو کے نام سے نفرت ہے اب مسلمان کو لیکر پہلو مین بیٹھین مذہب بھی جد
ابا کا ترک کیا بزرگون کے قتل پر کمر باندھی دیکھو لوح لیلون پھر مشکلین پیدا ہوا کر سر دربار بلاؤنگا کسی سائیس کے
حوالے کر دونگا دیکھو تو کیا قیامتین برپا کرتا ہون وزیر کو بہت ناگوار ہوا مگر کچھ بول نہ سکا اتنا کہا حضور جسنے خطا
کی اُسکو سزا دیجیے مین نہین چاہتا کہ طلسم فتح ہو بادشاہ نے اُسی وقت چند عورتین محل سے بلائین اُسمین جادوگرنیان
بھی تھین اکثر ایسی تھین کہ سحر کے نام سے کچھ آگاہ نہین شاہ نے پکار کر آواز دی کہ تم مین کوئی ایسی ہے کہ لوح طلسمی
کو لا سکے مگر اُس کمینہ کو خبر نہو ایک کنیز ہے کہ اُسکا نام ہے فتانہ سحر ساز اُسنے دعوی کیا کہ مین لوح لاؤنگی
کیا مجال ہو کوئی دم مار سکے یہ کہکر فتانہ چلی شاہ نے بہت کچھ اُس سے اقرار کیا فتانہ زیر کوہ گلگون کے آئی
احوال سنو اے خواجہ یہ ہوا کنیزین ملکہ گلفام کی زیر کوہ آتی ہین شبرنگ نامے کنیز کسی کام کو آئی ہے خواجہ نے اُسکو
بیہوش کیا شبرنگ کی شکل بنکر بالاے کوہ آئے حسینا آکر بیٹھی ملکہ سے جو ذکر کیا کہ حضور صاحبقران
بہت بگڑے ہوئے وہ کہتے ہین مین اب ہاتھ سے ملکہ کے لوح نہ لونگا میرا خدا خوب دلوائیگا تب تو بربر ہو جائیگی ملکہ
گلفام کو چاہیے کہ جسکو جنگلی عورت کہتی ہین اُسکی اطاعت کرین یہ سنکر ملکہ نے کہا کیون حسینا اب مین کیا
کرون یہ تو بڑا غضب ہوا مین اپنی جان دونگی پہلے تو نے ہمکو نہ سمجھایا اب حسینا تمنے مار ڈالا ہاے یہ کیا غضب
ہوا مین تو جنگلی عورت کی اطاعت نہ کرونگی اب صاحبقران ہمسے چھوٹے ہاے فراق کی راتین کیونکر کٹینگی
دیو شب غم مجھکو کھا جائیگا اب زندگی کی کون صورت ہے یہ باتین کر رہی ہین حسینا چپ خاموش کچھ جواب نہین دیسکتی
ہے واسطے اُنکے ہاتھون کے ہوش اُڑے ہوے ہین دل سے کہتی ہے بڑا غضب ہوا اب مین کیا بیان کرون ملکہ فرماتی ہین دائی اماں
کچھ جواب تو دو تم تو چپ ہو گئین گویا منھ مین زبان نہین حسینا کہتی ہین کیا کہون صاحبقران تو اسقدر بگڑے کہ اُسکا
کچھ جواب نہین دے سکتی صاحبقران کو اسقدر غصہ ہے کہ مین عرض نہین کر سکتی یہ باتین یہان ہو رہی ہین خواجہ
بھی بشکل شبرنگ ایک طرف کھڑے ہین اس سوچ مین ہین کہ رات کو عیاری کرون لوح لے لون ہزار
تدبیرون سے لونگا اس خیال مین ایک کھنجی مین جا بیٹھے مگر فتانہ جو چلی تھی زیر کوہ جنگل مین شنجر جادو کو پایا پکار کر
آواز دی بوا کہان جاتی ہو شنجر نے پلٹ کے ایک ساحرہ کو دیکھا کہا بوا کیا بتلاؤن پہاڑ پر تو وہ ہنگامہ ہے کہ شور
شور قیامت پانی بھرے مین تو اسی واسطے زیر کوہ چلی آئی ملکہ نے لوح منگالی ہے چاہتی ہین صاحبقران منت
کرین امیر فرماتے ہین مین جان دونگا کلمۂ خوشامد زبان سے نہ کہونگا بلکہ تمھارے ہاتھ سے لوح بھی نہ لونگا
مگر مقام تعجب ہے کہ ملکہ نے بے سمجھے لوح منگالی آغاز و انجام نہ سوچا فتانہ نے چپکے چپکے سحر کرکے شنجر جادو
کو بیہوش کیا کپڑے اُتار لیے برہنہ کو ایک گوشے مین ڈالدیا شنجر کی شکل بنکے بالاے کوہ آئی آکے یہ ہنگامہ دیکھا
ملکہ حسینا پر بگڑ رہی ہین دل بیقرار خواہان وصل اب جو یہ سنا کہ امیر سے ملاقات نہو گی جب یہ خیال آتا ہے

ہے

دل گھبراتا ہے ہائے راتین ہجر کی کھائینگی جب دن یہ مصیبت کبکا رات آئیگی کالی کالی عورت ودھائیکی **نظم**

بتا ہے مری شام فرقت نہین
خدا رنج دینے کی توفیق دے
ترقی پر اپنا جنون ہو تو ہو
مرے دلکو پہلو مین کیون ہی جگہ
شب وصل اور اتنی کمی ای فلک
وہ شوخ اور اقرار وصل ای جلال

کہ جسکی سحر تا قیامت نہین
مین تمسے طلبگار راحت نہین
چلو تمکو تو ہمسے وحشت نہین
اگر انکو ہمسے محبت نہین
مرے دل مین کیا کوئی حسرت نہین
اُسے ہان کے کہنے کی عادت نہین

الجھایسے بستر سے محبت نہین
نکلتی نہین جان کیون ہجر مین
تمھین کیون نہ جھگڑا اچکا دو مرا
تم اپنی عنایت کا تو سنلو شکر
سٹے کبھی آکے دیکھو ہمین

پری ہو تو کیا آدمیت نہین
کوئی میرے دل کی یہ حسرت نہین
یہان انتظار قیامت نہین
ستم کی تمہارے شکایت نہین
ان آنکھو نسے جنمین مروت نہین

جب ملکہ بہت بیقرار ہوئین اور یہ کہا کہ ہماری اب جان نہ جسکی مشتاق شب ہجر آئی ہی دیو شب غم کھا جائیگا تب حسینا نے گھبرا کر کہا واری ایک تدبیر مین نے سوچی ہی ملکہ نے کہا کہیے مگر ذرا سمجھکر کہنا حسینا نے کہا واری میرے نزدیک تو یہ بہتر ہی حمام کیجیے جوڑا بہت بھاری پہنیے زیور جسم پر آراستہ کیجیے نقاب چہرے پر ڈالیے پشت مرکب باد رفتار پر سوار ہو جیے سامان شکار ہمراہ ہو باز کو اُڑائیے جب وہ طائر کو گرائے گھوڑے کو اُڑا کر وہان پہونچیے جہان وہ جنگلی عورت کو لیے بیٹھے ہین اُسوقت گوشۂ نقاب چہرے سے ہٹا دیجیے **صاحبقران** کے ہوش نہ درست رہینگے اُٹھکر قدمون پر گر پڑینگے آپ لوح دیدیجیے گا اور یہ کلمہ کہیے گا جو چاہو کرو وہ خود جھکینگے آپ کا حسن و جمال عارض انور رشک قمر سرو قد خورشید خد کس شی سے حضور کو مثال دون آہوان صحرا اگر آنکھین دیکھین شرم سے آنکھین چُرائین وزدیدہ نگاہ کے طالب ہون نرگس شہلا کی کیا حقیقت ہی ایک پھول بے بصارت ہی سب لعل و یاقوت کے ٹکڑے ہین دہن غنچۂ گل زلفین عنبر کا تسلسل نہ کہ آپ کا جانا ہوش تو انکے درست نہ رہینگے حضور حضور کرتے ہوئے اُٹھینگے آپ کے آفتاب جمال کو دیکھکر پھر اُس زن صحرائی کو کیا دیکھینگے وہ ذرہ آپ آفتاب وہ خود شرمائیگی حضور حضور کہکے اُٹھیلی آپ کا سب رنگ جم جائیگا آپ کو دیکھکر **صاحبقران** اُسکو پہلو مین نہ بٹھائینگے اپنے فعل پر شرمائینگے ملکہ اس بات پر راضی ہوئین طرف حمام کے چلین **فتانہ** نے پیچھا کیا ملکہ حمام مین پہونچین لباس اُتارا لوح بھی اُتار کر رکھی ملکہ جا کر حوض مین کود ین **فتانہ** نے لوح لی میکے باہر نکلی کوہ سے اُتر کر بھاگی **خواجہ عمرو** صحنچی مین بیٹھے ہین دل مین یہ ٹھان لیا کہ ملکہ جب رات کو سوئینگی لوح لے بھاگینگے یکایک غسل کرنے کا بلنز ہوا خواجہ نے پوچھا کیا ہی کنیزون نے کہا ملکہ حمام مین گئی ہین اب برائے شکار سوار ہونگی **خواجہ** سوچے اب بہت آسان ہوگا شکارگاہ مین کسی تدبیر سے لوح لے لونگا کنیزونسے کہا سائیسون سے کہدو ہماری بھی مادیان مشکی تیار رہو ملکہ کے ساتھ مین بھی جاؤنگی کنیزون نے کہا بہت اچھا ملکہ غسل کرکے جامے خانے مین آئین حسینا نے لا کر جامدانی کھولی بھاری جوڑا پہنا صندوقچہ کھولا جواہرات کا زیور نکالا وہ بھی پہنا کہا دائی امان لوح تو اُٹھا لو تم اسکو اپنے ہاتھ مین رکھنا جب سامنے صاحبقران کے پہونچین تو تم یہ کہکے دیدینا کہ لیجیے حضور لوح کو اپنے پاس رکھیے ایسا نہو کوئی اُفتاد پڑے لوح کا جدا کرنا آپ کو مناسب نہین یہ کہکر گلے مین پہنا دینا مین ہان ہان نہون میرا کہنا نہ ماننا بلکہ میرے نہین کہنے کو ہان جاننا حسینا کہتی ہی واری مین سمجھ لونگی ایسی ترکیب سے لوح دون کہ احسان ہو خوب دل مین سمجھینگے کہ ملکہ نے ہمپر احسان کیا حسینا جامے خانے مین گئی وہان لوح نہ پائی کہا حضور یہان لوح نہین ہی ملکہ نے کہا لباس مین رکھ آئی ہون حسینا نے کہا واری آپ خود آکر دیکھیے ملکہ گھبرا کر اُٹھین کہا حسینا خدا کے واسطے یہ کیا کہتی ہو کیا لوح کو زمین کھا گئی مین نے ابھی رکھی تھی یہ کہکر خود تشریف لائین سارے جامے خانے مین ڈھونڈھا مگر

کہین لوح کا پتہ نہ ملا تب تو ملکہ بدحواس ہوگئین کہا لو وا ای اماں غضب ہوگیا لوح کو زمین کھا گئی یا آسمان کھا گیا
مین نے تو اتار کر لباس مین رکھی تھی جسبینا لوح کو ڈھونڈھنے لگی دو چار کنیزون پر مار بھی پڑی ملکہ فرماتی تھین ارے
کمبختو کسیکی نگوڑی دیکھتی ہی حال مین مبتلا ہی نرگس نے آنکھین جھکا لین کہا حضور یہان پتہ نہین اب تو آگر ہو استقلال
کو بلایا کہا کیون یہ ماجرا بتلا ہمکو کیون پیچ و تاب ہی ہمارا دل بیتاب ہی غنچہ دہن منہ سے نہین بولتی صنوبر اگر ری
ہی شمشاد نے جو سنا کہ لوح غائب ہوگئی بدحواس ہوا پنجی سے نکل کر دوڑا ہوا آیا پکار کر پوچھا ارے کیا ہوا لوح پر کیا افتاد
پڑی ملکہ نے کہا صاحب غضب ہوگیا کوئی دشمن لگا ہوا تھا لوح لیگیا اب مین کہان ڈھونڈھون کنیزون مین جو دیکھا تو
شجر جادو کو نہ پایا گھبرا کر کہا ارے شجر کنیز کہان گئی اُس نے تو کوئی شاخ نہین نکالی شجر کا پتہ نہین کوئی کنیز زیر کوہ گئی تھی
اُس نے درۂ کوہ مین شجر کو بیہوش دیکھا بیدار کیا وہ برہنہ گھبرا کر اُٹھی اُس کنیز نے اپنا چادرہ دیا وہی باندھے ہوئے بالا
کوہ آئی کہا حضور کسی نے مجھکو بیہوش کرکے درۂ کوہ مین ڈالدیا تھا میری شکل پر کوئی آیا لوح کو لیگیا مگر مجھکو ایک عورت
ملی تھی اُسنے ایسی باتین کین نہین معلوم کیا کیا تھا مین کہ مین سوگئی اب جو آنکھ کھلی اپنے کو اس حال مین دیکھا یہ سنکر ملکہ
گھبرا گئین شمشاد نے جو یہ سانحہ دیکھا کوہ سے اُتر کر بھاگا کہ جاکر صاحبقران سے خبر کرون کہ لیجیے لوح پر افتاد پڑگئی
ملکہ سے کوئی لوح لیگیا شمشاد تو یہان سے بھاگا ہوا جاتا ہی ملکہ گھبرا رہی ہین مگر صاحبقران باغ مین تشریف
رکھتے ہین پہلو مین ملکہ قمر چہرہ گھبرا کر کہتی ہین کیون ای صاحبقران کیا مصیبت اُٹھا کے اپنے لوح پائی برائے
خدا مین بدنصیب پہلے ہی منع کرتی تھی میرے لیے یہ آفتین برپا ہوتی ہین مجھ کمبخت کو چھوڑ دیجیے آپکو لوح ملجائے
بعد فتح طلسم جو مناسب ہوگا وہ کیجیے گا جبتک طلسم نہ فتح ہو ہر ایک سے عجز و منت مین کام لیجیے بعد فتح طلسم دیکھ
لیجیے گا مین حضور کی کنیز ہون عمر بھر دامن دولت نہ چھوڑونگی یہ خوب سمجھ رکھیے اگر تمام عالم ایک طرف ہو کوئی اگر
سر کاٹ لے تو بھی آپ کے نام کا وظیفہ نہ چھوڑونگی امیر فرماتے ہین ملکہ اگر تمام عالم ایک طرف ہو جائے ذرہ بھا
ٹھہرے کہتا ہی وہی کرتا ہی قول مردان جان دارد سخن مردان اعتبار اُس عورت گوشہ نشین کی تو ضد رہے میری
بات مین فرق آئے علاوہ ازین ملکہ تصور کرو اگر فتح طلسم میری تقدیر مین ہی تو انشاءاللہ لوح اور تدبیر سے نکلیگی
اگر نہ نکلیگی آئی ہی پھر شخص مجبور و ناچار ہی کوشش سراسر بیکار یہ ذکر تھا کہ قضا سے کار ایک جادوگرنی محیط جادو
نام آسمان پر اُڑی ہوئی جاتی ہی اس باغ کی رعنائی دیکھکر اُتر پڑی دو کنیزین بھی ساتھ مین ایک نخل کے سائے زیر
آکر بیٹھی نگاہ اُٹھا کر دیکھا جمال صاحبقران پر عاشق ہوئی یہ بھی دیکھا کہ ایک نازنین پری پیکر پہلو مین بیٹھی ہی ایک
کنیز سے کہا اس جوان کو ہمارے پاس بلا لاؤ کہنا ایک گلابی لیتا آوے ہمارے پاس بیٹھکے شراب پیے وہ کنیز
تو ہم کی زنگن سامنے صاحبقران کے آئی امیر کو سلام کیا کہا چلیے آپکو ملکہ محیط جادو بلاتی ہین اپنی جان کی
بھی پھر منا ہیے وہ جسپر عاشق ہوئی ہین اُسکی جان نہین بچتی ایک گلابی بھی لیتے چلیے وہان چلکر شراب پیجیے آپکو
زیادہ پلائینگی اپنا معشوق بنائینگی امیر نے فرمایا کیا بکتی ہی وہ حرامزادی کون ہی مین وہان کیون جاؤن
زنگن نے کہا واہ واہ میان مین کان پکڑ کے لیجاؤنگی اگر رستم بھی ہو میرے سامنے پیرزال ہی ہمارے آگے جرأت
دکھانا محال ہی یہ کہکے ہاتھ بڑھایا کہ صاحبقران کا کان پکڑلون امیر نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک طمانچہ
مارا زنگن کا سر اُڑ گیا آواز آئی کشتی ہی مرا نام من تحمل جادو بود محیط نے جو یہ معرکہ دیکھا غصے مین اُٹھی پکار کر
آواز دی اے جوان یہ کیا کیا میری کنیز کو مارا یہ نہ سمجھا کہ مین سامنے دیکھ رہی ہون یہ کہکے گولا مارا امیر نے
اسم اعظم پڑھا گولا پھٹکر الٹا گرا وہ تڑپ کے قریب آئی چاہا ہاتھ پکڑلون امیر نے تلوار کا ہاتھ مارا سر اُسکا

زخمی ہوا اب تو سامنے سے بھاگی امیر دوڑے محیط نے سر کا خون پھینکا ماش کے دانے پھینکے کسی سے کچھ نہوا اب تو بھاگنے لگی امیر تیغہ لیے ہوے اسکے پیچھے جب دوڑتے ہین جست کرکے اور جانب جا رہتی ہی ملکہ قمر پیکر جو تڑپ رہے یہ معاملہ دیکھ رہی ہین محیط نے جب دیکھا کہ امیر پر کوئی سحر تاثیر نہین کرتا پکار کر آواز دی او جوان تجھکو کسی کامل نے سحر سکھایا ہی تیری معشوقہ کو لیجاؤن یون آزار پہونچاؤن یہ کہکے محیط نے جست جو کی امیر کو فراگر برابر قمر پیکر کے پہونچی قمر پیکر اپنے کو کیا بچا سکتی تھین محیط نے کمر مین پنجہ دیا لے اُڑی جبتک امیر دوڑین تیر و کمان اٹھائین محیط اتنے مین قندیل فلک ہوگئی بیقرار ہوکر قمر پیکر نے آواز بھی دی تھی کہ ای شہریار کنیز کو بچا لیجے جب تک امیر قصد کرین وہ بلند ہوگئی ملکہ قمر پیکر کی زبان پر یہ کلمات حسرت جاری تھے نظم

ایک ہفتہ تو نہو مجھسے مرا یار جدا
در معشوق مین یہ غمزہ و عشوہ ہی کہان
لب سے کس طرح یہ ساغر کرین مینخوار جدا
بار احسان خلایق سے مجھے نفرت ہی
بلف کا شانے سے ہوتا ہی جو ہر تار جدا
در خدا کا ہی تو ہی پاس صنم بھی ای دل
مین جدا رہتا ہون ای نور مرا یار جدا

میان سے کرتا ہی وہ ترک جو تلوار جدا
تیر انداز زمانے سے ہوا ای یار جدا
ای مسیحا تری آنکھون مین عاشق دونون
رہے کیونکر نہ مری سقف سے دیوار جدا
عمر بھر ساتھ نہ ای رشک پری چھوڑینگے
رشتۂ تسبیح سے کیونکر کرے زنار جدا

دو مہینے سے ہون ای چرخ ستمگار جدا
تن سے ہوتے ہین سر ناشق غمخوار جدا
چشم مخمور سے کیونکر نہ ملین ہونٹون کو
دل بیمار جدا نرگس بیمار جدا
دل صد چاک پہ اک پیچ نیا پڑتا ہی
سایے کی شکل سے ہو تنگ نہ مین زنہار جدا
ایک عیار نے نہین پایا تا فلک گئے ہاتھون

صاحبقران کی بیقراری گریبان چاک کیا منہ پر خاک ملی لٹتے تھے یا صاحبقران یہ کیا ہوا فلک نے یون پریشان کیا ہاے اس معشوق پری چہرہ پر کیا گذریگی نہین معلوم وہ حرافزادی کہان رہتی ہی کہان ڈھونڈھون یہ کیا غضب ہوا ایسے معشوق پری چہرہ کو فلک نے جدا کیا جی چاہتا ہی اس صحرا مین پھرون قیس مجنون پر مہر پہونچون کوہ نجد مین جا کر استاد مجنون کو تلاش کرون وہ رہبر راہ عشقبازی سلطان ملک محبت جانبازی ہی اپنا تو یہ حال ہی کہ بیان کرنا محال ہی عجب معرکہ گذرا نظم

خاک مین ملکے بھی ہوگا نہ غبار دامن
بار خاطر نہ کسی کا نہ غبار دامن
تیرے دیوانے ہین ہم چاک گریبان تا بہ
سیر گلزار دکھا دیگی بہار دامن
موسم گل کی ہوا چلتے ہی پاؤنکو مرے
گل گریبان کو کرتے ہین نثار دامن
پالی جالی ہی محبت مجھے اتنے آتش

اکمر یار سے اٹھتا نہین بار دامن
بسکہ رہتا ہی مرے دیدۂ تر شب و روز
جبکہ رہتا تھا تو ای طفل جوار دامن
فرقت یار مین اشکون کو مرے روک سکے
خار کی طرح کھٹک جاتے ہین تا بدامن
رشتۂ دام سے تار اسکا نہین کم کوئی
کھینچتے ہین مرے دامن کو جو خار دامن

نہ تو دشمن کوئی میرا نہ کوئی میرا دوست
ابر دامن ہی رگ ابر ہی تار دامن
خون کے اپنے جو چھینٹے پڑے اسپر قاتل
آستین کا ہی نہ یہ کام نہ کار دامن
وہ قبا پوش چمن مین جو کبھی جاتا ہی
خار صحرا کو سمجھتا ہون شکار دامن

اس حال پر ملال مین صاحبقران حیران و پریشان مضطر و بیقرار دوڑتے پھرتے ہین مگر خواجہ عمرو جو پہاڑ سے اُتر کر بھاگے تھے اس خیال سے کہ جا کر امیر سے عرض کرون کہ لوح ملکہ کے قبضے سے نکل گئی فتانہ نامے کنیز اگر کسی دوسری عورت کی شکل بنی آخر لوح جامے خانے سے لیگئی عمرو بہ صورت اصلی بھاگا ہوا جاتا ہی کہ ایک جادوگر مرغ زرین نام بادشاہ سے یہ کہکر نکلا تھا کہ مین طلسم کشا کو لاتا ہون یہ سوچکر چلا تھا اُڑا ہوا جاتا ہی کہ اسکی نگاہ عمرو پر پڑی دیکھتے ہی خوش ہوگیا اُترکر گرا عمرو نے جو دیکھا ایک ساحر نے میری کمر مین پنجہ دیا ایک چیخ ماری کہا ای جادو تو کون ہی جو مجھ غریب کو لیے جاتا ہی اُس ساحر نے کچھ جواب نہ دیا عمرو چیختے چیختے بیہوش ہوگیا مرغ زرین

عمرو کو لیے ہوے دربار شاہ طلسم مین آیا فتانہ لوح لیکر پہونچی ہی غرض پری ہی واری ہین لوح لیکر آئی مشہور جادو
لوح کو لیکر نہال ہوگیا فتانہ کو نہال کردیا کہا اے فتانہ ملکہ کی کیا کیفیت ہی کہا حضور عشق مین طلسم کشا کے مبہوت
ہین بات بات پر روتی ہین اشکون سے منہ دہوتی ہین مگر بڑی مشکل ہی پہاڑ پر آپ جا نہین سکتے بانیان طلسم نے قید
لگائی ہی کہ ساحر کا سحر وہان تاثیر نہ کریگا بادشاہ نے کہا کیون وزیر اعظم اب اس گیسو بریدہ کی کیا سزا ہی وزیر نے کہا
حضور مین ناچار ہون مین آپکا دوستدار ہون جو آپکا جی چاہے اُس بد نصیب کے ساتھ کیجیے مین بولون تو گنہگار
یہ ذکر تھا کہ مرغ زرین بھی آگے پہونچا اُسنے عمرو کو پیش کیا کہا حضور یہ ساربان زادہ ہی جنگل مین بھاگا ہوا جاتا
تھا مین نے پکڑ لیا بڑے بڑے فقرے کرتا تھا مین نے کچھ داد فریاد نہین سنی بادشاہ نے مرغ زرین کو بڑا بھاری
خلعت دیا دو سو ساحر کا افسر کیا کہا تم اسکو قید کرو تمکو نگہبان کیا مرغ زرین نے لاکر عمرو کو ایک مکان مین
قید کیا اب بادشاہ نے پکار کر آواز دی کوئی ساحر تم مین سے ایسا ہی کہ ملکہ کو گرفتار کرکے لائے سہیل جادو اُٹھی
کہا حضور مین پہاڑ سے اُتار لاؤنگی جب کوہ سے اُتریگی گرفتار کرلونگی دس ہزار ساحران زبردست سہیل کو ملے سہیل خوشی
خوشی دس ہزار ساحرون کو لیکر قلعے سے نکلی ساحرون سے کہا تم آہستہ آہستہ آؤ مین جاکر تدبیر کرون ملکہ کو پہاڑ سے
اُتارون سہیل جادو چلی یہان بعد لوح سے جانیکے ملکہ گلفام اپنے حسینا دایہ سے کہتی ہین کیون دائی امان
یہ کیا تم ہوا مین طلسم کشا سے ذلیل ہوئی اب یہ [illegible] سیاہ کیونکر دکھاؤنگی کسطرح سامنے جاؤنگی مجھکو فلک نے کس
مصیبت مین ڈالا یہ ذکر تھا حسینا نے عرض کی واری ایک تو فکر کیجیے اب بادشاہ طلسم کو اطمینان ہوا لوح طلسمی
اُنکے پاس پہونچی اب بادشاہ فوج ضرور بھیجیگا میرے نزدیک تو یہ بہتر ہی کہ نکل چلیے یہان ٹھہرنا مناسب نہین ملکہ نے
کہا اے دائی امان کہان جاؤن حسینا نے کہا حضور اسی باغ مین پاس طلسم کشا کے چلیے سوت وغیرہ کا خیال نہ کیجیے
ملکہ نے آہ کی کہا حسینا مین کیا منہ دکھاؤن ہاے جنگلی عورت سے دبنا پڑیگا اب تو اُسکی بات بن پڑی ہوگی خوب
باتین بنائی ہوگی کہ رہی ہوگی کہ ملکہ گلفام آپکی دشمن ہی ہاے حسینا تو نے مجھکو نہ سمجھایا میرا لطف زندگی مٹا
اب دیکھون تقدیر کیا دکھاتی ہی حسینا بھی خاموش کچھ تدبیر اسکو بھی نہین بن پڑتی کہ سہیل جادو آکر پہونچی مگر
گھبرائی ہوئی جھک کر سلام کیا کہا واری آپ جلدی پہاڑ سے اُتریے جہان جانا ہو نکل جائیے بادشاہ نے دس ہزار
فوج روانہ کی ہی فوج آراستہ ہو رہی ہی اب وہ آیا چاہتی ہی مگر ابھی وقت باقی ہی حضور پہاڑ سے اُتریں مین پھر خبر
جاکر لاؤن ملکہ نے گھبرا کر کہا کہان جاؤن سہیل نے کہا کوہ سے تو اُتریے طلسم کشا کے پاس چلیے مین بھی شرکت
کرونگی آپ کے والد کو بڑی خفگی ہوئی اُنھون نے یہی جواب دیا کہ بارے مین ملکہ کے آپ کو اختیار ہی مین آپ کے
ساتھ رہونگا اہالیان طلسم کا اب قتل ہونا کیونکر گوارا کرونگا اور ایک خبر عرض کرون عمرو بھی قید ہوگیا مرغ زرین
پکڑ لیگیا اُسی کے عمرو سپرد ہوا ہی امیر کو گرفتار کرنے خود بادشاہ جائیگا پہاڑ سے اُتریے جاکر امیر سے بھی اطلاع کیجیے
وہ صاحب اسم اعظم ہین اُنپر سحر کسی کا تاثیر نہ کریگا آپ پہاڑ سے اُترلیے مین جاکر اور خبر لاؤن یہ کہکر سہیل اپنی فوج تو
قلعے سے نکل چکی تھی سب سے کہا لو صاحبو مین ملکہ گلفام کو آمادہ کر آئی طرف سے صحراے ویران کے چلو یہ کہکر فوج
کو لیکر چلی یہان ملکہ نے نقاب چہرے پر ڈالی مادیان مشکین پر سوار ہوئین ساٹھ ہزار کنیزون کو ساتھ لیا پہاڑ
سے اُترین آدھ کوس راستہ طے کیا تھا کہ طرف سے صحرا کے گرد اُڑتی دیکھا آگے آگے سہیل پشت پر دس ہزار
ساحر ملکہ کو دیکھتے ہی سہیل نے نعرہ کیا کہ او گیسو بریدہ تو نے تباہی اہل طلسم کی چاہی قدرت ساحری سے
کیا کچھ ہوا لوح بادشاہ پاس پہونچی تم سب کو خبر مل گئی صاحبقران تنہا اُسی باغ مین سر تکرار ہے ہین دیوانہ وار

چلا رہے ہین اُنکی معشوقہ کو کوئی ساحرہ اُٹھا لیگئی مگر تم اب کہان جاؤ گی ملکہ نے پریشان ہو کر جواب دیا واسطہ اپنے
دین و مذہب کا مجھکو قتل کر طلسم کشا پر دست انداز ہوتا ہین بدنصیب خطاوار ہون سزا کی سزاوار ہون سہیل نے کہا
اب کہان جاتی ہو یہ کہکر اس ملعونہ نے ساحرون کو اشارہ کیا لینا یہ لوگ جانے نہ پائین چہار جانب سے ساحر جو تہا
سحر ہاتھ مین لیکر جھپٹے ملکہ نے تیغہ کھینچا کنیزون کو آواز دی لڑ بھڑ کر اپنی جان دو میان تو لڑائی سحر کی ہونے لگی
اگر ساحر کا سحر چل گیا دو کنیزین چار کنیزین گھوڑون سے گرین اگر انکا نیزہ چل گیا ساحر گرا غضب برپا ہو گیا یہان تو یہ
رنگ ہی مگر کافور سمہ فیروز وزیر اعظم بادشاہ کے خفا ہونے سے ملول و حزین رنجیدہ و کبیدہ عرصہ دراز تک وہان
حاضر رہا بادشاہ نے کچھ حکم دیا وزیر سر جھکائے ہوئے گھر مین آیا ملکہ نیر رنگ اسکی زوجہ بیٹھی تھی آکر وزیر پریشان پریشان
ہو بیٹھا نیر رنگ نے پوچھا کیون صاحب مزاج کیسا ہے آج مین تمکو بہت پریشان پاتی ہون کہا ہے کیسے انتشار کا تو حال
سنا کہ لوح نکل گئی اُس بدنصیب کمبخت نے کسی کا پاس نہ کیا لوح کا پتہ بتا یا لوح طلسم کشا کو مل گئی اب باعث انتشار کیا
ہی یہ سنکر وزیر رونے لگا کہا صاحب مین کیا کہون اُس بدنصیب کمبخت نے اپنا کلیجہ پتھر کا بنا لیا ہماری تمھاری جان کا
خیال نہ کیا مگر اقبال شاہی نے زور دکھایا لوح آگئی بادشاہ کے پاس پہونچی عمرو عیار قید ہو گیا طلسم کشا اُسی باغ مین
ہی سہیل جادو دس ہزار ساحر لیکر براے گرفتاری گلفام آتشخو گئی ہے اب غضب ہوا اُس بدنصیب کمبخت کی جان
کاہیکو بچیگی وہ آتشخو شعلہ مزاج جاہلون نے سر کا تاج نہ نیکی سمجھے نہ بدی جو دل مین آیا کر بیٹھین ہاے یہ کیا ضرور تھا وہ تو
مرد کے نام سے بیزار تھی عشق و عاشقی کسنے سکھائی جب کبھی شادی کا نام آیا اُس کمبخت نے یہی جواب دیا کہ کیا
ضرورت ہے اپنے اوپر کسی کو حاکم بنائیے آپ محکوم بنکر بیٹھیے ہاے یہ کس نے آگ لگائی یہ سنکر نیر رنگ رونے لگی
کہا صاحب بڑا غضب ہوا بھلا اُس سے یہ جفا کاہیکو اُٹھے گی بچپن سے کسقدر کوشش کی کہ سحر سیکھے اُسکو نفرت رہی
میری بارہ برس کی کمائی یون لٹتی ہے میری نور نظر مجھسے چھٹتی ہے اب جو کچھ ہو وہ ہو مین تو جاتی ہون اپنی جا کر جان
دونگی اُس کمبخت کو تو بچاؤنگی دس ہزار ساحر دم بھر مین قیامت برپا کر دینگے سہیل بڑی مکارہ ہے اُسکا سحر کون رد
سکیگا وہ ہمیشہ خدمت شاہ مین رہی بڑے بڑے ساحرون سے اُسنے سحر سیکھا ہین البتہ اُس حرامزادی کے سحر رد کرونگی
بڑھ بڑھ کے لڑونگی لو صاحب خدا حافظ تمیں برس ہمارا تمھارا ساتھ رہا اب جدائی ہوتی ہے ہمسے تمسے بھی لڑائی پڑی جب
ہم بادشاہ کے دشمن کے شریک ہوے تم بھی فوج لیکر آؤگے پھر ہم کوئی بات تمھاری نہ سنینگے یہ کہکر شوہر کا دامن پکڑا
کبھی جوش محبت مین گلے مین ہاتھ ڈال دیے چیخ مار کر رونے لگی کہا صاحب مین کیا کرون یہ آگ مجھسے نہین سنبھالی
جاتی ہاے میری بھولی بچی کو کسنے آوارہ کیا جو دل مین آیا کر بیٹھین انجام و آغاز نہ سمجھین آخر یہ آفت برپا ہوئی
میرے کلیجے مین آگ کے شعلے بھڑک رہے ہین کیونکر اپنے کو سنبھالون سہیل کیسی اگر بادشاہ سے بھی سامنا
پڑیگا مین لڑونگی اگر وہ بادشاہ طلسم ہین لیکن اُنپر غالب نہ آؤنگی اپنی بچی پر جان تو نثار کر دونگی صاحب مجھکو وہ دن
یاد ہین اُنکو سوکھے مین سُلاتی تھی آپ گیلے مین پڑی رہتی تھی کیا کیا جفا سہتی تھی آج جب خدا جوان ہوئین ایسی خود مختار
ہوگئین مجھ کمبخت سے کچھ صلاح نہ کی جو دل مین آیا کر بیٹھین اسطرح کی باتین کر کے جو نیر رنگ روئی بیقرار و مضطر سر
کھلا ہوا دوپٹہ ڈھلکا ہوا نہ ہاتھ کی خبر نہ پاؤنکی وزیر حال زوجہ کا دیکھکر گھبرا گیا دامن جھٹکا کر نیر رنگ جو بیٹھی تھی اور
کنیزون کو آواز دی لو صاحب آج یہ گھر بگڑتا ہی ہمنے شوہر کا ساتھ چھوڑا مذہب ابلیس سے بھی منہ موڑا پھر وا منش
ہمارے تمھارے انسان ہی سحر و ساحری کے بھروسے پر خداوند بنا بیٹھا ہی حقیقت مین دین خدا پرستان بہت
صحیح ہی بندہ خدا کو کیا دیکھ سکتا ہی ایسی باتین کہان اب تو وزیر نے سر اُٹھایا کہا صاحب میرے بھی دل کو اعتقاد

مذہب مسلمانان ہوا مین بھی تمھارے ساتھ ہون نہین ہو سکتا کہ تیس برس کا ساتھ چھوڑ دون یہ بھی خوب یقین ہی کہ صاحبقران طلسم کشا جوان یکتا جرأت مین بے نظیر صورت مین آفتاب عالمتاب ہماری صاحبزادی نے بڑی جوہر شناسی کی کہ ایسے شخص پر عاشق ہوئی کہ جسکا از پردۂ دنیا تا بہ قاف مثل و نظیر نہین داماد نوشیروان خویش شہپال بن شاہرخ بادشاہ پریان یہ طالع کی رسائی کہ وہ شخص میرا داماد ہوا اور سہیل کو ابھی چلکر مارتا ہون صاحبقران صاحب اقبال ہین پھر لوح ان تک پہونچیگی علاوہ ازین یہ بھی صاحبقران کا دستور ہی اسوجہ سے قلب کو سرور ہی کہ جب طلسم کا توڑنے کا ارادہ کرتے ہین اپنے بزرگان دین سے مدد طلب کرتے ہین جب ہدایت ہوتی ہی تب قصد کرتے ہین یہ کہکر وزیر باہر آیا ملازمون کو آواز دی کمر باندھو چار ہزار ساحر جو اسکے ذات کے ملازم ہین کمر باندھ کے تیار ہوے وزیر گھوڑے پر سوار ہوا زوجہ کو دیکھا طاؤس پر سوار چار ہزار کنیزین چوبدارنیان قلماقنیان پیچھے پیچھے کافور سمن فروش نے پکار کہا اے زنو تمنے سنا ہم زن و شوہر نے مذہب اسلام اختیار کیا ابلیس پر لعنت کی ہمکو بھیجا مکار غدار خداوند بنا بیٹھا ہی سب نے عرض کی ہم آپکے تابعدار ہین ہمنے بھی مذہب ابلیس پر لعنت کی جو آپ کی خوشی وہ ہماری خوشی آپکے حکم سے کبھی گردن تابی نہ کرینگے آپ کے حکم سے لڑینگے مرینگے جب زن و شوہر نے سبکو ثابت قدم کوے محبت پایا دل کو تقویت روح کو راحت ہوئی طرف کوہ اگلگون کے چلے یہان لڑائی ہو رہی ہی ملکہ گلفام بیچ مین گرد کنیزین مگر ساحرون نے ہزار کنیزون کو بجبر و ظلم قتل کیا ملکہ گلفام اکشنجو تیر مار رہی ہین اپنے کو سحر سے بچاتی ہین مگر ملکہ کو سامنا یقین ہی جو کوئی سحر قریب آ جائیگا ہاتھ سے تلوار چھوٹ کر گر پڑیگی ہم کیا کرین کس کس طرف دیکھین دس ہزار ساحر نے گھیر لیا اب انسے جان بری دشوار حسینا دائی پر بڑا غصہ اگر کسی ساحر نے ارادہ کیا کہ حسینا کو پکڑ لے ملکہ نے تاک کر تیر مارا اسکے سینے کو توڑ کر پار گذر اور وہ ساحر مر کر گرا حسینا سے کہا کیون دائی امان حماقت کا مزا تھا یا نہین دنیا مین زر و رو عقبیٰ مین خراب حسینا کہتی ہی داری جو کہیے بجا ہی مین سراسر گنہگار ہون جو چاہے فرمایئے مگر مین نے جو کچھ کیا حضور کے حکم سے کیا ملکہ آہ کر کے فرماتی ہین اب تو یہ کیفیت ہی نظم

یہ شاخ وہ نہین جو بار ثمر سنبھالے
تلوار کھینچ کے وہ خونخوار ہی یہ کہتا
ہیکل کا بوجھ انکی نازک کمر سنبھالے
الدھم نہ بیٹھنے دیتی انکی تنگ مزاجی
پھرتا ہی باغبان بھی مجھپر تبر سنبھالے
حرف درشت سنکر ہین کان دل دکھاتے
لانا جواب خط کا ہی نامہ بر سنبھالے
درد فراق آتش تڑپا رہا ہی ہمکو

دیوانہ ہو گئے کوئی پھاڑ کر گریبان
شمشیر جو کھائے ڈرتا ہو وہ سپر سنبھالے
کعبے مین آدمی کو لازم کفن ہی رکھنا
رکھتے نہ ہم طبیعت اپنی اگر سنبھالے
ڈرتے ہین ہوش تیرے دیکھے ہی پری رو
اپنی زبان ذرا وہ رشک قمر سنبھالے
یا پھر کتر ہی اسکے صیاد یا چھڑا دے پھر
اک ہاتھ دل سنبھالے اک ہاتھ جگر سنبھالے

لخت جگر کو لیو کہ مژگان تر سنبھالے
ممکن نہین کہ دامن وہ بے خبر سنبھالے
شہد ناتوان کو دے طاقت توانا
بیچارے مسافر رخت سفر سنبھالے
وہ نخل خشک ہون کہ اس گلشن جہان مین
ممکن نہین حواس خستہ جگر سنبھالے
ہر کام پر خوشی سے وارفتگی سی ہوگی
بے بال و پر کے تیرے بے بال و پر سنبھالے

حسینا حال پر ملکہ کے روتی ہی کتنی ہی کیا عرض کرون اب کون صورت جان بچنے کی ہی ساحرون کے ہاتھ سے رہائی غیر ممکن ہی دل کو بھی اطمینان ہی یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑی شعراز دامن دشت کوہ اور رنگ و گرو بر خاست طو طلیا رنگ بہ دامن گرو کا سامنے آکر پھٹا دیکھا کافور سمن فروش اپنے والد کو دیر تک اپنی والدہ کو پشت پر سات ہزار ساحر اور جادوگرنیان کچھ چوبدارنیان کچھ کنیزین ملکہ سمجھین وزیر اعظم کو بادشاہ نے بھیجا ہماری گرفتاری بہ ذلت منظور ہی گھبرا کر کہا لو دائی امان غضب ہوا والد آ گئے والدہ بھی ساتھ ہین حسینا نے کہا نہین داری خدا نے اپنا فضل شریک کیا آپ کے والد و آپ کی والدہ

مدد کو آتے ہین یہان تو یہ ذکر تھا کہ کافور سحر فروش نے آواز دی اے سہیل تجھکو شرم نہین آتی ہی غیر ساحرون پر سحر کرتی ہے ذرا ادھر تو دیکھ ہم پر تو سحر کر لطف سحر و ساحری یہ ہے تو نے غیر ساحرون کو مارا کیا لطف ملا یہ بیچاریان کا ہے کی کرنے والیان خدمتگزار انہیر یہ سحر کی بوچھار ہے یہ بیچاریان دفع کرنا کیا جانین ہمسے مقابلہ کر تو حال کھلے سہیل نے جو ملکر کافور سحر فروش ملکہ نیرنگ کو دیکھا ملکہ نیرنگ زغنے مین گرفتار ہے مجمع ساحران پر گرین گرتے ہی کئی سو ساحرون کو مارا وزیر نے جو سحر کیا زمین تھرا گئی نیرنگ ڈری بھری گرانی بندش ہوئی غشے مین ہو گئی نار تمام ساحران غدار لینا لینا کہکر دوڑے یہ بھی گری سحر چلنے لگے مگر نیرنگ تڑپ تڑپ کر وہ بھی ایک دو ہتڑ پشت پر مار اکہا او کمبخت بدنصیب یہ کیا کیا اتنے اس بلا مین پھنسایا ارے یہ کسنے تجھکو صلاح دی تھی کہ طلسم کشا سے لوح چھینے اپنے کو اس بلا مین پھنسایا اُس شبر دل نے وہ تکلیف اُٹھائی لڑ بھڑ کر باغ مین پہونچا اپنے کو بلا مین پھنسایا دروازے پر دیو سے مقابلہ پڑا اُس شیر نے دیو کو مارا اندر جاکر ساحرون کو مارا یہ کسنے تجھسے کہا تھا کہ لوح اپنے پاس منگوالی فتانہ ملعونہ کیونکر آئی لوح لیکئی کوئی ایسی حرکت کرتا ہے اپنی مزاج کی آشفتہ صورت کی ہمیشہ سے مرد کے نام سے نفرت تھی جو اب تو نے چلبل غصے کو تو روکا ہوتا گلفام رونے لگی کہا اے مادر مہربان مین ردسیاہ ہوئی گھر بار چھوٹا آوارہ ہو کر یون تباہ ہوئی اب دیکھون تقدیر کیا دکھائے طلسم کشا کو کیا منہ دکھاؤنگی مزاج کی تیزی نے مجھکو تباہ کیا کافور سحر فروش لڑتا بھڑتا بار بار سہیل جادو کے پہونچا سہیل نے آگ برسادی کافور نے سب سحر دفع کیا ہر مشعل آفتاب کے چمکتا ہی سہیل نے آخر کو جب دیکھا کہ سب سحر میرے دفع ہوے کچھ زور نہین چلتا تیغ کھینچکر کافور پر جا پڑی گئی ہاتھ تلوار کے مارے کافور نے روک کر ہاتھ مارا سہیل نے سپر کو سر کی پناہ کیا مگر تیغ کافور جو تڑپ کر گرایا تو سر تلوار چمکی تمی یا زمین پر تلوار نے بوسہ دیا سہیل کو مار کر اب جو ساحرون پر گرا ایک ایک سحر مین ساحرون کے سر اڑا دو دو سو ساحر مارے گئے جس طرح بنا ملازمان سہیل نے لاشہ سہیل کا اُٹھایا رہتے نکتے طرف قلعہ طلسمی کے بھاگے ساحرون نے چاہا پیچھا کرین کافور نے کہا یارو بھاگے ہو دیکھا جھانہ کرو اب یہان سے نکل چلو طلسم کشا سے چلکر ملاقات کرین انھین کی محبت مین یہ معرکہ ہوا باپ نے جو بیٹی کو دیکھا ملکہ لعزط حجاب باپ کے قدمون سے لپٹکے رونے لگی باپ نے گلے سے لگا لیا کہا بیٹا جو ہوا سو ہوا اگر تمنے غضب کیا لوح کا ملنا دشوار ہی لوح خاص بادشاہ اُسکے پاس پہونچی ہے تمہاری محبت مین صبر نہو سکا سر دربار بخت کلمے سنے جواب دینے کا موقع نہ تھا جب خبر پائی کہ ساحرہ تمکو قتل کرنے گئی ہے محبت پدری نے آگ لگادی صبر و جبر نہو سکا اب چلکر طلسم کشا سے ملاقات کرین کافور و نیرنگ و گلفام یہ سب کے سب طرف باغ کے روانہ ہوے صاحبقران کا حال سنیے کہ بعد غائب ہونے ملکہ قمر پیکر کے عرصہ دراز تک بیقرار و اشکبار رہے آخر سوچے کہ صبر کرو دیکھو پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے مجبور ہو نا چار اُس باغ سے نکلے ایک طرف روانہ ہوے جب ہم منزل اٹھا چل نکلے شام ہونے ہوتے اُمیر تو ایک دشت ویران مین پہونچے کافور وغیرہ جو اُس باغ مین آئے دیکھا باغ ویران پڑا ہے سحر کرنے کے نشان کہین پانی کے دانے کہین گولے ترنج نارنج مچیطا کے سحر کے پائے چار جانب باغ کے دھوندھا کہین نشان اُس گل باغ جرأت کا نہ ملا کافور سحر کر تھکے کہا الولی بلی یہان بھی کوئی آفت دیری سحر پرت داما یہان کوئی ضرور آیا ایک کنیز کسی گوشے مین چھپی ہوئی تھی اُسنے جو وزیر اعظم کو دیکھا رو تی ہوئی سامنے آئی کافور نے پوچھا ارے بتا تو صاحبقران کہان گئے کہا حضور کنیز کو کیا معلوم اتنا سیانہ مین نے دیکھا کہ جب لوح ملکہ عالم نے منگوالی ہے صاحبقران کو انتہا کا غصہ تھا سمجھے عورت کہی ہوئی تھی اور اُسکا یہی قول تھا

کہ حضور نے ہمارے اشارون پر خیال نہ کیا لوح کو بدیا بڑے افسوس کی بات ہے اُس ذکر مین ایک ساحرہ آسمان سے
آئی اُسنے صاحبقران کو طلب کیا کنیز نے جو جاکر پیغام دیا امیر نے اُسکو ایک طمانچہ مارا وہ ساحرہ آپڑی امیر
سے لڑی امیر پر تو کچھ زور نہ چلا ناچار ہو گئے اُسنے جنگلی عورت کو اُٹھا لیا لے بھاگی ہر چند امیر نے فکر کی کچھ نہوا پھر
مین نے دیکھا کہ ایک طرف روتے پیٹتے نکل گئے مین بسبب خوف جان کے گوشے مین چھپی پڑی رہی آپ کو دیکھا بیجان
نکل آئی کافور پریشان ہوا کہا سنا یا بد فلک نے کیا انقلاب دکھایا طلسم کشا پر بڑی جفا ہوئی اگر وہ ہوتے انکا ساتھ
دیتے لڑتے بھڑتے انکو بھی معلوم ہوتا کہ ہمارے خیر خواہ ہین ہمارے واسطے تباہ ہین اب کیا کرین کدھر جائین یا
اسی مقام پر ٹھہرین یہ سوچکر اُسی باغ مین اُتر پڑے یہ ساتھ والون سے کہدیا کہ سب سویرے تیار ہو نا تلاش مین
صاحبقران کے چلینگے مگر ایک خدمتگار موسوم بہ نحس جادو یہ سوچا کہ اب انکے ساتھ جنگل مین کہان مارے
مارے پھرینگے چلکر بادشاہ کو اطلاع کرین خیر خواہی مین انعام ملیگا یہ سب پکڑے جائینگے مدت تک یہی ذکر رہیگا
کہ نحس جادو نے اہالیان طلسم کا جان و ایمان بچا لیا یہ سوچکر باغ سے نکلا قلعہ طلسمی مین آیا مشہور جادو
تخت پر بیٹھا ہی تھا یکایک رونے پیٹنے کی صدا بلند ہوئی دیکھا چند ساحر افتان و خیزان حیران و پریشان زخمدار و
بیقرار لاشہ سہیل لیے ہوے آکر پہونچے گھبرا کر مشہور جادو نے پوچھا ارے سہیل کو کسنے مارا کہا حضور ملکہ
گلفام اُسنخو بہ سختی پہاڑ سے اُتری تھین ہم سب نے گھیر لیا آٹھ ہزار کنیزون کو قتل کیا تھا اب ارادہ ہوا کہ ملکہ کو
گھیر کر پکڑلین اُسوقت وزیر صاحب اور زوجہ آگئی آکر بہم پہنچ لڑائی سحر کی ہونے لگی وزیر صاحب کا کون مقابلہ
کر سکتا تھا اُنھون نے زمین کو اُلٹ دیا سہیل کو مارا ہم لوگون نے دیکھا کہ جان بچنے کی کوئی صورت نہین آخر
بہ مشکل لاشہ لیکر بھاگے وہ نہین معلوم بیٹی کو لیکر کہان گئے یہ سنکر مشہور جادو بہت چیخا پیٹا کہا نمکحرامون نے
بڑا سر اُٹھایا ہی اب لوح تو میرے پاس ہے خبر لاؤ کہ نمکحرام کہان گیا گئی سو ساحرون نے قصد کیا تھا کہ ہم برائے
تلاش جائین کہ نحس جادو بدخواہ آکر پہونچا پایہ تخت کو بوسہ دیا ملکہ قمر پیکر کا غائب ہونا امیر کا انتشار کافور کا
لڑ بھڑ کر پہونچنا امیر کو نہ پانا سب حال مفصل بیان کیا یہ حال سنکر مشہور جادو بہت جھلایا کہا ابھی فوج تیار رہو
بادولت خود جائینگے آخر طلسم کشا کی تلاش بھی منظور ہی اب تو مین جاکر وزیر صاحب اور اُنکی زوجہ اور اُنکی بیٹی کو گرفتار
کرکے لاؤن دو لاکھ ساحر اُسی وقت تیار ہوے تخت اُسکا چار اژدہون پر کسا گیا اسقدر فوج رات کا وقت مشعلین
و پنجشاخے روشن اس کروفر سے چلا یہان کافور سحر فروش نے اپنی زوجہ و ملکہ گلفام کو ایک بارگاہ مین داخل
کیا آپ اسی سوچ مین ٹہلتا ہوا باہر نکلا چند رفیق ساتھ ہین یہ سوچ رہا ہی کہ اب کہان جائین صاحبقران سے
کیونکر ملاقات ہو ہر چند کہ اب اُنسے ملاقات ہونا نہایت دشوار ہی اگر وہ ملتے آپسمین صلاح ہوتی یہ کھڑا ہوا سوچ رہا
ہی ملکہ گلفام ساتھ مان کے جو بارگاہ مین اُترین مان نے کہا کیون بی بی یہ تمنے کیا ستم کیا آپ بھی تباہ ہوئین
اور طلسم کشا پر یہ آفت آئی یہ مصیبت گلفام نے کچھ جواب نہ دیا جب دو دو دائیون نے کہا وارثی کچھ جواب دیجیے
گلفام بیقرار ہو کر رونے لگی کہا صاحبو مین کیا جواب دون تقدیر کو ہماری تباہی منظور تھی جب تو یہ بات سوجھی نظم

لکھا ہی نامہ اُسے نامہ بر نہین رکھتا	بس ایک طائر جان وہ بھی پر نہین رکھتا	عدو کو تیر نگہ کا نشانہ نہ ہدف
ابھی کو تاب کیا مین جگر نہین رکھتا	کہان ہون کون ہون کیا جانے کس خیال مین ہون	وہ بیخبر ہون کچھ اپنی خبر نہین رکھتا
خدا سے ہو تمھے بُرے ہم یہ بت اگر ملتے	بھلے کو عشق ہمارا اثر نہین رکھتا	یہ شیخ و گبر جدھر سجدہ کرتے چلتے ہین
ہر ایک طرف مین قدم بھی اُدھر نہین رکھتا	کہین نہ دل کسیطرح آنکھ بھی عدو سو جائے	یہ سو چکا انھین پیش نظر نہین رکھتا

جب اُسکی بزم سے اُٹھا تو آہ بن کھینچے مین
نشتر سے ایسی بھی نفرت اثر نہین رکھتا
سر کٹنے دیتی نہین بزم یار سے حیرت
یہ میہمان کدہ دیوار و در نہین رکھتا
رہا ہی سنگ در یار جسکا بالش سر
بہار جا چکی مین بال و پر نہین رکھتا

بخار دل کا کبھی دل مین بھر نہین رکھتا
ٹپک پڑے مری حسرت پر اشک دشمن کے
وہ آئینہ ہون کہ گویا مین گھر نہین رکھتا
وہ ہول خیز ہی ای خضر میرا دشت جنون
وہ حور خلد کے زانو پہ سر نہین رکھتا
کہین نہین دل بیتاب کو قرار جلال

ہمارے سامنے سے جلتا ہی وہ پری پیکر
رُلا دیا اُسے جو چشم تر نہین رکھتا
کھلی ہی آنکھ چلی آئے حسرت دیدار
کہ سایہ نور کے قدم پیشتر نہین رکھتا
قفس سے اب مجھے کرتا ہی کیون رہا صیاد
کچھ انتہا ہی ہمارا سفر نہین رکھتا

یہ اشعار پڑھکر اسقدر ملکہ گلفام روئین کہ دامن و گریبان تر ہو گیا مان نے آنسو پونچھے کہا بی بی جو کچھ ہوا خوب ہوا اب نہ پوچھینگے تمھین صدمہ پہنچتا ہی افسوس دیکھین اب تقدیر نے کیا چاہا ہی ہم تو نادیدہ طلسم کشا گئے تابیدار ہوے کاش کہ اُنکو دیکھ لیتے ہر چند کہ اُنکے ذکر سے کتابین بھری ہین مگر ہم بھی قدمبوس ہو جاتے آبرو پاتے فلک نے یہ بھی نہ چاہا اب جنگل مین کہان ڈھونڈھین اُس گوہر بے بہا کا ملنا دشوار ہی فلک درپے آزار ہی یہان تو یہ ذکر حسرت ہو رہے ہین مگر کافور سر فروش بیرون باغ کھڑا تھا کہ دیکھا صحرا مین روشنی ہوئی وزیر نے گھبرا کر کہا یارو دیکھو تو یہ کون آتا ہی خادم دوڑے پلٹ کر نہ آنے پائے تھے کہ دیکھا مشہور جادو تخت پر سوار پشت پر دو لاکھ ساحران غدار وزیر و مشیر پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے چلے آتے ہین کسی مصاحب نے پکار کر آواز دی وہ دیکھیے در باغ پر بنگرام کھڑا ہی مشہور نے وہین سے گولا مارا کافور نے دفع کیا چار جانب سے ساحران مشہود جادو دوڑے باغ گھرنے لگا باغ کے اندر کے ساحر ملازمان کافور یہ خبر سنکر نکلے اب تو غلغلہ ہوا کہ خود بادشاہ طلسم فوج لیکر آ گیا اب کیونکر بچینگے نیرنگ تو جلد گانی باندھکر اُٹھی جھولی سحر کی بائین ہاتھ پر ڈالی بارگاہ سے نکلی ہی دیکھا شور بھرا ہی اور دس بارہ ہزار ساحرون سے دو لاکھ سے سحر چل رہا ہی ہر نخل باغ مثل شمع کافوری جل رہا ہی سحر کرتی ہوئی یہ بھی چلی مگر گلفام جو گھبرائی ہوئی خیمے سے نکلی دیکھا مان باپ دونون گھر گئے ہین ایک گھوڑی کشتی باساز و یراق کھڑی تھی اُسپر سوار ہوئی ایک جانب چل نکلی یہ تو ناظرین پر واضح ہی کہ گلفام آلتنخو کو کچھ نہین آتا ہی اپنا چہرہ چھپا لیا کہ کوئی مجھکو نہ دیکھے ایسا نہو پہچان لے تو غضب ہو جائے یہ بھی ظاہر ہی کہ بادشاہ میرے نام پر مرتا ہی ابھی تو زندگی دشوار ہوگی اور حقیقت مین مشہور جادو اسی جوش مین آیا ہی کہ ملکہ کو قبضے مین کرین ملکہ گلفام تو نکل گئین یہان لڑائی پڑی کافور بھی جان لڑا رہا ہی مجمع ساحران درہم و برہم کر دیا لاشون سے دامن باغ بھر دیا رات بھر یہی ہنگامہ برپا رہا جس وقت شہنشاہ انجم سیاہ کو شکست ہوئی شاخ کہکشان مرجھا گئی گل انجم پر خزان آئی ہواے مخالف چلی شہنشاہ انجم سیاہ بحال تباہ شکست خوردہ قلعۂ مغرب مین پہونچا شہنشاہ زرین پوش اعنی نیر اعظم بصد شوکت و حشم فوج ضیا و شعاع کو ہمراہ لیکر تخت زبرجدی فلک پر جلوہ فرما ہوا تمام عالم مین فوج ضیا نے عملداری کی لیلی شب روپوش ہوئی مجنون روز پریشان دشت نجد عالم مین ظاہر ہوا کافور سر فروش نے پلٹ کر دیکھا صرف زوجہ میری زخمون مین چور چور جنا قین بحال تباہ زخم دار بیقرار ہمراہ ہین اُس حال مین بھی سحر کر رہی ہین مگر اب شدت زخمداری سے بہت پریشان ہین منھ پر ہوائیان چہرہ اُداس عالم یاس زندگی دشوار ہی کافور کا کلیجہ پھٹ گیا دیکھا بادشاہ خود لڑ رہا ہی جسپر جا پڑا سحر سے بیہوش کر دیا ہزارون اُسکے ہاتھ سے مارے گئے کافور جان سے بیزار تیغہ سحر کھینچکر طرف مشہور جادو کے چلا ٹکی ہاتھ تلوار کے مارے وہ بادشاہ طلسم ہی لوح جھولی مین سحر تاثیر نہین کرتا کافور ناچار ہو گیا مشہور جادو نے

ایک دستک دی چند طائر پیدا ہوے سر پر کافور کے گرے جلکر خاک ہوے اُس خاک نے قصہ پاک کیا کافور
بیہوش ہوکے گرا مشہور نے گرفتار کرنے کا قصد کیا نیرنگ نے جو دیکھا کہ شوہر گرفتار ہوتا ہی سحر کرتی ہوئی جا
پڑی اُس زخمداری مین خوب لڑی ہزارون ساحر مارے مشہور نے غصے مین آواز دی ای طائران طلسمی اسکو
بھی لینا وہی چند طائر سفید رنگ مائل بجنگ پیدا ہوے سر پر نیرنگ کے چونچ مارنے لگے چونچ مارکے منھ سے
شعلے نکالے اپنی آگ مین آپ جلے وہ خاک نیرنگ پر گری یہ بھی بیچاری بیہوش ہوکر قریب شوہر کے گری
مشہور نے اپنے ہاتھ سے دونون کی زبان مین سوزن دیا زن و شوہر کو مع چند ساحرون کے گرفتار کیا تمام
باغ کو چھان ڈالا اُس گل گلشن خوبی کا پتہ نہ ملا چند کنیزون کو پکڑا اُنسے جو پوچھا انھون نے کہا حضور جب لڑائی
آغاز ہوئی وہ بھی گھبرا کر نکلین ہم نے گھوڑے پر سوار ہوتے دیکھا پھر نہین معلوم کدھر گئین معلوم ہوتا ہی جان کے
خوف سے کسی طرف نکل گئین مشہور نے صدہا ساحر براے تلاش روانہ کیے اور کہا جو تلاش کرکے لائیگا دولت
دنیا سے نہال کردونگا دامن مدعا زر و جواہر سے بھردونگا لالچ سے صدہا جادوگر تلاش مین گئے مگر شہنشاہ اوج
عیاری قید خانے مین بیٹھے ہین کہ مرغ زرین ہنستا ہوا آیا کہا آج ہمارے بادشاہ خود براے گرفتاری ملکہ امان
گئے ہین اب میان وزیر گرفتار ہوکر آتے ہونگے گھر بار اُنکا ضبط ہوا ہی یہ سنتے ہی عمرو رونے لگا مرغ زرین نے کہا
خواجہ کیون روتے ہو اسقدر کیون بیقرار ہوتے ہو عمرو نے کہا بھائی تمنے مجھکو گرفتار کرلیا مین نے تو مدت سے
حمزہ کا ساتھ چھوڑا اب نکلا تھا کسی امیر یا رئیس کی نوکری کرون تمھارے دل مین آیا ناحق مجھکو گرفتار کرلیا
مین چاہتا ہون ذرا میرے پاس آؤ تو حال دل مفصل کہون مرغ زرین ہنستا ہوا قید خانے مین آیا عمرو دھم سے
قدمون پر گر پڑا کہا مین یہ چاہتا ہون بادشاہ کا مجھکو نوکر رکھا دیجیے حمزہ کسی کے گرفتار کرنے سے نہ پکڑا جائیگا
مین البتہ دھوکا دیکر پکڑ سکتا ہون پردے مین دوستی کے بیہوشی دیکر پکڑ لونگا مرغ زرین نے کہا تم تو بہت
بدنام ہو سب ساحرون مین مشہور ہی سر برندۂ جادوگران و باج ستانندۂ رئیس کافران عمرو نے کہا صاف یہ ہی
کہ حمزہ نے مجھکو بدنام کیا مین سحر جانتا نہین مین ساحرون کو کیونکر مار سکتا ہون وہ البتہ صاحب اسم اعظم
محترم ہین خوشنام انسان کیا دیو جنات آپ مارتے ہین قتل کرتے ہین مجھکو بدنام کردیتے ہین مین نے کچھ کنکر پتھر جمع کیے
ہین وہ تم لے لو شاہ سے میری سفارش کرادو یہ کہکے نگینے جواہرات کے نکالے سامنے مرغ زرین کے پیش
کیے جواہرات دیکھکر مرغ زرین کے ہوش اُڑے رال ٹپک پڑی کہا خواجہ یہ کہان سے پایا عمرو نے کہا
ایسا تو بہت کچھ میرے پاس ہی یہ کیا قیمتی چیز ہی اے مرغ زرین تمھین گنگا کی قسم کوئی ایک روپیہ سیر بکجائیگا
میرے پاس تین پنسیری ہی مجھکو جو پندرہ روپیہ ملجائینگے مین سوداگری کرونگا ایک سال مین لاکھ روپیہ کی دوکان
ہو جائیگی اسی طرح اُلٹ پھیر کرونگا دو چار جہاز خرید لونگا پھر مزا ملیگا جی مین کہتا ہی اے مرغ زرین یہ جواہرات
کی قدر نہین جانتا اسکو دم دیکے لینا چاہیے کون میری سماعت کریگا مین سب طرح پر دم دیکر اسکو لے لون
بڑا ظالم ہی مال خوب جمع کیا ہی کہا خواجہ نکالو عمرو نے جیب مین ہاتھ ڈالا ایک بڑا ڈبہ نکالا کہا اے مرغ زرین
مین تیرے تو لا تھا ایک پنسیری جواہر اسمین ہی نگ ہین دو روپیہ سیر سے کم نہین بیچونگا مرغ زرین نے چاہا ڈبہ
کھولون عمرو نے ہاتھ پکڑ لیا کہا صاحب ٹھہر جائیے ایسا نہو آپ نظر لگادین مرغ زرین کب مانتا ہی اسنے
کہا خواجہ مین پانچ روپیہ سیر بکوا دونگا عمرو نے کہا کھولیے مرغ زرین نے جو ڈبہ کھولا اسمین سے دھوان
نکلا مرغ زرین بیہوش ہوکے گرا خواجہ نے سوزن اسکی زبان مین دیا اسکو اپنی شکل بنایا آپ اُسکی شکل بنکر

باہر نکل رہے ہین کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی دیکھا مشہور جادو بادشاہ طلسم لقفراط تخت پر سوار ہے ایک تخت پر کافور سحر فروش وزیر نگہت زوجہ اسکی دس پانچ مصاحب مسلسل و مطوق زبانون مین سوزن مشہور مونچھون پر تاؤ پھیرتا ہوا ساحر والون سے کہتا ہے کیون صاحبو سحر ما بدولت کا دیکھا ایک اشارے مین ان سب کو پکڑ لیا ما بدولت سے کوئی مقابلہ کرسکتا ہے اگر زبان ہلاؤن زمین کو آسمان پر پہونچا دون مرغ زرین نے جھک کر سلام کیا بادشاہ نے کہا اے مرغ زرین وزیر اعظم کو تو مین پکڑ لایا ایک خیر خواہی کرو گا تمام آتشِ خون خون جان و آبرو کھل گئی کہین آوارہ ماری ماری پھرتی ہوگی تم ڈھونڈھ کر لاؤ دولت دنیا سے نہال کردونگا جو کوئی اس کام کو کرے جو مانگے وہ دون مرغ زرین نے عرض کی غلام ابھی بیٹھے بیٹھے سوگیا خواب مین سامری جمشید کو دیکھا فرماتے تھے اس طلسم کی ہزار برس کی عمر ہے میرے گلے پر ہاتھ رکھا فرمایا تجھکو دولت علم موسیقی دیا گیا دنیا مین تیرا مثل نہوگا ذرا اندر بارگاہ کے چلیے مین امتحان تو کرون دیکھون مجھکو کمال آیا یا نہین مشہور نے ہاتھ مرغ زرین کا پکڑ لیا وزیر اور اسکی زوجہ کو قید خانے بھیجدیا مرغ زرین کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آیا مرغ زرین سب ساحرون سے لپٹتا پھرتا ہے کہتا ہے بھائیو آج تو بڑا کمال ہوا سامری و جمشید میرے خواب مین آئے مجھکو علم موسیقی بتلا گئے ہین ذرا امتحان کرتا ہون آپ لوگ سنیے دیکھیے مجھکو آیا یا نہین یہ کہکے بایان کھینچا کہا بھائی ملا نا تو تھا کہ آگیا اب گاتا ہون گنگنا کے یہ اشعار حسرت آثار شروع کیے نظم

کیا جانیے کہ ہیچ مین نکلے زبان سے کیا
ادنی کے بوجھ بھار سے اعلی کو واسطہ
زاغ و زغن کو کام مرے استخوان سے کیا
کہتے ہین سنکے قصہ درد فراق کو
کل کیا کہا تھا آج ہو کہتے زبان سے کیا
جبتک بدن اوج پہ پھڑکا ہوا ہے دم
ہمہ تن ہے جو کہ روح پہ کہیے زبان سے کیا
شاد ہے وہ غم قفس کے اسیرون کو ایک ہی
پیدا کیا ہے ذہن کی نئے مضمون کہان سے کیا
پھرتے ہین آسیا کیطرح فکر رزق مین
یوسف بچھڑ گیا ہے کوئی کاروان سے کیا
گردون سے کیا مین شکوہ جور و قہر کرون
لیجا مین سوے ملک عدم اور یہان سے کیا

منہ سے مرے نکلتے ہین شعلے جو آہ کے
بار زمین اٹھیگا بھلا آسمان سے کیا
انکار پھر وہی ہے وہی پھر کھائیان
کچھ ذکر اور کیجیے اس داستان سے کیا
صیاد عندلیب کو آنے دے باغ مین
مطلب بہار سے ہے غرض ہے خزان سے کیا
ظاہر ہے جو کہ حال ہے میرا فراق مین
صیاد بلبلون کو بہار و خزان سے کیا
شب بھر فراق یار مین گھڑیان گنا کیا
اسکی نہین خبر کہ ملیگا کہان سے کیا
غم خوریان سکوت تحمل فروتنی
خرد اغ کے ملیگا بھلا آسمان سے کیا

درد و تپ فراق کے حاصل بیان سے کیا
دل جل رہا ہے آتش ہجر بتان سے کیا
مین زندگی مین نذر سگ یار کر چکا
کچھ یاد ہے تمھین کہ کہا تھا زبان سے کیا
زیبا نہین ہین اتنی تلون فراجہان
لیجائیگی بہار چمن بوستان سے کیا
دل ہی مزے اٹھاتا ہے درد فراق کے
حاصل لذیذ کی جگر کے بیان سے کیا
موے کمر کو تار شعاعی سے دی مثال
وحشت ہوئی ہے ان کو خیالی مکان سے کیا
اے دل بہت جرس کی صدا اور نالہ ہے
جو ہر سے ہوا ہے وہ ہوگا جوان سے کیا
کافی ہے نور تحفۂ داغ فراق یار

اسطور پہ یہ غزل مرغ زرین نقلی نے گائی کہ بادشاہ تخت سے اٹھکر مرغ زرین کو گلے لگانے لگا کہا اے مرغ زرین سب احکام خداوندی سچ ہین تجھے تو اس فن مین بالکل دخل نہ تھا آج تیری آواز دل کو برماتی ہے قلب کو لبھاتی ہے مرغ زرین نے کہا حضور اسوقت دیدۂ دل روشن ہے ماہر پردے میری آنکھون سے اٹھ گئے وہ سامنے سامری و جمشید بیٹھے ہین سامرن بھی پہلو مین ہین آج تو تمام کانپا لنگتا پہنا ہے چھری اوڑھے ہین نتھ ناک مین مجھکو دیکھکر مسکرا رہی ہین فرماتی ہین دو ہمرا کمال دکھاؤ تجھکو بادشاہ عالم کرینگے تیرا بادشاہ سب پر غالب آئیگا مین جواب دیتا ہون تم سچی ہو وہ یہ کہتی ہین تم ہمارے

پاس آ ہو گئے مین کہتا ہون ابھی نہین مگر فرمائی ہین دوسرا کمال و کہا دو سب کی عمر بڑھا دو شاہ نے کہا اے مرغ زرین
عمر بڑھانے کی کیا صورت ہی قدرت سے پوچھو مرغ زرین خوب ہنسے کہا حضور عجب حال ہی دوسرا یہ کمال ہی کہ مین
پیالون سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن سر سے شراب پلاؤن زیادہ کلمن نہین پینے والون کی سو سو برس عمر بڑھیگی شاہ
نے کہا یہی تدبیر کرو مرغ زرین نے کہا پہلے مین جا کر طلسم کشا کو پکڑ لاؤن بادشاہ نے کہا پہلے عمر بڑھاؤ اب
مرغ زرین نے کہا کنجی میخانے کی مجھکو مرحمت ہو تو پھر وہی صورت ہو کہ سب راضی ہو جائین بلکہ جو پورے قائم
ہو جائین شہنشاہ نے کنجی میخانے کی ازار بند سے کھولکر پھینکدی کہا لو مرغ زرین تمکو اختیار ہی اب حجت بیکار ہی
تمکو یہ مرتبہ ملا پردہ ہائے حجاب آنکھون سے اٹھ گئے قدرت کو دیکھ رہے ہو کہا حضور تو نے دو سو خداوند
سامنے بیٹھے ہین میرے ساتھ مسخراپن کر رہے ہین مین انکو جواب بھی نہین دیتا یہ کہکے مرغ زرین میخانے مین
گھسا شراب کو خراب کیا آواز دی یارو شراب بچاؤ پیو سو سو برس عمر بڑھیگی مگر سانس نہ ٹوٹے ایک ہی سرگی مین
خاتمہ ہی شراب تقسیم ہونے لگی پتلے قرابے فوج مین تقسیم ہوے عمر بڑھنے کے ذکر سنکر سب غریب و امیر دوڑے
مرغ زرین دو سو گلابیان کشتیون مین رکھکر بارگاہ مین لایا سلیقہ شراب کا دیکھکر سب کی آنکھون مین نشہ آ گیا کہتے تھے
یارو ہدایت خداوندی کا یہ انجام ہوا کس رعنائی سے شراب کو لایا ہی دل بھر آیا ہی آنکھون مین نشہ ہوا پہلے جام بھر بادشاہ
کو دیا اب دور امیر وارون پر باندھا ہر شخص اشارے کر رہا ہی اے مرغ زرین ہمکو جام بھر کے دینا انجام بخیر ہو
تمہارا کیا کہنا مقبول بارگاہ سامری و جمشید ہو مگر قضا سے کار یہان تو عمرو نے رنگ جمایا ہی شراب چل رہی ہی
مگر صاحبقران پھرتے ہوے ایک صحرائے خارستان مین پہونچے ہر چند کہ وقت اول ہی مگر حدت سے آفتاب کے
ہی سیل ہی ذرون کو دیکھئے ہین چمک رہے ہین سنگ ریزے دمک رہے ہین پہاڑ کے پتھر چمک رہے ہین شاخ ہائے
نخل مثل دست تمنا ہاتھ پھیلاتے ہین بے برگی کے سامان دکھاتے ہین سایہ معدوم طائر معدوم دھوپ تمازت
ہوئی معلوم ہوتی ہی خنکی معدوم ہوئی ہی صاحبقران حیران و پریشان ایک نخل کے سایہ مین بیٹھے ہین دیکھا ایک
دیو چلا آتا ہی اسنے پکار کر آواز دی او آدم زاد بے بنیاد مین تجھپر احسان کرون مین منہ پھیلاکے بیٹھون تو دہن مین
بھاند پڑ مین پھیلاکے نگل جاؤن دانت نہ لگاؤنگا اگر میرے کہنے کے خلاف کیا ہڈیان چبا چبا کے کھاؤنگا صاحبقران
تو غصے مین بیٹھے تھے بھوکے پیاسے دیو نے جو تشنیع یا فرمایا او بیحیا کیا بکتا ہی دیو نے نگل مارا امیر نے کلائی پر ہاتھ
ڈالکر ایک گھونسا مارا کہ دیو غل مچانے لگا ایک چیخ ماری اے آقا میرے کھنگ جادو جلدی دوڑو آدمی نے مجھکو
پکڑا ہی ہلاک کرتا ہی میرا قصہ پاک کرتا ہی یہ جو دیو نے چیخ مارکر کہا صحرا سے ایک ساحر پیدا ہوا ناک سے اسکی شعلۂ آتش
نکلتے ہوے بال سر کے مثل نشتر کے کھڑے ہوے دوڑا ہوا آتا ہی پکارتا ہی خبردار دیو کو چھوڑ دے ورنہ آفت برپا کرونگا
امیر نے کوے پر لاد کے دیو کو مارا دو ٹکڑے کا لشہ زمین پر گرا اچھالی پر چڑھکر سر دیو کا کھینچا کھنگ جادو
نے آواز دی او ظالم تو نے میرے کہنے کے سراسر خلاف کیا یہ کہکے گولا مارا ہزار ہا شعلہ خنجر کے خنجر گرے تلوارین
چلین امیر نے اسم اعظم پڑھا گولا پھٹکر زمین پر گرا جب تو کھنگ جادو گھبرایا جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک
طائر نکلا منہ سے منہ ملا کر آواز دی ارے یہ انسان کون ہی اسکا حال مفصل بیان کر طائر نے چیکارا مارا اور
زمزمہ سرائی کرنے لگا آواز دی اے کھنگ جادو یہ فتاح طلسم نقراط ہی اسکے قتل مین بڑی احتیاط ہے یہ شخص
زلزلۂ قانونہ شاہی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان محترم و محتشم حافظ اسم اعظم اسپر کبھی سحر تاثیر
نکریگا بادشاہ طلسم نقراط کا دشمن ساحرون کا رہزن حائل کامل مشہور ہوا کو بادشاہ طلسم نقراط کا قاتل

یہ جو اُس طائر نے کہا کہنگ کے ہوش اُڑے طائر سے کہا لینا مین خود اسکو بادشاہ پاس پہونچاؤن طائر اُڑا گرد سر صاحبقران چرخ مارا امیر کی زبان مین لکنت آئی طبیعت گھبرائی وہ طائر چرخ مار کر سامنے کہنگ کے آیا کہنگ نے اپنی ران پر نشتر مارا چند قطرے خون کے طائر کو پلائے طائر اور مست ہوا زمزمہ سرائی کرنے لگا کہنگ نے جھولی سے ایک شیشہ نکالا اُس شیشے مین اسم اعظم صاحبقران کو بند کیا پھر سحر کرنے لگا اب بسبب حرز ہیکل کے سحر قریب نہین آتا کہنگ نے ایک دستک دی گوشہ صحرا سے ایک پہلوان دیو خصال خم مار کر سامنے صاحبقران کے آیا امیر سے کشتی ہونے لگی اُسنے لڑتے لڑتے حرز ہیکل توڑ لی لا کر کہنگ کو دی آپ ایک نخل کے نیچے غائب ہوا کہنگ نے شیشے کے گلے مین حرز ہیکل لپیٹ دی طائر بھی شیشے مین پھڑک رہا ہی اب وہ شیشہ اپنے جھولی مین رکھا اب جو چند دانے ماش کے امیر پر مارے امیر لڑکھڑا کے گرے کہنگ نے گر مین پنجہ دبائے اُڑا طرف طلسم بقراط کے چلا جبال جہان آرائے صاحبقران کو دیکھتا ہی حیران حیران کہ ای کہنگ یہ شخص معشوق وضع آسمین یہ کمال ایک پہاڑ پر اترا اس خیال سے کہ ذرا سستا لون حوض پر پانی پیا قضائے کار ملکہ برق جادو بادشاہ قلعہ زبرجد نگار کہ طرف سے صاحبقران کے حاکم ہی اُڑی ہوئی آسمان پر جاتی ہی یاد مین عمرو کے دل بیقرار یہ خیال ہی کہ اپنے کو جلد پہونچاؤن خواجہ کو دیکھکر جی آؤن اس زمانے مین ہنگامے پڑے ہین اُسی پہاڑ کی طرف برق کا گذر ہوا خیال کر کے دیکھا صاحبقران بیہوش پڑے ہین ایک ساحر لب چشمہ ٹہل رہا ہی برق تڑپ گئی سوچی یہ کوئی ساحر ہی صاحبقران کو لیے جاتا ہی غصہ جو آیا وہین سے نعرہ کیا او ملعون خبردار منم ملکہ برق جادو یہ کہکے سحر کرنے لگی مگر کہنگ جادو مرحلے کا مالک راہ سحر پر ساحری کا سالک سحر کو برق کے دفع کیا اب برق جادو زمین پر اتری چاہتی ہی صاحبقران کو پنجے مین دبا کر نکل جاؤن مگر حیران ہی کہ ای برق جادو کیا سبب ہی کہ صاحبقران بیہوش ہین معلوم ہوتا ہی اسم اعظم بند ہوا جب تو امیر بیہوش ہین اگر مین اٹھا لے گئی اور اسم اعظم بند ہی دل انکا دردمند ہی یہ سوچکر پھر سحر کیا برق کڑک کر گری سر کہنگ کا زخمی ہوا وہی خون چلو مین لیکر کہنگ نے پھینک مارا برق جادو پر جو قطرے خون کے پڑے بیہوش ہو کر گری کہنگ نے برق کو بھی لیا ایک تخت سحر بنایا زبان مین برق کی سوزن دیا دونون کو تخت پر ڈالا لیکر طرف قلعہ طلسمی کے چلا یہان خواجہ نے صحبت مین مشہوری کی رنگ جمایا ہی باہر والے جو تیلے اُٹھائے لیئے لالچ مین جلدی جلدی شراب پی جو لی ہیزار چلنے لگی کوئی کھڑا ہوا گنگنا رہا ہی بھجن سامری و جمشید کے گا رہا ہی کوئی دوڑا ہوا چلا جاتا ہی نکل کو راہ مین دیکھکر پکار اُٹھا ای بھائی یہان کہان آ ملے یہ کہکے درخت سے لپٹ گیا بیچ پر منہ رکھکے بیہوش ہوا کوئی برہنہ دوڑا دوڑا پھرتا ہی کوئی نشے کے جوش مین منہ کے بل گرتا ہی کسبیان لشکر کی ننگی پھر رہی ہین نائکہ دوڑی اری کتا کہان چلی ننگی کیون پھرتی ہی کیا دھگڑے کو ڈھونڈھ رہی ہی اُسنے پلٹ کر جواب دیا تمہارے آشنا کو ڈھونڈھنے نکلی ہون نائکہ لوچی سے خوب دانتا کلکل ہوئی آخر لڑتے لڑتے دونون بیہوش ہوئین ایک کھڑا ہوا کانپ رہا ہی توبہ توبہ کر رہا ہی دوسرے نے پوچھا کیون بھائی کیا ہی اُسنے کہا دریا جوش مار کر آتا ہی دوسرے نے کہا میرے کاندھے پر ہاتھ رکھو مین پار کر دون اُسنے اُسکے کاندھے پر ہاتھ رکھا ناک پکڑ کے غوطہ مارا دونون غرق دریائے لعنت ہوئے کہنگ جادو کا تخت اُڑتا ہوا آیا لشکر مین جو یہ ہنگامہ دیکھا ہوش اُڑ گئے کہ یہ کیا سحر کہ ہی سارے لشکر والے ناچ رہے ہین کود رہے ہین حیران ہی کہ آج سب کو کیا ہوا ہی لشکر مین کیسا ہنگامہ ہی ایک یا دو افسر کا نام جانتا تھا بخوبی پہچانتا تھا پکار کر آواز دی

ارے یہ معرکہ ہی اُسنے سر اُٹھاکے دیکھا کہا آپ پیچھے آلو بتلاؤن آسمان پرسے باتین کرتا ہی کہنگ گھبرایا کہ سوال دیگر جواب دیگر مین حال پوچھتا ہون یہ پیچھے بلاتے ہین اسقدر گھبراتے مین بہت سے بیہوش پڑے ہین کچھ تلوارین کھینچے لڑ رہے ہین کسی کا سر کٹتا کوئی زخمی ہوا کہنگ کی کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ یہ کیا معرکہ ہی تخت کو اڑاتا بر سر بارگاہ آیا وہان وہ وقت ہی کہ عمرو نے سب کو بیہوش کیا جھولی سے شاہ کے لوح نکالی اب جا بجا سحر کا کون طلسم تو نہین رہجاے مگر اسلمیں اس بارگاہ مین نہین ہی مشہور تو اُسکو خداوند جانتا ہی بہت عمدہ مکان اسکو رہنے کو دیا ہی مشہور بیہوش پڑا ہی لوح جب عمرو کے ہاتھ مین آئی خیال مین گذرا شاہ کو قتل کرکے نکل چلو خنجر پکڑ کے چلا تھا کہ آسمان سے آواز آئی ارے تو کون ہی جو بادشاہ کو قتل کرتا ہی کیون جلیل کے خون سے ہاتھ بھرتا ہی یہ کہکے زمین پر آیا عمرو کو دکر الگ ہوا تاج تو بادشاہ گالے ہی چکا ہی یہ گمان غالب ہی کہ بسبب لوح کے مجھپر سحر تاثیر نہ کریگا کہنگ نے اُترتے ہی سحر کیا سحر نے عمرو پر تاثیر نہ کی کہنگ گھبرایا باران سحر برسانے لگا جسپہ قطرہ گرا وہ ہوشیار ہوا اب عمرو نے برق و امیر کو دیکھا بہت گھبرایا کہا ای عمرو یہ کیا معرکہ ہوا اس ساحر نے یقین کامل ہی اسم اعظم بند کیا حرز ہیکل لے لی جب تو صاحبقران گرفتار ہوے اسقدر بیکار ہوے برق جادو اسکو کیونکر ملی کہنگ نے تیغہ کھینچا عمرو پر ہاتھ مارا اسنے خم ہوکر خالی دیا اب عمرو نے تیغہ مارا کہنگ نے خالی دیا مگر تیغہ جھولی پر پڑا جھولی کٹکر زمین پر گری عمرو نے دیکھا ایک شیشہ ہی اُسمین ایک طائر پھڑک رہا ہی منھ پر شیشے کے حرز ہیکل لپٹی ہی عمرو نے پتھر مارا شیشہ ٹوٹا طائر مرا جیسے ہی طائر مرا صاحبقران کو ہوش آیا نعرہ کرکے اُٹھے

نعرۂ صاحبقران
امیر عرب جہانگیر روزگار
بحکم خدا بستہ شمشیر جبار
بکے تیغ صمصام و قمقام نام
ملے تیغ عقرب بکے ذوالحجام
بن کافران از جہان پاک کرد
سہ سر کشان جملہ در خاک کرد
عمرو نے دوڑ کر حرز ہیکل اُٹھائی برق جادو کی زبان سے سوزن نکالا اپنے نام کا نعرہ کیا

نعرۂ عمرو
سراپا دانش و عقل مجسم
بہ باغ دین زطرش آبیاری
جہان سر بسنگ دیخیر گذاری
الزان استاد عیاران عالم
بہر لشکر بلائے جان کفار
عمرو آن شاہ عیاران عیار

مگر کہنگ نے عمرو پر ہاتھ مارا عمرو کے ہاتھ مین لوح طلسمی و حرز ہیکل تھی تلوار اصلی روک کر جو ہاتھ مارا سر کہنگ کا زخمی ہوا کودکر بھاگا برق جادو نے آواز دی او ملعون کہان جاتا ہی برق نے برق چمکائی جو تڑون پر کہنگ کے برق گری جو تڑ زخمی ہوے مگر پلٹ کے نہ دیکھا خون جو تڑون سے بہتا ہوا بھاگا کہتا ہوا یارو یہ کیا آفت ہی ہاے سامری و جمشید نے کیا تقدیر کی برق جادو کڑک کڑک کر ساحرون پر گرنے لگی مگر صاحبقران جو نعرہ کرکے اُٹھے تلوار کھینچی عمرو نے دوڑکر لوح طلسمی گلے مین ڈالدی حرز ہیکل بھی پہنادی پھر لڑنے لگے برق جادو لڑ رہی ہی سحر کر رہی ہی جسپر گری اُسکے دو ٹکڑے ہوے امیر نے جسکے ہاتھ مارا وہ ساحر دو ہوکر زمین پر گرا مشہور نے جو یہ ہنگامہ دیکھا گھبرا لیا آواز دی یارو مارو سب ساحر لینا لینا کہکر امیر و برق جادو پر دوڑے عمرو تو ہر مرتبہ گلیم اوڑھ لیتا ہی کبھی چھپ گیا کبھی ظاہر ہوا اپنی آنکھ سے دیکھ ہی چکا ہی کہ کافور سر فروش دزوجہ اُسکی قید ہوکر آئی ہین عمرو گلیم اوڑھکر باہر پہونچا ساحرون مین جو لی ہیزار چل رہی ہزارون بیہوش پڑے ہین ہزارون دوڑتے پھرتے ہین منھ کے بھل گرتے ہین عمرو پوچھتا ہوا در زندان خانے پر پہونچا دیکھا زن و شوہر قید بیٹھے ہین نگہبانون سے پکارکر کہا ارے کمبختو تمھارے بادشاہ پر آفت ہی طلسم کشا کو لوح ملی تلوار چل رہی ہی جاکر شراکت کرو برے وقت مین اپنے مالک کے کام آؤ قیدی کہان جائینگے لڑائی سے فرصت ہو تو انکو قتل کرین کیا انکو زندہ چھوڑ ینگے نگہبان تو لینا لینا کہتے ہوے اُدھر دوڑے عمرو نے بڑھکر زبان سے زن و شوہر کے سوزن نکالا کہا ہوشیار ہو جاؤ زن و شوہر

اگر گرا تھے قید ٹوٹ گر گری گرگ کے آسمان پر جیکے اسوقت ہوئے کہ صاحبقران مع ساحران مین لڑ رہے ہین زن وشوہر
بھی آکر شریک جنگ ہوے ساحرون پر آکے گرے سحر کیا کافور سر فروش نے نعرہ کیا او ملعون مشہور عدم مشہور
عقل و فراست سے دور وہ تیرا خداوند کہان ہی قدرت خدا کو دیکھا کس طرح خدا نے ہمکو رہا کیا مشہور گھبرا گیا مگر ابلیس
خود پرست بادۂ کبر و نخوت سے مست ہرکارون نے جاکر خبر دی یا خداوند غضب ہوا طلسم کشا قلعے مین آگیا لوح
طلسمی بھی مل گئی وزیر بھی قید سے چھوٹا ایک اور بلا کی ساحرہ آئی ہی سنتے ہین دہامہ کی بھانجی زبرجد نگار کی بادشاہزادی
گشنگ جادو اسکو قید کرکے لایا تھا وہ بھی قید سے چھوٹی اُسنے چھوٹتے ہی قیامت برپا کردی وزیر بھی پہونچگیا یہ سنتے
ہی ابلیس اپنے مقام سے اُٹھا جو لوگ گرد تھے اُنسے کہا یہان سے قلعہ خرم حصار قریب ہی مین تو وہان جاتا ہون
جب طلسم کشا کو لوح مل گئی اب کیا ہو سکتا ہی یہ کہکر تخت پر بیٹھا طرف خرم حصار کے چل نکلا اسکے جاتے ہی قلعے
مین کھلبلی پڑ گئی ہزارون ساحر اسکے پیچھے چلے جنسے سنا قدرت جاتے ہین وہ بھی بھاگا یہان صاحبقران لڑ رہے ہین
مشہور نے جب دیکھا زبر زن وشوہر نے زمین ہلادی برق نے لاکھون کو مارا دس انگلیون سے دس برشین
گر رہی ہین عمرو نے آکر پتھر مارنا شروع کیے ایک پتھر سوا پانچ سیر کا سنگ تراشیدہ و خراشیدہ جسکے پڑگیا جیسے دھینڈی
ٹوٹتی ہی اسطرح سر پھوٹکر بین کھار رہے ہین مشہور نے بڑے بڑے سحر کیے مگر بسبب صاحبقران کے سحر تاثیر نہین کرتا
جب امیر نے لوح چمکائی سحر باطل ہو جاتے ہین کافر امان نہین پاتے ہین یہی لوح کو گردش دی ہزارون نابینا
ہوے ٹوٹتے پھرتے ہین سامری و جمشید کا نام لیکر منہ کے بل گرتے ہین کالا بھیرون نارسنگ کو پکارتے ہین
مگر کچھ نہین ہوتا لوح کی گردش نے سب کے ہوش اُڑا دیے جرأت امیر نے طبقے زمین کے ہلا دیے کہ گھبرا کر مشہور نے
کہا یارو خداوند کو خبر کرو اسوقت تشریف لائین وہان تقدیرین خلاف گذرین یہان تو تقدیر معقول ہو مرتبہ عالی
حصول ہو چند ساحر گئے روتے پیٹتے سامنے آئے عرض کی ای شہنشاہ قدرت نام حمزہ کا سنکر بھاگ گئے ہزارہا
ساحرون نے اُسکا ساتھ دیا قلعے مین تو کھلبلی ہی ہو اے مصیبت چلی ہی دیکھین تقدیر کیا دکھائے آپ کی کشش و
کوشش پر اس آئے مشہور نے تاج دیمار کہا یارو یہ کیسا خداوند ہی ہمسے زیادہ دردمند ہی بندون کے خوف سے
بھاگتا ہی ملک بملک مارا مارا پھرتا ہی کچھ اسکو خوف نہین دعویِ خدائی کر بیٹھا اپنے لشکر کا حال معلوم نہین بعض
مصاحبون نے کہا حضور قدرت پر اعتراض نہ کیجیے جو مناسب جانا وہ کیا یہ بھی تقدیر کر چلے ہونگے کہ قلعۂ طلسمی
سے بھاگینگے اب اُس تقدیر کو کیونکر مٹاتے ٹھہرنا باعث خرابی تھا مشہور نے کہا خیر یہ تو دریافت کرو کہان
تشریف لیگئے ہرکارون نے عرض کی خرم حصار کو تشریف لیگئے ہین چلتے چلتے یہی فرمایا مین خرم حصار پر جاتا ہون وہ
پیغمبر نامرسل ہی خرم شاہ بڑا پہلوان زبردست فنون پہلوانی مین یکتا شمشیر زنی مین کامل ہمیشہ اُسکا یہی قول رہتا
ہی کہ اگر کبھی قدرت و مسلمانون سے مقابلہ پڑے تو جو کچھ اس مدت مین سیکھا ہی اُسکو ظاہر کرون آرزو یہی ہی کہ حمزہ نامدار سے
لڑون کئی مرتبہ اُسنے قصد کیا کہ کوچ کرکے جہان لشکر مسلمانان فروکش ہو اُن مین جاؤن وہ ضرور خداوند کو تا بہ ملک
موروثی پہونچائیگا یہ حال ابتر قدرت کا دیکھکر بہت غصہ آئیگا جسنے جسنے خرم حصار کا نام سنا نکلا اور بھاگا بعض نے
عورتون کو بھی ساتھ لیلیا لڑکون کو کاندھے پر سوار کرلیا عورتون کا ہاتھ پکڑ لیا لڑتے بھڑتے نکل گئے صاحبقران
اس فکر مین ہین کہ مشہور کو ٹوک کر یارون کئی مرتبہ اسکے قریب پہونچے بیچ مین جادوگر آگئے آکر حائل ہوے دس
پانچ گھائل ہوے مشہور نے جادوگرون کو آواز دی یارو صاحبقران کو مارلو زندہ بچکے نہ جانے پائے دین افسوس ہی
قدرت نے ایسی کمی کی خبر سنتے ہی نکل گئے اپنے بندون کا خیال نہ کیا اُنھین کے آنے سے یہ جھگڑا درپیش ہوا تھا

یہ کہتا ہی اور سر پیٹ رہا ہی یہی خیال ہی کہ اب لڑائی فتح ہونا مشکل ہی برق اپنے طور پر لڑ رہی ہی وزیر زن و شوہر نے زمین ہلا دی آسمان سے آگ برسا دی ایک طرف سے عمرو کا پتھر چل رہا ہی ہزار ہا بت پرستون کو مارا جب پتھر چلا جسکے پڑا سر پھٹ گیا کئی ہر تبہ صاحبقران نے پلٹکر دیکھا کہ خواجہ کی سنگ زنی نے صفون کو درہم برہم کر دیا مجمع ساحران کم کر دیا ہنگامہ گیر و دار بلند ہی ہر کس و ناکس ور د مند ہی مجمع دمبدم بڑھتا جاتا ہی صاحبقران لڑتے بھڑتے بادشاہ کی جانب جاتے ہین نقیب لقابت کر رہے ہین یہی غلغلہ ہی ساحر آواز لگا رہے ہین نظم

اے مقیمان تہ سقف سپہر غدار
ہو خرابے مین اگر قصر فریدونکے گذار
رات دن چہلین رہا کرتی تھین سرداروں مین
ارغون وار سرا گونجتی تھی صوت ہزار
قصر کو جانے دو باشندون کو وان کے دیکھو
واہ ری تیری تنگ ظرفی باین عز و وقار
سینہ لبریز تمنا و یہ لب مہر سکوت
کنج تاریک ہی اور عالم تنہائی ہی

آہ یہ کی حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
اُس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا
عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
بار تھا وان تو خزان کو نہ کبھی موسم مین
تکیۂ گور و گو وزن آج ہی ہر اک کا مزار
جنپہ پڑتا تھا پری زادون کے جھومر کا عکس
نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار

آیۂ فاعتبروا یا اولوا الابصار پڑھو
جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عز و وقار
شاخ گل زمزمہ سنجون کے نشیمن تھے دوام
کبھی گل مہندی کا عالم کبھی لالے کی بہار
واہ نیرنگ فلک آفرین سو بار ہزار
آجکل وہ لب جو جہند کا ہی آئینہ دار
نہ وہ چہلین نہ نزاکتین نہ خود آرائی ہی

اسطرح کے اشعار جو نقیبون نے پڑھے ساحرون کے دل ہل گئے بعضے جان دینے پر آمادہ ہوے بعض نے کہا یارو خداوند تو نکل گئے ہم کیا سمجھ کے مقابلہ کرین نکل چلو اپنی جان بچاؤ بڑے خرم حصار پر جاؤ ہونگے قدرت بھی تقدیر کرینگے بڑی لڑائیان پڑینگی ملک خرم شاہ پہلوان بے نظیر صاحب جاہ و توقیر ہی بہ جرأت حمزہ سے لڑیگا بیشک وہ لڑ بھڑ کر حمزہ سے لوح چھین لینگے یہ کہتے ہوے بھاگے قدم نہ جم سکے مشہور نے یہ ہلڑ کیا آواز دی کہ یارو لڑائی کی تدبیر کرو باجے بجاؤ ہلڑ کرے طلسم کشا کو مار لو کافور کو گھیر دو یہ زن و شوہر برق جہندہ ہو رہے ہین گھر بار چھوٹا بیٹی کی جدائی مین بیقرار آنکھون کے آگے تصویر پھر رہی ہی ساتھ والون سے کہتے ہین صاحبو افسوس ہی اُس بدنصیب کو ایسا خوف ہوا مثل بوے گل باغ سے نکل گئی جان بچا کے نل گئی جب یاد آتی ہی کلیجے پر چھریان چلتی ہین ہاے تنہا کہان پھر رہی ہوگی اُسکو یہ بڑا خوف تھا کہ میری عصمت بچے یہ بھی سن چکی تھی کہ مشہور مجھپر عاشق ہی اسی خیال نے اُسکو نکالا یہی خوف پیدا ہوا کہ اگر مین گرفتار ہو کر اس ملعون کے سامنے جاؤنگی کیونکر اپنی آبرو بچاؤنگی ہر ایک کو یہی خیال ہوگا کہ گلفام کو بر اے مشہور راضی کرین خدا اُسکی جان کا حافظ و نگہبان ہی مشہور نے جو پکار کر کہا علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے جنگی باجے بجے اب جو شکست ہوئی ڈھول چوبون سے سر پیٹ رہے ہین تاشے سے بھاگو بھاگو کی صدا بلند بجانے والا در دمند شہنا کسکا کہنا سنتی ہی سر اسیر سر دُھنتی ہی ایک ایک ساحر مصروف شعبدہ بازی مرکب ترکی و تازی ہنہنا رہے ہین اپنے اپنے سوار و نکو پٹک پٹک کے بھاگتے ہین پیدل ابتکل فوج مین ہلچل امیر لڑتے بھڑتے تلوار کو چمکاتے ہوے ساحرون کو بھگاتے ہوے سامنے مشہور کے پہونچے آواز دی او نامرد مردان عالم کے ہاپوش کی گرد ذرا ادھر متوجہ ہو مشہور نے جا امیر کو قریب پایا پلٹ گئے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر روکا ہزار ہا شعلۂ آتش بھڑکنے لگے ابرہاے سیہ کے کڑکے بادشاہ طلسم ہی بڑے بڑے تحفے صرف کیے طائر بھی اسکے سحر سے پیدا ہوے کچھ شیر بھی اسکے سحر کے آئے صاحبقران کو ڈرایا دھمکایا کئی ہاتھی سحر کے امیر پر بھیجے جب ہاتھی سے سامنا کیا امیر نے بھسونڈ پکڑ کے ہکہ مارا مع زرخرے کے گردن کھینچلی ہاتھیون کو سر دست

شکست دی جب مشہور سے کچھ نہ بن پڑا تب اسنے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے وار روک کر لوح چمکاکے اپنا وار کیا اسنے سپر سحر کو اٹھایا مگر تلوار جو گری ابر سپر کے ٹکڑے اڑا دیے سر مشہور کا زخمی ہوا مشہور نے ہاے کہکے اپنے کو زمین پر گرا دیا تڑپ کر اٹھا آواز دی یارو نکل چلو یہ کہکے بلند ہوا اسکا چلنا کہ ہزارون ساحر بازو لطہ قر قرے بنکر ٹوٹ پڑے ادھر تیر چلے ہزارون زخمی ہوکر گرے برق جادو نے برق سحر چمکائی کافور سر فروش نے شعلہ ہاے آتش بھڑکائے صدہا ناریون کو جلایا بلند ہونا مشکل پڑ گیا مگر مشہور اسقدر بلند ہوا کہ کوئی تیر اس تک نہ پہونچ سکا بھر نکل جانے مشہور کے اب ساحرون نے جو میدان خالی پایا اپنے بادشاہ کو نہ پایا صدا فریاد و الامان کی بلند ہوئی کوئی فریاد کرتا ہی کوئی ہاتھ باندھکر قدمون پر گرتا ہی جادر ہلالی کوئی گلہانس منھ مین داب کے سامنے آیا کہا آپ غریب اختیار کرتے ہین ہم آپ کی رفاقت پر مرتے ہین بادشاہ جان بچاکر نکل گیا ہمارا بالکل خیال نہ کیا ہزارہا ساحر کافور سر فروش کے ذریعے سے ملے امیر نے ہاتھ روکا قلعہ تسخیر کیا عمرو کو تو بیقراری تھی تڑپتا ہوا قریب برق جادو کے آیا کہا کیون صاحب تم کیونکر کہنک جادو کو مل گئین برق نے اپنا حال بیان کیا کہ زبرجد نگار مین بیہوش تھی کہ طبیعت گھبرائی براے سیر چلی امیر کو بیہوش دیکھا اس جادوگر پر جا پڑی آخر گرفتار ہوئی خدا نے اپنا فضل شامل کیا کہ آپ نے عیاری کا رنگ جمایا صاحبقران بفتح و فیروزی داخل قلعہ طلسمی ہوئے ملکہ برق بعد پہر دو پہر کے ہاتھ باندھکر اٹھین صاحبقران سے رخصت مانگی امیر نے خدا حافظ کہکے رخصت کیا مگر خلعت بہت بھاری مرحمت ہوا امیر نے بعد تسخیر قلعہ فرمایا افسوس ہی ابلیس خود پرست نکل گیا کافور سر فروش نے عرض کی قلعہ خرم حصار بڑی وسعت ہی سب بھاگے ہوے وہین جاکر جمع ہونگے غلام لشکر کو لیکر قلعہ خرم حصار پر چلے آپ لوح ملاحظہ کرکے براے فتح مرحلہ جات جائیے پہلے مرحلہ اسی کہنگ جادو کا ملیگا امیر نے کہا بہت بہتر ہی زوجہ کافور

کافور سر فروش لاکھ ساحر و غیر ساحر کا لشکر لیکر طرف خرم حصار کے چلا امیر نے لوح کو ملاحظہ کیا مرقوم تھا کہ ای فتاح طلسم وای سیار این عجائبات قلعے سے نکلکر طرف مشرق کے جانا چاہیے مرحلۂ کہنک جادو ملیگا مگر بڑا مکار و غدار ہی دمبدم قدم بقدم لوح کو ملاحظہ فرمانا چاہیے اگر بدون ملاحظۂ لوح کوئی کام کیا کسی بلا مین پھنس جاؤ گے عمرو نے چاہا مین بھی ساتھ دون امیر نے فرمایا لوح منع کرتی ہی یہی حکم ہی کہ طلسم کشا کو تنہا جانا چاہیے یہ سنکر عمرو کو لشکر کے ہمراہ کیا کافور لشکر لیکر چلا مگر فراق دختر مین بہت بیقرار ہی چلتے چلتے امیر سے بھی عرض کی حضور نہین معلوم اس بدنصیب پر کیا گذری حضور کو اپنی کنیز کا خیال ہے شاید اپنے کو کسی مرحلے پر پھنسا دیا ہو اُدھر کے سب صحرا عجائب و غرائب سے معمور ہین امیر نے فرمایا ای وزیر اعظم ملکہ کی آشفتہ خوئی نے یہ آفتین برپا کرائین اگر مرحلہ جات فتح کرکے قلعے پر گذر ہوتا لڑائی کا خاتمہ تھا اب بعد فتح قلعہ طلسمی مرحلہ جات پر جانا باعث مصیبت ہی یہ فرماکر یکہ و تنہا موجب ہدایت لوح چلے اسی صحراے بے حس و خاشاک مین پہونچے گرمی سے پریشان تھے کہ ایک ہواے سرد چلی دیکھا صحرا یا تو ویران تھا یا درخت سر سبز و شاداب ہوے طائران زمزمہ سرا درختون پر زمزمہ سرائی کرنے لگے دم اُسکی وحدانیت کا بھرنے لگے نہرین موج مار رہی ہین حباب اپنی کیفیت دکھاتے ہین چشم معشوق سے آنکھ ملاتے ہین موجہاے آب مین شمشیر بران کا اثر مچھلیان اپنے خال سے بیخبر ماہیت سے کون آگاہ ہی ہر نہنگ چشمے کا پشت پناہ ہی امیر بہار صحرا دیکھ رہے ہین کہ ایک طرف سے صحرائے گرد اڑتی دیکھا چند فراش ایک بارگاہ لیکر آئے اُسی سبزہ زار مین بارگاہ استاد کی دوبارہ گرد اڑتی دیکھا ایک آفتاب محشر سیمبر چہرہ رشک قمر چار سو ساڑھے چار سو کنیزین آفتاب جمال خورشید مثال ہوادار کو گھیرے ہوے وہ نازنین طرف صاحبقران کے دیکھتی ہوئی

ہر مرتبہ بہ نگاہ محبت نگران مثل آئینہ حیران جب صاحبقران نے بہ غور دیکھا پہچانا اپنی معشوق خوشخو فرحت دل و جگر ملکہ قمر پیکر دیکھتے کے ساتھ ہی صاحبقران اُٹھے ملکہ نے پکار کر آواز دی ای شہریار آج کیا مرگئی ہی مین کیا دیکھ رہی ہون آپ زیر نخل کیون کھڑے ہین بارگاہ مین تشریف لائیے بعد ہماری جدائی کے کیا سانحہ گذرا اُس حال سے ہم بھی واقف ہون دل کا تردد رفع ہو ہمنے فراق مین آپ کے جو جو صدمے اُٹھائے اگر ہر موے جسم زبان ہو تو بھی نہ اُس مصیبت کا بیان ہو آپ کی جدائی مین کیا کیا صدمے اُٹھائے صحرا کا ویرانہ جابجا مارے مارے پھرنا دوست دشمن سے ڈر یہ کہکے آکر ہاتھ تھام لیا امیر نہایت خوش ہوگئے ملکہ امیر کو لیکر خیمے مین آئین مسند خاص پر جگہ دی روے تابان امیر دیکھکر آنکھون سے آنسو جاری ہوے کہا ای شہریار کس زبان سے اپنا حال مصیبت کہون اور خاموش بھی کیونکر رہون دل بھرا آتا ہی قلب رہ رہکے ٹھہراتا ہی اصل مین یہ کیفیت تھی نظم

کیا خوب نظر ہی چشم بد دور
اُف کر نیکا بھی نہین ہی مقدور
جو تمکو دیا ہی مجھکو منظور
دیوانہ بھی یان نہین ہی معذور
دعوے مرے مین جہا مین مشہور
گوئی کہ دلم ربودہ از من

ہمدم کیون نہون بات بات پر آج
میرے دم گرم کے مقابل
لیکن نہین حسرت اختیاری
ای ہمنفس اب کہان وہ ایام
کتا تھا مین دل کبھی نہ دونگا

ہی اُسکی زبان پہ میرا مذکور
بس شمع کے منہ کا اُڑ گیا نور
نقارۂ چرخ سے ہون مجبور
ہر دور زمان کا یہ ہی دستور
ہر چند کوئی پری ہو یا حور

ہی مجھپہ نگاہ لطف منظور
کیا آتش دل سے دم رُکے ہی
بھولے سے بھی اور کو نہ دیکھون
کیا عشق مین ہو خلاف ناصح
تھے اپنے پہ اعتماد کیا کیا
آن شوخ جہان ربودہ از من

یہ اشعار پڑھکر ملکہ اسقدر روئین کہ چشمہ چشم سے قلزم محیط موجزن صاف ثابت ہوتا ہی کہ مشاطۂ تقدیر نے موتیون کا سہرا چہرۂ انور پر آراستہ کیا یا حسرت کا منہ کھلا ہی گوہر آبدار اشک متصل جاری امیر بیقرار ہوگئے اشک پاک کرکے پوچھا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان محیط جادو کے پنجے سے کیونکر بچین ملکہ نے کہا ای شہریار یہان سے قریب ایک قلعہ ہی میرا بھائی یہان کا حاکم ہی محیط بے حیائی تھی اُنھون نے تیر مارا محیط کے سینے کو توڑ کر پار کر گیا مجھکو گود مین لیا جب پہچانا تو آنکھین قدمون پر ملنے لگے کہا بہن کس حال مین تمکو دیکھا یہ کیا سانحہ ہوا مین نے سب اپنی مصیبت بیان کی بھائی نے یہ سامان میرے واسطے کردیا ہی کہ ان کنیزون کو ساتھ لیکر صحرا صحرا پھرتی ہون اُنکا حکم نہین ہی کہ شام کو کہین جاؤ ایسا نہو کوئی دشمن دیکھ لے آج صبح سے مین بہت بیقرار تھی کئی دن سے آب و دانہ ترک تھا عیش و راحت کا نام بھولی بھائی صاحب ہر وقت سمجھاتے تھے ہمشیرہ صبر کرو آخر یہ ہوا کہ تنہا صحرا مین نکل گئی بھائی صاحب آئے سمجھا کر لیگئے مین اُنسے عرض کرتی تھی مجھکو جنگل مین رہنے دو یا اسی مقام پہ رہنا بہتر ہی تڑپ تڑپ کے مرجاؤن پہاڑون سے سر ٹکراؤن نظم

پھرو وحشت کے خیالات مین سر مین پھرتے
آنکھ دیکھ مجھے راہ گذر مین پھرتے
خطر شہر دیکھو لگا کر جو رلایا اُس نے
تا سحر شام سے اُٹھ اُٹھ کے ہین گھر مین پھرتے
فلق وای سے ہر جنبش تیرے پیکانون کے
گھر مین پھرتے تو کبھی مین دن رات سفر مین پھرتے
زرد رخ رنگ طلائی کے ہوس ہو نہ لاتے
خاک یون کا ہیکو ہم ڈالتے سر مین پھرتے

وحشت یاد آتے مین آہو ہین نظر مین پھرتے
پھرتے دن اپنے تو غیر و نکیطرح راتون کو
زمرے سے ہین مرے دیدۂ تر مین پھرتے
در زبان بند اثر دل سے شب وصل مین اور
پوچھتے حال کہ برمے سے مین بر مین پھرتے
اگر گئے تھے تو تسلی کو میری کہ جاتے
کیمیا ساز بھی ہین خواہش زر مین پھرتے
جنبش نرگس جنت نے رلایا مومن

واہ ای طالع برگشتہ کہ وہ پھر ہی گیے
کیسے ہم کوچۂ مہتاب قمر مین پھرتے
منتظر کسکے یہ رہتے ہین کہ ہم ہر شب کو
فکر سو سو ہین دل مرغ سحر مین پھرتے
ایک دم گردش ایام سے آرام نہین
کر اب آتا ہون وہ گو آٹھ پہر مین پھرتے
سرمگین چشم کی گردش جو نہ بھا جاتی تو
چشم کافر کے اشارے ہین نظر مین پھرتے

ہر چند صاحبقران سمجھاتے ہین ملکہ کی اشکباری موقوف نہین ہوتی ہی فرماتی ہین کہ جب مین کئی مرتبہ جنگل مین نکل گئی تب بھائی صاحب نے یہ کنیزین ساتھ کردین انپر تاکید ہی کہ ملکہ کو اکیلے دم بھر نہ چھوڑنا یہ ہر وقت مثل ہمزاد کے ساتھ ہین یہ کہکے کنیزون سے فرمایا ارے کمبختو تمکو یہ بھی خیال ہی کہ کوئی تھکا ماندا آیا ہی شراب وکباب لاکر حاضر کرو کنیزین جاکر اسباب عیش ونشاط لائین گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی لاکر سامنے چُندین کچھ گلدستے لاکر رکھے ملکہ نے اپنے ہاتھ سے جام بھر اپنجۂ نگارین پر رکھکر پیش کیا ایک کنیز پشت پر ملکہ کے کھڑی رومال ہلا رہی ہی اُسنے امیر سے آنکھ ملائی لوح پر اشارہ کیا اور منھ سے بھی یہ کہا افسوس ہی جسکا رہبر جسکے ساتھ ہو وہ اُس سے صلاح نہ کرے کیسی عقلمندی ہی معلوم ہوا القدر کا پھیر ہی اب گرفتار ہونے ہین کیا دیر ہی امیر کو جیسے ہوش آیا محبوب کو دیکھکر مبہوت ہو رہے تھے خیال مین گذرا یا امیر جیسے مین چلے آئے لوح کو کیون نہین دیکھا اب یہ سوچکر بہولیست لوح پر ہاتھ ڈالا لوح پر نگاہ پڑی صاف مرقوم تھا ای طلسم کشا خبردار اگر جام شراب پیا پانی ہوکر بہجاؤ گے لوح بھی بیکار رہیگی یہ وہی کُہناک جادو ہی کہین ملکہ کا حال سنلیا تھا وہی مکر بناکر آیا ہی جو جام اسنے تمکو دیا ہی اسی پر پھینک مارو قدرت خدا کا تماشا دیکھو جیسے ہی امیر رُکے ملکہ نے مسکرا کر کہا صاحب شراب پیجیے طعام بھی اسی مقام پر آئیگا ہر چند کہ اس زمانے مین مین دست و پا شکستہ ہون مگر سب سامان موجود ہی عنایت معبود ہی صاحبقران نے اچھا اچھا کہا لوح کو تو دیکھ چکے تھے جیسے ملکہ نے سر بڑھا کر کہا صاحب شراب پیو کیون دیر کرتے ہو کیا مین دشمن ہون دشمنون کی رہزن ہون امیر نے وہی شراب بحکم لوح سر پر اُس نازنین کے ڈالدی اس نازنین نے ایک چیخ ماری کہا ای جوان غضب کیا یہ تجھکو کسنے تعلیم کر دیا مگر شراب جو جسم پر پڑی شعلۂ آتش کی خاصیت پیدا کی کُہناک سوچا جلتا ہوا نکل جاؤن مگر اسکو موت نے نجات نہ دی لڑکھڑا کر گرا جسم سے اسکے اسقدر شعلہ ہاے آتش نکلے اور کنیزون پر بھی گرے مگر وہ کنیز جو صاحبقران کو اشارے کر رہی تھی موسوم بگلعذار وہ بچی اور سب خواصین جلنے لگین وہ نازنین بھی جلکر خاک ہوئی آواز آئی ہائی مرا نام مین کُہناک جادو و بود خیمے بھی جل گئے اسباب عیش ونشاط جلکر خاک ہوا صحرا مین دیر تک اندھیرا رہا پتھر برسا کیے جب آواز تھی تو روشنی ہوئی امیر نے دیکھا وہ کنیز گلعذار نامے دست بستہ حاضر ہی عرض کر رہی ہی حضور نے غضب کیا تھا مقام فہم ہی مین اشارے کرتی تھی آپ سماعت بھی نہ فرماتے تھے بولتے ہوئے ڈرتی تھی ایسا نہو یہ سمجھ جائے تو مجھکو قتل کرے مین کاہنون کی زبانی سن چکی تھی کہ جو طلسم کشا کا ساتھ دیگا عزت و آبرو پائیگا جو دشمنی کریگا بحسرت و یاس مارا جائیگا امان نہ پائیگا کنیز کو یہی خیال تھا خدمت مین سرکار کے رہون ایک راز اور بتاؤن ملکہ قمر پیکر کو جو محیط جادو لائی ہی آپ پر وہ عاشق ہی آٹھ پہر فراق مین رویا کرتی ہی اسکا پرانا آشنا اخگر جادو روز آتا تھا لطف وصل اٹھاتا تھا جسدن سے وہ قمر پیکر کو لیکر آئی ہی اخگر کو ٹالنے لگی جب وہ آیا کچھ کہکے ٹالدیا ایک دن وہ غصے مین رات کو آیا محیط نے دام مکر یہ پھیلایا کہ صحبت عیش آراستہ کی ملکہ قمر پیکر کو لیکر بیٹھی منتین کرتی تھی کہ اپنے چاہنے والے کو مجھسے راضی کرادے مین تجھسے پہنا یا کرتی ہون اور کیا سبب تھا کہ اُسپر سحر نے تاثیر نہ کی ہین سحر کرتے کرتے تھک گئی قمر پیکر گرفتار رنج و الم بات نہ کرتی تھین جب اُسنے بہت کہا قدمون پر گری کہ براے خدا مجھے درد الم کا جواب دیجیے مین آپ کے سامنے اپنا گلا کاٹ ڈالونگی مین اسی واسطے تمکو اُٹھا لائی کہ تمھاری جدائی مین وہ گھبرائینگے آخر مجھکو قبول کرینگے ملکہ نے اک آہ کی بولین تو یہ بولین نظم

تاثیر صبر مین نہ اثر اضطراب مین
بیچارگی سے جان پڑی کس عذاب مین
بے نالہ منھ سے چھوٹتے ہین بے گریہ آنکھ
اجزاے دل کا حال نہ پوچھو اضطراب مین

چرخ و زمین مین توبہ کا ملتا نہین سراغ
تاے بیٹھے خون کے اس فتحیاب مین
تم نکلے مہر سپہر تو نکلیگا ماہ بھی
ماہی کو اضطراب ہوا جوش آب مین
ہومین یہ عالم اس صنم جانفزا کا ہی

ہنگامۂ بہار و ہجوم سحاب مین
فکر مآل سے مے و شاہد رہے عزیز
ہو ویگا اجتماع شب ماہتاب مین
کھولا جو دفتر گلہ اپنا زیان کیا
دل لگ گیا جہان سراسر خراب مین

ای زہرہ چہر دشمن منحوس کو نہ دیکھ
پیری مین موت یاد تھی پہری شباب مین
ڈوبی ہجوم اشک سے کشتی زمین کی
گذری شب وصال ستم کے حساب مین

اسوقت عجب طرح کی صحبت تھی ملکہ قمر پیکر کا رونا اشکون سے منھ دھونا محیط کی منت کرنا ہاتھ جوڑنا گرد پھرنا کبھی قدمون پر گرنا قضاے کار اخگر جادو اسوقت آیا بلا تکلف گھسا ہوا اس جلسے مین پہونچ گیا قمر پیکر کو دیکھکر مر گیا محیط نے ملکہ کو چھپایا جب اخگر سے ضبط نہو سکا تو محیط سے کہا تو مدت سے میری آشنا ہی مین نے کوئی جفا نہین کی وفا کا پابند رہا تونے لاکھون روپیہ کھلاے صدمے بھی اوٹھائے مگر تیری خاطر کی اب تو مجھپر احسان کر مین ہمیشہ غلامی کرونگا تابعدار رہونگا کبھی تیری خدمت سے عذر نہ کرونگا اس عورت کو مجھے دیدے محیط نے کہا ای اخگر یہ کیا کہتا ہی یہ بڑے شخص کی معشوقہ ہی وہ ایک دن یہان ضرور پہونچیگا نہین معلوم کیا قیامت برپا کریگا مین ڈرتی ہون اس وجہ سے اسکی حفاظت کرتی ہون ہر وقت یہی خیال ہی کہ اسکے چہرے پر آثار حزن و ملال ہی عمدہ عمدہ کھانا پیش کرتی ہون صحبت عیش و نشاط آراستہ کرتا کنیزین براے خدمتگاری موجود رکھتا اگر اسکا عاشق سن پائیگا کہ میری معشوقہ کی آبرو مثالی تجھکو اور مجھکو زندہ نہ چھوڑیگا لاکھ لاکھ طرح اخگر نے کہا مگر محیط نے نہ مانا اب اخگر نے محیط پر لشکر کشی کی ہی محیط بیچاری قلعہ بند ہو کے بیٹھی ہی کہنک نے بھی چاہا تھا کہ جا کر محیط کو مارون قمر پیکر پر قبضہ کرون کل شب کو صحبت مین یہی ذکر تھا اسوجہ سے مین نے مفصل سنا یہ سنکر صاحبقران گھبرا گئے فرمایا مین ابھی جاتا ہون اخگر کو قتل کرونگا اگر محیط اطاعت کریگی فبہا ورنہ وہ بھی قتل ہوگی گلعذار کو ساتھ لیکر صاحبقران چلے یہان محیط قلعہ بند نہایت دردمند قمر پیکر کہتی ہین ای محیط تو نے مجھکو بڑی مصیبت مین ڈالا اخگر سے تو سحر مین کم ہی اگر وہ قلعے مین گھس آیا مجھکو زندہ نہ پائیگا مین نامحرم کا سامنا نہ کرونگی اخگر جادو چار ہزار فوج سے سامنے قلعے کے اوترا ہی پیغام بھیجے کہ ای محیط میرے کہنے سے انکار نکر مین کیا کرون میرے دل کو صبر نہین آتا دل تڑپ رہا ہی راتون کی نیند گئی کھانا بالکل چھوٹا فوج فراق نے مجھکو لوٹا محیط کہتی ہی ای اخگر یہ نہوگا اخگر نے جھلا کے بات کو طبل جنگی بجوایا محیط نے جواب مین نقارۂ رزمی کو حکم دیا فیل بند دروازے پر ہزارون ساحرین سحر و ساحری کے ماہر مقرر کیے آپ بھی آ کے بیٹھی اخگر گینڈے پر سوار ہو کر چلا چار ہزار ساحر لیکر بلوہ کیا ملکہ محیط نے گولے توپ کے مارے پانچ سو ساحر اخگر کے اوڑ گئے اسنے فوج کو الگ کیا گینڈے کو بڑھا کر آپ چلا سحر کرتا ہوا جب گولہ مارا قلعے پر توپ نے گولہ اوگل دیا لاکھ محیط چاہتی ہی کہ گولے چلین مگر اخگر نے سب کارخانہ سحر کا بند کر دیا و تسکین دیتا ہی اپنے ہیرون کو پکارتا ہی محیط کو للکارتا ہی ملکہ قمر پیکر فیل بند دروازے پر ایک خیمے مین موجود ہین جب محیط گھبرا کر آتی ہی کہ کیون حضور مین کیا کرون اخگر قریب آ پہونچا ملکہ ٹھنڈی سانس بھر کے فرماتی ہین محیط تو کیون گھبراتی ہی تو ساحرہ ہی پرواز پیدا کر کے نکل جا جب وہ پھاٹک توڑیگا مین خنجر مار کے اپنے کو قلعہ سے گرا دونگی مجھکو زندہ نہ پائیگا مردہ لیجائے گلہ خون میرا بالا بالا نہ جائیگا رنگ لائیگا میرا وارث ضرور آئیگا انشاء اللہ اس ملعون سے بدلا لیگا یہ یاد رہے اخگر بہت پچتائیگا محیط کہتی ہی واری مین نے جو کچھ کیا برا کیا کیا شامت تھی کہ سیر کر لے گئی اسیر ہا تو قمر کو دیکھکر

مائل ہوئی یہ مجھکو کیا سوجھی کہ حبیب امیر پر زور نہ چلا آپ کو اُٹھا لائی اب پچتانے سے کیا ہوتا ہی اگر جاؤن تو آپکو لیکر نکلون وہ سحر مین مجھسے زبردست ہی نہ جانے دیگا گرفتار کر لیگا ملکہ قمر پیکر نے کہا ای محیط تو کیون روتی ہی ابھی مشکل آسان ہوتی ہی ساحری جمشید پر لعنت کر خدای حقیقی کو اپنا پیدا کرنے والا جان ہم تم ملکر دعا کرین ابھی مشکل آسان ہوگی حفاظت پروردگار کی نگہبان ہوگی محیط کو پسند آیا کمال زاری مین سے جان و دل سے خدا آفریدہ کی اطاعت کی ساحری جمشید پر لعنت کی طرف آسمان کے ہاتھ بلند کیے عرض کی ای معبود حقیقی وای رب حقیقی اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے تیرے بندہ خاص کی آبرو لینے کا قصد رکھتا ہی مین اپنے فعل سے نادم ہون میری خطا معاف کر جو مین نے کیا اُس فعل کا مجھکو بدلا ملا ای کریم کارساز اس مشکل کو آسان کر نظم

ای کہ در ہر ابتدائی ابتدا را ابتدا
دلربائی دلربائی دلربائی دلربا
از تو میخواہد دوای درد دل ہر لا دوا
وقت مشکل اہل مشکل را تویی مشکل کشا
دیدہ بر لطف تو دارد بندہ ہندی مدام

در مقام انتہا ہر انتہا را انتہا
خاک انسان را بخشیدی شرف نام خدا
چارہ جوید از تو ہنگام بلا ہر مبتلا
از جناب مال و دولت مفلسان حاجت روا
از تو میخواہد مدد در دین و دنیا دائما

بیشک و لاریب در حسن و جمال جانفزا
از زمین برداشتی بر دوش غبارش بر سما
اہل حاجت را تو ای در بیکسی حاجت روا
گنج گوہر تنگدستان خاکساران کیمیا

اسطرح ملکہ کر حمد الٰہی مین جو زبان کی صحرا کے گرد اڑی سب نے دیکھا زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان بفر فریدونی و شوکت جمشیدی پشت مرکب سعد شبی پر سوار لوح طلسمی گلے مین جرجس قمر ترتی ہوئی صدا فریاد و استغاثات کی سنکر وہین سے نعرہ کیا نعرۂ امیر

ہم عفریت از تیغم عاری شدہ
صاحبقران در جہان نامم شدہ

منم اختر برج عز و جلال
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف

منم ماہتاب سپہر کمال
سلیمان کو حیات شد بقا

سمندر ان بہ تیغم فراری شدہ
ہمہ شہر آباد اسلام شدہ

اخگر نے بلند دیکھا گھبرا گیا پسینہ آگیا محیط نے جو جمال جہان آرای امیر کو دیکھا قمر پیکر سے بڑھکر کہا ملکہ عالم آپکا کیا اعتقاد ہی دیکھیے نام خدای نادیدہ لیتے ہی صاحبقران پیدا ہوے دیکھو ملائکۂ عالم وہ تشریف لاتے ہین دیکھیے کیونکر آگئے ملکہ قمر پیکر نے جھک کر دیکھا فرمایا ای محیط جادو نظم

از دورنگی درگذر یکرنگ ہر کار باش
ہر گل اندر گلستان عندلیب زار باش
شایق دیدار جانان باش و دست از جان بشوی
روز و شب چون آئینہ محو جمال یار باش

ہم شو یا شتاب شو پاش گل یا خار باش
طالب ذات مسیحائی اگر ای دردمند
درگذر از دل ہمیشہ طالب دیدار باش
روز ہر خندمنش سرگرم شو چون آفتاب

مہر سروانہ چمن گن نالہ گو گو بلبسند
در طلب زار و نزار و لاغر و بیمار باش
عکس روی دلربا از آئینہ صافی ببین
شب بشکل ماہ ہر جا بیدار باش

ای محیط ہر شخص کو مناسب ہی کہ اعتقاد اپنے پیدا کرنے والے کا دل مین مضبوط رکھے ای محیط تصور کر و معاذ اللہ ہونے دو سو خداوند قرار دینا اپنے اعتقاد پر آفت لینا ہم تو اپنے اعتقاد مین کامل ہین جو اُسکی ذات مین کسی کو شریک کرتے ہین وہ بالکل جاہل ہین یہان تو یہ باتین ہین اہالیان قلعہ خوش و خرم مگر صاحبقران بعد عظم و شان قریب اخگر کے پہونچے اخگر نے آواز دی ای جوان تجھے کیا مطلب ہی مین اپنی آشنا سے لڑتا ہون امیر نے فرمایا او بیحیا تو نے غضب کیا قمر پیکر کو مانگتا ہی کبھی ایسا نہوگا کیون تیری شامت آئی ہی اب بھی سمجھاتا ہون پلٹ جا مین تجھکو کچھ آزار نہ پہونچاؤنگا اُس بیحیا نے جواب دیا ای جوان صاف تو یہ ہی کہ مین قمر پیکر پر عاشق ہون بے اُسکے لیے نہ جاؤنگا تو خود اپنی جان بچا میرے سامنے سے ہٹ جا ایک ماش کے دانے مین ہزار آدمیون کو بیہوش کر سکتا ہون قلعے مین کئی ہزار ساحر آمادۂ حرب و پیکار رکھے مین نے ایک سحر مین

توپ دمہ کر دیے یہ کہکر امیر پر ماش کے دانے مارے امیر نے اسم اعظم پڑھا ماش کے دانے بیکار ہو کر گرے
اصل تو یہ ہی کہ صدقے کی چیز کیا تاثیر کرتے جب تو اخگر گھبرایا کہا اے جوان تو بھی کسی بڑے گرو کا مونڈا ہوا ہی
امیر نے فرمایا کیا بکتا ہی ایکی تو آتشے گولہ مارا امیر نے پھر اسم اعظم پڑھا گولہ الٹا پلٹا اخگر کو اپنی جان بچانا
مشکل ہوا جب بہت دستلین وہین پہنچا بیٹا تب گولہ الگ جاکر گرا قریب تھا کہ سینے پر پڑے مگر ساحر زبردست ہی
بہ مشکل اپنی جان بچائی جب ایسے دوچار سحر اخگر نے کیے اور تاثیر نہوئی تیغۂ سحر کھینچکر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا
ہزاروں شعلے بھڑکے امیر پر گرے آگ ٹھنڈھی ہوئی امیر نے اُچھا وے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ تلوار کا مارا اخگر نے
غرور مین سحر کے سر آگے کردیا اُس پھرسے آگاہ نہ تھا یا تو تلوار قبۂ سپہر پر جھکی تھی یا زیر تنگ بوسہ دیا مع گنڈے
چار ٹکڑے ہوئے علامت اسکے مرنے کی بلند ہوئی روح سامری ورومند ہوئی ساحروں نے جو دیکھا کہ ہمارا
افسر مارا گیا حربے سحر کے لیکر جا پڑے محیط جادو نے جو صاحبقران کو تنہا دیکھا قلعے سے ساحروں کو لیکر نکلی
دونوں لشکر مل گئے سحر چلنے لگے سامری و جمشید کی صدا بلند ہی محیط نے بڑھکر سحر کیے ہزارہا ساحر مارے مگر
صاحبقران جو مصروف جنگ مین امیر کے لڑنے سے ساحر متنبہ ہین کہ سحر انپر تاثیر نہین کرتا جسکے سحر پہ لوح
طلسمی کا عکس پڑتا ہی وہ سحر اُلٹا پلٹکر اُسی کے سینے پر پڑتا ہی ہنگامہ ساحروں کے مرنے کا بلند ہے تاب و بیقرار ہو
خود پسند جب ساحروں نے دیکھا کہ ہمارا سحر تاثیر نہین کرتا یہ جوان قتل کرتا چلا آتا ہی ناچار لاشۂ اخگر کا
اُٹھا کر طرف صحرا کے بھاگے امیر نے پہچانا کیا محیط نے آکر قدموں کو بوسہ دیا امیر نے فرمایا ای محیط
یہ کیا غضب ہوا تھا اگر مین وقت پر نہ پہونچتا خاتمہ ہوا تھا عرض کی رب اکبر نے میری رہبری کی اسی
اعتقاد پر مسلمان ہوئی حضور طلسم فتح کرلین تو مین کلمہ پڑھونگی سامری و جمشید پر تو لعنت کرچکی اب صرف
کلمہ پڑھنا باقی ہی مجھے بھی اپنی کنیزوں مین تصور فرمائیے امیر ساتھ ساتھ محیط کے قلعے مین داخل ہوئے محیط نے
جاکر ایک قصر عمدہ آراستہ کیا ملکہ قمر پیکر کو زیور و لباس سے آراستہ کرکے بٹھایا کنیزان زرین پوش حاضر کردین
اسباب عیش و نشاط درست کیا صاحبقران جو تشریف لائے قمر پیکر کو دیکھا بہت خوش ہوئے مسند پر جاکے بیٹھے
شکایتین و شکایتین ہونے لگین امیر نے پوچھا یہ بتلاؤ اس عرصے مین کیا گذری قمر پیکر رونے لگی عرض کی ای شہریار
کیا کہوں کچھ بیان نہین ہوسکتا

نظم

بویت شنیده ام که نگریم هماست	هر شب خیال ترا باد میکنم	خود را بدین سبب قفسے شاد میکنم
مشق زروے سرخط استاد میکنم	عیشم مکن که بهرے یاد میکنم	دارم سواد خط تو بر صفحۂ ضمیر
خون میکشایم از رگ افسردگان عشق	باد غرور را رگ گردن قوی کند	ویران او زضربت جلاد میکنم
زان رو سراغ خانۂ صیاد میکنم	از ناله کار نشتر فصاد میکنم	وحش دلم رمیده واز دام جسته است
	بر چرخ رخنه میکنم از آه خود ظهیر	بر سنگ کار تیشۂ فرهاد میکنم

صاحبقران کے آنکھوں مین آنسو بھر آئے فرمایا کہ ملکہ ہمکو تو بخیر و عافیت پایا شکر ہی کہ پروردگار نے ہر ایک
مصیبت سے بچایا مگر نہین معلوم اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق اسیر طرۂ گیسو ذبیح خنجر ابرو ملکہ
گلفام آتشخو شعلہ مزاج پر کیا گذری اپنے غصے مین اپنے کو برباد کیا ہمکو اس مصیبت مین پھنسایا آپ نہین معلوم
کس بلا مین مبتلا ہین ملکہ قمر پیکر نے کہا خدا اُنکی آبرو بچائے حضور کو اُنسے ملائے والدین کو بھی اُنکے خبر ہوئی امیر
نے فرمایا اُنکے والدین نے بڑا کام کیا صدق دلسے مطیع اسلام ہوئے اُنکو مصیبت سے بچایا خود گرفتار ہوئے
زندان مصیبت مین پھنسے مگر ملکہ گلفام بخوف جان و آبرو کہ تنہا صحرا نوردہ ہو مین آج تک حال نہین کھلا کہ انپر

کیا گذری کہان گئین دشمن کے پاس ہین یا کسی دوست سے ملاقات ہوئی نہین معلوم کیا بات ہوئی اب تمکو ہم اسی قلعہ مین چھوڑتے ہین ہمین ابھی کئی مرحلے فتح کرنا ہین ابلیس مشہور بھاگ کر خرم حصار پر گئے ہین مگر ایک شب بشکل صاحبقران قلعۂ محیط مین رہے گلعذار کنیز کو بھی اسی مقام پر چھوڑا اب لوح کو ملاحظہ کیا لوح مین جو حکم لکھا اُسکو خیال مین کرکے یکہ وتنہا طرف صحرا کے روانہ ہوئے ایک صحرائے پرفضا مین پہونچے دیکھا نہایت سبزہ ہے طائرون کی پکار عندلیب خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہے ہین نہرین نہایت آب وتاب سے جاری آب صاف وشفاف سے مملو نخل سرو پر قمریون کی کوکو امیر سیر صحرا دیکھ رہے ہین قریب ایک نہر کے بیٹھے ہین کہ نہر کے پانی نے جوش مارا موج آب بلند ہوا امیر کو پانی نے گھیر لیا جس مقام پر خود بیٹھے ہین وہ مقام تو محفوظ ہی تمام صحرا مین معلوم ہوتا ہی دریا جوش مار رہا ہی امیر نے لوح کو دیکھا لکھا تھا ایک برگ نخل توڑ کر یہ اسم پڑھو برگ کو پانی مین ڈالدو بشکل کشتی تیار ہوگا اُسپر سوار ہوکر مقام پر سیراب جادو کے پہونچوگے امیر نے برگ ڈالا اُسنے کشتی کی شکل پیدا کی امیر اُسپر سوار ہوئے کشتی چلی دور سے ایک قصر دیکھا اُسمین ایک ساحرہ بیٹھی ہوئی سحر کر رہی ہی کشتی اُس قصر کے برابر پہونچی ہی برابر قصر کے آکر کشتی نے چرخ مارا غرق دریا ہوئی اب جو امیر نے آنکھ کھولی اپنے کو برابر سیراب جادو کے پایا سیراب کے سامنے جام آب رکھا تھا امیر نے پھینک مارا امیر نے دیکھا تمام قصر پانی سے مملو ہوگیا سیراب کا کہین نشان نہ پایا امیر گھبرائے کہ یہ آبرو بچاکر کہان گئی لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ پانی مین خیال کرکے دیکھو ایک نہنگ سیاہ غوطے مارتا ہوا آتا ہی اگر تیر انداز مبدل ہوا اور تمھارا تیر اُسکی پیشانی پر پڑا تو سیراب کو مارا ورنہ تیر پلٹکر تمھارے سینے پر پڑیگا پتھر کے ہوجاوگے اسکے ہر حملے سے امان نہ پاوگے امیر نے نہنگ پر تیر مارا نہنگ کی پیشانی پر پڑا توڑکر پشت کو پار گذرا دریا مین شور پیدا ہوا اندھیرا ہوگیا سنگباری برفباری ہونے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من سیراب جادو بود امیر نے اپنے کو اُسی صحرا مین پایا مگر چشمے سب نابود ہوگئے تھے امیر نے پھر لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا ای فتاح طلسم وای سیار این عجائبات اگر خدا فضل کرے اور سیراب جادو قتل ہو طرف مغرب کے جانا چاہیے امیر اُسی طرف چلے ایک جنگل مین پہونچے دیکھا ایک دیو نعرے کر رہا ہی امیر کو دیکھکر دوڑا امیر لوح نہ ملاحظہ کرنے پائے تھے کہ اُس دیو نے زاغ نول مارا امیر نے تلوار سے قلم کیا اُسنے چاہا گولی بناکے کھا جاؤن امیر نے ہاتھ تلوار کا مارا دیو نے ہنسکر سر آگے کردیا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے بعد دم بھر کے دو دیو بنکر کے تیار ہوئے جون جون صاحبقران قتل کرتے ہین اُسی شکل کے دیو بنکر امیر پر حملہ آور ہین امیر سوچے کہ مین نے لوح کو نہین دیکھا بڑی غلطی کی اب جو لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اگر دیو حملہ کرے تم وار نہ کرنا اگر غلطی سے ایسا ہوا اور دیو زادون نے مجمع کیا خیال کرکے ان سب کے بیچ مین دیکھو ایک دیو فیل سر کھڑا ہی سحر کر رہا ہی پیشانی پر اُسکے خال سفید ہی اُسپر تیر مارو سب دیو جل جائینگے امیر نے وہی کیا اُس دیو کے جسم سے شعلے نکلے سب دیو جل گئے آواز آئی کشتی مرا نام من عفریت جادو وزیر طلسم بود دیگر دیکھا کہ ایک قصر سیاہ جنگل مین بنا ہی اُسکے دروازے پر چند زنگی جوانان یک رنگی بیٹھے ہین امیر تلوار کھینچکر اُنپر جا پڑے چند زنگی اُسمین کے مارے گئے چند نے فرار پر قرار کیا امیر نے اندر مکان کے آگے دیکھا دو ہزار شاہ وشہریار زادے اُس مکان مین قید ہین امیر نے سب کو رہا کیا یہ سب مقیدان طلسم تھے سب بصدق مسلمان ہوئے ایک مرد ضعیف نے آکر ایک صندوقچہ پیش کیا دست بستہ عرض کی کہ اسمین تیغہ نگار سلیمانی زرہ وخود سب سامان آپ کے واسطے موجود ہی بانیان طلسم نے ہدایت کی تھی کہ جب یہ قیدخانہ ٹوٹے قیدی چھوٹین یہ امانت طلسم کشا کو دیدینا امیر نے اُس مرد ضعیف کا شکریہ ادا کیا

سلاح جسم پر آراستہ کیے ایک سمت ہزارہا مرکب بندھے تھے ایک کوٹھے سے ہتھیار نکلے سب جوانون کو آراستہ کیا خود بھی مرکب طلسمی پر سوار ہوے بارہ سو جوانون کو ساتھ لیکر چلے مگر مشہور جادو و ابلیس جب قلعہ خرم حصار مین آئے خرم شاہ پہلوان نے بڑی عزت و آبرو سے ان سب کو اُتارا ابلیس کے واسطے قصر مقرر ہوا بادشاہ تخت پر بیٹھا خرم افیل پیکر نے تمام حال سنا کہا حضور طلسم کشا کو چیر پھاڑ کے پھینکدونگا ڈیڑھ لاکھ فوج لیکر بیرون قلعہ اُترا انتظار مین ہی کہ طلسم کشا آئے تو مقابلہ کرون مگر صاحبقران اُن جوانون کو ساتھ لیے ہوے چلے آتے ہین شام کو ایک مقام پر اُترے حکم دیا کہ سویرے لشکر تیار ہو اور روارو کرکے چلے تیسرے دن ایک صحراے ویران مین اگر اُترے خاطر کھا کے پلنگ پر بیٹھے کہ رونے کی آواز کان مین آئی اسطرح کی صداے دردناک تھی کہ دل بیقرار ہو گیا کوئی رو کر کہتا ہی ای فلک کج رفتار ای گردون غدار یہ کیا کجروی ہی جو تو نے میری ساتھ کی ہی اسطرح کی آوازین جب کئی مرتبہ آئین صاحبقران گھبرائے اُٹھے کسی کو خبر نہ کی لشکر سے نکلکر چلے ایک درخت کے سائے مین آکر دیکھا کہ ایک شخص نوجوان بیتاب و پریشان کبھی سر پیٹتا ہی کبھی اُٹھتا کبھی بیٹھتا کبھی یہ اشعار عبرت آثار زبان پر جاری ہین

نظم

غیر پر خون نہ ثابت ہو یہ ممکن ہی نہین
مین ہون وہ شوخ کہ کیا کیا نہین کھولا ہوتا
حشر مین کتنی نکلتی مین جو چھالے پھٹتے
ان نگاہون مین کسی نے ہمین تولا ہوتا

آنکھ نے چھپنے کا راز اسکے نہ کھولا ہوتا
میرا قاتل تو کوئی ایسا بھولا ہوتا
سرد مہری کا دم سرد کی رونا ہی عبث
دل بیتاب نے دروازہ تو کھولا ہوتا
چرخ انگار و نہ لوٹا تھا شب وصل جلال

دل تو کہتا کہ ذرا جھلکو ٹٹولا ہوتا
بند یون بیٹھنے دیتا نہوئی خلوت یار
اشک گرم آنکھ سے گرتا تو وہ اولا ہوتا
قتل کرنے پہ ہمارے جو تلے رہتے ہین
ہم تو خوش ہوتے اگر حلقے پہ کولا ہوتا

امیر گھبرا کر قریب پہونچے فرمایا ای جوان رعنا ای دردمند وای فلک کے ستائے ذرا آنکھ کھول اپنا حال مفصل بیان کر ان بیقراریون کے سننے کی طاقت نہین اُس جوان نے کہا ای شخص مہر پدری کا غرا تیرے کلام سے ملتا ہی رنگ مہر و محبت سے غنچہ آرزو کھلتا ہی امیر بیٹھ گئے بہ محبت پشت پر ہاتھ رکھا فرمایا ای برادر یکجان برابر کیفیت ہو مفصل بیان کرو تمھاری حل مشکل مین جانبازی کرینگے گل آرزو تمھارا جستجو کرکے تم تک پہونچا دینگے یہ سنکر وہ جوان وجد مین رقص کرنے لگا ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا کبھی امیر کے چہرہ زیبا کی بلائین لین کبھی ترقی عمر و دولت کی دعائین دین کبھی گھبرا کر کہتا ہی ای جوان میری حل مشکل مین تو کوشش کریگا دامن مدعا گل مراد سے بھریگا پہلے مجھے اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ کر امیر نے فرمایا ای غریق چاہ الفت وای گرفتار دام محبت تو نے ذکر سنا ہوگا ذرہ ہاے ریگ بیابان پہچانتے ہین دیو جن بھی میرے نام کو جانتے ہین یعنی صاحبقران زمان ثانی سلیمان حقیر پر تقصیر امیر جہانگیر یہ سنکر اس شخص کا وجد اور بڑھا کہتا تھا مصرع ای مسیحا مین ترے منھ کے نثار + آپ سے مشکل میری حل ہوگی اب طبیعت بیکل نہوگی اصل یہ ہی کہ جہاندار شاہ میرا نام ہی یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہی کہ اسکو قلعہ سر منگان کہتے ہین سب میرے ملازم اُسی قلعہ مین رہتے ہین مین اپنے دربار مین بیٹھا تھا ایک دن ایک شخص آیا سیاح تھا تمام عالم مین پھرا کہتا تھا کوئی کوہ و دشت و بیابان مجھسے باقی نہین آبادی مین بھی بہت پھرا ایک قلعہ ہی کہ اسکا قلعہ روح افزا نام ہی وہان کا بادشاہ ملک احکام زرین پوش اُسکی دختر بلند اختر ملکہ شمسہ ماہ پیکر بعد سال بھر کے اپنے قصر جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوتی ہی ہزارہا عاشق جمع ہوتے ہین مگر کسی کو اُسنے قبول نہین کیا اسقدر مغرور حسن و جمال ہی کہ ہزارہا نامہ و پیام بخواہش عقد طالبان حسن نے بھیجے مگر اُسنے قبول نہین کیا مین بھی یہ ذکر سنکر وہان پہونچا جمال جہان آرا کو دیکھکر عاشق ہوا مگر فوج و لشکر ساتھ لیکر

گیا تھا اب ارادہ ہوا کہ مصور تیز دست کو بلاؤں اپنی تصویر کھینچواؤں پیش گاہ بادشاہ بہ عجز پیش کروں اگر عجز و مجبوری
کو نہ مانیگا تو مجھکو دعوی زور بازو کا بھی تھا یہی ارادہ ہوا کہ جنگ کرونگا اہالیان قلعہ کو تنگ کرونگا ملیں مین تصویر
کھینچوانے پایا ایک دن شہر مین غلغلہ ہوا مین نے ہرکارون کو بھیجا کہ جلد خبر لاؤ یہ لوگ کیون روتے ہین کیسا
ہنگامہ آج بڑا ہی ہرکارون نے آکر مجھکو خبر دی کہ ملکہ نہا کر اپنے کوٹھے پر کھڑی ہوئی تھین اُدھر سے ایک دیو
قتال کا گذر ہوا جمال جہان آرائے ملکہ کو دیکھکر دیو قتال بھی دیوانہ ہو گیا جوش مین گرا ملکہ کو اٹھا لیگیا بیرون
شہر اسی بادشاہ کا ایک باغ اُس حوالی مین تھا اُس باغ کا مثل نہین ہے اُس پہر دیو قتال نے اپنا رنگ جمایا اُسی باغ
مین اُتر پڑا اگر کسی نے آنے کا ارادہ کیا باغ سے نکل کر اُسکو کھا گیا جب ہزار پانچ سو آدمیون کو اُسنے کھا لیا تب
بادشاہ نے بڑے بڑے پہلوانون کو بھیجا کوئی دیو کا سامنا نہ کرسکا بادشاہ نے ناچار ہوکر اشتہار عام دیا کہ جو کوئی اس
دیو قتال کو قتل کرے میری بیٹی کو لاکر مجھسے ملائے اُسی کے ساتھ شادی کرونگا مین زبردستیان اُس دیو کی دیکھ چکا تھا
ایک پہاڑ کا پہاڑ ہے انسان کی کیا حقیقت کہ اُسکے سامنے جاسکے صورت ہی دیکھکر طائر ارواح قفس جسم خاکی سے نکل جائے
صورت اُسکی دیکھکر غش آتا ہے آپ بادشاہ نے بہت سی کنیزین سامان کھانے پینے کا اُس باغ مین بھیجدیا وہ معشوق
پریچہرہ مثل بوئے گل کے اُسی باغ مین رہتی ہے دیو جا بجا پھرنے جاتا ہے شکار کرکے لاتا ہے سامنے اس نازنین کے ناچتا ہے
کودتا ہے ملکہ خاموش خوف جان سے کچھ نہین کہ سکتی اگر کہا تو یہ کہا جب جی چاہے مجھکو کھا لے وہ کہتا ہے ای جان جہان
وای آرام دل مشتاقان میری زندگی تیرے نظارۂ جمال پر موقوف ہے آٹھ پہر زیارت دیدار مین یہ غلام مصروف ہے ای شہریار
کئی مہینے مین صحرا مین اُتر رہا آخر ناچار ہوکر اپنے ملک مین آیا سوزش ہجر نے اسقدر بیقرار کیا آخر یکہ و تنہا نکل آیا مثل مجنون
اسی نخل کے نیچے پڑا رہتا ہون اکثر ملازم آتے ہین بہت سمجھاتے ہین مین جواب بھی کسی کو نہین دیتا امیر نے فرمایا
ای جہاندار شاہ ہرچند کہ مین بڑے کام پر جاتا ہون بڑی آفت مین مبتلا ہون مگر پہلے تمہارے ساتھ چلونگا یقین کو جو
ہے کہ دیو قتال مجھکو بھی ضرور جانتا ہوگا جب مین پردۂ قاف گیا چھتیس برس کی سیر کی کوئی مقام دیو پریزاد جنات
کا مجھسے نہین چھوٹا جو دیو پردۂ دنیا مین ملا اُسنے بھی کہا کہ تمہارے خوف سے بھاگ کر پردۂ دنیا مین آگئے تھے یہان
بھی چین نہ لینے دیا جب مین نے دیو عفریت کو طلسم ملعونہ مین جاکر مارا اُس روز کئی لاکھ نرپات دیو جمع تھے بعد قتل
عفریت وہ سب شکست کھا کے بھاگے پردۂ دنیا مین آئے کچھ طلسمات مین گرے بعض نے دنیا مین آکر اپنے کو چھپایا یا
خدائی کا دعوی کرکے بیٹھے یون میرے ہاتھ سے شکست کھائی دیو لقا بالقابے زرین تن بنکر ملک فرنگستان
مین خدائی کرتا تھا جب مین نے فرنگستان فتح کیا اسکو بھی بھگایا دیو گوسالہ سحور ملک زرنگبار مین خداوند بنکر بیٹھا
وہ بھی آخر میرے ہی ہاتھ سے بھاگا لباس منگاؤ صبر کرو میرے ساتھ چلو انشاء اللہ دیو قتال کو مار ڈالونگا شمسہ ماہ پیکر
کی شادی تمہارے ساتھ کرا دونگا اتفاق سے چند ملازم جہاندار شاہ کے کچھ کھانا وغیرہ لیکر آئے تھے انہین ملازمون سے
جہاندار شاہ نے کہا تھا ہماری بارگاہ و لباس تاج و تخت لیکر آؤ ہم صاحبقران کے ساتھ جائینگے یہ سنکر
ملازم نہال ہو گئے سب اسباب عیش و نشاط لباس و جلوس شاہانہ لیکر حاضر ہوئے ملازمان صاحبقران بھی آگئے
دوسرے دن امیر نے جہاندار شاہ کو تخت پر بٹھایا آپ مثل سپہ سالار ساتھ ہوئے طرف شہر شمسۂ ماہ پیکر
کے چلے بعد قطع منازل و طی مراحل قریب شہر زرین پوشان کے پہونچے صاحبقران باغ سے دو کوس
ہٹ کے اُترے ایک نامہ احکام زرین پوش کو لکھا ای احکام نیک انجام سنو زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ
صاحبقران امیر عالیشان ملک جہاندار شاہ کو لیکر آیا ہون کہ دیو قتال سے مقابلہ کرون تمہاری دختر کی شادی

ساتھ ملک جہاندار شاہ کے ہو لہذا تم بھی آ کے تماشا دیکھو یہ نامہ جو احکام زرین پوش کو پہونچا گھبرا کر وزرا سے پوچھا یہ صاحبقران کون شخص ہین کہ دیو سے لڑنے آئے ہین وزرا نے تمام کیفیت جاہ و جلال صاحبقران سامنے احکام زرین پوش کے بیان کی کہا اُنھون نے ہزارہا دیوزاد مارے یہ خوشخبری سنکر احکام زرین پوش سوار ہوا مع فوج و لشکر خدمت مین صاحبقران کے آیا امیر بہ لطف پیش آئے اب ان لشکرون کو ساتھ لیکر قریب باغ اُترا ترے جہ جا جو اس مقام پر ہوا دیو قتال باغ مین بیٹھا ہے ملکہ ثمسہ ماہ پیکر مسند پر گرد کنیزان سیمبر اسوقت دل بہلانے کو گانا ہو رہا ہے ملکہ کی آنکھون سے آنسو جاری غصے مین کہہ رہی ہین او موئے مونڈی کاٹے مردار خوار عیار مکار تو مجھے کہتا ہے مین اس کشاکش سے مہلت پاؤن زندان مصیبت سے چھوٹ جاؤن دیو جواب دیتا ہے ای شہنشاہ خوبی ای سرو باغ محبوبی خاک کھاؤن انگارے کھاؤن تجھ ایسے محبوب کو پردۂ چشم مین رکھون آنکھین فرش کرون دل کے اندر رکھون کہ نوبت نقارے کی صدا کان مین آئی دیو نے گھبرا کر کہا اری نرگس ذرا دیکھ تو آ یہ نوبت نقارہ کیسا بجتا ہے کنیز دوڑی ہوئی گئی ہانپتی ہوئی آئی کہا حضور بڑا لشکر اُترا ہے کوئی شخص آپ کے مقابلے کو آیا ہے بارگاہ مین استاد ہو رہی ہین یہ نقارے دافعے کے بجے ہین دیو قتال نے کہا ذرا مفصل دریافت کر کہ مجھ سے جو لڑنے آیا ہے اسکا کیا نام ہے نرگس نے کہا میان دیو صاحب مین نے پہلے ہی دریافت کیا کوئی صاحب ہین صاحبقران والی قاف و دنیا داماد لوشیروان ملک جہاندار شاہ کو ساتھ لیکر آئے ہین یہ سنکر دیو قتال گھبرا گیا کہا اتنا دریافت کر کہ وہ شخص داماد شہپال بن شاہرخ تو نہین شوہر آسمان پری پدر قریشہ سلطان اگر وہی جوان ہے تو مین مقابلہ نہ کرونگا اُسنے لاکھون دیو مارے چھتیس پردۂ قاف کی سیر کی ثانی سلیمان لقب پایا دیو عفریت کو قتل کیا مین اُسی کے خوف سے بھاگ کر پردۂ دنیا مین آیا پردۂ ششم کا بادشاہ ہون جب عفریت سے مقابلہ پڑا مین عفریت کا سپہ سالار تھا اُسی ظالم کے ہاتھ سے زخمی ہو کر بھاگا یہان آ کر صحت پائی اُس کنیز نے کہا یہ جھگڑا مین نہین دریافت کر سکتی دیو قتال نے کہا یہ کوئی اور شخص ہے گولی بنا کر کھا جاؤنگا انسان کی یہ حقیقت ہے میرے برابر کب قوت ہے سب کو اُٹھا کر کھا جاؤنگا یہان تو یہ کیفیت ہے مگر صاحبقران قریب اُس باغ کے فروکش ہوئے طبل جنگی بجوایا رات بھر تیاری رہی صبح کو امیر بر پشت اشقر پر سوار ہوئے ملک جہاندار شاہ و احکام زرین پوش دست راست و دست چپ صاحبقران کے پشت پر تین ہزار جوانون کا لشکر اس کر و فر سے میدان مین آ کر پہونچے دیو قتال بھی باغ سے نکلا صاحبقران کو بہ نگاہ غور دیکھنے لگا اب اسنے پہچانا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آ گیا قلب تھرا گیا دل مین سوچتا ہوا میدان کارزار مین آیا ارادہ یہی ہے کہ چند ساعت لڑ کر کل کا وعدہ کرون رات کو ملکہ کو لیکر نکل جاؤنگا مجھکو کون پائیگا یہ سوچکر میدان مین آیا پکار کر آواز دی میر القمہ چرب کہان ہے انسان ہماری غذا ہے جیسے ہی اُسنے نعرہ کیا صاحبقران سامنے احکام زرین پوش کے آئے اجازت طلب کی احکام نے کہا ای شہریار مین کیونکر اجازت دون کہ آپ اس پہاڑ کے مقابلے کو جائین اس ملعون کی صورت دیکھکر دل کانپتا ہے امیر نے فرمایا اب تو مین ارادہ کر چکا اجازت دیجیے پھر تماشا دیکھیے صاحبقران عذر کر رہے ہین احکام کہتا ہے کہ دل نہین چاہتا کہ آپ اس پہاڑ کے مقابلے مین جائین قضا سے کار نقابدار زرین پوش جسکے سر پر باز سفید سایہ فگن رہتا ہے شتر لاکھ نرہ پا دیو ہمراہ بارہ ہزار جوانان زرین پوش سردار کا نمودن پر دیوزادون کے سوار مرکب سوارون کے دیوزادون کی بغل مین دبے ہوئے سائبان زرنفتی کہ سوگز کا سر پر کھنچا ہوا دیوزاد بیرقین طلائی و نقرئی ہاتھون مین لیے ہوئے نوبت نقارے بجاتے ہوئے مرکب سہ حشیمی نقابدار کا ایک دیو کی گردن پر عیار مثل گلدستے کے آراستہ

نقاب چہرے پر پشت پر نقابدار کے عیار رگس الٰی کرتا ہوا اس جاہ و جلال سے نقابدار مذکور بعد سرور پردۂ قاف سے لپٹا ہوا آتا ہی برائے مقابلہ قہقہہ سہر حشمی چلا ہی اس خیال سے کہ ہمیشہ قہقہہ بر سر آسمان پری لشکر کشی کر کے آتا ہی اکثر شکست دی جان بچا کر بھاگ جاتا ہی ایکی پردۂ تاریک مین ہین وہان معرکے پڑین ابکی انشاء اللہ اسی پہاڑ مین جا کر لڑین کہ عیار نقابدار کی نگاہ پڑی کہ ایک دیو خونخوار میدان کارزار مین ٹہل رہا ہی صاحبقران کا قصد ہی کہ جا کر مقابلہ کرین ایک تاجدار سے اجازت لے رہے ہین بس عیار نے نقابدار سے کہا ای نقابدار بہادر ایک دیو میدان مین اسلم کر رہا ہی اسکو حضور جا کر سزا دین صاحبقران سے آج معرکہ عظیم ہی دیو بھی بڑا زبردست معلوم ہوتا ہی امیر پہلو تہی کر رہے ہین عقل سے مفہوم ہوتا ہی نقابدار نے کہا خاموش وہ کبھی ایسا کلمہ زبان سے نہ نکالنا امیر سمندرون ہزار دست سے لڑے پردۂ قاف مین کہان نہین معرکے ہوئے یہ مرد مردانہ شیر فرزانہ کبھی کسی سے نہین دبے ایسا نہو امیر سنلین تو کبیدہ آزردہ ہون یہ کہکر نقابدار نے تخت سے نعرہ کیا او دیو بدخو کیا بیہودہ بکتا ہی مین تیرا ہم نبرد ہون یہ کہکر نقابدار تخت سے کود انکہ جرأت یہ تھا کہ پشت مرکب پر نہ سوار ہوا اس خیال سے کہ دیو پیدل ہی اپنی شوکت امیر کو دکھانا منظور تھی لیکن صاحبقران کو بھی آواز دی ای شہریار آپ تکلیف نہ فرمائین مین اس لعون سے سمجھ لونگا امیر دیکھ کر رہ گئے نقابدار بصد شوکت و وقار سامنے دیو قتال کے آیا قضائے کار دیو قتال نے وار کا ہاتھ اٹھایا ہی کہ اسکا بڑا بھائی موسوم بہ بھونچال اپنے بھائی کو دیکھنے کو آیا تھا اسنے جو دیکھا کہ میرے بھائی سے ایک نقابدار سے مقابلہ ہو رہا ہی آسمان سے نعرہ کر کے زمین پر گرا آواز دی ہان بھائی صاحب نقابدار کو بیچ مین سے چیر ڈالو ایک لقمہ تم کھاؤ ایک ہمین دو یہ کہکے دوڑا نقابدار نے دیو قتال کی وار پر ہاتھ ڈالا ہی کشاکش پڑی ہی بھونچال نے جو قصد کیا کہ مین بھی وار مار دون امیر کو تاب نہ آئی وہین سے نعرہ کیا او مردود کیا کرتا ہی اشقر سے کود کر دوڑے وہ وار رہا کر چکا امیر نے دوڑ کر سینہ سپر کر دیا آڑے ہو کر کلۂ وار پر ہاتھ ڈالا ہاتھ سے قطرے خون کے ٹپک پڑے ادھر تو نقابدار نے تکہ مارا دیو قتال کی وار کھینچکر پھینکی امیر نے بھونچال کی وار کھینچی قتال نے نقابدار پر ہاتھ مارا بھونچال نے امیر پر نقابدار نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر نعرۂ شیرانہ کیا امیر نے بھونچال کی گردن پر ہاتھ رکھکے ہکا مارا دونو سر زمین سے ملگئے نعرون سے شیرون کے کلیجے زمین کے ملگئے سب دیکھ رہے لشکر نقابدار بھی آگیا نقابدار قتال سے امیر بھونچال سے لڑ رہے ہین کس غضب کے معرکے پڑ رہے ہین نقابدار نے جلدی کر کے کمر بند مین قتال کے ہاتھ ڈالا امیر نے بھونچال کو اٹھایا دونون جوانون نے چرخ دیکر دیو نکو زمین پر مارا نقابدار چھاتی پر قتال کی امیر سینے پر بھونچال کے صاف ثابت تھا کہ دو ستارے دو پہاڑون پر چمک رہے ہین نقابدار نے قتال سے سوال اسلام کیا اسنے جواب سخت دیا نقابدار غصے مین اٹھا امیر نے بھی یہی حرکت کی سوال کرنا ہمین کا قاعدہ ہی جب وہ جون سنکر ہوا اور جواب سخت دیا امیر سینے سے اترے نقابدار نے قتال کو امیر نے بھونچال کو قتل کر پاس کہنہ چیر پھینکدیا ادھر تو نقابدار اٹھا جوش جرأت مین پکارا منم فتاح طلسمات عالم صاحبقران اعظم محترم و محتشم کہ تا زمیدان جلالت سرو بوستان شوکت اگر رستم ہوتا حلقۂ اطاعت کان مین ڈالتا امیر نے کہا ای نقابدار بس اپنی تعریف اپنی زبان سے نقابدار نے کہا آپ انصاف نہین کرتے کہ مین نے قتال کو مارا امیر فرماتے ہین ای نقابدار جسکو مین نے مارا وہ بڑا بھائی تھا سب باتون مین زیادہ آپ پر وار لگا چکا تھا جب مین نے بڑھکر سینہ سپر کیا تمسے بھی موجود ہون نقابدار نے کہا مین نہین چاہتا کہ سر میدان بانٹنے سے لون بس امتحان ہو گیا اگر انصاف کیجیے تو بانی مجھے دیجیے امیر نے فرمایا آئیے مقابلہ ہو جائے نقابدار نے کہا دو پہر کامل ان دیوزادون سے کشتی ہوئی اگر آپ زیر ہونگے تو عذر کرینگے کہ مین تھکا ہوا تھا جس سردار

یا کسی فرزند پر آپ کو ناز ہو اسکو مجھسے لڑوا دیجیے حال کھل جائے امیر نے فرمایا تو آج سے بانہمارے صاحبقران کا نام
نہ لینا یا فیصلہ ہو جائے تو بہتر ہی نقابدار کہتا ہی بس مین ٹالتا ہون آپ نہین مانتے دیکھیے انجام اسکا بہتر نہین امیر نے
فرمایا کیسا انجام کیسا آغاز جو کچھ ہوگا سامنے مردان عالم کے کھل جائیگا نقابدار نے کہا خیر جو آپ کو یہی منظور ہی تو مین جاکر
طبل جنگی بجواتا ہون صبح کو میرے آپ کے مقابلہ ہوگا یہ کہکر نقابدار پلٹگیا بارگاہ مین داخل ہوا افسوس کرتا تھا مگر بہ مجبوری
طبل جنگی بجوایا ہرکارے جو حاضر تھے انھون نے صاحبقران کو خبر دی امیر نے کہا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی
طبل جنگ بجے دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین مگر بعد قتل دیو قتال احکام باغ مین پہونچا ملکہ شمسہ طلعت بیگم
کو محافۂ زرین مین سوار کر کے اپنے قلعے مین لایا امیر نے اول ہی سوال اسلام کیا تھا احکام بصدق مسلمان ہوا
امیر نے وعدہ کر لیا ملک جہاندار شاہ کے ساتھ شادی کرنا ہوگی احکام نے وعدہ کیا کہ آپ کی کنیز ہی جو اسکے
حق مین مناسب ہو وہ حضور کرین امیر فرما رہے ہین ای جہاندار شاہ مجھکو تمھاری شادی کی بڑی فکر ہی انشاء اللہ کل
نقابدار سے بہ آبرو فیصلہ کرون مگر یہ نقابدار مثل اور نقابدارون کے نہین ہی سامان شوکت ظاہری جو اس نقابدار نے
مہیا کیا ہی ایسا آج تک کسی فرزند کو میرے ممکن نہین ہی جہاندار شاہ تصدق ہو رہا ہی امیر کو خواجہ کے نہونے کا بڑا
انتشار ہی کہ کل مقابلہ جانبازی ہی خاتمہ سرفرازی ہی جو کچھ ساٹھ برس مین ممکن کیا وہ کیونکر دیا جائے جان و آبرو کا سامنا
ہی جہاندار شاہ کہتا ہی ای شہریار خدا آپ کو غالب کرے لشکر مین تیاریان ہو رہی ہین نقابدار کا لشکر بحساب شمار لالا
نرہاسے دیو بارہ ہزار جوانان جرار ہین اسپر مقام پر یہی صلاح ہی کہ اسی مین یار و فلاح ہی کہ کل ہمارے نقابدار کو اگر
کوئی چشم زخم پہونچا خوب تلوار چلیگی طلسم کے قیدی و ملک جہاندار شاہ عاشق جمال ملکہ شمسہ ماہ پیکر یہ لوگ کیا
اُٹھ لشکر امیر مین یہ ذکر ہی کہ امیر ہمارے جان بخش ہین اگر کل خدانخواستہ انکے دشمنون کے واسطے کچھ باعث خرابی
ہوا اپنی جان دینگے قدم پیچھے نہ ہٹائینگے اسی ذکر مین تھے کہ فوج شہنشاہ زرین نے لشکر انجم پر شبخون مارا شاہ
انجم سپاہ نے شکست کھائی شاہنشاہ نیر اعظم بصد شوکت و حشم مع فوج شجاع و ضیا میدان چرخ زبرجدی
مین صف آرا ہوا لشکر جانبین کے تیار ہوے امیر نماز پڑھکر سوار ہوے اُدھر نقابدار زرین پوش مرکب حبشی
پر سوار ہوا کل فوج کو ساتھ لیکر میدان کارزار مین آیا دیکھا صاحبقران بصد شوکت و شان پشت اشقر پر سوار
نیزہ ہلاتے ہوے گھوڑا جھکاتے ہوے میدان کارزار مین آکر پہونچے نقیبون نے بڑھکر نقابت کی کہ ای مردان عالم
یہ میدان کارزار ہی قدم پیچھے نہ ہٹے دنیا کی کیا حقیقت ہی بڑے بڑے شاہان جلیل اپنے سردارون کے طفیل اس
دار فانی سے حسرت ساتھ لیکر اُٹھ گئے اب انکا کوئی نام نہین لیتا نشان قبر بھی باقی نہ رہا اسطرح کے کلمات حسرت
آیات جو نقیبون نے کہے بہادر جھومنے لگے قبضۂ شمشیر چومنے لگے ہر طرف سے یہی صدا تھی کہ یارو نقیبون نے دل
غم عالم سے پھیر دیے دنیا کے حال فانی سے آگاہ کر دیا مگر نقابدار نے مرکب اپنا بڑھایا میدان مین آکر پہونچا فنون
سپاہگری دکھانے لگا تیر اندازی ایسی کی کہ گوشون مین بہادر سہم گئے چلّے کی آواز نہ دے سکے جب شمشیر زنی دکھائی
نعل مرکب کے ہلال تراشے گھوڑا دوڑایا دو گھڑی کامل فنون سپاہگری دکھائے گھوڑے کو روک کر کھڑا ہوا اور
صاحبقران کو بہ نگاہ قہر و غضب دیکھتا تھا آواز دی ای شہنشاہ گیتی ستان یا صاحبقران زمان یہ خنجر حاضر
ہی امیدوار ہون کہ سرفراز فرمائیے امیر نے اشقر کو بڑھایا تمام سردار پیدل ہو کے دوڑے عرض کی ای شہنشاہ
گیتی ستان اگر حکم ہو غلامان جانباز حاضر ہین مقابلہ نقابدار مین جائین صاحبقران نے فرمایا یہ نقابدار ایسا نہین ہی
کہ جسکے مقابلے مین کوئی غیر جائے آج حقیر اس سے مقابلہ کریگا آج روز جانبازی ہی یہ کلام حسرت جو امیر کے منہ سے ۱۵

لگے سرداران نامی رونے لگے امیر نے سب کو رخصت کیا اشقر کو بڑھا کر سامنے نقابدار کے آئے نقابدار نے جمال و جلال صاحبقران کو دیکھا دنگ ہو گیا جی مین کہتا ہی اس ضعیفی مین یہ جمال و جلال ہی حقیقت مین شیر بیشۂ عربستان ہین خدا کے بنائے ہوے صاحبقران ہین انکی صاحبقرانی کون مٹا سکتا ہی کون اس شیر نر سے آنکھ ملا سکتا ہی یہ سوچکر سلام کیا امیر نے جواب دیا فرمایا بسم اللہ اب کیون تامل ہی جابجا سردارون مین یہی غل ہی نیزہ اُٹھائیے کمال فنون سپاہگری دکھائیے حقیقت مین تمنے خوب سامان عظمت و شان پیدا کیا نقابدار نے کہا مین اپنے زمانے کا صاحبقران ہون پیش دستی نہ کرونگا امیر ہنس پڑے فرمایا ای نقابدار آپ نے یہ قاعدہ کہان سُنا یہ ہمارا قانون ہی نقابدار نے کہا پھر دیر نکرنے امیر نے فرمایا تکرار کیسی اب تو مقابلے مین آگئے برابر سے اُٹھائیے جانبین سے نیزے اُٹھے نیزہ چلنے لگا دونون لشکر نگران ہین اس زور و شور سے نیزہ چل رہا ہی کہ دیکھنے والے حیران ملازمان نقابدار تعریف صاحبقران کر رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ نقابدار صاحب نے بڑے کام کیے مگر آج مقابلہ سخت پڑا لڑتے لڑتے پہر بھر کامل نیزہ چلا کوئی کلمہ نقابدار نے سخت کہا امیر نے غصے مین اس زور سے ڈانڈ ماری کہ نیزہ نقابدار کا ٹوٹ گیا ہنگامہ واہ واہ کا بلند ہوا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ صاحبقران بڑے کامل و اکمل ہین نقابدار نے غصے مین آ کے نیمچۂ سہراب یل کھینچا چاہا وار کرون امیر نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا ایک پنجہ آسمان سے گرا امیر کو اُٹھا لیگیا مرکب کوتل مقابلے مین نقابدار کے کھڑا ہی نقابدار نے جو امیر کو نہ پایا پکار کر آواز دی لو صاحبو آج بھی معرکہ خالی گیا نہین معلوم کہ دوست تھا یا دشمن صاحبقران کو اُٹھا لیگیا ملازمان امیر نے گھوڑا پھیر نقابدار لیکر لشکر مین آیا عیار سے کہا خدا نے بڑا فضل کیا نیزہ بازی مین امتحان ہوا صاحبقران کل فنون مین بے مثل و بے نظیر ہین چرخ حسن و جمال کے ماہ منیر ہین اسی طرح تخت پر سوار ہو گیا مگر صاحبقران تموج ہوا سے بیہوش ہو گئے سانحہ یہ گذرا کہ ملکہ آسمان پری قلعۂ گلستان ارم مین تخت پر جلوہ فرما تھین ملکہ قمر لشیہ سلطان دنگل شوکت پر سب سرداران نامی دیوان گرامی بارگاہ مین جمع ہین تندرک دوڑا ہوا آیا عرض کی ای شہنشاہ پردۂ قاف کرریت بن قمقمہ سات لاکھ دیوزادون کی جمعیت سے آیا ہی کل آپکے مقابلے مین پہونچ جائیگا ملکہ آسمان پری نے حکم دیا لشکر تیار ہو کر بیرون قلعہ آیا مگر کرریت سات لاکھ نرہاے دیو سے چلا ہی ایک دن ایک جنگل مین پہونچا دیکھا ایک طرف جنگل مین آگ جل رہی ہی تمام صحرا آتش بہار ہو رہا ہی کرریت نے لشکر وہان اُتارا آپ ٹہلتا ہوا گیا قریب آگ کے پہونچا دیکھا ایک دیو ایک دیونی بیٹھے سحر کر رہے ہین کبھی اُچھلتے ہین کبھی کودتے ہین کرریت کو دیکھکر اُن دونون نے سلام کیا کرریت نے کہا تم کون ہو یہ کیا عجائب تیار کر رہے ہو دونون نے کہا ای شاہ ظلمات آپ نے ہمکو نہین پہچانا ہم فرزند عفریت ہین غار افراسیاب مین جا کر سحر سیکھا یہ زوجہ میری ہی میرا نام ہی قرطوس بن عفریت یہ معشوقہ میری الکنک آتشخوار ہم دونون نے سحر کا کمال بہم پہونچایا اب امیدوار ہین کوئی شاہ جلیل ہمکو ملے اسکے ساتھ ہو کر سلطنت آسمان پری کی مٹائین اس دختر شہپال بن شہرخ نے پردۂ دنیا سے ایسا آدمی بلایا کہ جسنے جتنی پریون کی سپر کی اُسکو جا کر مارین اُسکی سلطنت مٹائین کرریت نے کہا میرے ساتھ چلو مین جا کر آسمان پری کی تمھاری ریاست دلاؤن دونون نے کہا ہم حاضر ہین دونون مکار کرریت کے ساتھ ہوے آپسمین وعدے ہو گئے کہ ای کرریت جب تو لڑیگا تیرا زور بڑھائینگے تیرے حریف کا زور گھٹائینگے کرریت نے اپنا ہمنہ گران دونونکو چھپا کے رکھا ملکہ آسمان پری بیرون قلعہ فردوس ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی سات لاکھ نرہاے دیو سے کرریت بن قمقمہ آکر پہونچا ملکہ قمر لشیہ سلطان نے لشکر کو اپنے آراستہ کیا کرریت نے طبل جنگی بجوایا تندرک نے ملکہ آسمان پری

کو خبر دی یہان بھی نقارۂ رزمی بجا چار پہر رات تیاری ہوئی صبح کو دونون لشکر تیار ہوے ملکہ آسمان پری نے
جب دیکھا دونون لشکر میدان مین آ گئے آسمان پری نے فرمایا بیٹا قرلیشہ میرا دم گھبراتا ہی جی چاہتا ہی مین امیر کو
بلواؤن یہ کہکر تندرک سے کہا جس حال مین امیر ہون یہان لے آؤ میرا خود بخود دل گھبراتا ہی تندرگ کو روانہ کر دیا
تندرک نے جا کر امیر کو مقابلے سے نقارہ برگے اٹھا لیا یہان کرریت میدان مین آیا ملکہ قرلیشہ ہزار مرتبہ اسکو شکست
دیچکی ہین آسمان پری سے اجازت لیکر میدان مین آئین کرریت سے مقابلہ ہونے لگا مگر آسمان پری دیکھ رہی
ہین کہ ملکہ قرلیشہ جنگ مین کمی کر رہی ہین ملکہ پریشان کہتی ہین خداوندا خیر کیجیو قرطوس بن عفریت و کلنگ آتشخوار
ایک گوشے مین سحر کر رہے ہین یہی باعث ہی کہ قرلیشہ ہاتھ سے کرریت کے زخمی ہوئین کرریت نے چاہا سر کاٹ لون
سیاہ مارک سیہ کلہ دوڑ پڑا ملکہ کو بچایا خوب مقابلہ ہوا یہ بھی انتہا کا زخمی ہوا جو سردار گیا کرریت کے ہاتھ سے زخمدار ہوا
جب دو چار سردارون پر یہی معرکہ گذرا کرریت نے پانچ چار سردار جان سے مارے چالیس سردار زخمی کیے اب تو
آسمان پری نے کل فوج کو اشارہ کیا دونون لشکر ملگئے قرطوس و کلنگ ظاہر ہوکے سحر کرنے لگے جب سحر کیا
دو چار کے سر پھٹ گئے کوئی منھ کے بل گرا کسی کے دل پر ہول غالب ہوا میدان سے بھاگا ہر چند افسر روکتا ہی مگر نہین
رک سکتے یہان تک نوبت یہ پہونچی کہ لشکر آسمان پری نے شکست کھائی کبھی یہ دن کرریت کو کاہکو نصیب ہوا
تھا کہتا ہی آج ہی سب کو مارلو لشکر آسمان پری شکست کھاتا ہوا جاتا ہی کرریت مارتا ہوا چلا آتا ہی قرطوس و
کلنگ ظاہر مین سحر کرتے ہوے چلے آتے ہین اب تو آگ برسادی آگ کا مینھ برس رہا ہی ہر بہادر ایک ایک قطرۂ
آب کو ترس رہا ہی کئی کوس تک شکست کھاتے ہوے بھاگے ملکہ آسمان پری نے فرمایا معلوم ہوا ہمارا وقت زوال
آگیا پروردگار نے چھتیس پردون کی سلطنت دی تھی قرلیشہ سی بہادر زخمی ہوئی اب سلطنت ہماری نہ بچیگی یہ کرریت
کئی مرتبہ چڑھکر آیا شکست کھاکے بھاگا آج کیا ستم ہی معلوم ہوا فلک اپنی گردش دکھاتا ہی اس ظالم نے بڑے بڑے
شاہون کو پست کیا کمزورون کو زبردست کیا ملکہ آسمان پری نے جو یہ کلمات حسرت آیات کہے سننے والے رونے
لگے ہر ایک نے کہا بیشک ایسا اتفاق کبھی نہین ہوا ایسی شکست فاش کبھی نہ کھائی تھی فلک کے ہاتھ سے یہ ستم اٹھانا
ہی تھی شور گریہ و زاری بلند ہی ہر خورد و کلان درد مند ہی کرریت بڑے زور و شور سے قتل کرتا ہوا چلا آتا ہی اپنے ساتھ
والون کو ابھار رہا ہی کہ آج آسمان پری و قرلیشہ سلطان کو پکڑلو پردۂ قاف پر ہمارا قبضہ ہو آسمان پری
نے ناچار ہو کر دعا کی تندرگ صاحبقران کو لیکر پہونچا آسمان پری کے سامنے لاکر اتارا ملکہ نے جا امیر کو بیہوش
دیکھا سر زانو پر رکھ لیا بوے زلفین عنبرین آسمان پری جو دماغ امیر مین پہونچی آنکھ کھولدی آسمان پری کو
دیکھا فرمایا خیر تو ہی آسمان پری نے کہا اے شہریار لشکر پر شکست واقع ہوئی آپ کی پارۂ جگر صاحب شوکت و شان
ملکہ قرلیشہ سلطان ہاتھ سے کرریت کے زخمی ہوئین شکست فاش کھائی یہ سنتے ہی امیر اٹھے ایک دیو کو اشارہ
کیا وہ اشقر کی شکل مرکب بنگیا امیر اسپر سوار ہوے نعرہ کرکے چلے امیر کے جو نعرے کی آواز کان مین کرریت کے پہونچی تھرا گیا
جادوگرون سے کہا لو یار غضب ہوا صاحبقران اعظم آ گئے اسی ظالم کے ہاتھ سے سب بزرگ ہمارے مارے
گئے پردۂ قاف قبضے سے نکل گیا آج سمجھے تھے فتح نصیب ہوئی آرزوے سلطنت قریب ہوئی مگر آسمان پری حسن
اقبال ہی کہ جسکا شوہر صاحب جاہ و جلال ہی ساحرون نے کہا ہم اسکو بھی پکڑ لینگے ہمارے سامنے زور والے کا کیا کام ہی
یہ کہکے دونون بڑھے امیر نے علم فوج ظلمہ کیا ہزار ہا دیوزاد مارے مگر کرریت کی فوج بہت ہی چہار طرف سے نرغے
کو جمع ہو گئے ہین یہ بھی سب کو یقین تھا کہ اب لڑائی فتح کرلی سلطنت آسمان پری مٹادی امیر نے دیکھا

ہمارے حملہ سردار مع فوج مین گھرے ہین نکل نہین سکتے ملکہ قرلیشہ کو پچاس ہزار دیو لیے گھیرا ہی ملکہ قرلیشہ لڑ رہی ہین
کسی کا سر کھینچ لیا کسیکو ہاتھ تلوار کا مارا مگر مجمع فوج سے گھبرا رہی ہین تخت آسمان پری کو لاکھ نرکارے دیو نے گھیرا یہی قصد
ہی کہ گرفتار کرین ایک طرف سے وہ دونون ساحر سحر پڑھنے مین مصروف ہین مگر امیر زیادتی فوج سے بقرار
ہین اپنی تنہائی پر اشکبار ہین اگر پچاس ہزار کو ہٹایا لاکھ جمع ہو گئے صاحبقران نے بلک کر دعا کی کہ تیر دعا ہدف مراد
پر پہونچا آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی سب نے دیکھا نقابدار زرین پوش مرکب سہ چشمہ پر سوار باز سفید
سر پر سایہ فگن لاکھ دیو بارہ ہزار آدم زاد خود آگے بڑھا ہوا آتے ہی گرا فوج کفار پر حملہ آور ہوا جس دیو نے وار کیا اُسکا
وار رد کر ہاتھ مارا کسی کا سر اُڑ گیا کسی کی کمرگاہ پر ہاتھ پڑا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوے وہ دونون ساحر زن و شوہر سحر
کرتے ہوے بڑھے نقابدار کی فوج پر گولے مارے کئی ہزار دیو نقابدار کے گرے فریاد کی صدا بلند ہوئی ہر طرف سے آواز
آئی تھی نقابدار طرف جادوگرون کے چلا لڑتا بھڑتا جنگ رستمانہ کرتا ہوا قریب زن و شوہر کے پہونچا ہمراہیان نقابدار
نے فوج کو شکست دی دیوزادون کے قدم اُٹھنے لگے کریت پکار رہا ہی اے یارو لشکر نقابدار زیادہ نہین ہی ان سبکو گھیر کر
مار لو مگر قرطوس نے دہنے پر نقابدار کے آکر ہاتھ تیغہ سحر کا مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر گانٹھا شعلے آتش کے گرے مگر نقابدار
پر تاثیر نہوئی نقابدار نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے ایک طمانچہ مارا سر اُسکا اُڑ گیا زوجہ نے جو شوہر کا یہ حال دیکھا
غصے مین جا پڑی نقابدار نے گھوڑے سے اُتر کر اسکو بھی چیر کر پھینکدیا دونون جادوگرون کا مرنا کریت بدحواس
ہو گیا امیر کریت کے برابر پہونچے اُسنے زاغ نول مارا امیر نے زاغ نول کو قلم کیا اوپر سے ہاتھ تلوار کا مارا سر کریت کا
زخمی ہوا زخم کھا کر بھاگا امیر لڑتے ہوے قریب نقابدار کے پہونچے نقابدار نے سلام کیا امیر نے جواب دیا فرمایا وہان
تو مقابلہ رہگیا اب یہان مقابلہ ہو جائے نقابدار نے کہا اب ہم آپ کا مقابلہ دور گیا انشاء اللہ میرے آپکے مقابلہ
پردہ دنیا مین ہوگا امیر نے کہا جب آپ کے مزاج مین آئے نقابدار پیچھے لشکر کریت کے مارتا ہوا بھگاتا ہوا نکل گیا
امیر بفتح و فیروزی پلٹے فرمایا مجکو رخصت کرو آسمان پری نے کہا خدا نے آپ کو وقت پر پہونچایا ورنہ ان دو
ساحرون نے قیامت برپا کر دی تھی امیر نے فرمایا مجکو معرکہ عظیم درپیش ہی گرفتاری کوکب کا بڑا پیس و پیش ہی
آسمان پری نے حاملان تخت کو بلایا کہا جہان امیر کہین وہان پہونچا دو حاملان تخت امیر کو لیکر روانہ ہوے یہان
احکام واسطے صاحبقران کے بہت پریشان ہین کہ صاحبقران آکر پہونچے سب خوش ہو گئے حاملان تخت کو امیر نے
رخصت کیا خوشی خوشی داخل بارگاہ ہوے ملکہ شمسہ ماہ پیکر کا عقد ساتھ جہاندار شاہ کے ہوا تین دن بمشکل امیر
رہے اب اس لشکر کو ساتھ لیکر طرف خرم حصار کے چلے یہان خرم قیلموس مع ابلیس مشہور بیرون قلعہ اُترا ہی کہ ہرکارون
نے خبر دی کہ لشکر طلسم کشا کا لیے ہوے کافور سر فروش آتا ہی مشہور نام کافور سنکر جل گیا کہا دیکھو تو اسکا کیا حال کرتا ہون
جا کر اسکو پکڑ لاؤنگا تیسرے دن یہ لشکر آکے مقابلے مین پہونچا خواجہ عمرو بھی ساتھ ہین سب ملکر داخل بارگاہ ہوے مشہور
نے رات کو حکم دیا کہ طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے تیاریان ہونے لگین مگر کافور نہونے سے امیر کے
بہت پریشان ہین سب کو سمجھا رہا ہی کہ یارو گھبراتا نہین انشاء اللہ صاحبقران بھی آجاوینگے انکے نہونے پر لڑائی فتح کرو
امیر آئین تو خوش ہو جائین یہ کہکے اپنی بارگاہ کیطرف چلا مگر مشہور بشکل عقاب ایک نخل پر بیٹھا ہی اسنے جو کافور کو جاتے ہوے
دیکھا تو پر گرا پنجہ کمر مین ڈال کے لے بھاگا ہر چند ساحرون نے جستجو کی لیکن یہ لیکر نکل گیا کافور کو لیے جاتا ہی کوس بھر لشکر سے نکلا ہی
ساحرون نے قصد کیا تھا کہ عقب مین جائین اپنے افسر کو چھڑا لائین کہ خواجہ سامنے سے آئے سبکو منع کیا کہ تامل کرو یہ کہکر
بھاگے اور یہ کہہ گئے کہ جبتک مین نہ آؤن آنے کا ارادہ نہ کرنا یہ کہکے چلے گئے مشہور کافور کو لیے ہوے صحرا مین اُترا ہی زبان مین

سوزن دیا چاہا پشتارہ اُٹھاؤن کہ ایک طرف سے آواز آئی ای بندۂ خاص قدرت کو بڑا خیال ہی اسوجہ سے عقب مین تھا آئے مشہور نے پلٹ کر دیکھا خداوند ابلیس کھڑے ہین جھک کر سلام کیا ابلیس قریب مشہور کے آیا کہا اس نمکحرام کو مین تقدیر کر کے قتل کرون مشہور نے پشتارہ ڈالدیا ابلیس نے کمر سے خنجر کھینچا مشہور نے کہا آپ کیون قتل کرین جلاد قتل کریگا ابلیس نے کہا دیکھو اور بلازم بھی آتے ہین جیسے ہی مشہور پلٹا چٹکئی کمند کے گلے مین پڑے آواز دی او بیحیا منم شہنشاہ اقلیم عیاری عمرو بن امیہ ضمری دیکھیو ن آنکھو مین خاک ڈالتے ہین مشہور ارے کہکے پلٹا عمرو نے حباب مار دیا مشہور بیہوش ہو کے گرا عمرو نے کافور کی زبان سے سوزن لیا کہا بھاگو نکل جاؤ کافور نے کہا اسکو قتل کیجیے عمرو نے کہا تم جاؤ مین سر لیکر آتا ہون کافور تو پر پرواز پیدا کر کے اُڑا عمرو نے تاج مشہور کا لیا چاہا سر کاٹ لون جیسے ہی خنجر کھینچکر جھپٹے زمین شق ہوئی مشہور سما گیا سبب اسکا واضح ہو کہ بادشاہ طلسم ہی قتل اسکا ہاتھ پر طلسم کشا کے موقوف ہی عمرو یہ عجائب دیکھکر بھاگے بتلون نے مشہور کو تھوڑی دور پہ پاکر ہوشیار کیا یہ گھبرایا ہوا اُٹھا حیران تھا کہ یہ سحر کیا ہوا قدرت نے مجھکو کیون بیہوش کیا مین اس نمکحرام کو بہ مشقت لایا تھا میرے ہاتھ سے نکل گیا روتا پیٹتا خدمت ابلیس مین آیا تمام حال بیان کیا ابلیس نے کہا قدرت اپنے مقام سے ٹلے بھی نہین اسنے کہا یا خداوند تکرار نہ کیجیے سوائے آپکے غیر نہ تھا ورنہ مین کاہیکو دھوکا کھاتا ایک وزیر نے کہا ای شہنشاہ وہ عمرو ہوگا ابلیس نے کہا قدرت بھی تقدیر کر چکے تھے کہ عمرو رہا کر لیجائیگا قدرت خود میدان مین چلینگے تخت تیار کرو سحر کر کے سب کو گرفتار کرینگے ایک تخت آیا چار اژدہون پر کسا ہوا ابلیس سوار ہوا مشہور ساتھ ہو لیا خرم فیلدر جھومتا ہوا چلا کہتا تھا یا خداوند کیا کہون حمزہ نہین ہی ورنہ چیر کر پھینکدیتا ابلیس کہتا ہی حمزہ ضرور آئیگا یہ کہتے ہوئے میدان مین پہونچے فوج کو ساتھ لیکر طرف میدان کارزار چلے خواجہ کنارے میدان مین پہونچے ہین صفین جم رہی ہین کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران آکر پہونچے چالیس قدم آگے بڑھکر کھڑے ہو خرم نے جو امیر کو دیکھا گینڈا اڑھا کر سامنے ابلیس کے آیا کہا مین مقابلہ کرونگا ابلیس نے رخصت دی خرم میدان مین آیا کہا ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے سوا طلسم کشا کے مین کسی کو نہین چاہتا امیر سب سردارون سے رخصت ہو گھوڑے کو اڑا کر سامنے خرم کے آئے خرم نے دیکھتے ہی نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا چالیس تا نین بھی رد و بدل ہوئے پالی کہین کہ امیر نے گانٹھکر تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے خرم کے نکل گیا غصے مین آکر اسنے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے روکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اُسنے گریبان مین ہاتھ ڈالا آخر لپٹے ہوے دونون بہادر زمین پر آئے کشتی ہونے لگی پہر دن رہے امیر نے اسکی کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا ہاتھون پر چرخ دیا زمین پر مارا چاہا تھا مونڈھے کی کھاکر سنبھلے امیر نے ایک ٹھوکر ماری چارون شانون چت گرا چھاتی پر بیٹھکر مشکین باندھین شاہ کو حکم دیا کہ صبح کو اسے دربار مین لانا دربار سمجھا جائیگا رات بھر یہ قید رہا صبح کو دربار مین آیا امیر نے فرمایا ای برادر ہمنے تمکو کیونکر زیر کیا خرم سوچا کہ اب مین انکے تابع مین ہون اگر ذرا بھی عذر کرونگا امیر مار ڈالینگے یہ سوچکر مکر سے مسلمان ہوا یہ سوچلیا کہ انکا سر لیکر جاؤنگا امیر نے خلعت دیا مگر عمرو نے کہا ای شہریار اسکی پیشانی سیاہ معلوم ہوتی ہے نور اسلام چہرے پر نہین چمکا امیر نے کچھ خیال نہ کیا خرم آکر دربار مین بیٹھا الگ اسکو بارگاہ رہنے کو ملی مگر اسی انتظار مین ہی کہ جا کر صاحبقران کا سر کاٹون جب زلف لیلائے شب کمر سے گذری اپنے خیمے سے نکلا تلوار بغل مین دبائی پشت پر بارگاہ امیر کے آیا پردہ اُٹھا کر داخل بارگاہ ہوا دیکھا امیر سو رہے ہین کس اس ملعون نے تیغہ کھینچا ہاتھ مار القدرت خدا امیر کی آنکھ کھل گئی دیکھا ایک شخص نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے اپنے کو پلنگ سے گرا دیا اور نعرہ کیا او بیحیا خرم بھاگا باہر نکلا ایک گھوڑے پر سوار ہوا سحر قریب ہی امیر غصے مین نکلے عمرو وصد النغز امیر کی سنکر آیا عرض کی ای شہریار مین تو عرض کرتا تھا امیر نے فرمایا بے مارے نہ چھوڑونگا ہر چند عمرو نے منع کیا امیر نے نہ مانا

گھوڑے پر سوار ہو کر چلے کافور کو خبر پہونچی کہ آقا طرف لشکر اہلبیس کے گئے ہین اسنے قرنا کرائی لشکر تیار ہوا مگر خرم بھاگا
ہوا لشکر مین آیا جاتا تھا ٹھہرے لوگ پوچھنے لگے ای پہلوان دوران ای رستم زمان کیونکر تمہارا آنا ہوا کہ نعرۂ امیر کی
آواز کان مین آئی گھبرا کے بھاگا دربار اہلبیس مین آیا اہلبیس تخت پر بیٹھا ہی مشہور گھبرا رہا ہی یا خداوند پہلوانی کا تو
رنگ مٹا خرم شریک مسلمانان ہوا اب تبل جنگی بجے سحر سے مقابلہ ہو کسی طرح طلسم کشا کو گرفتار کیا جائے اسپر ہمین اتنی
کرنا لوح طلسمی اسکے پاس ہی ہر حملے ہی شکست ہوئے سب بھاگنے کے بند و بست ہوے یہان سے بھاگ کر کہان جائینگے
ہمین لڑ بھڑ کر مر رہینگے اہلبیس کہتا ہی قدرت اللہ پر مقتول کرینگے کہ دیکھا خرم مع گھوڑے اندر بارگاہ کے آیا اہلبیس نے
پوچھا ای خرم کیا ہوا جاتا تھا پھر کیے کہ نعرۂ شیر کی صدا آئی ہی تھرا لی سب نے دیکھا امیر قریب خرم کے پہونچے آواز دی کہ
او مکار مکر سے مسلمان ہوا خرم نے دیکھا قدرت اللہ سامنے موجود ہین تقدیر مقتول کرینگے ملک الموت کو حکم دینگے حمزہ کی روح قبض
کرلیگا اپنا کہ اسنے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے غصے مین تلوار کو تلوار پر لیکر تھما الجھاوے سے ہاتھ نکالکر نیمچہ مارا کہ خرم کے دو ٹکڑے ہوئے
اہلبیس پکارا اٹھا لینا یہ جوان بچ جانے پائے اسکا یہ کہنا کہ ہزارون جادوگر نے تلوار امیر پر چھیڑنے لگی سحر بھی ہوا امیر نے لوح کو
ہٹکا یا ساحر نابینا ہونے لگے امیر لڑتے ہوئے باہر نکلا اہلبیس کی فوج سے اسکے ہمراہ بھی باہر نکالکر فوج کو اشارہ کیا ہر طرف
سے لینا لینا کا آواز ہی گیرکا کافور فوج لیکر پہونچا اب تو خوب تلوار چلی کیا عجب تھا کہ لوگ فرق کان سے بھی کارزار ہوا اہل زل
دکار ملک الموت پکارا اسوقت گھمسان تلوار چلی لوگ جانتے ہین جان دین لڑین مرین قدرت کو بچائین مگر مشہور اسی بار زد مین کہ
مجھکو کون مار سکتا ہی سحر کرتا ہوا امیر کے قریب آگیا ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر روکا ہاتھ مارا اسکا سر زخمی ہوا اپنے
کو گرا دیا چاہا پر پرواز پیدا کرکے نکل جاؤن امیر نے غصے مین تیر مارا مشہور کے سینے پر پڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا مرتے ہی مشہور
کے اندھیرا ہو گیا سنگباری برفباری ہونے لگی بعد عرصہ دراز روشنی ہوئی آواز آئی کہ مرا نام مشہور جادو بود اہلبیس نے
جو لاشہ مشہور کا دیکھا گھبرا گیا کہا یارو قدرت کی تقدیر بگڑ گئی بادشاہ طلسم لقراط بھی مارا گیا اب قدرت کہان جا مین
ہمیشہ سے یہی خیال تھا کہ جب مین وہان جاؤنگا کوئی نہ سکیگا مگر حمزہ لوح پا گیا گھر سے سب آفتین بر پا ہوئین یہ بھی اسی لوح
سے اشارہ ہی کہ سحر کرکے حمزہ کو مارلو بڑے بڑے ساحر امیر پر گرے جو آیا علف شمشیر آبدار ہوا بسبب لوح کے سحر انکا بیکار ہوا
اسطرح امیر ساحرونکو قتل کرتے ہوئے قریب اہلبیس کے پہونچے اہلبیس نے آگ برسائی ایک گولا زمین پر مارا دریا سے قدرت کا
پیدا ہوا اسمین سے مچھلیان نکلین نہنگان خون آشام امیر پر حملہ کرتے ہین امیر نے سیکڑون نہنگ مارے دریا کا جوش بڑھتا
جاتا ہی ہر چند چاہتے ہین دفع کردین مگر دفع نہین ہوتا ہی تب امیر کو یاد آیا کہ لوح طلسم کا عکس ڈالون جیسے ہی عکس لوح
ڈالا مچھلیان تڑپین نہنگ سر پٹکنے لگے موجے تھرائے حباب چکر مین آئے دم بھر مین پانی کو پیا دہانی مشکل ہوئی گرداب آب
آب ہر موج بیتاب چکر مار کر دریا خشک ہوا امیر لڑتے بھڑتے قریب اہلبیس پہونچے چہار طرف سے ساحرون نے نرغہ کیا
کہ خداوند تک حمزہ کو نجانے دین جان اپنی لڑا دین وہان پر خوب تلوار چلی امیر نے علم فوج قلم کیا علم ماتم نامردون پر گرا
اب ہمراہیان اہلبیس حیران ہین کہ کس نشان پر لڑین علم فوج گر گیا شکست کا نقشہ آنکھون کے نیچے پھرتا ہی اہلبیس
کہتا ہی یارو سواد نگار والون نے مجبور مصیبت ڈالی کہ امیر اس راستے سے جاتے تھے یارو کس کو ستاتے تھے انکے مکان
کو بھید یا بھڑون کا چھتا چھیڑا اس ساحر کو عمرو نے مار ڈالا ای بڑی نگار جادو تو بھاگ کر میرے پاس آیا اسطلا لون نے
بچیا کو نہ چھوڑا ارے یارو جمکر لڑو عمرو ہی مارا جائے کوئی تو حمزہ کو صدمہ پہونچے دیکھا امیر چلے آتے ہین ساحرون نے
بڑے بڑے بلوے کیے مگر امیر کو نہ روک سکے تیغہ برق تاب چمک رہا ہی اہلبیس یہی چاہتا ہی مجھ تک امیر نہ پہونچین
جب چاہتا ہی پر پرواز پیدا کرکے نکل جاؤن کافور سر فروش پر سے جھا دیتا ہی اہلبیس کو گھیر لیا وشو بہرنے سحر کیا

ابلیس پر یہ بلوہ ہوا پیچھے ہٹا پہلو سے تیر کا نعرہ ہوا ابلیس نے گولہ مارا امیر نے لوح کو جھکایا گولہ جو پھٹا دس ہزار ساحر مرے
ہنگامہ جو ہوا امیر نیزہ ہلاتے ہوے برابر ابلیس کے پہونچے لپک کر نیزہ مارا ابلیس نے چاہا اڑ یون کافور نے لوہے کی سلین
برسا دین جدھر منھ اٹھاتا تھا اندھیرا معلوم ہوتا تھا فوج قضا نے گھیر لیا نیزہ آکر سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا امیر نے ہلکہ
دیکر اٹھا لیا اُکھڑ کر زمین پر مارا گر کر تڑپا فی النار والسقر ہوا مرنا تھا اسکا کہ ٹکڑے ابر آسمان پر چھا گئے بیرون نے فریاد کی ہزارہا
ساحر بابلی ہو کر بھگئے بہت سے جانور زاغ و زغن اسی مقام سے اڑے تھراتے تھے آخر مین آواز آئی کشتی مرا نام من بُد ابلیس
خود پرست بود تمام ساحر چادر ہلانے لگے افسران فوج خدمت مین کافور کی حاضر ہوے کافور نے آواز دی یا صاحبقران اپنے
افعال سے یہ لوگ توبہ کرتے ہین ابلیس پر لعنت کی آپ کا مذہب اختیار کیا امیر نے تلوار کو نیام انتقام مین کیا اب بجنے واجے
بجکے امیر بفتح و فیروزی داخل قلعۂ خرم حصار ہوے بڑی خوشی حاصل ہوئی کافور نے فرش کر بادشاہ کیا تخت پر بٹھا کر کافور
رونے لگا امیر نے فرمایا ای کافور وقت خوشی کا ہے ہمنے تمکو ہمیشہ سے سواد نگار تک کا بادشاہ کیا اب انتظام کا تمکو اختیار ہی عرض کی
حضور تقدیر نے عجب مصیبت مین پھنسایا بارہ برس کی مشقت میری خاک مین ملی اُسی کی جوتیون کے صدقے سے یہ دن نصیب ہوا
سلطنت کونین ملی دنیا مین یہ مرتبہ پایا کہ بادشاہ خرم حصار تا بہ سواد نگار ہوا آپ ایسا مالک ہاتھ آیا لذت دین اسلام چکھی
پہونے دو سو پر لعنت کی مگر افسوس نہین معلوم اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق اسیر طرۂ گیسو ذبیح خنجر ابرو پر کیا گذری
ایسا اُسکو آبرو کا خوف ہوا کہ جان دینا گوارا کیا مگر جان بڑی سخت چیز ہی اگر حکم ہو تو غلام تلاش کرنے جائے مان روتی ہوئی
اُٹھی اے صاحب مین بھی چلونگی یہ کہکر دونون زن و شوہر اُٹھے کہا حضور سلطنت جسے چاہے دین ہم زن و شوہر فقیر بنکر تلاش مین
اُس گوہر بے بہا کی نکلتے ہین شاید کہین پتہ ملے تمام دنیا چھان ڈالینگے کیا کوئی رنگ اُٹھا رکھینگے دل نہین گوارا کرتا کہ ہم بیٹھکر
سلطنت کرین وہ صحرا مین ماری ماری پھرے ہمکو بڑا افسوس ہی امیدوار ہین کہ بخوشی اجازت دیجیے ہم تلاش کرکے اُسکو لائین جو اُس
ہمت نے کیا اُسی کا بدلا ہوا امیر نے فرمایا بخدا یہ نہ سمجھنا کہ قمر بیگ کے دستیاب ہونے سے مجھے تسکین ہوئی خدا نے میری آرزو
کو پورا کیا یہ البتہ کہا تھا کہ اگر لوح اپنے ہاتھ سے دو گے ہم نہ لینگے خدا نے میری بات رکھ لی مگر ملکہ کے نکل جانے کا بڑا افسوس
ہی صاحبقران نے جو بیتاب ہوکر اسطرح کی باتین کین اہلکیان دربار نام گلفام کا لیکر رونے لگے کافور نے کہا یارو
اس بدنصیب کا نام لیکر نہ رو ہمارے دل کو قلق ہوتا ہی زن و شوہر نے اُسی وقت لباس شاہانہ اُتارے فقیرون کی قطع
بنا کر یا حق کرتے ہوے دربار سے نکلے اب حال ملکہ گلفام کا لکھا جاتا ہی بخوف آبرو جو ملکہ اُس باغ سے نکلین یکہ و تنہا نہ
دوست نہ مونس نہ غمگسار صحراے خار دار جہانتک نگاہ کام کرتی ہی آبادی کا نام نہین مگر یہ عاشق جمال صاحبقران حیران
و پریشان جسطرف منھ اُٹھا اُسی طرف روانہ ہوئین ناگاہ دیکھا نیر اعظم غروب ہونے لگا گھبرائین الٰہی گلفام اب کدھر جاؤن
ناچار گھوڑے کو نیچے نخل سے باندھ دیا آپ نخل پر چڑھ گئین پتون مین اپنے کو چھپایا ترقی رنج و الم سے پیشانی پر پسینہ آیا دل بھر آیا
یاد مین اپنی عیش دلبر کے اسقدر روئین کہ ہچکی لگ گئی ملکہ نے تڑپ تڑپ کے وہ رات کاٹی صبح ہوتے شیر صحرائی بیشے سے نکلا گھوڑے
کی بو پاکر آیا گھوڑے کو مار گوشت کھایا قریب تھا ملکہ خوف سے نخل سے گر پڑین مگر کمند کمر مین باندھ لی تھی اسوجہ سے بچین
شیر گھوڑے کو کھاکر چلا گیا ملکہ بمشکل اُس درخت سے اُترین اب آفت پیادہ روی کبھی طرف آسمان کے دیکھتی ہین اور فرماتی
ہین افسوس ایک دن وہ تھا کہ جو صحن خانہ مین آتے تھے کنیزین مصاحبین قدم با قدم آنکھین بچھاتی تھین غم روز نو میدی
جدا یار آشنا دشمن شود غم جدا شادی جدا دولت جدا دشمن شود اس پریشانی و سرگردانی مین کبھی آہ کبھی واہ روتی پیٹتی صحراے
خارستان کو طی کر رہی ہین کہ دو پہر کو ایک نخل کے سائے کو غنیمت جانکر بیٹھین دیکھا صحرا سے گرد اُٹھی ایک تاجدار شکار
کھیلتا ہوا آتا ہی اُسکے ساتھ ملازم چتر کا سایہ کیے ہوے چھڑکاؤ کر رہے ہین مگر دھوپ کی حدت سے وہ تاجدار بھی گھبرایا ہوا ہے

دور سے اُسی درخت کو دیکھا گھوڑے کو بڑھایا ملکہ حیران کہ مین کدھر جاؤن جیسے ہی وہ محل کے سامنے مین آیا دیکھا کوئی منہ لپیٹے ہوئے
درخت سے لپٹا بیٹھا ہی وہ تاجدار ٹہلتا ہوا قریب ملکہ کے آیا پہلے تلوار کے گوشہ سے ردا ہٹا دیا گوشۂ ردا جب ہٹا پردۂ ابر سے
آفتاب نکل آیا بس وہ تاجدار گھبرا گیا جوش عشق مین پسینہ آگیا ملکہ نے ہرچند داد و فریاد کی اُسنے کچھ نہ سنا محافہ منگوا کر چاہا کہ گود
مین اُٹھا کر محافے مین سوار کرون ملکہ نے کہا مجھکو ہاتھ نہ لگانا مین خود سوار ہوتی ہون یہ کہکر مجبور ناچار محافے مین سوار ہوئین
اُس تاجدار نے پایۂ محافے پر ہاتھ رکھلیا پوچھتا ہی ای قمر برج خوبی و ای آفتاب فلک محبوبی تیرا نام کیا ہی ملکہ شرم سے
جواب نہین دیتی ہین تاجدار پائے محافے کے لپٹا ہوا باتون مین تسخیر کرتا ہی کہ ای ملکۂ عالم یہان سے قریب ایک قلعہ ہی اُسکو قلعۂ
زرنگار کہتے ہین زرنگار بت پرست میرے باپ کا نام تھا مین روز صحرا مین براے شکار جاتا ہون شکار دوست ہم دو بھائی ہین
میرا نام جمہور سنگزن بڑا بھائی میرا قنطور صف شکن باپ نے انتقال کیا ہم دونون بھائی ملکر سلطنت کرتے ہین اصل مین مین
تاج و تخت کا مالک ہون سلطنت تمھارے قدمون پر نثار کرونگا کنیزان چینی و رومی خدمت مین حاضر رہینگی اگر کہو سلطنت
تمھارے نام لکھدون مین گوشہ نشینی اختیار کرون تمسے کچھ عذر نہین مجھکو اپنا غلام جانو ہرچند منتین کرتا ہی مگر ملکہ جواب نہین دیتین
اسی طرح منتین کرتا ہوا قلعے مین لایا بھائی اسکا قنطور انتظار کر رہا تھا کہلا بھیجا کہ بھائی صاحب دربار مین آئیے اُسنے خادم کو
جواب دیا کہنا بھائی صاحب مین تھوڑی دیر ٹھہر کر حاضر ہونگا یہ کہکر اپنے در دولت پر آیا محلدار کو بلا کر حکم دیا ایک مکان عمدہ
خالی کرو فرش و فروش سے آراستہ کرو کنیزون نے فوراً ایک مکان عمدہ شیشہ آلات سے آراستہ کر دیا جمہور محافے کو لیکر اُس
مکان مین آیا ملکہ سے کہا اُترو ورنہ گود مین لیکر اُتارونگا ملکہ عصمت کے خوف سے اُتر پڑین ایک گوشے مین منہ چھپا کے بیٹھین
جمہور بیٹھکر منت کرنے لگا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا دس پانچ کنیزین اُسنے چھوڑین کہ اس معشوق پریچہرہ کی خاطر کرو زیور کے
صندوقچے کھولدو جاہ و جلال سے ہمارے آگاہ کرو شب کو جو ہم آئین بخوشی ہمکو قبول کرے یہ کہکر دربار مین آیا قنطور نے پوچھا
بھائی صاحب جنگل سے کیا تحفہ لائے جمہور نے کہا بھائی کچھ نہ پوچھیے اس حال کو مین نہ کہونگا قنطور خاموش ہو رہا یا تو ایک
محل مین بھائی کے ساتھ رہتا تھا کہا آج وہان آپ رہین مین فلان محل مین رہونگا قنطور چلا تو گیا مگر دل کو جستجو ہی کہ بھائی
صاحب کیا شی لائے ہین کہ مجھ ایسے مہربان بھائی سے چھپاتے ہین محل مین آیا گلشن نامے کنیز کو بلوا بھیجا اُس سے پوچھا
کہا صاف صاف بیان کر کہ بھائی صاحب کیا شی لائے ہین کنیز نے دست بستہ عرض کی ایک عورت صحرا سے لائے ہین حقیقت یہ ہی
کہ صانع قدرت نے قلم قدرت سے صفحۂ قدرت پر ایک تصویر کھینچی ہی زبان مین میری طاقت کہان کہ حسن و جمال کی اُس شہنشاہ
ملک خوبی کی تعریف کرون یہ سنکر قنطور نادیدہ عاشق ہوا کلیجہ تھام لیا آنکھو مین آنسو بھر آئے کہا ای گلشن تجھکو کل
محل کا مالک کر دونگا دامن مدعا زر و جواہر سے بھر دونگا گلشن نے کہا واری نہ گھبرائیے آپ کے بھائی جمہور سے ناراض ہی
لاکھ لاکھ ہملوگون نے راضی کیا وہ بلک بلک کے روتی ہی اشکون سے منہ دھوتی ہی جواب نہین دیتی نہین معلوم والدین کی
جدائی کا غم ہی یا کسی عاشق سے چھوٹی ہی مینے ایسی مغرور عورت نہین دیکھی مگر مین جا کر مخفی پیام آپ کا دیتی ہون قنطور نے کہا
مجھے کسی طرح دکھا دے تو نے ایسا بیان کیا کہ دل میرا بے دیکھے نہین مانتا گلشن نے کہا آپ کوٹھے سے اُتر کر اس مکان کے
دروازے کی دراڑ سے دیکھ لیجیے مین پیغام آپ کا دونگی آپ دیکھ بھی لیجیے گا قنطور نے کہا اچھا یہ کہکر کوٹھے پر گیا مدد سے کمند کی اُتر کر
دراڑ سے دروازے کی دیکھنے لگا جب خواصین سمجھا کر عاجز ہوئین ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا تو اُنھون نے جلکر کہا بی بی تمھین اختیار ہی
جہانتک سمجھانا تھا سمجھا چکے ایسا تاجدار حسین و جمیل اُسکو آپ نہین قبول کرتین کسی بات کا اب تک جواب بھی نہین دیا اسوقت تو یہان
سب عورتین جمع ہین آپ نے اپنے کو چادر مین کیون لپیٹا ہی باطمینان بیٹھیے ملکہ گرمی سے پسینے پسینے ہو رہی تھین چادر رخ زیبا سے
ہٹائی قنطور نے جو دراڑ سے دیکھا بیقرار ہو گیا آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے کنارے آکر بیٹھا گلشن کا منتظر ہی گلشن جا کر ملکہ سے

گل بل کر بھی کہا واری مبارک ہو دونون بھائی آپ بہر تے ہین اب سلطنت اس ملک کی آپ کے واسطے ہی قنطور بھی آپ پر
عاشق ہوا مین نے فقط ذکر کیا تھا اور وہ آپ کو دیکھ بھی گیا کہتا ہی ملک و مال ہمسے لکھوا لین جب اسنے بہت کچھ کہا تو ملکہ نے جھلا کر کہا
کہ اوسے قتل کیا جہاں مار ڈالا ہو لاکھ طرح گلشن نے کہا واری مین تو آپ کی بہبودی چاہتی تھی ملکہ نے جواب دیا آپ برائے خدا
میری بہبودی نہ چاہیے گلشن نے آکر قنطور سے کہا حضور وہ عورت بڑی پکی ہی مین نے لاکھ سمجھایا سلطنت کا لالچ دیا آج تک بولتی
نہ تھی آج بولی تو یہ بولی کہ مجھے قتل کرین فقیہ مین رہین قنطور نے کہا ای گلشن اب تو مین دیکھو بھی چکا جا کر بھائی صاحب کو سمجھاؤ
کہ سلطنت وغیرہ سب چھین لونگا اسکو نکالدونگا ورنہ اس عورت کو مجھے حوالے کر دین لاکھ وہ ناراض ہی اپنے حسن پر بڑا اغاغن ہی مین
بھائی صاحب کی طرح نہین ہون خوشی سے نہ مانیگی مین جبر کرونگا جسطرح مجھکو پڑیگا مین راضی کر لونگا گلشن نے کہا
مین ابھی جا کر کہتی ہون جمہور بارہ دری مین آکر بیٹھا ہی ملکہ نے اپنے کو محمودی کی چادر مین لپیٹ لیا اسباب جو عیش و نشاط آیا تھا اسمین
سے ایک خنجر اٹھا لیا جب جمہور نے بہت ڈھونڈا نہین ملکہ نے خنجر کھینچکر اپنے گلے پر رکھا کہا ای جوان تجھکو کیا دستیاب ہوگا مین ابھی
اپنی جان دونگی ہائے مین نے جیسا کیا ویسا ہی انجام پایا نہین معلوم ہمارے چاہنے والون پر کیا گذری فلک نے خوب ستایا
اپنا کیا ہوا اپنے آگے آیا ابھی دیکھیے کیا دکھین کوئی عاشق بنیگا کوئی معشوق بنائیگا ای جمہور تو مجھکو زبردستی لایا ہی قتل کر ڈال
یا قید کر مجھسے کوئی مطلب حاصل نہوگا جمہور نا امید ہوا الگ مکان مین آکر بیٹھا سوچ رہا ہی کہ کیا کرون کہ گلشن کنیز آئی عرض کی
ای شہزادہ والا قدر آپکے بھائی نے کچھ پیغام دیا ہی جمہور نے کہا کیا فرمایا ہی کہا اس عورت پر وہ بھی عاشق ہوے ارشاد فرماتے
ہین کہ یہ عورت تمسے ناراض ہی ہمین حوالے کردو ورنہ فرماتے ہین کہ ملک و مال مین خلل پڑیگا قلعہ وغیرہ سب چھین لونگا مارے مارے
پھروگے یہ جو گلشن نے کہا جمہور تو غصے مین بیٹھا تھا کہا جواب دینا جو آپسے ہو سکے کیجیے آج وہ مجھسے ناراض ہی کل راضی
ہو جائیگی یہ انہوں نے کیا بیہودہ بکا ہی مین آپ کی ان باتون سے نہین ڈرتا گلشن نے کہا مجھکو جواب دیجیے جمہور نے ایک طمانچہ مارا
اور کہا جبتک میری جان جاتی ہی اسکو حوالے نکرونگا گلشن روتی ہوئی پاس قنطور کے آئی سب کیفیت بیان کی جب قنطور نے
زبانی کنیز کے جواب صاف پایا دس ہزار فوج لیکر باہر نکلا جمہور بھی فوج لیکر باہر آیا ہاتھ سے قنطور کے زخمی ہو کر قلعہ بند ہوا قنطور
نے کئی مرتبہ یلغار کیا مگر قلعہ نہ لے سکا ایک دن شیرون نے صلاح دی کہ یہان سے پانچ کوس پر ہومان جادو رہتا ہی اسکو بلائیے
وہ قلعہ فتح کرا دیگا ایلچی یہان سے گیا ہومان نے کہا دس ہزار روپیہ نقد اور لوٹ قلعے کی لونگا ایلچی اسپر راضی ہوا اسنے کہا مین
فلان وقت آؤنگا قنطور نے اسی بھروسے پر طبل جنگی بجوایا قلعے مین بھی نقارہ بجا جمہور نے خبر پائی ملکہ سے آکر بیان کیا ملکہ بیقرار
ہو کر بھاگ کر خیمے مین آکر بیٹھین یہان صبح کو ہومان پاس قنطور کے آیا قنطور نے کہا بھائی کیا کروگے ہومان نے کہا
ایسا سحر کرونگا کہ کوئی ہاتھ نہ ہلا سکے بیٹھے کے دس ہزار روپیہ پیش کیے اور کہا مال قلعے مین چلکر لوٹ لینا ہومان زیر سایہ نخل
جا کر بیٹھا کہ ایک ابر قلعے پر چھایا جمہور نے کہا یا رب بے فصل سردی معلوم ہوتی ہی ہومان نے قنطور سے کہا اب جاؤ
قلعے سے گولی گولہ نہ چلیگا قنطور لشکر سے پر سوار ہو کر چلا فوج والے اسکے کئی مرتبہ شکست کھا چکے ہین ڈرے ہوے کہتے
ہین ایسا نہو وہ توپین داغین تو دخا ہو قنطور نے آگے بڑھا یا جمہور نے کہا توپین مارو گولا اندازون نے قصد کیا ہاتھ مین طاقت
نہین آنکھون مین بصارت نہین ابر نے بھی قلعے کو گھیر لیا دھار پانی پڑنے لگا برف برسنے لگی ہاتھ پاؤن سب کے
بیکار ہوے جمہور شمشیر زن کہ اپنی جرأت پر بڑا نازی تیغہ پکڑے قریب توپ کے آیا چاہا گولہ اٹھاؤن گولہ زمین سے نہ اٹھا
اگر دو چار نے ملکر توپ کے منھ مین گولہ ڈالا توپ نے گولا اگل دیا گولا اندازون نے کہا برف نے ہمکو ٹھنڈا کیا اب
جمہور گھبرایا تب ملکہ سے آیا کہا ہم تو حسرت لیکر جاتے ہین وہ نامرد آ پہونچا ملکہ نے کہا سب میری بدنصیبی ہی اس دن کی
ہمکو خبر نہ تھی جمہور نے کہا ہم آمادہ مرنے ہین اتنا تو فرمائیے آپکے کسکے ساتھ برائی کی ملکہ نے کہا ای جمہور کیا حال کہون جو مجھسے

ظاہر ہوئی اُسکو کیا بیان کرون بس اتنا کافی ہی کہ ایک بندۂ خدا کو مصیبت مین پھنسایا ہمین کیا ہاتھ آیا یہ بلا کہ بتلا ہے۔ ایک مصیبت ہی کو
زندان آفت مین پھنسے یہان تو یہ گفتگو ہی مگر کافور سیہ فروش اپنی زوجہ کو ساتھ لیے ہوے فقیر بنا ہوا جنگل جنگل پھرتا ہی اگر کوئی شہر ملگیا اُسمین جاکر
تلاش کیا کہین پتہ نہ ملا تب ناچار پریشان زن و شوہر نے اپنا عیش و آرام بالکل ترک کیا اور کسی نخل کے سایے مین پڑرہے
کافور کہا کرتا ہی کیون صاحب یہ مصیبت کٹیگی وہ بدنصیب ہمکو زندہ ملیگی دیکھین تقدیر کیا دکھاتی ہی بڑا ستم یہ ہی کہ خوبصورت نیک سیرت
جس مقام پر دیکھیگا اپنی محبت ظاہر کریگا وہ عشق مین صاحبقران کے مبہوت ہی قضارا کار ایسا شہر مین یہ آفت برپا ہی اُس شہر کے قریب
ایک صحرا مین آکے ٹھہرے نخل کے سایے مین بیٹھ گئے پانی پیا زن و شوہر اپنی مصیبت پر رونے لگے شوہر نے زوجہ سے کہا آگاہ فروشون کی
زبانی معلوم ہوا یہان سے قریب کوئی قلعہ ہی پر پرواز پیدا کرکے جاؤ اس شہر کی خبر لاؤ شاید اُس گمگشتہ کا پتہ ملے ہمین تو اسکے ملنے سے
یاس ہی مگر تلاش مین کوئی دقیقہ نہ چھوڑے سنا ہی کہ ایک قلعہ مختصر ہی وہان کی سلطنت کرتے ہین زوجہ نے کہا مین جاتی ہون یہ کہکر
بشکل عقاب ہی اُڑتی ہوئی چلی قریات جو راہ مین ملے انکو بھی دیکھا ہر باغ مین اُس گل خوبی کی مشتاق دیدار ہر مقام پر جستجو کی
مگر کہین اُس غنچۂ گلزار خوبی کی بو نہ پائی مراد دلی بر نہ آئی کہ دیکھا ایک طرف ابر تیرہ و تار چھایا ہوا ہی تمام دنیا مین دھوپ
مگر اُسطرف اندھیرا ہی برف برس رہی ہی خود ساحرہ زبردست تھی سمجھی یہ ابر سحر ہی اسکے بھی قریب چلو برف کا بھی تماشا دیکھ لین شاید خنکی
حاصل ہو یا الٰہی قلعہ آکر ٹھہرائی دیکھا قلعے مین غل و شور برپا ہی ہر خرد و کلان رو رہا ہی فیلبند دروازے پر ایک تاجدار پڑا تڑپ رہا ہی ایک
خیمے مین دیکھا گلفام آشفتہ آنکھون سے آنسو جاری دل پر بیقراری لبون پر دعا ہی کہ ای خالق کون و مکان وای رب دو جہان میری
عصمت کو بچالے اس آفت سے امان دے بعد مدت کے جو بچی کو اس حال مین دیکھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا یہ بھی دیکھا کہ ایک
تاجدار گینڈے پر سوار ہمین ہزار جوان پشت پر چاہتا ہی خندق کو فرائے یہ تو عقل سے ظاہر ہوا کہ یہ تاجدار قلعہ فتح کرنے آیا ہی
اور پکار بھی رہا ہی کہ ای برادر اگر قلعے مین آؤنگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا جمہور جواب دیتا ہی او بیحیا اُس بیچاری نے کیا خطا کی
ہی مین تیرا گنہگار ہون یہ جواب سنتے ہی اُسنے منھ سے ایک حباب چھوڑا وہ حباب خندق مین جاکر گرا اسقدر پانی اُبلا کہ قنطور
سوچتا ہی اگر اسمین گینڈا ڈالدونگا ڈوب جاؤنگا اگر گینڈے سے اُتردن تو اُترنے نہین ملتا ساتھ والے کہتے ہین یہ خندق
پانی کی دیوار کیسی بنگئی اب اُسپار کیونکر جائیے گا ہمراہیان قنطور بھی فریاد و فریاد کرنے لگے گھوڑے اُنکے بدلگامیان کرنے لگے
نیرنگ یہ فعل کرکے بھاگی کہ جاکر زوج سے اطلاع کرون وہ جہاندیدہ کار آزمودہ ہین اصل مطلب کو سمجھ لینگے ابر سحر مین بھی ہٹا
سکتی ہون مگر انکے ہاتھ سے بلطف بچے گا یہ سوچکر بھاگی یہان کافور آج بہت رو رہا ہی کہ زوجہ کو دیکھا مثل گل خندان خوشی سے چہرہ
سرخ دور ہی سے پکارتی ہوئی آتی ہی کہ صاحب مبارک ہو خدا نے اپنا فضل شریک کیا اُس بدنصیب کی شکل دیکھ آئی بڑی آفت
مین مبتلا ہی اتنا سحر مین نے کردیا کہ وہ جو ظالم بلوہ کررہا ہی داخل قلعہ نہو سکے اب آپ چلکر ایک دبد دیکھیے یہ سنکر کافور وجد کرتا ہوا
اُٹھا کہتا تھا آج خدا نے عجب مژدہ سنایا اُسکی قدرت اُسکی عنایت حمد الٰہی کرتا ہوا دم محبت پروردگار کا بھرتا ہوا زوجہ کے
ساتھ چلا یہان یہ کیفیت ہی کہ قنطور گینڈے پر سوار ساتھ والے ہمراہ آئے ہین سب ہی جانتے ہین کہ ہمکو گھوڑے پر کسی نے
قائم کردیا گھوڑے سے چاہتے ہین اُترین مگر ناممکن کہ قنطور کی نگاہ پڑی دیکھا ابر قائم ہی برف نہین برستی قلعے پر جمہور کو ہوش آیا
دیکھا ابر قائم ہی ہوا معتدل چل رہی ہی نہ گرمی ہی نہ سردی ہاتھ پاؤن مین طاقت آئی جمہور نے کہا ای ملکۂ عالم یہ کیا معرکہ ہی
خود بخود برف برسنا موقوف ہوئی ملکہ نے کہا ای جمہور اسوقت مین نے بیقرار ہوکر اپنے خداے حقیقی مالک تحقیقی سے دعا کی اصل تو یہ
ہی جمہور کے منھ سے نکلا ای ملکۂ عالم آج تک آپنے بات نہ کی تھی آج آپ کے کلام سے معلوم ہوا کہ آپ خداے نادیدہ کو خدا جانتی
ہین ملکہ نے کہا وہی خدا ہی وحدہ لاشریک یکتا ہی لات و منات تھوک کے پتلے تھے کیا اُنکو سجدہ کرین ای جمہور آگاہ ہو کہ مین منظور نظر
صاحبقران ہون اتفاق سے آوارہ ہوکر نکل آئی ماں باپ میر اور بیو تعلیم صاحب شوکت و حشم خداے نادیدہ کا اعتقاد کراکے جہین کھلی

یہ سنکر جمہور نے کہا مین آپ کا تابعدار ہون کیا مجال جواب حق کا نام لون مجھے بھی حضرت صاحبقران سے ملوائیے گا مین خدائے نادیدہ
کا معتقد ہوا لات و منات پر لعنت کی ملکہ کھڑی ہوگئین اہالیان قلعہ جو بیہوش پڑے تھے اُٹھ بیٹھے ہاتھ پانون مین سب کے طاقت
آگئی مگر قنطور نے جب دیکھا کہ مین گنبذ سے پرسے نہین اُتر سکتا گھبراکر آواز دی ای ہومان جلد ہمارے پاس آؤ تمہارا فعل باطل ہوا
ہم گنبذ سے نہین اُتر سکتے ابر بھی ٹھہرا ہوا ہی برق نہین برستی ہومان دوڑا ہوا آیا شانہ پکڑکے چاہا گنبذ سے اُتارون مگر نہ اُتار سکا
جب تو ہومان نے سر اُٹھا کر ابر کو دیکھا کچھ انگلیون پر شمار کیا کہا ای شاہزادے کسی ساحر زبردست نے ہمارے سحر کو روک دیا
مگر نہین معلوم سحر کرنیوالا کہان ہی یہ کہکے ابر پر گولہ مارا ابر کے قریب گولہ نہ پہونچا بہت سے سحر کیے کوئی سحر قریب ابر نہ پہونچا ناچار ہوگیا غل
مچاکے کہنے لگا جس ساحر نے سحر کیا ہی کیون سامنے نہین آتا جب کلمات سخت اسنے کہے آسمان پر برق چمکی آواز آئی او نامرد غیبت مین
کلمات سخت کہتا ہی منھ کافور سحر فروش باپ کی آواز جو بیٹی نے سنی جمہور سے کہا ای خیرخواہ ہمارے قبلہ و کعبہ آپہونچے سر اُٹھا کر باپ کو
دیکھا جھک کر سلام کیا کافور نے جواب دیکر کہا بی بی نہ گھبرانا مین آپہونچا یہ کہکے ابر کی جانب دیکھا کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی وہ ابر
لشکر قنطور پر برسنے لگا ہومان کڑک کے قریب ابر کے آیا ہاتھ تلوار کا مارا ابر ٹکڑے ٹکڑے ہوا کافور نے آواز دی بھائی سبحان اللہ
اپنے سحر کو خوب مٹایا ہومان غصہ مین کافور پر جا پڑا خوب سحر کیے کافور نے رفع کرتے رہتے کہا او بیحیا سحر کر چکا ایک وار ہمارا بھی قبول کر
یہ کہکے ہاتھ جھٹکا یا برق کڑک کر گری ہر چند ہومان نے چاہا ہار دکون مگر نہ رُکی سر پر پڑی دو ٹکڑے ہوئے ہومان کا مرنا تھا کہ
قنطور نے گھبرا کر جمہور کو آواز دی مین تمہاری غلامی کرتا ہون جمہور نے کہا ای وزیر اعظم ہم سب تمہارے تابعدار ہین زن و
شوہر آسمان سے اُترے بھائیون کا حال سنکر دونون کو ملوایا بیٹی سے ملے قلعے مین داخل ہوئے صبح کو جمہور و قنطور کو مع فوج و ملکہ کو
عماری مین سوار کرکے طرف خرم حصار کے چلے قضائے کار ملکہ حیرت جادو ہمراہ عقاب ابر سوار سمت ہوشربا جاتی ہین
عقاب نے وعدہ کیا ہی پہلے جاکر ہوشربا پر قبضہ کیجیے پھر برائے مقابلہ صاحبقران چلنا ہوگا یہ بھی عرض کر چکا ہون کہ
چالاک بھی لشکر کے ساتھ ہی ایک افسر کی نوکری کرلی ہی اب ملکہ حیرت تخت پر سوار ہوتی ہین بشکل خدمتگار چالاک قریب تخت
رہتا ہی تھینی گلشن جمال کی کرلیتا ہی کہ ایک دن ایک صحرائے فرحت افزا مین پہونچے حیرت نے کہا ای عقاب آج کئی دن کے
بعد صحرائے سبزہ زار ملا اسکے ملاحظے سے غنچۂ آرزو کھلا عقاب اسقدر ملکہ سے خائف ہی خلاف حکم ملکہ کوئی کام نہین کرتا ہی خوف
رہتا ہی ایسا نہو یہ آہوئے وحشی کسی جانب نکل جائے کہا بہتر بارگاہین خیمے استادہ ہونے لگے ملکہ دربار گاہ پر ٹہل رہی ہین کہ صحرا سے
گرد اُڑی ایک ابر سیاہ کہ جسمین رعد کی گرج برق کی چمک صحرا سے نمودار ہوا دیکھا تخت پر ایک ساحر تاج شہریاری بر سر
جھولی بائین ہاتھ پر جسمین اسباب سحر بھرا ہوا دو لاکھ ساحر لشکر پر بڑے کروفر سے آکر پہونچا اس لشکر کو دیکھکر اُتر
پڑا ایک ساحر کو حکم دیا دریافت تو کر یہ لشکر کیسا ہی یہ لوگ کون ہین اور کہان جاتے ہین ساحر لشکر عقاب مین
آیا سب کیفیت دریافت کرکے گیا اُدھر سے عقاب ابر سوار نے ایک ساحر کو بھیجا کہ جاکر دریافت کرو یہ کون شخص ہی
وہ ساحر اُس لشکر مین گیا سب حال مفصل دریافت کیا آکر عقاب ابر سوار سے کہا کہ ضرغام جادو رہنے والا طلسم ہوشربا
کا قلعہ اورنگ کا مالک جبدن سے افراسیاب مارا گیا یہ بھی بھاگ کر نکلا مگر اسنے لشکر کو جمع کیا اب اس فکر مین چلا ہی کہ جاکر
ہوشربا پر قبضہ کرون اُسکو بھی خبر ملی کہ ملکہ حیرت جادو برائے تسخیر ہوشربا جاتی ہین اسنے اسی وقت ایک عرضی لکھی کہ ملکہ
عالم مین ضرغام جادو آپ کے شوہر کا ملازم جب آپ کے شوہر قتل ہوئے ناچار ہوکے نکل آیا اب مین نے کئی لاکھ کا لشکر جمع کیا ہی
عقاب ابر سوار کون شخص ہی آپ میرے ساتھ چلیے مین چلکر ملک ہوشربا مین آپکو تخت پر بٹھاؤنگا مسلمانون سے مقابلہ کرونگا [illegible]
بڑا خیال ہی یہ نامہ جادوگر نے آکر ہاتھ مین حیرت کے دیا حیرت نامہ پڑھکر بہت رنجیدہ ہوئی اور وہی نامہ عقاب کو دیا کہا کیون صاحب
تمہاری کیا خوشی ہی میرا ملازم نمکخوار مجھکو بلاتا ہی بیشک یہ بہت بڑا جادوگر ہی کئی ملک اسکے سپرد تھے عقاب نے کہا اسکی کیا حقیقت ہی

ایسے بہت سے میرے ملازم ہین حیرت نے کچھ جواب نہ دیا عقاب نے اُس ساحر سے کہا تم جاؤ ہمکو جو کچھ کہ
کہنا ہوگا کہلا بھیجنگے ساحر چلا گیا جاکر اُسنے ضرغام جادو سے کہا حضور ملکہ حیرت کا دماغ آسمان پر ہی نہ کچھ بولین
نہ کچھ جواب دیا مگر اُنکے عاشق صاحب نے یہ کہا ایسے ایسے ہمارے نوکر ہین یہ سنکر ضرغام جل گیا کہا کیا اس
عقاب کی شامت آئی ہی ملکۂ عالم کو توہین کیا کہون مگر اُس ملعون سے سمجھ لونگا یہ کہکر حکم دیا طبل جنگی بجے
طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ملکہ نے کہا ہی ای عقاب ناحق کی لڑائی سے کیا فائدہ تم
کہو تو مین جاؤن اُسکو سمجھا دون یہ کہون کہ تم بھی چلو ہم بھی چلتے ہین جسطرح بنے مسلمانون کو ارد خون
افراسیاب کا بدلا لو آپسمین لڑنے سے کیا فائدہ وہ فوراً مان جائیگا عقاب نے کہا آپ خاموش رہین
اُسکو بڑا غرور ہی عقل و فراست سے دور ہی ایک ہی سحر ایسا کرون کہ تنکے چنتا پھرے یہ کہکے صیقل جادو
وزیر پہلو مین بیٹھا ہی کہا تم بھی طبل جنگی بجوا دو ایسے ایسون سے دبونگا تو مسلمانون سے کیا لڑونگا صیقل نے
اسیوقت اشارہ کیا نقارۂ رزمی پر چوب پڑی دونون لشکرون مین طیاری ہونے لگی چار پہر رات گذری
ستارۂ سحری آسمان پر چمکا یعنے باغ شب پر خزان آئی گلہاے ثوابت و سیارگان باد خزان سحری سے مرجھا گئے
شاخ کہکشان سے گرنے لگے گل نیر اعظم شگفتہ ہوا باغ چرخ زبرجدی مین پھولا ہوا سے عندلیب طائر
زمزمہ سرائی کرنے لگے دم یکتائی خلاق بحر و بر کا بھرنے لگے نہرین موج مار رہی ہین چشم حباب سے کیفیت گلشن
عالم بعد شوکت نگران ضرغام جادو دو لاکھ کا لشکر ساتھ لیکر سوار ہوا اُدھر سے ملکہ حیرت تخت پر سوار ہوا
عقاب آگے بڑھا ہوا بڑے بڑے ساحر اُسکو گھیرے ہوے ہر ایک کا یہی قول ہی کہ حضور ہم مقابلہ کرینگے
اس مغرور کی مشکین باندھکر لائینگے کیا سمجھ کے آپ سے اُلجھا ہی عقاب کہتا ہی مین کیا کسی سے یا یہ کمی کار کھتا ہون
بیحیا کی زبان بند کر دون لشکرون مین صفین آراستہ ہو رہی ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی سامنے آکر دامنہ گرد کا
شگافتہ ہوا ایک محافۂ زرین میمین اُسکو سب سردار گھیرے ہوے ایک ساحر زبردست تخت پر دو جوان
صف شکن تیغزن نوبت نقارے بجتے ہوے علمہاے زرنگاری کے پھریرے پر تعریف الٓہی و نعت
رسالت پناہی مرقوم آمد فوج کی دھوم رد کرتے ہوے آتے ہین جانبین سے ہرکارے گئے خبر لاکر عرض
کی ای شہنشاہ کافور سر فروش اپنی بیٹی او رزدجہ کو لیے ہوے طرف خرم حصار کے جاتا ہی عقاب کے
تو سنکر ہوش اُڑ گئے مگر ضرغام نے پھر کہا ہمین اُنسے کیا کام ہی اگر اُلجھینگے اُنکو بھی سزا دینگے کافور نے جو
اجماع لشکر دیکھا اس خیال سے ٹھہر گئے کہ آج کی شب اسی مقام پر رہین تماشہ جنگ و جدل کا دیکھین
کل چلینگے یہ سوچکر گھوڑے سے کود پڑا اشارہ کیا بارگاہ استادہ کرو بارگاہ استادہ ہوئی محافہ لاکر لگا دیا مگر
ضرغام بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہی جب ملکہ گلفام اُترین بارگاہ مین چلین ہوا کا جھونکا چلا قنات گری ضرغام
کی نظر پڑی اک نازنین مہ جبین رشک حور نازنین خرامان خرامان گرد کنیزین گھیرے ہوے سپر کا سایہ سر پر
اس اہتمام سے اُتر دایا ضرغام دیکھتے ہی عاشق ہوا کلیجہ پر ہاتھ رکھا دل مین درد اب پر آہ سرد آنکھون
مین آنسو بھرے ہوے چپکا کھڑا ہوا ہی طرف سے عقاب کے صیقل جادو نکلا صیقل نے لاف و گزاف
کرکے آواز دی او ضرغام بدانجام کسی کو بھیج ہمارے شاہ سے اُلجھا ہی ہم لوگ ساحران ظلمات ہین ہمارے
سحر کرامات ہین ضرغام ایسا مبہوت ہی کچھ جواب نہین دیتا آنکھون کے نیچے وہی تصویر پھر رہی ہی صیقل
للکارتا ہی ضرغام کچھ جواب نہین دیتا ماہور جادو اُسکا مصاحب کھڑا ہی اُسنے کہا حضور آپ سنتے ہین

اکچھ جواب نہین دیتے کئی مرتبہ جب صیقل نے کہا ضرغام نے اک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور یہ جواب دیا نظم

کل تین تو تاب کچھ ہین شب سے زیادہ تھا
مجھسے کبھی کچھ بڑھ دیا ہوا تیرا ارادہ تھا
ہر چند تیرے ملنے سے کچھ بڑھ گیا تھا دل
ارمان سے واسطے ہر اک جادہ تھا
خنجر ہین تیرے ... دکھایا ہین
دو ... کشش جذبہ تھا اک جام بادہ تھا
گنجائش اور دل ہین مرے یاد غیر کی
اس راہ ہین سوار سے آگے پیادہ تھا
کیون ... مرے ... سے تیغ ابرو کر
گویا مرا رقیب انھین کا ارادہ تھا
دعوی تھا انھین کا جو ابرو سے یار کو
کل تک در قبول ... کشادہ تھا

کھتا نہ کیون کہ رشتۂ جان تاب دادہ تھا
یہ تجو دی ہی تھی کہ جو لے پہونچی تا ریک
پھر بھی یہ رنگ شوق ہی نیاز زیادہ تھا
پایا ہر اک سوال کا قاصد جواب صاف
ایسا رقیب کونسا سر سنگ زادہ تھا
مجنون سے تھا بہت ترے دیوانہ کو حجاب
کوئی تو آج ساتھ تمھارے زیادہ تھا
بیعت سبو ... خرابات کرتے کیا
کسے کبھی شوخیون ہین کوئی کیا زیادہ تھا
تیری گلی کے لوگون کا اللہ رے شوق
ابرو کا تل نہ تھا کوئی سر سنگ زادہ تھا

کیا شوق وصل یار بھی کو زیادہ تھا
اتنے نہ تجھے ہین نہ ہمارا ارادہ تھا
چلتا تھا دشت شوق مین سر رقیم قدم
بھیجا تھا کاغذ اُسنے جو ہمکو وہ سادہ تھا
رُلوا دیا مجھے مرے دل نے آنسو آنکھ سے
دونون کا ایک سلسلہ اک خانوادہ تھا
صحرا مین میرا ساتھ جنون بھی نہ دے سکا
وہ تنگ دست ہاتھ ہمارا زیادہ تھا
آنے کو تجھے نہ آنے دیا میرے گھر انھین
آغوش کی طرح در جنت کشادہ تھا
بند آج ہی ہوا ہی شب ہجر مین جلال

یہ غزل جو ضرغام نے رو رو کر پڑھی ماہور نے کہا غلام اس مطلب کو نہین سمجھا حضور یہ کیا فرماتے ہین ضرغام جادو پھر چپ ہو رہا جب صیقل نے کئی مرتبہ پکارا تو ماہور نے جھلا کر کہا حضور حکم دیجیے کہ اس سے جا کے مقابلہ کرین کچھ تو جواب دیجیے آپ تو ایسے خاموش ہو گئے کچھ جواب ہی نہین دیتے آپ کیون خاموش ہین جب بہت کہا تب اسنے کہا جاؤ لڑو ماہور غصے مین چلا سامنے صیقل کے آیا صیقل نے گولہ مارا ماہور نے خالی دیا دو دو چار چار سحر اسمین رد و قدح ہوے آخر مین ماہور زخمی ہوا کئی جادوگر طرف سے ضرغام کے نکلے زخمی ہوے عقاب ابر سوار خوشیان کر رہا ہی کہتا ہی ای صاحبو دیکھا دین برانے مقابلہ سلطانان چلا ہون اک ملازم نے میرے کیا قیامت برپا کی جب مابدولت نکلینگے زمین کے طبقے ہلا دینگے اور باعث یہ ہی کہ ضرغام جو گلفام آتشخو کو دیکھکر مائل ہوا دل سے اپنے صلاح کر رہا ہی کہ رات کو نقب سحر لگا کر جاؤنگا اس محبوبہ پری پیکر کو چرا لاؤنگا قدمو نپر گر پڑونگا عرض کرونگا ای شہنشاہ ملک خوبی ای سرو خرامان باغ محبوبی میری جان جاتی ہی ایسا تصور ہین مست ہی کہ بول نہین سکتا یہ سب ہنگامہ گذرا ضرغام کو خبر بھی نہوئی چپ کھڑا ہی خیال مین مست ہی آخر طبل امان بجے سب پلٹے یہ بھی پھرا ہی مگر آنکھون مین آنسو بھرے ہوے ہونٹھونپر آہ سرد دل مین درد چہرہ زرد جسم پر گرد بارگاہ مین آیا چپ بیٹھا ہی سب مصاحب آکر جمع ہوے سب نے دست بستہ عرض کی ای شہنشاہ گیتی ستان ای معین و مددگار ساحران یہ کیا معرکہ ہی آپ کیون خاموش ہین کسی نے آپ پر سحر کر دیا کچھ دیو پری جن کا سایہ ہوا کچھ تو فرمایئے اسوقت سب آپکے رازدار جمع ہین کوئی غیر نہین ہی جو فرمایئے بجا لائین آسمان کے تارے توڑ لائین جسکا حکم ہو اُسکو پکڑ لائین کچھ تو فرمایئے جب راز دارون نے اسطرح پوچھا آنکھون سے آنسو ٹپکے کہا نظم

بکر دی یاد مهجوران بکتوبی شدا یا مے
که نبود ... ازین بے تو ... اے
بقصد دیدن مجنون مشو سرگشته ای لیلی

اگر قاصد نمی آید بدست باد پیغامے
اگر از شفقت و دولت تو الطاف نمی سازی
که نبود درد وادی ازان بیچاره جز نامے

بیا ای مایۂ آرام دل آرام ده دل را
نوازش میتوان کردن گدایان را بدشنامے
برآید آفتاب ای مه برای دیدن روئے

نماید گوشۂ ابرو اگر حسن تو در شامے
نمیدانم من ای مخفی سر انجام چہ خواہد شد

بیا ساقی لبالب کن زمی ساغر کہ میخواہم
بکار خود دچوے ہیم ... سر انجامے

لبے بر لب نہم دل ابیادوش بر لب جانے
سمجھا ہون مین ہوا ہیکل جادو کی

بڑی آبرو ہی اور راز دار بھی ہی اسنے کہا آپ کے طریقۂ کلام سے معلوم ہوتا ہی کہ کسی پر آپ عاشق ہوے اس کو جب سے آپ ماہر نہ تھے آنکھون سے دریا بہ رہا ہی دل آپکا جفاے سخت سے رہا ہی نام اسکا بتایئے اگر معشوق آپکا آسمان پر ہوگا وہان بھی جائینگے اپنے کو مثل دعاے مظلومان پہونچائینگے معشوق کو خود آپ کے آپ سے ملائینگے محروم پلٹکر نہ آئینگے اگر آپکا معشوق تحت الثری مین ہوگا مثل قطرۂ آب جذب ہو جائینگے آپکا مطلب ہر نوع پورا کرینگے آپ کیون نہین کہتے غلامان جانباز کس دن کے واسطے ہوتے ہین جب ایسے کلمات تسکین ہیکل نے کہے اور زیادہ ضرغام بیقرار ہوا سر زمین پر دے مارا اس سوال تسکین کا یہ جواب تھا نظم

شکل نرگس اور بھی بیمار آنکھیں ہو گئین
دل مین تھا کیا کیا شکایت ہم کرینگے یار سے
پر تو رخسار سے بیکار آنکھیں ہو گئین
ہر کس و ناکس پہ کب اپنی بھلا پڑتی ہی آنکھ
غیرت ابر بہاری یار آنکھیں ہو گئین
جان سے مارا اسے بھر کر نظر دیکھا جسے
عشق چشم مست سے بیکار آنکھیں ہو گئین
کیا کسی گل نے ملی ہی اپنے ہاتھون مین حنا
آشیان بلبل گلزار آنکھیں ہو گئین

در رہ اشک گوہر شہوار آنکھیں ہو گئین
بات تک نکلی نہ جسدم چار آنکھیں ہو گئین
روشنی کیسی سیاہی نام کو باقی نہین
تیری آنکھیں دیکھکر ہشیار آنکھیں ہو گئین
وہ نظر آتا ہی جب مین دیکھتا ہون جھانک کر
قتل عاشق کے لیے تلوار آنکھیں ہو گئین
پتلیان دل کی طرح ہر گام پر بس ہو گئین
بلبلون کی آج جو خونبار آنکھیں ہو گئین
چار سو جلوہ اسی کا نور آتا ہی نظر

دونون آنکھیں تھے جو تیری چار آنکھیں ہو گئین
آئی پری رو جو ہر بار آنکھیں ہو گئین
صبح ہی خورشید کو دیتا ہی نور آفتاب
روتے روتے ہجر مین بیکار آنکھیں ہو گئین
رات دن منھ کیطرح آنکھوں سے برساتا ہون اشک
ہی تماشا روزن دیوار آنکھیں ہو گئین
نشۂ الفت چڑھا رہتا ہی آنکھوں مین مدام
اسقدر وارفتۂ رفتار آنکھیں ہو گئین
... وہ گل کھتا ہی آنکھوں مین
اسقدر محو جمال یار آنکھیں ہو گئین

ہیکل نے کہا غلام سمجھ گیا نام و نشان بتایئے آج ہی رات کو لیجیے ضرغام نے کہا کافور سر فروش جو آئے اترا ہی اسکی دختر بلند اختر ملکہ گلفام آتشین معشوق خوب رو ہی اسپر نگاہ پڑ گئی آج تک ایسے معشوق پری چہرہ سرو قد خورشید خد میری نگاہ سے نہین گذری دیکھتے ہی مر گیا ای ہیکل جادو اگر کسی طور سے وصل ہوا تو جان بچیگی ورنہ وصل کی ہوس مین وصال ہوگا انجام یہی یہ حال ہوگا ہیکل نے کہا حضور آج ہی رات کو لاؤنگا آپکو اس حال مین دیکھ سکونگا ضرغام نے کہا عمر بھر احسان مانونگا میرا دل میرے قابو مین نہین اس معشوق کی کیا صفت کرون کبک رفتار شیرین گفتار معشوقان کے سر کا تاج اسکی ملازمت عاشقون کی معراج براے خدا ای ہیکل جب دیکھوگے تو کہوگے کہ ہر کیا بھر خوبی ہی ورنگ ... ہر طریقہ محبوبی ہی ضرغام نے کہا حضور آرام کرین خاصہ نوش فرمائین ضرغام نے کہا بھائی کھانے کو دل نہین چاہتا اب یہی خواہش ہی میان قمر صاحب کیا خوب ارشاد فرماتے ہین غزل

کرتے ہین وہ گوش جو سنین گفتگوے یار
آگاہ اس بہار سے ہین رہروان عشق
مرنے کے بعد ہو گی کفن خاک کوے یار

برباد ہین ... ابھی ہوا ...
ہی جادۂ بہشت ... راہ کوے یار
آئینۂ خیال مین دیکھا ... قمر

آنکھیں وہ ... وہ ... یار
اسکی گزارہ ہو تو ہی خاک کوے یار
حیف ہی یہ لباس رہی جسم زار کا
اس آئینے مین صاف نظر آیا روے یار

ہیکل نے کہا مین ابھی جاتا ہون یہ کہکے اسباب سحر جسم پر آراستہ کیا تیر سنکے لشکر مین کافور سر فروش کے جا بجا پھرنے لگا ہر مقام پر سنگنی لیتا ہی ایک ایک سے پوچھتا ہی یہ بھی اسنے سنا کہ یہ معشوقۂ صبا جنگ ...

زنان ہیہ آوارہ ہو کر نکل آئی تھین ان اپنے یہ ہنوز تجسس بسیار پایا ہی اب یہ پیہ ہوے خدمت مین صاحبقران کے جاتے ہین یہ سنکر گھبرا یا تردد ہوا کہ ایسا نہ ہو ہمارے سردار بہی مثل عاشق ہوے دیکھیے انجام کیا ہو لیکن اگر خالی جاؤنگا ایسا کہین ہو نرابت نہین دیکھا وہ تیر زن کشیدہ آفت دیدہ تڑپ تڑپ کے جان دیدیگا یہ سوچکر اک گوشے مین آکر ٹھہرا بارگاہ ملکہ کو اپنا نقب سحر دیکے لگا ملکہ گلفام اشنجو جس بارگاہ مین آرام فرماتی ہین ملکہ گلشن انکی مادر مہربان سعید بیزینی بدار نیان انکی آتشیان سب موجود ہین اسنے گوشے مین آکر سر نکالا اسوقت ملکہ گلشن بھی جاگ رہی تھین اسنے نقب سحر کرنا شروع کیا آفتاب نگرو غدرسنے طلوع کیا اک ایسی ہوا چلی کہ سب سو گئے فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا نقب سے ہیکل جادو نکلا یہ بھی جانتا ہی کہ ملکہ گلفام کو سحر نہین آتا گھبرے ہو کر سحر کیا ملکہ سوتی تھین بیہوش ہو گئین اسنے قریب آکر دو پٹہ چہرۂ آفتاب مثال سے ہٹایا برق چمکی آنکھین بند ہوئین جمال کو دیکھ نہ سکا آئینہ دار حیران ہو گیا کمر مین بخجہ دیا اسی نقب سحر مین داخل ہوا نقب سے باہر نکلا پر پرواز پیدا کیے یہان کنارے پر لشکر کے ضرغام جادو اشکبار بیقرار کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی چند رفیق ساتھ ہین وہ کہتے ہین حضور چلکے خاصہ نوش کیجیے ضرغام رو دیتا ہی کہتا ہی یارو کھانے کے واسطے لخت دل اور پینے کے واسطے خون جگر میرا تو یہ حال ہی کہ جسکا ذکر محال ہی

نظم

کیون ای فراق دوست یہ جھگڑے کہان کے ہین
ای آہ اُنسے پہلے مجھے ہجر یار مین
احسان مجھ غریب پہ ضبط فغان کے ہین
خود آرزوے وصل مین بوڑھے ہوے ہو
تھکتے نہ ہم تھکے ہوے کاروان کے ہین
اہل جہان مین حشر کی وہی اپنی جگہ پہ تھے
اب دل جگر ہمارے نہین میہمان کے ہین
نقش قدم پکارتے ہین راہ عشق مین
انداز جانکنی وہ ترے نیم جان کے ہین
کیونکر اُٹھائین گنبد مدفن کا بوجھ وہ
پہلو نے تھین یاد امتحان کے ہین
وا حسرتا ہے شخص کو بھی زبان ہے نہ بد کہا
خود پوچھتے ہین ہم کہ ارادے کہان کے ہین
بت اہل دیر کہتے ہین کعبے مین سب خدا
جو بیٹھے بیٹھے حشر مین پیر مغان کے ہین

چھپتے نہین گواہ جو سوز نہان کے ہین
آزار دینے مین جو شریک آسمان کے ہین
فریاد ہم کرین بھی خدا سے تو کیا کرین
صدمے تو نامرادی بخت جوان کے ہین
گذری خبر جو غیر کے دل مین بھی تم چھپو
ثابت قدم جو معرکۂ امتحان کے ہین
عاشق تری گلی سے بچائینگے بے مٹے
مٹجائے حوصلے جسے نام و نشان کے ہین
زیر قدم ٹھہر گئے عارض پہ رہ گئے
شاکی تہ مزار جو خواب گران کے ہین
کیا دوستونسے بھاگتے پھرتے ہین ای جنون
کیا نیک لوگ صحبت پیر مغان کے ہین
سنتا ہی کچھ نہ شیخ ہماری نہ برہمن
دو اک یتے یہ اس صنم بے نشان کے ہین

رکھتا ہی دم نفاق عجب جسم جان کے ہین
چند اشک گرم ہین کئی چھالے زبان کے ہین
کسطرح نالے کرتے ہین مین بھول ہی گیا
مارے ہوے تغافل جور بتان کے ہین
منزل پہ لیکے بیٹھ گیا ہی ہجوم یاس
ہرکارے ہر جگہ مرے وہم و گمان کے ہین
اپنا غم فراق نے دونون کو کر لیا
نقش زمین ہین داغ دل آسمان کے ہین
حسرت ہی بسملونکو بھی دم توڑتے تو یون
رنگ آنسوون کے حال مین مجھ ناتوان کے ہین
دل دیکھنے کو کہتے تھے دل پھیر لیجیے
ہم موسم بہار مین تھے خزان کے ہین
کیا جانے تجلی ہی کدھر بیخودی ہمین
ناقوس کیسے بجتے ہین کیا غل اذان کے ہین
رحمت کچھ آگے بڑھکے ابھی لگا ہی جلال

کبھی گھبراتا ہی آگے بڑھ جاتا ہی کبھی کہتا ہی یارو نہین معلوم ہیکل پر کیا گذری ملکہ نہین آیا کسکو بھیجون دل چاہتا ہی خود جاؤن کیونکر پتہ لگاؤن کہ دیکھا سامنے سے ہیکل جادو پشتارہ لیے چلا آتا ہی پکار کر آواز دی تم میرے گلے کی ہیکل ہو تمکو دیکھکر اب دل کو کل ہی ہیکل نے جواب دیا حضور اُس آہوے وحشی کو لایا آپ بڑے خوش نصیب ہین چہرے پر نگاہ نہین جمتی جب رخ الونش آفتاب کے چمکا قریب تھا کہ مجھکو غش آجائے ضرغام طرف بارگاہ کے بھاگا کہا بھائی جلد چلو کیا ساعت سعید ہی ملکہ بہتر از

آہ روز عید ہے تمنے مجھکو موہ لے لیا ہے ہیکل کہتا ہے چپکے چپکے کلام کیجیے ایسا نہو خبر افشا ہو جائے اسکا باپ ساحر بد مست بادۂ سحر و ساحری سے مست اگر سن لیگا قیامت برپا کر دیگا بادشاہ طلسم نقراط کا وزیر ہے صاحب جاہ و توقیر ہے بڑے بڑے جادوگر دبتے ہین اگر کہین سن پائیگا قیامت برپا کریگا ضرغام جادو کہتا ہے بھائی ہیکل کیا مین کسی سے کم ہون اگر سامری و جمشید قبر سے آئین انکو بھی جواب دون خوشی خوشی بارگاہ مین آیا ہیکل نے پشتارہ رکھ دیا بیرون بارگاہ گیا ضرغام نے تمام بارگاہ کو اپنے ہاتھ سے صاف کیا اسباب عیش و نشاط درست کرکے ملکہ کو مسند پر بٹھایا سحر اتارا ملکہ ہوشیار ہوگئین آنکھ جو کھلی دیکھا ایک ساحر سیاہ رو بدخو ہاتھ باندھے بیٹھا ہے ملکہ نے کہا ارے تو کون کہا حضور آپکا عاشق صادق ہون جان آپ پر جاتی ہے آپنے سنا ہوگا ضرغام جادو رہنے والا حوالی ہوشربا کا نکلا ہون کہ خون افراسیاب کا بدلا لون اب کل ہر ایک کو پکڑ لاؤنگا اب عقاب ابر سوار کی تو شناسین آئی ہین حضور کو مجانے سے اترتے ہوئے دیکھا رات تڑپ تڑپ کے کاٹی ہے حضور شب ہجر کا مزہ چکھا ہین غلام ہون اسوقت تک کلیجہ تڑپ رہا ہے ابھی تک میری یہ کیفیت ہو رہی ہے نظم

پھر سینہ سوز داغ غم شعلہ فام ہے
پھر فوج فوج سر پہ مرے ازدحام ہے
پھر دل ہے داغ مطلع خورشید دیکھکر
رہ کر وہ شوق وصل پھر اک صید دام ہے
جان لوٹتی ہے پھر کہ وہی عیش ہو نصیب
پھر ایک بات کہنے مین قصہ تمام ہے
چلمن سے کس پریکا نظارہ ہوا نصیب
ہو شکل صبح چاک گریبان شام ہے
پھر کسنے غیر کو دیا ناز سے جواب
پھر مضطرب نظر کو جہان نیم گام ہے
پھر کس ستم شعار نے پوچھا ہے میرا حال
سو بار مجھکو کہتے تجھین مجھسے کام ہے
پھر دوری بتان ہین نہین خواب کا خیال

پھر گرم جوشی دل و سودائے خام ہے
پھر زیب سر ہے شعلۂ داغ جنون پیچ
از بسکہ یاد جلوۂ بالائے بام ہے
پھر آگیا ہے کون سے بیباک کا خیال
ہم ہین وہ مست ناز ہے اور رو در بام ہے
پھر سخت کامیون نے کیا جان دل اسے کچھ
پھر اپنے تنگے چینے کی کیون دھوم دھام ہے
پھر کسنے مسکرا کے مجھے بیوفا کہا
پھر خواہش پیام اجل کا پیام ہے
کس کم سخن نے دیکھ مجھے آہ کی کہ پھر
پھر ناصحون کو کیون خطر انتقام ہے
پھر کچھ صدائے پاسے دل مردہ جی اٹھا
مومن مرے بھی دن مین سونا حرام ہے

ہر منھ پہ پھر ہے طائر مجنون کا آشیان
پھر دور باعث نالہ اثر اہتمام ہے
اس آہوئے رمیدہ کو پھر ڈھونڈھتا ہے دل
یہ کیا ہوا کہ رخصت ناموس و نام ہے
دل چاہتا ہے پوچھے کوئی کیا وہ مر گیا
پھر آرزوے بوسے کا لب پر مقام ہے
پھر پردہ در ہے کسکی وہ انگلی ہلال سی
کیون کہ رہا ہون بندہ تو صاحب غلام ہے
دیکھا نگاہ ناز سے کس شوخ چشم نے
ایسے بھی چپکے رہتے ہین کچھ کچھ کلام ہے
پھر کیون نہ کام ہو وسے کہ اس کینہ گیر کا
پھر جلوہ ریز کون قیامت خرام ہے

اسطرح جو ضرغام جادو نے کہا ملکہ گلفام اشکخو نے اپنے منھ کو چھپا لیا غصے مین کانپنے لگی کہا او ملعون بھیجیا تو نہین جانتا کہ مین منظور نظر صاحبقران ہون یقین ہے کہ انھون نے طلسم نقراط کو شکست کیا وہان اہل اسلام کا بندوبست ہوا تو نے غضب کیا کہ مجھکو اٹھا لایا خبردار ہٹکر بیٹھ خبردار مجھسے بیجا کلام نہ کرنا مین خوب سمجھتی ہون میری خطا کی سزا یہی ہین اگر کہین تو نے ہاتھ لگا دیا مجھکو زندہ نہ پائیگا اسطرح غصے مین کہا کہ ضرغام کانپنے لگا پھر کچھ نہ کہ سکا چپکا اٹھکر باہر آیا ہیکل جادو کو بلایا اور سب رفیق دوڑے پوچھا کیون شہریار معشوق پری چہرہ سے کیا گذری یقین ہے آپکو دیکھتے ہی عاشق ہوگئی ہوگی معشوق نے آپ کے آپکی بڑی قدر کی ہوگی آپ ایسا عاشق صادق کسکو ملتا ہے آپنے کیا کیا صدمے اٹھائے ضرغام جادو نے کہا بھائیو ہرچند کہ معشوق مہوش ہے مگر بڑی سرکش ہے وہ تو جان دینے پر آمادہ ہے اپنے عاشق کا نام لیتی ہے کہتی ہے وہ قیامت برپا کرینگے

اپنے باپ کے نام سے ڈراتی ہی مین نے لاکھ منت کی اور مطلب کیسا ہاتھ تک نہین لگانے دیتی اب یارو صلاح
بتاؤ کیا کرون اپنے اپنے طور پر سبنے کہا کوئی کہتا ہی سحر کر دیجیے کوئی کہتا ہی مشکین باندھ دیجیے کوئی کہتا ہی
صندوقچہ جواہرات پیش کر دیجیے لالچ دیجیے یہان تو یہ باتین ہو رہی وہان معشوق زرین پوش پردۂ
حجاب سے برآمد ہوا لباس شعاع وضیاع پہنکر تخت زبرجدی پر بصد ناز و کرشمہ جلوہ گر ہوا مشتاقان
دیدار طائران زمزمہ سرا معشوق پرضیا کو دیکھکر زمزمہ سرائی کرنے لگے جوانان چمن نے اپنے کو آراستہ
کیا نرگس شہلا آنکھین ملتی ہوئی اُٹھی نظارۂ معشوق زرین پوش سے آنکھون مین روشنی آئی سنبل پر پیچ نے
زلفین عنبرین کو جلوہ دیا چمن مین پکار رہی صبا جو آمد بہار ہی گلون نے آب شبنم سے مُنھ دھویا غنچے مسکرائے
عندلیبان خوشنوا پہلوے گل مین پھولکر بیٹھے یعنے ستارۂ سحری آسمان پر چمکا وہان کنیزون کی جو آنکھ
کھلی ملکہ کو چھپر کھٹ پر نہ پایا ملکہ گلشن کو جگایا کہا حضور اُٹھیے ملکہ عالم نہین معلوم ہوتین گلشن گھبرا کر
اُٹھی جب چہار جانب تلاش کیا کہین پتہ نہ ملا گھبرا کر کہا اُنکے باپ کو خبر کرو یہ کیا ستم ہو گیا ہاے اُسکو بڑا ہی
حجاب تھا کہ ایر کو کیونکر منھ دکھاؤن معلوم ہوتا ہی کہین نکل گئی ہلڑ جو ہوا کافور سرفروش اندر آیا
یہ معرکہ دیکھکر گھبرا گیا زوجہ سے کہا گھبراؤ نہین اگر وہ خود نکل گئی ہی تو بھی تلاش کرتا ہون اگر کسی نے
بے ادبی کی اُسکی شامت آئی ہی یہ کہکے چہار جانب دیکھنے لگا نشان نقش پا ہیکل کا باقی تھا اُسکی خاک
اُٹھائی اور بہت سی خاک اُسمین ملا کر پتلہ بنایا سحر کیا تھوڑی ہی دیر مین دیکھا اک لڑکا پانچ برس کا
ہاتھ باندھے کھڑا ہی مگر رو رہا ہی کافور نے کہا سچ بتا کون یہان آیا تھا یا خود کہین چلی گئی اگر خلاف کہا
جلا کے خاک کر دونگا اُسنے ہاتھ باندھکر عرض کی حضور یہ جو ضرغام آیا ہی اُسکا وزیر ہیکل جادو آیا
سحر کرکے ملکہ کو لے گیا اُسی کے خیمے مین ابھی تک موجود ہین یہ سنکر کافور شل فیل مست اسباب سحر ہمراہ
خیمے سے جھومتا ہوا نکلا ساحرون سے پکار کر آواز دی اے یارو مین لشکر ضرغام کے جاتا ہون وقت
پر تم بھی آنا یہ کہکر تیغ برقتاب کھینچے ہوے اسم سحر پڑھتا ہوا لشکر مین ضرغام کے آیا ساحرون کو
جا بجا اُترے ہوے دیکھا ہر جگہ یہی چرچے ہین کہ معشوق کو آقا نے بلوا لیا مگر وہ بات کا جواب نہین دیتی
بعض کہتے ہین اُنکی صورت کیا ہی وہ معشوق پری چہرہ اُنکو کیا قبول کریگی اُسنے جمال آفتاب مثال کہ
صاحبقران کے دیکھا ہی نہین معلوم کیا خطا کر کے پھرتی ہی کہ اُنسے محجوب ہی یہ جو کافور نے سنا
غول پر اک گولہ مارا گولہ جو پھٹا برقین کڑک کڑک کر گرنے لگین جسپر برق گری دو ٹکڑے ہوے لشکر کو پامال
کرتا ہوا چلا ضرغام یہان کھڑا ہی کہ ہرکارے دوڑتے ہوے آئے عرض کی حضور کافور سرفروش
نے بیس ہزار جادوگر مار کر ڈالدیے اب آپ پر آتا ہی یہ سنکر ضرغام نے ہیکل سے کہا تو بڑھکر روک مین بھی
آتا ہون ہیکل بڑھا اُسوقت پہونچا کہ کافور نے لشکر مین مہلکہ ڈالدیا ہزارہا ساحر جلا دیے طبقے زمین کے
ہلا دیے ہیکل نے للکارا او کافور بس ان غریبون پر کیون بدعت کرتے ہو بیخطاؤن کے خون سے
کیون ہاتھ بھرتے ہو ہم تمھاری بیٹی کو اُٹھا لائے ہمسے مقابلہ کرو سحر و ساحری بڑی چیز ہی یہ کہتا تھا
کہ کافور اُسپر جا پڑا ہیکل نے کئی سحر کیے کافور نے خیال بھی نہ کیا جب اشارہ کیا سحر باطل ہو گیا جھولی
پر ہاتھ ڈالکر کچھ اشیاے سحر نکالے او نامرد کہکر پھینک مارے اک برق کڑک کر گری ہیکل کے دو ٹکڑے
ہوے او رمصاحبون کو ضرغام نے بھیجا کہتا ہی یارو مین کیا جانتا تھا نہین تو راتون رات بھاگ کر نکل جاتا

مجھکو کون پاتا بڑی خطا کی دس بارہ مصاحبون نے جا کے کافور کو گھیرا ہی چہار جانب سے سحر کرنے لگے
کافور نے جسکو گولہ مارا سر پھٹ گیا کسی کا ہاتھ ٹوٹا کوئی غرق زمین ہوا ضرغام نے جو یہ خبرین سنین
اتنے عرصے مین اسباب سحر تیار کر لیا اسوقت آکر پہونچا کہ لشکر بھی کافور کا آگیا دونون لشکر مل گئے
کافور نے آگ برسا دی مگر یہ خبر ہرکارون نے عقاب ابرسوار کو پہونچائی کہ حضور کل جو لشکر آیا تھا
کافور سر فروش کا ہی اُسکے ہمراہ اُسکی دختر بلند اختر ملکہ گلفام آتشخو اُسکو ضرغام جادو نے ہمراہ
لیا وہ نازنین معشوقہ صاحبقران ہی کسی خطا مین نکل آئی تھی ماں باپ تلاش کر کے لیچلے ہین کافور جا اترا
حیرت جادو نے کہا ای عقاب ابرسوار ضرغام کی شراکت کرنا چاہیے ہمارے ملک کا ساحر ہی علم
نیرنگ سے بخوبی ماہر ہی عقاب نے کہا ہمین کیا مطلب حیرت نے کہا واہ اگر یہ اندھیر ہی تو مسلمان سبکو
قتل کر یگا یہ کہکے حیرت خود اُٹھی عقاب نے ہان ہان کہکے روکنا چاہا حیرت نے نہ مانا کوک کر بلند
ہوئی اب عقاب بھی چلا عقاب کے لشکر نے بھی تیاری کی اسوقت آکر پہونچے کہ ضرغام و کافور سے
مقابلہ پڑ گیا ہی آپسمین سحر چل رہے ہین زمین سے شعلے نکل رہے ہین کہ حیرت نے نعرہ کیا ای ضرغام
نہ گھبرانا مین آکر پہونچی ایک طرف عقاب آیا ایک جانب حیرت ایک جانب ضرغام اب کافور کو
گھیرا تینون کے سحر پڑنے لگے کافور حیرت و عقاب و ضرغام کو جواب دیرہا ہی جب حیرت نے دیکھا
کہ کافور پر سحر تاثیر نہین کرتا سبکو برابر جواب دیتا ہی زمین مین آکر ایک چیخ ماری آواز دی او آتشبار کیا
مر گیا کافور کو لینا اک شعلہ بھڑک کے گرا کافور شعلۂ آتش مین گھرا ہر چند چاہتا ہی نکلون ممکن نہین ہوتا
گلشن اسکی زوجہ بھی پہونچی خاوند کو بیچ مین آگ کے دیکھکر تڑپ کے گری چاہا سحر کرون شوہر کو اپنے
لے نکلون مگر حیرت نے اشارہ کیا غنچۂ دہن سے پھول برسائے شعلہ ہائے آتش نے گلشن و کافور
کو گھیر لیا دونون زن و شوہر کیسے کیسے سحر کرتے ہین چاہتے ہین آگ سے نکلین آتش دمبدم زیادہ ہوتی ہی
جاتی ہی شعلے بھڑک رہے ہین جب حیرت سحر کرتی ہی جوش دریائے آتش بڑھتا جاتا ہی حیرت جادو
نے ضرغام کو آواز دی لشکر کو دیکھو لے یا تو لشکر کافور فوج ضرغام کو قتل کر رہا ہی اب جو ضرغام نے
بڑھکر سحر کیا فوج کافور قتل ہونے لگی دونون شاہزادے جمہور و منظور یہ تو دونون غیر ساحر ہین برائے
مدد کافور آئے تھے آکر اس بلا مین پھنسے کہ دریائے آتش جوش مار رہا ہی ایک مقام پر یہ بھی دونون
پھنسے ہر چند گھوڑے دوڑاتے ہین دریائے آتش کا جوش نہنگان دریا کا خروش مچھلیان تڑپ کے
نکل رہی ہین کئی ہزار آدمی لشکر کافور کے کام آگئے قضائے کار صاحبقران زمان نے قلعۂ خرم حصار
پر عرصۂ دراز تک زن و شوہر کا انتظار کیا جب یہ پلٹ کر نہ آئے ایک دن واسطے شکار کے نکلے تھے کہ صحرا سے
گرد اُڑی دیکھا کہ بہرام مقبل و دیگر سرداران صاحبقران دقت پر آکے پہونچے صاحبقران نے
ایک ایک کو گلے سے لگایا حال فتاحی طلسم بقراط بیان کیا اور قتل ابلیس کا بھی ذکر کر دیا سب نے
عرض کی کہ خدا حضور کو مبارک کرے انشاء اللہ اسیطرح سے طلسم نور افشان بھی فتح ہوگا امیر نے
فرمایا عرصہ ہونیکا بڑا قلق ہی بوجہ کے جھگڑے مین پھنسے ابتک تا بہ نور افشان پہونچے مگر گردش فلکی سے
عجب عجب سامان گذرے خیر پروردگار نے انجام بخیر کیا سبکو لیکر خرم حصار پر آئے تیاری ہوئی نقیر
فریدونی کوچ کیا دو منزلہ سہ منزلہ کرتے ہوئے جاتے ہین خواجہ کا دستور ہی کہ صاحبقران کے ساتھ چلے

دس کوس پانچ کوس آگے جنگل پہاڑ دیہات کو دیکھتے ہوے جاتے ہین جس قریے کو آباد دیکھا حبشی بنکر
یا مرد بنکر یا مرشد بنکر بسیا دوکانین لوٹ لیا شام کو لشکر مین آکر ملتے ہین ایک دن جو صبح کو نکلے کوئی دیہات
قریہ نہ ملا بڑھتے چلے جاتے ہین ایک پہاڑ پر چڑھ گئے سر اٹھاکر چہار جانب دیکھنے لگے اس خیال مین کوئی آبادی
ملے تو کوئی دو چار کوڑی کا روزگار کرین اکثر یہ بھی ہوتا ہی جہان سن پایا کہ گانون مین کوئی بڑا مہاجن ہی
بہت سا اسباب چاندی کا برتن مال مین باندھا ٹھیرے کو چھپا لیا کاپنتے تھراتے مکان پر مہاجن کے آکے آواز
دی سیٹھ جی صاحب ذرا باہر آئیے مہاجن باہر آیا اسکے آگے اسباب سب ڈھیر کر دیا کہا بھائی اسباب بیچنے مین
اس سے معاملہ ہوا پکا مہاجن گاہک کا دیکھنے والا گھر مین سے جاکر ترازو بٹے لایا جو سوا سیر کا تھا کہا یہ سیر ہی
یہ تو چور رہنے ہوے ہین کہا بہت اچھا مہاجن نے سب اسباب تول لیا انھون نے کچھ نہ کہا حساب کرکے روپے
لیے سلام کرکے کہا مین پھر حاضر ہونگا مہاجن نے کہا تمھارا گھر ہی دن کو رات کو جب ضرورت ہو چلے آؤ
ہزار پانچ سو کی جب ضرورت ہولیجاؤ خواجہ تو نکلکر چلے گئے مہاجن اسباب دھوتی مین لیے ہوے گھر مین آیا
جورو سے کہا کوٹھے لا مین جلدی ٹھیکا بنالون بڑا بھولا چور تھا ارتھیا مین نے رکھ دیا وہ بیچارہ اچھا ہی
اچھا کہتا رہا کچھ تکرار نہین کی اب ہمیشہ آیا کریگا کوٹھے آکر صحن مین جمع ہوے مہاجن دھوکنی لیکر بیٹھا ہرچند
کوئلے جلاتا ہی مگر وہ اسباب نہین گلتا اب جو اٹھاکر دیکھا سب مال پیتل کا نکلا سر پیٹنے لگا کہا صاحب مین لٹگیا
یہ چور تو بڑا مکار تھا بڑا دھوکا دیگیا اسطرح خواجہ لوٹتے مارتے جاتے ہین آج جو کوئی مقام نہین ملا پہاڑ پر
چڑھے چہار جانب دیکھ رہے ہین ایک طرف شعلہ ہاے آتش بھڑک رہے ہین دیکھا بہت سے جادوگر ملے
ہوے لڑ رہے ہین عمرو اس طرف دوڑا فقیر بنکے جو آیا دیکھا کافور سرفروش و ملکہ گلشن دریاے آتش مین
پھنسے ہوے تڑپ رہے ہین ہرچند چاہتے ہین نکلین آگ بجھا نہین چھوڑتی ہی ایک طرف حیرت جادو سحر
کر رہی ہی اب جو عمرو نے کافور سرفروش اور اُنکی زوجہ کو آگ مین پھنسے ہوے دیکھا عمرو نے لوگون سے
دریافت کیا احوال مفصل معلوم ہوا احوال سنکر گھبرایا الٹے پانون بھاگا صاحبقران شکار کھیلتے چلے
آتے ہین کہ دیکھا عمرو بدحواس سامنے آکر پہونچا ہاتھ اٹھاکر دعا دی شعر احتراز حکمت اقبال تو نورافشان
باد۔ گوہر مہر تو چون مہر فلک تابان باد۔ ای شہریار غضب ہوا کافور سرفروش و ملکہ گلشن بیٹی کو
تلاش کرتے ہوے ایسے مقام پر پہونچے کہ اُنکو بخیر و عافیت پایا راہ مین فتور پڑا نہین معلوم کہ حیرت
کیونکر آگئی تین ساحران زبردست نے زن و شوہر کو گھیرا ہی شعلہ ہاے آتش کی طغیانی طوفان آتش کی
فراوانی ہرچند دونون چاہتے ہین نکلین حیرت نہین نکلنے دیتی قیامت کے سحر کر رہی ہی یہ سنتے ہی عمرو
سے صاحبقران نے اشقر بڑھایا سب سردار عقب مین چلے صاحبقران اسوقت آکر پہونچے کہ حیرت
نے قصد کیا ہی کہ ان دونو کو آتش سحر مین جلادون دونون زن و شوہر مثل برق تڑپ رہے ہین صاحبقران
نے جو یہ حال دیکھا وہین سے نعرہ کیا نعرۂ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار | بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام قمقام نام | یکے تیغ عقرب یکے ذوالجام
بن کافران از جہان پاک کرد | سر سرکشان حملہ در خاک کرد

عمرو نے بھی اپنے نام کا نعرہ کیا باشیدای کفاران بیحیا و ای نابکاران پر دغا منم مہر سپہر عیاری و قطب
فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری نامدار خبردار آگے قدم نہ بڑھانا ورنہ اپنے
اعمال کی سزا پاؤگے او حیرت تو کہان سے آگئی زنجیر موت کی پانون مین پڑی اب کہان جائیگی حیرت نے

نعرۂ امیر کی صدا سنی کہا ای عقاب بھاگو حمزہ اور عمرو آگئے عقاب نے کہا بھاگنا کیسا مین ابھی دونون کو مارے لیتا ہون حیرت نے کہا ای عقاب واسطہ سامری و جمشید کا نکل چل انکے قتل کا نام نہ لے سامری و جمشید کی روح کانپتی ہی بولے دو دو خداوند بھاگے ہین جس سے فریاد کروگے کوئی نہین سنیگا عقاب نے کہا مین صورت تو حمزہ کی دیکھون کہ کیسی صورت ہی ایک سحر مین دیوانہ بنا دونگا ہرچند حیرت نے کہا عقاب نے نہ مانا بھاگے لشکر والون سے کہا بھاگو حیرت کا لشکر تو بھاگا مگر ضرغام جادو اپنے تئین جانتا ہی میرے سحر سے کافور پھنسا ہی صاحبقران جیسے ہی آکر پہونچے اسم اعظم پڑھا سحر دفع ہوا کافور نے بھی کہا کہ آقاے نامدار آگئے یہان بہت بڑا رن پڑا ہی ہزارہا ساحر لڑ رہا ہی ضرغام نے جو دیکھا کافور نے رہائی پائی آگ ساری غائب ہوگئی سحر کرتا ہوا چلا امیر جو بنوز عقرب سلیمانی کھینچکر گرے ہزارون ساحر قتل کیے خواجہ عمرو جادوگرون کی کمر ٹٹولتے پھرتے ہین جسکی کمر مین ہمیانی نکلی خوش ہوگئے اگر ہمیانی نہ نکلی لباس اتار لیا ایک لات ماری اور کہا او دنی عمر بھر نوکری کی غازیون کے حق کا کچھ نہ رکھا آخر بذلت موت کا مزہ چکھا کسی ساحر پر کمند ماری کسی پر حباب کسی پر حقۂ آتشبازی داغا دغاباز کو جلا کر مارا عمرو لڑتے ہوے طرف ضرغام کے چلے کافور نے پکار کر آواز دی حضور تکلیف نہ کرین مین اس ناری سے سمجھ لونگا یہ کہکے کافور بڑھا صاحبقران غول پر ساحرون کے جا پڑے ملکہ گلفام آتشخو خیمے سے دیکھ رہی ہین صاحبقران کو دیکھا نہنگانہ پلنگانہ رستانہ شیرانہ لڑ رہے ہین جس ساحر کو ایک ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے اسم اعظم ورد زبان جب باواز بلند پڑھتے ہین سحر ساحرونکا اُلٹا پلٹتا ہی صداے اسم اعظم الٰہی سے ساحرونکا کلیجہ پھٹتا ہی ملکہ گلفام دیکھکر تعریفین کر رہی ہین فرماتی ہین انشاءاللہ صاحبقران زبان کس زور و شور سے لڑ رہے ہین حیرت تو پہلے ہی بھاگی امیر کا نام سنکر ڈر گئی ہوشربا پر شکست اٹھا چکی ہی اسی خیال سے بھاگی مقابلے مین صاحبقران کے نہ ٹھہری مگر ضرغام پر کافور جا پڑا اسمین سحر ہوے کافور نے غصے مین اک دو ہتڑ زمین پر مارا شعلہ جھپٹا تڑپ کر ضرغام پر گرا ضرغام کے ہر سر مو و ہر بن مو سے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے اعضاے جسمی مثل ہیزم خشک جلنے لگے ہرچند ضرغام چیختا ہی چلاتا ہی لیکن آگ نہین بجھتی ہی آخر جل جل کر خاک ہوا ہیجا کا قصہ پاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من ضرغام جادو وجود لشکر والے بھاگے امیر کے لشکر نے خیمے لوٹ لیے خزانے پر عمرو نے قبضہ کیا امیر سے آکر کہا خزانے مین خاک اڑ رہی ہی جھنجھی کوڑیان پڑی تھین مین نے جنگل مین پھنکوا دین امیر نے فرمایا خواجہ یہ بات اچھی نہین ہی غازیون کے حق و مال پر قبضہ نہ کیا کرو عمرو نے کہا غازی تھان برہنا کرتے ہین امیر نے فرمایا خواجہ جیسے مین ملکہ گلفام کے جاؤ مگر امورات گذشتہ کا ذکر نہ کرنا شرمندہ ہوگی مین طعن و تشنیع کرنا نہین چاہتا جو مین نے آرزو کی میرے پروردگار نے قبول کر لی لینے لوح مدد غیبی سے ملی طلسم بھی فتح ہوا اب حجاب کیسا عمرو جیسا اُسوقت پہونچا کہ ملکہ گلفام آتشخو سر سجدے مین براے فتح و نصرت صاحبقران دعا مانگ رہی ہین کبھی فرماتی ہین کہ نظم

خارے بجگر از گل رخسار تو دارم

زردی رخ از نرگس بیمار تو دارم
نقشیدہ لب زخم یکے قطرہ تمنا
بلبل بہ نوا سنجی منقار تو دارم

چون شانہ دل چاک ز پریشانی خاطر
از آب دم خنجر خونخوار تو دارم
خاموشم و نقد دل و جان سخن امروز

از پیچ و خم طرہ طرار تو دارم
بر بوسے گلے بستم و نالان و دل افگار
ای سیمبران قیمت گفتار تو دارم

خاموشم و گنج گہر اشک بدامن … از بہر نثار سر گفتار تو دارم
بس روز سیاہی ز شب تار تو دارم … آن سنگدل آخر سر بالین تو نامد
تا زلف فرو شعلہ بعارض چون ماہ
حیرت زدہ از مردن دشوار تو دارم

عمرو نے جا کر آواز دی بھا ئی صاحب مزاج تو اچھا ہی آپ کیون بیقرار ہوتے ہین صاحبقران آتے ہین ملکہ خواجہ کو دیکھکر رونے لگین کہا خواجہ کچھ حال تو بیان کرو کہ طلسم کیونکر فتح ہوا عمرو نے تمام کیفیت بیان کی ملکہ نے ہاتھ طرف آسمان کے اٹھا دیے عرض کی ای کریم کارساز وای مالک بے نیاز تو نے کیا رحم کیا کہ صاحبقران کو لوح ملی طلسم فتح ہوا ابلیس ملعون مارا گیا نظم

زمین پیدا زمان پیدا مکین پیدا مکان پیدا … تو ای کز لامکان کردی ہمہ کون و مکان پیدا
بفرمانت شود از ذرہ روشن نیر تابان … ز جسم خاک سیگرد بحکمت نور جان پیدا
بر آن غنچہ کہ شد در رہ بہار بوستان پیدا … بقدرت ساختی گویا تو ہر تصویر جانان را
وجودت بود موجود ای وجود عالم ہستی … نہ بد دقتیکہ در ایجاد از ہستی نشان پیدا
گر انشان را بہر موئے بدان گردد زبان پیدا … چو آید بر زبان وقت تکلم نام شیرینت
بحکمت مہر و مہ بر آسمان ہستند سرگردان … بفرمان تو گردد گردش دور زمان پیدا
نگشتی در دل اہل نظر مہر بتان پیدا … تو نقش اہل صورت را بلوح این جہان ہستی

تو کردی ای خداوندے جہان ملک جہان پیدا
تو ای کز بے نشانی ساختی نام و نشان پیدا
خبر از رنگ و بویت میدہد گلشن دوران
بحکمت در دہان بے زبان کردی بیان پیدا
تو اندکہ گوید شکر نعمات خدا وندی
بدل راحت بجان طاعت بہ تن گردد توان پیدا
بہ بتخانہ ز روے بت اگر تو جلوہ ننمودی
تو کردستی بدار الملک ہستی این و آن پیدا

یہ اشعار پڑھکر شکر پروردگار ادا کیا گلے مین خواجہ کے ہاتھ ڈالدیے کہا ای خواجہ مین صاحبقران سے اسقدر شرمندہ ہون چاہتی ہون زمین مین گڑجاؤن صاحبقران کو یہ روے نحس نہ دکھاؤن عمرو نے کہا ملکہ اسکا ذکر نہ کرو گذشتہ را صلواۃ آیندہ را احتیاط بخدا صاحبقران کو اُسکا خیال بھی نہین یہ ذکر تھا کہ امیر حمزہ بھی تشریف لائے ملکہ نے شرما کے سر جھکا لیا عمرو باہر چلا گیا امیر نے ملکہ کو گلے سے لگایا فرمایا ملکہ کیون شرماتی ہو جو کچھ نقاش ازل نے کلک قدرت سے صفحہ ہستی پر مرقوم کیا وہ ہوا حجاب کیسا ملکہ قمر پیکر تمھاری بہت مشتاق ہین ملکہ گلفام نے کہا مین خود اُنکے دیدار کی مشتاق ہون بہرام نے لا کر محافۂ زرین ملکہ قمر پیکر کا اُسی خیمے مین آترو ایا ملکہ گلفام بڑے ذوق وشوق سے قمر پیکر سے ملین لشکر صاحبقران کا آترا کافور تر فروش سے حمزہ نے فرمایا ہمنے تمکو سلطنت طلسم بقراط دی زن و شوہر جا کے سلطنت کرو دونون نے عرض کی آقاے نامدار مولا قدرشناس آپ براے فتاحی طلسم نور افشان جاتے ہین غلامونکا ساتھ رہنا بہتر ہی صاحبقران نے فرمایا میرے قاعدے کے خلاف ہی قوانین کا مضمون صاف صاف ہی تم میرے ساتھ نہ چلو ان دونون نے کہا امیر نے قبول نہ کیا گلفام و قمر پیکر کو انھین کے ساتھ کیا کہا انکو بھی لیجاؤ انشاء اللہ بحول قوت الٰہی جب طلسم نور افشان کو فتح کر کے واپس آئینگے ان سب کو لے لینگے تمسے بھی بوجہ احسن ملاقات کرینگے مجبور ہو لاچار کافور و گلشن فوج ساحران ساتھ لیکر طرف طلسم بقراط کے روانہ ہوے فقط ملکہ گلفام سے ایک شب صحبت رہی وہ رات راگ و رنگ مین گذری جب صاحبقران رخصت ہونے لگے گلفام و قمر پیکر بہت روئین امیر نے فرمایا صاحبو انصاف کرو کوکب روشن ضمیر صاحبجاہ و توقیر قید ہوے کئی فرزند بھی ہمارے جا کر پھنسے ایرج نوجوان نور الدہر بن بدیع الزمان و قاسم عالیشان سب جا کر قید ہوے سب نے بڑی بڑی بیروی کی مگر کوئی نامۂ طلسم نہ ہو سکا مین خواجہ زادون سے پوچھکر چلا ہون انشاء اللہ جا کر طلسم فتح کرونگا کوکب روشن ضمیر کو چھڑاؤنگا تم لوگ تردد نہ کرو خط خطوط آئینگے اگر محل یاد کرونگا تو خواجہ کو روانہ کرونگا لاچار مجبور قمر پیکر نے دامن امیر کا

تھام لیا یہ اشعار پڑھنے لگین نظم

دیکھین حسم درونہ پہ کب تک نظر نہو
ڈرتا ہون مین نزول بلا بیشتر نہو
معشوق وہ ہے زاہد مفلس کو یاس ہی
جسکو ہنوز اپنے ستم کی خبر نہو
عابد فریب شوخی ورغبت فزا نگاہ
حسرت بجھے قبول اگر اسقدر نہو
پائے طلب شکستہ نہ کوتاہ دست شوق
کیسی بڑی بنے جو گلہ بے اثر نہو
صحبت مین ایک رات کی وہ تنگ آگئے
یہ کام بوالہوس سے کبھی عمر بھر نہو
پامال کیجے شوق سے پر بزم غیر مین
شرمندہ آہ شب سے دعائے سحر نہو
مومن ہوا رقیب حذر لے صنم پرست
سد حیف سینہ سوز فغان کارگر نہو
میرا شگاف سینہ ترا چاک در نہو
فریاد بیگناہ کشی جا بجا کرون
قطع تعلقات کس امید پر نہو
ہو خانمان خراب ستم سے زیادہ تر
مین کیا کسی سے صبر تجھے دیکھکر نہو
سودا ہی مجھکو گرمی بازار عشق کا
ہم بھی ستم کرین جو وہ نازک کمر نہو
ہی آرزو سے مرگ کی بے التفاتیان
طول امل سے قصۂ مرا مختصر نہو
جب فرق بے کلاہ ہوا چین آگیا
اتنا تو ہو کہ خاک مری دربدر نہو
اب لیجیے آہ تاب گسل ہر جفا کے ساتھ
ایسے سے ڈر ہے جسکو خدا کا بھی ڈر نہو
ہان جان پر بنی ترے دل مین اثر نہو
اے آہ آسمان مین عبث رخنہ گر نہو
گر وہ ہم جان نثاری یحییٰ مبر نہو
ایسے سے قدر و مہر و وفا کی امید کیا
ایسا نہو کہ اب بھی ترے دل مین گھر نہو
اے گردش زمانہ کبھی تو تغیر آئے
اسکا کہان خیال کہ اپنا ضرر نہو
حزن و ملال مین ہی دل آزردگی کا وہم
جینا مرا محال تو دشمن اگر نہو
ہین جان نثار کیسے تو مرجائین ہم ابھی
راحت زیادہ تر ہو اگر تن پہ سر نہو
سوتے سے آنکھ کھل گئی ہین یارب نجائین وہ
جب جان سے گذر گئے پھر در گذر نہو

امیر نے فرمایا ملکہ بس ہمیں فراق ناگوار گذریگا غریب الوطنی ارادۂ طلسم شکنی ملکہ نے لاچار دامن چھوڑ دیا صاحبقران نے لشکر بہرام کو حکم دیا اٹھالا بارگاہ کا الغرض صاحبقران بصد شوکت وشان سمت طلسم نور افشان روانہ ہوئے انکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان ملکہ حیرت جادو کہ عقاب ابر سوار کے ساتھ طرف طلسم ہوشربا کے جاتی ہین چالاک بھی بصورت مبدّل انھین کے لشکر مین موجود ہی باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف

ساقی یہی وقت میکشی ہی
وہ جلوہ نما ہی لال بادل
ساقی کو ہی امتحان منظور
ہر رند یہی پکارتا ہے
ہو دورۂ جام بادہ خواران
جوبن پہ جو طور دخت رز ہی
ہین دختر رز کے یار جانی
ہی مجمع رند بادہ نوشان
کیا نشے مین امتیاز ہوگا
رندونکو تو دلہن چڑھی ہوئی ہی
کالی دیکھو گھٹا اٹھی ہی
سبزہ ہی برنگ سبز مخمل
ہی پیر مغان تو سخت مغرور
ساقی ہر اک مدعا کہلائے
ہی لطف یہ انتظار یاران
کرتا ہی سنا زل ہوس طی
سامع ہی کوئی تو کوئی ناظر
ہی پیر مغان بہت خوشان
یا اب توبہ خبر باز ہوگا
کیون دختر رز کھنچی ہوئی ہی
گھنگھور گھٹا گھری ہوئی ہی
میخوار کو دھن ہی میکشی کی
مینائے قلم ہی بر سر جوش
ہی جوش برآج وصل یاران
ہر سمت سے بادہ خوار آئے
کیا دختر رز سے وصل ہوگا
عاشق کوئی چال پر بنا ہی
شیشے بھی تو اب ابل رہے ہین
اے ساقی رازدار میرے
شیشے سے نکل کے منھ دکھا تو
بجلی ہر بار کوندتی ہے
لو دختر رز دلھن بنیگی
لو جھوم رہے ہین آج نوشہ
ہون ایک جگہ پہ جمع یاران
ساقی کو بھی اپنے ساتھ لائے
جو ہوتا ہی آج اصل ہوگا
دل تیر ستم سے کیون چھدا ہی
بے یانون کے جام چل رہے ہین
وہی شاہد گلعذار میرے
اک جام شراب کا پلا دے

ہم عاشق روے سیمبر ہین
ای نخل مراد باغ الفت
ہم رند ہین میکشون مین مشہور
کیا دختر رز چھپی رہیگی
یہ ابر سیاہ آکے برسین
ساقی کوئی جام مے عطا کر
کیا عذر ہی میکدے مین ساقی

ہم طالب مہر ای قمر ہین
ای شمع ہدایت مودت
کیون پیر مغان ہی ہمسے رنجور
انجام کی آفتین سہینگی
اک جام کو بادہ خوار ترسین
لائے ہو یہان بلا بلا کر
دے جام جو رکھیا ہوا باقی

ای محرم راز مے پرستان
تسکین دہ عاشقان ہی ستان
کیون مہر ہی شیشہ ہاے مے پر
کیا پیر مغان کو رشک ہوگا
موقوف ہوئی جو بادہ خواری
ساقی مئے لالہ گون پلادے
جام راحت فضا بلانا

ہو ای حافظ جان تیز دستان
بھر جام جو شیشہ مین ہو باقی
آگاہ ہی ساقی سمن بر
ہر قطرۂ مے جو اشک ہوگا
ہی پیر مغان کو بیقراری
بھر دختر رز کا تو پتا دے
میخانے مین شور و شر مچانا

چہرہ رہروان منازل صحراے حیرت وطی کنندگان جادہ پر ہول حسرت و مصیبت اس داستان حیرت عنوان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف سخن سنج و نغز خواص ارباب سحر و جنین سے نگار ند غوغاے سحر و داستان امیر حمزہ مین تحریر کر چکا ہون کہ جسوقت صاحبقران کی صدا حیرت جادو نے سنی رنگ رو متغیر ہوگیا عقاب کے بھی ہوش اڑے آخر ا پسمین صلاح ہوئی ملکہ حیرت جادو نے بیقرار ہو کر عقاب سے کہا صاحب اب نکل چلو نعرۂ حمزہ کی صدا آئی عقاب نے کہا کہ حمزہ کو یہین مار لینگے سحر کرکے گرفتار کرینگے حیرت نے کہا صاحب مین کبھی یہ صلاح نہ دونگی لو اور غضب ہوا اس نگوڑے مونڈی کاٹے کی بھی نعرے کی آواز آئی جسکے نام لینے کی ممانعت ہی ہرچند عقاب نے چاہا ٹھہرون حیرت نے نہ مانا مع لشکر بھاگ نکلی عقاب تو اسکی راے کا پابند ہی یہ بھی گیا اُسدن دو منزلہ کیا لشکر بیحساب ساتھ ہی راہ مین عقاب نے کہا ای ملکہ عالم بڑے افسوس کی بات ہی اُن لوگون پر لشکر کشی بھی کی ہی اُنکے نام سے ایسا ڈرتی ہو نعرہ سنتے ہی ایسے ہوش و حواس پراگندہ ہوے مین سنا کرتا ہون کہ راستہ بھی چھوٹا تمنے ایسا گھبرا دیا میرا لشکر پیچھے رہگیا لشکر نے تمھارا ساتھ دیا مین نے اکثر اس راہ کو طی کیا ہی آج پتہ سر سر خلاف ہی حیرت رونے لگی کہا ای عقاب ہاتھ سے مسلمانون کے وہ صدمے اٹھائے ہین اگر اُسکا ذکر کرون صدہا کتابین ہو جائین منشی احمد حسین صاحب قمر کہ ناظم و نثار بے مثل ہین نہایت اختصار کیا عبارت آرائی نہین کی سات جلدون مین تحریر ہوا ہی مین تمھارے سامنے کیا ذکر کرون جو جو امورات مین نے آنکھون سے دیکھے صرنجا لڑائی فتح کر لی پھر لیا پھر شکست ہو گئی اب کیا کہون تم

مرغ دل را در محبت قصد صیادی بس است
بہر افغان عندلیبان سرو آزادی بس است
از دیار دوستی در نامہ و پیغام نیست
درد مند عشق را انداز فریادی بس است
گر تہید ستم زاسباب جہان مخفی چہ غم

طفل صاحب فہم را تعلیم استادی بس است
طرۂ حسن بتان را حاجت مشاطہ نیست
دوستان در دوستی از دوستان یادی بس است
چون بناے طاق کسرے رو بویرانی نہاد
حاصل کون و مکان عشق پریزادی بس است

بشگفد گر غنچۂ گل در چمن گو نشگفد
شانۂ گیسوی سنبل جنبش بادی بس است
نالہ ہاے کوہکن در بیستون از بہر چیست
طاق ایوان ہوس را طرح بنیادی بس است

عقاب نے کہا ملکہ حقیقت مین تمنے بڑے صدمے اُٹھائے شوہر کا مارا جانا طلسم کا لٹنا گھر بار کا چھٹنا جو کچھ تصور نہو جاسے ہی اب دیکھو مضبوط رہو مین اُن بیحیاؤن سے سمجھتا ہون ایک ہی سحر مین قیامت برپا کر دونگا بڑی نازک بات یہ ہی کہ جنسے مقابلہ کرنا ہی اُنکا یہ خوف حیرت کتی ہی سمجھا جائیگا جس مقام پر اُترے ہین قریہ سامنے معلوم ہوتے ہین زمیندار زراعت کی حراست کر رہے ہین جسکے طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ کوئی شہر بھی قریب ہی بیرون بارگاہ عقاب نے تخت درست کرایا کچھ کرسیان بچھوا دین بیرون بارگاہ آکر بیٹھے تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ دیکھا سامنے سے ایک شخص

گھوڑے پر سوار زمیندار وضع دس بارہ پاسی تیر کمٹھے لیے ہوئے زمیندار ایک انگوچھا سر پر ڈھال پھینگا باندھے ہوئے برچھے باندھے ہوئے کاندھے پر ٹٹو پر سوار اسی جانب آتا ہی لشکر مین آکر داخل ہوا اور پوچھا ہوا کہ لشکر کس کا ہی مالک کا کیا نام ہی یہان اترنے سے کیا کام ہی لوگون نے کہا عقاب ابر سوار ملکہ حیرت سے فرار کر کے برسے کہین جاتے ہین یہ سنکر زمیندار نے کہا لشکر اپنا تیار کرو پرانے مقام پر آکے اتر پڑے ابھی چلے جاؤ کوئی زمیندار کو حال کہہ کے جواب نہین دیا جب زمیندار سامنے عقاب ابر سوار کے آیا عقاب نے کرسی دی یہ کرسی کا احمق بیٹھا بیٹھتے ہی کہا ای بادشاہ ہمارا بادشاہ یہان سے پانچ کوس پر قلعہ ہی منصور حصار اسی کا نام ہی یہ سب صحرا قریات اسی کے قبضے مین ہی کسی کو حکم نہین کہ اس صحرا مین اترے ہماری زراعت کی بربادی ہوگی لہذا آپ بے دریافت کیے اتر پڑے ہم التماس کرتے ہین کہ کچھ آپ کو سزا نہین دیتے ورنہ اس عورت کو چھین لینگے اپنے بادشاہ کو جا کر نذر دینگے گوری گوری صورت سونے کی مورت کو دیکھ کے ہمارا بادشاہ بہت خوش ہوگا ورنہ ابھی اٹھکر چلے جاؤ عقاب نے کہا ہمارے ملازمون نے آپکے کسی کھیت کو ہاتھ نہین لگایا بلکہ نگاہ اٹھا کے نہین دیکھا ایک رات بھر کے واسطے اترے ہین صبح ہوتے چلے جائینگے زمیندار نے کہا یہ نہوگا ہم ابھی اس عورت کو لے جائینگے یہ کہکے اٹھا چاہا کہ ہاتھ پکڑ لے حیرت نے غصے مین ایک طمانچہ مارا سر زمیندار کا اڑ گیا جیتے ہی زمیندار دھم سے گرا اندھیرا ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام تن تخم جادو ہے بود ساحر جو سامنے کھڑے تھے حیرت و عقاب پر تیر مارنے لگے عقاب نے ہاتھ ہلا دیا تیر کٹ کٹ کے گرنے لگے غصے مین حیرت نے ملازمونکو جھنجکارا ان بے ادبون کو مارو دوڑین سحر ساحر اٹھ کھڑے ہوئے آنیر نجبی ترنج نارنج مارے سب پاسی مارے گئے لاشۂ زمیندار بھی پڑا ہی پاسیون کی لاش ایک جانب کہ آسمان پر سے اک طائر پیدا ہوا عقاب نے حکم دیا ہی کہ اسکی لاش یہان سے پھینکدو جادوگر چلے ہین کہ لاش اسکی اٹھا کر پھینکدین کہ طائر جو آسمان سے آیا تھا اسنے سبکے لاشونپر چیخ مارا آواز دی یا خداوند صنم گویا آپ کے بگڑو نیر یہ بدعت آپ کی رحمت سے دور رہی یہ عورت بڑی مغرور ہی تخم جادو کو اس بیدردی سے مارا عقاب دیکھ رہا ہی کہ وہ زمیندار پا تو پڑا تھا سر الگ جسم الگ سر اچکتا ہوا قریب جسم کے آیا جسم سے آ کے مل گیا طائر نے آواز دی اوہ تخم جادو کیون پڑا ہی ہوبو یا وہی آگا تیر مارنے والا سر سبز نہوگا اٹھکر جا مالک کو اپنے اطلاع کر خداوند صنم گویا سزا دینگے یہ جو طائر نے کہا زمیندار اٹھ کھڑا ہوا گستیان گستیان کرتا ہوا اپنے ٹٹوے پر سوار ہوا پاسی بھی سب اٹھ کھڑے ہوئے عقاب کے یہ معاملہ دیکھکر ہوش اڑ گئے اب زمیندار نے بھی کچھ نہ کہا یہ کہتا ہوا چلا کہ ہم کا ہیکو سرکشی کرین خداوند صنم گویا سمجھ لینگے عقاب یہ عجائب و غرائب دیکھکر حیران ہو گیا کہتا ہی ای ملکہ عالم آپنے یہ شعبدہ دیکھا میرے نزدیک تو یہ بہتر ہی کہ یہان سے اٹھ چلیے یہان کے لوگ علم نیرنگ و شعبدے سے ماہر ہین دیکھا آپ نے کیا کیا شعبدے دکھلائے عقاب نے کہا ایسا نہو کہ اور کچھ خرابی پڑے خاکو دیکھکر میرے بھی ہوش اڑ گئے اب اور زیادہ تردد بڑھا یہ تو ظاہر ہی کہ یہ لوگ ساحر زبردست ہین حیرت نے کہا اب اسوقت جانا ممکن نہین مگر زمیندار پاسیونکو ساتھ لیے ہوئے قلعہ منصوریہ مین پہونچا شہر مین نوبت نقارے بج رہے ہین وضیع شریف و ملازمان منصور و رعایا وغیرہ وسط شہر مین اک دیر کلان ہی ایک پتلہ سونے کا انسان کے برابر تخت پر بیٹھا ہی سب پوجا پاٹ کر رہے ہین مگر وہ سونے کا پتلہ مثل انسان کے سب سے باتین کر رہا ہی جسنے جو غرض اپنی عرض کی پتلے نے جواب دیا اچھا یہ مطلب ہو جائیگا منصور در دیر پر ٹہل رہا ہی کبھی اپنی بارگاہ مین جاتا ہی کبھی باہر آتا ہی وزیر امیر

مشیر سب حاضر ہین کہ منصور نے دیکھا زمیندار سامنے سے آیا منصور نے پوچھا ای تخم جادو آج خلاف وقت کہان آئے اُسنے سب کیفیت بیان کی اور کہا اُسکے ساتھ لشکو ہی وہ حضری ہر چند مین نے کہا وہ لوگ نہین مانتے منصور نے زمیندار کا ہاتھ پکڑ لیا اندر دیر کے آیا اپنے کو گرا دیا عرض کی دہائی ہی خداوند صنم گو یا کی مجھکو عورت نے مارا مین مر گیا میرے ساتھ کے پاسی مارے گئے مگر آپکی رحمت سے پھر زندہ ہوا وہ جو عورت ساتھ ہی اُسکے عجائب و غرائب عرض نہین کر سکتا لاکھ لاکھ طرح سے مین نے اُسکو سمجھایا لیکن اُسکے ذہن مین نہ آیا سرکشی پر آمادہ ہی آپ کی نسبت کلمات سخت کہے یہ کلمہ کہا صنم گویا کیا چیز ہی اُسکا پوجنے والا بدتمیز ہی لشکر اُنکا اترا ہوا ہی تمام کھیت پامال ہوے کئی درخت گرا دیے بے ادبی یہ ہی کہ کھانا پکا رہے ہین چولھون مین آگ جلا رہے ہین آپکی عدالت سے خلاف ہی زمین جل رہی ہی درختونکو صدمہ پہونچا یہ جو زمیندار نے کہا سونے کے پتلے نے آواز دی کہ زمین تھرا گئی کہا او تخم جادو تو ایسا ذلیل تھا کہ عورت کے ہاتھ سے مارا گیا وہ طائر نہ تھا فرشتۂ قدرت تھا کہ جسنے تجھکو زندہ کیا یہ بھی ہمکو معلوم ہوا کہ عقاب ابر سوار بادشاہ پردۂ ظلمات ہی اُسکے سحر و ساحری کی کرامات ہی قدرت کے سامنے کیا زبان ہلا سکتا ہی ابھی اس عورت کو بلواتے ہین اپنے قبضے مین عورت کرینگے یہ کہکر اُس سونے کے پتلے نے ایک دستک دی زمین سے ایک طائر پیدا ہوا زمزمہ سرائی کرتا ہوا لب پر تعریفین خداوند صنم گویا کی ای خداوند صنم گویا تیری قدرت سے سب چیزین قائم ہین وہ لوگ آپکی قدرت سے آگاہ نہین ورنہ اُنکی کیا لیاقت ہی ایک پیا بہر پیچا جاسے وہ اُنکو اسطرح سے سمجھائے شعر

دار اے مرد موحد ہر زمان — بر زبان اقرار در دل اعتراف
کن بخلوت بندگی شام و سحر — پا مکش بیرون ز کنج اعتکاف
راز دل اظہار کن با ہیچ کس — دائما پرہیز کن با انکشاف
ہست چون رازق کفیل روزیت — ہست لاحاصل غم و رنج کفاف
صورت دل را صفا آید نظر — از کدورت باشد ار آئینہ صاف
در جہان گردد عیان ہر روز بہ — حالت ہر انقباض و انکشاف
ہند یا صبر و قناعت پیشہ کن — باش ایمن در مقام لاتخاف
سینہ خود کن ز صفای سینہ صاف — دور کن از دیدۂ روشن غلاف
در زبان راستبازی پیشہ کن — تا توانی شو نہ از حق بر خلاف
شو موافق در جہان با نیک و بد — تا نبازد با تو کس عزم خلاف
بر زبان خود میار ای نیک خو — کفر و بہتان دروغ و کذب و لاف
رزق تو خود میرسد نزدیک تو — گر بود پوشیدہ زیر کوہ قاف
حضرت ستار و غفار الذنوب — میکنند جرم گنہگاران معاف
گاہ باشد پر تو افگن آفتاب — گاہ رو پوشد بکنج انکشاف

طائر نے اسطرح زمزمہ سرائی مین یہ اشعار پڑھے اہل ایمان نیم بہوت ہو گئے منصور حرامی بت کے گرد پھرتا ہی کبھی قدمونپر سر رکھتا ہی کبھی کہتا ہی یا خداوند تیری قدرت کے نثار سب جن و انس طائران بے زبان آپ کے حکم مین ہین بیشک آپ ہی نے سبکو پیدا کیا پتلہ سونیکا ہنستا ہی کہا ای منصور طائر قدرت نے خوب کہا ایک آدمی یہان سے جائے اُس عورت و مرد کو سمجھائے کرامت تو قدرت کی دیکھ چکے کہ مردے کسطرح اُٹھکر بیٹھ آئے مارنا اُنکا بیکار رہا قدرت کو سب طرح کا اختیار ہی اسی طائر کو حکم دین اس عورت کو جا کر اُٹھا لائے ای منصور قدرت دیکھتے ہین کہ وہ عورت بڑی ساحرہ ہی مگر طائر قدرت کے سامنے کچھ اُسکا زور نہ چلیگا طائر نے کہا یا خداوند آپ نے مجھکو ایسا پر زور پیدا کیا ہی اگر حکم ہو کہ ایک پر کے اوپر پہاڑ کو اُٹھا لاؤن منصور وزرا کو ساتھ لیکر دربار مین آیا ایک ملازم کو بلایا کہا اُس لشکر مین جاؤ مالک لشکر کے سامنے اوصاف خداوند کے بیان کرو کہ خداوند صنم گویا نے زمین و آسمان کو پیدا کیا جو مسلمان وحدہ لا شریک لہ کہتے ہین ہم بھی اکیلے ہین بس بہتر یہ ہی کہ جلد آکر حاضر ہو خداوند صنم گویا کو سجدہ کرو ورنہ قیامت برپا کر دونگا وہ عورت بڑی خطاوار ہی قدرت اپنی زبان سے فرما چکے ہین جس شخص کو اسنے کہا اور پیغام دیا ہی

زرد چوب جادو اسکا نام ہی بادشاہ کا پیغام لیکر چلا حیرت تخت پر عقاب رنگ زرین پر سب افسران فوج
حاضر ہین یہی ذکر ہو رہا ہی یہ قلعۂ منصور بڑے عجائب و غرائب کا مقام ہی کہ عرض ہوئی ایک شخص بھیجا ہوا بادشاہ
منصور کا در دولت پر حاضر ہی کچھ عرض کریگا عقاب نے کہا بلالو زرد چوب جادو اندر آیا عقاب کو
سلام کیا حیرت کو بنگاہ غور دیکھنے لگا کبھی ہنستا ہی کبھی مسخراپن کرتا ہی عقاب نے حکم دیا ملازمون نے کرسی
زر کی اُسپر بیٹھا صنم گویا کی تعریفین کرنے لگا کبھی کہتا ہی ای بادشاہ عالیجاہ حقیقت مین خداوند صنم گویا کو آپنے
نہین پہچانا زمین آسمان سب اُنھون نے پیدا کیا دیکھو ایسے بڑے بڑے پہاڑ پیدا کیے ایک طائر بنایا ہی اگر
حکم دین تو بڑے پہاڑ کو وہ طائر اپنے پر پر اُٹھالے اگر قدرت کی نگاہ قہر و غضب ہو اشارہ کرین تو آسمان پر
جلائے تارونکا زمین پر فرش ہو زمین رشک عرش ہو بڑے افسوس کی بات ہی کہ آپ لوگون نے قدرت کو
نہین پہچانا خود قدرت نے فرمایا ہی کہ آپ لوگ آئیے آکے سجدہ کیجیے جو آرزو دل کی ہو وہ پوری کیجائے تمھارے
باب مین فرمایا ہی کہ حیرت جادو زوجہ افراسیاب ہی ابھی اُسکا شباب ہی قدرت نور قدرت اُسکے پیٹ مین آتارینگے
سوا اسکے اگر اور کچھ ارادہ کیا تو کل صبح کو حیرت باغ قدرت مین ہوگی حیرت نے کہا بیہودہ کیا بکتا ہی ارے
صنم گویا کوئی زبردست ساحر ہوگا یا دیوتا ہو تو عجب نہین ہم ایسے پروردگار کے مطیع ہوسکے کہ کسی مذہب
پر ہماری توجہ نہین سامری و جمشید سے زیادہ کون ہی ان صنم گویا کو بھی سامری جمشید نے بنایا ہوگا
یہ طاقت دیدی کہ خداوند بن بیٹھے یہ سنکر زرد چوب غصے مین سرخ ہو گیا ہاتھ بڑھایا کہ حیرت کی گردن کو
پکڑ لیون حیرت نے غصے مین ایک طمانچہ مارا سر اسکا اُڑ گیا لاشہ تڑپا زمین سے آواز آئی ای طائر قدرت حمیت
خداوندی دکھایئے اس مردے کو جلایئے وہین طائر آسمان سے پیدا ہوا اُسنے آتے نکلس ڈالا زرد چوب جادو
زندہ ہو کر اُٹھا کہا ای ملکہ حیرت جادو آپ منظور نظر خداوند صنم گویا ہین بیشک ہمین وبال مین پھنسنا ہی اُس
بے ادبی کی سزا دیتا مگر لحاظ سے ہاتھ نہین اُٹھتا یہ کہکر پرواز پیدا کیے قلعۂ منصور کوہ مین آیا یہان بھی
یہی ذکر کر رہا ہی کہ زرد چوب جادو سبکو ساتھ لیکر آئیگا کہ زرد چوب بھی آکے پہونچا کہا ای شہنشاہ وہ لوگ
بڑے سرکش ہین ایک بات مین بی حیرت بگڑگئین مجھکو طمانچہ مار دیا مین مرکے زندہ ہوا طائر قدرت نے اگر عکس ڈالا
غصہ مجھکو بھی آیا قدرت نے فرمایا تھا کہ قدرت اُسکو اپنی معشوقہ بنائینگے اس خیال سے کچھ نہ کہ سکا یہ سنکر منصور
اُٹھا یکہ و تنہا اُس دیر مین آیا گرد نر کے ہزار ہا گھنٹے نواز ناقوس نواز بیٹھے ہین کیا مجال جو ایک بات کرسکے
سب خاموش بیٹھے ہین منصور اکیلا دیر مین گیا قدمونکو بوسہ دیا گرد پھرا ہاتھ باندھکے سامنے کھڑا ہوا عرض کی یا
خداوند وہ لوگ بڑے سرکش ہین عورت شعلہ جوالہ ہی زرد چوب کو بھی مار ڈالا ہی آپکی رحمت نے زندہ کیا یہ سنکر
صنم گویا نے کہا ای منصور اب انکو جانے نہ دو لشکر کشی کر کے مقابلے مین جاؤ حیرت تو کل غائب ہو جائیگی
عقاب کی مشکین باندھکر لاؤ منصور حرامی نے اُسی وقت حکم دیا بارہ ہزار ساحر تیار ہوئے سالوس مکار
اسکا عیار پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالے ہوئے پشت پر گئی سونتا گرد قطورہاے زرنفتی سے آراستہ جست و خیز کرتا ہوا
ساتھ منصور کے اس کروفر سے بارہ ہزار ساحرون کو ساتھ لیکر بیرون قلعہ آیا مقابلے مین آکر عقاب کے آگے اُترا عقاب
بیرون بارگاہ تھا اسنے جو دیکھا کہ لشکر مقابلے مین آیا اب ضرور لڑائی پڑیگی ساتھ والون سے کہا دیکھو صاحبو مفت
مین کانٹون سے اُلجھنا پڑا مین یہ نہ سمجھا تھا حیرت جادو کو بھی سناٹا آگیا مگر ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ مہتر برق
مہتر چالاک بن عمرو ایک ساحر کہ خدمتگارون مین ملازم ہی یہ سب سامنے اپنے دیکھے جب وہ ساحر اُٹھا چالاک

بھی اُسکے ساتھ باہر نکلا کہا کیون حضور آپنے سب حال دیکھا **منصور حرامی** کو ایسا دعویٰ ہی کہ بارہ ہزار ساحر سے اتنی بڑی فوج کے مقابلے مین آیا ہی آخر کچھ تو گھمنڈ ہی **افریخ جادو** اُس افسر کا نام ہی اُسنے کہا کیا کرون دو مرتبہ اُسکا مرنا اور پھر زندہ ہونا کیا تعجب کا مقام ہی بڑے غضب کا شعبدہ ہی چالاک نے کہا اگر آپ فرمایئے تو مین شہر مین جاؤن ایسا نہو ملکہ **حیرت** پر کوئی اُفتاد پڑے جو ابھی آیا تھا صاف صاف کہہ گیا کہ ملکہ **حیرت جادو** کو قدرت نے پسند فرمایا ہی ہم بھی اُنھین کا نمک کھاتے ہین ایسا نہو کوئی حرکت کر بیٹھے تو پھر مشکل ہوگی **عقاب** ابر سوار اپنے سحر کے گھمنڈ مین ہی بہتر یہ ہی کہ **حیرت** کی حفاظت کرین جسکو یہ اختیار ہی کہ مردے کو زندہ کرتا ہی ایک آدمی کا اٹھا لیجانا اُسکے نزدیک کیا مشکل ہی **افریخ** نے کہا بھائی تمھین کچھ عیاری مین دخل ہی **چالاک** نے کہا مین مدتون لشکر صاحبقران مین رہا عمرو کا جو بیٹا ہی چالاک بن عمرو مین اُسکی خدمت مین برسون رہا اکثر عیاریان بھی سیکھین افریخ نے کہا ابھی تساہل کرو ہم تمسے کہینگے **چالاک** بھی سوچا کہ **عقاب** بدنے اتنا بڑا ارادہ کیا ہی ایسا غافل نہین ہی یہ بھی ظاہر ہی کہ **حیرت** پہ جان دیتا ہی ضرور حفاظت کریگا اس خیال مین خاموش ہو رہا لیکن عقاب مشتاق ہی کہ یہ مقابلے مین آیا ہی طبل جنگی بجوائیگا پہر رات گئے تک انتظار کیا ہرکارے پلٹکر آئے عرض کی وہان صحبت عیش وحبش آراستہ ہی لڑائی بھڑائی کا ذکر نہین طبل جنگی کی فکر نہین اندر سے جو آیا ہی طائفان ہند ہمراہ ناچ ہو رہا ہی جام مے ارغوانی گردش مین غلام اسی واسطے دربار مین آسکے حاضر رہے جب وہان جلسہ شروع ہوگیا تب غلام پلٹکے چلے **عقاب** حیران ہی شیرون سے کہا یارو کچھ تمھارے ذہن مین آیا کہ لشکر کشی کرکے آیا طبل جنگی نہ بجوایا سب نے عرض کی ظاہر تو یہ صورت ہی کہ فوج بہت کم ہی آپکا لشکر بیحساب اپنے مددگارونکو نامے لکھے ہونگے اس انتظار مین ہوگا کہ مددگار آلین فوج برابر ہوجائے تو طبل جنگی بجواؤن مقابلے مین اسواسطے آ اُترا کہ آپ کوچ نہ کرین ذہن مین **عقاب** کے بھی آیا کہ شیران سلطنت سچ کہتے ہین فوج اُسنے جا بجا سے بلوائی ہوگی اس خیال مین دربار برخاست کیا **حیرت** نوالگ خیمے مین آرام فرماتی ہین کنیزان مہ جبین ہمراہ ہین یہ اپنی بارگاہ مین تشریف لائین مگر کنیزون نے دیکھا ملکہ خاموش **حیرت** کو حیرت کا جوش کنیزون سے کہہ رہی ہی صاحبو لشکر **عقاب** مین بڑا انتظام ہی نیچھے سامری و جمشید نے کیا چاہا ہی میرا تردد دم بدم بڑھتا جاتا ہی دشمن کو **عقاب** نے ذلیل سمجھا ہی بقول سعدی شعر دانی کہ چہ گفت زال بارستم گرد ٭ دشمن نتوان حقیر وبیچارہ شمرد ٭ یہ اُنکو حقیر سمجھے ہین مجھکو وہ لوگ بڑے منتظم معلوم ہوتے ہین شعبدہ باز نیرنگ ساز اس طبل جنگی نہ بجوانے مین کچھ بھید ہی ایک تو کیا اطمینان ہی کہ اتنے بڑے مقابلے مین بارہ ہزار فوج سے آکر اُتر پڑے طبل جنگی کیون نہین بجوایا صاحبو ذرا ہوشیار رہنا اگر کوئی جانور یا انسان دکھلائی دے مجھکو فوراً ہوشیار کر دینا یہ نہ خیال کرنا کہ بی بی نے ابھی آرام فرمایا ہی آرام کو آگ لگے آج میرا سونے کو دل نہین چاہتا ہی کاش کہ مقابلۂ مسلمانان مین پہونچتی وہا انکا انتظام میرا دیکھا ہوا ہی بڑا وہانکا انتظام یہ ہی کہ عیار دشمنے اپنے کو بچائے یہان کی باتین ہماری سمجھ مین نہین آتین افسوس ہی کہ ہماری کنیزان قدیم باقی نہ رہین فلک نے تنہا کر دیا نام اُنکا کنیز تھا مگر ایک ایک اپنے ملک کی شاہزادی تھی یکتا ایک حسن مین طاق سحر مین شہرۂ آفاق تم لوگ سب نئے ہو تمسے کیا کہون بس اتنا خیال رکھنا کہ جب کچھ معلوم ہو مجھکو جگا دینا بڑی دیر تک **حیرت** بیٹھی یہی باتین کیا کی کنیزون نے جو عرض کیا کہ حضور آرام فرمائین ہم سب ہوشیار ہین جسطرح آپ نے ارشاد کیا جاگتے رہینگے جب کچھ کھٹکا ہوگا ضرور جگا دینگے **حیرت** نے کہا تم کیا کہتی ہو علم شعبدہ کو کوئی سمجھ نہین سکتا میرے نو قلب کا یہ حال ہی کہ بات کرنا محال ہی اسکے ذکر سے دل تھراتا ہی نظم

گور آتی ہی نظر جب مجھکو گھر آتا ہی یاد
ہاے جب چاک گریبان سحر آتا ہی یاد
شہپر پرواز ہوتا ہی خیال خط یار
چاک پیراہن سے کوئی چاک در آتا ہی یاد
سچ ہی دنیا مین نہین ہوتی محبت بے غرض
اسکے دیکھے سے کوئی موے کمر آتا ہی یاد
نوجوانون کے سر و پر طرۂ گل دیکھکر
کوئی ناسخ کا جو مجھکو شعر تر آتا ہی یاد

اس سفر مین ہاے دنیا سے سفر آتا ہی یاد
خود فراموشی دو چندان ہوتی ہی سر رحلی
ہوش اڑتے ہین جو مرغ نامہ بر آتا ہی یاد
مجھکو دیتا ہی فلوس داغ حسرت آسمان
کیا شب تیرہ مین وہ رشک قمر آتا ہی یاد
چاند کے جلوے سے بندھتا ہی خیال آفتاب
ای جنون پیری مین مجھکو داغ سر آتا ہی یاد

ٹکڑے کرتا ہون گریبان کو شب فرقت مین
وصل کا دن روز فرقت مین اگر آتا ہی یاد
کھولدے دست جنون اب میری چھاتی کے گرہ
بے زری ہی ہاے جب وہ سیمبر آتا ہی یاد
زاہدا موے مبارک کی زیارت کیا کرون
چاندنی مین مجھکو ساقی بیشتر آتا ہی یاد
خشک ہوجاتا ہی حاسد کا لہو سنتے ہی

جب حیرت جادو نے بہت کہا کنیزون نے عرض کی ہم سب جاگتے رہینگے سب کنیزین پیچھے کھینچکر گرد حیرت کے بیٹھین عرض کی لونڈیان جاگ رہی ہین اگر ہوا ابھی تیز آئیگی تو آپکو فوراً جگا دینگے جب کنیزون کو اسقدر آمادہ پایا تو حیرت نے تکیے پر سر رکھا سوگئین کنیزین جاگ رہی ہین ایک سے ایک اشارے کر رہی ہی خبردار آج نہ سونا ملکہ کو آج بہت پریشان پایا ہی حکم مالک کا بجالانا واجب و لازم ہی ایک نے کہا بوا سچ فرماتی تھین میان عقاب کو اپنے سحر و ساحری کا بڑا گھمنڈ ہی مگر طریقے سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ جینتم گویا ابھی کوئی ساحر خود پسند ہی کیا کیا شعبدے تیار کیے ہین حقیقت مین بڑے کمال کی بات یہ بھی ہی کہ جو جو یہان مر مر کر گرے پھر اٹھ اٹھکر چلے چلے گئے خدا ہماری بی بی کی خیر و عافیت رکھے سب بجا فرماتی ہین کہ عورت کا مقدمہ نازک ہوتا ہی اگر کسی نے ہاتھ لگا دیا پھر آبرو کہان باقی رہی خرابی در پیش ہوئی یہ سب اشارے کر رہی تھین رات اب بہت قلیل باقی ہی کہ ہواے سرد چلی سبکو نیند آگئی تلوارین ہاتھ سے چھوٹ گئین اپنے اپنے مقام پر سوگئین نہین معلوم کیا ہوا کسی کو خبر تک نہ ہوئی ایک کنیز کی جو آنکھ کھلی ستارہ سحری چمک چکا تھا اس کنیز نے دیکھا ملکہ حیرت پلنگ پر نہین ہین یہ معاملہ دیکھتے ہی گھبرا گئی اور کنیزون کو جگایا کہا ارے دیکھو ملکہ عالم کہان ہین اب تو سب جابجا ڈھونڈھنے لگین ہلڑ ہوا عقاب ابر سوار کی آنکھ کھلی صبح ہو چکی تھی پوچھا ارے کیا ہوا کیون گھبرائی پھرتی ہو سبنے کہا حضور غضب ہو گیا ملکۂ عالم چھپر کھٹ سے غائب ہوگئین ہم ڈھونڈھتے پھرتے ہین دو پہر رات گے تک خود جاگین بہت گھبرائی تھین یہی فرماتی تھین کہ عقاب نے کچھ انتظام کیا ہم سب کنیزین پیچھے ہاتھ مین ہر طرف نگاہ رہی کوئی آدمی جانور نہین آیا یہ البتہ ہوا کہ رات بہت قلیل باقی تھی ایک جھونکا ہواے سرد کا چلا ہم سب سوگئے پھر جو آنکھ کھلی ملکہ کو پلنگ پر نہ پایا سب مقامات دیکھ چکے یہ سنتے ہی عقاب کے ہوش اڑگئے کہا صاحبو غضب ہوا مجھکو بالکل یہ خیال نہ تھا گھبرایا ہوا بارگاہ مین آیا سب مصاحب رفیق جمع ہوے دیکھا تو شہنشاہ چپ بیٹھے ہین چالاک افریخ کے ساتھ خدمتگار بنا ہوا مگس پرانی کر رہا ہی یہ حال سنتے ہی چالاک سب سے زیادہ گھبرا گیا جی مین کہتا ہی بڑا غضب ہوا مین نے کل سے ملکہ کے لیے کوئی انتظام نہین کیا آخر اسکا انجام یہ ہوا کہ کوئی اٹھا لیگیا افریخ جادو طرف چالاک کے پلٹا کہا کیون میان خدمتگار تمھاری راے مین کیا آیا عقاب نے کہا کیا یہ نجومی ہین یا رمال یا ستارہ شناس ہین افریخ نے کہا ای خدمتگار تیرا نام کیا ہی اسنے تھرا کر جواب دیا حضور حقیقت مین مین ضرور ضرور خبر لاتا ہون نام میرا مہتر نیرنگ ہی اگر حضور حکم دین غلام کو تو اگر ہزار پردون مین بی حیرت ہونگی تو وہان سے بھی خبر لاؤنگا عقاب نے کہا مین اپنے سحر سے دریافت کرلون تو پھر کچھ

بھی حکم دو وزیر یہ کہکر اُٹھا جس بارگاہ مین ملکہ حیرت تھین اُس بارگاہ مین آیا جہان ملکہ حیرت نے آرام فرمایا تھا وہان پھر کھٹ کو دیکھا ساری بارگاہ کو چھان ڈالا کسی طرح کا نشان نہ ملا گھبرایا ہوا باہر بارگاہ کے آیا کہا ای مہتر نیرنگ نئے رنگ کی بات ہی یہ تو سحر نہین کرامات ہی مین نے ساری بارگاہ کو چھانا نشان نقش پا بھی پایا تو مین دریافت کر لیتا کیا کہون کچھ پتہ نہین ملتا تم جاکر خبر لاؤ چالاک سلام کرکے باہر نکلا اسباب عیاری جسم پر آراستہ کرکے صورت اپنی تبدیل کی لشکر کی طرف چلا قلعے مین آیا جا بجا پھرنے لگا دیکھا بادشاہ آتا ہی اُسکے ساتھ ہو کر چالاک بھی چلا کہ دیکھون یہ کہان جاتا ہی منصور مع وزرا و امرا اسکے دیر مین آیا وہان سونے کا پتلہ ہنس ہنس کے خوب باتین کر رہا ہی جیسے منصور نے آکر سلام کیا پتلے نے ہنسکر جواب دیا کیون منصور کچھ لشکر دشمن کی خبر معلوم ہوئی عرض کی ابھی ہرکارے آئے تھے اُنھون نے خبر سنائی کہ حیرت جادو پلنگ پر سے غائب ہو گئین پتلہ ہنسا کہا وہ عورت قدرت کے لائق ہی قدرت نے اُسے بلا لیا ہر چند کہ معشوق مہوش ہی مگر بد دماغ و سرکش ہی قدرت کے پہلو مین اُسے بیٹھنے سے انکار ہی کہتی ہی جان دونگی قدرت بھی خاموش ہو رہے منصور نے عرض کی کہ اب مقدمۂ جنگ مین کیا ارشاد ہوتا ہی پتلے نے کہا ای منصور کچھ طبل جنگی کی ضرورت نہین ہی دشمن کا خاتمہ ہو جائیگا قدرت تدبیر کرینگے ایک ان مین سے زندہ نہ بچیگا منصور تو یہ باتین کرکے چلا گیا مگر چالاک خود عاشق حیرت تھے دل پر ہجوم رنج و مصیبت ہی دیر مین کھڑا رہا باتین کرتے کرتے ایک برہمن کے پاس پہونچا اُس سے چپکے سے پوچھا کیون بھائی قدرت شب کو کہان تشریف رکھتے ہین برہمن نے کہا یہ جو سامنے دروازہ ہی ہمیشہ بند رہتا ہی اگر کوئی اس مکان مین جائے تو باغ پر بہار مین پہونچے قدرت تو آسمان پر تشریف رکھتے ہین مگر باغ پر بہار مقام سکونت ہی مجاوران خداوندی کا سنا ہی چند کنیزین قدرت کی وہان رہا کرتی ہین اور سکونت قدرت مقام عرش اعلی ہی بھائی ہمنے بھی ذکر سنا ہی کبھی ہم لوگ باغ پر بہار مین نہین جاتے منصور فرماتے تھے باغ پر بہار مین کنیزان خداوندی رہتی ہین چالاک خاموش ہو رہا دن کو تو تامل کیا شب کو پھرتا ہوا قریب باغ پر بہار آیا پشت پر سے کھڑے ہو کر سنا گانے کی آواز آتی ہی چالاک نے پشت باغ سے آکر کمند پھینکی ایک شجر مین جاکر اُلجھی چالاک جست کرکے بالائے دیوار آیا کود پڑا نخل کی آڑ پکڑ کے بہ نگاہ غور دیکھنے لگا دیکھا وسط باغ مین ایک چبوترہ عمدہ بنا ہوا ہی اُس پر نہایت معقول فرش بچھا ہوا ہی اسباب عیش و نشاط جمع ہین ایک ساحر زبردست تاج پہنے ہوے لباس بہت عمدہ زیب جسم چالیس پچاس نازنینان زہرہ جبین و مہ جبینان ماہ تمکین سامنے اُس ساحر کے بیٹھی ہین ایک ڈومنی بیٹھی ہوئی مجرا کر رہی ہی ایک قفس مین حیرت کو دیکھا زبان مین سوزن سرنگون چہرہ اداس عالم یاس دم بدم وہ ساحر ملکہ حیرت سے کہتا ہی ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان مین تمکو قفس سے نکالون پھر پہلو مین بٹھاؤن جو خواہش کروگی پوری کرونگا آج تمھاری خواہش ہین عرش اعلی پر نہین گئے قدرت زمین پر رہے یہی چاہتے ہین تمھارے مرتبے بڑھائین تمکو بھی عرش علی پر چڑھائین غزل

تا کنی معلوم حال جاہ و استقبال خویش
در قفس کی بند گشتی عندلیب خوش نوا

مرغ جان از فرش بر عرش برین کردی عروج
گر باوج معرفت یکدم کشادی بال خویش

گر بدیدی اہل دولت بر مآل بال خویش
غور کن بر صورت و سیرت کہ لازم جمال خویش

کاغذ زر گردد اندر دیدۂ اہل نظر
گر تو زاب اشک شوئی نامۂ اعمال خویش

گر تو بینائی بچشم دل ببین بحال خویش
مہر خاموشی زدی گر بر زبان لال خویش

از دو صد در دامن ہمت نہ بستی یکدرم
گر نہ بسرایا حال خویش و قال خویش

لاکھ یہ ساحر چیخا چلایا کنیزون نے بھی سمجھایا کہ حضور آپ خدائی کہلاینگی سب آپ کے مونس ہین قدرت کے بصورت اصلی آپ سے ملاقات کی آج تک

یہ صورت کسی نے نہین دیکھی چالاک یہ باتین سنکر پریشان ہو ڈومنی ناچ رہی ہی خوب تھی بتا رہی ہی چالاک گھبرا رہا ہی کہ کیونکر اس تک پہونچون ایک کنیز واسطے پیشاب کے گوشے مین اٹھکے آئی چالاک نے اسکو بیہوش کیا اسکو تو کنارے ڈالدیا آپ بشکل تمام اُس کنیز کی شکل بنکر جلسے مین آیا بڑے مزے مین کہ یا نہ دا و مد ایک غزل لونڈی نے بھی یاد کی ہی سماعت فرمائیے ایک نے کہا کہ او غنچہ دہن تو تو کم سخن مشہور ہی گانے کا نام سے بھی آگاہ نہین قدرت کے سامنے کیونکر گائیگی چالاک کو معلوم ہوا میرا نام غنچہ دہن ہی جھجک کے سامنے اس ساحر کے آیا ہاتھ بھی چمکایا بایان طبلہ بجانے والے کے سامنے سے کھینچ لیا کہا ہوا سید ھا سید ھا ٹھیکہ بجاے جاؤ تم اپنی دُھن مین مین اپنے خیال مین اُسنے ٹھیکہ چھیڑا یہ غزل گائی غزل

گلچین ہمارے آگے دامن پسارتے ہین
بیرنگ گشت گل پر انکو ابھارتے ہین
اِسکو لگاڑتے ہین اُسکو سنوارتے ہین
مشتاق ہمکناری ملتے ہین ہاتھ کیا کیا
کرتے ہین گنگ اشارے گویا پکارتے ہین
قائل ہوں ہین تو اپنے نالون کی گریون کا
تقصیر وار توبہ توبہ پکارتے ہین
شیرین لبونکے اوپر رال اپنی ہی ٹپکتی
جھلون سے اُس پری کے یہ قوال ارتے ہین
رو روکے دل کو خالی کرتے ہین جسجگہ ہم
سودے مین گیسوونکے سر دیدے مارتے ہین
جاتے ہین عاشق اسکے کوچے کے گرد پھرنے
زاہد کمال اپنی شیخی بگھارتے ہین

شانے سے جب وہ اپنے زلفین سنوارتے ہین
سیر چمن کو چلیے بلبل پکارتے ہین
مستی سے تنگ حلقہ اُنکی قبا کا ہی کرتا
اُن تن کے جب وہ اپنا سینہ ابھارتے ہین
بیتاب دل کو تسکین ہوتی ہی دید خط سے
داغون کو میرے دل کے کیا کیا ابھارتے ہین
ذرات کھیلتے ہین باہم قمار الفت
بوسے کا نام سنکر ہم منہ پسارتے ہین
اُس گل سے رخ کے اوپر کرتے ہین گل کو صدقے
دریا کیطرح چشمے وان موج مارتے ہین
بوستاک ہر طرح کی حاضر ہی کشتیون مین
پھر طواف کعبہ حاجی سدھارتے ہین
مرد فقیر حق حق کرتے ہین بور یے پر

گل کو نظر سے اشک خونی آتارتے ہین
سنبل کو اور مشک وغیرہ کو وارتے ہین
مرتے وہ زندہ کرتے زندونکو مارتے ہین
سوے عدم کمر کے جو یا سدھارتے ہین
وہ دلپسند ہی تو جب تجھکو دیکھتے ہین
وہ بوتی ہی یہ جس سے یارے کو مارتے ہین
دریاے رحمت اُسکا غالب کہ موجزن ہو
ہمسے جیتے ہین ہم اُنسے ہارتے ہین
سینے کے اپنے اوپر گل کھائینگے تمھارے
اُس زلف سنبلین پر سنبل کو وارتے ہین
رہتی ہی اک پریشان حالی و بد دماغی
اِسکو پہنتے ہین وہ اُسکو اُتارتے ہین
دم دیتے انھین بھی وہ بت انکا بھی دل پکاوے
شیر اپنے نیستان مین آتش ڈکارتے ہین

چالاک نے کس رنگ سے یہ غزل گائی ڈومنی شرما گئی پسینے پسینے ہو گئی کہا او غنچہ دہن آج تو تمنے وہ کمال دکھایا کہ ہمارے ہوش اڑا دیے ایک ایک لفظ کو دس دس طرح بتایا یہ کمال کیونکر حاصل کیا چالاک نے شرماکے کہا بوا یہ حال قدرت سے پوچھو کل رات کو مین پڑی سو رہی تھی مجھ ننگوڑی کو ہلکان کیا اور یہ فرمایا کہ ہمنے علم موسیقی تجھکو عطا کر دیا تیرا دل خزانۂ علم موسیقی سے بھر دیا ہی کوئی تیرا سامنا نہ کر سکیگا بتانے مین طاق ہوئی گانے مین شہرہ آفاق ہوئی اُس ساحر نے بنگاہ غور چالاک کو دیکھا مسکرا کے کہا ای غنچہ دہن ہمکو یاد آیا مگر کسی طرح اس آہوے وحشی کو رام کرو کسی طور نہین مانتی چالاک نے کہا واری ابھی سمجھاتی ہون یہ کہکر چالاک قریب قفس حیرت آیا چپکے سے کہا اپنے غلام جانباز کو پہچانا منم مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو حیرت ہنس پڑی ضبط کر کے کہا ای چالاک غضب کیا یہ بڑا شعبدہ باز ہی ہر کام پر ساحر مقرر ہین اگر بن پڑے تو نکل جاؤ میرا چھوٹنا اِسکی زندگی مین محال ہی جبتک یہ نہ مریگا مین رہائی نہ پاؤنگی چالاک نے کہا آپ اتنا سر ہلا دیجیے کہ جو غنچہ دہن کہتی ہی مجھے منظور ہی اسکے گانے سے قلب کو سرور ہوا حیرت نے کہا ای چالاک کچھ نہ ہوگا چالاک نے کہا مین ابھی اسکو مارتا ہون آپ بس اتنا زبان سے فرما دیجیے کہ غنچہ دہن تمنے جو مجھکو سمجھایا مین نے دل و جان سے مان لیا مین ابھی اسکو لیتا ہون

مجھسے اشارے کرتا تھا مین کیا اسکو زندہ چھوڑونگا یا اسکے قتل سے منھ موڑونگا جب چالاک نے بہت کہا حیرت نے لاچار ہوکے جواب دیا اچھا او ننگوڑے جو تیری خوشی اُچک کر سامنے اُس مسندنشین کے آیا کہا یا خداوند مین نے راضی کر لیا اب وہ کہتی ہی مین پہلو مین بیٹھونگی مگر منصور کوہ کا بادشاہ مقابلہ کرین عقاب سے مین لڑونگی وہ ساحر ہنسا کہا ای غنچہ دہن ان باتون سے اُنھین کیا کام سلطنت لین جسکو چاہین دیدین مگر مقدمہ عقاب مین ہم تدبیر کر چکے ایک دن مین سبکا خاتمہ ہو جائیگا وہ کیا قدرت کی تدبیر سے امان پائیگا اُسکی کیا حقیقت ہی یہ وہ ملک ہی کہ جسمین بڑے بڑے ساحران شعبدہ باز حیلہ ساز آئے آخر کچھ نہ کر سکے سیاحران کا نوروز لیس نے قصد کیا تھا اس ملک کو لے لین تین مہینے لڑے آخر بھاگتے راستہ نہ ملا اُسکا بادشاہ مجمر آتشخوار اپنی آگ مین آپ جلا کچھ زور نہ چلا چالاک نے کہا قدرت اچھا کہدین جو مناسب جانئے وہ کرین ساحر نے کہا لاؤ ہمارے پہلو مین حیرت کو بٹھاؤ یہ بھی تو چالاک کو منظور نہین خود عاشق جمال حیرت ہی کہا یا خداوند آج کی شب اور صبر کیجے کل پہلو مین بٹھادونگی وہ چپ ہو رہا چالاک نے پھر گانا شروع کیا گاتے گاتے کہا یا خداوند ایک کمال آپ نے اور مجھکو بتلایا ہی بھول گئی تھی اب یاد آیا یعنے منھ سے گاؤن ہاتھ سے بتاؤن سر سے شراب پلاؤن اُسنے کہا ای غنچہ دہن ایسا نہو تکو خفت ہو چالاک نے کہا جو آپکی مرحمت ہو کچھ مشکل نہین کنجی تو مجھکو میخانے کی دیجیے ساحر نے اک کنیز کو اشارہ کیا کہا ای صنوبر کنجی غنچہ دہن کو دیدے اُسنے کنجی دی چالاک نے کنجی لیتے ہی میخانے مین قدم رکھا کہا صاحبو آج مین ساقی ہوتی ہون کوئی باقی نہ رہے شراب تقسیم ہونے لگی کوئی تو قرابہ لیگیا کسی نے بتلہ اُٹھا لیا دو سو گلابیان کنٹر الماس نگار مرغوانی سے بھر کے صحبت مین لایا پاؤن مین گھنگرو باندھے پیشواز پہنی گت شروع کی سب سُن رہے ہین نگاہ سبکی لڑی ہی چالاک نے گاتے گاتے جام بھرا سر پر رکھا اب وقت وہ ہی کہ میخوار زرین پوش میکدۂ مغرب سے نکلا جام بھرا ہاتھ مین ساقی گری بات بات مین محفل چرخ زبرجدی مین آکر جھومنے لگا یعنے ستارۂ سحری چمک چکا یہ عالم تھا اشعار صبح

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت	خروس صبحدم آواز برداشت	عنادل لحن دلکش بر کشیدند
لحاف غنچہ از رو در کشیدند	سمن از آب شبنم روی خود شست	بنفشہ جعد عنبر بوی خود شست

طائرون نے زمزمہ سرائی شروع کی پہلوے گل مین عندلیب پھولکر بیٹھی شاہدان چمن نے منھ اپنے آب شبنم سے دھوئے لالے کے چراغ گل ہوئے ہوا سے سرد چلی سنبل نے زلف عنبرین کو کھولا نرگس کی دیدہ بازی اُسکی سوسن کی غمازی جیسے ہی چالاک نے اُچھالا جام دو دن وہ ساحر قہقہہ مار کے ہنسا اُسکے ہنستے ہی سب جانورون نے شاخ نخل پر زمزمہ سرائی کی ایک طائر کہ منقار اُسکی الماس کی آنکھین یاقوت احمر کی پرون سے قطرات شبنم کو گراتا ہوا شاخ سے اُڑا سر پر چالاک کے چرخ مارا زمزمہ سرائی کرنے لگا یہ شعر اُسکی زبان پر جاری تھے نظم

تا چند توان افغان در کنج قفس بلبل	پروانہ ز عشق شب پرواز بسی داری	با شمع مقابل شو گر دست رسی داری
آتش بگلستان زن گر خار و خسی داری	صد شکر کزین عالم کنج قفسی داری	بیہودہ درین گلشن تا چند فغان بلبل
با یار ہوس تا کی دنبال شکار ای دل	آشفتہ و غمگینی پژمردہ و دلگیری	دانستہ شد امروزم کاندوہ کسی داری
سلطان اقالیمی گر ہم نفسی داری	پرواز چہ خواہی کرد بال مگسی داری	در وحشی تنہائی شرطست بہم بودن
	تحفی بچمن بلبل شد گرم طرب با گل	ہنگام بہار آمد خیز ار ہوسی داری

جب طائر نے اسطرح زمزمہ سرائی کی اور اشعار آبدار بھی پڑھے اُس ساحر نے جام لیکر زمین مین رکھدیا چالاک

کا ہاتھ پکڑ لیا کہا او مکار غدار تو نے بڑا غضب کیا قہر خداوندی مین چلا آیا چالاک نے کہا ای خداوند آپ کیا ارشاد فرماتے ہین مین تو آپکی کنیز ہون یہ اسوقت آپکو کیا ہوا ساحر نے کہا او نالایق قدرت نے سبکو پیدا کیا بندہ کے ساتھ مکر ہوتا ہی کہ قدرت کے ساتھ جب تو آیا تھا جبھی قدرت تجھکو پہچان گئے تھے مگر منظور ہوا کہ تیرا کمال بھی دیکھ لین مین اپنی سب تدبیر کر چکا جب چالاک نے بہت انکار کیا تب اسنے آواز دی ارے صنوبر یہ مکار انکار کرتا ہی منہ پر اسکے ہاتھ پھیر دے کہ رنگ و روغن چہرے کا اڑ جاے اپنی صورت دیکھے گریبان مین منہ ڈالے صنوبر خواص اُٹھی اکڑتی ہوئی قریب چالاک کے آئی چالاک ہان ہان کرتا رہا اسنے منہ پر ہاتھ پھیر دیا رنگ و روغن عیاری کا اڑ گیا صنوبر نے آئینہ اُٹھا کر چالاک کو دکھایا مسند نشین نے کہا کیون مکار اب تسکین ہوئی کہ نہین چالاک نے کہا آپکی موت نہ تھی خدا فرما چکا ہی وقت موت نہ چند ساعت گھٹتا ہی نہ بڑھتا ہی اور کسی طور سے آپکو قتل کرونگا زندہ تو نہ چھوڑونگا اُسنے کہا کیون چالاک تو تو عیار مسلمانان ہی تو حیرت کو رہا کرنے کیون آیا چالاک نے کہا ادھر سیر کو آتے تھے سُنا کہ اتنی بڑی رئیسہ قید ہوگئی خیال مین آیا جا کر چھڑا دین صنم گویا قتل کرین مگر آپ ہوشیار تھے افسوس خیر اسوقت بچے آیندہ کیونکر بچیے گا صنم گویا نے کہا ای چالاک ہم تمھین کو زندہ چھوڑینگے صنوبر ہی سے حکم دیا اسکو لیجا کر قید کر بادشاہ سے کہلا بھیجا جائیگا میدان خونی کی تیاری ہوگی وہین ہم بھی آئینگے انکو قتل کیا جائیگا حیرت نے جو یہ معاملہ دیکھا کلیجہ پھٹ گیا جی مین کہتی ہی ای حیرت ہم عجب بدنصیب ہین دیکھو ہمارے واسطے بیچارے نے کیا کوشش برپا کی مگر کچھ نہوا بیچارہ کس مشکل مین پھنسا چالاک جو حیرت کی طرف متوجہ ہوا پکار کر آواز دی کل آپکا سر فروش قتل ہوگا وصیت ہماری اتنی یاد رہے

غزل

صد بار برو پا بگذارم دم برگشت
تا چشم بمالم رخ نیکوے تو بینم

نازم بہ چنین مرگ عوض عمر ابد را
با حلقہ بگوشی خم گیسوے تو بینم

گفتم کہ من از عشق تو دل ریش کنم
ان زود مکن قوت بازوے تو بینم

در قتلگہم آئی و من روے تو بینم
نقش قدم خویش چو در کوے تو بینم

سر خواستن آیندہ بہ شمشیر چہ حاجت
سر را چو دم نزع بزانوے تو بینم

بخرام کہ خواہم سر شمشاد قدان را
تا کے بہ خود ستم از خوے تو بینم

یک خلق مرا بینید و من سوے تو بینم
کو طالع بیدار کہ ہر صبح من از خواب
آرم بکف از جنبش ابروے تو بینم

بکشا گرہ از زلف کہ دلہاے بتان را
پامال خرام قد دلجوے تو بینم
گفتا کہ بود باور من حرف تو سوا

حیرت جادو اسوقت بہت روتی ہین ہر چند کہ چالاک سے اسکو ایذا پہنچی ہی مگر بے اختیار منہ سے نکل گیا خیر ای چالاک ہمارے تمھارے بروز قیامت ملاقات ہوگی چالاک بھی رونے لگا آلمعین طائر ملکہ حیرت اسنے یہ خمسہ پڑھا

خمسہ

خانہ زاد ستم و اندوہ ہمزاد من است
یاس و محرومی سرشت طبع ناشاد من است
از جفاے طالع من داد و بیداد من است
آنکہ رحم از دل برد تاثیر فریاد من است
وانانہ نسیان آورد حسرت یاد من است

ہم کبھی تھے می پرست اور گاہ تھے شاہد پرست
گہ خزین و مضطرب گہ بیخود و بیہوش و مست
عاشق بت تھے کبھی گہ محو معشوقی الست
نیست در عالم تمناے کہ از قیدم نجست
ہر کجا ہیں ہواے صید آزاد من است

آنکہ بھڑکی ہی کہ آتا ہی وہ زیب انجمن
شوق کہتا ہی کہ آ الشوق بیت الحزن
جب نہین آیا تو کیا جلتا ہی جی کو تیرے سخن
سا سخن ممنون بدار و حسرت ناگوئنا
از تغیر نہاے حرمان خداداد من است

دیکھ اے ہمسانہ دیکھا ہوگا الفت پرست
ہین خموش اس جو پر ای ترک چشم نیم مست
جی کبھی ایسا ہی بھر آیا تو کانی نشست و

حرف عاشق بے زبان شکوہ دل عاجز است | آنچہ ہرگز آشنا بالب نشد داد من است

ایک مشت استخوان ہی بلکہ کچھ اس سے بھی کم | جو کمین مین اپنی ہو ہیچ تو یہ ہی اُسکا کرم | قتل گر ہین سرنگون خجلت زدہ مجھسے ہین ہم

آن شکار من کہ لایق ہم بکشتن نیستم | شرم می آید مرا زان کس کہ جلاد من است

جو ہو خود دہر کام مین واماندہ وصل آرزو | اس سے مطلب نکلے کیا وہ ہی فریب آرزو | جا ہے رونگی ہی مومن سادگی تو دیکھو تو

کار دشوار سے نظیری گر بہ تیر آرد کہ او | شاد از تدبیرہائے سست بنیاد من است

حیرت کا بھی دل بھر آیا اشارون مین کچھ ایسی باتین ہوئین کہ دونون کے کلیجون پر چھری چلی چالاک کو صنوبر خواص نے پکڑ کر کھینچا کہا نگوڑے کیا باتین بناتا ہی ایک کنیز کو حکم ہوا جا کر بادشاہ شہر کو اطلاع کر دے چالاک سے بڑی بے ادبی سرزد ہوئی باغ کنیزان قدرت مین آیا مگر پکڑا گیا سویرے سے میدان خونی کی تیاری کرنا صنوبر خواص لیکر آئیگی خبردار اُسکو دار پر کھینچ دینا سر اُس کا عقاب کے روانہ کرنا اُنکو بھی خبر ہو جائے کہ یہ مکار مارا گیا خواص نے جا کر منصور حرامی سے کہا اُسیوقت شہر بھر مین ہلڑ ہو گیا کہ ایک عیار عقاب ابر سوار کا بھیجا ہوا باغ کنیزان خداوندی مین پہونچا مگر پکڑا گیا کل دار پر کھینچا جائیگا ہرکارون نے یہ خبر عقاب ابر سوار کو پہونچائی افریخ جادو رونے لگا کہا ای شہنشاہ وہ خدمتگار میرے بڑے کام کا تھا ایسی جانبازی سے میری خدمت کرتا تھا جس کام کو کہا فوراً کر لایا میرا ارادہ ہی کہ جاؤن جب اُسکو دار پر چڑھائین پنجے مین دبا کر لے بھاگون عقاب نے کہا تمھین اختیار ہی افریخ جادو روتا ہوا اپنے خیمے مین آیا ہرکارونکو حکم دیا کہ مجھکو برابر خبر پہونچانا جب میرا خدمتگار دار پر چڑھایا جائے مین فوراً جا کر اُسکو رہا کرونگا ہرکارے روانہ ہوے یہان صنوبر خواص نے چالاک کو لا کر ایک مکان مین داخل کیا آپ مونڈھا بچھا کر دروازے پر بیٹھی تھوڑی دیر مین رونے کی آواز آئی صنوبر نے پلٹ کر دیکھا قیدی رو رہا ہی صنوبر نے کہا او نالایق اب کیون روتا ہی رونے سے کیا ہوتا ہی یہ گستاخی تو نے کی کچھ خوف نہ کیا اُس باغ مین گیا جہان ہوا بھی جاتے ہوے تھراتی ہی منصور حرامی کہ بادشاہ ہی تبھی آجتک اُس باغ مین نہین گیا ہم لوگ راز دار ہین خدمت خداوند مین رہتے ہین چالاک نے کہا ای ملکہ عالم یہ تو مین جانتا ہون کہ اب زندہ نہ بچونگا مجھسے بڑی بے ادبی ہوئی مین یہ آفتاد نہ سمجھا تھا مگر مین نے عمر بھر بردہ فروشی کی کسی عورت کو پکڑ لایا کسی لڑکے کا پکڑ لایا مال بہت جمع ہو گیا رونا اسکا ہی کہ وہ مال جلاد مہترے لیگا کاش تم لے لو کچھ تو مطلب نکلے گا شاید سفارش کرو خواص سوچی اس قیدی کے مال کی کون سماعت کریگا مفت مین ملتا ہی چھوڑنا سراسر حماقت ہی یہ سوچکر اندر آئی کہا میان دیکھین کیا مال ہی ہم تمکو قید سے چھڑا دینگے مگر توبہ کرو اب ایسی حرکت نہ کرنا چالاک نے کہا حضور کبھی سامنے مین قلعے کے نہ آونگا نادانستہ تھا یہ حرکت ہو گئی خواص مٹھ گئی چالاک نے کمر سے سونے کی زنجیر نکالی اُسپر نگینے جڑے ہوے خواص کے منہ مین پانی بھر آیا چالاک نے کہا ہمارا ایک دوست ہی بنیا اُسی کے یہان سے ہم سودا لیتے ہین سیکڑون روپے کا غلہ لاتا ہی دو روپے روز کا آٹا بیچتا ہی وہ تو کہتا تھا یہ نگینے جھوٹے ہین قطلن خان کے ہاتھ کے دھیلے ایک جوہری کہتا تھا یہ زنجیر بادشاہی وقت کی ہی انکی زوجہ کے واسطے بنی تھی دس ہزار روپے کی جوڑی ہی مین تو جانتا ہون میرا بنیا سچا ہی خواص نے کہا بنیا نگوڑا کیا جانے دال نون بیچنے والا بیشک یہ کسی کی چیز ہی چالاک نے کہا اور دیکھیے یہ کیکے کنگن نکالے زرے یاقوت کے نگینے جڑے ہین چالاک نے کہا یہ جوڑی بچاس ہزار روپے کی ہی خواص نے کہا بھائی ذرا مین پہن کر دیکھون چالاک نے کہا پہن پہن کر دیکھو تمھارے

ہی واسطے ہی جو تمھارے پاس رہجائینگے تو میری روح خوش ہوگی خواص نے کہا مین نے تمکو اپنی زبان سے بھائی
کہا ہی ہم کنیزان مقرب خداوند ہین جو چاہین کہ لین مین عرض کردنگی حضور میرا بھائی ہی سب خواصین ایک منہ
ہوجائینگی کہ صنوبر کے بھائی کو نہ قتل کرو منصور کی کیا حقیقت ہی خداوند سے کہکر معاف کرالینگے چالاک نے
کہا بہن تمکو اختیار ہی مین نے بھی تمکو بہن کہا سونے مین پیلا کردونگا مین سبکو بیچ ڈالتا سوائے تمھاری بھاوج کے
اور گھر مین کون ہی اُسکو سونے مین لاددیا اب چل نہین سکتی سوائے تمھارے دینے کے اور کسکو دونگا یہ کہکے اک
طاق نکالا وزن مین سوا سیر کا ایک دیوی کو مار کر لیا تھا دیکھو اسکا وزن کتنا ہی تمھاری بھاوج کو سب ایسے
زیور پہنائے ہین ہیکل اُنکو پانچ سیر کی پہنائی ہی اُٹھ نہین سکتی ہی پلنگ پر بیٹھی رہتی ہی ایک ماما بھی مین نے رکھدی ہی
چار آنے مہینہ اور کھانا دیتا ہون پلنگ کی ادوان کاٹ دی ہی وہین پاخانہ بھی پھرتی ہی اُٹھتی ہی تو منھ کے بھل
گرتی ہی خواص ہنستی جاتی ہی کہ بھائی مین تمھاری بی بی کو ضرور بلاؤنگی دو چار دن مہمان رکھونگی چالاک نے
کہا بہن اُسکی زبان تین ہاتھ کی ہی بات بات پر لڑتی ہی خواص نے کہا کیا ہوا ہم وہ بات کاہیکو کہینگے جو اُسکے خلاف مزاج
چالاک نے کہا نہ کہو وہ ایسی لڑاکا ہی کہ ایک بات مین ہزار باتین سنائیگی فقط مجھسے دبتی ہی اور فیاض بڑی ہی
محلے مین کوئی کالے سر کا باقی نہین ہی مین بھی ٹال جاتا ہون کہ میرا کیا نقصان ہی ہر جگہ سے کچھ لے ہی آتی ہی خواص
بہت ہنستی جاتی ہی یہ باتین کرتے کرتے چالاک نے کہا بہن دیکھو کوئی دروازے کی درز سے جھانکتا ہی جیسے ہی
خواص نے منھ پھیرا چالاک نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے سحر تو اس سے اتر دا ہی چکے تھے ارے کہکر پلٹی چالاک
نے حباب مارا بیہوش ہوئی چالاک نے اپنا زیور سب لے لیا اُسکا بھی اُتار لیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر اُسکو تو
اپنی صورت بنایا گلے مین گیند عیاری کا ٹھونس دیا کہ بول نہ سکے آپ اُسکی صورت بنکر باہر نکلا اور کنیزونکو حکم دیا
ارے جاگتی رہیو دیکھو ستارہ سحری چمکا مرغ سحری کی آواز آئی بادشاہی فوج مین کمر بندی ہو رہی ہی میدان
خونی کی تیاری ہو چکی ہی چلنے کی تدبیر کرو اُدھر قیدی زندان مغرب زنجیر شعاع و ضیاع مین جکڑا ہوا میدان
خونی چرخ زبرجدی پر قائم ہوا جلاد فلک خنجر بیدادی کھینچے ہوے ساتھ ساتھ چوبدار نے آکر خبر دی ملکہ چلو
بادشاہ آگئے جلاد جمع ہو گئے صنوبر نقلی آگے بڑھی خواصون سے کہا گنہگار کو لیکر آؤ چالاک پہلے پہونچا دیکھا
منصور گھوڑے پر سوار گرد پہلوان جلاد جمع ہین دار استادہ ہو چکی سب اسباب سیاست موجود ہی بادشاہ نے
کہا کیون صنوبر قیدی کو لائین عرض کی حضور وہ تو رات سے مثل مردے کے پڑا ہی منصور نے کہا کچھ ہو مگر دار پر کھینچا
جائیگا دیکھو گوشون مین سو تیر انداز کھڑے ہین تیر مارنے مین خطا نہ کرینگے کہا حضور کنیزین لاتی ہین بعد دم بھر کے
بارہ چودہ کنیزین مثل مردے کے قیدی کو اُٹھائے ہوے لائین منصور نے کہا ارے ہوشیار ہو کر و اپنا حال ار
تو دیکھے خطا کی سزا اُٹھائے کنیزون نے بمشکل بیدار کیا صنوبر نے دیکھا میری کنیزین مجھکو گھیرے ہین حلق مین
میرے گیند ٹھسا ہی بول نہین سکتی غین غین کر رہی ہی کنیزون نے مارنا شروع کیا تمکو مرے اب گونگا بہرا بنا ہی
منصور نے اشارہ کیا دار مین لٹکادو چالاک نے کنارے جاکر خواص کی صورت بدلی صورت اک سپاہی
کی بنکر ٹہلنے لگا یہان خواص کو دار پر کھینچا منصور نے اشارہ کیا سو تیر اندازون نے چہار طرف سے تیر مارے
تمام جسم غربال ہو گیا ہرکارون نے افریح کو خبر پہونچائی یہ دوڑا اُسوقت آکر پہونچا کہ تیر ترنگے آواز آرہی ہی
کشتی مرا نام من صنوبر جادو بود منصور نے کہا ارے یہ کیسی آواز آئی لاشہ اُتار دو یہ تو نام کنیز خداوند کا ہی
ارے یہ کیا غضب ہوا لاشہ اُتارا منھ جو ڈھلا یا دیکھا یہ تو صنوبر خواص ہی افریح جادو نے دیکھا مشہور

ہوگیا کہ عیار بڑے غضب کا تھا نگہبان خواص خداوندی تھی اسکو قتل کراکے چلا گیا منصور کہتا ہی ارے
ڈھونڈھو ابھی تو یہان خواص پھر رہی تھی یہان چالاک بھی کہہ رہے ہین حضور آپ کے تخت کے پاس ہی
تو کھڑی تھی کیا چھلاوا تھی منصور نے کہا لاشہ اُٹھاؤ یہ بیرنگ ہین حیلہ قدرت کو دکھاؤ عرض کیا جائیگا
عیار نے دھوکا دیا خواص کو قتل کراکے چلا گیا یہ کہکے لاشہ اٹھوایا دربار آیا دیکھا وہی تصویر سونے کی
باتین کر رہی ہی کہ بادشاہ آکے پہونچا سامنے تصویر کے ہاتھ باندھکے کھڑا ہوا عرض کی یا خداوند غضب ہوا
قدرت کی خواص قتل ہوگئی عیار نکل گیا سونے کی تصویر کو بڑا غصہ آیا اک چیخ ماری کہ زمین دیر تک ہل گئی
کہا او بیوقوف تجھکو نہ سوجھا اگر شک گذرا تھا طائر اسرار کو طلب کیا ہوتا کہا یا خداوند شک کسکو گذرا
فوراً تیراندازون کو حکم دیا اُنکے تیر نے خطا نہ کی جب مرنیکی آواز آئی تب شک ہوا اب قدرت زندہ
کردین سونے کی تصویر نے کہا ہٹاؤ سامنے سے اب ہم زندہ نہ کرینگے عیار بڑا غضب کر گیا اب اور طور سے
اُسکو گرفتار کرینگے چالاک پلٹا افرنج جادو کو دیکھا روتا ہوا جاتا ہی چالاک نے آگے بڑھکے ملاقات کی
کہا آپ کیون روتے ہین افرنج نے کہا بڑا خدمتگار میرا مارا گیا بڑے کام اُس سے نکلتے تھے چالاک نے کہا
اُسے کون مار سکیگا مین حاضر ہون اسوقت سپاہی کی شکل بنکے آیا ہون افرنج لپٹ گیا کہا بھائی نیرنگ
تمنے بڑا کام کیا حال تو کہو عقاب ابر سوار بہت مشتاق ہین یہ باتین کرتا ہوا چالاک کو ساتھ لیے ہوئے
سامنے عقاب ابر سوار کے آئے عقاب یہی ذکر کر رہا ہی کہ چالاک نے بصورت دل ملاقات کی عقاب
نے کہا ای نیرنگ کہو کیا گذری عرض کی حضور بڑے سحر تیار ہین غلام نے جا کر رنگ جمایا سامری کی
آخر کو بگڑ گیا تصویر نے خواص کو قتل کرا دیا مجھکو آپ کے اقبال نے بچایا عقاب ابر سوار بہت خوش ہوا
کہا ای نیرنگ اب کہو چالاک نے کہا پھر جاتا ہون جب تک کہ ملکہ حیرت کو نہ چھڑاؤنگا مجھے چین نہ پڑیگا
قضا سے کار منصور جادو اسکا مصاحب قدیم جنگل مین واسطے شکار کے گیا ایک درخت پر اک طائر کو دیکھا
اُسنے تیر مارا یہ تو ظاہر ہوا کہ طائر کے جسم پر جیسے ہی تیر پڑا اسکو تو ٹکر بارہ گذرا اندھیرا ہوگیا چالیس جادوگر
غائب ہوگئے بھیلیے قراول پلٹ کر خدمت مین عقاب کی آئے سب حال بیان کیا عقاب گھبرا گیا ہزار
جستجو کی کچھ پتہ نہ معلوم ہوا جہان لشکر اترا ہوا ہی کمیدان رسالدار آتے ہین آپسمین تکرار ہوئی تلوار
کھنچی سحر چلے گولے چلے تین ہزار جادوگر مارا گیا یہ بھی خبر عقاب کو پہونچی اور زیادہ گھبرایا افرنج سے کہا
یارو بڑے غضب کی بات ہی چالیس جادوگر نامی گرامی صحرا مین جا کر غائب ہوگئے ہزار یہان قتل ہوگئے
کبھی آپسمین ایسا نفاق نہوا تھا آپسمین خصومت کیسی میان نیرنگ کہان ہو چالاک آئے عقاب
نے کہا میان نیرنگ تمکو اپنے لشکر کا سرہنگ کرونگا ہزار روپے مہینہ کردونگا ذرا پتہ تو لگاؤ کہ یہ کیا ماجرا ہے
چالاک نے کہا ابھی جاتا ہون کہ پھر ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ آپکے لشکر مین ایک اور
افتاد پڑی دس جادوگر نامی گرامی بازار کی سیر کو آئے تھے پھرتے پھرتے غائب ہوگئے اب عقاب ابر سوار
گھبرایا اپنی جان کا خوف ہوا ڈرا کہا یہ تو افتادین بڑھنے لگین چالاک بصورت بدلکے چلا لشکر مین
منصور جرامی کے فقیر بنکے آیا جا بجا لوگون نے آواز دی مہنت جی صاحب ہماری دوکان پر آگے دھونی
لگائیے چالاک کہین نہ بیٹھا ایک ایک شخص سے پوچھتا ہی کہو بابا یہ شہر کہان تک آتا ہی آپسمین کیا بھید ہی
کہان سے آتا ہی کہان رہتا ہی ایکنے کہا اندر شہر کے ایک باغ ہی کہ اسکو باغ طلسم کہتے ہین

ہم کبھی گئے نہین مگر سنا ہی کہ وہ قدرت کار راز دار ہی آج اُسنے لشکر دشمن پر سحر کیا کئی ہزار آدمی گرفتار کیے یہ تو ہمنے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ کئی ہزار کی مشکین بندھی ہوئی چند حبشی اُنکو کشان کشان لیے جاتے تھے سنا ہی کہ اسی طرح سب لشکر حریف کا گرفتار ہو آئیگا اُسکو خبر بھی نہوگی کہ میرے مصاحبون کو کون لیگیا کچھ لوگ جنگل سے گرفتار ہوکر آئے کچھ لشکر سے پکڑ گئے کچھ بازار سے اُٹھا لیے اسطرح سب پکڑے گئے چالاک یہ خبر دریافت کرکے قلعے مین آیا پھرتے پھرتے اُس باغ کے قریب پہونچا دیکھا اُس باغ سے شعلے آتش کے بلند ہو رہے ہین درخت مثل چنار جل رہے ہین چالاک ٹھہر کر دیکھا کیا تھوڑی دیر کے بعد ایک کنیز کسی کام کو نکلی چالاک نے بشکل جوان حسین اُسکو پکارا جب وہ ٹھہری اُسکے پاس پہونچا باتون مین لگا کر بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر ڈرتا ہوا اندر باغ کے آیا دیکھا باغ وسیع گلہاے رنگارنگ شگفتہ ہین ہر طرف نہرین سلسبیل آسا جاری ہین عندلیبان خوشنوا جوش بہار دیکھکر پہلوے گل مین بیٹھکر یہ غزل گا رہی ہین غزل

ہوئی وہ گل سے کہ جو مجھ پر ہی فدا اجان بہار
مصحف رخسار اُس گل کا ہی ایمان بہار
زندہ ہونے جاتے ہین گلہاے مردم یک قلم
دیدۂ گریان ہین گویا ابر باران بہار
تیرے روے آتشین کے آگے چاہا تھا فروغ
آگے اُس گل کے نکلنے پر ہی اب جان بہار
بوے گل ہی رشک گلشن کی جدائی مین نہین
باغ مین مانند جو جاری ہی فرمان بہار
کیا ہین اب تو شفق سے ہی گلستان آسمان
پرزے پرزے ہو رنگ گل گریبان بہار
اس چمن مین ورنہ ہر گل پر ہی احسان بہار
مین ہوا عاشق جو اُس گل کا ہوا آغاز حط
آنکھ مین ہی چمن مین آب حیوان بہار
تو نہین جاتا چمن مین گل نے پھاڑا پیرہن
کردیے باد خزان نے گل چراغان بہار
کیا غضب ہی شکر محسن کا بشر کرتے نہین
بلبلو آلودۂ خون ہی یہ دامان بہار
کیون خزان حسن مین دیکھون خط سبز یار
دیکھنا اے باغبان تو رفت و نشان بہار
نظم ناسخ ہی جو مضمون نہانے رنگین سے چمن
اُڑتے پھرتے ہین بھلا کیا رتبہ اوراق گل
جوش سودا کا ہوا ہی مجھکو بابان بہار
کر رہا ہون آبیاری باغ حسن و عشق مین
بنگئی موج ہوا سے پریشان بہار
گل ہوے تیر زدہ سب مرغ چمن مردہ ہی
ہی زبان برگ سے ہر گل ثنا خوان بہار
لالہ و گل کیا کہ ہین منقار با فرمان تک
اسقدر دلکش کہان گلشن مین ہی جا بجا
دیکھے اُس گلگون قبا کو حسن و حشمت از آن
ہوگئے برگ خزان اوراق دیوان بہار

طائر زمرد نگار یاقوت منقار نغمے پھرتے ہین جب زمزمہ سرائی کرتے ہین کبھی اشعار عشر بیتی کبھی عاشقانہ آدمی کے محو کرنیکا بہانہ چالاک ان سبکو دیکھتا بھالتا وسط باغ مین آیا دیکھا ایک چبوترے پر فرش عمدہ بچھا ہی مسند پر تکلف چالیس پچاس کنیزین دُر در گوش مرصع پوش اسباب عیش و نشاط آراستہ گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی کنیزین سر جھکاے بیٹھی ہین جنکے طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ کسی کا انتظار کر رہی ہین دم بدم اُس آگ کی جانب دیکھتی ہین ایکطرف سے زنجیر کے جھنجھنانے کی آواز آئی چالاک نے سر اُٹھا کر دیکھا مصاحبان عقاب جو غائب ہوے ہین وہ سب مسلسل مطوق ایک چمن مین بیٹھے ہوے زنجیرین ہلا رہے ہین زبانون مین سوزن مبتلاے رنج و محن ایک سے ایک یہی کہتا ہی یارو ہمین کیسے گرفتار کیا کیونکر پکڑے گئے ابتک نہ سمجھے کہ یہ کیا واقعہ ہوا جس کمال مین عمر بھر مشقت کی اُسکا بھی کچھ ظہور نہوا سحر نہ کرسکے یکایک سو گئے آنکھ کھلی تو اپنے کو اس مقام پر پایا جو لوگ شکارگاہ مین گرفتار ہوے وہ کہتے ہین جب ہمارے افسر نے طائر کو تیر مارا اندھیرا ہوگیا اسطرح کا ہنگامہ گیر و دار بلند تھا کہ شور قیامت پانی بھرے آبرو و نیز بنگئی اب کیونکر چھوٹینگے ان قیدیون کا حال دیکھکر چالاک کو پسینہ آگیا دل بیقرار ہا ہی جی مین کہتا ہی اے چالاک یہ بڑے بڑے ساحر یون غفلت مین گرفتار ہوے بڑا کوئی

حیلہ ساز و شعبدہ باز ہی کہ یہ لوگ ابتک حیران ہین کہتے ہین نہین معلوم ہم کیونکر پکڑے گئے خدا محفوظ رکھے ایک گوشے مین بیٹھا ہی کنیزین آگ کی طرف دیکھ رہی ہین پہر رات آ چلی ہی فراش ماہتاب نے فرش چاندنی زمین پر بچھایا ہی وسط سما پر ماہتابان اپنی کیفیت دکھاتا ہی صاف ثابت ہی گلہاے ستیارگان شاخ کہکشان پر شگفتہ یکایک آگ مین تیزی ہوئی شعلے بھڑک کر آسمان پر گئے طائر زمزمہ سرائی کرنے لگے نرگس نے آنکھین کھولدین سنبل کو اپنی زلف معنبر بنانے سے فرصت نہین شعلہاے آتش اسقدر بھڑکے کہ تمام باغ آتش بہار ہوگیا چالاک تھرتھر کانپ رہا ہی دل سے دعائین کرتا ہی کہ پروردگار عالم تو ہی بچانے والا ہی جب شعلے بہت بھڑکے جوانان چمن وجد مین آئے بیچ آگ مین سے ایک طائر ہفت رنگ تڑپ کر نکلا طائر کو دیکھکر چالاک کے ہوش اڑے جی مین کہتا ہی کیا زور سحر ہی کہ بیچ آگ مین سے طائر نکلا پر وغیرہ اسکا نہین جلا بلند ہوکر خیمے کا کنگرے بانا پکر طرف مسند کے چلا آکے چیخ ماری زمین تھرا گئی سبکی آنکھین بند ہوئین اب آنکھین کھولکر دیکھا ایک ساحر قوی و جسیم رنگ سیاہ مگر تاج سر پر بھاری لباس زیب جسم خود سر کے تاج سے شعلے آتش کے نکل رہے ہین انگلیان مثل بنجشاخون کے روشن ہین کنیزون نے اٹھکر بلائین لین گرد پھرین عرض کی آج حضور کو بہت دیر ہوئی حضور کہان رہے لونڈیون نے جدائی مین حضور کی بہت قلق سہے جسدن سے چالاک بن عمرو صنوبر خواص کو مار کر نکل گیا اُس دن سے جو آپکو دیر ہوتی ہی کنیزین گھبرا جاتی ہین وہ ساحر ہنسا معلوم ہوا سنڈاس کا منھ کھل گیا وہ بوے بدآئی کہ دماغ اُلٹ گیا چالاک کہتا ہی ای چالاک یہانپر خواجہ عمرو ہوتے تو البتہ چالاکی آنکی یہان کام آتی مگر اُس ساحر نے کنیزونکو جواب دیا صاحبو کیونکر سویرے آتا ایک سرہزار سودے تین ہزار عقاب ابر سوار کے ساحر قید کرکے لایا انکو نیا شعبدہ دکھایا بڑی فکر یہ ہی وہ عیار مکار فکر مین پھرتا ہی مین اُسکی فکر مین ہون آخر کہان جائیگا چالاک یہ سنکر گھبرا گیا اُس ساحر نے اشارہ کیا کنیزون نے گلا بیان پڑھا مین چالاک چاہتا ہی مین بھی قریب جاؤن مگر مرے ہوکر کھنکارا دوپٹہ سینہ پر سے سرکادیا کہ صورت دکھائی کنیزون کے کہنے سے معلوم ہوا ہی کہ عقاب شعبدہ باز اس ساحر کا نام ہی منتظم کارخانہ صنم گویا سب طرف کا انتظام کرتا ہی چالاک نے جونہی کہ صورت دکھائی مسکرا کے آنکھ جھپکائی عقاب شعبدہ باز نے آواز دی سوسن ادھر آؤ آج تم ہمکو شراب پلاؤ چالاک جھپٹکر قریب آیا کہا ای شہنشاہ خداوند صنم گویا آپکو اُس نگوڑے عیار کے ہاتھ سے بچائین مین نے سنا ہی کہ آٹھو پہر اسی فکر مین پھرتا ہی اُسنے غضب کیا صنوبر خواص کو قتل کراکے نکل گیا یکایک آسمان پر برق چمکی ایک طائر سفید رنگ اڑا ہوا آیا آتے ہی گرا لوٹ ماری انسان بنکے تیار ہوا عقاب شعبدہ باز نے کہا ای طاؤس حیلہ ساز کہان تھے آج کہان دیر لگائی کہا حضور کیا عرض کرون جسوقت سنے صنوبر خواص قتل ہوئی چہار جانب اُس عیار کی فکر مین گیا مگر اُسکو نہ پایا رات بھی ہوگئی تھی پلٹ آیا قریب عقاب کے آیا تخت پر بیٹھا عقاب نے سوسن کو آواز دی ہی سوسن یعنی چالاک سامنے بیٹھا طاؤس حیلہ ساز جو آیا چالاک نے خیال کرکے دیکھا نہایت اُداس ہی چہرے پر زردی ہونٹون پر خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری چوکنا سب طرف دیکھ رہا ہی گائن سامنے بیٹھی ہی چالاک نے کہا بوا گاؤ سازندے تو آگئے کیون شہنشاہ مین دو چار شعر کی غزل گاؤن طاؤس حیلہ ساز بول اٹھا سوسن تمنے تو کبھی اس علم پر توجہ نہین کی عرض کی اسکا حال عرض کرونگی خداوند صنم گویا کی عنایت ذرا آج سنیے انصاف کیجیے گا

مین نے کبھی اس علم پر توجہ نہین کی خداوند کے صدقے ہو جاؤن خواب مین فرما گئے مجھکو علم موسیقی دیا عقاب تو کچھ نہ بولا طاؤس نے کہا ہان سوسن کچھ اشعار تو گاؤ سوسن نے سازندون کو اشارہ کیا دو طرف سے دو ساز گمیان بجین گلے کٹنے لگے جو طبلے بجارہے تھے اُنھون نے ٹکڑے باندھنا شروع کیے سب ساز آپسمین ملائے ہوے سوسن نے گنگنا کے یہ اشعار جگر فگار شروع کیے

نظم

آدمی کو کسطرح اپنی قضا معلوم ہو
آنکھ پاتے ہی خیال یار نے کی دل مین راہ
جوہری کو قدر لعل بے بہا معلوم ہو
کانپتا ہی آہ سے میری رقیب رُوسیاہ
چشم حوران بہشتی سے دغا معلوم ہوا

بھر گیا ہی اسقدر رنگ زمانہ چاہیے
دل ہی رہتا ہی مکان جسکا پتہ معلوم ہو
خط توام مین لکھا ہی یار کو مکتوب شوق
اژدہا فرعون کو موسیٰ کا عصا معلوم ہو
دام مین لایا ہی آتش سبزۂ خط بتان

دوست ہی جب دشمن جان ہو تو کیا معلوم ہو
آئینے مین کبھی نہ صورت آشنا معلوم ہو
عاشقون سے پوچھیے خوبی لب معشوق کی
آرزوے وصل کا تا مدعا معلوم ہو
اسیلیے مار ڈالا انکھون نے مجھے نا خلد مین
سچ ہی کیا انسان کو قسمت کا لکھا معلوم ہو

جب چالاک نے یہ غزل گائی طاؤس کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے ہر مرتبہ تعریفین کرتا ہی کبھی عقاب سے کہتا ہی حضور سوسن نے بلا کا کمال پیدا کیا ہی آپ دیکھتے ہین کس رنگ سے گاتی ہی دل کو برماتی ہی عقاب کچھ جواب نہین دیتا طاؤس کی باتون سے معلوم ہوتا ہی کہ کسی پر عاشق ہو کر آیا ہی مگر کہہ نہین سکتا جسوقت چالاک نے دیکھا میرے گانیکا رنگ بندھگیا اسنے گلابی اُٹھائی طاؤس نے کہا ای سوسن شراب کو تو دل نہین چاہتا ابھی اور گاؤ تمھارے گانے سے دل نہین بھرا ہی جی چاہتا ہی پہروں اشعار گاؤ سوسن نے سر جھکا لیا دست بستہ عرض کی آپ عنایت فرماتے ہین مین گانا کیا جانون مجھے کیا لیاقت ہی یہ بھی دل مین ہی کہ شراب پلاؤن اپنا کام کرون آخر چالاک نے جام بھرا بدون دورۂ شراب صحبت بے نمک ہی طاؤس نے کہا خوشی تمھاری چالاک نے جام بھرا عقاب نے آنکھ ملائی طاؤس بہت مکدر ہو رہا ہی عقاب سے عرض کی حضور سوسن جام حاضر کرتی ہی نوش فرمائیے آپنے منھ کیون پھیر لیا عقاب نے کہا ای طاؤس تم نہین سمجھتے خیر خوشی تمھاری لاؤ بی سوسن تمھاری بھی زبان درازی کھلجائے چالاک نے عقاب کو جام دیا عقاب نے جیسے ہی جام کو ہاتھ مین لیا آتش مین تلاطم پیدا ہوا ایک طائر آتش مین سے نکلا زمزمہ سرائی کرتا ہوا جب وہ طائر نکلا عقاب نے اسکی طرف دیکھا طائر نے سر ہلایا بہ ورن سے سر پیٹا آہ کی شعلہ منھ سے نکلا طائر جلکے گرا ادھر طائر گرا ادھر شراب شعلہ بنکے اڑگئی عقاب نے آواز دی اری تو کون چالاک نے دیکھا کار از دست رفتہ تیر از کمان جستہ پلٹنا ممکن نہین خنجر کھینچکر چاڑا نعرہ کیا نعرۂ چالاک

بہ عیاری من آنم چیست و چالاک
خلیفہ اولم چالاک نامم
بہ چشم دشمن باندازم کف خاک
نہ آید باز گرد تیز گامم

یہ کہکر اسنے خنجر مارا کہ عقاب ہنس پڑا چالاک لڑکھڑا کر گرا رنگ و روغن چہرے کا اُڑ گیا اب تو سنبے دیکھا ایک عیار وبلا تیلا تا منتا بیہوش پڑا ہی سب گھبرا گئے مگر طاؤس شعبدہ باز نے عرض کی ای شہنشاہ یہ کیا معرکہ ہوا عقاب نے کہا بھائی جب یہ ظالم میری تلاش مین چلا تھا جبھی مجھکو معلوم ہوا کہ چالاک میری فکر مین آتا ہی جب باغ مین پہونچا اسنے رنگ جما لیا کیا تم سمجھے تھے کہ یہ سوسن ہی طاؤس نے عرض کی غلام تو اسکے گانے پر مبہوت ہوا اسوقت اسکا رنگ مٹنا بہت ناگوار ہوا کچھ فوج دیجیے تو عقاب ابر سوار سے مقابلہ کرون عقاب نے کہا تمکو مفصل حال دریافت نہین یہ کہکے اشارہ کیا چالاک کو ہوش آیا اپنے کو قید پایا عقاب جلا رہا ہی حکم دیدیا کہ کسی کو خبر نہو یہ کہکے تیغہ پکڑ کے اُٹھا چاہا چالاک کو قتل کرون

طاؤس نے ہاتھ پکڑ لیا کہا حضور ابھی بڑے بڑے کام کرنا ہین اسکو مجھے دیجیے مین قید کرون عقاب نے کہا یہ بڑا مکار ہی قید سے نکل جائیگا طاؤس نے کہا مین کسی کا اعتبار نہ کرونگا خود حفاظت مین مصروف رہونگا عقاب رک گیا کہا ای طاؤس لیجاؤ مگر خبردار بہت ہوشیار رہنا طاؤس نے کہا مین سمجھ چکا یہ کہکے اپنے سحر کی ہتھکڑیان بیڑیان چالاک کو پہنائین کمر مین پنجہ دیکے لے اڑا متوجہ ہوا سے چالاک کی آنکھ بند ہوگئی طاؤس نے فرش زمین پر پہونچایا ہی ابھی پر چالاک کو بٹھایا آپ سر جھکا کر رونے لگا چالاک نے کہا ای پادشاہ ساحران آج تو مین آپکو بہت مکدر پاتا ہون خیر مین نے جو کچھ کیا اسکا بدلا پایا آپ ایسا ساحر میری نگاہ سے نہین گذرا آپنے بڑا کار نمایان کیا ہی طاؤس نے کہا ای چالاک کیا کہون حال دل بیان نہین کرسکتا ہون اگر ضبط کرون ہڈیان جلتی ہین ہر اعضا سے چنگاریان نکلتی ہین اگر کہون تو کس سے کہون چالاک نے کہا غلام دل وجان سے حاضر ہی جہان کہین آپکا معشوق ہو جاؤن جان دیکر لاؤن مثل دعاے مظلومہ کے آسمان پر جاؤن طبقات زمین مین پہونچون آپکے پہلو مین لاکر معشوق کو بٹھاؤن اب مجھکو غیر نہ جانیے آپنے میری جان بچالی ورنہ وہ ظالم مار ڈالتا پھر اپنے جان بخش کی خدمتگزاری سے سرتابی کرونگا جان کو عزیز نہ کرونگا فقیر بنکے پھرونگا مگر آپکی معشوق کو تلاش کرکے لاؤنگا طاؤس کہتا ہی ای چالاک مین کیا کہون اس خاموش رہنے مین وہ مزا ملتا ہی کلیجے پر ہجوم غم وحسرت ہی اب تو یہ کیفیت ہی نظم

صدمہ ہی دوش پر سر وگردن کے بوجھ سے
دیوانہ آشنا نہین دامن کے بوجھ سے
ساز سفر کبھی نہوا بار دوش یار ان
کم بوجھ سنگ کا نہین آہن کے بوجھ سے
غماز اپنا ذکر نہ لاوے حضور دوست
خم ہو نہ شاخ بلبل گلشن کے بوجھ سے
دیوانہ آشنا نہین دامن کے بوجھ سے
راحت طلب کو رنج کشون کی خبر کہان
سمجھا ہین مال وجنس کو رہزن کے بوجھ سے
رندون کو قید سبحہ وزنار کی نہین
گردن جھکے نہ منت دشمن کے بوجھ سے
آتش یہ سارے رنج ہین اہن زندگی کے ساتھ
ہوش وخرد ہی باعث تکلیف آدمی
آگاہ کیا سوار ہی توسن کے بوجھ سے
سختی بخت وعشق بتان دونون ذہن مین
واقف نہین ہین شیخ وبرہمن کے بوجھ سے
عاشق ملال خاطر اہل جہان نہون
مرے کو کیا خبر گل مدفن کے بوجھ سے

چالاک نے کہا یہ تو مین سمجھا کہ آپ کسی پر مائل ہوے کسی قاتل کی تیغ ابرو کے گھائل ہوے لیکن نام ونشان بتائیے طاؤس نے کہا جب قدرت نے حکم دیا لشکر عقاب ابر سوار کو گھیر وہین نے تدبیر کی صبح کو باغ پر بہار مین میری شامت تھی کہ خبر کہنے گیا جمال بمثال حیرت جادو کو دیکھا کیا کہون کہ اسوقت تک ایسی صورت زیبا طلعت جہان آرا نگاہ سے نہین گذری سب اعضا چالاک وچست مزاج درست آنکھین رشک دیدۂ غزال ابرو فخر ہلال عارض انور کو کس سے مثال دون چاند مین دھبا ہی وہ کیا منھ دکھائیگا کیا سامنے آئیگا بڑے نادان ہین جو قد دلجو کو سرو سے مثال دیتے ہین ایک نخل بے ثمر نخل قد یار مین پھول پھل دونون موجود ہین پھول سے گال سینہ پر ابھار بقول قمر شعر یار پستان کی کیا کہون تعریف ٭ یہ تو میوہ ہی باغ رضوان کا چالاک کے ہوش اڑ گئے بے اختیار منھ سے نکل گیا شعر رقیب یار کے گھر کے قریب رہتا ہی ٭ نصیب اسکو اتنی وصال یار نہو ٭ چالاک نے تو نہ پڑھ سکا دل مین یہ شعر پڑھکے سر جھکا لیا کہا حضور عجب معشوق سرکش ہی جسپر آپ مائل ہوے بیشک اسکا عدیل ونظیر پردۂ دنیا مین ناممکن ہی مگر مین ابھی مین جانبازی کرونگا ابھی جا کر لاتا ہون طاؤس نے کہا جلدی نہ کرو پہلے اسکی رہائی کی تدبیر ہو چالاک نے کہا رہائی کی کون صورت باغ خداوندی مین کسکا زور چلے طاؤس نے کہا بھائی سچ پوچھو تو خداوند کا سارا کمال اس

عتاب شعبدہ باز پر اور میری ذات پر موقوف ہی قدرت کو تو اپنی پشت کی بھی خبر نہین صرف اتنا کمال و د
کرتے ہین کہ دنکو جاکر سونے کی تصویرین بیٹھتے ہین منصہ پر حرامی کو بادشاہ بنایا ہی ہم لوگ اپنی جان
لگاتے ہین آٹھ پہر مغرب و مشرق و جنوب و شمال کی خبر رکھتے ہین ایک پہر بھر اگر غافل ہو جائین سب
سامان خدائی درہم و برہم ہو عیار نے کہا جب مین نے قدرت کو شراب دی اور طائر آگ سے نکلا اسکی
وجہ سے خداوند ہوشیار ہوے ورنہ مین نے مار لیا تھا طاؤس نے کہا طیران بلند پرواز ایک
ساحر ہی کہ وہ کوہستان مین رہتا ہی وہ محافظ جان خداوند ہی چالاک نے پوچھا ای طاؤس یہ طائر
کہان رہتا ہی طاؤس نے کہا طیران سے کسی سے ملاقات نہین ہوتی پہلوے قلعے پر اک درخت چنار
ہی اکثر بصورت زاغ وزغن وہان جاکر بیٹھتا ہی یا اسی آگ مین رہتا ہی اسی خیال مین ہر وقت ہی کہ قدرت
کو کسی نے کچھ کھلایا پلایا کچھ تدبیر کی فوراً خبر دیگا یہی علامت ہی سمجھ جانے کی مگر ای چالاک تمھاری
چال کو قدرت پہلے ہی سمجھ گئے تھے جب تو شراب نہ پی چالاک نے کہا انشاء اللہ سمجھا جائیگا طاؤس
نے پوچھا کہ ای چالاک اگر تمھاری خوشی ہو تو مین تدبیر رہائی حیرت کرون چالاک نے کہا بہت مناسب
ہی مگر مین پہلے طیران بلند پرواز کی تدبیر کرونگا اگر اسکو مار لیا سب کام بن پڑینگے طاؤس نے کہا ای
چالاک تو تو خدائی کے مٹانے کی تدبیر کرتا ہی چالاک نے کہا بے ہمنم کو پاسکے تنے کچھ نہو گا مین وعدہ
کرتا ہون کہ تمھاری شادی بڑی دھوم سے ساتھ حیرت کے کردونگا شاہ اور شاہزادے جمع ہون
شاید تمنے سنا ہوگا کہ جب صاحبقران زمان کے ساتھ ملکہ مہرنگار کی شادی ہوئی ہزارہا شہریار صدہا تاجدار
تاجران عالی وقار چالیس منزل کے گرد مین یہ سامان مہیا تھا کہ ایک مہینہ کامل کسی کو ہوش نہ تھا کہ دن
کہان اور رات کدھر ہوئی اسیطرح تمھاری بھی شادی کرون میرا آقا حمزہ مجھکو بہت مانتا ہی فیل میمون ایسا ہی
اسپر دولہا بنا کر تمکو سوار کرین ہم شہبالہ بنکر بہاری سہرو سنبھالین تاجداران جلیل گرد ہاتھی کے ہون جنت
کیسے ہوے آپسرا زنیان مہ جبین وشمیمان مہر تمکین راہ مین ناچتی ہوئی اس دھوم سے برات لیکر جائین
کہ بہرام فلک کو رشک ہو دلہن کے مقام پر دن بھر طائفے ناچین جہیز وہ ملے کہ کوچے بند ہو جائین انسا
لطف سے چالاک نے سامان شادی سامنے طاؤس کے بیان کیا کہ اسکے دل مین فرا آگیا جھومنے لگا
کہا ای چالاک مین تیرا غلام ہون مین بھی تیرا وہ مرتبہ کرون کہ شاہان عالم رشک کرین کہ تو رستم بنا دون
کہ کسی ملک کا بادشاہ کرون اگر مجھسے سحر سیکھ لے چالاک نے کہا اب مجھکو کیا آئیگا ہان اب پہلے آپ ایسی
تدبیر بتلائیے کہ مین طیران بلند پرواز کو مارون اور ایک بات عرض کرون اگر میرے کہنے کا اعتبار ہو تو
لات ومنات و ساحری وجمشید پر لعنت کیجیے میرے مذہب کا اعتقاد کیجیے جو کچھ کہا ہی اسی سامان سے
تمھاری شادی ہوگی مسلمان ہونے مین یہ نفع ملیگا کہ صاحبقران و فرزند امیر و سرداران نوجوان
سب تمھاری شادی مین شریک ہونگے ابھی کلمہ پڑھو مطیع مذہب اسلام ہو جسطرح سے ساحر اعتقاد
کرتے ہین اسی طرح تم بھی معتقد ہو اسطرح چالاک نے طاؤس حیلہ ساز کو سمجھایا کہ اسکے ذہن مین
بھی آیا عیار کامل الفن ہی اسکا ساتھ دو خدائی صنم کدہ کو مٹاؤ خوب آپسمین عہد و پیمان واثق ہوے
طاؤس حیلہ ساز دل وجان سے مطیع اسلام ہوا چالاک کو قید سے رہا کیا پوچھا کہ شاید خداوند
پوچھین کہ چالاک کو کیا کیا تو جواب کیا دون چالاک نے کہا ایک کام کرنا صحرا سے کسی گنوار کو پکڑ لاؤ سحر سے

اپنے اسکی صورت مثل بہروپی صورت کے بنا ؤ کل صبح کو سر کاٹ کر سامنے خداوند کے لیجاؤ اگر پوچھین کیون قتل کیا کہنا حضور غل مچاتا تھا آپکو کلمات سخت سناتا تھا مجھسے نہ سنا گیا مین نے اس مکار کا سر کاٹ لیا انھی کے سامنے سر کو کسی کونے مین پھینکدینا کہ ہمو المعیان ہوجائے سب یہ سمجھین عیار مارا گیا مین اب فکر مین طیران بلند پرواز کی جاتا ہون تمہین عہد قرار کرکے اپنے چالاک کو تنبیہ سے رہا کیا چالاک تلاش مین طیران بلند پرواز کی چلا جس صحرا کا طاؤس نے پتہ دیا تھا آخر جنگل مین جو منظور تھا وہی صورت بنکے بیٹھا طیران بلند پرواز کا قاعدہ ہی کہ جب آگ سے گھبرایا ہوا نکلتا ہی اک طائر کی شکل بنکر نخل چنار پر آکر ٹھہرتا ہی طاؤس نے تو یہی کیا کہ صبح کو اک گنوار کو پکڑ لایا اسکا سر کاٹا بشکل سر عیار بنایا سامنے خداوند کے گویا کے لایا ہم گویا نے گھبرا کر کہا تو نے ابھی اسکو کیون مار ڈالا کہا حضور بڑا مکار تھا حضور کی نسبت کلمات سخت کہتا تو تھا مجھسے نہ سنا گیا ایک ہاتھ تلوار کا مار دیا ساری سرکشی نکل گئی صبح گویا نے کہا سر اسکا کنگورہ قلعے پر رکھواد و سر عیار نقلی کا کنگرہ قلعے پر رکھا گیا افرنج جادو نے جو یہ سنا روتا ہوا سامنے عقاب ابر سوار کے آیا عرض کی اے شہنشاہ سنا آپنے اس روز جو مین میدان خونی مین گیا تو اسنے کیا کمال کیا کہ اپنی صورت بدل لی خواص قتل ہوئی پھر راہ مین میرے اسکے ملاقات ہوئی اب سنا ہی کہ اسکے دشمن قتل ہوے سر کنگرۂ قلعے پر رکھا گیا دیکھیے کیا ہوتا ہی عقاب ابر سوار نے بھی بہنکر افسوس کیا کہا اے افرنج آخر یہ عیار کون ہی کہا حضور فرزند عمرو اگر دو تو مین لیکر نہ لڑتا تو لشکر منصور کو شکست دیتا عمرو تدبیر کا حاکم تھا عقاب نے کہا اے افرنج جادو دریافت کرو اگر زندہ ہی تو مین اسکا مرتبہ اعلی کرونگا مجھکو بھی خبر پہونچی ہی کہ حیرت کے جھگڑانے مین کوئی دقیقہ اسنے اٹھا نہین رکھا افرنج جادو ورآ تلاش چالاک چلا اچھا چالاک بحیثیت چالاک ہوا عرض کرچکا ہون کہ جنگل مین آکر بصورت مبدل تلاش طیران بلند پرواز مین ٹھہرا طیران کا دستور ہی کہ جب آگ مین گھبرا جاتا ہی تو وہان سے نکل کر صحرا مین آتا ہی درخت پر بیٹھا بشکل طائر زمزمہ سرائی کر رہا تھا گرد اسکے طائران صحرا جمع ہوے کہ کان مین آواز گانے کی آئی سر اٹھا کر دیکھا اک طفل ماہ طلعت مہر صورت نہایت حسین و جمیل گریبان پھٹا ہوا منھ پر خاک جمی ہوئی عجب سج دھج سے عاشقونکی وضع ہو نٹھ سوکھے ہوے یہ غزل عاشقانہ بیباکانہ گاتا ہوا چلا آتا ہی

غزل

ویران ہی خانہ جلوۂ حیرت طراز کا
بگڑا ہی کھیل گیا فلک حقۂ باز کا
سر پیٹتی ہین حلقہ ماتم مین قمریان
ہی تنگ قافیہ ہوس ہر زۂ تاز کا
ہی کفر ست کہ اب سے کس سے وصال ہی
خواب عدم مین چین ہی گر خواب ناز کا
نادان دل کو مرگ کا ابتک یقین نہین

آئینہ دیکھتا ہی منھ آئینہ ساز کا
پہلے ہی اذن عام کہا نقش یار پر
نخل عزا ہی آہ یہ کس سرو ناز کا
زندہ ہی دفن کردو مجھے دوستو کہ آہ
اے محرم آہ فائدہ افشاے راز کا
گر گلشن خلیل جلاوے تو کیا عجب
اللہ کیا گمان تھا عمر دراز کا

ہاتھونسے اپنے مہرۂ تریاک کھو دیا
غیرت سے انتظار نہ دیکھا نماز کا
کیا پہونچے باغ خلد مین ہمسے گناہگار
محتاج کون ہو اجل بے نیاز کا
گستاخ نالے فتنۂ محشر جگا ئینگے
شعلہ ہمارے سوز سمندر گداز کا

اس سوز و گداز سے یہ غزل گاتا ہوا آتا ہی کہ طیران بلند پرواز کے ہوش اڑ گئے نخل سے اترا بصورت اصلی آواز دی میان جانے والے ذرا ٹھہرو کہان جاتے ہو ذرا ہمسے بات کرو اسنے پلٹ کے جواب نہ دیا مبہوت ہو رہا ہی جب اسنے بہت آواز دی لڑکے نے بلند طیران سے آنکھ ملائی اور یہ اشعار پڑھنے لگا

نظم

دلے آن ریش بنیش الم نیست	نباشد غنچہ در پردہ چاک	کدامی دل کہ پر از ریش غم نیست
		کہ حسن خاک در خار ستم نیست

زبان در کام کش بلبل کہ امروز
رہ آسان ترا از راہ عدم نیست
برافشان دست ہمت را کہ ہرگز
کہ ہر بیگانہ را رہ در حرم نیست

گل مقصود در باغ ارم نیست
چو عہد دوستی بستی وفا کن
کف ہمت بابندان بیدرم نیست

بہ نزد رہ نوردان رہ عشق
کہ یار بیوفا در دہر کم نیست
قدم فہمیدہ تر نہ در این رہ

طیران نے جاکر ہاتھ پکڑ لیا کہا بھائی سنو تو کیا حال ہی یہ کیا صورت بنائی ہی اُس جوان نے بہ نگاہ حسرت دیکھا اور کہا شعر کیا پوچھتے ہو ہمدم اس جسم ناتوان کی ہر رگ رگ مین نیش غم ہی لیے کہان کہان کی ہو کیا حال کہین دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا سینۂ دل تنگ بدعت سے ٹوٹا دل اپنے قابو مین نہین طیران نے کہا مجھسے حال مفصل کہہ مین تمھارے معشوق کو تلاش کرونگا یہ جو طیران نے کہا وہ جوان گرد پھرنے لگا کہا اے برادر یہ جو تمنے کہا اس عہد کو پورا کرو تو مین اپنی جان تم پر نثار کرون طیران نے کہا مین ضرور کوشش کرونگا مین رازدار خدا و ندِ عجم کو یا ہون یہ سنکر اُس جوان نے بغل سے تصویر نکالی اور تصویر دکھاکر کہا شعر اینست کہ خون کردہ و دل بردہ بسی را ٭ بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسی را ٭ طیران بلند پرواز نے تصویر ہاتھ مین لی بہ نگاہ غور دیکھا ایک نازنین مہ جبین کی تصویر ہی حقیقت مین مبطر ہی اعضا درست چالاک چست تمن برقمر پیکر شیرین ادا لیلی کرشمہ چہرہ آفتاب عالمتاب خال ہندو چشم جادو خنجر ابرو مصرعہ ہر خندہ کز لب برانگیخت تو نمک بر دل خستگان ریخت ٭ طیران تصویر دیکھنے مین مصروف ہوا اُس جوان نے پیچھے ہٹکر حلقے کمند کے مارے چاہا جھٹکا مارون حباب مارکر بیہوش کرون سر کاٹ لون لیکن طیران ایسا تڑپا کہ منہ سے اُف نکل گئی آگ نے کمند کو جلا دیا طیران نے آواز دی او نالائق مکار یہ کہکر ایک دو ہتڑ مارا وہ جوان گرا خنجر بکف گرا کہ سر کاٹ لون قضا سے کار افریخ جادو تلاش کرتا پھرتا تھا آواز جو طیران کی سنی جھپٹکے قریب آیا دیکھا وہی عیار میرا خدمتگار زمین مین پڑا ہی طیران بلند پرواز سر کاٹا چاہتا ہی دل بھر آیا قلب تھرا یا وہین سے نعرہ کیا خبردار او طیران ہاتھ تلوار کا نہ مارنا طیران نے پلٹ کے دیکھا ایک ساحر حسینت و چالاک نہایت بیباک گولہ آہن ہاتھ مین نعرے کرتا ہوا آتا ہی طیران پر گولہ مارا طیران ہنس پڑا گولہ پھینکر زمین پر گرا طیران نے لپک کے چند دانے پاش کے مارے افریخ بھی گرا طیران اُسکو کھینچکر لایا اب چاہا دونون کے سر کاٹون کہتا جاتا ہی او ساحر تجھے اس مکار سے کیا کام ہی طیران نے افریخ پر سے سحر اُتار زبان مین سوزن دیا افریخ نے کہا یہ میرا رفیق ہی میری خیر خواہی کرتا ہی کہین ہو سکتا ہی کہ ہم اسکو اس حال سے دیکھین طیران نے کہا تمھاری بھی قضا لائی تھی اب دونون کو قتل کرونگا چالاک بھی زمین پر تڑپ رہا ہی زمین نے پیر پکڑ لیے اُٹھ نہین سکتا افریخ کا بھی یہی حال ہی طیران نے سحر بھلا دیا ہر چند افریخ چاہتا ہی سحر کرون اسکے پنجۂ ظلم سے نکلون ممکن نہین سحر فراموش حیرت کا جوش طیران تلوار کھینچکر چلا کہ دونون کے سر کاٹون کہ طاؤس حیلہ ساز عشق مین حیرت جادو کے بیقرار دل سے باتین کرتا ہوا کہ نہین معلوم ہمارے یار وفادار نے کیا کیا ہدایت کرکے مجھکو پاک کرو یا دل مین خزانۂ ہدایت بھر دیا رات تڑپ تڑپ کے کاٹی ہے تصویر خیالی حیرت کی آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی یہی سوچا کہ جنگل مین چلکے دیکھو شاید اُسنے طیران پر ہاتھ ڈالا ہو ملجائے تو ملاقات کرون اور پوچھون کہ کیون بھائی معشوق سرکش کو ہمارا حال معلوم ہوا یا نہین شاید اُسنے کوئی تدبیر کی ہو یہ سوچتا ہوا اُسی جنگل مین آیا نخل چنار کے پاس آکر دیکھا چالاک زمین پر

چپکا پڑا ہی ایک طرف ایک ساحر پڑا ہی طیران خنجر کو تہبر چبار ہا ہی یہ حال دیکھکر کلیجہ پھٹگیا سوچا کہ تو غضب ہوا
اگر یہ مارا گیا تو پھر میرا انجام تا بہ حیرت نہ پہونچیگا یہ سوچکر کچھ خیال نہ رہا للکارا کہ او طیران خبردار کسی کو قتل
نہ کر طیران نے کہا او طاؤس تجھے کیا ہوا تجھے اس مکار سے کیا غرض ہی طاؤس نے کہا او بیحیا یہ میرا ہمراہی
جویاے معشوق سیمبر ہی آپسمین سحر چلنے لگے کئی گولے طاؤس نے لگائے آپسمین سحر جو چلا چالاک نے آواز
دی ای طاؤس ایک سحر ایسا کر کہ میرے پیر زمین سے چھوٹین تب مین اس بیحیا کو مارونگا یہ بڑا ساحر ہی
علم نیرنگ و شعبدے سے بخوبی ماہر ہی طاؤس نے ایک گولہ پھینکا قریب چالاک کے پھٹا برق چمکی چالاک
کے پیر چھوٹے چالاک نے اُچک کر اپنے کو ایک غار مین گرا دیا طیران نے جو دیکھا کہ چالاک ندارد
کہا او طاؤس تو نے غضب کیا اُس مکار کو بھگا دیا اب تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا تیرے قتل سے منھ نہ موڑونگا
پیشانی پر اپنی ایک نشتر مارا خون چلو مین لیکر طاؤس پر پھینک مارا طاؤس نے چاہا بچون نہ بچ سکا
تھرتھرا کے گرا اب خنجر پکڑ کے طیران دوڑا کہتا ہوا اب تیری مشکین باندھکر خدمت مین خداوند جمشید گوہائی
کے پہلون او رانھین کے سامنے پوچھونگا کہ مین نے کیا خطا کی جو یہ ظالم مجھسے لڑا عیار کو بھگا دیا قدرت تمسے
پوچھ لینگے تمھارے اعمال قبیح کی سزا دینگے طاؤس خاموش کہ پہلو سے آواز آئی ای بھائی کیا کہنا خوب
ان باغیون کو پکڑا یہ مار آستین گرگ بغل ہی طیران نے پلٹ کر دیکھا عقاب شعبدہ باز دوڑا ہوا آتا ہی
طیران نے کہا ای نائب قدرت ای منتظم کارخانۂ قدرت دیکھو یہ طاؤس ناحق کو مجھسے باغی ہو کر لڑا عیار
کو بھگا دیا عقاب نے کہا مین تو اس سے حاضر کرا دونگا انکو سرکشی کی سزا دونگا یہ کہتا ہوا قریب طیران
کے پہونچا طاؤس کو خنجر دکھایا کہا تیرا سر کاٹ لون طیران نے کہا ای شہنشاہ اسکا سر ابھی نہ کاٹیے زندہ
سامنے خداوند کے لیچلینگے قدرت اس سے باعث یہ پوچھینگے کہ کیا سمجھکے تمنے عیار کو بھگا دیا عقاب نے
کہا یہ سب کچھ معلوم ہو جائیگا تم میرے پاس آؤ مین سب حال تمکو بتلا دونگا مین نے بعلم ستارہ شناسی
دیکھا کہ اسنے مذہب قدیم پر لعنت کی خداوند جمشید گوہائی کو برا کہا مطیع اسلام ہو گیا اسکا تو قتل واجب و لازم ہی
یہ کہکے کہا مین خدمت خداوند مین بیٹھا تھا کہ قدرت نے فرمایا ای عقاب جلد جاؤ ہمارا رفیق دشمنون سے
لڑ رہا ہی جلد جا کر شریک ہو دیکھو قدرت خود آتے ہین طیران پلٹا عقاب برابر کھڑا ہوا تھا خنجر مارا طیران
کا شکم چاک قصہ پاک تنکر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ چالاک بہ عیاری من آنم جیست و چالاک ٭ بہ چشم
دشمن اندازم کف خاک ٭ نہ آید باد گرد تیز گامم ٭ خلیفہ ابن لہ چالاک نامم ٭ افرنج نے آگے ہاتھون کو
چالاک کے بوسہ دیا کہا ای یار وفادار کیا کہنا خوب اس ملعون کو مارا مگر اب یہان سے بھاگو ایسا نہو
کوئی آجائے طاؤس تو ایک جانب گیا چالاک و افرنج باتین کرتے ہوے چلے منصور حرامی
دیر مین گیا قدرت سے باتین کر رہا ہی قدرت فرماتے ہین ای منصور آجکل قدرت نے بڑا انقلاب کیا ہی
تمنے سنا کہ عیار ہم تک پہونچا ہم پہلے ہی پہچان گئے عقاب نے دھوکا کھایا تھا اُس ظالم نے جام
بیہوشی پلائے طیران بلند پرواز نے آسمان پر آکر آواز دی ایسی زمزمہ سرائی کی کہ مین بالکل سمجھ گیا خم
اُسے پکڑ لیا طاؤس کے سپرد کیا تم بلوکے اُسکو قتل کر ڈالو یہ کہتا تھا کہ رونے پیٹنے کی صدا بلند ہوئی کہ
منصور حرامی نے گھبرا کر کہا ارے یہ کون روتا ہی لوگ دوڑے دیکھا سب نے کہ لاشہ طیران کا
ملازم اُسکے ایک چارپائی پر ڈالے ہوے ہاے ہاے آقا ہاے نامدار دو مولاے قدر شناس تمکو کسنے مارا ہاے ہمنے

قاتل کو نہ دیکھا نہین تو اُسکی بوٹیان کاٹکر کھاتے تب ہمارے دلکو آرام آتا منصور نے پوچھا ارے یہ کیا ہو
طیران کی لاش دیکھی ہوش اُڑگئے جو لوگ لاش لائے تھے اُنسے پوچھا آخر یہ شخص کیونکر مارا گیا کسنے مارا کہا
حضور کیا بتائین ہمنے قاتل کو نہین دیکھا اتنا ہمنے دیکھا کہ اپنی آگ مین آپ جلگیا ہم لوگ بھی سوچے کہ ہمارے
آقا گھر گئے ہین ہم بھی اپنے اپنے گھر ہو آئین حضور ہم بارہ جادوگر کہ آگ بجھانے والے ہین اُڑے ہوے جاتے تھے
صحرائے ویران مین پہونچے دیکھا لاشہ پڑا ہوا ہی آسمان سے اُتر پڑے لاشہ اُٹھا کر یہان لائے اتنا دیکھا
کہ تمام صحرا جلا ہوا پڑا ہی عقل سے معلوم ہوتا ہی کہ وہان سحر خوب چلا ماش کے دانے جا بجا پڑے ہین ہمارے
آقا سحر مین کسی سے لڑے ہین سحر مین تو وہ ایسے نہ تھے کہ سحر مین کسی سے دستہ کسی اور وجہ مین مارے گئے
صنم گویا نے حکم دیا کہ طاؤس کو لاؤ لوگ دوڑے ہوے گئے طاؤس باغ دیوار خداوندی بدر زمزمہ
سرائی کر رہا تھا کہ ملازمان صنم گویا پہونچے کہا چلیے آپکو خداوند نے بلایا ہی طاؤس نے پوچھا کیا معرکہ ہی
دیر مین کیون طلب فرمایا ہی وہ تو مقام خداوندی ہی ساحروں نے کہا حضور ابھی ابھی طیران کا لاشہ
آیا ہی لاشہ لانے والے کہتے ہین نہین معلوم اسکو کسنے مارا یہ بھی کہتے ہین جنگل مین جابجا مقامات جلے ہوے ہین
ماش کے دانے پڑے ہین قطرے خون کے درختون پر جابجا پڑے ہین عقاب کو بھی طلب کیا ہی آپکو اسواسطے بلایا ہی
کہ اُس مکار کو لیتے چلیے طاؤس نے کہا مین تو اُسکا سر کاٹ کے دیچکا کنگرۂ قلعہ پر سر رکھا ہی اب عیار کو
مین کہان سے لاؤن سبنے کہا قدرت کے سامنے جواب دیجیے گا آج طیران کے مرنیسے سبکے ہوش اُڑے
ہوے ہین منصور حرامی بھی بہت گھبرا رہے ہین اسیواسطے قدرت نے بلایا ہی طاؤس چلا متردد و متفکر
جی مین کہتا ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی عقاب ہمہ دان ہمہ گیر علم کہانت مین بے نظیر اگر اُسنے دیکھا فوراً اُسکو
معلوم ہو جائیگا دل مین باتین سوچتا ہوا دیر مین آیا دیکھا قدرت چیخ رہے ہین عقاب پر عتاب کہ جلد
بتلاؤ طیران کو کسنے مارا اتنا بڑا منتظم ہمارا مارا گیا کارخانۂ خدائی مین فرق پڑا مردے جو زندہ ہوتے تھے
وہی جا کر عکس ڈالتا تھا ملک الموت کو منع کرتا تھا حکم دیتا تھا سب اُسی کے اختیار مین تھا عقاب نے
نقشہ دیکھا ہی سمجھگیا کہ طاؤس بھی اس قتل مین شریک ہی یہی کہ رہا ہی کہ طاؤس کو آنے دیجیے ناگاہ
طاؤس بھی آکر پہونچا سجدہ کیا صنم گویا نے پوچھا کیون اے طاؤس تمنے حقیقت مین عیار کو قتل کیا
طاؤس نے کہا یا خداوند ایک ہفتہ گذرا اگر قدرت کو شک ہی عقاب ایسے اختر شناس فلک اساس
حاضر ہین اُنسے دریافت کیا جائے مین نے عیار کو قتل کیا سر آپکو دیدیا اب آج آپ پوچھتے ہین اگر میری
جانب سے کوئی بدگمانی ہی دریافت کیجیے سزا دیجیے صنم گویا بہت بگڑا طاؤس اپنی ہی کہے جاتا ہی آخر کو
عقاب نے کہا یا خداوند مین آج سے کل تک چور پکڑ لونگا طیران کا قاتل مخفی نہ رہنے پائیگا اے طاؤس
جاؤ انتظام کارخانۂ قدرت کرو طاؤس تو چلا کہ مین چالاک سے اطلاع کر دون عقاب جادو نقشے کو
دیکھکر سمجھ چکا ہی کہ اب طاؤس مذہب صنم گویا مین نہین ہی ایک طائر کی شکل بنکر جستجوے راز و نیاز مین نکلا
طاؤس گھر مین آکر بشکل زغن مبتلاے رنج و محن بیٹھا فکر یہی ہی کہ چالاک آئے تو اُس سے حال کہیے
چالاک افریخ جادو کے ساتھ سامنے عقاب ابر سوار کے آیا افریخ نے کہا حضور آج تو معرکہ عظیم ہوا
رفیق نے میرے وہ کار نمایان کیا کہ عمرو بھی ہوتا تو دجد کرتا عقاب بنکر طیران کو مارا تامل نہ کیا آج تو انکو
انعام ملے عقاب ابر سوار نے موتیون کا مالا اپنے گلے سے اُتار کے چالاک کو دیا اور کہا اے مہتر نیرنگ

جسدن حیرت جادوگر کو ہار کے لاؤگے دولت دنیا سے نہال کردونگا دامن مدعا زر وجواہر سے بھر دونگا چالاک نے کہا حضور اسی جستجو مین یا تو میری جان جائیگی یا حیرت کو ہار کے لاؤنگا حضور صنم گویا کے یہان بڑے انتظام ہین جس ساحر کا عقاب شعبدہ باز نام ہی سحر وکہانت ورمالی وشعبدہ بازی و نیرنگ ان سب علوم مین کامل واکمل ہی اب مین رخصت ہوتا ہون جاکر دیکھون اب کیا کیفیت اُسکی ہی عقاب ابر سوار نے کہا ای نیرنگ راتمین مجھے تڑپ تڑپ کے گذری ہی میں کس سے کہون اگر وہ معشوق سرکش ملجائے تو دامن تھام لون اور عرض کرون نظم

عیسی نفس بھی ہوگئے بیمار تجھ بغیر
ہو جلوہ گر شتاب تو ای نور بزم عشق
کیا خوشدلی سے مجھکو سروکار تجھ بغیر
ناز و عتاب اُٹھانیکی کسکی ہی مجھکو تاب
تب وان بھی تیغ کی ہی دہار تجھ بغیر
سودا کا دو جہان مین یا مرتضی علی

قمری کو سرو باغ مین ہی دار تجھ بغیر
آنسو گلوے شمع کے ہین ہار تجھ بغیر
سبحہ سے شیخ ہی نے اُٹھایا نہین ہی ہاتھ
خاطر یہ زندگی ہی مجھے بار تجھ بغیر
تیرا ہی ہمکو گر نہ میسر ہو ہمکنار
اب کون ہی بتا تو خریدار تجھ بغیر

تپ جائے کیونکر عشق کی ای یار تجھ بغیر
گلشن ہی عندلیب کو گلزار تجھ بغیر
موجب گرفتہ رہنے کا عاشق سے کچھ نہ پوچھ
اب برہمن بھی توڑے ہی زنار تجھ بغیر
تو ہی نہو تو سیر چمن سے ہی کیا حصول
نوروز و عید بھی ہی شب تار تجھ بغیر

یہ اشعار پڑھکر بہت رویا چالاک نے کہا بہت بہتر ہی حضور رنہ فکر کرین چالاک نے آنسو پونچھے عقاب نے کہا کیا صبر کرون تمھیسے وطن چھوٹا اور لگھر بار ترک ہوا دشت پیمائی کی آسمین یہ افتاد پڑی کہون ای مہتر نیرنگ تم جو عیاری کر کے گئے یہ دیکھا کہ ملکہ حیرت کا کیا حال ہی جب تصور آتا ہی دل کانپ جاتا ہی کہ پروردۂ ناز و نعم اسیر رنج و غم دل گھبراتا ہی اپنے دل مین کیا کہتی ہوگی چالاک نے کہا حضور جب مین گیا اک گائن کی شکل بنکر خوب گایا تو اسنے کہا ملکہ حیرت کو سمجھاؤ مین قریب پھنس گیا مین نے اپنا حال کہا کہ حضور مجھکو عقاب ابر سوار نے بھیجا ہی یہ سنکر عقاب بہت خوش ہوا کہا مہتر نیرنگ بہت بڑا کام کیا اُس گرفتار زندان رنج و مصیبت کو یہ یقین کامل ہوا کہ عقاب ابر سوار کو ہمارا خیال ہی ای نیرنگ اگر تمھاری خوشی ہو اور کسی صورت پر مجھکو تا بہ قفس ملکہ لیچلو تو تمھارا غلام بنکے چلون یہ سنکر چالاک نے کہا آپکا چلنا ممکن نہین اور مین کیونکر یقین کامل کرون کہ آج ہی پہونچ جاؤنگا اور نہ آج بڑا شخص مارا گیا طیران بلند پرواز کہ خیرخواہ دولت صنم گویا تھا طاؤس کی زبانی معلوم ہوا کہ مرگیا جو جا بجا مرے تھے اور پھر اُٹھ کھڑے ہوتے تھے وہ اُسکا باعث تھا حقیقت مین طیران بلند پرواز بڑا رازدار تھا مگر اب بڑا ساحر زبردست عقاب شعبدہ باز ہی کہ علم کہانت وستارہ شناسی سب مین طاق ہی شہرۂ آفاق ہی اب وہ فکر مین ہی طیران کے مرنیسے بڑا ہنگامہ ہوا ہوگا چالاک سمجھا کر نکلا صورت بدلے ہوئے طرف منصور حرامی کے چلا دس بیس قدم راہ باقی ہی ایک نخل کے سائے مین بیٹھکے رنگ روغن عیاری کا نکالا صورت بدلنے لگا چاہا ایک سپاہی کی شکل بنون ایک طرف سے آواز آئی ای یار وفادار ہم بھی تمھاری ملاقات کے مشتاق ہین چالاک نے پلٹ کر دیکھا طاؤس چلا آتا ہی دوڑکر چالاک لپٹ گیا کہا کہو بھائی تمپر کیا گذری طاؤس نے کہا بڑی قیامت برپا ہی طیران کا لاشہ پاس قدرت کے پہونچا قدرت کو بڑی تحقیقات منظور رہی جاتے ہین اُسی عہدے پر کسی اور کو مقرر کرین کوئی ساحر ایسا ممکن نہین ہوتا عقاب شعبدہ باز کو حکم ہوا ہی کہ قاتل کو طیران کے پیدا کرو عقاب پھر رہا ہی مین تمھاری ملاقات کو آیا گھبرا رہا ہون کہ ایسا نہو عقاب آجائے بڑا ساحر زبردست ہی ای چالاک جسدن عقاب مارا جائیگا اُسدن کارخانۂ خدائی صنم گویا مٹجائیگا چالاک نے کہا انشاء اللہ امروز فردا مین اُسکی بھی فکر کرتا ہون طاؤس نے کہا بھائی بہت مشکل امر ہے

عقاب پر پنجہ تا بفس ہونا ممکن نہین چالاک وطاؤس یہ باتین کر رہے ہین کہ آسمان سے نعرہ ہوا باش او نالایق
غضب کیا عیار سے میل کر لیا تو مطیع اسلام بھی ہوا طاؤس نے دیکھا عقاب اُسی مقام پر نخل کے پتون مین چھپا
بیٹھا تھا چالاک نے چاہا کود کر بھاگون کسی غار مین اپنے کو گرا دون جان بچاؤن عقاب سحر کرتا ہوا اُترا ہی
ساحر تھا آن دیدہ منتظم کارخانۂ خدائی اُترتے اُترتے نے سحر کیا کہ طاؤس تو زمین پر گرا چالاک کے پاؤن زمین نے
تھام لیے مگر طاؤس گرتے گرتے سنبھلا کئی سحر عقاب پر کیے عقاب انکے سحر کو کب مانتا ہی اتنا ہوا کہ تنادہ
پر اسکے زخم آیا وہی خون ہاتھ مین لیکر طاؤس پر پھینک مارا طاؤس کے بدن مین آبلے پڑ گئے لڑکھڑا کے گرا
عقاب نے بڑھکر طاؤس کی زبان مین سوزن دیا اب حیران ہی کہ دونون کو کیونکر لیجاؤن طاؤس کی
کمر مین پنجہ دیتا ہی کبھی ارادہ کرتا ہی کہ تخت سحر بناؤن اُسپر ڈالکے لیجاؤن کہ دیکھا سامنے سے پیکان جادو
اسکا ملازم آتا ہی اُسکو آواز دی ای پیکان اس عیار کو تم لیجاؤ مین میان طاؤس کو لیکر آتا ہون پیکان
نے چالاک کو لیا عقاب طاؤس کو لیکر روانہ ہوا راہ مین چالاک نے پیکان سے کہا ای شہنشاہ ساحران
ذرا صحرا مین ٹھہر جاؤ تو مین تمسے کچھ کہونگا پیکان ٹھہر گیا ایک نخل کے سایہ مین آکر پہونچا کہا میان عیار صاحب
کیا کہتے ہو چالاک نے کہا بھائی ہمکو وہان نہ لیجاؤ ورنہ ہم قتل ہو جائینگے پیکان نے کہا ای مہتر اگر چھوڑ دون
مجھسے پرسش ہوگی عقاب جادو نے تمھاری قید دی ہی چالاک نے روپے کمر سے نکالے کہا مین رشوت دیتا ہون
پیکان نے روپے جو دیکھے مثل گل کے شگفتہ ہوا کہا ای عیار اور بھی کچھ دے یہان تو مین نہین چھوڑ سکتا وہان
سفارش کرکے چھٹروا دونگا چالاک نے کہا ایسا نہو آپ وہان کچھ نہ کہین پیکان نے کہا مین کہدونگا یہ بیچارا
غریب عیاری کرنا کیا جانے زبردستی عقاب پکڑ لائے ہین عقاب ضرور مانیگا مین اُس سے ڈرتا نہین اُسنے
دو فقرے کہون کہ قدرت انعام دیکر چھوڑ دین چالاک نے کہا ایسا نہو آپ اپنے قول سے پھر جائین یہ کہکے
چالاک نے ایک ڈبیا کمر سے نکالی کہا ای پیکان جو جان بخشی کراؤ گے وہ شے دیتا ہون کہ بادشاہ ہفت کشور کے
پاس نہوگی لقا کے تاج کا الماس تین کرور روپے ملتے تھے مین نے نہین دیا وہ تمکو دیتا ہون اسکو بیچکے ایک
ملک خرید لینا بادشاہ بن بیٹھنا ہم بھی آکے نوکری کرینگے جس ملک پر لشکر کشی کروگے تمھارے ساتھ ہم بھی ہونگے
اُس بادشاہ کو رات کو پکڑ لائینگے ملک پر قبضہ کر لینگے پیکان ہنسنے لگا پوچھا وزن مین یہ نگینہ کتنا ہی چالاک
نے کہا سوا سیر کا ہی جب تو تین کرور ملتے ہین چالیس روپے رتی کی قیمت لگائی ہی پیکان اپنے آپ سے
باہر ہو گیا ڈبیہ یاقوت احمر کی دیکھکر پھڑک گیا کہا کھولکر دکھاؤ چالاک نے کہا اختیار ہی بھائی یہ تو اب
تمھارا مال ہی مین اور کسی بادشاہ کو مار کے تاج لا لونگا یہ کہکے ڈبیا کو کھولنے لگا زور سے جو کھولا اُسمین سے
بیہوشی نکلی پیکان جادو بیہوش ہوکے گرا چالاک نے کپڑے اُتار لیے اسکو اپنی شکل بنایا گیند گلے مین
ٹھونس دیا آپ اُسکی شکل بنکر پشتارہ اپنے دوش پر لگایا صحرا کی طرف چلا یہان ضیغم گویا تقدیرین بگھار رہا ہی
طیران کے واسطے آہ کرتا ہی کہتا ہی ایسا رفیق میرا مارا گیا کہ جسکا مثل ممکن نہوگا کہ عقاب جادو بھی آکر
پہونچا طاؤس کی مشکین باندھے ہوے اُسوقت دیر مین رفیق کوئی نہین منصور جا چکا چالیس پچاس جادوگر
بیٹھے ہوے خاطر کر رہے تھے ہیا ہر مرتبہ یہی ذکر ہی کہ حقیقت مین بڑا منتظم کارخانہ قدرت ہی عقاب نے لاکے
طاؤس کو پیش کیا ضیغم کو پانے پوچھا ای عقاب کیا ہوا عقاب نے سب حال بیان کیا کہا حضور یہ جا کے
عیار سے ملگیا طیران کو اسی نے قتل کرایا مین نے دونون کو گرفتار کیا پیکان جادو میرا رفیق عیار کو لاتا ہی

ہین انکو لے آیا صنم گویا نے کہا کیون طاؤس یہ کیا غضب کیا طیران ایسے ساحر کو قتل کرایا طاؤس نے دیکھا اب پردہ اٹھ چکا اب انکار کرنے سے کیا فائدہ سینہ سپر کرکے جواب دیا او مکار کیا کہتا ہی جو تجھسے ہوسکے قصور و کوتاہی نکر عقاب نے غصہ سے کہا اسکو ستون سے باندھو وہ قدرت سے بے ادبی کرتا ہی اپنی جرأت پر مرتا ہی یہ کہکے ستون سے باندھ دیا کوڑہ لیکر اٹھا صنم گویا کے منہ سے نکلا کہ ای عقاب یہ ساحر آبرو دار ہی سر دربار نہ مارو اسکو قید کردو تڑپ تڑپ کے مرجائیگا عقاب نے نہ مانا کوڑا مارا پوست طاؤس کا اڑنے لگا سر اٹا خون کا بہنے لگا جب تو طاؤس نے پکار کر آواز دی ای ساحران حاضرین وقت انصاف کرو یہ بہیا مکار غدار خدائی کرتا ہی سبکو اپنے جال مین پھنساتا ہی مین نے اسپر لعنت کی مذہب اسلام اختیار کیا تم سبکو ہدایت کرتا ہون کہ اسپر لعنت کرو اسکے جال مین نہ پھنسو ورنہ انجام برا ہی عقاب بگڑ بگڑ کے کوڑے مار رہا ہی کہ دیکھا پیکان جادو عیار کا پشتارہ لیے ہوے آکے پہونچا عقاب نے کہا لیجیے وہ برگشت کرنیوالا ابھی آیا جسنے یہ فساد برپا کیا چالاک نے پشتارہ سامنے ڈالدیا کہا یہ گنہگار بھی حاضر ہی طاؤس کو دیکھا تڑپ رہا ہی کوڑے پڑ رہے ہین عقاب بگڑ لیوا کھڑا ہی کہتا ہی اپنے قدرت کو برا کہا مین مار ڈالونگا زندہ نہ چھوڑونگا چالاک نے ہاتھ پکڑ لیا کہا یہ کیا آپ کرتے ہین مین اسکو قتل کرتا ہون آپ بیٹھ جائین آپکو نہین مناسب ہی ہم اپنے ہاتھ سے سزا دینگے ایسے ایسے فقرے کہکے بٹھایا اسوقت تخلیہ ہی صنم گویا بھی باتین بنا رہی ہی عقاب کو بٹھایا پیکان نقلی نے باتین بنانا شروع کین کہا یا خداوند آج نوروز عید ہی وقت سعید ہی خوب خوشی کرین جی چاہتا ہی گائین بجائین شراب پئین پلائین دو دو دشمن ہمارے آقا کے گرفتار ہوے ہمارے مالک عقاب نے کیا کارنمایان کیا آپ ہی کی قدرت نمائی کہان طاؤس بھی سحر کرتے تھے عقاب نے ایک سحر مین منہ کے بھل گرادیا پڑے تڑپ رہے تھے اٹھ نہ سکتے تھے ایکطرف میان عیار صاحب جھکے کھڑے تھے پاؤن انکے زمین تھامے تھے یہ کہکے گنگنانے لگے عقاب نے ہنسکر کہا کیا گانا بھی تمکو آتا ہی پیکان نے کہا یہ باتین خداوند سے پوچھیے کل رات کو میرے خواب مین آئے میرے گلے پر ہاتھ رکھدیا اور یہ لفظ کہا تجھکو ہمنے گویون کا بادشاہ کیا اب جو دیکھتا ہون راگنیان میرے سامنے کھڑی ہین اشارے کر رہی ہین دیکھیے جھوٹ سچ کھلا جاتا ہی یہ کہکے یہ غزل گائی غزل

اکیلے ہم نہ رہے ایک غمگسار رہا
ز اردواد کا دل کے نہ اعتبار رہا
لگا ہی جیسے کہ تم ضبط گریہ کر نہ سکے
رہا بجائیگا سونا اگر ہزار رہا
شب فراق مین ہمکو شب وصال اٹھین
گناہ بخشدیے پھر گناہ گار رہا
جھکا تو پائے صنم ہی یہ سر جھکا میرا
شراب خوار گیا تھا شراب خوار رہا
جو کوہ طور یہ موسی کو آئی کہتی آواز
کہ آنکھ بند بھی کرلی تو انتظار رہا
بھلا سے کون غم بیکسی نہ اشک نہ آہ
ہمیشہ سوز جدائی سے بیقرار رہا
جو اضطراب سدا رات تو مضطرار رہا
ہر سے مکان یہ دھو کا رقیب کی گھر کا
ہنسی جب آگئی آنکو کب اختیار رہا
کچھ آنسو ونین نہ نکلا سوائے حسرت ویاس
اس ایک صبح کا دونون کو انتظار رہا
رہیگی یاد تری بیخودی تصور یار
مین بیخودی مین بھی ای تیغ ہوشیار رہا
یہ چشم داشت تھی منہ پھیر کر ایگا ذبح
مین اس جواب کا ابتک امیدوار رہا
دو رنگیان گئین نشۂ محبت کی
نہ دل رہا نہ کوئی دل کا یادگار رہا
کبھی سپند رہا مین کبھی شرار رہا
وہان بھی جاکے یہ کمبخت بیقرار رہا
کسیکا بھول کے آنا بھی یادگار رہا
لحد مین جاتے ہین دیدہ دل فغان کش کو
ملال دل مین رہا آنکھ مین غبار رہا
نگاہ لطف نہ کرتے وہ قتل ہی کرتے
وہ آنکھ بھول گیا جسمین لاکھ بار رہا
بہشت مین کبھی ہون مین اد ریاد کوئے
قلق رہا کہ نہ قاتل سے مین دو چار رہا
کھلا یہ کچھ نہ ہمین شکوہ کون آنا تھا
سرور دل مین رہا آنکھ مین خمار رہا
مین توبہ عہد جوانی مین کرکے پچھتایا

ہمیشہ پیر مغان کا گنہگار رہا
اس انجمن مین گذر ہوش کا ہوا کبھی
کبھی نہ چین سے عاشق تہ مزار رہا
نہ اُسنے قتل کیا بیگنہ سمجھکے جلال

پھرون جو حشر سے کیا اپنے دلکو سمجھاؤن
تمھارے مستون مین ایک ہوشیار رہا
ستم کیا جو کوئی بات اُس سے یار نے کی
گناہگارون سے کیا کیا مین شرمسار رہا

امیدوار کھڑا تھا امیدوار رہا
سلوک خوب کیا اُسنے دیکھے دم مرگ
ہمین نہ بات کا قاصد کی اعتبار رہا
ان اشعارون نے وہ رنگ باندھا کہ

صنم گویا نے پکار کر کہا کیون بیکان کیا کمال تمکو عطا کر دیا بیکان نے کہا یا خداوندرات کو تو آپ عجب صورت سے تشریف لائے تھے صورت اصلی شاید وہی ہی طوطی کا سر سونڈ ہاتھی کی سی لٹکتی ہوئی وہ آپکی ناک تھی دیا کہ چار باغ کا نا کا تھا مین نے بھی چھری لے کے اُسی کو تاکا تھا اِسوقت مین بہت خوش ہون ڈر تھا کہ عیار سکو مار ڈالیگا ہم بھی تباہ ہو جائینگے مسلمانون مین کیونکر آئینگے اب اطمینان ہوا کہ دشمن کو ستائینگے میان عقاب پہ ہم خود سوار ہونگے کیون خداوند آپ کے ساتھ مین جو لوگ تھے وہ فرشتے تھے کالی کالی صورتین مجھکو ڈراتی تھین آپنے یہ بھی کہا کہ اب تقدیر مضبوط کرینگے ایسی تقدیر ہو کہ تدبیر سے موافقت کرے وہی آپنے کر دکھایا ایک کمال کا حال تو آپ پر روشن ہوا دوسرا کمال آپکو دکھاؤن مرے سے شراب پلاؤن صنم گویا نے کہا یہ بھی ہمنے تمکو تعلیم کیا بیکان نے غرض کی آپنے تو سب کچھ دیا مگر میری بھی ذہانت کہ سب کچھ یاد رکھا قدرت میری بھی تعریف کرین عقاب کہ رہا ہی بس مجھو عیار کو قتل کر دکھا ای افسر ہین جب تک آپ سب صاحبون کو راضی نہ کر لونگا تب تک میرا دل نہ مانیگا بیرے مقدمے مین دخل نہ دیجیے گا آج شراب میرے ہاتھ سے پیجیے یہ کہکے میخانیکی طرف دوڑا ایک تیلہ کھینچکر اٹھالایا اسکو قرابون مین بھرا اُسمین خوب خالص بیہوشی ملائی بہ تعجیل تمام گھنگرو پانون مین باندھے عقاب کہتا ہی ای بیکان آج تمکو کیا ہو گیا ہی بیکان نے کہا میان عقاب تمھارے سب کے راضی کرنیمین خطا نہ کرونگا چلاؤ نہین گوشے مین بیٹھے رہو آج مین اپنے آپ مین نہین ہون انصاف کرو ایسے دشمنان سخت گرفتار ہو کے آئے ہین مین خوشی نہ کرون صنم گویا نے کہا ای عقاب مقدمے مین بیکان کے دخل نہ دو ہمکو ثابت ہو گیا کہ دل اسکا بہت خوش ہی اپنی خوشی مین یہ حرکات کرتا ہی اس سے ہم بہت راضی ہین بیکان نے کہا یا خداوند اب راضی کرونگا عقاب نے کہا ای بیکان تمھارے گانے نے بڑا مزا دکھایا عمدہ غزل گائی بیکان نے کہا شراب تو پیجیے یہ کہکے ناچا جام شراب سر پر رکھکر سامنے صنم گویا کے لایا سنہرے پتلے نے جام لے لیا اب سب اپنے مقام پر موجود ہین صنم گویا کو منع کون کرے بے اندیشۂ انجام وہ جام پی گیا کچھ رد و قدح نہ کی اب تو چالاک نے دورہ باندھا دوسرا جام عقاب کو دیا بہ الحان تمام یہ شعر پڑھا شعر بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند ؛ چنان نماند وچنین نیز ہم نخواہد ماند ؛ اس رنگ مین یہ مطلع پڑھا کہ عقاب جام شراب پی گیا اب تو چالاک بولا یارو تم قدرت کا مطلب نہ سمجھے مجھکو ساقی گری کیون تعلیم کی پینے جو جام پیے اُسکی عمر بڑھے یہ سنکر خادم و خدمتگار سب دوڑ پڑے اپنے ہاتھ سے پینے لگے ایک ہنگامہ برپا ہو گیا کوئی ناچ رہا ہی کوئی ہاتھ جھٹکا تا ہی کوئی مسکراتا ہی کوئی کسی کو تاک رہا ہی کوئی کسی کے پائینچے مین جھک کر جھانک رہا ہی کہتا ہی کیون بی بی شعر زیر دامنت چہ چیز سے تجھے بنا شگاف گندم آدم فریبے ؛ یہ کیا چیز ہی مین مرا جاتا ہون ذرا پائجامہ اُتار دو مین اچھی طرح دیکھون رنڈی دوڑی کہ کچھ دیوانہ تو نہین ہو گیا خبردار بیہودہ نہ بکا کر یہ وہی ہی جسمین سے تو نکلا ہی یہ کہکے رنڈی گری وہ ناچنے والے بھی دوڑے لڑکھڑا کے گرے اسطرح جا بجا بیہوش ہونے لگے صنم گویا نے کہا ای بیکان کیا کہنا قدرت آسمان پہ جاتے ہین یہ کہکے چھینک آئی پتلے کے اندر بیہوش ہوا عقاب یہ کہکے اُٹھا مین بھی ناچونگا یہ کہکر ہاتھ جھٹکتے ہوئے

اُٹھے منہ کے بھل گرے بیہوش ہوے اب چالاک نے نعرہ کیا قضائے کار چالاک کا قصد ہی سبکو قتل کر ڈالون
مگر عقاب کی بیٹی یا ملکہ فیروزہ سوسن پوش اپنے قصر مین بیٹھی ہی اسیسین حلبسین گرد بیٹھی ہین یہی ذکر ہورہا ہی فیروزہ
کہہ رہی ہی آجکل میرے باپ پر بڑی مشفقت ہی صاحبو غضب ہوا طاؤس البنیہ پرواز مین سنتی ہون مسلمان ہوگیا
باباجان کو بڑی فکر ہی وہ رکن کارخانۂ قدرت ہی ہر بات کی قدرت کو خبر دیتا ہی مردون زندون کی خبر لیتا پھرتا ہی
یہان کوئی مرا طاؤس لیجاتا تھا سحر کرکے اسے زندہ کرتا تھا اب قدرت کو کون بچائیگا ایک کنیز نے کہا واری آپ اتنا
پریشان ہوون نہین آج بڑی خوشی ہی شراب چل رہی ہی آپ کے والد طاؤس کو پکڑلائے پیکان جادو آپکے والد کا
طرفدار لوگون کی زبانی سنا گیا اُسکو قدرت نے کچھ کمال عطا کیے فیروزہ نے کہا چپ رہو اپنے مذہب کی بات کیا کہین تو
کسی کو کیا انتظا فرماینگے صرف ساحر ہین اُنسے تو زیادہ میرے باپ ہین شعبدہ باز نیرنگ ساز بلکہ یہ دعوی خدائی کرتے
تو بہتر ہوتا آتا تھا وہ صنم گویا بنے بیٹھے ہین ہم لوگ سب باتون کی خبرین دیتے ہین اُنکو اپنی پشت کی بھی خبر نہین کلام مین
اثر نہین میرے باپ نے بڑے بڑے کارنمایان کیے باتین کرتے کرتے نگاہ جو اُٹھ گئی آئنہ مین اسکے باپ کی تصویر لگی ہوئی
تھی دیکھا تصویر کا منہ ڈھلا چہرے پر اُداسی فیروزہ نے کہا غضب ہوا میرے باپ پر کوئی اُفتاد پڑی دیکھو تصویر پر
اُداسی کی ترقی ہوئی ارے نرگس تونے راہ مین کیا سنا تھا نرگس نے کہا حضور مفصل خبر پائی کہ طاؤس نگوڑا
پکڑا گیا عیتا بھی گرفتار ہوا اب خوشی ہو رہی ویرین آج تخلیہ ہی غیر کوئی جانے نہین پاتا فیروزہ نے کہا غضب ہوا
یہ کہکے دستک دی اک طاؤس اُترتا ہوا سامنے آیا کنیزون سے کہا تم ٹھہرو مین آتی ہون یہ کہکے پشت پر طاؤس
کے سوار ہوئی طاؤس کو سحر سے اُڑایا طاؤس اُترتا ہوا چلا بلند کیے ہوے طاؤس کو آتی ہی اب جو دیکھا دروبر
سب بیہوش پڑے ہین سر پیٹ لیا کہا ای پروردگار میرے باپ کو بچا نا مین مدت سے تیرا اعتقاد کر چکی ہون ساعر تھے
جمشید مثل ہمارے ساحر تھے علم و نیرنگ و شعبدے مین ماہر تھے مثل صنم گویا اُنھون نے بھی خدائی کا رنگ جمایا تھا
ترپ کے آتی دروازہ در کا کھلا تھا دیکھا سب سردار بیہوش پڑے ہین اب وقت وہ ہی کہ شام ہوا چاہتی ہی اسنے
پکار کر آواز دی ارے کوئی جاگتا ہی کہ سبکو موت آگئی چالاک نے جو عورت کی آواز سنی ابھی کسی کو قتل نہ کیا تھا
پہلو مین کوٹھری تھی اُسمین گھس گیا فیروزہ اندر آئی باپ کو دیکھا اوندھے پڑے ہین چالیس جادوگر بیہوش پڑے
ہین قدرت والا پتلہ بھی خاموش ہی کئی مرتبہ آواز دی یا خداوند یہ کیا بات ہی میرے ذہن مین نہین آتا یہ کسنے
بیہوش کیا معلوم ہوتا ہی مجھکو دیکھکر بھاگ گیا چہار جانب ڈھونڈھنے لگی اب دس بیس کنیزین بھی آگئین اب
چالاک نے کوٹھری سے دیکھا کوئی یہان نہ چلا آئے دیوار توڑکر نکل گیا فیروزہ نے باپ کو ہوشیار کیا باران
سحر برسایا سب ہوشیار ہوے جسنے فیروزہ کو دیکھا جھک جھک کے سلام کیا عقاب نے اُٹھکر بیٹی کو گلے لگایا
پوچھا تمہارا آنا کیونکر ہوا فیروزہ نے کہا آپ ایسا نیرنگ باز شعبدہ ساز دام مکر مین پھنسے آپ ہر وقت نقشہ دیکھا کیجیے
مین افسوس کرتی ہون کہ عیار نکل گیا مین نے گھر مین بیٹھے بیٹھے آپکی تصویر کو دیکھا مین نے جبھی کہا آج کوئی اُفتاد
پڑی تصویر پر باباجان کی اُداسی ہی بڑی دیر کے بعد صنم گویا کو بھی ہوش آیا فیروزہ کو دیکھکر بیقرار ہوگیا نوجوان
کم سن لباس عمدہ دیبا سے زیور مین غوطہ مارے ہوے سینے پر اُبھار خوش گفتار کبک رفتار صورت زیبا دیکھکر
صنم گویا نے آواز دی ای پری پیکر ای سمن بر تیرا کیونکر آنا ہوا آج تونے بڑا کام کیا سبکو بچا لیا قدرت کی یہ تقدیر تو ہی
ہزار تدبیر کیجیے طاؤس کو نہین لیجا سکا طاؤس بندھا ہوا بیہوش ہی مگر یہ تو کہو جسکو عیار بتایا تھا یہ کون ہی
اب جو اُسے ہوشیار کیا پیکان جادو غین غین کرتا ہی گلے مین گنبد عیاری کا پھنسا ہی آخر حکم ہوا اسکا منہ دھلا دو

پیکان جادو کا منہ جلا پایا دیکھا پیکان جادو ہی ہے پوچھا ارے یہ کیا ہوا پیکان نے کہا حضور جب میں اس مکار کو لیکر چلا رستے میں مجھکو دم دیا بیہوش کیا میری صورت بنکر آیا یہ قیامت برپا کر گیا آخر حکم ہوا طاؤس کو قید کرو عقاب نے کہا اسکو کسکے سپرد کروں عیار اسکی فکر کرینگے چھڑانے آئینگا فیروزہ نے کہا اسکو میرے حوالے کیجیے تو دیکھوں میرے مقام پر کیونکر آتا ہے آئیگا تو گرفتار کیا جائیگا صنم گویا نے کہا آج ملکہ تمنے بہت بڑا احسان کیا فیروزہ نے کچھ جواب نہ دیا طاؤس کی قید لیکر اپنے قصر میں آئی سوتے کے پیچھے سے دھوان نکلا یعنی صنم گویا پتلے سے نکل گیا اپنے باغ میں آیا کہ جس میں سب دوڑیں پہلے ہی صنم گویا نے پوچھا معشوق سرکش کہاں ہے پرانی ہوائی یا نہیں کہنہ گیا غرض کہا ایک غم و الم کی تیزی ہوتی جاتی ہے ہم لوگ لاکھ سمجھاتے ہیں وہ نہیں مانتی ہے صنم گویا ٹہلتا ہوا قریب کے آیا جہان نفس حیرت کا نقشا ہے کان لگا کر سنا کہ چالاک نے آج عیاری کی ہے صنم گویا کو مار لیا ہوتا مگر فیروزہ سوسن پوش آگئی اسنے سبکو بچا لیا چالاک تو نکل گیا مگر طاؤس جو مطیع اسلام ہوا تھا اسکو فیروزہ نے قید کیا اور پھر گھر میں آیا کہا جو ہمارا نام لیگا وہ بھی جفا میں پھنسیگا دیکھیں تقدیر کیا دکھاتی ہے موت بھی ہمسے شرماتی ہے شعر

ہر دم صدا یہی ہے ترے داد خواہ کی
آنکھوں میں پھر رہی ہے سنانی نگاہ کی
سینے میں چل رہی ہے سروہی نگاہ کی
عادت نہیں ابھی ہوگئی ترچھی نگاہ کی
ساقی دعائیں مانگ تو زلفوں کے کھولنے
کیوں آپ نے بھی دیکھ لی تاثیر آہ کی
دریائے رحم حشر کو امڈا تو دیکھنا
تاثیر گیسوؤں نہیں ہے ابر سیاہ کی
دامن اٹھائے جاتے ہو عاشق کی خاک سے
جس وقت غور سے مرے دلبر نگاہ کی
محشر میں ایک ایک گرفتار حال ہے
کیسی بری طرح اجی تمنے نگاہ کی

مار ڈالا سے رہتی حسرت نگاہ کی
دل سے گذرتی ہے نظر اس رشک ماہ کی
رگ رگ سے آرہی ہے صدا آہ آہ کی
وہ دیکھتے ہی دیکھتے بس کام کر گئے
رندوں کو احتیاج ہے ابر سیاہ کی
سارے قصور روز کے وہ لکھتے جاتے ہیں
کاغذ کی ناؤ میں بھگیں فردیں گناہ کی
زلفیں نہیں ہیں دل کے پھنسانے کو خیر ہو
پھر پھر کے سنتے جاؤ صدا آہ آہ کی
کھینچا جو جذب سے تو کنوئیں میں گرا دیا
سنتا نہیں ہے کوئی ترے داد خواہ کی

اندھا بنا گئی نظر اس رشک ماہ کی
پتلی تراشتی ہے سروہی نگاہ کی
بولے نہ سیدھی بات کسی دن زبان سے
دم پر مرے بنی ہے نہ دل پر نگاہ کی
آخر حضور کو بھی جگر تھامنا پڑا
ہے انکے پاس فرد ہمارے گناہ کی
سبزہ نکل رہا ہے گلستان حسن میں
بندش تو سیکھ لیں ترے تار نگاہ کی
اس شوخ کی نگاہ سے آئینہ گر پڑا
یوسف کی واہ خوب زلیخا نے چاہ کی
صدمہ ہوا صفیر کا دل ہاتھ سے گیا

صنم گویا نے کہا صاحبو سنتے ہو کیسا کمبخت کی زبان میں سوز و گداز ہے ابھی اسکے دل سے غم بربادی ہوشربا کا نہیں گیا اپنی سلطنت کو یاد کرتی ہے کس بیقراری سے فریاد کرتی ہے یہ ذکر تھا کہ عقاب بھی آگئے پہونچا صنم گویا مسند پر آکے بیٹھا عقاب نے کہا یا خداوندا آپکو تو عیش و نشاط کی فکر ہے یہاں جان بچانا مشکل ہوگیا ہے میں نے اپنی جان لڑادی طاؤس بلا کا ساحر ہے ایسے ایسے سخت سحر کیے آپکا غلام ایسا ساحر تھا کہ جو اسکے سحر سے بچا ورنہ جان نہ بچتی بمشکل اسکو گرفتار کیا آپنے اسکو فیروزہ کے سپرد کر دیا وہاں مقدمہ ابتر ہے عورتوں کا معاملہ ہے کسی کی شکل بنکر وہاں پہونچ جائے اور طاؤس کو چھڑا لے عیاروں کی فطرت آپنے دیکھی کہ دربار میں جاکر کیا کمال کیا پیکان کی شکل بنا گئے میں اسکے گنبد تھوڑا سب کو پھر شراب پلا کر اسنے بیہوش کیا تیر تدبیر اسکا نشانے پر پہونچ چکی تھی بڑی بات ہوئی کہ فیروزہ وقت پر آگئی سب کو بچا لیا کمال یہ ہوا کہ وہ صحیح و سالم نکل گیا اس عرض کرنے سے مدعا یہ ہے کہ قدرت بھی فکر کریں غافل نہ رہیں صنم گویا نے کہا تمنے جو کچھ بیان کیا ہاں بلا شبہ خیر خواہی تمکو چاہیے تھا کہ سبب فرماتے آگاہ کر دیا مگر قدرت یہیں بیٹھے بیٹھے تقدیر کرتے ہیں کیا قدرت

دو تڑے پھیرین عیار کو جا کر پکڑین یہ تو قدرت سے نہو سکیگا عقاب نے کہا کہ غلام اسواسطے عرض کرتا ہی کہ خدائی مین دھبہ
لگا چاہتا ہی عیار ہر وقت فکر مین ہی یہان تو باتین اسطرح کی ہو رہی ہین ضیغم گویا کنیزون سے کہ رہا ہی اس مبتلاے
زندان مصیبت کا قفس لاؤ ارے کمبختو اسی کو راضی کرو خدائی کا اس سے وعدہ کر لو کہ خدائی کا مجھکو اختیار
ملیگا کنیزین جا کر قفس لائین حیرت کو سمجھانے لگین حیرت نے بات کرنا موقوف کر دیا کسی کے کلام مہمل کا جواب
نہین دیتی اب احوال فیروزہ سوسن پوش کا عرض کیا جاتا ہی کہ جب اسنے لا کر طاؤس کو قید کیا کم سن نوجوان
کنیزین ہمراہ تھین ہر وقت سیر باغ تماشاے صحرا جب پلٹ کے آئی مصاحبون سے سب حال بیان کیا سب نے
عرض کی بڑی خیر ہوئی اگر آپ نہ پہونچتین قدرت کو بھی خوب بدلنا پڑتا دربار مین کون بیٹھ کے خدائی کرتا آپکے والد
کا تو دشمن تھا ہی سنا ہوگا کہ منتظم کارخانہ قدرت ہین یہی فکر ہوگی کہ منتظم کو قتل کر دن قدرت نے بڑی تقدیر معقول
کی کہ آپ وقت پر پہونچ گئی ہین مگر عیار کہان بھاگ گیا کہ اسکا زور نہ چلا فیروزہ نے کہا اب مین تلاش کر کے
اسے گرفتار کرونگی رات بھر یہی جلسہ رہا طاؤس کی حفاظت کی جب صبح کو سو کر اٹھی گل و غنچہ کی سیر کر رہی ہی
دیکھتی ہی کہ جوش بہار ہی وقت سحر طائران بزبان بزبانی تعریف باغبان قضا و قدر مین مصروف
ہین عندلیبان خوشنوا کے کارخانے آرایش و عشرت کے نظارۂ روے گل پر موقوف کہا تخت لاؤ ہم سیر کرینگے
کنیزین تخت لائین ملکہ سوار ہوئین چند کنیزان بازدار بہاو مین آگے تھین اور فیروزی سر پر سایہ فگن ہوا سیر صحرا
کرتی تھین ہوانے کیفیت دکھائی ایک پہاڑ پر آکر ٹھہرین طائر پہاڑ پر جمع تھے کلیل کر رہے ہین دم محبت کا اپنے
پیدا کرنے والے کی بھر رہے ہین جوش مین کسی کے جانورون کو دیکھکر بہت خوش ہوئین کنیزون سے کہا انکو جا کے
گرفتار کر لاؤ انکے واسطے قفسہاے طلائی و نقرئی تیار کرینگے سب کے نیچے سے شاخہاے نخل مین لٹکے رہینگے کنیزون نے
دوپٹے اتارے طائرون کے پیچھے دوڑین دوپٹے ان طائرون پر پڑنے لگے کسی نے انکو پکڑا کسی کے دوپٹے سے
نکل گیا پہاڑ پر عجب عالم ہی ملکہ ہنس رہی ہین جس کسی نے طائر پکڑ لیا اسکو انعام ملا جو دوڑ کر رہ گئی اسپر غصہ
ہوا اس رنگ سے ملکہ کھیل رہی ہین کہ صحرا سے گرد اڑی نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی فیروزہ دیکھنے لگی
دیکھا کئی ہزار مرکب مشکی ترکی یمنی عراقی ہو تبون کی پاکھرین پڑی ہوئین دو دو سائیس وضع نفیس ایک
ایک مرکب کے ساتھ ہاتھ مین چہ زبان مگس پرانی کرتے ہوے زیر کوہ سے گذر گئے انکے بعد اسباب ترک گئی سی
شتر سوار سانڈنی سوار ہزار دو ہزار انکے گذر جانے کے بعد کئی سو علمدار علمہاے زرنگاری کے پھریرے
کھلے ہوے انپر تعریف الہی نعت رسالت پناہی مرقوم آمد فوج کی دھوم علمدار علمون کو جلوہ دیتے ہوے
گذر گئے اسکے بعد کئی سو نقارے بجے لکے فیروزہ بنگاہ غور دیکھ رہی ہین کنیزون سے کہتی ہی کسی رئیس کی شاہانہ
سواری ہی دیکھو سب سامان مہیا ہی کئی رسالے پلٹنین غیر وضع گذر گئین انکے بعد دیکھا ایک مرکب سیہ چشمی
کوہ سرین کوہ کفل گلے مین سونیکی ہیکل کلغی بال ہما کی سر پر کندھا مثل ماہ نو کیے ہوے دہانا چباتا ہوا دم سے
چنور کر رہا ہی اسپر ایک آفتاب عالمتاب آسمان عربستان حسن مین رشک ماہ تابان بہ فر فریدونی و بہ حشمت جمشیدی
موتیون کے مالے گلے مین انکے یاقوت احمر کے زیب بازو حسین خوش رو سیر پشت پر مثل قرص قمر گلہاے سیر شگفتہ
اگر عندلیب خوش الحان دیکھے تو بھول جائے غنچہ آرزو کھلے بے دیکھے ان پھولون کے چمن نے سیر
ان پھولون کو دامن مین لیے ہوے اپنے مالک کی پشت و پناہ رنگ مثل لیلی شب سیاہ سویدا چشم حسینان ہر
یا سواد ملک ... جبینیان ہی کمان کیانی دوش پر صاف ثابت ہی کہ ماہ تابان برج قوس مین آگیا ہزار

تیرو کا ترکش مثل دم طاؤس بائیں ہاتھ پر طائران تیر منہ نکالے ہوئے صاف ثابت ہے کہ ماران سیاہ بانبی سے منہ نکالے ہوئے ہیں کمر چست ارادہ درست غزال چشم شیر خشم یکہ تاز میدان جلالت شہسوار معرکۂ شوکت مرکب پر بیٹھی ہوئی خانۂ زین کو مثل آفتاب روشن کیے ہوئے لجام دست حق پرست میں لیے ہوئے تلوار زیب کمر سراپا خوب جوان مرغوب نظم

جبین مطلع صبح ایجاد حسن | بھوین دست بازوے جلاد حسن
اجل کا مکان گوشۂ چشم میں | قیامت نہان گوشۂ چشم میں

ملکہ فیروزہ کی نگاہ جو جمال جہان آرا پر پڑی تیر مژگان کی چھری دل میں گڑی ہاتھ پاؤں میں رعشہ آیا قلب تھرایا سلطان عشق کی ملک دل پر چڑھائی سامنے جاتے شرم آئی تصویر بہار کے ہاتھ رکھا اُف کر کے گری بیہوش ہو گئی وہ لشکر تو نکل گیا کنیزیں حضور حضور کہکے گریں آگرد پھرنے لگیں کسی نے چشمے سے پانی لیکر منہ پر چھڑک دیا ملکہ کی آنکھ کھلی سوسن زبان آور تھی صاحب راز تھی پوچھا حضور خیر تو ہے ملکہ نے بہ نگاہ یاس طرف سوسن کے دیکھا کہا کیا کہتی ہے میری سمجھ میں نہیں آتا نظم

یہ چہلے چکے تو مشورہ خدائی کا | مجھے نہ گبر و مسلمان میں عزت ہائی کا
بتوں کو شوق ہوا عالم آشنائی کا | انھیں بھی رنگ پسند آگیا خدائی کا
چلے تھے سوے حرم بتکدے میں کھیے ہم | سلوک ضعف کا احسان نارسائی کا
گلہ تھا بخت کا اسیر ہو گیا اپنا دل | بھلے کو ذکر نہ تھا کچھ تری برائی کا
ہم فراق میں لیتے ہیں تیغ شیشہ دشنا | کیا نہ فیصلہ ساقی نے اس لڑائی کا
بہانہ ڈھونڈتی تھی چشم جادو | اسے تو نام ڈبونا تھا آشنائی کا
ہماری زیست کا بھی آسرا ہوا نہیں فنا کے | بتاتے جاؤ اسے رنگ بیوفائی کا
یہ کیدن وہاں سے نکل پھر امرتی آ | جو اوصاف تو نہیں ہے صفائی کا
زرنگ ابرو قاتل ہیں یہ بھی کچھ جھے | جگر میں لگا ہے زخم کج ادائی کا
سمجھکے عشق میں امتحان بخت جلا | تم اور حوصلہ تقدیر آزمائی کا

سوسن گھبرا گئی کہا حضور یہ کیا فرماتی ہیں میری سمجھ میں نہیں آتا سوسن نے عرض کی ابھی حضور کھیل رہی تھیں عیش و عشرت کی بہار یاد دیکھتی ہوں رنگ رو متغیر چہرہ زرد ہونٹوں پر آہ سرد باتوں میں سوز و گداز ہم تو صاحبان راز و نیاز ہیں مفصل فرمائیے فیروزہ کو شرم آئی کہ کیا بیان کروں ایک راہ گیر پر عاشق ہوئی زبان سے کہا نہیں جاتا دل شرماتا ہے پیشانی پر پسینہ چلا آتا ہے جب سوسن نے بہت کہا سوچکر جواب دیا کہ میری اچھی سوسن کنیز کو دوڑا دے اس لشکر کے افسر کا کیا نام ہے تین آنکھوں کے گھوڑے پر جو سوار تھا وہی افسر ہے یا کوئی اُس سے بھی بہتر ہے یہ سنکر اک کنیز دوڑی تھوڑے عرصے میں پلٹ کر آئی عرض کی حضور اس فوج کے افسر صاحبقران زمان والی قاف و دنیا ہیں کہیں لشکر کشی کر کے جاتے ہیں یہ بھی لونڈی نے دریافت کیا انکا کوئی دوست طلسم نور افشان میں قید ہو گیا ہے اُسکے چھڑانے کو جاتے ہیں راہ میں کہیں رک گئے تھے کوئی شخص تھا ابلیس خود پرست اُسکو مارا اب فراغت پاکر برآمد ہیں طلسم نور افشان جاتے ہیں ملکہ نے کہا بس اتنا ہی دریافت کرنا تھا سوسن نے کہا واری میں اب بھی نہ سمجھی ملکہ نے بصد جوش و خروش فرمایا نظم

انتظام عالم این باشد که از شاه و گدا
ناله گرمی کنی بارے کجا فریاد رس
باغبان هم یک صبوحی سیر باغم آرزوست
ناله کز تو پریشان نیست پابند جرس

در محبت گر نباشد بر مراد دست رس
هیچکس را بر مراد خویش نبود دسترس
از تهی دستی بروز محشرم اندیشه نیست
تا بکام دل نسیم باغ آید یک نفس
لا ابالی میروم تخفی و ساغر میزنم

از رگ جان کن رفو چاک گریبان هوس
ناله تا کی در چمن بلبل ز بیداد هی گل
حاصل ایام عمرم حسرت دیدار بس
از پئے محمل مرو بیهوده راه کاروان
کافرم گر باشدم اندیشه از عیسی عسس

سوسن نے کہا واری اب میں کچھ کچھ سمجھی مگر اس فقرے کو زبان پر نہیں لا سکتی ملکہ نے فرمایا اری سوسن سب سمجھ گئی کہا بیگا یہ فرماکے ملکہ ایک تختہ سنگ پر پیر پھیلا کے بیٹھ گئیں سوسن نے کہا واری اب گھر چلیے دھوپ نکل آئی ہے ملکہ رونے لگیں سوسن اتنا ٹھہرو یہ سواری جو ابھی گئی ہے پلٹ کے آوے ہم جلوس اچھی طرح دیکھلیں تو چلیں پھر سوسن نے سر پیٹ لیا کہا واری کنیز تو بیان کر چکی کہ لشکر بر سر منزل تھا ارے ستمگر تا ادھر تو آیا یہ لشکر کہاں جا کیگا

تو نے کیا دریافت کیا ذرا پھر بیان کر دے حضور کو ہماری یہ خیال ہے کہ لشکر بلبٹ کے آئیگا خواص نے عرض کی یہ سواری صاحبقران کی تھی منزل منزل جاتے ہین ادھر سواری کہان پلٹیگی آئیگی بارہ چودہ کوس پر جا کے اترینگے مین نے ایک شخص سے پوچھا اسنے صاف صاف کہا یا بہر طلسم نور افشان جائینگے پہر رات رہے لشکر کوچ کرتا ہے دوپہر سے پیشتر جو مقام فرحناک ملیگا وہان اتر پڑینگے ادھر پلٹکر نہین آئینگے سوسن نے جو دیکھا کہ خواص اسطرح سے بیان کرتی ہے ملکہ بگوش دل سنتی ہین چشمہ چشم سے قلزم محیط موج زن رخسارۂ نازک پر آنسو جاری ہین دوپٹے سے پونچھتی ہین ہچکی لگی ہوئی ہے جب خواص کہہ چکی اک آہ کی غم سے حالت اپنی تباہ کی شعر

اپنا کرے ہزار کوئی پہلو تو نہو
چشمک ہی قاتل دل پر آرزو نہو
عاشق سے وہ گناہ نہین جو گناہ نہو
کس درد کی دوا ہین مرے اشک بے اثر
پیکان کی اپنے تہہ نہین جستجو نہو
فریاد عاشقان سے ہے انکی غضب زبان
آہستہ رو کہ کہین درد گلو نہو
کچھ میرے خون کا نہین گردن پہ انکی بوجھ
یہ زاہدان خشک کا آب وضو نہو
پھولون مین میرے ہو جو کوئی گل بدبو
آنکھین تو ڈھونڈھتی ہین ہمین جستجو نہو
گھبرا کے کچھ پڑا ہو سے دشمن پہ پیار آ گیا
[illegible]
کیا حال سوز دل کہین جو بات نہ زبان
پنہے عدو بنانے سے بگڑی ہے عدو نہو

تصویر تیرے سامنے ہو اور تو نہو
شاید تری نگاہ نے مارا ہو تو نہو
سو بار دل سے جاؤ چلے آؤ لاکھ بار
بانی ہی وہ گلاب نہین جسمین بو نہو
کیا کیا گرے نظر سے ہماری ترے اشک
کہتے ہین تنگ آ کے بشر خوبرو نہو
مر جائین راہ چلتے نہ پالو نہ آپکی
اتنا بھی بیوفاؤن کا ہلکا لہو نہو
سچ ہے کہ بے طلب سنبھلتا نہین مریض
وہ کیون ہی مہکنے لگین جنمین بو نہو
یون ہجر ان مین مرے دشمن فراق مین
ہم [illegible] گلا دبا کے طوق گلو نہو
[illegible] دیکھا نہ جائیگا
خود منہ سے [illegible] ہین کوئی گفتگو نہو

تجھسا بھی یار دلبر بیگانہ خو نہو
پھر ہمسے کیون اشارون مین کچھ گفتگو نہو
جب بحث تھی کلیم سے ای یار طور پر
تم ہو یہ کوئی نکلی ہوئی آرزو نہو
ہم تو نشان دیتے ہین دل مین کسیکی ہے
یون بزم یار مین کوئی بے آبرو نہو
چلا کے لاش پر مری نوحہ نہ کیجیے
سب کچھ سہی یہ حشر مرے روبرو نہو
برسون رہیگی دامن تر کی مرے تری
دلکو سنبھالے کون جو ای درد تو نہو
گم ہے نگاہ شوق کسی کی تلاش مین
پوری خدا کرے یہ تری آرزو نہو
ای تیغ یار کچھ بھی اگر تجھمین جذب ہے
آئینہ سے دوچار مرے روبرو نہو
ناصح سا دوست عشق بتان مین کہان چلا

یہ اشعار پڑھکر ملکہ اس قدر روئین کہ سوسن ساحرہ زبان درازی بھول گئی حیران ہو کر کہنے لگی واری واسطے ساحری جمشید کا یہ دشمنون کا حال ہے کہ قلب پر ہجوم غم و ملال ہے واسطے ساحری جمشید کا مجھسے نہ چھپاؤ ملکہ نے کہا چل واہ [illegible] چلین مین سمجھی تھی کہ شاید سواری پلٹ کے آئیگی جہان فراج مین آئے وہان جاوے مجھکو کچھ اسکی جستجو نہین ہے فقط لشکر کی شوکت دیکھنے کی جستجو تھی معلوم ہوا کہ مہینون کا سفر ہے ادھر اب نہین پلٹینگے یہ کہکے تخت سحر پر سوار ہوئین کنیزین بھی قریب آ پہونچین تخت اڑاتی ہوئی چلین یہان چالاک جو جستجو مین نکلا تھا تاکے ہوئین آگر لوگون سے پوچھا یہ نازنین جو دریا مین آئی تھی یہ کون ہے اسکا نام کیا ہے جب دو چار سے پوچھا تو احوال معلوم ہوا کہ ملکہ فیروزہ سوسن پوش بیٹی عقاب کی تھی یہ دریافت کر کے چالاک نے اسکے قصر کا پتہ پوچھا دریافت کرتا ہوا چلا آتا ہے دیکھا ایک قصر رفیع سامنے خانہ باغ نہایت تکلف سے آراستہ محلدار کرسی پر بیٹھی ہے کنیزین اندر جاتی ہین باہر آتی ہین یہ تو چالاک دریافت کر چکا کہ یہی مکان ملکہ فیروزہ سوسن پوش کا ہے تھوڑے عرصے تک کھڑا رہا ایک کنیز کسی کام کو نکلی چالاک نے جھپٹ کے اسکو اگلا بلا کے بیہوش کیا اسکی شکل بنکر قریب در باغ کے آیا دل مین سوچتا تھا کہ جسکو بیہوش کیا اسکی شکل بنکر آئے اسکا نام بھی دریافت نہ کیا اس سوچ مین

سر جھکائے ہوئے جیسے ہی قریب دروازے کے پہونچا محلدار نے پوچھا اری شمشاد کہاں اکڑتی پھرتی ہے تجھکو کسی وقت مین بھی چین ہے دن بھر مین ہزار پھیرے کرتی ہے مردون مین جانے پر مرتی ہے مین دیکھ رہی تھی کسی مردوے سے باتین تو کر رہی تھی اتنا بھی خیال نہین کہ مالک کے آنیکا وقت قریب ہے اتنی مار پڑیگی سارا اکڑنا بھول جائیگی چالاک نے کہا واہ واہ محلدار صاحب آپنے تو مجھپر بہت بڑی تہمت رکھی ہے مین مردون کے نام سے جلتی ہون آپنے دیکھا ہوگا آج تو کئی دن سے پانچ چار نوجوان بن بن کے آتے ہین پشت پر باغ کے دن بھر کھڑے رہتے ہین یہ بھی انکے بیان سے معلوم ہوا کہ میری تلاش مین آتے ہین مین نے نگاہ اٹھا کے بھی نہین دیکھا آپ آج ایسی باتین کہتی ہین مین تو اب پڑی بیٹھی ہون باہر نکلنا کیسا محلدار نے کہا مین نے اسیواسطے کہا تیری بڑھیا نانی جب آتی ہے منت کرکے کہہ جاتی ہے بوا محلدار اس اچھال چھکا سے ذرا خبردار رہنا جا بجا سے رقعے شادی کے آچکے ہین ایسا نہو کوئی سسرال سے تیری تحقیق کرنے کو آئے جاکے مشہور کردے کہ دلھن تو دوڑی دوڑی پھرتی ہے کیسی بدنامی ہوگی چالاک آگے بڑھتا ہوا اندر آیا دیکھا باغ نہایت پر بہار عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہے ہین سرو لب جو قمریون کی کوکو سے نوجوانان چمن نکھرے ہوئے سبز سبز پتے شاخین پھولون سے لدی ہوئی بلبلون کی یہ حالت کہ بہلاوے گل مین پھولے لگے بیٹھی ہین غزلین بہاریہ گاتی ہین

نظم

ظہور داغ محبت ہی یون مرے دل سے
نکالے دل سے خزان کا یہ خار خار بہار
شباب کا ترے اے یار رنگ لا کے رہی
ترے فدا ترے صدقے ترے نثار بہار
نمود کی خط مشکین نے لالہ رو رخ پر
پلا شراب کا کھلوائی ہے شکار بہار
کرم سے ابر کرم کے ترے یہ فیض ہے عام
چہار فصل مین آنکھون سے ہے دوچار بہار
نظارہ دیدۂ بلبل سے کیجیے اب کے
دکھائے حسن کی تاب ہے جیسے کہ یار بہار
چمن کی جیسے ہو پروردۂ کنار بہار
چمن کی سیر مین مجھ مست کو لاتی ہے باد
بلا سے عالم آشوب روزگار بہار
پیادہ پا ہون پری کی تلاش مین پھرتا
یہ داغ چھوڑ چلی اپنا یادگار بہار
وہ رنگ و بو بدن یار مین جو ہے پنہان
نرا دیا ہوا رکھتی ہے اعتبار بہار
شگفتہ ہوکے نسیم سحر سے غنچہ ہون گل
خدا جو چاہے تو آتش ہو سازوار بہار
یہ عشق ہو کہ پکارا کرے ہزار بہار
فراق یار مبدل وصال سے ہو جائے
دکھائے آتش گل آب خوشگوار بہار
شگفت غنچہ سے آتش گل کو آتی ہے پیدا
جنون کو رکھتی ہے سر پر مرے سوار بہار
کنار جوے چمن جھومتے ہین مست ترنگ
شگوفے ایسے کھلایا کرے ہزار بہار
تصور رخ رنگین مین بند رکھتا ہون
اٹھائے پردۂ روے نقابدار بہار
ہر سمت جوش بہار بلبلون کی پکار

بلبل کی فریاد گل نہین سنتے قمری کو فریاد سے فرصت نہین سرو لب جو کو محبت نہین چالاک یہ تماشا دیکھتا ہوا بارہ دری مین آیا دیکھا دو سو نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین بارہ دری مین جمع ہین تخت زرین بیچ مین بچھا گرد کرسیان بچھی ہین گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی کھانے رنگا رنگ کے گلدستے جا بجا چنے ہوئے

نظم

آئنہ قد آدم جسپر روح سکندر نثار ہوتی تھی
جوڑے سنگ کوہ طور کے تھے
جھاڑ سب ایک ڈال نور کے تھے
آئنہ تھا کہ باغ جوہر تھا
زور دیوار گیر پر نیہ بہار
بے تکلف دل سکندر تھا
گلشن بستان شاہد دیوار

ہر طرف سامان عیش و عشرت جملہ اسباب راحت مہیا چالاک ان سب مین ملکہ بنا بیٹھا سبکے ساتھ مسخرہ پن کر رہا تھا کسی کے سینے پہ ہاتھ رکھدیا کہا ارے کیا ابھار ہے کسی کا دوپٹہ نوچ لیا کنیزین کہتی ہین اری شمشاد آج تجھکو کیا ہوگیا ہے اپنے جامے سے باہر ہوئی جاتی ہے کہا صاحبو تم کیا جانو آج مجھپر کیا گذری ہے مین سوتی تھی خواب مین میرے سامنے جمشید آئے میرا ازاربند کھولنے لگے مین نے کہا کیا منظور ہے کچھ انگلی کو ہلا دیا مین نہ سمجھی کہ مطلب انکا کیا تھا مگر جب سے وہ سامنے سے گئے ہین دل گھبرا رہا ہے دل چاہتا ہے کہ چیخین مار کر روؤن گریبان چاک کرون

ایک دفعہ ہوا کہ انھون نے چلتے چلتے گلے پر ہاتھ رکھدیا کہا تجھکو علم موسیقی کا حاکم کیا لے اب جو خیال کرتی ہون تو راگ راگنیان سب سامنے معلوم ہوتی ہین ایک ایک راگ کے ساتھ راگنیان بہت ہوتی ہین یعنے تصور کرنا چاہیے کہ راگون کی راگنیان معشوق ہین ایک ایک راگ کے چھتیس چھتیس راگنیان ہمراہ ہین کلیان مجھسے تو باتین کر رہا ہی کلیان کی دھن مین ہین یہ غزل گاتی ہون دیکھو تجھے گانا آیا یا نہین آیا یہ کہکے گنگنائی اور یہ اشعار پر بہار زبان پر آئے

نظم

دیکھا ہی ہمنے خوب نشیب و فراز دہر
نہ گل زمین پر ہی نہ ماہ آسمان پر
اسفل نہین ہی فیض سے اعلیٰ کبھی نہیں
حالت فرشتون کی ہی تباہ آسمان پر
سفلی ہو گو کہ پر لگین لیکن ہی نارسا
ہی آفتاب صاحب جاہ آسمان پر
رفتار یار دیکھکے ایسا ہوا ہی گم
پھینکے اگر وہ تیر نگاہ آسمان پر
تا سیح بھلا دیا ہی وطن کو جو اسقدر
تجھ تیرہ دل کی پہونچے جو آہ آسمان پر
آنسو زمین پہ ہین تو آہ آسمان پر
ہی چاند مثل عارض جانانہ آفتاب
مہتاب ہی زمین پہ ماہ آسمان پر
میری زمین شعر کا دیکھے جو ہر سبب
پہونچے کبھی ہوا سے نہ کاہ آسمان پر
ایسا اچھال تا ہی مجھے اضطراب دل
ملتی نہین ہی راہ کو راہ آسمان پر
ہر شب نہ تیرے در پہ گدائی اگر کرے
شاید مسیح کو ہو رسائی آسمان پر
سیارے ہون تمام سیاہ آسمان پر
خالی نہین ہی جلوۂ جانان سے میری جا
دعویٰ زمین پر ہی گواہ آسمان پر
رکھتے ہین کس اداسے زمین پر قدم حسین
تحقیر سے کرے وہ نگاہ آسمان پر
دیکھین جو تجھسے آکے مقابل زمین پہ ہو
ہوتا ہون گہ زمین پہ گاہ آسمان پر
بے شبہ شتر طائر آسمی دم شکار ہو
ہرگز نہ آفتاب ہو نہ شاہ آسمان پر

چہار طرف سے سب کنیزین آکر بارہ دری مین جمع ہوئین ایک ایک کہتی ہی اری تمنشاد آج تو تو نے غزل کسطرح گائی ہی کلیجہ نکال لیا یہ تجھکو کسنے سکھادیا تمنشاد کہتی ہی تم کیا جانو مین قربان ہو جاؤن ساحری جمشید کے ارے مین نے بڑا دھوکا کھایا وہ ازار بند کھولتے تھے مین نے انکا ہاتھ جھٹک دیا اگر مان جاتی تو نور قدرت پیٹ مین اتر آتا انھون نے میرے گلے پر ہاتھ رکھدیا اسی کی تاثیر ہی اور بہت سی باتین مجکو آئی ہین اب کنیزون مین بیٹھے ہوے میان چالاک کھیل رہے ہین سب کنیزین ادب کرتی ہین کوئی کہتی ہی ارے تو تو تبرک ہو گئی ہی چالاک کہتا ہی بوا کیا کہون اگر مین ایسا جانتی مان لیتی پھر آسمان پر بھی جاتی وہان فرشتون سے آشنائی ہوتی پھر تو وہان سے بہشت مین جاتی میوے جھولی بھر بھر کے لاتی تم سبکو بانٹتی ایک نے کہا بوا اگر ایک دفعہ آئے اور خالی گئے پھر آئینگے ابکی مرتبہ انکار نہ کرنا چالاک نے کہا بوا اب نہین انکار کرونگی انکی صورت دیکھتے ہی لپٹ جاؤنگی جسمین وہ بھی ذرا شرمائین کنیزین کہتی ہین اری چپ رہ ارے خداوندونکی نسبت ایسی باتین نہ کہہ اب تو نئی خدائی ہی خداوند جمشید گویا قدرت بنکے بیٹھے ہین بھڑوے کو اپنی بہشت کی خبر نہین اب مین جابجا ضرور جاؤنگی بوا جہنم کا بھی حال تمسے کہونگی اندر نہ جاؤنگی دروازے سے جھانک لونگی میری نانی بڑھیا بڑی فیاض ہی کسی سے انکار نہین کیا لونڈون چھیڑی مشہور ہی بڑی نانی کہتی تھین ہم جہنم مین جائینگی مین جھانک کے دیکھون کی جو بڑی بی بیٹھی ہونگی انکو نکال لونگی پکارونگی چھوٹی نانی باہر نکل آؤ تمکو بہشت مین پہونچا دون جو وہان کے فرشتے روکینگے کہدونگی مجھے اختیار ہی خداوند ساحری جمشید کی منہ چڑھی ہون ایک آدھ فرشتے کو مار بیٹھونگی کوئی بول نہ سکیگا اور سب مردے مجھسے فریاد کرینگے کہ ہمکو بھی جہنم سے نکال لو بوا مین جواب بھی نہ دونگی پھر مقام پر ملک الموت کے جاؤنگی سب آسمانونکی سیر کرونگی لوگون کی زبانی سنتی ہون کہ آسمان پر بڑے بڑے عجائب و غرائب ہین گر بوا اگر راستہ بھول گئی تو گھر آنا

مشکل تر پڑیگا پھر ہمیشہ آسمان ہی پر رہو نگی تم سبھون پر ڈھیلے پھینکا کرونگی تم چنچو گی بیٹھو گی مین جواب بھی نہ دونگی صورت دکھلاکر چھپا یا کرونگی برس میں دو برس مین ساتون آسمان دیکھ لونگی کنیزین یا تو نپر چالاک کی ہنس رہی ہین بارہ دری مین کیا ہنگامہ ہی ایسی ایسی تانین لگائی ہین کہ کنیزین بلائین لے رہی ہین کہتی ہین شمشاد تو تو مزاج کی سیدھی تھی بڑا کمال یہ تونے پایا اب تیرا کوئی کیا کریگا چالاک بارہ دری مین دوڑتا پھرتا ہی کہتا ہی دیکھو صاحبو آپکے جمشید آگے ہین مجھے اشارے کر رہے ہین کہتے ہین آسمان پر چلو مجھے ڈر معلوم ہوتا ہی ایسا نہو وہان جاکر ساتھ میرا چھوڑ دین پھر مین کیونکر آؤنگی وہین رہجاؤنگی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر ابر سوسنی نمایان ہوا سب نے کہا ارے چپ رہ ملکہ آتی ہین اسنے کہا آنے دو کیا مین اُنسے ڈرتی ہون یہی نہ کہ نوکر ہون چاہے چھڑا دین مجھے اب کچھ پرواہ نہین ہی یکا یک ابر پھٹا ملکہ فیروزہ سوسن پوش ستانے مین سر جھکائے ہوے اُترین ہرچند کنیزین چاہتی ہین شگفتہ رہین ہنسی نہین آتی خرامان خرامان بارہ دری مین آئین سب کنیزین سلام کو جھک گئین گل اندام نے بڑھکر کہا واری آج تو نیا معرکہ درپیش ہوا آپکی خواص قدیم بی شمشاد کے خواب مین ساحری جمشید آگئے ہین اُنکی بات کا اعتبار نہ تھا غزل اُنسے ایسی گائی کہ دل بیچین ہوگئے ذرا حضور اس سے بات تو کرین ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا دوسری نے بھی بڑھکر یہی کہا جب دس پانچ کنیزون نے یہی کہا ملکہ خود ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہین جب دو چار نے ایک ہی مضمون کو بیان کیا تب ملکہ نے سر اُٹھاکر فرمایا کیون بوا شمشاد یہ سب کیا کہتی ہین شمشاد نے کہا حضور سنیے مجھکو ساحری جمشید گانا بتا گئے یہ کہکے گنگنائی پرانی غزل گائی نظم

وہ چلا جان چلی دونون یہان سے کسکے
چور ہی شیشۂ دل سنگ ستم سے پس کے
کس برو سے ستمگر سے ملا دل افسوس
اگ بجھاتے ہی وہ گردیپھر و نہین جسکے
لذت مرگ سے ہجران مین دعا ہی کہ خدا
جب عدو باعث گرمی ہون تری محفل کے

کشتۂ حسرت دیدار ہین یارب کس کے
اسکو تھامون کہ اسے پانون پڑون کس کسکے
مجھکو مارا مرے حال متغیر نے کہ ہے
کسپہ دیوانہ ہوا ہوش گئے ہین اسکے
نالۂ رشک نہو باعث درد سر مرگ
یہ مزا ہو نہ نصیبون مین کسی انجس کے
یار مومن سے بھی ہین مدعی طبع رسا ان

نخل تابوت مین جو پھول لگے نرگس کے
پانون تربت پہ مری دیکھ سنبھلکر رکھنا
کچھ گمان اور ہی دھڑکے سے دل ہو جسکے
بخت پروانہ سے قربان عدو ہون جینے
غیر کے سر پہ لگاتا ہی وہ صندل گھس کے
کیون نہ ہم شمع کے مانند جلین رو رو کر
واہ افکار تران اد منۂ یا بس کے

اس سوز و گداز سے چالاک نے اس غزل کو گایا کہ ملکہ نے گھبراکر کہا اری شمشاد تو نے تو کلیجہ ملڑا لا یہ غزل کہان سے یاد کی کہا حضور ساحری جمشید سب بتا گئے میرے گلے پر ہاتھ رکھا اب تو ملکہ متوجہ ہوئین چالاک نے ہنس ہنس کے باتین کرنا شروع کین ملکہ ہنس رہی ہین وہ جو کنیزین ساتھ آئی ہین وہ اشارے کر رہی ہین ای شمشاد اسی طرح کی باتین کر ملکہ صحرا سے بہت کبیدہ آئی ہین بات نہین کی خود بخود مبتلاے غم و الم ہوگئی ہین ملکہ نے ہاتھ شمشاد کا پکڑ لیا کمرے مین اگر بیٹھین پکار کر آواز دی یہان کوئی نہ آئے چالاک نے کہا حضور میرے خواب مین ساحری جمشید آئے سب کمال بتا گئے مجھے ہاتھ لگایا مین نے ہاتھ اُنکا جھٹک دیا بہت شرمندہ ہوے اہل مطلب کے خواہان تھے مین نے اسکو نہین مانا صنم گویا کو کہتے تھے یہ بڑا جھوٹا ہی اور یہ بھی کہتے تھے ہمارا بھائی کبھی آسمان پر نہین جاتا یہ نہین باتین بنایا کرتا ہی ملکہ فرماتے تھے ہماری بندی خاص الخاص فیروزہ سوسن پوش ہی ہم اُسکو تمام دنیا کا بادشاہ کرینگے عقاب و صنم گویا سب مارے جائینگے مگر یہ تو ارشاد فرمائیے آپنے طاؤس کے ساتھ کیا کیا ملکہ کا دل تو غم و الم سے بھرا ہوا ہی کہا مین اُسکے ساتھ کیا کرتی لاکر قید کر دیا فلان مکان مین قیدی نگہبان بیٹھے ہین ای شمشاد کیا کہون میرے دلپر خود بخود ہجوم غم و الم ہی دیکھون اب کیا ہوتا ہی مقدر میرا مجھکو کیا دکھاتا ہی میری تو یہ کیفیت ہی نظم

فصل بہار میں سد بادۂ خوشگوار کو
ساغر پیش کرد ہر غنچہ رسمے خمار کو
گل بچمن کشادہ رو وعدۂ وصل سالہا
دست حنا نگار نیست دست بخون نگار کو
وعدہ بعشر تم دہی فصل بہار زندگی
دست بہ بست و دامنت رشتۂ اختیار کو

بر سر رہ نشستہ گل زمزمۂ ہزار کی
گشتہ ہوائے بوستان تو بشکن ز نیچہ
سہل بود نشستنم دیدۂ انتظار کو
گوشہ نشین دل کنم دیدۂ دل زمانہ را
گردش دور دون پرست اینہمہ اعتبار کو
گر چشیدۂ چاشنی شہادنے

گل بچمن کشادہ دست چادر خ خلگون
ساز نوائے بلبل و ساقی گلعذار کو
بوالہوسان عاشقی بستہ حنا بدست
بہر نمودن زخت قول کجا قرار کو
آنکہ نوشتہ میدہی فتوی باختیار من
روشنی چراغ کو لوح سر مزار کو

چالاک گھبرایا دل مین کہتا ہی یہ تو کسی پر عاشق ہی غضب کلام مین سوز و گداز ہی ابھی بیقراری آغاز ہی قدمون سے لپٹگیا کہا واری برائے خدا مجھسے مفصل حال کہیے اسطرح چالاک نے جو دلدہی کرکے کہا ملکہ سمجھی سچ کہتی ہی ساحری جمشید پر نے خداوند ہین صنم گویا خود پسند ہین اسی کی معرفت سب کام نکلے گا گلے مین ہاتھ ڈالدیا کہا ای شمشاد کیا کہون عجب معرکہ گذرا مین جنگل مین واسطے سیر کے گئی تھی پہاڑ پر بیٹھی صحرا سے گرد اڑی نوبت نقارے بجے مین پلٹ کے دیکھا صاحبقران زمان گھوڑے پر سوار بڑے جاہ و جلال سے چلے آتے ہین شمشاد مین سچ کہون مین نے آجتک ایسی صورت نہین دیکھی حشمت شوکت لیاقت جرأت صولت سخاوت جلالت سب کے سب مثل چاکران کمترین ہمراہ تھے اگر تجھسے ہوسکے تو کسی طرح پیغام و سلام صاحبقران تک پہونچا اگر صورت دکھادے تو سراسر تیرا احسان ہی چالاک نے کہا یہ کنیز اسی سرزمین پر صاحبقران کو بلادیگی چالاک تو یہ چاہتا ہی کہ کسیطرح حماؤس کو چھڑاؤن مگر حال عشق فیروزہ سنکر دل سے کہتا ہی ای چالاک صاحبقران بھی کیا صاحب اقبال ہین کہان جاکر عاشق ہوئی اسکی تدبیر تو کیجائیگی مگر اس سے میل کرتے عقاب صنم گویا کو مارنا چاہیے کسیطرح حیرت جادو قید سے چھوٹے ایسا نہو وہ پروردۂ مہد ناز و نعم اس غم و الم مین دشمن کے ہاتھ ہلاک ہو جائین مگر ای چالاک بڑا افسوس یہ ہی کہ عقاب خود اسپر عاشق ہی میرا رنگ کیونکر جمے یہ سوچکر ملکہ کو تسکین دی ملکہ سے یہی کہتا ہی آپ نہ گھبرائین مین جسطرح سے بنیگا صاحبقران کو آپسے ملاؤنگی اگر آپکا عشق صادق ہی ضرور کشش دکھائیگا انکے بھی دل پر تاثیر ہوگی ادھر سے بھی تدبیر ہوگی اسطرح باتون مین ملکہ کو بہلایا مگر یہ بھی دل سے کہتا ہی اب اسکا قتل کرنا مناسب نہین ہی یقین ہی کہ مطیع اسلام بھی ہو افسوس ہی کہ یہ مشرق مین وہ مغرب مین ورنہ کسی حیلے سے یہانتک انکو لاتا ولولۂ جنون اور بڑھتا اسطرح کے وعدے کرکے ایسی باتین کین کہ ملکہ کو تسکین ہوئی فرمایا ای شمشاد اگر تو نے اس مقدمے مین کوشش کی اور مین صاحبقران سے ملی وہ تیرا مرتبہ مین کرونگی کہ عالم عالم رشک کرے چالاک نے کہا مین کوئی بات اٹھا نہ رکھونگی آپ چلیین حضور محفل مین مغنیین گانا سنین کہی علم مجھکو ساحری و جمشید دیگئے ہین خوش آواز ہو نیکو ساعت فرمایے کسی کی کیا مجال جو میرا مقابلہ کرسکے ملکہ چالاک کے کہنے سے اٹھین محفل مین آکے بیٹھی چالاک نے سازندون کو اشارہ کیا ساز درست کرو ساز آراستہ ہوے ساز سازکیے ہوے تھے جب ساز درست ہوچکے چالاک نے ملکہ سے آنکھین ملا کر غزل گائی غزل

باربا بر دیدن آئینہ مائل کردہ ام
نامہ بر امروز مرغ نیم بسمل کردہ ام
ساکن دیر و حرم باہم غبار خاطر اند
من نمک در مغز تشنیع تو داخل کردہ ام

مہر و ماہے تازۂ باہم مقابل کردہ ام
دعوی خونم بقصر زندان من کی میر ساد
من بہر جا پیکر رفتم خانہ در دل کردہ ام
داشت خط بندگی از من زخ ہوی تو

شرح بیتابی فراوان بود بہر اختصار
سنگ خون خود بمنت وقف قاتل کردہ ام
با لبیحان زاہدان امروز ساغر میزنم
آرزو خط منش آن شوخ باطل کردہ ام

بخاک کوی تو تا گرد و دو سر مہ چشم رقیب این ذر کیمیا ز سحر عشق حاصل کردہ ام	من ز خوناب جگر آن خاک را گل کردہ ام بسکہ سودایت تنم کاہید ہنگام بہا	سینۂ من کان صد چو ہر بدالا در دل من ز موج اشک خود دریا سلاسل کردہ ام

ملکہ بیقرار ہو گئین چالاک نے اپنا رنگ جمایا شراب کا چرچا شروع کیا ملکہ نے خود حکم دیا گلابیان شراب کی اور
کشتیان کباب کی لاؤ چالاک نے اپنے طور سے اُسمین بیہوشی ملائی یہ بھی خیال ہی کہ یہ عاشق جمال حمزہ ہی مگر
تنہو اسکو کوئی ملال نہ پہونچے اول جام ملکہ ہی کو دیا کنیزون سے کہا تم بھی پیو سب کنیزین پینے لگین چالاک
نے ملکہ کو کئی جام پلائے کنیزین مع ملکہ بیہوش ہوئین چالاک دوڑا قریب قیدخانے کے آیا طاؤس کی زبان
سے سوزن نکالا طاؤس ہوشیار ہوا قید سحر دور کی کہا ای چالاک بڑا کام کیا فیروزہ کو نہ چھوڑو یہ سحر مین
بڑی کامل و اکمل ہی چالاک نے کہا ای طاؤس مین تنہائی مین اس سے تمکو ملاؤنگا خدا کی قدرت کہ یہ حمزہ
صاحبقران پر عاشق ہوئی ہین نے سب حال ابھی پوچھا بھلا کیا ہین اسے زندہ چھوڑنا چاہتا ہی طاؤس
کے پر پرواز پیدا کرنے اور نکلجائے عقاب شعبدہ باز صحبت مین صنم گویا کی بیٹھا ہی قفس ملکہ حیرت جادو کے
سامنے رکھا ہی یہ بھی آج ملکہ حیرت جادو کو سمجھا رہا ہی کہ صنم گویا نے کہا ای عقاب ملکہ فیروزہ نے طاؤس کو
لیکر قید کیا ہی مجھکو ڈر ہی کہ وہ عیار کہین وہان نہ پہونچے تو غضب ہو یہ سنتے ہی عقاب گھبرا گیا کہا یا خداوند
مجھکو بھی خیال تھا آپ کے خوف سے کہ نہ سکتا تھا صنم گویا نے کہا اب تم ایک تدبیر کرو ملکہ فیروزہ کو ہماری صحبت
مین چھوڑو کہ ہم تقدیر کرکے اُنکا جمال جاہ و جلال بڑھائین کبھی کبھی اُنکو آسمان پر بھی لیجائین یہ تو تحریر کر چکا
ہون کہ صنم گویا کی طبیعت فیروزہ پر مائل ہوئی اسطرح اسنے عقاب سے کہا کہ اسکو ناگوار ہوا کچھ جواب نہ دیا
خاموش ہو رہا نقشہ جھولی سے نکالا نقشے کو دیکھتے ہی سر پیٹ لیا صنم گویا نے پوچھا ارے کیا ہوا عقاب نے
کہا یا خداوند غضب ہو گیا وہ عیار مکار غدار صحبت فیروزہ مین پہونچ گیا مین جاتا ہون ذرا آپ خیال رکھیے گا
یہ کہکے تڑپا بلند ہوا اُسوقت پہونچا کہ چالاک و طاؤس باتین کر رہے ہین کہ آسمان سے آواز آئی او عیار
مکار او طاؤس نمک حرام منم عقاب شعبدہ باز یہ کہکے سحر کیا چالاک تو کود کر اک غار مین گرا طاؤس اور
عقاب مین سحر چلنے لگا طاؤس لڑتا جاتا ہی سنگریزے اٹھا کر مارتا جاتا ہی عقاب پر شعلہ ہاے آتش گر رہے ہین
یہ دفع کر رہا ہی طاؤس بھاگا جب عقاب سحر اُتار چکتا ہی تو جھپٹکر قریب آتا ہی ہر مرتبہ یہی نعرہ ہی کہ ای مکار
کیون مجھسے بھاگتا ہی طاؤس کچھ جواب نہین دیتا ہی چاہتا ہی لڑبھڑ کر نکلجاؤن عقاب ساحر زبردست
ہی ایک محل کے سامنے مین دوڑ گئے دونون پہونچے سحر ہونے لگے ایک طرف سے آواز آئی ای عقاب نہ گھبرانا
مین آپہونچا عقاب نے پلٹکر دیکھا کہ خداوند صنم گویا چلے آتے ہین عقاب خوش ہو گیا کہا یا خداوند آپنے بڑا
احسان کیا یہ ظالم آج میرے برابر سحر کر رہا ہی گرفتار نہین ہوتا مین عین وقت پر آیا عیار تو نکل کے بھاگ گیا
یہ کہ رہا تھا کہ صنم گویا قریب پہونچا کہا مار گولہ کہ سر اسکا پھٹجائے سحر سخت کر عقاب نے بڑھکر جیسے ہی گولہ مارا
طاؤس تو بچا صنم گویا نے عقاب کے گلے مین حلقے کمند کے ڈالدیے ارے کہکے یہ پلٹا ایک جہاب مارا اور
نعرہ کیا نعرہ چالاک

منم چالاک زمانم اوج یابد ہنر و فطرت	منم عیار طرار جہان گرد نمی آید صبا در پیش راہم	بہ پیشم میتود ورنہ صبانہ خلیفہ اولم چالاک نامم	منم ولبند شاہ کرد فطرت عقاب گرانجر کھینچکر چلا

کہ عقاب کو مارون طاؤس تو وجد مین آیا پکار کے آواز دی ای چالاک کیا کہنا کار نمایان کیا اگر اسکو مار لیا
خدائی تو صنم گویا کی زوال ہو گا اُس ملعون کو بڑا ملال ہو گا چالاک نے چاہا خنجر مارون یہان صنم نے دیا نقشہ

دیکھ رہا ہی حیرت کا قفس رکھا ہی حیرت نے یہ بھی آنکھون سے دیکھا کہ برائے گرفتاری چالاک عقاب گیا اب بیٹھے
بیٹھے صنم گویا نے سر پیٹا مصاحبون نے سر پیٹا اور پوچھا یا خداوند خیر تو ہی صنم گویا نے کہا کیا کہون اُس عیار مکار
نے عقاب کو بیہوش کیا یہ کہکے ایک دو ہتڑ زمین پر مارا ایک باز سفید پیدا ہوا کہا اے باز نہ آنا عیار کو تاکنا
عقاب کو بچانا باز تڑپ کے گرا عقاب کی کمر مین پنجہ دیا لے اڑا طاؤس نے چالاک سے کہا بھاگو دونون
بھاگے حیرت نے جسوقت سنا کہ چالاک جانبازی کر رہا ہی عقاب بھی گیا بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگی
کہ ہم کارسازی خالق بے نیازی چالاک کے خدا تیری تعریف ہم کیا کر سکتے ہین اصل تو یہ امر ہی لطف سے

حمد یکہ گر گہر بود از وی دکان جان
شکر یکہ دل ادا کندش از بیان جان
حمد یکہ در عزیمت گلشن سرای قدس
بر اوج بارگاہ قدم ز آشیان جان
مانند آفتاب جہانتاب روشن ست
اندر جہان نیابم و یابم میان جان
تن زندہ چون بجان شد و جان زندہ شد بدو
چون فیض حق نزول کند ز آسمان جان

شکر یکہ پر شکر بود از وی دہان جان
حمد یکہ در قلائد انعام در کشد
بر بام عرش میرود از نردبان جان
باد انثار بارگہ واجب الوجود
آثار پادشاہی او در جہان جان
عالم نشان آدم و آدم نشان اوست
تن جان بخود شناسد و جان نیز جان جان
گر وصل دوست می طلبی جان بدہ معین

حمد یکہ جان بیان کندش از ادای دل
لولو ز بحر خاطر و گوہر ز کان جان
حمد یکہ چون ہما فگند سایۂ شرف
بستایدش مگر دل من از زبان جان
جان و جہانم اوست دلیحون بجویمش
ما ہمچون بدن نشان دل و دل نشان جان
در شورہ زار تن بدمد صد گل مراد
زیرا کہ سود عاشقی آمد زیان جان

حیرت بیقرار ہو رہی ہی کہ دیکھا باز لیے ہوے عقاب کو آیا صنم گویا کے آگے ڈالدیا آواز دی یا خداوند اگر چند منٹ
نہ پہونچتا سر اسنے کاٹ لیا ہوتا مین اُٹھا لایا عیار اتنی جلدی بھاگا کہ میرا پنجہ قابض نہو سکا آخر اسکو اُٹھا لایا
حیرت نے سجدۂ شکریۂ پروردگار عالم ادا کیا ہر مرتبہ یہی کہتی کہ چالاک کے خدا تونے بڑا رحم کیا کہ وہ بیچارہ
بچ گیا مگر واہ رے جانباز کسی وقت غافل نہین ہر وقت اسی فکر مین پھرتا ہی کہ فیروزہ کو مارا ہونا جانتے
عقاب نے بچایا عقاب کو لیا تھا باز پہونچا باز نہ آیا عقاب کو اُٹھا لایا بڑے کڑے ساحر سے وہ بچ گیا ہی
صنم گویا بہت جھلایا کہا ہوشیار کرو باز نے اپنے پر کا سایہ ڈالا عقاب کی آنکھ کھلی جھلایا ہوا اُٹھا صنم گویا نے پوچھا اے
عقاب یہ کیا غضب ہوا عقاب نے عرض کی جب مین پہونچا جا کر دیکھا کہ فیروزہ بیہوش پڑی تھی اُس ظالم نے طاؤس
کو رہا کیا مین پہونچا طاؤس کو تو مین نے لیا عیار اتنی جلدی نکل گیا کہ مین سحر نہ کر سکا یہ سحر کرتا ہوا چلا راہ مین مین تو
سحر کرنے مین مشغول تھا کہ آپکی آواز آئی مین خوش ہو گیا بس قریب آکے اسنے مجھے بیہوش کیا پھر تو قدرت نے مدد کی
میری جان بچ گئی عیار بلاے روزگار ہی مگر قدرت مین جا کے فیروزہ کو تو ہوشیار کرون کہا جاؤ یہ سب حال حیرت
نے قفس مین بیٹھے بیٹھے سنا بہت خوش ہوتی تھی جی مین کہتی ہی اے حیرت اصل یہ ہی کہ یہ عاشق صادق ہی کیا کیا کارنمایان
کیے ہین اگر چالاک کا قدم درمیان مین نہوتا اب تک قتل ہو گئی ہوتی گیا مین زندہ بچتی اب سنیے کہ ادھر عقاب جا کر پہونچا
باران سحر برسایا فیروزہ کی آنکھ کھلی اپنے باپ کو قریب پایا گھبرا کے پوچھا یہ کیا معرکہ تھا عقاب نے کہا مین نہ راضی تھا کہ
طاؤس تمہارے یہان قید ہو عیار نے آکے عیاری کی تم سبکو بیہوش کیا مین نے نقشہ مین دیکھا مین آٹھ پہر اسی
خیال مین رہتا ہون مجھکو دیکھتے ہی عیار بھاگا طاؤس سحر کرتا ہوا چلا راہ مین اسنے خداوند بنکر مجھکو بیہوش کیا
کیا جلد صورت بدلتا ہی سطرح کا اختیار ہی مگر قدرت نے مجھکو بچا لیا بی بی ہوشیار رہنا اسکے منہ مین خون لگا ہی جسوقت
پا جاویگا فوراً قتل کر ڈالیگا مگر دیکھا اسنے کہ فیروزہ اداس ہی کہا بی بی تمنے کچھ اور سنا قدرت سے اور مجھسے فساد ہوگا

مین ایسی مہملات باتین نہ سن سکونگا گھبرا کے فیروزہ نے پوچھا خیر تو ہی کہا بیٹا آج قدرت اپنے ہوش مین نہ تھے مجھسے فرماتے تھے
کہ اپنی بیٹی کی شادی ہمارے ساتھ کردو خاص یہ کلمہ نہین کہا مگر مراد انکی تقریر کی یہی تھی مین تو چپکا ہو رہا حیرت کا مقام ہو
مجھکو اسقدر ناگوار ہی کہ کیا کہون اسقدر وہ بلک بلک کے روتی ہی دل ہمارا دھڑکتا ہی کلیجے پر چھری چلتی ہی کسیطرح
وہ نہین مانتا زبردستی سے معشوق پر قبضہ کرنا کیسا مانے نہ مانے نہ مانے یہ سنکر فیروزہ بہت بگڑی کہا ای باپ
اگر میرے سامنے کبھی ذکر آیا وہ جواب سخت دونگی کہ قدرت بہت پریشان ہونگے بہ عنایت ساحری وحمشید وہ
آجکل بڑے زور و نیر مین ایک بیچاری مجبور کو جبراً و قہراً قید کیا وہ اپنی عصمت دینا نہین قبول کرتی یہانتک تو لالچ
دیا کہ بیچاری خدائی بنا دونگا مگر وہ نہین مانتی کسی کا کیا اجارہ ہی والد خیال رکھنا مثل حیرت کے میرے ساتھ نہ
بیش آئین مین اپنی جان دیدونگی عقاب نے کہا تمھارے ساتھ جبر نہین کرسکتے اگر اسکا ذکر کرینگے تو ہم سد باب
کرینگے تمھارے سامنے ذکر نہ آنے پائیگا بخوبی بیٹی کو سمجھا کے عقاب رخصت ہوا پاس جنغم کوہ کے آیا حال پوچھا
عقاب نے سب کیفیت بیان کی بعد جانے عقاب کے فیروزہ بہتر تڑپنے لگی تنہائی مین آکے بیٹھی دروازہ بند کرلیا
اپنے اوپر نفرین کر رہی ہی سوسن کہ بہت مقرب ہی دروازے پر کمرے کے آکر کھڑی ہوئی سنا کہ ملکہ رو رہی ہین اور
اُس بیقراری مین ان اشعارون کی آواز آرہی ہی کہ جنکے سننے سے دل بھر آتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی عجب سوز وگداز ہی نظم

ہی جلوہ ریز نور نظر گرد راہ مین
ظالم کہان وگرنہ اثر میری آہ مین
اتنی بھی تاب دوری خورشید طلعتان
وہ کیون شریک ہین مرے حال تباہ مین
اس نخرے پہ اُس سے دعوی حسن ایک نازنین
مجھکو بھی کچھ مزا نہ ملا تیری چاہ مین
ظالم کہین روا نہین عاشق سے احتراز
محسوب ہی جو عصمت یوسف نگاہ مین

آنکھین ہین کسکی فرش تری جلوہ گاہ مین
مت کیجیو دیر آنے مین کیا جانے کیا بنے
نقصان کیا کمال سے آیا ہی ماہ مین
ظالم وہ بیوفا ہی عدو جسکے رشک سے
اک مہر روشنی مرے روز سیاہ مین
ہی دوستی تو جانب دشمن نہ دیکھنا
کہدے اگر ہو شک سخن داد خواہ مین
مومن کو بیچ ہی دولت دنیا و دین نصیب

کیا رحم کی ہے غیر نے دی تھی وضاحت حسن
پھینکا ہی جذبہ شوق نے یوسف کو چاہ مین
جاتے دے چارہ گر شب ہجران مین ہاتھ ملا
اتنا کچھ آگیا خلل اپنے نباہ مین
شیرین پہ طعن کمی فرہاد کس لیے
جادو بھرا ہوا ہی تمھاری نگاہ مین
ابتک نہین گواہی اطفال سے ستم
شب تک رہے مین گذری ہی دن خانقاہ مین

سوسن گھبرا کر اندر گھس گئی ملکہ نے سوسن کو آتے ہوے دیکھا پایا تو پلنگ پر پانون لٹکائے ہوے لیٹی ہی ساق بلورین
کھلی ہوئی دوپٹہ ڈھلکا ہوا کرتی آب روان کی مسکی ہوئی آنکھون مین سرخی پپوٹے سوجے ہوے ہچکی لگی ہوئی ہی
چہرہ زرد ہو نوبرآہ سرد دل مین درد چہرہ پر گرد سوسن کو جو آتے ہوے دیکھا اپنے کو گرا دیا دولائی اوڑھ لی سوسن
دوڑکر قدمون سے لپٹ گئی سر اُٹھا کر زانو پر رکھا چہرے کی بلائین لین ترقی عمر کی دعائین دین جب ملکہ نے آنکھ کھولی تو
سوسن نے عرض کی واری یہ کیا حال ہی مین تو عجیب حال مین آپکو دیکھتی ہون بہت گھبراتی ہون ملکہ نے کہا
سوسن کچھ نہین میرے کلیجے مین درد ہی دیکھو پھندا پھنسا ہی سر مین خلل ہی جی بیکل ہی سوسن نے کہا واری مین یہ باتین
نہ مانونگی جسوقت سے کہ آپ پہاڑ پر سے بیہوش ہوکے گری ہین اُسوقت سے مین پوچھ رہی ہون آپ مفصل حال
نہین بتاتی ہین کیا خدانخواستہ ہم در انداز ہین خدمت مین سرفراز ہین آخر کنیزین غلام غمخوار کسدن کے واسطے
ہوتے ہین جو حال ہو کہیے انمین کوشش کرین یہی مین نے پہاڑ پر بھی عرض کیا تھا کہ سختی نہ فرمایئے مفصل حال بتلایئے
حضور نے جب بھی آرے بلے کرکے ٹالدیا تھا مفصل حال نہین کہا تھا اسوقت تو اس حال مین پاتی ہون کہ میرے
ہوش درست نہین رہے اگر ایک دو دن یہی حال رہیگا دشمنون کی زندگی کیونکر ہوگی فقط شمشاد سے جو باتین ہو

گئی تھین توحضور شگفتہ تھین مین کچھ سمجھ بھی گئی ہون مگر کہ نہین سکتی مالک کا خیال ضرور ہی قلب ناصبور ہی جب سوسن نے
اسطرح دل دہی کی تو ملکہ رونے لگی کہا کیا پوچھتی ہی کس زبان سے کہون نظم

ما سر بہوس در سر سودا نہ نہادیم / مجنون جنونیم و سر از ادب عشق
ما تشنہ لبانیم درین بادیہ اما / بے چشمہ تری روی بدریا نہ نہادیم
مردیم و لبے بر لب مینا نہ نہادیم / ہر جا کہ نہادیم قدم خار ستم بود
مستغنی بفغان کوش وران مرحلہ امروز / زادے ز پئے رہ فردا نہ نہادیم

مادل بہ غمت بیش تمنا نہ نہادیم
گستاخ قدم در رہ صحرا نہ نہادیم
ما جرعہ کشان مے عشقیم کہ مخمور
بے آبلہ پائی بزمین پا نہ نہادیم

سوسن نے کہا واری ان کلمات نے تو کلیجے کو تنگ کر دیا دل کو غم والم سے بھر دیا کیا کہین طبیعت گھبراتی ہی طریقۂ کلام سے تو ظاہر ہی نام بھی فرمایئے کہان ایسا اتفاق ہوا پہاڑ پر جاکے یہ سختی پڑی وہان کس سے نگاہ لڑی فیروزہ نے کہا ای سوسن مین پہاڑ پر گھر رہی تھی کہ سواری امیر عالی شان حمزۂ صاحبقران زمان کی گذری مدت ہوئی میرے کتبخانے مین ایک کتاب نکلی تھی نام اسپر نوشیروان نامہ لکھا تھا جب مین نے کھولکر دیکھا تو صاحبقران کا ذکر تھا اول نوشیروان سے بوجہ جنگ فساد ہوا کئی ملک نوشیروان کے لیے سپاہ گری کو زور ہوا آخر مین ایک پہلوان تھا حشام بن علقمہ خیبری اُسنے نوشیروان کو پکڑ لیا تاج وتخت اپنے قبضے مین کیا مگر دوسرے وزیر نوشیروان کے خواجہ بزرجمہر حکیم نہایت فہیم تھے وہ حشام کو بہ اعزاز واکرام شہر مین لائے کہا تمکو شاہ نے اپنا ولیعہد کیا بعد کئی دن کے یہ بھی اُس سے کہا کہ خانہ کعبہ مین ایک لڑکا ہی کہ حمزۂ عرب اسکا نام ہی شاہ نے اسکو بیٹا کیا تھا اُسنے بغاوت پر کمر باندھی کئی ملک شاہ کے لے لیے تھے تم اُسکا سر لاؤ بخوبی سلطنت کرو وہ اپنے غرور مین لشکر کشی کر کے گیا صاحبقران نے اسکو مار لیا تاج وتخت اپنے قبضے مین کیا شاہ کو لکھ بھیجا کہ تاج وتخت حاضر ہی اگر حکم ہو مین لیکر آؤن یا منگوا لیجیے شاہ نے بلوایا جب صاحبقران دربار نوشیروان مین آئے تخت بچھایا تاج بعد مدت سر پر شاہ کے رکھا اُسی زمانے مین صاحبقران واسطے سیر کے باغ مراد مین گئے مہر نگار دختر نوشیروان عالیمقدار پر عاشق ہوے وہ بھی انپر مائل ہوئین اس عشق کا بیان اس کتاب مین تھا مین نے مہینون اُسکو دیکھا اب اُنکا سامنا ہوا اُنھین امیر حمزۂ صاحبقران زمان کو پشت مرکب سہ چشمی پر دیکھا اُسوقت سے دل ہاتھ سے نکل گیا اور ای سوسن یہ جو تو نے کہا کہ مین نے شمشاد سے بدل دہی کلام کیا یہ عمرو عیار کا بیٹا تھا اُسی نے عیاری کر کے طاؤس کو رہا کر لیا اُسکے طرز کلام سے مین سمجھی کہ وہ حیرت جادو پر عاشق ہی چاہتا ہی جان دون مگر حیرت کو رہا کرون اُسنے مجھسے باتون مین وعدہ کیا ہی کہ مین صاحبقران سے ملنے کی تدبیر کرونگا مراد اُسکی یہ تھی کہ طاؤس کو رہا کرون سکو اُسنے بیہوش کیا مگر وہ کچھ کسی کو ہاتھ نہین لگا یا مجکو بیہوش کر کے طاؤس کو لے کے چلا گیا یہان یہ قیامتین برپا ہوئین اور تو نے سوسن کچھ سُنا قدرت مجھپر عاشق ہوے ہین آج والد بیان کرتے تھے ایکبیچاری آفت کی ماری اپنے ملک کے لالچ مین بہاگی تھی اُسکو پکڑ کے قید کر لیا زبردستی خواہان وصل ہین اب مجھ بد نصیب پر نگاہ ڈالی ہی دیکھیے اسکا کیا انجام ہلو اگر انھون نے میرے منہ پر کہا مین اپنی جان دونگی یہ اُفتاد تو مجھپر غیب سے پڑ گئی مین گئی واسطے سیر کے وہان شکار ہوئی بالکل بیکار ہوئی اب بتلاکہ مین کیا کرون دل تو کسی طرح سے قابو مین نہین ہر چند سمجھاتی ہون دل کو قابو مین نہین پاتی ہون نظم

دور ہی صیاد مین مانند مرغان قفس
صاف جام چشم مین ہے بادۂ مینائے دل

فصل گل آئی ہوا پھر جوش سودائے دل
سینہ صد چاک ہین ہر دم نہ کیون چلائے دل
عمر ہی کوتاہ کیا طے ہو سکے راہ دراز

موج مے ہو سائبان زنجیر بہر پائے دل
ہجر ساقی ہین مرے آنسو نہین ای میکشو
کوچۂ گیسو سے اب پہلو مین کیونکر آئے دل

کب ہوا میرے نظر بازی سے عالم مطلع
کیا بتاؤں مین نشان ساحل دریای دل
تھا ادھر برگ خزان کا شور ادھر زنجیر کا
ہوگئی بالیدہ کیا عرش قد بالاے دل

نہ فلک مین پردہ ہے دیدۂ بینای دل
ہی جو دل اسمین گذر رہتا ہی اُس محبوب کا
جوش گل سے بیشتر ہی جوش پر سودای دل
یاد آیا مجھکو مجنون آپ مجنون ہوگیا

ابتدا و انتہا موج ازل ہی اور ابد
اسلیے ہر ایک کی آغوش مین ہی جای دل
ڈر ہی جلجائے نہ نکلے سے کہین فانوس شمع
دامن صحرا سے ہجر کی آتش [illegible]

سوسن نے کہا واری میرے نزدیک تو یہ بہتر ہی کہ اُس عیار کو بلا لیجیے حال تو وہ ابکی زبانی سن ہی چکا ہی اُس سے ظاہر کام کیجیے بلکہ اُسکی مدد کرین دیکھیے اُسکی دل کی مراد کیا ہی ملکہ فیروزہ نے کہا طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ حیرت جادو پر عاشق ہی حیرت کے رہائی کی تدبیر کیجائے وہ بھی اسی واسطے جانبازی کر رہا ہی ورنہ عقاب ابر سوار سے اُسے کیا مطلب اٹھ پہر اسی فکر مین پھرتا ہی گرفتار بھی ہوگیا تھا مگر وہ تو شعلۂ جوالہ ہی اُسی وقت قید ہوا اُسی وقت اُسنے چھوٹکر عیاری کی اب تو یہ تدبیر ٹھہری سوسن نے کہا مین جا کر اُس عیار کو لاتی ہون اُس سے حال مفصل کہا جاے دیکھیے اسکی کیا صلاح ہی ملکہ نے کہا تمکو اختیار ہی مجھپر جو گذری تھی وہ بیان کر دیا سوسن نے کہا واری مین ابھی جاتی ہون اور تلاش کر کے لاتی ہون یہ کہکے سوسن چلی چالاک جو اس عیاری سے چھوٹا پاس افریخ جادو کے دوڑا ہوا آیا افریخ نے کہا ای متروالا گہر کہو کیا کیا چالاک نے کہا طاؤس کو تو مین رہا کر لایا طاؤس کو افریخ جادو سے ملوایا افریخ جادو بہت خوش ہوا کہا ای مہتر نیرنگ تمکو عقاب ابر سوار یاد کرتے تھے کل سے کئی مرتبہ پوچھا ہی تو بہت بیقرار ہین یہ ذکر تھا کہ ایک دفعتا ہوا لشکر مین عقاب کے ہنگامہ پڑ گیا ایک ابر چھایا اندھیرا ہوا بجلیان چمکین ٹوٹ ٹوٹ کے زمین مین گرین غبار بلند ہوا عقاب گھبرا کر بارگاہ سے نکل آیا چالاک و افریخ و طاؤس باہر آئے سب عقاب نے مشعلین سحر کی جلائین زنگین وین سامری جمشید کو پکارا بعد عرصۂ دراز وہ آفتین دفع ہوئین دیکھا چار ہزار آدمی کے سر کٹے پڑے ہین چار سو جوان گریبان پھاڑ کر دیوانے بنے روتے پیٹتے طرف صحرا کے نکل گئے ہر طرح انکو روکا روکنے پر بگڑتے تھے اپنے دوستون سے لڑتے تھے کہتے تھے ہمارے تقدیر مین دخل نہ دو ہمین طرف صحرا کے جانے دو جنگل مین جائینگے قبر مجنون پر جا کے فقیر بن کے بیٹھینگے فرہاد ناشاد کا سوگ رکھینگے موت کا مزا چکھینگے جو تقدیر کو منظور ہو یہان رہنے کو دل نہین چاہتا ایسے ایسے کلمات کہتے ہوے طرف صحرا کے نکل گئے یہ سب حال عقاب نے دیکھا چالاک کو دیکھکر عقاب نے کہا مہتر نیرنگ کہو کہان تھے چالاک نے کہا حضور مین نے عقاب کی بیٹی کو جا کر بیہوش کیا جانبازی کر کے طاؤس کو چھڑایا عقاب شعبدہ باز وقت پر پہونچا اُسنے چاہا تھا طاؤس کو پکڑنے مگر خدا نے بچایا عقاب نے کہا ای مہتر نیرنگ چار ہزار آدمی مرے پڑے ہین یہ خوب جانتا ہون کہ یہ شعبدہ سحر صنم گویا کا ہی یہ میرے دل کو یقین ہی کہ اب اُسنے سحر کیا چالاک نے کہا انشاء اللہ امروز فردا مین تدبیر ہوئی جاتی ہی عقاب گھبرایا ہوا ہی کہا ای مہتر نیرنگ بیس ہزار آدمی اسطرح سے ضائع ہو چکے ہین اب مین کیا تدبیر کرون مگر ڈرتا ہون عقاب نے کہا مین بھی آج فکر مین حیرت کی لگتا ہون ہر چند سب نے سمجھایا عقاب نے نہ مانا کہا ای مہتر نیرنگ مین کیا کہون میری عجب کیفیت ہی زیر شب غم کھا جائیگا اب صبر نہین ہو سکتا ہی ہر چند ضبط کرتا ہون دل نہین مانتا شعر جگر کو جبر قاتل دیکھتا تھا ٭ جو پوچھا مین کہ سا دل دیکھتا تھا ٭ دیگر نہ سمجھ مین ہی نہ بتاتا ہی یار دل میرا ٭ یہ کیا ہوا مرے پروردگار دل میرا ٭ خود فراموش ہون سحر بھی نہین یاد آتا یہ کیفیت ہی نظم

بیٹھے بیٹھے جو تری بزم مین دل بھر آیا
کوئی کیا پوچھے پھر اُس دل سے کہ کیون گھبرایا
ہم یہ سمجھے کوئی ارمان دلی بر آیا
جو یہ کہتا ہو خدا جانے مین کیسے آیا
کسکو ٹھکرائینگے وہ مست چلی [illegible]

کب کی امید تھی کب فتنۂ محشر آیا
پیار کی باتین تھین یا ہمسے بیکایک تسدبگل
رک گیا تھسے گلے تک جو وہ خنجر آیا
پھیر لی تمنے مری سمت سے کروٹ شب وصل
پہلے مین دیکھنے اس ترک کے تیور آیا

تھا مجھے روز ازل بھی یہی رونا دل کا
کیا وہ بگڑے ہین بدی پر جو مقدر آیا
دیکھو بے پردہ نہونا ابھی آنکھون کی دم
غیر کا دھیان کچھ اسوقت مقرر آیا
ای جلال اور مین بیتاب ہوا جاتا ہو

اسے پہلو مین مرے کیون یہ ستمگر آیا
یہی خوبی تری تقدیر کی ای حسرت بیج
مر گیا کوئی یہ کیونکر تمھین باور آیا
قتل کرنیکو بلایا جو خفا ہوکے مجھے
کیون تسلی کو مری قاصد و لبر آیا

چالاک نے کہا آپ گھبرائیے نہین مین ملکہ حیرت جادو کو چھڑا کر لاؤنگا عقاب نے کہا مین تو آج ضرور جاؤنگا شاید کچھ بہتر ہے اگر سامنے سے صنم گویا کے نہ اٹھا لایا تو اپنا نام نہ پایا ای مہتر نیرنگ مین سحر مین اُس سے کم نہین ہون فقط کمی یہ ہی کہ وہ اپنے گھر مین بیٹھا ہی مین اپنا ملک چھوڑ کر آیا ہون اس وجہ سے وہ شعبدے دکھاتا ہی بیس ہزار آدمی ضایع ہو چکے اب میرا کوشش کرنا واجب و لازم ہی جو تمسے ہو سکے وہ تم کرو مین آج دربار صنم گویا مین ضرور جاؤنگا جب خیال کرتا ہون کلیجے پر چھری پانی چلتی ہین چالاک نے کہا آپکو اختیار ہے غلام بھی جاتا ہی عقاب ابر سوار اپنے جسم پر اشیاء سحر آراستہ کرکے پرپرواز پیدا کرکے اک طائر کی شکل بنکے چلا چالاک نے دیکھا آج اسکے آگ لگی ہوئی ہی بیشک آج یہ جا پڑیگا ای طاؤس تم بھی ایکطرف چلو افریح سے کہا تمھارا آقا گیا ہی تم بھی اسکی فکر مین جاؤ اگر نہین معرکہ پڑجاے اور وہ جا پڑے تو شرکت کرنا افریخ جادو بھی چلا طاؤس بھی بلند پرواز ہوا چالاک بھی ایک جانب چلا بہ لباس عیاری آراستہ کرکے صورت تبدیل کرکے لشکر سے نکلا لشکر عقاب کے کئی مرتبہ کبھی برق گری کہ اُس سے سو دو سو کے سر اڑگئے کبھی آندھی سیاہ چلی ہزار دو ہزار آدمی اڑگئے کچھ لوگ دیوانے ہوکر نکل گئے لشکر عقاب تہ و بالا ہی لیکن چالاک ایک سپاہی کی شکل بنا ہوا جنگل مین پہونچا کہ اک طائر نے آواز دی ارے میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ چالاک نے دیکھا ایک طائر زرد رنگ پکار رہا ہی نہین معلوم کیا ماجرہ ہی بڑے حیرت کی بات ہی چالاک چونکتا ہوئے ٹھہرا وہ طائر زمین پر آیا غلط لگائے مارکے بشکل انسان ہوا چالاک نے دیکھا طاؤس ہی کہا ای مہتر والا گہر مجھے تمنے دولت کونین عطا کی مین تمھارا احسان بیان نہین کر سکتا ہون تمھاری تلاش مین اسواسطے تھا کہ تم جاکے ملکہ غیرت ذرہ سوسن پوش سے ملاقات کرو چالاک نے کہا مجھکو شرم آتی ہی کہ مین یہ شکل بنا کر گیا اخر اسی کو بیہوش کیا اب شرم آئیگی یہ ذکر تھا کہ سوسن کنیز جو تلاش کو نکلی تھی اڑتی ہوئی جاتی تھی اسنے جو آسمان سے دیکھا طاؤس و عیار باتین کر رہے ہین سمجھی کہ وہی عیار ہی زمین پر اُتری چالاک نے پہچانا سوسن نے چالاک کو الگ بلایا چپکے سے کہا ای مہتر والا گہر تمنے دیکھا ملکہ کا کیا حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی اگر تم صاف صاف کہتے ملکہ خود طاؤس کو رہا کر دیتی مگر خیر جو کچھ کیا بہتر کیا ملکہ نے تمکو پراے ملاقات بلایا ہی اب کوئی صورت بدلنے کی ضرورت نہین ہی بصورت اصلی پشت باغ سے کمند مارکے چلے آنا تدبیر کیجائیگی ملکہ کو بھی یہی فکر ہی تمسے صلاح کرلین تو حیرت جادو کی رہائی کی تدبیر کرین طاؤس بھی اسی جلسے مین آگیا یہ تینون کھڑے ہوے باتین کر رہے ہین قضاے کار عقاب شعبدہ باز لشکر عقاب ابر سوار سے پلٹا ہوا چلا آتا ہی سحر کرکے دس بیس ہزار کو دیوانہ کر آیا ہی اب چلا ہی کہ جاکر صنم گویا سے سب حال کہون کہ اسنے دیکھا وہ عیار طاؤس سردار کنیز سوسن باہم باتین کر رہے ہین یہ دیکھ کے جل گیا سمجھا کہ سوسن عیار پر عاشق ہی یہی ہمارے دربار کے بھید دیتی ہی کڑک کے جو گرا طاؤس بھی گرا دل زرد منہ زبان بند سوسن بھی گری چالاک

کے پانؤن زمین نے تھام لیے کنیز کو تو غصے مین ایک طمانچہ مارا اور کہا کیون او اُچھال چھکا تو نے اس عبارت سے آشنائی کی ہی سب خبرین تو ہی پہونچاتی ہی سوسن نے کچھ جواب نہ دیا مبہوت لب پر مُہر سکوت سوچی مالک تو بدنام منھ مجبیر جو گذری سو گذری رو اسکا ہی کہ ملکہ کو تو خبر پہونچی کہ کنیز ہماری گرفتار ہوگئی ہی کون ہی ایسا جو اُن تک خبر پہونچا سے تقدیر گرفتار کرا نہ لائی تھی مگر خاموش کھڑی ہی کہ یا کہہ سکتی ہی غضب سے طائوس کی زبان مین سوزن دیا چہال آگ کی شکلین باندھین کنیز کا ہاتھ باندھ لیا اسطرح تینون کو نیکر چلا صنم گویا نے بیقرار ہوکے کنیزون سے کہا قفس اُس گرفتار زندان مصیبت کا اگر صاحب جو ذرا اتنا خیال رکھنا کہ سمجھا سے لانا کہنا خدا و ند تمھارا مرتبہ اعلیٰ کرینگے ہائے مین کیا کہون جو مجھپر گذر رہی فقط

بجائے داغ نے دیدۂ غزال سے مجھے
دکھا کے سرو سے تماشا کیا نہال سے مجھے
سیاہ کار کوئی کب ہو زلف پیچان سا
سمجھ زاہد ہو بے ازقنا کی جال سے مجھے
سیاہ بخت مارسیہ مین سے بچھا مین
شب فراق مین ہی زلف کا خیال سے مجھے
مین ایک دانہ بھی اے ہمدم نہ کھا ئونگا
کہ مثل قیر نظر آتے ہین شخال سے مجھے
دلا نہ ہو جیو خود بین کہ نقص ہونے لگا
کہ نا سمجھ آپ مین اچھا خیال سے مجھے

کمال جوش وحشت ہی ایکے سال مجھے
وہ پانی پانی ہوا شرم سے جو محفل مین
گناہگار نظر آیا بال بال سے مجھے
چلی جو روح مری جسم سے شب فرقت
نظر جو آئے سینہ پر زلف خال سے مجھے
شراب آپ پلاتا ہی بے طلب ساقی
نظر نہ آئیگا بستک کہ اسکا نہال سے مجھے
شب فراق مین دکھا جو چاند ظلم ہوا
جو وہ میان بدر کا آیا ہوا کمال سے مجھے

رہے وہ گل ہمیشہ یا دہر مین شاداب
بہا کے اشک ہوا لا ہی انفعال نے
رہیگا نا بہ قیامت مرا غبار اسیر
تو یاد آگئی اُس جان جہان کی تابہ
امید صبح ہوئی منقطع ہوا ہی دل ار
برنگ آہ ہمیشہ نہین حاجت سوال مجھے
جنون نے دشت دکھایا ہی ہوا یا نہ
کہ یاد آگئے اُس ماہرو کے گال مجھے
شراب پی کے ہوا ہی مین ناتوان ہو دو

کنیزون نے عرض کی ہر وقت سمجھاتے ہین اُس سرکش کا یہ حال ہی کہ بات کا جواب نہین دیتی اگر کبھی جواب دیا تو ایسا سخت کلمہ کہا جسکے سننے کو دل نہین چاہتا ہر وقت مبتلائے رنج و مصیبت روتا سر پیٹتا ہی آج سب کنیزین سمجھا ئینگی صنم گویا نے کہا ایک بات اور کہدینا کہ منت خوشامد کی حد ہوچکی اب مجبور ہی کرینگے یا سحر کرینگے کہ تمھارا قلب اُٹھا دیگا نہین تو قبول کرو کنیزین قریب قفس کے آئین سمجھانے لگین جب نہ سمجھا اگر ہمارا وہ یار سے بچایا تو کیا کہتی ہی ہم کسی طرح عصمت دینا قبول نہ کرینگے خبردار ہمکو نہ سمجھانا کنیزون نے کہا نہین بیخبر کرتا ہی کہ آج قدرت کو بہت غصہ ہی اگر آپ نہ مانینگی بہتر ہوگا دس بیس کنیزین ہاتھ پانؤن پکڑ لینگی وہ زنانہ سحر کرینگے آپکا قلب اُلٹ جائیگا جو قدرت کا حال ہی وہی آپکا حال ہوگا ہمنے براہ خیرخواہی عرض کیا آیندہ آپکو اختیار ہی آج کسی طرح سے آپکا بچنا ممکن نہین ہی قدرت کو بہت بیقراری ہی حیرت نے سر اپنا قفس پر دے مارا چلا کے رو ئی آواز دی کیون پیدا کرنے والے اب میری آبرو جائیگی جان دیدونگی جو تیری مرضی میری بدنصیبی کہ جو بین گجفت از برہ ہی تو بزرگون کا نام مٹانا تھا آبرو جانیکا یہی بہانہ تھا معلوم ہوا ہماری قضا قریب آئی ہی افسوس ہی اب تو یہ کیفیت ہی فقط

بخت دل غنچون سے پیدا ہون رنگ گل
گر تری پوشاک ای سرو خرامان سبز ہو
فہم بازی ہر دل مردہ کو ہی آواز نے
تار سنبل کی طرح میری رگ جان سبز ہو
مرہم زنگار رکھو میرے دل پر داغ سبز

مین جو رو ؤن خرمن ماہ درخشان سبز ہو
گر ہمارے ابر مژگان سے گلستان سبز ہو
سبزی رخسار جانان عکس افگن ہو اگر
آب حیوان ہے خدا فدا نہ نیسان سبز ہو
آگیا ہی یاد رہ مین کسی کا سبزۂ حسن
ہی طلسم تازہ گر سرو چراغان سبز ہو

چاندنی کا کھیت مثل کشت دہقان سبز ہو
خلق کو حیرت ہو کیونکر سرو یہ چلنے لگا
آئینہ مثل زمرد پیش جانان سبز ہو
کیا عجب گر زہر مار زلف کی تاثیر سے
اشک آنکھون سے اگر بچھون تو دامان سبز ہو
دیکھتا ہون مین کسی کے سبزۂ خط کی بہار

کیا عجب مانند خط اگر سبزی مژگان سبز ہو
عکس گل سے ہی شراب لعل گون ہر زہر مین
نشانہ اشکون سے نہین گور غریبان سبز ہو
فیض ظالم سے نہین پا کسی نے عنبر ظلم
ہی بجا ناسخ اگر قرطاس دیوان سبز ہو

تیرے گل کے سامنے ہو جائے گل کا زرد منھ
کیون نہ مینا کی طرح سرو گلستان سبز ہو
چشم تر پر گر خیال دست رنگین ہی کھونا
آب خنجر سے بھلا کیا کشت دہقان سبز ہو

آگے زلفون کے نہ ہرگز سنبلستان سبز ہو
روتے پھرتے ہین جہان مین اسلیے ہم شل ابر
صورت شاخ حنا پھر شاخ مرجان سبز ہو
سبزۂ خط کے تمنا مین ہمین باندھے ہین گام

اسطرح بلک کے حیرت روئی کہ کنیزون کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے عرض کی حضور ہمارا کیا اختیار جو جو اس ظالم نے کہا ہمنے آپسے کہدیا آیندہ آپکو اختیار ہی یہ بھی نہین ممکن کہ وہ کہے کہ انکے ہاتھ پکڑ لو یا کچھ جبر کرو ہمین بجا لانا حکم کا ضرور ہی یہ انے خداوند سامری و جمشید آپکی مدد کرینگے حیرت نے سر جھکا لیا کنیزین جنس انکا اکر سامنے ضنم گویا کے لائین دیکھا تو آج بڑے غصے مین بیٹھا ہی جیسے ہی سامنے قفس آیا کہا کیون بی حیرت یا بدولت خداوند ہین اگر نہ مانوگی تقدیر کرکے تمہارا دل پھیر دینگے خود ہمپر مائل ہو جاؤگی جب حیرت نے کچھ جواب نہ دیا ضنم گویا نے کہا ارے کوئی پھول توڑ لاؤ پتے بھی لانا ایک بچہ خوک کو ذبح کرکے جو کا دو اسمین بیٹھکر قدرت تقدیر کرینگے دیکھو حیرت اب بھی کچھ نہین گیا ہی خوشی سے مجھکو قبول کر حیرت نے کہا او ظالم تجھکو اختیار ہی اگر میری آبرو جانیکا وقت آگیا تو مین مجبور و لاچار ہون دیکھون بخت کیا دکھاتا ہی جو کچھ تجھسے ہو سکے قصور نہ کر

بازدر سینۂ من نالہ و آوازے ہست
کہ ہنوز ش بہ چمن زمزمہ پروازے ہست
دل عشاق بجز ساز و نواسے نرسد
نیست گر ہیچ ز گردیدہ غمازے ہست

عشق را با دل من خفتہ بگر رازے ہست
مرغ دل باز نماند ز طپیدن بہ قفس
تا بقانون جرس زمزمۂ سازے ہست

انے خزان دست ستم باز کش از رو تو دل
نیست گر بال و پرے حسرت پروازے ہست
رہ نوردان رہ عشق جنون انگیز

اب کنیزون نے پھول پتے کچھ جانور وغیرہ لا کر سامنے ضنم گویا کے رکھے ضنم گویا گلدستہ بنانے لگا اور حیرت نے قفس سے دیکھا کہ گلدستہ سحر بناتا ہی یہ تو خود ساحرہ زبردست ہی سمجھگئی کہ اگر یہ پھول اسنے سنگھا دئے پھر آرام نہ ملیگا اس باغی کا غنچۂ آرزو کھلیگا بے اختیار چلا چلا کے رونے لگی پکارتی تھی یا سامری جمشید تمہاری خدائی مین آگ لگے میری آبرو جاتی ہی اگر کچھ قدرت تم مین ہی تو آکر مجھکو بچاؤ ضنم گویا جب ہوش مین آؤگی تڑپ تڑپ کے جان دیدونگی مین اکیلی نہ مرونگی لاکھ دو لاکھ کا کھیت ہلوگا تم اپنی عمر برباد کروگے مجھ بدنصیب کا نام لیکر فریاد کروگے کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا عقاب شعبدہ باز عیار وسوسن کنیز و طاؤس جادو کو لیے ہوئے سامنے ضنم گویا کے پہونچا کہا یا خداوند آج مین نے بڑے سحر کیے پہلے اسکے لشکر کو جاکے مٹایا بیس ہزار آدمی گریبان پھاڑکے حرف سحر اکے نکل گئے وہان سے پلٹا دیکھا یہ تینون مکر بڑے صلاح کر رہے ہین انکو گرفتار کیا ضنم گویا خوش ہو گیا کئی لاکھ روپے کا موتیون کا مالا گلے سے اتار کے عقاب شعبدہ باز کو دیا کہا قدرت تمکو بہت کچھ دینگے تمنے بہت بڑا کام کیا یہی بانی فساد تھے یہ عورت کیونکر ملی یہ تو تمہاری بیٹی کی مقرب ہی کہا حضور میری عقل یہ کہتی ہی کہ یہ عیار پر عاشق ہوئی ورنہ اسکے پاس اسکو آنیسے کیا فائدہ ضنم گویا نے کہا کچھ فیروزہ کا لگاؤ تو عقاب نے غصے مین جواب دیا حضور اس سے کیا کام کنیز جاکر پھنسی آخر گرفتار ہوئی عقاب سے ضنم گویا نے کہا آج مین حیرت کو اپنے قبضے مین کرتا ہون تقدیر کر رہا ہون اسکو قید حیرت جادو کی بیقراری چالاک کو جو قید مین دیکھا اب امید منقطع ہو گئی یقین کامل ہوا کہ ہماری قضا اب آگئی مگر عقاب ابر سوار بڑی خوشی مین آتا ہی دیر کو دیکھتا ہوا سارے شہر پر خیال کرتا ہوا پھرتا پھرتا آسمان پر چمکا اب جو جھک کر دیکھا تو قفس حیرت کا سامنے رکھا ہی تین آدمی زنجیرون مین گرفتار ہین ضنم گویا گلدستہ بنا رہا ہی اور کچھ

بُربڑاتا بھی جاتا ہی کبھی زمین پر دو ہتڑ مارا کبھی سر ہلایا یہ جو عقاب ابر سوار نے دیکھا آمادہ تو ہو کر آیا ہی کہ جان دونگا یا معشوق کو قبضے مین کرونگا بس وہین سے اسنے للکارا کہ اے صنم گویا معشوق خوبرو پر یہ بدعت مثل جانوران وحشی کے قفس مین بند کیا ہی اب بچیا سحر بنا رہا ہی صنم گویا نے جو آتے ہوے عقاب ابر سوار کو دیکھا جھلا کے اپنے مقام سے اٹھا عقاب ابر سوار نے ایک گولہ مارا کہ زمین پر آ کر پھٹا ہزارہا شعلہ ہاے آتش نکلے اُسنے صنم گویا کا گھیر لیا ایک شیر ڈکارتا ہوا سامنے عقاب شعبدہ باز کے آیا کہ عقاب شعبدہ باز بھی مستعد ہو کے چلا تھا جب شیر نے دیکھا کہ میرے اوپر آتا ہی اپنے کو بچانے لگا اتنے مین عقاب ابر سوار نے اپنے ہاتھ مین قفس حیرت نکالا اور ایک ہاتھ سے چالاک کو رہا کر دیا طاؤس و سوسن کو بھی چھڑایا کنیز تو چھوٹتے ہی ایکطرف کو بھاگی اور طاؤس شریک ہو کے لڑنے لگا برس پڑا صنم گویا پر ایسے سحر کیے کہ اپنے مقام سے ہل نہ سکا اور عقاب ابر سوار نے چاہا قفس لیکر نکل جاؤن طاؤس بھی صنم گویا پر سحر کر رہا ہی کبھی تلوار پھینکی کبھی برق چمکی کبھی خنجر کھینچ مارا لیکن عقاب ابر سوار اپنے سینے سے قفس کو لگا کے چاہتا ہی کہ بلند ہو جاؤن یہان سے نکلون عقاب نے شیر کو جھکے طمانچہ مارا اب پلٹکے دیکھا عقاب ابر سوار قفس کو چھاتی سے لگائے ہوے ہی چالاک تو چھوٹنے کے ساتھہی غائب ہو گیا ایک جادوگر کی شکل بنا ہوا لنبا لنبا کر رہا ہی عقاب شعبدہ باز نے شیر نگ کو دو گھونسے مارے اُسکا سر پھٹگیا اب اسنے للکارا کہ او بچیا اگر حیرت کو لیگیا تمام لشکر کو تمام کرونگا لاشون سے تیرے نوکرون کے میدان بھردونگا قفس رکھدے عقاب شعبدہ باز و عقاب ابر سوار سے سحر چلنے لگے جسنے گولہ مارا آگ برسی دریاے آتش نے جوش مارا دوسرے نے سحر کر دیا کہ آگ کا دریا غائب ہوا عقاب ابر سوار نکلجانیکا طالب ہوا شعبدہ باز نے آواز دی یا خداوندا اس آگ سے نکلیے بچیا آپکی معشوقہ کو لیے جاتا ہی یا تو صنم گویا شعلہ ہاے آتش مین پھنسا تھا کڑک کر نکلا مثل برق چمکا شعلہ ہاے آتش بجھگیے سحر نے ابر سوار کے کبھی کی مگر طاؤس صنم گویا پر ٹوٹا ہی پڑتا ہی چاہتا ہی اسکو مارون صنم گویا مثل برق چمک رہا ہی ایک مقام پر نہین جمتا وہ وہ سحر کر رہا ہی کہ عقاب ابر سوار کو بلند نہین ہونے دیتا لیکا یک ہلّڑ ہوا منصور حرامی کو خبر پہونچی ہرکارے نے جا کے بیان کیا کہ اے شہنشاہ آج تو غضب ہوگیا عقاب ابر سوار باغ مین خداوند کے پہونچگیا تمنے سنا ہی کہ قفس کو حیرت کے لیا ہنگامہ گیر و دار بلند ہی سحر ہو رہے ہین طاؤس لڑ رہا ہی ایک کنیز و عیار قید ہوے تھے سنتے ہین کہ عقاب ابر سوار نے وہ سحر کیے کہ زمین ہلگئی قدرت مثل برق کے چمک رہے ہین تقدیرین کر رہے ہین طاؤس نے آج بڑی جانبازی کی ہی آگ گوشہ باغ مین جل رہی تھی جسمین قدرت گنہگارون کو سزا دیتے تھے وہ آگ بھی بھڑک کے جل اٹھی کہ طاؤس کو کھینچ لے مگر اُس اشقیون نے آگ پر پانی برسایا ٹھنڈا کر دیا صد ہا کنیزین خداوندی آگ مین جل گئین عقاب شعبدہ باز بھی قدرت سحر کر رہے ہین فوج لیکر چلیے منصور نے حکم دیا فوراً ہو کل لشکر تیار ہو کے جلد پہلے مین چلتا ہون تین چار افسران فوج یہ خبر وحشت اثر سنکے جھپٹے کوئی عقاب بنا کوئی طاؤس بنا کوئی باز بنگیا سحر سے باز نہ آیا کوئی بط و عندلیب خوشنوا بنکے آسمان پر چمکا اسطرح سب طائر چلے منصور بھی ایک فیل مست کی صورت بنکر جھومتا ہوا چلا اسکے پیچھے ساٹھ ستر ہزار فوج چلی آتی ہی ہرکارون نے یہ خبر لشکر عقاب ابر سوار مین بھی پہونچائی نقیبون نے آواز لگائی یارو چلو ہمارا افسر باغ مین صنم گویا کے گھس پڑا ہنگامہ قیامت برپا ہی سارا لشکر عقاب ابر سوار کا تیار ہوا بلوہ کر کے چلا اسوقت پہونچا کہ لشکر منصور جل چکا ہی کہ اہالیان لشکر ابر سوار پہونچے اُنکے لشکر پر

جاتا ہے اب تو دنا تا سنا تا سحر و ساحری کا بلند ہوا برقین چمکنے لگین دریاے آتش و آب نے جوش مارا لکہ ہاے ابر آسمان پر چھایا اُن ابرون سے تلوارین گرنے لگین اُنسے خنجر برسے ساحر مر مر کے گرنے لگے انکے مرنے کی آوازین بلند ہین مگر دو سو افسر ابر سوار کی مدد کو اپنے مالک کے باغ مین پہونچے آکر باغ کو پامال کر ڈالا وہ پھول جو ناز و نعم سے پلے تھے پانون کے نیچے ملے گئے طفلان غنچہ ابھی غنچون غنچان نہ کرنے پاے تھے کہ جھونکا باد صرصر کا چلا زمین پر گرے سطرح لڑکے بید و ورد تڑپتے ہین زمین پر پھڑک رہے ہین یا تو باد صبا نشۂ شراب بہار سے لڑکھڑاتی تھی ہر بیلے شجر سے سر ٹکراتی تھی ہواتی تھی ہوا ایسی گرم جھونکے چل رہے ہین زمین سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے ہین چار سو افسر صنم گویا کے بھی پہونچے زمین پر اُترے دیکھا قدرت کو لا زمان ابر سوار نے گھیرا ہے کیا عجب ہے کہ قدرت لڑکھڑا کے گرین ان افسرون نے جا کے سنبھالا کہا یا خداوند تقدیر مغضوب دیکھیے رشتۂ تمام نہو قدرت کا نام بدنام نہو صنم گویا نے کہا قدرت اپنی جان سے بیزار ہین ایسی آفت جانتے تو کبھی اس معشوقہ کو نہ لاتے معشوقہ لاکے پچھتائے اب دیکھیے کیا ہوتا ہے افسرون نے جانبازی کی قدرت کو سنبھالا صنم گویا سنبھل کے سحر کرنے لگا ابر سوار چاہتا تھا قفس حیرت لیکر نکل جاؤن صنم گویا نے ایسا سحر کیا کہ ایک شرارۂ آتش زرد رنگ ہاتھ پر ابر سوار کے گرا قفس مثل شعلۂ آتش گرم ہوا دل ابر سوار کا نرم ہوا قفس ہاتھ سے چھوٹا افسران فوج صنم گویا ٹوٹ پڑے ہاتھون ہاتھ قفس کو سب نے سحر کرکے لیا جب قفس حیرت کا افسران فوج صنم گویا کے ہاتھ آیا گیا ملکہ بلک گئی سمجھی کہ رہائی نہ ہوگی بیٹیا اُن نے غضب کیا قفس چھین لیا دو چار کنیزین دوڑین قفس اپنے ہاتھ میں لیا ابر سوار کنیزون پر جا پڑا انکی کنیزون کو مارا قفس نہ ملا بڑے بڑے سحر کر رہا ہے کئی کنیزین لیکر بھاگین جب کنیزون نے جاکے قفس کو ایک قصر مین لٹکا دیا حیرت کو اپنے حال پر رونا آیا تڑپ تڑپ کے یہ شعر پڑھنے لگی نظم

اجل سر پر کھڑی ہے خواب غفلت مین ہے ماندہ
سمند ناز کو گردن کا ڈورا تازیانا ہے
لب گلرنگ پر مستی لگانیکا بہانا ہے
خدا جانے زمین مین دفن یہ کسکا خزانا ہے
اشارہ آمد و رفت نفس کا ہے یہ ہر دم
ازل سے اپنے قابو مین معانی کا خزانا ہے

چھپر کھٹ کے عوض لازم جنازہ کا بنانا ہے
عذار آتشین پر بادہ گلگون کا اک بہانا ہے
اُسی برگ گل و لالہ کو نا قدران بنانا ہے
مجھے از جوش بد مستی بہت ترغیب گستاخی
بدن مین دم جو آیا ہے مقرر اسکو جانا ہے

غبار ہستی عاشق جو آج اُسکو اُڑانا ہے
کہ منظور اُسکو اپنے سنبز و خط کا جانا ہے
نکلتا ہے جو ہر گل زر بکف گلزار عالم مین
خجالت یار سے ہوگی کبھی تو ہوش آنا ہے
کمی ہوتی نہین نقد سخن کے مال کی ناسخ

عقاب ابر سوار بھی قفس کے قبضے سے نکل جانے سے بہت گھبرایا اسقدر مایوس ہوا کہ اپنی جان سے بیزار ہے ہر مرتبہ چاہتا ہے کہ قصر مین گھس جاؤن قفس اُتار لون لڑ بھڑ کے کئی ساحرون کو مارا جب قصر کے قریب پہونچا دیکھا دو شیر ببر صحرائی منہ کھولے ہوے کھڑے ڈکار رہے ہین جیسے ہی ابر سوار کو آتے ہوے دیکھا دُمین بلند کین منہ کو مثل غار بڑا کے کھولا ابر سوار نے ہر چند سحر کیے شیر نہ ہٹے حیرت سے آنکھ ملی دیکھا حیرت کی آنکھون سے آنسو جاری ہین کلیجہ پکڑے بیٹھی ہے عقاب ابر سوار بلک گیا بیقرار ہوکر پکارا اے حیرت اے جان جہان اے آرام دل مشتاقان ہاے میری مشقت ضائع ہوئی نظم

سینۂ مجروح ہر مجنون و شیدا را بسوخت
بانگ من گفتم از سوز دل خود مشتے
خرقہ و تسبیح و مسواک و مصلا را بسوخت

در جگرہاے کباب این آہ سرکش دا آتشے
آتشے در جانش افتادہ سر و پا را بسوخت

آہ دردآلود مردم جان جانہا را بسوخت
آہ زین آہ جگر سوز یکہ دلہا را بسوخت
مخفی تا دانست کان یاران نبغا...

ابر سوار کے بلکنے پر اکثر کنیزین بیقرار ہو گئی ہین بعض روتی ہین بعض کا قول ہے حقیقت مین اس شاہزادے نے بڑی مصیبت اٹھائی ساحری کی جمشید ... مشکلین حل کرین ایک نے کہا

یہ آج چلگئین اب قدرت نجمو رنگے ہنگامہ عظیم برپا ہی خوب سحر ہو رہا ہی ساحرون مین تلوار چل رہی ہی صنم گویا نے جب دیکھا کہ چہار
جانب تلوار چل رہی ہی ہزار ہا لاشہ گر گیا روز قیامت کا نقشہ آنکھون کے نیچے پھر گیا اب جھولی سنبھال کے بڑھا بیرون
باغ دیکھا فوجین لڑ رہی ہین مگر فوج ابر سوار بہت ہی فوج منصور کو پامال کر دیا عجب حال کر دیا بس اس بیمیا نے
جست کی وسط معرکہ پر پہونچا ایک چیخ ماری ای بندگان باغی کیا بے ادبی کرتے ہو خبردار اب ہاتھ نہ اٹھانا اگر کوئی ساحر فوج
منصور کا مارا گیا سبکو جانور بنا دونگا یہ کہکے گولہ مارا ساحران منصور الگ ہوگئے ساحران ابر سوار بصورت
تصویر ہوگئے تلوارین پھینک دین جھولیان جلا ڈالین سب گر کر بیہوش ہوگئے سب اہالیان فوج کو اسنے بیکار کیا
اپنے فوج والونکو آواز دی خبردار ان گنہگارون کو ہاتھ نہ لگاؤ پڑا رہنے دو اپنے اعمال کی سزا پائینگے یہ کہکے پھر
باغ مین آیا عقاب شعبدہ باز کو دیکھا بیچ مین ساحرون کے ٹھہرا ہی مگر لڑ رہا ہی صنم گویا نے ان سب ساحرون پر
سحر کیا لڑکھڑا کے سب گرے بیہوش ہوگئے اب عقاب ابر سوار کی جانب چلا اور للکارا او بندۂ خاطی تونے غضب کیا
قدرت کے عیش خانے مین چلا آیا قفس کو گنہگار کے ہاتھ لگایا ایسا گستاخ ہوا خبردار اب نہ سحر کرنا ورنہ جلا دونگا ابر سوار
نے پلٹ کے سحر کیا صنم گویا نے اپنی ران پر نشتر لگایا خون چلو مین لیکر گولے کو اسمین تر کیا اسم سحر دیر تک پڑھا کیا
عقاب ابر سوار پر پھینک مارا ابر سوار نے ہر چند روکا بہت کد و کاوش کی جان بچانیمین کوشش کی مگر اس
گولے کو روکتا کیا دل و گردہ تھا آخر گولہ اسکے سر پر آ کر پھٹا اس گولے سے اک طائر پیدا ہوا مثل برق کے چمکتا ہوا
سر پر عقاب ابر سوار کے آکر آواز دی ای شخص تو بڑا گستاخ ہی قدرت پر سحر کرتا ہی ان قدرت نے تجھکو پیدا کیا آنکھ
ناک دی بطن مادر مین کیا حفاظت ہوئی ایک قطرۂ نجس کو یہ طاقت یہ بھی قدرت کی شوکت ہی بس خبردار اب گستاخی
نہ کرنا ورنہ ہلاک ہوگا دم بھر مین قصہ پاک ہوگا یہ کہکے اک چیخ ماری منہ سے شعلہ نکلا جل گیا خاک سر پر ابر سوار کے
گری جیسے ہی خاک گری ہر چند اپنے کو روکا نہ رک سکا ایک ہولے گرم ایسی چلی معلوم ہوا کہ چہرہ جھلک گیا لڑکھڑا کے
گرا بیہوش ہوا صنم گویا نے آواز دی اسکی زبان مین سوزن دو گرفتار کر لو ساحر ابر سوار پر ٹوٹ پڑے ہاتھون ہاتھ
گرفتار کر لیا منصور نے آ کر زبان مین ابر سوار کی سوزن دیا طاؤس جو بیچارہ لڑ رہا تھا اسکو عقاب شعبدہ باز
نے پکڑ لیا چالاک ساحر کی شکل بنا ہوا یہ سب معاملے دیکھ رہا ہی آنکھون مین حلقے چہرے پر زردی حیران پریشان
انھین ساحرون مین ملا کھڑا رہا مگر عقاب شعبدہ باز تنا ہوا سامنے صنم گویا کے آیا کہا یا خداوند طاؤس نے تو
زندگی دشوار کر دی مگر مین نے گرفتار کیا صنم گویا نے حکم دیا فوج والون کو پڑا رہنے دو افسر جو نامی ہین انکو لاؤ اسی
باغ مین میدان خونی کی تیاری ہوئی ہی سبکو ابھی دار پر کھینچون عقاب شعبدہ باز نے فورًا جا کے جتنے ساحر نامی
گرامی کہ ابر سوار کے زینت پہلو تھے اور ہزبران نامور و ساحران خود سر تھے ان سب کو الگ کیا گرفتار کر کے لائے
سبکی زبان مین سوزن دیا اب صنم گویا غصہ مین تخت پر آ کر بیٹھا لباس گلنار پہنکے حکم دیا میدان خونی کی تیاری کرو دیکھو
کتنے سردار ہین عقاب شعبدہ باز خود ٹہل رہا ہی کہا حضور پچاس سردار جنکے لایا ہون ایک عقاب ابر سوار ہی
سبکا افسر یہ اپنے ملک کا بادشاہ ہی حیرت پر ملکیت کا دعوی کرتا ہی حیرت سے عہدنامہ ہوا ہی کہ ہوشربا دلوا دونگا
قاتل افراسیاب کا سر دونگا اس بھروسے پر یہ اسکے ساتھ ہین صنم گویا نے کہا ہم ان سبکو قتل کر لین تو ہم حیرت
سے وعدہ کرینگے کہ اپنی سلطنت قدیم لو قاتل افراسیاب کو بھی قتل کرو ایک ٹھوکر مین سبکو مٹا دینگے مہلت نہ دینگے پھر
عقاب نے کہا غلام افسر ہو کر جائیگا صنم گویا نے کہا قدرت خود جائینگے اسکی مراد پوری کر دینگے مگر انکے قتل مین اب
جلدی کرو افسوس ہی کہ عیار نکل گیا ای عقاب شعبدہ باز تمنے اسکی حفاظت نہ کی کنیز بھی نکل گئی یہ تو دونون

سحر نہ جانتے تھے عقاب شعبدہ باز نے غرض کی مین نے بہت پیر کی گرد والیے جلد لگے کہ مین نہ دیکھ سکا پھر اسوقت تک نظر نہ آیا کنیز ملکہ عالم کی خدمتگزار تھی مگر طریقہ کہتا ہی کہ عیار سے اسنے آشنائی کی ہی سب خبر بہیا کی پہونچاتی تھی مگر طاؤس کو سمجھانا چاہیے آپکا پرانا سردار ہی منتظم کار ہی آپکے کل اخبار اسکی ذات پر موقوف ہین اُس عہدے کے قابل کوئی سردار نہین ہی صنم گویا نے کہا اسکو الگ کر یہ طاؤس کو گنہگارون سے الگ بٹھایا عقاب شعبدہ باز سمجھانے لگا کہ ای طاؤس تمنے بڑی بے اعتدالی کی کیا تجھکو عیار کے تیر یک ہوتے دیکھا تھا قدرت نے کیا تقدیر لی لاکھون کا لشکر باہر بیہوش پڑا ہی سرداریان سے گرفتار ہوگئے میان عقاب اب سوار کے بھی ہوش اڑا دیے قدرت نے کس تدبیر سے گرفتار کیا طاؤس نے جلکر اپنی گردن لی آخر یہ انجام ہوا اب تم کسکے بھروسے پر ہو تم ہر وقت دربار مین حاضر رہونگا کیا مجال جو عیار آسکے یہ تو خوب تجھپر روشن ہی کہ عیار سحر نہین جانتا گرد قلعے کے دیوار آہن بنا دونگا اگر اندر ہی تو باہر نہ جا سکیگا اور اگر باہر ہی تو کیا مجال جو اندر آسکے اگر خبردار ہوگے قدرت قتل کرینگے تمھارے خون سے ہاتھ بھرینگے طاؤس کچھ جواب نہین دیتا ہی عقاب شعبدہ باز نے صنم گویا سے کہا یا خداوند طاؤس کے تو ہوش اڑے ہوے ہین گونگا بہرا ہو رہا ہی بات کا جواب نہین دیتا مغرور ہی عقل و فراست سے دور ہی صنم گویا نے خود پکارکے کہا ای رفیق قدیم قدرت نے بد تیری خطا معاف ہی نہ یہی عہدۂ قدیم ملیگا کیون مفت مین اپنی جان دیتا ہو قدرت ان سب کے قتل مین تامل کرینگے شکر کرو کہ تمھارے گناہ گذشتہ پر نگاہ نہین کی ورنہ خطا تمہاری لایق معاف کرنے کے نہ تھی جب صنم گویا نے یہ کہا تو طاؤس نے جواب دیا او بیحیا تقدیر تقدیر کیون پکارتا ہی تجھسے تو ساحر و بیشتر ہم بھی ساحر ہین یہ تو بتلا کہ تجھمین خدائی کی کیا علامت ہی تو لایق لعنت ہی اسیوجہ سے تیرے اعتقاد و مذہب مسلمان کیا ہم کبھی تیری اطاعت نہ کرینگے شکر ہی کہ ہم تیرے ہاتھ سے قتل ہوتے ہین ہمارے سب گناہ تیرے ذمے گئے صنم گویا نے حکم دیا اسکو بھی قتل کرو مگر قضا کار سوسن کنیز جو نکل کر بھاگی خدمت مین ملکہ فیروزہ کے آئی دیکھا ملکہ فیروزہ پریشان تصور مین صاحبقران کے رو رہی ہین آنکھون سے اشک حسرت جاری دل سے بیقراری حیران پریشان اٹھتی ہین دل بیٹھا جاتا ہی دل گھبراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی اگر کسی نے سمجھایا فرمایا کہ صاحبو گذشتہ حسرت و یاس کو نہ سمجھاؤ مین اک آہ مین اپنی جان دونگی مثل لیلی کے ہی الہا سال آفت فراق نہ جھیلونگی اپنی جان پر کھیلونگی جینے کی کون صورت ہی اب تو یہ حالت ہی کہ جو بیان کی جاتی ہی نظم

تیرا غبار رہ جو ہوا نے کیا بلند
اتنی ہماری آہ کو تاثیر چاہیے
ہیچ کہ مصوری تو نہین آتی قاصدا

آنکھون کے واسطے تری تحریر چاہیے
شاید مس شفق کو بھی اکسیر چاہیے
ہی کون تیرے عشق مین دیوانہ جو نہ ہو
مکتوب یار کا مع تصویر چاہیے

کانون کے واسطے تری تقریر چاہیے
رو دے اگر نہ غیر تو ہنس دے تیغ خیر
ہر ماہرو کو زلف کی زنجیر چاہیے
کنیزین گھبرا رہی ہین کہ سوسن

کنیز گھبرائی ہوئی پہونچی ملکہ نے پوچھا خیر تو ہی مین تو تیری راہ دیکھ رہی تھی اری وہ عیار ملا مین اسکی بہت مشتاق ہون اگر وہ آجاتا تو مین اسکو سمجھاتی شاید اسکو رحم آجاتا اور یہ پیغام ہمارا پہونچاتا شاید کسی طرح پر سامنا ہوجاتا دامن تھام لیتی یہ اشعار پڑھکر سناتی جس سے راز دل پر اظہار ہوتا نظم

وی مے عشق ترا ساغر و جامے دگر
قبلۂ اہل نظر طاق دو ابروے تست
ہرگز روم بر زبان حرف ز نامے دگر
منعمی اگر نیستی بوالہوس راہ عشق

خلق جہان را نظر در در و بام فلک
نیست بدیر و حرم جز تو امامے دگر
بر سر دریاے اشک از پے صیدے دگر
از سر جاہے دگر در پے جامے دگر

ای مہ حسن ترا طرۂ شامے دگر
حسن ترا جلوہ گہ بر در و بامے دگر
نام ترا تا دلم ورد زبان کردہ است
چشم ترم موجہ ایست حلقۂ دامے دگر
مگر تقدیر مین یہین لکھا ہی کاتب تقدیر نے

کلک قدرت نے صفحۂ پیشانی پر یہ تحریر فرمایا کہ ہم مبتلاے غم و الم رہین سوسن نے عرض کی کہ واری میرا تو حال سنیے کہ کنیز لشکر گری
مین جا کر پکڑی گئی ملکہ نے گھبرا کے پوچھا یہ کیا ہوا عرض کی واری بڑی قیامت برپا ہوئی مین ڈھونڈھتی ہوئی عیار کو جاتی
تھی عیار جنگل مین کھڑا ہوا طاؤس سے باتین کر رہا تھا مین نے بھی ملاقات کی ابھی اُس سے کچھ حال نہ کہنے پائی تھی کہ
عقاب شعبدہ باز کا نعرہ ہوا آپکے والد نے پہونچنے کے ساتھ ہی ایسا سحر کیا کہ مین گر پڑی اُٹھ نہ سکی عیار بھی پکڑا گیا
طاؤس بھی گرفتار ہوا زبان بند ہو گئی سحر نہ کر سکا وہ ہم تینون کو پکڑ کر باغ صنم گویا مین لے گیا صنم گویا یہ تو آفت
ہی ملکہ حیرت سے بڑی محبت ہی اُسی بیچاری کو سب سمجھا رہے تھے حضور رنج کسی کو مجبور و ناچار نہ رہنا چاہیے جیون جیون
لوگ سمجھاتے تھے حیرت چیخین مار مار کے روتی جاتی تھی کہ عقاب ابر سوار پہونچا وہ بھی تو اسپر جان دیتا ہے
کہ آکے گرا قفس اُٹھا لیا فوج بھی اُسکی آئی افسر بھی پہونچے بڑی بلوہ ہوئی مین تو حضور اُس ہنگامے مین
الگ ہو گئی کھڑے ہو کے دیکھا کہ عقاب ابر سوار و طاؤس بلند پرواز سب پکڑے گئے فوج کو بیہوش کر دیا اب
میدان خونی کی تیاری ہو رہی ہی طاؤس کو بہت بہت سمجھایا مگر اُسنے صنم گویا سے گفتگوے سخت کی اور یہ بھی
کہا کہ او بیحیا تجھکو دعوے خدائی بیجا ہی بالکل بیجا ہی جیسے ہم ساحر ویسے تو جادوگر اسپر وہ ایسا جھلایا کہ اُسکے
بھی قتل کا حکم دیا پھر سامنے دار مین استادہ ہو گئین جلاد آ گئے اب کوئی گفتگو باقی نہین اور ابر سوار کے قید
نامہ ہی صنم گویا دشمن ہی سب سردارون کا رہزن ہی کہتا تھا مین روز کے بہادرون کے قتل کرنے سے کیا فائدہ
سردارون کو قتل کرو انکے خون سے ہاتھ بھرو ملکہ کے ہوش اُڑ گئے کہا ارے تو نے کچھ عیار کا حال نہ کہا اُس بیچارے
کے اوپر کیا گذری کہا کہ حضور وہان ہزار ہا بلوہ تھا ہزار ہا لاشہ پڑا ہی یہ مین نے نہین دیکھا کہ وہ پکڑا گیا یا نکل گیا
مگر وہ بیچارہ غیر ساحر کیونکر کیون کر نکل جا سکتا ہی ملکہ نے کہا کیون سوسن اب مین کیا کرون سوسن نے کہا مین تو
کچھ نہین عرض کر سکتی مگر یہ ضرور کہونگی کہ اگر یہ سب قتل ہو گئے صنم گویا اور زیادہ مغرور ہوگا حیرت کو بھی پکڑیگا
اور یہ بھی کنیز عرض کرتی ہی کہ آپکا بھی نام لیتا ہی آپکے والد سے کہتا ہی کہ ملکہ فیروزہ سوسن یاقوت کو
ہمین حوالے کرو وہ ہماری صحبت مین رہا کرین ابھی اسنے پردے مین کہا ہی اب کل کے کہیگا کہ ملکہ فیروزہ کی
شادی ہمارے ساتھ کرو اُسوقت مین کیا ہوگا آپکو قبول کرنا ہوگا ورنہ باعث خرابی ہی ملکہ نے کہا ای سوسن
اگر وہ بیحیا میرے منھ پر ایسی باتین کہیگا اُسیوقت فساد عظیم ہو جائیگا مین اپنی جان دونگی مگر اسکو قبول نہ کرونگی
مجھے بھی شاق ہی کہ بیچاری حیرت اتنی بڑی عالی ہمت صاحب شوکت و لیاقت قفس آہنی مین مثل طائران
وحشی کے گرفتار رہے مگر سبحان اللہ عصمت کا پاس ایسا ہو جیسا حیرت نے کیا جان دینا گوارا ہی مگر عصمت
کو بچا رہی ہی سوسن نے کہا مین عرض کرتی ہون کہ اب دیر کا وقت نہین ہی اگر اپنی آبرو بچانا ہی تو یہان سے
نکل چلیے ورنہ بعد قتل عقاب ابر سوار آپکو کچھ نہ بن پڑیگا وہ بیحیا جبر کا عادی ہی آپ پر بھی جبر کریگا ملکہ نے
کہا مین نکل کے کہان جاؤن نہ مین زمین و آسمان مین ٹھکانا نہین میری تو یہ رائے ہی کہ مین چلتی ہون اسی طرح
صنم گویا سے مقابلہ ہی جان جاے یا پوش سے مگر بات رہجائے یا صنم گویا کو مارا عقاب و حیرت کو چھڑا لا
یا اپنی جان دی اس کشاکش سے فرصت ہوئی ہر روز کے صدمے کون اُٹھائے ہماری تو یہ کیفیت ہی کہ بقول شخصے

موت ہی نزدیک مجھسے کوے قاتل دور ہی
وہ دفن بھی مجھسے مثل چاہ بابل دور ہی
سنتے دیتی ہی کہان بے اعتنائی یار کی

پاس آ بیٹھا ہی رہزن اور منزل دور ہی
صاف گر ہو کر گلے ملتے تو پیاسے خوب تھے
گوش گل سے ورنہ کب بانگ عنادل دور ہی

عیب جانان سے ملے کسطرح تھتا تو یہ
سینہ سے سینہ ملا دل سے وہ لے داد و دہی
کر گیا مین گلشن جنت مین بھی داخل ہوا

ہاے ابتک مجھسے وہ حور شمائل دور ہی
ایکجا نزدیکی و دوری نہین ہوتی ولے
ساتھ ہی بانگ جرس شور سلاسل دور ہی

اضطراب دوری محبوب مین معذور ہون
تجھسے وہ نزدیک ہی تو اس سے غافل دور ہی
جیب گرداب بلا مین ہاتھ اپنا ڈالدے

کیون نہ تڑپے اسقدر قاتل سے گھائل دور ہی
قیس نے لیلی کو کس حسرت سے بھیجا یہ پیام
غم نہین ناسخ اگر دامان ساحل دور ہی

سوسن نے کہا واری اب وقت جانبازی ہی آپکے نام پر سرفرازی ہی ہم بھی سب اپنی اپنی جان دینگے ملکہ ٹوٹ پڑینگے جب دشمن ہمیں عورتین مثل چیونٹیون کے اُس گدھے کے لپٹ جائینگی بوٹیان نمک تو کاٹ کے کھاجائینگی زندہ نہ چھوڑینگی اگر ابر سوار کو چھوڑ دیا وہ بھی زمین ہلا دیگا بڑا ساحر زبردست ہی فیروزہ نے کہا جو بن پڑیگی وہ کرینگے وقت پر دیکھا جائیگا یہ کہکے اک دستک دی کچھ ماش کے دانے پھینکے سب حیران ہین کہ یہ کیا سحر ہی ملکہ کیا کر رہی ہین لیکن اُس دستک سے یہ تاثیر ہوئی کہ ابر سوسنی بکمال زینت سر پر آکر چھایا اُسمین ہزارون طائر آنکھین انکی یاقوت احمر کی منقارین مثل سنان چمکتی ہوئین ابر مین چھپے ہوے منھ سے بولتے بھی نہین ہین مثل برق چمک رہے ہین ایک طاؤس زرین بال ابر سے نکلا زمین پر آیا مثل انسان کے گویا ہوا اے ملکہ عالم مین آپکی سواری ہون آپکے حکم سے مع فوج آیا ہون دس ہزار طائر ساتھ ہین آپکا دامن ہمارے ہاتھ مین ہی آج تلوارون کی جانبازیان دیکھیے گا کیا قیامت کرتے ہین ملکہ نے وہ سحر کیا کہ زمین تھرائی ابر مین تہلکہ ہوا بارہ ہزار کنیزین ایک ایک سحر مین طاق حسن مین شہرۂ آفاق کاتیان باندھکر بعض بطون قرقرون پر سوار اور بعض ہزبر ہاے آتشین پر سوار ہو کے پیچھے پیچھے اپنے مالک کے چلین یہان وہ وقت ہی کہ ابر سوار تلوار کے نیچے بیٹھا ہی جلاد شلنگین لگا رہا ہی نعرے کر رہا ہی شعر سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست ٭ مرغ دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست ٭ کس کا سر رشتۂ حیات منقطع ہوا کسکا ساغر عمر لبریز ہوا کون مغضوب درگاہ سلطانی ہی تیغہ باڑھدار رکھتا ہون بازو پر قوت ایک ہاتھ مین سر کو تنسے جدا کرتا ہون قتل کرنا میرا کام جلانا میرا کام نہین یا خداوند صنم گویا حکم اول ہی سمجھ بوجھکے حکم دیجے گا صنم گویا کہ رہا ہی ارے قتل کرد حیرت تعقر سے دیکھ رہی ہی سامنے دو شیر صحرائی دقر پر ڈکار رہے ہین کیا مجال کہ کوئی آسکے عقاب سعید پاس کھڑا ہوا ٹہل رہا ہی سامنے سے دیکھا ایک بڑھیا پیر فلک کی نانی مکر مین لاثانی خم کمر خم کمان تھا کہ تیر تدبیر ہمیشہ پورا بیٹھتا ہی جھریان جسم کی نہ تھین ایک سطر مکاری تھی سفید پائجامہ محمودی کی چادر اوڑھے ہوے لٹھیا ہاتھ مین پکارتی ہوئی خداوند صنم گویا کہان تشریف رکھتے ہین شعبدہ باز نے بڑھکے آواز دی سامنے بیٹھے ہین دیکھتے ہی بڑھیا نے سلام کیا عرض کی لونڈی حضور کے پاس حاضر ہوئی ہی یہان سے قریب ایک قصبہ ہی نسیم آباد اُسکا نام ہی بال چھڑ مجھے کہتے ہین مین نے سنا ہی کہ قدرت نے کسی عورت کو بلایا ہی یا کسی وجہ سے آئی ہی قدرت سے وہ راضی نہین ہوتی اگر قدرت میرے سپرد کرین تو مین عورت کو اور قدرت کو دونون کو دل سے راضی کرون بے راضی کیے نہ جاؤنگی مین جو اُس سے باتین کرون قدرت کو بڑے مزے ملین گے اور جو قدرت کو بڑی خواہش ہی تو پہلے مین موجود ہون قدرت کو بڑا لطف ملیگا اب بھی میرے مکان پر ہو ایکا جماؤ رہتا ہی کبھی کسی کا دل نہین دکھایا کسی کی بات کو نہین ٹالا بڑی خوش مذاق ہون فیض جاری رہتا ہی باتون مین تاثیر ہی قدرت کے راضی کرنے کی تدبیر ہی اسطرح بڑھیا نے باتین کین کہ سب ہنسنے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا بڑی بی صاحب سمجھ کے باتین کرو یہ سن و سال اور یہ کلام یہ باتین عشق و محبت کی گھاتین صنم گویا نے کہا صاحبو کیون اس بیچاری کو ہنستے ہو میرے مطلب کی بات کہتی ہی آؤ بڑی بی بیٹھو

کہا واری آپنے میری قدر کی مین آپ کے پاس بیٹھکے کیا کرون جہان وہ عورت ناراض بیٹھی ہو آسے قدرت سے اُس چھپی ہوئی بات مین اغماز ہو اُسکے پاس مجھے بھیجدیجیے دو لفظین ایسی کہون کہ فوراً راضی ہو دن بھر مین چار قدم قدرت کو بلائے جب قدرت سے کچھ نہ ہو سکے تو قدرت کے منھ مین سیاہی لگائے قدرت یہ تو کہو اصل امر مین ڈھیلے تو نہین ہو اسی کی بڑی تحقیقات ہی ہلوگون کے واسطے بڑی بات ہی اگر یہ نہو اتو تمھارے خدائی بھی خاک ہی خالی زبان کے مزے دار ہو یا اصل مطلب کے بھی لائق ہو صنم گویا نے کہا بڑی بی چپ رہو کیا کہون تمھارا تو مین زیادہ ہی میری نانی ہو باتون مین لاثانی ہو بڑھیانے کہا بیٹا مین تو چاہتی تھی پہلے نواسے کے پاس سو ؤن امتحان تو کرلون اگر جوان عورت سے ذلیل ہوئے تو کیسی مشکل ہوگی محلے بھر مین چرچا ہوگا کہ قدرت کچھ نہین ہین مین تو اپنے بچے کا عیب چھپاؤن سنکیان لیکر چپ ہو رہو گی غیر کو کیا غرض ہی کہ تمھارا عیب چھپائے اسلیے پہلے میری جانب توجہ فرمایئے اللہ ذرا گوشے مین آیئے مین تو یہان بھی موجود ہون اپنی آنکھین بند کرلین جان لیا سب اندھے ہین ہمنے نہ دیکھا کسی نے نہ دیکھا پائجامہ اُتار کے آؤن تمھارے منھ سے ملادون بیٹا غنچۂ گل ہی دیکھو بڑھیا کو ذبح نہ کرنا چیخونگی غل مچاؤنگی ساری زمین سر پر اُٹھاؤنگی تم نہ شرمانا اپنے کام مین مصروف رہنا پھر غل نہ مچاؤنگی تمکو چٹکیون مین اڑاؤنگی جب مزے مین آؤنگی لپٹ جاؤنگی خوش تو بہت ہوتے ہو گے لو بچے کے منھ پر ہوائیان اڑنے لگین غنچۂ گل جو کہا نہال ہو گئے سینے پر تو دیکھو یہ اُبلے بیگن ہین بھرتا بنانا دونون وقت خوب کھانا صنم گویا نے کہا بڑی بی صاحب مین تمھین پاس حیرت کے بھیجتا ہون یہ کہکے اشارہ کیا وہ تیر دروازے پر سے ہنگئے کنیزون سے کہا بڑی بی صاحب بڑی طرار ہین یہ باتون مین راضی کرلینگی مجھے انکی باتین پسند آئین یہ تو تمکو صحبت ہین حقیقت مین صاحب لیاقت ہین انکی باتون نے بہت خوش کیا ہم تقدیر کرکے جوان کر دینگے بڑھیا نے کہا تیرے صدقے تیرے قربان بڑا احسان ہو پھر ہمسے تمسے امتحان ہو مگر بیٹا سنکیان لینے لگو نگی شرما جاؤگے مگر عقاب شعبدہ باز نے عرض کی کہ قتل ہین دشمنون سے دیر ہوتی ہی بڑی بی صاحب کو پاس حیرت کے بھیجدیجیے آپ قتل کا حکم دین کہ ہم دشمنون کو قتل کرین ایسا نہو کوئی فتور پڑجائے صنم گویا نے کہا اب فتور کون کرنے والا ہی سب تو سحر مین مبتلا ہین عقاب شعبدہ باز نے کہا اب قدرت طول نہ کرین انکا قتل ہو جانا بہتر ہی بڑھیا کی باتون سے معلوم ہوتا ہی یہ ضرور راضی کردیگی بڑھیا تو اندر قصر کے گئی باتو سب باتون مین بڑھیا کی مصروف تھے ہنس رہے تھے یا پھر سبکو ہوش آیا جلا د تلوارین پکڑکے سر پر عقاب ابر سوار کے آئے کہا ای ابر سوار اب تم سلطنت کرچکے جو کھانا ہو کھالو پینا ہو پانی پی لو اگر کسی سے ملنے کی ہوس ہو نام لو اسکو بلادین ابر سوار نے منھ پھیر کر جواب دیا ہوس وصل حیرت لیکر چلے اب کوئی ہوس نہین ہی کر احوال سنائین کسکو مدد کو بلائین اپنی تو اب یہ حالت اور کیفیت ہی

نظم

نالہ مراد عاشق کی پیدا کرے صفت
اُس شخص کی زبان مین کیونکر اثر نہو
تم اُٹھ گئے نہو جو دم نزع سامنے
کہتا ہی دل اُس آفت جان کا یہ ڈر نہو
اللہ ری بیخودی کہ وہ پہلو مین بیٹھکر
کوشش کرے وہ لاکھ ترے دل مین گھر نہو

وہ دل مین آئے اور ہمین کچھ خبر نہو
بس تو ہی سن لے اور کسی کو خبر نہو
کہتے تھے ہمنے آپ ہی پردہ اُٹھا دیا
عاشق تو حشر تک بھی ادھر یا ادھر نہو
جھگڑا کیا شیخ و گبر کے کیونکر ہو فیصلا
یہ بیجائین دل نکال کے ہمکو خبر نہو

کیون جان مضطرب کہین درد جگر نہو
کہتا ہو جو برو نکو بھلا تیرے عشق مین
تیری سی بیقرار کسی کی نظر نہو
سینے مین کوئی کینہ عدو کا چھپا کیون
اس سوچ مین وہ بت ہی کدھر ہو کدھر
لے ڈالی خاک کعبے کی یا دیر کی چلا

اگر بڑھیا جو پاس قفس کے پہونچی تنہائی جو پائی بڑھیا قفس سے لپٹ گئی

کہا ای زینت بزم عاشقان ای شمع انجمن معشوقان اپنے سرفروش کو پہچانا مین مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو اب مین تمکو قفس سے نکالتا ہون زبان سے سوزن نکالون تڑپ کر نکلو ان سبکو قتل ہونے دو آج تو ایسا سحر کرو یہ سب کے سب اندھے ہو جائین تم نکل جاؤ بہتر لیکن نہ ہو گا تم ورنہ پھر نکل آؤ نگا یا اگر موت قریب ہی تمھارے نام پر نثار ہو جاؤ نگا حیرت نے شاکی سر جھکا لیا اتنا تو منھ سے نکلا کہ او ظالم تو نے بڑا غضب کیا ہزار ہا جادوگر جمع ہین ضنم گویا بڑا ساحر زبردست ہی عقاب شعبدہ باز بھی مکار و غدار ہی ایک ایک ساحر نامی ہی جہان تک ہوسکے گا اپنے کو بھی بچاؤ نگی تیری کمین بنچہ دو نگی اپنی جان بچاؤن تجھکو دشمنون مین چھوڑ جاؤن یہ مجھسے نہ ہو گا چالاک نے کہا جان نثار کا خیال نہیجے آپ نکل جائیے مجھپر جو پڑیگی وہ جھیل لونگا جان پر کھیلو نگا اتنی مہلت پا جاؤن کہ صورت بدل لون دل مین یہ ہی کہ کسی کنیز کی شکل بنکر عیاری کرون آج محفل بھر کو بیہوش کر کے ضنم گویا کو مارون چالاک تو حیرت سے یہ باتین کر رہا ہی قفس کا قفل کاٹ چکا ہی مگر ضنم گویا نے کنیزون سے کہا دروازے کے پاس سے دیکھو تو بڑھیا کیا کر رہی ہی چند کنیزین قریب دروازے کے آئین جھانکا سامنے دیکھا بڑھیا نے قفل کاٹا ہی حیرت قفس سے باہر نکل آئی ہی بڑھیا نے سوزن زبان سے نکالا ہی حیرت سر جھکائے بیٹھی ہی بڑھیا ہاتھ باندھے عرض کر رہی کہ ای ملکہ عالم سخن فہم

نہو وے دیدۂ تر اشکو نسے اک پل خالی	کبھی ہوتے نہین پانی سے یہ بادل خالی	تھوڑی ہو خاک در یار بھی تا دور ہو درد
نہ لگے مرے سر پر کوئی صندل خالی	سرو کو اس قد موزون سے بھلا کیا نسبت	کہ معانی سے ہے یہ مصرع مہمل خالی
ہوگیا ساغر عمر آہ لبالب ساقی	نہ مجھے کرنے دیا ساغر اول خالی	ایک ہی دیکھتے ہین جنکی بصارت ہی درست
نور توحید سے ہین دیدۂ احول خالی	اس خرابے مین نہین ہی کوئی دو دن آباد	آج معمور جو ہین ہونگے وہ کھنڈل خالی
چشم و کاکل کے تصور مین جو گذرا ایک سیح	کر گئے آہوے مشکین وہ بن جنگل خالی	

اور ملکہ حیرت فرما رہی ہین کہ ای چالاک ہمین تمھاری جانبازی کا خیال ہی مگر اب زیادہ مہمل باتین نہ کرو مسخرے پن کی گھاتین نہ کرو کنیزین وہ اپنے بھاگین آکر کہا یا خداوند یہ تو وہی عیار ہی حیرت کے قدمون سے لپٹا ہوا باتین اپنی عاشقی کی کر رہا ہی اور یہ بھی کہتا ہی آپ لڑ بھڑ کر نکل جائیے مین چلا آؤنگا مجھے کوئی نہ پا سکیگا بلکہ کہتا ہی خداوند کو بھی بیہوش کر دونگا یہ سنکر ضنم گویا تو گھبرا گیا عقاب شعبدہ باز سے کہا تمنے یہ مضمون سنا ارے لینا جانے نہ پاوے ایسا نہو حیرت نکل جائے مگر عیار بھی جانے نہ پائے حیرت کو تو قید کرون سب کے ساتھ عیار کے قتل کا حکم دون عقاب شعبدہ باز اٹھا قریب دروازے کے آگے آواز دی او حیرت خبردار حیرت کی زبان سے سوزن نکل چکا ہی حیرت ان ایسون کو کب مانتی ہی اپنے گولہ مارا حیرت ہنس دی عقاب شعبدہ باز کا سحر کیا بنتے ہی گولہ بھٹکے گر پڑا بیکار ہوا حیرت تڑپ کے نکلی چالاک پر اشارہ کر دیا یہ دوڑتا ہوا ایک چمن مین پہونچا بہ تعجیل رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک مالن کی شکل بنکر لینا لینا کرنے لگا مگر حیرت جو نکلی اور تو وہان کیا تھا زمین کے سنگریزے اپنے اٹھا کر پھینک مارے لشکر پر پتھر برسنے لگے کہ عقاب شعبدہ باز بھاگا آسمان سے پتھر تو برستے ہین مگر خوبصورتی سحر کی یہ ہی کہ لشکر ضنم گویا کے ساحر کھڑے ہین یا بیٹھے ہین انھین پر پتھر برستے ہین سر انکے پھٹ رہے ہین عقاب شعبدہ باز بھاگا ہوا سامنے ضنم گویا کے آیا کہا یا خداوند غضب ہو گیا حیرت ارا ہوئی سارے لشکر کو حکم دیجیے بلوہ کر کے پکڑ لین سحر نہ کرنے پائے دیکھیے ایک سحر چلا ہی ہزارون کے سر پھٹ گئے وہ بلاے روزگار ہی ساحرہ با کمال ہی کئی ساحرون نے قصد کیا کہ حیرت کو روکون وہ دیکھیے ہاتھ چمکا دیا برق گری دس کے سر اڑ گئے اب عقاب شعبدہ باز و ضنم گویا سحر کرتے ہوے بڑھے حیرت نے کہا بلند ہون ستارہ بنکر چمکون بلائی سحر کرون سبکے سر قلم ہون ضنم گویا

عقاب شعبدہ باز نے آگے اسطرح کا سحر کیا کہ حیرت بلا سے نہوکی زمین پر گری تڑپ کے اٹھی ایک شاخ نخل پر ہاتھ پڑ گیا اسکو توڑ لیا توڑ کر پھینک مارا ضیغم گویا کو عقاب شعبدہ باز نے اپنے کو بچایا ورنہ خنجر بکار رہے تھے تلوارین گر رہی تھین لاکھ ہزارون بکھیے سر کٹکر گرے تڑپنے والے لڑے مگر زندہ نہ بچے سر مشل قرابۂ گدائی کے ٹھوکرین کھارہے ہین خنجر جب گرا کسی کا سر کٹا کسی کا ہاتھ لنگڑا زمین پر گرا ہزار ہا لاشے پڑے ہین مگر ضیغم گویا نے آواز دی ای اہالیان فوج حیرت کو پکڑ لو اسی ہزار ساحران غدار چہار جانب سے چلے سحر پڑھنے لگے نیزے تیر تفنگ اسطور سے مصروف جنگ ہین سب ساحرونکا حیرت پر بلوہ ہی اس آفت کو جھیل رہی ہی مگر مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو مالن کی شکل بنا ہوا ہی دعائین مانگ رہا ہی دیکھتا ہی کہ حیرت کس زور وشور سے لڑ رہی ہی کبھی پکار اٹھتا ہی ای شہنشاہ ملک خوبی وای رنگ وبوے گل بوستان محبوبی بچنا کسی بیحیا نے سحر کیا جب کوئی حربہ قریب جسم حیرت کے آیا چالاک نے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا پکار اٹھا ای خدا بچانا ایسا نہو کہ جسم نازک پر کوئی حربہ پڑے کاش کہ یہ حربے میرے جسم پر پڑین ای خداے کریم ای مالک رحیم

انگندہ ایم سر بسر کوے دلستان
جان را فداے خانۂ خمار کردہ ایم

ما چشم ودل بجانب دلدار کردہ ایم
خود را براہ دوست سبکبار کردہ ایم

جانرا فداے غمزۂ خونخوار کردہ ایم
از بہر یک دو جرعہ دردسر اربار

چالاک ہر مرتبہ دعائین کرتا ہی کہ حیرت ساحرون مین گھر گئی سب طرف سے ساحر ٹوٹ پڑے ہی چلاتے ہین لیجائین ہاتھون ہاتھ پکڑ لین مگر حیرت شعلۂ جوالہ ہی جسنے ہاتھ بڑھایا کسی کے ہاتھ مین آبلہ پڑ گیا کسی کا منہ جلا کسی کے جسم سے آگ لگی ہرموے جسم سے شعلے نکلنے لگے ساحران مکار مثل ہیزم خشک جلنے لگے ضیغم گویا بھی سحر کر رہا ہی عقاب شعبدہ باز بھی سحر کر رہا ہی کوئی گولہ پھینکتا ہی کوئی ترنج کوئی نارنج سحر کا بلوہ ہی حیرت پر کئی ساحر جان دیکر بڑھے صفون مین پکارتے ہوے بارے تم اسی ہزار ہوا ایک عورت کا پکڑنا ایسا مشکل ہی یہ بیتابی دل ہی بھاگتے پھرتے ہو وحشت سے منہ کے بل گرتے ہو یہ جو پکارتے ہوے پانچ چار ساحر چلے سب ساحرونکو حوصلہ ہوا نقیب آوازین لگا رہے ہین نامردونکو للکار رہے ہین ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نہ پوشید شعر روز جنگ است جنگ باید کرد * کوشش نام وننگ باید کرد * نقیبون کی آواز دینے سے اور زیادہ ساحرونکو جوش ہی ہر مئخوار کثرت زخمداری سے مدہوش ہی حیرت نے جو یہ بلوہ دیکھا اب گھبرائی بیقرار ہوکر پکارنے لگی ای خالق حقیقی تجھسے بھی عرض کرتی ہون ای لات ومنات ای سامری وجمشید ای لوٹک لوٹا جھوٹک جھوٹا ارے تم پونے دو سو ہوا ایک تو تم مین سے آجائے اسوقت اس آفت سے بچائے تو ہم جانین کہ خدا ہو اسوقت تک تمھاری خدائی کا کچھ ظہور نہین ہوا صاحبان فراست ٹھیک کہتے ہین ہم بھی ایسی اعتقاد پر رہتے ہین آخر کیا کرین مجبور ہین نظم

تریاک جانفزا ز لب اژدہا مجوے
اہل وفا نماند درین جا پیے وفا
خراین صفت ز طائفہ بر ملا مجوے
اہل ہوا ست جملہ اکابر بہ شہر ما
جز خون خلق ریختن از کربلا مجوے
احمد وفا مخواہ ازین شہر بیوفا

نامے وفا مگیر کہ بے نام وبے نشانست
در بوستان دہر نہال وفا مجوے
در گفتن وشنیدن شان آرزم کلی ست
اخلاص وصدق ولطف ز اہل ہوا مجوے
ہر دشمنے کہ ہست ہم از آشنا ہاست
ای دل دغا ز طائفۂ بیوفا مجوے

ای دل وفا ز طائفۂ بیوفا مجوے
از خم دردو تیرہ تو جام صفا مجوے
بہتان وافتراست سراسر صبیح وشام
زین خوے زشت وعادت بد از خلا مجو
این شہر کربلاست وبلے پر بلا مدام
ترکیب دوستی تو ازین آشنا مجوے

حیرت بہت گھبرا رہی ہی خوف ہی کہ اگر ابکی مرتبہ گرفتار ہوگی اور حیرت زندہ نہ رہیگی تڑپ کے جان دیدیگی حیرت نے چاہا کہ نکلکر جنگ ضیغم گویا سے

سحر کیا حیرت زمین پر گری گھٹنے ٹیک دیے مشکل سحر کرکے اُٹھی عالم یاس مین طرف آسمان کے دیکھا خود دل بول اٹھا کہ پیدا کرنیوالے
مجھے اس آفت سے بچالے اب نہ گرفتار ہون ورنہ جان جائیگی ابھی دعا پوری نہوئی تھی کہ آسمان پر ابر سوسنی پیدا ہوا اگر
کمال چمک دمک سے زیر ابر ہزارہا طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوئے پھول برس رہے ہین موتی بھی گر رہے ہین یکایک
ابر پھٹا اندر سے ابر کے اک ماہ تابان مہر درخشان نازنین حور پیکر سمن بر خوبصورت نیک سیرت کبک رفتار شیرین گفتار
ماہ رخسار خنجر ابروے خمار طاؤس زرین بال پر سوار اُس نازنین نے جو حیرت کو اس بلا مین مبتلا دیکھا گھبرا گئی
بیقرار ہو کے آواز دی صاحبو لینا بارہ ہزار کنیزین ابر سے نکلین مثل شعلۂ جوالہ چمکین ایک ایک نے عرض کی
کیا حکم ہوتا ہی فیروزۂ سوسن پوش نے کہا صاحبو غضب ہو گیا حیرت جادو پھنسی ہوئی ہی تمام ساحرونکا
بلوہ ہی ایسا سحر کرو کہ وہ بیچاری بچے یہ ساحر جو بلوہ کیے ہوے جاتے ہین اُسکے پاس تک نہ جانے پاوین اور
غضب دیکھو عقاب ابر سوار کی زبان مین سوزن ہی دو ڈھائی سو سردار سب ایکطرف بیٹھے ہین ملکہ نے
آگے بڑھکر جھولی سے ایک گولہ نکالا سب کنیزون نے گولے ترنج نارنج گچھے پیکان کے رائی کے دانے مٹر کے دانے
نکالے ملکہ نے جو گولہ پھینکا سب نے سحر اپنے اپنے کیے ملکۂ فیروزہ کا گولہ پھٹا ایک ساحر کا سر اڑ گیا کنیزون نے
ایسے سحر کیے کہ بارہ ہزار جادوگر مر کے گرے صدائین مرنیکی آرہی ہین زمین تھرا رہی ہی آسمان سے آگ برسی فیروزہ
کڑک کر برابر حیرت کے آئی شانہ پکڑ کے کہا ملکۂ عالم اٹھو حیرت سنبھلی اب جو سحر کرنے لگی زمین ہلادی ہزارونکو مارا
مگر فیروزہ نے بڑھکے عقاب ابر سوار کی زبان سے سوزن نکالا کہا ای بادشاہ تو بھی اٹھ عقاب ابر سوار کی
زبان سے جو سوزن نکلا تڑپ کے اُٹھا آنکھ اٹھتے چند سردارونکو بھی اپنے رہا کیا سردار بھی ایسکے رہا ہوے اب تو
سحر ہونے لگے مگر عقاب شعبدہ باز ایسے ایسے سحر کر رہا ہی کہ حیرت تھرا جاتی ہی صنم گویا سے عقاب شعبدہ باز
کہتا ہی اور قیامت دیکھیے کہ صاحبزادی صاحب مدد کو آئی ہین صنم گویا نے کہا ای عقاب شعبدہ باز اسکا کیا سبب
کہ ملکۂ فیروزہ ہمارے دشمنون کی شریک ہین شعبدہ باز نے کہا خداوندا آپکی زبان کی تاثیر ہی برکت تقدیر ہی آپنے
کچھ فرمایا تھا وہ اُس تک پہونچگیا اُسنے سُن لیا کہ قدرت مجھکو معشوق بنانے کو ہین اسقدر ناگوار ہوا اُسنے مجھسے کہا تھا
کہ مین شہر سے نکل جاؤنگی قدرت کو ایسا خیال ہی بندی بجاے بیٹی کے ہوتی ہی جب قدرت ایسا خیال کرینگے
تو ہم کیسے بچینگے اُسدن اسکا یہ حال تھا کہ بیقرار آنکھون مین آنسو بھرے ہوے مجھسے چاہتی تھی بگڑے قدرت
نے کہا ہم بڑے بدنصیب ہین دو پر عاشق ہوے دونون ناراض دونون کو یہ انکار ہی آج قتل کرونگا مگر ای
عقاب شعبدہ باز تم شکایت نہ کرنا مین آج اِس گیسو بریدہ کو مار ڈالونگا ان کنیزونکی کیا حقیقت ہی ایک
سحر مین سبکو مٹادونگا ایسا نہو تمکو ناگوار ہو عقاب نے عرض کی قدرت کو اختیار ہی جو قدرت کا دشمن وہ میرا
دشمن ہی اور فساد برپا کرتی مگر دشمنون کی مدد پر نہ مرتی مجھکو بہت ناگوار ہوا قدرت نے کہا تم فیروزہ پر مین حیرت
پر سحر کرتا ہون شعبدہ باز الگ ہوا صنم گویا الگ آکر حیرت پر سحر کرنے لگا حیرت روک رہی ہی عقاب نے
اسطرحکا سحر کیا کہ فیروزہ کے پانون مین رعشہ خاموش ہو گئی قریب تھا تھرتھرا کے گرے یہی حال صنم گویا نے
حیرت کا کیا کنیزین گرد پھر رہی حیرت و فیروزہ کو بچاتی ہین ساحرونکو قریب نہین آنے دیتی ہین قدرت نے اپنا
خون کا تمکہ حیرت جادو پر پھینک مارا اُس سے یہ حالت ہوئی ہی کہ خاموش کھڑی ہی یا شمع سحری تھرا رہی ہی
یا ستارۂ سحری زیر آسمان چمک رہا ہی مگر گرا چاہتا ہی یا کہون کہ برق جہندہ تڑپتے تڑپتے رک گئی حیرت تھرا رہی ہی
اپنے کو سنبھالتی ہی نہین سنبھل سکتی فیروزہ مبہوت لب پر مہر سکوت ہرچند سحر یاد کرتی ہی ایک لفظ یاد نہین آتا ہے

چہرہ اداس عالم پاس سوسن برابر کھڑی ہے اُس سے کہا اے سوسن بابا کا سحر لگ گیا اب سحر نہیں ادا آگیا تدبیر کرو رانی سوسن گھبرا گئی گرد پھرنے لگی ساحرہ وہ نگوار بی ہے جو طرف ملکہ کے رخ کرتا ہے اُسکو للکارتی ہے سب کنیزیں گرد ملکہ عالم کے کھڑی ہیں ناگہ صنم گویا حیرت بہ سحر کرکے ایک نخل کے سامنے ہیں کھڑا ہے چھم چھم کی آواز کان میں آئی قدرت نے پلٹ کے دیکھا اک مہ جبین شعلہ رخسار بھاری لہنگہ چنبری ہفت رنگ کرتی آب رواں کی جسم میں تنگ اسمیں دو حباب معلوم ہوتے ہیں کرتی کو توڑ کر نکل جائینگے یا سنان اسے نیزہ ہیں کہ دل وجگر کو بار سہم میں اپنی سرکشی کو دکھا رہے ہیں گوری گوری صورت یا سنگ سفید کی مورت اٹھلاتی ہوئی چلی آتی ہے بانکپن نہ کھاتی ہے

شعر اکڑ کے پنجوں کے بھل چ چلنا نہ کیوں کہ کشتہ ہوں اس ادا کا ٭ سجا سجا یا کچھا کچھا یا چھپ لو دیکھو غضب خدا کا ٭ دیگر زلف معنبر بر مہ رویت نیر و شب است ٭ وادی موسی ٭ چاہ معنبر در کف منقبت زا من یوسف وست زلیخا ٭ ناز و کرشمہ و ادا آن بان نوجوان ہنستی ہوئی آتی ہے لگاوٹ صنم گویا کی پڑی صورت معشوق پریچہرہ کو جو دیکھا بیتاب ہو گیا پکار اٹھا کہ اے پری پیکر کیا کیوں مشکل

جگر پر ہاتھ ہو تو درد رہ رہ کر یہاں کیوں ہو
کوئی رخصت طلب ہو شام ہی سے جب شب وعدہ
وہاں تو عقد کیوں رسوا ہو بدنام آسمان کیوں ہو

نہ دیکھے جائیں جس سے جھمکیاں ہیں داغ دل
جو اپنے خانہ بھی پھر صبح تک کا مہمان کیوں ہو
جلال افسوس آ جھے رہ گئے ہم جس کی فرقت میں

طلا وہ بیٹھ رہ سینہ کوبی اتنا اطمینان کیوں ہو
وہ دیر آئیں ہیں بہ دلسوز تجھ پر مہربان کیوں ہو
جو اظہار وفا کرکے جفا آموز دلبر ہو
نہ پوچھا اسنے جھوٹوں بھی کہ تم ناتوان کیوں ہو

صنم گویا نے پکار کے آواز دی اے مالن کہاں سے آتی ہے کیا غضب کا بانکپن دکھاتی ہے کیا سینے پر ابھار ہے جان آمد عاشق کی نثار ہے ذرا میرے قریب آ قدرت تقدیر کردوں تیرا اول خزانہ کراز و نیاز سے بھر دوں اُسنے منہ تک کر جواب دیا ننگوڑے تو کون ہے جو اسطرح کی باتیں کرتا ہے ابھی باپ کو پکار لوں وہ اگر تجھکو دو پنجے مارے نیرا سر پھٹ جائے قدرت نے کہا ہم خداوند صنم گویا مالن نے جھک کے سلام کیا شغل ہلال شب اول ختم ہوئی قدرت کی بیقراری بچھ ہوئی سمجھا کہ اب اسنے مجھکو پہچانا مگر وہ سلام کرکے مٹکتی ہوئی چلی قدرت نے دوڑ کر دوپٹہ پکڑ لیا کہا سن تو ہم کیا کہتے ہیں تجھپر مہربان ہوے ہمارے غیب کے امتحان ہوے اُسنے ہاتھ پکڑ لیا کہا یا خداوند اگر آپ خداوند ہیں تو آپ بتائیے میں کون ہوں قدرت نے کہا میرے باغ کی مالن حسن میں رشک چمن غنچہ دہن سیمتن نازک بدن اُسنے ہنسکے کہا بہت باتیں نہ بنائیے میرے چھپر میں آئیے جو آپکا مطلب ہوگا ہو جائیگا شاید مان لوں خداوند ہاں کہ دب جاؤں مگر کچھ تقدیر تو کرو دشمن لڑ رہے ہیں قدرت نے کہا بدولت نے وہ سحر حیرت پر کردیا کہ اپنے مقام سے ہٹ نہ سکے گی آفتیں اب نہ برپا کرینگی دیکھ لے جب کھڑی ہے عقاب ابر سوار ہر ہبی سحر کرد و نگا اُسکی تو کیا حقیقت ہے حیرت بڑی ساحرہ ہے ایسے سحر کیے کہ قدرت نے بمشکل تمام اُسکی زبان بند کی کیا مجال ہماری زندگی میں زبان کھل سکے مالن نے کہا کیا قدرت آپکو موت بھی ہے لطف زندگی فوت بھی ہے میں تو جانتی تھی آپ زندہ جاوید ہیں ہم غریبوں کی امید ہیں چلیے کنارے چلیے میں آپکو سمجھا دوں قدرت نہال ہو گئے سمجھے یہ قدرت پر مائل ہے جو کہونگا قبول کریگی صنم گویا ہاتھ پکڑ کے مالن کا چلے مالن نے پیٹے پکڑ لیے اک طمانچہ بھی مارا قدرت نے خیال کیا کہ تنہائی میں کون دیکھتا ہے شعر سنگ اینجا از دوست میرسد نیکوست ٭ اب تو مالن نے قدرت کو بنا لیا کبھی طمانچہ مارا کبھی پیٹے پکڑے کبھی چٹکی لی اہٹ ننگوڑے کہکے دھکا دیدیا صنم گویا سب جفائیں سہ رہا ہے دل سے اپنے کہ رہا ہے معشوق پری چہرہ کی سب جفائیں گوارا ہیں اک نخل کے سامنے میں اگر مالن ٹھہری کہا خداوند آؤ جب صنم گویا سے کہا دیکھیے حیرت جادو آپکے سحر سے نکل گئی وہ آسمان پہ

ستارۂ نحس ہے جنّی صنم گویا گھبرا کر بولا اس نے چلتے کمند بھی قدرت کے گلے میں ڈالے عقاب بار دیا بیہوش کیا خنجر مارا
شکم چاک قصہ پاک مرتے ہی صنم گویا کے ہنگامۂ عظیم برپا ہوا حیرت جادو نے دیکھا ایک طرف آگ جل رہی ہے
صدائے ہا ہو بلند ہے آگ برسی ہزار ہا درخت جلے کئی آسمان گر سے آواز آئی کشتی مرا نام صنم گویا بود واے
جو حیرت جادو نے رہائی پائی رہا ہوتے ہی جنّی عقاب شعبدہ باز گھبرا گیا ایک ایک سے کہتا پھرتا ہے
یارو کسی نے خداوند کو مار ڈالا کہ دیکھا سامنے سے حیرت جادو لڑتی ہوئی چلی آتی ہے مگر کس زور و شور سے
آتی ہے کہ جیسے غول سے نکلی زمین تھرا گئی کسی کو طمانچہ مارا کبھی زمین پر دو پتھر مارا زمین شق ہوگئی ہزاروں
زمین میں غرق ہوگئے معلوم ہوتا ہے کہ اچھا صف شکن پہلوان میدان جنگ میں لڑ رہا ہے جھومتی ہوئی آتی
ہے عقاب شعبدہ باز نے دور سے دیکھا ہی تو اسکا چھوٹ گیا ہے ایک ایک سے کہتا ہے یارو اب کیسے جیتا
تقدیر نے ہمکو لوٹا اتنا بڑا ساحر یوں مارا جائے جب وقت زوال دولت آ گیا اب کسی کا زور نہیں چلتا بارہ
سنا ہنا ہے میں دیکھو جمشید جم ایسا بادشاہ ہاتھ سے بادشاہ خضر آتش کے مارا جائے مقام عبرت ہے جب ایسے
ہے ویسا ہی ان کا بھی زوال آیا کہ سامنے سے حیرت کا نعرہ ہوا او شعبدہ باز او حیلہ ساز ہم تو بڑے سحر کے
مشتاق ہیں اپنی جگہ سے نہ لڑنا عقاب پلٹ پڑا کہا ای حیرت تمہاری ذات سے خدائی مٹی اب میں کیا تمکو
زندہ چھوڑونگا یہ کہکے اسنے گولہ مارا فیروزہ سوسن پوش مجمع عام میں لڑ رہی ہے کہ اسکے کان میں آواز
صنم گویا کے مرنے کی آئی کنیزوں سے کہا ارے تمنے سنا قدرت ایسا سحر کار مارا گیا حیرت جادو کو تو اسنے بیکار
کر دیا تھا مجھپر بھی اسی کا سحر تھا ایک کنیز نے عرض کی حضور میں نے نعرہ سنا ہے چالاک بن عمرو نے کیا قیامت
کی بات غیر ساحر اتنے بڑے ساحر کو مارے ان مکاروں کی کیا بات ہے عیاری نہیں کرامات ہے آخر تجھکو یہ بھی
کچھ معلوم ہوا کہ کیونکر مارا کیونکر قتل کیا وہ تو بڑی ہوشیاری سے لڑ رہا تھا دور سے سنگدل نے پتھر مارا
ہوگا پاس تو اسکے جانا دشوار تھا کنیز نے کہا حضور میں نے اتنا دیکھا کہ ایک مالن رشک چمن لگا کر کنارے
لگی مگر حقیقت میں نہایت چلبل عورت تھی بہت خوبصورت تھی شاید وہی چالاک بن عمرو ہوگا اگر اسنے
اپنی ایسی صورت بنائی کمال کیا کنارے لیجا کے مار لیا کہ فیروزہ کی نگاہ پڑی دیکھا حیرت جادو سے اور
عقاب شعبدہ باز سے مقابلہ پڑ گیا عقاب نے کیسے کیسے سحر کے گولے مارے حیرت نے اشارہ کیا دفع
ہوگیا بلکہ لطف یہ تھا کہ گولہ الٹا پلٹا اور اسی کی فوج پر پڑا ہزار دو ہزار قتل ہوئے فوج میں شعبدہ باز
کے ہنگامہ ہے اول تو سب نے لاشہ صنم گویا کا دیکھا ہی سب کے چھوٹ گئے آپس میں کہہ رہے ہیں یارو گھر بار چھوڑا
ملک نے دن دہاڑے لوٹا قدرت ایسا آدمی اسطرح مارا گیا ہمکو گمان تھا جب دو چار ہزار آدمی بڑے ساحر
نامی گرامی قصد کرینگے ان سب سے یہ برابر لڑیگا دیر میں ہٹینگے کیسی تقدیریں بگھارتا تھا سبکو اپنے جال میں
پھنسائے ہوئے تھا جب موت کا وقت آیا کچھ نہ بن پڑا اچھے کی موت مارا گیا اب جان بچا کر نکل چلو میدان
کارزار سے ٹل چلو دیکھو اس عورت قیدی کا کیا اقبال ہے فیروزہ کس وقت میں آکر پہونچی کس جانبازی
سے لڑ رہی ہے کنیزیں جست و چالاک سحر خوانی میں بیباک سب ایک طور پر سحر کر رہی ہیں یہ کہتے ہیں اور
بھاگے جاتے ہیں بعض بھاگے ہوئے گھر میں آئے جورو سے کہا نکل چلو اسنے کہا گھر میں تمام اسباب خانگی
ہے اسکو چھوڑ کر کہاں جائیں کہا جوتیں پڑے وہ پہلو جان بچانیکا نکالو گھر سے نکل چلو قدرت مارے گئے
اسباب لیکر سو سالا دا عورت کا ہاتھ پکڑا ایک لڑکا پانچ برس کا تھا اسنے دوڑکے ماں کا دامن پکڑ لیا جنگل کا رستہ

پکارا جابجا خبر جو مشہور ہوئی ہر گانون کے دروازے پر دس دس پاسی تیر کمٹے لیے بیٹھے ہین پلٹکے دیکھا آواز دی بھاگ جانے والے ادھر آگئے انھون نے تامل کیا پاسیون نے بلا کے لوٹ لیا اسطرح جانے مین لوٹے گئے اب جو پلٹکے لشکر مین آئے کسی نے پوچھا کہو کیا کیفیت ہی جواب دیا کہان جائین لٹ گئے مرنگے اسی ملک مین رہنگے ہم ہر دو اسطرح لوٹے گئے اسباب لٹ گیا مال پاس نہ رہا جورو کا تو نہین چھوڑا لڑکے کو گود مین لیے کھڑے ہین ایک انتظار ہی کہ فوج بھاگے تو ہم بھی نکل جائین بلکہ اور دن سے کھڑے کہ رہے ہین کہ بھائی بس لڑچکے قدرت نے چولہ تبدیل کیا ہم تو خانہ بدوش ہین مال کی فکر مین مدہوش ہین لڑکے کو گود مین لیے کھڑے ہین تم چلو تو ہم بھی نکل چلین ایک ہنگامہ برپا ہی مگر حیرت و عقاب شعبدہ باز سے بہر بحر کامل سحر چلا ایک مقام پر حیرت نے کارد سحر جیب ولی سے نکالی عقاب ابر سوار اُڑتا ہوا چلا آتا ہی فوج اُسکی آمادہ حرب و پیکار ہی بڑے بڑے ساحر سردار لڑتے ہوے چلے آتے ہین عقاب ابر سوار نے جو حیرت کو لڑتے ہوے دیکھا حیرت کے قریب آکے کھڑا ہوا کہ حیرت نے کارد سحر کھینچ ماری سینہ پر عقاب شعبدہ باز کے پڑی سینہ کو توڑ کے پار گذری شعبدہ باز جہنم واصل ہوا اندھیرا ہو گیا اپنے بخت سیاہ کا سامنا معلوم ہوتا ہی فوج دشمن نے فوج کو گھیر لیا ہی مگر ابر سوار حیرت کو گھیرے ہوے ہی تخت لاکر پہونچایا کہا ملکۂ عالم بڑی تکلیف اُٹھائی افسوس ہی کہ میری زندگی مین تم قفس مین قید رہین مین بھی تمھارے واسطے اس ملعون پر آپڑا مین تمھاری خدمتگذاری سے کیا منہ موڑونگا یا دامن دولت کو چھوڑونگا تمھارے لیے میری تو یہ نوبت ہی نظم

آج سے وحشت فزون ہر روز ہی
ہان چراغ داغ بزم افروز ہے
دیکھیے قسمت ہی کس غمخوار کی
آپ کا یہ مرغ دست آموز ہی
نوحہ خوان ہی ساز مطرب ہجر مین
ہو فتیلہ سوز ہی جانسوز ہی
خط مجھے لشکر سے بھیجا یار نے
آج کہتے ہین جنون نو روز ہی

لے مبارک ہو ولا نو روز ہی
اُسکے ہم نوکر ہین کچھ عاشق نہین
دل مراد نزاکت غم اندوز ہی
آفتاب اُس مہ جبین کے سامنے
راگ مجھکو مرثیے کا سوز ہی
کیا ہمارے زخم کو ٹانکے لگین
فوج غم پر آج دل فیروز ہی

ہی جو وہ شمع شبستان مجھسے دور
مدتون سے ایک بوسہ روز ہی
طائر رنگ حنا اُڑتا نہین
اپنی نظرون مین چراغ روز ہی
چاہیے تاریک ہی فرقت کی رات
سوزن مژگان فقط دلدوز ہی
داغ کینہ پھر نیا ہو جائیگا

اس عجز و منت سے عقاب ابر سوار نے حیرت کو تخت پر سوار کیا کہ حیرت جادو جانبازی کو چالاک کی بھول گئی پایہ تخت پر ہاتھ رکھدیا نوبت نقارے بجے ساحرون نے جادو رین ہلا دین امان مانگی ہزارون کو بلکہ لاکھون کو امان دی نوبت نقارے بجاتے ہوے طرف شہر کے چلے شہر مین داخل ہوے عقاب نے بطریق خوشامد حیرت کے نام پر سکہ جاری کردیا ملک کا نام حیرت آباد رکھا عیش و عشرت کا سامان ہوا چونکہ نیا شہر تسخیر ہوا ہی وزرا امرا عہدہ دار حاضر خدمت ہو رہے ہین حیرت نے حکم دیا جو جس عہدے پر ہی قائم رہے ہم کسی کو معزول نہین کرتے ابر سوار نے ایک ناظم مقرر کیا کہ خراج تحصیلو جب وہ ناظم انتظام کرنے لگا اور حیرت کو پسند آیا حیرت نے بھی حکم دیا مین نے اپنی جانب سے اسی ناظم کو مقرر کیا جہان ہم جائین خراج لیکر آئے ابر سوار نے بھی منظور کیا یہ تو خوشی کا اسکی طالب ہی عرض کی حضور یہی مناسب ہی انتظام کے بعد ابر سوار نے عرض کی اب یہان سے کوچ کرنا مناسب ہی حیرت کو بھی اشتیاق ہی کہ اپنے ملک ہوشربا مین پہونچون خیر اگر افراسیاب نہین ہی نہین ہی ہم تخت پر بیٹھے جن

لوگون نے گھر امیان کرکے مسلمانون کا ساتھ دیا اُنسے بدلا لیا جائے دل مین کہتی ہے اُن لوگونکو خوب سزا دونگی سنتی ہون اب ساحر کا وہان نام نہیں ہے پھر مین سبکو لوٹ لونگی گھر اُنکے قید کرونگی ظالمون نے سیل کرکے ملک کو مٹایا اب سمجھا جائیگا اُسوقت ایسے ایسے خیال جو دل مین بھرے ہوے تھے عتاب سے کہا بہتر ہے لشکر تیار کرو ابر سوار کو تو ایسی ہی جلدی دوڑا باہر آکر حکم دیا فوج کو تیار کرو خوب لطف سے فوج کو آراستہ کر لیا اس ملک صنم گو یا سے بہت کچھ حاصل ہوا ہے ماہی مراتب علمہاے زنگاری مرکبہاے عمدہ فیل بے عدیل ان سبکو آراستہ کرکے حیرت کو تخت پر سوار کیا آپ مرکب پر سوار ہوا وزرا اُمرا گرد آگئے حیرت اپنے عہدے کو دیکھکر بہت خوش ہوئی بڑے بڑے نامی گرامی ساحر کیدان رسالدار وزرا امیر ندیم منشیران سلطنت عہدہ دار قدیم گرد گھیرے ہوے زرنثار ہوتا ہوا اس جاہ و حشم سے لشکر حیرت کا اُسطرف ہو شہر باکے روانہ ہوا مگر اتفاقات قضا و قدر سے جب ملکہ فیروزہ سوسن پوش نے دیکھا لڑائی فتح ہوگئی شعبدہ باز و صنم گو یا قتل ہوے اسنے دیکھا کہ ساحران نامی نے میری طرف توجہ نکی ابر سوار کے ساتھ ہوے اور قلعے مین گئے آپ گنج باغ مین آکر ٹھہری بارہ سو کنیزین ساتھ ہین کہا سوسن دیکھو تو میرے دل کی بیقراری نہ گئی تونے دیکھا سب ابر سوار کے ساتھ ہوگئے حیرت کے پایۂ تخت کو بوسہ دینے لگے حیرت نے ہمسے بھی نہ پوچھا کہ تم کون ہو کیون مدد کو آئین ہمنے اُنکو بچایا باپ کو قتل کرایا افسوس دنیا عجب مقام ہے کسی کو انجام کا خیال نہیں اپنے اپنے عظم و شان کے سب خواہان ہین دیکھیے سلطنت جو ملی ہمارا خیال نہ کیا مجھے اب کیا ضرورت ہے کہ مین اُسکا ساتھ دون یا پوچھون ملک و مال اُنکو مبارک ہو رباعی

هرگز دیدی کسے کہ جاوید نزیست
این یک نفسے کہ در تنت عاریت است
چندین غم مال و حسرت دنیا چیست
با عاریتی عاریتے باید زیست

دنیا مقام عبرت ہے عشرت کی جگہ نہین ل
پیری بیتابی سے بجلی کی طرح
رنج و غم جو ہے ترا آوردہ ہے
دم بدم اُٹھتے چلے جاتے ہین لوگ
کیا مری تصویر کا یہ گردہ ہے

او بہار امسال دل پژمردہ ہے
چاند تھا ہے ابر تیرہ پردہ ہے
کم کرو صاحب غریب آزاریان
دہر گویا بزم برہم خوردہ ہے
ہے جو ایّ ناسخ وظیفہ خلق کو

داغ سودا بھی چراغ مردہ ہے
شکوہ میرا ہے تجھے اے دل عبث
خاطر عاطر بہت آزردہ ہے
خاک سے اُٹھتا نہین جو نقش پا
یہ غزل کیا ہے قصیدہ بردہ ہے

اس پریشانی مین اس غزل کو ملکہ فیروزہ نے پڑھا کنیزین رونے لگین کہا داری آپکو کیا پروا ہے آپکو خدا نے سب دیا لاچار آج صنم گویا کی قضا تھی آپ کے والد آپکی راہ پر نہ آئے مارے گئے آپ چلکر اپنے گھر مین بیٹھیے اگر آپکو خواہش ہو تو ابھی اُنسے پھر کر ملک لے لین آپ ملک کی مالک ہین آپکے والد منتظم کارخانۂ خدائی تھے اُنکی ذات سے خدائی کا عروج تھا قدرت کو اپنی پشت کی بھی خبر نہ تھی سب کچھ آپکے والد کرتے تھے ابھی گھس پڑین قلعے کو پامال کرین جتنے افسران فوج ہین سب آپکے شریک ہونگے ابر سوار کو پھر نا مشکل پڑ جائیگا جو افسر اُنکو ساتھ لیکر گئے ہین وہی سب اُنکے دشمن ہو جائینگے ایک کنیز گل چہرہ نام آنکھون مین آنسو بھر لائی اُسنے بڑھکر ملکہ کی بلائین لین ترقی عمر کی دعائین دین کہا واری آپکے آگے اس ملک کی کیا حقیقت ہے اب بگاڑ کرکے بنانا مشکل پڑیگا سخت لڑائی ہوگی سوسن نے صرف زبان درازی دکھلائی بغاوت مین کچھ مطلب حاصل ہوا اول ہی مین اگر یہ خیال ہوتا اور تدبیر کیجاتی تو بہتر تھا اب مناسب نہین ہے اب یہی مناسب ہے کہ اپنے گھر مین چلکے بیٹھیے جو خیال محال ہے اُسکی تدبیر کیجائیگی ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھری کہا اے گل چہرہ مجھکو تو اب کچھ بن نہین پڑتا سبطرح مشکل ہے بیتاب دل ہے نظم

سوز غم سے سوے آتش دیدہ ہے
پھر رہا ہے دیر سے لے تا حرم
ہجر مین میرا بدن کاہیدہ ہے
کیا وہ بت نام خدا بالیدہ ہے

رات دن ہی میرے پہلو مین صنم
ایک مشت استخوان بوسیدہ ہی

ہر نظر سے مثل دل پوشیدہ ہی
کیون نہون مرہون احسان یار کا

گو ر ستم کو جو دیکھا کھول کر
مجھسے ناسخ خود بخود گردیدہ ہی

گلچہرہ نے ہاتھ پکڑ لیا عرض کی زاری بس آپکے دل کی ہوس پوری ہوگئی ملک و مال کا خیال نہ فرمایئے وہ لوگ بھی اس ملک مین نہ رہینگے دو چار دن مین کسی کو مقرر کرکے چلے جائینگے مگر آپکو بھی یہان سکونت منظور نہین اگر یہ منظور ہو کہ اسی ملک مین سکونت کرین ابھی تدبیر ہوجائے اب آپ اپنے مکان کو چلیے غم و الم کو دفع کیجیے ملکہ نے کہا اے گلچہرہ دونون مطلب میرے فوت ہوتے ہین باپ یون مارا گیا صرف مین نے اس ضد پر منشا قدرت کا گوارہ کیا کہ اُس بیحیا نے میرے باپ کے منہ پر کہا کہ ملکہ فیروزہ میری صحبت مین آیا کرے مجھکو بہت ناگوار ہوا باپ ہمارے عجب مزاج کے تھے جواب سخت نہ دیا اچھا اچھا کہکے وہ چپ ہو رہے دوسرا غضب یہ کہ آگے مجھسے بیان کیا مجھے اُس بیحیا سے دشمنی پیدا ہوئی کہ ضرور ایک دن خرابی ہوگی یہ ضرور فساد برپا کریگا باپ سے یہ ملال ہوا کہ اُنھون نے کیون نہ جواب سخت دیا قضا و قدر کو یہ منظور تھا دونون مارے گئے مین نے ساری کد و کاوش واسطے چالاک کے کی تھی وہ بھی قدرت کو مار کے غائب ہوگیا یہ تو اُسکے کلام سے پیدا تھا کہ جمال بے مثال حیرت جادو کا شیدا تھا اُسنے مجھسے صاف صاف نہین کہا مگر طرز کلام سے اُسکے ثابت تھا کہ حیرت پر مرتا ہی شاید وہ بھی اُنھین کے ساتھ ہو مگر اُنکے ساتھ وہ رہ نہین سکتا اگر میرا گمان صحیح ہی کہ وہ پروانہ شمع جمال حیرت ہی مقام عبرت ہی کہ اُس عاشق ہی وعدہ کرکے چلا ہی کہ سلطنت ہوشربا دلواؤنگا قاتل افراسیاب کو حاضر کرونگا وہ کیونکر ایسے گوارہ کریگا کہ بن حیرت کے ساتھ رہون بلکہ عقاب قصد کریگا کہ مین چالاک کو مٹادون اگر وہ اُنکے ساتھ گیا تو بہت برا کیا یہ بیچارہ عیار وہ ساحر نامدار اُسکی جان پر بن جائیگی اگر وہ اُنکے ساتھ گیا بہت برا کیا بہت ہی پریشان ہوتی گلچہرہ رونے لگی عرض کی واری آپ چالاک کا حال نہ پوچھین وہ بیچارہ تو آفت مین مبتلا گھر بار اُس سے چھوٹا عزیز اقارب لشکر صاحبقران سے چھوٹا ہوا اُنکے ساتھ ساتھ پھرتا ہی یہ بھی حضور سمجھین جہان بی بی حیرت پر کوئی مصیبت پڑی وہان وہی جاکر سینہ سپر ہوا عیاریان کین اپنی جان لڑائی راہ مین یہ طلسم مین پھنسین وہین گھس پڑا وہان سے بھی اُنکو رہا کیا مگر اصل یہ ہی یہ تلف

صورت سے بہتر اُسکی صورت نہین ہی کوئی
چہرہ طبق سے باہر نعمت نہین ہی کوئی
یہ کیا سمجھکے کڑوے ہوتے ہین آپ مجھسے
معذور رکھیے وقت فرصت نہین ہی کوئی
دل لے کے جان کے بھی سائل جو ہو تو حاضر
ناآشنائے معنی صورت نہین ہی کوئی
ٹھیرو ہزار عالم دم بھر رہا ہی تیرا
بے اعتبار ایسی دولت نہین ہی کوئی
یون مد کہا کرو تم یون مال کچھ نہ سمجھو
مجھکو بھی ایسی ویسی خدمت نہین ہی کوئی

دیدار یار سے بھی دولت نہین ہی کوئی
ثابت ترے دہن کو کیا منطقی کرینگے
پی جائیگا کسی کو شربت نہین ہی کوئی
ہم کیا کہین کسی سے کیا ہی حریف اپنا
حاضر جو کچھ ہی اُسمین حجت نہین ہی کوئی
دیوانون سے ہی اپنے یہ قول اُس پریکا
مجھکو نہ چاہیے ایسی خلقت نہین ہی کوئی
جان سے عزیز دل کو رکھتا ہون آدمی ہون
ہمسایہ بھی خیر خواہ دولت نہین ہی کوئی
شہر بتان ہی آتش اللہ کو کرو یاد

آنکھین تو کھول اگر ہو دیدار کا ہی بھوکا
ایسی دلیل ایسی حجت نہین ہی کوئی
مین نے کہا کبھی تو تشریف لاؤ بولے
مذہب یا نہین ہی کوئی ملت نہین ہی کوئی
ہم شاعرون کا حلقہ حلقہ ہی عارفون کا
خاکی و آتشی سے نسبت نہین ہی کوئی
تاران حسن پر ہو مہمان ہی چار دن کا
کیونکر کہون مین مجھکو حسرت نہین ہی کوئی
مین پانچ وقت سجدہ کرتا ہون اُس صنم کو
کسکو پکارتے ہو حضرت نہین ہی کوئی

ملکہ تو خود زخم کھائے ہوے ہین یہ اشعار جب گلچہرہ نے بیقرار ہو کر سامنے ملکہ کے پڑھے ملکہ نے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا کہا گلچہرہ بس کیون رولاتی ہی دل دکھاتی ہی ہمسے یہ باتین نہین سنی جاتی ہین یہ کہکے ہاتھ پکڑ لیا خود ہوادار پر سوار ہوئین گلچہرہ نے ہوادار کے پائے پر ہاتھ رکھا سب کنیزون نے چہار طرف سے گھیر لیا وہ گل اندام اپنے باغ مین آکے اُتری اور گلچہرہ کو پیکر بارہ دری مین آئین ہاتھ پکڑ کے کہا گلچہرہ تجھکو میرے سر کی قسم سچ کہہ جھوٹ نہ کہنا مین تیرے راز کو چھپاؤنگی تیری باتون سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ تو کسی پر عاشق ہی جب ملکہ نے اسطرح کہا ملکہ نے پردے بھی چھوڑ دیے گلچہرہ قدمون پر گر پڑی عرض کی آپنے اپنے جانباز کو نہین پہچانا ملکہ نے گھبرا کے کہا کون چالاک نے رنگ و روغن پونچھا اب ملکہ نے صورت اصلی دیکھی ملکہ نے سر جھکا لیا نازنین نے کہا ای چالاک ہمنے نہین پہچانا ماشاء اللہ کیا کہنا کیا کمال کیے حقیقت مین اگر تمھارا قدم بیچ درمیان مین نہوتا ملکہ حیرت کی رہائی دشوار ہوتی تمھین نے صنم گویا کو مارا ورنہ اُسکے سحر سے کیا کوئی بچتا اُسنے حیرت جادو کو بیکار کر دیا تھا دم بھر مین گرفتار کر لیتا مگر مین نے سنا مالن بنکے کیا خوب عیاری کی حیرت جادو نے عقاب شعبدہ باز کو مارا لڑائی فتح ہوئی مگر کیون چالاک اب کیا کرنا چاہیے وہ صورت بتاؤ کہ صاحبقران سے ملاقات ہو ای چالاک یہ وہ کوچہ ہی کہ نہ چین ملتا ہی نہ آرام ہی اپنا کیسا اپنے واسطے دام ہی رباعی

در ہیچ سرے نیست کہ اسرارے نیست
دل را خبر از اندک و بسیارے نیست
ہر طائفہ روند راہے در پیش
الا رہ عشق را کہ سالارے نیست

دوسری رباعی بھی کیا خوب ہی دیگر

گل گفت بہ از لقای من روئی نیست
چندین ستم گلاب گر باری چیست
بلبل بزبان حال با او مے گفت
یک روز کہ خندید کہ سالے نگریست

چالاک نے کہا میرے نزدیک تو یہ مناسب ہی کہ صاحبقران بڑے معرکہ عظیم پر جاتے ہین مین بہان ان جھگڑون مین پھنسا رہا جانہ سکا مگر جنکے نام سے آبرو و عزت عیاری کی ہی خدا اُنکو سلامت رکھے والد نامدار نے ابھی پرچہ اخبار کا بھیجا تھا مین نے دیکھا تھا کہ شہر ابلیس پرستان پر معرکہ عظیم ہوا وہان بھی ایک عیار زبردست تھا مجمل یہ کہ اُسکو تشہیر کرا دیا لنگا ہون سے تمام شہر کی گرا دیا ابلیس کو بھی مارا اب نہین معلوم صاحبقران کا کیا حال ہی مگر یہ جانتا ہون کہ ہزار طرح کے معرکے پڑینگے لاکھون ساحرون سے خوب لڑینگے مگر طلسم نور افشان تک جانا واجب و لازم ہی اگر اُنکا کوئی خدمتگار بھی قید ہوتا تو صاحبقران ضرور جاتے نہ کہ کوکب ایسا بادشاہ عالیجاہ کہ جسنے ہو خبر بامین اپنی جان لگا دی اصل یہ ہی کہ اُسنے اور اُسکی دختر بلند اختر ملکہ بران شمشیر زن عاشق جمال ایرج نوجوان نے وہ وہ سحر کیے اور کارنمایان کیے کہ جو کتابون مین لکھے گئے عالم عالم مین مشہور ہی پس امیر حمزہ صاحبقران زمان کیونکر گوارہ کرینگے کہ ایسے شخص کے واسطے نہ جاؤن اور جاکے رہا نہ کرون مصیبت مین اُسکو چھوڑ دون اگر شہر ابلیس پرستان پر دو چار مہینے گذرے بڑے غضب کے معرکے پڑے ساحر خوب خوب لڑے مگر امیر حمزہ صاحبقران نے بے تکلف تمام اُس ملک کو فتح کیا والد نامدار ایسا عیار امیر حمزہ صاحبقران زمان ایسا سردار کیونکر ملک فتح نہو اب یقین ہی کہ باگ کو پھیرا ہو طرف طلسم نور افشان کے روانہ ہون سنا ہی کہ بڑے بڑے ہنگامے ہو چکے آپ کو پروردگار عالم نے علم علم صورت شوکت لیاقت سحر عطا کی اگر اس معرکے مین آپ جاکے شریک ہون صاحبقران زمان ضرور ممنون ہونگے کیا عجب ہی کہ آپکا مطلب پورا ہو ملکہ نے کہا کیا مضائقہ ہی ای چالاک اگر

تمھاری صلاح ہی ایسی امر مین ہماری فلاح ہی مین جا کر آنکے غلامون کی مدد کرونگی اپنی جان لگا دونگی ہر چند
کہ شاہان نور افشان جواب بادشاہ ہین حقیقت مین اُنکا مثل نہین ہی بڑے ساحر زبردست ہین
بادۂ کبر و نخوت سے مست ہین اُنسے مقابلہ کرنا نہایت دشوار امر ہی مگر اگر سامنا پڑ جائیگا تو کیا ہم منھ کو
پھیر لینگے جو آئیگا اُس سے لڑینگے جان دینے پر آمادہ ہین چالاک نے کہا اس سے بہتر کوئی وقت
احسان کا نہ ملیگا آیندہ جو آپکے نزدیک بہتر ہو ملکہ نے کہا ہر چند کہ ہم بہت دردمند ہین مگر تمھاری رای
کے پابند ہین چالاک نے کہا پھر اس سے بہتر کوئی وقت نہ ملیگا ملکہ نے کہا ای چالاک تمھارا ساتھ ہونا
ضرور ہی چالاک نے کہا مین ضرور ساتھ چلونگا اس وعدے مین لکھا ہی کہ دس دن گذرے چالاک
خدمت مین ملکہ کی حاضر رہا ہر وقت ہی صلاحین پیدا کرتے ہین اشتیاق ملکہ کا چالاک کا سمجھا گیا رہوین
دن صبح کے وقت چالاک اپنے کو چھپائے ہوے ایک کنیز کی شکل بنا ہوا باتین کر رہا ہی کہ اک کنیز دوڑی
ہوئی آئی عرض کی حضور نے سنا عقاب ابر سوار و ملکہ حیرت ماہ رخسار مع لشکر جرار سوار ہوے
طرف ہوشربا کے جاتے ہین بران سیاہ پوش کو کہ سابق مین وزیر صنم گویا کا تھا اب اُسکو یہان کا
بادشاہ بنایا ہی اقرار کر لیا ہی کہ خراج برابر بھیجنا یقین ہی وہ بھی خلاف حکم نہ کرے یہ سنتے ہی چالاک
گھبرا گیا پاس سے ملکہ کے اُٹھا کہا غلام رخصت ہوتا ہی ملکہ نے گھبرا کے کہا کیون خیر تو ہی عرض کی حیرت
کا لشکر جاتا ہی مجھے یہان آرام نہ آئیگا غلام تڑپ تڑپ کے مر جائیگا ساتھ ساتھ رہونگا اگر خدانخواستہ
آنکے دشمنون کے اوپر کوئی رنج و ملال ہوگا عیاری کرونگا جان اپنی لگا دونگا کسی مقام پر کمی نکرونگا
ہر چند ملکہ نے کہا عیار نے نہ مانا کہا حضور مین اکی مرتبہ عہد کر کے نکلا ہون کہ یا جان دونگا یا ملکہ کو اپنے
قبضے مین کرونگا اب مین کہان رک سکتا ہون مین کیا کہون دل میرا نہین مانتا میری یہ حالت ہی کہ

اسیر لطف و کرم کی رہائی مشکل ہی
بتو نکی تیری طرح سے خدائی مشکل ہی
بہت سی دیکھی ہین خمدار ہمنے تلوارین
ہمارے اور تمھارے جدائی مشکل ہی
ولایتی بھی حسینون کو ہمنے دیکھ لیا
تمھین ہی سہل ہمین بیوفائی مشکل ہی
حیا سے یار نے بدلا جو کیفی مین رنگ
فقیر مست کو تیرے گدائی مشکل ہی
کنارہ کش نہوا ای صنم حسن عاشق سے
خدا کا گھر ہی یہ دل تک رسائی مشکل ہی

نگین کو نام سے تیرے جدائی مشکل ہی
پھرایا سر کو نہ سے زمزمون نے ای بلبل
تمھارے ابرو کی کج ادائی مشکل ہی
کمر سے بڑھ چلے گیسوے یار قہر کیا
منش تری سی کہان میرزائی مشکل ہی
جلا کیا کرین آئینہ ساز آئینے
یقین ہوا یہ ہمین پارسائی مشکل ہی
ہزار خنجر جان کا چھپا ہو رنگ
نہین تو کہتے ہین ہم آشنائی مشکل ہی

ہزار دعوی باطل کیا کرین یارب
خفا نہو تو کہون خوشنوائی مشکل ہی
وہ اتحاد نہین ہی کہ جسمین فرق پڑے
قدم سے دو قدم آگے رہائی مشکل ہی
بھرینگے ہم نہ ہزار آپ ہمسے تیور بدلین
صفا سے رخ کی تمھارے صفائی مشکل ہی
عنایت اُسکو ہو جب ہاتھ نہ مہندی سے حسین
وہ دلربائی دست حنائی مشکل ہی
خلیل کا اسے کعبہ نہ جانیو آتش

ملکہ گھبرا گئین فرمایا ای چالاک اب تم وعدے کے خلاف کرتے ہو ہمنے
پہلے تمسے کیا کہا تھا اب کیا کہتے ہو یہ کیا بات ہی ہمنے تو یہ سنا ہی کہ خواجہ عمرو آپکے والد نامور جو زبان
سے کہتے ہین ہزار جفائین سہتے ہین مگر اپنے قول سے نہین پھرتے لہذا تم آنکے فرزند دلبند ہو عیاری
مین بھی طاق شہرۂ آفاق ہو ہمارا ہاتھ چھوڑتے ہو ہماری محبت سے منھ موڑتے ہو چالاک نے
کہا مین تو آپکا غلام ہون مگر کیا کرون کچھ بن نہین پڑتا لاکھ سوچتا ہون کہ اور کچھ تدبیر کرون کچھ بھی

ہن نہین پڑتا اس سفر سے بہتر کوئی اور مقام نہ ملیگا اتنی بڑی نامی گرامی شاہزادی عقاب ابر سوار اتنا بڑا بادشاہ جلیل جاکے اُتریگا اہالیان قریہ و دیہ بخوبی آگاہ ہونگے ملکہ نے کہا اے چالاک سب تمہاری باتین سچ ہین مگر ہمارے ساتھ تمہارا ہونا مناسب تھا کبھی اُنھون نے ہمکو نہین دیکھا کیونکر جاکے اُنکے پاس ہم یہ کہینگے کہ لطف

بسکہ نہادم بدل داغ تمنائے تو
خون اسیران بریخت نرگس شہلائے تو
در چمن انتظار داغ محبت بدل
آہ چہ شد مخفیا دیدۂ بینائے تو

شعلۂ زد سینہ ام آتش سودائے تو
جام صبوحی بیار وعدہ بفردا مکن
صف زدہ لالہ ہا بہر تماشائے تو

گشت چمن غرق خون بسکہ ز تیغ نگہ
نیست مرا پیش ازین وعدہ بفردائے تو
از نظرت میرود عمر گرامی بباد

چالاک نے قدمون کو بوسہ دیا کہا حضور تحمل صبر در جبر ہے اگر حضور طلسم نور افشان مین پہونچین اور صاحبقران کے ساتھ احسان کیا وہ احسان فراموش نہین ہین غلام بھی ضرور آجائیگا مگر انکو تا بہ ہوشربا پہونچالون یہ بھی خبر ظاہر ہے کہ لاچین جاکے طلسم نور افشان مین قید ہوگئے نہین معلوم ہوشربا مین کسکو چھوڑا اپنی طرف سے کسی کو حاکم ضرور کیا ہوگا جو طرفدار ہے لاچین کی حاکم ہوگا اُسکی بھی یہ حقیقت ہے کہ حیرت سے لڑسکے یا عقاب ابر سوار کا سامنا کرے آپنے تو دیکھ لیا فوج ہے کہ دنیا کی موج ہے یہ ہم خوب جانتے ہین کہ معرکہ عظیم پڑیگا ہر خرد و کلان اپنی آبرو کے خیال مین لڑیگا ملکہ نے کہا اے عیار تونے سب کچھ سچ کہا برے وقت مین ہمارے ساتھ کو چھوڑتے ہو ہماری رفاقت سے منھ موڑتے ہو چالاک نے کہا مین مجبور ہون ایسا نہو حیرت جادو پھر کسی بلا مین پھنس جائے اور ہم نہ پہونچ سکین عاشقون کی شان سے بعید ہے معشوقون کی خدمتگزاری عاشقونکی عید ہے بس خدا حافظ ملکہ نے دامن تھاما کہا اک عرضی تو اپنی طرف سے لکھدو چالاک نے ایک عرضی برائے صاحبقران لکھی کہ جب یہ عرضی خدمت صاحبقران مین پہونچیگی ناظرین پر مضمون اسکا ظاہر ہوگا ہر خرد و کلان بخوبی ماہر ہوگا چالاک تو ملکہ کو عرضی دیکر عقب مین لشکر حیرت کے روانہ ہوا ملکہ کا دل تیر غم کا نشانہ ہوا بعد جانے چالاک کے ملکہ نے کنیزون سے صلاح کی کہا صاحبو مین کیونکر تنہا جاؤنگی رعایت کیسی ہدایت کیسی حضرت عشق سب تدبیرین کرینگے تا بہ معشوق سرکش پہونچا دینگے سب سامان گھر کا اُسی طرح چھوڑکے بلکہ وہ تنہا طاؤس زرین بال پر سوار ہوئین جستجوے صاحبقران مین چلین کہ انکا بھی حال وقت پر تحریر ہوگا ایک امر ناظرین پر واضح ہو کہ منصور حرامی جو طرف سے طلسم ہوشربا کی حاکم تھا اور سلطنت کرتا تھا اور مقابلے مین عقاب ابر سوار کے آکے اُترا تھا اُسپر یہ گذری کہ جب مغلوب ہوئی وہ لڑبھڑکر اس جنگ سے نکل گیا اک درۂ کوہ مین جاکے اپنے قیام کیا ہے اسکا بھی حال وقت پر تحریر کیا جائیگا

ذوکلمے داستان شوکت بیان سکندر زرین پوش زرین علم کے کہ زندان طلسم مین قید ہین انکا نکلنا قیدخانے سے مع عیار اپنے جواہر خنجر زن کے اور پہونچنا قلعہ جات متعلقہ طلسم نور افشان پر اور مقابلہ ساحر و غیر ساحر سے اور اُنپر غالب آنا باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا ساغر لالہ رنگ
نکالین کوئی وصل کی ہم سبیل
کوئی بوئے گل کا ہوا خواہ ہے

کہ در پیش ہے عشق کا طرز جنگ
لیا عشق نے عاشقونکو ذلیل
کہ کوچے مین الفت کے گمراہ ہے

در یار پر جبہہ سا ہین مدام
کوئی کوئے محبوب مین آگیا
نہال تمنا ہوا بارور

کہ سرکش ہے معشوق شیرین کلام
کسی کا جگر غم سے تھرا گیا
ملی فصل گل کی ہوا سے خبر

یہ مژدۂ شگفتہ جو ہمین مل گیا
گل و غنچہ و باغ و برگ و ثمر
ہوئین قمریان سرو پر نغمہ زن
[illegible] کہ رہا ہی بنا [illegible]
[illegible] نغمہ ہین شیرین بھی رطب اللسان

تو بس غنچۂ آرزو کھل گیا
سنانے لگے فصل گل کی خبر
اکڑنے لگے نخل سرو و چمن
کرون داستان سکندر رقم
پڑھون جوش مین عاشقانہ غزل

ہوائین فرحناک چلنے لگین
جو گلہائے گلزار کھلنے لگے
زر و گل صبا بھی لٹانے لگی
[illegible]
غزل

تو شاخین مراد کی جھکنے لگین
بہم لطف و صلت کے ملنے لگے
تو بو عطر فتنہ کی آنے لگی
کہ در پیش پھر راہ ظلمات ہی

ہین الزام اسکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا
ستم ایجاد [illegible] و آہ جوانی پر
عدو [illegible] وہ شوخ [illegible] نکل آیا
[illegible] بلبل ثنا خوان [illegible] تنگ [illegible] گل کی
[illegible] پیکان کا ٹکڑا نکل آیا
خدنگ یار کے ہمراہ نکلی جان سینے سے
[illegible] کا نکل آیا

نہ شادی مرگ ہوا [illegible] نکل آیا
[illegible] گیا [illegible] نکل آیا
ہمارے خون بہا [illegible] دعوی ہی قاتل کو
کہ [illegible] نکل آیا
دم بسمل [illegible] آنسو
تھی ارمان اک مدت [illegible] نکل آیا

[illegible] دل کا [illegible] نکل آیا
کہ [illegible] شمشیر وہ روتا نکل آیا
کیا [illegible] چارہ گر نے [illegible]
[illegible] نکل آیا
کوئی تیر [illegible] دل مین رہ گیا تھا [illegible]
[illegible] زخم [illegible] سے خون کا دریا نکل آیا
[illegible] وحشت [illegible]

چہرہ مسافران صحرائے رنج و غم [illegible] کشندگان [illegible] شوکت و حشم جمال چہرہ حال سکندر زرین پوش زرین علم یون تحریر فرماتے ہین شعر سخن ساز کہ [illegible] سخن را آغاز کردہ سابق مین تحریر کیا تھا کہ شاہزادہ سکندر زرین پوش زرین علم بعد شوکت و حشم جہان [illegible] لڑے اکثر ساحرون سے لڑے ایرج نوجوان سے بھی ملاقات ہوئی ایرج نوجوان نے بفراست سکندر کو پہچانا تھا اور حال بھی کہا تھا کہ تم شہنشاہ زرین پوش کے فرزند نہین ہو نشانیان تم مین ہمارے خاندان کی پائی جاتی ہین ملکہ آتشخو نے کہ سکندر کی معشوقہ ہی ایسا پردہ ڈالا کہ بھید پردۂ حجاب نہ اٹھا آخر سکندر قید ہوئے شاہین گلشن بھی انکے ساتھ مقید ہین ملکہ شاہ ساحر [illegible] حاکم و ناظم ہین سحر العجائب و سحر الغرائب [illegible] حاکم کیا ہی [illegible] ظالم [illegible] سکندر کی [illegible] کرتی ہی کبھی کھانا [illegible] کبھی نہ پہنچایا کبھی پانی نہ ملا اور کبھی ملا مگر شاہزادۂ سکندر [illegible] نظر بند قید ہین تسنیم آتشخو جو معشوقہ خوشرو [illegible] بند ہی دل دردمند [illegible] آٹھ پہر رویا کرتی ہی ایک دن [illegible] سے باہر آئے [illegible] کے واسطے قصر سے باہر نکلے نگاہ اٹھی تسنیم آتشخو کو دیکھا آنسو آنکھون مین بھرے ہوئے گھبرائے بیٹھے [illegible] دن مین گویا [illegible] چمن مین رو رہی ہی سکندر کو بھی دیکھا ابھی شاہزادے کو چودھوان برس شروع ہی [illegible] چودھوان سال خدا خیر سے کاٹے [illegible] لگتا ہی [illegible] کامل ہو کر چودھوان سال خیر سے [illegible] ہوے بڑے بڑے کرب ہوے ایسی بلائین [illegible] کہ کوئی صورت رہائی کی نہین معلوم ہوتی [illegible] لکھ چکا ہون کہ [illegible] امون نے کئی مرتبہ قصد کیا [illegible] قتل کرون مگر [illegible] وقت پر آیا منع کیا کہ ای شہریار یہ قصد نہ کیجیے کوئی سختی ہوگی [illegible] طلسم کی [illegible] ہوگی [illegible] طلسم کی تمام ہوگی اس سال مین طلسم کشا آئیگا مرحلہ جات کو [illegible] احتیاط لازم ہی سحر العجائب و سحر الغرائب کہتے ہین کہ سامری جمشید نے [illegible] کہ طلسم ٹوٹ جائیگا کوئی اس طلسم پر قبضہ نہ پائیگا طلسم ایسا نہین ہی کہ جسپر کوئی دست انداز ہو کیونکہ [illegible] لوح طلسم [illegible] مرحلہ جات کے حال مفصل [illegible] ایک [illegible] مرحلہ [illegible] سال گذر جائین فتح کرنے والے تڑپ تڑپ کے مر جائین اگر ایک [illegible] لاکھون آدمی [illegible] سے مر جائین

کسکی مجال ہی جو ایسے طلسم پر ہاتھ ڈالے لکھنے والونکو سودا ہوا تھا مگر شاخسار جادوگر کو جو حاکم کیا ہی مراد یہ ہی کہ اُسکے مزاج مین ظلم و بدعت بستا ہی اور سمجھا بھی دیا ہی کہ ایسی بدعت کرنا کہ قیدی تڑپ تڑپ کے مرجائین اس ملعونہ نے ایسی بدعتین نکالی ہین کہ سب قیدی اپنی جان سے بیزار ہین مگر مجبور و لاچار ہین سکندر کو جو نسیم آتشتیخ نے دیکھا کہ شاہزادے کا چہرہ اُداس عالم یاس بلکہ زعفران غم سے کیا چہ خون حال شاہزادے کا نہ دیکھا گیا رونیلگی شاہزادے نے کہا ابھی ملکہ ٹھہر جاؤ تین دن کے بعد تمکو دیکھا ہی کچھ بات کرین نسیم نے کچھ جواب نہ دیا شاہزادہ براے رفع حاجت گیا گوشے مین جاکے بیٹھ رہا نسیم روتی ہوئی جو گھر مین آئی باپ نے پوچھا کیون بی بی خیر تو ہی آج صبح کو کیون روتی ہو نسیم نے کہا باباجان آج شاہزادے کو عجب حال مین دیکھا وہ گلعذار تو سوکھکے کانٹا ہو گیا چہرے پر وہ رونق نہین قوم کا شاہزادہ باپ کا لاڈلا شہنشاہ زرین پوش نے بڑے ناز سے پرورش کیا شاہین نے کہا بی بی صبر کرو ملکہ نسیم کو کب صبر آتا ہی دل گھبراتا ہی قلب اُلٹا جاتا ہی کہا کیا کہون حال دل کسکو سناؤن اب تو یہ کیفیت میری ہوگئی ہی نظم

عشق بربین بلا کے ترے داغ مین رہ گئی
حسرت سے اُنکی ابرو و نہ چین نگاہ کی
دیکھین جھنور لاش یہ اک بیگناہ کی
تلوے لپک رہے ہین کہ پھر اِدھر تو نہ ہو
شدت سے دھوم تھی بس اسی آہ و راہ کی
خورشید سے بھی اختر طالع ہوا بلند

بار بار نہ آگئے پائی مرے دود آہ کی
دل پہ چلی چھری بھی تو منھ سے نہ آہ کی
کس طرح راہ ملک عدم طی کرینگے وہ
تعظیم کو اٹھی ہی مرے گرد راہ کی
خنجر کو پھیر کر وہ دکھاتا ہی بانکپن
اُس مہ نے مہر سے جو نظر پر نگاہ کی

بیتاب ہوکے عاشق بیدل نے آہ کی
بجلی گرائی یار نے برق نگاہ کی
میرا جنازہ دیکھکے حسرت نے یہ کہا
سر پر چلے ہین لیکے جو گٹھری گناہ کی
مشتاق دید آئے تھے محروم پھر چلے
قاتل نے عین وقت مین ترچھی نگاہ کی

گلشن و شاہین سمجھا رہے ہین مگر تصویر سکندر آنکھون کے نیچے نسیم کے پھر رہی ہی ادہر شاخسار جادو پھرتی پھراتی آگے پہونچی شاخسار نے دیکھا کہ نسیم رو رہی ہی شاہین و گلشن سمجھا رہے ہین شاخسار نے کہا بی نسیم کیون روتی ہو حکم ہی شہنشاہ طلسم کا کہ آب و دانہ بند رہے ہر ایک قیدی درد مند رہے مجھکو رحم آتا ہی مین آب و دانہ پہونچا دیتی ہون ورنہ ایک دانہ نہ پہونچاؤن آپ بلا وجہ قید خانے مین روتی ہین ہمارے شاہ کا حکم نہین ہی نسیم نے کہا او شاخسار ہم تجھسے خود خواہش کرتے ہین کہ میرے اوپر آب و دانہ بند کر دے خانۂ دل غم و الم سے بھرا ہے جب آب و دانہ نہ ملیگا پھڑک کے دم نکل جائیگا اور اگر تجھسے ہو سکے اور تیرا اختیار ہو ہمکو قتل کر ہم اپنا خون بحل کرتے ہین یا سکندر کو قید سے چھوڑ دے ہم تو قید ہین ترے صید ہین قفس جسم سے طائر ارواح نہین نکلتا پھڑک رہا ہی شاخسار نے کہا بی نسیم اب ہم آپکی توقیر کرینگے صحن خانے مین بیٹھکر شراب پیئینگے کباب بھی کھائینگے دونون کو جلائینگے ناچ ہو تم لوگ نہ دیکھنے پاؤ نسیم نے کہا دور ہو تجھ ایسی صدہا ہماری لونڈیان ہین ہمپر حکومت کرتی ہی جو تیرا جی چاہے سو بدعت کر پہلے سے آگاہ کیون کرتی ہی شاخسار جھلائی ہوئی باہر آئی کنیزون سے کہا ذرا شگوفہ کو بلاؤ شگوفہ کنیز ہنستی ہوئی آئی کہا کیون بی کیا فرماتی ہو شاخسار نے نامہ لکھا کہا یہ نامہ ہماری منھ بولی بہن کو دینا کہنا آج باغ ویران مین آپکی دعوت ہی خوب خوب گانے والیان آئی ہین اُدھر سے پلٹیے مکان پر ڈومنیون کے جانا پیاری بانی سے کہنا زلفن کو پیغام دینا سویرے سے آگر حاضر ہو ملکہ سوسن گوہر پوش سے بھی کہنا آئیے بہن نے بلایا ہی آج شبکو بہت عمدہ گانا ہوگا زلفن ایسا گاتی ہی کہ دام میں پھنساتی ہی بتانا بھی اُسنے ایسا سیکھا ہی کہ اورونکو دیوانہ بناتی ہی اپنے گھر کا پتہ بتاتی ہی مجھے خیال ہی جس

صحبت مین وہ گئی سب کو مبہوت کر دیا شگوفہ روانہ ہوئی شاخسار نے صحن خانے مین فرش بچھوایا مسند بہت عمدہ بچھوائی گلدستے پھولون کے چنوا دئے آئینے قد آدم جھاڑ جھاڑ بونچھکے دو شاخے کنول کے مثل دستۂ گل گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی دیگین چڑھ گئی تھین باورچی حاضر ہوئے عمدہ کھانے پکنے لگے پہر دن رہے سے منتظر ہو کے بیٹھی سو ڈیڑھ سو کنیزین بھی جمع کر لی ہین سب کپڑے بدل بدل کے آئین کوئی گلنار کوئی زعفرانی کپڑے پہنے ہوئے ہی جوڑے دھانی پھول دھرے ہوئے ہین بانکے دوپٹے اوڑھے ہوئے شلوکے تنگ تنگ زیب جسم شاخسار بھی بھاری جوڑہ پہنے بیٹھی ہی کہ ڈومنیان آگئے اترنے لگین سب کے آگے بی زلفن چہرہ رشک چمن طبلہ سارنگیان بجانے والیان ساتھ ہین بی زلفن کے رخ پر گیسو چھوٹے ہوئے مار سیاہ چشمۂ خورشید مین لہرا رہے ہین اپنے پیچ و تاب دکھا رہے ہین بقول میان قمر صاحب آتش کی غزل پر کیا خوب مصرع لگائے ہین خمسہ

زلفوں کا سامنا جو کرے اے نگار سانپ
اُلٹے تمھاری چوٹی کے کوڑونکی مار سانپ
اُکو دل مین پیچ و تاب کرے کرے بار بار سانپ
بل کھا سکے نہ صورت گیسوے یار سانپ
توڑے مروڑے اپنے بدن کو ہزار سانپ

کیا انقلاب عالم ایجاد مین کہون
دکھلا رہا ہی رنگ عجب چرخ نیلگون
بے مہری فلک کا بھلا کیا نشان دون
موذی کو جانتا ہی فوی آسمان دون
پیدا بنایا کرتا ہی یہ بد شعار سانپ

لرزان فراق مین خطر حسن سے ہوے
بیمار و ناتوان ضرر حسن سے ہوے
کیا کیا فساد و شر خطر حسن سے ہوے
موذی بھی منفعل اثر حسن سے ہوے
کرتے ہین گنج یار کے اوپر نثار سانپ

جب رند نکتہ دان یہ بہکتے ہین پی کے می
ایجاد کرتے ہین یہ قمر روز ایک شی
اہل سخن نکالتے ہین بات ہی مین پی
آتش یہ شاعرونکا فقط اختراع ہی
رخسار گنج ہی نہ تو گیسوے یار سانپ

عجب سج دھج سے مثل ہلال شب اول سامنے شاخسار کے خم ہوئی شاخسار نے پوچھا زلفن اچھی رہین کہا داتا آپکو دعائین دیا کرتی ہون آج تو بہت مدت کے بعد یاد کیا شاخسار نے کہا زلفن آج اپنی منہ بولی بہن ملکہ سوسن گوہر پوش کو بلایا آج خوب کمال دکھانا ہماری بہن کا دل لبھانا زلفن نے خم ہوکے سر جھکا لیا کہا جو لونڈی کو آتا ہی وہ سب سنائونگی مگر نقلین پھیکی رہینگی کیونکہ پگلو باندی ہوگئی اُسکے ہونے سے نقلین چست رہتی ہین شاخسار نے حکم دیا روشنی کرو سب جھاڑ کنول روشن ہوئے شمع انجمن پردۂ فانوس سے تماشا دیکھ رہی ہی پروانہ جلتے ہین پردۂ فانوس مین نہین پہونچتے بیرون پردہ فانوس پھر رہے ہین سوز قلب سے منھ کے بل گر رہے ہین شاخسار کہ رہی ہی ابھی بہن نہین آئین کہ آسمان پر برق چمکی ابر مروارید ہی چمکتا ہوا موتی برستے ہوئے اک طاوس زرین بال پر سوار ابر سے پیدا ہوا شاخسار واسطے استقبال کے اٹھی سوسن گوہر پوش کو مسند پر بٹھایا جلسہ جمایا شاخسار نے صحن باغ مین اسواسطے سامان دعوت کیا ہی کہ قیدی دیکھین سامان دیکھکر رہین اُسی مقام پر دستر خوان بھی بچھایا کھانے جو عمدہ عمدہ نکلے ہوے طعام بھیلی قیدیون کے دماغ مین پہونچی حقیقت مین بیتاب ہوگئے مگر خاموش کیا کر سکتے ہین غم و الم سے سسکتے ہین مگر جب کھانا کھا چکے کنیزین انھین ہاتھ دھلانے مین مصروف ہوئین سوسن گوہر پوش اُٹھی ٹہلنے لگی گلوری کلے مین پائنچہ سنبھالے ہوئے با ناز و کرشمہ ٹہل رہی ہی ادا آن بان مثل کنیزان کمترین ساتھ ساتھ قضائے کار شاہزادہ سکندر جو گرمی سے گھبرا گئے تھے نکل کے صحن باغ مین آئے سوسن ٹہل رہی تھی اسکی نگاہ پڑی ایک جوان ماہ رخسار تیور پر بل بڑی بڑی انکھڑیان نرگس شہلا تھین یا نرگس بیمار ہین حقیقت مین چاند سے رخسار قد نخل باغ جرأت یا مثل کلک قدرت کپڑے میلے بدن مین صاف

ثابت ہو کہ اہتا [illegible] بلبل شوریدہ سر چمن میں ہو سوسن بہ نگاہ محبت دیکھنے لگی ٹہلنے کے بہانے سے آگے بڑھکی
شہزادہ سکندر [illegible] واٹھا کے دیکھا ایک پری پیکر سمن بر گلرو خوبرو خوشخال [illegible] شمشاد و بہزاد خوشخصال ماہ تمثال گورے
گورے گال [illegible] ادھر سوسن گوہر پوش از فراق ادھر سکندر بعشق تازی ہوا وہیں گر کے
بیہوش ہو [illegible] شاخسار دوڑ پڑی گرتی ہوئی ارے میری بوا کو کیا ہوا دوڑی سر اٹھا کے زانو پر رکھ لیا گلاب
[illegible] سوسن گوہر پوش نے آنکھ کھولی شرما کے اٹھ بیٹھی کہا بوا تم کیوں دوڑی آئیں میں نے
[illegible] کیا باعث غش آگیا کچھ باعث انتشار نہیں شاخسار پوچھنے لگی بوا کوئی ادا
[illegible] سوسن نے کہا اور کیا باعث ہوگا چلو صحبت میں بیٹھو واہیات ذکر نہ کرو شاخسار چپ ہو رہی
[illegible] مگر سوسن گوہر پوش نے پلٹ کے دیکھا شاہزادہ فرش خاک پر اڑیاں رگڑ رہا ہے چھپکے
[illegible] سکندر کا زانو پر رکھا سر جھکا کے رونے لگی اشک حسرت جو جاری تھے
شاہزادے کے [illegible] آنسو وں نے کام گلاب کا کیا نسیم زلف عنبرین نے کام لخلخہ کا کیا شاہزادے نے آنکھ کھولی
[illegible] سوسن نے پوچھا کون صاحب تمہارا نام کیا ہے شاہزادے
نے کہا ہمارے نام [illegible] کیا مطلب ہے اگر یہی رنگ رہیگا فلک اپنی گردش دکھائیگا اس قید خانے
سے زندہ نکلنا دشوار ہے سوسن چاہتی تھی کچھ اور کلام کرے کہ شاخسار نے آواز دی بوا سوسن آؤ زلفن
کا گانا سنو سوسن گوہر پوش اٹھی کچھ اشاروں ہی میں سکندر سے کہا شاہزادہ اپنے حال میں مبتلا ہے مگر مائل ہوکے
اسکی تقریر وں کے قائل ہوے ٹھنڈی سانسیں بھر رہی ہیں نظم

اودھر دل اسکا مضطر ہے ادھر دل [illegible]
یہ دور آخر [illegible] بزم عشق کی
سکندر جسکو کہتے ہیں وہ اپنا اوید [illegible]

نہ پوچھو اوسکی فرقت میں ترا احوال کیسا ہے
بیان ساغر کی رات دن مستو نکو جیسا ہے
[illegible] پریشانی کے مضمون [illegible]

آنکھیں بدنامیوں کا ڈر کچھ اغیار کا ڈر
زبان سے کیا نکالوں آہ جو صدمہ ہے دل پر ہے
سکندر جسکو کہتے ہیں وہ ہی اپنا دل [illegible]
[illegible] دیوان کی جو سطر ہے زلف معنبر ہے

انتشار دونوں میں باہم ہو رہی نسبت الی تھا میں ہوئیں آخر مجبور بلانے سے شاخسار کے چلی آئی آکر مسند پر بیٹھی مگر کچھ
پریشان شاخسار نے چہرے کو دیکھکر پوچھا کیوں بوا خیر تو ہے سوسن گوہر پوش نے کہا بوا تم کیوں دمبدم
پوچھتی ہو طبیعت اچھی ہے شگوفہ ساغر کی جمشید کا مزاج ہی تو ہے خود بخود برہم ہوگیا تم زلفن کو حکم دو بلکہ اب
ہم جاتے ہیں [illegible] برخاست کرو ہمارا خود بخود دل گھبراتا ہے گانا سننے کو نہیں دل چاہتا ہے شاخسار نے کہا وہ
[illegible] نے کئی ہزار روپے خرچ کیے تم دو غزلیں تو سن لو میرا دل خوش ہو جائے سوسن گوہر پوش نے کہا اختیار
[illegible] زلفن آگے بیٹھی ملکہ کو جو پریشان دیکھا کہ یہی مالک شوکت حشمت ہے گنگنا کے یہ غزل گانا شروع کی نظم ناسخ

[illegible] جو میری خاک سے
[illegible] میری خاک سے
[illegible] آغوش تصور میں لیا
[illegible] میری خاک سے
[illegible] اور رنگوں کی نہیں کچھ احتیاج
[illegible] دست دامنگیر میری خاک سے
حوریں جنت کی چلی آتی ہیں دنیا کے حسین

کشتۂ حسرت ہوں اکسیر ہے میری خاک سے
ایک مشت خاک کا بھی تجھسے شرمندہ نہوں
بعد مرنے کے ہوئی تقصیر میری خاک سے
کھینچی ہوا میں پری روکی اگر تجھکو شبیہ
خاک ہوں بس کھینچو تصویر میری خاک سے
خوب تجھکو دیکھتا تھا میرے مرجانے کے بعد
کیا [illegible] تسخیر میری خاک سے

ہوں وہ دیوانہ کہ ہو بننے مزارع کوئی
ہو مرا اگر ای فلک تعمیر میری خاک سے
جلتے ہیں حاسد ہزاروں شان تربت دیکھکر
ہو مصور گرد کی تصویر میری خاک سے
[illegible] باعث شل گیا خار دار
چشم دشمن کو ملی تعزیر میری خاک سے
ہے یہ حسرت قبر پر آنا وہ شیریں ادا

کی روان اشکون نے جوئے شیر میری خاک سے
آئی آندھی بھی مگر پہونچی نہ کوے یار تک
خاک اب اڑتی ہی ہو تدبیر میری خاک سے

مجھکو پابوسی کی حسرت خاک پر رکھتا ہی کون
ہو گئی برگشتہ کیا تقدیر میری خاک سے
کیون نہ ای ناسخ مین رستا رہتا دن بالخلق

کم ترے نزدیک ہی توقیر میری خاک سے
زور سے اغیار روئے اسقدر گل ہو گئی
کچھ ازل سے کم نہین تقدیر میری خاک سے

جب یہ غزل ملکہ نے سنی ابھی عاشق ہوئی ہی چوٹ کھائے ہوے وصل سے نا امید دل مین سوزش عشق خیرہ دل پریشان آئینہ رخسار حیران آنکھون سے آنسو جاری ہوے خوب روئی شاخسار نے دوپٹے سے آنسو پاک کیے کہا بوا تمنے تو ابر کو منفعل کر دیا کیون کیا کیفیت ہی اسقدر کیون بیقرار ہو آج مین نے جو حال تمھارا دیکھا کبھی ایسا ملکدر نہ پایا تھا رات بھر اسی حال سے گذری جب ڈومنی نے غزل گائی سوسن زرین پوش کی طبیعت بھر آئی خوب بلک بلک کے روئی ہر چند شاخسار نے پوچھا سوسن نے کچھ نہ بیان کیا صبح کو روتی ہوئی اٹھی کہا لو بہن رخصت ہوتے ہین شاخسار نے کہا بوا تم تو رات بھر ایسا ملکدر رہین کہ لطف صحبت کچھ نہ اٹھایا کھانا کھالو تو جاؤ سوسن نے ہاتھ پکڑ لیا چپکے سے پوچھا کیون بوا اس مکان مین کون قید ہی شاخسار نے کہا گنہگاران سلطانی قابل قتل کے ہین روز انکے واسطے حکم آتا ہی کہ جسطرح بنے انکو ہلاک کرو سوسن نے پوچھا انکی خطا کیا ہی شاخسار نے کہا ان سب نے طلسم توڑنے کا ارادہ کیا تھا اسوجہ سے بادشاہ کو انسے بڑا ملال ہی یہ اب بھی سرکشی کرتے ہین سوسن نے کہا بہت لوگ قید ہین شاخسار نے کہا بوا وہ لوگ قید ہین جنکا دنیا مین مثل نہین بادشاہان جلیل جنکے نام سے ملک آباد ہین کوکب روشن ضمیر شہنشاہ لاچین ایرج و نور الدہر بہرۂ صاحبقران اس مکان مین شہنشاہ عالیجاہ زرین پوش کا بیٹا شاہزادہ سکندر جسنے زمین ہلادی بڑی مشکل مین گرفتار ہوا علاوہ ازین مشکل یہ پڑی کہ بادشاہ کو بڑے ملال پہونچے بہت سے ملک فتح ہو گئے لاکھون آدمی قتل ہو گئے خود بادشاہ کو تکلیف ہوئی اس سکندر کے ساتھ وہ زبردست ساحر تھے کہ اگر خود بادشاہ طلسم نہ ہوتے ہزار ساحر انکو نہ گرفتار کر سکتے ملکہ نسیم آتشخوار و شاہین بلند پرواز ملکہ گلشن سحر طراز اور کئی ہزار جادوگر زبان نسیم کا سحر کہ جب جھونکا ہوا کا چلا ہزارونکے منہ جل گئے بادشاہ خود فرماتے تھے کہ اگر ہم صاحب نیرنگ و شعبدہ نہوتے تو کبھی یہ گرفتار نہوتے اسیر بھی نسیم نے اپنی ہوا باندھی مگر مرجلے پر جاکے پکڑی گئی سوسن گوہر پوش چپ ہو رہی شاخسار نے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا بوا جب سے تم بیہوش ہو کے گرین اسوقت سے تمھاری طبیعت نہ درست ہوئی شب بھر اسی حال پر ملال مین رہین مین تمھاری دوست ہون مجھسے تو مفصل کہو سوسن نے کچھ بیان نہ کیا یہی کہکے ٹال دیا کہ سر مین خلل ہی دیکھو بیٹھے بیٹھے آپ ہی طبیعت خود بخود گھبرا اٹھتی ہی شاخسار خاموش ہو رہی سوسن گوہر پوش طاؤس پر سوار ہوئی ابر اپنا تیار کیا اپنی کنیزون کو ساتھ لیا جب بلند ہوئی تو سکندر کو دیکھا اک مرد بزرگ کے پہلو مین بیٹھا ہوا ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہی اور یہ اشعار اسکی زبان پر جاری ہین نظم مخفی

بر در کعبہ نابہ کی قفل کلید سلی را
غنب ہمہ شب بیاد تو مردمک تو دیدہ ام
چون زگرہ نہ گشت سست بخت گرہ کشای را
نالہ بہار نگہ ملد از پی نالہ دگر
سایہ حجم نشان بود بال و پر ہمای را
چہرۂ اشک لالہ گون سید ہدم ز دل خبر

گرم رو محبتے در رہ وادی طلب
غوطہ بخون دل دہد اشک گہرنمای را
تفسیم کند ز اشک مردمکم ضیا فنے
تا نہ کند دلیل رہ زمزمۂ درای را
بر سر دار عاشقی جان بفجم تو یافت دل
غمستہ بخون دیدہ ام جان جہان نمای را

چند کنی نقاب رخ طرۂ مشک سای را
مرہم خار و خس نہد آبلہ ہای پای را
در تن تازہ ام شکست ناخن سعی ہم ہنوز
شیوۂ رہبری بود مردم کدخدای را
نیست عجب اگر شود بندۂ عشق کامران
رہ بدلم نہ یافت کس لذت پا نہای را
زمزمۂ مجنبم گشت فزون ز بند غم

کہنہ قفس چمن بود مرغ چمن سرا سے را [illegible] عشق ہان بیا | از سر صدق سجدہ کن آن بت دلربا سے را

وہ مرد بزرگ [illegible] خداوند شجر نے کیا چاہا ہی حقیقتی عیش کی بہر ہو
ہوگی غنچہ آرزو [illegible] ای فرزند اگر قضا لیکر آئی ہی مجبور و لاچار ہین مگر
اولاد حمزہ میں [illegible] لک اسلام آباد ہوگئے یہ بھی اکثر سنا کہ خود حمزہ
صاحبقران [illegible] ہین غربا کے کفیل ہین وہ ہمارا قیدرہنا گوارا
نکرینگے شاہزادہ [illegible] کی بات ہی اُس زندگی سے موت بہتر ہی
کاش کہ تڑپ تڑپ کے [illegible] تو ممکن ہی کہ احسان سے ہمین کسی طرح قید سے
چھوٹین شاہزادے [illegible] اگر ہم غالب آئے انکو لشکر کا بادشاہ کرینگے
اگر وہ غالب آجائینگے [illegible] جھگڑا پڑیگا ہمین کبھی خداوند شجر کا مذہب نچھوڑ دنگا
شاہزادہ ایرج نوجوان [illegible] دلائل خوب خوب بیان کیے دل نے قبول کر لیے
مگر مذہب سپاہ گری سے خلاف ہی [illegible] تو ہمارا مذہب ہی اسمین بھی ایک مطلب ہی
لاکھون آدمی [illegible] بیکار ہین بہار مین جیسے سرسبز و شاداب رہتے
ہین [illegible] کبھی پھول لگے غنچے کیا بہار دکھاتے ہین
پھول اپنا رنگ جماتے ہین نرگس [illegible] سے بولتی ہی ایک ایک قدرت شجر سے
ظاہر ہی راز و نیاز سے [illegible] ہین سوسن گوہر پوش نے طاؤس اپنا ٹھہرا
جمال جہان آرا کو دیکھا کی دل سے باتین کر رہی ہین کہ کیا حسن و جمال ہی معشوق خوشخصال ہی اسکی باتون سے
[illegible] نگاہ اٹھاکے جو دیکھا اسی معشوق پر چہرہ پر نگاہ
[illegible] آزری ؛ ہر چند وصفت می کنم در حسن زان
[illegible]

نظم

[illegible]
ہی آواز [illegible]
[illegible] بہتر ہی
[illegible]
[illegible] بہتر ہی
[illegible]
جہان [illegible] بہتر ہی
[illegible]
وہ قامت سرو [illegible]
سوال بوسہ [illegible] آتش

جبین سائی کو سنگ آستان یار بہتر ہی
علاقہ اُس سے ممکن ہو تو یہ سرکار بہتر ہی
[illegible] ہین عاشق لوگ اکثر پیار سے یوسف
[illegible] وہ ابرو خمدار بہتر ہی
[illegible] کو ہر دم سمجھاتی ہین
[illegible] تو یہ گلزار بہتر ہی
[illegible] ہین عاشق نیم جان کیا قہر کرتے ہو
تری گفتار بہتر ہی تری رفتار بہتر ہے
[illegible] جب باقی
[illegible] اگر گذرے تو استغفار بہتر ہی

تماشائے چمن سے سیر کوئے یار بہتر ہی
کمر تکیے کو قصر یار کی دیوار بہتر ہی
اطبا دیکھکر بیمار کو تیرے یہ کہتے ہین
تمھارے حسن کو بھی گرمی بازار بہتر ہی
سنا ہی شاعر و لنے بشیتر قند مکرر بھی
لے لوٹے سے جتنی دولت دیدار بہتر ہی
اسیر عشق کو ہی فوق آزادان عالم پر
قبائے تنگ پر تھوڑی سی کج دستار بہتر ہی
بہار باغ ہی نظارۂ محبوب دکھلاتا
تمھارے اور میرے درمیان دیوار بہتر ہی

اسطرح آپسمین کنائے اور اشارے ہوئے سوسن [illegible] جب اسنے دیکھا کہ شاخسار انتظام کرنی پھرتی ہی صبح کا وقت ہی قیدیونکا
شمار کر رہا ہی ایک ایک کو [illegible] پکار پکار کے ایک ایک کا نام بیتی ہی اپنی فرد سے

مقابلہ کر رہی ہی سوسن کے خیال میں ایسا نہو مجھکو دیدہ نے شہزادے پر ظلم کرے مالہ دس آرائے اسکی ہی شاہان نور افشان کی رشتہ دار ہی اداس پریشان مثل آئینہ حیران اپنے باغ مین آئی عندلیبان خوش نوا شورش ہو رہی ہی کہ پہلوے گل مین بیٹھے ہیں مگر بیقرار نالان کر رہے ہین قمریان اڑتے ہیں گرد نخل گل پھرتے ہیں جو ہر ہوا سے گل مین آکے بیٹھتے ہیں نظارہ روے گل کرتے ہین اس تماشے کو دیکھکر سوسن دل کو بہلاتی ہی مگر دل نہین بہلتا ہی اب دو کلمے داستان جواہر خنجر زن عیار سکندر کے بیان ہوتے ہین ذکر کر چکا ہون کہ جب شہزادہ گرفتار ہوا یہ عیار تڑپ کے نکل گیا کئی دن مارا مارا پھرا قریب ایک دیر کے پہونچا اس دیر کا قسیس سنگبار جادو تھا برہمن بنکے اس سے بڑی دوستی پیدا کی ایک دن بیٹھا ہوا سنگبار سے باتین کر رہا تھا کہ چند پنڈت آئے سنگبار نے انکو جگہ دی حکم ہوا کہ انکو سید جادو کھانے کے جب وہ بیٹھے سنگبار نے انکو بلوایا اپنے پاس بٹھایا پوچھا کہان سے آئے ہو انھون نے کہا ہم طلسم نور افشان مین گئے تھے سنا ہون نے کہ کوئی دن مہمان رکھا ہر چند کہ شاہان خود پسند ہین مگر مذہب کے بہت پابند ہین ایک جادوگرنی شاخسار جادو سرداران شاہی مین سے ہی فقیر جانکے اسنے بھی مہمان کیا جہان اسکے رہنے کا مقام تھا وہان لیگئی باغ ویران بہت وسیع مکان ہی صدہا مکان ہین ہر مکان مین قیدیون کا جمگھٹ ہی بڑے بڑے بادشاہ لوگ قید ہین جواہر خنجر زن کہ برہمن بنا بیٹھا ہی گھبرا کے پوچھا کیون دیوتا ایک شاہزادہ سکندر زرین پوش زرین علم فرزند شہنشاہ زرین پوش بہت کمسن مگر حسن و جمال مین لاثانی حقیقت مین یوسف ثانی ہی کچھ یہ بھی سنا کہ وہ کیا کرتے ہین ان فقیرون نے کہا بابا وہ بھی قید ہین مگر شاخسار کو منظور ہی کہ ان سب پر ایسی بدعت ہو کہ تڑپ تڑپ کے مرجائین شاہون کا بھی حکم ہی کہ شاخسار نے سب کے جلانے کے لیے ایک جلسہ کیا سوسن گوہر پوش اسکی منہ بولی بہن اسکے گھر مین مہمان آئی رنگ رخسار سے اسکے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ماہتاب ان کے ٹکڑے ہین یا ستارے چمک رہے ہین طریقے سے معلوم ہوا کہ سوسن گوہر پوش پر سکندر زرین پوش زرین علم مائل ہی سوسن گوہر پوش بھی ضرور مائل ہوئی مگر بہت مشکل ہی شاخسار کی نگہبانی نے شہرے ہین کوئی کیا کرسکتا ہی یہ ذکر جو ہر نے سنا گھبرا گیا یہ بھی دریافت کرچکا کہ جانیوالا باغ ویران تک جاسکتا ہی خاموش ہو رہا ہی مگر دل اسکا بھی دھڑک رہا ہی کہتا ہی ای جواہر طلسمات کے عجائب و غرائب کا سماں سنا ہی دیکھون فلک کیا دکھاتا ہی دن گذر گیا ہو رہا رات کو اسنے سنگبار کو بیہوش کیا اسکو تو ایک کونے مین ڈالدیا رنگ روغن عیاری کا لگا کے سنگبار کی صورت بنا صبح کو دیر مین آکے بیٹھا چالیس جادوگر یہان رہتے ہین سبکو بلایا کہا بھائیو مین نے تو ایک چلہ شروع کیا ہی چالیس دن سحر زبان سے نہین نکال سکتا ایک لفظ اگر سحر کا کسی سے نکلا تو ہلاک ہو جاؤن میرا دل یہ چاہتا ہی کہ شاہون کی ملاقات کو جاؤن آجکل اُنپر بڑا افتاد ہی ہر جانب سے لوگ قصد کرتے ہین کہ طلسم کو شکست کرین اپنا بند و بست کرین مگر شاہ جب تک گرفتار کر لاتے یہان لڑنا بھی ہوتا ہی مگر دل انکی مشفقت پر رو تا ہی آجکل خدمت مین جائین خیرخواہی جتائین آگے سے میل نکرکے دشمنون کو گرفتار کرین ہمارا بھی نام ہو انکا کام ہو دس جادوگر ہمراہ کبھی مرتبہ جاچکے ہین ہم آپکو لیجائینگے آپ کیون سحر کرین اپنے لوگ ہین غرض خود اپنے جواہر خنجر زن تخت پر سوار ہوا دس جادوگر گرد آکے بیٹھ گئے تخت اڑاتے ہوے چلے یہ سنگبار بنا ہوا جادو کے ماتحت کام کرتا ہی اپنے قرابت کا خراج ہاس ملکہ سوسن گوہر پوش کے پہونچا ہی ملکہ اپنے مکان سے تاراج

کے ساتھ بخدمت شاہان طلسم روانہ کردیتی ہین اس سال کا ابھی خراج نہین بھیجا تخت اُترتا ہوا عین باغ پر آکے چمکا کنیزون نے جو دیکھا عرض کی حضور کا حکم تھا کہ سنگبار کو بلواؤ ہم خراج کا حساب کرینگے دیکھیے وہ خود تشریف لاتے ہین شاید خدمت مین شاہان طلسم کی جاتے ہین اس زمانے مین جملہ ملازم اپنی خیر خواہی دکھاتے ہین خدمت مین شاہ کی جاتے ہین کہ شاید کسی طرح کا حکم ملے ملکہ نے کہا بلاؤ کنیزین سحر کرکے اُڑین جا کر پایۂ تخت سے لپٹ گئین عرض کی ای سنگبار بڑے بیوفا ہو ملکہ کو منظور ہی تمسے ملاقات کرین چلیے ہین یاد فرماتی ہین جلد چلو جواہر اپنے دل مین سوچا چلو دیکھین یہ کون صاحب ہین اگر مرتبے مین سنگبار سے زیادہ ہون انھین کی شکل پر جا بین شاید خانۂ زندان یار پائین یہ سوچکر کہا چلو صاحبو ملکہ سوسن یاد فرماتی ہین ساحرون نے تخت زمین پر اُتارا جواہر سامنے ملکہ کے آیا صورت زیبا دیکھکر بیقرار ہوگیا ساتھ والون سے پوچھا انکا کیا نام ہے ساحرون نے کہا ملکہ سوسن گوہر پوش انھین کا لقب ہی اتنی بڑی معتبر ہی کہ لاکھون روپے کا کارخانہ انکے سپرد ہی بادشاہون سے قرابت بھی رکھتی ہین اپنے دل مین جواہر سوچا بن پڑے تو انکی شکل بنکے چلون یہ کہکے سامنے آیا ملکہ کو جھک کے سلام کیا ملکہ نے کہا ای سنگبار تمکو تو آج بہت عرصے کے بعد آنیکا اتفاق ہوا عرض کی بوجہ جابات مین تھا آپ جانتی ہین دیر کا منتظم ہون غربا فقرا آکے فروکش ہوتے ہین انکا انتظام بھی کرنا ہوتا ہی ایسے مقام پر سید پاکی کہ مسافر ومحو بڑا آرام ملتا ہی ملکہ جو پریشان ہو رہی تھین سنگبار کو بٹھایا یاد مین سکندر کی دل گھبرا رہا ہی کہا سنگبار بیٹھو مین آتی ہون ٹہلتی ہوئی بارہ دری مین آئین دل جو بھر آیا بے اختیار رو دی آنکھون سے آنسو جاری پلنگ پر بیٹھی یہ اشعار پڑھ رہی ہی

نظم

ذکر ... کی شہرت شب غم دیتے ہین

ابھی برپا ہم ملک الموت کو دم دیتے ہین
گردیا خانۂ اغیار ہو سناک خراب
نظارسائی یہ اعجاز رقم دیتے ہین
دم نہ لے ای اثر آہ کہ معلوم ہوا
چارہ گر کیون یہ مجھے رنج بہم دیتے ہین
لذت جور کشی نے مجھے شرمندہ کیا
اسلیے غیر کہ وہ اپنی قسم دیتے ہین
خون بہا قاتل بیداد سے مانگا کسنے
حسرتون سے بس داد رضم دیتے ہین

رحیمان ... ہوتے منہ مین زبان لینے کا
داد رونے کی مرے دیدۂ نم دیتے ہین
سبزۂ پشت لب یار دلاتے ہین یاد
جن پہ دم دیتے تھے ہم وہ ہمین دم دیتے ہین
کیا پڑی رہتی ہی ای پردہ نشین تو بیمار
طعنے کیا کیا آسیر ارباب ستم دیتے ہین
اہل بازار محبت کا بھی کیا سودا ہی
کہ فرشتے مجھے بان داغ درم دیتے ہین

ابھی ہم ای شوخ پے سیر عدم دیتے ہین
مرگئے رشک سے ہم تو کہ وہ دشمن کو جواب
کھو لگی شہد مین دشمن مجھے سم دیتے ہین
کیا دوا سے ہو تری رنجش ہر دم کا علاج
بد دعائین ترے چلون کو جو ہم دیتے ہین
مدعا یہ ہی کہ غیرت سے مین سم کھا جاؤن
عشرت عمر ابد قیمت غم دیتے ہین
کعبہ کا دھیان نہو حضرت مومن کو کہ جان

سنگبار یعنے جواہر ٹہلتا ہوا قریب پردے کے آیا آہ آہ کی آواز کان مین آئی گھبرا گیا پردہ اٹھا کے اندر آیا دیکھا تو اُس گل رخسار کا عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی چہرہ زرد ہو ٹوپیرا ہے سر دل مین درد گل رخسار پر گرد آنکھین سوجی ہوئی ہچکی لگی ہوئین جواہر دوڑ کے ملکہ کے قدمون پر گر پڑا کہا حضور آپکو کس حال مین پاتا ہون برائے سامری جمشید دل کا حال بیان فرمائیے مجھسے نہ چھپائیے مین جان اور دل سے پیروی کرونگا آپکا تردد دفع کردونگا ذرا سی ہی پاؤن سن بھی چکا ہون اس لطف سے کہا کہ ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا ای خیر خواہ دولت مین عجب مصیبت مین ہون بی شاخسار نے مجھکو دعوت مین بلایا سراسر عداوت کی ہین اس شاہزادۂ والا قدر آسمان جرأت کے بدر یعنے سکندر زرین پوش زرین علم کو اس مصیبت مین مبتلا دیکھ آئی ہون کہ کلیجہ منہ کو آگیا ای سنگبار مین اور کچھ نہین چاہتی یہ مجھکو ہوس نہین کہ میرے پہلو مین بیٹھین

صرف وہ اس بلا سے چھٹی ہین ایسے رئیس جلیل کا مبتلا بہ بلا ہونا آٹھ پہر قید خانے مین رونا شاخسار بڑی ظالم ہی کبھی آب و دانہ پہونچاتی ہی کبھی نہین پہونچاتی ہا تو ان مین طعن و تشنیع دیتی ہی وہ شیر بیشہ جرات کیا گھبراتا ہوگا سوکھ کر تاق ہو گیا آنکھون مین حلقے چہرے پر زردی ہر امر کی تکلیف اپنے گھر کے بادشاہ کبھی یہ مصیبت کاہیکو اُٹھائی ہوگی بہ راحت پرورش پائی ہوگی امتحان کرنے کو جواہر نے کہا یہ تو آپنے بڑا غضب کیا دل کو سمجھائیے اُسکی جانب سے دل کو ہٹائیے بادشاہ تنکے دشمن راہ طلسم کے رہزن سارا طلسم آپکا دشمن ہو جائیگا ملکہ نے آہ کی کہا ای سنگبار تم مجھکو کیا سمجھاتے ہو ہر طرح دل کو سمجھایا نہین مانتا

نظم

کس توقع پر امید وصل اب
پھر کہوگے تم ہین ہرجائی نہین
گر نہین ملتے ملونگا او رہے
عرض عاشق کی پذیرائی نہین
چاہتا قاتل کو ہون روز جزا
اُس صنم کو لا نہ یکتائی نہین
ای نصیح ناداں یہ دانائی نہین
طاقت صبر و شکیبائی نہین
دیکھ مضطر کیون نہ پھیرے دشنہ پھر
کیون مجھے کیا پاس رسوائی نہین
درد دل تو سن لے ظالم ایکبار
چاہ کی اب تک سزا پائی نہین
دل کو سمجھاؤن مین سودائی نہین
دعوی حسن جہان سوز اسقدر
یار سا ہی وہ کچھ تماشائی نہین
ہی دعا بھی بے اثر گویا کہین
گو دماغ چارہ فرمائی نہین
ترک مذہب کیون کرون مومن ہین کیا

جواہر نے کہا ای ملکہ عالم پیروی کرتے ہین خوب سمجھگئے کہ دل آپکا آپکے قابو مین نہین ہی ولولہ جنون ہی کلیجہ غم سے خون ہی مجھکو ساتھ لیکر اس بزم مین چلیے سبکو بیہوش کرین سکندر و سلطان زرین پوش کو لیکر نکل آئین آنکھے ہاتھ سے طلسم کشائی کرین اگر سامری و جمشید نے چاہا اور اُس شیر نے لوح پائی سحر العجائب مصر الغرائب کو بھاگتے رستہ نہ ملے گا اب مفصل عرض کرتا ہون یہ کہکے جواہر خوب رویا ہچکی لگ گئی ملکہ نے گھبرا کے پشت پر ہاتھ رکھا کہا بھیا تمنے تو میرے بھی رونے کو مات کیا سبط سامری و جمشید کا جو کہنا ہو کہو قسم ہی اپنے دین و مذہب کی کہ جو تم کہوگے وہ کرونگی کنیزون نے بہت بہت پوچھا خود شاخسار نے بہت کد کی وہ بھی مجھسے محبت دلی رکھتی ہی مگر ایسے سحر بیان ہو کہ تمنے اصل حال پوچھ لیا مین نے ابھی تک کسی سے اپنا راز دل نہین کہا تھا تمھارے باتون سے دل کو تسکین ہوئی ہی تم بھی اب کوئی بات مجھسے نہ چھپاؤ جواہر نے کہا مین نالائق اپنی جان کے لالچ مین ساتھ سے نکل آیا افسوس وہ شیر قید مین ہو اور مین یہ اخفا مین کھاتا کماؤن پانی پیون کاش کہ موت آجائے اُسکو زیست سے بہتر جانون مین آس شہریار کا عیار ہون یک ساتھ پیدا ہوے ساتھ کھیلکر بڑے ہوے جو سانحے اپر گذرے اسکے سہل و مشکل مین معین و مددگار رہے ہین اُس سے جدا ہو کے نکل آیا دیر مین جا کے سنگبار کو بیہوش کر دیا اُسکی شکل بنکے چلا تھا راہ مین آپسے ملاقات ہوئی خداوند تعبیر نے اور آسانی کی اب بہ لطف پہونچینگے یہ کہکے رنگ و روغن چھڑایا صورت اصلی دکھائی ملکہ نے دیکھا ایک عیار طرار خنجر گذار نہایت چست و چالاک عیار بیباک ملکہ دیکھتے ہی گھبرا گئی کہا ای جواہر تم سنگبار بنکے میرے ساتھ چلو مین ایک رقعہ لکھکر پہلے روانہ کرتی ہون کہ ای شاخسار اس شب کو ہماری طبیعت بے لطف تھی زلفن کا گانا اچھی طرح نہین سنا اب خیال آیا اُس شب کو اپنی دھن مین رہی جواہر نے کہا بہت مناسب ہی ملکہ نے یہی مضمون لکھا آخر مین یہ ذکر تھا کہ کل شام کو ہم آئینگے شب کو تمھارے ساتھ دعوت مین رہینگے گانا سنینگے صبح ہوتے چلے آئینگے ملکہ نے اپنی مہر کی جواہر بہ صورت سنگبار بنا یہ بھی ملکہ نے لکھا ہی کہ سنگبار سیر اخراج گزار بھی ساتھ آئیگا زلفن کا ذکر سنکے وہ بھی مشتاق ہوا ہی کنیز رقعہ لیکر روانہ ہوگئی اگر شاخسار کو دیا شاخسار پڑھتے ہی نہال ہو گئی جواب مین لکھا ہین تمھاری سرفرازی ضرور تشریف لائین

وہی سامان مہیا کرونگی زلفن کو ضرور بلواؤنگی رقعے کا جواب آگیا اب ملکہ ہر وقت جواہر کے ساتھ ہین مگر کہتی ہین کیون جواہر وہ جو ساحرہ مدت سے شاہزادے پر عاشق ہی ملکہ نسیم آتشخو اسکا نام ہی شاہین گلشن اُسکے ماں باپ ہین مین نے زبانی شاخسار کی سنا ہی کہ نسیم بڑی ساحرہ زبردست ہی اُسکے سحر کا کوئی مقابلہ نہین کرسکتا وہ میرے ساتھ رشک نہ کرے جواہر نے کہا کیا مجال شاہزادہ نہایت عقیل و فہیم ہی کسی کا مرتبہ کم و زیادہ نہ کریگا بلکہ اب تمھاری ذات سے بڑا احسان ہوتا ہی کہ رہائی کی تدبیر ہو رہی ہی اُن تینون صاحبون کو قید سے چھڑائیے اپنے ساتھ یہان لائیے فوراً طلسم کشائی کی تدبیر ہو ہم چار ساحر نامی گرامی شاہزادہ صاحب اقبال جری ہی بہادر صف شکن ہی یہ حقیر بعہدۂ شاطری حاضر رہیگا بحکم خداوند شجر کوئی بات نہ رہجائیگی فوراً لوح ملیگی یہ بھی مین سن چکا ہون اسی سنگبار کی زبانی کہ ایک مرحلہ ہی کہ اُسکو مرحلۂ کوہ سنگ کہتے ہین وہان بڑے بڑے ساحر رہتے ہین اگر وہ مقام فتح ہوا اور بت خود بسر اطاعت کرے لوح کے ملنے کی تدبیر ہوگی ملکہ نے سب باتونکو جواہر کی قبول کیا یہ بھی فرمایا کہ تمھاری رائے پر سب کام ہونگے دوسرے دن چار گھڑی دن رہے ایک تخت کلان تیار کیا اُسپر جواہر کو بصورت سنگبار سوار کرلیا چند کنیزین کہ جو خیر خواہ تھین اُنکو ساتھ لیا ابر سوسنی آراستہ ہوا اُس گروہ نے چلین یہان شاخسار نے سب اسیطرح سامان دعوت مہیا کیا انتظار کر رہی ہی کہتی ہی صاحبو کچھ بہن سوسن کو میرے ساتھ دل سے محبت ہی خود اپنی طرف سے کہلا بھیجا اپنا گھر جانا چلی آئینگی یقین ہی اب آتی ہونگی انتظار مین ٹہل رہی ہی سکندر نے جو خبر سنا کہ آج وہی ساحرہ پھر آئیگی شاخسار نے پھر دعوت کی ہی اپنے کمرے سے نکل کے زیر نخل کھڑے ہین آسمان کو دیکھ رہے ہین اپنے باپ سے فرما رہے ہین آج پھر سامان دعوت ہی اپنے قصر سے نسیم آتشخو شاہزادے کو دیکھ رہی ہی شاہین گلشن دیکھ رہے ہین کہ عاشق و معشوق مین لگاو لگ رہی ہی اشارون مین باتین محبت کی ہو رہی ہین نسیم ہاتھ اٹھا کے مزاج پوچھتی ہی سکندر حرف سحر کے اشارہ کرتے ہین کبھی بہ حسرت آنکھون سے آنسو ٹپکے ٹھنڈی سانسین کھینچین کبھی نسیم نے اشارے مین پوچھا دو چار دن سے آیا و بتہ بیقرار پاتی ہون شاہزادے نے اشارون مین یہ اشعار جگر افگار ملکہ عالم کو سنائے قطعہ

مشتاق اسقدر رہون خدا کے حضور کا
گل کر دیا چراغ ہمارے شعور کا
سب کو خیال رہتا ہی اک رشک طور کا
شمشیر بے نیام ہے پردہ حضور کا
گردن ہی اپنی پھانسی کے قابل نہین ہنوز
گستہ ہی کون کون تمھارے غرور کا
کس ترک کی کلاہ کو زینت ہوئی پسند
دیوانہ بنکے کام کیا ذی شعور کا
یمن قدم سے یار کے فردوس باغ ہو

سجدہ کرون جو بت بھی ملے سنگ طور کا
موسم ہوا بہار چمن سے سرور کا
ظلمت مین دل جرا سکا شی ہی نور کا
کہتا ہی نغمہ صورت وا کو عندلیب
کیا شکوہ آنکی زلف رسا کے قصور کا
دکھلا کے ساق پا جسے مارا ہی یار نے
کھینچا گیا ہی پوست ہزارون سمور کا
قبرونکو عاشقونکی نہ کھُدواسیتے کر
نرگس کے پھول کام کرین چشم حور کا

دکھلا کے جلوہ آنکھون نے اک شمع نور کا
آیا زمانہ داغ جنون کے ظہور کا
منہ کو چھپایئے نہ مرے قتل کیجیے
عالم ہوا ہی دفتر گل پر زبور کا
کس کس کو خاک مین نہین ملوایا آپ نے
گنبد بنا ہی قبر پہ اُس کی بلور کا
لپٹا مین دوڑ کر جو پری رو نظر پڑا
بیدردیون عمل نہین کشف قبور کا

عاشق معشوق سے اشارون مین یہ باتین ہو رہی ہین کہ ابر سوسنی چمکا سب دیکھنے لگے شاخسار واسطے استقبال کے چلی سکندر بھی سامنے آکے کھڑے ہوے اک نخل کے سائے مین ٹھہرے ابر کو تو پہچان گئے سمجھے کہ وہی ظالم آتی ہی خبر بھی سن چکے ہین ابر پھٹا ملکہ سوسن گوہر پوش بصد ناز و ادا طاؤس زرین بال پر سوار تخت پر سنگبار زکنیزان ماہ رخسار طائر زمزمہ سرائی

کرتے ہوے ابر ایک طرف قایم ہوا ملکہ آ رہی تھیں پہلے سوسن نے طرف شاہزادے کے دیکھا مسکرائین سفیدی دندانوں کی برق چمکی کہ خرمن ہوش وحواس کو جلا دیا شاہزادے نے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا اشارون میں کچھ باتین ہوئین کہ سوسن گوہر پوش قریب چبوترے کے پہونچی شاخسار نے سلام کرکے ہاتھ تھام لیا کہا ہین تو نے مجھکو سرفراز کیا اسدن مزاج کیسا تھا آج بھی کچھ مکدر یاتی ہون ملکہ نے کہا انسان کی کیا حقیقت ہی دنیا مقام عبرت ہی ہوادم بھر میں مزاج بگڑ جاتا ہی اصل امر تو یہ ہی کہ

غزل

اشک غماز بھی کیا آنکھوں میں گھر کرتا ہے
نالۂ غیرت بلبل سے بھڑک اٹھی ہے آگ
کب خیال اپنا ترے دل میں گذر کرتا ہے
ہے تری جلوے تو ہر ایک کے دل میں کھٹکا
ترک آئینہ گری آئینہ گر کرتا ہے
اشک شادی نے دم وصل جلایا کہ مجھے
پھیر کر قبلے سے منہ جانب در کرتا ہے

ذکر زنجیر برائی ہی سے شاید میرا
گل مری قبر پہ کیا کار شرر کرتا ہے
میرے زرد آبلوں سے تختۂ صد برگ ہے زرد
دیکھیے حال مرا سب کو اثر کرتا ہے
کیا رولاتی ہے مجھے فکر خیال دشمن
منع نظارہ مراد یدہ تر کرتا ہے

دیکھ گریاں مجھے وہ چشم کو تر کرتا ہے
اب وہ اغیار کی صحبت سے حذر کرتا ہے
سد راہ ایسی نہیں غیرت باد اغیار
ہے وہ اکسیر جنوں خاک کو زر کرتا ہے
تیری غفلت سے یہ حالت ہے کہ اب دیکھیے
وصل میں جب وہ ادھر کرکے نظر کرتا ہے
محو وعدہ ہے کسی شب کا تو مومن کہ تمام

شاخسار نے کہا داری برا نہ مانو تو ایک بات کہون صاف تمھارے کلام عشق کی بو آتی ہی مین تو تمھاری ہمدرد ہون مجھسے تو کہو جیسے کوئی ہوش مین آتا ہی سوسن گوہر پوش نے اپنے کو سنبھال کے کہا بوا یہ تم کیا واہیات سمجھین یہ شعر مجھے یاد تھے مین نے پڑھدیے عشق و عاشقی کیا چیز ہی میری بلا پوش جانے دور کیجو رہو ہٹو خدا نکرے کہ میرے پڑوس مین بھی نگوڑا عشق آئے دیوان الماری پر رکھا تھا مین نے اٹھا کر غزل پڑھی حافظہ تو میرا ٹھیک ہی وہ یاد رہ گئی اب مین کبھی غزل بھی نہ دیکھونگی اسوقت ہوشیار کر دیا تم تو اپنی بہن ہو تمسے کیا شرم کوئی غیر ہوتا تو مجھکو رسوا کرتا شاخسار ہنسنے لگی لا کے ملکہ کو مسند پر بٹھایا زلفن اگر بیٹھی خوب خوب گائی شاخسار نے بڑی تعریف کی کہ جواہر نے کان مین ملکہ سوسن کے کہا کہ میرے گانے کی تعریف کیجیے بی زلفن کا گانا بھلا دونگا سوسن نے کہا بوا شاخسار تمنے گانا سنا زلفن قوم کی ڈومنی ہی اسکا پیشہ ہی ہر وقت یہی کام رہتا ہی ہمارے بھائی سنگبار جادو نے اپنا ہزار ہا روپیہ خرچ کیا فورا انکا تو گانا سنو سنگبار نے کہا حضور یہ ذکر نہ کیجیے مین اپنی صحبت مین گاتا ہون یہ پیشہ ور ہی صاحب ہنر ہی مین اسکے سامنے نہ گاؤنگا علاوہ ازین گانا خاص عورت کے واسطے ہی ہم کیا گائین کیا بتائین ابتو محفل مین ہلڑ پڑ گیا شاخسار نے کہا بھیا سنگبار یہ تو تمھاری ہی صحبت ہی اپنا گھر جانو ایک دو چیزین گاؤ سب مشتاق ہین جب شاخسار نے بہت کہا لاچار ہوے بیچ محفل مین آکے بیٹھے سازندون سے اشارہ کیا صاحبو ہمارا خیال رکھنا جسوقت جواہر خنجر زن بیچ مین آکے بیٹھا سازندون نے ساز ملائے کنیزین کہ رہی ہین لو حماقت دیکھو میان سنگبار کیا گائینگے تھوڑا سا گائینگے سننے والے بت بنجائینگے زبان نہ ہلائینگے صاحبو زلفن نے سب کو پریشان کر دیا کس مزے تین گا رہی تھی غزل گا کے آسنے دل کو بیقرار کر دیا کوئی ایسا نہ تھا کہ جسکے دل پر تاثیر نہوئی ہو بی شاخسار بیقرار ہوکے روتی تھین جو نام سے عشق کے جلتی ہین شاید کبھی کسی سے آشنائی کی ہوا اس بھونڈی صورت پر کون گرتا ہوگا بڑی سی ناک ننھی ننھی آنکھین معلوم ہوتا ہی اندھی پیدا ہوئی ہین دائی نے نہرنی سے نشان کر دیا سینے پر آبلے ہوے بیگن لٹک رہے ہین قد کو بالش کہون انگلیون کو پھانس کہون ہاتھ مین مہندی لگائی ہی بوا مجھکو پھبتی سوجھی ہی محمد وکے یہان کی شیرمالین ہین ساری کھلی پڑتی ہی بال سر کے کھڑے

ہین یا نشتر ہین سب اعضا بہتر سے بہتر ہین بوا چپ رہو نہ یا اس مقام کو غار عمیق کہون خوش ہے تو کوئی آیا نہ ہو گا
کوئی گیا تو گھبرا گئے گر بڑا ہے گا آسیب ہوا دن بھر آئینہ سامنے رہتا ہے کل کہتی تھین کبھی ہمارا بھی زمانہ تھا فی الحال
بھوندو قبولی کو بھانس کے لائی تھین وہ گھوڑا رات بھر جاگا صبح کو جو سو کے اٹھا تو خون تھوکتا تھا اسی نام سے ایک
منہ لال ہوا کنیزین تو آپس مین مسخراپن کر رہی تھین مگر شاہزادہ سکندر رنے جب یہ ہنگامہ سنا اور زلفن نے خبرین
گائین شاہزادہ اٹھا زنجیر سنبھالی سلطان زرین پوش نے کہا بیٹا کہان جاتے ہو کہا ذرا کمرے کے آگے کی
غار ہین ایسا نہو دشمن گر پڑین بیٹا وہ دن بھی خدا دکھائیگا اس ڈومنی کی کیا حقیقت ہے عمدہ طائفہ بلوا کے
تمکو سنوائینگے کبھی خداوند شہجہ تقدیر معقول فرمائینگے ہم تم بھی سرسبز ہونگے اب تو یہ بات ہین شاخ نکلتی ہے جڑ کی
بات کوئی نہین کہتا نخل جو سامنے کھڑے ہین انھین پتے کا پتہ نہین شاخین لگا افسوس ملتی معلوم ہوتی ہین
سکندر رنے ٹھنڈی سانس بھری کہا حضور جب قید حیات سے چھوٹینگے تب جنازہ اس قید خانے سے نکلیگا ہمارے
حال کو نہ دریافت کیجیے اصل یہ ہی نظم

ہیچکس در ہیچ گہ از حال دل آگاہ نیست
زین پریشانی من از گردش گردون مپرس
از دل غم دیدہ حال دل پر خون مپرس
از لیلی ہین وا ز حال دل مجنون مپرس
روزگاری شد کہ من دردی کش میخانہ ام
در زور وان خانہ از مردم بیرون مپرس
ہر چہ پیش من بود از قوت طالع بود
مخفیا در بزم من از بادۂ گلگون مپرس

سلطان زرین پوش نے سر کو جھکا لیا کہا اچھا بیٹا دل بہلاؤ مگر باہر نہ جانا ایسا نہو کسی مقام پر گر پڑو گے یا
شاخسار دیکھو لے حرامزادی بڑبڑاتی ہے کلمات سخت سناتی ہے سکندر رنے کچھ جواب نہ دیا اشتیاق مین کمرے کے
باہر نکل آئے یہ بھی خیال ہے کہ شاید اس محبوب جانی و یار جاودانی سے چار آنکھین ہو جاوین دیکھا تو آج اسنے
بھی بہ نگاہ محبت بجھا اشارون سے جواب دیے آنکھون سے حسرت ظاہر تھی لیکن اگر وہ ہم ایسے کمبخت کے
اوپر عاشق بھی ہو تو کیا مل سکتے ہین قیدی کی محبت کیا افسوس فلک نے کیا رنگ دکھائے کس بلا مین آکے
پھنسے دل سے باتین کرتے ہوے ٹھنڈی سانسین بھرتے ہوے کمرے کے باہر آئے ایک نخل ہے تو نار
شاخین جالی مین ایک ڈنڈو کا کھڑا ہوا ہے اسکی بیخ پر ہاتھ رکھکر کھڑے ہوے بہ نگاہ حسرت دیکھنے لگے
دیکھا شاخسار تو بپھر رہی ہے سوسن کو ہر لمحہ جھنجلا مسند پر بیٹھی ہے سنگبار سے کہہ رہی ہے بھیا گاؤ شرماتے کیون
ہو جو کل غزل ہمارے یہان گائی تھی وہی غزل گاؤ بوا شاخسار آؤ بیٹھ جاؤ دیکھو بھیا ہمارے گاتے ہین
خدا نے آواز بھی ایسی دی ہے گانا پکا زلفن کا گانا سب بھول جائینگے بی زلفن سر قدمو نیز رکھینگی مگر یہ دیر کے
منتظم ہین انکو فرصت نہین ملتی کئی سو خداوند وہان ہین سب کے اشنان کرانے کی فکر بھوجن کا ذکر مسافر بہت
آتے ہین مہنتون نے گھر تاک لیا ہے سو سو دو دو سو کو سیدھا پہونچتا ہے اس اعتقاد سے انتظام کیا ہے
جنگل مین منگل ہے دیر کا ہے کو اک ڈنگل ہے اس ویرانے مین یہ آبادی انکی نیت کی برکت ہے کسی دن زیارت کو چلو
دیکھو کیا کیفیت ہے شاخسار بھی تعریفین کرنے لگی کہ صاحب مین نے بھی ذکر سنا ہے دیر کا خوب انتظام کیا ہے
اپنے مالک کا خوب نام کیا ہے جو مہنت ادھر سے آئے رطب اللسان انکی تعریفین کرتے تھے ہان بھیا سنگبار ہم
تمھارے قریب آ بیٹھین اب تو ساز نے آپس مین ساز کیا بس گانا شروع کرو جو بوا کہتی ہین وہی غزل گاؤ شاخسار
پلٹ پلٹ کے چہار جانب دیکھتی ہے نخل کے نیچے سکندر کو دیکھکر آواز دی ارے یہ کون کھڑا ہے شامت تو نہین آئی ہے
یہ کہکے کوزہ لیکر اٹھی سوسن نے ہاتھ پکڑ لیا کہا بوا شاخسار تم تو بڑی ظالم معلوم ہوتی ہو کوئی بندۂ سامری
کھڑا ہو گا کلمات سخت کیون کہتی ہو شاخسار نے کہا بوا یہان قیدیون کا انتظام ہے تمھین چھپ چھپا کے بھاگ جائین

وہ لونڈا خوبصورت ناکڑا ہو گا جا کے دو کوڑے مارونگی سوسن کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا بس لو چپ رہو بیہودہ نہ بکو ایک شریف شاہزادیکو ایسی لفظین کہتی ہو یہ باتین تو نہ موقوف ہونگی ہان بھیا سنگبار بس آپ غزل گاؤ مگر ہمارے سر کی قسم بتانا بھی ضرور اب تو جواہر خنجر زن نے گنگنانا شروع کیا اور یہ غزل خوب گائی غزل

ہم جان فدا کرتے گر وعدہ وفا ہوتا
کیا جانیے کیا کرتا اگر تو سری جسا ہوتا
اچھی ہے وفا مجھسے جلتے ہین جلین دشمن
کب ہلو فلک دنیا اگر غم مین مزا ہوتا
ہے صلح عدو بیجا تھی جنگ غلط فہمی
تو مجھسے خفا ہوتا مین تجھسے خفا ہوتا

مرنا ہی مقدر تھا وہ آتے تو کیا ہوتا
ایک ایک ادا سو سو دیتی ہے جواب اسکے
ہان سیر مین جی لگتا گر دل نہ لگا ہوتا
تجھکو بھی پیا کالی لعنتون کا جواب آخر
جیتا ہے تو آفت ہے مرتا تو بلا ہوتا
ہم بندگی بت سے ہوتے نہ کبھی کافر

اس حسن پہ خلوت مین جو حال کہا کہتا
کیونکر لب معشوق سے پیغام ادا ہوتا
اس تلخی جسپر تھا پر کیا چاشنی الفت
لب تک غم غیر آتا گر دل مین بھرا ہوتا
ہونا تھا دہمال کس شب قسمت مین بار
ہر جائے گرای ہو مین معبود خدا ہوتا

ایسا رنگ بندھا شاخسار ایسی تھی کہ جو ہر بات مین شاخ نکالتی ہے اسکا بھی تجھ پر خاطر ملگیا ایسا لطف ملیا کہ جھومنے لگی قریب آن کے جواہر کی بلائین لین ترقی عمر کی دعائین دین کہا میان سنگبار کیا کہنا اگر تمھارا گانا سنے پتھر پگھل جائے جواہر نے کہا ملکۂ عالم آپنے یہ کمال سنا ہے اب تو آپ لوگون کے سامنے بیحجاب ہوا سب کمال اپنا دکھاؤنگا مین نے سنا تھا کہ عمرو عیار نے برسون مین ایک کمال سیکھا ہے یعنی بیٹھے ناچتے میٹھے گانے ہاتھ سے بتائے سر سے شراب پلائے کوئی اس سر سے آگاہ نہونے پائے مین نے گھر مین کثرت کی ایک ہفتے مین اس کمال کو بھی اپنے قبضے مین کیا ذرا اسکو دیکھیے میخانے کی کنجی مجھکو دیجیے سکندر یہ سب باتین سن رہے ہین جی مین کہتے ہین سنگبار بڑا کامل ہے گانے مین زلفن ڈومنی کو بھگا دیا پاس بیٹھے ہوئی پوچھ رہی ہے کہ یہ غزل کس دھن مین تھی سنگبار نے ہنسکے کہا اس غزل مین دو راگ تھے آدھا اور دھن مین نصف مصرع اور خیال مین زلفن وجد کر رہی ہے کہتی ہے اُستاد مجھے بھی بتانا بتانیگا تو آپنے خاتمہ کر دیا مین نے برسون مین یہ کمال پایا نانی میری جنگلو روز بتاتی تھین وہ بیٹھے مارتی تھین پنکھون سے مار اگر آجتک مجھکو نہ آیا میان سنگبار تمنے کمال کیا یہ علم موسیقی خیالی علم ہے ہوا مین گرہ لگانا تمھارا ہی کام ہے جو اہر کہتا جاتا ہے اب دیکھو محفل کا کیا رنگ ہوتا ہے سبکو راضی کر دونگا کوئی باقی نہ رہے تم دو جام پینا مگر انجام بخیر ہو رد و قدح نہ کرنا سکندر جی مین کہتے ہین کہ سنگبار مثل عیار کے باتین کرتا ہے دوڑکر سلطان زرین پوش کو بلا لائے کہا بابا جان ذرا سنگبار جادو کی باتین تو سنیے گانے مین تو اُسنے جلسہ درہم و برہم کر دیا اب دیکھیے ساقی گری کرتا ہے آپکو یاد ہو شاپور شیر دل عیار ایرج نوجوان اسیطرح کی باتین کرتا تھا سلطان نے کہا بیٹا یہان عیار کہان نہین معلوم تمھارے بھائی پر کیا گذری عیار طرار تھا کسی طرف نکل گیا مگر افسوس ہمارا تمھارا خیال اُسکو نہ آیا کہین بیٹھا چین کر رہا ہوگا جہان بیٹھے گا اپنا رنگ جمالیگا سلطان و سکندر یہ باتین کر رہے ہین کہ اک بجلی گری سبکی آنکھین بند ہوگئین ثمقام جادو کہ مدت سے ملکہ سوسن پر عاشق ہے ملکہ کو جو بیٹھے دیکھا اپنے ابر سے اُتر آیا شاخسار نے کہا میان ثمقام آئیے اُسنے چاہا اسی مقام پر بیٹھون کہ معشوق سے قریب رہون مسند کے قریب آکے بیٹھا ملکہ سوسن کو ناگوار ہوا جواہر سے اشارہ کیا بھیا سنگبار تمنے تو بڑے جھگڑے پھیلائے جواہر نے جھٹ گھنگرو باندھے پیشواز پہنی شراب کو الٹ پلٹ کیا دل بھر کے بیہوشی ملائی گت ناچنا شروع کی سکندر و سلطان دیکھ رہے ہین سکندر کا یہی قول ہے کہ

بابا جان میری تو عقل یہ کہتی ہی کہ یہ سنگبار نہین ہی یقین کامل ہی کہ میرا عیار ہی اسکی باتون سے معلوم ہوتا ہی دیکھیے کیا کمال کر رہا ہی سلطان نے کہا ای فرزند اقبال سنے ہمارا ساتھ چھوڑا ہی اب نہین معلوم کہ جواہر بیچارہ کہان مارا مارا پھرتا ہوگا وہ یہان کیونکر آتا کون اُسکو یہان لاتا سکندر کہ رہے ہین آج میرا غنچۂ خاطر شگفتہ ہی یقین ہی خداوند سنجر نے اپنا فضل کیا ضرور میرا بھائی آیا میرا دل یہی کہتا ہی کہ میرا بھائی ہی کیس قیامت کی عیاری کر رہا ہی باپ بیٹے دیکھ رہے ہین مگر جواہر نے پہلے جام قمقام کو دیا اسوجہ سے وہ پیتے ہی ملکہ سوسن سے ہنسی کرنے لگا ایک مرتبہ ران پر ہاتھ رکھ دیا ملکہ نے غصے مین ہاتھ جھٹک دیا اور زبان سے بھی کہا او شخص تو بڑا گستاخ ہی الگ ہو کر بیٹھ قمقام گڑگڑانے لگا جواہر نے جام شراب دیا قمقام نے خوشی خوشی پیا شاخسار سے کہتا ہی کیا خوب جلسہ آراستہ کیا ہی اتفاق سے مین بھی آگیا مجھکو آج جلسہ بہت پسند آیا مگر شاخسار نے کچھ جواب نہ دیا شاخسار کو بھی قمقام کا آنا ناگوار ہوا جواہر نے اور کنیزون کو اشارہ کیا صاحب تم لوگ خود شراب پیو مین کس کس کو پلاؤن یہ کہکے دوسرا جام سادہ ملکہ سوسن کو دیا سوسن نے اشارہ کیا جواہر نے کانون مین چٹکی لی پکار کر کہا پی جاؤ کچھ مقام تردد نہین ہی ملکہ نے پی لیا اکی مرتبہ جواہر نے پلٹکے جام مملو از شراب ملکہ شاخسار جادو کو دیا شاخسار نے بھی خوشی خوشی پیا سکندر نے دیکھا کہ چند کنیزین ایک فرابہ آٹھا کر الگ لائین بٹھکے پینے لگین جسنے پیا رنگ دگرگون ہوا کوئی ہاتھ اٹھاکے ناچنے لگی کوئی نقلین کرنے لگی کنیزون مین جوتی چلنے لگی ایک نے ایک کی چوٹی پکڑکے کھینچی ایک نے پائجامہ آتار کے پھینکا ننگی جاکے چمن مین گری بیہوش ہوگئی سکندر نے باپ کا ہاتھ تھام لیا کہا ملاحظہ فرمائیے دیکھیے کیا ہوا کنیز کس حال سے جاکے بیہوش ہوئی ہی یا ہمارا بھائی پہونچا یا شاپور شیر دل ہی سلطان نے کہا ای فرزند شاپور تو ایرج کے ساتھ قید ہی ایک مرتبہ تو اُسنے عیاری کی تھی ایرج کو بلوا لیا تھا وہان بلاکے رہا کیا آخر کو قید ہوگئے سکندر نے کہا مین بھول گیا تھا اگر شاپور نہین ہی تو میرا برادر بجان برابر ہی رنگ اُسنے جمالیا یہ ذکر تھا کہ کنیزون مین ہنگامہ ہوا کوئی کنیز چمن مین گئی اوکنے ڈاگنے لگی کوئی کھڑی تالیان بجا رہی ہی کوئی چٹکیان بجاتی غزلین گا رہی ہے کسی نے ٹھمری شروع کی سب طرف ہنگامہ ہی گر گر کر بیہوش ہو رہی ہین سکندر خوش ہین کہ رہے ہین ای باپ میرا خیال ٹھیک ہی دیکھیے اب دم بھر مین کھلا جاتا ہی یکایک شاخسار یہ کہکے اُٹھی ہی کہ ملکۂ عالم آج تو سنگبار جادو نے بت بنا دیا سب خاموش ہین مگر مین نے گت یاد کرلی مین ننگی صحبت مین بیٹھی ہون ایک کسبی کو ایک سارنگی والا سکھلاتا تھا ابتدا مین ایک دو تین پھر آخر مین تکڑا باندھا کتھا چونا پان سوپاری ٹلی کتر دی ٹلی کتر دی مجھے ساری گت یاد ہوگئی ملکہ سوسن نے کہا دیکھین گت ناچنا بہت مشکل ہی بوا بری گت ہوگی ناچنے مین کیا کیفیت ہوگی مگر شاخسار کو بیہوشی کا جوش ہوشیار مین مدہوش جواہر کے کلام کی جانب گوش سوسن سے کہکر اُٹھی ہاتھ چمکاتی جاتی ہی زبان سے بھی ایک دو تین کہ رہی ہی پانون نہین قاعدے سے پڑتا پایا جاتا ہی کہ نادان ہی لایق امتحان ہی جب یہ پانون بجانے لگی جواہر نے دیکھا یہ گرتی نہین بڑی ابھک پینے والی ہی ایک جام اور دیا اور کہا کہ ای ملکہ یہ غزل گاؤ

غزل

پھر نہ چھوڑون گو وہ کرتے چاک جیب جان تلک
سب بگڑ بیٹھے ہواے کوچہ جانان تلک
سینے سے گھبرا کے آخر جان لب پر آ گئی

ہاتھ پہونچا ہے اُس شوخ کے داماں تلک
اول الفت ہی یارب وصل ہی مین ہو وصال
حال پہونچا یان تلک اور تم نہ آئے یان تلک

خاک دے یہ آنکھ نا میری گرد وانی جھسے
ہمکو تو جنبانہ رکھیو آمد ہجران تلک
طالع برگشتہ ای شوق شہادت دیکھنا

مرگ و قاتل پھر گئے سب خنجر بران تلک	شوق زمزم احمد و ذوق شہادت ہی مجھے	جلد مومن لے پہونچ اُس مہدی دوران تلک

جب جواہر نے دوسرا جام پلایا اور یہ غزل گانے کو کہا گھبرا کے دوڑی دماغ آنکلا یا چیخین مارتی ہی کہتی ہی کہ میان سنگبار رہتے تو پتھر مارا شیشۂ دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا غزل یاد کرا دُو تو مین گاؤن جواہر نے کہا میرے پاس آؤ جیسے ہی جھپٹ کے چلی لڑکھڑا کے منہ کے بھل گری ارے لینا کہکے قمقام اُٹھایا یہ بھی گرا سب اہل محفل گرکر بیہوش ہوئے نعرہ ہوا منم جواہر خنجر زن عیار پرفن سکندر نے کہا بابا جان سنیے اب تو آپکو یقین آیا سکندر نے کہا بھائی جواہر یہ کیا رنگ ہی سوسن گوہر نوش اُٹھی آواز دی ای جواہر قتل نہ کرنا اگر ایسا کرو گے بہت ہی پچھتاؤ گے سکندر نے بھائی صاحب کہکے جو آواز دی جواہر مدت سے بچھڑا ہوا تھا دوڑ کر اپنے آقا سے لپٹ گیا دونون چیخین مار کے رونے لگے سوسن دوڑی ہوئی آئی سکندر کا ہاتھ پکڑ کے کہا آپ یہ کیا کرتے ہین یہ قیدخانہ ہی ای جواہر کسی کو ہاتھ نہ لگاؤ بس شاہزادے و سلطان کو لے لو ای جواہر اب عرصہ نکرو ایسا نہو کوئی آجائے نکلنا مشکل ہوگا اگر کسی کو قتل کیا شاید خدانخواستہ اُن نمکحراموں کو خبر ہو جکے شاہزادے نے کہا قتل بھی کرو اس ظالم کے ہاتھ سے بڑے ملال پہونچے دو دو دن آب و دانہ نہین پہونچایا ایک ایک قطرۂ آب کو ترسایا جواہر سے تو ملکہ سوسن گستاخ ہو چکی ہین ہاتھ پکڑ کے کھینچ لیا کہا ارے کیون روتا ہی یہ کہکے سوسن نے اشارہ کیا برق چمکائی سکندر و سلطان کی قید کٹ گئی رہا کرتے ہی ان دونون کو تخت پر بٹھا لیا جواہر سے کہا آؤ جواہر بھی اُچک کے تخت پر آیا جلدی مین نسیم گلشن و شاہین کا خیال نہ رہا یہ تینون قید مین رہے مگر سوسن نے تخت اُڑایا جب دو کوس تخت نکل آیا تب سکندر نے کہا بھائی جواہر بڑا غضب ہوا ملکہ نسیم و گلشن و شاہین رہگئے سوسن نے بھی افسوس کیا مگر کہا اب نہین جا سکتی پہر رات باقی تھی کہ اپنے باغ مین پہونچا یا سلطان کے سر پہ تاج رکھا سکندر کو لباس فاخرہ پہنایا کنیزونکو بلایا بارہ سو کنیزین موجود ہین سب آکر حاضر ہوئین کنیزون نے جو جمال جہان آرای سکندر کو دیکھا آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شعشعت افروز جہانداری یکہ تاز میدان جلالت شہسوار عرصۂ شوکت صف شکن تیغزن حسین ہین غنچہ دہن سیمتن جوان بیمثال آنکھین دیدۂ غزال ابرو رشک ہلال سبزہ پشت پر لگا ہوا ہی مثل حرم قمر کے چمک رہی ہی دامن مین پھول بہشت و بنا ہی حصول تیغہ آبدار زیب کمر جوان رشک قمر صولت شوکت جرأت سخاوت لیاقت ہمت یہ سب آثار چہرۂ زیبا سے ہویدا جرأت کے رنگ ڈھنگ چتونون سے پیدا بارہ دری روشن ہو گئی صاف ثابت ہی کہ ماہتاب ان اپنے برج مین آیا یا گوہر بے بہا درج مین سب نے جھک کے سلام کیا ملکہ کو جو پہلو مین بیٹھے دیکھا دعائین دینے لگین کہتی ہین بی بی صاحب ہمارے دل کو چین ہی اس مسند پر قران السعدین ہی ماشاء اللہ آج کیا زیب و زین ہی اس شاہزادے کو کہین کہ آفتاب مشرقین ہی سلطان زرین پوش کو ایک کمرے مین جگہ دی چند کنیزین مقرر کین کہ خدمت مین شہریار کی مصروف رہو جواہر نے سامنے شاہزادے کے بیٹھکر سب حال گذشتہ بیان کیا ملکہ نے جام بھر کے شاہزادے کو دیا شاہزادے نے انکار کر کے کہا اگر ہمسے محبت ہی تو ہمارا مذہب اختیار کرو ملکہ نے کہا کہ تمھارا کیا مذہب ہی ہمین تمھاری خوشی سے مطلب ہی شاہزادے نے فرمایا خداوند تجبر کو سجدہ کرو ملکہ نے ہنسکے کہا ہمین تو آپکی خوشی مدنظر ہو آج یہ نیا نام سنا لات و منات سامری جمشید اور بہت سے نام ہین مگر خداوند تجبر کا نام نہین سنین آیا شاہزادے کو بھی حجاب آیا کہا ای ملکۂ عالم کیا کہون مجھکو بھی مقدمۂ مذہب مین تردد ہی مگر جو بزرگون سے

[illegible] قبول کیا دیکھیے قدرت خدا ہر [illegible] سر سبز ہوتے ہین اکرنے جواب سے جواب دیا صاحب یہ تو لاکھون خداوند
ہین جنگل ہین درخت [illegible] کون خداوند ہین آپ کس کتاب کے پابند ہین
سکندر [illegible] جواب دیا [illegible] ان باتون سے کیا مطلب خداوند شجر کو سجدہ کرو ملکہ نے بہ لاچاری
[illegible] جام [illegible] گردش مین آیا صدائے ہوشیار ہوش و نوشانوش بلند ہوئی
جواہر [illegible] تدبیر کیجیے ملکہ نے کہا ایک ہفتے مین سب سامان مہیا ہوگا مین لشکر جمع
[illegible] ہون [illegible] جواہر نے کہا ملکہ آٹھ دن بہت ہوئے جہان تک ہو جلدی کرو
[illegible] ہوئی حاجب و دربان و چوبدار وغیرہ بلا کے
[illegible] کنیزون نے عرض کی جھلال روقی کو افسر کر دیا ہی
وہی کاروبار کرتا ہی [illegible] جھلال نے آکے بھرتی جاری کی ساحر وغیرہ
[illegible] ہزار کنیزین سحر مین مشاق یہ بھی تیاریان کرنے لگین جواہر چاہتا ہی آج ہی نکل کر
[illegible] جواہر نے کہا مین خوف کر رہا ہون کہ شناخسار کو قتل نہین کیا ہی
مقام [illegible] ہوش آیا ہوگا افسوس ہی کہ نسیم و گلشن و شاہین [illegible]
[illegible] شناخسار قتل کر ڈالے اور خود لشکر کشی کرے ملکہ نے کہا جو کچھ ہو آٹھ دن نہ سہی نو ہی دن
[illegible] کنیزون کو تیاری کا حکم ہوا ہی سب اپنے اپنے اسباب سحر
[illegible] مقام کی آنکھ کھلی دیکھا سب کنیزین بیہوش پڑی ہین سب کو
[illegible] سوسن لے گئین مگر نسیم و شاہین گلشن جو بیدار ہوے
[illegible] کس کی زبان پر یہی جاری ہی کہ صاحبو غضب ہوا رات کو ملکہ
سوسن [illegible] سلطان کو اڑا لے گئین نسیم روتی ہوئی سامنے مان باپ کے آئی
[illegible] سنائی سوسن شاہزادے پر عاشق ہوئین یہ جلسہ مکر سے مقرر کیا تھا حقیقت مین
[illegible] نام سنگسار تھا وہ کوئی عیار تھا اپنا رنگ جما کے شاہزادے کو لے گیا ہمین کسی سے کیا کام مگر شہریار سے
مقام [illegible] جانبازی کی گھربار چھوڑا عیش و آرام ترک ہوا مفت مین اگر
[illegible] کہ ہمکو یون فراموش کرینگے کیا مشکل تھا اگر ہمکو بھی قید سے رہا کر لیتے خیر انکا خدا
[illegible] جو آرزو انکے دل کی ہو وہ پوری ہو جہان رہین زندہ رہین اگر سامنے
[illegible] غزل

[illegible] کا
[illegible] شیشہ [illegible] کا
[illegible] نقش جو بیٹھا
[illegible] حال [illegible] کا

دیوانہ ہی دل یار تری جلوہ گری کا
دم بند ہی شوکت سے تری کبک دری کا
ساقی کی نگاہون نے دیے ہوش اڑا [illegible]
دل رنگ دکھاتا ہی عقیق شجری کا
دیوانہ ہی کس چاند سے رخسار کا [illegible]

مشتاق نہایت ہی یہ شیشہ ہی پری کا
ہنگامہ گل و لالہ کی ہی جیب دری کا
آنکھون سے دیا جام مے تخمیری کا
پھری ہین رخ آن بروونکا اپنی طرف جا
زنجیر کا غل قہقہہ ہی کبک دری کا

[illegible] آئی خوبصورتی پہ ٹپک پڑے اتنا بڑا ارادہ کرتیے اصل طلسم کیسا
[illegible] گرفتار ہوئے طلسم کے شعبدے کون اٹھا سکتا ہی مگر شناخسار بیٹھ رہی ہی کہتی ہی یارو مین اب
[illegible] کیا جواب دونگی [illegible] یہ چرچا ہوا کہ سوسن گوہر پوش سکندر کو عاشق ہو کے لے گئین

جلگیا کہتا ہی ہم مدت سے بی سوسن کو چاہتے تھے ہمسے انکار تھا اُس لونڈے کو قبول کر لیا کہین پا جاؤن تو ایک
طمانچہ مارون سر اڑ جاے یہان یہ ہنگامہ ہی شاخسار کے ہوش اُڑے ہوے ہین یہی کہتی ہی مین کیا جواب
دونگی بادشاہ پوچھینگے کہ تونے زندانخانے مین کیون دعوت کی اور جادو اسطرح کا کیون کیا تو مین کیا جواب
دونگی مین کہین نکل جاؤن یا کنوین مین اپنے کو گرا دون سنکھیا کھاؤن کہ آسمان پر برق چمکی بارش مروارید
بے بہا کی ہونے لگی بڑے بڑے موتی برسے کچھ پھول بھی گرے ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چلی شاخسار نے سر اٹھا کر
دیکھا واسطے تسلیم کے خم ہوئی اب سب نے دیکھا سحر العجائب و مصر الغرائب ہین آج الکار روز گشت کا تھا
پھرے ہوے آتے ہین تخت اُتار لائے شاخسار سے پوچھا ارے یہ کیا معرکہ ہی کیون ملک رہی ہی کیون تو
اسقدر تڑپتی ہی کیا آفت آئی اُسنے ہاتھ باندھکے عرض کی کہ یہ گنہگار کیا عرض کرے بقول شاعر شعر شمع گریان
کند دعوی نازک بدنی * کشتنی سوختنی لائق گردن زدنی * ان سب سزاؤنکی کنیز مستحق ہی آج کوئی آٹھ دن ہوے
آپ سے قرابت بھی رکھتی ہین بی سوسن گوہر پوش مین نے اُنکی دعوت کی تھی آتے ہی متغیر ہوگئین شعر بھی
پڑھنے لگین مین نے ہر چند پوچھا نہ بتلایا اب ظاہر ہوا کہ سکندر پر عاشق ہوئین اس کنیز کو کئی مہینے ہوے
مین بھی آخر عورت ہون ایرج و نور الدہر کیسے خوبصورت مرد ہین مین نے نگاہ بھی اٹھا کے نہین دیکھا انھون
نے دیکھتے ہی سکندر سے مین ملنا کیا اُسی کے شعر اشعار تھے کل مجھکو لکھ بھیجا کہ میری پھر دعوت کرو ہمنے زلفن
کا گانا اچھی طرح نہین سنا مین نے پھر وہی سامان کیا رات بھر یہان رہین مجھکو شراب مین نہین معلوم کیا
کھلا پلا دیا مین تو سو گئی سنگبار جادو بھی ساتھ تھا صبح کو مین نے دیکھا سکندر و سلطان ندارد انکی معشوقہ
صاحبہ موجود ہین مع مان باپ بی نسیم و شاہین گوشہ مین تو یہی جانتی ہون کہ خیال نہین آیا ورنہ انکو
بھی چھڑا لیتے اب مین کیا کرون سر حاضر ہی سحر العجائب و مصر الغرائب نے کہا جو ہوا وہ ہوا اک کنیز سے کہا کہ جاکے
خبر لاؤ اپنے باغ مین وہ ہین کہ نہین مگر کہان جائینگے سکندر کے دل پر چوٹ ہی اول تو اُسکی معشوقہ قید ہی اسکے
رہا کرنے کے لئے آئیگا یہ بھی تو سودا اُنکے دماغ مین بھرا ہی کہ طلسم نور افشان کو فتح کرین ہمارا یہ قول سب
صاحب یاد رکھین اگر تمام عالم جمع ہو کر طلسم نور افشان کا قصد کرین راہ طلسم نور افشان کا پانا دشوار
ہی اتنے آئے نور الدہر نے زمین ہلا دی ایرج نے آسمان کے تارے توڑے ساحر بھی شریک ہوگئے اختر شناس
کتنا بڑا ساحر زبردست تھا اُسنے بھی ساتھ دیا رہبری کی مگر وہ راستہ ہی طلسم نور افشان کا نہ تھا آخر
دھرے گئے سکندر جو ابھی چھوٹ گئے ہین یہ پہلے بھی تو اسی گھمنڈ پر آئے تھے کہ نسیم و شاہین و سوسن
یہ لوگ سحر کرینگے طلسم کو توڑینگے مرحلہ جات کی جانب چلے جیحون جادو نے سب کی آبرو مٹائی اسی طرح یہ
پھر سامان کرکے آئینگے دھرے جائینگے جس ساحرہ کو حکم دیا تھا پر پرواز پیدا کرکے وہ روانہ ہوئی اسوقت
پہونچی کہ داروغہ نے دس ہزار ساحر ملازم کیے ہین دروازے پر اُترے ہوے ہین شاہزادے کرسی پر جلوہ
فرما ہین ملازمون کو دیکھ رہے ہین ملکہ سوسن گوہر پوش پھاٹک پر باغ کے بنگلہ پڑا ہی اُسپر سے بیٹھی ہوئی
گلچینی گلشن جمال کی کر رہی ہین کوٹھے پر سے فرماتی جاتی تھین فلان کو ملازم کر لیجیے فلان کو پسند نہ فرمائیے
سلطان زرین پوش بھی ایک کرسی پر بیٹھے ہین کنیز نے جو یہ معرکہ دیکھا فوراً الٹی یہان سحر العجائب اور
مصر الغرائب قیدخانے کو دیکھتے پھرتے ہین ایرج نے جو سنا کہ سکندر نکل گیا کہا اے شاہپور سنا تمنے
کوئی ساحرہ عاشق ہوکے سکندر کو لے گئی مگر یہ بھی سنا کہ کوئی عیار بھی ساتھ تھا کہ اُسنے سب کو بیہوش کیا شاید

نے کہا حضور اُسکا عیار ہوگا میان جواہر خنجر زن وہ لونڈا بلا کا ہی اگرچہ تعلیم ہمارے خاندان سے نہین ہوئی مگر وہی اُسکے
حرکات وسکنات ہین یہ تو خبر سنتے تھے کہ وہ نکل گیا اُنکے ساتھ قید نہین ہوا اُسنے کہین سے تدبیر لگائی اس ساحرہ
کو لیکر آیا اب وہ خروج بھی کرائیگا معرکۂ عظیم پڑیگا مگر افسوس یہ ہی کہ وہ شبیر مذہب شجر پرستی مین ہی اگر مسلمان
ہوتا اور مدد غیبی کا طالب ہوجاتا تو کیا تعجب تھا کہ فتح پاتا ایرج نے کہا کوئی فتح کیونکر پائے اس طلسم کے فتاح تو
دادا جان ہین جب ہم لوگ مصیبتین اُٹھا چکینگے انجام مصیبت یہ ہوگا تب وہ آکر سب کو رہا کرینگے جسکا رشتۂ
حیات باقی رہا قطع نہوا جام عمر لبریز نہوا وہ قدمبوسی صاحبقران کریگا پہلے خطا تو ہمسے یہی ہوئی کہ خبر گرفتاری
بزرگان سنکر بدحواس ہوگئے خواجہ زادون سے یہ بھی نہ پوچھا کہ ہم اس طلسم کے فتاح ہین یا نہین ہرچند کہ وہ
اگر یہ بھی کہتے کہ آپ فتاح طلسم نور افشان نہین ہین تو یہ ممکن نہ تھا کہ ہم نہ آتے امید فتاحی نہ کرتے اور بطور
لشکر کشی ہوتی مگر اسی طرح اس شبیر کے بارے مین اعتراض ہی کہ نہ کاہن سے پوچھینگے نہ نجومی سے دریافت
کرینگے ساحرہ کے بھروسے پر آپڑینگے قاسم بھی یہ گفتگو سن رہے ہین اپنی نادانی پر سر دھن رہے ہین دل سے
کہتے ہین ای قاسم کو چک باختر مین کئی طلسم فتح کیے مگر افسوس کہ لوح طلسم نورِ افشان نہ ملی خدا کرے
دادا جان اس طلسم کو فتح کرین غیر کا احسان ہمپر نہو ایرج سے فرمایا کہ ای جانِ جہان وای آرام جان نہین
ممکن ہی کہ سکندر اس طلسم کو فتح کرین شاپور نے کہا مین تو عرض کرچکا کہ ساحرہ کے بھروسے پر گئے ہین مگر
کچھ نہوگا دیکھیے ہماری بات یاد رکھیے یہان تو یہ ذکر ہی مگر دونون شاہون نے شاخسار سے کہا کہ جو ہوا وہ
ہوا آیندہ کو غفلت نہ کرنا روز قیدیونکی گنتی رہا کرے چاہیے تو یہ تھا کہ پہلے ہی حفاظت کرتی اب تو دھوکا بھی
کھا چکی اب ان قیدیون سے کوئی نکلنے نہ پائے ورنہ بہت سزا کے کامل ہوگی یہ ذکر تھا کہ وہ ساحرہ پلٹ کے
آئی اُسنے خبر دی کہ حضور ساحرہ ملازم ہورہے ہین بی سوسن بنگلے پر ہین سکندر و سلطان تاج سرون پر
رکھے ہوئے کرسیون پر باہر بیٹھے ہوئے تھے تمنے اترنے بھی دریافت کیا امروز فردا مین اُسکا خروج کا ارادہ ہی
ابھی دو چار دن مین کوچ کرینگے جو کچھ کرنا ہو جلدی کیجیے ورنہ وہ لوگ نکل جائینگے یہ سنتے ہی دونون نے پہلے
قمقام جادو سے کہا ای قمقام فوج ساحران لیکے جاؤ اگرچہ سوسن نے بڑی خطا کی مگر تم انکے مرتبے کا خیال
رکھنا اگر پکڑ لو گے سوار کراکے لانا ہماری عزیز دار ہی مگر گنہگار ہی قمقام اُسی وقت یہ کہکے اُٹھا کہ حضور
جاتے ہی قیامت برپا کردونگا لاشہ ہائے شجر پرستان سے باغ بھردونگا ساٹھ ہزار ساحر ہمراہ لیکے قمقام
چل نکلا شاخسار نے کہا کہ حضور مین بھی جاؤن سحر العجائب نے کہا ہرگز تمہارا جانا مناسب نہین تمہارا یہ
کام ہی اسی مین نام ہی کہ یہان کی حفاظت کرو شاخسار چپ ہورہی سحر العجائب و مصر الغرائب طرف
اپنے قصر کے گئے مگر قمقام بعد از قطع منازل وطی مراحل مرحلہ پیمائی کرکے قریب باغ اُسوقت پہونچا کہ ملکہ سوسن تخت پر
سوار ہوئین بیس ہزار جادوگر یا نہ ملازم افسر انکا سہمان جادو بارہ ہزار کنیزین سلطان زرین پوش ایک تخت پر
سکندر مسلح و مکمل نشستہ مرکب عربی پر پانچ سو ساحر انکے مرکب کو گھیرے ہوئے بارگاہین خیمے جھنڈے پر لدے
ہوئے جاتے ہین کہ چلین ناگاہ صحرا سے گرد اڑی قمقام جادو مع بارہ ہزار ساحرون کے آگے پہونچا اک ساحر سے
کہلا بھیجا کہ ملکہ سوسن سے کہدو آپنے بڑی خطا کی کہ قیدیان طلسم کو لے آئین بہتر اسی مین ہی کہ سلطان و سکندر
کو حوالے کردو ورنہ میدان داری ہوگی ساحر نے آکر یہ حال سکندر سے کہا سکندر نے کہا وہ جھک مارتا ہی جاکر
کہدینا کہ اپنی جان کو غنیمت جان لشکر کو لیکر پلٹ جا ہم خود طلسم پر آتے ہین تیرے کہنے سے اطاعت کرینگے جب

ساحر جا چکا تو سکندر رنے آکر ملکہ سوسن سے سب کیفیت بیان کی کہ آپکا عاشق تا بہ بیم آیا ہی ملکہ نے کہا وہ جھک مارتا ہے
آپنے کیا جواب دیا سکندر رنے اپنے جواب کا حال بیان کیا سوسن نے حکم دیا بارگاہ استادہ ہو بارگاہ زربفتی
استادہ ہوئی سکندر رو سوسن داخل بارگاہ ہوئے قمقام نے طبل جنگی بجوادیا ملکہ سوسن نے بھی جواب مین نقارہ
بجوایا اور گوشے مین لیکر سکندر رکو آئین خوب سحر کرکے ایک ہیکل بنائی کہ کسی کا سحر اسپر تاثیر نہو شاہزادے کو شہزادی
کہا ای شہر یار اول تو میدان مین مین جاؤنگی قمقام سے مقابلہ کرونگی اگر مغلوبہ ہو آپ پر کسی کا سحر تاثیر نہ کریگا
سلطان زرین پوش دوسری بارگاہ مین تھے سکندر رشکر کو دیکھتے ہوئے جاتے ہین کہ دیکھا جواہر آتا ہی پوچھا
کہ ای شہر یار کیا قصد ہی سکندر رنے بیان کیا کہ ملکہ سوسن نے یہ ہیکل مجھکو بنادی ہی مین عورت کو مقابلے مین مرنے
نہ جانے دونگا جواہر نے کہا جب صبح کو قمقام جیتا رہیگا تب آپکو اختیار ہی یہ کہکر سامنے سکندر رکے صورت تبدیل
کی ایک بڑھیا کی شکل بنکے طرف لشکر قمقام کے چلا ایک نامہ تیار کرکے اپنی جیب مین رکھ لیا لشکر مین آکے قمقام
کے داخل ہوا قمقام نے بھی سحر تیار کیا ہی افسر اسکو گھیرے ہوے ہین طرف اپنی بارگاہ کے جاتا ہی کہ راہ مین کیا
بڑھیا نے آواز دی ای بادشاہ عادل ای ساحر کامل مجھے کچھ عرض کرنا ہی قمقام ٹھہر گیا بڑھیا نے بڑھکے ہاتھ
مین کاغذ دیا قمقام نے دیکھا لفافے پر ملکہ سوسن کی مہر ہی سب ساحرونکو ہٹادیا بڑھیا کو قریب بلایا کہا
یہ نامہ تجھے کسنے دیا کہا حضور بی بی ہماری ابھی ہوم خانے سے نکلین یہ کاغذ مجھکو دیا مین بی بی کی انا ہون
مجھسے یہ فرمایا کہ اسوقت مین میرا کوئی دوست نہین ہی سب کنیزین حکم مین سکندر رکے ہین ساحر انکے نوکر
رکھے ہوے اناجی تم یہ نامہ لیکر جاؤ آپ پہلے نامہ پڑھ لین جو زبانی فرمایا ہی وہ بھی عرض کرونگی قمقام نے
نامہ کھولا اسمین لکھا ہی کہ ای پروردہ مہد کج ادائی و ای غزال صحرا بے اعتنائی زیداللہ عشقہ تم مدت
سے ہمپر عاشق ہو آجتک بے اعتنائی کی جہہ یہ تھی کہ معشوقونکا ہی وہ کیا مگر تم ملول نہ ہونا تمھارے ہوتے مین اس
لونڈے پر کیا عاشق ہونگی قید کی مصیبت سے روتا تھا مجھے رحم آیا مین نکال لائی اب مین نے دونون کو قید
کرلیا تم اناجی کے ساتھ اکیلے چلے آؤ دونون قیدیون کو لے لو اگر مین بھیجنے کا ارادہ کرونگی نئے ملازم ہین فساد برپا
کرینگے مجھے لڑائی جھگڑے سے نفرت ہی تمھارے نام سے دل کو تقویت ہی جسکا ایسا چاہنے والا موجود ہو اسکا
کوئی کیا کرسکتا ہی صبح کو مین سب کو تمھارے قدمون پر گرادونگی میری خطا شاہان طلسم سے معاف کرادینا گر
قمقام نامے کو دیکھکے مر گیا مصاحبون سے کہا بارگاہ مین جاؤ بدولت آتے ہین برائے کار ضروری جاتے ہین
سب مصاحب طرف بارگاہ کے گئے قمقام بڑھیا کے ساتھ چلا جب لشکر سے نکل آئے ایک مقام پر بڑھیا بیٹھ گئی
قمقام نے پوچھا کیون نانی اماں کیا ہی بڑھیا نے ایک دم ٹھنڈا مارا کہا بیٹا غضب ہو گیا سوسن اکیلی نکل آئی وہ
دیکھو جھیل پر بیٹھی ہی تمھارے واسطے دعا مانگ رہی ہی اس کمبخت کو یہ بھی خیال نہوا کہ اناجی تو گئی ہین
مگر وہ کیا کرے دل نے نہ مانا دیکھو بیٹھی رو رہی ہی چار کنیزین ساتھ ہین وہ سمجھا رہی ہین یہ ظالم اپنی ہی کہے
جاتی ہی قمقام پلٹا بڑھیا نے حلقے کمند کے گلے مین قمقام کے ڈالدیے حباب مارا قمقام بیہوش ہوا اب
بڑھیا نے چادر پھینکی خنجر کمر سے کھینچا چاہا سر کاٹ لون سر جوش جادو وانسکے لشکر کا کوتوال پہر رات رہے تک
کوتوالی چبوترے مین رہا اسوقت جو دل گھبرایا یہ معاملہ دیکھا ایک عیار قمقام کو قتل کیا چاہتا ہی وہین سے نعرہ کیا
او عیار کیا کرتا ہی منم سر جوش جادو کوتوال لشکر قمقام جواہر نے دیکھا یہ تو آ ہی پہونچا سامنے غار تھا اسمین یہ
کود پڑا اپنے لبنے اوپر ڈال لیے سر جوش نے سب طرف ڈھونڈھا پلٹ کے قریب قمقام کے آیا چھینٹے پانی کے دیکر ہوشیار کیا

قمقام کی آنکھ کھلی کہا مجھے کیون باندھا سر جوش نے کہا مدین کھولین کہا حضور عیار سکندر آپکو قتل کیا چاہتا تھا مین نے
آپکو بچایا قمقام غصہ کرتا ہوا پلٹا جواہر نے قصد کیا کہ پھر جا کے دونون کو لون لیکن دیکھا ستارۂ سحری چمک چکا ہی
لشکر طرف میدان کے جاتے ہین لاچار پلٹ کے خدمت مین سکندر کی آیا سوسن تخت پر سکندر لشکر کو لیے ہوے
طرف میدان کے آتے ہین عیار نے آگے سلام کیا شب کی سب کیفیت بیان کی سکندر کو بڑا ملال ہوا کہا بھائی تم
بیٹھو تو دیکھو کہ خداوند تشہیر کرتا ہی اگر یہ ملعون میدان مین آگیا اسکو مارا آیندہ جیسا کچھ اتفاق ہو
جواہر ساتھ ہولیا گرچہ پست وبالا کنارے کنارے آتا ہی لشکر میدان کارزار مین جا کے جمے دونون لشکر
آراستہ ہوے نقیبون نے نقابت کی کرکیت کڑکا کے ہٹے قمقام نے اپنا گینڈا آبر دہا یا میدان مین آکے آواز دی
اے فرقۂ سحر پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے اس جھوکرے کو بہت دعوی جرأت ہی وہی آوے تو احوال
معلوم ہو سکندر نے مرکب نکالا سوسن نے آکے رکاب تھام لی کہا آپ قصد نہ کرین مین مقابلے مین جاؤنگی سکندر
نے کہا وہ میرا نام لیکر پکارتا ہی مین اپنے زمانے کا صاحبقران ہون ضرور جاؤنگا مین یہ قاعدہ مقرر کر چکا ہون
ملکہ سوسن کی آنکھون مین آنسو بھر آئے شاہزادے کا دامن تھام لیا ملکہ رونے لگی عرض کی **نظم**

تنگ بیگانہ ہون الفت مین یگانے کے خلاف
اے جنون خانہ خرابی کی گھرانے کے خلاف
بیوفا تو ہی وفادار تھے اگلے معشوق
تیر پڑتا ہی جب انکا تو نشانے کے خلاف

ایک عالم کا عدو ایک زمانے کے خلاف
یار دل مین نگہ شوق ہی ہر سو نگران
تیرا افسانہ ہی اور دن کے فسانے کے خلاف
دل بتیاب ہین مرگ بھی ہی ساتھ چلا

عشق مین پانون نکالے ہین مری وحشت نے
پائے کیونکر کوئی ڈھونڈھے جو ٹھکانے کے خلاف
تاکتی ہی کسے بسمل کسے کرتی ہے نگاہ
اسکو سوجھی ہی یہ کیا سارے زمانے کے خلاف

اے شہریار میرا دل قبول نہین کرتا مین اسکو واسطے آپکو نہین لائی کہ لڑائی پر جانے دون یہ بڑا ساحر زبردست ہی
کنیز مقابلہ کریگی یا جان دی یا سر اسکا لاکر حاضر کیا سکندر نے کہا سراسر ہمارے قانون کے خلاف ہی ملکہ ہمارے
سر کی قسم ہمکو نہ روکو نہ جانے مین ہماری ہتک ہی ملکہ نے دامن چھوڑ دیا شاہزادہ مرکب اڑا کے چلا گھوڑا باد رفتار
سوار ماہ رخسار گھوڑا طرارے بھرتا ہوا ہانپتا ہوا دم سے چنور کر رہا ہی مثل باد صرصر اڑتا ہوا جاتا ہی **نظم**

وہ چنور کب جو برق یا باد ہے
نرمی گوش ہرنی کا کل

طرفہ دیوانہ دبیر زاد ہے
دستہ بید دستہ سنبل

خوش خرامی ز آب نازک تر
تیز گامی ز برق چابک تر

قمقام نے جو شاہزادے کو اس جاہ وجلال سے آتے ہوے
دیکھا دنگ ہو گیا گولا اٹھا کر مارا سوسن بھی اسی طرف دیکھ رہی ہی فورًا ایک ماش کا دانہ پھینک مارا گولہ تا بہ سکندر نہ آیا پھٹکے مین
بکرا قمقام شرمندہ ہوا جی کہتا ہی کہ یہ کیا معرکہ ہی میرا سحر قریب سکندر نہ پہونچا سمجھا کچھ انجھن مین کمی ہوئی دوسرا گولہ
نکالا سکندر نے مرکب کو کوڑا مارا گھوڑا طرارہ بھر کے قریب قمقام کے پہونچا گو دہ مارنے کی مہلت قمقام نے نہ پائی
سحر کر سکتا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا سکندر نے تلوار کو تلوار پر روکا قمقام حیران ہی کہ یہ کیا معرکہ ہی کہ سحر میرا
تاثیر نہین کرتا شاہزادے نے تلوار انکی روک کے تیغۂ ہلالی نیام انتقام سے نکالا خبردار کہکے ہاتھ مار دیا قمقام نے اپنے
سحر کے زور مین سر آگے کر دیا کہا دیکھون اس تلوار مین کیا کاٹ ہی مگر تیغۂ سکندر جو آکے پڑا قمقام جادوگر
مع گھوڑے چار ٹکڑے ہوے اہالیان لشکر نے جو لاشہ قمقام جادو کا دیکھا ہاے آقا کہکے سکندر پر
جا پڑے شاہزادہ سکندر تیغۂ ہلالی کھینچکے لشکر پر جا پڑے جسکے جھپٹ کے ایک ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوے
ملکہ سوسن گوہر پوش نے جو دیکھا کہ اس ماہ آسمان جرأت و یکہ تاز میدان جلالت پر گھٹا کفر کی اب
یہ چھائی ہی مگر شاہزادہ نہنگانہ دلیرانہ لڑ رہا ہی فوج کو جو آتے ہوے دیکھا دریاے فوج مین غوطہ مارا

سوسن گوہر پوش نے پکار کر آواز دی صاحبو تمھارے آقا پر سب ساحر آپڑے جلد جھپٹ کر ساتھ دو
نامردون کو مار لو سنگر ہی کہ افسر اُنکا مارا گیا اہالیان فوج جا پڑے دونون لشکر آپسمین ملگئے تلوار چلنے لگی
ہزارون نجیبر ساحر لڑ رہے ہین مگر سکندر رنے بڑھکر علم فوج کو قلم کیا فوج قمقام کے پاؤن اُٹھے آپسمین
اشارے تھے کہ یار واب کسکے بھروسے پر لڑین مالک مارا گیا علم فوج قلم ہوا نشان بھی نہ باقی رہا تمام لاشے
اُٹھوائے لاکر جلائے جھلسائے مگر قمقام کا لاشہ لیکر طرف بادشاہ کے چلے سکندر رنے مال واسباب لٹوا لیا
خزانہ اپنے قبضے مین کیا ملکہ سوسن بھی لڑ بھڑ کر لیٹین تمام جسم پر خون کے چھینٹے پڑے ہوئے گوسلے مارتے مارتے
ہاتھ سیاہ ہوگئے ہین تمام فوج والے خوشی خوشی شاہزادے کو دعائین دیتے ہوئے آگر اُسی مقام پر اُترے
سوسن نے کہا دیکھیے مناسب ہو تو نکلچلیے سکندر رنے کہا ملکہ لڑائی سے مُنھ چھپانا سراسر خلاف ہے
ہمارا خود قصد ہی کہ طلسم پر چڑھکر جائین ای ملکہ سوسن کیا تمھارے سامنے کہین قسم ہی خداوند شجر کی
اسقدر ناگوار ہی کہ جسکا ذکر زبان پر آ نہین سکتا ہم مجوب ہوئے جنگ مین غالب نہین مغلوب ہوئے
ملکہ نسیم و شاہین و گلشن کا قید مین رہجانا اسقدر شاق ہوا کہ قلب پر چھریان چل رہی ہین کہ افسوس
اپنے مقام پر نسیم کیا کہتی ہونگی اُنھون نے ہمارے ساتھ بڑی جانبازی کی کئی ملک اُنکے قبضے مین
ہین فوج بیشمار وزیر و مشیر و امیر سب خدا نے دیے ہین فقط میری محبت مین وہ نکل آئین کیا مجال کہ جو
اُنکے صحرا مین کوئی قدم رکھ سکے شاہین کے ڈنکے بجتے ہین اُنھین کے نام کا سکہ پڑتا ہی مگر فلک در پے
آزار تھا کہ جو اُنکے ذہن مین ایسا کچھ آیا فلک نے عجب سامان دکھایا خواہ میری جان رہے یا جائے
مین اپنے کو تا بہ قید خانہ پہونچاؤن اگر اُنکو چھڑاؤن میرے واسطے عید ہو سوسن نے سر جھکا لیا کہا ای
شہریار حقیقت مین بڑی خطا ہوئی میان جوا ہر سے پوچھیے ہمنے بھی یہی صلاح کی تھی کہ پہلے نسیم و
شاہین و گلشن کو رہا کرینگے مگر وقت پر کسی کو نہ یاد آیا اُنکی تقدیر مین ابھی قید ہی وقت رہائی نہ
آیا تھا سب کو فراموش ہوا آپ فرماتے ہین ہمارا ابھی یہی قول ہی سکندر رکی آنکھون سے اشک حسرت
ٹپکے فرمایا کیون جوا ہر سارا گل تو تمھارا کھلایا ہوا ہی سب کچھ دیکھا سُنا مگر افسوس ہمنے ایسی غفلت کی

میرے تو دل کی یہ کیفیت ہی نظم

فلک تو بہ کر یا دیکھ لینا کج نگاہی سے
نگاہونکی پریشانی سے آہونکی تباہی سے
دل بیتاب کچھ اُنسے جو کر بیٹھا ہی گستاخی
کہ ماہی کو نہین تکلیف ہوتی خارِ ماہی سے
تو پے کیطرح بھی انکو نہ دیکھا ہمنے ہنس دیتے
کہ ہر ذرہ تڑپتا ہی زیادہ ریگ ماہی سے
مے کوثر تو کیا زاہد کو ملتی حق ہی رندون کا
کبھی تو آنکھ لگجاتی نسیم صبحگاہی سے
ہمارا سا خدا بیداد گر ہے ہر ستمکش کو
ہوئی ثابت نبوت سنگر زدن کی گواہی سے

اجل مین آخری شب دونون اپنی روسیاہی سے
کبھی گر آنکھ ٹیڑھی کی کسی بانکے سپاہی سے
جو مرتے وقت رہ بیٹھے دم اٹکجائیگا سینے مین
زبان کہتی ہی مجکو بھی نہ روکو عذر خواہی سے
جسے چاہو دکھا کر دست رنگین قتل کر ڈالو
کبھی سُرخی نہ جھلکی زاہدونکی روسیاہی سے
کمی کسکی طرف سے پائی جاتی ہی محبت مین
رہا رحمت سے بھی محروم اپنی بیگناہی سے
خزانہ مین ای جنون کیا گھر سے نکلو خاک اُڑ آئے ہین
کہ سُن لیتا ہی ہر فریاد خورشہ ہی داد خواہی سے
نہین کچھ پرسش روز جزا کا ڈر حسینو نکو

دعا تہ مندہ مجسے مین علے صبحگاہی سے
کسی کی جستجو مین پھر رہے ہین صاف ظاہر ہی
دم آخر نہ رہ گیے منزل اول کے راہی سے
کھٹکتی ہی جو دل کی پھانس دلکو چین آتا ہی
نہ گا خون ثابت چھوٹی مہندیکی گواہی سے
یہ کسن بالی کی مچھلی خاک پر اپنی ہی عکس الگن
ہم اپنے دل سے پوچھین آپ اپنی کم نگاہی سے
کسی شب تو اثر وارفتہ میری آہ کا ہوتا
گلستان اپنی بے برگی سے صحرا بنگیا ہی
مسیحا ہی وہ بت خال لب لعلیں بھی لون آئے
وہان بھی جاکے بت بن جائینگے فضل آلہی سے

بیکار ٹھنے سے دعویٰ عشق کا ثابت نہین ہوتا بدل لے کوئی جرم اپنا ہماری بیگناہی سے	مری اک جیب ہی بڑھکر سو گواہونگی گواہی سے جلال انسانکو پیری مین زیادہ کیون نہو غفلت	سزا دیتے جو لوگونکو اُنھین دیکھا پکارے ہم کہ کھلتی ہی بمشکل آنکھ خواب صبحگاہی سے

ملکہ سوسن گوہر پوش گھبرا گئین کہا اے شہریار اسقدر پریشان نہو جیسے خداوند سنجر نے چاہا تو اور کوئی تدبیر رہائی کی نکل آئیگی اگر حکم ہو تو مین جاؤن رہا کرکے تینون صاحبون کو لاؤن شاخسار پر بڑی خفگی ہوئی ہوگی یہ ملعون قمقام کس واسطے آیا تھا یہی سوچا ہوگا کہ سوسن گوہر پوش کو قبضے مین کرونگا مین آپ کی محبت مین جان دینے پر آمادہ ہون وہ کیا مجھے گرفتار کرتا باخفا جاؤن کسی گوشے مین ٹھہرون جس وقت شاخسار کو غافل پاؤن تینون صاحبون کو لے نکلون کبھی اگر اظہار ہو گیا تو اُس سرحد سے نکلنا مشکل ہو گا رات کا وقت تھا سب غافل تھے اُسوقت آپ کو لیکر نکل آئی ورنہ معرکہ عظیم پڑنا شاخسار تو جان دینے پر آمادہ ہو گی اُسنے روز اول ہی پوچھا تھا کہ آپ کیون مکدر رہین مین نے ٹالا لت کا حیلہ کرکے ٹالہ یا شکر ہے کہ مین نے کسی سے راز دل نہین کہا جواہر تو بڑے اُستاد ہین اس طور سے مجھسے ملے کہ مین نے سب حال کہدیا یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین مگر ملازمان قمقام لاشہ قمقام لیے ہوئے جاتے ہین پانچ کوس تک تو یون بھاگے ہوئے آئے یہانتک یہ نہین معلوم ہوا کہ ہم کہان جاتے ہین پانچ کوس پر آکر ایک صحرا مین ٹھہرے منظور ہوا کہ لاش کو درست کرین اب سیدھے طلسم کی طرف چلین سب چلکے شاہان طلسم سے فریاد کرین کہ اے بادشاہ قمقام مارا گیا نہین معلوم سکندر کی تلوار مین کیا تھا آئینہ خیال سمجھنا چاہیے اُسکو آئینے مین جلوہ عروس مرگ دکھائی دیا یا عروس مرگ سے ہمکنار ہوا ہم لوگ جو لڑے نئے ساحر وہان ملازم ہوے ہین وہ تو اپنے آقا کے ساتھ لڑے ہم کسکے بھروسے پر لڑتے افسر مارا گیا بے سر و پا ہو چکے تھے آخر بھاگ نکلے اب شاہ کسی ہوشیار افسر کو ساتھ کرین پہلے میان سکندر کی گردن لے تب بی سوسن کے جی چھوٹ جائین جان و دل سے سکندر پر عاشق ہین لڑائی مین شمشیرزنی دیکھکر خوش ہوتی تھین کہتی تھین میرا شیر کیا لڑ رہا ہے صحرا سے کچھ بانس کاٹے ہین چاہتے ہین کہ ارتھی بنائین کہ قریے کی طرف سے ایک ساحر آیا اُسنے جوان ساحرون کو بانس وغیرہ کاٹتے دیکھا ایک لاشہ بھی پڑا تھا چادر ڈھنکی ہوئی ہے کھیان بھنک رہی ہین اسنے بڑھکر پوچھا یارو تم لوگ کون ہو یہ لاشہ کسکا ہے کس لڑائی مین شکست کھائی کسنے تم لوگون کو مارا اب کہان جاتے ہو اُن لوگون نے کہا یہ لاش قمقام جادو ملازم شاہنشاہ طلسم نور افشان کی ہے بی سوسن گوہر پوش نے یہ آفت برپا کی سب حال مفصل ساحر کے سامنے کہا وہ ساحر نام قمقام کا سُنکر رونے لگا کہا یہ تو بڑا غضب ہوا ہمارے راجہ صاحب کا بھائی تھا سالار جادو جو اس قریات کے مالک ہین دو لاکھ روپئے سال کے مالگزار اُنپر شاہان طلسم کی بڑی پرورش ہے انکو بھی دشمنون کے مٹانے کی کوشش ہے ہمیشہ اس راہ پر نگہبان رہتے ہین پنڈت نجومی نے مشہور کر دیا کہ اسی سال کے اندر طلسم کشا آئیگا نیا مذہب جاری ہو گا مذہب ساحری و جمشید بالکل مٹجائیگا شوالون مین ساحر زر دیا کرتے ہین دس دس من کے بت بنائے ہین مین جا کر انکے بھائی کو اطلاع کرون سہام جادو نام ہے یہ کہکر وہ ساحر بھاگا تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ قریے کی طرف سے رونے کی آواز آئی آگے آگے ایک ساحر جوان پشت پر تمام گنوار گریبان پھاڑے ہوئے چیختا ہوا کہ ارے میرے بھائی کو کسنے مارا اب علاقے کا انتظام کون کریگا

میرے یہان کوئی منتظم نہ رہا اسی کی ذات سے علاقے کا انتظام تھا یہ کہکے لاش پر قمقام کی آگرا کہا یارو اسکے جلانے کی تدبیر کرو سہام نے جنگل مین لکڑیون کا انبار کیا ارتھی بنائی کٹھے برہمن آئے پوتھیان لیکے جاپ کرنے لگے اس دھوم سے لاشہ قمقام کا جلایا ملازمون نے عرض بھی کی کہ ای سہام بدانجام شاہان طلسم بھی لاشہ دیکھ لیتے تو اچھا تھا اسنے کہا کہ مین کیا کسی کی مدد کی امید رکھتا ہون فوج میرے پاس وہ موجود ہی اشارہ کر دون تو ملک کے ملک درہم وبرہم کر دین عیار میرا شہلا اسے قطرہ زن عیار پر فن جو ہمیشہ یہ کہا کرتا ہی کہ مسلمانون پر چڑھ چلیے عمرو عیار سے عیاریان کرون اور کسکی مجال ہی کہ اُس سے سامنا کر سکے اس حوالی مین جتنے اکھاڑے عیارون کے تھے سب کو مٹا دیا چار ہزار عیار خنجر گذار ہر وقت اُسکے ساتھ رہتے ہین خالی بادشاہ سے کیا اطلاع کرون دشمن کا سر لیکر چلون یہ کہکر اسنے تین دن سب کو اُتارا بعد تین دن کے گانون کی گُہار درست کر کے قریے سے نکلا کہتا ہوا یارو تم رخصت ہو جاؤ سب کہتے ہین تو ہمارا مالک ہر راہ شعبدہ بازی کا سالک ہی اسوقت مین ساتھ نہ چھوڑینگے لاکھ ساحر وغیر ساحر کی جمعیت سے مع شہلا اسے قطرہ زن کہ شہلا رکاب پر سہام کے ہاتھ رکھے ہوئے طرف صحرا کے چلا شہلا کہتا ہوا راجہ صاحب آپ کو زبان بھی نہ ہلانا پڑیگی مین دشمنون کو گرفتار کر لاؤنگا اگر حکم ہو سر حاضر کرونگا یہان سکندر نے لشکر ساحران بیرون باغ اُتارا ہی جواہر خنجر زن منتظم کار بازارین قرینے سے ساحر وغیر ساحر سب مقامات پر جمع اُن سب کو یہی ولولہ ہی کہ اگر آپ بہرام فلک سے لڑینگے تو ہم لوگ پیچھے نہ ہٹینگے چالیس ہزار ساحر جمع ہو چکے ہین شاہزادہ اندر باغ کے پاس ملکہ کے بارہ دری مین بیٹھا ہی یہی ذکر ہو رہا ہے کہ جلد یہانسے نکلیو دربندون پر چلکر لڑائی پڑے یونہین فتح کرتے ہوئے فوج کی فکر کرین مگر شاہزادہ حیران ہو کر کہتا ہی کہ کیون ملکہ عالم جب دونون بادشاہ آپڑینگے بے لوح کے کچھ نہ بن پڑیگا آخر لوح کیونکر ملے ملکہ کہتی ہی صاحب جب ساحرون پر دباؤ پڑینگے خود لوح کا پتہ بتائینگے کہ سامنے سے جواہر خنجر زن آیا ہاتھ اُٹھا کر دعا دی شعر تراز افسر اقبال تاج تارک باد + دم زخون نفس عیسوی مبارک باد + شہریار عالم کی عمر دراز رہے قمقام کا بھائی سہام جادو مع ساٹھ ہزار ساحران دیہات کے آپہونچا لشکر اُسکا مقابلے مین آگیا بارگاہین درست ہو رہی ہین یہ بھی غلام نے سُنا کہ شہلا اسے قطرہ زن عیار بڑا دعویٰ رکھتا ہی حضور بیرون باغ تشریف لائین بارگاہ مین داخلہ کرین مین فکر مین شہلا کی جاتا ہون اگر بن پڑتا ہی تو اُنکی مشکین باندھکر لاتا ہون شاہزادہ تلوار ٹیککر اُٹھا ملکہ تو یہی چاہتی ہین کہ شاہزادہ ہر وقت میرے پہلو مین بیٹھا رہے شاہزادہ جو اُٹھا ملکہ کے چہرے پر ہوائیان اُڑنے لگین کہا ای شہریار حقیقت مین یہ سہام بڑا زبردست ہی ای جواہر شہلا سے اپنے کو بچانا چار ہزار اُسکے شاگرد ہین بڑا بانکا عیار ہی مجھے سب طرح مشکل ہی نظم

آتش ہجر آنچنان تیز ست تاب چشم من
ہیچو تشبیہات بیجا بود دمن میسوختم
وعدہ ہای وصل با اغیار ایفا می نمود
بر رخش پروانہ شیدا بود دمن میسوختم
جنس حسن او فتاد آخر چو در بازار عشق

جلوہ حسنش بہر جا بود دمن میسوختم
از سرم یک نیزہ بالا بود دمن میسوختم
عالم آب است شب آتش زدم ادر بزم او
با منش امروز و فردا بود دمن میسوختم
بنواے رشک گل گلزار در فصل بہار
ہر کسے سرگرم سودا بود دمن میسوختم

داغ عشق او بدلہا بود دمن میسوختم
چہرہ ات را شعلہ کس میگفت و کس مانند شمع
بار قیبان بادہ پیما بود دمن میسوختم
بسکہ با روے تو نسبت داشت شمع انجمن
لالہ آتش زن بصحرا بود دمن میسوختم
شاہزادے سے کہا ملکہ گھبراؤ نہین

جواہر اُسکے باپ کو پکڑ لائیگا سوسن نے کہا مجھے آپ کی بڑی ہی کہ آپ کے دشمنون کو نہ گرفتار کرلیجائے آپ
بہت ہوشیار رہیے گا شاہزادہ وہانسے اُٹھا بیرون باغ تشریف لایا اُس بارگاہ مین آکے بیٹھے جسمین
سلطان زرین پوش تخت پر بیٹھے ہین افسر سب جمع ہین شاہزادہ آکر متمکن ہوا ادھر سے جواہر خنجر زن
چلا اُدھر سے شہلاے قطرہ زن آیا ہی یہ اُسکے لشکر مین داخل ہوئے شہلاے قطرہ زن لشکر
سکندر رمین آیا ایک ایک سے اسنے پوچھا مہتر صاحب کہان ہین کسی شاگرد کے منھ سے نکلگیا کہ لشکر مخالف
مین گئے ہین شہلاے قطرہ زن کوئی عیار آیا ہی اُسکی فکر ضرور ہی یہ سُنتے ہی شہلا کنارے آیا یہ تو
یقین ہو چکا ہی کہ جواہر لشکر مین نہین ہی رنگ و روغن عیاری کا لگا کر جواہر کی شکل بنکر چلا جا بجا
شاگرد موجود ہین ہر ایک نے باشتیاق پوچھا کہیے اُستاد شہلاے قطرہ زن کو دیکھا کیسا عیار ہی ایک ایک
سے کہتا ہوا امروز فردا مین پکڑ لاؤنگا مین تدبیر کر آیا ہون بارگاہ سکندر رمین پہونچا سکندر رنے
بھی باشتیاق پوچھا کیون بھائی صاحب عیار کو دیکھا اشارے سے کہا چپ رہیے مین تدبیر کر آیا ہون
آپ ذرا اُٹھیے مجھے کچھ عرض کرنا ہی سکندر ر اُٹھکر تنہائی کے خیمے مین آئے شہلا نے باتین بنانا شروع کین
کہ آپ رات کو جاگیے گا وہ آج شب کو ضرور آئیگا باتین کرتے کرتے گلابی اُٹھالی کہا حضور مین ایک
جام پیون سکندر رنے کہا بھائی تمھین سب چیزون کا اختیار ہی ہمسے کیون پوچھتے ہو شہلا نے
جام بھرا کہا پہلے آپ پیجیے سکندر رنے جام پیا بیہوش ہوئے شہلا نے پشتارہ باندھا سراچہ خیمے کا
چاک کیا جدھر سناٹا تھا اُسی طرف سے نکلا نخلستان کی آڑ پکڑتا ہوا چلا مگر جواہر خنجر زن لشکر مین سہام
کے آیا بارگاہ مین خیمے دیکھکر حیران ہو گیا پھرتا پھرتا ایک سے پوچھا مہتر صاحب کہان ہین اُسنے کہا مہتر صاحب
لشکر دشمن مین گئے ہین جواہر کو پہلو ملا اسی کی شکل بنکر اندر بارگاہ کے آئے سہام جادو بیٹھا ہوا
بلبلا رہا ہی کہ شہلا نقلی نے آکر سلام کیا سہام نے پوچھا تو نے عیار کو سکندر رکے دیکھا کہا حضور ذرا
کنارے آئین تو عرض کرون سر بارگاہ عرض کرنا مناسب وقت نہین ہی دیوار و در ہمہ گوش دارد
مین یہ چاہتا ہون کہ آپ ذرا کنارے آئین تو مین کچھ عرض کرون مین نے تدبیر بھی کرلی عیار کو
پکڑ لاؤنگا افسر پر بھی دست انداز ہونگا باتین کرتا ہوا سہام کو الگ خیمے مین لایا گلوری کھلا کر اسکو
بیہوش کیا پشتارہ باندھکر لے نکلا اُدھر سے شہلا پشتارۂ سکندر رلیے ہوئے آتا ہی راہ مین دونون سے
مقابلہ پڑا شہلا نے پکارا کہ کون آتا ہی زنگ کی آواز سے سمجھ گیا جواہر خنجر زن نے کہا تو بتلا کہ تیرا کیا نام
شہلا نے کہا منم شہلاے قطرہ زن پشتارۂ سکندر رلیے جاتا ہون جواہر نے آواز دی منم
جواہر خنجر زن تمھارے افسر کو پکڑے لیے جاتا ہون دونون نے پشتارے رکھے آپسمین نیمچے چلنے لگے
جواہر چاہتا ہی کہ مین آقا کا پشتارہ لون اور سہام کا پشتارہ نہ دون مگر شہلا بلاے روزگار ہی جھنائے
کے ساتھ نیمچہ چل رہا ہی دونون غالیان دے رہے ہین جھوٹ کے ہاتھ چلتے ہین کوئی کسی مقام پر چوٹ
نہین کھاتا قضاے کار مہتمم مردار خوار ایک ساحرہ اسی صحرا مین رہتی ہی واسطے شکار کے نکلی تھی
کہ اسنے آواز سنی دو شخص لڑ رہے ہین کھڑے ہو کر سب معاملہ سُنا کہ دونون عیار ہین آپسمین لڑ رہے ہین
وہ اُسکے آقا کو لایا ہی یہ اُسکے مالک کو چُرا لایا ہی قضاے کار سکندر رکے چہرے سے برقع چادر ہٹگیا آفتاب
عالمتاب چمکا نگاہ جو مہتمم کی پڑی مر گئی کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا درخت سے سر ٹکرانے لگی بیساختہ یہ اشعار پڑھنے لگی نظم

نظم

بیا کہ بے گل رویت بدیدہ آب نماند | زسوز آتش ہجرت بسینہ تاب نماند | زبسکہ خون جگر خوردم ابپیالہ چشم
بہ بزم عافیتم لذت شراب نماند | صبا ز زلف تو بوے بصحن باغ آورد | ز شوق ... تو باغ غنچہ در نقاب نماند
نشست بر گل روے تو چون عرق زحیا | برجیت رنگ گل و رونق گلاب نماند | بیا بیا کہ ز بس ... ہجر ...
بسینہ طاقت صبر و بدیدہ خواب نماند

بیقرار ہو کر تڑپ گئے گری پشتارہ ... جواہر کون کون کہکے چہپٹا شہلا نے اپنے آقا کو ہوشیار کر دیا اب دونون اُٹھے جواہر کا شہلا آ ... پلٹ گیا راہ مین کہتا ہوا ای شہریار اصل یہ ہی کہ سکندر ر نہایت خوبصورت ہی سوسن ... جوہری ہی کہ معشوق خوبرو لائی کیونکر جان نہ دے سہام نے پوچھا معرکہ کیا ... سکندر کو لایا آپ کو جواہر لیچلا راہ مین مقابلہ پڑا انہین معلوم سکندر کو کون ... مین جانتا ہون کوئی ساحرہ تھی عاشق ہو کر اُسے لیگئی سہام نے کہا کل مین سوسن کو پکڑ لونگا اسی کی ذات کا سارا فساد ہی یہ کہکر لشکر مین آیا حکم دیا کہ طبل جنگی بجے ملکہ سوسن ٹہلنے لگین سلطان زرین پوش ... سلام کو آمین پوچھا شاہزادہ کہان ہی سلطان نے کہا ابھی جواہر بلا کر لیگیا ہی پوچھا ... یہین ہین سلطان نے پتہ دیا ملکہ گھبرا کر اُس خیمے مین آئی دیکھا پشتارہ ... کا نشان پایا ... روتی ہوئی سامنے سلطان کے آئی سلطان نے کہا بی بی کیا ہوا سوسن نے کہا ... کو اٹھا لیگیا سلطان نے کہا غضب ہو گیا کنیزین چہار جانب دوڑین چہار جانب ڈھونڈھا ... نہ پایا ملکہ سوسن سے آکر کہا ملکہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے یہ شعر زبان پر جاری تھے

غزل

اجل سے خوش ہون کسیطرح ہو وصال تو ہی | نہ آئے نعش پہ وہ پر یہ احتمال تو ہی | خدا کے رشک سی کیونکر نہ آئے جوش جنون
کسی سبب سے ہو یہ وہ بھی پائمال تو ہی | کہان تلک گلہ ہاے تغافل قاتل | ہم آپ کاٹ لین آخر یہ سر وبال تو ہی
جفائے یار کو سونپا معاملہ اپنا | اب آگئے ہو نہو امید انفصال تو ہی | ... اضطراب کہان ضعف ہو مگر اب بھی
ہوا ہون حضرت عیسی تک اتنا حال تو ہی | شب فراق مین بھی ہین زندگی پہ مرتا ہون | لگا خوشی نہین ملنے کی یہ ... تو ہی
عبث ترقی فن کی ہوس ہی مومن کو | زیادہ ہوئیگا کیا اس سے ہمثیال تو ہی

سلطان نے ... کہا بی بی نہ گھبرا خداوند شجر کی عنایت سے وہ اپنے زمانے کا صاحبقران ہی پھر خیر و عافیت سے ملینگے ... کہ جواہر آگے پہونچا جواہر نے سب کیفیت بیان کی ملکہ سوسن نے کہا کچھ یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ ساحرہ کون ہی جو شاہزادے کو اُٹھا لیگئی جواہر نے کہا مین نے تمام صحرا چھان ڈالا کہین ... نے کہا خداوند شجر مالک ہی یہ ذکر تھا کہ نقارے کی آواز کان مین آئی ملکہ نے کہا ... تو کر دلشکر دشمن مین یہ کیسا نقارہ بجا ہی کہ ہرکارے آکر پہونچے شاگردان جواہر نے بعد دعا ... عرض کی سہام جادو نے طبل جنگی بجوا دیا کل اُسکا ارادہ ہی کہ نکلکر معرکہ آرائے ... ہو ملکہ نے فرمایا جواہر تمنے سنا وہ ملعون بڑا بدمست ہی صاف ظاہر ہوا کہ قابو پرست ... یہ جو ... سنا کی بیشک جرأت غائب ہو گیا طبل جنگی بجوا دیا سلطان نے حکم دیا ہمارے ... ... اور طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا سب لشکر مین خبر ہوئی کہ طبل جنگی بجا ہر ایک ... یہی بات ہی کہ ہمارے آقا کا نہ ہونا اُس ملعون قابو پرست نے طبل جنگی بجوا دیا ... گھبرا رہے ہین سہام کے لشکر مین تیاریان ہو رہی ہین مگر شہلا سے ...

جاکے بی سوسن کو لاتا ہون فقیر بنکے لشکر مین آیا جواہر کو دیکھا کہ بازار بزازان مین انتظام کر رہا ہی شہلا کنارے آیا دل مین سوچتا ہوا کہ جواہر کی شکل بنکر ملکہ سوسن کو لون ملکہ سوسن اُداس پریشان خدمت سے سلطان کی رخصت ہوکر ایک خیمے مین آکر بیٹھی ہی کنیزون کو ہٹا دیا دل کو غم سے خالی کر رہی ہی ٹھنڈھی سانسین بھر رہی ہی کہ جواہر نقلی آکر پہونچا عرض کی کیون ملکہ عالم آپ کیون اسقدر اُداس ہین مین شاہزادے کو ڈھونڈھکر لاؤنگا مین نے پتہ لگایا ہی اسی رات کو تدبیر کرلونگا ملکہ نے ٹھنڈھی سانس کھینچی کہا ای جواہر نظم

سنکے اس بیرحم نے بے اختیار آہ کی
جو ہے گذری پستی طالع تو سمجھا ہون مین
برگ گل سے بھی ہی رنگت سرخ برگ کاہ کی
خط سبز آیا جو منھ پر کم ہوئی زلف دراز
کشتی مے بھی خبر لینے گئی ہی تھاہ کی
سجدہ کرتا ہی جو بت کو طعن ای زاہد نہ کر

رہتے ہین عشق ذقن مین اشک آنکھوں سے رواں
آسمان نے گنج قارون پر مری تنخواہ کی
چہرۂ خورشید کا غازہ بنایا چرخ نے
راہ ظلمت معجزے سے خضر نے کوتاہ کی
رات دن ایسا فراق یار مین روتا ہون مین
یاد ہی ناسخ کو آیت ثم وجہ اللہ کی

دیکھنا تاثیر میرے نالۂ جانکاہ کی
دیکھنا ٹوٹی ہی سوت آکر کہان اس چاہ کی
حسن ارباب فنا دیکھ کہ بس جلنے کا ہی
گرد اڑتی ای ماہ جب تیری تجلی گاہ کی
مین ہی کچھ ڈوبا نہین دریاے مے مین ساقیا
اب جو الکر ہ نہین کوٹھی ہی گویا چاہ کی

شہلا چاہتا ہی ملکہ جب ہون تو انکو بیہوش کرون وہان جواہر خنجر زن اصلی بازار بزازان مین انتظام کرکے نکلا ہی کہ ایک شاگرد نے کہا اُستاد ابھی تو مین نے آپ کو قریب بارگاہ ملکہ سوسن دیکھا تھا آپ یہان کہان آگئے بس جواہر کا ماتھا ٹھنکا کہا لو یار وغضب ہوا میری شکل بنکر عیار پہونچا یہ کہکر دوڑا اُس وقت آیا کہ شہلا نے اپنا رنگ جمایا ہی ملکہ کے خاصدان پر ہاتھ ڈالا چاہا گلوری نکالون ملکہ کو کھلاکر بیہوش کرون کہ جواہر اصلی پہونچا ملکہ نے ہاتھ بڑھایا تھا کہ گلوری لون جواہر نے وہین سے نعرہ کیا کہ ای ملکہ عالم گلوری نہ کھائیے گا اسکو پکڑ لیجیے یہ وہ ہی مکار ہی ملکہ نے چاہا سحر کرون شہلا جست کرکے بھاگا راہ مین ایک ساحر نے ہاتھ پر ہاتھ ڈالدیا اسنے خنجر مارا کہ وہ ساحر مرکر گرا عیار بہت دوڑے مگر اسکی گرد کو نہ پہونچے نہایت طرار و فرار ہی جواہر پلٹا خدمت مین ملکہ کی آیا کہا ملکہ آپ نے دیکھا یہ وہ ہی شہلا تھا مین نے اسلیے پکارا تھا کہ آپ سحر کرینگی گرفتار ہوجائیگا مگر بڑا طرار و فرار ہی ایک ساحر کو بھی مار گیا ملکہ نے کہا بھیا مقام خوف ہی ہر وقت یہ ملعون اسی فکر مین رہتا ہی جواہر نے کہا اسوقت بڑی چالاکی ہوئی کہ زندہ نکلگیا کسی شاگرد نے نہ گرفتار کیا مین فکر مین نکلتا ہون یہ کہکر جواہر چلا ملکہ خیمے مین آکر بیٹھین چالیس پچاس کنیزین بھی ساتھ ہین جا بجا بیٹھی ہوئی ہین ملکہ اُنسے باتین کر رہی ہین ملکہ اُن سب سے یہی فرمار ہی ہین کہ شاہزادے کو خداوند شجر خیر و خوبی سے لائے میدان کارزار کے وقت آئین تب بن پڑے مگر شہلا بھاگا ہوا جاتا ہی دیکھا سامنے سے ایک دھوبن آتی ہی شہلا نے بڑھکر پوچھا اسوقت تو تم دھوبن کے آئی ہو کسکی کندی کروگی کسکے واسطے کلپ رہی ہو دھوبن نے مٹک کر جواب دیا ارے تو کون ہی دھوبی کا کتا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا راہ مین باتین کرتا ہی مین ملکہ سوسن گوہر پوش کی دھوبن ہون اُنکا لباس لیکر چلی ہون مجھسے کچھ خلاف کہیگا تو سوندن مین ڈالدونگی اپنی استری سے کیون نہین ایسی باتین کرتا ہی کیا گھاٹ کریگا یہ جو شہلا نے کہا ہمارے لشکر مین بھی آیا کرو وہ مسکرائی اسنے باتین کرتے کرتے داب مار دیا دھوبن بیہوش ہوئی شہلا اُسکی شکل بنکر تیار ہوا مٹکتا ہوا چلا

لشکر مین آیا پہلے کنارے پر جواہر ہی سے ملاقات ہوئی جواہر نے دیکھا ایک دھوبن گوری گوری صورت ہنستی ہوئی جسنے نگاہ ڈالی اُسپر آوازے کستی ہوئی کسی کو انگوٹھا دکھا دیا کسی کی طرف ہنسی کسی کو اشارہ کیا گھاٹ پر آنا وہین پڑا کرونگی جواہر نے پکار کر آواز دی بی دھوبن کہان سے آتی ہو شہلا کا دل کانپا مگر دل کو مضبوط کرکے جواب دیا ملکہ عالم اُنھین مجھپر خفگی ہو چکی ہے آج تو انعام ملے یہ کہکر آگے بڑھ گیا جواہر نے اپنے شاگردون سے کہا اسوقت اس دھوبن کو دیکھکر میرا دل دھڑکا خدا خیر کرے کچھ فطور ہی قلب کا صبور ہی یہ کہکے پیچھے پیچھے چلا شہلا دوڑا ہوا ہانپتا ہوا ملکہ کے خیمے مین آیا ملکہ بیٹھی تھین پوچھا کیون واری مزاج کیسا ہی ملکہ نے آہ کی یہ اشعار زبان سے نکلگئے نظم

دست دل بردار آنکہ دامن جانانہ گیر
عمر شد صرف بت بتخانہ ای ہندی نژاد
نالہ و سوز جگر را بلبل و پروانہ گیر
کشتہ چون صید صیاد اجل ای بیخبر
این کہن ویرانہ را آخر تو ہم ویرانہ گیر

بہر آب تلخ ساقی منت ساغر مکش
از برای امتحان یکرہ وز راہ خانہ گیر
در رہ دانش اگر داری خوی فرزانہ
عالمی را در میان دام آب و دانہ گیر

محرم در بزم جانان خویش را بیگانہ گیر
پر ز آب دیدہ کن جامی و چون پیمانہ گیر
شمع دل را بر فروز و سیر باغ کعبہ کن
خویش را بیگانہ دان فرزانہ را دیوانہ گیر
فکر آبادی درین ویرانہ جستی تا کجے

شہلا نے دست بستہ عرض کی واری خیر تو ہے کیا ہوا ملکہ نے کہا کیا نہین فلک نے ہمکو لوٹ لیا شاہزادے کو کوئی ساحرہ اٹھا لیگئی دل بعد سرکاروں نے ڈھونڈھا کہین پتہ نہین ملا کہا واری خداوند نخواستہ آپ کو سرسبز کرین باتین کرتا جاتا ہے گھبرا رہا ہے جواہر پشت پر خیمے کے ٹھہرا اور ذری سا سوراخ کرلیا اُسمین سے دیکھ رہا ہے ملکہ سے باتین کرتے کرتے اسنے کہا حضور کنیزون کو ہٹا دیجیے تو مین عرض کرون مین نے ایک جگہ پتہ پایا ہے ملکہ نے اپنے آپ سے باہر ہو کنیزون کو ہٹا دیا قریب آکر کہا بتاؤ کہان پتہ لگا شہلا نے کہا یہان سے تین کوس پر ایک باغ ہے وہان کا نشان پایا ہے کوئی ساحرہ اٹھا کر لیگئی ملکہ نے کہا ہم جواہر کو بلوا دین اُسکو لیکر جاؤ شاید خدا فضل کرے اسنے کہا حضور گلوری تو کھائیے منہ سوکھا ہو رہا ہے ملکہ نے گلوری نکالی اسنے ہنستے ہنستے چھین لی بیہوشی ڈالکر کھلائی ملکہ بیہوش ہو کر گری شہلا چاہتا تھا کہ پشتارہ باندھوں جواہر نے نعرہ کیا او ملعون کیا کرتا ہے منم جواہر خنجر زن پشت پر سے آکر خنجر مارا شہلا کا سر زخمی ہوا مگر اسنے زخم کا خیال بھی نہ کیا بیتاب ہو کر بھاگا جواہر نے آواز دی یارو لینا شہلا ستم قطع ذرن جاتا ہے یہ دھوبن بنا ہوا خود پکارتا ہے کہ لینا یارو جانے نہ پائے ہر شخص کے پاس سے بچا جاتا ہے جواہر جب قریب پہونچتا ہے تو کہتا ہے یارو پکڑنا لیا وہ کہتے ہین وہ بھی تو لینا لینا کرتا ہوا جاتا ہے غرضکہ عیار آگے ہو گا جب جواہر نے دیکھا کہ شہلا لشکر سے نکلا جواہر بھی برابر سے پہونچا راہ مین جاکے گھیرا اسپر شہلا کا زخمی ہو چکا تھا الجھ الجھ کے لڑنے لگا قضائے کار شہلا کے چالیس شاگرد کہ اپنے اُستاد کی تلاش مین نکلے تھے دور سے دیکھا کہ اُستاد سے اور ایک عیار سے تیغ چل رہا ہے شاگرد وہین سے دوڑے کہتے ہوئے اُستاد نہ گھبرانا ہم آپہونچے یہ کہکے چالیسون آپڑے اب جواہر اکیلا ان سب سے لڑ رہا ہے مگر اپنی جان سے بیزار جدھر منہ پھیرا اُدھر تیغ پڑا کئی زخم اسکے جسم پر آئے شہلا چاہتا ہے حملہ کرکے گرفتار کرلون جواہر نے پانچ سات عیار مار کے ڈالدیے چند کو زخمی کیا جھپٹ جھپٹ کے تیغ مار رہا ہے اپنے کو بچاتا جاتا ہے گرفتار عہتم مردار خوار جو شاہزادہ سکندر کو اُٹھا کر لیگئی تھی پہلوے کوہ مین اسکا باغ تھا اُسمین لاکر

شاہزادے کو رکھا خواہان وصل ہوئی سکندر رنے انکار کیا جب کئی دن گذرے مہتم ایک دن
قدمون پر گر پڑی کہا ای جوان تیرے ہجر مین مرتی ہون اب صبر نہین ہو سکتا ای مسیحاے وقت اپنے
بیمار کا علاج کر ایسے عجز و انکسار کے ساتھ کہا کہ سکندر رکو کچھ بن نہ پڑا یہ فرمایا کہ ہمارا عیار ہی جو اہر
تقریر مین تصویر دکھائی کہا ای مہتم اگر وہ عیار مجھ تک آئے جو کچھ وہ کہیگا وہ قبول کرونگا خلاف اُسکی راے
کے کوئی کام بچپن سے نہین کیا مہتم مرداز خوار تلاش مین جواہر خنجر زن کے چلی ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے
اسوقت اُسنے پہچانا یقین ہوا کہ یہ وہی عیار ہی کہ جسکو سکندر رنے بتایا تھا چالیس آدمی اُسکو گھیرے مین
لیئے مار رہے ہین یقین ہی کہ گھڑی دو گھڑی مین زخمون مین چور چور ہو کر گر پڑے مگر شعلہ جوالہ ہی کہ
قدم نہین تھمتا جسنے نیچہ مارا تڑپ کے اُسکے پاس پہونچا برابر اُسکو جواب دیا مگر اب قوت نہین باقی ہی
لڑکھڑا رہا ہی ہر مرتبہ طرف درختون کے دیکھتا ہی بدحواسی مین پکار اُٹھتا ہی کہ یا خداوند مجکو بچایئے
مہتم مرداز خوار کو بہت ناگوار ہوا قطع یہ کہ بال سر کے کھڑے ہوے میلی تہمد کھاروے کی چادر پانو ننگے
پانون جھومتی ہوئی اور کچھ نہ کیا سامنے چلی آئی آواز دی اونا ہنجار و تم کون ہو جو اس غریب کو مارتے ہو
اب ہاتھ نہ اُٹھانا اُن سبھون نے جو اس بلا کو آتے ہوئے دیکھا بھاگے خوف پیدا ہوا کہین ہمکو کھا نہ جاے
اُنکے بھاگتے ہی جواہر لڑکھڑا کے گر پڑا بیہوش ہو گیا ساحرہ نے آکر جواہر کو اُٹھایا صورت کو دیکھتی ہوئی
دُبلا پتلا تا نتیا حیران ہی کہ یہ کہان کا آدمی ہی بدن ٹٹولتی ہی کہ نری ہڈیان ہین لیکر باغ مین آئی اور
شاہزادہ سکندر رکو اس طور سے روکا ہی بارہ دری مین حصار کر دیا ہی کہ نکل نہ سکین لیے ہوے
جواہر کو آئی شاہزادہ حیران ہو گیا پکار کر کہا ارے میرے یار کو کیا ہوا ساحرہ نے کہا ای شہر یار
چالیس آدمی اسکو جنگل مین گھیرے ہوے مارے ڈالتے تھے مین پہونچ گئی مجکو دیکھکر سب بھاگے مین
اسکو اُٹھا لائی زخمی بہت ہوا ہی یہ کہکے بارہ دری مین لائی جواہر کی زخم دوزی ہوئی تب جواہر کو
ہوش آیا اپنے آقا کو دیکھکر اُٹھ بیٹھا جوش محبت مین گرد پھرنے لگا سکندر رنے اشارون سے سب حال
کہا کہ یہ ساحرہ ہمکو اُٹھا لائی ہی صورت تمنے دیکھی اسی قابل ہی کہ ہم اسکا وصل قبول کرین کسی طرح
نہین مانتی مین نے دم دیکے تمکو بلوایا جواہر نے کہا مین اسکی خدمت کرونگا آپ کے نہ ہونے سے
لشکر مین تلاطم ہی صبح کو مقابلہ ہوگا ملکہ سوسن آپ کے فراق مین ہوش مین نہین ہین خدا انجام
بخیر کرے کہ مہتم مرداز خوار آئی جواہر کی پشت پر ہاتھ پھیرنے لگی پوچھا مزاج کیسا ہی جواہر نے
کہا دعا دیا کرتا ہون اور جلدی سے اُٹھ بیٹھا کہا ای ملکہ عالم یہ بڑے حماقت زدہ ہین آپ ایسی مہربان
کو نہین قبول کرتے مجھے اس واسطے بلوایا مین انکے لشکر کا مولوی ہون مسلمانون کے یہان نکاح ہوتا ہی
ہمارے یہان گو گا پڑھا جاتا ہی بے میرے یہ آپ کو کیونکر قبول کرتے شرع خداوند کے پابند ہین سب
سامان کرو کچھ مٹھائی لاؤ شربت بناؤ مصری کے کوزے ہار پھول تمھارے سر پر سہرہ باندھین دُلھن
بناؤ مین شاہزادے کو دولھا بناؤن ہم بیٹھکے وہ پڑھین بس پھر دولھا دُلھن آرام کرین ای مہتم ابھی
یہ شخص کمسن ہی نشیب و فراز سے ماہر نہین اپنی راہ پر لگا لینا مہتم نے کہا مین تو سب طرح راضی ہون
جس طرح یہ کہیگا مجھے انکار نہین یہ کہکے دوڑی پانچ چار ٹوکرے پھولون کے لاکے رکھدیے کہا مولویجی
لیجیے جواہر نے لیکے رکھے ہار گوندھنے لگا سہرہ وغیرہ تیار کیا مہتم مارے خوشی کے دوڑی گئی مصری کے

کوزے بھی لائی رکھدیے جواہر نے کہا تھوڑے سے نقل لاؤ وہ قاضی کا حق ہی عطر کے بدلے کئی ہزار
قرابے تاریل کے تیل کے لاکر رکھدیے جواہر نے سب اُلٹ پلٹ کردیے ہر چند کہ اپنے خاندان سے آگاہ
نہین ہی تھوڑے دنون شاپور کے ساتھ رہا ہی وہ ہی حرکات جلدی سے پہلے سہرا اپنے باندھا
مہتمم سردار خوار نے پوچھا مولوی صاحب یہ کیا کہا پہلے مولوی ہی دولھا بنتے ہین پھر سکندر کے سر پہ
سہرہ باندھا سکندر کہتے ہین ای بھائی ایسا نہ ہو مجھے اسکے پاس لیٹنا پڑے جواہر کہتے ہین یہ تو
نوبت نہ آئیگی شربت بنایا مہتمم سردار خوار نے خود سہرہ اپنے سر پر باندھلیا جواہر نے کہا اُبٹنا
نہین دُلہنین بولتی نہین یہ کہکے شربت مین بیہوشی ملائی ایک دو جام بھر کے پلائے اُلٹیگی گھبرا کے
اُٹھی لڑکھڑا کے گری جواہر نے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک اسکو مار کر جواہر نے کہا جلد چلیے دیکھا تو
مرکب کئی بندھے ہین مال سوداگرون کا لوٹ لوٹ کے بہت جمع کیا ہی جواہر نے وہ سب مال چھکڑون پر
لدوایا ہی پشت مرکب پر سکندر کو سوار کیا جواہر نے پوچھا وہ ہیکل آپ نے کیا کی سکندر نے کہا
اُسنے اُتار لی تھی خزانے مین تلاش کیا خزانے مین ہیکل نکلی جواہر نے وہ ہیکل شاہزادے کو پہنادی
گھوڑے پر سوار کرکے لیچلا اسباب چھکڑون پر لدا دیا حکم دیدیا عقب مین چھکڑون کو لیکر آنا شاہزادے
کو اب لیکر چلا یہان دونون لشکرون مین رات بھر تیاریان ہوئین صبح کو سہام جادو لشکر لیکر
میدان مین آیا ادھر سے ملکہ سوسن گوہر پوش گئی عیارون نے سہام کو خبر دی ای کہ سکندر و جواہر کو
کوئی اُٹھا کر لیگیا ہی فقط سوسن گوہر پوش و سلطان باقی ہین مین نے چاہا تھا کہ سوسن کو آج
گرفتار کرون مگر جواہر دقت پر پہونچگیا اب آج میدان مین سمجھ لیجیے گا آپ کے بھائی کی معشوقہ ہے
آپ قبضے مین کیجیے ملکہ سوسن گوہر پوش نے سلطان زرین پوش کو تخت پر سوار کیا لشکر
لیکر میدان مین آئین مگر اُداس پریشان سلطان کو بھی انتشار فرماتے ہین ای سوسن ہمارے
فرزند کا پتہ نہ ملا کچھ حال نہ معلوم ہوا کہ اُس شیر بیشہ جرأت پر کیا گذری ملکہ نے کہا ای شہریار
دھوبن کی شکل بنکے شعلہ اسے قطرہ زن آیا تھا مجکو اُسنے بیہوش کیا جواہر نعرہ کرکے آپڑا شعلہ
بھاگا یہ اُسکے تعقب مین گیا ابھی تک پلٹکر نہین آیا شاگردون سے پوچھا وہ بھی کہتے ہین نہین
معلوم اُستاد پر کیا گذری دیکھین تقدیر کیا دکھاتی ہی لشکر آراستہ ہوے نقیبون نے نقابت کی کڑکیت
کرنا کا کھکر ہٹے سہام جادو کا سپہ سالار مشرو ط جادو نہایت ساحر زبردست ہی اُسنے اپنا گینڈا
بڑھایا سہام سے اجازت لی سہام نے کہا بھئی ای مشروط تم میدان مین نہ جاؤ مین خود جاکر
قیامتین برپا کرونگا مشروط نے نہ مانا ہژبر آتشین پر سوار ہوکر میدان کارزار مین آیا للکار کر آواز دی
ای ملکہ سوسن اقبال شاہنشاہی کی تاثیر دیکھی کہ سکندر و جواہر غائب ہوے کسی نے اُنکو پکڑ کر
مار ڈالا اب وہ زندہ نہ ملینگے سوسن نے چپکے سے کہا خاک اس ملعون کے دہن مین مین نے صبح ہوتے
خواب مین دیکھا کہ سردار عیار دونون ساتھ ہین بآبرو آئے ہین مشروط نے آواز دی جسکا جی
چاہے میرے مقابلے مین آئے ملکہ سوسن نے خود قصد کیا تھا کہ مقابلے کو جائے کہ برگ جادو کنیز صف
سے نکلی کہا حضور آپ تامل کرین لونڈی اسکو تنکے چنوادیگی کیا مین اب اسکو زندہ جانے دیتی ہون
ملکہ نے کہا اچھا خداوند شجر کی عنایت سے جاکر مقابلہ کرو برگ جادو سامنے مشروط کے پہونچی اُسنے

گو ادا مارا ابر گ کو یہ خبر یا شل ہوا کہ سحر کرکے گو یے کو باطل کر دیا دچار سحر آئینہ رد قدرت کے ساتھ ہوئے
مشفر وط نے غصے مین ان اپنی کارد ڈالی ایک کارد جھول سے نکالی خون مین اس کار دکو نہلا یا
مثل برق کے چھری چمکنے لگی یا سامعری یا جمشید کہکر وہ کارد برگ کے اوپر پھینک ماری برگ نے
ا سکو ٹ دنکھین زمین پر گر پڑا خجر ز آئینہ بے کینہ پر پڑی نہرہ سپنت کو توڑ کر پار گذری ابر گ چلا
ہائے پنہ ملا اسی طرح پانچ سات کنیزان ملکہ کی مارے مشفر وط کے قتل ہو ئین ٹھیک دو پہر کا وقت
آ گیا سوسن کو نہایت غصہ ہو کر کی کنیز خوش جان سے نہین آتی مشفر وط مبارزطلبی کر رہا ہی ہر مرتبہ آواز دیتا ہی
اب ملکہ تمکو تکلیف ہو گی مین خود وہین آ نکلا ایک دم بھر مین سارے لشکر کو مٹا دونگا مین نے قیامت کی
آنکھین دیکھی تھین اور یہ تو میرے ماکسے مین ہر شی تعلیم کیا کرتے ہین اُنکا سحر قیامت ہی ملکہ سوسن طائرس
پڑھے بچاند پڑین پایۂ تخت سلطان کو تھام لیا کہا والدنا مدار اپنی کنیز کو اجازت دیجیے سلطان کا پریشان
ہونا اور ساحر جو کھڑے ہین اُنکی جانب دیکھنا مگر مشفر وط کے سحر دیکھکر کسی کا حوصلہ نہین پڑتا مشفر وط نے
سحر کرکے اپنے گھوڑے کو بشکل شیر بنایا ہی وہ شیر ڈکارین مار رہا ہی مشفر وط لاف و گزاف مار رہا ہی اور کہتا ہی
ای ملکہ سوسن خیر جو کچھ تمنے کیا وہ سب اچھا کیا بدلا اسکا ملیگا سوسن نے بیقرار ہو کر طرف آسمان کے دیکھا

اُس بیتابی مین منہ سے نکلا قطعہ	تو آن رفیع مکانی کہ ساکنان فلاک	بر آستان تو دارند میل دربانی
چہ احتیاج بہ پیش تو حال دل گفتن	کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی	مشفر وط نے قصد کیا کہ ہزار آئین

اُترا کر لشکر پر سوسن کے جا پڑے دن کہ صحرا سے گرد اُڑی سب دیکھنے لگے ملکہ سوسن گوہر پوش بھی دیکھنے لگی
دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا سب نے دیکھا شاہزادہ سکندر زرین پوش زرین علم بصد شوکت و حشم رکاب پر ہاتھ
رکھے ہوئے جواہر خنجر زن عیار پر فن لشکرون مین ہار ہوا آخر وقت ہی مشفر وط مبلا یا ہوا تھا شاہزادہ گھوڑے
کو اُڑا کر میدان کارزار مین سامنے مشفر وط کے آیا جواہر الگ کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی کہ شاہزادہ نگاور زن ہوا
چھ سات قدم اسکا ہنر آتشین ہٹا گر گھوڑا شاہزادے کا بدلگامی کرنے لگا اب جو شیر نے دھڑ کا مارا
گھوڑا ایک مقام پر نہین تھمتا طرار سے بھر رہا ہی چاہتا ہی راکب کو پھینکر نکلجاؤن ہر چند شاہزادہ پڑی
جماتا ہی مرکب کو جمکا کر ٹھہراتا ہی مرکب قرار نہین پکڑتا ہی یہین ہو رہا ہی مشفر وط نے سحر بھی کیا ماش کے
دانے پھینک رہا ہی گھوڑا شاہزادے کو لیکر پیچھے ہٹا غصے مین پڑی جھاڑی گھوڑے نے چاہا شاہزادے
کو درخت سے رگڑ دون لاچار ہو کر شاہزادہ کود پڑا گھوڑا تو ایک جانب بھاگا مشفر وط نے تلوار کھینچی بائے
مین تلوار کے لیا چاہا ہاتھ تلوار کا مارے شاہزادے نے قصد کیا کہ اپنے کو بچاؤن اُسنے ہاتھ تلوار کا مار دیا
سر شاہزادے کا کسی قدر زخمی ہوا زخم کھا کر جیسے شیر بپھرتا ہی جھپٹ کر قصد کیا کہ زیر شکم شیر جاؤن مع شیر
اُسکو اُٹھا لون شیر نے دو لون پنجے شیر بیشۂ جرأت پر مارے سکندر نے کلائیان پکڑ کے ایک گھونسا
مارا کہ شیر کا سر پھٹ گیا مشفر وط نے جو شاہزادے کو پیدل پایا سحر کرتا ہوا پلٹ پڑا اسکندر کے گلے مین
ہیکل ہی ملکہ سوسن بھی نگہداشت کر رہی ہین جان لڑائے ہوئے دفع سحر مشفر وط کر رہی ہین شاہزادے سے
داؤن پیچ ہونے لگے سحر جو اُسنے کیا ہی زرہ اُسکی دھک رہی ہی شاہزادے نے ہیکل کو جنبش دی زرہ
سرد ہوئی اتنے مین سکندر نے دوڑ کے دو چار پیچ جو کسے باندھے مشفر وط ایسا گھبرایا کہ سحر تو بھولا چاہتا ہی
پیچ باندھون سکندر نے دونون مونڈھے پکڑ کر کہ مارا دونون گھٹنے آشنا بہ زمین ہوئے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر

زور کیا چلے زور ... گھٹنے ... دوسرے نے زور مین تا بہ سینہ اندر دونون کا زور شرپ کر کے اس نے خود سر کو سر سے
الگ کیا چرخ دار زمین پر مار ہا اُسی ... پکڑ لون کلوا بھیرون نارنگ کو بلاتا ہی مگر قلب تھراتا ہے
شاہزادہ مثل شیر غضبناک ... پاس ... سوار ہوا کندہ زانو دبا کر فرمایا او مشروط اب یہی
شرط ہی کہ ... ناصری دمشید پر لعنت کر مذہب سیہر قبول کر اگر مذہب خداوندی تجھے نہ قبول کرے تو بیٹا نگا
اسنے کچھ ... سخت ... اُٹھا ... دونون ہاتھون سے ... ایک پانون کو دونون
پانون سے دبا چیر ڈالا ... ٹانگون ... دوسرے حصے مین ...
مشروط کے میدان مین اندھیرا ہو گیا آواز مہیب آنے لگین آخر مین آواز آئی کشتی مرا نام مین مشروط جادو
بود سہام نے جو یہ معرکہ دیکھا غصے مین حکم دیا اس جوان نے لشکر کا چراغ گل کر دیا خانۂ دل غم والم
سے بھر دیا گھیر کر مار لو سب ساحر دوڑ پڑے سہام سحر کرتا ہوا چلا جواہر نے دوسرا گھوڑا بڑھایا ادھر
ملکہ سوسن گوہر پوش نے حکم دیا کہ یارو اپنے آقا کو بچاؤ دونون لشکر لڑنے لگے سہام نے کئی سحر سلسلہ ریز
ایسے کیے کہ اور کئی سو ساحر کے سر پھٹ گئے زمین شق ہو گئی بہت سے ساحر غرق زمین ہوے مگر شاہزادہ
مثل برق گھوڑے کو چمکا کے نکلا ادھر بھی تیغ سپر لیکر پشت پر شاہزادے کے آیا سوسن گوہر پوش
ستارۂ سحری بنکر چمکی جسپر سحر کیا سر ٹکرا کر گرا کبھی شاخ نخل سے زمین پر آئی گاتی بندھی ہوئی سینے پر ابھار
پھولون کے گجرے ہاتھون مین بندھے ہوے چمپا کا موتیے کا آراستہ حسن مین بے مثال ابرو رشک ہلال
جسپر نگاہ ڈالدی بیتاب ہو گیا شعر عاشقانہ پڑھنے لگا

نظم

وہ ولولہ وہ جوش وہ طغیان نہین رہا
کرتے ہین اپنے زخم جگر کو رفو ہم آپ
از بسکہ داغ عطر گریبان نہین رہا
ناکامیون کا گاہ گاہ شکر ہی
رسوا ہوے کہ اب غم پنہان نہین رہا
بیکاری امید سے فرصت ہی رات دن
اور اُس خراب گھر مین کہ ویران نہین رہا
بے اعتبار ہو گئے ہم ترک عشق سے
وہم و گمان مین خواب پریشان نہین رہا
مومن یہ لاف الفت تقوی ہی کیون مگر

ٹھنڈا ہی گرم جوشی افسردگی سے دل
کچھ بھی خیال جنبش مژگان نہین رہا
آنکھین بدلین شوخ نظر کیونکہ اب کہ مین
شوق وصال و صدمۂ ہجران نہین رہا
آسیب چشم قہر پری طلعتان نہین
وہ کار و بار حسرت و حرمان نہین رہا
کیا تلخ کامیون نے لب زخم سے دیے
از بسکہ پاس وعدہ و پیمان نہین رہا
کس کام کے رہے جو کسی سے رہا نہ کام
دلی مین کوئی دشمن ایمان نہین رہا

دل قابل محبت جانان نہین رہا
کیسا اثر کہ نالہ و افغان نہین رہا
غش ہین کہ بیدماغ ہین گل پیرہن فقط
مفتون لطف نرگس فتان نہین رہا
پھرتے ہین کیسے پردہ نشینو نے منھ چھپا کے
ای انس اک نظر کہ مین انسان نہین رہا
بے سیر دشت و بادیہ لگنے لگا ہی جی
وہ شور اشتیاق نمکدان نہین رہا
نیند آئی ہی فسانۂ گیسو و زلف سے
سر ہو مگر غرور کا سامان نہین رہا

رسالدار نے آہ کا نعرہ کیا کمیدان
نے کہا ہم عاشق ہین ملکہ نے پھر کچھ اشارہ کر دیا کچھ ماش کے دانے بھی پھینکے پلٹنون اور رسالون مین تلوار
چلنے لگی ملکہ ہاتھ اُٹھا کے تعریفین کرتی ہین فرماتی ہین ای عاشقان صادق کیا کہنا جانبازی اسی کا نام
ہی عاشقان ثابت قدم ایسے ہی ہوتے ہین اپنی جان کو دیتے ہین جون جون ملکہ ایسے کلمات فرماتی ہین
ساحرون کا جوش بڑھتا جاتا ہی ایک نے ایک کو ٹوکا بھائی پر بھائی جا پڑا باپ نے بیٹے کو مارا پھر اُسکی
لاش پر فقیر ہو کر بیٹھا ای فرزند نوجوان اپنا داغ ہمکو دیتے ہر طرف یہی ہنگامہ ہی سہام نے جو یہ معرکہ دیکھا
سحر سب کے اُتارتا پھرتا ہی ایک طرف گولہ مارا اُسکے سحر اُتار رے پانچ سو اور بلبلا گئے بعض عاشق ہو کر تڑپتے ہین

شعر عاشقانہ پڑھتے ہین کوئی کہتا ہی مین توان گورے گورے گالون پر مرتا ہون ایک کہتا ہی مین عاشق قد محبوب ہون ایک کہتا ہی کہ کیا چال ہی ایک کہتا ہی انکھڑیون نے مارا آنکھین کاہے کو نرگس شہلا ہین دیکھو کیا گردش کر رہی ہین پتلیان تماشا دکھاتی ہین ایک کہتا ہی سینے کا اُبھار دیکھو اشعار

وہ سینہ حسینون کے مد نظر	کہ اُبھرے ہوے دو تھے جسپر ثمر	ہاتھ آئین کبھی جو عاشق کے	تو لگالین وہ اپنے سینے سے

سارے میدان مین عاشقون کا جماؤ ہی سہام خود دیوانہ ہوگیا برق شمشیر سکندر چمک رہی ہی عین گرمی جنگ مین شہلا نے جواہر خنجر زن کو لڑتے ہوے دیکھا للکارا او ناعیار کہان جاتا ہی شاگرد بھی اسکے دوڑے جواہر نے بھی اپنے شاگردون کو اشارہ کیا اسکے شاگرد کم سنے نئے شاگرد فنون عیاری سے بالکل ماہر نہین لڑنے کا حال کبھی دیکھا نہین مگر اُستاد کے حکم سے جا پڑے جواہر نے صفین باندھین پہلے ہی حقہ آتشبازی مارا شہلا نے کہا یارو بچنا شاگردان شہلا نے بھی حقہ ہاے آتشبازی مارے سینہ سپر کرکے جنگ مین لڑے تین سو نے پانچ سو شاگرد شہلا کے مارے شہلا سر پیٹتا ہی کہ یارو تم بہت ہو وہ کم ہین گھیر کر مار لو مگر دناٹا او سناٹا جو حقہ ہاے آتشبازی کا ہوا سارا میدان دھوان دھار ہوگیا اندھیرے مین جواہر شہلا کے قریب پہونچا تھا قصد کیا کہ نیمچہ مارے ان اس خود سر کا سر اُڑ جاے مگر ہوا نے دھوئین کو ہٹا دیا روشنی ہوئی شہلا پلٹ پڑا تلوار چلنے لگی سہام نے جو دیکھا کہ عیار بہت سے مارے گئے لاشے پڑے پھڑک رہے ہین شہلا بھاگتا پھرتا ہی شاگرد بھی بدحواس ہین یہ للکار کر چلایا پکار کر آواز دی شہلا نہ گھبرانا مین آپہونچا چن چنکر عیارون کو مارونگا جواہر نے بڑے داغ دیے ہین یہ کہکے گولہ مار دیا جواہر کے پانون زمین نے تھام لیے بارہ چودہ شاگردون کے سر اُڑ گئے پکار کر سہام نے آواز دی ای شہلا مین نے عیار کو بیکار کیا بڑھکر سر کاٹ لے ہاتھ پانون اُسکے قابو مین نہین ہین شہلا نیمچہ کھینچکر چلا شاگرد جانبازی کرنے لگے اپنی جان دیتے ہین مگر کسی کو اُستاد تک اپنے نہین آنے دیتے چالیس پچاس شاگردون نے جان دی ایک شاگرد نے آواز دی ای ملکہ سوسن سہام نے سحر کیا اُستاد کے پانون زمین نے تھام لیے سوسن یہ سنتے ہی پلٹی اب جو دیکھا تو عجب قیامت ہی چالیس پچاس عیارون کے سر کٹے ہوے گرد جواہر کے پڑے ہین جواہر خاموش شاگرد لڑ رہے ہین سہام دور سے گینڈا بڑھا کر چلا ہی آواز دی ای شہلا تجھسے کچھ نہ ہوسکیگا مابدولت خود آتے ہین اپنے ہاتھ سے اس مکار کا سر کاٹینگے ارے مین نے سحر سے بیکار کردیا اب بھی تو سر کاٹ نہین سکتا کیا اس سر سے تو آگاہ نہین بالکل بیکار ہی سوسن نے للکارا او نامرد عیار پر کیا بھجکے جاتا ہی ایک رسالدار کی جو شامت آئی پہلو سے نکلکر آواز دی ای جان جہان وای تسکین دل عاشقان ذرا ادھر نگاہ اُٹھاؤ سوسن نے مسکرا کر کہا آئیے تشریف لائیے یہ کہکے ہاتھ ہلا دیا برق چمککر اسپر گری مگر یہ کھڑا رہا برق فقط گرد پھری اور پھر بلند ہوگئی اب سب لوگون نے دیکھا رسالدار کی آنکھین غلہ سی نکل آئین چہرے پر آثار وحشت کلیجے پر ہاتھ چہرہ زرد ہوگیا ہی آہ سرد پکارتے ہوے ارے صاحب پھر ادھر دیکھو ابھی تو یہ کیفیت ہی نظم

کسی سے پوچھ لینا تھا اُنھین کس دلمین رہتے ہین	اشارے مجھ مین تیغ ناز کے بسمل ہین رہتے ہین	بہت بیچین میرے خاطر بسمل مین رہتے ہین
کسی پر باراز خود رفتگی ہونے نہین دیتے	نہ ہنسنے کیطرح ہم یار کی محفل مین رہتے ہین	کہ ہم بھی حسرت نظارہ قاتل مین رہتے ہین
کہ آنکھ نہین ویسے ہون سنگدلمین رہتے ہین	جلال آکر طریق عشق مین بہکا نہ دے کوئی	ہمارے نالے مین یا بات ہی بھولی ہوئی کوئی
		اُدھر رخ بھی نکرنا خضر جس منزل مین رہتے ہین

پلٹ گئے فرمایا رسالدار صاحب بہت نہ گھبراؤ تم رسالدار ہوا تو ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو ذرا تلوار تو کھینچو
اُسنے تلوار کھینچی کہا دیکھو خفت نہ کھینچنا دل پر قبضہ رہے قلب جفانہ سہے تلوار کو گلے پر رکھو موت کا مزہ چکھنے
رسالدار نے بہت خوب کہکے تلوار گلے پر رکھ لی ملکہ نے کہا ٹھاٹ سے کھینچلو جرأت کا جوہر دکھاؤ اُسنے
تلوار کھینچلی سر کٹکے دھڑ سے زمین پر گرا سہام نے جو یہ معرکہ آنکھون سے دیکھا للکارا او سوسن ہرزہ
ساحر کو مارا ذرا مجھسے تو آنکھ ملاؤ سوسن سے اور سہام سے مقابلہ پڑا سحر ہونے لگے کئی سحر کے بعد سہام نے
برق چمکائی وہ برق سر پر ملکہ سوسن کے گری سر سوسن کا زخمی ہوا سر سے خون جاری ہوا ثابت ہوا ہمتایان
پردہ شفق مین پنہان ہوا اُسکے سحر کا امتحان ہوا ملکہ زخم کھا گر پڑین کہ شاہزادہ سکندر کی نگاہ پڑی کہ
ملکہ کا سر زخمی ہوا سہام چاہتا ہی بڑھکر سر کاٹ لے ان سکندر کا کلیجہ منہ کو آگیا آنکھون سے قطرات
خون ٹپکے دہن سے نعرہ کیا او نامرد مردان عالم دیکھ پاپوش کی گرد خبردار زخمی پر ہاتھ نہ ڈالنا اُسنے گویا
مارا یہ تصور کرکے کہ سکندر رہ جائے گھوڑا قدم نہ اُٹھائے مگر ہیکل کو جنبش ہوئی سحر کے رد ہونے کی کوشش
ہوئی اُسنے دیکھا کہ یہ کیا معرکہ ہی گھوڑا ابدالگامی نہین کرتا ہی یہ جوان نہین رُکتا میرے برابر آجائیگا لیا اس سے
مقابلہ پڑیگا سحر کیون نہین تاثیر کرتا کیا سامری وجمشید کے نام کی تاثیر مٹگئی پیچھے ہٹا دل مین یہ سوچا
کہ یہ تو مین سمجھ لون کہ یہ جوان کس بھروسے پر بڑھتا چلا آتا ہی سحر اُسکے پاس سے ہٹجاتا ہی پیچھے ہٹکے نخل کے
سائے مین آیا جھولی پر ہاتھ ڈالکے ایک پتلی سنہری نکالی اُسکو زمین پر رکھا رکھکے ہاتھ باندھکے اُسکے سامنے
کھڑا ہوا آواز دی اے شبیہ سامری کیا سبب ہی جو سکندر پر سحر تاثیر نہین کرتا پتلی نے آواز دی اے
سہام جادو تو سالہا سال سے میری پوجا کرتا ہی شراب سے میرا پیٹ بھرتا ہی اصل یہ ہی کہ سوسن گوہر پوش
نے انتہا کی مشقت کرکے ایک ہیکل بنائی ہی اُسکی وجہ سے کوئی سحر تاثیر نہین کرتا جوان خوشرو ہی وہ ہی ہیکل
زیب گلو ہی تو کیون بیدل ہوا اسی سے اسکو کل ہی پہلے اسکو مٹا وہ سحر کر کہ ہیکل کا سحر مٹے تب تیرا سحر تاثیر کرے
سکندر نے دیکھا کہ ایک نخل کے سائے مین سہام جادو کھڑا ہوا بڑبڑا رہا ہی ظاہر ہوتا ہی کوئی سحر
تیار کر رہا ہی مرکب کو جھکایا اُسکی طرف چلے سوسن گوہر پوش نے چہرے کا خون پوچھا دوپٹہ پھاڑکر
زخم کو باندھا بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہی کنیزون سے کہتی ہی دیکھو میرا زخمی ہونا شاہزادے کو کیسا ناگوار ہوا
کہ کس جوش وخروش مین شاہزادہ جاتا ہی چاہتا ہی جاکر سہام کو قتل کردن کنیزین کہتی ہین بی بی
آپ بڑی صاحب نصیب ہین عجب شیر سے رسم ہوا جری بہادر صف شکن حسین وجمیل اسوقت کیا غصہ
ہی دیکھیے لاشون کے انبار کردیے اب سہام کی فکر مین جاتے ہین ملکہ سوسن بہ نگاہ غور دیکھ رہی مین
قریب جو آیا اُسپر سحر کیا کوئی دیوانہ ہوا کوئی گلا کاٹ کے مرا کوئی چیختا پھرتا ہی کوئی لڑکھڑا کے منہ کے
بھل گرتا ہی کہ ایک پنجہ گرا شاہزادے کی پاک جھپکی وہ پنجہ اُٹھاکے لیچلا سوسن کی بھی پلک جھپک گئی
اب جو آنکھ کھلی دیکھا گھوڑا شاہزادے کا کوتل کھڑا ہی جواہر کھرا رو رہا ہی کہتا ہی کوئی آقا کو اُٹھا لیگیا
اگر پنجے نے جو ہتہ دبا شاہزادے کو لے اُڑا پہلے تو آنکھ بند ہوگئی جب کوئی دو چار گز بلند ہوئے ہوا کا
فراٹا لگا آنکھ کھلگئی دیکھا کہ ایک ساحرہ کہن سال منہ مین دانت نہ پیٹ مین آنت سر ہلتا ہوا جھریان
پیشانی پر کتاب مکر کی سطرین ہین کمر کا خم خم کمان کہ ہمیشہ تیر تدبیر نشانے پر پہونچتا ہی خطا نہین کرتا ہی
واضح ہو کہ مقہور جادو اسکا نام ہی خراجگزار سحر العجائب ومصر الغرائب کی ہی ایک دن دربار مین

اُنکی میٹھی تھی کہ یہی سب ذکر ہوے کہ ایرج نے کئی ملک فتح کیے نورالدہر نے طبقے زمین کے ہلا دیے یہ
شاہزادے کمسن انھون نے وہ شمشیر زنی کی کہ زبان تیر و کلۂ عمود سے صداے احسنت و آفرین بلند ہوئی
جس معرکے مین لڑے علم سرو قد تعظیم کو کھڑے ہو گئے تاشے سر پیٹتے تھے جھانجھ کف افسوس ملتے سحر العجائب
نے کہا ایک ساحر ہماری جانب سے جائے جس مقام پہ نئے آدمی کو دیکھے پکڑ لائے تو یہ مقہور نکلی چہار جانب پھری
اُڑی ہوئی جاتی تھی نگاہ پڑی جمال جہان آرا اسکندر زرین پوش زرین علم پر کہ ایک جوان خوش جمال رستم
شوکت اسفندیار ہیبت سہراب جلالت حاتم سخاوت لڑتا بھڑتا جاتا ہے مقہور دیکھکر مر گئی کہ اس جوان شکیل کو
لیجاؤن تنہائی مین لیکے بٹھاؤن اسکے قدمون کو بوسہ دون گرک کر گری پشت مرکب سے اُٹھا لیا شاہزادے
کی آنکھ کھلی دیکھا یہ بڑھیا مجکو لیے جاتی ہے داہنا ہاتھ بڑھا کے چٹیا پکڑ لی رکھکے جو جھٹکا مارا ہیکل بھی چمکی
چاہا سحر کرون زبان بند ہوئی دھم سے زمین پر گری اب سب نے دیکھا کہ ایک بڑھیا آنکھ سے کانی پیر فلک
نانی ساری جو اُڑ گئی ایک کملی کا ٹکڑا نظر آیا شاہزادے نے ایک گھونسہ مارا سر بڑھیا کا چٹک گیا آواز آئی
کشتی مرا نام من مقہور جادو بود قضاے کار سحر العجائب و مصر الغرائب دربار مین بیٹھے ہین مقہور کو
براے گشت بھیجا تھا اُسکے ہاتھ کا گلدستہ بنا ہوا میز پر رکھا تھا وہ گلدستہ جلا سحر العجائب نے کہا ارے
یارو کسی نے مقہور جادو کو مارا لوگون نے کہا حضور دریافت کرین کسنے قتل کیا تخت کی پشت پر ایک دروازہ
بند تھا سحر العجائب نے کنجی ازار بند سے کھولی وہ قفل جھڑ سے کھولا ادھر لگی دروازہ بھی کھلا سب نے
دیکھا کہ ایک آئینہ رکھا ہے اُسپر ایک گردپوش زربفتی پڑا ہے سحر العجائب نے گردپوش ہٹایا پکار کر آواز دی
اے مرآت براے روح سامری حال معلوم ہو کہ مقہور کو کسنے مارا وہ تو ساحرہ زبردست تھی سب نے
دیکھا پہلے تو آئینے پر غبار چھایا بعد تھوڑی دیر کے ایک سنہرہ پنجہ پیدا ہوا پنجے مین سفید رومال تھا اُس
پنجے نے دستگیری کی غبار کو پاک کیا اب سب نے دیکھا ایک میدان وسیع مین ہزارہا لاشہ پڑا ہوا ہے
ایک ساحر تصویر سامری سے باتین کر رہا ہے ایک جوان خوش جمال پشت مرکب پر اُسکو مقہور اُٹھا
کے چلی اُسنے بلند ہو کر چٹیا پکڑی زمین پر گرا کے مار ڈالا سحر العجائب نے کہا یارو دیکھا تمنے یہ جوان
خوشرو کون ہے ایک واقف کار نے کہا سکندر زرین پوش زرین علم صاحب شوکت و حشم جسکو حرا
لی سوسن لیگئین وہ سامنے دیکھیے بی سوسن زخمدار کھڑی ہین شاہزادہ پھر گھوڑے پر سوار ہوا سہام
پر جا پڑا حضور سمجھے یہ سہام جادو کون ہے قمقام جادو کا بھائی ہے معلوم ہوتا ہے قمقام مارا گیا اپنے بھائی
کے خون کا بدلا لینے آیا ہے مگر دیکھیے بھاگتا پھرتا ہے سوسن نے جی چھڑوا دیے بھاگا چاہتا ہے فوج کے بھی جی
چھوٹ چکے وہ دیکھیے سکندر نے علم فوج قلم کیا سکندر کے سب معاملات آئینہ مین سرکار معاینہ
کرین سحر العجائب نے کہا سچ ہے اب مین سمجھا کوئی پہلوان ایسا ہے کہ جاکر سہام کی شراکت کرے
اُسی واقف کار نے کہا آپ کا طلسم بہت وسیع ہے جس مقام پر لڑائی ہو رہی ہے دو کوس وہانسے ہٹکر ایک
بیشہ ہے کہ اُسکو بیشۂ شیران کہتے ہین سابق مین وہان شیر رہتے تھے شبدیز سیہ پوش شیرگیر وہان
جاکے ساکن ہوا سب شیرون کو اُسنے مار کے ڈالدیا اب وہان حکومت کرتا ہے اُسکے نام سے بڑے بڑے
پہلوان کانپتے ہین شبدیز سیہ پوش شیرگیر کو لکھ بھیجیے کہ سکندر کی مشکین باندھکر روانہ کرے یہ لڑکا
اُسکے تن و توش کو دیکھکر گھبرا جائیگا وہ دو گھڑی مین مشکین باندھ لیگا آپ کے پاس روانہ کریگا سوسن کے

واسطے وہین قریب ایک قلعہ ہی سلیم جادو وہان رہتی ہی بلا کی ساحرہ ہی اُسکو بھی لکھیے اگر بی سوسن لڑیگی سلیم جادو سوسن کو پکڑ کے بھیجدیگی دونون بھائیون نے اُسی وقت نامے لکھے دونون کے پاس نامے پہونچے سلیم جادو و شبدیز سیہ پوش شیرگیر چلے راہ مین سلیم سے ملاقات ہوئی شبدیز نے کہا اے سلیم تمکو ہمارے ساتھ چلنے کا حکم ہوا ہی سلیم نے کہا مجکو بھی فرمان شاہنشاہی پہونچا اے پہلوان دوران گرشاسپ جہان مجھے حکم ہی کہ بی سوسن کی مشکین باندھکر روانہ کرو شبدیز نے کہا مین سکندر کو زیر کرونگا لڑکے کو لڑکے پکڑ دون ایک پیچ باندھون تو عمر بھر توڑ نہ ہوسکے یہ دونون چلے ہین یہان سکندر حملہ فوج قلم کرکے برابر سہام کے پہونچے اُسنے سحر کیا تاثیر نہ ہوئی سکندر گھوڑے پر سے کود پڑے اُسنے تیغہ اُٹھا سکندر نے بار ڈھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کلائی پکڑ کے ایک طمانچہ مارا کہ سہام کا سر اُڑ گیا ایسا اندھیرا ہوا کہ تمام میدان تاریک ہوگیا آوازین مہیب آئین سنگ برسے کئی فرسنگ تک درخت گرے آواز آئی کشتی مرا نامم من سہام جادو بود لشکر نے شکست کھائی سب ساحر لاشہ لیکر بھاگے سوسن نے بڑھکے سحر کیے بارہ ہزار جادوگر قتل کیے مال و اسباب لوٹلیا بفتح و فیروزی اُسی صحرا مین اُترے بارگاہ زرنگاری استادہ ہوئی ملکہ سوسن کی زمرد وزری کی بارگاہ مین آکر بیٹھے جلسہ آراستہ ہوا ایک نازنین شوخ و شنگ ہمدم گلبدن سامنے آکر بیٹھی بے چین و بیقرار دیکھتی ہی کہ سامنے دونون عاشق و معشوق بیٹھے ہین یہ غزل گانے لگی

حبیب درست لائق لطف وکرم نہین
اتنا رہا ہون دور کہ ہجران کا غم نہین
غیرت کی جا ہی رام نزاکت ہوا وہ شوخ
وہ شوخ جانتا ہون کہ ثابت قدم نہین
کس بوالہوس کے حال پہ رویا وہ گلعذار
مجکو خیال بھی ترے سر کی قسم نہین
نام وصال لینے سے ہوتا ہی مضطرب
سچ ہی کہ مجھ مین طاقت جور و ستم نہین
مومن سوے حرم ہی تگاپوے فکر کیون

ناصح کی دوستی بھی عداوت سے کم نہین
سیدھا نگر دیا ہو مرے ذوق قتل نے
وحشت کا جوش کیونکہ نہو مجھسے رم نہین
فریاد نالہ ہاے عزا بار پر اُٹھین
خار مژہ مین اب خلشین دم بدم نہین
ہون آب آب اُف رے نگہ ہاے گرم گرم
کیونکر کہون اُسے مرے مرنے کا غم نہین
عاشق کشی ہی شیوہ اگر بوالہوس سہی
کیا اس زمین مین قافیہ بیت الصنم نہین

منظور ہو تو وصل سے بہتر ستم نہین
قاتل کے آگے گردن اغیار خم نہین
کیا خوش ہین ان کو ہے غیر مین گر نقش پا نہو
آیا ہی رحم کب کہ ذرا مجھ مین دم نہین
بے جرم پائمال عدو کیا کیا
اس ہوش کے سامنے آنکھو نہین
ناصح کہان تلک تری باتین اُٹھا سکون
آخر کچھ اپنی جان کے دشمن تو ہم نہین

کس لطف سے جلسۂ عیش و نشاط آراستہ ہی اس فتح کے ہونے کی سب کو خوشی ہی ہر ایک کا قول یہ ہی عیار اسکا بلاے روزگار تھا خدا نے اُسکے شر سے بچایا رات بھر جلسہ آراستہ رہا کہ ستارۂ سحری چمکا پردے بارگاہ کے اُٹھا دیے تماشا صحرا کا دیکھ رہے ہین طائران زمزمہ سرا آشیانون سے نکلکر شاخون پر بیٹھے ہین زمزمہ سرائی کررہے ہین تعریف مین باغبان قضا و قدر کی مصروف نخل وجد مین پتون کی ہزار زبان سے صفت مین بانی عالم کے رطب اللسان ہر طائر اپنے پیدا کرنے والے کی حمد و صفت مین عذب البیان زاغ و زغن بھی محروم نہین سواے اپنے پیدا کرنے والے کے کسی کے محکوم نہین ہزار ہا رنگ جوش ہی سبزے کی کثرت سے تمام صحرا زمرد پوش ہی جا بجا قطرات شبنم جو نوک سبزہ پر اٹک رہ گئے ہین صاف ثابت ہی کہ فرش زمردین پر موتیون کا جال پڑا ہی سبزہ خوابیدہ نہین سبزہ خطا تان چمن خبر دیتا ہی ہر کانٹا بھی پھولون سے نوک کی لیتا ہی انگلیون سے اشارہ ہی کہ ہمارا پیدا کرنیوالا اکیلا ہی ہر طرف جوش بہار

عندلیبان خوشنوا کی پکار پپیہون کا پی پی کہکے پکارنا عاشقان خفتہ بخت کو للکارنا کویل کی آواز دل کو برماتی ہی کہ
رات سے غل مچاتی ہی نخلہاے درازطائرون کے آواز کی سوز و گداز صبا کی اٹھکیلیان ہر روش پہ
اٹھکھلاتی پھرتی ہی عندلیبان خوشنوا کا آواز دینا پھولون پہ ہواے گرم نہ آئے صبا بھی چمن سے کنارے کنارے
نکلجائے غنچے مسکراتے ہین اپنی کمسنی پر شرماتے ہین دہن کھولا ہی صحبت گل و بلبل کو بہ نگاہ حسرت دیکھتے ہین
اگر دہن کھولا صفت مین باغبان قضا و قدر کی بولا چنار کی ٹہنیان دہک رہی ہین شاخین نہین دست حسرت
اُٹھائے ہین دعا مانگ رہی ہین کہ اے خالق بے نیاز براے راز و نیاز گل و بلبل ہمکو بھی ثمر عطا کر ہر سمت
بنے اپنے سرسبز ہونے کی سب دعائین مانگ رہے ہین پھولون کا آنکھین کھولنا صبا کا چلنا عندلیب
خوشنوا کا پہلوے گل سے ہو کر نکلنا ہوا کی ہوا بندھی ہوئی ہی گلچین و صیاد اپنی سبزبختی پر بگڑ رہے ہین
در چمن پر کھڑے ہین صیاد چاہتا ہی دام تزویر پھیلاؤن سامنے گل کے بلبل کو پھنساؤن باغبان نے بڑھکر
روکدیا آواز دی او صیاد کہان آتا ہی کیون باتین بناتا ہی ہمارے چمن مین کیون آیا آج کل جوش بہار
ہی وصل عندلیبان چمن کی پکار ہی موسم عیش و نشاط ہی گل و بلبل سے آجکل بڑا انبساط ہی ہر طرف
خوشی کے سامان ملازمان سوسن و سکندر نے مال لوٹے ہین اپنے اپنے گھر خرچ بھیج رہے ہین
کمر مین اشرفیان کھونسے ہین ہمیانیان بندھی ہین مہاجنون کی دوکان پہ حساب ہو رہے ہین مہاجن
سے سود کا جھگڑا پڑا دوسرے سپاہی نے بڑھکر روپیہ پھینکدیا کہا ابے کیون جائین چائین کرتا ہی
یہ روپیہ سود مین جمع کرلے نازنینان مہجبین و حسینان مہر تمکین کنیزان ملکہ سوسن گوہر پوش بصد
جوش و خروش سرخ و سبز جوڑے پہنکر آئی ہین شاہزادے کو دیکھکر اکڑ رہی ہین سینون پر ابھار
ایک ایک پری پیکر کا نکھار جوڑے ترچھے بندھے ہوے دوکان حسن کے دروازے کھلے ہوے
خریدار جمع ہین انجمن مین وہ نازنینان مہ جبین رشک شمع پروانے شمع کی جانب رخ نہین کرتے ہین
انھین کے گرد پھر پھر کر مرتے ہین ایک ایک حور پیکر پری منظر چہرے رشک قمر سیمبر صاف ظاہر ہی کہ پری تھا
اُتارا ہی پروانون مین روح راجہ اندر بھی شریک ہی سب محفل عشرت کا سامان ٹھیک ہی شاہزادہ دنگل
شوکت پر خود زرین سر پہ رکھا ہی سپر و شمشیر کی رعنائی کمان کیانی کی زیبائی ملکہ سوسن گوہر پوش جواہر نگار
کرسی پہ بیٹھی ہی عاشق و معشوق مین نگاہین مل رہی ہین کلیان آرزو کی کھل رہی ہین سلطان زرین پوش تا
تخت سلطنت پر جواہر خنجر زن رومال ہاتھ مین خوشی بات بات مین مگس پرانی کر رہا ہی ذکر عیارون کا
کرتا ہا ہی کہ شہریار شہلاے قطرہ زن عیار پرفن جان بچا کے نکلگیا لڑائی مین جا بجا ڈھونڈھا نہ لڑائی
بڑی عیارون کی فوج نہ لڑی شاہزادہ فرماتا ہی یہ سہام جادو قمقام کا بھائی تھا اُسکے خون کے بدلے
کو آیا تھا یہ ذکر ہو رہے ہین مگر شبدیز سیہ پوش و سلیم جادو آپسمین کہلے ہوے چلے آتے ہین ایک
صحرا مین آکر اُترے لشکر فروکش ہو رہا ہی دونون ہاتھ پکڑے ہوے ٹہل رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی
رونے پیٹنے کی آواز آئی سلیم نے کہا اے شبدیز کون روتا ہی شبدیز نے کہا میرے فرمان مین یہ بھی
تحریر تھا کہ سہام جادو سکندر سے لڑ رہا ہی شاید اُسکو شکست ہوئی یہ ذکر تھا کہ سامنے سے لشکر بے افسر
کا پیدا ہوا اسب گریبان دریدہ خاک بر سر مجوب و مضطر شہلاے قطرہ زن سب کو سمجھاتا ہوا کہ یارو کیون
گھبراتے ہو ملک کا لاشہ چلکر جلادو انکو تابہ جہنم پہونچا دو ہم سب آٹھ ہزار آدمی ہین جس ملک مین چلینگے

وہان کا بادشاہ رکھ لیگا اور مین تو ضرور جاؤنگا عیار سے میری پگڑی اُلجھی ہی جب تک جواہر کو نہ مارونگا
میرے دل کو چین نہ آویگا مگر بلا کا عیار ہی اُسنے ایسی حفاظت کی کہ مین کچھ نہ کرسکا کہ شہلا ے قطرہ زن
کی نگاہ پڑی ایک لشکر ساحر و غیر ساحر کا اُتر رہا ہی ایک عورت ایک مرد کہ افسر معلوم ہوتے ہین کنارے
لشکر پر کھڑے ہین شہلا جھپٹکر قریب آیا شبدیز و سلیم کو سلام کیا سلیم نے پوچھا تم کون ہو عرض کی حضور
مین سہام کا عیار ہون آج شکست کھائی آٹھ ہزار آدمی بچکر آئے ہین لاشہ بھی اُسکا ہمارے ساتھ ہی
اگر آپ پرورش فرمائین لاشہ سہام کا اسی مقام پر جلا دین ہم آپکے ساتھ شریک ہوکر چلین مین
آپ سے وعدہ کرتا ہون کہ سکندر رو سوسن کو گرفتار کردونگا آپکو تکلیف نہ پڑیگی سلیم و شبدیز نے
کہا کہ ہم بموجب حکم بادشاہی مخفین کی سرکوبی کو جاتے ہین بادشاہ طلسم نور افشان ہمہ دان و ہمہ گیر
ہین ساحران زبردست بڑے بڑے وزیر ہین اپنے مقام پر بیٹھے ہین اُنکو معلوم ہوا کہ سہام کو شکست ہوئی
جراءت سکندر رو سحر سوسن کی سہام برداشت نہ کرسکیگا ہم لوگون کے پاس فرمان پہونچے کہ جراءت ہین
پہلوان سکندر سے مقابلہ کرے سلیم جادو سوسن کی گردن لے اُسنے تو بڑا غضب کیا قیدیون کو
باغ ویران سے نکال لائی شاہون کو بڑا غصہ ہی کیا تعجب ہی خود تشریف لائین ابتو سر دست ہمکو
حکم ہوا ہی شہلا نے کہا برائے خیر خواہی عرض کرتا ہون کہ ہمارے آقا ایسے جلدی مارے گئے ہین کہ
عیارون کا تار باندھ دیا تھا سکندر کا عیار بھی نہایت طرار و فرار ہی بہت ہوشیار ہی بعض لوگ کہتے ہین
کہ خاندان خواجہ سے تعلق رکھتا ہی بعض کو انکار ہی کہ سلطان زرین پوش کے دونون بیٹے ہین کسی دن
مین اُسکا سر حاضر کرونگا اُسی مقام پر لکڑیان کا ٹکے لاشۂ سہام جلایا گیا ان آٹھ ہزار کو بھی سلیم نے
ملازم کر لیا شہلا انتظام لشکر کرنے لگا معقول کارگزار ہی عیار ہوشیار ہی لشکر تیار ہو کر چلا یہان وہ
وقت ہی کہ سکندر اپنی بارگاہ مین بیٹھے ہین سوسن گوہر پوش کے پٹی سر سے اُتری ہی زخم خشک ہو گیا
جراح نے عرض کی کہ ایک پٹی کی کسر اور باقی ہی بعد دو دن کے غسل صحت کرا دونگا یہ ذکر تھا کہ طرف سے
صحرا کے گرد بلند ہوئی نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی شاہزادہ باہر نکل آیا بہ نگاہ غور ملاحظہ کیا
دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا آگے آگے سو علم نشان لاکھ سوار کا علمون کے پھریرون پر تعریف لات و مناۃ
مرقوم آمد فوج کی دھوم ایک پہلوان زبردست قیلتن قوی من چالیس ارنج کا قد و قامت دیو ہیبت
عفریت شوکت ایک جانب ایک ساحرہ تخت زبرجدی پر سوار پشت پر فوج نابکار جواہر نے شہلا کو
پہچانا پہلوان کی رکاب پر ہاتھ ڈالے ہوئے بہانے عیاری سے آراستہ جست و خیز کرتا ہوا چلا آتا
سکندر نے جواہر کو اشارہ کیا جواہر نے شاگردون کو حکم دیا مثل عقاب گئے بصورت پیک نظر
ملکر آئے بعد دعا و ثنا عرض کی سحر العجائب و مصر الغرائب کو آپ کی خبر ہو گئی شبدیز سیہ پوش
پہلوان آپ کے مقابلے کو آیا ہی سلیم جادو برائے مقابلہ ملکہ سوسن گوہر پوش وہ مقہور جب دو
جو قتل ہوئی جسنے آپ کو گھوڑے پر سے اُتار لیا تھا اُسکا قتل ہونا تھا کہ ان کو خبر ہو گئی ان دونون کے نام
نامے روانہ کیے راہ مین شہلا ملگیا بڑے دعوے کرکے ساتھ آیا ہی جواہر نے کہا اُسکی قضا لائی ہی مین تو
اُسکی تلاش مین تھا مگر شبدیز نے اپنے غیر ساحرون کو فوج سلیم سے آگے بڑھکر اُتارا ساحرون کا لشکر
پشت پر اُترا جس سے ثابت ہوتا تھا کہ پہلے پہلوان لڑیگا انتہا کا معرکہ پڑیگا شاہزادہ دیکھکر بارگاہ مین آیا

ملکہ سوسن کو دیکھا چپ خاموش آنکھون مین آنسو بھرے بیٹھی ہین شاہزادے نے فرمایا ملکہ تم آج پریشان کیون ہو کہا اے شہریار جوش محبت مین ہمکو خیال نہ آیا نہ کوئی سمجھانیوالا تھا آپ نے بڑے بادشاہون سے بگڑ اُٹھائی کہان جا کر چھپین کیونکر جان بچائین یہان لڑائی ہوئی وہان اُنکو خبر ہو گئی ایسے بیدار مغز وہ جو اپنے مقام پر بلبلاتے ہین یہی باعث ہے طلسم نور افشان تو عجب مقام ہے خدا کو کب کو پھر سلطنت دے سب طرح کے سامان جمع کر لیے تھے جب تو صاحبزادی نے اُنکی افراسیاب کے دانت کھٹے کر دیے کیا کیا کام ہوے کسی مقام پر مقابلے مین کمی نہین کی ہر مقام پر سینہ سپر رہین اب وہ سب معاملات ان ملکہ امون کے نبٹنے مین آ رہے کیونکر نہ بلبلائین جب تک اتنی بڑی سلطنت بے لڑے بھڑے پا جائین اور اگر یہ کہیے کہ اہالیان دربند نے کیون شراکت کی اُنکو یہ غنیمت ہوا کہ وہ بادشاہ عادل و منصف تھا یہ مغرور عقل و فراست سے دور ظلم و بدعت کار راج بندور و مالک تخت و تاج جو چاہتے ہین کرتے ہین کون پوچھنے والا ہے اسی خیال سے انکا ساتھ دیا جو چاہینگے کرینگے سکندر نے کہا ملکہ یہ خیالات بیجا ہین اگر چاہا خداوند شجر نے جسوقت لوح طلسمی ملی یہ بھیجا کہا گئے پھر سنگے مجھے تو کبھی طلسم کا اتفاق نہین ہوا مگر سنتا ہون کہ صاحب لوح پر سحر نہین تاثیر کرتا ہے لوح سب نشیب و فراز بتلاتی ہے اہالیان دربند حاکمان مرحلہ جو مکر کرتے ہین لوح وہ کل خبر دیتی ہے یہی نوشتہ نکلتا ہے کہ فلان ساحر فلان کی شکل بنا ہے فلان کام کریگا طلسم کشا اپنے کو بچائے سوسن نے کہا صاحب خداوند شجر ایسی ہی مہربانی کرین مگر اس لشکر کو دیکھکر دل کو پریشانی آئینہ رخسار پر حیرانی اسوقت خود بخود دل گھبراتا ہے شاہزادے نے تسکین دی کہا ملکہ کوئی کیا کر سکتا ہے بقول مومن

نظم

یہ یونہی دل و جان نالہ شبگیر تو کھینچو
بھلا خون تو کروگے پہلے تم شمشیر تو کھینچو
وہ آئے یا نہ آئے زیست میری ہو نہو لیکن
فغان سے پیشتر تم خجلت تاثیر تو کھینچو
عبث نالش ہے آہ تیرہ روز چشم جادو کی
ہلادونگا زمین و آسمان زنجیر تو کھینچو

کھچیگا اُسکا دل آہ فسون تاثیر تو کھینچو
سبک روح تحیر دبھی کہین پابند ہوتا ہے
ذرا اے چارہ ساز و زحمت تدبیر تو کھینچو
سر زور آزمائی جذب دل کو آج ہی دیکھو
وہان بندہ ہوس سرمے کی اک تحریر تو کھینچو
کہان اُس نوجوان کے نازکی طاقت ہمین مومن

شفیع بیگناہان ہے نزاکت اُس کلائی کی
شمیم گل کی نقاشو بھلا تصویر تو کھینچو
اثر ہوتا ہے کب ہمسے وفادار دنکو اے آہ
کھنچیگا ہاتھ سینے سے تم اپنا تیر تو کھینچو
دکھا دونگا تماشا بس نہ چھیڑو مجھسے مجنون کو
ابھی سر مشق تو ہو جور چرخ پیر تو کھینچو

ملکہ نے فرمایا اے شہریار مین ہر چند دل کو تسکین دیتی ہون مگر دل خانہ خراب نہین مانتا کہ ہر کارے سامنے آئے شعر انفاس روح پرور صحت فزاے تو + بہر صفاے خلق جہان مستدام باد + شہریار عالم کی عمر دراز رہے شب در بند سبز پوش پہلوان نے طبل جنگی بجوایا کل اُسکا ارادہ ہے کہ نکلکر معرکہ آراے نبرد ہو آتش کین و عناد و فساد تو وہ بالا کرے سلطان زرین پوش نے حکم دیا یہان بھی بفضل خداوند شجر طبل جنگی بجے نقارہ زرھی گڑ گڑایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین ہر ایک پلٹن رسالے مین یہی ہنگامہ ہے ہر زبان شب پر کہہ رہے ہین کہ ہمنے سنا ہے یہ جوان نہایت کمسن ہے بڑے بڑے پہلوانون سے لڑا جا بجا معرکہ پڑا مگر کبھی کسی سے اسکی پیٹھ زمین پر نہ لگی اور ہمارے پہلوان دوران جس معرکے مین گئے لڑائی فتح کر کے آئے اپنی حوالی مین کسی کا اکھاڑہ نہین چھوڑا جہان کسی پہلوان نے یہ قصد کیا کہ اکھاڑہ کھودے کشتی گیر جمع کرے ہمارے آقا گئے چٹ لنگوٹ چھین لائے کل دیکھین کیا گذرے سنا ہے بارہ ہزار جوان سیمتن اُسنے ملازم کیے ہین آٹھ پہر قواعد ہوتی ہے بارہ ہزار جوان سلاح بھی عمدہ وردیان ہاشی سب کو ملی ہین

وہ ساتھ شمشیر زنی کرتے ہین جان دینے پر مرتے ہین لشکر سکندر مین افسران فوج اپنے اپنے خیمے مین جمع
ہین آپسمین یہی ذکر ہی کہ کل بڑے پہلوان سے ہمارے آقا سے مقابلہ ہی اگر خدانخواستہ کسی طرح کا بھی چشم زخم
ہمارے آقا کو پہونچا وہ تلوار چلیگی خون کے دریا بہادینگے سر میدان جرأت دکھادینگے بھائیو اتنا خیال
رہے کہ ہمنے نمک کھایا ہی چند دن سے ملازم ہزار ہار روپیہ گھر بھیج چکے اپنی ضرورتین سبھی نکلتی ہین جب ذرا
خوش ہوے دس ہزار بیس ہزار کا حکم دیدیا ہملوگون کو انعام ملے غنچۂ آرزو کھلے ایسے مالک کے ساتھ ہین
جان بچائینگے لڑبھڑ کر مرجائینگے بھاگنے والے جان بچانیوالے چپکے چپکے صلاح کر رہے ہین بھائی کمیدان
سے کہدینا ہماری پلٹن الگ رہے عقب مین رہنا بہتر ہی اگر کوئی کچھ کہیگا تو جواب صاف ہی کہ ہم سب کے
پشت و پناہ ہین بعض نے کہا بھائی شکار کے حیلے سے نکلچلو کل دن بھر جنگل مین رہو شام کو پلٹ کر
چلے آئینگے اگر فتح ہوئی یہی چل پہل ہی شکست کے نام سے جی نکل ہی چپکے سے اُٹھے گھوڑے پر سوار ہوکے
چلے کمیدان نے دیکھ لیا پوچھا سربلند خان صاحب آپ کہان جاتے ہین گھبراگئے جواب دیا حضور
جنس لینے جاتا ہون افسر نے پوچھا جنس لینے مین گھوڑے کی کیا ضرورت ہی کہا حضور تین من چنے بھی خرید
ہین گھوڑے پر رکھکے لے آوینگے افسر ہنسے کہا سربلند خان صاحب ذرا ہوش درست کیجیے مزدور کو
دو پیسے دیجیے گھوڑا مزدور ٹھہرا کہا حضور ابھی آتا ہون اور کئی کام ہین یہ کہا اور نکلگئے لڑنے مرنے والے
تدبیرین لڑائی کی کر رہے ہین تیغے چرخ چڑھ رہے ہین کہ عقل پیر چرخ کی چرخ مین ہی کہین زرہون کو درست
کر رہے ہین تیرون کو زہر مین بجھایا کہ سینۂ دشمن کو فگار کرین دشمن کو مجبور ولاچار کرین مگر شہلاے قطرہ زن
بشکل پیرزن لشکر مین پھر رہا ہی جواہر بھی گشت مین شاہزادہ دربار برخاست کرکے اُٹھا ملکہ سوسن
کنیزون کو رخصت کرکے اُسی بارگاہ مین چلی تھین کہ ایک بڑھیا نے بڑھکر سوال کیا ملکہ نے جو کسی کو
قریب نہ پایا انگوٹھی اُتار کے دیدی بڑھیا قدمون سے لپٹگئی کہا واری آپ ایسی عورت مین نے نہین
دیکھی لونڈی اس گاؤن مین رہتی ہی مین نے ابھی خبر پائی کہ شہلاے قطرہ زن جو عیار ہی وہ فکر کرتا ہوا آپکے
لشکر مین آیا لونڈی تو پہچانتی نہین یہان سامنے جو درخت ہی اُسکی آڑ پکڑے ایک شخص مردانے کپڑے
اُتار کر زنانہ لباس پہن رہا ہی کیا تعجب ہی کہ وہی عیار ہو حضور اُسے گرفتار کرین ملکہ قریب بارگاہ پہونچ چکی ہین
بڑھیا کے کہنے سے پلٹ پڑین کسی کو ساتھ نہ لیا بڑھیا لگا کر ایک خیمے کی آڑ مین لائی کہا دیکھیے وہ پتون کی
آڑ پکڑے بیٹھا ہی سوسن نے کہا مین نے نہین دیکھا بڑھیا نے کہا ماش کے دانے پھینکیے پتون کی وجہ سے
آپ کو نہین معلوم ہوتا زمین پر تھالے چلکر پکڑ لیجیے ملکہ بڑھین کہ ماش کا دانہ مارون بڑھیا نے حلقے کمند
کے گلے مین ڈالدیے حباب مارکے بیہوش کیا پشتارہ باندھا خیمون کی آڑ پکڑتا ہوا لے بھاگا مگر جواہر
بازارون مین پھر رہا تھا کہ ایک شاگرد نے خبر دی حضور دربار برخاست ہوا جواہر دوڑا کہ جاکر شاہزادے
کو اپنے سامنے کھانا کھلواؤن قریب دربارگاہ آباد دیکھا دو تین سو لونڈیان در دولت پر کھڑی ہین جواہر
نے پوچھا ملکہ کہان ہین کنیزون نے کہا ابھی ایک بڑھیا کے ساتھ گئی ہین یہ سنتے ہی جواہر گھبراگیا بیقرار
ہوکے دوڑا ایک خیمے کے پاس آکر دیکھا پشتارہ باندھنے کا نشان معلوم ہوتا ہی کچھ انگوٹھیان چھلے بھی
ملکہ کے ہاتھ کے پڑے ہین جواہر کو یقین کامل ہوا شہلا ملکہ کو لیگیا بدحواس ہوکر بھاگا یہان وہ وقت
ہی کہ سلیم جادو و شبدیز سیہ پوش تنہائی مین بیٹھے ہین چند رفیق بھی حاضر ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ کل

سکندر سے مقابلہ ہی سلیم نے کہا ای شبدیز اسکا خیال نہ کرو دیکھو سامری و جمشید نے کیا جادو ہی
شبدیز جواب دیتا ہی مالکہ تم دیکھو تو ایسے پیچ پر مارون جسکا توڑنا ممکن ہو یہ ذکر تھا کہ آواز زنگ کی
بلند ہوئی سب دیکھنے لگے دیکھا شہلا سے قطرہ زن پشتارہ بدوش خوشی خوشی چلا آتا ہی شبدیز نے
پوچھا کہو صاحب کیسے لائے کہا حضور چراغ شمع سکندر گل کر دیا مالکہ سوسن کو لایا ابھی پہر رات پچھلی باقی ہی
اتنے عرصے مین سکندر کو بھی لاؤنگا یہ ہڑ بڑ جو ہوا کہ شہلا سوسن کو پکڑ لایا شاگرد اسکے کمیدان رسالدار
بارگاہ کے اندر آئے ہر ایک یہی کہتا ہوا ای شہلا کیا کام کیا سکندر کو تو پہلوان صاحب پکڑ لینگے
سوسن بڑی ساحرہ زبردست ہی لشکر سہام کے ہزارہا آدمی گلے کاٹ کاٹ کے مرے تھے شہلا نے
کہا صاحبو اب اُن باتون کو نہ یاد کرو دیکھو مین کس طرح پکڑ لایا میان چوا ہر بڑے چست و چالاک تھے اسکی
اُنکو خبر بھی نہین یہ کہکے پشتارہ ڈالدیا شبدیز نے کہا ذرا اسکو ہوشیار کرو شہلا سوزن تو زبان مین
دیکا ہی چادر جو اسکے چہرہ بینظیر سے ہٹائی بارگاہ مین روشنی ہوگئی معلوم ہوا برق چمکی یا لکہ ابر سے چاند
نکل آیا شبدیز صورت زیبا دیکھکر مرگیا کلیجہ تھام لیا شہلا سے کہا ای شہلا تو نے بڑا کام کیا موتیون کا
مالا گلے سے اُتار کر شہلا کو پہنا دیا شہلا نے جو سر اُٹھا کر دیکھا تو میان شبدیز کا چہرہ زرد ہونٹون پر
آہ سرد ٹھنڈی سانسین بھر رہے ہین شہلا نے کہا کیون حضور مین آپکو بہت پریشان خاطر پاتا ہون
شبدیز کچھ بول نہین سکتا کلیجے کو مسوس رہا ہی شہلا نے کہا حضور کچھ تو فرمائیے آپ جواب نہین دیتے
ٹھنڈی سانس بھر کے شبدیز بولا ای شہلا کیا کہون یہ حال ہی نظم

جو آنکھونکو چھپا کر فرش پا انداز کرتے ہین
کوئی افسون ہی یہ کافر کوئی اعجاز کرتے ہین
ہم اپنے دل سے بھی پوشیدہ اپنا راز کرتے ہین
جو دیکھا ہی نگاہ لطف سے پھیرو نہ آنکھ اپنی
ہم اُنپر ناز کرتے ہین وہ ہمپر ناز کرتے ہین
مقدر ہو کہ دل ہم دوست ہین کسکی محبت مین
دیا ہی دل وہ خالق نے کہ جسپر ناز کرتے ہین

مجسم شوق عاشق کو بہت طناز کرتے ہین
مگر کیا کچھ نہین کرتے صنم جب ناز کرتے ہین
ہمارا ذکر ہوتا ہی بزم یار مین اکثر
جسے ممتاز کرتے ہین اُسے ممتاز کرتے ہین
کمال احسان شوق دید ہی مرگ تماشا ہی
پریشان پھر رہے ہو دلنشے ساز کرتے ہین

اُنھین پر حشر وہ وقت خرام ناز کرتے ہین
سراپا آرزو شوخ سراپا ناز کرتے ہین
چھپا کر حسرت دیدار کو رکھا ہی آنکھون مین
جو سچ پوچھو تو احسان حضرت غماز کرتے ہین
نہ دلبر ہی کوئی اُنسا نہ عاشق ہی کوئی ہمسا
بتا دیتا ذرا یون چشم حسرت باز کرتے ہین
بہت سے دلربا دنکو ہی خواہش ای جلال اپنی

شہلا نے کہا حضور یہ مین نہین سمجھا وہ بات کہیے جو سمجھ مین آئے شبدیز
نے کان مین شہلا نے چپکے سے کہا میری اسپر جان جاتی ہی اگر اسکو میرے لیے راضی کردے جو تو کہیگا
وہی دونگا دربار مین شاہان طلسم کے تیرا نام کرونگا شہلا نے کہا بہت خوب یہ کتنی بڑی بات ہی اس
لونڈے پر عاشق ہو اُسکو بھی زیر کر لیجیے تو مین اسکو راضی کردونگا اب شاگرد شہلا کے کمیدان رسالدار
سب کھڑے ہین شہلا تو شبدیز سے باتین کر رہا ہی کہ ایک شاگرد مجمع سے بڑھا کہا اُستاد اسکو ہوشیار کر دو لن
شبدیز نے کہا ہان پانی سے منہ دھلا دے اتنا بھی کہنا ناگوار تھا نئے نئے عاشق ہوے ہین شہلا نے
جو کہا کہ راضی کردونگا پھولے نہ سمائے تنے لگے کالے چہرے پر جو خود آپ نے رکھا ہی دونون کی ایک صورت ہے
سینہ جو کھلگیا صاف ثابت ہوتا ہی کہ تختۂ آہن رکھا ہی جا بجا خال سیاہ ہین معلوم ہوتا ہی تختۂ آہن پر کیلین
جمی ہین قد ساگھو کا لٹھا اُلو کا پٹھا اکڑنے لگا ماش کا آٹا بنگیا شہلا سے یہی کہے جاتا ہی ضرور راضی ہوجائیگی
میرے پہلو مین سوئیگی انکار تو نہ کریگی شہلا کہتا ہی حضور مین سب طرح راضی کردونگا شبدیز اسکو پاس

سر کئے نہین دیتا کبھی دامن تھامتا ہی کبھی ہاتھ پکڑ لیتا ہی کہتا ہی بھائی سمجھا گئے مجھسے کہو اسکا آشنا بہت خوبصورت ہی
ایسا نہو اسکے عشق مین نہ مانے یہ کہتا ہی حضور اب ایسا جوان پہلوان صاحب لیاقت خوبصورت آنکی نگاہ سے
نہ گذرا ہوگا جسوقت آپ پیغام کرینگے ٹپک پڑیگی نہال ہو جائیگی مگر وہی شاگرد غول سے نکلا تھا اسنے پانی کا
چھینٹا دیا ملکہ سوسن کی آنکھ کھلی دربار گفردار کو دیکھا ایک پہلوان میری جانب بہ نگاہ محبت دیکھ رہا ہو سلیم جادو
بھی بیٹھی ہی صدہا بیحیا کھڑے ہین زبان مین سوزن ہی ایک عیار نے چپکے سے کہا اے ملکہ عالم منم جواہر خنجر زن
مین آپکی زبان سے سوزن نکالتا ہون ذرا سنبھل جائیے سحر کر کے نکلنا پڑیگا یا تو ملکہ رنجیدہ تھی یا مثل گل کے
شگفتہ ہو گئی اشارہ کیا سلیم جادو افزا دی مجھے کیا روکیگی اے جواہر سوزن تو زبان سے نکال دیکھ تو مین کسطرح
سے نکلتی ہون یہ سنکر جواہر نے زبان سے سوزن نکالا شہلا شبدیز سے باتین کر رہا ہی ملکہ نے ذرا جو مسکرا
آنکھون سے اشارہ کیا کمندین ٹوٹ کے گرین شہلا نے کہا لیجیے غضب ہوا اے سلیم لینا ملکہ گرگ کے بلند ہوئی
آسمان پر جاکے سر کے بال توڑ کے پھینکے ایک زنجیر گلے مین شہلا کے پڑی ایک گلے مین شبدیز کے وہ دونون دھم سے
گرے سلیم نے سحر کیا آسمان پر جاکے سوسن ٹھہری اشارہ کیا سو دو سو آدمی شعر عاشقانہ پڑھنے لگے آہ سمیز
وہ سب سر ٹکرانے لگے کئی سو جوان مر کر گرے لاشے تڑپے سلیم نے گولے مارے سوسن نے ہاتھ ہلا دیا اسی کی فوج
پر گرے بارگاہ جلنے لگی شہلا چلاتا ہی حضور بچائیے میرے گلے مین زنجیر پڑی ہی اے سلیم سوسن کو نہ روک مجھکو
بچا تڑپ کے مرجاؤنگا ایک طرف سے رونے کی آواز شبدیز کے آتی ہی ارے مین عشق سے بعض آیا اپنے معشوق
کی پرستش سے ہاتھ اٹھایا ارے سلیم وہ جاتی ہی جانے دے میرے گلے سے زنجیر نکال ورنہ تڑپ کے مرجاؤنگا اب
وہ کیا رکیگی وہ تو ستارہ بنکے آسمان پر گئی اب وہ کسی کے روکے سے رکیگی سلیم نے قصد کیا تھا پرواز پیدا
کرون بلندی پر جاکے روکون مگر جب شبدیز بہت چلایا لاچار ٹھہر گیا زنجیر پکڑ کے توڑ ڈالی شبدیز کی جان مین
جان آئی شہلا کو بھی رہا کیا شہلا نے کہا اے پہلوان دوران آپکی باتون نے اسوقت غضب کیا ہی مین جواہر تو
نکل گیا مین کیا جانے دیتا گھیر کے مار ڈالتا آپنے عشق عاشقی کی وہ باتین نکالین مین جواب دیتا جاتا ہون آپ
اپنی ہی کہے جاتے ہین ارے صاحب جسوقت تمھاری جانب سے سوال ہوگا وہ فوراً راضی ہو جائیگی شبدیز نے
کہا مین اس سے محبت نہ کرونگا اگر وقت پڑ بگڑیگی تو سنبھلنا دشوار ہوگا مین ایسے معشوق سے باز آیا یہان تو
یہ باتین ہین وہان سکندر کو جوہر کارون نے خبر دی کہ حضور غضب ہوا ملکہ سوسن گوہر پوش کو شہلا چرا
لیگیا استاد گھبرائے ہوئے گئے ہین یہ سنکر شاہزادہ گھبرا گیا فوراً پشت مرکب پر سوار ہوا تمام افسران فوج دوڑے
وہین تھام لیا کہ آقا ہم بھی ساتھ چلینگے اکیلا نہ جانے دینگے شاہزادے نے کہا یارو میرے کلیجے پر چھری پھر گئی مردانی
صحبت مین عورت کا گرفتار ہو کر جانا بڑے تاسف کی بات ہی شبدیز سیہ پوش پہلوان ایک بچا ہی سلیم جادو
جلی ہوئی ہی ایسا نہو یہ لوگ ملکہ عالم کو کسی طور ستائین تو بہت خلاف ہوگا افسران فوج نے کہا ہم ضرور ساتھ
چلینگے سب لشکر تیار ہو گیا خلق و مروت کے شاہزادے کے سب بندے ہین شاہزادہ لاچار ہوا آگے مرکب تو
شاہزادے کا بارہ ہزار جوانان ہمسن پشت پر ہتھیار لگائے ہوئے جانبازی پر آمادہ تیورون پر بل بیکل مگر
کنیزونکو جو یہ خبر پہونچی کہ ہمارے مالک کو عیار گرفتار کر کے لیگیا شاہزادہ جاتا ہی کہتا ہی جان لگادو بارہ
ہزار کنیزین تیار ہوئین گوپے ترنج نارنج ہاتھ مین غصہ بات بات مین خدمت مین شاہزادے کے حاضر
ہوئین شاہزادے نے دیکھا کنیزون کو بڑا جوش ہی مرنے پر آمادہ ہین غصہ سبکو زیادہ ہی چاہا شاہزادے نے

گھوڑا چمکاؤن لشکر دشمن پر جا پڑون کہ سامنے سے دیکھا جواہر خنجر زن اپنے کو سنبھالتا ہوا چلا آتا ہی شاہزادے کو جو مسلح دیکھا لشکر ساحر و غیر ساحر تیار سب آمادہ حرب و پیکار جواہر نے پکار کے کہا اے شہریار ٹھہر جائیے لشکر کو نہ بڑھائیے خدا نے فضل کیا تین جستین کر کے جواہر برابر مرکب کے آیا عرض کی اے شہریار مین نے جا کے ملکہ کو رہا کیا ملکہ آتی ہین مگر ملکہ نے کیا کیا سحر کیے کئی سو ساحر مارے گئے سو بن گوا اپنی جان کی سلامتی مشکل تھی شبدیز کے گلے مین زنجیر پڑ گئی میان شہلا بھی گرے مین اندھیرے مین نکل آیا شاہزادے نے گلے سے لگا لیا کہا بھائی بڑا کمال کیا اب صبح کو مقابلہ ہی اس پہر رات کو بخیر و عافیت کاٹو عیارے طرح جیسے پڑا ہی جواہر نے عرض کی اب جو آئیگا تو پکڑا جائیگا مین جا کے نگہبان مقرر کرتا ہون حکم عام لگا دو لگا کہ کوئی غیر شخص لشکر مین نہ آنے پائے یہ کہکر جواہر نے شاہزادے کی کمر کھلوائی اہالیان لشکر اپنے اپنے مقام پر اترے شاہزادے نے آ کے آرام فرمایا جواہر طلایہ پھر رہا ہی شہلا نے جواہر کا ارادہ کیا جسطرف آیا عیارون نے آواز دی اے شخص تو کون ہی اسطرف نہ آنا لشکر مین رات کو آنیکا حکم نہین ہی اگر آئیگا گرفتار ہو جائیگا سزا پائیگا کئی مرتبہ شہلا آیا مگر لشکر مین نہ جا سکا لاچار وہ وقت آیا کہ شاہ زرین آفتاب نے سپر زرین آفتاب کو پشت پر لگایا نیزہ خطوط شعاعی کو ہاتھ مین لیا تیغہ مہر کو حمائل کر کے توسن فلک پر جلوہ فرما ہو کے عالم کو اپنے جمال سے منور کیا نظم

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت / خروس صبحدم آواز برداشت / سمن از آب شبنم روئے خود شست
بنفشہ جعد عنبر بوئے خود شست / عنادل لحن دلکش بر کشیدند / لحاف غنچہ از رو در کشیدند

دیگر
علم آفتاب نکلا جب / فوج انجم ہوئی گریزان سب / شہ خاور سپہر گرد ہوا / رونق تخت لاجورد ہوا

ستارہ سحری جھلملایا نسیم سحری چلی گلون نے آب شبنم سے منہ دھوئے طفلان غنچہ نے چٹک کے غون غان شروع کی زلف سنبل پر شکن پڑی چشم نرگس خواب سے بیدار ہوئی آنکھین ملتی ہوئی اٹھی نسیم سحری نے خبر پہونچائی جوانان چمن اکڑنے لگے چشم نرگس مین سرخ ڈورے پڑنے لگے بلبلین دوڑین کہ پہلوے گل مین پھول کے بیٹھین زمزمہ سرائی کرین گلون کی آنکھ پھری بلبل شیدا ترنم سرائی کرنے لگی محبت گل کا دم بھرنے لگی گلون نے آنکھ بھی نہ ملائی مگر عندلیبان خوشنوا نے غزل بہار گائی کہ گوش گل مین صدا پہونچے شاید آنکھ ہمسے ملا دے بس یہ عالم تھا نظم

دکھاتے حسن کی اپنے جبہ کہ یار بہار / یہ عشق ہو کہ پکارا کرے بہار بہار
ظہور داغ محبت ہی یہ مرے دل سے / چمن کی جیب سے ہو پردہ کنار بہار / فراق یار سبدل وصال سے ہو وے
نکالے دل سے خزان کا یہ خار خار بہار / چمن کی سیر مین مجھ مست کو دلاتی ہی یاد / دکھائے آتش گل آب خوشگوار بہار
شباب کا ترے اے یار رنگ لاکے ہوئی / بلائے عالم و آشوب روزگار بہار / شگفتہ غنچہ سے اس گل کو آتی ہے صبا
ترے فدا ترے صدقے ترے نثار بہار / پیادہ پا ہون پری کی تلاش مین پھرکر / جنون کو رکھتی ہی سر پر مرے سوار بہار
نمود کی خط مشکین نے لالہ رو رخ پر / یہ داغ چھوڑ چلی اپنا یادگار بہار / کنارے جوے چمن جھومتے ہین مست
بط شراب کا کھلوائی ہی فنکار بہار / وہ رنگ و بو بدن یار مین جو ہی سو کہان / شگوفے ایسے کھلایا کرے ہزار بہار
کرم سے ابر کرم کے ترے یہ فیض ہی عام / ترا دیا ہوا رکھتی ہی اعتبار بہار / تصور رخ رنگین مین بند رکھتا ہی
چہار فصل مین آنکھون مین ہی دو چار بہار / شگفتہ ہو کے نسیم سحر سے غنچہ ہون گل / اٹھائے پردہ روے نقاب دار بہار
نظارہ دیدہ بلبل سے سیکھے اب تک / خدا جو چاہے تو آتش ہو ساز وار بہار / گر گوش گل کرہا ہی بلبل ہمیشہ سے

بیتاب و مضطر ہی سحر کا ہنگامہ ہی شاہزادہ سکندر رہ بیدار ہوے سلطان زرین پوش زرین علم لٹیا مین

پانی لیکر قریب کسی درخت کے جاتے ہین سکندر کو یہ بھی ناگوار ہی کہ بابا جان یہ کیا کہ پانی لیگئے ہیچ تحمل پر ڈال کے بیٹھے آئے پھر انہین ان باتون کو دل چاہتا ہی جواہر نے کہا حضور جو طریقۂ مذہب مقرر ہی اسکی پیروی بہتر ہی سکندر نے کہا ہاے کیا کہون شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت مقدمۃ الجیش لشکر شوکت رہبر راہ شیوۂ سخاوت صاحب شوکت و شان شاہزادہ ایرج نوجوان نے جو اپنے مذہب کی تعریف کی صفحہ قرطاس پر دو فقرے لکھے ہوے ہین اگر ایک ہفتہ میرا انکا ساتھ ہوتا تحقیقات مذہب مین صفائی ہو جاتی پھر یہ جھگڑا باقی نہ رہتا یہ بھی سب صاحبون کو یاد رہے جب مین لشکر صاحبقران پر پہونچونگا اسی شیر سے مقابلہ کرونگا اگر زیر ہوا غلام حلقہ بگوش ہونگا اگر غالب آیا اپنے لشکر کا بادشاہ بناؤنگا یہ کہکر لباس پہنا مذہب ہی کا ذکر کر رہے ہین سلطان زرین پوش ان باتون سے بہت چہنپتے ہین فرماتے ہین بیٹا مذہب کو اپنے نہ حقیر سمجھا کرو اپنے اپنے مذہب کے علم مین سب طاق ہین فصیحان عرب علم کلام مین بہت مشاق ہین انسے کلام کرنا اپنے مذہب مین رخنہ اندازی ہی جو اپنے مذہب پر دل و جان سے قائم ہی وہ سرفراز ہی شاہزادہ منہ بناتے ہوے ہنستا ہوا باہر نکلا عیار سے کہا بھائی سنتے ہو بزرگونکی بات کا کیا جواب دین جو کہتے ہین بجا ارشاد فرماتے ہین ہمارے بابا جان ایسی بات بے دلیل فرماتے ہین کہ جسکا جواب دینا مناسب نہین اتنا ہم ضرور جان گئے کہ مذہب شجر پرستان: بر دل راغب نہین یہ کہکے پشت مرکب پر سوار ہوے ایک طرف سے ملکہ سوسن طاؤس زرین بال پر سوار بارہ ہزار کنیزین گھیرے ہوے اس گرد فر سے میدان کارزار مین آئے سامنے سے دیکھا شبدیز سیہ پوش گھبرا کے آگے بڑھا ہوا ساٹھ ہزار جوان جہلتہ پوش چار آئینہ بند دوش بدوش رکاب سے رکاب پرے سے پرا ملا ہوا شہلا رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے ایک طرف سے سلیم جادو ایک کرگدن مست پر سوار ایکطرف آکے ٹھہرے صفین جمنے لگین میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ طرح آراستہ ہوئین نقیبان بلند آواز گوہتون کے لڑکے لپٹے پیچ بندھے ہوے ایک کان مین بجلی گنگنا کے اپنی میٹھی آوازین ملائین یہ اشعار مذمت مین دنیا کی آغاز کیے

نظم

مشغولم آنچنان کہ مرا غم نماندہ است
ای باد حرف بوی بہاران چہ میزنی
کز بادہ درد ہم بایا غم نماندہ است

یاران ہمہ ز پہلوی ما غم رسیدہ اند
تا چند بشنوم کہ دماغم نماندہ است
تا کی تلاش گم شدۂ خود کند کسے

در سر ہوای رفتن باغم نماندہ است
پروانہ بگرد چراغم نماندہ است
مین رو بہ لالہ زار ہم باکدام رو
واقف دگر ز داغ سراغم نماندہ است

یہ اشعار جو نقیبون نے پڑھے گوہتون کے لڑکے آوازین زیل کی سرون مین گھلے ملے ہوے بہادرونکی آنکھون مین نشے آگئے قلب تحفہ آگئے سوار گھوڑے چمکانے لگے پیدل چاہتے ہین پہلے ہم بڑھجائین کہ سینے دیکھا شبدیز نے گینڈا اپنا بڑھایا سلیم سے کہا لو ملکہ ہم میدان مین جاتے ہین آج اس لڑکے کو لڑکے باندھ لاتے ہین مگر ذرا سحر کا خیال رکھنا سوسن گوہر پوش معشوق پریچہرہ کس اشتیاق سے سکندر کو دیکھ رہی ہین شاید سحر کرے سلیم نے کہا کیا مجال اگر وہ سحر کریگی ہین اسکو للکار لونگی شبدیز گینڈے کو اڑا کر میدان مین آیا ڈرانے کو سکندر کے خوب نیزہ ہلایا اسپ تازی چوگان بازی تیراندازی سپہ گری کی عمادی خوب دکھائی سکندر ان حرکات پر ہنس رہے ہین فرماتے ہین کیون جواہر اس نٹ بازی سے کیا فائدہ جب معرکہ پڑیگا احوال کھل جائیگا بہت جلد اسکو زیر کرونگا کہ شبدیز نے دیکارا ای فرقۂ شجر پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے سواے سکندر کے اور کسی کو نہین چاہتا ہنستا بھی جاتا ہی شہلا سے کہتا ہی یہ لڑکا میرے مقابلے مین آئیگا یا جان

چھیلانے لگا سکندر آمادہ تھے جیسے ہی اُسنے آواز دی گھوڑے کو چمکایا سلطان سے اجازت چاہی وہ کہتے ہین ای فرزند یہ بڑا پہلوان ہی بہت سمجھکے مقابلہ کرنا سکندر نے کہا آپ ملاحظہ کرینگے یہ دیکھنے کا سارا تن و توش ہی مقابلے مین احوال کھلجائیگا سوسن نے جو شاہزادے کو جاتے دیکھا طاؤس کو بڑھائے قریب آئین کہا شہریار کیا ارادہ ہی فرمایا ملکہ وہ ہمکو پکارتا ہی ہمین جانا ضرور ہی ملکہ نے کہا کیا عرض کرون نہین دل چاہتا کہ آپ اس عفریت کے مقابلے مین جائین میری تو یہ کیفیت ہی نظم

مرا از صورت این حال رو بدیوار است
بیا بدیدۂ من جلوہ کن بہر صورت
دل ست وآن ہمہ از دولت تو بیکار است
بہ بیگناہی طفل سرشک من بخشا
ہمین اشارۂ ابروے یار در کار است
نفس بسینہ گرہ گشتہ چون سنگ سنگم
دو روز شد کہ دل آرام من دل آزار است

شبی بخواب بناگوش یار را دیدم
کہ ہمچو آئنہ این خانہ وقف دیدار است
شکستہ ایم درین کوچہ استخوان یکعمر
چہ شد کہ چشم سیہ روے من گنہگار است
دلم چہ انخورد خون ز رشک خون بیگانہ
بیا کہ زندگیم بیتو سخت دشوار است

ترا در آئنہ با خویشتن سرو کار است
ہنوز چشم من از حسرتش گہر بار است
مسافت گہ و بیگاہ من بہ خلوت غم
بکار رقیب سگ آز راہ ما خبر دار است
فلک بقصد دلم تیر در کمان دارد
کہ شست نازک او بوسہ گاہ سوفار است
بگو میت سبب دل گرفتگی واقف

شاہزادے نے کہا ملکہ ہر فرد پہلوانون سے مقابلہ ہی کہان کہان ہمکو بچاؤ گی اب تو لڑائی در پیش ہی اسکے ہاتھ پیر دیکھنے کے ہین دیکھو ابھی کھل جائیگا مرکب طرارہ بھر کے چلا نظم مصنف

کہو وصف توسن رقم کیا کرون
ترنّم نما ہی سپارا نہین سیماب وار
قدم کی روانی کو دریا لکھون

کہ شبدیز خامہ کا پا لنگ ہی
صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہی
وہ کوہ گران ہی یہ پا سنگ ہی

لگا ہی عجب رنگ مشکین اسے
ہر ایک نعل ہی مجہہ بمثال
نہ کاوے کا محتاج ہو کسطرح

اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہی
قدم با قدم مائل جنگ ہی
کہ وسعت جہانکی بہت تنگ ہی

اس شوکت سے شاہزادہ سامنے شبدیز کے پہونچا آنگادر زن ہوے پانچ قدم گینڈا استبدیر کا تین قدم مرکب اس نامدار کا ہٹا اب قریب سے شبدیز کی نگاہ جمال جہان آرائے سکندر پر پڑی حیران جمال ہو کر نام نامی پوچھا مگر شاہزادے نے فرمایا جسکو تمنے پکارا تھا وہی حقیر ہی شبدیز نے کہا ای سکندر اپنے ہوش درست کرو میرے مقابلے مین آئے ہو کیونکر مجھسے مقابلہ کروگے اگر تلوار رکھدون کلائی ٹوٹ جائے جی چھوٹ جائے نہ یہ کہ مقابلہ سکندر نے کہا بس زیادہ غرور نہ کرو نیزہ اٹھاؤ ابھی احوال کھلجائے شبدیز نے نیزہ اٹھایا کہا ایک ہی طعن مین خاتمہ ہی یہ کہکے نیزہ مارا سکندر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا چنگاریان گرنے لگین زور و شور سے نیزہ چلنے لگا بڑے زور و شور سے شبدیز لڑ رہا ہی مگر شاہزادہ کسی مقام پر ٹھہرنے نہین دیتا ہی عرصہ دراز تک نیزہ چلا ایک مقام پر شاہزادے نے نیزہ اسکا کانٹھا کانٹھکر تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے شبدیز کے نکل گیا شبدیز کے منھ پر ہوائیان اڑنے لگین معلوم ہوتا تھا کہ نیزہ اسکے سینے کو توڑکر نکل گیا غصے مین قبضہ پر ہاتھ ڈالا تیغہ چار لنگر دار جوہر دار نیام سے کھینچا حقیقت مین یہ معلوم ہوتا ہی کہ اژدہا غار سے بل کرکے نکلا خبردار خبردار کہکے سر پر شاہزادے کے تیغہ مارا شاہزادے نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر چھو گئی تلوار کی دھار پہنچی جب تیغہ قریب سر کے پہنچا شاہزادے نے بڑھ کے بچاکے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا شبدیز نے گریبان مین ہاتھ ڈالا زمین پر آکے کشتی ہونے لگی سب دیکھ رہے ہین کہ شاہزادے نے ایسے ایسے پیچ باندھے شبدیز گھبرا رہا ہی چاہتا ہی مین بھی ایسا سخت پیچ باندھون کہ اس جوان سے توڑ نہو سکے مگر جو پیچ باندھا شاہزادے نے باسانی توڑ کیا اُسنے جوڑ کیا انھون نے بند باندھا اسطور سے لڑائی کا بندوبست ہو رہا ہی وہ بل خود سر بسبت ہو رہا ہی دونون

لشکرون سے صدائے احسنت و آفرین بلند اسکے ساتھ کے پہلوان کہہ رہے ہین یارو اس شیر نے کمال کیا کس زور و شور
سے لڑ رہا ہی استاد کو عاجز کر دیا ہی دیکھو تو کیا حال ہی جان بچانا محال ہی ہمہ تن مثل کتے کے ہانپ رہے ہین مثل بید
کانپ رہے ہین رنگ رو متغیر متردد و متحیر دیکھین اب کیا ہو بعض کہتے ہین ایسا نہوتا تو مقابلہ مین کیون آتا حقیقت یہ
شیر بیشۂ میدان کارزار ہی کل فنون مین ہوشیار ہی کس لطف سے لڑ رہا ہی معرکہ پڑ رہا ہی ان دونون شیر دلون کا
یہ معرکہ ہو رہا ہی چار پہر دن گذر گئے وہ وقت آیا کہ آفتاب بادل کباب بارنگ زرد لرزان و ترسان آشیانۂ مغرب
مین جا کے چھپا آمد آمد شاہ زنگبار کی شروع ہوئی لیلائے شب نے مجنون روز پر قبضہ کیا شمشیر نے شاہزادے کو
روک کر کھڑا ہوا کہا اے شاہزادے بس دن واسطے لڑائی کے رات واسطے عیش و آرام کے ہے آرام کرو کل پھر
مقابلہ ہوگا شاہزادے نے کہا اب زیر کرکے پلٹنا کہان جاتے ہو کیون گھبراتے ہو گھبرا کے کیا ابھی ہاتھ تمہاری مار
کے بارے میری کلائیان ٹوٹ جائنگی اب کیون گھبراتے ہو شمشیر یہ سنکر آگ ہو گیا کہا مین رات کو ہرگز
نہ لڑونگا مین رات کو کسی سے نہین لڑا ہر چند شاہزادے نے کہا کہ اے پہلوان لڑائی کا خاتمہ کرکے جانا شمشیر نے
نہ مانا گینڈے پر سوار ہوکے چلا گیا جب تو شاہزادہ لاچار ہوا مجبور پلٹا اپنے لشکر مین آیا سوسن نے تصدق
اتارے زر نثار کرتی ہوئی شاہزادے کو لے گئی داخل بارگاہ کیا سلطان کو بڑی خوشی ہوئی کہ میرے فرزند
سے حریف پست ہوا لاچار ہو کے پلٹ گیا مگر شمشیر جو آیا اکیلے مین بیٹھکر رونے لگا دروازے پر پہرہ بٹھایا کہ خبردار
ہمارے پاس کوئی نہ آنے پائے مگر شہلا دروازے پر آیا سپاہی نے روکا شہلا نے کہا جاکر عرض کرو شہلا اے قطرہ زن
حاضر ہی کچھ عرض کریگا شمشیر نے نام سنکے بلوا بھیجا شہلا نے دیکھا میان شمشیر رو رہے ہین آنکھین انکی
سوجی ہوئی ہین ہچکیان لے رہے ہین شہلا نے کہا کیون حضور کیسا مزاج ہی مجھسے تو حال بیان کیجیے شمشیر نے
کہا مینے آج سب باتون مین امتحان کیا وہ سب فنون مین مجھپر غالب ہی اگر رات کو لڑتا گرفتار ہو جاتا اسیواسطے
پلٹ آیا اب جو سامنا پڑیگا وہ مجھکو زیر کرلیگا سوسن سے تسنیم بھی دبتی ہی مینے یہ بھی دیکھا سحر نہین ہوا
وہ جوان خود سحر کو برا جانتا ہی سلیم میری نگہبان رہی سوسن سحر نہین کرنے پائی شہلا نے کہا آپ کیون گھبراتے
ہین مین آج ہی رات کو پکڑ لاؤنگا ہوش و حواس اپنے درست کیجیے ہاتھ پاؤن کو چالاک و چست کیجیے مگر
یہ عہد واثق فرمایئے جسوقت مین لاؤن فوراً قتل کر ڈالیے پھر دو پہر قید نہ رکھیے گا اسکا اعتبار بھی قیامت کا
پرکالا ہی میرا دیکھا بھالا ہی مین سوسن کو گرفتار کرکے لایا وہ بھی فوراً پہونچا آخر رہا کرکے لے گیا کچھ نہ بن
پڑا اس جوان کو آتے ہی قتل کیجیے شمشیر نے کہا اے شہلا مین اپنی جان سے بیزار ہون آج کشتی مین ایسا
پیچ پڑا کہ کچھ بس نہ چلا توڑ جوڑ سب بیکار رہے لکڑی کی کسرت بھی یاد نہ آئی جی چھوٹ گیا اے شہلا آج تک مینے
یہ صدمہ نہ اٹھایا تھا اپنے حوالی مین سیکڑون اکھاڑے بے چراغ کر دیے ہر چند کہ یہ لڑکا خرد ہی مگر گرد ہے
دیکھنے مین ہلال ہی آسمان زور و جرات کا ماہ کمال ہی شہلا نے کہا مین سمجھ گیا آپکا جی چھوٹ گیا ہی سلیم بھی
کہتی تھین سحر مین سوسن پر غالب نہ آؤگی اب مجھی سے بگڑ ہی الجھی ہی سکندر رو سوسن و جواہر کو
پکڑون تو لڑائی فتح ہو اگر ایک بھی انمین سے چھوٹا رہیگا آفت برپا کریگا شمشیر کو سمجھا بجھا کے کھانا کھلایا
پلنگ پر لٹایا کہتا ہی میرے دو چار شاگردون کو بلا دو موگریان لیکے آئین میرے بدن کو کوٹین میرے تمام
جسم مین درد ہو رہا ہی شاگرد پانچ چار آکے بیٹھے تیل ملنے لگے موگریون سے کوٹ رہے ہین آہ آہ کر رہا ہے
مگر شہلا جو باہر نکلا شاگردون نے پوچھا استاد خیر تو ہی اسنے کہا بھائیو کیا پوچھتے ہو عجب نامردون سے سابقہ

پڑا ہے بندھے ہوئے ہاتھ پاؤں جی چھوٹ گیا میاں شبدیز رو رہے ہیں میں نے وعدہ کر کے کہا تھا کھلوا دیا
اب لشکر شجر پرستان میں جاتا ہوں بیٹھا ہے تو سکندر یا سوسن کو لاتا ہوں مہران شب گرد نے
شاگردوں کو ساتھ لیا چند باتیں اُسکو سکھائیں ایک شاگرد اور بہران سبکرو اسکے بھی کچھ کان میں کہا
ان دونوں کو سمجھا کر چلا آپ تو الگ ہوا جواہر خنجر زن کو اب ایسا شک ہوا خود دروازے پر سکندر کے
بیٹھا ہے کیا مجال ہے کہ ہوا بھی گذر کر سکے جو سامنے آیا آواز دی کون آتا ہے اگر اُسنے جواب دیا فبہا نہ جواب دیا
بہر لڑائی ہے شب تمام گذر چکی ہے کہ دیکھا اک سیہ پوش سامنے آتا ہے مگر دبتا ہوا جواہر نے دو چار شاگرد
وغیرہ ہمیں استادہ کیا آواز دی کہ کون آتا ہے شاگردوں نے آواز دی کچھ جواب نہ ملا جواہر نے ایک شاگرد سے کہا
اسکو پکڑ لے شاگرد جھپٹے ہی جا گرفتار کرے اُسنے خنجر مارا عیار تڑپ کے گرا سیہ پوش نے نعرہ کیا کہ منم
شعلہ اپنے قطرہ زن جواہر خنجر زن دوڑا آٹھ دس شاگرد برابر دوڑے سیہ پوش کو گھیر لیا چادر منہ
سے ہٹایا دیکھا حقیقت میں شعلہ اپنے قطرہ زن ہے کمندیں مار کے پکڑ لیا جتنے عرصے میں ان لوگوں نے اسکو پکڑا
واضح ہو کہ شعلہ اپنے مہران شب گرد کو اپنی صورت بنا کے بھیجا تھا حقیقت میں وہ پکڑا گیا اُسنے جلدی سے
رنگ و روغن عیاری کا لگا کر جواہر کی صورت بنکے تیار ہوا خیمہ میں شاہزادے کے گھسا جا کے شاہزادے کو
بیہوش کیا پشتارہ باندھ کے پشت بارگاہ سے لے نکلا بہران سے کہدیا تھا جب جواہر خنجر زن قید شاگردوں
کی حوالہ کر دے اور آپ طرف بارگاہ کے جائے تب تو جواہر بنکے مہران کو چھڑا لینا حقیقت میں یہی ہوا کہ
بہران بصورت جواہر بنکے شاگردوں کے پاس آیا کہا ابھی اسکو مجھے دیدو رات کو اپنے پاس دربارگاہ پر
قید رکھونگا صبح کو جیسا حکم شاہنشاہی ہو وہ ہوگا شاگردوں نے اسکو حوالے کیا بہران نے مہران کو لیجا کے
خیمے کی آڑ میں کمندیں کاٹ دیں دونوں نکل گئے جواہر جو دربارگاہ پر آیا دو چار شاگردوں نے کہا اُستاد
آپ تو ابھی اندر گئے تھے جواہر گھبرا گیا جن شاگردوں کو قیدی دی تھی وہ یہ کہتے ہوئے آئے کہ آپ نے ہمسے
پشتارہ لے لیا جواہر نے کہا یارو غضب عیاری ہو گئی پردہ اٹھا کے اندر بارگاہ کے آیا دیکھا پلنگ شاہزادے کا
خالی ہے سر پیٹ کے چلایا ہے بیشتر شعلہ کا معلوم ہوتا ہے جواہر روتا ہوا نکلا کہا یارو جس سے ہو سکے وہ کرے
آج گرفتار ہونا شاہزادے کا بڑا غضب ہوا شبدیز دن بھر لڑا اسکا جی چھوٹ گیا اُسنے کئی عیار کو بھیجا مگر
عجب کام ہو گیا میں تو جاتا ہوں یہ کہکے جواہر چلا ستارۂ سحری چمکا ہی شہنشاہ ثوابت و سیارگان نے شکست
کھائی مہرتابان نیزۂ خطوط شعاعی ہاتھ میں لیکر میدان گاہ جہان میں جلوہ فرما ہوا توسن فلک کو زیر ران
کیا جواہر خدمتگار بنکے اسوقت دربارگاہ پر پہنچا کہ شعلہ ابھی پشتارہ لیکر آیا ہے سامنے شبدیز کے پہنچا
شبدیز نے پکار کے پوچھا کیوں شعلہ کیا کیا کہا حضور جو کہا تھا وہی کیا اب آپ اپنے وعدے کو پورا کیجے
شبدیز اٹھ بیٹھا حکم دیا جلادوں کو وہ جواہر خیمے کے چوب کی آڑ پکڑے ہوئے کھڑا ہے اُسنے دیکھا کہ جلاد
اندر آئے شعلہ سے کہا اسے ہوشیار کر شعلہ نے کہا حضور آہنگر کو بلائیے شیر کو دام تزویر میں پھانسا ہے کمندیں
توڑ کے پھینک دیگا بارگاہ میں خون کا دریا بہائیگا لڑتا بھڑتا نکل جائیگا کہا اچھا جو تمہاری خوشی فوراً آہنگر
آیا ہاتھ میں ہتھکڑیاں پاؤں میں بیڑیاں گلے میں طوق بغلوں میں خاردار لٹو بازو و پیر جوڑ کے فولاد کے
سینے پر سیخچے پشت پر سل اصل قید سخت میں گرفتار کیا اب شاہزادے کو فتیلۂ رفع بیہوشی دیا شاہزادے نے
ہاتھ اٹھایا خانۂ زنجیر میں خلل ہوا بل کر کے اٹھا پکار کے آواز دی سلام ہمارا اسیر ہو جیو کہ جو خداوند شجر کو

برحق جانتا ہو شبدیز نے کہا کیون سکندر اب اپنے کو کس حال مین پاتے ہو سکندر نے جواب دیا جسطرح شیر زمند
گوسپندان مین قید ہو مجھے کچھ خوف نہین ہو تجھسے ہو سکے وہ کر اگر ایسے نامرد کے ہاتھ سے قضا ہی تو کیا خوف ہی
شبدیز نے کہا جلد قتل کرو مگر یہان لشکر مین ہنگامہ ہوا سوسن پر پرواز پیدا کرکے چلی یہان سلیم جادو بھی
آگئی ہی جیسے ہی شبدیز نے کہا کہ جلاد کو لاؤ جواہر آہنگ کے بارگاہ مین آیا ڈھاٹا باندھے ہوے خنجر ہاتھ مین
آواز دی ای پہلوان قتل کرتا ہون شبدیز نے کہا جلد سر کاٹ لے مگر شہلا چوٹ کھائے ہوے تھا اسنے کہا
ای جلاد ذرا ادھر آ جواہر کب جواب دیتا ہی کہا معتبر صاحب ٹھہریے دشمن کو قتل کرلون تب آپکے کام کرون
شہلا چلا ایک شاگرد برابر کھڑا تھا اسنے کہا آپ دخل نہ دیجیے شہلا نے کہا تجھے کیا کام اس شاگرد نے
پیچھے مارا کہا دیکھو ہمکو یہ کام ہی شہلا کا سر زخمی ہوا اسنے کہا یارو لینا جواہر نے اتنی جو مہلت پائی جھپٹ کر ہتھکڑیان [illegible]
کاٹین شاہزادے نے نعرہ کرکے قید توڑی ایک جوان کو مار کے تلوار لی نعرہ کرکے لڑنے لگا جواہر پر بہت سے
عیار آ پڑے اسکے شاگرد بھی پہونچ گئے تھے وہ اسکا شاگرد تھا جسنے شہلا کو زخمی کیا شبدیز بھی ہلک کے اٹھا
نعرہ کیا یارو سکندر جانے نہ پاوے چہار طرف سے اسکے لوگ دوڑے جواہر کے چالیس شاگرد پہونچے تھے
شہلا سے تلوار چلنے لگی اسکے شاگرد بہت تھے جواہر گھر گیا چہار جانب سے کمندین پڑین یہ گرا سبھون نے
بلوہ کرکے جواہر کو پکڑکے کشتان کشتان سامنے شبدیز کے لائے شاگرد جواہر کے بھاگے کہ لشکر مین خبر کرین
شب گرد نے کہا ای شہلا جسطرح ہو سکے سکندر کو مار لو تین سو کمند انداز شاہزادے پر ٹوٹ پڑے زنجیرین
کمندین چہار طرف سے پڑین شاہزادہ مجبور ہوگے گرا کئی ہزار جیسا ٹوٹ پڑے مگر اس حال مین بھی سکندر
کی یہ جرأت تھی کہ جب تڑپا کمندین توڑ ڈالین زنجیرین تک شکست ہوئین جسکو گھونسا مار دیا اس کا بھیجا کا
سر پھٹ گیا شبدیز اس جرأت کو دیکھکے گھبرا رہا ہی کہتا ہی یارو پکڑلو جو قریب پہونچا مارا گیا شاہزادہ چاہتا ہی
کمندین توڑکر پھر تلوار لے لون شبدیز پر جا پڑون کمندین پڑ رہی ہین جب گردن و کمر مین کمندین آگئین
شاہزادے نے انکو توڑ دیا دو چار عیار دنگو مارا پھر کمندین پڑین شاہزادے کا یہ حال ہی کہ جان بچانا
محال ہی اکیلا کد و کاوش کر رہا ہی مگر ان نامردون سے جان نہین بچتی شبدیز بھی شریک ہوتا ہی مگر خوف
کے مارے دور دور رہتا ہی کہہ رہا ہی ارے پکڑلو گرفتار کرلو اس جوان نے بڑا غضب کیا چالیس پچاس جوان
مار کے ڈالدیے اور گرفتار نہین ہوتا جسطرح ہو سکے اسکو گرفتار کرلو دولت دنیا سے نہال کردونگا سپرین
جواہرات سے بھردونگا جھپٹ جھپٹ کے بہادر دوڑتے ہین شاہزادے نے اس حال مین بھی دربارین اسنے
دریا لہو کا بہا دیا مگر مجبور و لاچار ہی کہ ہتھیار ہاتھ مین نہین نہتا لڑ رہا ہی اب سلیم اٹھی جب شبدیز نے
بہت کہا کہ ای سلیم تو کیا دیکھ رہی ہی سحر نہین کرتی سلیم نے اٹھکے سحر کیا یہان ہیکل گلے مین تھا ہی سحر نے تاثیر نہ کی
سکندر اسطرح لڑ رہا ہی کہ ملکہ سوسن گوہر پوش آتی ہے چکی دیکھا شاہزادۂ والا قدر اس مجمع مین پھنسا ہی
دیوانہ وار لڑ رہا ہی کلیجہ منہ کو آگیا وہین سے نعرہ کیا او بیحیا ٹھہر ملکہ سوسن گوہر پوش سلیم نے للکارا
او گیسو بریدہ تیرے نام سے شاہان طلسم کو نفرت ہی حکم ہی سر کاٹ کے لاؤ تو نے تو غدر ڈالدیا ہی یہ کہکے اسنے
سحر کیا ملکہ سوسن گوہر پوش نے سحر کو باطل کردیا کڑک کے گری پلٹ کے دیکھا جواہر کی مشکین بندھی
ہوئی ہین پانچ چار عیار لیے کھڑے ہین پلٹ کے نگاہ جو ڈالی مہتر شبگرد کی شاگرد شہلا سے آنکھ مل گئی
گھبرا گیا اسی بیقراری مین یہ اشعار پر بہار عاشقانہ پڑھنے لگا نظم

جانانا گرچہ جور و جفا میکشد مرا

اور راچہ جرم مہر و وفا میکشد مرا
گر غیر دست و پائے تو پوشد بیا کشم
نازش جدا کرشمہ جدا میکشد مرا
رشکم دران حریم بجائے رسیدہ آت
بودن میان خوف و رجا میکشد مرا

گفتم کہ بندہ را ز برائے خدا مکش
جائے کہ رشک رنگ حنا میکشد مرا
دست از علاج من بکش ای مہربان طبیب
کامد شد نسیم حبیب امیکشد مرا
من سر بسر گناہم و او بیگناہ کش

این طرفہ کہ برائے خدا میکشد مرا
جائز حبیبان ز دست دو قاتل خود
من زندہ ام بدرد دوا میکشد مرا
بکر دیگرم بیایرد شوم ایمن از بلا
واقف مپرس از و کہ چرا میکشد مرا

گریبان چاک کیا یکبار کر آواز دی ای مجرم راز عاشقان ای سوزگداز گنہگاران ایک نظر تو اٹھاؤ حسرت دیدار مین مرتے ہین اپنے کو مطعون و بدنام کرتے ہین شہلا نے کہا او مہران کیا بیہودہ بکتا ہی یہ تجھکو کیا ہوا ملکہ نے آواز دی ای عاشق صادق میرے جواہر کو تو قید سے چھڑا دے مفت مین بیچارہ پھنسا ہی مہران شہباز گر دنیچہ کھینچکر شہلا پر جھپٹا ہر چند اسنے ہان ہان کی مہران کب رکتا ہی ایک نیچہ مارا کہ اسکی ران زخمی ہوئی پلٹ کے اک نگہبان کو مارا جواہر سے کہا عتبر صاحب اٹھیے دیکھون آپکو کون روکتا ہی تین نگہبان بھاگ گئے اسنے جواہر کی زنجیر کاٹ دی جواہر بھی لڑنے لگا قضا کار بیان تو دو پہر سے ہنگامہ گیر و دار بلند ہی جواہر و سکندر رو سوسن نے خون کے دریا بہا دیئے ہزارون لاشے گرادیے سحر العجائب و سحر الغرائب دربار مین تخت پر بیٹھے ہین تاج نخوت سر زرد نکبت در بر خود سر پیر وحماقت رہبر راہ ضلالت گمراہ کوچہ خفت سرداران خرس طینت میمون خصلت خر سہارے بادیہ جہالت گرد بیٹھے ہین ناچ ہو رہا ہی پھولے ہوئے اپنے کو بھولے ہوئے غرور سے اپنے پیرہن مین نہین سماتے ہین ایک ایک سے کہ رہے ہین بار و مینے دیکھا ہمنے بادشاہ طلسم کوکب روشن ضمیر کو قید کر لیا کیا جلد خطوہ رقہر قدرت ساحری و جمشید ہوا کیا بلا مین پھنسے لیچھ ہو گئے تھے ہمین صورت بھی دیکھنا ناگوار ہی کیا کرین سیاہ طلسم سے لاچار ہین جب قصد کیا کاہن طلسم دوڑا آیا برائے خیر خواہی منع کرتا ہی پہلو مین کرسی جواہر نگار پر وزیر اعظم شداد لو ہن بیٹھا ہی اسنے کہا عرصہ ہوا کہ سکندر کو سوسن چرا کے لے گئی عیش کرتی ہوگی آپنے شبدیز سیہ پوش و سیلم جادو وغیرہ کو لکھ بھیجا تھا کہ ان دونون سرکشون کو گرفتار کر کے بھیجو کچھ انکا احوال نہ معلوم ہوا کہ پہلوان سنے کیا کیا ساحرہ پر کیا گذری یہ سنکے سحر العجائب اٹھا کہا مین کئی طور سے دریافت کر سکتا ہون یہ کہکے اسنے ایک کوٹھری کھولی اسمین سے ایک پتلی سونے کی نکلی سحر العجائب نے کہا ای شبیہ ساحری اسوقت کچھ باتین کرو ہمارا دل بہت گھبراتا ہی پتلی نے کہا آپکے خلاف نہو تو عرض کرون سنیے عرض کرتی ہون

نظم واقف

آشفتۂ فتنۂ و بلائے ہست
در ما را اگر دوائے ہست
کہ ہنوزم بسر ہوائے ہست
کہ عجب تار خوش صدائے ہست
کہ مرا با تو ماجرائے ہست
دل گہے در دآشنائے ہست
شکرہا میکنم گدائے ہست
از چہ در سینہ ہائے ہائے ہست

لکھنیا ای بتان خراب دلم
خواجہ بر دولت اعتماد مکن
زادن و مردن آمد و رفت است
مکن ای تو قیامت دم رخنہ
مکنم در جفا کشی تقصیر
نشست بر ہر کہ بست می شکند
راست گوئید ای نیازدگان

آخر این خانہ را خدائے ہست
کہ غلام گریز پائے ہست
وہ ہم کاروان سرائے ہست
دیدہ مشتاق خاکپائے ہست
گر بدانم ترا دفائے ہست
انگشش تیر بیخطائے ہست
کہ چہ بالائے او بلائے ہست

ہر کجا شوخ سیر زائے ہست
در شفاخانہ لب یار ست
خاک گشتم بیا بیا دم دہ
عاشقے زار را نوازش کن
تند چون سیل از سرم مگذر
ایکہ مے پرسی آشنائے تو کیست
گرچہ بے برگ گشتہ ام چون رنگ
گر نہ جان داد دل زغم واقف

یہ اشعار بہ مضامین متفرقات جو پتلی نے پڑھے سب اہالیان دربار دنگ ہوگئے سب

شاہون کی جانب دیکھا کہا ای شاہان طلسم آپنے یہ مضمون سُنا ساحری وجمشیدکی یہ کنیز خاص ہی دیکھیے کیا بکتی ہی کہتی ہی جس سے بربادی طلسم کا مضمون پایا جاتا ہی ان دونون نے کہا کیون بیہودہ بکتے ہو اس طلسم کو ہزار سال تک زوال نہین ہی ہمین بالکل اسکی بربادی کا خیال نہین ہی کیا مجال ہی کسی کی جو اسیر دست انداز ہو کون دنیا مین ہی جو ہمارے سحر کا مقابلہ کرے یہ تو شیر بشیشۂ ساحری ہی اسکے رگ و ریشے مین تمام مکاری بھری ہی جو یاد آگیا وہ اِسنے پڑھدیا اسکی بات قابل اعتبار نہین ہی بعض نے یہ بھی تو نظم کردیا ہی کہ ہم اسقدر روئے کہ دریا اشکو نکا تا بہ آسمان پہونچا فرشتون کو ڈر ہوا کہ ہم ڈوب نہ جائین جن لوگون کو ایسی بات کہنے مین خوف نہ آیا اُنکے اقوال سے خالی نہین اور اُسکو مستند جانین ہم اُسکو مہمل جانتے ہین اب اصلی معاملہ پوچھو کہ کیا کیفیت ہی پتلی چپ کھڑی ہی سارا لشکر بہ نگاہ حیرت دیکھ رہا ہی وہ پتلی یہی کہتی ہی کہ کیا دربار ہی سارا انشو و نما بیکار ہی بڑے بڑے شاہان جلیل حسرت و یاس لیکے پردۂ دنیا سے اُٹھ گئے اُنکی قبرون کا نشان نہین ملتا جن لوگون نے دعوی خدائی کیا وہ کہان گئے آخر ہیو نار خاک ہوے کس کا ذکر کرین اور کہان تک خانۂ دل مین خزانۂ غم و الم بھرین سب سن رہے ہین سحر العجائب نے کہا ای شبیہ ساحری ہمنے تمکو کیون بلایا جن باتون کو نہ پوچھین اُنکا ذکر نہ کرو لوگو نکو وحشت ہوتی ہی روح ساحری جہنم مین بار روتی ہی یہ بتاؤ کہ سوسن گوہر پوش وسکندر زرین پوش زرین علم پر کیا گذری ہمنے شبدیز راز نسیم کو بھیجا تھا اُنھون نے کیا کیا کنیز ہنسی کہا ان دونون پر زوال ہی سکندر رو سوسن و جواہر خنجر زن عیار پر فن سے دربار مین تلوار چل رہی ہی پہلوان و ساحرہ سحر سوسن و جرأت سکندر سے زخمی ہوکر عیار پکڑا آگیا تھا مگر چھوٹا آپ کے تابعین بھاگا چاہتے ہین اب سکندر نے میدان پکڑا مرکب و سلاح بھی اُسکو مل گیا سحر العجائب نے کہا کیا باعث ہی کہ سکندر پر سحر تاثیر نہین کرتا ہی پتلی نے کہا سوسن نے مشقت کرکے اک ہیکل بنادی ہی وہ گلے مین پہنے ہی اسوجہ سے سحر تاثیر نہین کرتا ہی یہ کہکے اک چیخ ماری جل کے گر پڑی اُس خاک سے اک طائر پیدا ہوا چیخ مار کے بلند ہوا آواز دی کہ یارو اسی سال مین یہ طلسم فتح ہو گا تم تمام سب جن جن کے مارے جائینگے امان نہ پائینگے سحر العجائب نے غصے مین آکے ماش کا دانہ مار دیا پکار کر کہا بیحیا یہ تجھسے کون پوچھتا ہی وہ طائر جلکے گرا اُسکی خاک سے بھی اک طائر پیدا ہوا اُسنے بھی یہی آواز دی آخر سحر العجائب نے اسکو بھی جلایا تیسرا طائر پیدا ہوا اُسنے آواز دی ای سحر العجائب جہانتک تو جلائیگا طائر پیدا ہوتے جائینگے گھرا ہون کے ہوش اُڑا ئینگے ہمکو نکل جانے دے کیون ستاتا ہی روح ساحری بیچین ہی سحر العجائب چپ ہو رہا جو تھا طائر صدا دیتا ہوا اُڑ گیا تمام اہالیان شہر نے یہ آواز سنی کہ طائر چیخین مارتا ہوا جاتا ہی تمام شہر والے سن رہے ہین عجب طرح کی آواز دیتا ہی اُسکی آواز سے عجب طرح کے یہ اشعار دلفگار پیدا ہو رہے ہین

کار کرد از بس بہ لہا تیر مژگان شما
وقت آنکس خوش کہ باشد از اسیران شما
دور چشم بد کہ چون با دام تو ام بادلم
گاہ گاہی میکشم خود را بمیدان شما
ملک دل را از نگاہے میتوان تسخیر کرد

خوش نگاہان بسکہ شوخ افتاد مژگان شما
دستہ ابرو کمانان گشتہ قربان شما
رشک داغ دل مرا بسیار می آرد بتو
سخت جسپان اختلاط افتادہ پیکان شما
می فروشان خرقہ میخواہم کنم زاہن شراب
چیست از لشکر کشی منظور مژگان شما

بشنید حق می کند برچشم فتان شما
از گلستان می ستاند باج زندان شما
تا سیہ کردہ است چشمی بر نمکدان شما
قابل رنگ شہادت نیستم لیکن از ہوس
گر قبول افتد شوم مرہون احسان شما
بے اثر نبود صدائے گر شکست دل بود

کاوش افتد شیشہ ام از طاق نسیان شما
قطرہ ہاے خون من چون گل گریبان سیدرد
بعد ازین می افگنم دل در گریبان شما
خواہ بدگوئید خوبان خواہ دشنامم دہید
روزی من زہرہ شد از شکرستان شما
میکنی نسبت لب شیرین خود را با عسل
بادم گرشتہ خنجرہاے مژگان شما
واقفی آتش بجان ہرگز نخواہد بردجان
بود جان بردن ز ضعف دل بسے مشکل مرا
جامہ زیبان از ہواے طوف دامان شما
گردش چشم تو باشد کار ساز عالمے
من دعاگوے شمایم من ثناخوان شما
افتادم سر رشتۂ جمعیت عالم بدست
این سخن ہرگز مناسب نیست با شان شما
با دل پرخون بسان زخم خندان نیستم
ہمچو شمع صبح از بہاے خندان شما
بومی گردم اگر سیب زنخدان شما
نیست در دامان من این طفل را یکدم قرار
آسمان بیکار میگردد بدوران شما
ہمچو من لمحی نصیبی نیست ای شیرین لبان
گر دہد تاری ہمین زلف پریشان شما
حیرتم گشتہ است خون عالمے چون بخیہ
جان من ہست اختراع دردمندان شما

سارے شہر والے کانون پر ہاتھ رکھتے ہین بعض کہتے ہین یارو سنا تمنے طائر کی آواز سنکر ہوش اڑتے ہین کیا کہتا ہوا جاتا ہی مقام عبرت ہی نگوڑ امی کا انجام بد ہوگا یارو ہم لوگون نے خوف نہ کیا اپنے شہنشاہ کا ساتھ نہ دیا حکمرانون نے انھین قید کر لیا سنتے کہا سنتے ہین اپر جفائین گذرتی ہین اکثر آب و دانہ بند رہتا ہی ایک ایک جلیل جفائین سہتا ہی براے کوٹ قید مقام باغ ویران سنسان کف دست میدان روش پٹریان اجاڑ ایک ایک درخت جنگل کا جھاڑ پھول کا نام نہین بلبلو نکو اس باغ مین آنے سے کام نہین صیاد و گلچین کا مسکن براے طائر رنگ گل صبا رہزن وہان ایسے بادشاہون کو کیونکر آرام آئے یقین ہی سامری و جمشید کے بھی خلاف گذرا ہو قہر اپنا نازل کرینگے مفت مین گیہون کے ساتھ مین گھن بھی پیسا رعیت والے تباہی مین پڑے ہملوگ کیا جواب دینگے صاحبقران ضرور آئینگے ہملوگ مارے جائینگے ہر گلی اور کوچے مین یہی ذکر ہی کہ آج تو طائر طلسم پکارتا ہوا گیا ہی کہ زمانہ انقلاب کا آیا ہی طلسم نور افشان کی عمر گذر گئی اس طلسم پر سے یہ سال آخر سال ہی جو کچھ کاہن نے بیان کیا ہی اسکا قول کرسی نشین ہوا ہی طائر پکارتا پھرتا ہی سنتا تھا کہ اے غافلو ہوشیار ہو جاؤ اس طائر کے نکل جانے سے ہنگامۂ عظیم برپا ہی آواز طائر کی جسنے سن لی تمام شہر مین مشہور ہو گیا کہ طائر ساختۂ سحر سامری و جمشید پکار پکار کے گیا اسکی صدا عبرت خیز تھی تاثیر بھی حیرت انگیز تھی مگر سحر العجائب و مصر الغرائب نے بعد اس فعل کے آواز دی کوئی ہی جو اس جنگ مین جائے پہلوان اور ساحرہ کو بچا کے لے آئے سر جنگ جادو وزیر دست چپ غصے مین آکے اٹھا کہنے لگا کہ حضور ہم آپکی باتون کو سمجھتے ہین ان باتون مین سامری و جمشید کا بھی کہنا ہرگز ہرگز قبول نہین مطلب دل حصول نہین یقین کامل ہی کہ سحر بالکل غلط نکلینگے غلام جاتا ہی اور سکندر زرین پوش زرین علم کو اور ملکہ سوسن گوہر پوش کو ابھی لے کے آتا ہی یہ کہکے یکہ و تنہا اٹھا عہدے مین وزیر اعظم ہی کئی سو جادوگر کھڑے ہو گئے سبھون نے عرض کی اگر حکم ہو تو ہم آپ کے ہمراہ چلین وہان جاکے خوب لڑین سر جنگ جادو نے کہا مجھے کسی کی ضرورت نہین ہی مین یکہ و تنہا تڑپتا ہوا جاتا ہون تڑپ کے گرد ڈالونگا سب باغیون کو پکڑ کے لے آؤنگا تھوڑے عرصے مین آتا ہون مزا اپنی جرأت کا دکھاتا ہون یہ کہکے چمک کا برق بنکے چلا دربار مین ہلڑ ہوا کہ سر جنگ جادو وزیر اعظم شاہان طلسم براے گرفتاری ملکہ سوسن گوہر پوش و شاہزادہ سکندر زرین پوش زرین علم یکہ و تنہا جاتا ہی مگر اب احوال لڑائی کا سنیے کہ شاہزادہ والا قدر سکندر زرین پوش زرین علم شیرانہ دلیرانہ لڑتے ہوے

سامنے شبدیز کے پہونچے شبدیز نیچے نہ ہٹ سکا تلوار کا ہاتھ مارا اسکندر نے تلوار کو تلوار پر گا نٹھا تیغہ ہلالی کا ہاتھ مارا
تیغہ چمک کے گرا اُسنے سپر کہ چہرے کی پناہ کیا مگر تیغہ سپر نے سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر تیغہ گرا شبدیز کے دو ٹکڑے
ہوے فوج مین شبدیز سیہ پوش کی ہڑبڑا پڑا یار و غضب ہوا پہلوان ہمارا مارا گیا ہم کدھر بھاگ کے جائین
بیشہ ویران ہوا یہ بیشۂ شیر ہی اسکو کون آباد کریگا زمین سے گرد اُڑی علمون نے بال کھولے دامے لپٹے
سر پیٹنے لگے تیر چلاتے پھرتے تھے دور جاکے منھ کے بل گرتے تھے سلیم جادو نے جب یہ خبر وحشت اثر
سنی کہ شبدیز سیہ پوش مارا گیا غصے مین کانپ گئی ساتھ والی جادوگرنیون سے کہا مین بدنام ہوئی سب
لوگ یہی کہینگے کہ سلیم جادو نے شبدیز سیہ پوش کو نہ بچایا شبدیز کو قتل کرا دیا یہ کہکے اُڑی ہوئی چلی اس
زور و شور سے سحر کرتی تھی کہ جہان پڑی ہزار دو ہزار ساحران غدار کو مارا اسنے ستھراؤ کر دیا ہے
لگی نخل جلا دیے قصر تن گرا دیے دریاے آتش بنایا صدہا کو اسمین ڈبویا لشکر مین ایک ہنگامہ ہے سوسن
ایک مقام پر ٹھہری ہین وزیر زادیان بھی اس جگہ پر آگئی ہین ذکر جرأت شاہزادۂ سکندر زرین پوش
علم ہو رہا ہی ملکہ سوسن گوہر پوش کہتی ہین اسکا فکر اسطرح منھ بھر کے نہ کرو ایسے ہی مقام پر نظر لگ جاتی
ہین الٰہی خوف سے لگاہ بھر کے نہین دیکھتی ہون آپ اپنے پانون کے نیچے کی مٹی چولھے مین ڈالتی ہون ہوا
بُرا نہ ماننا ایسا ضرور ہو جاتا ہی کنیزین کہ رہی ہین کہ حضور ہمسے نہین چپ رہا جاتا اس زور و شور سے
اُس پہلوان کو مارا کہ اُسکے ساتھ والے جتنے ہین سب بھاگے جاتے ہین ٹھہر نہین سکتے رنگ لڑائی کا بگڑا
یکایک ہنگامہ ہوا لوگون کے رونے کی آواز آئی ایکطرف سے دریاے آتش بھڑکا لکہ ابر کرہ کا اُس دریا نے
صدہا نخل جلا دیے ملکہ نے گھبرا کے پوچھا ارے یہ کیسا سحر ہی کئی سو کنیزین بھاگی ہوئی آئین اُنھون نے
عرض کی کہ حضور شبدیز کے مارے جانے کی خبر سنکے سلیم جادو کو بڑا جوش و خروش ہوا اُسنے کئی ہزار ساحر
مارے دریا بناکر لڑتی ہوئی آتی ہی شاہزادہ سکندر نے جو دیکھا کہ ملکہ سوسن و سلیم مین بلا کا سحر ہو رہا ہی سکندر نے
دور سے سلیم کو تاکا تیر کمان مین پیوست کرکے مارا سلیم نے اُس تیر کو جلا دیا سوسن نے گولہ مارا سینہ پر کینہ پر لگکے ٹوٹا
توڑ کر پشت کو پار گذرا نقارۂ فتح و نصرت پر چوب پڑی یہان ملکہ سوسن نے جو دیکھا کہ شاہزادۂ سکندر کو بھاگتے
ہوئون کا پیچھا کر رہے ہین وہ بھی جب عاجز ہوتے ہین لڑنے لگتے ہین کنیزون سے کہا ارے شاہزادے کو روکو
وہ تو کسی کی سنتے نہین بڑھتے چلے جاتے ہین بس لڑائی ہو چکی دشمنون نے شکست کھائی بھاگے ہوئون کا پیچھا کرنے
سے کیا فائدہ میرے ہوش درست نہین

نی بسوے یار و نہ کردی خبر مرا
بر دل غبار است ازین رہگذر مرا
خواہم سعادتے ز طوفِ قفس برم
واقف نگندہ بود ز تشیم پدر مرا

پروردۂ عشق اگرچہ بخون جگر مرا
خون شد ز بوے فائیت ایدل جگر مرا
زمینیان کہ بیکسانہ بہ بستر فتادہ ام
ورنہ چہ حاصلست ازین مشت پر مرا

افگندہ یار ہیچ بہ پیر شانہ از ظفر مرا
ہر سو صبا ز رہگذرش ہست برد غبار
ترسم کہ عمر نیز نیاید بسر مرا
بودم ہنوز طفل کہ چون اشک شور عشق

کنیزون نے بڑھکے شاہزادے کو روکا باگ مین ہاتھ ڈالدیا کہا دیکھیے
ملکۂ عالم کیا فرماتی ہین منع کرتی ہین کہ بھگیاؤن کو جانے دیجیے بھاگے ہوؤن کا پیچھا نہ کیجیے شاہزادہ ٹھہر گیا
مگر کہنی سے خون ٹپکتا ہوا جسم پر خون کے چھینٹے پڑے ہوے تیغۂ ہلالی ہاتھ مین لیے ہوے خود زرین
سر پر مرکب نے لڑائی مین سیکڑون کو پامال کیا سمون مین خون بھرا ہوا ہی ملکۂ سوسن گوہر پوش قریب
پہونچین اپنے طاؤس سے کود پڑین پشت مرکب پر ہاتھ رکھدیا کہا اے شہریار پلٹیے خداوند سحر نے اپنا فضل

شریک کیا سر سبز و شاداب ہوئے مظفر و منصور ہوئے کہ سر جنگ جادو ساحر بدخو آسمان پر آکے چمکا اسنے دیکھا کہ دو کوس کے گردے مین ہزار ہا لاشہ پڑا ہی خون کا دریا بہ رہا ہی دیکھتا ہوا چلا آتا ہی دل سے کہتا ہی بڑا کشت و خون ہوا ہزار ہا اہالیان فوج شہنشاہ مارے گئے مگر سلیم و شبدیز بھی نہین ہین ایک مقام پر دیکھا تین سر درختون مین لٹکے ہین شبدیز و سلیم کے سر کو دیکھ کے غصہ آیا جی مین کہتا ہی کہ بڑا غضب ہوا دونون افسر مارے گئے نہین معلوم یہ تیسرا سر کسکا ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ بھی افسر ہی جانبازی کرکے مارا گیا اک گولہ تیار کرتا ہوا آگے بڑھا سوسن و سکندر کو اک مقام پر باتین کرتے ہوئے دیکھا جل گیا سوسن دامن پکڑے ہوئے شاہزاد کیا یہ اشعار عبرت آثار پڑھ رہی ہین او کہتی ہین کہ میری یہ حالت ہی نظم

دلم برباد رغم عشقت سر شادی نمی باشد
بلی در عشق شاگردی و استادی نمی باشد
بدامت آدم اغماض فرمودی سرت گردم
کہ در دشت خراب عشق آبادی نمی باشد
دل صد پارہ و ہر پارہ مجنونی ست سرگردان
گرفتار ترا پروائے آزادی نمی باشد
مرا در آتش افگندی و من وز دیدہ میسوزم
ز صید خود تغافل رسم صیادی نمی باشد
مکن ای شوخ زیر اندام با سخت گیر بہا
چو من آوارہ واقف درین وادی نمی باشد
بہ تعلیم و تعلم ہیچکس عاشق نمی گردد
سپند مجمر شوق تو فریادی نمی باشد
ز لخت دل مہیا ساختم برگ سفر زین رہ
کہ سیمین پیکران را پنجہ فولادی نمی باشد

یہ جو اس بیحیا نے دیکھا گولہ جو سحر کا تیار کر کے لایا تھا وہی گولہ پھینک مارا اور اپنے نام کا نعرہ کیا منم سر جنگ جادو ای سوسن ہوشیار ہو جاؤ گولہ جو پھٹا اور گولے نے دورہ باندھا بیس ہزار ساحر و بارہ ہزار غیر ساحر اس سحر مین پھنسے مگر جیب ہو کر کھڑے رہگئے کسی کے ہاتھ سے تلوار چھوٹکر گری کسی کے گھوڑے نے بدلگامی کی کوئی آئینہ دار حیران کوئی بشکل گیسو پریشان کوئی منہ کے بھل گرتا ہی کوئی تھرا کے بیٹھ گیا کسی نے شاخ نخل تھامی کسی پر بجلی چمکی کسی پر برق گری تیس ہزار آدمی ایک رنگ مین ملکہ سوسن کا چہرہ سفید زیست سے ناامید جھولی بھی بائین ہاتھ سے گر پڑی اتنا تو منہ سے نکلا کہ شہریار غضب ہوا وزیر سحر العجائب کا آگیا اتنا کہکے جیب ہوئین سکندر کے گھوڑے کے پانون زمین مین غرق ہوئے ہاتھ پانون تھرائے اک طائر کڑک کر گرا اسنے گلے سے ہیکل اتار لی مگر لیکے نہ جا سکا اسی مقام پر گر پڑی مگر سکندر خاموش ہوئے تلوار ہاتھ سے گری سپر پشت سے جدا ہوئی کمان کیانی مین خم آیا تیر ترکش سے نکلے مثل طائر بسمل تڑپنے لگے سر جنگ جادو زمین پر آیا شاہزادہ بھی خاموش ہی ملکہ سوسن کو حیرت کا جوش ہی آنکھ اٹھائی ہین پھر سکندر کی جانب دیکھکر نگاہین جھکا لیتی ہین سکندر بھی بہ نگاہ حسرت سوسن کو دیکھ رہے ہین نگاہون سے یاس پیدا ہی سوسن ایسی شیدائی نگاہون سے آنسو جاری نگاہون سے یہ اشعار پیدا ہین جو بیان لب سے ہویدا ہین مگر عالم حسرت و یاس دونون کے چہرے اداس دل ہین درد لب پر آہ سرد بس یہ کیفیت تھی کہ نظم

تیر انیاز سند جوا ای نازنین نہین
انصاف چاہتا ہی یہ ای نازنین نہین
نعلون سے کچھ غرض نہین مطلب ہی یار سے
کب بند و بست سلسلۂ عنبرین نہین
آنکھین دکھاؤ تم تو شیاطین بھاگ جائین
اتنا تفاوت انمین ہی حسین جبین نہین
دونون جہان مین سکا ٹھکانا کہین نہین
تیغ برہنہ کب نہین قاتل کے ہاتھ مین
نظارہ باز یار ہون مین صبح بین نہین
فرمان قدرتی مین ہی طغرائے قدرتی
تیر شہاب ہی نگہ خشمگین نہین
عمر گذشتہ کا کہین لگتا نہین پتا
ہم بوسہ مانگین اور کہے تو نہین نہین
کس وقت کہنیون سے چڑھی آستین نہین
سودا زدون سے اپنے نہین بیخبر وہ شوخ
رخسار شاہ حسن پہ چین جبین نہین
رخسار بادشاہ ہی دل مجھ فقیر کا
بالائے آسمان نہین زیر زمین نہین

پہنا کے تجکو دیکھتے ای جامہ زیب حیف
تسا بھی بے نیاز کوئی نازنین نہین
ہمکو سُنا کے کہتا ہی دل بھر کے جام عشق
عالم سے غافل اپنے جہان آفرین نہین
دیتے ہو سیدھی بات کا اُلٹا ہمین جواب
نازک ترے بدن سے میان یاسمین نہین

کلیان قبا ے گل مین نہین آستین نہین
گُل ہوتے ہین بہار مین ہے چراغ عقل
ہو چاہیے پی لے زہر تو یا انگبین نہین
آنکھونکے سامنے سے نہ ہٹ ای خیال یار
کیا دلپسند ہو سخن دلنشین نہین
سوزش فراق سے نہ کچھ آتش کا حال پوچھ

کوئی مرے کوئی جیے مطلق نہین خیال
کام آستین کا کرتی ہی گو آستین نہین
اللہ بیخبر نہین بندون سے بیخبر
تجھسے کوئی عزیز دم واپسین نہین
دیکھا مساس کرکے صبا کیطرح بہت
دم اژدہے کا ہی نفس آتشین نہین

سرجنگ نے عاشق و معشوق مین جو یہ راز و نیاز دیکھے جلاگیا پکار کر آواز دی کیون بی سوسن اس دن کا خیال نہ تھا شاہان طلسم نور افشان کی سلطنت مین فرق آجائیگا یہ خیال خام و تصور ناتمام ہی ایک ادنی اُس گھر کا ساحر ہون اگر غصہ آئے طبقات زمین و آسمان ہلا دون دیکھا تمنے ایک سحر مین سب کو بیکار کیا کوئی بول نہین سکتا زبان کھول نہین سکتا مجھ اکیلے نے اتنون کو بیکار کیا اب تم دونون کی مشکین باندھکر سامنے شہنشاہ کے لیجاؤنگا انعام دل بھر کے پاؤنگا یہان جواب کون دے زبان بند دل دردمند ہوش و حواس اُڑے ہوے ہین سارا لشکر بیکار سوار پشت ہاے مرکب پر محجوب و مضطر پیدل بیکل یہ دونون افسر حیران و ششدر سرجنگ کا طعن و تشنیع دینا کبھی کہتا کیون بی سوسن یہ دن یاد نہ تھا کہ بادشاہ صاحبان اختیار ہین اُنکے سامنے کوئی زبان کھول سکتا ہی کسکی مجال ہی اس طرح اس بیحیا نے کلمات غرور کہے ملکہ سوسن کی آنکھون سے آنسو ٹپکے بیقرار ہو کر منھ سے تو آواز نہین نکلتی مگر دل مثل طائر بسمل تڑپ رہا ہی اُس بیقراری مین یہ الفاظ پیدا ہین

نظم

می شنید بہر فقیر دعاے مستغیث
یا غیاث المستغیثین حاکم فریاد رس
داروے درد یتیمان و دواے مستغیث
بر عطا داری نظر ای معطی دور زمان
دعوی ہر مدعی و مدعاے مستغیث
رحم فرما ید اگر ہندی خداوند جہان

دستگیری کن درین زندان غم یا دستگیر
اندرین مشکل تو ای مشکلکشاے مستغیث
بندہ محتاج ابداز تو ما یحتاج خویش
عفو فرماے تو ہر جرم و خطاے مستغیث
ہست از من دربار تو بہر داد خواہ
دور گردد محنت و رنج و بلاے مستغیث

از خدا حاصل شود ہر مدعاے مستغیث
تا شود ازدام غم وارستہ پاے مستغیث
چارہ ہر بندۂ بیچارۂ ای چارہ ساز
زانکہ ہستی در جہان حاجت رواے مستغیث
در نظر مد نظر ای دادگر داری مدام
باب عدالت امن و ملجا براے مستغیث

او بیحیا کیون اسقدر بلبلاتا ہے ہم مصیبت زدون کو کیون ستاتا ہی ایسا نہو تجھپر بجلی گرے تیرے دو ٹکڑے ہون شیخ سعدی فرماتے ہین

شعر نیم شب آہ زند پیرزال + دولت صد سالہ کند پائمال + دیگر بترس از آہ مظلومان کہ ہنگام دعا کردن اجابت از در حق بہر استقبال می آید + ہم پر زمانہ تنگ ہی فلک ہمسے درپے جنگ ہی مگر پیدا کرنیوالا ہر وقت اپنے بندے پر نگاہ کرتا ہی ظلم کرنیوالے کو تباہ کرتا ہی اشارون سے جو ملکہ سوسن نے رو رو کر یہ باتین کہین دریاے رحمت الہی جوش مین آیا سرجنگ جادو تلوار کھینچے ہوے براے قتل ملکہ سوسن و سکندر آتا ہی کہ راہ مین جو غریب سوار یا پیدل ملگیا کسی پر ہاتھ تلوار کا مار دیا کسی پہ اُف کردی وہ جلکر رہگیا اس طرح پائمال کرتا ہوا غربا کو بیحال کرتا ہوا وہ سب بیکار ہین ہاتھ پانون ہل نہین سکتے اعضا مین طاقت نہین آنکھون مین بصارت نہین جسکو چاہا ہاتھ مار دیا وہ بحسرت منھ دیکھ کے رہگیا زمین پر لاشہ گرا بھائی نے بھائی کی لاش کو دیکھا یہان تو یہ بدعت ہی مگر جو امیر حمزہ کی نوج ... اشکر ...

فتح چھوڑ کر گیا تھا اب جو آکے دیکھا سارا لشکر ایک مقام پر حیران و مضطر و محجوب ششدر و پریشان خاموش
کھڑے ہین ایک سے ایک کلام نہین کرتا ہی جواہر نے آکر جوانون کو پکارا کہ کیون بھیا یو مزاج کیسا ہی
شاہزادہ و سوسن گوہر پوش کہان ہین ہم بہت گھبراتے ہین کوئی جواب نہین دیتا اشارے کرتے ہین
ٹھنڈی سانسین بھرتے ہین اشارون سے ہویدا ہی یہ بات پیدا ہی خرابی و پریشانی ہمیر شیدا ہی
جواہر حیران کہ یہ کیا غضب ہوگیا شہر خموشان ہی عجب نقشہ نمایان ہی کوئی صاحب جواب نہین دیتے
چیختے چیختے حیران ہوگیا یہ سوچا کہ یہ تو سب بدحواس ہین مبتلاے زندان یاس ہین مین کس حال مین
چھوڑ کر گیا تھا اب کس کیفیت مین پایا اتنی دیر مین کیا ہوگیا تلوارین سپرین زمین مین پڑی ہوئی ہین
کمانون مین خم خنجر بیدم تیر سہمے ہوے ترکش مین چھپے ہوے ہین مار مردہ بنے ہین آخر کنارے ہوکر ایک
نخل کے سایے مین کھڑا ہوا دیکھا عجب معرکہ درپیش ہی مقام پس و پیش ہی کہ سکندر گھوڑے پر
سر جھکائے ہوے چہرے پر ہوائیان اُڑ رہی ہین سوسن گوہر پوش ایک طرف سرنگون مثل مجنون
دیوانہ وار وحشی مثال چہار جانب دیکھ رہی ہین ایک ساحر زبردست بادۂ ظلم و بدعت سے مست سوار و
پیدلون کو مارتا ہوا جاتا ہی جب زبان ہلاتا ہی شعلہ بھڑک کر گرا دو چار جل گئے پیدلون کو پائمال کرتا ہوا
تیغ برہنہ ہاتھ مین غصہ بات بات مین طرف سکندر و سوسن کے جاتا ہی کلمات بھی زبان پر بیہودہ
پکارتا ہوا کیون بی سوسن زبان درازی کیا ہوئی اب سحر نہین کرتین کیا ہوگیا دیکھا تمنے ایک سحر مین ہمنے
سب کو بیکار کیا جواہر کا کلیجہ پھٹ گیا اپنی فراست سے دریافت کیا کہ ساحر نے آکر سحر کر دیا سب اسی
سحر مین مبتلا ہین گرفتار زندان بلا ہین بات تک نہین کر سکتے کیا تعجب ہی کہ یہ پاس سے شاہان طلسم
کے آیا ہو اُنکو خبر ہو گئی ہو گی اُنھون نے یہ شعبدہ کیا کہ اس ساحر زبردست کو بھیجا اسنے آکر یہ فساد
برپا کر دیا یہ سوچکر کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا چہرے پر لگایا ایک ساحر زبردست کی شکل بنکر
تیار ہوا کلاہ زرین سر پر لباس عمدہ جسم مین ایک بڑی سی جھولی اُسمین اسباب سحر بھرا ہوا ایک نخل پر
چڑھ گیا دل مین سوچا کہ یا تو جان دی یا اس بجیا کو مارا یہ سوچکر بلندی پر نخل کی گیا دل کو مضبوط کرکے
اسطرح کودا کہ دیکھنے والا سمجھ جاے کہ آسمان سے اُڑتا ہوا آیا ہی پکارتا ہوا بھائی صاحب ٹھہر جائیے
دیکھیے شاہون نے کیا لکھا ہی آپ نے بہت دیر کی اب تامل نہ فرمائیے جو اسمین لکھا ہی اُسپر عمل کیجے
خود شاہزادے آتے تھے ہمسے فرماتے تھے کہ ہمارا خیر خواہ براے قتل سکندر و سوسن گیا ہی طلسم
مین تیاریان ہین دوکانین رنگی گئی ہین شہر آئینہ بندی اہالیان رعایا ہر وقت انتظار مین ہین کہ دشمنان
شہنشاہ کے سر آتے ہین خیر خواہان دولت لباس فاخرہ پہنے ہوے پھر رہے ہین کہ خبر فتح و ظفر ملے اسلیے
عہد ہین سوسن کے نام سے سب کو نفرت ہوگئی ہی ایک ایک کا یہی قول ہی کہ اُسنے بڑی دست اندازی کی
باغ ویران سے چرا کر سکندر کو لیگئی شاہ خسار نے بڑے اہتمام کیے ہین کہ جس روز سوسن کا سر آے
مین جشن عالی ترتیب دون تمام اہالیان شہر کی دعوت کرون سمر جنگ نے جو یہ باتین سُنین یا تو سر
کاٹنے سکندر کا چلا تھا ہیکل ایک طرف زمین مین پڑی ہی اسنے کہا ای برادر تم سچ کہتے ہو مجھسے دیر ہوئی
مگر آتے ہی مین نے سب کو اپنے سحر مین پھنسا لیا بی سوسن نے بڑے انتظام کیے تھے سکندر کو ہیکل
بناکے دی مین نے طائر سحر سامری بُلایا طائر کو دیکھکر سب کے ہوش اُڑے طائر نے ہیکل گلے سے نکال لی

دیکھو وہ سامنے پڑی ہی کسی نے ابھی نہین اُٹھائی ساحر قریب آیا کہا ای وزیر قدرت خداوند حقیقت مین تمنے بڑا
کام کیا تمام طلسم مین مشہور ہو گیا کہ سکندر نے بڑی ہیبت کی ہی تمنے آتے ہی سب کی گردن لی تمھاری
بڑی تعریف ہو گی قریب آکے ہاتھ مین نامہ دیا سرجنگ نے بغور پڑھا اول تعریف لات و منات بعدہ
لکھا تھا کہ ای سرجنگ ہمنے تمکو اختیار دیا یہ ساحر معتبر ہمارا آتا ہی سرسوسن و سکندر اسکے ساتھ
روانہ کرو تم ابھی اُسی مقام پر رہو بلکہ سد باب کرو دشمن اس طرف نہ آنے پائین سرکش سر نہ اُٹھائین
ساحر نے قریب آکر کہا بھائی بغور پڑھ لو ہمکو سرجاہد وکہ ہم جائین تمھارے واسطے خلعت روانہ کرین یہ
کہتے کہتے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدئیے سرجنگ نے گھبرا کے کہا یہ کیا کرتے ہو ساحر نے کہا تمھاری جان
لینے کو آیا ہون یہ کہکے حباب مارا سرجنگ کو بہرچنگ معقول ہوئی ذلت حصول ہوئی منھ کے بل گرا
نعرہ ہوا منم عیار طرار خنجر گذار رہبر و خاندان خواجہ عمرو نامدار عیار پرفن جواہر خنجر زن لپٹ کے
خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک اندھیرا ہو گیا سنگباری برفباری ہوئی بیرون نے غل مچایا کچھ نہ ہاتھ آیا
آخر زمین تھرائی آسمان سے آواز ہیبتناک آئی کشتی مرا نام من سرجنگ جادو بود سکندر نے گھوڑے
سے اُتر کر ہیکل اُٹھا کر پہن لی سوسن کے ہاتھ پاؤن رہا ہوئے تمام ساحر و غیر ساحر خوشیان کرنے لگے
ہر طرف یہی ہنگامہ تھا کہ خداوند شجر نے اپنا فضل کیا سب سرسبز و شاداب ہوے تمام لشکر کو لیکر نوبت و
نقارے بجاتے ہوے زر و جواہر لٹاتے ہوے باغ مین آئے بیرون باغ ملکہ سوسن کا سب لشکر اُترا اندر
باغ کے ملکہ سوسن و سکندر داخل ہوے ملکہ نے کہا ای شہریار اب کیا قصد ہی سکندر نے کہا ملکہ
یہی قصد ہی کہ اب یہانسے کوچ کرین شاہ طلسم پر مقابلے پڑین ای ملکہ سوسن تمنے بڑی خطا کی یعنے
نسیم آتشخو و شاہین بلند پرواز و ملکہ گلشن سحر طراز ہمارے نکل آنے کے بعد کیسے بچھڑ گئے ہونگے یہی
قول ہو گا کہ افسوس سکندر نے ہمارا خیال نہین کیا سوسن نے عرض کی حقیقت مین غفلت تو ہوئی
ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی عرض کی واری عجب معرکہ درپیش ہوا آپ حکم دے آئی ہین آپ کے ملازمان جو
مارے گئے ہین اُنکے دفن کا حکم تھا ہم لاشون کو بھی دفن کرا رہے تھے یکایک آسمان سے ایک طائر
پیدا ہوا مگر طائر کالا ان اُسنے آکر ایک چیخ ماری جلکر گرا اُسکی خاک جو زمین مین شریک ہوئی دریاے رنگ موج
مارنے لگا ایک بونڈلا گرد کا بلند ہوا اُس بونڈلے نے لاشہ سرجنگ اُٹھایا بونڈلے مین لاش لپٹ گئی ایک
طائر آواز دیتا تھا ای دشمنان طلسم نور افشان تم لوگون نے بڑا غضب کیا وزیر طلسم کو مارا دیکھو تو کیا بلا
نازل ہوتی ہی سوسن نے کہا ان باتون کا کیا ڈر ہی یہ ہم جانتے ہین کہ جو کام کرینگے دونون کو خبر پہونچیگی اگر
وہ بھیا ایسے نہ ہوتے تو طلسم نور افشان پر قبضہ کیون کرتے اُنکو ضرور خبر پہونچیگی جو اُنکو منظور ہو گا وہ کرینگے
ہم خود اُنکے سر پر لشکر کشی کرکے جاتے ہین جیسا کچھ ہو گا دیکھا جائیگا مگر حقیقت مین سحر العجائب و مصر الفرائب
تخت پر بیٹھے تھے کہ وہان تمام وزیر و مشیر جمع ہین کہ طائر آسمان پر آکر چمکا پُکار کر آواز دی ای شاہان طلسم
نور افشان سرجنگ جادو ہاتھ سے جواہر خنجر زن عیار کے مارا گیا لاشہ اُسکا ملازم لیکر آتے ہین
یہ سنتا تھا کہ دونون بھائی گھبرائے پُکار کر آواز دی ای حاضرین سُنا تمنے ایسا ساحر مارا گیا کہ مابدولت کو قلق
ہوتا ہی ایسے جانباز سرفروش جو حکم کے مطیع جو کہا وہی کیا مگر اس مکار نے نہین معلوم کیا عیاری کی کہ سرجنگ
سنبھل نہ سکا اپنی جان نہ بچائی سحر العجائب نے آواز دی او طائر سچ بتا کہ یہ کیا معرکہ گذرا کس عیاری پر

جواہر نے اُسکو مار لیا دہ تو بڑا جہاندیدہ کار آزمودہ تھا قریب تھا کہ طائر بیان کرے پردن کو کھولا کہ
رونے پیٹنے کی آواز آئی دیکھا ملازمان سر جنگ لاشہ لیے ہوے شکست خوردہ حیران و پریشان روتے ہوے
سامنے آکر پہونچے طائر نے آواز دی اب سرکار انسے پوچھ لین اب ہمکو نہ تکلیف دیجیے یہ کہکر طائر جلگیا مگر
ملازمون نے عرض کی حضور جیسے یہ بہادر تھے سحر مین طاق شہرہ آفاق ایک سحر مین بیس ہزار ساحر و غیر ساحر
کو چپ کر دیا بی سوسن ساری زبان درازی بھولین سکندر کا گھوڑا چلتے چلتے رہگیا یہ کامل و اکمل تیغہ لیکر
چلا کہ سب کے سر کاٹلون سو و سو کو پائمال کیا یکایک ایک ساحر آپ کا بھیجا ہوا پہونچا آسمان پر سے
اُترا اُسنے آکر مار لیا بی سوسن و سکندر کے ہاتھ پانون کھلگئے بیس ہزار ساحر جا تو بیکار کھڑے تھے
یا اُنکے ہاتھ پانو کھلے جھٹتے ہی قیامت برپا کر دی ہم لوگون نے یہی مناسب جانا کہ لاشہ لیکر بھاگ نکلے
راہ مین سُنا کہ جو ساحر وہان رہگئے اُنھون نے سامری و جمشید کو برا کہا اُنکو شجر پرست ہونا پڑا اب انکی
جان بچی اب لشکر مین چہل پہل ہے باغ بی سوسن پر بہار ہے ساحر باہر اُترے ہین سامان جنگ مہیا ہے اندر باغ کے
ساتھ سکندر کے عیش کر رہی ہین حکم نہین کہ کوئی غیر اندر آئے سحر العجائب و مصر الغرائب یہ سُنکر
دنگ ہوگئے کہا یارو اصل یہ ہے کہ ستارہ دشمنون کا اوج پر ہے خیر کہان جائینگے کہو یارو کوئی بھی ایسا ہے
کہ سکندر و سوسن کو گرفتار کرکے لائے شمس جادو ایک ساحر زبردست ہے اُٹھ کھڑا ہوا عرض کی اے
شہنشاہ طلسم نور افشان مجکو حکم ہو تو دشمن کو جاکر گرفتار کرکے لاؤن سوسن بیچاری سحر کرنا کیا
جانے سکندر کو کیا لیاقت ہے جو کچھ کیفیت ہوگی آپ پر کھلجائیگی دونون بھائیون نے حکم دیا اے شمس جادو
جرأت و لیاقت تمھاری مثل آفتاب کے روشن ہے جسقدر لشکر چاہو ساتھ لو فوراً روانہ ہو جاؤ عرض کی لشکر
کی غلام کو کیا ضرورت ہے جاتے ہی آگ برسادونگا سوسن و سکندر کو گرفتار کرلونگا جس طرح جاتا ہون
اسی طرح چلا آؤنگا سحر العجائب و مصر الغرائب نے کہا تمھاری شان کے سراسر خلاف ہے تنہا جانا
مناسب نہین کم سے کم تین لاکھ جادوگر ساتھ لو انکے شمس اسقدر فوجین ہین کہ اگر دس لاکھ روز مارے جائیں
کبھی فتح نہ پائین تو ہم دس برس لڑین اور ہمارا وزیر اکیلا جائے بڑے تعجب کی بات ہے شمس نے کہا
تین لاکھ کو تکلیف نہ دیجیے اگر آپ کا حکم ہے اور سرکار کو یہی منظور ہے تو ساٹھ ہزار ساحر کافی ہین اُسی وقت
فوج خاص سے ساٹھ ہزار ساحر تیار ہو کر آئے شمس تخت پر سوار ہوا ڈنکے پر چوب پڑی اس گردفر سے
برائے مقابلہ سکندر جاتا ہے اسکا ذکر جلد ثانی مین تحریر ہوگا حقیر کج مج زبان زلہ ربائے خوان نعمت
شاعران باہنر منشی احمد حسین قمر عرض کرتا ہے بخدمت ناظرین والا مقام و سامعان بلند احتشام دست بستہ
عرض پیرا ہے کہ جہان کہین حقیر سے سہواً خطا ہوئی ہو اپنی جلالت سے اُسکو چھپا لین سامنے صاحبان
عیب جو کے ظاہر نہ ہو کہ حقیر کو نشانہ تیر اعتراض کرین خلعت تحسین دینے مین بھی اغماض کرین واضح رہے کہ
صاحبقران زمان ابلیس خود پرست کو قتل کرکے بفتح و فیروزی طرف طلسم نور افشان کے چلے ہین
اب راہ مین مقابلہ پڑنا سالوس غمیدہ باز برادر ابلیس سے و برادر زود رفت تیز رفتار کمند انداز
سے عیاران خواجہ عمرو سے اور پہونچنا حیرت کا تا بہ قلعۂ ہوشربا اور مقابلے ملازمان لاچین سے
اور خروج کرکے آنا شاہ بنگالہ مغرور جادو کا و دیگر حالات دوسری جلد مین بتصریح لکھے جائینگے بعد
مقابلہ بسیار گرفتار ہونا سکندر کا اور پہونچنا قید انکی اُس باغ ویران مین و رہائی قہار سپہر بہن

کہ باغ ویران مین قید ہی بد د جلیسہ مردار خوار ہمشیرۂ خبیثہ کرمخوار اور قتل ہونا ساحران سحر العجائب و مصر الغرائب کا ہاتھ سے جلیسہ کے اور چڑھکر جانا خبیثہ کا بقہر و غضب تمام قہار پر اور عیاریان صمصام پسر او ہام کی اور قتل خبیثہ کرمخوار از دست عیار مذکور اور جملہ حالات داستان ہاے رنگین و حالات فصاحت آئین اس جلد ثانی مین بڑے لطف سے تحریر ہونگے یقین ہی کہ ناظرین والا مقام خلعت تحسین و آفرین سے دریغ نہ فرمائین اس کم مایہ کی آبرو بڑھائین ہو والسلام

تاریخ طبع زاد مصنف در صنعت توشیح یعنی از سر ہر مصرع یک یک حرف بگیرند تا تاریخ سنہ ۱۳۱۳ ہجری واضح گردد

قمر شکر خلاق شمس و قمر	نہال تمنا ہوا بار ور	گردن سجدۂ خالق خاص و عام	ہوا جلد اول کا خوب انجام
ہر اک جا یہ کیا خوب جہرے لکھے	عروس مضامین کے سہرے لکھے	اٹھا شور یہ جان بیتاب سے	جگایا ہی فتنے کو پھر خواب سے
مضامین نو کی رہی جستجو	تر و تازہ ہی گلشن آرزو	ہوا جلد اول کا جب اختتام	کہ مشتاق تھے ناظرین خاص و عام
یہ ہی التجا اہل انصاف سے	جو ناظر لکھے جلد کو یا پڑھے	محبت کا بھی لطف سے دم بھرین	پئے عیب کی عیب پوشی کرین
مسجع مقفے عبارت لکھی	تصور رہے اسکا پڑھنے مین بھی	ہی سن مین صنعت کی تاریخ ہی	سنا ہمنے شوکت کی تاریخ ہی

ایضاً تاریخ ہذا در حروف منقوطہ

ہوئی جلد اول جو ختم اى قمر	دکھائے طبیعت نے کیا کیا ہنر	ہوئی ختم تاریخ کی جستجو	رہی دلمین منقوط کی آرزو
	بہار مضامین کا آیا خیال	ہوئے غش جو سالار علم و کمال	

قطعہ تاریخ طبعزاد اکمل الکملا و افصح الفصحا و ابلغ البلغا نواب مرزا مہدی حسن خان صاحب متخلص بہ رفعت شاگرد رشید جلال لکھنوی

مرے مہربان منشی احمد حسین	تخلص قمر شاعر و قصہ گو	کیا خوب تصنیف اک قصہ وہ	ہوا اب یہ منظور وہ طبع ہو
	کہا دل نے رفعت یہ سال طبع	عجب فتنہ ہی نور افشان لکھو	

از نتیجۂ فکر حقیر سراپا تقصیر سید حسن عباس متخلص بہ خیال شاگرد و برادر زادۂ جناب حکیم سید ضامن علی صاحب جلال لکھنوی

جو ہین منشی احمد حسین مکرم	قمر سا تخلص ہی جن نامور کا	وہ دفتر انھون نے لکھا ہی کہ سنکر	اڑے ہوش ہر ایک فرد بشر کا
مقفے مسجع عبارت لکھی ہی	اب آگے ہی انصاف اہل نظر کا	عجائب مضامین رنگین لکھے ہین	جہان ہی بیان اسمین شام و سحر کا
	خیال ایک عالم کو مرغوب ہوگا	زہی قصہ نور افشان قمر کا	

ایضاً

کیا خوب یہ لکھا ہی قمر نے دفتر	جسکی تحریر ہی دل افروز جہان	لکھدو تم اسکے طبع کا سال خیال	نایاب چھپا یہ فتنۂ نور افشان

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

بعد حمد کردگار و نعت جناب رسول مختار یعنی جناب محمد مصطفی شفیع روز جزا و منقبت حیدر کرار صاحب ذوالفقار علی ابن ابیطالب وصی رسول ایزد غفار و محامد ائمہ اطہار علیہم الصلوۃ والسلام کے صاحبان رنگین طبع کو واضح ہو کہ بعد اشاعت پذیر ہونے ہر ہفت جلد طلسم ہوشربا کے ہر شخص طالب اس امر کا تھا کہ قتل افراسیاب کے بعد ملکہ حیرت کا کیا مآل ہوا اور کوکب مالک طلسم نور افشان کا کیا حال ہوا - اگرچہ یہ حالات بڑے طول وطویل ہین اور صدہا معرکہ اور بڑی بڑی لڑائیان اسمین واقع ہوئی ہین کہ نصف داستان امیر حمزہ صاحبقران اسکو تصور کرنا بھی کم ہی اور اسکا انصرام اور طلسم فتنۂ نور افشان کے طبع کا پورا انتظام بہت کچھ صرف زر خطیر اور اہتمام کثیر چاہتا تھا لیکن شائقان بلند حوصلہ کے استبداد سے جناب معلی القاب امیر المعظم رئیس المفخم مہر منیر سپہر عزت و اجلال شمع کاشانۂ دولت و اقبال جناب منشی پراگ نرائن صاحب دام اقبالہ وزاد اجلالہ جناب منشی نولکشور صاحب سی - آئی - ای مرحوم و مغفور کے یادگار مالک مطبع اودھ اخبار نے اپنی عالی ہمتی سے اس مہم سترگ کا انصرام منظور فرمایا اور جناب بلاغت مآب گوہر بحر سخندانی غواص محیط سحر بیانی مشہور زمانہ اُستاد یگانہ معدن جواہر علم و ہنر جناب منشی میرزا احمد حسین صاحب تخلص بقمر کو یہ کام سپرد کیا - فی الواقع جناب قمر کا زیر فلک اور بالاے زمین کوئی مثل و نظیر نہین ہی - فن انشا پردازی اور نثر نگاری مین یہ اُستاد مسلم الثبوت ہین - داستان گوئی تو ان حضرت نے براے تفریح طبع امراے عالیشان بحر اختیار کی ہی ورنہ انکا اصلی کام مداحی خیر الانام اور ثنا طرازی اہلبیت کرام ہی جسکی وجہ سے اگر انکو ثانی دعبل خزاعی کہین تو زیبا ہی اور سحبان وقت کہین تو بجا ہی صدہا نثر نظم محامد اور مصائب اہلبیت مین ان حضرت سے یادگار ہین جنمین سے ایک کا بھی جواب اچھے اچھون سے دشوار ہی - یہ جودت طبع داستان سرائی مین جو ان حضرت سے دیکھی جاتی ہی محض بطفیل مدحت رسول و اولاد بتول ہی - ان مقبولان بارگاہ صمدیت کی نظر شفقت انپر ضرور ہی جبھی تو یہ حضرت ہر دل عزیز اور اُستاد مانے جاتے ہین - الغرض ان حضرت نے جیسا انکا نام ہی ویسا ہی کام کیا اور بڑی عرق ریزی اور جانگاہی سے اس طلسم فتنۂ نور افشان کو مرقع مانی و بہزاد بنادیا - سابق مین انھین حضرت کی تصنیف سے ۷ جلدین طلسم ہوش ربا کی اسی مطبع سے شائع ہو چکی ہین اگرچہ حضرات اُسکے حد سے زیادہ ثنا خوان ہین مگر اس طلسم کے ملاحظہ سے معلوم ہوگا کہ کسقدر اسمین جدت بیانی ہی کیون نہو وہ نقش اول تھا یہ نقش ثانی ہی - رزم و بزم وصال و فراق جس رنگ کو بیان کیا ہی فصاحت کے دریا بہائے ہین جو معرکہ کسی نے آج تک نہ سُنے تھے وہ سُنائے ہین - خلاصہ یہ کہ اس طلسم کی بڑی بڑی تین جلدین ہونگی منجملہ اُنکے یہ جلد اول طلسم فتنۂ نور افشان مطبع نامی و گرامی مشہور نزدیک و دور منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین بماہ - اکتوبر ۱۸۹۵ء مطابق ماہ ربیع الآخر ۱۳۱۳ ہجری طبع ہو کر ہدیۂ ناظرین باتمکین ہوئی اور جلد دوم و سوم عنقریب ملاحظۂ شائقین مین گذریگی -

قصۂ گوپی چند بھرتھری -
لطائف ہندی چٹکلے اور لطیفے مصنفہ لالہ دیبی پرساد -
قصۂ سور جہور حصہ اول - از منشی چرونجی لال -
قصۂ چہار گلزار - از منشی ہرگوپال -
ریاض تحقیق نادر - اردو شرح سکندر نامہ بری مصنفہ
ماہر علوم جناب مولوی عبد المجید صاحب متوطن بیلی بھیت -
جامع و مکمل کوئی شرح ایسی تیار نہین ہوئی -

قصہ جات نظم

الف لیلہ منظوم - کی متفرق جلدین حسب ذیل فروخت ہین
ہین - جلد اول فروخت ہوگئی -
ایضاً - جلد دوم از منشی طوطا رام شایان کاغذ سفید
ایضاً - جلد سوم ترجمۂ منشی طوطا رام شایان ؍
ایضاً - جلد چہارم از منشی شادی لال کاغذ خاکی
مجموعۂ قصص با تصویر شامل پانچ قصہ (۱) قصۂ سوداگر بچہ
(۲) قصۂ ماہی گیر (۳) قصۂ جمجمہ (۴) قصۂ منصور (۵) قصۂ شاہ روم
قصۂ سوداگر بچہ -
قصۂ ماہی گیر -
ناٹک ہمت عالی - معروف بہ گل بکاولی حصۂ اول مولفۂ
مولوی الٰہی بخش صاحب ٹھٹیل رنگین
قصۂ ماہ رمضان - از عبد اللہ خان -
قصۂ قاضی جونپور - حمق و عقل کا امتحان -
قصۂ جمجمہ -
قصۂ شاہ روم - با تصویر -
قصۂ شیخ منصور - از شیخ منصور - از شیخ احمد تخلص بہ رسا -
انوار سہیلی - اردو نظم مین جلی قلم کاغذ سفید مکمل کامل دو جلدین
سنگھاسن بتیسی منظوم - از منشی بکھن لال -
گلزار ابراہیم - قصۂ حضرت ابراہیم ادہم -
چشمۂ شیرین - قصۂ شیرین و فرہاد -
جوگن نامہ - از میان باطن اکبر آبادی -
ایجاد رنگین - حکایات و نصائح از رنگین دہلوی -

مجموعہ چوہے نامہ و بلی نامہ و افیونی نامہ - از منشی بنی رام
پدماوت اردو - ترجمہ از فارسی شعریہ شعر ملک محمد جائسی -
پدماوت اردو - از عبرت و عشرت -
فسانۂ عجائب منظوم - از منشی بھولا ناتھ -
تلمذ من اردو -
ہدیۂ انتظار - از مولوی ممتاز علی -
قصۂ حاتم طائی منظوم -
قصۂ عابد و شیطان موعظت آمیز کاغذ خاکی -
شیرین خسرو - با تصویر -
ایضاً - بلا تصویر مطبوعۂ غیر -
بنجارہ نامہ - از نظیر اکبر آبادی -
لیلیٰ مجنون - از میر تقی ہوس -
بہار دانش - اردو منظوم از طپش -
مجموعۂ قصۂ سپاہی زادہ - شامل بارہ قصہ (۱) قصۂ
سپاہی زادہ (۲) چار باغ رنگین (۳) قصہ محمود شاہ (۴)
قصۂ سوداگر بچہ (۵) عاشق کا جنازہ (۶) قاصد نامہ (۷)
ہنس نامہ (۸) تندرستی نامہ (۹) دکھ سکھ نامہ (۱۰) دولت نامہ
(۱۱) بھونچال (۱۲) رنگین نامہ -
شاہنامہ - اردو با تصویر از منشی مولچند -
طلسم شایان - ترجمۂ داستان امیر حمزہ -
بکٹ کہانی - از الٰہی بخش -
سراپائے تصویر غم - از منشی اشرف علی مست -
قصۂ گلزار نظم مصنفہ منشی مادھو رام -
باغ عاشق - قصۂ گل و صنوبر -
گلدستۂ شجاعت - ترجمۂ اردو نظم سکندر نامہ بحری و
بری از مولوی غلام حیدر گویا موی -
سراپائے پیری - از منشی ناصر علی -

ناول مرغوب دل

فسانۂ آزاد کامل ہر چہار جلد مصنفہ پنڈت رتن ناتھ سرشار
یہ تمام ہندوستانی ناولون مین ایک دلچسپ اور مشہور افسانہ ہے

اور متفرق جلدین بھی بنا بر فروخت ذیل مین درج ہین۔
۱۔ جلد اول
۲۔ جلد دوم
۳۔ جلد سوم
۴۔ جلد چہارم

فسانہ آزاد جلد ثانی و جلد ثالث کے ماہواری رسالہ بھی علٰحدہ علٰحدہ متفرق طور پر فروخت کے لیے موجود ہین۔
۱۔ جلد ثانی من ابتداے ماہ جولائی ۱۸۸۰ء لغایت ماہ دسمبر ۱۸۸۰ء و اپریل ۱۸۸۱ء سے لغایت ماہ دسمبر ۱۸۸۱ء کاغذ سفید فی رسالہ
۲۔ جلد ثالث۔ من ابتداے ماہ مارچ و ماہ مئی و جون و جولائی و ستمبر ۱۸۸۲ء لغایت ماہ نومبر ۱۸۸۲ء کاغذ سفید فی رسالہ
۳۔ جلد ثالث بابت ماہ دسمبر ۱۸۸۲ء۔

سیر کوہسار۔ کامل در دو جلد مصنفہ پنڈت صاحب موصوف
جام سرشار با تصویر۔ جسکا پہلے نام فسانہ جدید تھا بتصرف ثانی پنڈت صاحب موصوف چھپا۔

فسانہ جدید کے متفرق رسالہ ماہواری بابت ماہ جون و اگست لغایت دسمبر ۱۸۸۰ء علٰحدہ علٰحدہ فی ماہ۔

طلسم خیالات یعنے افسانہ بنگ وجیتیا۔ اولاً اس ناول دلپذیر کو بابو رمیس چندر دت سی۔ ایس۔ سویلین بنگال نے جو ایک مشہور ناولسٹ ہین زبان بنگلہ مین تصنیف کیا تھا اب منشی ہردیال صاحب سری واستو یہ متوطن سرون نگر ضلع ہردوئی نے زبان اردو مین بہت فصیح و بلیغ ترجمہ فرمایا۔

فسانۂ سوزن عشق۔ ترجمۂ ناول سیمسٹرس مترجمہ پنڈت بشمبر ناتھ صاحب سرشتہ دار عدالت فیض آباد۔ عجیب قصہ دلچسپ ہی جو لایق دید ہی۔

فسانہ الہ دین دیلی۔ ترجمۂ ناول اسٹار آف منگریلیا مترجمۂ منشی محمد امیر حسن صاحب رئیس قصبہ کاکوری ضلع لکھنؤ تحصیلدار راٹھ ضلع ہمیرپور بہ اضافۂ تصاویر بمناسب مقام۔ اس ترجمہ کی عبارت ایسی دلچسپ ہی جو سواے مطالعہ کے زبان قلم سے ادا نہین ہو سکتی۔

دیگز و نسیڈا ترجمۂ ناول وی دہر دولف ترجمۂ منشی محمد امیر حسن صاحب موصوف یہ ناول نہایت عمدہ قابل دید ہی کاغذ سفید گندہ
ایضاً۔ حسب مراتب بالا کاغذ رسمی۔

مجموعۂ افسانۂ دلپذیر۔ ترجمۂ کتاب ٹیلس فرام اس قصہ سے بہت سے نتائج سودمند نکلتے ہین۔ مولوی احسان الدصاحب وکیل عدالت منصفی بانس گانون ضلع گورکھپور سے بڑی قابلیت سے ترجمہ کیا ہی۔ لطف یہ کہ ہر ایک قصہ کی لوح و ہندسہ و خاتمہ بھی جداگانہ ہی کاغذ سفید

دام محبت۔ ترجمۂ ناٹک مسمی بچپہ او داباوٹ وتھنگ مترجمۂ لالہ سیتا رام بی۔ اے اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس قسمت آلہ آباد

بھول بھلیان ترجمہ ناٹک کمیڈی آف آرس مترجمۂ لالہ سیتا رام موصوف۔

لعبت فرنگ مسمی بہ افسانۂ نادر الحقیقت اس فسانہ ہر دل عزیز کو کتاب بر ونز اسٹیچو اور جنبز گس سے منشی عدیم النظیر خوش تقریر جناب منشی رام نرائن صاحب نے ترجمہ فرمایا۔ عجب دلچسپ قصہ اور عبارت ہی اگر اسکے عنوان بھی کوئی صاحب ملاحظہ فرمالین پھر کیا ممکن کہ بغیر تمامی کتاب دل کو چین پڑے۔

قصہ حاجی بابا اصفہانی ترجمۂ کتاب ایڈونچرز آف دی حاجی بابا آف اصفہان مصنفہ کپتان موریر صاحب مشہور سیاح ممالک ایران مترجمۂ مولانا مرزا حیرت دہلوی۔ نہایت عمدہ ترجمہ ہی جو لایق دید ہی۔

مفید خاص و عام۔ ملقب بہ لقب حرکت مجنونانہ معروف بہ انتخاب کمالات زمانہ جسکو منشی گوپال نرائن اسکالر کالج بنارس ملازم محکمۂ کلکٹری جونپور نے بعض ترقی علوم و فنون تدوین و تالیف فرمایا۔ فی الحقیقت یہ ناول عجب مسائل حکمیہ پر مبنی ہی جس سے علاوہ لطف مضامین کے بڑے بڑے نتائج سودمند کا سبق ملتا ہی۔